فہرست داستانہاے بالا باختر جلد سوم

داستان [illegible] صاحبقران

تمام زمانہ پر واضح ہے کہ داستان امیر حمزہ [illegible] وادی ناپیدا کنار ہے جسکی بالا دوی مین پیک خیال بھی معترف بہ عجز و قصور ہے جن حضرات شائقین [illegible] داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ کما حقہ واقف و آگاہ ہین کہ یہ داستانین برسون مین بھی تمام نہین [illegible] ف ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی نے جوان داستانون کو واسطے تفریح [illegible] جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اسقدر وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف فرمایا کسقدر جانکاہی کی [illegible] داستان کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کئی جلدون پر مشتمل ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
[illegible]	[illegible]	۱	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	"

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہوکر ملاحظۂ ناظرین ہوئین۔ خریداران اسکے طبع کی نوبت آئی اور نوشیروان نامہ جلد اول و ایرج نامہ جلد اول اور کوچک باختر طیار ہو ... و باقی جلدین بھی انشاء اللہ جلد تر ہدیۂ شائقین ہونگی چنانچہ منجملہ جلدہای مذکورہ بالا کے یہ دفتر بالا باختر جو داستان کا [illegible] اور جسکو

بلبل ہزار داستان شاخسار بلاغت گل سرسبد چمنستان فصاحت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب مہتمم مطبع نولکشور بڑی محنت و شفقت سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

باراول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

اکتوبر ۱۹۰۲ء

اعلان داستان طلسم ہوشربا از طرف کارپردازان مطبع

داستان امیر حمزہ صاحبقران سے تمام زمانہ کے لوگ واقف و
آگاہ ہین کہ یہ ایک بحر زخار اور دریاے ناپیدا کنار ہے جسکی منتہا تک
شناوری وہم و خیال کا پہونچنا نہایت امر دشوار ہے سواے اس
داستان سحر بیان کے اور کسی قصہ و افسانہ مین اسطرح کی دلچسپی
نہین ہے کہ اگر اسکی کسی داستان کا شروع سماعت مین گذرے
پھر تا تمامی داستان پہونچے دل کو چین نہین پڑتا مصنف اس
داستان کے علامہ و فہامہ خبیر باتدبیر مشہور آفاق حضرت ابو الفیض
فیضی اثار اللہ برہانہ ہین جنھون نے بزبان فارسی اس داستان
کو واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عرقریزی
اور جانکاہی سے تصنیف فرمایا - جبسے آج تک اس داستان کو
ایسی ترقی روز افزون ہوتی گئی اور ایسی پسندیدہ خلائق
ہوئی کہ ہر شخص اسکے سننے کا بدل مشتاق رہا - لیکن چونکہ یہ داستان
عظیم الشان بزبان فارسی تھی اور بوجہ عزیز الوجود ہونے کے
سواے کتبخانہ شاہی یا امراے ذوالاقتدار کے دستیاب ہونا
اسکا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص [illegible] تا اسکے مطالعہ سے بہرہ یاب
نہو سکتا تھا - البتہ کچھ چیدہ چیدہ ارباب شوق نے اس داستان
کو جابجا سے یاد کیا اور بطور پیشہ داستانگوئی کے اسکو بیان
کرنا شروع کیا - اس صورت مین بھی علی العموم اس داستان کے
تمام و کمال سننے سے حضرات کم پایہ فرحت اندوز نہو سکتے تھے اور
سواے چند امرا و اصحاب ذی مقدرت کے اسکا بیان عام طور
سے غیر ممکن تھا کیونکہ بار مصارف داستانگو کا متحمل ہونا ہر شخص
کے اختیار مین نہ تھا - علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزہ صاحبقران
از ابتدا تا انتہا اسقدر طولانی ہے کہ اگر اس داستان کو تفریح طبع
کے لیے روزمرہ دو تین ساعت خاص ایک وقت مقررہ پر
بموجب طریقہ داستانگوئی کے کوئی صاحب داستانگو کی زبان
سے سننا چاہین اول سے آخر تک تو بلا مبالغہ بیس برس
مین بھی تمام نہو اور اسکو ہزارہا روپیہ کا صرف درکار ہو -
اب زمانہ کو ناز کرنا چاہیے کہ اس داستان عظیم الشان کے
کل دفترون کا بہم پہونچانا اور ان سب کا بصرف زر خطیر عمدہ عمدہ
داستانگویون اور شاعرون کی معرفت بزبان اردو شستہ و رفتہ
محاورۂ اہل مذاق مین ترجمہ کرانا اور پھر بعنوان پسندیدہ طبع کرا
...امی ممالک مین اشاعت دینا اور کوڑیون کے مول مین اس گنج
...بحر ان کی تمام شائقین عالی پسند کو سیر کرانا مالک مطبع اودھ اخبار
یعنے امیر والا ہمم رئیس باخلق و کرم عالیشان رفیع المکان فیض
الاحسان مشہور شہر و دیار جناب منشی نولکشور صاحب
سی - آئی - ای نے اپنی ذمہ ہمت عالی نہمت پر لیا اور ہزار ہا
ہزار شکر درگاہ قاضی الحاجات کہ اتنے بڑے امر بزرگ اور کار شگرف
کا انصرام بھی ہوگیا - یعنے اکثر دفتر حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو
کر شائقین ہوگئے اور باقی دفترون مین سے کچھ زیر طبع مین
اور چند دفترون کا ذخیرہ موجود ہے کہ انکا اہتمام طبع ہو رہا ہے - انشاء
اللہ تعالی تھوڑی مدت مین اس داستان کے کل دفتر طبع ہو کر ہدیہ
ناظرین باتمکین ہونگے اور تمام عالم ان داستانون کی سیر سے محظوظ
و مسرور ہوگا - اب معلوم ہو کہ داستان امیر حمزہ ...
آٹھ دفتر ہین اور اکثر دفترون کی کئی کئی جلدین اور بعض جلد کے
بھی بوجہ ضخامت دو حصہ ہین - اس تفصیل سے دفتر اول
نوشیروان نامہ دو جلدین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد
مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ
دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوشربا سات جلد مین دفتر
ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد
مین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین - اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا
جو سات جلدون مین ہے اسکی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیر کے دو حصہ
پر منقسم ہے - یہ امر بھی مسلم الثبوت ہے کہ کوئی شخص ادنی - اعلی
غریب - امیر تمام زمانہ مین تلاش کرنے سے بھی ایسا دستیاب نہوگا
جو داستان امیر حمزہ صاحبقران کے سننے کا دل سے مشتاق نہو - مگر
علی العموم ہر صاحب جو اس داستان کی سماعت سے بہرہ یاب نہو سکتے تھے
یہی باعث تھا کہ یہ داستان معرض طبع مین نہ آئی تھی اور سواے کتبخانہ
رئیسان یا زبان داستانگویان کے اسکا وجود مثل عنقا کے ناپید تھا
اب ہر شخص گھر بیٹھے اسکی سیر کر سکتا ہے اور عالم تنہائی مین دل بہلا سکتا ہے

پکو اب پا بھیجے شاہزادہ خاور سیاہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمکو ہمسے محبت ہی تو ہماری خوشی یہ ہو کہ اب تم کفر و کافری اور لقا پرستی
کلمہ پڑھو اور دین اسلام قبول کرو ملکہ نے کہا اے شہریار اول تو شعر ام حق کے جتنے مذہب ہین مطلب ہو کر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا
دوم یہ کہ تیرا فرمانا تیری خوشنودی خاطر مجھے از جملہ واجبات اور بجا لانا منظور ہی پھر وہ کلمہ ارشاد کر جسے پڑھکے مین مشرف باسلام ہون ملک
قاسم نے کلمہ شہادت تلقین کیا اور ملکہ تمام اپنی ہمنشینون اور مصاحبون اور لونڈیون باندیون سے بصدق دل کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگئی
اور اب دونون عاشق و معشوق بہ اتفاق باہم ایک مسند پر ہمدگر اور ہم آغوش بیٹھے مصروف عیش و نشاط ہوتے ہین

بیان احوال اول حال شاہزادہ با اقبال بدیع الزمان گردلشکر شکن کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ جسوقت ستارہ بن عمرو نے حسب الدعاے قاسم شاہزادہ بدیع الزمان سے جاکر ابلاغ پیام کیا شاہزادہ بدیع الزمان اسی وقت
اپنے مرکب گلگون باختری پر سوار ہوکے یکہ و تنہا سمت دربند جالندریہ روانہ ہوا اور بعد طی مراحل اور قطع منازل دربند جالندریہ
مین پہونچا از بسکہ دن تمام ہوچکا تھا اور شام قریب تھی اُسی باغ کی سیر کرتا ہوا بیش خود یہ تجویز کرکے کہ ذرا یہان بیٹھکر دم لے لون تو پھر آگے
بتلاش قاسم چلون زیر دیوار قصر گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور شاہراہ انتظار شاہزادہ قاسم نامدار مین نگران و حیران بیٹھ گیا حسب اتفاق
وہان ملک قاسم جو دریچہ قصر کھولے جنگل کی کیفیت اور فضا دیکھ رہا تھا ناگاہ نگاہ ملک قاسم کی جانب شاہزادہ بدیع الزمان جا پڑی
اور قاسم نے بغور دیکھا کر ایک لونڈی سے ملکہ کی کہا کہ تو جاکے اس جوان زمرد پوش کو جو ابھی آکے یہان بیٹھا ہی یہ کہہ کہ تیرے آقاے
ولی نعمت نے تجھے یاد کیا ہی جلد اُٹھکر میرے ہمراہ چل وہ لونڈی بموجب حکم قاسم کے بیرون قصر نکلی اور زیر دیوار جاکر عظمت اور
جرأت و شوکت و شان اور پوشاک شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت کھڑی ہو رہی سلام تو کیا
گو خاموش جرأت بات کرنے کی اور کچھ کہنے کی نہین کر سکتی تھی شاہزادہ بدیع الزمان نے اُسکو اپنے سامنے صم بکم مٹی کی تصویر
کھڑی دیکھکر پوچھا کہ نیکبخت تو کون ہو اور میرے پاس تو کیون آئی ہی اُس لونڈی نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ باندھکے عرض کی
کہ حضور مین کچھ عرض نہین کر سکتی ایک جوان لال پوش ہماری ملکہ عالم کے یہان بطور مہمان کے کہین سے آیا ہی اُسنے آپ کو دیکھکر
مجھسے کہا کہ یہ شخص جو زمرد پوش زیر دیوار آکے بیٹھا ہی اُس سے یہ کہو کہ تیرا آقاے ولی نعمت یاد کرتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان یہ
تقریر اُس لونڈی کی سنکے خوب قہقہہ مارکے ہنسا اور لونڈی سے کہا کہ نیکبخت کوئی آقا کسی کا اپنے غلام کے خوف سیاست سے کبھی
کہین نہین بھاگ کر جاتا ہی یہ لال پوش میرا غلام ہی اکثر خطائین ایسی اس سے وقوع مین آئین کہ میرے ڈر سے بھاگ کر یہان تمھاری
ملکہ کے دامن مین آکے چھپا ہی مین اسی کی تلاش مین پھرتے پھرتے یہان سراغ پاکے آیا ہون تو اُس سے جاکے کہدے کہ اگر تو اپنی
عزت اور حرمت چاہتا ہی تو اب جلد یہان چلا آ اور میرے قدمون پر سر اپنا رکھکے عذر کر مین تیرے جرم و قصور سب معاف کر دونگا
لونڈی حیران و ششدر وہان سے پھرکے پھر قاسم کے پاس آئی اور چپ کھڑی ہو رہی قاسم نے پوچھا کہ کہہ اُسنے تجھسے کیا کہا
لونڈی نے سارا حال بیان کیا قاسم بھی سنکے بہت ہنسا ملکہ شمسہ خونریز نے کہا شہریار یہ کیا معاملہ ہی اور اس جوان زمرد پوش نے
یہی گفتگو کی شاہزادہ قاسم نے کہا کہ اے ملکہ اصل یہ ہی کہ وہ جوان زمرد پوش میرا عم بزرگوار ہی تنے بھی نام سنا ہوگا انجم گروہ ستم شکوہ
شہزادہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن داماد کنجاب کا وہ یہی ہی میرے
اور اُسکے درمیان ہمیشہ ہنسی ہی اسوجہ سے میرے اسکے درمیان مین اسطرح کی اکثر باتین ہوتی رہتی ہین ملکہ شمسہ خونریز نے نام شاہزادہ
بدیع الزمان کا سنا تو اپنی دایہ کو مع چند خواصون کے خدمت مین شاہزادہ بدیع الزمان کی بھیجا اور کہا کہ جسطرح سے ہوسکے بلت
اور سا الحاح شاہزادہ بدیع الزمان کو یہان لا بارے دایہ حسب الحکم ملکہ کے خواصون کو ساتھ لیے شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آئی
اور سر ... بدیع الزمان کی سر سے پانون تک بلائین لے کے عرض کیا کہ قربانت شوم ملکہ
... لطف لا... اور از راہ تفضلات بزرگانہ مجھے سرفراز کرو شاہزادہ بدیع الزمان

سواا قرار کے اظہار نہ کیا اُٹھکر دایہ کے ساتھ اندرون قصر رونق افروز ہوا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھا واسطے استقبال کے
اُٹھکر چند قدم گیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو ساتھ لیے اپنی مسند پر برابر لاکے بٹھایا ملکہ شمسہ خونریز نے اُٹھکر باادب تمام بندگی کی
صحبت رقص و سرود گرم تھی دونون باتفاق باہم بیٹھے ہوے شراب پینے لگے شاہزادہ بدیع الزمان نے ملکہ شمسہ خونریز کو دیکھکر
بہت پسند کیا اور اُسی شب کو قاسم کا عقد اُسکے ساتھ کر دیا چنانچہ شاہزادہ قاسم ملکہ شمسہ خونریز کے ساتھ ہم بستر ہوتا ہی اور دیکھیے
نطفۂ قاسم سے اولاد کہان جاکے پیدا ہو روز دوم قاسم حمام کرکے جو محفل مین آکے بیٹھا تو شاہزادہ بدیع الزمان سے کہنے لگا کہ میرا دنگل ستم
تو مجھے حوالہ کر دیجیے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ ای قاسم اگر تو اسطرح بجہالت جوشی کہ میری ہی اُسکو طلب کرے تو وہ کسی غیر کی نہین سب
تیری ہی بے تامل لے لے مجھے عذر نہین اور جو تو اپنا بانکپن دکھانا چاہتا ہے کہ مجھے دھمکا کے لے تو غیر ممکن ہی جب تیرا جی چاہے تو امتحان کر لے
کیسلیے کہ تو نے اور تیرے باپ نے بارہا ساختہ کیا اور مجھے آزمایا اور پھر کچھ نہو سکا آخر وہ دنگل بخوشی مجھے دیا اور میرے قبضۂ اختیار مین ہی
قاسم نے کہا کہ بس زیادہ واہی تباہی گفتگو نہ کر بھلا یہ تو کہہ اسکے کیا معنی کہ میرے چھوٹے بھائی کے دنگل پر فضل بیٹھے اور تو دیکھا کرے
اپنے منھ سے کچھ نہ کہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اس مقدمہ مین مجھے کیا دخل اور کیا اختیار ہی شہنشاہ سعد اور سلطان صاحبقران
مالک ہین قاسم نے نہایت خشمگین ہوکر کہا تو اسکے عوض مین آج تیرا سر ہوگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ تو شاید مجھے مردہ سمجھتا ہی میرے
ہاتھ پانون نہین ہین غرض نوبت یہان تک پہونچی کہ دونون دست بقبضہ ہوکر اُٹھ کھڑے ہوے اور اُس قصر باغ سے نکل کے آمادۂ حرب و
ضرب ہوے ملکہ شمسہ خونریز قصر پر نہایت متحیر اور ششدر کھڑی دیکھ رہی تھی اور کف افسوس ملتی تھی اور دعا مین مانگ رہی تھی کہ خداوندا ان دونون کا تو حافظ ہے

اب دو کلمہ داستان شوکت بیان سلطان صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ سلطان صاحبقران مع تمام شاہ اور شہریار اور سردارون کے جو بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے ایک مرتبہ شاہزادہ بدیع الزمان
اور ملک قاسم کے دنگلون کی طرف جو خیال کیا تو دونون دنگل خالی ہین اور دونون شہزادے نہین ہین لوگون سے پوچھا کہ یہ دونون
کہان ہین ستارہ نے سارا حال بیان کیا امیر با توقیر نے سنکے عمرو سے فرمایا کہ تو دوڑا ہوا جا اور دونون کو پھیر کر میرے پاس لا جسمین مناقشہ
نہونے پاے عمرو دوندہ بید رنگ ہی بطرفۃ العین مین دربند جالندریہ مین جا پہونچا اور شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کو باہم آمادہ
رزم و جنگ دیکھکر باواز بلند کہا کہ سلطان والا شان نے تم دونون صاحبون کو یاد فرمایا ہی بس آپسمین رزم و پیکار نہ کرو جلد میرے ہمراہ چلو
کسی نے عمرو کے کہنے کا کچھ خیال بھی نہ کیا اور بدستور آپسمین مصروف مناقشہ و مجادلہ رہے عمرو لاعلاج پھر اُسی طرح تخیم زدن وہان سے پلٹ کر
بارگاہ سلیمانی مین آیا اور سارا حال کہنے لگے کہ حضرت اب تو بوڑھا ہوا اور ضعیف ہوا کوئی لڑکا بالا تیرا حکم نہین مانتا میرا جانا بھی فعل عبث تھا امیر
با توقیر یہ خبر سنکے بکمال غیظ و طیش اُسی وقت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر اشقر کو گرم تاز کیے وہان پہونچے تو دیکھا کہ حقیقۃً
دونون باہم جنگ کر رہے ہین امیر والا شان صاحبقران دوران نے حالت غیظ مین اشقر دیوزاد کو باہین دونون کے ڈالکر داہنے
ہاتھ سے شاہزادہ بدیع الزمان کا کمربند اور بائین ہاتھ قاسم کے کمربند مین ڈالکر ایک ہی زور مین دونون کا لنگر توڑ کر زمین سے اُٹھا لیا
اتنے مین دیکھا کہ لندھور اور مالک اور سرداران جلیل گھوڑون پر آتے ہین جسوقت سردارون نے دیکھا کہ امیر دونون شاہزادون کو زمین
پر پٹکا چاہتے ہین لندھور اور مالک قدمون سے لپٹ گئے اور منت اور خوشامد سے ان دونون شاہزادون کو رہائی دلوا کے تقصیر معاف
کرائی اس عرصہ مین ملکہ شمسہ خونریز جو بالاے بام کھڑی معرکۂ رزم و جنگ شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کا دیکھتی تھی امیر حمزہ کا
نام سنکے جلدی سے اپنی دایہ کو مع چند خواصون کے امیر والا توقیر کی خدمت مین روانہ کیا اور بہت تاکید سمجھا دیا کہ سلطان صاحبقران کو
بمنت و الحاح جسطرح سے ہوسکے اندرون محل لے آ چنانچہ ملکہ کی دایہ مع چند خواصون کے سلطان باکرم کے [illegible] اور مجرا کرکے بعد
دعا و ثنا کے اُسنے ملکہ شمسہ خونریز کی طرف سے عرض کیا کہ ملکہ نے عرض کیا ہی شعر ز قدر شوکت سلطان نگشت [illegible] سرا سے دہقانی
اگر از راہ کنیز پروری حضور اپنے اقدام اطہر سے اس کلبۂ احزان کو روشن کرین اور کنیز کو [illegible] صاحبقرانی نہین

…قران نے فرمایا کہ اچھا چلو مجھے وہان جانے مین کیا انکار ہی بارے امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم دلید
…ساتھ اس مکان عالیشان مین تشریف لیگئے اور ملکہ شمسہ خونریز بطریق استقبال باغ کے دروازہ تک آئی اور اندر لیجا کے بڑی دھوم سے
…م عیش طرب آراستہ کی اور اسقدر خدمت اور اطاعت کی کہ سلطان صاحبقران ملکہ شمسہ خونریز سے نہایت راضی ہوے اور عمرو نے
…امدا اور تعریف کرکے بہت سا زر نقد اور مال و اسباب پایا روز دوم سلطان باکرم مع خواجہ عمرو اور شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک
قاسم اور لندھور و مالک وغیرہ کے داخل لشکر ہوے

…استان آنا قاصد کا عجم سے درباغ ملکہ شمسہ تاجدار پر اور نامہ دینا امیر باتوقیر کو اور نامہ پڑھکر خوش ہونا …حمزہ صاحبقران وغیرہ کا اور خواجہ عمرو کا نور الدہر نام رکھنا قاسم کا نور الدہر کو اپنا فرزند کرنا بدیع الزمان کا …ول کرنا پھر قاسم کا امیر سے مع جملہ مرومان لشکر وغیرہ کے دعوت کو کہنا امیر باتوقیر کا منظور فرمانا بعد اسکے جانا قاسم کا جانب عجم اور بہ تزک دعوت اور نور الدہر کی چھٹی کرنا ساقی نامہ

…دھر ہی نوای ساقی سیمبر
…مے سرخ ہو آج یون جلوہ گر
…ین آگاہ اس امر سے جز و کل
…غنی بھی ہون جیسے وہ سیمبر
…ا تو مجھے یون مے مشکبو
…و اشاد و مسرور دل اسقدر
…عو بر آئے یہ آرزو حسرت لبیر

…نہ کرد پر زنہار آجے…ر
…بری مجھکو شیشے مین آئے نظر
بڑی سیری گھٹی مین ہو تندل
جو ہو ن غیرت شمس و رشک قمر
بلطف و عنایت نہو ترش رو
کیا اسکو قاسم نے اپنا پسر
تو ممنون احسان ہو تیرا ہمیشہ

بنا سیکدے کو دلہن کی طرح
وہ ہون جام جنمین ہو ایسی چمک
پہونچا سیکے تند زیر فلک
کرین میرے کہنے کے اوپر عمل
سنا ہی یہ ای ساقی مہربان
جو سامان مذکور ممکن ہو سب

جفا کرنہ جیسے کہن کی طرح
خجل شرم سے ہووے مہر فلک
سنٹھورا اپنا لا براے گزک
مرے رو برو گائے ہر اک غزل
ہوا خلق ابن بدیع الزمان
لکھون حال اسکی چھٹی کا مین اب

محرران اخبار مسرت اثر و کاتبان حالات ولادت لیبر اس داستان …سرت نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران عالی ہمم والا کرم کا عجم مین ہی اور امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان …ور شاہزادہ قاسم نوجوان باغ ملکہ شمسہ تاجدار مین ہین اور لندھور اور مالک اور خواجہ وغیرہ د… باغ مذکور پر فروکش ہین اور امیر باتوقیر شب و روز باغ مسطور مین بصد راحت و آرام بسر کرتے ہین ایک روز امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان …لی الصباح حسب معمول قدیم واسطے ادائے نماز سحر کے بیدار ہوئے اور وضو کرکے باغ مین دو رکعت نماز سحر پڑھکر وظیفہ پڑھ رہے تھے اور …لندھور و مالک اور خواجہ عمرو بعد ادائے نماز سحر بیٹھے ہوے تھے صحرائے سبزہ زار کی ہر چہار جانب کیفیت دیکھ رہے تھے اور حمد و ثنائے پروردگار کر رہے تھے ناگاہ ایک شتر سوار خندان اور فرحان درباغ ملکہ شمسہ تاجدار پر آیا اور لندھور اور مالک وغیرہ سے مخاطب ہوکر یون مستفسر ہوا کہ زلزلۂ قاف امیر عالیشان حمزہ صاحبقران کہان تشریف رکھتے ہین لندھور اور مالک اور خواجہ عمرو نے …دریافت کیا کہ تجھکو امیر باتوقیر سے کیا کام ہی بیان کر شتر سوار مذکور نے کہا کہ مین عجم سے نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ امیر باتوقیر کی قدمبوسی سے مشرف ہوکر نامہ دون خواجہ عمرو نے کہا اسوقت امیر باتوقیر اس باغ مین تشریف رکھتے ہین نامہ مجھے حوالہ کر تاکہ مین نامہ مذکور امیر باتوقیر تک پہنچا دون شتر سوار نے کہا ای خواجہ یہ تو نہو گا کہ مین اس نامۂ خوشی کو تمکو دون مین خود امیر باتوقیر کو دونگا اور جو ابھی نامہ مین خوشخبری تحریر ہی اسکا انعام زلزلۂ قاف امیر عالیشان سے لونگا ہر چند خواجہ عمرو وغیرہ نے شتر سوار سے نامہ طلب کیا مگر شتر سوار نے کسی طرح نامہ نہ دیا اور یہی کہا کہ یہ نامۂ خوشی ہی مین ہرگز تمکو نہ دونگا سوا حمزہ صاحبقران کے آخر لندھور اور مالک اور خواجہ عمرو نے بدرجۂ ناچاری صاحبقران عالیشان کو قاصد کے آنے کی اطلاع کرائی جسوقت امیر باتوقیر نے کما حقہ کیفیت شتر سوار کی …سنی ا… …ہوے اٹھے اور بیرون باغ تشریف لاے ورنہ حمزہ صاحبقران …عمرو وغیرہ براے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے اور آداب و تسلیم

سوا اقرار کے انکار نہ کیا اٹھکر دایہ کے ساتھ اندرون قصر رونق افروز ہوا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھا واسطے استقبال کے
اٹھکر چند قدم گیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو ساتھ لیے اپنی مسند پر برابر لاکے بٹھایا ملکہ شمسہ خونریز نے اٹھکر با ادب تمام بندگی کی
صحبت رقص و سرود گرم تھی دونون بالاتفاق باہم بیٹھے ہوے شراب پینے لگے شاہزادہ بدیع الزمان نے ملکہ شمسہ خونریز کو دیکھکر
بہت پسند کیا اور اسی شب کو قاسم کا عقد اسکے ساتھ کر دیا چنانچہ شاہزادہ قاسم ملکہ شمسہ خونریز کے ساتھ ہم بستر ہوتا ہی اور دیکھیے
نطفہ قاسم سے اولاد کہان جاکے پیدا ہو روز دوم قاسم حمام کر کے جو محفل مین آکے بیٹھا تو شاہزادہ بدیع الزمان سے کہنے لگا کہ میرا دنگل ستم
تو مجھے حوالہ کر دیجیے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ اے قاسم اگر اسطرح بلایت جو شئی کہ میری ہی اسکو طلب کرے تو وہ کسی غیر کی نہین سبب
تیری ہی بے تامل لے لے مجھے عذر نہین اور جو تو اپنا بانکپن دکھانا چاہتا ہے کہ مجھے دھمکا کے لے تو غیر ممکن ہی جب تیرا جی چاہے تو امتحان کر لے
کیسا یہ کہ تو نے اور تیرے باپ نے بارہا ساختہ کیا اور مجھے آزمایا اور بجز کچھ نہو سکا آخر وہ دنگل بخوشی تجھے دیا اور میرے قبضۂ اختیار مین ہی
قاسم نے کہا کہ بس زیادہ واہی تباہی گفتگو نہ کر بھلا یہ تو کہہ اسکے کیا معنی کہ میرے چھوٹے بھائی کے دنگل پر فضل بیٹھے اور تو دیکھا کرے
اپنے منھ سے کچھ نہ کہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اس مقدمہ مین مجھے کیا دخل اور کیا اختیار ہی شہنشاہ سعد اور سلطان صاحبقران
مالک ہین قاسم نے نہایت خشمگین ہو کر کہا تو اسکے عوض مین آج تیرا سر نہو گا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ تو شاید مجھے مردہ سمجھتا ہی میرے
ہاتھ پانون نہین ہین غرض نوبت یہان تک پہونچی کہ دونون دست بقبضہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوے اور اس قصر باغ سے نکل کے آمادۂ حرب و
ضرب ہوے ملکہ شمسہ خونریز قصر پر نہایت متحیر اور متفکر کھڑی دیکھ رہی تھی اور کف افسوس ملتی تھی اور دعا مانگ رہی تھی کہ خداوندا ان دونون کا تو حافظ ہی

اب دو کلمہ داستان شوکت بیان سلطان صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ سلطان صاحبقران مع تمام شاہ اور شہریار اور سردارون کے جو بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے ایک مرتبہ شاہزادہ بدیع الزمان
اور ملک قاسم کے دنگلون کی طرف جو خیال کیا تو دونون دنگل خالی ہین اور دونون شہزادے نہین ہین لوگون سے پوچھا کہ یہ دونون
کہان ہین ستارہ نے سارا حال بیان کیا امیر با توقیر نے سنکے عمرو سے فرمایا کہ تو دوڑا ہوا جا اور دونون کو پھیر کر میرے پاس لا جسمین مناقشہ
نہونے پاے عمرو دوندہ بیرنگ ہی بطرفۃ العین مین دربند جالندریہ مین جا پہونچا اور شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کو باہم آمادۂ
رزم و جنگ دیکھکر باواز بلند کہا کہ سلطان والاشان نے تم دونون صاحبون کو یاد فرمایا ہی بس آپسمین رزم و پیکار نہ کرو جلد میرے ہمراہ چلو
کسی نے عمرو کے کہنے کا کچھ خیال بھی نہ کیا اور بدستور آپسمین مصروف مناقشہ و مجادلہ رہے عمرو لاعلاج پھر اسی طرح بچشم زدن وہان سے پلٹ کے
بارگاہ سلیمانی مین آیا اور سارا حال کہکے کہا حمزہ اب تو بوڑھا اور ضعیف ہوا کوئی لڑکا بالا تیرا حکم نہین مانتا میرا جانا بھی فعل عبث تھا امیر
با توقیر یہ خبر سنکے بکمال غیظ و طیش اسی وقت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر اشقر کو گرم تاز کیے وہان پہونچے تو دیکھا فی الحقیقۃ
دونون باہم جنگ کر رہے ہین امیر والاشان صاحبقران دوران نے حالت غیظ مین اشقر دیوزاد کو مابین دونون کے ڈالکر داہنے
ہاتھ سے شاہزادہ بدیع الزمان کا کمربند اور بایان ہاتھ قاسم کے کمربند مین ڈالکر ایک ہی زور مین دونون کا لنگر توڑ کر زمین سے اٹھا لیا
اتنے مین دیکھا کہ لندھور اور مالک اور سرداران جلیل گھوڑون پر آتے ہین جسوقت سردارون نے دیکھا کہ امیر دونون شاہزادون کو زمین
پر پٹکا چاہتے ہین لندھور اور مالک قدمون سے لپٹ گئے اور منت اور خوشامد سے ان دونون شاہزادون کو رہائی دلوا کے تقصیر معاف
کرائی اس عرصہ مین ملکہ شمسہ خونریز جو بالاے بام کھڑی معرکہ رزم و جنگ شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کا دیکھتی تھی امیر حمزہ کا
نام سنکے جلدی سے اپنی دایہ کو مع چند خواصون کے امیر والا توقیر کی خدمت مین روانہ کیا اور بہت تاکید سمجھا دیا کہ سلطان صاحبقران کو
بمنت و الحاح جسطرح سے ہوسکے اندرون محل لے آ چنانچہ ملکہ کی دایہ مع چند خواصون کے سلطان باکرم کے [illegible] ادا بجا لا کے بعد
دعا و ثنا کے اسنے ملکہ شمسہ خونریز کی طرف سے عرض کیا کہ ملکہ نے عرض کیا ہی شعر ز قدر شوکت سلطان نگشت [illegible] سرای دہقانی
اگر از راہ کنیز پروری حضور اپنے اقدام اطہر سے اس کلبۂ احزان کو روشن کرین اور کنیز کو [illegible] صاحبقرانی نہین

[صاحبقران] نے فرمایا کہ اچھا چلو مجھے وہان جانے مین کیا انکار ہی بارے امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم و لید
کے ساتھ اس مکان عالیشان مین تشریف لیگئے اور ملکہ شمسہ خونریز بطریق استقبال باغ کے دروازہ تک آئی اور اندر لیجا کے بڑی دھوم سے
بزم عیش و طرب آراستہ کی اور اسقدر خدمت اور اطاعت کی کہ سلطان صاحبقران ملکہ شمسہ خونریز سے نہایت راضی ہوے اور عمرو نے
[ان]عام اور تعریف کرکے بہت سا زر نقد اور مال و اسباب پایا روز دوم سلطان باکرم مع خواجہ عمرو اور شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک
قاسم اور لندھور و مالک وغیرہ کے داخل لشکر ہوے

[د]استان آنا قاصد کا عجم سے در باغ ملکہ شمسہ تاجدار پر اور نامہ دینا امیر باتوقیر کو اور نامہ پڑھکر خوش ہونا
[ح]مزہ صاحبقران وغیرہ کا اور خواجہ عمرو کا نور الدہر نام رکھنا قاسم کا نور الدہر کو اپنا فرزند کرنا بدیع الزمان کا
[قب]ول کرنا پھر قاسم کا امیر سے مع جملہ مردمان لشکر وغیرہ کے دعوت کو کہنا امیر باتوقیر کا منظور فرمانا بعد اسکے
جانا قاسم کا جانب عجم اور بہ تزک دعوت اور نور الدہر کی چھٹی کرنا ساقی نامہ

ادھر ہی تو ای ساقی سیمبر — نہ کر دیر زنہار آجلد تر
مئے سرخ ہو آج یون جلوہ گر — پری مجھکو شیشے مین آئے نظر
ہین آگاہ اس امر سے جزو و کل — پڑی میری گتھی مین ہے شمع دل
غنی بھی ہون چند وہ سیمبر — جو ہون غیرت شمس و رشک قمر
پلا تو مجھے یون مئے مشکبو — بلطف و عنایت نہو ترش رو
ہوا شاد و مسرور دل اسقدر — کیا اُسکو قاسم نے اپنا پسر
ہو بر آئے یہ آرزو دست بسر — تو ممنون احسان ہو تیرا ہمسفر

بنا ایسے ساغر کو گلبن کی طرح — جفا کر نہ چرخ کہن کی طرح
وہ ہون جام جنمین ہوئی چاک جیب — خجل شرم سے ہووے مہر فلک
یہ ہونگا مئے تند زیر فلک — سخنور اپنا لا برائے گزک
کرین سیر سے گلشن کے اوپر عمل — مرے روبرو گائے ہر اک غزل
سنا ہے یہ ای ساقی مہربان — ہوا خلق ابن بدیع الزمان
جو سامان مذکور ممکن ہو سب — لکھون حال اُسکی چھٹی کا مین اب

محرران اخبار مسرت آثر و کاتبان حالات ولادت پسر اس داستان
مسرت نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران عالی ہمم و الاکرم کا عجم مین ہی اور امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان
اور شاہزادہ قاسم نوجوان باغ ملکہ شمسہ تاجدار مین ہین اور لندھور اور مالک اور خواجہ وغیرہ دمہ باغ مذکور پر فروکش ہین اور
امیر باتوقیر شب و روز باغ مسطور مین بصد راحت و آرام بسر کرتے ہین ایک روز امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان
علی الصباح حسب معمول قدیم واسطے ادائے نماز سحر کے بیدار ہوئے اور وضو کرکے باغ مین دو رکعت نماز صبح پڑھکر وظیفہ پڑھ رہے تھے اور
لندھور و مالک اور خواجہ عمرو بعد ادائے نماز سحر بیٹھے ہوئے تھے صحرائے سبزہ زار کی ہر چہار جانب کیفیت دیکھ رہے تھے اور حمد و ثنائے
پروردگار کر رہے تھے ناگاہ ایک شتر سوار خندان اور فرحان در باغ ملکہ شمسہ تاجدار پر آیا اور لندھور اور مالک وغیرہ سے مخاطب
ہوکر یون مستفسر ہوا کہ زلزلۃ القاف امیر عالیشان حمزہ صاحبقران کہان تشریف رکھتے ہین لندھور اور مالک اور خواجہ عمرو نے
فرمایا کہ تجھکو امیر باتوقیر سے کیا کام ہی بیان کر شتر سوار مذکور نے کہا کہ مین عجم سے نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ امیر باتوقیر کی
قدمبوسی سے مشرف ہوکر نامہ دون خواجہ عمرو نے کہا اسوقت امیر باتوقیر اس باغ مین تشریف رکھتے ہین نامہ مجھے حوالہ کر تا کہ مین نامہ مذکور کو
امیر باتوقیر تک پہنچا دون شتر سوار نے کہا ای خواجہ یہ تو نہوگا کہ مین اس نامہ خوشی کو تمکو دون مین خود امیر باتوقیر کو دونگا اور جو اس
نامہ مین خوشخبری تحریر ہی اُسکا انعام زلزلۃ القاف امیر عالیشان سے لونگا ہر چند خواجہ عمرو وغیرہ نے شتر سوار سے نامہ طلب کیا مگر شتر سوار نے
کسی طرح نامہ نہ دیا اور یہی کہا کہ یہ نامہ خوشی ہی مین ہرگز تمکو نہ دونگا سوا حمزہ صاحبقران کے آخر لندھور اور مالک اور خواجہ
عمرو نے بدرجہ ناچاری صاحبقران عالیشان کو قاصد کے آنے کی اطلاع کرائی جسوقت امیر باتوقیر نے کما حقہ کیفیت شتر سوار کی
سنی ا[...] [...]حتہ ہوے اُٹھے اور بیرون باغ تشریف لائے ور نہ حمزہ صاحبقران
[...] و وغیرہ برائے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے اور آداب و تسلیم

بجا لائے جسوقت حمزۂ صاحبقران کرسی پر رونق افزا ہوئے اور بدیع الزمان اور قاسم نوجوان بھی بیٹھے شتر سوار نے امیر باتوقیر کو
پہلے تو موافق دستور اور قاعدہ کے مجرا کیا اور دعا و ثنا بجا لایا بعدہ اپنی دستار سے نامہ نکالکر با ادب ہاتھون پر رکھکر امیر باتوقیر کے پیشکش کیا
امیر باتوقیر نے اول سر نامہ کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ ملکہ گردیہ بانو مادر گرامی قدر شاہزادہ بدیع الزمان نے بھیجا ہی بعد دیکھنے سرنامہ کے
امیر باتوقیر نے لفافہ چاک کرکے نامہ نکالکر خود ملاحظہ کیا ملکہ گردیہ بانو کی طرف سے اسطرح بعد القاب کے مندرج تھا کہ صاحب آپ کو
مبارک ہو کہ شکم سے ملکہ گوہر ملک کے جو میری بہو ہی ایسا فرزند حسین پیدا ہوا ہی کہ آفتاب اُسکے حسن و جمال سے شرمندہ ہی اور بدر کامل
اُسکے روئے روشن سے خجل ہی بلکہ آفتاب اس فرزند ارجمند کے رخ انور کے روبرو ایک ذرہ ہی اور ماہ دو ہفتہ اس طفل کے سامنے شرمندہ
آنکھین اس فرزند کی ایسی خوشنما ہین کہ اگر نرگس شہلا بھی ایک نظر دیکھے مجھکو یقین ہی کہ عاشق و شیفتہ ہوکر بیمار ہو جاے اور اگر کوئی آہوئے صحرا
اس طفل کی آنکھین دیکھے تعجب نہین کہ اس فرزند کی چشمان بے مثال پر اپنی بڑی بڑی آنکھون کو صدقے اور قربان کرے تیر مژگان ماشاء اللہ
اس نو چشم کے ایسے سر تیز ہین کہ اگر کبھی سینۂ دشمن پر پڑین پشت کو توڑ کر نکل جائین اور رخسار رنگین اس گل اندام کے ایسے رنگین اور نازک ہین
کہ اگر گل بھی اس طفل کے رخسار سے مقابلہ کرے صاحب مین کہہ سکتی ہون کہ وہ کبھی اپنے تئین خار صحرا سے بھی بدتر تصور کرکے شرمندہ اور محجوب
ہوکر مرجھا جاے دہن تنگ اس طفل کا اسدرجہ تنگ ہی کہ اگر غنچۂ گل بھی روبرو اسکے آئے تو اس طفل کے دہن کو زیادہ تر اپنے سے تنگ پائے
پیشانی اس فرزند کی ایسی پر نور اور کشادہ ہی کہ تعریف اُسکی مجھسے ہو نہین سکتی علاوہ حسن کے چہرۂ انور سے ایسی صولت اور شوکت ظاہر اور
آشکارا ہی کہ رعب سے ہر ایک عورت اس فرزند کی جانب نظر کر نہین سکتی اکثر اعضا اس طفل کے مثل بینی اور گوش مانند بینی و گوش شاہزادہ
بدیع الزمان کے ہین اور اکثر اعضا بھی مشابہ ہین کیون نہو کہ فرزند اکثر اپنے باپ کی شکل ہوتا ہی صاحب مین نے یہ نامہ آپکو واسطے
اطلاع کے لکھا ہی کہ آپ بھی خوش ہون اور بدیع الزمان بھی اپنے فرزند کے پیدا ہونے کی خبر سنکے شاد ہون اور صاحب اس فرزند ارجمند کا
نام ضرور کوئی تجویز کرکے رکھ دیجیے تاکہ اُسی نام سے یہ نور نظر پارۂ جگر پکارا جائے فقط زیادہ اشتیاق ملاقات راوی کہتا ہی کہ جسوقت امیر نامور
حمزۂ صاحبقران نے نامہ تمام و کمال پڑھا خوشی سے چہرہ مثل گل شگفتہ ہوگیا اور از حد آثار خوشی چہرۂ امیر باتوقیر سے آشکار ہوئے
خواجہ عمرو وغیرہ نے امیر باتوقیر سے دریافت کیا کہ اس نامہ مین کیا خوشخبری مندرج ہی ہمکو بھی آپ مضمون نامہ سے اگر لائق فرمانے کے ہو
تو اطلاع دین امیر باتوقیر نے ہنسکر فرمایا کہ یہ نامہ مادر بدیع الزمان نے ہمکو لکھا ہی اور مضمون اس نامہ کا یہ ہی کہ ملکہ گوہر ملک کے
شکم سے ایک فرزند حسین پیدا ہوا ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ نام اس فرزند کا کوئی رکھنا چاہیے جسوقت یہ خبر خوش خواجہ عمرو نے سنی از حد
خوش ہوے اور لندھور بن سعدان یعنی جانشین حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ شادیانے خوشی کے بجائے جائین جسے
طبل شادمانی پر چوب پڑی خبر پیدایش نور الدہر سنکر سبکو خوشی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان بھی خبر فرحت اثر ولادت باسعادت اپنے
فرزند ارجمند کی سنکے ایسے خوش ہوئے کہ چہرۂ انور مثل گل احمر شگفتہ ہوگیا اُسوقت لندھور نے جانب خواجہ عمرو مخاطب ہوکر کہا الحمد للہ
ایک لائق شخص جانب راست بیٹھنے والا پیدا ہوا لندھور کا یہ کلام طعن آمیز نہایت ناگوار ہوا امیر باتوقیر نے اُسی عالم خوشی مین حکم دیا کہ
اس شتر سوار کو خلعت پر زر دیا جاے اور زر و جواہر بھی عنایت کیا جاے خدام نے بموجب حکم شتر سوار کو خلعت پر زر اور زر و جواہر دیا شتر سوار
خلعت و زر و جواہر پاکر بہت خوش ہوا اور بار دیگر موافق قاعدہ آداب و کورنش بجا لا خواجہ عمرو نے جسوقت دیکھا کہ شتر سوار کو خلعت پر زر
اور زر و جواہر دیا گیا اپنے دلمین نہایت ملول ہوے اور خیال کرنے لگے کہ اے عمرو خوش نصیب لوگ ایسے ہوتے ہین کہ ایک نامہ پہونچا کر
خلعت و زر و جواہر یون لیجاتے ہین ایک ہم ہین کہ برسون سے تنگدستی اور پریشان حالی مین بسر کرتے ہین ایک ایک کوڑی کو محتاج ہین
باوجود اسکے کہ ہم اس عرب بے مروت اور اسکی اولاد کے واسطے ہر ایک بلا مین اپنے تئین ڈالتے ہین اور طرح طرح کی مصیبتین اور
تکلیفین اُٹھاتے ہین مگر کبھی ہمکو اسطرح زر و جواہر نہین ملتا افسوس ہزار [illegible] ہمکو زر و جواہر کی شکل کبھی عالم
خواب مین بھی ہمکو نظر نہین آتی یہ عرب بے مروت کچھ ہماری ق[illegible] ہین اس سے جو ول

کھینچ لیا اور اپنا ہاتھ اُسکے کمربند مین ڈالکر ایک ہی زور مین بادشاہ کو تاش زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر چاہتا تھا کہ
زمین پر دے مارے کہ ایک مرتبہ وہ بادشاہ پکارا ای شہریار الامان الامان شاہزادہ والاشان نے فرمایا ای بہادر امان بشرط ایمان
اُسنے کہا کہ ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ تو اولاد حمزۂ صاحبقران سے ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے اپنا نام اور حسب و نسب ظاہر کیا اور
اُسے بہر سہولت تمام اپنے ہاتھ سے اُسی مرکب پر بٹھا دیا اُس بادشاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار اصل حقیقت یہ ہی کہ مجھے جمشید کہتے ہین اور
جو تخت پر بیٹھا ہی وہ میرا بھائی ہی خورشید نام ہی چنانچہ ہم دونون بھائی ایک مدت سے مشتاق آپکے اقدام عالی کی زیارت کے تھے
اسلیے کہ ہمکو ایک مہم درپیش ہی اگر بدولت آپکے ہماری وہ مشکل حل ہو جاے تو سات لاکھ سوار سے ہم آپکا دین قبول کرین ہم دونون
بھائی قدیم سے لقا پرستی کرتے ہین چنانچہ بارہا ہمنے اس مشکل مہم کے مقدمے مین عرضیان لقا کو لکھکر بھیجین مگر لقا نے کچھ ہمارے لکھنے کا
خیال نہ کیا اور نہ کچھ جواب دیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ گفتگو جمشید کی سنکے فرمایا کہ آخر خلاصہ مطلب تمہارا کیا ہی جمشید نے عرض کیا
کہ ای شہریار حال یہ ہی کہ یہان سے چند فاصلے پر دو پہاڑ طلائی نظر آتے ہین وہان ایک دخمہ ہی کہ نام اُسکا دخمۂ مراد مشہور ہی اور سنا ہی
کہ قعر مین اُن پہاڑون کے دو شیر طلائی ہین کہ اُنپر ایک تابوت رکھا ہی جو کوئی شخص وہان تک پہونچتا ہی وہ تابوت خود بخود وا ہو جاتا ہی
اور اُسمین سے ایک ہاتھ نکلکے اُس شخص کو اندر تابوت کے ڈال لیتا ہی اور وہ ہاتھ پھر تابوت مین غائب ہو جاتا ہی تختۂ تابوت بدستور بند
ہو جاتا ہی بعد دو گھڑی کے اُسکا سر خون چکان تن سے جدا کر کے باہر پھینک دیتا ہی بس ای شہریار مجھے یہ خلجان ہی اور یہی میری استدعا ہی اور یہی
مین نے عہد کیا ہی کہ جو شخص اُس دخمہ کا حال مجھے دریافت کر کے بتلا دے مین اُسکا دین اختیار کرون اگر حضور وہان تشریف لیجا کے
میری طمانیت کر دین تو مین اور میرا بھائی مع سات لاکھ سوار و پیادہ اپنے ہمراہ لیکے سب آپکا کلمہ پڑھین اور مسلمان ہو جائین شاہزادۂ
بدیع الزمان نے یہ اظہار جمشید کا سنکے کہا مجھے قبول ہی تم دونون بھائی مجھے وہان لیجاکے وہ دخمۂ مراد دکھلا دو مین وہان کا جو کچھ
معاملہ ہوگا وہ تمسے آکے کہدونگا جمشید اور خورشید بہت سا خوش ہو کے شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے شہر مین لاے اور بڑے تکلف سے
بزم شاہانہ آراستہ و پیراستہ کی دعوت اور مہمانداری شاہزادۂ عالم کی بجا لاے روز دوم صبحدم شاہزادۂ عالم کو اپنے ہمراہ لیکر گرد نواح پہاڑ
اُس دخمۂ مراد کے پہونچے اور شاہزادۂ بدیع الزمان نے وہی کیفیت جو کہ جمشید اور خورشید کی زبانی سنی تھی وہان دیکھکر فرمایا کہ اب
مجھے یہ منظور ہی کہ پہلے تم کسی قیدی خونی کو جو کہ واجب القتل ہو بلا کے اُس دخمے کے اندر اور اُس تابوت کے برابر بھیجو تاکہ مین دیکھون
کہ وہ تابوت خود بخود وا ہو کر کسطرح اُسمین سے ہاتھ نکلکر اُس قیدی کو پکڑ لیجاتا ہی اور بعد دم بھر کے سر اُسکا دھڑ سے جدا کر کے دخمہ سے باہر ڈال دیتا ہی
حسب الحکم شاہزادۂ بدیع الزمان کے جمشید اور خورشید نے ایک بندھوے خونی کو زندانخانے سے طلب کر کے کہا کہ تو ذرا جاکر اِس
دخمہ کے دروازے تک جہان وہ تابوت رکھا ہی ہو کر پھر آ تو ہم تجھے اپنی قید سے آزاد کر دین وہ بندھوا اپنی رہائی کی خوشی مین بے خوف دخمہ
اُس دخمہ کی طرف روانہ ہوا اور جونہین اُس تابوت کے برابر پہونچا یکبار وہ صندوق خود بخود کھل گیا اور اُسمین سے ایک ہاتھ نکلکر
اُس قیدی کو اُٹھا لیگیا اور پھر وہ تابوت بند ہو کر بعد دم بھر کے سر اُس قیدی کا تن سے جدا کسی نے لاکے بیرون دخمہ پھینک دیا
شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ کارخانۂ سحر وہان دیکھکر فرمایا کہ ہمارے واسطے ایک خیمہ عبادتخانہ کے لیے استادہ کرا دو بعد اسکے جیسا
کہ ہوگا ہم تمسے کہدینگے حسب الایماے شاہزادۂ والاشان جمشید اور خورشید نے ایک راوٹی منگاکے وہان کھڑی کرا دی اب
شاہزادۂ بدیع الزمان وضو کر کے اُسمین داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھکے درگاہ جناب قدس الٰہی مین بکمال تضرع و زاری مستدعی
اور ملتجی ہوا تھا کہ ناگاہ ایک غنودگی سی آگئی اور شاہزادۂ عالم نے خواب مین دیکھا ایک تخت مکلل بزر مغرق بجواہر پر ایک
مرد بزرگ بکمال عظمت و صولت بیٹھا ہوا اور چند پریزاد اُس تخت کو دوش بدوش لیے ہوے میری بالین پر آے کچھ فکر
شاہزادۂ بدیع الزمان نے بارہا حضرت سلیمان علیہ السلام کو خواب مین دیکھا تھا ناگاہ اولین مین پہچان کے سر اپنا اُنکے قدمون

ندنامہ کو تمام وکمال پڑھا اور بعد پڑھنے کے بدرجۂ کمال مسرور اور شاد ہوئے اور خواجہ عمرو سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے فرزند کے لیے کا
م رکھو چنانچہ بموجب ارشاد امیر ذیشان خواجہ عمرو نے شاہزادۂ بدیع الزمان کے نور نظر پارۂ جگر کا نام نورالدہر رکھا اور امیر نے بھی
م نہایت پسند فرمایا اور مجھے ارشاد فرمایا کہ بعد تہنیت کے ملکۂ عالم سے کہہ دینا کہ اس فرزند ارجمند کا نام نورالدہر رکھنا ہنگام ختنہ
ہزادہ کو خلعت پرزر اور زر وجواہر مرحمت فرمایا یہ مکھواب تعجیل وہاں سے در دولت پر حاضر ہوا اسے جو حکم ہوا یہ خادم بجا لائے جس وقت
نے تقریر اپنی تمام کی کنیزان مذکور نے ملکۂ گردیہ بانو سے تمام وکمال تقریر شترسوار کی جا کر عرض کی ملکۂ گردیہ بانو نے جس وقت
اس فرزند کا نورالدہر رکھا گیا اور صاحبقران اور بدیع الزمان اور قاسم سب اچھے ہیں نہایت خوش ہوئی ملکۂ گوہر ایک
یا کہ اس تمہارے فرزند ارجمند کا نام نورالدہر رکھا گیا ہے ابھی شترسوار اس فرزند کے جد عالی مقدار کی خدمت سے آیا ہے اُسکی
زبانی معلوم ہوا ہے کہ دادا نے اس فرزند کے اسکا نام نورالدہر خواجہ عمرو سے نکلوایا ہے اور کہلا بھیجا ہے کہ نام اس نورچشم کا نورالدہر
رکھنا چاہیے ملکۂ گوہر ملک اپنی خوشدامن سے یہ تقریر دلپذیر سنکے بہت خوش ہوئیں غرض اُسی وقت سے فرزند شاہزادہ بدیع الزمان کا
نام نورالدہر رکھا گیا بعد تھوڑی دیر کے ملکۂ گردیہ بانو اور ملکۂ گوہر ملک و دیگر خواتین ذیوقار کو کسی کنیز سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ
قاسم لشکر میں آگئے ہیں اور سامان اس فرزند کی چھٹی کا کر رہے ہیں اور اس فرزند ارجمند کو شاہزادہ بدیع الزمان کی اجازت سے اپنی
فرزندی میں لیا ہے المختصر ایوان ملکۂ گوہر ملک میں تو بہ سبب پیدا ہونے نورالدہر کے غلغلۂ تہنیت بلند ہے خواتین ذیوقار باہم شاد
ومسرور ہیں دمبدم ایک نہ ایک مطربہ گا رہی ہے خواتین محل خوش ہو رہی ہیں مطربہ کو انعام دے رہی ہیں لیکن بیرون محل لشکر میں
شاہزادہ قاسم نے بہت بڑا سامان نورالدہر کی چھٹی کا کیا ہے مختصر یہ ہے کہ دور دور سے ارباب نشاط جو علم موسیقی میں وحید عصر اور یکتائے
جہان ہیں ہزارہا بلوائے ہیں شترسوار اطراف وجوانب عجم میں روانہ کیے ہیں کچھ ارباب نشاط حاضر ہوئے ہیں خیموں میں جابجا مقیم ہیں صدہا
سرداران دست چپ انتظام نورالدہر کی چھٹی کا کر رہے ہیں صدہا بلکہ ہزارہا ایوان وسیع وبلند خس وخاشاک سے پاک وصاف کیے
جاتے ہیں فرش نفیس ہر ایک ایوان میں بچھوایا جاتا ہے جھاڑ اور کنول اور مردنگ اور فانوس وغیرہ سے ہر ایک قصر آراستہ کیا جاتا ہے شمعہائے
مومی اور کافوری صدہا جھاڑ ساز کنولوں میں لگا رہے ہیں ہزارہا فرش فروش کی درستی میں مشغول ومصروف ہیں مقامات مناسب پر
صدہا بارگاہیں فلک فرسا استادہ کی جاتی ہیں اور ہزارہا خیمہ ہائے رشک بیجہ فلک نصب کیے جاتے ہیں جابجا زمین پست وبلند ہموار
کی جاتی ہے بارگاہوں اور خیموں میں فرش نادر ونایاب فراش کر رہے ہیں زمین جائے خیام آسمان پر دمبدم طعنہ زن ہو رہی ہے اور زبان حال
کہہ رہی ہے کہ دیکھ او قبۂ آسمان تو اپنی بلندی پر نازاں تھا مجھ میں تجھ سے بہتر صدہا بلکہ ہزارہا آسمان بلند اور سایہ فگن ہیں فلک بھی نظر حیرت
جانب خیام بلند دیکھ رہا ہے اور زمین کی خوش قسمتی پر دمبدم رشک کر رہا ہے اور ہر ایک بارگاہ اور خیمہ کے اوپر جو آسمان گردش کرتا ہے اُس سے
صاف مردم کو ثابت ہوتا ہے کہ آسمان ان خیام پر تصدق اور قربان ہو رہا ہے ہر ایک ایوان کی چھت میں بے مثل وبے نظیر چھت گیری ہے
جملہ ایوان مذکور کے طاقوں میں گلدستہائے رنگارنگ ونایاب لگائے گئے ہیں ہر ایوان میں ایک تازہ بہار معلوم ہوتی ہر ایوان آرائش
گلدستہائے بوقلموں سے رشک گلشن نظر آتا ہے بلبل دل ہر فرد بشر کا اُن گلدستوں پر ہزار جان سے عاشق ہوتا ہے اکثر تختے جو ہر ایک ایوان میں
مقامات مناسب پر رکھے گئے ہیں جب ہوا ایوان مسطور سے آتی ہے دماغ میں ہر ایک بشر کے جو جو وہاں موجود ہے خوشبوئے مشک وعنبر واگر
وغیرہ لیجاتی ہے سچ ہے جسم میں ہر ایک شخص کی لطف بے اندازہ اُٹھاتی ہے اور دل کو ہر ایک بشر کے فرحت اور شگفتگی حاصل ہوتی ہے بعض بعض
ایوان میں دنگل نفیس بچھائے گئے ہیں اور کرسیاں جواہر نگار گورکھی گئی ہیں بیچ میں فرش ہے کسی ایوان میں بالکل فرش اطلس سرخ کا
بچھایا گیا ہے وہ ایوان سراسر گلنار نظر آتا ہے کیونکہ در ودیوار تک بھی اُس ایوان کے سرخ رنگ ہیں کوئی ایوان اسی طرح سبز رنگ اور
اُسمیں فرش بھی مخمل سبز کاشانی کا بچھایا گیا ہے اور جھاڑ بھی سبز اُس ایوان سبز کی سقف میں لٹکائے گئے ہیں غرض کہ ایوان سرخ میں
فرش مخمل سرخ اور جھاڑ اور کنول [illegible]

ہوجاتی ہین لڑکھڑاتا ہوا اور جھومتا ہوا کسی طرف چلا جاتا ہو اسی طرح اگر وہ چرس کے پینے والے اُس ساقن کی دکا
ن اور وہ ساقن پہلے ایک کو چلم چرس کی بھر کے دیتی ہو تو دوسرا چرس کا پینے والا عجب یاس و حسرت سے اُس ساقن کا
یہ شعر پڑھتا ہو شعر بی ساقن دمون کی خیر رہے ملا ہین محرم دم بغیر رہے وہ ساقن مسکرا کر کہتی ہو کہ صاحب
مقدر میان تمکو بھی دیتی ہون کیون اتنی جچر کے واسطے مثل جرس صدا بلند کرتے ہو یہ کہکر اُسکو چلم چرس کی بھر کے د
ایک ساقن کی دُکان پر نشہ بازون کا مجمع ہوا ہر دُکان پر ایک شخص دائرہ لیے ہوے خیال گاتا ہو اور دائرہ بجاتا ہو نشہ باز مست
ہوکر جھومتے ہین اور دمبدم چرس کی چلمین بھروا کے پیتے ہین کسی طرف حسین حسین کمسن کمسن کنجڑنین لباس رنگین پہنے ہوے کولے
سے اور شریفے ٹوکرون مین رکھے دکانون پر لگائے ہوے بصد ناز و ادا بیٹھی ہین مردم تماشائی انکی دکانون پر جا کر اُنکے سینے کی طرف ا
شارہ کرکے پوچھتے ہین کہ ان کولون کا کیا مول ہو وہ کنجڑنین یا میوہ فروشنین مسکرا کر آنکھین نیچی کرکے کہتی ہین کہ یہ کولے بکاؤ نہین ہ
ین بالفرض والمحال اگر ہم بیچین بھی تو تم ان کولون کی قیمت نہ دے سکوگے مردم تماشائی یہ سنکے کہتے ہین کہ ہم تو نقد دل سے ان کو لی
ا چاہتے ہین اگر بیچو تو ہم ذرا ہاتھ سے سخت اور نرم دیکھ لین وہ کنجڑنین یہ سنکے اپنے سینے کو اور اچھی طرح پوشیدہ کرلیتی ہین اور کہتی ہین
کہ ان کولون کو فقط دل دے کر کیا لوگے ان کولون کو وہی شخص خریدیگا اور اُسی آدمی کے ہاتھ یہ کولے آئینگے جو بدرِ کثیر دیگا تماشائی ہ
نستے ہوے چلے جاتے ہین اسی طرح ایک جانب سیاہ جبین گلفروش سبد مین ہار اور پھول رکھے ہوے بیٹھے ہین اور چند گلرخسار نازنینا
ئین اسی طرح پھول ہار سبد مین رکھے ہوے بصد عشوہ و ناز بیٹھی ہین کبھی مانند گل خندان ہوتی ہین کبھی کسی جوان گلبدن
رشک چمن کو دیکھ کر مثل غنچہ مسکراتی ہین مردم کو بہار اپنے گلشن شباب کی دکھاتی ہین اور عشاق کے دل مانند سبزہ کے لگدکوب اپنی
رفتار سے پامال کرتی ہین اگر کوئی عاشق اُنسے کہتا ہو کہ مثل لالہ میرے دلمین تمھاری جدائی سے داغ پڑگیا ہو دیکھو دست و پا میرے کانٹے کی
طرح سوکھ گئے ہین آنکھین میری ہر وقت تمھارے انتظار مین مثل نرگس وا رہتی ہین غنچہ دل میرا بغیر تمھارے کسی وقت مثل گل شگفتہ نہین
ہوتا دل چاہتا ہو کہ میرے یہ ہاتھ تمھاری گردن کے ہار ہون ہم ہون اور تم ہو اور پھولون کی سیج ہو تمھارے گل رخسار کی کبھی
بو لین کبھی تمھارے گلشن حسن کی گلچینی کرین کبھی دامن آرزو کو گلہاے مراد سے بھرین وہ گلرخسار یہ تقریر اپنے عاشق کی سنکے جواب د
یتی تھی کہ کبھی کسی فصل مین تمھارا بوستان خزان دیدہ دل ہواے بہار مراد سے شگفتہ نہوگا اسی حسرت مین ایک روز مثل گل پژمردہ ہوکر
باغ جہان سے چل بسوگے اور گل مراد میرے چمن حسن سے نہ پاؤگے وہ عاشق تازہ بیچارہ یہ جواب صاف اُس گلپیرہن سے سنکے استغا
ثہ و فغان کرتا ہو اسی طرح صدہا جوہری ہزارہا تاجر اور صدہا صراف وغیرہ آئے اور اپنی اپنی دُکان پر بیٹھے ہین گرم بازاری ہو رہی ہو
لاکھون روپیہ کا مال و اسباب اور جواہر بک رہا ہو دو طرفہ لشکر سے کئی فرسخ تک دُکانین ہر قسم کی آراستہ ہین خریدارون کی ازحد کثرت
ہو اس وقت نازنینان زہرہ خصال اور خوبرویان نادر جمال جو علم موسیقی مین یکتاے روزگار ہین اپنے اپنے خیمون مین سے باہر آ
بیٹھی ہین مردم کو ایک قدرت خدا نظر آتی ہو جہانتک نظر کام کرتی ہو گویا پرستان کی کیفیت نظر آتی ہو شاہزادۂ قاسم نوجوان
نے اُن ملازمون کو جو لائق جوڑے دینے کے تھے اُنکو جوڑے سرخ رنگ پرزر دیے ہین اور وہ سب ملازم اُنہین جوڑون کو پہ
ہنے کاروبار مین مشغول ہین اور جو بڑے بڑے بہادر اور نامی دلاور دست چپ کی جانب بیٹھے ہین اُنسے شاہزادۂ قاسم نوجوان
نے فرمایا ہو کہ لباس پرتکلف سرخ رنگ زیب تن کرکے تم سب اُس ایوان سرخ مین آکر بیٹھنا اور اُن سب بہادرون نے اقرار کیا ہو
انشاءاللہ بموجب ارشاد ایسا ہی ہوگا اور جو نامی صف شکن اور تیغزن جانب دست راست بیٹھے ہین اُنسے بھی شاہزادۂ قاسم نو
جوان نے کہا ہو کہ تم سب ہمراہ مجھ کے نامدار بدیع الزمان عالیوقار بلباس زمردی اس جشن مین اُس ایوان سبز مین بیٹھنا اُنھون نے بھی
کہا ہو کہ انشاءاللہ موافق آپ کے ارشاد فرمانے کے ہم اُسی ایوان سبز مین بیٹھینگے اور واسطے نزول اجلال حضرت ثانی سلیما
ن عالیشان کے شاہزادۂ قاسم نوجوان نے ایک ایوان وسیع و رفیع ایسا آراستہ کرایا ہو کہ سرخ و سبز ایوان کا

ایوان کی آرایش سے نسبت نہین ہے اور ایک ایوان وسیع براے ظل اللہ مالک اورنگ جہانبانی سعد بن قباد بادشاہ لشکر
ایسا تکلفات سے آراستہ کیا گیا ہے کہ کسی ایوان کو اُس ایوان کی آراستگی سے بالکل مناسبت نہین ہے اور دیگر صدہا ایوان
سرداران لشکر آراستہ ہوئے ہین اور خیام واسطے لشکریون کے استادہ ہوئے ہین چونکہ ملکہ خورشید خاوری مادر گرامی قدر شاہزادہ
نوجوان کو معلوم ہوا ہے کہ میرے فرزند نے نورالدہر کو اپنی فرزندی مین لیا ہے اور سامان جشن نورالدہر کی چھٹی کا میرا فرزند
اسوجہ سے ملکہ خورشید خاوری کو لازم ہوا ہے کہ موافق دستور چھٹی لیکر ملکہ گوہر ملک کے یہان جائین ہر چند کہ ملکہ گوہر ملک
والدین کی جانب سے چھٹی کا آنا چاہیے تھا چونکہ پدر ملکہ گوہر ملک مسلمان نہین ہوا ہے اسی وجہ سے اُسنے اپنے نواسے کی چھٹی نہین بھیجی ہے
الغرض ملکہ خورشید خاوری نے اپنے نور نظر لخت جگر شاہزادہ قاسم نوجوان سے نسبت چھٹی لیجانے نورالدہر کے فرمایا شاہزادہ قاسم
نوجوان نے کرتے اور ہنسلیان جواہر نگار نقرئی و طلائی تیار کرائی ہین اور واسطے نورالدہر کے وہ ٹوپیان جو تاج سلاطین جہان سے قیمتی ہین
ازحد زیادہ تھین درست کرائی ہین اور وہ کرتے حریر و دیبا وغیرہ پارچہ باریک و نرم و بیش قیمت کے ایسے [illegible] سلوائے ہین کہ قبائے خسروان
عالم کو اُن کرتون سے کسی طرح مناسبت نہین ہے اگر ہیچمدان بالتفصیل سامان چھٹی لیجانے ملکہ خورشید خاوری کا تحریر کرے تو ازحد طول ہوگا
لیکن مختصر یہ ہے کہ نورالدہر کی چھٹی کہ بروز معینہ ملکہ خورشید خاوری نورالدہر کی چھٹی اس جلوس و تجمل و تزک سے لیکر روانہ ہوئین
کہ کبھی سلاطین روزگار کی برات ایسی نہوئی ہوگی ملکہ خورشید خاوری نورالدہر کی چھٹی بجلوس و تجمل مذکور لیے جاتی تھین ناگاہ زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان ہمراہی خواجہ عمرو اور لندھور وغیرہ تشریف لائے حمزۂ صاحبقران کو
جملہ سرداران تسلیم بجالائے بعد دریافت یہ معلوم ہوا کہ ملکہ خورشید خاوری مادر شاہزادہ قاسم نورالدہر کی چھٹی لیے جاتی ہین امیر باتوقیر اور
شاہزادہ بدیع الزمان جلوس و تجمل چھٹی کا دیکھکر ازحد خوش ہوے اور سامان دعوت و جشن کا بھی ملاحظہ فرماکر امیر حمزۂ صاحبقران
متحیر ہوکر ازحد مسرور ہوے کیونکہ امیر باتوقیر نے ایسی آراستگی جملہ ایوان اور خیام وغیرہ کی ملاحظہ فرمائی کہ امیر باتوقیر چند ساعت تک
بنظر حیرت دیکھا کیے آخر بعد ملاحظہ فرمانے کے جانب لشکر تشریف لے چلے شاہزادہ قاسم نے عرض کیا کہ حضور اُس ایوان مین مع سرداران
نامی تشریف رکھین چنانچہ بموجب عرض کرنے قاسم کے امیر باتوقیر اُسی ایوان مین تشریف لائے جو شاہزادہ قاسم نے امیر باتوقیر کے
واسطے آراستہ کرایا تھا اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی موافق کہنے شاہزادہ قاسم کے مع سرداران نامی بلباس زمردی اُسی ایوان سبز مین گئے
اور آراستگی ایوان وغیرہ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوے اور بہت خوش ہوے اسی طرح شہنشاہ عالیجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر بھی
بموجب عرض کرنے شاہزادہ قاسم کے اُسی ایوان مین جو ہر ایک ایوان سے زیادہ تر آراستہ تھا مع ارکین دولت و اعیان مملکت تشریف
لائے اور تخت جواہر نگار پر جو اُس ایوان مین بچھا ہوا تھا جلوس فرما ہوے اور ارکین دولت و اعیان مملکت بھی اپنے اپنے مقام پر مودب
بیٹھے بعضے کھڑے رہے غرض اسی طرح جملہ ایوان اور تمامی خیام مین علی قدر مراتب سردار اور غیر سردار اعلی اور ادنی آ آکر بیٹھے اُسوقت
بحکم شاہزادہ قاسم کہین کہین ساقی بچے شراب پلاتے اور کہین نازنینان گلرخسار کشتیان شراب ناب اور سبوئے مشکبو کی ہمراہ لیکر ہر ایک بزم مین
بانداز و ادا جام سے گلگون ہر ایک سردار نامی کو دینے لگین یہان تو سردار او غیر سردار اعلی اور ادنی میکشی کر رہے ہین لیکن اسجگہ

دو کلمہ داستان ملکہ خورشید خاوری کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ملکہ مسطور بہ جلوس شاہانہ و تجمل خسروانہ نورالدہر کی چھٹی بنوبت و نقارہ شادی جو لیکر روانہ ہوئی تھین بعد قطع راہ قریب شام
ایوان ملکہ گوہر ملک پر پہونچین خواتین ذوالقار ملکہ خورشید خاوری کو بکمال خوشی و سرور پردہ داری سواری سے اُترواکر ایوان مین
لیگئین اول ملکہ خورشید خاوری نے ملکہ گردیہ بانو کو تسلیم کی بعدہ اور خواتین ذوالقار سے ملکر بیٹھین برخوردار نور نظر پارہ جگر نورالدہر
آغوش ملکہ گوہر ملک سے لیکر خوب پیار کیا اور زر و جواہر سر نورالدہر پر بیشمار نثار کیا بعد اسکے اپنے ہاتھ سے ہنسلیان اور
گھنگرو اور ٹوپی اور کرتہ اسکے گلے مین اور ہاتھون مین اور پانون مین اور سر پر اور جسم مین بخوشی و مسرت پہنا کے

ملکہ خورشید خاوری نور الدہر کو کرتے اور ہمسائیاں وغیرہ پہنا چکین اسوقت ارباب نشاط یعنی نازنینان زہرہ خصال خورشید جمال نے ملحن وا دودی مبارکباد گانا شروع کی کہ جملہ خواتین محل نہایت خوش ہوئین بعد گانے مبارکباد کے ایک نازنین مہجبین زہرہ خصال پری تمثال نے پیش ملکہ گردیہ بانو و ملکہ گوہر ملک و ملکہ خورشید خاوری و دیگر خواتین ذیوقار محل یہ غزل ملحن دا دودی بناز وادا شروع کی غزل

وصلت یار کی ممکن کوئی تدبیر نہیں
زلف خمدار صنم حلقۂ زنجیر نہیں
کیا لکھوں حال دل زار سمجھ جائیے آپ
مصحف رخ کی زیارت کوئی تقصیر نہیں
مجھکو اٹھوا کے جگہ بزم میں دی غیروں کو
کوچۂ یار سوا اب مری جاگیر نہیں

خود چلے آئین وہ ایسی مری تقدیر نہیں
دولت وصلت سیمین بدنان سے ہون غنی
اتنا کافی ہو کہ بس لائق تحریر نہیں
سیر سے گھر شب کو ہو مہمان وہ جوان بہر
کچھ بھی عاشق کی ترے سامنے توقیر نہیں
ای ہنر دیکھیے اب چلکے بیابان جنت

دل وحشی کا نکالنا ہو نہایت دشوار
ای ہوس مجھے کچھ خواہش اکسیر نہیں
واعظا عشق کی عقبی میں سزا کیون ہوگی
تجھسے امید مجھے ای فلک پیر نہیں
خانہ برباد ہوا ای عشق ترے ہاتھون سے
باغ فردوس کا ہو روضۂ دلگیر نہیں

جسوقت غزل مسطور نازنین مذکور نے بناز وادا بتا بتا کے گائی جملہ خواتین محل خوش ہوئین خصوصاً ملکہ گردیہ بانو اور ملکہ خورشید خاوری اور ملکہ گوہر ملک تو اسدرجہ مسرور ہوئین کہ اول ملکہ گردیہ بانو نے اس نازنین کو زر کثیر اور کچھ جواہر مرحمت فرمایا بعدہ ملکہ خورشید خاوری نے بہت سا روپیہ اسکو انعام دیا بعد اسکے ملکہ گوہر ملک نے بھی کچھ اشرفیاں اسکو عنایت کین وہ نازنین زر و جواہر و اشرفی لیکر اور خوش ہوکر گانے لگی آخر جب آواز اسکی گرفتہ ہونے لگی گانا موقوف کرکے اپنے خیمہ میں آئی اسی وقت اور ایک گلبدن غنچہ دہن پیشوا ز پہنکر روبرو ملکہ گوہر ملک بناز وادا رقص کرکے مبارکباد گانے لگی اور رنگ محفل دیکھکر یہ غزل بصد ناز وادا اسنے شروع کی غزل

عشق ابرو میں مجھے ہیں نہ جوان پیر کہین
اب ہمین اہل جہان بستۂ زنجیر کہین
دل کے باب میں اقرار کرین یا انکار
جتنے قاری ہیں وہ قرآن کی تفسیر کہین
باہوش چند ہم ہجر کی شب دیکھے ہیں
مجھکو سب راہرو جادۂ شمشیر کہین
ہو جو گویائی تو شمعون کی زبانین سربزم
مردم ہند مجھے زاہد شب گیر کہین

خم قامت کو ہمارے تہ شمشیر کہین
چھٹ کے ماتھے سے جو ابروے خمیدہ پہ گر
یا خدا کچھ تو زبان سے بت بے پیر کہین
ذبح کرنے کے لیے بیٹھا ہو قاتل مجھے کو
آئین یوسف تو ترے خواب کی تعبیر کہین
ملکی باندھ کے سب آپکے ہم یوں ای حشم
حال سوز دل پروانہ دلگیر کہین

ہوگئے عاشق گیسو سے گرفتار بلا
تیری افشان کو بھی ہم جو ہیں شمشیر کہین
دیکھ این عارض جانان پہ اگر خط کی نمود
حضرت عشق قرآن کے تفسیر کہین
جان دیتا ہون میں ابرو یہ کسی قاتل کے
سب مجھے نرگس بیمار کی تصویر کہین
ای ہنر حق سے دعا کر وہ سامان ہو نصیب

جسدم غزل مرقومۂ بالا اس نازنین خوش آواز نے کمال ناز و کرشمہ و مد بروے خواتین ذیوقار محل گائی خواتین محل غزل مسطور کو پہلی غزل سے بھی زیادہ پسند کرکے کمال شاد ہوئین اکثر نسوان محل نے اس غزل کے اشعار یاد کر لیے بعضی عورتین جو نوجوان اور عاشق مزاج تھین انکی کیفیت تو عجیب ہوئی ہر ایک شعر کو سنکے جھومنے لگین اور بے اختیار تعریفین کرنے لگین خصوصاً ملکہ گردیہ بانو اور ملکہ خورشید خاوری نے غزل مذکور کو اس نازنین سے سنکے بہت تعریف کی اور زر کثیر انعام میں دیا مطرب مسطور انعام کثیر پاکر بہت خوش ہوئی اور کئی اور غزلین عاشقانہ گانے لگی جب آفتاب غروب ہونے لگا اسوقت خواتین ذیوقار محل نے ملکہ گوہر ملک کو دلھن بنانا شروع کیا بیان تو خواتین محل ملکہ گوہر ملک کو دلھن بناتی ہیں مگر اسجگہ اب

دو کلمہ داستان بیرون محل سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت ساقی بچے اور نازنینان غنچہ دہن گلبدن جملہ اہل اردوئی کو جام ہاے مے سے سیراب کر چکے اور سبل کی اور را اولی البصہ مکشی کے گرنگ سے لطف میفروشی اٹھا چکے اسوقت بحکم شاہزادہ قاسم ہر ایک ایوان اور ہر ایک خیمہ میں علی قدر مراتب اہل بزم نازنینان گلبدن سیمتن غنچہ دہن خورشید جمال عدیم المثال گلرخسار رکھتا سے رونگا کس یکسن بناو سنگار کرکے اور پیشوازین جڑاو پہنکے

ہر ایک بہادر کو دیکھ بھال کر جانب شاہزادہ بدیع الزمان بناز و ادا دیکھنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی اُسکو بنظر غور دیکھا بس دیکھتے ہی دل بدیع الزمان کا بیقرار ہو گیا شاہزادہ بدیع الزمان نے بیتابی دل کی وجہ سے ارادہ کیا کہ اُس نازنین سے لپٹ جائیے یا اپنے پہلو مین اُسکو بٹھا لیجیے اور اُسکے گلشن حسن سے گلچینی کیجیے مگر خلاف عقل جانکر ضبط کیا وہ نازنین سبز رنگ جلوہ شاہزادہ بدیع الزمان دیکھکر آگاہ ہو گئی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کا دل مجھپر مائل ہو گیا ہی غرض جب سازندون نے سازون کو بخوبی درست کر لیا وہ مطربۂ شوخ چشم بہزار ناز و ادا روبروے شاہزادہ بدیع الزمان رقص کرنے لگی اور دل شاہزادہ بدیع الزمان بیتاب و بیقرار ہونے لگا جب وہ مطربہ بخوبی رقص کر چکی اور صاحبان بزم کو اپنی جانب متوجہ کر چکی بلکہ اہل بزم کے دلون کو مثل حنا پامال کر چکی اُسوقت اُس نازنین سبزہ رنگ نے یہ غزل شروع کی غزل

شہیدانِ جفا لاکھون گریبان گیر ہونگے
انھین ودایک سے آباد ہو بستی مرے دل کی
خیال قبر سے غافل ہو انسان دنیا مین
دکھاتی ہی عدم کا راستا شمشیر قاتل کی
کیے ہین عاشقون کے خون سر دستا ہی حنا

فزون ہو الفت گیسو مین بیتابی اگر دل کی
قیامت مین اُڑینگی دھجیان دامان قاتل کی
اجل آئی جو عاشق کو تو آیا وہ بت پُرفن
مسافر کو ہمیشہ جستجو رہتی ہی منزل کی
گلے مجھکو لگا کر عید کے دن یار کہتا ہی
گواہی دیتی ہی سرخی حناے دست قاتل کی

مرے نالون مین بھی آواز پیدا ہو سلاسل کی
الٰہی حسرت دلدادہ و حرمان کی ترقی ہو
ہماری جان کے ہمراہ نکلی آرزو دل کی
شہیدون کے لیے یہ جادۂ راہ شہادت ہی
مبارک ہو یہ دن تمکو کہ نکلی آرزو دل کی

جس وقت غزل ہر قوس بالا از ابتدا تا انتہا پہنچی شاہزادہ بدیع الزمان اُس قتال جہان نے بصد ناز و ادا گا کر تمام کی اہل بزم کا یہ حال ہوا کہ ہر ایک گویا حال آ گیا اُسوقت ہر ایک لائق اور بہادر مستانہ وار بار بار جھومتا تھا اور بے اختیار تعریف کرتا تھا شاہزادہ بدیع الزمان گردون لشکر شکن کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ اُسکی خوش ادائی سے غزل گانے پر بار بار وجد کرتے تھے اور دل مضطر کو ہمدم اُسکی محبت مین سیماب وار پاتے تھے ہر چند کہ ضبط کیے ہوے بیٹھے تھے مگر دل بیتاب کی یہ آرزو تھی کہ اسی وقت اس سے ہم آغوش ہو جیے القصہ شاہزادہ بدیع الزمان نے از حد خوش ہو کر اس مطربۂ بے مثال کو چند اشرفیان بطور انعام دینے کو ہاتھ بڑھایا اُس شوخ چشم فتنۂ محشر نے چند اشرفیان لینے کا منہ ناز سے بنا کر اشارۂ ابرو انکار کیا شاہزادہ بدیع الزمان کو اُسکا منہ بنا کر اشارہ سے انکار کرنا نہایت اچھا معلوم ہوا اور کچھ اشرفیان اُن اشرفیون مین زیادہ کر کے شاہزادہ بدیع الزمان نے اُسکو اپنے پاس اشارے سے بلایا وہ نازنین شرما کر اور کسی قدر مسکرا کر قریب شاہزادہ بدیع الزمان بیٹھ گئی شاہزادہ بدیع الزمان وہ اشرفیان اُسکو دینے لگے اُس مطربہ نے اپنے اُستاد کیجانب نظر کی اُسنے کان مین اُس شوخ چشم کے کہا کہ خبردار یہ اشرفیان نہ لینا دامن شاہزادہ کا پکڑ لے اور کوئی غزل گاؤ اور انعام کثیر لو اُس فتنۂ محشر نے ایسا ہی کیا کہ دامن شاہزادے کا ادب سے تھام کر غزل گانے لگی جب سو اشرفیان اُسکو دی گئین اُسدم دامن شاہزادہ بدیع الزمان کا اُس مطربہ خوش ادا نے چھوڑا اور پھر کھڑی ہو کر روبروے شاہزادہ بدیع الزمان گانے لگی اور بار بار شاہزادہ بدیع الزمان سے انعام وافر لیتی تھی یہان تو یہ مطربۂ سبزہ رنگ اپنا رنگ جما رہی ہی اور انعام کثیر لے رہی ہی کیونکہ اسکو معلوم ہو گیا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان انھین کا نام ہی اور انھین کا فرزند فرالدہر ہی جسکی آج چھٹی ہی اس مطربہ کو تو ناچنے اور گانے مین اور انعام لینے مین چھوڑیے اب کچھ کیفیت ایوان سرخ کی سنیے ایوان سرخ مین بڑے بڑے نامی و گرامی سردار بہادر و جرار ہوا خواہ شاہزادہ قاسم لباس سرخ پہنے ہوے گرد بیٹھے ہین اور اُنکے بیچ مین مقام صدر پر شاہزادہ قاسم بصد شوکت و شان لباس سرخ پہنے ہوے تشریف رکھتے ہین میخواری سے فرصت پا چکے ہین سردارون سے ہمکلام ہین کچھ میدان رزم کا جو ذکر کسی سردار نے چھیڑ دیا ہی شاہزادہ قاسم کی بزم مین چلا رنگ فراسیابی بڑے زور شور سے زبانی چل رہی ہی بزم مین رزم کی گفتگو ہو رہی ہی چہرۂ شاہزادہ قاسم سے خشم و قہر ظاہر ہے اُسکا ہر ہر ایک سردار بھی تیغ زبان سے بزم مین رزم کر رہا ہی کہ میری اس تیغ تیز نے صدہا کے سر جدا کیے ہین بڑے بڑے بہادرون کا خون مین نے اس تلوار سے میدان مین بہایا ہی جن دلاورون سے سرداران دست راست زخمی ہوے ہین اور بھاگ گئے ہین مین نے اُنکو قتل کیا ہی کوئی کہتا ہی مین

ختنہ

[illegible] تیر سے بڑے ہزار ہا دلاوران کفار کے دلوں کو ہدف کیا ہی مالک کا نیزہ چل رہا ہی یعنی مالک کا قول ہی کہ مین نے اسی نیزے سے بڑے بڑے
دران کفار کو پشت زین سے اٹھا کر یوں زمین پر پٹکا ہی کہ اُنکے استخوان سرمہ سا ہو گئے ہیں جنگ مین لندھور کے گرز سے جو کافر بچکر
نکلا ہی اُسکو مین نے اس نیزے سے ہلاک کیا ہی اصل تو یہ ہی کہ میرے اس نیزے کے آگے لندھور کے گرز کی کیا حقیقت ہی اور میری
دری اور بہادری کے آگے لندھور کی کیا شجاعت ہی سرداران دیگر جو اس بزم مین خشمناک بیٹھے ہوئے ہین مالک کے قول کی تائید
ئے ہین اور کہتے ہین کہ بیشک آپکی جوانمردی اور دلاوری مین کسی طرح کا شک نہین آپ قوت و طاقت و شجاعت مین لندھور سے
بہتر اور برتر ہین وہ تو گرز محض لوگون کے دکھانے کے لیے رکھتے ہین کبھی ہمنے نہ دیکھا کہ کسی کافر کو اُنھون نے اپنا گرز گران مارا ہو اور
ہلاک ہوا ہو شاہزادۂ قاسم ہر ایک سردار کی گفتگو بھی سُن رہے ہین اور اپنی بھی شجاعت اور جوانمردی کا حال اظہار کر رہے ہین شاہزادۂ
[illegible] الزمان کے باب مین فرما رہے ہین کہ مین نے عمرو جان کو اپنا بزرگ جانکر بارہا چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا اس خیال سے کہ خاص و عام
[illegible] کو بھی لینگے کہ بھتیجے نے اپنے چچا کم زور کو قتل کر ڈالا اور دنگل رستم آج تک آپ خود مین نے نہین لیا اب جس دن قصد کرونگا آن کی آن
[illegible] سے لونگا مالک عرض کر رہے ہین کہ آپ بجا اور درست فرماتے ہین غرض جملہ دلاوران سطور اور شاہزادۂ قاسم حالت
[illegible] مین بھی گفتگو کر رہے تھے یکایک ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن سیمین بدن خورشید جمال زہرہ تمثال لباس سرخ زیب تن کیے ہو
[illegible] سفاک دلبری مین چالاک قاتل عشاق شہرۂ آفاق تیغ ابرو براے قتل عاشقان کھینچے ہوئے تیر نظر سے دلہاے عشاق کو زخمی
[illegible] تی ہوئی قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی مع سازندون کے روبروے شاہزادۂ قاسم آئی شاہزادۂ قاسم اُس خورشید جمال زہرہ خصال کو
[illegible] بیہوش ہوئے اور جملہ سرداران نامی بھی جو اسوقت ایوان سرخ مین بیٹھے ہوئے تھے اُس پری پیکر کو دیکھنے لگے وہ مطربہ اسقدر
[illegible] تھی کہ ہر ایک سردار کا دل پہلو مین ایک نظر دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا جب سازندون نے اچھے اپنے ساز کو درست کر لیا مطربہ مسطور بناز
[illegible] رقص کرنے لگی اور دلہاے صاحبان محفل کو خوش کرنے لگی بعد رقص کرنے کے اُس رشک قمر پری پیکر نے روبروے شاہزادۂ قاسم یہ غزل شروع کی

سینے سے کبھی آ کے وہ دلبر نہیں ملتا
قسمت سے تری جیسا ستمگر نہیں ملتا
ہوتا ہی نہیں فیض کبھی تنگ دلوں سے
لکھتا ہوں جو نامہ تو کبوتر نہیں ملتا
کس طرح کھلے فصد مری جوش جنون مین
لیکن مجھے جبریل کا شہپر نہیں ملتا

آرام کا پہلوے دل مضطر نہیں ملتا
ہے فرقت جانان مین ہر اک چیز کشیدہ
گلزار مین غنچوں سے کبھی زر نہیں ملتا
الفت مین جو اس روے کتابی کی ہوں لاغر
مژگان صنم سا کوئی نشتر نہیں ملتا
ملتی ہی تا حشر خوب ہمین داد سخن کی

تو پاس ہی اس شوخ کے مین دور ہوں از بس
شمل اُسکے گلے سے مرے خنجر نہیں ملتا
تقدیر مین یہ ہی نہ خبر یار کی پاؤں
اعضا سے مرے رشتۂ بستر نہیں ملتا
تیغ اسد اللہ کی صدر تیزیاں لکھے
کب لطف سخن پیش سخنور نہیں ملتا

جسوقت اُس مطربۂ خوبرو و خوش گلو نے غزل مسطور پیش شاہزادۂ قاسم بنا بنا کے گائی شاہزادۂ قاسم کی یہ کیفیت ہوئی کہ ہر ایک
شعر کو سُنکے جھومنے لگے اور تعریف اُسکے کمال کی کرنے لگے اور سرداران نامی بھی جو اُسوقت مثل مالک وغیرہ کے بیٹھے ہوئے تھے
وہ بھی غزل سُنکے از حد مسرور ہوئے اُسدم شاہزادۂ قاسم نے کمال خوش ہو کر اس مطربہ کو کئی مشت اشرفیان عنایت کرنا چاہین جسوقت اشرفی
اُس مطربۂ خوبرو و خوش گلو کو شاہزادۂ قاسم دینے لگے اُس شوخ چشم نے مسکرا کر عرض کیا کہ مین زیادہ تر آج انعام حضور سے لونگی شاہزا
نور الدہر کو فرزندی مین لینا خداوند عالم حضور کو مبارک کرے جب یہ سخن اُس مطربۂ شیرین گفتار سے شاہزادۂ قاسم نے سنا علاوہ
اشرفیون کے اور کئی ہزار روپے اُسکو دلوائے وہ مطربہ انعام مسطور پا کر از حد خوش ہو کر پھر غزلین عاشقانہ گانے لگی اور بار بار
شاہزادۂ قاسم سے انعام لینے لگی یہان تو مطربۂ مسطور روبروے شاہزادۂ قاسم گا رہی ہی اور انعام لے رہی ہی لیکن حلسرا [illegible]
خواتین نے ملکہ گوہر ملک کو اسطرح دُلھن بنایا ہی کہ گیسوے مشکبو شانہ سے سنوارے ہین جبین پر نور پر یون افشان چنی ہی کہ تا
ہوتا ہی کہ سپہر حسن پر کواکب جلوہ گر ہین اور دست و پاے نازک مین حنا لگی ہی ہر چند کہ زیور جواہر نگار پہلے بھی زیب دست و پا [illegible]

ہی تو از بسکہ زیور جواہر نگار نادر روزگار پہنایا ہی اور سراپا ایسا لباس رنگین اور پرزر پہنایا ہی کہ کبھی ازواج سلاطین جہان نے بھی خواب
مین دیکھا ہوگا پہننا تو کجا اور وہ لباس عطر سہاگ سے اسدرجہ معطر کیا ہی کہ بوے گل تر بھی اُس لباس عطر آگین سے شرمندہ اور محجوب
علاوہ زیور جواہر نگار مذکور کے زیور گل بھی اسطرح پہنایا ہی کہ ملکہ گوہر ملک ہمہ تن بہار گلشن بلکہ غیرت چمن خواتین محل کو نظر آتی ہین
خواتین ملکہ گوہر ملک کو بنظر حیرت دیکھ رہی ہین اور اپنے دل مین خیال کر رہی ہین کہ غضب کا آج ملکہ گوہر ملک پر جوبن ہی
رخ پر نور ملکہ مثل ماہ شب چہاردہ کے روشن ہی نرگسی آنکھون مین سرمۂ دنبالہ دار ہی غرض حسن دلفریب ملکہ گوہر ملک اک قدرت
دگار رہی کثرت شرم و حیا سے ملکہ سر جھکائے ہوے ہین اور اپنی گود مین اسطرح شاہزادہ نور الدہر کو لیے ہوے ہین کہ انسان
پر یہ صاف ثابت و روشن ہوتا ہی کہ آغوش ہلال مین ایک کوکب تابندہ ہی سامنے ملکہ گوہر ملک کے ناچ ہو رہا ہی محل مین ہنگامہ
طرب بلند ہی مہمانون کی کثرت ہی جب ملکہ گردیہ بانو نے ملاحظہ فرمایا ملکہ گوہر ملک کو خواتین دُلھن بنا چکین اور آفتاب بھی غروب
یا بلکہ ماہ و کواکب کا چرخ پر ظہور ہونے لگا اُسوقت ملکہ گردیہ بانو نے اپنی کنیزون سے ارشاد فرمایا کہ چوبدارون سے جا کر کہو کہ بدیع الزمان
قاسم کو جا کر لے آئین کیونکہ ملکہ گوہر ملک اب تارے دیکھینگی کنیزون نے بموجب حکم ملکہ مسطور چوبدارون سے جا کر کہا اُسی وقت وہ
دار بصد عجلت عصے نقرئی و طلائی ہاتھون مین لیے ہوے گھیرے وار پگڑیان سرون پر رکھے ہوے چپکنین رنگین و پرزر نہایت نفیس پہنے
ہوے پٹکے اور کمرون سے باندھے ہوے واسطے لے آنے شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان کے روانہ ہوے یہان شاہزادہ
یع الزمان ایوان سبز مین بیٹھے ہوے ڈنگہاے زرین بہ سبع سرداران نامی کے ناچ دیکھ رہے ہین اور نازنینان زہرہ خصال خورشید جبین
ناچنے مین رہے ہین ناگاہ ایک چوبدار در ایوان سبز پر اور دوسرا چوبدار در ایوان سرخ پر آیا اور ہر ایک چوبدار نے ہر ایک شاہزادے
ون سے کہا کہ مجھکو خدمت شاہزادۂ عالیجاہ فلک بارگاہ مین اسوقت کچھ عرض کرنا ہی اگر مناسب ہو تو مین خود عرض کرون ورنہ
جا کر بعوض میرے عرض کردو کہ حضور کو اسوقت ملکہ گردیہ بانو یاد فرماتی ہین خادمون نے عرض کر دیا چوبدار کا یہ تقریر سنا کر خود اپنے
اور مالک کو حاضر ہونے چوبدار اور طلب فرمانے ملکہ گردیہ بانو سے بصد ادب اطلاع دی شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قا
بدان بعد آنے چوبدار کے اور طلب فرمانے ملکہ گردیہ بانو کے ایوان سبز و سرخ سے اٹھ کھڑے ہوے اور محلسرا پر آئے جسوقت دونون شا
ن محل ہونے لگے اُسوقت ملکہ کرسہ معظم زبیدۂ شیر دل نے از راہ طعن باواز بلند کہا کہ صاحبو جھینپنے والو ذرا پردہ کر لو شاہزادہ
ہزادے نور الدہر کے براے نام جو والد ہین ہمراہ شاہزادے بدیع الزمان ذیوقار اسوقت محل مین آئے ہین اور تفصیل
د ہونے کی یہ ہی کہ شاہزادے قاسم نے ہمارے بھائی شاہزادے بدیع الزمان گردن شکن کے ہاتھ جوڑ کر اور قدمون
ر منت و سماجت شاہزادۂ نور الدہر کو اپنی فرزندی مین لیا ہی میرے نزدیک یہ امر بیجا اور بیکار ہی کیونکہ یہ مثل ہی
ہاتھی بچے گا نون گانون جسکا ہاتھی اُسی کا ناؤن لاکھ شاہزادے نور الدہر کو اپنی فرزندی مین لیا ہو مگر شاہزاد
بھائی کی اولاد کہلائینگے جسوقت شاہزادۂ قاسم نے یہ تقریر اپنی چچی ملکہ زبیدۂ شیر دل کی سنی مارے غصے
رہ فرط غیظ سے سرخ ہو گیا غرض اُسی عالم غیظ مین شاہزادۂ قاسم نے چاہا یہ جواب دون کہ شیر کے
مین اسکے ہاتھ جوڑتا اور قدمون پر گرتا اور اُسکی منت کرتا لیکن شاہزادۂ قاسم نے بصد مشکل غصہ ضبط کر کے
س کہنے کا تو کیا جواب دون ہان اگر کوئی اور اسطرح کہتا تو اسکو اس کہنے کا مزا چکھا دیتا خواتین ذیوقار
ہوا دیکھ کر کہا کہ ای شاہزادۂ قاسم تم ناراض ہو ملکہ زبیدۂ شیر دل تمسے ہنسی سے کہتی ہین اُنکے
کہنے سے قاسم کے دل سے ملال دفع ہوا بعد اُسکے خواتین نے واسطے مبارکباد کے شاہزادۂ قاسم
پھر ملکہ زبیدۂ شیر دل نے کہا کہ صاحبو بغیر کچھ لیے ہوے شاہزادۂ قاسم مرگ ستار ینگے شاہزا
محتاج نہین ہون غرض بعد گفتگو بسیار کے شاہزادۂ قاسم نے تیر کو چلہ کمان مین رکھا

اگر سقف ایوان مین ایسا تیر مارا کہ نصف تیر سے زیادہ سقف مین در آیا بعد تیر لگانے کے شاہزادہ ملک قاسم اور شاہزادہ بدیع الزمان
نور الدہر کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان نے بعد دیکھنے اپنے فرزند نور الدہر کے جمال عدیم المثال ملکہ گوہر ملکہ
پر جو نظر کی وہ حسن دلفریب ملکہ گوہر ملک کا اُسوقت نظر آیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو حیرت سے سکتا سا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے
جب شاہزادہ بدیع الزمان سے وہ کیفیت محویت دفع ہوئی دل مین خدا کا شکر کیا کہ پروردگارا مین کسطرح تیرا شکر ادا کرون کیونکہ
میری زبان مین اتنی قوت اور طاقت نہین ہو کہ تیرے ہر ایک احسان کا شکر کر سکے خصوصًا اس احسان کا شکر کر ہی نہین سکتا کہ
تو نے مجھکو ایسی زوجہ خوش جمال اپنی قدرت کاملہ سے عطا فرمائی ہو کہ جسکے حسن وجمال کی مجھسے تعریف نہین ہو سکتی غرض بعد شکر
کرنے کے شاہزادہ بدیع الزمان ہمراہ شاہزادہ قاسم نوجوان بکمال خوشی و مسرت بیرون محل آئے اور قطع راہ کر کے شاہزادہ بدیع الزمان
ایوان سبز مین تشریف لے گئے اور شاہزادہ قاسم ایوان سرخ مین آئے سرداران دست راست وہان واسطے تعظیم شاہزادہ بدیع الزمان
کے اُٹھ کھڑے ہوے اور یہان سرداران دست چپ بھی براے تعظیم و تکریم شاہزادہ قاسم اپنی اپنی جگہ سے سروقد اُٹھے اُدھر شاہزادہ
بدیع الزمان ذنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے اسطرف شاہزادہ قاسم بھی اُس ذنگل پر جو کہ لیے اُنکے تھا رونق افزا ہوے وہان اور
یہان پھر نازنینان گلبدن سیمتن ناچنے اور گانے لگین دونون شاہزادے پھر ناچ دیکھنے لگے اور گانا سننے لگے غرض ایوان سبز و سرخ مین
جو دونون شاہزادے بیٹھے ہوے گانا سُن رہے تھے لیکن اب کچھ حال بارگاہون اور خیام کا تحریر کیا جاتا ہو واضح ہو کہ موافق حکم
شاہزادہ قاسم نوجوان بعضی بارگاہون مین سرداران دست راست اور بعضی بارگاہون مین سرداران دست چپ جو لشکر ظفر پیکر کے
مالک وغیرہ سے پایہ کم رکھتے تھے بیٹھے بصد خوشی نازنینان گلرخسار کا ناچ دیکھ رہے تھے اور گانا سن رہے تھے بار بار میکشی کر رہے تھے
بعضے نازنینان غنچہ دہن گلبدن کا گانا سنکے محو تھے بعضے سردار اُس نازنین کو جو انکے روبرو گا رہی تھی بغور دیکھ رہے تھے اور اشارے
سے اپنے پہلو مین آکر بیٹھنے کو کہ رہی تھی کہ جواہر بیش بہا دیتے ہین اگر تمھارا دل چاہے تو اس جواہر کو لو اور آرزوے دل ہماری بر لاؤ دو
نازنین اشارہ سمجھکے ہر چند کہ اُسکا دل چاہتا ہو کہ مفت ان جوانون سے آشنائی کیجیے لیکن بظاہر ناز و ادا سے اقرار نہین کرتی اور یا
کہتی ہو کہ اس ادنی جواہر پر مین اپنی آبرو دونگی اسی طرح اکثر بارگاہون مین اور خیام مین لشکری جو غیر سردار ہین بیٹھے ہوے ہین اُنکے بھی
سامنے موافق اُنکی لیاقت کے نازنینان خوبرو ناچ رہی ہین اور گا رہی ہین اکثر مردان لشکری نازنین مذکور کو رقص کرتے دیکھکر بیتاب و بیقرار
ہو دم قصد کرتے ہین کہ اسی بارگاہ مین اسی وقت اس مطرب سے مدعاے دل حاصل کر لین بخیال اسکے کہ اول تو ضبط ہو نہین سکتا دوسرے اپنے
لشکر کے سب جوان ہین کوئی انمین غیر نہین لیکن جب خیال حمزۂ صاحبقران آجاتا ہو خوف سے کانپ جاتے ہین اور خیال وصال سے باز رہتے
ہین یہ تجویز کرتے ہین کہ جب یہ نازنین اپنے خیمہ مین جائیگی اُسوقت دیکھ لیا جائیگا اکیلے مین مدعاے دل بر آئیگا کسی کو خبر بھی نہوگی یہ نازنین
کہان جائیگی یہ امر تجویز کر کے اپنی مونچھون پر بار بار تاؤ دیتے تھے لشکری تو بعض بعض اس خیال مین بیٹھے ہین اکثر برغبت تمام ناچ دیکھ
رہے نازنینون کا گانا سن رہے ہین ہزارہا لشکری ساقی بچون سے شراب لے لیکر پی رہے ہین لیکن اب کچھ حال عیاران لشکر کا
لکھتا ہون عیاران نامی تو چھوٹی بارگاہون مین بصد عیش و عشرت بیٹھے ہوے میکشی کرتے ہین کبھی ناچ نازنینان خوبرو کا دیکھتے ہین
اچنا موقوف کرو کچھ گاؤ نازنینان خوبرو موافق اپنی لیاقت کے گاتی ہین عیاران لشکر بڑے بڑے ٹکڑے ہیرے اور الماس کے
دمبدم خوش ہو کر دے رہے ہین جو نازنینان گلرو اُنکے سامنے گا رہی ہین وہ خوش ہو ہو کر لے رہی ہین اور اپنے دل
مین کیا اچھی تقدیر ہو کہ ہمنے ہزارون ٹکڑے ہیرے اور الماس وغیرہ کے ان عیارون سے انعام مین پاے ہین ہمکو
کسی نے انعام دیا ہو سعد بن قباد بادشاہ لشکر اور زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نے بھی ایسا
نازنینان خوبرو تو اپنے اپنے دل مین یہ خیال کر رہی ہین مگر یہ عیار بلاے روزگار ہین انھون نے نمک ا
کیے ہین کہ ہیرا اور الماس اور یاقوت احمر معلوم ہوتے ہین واسطے اپنا نام کرنے کے وہی ٹکڑے نکالا انکھیں

بند کر کے بے طلب دمبدم دے رہے ہین اسی طرح عیاران عمر نامی بھی خیام مین تاج نازنینان گلرخسار کا دیکھ رہے ہین یہ بھی اشرفیان اور
روپیہ بنا بنائے ہوئے دمبدم مشت بھر بھر کے نازنینان گلبدن کو دیتے ہین وہ نازنینان خوبرو خوش ہو کر لے لیتی ہین اور اپنے سازندون کو دے
دیتی ہین سازندے اپنی کمرون مین وہ اشرفیان اور روپیہ خوب مستحکم کر کے رکھ لیتے ہین جب گرمی کی کثرت سے پسینہ آجاتا ہی وہ اشرفیان اور روپیہ
پیچ کر کھل جاتے ہین اور کمر سے غائب ہو جاتے ہین سازندے اپنی اپنی کمر مین روپیہ اور اشرفی نہ دیکھا اور متحیر ہو کر رونے لگتے ہین عیار اُنسے
پوچھتے ہین کیون روتے ہو وہ کہتے ہین خداوند تمام اشرفیان اور روپیہ کمر سے چور لیگیا ہمکو تباہ اور برباد کر گیا جسقدر حضور نے ہمکو انعام مین
اشرفیان دی تھین اُنمین سے کوئی اشرفی بھی اب نہین ہی نہ کوئی روپیہ ہی مگر کپڑا بھیگا ہوا ہی عیار ہنسکر کہتے ہین کہ اس جلسہ مین کوئی چور آیا
ہوگا تمھاری کمر سے اشرفی نکالکر لیگیا ہوگا خیر کچھ تم اُن اشرفیون اور روپیہ کا خیال و مطلق رنج و ملال نہ کرو ہمسے اور اشرفیان اور روپیہ
اسکے عوض مین لے لو لیکن اب بہت ہوشیاری سے رکھنا ایسا نہو کہ پھر وہی چور آکر تمھاری کمر سے نہ لے جائے ہر ایک سازندہ کہتا ہی کہ خداوند حضور کو
سلامت رکھے جہان مین حضور کا بول بالا رہے اب کیا مجال جو چور ہماری کمر سے روپیہ لے جائے خداوندا اب ہم بہت ہوشیار رہینگے یہ تقریر سازندون کی
کی عیاران لشکر سنکر اور باہم مسکرا کر پھر اُن سازندون کو اشرفیان اور روپیہ دیتے ہین سازندے بیچارے عیارون کی عیاری سے ناواقف روپیہ
اور اشرفی دعائین دے دے کر لے لیتے ہین اور مضبوط کپڑے مین خوب مستحکم باندھکر ہر ایک کمر سے باندھ لیتا ہی لیکن بعد تھوڑی دیر کے
ہر ایک سازندے کو اپنی کمر ہلکی جو معلوم ہوتی ہی ٹٹول کر جو دیکھتا ہی پھر کمر سے روپیہ اور اشرفی غائب پاتا ہی متحیر ہو کر اور جھنجلا کر کہتا ہی
کہ عجیب مین کس غضب کے چور ہین کہ اس مجمع مین بار بار آکر کمر سے روپیہ اور اشرفی اسطرح لیجاتے ہین کہ مطلق ہمکو خبر نہین ہوتی وہ نازنین
جبکے ہر ایک سازندے کی کمر سے روپیہ اور اشرفی دمبدم غائب ہو جاتا ہی وہ اپنے دل مین خیال کرتی ہی کہ ہر ایک سازندہ خود چور ہی
اور مین تو ناچ اور گا کر اُنکو روپیہ اشرفی دیتی جاتی ہون یہ نالائق خود غائب کرتے جاتے ہین اور چور بیچارے کا نام رکھتے ہین بھلا
اس بزم مین چور کیونکر آئیگا اور کمر سے انکی روپیہ کیونکر لیجائیگا اس بات کو عقل ہرگز قبول نہین کرتی جسوقت وہ نازنین یہ خیال کرنے
لگتی ہی تو ناچنے اور گانے سے باز رہتی ہی عیاران لشکر سازندون اور اُس مطربہ سے سبب نہ گانے کا دریافت کرتے ہین وہ نازنین کہتی ہی
کہ خداوند مین کیا عرض کرون اگر کچھ کہتی ہون تو مفت کی تکرار ہوتی ہی اور اگر نہین کہتی ہون تو بھی دلکو قرار نہین آتا حضور اصل بات
یہ ہی کہ پہلے ان سازندون نے حضور کے سامنے عرض کیا کہ کوئی چور کمر سے روپیہ لیگیا مین نے خیال کیا کہ یہ سچ کہتے ہونگے حضور نے
از راہ پرورش اور بندہ نوازی پھر روپیہ اور اشرفیان عنایت کین اور یہ بھی فرمایا کہ اب ہوشیار رہنا اور اُنھون نے بھی یہ دعوی
کیا کہ اب کیا مجال ہی جو چور ہماری کمر سے روپیہ لیجائے اب حضور نے سنا کہ پھر یہ کہتے ہین کہ چور کمر سے روپیہ لیگیا خداوند یقین نہین آتا کہ
چور روپیہ لیگیا ہو بلکہ مجھکو یہ خود چور معلوم ہوتے ہین خداوند مین اسی فکر و تردد مین ہون جسوقت عیارون نے یہ تقریر اُس مطربہ کی
سنی سب نے کہا کہ تو سچ کہتی ہی بیشک تیرا ہر ایک سازندہ بڑا احمق اور بہت بڑا چور ہی جب یہ تقریر عیارون کی سازندون نے سنی
اُنکو اُس مطربہ پر کمال غصہ آیا اور بے اختیار سازون کو فرش پر رکھکر چوٹی اُس مطربہ کی پکڑ کے عین بزم مین مارنا شروع کیا عیارون کو
تو یہ منظور ہی تھا بیٹھے ہوئے دیکھا کیے اور خوب باہم ہنسا کیے جب سازندون نے خوب اُس مطربہ کو درست کر لیا اپنے اپنے ساز کو پھر اپنے
اُٹھا کر یہ کہا کہ او نالائق اگر ہم تیرے نزدیک چور تھے تو لے اب ہم بھی تیرے ساتھ نہ رہینگے یہ کہکر ہر ایک سازندہ چلا گیا وہ مطربہ تھوڑی
دیر بیٹھی ہوئی رویا کی بعدہ وہ بھی ایک طرف چلی گئی عیاران لشکر اور ایک مطربہ کو پکڑ لائے اور اُسکا گانا سننے لگے اور اُسکو بھی دونی
ٹکڑے یاقوت احمر کے الماس کے انعام مین دینے لگے عیاران لشکر کی تو یہ کیفیت تحریر کی گئی مگر اب کچھ حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی
خواجہ عمرو جس ایوان مین حمزۂ صاحبقران تشریف رکھتے ہین یہ بھی اُسی ایوان مین موجود ہین تاج نازنینان گلپیرہن کا دیکھ
رہے ہین اور گانا مہ جبینان خوش گلو کا سن رہے ہین زنبیل سے لباس فاخرہ نکالکر پہنتے ہین کبھی بخیال اسکے کہ اے خواجہ عمرو
یہ لباس میلا ہو جائیگا دھوبی سے دھلوانا پڑیگا بیرا نقصان ہوگا اُتار کے زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور دوسرا لباس قیمتی پہن لیتے ہین

خواجہ تو تبدیل لباس مین مصروف ہین ناگاہ وہ نازنین جو قبل سے روبروے صاحبقران ناچ رہی تھی وہ ناچکر اور گاکر رخصت ہوئی اور
دوسری نازنین مہ جبین پری رو خوش گلو روبروے حمزہ صاحبقران مع سازندون کے حاضر ہوئی اور ناچنے لگی بعد ناچنے کے اُس
مطربۂ خوبرو نے ایک غزل عاشقانہ شروع کی اور اس لطف کے ساتھ اُسنے غزل گائی کہ جملہ صاحبان بزم اُس مطربہ کی تعریف کرنے لگے خواجہ
عمرو نے بھی اُسکی جانب نظر کی ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران خوش ہوکر اس مطربہ کو بھی ایک ہار موتیون کا نہایت بیش قیمت
دینے لگے خواجہ عمرو یہ دیکھکر بیتاب ہوے اور کہا ای امیر یاتو قیر یہ ہار مجھکو دیجیے مین اس مطربہ کو دے دون جبتک خواجہ اپنی جگہ سے
اُٹھین اور حمزہ صاحبقران سے ہار لین اُس مطربۂ خوش گلو نے وہ ہار امیر باتوقیر سے لے لیا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ہار موتیون کا
مطربہ نے لے لیا بیتابانہ اُٹھے اور اُس نازنین مہ جبین سے کہنے لگے کہ ای نازنین مین بھی دیکھون تجھکو کیسا ہار انعام مین ملا ہے جس وقت
اُس سیمین رشک سمن نے جانب خواجہ عمرو دیکھا عجب شکل اُسکو نظر آئی یعنے اُس نازنین نے دیکھا کہ ناریل ایسا سر ہے زیرہ ایسی آنکھین ہین
کلچا ایسے گال ہین رسی ایسے دست و پا ہین پیچھے کا قد چھ گز کا ہے اور آدھ پر کا قد تین گز کا ہے گلے مین کھاروے کا کرتہ ہے سر پر لمبی ٹوپی لوے کی ہے
اور ٹوپی مین دُم لومڑی کی لگی ہوئی ہے نازنین مسطور صورت عجیب و غریب خواجہ کی دیکھکر اور جن سمجھکر ڈر گئی دست و پا جو اُسکے خوف سے
کانپنے لگے تو وہ ہار موتیون کا ہاتھ سے فرش پر گر پڑا خواجہ عمرو نے دوڑکر وہ ہار اُٹھالیا اور زنبیل تک ہاتھ لیجاکے پھر ہار اُس مطربہ کے سامنے
کو دے دیا جب اُس مطربہ کے حواس خمسہ درست ہوے اور اُسکو معلوم ہوا کہ یہ خواجہ عمرو ہین جن نہین ہین وہ ہار موتیون کا اُس مطربہ نے
سازندے سے لیکر اپنے گلے مین پہنادو اور پہن لیا اور خوش ہوکر پھر ناچنے اور گانے لگی ناچنے مین پسینہ جو آیا اور وہ ہار پسینہ مین تر ہوا رفتہ رفتہ
پگھلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے فقط ڈورا اُس مطربہ کے گلے مین رہگیا خواجہ عمرو تو وہان سے چلدیے اُس مطربہ نے اپنے گلے مین ہار کو جو دیکھا
نہایت متحیر ہوئی اور گانا موقوف کرکے طرح طرح کے خیالات کرنے لگی امیر باتوقیر اور سرداران نامی یہ کیفیت دیکھکر سمجھ گئے کہ خواجہ ہار موتیون کا
لیگئے اور مصنوعی ہار جو دے گئے تھے وہ پگھل گیا فقط رشتہ رہگیا یہان تو یہ مطربہ مسطورہ گلے مین دانہ ہاے مروارید کے گم ہوجانے سے متردد ہے
امیر باتوقیر خواجہ کی چالاکی اور عیاری پر ہنس رہے ہین مطربہ کو تو اسی کیفیت مین چھوڑیے اور اب کچھ حال محلسرا کا تحریر کیا جاتا ہے اُسکو
ملاحظہ فرمائیے ناظرین پر واضح ہوکہ بعد چلے اُٹھنے بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم کے خواتین محل ملکہ گوہر ملک کو واسطے تارے
دکھانے کے صحن محل مین لائین کہ ملکہ گوہر ملک درمیان خواتین کے تھین اور گرد ملکہ گوہر ملک جملہ خواتین تھین اُسوقت الکرنسوان محل کو
یہ ثابت ہوتا تھا کہ ملکہ گوہر ملک بدر کامل ہین اور خواتین کواکب ہین غرض بعد دیکھنے تارون کے ملکہ گوہر ملک صحن محل سے پھر اُسی جگہ آئین
جہان پہلے بیٹھی تھین بعد بیٹھنے ملکہ گوہر ملک و دیگر خواتین ذیوقار کے نازنینان گلپیرہن آئین مبارکباد گانے لگین اور خواتین ذیوقار محل سے
انعام کثیر بار بار پانے لگین اُسی ہنگامہ نشاط و انبساط مین جو عورت کہ شاہزادہ نور الدہر کو اپنی آغوش مین لیے ہوے تھی اُسنے شاہزادہ
نور الدہر کو مہد زرین مین لٹادیا اور نازنینان گلرخسار کا رقص دیکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے پھر جو اُسنے طرف گہوارے کے نظر کی شاہزادہ
نور الدہر کو گہوارے مین نہ دیکھا گھبراکر خواتین سے پوچھنے لگی کہ شاہزادہ نور الدہر کو گہوارے سے کسنے اُٹھالیا ہے خواتین نے کہا کہ ہمکو
نہین معلوم غرض پھر تو جسقدر کہ عورتین اعلی اور ادنی محل مین تھین ہر ایک سے دریافت کیا گیا کہ شاہزادے کسکی آغوش مین ہین سب نے
انکار کیا کہ ہمارے پاس نور الدہر نہین ہین جب یہ خبر ملکہ گوہر ملک مادر شاہزادہ نور الدہر کو معلوم ہوئی کہ میرا فرزند گہوارے سے غائب ہوگیا
اور محل مین کسی عورت کے پاس نہین ہے اُسوقت ملکہ گوہر ملک زار زار رونے لگی اور زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی اور غم دوری فرزند
مین ایسی بیقرار ہوئی قریب تھا کہ روح جسم سے مفارقت کرجاے جملہ خواتین محل گم ہونے شاہزادہ نور الدہر اور نوبت بہلاکت ہوجانے
ملکہ گوہر ملک سے اسقدر باواز بلند روئین کہ صداے گریۂ خواتین امیر حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم
نوجوان و دیگر سرداران لشکر نے سنی امیر باتوقیر بیتاب و بیقرار ہوکے اُٹھے اور سردارون سے فرمایا کہ جلد دریافت کرو کہ یہ ہنگامہ کیا ہے ادھر
شاہزادہ قاسم اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی شور گریۂ خواتین محل سنکے نہایت ہی مضطر اور پریشان ہوے اور خود در محل کی طرف

واسطے دریافت حال کے چلے اثنائے راہ مین چند سرداران نامی ملے معلوم ہوا کہ شاہزادۂ نورالدہر گہوارے سے غائب ہوگئے ہین شاہزادۂ
بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نے پوچھا تمکو کیونکر معلوم ہوا اُن سردارون نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم امیر باتوقیر براے دریافت
حال دربحلسرا بہگئے تھے چنانچہ ہمکو چند کنیزون کی زبانی یہ خبر ملال اثر معلوم ہوئی ہی جسوقت یہ خبر وحشت اثر شاہزادۂ بدیع الزمان اور
شاہزادۂ قاسم نوجوان نے سنی صدمے سے عجب حال ہوا قریب تھا روتے روتے روح جسم سے مفارقت کرجاے جب سرداران مذکور نے
امیر حمزۂ صاحبقران سے ماجراے غم جا کر بیان کیا حمزۂ صاحبقران بھی بیقرار ہو کر رونے لگے پھر تو تمامی لشکر مین صداے نالہ و غم
دوری نورالدہر مین بلند ہوئی ہر ایک بزم عیش اور محفل عشرت مبدل بمجلس غم و الم ہوئی اُدھر جملہ خواتین محل دردناک آواز سے روتی
تھین ادھر جملہ مردمان لشکر اعلیٰ اور ادنیٰ افسوس کرتے تھے اور روتے تھے اور علاوہ مردمان لشکر کے ہر ایک بشر آنسوؤن سے مُنہ
دھوتی تھی اور مردم بازاری کف افسوس مل ملکر روتے تھے غرض یہ ہنگامۂ ماتم محل سے کئی فسح تک تھا غرض بعد چند ساعت کے محل مین
شور گریہ موقوف ہوا اُسوقت ایک دوسرے شخص سے کہنے لگا کہ اب صداے گریۂ خواتین نہین آتی معلوم ہوتا ہی کہ نورالدہر کا شاید
کچھ نشان ملا لشکری ہر مردمان لشکری ابھی یہ کہہ ہی رہے تھے یکایک دیکھا کہ چند دربان مسرور و شادان دوڑے ہوے چلے آتے ہین مردمان
لشکر نے اُنسے پوچھا کہ باعث تمھارے خوش ہونے کا کیا ہی اُنھون نے کہا کہ ہمکو زبانی کنیزان ملکہ گوہر ملک معلوم ہوا ہی کہ شاہزادۂ
نورالدہر مع الخیر بعد چند ساعت کے خود بخود گہوارے مین نظر آئے ہین یہ مژدۂ خوشی ہم امیر باتوقیر اور شاہزادۂ قاسم اور شاہزادۂ
بدیع الزمان کو دینے جاتے ہین مردم لشکری تو یہ خبر فرحت اثر سنکے شادمان ہوے دربانون نے امیر باتوقیر کو جب یہ خوشخبری دی
امیر نے سجدۂ شکر خدا کیا اور غم و الم دل سے دور کیا پھر دربانون نے شاہزادۂ نورالدہر کے گہوارے مین ظاہر ہونے کی خبر شاہزادۂ قاسم
نوجوان کو دی شاہزادۂ قاسم نے بھی شکر خدا کا کیا جب دربان مسطور آگے بڑھے شاہزادۂ بدیع الزمان کو بھی یہ مژدۂ مسرت افزا دیا
شاہزادے یہ خبر سنکے نہایت مسرور ہوے اور اُنھون نے بھی سجدۂ شکر خدا کیا غرض رفتہ رفتہ تمامی لشکر مین یہ خبر فرحت اثر مشہور ہوئی
کہ شاہزادۂ نورالدہر جو گہوارے سے گم ہوگئے تھے اب ظاہر ہوے ہین چنانچہ بمجرد سننے اس خبر کے ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ کے دل سے غم و الم
دور ہوا اور ہر شخص شاد و مسرور ہوا امیر باتوقیر اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان نے زر کثیر شاہزادۂ نورالدہر
پر سے تصدق کرکے فقرا اور غربا کو دیا اور خواتین نے بھی محل مین بعد زر کثیر تصدق کرنے کے نذر و نیاز کرنی شروع کی ملکہ گوہر ملک کو
گم ہوجانے اپنے فرزند نورالدہر کے صدمے سے غش آگیا تھا اب ہوش آیا ہی اور اپنے فرزند کو خوش ہو کر سینے سے لگایا ہی اور پیار
کیا ہی اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نے بھی مع امیر باتوقیر نورالدہر کو پیار کیا ہی اور سینے سے لگایا لیکن امیر
حمزۂ صاحبقران اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم کو جو اس واقعۂ حیرت افزا کی تشویش بدرجۂ کمال تھی اسوجہ سے
امیر باتوقیر نے واسطے دریافت کرنے اس راز سربستہ کے خواجہ زادون کو طلب فرمایا جب خواجہ زادے آئے اسوقت حمزۂ صاحبقران نے
تمام کیفیت از ابتدا تا انتہا شاہزادۂ نورالدہر کے گہوارے سے غائب ہوجانے اور پھر ظاہر ہونے کی بیان کرکے فرمایا کہ بتائیے کیا واقعہ
تھا خواجہ زادون نے بموجب ارشاد فرمانے امیر باتوقیر کے بڑی دیر تک فکر کی آخر بعد غور بسیار خواجہ زادون نے کہا کہ اے امیر حمزۂ باتوقیر
ہمکو اپنے علم و حکمت سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ شاہزادۂ نورالدہر کو ایک پریزاد پردۂ قاف مین لیگئی تھی اور جسطرح کہ آپ کا عقد ہوا تھا
اسی طرح شاہزادۂ نورالدہر کا بھی نکاح جواہر پری سے ہوا ہی اور اس لڑکے کے طالع آپکے طالع سے بہت ملتے ہین یہ کوئی
امر تردد و تفکر کا نہین ہی بلکہ موجب مسرت ہی ہمکو فقط علم و حکمت سے اتنا ہی دریافت ہوتا ہی اور حال غیب سے سوا خداوند عالم کے کوئی
ماہر نہین ہی جسوقت خواجہ زادون نے یہ تقریر روبروے امیر باتوقیر کی حمزۂ صاحبقران اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ
قاسم ذیشان و جملہ سرداران لشکر و ظل اللہ مالک اورنگ سلیمانی یعنی سعد بن قباد بادشاہ لشکر نہایت شاد و مسرور ہوے
امیر باتوقیر نے خواجہ زادون کے روبرو زر و جواہر کثیر پیشکش کیا خواجہ زادے رخصت ہوے اب حمزۂ صاحبقران و شاہزادۂ بدیع الزمان

اور شاہزادۂ قاسم نوجوان وغیرہ کو اطمینان ہوا فکر و تشویش دل سے دور ہوئی بعد جانے خواجہ زادون کے اور دور ہونے غم و الم کے
شاہزادۂ قاسم نے حکم دیا کہ اُسی طرح ہر ایک ایوان اور بارگاہ اور خیمہ مین آ آکر رقص کرین اور گائین چنانچہ بموجب حکم شاہزادۂ قاسم
نازنینان گلرخسار خورشید جمال اُسی طرح ہر ایک مقام پر رقص کرنے لگین اور گانے لگین اور ظاہر ہونے شاہزادۂ نور الدہر مبارکباد دی
پیش حمزہ صاحبقران اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور روبرو شاہزادۂ قاسم ذیشان گانے لگین اور انعام کثیر پانے لگین اسی طرح
محل مین بھی روبرو ملکہ گوہر ملک و ملکہ گردیہ بانو و ملکہ خورشید خاوری نازنینان خوبرو خوش گلو ظاہر ہونے شاہزادۂ نور الدہر
کی مبارکباد گانے لگین اور خواتین فیدقار مرتبہ سے زر و جواہر بحساب انعام مین پانے لگین جب وقت خاصہ نوش کرنے کا آیا ناچ گانا
موقوف ہوا الماس خان خاوری اور قیماس خان خاوری ملازمین کے ہاتھ ہر ایک اعلی اور ادنی کے واسطے علی قدر مراتب
طعام خاصگی اور تصرفی خوانون مین لگا لگا کر روانہ کیا اگر تعریف طعام تحریر کیجائے تو بیجا طول ہوگا اور دل ناظرین رنجیدہ اور ملول ہوگا
اس وجہ سے ترک تعریف طعام لذیذ کرتا ہون غرض بعد طعام تناول کرنے کے پھر محفل عشرت اور عیش ہر جگہ اسی طرح آراستہ ہوئی اور بعد
نصف شب کے اکثر بزم عیش اور محفل عشرت مین نازنینان خوبرو اور خوش گلو کا ناچنا اور گانا موقوف ہوا اور اکثر جگہ تمام شب بزم عشرت
آراستہ رہی نازنینان گلرخسار باری باری رقص کیا کین اور گایا کین جب فلک نے دائرۂ آفتاب بخیال ترانۂ افق مشرق سے نکالا صبح
ہوئی بدستور روز اول ہر ایک ایوان اور بارگاہ اور خیمہ مین بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان غنچہ دہن خوبرویان گلپیرہن زیور و لباس
وغیرہ سے آراستہ ہو ہو کر مع سازندون کے ہر ایک بزم عیش مین حاضر ہو کر رقص کرنے لگین اور موافق فرمائش صاحبان بزم راگ اور
راگنیان گانے لگین اکثر نازنینان خوش گلو ہنگام سحر بھیرو بن مین غزلین گانے لگین بعض بزم عشرت مین بھانڈ بھی مع اپنے ساز و
سامان کے حاضر ہوئے چنانچہ خاص پسند نامے ایک بھانڈ نہایت حسین و کمسن مع اپنے ہمراہیون کے ایوان سرخ مین روبرو
شاہزادۂ قاسم حاضر ہو کر بصد ادب تسلیم بجالایا اور بعد ناچنے اور گانے کے اُسکے ہمراہیون نے نقلین نہایت مضحک کرنی شروع کین
بعد کرنے چند نقلون کے بھانڈون نے باہم کچھ مشورہ کیا اور کوئی نقل تجویز کرکے دو بھانڈ بزم عشرت سے علیحدہ چلے گئے اور پھر تھوڑی
دیر کے بعد دونون بھانڈ نقابدار بنکے محفل مین آئے اُنمین سے ایک نقابدار زمرد پوش تھا دوسرا نقابدار سرخ پوش تھا وہ دونون
نقابدار باہم بحث و تکرار کرنے لگے آخر نوبت کشتی کی پہونچی اور بڑی دیر تک باہم کشتی ہوا کی مگر پشت کسی کی دونون مین سے آشنائے
زمین نہوئی اُسوقت نقابدار سرخ پوش نے بغیظ تمام نقابدار سبز پوش سے پوچھا سچ بتا تو کون ہو نقابدار زمرد پوش نے کہا مین اپنا
نام نہین بتاتا تو ہی اپنا نام مجھکو بتا اُسوقت سُرخ پوش کو بہت غصہ آیا اور ہاتھ اپنا نقابدار زمرد پوش کی نقاب پر ڈالا نقابدار زمرد پوش نے
بھی فورًا ہاتھ اپنا نقابدار سرخ پوش کی نقاب پر ڈال دیا اِدھر نقابدار سرخ پوش نے نقابدار زمرد پوش کی نقاب کو چہرہ سے دور کیا
اُدھر نقابدار زمرد پوش نے نقابدار سُرخ پوش کی نقاب کو رُخ سے جدا کیا بعد دور ہونے ہر ایک نقاب کے نقابدار سرخ پوش نے
نقابدار زمرد پوش سے کہا کہ چچا جان آپ ہین اب مین نے آپ کو پہچانا پہلے مجھکو معلوم نہ تھا کہ آپ ہین اسی طرح نقابدار زمرد پوش نے
بھی کہا کہ بھتیجے تم مجھسے لڑ رہے تھے اب مین نے تمکو پہچانا قبل اسکے مین نہ جانتا تھا کہ تم ہو بعد اس گفتگو کے دونون چچا بھتیجے باہم گلے ملے
اور شاہزادۂ قاسم کی خدمت مین یون عرض کرنے لگے کہ خدا حضور کو مدام سلامت رکھے امیدوار انعام کے ہین شاہزادۂ قاسم اپنی اور
شاہزادۂ بدیع الزمان کی یہ نقل سمجھکر خوش ہوئے کیونکہ بھانڈون کا قاعدۂ کلیہ ہے کہ جسکے یہان آتے ہین اُسکی نقل ضرور کرتے ہین غرض
شاہزادۂ قاسم نے زر کثیر اُن بھانڈون کو انعام دیا القصہ اسی طرح شب و روز چالیس روز تک شاہزادۂ نور الدہر کی چھٹی کا جشن بکمال
شائستگی و تزک رہا بعد گذرنے میعاد سعید جشن کے شاہزادۂ قاسم نے جملہ ارباب نشاط کو زر کثیر دے دے کر رخصت کیا بعد ختم
ہونے مدت جشن کے جملہ اہل حرفہ مثل سوداگر اور جوہری وغیرہ اپنے اپنے مواکن کی جانب لاکھون روپیہ اس جشن مین پیدا کرکے
روانہ ہوئے اور جملہ خواتین جو مہمان تھین وہ بھی بعد جشن کے اپنے اپنے گھر گئین اور خدام نے بموجب حکم شاہزادۂ قاسم جملہ سامان اور سبا

جو ایک ایوان میں تھا سب کو ایک جا فراہم کیا اول جو بارگاہیں اور خیام واسطے جشن کے استادہ کیے گیے تھے سب کو خدام نے اُکھاڑ کر او رلپیٹ کر رکھا اور تمام جھاڑ او رکنول وغیرہ بھی جھاڑ سازنے بحکم شاہزادہ قاسم ہر ایک مقام سے لا لا کر ایک جا رکھے بعد گذرنے مدت جشن کے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نے اپنے لشکر کو عجم سے روانہ کیا اور شاہزادہ بدیع الزمان نے بعد تمام ہونے ایام جشن کے اپنے والد نامدار عالیمقدار یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران والا مرتبت سے بادب ملتمس ہو کر عرض کیا نظم

کہ فرزندی اب اتنا ہی امیدوار
اجازت ہو تو جاوے بہر شکار
سنا عرض حال اپنے فرزند کا
یہ ارشاد صاحبقران نے کیا
جو جاؤ تو جلدی سے پھر آئیو
ہمیں شام فرقت نہ دکھلائیو

غرض کہ صاحبقران بن صاحبقران برہم کن ملک باختر پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سلطان صاحبقران سے اجازت لیکر مع تمام اپنے رفقائے جان نثار اور دلیران عرصۂ کارزار بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلکر اپنے مرکب گلگون باختری پر سوار ہوا اور بعظمت وصولت تمام وشوکت مالا کلام سامان شکار کا ہمراہ لیے سمت صحرا تشریف لیچلا جسوقت کہ شکارگاہ میں پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ ایک میدان وسیع بہت فضا ہے اور وہان شکار اسقدر ہے انتہا نظر آتا ہے ہزارہا نیل گاؤ و ہزاروں چیتل پاڑھے ہزارہا ہرن بارہ سنگے چاروں طرف چوکڑیاں اور جستیں کرتے پھرتے ہیں اشعار

وہ کرنے لگے جا کے صید افگنی
درندوں پرندوں پہ پھیلی آ بنی
کیے صید اسد چیہ گور و گوزن
نہ شیران گردون میں ہو جنکا وزن
بہت شیر مارے بہت پیل مست
ہوئے کرگدن زور بازو سے پست
وہ کھیلا کیا دو پہر تک شکار
ہوا جس گھڑی وقت نصف النہار

تو اسوقت شاہزادہ عالم نے چاہا کہ اب شکارگاہ سے مراجعت فرما کے اپنے خیمہ میں داخل ہو ناگاہ سامنے سے ایک ہرن نہایت خوبصورت نمودار ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اب اس ہرن کا شکار کر کے چلونگا قراولوں نے بہ سر و چشم عرض کیا کہ خانہ زادوں کو اگر ارشاد ہو تو زندہ پکڑ لائیں ورنہ شکار کر کے حاضر کریں شاہزادہ عالم نے کسی کا کہنا نہ مانا اور مرکب گلگون باختری کو اُس ہرن کے تعاقب میں سبک خیز کیا اُس ہرن نے جو دیکھا کہ قضا بر قفا و اجل بر سر یعنی شہسوار اپنے راہوار کو تیز گام کیے درپئی ہلاک میرے آتا ہے تو چار کوس بطرز مدہوشانہ و انداز عاشقانہ رم کرتا اور چوکڑیاں بھرتا ہوا شاہزادہ عالم سے بچتا بچاتا اپنے ساتھ لگائے چلا گیا بعد اسکے وہ ہرن جان توڑ کے ایک سمت کو بھاگا اور شاہزادہ عالیشان بدیع الزمان نے ازبسکہ تمازت آفتاب سے نہایت بیتاب تھا غیظ میں آکر کہا کہ اب بغیر اس ہرن کے شکار کیے میں یہاں سے نہ پھرونگا گلگون باختری کو گرم تاز کیا اور چلا رفیق اور جان نثار جتنے سردار تھے سب ہمراہ رکاب بلکٹٹ گھوڑے ڈالے چلے جاتے تھے مگر وہ ہرن کہیں گھات پر نہ چڑھتا تھا اس عرصہ میں شدت تمازت سے کرۂ ہوا مثل کرۂ نار گرم ہوا اور ذرات ریگ مثل اخگر کے چمکنے لگے اور کوئی درخت سایہ دار نظر نہیں آتا تھا ومنگون تک کوئی دریا کوئی جھیل کوئی حوض کوئی تالاب کوئی چھتر پانی کا نہ تھا نہ کوئی جانور درندہ و پرند کی قسم سے اُڑتا یا بیٹھا کہیں نمودار ہوتا تھا اگر کہیں کوئی درخت بھی نظر آیا تو تمام برگ و بار اُسکے جھلس جھلس کے گرے ہیں فقط ٹنڈ منڈ کھڑا ہے بقول شخصیکہ مصرع از شاخ برہنہ سایہ داری مطلب ۔ اگر کہیں کوئی جانور نظر پڑا تو دیکھا بوم یا غلیواز شاخ درخت بے برگ و بار پر بیٹھا لنج کرتا جو ریگ پر گرا تھی تو آن واحد میں پھڑک پھڑک کر مر گیا اگر کسی جا چھتر یا دجلہ پانی کا تو اُسمین دیکھا کہ دو چار اژدر پڑے ہوئے اپنے پھنوں سے زہر ہلاہل ڈال رہے ہیں کہ وہ مثل پانی نظر آتا ہے ہر چہار طرف اشعار

جلنے پتھر چلی ایسی لون
لگے جوش کھانے جوانوں کے خون
تنور فلک تھا بشدت تپان
ہوئے ذرہ ریگ چنگاریان
[ز]ی کورہ آہنگروں کی زمین
تپش سے ہوا ہو گئی آتشین
لگی کھولنے چادر آبشار
دل سنگ سے شعلہ زن تھے شرار
[ا]فشان نعل کی میخ کا
تن خاک پر اک پھپولا پڑا
زرہ کی زبس گرم تھی ہر کڑی
سواروں کو جانوں کی اپنی پڑی
[ب]نے سے مٹی کے پتلے بنے
تھے شدت سے گرمی کی سب ادھ جلے
برستی تھی اک آگ افلاک سے
اُٹھا تھا دھواں مرکز خاک سے
نالان کوئی اور کسی کو تھا غش
کوئی کہہ رہا العطش العطش
جہانتک نظر کام کرتی تھی وہان
عجب وحشت آگیں تھا ہو کا مکان

درخت اسجگہ پر نہ تھا سایہ دار	نہ آتا نظر تھا کہین برگ و بار	کسی جا پہ تھے ٹنڈ سوکھے کھڑے	تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے
کہین سایہ ڈھونڈھو تو پیدا نہ تھا	کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا	لگے ڈھونڈھنے سب درختون کی چھاؤن	ہزار آبلہ تھے پیادون کے پاؤن
گران تھا سوارون کو تن کا لباس	ہوا زیست سے ہر کسی کو ہراس	کئی کوس جیون تیون جب آ نکل	گھڑی کا ہوا دو پہر پر عمل
کئی باغ آمون کے دیکھے وہان	چلے انکے سایے مین پیر و جوان	چمکتی تھی دھوپ ایسی یون ہر گھڑی	کہے تو کہ آمون مین بجلی پڑی
نہ تھا دل مین کاک کے صبر و سکون	طپش سے تھین آنکھین دو طاس خون		

چونکہ مرکب گلگون باختری از بسکہ نہایت تیز رو اور گرم رفتار تھا انتہا سے صفت اور تعریف تیزی کی اسکی شنی ہو کہ یہ ایک صرصر نے مثل ہوے گل اس گلگون باختری کو باغ عالم مین آتے جاتے کبھی نہین دیکھا طائر وہم و خیال لیتری کہین گرد سم کو اسکی نہ پہونچ سکا تو جتنے سردار اور جان نثار ہمراہ رکاب شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجاہ تھے سب شل ہوکر فرسنگون پیچھے رہ گئے تھے شاہزادۂ والا مرتبت تن تنہا اُس ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا ایک مقام پر نہایت غیظ و غضب مین آکر تیر کو ترکش سے نکال اور کمان کو دوش پر سے اُتار زہ سے زہ کو ملا نشانہ ساقری کا ہرن کے تاک کر کمان کو تا بناگوش کھینچکر تیر کو جو پرتاب کیا تو ہرن چھلاوہ ہوکر غائب تھا اور تیر خالی گیا زیادہ تر شاہزادۂ بدیع الزمان نامور خشمگین اور غضب اور بسبب شدت تشنگی کے نہایت سراسیمہ اور مضطرب العنان اسپ تیز گام کو اُس طرف سے منعطف کرکے ایک سمت کو جو چلا تو راستہ فراموش کرکے پانچ سات کوس ایک سمت نکل گیا وہان کچھ چند درخت سایہ دار نظر آئے طوعاً و کرہاً اُن درختون مین جاکر دم لے رہا تھا ناگاہ اُسنے دیکھا کہ سامنے سے ایک گرد دشت تیرہ و خیرہ سر گرد باسمان رسیدہ پا سے گرد بر زمین دوزیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف پریشان اُٹھی ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو وہان گرد شگافتہ ہوا اُسمین سے سات سو ہاتھی جھنڈ سے اُنکے رنگے ہوے جھولے مکلل پر زرد نقرون پر چڑھے ہوے چاندی سونے الماس کے ستکون پر لگے فیلبان کج وارتے کانون کے پیچھے گدگداتے ہوے پشت پر سات سو عماری زرنگار پرچم اُنکے کھلے ہوے پھریرے ہوا سے اُڑتے علم اور نشان پر زر ہاتھون مین لیے اور بعد اُنکے شتری اور فیلی دمامے گرجتے ہوے پیچھے اُنکے بارہ ہزار شتر آہنی کاٹھے اُنکی پشتون پر بندھے ہوے اُنپر زنبورکین رکھی ہوئی اُن زنبورکون کے سامنے کئی زنبورچی پوشاکین چرمی پہنے اُنکو دولانے لیے چلے آتے ہین بعد اُنکے چار سو ساڑھے چار سو سانڈنی سوار اُنکی گردن مین رنگ رنگ کے گنگا جمنی پٹے ہوے پشت پر ہر ایک سانڈنی کی سقرلاتی اور مخملی جھولین پڑی ہوئین چھم چھم کرتی چلی آتی ہین سانڈنی سوار اُنکو ہوا کی طرح اُڑاے ہوے چلے آتے ہین بعد اُنکے قریب بارہ ہزار خاص بردار کہ دریان دھوم دھامی پیچے ایک نالیان دونالیان چقماق بندوقین مخملی زربفتی کمخواب سنہرا ساوری کے غلاف اُنپر چڑھے ہوے سقلاتون پشمینہ اور مخمل کے گردپوش پڑے ہوے کاندھون پر رکھے تلوارین ڈاب مین سپرین پشت پر پڑی ہوئی صف بستہ آگے آگے اور پیچھے اُنکے بیست ہزار سوار نقرے سرخ و سبز مشکی و پوربی وغیرہ تحفہ تحفہ گھوڑے رانون کے تلے دبائے گھوڑون کو کداتے چمکاتے چلے آتے تھے اور پیچھے اُنکے سات سو آٹھ سو حاجب دربان اور یساول چوبدار مرصع عصی مکلل بزر مغرق بجواہر ہاتھون مین لیے پکارتے تھے بقول میر حسن اشعار

نقیب اور جلودار اور چوبدار	چلے تھے آپس مین ہر دم پکار	ہٹا تو بچو اور بڑھے جاؤ ہو	دو جانب سے باگین لیے جاؤ ہو
اُسی اپنے معمول و دستور سے	ادب سے تفاوت سے اور دور سے		

بعد اس جلوس کے اب جو خیال کیا تو چار فیلان مست پر ایک تخت مکلل بزر مغرق بجواہر کھنچا ہوا اُسپر دو بادشاہ ہفت قبہ شاہی در بر تاج شاہنشاہی بر سر اجلاس کیے ہوے گرد و پیش سولہ سترہ سو بڑے بڑے دلیر اور جوانان تہمتن اور بہادران شمشیر زن سردار اور رفقاے جان نثار خود اور دو پلٹہ سر پر زرہ آہنی گلے مین سپرین پشت پر گرز پہلو مین تلوارین ہاتھون مین ترکی و تازی عراقی عربی گھوڑون پر سوار اور سات سو سوار مسلح اور مکمل پیچھے تیغ ترچھے کیے گھوڑے چمکاتے ہوے اسی طرف کو آتے ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے اُن بادشاہون کو دیکھکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور اپنے مرکب کو چمکا کے چلا اُن دونون بادشاہون مین سے نعرۂ اللہ اکبر سنکے ایک تخت پر سے اُتر پڑا اور گھوڑے پر سوار ہوکے نیزہ پکڑے سد راہ بدیع الزمان عالیجاہ کا ہوا اور یہ کہکے کہ باش خدا پرست

شاخ کمان کی طرح سے پھولون کی ڈالیان
قمری بجائے تھی نعرہ حق سرو کہن
ہر دم سپند لاکے جلاتا تھا باغبان

تاراج خواب کرتے تھے بلبل کے چہچہے
اور اک طرف کو فاختہ کوکو کرے تھی وان

فتنہ اسمین جگاتی تھی شب کی داستان
تھا بسکہ سرد دہر مین رخسارۂ چمن

غرض وہ جو کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان کُھلا ہے بوقلمون پودہ ہائے گونا گون جابجا آبشار جاری حوض پانی کے بھرے ہوئے فوارے چھوٹ رہے ہین اور ایک طرف ایک بڑا کنوان ہی اسپر ایک چرخ کہ اُسمین دو پیالہ یاقوت و زمرد کے نصب کیے ہوئے ہین اُسمین ڈولچیان چھوٹی چھوٹی بہت سی ہین جو کہ چرخ پھراسے تو اُن ڈولچیون سے پانی عجیب ایک کیفیت سے اُن پیالون پر آکے گرتا ہی اور گردش چرخ مین صدائین ہر ایک ساز اور باجون کی نکلتی ہین اور حوض کے کنارے پر ایک دیو مہیب صورت ایک گرز گران ہاتھ مین پکڑے بیٹھا ہی شاہزادہ عالیمقام نے یہ کیفیت باغ اور اُس دیو کو اس ہیئت سے حوض پر بیٹھا دیکھکر لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا کہ اے شکنندۂ طلسم کیفیت باغ اور دیو کی صورت دیکھکر تجھے لازم ہی کہ اُس دیو کو واصل جہنم کر اُس گرز کو دیو کے ہاتھ سے لیکے چرخ پر مار کہ طلسم ٹوٹ جاے بعد اسکے گنجینۂ بیکران و خزینۂ فراوان طلسم کا لیکر مع عیش و طرب ہو شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ تحریر لوح طلسمی پڑھکر بچستی و دلیری تمام اُس دیو تیرۂ انجام کو نہیب دیکے پکارا کہ بابش او خیرہ سر کہ گذام تراکہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی دیو شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنی جانب باین غیظ و غضب آتے دیکھکر چاہتا تھا کہ اُٹھکر کچھ اپنا جوہر کرے شاہزادۂ بدیع الزمان والاشان نے تیغ مارا کہ شانہ سے تا کمر دو پرکالے ہوکر دیو کے گرے اور خاک و خون مین لوٹنے لگے شاہزادۂ عالم نے دوڑکر اُسکے گرز کو اُٹھالیا اور اُس چرخ پر مارا کہ آواز ترا قے کی پیدا ہوئی اور تمام عالم تیرہ و تار ہوکر عجب طرح کی آوازین خالف اور ہولناک چار طرف سے آتی تھین کہ جسکے سننے سے زہرہ رستم کا بھی آب ہوجاے بعد دو گھڑی کے وہ اندھیاری دور ہوئی اور روشنی نکلی طلسم باطل ہوگیا وہ جو دخمہ اور چند قبرین باقی رہ گئی تھین اُسمین تمام دنیا کا گنج و زر اور جواہر بھرا ہوا تھا بیرون طلسم جمشید اور خورشید جو طلسم فتح ہوجانے سے آگاہ ہوکے اُسی وقت سوار ہوکر دوڑتے دور شاہزادہ بدیع الزمان کی خدمت مین جاکر تصدق اور نثار ہوے بعد ازان بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھکر مع مصاحبون کے دین اسلام قبول کیا شاہزادۂ عالم نے جمشید اور خورشید کے لشکر سے چھکڑے اعرابے طلب کراکے وہ جو گنج زر و جواہر تھا سب اُنپر بار کرا لیا اور جمشید اور خورشید کو ساتھ لیکے بعظمت و صولت تمام و شوکت مالا کلام پھر اُن دونون کے شہر مین تشریف فرما ہوا اور جمشید اور خورشید نے بزم شاہانہ کی تیاری کی طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوے جلسہ جمع ہوا عجب لطف سے اکی سو طائفہ ایک مرتبہ کھڑے ہوکر گانے لگے یہ غزل شروع کی غزل

کہ جو موت کو زندگی جانتے ہین
برابر خوشی ناخوشی جانتے ہین
سبھی کو خبر ہی سبھی جانتے ہین
مگر رند اسکو دلی جانتے ہین

شب وصل لیٹن لگی اتنی بلا مین
پڑا ہوا اگر بزم مین دم پیالے
نہین جانتے اسکا انجام کیا ہی

اے ہمدم مرے ہاتھ ہی جانتے ہین
اگر وہ اسے بیخودی جانتے ہین
وہ مرنا مرا دل لگی جانتے ہین

مزے عشق کے کچھ وہی جانتے ہین
نہو دل تو کیا لطف آزار و راحت
کہون حال دل تو کہین اسکے حاصل
سمجھتا ہی تو دل لگی کو۔ نذرا

القصہ تین شبانہ روز جلسہ رقص و سرود رہا روز چہارم شاہزادۂ عالم نے یہ کہا کہ اب بخدمت سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام سوار ہوکر چلون ناگاہ پرچہ وقائع نظر انور سے گذرا کہ ایلچی لقا بدار سیاہ پوش کا جمشید اور خورشید کے پاس آتا ہی مجرد سننے اس خبر کے جمشید اور خورشید کے دل مین تو اسقدر خوف اور ڈر اُسکا سمایا کہ مثل بید تمام بدن مین دونون کے لرزہ پڑا تھا بات منھ سے نہین نکلتی تھی اس عرصہ مین وہ ایلچی لقا بدار سیاہ پوش کا اندرون بارگاہ داخل ہوا اور بطریق لقا سلام کرکے نامہ لقا بدار سیاہ پوش کا جمشید اور خورشید کے ہاتھ مین دیا اُسمین یہ مضمون تھا کہ اے خورشید اور جمشید مین نے سنا ہی کہ بدیع الزمان پسر حمزہ نے آپکے طلسم دخمہ اعزاد کو توڑا اور گنج زر و جواہر اور مال و اسباب طلسمی اپنے قبضہ و تصرف مین لاکر تم دونون کو مسلمان کیا ہی لہذا لکھا جاتا ہی کہ تمکو لازم ہی کہ بمجرد پڑھنے نامہ کے سر بدیع الزمان کا کاٹکے مع کل مال و اسباب و گنجینہ اور خزینۂ طلسمی کو یہان لیکر حاضر کرو اور اُسی دین قدیم لقا پرستی پر قائم رہو ورنہ اگر تمنے سر مو فرق یا کوئی عذر و حیلہ کیا تو میں آکر آن واحد مین تمھارے

سارے شہر کو غارت کرونگا اور تم دونون کو اس عذاب الیم و عظیم سے مارونگا کہ تمہارے حال پر یہان دریا در غان ہوا گریہ و زاری
کرینگے شاہزادہ بدیع الزمان نے مضمون نامہ کا سنکر اُس نامہ کو پارہ پارہ کرکے حکم دیا کہ ہان اس ایلچی کو گردن پکڑکے بیرون بارگاہ کردو
حسب الحکم شاہزادۂ عالم کے لوگون نے ایلچی کو سیلیان اور گردنیان دے کر کشان کشان بارگاہ سے باہر نکال دیا وہ ایلچی تو ذلیل و رسوا ہو کر
سمت نقابدار سیاہ پوش روانہ ہوا یہان شاہزادۂ والا مرتبت نے حکم دیا کہ ہمارا پیش خیمہ بیرون شہر دخمہ لیجاو حسب الحکم پیش خیمہ اور
بارگاہ پہلے سے جاکے بیرون شہر ایک میدان مین استادہ ہوا اور روز دوم شاہزادۂ والا شان بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے گلگون باختری پر
سوار ہو کر اپنی بارگاہ مین جاکے داخل ہوا اور ایک شب وہان مقام کرکے صبح کو عنقریب تھا کہ سوار ہو کر آگے کو چلے کہ ایکبار پردۂ
بیابان سے ایک ستون گرد کا اُٹھا اور جسوقت کہ دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ چار سو علم اور نشان آگے آگے اور پُشت پر اُنکی ایک نقابدار
سیاہ پوش چار ہاتھیون پر تخت کھنچا ہوا اُسپر بیٹھا ہوا ہی اور جسوقت کہ اُسنے دور سے لشکر ظفر پیکر شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کو دیکھا
بیساختہ بکمال غیظ و طیش اپنے تخت پر سے کود کر ایک مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ پکڑکے گھوڑا جھپکایا تا میدان مین آکر قائم ہوا دونون
طرف جھٹ پٹ صف آرائی ہوگئی ایک مرتبہ نقابدار سیاہ پوش نے باواز بلند کہا کہ ہان کہان ہی وہ پسر حمزہ شاہزادۂ بدیع الزمان
ساتھہی اُسکے نہیب دینے کے شاہزادۂ عالیمقام نے اپنے مرکب گلگون باختری کو تیز گام کرکے میدان مین بمقابلہ حریف نکالا اور تگاور زن
ہوا کوئی سات آٹھ قدم گھوڑا نقابدار سیاہ پوش کا پیچھے ہٹ گیا اور نقابدار گھوڑے پر سے گرتے گرتے سنبھل کر پکارا کہ بابا ای پسر حمزہ شعر
بیا تا چہ داری ز مردی نشان ✤ کمان کیان و گرز گران ✤ شاہزادۂ رستم صورت بدیع الزمان والا مرتبت نے فرمایا کہ ہمارے
طریق مین حریف پشیپستی نہین کرتے شعر تو اول بر آور تمنائے خویش ✤ کہ من خصم را میدہم جائے پیش ✤ نقابدار سیاہ پوش نے بکمال
جوش و خروش نیزہ سینۂ بے کینہ پر شاہزادۂ نامور کے مارا شاہزادے نے سنان نیزے پر روک لی اور نیزہ بازی شروع ہوگئی دفعتہً دیکھا
کہ گیارھوین بارھوین طعن مین نقابدار سیاہ پوش نے نیزہ شاہزادۂ بدیع الزمان کے ہاتھ سے نکال دیا زمانہ نظرون مین شاہزادے کی
تاریک ہو گیا تھا اُسی حالت غضب مین قبضۂ تیغ طہمورثی دیو بند پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ بضرب تیغ اُسکو جہنم واصل کرے نقابدار نے بچستی تمام
ہاتھ شاہزادۂ عالیمقام کا پکڑکے قاش زین سے زمین پر کھینچ لایا اور آپ بھی گھوڑے پر سے کود پڑا اور کشتی مین بعد دو گھڑی کے شاہزادہ
بدیع الزمان کا لنگر توڑ کر زمین سے اُٹھا لیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر مین چلا گیا روز دوم دیکھا کہ سر شاہزادۂ
بدیع الزمان کا نیزہ پر چڑھا کے لاش کو گلگون باختری کی پشت پر باندھکر سمت لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران کے روانہ
کیا اور جمشید اور خورشید دخت سے کہا کہ تم بت پرستی قبول کرو ان دونون نے بمجبوری اور ناچاری اپنا دین چھوڑکے بت پرستی اختیار کی

اب تتمہ داستان لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران سے بیان کیا جاتا ہی شعر

مصائب نگاران مصیبت بیان ✤ چنین می نگارند این داستان ✤ امیر والا توقیر جو بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے اور شاہزادۂ
بدیع الزمان بتقریب شکار اجازت رخصت کی لیکر سمت شکارگاہ روانہ ہوا تھا بعد چند روز جبکہ کچھ حال اُسکا اثنائے راہ کا اور شکارگاہ
تک پہونچنے اور نہ پہونچنے اور مراجعت فرمانے شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کا نہ معلوم ہوا اُسوقت سلطان والا شان نے شاہزادۂ
کرب غازی کو واسطے شاہزادۂ بدیع الزمان کی خبر کے بھیجا اور شاہزادۂ کرب غازی حسب الحکم سلطان اکرم کے جانب شکارگاہ
بتلاش شاہزادۂ عالیجاہ روانہ ہوا اور چند روز شکارگاہ اور اکثر صحرا اور دشت اور بوستان مین متلاشی شاہزادۂ بدیع الزمان رہا
جب کہین کچھ سراغ اور پتا شاہزادۂ نامور کا نہ پایا تب لا علاج مراجعت کرکے سمت لشکر اسلام بخدمت سلطان صاحبقران والا قدر
روانہ ہوا جسوقت قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچا تو کرب غازی نے دور سے دیکھا کہ ایک گھوڑا خالی زین شکستہ عنان سر سے پاؤن تک
خون مین آغشتہ چارطرف دوڑتا پھرتا ہو شاہزادہ کرب غازی اپنے مرکب کو تیز رو کرکے قریب اُسکے پہونچا تو پہچانا کہ یہ گھوڑا تو شاہزادۂ
بدیع الزمان عالیشان کا گلگون باختری ہو اور اُسکی پشت پر ایک لاش بے سر لہو بہو لاش بدیع الزمان معلوم ہوتی ہی

بندھی ہے اور گلے میں گھوڑے کے ایک رقعہ لٹکا ہے شاہزادۂ کرب غازی نے کمال بیقرار اور سراسیمہ ہوکر وہ رقعہ گھوڑے کی گردن میں سے کھول لیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے حمزہ بد ان وآگاہ باش کہ میں نے بدیع الزمان کو بقصاص خونریزی دلیران باختر مار کے لاشہ اُسکا اسلیے تیرے پاس بھیج دیتا ہوں کہ تو اپنے بیٹے بدیع الزمان کا تمام ماتم و غم بخوبی کر اور تا قید حیات اپنی سوا اس لاش کی صورت دیکھنے کے بدیع الزمان سے نا امید اور مایوس مطلق ہو کر بیٹھ رہ شاہزادۂ کرب غازی مضمون اُس رقعہ کا پڑھکر پچھاڑیں کھاتا بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا جب بعد تھوڑی دیر کے ہوش میں آیا تب گریبان چاک کرکے خاک سر پر ڈالتا سر برہنہ سینہ زنان شیون کنان بصد غم و الم بصورت سوگواران ستمدیدہ مرکب گلگون باختری کو مع لاش بدیع الزمان ہمراہ لیے داخل لشکر اسلام ہوا جبکہ لشکر کے روبرو پہونچا تو گلگون باختری کو خون آلود اور اُس لاشۂ بے سر شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجاہ کو دیکھکر چہار طرف سے ادنیٰ اعلیٰ شاہ و گدا از خرد تا کلان از پیر تا جوان اہل حرفہ بازاری دوکاندار رعایا برایا جو کوئی پہنچ کو سی ٹھاکر یا ودیا بابو زمیندار گنوار سقدم جہتو غرض لکھو کھا آدمی زن و مرد فریاد کنان دست بر سر زنان گرد و پیش اژدہام مجمع عام کیے تا بارگاہ سلیمانی پہونچے اور آدمیوں کی اور عزاداروں کی بھیڑ بھاڑ سے راستہ نہیں ملتا تھا کھوے سے کھوا چھلتا تھا اور شور و غل سے شیون و شین کے ایک شور یوم نشور معلوم ہوتا تھا کسی کی بات کوئی نہیں سنتا تھا یہ ہنگامہ اور غل نالہ و فغان کا سنکر سلطان صاحبقران نے پوچھا کہ یہ کیسا شور کیا قیامت بپا ہے ابھی کسی نے کچھ عرض نہیں کیا تھا کہ سامنے سے شاہزادۂ کرب غازی سر برہنہ خاک سر پر ڈالتا گریبان چاک سینہ کوبان دست بر سر زنان گریان و نالان بصد آہ و فغان قریب دنگل نادعنبر آیا اور وہ رقعہ امیر کا تو قیر کو ملاحظہ کروایا سلطان صاحبقران نے رقعہ پڑھکر اور یہ بات کہکے کہ ہائے ای میرے فرزند شاہزادۂ بدیع الزمان یہ کیا قیامت مجھپر آگئی حالت غشی میں دنگل پر سے فرش پر گر پڑے اور جبکہ ہوش آیا تو بصد شیون و شین رو رو کر یہ بین کرتے تھے بیت

ای ہمرا نوجوان فرزند ** ای ہمرے لخت جان دلبند

پھر غش آجاتا تھا کبھی سر فرش پر دے مارتے تھے اور کہتے تھے کہ ہائے بدیع الزمان تم سا لائق فرزند اُٹھ جائے اور میں زندہ رہوں ہائے بیٹا تم مجھ بڈھے کے عصائے پیری تھے تمہاری لیاقت تمہاری شرافت تمہاری شجاعت کس کسکو یاد کرکے روؤں ادھر امیر کا یہ حال اُدھر جتنے دست راستی اور دست چپی سردار اور شاہ و شہریار زادے بارگاہ نشین تھے یہ واقعہ جانگزا اور سانحہ ہوشربا سنکے سب نے بصد غم و الم مصروف ماتم ہوکر گریبان چاک کر ڈالے اور سر پر خاک ڈالتے آمادہ ہلاک تھے چہار طرف دھڑا دھڑ سینہ زنی اور سینہ کوبی کرتے تھے شور نالہ و فغان سے گوش گردون کر ہوئے جاتے تھے غرض بارگاہ سلیمانی میں عجب طرح کا کہرام تھا شدہ شدہ یہ خبر وحشت اثر اندرون محل پہونچی تو تمام خواتین معظم و حرم یان حرم محترم اور خادمان محل و ہمشیرہ پر ہول مارتی پچھاڑیں کھاتی دردروازۂ بارگاہ پر آکر جا بجا بین کہتی ہوئی تنکے پھرتی تھیں اشعار

تہ و بالا ہوا سامان محفل ** لگے سر پیٹنے یاران محفل
ہوئے گم حوصلے ضبط و فغاں کے ** لیے نالوں نے بوسے آسمان کے
کہ ہائے کیا یہ قسمت رنگ لائی ** تری آئی ہوئی ہمکو نہ آئی
یہ ارمان سفر کرنا جہاں سے ** یہ تیرا بے نشان ہونا یہاں سے
ہجوم شور ماتم اسقدر تھا ** سویدائے دل محشر وہ گھر تھا
لگی تجویز ہونے گورکن کی ** خلش پیدا ہوئی غسل و کفن کی
کوئی حیرت سے تصویر مکان تھا ** کوئی سرگشتۂ آہ و فغان تھا
کوئی تھا سرنگوں بخت زبوں سے ** پشیمان تھا کوئی اپنے فسوں سے

پدر مادر سر بالیں پہ آکر ** گرے مانند اشک [illegible]
تقاضائے تپ سوزان نہاں سے ** ہوئے مصروف شیون امتحاں سے
یہ دن یہ سن یہ آغاز جوانی ** یہ خواب نا مرگ ناگہانی
کہاں جائیں کہیں ہم کس سے فریاد ** دریغا حسرتا ای وائے بیداد
ہوا شور فغان آخر گلوگیر ** بنا ہر لب لب خاموش تصویر
ہجوم خلق و شور آہ و فریاد ** نظر آیا زمانہ ماتم آباد
گریبان چاک تھا کوئی الم سے ** کوئی تھا خاک برسر فرط غم سے

القصہ طول تا چند دیجیے مجملاً یہ کہ ابھی سب اسی شور و غل اور ماتم میں تھے کہ یکایک ایک پیادہ سرخ پوش نے دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر پکار کہا جو عزاداری اور سوگواری تو تا بروز قیامت

اور قید حیات اپنی اپنی تم کروگے اور یہ ماتم ایسا نہیں کہ جسکی حد و پایان ہو لیکن مین کسی بادشاہ کا نامہ لیکر آیا ہون اگر ہوسکے تو میری اطلاع
بجناب امیر حمزۂ صاحبقران کرکے مجھے حضور تک پہونچا دو پہلوان عادی یہ حال سنکے اُسے ہمراہ لیے بحضور امیر با توقیر گیا اور وہ
نامہ اُسنے اپنی پگڑی سے نکال کے بنظر سلطان نامور گذرانا صاحبقران دوران نے جو اُس نامہ کو پڑھا تو اُسمین بعد حمد و سپاس
یزدان یہ مضمون مندرج تھا کہ کمترین خانہ زادان عبودیت کیش جمشید و خورشید دخمی بعرض اقدس سلطان والاشان حمزۂ صاحبقران
نامور گذرانتے ہین کہ ہم دونون بھائی مدت العمر سے استدعا اور تمناے زیارت اقدام عالی شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کی
اپنے اپنے دلون مین رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ واے شومی قسمت ہم لوگون کی کہ شاہزادۂ عالم نے ظل عاطفت اپنا ہمیچ شاہان شہریاران
و فرمانبروایان ملک باختر پر ڈالکر ہم سبھون کو مشرف باسلام کیا اور کل باختر مسخر کرکے اپنے قبضہ و تصرف مین لایا مگر حیف صد حیف کہ
ہم دونون بھائی ایسے برگشتہ بخت ہین کہ ہنوز آج تک محروم رہے اپنے اس سر کو قدمون تک نہ پہونچا سکے بہرطرح ہم اپنے نصیب و قسمت کی
گلہ کرتے تھے حسب اتفاق ایک روز ہم دونون بھائی مع سات لاکھ سوار دلیران عرصۂ کارزار بطریق تفریح طبع سوار ہوکے ایک صحرا کی
طرف جاتے تھے اثناے راہ مین رہبری طالع بیدار سے شاہزادۂ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار سے دوچار ہوے اور بسبب لاعلمی
اور ناوافستگی کے ہمارے اور شاہزادۂ عالم کے نوبت مقابلہ اور مجادلہ کی پہونچی اور شاہزادۂ عالم نے ہم دونون بھائیون کو مردانہ وار
زیر کرکے واسطے قبول کرنے دین اسلام کے ارشاد فرمایا ہم دونون نے عرض کیا کہ ہم بشرط اس شرط کے مسلمان ہوتے ہین اگر آپ بہادر
تو طلسم وخمہ ہراد کو توڑ سے ترکیا مضائقہ ہم بیر الکلمہ پڑھکے تیرا مذہب اختیار کرین شاہزادۂ عالم نے اقرار شکست طلسم کا کیا اُس وقت
ہم دونون کو معلوم ہوا کہ یہ وہی شجیع دہر ان شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران کا ہے
آخرکار شاہزادۂ نامدار جبکہ اُس طلسم کو فتح کرکے تشریف شریف لایا تو ہم دونون بھائیون نے بصدق دل کلمہ شہادت پڑھکے
ملت بیضا دین اسلام قبول کیا اور شاہزادۂ والا صفات تین شبانہ روز از براہ تفضلات خداوندانہ ہمارے شہر مین رونق افزا رہا
اور ہمسے جو کچھ اطاعت و فرمانبرداری ہوسکی اُسمین اپنے حتی المقدور نہین قاصر ہوے اور خدمت چاکرانہ موجب سعادت دارین
و مفاخرت کونین سمجھکے بجا لاے روز چہارم شاہزادۂ عالم ہم دونون کو ہمراہ لیکر سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا تھا اثناے راہ مین
ایک نقابدار سیاہ پوش دوچار ہوا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو بعد مقابلہ و مجادلہ نیزہ و شمشیر بزور کشتی زیر کرکے پکڑ لیگیا
روز دوم سر شاہزادۂ نامدار کا نیزہ پر رکھواے ہمارے پاس بھجوا دیا اور ہم دونون کو پیام دین قبول کرنے کا بھیجا اور کہا کہ اگر تم
اپنے دین آبائی و اجدادی کو اختیار کروگے تو مین تمھارا تمام شہر حشمہ اور تمام مال و اسباب گھربار تاج و تخت ملک حشمت تباہ و برباد کر دونگا
ہم دونون بھائیون نے بخیال مآل اندیشی و خونریزی بندگان خدا اور تباہی خلق اللہ کے عاجز و ناچار ہوکے ترس جان سے بظاہر بت پرستی
اختیار کرلی ہے تب وہ نقابدار ہمارا ملک سپرد حکومت کرکے اس انتظار مین یہان مقیم ہے کہ جسوقت سلطان والاشان امیر حمزۂ
صاحبقران سمت شہر سبائل و دربند جاکر ریگ کی راہ سے نکلین مین اُنکے دشمنون سے مقابلہ کرکے شکست دون اور کل اقالیم ایران
اور توران وغیرہ اپنے قبضۂ تحت و تصرف مین لاون اس باعث سے ہم دونون بھائی زندہ درگور اور مجبور یہان مبتلاے صد گونہ آفات
اپنا خواب و خور حرام جانتے ہین اگر حضور استیصال اس نقابدار سیاہ پوش کا نہین فرماوینگے اور کسی سمت عزیمت فرماکے تشریف لیجاوینگے
تو ہم دونون جان نثارون کی راے ناقص مین یہ بات آتی ہے کہ سرزمین ایران اور توران مین نام و نشان مسلمانون کا
مثال عنقا ہو جائیگا اور یہ نقابدار کسی اہل اسلام کو زندہ نہ چھوڑیگا سلطان والاقدر عالی مراتب نے جو مضمون عرضداشت جمشید اور
خورشید دخمی کا دریافت کیا تو نہایت درہم و برہم ہوکے چاہا کہ مین خود براے تنبیہ اور تعذیر نقابدار سیاہ پوش کے جاؤن ناگاہ
دست راست سے خسرو بلا و ہندوستان گرشاسپ دوم جانشین مسند صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان اپنی جگہ سے
اُٹھکر بحضور سلطان صاحبقران ملتمس ہوا کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو جاکے اُس نقابدار سیاہ پوش تیرہ انجام کو باندھکر حضور

مین لائے امیر با توقیر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ای خسرو بلاد ہند جاؤ اور اُس ہرزات تلبیس صفات نقابدار کو اگر زندہ ہاتھ آئے
تو گرفتار کر لاؤ ورنہ جہنم واصل کر کے پھر حسب الحکم قدر توام سلطان با کرم لندھور رخصت ہو کے بیرون بارگاہ نکلا اور گرز گران سنگ آسمان
رنگ بر چرخ کوہ ہشت پہلو خوردی مرگ مفاجات ستر سوسن کی صورت کا ہاتھ مین لیے اپنے فیل سپہر سیار کے پر سوار ہوا اور اُسی طرف
تو دونون فرزند دلبند لندھور کے ارشیون پریزاد اور لندھا و ابن لندھور اور ستپور شاہ اور جیپال ہندی اور کورکان
ہندی اور رائے دلیپ وغیرہ تین لاکھ خدمتی اور تلنگے فبسی اور چوہان جیت بنسی رگھو بنسی کچھواہے سنگھ بہادر راؤ سرسی سنہری تیغین
لوکی شجرنی اٹھی بتیان سرون پر اُدراج کے مالے گلون مین اُمچی چولی کے انگرکھے پہنے ہوئے دھوتیان کاسنی باندھے کچھ پہنے قبین
کاندھون پر سپرین پشت پر سروہیان کانٹھے کی تیغیں ہر دوار کے سنبھالے النگ الانگ ٹھہر گئے تھے تیغ صیقل بصیقل پرتلون مین
پڑے ہوئے اور بائین طرف عادل شیردل فاضل شیردل دونون بھانجے لندھور کے مع بابا ملک اور گوچر ملک وغیرہ کے تین لاکھ
اسی ہزار سرہٹے بائیس سیلے سرون پر سوتیون کے تھیلے ہاتھون مین بالے گلے مین اونچی چولیون کے انگرکھے گلے پھینٹا باشی پٹکے کمرون
مین باندھے کٹھے ہاتھون مین لیے دکھنی گھوڑیان رانون کے تلے دبائے بڑی چالاکی سے اسی طرح سے اور تین ساڑھے تین لاکھ جوانان
شمشیر زن اور دلاوران تھتن پوربی کچھاجی گجراتی بنگالی وغیرہ نو لاکھ سواران اشجع میدان کارزار کو ہمراہ لیکر بتہیہ رزم و پیکار جانب
اُس نقابدار سیاہ پوش کے روانہ ہوئے اور بعد طے مراحل و قطع منازل جبکہ قریب اُس خیمے کے پہونچے تو اپنی بارگاہ اور خیمے ڈیرے
استادہ کرا کر فروکش ہوئے اور اپنی بارگاہ مین بیٹھکر اپنے عیار داراب کلیم گیر سے فرمایا کہ تو جا کے اُس نقابدار سیاہ پوش کی خبر لا کہ وہ
کس خواب غفلت مین پڑا سوتا ہے حسب الحکم خسرو ہندوستان کے داراب کلیم گیر عیار بتلاش سراغ رسانی نقابدار سیاہ پوش
ڈھونڈھتا ڈھونڈھتا ایک دامن کوہ مین پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان وہان اُترا ہوا اور چار طرف ہزارہا جوانان
شمشیر زن اور پہلوانان فیل افگن سپرین تلوارین پڑے پھرتے ہین داراب کلیم گیر اپنی ہیئت تبدیل کر کے اندرون لشکر پہونچا تو وہان
دیکھا کہ ایک بارگاہ مخملی استادہ ہے اُسمین بہت سے دنگل اور کرسیان چپ و راست بچھی ہین سو سو اسو سردار بڑے بڑے دلیر با ادب بیٹھے ہین
اور بیچ مین ایک تخت مرصع کار پر ایک ہودج زرین مغرق بجواہر رکھا ہے اُسپر وہ نقابدار سیاہ پوش بکمال عز و شوکت اجلاس کیے
مقربین اور مصاحبین سے کچھ باتین کر رہا ہے اور سامنے بارگاہ کے ایک فیل مست نہایت زبردست سفید رنگ کہ زنجیر اور آندو جسکے
پانوٴن مین نہین ہے کھلا ہوا کھڑا جھوم رہا ہے برابر اُس ہاتھی کے ایک نیزہ پر سر اطہر شاہزادہ بدیع الزمان کا رکھا ہے داراب کلیم گیر نے
ایک شخص سے پوچھا کہ یہ سر کسکا نیزے پر چڑھا ہے لشکر کے لوگون نے جو سنا کہ یہ پوچھتا ہے کہ یہ سر کسکا ہے ہر چار طرف سے لینا لینا جانے
دینا کہتے ہوئے بلوہ کر کے دوڑے اور داراب کلیم گیر کو محاصرہ کر کے پکڑ لیا اور آپسمین بحث و تکرار کر رہے تھے کہ یہ شخص ہمارے لشکر کا
نہین کوئی بیگانہ یہان آکر وارد ہوا ہے اس عرصہ مین ایک پیادہ نمودار ہوا مگر نہایت بدہیئت اور کریہ منظر داراب کلیم گیر نے
اُسکی صورت کو دیکھکر پہچانا کہ کوئی عیار ہے اور اُس عیار نابکار نے برابر داراب کے پہونچتے ہی خنجر سے دونون کان داراب کے
کاٹ کے داراب کے ہاتھ پر رکھ دیے اور کہا او ناتجربہ کار عیاری سے اور اچھی طرح پر آگاہ ہو کہ یہ سر بدیع الزمان پسر حمزہ کا
نیزے پر رکھا ہے اور مجھکو نعاسے سگ دندان کہتے ہین مین نے تو ارادہ کیا تھا کہ تجھے جان سے مار ڈالون مگر فقط اسلیے کہ تو
اپنے مالک سے بھی جا کر خبر کرے تیرے کان کاٹ کر تیرے حوالے کر دیے یہ کہکے داراب کلیم گیر کو اُس بلوائے عام سے نجات دلوا
اشارہ کیا کہ اب جدھر تیرا دل چاہے نکلجا کوئی تجھسے تعرض نہ کریگا داراب عیار اشک ریزان با صد آہ و فغان سمت لشکر لندھور
روانہ ہوا اور بخدمت خسرو بلاد ہند آکے ساری سرگذشت بیان کی اور اپنی وصیت کر کے کہ ای شہریار بعد تصدق ہو جانے غلام کے
جانشین غلام کا مہتر الیاس کو کیجیے گا خنجر اپنے سینہ پر مارا کہ پشت پر نکل گیا اور داراب عیار زمین پر گرکے دم بھر مثل مرغ بسمل
تڑپا اور جان بحق تسلیم ہوا خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے اسکے مرنے کا نہایت غم و ماتم کر کے بطریق اہل اسلام

بعد غسل و کفن نماز جنازے کی پڑھی اور اُسے دفن کرکے جبکہ ماتم سے فارغ ہوا فرط غم اور غصہ سے بیتاب ہوکے جانب لشکر نقابدار سیاہ پوش مخاطب ہوکر اور مع نولاکھ سوار آمادۂ رزم و پیکار برابر لشکر نقابدار کے پہونچکے خیمہ اور خرگاہ استادہ کرائے اور اپنی بارگاہ مین جاکے داخل ہوا یہ خبر لندھور کے آنے کی جو نقابدار سیاہ پوش نے سنی بیساختہ اُسنے حکم دیا کہ ہان رے طبل جنگ بجواد اور حسب الحکم نقابدار سیاہ پوش کے فوج کفار مین طبل جنگ بیدرنگ بجنے لگا خسرو ہند نے بھی حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجے اور یہان لشکر لندھور مین بھی طبل جنگ بجا غازیان نامدار اور مجاہدان تہور شعار آمادۂ رزم و پیکار ہوکر عزیز و اقربا یگانے بیگانے دوست آشنا باہم ملنے لگے اور ایک ایک ہم آغوش اور ہمدوش ہوکر کہتے تھے یار و شب حاملہ است فردا چہ زاید اشعار

ببینیم کہ تا کردگار جہان ۔۔۔ درین آشکارا چہ دارد نہان
کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید ۔۔۔ ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید
کرا تاج اقبال بر سر نہند ۔۔۔ کرا تخت تابوت در بر کشند

جوانان شمشیر زن اور دلیران صف شکن اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھ بھال رہے تھے تلوارون کو سانون پر اور تیغون کو صیقل صیقل کرنے لگے القصہ طرفین کے لشکر تو اپنی اپنی درستی آلات مین مصروف تھے تمام شب دونون طرف طلایہ پھرتے تھے آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند رہی جب رات آخر ہوئی اور سفیدۂ صبح کا ظاہر ہوا آفتاب کی کرن نکلنے لگی

دم صبح کین ترک عالیمقام ۔۔۔ برآورد رخشندہ تیغ از نیام
عساکر بآوردگاہ آمدند ۔۔۔ کہ از بہر کینہ خواہ آمدند

تبر داروں نے جھاڑی جھنڈیان کاٹ کر میدان کو ہموار کردیا بیلچہ کاروں نے بیلچہ کاری کرکے ... نکل گئے سقے طرفین سے آبپاشی کرکے گرد و غبار کو بٹھلاتے تھے نقیبون اور چاؤشون نے نکلکے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح اور ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول جو جو صفین تھیں آراستہ و پیراستہ کردین بیت صدا بانگ نقارہ آمد برون ۔ کہ گردون زدون است دون است و دون کر دکھیت اور میدانیون نے طرفین سے نکلکے آواز بلند پیش دی ای مردان بکوشید تا حیا بتز نان بپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ۔ کوشش نام و ننگ باید کرد آج کہان ہین رستم و سہراب اور برزو بس کون بہادر ہے کہ آج اس میدان کارزار مین نکلکے مردانہ وار صفحۂ کینہ روزگار اور اوراق لیل و نہار سے نام اُن بہادرون کا مثل حرف غلط کے مٹا دے اور نام اپنے باپ دادے کا روشن کر جائے سپہگری کا فن دکھائے ہزارون سے لڑے یک آگے پٹ رہے اور یکسا پیچھے ہٹ جائے نقیبون کے بولنے کے ساتھ ہی دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش صف لشکر سے اپنا گھوڑا اچھلاکے باہر نکلا اور سر دیا دکھلاتا ہوا ناف میدان مین آکر قائم ہوا اور پکارا کہ ای لشکر خدا پرستان وای زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ است کہ بیاید بمیدان جنگ ساتھ اُسکے للکارنے کے بطرف ارشیون پریزاد بن خسرو فیلاد ہندوستان لندھور بن سعدان اپنے باپ سے اجازت رخصت لیکر بمقابلہ نقابدار آیا اور ہم تنگا در ہوا اور جنگ نیزہ بازی مین نقابدار نے نیزہ ارشیون پریزاد کے ہاتھ سے نکال دیا تب ارشیون پریزاد نے حالت غیظ مین ایک ضرب گرز اسپر ماری نقابدار نے ضرب گرز کو روک کے اپنا گرز بر سر ارشیون بن لندھور مارا قضائے کار ارشیون پریزاد پر تو گرز نہ پڑا ہاتھی کی مستک پر جو ضرب پڑی تو سر ہاتھی کا پھٹ گیا اور ہاتھی چیخ مار کر خاک و خون مین گرا ارشیون پریزاد بھی تمام اپنے ہاتھی پر سے زمین پر کود پڑا نقابدار نے جو ارشیون پریزاد کو پیادہ پا دیکھا آپ بھی پیادہ پا ہو ارشیون پریزاد سے لپٹ گیا اور پھر بکمال زور کشتی کا کرکے ارشیون پریزاد کا لنگر توڑ دیا اور کمربند پکڑ کے اُٹھا لیا اور زیر کرکے گرفتار کرلیا اور طبل بازگشت بجوادیا ارشیون پریزاد کا گرفتار ہو جانا دیکھکر لندھور نہایت مغموم اور ملول ہوا نجم بن شہاب اور الیاس ہندی دونون عیارون کو واسطے اوراک حال ارشیون پریزاد کے تعاقب مین روانہ کیا ان دونون عیارون نے نقابدار سیاہ پوش کے دروازہ بارگاہ پر جاکر دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش نے ارشیون پریزاد کو زندانخانہ مین بھیجدیا یہ دونون چاہتے تھے کہ وہان سے پھرین ناگاہ سامنے سے شہاسے ساک دندان عیار اُسکا نمودار ہوا اور اُسنے نجم بن شہاب اور الیاس کو جو دروازۂ بارگاہ پر کھڑے تھے بنگاہ اولین پہچان کر پوچھنے لگا کہ تم دونون کہان آئے ہو اور کون ہو الیاس ہندی نے

کہا کہ ہم جو کوئی ہونگے تجھے معلوم ہو جائیگا نعماے سگ دندان چاہتا تھا کہ ان دونوں کو پکڑ لوا یکبار الیاس ہندی نے
خنجر کھینچکے نعماے سگ دندان کے سینہ پر مارا قضاے کار نعماے کے سینہ پر خنجر نہ لگا لیکن ہاتھ نعما کا زخمی ہو گیا اور الیاس ہندی
اور نجم بن شہاب دونوں عیار بہ چستی تمام وہاں سے بھاگکر نکلگئے یہ شور وغل نقابدار سیاہ پوش نے سنا کہ دونوں نے نعماے سگ دندان
عیار کو زخمی کیا اور بھاگے جاتے ہیں اسوقت اپنے مرکب پر سوار ہوکے تعاقب میں نجم بن شہاب اور الیاس ہندی کے چلا الیاس
ہندی نقابدار کے خوف سے افتان و خیزان بھاگتا ہوا جب کہیں اُسنے اپنا مفر نہ دیکھا تو لندھور کی بارگاہ میں آیا اور جلدی سے
لندھور کے تخت کے نیچے جاکے چھپکر بیٹھ رہا نقابدار جو گھوڑا اُٹھاے بگٹٹ پیچھے الیاس کے آتا تھا اُسنے دور سے جو دیکھا کہ وہ
عیار اس بارگاہ میں گھس گیا ہی نقابدار سیاہ پوش بھی بیخوف و خطر اندرون بارگاہ لندھور در آیا اور باواز بلند کہنے لگا کہ وہ عیار
کہاں آکے چھپ رہا جو میرے لشکر میں جاکے میرے عیار کا ہاتھ زخمی کرکے ابھی یہاں بھاگ کر آیا ہی لندھور نے کہا ای نقابدار تیرے
عیار نے بے جرم اور بے واسطے میرے عیار کے کان قلم کر ڈالے اور وہ عیار اس غیرت میں خنجر مارکے مرگیا میں نے تجھسے کچھ نہ کہا عیار
عیار اپنے باہم سمجھ لینگے نہ میں اُنکے مقدمات میں دخل دوں اور نہ تجھے لازم ہی کہ مداخلت کرے اور یہ کہکے خسرو بلاد ہندوستان نے
اس ملائمت سے گفتگو کرکے پوچھا کہ ای بہادر ہمارے اور تیرے سبب دشمنی اور عداوت کا کیا ہی نقابدار نے یہ بات سنکے نقاب اپنے
منہ سے اُٹھادی تو لندھور نے چہرہ اُسکا دیکھکے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص آشنا صورت ہی بعد اسکے نقابدار سے کہا کہ ہاں
مجھے کچھ خیال سا آتا ہی کہ میں نے تجھے کہیں دیکھا ہی نقابدار بس وہی نقاب اپنے منہ پر ڈالکے لندھور کی بارگاہ سے باہر نکلا
اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے بارگاہ میں آیا اور پھر اُسی طرح سے حکم دیا کہ صدو میرے لشکر میں طبل جنگ بجے حسب حکم نقابدار لشکر
نقابدار میں طبل جنگ بجا یہ خبر سنکے خسرو بلاد ہندوستان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر میں طبل جنگ بجاؤ چنانچہ دونوں
لشکروں کی صداے کوس حربی اور نعرہ ہاے رزمی سے گوش گردون کر ہوتے تھے اور بدستور اور معمول قدیم طرفین سے طلاے
پھرتے تھے اور تمام رات بڑی جاگ اور چہل پہل رہی روز دوم صبحگاہ فوج و سپاہ جانبین سے نکلکر سمت وعدہ گاہ مصاف آکر
قائم ہوئی اور صف آرائیاں ہوئیں نقیب اور چاوش بعد درستی صفوں کے کنارے ہوے کہ کیتوں نے میدان میں نکلکر دھکا سنانا
شروع کیا دفعتہً دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش اپنے لشکر سے گھوڑا اچھکا کے ناف میدان میں آیا اور باواز بلند یہ کہنے لگا کہ ای خسرو بلاد
ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان جوانان شمشیر زن اور بہادران صف شکن ہلاک کرنا کچھ ضرور نہیں آج مجھے
منظور ہی کہ میرے تیرے سر میدان تصفیہ ہو جاے ہر روز کا بکھیڑا مٹادوں اپنا سراپا دکھلا کے مبارز طلب ہوا ساتھ ہی نقابدار کی
طلب دینے کے خسرو بلاد ہند لندھور بن سعدان بھی اپنے فیل میمون مبارک کو جھم مار کر اُسکے مقابلہ میں پہونچا اور بعد گفتگو کے
زبانی دونوں نیزہ بازی میں مشغول ہوے جب نیزے دونوں کے خلال ہوے اُسوقت لندھور نے گرز ہاتھ ڈالا نقابدار سیاہ پوش نے
اپنا گرز اعراب پرسے اُٹھا لیا اور دونوں باہم جنگ گرز میں ہمہ تن مصروف ہوے تھے لندھور نے کئی ضرب اُس اپنے گرز ہفت صد من کی
کہ نام جسکا خورد و مردی مرگ مفاجات تھا بقوت تمام نقابدار سیاہ پوش کے سر پر لگائیں مگر نقابدار سیاہ پوش پر کچھ اثر نہیں
معلوم ہوتی تھی انتہا یہ کہ تا غروب آفتاب لندھور نے بہزار خرابی و دشواری سپر اندازی کی جبکہ وقت شام کا ہوا تو نقابدار نے
یہ کہکے کہ ای لندھور رو نرد ہے جنگ و شب بجہت آسایش ہی اپنے لشکر میں طبل بازگشت بجوا کر گرز بازی سے دستکش ہوا لندھور بھی
طبل آسایش کا بجنا غنیمت جانکر میدان رزم سے پھرا اور داخل بارگاہ میں آکے ایک عرضی بخدمت سلطان والا قدر عالی منزلت بہ مضمون
لکہ یا امیر حمزہ باتوقیر یہ نقابدار سیاہ پوش نہایت زبردست ہی میں کسی صورت سے اسکا حریف نہیں ہو سکتا ہر ساعت اسکو اپنے
اوپر غالب اور آپ کو مغلوب پاتا ہوں اس بات سے میرے دل میں وہم اور شک گذرتا ہی عجب نہیں یہ نقابدار کوئی ساحر غدار ہی
اور بزور سحر یہ رزم و پیکار کرتا ہو میں نے اطلاعاً عرض کر دیا آگے آپ کو اختیار ہی لکھکر دی اور بسبب کسل اعضا کے کہ جنگ نقابدار سے میں

تمام جسم ہاتھ پاؤن شل تھے اپنے پلنگ پر غافل ہو کر سو رہا وہان نقابدار سیاہ پوش جو اپنی بارگاہ مین جا کر بیٹھا سب مقربین اور مصاحبین اور سردارون سے کہا کہ یہ خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان آفت ناگہان و بلاے بیدرمان واقعی بڑا زبردست شجیع دوران ہے جو ضرب گرز کی اُسکے مجھ پر پڑی تھی مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک پہاڑ آن گرا اگر مین طلسم بستہ نہوتا تو بلاشک اور لاریب لندھور کے ہاتھ سے مارا جاتا آج کسی صورت سے جانبر نہوتا اور مجھے یقین ہو گیا کہ مین کسی طرح اسپر غالب نہو سکونگا یہ کہکر اپنے عیار نعماے سگ دندان کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ اگر تو کسی عیاری سے جا کر لندھور کو پکڑ لاوے تو مین تجھے دولت دنیا سے مستغنی اور مالامال کرکے رتبہ برتبہ تیرا اوج افلاک پر پہونچا دون اُس نعماے سگ دندان عیار برادر شیطان نے کہا کہ ابھی مین جا کے لندھور کو لیے آتا ہون یہ کہکر وہ بدذات عیار سمت لشکر لندھور روانہ ہوا آدھی رات کا عمل تھا کہ جسوقت یہ عیار پشت بارگاہ پر لندھور کی جا کے پہونچا اُسنے تیرگی شب مین چستی تمام دو میخین بارگاہ کی اُکھاڑین اور ادھر اُدھر خوب سا دیکھکر اندرون بارگاہ گھسا تو دیکھا اُسنے کہ خواص خدمتگار جہان تہان غافل پڑے سوتے ہین اور لندھور بھی اپنے پلنگ پر عالم خواب مین پڑا ہے جلدی سے کفچہ عیاری مین ایک چٹکی دارو بیہوشی رکھکر لندھور کی ناک کے پاس لیگیا جسوقت کہ لندھور نے دم اوپر کو کھینچا وہ تمام بیہوشی دماغ مین پہونچ گئی لندھور کو چھینک آئی اُس نالایق نے جانا کہ اب لندھور بیہوش ہو گیا جھٹ پٹ ڈال چادر عیاری باندھ پشتارا لندھور کا دوش پر اپنے رکھکر جس راہ سے بارگاہ مین آیا تھا اُسی طرف سے باہر نکلا از بس دو گھڑی رات رہے اپنے لشکر مین پہونچا اور نقابدار سیاہ پوش کے سامنے لندھور کے پشتارے کو کھولکر رکھدیا نقابدار نے دیکھتے ہی چاہا تھا کہ لندھور کو جلادون کے حوالہ کرکے حکم قتل کا کرے اور مشتری قمرین جو وزیر اعظم سیندور المعظم نقابدار کا وہان حاضر تھا اُسنے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہے اور خانہ زاد یقین کلی کرتا ہے کہ وہ اعانت اور امداد کو لندھور کی عنقریب آتا ہوگا اگر اے شہریار تو خسرو بلاد ہند کو کہ جانشین مسند حمزہ مشہور و معروف ہے قتل کریگا تو غلام کی راے ناقص مین مآل کار خوب نہین لہذا ابھی صلاح وقت اور مقتضاے فراست نہین جو اسے قتل کرے انسب یہ کہ لندھور کو مطوق اور مسلسل کرکے قید رکھیے آیندہ پھر جیسا ہوگا سمجھ لیا جائیگا نقابدار نے یہ مشورہ وزیر کا بہت پسند کرکے لندھور کو زندانخانہ مین بھیجدیا اور بقید شدید رکھا ادہر وقت صبح کا ہوا اور لندھور کے گم ہو جانے کی خبر جو لندھور کے لشکر مین ہوئی تو عجب طرح کا تلاطم تھا سرداران نے ایک سوار کو واسطے اطلاع اس حال کے بحضور صاحبقران روانہ کیا اور اُس سوار نے آکے صاحبقران دوران کے روبرو ساری سرگذشت بیان کی امیر با توقیر کو قبل از آنکے اُس سوار کے وہ عرضی جو بابت مدرکات و مظفر شہر و ساحری نسبت نقابدار کے لندھور نے لکھی تھی ملاحظہ فرماکے تشویش اور تردد لاحق تھا اب زبانی اس سوار کے حال گم ہو جانے کا لندھور کے سنکے نہایت پریشان خاطر ہوے اور فرمایا کہ ہان ہمارا خیمہ سمت دشمن مراد لیچلو حسب الحکم نظام امیر عالیمقام اُسی روز نوبل بادیان پور شداد بیان پہلوان عادی بارگاہ سلیمانی اور پیش خیمہ لیکر آگے گیا روز دوم سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے بھی مع جاہ اور پانچسو چیدہ جوان گرد اور گردن کشون کے سوار ہو کے کوچ در کوچ بہ طے مراحل و قطع منازل دشمن مراد مین نزول اجلال ادہر و رود اقبال فرمایا اور جسوقت کہ نقابدار سیاہ پوش حال تشریف آوری سلطان با اقبال کا سنکے بیساختہ اپنے مرکب پر سوار ہو کے جانب بارگاہ سلیمانی چلا امیر حمزہ صاحبقران نے جو سنا کہ نقابدار سیاہ پوش یہان آتا ہے چند سردارون کو اُسکے استقبال کیواسطے بھیجا اور وہ سردار نقابدار کو استقبال کرکے بارگاہ سلیمانی مین لاے سلطان صاحبقران نے بکمال عزت اور توقیر نقابدار کو کرسی مرحمت کی اور اشارہ بیٹھنے کا کیا جب نقابدار بیٹھا اور دو ایک جام شراب نوش کیے تو اُس حالت مین نقابدار نے نقاب اپنے منھ سے اُٹھاکے کہا کہ اے حمزہ صاحبقران میرا فرامرز بن قارن عدنی نام ہے اور بخون اپنے باپ قارن عدنی کا میرے دل مین جوش مارتا ہے باوصف اسکے کہ تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہے مگر مین عوض اپنے باپ کے خون کا تجھسے نہین چاہتا مگر اس شرط سے کہ تو ملک باختر کی تسخیر سے دستبردار ہو کر ابھی ایران کو کوچ کر جا اور یہ تمام ملک مجھے واگذاشت کردے سواے اسکے کہ ایک مژدہ جانبخش اور تجھے مین دیتا ہون کہ شاہزادہ بدیع الزمان مانہین گیا زندہ

وسالم موجود ہی اگر تو بیسہ کہنے کو قبول کرے تو مین بدیع الزمان کو ابھی بلوا کے تیرے سامنے بٹھلا دون سلطان صاحبقران نے
یہ حال سنکر فرمایا کہ ای بہادر اگر تو کفر و کافری ترک کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کرے تو اُسی وقت مین کل باختر تجھے تفویض کر دون
اور جو تو ترک کفر و کافری کرکے کلمۂ شہادت نہ پڑھیگا تو نقد جان اپنے ہاتھ سے مثل قارون مفت رائگان کریگا فرامرز بن قارن یہ
کلام سلطان عالیمقام کا سنکے ہنسا اور کہنے لگا کہ ای حمزہ مین ایک مدت سے سنا کرتا ہون کہ شہرہ پہلوانی اور صاحبقرانی کا تیری قاف
تا قاف پڑا ہوا ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے وہ سب ستی جاے خیر کیا مضائقہ یہ کہکے ہاتھ اپنا دامن پر مارکے اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ
سلیمانی سے باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوکے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور اپنی بارگاہ مین آکر طبل جنگ بجوادیا ہشتاد برآمد نقارہ اش این صدا
کہ آمد محل فنا سے سشہا + بدوزخ برو جاے کافر مدام + بحق محمد علیہ السلام + یہ خبر سنکے نامیان خیبری
تو میان خیبری سرہنگ مصری ابو شہاب لشکری بارگاہ سلیمانی مین آئے اور زمین آداب کو بوسہ دے کر اور بعد
دعا و ثنا سے شاہنشاہی پکارے سرور عالم کی عمر دراز لشکر نقابدار سیاہ پوش مین طبل جنگ بجا وہ نقابدار کل معرکہ آراسے
میدان کارزار ہوگا سلطان عالیمقام نے بمجرد سننے اس کلمے کے فرمایا شعر سرنپیچم زشمشیر حبیب + ہرچہ آید بسر من بانصیب +
جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے بروز دیوان خدا کلک قدرت سے اپنے صفحۂ ناصیہ پر ترقیم کردیا ہی وہی ظہور مین آویگا اسمین
فکر اور تردد کرنا محض جہالت و نادانی ہی کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم کے مہر اوج عیاری
و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نے نقارخانہ سلیمانی مین جاکر ابلاغ حکم کیا کیا یہ چیتی قلابہ چیتی
داروغۂ نقارخانہ نے اُٹھکر دو اشرفیان عمرو کو نذر دین عمرو نے طبل سکندری پر چوب ماری کوس اژدہا اور دہل جمشیدی اور
جھانجھ کیومرثی اور بوق افراسیابی بارہ سو جوڑیان لوازش مین آئین صداے کوس حربی اور نعرہ ہاے رزمی سے زمین متحرک آسمان
متزلزل نظر آنے لگا غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار آمادہ مرگ دھیاے قضا ہوکر سیکڑون سمت صحرا ہزارون لب دریا اور کتنے
اپنے خیمہ ڈیرے یا لون مین غسل کرکے پوشاکین نفیس اور پاکیزہ پہن کے سجادہ بچھا کے روبقبلہ بیٹھے تسبیح صمد و ذکر اشک کو تار نظر مین
پیوستہ کیے حضور قلب اور خلوص نیت سے مستدعی و ملتجی تھے کہ اے رب جلیل کل صبح کو وعدہ گاہ مصاف مین امتحان قوم اشراف و فرقۂ
اجلاف کا بزبان نیزہ و خنجر اور دم تیغ اور گواہی کلۂ عمود نظر آئیگا اور جوہر عالی نسبی اور والا دودمانی کا دلیران نامور کے عیان اور آشکار
ہوگا لہذا ہم بہ تمناے شہادت دست بدعا ہین کہ صدقہ تیری وحدانیت کا ایک قدم ہمارا آگے سے پیچھے کو نہ ہٹے اور سر سے خون کے اور پھیانے
زخم کی جسم پر ڈالے بخلعت شہادت مخلع ہوکے آقاے ولی نعمت کے روبرو سرخرو ہون اور دنیا مین نام اپنے باپ دادے کا روشن کرکے
اولاد کیواسطے باعث ازدیاد حرمت اور آبرو کا کر جائین الغرض شجاعان صف شکن اور دلیران شمشیر زن اپنے اپنے آلات حرب کو
دیکھتے سنبھالتے تھے کمیابی سلاح کی اسدرجہ ہوگئی تھی کہ ایک ایک شیشہ آبدار اور تیغچہ جوہر دار کے دستیاب ہونے کے لیے اکثر
نقد جان دینے کو موجود تھے اور سپرون کو بہادران جنگ دیدۂ تلیان اپنی آنکھون کی سمجھے اکثر پشت پناہ اپنا گردان کے ظفر تکیہ
بناے بیٹھے تھے کمانون کو باغی ابرو کا جانکر سرون پر چڑھاے اور کمندون کو قریب رشتۂ جان جانتے تھے ایک ایک زرہ پر سو سو
جوان چشم بردوختہ نظر آتے تھے اور چار آئینون کے لیے آشنا آشناؤن سے چار چشم ہوکر کہتے تھے یار حقیقی جاہو حاضر ہو وکتم سلاح سے
آج جیسے کوئی شخص مانگو خنجر زرین قبضہ اور نیزہ سرو بالا کو کوئی ہاتھ سے چھونے نہین دیتا تھا شعر بگذشتہ گرم تر بازار تیغ +
جاے سیکڑون جان انبار تیغ + لشکر مین چارون طرف چہل پہل اور بڑی ہوشیاری سے طلایہ پھر رہے تھے آواز ہوشیار باش اور
بیدار باش کی بلند تھی قطعہ + صبح چون آفتاب نورانی + سرکشید از حجاب ظلمانی + خرمن کفر سوختان بلا
سبزی گلشن مسلمانی + مرجیل وفاداران مقبل وفادار نے اندرون بارگاہ جاکر بپایۂ سعادت صاحبقران کو بوسہ دیا
امیر با توقیر نے آنکھ کھولکر پوچھا رات کتنی باقی ہوگی مقبل نے عرض کی کہ نماز کا وقت قریب ہی لشکر مین کرنیچی کی تیاری ہو رہی ہی

صاحبقران دوران نے فرمایا کہ پانی وضو کے لیے طلب کرو فراش آفتابہ سیلابچی لیے حاضر تھا امیر حمزہ عالیمقام نے اُٹھکر وضو کیا اور نماز صبح سے فارغ ہوکر صندوقچہ سلاح کا منگوایا اسے کھولکر تمام سلاح اپنے جسم اقدس پر آراستہ کیے نظم + زخوردی برافراخت آن سرفراز کرانا فتحنا سش بودی طراز + زرہ کش قبا سے زراندودہ بود + زصنعت گریہا سے داؤد بود + قبضہ تیغ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکے بارگاہ سلیمانی سے برآمد ہوے تو دیکھا کہ فندس وپوانہ اشقر دیوزاد کو لیے حاضر ہے اور جتنے ندما اور رفقاے جان نثار اور دلیران عرصۂ کارزار شل شاہ سلیمان فارسی اور مظفر فاریابی اور ابوالحسن کرد وغیرہ بھی سب اپنے اپنے مرکبوں پر سوار مسلح اور مکمل منتظر مین صاحبقران نامدار کے برآمد ہونے کے کھڑے تھے امیر حمزہ صاحبقران نے اشقر دیوزاد کی پیشانی پر شفقت بوسہ دے کر عیال پر ہاتھ ڈالا اور رکاب مین قدم رکھ کے قاش زین پر جلوہ فرما ہوکے چلے جبکہ قریب نقارخانہ بلورین پہونچے تو دیکھا سامنے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چشم زدن مین کھینچ چکا ہے مجرائی تمام حاضر ہین مودب کھڑے ہین پچھلے پہر کی نوبت کی ٹکور لگ رہی ہے شہنا نوازلت کھیر ورین بیاس لیا کو شہناؤن مین پھونک رہے ہین ایک طرف ہزار بارہ سو سقے ادوے کی لنگیان تمامی کے لنگوٹ باندھے قیمتی پگڑیان سرون پر رکھے سلمے ستارون کے جوتے موزے پانؤن مین چڑھاے مشکیزے بودار چمڑے کے گلاب کیوڑا عرق بہار بید مشک انہین بھرے فوارے ہزار سے کے انکے دہانو پر چڑھاے آبپاشی اور گوہر افشانی کر رہے ہین ہزار ہا پنجشاخے گنگا جمنی اور روپہلی سنہری ہاتھون مین ہیت ہین کف دست انکی کیا زیبا + ہر سر انگشت پر ید بیضا + روشن روشنی سے میدان وادی ایمن قریب ہزار بارہ سو حاجب دربان نقیب رقاصی یوزباشی لیسادل مردہے چوبدار عصابردار وردیان وصوم دہامی پہنے عصے بکلال بزرعرق بجواہر ہاتھون مین لیے ہر سو چہل پہل اہتمام مین سرگرم کار ہین سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران اشقر دیوزاد پر سے اُترکے ایک دنگل زرین وہان بچھا تھا اسپر جاکے متمکن ہوے ناگاہ اندر سے آواز شہناؤن کی گوش زد ہونے لگی اور حضرت ظل اللہ بادشاہ سعد بن قباد کی سواری کی آمد معلوم ہوئی سب مجرائی جو جہان تہان زین پوش گستردہ منتظر برآمد ہونے کے بیٹھے تھے گھبرا گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوے پہلوان عادی در گہ سالار لشکر داروغہ دیوانخانہ نے زنبوری پردہ اُٹھایا آگے آگے روشن چوکی والیان شہنا نوازنیان شہناؤن کو پھونکتیان ڈنکے بجاتیان اور بعد انکے کچھ لالٹین برداتیان کنول برداتیان سورجمکھی والیان دستے والیان بعد انکے کہاریان پری طلعتین تخت امس سلیمان مرتبت کا دوش بدوش لیے نمودار ہوئین پہلوان عادی پکارا نصر من اللہ فتح قریب حضرت کو دیکھا کہ تاج شاہی پر سرچار قبہ شاہنشاہی در بر نماز سے فارغ ہوکر جو اُٹھے تو ابھی تک سجدہ گاہ کی مٹی جبین اقدس پر لگی ہوئی ہے سبحہ ہاتھ مین وظیفہ پڑھتے برآمد ہوے ہین حمزہ صاحبقران واسطے مجرے کے جھکے مرد ہا پکارا مہابلی بادشاہ سلامت شاہ عالم پناہ سلامت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کشورگیر کا مجرا نگاہ روبرو بادشاہ نے اپنا ہاتھ چھاتی پر رکھکر اشارہ سواری کا کیا سلطان صاحبقران آداب بجالا کے اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور چالیس قدم سرداری اور صاحبقرانی کے آگے تخت بادشاہی سے بڑھتے ہوے یہ شعر پڑھتے ہوے شعر من آن ستارہ صبحم کہ از کمال ادب + ہمیشہ پیشتر زی آفتاب میباشم + بعد اسکے سب مجرائیون کا مجرا لیتے ہوے سواری حضرت ظل اللہ کی سمت میدان جنگگاہ مثل نسیم سحر روانہ ہوئی ابھی تھوڑی دور سواری نہین پہونچی تھی کہ سمت جنوب سے گرد نمایان ہوئی اور جس وقت وہ گرد پھٹی تو اُسمین سے سات لاکھ عرب ڈاڑھیان دانتون مین دبائے عمامے سر پر رکھے اور عبائین گلے مین پہنے کٹارین کمرون سے لگاے بھالے دوزبانے ہاتھون مین لیے اور رانون کے تلے عربی گھوڑیان جیب و راست اور آگے آگے مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسر غلام نبی اور چاکر حیدر رمادیان عربی پر سوار مثل شیر نیستانی نیستان کے جنگل مین نمودار ہوا اور برابر تخت بادشاہی آکے اپنے سوارون کا پرا جماکے مجرے کو جھکے مردہا پکارا شہنشاہ عالم پناہ سلامت مالک اژدر سپاہ سالار دست چپ کا مجرا نگاہ روبرو بادشاہ اسلام نے مالک کا مجرا لیا اور سواری آگے بڑھی سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام نے مالک اژدر کو مع فوج آتے دیکھکر بیساختہ خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا خیال کرکے اپنے دل مین نہایت مغموم و دلگیر ہوے اور

جی مین کہتے تھے کہ حیف صد حیف آج میرا جانشین لندھور نہین واللہ اعلم کس بلا مین کہان جا کے مبتلا ہو گیا غرض اسی طریق پر اور سب سردار دست راستی دست چپی جو دو چار پیچھے رہ گئے تھے مثلاً سرخیل وفاداران مقبل وفادار ایک طرف سے مع سات ہزار کماندار نامدار لگن اور دلیران شمشیر زن جمع ہو کر ایک طرف سے تین لاکھ چوراسی ہزار عیار خنجر گذار قنطورے زربفتی پاتابے سقرلاتی پہنے ٹیڑھے ٹیڑھے تاج سرون پر رکھے جوڑیان خنجرون کی کمرون مین بیچے اور گوپھن ہاتھون مین حلقہ ہائے کمند عیاری کلائیون مین لیے جوتا رے چھیڑتے شلنگین بھرتے ہمراہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نمودار ہوئے غرضکہ طول کہانتک دون مختصر یہ کہ سواری حضرت ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام کی وعدہ گاہ مصاف مین پہونچی اور تبرداروں نے آگے بڑھ کے جھاڑی جھنڈی کاٹ کے میدان کو ہموار کر دیا بیلچہ کار بیلچہ کاری کر کے نکل گئے سقے آبپاشی پر جھکے ہوئے تھے مگر آمد و شد لشکر فراوان اور فوج بے پایان کے اندام زمین رعشہ دار اور کثرت گرد و غبار نے کرۂ ہوا کرۂ خاک آسمان تمام گندلا گندلا نظر آتا تھا لاکھوں کھا چیلین اور گدھ بطمع گوشت آسمان پر منڈلا رہے تھے جبکہ کثرت آبپاشی سے وہ گرد رفع ہوئی اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے لگا نقیبون نے لشکر میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنڈول چودہ صفین بخوبی آراستہ و پیراستہ کر دین دونون لشکر مثل اژدر ہفت سر منھ کھولے ہوئے یا دو دریاے مواج و زخار جوشزن نظر آتے تھے کوئی کوچہ وہان بجز کوچہ زخم کسی کے خیال مین نہین آتا تھا اور کہین گوشۂ عافیت بجز اپنے گوشہ کمان کے نہین معلوم ہوتا تھا ناگاہ طرفین سے کڑکیتون نے سر میدان نکلکے باواز بلند کہا اے دلاوران شمشیر زن وای جوانان تہمتن

اشعار

سکندر کہ یک نیمہ آئینہ ساخت
ز آئینہ مرگ چون زنگ باخت

کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
نداری ز کاوس و دارا بیاد

جگر خون شد از دہر افراسیاب
کہ گشتی ازو زہرۂ شیر آب

چو بیژن بچاہ بلا شد ہزار
نماند آن یل برزو نامدار

مگر آن کہ نام شجاعان عصر
نماید بگو تا بفردای حشر

کدام است کس آن یل ارجمند
کہ آید بمیدان بتیغ و کمند

باحوال جم جای عبرت نکوست
نشانی نماند از کاسہ سر او است

نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ
کہ بشکست چون فرق کسرا بسنگ

فریدون خداوند اکلیل و تخت
ز دنیا بناچار بربست رخت

بخاک سیہ فرق رستم نگر
کہ در دعوی از گرز او کوہ سر

جہان با کسی پایداری نکرد
بکس این جفا پیشہ یاری نکرد

شجاعت خدا و رسل را پسند
شجاعان ز دنیا بجنت رسند

دہد جلوہ نام جد و پدر
بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

ایسا کون بہادر اور دلیر شیر ہو کہ آج نکلے اس میدان کارزار مین نام اپنے باپ دادے کا روشن کر جاے اور رستم اور سہراب اور بیژن اور پیرزور نامداران پیشین اور پہلوانان زمانۂ دیرین کے ناموں کو مثل حرف غلط صفحہ عالم سے مٹا دے ساتھ ہی اس کڑکے کے اور کڑکیتون کے للکارنے کے ہر ایک بہادر کی آنکھون مین نشۂ شجاعت سے لال لال ڈورے پڑ گئے قبضون پر تلوارون کے ہاتھ رکھے برچھون کو ترچھے کیے منتظر تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر سے کون آتا ہے ناگاہ دیکھا کہ اس طرف سے نقابدار سیاہ پوش بکمال جوش و خروش اپنے مرکب کو جولان کیے ناف لشکر مین آیا اور پکارا کہ اے لشکر خدا پرستان وای زبردستان کہ آرزوے مرگ است کہ آید بمیدان جنگ ساتھ ہی اسکے للکارنے کے لشکر فیروزی اثر سے طول سست برہی اجازت لیکر بمقابلہ نقابدار کے گیا اور زخمی ہو کر پھرا اور اسی طرح اور دلاوران نامدار اجازت رخصت سلطان والا قدر عالی مرتبت سے لیکر میدان جنگ مین بمقابلہ نقابدار گئے اور ہر ایک ضرب نقابدار سے زخمی و مجروح ہو کر پھرے اسی مین وقت شام کا ہو گیا اور نقابدار نے طبل بازگشت بجوا دیا طبل آسایش کی آواز سنکر دونون لشکرون نے میدان رزم سے مراجعت کی نقابدار جمع اپنی فوج کو لے کے اپنی بارگاہ مین گیا اور سلطان والا شان بارگاہ سلیمانی مین آکر داخل ہوے رات کو پھر طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو دونون لشکر بدستور میدان رزم مین آکر قائم ہوئے اور بعد تیاری میدان اور صفوف دنگا لائی نقابدار سیاہ پوش اپنے گردن پر سوار ہو کے میدان جنگ مین نکلا اور مبارز طلب ہوا ناگاہ لشکر اسلام مین نقارے گرجنے لگے اور علمدارون نے علمون کو جلوہ گر کیا اور تمام وضیع و شریف دونون لشکرون کے دیکھتے تھے

بمیدان خرامید صاحبقران	سمند پریزاد در زیر ران	چو در خانۂ زین نشست آفتاب	روان گشت فتح و ظفر ہمرکاب

یعنی سلطان ظفر احتشام امیر حمزۂ عالیمقام عنان اشہب تیز گام اشقر دیوزاد کو جانب میدان منعطف کرکے برابر تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور اجازت رزم حضرت ظل اللہ سے لیکر اس تہیہ پر کہ آج اس نقابدار کو زندہ گرفتار کرلاؤنگا بمقابلہ نقابدار سیاہ پوش تشریف فرما ہوے نقابدار نے سلطان جم اقتدار امیر حمزۂ صاحبقران نامدار کو بمقابلہ دیکھکر کہا ای حمزہ لا ضرب امیر با توقیر نے فرمایا کہ سمجھے خوب معلوم ہی کہ ہمارے یہان کا یہ طریق نہین کہ کوئی ادنی پیادہ بھی فوج اسلام کا حریف پر پیشدستی کرے پس تو اپنے دل کی حسرت بر لا جب جناب احدیت تیری ضرب سے مجھے محفوظ رکھیگا تو پھر جو مجھسے ہوسکیگا کرونگا نقابدار نے ہنسکے کہا مثل ہے وہ جو پہلے مارے سو جو کوئی سینے پڑ گیا ہارے ❊ اور یہ کہکر گرز بر سر سلطان عالیمقدار مارا امیر والا توقیر نے بھی اعرابی چپر گرز اٹھاکر اسکے گرز کو روکا اور پھر یہ کہکے شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ❊ ہمہ شادی از دل فراموش کن ❊ ضرب گرز کی امیر ماری نقابدار سیاہ پوش کا یہ حال تھا کہ چار طرف تتق گرد کا اٹھا مع کرگدن گرد مین چھپ گیا تھا پلک سے پلک جھپک گئی چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا تھا گرز ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑا کرگدن کی کمر ٹوٹ گئی تھی یہ پیادہ بحالت غش مین زمین پر بیٹھ گیا تھا نقابدار کی فوج کے لوگ دوڑ پڑے اور مشکون سے آبپاشی کرکے جب اُس گرد کو دفع کیا اور چھینٹے پانی نقابدار کے منھ پر اور دماغ پر پڑے اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو دماغ مین پہونچی تو اُسکی آنکھ کھل گئی اور ایکبارغیظ و طیش مین دوڑ کر چاہتا تھا کہ اشقر دیوزاد سے لپٹ جاے اور اُسطرف اشقر دیوزاد کنوتیان اپنی کھڑی کرکے اس تہیہ پر کہ نقابدار کو پکڑکے چبالون گرم ہوکر چلا کہ امیر حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد کو روک کر کود پڑے اور نقابدار سے باہم زورکشتی کا ہونے لگا تاغروب آفتاب طرفین سے خوب زور کشمکش کا رہا بیت ہوے جبکہ پرتو فگن سنگ سرخ ❊ بشفق سے ہوا شام کا رنگ سرخ ❊ نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ یا امیر حمزۂ صاحبقران روز براے جنگ و شب براے آسایش اب میرے اور تیرے کل تصفیہ ہوجائیگا امیر نے کہا پھر کل پر کیا منحصر ہی رات اور دن دونون برابر ہین نقابدار نے کہا یہ کیا ضرور ہین بوعدۂ فردا اقرار کرتا ہون کہ کل اسی میدان رزم و جنگ مین تجھسے پھر کشتی لڑونگا اور جو مین تجھے زیر کرکے پکڑ لیجاؤن تو جو چاہون وہ تیرے حق مین کرون اور اگر تو مجھے زیر کرکے گرفتار کرے تجھے اختیار ہی جو چاہے سو میرے حق مین کرے یہ کہکے اور مرکب طلب کرکے سوار ہوا اور مع اپنے لشکر کے اپنے خیمہ کو چلا گیا امیر حمزۂ صاحبقران دوران نے بھی لاعلاج ہوکر مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی مین آکے داخل ہوے جتنے شاہ اور شہریار زادے اور سرداران دست راستی اور دست چپی تھے سب کے سب اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہوے سلطان صاحبقران جانب شاہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ یا حضرت مین نے اپنی یاد مین مثل و نظیر اس فرامرز یعنی نقابدار سیاہ پوش کے کوئی پہلوان اور دلیر نہین دیکھا تھی تو یون ہی کہ یہ آفت ناگہان و بلاے بیدرمان ہی دیکھیے کل سر میدان بوقت مقابلہ و مجادلہ میرے اُسکے کیا معاملہ درپیش ہو غرض یہان تو یہ گفتگو درپیش تھی وہان فرامرز بن قارن عدلی نقابدار سیاہ پوش جو وعدہ گاہ مصاف سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا تو بہلول اور شاہ صفا مغربی وغیرہ اپنے پہلوانون اور سردارون کی جانب مخاطب ہوکر کہا اے یارو مین لشکر اسلام مین فقط تین شخصون سے ہمیشہ اندیشہ ناک اور خائف رہتا ہون اول تو امیر حمزہ سے دوم بدیع الزمان پسر حمزہ سے سوم لندھور سے میرے جی مین بڑا کھٹکا اور وسواس ہی پہلوانون نے جواب دیا کہ لندھور اور بدیع الزمان تو تیرے پاس قید ہین فقط حمزہ باقی ہی سو اُسے بھی آج تو نعماے سگ دندان کو بھیجکر پکڑوا منگوا تاکہ تیرے دل سے یہ کھٹکا نکلجاے فرامرز بن قارن عدلی نے کہا خوب تمنے کہا اس سے بہتر کوئی صلاح نہین تھی اور نعماے سگ دندان اپنے عیار کو اشارہ کیا کہ ہان حمزۂ صاحبقران کو جاکے پکڑ لا نعماے سگ دندان نے کہا بہت خوب اور یہ کہکے وہ بدذات واسطے گرفتار کرلانے امیر حمزۂ عالیمقام کے چلا

تتمہ داستان حیرت بیان زمزمہ جادو کا کیخسرو فرخ لقا اپنے بھائی کے ہاتھ سے مارا جانا اور شاہزادہ بدیع الزمان کا رہائی پاکر سمت لشکر تشریف لانا

بہلول جو سردار لشکر لقا بدار سیاہ پوش ہی اُسکی ایک بیٹی کہ نام اُسکا زمزمہ جادو و نہایت زبردست ساحرہ سحر و ساحری مین وحید عصر ہی اُس بدکردار نے فرامرز بن قارن عدنی یعنی لقا بدار سیاہ پوش پر شیفتہ اور فریفتہ ہو کر ایک طلسم بزور سحر باندھ دیا ہی کہ بسبب اُس طلسم کے کوئی شخص کیسا ہی فیل زور اور شیر دل زبردست ہو فرامرز بن قارن عدنی پر غالب نہین ہو سکتا کوئی حربہ کسی کا اُسپر اثر نہین کرتا ہی اور زمزمہ جادو نے معنبر کوہ جو قرب وجوار مین اُسی دخمہ مراد کے ہی وہان ایک باغ دلکشا نہایت دلچسپ اور پُر فضا بنا رکھا ہی بیشتر اُسی باغ مین رہا کرتی ہی چنانچہ وہ زمزمہ جادو شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ بدیع الزمان بن امیر حمزہ صاحبقران گردن لشکر شکن کو بزور سحر و نیرنگ پکڑ لیگئی تو بہلول کا ایک بیٹا نہایت صاحب حُسن و جمال اور ذی ہوش اور صاحب فراست کہ نام اُسکا کیخسرو فرخ لقا اور زمزمہ جادو کا حقیقی بھائی ہی اُسنے زمزمہ جادو سے پوچھا کہ تو کہان گئی تھی اور اسقدر جو سراسیمہ عرق عرق تربتر کہان سے آتی ہی زمزمہ جادو نے کہا کہ مین دخمہ مراد کی جانب گئی تھی وہان سے شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران کو محصور کرکے پکڑ لائی ہون اُسے معنبر کوہ مین عقابین پر چڑھا دیا ہی یہ حال سنکے کیخسرو فرخ لقا کو کمال اشتیاق شاہزادہ بدیع الزمان کے دیکھنے کا ہوا اور اُسنے زمزمہ جادو سے کہا کہ ذرا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلکے پسر امیر حمزہ صاحبقران کو دکھلا دے دیکھون ان خدا پرستون کی کیسی شکل اور کیا وضع ہوتی ہی چونکہ یہ زمزمہ جادو اپنے بھائی پر مرتی تھی یعنی کیخسرو فرخ لقا پر راغب اور از راہ فاجرین چاہتی تھی اُس سے ہمصحبت ہو مگر کیخسرو فرخ لقا اقرار نہ کرتا تھا اور ہمیشہ لیت و لعل مین حیلہ و بہانہ کرکے ٹالے جاتا تھا آج جو کیخسرو فرخ لقا نے سوال شاہزادہ بدیع الزمان با اقبال کے دکھلا دینے کا اُس سے کیا تو یہ نہایت خوش ہو کر کہنے لگی کہ ابھی چل اُسکو دیکھکر میرے ہمراہ گلگشت باغ بھی کرنا یہ کہکے زمزمہ جادو کیخسرو فرخ لقا کو اُس عقابین کے نیچے لیگئی اور شاہزادہ بدیع الزمان کو کہ محصور بسبب محض بیدست و پا عاجز و مجبور بیٹھا تھا دور سے اُسے دکھلا دیا کیخسرو فرخ لقا کو دیکھتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان سے ایک محبت بدل پیدا ہوائی اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ اگر دنیا مین کوئی شخص غلامی اور نعلین برداری یا ملازمت اور خدمت کسی کی کرے تو ایسی آسمان صولت عرش اقتدار شاہزادہ بدیع الزمان کی کرے غرض یہ سوچ کر از بسکہ محبت مین شاہزادہ والا مرتبت کی نہایت بیتاب ہوا تو نظر بکریم کارساز کرکے چاہا کہ کسی صورت سے شاہزادہ بدیع الزمان کو یہان سے نجات دلوا دون اور اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری مین سعادت کونین اور افتخار دارین حاصل کرون بعد لمحہ کے تبسم کنان زمزمہ جادو سے کہنے لگا کہ تمنے تو ہمارا کہنا کر دیا تمہاری خوشنودی خاطر کے واسطے اب تمہارے ساتھ چلکے گلگشت باغ بھی کرینگے زمزمہ جادو زیادہ تر شادان و خندان ہو کر کیخسرو فرخ لقا کے ساتھ ساتھ باغ مین آئی اور بطرز و انداز معشوقانہ باتین کرتی اٹکھیلیون سے سیر باغ کرکے ایک بارہ دری مین مع کیخسرو فرخ لقا آکر بیٹھی اور گلابیان شراب کی اور پیالے لاکے مصروف بادہ خواری ہوئی کیخسرو فرخ لقا نے فرصت وقت کو غنیمت جانکر تھوڑا سا زہر ہلاہل ایک پیالے مین شراب کے ملا کے اپنے منھ سے لگا لیا اور جھوٹ موٹ منھ بنا کر کہنے لگا اُف کسقدر شراب تیز اور تلخ ہی کہ قطرہ اسکا پیا نہین جاتا یہ کہکے چاہتا تھا کہ شراب کو زمین پر پھینک دے زمزمہ جادو نے جلدی سے کیخسرو کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ یہ شراب مین پیونگی لا مجھے دے پھینک نہین مجھے تیری جھوٹی شراب کہان میسر تھی کیخسرو فرخ لقا نے بظاہر نہین نہین کرکے وہ پیالہ شراب کا زمزمہ جادو کے حوالے کر دیا وہ ملعونہ از بسکہ راغب اور طالب اُسکی تھی بیساختہ وہ پیالہ شراب کا کیخسرو فرخ لقا کے ہاتھ سے لیکر غٹ غٹ پی گئی اور پینے کے ساتھ ہی ہائے کرکے لوٹ گئی اور بطرفة العین تمام پیٹ اُسکا شق ہو گیا اور جہنم واصل ہوئی شورا ایک تاریکی آسمان پر چھا گئی پھر آوازین مہیب پیدا ہوئین بعد دم بھر کے جب وہ تاریکی دفع ہوئی تو کیخسرو فرخ لقا نے اُس ملعونہ کی ٹانگ پکڑ کے ایک غار مین ڈالدیا اور بسرعت تمام بڑھ کے رہائی شاہزادہ عالیمقام

اس غار کی طرف چلا یہاں جس وقت زمزمہ جادو ملعون فی النار والسقر ہوئی اُسی وقت تمام علامت سحر شاہزادہ بدیع الزمان
سے دور ہو گئی رستہ میں بھی پرزے پرزے ہو کر اُڑ گیا تھا شاہزادہ بدیع الزمان عالم تحیر میں ششدر ایک مقام پر کھڑا تھا
ناگاہ سامنے سے کیخسرو فرخ لقا آکر اقدام اقدس سے شاہزادہ نامور کے لپٹ گیا اور سارا حال زمزمہ جادو کے مار ڈالنے کا بیان
کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے کیخسرو فرخ لقا کو قدموں سے اُٹھا کے سر اُسکا اپنی چھاتی سے لگا لیا اور بہت سا پیار کر کے فرمایا
مصرعہ جزاک اللہ فی الدارین خیرا اور کیخسرو فرخ لقا کو اپنی زبان مبارک سے بھائی کہا پس کیخسرو شاہزادہ عالیمقام کو شہر معنبر کوہ
میں لایا اور کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہوا اور تمام ساکنان شہر کو مشرف باسلام کیا بعد اسکے بائیس ہزار سوار دلیران عرصۂ کارزار کی
جمعیت سے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہمراہ جانب دخمۂ مراد روانہ ہوا

داستان حیرت بیان نعماے سگ دندان کا امیر حمزہ صاحبقران کو چُرا لیجانا راستہ میں خواجہ کا دوچار ہو کر نعماے سگ دندان کے خنجر سے پانوں کاٹ ڈالنا نقابدار سیاہ پوش کا خواجہ کے پیچھے دوڑنا خواجہ کا ایک کوہ پر چڑھ جانا آخر کو عیاروں کا نقابدار کو گرفتار کرنا نقابدار سیاہ پوش کا بعوض سرداران لشکر اسلام رہائی پانا میدان جنگ میں نقابدار کا شاہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا جانا۔ مخمس

پہلے تھا دخل یہ دشوار ترے کوچے میں
کہ صبا کو بھی نہ تھا بار ترے کوچے میں
اب تو ہے مجمع اغیار ترے کوچے میں
روز ہے گرمیٔ بازار ترے کوچے میں
جمع ہیں سیکڑوں خریدار ترے کوچے میں

تو نے غمزے سے جو کچھ ہم کو دکھایا جادو کا
ہو گئے بیخود و بیہوش ہم اے ہوشربا
اب کہاں جائیں کدھر جائیں ترے در سے بھلا
دیکھکر تجکو قدم اُٹھ نہیں سکتا اپنا
بیٹھے صورت دیوار ترے کوچے میں

تھی محبت بھی تری قہر خدا آفت بلا
کر دیا ایک زمانے کو اسی نے بیتاب
کفر و اسلام ہوا دونوں گھروں میں نایاب
دیر ویران ہے ترے عہد میں کعبہ ہے خراب
جمع ہیں کافر و دیندار ترے کوچے میں

کیا خبر ہے تجھے کس حال میں ہوں کیسا ہوں
جادۂ راہ کہ میں نقش قدم ہوں کیا ہوں
آسمان ٹوٹ پڑے مجھ پہ جو اُٹھنا چاہوں
پانوں پھیلائے زمین پر ہیں پڑا رہتا ہوں
صورت سایۂ دیوار ترے کوچے میں

خاک سے کتنے ہم آغوش پڑے رہتے ہیں
بیخود و غافل و خاموش پڑے رہتے ہیں
صورت بیکس و مدہوش پڑے رہتے ہیں
روز یاں سیکڑوں بیہوش پڑے رہتے ہیں
ہے مگر خانۂ خمار ترے کوچے میں

آرزو ہے دل بیتاب کی فریاد سنے
کہ ترے کان تک آواز ہماری پہونچے
پر جو اندیشہ ہے یہ بھی کوئی پہچان نہ لے
پاسبانوں کی طرح رات کو بیتابی سے
نالے ہم کرتے ہیں اے یار ترے کوچے میں

تھی نہ امید کہ یاں ایسی فسوں سازی کی
اسنے تو چھوڑتے ہی ایسے دغا بازی کی
ہائے کمبخت نے کیسی خلل اندازی کی
زور ہی عشق نے یہ تفرقہ پردازی کی
ہم ہیں زندان میں دل زار ترے کوچے میں

شکل فرہاد جنوں پیشہ و مثل مجنوں
خاک برباد کرے میری نہ چرخ واژون
دے اجازت تو رہوں تا بقیامت مدفون
آرزو ہے جو مروں بھی تو یہیں دفن بھی ہوں
ہے جگہ تھوڑی سی درکار ترے کوچے میں

دوست دشمن میں کیا ہے بھی تیری دال گلی
خنجر رشک سے ہر ایک ہوا ہے بسمل
تمکو پروا نہیں غمگین ہو کوئی خوشدل
گر رہی ہیں ترے ابرو کے اشارے قاتل
آج کل چلتی ہے تلوار ترے کوچے میں

سہے لئے اور سنے کیا ہو وفا کا اظہار
عار سننے سے تجھے ہے لئے ناشنوا
داغ نے آج یہ دیکھا ہے کہ ہو کر ناچار
حال دل کہنے کی تاب جو نہیں پاتا
پھینک آتا ہے وہ اشعار ترے کوچے میں

پہلے ذکر لشکر امیر حمزہ صاحبقران بیان کیا جاتا ہے

کہ جب نعماے سگ دندان برادر شیطان عیار نقابدار کا جو بہ تہیہ گرفتاری امیر آیا تو پھر چلا تو لشکر فیروزی اثر میں یہ خبر ہوئی کہ اُسنے
دیکھا شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار تو واسطے طلایہ پھرنے کے مع چند عیاران خنجر گذار بارگاہ سلیمانی سے نکلکے جا چکا ہے مگر
چند عیار دروازۂ بارگاہ پر نہایت ہوشیار بیٹھے ہیں کچھ طلایہ پھرتے ہیں اور نعماے سگ دندان دور دور ادھر اُدھر پھرتا پھرتا
پشت پر بارگاہ سلیمانی کے چلا تھا کہ اسنے دیکھا ایک فراش ایک مقام پر بیٹھا پیشاب کرتا ہے اسنے اُس سے پوچھا کہ بھائی تم کسکے

نوکر ہو اُسنے جواب دیا کہ مین ملازم سلطانی جنی فراش بارگاہ سلیمانی کا ہون اِس وقت میری نوکری ہی سو واسطے پیشاب کے یہان بیٹھ گیا
ابھی مین جاکر اپنے کار خدمت پر حاضر ہونگا نعماسے سگ دندان نے بیساختہ ایک بیضہ بیہوشی اُسکے منھہ پر مار کے اُسے بیہوش کردیا
اور وہین کسی سراچے کے نیچے اُسکو چھپا کے ایک روغن عیاری ملکے اُسکی صورت آپ بنا اور جلد جلد قدم اُٹھایا بیساختہ داخل بارگاہ سلیمانی
ہوا عیار روپوش بسبب اسکے کہ کہین کچھ کھٹکا کسی عیار کی عیاری کا نہ تھا اور اُس جنی فراش کو کہ ملازم قدیم تھا سب پہچانتے بھی تھے
اسے دیکھکر کچھ خیال بھی نہ کیا کہ کون ہی اور اندرون بارگاہ کیون جاتا ہی اور وہ عیار بدذات جو اندر بارگاہ کے گیا تو اُسنے دیکھا کہ سلطان
صاحبقران عالی شان آرام فرماتے ہین اور دو چار خواص خاص جہان تہان اپنے کار خدمت مین مشغول ہین یہ تیز دست گلگیر لیکے شمعون کے
گل کترنے لگا اور چپکے چپکے بیہوشی ہر ایک شمع پر رکھتا ہوا اپنی ناک مین ایک ڈھٹی روئی کی دے کر کہین بیٹھ رہا آن واحد مین ہواسے بیہوشی
چار طرف منتشر ہوئی تو وہ خواص سب بیہوش ہوکر کوئی کہین سو رہا کوئی کہین گر پڑا نعماسے سگ دندان نے کمین وقت پاکے برابر پلنگ کے
پہونچا اور کچھ عیاری مین داروے بیہوشی رکھکے امیر با توقیر کو سنگھائی امیر کو چھینک آئی بیہوش ہوگئے اُسنے جھٹ پٹ پشتارہ سلطان
صاحبقران زمان کا باندھکر وہین ایک صحنچی مین نقب لگائی اور نقب کی راہ سے تھوڑی دور پر جاکے نکلا اور پشتارہ بدوش جستین کرتا
اپنے لشکر کو چلا اتفاقاً طلایہ پھرتے پھرتے کہین اُدھر سے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک
سیاہ پوش کسی کا پشتارہ باندھے ہمارے لشکر سے لیے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہی عمرو نے کہا باش او بدذات تو کون ہی اور اسوقت
یہ کیا شی لیے بھاگا جاتا ہی نعماسے سگ دندان نے عمرو کی جو آواز سنی یہ مثل برق و باد جستین کرتا جان توڑے بھاگ کر قریب
اپنے لشکر کے جا پہونچا وہان فرامرز بن قارن عدنی یعنی نقابدار سیاہ پوش آج خود طلایہ اپنے لشکر کا دے رہا تھا اُسنے جو
آواز گیر و بگیر کی سُنی وہ نعماسے سگ دندان کی جانب تو مخاطب نہ ہوا عمرو کی طرف اپنے گھوڑے کو گرم تاز کرکے چلا عمرو فرامرز کو
اپنی طرف آتے دیکھکے سوچا کہ بڑے دشمن زبردست کا سامنا ہوگیا خدا خیر کرے بیساختہ ایک جست کرکے نعماسے سگ دندان کے
پانوون مین خنجر مارا کہ دونون پانون اُسکے قلم ہوگئے وہ تڑپ کر زمین پر گرا اور پشتارہ علیحدہ جا پڑا عمرو نے بجستی تمام پشتارہ امیر صاحبقران
کا اُٹھا لیا اور جبتک فرامرز بن قارن عدنی پہونچے پہونچے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اُسنے چاہا کہ مین بھی پہاڑ پر چڑھ جاؤن اور تیر کو
ترکش سے نکال اور کمان کو دوش پر سے اُتار کے زہ کو زہ سے ملا تیر کو پرتاب کیا اُوپر سے عمرو نے ایک پتھر فلاخن مین رکھکر سر پر
چرخ دے کر جو مارا تو وہ تیر اور پتھر دونون لپٹ کر سمت فرامرز آگرے حسب اتفاق اُسی وقت کہین الیاس ہندی جو عیار
خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا تھا اُسنے کسی عیاری سے نقابدار کے لشکر مین جاکے پاسبان کو بیہوش کیا اور
دلدانخانہ سے لندھور کو نکال کے پشتارہ مین باندھے اپنے لشکر کی سمت آتا تھا جب اُس پہاڑ کے برابر جہان عمرو سے اور نقابدار سے
پتھر اور تیر کی لڑائی ہوئی تھی پہونچا تو الیاس نے بخیال سر مآل اندیشی کے کہ اس نقابدار کا لشکر سامنے ہی اور سب ہوشیار ہوچکے ہین
یہان ٹھہرنا مناسب نہین پشتارہ لندھور کا لیے بارگاہ سلیمانی مین آیا اور لندھور کو جھٹ پٹ پشتارے سے کھولکر بخدمت سلطان
سعد بن قباد سارا حال شاہ عیاران عمرو کا اور فرامرز بن قارن عدنی کی لڑائی کا بیان کیا یہ حال سنکے نظر کردہ علی عمران
صاحب بغدہ گران اور مہتر قران اور مہتر برق فرنگی اور چالاک بن عمرو اور سمک یلطاقی امیر بن عمرو و عندلس بن عمرو و سیارہ
بن عمرو و مجمود و گلباد خان عراقی کنارہ کابلی خجستہ رائی نسیم بن عمرو وغیرہ عیار خنجر گذار ایکبار خنجر بکف حلقہاے کمند
عیاری اور نیچے ہاتھون مین پکڑے چار طرف سے دوڑ پڑے اور فرامرز بن قارن عدنی کو جاکے محاصرہ کرلیا اور چار طرف سے
پتھر مارنا شروع کیا انتہا یہ کہ لپٹ کر جسطرح بنا فرامرز بن قارن عدنی نقابدار سیاہ پوش کو پکڑ لیا اور اُسکی مشکین باندھے
بہزار ذلت و خواری گردنیان دیتے کشان کشان اپنے لشکر مین لائے عمرو بھی پشتارہ لیے بارگاہ سلیمانی مین پہونچا اور پشتارہ کو جو
کھولا تو سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کو اُسمین بندھا پایا عمرو نے جلدی سے فتیلہ رفع بیہوشی صاحبقران کو دے کر

ہوشیار کیا اور حال لعمائے سگ دندان عیار کی عیاری کرکے لیجانے کا اور اثنائے راہ مین اپنے سے دوچار ہونے اور اُسکے
بھاگنے اور نقابدار سیاہ پوش کے آجانے اور فیمابین اپنے اور نقابدار کے معرکہ سنگری اور شیر افگنی کا من و عن بیان کیا اس
عرصہ مین دیکھا کہ افواج کواکب منتشر ہوکر دُرہ مغرب مین جا چھپے اور شہرہ اجلاس سیاہ زرین کلاہ آفتاب عالمتاب تخت نیلگون سپہر پر
افشائے عالم ہوا یعنی وقت صبح کا ہوا اور حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی مین آکے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا
سلطان والا توقیر امیر حمزہ کشور گیر اپنے دنگل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوئے کل تاجدار پانچ سو چھپن سردار دست راستی اور دست چپی سب
اپنے اپنے دنگلون پر باقاعدہ مستمرہ باادب متمکن ہوے اُسوقت صاحبقران دوران نے فرامرز بن قارن عدنی کو اپنے روبرو بلوا کر
فرمایا کہ ای فرامرز بن قارن عدنی اب تجھے لازم ہو کہ اس کفر و کذب کو ترک کرکے ملت دین اسلام قبول کر فرامرز نے جواب دیا کہ ای حمزہ
اگر کسی نے بردانگی مجھے پکڑا ہوتا تو مین اپنے دل مین منتبہ اور معقول ہوکر جو تو کہتا وہ منظور کرتا تیرے عیارون نے چارون طرف سے بلوہ
اور رولا کرکے مجھے زیر سنگ رکھ لیا اور حالت غش مین مجھے پکڑ کر یہان لائے ہین اسیر تو یہ گفتگو مجھسے کرتا ہے یہان تو یہ بارگاہ سلیمانی مین
سلطان صاحبقران سے فرامرز بن قارن عدنی یہ باتین کر رہا تھا وہان جو زخمی ہوکر بارے جاتا تھا سگ دندان عیار کا
اور گرفتار ہوجانا نقابدار سیاہ پوش کا نقابدار کے سرداران لشکر نے سُنا تو باہم مشورہ کرکے ارشیون پیرزاد وغیرہ قیدیون کو
زندانخانہ سے بلوا کے رہائی دی اور بڑی دھوم دھام سے انکو خلعت پہنا کے بکمال عظمت و حرمت و شوکت و شان انھین ہمراہ لیے سمت لشکر
فیروزی اثر بخدمت سلطان والاشان حمزہ صاحبقران آئے اور نہایت عجز و انکسار سے ہاتھ اپنے اپنے باندھ کے مستدعی اور ملتجی ہوے کہ ان
سردارون کو لیجیے اور فرامرز بن قارن عدنی ہمارے مالک کو انکے بدلے مین ہمکو عنایت کیجیے امیر والا توقیر نے فرامرز بن قارن عدنی کو
انکے حوالے کر دیا جسوقت فرامرز بن قارن عدنی بارگاہ سلیمانی سے نکلکے اپنے لشکر مین آیا اُسوقت بدستور قدیم طبل جنگ اپنے لشکر مین
بجوا دیا یہان یہ خبر طبل جنگ کے بجنے کی سنکے سلطان باکرم نے فرمایا ادھر ہمارے بھی لشکر مین بحکم ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ بجے اور
حسب الحکم امیر عالیمقام یہان لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا اور تمام شب تیاری جنگ مین گذری روز دوم صبح کو دونون لشکر
میدان جنگ مین آکر قائم ہوے اور بطور قدیم صف آرائیان ہوئین اور آراستگی میدان کی بخوبی ہوچکی اُسوقت فرامرز بن قارن عدنی
اپنے کرگدن کو رانون سے مسل کے ناف میدان مین آکے مبارز طلب ہوا امیر با توقیر چاہتے تھے کہ اشقر دیوزاد کو جولان کرکے بادشاہ
لشکر اسلام سے اجازت میدان رزم کی لین ناگاہ دیکھا کہ سمت بیابان سے ایک تتق گرد کا اُٹھا مثل ابر تیرہ و تار کے اور جسوقت وہ گرد
بیٹھی تو آگے آگے بائیس زنجیر فیل مست اُنپر علمدار بائیس علم زرنگار ہاتھون مین لیے پرچم کھولے ہوے اور پھریرے اُنکے ہوا سے پھر پھراتے
اور تعاقب مین اُنکے بائیس سو سوار چہار آئینہ پوش سامان جنگی درست کیے بجائے خود پگڑیان سرون پر باندھے ہوے اُنکے پیچھے کچھ سانڈنی سوار
زرق برق وردیان پہنے سانڈنیان مور کی بنی ہوئین چھم چھم کرتی ہوئی اُڑتی چلی آتی ہین بعد اُنکے خاصبرداران اور برچھی برداران
وغیرہ جلوس کا اُنکے پیچھے کچھ چوبدار عصابردار مروبے پوشاکین نفیس پہنے عصے سنہری روپہلی ہاتھون مین لیے نقیب دیتے اور اہتمام سواری کا
کرتے ہوئے دو ڈھائی سو سقے آبپاشی پر جھکے ہوے روشن چوکی نواز آگے آگے شہناؤن مین للت بھیروین بہاس لیا کو پھونکتے ہوے غرض یہ کہ بعد
ان سبھاکے ایک تخت مکلل بزر مغرق بجواہر پر ایک بادشاہ نہایت ذیجاہ صاحب حسن و جمال برس تیس اکتیس کا سن و سال تاج شاہی
بر سر و جامہ شاہنشاہی در بر اُسپر بیٹھا ہوا اور دست راست تخت کے ایک نقابدار سبز پوش بکمال شوکت و شان مثل شیر ژیان نیزہ
بردوش قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھے شعر آثار شجاعت از جبینش * چون جوہر ذوالفقار پیدا * اپنے مرکب گلگون نژاد برق آہنگ کو
جولان کیے زیر سایہ علم چلا آتا تھا اور پشت پر اُنکے بائیس ہزار سواران تیغ زن اور دلیران عرصہ کارزار مسلح اور مکمل تخنہ تخنہ گھوڑ
رانون کے تلے دبائے ایک سمت میدان رزم کے آکر صف آرا ہوے اور وہ نقابدار سبز پوش فرامرز بن قارن عدنی کو میدان
رزم مین دیکھکر بکمال غیظ اپنے مرکب کو گرم تاز کرکے بمقابلہ فرامرز نکلا اور ہمنگام ہوا تو دیکھا وہ سر پارہ قدم گھوڑا نقابدار سیاہ پوش کا

پیچھے ہٹ گیا اور نقابدار ادھر جھکا کے عنقریب تھا کہ گردن کی پشت پر سے زمین پر گر پڑے مگر خوب سا آپ کو سنبھال کے پھر قائم ہوا اور نیزہ سینہ بےکینہ پر نقابدار سبزپوش کے مارا نقابدار سبزپوش نے اپنے نیزے کی سنان پر اُسے گانٹھا اور باہم نیزہ وری میں مشغول ہوئے اشعار

دو نخل اجل ہر دو را مرگ بار	سنان چون زبان مخنث نیزہ مار	بمیدان کشیدہ سنان بہر کین	
بجنبش در آمد از آسمان زمین	چنان نیزہ با نیزہ آمیختند	سنان یک بدیگر در آویختند	کہ بر ہم شد بچیدہ زان کوہ بہ بار
جہان را چنین کی بود کارزار			

سناتوری طعن میں نقابدار سبزپوش کے نیزہ فرامرز بن قارن عدنی کا نیزہ پر گا تھر کر مثل تیر شہاب کے ہوائی کر دیا فرامرز نے جو دیکھا کہ اس سبزپوش نے نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا اپنے دونون ہاتھ قاش زین کر گردن پر دے مارے اور پکارا کہ ای سبزپوش غضب کیا تو نے نیزہ میرا تو نے نکال دیا اگر باش کہ گذارم ترا صحیح و سالم کہ زندہ از دست من رہی یہ کہکے گرز اپنا پکڑ کے بزور و قوت تمام ایک ضرب اُسنے بر سر نقابدار سبزپوش ماری نقابدار نے بچستی تمام گردہ سپر کو اپنے مُنھ پر لا کے کہا کہ ای قادر ذو الجلال پناہ تو بخواہم پناہ سپر ندارم اور اُس گرز کی ضرب کو اپنی سپر پر روکا تو باوصف اسکے کہ وہان کی زمین سخت ہو کر چارون پانون نقابدار کے گھوڑے کے تا بہ زانو زمین میں غرق ہو گئے تھے شعر صدای تراق و تراق و تراق ؛؛ زمیدان رسیدہ بہ نیلی رواق ؛؛ مگر دست حق پرست میں اُس اشجع روزگار نقابدار سبزپوش کے مطلق لغزش نہ معلوم ہوئی تھی جسطرح سے سپر کو تھامے تھا اُسی صورت سے مثل ستون قائم رہا ہان بند نقاب کا جو ٹوٹ گیا تو وہ نقاب کھلکر چہرۂ زیبا سے گر پڑی اور فرامرز بن قارن عدنی نے دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مانند آفتاب تابان و مہر درخشان ابر نقاب میں سے طالع ہو کر مجھ سیہ بخت تیرہ روزگار کو دنیا سے مٹا چکا یعنی چند ساعت مثل چراغ سحری میری زیست مستعار میں باقی ہیں نہایت سراسیمہ و مضطر ہو کر کہنے لگا کہ ای ظالم اظلم خدا پرست تو نے زمزمہ جادو کے ساتھ کیا سلوک کیا جو غار معنبر کوہ کی عقاب میں پر سے تو یہان تک زندہ و سالم پہونچا شاہزادۂ عالم نے جواب دیا کہ اُس قحبہ ملعونہ زمزمہ جادو کو میں نے جہنم واصل کیا اب تجھے بمقدمہ ترک کفر و کافری اور شناخت پروردگار عالم میں کیا منظور اور کیا تامل ہے فرامرز علیہ اللعن نے درجواب کوئی کلمۂ سخت کہا شاہزادۂ والا شان بدیع الزمان نے حالت غیظ میں اپنا ہاتھ اُسکے کمربند میں ڈالکر طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور ایک ہی زور میں خانۂ زین کر گردن سے اُسکو اُٹھا کے سر سے بلند کیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر چارون شانہ چت مار کر اور پھر جھٹ پٹ اپنے مرکب سے کود کر فرامرز کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور ایک ہاتھ اُسکی ٹھوڑھی کے نیچے اور دوسرے ہاتھ سے سر اُسکا پکڑ کے پیچ دے کر سر اُسکا دھڑ پر سے کھینچ لیا اور ایک طرف زمین پر پھینک دیا سلطان صاحبقران اور سرداران لشکر اسلام شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھ کر دوڑ پڑے اور امیر با توقیر نے اپنے لخت جان و جگر شاہزادۂ نامور کو گلے سے لگا لیا اور بہ فرط محبت اور جوش خون پدری لپٹے ہوئے چھوڑتے نہ تھے اور سرداران با وقار اور دلیران نامدار اور جان نثار مصافحہ اور معانقہ کرتے اکثر تصدق اور نثار ہو رہے تھے لشکر اسلام میں طبل شادمانی اور نقارے فتح و ظفر کے بجنے لگے ابھی میدان سے مراجعت نہین فرمائی ہے کہ سامنے سے ایک اور گرد نمایان ہوئی جسوقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ شاہزادۂ جلیل القدر و الا نبار عمرو بن رستم چھوٹا بھائی شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کا بعد مدت دراز اُس گرد سے نمودار ہوا سلطان صاحبقران عمرو بن رستم کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور تمام سرداران لشکر اسلام عمرو بن رستم کی آمد دیکھکر شاد اور خرم شکر خدا کر رہے تھے ادھر سنیے کہ جسوقت فرامرز بن قارن عدنی مارا گیا سب سرداران و افسران فوج و سپاہ فرامرز بن قارن عدنی کے بخدمت سلطان والا قدر عالیمنزلت آکر حاضر ہوئے اور بہ طیب خاطر ہر ایک نے کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا اور خورشید اور جمشید دختر کہ بخوف فرامرز بن قارن عدنی بظاہر اپنے دین کو مخفی کرتے تھے اور بیم جان سے اظہار نہ کر سکتے تھے اُن دونون نے ملازمت سلطان صاحبقران والا مرتبت کی کر کے بتقریب دعوت اپنے شہر و چشمہ میں لائے اور بڑی دھوم دھام سے مہمانداری اور دعوت کی اُسوقت عین محفل عیش و نشاط میں امیر والا توقیر نے جانب عمرو بن رستم مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم اتنی مدت تک کہاں رہے

عمرو بن رستم نے عرض کی فدوی لقا بدا ریلنگینہ پوش کے پاس تھا اور جو کچھ حال تھا وہ بیان کیا غرض تین شبانہ روز امیر حمزہ صاحبقران دوران بتقریب دعوت جمشید اور خورشید کے مکان مین رونق افزا رہے روز چہارم وہان سے رخصت ہوکے مع تمام اپنے سرداروں کے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اور حکم دیا کہ آج ہمارے یہان بھی جلسہ ہو سامان درست ہونے لگا نظم

اسی عرصہ مین وقت شام آیا
ہوا گرمی صحبت کا بہانہ
فروغ صبح نے انجام پایا
دیا ہر شمع محفل نے زبانہ
کیا خورشید گردون نے کنارا
چراغون کا یہ جس جا شعلہ چمکا
عروس شب نے زلفون کو سنوارا
ہوا دیوار پر عالم شفق کا
تمام سرداران ذیوقار انغرا اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے
ہوا ہنگامہ عشرت دوبالا
طرب سے حوصلہ دل کا نکالا

ہوئی بے پردہ دخت رز صبو سے
لب ساقی نے رخصت نوش کی دی
سر تقوی خمار آلودہ ہو کر
چھپا کر منہ سر محفل سے نکلی
ہوا برق بلا انداز رقاص
ہوئی پردے سے باہر رازہ ہو کر
وہ موج بوے گل ہر ہر کلائی
سر فتنہ بدست مہربانی
صدا سے صور تھی گھنگرو کی جھنکار
جمایا راگ کا اُس ماہ نے ڈھنگ
ہم ترک تمنا کی تمنا نہین رکھتے
تصویر ہین سینہ مین کلیجا نہین رکھتے
ہر دم ہمہ تن گرم رہ راہ طلب ہین
تنہا نہ سہی پاس جو کعبہ نہین رکھتے
ہم طائر تصویر ہین کیا ذبح کریگا
کیا تم لب اعجاز مسیحا نہین رکھتے
وحشت مین رہی خاک نشینون کا ادب بھی
ہم نام کو بھی کوئی تمنا نہین رکھتے
دے عمر دو روزہ مین خدا موت بھی جنہیں
کس کس کی ہم اس دل مین تمنا نہین رکھتے
جو ساتھ مین تھے بادہ کشی سے کرین توبہ

لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
حدیث قلقل مینا سے لبریز
گرا بھر تلافی پاس سے خم پر
نہ سنتا پند واعظ کوئی بینوش
لگا گھر کرنے دل مین ناز رقاص
وہ انگیز بدن انداز کے ساتھ
دکھاتی تھی ادا سے خوش ادائی
کبھی کچھ انگلیون سے ماہ پارہ
ہوئے خوابیدہ گان خاک بیدار
لگا دل کی لگی ہر اک بجھانے
یہ حوصلہ ہم رکھتے ہین گویا نہین رکھتے
نفرت ہے دورنگی سے یہان تک کہ رگ جان
آرام کبھی صورت دریا نہین رکھتے
مرتے ہین مگر ڈر ہے کسی کا ہمین ایسا
پر بھی صیاد کا کھٹکا نہین رکھتے
دریا کی طرح جوش مین آئے جدھر آئے
پامال سر جادۂ صحرا نہین رکھتے
سنتے ہین فغان چھیڑ کے مجکو صفت نے
پر بھی کوئی جینا ہے کہ مرنا نہین رکھتے
ہم کشتۂ سیماب ہین کیا خاک جئینگے
تسلیم ہم اتنا ابھی تقوی نہین رکھتے

مے ساغر نے نکہت جوش کی دی
ہوئی ایمان فروش زہد و پرہیز
پشیمان شرم توبہ دل سے نکلی
ہر اک تھا مثل غنچہ غنچہ در گوش
موافق ساز کے آواز ہو کر
وہ لینا منہ پہ آنچل ناز کے ساتھ
کبھی تو چھیڑتی تھی وہ جو ثانی
قیامت پر تھی سرگرم اشارہ
اسی صورت دکھا کر ناچ کا رنگ
جو گائی یہ غزل اُس خوش ادا نے غزل
جو جا ہو کر دظلم کبھی اُف نہ کرینگے
ہم باغ مین اپنے گل رعنا نہین رکھتے
سجدے سے غرض ہے ہمین کیا قید مکان کی
چھپنے کی بھی اس دل مین تمنا نہین رکھتے
کہتے ہو جلا دے کوئی بسمل کو ہمارے
دل مین کبھی بھرنے کا ارادہ نہین رکھتے
تصویر بنایا ہوس ترک ہوس نے
خاموش بھی رہنا وہ گوارا نہین رکھتے
خنجر کی سنان کی خلش تیر نظر کی
اچھا ہے جو وہ اب دم عیسی نہین رکھتے
رات بھر خوب ناچ رنگ رہا ہر ایک شکل
تصویر حیرت سے دنگ رہا ان سب کو مصروف عیش رکھا جاتا ہے

شمہ حال داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کا ملک کیوان جالندری کی لڑکی کے باغ مین پہونچنا اُسکا عاشق ہونا کیوان جالندری کا بلکہ شاہزادہ کو گرفتار کرنا اور لقا کے پاس قید شاہزادہ کی بھیجنا قیطولات پر اور شاہزادہ سے تلوار چلنا

پہلے دو کلمہ داستان شاہزادہ ملک قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ معشوقہ بارگاہ افراسیابی مین آرام فرما رہے تھے کہ ناگہان خواب مین دیکھا کہ ملکہ شمشہ تاجدار دختر اکوان شاہ جالندری کہ جس سے سابق مین عقد شاہزادہ نامدار کا ہوچکا تھا میلے کپڑے پہنے ہوے کھڑی ہوئی ہین ہاتھون مین ہتھکڑیان پڑی ہوئی ہین پھول سے رخسار زرد ہوگئے ہین نرگسی آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین سنبل سی زلفین جو ہر وقت آراستہ رہتی تھین پریشان ہو رہی ہین یہ صورت ملکہ کی دیکھکر حیران ہوکر شاہزادہ بلند اقبال نے پوچھا اے ملکہ یہ کیا حال ہے کسکا سوگ رکھا ہے کیا تمنے میرے مرنے کی خبر پائی ہے قاسم تو ابھی زندہ ہے پھر تمنے یہ شکل کیون بنائی ہے اُسوقت بے اختیار ملکہ کی آنکھون سے اشک روان ہوئے گویا نرگس کے پھول پر سے شبنم ٹپک ٹپک کے گلاب کے پھول جو انکے قریب تھے ترکرنے لگی بیت دو طفل اشک آکے نکل ایک اسطرف ایک ادھر ❊ گرکر گئے دونون مچل ایک اسطرف ایک اُسطرف ❊ جب شاہزادہ ملک قاسم نے یہ حال دیکھا بیتاب ہوگئے اور کہنے لگے اے ملکہ خدا کے واسطے کچھ جواب دو اب میرا دل بہت بیتاب ہو رہا ہے مجھسے تمھارا حال زار نہین دیکھا جاتا ملکہ نے آنکھون مین اشک بھر کر اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر پڑھا شعر

کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی ❊ رگ رگ مین نیش غم ہے سکیہ کہان کہان کی ❊ اے شاہزادہ عالم جب سے آپ باغ سے تشریف لیگئے ہین ہر دم آپ کی جدائی مین دل تڑپا کرتا تھا مین غمزدہ یہ کہکر دل کو سمجھا لیا کرتی تھی اور یہ شعر پڑھا کرتی تھی بیت جن دنون مین مرے ایام سہلے آئینگے ❊ بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے ❊ کہ یکبیک فلک کجرفتار نے یہ سامان کیا کہ باپ میرا اس امر سے مطلع ہوا اور آکر مجھے قید کرلیا بس یہ حال سنکر شاہزادہ ملک قاسم نے چاہا کہ ملکہ کو آغوش تمنا مین کھینچون کہ شاہزادہ ملک قاسم کی آنکھ کھل گئی اور صورت ملکہ کی آنکھون کے سامنے سے غائب ہوگئی کچھ خواب کا خیال اور کچھ ملکہ کے چھوٹنے کا ملال دل پر ایسا ہوا کہ آخر بیتاب ہوکر رونے لگا اُسوقت سیارہ رومی اور سمک پلطاقی اور تمام خدام یہ سب عرض کرتے تھے کہ مزاج مبارک کیسا ہے اور نہ یہ عرض کرسکتے ہین کہ آپ خواب مین ڈر جاتے ہینگے اسلیے کہ آپ شیر بیشہ صاحبقرانی ہین لیکن قاسم نے کسی کو جواب نہین دیا بلکہ یہ اشعار زبان پر لایا شعر

اندنون جوش جنون ہے ترے دیوانے کو	لوگ ہر سو سے چلے آتے ہین سمجھانے کو	ساقیا بہر خدا از رہ الطاف و کرم
بادۂ وصل سے بھر دے مرے پیمانے کو	آہ کچھ تجھکو خبر عاشق بیدل کی نہین	آیا ہے پیک اجل اب اُسے لیجانے کو

یہ اشعار پڑھکر فرمایا کہ اے سمک پلطاقی آج سے ہماری صورت تم کبھی نہ دیکھوگے شاید روز حشر کو ملاقات ہو لیکن خبردار میرا حال امیر حمزہ صاحبقران پر ظاہر نہ کرنا اور یہ بتلاؤ کہ رات کتنی ہے عرض کیا کہ شاید پہر بھر باقی ہے شاہزادہ ملک قاسم نے آہ جگر سے کھینچی اور یہ غزل زبان پر لایا غزل

کہون کیا جو گذرتے ہین مجھپہ الم غم دل کی کسی کو خبر ہی نہین	مرا ہجر مین جسکے یہ حال ہوا مرے حال پر اُسکی نظر ہی نہین
نہ تو آتی ہے نیند کہ سو رہون نہ انیس ہے کوئی کہ باتین کرون	شب ہجر کی کس سے درازی کہون یہ وہ شب ہے کہ جسکی سحر ہی نہین
کہان بخت جو جا مین چمن کو ذرا نہین انکے نصیبون مین دان کی ہوا	جو اسیر قفس سے چھٹے بھی تو کیا انھین طاقت جنبش پر ہی نہین
مین جہان کے چمن کی جو سیر کیا نہین ایک طرح یہ یہان کی ہوا	جہان گل و سرو سہی تھے بسا وہان دیکھا تو آج شجر ہی نہین
ہوا الجھے ہوس ترا حال زبون ہے عبث تجھے دعوی عشق جنون	شب ہجر مین کیسا رو رہا تھا خون ترا دامن و جیب تو تر ہی نہین

غرض شاہزادہ ملک قاسم نے وہ اتنی رات تڑپ تڑپ کر بسر کی صبح نمودار ہوئی یہ تضمین پڑھکر اٹھ کھڑا ہوا تضمین

کوئی حرم کو کوئی بتکدے کو جاتے ہے	کوئی تلاش معیشت مین جان کھپاتے ہے	مین تجھسے پوچھون ہون اے دل کدھر کو جاتا ہے
تو بھر کے آنکھون مین آنسو یہ کہہ سناتے ہے	علی الصباح چو مردم بکار و بار روند	بلاکشان محبت بکوے یار روند

یہ پڑھکر مرکب پر سوار ہوا ہر چند رفقائے باوفا نے روکا لیکن شاہزادہ ملک قاسم نے کسی کو جواب نہین دیا اور جواب بھی دیا تو یہ کہ میرے ساتھ آنا اچھا نہین یہ کہکر گھوڑے کی باگ لی اور ایک سمت کو راہی ہوا دل مین کہتا تھا اے پروردگار عالم باغ مین اُس گل رعنا کے جسکی آنکھ کے آگے نرگس ہمیشہ بیمار ہے اور جسکی زلف کے آگے سنبل کو پیچ و تاب ہے اور جسکی چال سے روش پامال ہے جسکی خندہ زنی کے آگے

گل دریدہ دہن ہیں جسکے قدموں کا سرو سہی بھی اسیر ہے میں آزاد پانوں پہ سوچتا ہوا اور دل سے باتیں کرتا ہوا چلا جاتا تھا دیکھا کہ دروازہ باغ کا نمودار ہوا لیکن دیکھا تو پھاٹک بھڑا ہوا ہے وہ پردہ دروازے کا مثل گریبان پھٹا ہوا پڑا ہے اور عجب حسرت برستی ہے جنگلے سے آواز سرد ومستانہ کی پیدا تھی زبان سے آواز جغد اور فاختہ آتی ہے شاہزادہ ملک قاسم یہ حال دیکھکر گھبرایا اور بیتاب ہوکر اندر باغ کے قدم رکھا ایک طائر دیوار باغ پر با دل محزون یہ شعر پڑھتا تھا شعر شبنم تجھے قسم چمن آلنا مرے دھری کی ٭ کیا سوچ کر تو حالت گلشن پہ آئی ہے ٭ کبھی یہ کہتا تھا کہ اس دولت دنیا پر ناز نہ کرے اسلیئے کہ ہر بہار کے لیے ایک دن خزاں ہے قطعہ چمن کے تخت پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا ٭ ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا ٭ خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نتھا بجز خار گلشن میں بتے تھا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا ٭ شاہزادہ قاسم کا دل اڑا اور ملکہ کی تصویر آنکھوں میں پھر گئی اور یہ اشعار زبان پر لایا اشعار

گل چمن میں ہر طرف تھا آشیان عندلیب ٭ کچھ پتا گل کا بتا اور دے نشان عندلیب
آج جو ڈھونڈھا نہ پایا کچھ نشان عندلیب ٭ سنتے ہی صحن چمن سے ڈھونڈھ لایا دم کے بیچ
باغبان پر غم سے رو رو کے میں نے یہ کہا ٭ ڈالیاں سوکھی ہوئی اور استخوان عندلیب

شاہزادہ ملک قاسم نے دیکھا تو نشان پا اس معشوق کا معلوم ہوتا ہے یہ دیکھکر کف افسوس ملے اور یہ زبان پر لایا مخمس

نشان پا یہ کس بیباک کا ہے ٭ تصدق جان ہے اور دل فدا ہے ٭ پتا انکھیلیوں کا دے رہا ہے ٭ ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
سکھے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

اور اس مقام پر کہ ملکہ نے صندل کے چھاپے لگائے تھے اور منت شاہزادہ قاسم کے ملنے کی مانی تھی اس نشان پنجہ نگارین کو دیکھکر دل قاسم کا الٹا تھا کبھی کہتا تھا کہ ہیہات یہ ہاتھ جہان میں کب دیکھنا نصیب ہونگے اور یہ کہتا تھا شعر کون یہاں جو یار کی لادے خبر مجھے ٭ اے سیل اشک تو ہی بہا دے ادھر مجھے ٭ اور کبھی بادل پر درد یہ کہتا تھا بیت چلے کھینچے تھے کہ ہم بستر جانانہ ہونگے ٭ یہ نہ سمجھے تھے کہ تیروں کے نشانہ ہونگے ٭ اور رہ تیغ کھینچکر یہ شعر پڑھا شعر تمہارے ہاتھ سے تنگ آئے ہیں خون اپنا کرتے ہیں بمجبوری گلے کو کاٹتے ہیں تم پہ مرتے ہیں ٭ دیکھا کہ یکایک ایک جوگن دروازہ باغ سے نمودار ہوئی اور آواز دی کہ ای شخص کیا کرتا ہے قاسم نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک جوگن چلی آتی ہے دوڑکر قاسم کے قدموں پر گر پڑی اور دست بستہ حال اسیری ملکہ کا بیان کیا کہ اسکے باپ کو حال مسلمان ہونے کا معلوم ہو گیا اس ظالم نے ملکہ کو اسیر کیا اور قفس میں بند کرکے طرف دربند جالندریہ کے روانہ کیا باغ کو تاراج اور پامال کیا لیکن بروقت چلنے کے ملکہ نے مجھسے کہا تھا کہ ای سرو نازآسا تو میرے اوپر احسان کرنا کہ شاید شاہزادہ ملک قاسم اس باغ ویران کی طرف نکل آئے تو میرے حال سے مطلع کرنا کہ کیسے کیسے جبر میرے اوپر کیے کہ تو خدا نے آسمانی اور نادیدہ کو بھول اور خداوند زمرد شاہ باختری کو خدا اپنا جان تو تیری جان بخشی کرتا ہوں لیکن میں اپنے خدائے برحق کو نہ بھولی اور یہ کہتی رہی مصرعہ روزیکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست ٭ اور یہ کہا کہ اگر کبھی کسی صحبت جشن میں جانا اور کسی حسین سے جام بجام ہمکلام ہونا تو اس سمت سے محبت کو یاد کر لینا شعر خوشی سے رہیو مرے مہربان جہان رہیو ٭ نہ بھولیو ہمیں مگر دل سے شاد وان رہیو ٭ یہ سنکر شاہزادہ ملک قاسم نے چاہا کہ میں اپنے تئیں ہلاک کردوں یہ دیکھکر اس جوگن نے کہا کہ اس مرنے سے تو مرنا یہ بہتر ہے کہ اسکے باپ سے لڑکر مر جائیے اور ملکہ کو رہا کیجیے شاہزادہ ملک قاسم نے کہا کہ اسکے باپ کو کیونکر پاؤں جوگن نے کہا کہ فی الحال نیچے اس درہ کوہ کے بیس ہزار فوج سے شکار کو آیا ہے یہ سنکر شاہزادہ ملک قاسم خوش ہو گیا اور تمام سلاح اور سنجوگ سے آراستہ اور پیراستہ ہوکر شبرنگ زہرہ جبین پر سوار ہوا اور بلارک افراسیابی کو پکڑکر طرف لشکر کیوان جالندری کے روانہ ہوا وہاں ملک کیوان جالندری مصروف شکار تھا اور آہوؤں کو صید کرکے کہتا تھا کہ خداوند زمرد شاہ باختری نے مجھسا بندہ جری اور بہادر اور زور آور نہیں پیدا کیا اور بسیار نقا اس بے دین کے آپ ہیں کہتے تھے کہ آجکل یہ تکبر کے کلمے کہتا ہے اچھا نہیں اور یہ شعر شیخ سعدی کا حسب حال اسکے ہے شعر تکبر عزازیل را خوار کرد ٭ بزندان لعنت گرفتار کرد ٭ اور یہی چرچا ہو رہا تھا کہ سامنے سے گرد نمایاں ہوئی اور

دامن گرد شگافتہ ہوا آواز نعرے کی پیدا ہوئی۔ نعرۂ شاہزادۂ ملک قاسم آفتاب مشرق دین پروری ❊ شہسوار لال پوشش خاوری ❊ منم ملک الموت جان کفاران و سرجدا کنندۂ نابکاران یہ کہکے تیغ برق بار کرنا فراسیابی کھینچکر لشکر کفار (؟)

بیکدم زرہ خون چکان ہر کنار	زخود کردہ قطع نظر روزگار	کمانہا زبس کشمکش در تعب	خدنگ جگردار خندیدہ لب
زخسن بردہ تیغ ہلالی گرد	زرنگین کمانہا فلک نو بنو	پراگندہ شد اہل جمع عناد	ز بازو چو خار و خس از تند باد
ملکزادہ شمشیر افراختہ	بہ دنبال کین پردمان تاختہ	پلنگ دلاور زخون سیر نیست	چہ نخچیر کس مانع شیر نیست
ز فوج ستمگر برآمد خروش	نہ دل ماند باکینہ جویان نہ ہوش		

ادھر کیوان افسران فوج کو للکار رہا ہے کہ ہاں اے مردان راس شاہزادے کو جانے نہ دینا بغیر قتل کیے یا گرفتار کیے منھ نہ موڑنا مگر شہزادۂ ملک قاسم عالیشان کا یہ حال ہے کہ جسپر جھپٹکر تیغ برق بار کرنا فراسیابی کا ہاتھ مارا مع راکب اور مرکب چار ٹکڑے ہو گئے اسی طرح سمت کیوان جالندری پہنچا کیوان نے تیغہ مارا شاہزادہ اسی صورت سے بیٹھا رہا جسوقت کہ تلوار کیوان جالندری کی سر اقدس پر ملک قاسم کے چلی شاہزادۂ عالم نے کمال چستی تمام داہنے ہاتھ سے اسکے قبضۂ شمشیر کو پکڑ لیا اور ذرا جھٹکا دیا تو تلوار اس تیرہ روزگار کے ہاتھ سے چھوٹکر علیحدہ جا پڑی اسی وقت شاہزادۂ ملک قاسم نے بائیں ہاتھ سے ایک طمانچہ اسکے منھ پر مارا کہ وہ ملعون چاروں شانے چت زمین پر گرا اور شاہزادۂ ملک قاسم جست کر کے اسکے سینہ پر جا بیٹھا اور پوچھا کہ اے کیوان جالندری در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اس علیہ اللعن والعذاب نے بخوف جان جواب دیا کہ اے بہادر مجھے ثابت ہوا کہ تیرا دین برحق ہے جو اس دین کو قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادۂ ملک قاسم نے کلمۂ شہادت تلقین کیا کیوان جالندری نے بمکر کلمہ پڑھکر اسلام قبول کیا شاہزادۂ والا تبار نے اسکی چھاتی پر سے اُترکے تلوار اسکے حوالے کر دی اور وہ بدذات ابلیس صفات ازراہ تیرہ دلی اور تاریک دروتی بظاہر باتیں لسانی اور چرب زبانی سے کرکے کہنے لگا کہ بعد مدت یہ غلام تیری ہدایت سے اس چاہ کفر و ضلالت سے نکلکر بسر چشمۂ ہدایت پہونچا اب حضور کی کفش برداری اور فرمانبرداری میں سعادت دارین اور افتخار کونین اپنا سمجھکر تہیہ یہ رکھتا ہوں کہ تاحیات پھر آپ کی خدمت سے جدا نہوں یہ کہکے شاہزادۂ ملک قاسم کو اپنے باغ میں لیگیا اور اپنے تمام اہالیان دولت اور ارکان سلطنت کو کہلا بھیجا کہ میں آج شاہزادے کی خدمت میں رہونگا خاصہ میرا یہیں منگواؤ حسب الحکم اُس بدذات کے تمام جلوس سواری کا اور عملہ والے اور فوج و سپاہ دروازۂ باغ پر حاضر رہی کوئی پہر رات کے عمل میں داروغہ باورچیخانہ خاصہ لا کے کہاریوں کے دوش پر خوان کھانے کے اندرون باغ بھجوا دیے اُس ملعون نے اندر دو سب کھانا بارہ دری میں چنوا کے دیکھنے بھالنے میں تھوڑی سی بیہوشی کسی شے میں ملا دی اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کو اور اپنی بیٹی کو پاس بٹھلا کے دم کیا دے کردہ کھانا بیہوشی آغشتہ کھلا دیا جبکہ شاہزادہ خاور سیاہ اور ملکہ نے دو دو نوالے اُسمیں سے کھائے تو بعد دم بھر کے ملکہ نے شاہزادۂ قاسم سے کہا کہ شہریار اسوقت میرے دماغ میں کچھ گردش معلوم ہوتی ہے اور میں گری پڑتی ہوں قاسم نے کہا تم سچ کہتی ہو میرا بھی اسوقت یہی حال ہے یہ کہکے جانب کیوان جالندری مخاطب ہوکے فرمایا کہ اے ملک کیوان جالندر کہی یہ کیسا کھانا تھا خدانخواستہ مجھے بیہوشی کے آثار معلوم ہوتے ہیں کیوان جالندری نے ہنسکے جواب دیا کہ خداوندا لقا سخت گیر نہیں دیر گیر ہے منتقم حقیقی ہے یہی شکل اسکے قہر اور غضب کی ہے جو تو آپ بچشم دیکھ رہا ہے ملک قاسم نے جانا کہ اس نمک حرام نے بفریب کلمہ پڑھ کے مجھے کھانا بیہوشی کا کھلا دیا اور یہ سمجھکے فرمایا کہ بھلا او بدذات تو نے مجھسے دغا کی اور تیغہ پکڑکے چاہتا تھا کہ اُٹھے پانوں میں لغزش اور دماغ میں شدت گردش کی ہوئی چیخ مار کر گرا اور بیہوش ہوگیا اُدھر ملکہ بیہوش ہوکر گر پڑی اُس شیطان نے باطمینان تمام شاہزادۂ عالیمقام کو اپنی بیٹی ملکہ شمسہ تاجدار کے ساتھ خوب ساجکڑ بندھکر بٹھلا دیا اور بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے جاگ کر وہ شب کاٹی جبکہ وقت صبح کا ہوا تو اُسنے اپنے تمام ہمنشین اور مصاحبین کو اندر باغ کے بلا کر ساری نقل شاہزادۂ خاور سیاہ اور اپنی بیٹی کی بیان کی اور بیخوف و خطر اُسی وقت جلادوں کو طلب کرکے حکم دیا کہ ہاں ان دونوں کو میرے سامنے قتل کرو وزیر صاحب تدبیر نے عرض کی

ای شہریار میری رائے ناقص مین تو اسکا قتل کرنا امیر حمزہ صاحبقران سے عداوت مول لینا ہی صلاح دولت نہین مقتضاے
فراست تو یہ ہی کہ ملک قاسم کو بسمت سبائکل بخدمت خداوند لقا روانہ کر دیجیے وہ خداوند کل کا مالک ہی جو چاہے اسکے حق مین کرے آپ
اسکے مواخذے سے بری ہو جائینگے ملک کیوان جالندری نے مشورہ وزیر کا پسند کیا اور اُسی وقت مرجان فیلکش نامے ایک پہلوان کو
پچاس ہزار سوار سے حکم دیا کہ تو نبیرۂ حمزہ صاحبقران کو بخدمت خداوند لقا پہونچا آ حسب الحکم کیوان شاہزادہ خاور سیاہ کو اُسی حالت
بیہوشی مین مطوق او مسلسل کر کے ایک اعرابے پر بٹھلا دیا اور مرجان فیلکش مع پچاس ہزار سوار نیزہ دار گرد و پیش اعرابے کے
بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کو بسمت سبائکل روانہ ہوا جب قریب دربند کرشعست کے پہونچا
تو وہان کا جو حاکم کرشعست کرگدن سوار نامے ایک پہلوان تھا اُسنے شاہزادہ خاور سیاہ کو عجب طرح کا ایک مرد شیر صولت باصد شان
و شوکت دیکھکر اعرابے پر سے اُتروا کے کھانا کھلوایا اور پھر بدستور اعرابے پر بٹھلا کے اور کچھ فوج اپنی بھی ہمراہ کر کے اُسی ہوشیاری
اور خبرداری سے دربند ہیکلیہ مین پہونچا دیا وہان اُس دربند کے جو حاکم ہومان سخت کمان اور کوہ درشت ہیکل اور لوح
درشت ہیکل یہ تینون بہادر تھے اُنھون نے بھی عظمت او جرأت شاہزادہ عالم کی جو دیکھی تو بخوف قہر لقا اور کچھ حوصلہ کر کے ملک
قاسم کو کھانا کھلوا کے بدستور سوار کرا دیا اور دس بارہ ہزار سوار اپنے ملازمون کو ہمراہ کر کے تا دربند قران کوہ پر پہونچا دیا وہان
عنقا سے شاہی چنگال جو حاکم تھا اُسنے بھی اسی طرح سے شاہزادہ ملک قاسم کو جوان دولا اور بھیجکر شراب طعام لا کے حاضر کیا
اور کھلا پلا کے باحتیاط تمام دربند فولاد پیرہن بھجوا دیا اُس دربند کے حاکم جو لوح اور توح تھے علی ہذا القیاس اسی طور سے
اُنھون نے بھی دعوت شاہزادۂ والا مرتبت کی کر کے اپنی عملداری سے بکمال حفظ مراتب شاہزادۂ عالی مناقب کو لیجا کر دربند
طاؤسیہ مین داخل کیا وہان جو مالک دربند طاؤسیہ کا افلاق نامے ایک گبر بڑا ہی زبردست شہرۂ آفاق تھا اُس برگشتہ تقدیر نے
شاہزادۂ خاور سیاہ والا توقیر کو حقیر سمجھکر کہا کہ ای مرجان فیلکش اس ایک خدا پرست مخنی ضعیف مقہور درگاہ خداوند لقا کے واسطے
ملک کیوان جالندری نے یہ فوج و سپاہ ہمراہ اور اسقدر اہتمام کر کے ناحق بھیجا ہی تو اسکو ایک طمانچہ مین پشت بزمین کر کے
مشکین باندھ لینا اسکی اصل و حقیقت کیا ہی مرجان فیلکش نے کہا ای افلاق اسقدر لاف و گزاف نہ کر اس گفتگو سے فضول
اور تقریر مجہول سے کیا حصول ہوگا یہ بات سنکے وہ بدذات اور زیادہ تر کچھ بیہودہ بکنے لگا مرجان فیلکش نے حالت غیظ و طیش مین
قریب شاہزادۂ خاور سیاہ کے آکر کہا ای شہریار مین تجھے مرد دلاور اور بڑا بہادر جانتا ہون یہ تجھسے ہو سکتا ہی کہ جو مین تجکو اس
قید سے نجات دیدون تو تو افلاق زبان دراز خود ستا کو بمردانگی زیر کر سکیگا اور پھر مردانہ وار صادق الاقرار اس شہر پر ہو کر آ جائیگا یا ان
طوق و سلاسل مین مقید ہو کر بیٹھا رہیگا ملک قاسم نے کہا مجھے قبول ہی مرجان فیلکش نے چاہا کہ آہنگرون کو طلب کر کے قید کو کٹوا دے
قاسم نے یہ کہکر کہ آہنگرون کی کچھ احتیاج نہین ولنعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ہاتھون کی ہتکڑیان پانون کی بیڑیان کر کے خار و الثو
مثل تار عنکبوت توڑ ڈالے اور مثل شیر تشنہ و گرسنہ جست کر کے بمقابلۂ افلاق پہونچا اور بطرفۃ العین ایک طمانچہ مین اُس لعین کو زیر
کر کے باندھکر ڈال دیا اور پھر اعرابے پاس آ کے اپنے تمام اسباب قید جسم پر آراستہ کر کے بیٹھ رہا اور مرجان فیلکش یہ حرکت اور
وضعداری شاہزادۂ قاسم کی دیکھکر بہزار دل و جان ثنا خوان اور ممنون و مشکور قاسم کا تھا مگر بحال مجبوری اُسی طرح سے اعرابے پر
بٹھلا کے آگے روانہ ہوا اور ایک عرضداشت بمضمون سابق لکھکر ابتدا آنے خاور سیاہ کی دربند جالندریہ مین اور تا حال گرفتاری
بفریب اور اپنے ہمراہ روانہ کرنے کا اور اثنا سے راہ مین جو کچھ کیفیت دربندون مین گذری تھی سب قلمبند کر کے بخدمت یاقوت شاہ
روانہ کی اور جسوقت کہ وہ عرضداشت مرجان کی یاقوت شاہ کے پاس پہونچی اور اُسنے پڑھی تو خواجہ گراوالدین ملک
سکندیار کی نے تعریف اور توصیف شجاعت و قوت اور جوانمردی کی شاہزادۂ قاسم کی بہت سی کر کے مشورہ دیا کہ ای جبرئیل درگاہ لقا
ایسے شخص کا اب زندہ رکھنا کسی طرح مناسب نہین بہتر یہی ہی کہ جسوقت قید قاسم کی سبائکل مین پہونچے داروغہ حکم جلادون کو

دیکھیے اور اُسے قتل کیجیے گنجاب اور قہرمان عجمی نے بھی کہا کہ واقعی یہ قاسم آفت روزگار بلاے بیدرمان ہی اسکا تو لحظہ بھر جینا
قیامت ہی یہ کہکے یاقوت شاہ مع گنجاب اور قہرمان عجم بالاے قیطول گیا جس وقت کہ یاقوت شاہ نے سنگ سیاہ پر قدم
مارا ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای بندگان قدرت چہ تقدیر کردیم یاقوت شاہ نے عرض کی تیرا بندہ جبریل قدرت یاقوت شاہ حاضر ہی
لقا نے کہا ای جبریل درگاہ آ بارے یاقوت شاہ اور گنجاب اور قہرمان عجم قیطول پر روبرو لقا کے گئے اور سجدے کرکے بیٹھے
لقا نے پوچھا چہ تقدیر کنم یاقوت شاہ نے کہا یا خداوند قاسم پوتا حمزہ کا اس صورت سے دربند جالندریہ میں پہونچا اور ملک کیوان
جالندریہ نے اُسکو بقید شدید اعراسپے پر سوار کرکے ہمراہ مرجان فیلکش اور پچاس ہزار سوار کے تیرے پاس بھیجا ہی اب جیسا حکم قضا ہو کر
اُسکے واسطے صادر ہو گنجاب اور قہرمان عجم نے کہا یا خداوند یہ پوتا حمزہ کا ملک قاسم بڑا ہی زبردست اور سرکش ہی اسکا قتل
واجب ہی ملک بختیارک بھی یہی مشورہ دے چکے ہین لقا نے کہا میری مشیت مین بھی قتل نبیرۂ حمزہ ہی کہو دو کہ اُسے زیر قیطول لاکر قتل کر
ڈالے اختر شناس جو وزیر اعظم لقا کا تھا اُسنے دست ادب باندھکر عرض کی یا خداوند بارگاہ حمزہ مین پانسو چھپن گرد اور گردنکش
تابعدار ہین ایک قاسم کے مارے جانے سے کچھ وہان کمی نہ ہو جائیگی میری راے ناقص مین تو یہ ہی کہ اُسے بلا کے بالطاف خداوندی دلالت کیجیے
کیا عجب کہ پرستش خداے آسمان کی چھوڑ کر خداوند کو سجدہ کرے لقا نے قہرمان اژدر گیر سے اشارہ کیا کہ اچھا تو جاکے منع کر کہ ابھی
اُس خداپرست کو قتل نہ کرین زندہ میرے سامنے لائین کہ مین اُسے سمجھا کے راہ راست پر لاؤن اور بپاس خاطر اُسکے گناہ حمزہ بھی بخشدون
غرض جبکہ قہرمان اژدر گیر جاچکا تب پھر لقا نے حکم دیا کہ ہان جتنے میرے بندگان خاص قیطول مین بیٹھے ہین وہ بھی سب جاکے قاسم کا
استقبال کرین اور اثناے راہ مین طائفۂ ارباب نشاط کے ہمراہ اُسکے اعراسپے کے لطف رقص و سرود کا اُسے دکھلاتے یہان تک لائین اور
ہر روز ہر مقام پر ایک سردار پہلوان میرا بندہ ملک قاسم کی بڑی دھوم سے دعوت اور مہمانداری کرے چنانچہ حسب الحکم لقاے مشرک خدا کے
سب سردار اور پہلوان بارگاہ نشین لقا واسطے استقبال کے چلے اور اُسی صورت سے ہر مقام پر شاہزادہ عالیمقام کی دعوت اور مہمانداری
کرکے ہمراہ اعراسپے کے جلسہ گانے بجانے کا دکھلاتے لانے کے ارادے پر جبکہ وہان پہونچے دیکھا بموجب مشورہ ملک بختیارک شوم کافر
بیدین بحکم یاقوت شاہ ملک قاسم کو جلادون نے اعراسپے پر سے اُتار کے زیر تیغ بٹھلایا ہی اور خط کوٹلہ کا گردن پر کھینچکر تیغ کھینچے ایک
جلاد کھڑا ہی اور چارون طرف بلواے خاص و عام اور اژدحام تماشائیون کا اسقدر ہی کہ کندھے سے کندھا چھلتا ہی اور راستہ نکلنے کا
نہین ملتا لوگ بغلون مین گھسے زانون مین سر ڈالے کاندھون پر سر رکھے درختون پر ٹیلون پر برجون پر چڑھے تماشا دیکھنے کو کھڑے ہین
اِن لوگون نے دور ہی سے باواز بلند جلاد سے ابلاغ حکم لقاے مشرک خدا کا کرکے کہا کہ خبردار او جلاد تیغ خود را نگاہدار اور قریب پہونچکر
شاہزادۂ خاور سیاہ کو وہان سے اُٹھا لیا ملک بختیارک نے اُن سے پوچھا کہ صاحبو یہ صلاح و مشورہ خداوند کو کسنے دیا کہ قاسم کو قتل
نہ کرین لوگون نے کہا کہ گمراہ اختر شناس وزیر اعظم نے خداوند کو سمجھا کے اِسے قتل ہونے سے بچا لیا ہی اور بعد اسکے ہم سب کو یہ حکم
ہوا کہ اس تکلف سے ملک قاسم کو قیطول پر لیجائین اور بحضور خداوند پہونچائین بختیارک نے خوب قہقہہ مار کے کہا کہ نوشیروان
ملک عادل کسریٰ کی بارگاہ مین تو مددمعاون خداپرستون کا خواجہ بزرجمہر تھا اور گنجاب کے دربار مین کفیل ان لوگون کا علقمہ عطر الالی
رہا یہان قیطول خداوندی بحضور خداوند لقا یہ گمراہ اختر شناس دلسوز اس فرقے کا معلوم ہوتا ہی عجب طرح سے یہ خداپرست
اقبال کے زبردست ہین کہ تین چار پر اس قوم کو ایسے ہین دستیار ہم پہونچ گئے ہین کہ جنہین اب کون مار سکتا ہی بہتر ہی یہ لیجائیے ناچ رنگ
دکھلاتے دعوتین مہمانداریان کیجیے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی القصہ شاہزادۂ خاور سیاہ کو بطور سابق بڑے اعزاز و تکریم سے جلسہ
رقص و سرود دکھلاتے دعوتین کھلاتے شہر سبائل مین لائے قاسم نے دیکھا کہ شہر سبائل چونسٹھ سنگ کا شہر ہی خلقت کا انبوہ مکان
شہر گرداگرد چاندنی چوک اور دو بازار سے بھری ہانفار سلاح بازار چینی بازار بزاز بازار خاص بازار صرافہ بزازہ سب دیکھتا ہوا دکانین مال اور دکان
مرفہ حال ہر کوئی کوچہ و بازار زر ریز سر زمین وہان کی حسن خیز تمام چوک مین آئینہ بندی اور ہر ایک دکان مین رنگا میزی کی ہوئی لکھوکھا

کرور ہا تماشا بین جمع ضعیف و شریف ادنی اعلی بقدر حیثیت اپنے پوشاکین لباس بہت پر تکلف پہنے چارطرف جمع کثیر و انبوہ غفیر نظر آتا ہے
مختصر یہ کہ دروازہ بہشت پر پہونچے اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کو اندرون بہشت لیگئے اور وہان کی فضا حورون کے چہرہ زیبا
اور جمال رعنا اور سیکڑون قصر یاقوت احمر اور زمرد اور پکھراج اور نیلم اور گوہر شبچراغ دکھلاتے پھرتے تھے شاہزادہ عالم تین روز
گلگشت گلستان ارم اور سیر باغ بہشت کرکے متحیر اور ششدر ہو کر اپنے جی مین کہتا تھا کہ معاذ اللہ یہ کیا اُس خالق اکبر خداے عزوجل کی
قدرت کا تماشا مین دیکھ رہا ہون اس مشرک خدا لقا نے کیا کیا کارخانے کفر و کافری کے بنائے ہین روز چہارم چاہ ماران اور
جتنے خانہاے عذاب دوزخ لقاے مشرک خدا نے تیار کیے تھے وہ سب دکھلا کے فردوس بازار مین لائے اور حوض کوثر چشمہ سلسبیل
و پل صراط کی سیر کراتے دروازہ چمن پر زیر قیطول خداوندی پہونچے وہان ہر چند کافرون نے ترغیب کرکے کہا کہ یہ مقام سجدہ کرنے کا ہے
مگر قاسم نے سجدہ نہ کیا ناچار ہو کر کفار ساتون قیطولون کی سیر کراتے ہوئے کہ احوال ہر ایک قیطول بر وقت اپنی گری خسرو بلاد ہند
رستم زمان لندھور بن سعدان کے بیان کیا جائیگا شاہزادہ خاور سیاہ کو پہونچا کے پیچھے حجاب قدرت لقا کے ٹھہرے وہان چند
نوجوان خوبرو نہایت حسین باعز و تمکین عجیب و غریب وضعین بنائے بصورت فرشتون کے اور ناظر اور منظور اور سیفتون پر چہرہ
اور دوستدار مگھو ہر وغیرہ پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کے صاحب حسن و جمال پری تمثال گبر دگبر وجیہ کر کے لباس فاخرہ پہنے
دریاے جواہر مین غوطہ مارے کھڑے تھے انھون نے برابر حجاب قدرت کے عرض کی کہ قاسم نبیرہ حمزہ نادیدہ خداے آسمان کا پرستار
حاضر ہے لقا نے اندر سے پوچھا اس بندے نے مجھے سجدہ کیا یاقوت شاہ نے عرض کی نہین لقا نے ایک ساعت تامل کر کے کہا کہ مجھے معلوم
ہوا وہ استدعا اور تمنا میرے جلوۂ قدرت کے دیکھنے کی رکھتا ہے اچھا کیا قباحت ہے حجاب قدرت کو اُٹھا دو جسوقت شاہزادہ والا مرتبت کی
نگاہ اُس خوک پیکر خرس بادیۂ ضلالت لقاے مشرک خدا کی صورت زشت و روے پلشت پر جا پڑی تو دیکھا کہ ایک گبر پر غرور نہایت
طویل القامت چھپن گز کا قد اکیس گز کی داڑھی کا پولا سر مانند ایک گنبد کے جسم پہاڑ معلوم ہوتا ہے یاقوت شاہ وغیرہ جتنے گبر اور
کفار وہان سامنے تھے سبھون نے سجدہ کیا مگر قاسم نے یہ کہا کہ استغفار توبہ ہے اُس خالق جزو کل خداے عزوجل کو سجدہ کرتا ہون
جسنے کہ مجھے پیدا کیا ہے اور تجھے بجز لعین کے کیا کہون کہ تو نے دعوی باطل کرکے ایک عالم کو گمراہ کر دیا ہے ملک قاسم کا یہ کلام سنکے
لقا نے بکمال غیظ و غضب حکم دیا کہ ہان اس بندۂ گستاخ کو مارو اور سزاے معقول دو تا کہ پھر ایسی گفتگو سے پوچ گستاخانہ اور
بیباکانہ بحضور خداوند نہ کرے ابھی کوئی کافر کچھ جرأت نہین کر سکا تھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر تمام قید اپنے
جسم سے توڑ کر پھینک دی اور ایک کافر کے ہاتھ سے تلوار چھینکر اُسے جہنم واصل کیا اور پھر ان کفار پر مثل شیر ژیان حملہ آور ہوتا تھا دو دو
چار چار کفار تہ تیغ بیدریغ کر کے خاک و خون مین لٹا دیتا تھا چار طرف کفار بھاگ کھڑے ہوئے قاسم نے دوڑ کر ایک ضرب تیغ بر
زمرد شاہ لگائی لقا نے گھبرا کے اپنا سر جو ہٹا لیا تو تاج لقا کا کٹکے زمین پر گرا اور قدرے زخم شانے پر اُس ملعون کے لگا تھا کہ لقا
سراسیمہ ہو کر تخت سے گر پڑا اور بھاگا کفار نے چار طرف سے ہجوم کر کے لقا کو تو بچا لیا اور ملک قاسم کو محاصرہ کرکے سرگرم آمادۂ رزم تھے
اتفاقاً ایک مقام پر کسی مقتول جہنمی کافر کا پڑا تھا ملک قاسم کا پانون جو اُس پر پڑا اور پھسلا تو قاسم بیساختہ زمین پر گرا جتنے کفار تھے
سب کے سب قاسم پر گر پڑے اور پٹکر پکڑ لیا لقا نے حکم دیا کہ اس گستاخ بندۂ عاصی کو لیجا کے چاہ ماران مین ڈالدو حسب الحکم اُس بیحیا
لقاے مشرک خدا کے کافرون نے بجبر و قہر بڑی سعی و جہد سے ملک قاسم کو لیجا کے چاہ ماران مین ڈالدیا چار طرف سے کفار نے غل کیا
اور عجیب طرح کا ہول تھا ہر ایک گبر کہتا تھا کہ خداوند لقا کے قہر و غضب سے بندے کو لازم ہے ہر وقت خائف و ترسان رہے اس
خداپرست سے خداوند کے سامنے عرض معروض کرتے بن نہ پڑی بیباکانہ اور بے ادبانہ اپنے گفتگو سے سخت اور خلاف رتبہ خداوندی کی
کہ اس عذاب مین مبتلا ہو کر مارا گیا اور اب حال خاور سیاہ با اقبال کا سنیے کہ جب قاسم نصف چاہ تک پہونچا تو اسنے دیکھا کہ اُس
کنوئین مین سے بڑے بڑے اژدہون نے اپنے کلّے کھول کھول کر زبانین نکالین اور اچھل اچھل کر جستین کر کرکے چاہتے تھے کہ کھا جائین

اگرچہ جناب احدیت کہ وہ محیط اور قادر مطلق ملک حیات و ممات کا ہے بچائے اُسے ملک الموت سے بھی کچھ ہرگز نہیں پہونچ سکتا ہزار حیلہ اور کروڑ وسیلے سے وہ بچا لیتا ہے یکایک ایک پنجہ آسمان سے پیدا ہوا اور ملک قاسم کو پکڑ کے مثل برق چاہ ماران سے نکال لایا اور ایک باغ میں کہ رشک وہ گلزار فردوس و ارم تھا جا کر زمین پر چھوڑ دیا شاہزادہ خاور سیاہ نے دیکھا کہ ایک دیو مجھے اُس کنوئین سے نکالکر یہان لایا ہے اور میرے سامنے کھڑا ہے ملک قاسم نے پوچھا کہ اے دیو تو کہان سے اس وقت آکر میرا شریک حال ہوا اُسنے کہا کہ میرا نام ارعال دیو ہے نمکخوار اور فرمانبردار شہنشاہ پردہ قاف کی بیٹی ملکہ قریشیہ سلطان کا ہون اور حسب الحکم ملکہ عالم کے عرضداشت ملکہ کی بخدمت زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران لیے جاتا تھا یہان اس کنوئین پر مجمع اور دھوم آدمیون کی دیکھکر مین نے جو تجھے اس کنوئین مین گراتے دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ یہ کون شخص ہے جسے ان لوگون نے بجبر و قہر کنوئین مین ڈالدیا لاؤ ذرا اس شخص کو مین کنوئین سے نکالکر دریافت کرون کہ یہ کیا ماجرا تھا قاسم نے کہا مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کا پوتا وہ جو تو نے سنا ہو ملک قاسم ہون اور ملکہ آسمان پری میری دادی اور ملکہ قریشیہ سلطان میری پھوپھی ہین لقا سے اور مجھسے کچھ بعقد مذہبی مباحثہ ہوگیا اسپر بموجب اُسکے حکم کے ہزارون کافرون نے مجھے چار طرف سے محاصرہ کرکے پکڑ لیا اور اس چاہ ماران مین ڈالا تھا جناب احدیت نے تجھے اس صورت سے وہان پہونچا دیا اور تو مجھے نکال لایا دیو نے کہا کہ تو تو میرا مرشدزادہ ہے اب جو تو فرمائے تو مین جا کے لقا سے مشرک خدا کو اسی کنوئین مین ڈالدون یا ایک نوالہ کرکے کھالون قاسم نے کہا خبردار ایسی حرکت نہ کرنا بس تو اپنے جس کام کو جاتا تھا جا خدا سے بزرگ ہست دیو تو ناچار ہو کر چلا گیا شاہزادہ خاور سیاہ سجدہ شکر جناب باری حافظ حقیقی کا بجالا کے جانب گلگشت باغ مخاطب ہوا تو اُسنے دیکھا روشون پر بیلچہ کاری کی ہوئی داغ بیل بنا ہوا اطراف اور جوانب مین گرد گل اور مہندی کی ٹٹیان کھڑی ہوئین سرو و شمشاد مانند عروس ودامادہر مقام پر ایستادہ تھے متبسم پھول کھل کھلکے ہنس رہے ہین غرض تعریف باغ طول تا چند مختصر یہ کہ شاہزادہ خاور سیاہ سیر کرتا جاتا تھا کہ سامنے سے ایک مرد پیر نمایان ہوا ملک قاسم نے اُس سے کہا کہ یہ باغ کسکا ہے اُسنے کہا برگزیدہ قدرت نور خالص خداوند لقا کی بیٹی ملکہ گیتی افروز کا یہ باغ ہے اور یہ کہکے قاسم سے مصر اور ملتجی اس امر کا ہوا کہ صاحبزادے میرے مکان پر تشریف لیجلیے اور جو وہان نان جوین حاضر ہے اُسے نوش فرمایئے بعد اُسکے بخوبی اور دلجمعی سے سیر کیجیے غرض یہ کہکے قاسم کو اُسی باغ مین ایک مکان اُسکا تھا وہان لیگیا اور بڑے تکلف سے طعام اور شراب لا کر شاہزادہ خاور سیاہ کا منھ ہاتھ دھلوایا کھانا کھلوایا شراب پلوائی اور نہایت خاطرداری کر رہا تھا حسب اتفاق اُسوقت کہین ملکہ گیتی افروز اپنی بارہ دری سے اُٹھکر گلگشت باغ کو نکلی اور گرد و پیش ملکہ کے ہزار ہا دس پری طلعتین حور شمائل سمنتن اور خواصین جوڑے دھوم دھامی پہنے تمام باغ مین مثل ابر بہار دھوم مچاتی قہقہے چہچہے کرتی ادھر اُدھر دوڑتی پھرتی تھین اشعار

کوئی شاخ میوے کی دیتی ہلا
پکھڑی زرد نسرین کی کوئی بنا لے
لگی بھرنے کوئی دوشالے مین پھول
بناتی تھی سہرا کوئی گلعذار
کوئی حوض پر بیٹھی لٹکا کے پانون
کوئی اینڈتی تھی پکھڑی زیر تاک
دوپٹے کی گانتی کوئی باندھکر

کوئی کھیلتی گل سے مثل صبا
گلون سے کوئی گود بھرنے لگی
پرونے لگی کوئی بالے مین پھول
چنبیلی کی چن چنکے کلیان کوئی
کسی کو خوش آئی تھی کیلون کی چھانون
کوئی باغ مین ہر طرف کو جھری
پڑی پھرتی تھی ہنستی ادھر اور ادھر

کوئی پھول انگیا مین رکھکر دکھائے
کوئی پھول کانون مین دھرنے لگی
کوئی گوندھنے بیٹھی نرگس کا ہار
بنانے لگی اپنی چمپا کلی
لگی جھاڑنے کوئی دامن کی خاک
کوئی اپنے دامن مین اُلجھی گری
ناگاہ ایک لونڈی ملکہ کی سیر کرتی ہوئی جہان

شاہزادہ خاور سیاہ بیٹھا تھا وہان جا نکلی اور حسن و شباب شاہزادہ عالمتاب کا دیکھکر کچھ حیرت زدہ سی بعالم محویت مین لحظہ بھر تو کھڑی رہی بعد اُسکے قریب ملکہ کے آکر حال شاہزادہ باقبال کا بیان کیا اور کہنے لگی کہ قربان جاؤن یہ شخص کوئی نوری

فرشتہ خداوند ہیچدہ ہزار ملک باختر کا ہی یا نہین معلوم کوئی بر بیزاد ہی کچھ مین اسکے حسن وجمال کا حال عرض نہین کرسکتی قطعہ

ہی جو کہ تھا حسن کا بانی یوسف ｜ رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
یہ کہنے کی باتین ہین کہیون تھا وون تھا ｜ شاید کہ نہوگا اسکی ثانی یوسف

ملکہ گیتی افروز نے جس روز سے کہ چاہ باران مین گرادینا شاہزادہ خاور سیاہ کا سنا تھا از بسکہ اسکو ایک صدمہ جانکاہ ہر وقت و ہر ساعت رہتا تھا اور جانتی تھی کہ مین کسی صورت سے اس کوہ غم والم کے بار سے جانبر نہونگی تو جسوقت اُس خواص کی زبانی یہ حال سنا عجب طرح کا خلجان اور سو سو طرح کے خیالات اور توہمات دل مین اور ہزار ہزار ڈھب کی اُلجھنین جی کو پیدا ہوئین گھبرا کر وہان سے پھری اور ہزار امید و بیم مع چند خواصون اور اپنی محرم رازون کے اُس لونڈی کو ساتھ لیے خرامان خرامان قریب اُس پیر مرد کے مکان کے پہونچی اور بنگاہ اولین اپنے محبوب و مرغوب و مونس و شبہائے تنہائی موجب صبر و شکیبائی دوست دلخواہ شاہزادہ خاور سیاہ کو پہچانکر حالت محویت مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

کہان گل کہان مرتبہ خار کا ｜ کہان مین کہان سامنا یار کا
مرے بخت برگشتہ سے ہی امید ｜ کہ دیکھون ان آنکھون سے دیدار کا

یکایک ملک قاسم کی جو آنکھ بیساختہ اُسطرف جا پڑی تو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین غارتگر دل و دین برس بارہ ایک کا سن و سال سراپا حسن وجمال شوخ و شنگ کھبو کا رنگ بھولا بھولا مکھڑا لنبے لنبے بال جیٹی جھوین ہرن کی سی انکھڑیان اور ستوان ناک پتلے پتلے ہونٹھ غنچہ دہن صراحی دار گردن نظم

بنا گوش سے صبح محشر خجل ｜ سیہ خال اُسمین سویدائے دل
ترقی مین جوش بہار چمن ｜ بر و دوش گلدستۂ انجمن
وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست ｜ کرین جسکو سجدہ صنوبر پرست
زبس آئینہ سان ہی تن مین صفا ｜ یہ سینہ پہ پڑتا ہی عکس آنکھ کا
درخشندہ ناف اُس تن پاک کی ｜ مگر ناف تھی پردۂ خاک کی
وہ رانین بنائین ہین سانچے مین ڈھالی ｜ پھسل جائے جسپر نگاہ خیال
زبان نغمہ مین آگاہ اسرار غیب ｜ دہن غنچۂ نور بیشک و ریب
وہ غبغب ہر اک موج آب زلال ｜ دکھاتی تھی اک جا پہ بدر و ہلال
سمن سینہ و نازک اندام نرم ｜ عیان شرم مین شوخی اور شوخی مین شرم
وہ چھاتی کی رنگت وہ جھبتی سیاہ ｜ کہین دیکھکر جسکو اہل نگاہ
پسینے کے قطرون مین پوسے گلاب ｜ صفائے شکم سے خجل ماہتاب
وجود کمر کی لطافت گواہ ｜ نہان جسم کیسے مثل تار نگاہ
نہو ساق کیون روکش شمع طور ｜ کہ تھی پشت پا اسکی رخسار حور

دست سراپا اُس حور لقا کا مین بیان نہین کرسکتا سبب یہ کہ جن آنکھون کو خالق کون و مکان نے بصارت دی اُن کمبختون کی زبان نہین پھر تو ہی مثل ہو مثل کہ گونگے کا سپنا ہوا سمجھ سمجھ پچھتایے ہ اور جس زبان کو یارائے بیان ہی حیف صد حیف کہ صانع ازل و مصور قدرت نے اُسے بینائی نہین عطا کی پھر بقول شخصیکہ شنیدہ کی بود مانند دیدہ لہذا جو اسکے شہر کو وہ برموسی نے جسکا نام رکھا برق طور ہ ایک چنگاری تھی اُسکے آتش رخسار کی ہ بیان سراپا مین عاجز اور قاصر ہوکر خلاصہ مطلب کو گذارش کرتا ہون کہ شاہزادہ ملک قاسم نے حسن خداداد عالم فریب ملکہ کا دیکھکر ایک تیر عشق کا جگر پر کھایا اور بے اختیار ہوکر یہ مخمس زبان پر لایا مخمس

نور شمع طور رخسار شکر یزت بہ ضیاست اینجا ｜ یا چراغ جلوۂ تجلی محفل و مہ پاست اینجا ｜ حیرت دارم تصناعی کہ آراستاینجا ｜ عارض است این یا قمر یا لالۂ حمراست اینجا
یا شعاع شمس یا آئینہ دلہاست اینجا

ملکہ گیتی افروز نے کہا اے شہریار ایک مدت سے مین مشتاق تیرے جلوۂ دیدار کی تھی مگر وہ جو کہتے ہین کل امر مرہون باوقاتہا سب باتون کا ایک وقت مقرر ہی میرے طالع نے یاوری کی شعر ہمارے اوج سعادت بدام ما افتاد ہ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتاد ہ ورنہ تو کہان اور مین کہان اور یہ کہکے شاہزادہ خاور سیاہ کو اپنے ہمراہ لیے اُسی اپنی بارہ دری مین آکر جلوہ فرما ہوئی اور شاہزادہ قاسم کو برابر اپنے مسند پر زانو بزانو بٹھا کے ساری نقل چھتر گر دمردی ملک بر بر مین جانے اور پانچسو پچپن سرداران بارگاہ سلیمانی کی تصویر کھینچکر لانے اور اپنی وابستگی دل کا حال ملک قاسم با اقبال کی تصویر پر اور اُس صدمۂ دردر جانکاہ فراق اور اشتیاق مین اپنی حالت دن بدن تباہ کرنا اور پاس رسوائی اور سطوت نانی خیال کرکے ضبط آہ و فغان کرکے رہنا اور بمضمون اس بیت کے بیت

عشق وہ کیجیے جسکو کوئی پہچان نہ جائے ٭ جان جائے تو بلا سے پہ کوئی جان نہ جائے ٭ ہر وقت اور ہر ساعت جی ہی جی مین
گھٹ گھٹ کر مثل شمع زندگانی کرنا اور اکثر اوقات حالت بیتابی مین یہ رباعی زبان پر لانا رباعی غم گشت مرا و غمگسارا آگہ نیست

دل خون شد و دلدار ز کار آگہ نیست	این بار توان گفت کہ عمرم بگذشت	در خواب روی یار و دیار آگہ نیست
اور کبھی بمضمون اس شعر کے شعر	ز غم کسے ہلاکم کہ ز من خبر ندارد	عجب از محبت من کہ در و اثر ندارد

چپکے چپکے منہہ ڈھانپ کر رونے اور اپنے دن بسر کرنے کا حال مفصلاً اور مشرحاً بیان کیا شاہزادہ خاورسیاہ نے ملکہ کو
گلے سے لگا لیا اور بجواب اسکے یہ شعر پڑھا کہ ملکہ شعر چاہت کو میری آپ نہ دم دیکے پوچھیے ٭ اپنے ہی جی سے آپ قسم لیکے پوچھیے ٭
اگر تمکو مجھسے محبت ہی تو ای ملکہ بخدا کہ لم یزل و لایزال کہ ہمکو بھی اسی طرح سے تم اپنا شیفتۂ الفت و محبت جانو مگر ایک بات ہم تمسے کہتے ہین
اگر تم بگوش ہوش سنو اور اسکو قبول کرو تو البتہ ہمارے تمہارے ایک صورت موافقت کی ہی کہ موجب ہماری خوشنودی اور باعث
تمہاری بہبودی دنیا و عقبی کا ہی ملکہ نے یہ شعر پڑھکے شعر گر کہیے تو رات دن کو تو کہون مین رات ہی ٭ کفر اسمین کچھ نہین پر دل لگے کی بات ہی
پوچھا پھر کیا بات ہی مجھے معلوم ہو تو مین اقرار کرون شاہزادہ خاورسیاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ اصل حقیقت یہ ہی کہ تمہارا باپ
لقاے مشرک خدا یہ گمراہ کنندۂ عالم ایک گبر غیور جھوٹا دعوی خدائی کا کرتا ہی اسکو خدا کہنا کلمۂ کفر اور اسے سجدہ کرنا عین کافری ہی لازم ہی
کہ اسپر لعن کرکے کفر و کافری کو ترک کرو اور کلمۂ شہادت پڑھکے ملت بیضا دین اسلام قبول کرو خداے عزوجل خالق ہر دو کل لاشبہ و لاشریک ہی
سجدہ اسکو کرنا واجب ہی ملکہ گیتی افروز نے یہ کلام زبان معجز بیان سے شاہزادہ عالیمقام کی سنا توفی الفور زنگ کفر آئینۂ ضمیر انور سے
اسکے دفع ہوگیا اور تجلی نور اسلام کی نمایان ہوئی اور بیساختہ کہنے لگی کہ ای شہریار یہ تو نے مجھے راہ راست کی ہدایت کی ہی لاشک و
لاریب مین بھی ہمیشہ سے اپنے دل مین پہرون سوچتی تھی اور میرے جی کو رات دن یہی الجھن رہتی تھی کہ بابا جان تو کھانا کھاتے ہین
اور پانی پیتے ہین حاجت بول و براز کی ہوتی ہی جورو بیٹا سب عزیز و اقربا انکے موجود ہین بیمار بھی پڑتے ہین علاج معالجہ بھی ہوتا ہی
پھر یہ خدا کیسے ہین لیکن کوئی رہنما ابتک مجھے نہین ملا اور نہ کوئی ایسا تھا کہ جو میرے دل کی تسلی کردیتا عاجز و مجبور تھی اسی
راہ پر چلی جاتی تھی اب جو تو نے مجھے تلقین کیا اور تیری خوشنودی خاطر اسمین ہی تو اسمین میری عقبی و دنیا دونون بنتے ہین
مجھے تو دعوی محبت یہ ہی کہ اگر تو کہے تو مین تجھے سجدہ کرون ملک قاسم نے کہا معاذ اللہ توبہ استغفار مین ایک بندۂ عاصی ہون
ایسا کلمہ مت زبان پر نہ لاؤ ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ پھر وہ کلمہ ارشاد کرو تا مین اسے پڑھکر فتحیار دارین اور سعادت کونین حاصل کرون
شاہزادہ خاورسیاہ نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا ملکہ مع اپنی تمام انیسون جلیسون اور محرمون رازون دمسازون دخواصون وکہاریون کے
بصدق دل کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگئی اور جشن عیش و نشاط مین شاہزادہ ملک قاسم کے ہمدوش اور ہم آغوش ایک مسند پر بیٹھی
شراب خواری مین مصروف ہوئی دوسرے روز ملک قاسم کو بیٹھے بیٹھے ایک مرتبہ یاد ستائیس شبخون مارنے کی اور معرکہ جنگ و جدال کا
شاہزادۂ بدیع الزمان باقبال کے جو خیال مین آگیا تو اپنے جی مین یہ تجویز کرکے کہ کشتی گیر نے ملک سنجان مین ملکہ گوہر ملک کے
واسطے لشکر کنجاب پر شبخون مارے اور کیسی کیسی معرکہ آرائی کرکے اپنی نمود اور ناموری کرلی اب مجھے بھی لازم ہی کہ کسی صورت سے
زیر قیطول لشکر لقا پر شبخون مارکے تمام ملک سباٰئل مین تلاطم ڈالدون اور لکھوکھا کفار کو جہنم واصل کردون تاکہ میری بھی دھوم
اقالیم مین پڑجائے اور شہرہ میری شجاعت اور شمشیر زنی کا تا سمع اقدس سلطان امیر حمزہ صاحبقران اسقدر پہونچے کہ اس
کشتی گیر کی نمود اور نمستی کا کوئی پھر نام نہ لے بس یہ سوچ کے ملکہ گیتی افروز سے کہنے لگا کہ ای ملکہ ایک عرض میری تمسے در پیش ہی
اگر تمسے ہوسکے تو فہو المراد ملکہ نے کہا بیت گر جان بخواہی جان دہم دیگر چہ میخواہی بگو ٭ سر را بپایت مینہم دیگر چہ میخواہی بگو ٭
قاسم نے کہا کہ جسوقت مجھے بموجب حکم لقا کے ہزارہا کفار نابکار نے چارسو سے بلوہ کرکے گرفتار کرلیا تھا تو میری پوشاک اور
تمام سلاح تمہارے باپ کے قبضۂ اختیار مین جا پڑے اگر وہ ہتھیار میرے کسی تدبیر سے تم لا سکو تو کیا خوب ہو ملکہ گیتی افروز نے

عرض کیا کہ جہانتک ہوسکیگا میں سعی اور جہد کرکے منگائے لیتی ہوں یہ کہکے اُسی وقت ملکہ اپنی ماں کے پاس گئی اور یہ کہا کہ وہ جو دادا
خدا کا پرستار ہوتا امیر حمزۂ صاحبقران کا بموجب حکم باباجان کے چاہِ ماران میں گرا دیا گیا تھا اُسکی پوشاک اور ہتھیار سب باباجان کے
پاس ہیں اگر اماں جان تم وہ مجھے منگا دو تو میں اپنے ایک سردار جان نثار کو عطا کرونگی ملکہ کی ماں نے وہ پوشاک اور تیغ و دودمہ
افراسیابی وغیرہ سلاح ملک قاسم کے ایک خواجہ سرا ناظر کو اپنے بھیجکر لقا سے منگا بھیجے اور اپنی بیٹی ملکہ گیتی افروز سے یہ کہا
کہ واری یہ سلاح و پوشاک کیا چیز ہی قربان گئی میری جان اگر تو جان مانگے تو میں تجپر صدقہ کرنے کو حاضر ہوں وہ سب ملکہ کو
حوالے کیے اور ملکہ نے لاکے خوشی خوشی شاہزادۂ خاور سپاہ کے سامنے رکھدیے ملک قاسم نے وہ سب پوشاک اور ہتھیار لیکے
کہا اے ملکہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے اور مجھسے عہد طفولیت سے ہمچشمی کا دعوی ہے اُسنے کنچاب پرستان میں شبخون مارکر اپنا شہرہ
ہفت اقلیم میں ڈالا ہے میں بھی چاہتا ہوں کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کی طرح سے تیرے باپ کے لشکر پر زیر قیطول جاکے شبخون
ماروں اور تمام سبائل میں تلاطم ڈالدوں ملکہ نے کہا ہے ہے اے شہریار یہ تو نے کیا فرمایا کنچاب یہاں کے ایک ذرے کے برابر بھی
رتبہ نہ رکھتا تھا باباجان کے زیر قیطول خداوندی چونسٹھ لاکھ سوار اور پیادہ کی چھاؤنی پڑی ہے مثل کنچاب نو لاکھ سردار
اور پہلوانان قدرت سنجران بارگاہ چوکی پہرے پر متعین ہیں خاور سپاہ نے کہا باشد اے ملکہ خدا بزرگ ہست ملکہ گیتی افروز
بیتاب ہوکر لپٹ گئی اور رو رو کے ممانعت کرکے کہتی تھی کہ اے شہریار یہ کیا خیال فاسد آپ کے دل میں آگیا ہے واسطے اپنے دین اور
ایمان کے ایسی حرکت نہ کرنا آپ یکہ و تنہا بجان واحد نہ کوئی آپ کا کفیل ہے اور نہ مددگار اور نہ کوئی یار نہ غمخوار بس اکیلے آپ کیا
کر سکینگے بقول سعدی مورچگان را چو بود اتفاق ٭ پیل دمانرا بدرانند پوست ٭ ملک قاسم نے کہا کہ اے ملکہ اس مقدمہ میں
سد راہ نہو اور منع نہ کرو نظر بر کرم کریم کارساز کرو دیکھو کہ جبتک دادا جان سلطان امیر حمزۂ صاحبقران داخل سبائل ہوں میں لڑکر
اور رستانہ وہ کارنمایاں بیان کرونگا کہ میرا افسانہ کارنامۂ دنیا میں تا روز جزا یادگار رہے اور ذکر جرأت و مردمیت اور زور و طاقت
بھی سنکے شجاعان روے زمین اپنے اپنے کان پکڑیں اور روحیں یلان سیستان گور میں تھرا اُٹھیں ملکہ تمکو ہماری جان عزیز کی
قسم اب تم زیادہ اصرار نہ کرو اور ایک گھوڑا نہایت تیز گام اور چالاک اپنے باپ کے خاصوں میں سے انتخاب کرا کے منگا دو
ملکہ نے عاجز اور مجبور ہوکر ایک مرکب برق آہنگ باد رفتار اصطبل خاصۂ سرکار سے طلب کرکے بہزار عجز و انکسار کہا کہ اے شہریار
میں نے تو کنیزانہ تعمیل آپ کے حکم کی کی اور خوشنودی خاطر اقدس کردی گھوڑا حاضر ہے مگر عند اللہ جو کام کرنا مآل کار اُسکا سمجھ لینا
باباجان دعوی خدائی کا کرتے ہیں اور زیر قیطول لکھوکھا گبر غیور بڑے بڑے زبردست اور طاقتدار سرہنگ ہر وقت چوکی پہرے پر
ہوشیار خبردار رہتے ہیں میرا راج سہاگ قائم رکھنا اپنے بیرے بدخواہوں کا روز بد نہ دکھانا اور اگر یونہی منظور ہے تو بیت
گر زیست سے تو مجھکو خفا پر خفا نہو ٭ سر تن سے میرے کر تو جدا پر جدا نہو ٭ میں کسی صورت سے متحمل اس صدمۂ عظیم کی نہوسکونگی
اپنی جان کھو دونگی میرا خون ناحق اپنی گردن پر نہ لینا یہ کہکر قاسم سے لپٹ گئی اور ہاتھ قاسم کا نہیں چھوڑتی تھی اُسوقت شاہزادۂ
خاور سپاہ ملکہ کو بہت سا پیار کرکے سمجھا بجھاکے بجبر و قہر رخصت ہوا اور آدھی رات کے عمل میں اُس مرکب پر سوار ہوکے بیرون باغ
نکلا ملکہ گیتی افروز کی جو کسی صورت سے تسکین دل اور اطمینان خاطر نہوا تو نہایت سراسیمہ و بیتاب ہوکر مہرند عیار کو بلاکے شاہزادۂ
والا مناقب کے ساتھ کردیا اور بتاکید تمام یہ کہدیا کہ بھائی کہیں کسی حال میں تو شاہزادۂ خاور سپاہ کے قریب سے جدا نہونا اور مہرند
عیار کو ملک قاسم ہمراہ لیے جانب قیطول روانہ ہوا اور تل تو امان پر چڑھکر دیکھا کہ ساٹھ فرسنگ کا یہ شہر سبائل ہے اور چونسٹھ
لاکھ سوار پیادے کی چھاؤنی زیر قیطول لقا پڑی ہے ہزارہا خیمے ڈیرے بچھوبے اسپ براؤٹیاں قلندریاں بارکیاں نگیریاں استادہ ہیں
بڑے بڑے سرکش و زور آور لقا پرست نامرد پڑے ہیں بیٹھے بیٹھے سوتے ہیں سیکڑوں خیمے ڈیروں میں ناچ ہو رہا ہزاروں کفار
کسبیوں رنڈیوں کو بغل میں لیے سوتے ہیں کہیں مست و سو گبر غیور بادۂ نخوت سے مخمور اپنا اپنا اکھاڑا جدا جدا جمائے دس بیس

ڈنڈ مگدر لیزم کی کثرت کر رہے ہین سو پچاس کوئی بیٹا ہلا رہا ہی کوئی بیٹھا باہم بانک کی کثرت کر رہا ہی کہین دو ایک بلم کی کثرت کر رہے ہین کوئی بانا ہلا رہا ہی کوئی تیر و کمان ہاتھ مین تودہ خاکی پر تیر لگا رہا ہی کوئی سر میدان اپنے گھوڑے کو کاوے پر لگا رہا ہی کوئی برچھا ہلا رہا ہی سو پچاس کہین بیٹھے ہوئے کوئی مثنوی یا کوئی اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین قہقہے تہچے اڑ رہے ہین کسی جا پر ایک بڑا فربہ جسم گبر باریش سفید لنگی ریشمی باندھے برہنہ سر ایک صندل کی چوکی پر بیٹھا طنبورا ہاتھ مین لیے آگے کوئی کتاب صفات لقا مشرک خدا کی رکھے بڑی خوش آوازی نغمہ سازی سے اس کتاب کا مضمون ہر ایک گبر کو سمجھا سمجھا کے بیان کرتا ہی اور گرد و پیش اسکے ہزار ہا کفار کا ہجوم اور دھوم ہی گلہاے خوشبو دار نئے نئے رنگ کے اور ہار پھول کے دونے ٹوکریان مٹھائی کی روپیہ اشرفیان چھلے انگوٹھیا لوگ لا لاکے اسکی چوکی کے برابر بطریق نذر کے رکھتے جاتے ہین شاہزادۂ عالم یہ غفلت لشکر کفار کی دیکھکر اس تل سے نیچے اترا اور ناف لشکر مین قائم ہوکر نعرہ اللہ و اکبر جگر سے کھینچا اور یہ نعرہ کرکے ملک قاسم شاہ خاور سپاہ نے تیغ برابر تیرہ یا شعار

دآب دم تیغ شستم بینا	ہمہ با خبر شد بزیر زمین	اگر تیغ بر کوہ خارا زنم	ز تن شاخ گاو زمین برکنم

باواز بلند کہا ای لشکر کافران عیار و نابکاران پر دغا ہر کہ دانند دانند ہر کہ ندانند حالا مرا بدانند و بشناسند کہ منم نور حدیقہ وساطت و نسبا شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری آفتاب پشرق دین پروری شہسوار عظم لعل پوش خاوری نعرہ شاہزادۂ والا تبار کا مثل تیر فرقہ کفار کے کلیجون کے پار نکل گیا اور شبخون آنا قاسم کا سنکے لشکر کفار مین ایک عجب طرح کا تلاطم پڑ گیا تھا کہ کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش و حواس باقی نہ تھا جو جسحال مین بیٹھا تھا لینا لینا جانے نہ دینا کہتا دوڑا اور کچھ اپنے بیگانے کی تمیز کسی کو نہ تھی جو سامنے جھکے آگیا اسے وہ فوج غلیم کا سمجھکر قتل کرنے پر مستعد ہوا آپس مین لپٹ پڑے اور غٹ بٹ ہوکر آمادہ رزم و پیکار ہوئے چار طرف تلوارین چمک رہی تھین تیرون کی بوچھار ہو رہی تھی لاش پر لاش اور مردے پر مردا دھڑ پر دھڑ سر پر سر گرتے جاتے تھے دجلے خون کے کوسون تک نظر آتے تھے ملک قاسم نے یہ رنگ ڈھنگ اور کیفیت جنگ کفار باہم دیکھکر اپنے مرکب کو گرم تاز کیا اور ایک سمت شمشیر زنی اور کفار کشی کرتا چلا اثناے راہ مین چار گبر فرقہ کفار کے جو پہلوان زبردست مشہور و معروف تھے دوچار ہوئے شاہزادۂ عالم نے ہر ایک کو بضرب تیغہ برق دم واصل جہنم کرکے عنان اسپ تیز گام کو جانب باغ منعطف کیا اور بطرفۃ العین صاف اس ہنگامہ گیر و دار سے نکلکے داخل باغ ہوا ملکہ گیتی افروز کے ساتھ ہمدوش اور ہم آغوش ہوکر دو چار پیالے شراب کے پیے اور باطمینان تمام پلنگ پر جاکے آرام کیا یہان زیر قیطول دو پہر رات کامل معرکہ جدال و قتال گرم رہا جبکہ صبح روز روشن ہو گیا تب دیکھا کہ بھائی نے بھائی کو اور باپ نے بیٹے کو بیٹے نے باپ کو اور آشناؤن نے آشناؤن کو مار گرا دیا ہی اب جو ایک نے دوسرے کو دیکھا کہ مجھے قتل کرنے کو تلوار مارا چاہتا ہی ہان ہان کرکے کہا کہ واہ واہ بھائی اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایسے بدحواس ہو گئے کہ مجھی کو تلوار تم مار چکے تھے غرض جہان جو تھا وہین اسنے ہاتھ اپنا روک لیا چار طرف ہزار ہا لاشین بیجان لقا پرستون کی خاک و خون مین پڑی ہوئین ہزارون زخمی ڈولیون پر چارپائیون پر اپنے اپنے گھرون کو جاتے تھے ہزارون مثل مرغ بسمل درد زخمہاے کاری سے تڑپتے اور خاک و خون مین لوٹتے پھرتے تھے سیکڑون سسکتے دم توڑتے تھے قصہ مختصر یہ اخبار و وقائع کار و بروے لقاے مشرک خدا کے گذرا کہ رات کو ملک قاسم نبیرۂ حمزہ نے لشکر خداوند پر زیر قیطول آکر شبخون مارا کہ قریب تیس چالیس ہزار جوانان اشجع روزگار نامدار و دلیران نامدار بندے خداوند کے مارے گئے بختیارک نے کہا یہ خدا پرست بھی کیا صاحب اقبال ہین جنکی آمد کی ابتدا سے یہ دھوم دھام تھی بلا شک و لاریب کوئی اولاد حمزہ سے اس ملک مین آکے وارد ہوا ہی لقا سنکے خاموش ہو رہا مگر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت لقا کا نہایت حالت غضب مین قیطول سے نیچے اترا اور اسنے چھتر گردھر دکو طلب کرکے بتاکید تمام حکم دیا کہ ای گردھر جلد اس حال کی تحقیق کر کہ یہ کون شخص ہی کہان سے آیا اور کسقدر فوج و سپاہ اسکے ہمراہ ہی اور کہان اور کس مقام پر آکے اترا ہی جسنے یہ شبخون لشکر خداوند پر مارا حسب الحکم یاقوت شاہ

گرد مع ایک لاکھ ساٹھ ہزار عیاران چوکیدار و دریں سراغ رسانی تمام شہر کے گلی کوچہ مین پھرتا تھا اور بیس بیس تیس تیس کوس تک عیار
بیرون شہر سبا تک مین پھر آئے کہین کچھ پتا و نشان لشکر کے اُترنے کا نہ ملا انتہا یہ کہ سُم مرکب تک کہین نظر نہ آیا بعد دو دن کے پھر شاہزادہ
خاور سیاہ بطریق روز اولین مسلح اور مکمل ہو کر ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہوا اور بروقت نصف شب اپنے مرکب پر سوار ہو کر
کل توامان پر گیا اور تمام لشکر کو بغور دیکھ کر وہان سے نیچے اُترا اور طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا کہ ای لشکر کفار بیحیا اور ای افواج
نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند حالا مرا بداند و بشناسد کہ منم نور حدیقۂ بسالت و شہامت صاحب حزم و عیار رزم
شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریزی خاوری بس پھر تو یہ حال تھا کہ اول شبخون کی جنگ و جدال مین جو ہزارون
لقا پرست بدخصال مارے گئے تھے تو سب کفار سراسیمہ و بدحواس ہو رہے تھے گھبرا گھبرا کر اپنے اپنے خیمون ڈیرون سے جو نکلے تو تیرگی
شب مین پھر کچھ تمیز اپنے بیگانے کی کسی کو نہ رہی اُسی طرح جنوبی شمالیون کو اور مغربی مشرقیون کو فوج و سپاہ شاہزادہ
خاور سیاہ کی سمجھکر باہم رزم و جنگ کرنے لگے ناگاہ مہتر گردم نے ایک مقام پر شاہزادہ قاسم کو بغور دیکھکر پہچانا اور نہایت متحیر
اور پریشان ہو کر پوچھنے لگا کہ ای قاسم تو اُس چاہ ماران مین سے کیونکر جانبر ہوا اور کسطرح سے نکلکر یہان پہونچا شاہزادہ خاور سیاہ نے
اُسے جواب دیا کہ او عیار دیکھا تو نے قدرت پروردگار عالم کو اتنا کہکر چاہتا تھا کہ نکلکر ایک سمت کو چلے کہ ناگاہ سامنے سے سہراب
اژدر گیر قریب شاہزادہ خاور سیاہ کے آکے پکارا کہ باش ای نبیرۂ حمزۂ صاحبقران تجھے مین نے پہچانا اب میرے ہاتھ سے زندہ
و سالم بچکر کہان جائیگا یہ کہکر ایک وار تلوار کا برسر شاہزادہ نامدار کیا ملک قاسم نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر ایک طمانچہ کا ہاتھ مثل طمانچہ
قضا کے اُسکو مارا کہ ایک شانہ اور آدھا کلہ اُس ملعون کا جدا ہو گیا اور سہراب اژدر گیر علیہ اللعن والعذاب قاش زمین سے تڑپکر
زمین پر گرا اور دو چار مرتبہ پھڑک کر واصل جہنم ہوا شاہزادہ خاور سیاہ بصد فر و جاہ بخوبی تمام اُس لشکر کفر و ضلالت سے صاف
نکلا اور باغ مین آکے اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا اور پوشاک اور سلاح جسم سے اُتار کے ہاتھ منھ دھویا اور پوشاک تبدیل کرکے
ملکہ گیتی افروز کے ساتھ مصروف عیش و نشاط ہوا اور زیر تیغ قول دو پہر رات پچھلی جو باقی تھی تا صبح لشکر کفار مین باہم قتل عام رہا
اور تمام فوج و سپاہ مین ایک شور یوم الحشر بپا تھا جبکہ وہ تیرگی شب کی رفع ہوئی اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے اور پہچاننے لگے
تب ان لوگون فوج کفار نے شمشیر زنی اور گرز افگنی سے ہاتھ کھینچا اور ہر ایک کہتا تھا کہ یارو آج تو ہمنے بھی گھس گھس کر تلوارین
ماری ہین کہ خدا پرستون کے دانت کھٹے کر دیے دل ہی اُنکا مزا اُٹھاتا ہوگا لیکن یہ نہین معلوم کہ لشکر قاسم کا صبح ہوتے تو شل
کافور کسطرح غائب ہو جاتا ہے دوسرا بولا کہ وہ غائب ہو جاتا تو درکنار اسقدر تو ہمنے شمشیر زنی کی اور سیکڑون کو قتل کیا مگر کوئی لاش
کسی زخمی کی یا در سے کسی خدا پرست کے نظر نہین آتے یہ کیا ماجرا ہے دو چار گبر نا ہنجار کہتے تھے کہ صاحبو یہ خدا پرست بڑے
ہوشیار اور عقلمند ہین اپنے ہمراہ کے مجروحون اور مضروبون کے لاشے اُسی وقت گھوڑے پر رکھکے لیجاتے ہین جب چاہو تب تم
امتحان کر لو کہ تمام میدان رزم مین لکھوکھا زخمی اور لاشے مردون کے پڑے ہونگے اور تم تلاش کرکے ایک لاش بھی کسی مسلمان
قاسم کے ہمراہ والون کی کہین نہ پاؤ گے غرض یہان تو یہ گفتگو تھی کہ یہ واقعہ سنکر یاقوت شاہ لاشہ سہراب اژدر گیر کا اپنے
ہمراہ لیے لقاے بدسیر خدا کے پاس گیا اور تمام معرکۂ شبخون بیان کیا لقا اپنے جی مین نہایت متحیر اور مشوش رہتا کہ چاہ ماران
قاسم کیونکر نکلا اور یکہ و تنہا کسطرح سے لکھوکھا سوار اور دلیران عرصۂ کارزار مین آکر شبخون مارتا ہے اور صاف نکلجاتا ہے اور کبھی
کہین کسی فوج اُسنے بہم پہونچائی ہے تو وہ فوج صبح ہوتے ہوتے کہان بھاگ کر چھپ رہتی ہے اُسکی فوج کا نہ کوئی مارا جاتا ہے
نہ کوئی زخمی ہاتھ آتا ہے نہ کسی کی لاش کہین پڑی نظر آتی ہے آخر جبکہ لقاے سخت کے ذہن مین کوئی بات نہ آئی تب کہنے لگا ای
بندگان قدرت میرے راز سربستہ قدرت مین کسے مداخلت ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مین نے عالم نقشہ مین یہی تقدیر کی تھی کہ [illegible]
عرض کیا کہ شبخون مارنے کی تقدیر کی تھی لقا نے کہا کہ ہان مین نے یہی تقدیر کی تھی میرے بندے [illegible] ہوگئے تھے [illegible]

یاقوت شاہ مخاطب ہوا اور حکم دیا کہ ہر چند اپنی تقدیرات کارزار مین خود خوب جانتا ہون بشر کو کیا معلوم ہوگا لیکن ای جبرئیل تو مہتر گردمرد کو چشم نمائی قرار واقعی کرکے تاکید کر کہ اُس بندۂ مغضوب کو جو کہ مرتکب اس افعال زشت شبخون مارنے کا ہوتا ہے دریافت کرکے عرض کرے تا موافق اسکے تقدیر تجویز ہو حسب الحکم لقاے مشرک خدا کے یاقوت شاہ نے مہتر گردمرد کو بلا کے بہت سے کلمات سخت و درشت کہے اور حکم دیا کہ جسطرح ہوسکے جلد اسکو عرض کر کہ وہ کون ایسا زبردست پیدا ہوا ہے جو لشکر خداوند برزرقیطول خداوندی پر شبخون مارتا ہو اور ہزار ہا بندگان خداوند کو قتل کرکے آپ صاف زندہ و سالم بچکر نکلجاتا ہو مہتر گردمرد عجب طرح کی تشویش مین مبتلا بعجز و انکسار کے کچھ جواب نہ دیسکا اور بہرصورت سوا اپنے قصور اور خطاے فاش کا ہو کر بہت خوب بہت خوب کہکر بہ تلاش شاہزادہ خاور چلا اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار عیار اپنے ساتھ لیے محلہ محلہ خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ ہزارون کٹنیان جالی کُٹنی والیان مسی پھلیل والیان وغیرہ کو معین کیا تھا چوکیدارون کو خوب سے کوڑے مار مار کر بڑی تقید سے کہا جہان کوئی شخص نو وارد کسی کے مکان مین اُترا ہو یا تمھین کہین نظر آئے جھٹ پٹ اُسے گرفتار کرا دو بعد تحقیقات اگر اُسکے ذمے شبخون مارنا بایہ ثبوت نہ پہونچیگا تو وہ اس مواخذہ سے بری ہو کر چھوٹ جائیگا ہر ایک کاروانسرا مین بھٹیارون اور بھٹیاریون پر بڑا جبر اور تشدد کیا کہ خبردار زنہار بے اطلاع چبوترہ کوتوالی کے کسی مسافر کو اُترنے نہ دینا پچاس پچاس کوس تک بیرون شہر سبائل سانڈنی سوار اور عیارون کو بھیجدیا کہ جہان کہین کسی گانون گرانون قصبے پورے دیہات مین یا کسی صحرا مین یا لب دریا کوئی شخص فوج و سپاہ ہمراہ لیے پڑا ہو یا جہان کہین دو چار ہزار سوار اور ہزار دو ہزار پیادے بغیر کفت نظر آئین جلد اُنکی اطلاع کرو کہ یہان سے فوج سرکاری بطور دوڑ کے جاے اور اُنکو گرفتار کر لاے بعد ازان جتنے دروازے شہر سبائل کی آمد و رفت کے تھے اُن سب پر پچاس پچاس ہزار سوار اور دو سو افسرون کو متعین و مامور کرکے بقید بلیغ حکم دیا کہ پہر رات تک دروازے سب کے کھلے رہین بعد اسکے پھاٹک بند ہو جائے اور آدھی رات تک سب کو پہچان لو کہ بندگان خداوند اسی شہر کے رہنے والے ہین اُنکی آمد و رفت دروازے کی کھڑکیون کی راہ سے جاری رہے بعد نصف شب کے کھڑکیون مین بھی آہنی قفل ڈالدو اور کسی کو آنے جانے نہ دو القصہ اسطرح سے انتظام تمام شہر کا کرکے اور ہر طرف لوگون کو بھیجکر گردمرد آپ بھی مستعد اور آمادہ سراغ رسانی خاص شبخون تھا اب اسکو تو رہنے دیجیے اول حال شاہزادہ خاور سپاہ با اقبال کا سنیے کہ ملک قاسم پھر ایک دن کا وقفہ دے کر ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہوا اور نصف شب کے عمل مین مہرو عیار کو ہمراہ لیے مرکب پر سوار ہو کر برزرقیطول پہونچا اور بدستور قدیم طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آمادہ کفار کشی ہوا اور پھر اُسی طرف سے بلوائے تمام تمام فوج کفار کا بر سر شاہزادہ عالیمقام ہو گیا اور چار طرف سے یہی شور و غل تھا کہ یارو بڑی خبرداری اور ہوشیاری سے رہنا فوج غنیم کو کسی طرف سے جانے نہ دینا دیر نہ کرو مار لو مار لو مگر عالم بدحواسی اور ظلمت شب مین کسی کو خاک نہ سوجھتا تھا اور اُس ہلڑ مین مطلق کوئی کسی کو نہ پہچانتا تھا پھر باہم لپٹ لپٹ کر اور گھس گھس کر شمشیر زنی کرنے لگے شاہزادہ خاور سپاہ کفار کشی کرتا جستی تمام ایک سمت کو جاتا تھا کہ سامنے سے ایک پہلوان تنومند گھوڑے پر سوار یعنی خون آشام نام گھوڑا اچھکا کر نعرہ کرتا ہوا کہ او قاسم میرے ہاتھ سے کہان جائیگا آیا اور لپک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادہ نے اُسکا وار خالی دے کر ایک ہی ضرب مین اُسکو واصل جہنم کیا الا لخیال اس مال اندیشی کے کہ لکھو کھا کفار کا بلوہ تا زیر دیوار باغ ہے ملک قاسم جانب باغ ملکہ گیتی افروز مخاطب تھو اعنان اشہب تیز گام صحرا کی طرف منعطف کرکے روانہ ہوا اور جب وقت صبح کا ہوا تو ایک میدان مین دور سے دیکھا کہ مجمع کثیر ہوا بنوہ غفیر لوگون کا اور چار طرف شور و غل ہے شاہزادہ ملک قاسم نے قریب جاکے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہے اُسنے شاہزادۂ عالم کو سر سے پانون تک دریاے خون مین غوطہ زن اور تمام پوشاک خون آلودہ دیکھکر زرہ اور جوشن پوش اپنے سر زرا سے کہا اُسنے شاہزادہ خاور سپاہ سے ادراک حال کیا کہ ای بہادر تو کون ہے اور یہ کیا ماجرا ہے تجھے در پیش ہوا قاسم نے جواب دیا کہ سوداگر بچہ ہون اسقدر گنج و افر بساط تجمیعت مین موجود رکھتا تھا کہ شاید صراف سپہر بھی

خزینہ بسیار گان اپنے پاس لئے نذر رکھتا ہوا اپنے ملک سے بحیلۂ تجارت اسطرف کو آتا تھا اثناے راہ مین ایک غول قطاع الطریق کا ملا انھون نے نقد و جنس جو کچھ میرے ہمراہ تھا سب لوٹ لیا اور میرے ملازمین اور خدام کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہو کر پڑے کچھ بھاگ گئے مین حتی المقدور ان سبھون سے بپاس حفظ آبرو و حرمت مقابلہ و جدال کر کے جب عاجز ہوا تو بہزار جد و جہد نکل کے یہان آیا ہون یہ بیان کر کہ یہ کیا ماجرا ہو رہا ہے جس پر زبرا سے جوشن پوش نے کہا کہ ایک شیر ژیان یہان آکے وارد ہوا ہے اور اُسنے ہزارون جوانون کو ہلاک کر ڈالا ہے اسکے مارنے کی فکر مین ہم سب یہان آئے ہین شاہزادہ خاور سپاہ نے فرمایا کہ اُس شیر کو تم سب مجھے دور سے بتلا دو مین اسکا شکار کرونگا ہر چند زبرا سے جوشن پوش نے اور اُسکے ساتھ والون نے ممانعت کی اور کہا اے بہادر تو ایسا خوصلہ نہ کر مفت اُس شیر کے ہاتھ سے مارا جائیگا قاسم نے نہ مانا لوگون نے ناچار ہو کے نشان اُس شیر کا بتلا دیا کہ وہ فلان جھاڑی مین ابھی ایک بھینسے کو مار کر لایا اور بیٹھا کھا رہا ہے شاہزادہ خاور سپاہ اپنے مرکب کو اُس جھاڑی کی طرف سبک خیز کر کے جب قریب پہونچا تو گھوڑے پر سے کود کر تیغ برّاں ارک افراسیابی کو میان سے کھینچا اور شیر کو بآواز بلند للکار کر کہا کہ او کتے جھاڑی مین کیا چھپا بیٹھا ہے باہر نکلکے دیکھ کہ ملک الموت تیری روح قبض کرنے کو آ پہونچا ساتھ ہی شاہزادہ قاسم کے للکارنے کے شیر غصے مین بھرا ہوا باہر نکلا اور ملک قاسم کو شمشیر بکف اپنے سامنے دیکھکر جانب شاہزادہ قاسم والا منا تب جملہ آور ہوا شاہزادہ خاور سپاہ نے بچستی تمام پینترہ بدل کے اُسکے طمانچہ کو خالی دیا اور برابر سے تیغ برّاں ارک افراسیابی اُسکی دوال کمر پر مارا تو برابر دو ٹکڑے شیر کے ہو کر خاک و خون مین پھڑکنے لگے زبرا سے جوشن پوش اور تمام اُسکے ہمراہ کے جتنے کفار تھے سب کے سب مرحبا صد مرحبا واہ وا کرتے ہوئے دوڑ کر شاہزادہ ملک قاسم سے لپٹ گئے کوئی تصدق ہوتا تھا کوئی بلا گردان ہو کر کہتا تھا شعر آنچہ تو کردی نمی آید ز کس جز تو دیگر را نبود این دسترس ؛ غرض اُسوقت شاہزادہ خاور سپاہ نے اپنا نام و نسب اُن سبھون پر ظاہر کر کے فرمایا کہ اگر تم سب کو مجھسے دعوی محبت ہے تو اب لقا پرستی کو ترک کر کے ملت بیضا دین اسلام قبول کرو زبرا سے جوشن پوش نے عرض کیا کہ وہ طریق ہمکو نہین معلوم کہ کیا کہتے ہین اور مسلمان کیونکر ہوتے ہین شاہزادہ ملک قاسم نے کلمۂ شہادت تلقین کیا زبرا سے جوشن پوش مع تمام اپنے ساتھ والون کے بصدق دل کلمۂ طیبہ پڑھکے مسلمان ہو گیا ابھی وہان سے مراجعت نہین کرنے پائے تھے کہ سامنے سے ایک پیادہ بدحواس گرد مین آلودہ پسینے مین غرق اُفتان و خیزان دوڑتا ہوا قریب زبرا سے جوشن پوش کے آیا اور کچھ سرگوشی مین اُسنے زبرا سے کہا زبرا سے جوشن پوش نہایت مشوش اور پریشان ہو کر سکتے کی صورت رہ گیا شاہزادہ قاسم نے پوچھا خیر باشد اے زبرا سے جوشن پوش کیا ماجرا ہے اُسنے کہا اے شہریار وہ جو پہاڑ یہان سے تھوڑی دور پر نظر آتا ہے وہان ایک میرا حقیقی بھائی کہ نام اُسکا طوفان ترک اور بڑا سرہنگ ہے عہد طفولیت سے میرے اور اُسکے عداوت قلبی چلی آتی ہے اور چند بار اُسنے میرے امیر بخون مارا اور سیکڑون آدمی میرے ہمراہ کے قتل کر کے چلا گیا اب شاید پھر وہ تین لاکھ سوار کی جمعیت سے بارادۂ رزم و جنگ آتا ہے دیکھا چاہیے کہ اُس ظالم الظلم کے ہاتھ سے ابکی مرتبہ میری جان اور آبرو کیونکر بچتی ہے ملک قاسم نے فرمایا کہ اے زبرا سے جوشن پوش اسقدر بدحواس نہو اُسکو آنے دو دیکھو تو کیا ہوتا ہے ابھی پورا کلمہ زبان فیض ترجمان سے شاہزادہ خاور سپاہ کی تراوش نہین کیا تھا کہ سامنے سے تتق گرد کا اُٹھا اور جسوقت کہ وہ گرد بیٹھی تو دیکھا کہ طوفان ترک دریاے آہن مین غوطہ مارے بکمال جوش و خروش اپنے گھوڑے کو تیز گام کیے مع تین لاکھ سوار نیزہ دار چلا آتا ہے اب زبرا سے جوشن پوش نے بھی آمادۂ مرگ و جویاے قضا ہو کر اپنی فوج کو صف آرا کر کے قائم کیا اس عرصہ مین طوفان ترک بھی آ پہونچا اور زبرا سے جوشن پوش کو مع فوج ثابت قدم دیکھکر اپنے لشکر کو قائم کیا اور صف آرائی اپنی فوج کی کر کے باطمینان تمام ناف لشکر مین آکر بآواز بلند کہنے لگا کہ اے زبرا سے جوشن پوش اب تک تو خیر تو نے جہان اپنا منہ دیکھا چھپتا پھرا مگر آج بتلا کہ میرے سامنے سے زندہ و سالم بچکر کدھر جائیگا پس اگر کچھ دعوی شجاعت تجھے اپنا ہے یا جسپر تجھے بڑا گھمنڈ سپاہ گری اور شمشیر زنی کا ہے

اُسے میرے مقابلہ کو بھیج یا تو آپ نکلکر مجھسے مجادلہ کر ابھی یہ بات پوری اُسکے منھ سے نہین نکلنے پائی تھی کہ شاہزادہ رستم صولت
خاور سیاہ والا مرتبت اپنے رکب کو چھیڑکر سر میدان نکلا اور طوفان ترک سے جاکر ہم تنگا ور ہوا دس بارہ قدم گھوڑا طوفان
ترک کا پسپا ہو کر ٹھہرا اور طوفان گھوڑے پر سے گرتے گرتے بچا طوفان ترک نے ملک قاسم کو دیکھکر کہا کہ اے اجل رسیدہ
تو کون ہی اور تو ابھی میرے زور اور طاقت سے آگاہ نہین کیون مفت اپنی جان کھونے کو میرے مقابلے مین آیا ہی مجھے تیرے
سن و سال اور حسن و جمال پر رحم آتا ہی بس بہتر یہ ہی کہ پھر جا اور پرے جوشن پوش میرا بھائی میرا حریف ہی وہ اور ہم دونون
باہم سمجھ لینگے ملک قاسم نے جواب دیا کہ اے شوم کوتہ بین تیری جان کا ملک الموت ہون بیت بیار انچہ داری زمردی نشان
کمان کیانی وگرز گران یہ طوفان ترک یہ کلمہ سخت ملک قاسم کا سنکر غیظ مین آیا اور یہ کہکے کہ خبردار ہو جا نیزہ سینہ بکینہ پر
شاہزادہ خاور سیاہ کے مارا ملک قاسم نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے پر کاٹ لیا اور ساتوین طعن مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے
ہوائی کر دیا طوفان ترک کی آنکھون مین تاریکی سی چھا گئی اور تلوار کو میان سے کھینچکر پکارا اے بہادر نیزہ بازی خیال بازی ہی و بازی
خیال بازی شمشیر بازی راستبازی ہی یہ نہ کہنا کہ مجھے خبردار نہ کیا تھا لے خبردار یہ کہکے جھک کر تلوار بر سر اقدس شاہزادہ کو الا مبارزی
ملک قاسم نے بچستی تمام بائین ہاتھ کو تلوار کی بچا کے قبضہ پر اُسکے اپنا ہاتھ ڈال دیا کہ ہاتھ اُسکا بیکار ہو گیا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ
پنجہ قضا نے میری کلائی پکڑ لی ہی طوفان ترک نے مجبوری جھنجھلا کے ہاتھ ملک قاسم کے کمربند مین ڈال دیا اور چاہتا تھا کہ قاش زین سے
اُٹھا لے پھر قاسم نے بھی اپنا ہاتھ اُسکی کمر مین ڈال دیا اور زور کشاکش کا ہونے لگا طرفین سے لوگون نے پکار کر کہا اے بہادرو بے زبان
گھوڑے ناحق ہلاک ہوے جاتے ہین اگر یہی منظور ہی تو تم دونون صاحب گھوڑون پر سے کود کر زور کشتی کا کرو چنانچہ طوفان ترک
اور ملک قاسم دونون گھوڑون پر سے کود پڑے اور سینہ بسینہ کمر بکمر باہم زور کشمکش کا کرنے لگے کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین شاہزادہ
خاور سیاہ نے طوفان ترک کو دس بارہ قدم پسپا کرکے اور جھڑ ماری پیٹ کے بل زمین پر گرا اُسوقت شاہزادہ ملک قاسم نے
جلدی سے اُسکے کمربند پر ہاتھ ڈالکر ایکدو زمین اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر چاہا تھا کہ زمین پر مارے اور پیوند زمین کرے
طوفان ترک پکارا اے شہریار امان ملک قاسم نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان اُسنے کہا جو تیرا دین قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادہ
خاور سیاہ نے کلمہ شہادت ارشاد کیا طوفان ترک نے بصدق کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا شاہزادہ ملک قاسم نے اُسکو بصد دولت
ہاتھ سے زمین پر کھڑا کر دیا طوفان ترک نے اپنے تین لاکھ سواران کفار سے کہا اے بہادرو مین نے تو غلامی اس شہریار کی بدل و جان
اختیار کی جسکو میری رفاقت منظور ہو وہ کلمہ پڑھکے مسلمان ہو میرا بھائی ہی اور جسکو نہ منظور ہو جہان جی اُسکا چاہے چلا جاے
مجھسے کچھ واسطہ نہین سبھون نے بالاتفاق جواب دیا کہ تو ہمارا سردار اور افسر ہی مجھسے بہتر ہمکو عقل و فہم نہین جو تو نے قبول کیا
وہی ہمکو بھی منظور ہی بھلا کہ ہم کیا کہین طوفان ترک نے سبکو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے نوبرا ے جوشن ابی
اور طوفان ترک کو حکم دیا کہ بس اب تم دونون بھائی باطمینان تمام اپنے ملک مین جاکر رہو جسوقت کہ ہم لشکر کشی بر سر لقاے
مشرک خدا کرین اور تمکو لکھین اُسوقت تم مع اپنی فوج و سپاہ آکر حاضر ہونا یہ کہکر ملک قاسم وہان سے پھرا اور چپ و راست
اپنے دوست و دشمن کو دیکھتا اپنے باغ مین آکے داخل ہوا اسی طرح سے چند شبخون شاہزادہ خاور سیاہ نے لشکر زمرد شاہ پر
مارکے صلصال فیلتن اور مشتاق کنگرہ شکن اور ہوشیار کمند انداز اور سیلان تیر انداز اور بہرام اور ارژنگ
اور فرہنگ اور فیروز سردار وغیرہ چوراسی ہزار بڑے بڑے سرہنگ کفار کو بہ حرب تیغ آبدار میدان کارزار سے مار کر
نکلیا تھا اسمین دن بجز بی نکل آیا اور ہر ایک کس و ناکس نے شاہزادہ ملک قاسم کو پہچانکر شور وغل کرنا شروع کیا یارو یہ تو وہی
بیدرہ مغضوب خداوندی ہی جسے حسب الحکم خداوند لقا کے چاہ ماران مین گرایا تھا ناگاہ یہ ہنگامہ سنکے لقا نے دریچہ قدرت سے
قاسم کو دیکھکر جالوت تا رعد آواز کو اشارہ کیا کہ میرے بندگان خاص کو ہوشیار کر دے تا یہ خدا پرست بھاگ کر جانے نہ پاے

صبح محشر سے نہین کم صبح کا دھڑکا ہی آج + کون ہو محکوم پاسے حکم کا کسکے رواج + دیکھیے کل تختہ تابوت ہو کسکو نصیب
کون ہو واللہ عالم زیب بخش تخت و تاج + دلیران عرصہ کارزار اور شجاعان روزگار اپنے اپنے آلات حرب کو سنبھالنے لگے
ہزارون غازیان صاحب تمکین اور مومنین نے جسوقت سے کہ آواز طبل جنگ کی سنی ہی اُسی دم سے غسل کرکے پوشاکین پاکیزہ
اور نفیس پہنے عطریات انواع انواع طرح کے ملے سیکڑون اپنے خیمے ڈیرون مین سیکڑون مسجدون خانقاہون مین اور ہزارون
لب دریا کتنے جانب صحرا زمین پر سجادے بچھائے سمت قبلہ منہ کیے رو رو کر بحضور قلب اور خلوص نیت بجناب رب علی ستدعی
اور ملتجی ہین کہ اے رب جلیل سپہ گری کا فن یہ ہی کہ ان سے منہ پھیرکے نہ آئے۔ پگ آگے بیت رہے پگ یا پیچھے ہٹ جائے۔ صدقہ
اپنی وحدانیت کا پاے ثبات مین ہمارے لغزش نہ آنے پائے خلوت گاہ شہادت مین سرخرو ہوکر کوئین کہلائین اور نام اپنے
آبا و اجداد کا روشن کر جائین غلاے چار طرف پھرتے تھے تمام لشکر مین جاگ اور بڑی چہل پہل ات بھر رہی آخر دیکھا کہ رات اب باقی

نہین ہی آثار صبح تابان ہو چلے اشغال	لگے ہونے نظرون سے تارے نہان	چھپا نور مین جادۂ کہکشان	موذن اذان سے ہوئے بہرہ
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند	رخ شمع بالکل بزردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا	مسیحا نفس تھی نسیم وزان
اُٹھے لوگ لے لیکے اللہ ایمان	ہژبران جنگی باہنگ جنگ	کشیدہ زرہ بر کمان تنگ تنگ	سر خیل وفاداران قبیل وفادار

اور شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ کنادار نے اندرون بارگاہ جاکے پاے سعادت حمزۂ صاحبقرانی کو بوسہ دیا امیر ذی توقیر نے
خواب راحت سے بیدار ہوکر پوچھا کہ رات کتنی باقی ہی مقبل نے عرض کیا کہ نماز کا وقت ہی اور دونون لشکرون مین کربندی ہو چکی
توجین سمت میدان رزم جایا چاہتی ہین حمزۂ صاحبقران دوران نے فرمایا پانی وضو کے لیے طلب کر فراش آفتابہ سلفچی لیے حاضر تھا امیر
حمزۂ صاحبقران نے اُٹھکر وضو کیا اور دو رکعت نماز صبح سے فارغ ہوکر پوشاک پہنی صندوقچہ سلاح کا منگاکر سلاح تن اقدس کو
آراستہ کیے اور وظیفہ پڑھتے ہوے بارگاہ سے برآمد ہوے قندس میلوانہ اشقر دیوزاد کو لیے قریب ڈیوڑھی کے کھڑا تھا سلطان
حمزۂ صاحبقران نے اشقر کی پیشانی پر بوسہ دیا عیال پر ہاتھ ڈالا رکاب مین قدم رکھکر ہیبت بروے زمین جلوہ کرد و جست
بوسہ سکندر بزین بر نشست + قاش زین پر وہ شہریار باتوقیر یعنی امیر کشور گیر جلوہ فرما ہوا دو ڈھائی سو ندما اور رفقا مثلاً
سلمان فارسی اور مظفر فاریابی اور ابو المعدن گرد وغیرہ جو سب اپنے اپنے مرکبون کو روکے مجرے کے واسطے کھڑے تھے
مجرا کرکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب امیر مالک الرقاب ہوے جبکہ قریب نقارخانہ بلورین پہونچے تو دیکھا سامنے عیش محل کی
ڈیوڑھی کا پردہ جو خیمون پر کھینچ چکا ہی اور مجرائی لوگ سب مجتمع ہین روشنی شمع برخاست ہوتی جاتی ہی پچھلے پہر کی نوبت
نقارچی بجا رہے ہین شہنا نواز للت بھیرون بہاس شہنائیون مین پھونکتے ہوے سناٹے سرون کے بھرتے ہوے صف بستہ
ابھی تک کھڑے ہین ہزارون سقے آبپاشی پر جھکے گوہر افشانی کر رہے ہین ہزار بارہ سو حاجب دربان ایشیک قاصی توربانچی
یسا ول مردسپہ نقیب چوبدار و بردیان و حسوم و حامی پہنے شملے سنہری رپہلی سکلل بزر مسرق بجوا ہر ہاتھون مین لیے جا بجا
اہتمام مین سرگرم ہین جلوس سواری کا حاضر ہی پیل عماریان پور شدادیان گھیتان کرب بن کوہ کرب آفتاب ہفت عرب
پہلوان عمادی درگہ سالار لشکر برابر زنبوری پردے کے تخت شادی پکڑے کھڑا ہی سلطان حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد
پرسے اُترکے قریب عتبۂ فلک تکریم ملائک تعظیم کے ایک ونگل پر جاکے بیٹھے کہ ایک بار اندر سے آواز شہناؤن کی گوشزد ہوئی
چھتے مجرائی تھے سب گھبرا گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوے پہلوان عمادی نے پردۂ زنبوری تھام لیا اندر سے کچھ کنول بردارنیان
سورج مکھی والیان پنجشاخہ بردارنیان دستی والیان نمودار ہوئین بعد انکے روشنیوں کی بجتی ہوئی کہاریان پری طلعتین
تخت آصف سلیمان مرتبت شہنشاہ لشکر اسلام کا دوش بدوش لیے پردے سے باہر نکلین حضرت کو دیکھا کہ تاج شاہی
بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر تیغ ہاتھ مین تسبیح پڑھتے برآمد ہوے پہلوان عمادی نے کہا نصر من اللہ و فتح قریب

امیر بانو قیر نے دلگل پر سے اُٹھکر مجرا کیا اور پکارا شاہ عالم پناہ سلامت مہابلی بادشاہ سلامت امیر کشور گیر کا مجرا نگاہ رو برو حضرت شاہ نے
ہاتھ چھاتی پر رکھا اشارہ سواری کا کیا سلطان صاحبقران آداب بجا لا کے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور چالیس قدم
سروری اور صاحبقرانی کا آگے زیر سایہ علم اژدہا پیکر تخت سے بادشاہ کے بڑھتے ہوئے اور مجرائیوں کا مجرا لیتے ہوئے سواری حضرت کی سمت
وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی کئی ہزار سقے گرد و پیش تخت کے آبپاشی کرتے ہوئے گرد و غبار کو بٹھلاتے ہوئے رونق کی بجتی ہوئی
آگے آگے نقیب چوبدار مردے تحفہ تحفہ گھوڑوں پر سوار اہتمام سواری کا کرتے ہوئے بہ تجمل و شوکت تمام قریب میدان مصاف
پہونچے تبرداروں نے جھاڑی جھنڈیاں جنگل کی کاٹ کر ہموار کر دیا بیلچہ کاری کر کے نکال لئے ہزاروں سقے آبپاشی کرتے گرد و غبار کو
بٹھلا رہے تھے نقیبوں اور چاؤشوں نے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول چیدہ چیدہ صفین
بآئین آراستہ پیراستہ کر دین کڑکیتوں نے نکلکے بآواز بلند کہا اے مردان کوشیدہ جامہ زنان پوشیدہ شور روز جنگ است جنگ باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد۔ کہان ہین رستم و سہراب اور بیژن جرز کونسا ایسا بہادر ہے کہ آج سر میدان نکلکر نام اپنے
باپ دادے کا روشن کر جائے اور اُن بہادروں کے نام مثل حرف غلط صفحہ روزگار سے مٹادے ساتھ کڑکیتوں کے للکارنے کے
دلاوروں اور بہادروں کی آنکھوں میں نشۂ شجاعت سے لال ڈورے پڑ گئے جوش جرأت سے جھومنے لگے اور سب برچھے
ترچھے کیے تیغوں کے قبضوں پر ہاتھ ڈالے منتظر اس امر کے تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر پہلے کون ہوتا ہے ناگاہ ضیغم بن عنکبوس
اپنے مرکب کو جھکا کے ناف میدان میں آیا اور گھوڑے پر سے اُتر کے پشت تو کی لشکر اسلام کی طرف اور منہ سمت قیطول
لقا کر کے زمین پر ماتھا رگڑنے لگا اور سجدہ کر کے پکارا یا خداوند یا خضر مدد کرنا یہ کہکے پھر مرکب پر سوار ہو کے پکارا اے لشکر خدا پرستان
اے زبردستان اژدر شکار آرزوے مرگ ہست کہ بیا بمیدان جنگ ساتھ ہی للکارنے کے لشکر فیروز اثر سے پہلے بہرام شیر خوار
اپنے مرکب کو جھکا کے بادشاہ سے اجازت میدان کی لے اور مقابلہ ضیغم بن عنکبوس آکر ہمتگاور ہوا جنگ نیزہ دری میں جبکہ
تیس تیس چالیس چالیس تان چلی اور نیزے بیکار ہو گئے تب ضیغم بن عنکبوس نے نیزے کو ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار پر ہاتھ
ڈالکر پکارا اے خدا پرست خبردار باش یہ نہ کہنا کہ پہلے ہوشیار نہ کر دیا تھا یہ کہکر تلوار بر سر بہرام شیر خوار ماری کہ سپر کو کاٹ کر
تا در ابرو اُتر گئی بہرام شیر خوار نے دستانہ مارا تلوار تو چھینا مگر نکل گئی گو زخم کاری لگا تھا ایک چادر خون کی منہ پر آگئی
بہرام شیر خوار حالت غش میں آنکھیں بند کیے جھوم رہا تھا ضیغم بن عنکبوس نے للکار کے کہا کہ اے فوج اسلام تمھارے
ساتھ کا جوان زخم دار اور بیکار ہو گیا ہے اور کوئی میرے مقابلے مبادلے میں آئے مرزبان خراسانی اجازت لیکر نکلا یہ بھی زخمی
ہو گیا غرض طول کلام چند مختصر یہ کہ اسی شکل سے چند سردار اسکے ہاتھ سے زخم کاری کھا کے پھرے کہ ایک مرتبہ اُسنے بآواز بلند کہا
اے حمزہ صاحبقران تو اپنے سرداروں کے ہلاک ناحق ہو کر میرے مقابلے اور مجادلے کو بھیجتا ہے مناسب یہ ہے کہ تو آپ سر میدان
رزم نکل تا میرے اور تیرے معرکۂ جدال و قتال فیصلہ ہو جائے ابھی ضیغم بن عنکبوس کی زبان سے یہ کلمہ پورا نہیں نکلنے پایا تھا
کہ چار طرف لشکر اسلام میں علمداروں نے علموں کو جلوہ دیا اور نقارۂ نوبت پر چوٹ پڑی عمرو نے میدان میں نکلکر بآواز بلند کہا کہ اے
بہادران شیر شکار و اے دلیران عرصۂ کارزار ہوشیار ہو جاؤ کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران میدان مصاف میں
رونق افزا ہوتے ہیں طرفین سے ادنیٰ و اعلیٰ سوار و پیادے دونوں لشکروں کے دیکھنے لگے کہ سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ عالیمقام
اشقر دیوزاد کو جولان کر کے میدان میں برآمد ہوئے اور ساتھ ہمتگاور ہونے کے ضیغم بن عنکبوس کا گھوڑا بارہ تیرہ قدم
پسپا ہو کر تھرانے لگا اور ضیغم گرتے گرتے بہزار خرابی سنبھلا اور پھر اپنے مرکب کو تازیانہ مار کر مقابلہ امیر با تدبیر آیا اور کہنے لگا
اے حمزہ لا ضرب حمزہ صاحبقران دوران نے فرمایا کہ یہ تو تو نے دیکھا کہ چند سردار لشکر اسلام سے نکلے مگر کسی نے تجھ پر شمشیر کشی
نہ کی ہمارے طریق میں حریف پر پیشدستی نہیں کرتے بیت تو اول برآور تمنا سے خویش ، کہ من خصم را میدہم جائے پیش

ضیغم بن عنکبوس اپنا دوسرا نیزہ لیکر بمقابلہ سلطان والا مرتبت آیا اور ساتوین طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی ہو گیا تب اُسنے
حالت غیظ و غضب مین ایک وار تلوار کا بر سر اظہر کیا امیر با توقیر نے بسہولت تمام بائین ہاتھ سے بند دست اُسکا پکڑ کے
ذرا جو فشار دیا تو تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی اُسی وقت حمزۂ صاحبقران دوران نے داہنا ہاتھ اُسکی
کمر بند مین ڈال کر نعرۂ اللہ اکبر کھینچا اور بزور بازو ضیغم بن عنکبوس کو خانۂ زین سے اُٹھا کے سر پر چرخ دیا اور چاہتے تھے
کہ اُسکو پیوند زمین کرین ایک مرتبہ اُسنے کہا ای سلطان حمزۂ صاحبقران الامان الامان مجھے معلوم ہوا کہ یہ تائید تیرے
دین کی ہی امیر عالیمقام نے اُسکو آہستہ زمین پر ہاتھ سے چھوڑ دیا اُسنے کہا ای جان بخش بندہ جو تیرے دین کو اختیار کرے
وہ کیا کہے سلطان والا مرتبت نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا وہ بصدق دل کلمۂ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوا لشکر مین شادیانے
خوشی کے بجنے لگے ضیغم بن عنکبوس نے اپنے ہمراہ کے تین لاکھ سوار کو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کیا اور بہزار جان اطاعت و فرمانبرداری
حاضر تھا غرض امیر والا توقیر بعظمت و عزت تمام و شوکت مالاکلام میدان رزم سے مراجعت فرما کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اور
بقاعدہ معہودہ قدیم بادشاہ لشکر اسلام نے تخت پر جلوس فرمایا پانچ ہزار پانسو چیپن گرد اور گردن کش دست راستی دست چپ
وست چپ اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر آ کر بیٹھے یکایک خبر پہونچی کہ ملک قاسم شکار کھیلتا ہوا دربند جالندر مین
وارد ہوا تھا اکو ان جالندری وہان کے حاکم نے شاید کسی فریب سے شاہزادہ خاور سیاہ کو سمت سبائل روانہ کیا ہی یہ خبر
وحشت اثر سنکے تمام بارگاہ نشین عجب طرح کے رنج و آلام مین بسکوت پاس ادب سے ابھی کچھ کہنے نہین پائے تھے کہ سلطان والا قدر
عالیمنزلت نے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ اسوقت ہمارا پیش خیمہ نکالو اور سبائل کی طرف لیچلو انشاء اللہ تعالی کل صبح کو ہم
سوار ہو کر اُسی طرف کو روانہ ہونگے حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم پہلوان عادی تو اُسی دم پیش خیمہ ہاتھیون اور شترون
اور چھکڑون پر بار کرا کے مع اسی ہزار غازیون کے سمت سبائل روانہ ہو گیا اور روز دوم حمزۂ صاحبقران نے مع تمام
سرداران لشکر اسلام سوار ہو کر کوچ در کوچ قریب قلعہ دربند جالندر کے نزول اجلال پر ورود اقبال فرمایا اور تمام لشکر اسلام کے
خیمہ ڈیرے چار طرف پڑ گئے سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہو کے اپنے دنگل نادعنبر پر متمکن ہوئے
اور گرد و پیش سرپرسلطنت کے تمام سرداران دست راستی اور دست چپ اپنے دنگلون اور کرسیون پر باادب بیٹھے تھے ناگاہ
تمام لشکر مین ایک غل ہوا اور بیرون بارگاہ عجب طرح کا ایک ہُلڑ اور شور یوم النشور بپا تھا امیر حمزۂ صاحبقران دوران نے
پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہی عیارون نے عرض کیا کہ جسوقت لشکر فیروزی اثر یہان آ کے اس میدان مین فروکش ہوا تھا تو دور تلک
کہین دریا کا نام و نشان نہین معلوم ہوتا تھا اب بطرفۃ العین سمت کوہ جالندر سے ایک دریاے زخار ساحل ناپیدا کنار
پیدا ہوا ہی کہ تمام لشکر مین سیلاب قریب آ پہونچا ہی اور ہزارون آدمی غرق ہو کر ہلاک ہو گئے ہین ہزارہا خیمہ ڈیرے ڈوب گئے
ابھی عیار یہی عرض کر رہے تھے کہ سر خیل وفاداران مقبل وفادار اور پہلوان عادی نے سراسیمہ و بیقرار اندرون بارگاہ
آ کے عرض کی کہ یا سلطان حمزۂ صاحبقران جلد برخاست کیجیے دریاے مواج جوش مارتا چلا آتا ہی امیر حمزۂ صاحبقران
دوران اور حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ مع تمام سرداران لشکر اسلام جبتک بارگاہ سے نکلین نکلین پانی دروازۂ
بارگاہ پر آ پہونچا غرض کہ امیر با توقیر تو مع سرداران بہزار جبر دکد وہان سے کئی فرسنگ پر جا کے قیام پذیر ہوئے اور ایک طرف
تین لاکھ چوراسی ہزار سواران لشکر اسلام اور ساٹھ ہزار کماندار ہمراہیان مقبل وفادار یہ سب جو کہ خادمان محل حرمان حرم
محترم بیٹھے اُنکو بحفاظت تمام سوار کر کے اور جو کچھ کہ جلدی مین ہو سکا قنات خیمے ڈیرے سب چھپے ایک دو بارگاہیں لیجا کے
وہان استادہ کرائین اور خواتین معظم کو اُسمین اُتار دیا باقی ہزارہا مومنین اور جوانان صاحب عز و تمکین اُس دریا مین غرق
ہو کر بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور ہزارہا گھوڑے بیل ہاتھی وغیرہ جانور ڈوب کر مر گئے بارگاہ سلیمانی اور ہزارون خیمے

ڈیرے وغیرہ جہاں استادہ تھے وہیں رہے پانی کی طغیانی یہاں تک ہوئی کہ بارگاہ سلیمانی نصف پانی میں غرق اور نصف بیرون
آب نظر آتی تھی اور شور اور جوش دریا کا اس درجہ تھا کہ کسی کو کسی کی بات بخوبی نہیں سنائی دیتی تھی تین شبانہ روز یکساں
حال پانی کی طغیانی کا رہا روز چہارم آبپاشی کی کم ہوئی از جنوب تا شرق ایک دریائے مواج ساحل ناپیدا کنار نظر آتا تھا قلعہ موسومہ
جالندریہ مثل حباب وہاں سے معلوم ہوتا تھا اور جہاز اور کشتی اور کوئی بجرا اور مورپنکھی وغیرہ کہیں وہاں ملنا غیر ممکن تھا امیر
حمزہ صاحبقران دوران کمال تشویش اور تردد اس امر میں جانب خواجہ عمرو مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ خواجہ یہ کیا آثار
قیامت نمودار ہوئے ہیں کوئی تدبیر اس پانی کی سدباب کرنے کی اور کوئی راہ قلعہ جالندریہ تک پہونچنے کی تم نکالو عمرو
بن امیہ نے کہا حمزہ تو صاحب اقبال ہے تجھے تشویش عبث ہے شعر بسا قفل کز انباشد کلید + کشایندہ ناگہ کہ آید پدید +
کوئی نہ کوئی وسیلہ اس قلعہ کشائی کا تیرے ہاتھ آجائیگا میں بیچارہ مور ضعیف واللہ اعلم بالصواب کن آفات و مکروہات
میں ان دنوں گرفتار ہوں مجھے کچھ تن بدن کا ہوش نہیں کہ میں کہاں ہوں اور کیا کرتا ہوں اور کیا کہتا ہوں امیر حمزہ
صاحبقران دوران نے پوچھا خیر باشد تجھے کیا صدمہ بڑا پیدا ہوا کس مکروہات میں تو مبتلا ہو گیا میں بھی تو سنوں
عمرو نے کہا حمزہ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جو تصدقات سرکار سے ماہ بماہ عنایت ہوتا ہے وہ فقط سود دینے میں جاتا ہے
باقی مصارف روزمرہ قرض دام پر منحصر ہے مگر تا چند اب یہ نوبت پہونچی کہ عسرت اور تنگدستی سے روز و روزہ بجز غم و غصہ کھانے
اور خون دل پینے کے اور کچھ کھانا بہم نہیں پہونچتا دروازہ پر ہر روز صبح کو دو ہزار قرض خواہوں کا بلوہ اور رونا رہتا ہے گھر میں
یہ حال ہے کہ بیبیاں بسبب افلاس کے کچھ حقیقت اور عزت میری نہیں سمجھتیں بیٹے پوتے میرے مجھے محتاج سمجھکر بیزار ہیں
اور مطلق نہیں کرتے مجھے تو اب یہ معلوم ہوا کہ یہ جو کسی نے کہا ہے بیت ای زر تو خدا نہ ولیکن بخدا + ستار عیوب و قاضی الحاجاتی
بے زر سب برادر یہ سب بر حق ہے باہر سر مو اسمیں جھوٹھ نہیں ہے پھر انصاف شرط ہے کہ ای حمزہ جس حالت میں میں اپنی مصیبت
میں گرفتار ہوں مجھ سے کیا ہو سکتا ہے ہاں ایک بات کا امیدوار ہوں کہ اگر از راہ عطیات صاحبقرانی بمضمون اس شعر کے شعر
رسم است کہ مالکان تحریر + آزاد کنند بندہ پیر + اجازت ہو تو میں اب برائے طواف بیت اللہ رخصت ہوں
اور وہاں جا کے حج کروں اور تیری ازدیاد جاہ و حشمت کے واسطے نماز پنجگانہ پڑھکر دست بدعا رہوں باقی وہ جو برلوطیان
کوڑیاں نذر و نیاز کی وہاں چڑھینگی وہی صرف قوت اپنا کرکے وہاں کی جاروب کشی افتخار کونین سعادت دارین سمجھونگا
امیر باتوقیر نے یہ گفتگو عمرو کی سنکے فرمایا کہ خواجہ واقعی تم سچ کہتے ہو بہت مناسب ہے ایسے مقام پر اس نیت سے جانے کو کون
منع کریگا خوشا طالع تیرے خواجہ مگر ہمکو دعا سے نہ بھول جانا عمرو نے یہ کلام سلطان امیر عالیمقام کا سنکر نہایت اپنے جی میں
رنجیدہ و کشیدہ ہو کر تیوری بدلی اٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہکے کہ لے حمزہ خدا حافظ جاتا ہوں کہ امیر حمزہ صاحبقران نے جانب
شاہ صفا ترک خزانچی دیکھکر اشارے سے کہا کہ پانچ تھیلیاں زر سرخ کی عمرو کو دو شاہ صفا نے باواز بلند کہا کہ خواجہ
سلامت کہاں جاتے ہو پانچ ہزار اشرفی زادراہ عطا ہوئی ہیں وہ تو لیتے جاؤ اتنا سنتے ہی عمرو کا یہ حال ہوا کہ منہ میں پانی
بھر آیا اور یہ کہتا ہوا کہ حمزہ صاحبقران فی الحقیقت تو بڑا کریم اور عالی ہمت رفقا پرور بندہ نواز ہے بیت
صدف نے ابر سے منہ کھولکر گہر مانگے + ترے کرم نے دیئے بے سوال حاجت مند + اور جھٹ پٹ شاہ صفا سے وہ پانچ
توڑے اشرفیوں کے لیکر نذر زنبیل کیے اور پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھا اور بہت سی مدح و ثنا سلطان والا مرتبت کی کرکے
کہنے لگا کہ حمزہ قلعہ جالندریہ کا فتح کر لینا کچھ مشکل بات نہیں مگر مشروط بشرط یہ جو تو نے از راہ خداوندی زادراہ مجھے
عطا کیا خیر محض تیری ناموری ہے اور علاوہ اسکے تو نے اپنی عقبی بخیر کی ثواب سمجھکر دیا لیکن جو مثل تو نے سنی ہے کہ مزدور
خوشدل کند کار بیش اگر نصف باغ بہشت لقا سے مشرک خدا کا بمعہ اپنی مجھے لکھدے اسمیں مع اسباب نقرہ و طلائی

اور جواہر بیش بہا اور مالیت نقد و جنس لقا کی اور زیورات اور اشیا اور اسباب حور و غلمان کا غرض جو کچھ کہ ہو اُسکا مالک و مختار
میں ہوں تو گویا مناصفہ نصف باغ میرے قبضہ اختیار میں رہے اور آدھے کا مالک و مختار تو ہے سلطان والا قدر عالی مرتبت نے
متبسم ہو کر فرمایا کہ یہ تو وہی مثل ہے کہ حلوائی کی دکان دادا جی کا فاتحہ۔ ابھی کجا باغ بہشت مملوکہ اور مقبوضہ لقائے مشرک
خدا کا اور کہا سبائل کجا تو کجا میں لاحول ولا قوۃ آب ندیدہ موزہ از پا کشیدہ یہ پیشبندی باندھنا کیا واہیات بات ہے ابھی
یہیں واس بلا کا سامنا ہے ایسے ایسے کئی دربند آگے طے کرنے کو پڑے ہیں وہاں تک پہونچیں آگے دیکھیے جنگ دوسرا دعمرو
کہا ہے حمزہ حیلے حوالے اور عذرات نہ دیجئے کہ تواور ہیں اسمین تیرا کیا نقصان ہوتا ہے تو یہ اقرار نامہ لکھکر اپنی مہر کر دے
امیر حمزہ صاحبقران دوران نے کہا کیا قباحت ہے بسم اللہ میں ابھی تجھے مہر کیے دیتا ہوں یہ کہکر ایک کاغذ اسی مضمون کا
لکھا اُسکے مہر خاص فرماکے عمرو کو حوالے کیا اور عمرو نے خوشی خوشی وہ اقرارنامہ حمزہ صاحبقران سلطان والاشان سے لیکر
نذر زنبیل کیا اور ایک مچھلی چوبی اس صنعت سے کہ چار آئینہ جلی چپ و راست اور رو و پشت پر اسکے نقب کیے تھے اور بجائے
پر و بال اکثر پیچ ایسے رکھے تھے کہ جہاں اُنکی کل کو مروڑے جسطرف چاہے دریا میں چلا جاوے اور ایک قطرہ پانی کا مطلق اُسکے
پیٹ میں نہ پہونچ سکے تیار کی اور کنارے اُس دریا کے اُس مچھلی کے پیٹ میں آ بیٹھکر دریا میں مچھلی کو گرا دیا اور وہ مچھلی بصورت
ذی روح مچھلی کے بموجب اشارے کل کے سیدھی سمت قلعہ دربند جالندریہ تیرتی ہوئی چلی اور راستے راہ دریا میں جو شے یا کوئی
جانور نہنگ وغیرہ دور سے نظر آتا تو عمرو فوراً رستے کل اُسکی [illegible] اور طرف سے نکل جاتا تھا مختصر یہ کہ وہ زیر دیوار قلعہ دربند
جالندریہ پہونچی حسب الاتفاق ایک سقہ اکوان جالندری و کیوان جالندری کے باورچیخانہ کا فیل بلند دروازے پر
قلعہ کے گیا اور اُسنے اپنا ڈول پانی بھرنے کو اوپر سے اُس دریا میں ڈالا عمرو بطور مچھلیوں کے تڑپ کے اُس ڈول میں جا بیٹھا
جب اُس سقے نے اپنا ڈول کھینچا اور پانی مشک میں بھرنے لگا عمرو مچھلی کی شکل اچھلکر سقے کے گلے سے لپٹ گیا اور [illegible]
اُسکے حلق کو دبایا کہ دم اُسکا نکل گیا اور وہ سقہ جہنم واصل ہو کر زمین پر گر پڑا تب عمرو مچھلی کے پیٹ سے نکلکر زنبیل سے معجزہ
[illegible] ہوا اور ایک بوڑھے پہلوان کی شکل بنا اور گھوڑا نہایت لاغر و نحیف کہ سوائے پوست و استخوان کے نام گوشت کا
اُسمیں نہ تھا اُسپر ایک بہت پرانا پھٹا چار جامہ کھنچا ہوا قدم پھونک پھونک کر زمین پر رکھتا تھا عمرو سوار ہو کر دروازہ بارگاہ
اکوان جالندری پر پہونچا اور ہر چند چوبدار و دربان مانعت اور ہاں ہاں کرتے سد راہ ہوے مگر عمرو نے خیال نہ کیا بلکہ غصہ
میں آکے دو ایک کوڑے اُن سب کے مارے اور کہا او بیوقوفو تم کیا سمجھے ہو میں سوار قدرت خداوند لقا کا ہوں بیساختہ
اندرون بارگاہ گھس گیا اکوان جالندری و کیوان جالندری دونوں ایک تخت پر بیٹھے تھے اور گرد و پیش چپ و
راست قریب دو ڈھائی سو بڑے بڑے زبردست سردار لقا پرست ہمنشین اور مصاحبین اُن دونوں کے کرسیوں اور
نگاون پر بیٹھے کچھ ذکر مذکور ادھر اُدھر کا کر رہے تھے عمرو کو دیکھا اکوان جالندری نے کہا میں یہ کون ہے روکنا اسکو لوگ
چاروں طرف سے ہاں ہاں کرکے چاہیں کہ اُٹھیں عمرو نے بآواز بلند کہا کہ ای اکوان اور کیوان حاکمان دربند جالندریہ
ہوشیار و آگاہ باشید کہ میں سوار قدرت خداوند ہیجدہ ہزار عالم باختر کا ہوں خداوند نے تقدیر کی ہے کہ ایک خداپرست کو زندہ
سالم نہ رکھے لہذا مجھے تمہارے پاس واسطے استیصال لشکر حمزہ کے بھیجا ہے اکوان اور کیوان کو سوار قدرت کی شکل و شباہت
دیکھکر یقین آیا اور مطلق دل کو دونوں کے یقین ہوا اور از راہ ظرافت اور ازروے امتحان بھی ایک اپنے قوی پہلوان کو
اشارہ کیا کہ ذرا اِس بیہودہ گو کاذب بے ادب کو اس اقرار کرنے اور جھوٹھ بولنے کی تعزیر دے کر بارگاہ سے باہر نکال دے
وہ پہلوان تیغہ پکڑ کر اُٹھا اور یہ کہکر کہ باش اوبد ذات اپنی جعلسازی کی تعزیر بھی دیکھ عمرو کی طرف حملہ آور ہوا عمرو نے
اُسکی ضرب کو خالی دے کر برابر سے وہی تلوار جو کمر سے لگی تھی کھینچکر ایک ہی وار میں اُس گبر تیرہ روزگار کو جہنم واصل کیا بس

پھر تو بڑا ہو گیا چار طرف سے پچاس ساٹھ سردار اکوان جالندری کے ہتھیار پکڑ کر ملک عمرو کی جانب دوڑے عمرو نے
بھیستی تمام چند جنہا سے بیہوشی مار کر دس بارہ کافروں کو بضرب تیغ گرایا تھا دو چار جہنم داخل ہوئے پانچ سات زخمی ہو کر گر پڑے
عجب طرح کا تلاطم اکوان اور کیوان کی بارگاہ میں پڑ گیا تھا اسوقت اکوان جالندری اور کیوان جالندری کو یقین
کلی ہو گیا کہ لاشک اور لاریب یہ سوار قدرت خداوند لقا کا ہی ورنہ اس دریا کو طے کر کے قلعہ پر کیونکر چڑھ آتا اور پھر ایسا
شخص ضعیف اور لاغر میری بارگاہ کے ایسے ایسے زبردست سرداروں اور پہلوانوں کو مار کر اسطرح سے گرا دیتا یہ سمجھکر
اکوان اور کیوان جالندری نے مع تمام اپنے سرداروں کے عجز و الحاح منت و سماجت کرنے لگے کہ ای سوار قدرت خداوند
ہمکو نہیں معلوم تھا ہمسے خطا ہوئی اب تم عفو جرائم ہمارا کرو بارے عمرو نے اکوان اور کیوان کو اپنے نزدیک بلا کے
گلے لگا لیا اور یہ کہا کہ خداوند بیچون ہزار بار لکھ بار بخشنے نے مجھے فقط تمہاری اعانت کے واسطے بھیجا تھا تمکو ازبسکہ بد دیانتی اور
خیرہ دلی یقین نہ آیا خیر اب تو مین تمہارے دونوں کے قصور معاف کرتا ہوں لیکن سنو یہ تمنے کیا نامردی کی حرکت کی تھی خداوند
تو عالم الغیب ہی جو تم اچھی بری کہیں کرتے ہو سب اسپر آشکار اور عیان ہو جاتی ہی تمنے جو حمزہ کی فوج آتے دیکھی ازراہ نامردی
خائف و ترسان ہو کر قلعہ کے دروازے بند کر لیے اور دریا کا پانی اُسکے لشکر کی طرف نکال دیا اس حرکت بیجا سے تمہارا خداوند
نہایت تمپر خفا ہی اب تمکو لازم ہی کہ اس پانی کو دریا سے پھروا دو اور دروازہ قلعہ کا کھولکر میدان نکلکر استیصال لشکر حمزہ کا کرو بلکہ میری
حضوری مین تمکو کچھ سعی اور جہد رزم و پیکار مین نہین کرنی پڑیگی تم فقط اپنے لشکر کو میرے ہمراہ لیے کھڑے رہو مین بحکم خداوندی تمام
خداپرست کو زندہ و سالم نہ رکھونگا اور جو گرفتار ہونگے انکو تمھارے حوالے کرونگا اُسی حالت مین گروہ مقیدان اقبال خداوندی کی پرستش کا
کرینگے مین اُنکے واسطے حسب الحکم خداوندی امداد حرمت اور جاہ کے واسطے اُن سب کے کہونگا اور منصب جاگیرین
دلوا دونگا اور جو کوئی عذر اور انکار کریگا اُسکو قتل کرونگا اکوان جالندری اور کیوان جالندری دونوں
اپنے اپنے ہاتھ باندھکر سوار قدرت کے تصدق اور نثار ہوئے اور کہنے لگے ہرچہ فرمان تو باشد آن کنم اور یہ کہکے اپنے
اہلکاروں کو حکم دیا کہ ہان پہلے تم جھٹ پٹ پانی کی راہ مسدود کرا کے جسطرف کہ نشیب اور برآمد پانی کی ہو اُسطرف کی راہ
کھول دو تاکہ یہ چار دن طرف دریا کا پانی کم ہو جاے اہلکاروں نے اُسی وقت لوگوں کو بھیجکر پانی کا نکلنا بند کرا کے راستہ
نکلنے کا کھول دیا کوئی پہر بھر کے عرصہ مین وہ تمام دریا کا پانی جو میدان مین بھرا تھا غائب ہو کر فقط جلہ باقی رہگیا اور بعد اسکے
اکوان جالندری اور کیوان جالندری نے حکم دیا کہ جسقدر خس و خاشاک اور بڑا یون کی راکھ ہم پہنچے
جلد اُن و جلوں مین ڈالکر زمین کو خشک اور میدان کو ہموار کر کے ہمارا لشکر بیرون قلعہ نکلے سر میدان طبل جنگ
بجوا کے بتائید سوار قدرت ان خداپرستوں کا مقابلہ کریگا حسب الحکم اُن دونوں کے اہلکاروں نے راکھ مٹی
او جلا ڈلوا کے تمام میدان کی کیچڑ جتنی تھی خشک کرا دی اور میدان صاف و شفاف کرا کے عرض کی کہ ہم تعمیل حکم کر چکے
اب جسوقت کہ مزاج مبارک مین دونوں صاحبوں کے آئے فوج کشی کر کے حریف کرین یہان امیر باتوقیر نے عجب دیکھا دریا کا
پانی خود بخود غائب ہو گیا اور میدان خشک اور ہموار ہی پانی ایک طرف نکل گیا مع سرداران لشکر کے ادھر آئے میدان مین تشریف لاے اور بارگاہ
سلیمانی کو پاک صاف کرا کے اسباب سب نکلوایا اور فرش بچھوا دیا مع تمام سرداران و سپاہی دست بستہ اپنی اپنی جگہ پر قائم ہوئے اور
اکوان و کیوان جالندری روز دوم صبح کو قلعہ مین سے مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے نکلکر باہر میدان مین فروکش ہوئے اور خیمے
ڈیرے استادہ کرا کے حکم دیا کہ طبل جنگ بجوا دو چنانچہ طبل جنگ لشکر کفار مین بجا اور یہ خبر سنکے اہلکاروں نے لشکر اسلام کے بارگاہ
سلیمانی مین آکے بحضور بادشاہ اسلام بعد دعا و ثناے شاہنشاہی عرض کیا کہ سرور عالم کی عمر دراز اکوان جالندری
اور کیوان جالندری دونوں حاکم دہر جالندر بہر کے مع تمام اپنی فوج و سپاہ قلعہ سے باہر نکلکر میدان مین

دو کش ہوئے اور طبل جنگ بجوا کے صبح کو معرکہ آراستہ میدان کارزار ہونگے سلطان امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ بحکم ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ ہمارے بھی لشکر مین بجے مگر کچھ عقل نہین کام کرتی کہ یہ اتنا بڑا دریاے زخار ساحل ناپید اکنار بطرفۃ العین کیونکر خشک ہو گیا اور اسکا پانی کس طرف کو نکل گیا اور پھر جھٹ پٹ ہاکمان دربنے نے دجلہ میدان کا خشک کرکے میدان ہموار کر دیا اور قلعہ سے نکلکر بیخوف و خطر طبل جنگ بجوا دیا یہ کیا معاملہ ہے سحر ساحری کا بھی کچھ آثار معلوم نہین ہوتا خیر جو مشیت پروردگار ہو شعر

کارساز ما بفکر کار ماست ** فکر ما در کار ما آزار ماست ** حسب الحکم سلطان باکرم لشکر اسلام مین طبل جنگ بجا اور رات بھر دونون طرف بڑی جاگ اور تیاری ہوشیاری رہی صبح کو بدستور اور معمول قدیم دونون لشکر آکر میدان مین قائم ہوئے اشعار

دو لشکر برابر شدہ آراستہ	شدہ از ہر طرف بانگ برخاستہ	یلان غرق آہن ز سر تا بپا	چو شیری کہ گیرد در آئینہ جا
نہادند بر دوش مردان کار	زرہ ہائے داؤدی و زرنگار	بروے زمین آن یلان فوج فوج	بہنگام جولان گری موج موج
ز آمد شد لشکر بیقیاس	زمین در تزلزل فلک در ہراس	حضیض زمین چون فلک اوج بود	سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
ز گرد و غبار گشتہ بر سپہر	رہ رفتن خویشتن گم کردہ مہر	ز سم ستوران دران ہین دشت	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

بعد صفوف آرائی لشکر راکوان اور کیوان جالندری سے پہلے سوار قدرت یعنی شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اپنے مرکب کو چمکا کے میدان مین آیا اور مرکب پر سے کود کر سمت قبلہ بحضور قلب اور خلوص نیت زیر لب یہ کہتا تھا کہ اے رب جلیل تو سمیع و بصیر و عالم اور خبیر ہے تجھسے تو کچھ پردہ اور مخفی نہین ہے کہ مین بندہ عاصی تیرا ہون لعنت کرتا ہون لقا اور اسکے پرستارون پر کہ بخیال محال اندیشی در بیم جان بظاہر اس لشکر کفار اور راکوان اور کیوان جالندری دونون نابکاران روزگار کے سنانے کے واسطے اور فتح پانے لشکر اسلام اور اپنے آقاے ولی نعمت امیر حمزہ صاحبقران عالیمقام کے لیے یہ کہتا ہون اور اس علیہ اللعن لقا پر مین لعنت کرکے سر بسجود تیرے سامنے ہون کہ تو معبود حقیقی میرا ہے غلاصہ یہ کہ دل مین یہ کہکے با آواز بلند پکارا کہ یا عضدا وند یا اختر وقت مدد ہے اور گھوڑے پر سوار ہوکے نیزہ بردوش بہ کمال جوش و خروش نعرہ زن ہوا کہ اے لشکر خدا پرستان و اے زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ است کہ بیاید بمیدان جنگ بجز داسکے لاکارنے کے ساتھ ہی لشکر اسلام سے اولاں دل شاہزادہ فرامرز عاد مغربی اپنے مرکب کو صف سے نکالکر روبرو تخت بادشاہ اسلام پہونچا اور دست ادب باندھکر اجازت طلب میدان کا ہوا حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ نے فرمایا بخدا سپردم لا یزال بسپردم شاہزادہ فرامرز عاد مغربی سراپا دکھلاتا ہوا بمقابلہ سوار قدرت آکے ہمتگاور ہوا تو دیکھا کہ دس بارہ قدم گھوڑا سوار قدرت کا اکڑ کے پیچھے ہٹ گیا مگر سوار قدرت مثل ستون قاش زین پر قائم رہا مطلق لغزش اور تکان اسکے جسم کو نہین معلوم ہوتی تھی اور اسنے پھر اپنے مرکب کو خوب سا سنبھال کر جولان کیا اور پکارا کہ اے خدا پرست لا ضرب مردان عالی فرامرز نے بطریق اہل اسلام گفتگو کی کہ ہمارے دین مین حریف پر پیشدستی نہین کرتے سوار قدرت نے کہا ایسا دین اور طریق تم سب کو بہت سا خراب کریگا اور یہ کہکے نیزہ بازی مین مشغول ہوا سا تو ین آٹھوین طعن مین نیزہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے ہاتھ سے نکال دیا فرامرز عاد مغربی اپنے نیزے کے ہوائی ہوجانے سے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور قہر و غضب مین ضرب تیغ بر سر سوار قدرت کے لگائی سوار قدرت نے اس چالاکی سے اسکی ضرب کو خالی دیکر وقت برگشتگی تلوار طور طمانچے کے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے گلے پر ماری کہ ساتھ چوٹ پڑنے کے فرامرز چرخ مار کر گھوڑے پر سے زمین پر گرا اور مثل قالب بیجان بیہوش پڑا تھا سوار قدرت نے جلدی سے اپنے مرکب پر سے کود کر فرامرز کی مشکین باندھین اور واللہ اعلم بالصواب کیا معاملہ درپیش ہوا کہ ہوا لگتے ہی شاہزادہ فرامرز کو ہوش پھر آگیا سوار قدرت نے فرامرز کو باندھکر راکوان جالندری اور کیوان جالندری کے پاس بھیجدیا اور آپ پھر اسی طرح سے گھوڑے پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا

فوج اسلام سے شاہزادۂ اسلام بہرام گرد بن خاقان چین اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابلہ سوار قدرت
آیا اور اسی صورت سے سوار قدرت نے نیزہ بہرام کا ہوائی کرکے مرکب پر سے گرا دیا اور حالت غفلت مین بہرام کی مشکین باندھ
اپنی فوج مین بھیجدیا بعد چند سردارون کے گرفتار ہونے کے ایک مرتبہ پل عادیان پور شدادیان کہستان کرب بن کوہ کرب پہلوان
عادی نے اپنے گھوڑے کو بجہر میدان مین نکال کر بادشاہ سے رخصت لی اور بمقابلہ سوار قدرت تخت شدادی پکڑ آیا اکوان
جالندری اور کیوان جالندری یہ قد و قامت اور جسامت کہ اکیس گز کا دور و مرکا ہو دیو کا سا کلہ پہلوان عادی کا
دیکھکر متحیر و ششدر رہا ہم کہتے تھے یہ بشر تو نہین معلوم ہوتا کوئی قوم دیوزاد سے ہو دیکھیے سوار قدرت اسکے ہاتھ سے کیونکر جانبر
ہوتا ہو ناگاہ سوار قدرت نے باواز بلند کہا کہ ای طویل القامت خدا پرست تو اپنے زعم اور نگاہ خلائق مین جوان قوی ہیکل
اور بڑا زبردست معلوم ہوتا ہو مگر یہ بھی تو جانتا ہو کہ جس خداوند ہیجدہ ہزار ملک نے تیری شہامت اور تجھے یہ طاقت عطا کی ہو
وہ قادر مطلق ہو اُسنے اپنے سوار قدرت کو کسقدر قوت عطا کی ہوگی جو تجھے سر میدان اسوقت باندھ لیجائیگا اس سے لازم
یہ ہو کہ تو خدائے آسمان کی پرستش چھوڑکر خداوند لقا کی پرستش اختیار کر پہلوان عادی نے فحوائے کلام سے سمجھا کہ
یہ سوار قدرت بے شک و شبہ عمرو ہی بیساختہ یہ سنکے کہنے لگا کہ ای کہنہ دزد یہ تو کیا چھپکے مارتا ہی عمرو سوچا کہ پہلوان عادی نے
مجھے پہچان لیا ایسا نہو کہ مجھے رسوا کرے تب بزبان عبری کہنے لگا کہ خبردار ای دلاور تم اپنی زبان کو سنبھالے رہنا پھر بیہودہ
نہ بکنا اور بہتری مین ہو کہ میرے ہاتھ سے زیر ہوکر اپنی مشکین بندھوا سکے پھر جیسا مناسب ہوگا مین کہدونگا پہلوان عادی نے
رمز و کنایہ عمرو کا سمجھکر کہا سن زیادہ تقریر کو طول نہ دے ای سوار قدرت بس یہ ہو کہ لا ضرب یا عمرو یعنی سوار قدرت نے کہا
اس فربہ جسم اور بھاری لاش پر تو سیف و رہی جنگ تیر اور شمشیر مین تو کیا مجھسے عہدہ برآ ہو سکیگا ہان اگر کچھ بڑا اور غرور تجھے
اپنی پہلوانی کا ہو سو بین سر میدان مجھسے کشتی لڑونگا اور بطرفۃ العین اس ضخیم جسم اور لاغر ہاتھ پاؤن سے تجھے زیر کر کے
باندھ لیجاؤنگا تاکہ خلائق تماشائے قدرت خداوند ہیجدہ ہزار ملک اپنی آنکھون سے دیکھے اور فرقۂ گمراہ یعنی لشکر اسلام بھی اقرار
خداوند کی الوہیت کا ہو یہ کہکر سوار قدرت اپنے گھوڑے پر سے کود پڑا ادھر پہلوان عادی بھی مرکب پر سے اترا اور
عمرو سے اور پہلوان عادی سے بظاہر کشتی کشمکش کی ہونے لگی معاذ اللہ کا مقام ہو کہ اگر پہلوان عادی ایک ہاتھ
ایک ران اپنی عمرو پر رکھدیتا تو عمرو سے جنبش نہ ہوپاتی لیکن بمقتضائے مصلحت ایک چار گھڑی کے زور ہوئے دونو ہاتھ پکڑ کر ران مین
فوج و سپاہ نے دیکھا کہ سوار قدرت نے پہلوان عادی کو بزور کشتی پشت بزمین کرکے آسمان دکھا دیا اور چھاتی پر چڑھکر
مشکین باندھلین اور لوگون کے حوالے کر کے اکوان جالندری اور کیوان جالندری کے پاس بھیجدیا اور قریب شام
طبل بازگشت بجوا کر بہت لاف و گزاف کرکے پکارا کہ کل ایک خدا پرست کو زندہ و سالم نہ چھوڑونگا ای حمزہ کہ صاحبقران
پیرسے حقیقی اب بہتر یہی ہے کہ تو خداوند ہیجدہ ہزار ملک کی پرستش کر ورنہ کل دیکھنا جو مین سلوک تیرے ساتھ کرونگا یہ کہکے
مع اکوان اور کیوان جالندری میدان مصاف سے اپنے خیمے کی طرف چلا ادھر امیر عالیمقام بادشاہ اسلام اور تمام
سردارون کے وہان سے مراجعت فرما کے بارگاہ سلیمانی مین آکے داخل ہوئے وہان سوار قدرت کو اکوان اور کیوان جالندری نے
لاکھو لاکھ روپیہ تحفہ اور تحائف اور زر نقد اور جواہرات بیش بہا بطریق نذر و نثار کے دیا وقت شب سوار قدرت نے وہ سب
نقد و جنس دیکھکر داخل زنبیل کیا اور پھر طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو پھر دونون لشکر میدان رزم مین آکر قائم ہوئے اور
اسی شکل سے سوار قدرت نے پھر نکلکر تیس چالیس سردار لشکر اسلام کے پکڑ لیے اور اکوان اور کیوان جالندری کے
پاس بھجوا دیے مختصر یہ کہ تین روز کی میدان داری مین قریب تین سات سو سے تین سو بڑے بڑے نامی اور نامور سرداران
لشکر فیروزی اثر کو سوار قدرت نے زیر کیا اور وقت شام طبل آسائش بجوا کے اکوان اور کیوان جالندری سے علیحدہ ہوکر

مین گیا اور سب سردارون کو اپنے روبرو بلا کے بزبان عبری کہا کہ تم سب نے مجھے پہچانا سردارون نے کہا کہ زبانی پہلوان
عادی کے ہمکو حال معلوم ہوا اگر اب فرمایئے کہ آپ کا کیا ارادہ ہی جو ارشاد ہو ہم بجا لائین عمرو نے کہا صلاح وقت اب یہ ہی کہ یہہ
دو گھڑی کے بعد مین تم سب کو الکوان اور کیوان جالندری کی بارگاہ مین جا کے کہونگا کہ اب بھی تم سب خداوند لقا کی پرستش کا
اقرار کرو تو مین تم سب کو چھوڑے دیتا ہون اور ایک ایک کے واسطے بڑے بڑے رتبہ اور مرتبے دلوا دونگا پہلے تم سب اسکا یہی
جواب دے لو تو مین بعد اسکے نافرمانی کا بھی جو قصاص ہوگا ظاہر کرونگا تم سب متفق ہوکر اقبال کرنا مین تم سبھون کو تمہارے
گھوڑے اور سلاح دلوا کر خلعت سے خلیع کرونگا کل صبح کو تم سب میرے ہمراہ سوار ہو کر میدان جنگ مین چلنا مین بمقابل لشکر
اسلام بانفس میدان مین جو سردار نکلیگا اُس سے آمادہ رزم و جنگ ہونگا تم سب گرد و پیش الکوان اور کیوان جالندری کے
مسلح اور مکمل بہت ہوشیار کھڑے رہنا آیندہ جیسا موقع اور محل مین دیکھونگا تم سے کہدونگا تم اُسپر عمل کرنا سب سردارون نے
کہا بسر و چشم جو آپ نے فرمایا ہمکو قبول ہو غرض یہ خوب سا سمجھا بجھا کے عمرو الکوان اور کیوان جالندری کی بارگاہ مین
گیا سب پیشتعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے الکوان اور کیوان جالندری بڑے اعزاز اور تکریم سے عمرو کو سوار قدرت سمجھے ہوئے
ایک دنگل پر برابر بٹھلا کے لطف یعنی شجاعت اور جوانمردی کی کرنے لگے عمرو نے کہا کہ اے الکوان اور کیوان جالندری اسوقت تم
ذرا اُن سردارون کو جنھین مین نے زیر کرکے تمہارے پاس بھیجا تھا زندانخانے سے طلب کرو تو مین اُنسے فہمائش کرون اگر میرے کہنے پر
اُن سب نے عمل کیا اور خداوند لقا کو برحق جانا تو اُنکے واسطے بہت بھاری بھاری خلعت دینا اور ہر ایک کا مرتبہ اور رتبہ بڑھا کے
اور نہایت عزت اور آبرو کر کے صبح کو اپنے ہمراہ میدان رزم مین لے چلنا اور جو اُنھون نے راہ سرکشی کے کہنا میرا نہ مانا تو مین اُسی وقت
اُن سب کو قتل کرونگا و حسب الحکم سوار قدرت یعنی عمرو کے الکوان اور کیوان جالندری نے سرداران لشکر اسلام کو محبس سے
طلب کرکے عمرو کے روبرو کھڑا کر دیا اور عمرو نے وہی تقریر اُن سب سے کی اور سب سردارون نے بموجب مشورہ کے اقرار کیا
تب عمرو نے الکوان اور کیوان جالندری سے بڑے دھوم دھام کی خلعت سبکو دلوائے اور دنگلون اور کرسیون پر باعزاز
تمام بٹھلا کے جلسہ ناچ گانے کا اُنکو دکھلایا شراب پلوائی بعد اُسکے برخاست کر کے جب وقت صبح کا ہوا بدستور معمول قدیم کے الکوان
اور کیوان جالندری اور تمام سرداران لشکر اسلام سوار ہو کر میدان رزم گاہ مین آکے قائم ہوئے اسطرف سے سلطان
ظفر احتشام امیر عالیمقام مع تمام سرداران لشکر اسلام کے وعدہ گاہ مصاف مین تشریف لائے اور تیاری میدان جنگ کی اور صف
آرائیان طرفین مین جب ہو چکین تب دیکھا کہ سوار قدرت اپنا مرکب جولان کر کے ناف میدان مین آیا اور با واز بلند مبارز طلب ہوا
تین سوا اُسکے تین سو دلیران لشکر اسلام گرد و پیش چپ و راست الکوان اور کیوان جالندری کو محاصرہ کیے بشگفتہ پیشانی باتین
کر رہے تھے اور سوار قدرت کی شہسواری اور سراپا میدان کا دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ لشکر فیروزی اثر مین دست راست سے
علمون نے جلوہ گری کی اور نکور نوبت پر چوٹ پڑی امیر باتوقیر نے خیال کیا تو دیکھا کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملکہ باختر
صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مرکب گلگون باختری کو چمکا کے روبرو تخت
بادشاہ کے آیا اور اجازت طلب ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے جام کا عفریت اپنے دست مبارک سے لبریز کر کے شاہزادہ عالم کو
عطا فرمایا اور شاہزادہ والا شان نے ایک ہی دم مین اُسے نوش فرماکے آداب بجا لایا اور سوار قدرت سے آکر ہمتگا ور ہوا
وہی جو رنگ ڈھنگ سوار قدرت کی رزم و جنگ کا تھا اُسی طرح سے نیزہ وری کے بعد جب سوار قدرت نے جھکا کر تلوار ماری
تب شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے بفنون سپہگری سوار قدرت کا بند دست پکڑ لیا اور جھٹ پٹ داہنا ہاتھ اُسکی
کمر زنجیر مین ڈالکر چاہتا تھا کہ قاش زین سے لنگر توڑ کر اُٹھا لے عمرو نے آہستگی کہا اے شاہزادہ بدیع الزمان ذرا سمجھ بوجھ کر
ایسا نہو کہ تجھے کچھ گزند پہونچے بس شاہزادہ بدیع الزمان نے جو پہچانا کہ یہ سوار قدرت شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار

بیٹے تشریف لایا ہی کہا قصور ہوا مجھسے اور یہ کہکر اپنا ہاتھ زور سے کھینچ لیا عمرو نے اپنے مرکب پر جست کرکے باواز بلند کہا کہ اے دلیران لشکر اسلام تم جو سب گرد و پیش اکوان اور کیوان جالندری کے کھڑے ہوا ب کیا دیکھتے ہو اور کسکے منتظر ہو ان دونون کو پکڑ کر جو کوئی فوج کفار سے کچھ حوصلہ کرے جھٹ پٹ اُسے مار کر جہنم واصل کر منم شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور یہ کہکے سلطان با اقبال کی رکاب سے آکر لپٹ گیا امیر حمزہ صاحبقران دوران فرط سرور سے اشقر دیوزاد پر سے کود پڑے اور عمرو کو بیکایک اپنی چھاتی سے لگا لیا وہان اتنی دیر مین سرداران لشکر اسلام نے اکوان اور کیوان جالندری کو تخت پر سے اتار کے گرفتار کر لیا اور فوج کفار سے شمشیر زنی کرنی شروع کی چار طرف سے آواز امان امان کی بلند ہوئی ہزارون سفاک کرے غازیان دیندار مجاہدان شور شعار نے بلوہ کر دیا اور سلطان امیر عالیمقام نے باطمینان تمام داخل قلعہ در بند جالند ہوکر قتل عام کا حکم دیا جسنے کہ کلمہ شہادت پڑھا اور دین اسلام قبول کیا اُسکو امان دی باقی سب کفارون کو تہ تیغ بیدریغ کرکے واصل جہنم کیا اور دیو ہرے بتخانے منہدم کراکے جابجا مساجد کی بنا ڈال دی تمام شہر اسلام آباد ہوگیا شادیانے فتح کے بج رہے تھے روز دوم جسوقت کہ حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ تخت سلطنت پر اجلاس فرما ہوئے اور امیر با توقیر سے پانچ ہزار با پانچ سو کئی سرداران نامی پہلوانان گرامی جوانان صف شکن و شیر افگن بارگاہ سلیمانی مین متمکن ہوئے اُسوقت اکوان جالندری اور کیوان جالندری کو اپنے روبرو طلب کرکے فرمایا کہ اے بہادر داب کہو کہ بلقدر یزدان شناسی کیا کہتے ہو اُن دونون نے عرض کی کہ فی الواقع آپ کا دین برحق ہی وہ کلمہ جس سے انسان ظاہر ہوجاتا ہی ہمکو ارشاد کیجیے سلطان والاقدر عالیمنزلت نے کلمہ شہادت تلقین کیا اکوان اور کیوان جالندری از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھکے مشرف باسلام ہوئے اُسوقت امیر والا توقیر نے پوچھا کہ اے اکوان جالندری یہان سے تا پایہ تخت زمرد شاہ کتنا فاصلہ راہ کا ہوگا اور اثناے راہ مین کتنے دربند اور پڑینگے اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار عالیمقام یہان سے تا ساحل تین مہینے کی راہ ہی اور چھ دربند حضور کو اور طی کرنا ہونگے یہ حال سنکے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا انشاءاللہ تعالی اگر حیات مستعار باقی ہی تو کل صبح کو یہان سے ہم کوچ کرینگے حسب الایما صاحبقران دوران پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہوا اور روز دوم لشکر فیروزی اثر کا کوچ ہوا اور جسوقت کہ سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام سوار ہوکر مع سرداران لشکر اسلام کوئی دو فرسنگ پر پہونچے تو وہان ایک چوراہا نظر آیا صاحبقران زمان نے اکوان اور کیوان جالندری سے پوچھا کہ اب کسطرف سے چلین اُن دونون نے بیان کیا کہ ایک راستہ تو یہ سمت شہر صفوانیہ جانے کا ہی وہان کا حاکم ملک صفوان ہی اور مسلمان تھا قضا سے کردگار ایک اژدہا اُس شہر مین آنکلا عجب طرح کا اژدہا تھا جو دیکھتا تھا مارے دہشت کے عجب حال ہوتا تھا اب اُس اژدہے کے خوف سے وہ راہ بند ہوگئی اور دوسرا راستہ سامنے ہی یہ راہ جانب قلعہ سعادت آباد گئی ہی کہ وہان کا بادشاہ سعادت شاہ ہی اور یہ راستہ تیسری طرف کا جو ہی اسطرف ایک طلسم عناصر الاربعہ پڑتا ہی کہ اُسمین درسے چار مینار بہت مرتفع اور بلند ہین ایک مینار مین شعلہ جوالہ آتش سر بفلک رسان اور دوسرے مینار سے ایک دریا سے ذخار پانی کا اور تیسرے مین تتق خاک کا اُٹھتا ہوا اور چوتھے مینار سے ایک عجب طرح کی ہوا نکلتی ہی اور بعد اسکے جو راہ کہ چوتھی طرف کو گئی ہی اُس سمت دریا ہی اور ناف دریا مین ایک قلعہ فلک فرسا نہایت مستحکم بنا ہوا ہی مالک اور حاکم اُس قلعہ کا سالوک پہلوان نامے ایک بڑا زبردست اور سرکش پہلوان لعین بت پرست قیام پذیر ہی کہ اُسنے ہزارہا مسلمانون کو ہلاک اور پیوند خاک کر دیا اور قدیم الایام سے در پے ایذا رسانی اور خونریزی اور تلاش اہل اسلام مین شب و روز مصروف و مشغول رہتا ہی خدا جانے اُس سفاک بیباک اور جلاد چالاک کے دل مین ان لوگون کی طرف کہان کی عداوت سما گئی ہی کہ جہان کسی خدا پرست کو پاتا ہی تہ تیغ بیدریغ کرتا ہی اور اے شہریار پہلے اکثر مجھ ان اور

کا ہون سے سنا ہے کہ جو شخص اُس اژدہے کو جسکے باعث سے شہر صفوانیہ کا راستہ مسدود ہو رہا ہے مار بگاڑیگا وہی قاتل لقاے مشرک
خدا کا ہوگا سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران نے یہ حال چاروں راہوں کا سنکے جانب ارلے سواد ہندوستان رکن السلطنت
دوران رستم زمان لندھور بن سعدان مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے خسرو بلاد ہند تم دریائی راہ سے پہنچا لوگ پہلوان جاؤ اور اُس
دشمن خدا بد دین ایذا رسانندہ مومنین کو اگر مسلمان ہو تو فہو المراد ورنہ جہنم واصل کرو اور شاہزادہ انجم گردہ رستم شکوہ
بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو اور بیٹھے کہتے ہیں کہ شاہزادہ کرب غازی کو طلسم عناصر الاربعہ کی طرف روانہ کیا مالک
اژدر صاحب نیزۂ دوسر کو سمت سعادت آباد جانے کو حکم دیا بعد ان تینوں صاحبوں کے جانے کے امیر با توقیر مع مہر اوج
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور بادشاہ لشکر اسلام اور تمام سرداران عالیمقام اور
لشکر فیروزی اثر سوار ہو کر جانب صفوانیہ جہان وہ اژدہا رہتا ہے مخاطب ہوئے

اب کچھ داستان فرحت بیان حال پیدایش عمرو ثانی وغیرہ بیان کیا جاتا ہے

کہ جس وقت سلطان صاحبقران آن تمام اپنے سرداروں اور شاہ شہزادوں کی شادیاں کر کے اس طرف کو متوجہ ہوئے تھے تو ہر ایک
سردار کے محل میں ایک ایک فرزند پیدا ہوا چنانچہ قبلۂ دین ستون اسلام شاہزادہ کرب غازی کا فرزند بطن سے ملکہ رسیدہ
شیردل کے اسد بن کرب غازی اور خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا بیٹا لندھا و البطن سے ملکہ غنچہ خاتون کے
مالک اژدر کا فرزند ابراہیم اور شاہزادہ بہرام گرد بن خاقان چین کا سعد ظلم خان بن بہرام اور مرزبان خراسانی کا
فرہنگ بن مرزبان اور شاہزادہ جمہور جہان سوز طوس بہادر شہنشاہ تبریز کا علقمہ بن جمہور اور شہنشاہ سعد کا
حارث بن سعد اور پہلوان عادی کا عدل بن عادی اور سرخیل وفاداران مقبل وفادار کا قبیل بن مقبل
غرض اسی طرح سے سب سرداروں کے گھروں میں بیٹے پیدا ہوئے اور پانچ پانچ برس کے ہوئے حسب اتفاق سلطان والا شان کے یہاں ملکہ
مہر نگار تاجدار کے بطن سے بھی ایک لڑکا نہایت حسین مثل آفتاب تابان اور ماہ درخشان پیدا ہوا اگرچہ تھے دونوں ہاتھ ناقص
چنانچہ ملکہ مہر نگار تاجدار اپنے لخت جگر پارۂ دل فرزند جگر پیوند کو اس ہیئت دیکھکر رات دن رویا کرتی تھی اور نماز پنجگانہ میں بعد از تضرع
و زاری جناب باری سے استدعا اور ملتجی اسبات کی تھی کہ اس میرے فرزند کے ہاتھ پاؤں اچھے ہو جاوین ایک روز کی نقل ہے
کہ شب کے وقت عالم خواب میں بحکم رب جلیل حضرت جبرئیل نے سر بالین ملکہ آکر اپنا ہاتھ اُس صاحبزادے پر ملا فوراً دونوں ہاتھ
جو ناقص تھے اُس لڑکے کے اچھے ہوگئے صبح کو ملکہ جو آرام کرکے اٹھی اور اپنے فرزند کے ہاتھ پاؤں میں کسی طرح کا نقص نہ دیکھا
فرط شادی سے بیحد شکر کرتی پھرتی تھی اور مثل گل پیرہن میں پھولے نہ سماتی تھی تو از بسکہ وہ لڑکا ہو بہو بصورت سلطان
والا قدر عالیمنزلت تھا عمرو ثانی اُسکا نام رکھکر ملکہ نے بڑی دھوم سے جشن نشاط اور محفل انبساط کی تیاری کی اور
سیکڑوں طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے مہمانوں کا ہجوم اور دعا گویوں کی دھوم تھی لکھو کھا روپے اشرفیاں جواہر
جو ہر دوشالے رومال خلعتی ہاتھی گھوڑے پالکیاں انعام میں عطا فرماتے تھے غرض یہ کہ اُسی ہنگامہ نشاط و محفل انبساط میں
اُس شاہزادے کو صدمات جو نغم سے ایک بچہ پیدا ہوا اور اُٹھا ایک ایسا عجب طرح کا شور یوم النشور تمام محل میں اٹھا تھا اور
ماتم بپا ہو گیا چار طرف دھواں دھاڑ پڑی تھی محفل عیش ساتھ طیش کے بدل گئی بلکہ مہر نگار تاجدار فرش خاک پر پچھاڑیں کھاتی اور
دو ہتڑ اپنے سر پر مارتی تھی شیون اور شین کرتی تھی مگر چونکہ مشیت ایزدی سے کسی کو چارہ نہیں ہے لا علاج
تسلیم و رضا پر ساکت ہو کر بیٹھ رہی تھی

اب حال اسد بن کرب غازی کا سنیے

کہ شاہزادہ اسد کو مکتب خانہ میں معلم کے پاس واسطے تحصیل علم کے بٹھایا تھا تو ایک کمان بانس کی اور چند تیر سرکنڈے کے

بناکے جب مکتب سے رخصت پاتا تھا تو کھیلا کرتا تھا ایک روز کچھ معلم اسد پر خفا ہوا تھا اسد نے دوڑ کر اپنی تیر و کمان اٹھالی اور جھنجھلا کے ایک تیر معلم کی ناک پر مارا کہ خون جاری ہوا معلم نے اسد کو پکڑ کے خوب مارا اور شام تک اٹھنے نہ دیا شام کے وقت جب معلم نے کہا کہ بس محل مین جا تب اسد نے اپنے مکتب والون سے کہا کہ یارو مین تو اسد نواسہ لندھور قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان حمزہ صاحبقران کا ہون اور تم سب مجھسے دعوی دوستی کا کرکے ہمیشہ بہت سالا و گزاف اپنی جان نثاری اور یاری کا کرتے تھے اب اگر تمھین مجھسے واسطہ ہو تو میرے شریک حال ہوکے جو مین تمسے کہون وہ کرو تو مجھے یقین ہو کہ تم سب میرے دوست ہو اُن سب لڑکون نے کہا کہ جو آپ فرمائین ہم بجا لائین شاہزادہ اسد نے کہا تو میری اجازت اور خوشنودی خاطر یہ ہی کہ اس میان جی کو پکڑ کے خوب سا مارو لڑکون نے معلم کو دوڑا کر پکڑ لیا اور رہا تبتک اُسکا گلا گھونٹا کہ معلم کا دم خفا ہوکر نکلگیا اور مرگیا اسد نے جو دیکھا کہ معلم مرگیا اُسنے کہا کہ اب میرا یہان رہنا صلاح نہین اور یہ کہکر چار ہزار نوجوان امیر امرا زادیون اشرافون کے بیٹے پوتون کو جمع کرکے سلاح تحفہ تحفہ انھین بندھوا کے گھوڑے جنکے پاس تھے وہ تو اپنے لائے باقی گھوڑے اور اسباب اپنے پاس سے سب کو دیے اور بشان و شوکت تمام شہر سے اور کنار کشتی سمت سبائل سوار ہوکے روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان صولت بیان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل غضنفان خونریز خاوری سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب قاسم قریب کوہ دو شاخہ کے پہونچا تو پشت پر سے ایک شور کسی کی فوج کی آمد کا سنکے خاور سیاہ نے پھرکے دیکھا کہ دو کافر ناہموار پیر دار جمعیت کثیر بجھے نصیب ہٹتے آتے ہین شاہزادہ قاسم نے وہان سے پلٹ کر اُنسے مقابلہ کیا اور سر داد و داد رزم و پیکار کی دونون کو بضرب تیغ آبدار بدرجہ اسفل السافلین پہونچایا باقی ماندہ جو کفار تھے مع سرداروں کے سو گیا سے جلوہ قتالی برعین کھاکر دونون سرداران جہنمی کے لاشے قضا سے مشرک خدا کے پاس لے گئے اور لقا سے کہا کہ ان دونون کے لاشون کو دریا رحمت مین ڈالدو اسکی نو روز مین پھر انکو زندہ کردونگا چنانچہ حسب الحکم اُس مشرک خدا کے وہ لاشے دریا مین ڈالدیے گئے پھر ان قاسم کا حال سنیے کہ قاسم باطمینان تمام وہان سے مراجعت فرماکے اپنے باغ مین پہونچا اور ملکہ گیتی افروز سے ملاقات کر سرور وقت عیش و نشاط ہوا روز دوم پھر وقت شب اُسی طرح سے مسلح و مکمل ہوکے شبخون مارا اور قتل و غارت ان اور ہوشیار رکھو اور غیرہ چند سرداران نامی زبردست پہلوانون کو خوش و خرم واصل کیا اور ہوا سے تمام کفار سے بچ تمام نکالگیا الا راہ کم کر کے برابر ایک قلعہ کے جانکلا چنانچہ اُس قلعہ کا نام قلعہ دشت اور حاکم وہان کے سلیم اور سالم نامے دو پہلوان تھے وہ قلعہ سے نکلکے شکار کھیلنے کو جاتے تھے حسب اتفاق اُن دونون کا شاہزادہ خاور سیاہ سے سامنا ہوگیا اور انھون نے دیکھا کہ ایک نوجوان سر سے پانو تک خون مین آغشتہ مسلح و مکمل اپنا مرکب گرم تاز کیے ادھر کو آتا ہی سدراہ شاہزادہ خاور سیاہ کے ہوکر پوچھنے لگے کہ ای بہادر یہ کیا واردات تجھپر گذری اور یہان کہان سے آتا ہی خلاصہ یہ کہ ان دونون کو تحقیق اور تصدیق ہوگیا کہ یہ شخص قاسم اور یہی لشکر خداوند پر شبخون مارتا ہی تب بہزار چرب زبانی اور لسانی ملک قاسم کو وہ اندرون قلعہ لے گئے اور شراب مین دارو بیہوشی ملاکے شاہزادہ کو بیہوش کیا اور بطوق و مسلسل کرکے ہوشیار کیا اُس وقت کہنے لگے کہ ای قاسم اب تجھے لازم ہی کہ خداوند ہی پر ہزار لکھا خوری سجدہ پرستش کر تو قاسم نے غیظ مین آکے نعرہ اللہ اکبر جگرسے کھینچا اور تمام قید اپنے جسم سے توڑ کر ملکی پھینکدی اور اُن دونون کے کمربند پکڑ کے ایک ہی زور مین اٹھالیا اور چاہتا تھا کہ سر بہ چرخ دے کر پیوند زمین کرے سلیم و سالم نے باواز بلند کہا کہ ای شہریار ہمکو ثابت ہوا کہ بہ تائید اور برکت تیرے دین کی ہی جو کوئی اس دین کو قبول کرے وہ کیا کہیے قاسم نے کلمہ شہادت ارشاد کیا اور وہ دونون بصدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگئے اُسوقت ملک قاسم نے اُن دونون سے کہا کہ تم بدستور ہماری طرف سے اس قلعہ کے حاکم ہو جسوقت کہ ہم تمکو طلب کرین تم مع اپنی فوج و لشکر ہمارے شریک حال ہونا

اور یہ کہکر اسپ سوار ہوا اور اپنے باغ مین تشریف فرما ہوکر ملکہ گیتی افروز سے ملاقات کی اور ایک شبانہ روز عیش کرکے پھر زیر
قیطول لشکر کفار پر شبخون مارا قضائے کار اُس روز اول شام سے تمام کفار ہوشیار اور خبردار بیٹھے جاگتے تھے لقا نے بھی بڑی
تاکید تمام لشکر کو کردی تھی کہ خبردار اگر آج یہ بندۂ گستاخ شبخون مارکر نکلجائیگا تو مین تم سب پر اپنا قہر نازل کرونگا پس جسوقت ملک قاسم
نے نعرہ کیا اور آمادۂ شمشیر زنی اور کفار کشی ہوکر ایک سمت کو چلا تو قمطوس بن القاش خون آشام نے پشت پر سے
آکے تلوار سر اقدس پر شاہزادۂ والاتبار کے ماری اور دو انگل کا زخم سر پر شاہزادۂ نامور کے آیا ملک قاسم نے پلٹ کر جو تیغہ
بلارک افراسیابی اُس ملعون کو مارا تو لاش اُس شقی کی دو پرکالے ہوکر خاک و خون مین پھڑکنے لگی اور قاسم اپنا مرکب چمکا کے
ایک سمت کو نکل گیا اور عجب طرح کا اتفاق درپیش ہوا کہ آج بھی اپنے باغ کا راستہ فراموش کرکے جانب طاؤس کوہ جا نکلا
اور از بسکہ خون بہت سا سر اقدس سے نکلگیا تھا حالت غش مین گھوڑے پر سے گر پڑا انہین دار اشاہ نامے وہان کا
بادشاہ شکار کھیلنے کو نکلا تھا اُسنے شاہزادہ خاور سپاہ کو بحالت زخمداری بیہوش اور خود فراموش زمین پر پڑا اور
مرکب کو ایک سمت مع زین و لجام آغشتہ بخون چراگاہ مین خالی زین پھرتے دیکھا اپنے جی مین سوچنے لگا کہ یہ کون
شخص ہو کہ چہرے پر اسکے عجب طرح کی ایک شوکت اور شان اور شجاعت اور صولت معلوم ہوتی ہو آیا کوئی شاہ و شہریار زادہ
ہو اپنا خاندان ہو اثنائے راہ مین کسی سے معرکہ جدال و قتال درپیش ہوا ہو اور زخمی ہو کر یہان گھوڑے پر سے گر پڑا ہو یہ
سوچ کر شاہزادہ خاور سپاہ کو اپنے لوگون سے اٹھوا کے ایک پالکی مین لٹا دیا اور اُسی حالت غش مین اپنے مکان پر
لا کے جراحون سے ٹانکے لگوائے جسوقت کہ زخم شاہزادۂ قاسم کے سر کا دھو دیا گیا اور جراح نے ٹانکے لگائے اور ہوا جو دماغ کو
لگی تو ملک قاسم نے آنکھ کھولدی اور دیکھا کہ مین ایک بارگاہ مین آغشتہ بخون پڑا ہون اور ایک بادشاہ میری بالین پر
بیٹھا جراح سے ٹانکے میرے سر مین لگوا رہا ہو اپنے دل مین سمجھا کہ مین جو قمطوس کو واصل جہنم کرکے حالت زخمداری مین
پھرا تو شاید یہ مرکب باوفا مجھے یہان لیکر نکل آیا ہو اور مین غش کھا کے پشت مرکب پر سے جدا ہو کے کہین گر پڑا ہون یہ
بادشاہ وہان وارد ہوا اور مجھے اُٹھا لایا ہو غرض قاسم بھی یہی سوچ رہا تھا کہ اُس بادشاہ نے پوچھا اے بہادر کیا حال ہو
اور اپنی سرگذشت تو بیان کر شعر چہ کسی وچہ نام خوانندت ٭ در کدامی مقام دانندت ٭ ملک قاسم نے اسوقت تو بتقاضا
فراست بخیال افشائے راز اپنا نہین کیا جیسا موقع اور محل بنا کہہ دیا مگر بعد چندے روز کے جب زخم سر کا بھر آیا اور غسل صحت کیا
تو اُس روز اپنا نام اور حسب و نسب بیان کرکے دار اشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ تجھے مین مرد مردانہ سمجھتا ہون لہذا اگر تجھ کو
فراست اور دیدۂ حقیقت ہو تو غور کرکے میری نصیحت پر عمل کرے اور اس کفر و کافری زمرد پرستی کو ترک کرکے کلمۂ شہادت
پڑھے اور دائرہ اسلام مین آئے تو تیرے لیے مفاخرت دارین اور سعادت کونین اور باعث ازدیاد محبت اور خوشنودی
خاطر کا میرے ہو چونکہ دار اشاہ نہایت عاقل اور فہیم تھا معقول ہوکر کہنے لگا کہ اے مرشد زادۂ کونین شاہزادۂ خاور سپاہ
زہے نصیبا بات مجھ بندۂ عاصی اور خاطی کا کہ تجھ سا سالک طریقت اور حقیقت اس ذریعہ سے میرے کلبۂ احزان مین
آئے اور راہ نیک مجھے تلقین فرمائے مین کیونکر تیرے ارشاد کو بسر و چشم قبول نہ کرونگا شاہزادۂ قاسم نے کلمہ پڑھا ارشاد کیا اور وہ
بصدق کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوگیا ملک قاسم نے اُسے اپنے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب ہم جاتے ہین تم اسی طاؤس کوہ پر نگاہداشت
فوج کی جاری کرو اور حکمران رہو جسوقت کہ ہم لشکر کشی بر سر زمرد شاہ کرین تم مع اپنی فوج و سپاہ ہمارے پاس حاضر ہونا یہکر
شاہزادۂ عالم دار اشاہ کے پاس سے رخصت ہوا اور سوار ہوکر اُسی باغ مین جاکے ملکہ گیتی افروز کے ساتھ ایک شبانہ روز
مصروف عیش و عشرت رہا اور روز دوم پھر نصف شب کو زیر قیطول لشکر لقا پر جاکے شبخون مارا اور قاری لوش سردار
وغیرہ بڑے بڑے سرکش چند کفار کو جو دو چار ہوگئے تھے بضرب تیغ آبدار قتل کرکے نکلگیا اور سابق دستور پھر راہ گم کرکے

سمت دریا سے مار گیر جا کر وارد ہوا اُس وہ کا حاکم اور فرمانروا طاؤس سبز قبا نامے ایک پہلوان فیلتن اہرمن توان
نہایت قوی ہیکل تنو مند بازو تھا اور اُسکے دو بیٹے تھے وہ کہیں شکار کھیلنے کو آئے تھے حسب اتفاق اُس جنگل میں ایک شیر
پیدا ہوا اور اُن دونوں پر حملہ ور ہو کر چاہتا تھا کہ ہلاک کرے اُدھر سے قاسم جو گھوڑا جمکائے آتا تھا یہ تماشا دیکھکر ضبط
نہ کر سکا اور بیساختہ کھینچی تمام جھک کر برابر سے ایک ہی تیغ بلا رکیب فراسیابی جو دوال کر پر شیر کے مارا تو شیر کے دو پر کالے
ہو کر ایک طرف پھڑکنے لگا اور دونوں بیٹے طاؤس سبز قبا کے سراسیمہ دوڑ کر شاہزادہ خاور سیاہ کے قدموں سے
لپٹ گئے اور بہت سی تعریف اور توصیف شکر اور سپاس اپنی جان بخشی کا کرکے اپنے باپ طاؤس سبز قبا کے پاس گئے اور سارا
حال شیر کا اپنے اوپر حملہ ور ہونے اور قاسم کا اُسوقت بیساختہ وہاں پہونچکر اُس شیر کے مارنے کا بیان کیا طاؤس سبز قبا نے
اپنے قلعے سے مع چند سرداروں کے نکلکر استقبال کیا اور شاہزادہ خاور سیاہ کو اندرون قلعہ لیجا کر پوچھا کہ معلوم ہوا کہ تو
اولاد حمزہ صاحبقران ہی ملک قاسم نے کہا کہ ہاں میں پوتا امیر حمزہ صاحبقران کا ہوں طاؤس سبز قبا نے بخیال اس
مآل اندیشی اور حرص دنیا کے کہ اگر میں اس شخص کو بفریب گرفتار کرکے بحضور خداوند لقا بھیجدونگا تو کیا عجب ہے کہ
میرے واسطے خلعت پیغمبری ہو جائے بعیاری اور مکاری مسلمان ہوگیا اور ملک قاسم کو شراب بیہوشی آمیختہ پلا کے
عالم بیہوشی میں پکڑ لیا اور پابجولان کرکے عرضداشت اس حال کی کرکے یاقوت شاہ کو بھیجدی قضا سے کردگار ملکہ
گیتی افروز جو شاہزادہ خاور سیاہ کے تنہا معرکہ آرا ہونے اور شبخون مارنے سے واقف ہوگئی تھی روتے اور سر زنی اور سینہ
کوبی کرتے کرتے زیادہ تر بیتاب اور بہت مضطرب ہوئی تو حالت یاس میں دو پٹہ اپنا سمت قبلہ زمین پر بچھا کے بحضور قلب
اور خلوص نیت جناب باری سے دعا مانگ رہی تھی ناگاہ مہروند عیار کوکا ملکہ کا وہاں آگیا اور اُسنے کہا خیر باشد ملکۂ عالم
نصیب دشمنان اسوقت کیا صدمہ ہی ملکہ نے کہا کہ بھتیا کچھ حال آج شاہزادہ با اقبال کا نہیں معلوم کہ معرکہ جدال و قتال میں
کیا سانحہ در پیش ہوا جو ابتک تشریف نہیں لائے مہروند عیار نے کہا ملکۂ عالم نظر بکرم کریم کارساز رکھکر گھبرائیے نہیں
شاہزادہ خاور سیاہ بڑا صاحب اقبال ہی کچھ اندیشہ نہ کیجیے میں جاتا ہوں اور جہاں وہ شہریار ہوگا ہیں ڈھونڈھ لاتا
ہوں یہ کہکر مہروند عیار جو باغ سے نکلا تو ابھی تھوڑی دور نہیں گیا تھا کہ اُسنے دیکھا ایک شخص ایک خط ہاتھ میں لیے دوڑتا ہوا
سمت قیطول لقا جاتا ہی مہروند نے جلدی سے اُسکے برابر پہونچکر پوچھا کہ بھائی خیر ہے تو ہی تم اسقدر جلد اور بدحواس
کہاں جاتے ہو اُسنے کہا کہ دشمن خداوند لقا ایک خدا پرست ملک قاسم نامے ہمارے یہاں آکر قید ہوا اُسکے حال کی عرضی
اپنے بادشاہ طاؤس سبز قبا کی طرف سے لیے یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ خداوند کے پاس جاتا ہوں مہروند عیار نے کہا
کہ اور یہ دوسرا شخص تمہارے پیچھے کون ہی اُس قاصد نے جونہیں پلٹ کر دیکھا مہروند عیار نے حلقہ کمند عیاری کا اُسکی گردن میں
مارا کہ جھٹکے کے ساتھ چاروں شانے چت ہو کر گر پڑا مہروند عیار نے اُسے تو بیہوش کرکے ایک غار میں ڈالدیا اور وہ نامہ
اُس سے لیکر ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور ساری کیفیت بیان کی ملکہ گیتی افروز اُسوقت نقاب منھ پر ڈالکر بھیلہ(?) شکار سوار
ہوئی اور کئی ہزار سوار اور خانہ زادان جان نثار مع مہروند عیار ہمراہ رکاب اپنے لیکر قریب درکار(?) کے پہونچی خبر
ملکہ گیتی افروز کے اپنی سرحد میں آنے کی سنکر طاؤس سبز قبا اپنے قلعہ سے بطریق استقبال کے نکلا اور ملکہ سے ملازمت
حاصل کرکے نذر دی اور بجا کر(?) ہمراہ رکاب ملکۂ عالم یجناب(?) ہو کر ملکہ گیتی افروز کو اندرون قلعہ لایا اور بہت سا
تحفہ تحائف پیشکش کرکے دست بستہ بنا بر ادب کھڑا رہا ناگاہ ملکہ نے پوچھا کہ میں نے سنا ہی کسی خدا پرست اولاد حمزہ کو
پکڑ کر قید کیا ذرا اُسے میرے سامنے تو لاؤ میں بھی دیکھوں کہ وہ نادیدہ خدائے آسمان کا پرستار کیا شکل و شبیہ(?)
رکھتا ہی طاؤس سبز قبا نے حسب الحکم ملکۂ عالم کے ملک قاسم کو اُسی صورت سے بقید سلاسل طلب کرکے سامنے ملکہ

گیتی افروز کے کھڑا کر دیا اور شاہزادہ خنا و سیاہ نے جو اندرون قلعہ آکر ملکہ کو وہاں صدر آرا دیکھا جوش حمیت سے نہایت
غیظ و غضب میں طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا تمام قید اپنے جسم کی مانند تار عنکبوت کے توڑ کے ہتھکڑی اور مثل شیر ژیان
حملہ ور ہوکے طاؤس سبز قبا کو پکڑ لیا اور چاہتا تھا کہ اٹھا کے زمین پر مارے طاؤس سبز قبا نے از سر صدق اسلام قبول کیا
ملک قاسم نے اسے ہاتھ سے چھوڑ کر فرمایا کہ طاؤس سبز قبا تم جس طرح ہمیشہ سے اپنے قلعہ اور اس درہ مارگیر میں فرمانروائی اور
حکمرانی کرتے تھے اسی طرح سے سلطنت کرو جس وقت ہم لشکر کشی بر سر زہرہ شاہ کرینگے حسب الطلب ہمارے تم مع اپنی فوج
و سپاہ آکر شریک حال ہمارے ہوتا اور یہ کہکر سوار ہوا اور باغ میں آکر ملکہ کے ساتھ عیش میں مشغول ہوا اور پھر حسب معمول
قدیم نصف شب کو چپکے اور تنہا ملکہ کے پاس سے اٹھکر بہ نیت شبخون سوار ہوا اور بطور سابق الذکر لشکر لقا پر جا کر شبخون
مارا اور اسی طرح سے ستائیس شبخونوں میں مارنوش سردار اور عنقا روش سردار اور جہلم بن مناکوس اور منکوس پہلوان
غدار رعد ملبس فیل کش اور بابہار سرکش وغیرہ ہزارہا کفار کو مارکر جبکہ نہایت زخمی ہوگیا تب بہ جراحت اور قوت جنگ ستم
کرتا باغ میں ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور اپنے ہاتھ سے زخموں میں ٹانکے لگا کے بچاہے مرہم کے رکھکر چند روز شبخون مارنے میں
توقف کیا یہ وقائع خونریزی کفار زیر فیلطول سنکے لقاے مشرک خدا نے گردہر و عیار کو طلب کیا کہ جہاں سے ہو سکے تو اس
بندہ عاصی قاسم کو ڈھونڈھکر پکڑ لا گردہر بموجب حکم اس مشرک خدا کے کوچہ بکوچہ خانہ بخانہ تمام سیاحل میں خوب
تلاش کرکے بعد چند روز کے ملکہ گیتی افروز کے باغ میں گیا اور اسنے دیکھا کہ ملک قاسم زانو پر ملکہ گیتی افروز کے
سر رکھکے آرام کرتا ہے اور تمام صحبت والیاں اور خواصیں اپنے اپنے کام میں چار سو متفرق اور مصروف ہیں مگر زخم قاسم
سرکا ابھی بخوبی اندمال پر نہیں آیا پٹی مرہم کی چڑھی ہے گرد و پیش انگیٹھیاں آگ کی دہک رہی ہیں گردہر دو کا یہ تو کیا منہ تھا
جو بیباکانہ اور بیباکانہ ملکہ گیتی افروز کی صحبت میں چلا جاتا لیکن پیش خود یہ تجویز کرکے کہ یوں تو میرا کہنا کل آفاق محض کذب
اور افترا سمجھیگا اور خداوند لقا اور یاقوت شاہ یقین نہ لائیگا میں یاقوت شاہ کو اپنے ہمراہ لاکے دکھلا دوں تاکہ میں
مفتری اور کاذب نہوں اور رسوا اخذہ اور قہر خداوندی سے امین اور بری رہوں گردہر و عیار جھٹ پٹ وہاں سے الٹے
پاؤں پھرا اور یاقوت شاہ کے پاس جاکے من و عن سارا حال بیان کیا اور یاقوت شاہ کو بچشم دکھلا دینے کا اقرار
کرکے اپنے ہمراہ جانب باغ مخاطب ہوا اثناے راہ میں جمہر وند عیار کو کا ملکہ گیتی افروز کا جاتا تھا اسنے یہ حال دریافت
کیا تو قبل از پہونچنے گردہر و اور یاقوت شاہ کے ملکہ کے پاس آکر آہستہ سرگوشی میں کہا کہ ملکہ عالم غافل کیا بیٹھی ہو
ہوشیار ہو جاؤ گردہر و عیار تمہارے بھائی صاحب چہر بکل قدرت یاقوت شاہ کو ساتھ لیے تمہیں اور شاہزادہ خنا و سیاہ کو
دکھلانے کے واسطے آتا ہے ملکہ سراسیمہ ہوکر اپنے جی میں سوچی کہ اگر میں اس حال کی شاہزادہ خنا و سیاہ کو اطلاع کرتی ہوں
تو وہ جاہل مطلق ہرگز چھپ کر نہ بیٹھیگا یہ سوچکر ایک پیالہ شراب بیہوشی آغشتہ قاسم کو پلاکر حالت بیہوشی میں
ایک صندوق میں بند کرکے آپ خاموش ہوکر بیٹھ رہی اتنی دیر میں یاقوت شاہ اندرون محل آیا اور ملکہ سے یہ کہکر کہ
اے شوخ دیدہ گیسو بریدہ تونے بندہ مقصود خداوند یعنی قاسم کو اپنے باغ میں لاکر رکھا ہے ایک طمانچہ ملکہ کے مارا اور تمام
بارہ دری اور غلہ نشین اور حجرے اور بنگلے باغ کے ڈھونڈھ کے جب کہیں کچھ پتا و نشان قاسم کا نہ پایا تو لاعلاج بہت سا
خجل اور منفعل ہوکر پھر آیا وہاں ملکہ گیتی افروز روتی ہوئی لقاے مشرک خدا کے پاس گئی اور کہا کیوں بابا جان
مجھسے یہی تقصیر کی تھی کہ یاقوت شاہ نے مجھے آکے طمانچہ مارے اور بے ثبوت اور بے قصور میری ننگ و حرمت
آبرو کیے ہوکے قاسم کے ساتھ متہم کرے لقا نے کہا ہرگز میں نے یہ تقدیر نہیں کی تھی یہ کہکر لقا نے یاقوت شاہ کو طلب
کیا اور بہت سا زجر و توبیخ کرکے چند تمانچے مارے اور کہا خبردار ہو میری سامنے سے اگر بار دیگر ایسی کوئی خطاے فاش

ملوہ مین آئیگی تو تجھے بھی اپنے قہر مین مبتلا کرونگا یاقوت شاہ جو ذلیل ہو کر غیظ و طیش کی حالت مین زیر قیطول آیا تو اُسنے جہتر گردمرد کو بلاکے خوب کوڑے لگوائے اور کہا کہ اس مسخری بدذات کا پوست جسم سے کھنچواؤ اُسنے کہ جب طرح کا افترا اور اتہام خداوندزادی پر کرکے مجھے بحضور خداوند بے عزت کرایا جہتر گردمرد نے عرض کی کہ ذرا آپ تامل اور صبر کرین اگر مین قاسم اور ملکہ عالم کو باتفاق باہم ایک مسند پر بیٹھے نہ دکھادون تو جس عذاب عظیم سے چاہنا مجھے قتل کرانا اور جو مزاج مین آئے وہ کرلینا بارے یاقوت شاہ نے گردمرد کو چھوڑدیا اور گردمرد پھر اُسی وقت بہیئت عیاری باغ مین گیا اور اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اور ملکہ گیتی افروز دونون ایک پلنگ پر بہمدگر اور باہم آغوش لپٹے ہوے پڑے ہین گردمرد یہ دیکھکر وہان سے پھرا اور یاقوت شاہ کے پاس جاکے کہا کہ ایک مرتبہ پھر ذرا تکلیف فرماکے چلیے اور دیکھیے پھر جو کچھ ہے اور افترا آپ کو معلوم جائیگا یاقوت شاہ نے کہا اچھا کیا قباحت ہے مجھے لیجاکے دکھادے تو تجھے بھی یقین آئے گردمرد نے ایک روغن عیاری ملکر اور یاقوت شاہ کی صورت ایک پیر ضعیف عورت کی بنادی اور آپ بھی ایک فرشتہ کی شکل بنکر یاقوت شاہ کو لیے باغ مین آیا جب یاقوت شاہ نے بچشم اپنے دیکھا ملک قاسم اور ملکہ دونون ایک پلنگ پر پڑے ہین وہان سے پھر کے لقا کے پاس گیا اور کہا یا خداوند آپ ذرا چلکے اپنی صاحبزادی کا تماشا دیکھیے کس لطف سے قاسم کے ساتھ مصروف عیش ہے لقا نے کہا اچھا معلوم ہوا اور یہ کہکے آدھی رات کا عمل تھا اُسوقت ادمیر گرد اور محبت دریاباری اور قہرمان عجم اور ارجل سرجل خشت اندازون کو مع کنجاب طلب کیا اور حکم دیا کہ تم سب اِسی دم جاکے اُس باغ کو بیخ و بنیاد سے منہدم کردو اور اُس بندۂ عاصی قاسم بیہودہ کو جلد گرفتار کرکے لاؤ یہ سب توبع کئی ہزار کفار مسلح اور مکمل ہوکر جانب باغ روانہ ہوے اور مہروند عیار نے یہ خبر سنکے جبتک یہ لوگ پہونچین پہونچین پہلے ہی جاکے شاہزادہ خاور سیاہ کے سامنے کہہ کے ملکہ گیتی افروز سے کہا کہ ادمیر اور محبت دریاباری و کنجاب اور قہرمان عجم اور ارجل خشت انداز وغیرہ ہزار کفار حسب الحکم لقاے خداے باختر کے واسطے بربادی اور انہدام باغ اور اسیری دشمنان شاہزادہ خاور سیاہ کے آتے ہین بمجرد استماع اس کلام کے ملکہ تو مثل قالب بیجان شسدر و حیران رہ گئی لیکن ملک قاسم قبضۂ مبارک افراسیابی پکڑکر اُٹھ کھڑا ہوا اور ہرچند ملکہ گیتی افروز نے رو رو کے اپنا منھ پیٹا پیٹ کے منت اور سماجت اور عجز و انکسار رو کا منع کیا اور کہا اے شہریار تو تو آمادۂ رزم و جنگ جاتا ہے مجھے جو اعداے بے پیر اور قوم بشر پر سر وپا برہنہ پاہوے پریشان کشان کشان لیجاینگے تو پھر کیسی کی رسوائی ہوگی شاہزادہ بدیع الزمان گردنشکر شکن نے سالہاے دراز لشکر کنجاب سے مقابلہ اور مجادلہ کرکے مارکر تو ہلاک کیسا کیسا حق المقدور اپنے ہر آفات و بلیات سے محفوظ رکھا اور حیف صد حیف کہ تیری بلانوشی مین تیرے سامنے مجھے فرقہ کفار گرفتار کرکے بے عزت کرین اور لقا کے پاس لیجاینگے شاہزادہ خاور سیاہ نے ملکہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور بیساختہ پیرولن باغ آکر ابھی وہ سب کفار دروازۂ باغ تک نہین پہونچنے پائے تھے کہ قاسم نے طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا نعرہ

ملک قاسم شہ خاور سیاہ	زخم تیغ برابر و نیزہ برباد	ز آب دم تیغ گشتہ زمین	ہمہ باختر شد زر نگین
اگر تیغ بر کوہ خارا زند	ز تن شاخ گا و زمین بر کند	اور یہ نعرہ کرکے شمشیر زنی کرنے لگا قہرمان عجم اور کنجاب	

اور ارجل خشت انداز وغیرہ نے جو آواز قاسم کی سنی تو باغ کی طرف سے پھر کر قاسم کی جانب متوجہ ہوے شاہزادہ خاور سیاہ مثل شیر صحرائی دس بیس کفار کو مار کر بجستی تمام ایک طرف کو نکل گیا اثناے راہ مین ایک غول سوارون کا ملا وہ سوار ملک قاسم سے پوچھنے لگے کہ ایسے وقت تاریک شب مین تو کون شخص ہے کہان سے آتا ہے قاسم نے کہا مین مسافر ہون شب کو یہان راہ بھول کے ایک درخت کے نیچے اُتر پڑا تھا صبح کو کوچ کرجاتا اسوقت تمہارے گھوڑون کی ٹاپ سنکے مجھے وہم ہوا کہ شاید قافلہ قطاع الطریق یا چورون کا ہو تو مین ذرا آگے بڑھ کے دیکھون اپنے بستر سے اُٹھکر آتا تھا اُن سوارون نے بہت سی

دلجوئی اور خاطر کرکے قاسم کو بٹھلایا اور غاشیہ زین پوش کو بچھا کے کھانا جو کچھ کہ اُنکے پاس موجود تھا شاہزادۂ عالم کو کھلوایا اتنے مین
رات تھوڑی رہ گئی اور آثار سحر نمایان ہو چلے تھے قاسم اُن سوارون سے رخصت ہو کر آگے ایک سمت کو روانہ ہوا ابھی کوس
دو کوس بھی نہین پہونچا ہوگا کہ بخوبی روز روشن ہو گیا اور قاسم ایک قلعہ کی دیوار کے نیچے اُتر پڑا اور دم لینے لگا کہ سامنے سے
چار حبشی پیدا ہوئے اور شاہزادۂ خاور سیاہ کے نزدیک آکر کہنے لگے کہ اے شخص چل ہمارے ہمراہ ہمارے بادشاہ نے تجھے یاد فرمایا
تا کہ تیرا گوشت بہت سلونا اور نمکین ہے وہ نوش فرمائے ملک قاسم نے اُن چارون زنگیون کو بضرب تیغ داخل جہنم کیا ناگاہ
اور چالیس حبشی سپرین تلوارین پکڑے نمودار ہوئے اور چارطرف بر سر شاہزادہ نامور نرغہ کرکے آمادۂ رزم و پیکار ہوگئے
اقبال بلندی سے اُن چالیسون مین سے دس حبشی ملک قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے باقی بھاگ کھڑے ہوئے ساعت بھر
بعد کئی ہزار زنگی مردم خوار مسلح اور مکمل سامنے سے پیدا ہوئے اور تلوار برچھے تیر کمند گرز ہر طرف سے شاہزادۂ خاور سیاہ پر
پھینکنے لگے ملک قاسم اپنی زندگی سے مایوس ہو کر بجناب باری مستدعی تھا کہ ناگاہ بیت از جانب دشت و کوہ او رنگ
گردی برخاست طوطی فام رنگ یعنی ایک تتق گرد کا اُٹھا اور جسوقت وہ گرد بیٹھی تو دیکھا کہ آگے آگے چالیس ہاتھیون پر چالیس
علم و نقارہ ان کے پیچھے اُنکے ایک نوجوان نہایت وجیہ و شکیل مرکب پر سوار نیزہ بدوش بکمال جوش و خروش چالیس ہزار سوار نہیب
دیتا ہوا کہ باش باش اور بد سیاہ زنگیو تمھاری جان کا فرشتہ عذاب آن پہونچا اور شاہزادۂ خاور سیاہ نے ملاحظہ فرمایا
کہ ایک مرتبہ افواج زنگیان آدم خوار پر گرا اور کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین اسقدر شمشیر زنی کی کہ کئی ہزار زنگیون کو تہ تیغ بیدریغ
کر کے ہزیمت فاش دی شاہزادۂ قاسم نے پوچھا کہ اے بہادر تو کون شخص ہے اُسنے جواب دیا کہ مجھے خداوند تعالی نے ان زنگیون کے
ستانے اور بچانے والے کو بھیجا تھا اور سنا تھا کہ حمزۂ صاحبقران نے اژدہا سے صفوانیہ کو مارا ہے اسواسطے مجھے تقدیر کر دی تھی
کہ تو بعد از فتح زنگیان تو بر سر حمزۂ صاحبقران جانا سو مین نے ان زنگیون کا استیصال بخوبی کیا اب بتلاش حمزۂ صاحبقران
جاتا ہون اُسکو شکست دونگا یہ کہکے شاہزادۂ خاور سیاہ کو بڑے تملق و چاپلوسی اور اعزاز و احترام سے اپنی بارگاہ مین لایا
اور مسند جاہ و حشمت پر بٹھلا کے اپنے ملازمون سے کہا کہ [illegible] لاؤ شاہزادۂ قاسم نے دیکھا چند ملازم اُسکے ایک خوان کھانے کا
اور کھانچا آسپ بھرا ہوا اور ایک شیشہ شراب خون کبوتر کے رنگ کا لائے اور سامنے اُسکے رکھ دیا تب اُسنے کھانچا خوان کا اُٹھایا
کھانے کی طرف متوجہ ہوا مگر اُسمین چالیس رکابیان تھین اُنمین افعی سیاہ بند تھے یہ نوجوان ایک ایک جام شراب کا پیتا تھا اور
اُنمین سے ایک ایک سانپ بجائے گزک کھا لیتا تھا چنانچہ نام بھی اُسکا تردو مار خوار ہے خلاصہ یہ کہ بعد اپنے معمول کے اُسنے
ملک قاسم سے کہا کہ اے بہادر تو بھی کھانا کھا شراب پی شاہزادۂ خاور سیاہ نے فرمایا کہ اول سیر ہے اور تیرے امتحان زور سے ہو چکا ہے
تین دن کھانا کھایا ہون اُسنے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے ہاتھ اپنا بڑھا کے زور پنجہ کرنے کو کہا اور قہقہہ مار کے کہنے لگا کہ اے بہادر جسقدر زور
اور طاقت تجھ مین ہو قصور نہ کر قاسم نے کہا کہ مین یون زور کبھی نہ کرونگا تو پہلے خوب سا اپنی قوت اور طاقت کا امتحان کر لے بعد
اُسکے مین زور کرونگا چنانچہ اُسنے حتی المقدور خوب سا زور کرکے جب کہا کہ ہان اب تو میرے پنجہ کو پھیر دے شاہزادۂ خاور سیاہ نے
آن واحد مین پنجہ اُسکا پھیر دیا تب وہ اپنے دل مین یہ سمجھکر کہ مین اسکا حریف کسی صورت سے نہین ہو سکتا ہون یہ شخص بڑا صاحب
طاقت اور زبردست ہے قاسم سے کہنے لگا کہ اے بہادر تو میری نوکری اور رفاقت قبول کر قاسم نے مصلحتاً فرمایا کہ کیا قباحت ہے
ہم لوگ سپاہی پیشہ ہین جو ہمارا قدردان ہوتا ہے ہمکو اُسکی رفاقت کو فہم مین کچھ مقام عذر نہین غرض کہ اُسنے شاہزادۂ
خاور سیاہ کو اپنا رفیق بنا کے روز دوم وہان سے کوچ کیا اور اپنی فوج و سپاہ سے ہمراہ لیکر مع خاور سیاہ لب دریا کشتی پر
سوار ہو کر ایک سمت کو چلا اثناے راہ مین باد مخالف وزان ہوئی اور دریا مین طلاطم پیدا ہوا کشتیان سب تباہ ہوگئین
اور جس کشتی پر شاہزادۂ قاسم اور وہ نوجوان بیٹھا تھا کہین ٹکر کھا کے تختہ تختہ پارہ پارہ ہو گئی مگر ایک تختہ پر شاہزادۂ خاور سیاہ

بیٹھا ہوا۔ بیٹھے بیٹھے تیسرے روز بسبب شدت گرسنگی اور تشنگی کے جبکہ قریب ہلاکت پہونچا بجناب باری سے دعا مانگنے لگا اور کبھی یہ قطعہ عالم یاس مین زبان پر لایا قطعہ بگرداب بلا افتادہ ام یا مصطفے دستے ۔ بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضے دستے ۔ ز حالات شب معراج دانستم ید اللہی ۔ بجز دستم نگیری ای علی بہر خدا دستے ۔ ناگاہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر جا بیٹھا اور دور سے ساحل پیدا ہوا قاسم نے دیکھا کہ وہ تختہ کنارے پر آلگا اور سامنے ایک طرف کچھ دھوبی کپڑے دھو رہے ہین ایک طرف ایک دام دار خاموش نہایت غمگین اور اندوہگین جال خالی ہاتھ مین پکڑے کھڑا ہے قاسم نے پوچھا کہ تو مغموم کیون کھڑا ہے اسنے کہا کہ دام دار ہون اور میری اوقات صرف اسی پیشے پر ہے تین دن ہوچکے ہین کہ کوئی مچھلی دام مین نہ آئی میرے اہل و عیال سب فاقہ کی حالت مین واویلا کر رہے ہین ملک قاسم نے جال اسکے ہاتھ سے لیکر اپنے ہاتھ سے ڈالا اور ماہی کلان اسمین پھنسی ماہی گیر خوش و خرم ہوکر یہ کہتا ہوا کہ ای صاحبزادے تیرے تصدق آج تیسرے فاقہ مجھے روٹی میسر آئی اور مین اسے بیچکر اپنے اہل و عیال کی فاقہ شکنی کرونگا اور تمام عمر تجھے دعا دونگا مگر امیدوار ہون کہ آج تو غریب الدیار غریب الوطن میرے ہی مکان پر چل کے چند روز قیام پذیر ہو غرض شاہزادہ قاسم کو اپنی دکان پر لا کے اور بڑی عزت اور توقیر سے بٹھلایا اور کہا اسجا تو رہا کر چنانچہ قاسم اس ماہی فروش کی دکان پر سکونت اختیار کی اور قدرت خدا کی دیکھیے کہ جس روز سے ملک قاسم وہان جاکر فروکش ہوا اسقدر مچھلی بمنافع اس ماہی فروش کی بکنے لگی اور اسقدر اسے فائدہ ہوا کہ چند روز مین وہ ماہی گیر مالک گنج خطیر کا ہوکر دولت و مال سے متمتع ہوگیا آخر کار اس ماہی گیر نے شاہزادہ کو در پردہ اپنا فرزند قرار دیا اور شبانہ روز تعریف اور توصیف شاہزادہ عالم کی ہر ایک کے سامنے کر کے کہتا تھا کہ عجب طرح کا مبارک قدم اس صاحبزادے کا ہے کہ جسکی برکت سے مین حالت عسرت اور ہلاکت سے نکلا ایسا دولتمند ہوا غرض ملک قاسم کو تو اب اسی ماہی گیر کی دکان پر رہنے دیجیے جب تک

شمہ داستان خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان سے گزارش کی جاتی ہے

کہ لندھور جو امیر والا توقیر سے رخصت ہوکر کشتی پر سوار ہوا اور راستہ دریا کی راہ سے بعد چند روز قریب قلعہ سالوک کے پہونچا اور لب دریا کشتی کا لنگر ان ہوا یہ خبر سالوک نے جو سنی کہ سپہ سالار حمزہ صاحبقران کا لندھور بن سعدان بتہیہ قلعہ گیری آکر کنارے دریا کے اترا ہے آدھی رات کے وقت اپنے عیار کو ہمراہ لیکے کسی فریب سے کشتیون پر آیا سعد سیہ کلاہ کو چرا لیگیا اور اسی شکل سے پانچ چار روز کے عرصے مین چند سرداران لندھور کو چرا لیجا کے اپنے قلعہ مین قید کیا اور یہان تمام فوج و سپاہ لندھور کی ہر چند غور کرتی تھی اور اسکی تلاش مین کشتیون پر سے اترتے اور اسطرف جاتی تھی مگر کہین کسی سردار کا پتا و سراغ نہ پاتا تھا ناچار سب عاجز ہوکر رہ جاتے تھے کسی کی کچھ عقل نہین کام کرتی تھی کہ کشتیون پر سے کون آکے سردارون کو لیجاتا ہے ایک روز کی نقل ہے کہ کوئی پہر رات پچھلی باقی ہوگی خسرو بلاد ہند شاہ دہر اسی فکر و تشویش مین تھا کہ یہ کہ سردارون کا کشتیون پر گم ہو جانا بڑا تعجب کا مقام ہے آخر اچھا کوئی دیو زاد تو آکے نہین لیجاتا جہان عیار اور میرے سب ملازمین جان نثار ہوشیار اور بیدار رہتے ہین دو چار دن مین بھی شب بھر جاگتا رہون شاید کچھ پتا ملجائے اسی فکر اور تجویز مین آنکھین بند کیے پلنگ پر پڑا تھا کہ ایک کھٹکا سا معلوم ہوا لندھور بن سعدان نے آنکھ کھولکر جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک شخص کمند پکڑے قلعہ پر سے نیچے اتر کر میری کشتی پر آتا ہے لندھور نے آپ کو بظاہر خواب مین ڈال دیا اور بہت ہوشیار نیم واچشم سے جب دیکھا کہ وہ شخص میری بالین پر آکے بیہوش سمجھ کے دیکھ رہا ہے لندھور نے بچالاکی اسکا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہ وہ منہ کے بل سامنے آپڑا اور لندھور نے اسے پکڑ کر باندھا اور پوچھا کہ سچ بتلا تو کون شخص ہے اسنے کہا ای خسرو بلاد ہند سچ تو یہ ہے کہ سالوک وہ جو آپ نے سنا ہوگا وہ مین ہون اور آپکے سب سردارون کو واقعی مین ہر شب کو آن کر لیگیا میرے قلعہ مین سب موجود ہین اور آج بے شک و شبہہ مین آپکو

پاڑلیجیا تا گر مجھے ثبوت ہوا کہ آپ کا دین برحق ہے اب مین مسلمان ہو کر آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری مین حاضر رہونگا آگے
جو مزاج مین آئے وہ میرے حق مین کیجیے لندھور نے اپنے دل مین یہ کہکر کہ حکم شرع کا تو ظاہر ہے جس حالت مین یہ اقرار اسلام
قبول کرتا ہے تو اب اس پر قصاص اور قتل واجب نہین کلمۂ شہادت ارشاد کیا سالوک خوف جان سے کلمہ پڑھ کے بظاہر
مسلمان ہو گیا اور بڑی چرب زبانی اور لسانی سے بہت سا عجز وانکسار کر کے لندھور کو اپنے قلعہ مین لیگیا اور کھانا بیہوشی آمیز
کھلوا کے لندھور کو عالم بیہوشی مین پکڑلیا اور زندان خانہ مین بقید شدید بٹھلا کے آپ قلعہ سے باہر نکلا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر
کشتیون کو محاصرہ کیا اور معرکہ آرائے رزم وپیکار ہوا اکثر کشتیون کے تختے توڑ ڈالے چند کشتیان دریا مین غرق ہو گئین ہزارون
مومنین ودلیران لشکر لندھور کے ڈوب کر بدرجۂ شہادت فائز ہوئے ہزارون زخم گولی اور تیر سے شہید ہو گئے بہت گرفتار ہوئے
اکثر اس ہلڑ مین کشتیان اپنی اپنی جس طرف موقع دیکھا نکال لے گئے سالوک تمام مال اسباب لندھور کا تاخت
وتاراج کر کے اپنے قلعہ مین آیا وقت شب خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسکو عذاب جہنم اور سیر گلزار نعیم کی
دکھلا کے مسلمان کیا جب صبح کے وقت سالوک خواب سے بیدار ہوا تو دہشت کے خواب کا جو خیال کیا تو پیادہ پا زندانخانے
مین جا کے لندھور کی قید کٹوادی اور قدمون پر اپنا سر رکھ کے بہت سا عجز وانکسار کیا اور خواب کا بیان اور تلقین حضرت ابراہیم
علیہ السلام اپنے بصدق دل مسلمان ہونے کا حال کہکر تمام مال اسباب لندھور کا اور جتنے سردار قید تھے ان سبکو زندانخانے
سے طلب کر کے حوالہ لندھور کیا اب لندھور کو تو اسی حالت مین رہنے دیجیے

در ذکر داستان مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام مہی وجانگیر کے بیان سے کیے جاتے ہین

کہ مالک اژدر سلطان صاحبقران نامور سے رخصت ہو کے قریب شہر سعادت آباد کے پہونچا اور آمد مالک اژدر کی
سنکے سعادت شاہ نے اپنے قلعہ سے نکلکر طبل جنگ بجوایا اور دو روز وہ ہم بوقت مقابلہ اور مجادلہ مالک اژدر نے
سعادت شاہ کو بفن نیزہ بازی گھوڑے پر سے گرا کے باندھ لیا اور تجارت اپنی بٹھی سعادت آباد مین برائے انتظام اور اسلام آباد
کرنے کے چھوڑ کر آپ مع چند سردارون کے بخدمت سلطان والاقدر عالیمنزلت صاحبقران نامدار روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑ دیجیے

اب شمہ داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے گذارش کیا جاتا ہے

کہ جسوقت سلطان صاحبقران لندھور اور مالک اژدر شاہزادہ بدیع الزمان کو رخصت کر کے آپ مع شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ نامدار اور باقی سرداران لشکر اسلام سمت صفوانیہ روانہ ہوئے تو بعد طی مراحل اور قطع منازل قریب اس
شہر کے پہونچکر دیکھا کہ دور سے ایک قلعہ فلک فرسا اسقدر بلند ہے کہ پیک ذکر اور طائر خیال کی وہان تک رسائی غیر ممکن معلوم ہوتی ہے
عروج وہم انسان سقف تک اسکی محال بلکہ اسکے کنگرے تک نارسا اور تمام شہر اور اطراف اور جوانب اسکے جو دیہات قصبے
پڑے اور گاؤن گرانون صحرا اور دشت مین سب کے سب جلکر کوئلے کے رنگ سیاہ نظر آتے ہین امیر والاتوقیر کو یقین کلی ہو گیا کہ یہان
علامت اسی اژدہے کی یہان سکونت کی ہے اسوقت سلطان والاقدر عالی منزلت نے شاہ عیاران عیار عمرو سے اور تمام سرداران
لشکر سے فرمایا کہ تم سب یہین ٹھہرو مین اس جنگل مین اژدہے کی تلاش مین جا کر تین نعرہ کرونگا ایک تو جسوقت وہ اژدہا مجھے
نظر آئیگا دوسرا جسوقت مین اس پر حملہ ور ہونگا اور تیسرے جبکہ اسے مارونگا شب باطمینان تمام نعرہ کرونگا یہ کہکے امیر
والاتوقیر جانب اس صحرا کے مخاطب ہوئے اور چارطرف بغور دیکھتے ہوئے ایک مقام پر پہونچے کہ ایک دھوان وہان
سے بفلک رسا نکلتا ہے سلطان عالی مقام سمجھ گئے کہ اسی جا پر وہ اژدہا ہے اور یہ سمجھکر چند قدم آگے بڑھے تو دیکھا کہ کوہ
مین ایک بہت بڑا غار ہے اور اسقدر حدت اور حرارت وہان معلوم ہوتی ہے کہ زمین پر قدم نہین رکھا جاتا اور تمام جسم جھلسا
جاتا ہے حمزہ صاحبقران دوران نے وہان ٹھہر کر نعرۂ الله اکبر جگر سے کھینچا ساتھ ہی نعرے صاحبقران دوران کے اس

غار مین سے اُس اژدہے نے کچھ اپنا نکالکر قلاب آتشین سلطان عالی جناب کی طرف چھوڑا اُسے امیر والا توقیر نے آپ کو خوب
سا سنبھال کے نعرہ دوہم کیا اور دو تیر حضرت اسحاق پیغمبر کے ترکش سے نکالکر بدفعات اور بسرعت اور چستی تمام کمان مین
پیوستہ کرکے نشانہ اُسکی دونون آنکھون کا کہ مثل طاس خون یا دو مشعل آگ کے دہکتی نظر آتی تھین تاک کر پرتاب کیے کہ بطرفۃ العین
اژدہے کی دونون آنکھون کے دوسار ہو گئے اور اژدہا غار سے تڑپ کر مثل ایک پہاڑ کے باہر زمین پر گرا اور گرتے ہی اپنے دہانے
کی صاحبقران پر چوٹ کی امیر والا توقیر نے بضرب تیغ عقرب سلیمانی اُسکے دہانے کو قلم کر کے چاہتے تھے کہ تیسرا نعرہ کرین
مگر ازبسکہ تعفن اور بدبو اُسکے خون کی دماغ مین پہونچی تو حالت غش مین بیہوش اور خود فراموش ہو کر فرش خاک پر بیٹھ گئے جبکہ کچھ
گذرا اور سب خیل وفاداران مقبل وفادار اور عمرو بن امیہ نامدار نے آواز تیسرے نعرہ کی نہ سنی تو نہایت سراسیمہ اور بیتاب
ہو کر اُفتان و خیزان اُس صحرا مین پہونچے اور چارطرف جو بغور دیکھا تو لب غار وہ اژدہا اندھا دو ٹکڑے مردہ پڑا تھا اور اُسکے خون سے
تمام زمین وہان کی گلگون نظر آتی تھی اور ایک جانب سلطان امیر حمزہ صاحبقران والا مناقب اپنی آنکھین بند کیے ہوئے
اور زیر لب بسکوت بیٹھے ہین عمرو نے یہ رنگ دیکھکر جلدی سے ایک پتھر کلہ مین گوپھن کے رکھ اُس اژدہے کے کلے پر مارا کہ تمام
کلہ اُسکا بھجری ہو کر اڑ گیا بعد اُسکے سلطان عالیمقدار کو آکے ہوشیار کیا اور کہا کہ حمزہ بڑا افضال الٰہی شامل حال ہوا کہ مین
خوب وقت پر آ پہونچا جو ایسے اژدہے کو ایک پتھر مین مارا اور تجھے اس حال غفلت اور بیہوشی سے ہوشیار کیا صاحبقران
دوران نے متبسم ہو کر فرمایا کہ ہان تو سچ کہتا ہے تو ہی نے مارا خیر اب اس اژدہے کا پوست کھنچوا اسے بحکم سلطان باکرم
عمرو نے اُس اژدہے کا پوست کھنچوا کے ایک عرابے پر رکھوا دیا اور صفوان شاہ بادشاہ صفوانیہ نے خبر مقدم مبارک
امیر حمزہ صاحبقران دوران کی اور مارنا اژدہے کا سنکے اپنے قلعہ سے نکلا اور سلطان عالیمقام کی ملازمت حاصل
کی بطیب خاطر اپنی از سر صدق مشرف باسلام ہو گیا سلطان والا شان نے اُس شہر کو از سر نو پھر آراستہ اور آباد کر کے
صفوان شاہ کے قبضہ تصرف مین بدستور تفویض فرمایا

اب دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان سلطان صاحبقران سے رخصت ہو کے بسمت طلسم عناصر الاربعہ روانہ ہوا اور بعد
طی مراحل اور قطع منازل اُس سرزمین مین جا کر داخل ہوا تو خورشید شاہ جو اُس شہر کا فرمانروا تھا شاہزادہ عالم کے آنے کی
خبر سنکے استقبال کو نکلا اور ملازمت حاصل کر کے بڑے اعزاز اور احترام سے شاہزادہ عالیمقام کو اندرون شہر لے گیا شاہزادہ
عالم نے دیکھا کہ تمام رعایائے شہر سیاہ پوش اور ادنیٰ اور اعلیٰ شاہ و گدا مغموم اور اندوہگین شہر وہان کی خلقت پر سخت ماتم تھا
چہرہ ہر ایک کا پر از غم تھا شاہزادہ عالیجاہ نے خورشید شاہ سے پوچھا کہ تمہارے شہر مین اس سیاہ پوشی اور غم و الم کا
کیا باعث ہے خورشید شاہ نے ایک آہ دل پُر درد سے کھینچکر بصد درد و غم چشم پُر نم کر کے کہا کہ شہریار میرا ایک بیٹا تھا کہ اُسے
اقبال شاہ کہتے تھے حسب اتفاق وہ مجھسے رخصت ہو کر بطریق سیر و شکار سوار ہو گیا تھا کہین کسی نے کچھ تذکرہ طلسم عناصر الاربعہ کا
کیا کہ اسی سرزمین مین واقع ہے وہ نادانستہ اُس طلسم کی سیر دیکھنے کو گیا تھا پھر کچھ سراغ اور پتا اُسکا نہ ملا کہ میرے فرزند
جگر پیوند پر کیا سانحہ گذرا اور وہ کدھر غائب ہو گیا اُس روز سے مین سیاہ پوش ہو کر اُسکی مفارقت اور مہاجرت کے
رنج و آلام مین دن رات رویا کرتا ہون رعایائے شہر نے میرے غم و ماتم کو دیکھکر سیاہ پوشی اختیار کی ہے شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین تیرے فرزند کو اُس طلسم سے جا کر لیے آتا ہون اُس بادشاہ نے سر اپنا شاہزادہ عالم کے قدمون پر رکھکر
کہا کہ اے شہریار مین نے اپنے بیٹے سے صبر کیا اور ہاتھ اُٹھایا اگر آپ اُس طلسم مین جانیکا قصد نہ کرین اور مجھے طریق اور آئین دین
خدا پرستی کا بتلا دین تا مین بھی مشرف باسلام ہو کر تا قید حیات حضور کی نعلین برداری اور اطاعت مین سعادت دارین حاصل کرون

شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا ای خورشید شاہ مین بتہیہ طلسم کشائی آیا ہون اب تا وقتیکہ اُس طلسم کو فتح نہ کرلونگا تجھے تلقین باسلام بھی نہ کرونگا بس زیادہ اب مبالغہ اس امر مین مجھسے تو نہ کر الا البتہ اتنا میرا کام کر کہ ذرا میرے ہمراہ چل کے اُس طلسم کو مجھے دکھلا دے خورشید شاہ مجبور ہو کر ہمراہ شاہزادہ نامور سوار ہوا اور دروازہ طلسم کو دور سے دکھلا کر عرض کی کہ ای شہریار یہی درہ ہی جو دور سے نظر آتا ہی یہی دروازہ طلسم کا ہی اُس طرف درہ کے ایک پہاڑ بہت بڑا اور نہایت پُر فضا نظر آئیگا اور فرسنگون تک ریگستان ہی جو کوئی اس دشت کو طی کرکے اُس پہاڑ تک جانے کا ارادہ کرتا ہی اگر سوار بھی جاوے تو اُس ریگ مین مع مرکب غرق ہو جاتا ہی شاہزادہ عالیمقام نے یہ کلام خورشید شاہ کا سنکے فرمایا کیا مضائقہ اب تم ایسا کام کرو کہ اس جا پر ٹھہرے رہو ہم جاتے ہین بحول و قوت پروردگار عالم کے تمھارے فرزند کو لیے آتے ہین اور وہان کا جو حال ہوگا وہ بھی تم سے کہدینگے اور بسم اللہ کہکر عنان اشہب تیز گام کو جانب طلسم منعطف فرما کے قریب درہ طلسم کے پہونچا تو دور سے اپنے دیکھا کہ ایک کوہ فلک فرسا فی الحقیقت بہت بڑا اور عجیب طرح کا پُر فضا قلہ کوہ سے تا پایین کوہ ایک تختہ گل کا نظر آتا ہی مثل دامن گلچین ہزارہا گلہاے رنگارنگ اور بالاے کوہ سیکڑون درختان چترداراور سایہ گستر اور نہالان پُر ثمر اوسپار و مین اُنپر لکھوکھا طایران خوش نوا اور نغمہ سرایان خوش ادا با لحان داؤدی زمزمہ سرائی کرتے بمضمون ان حروف کچھ مذمت دنیا کرتے ہین اشعار

کہین کوہ ہین اور ہین بیچ پڑے
کہین برگ گل نالۂ عندلیب
کہین مخمل کاشن برد مند ہین
کہین شور کرتے وہان جغد و بوم
خرگل کو ہتا ... کو شبات

کہین تو دران ہی نسیم بہار
کہین پت جھڑ اور ڈنڈ سوکھے کھڑے
کہین ٹوٹے سب نہال چمن
کہین کانٹون سے راستے بند ہین
کسی شی کو یان کی نہین اعتبار
کہین رات سے دن کہین دن سے رات

کہین باد صرصر ہوا اور حسد خار
کہین شور مرغولہ و عندلیب
کہین زلف سنبل و بال چمن
کہین طوطیان خوش الحان کی دھوم
خزان کے تصرف مین ہی یہ بہار
اور زیر کوہ فرسنگون تک وہ ریگستان

سیدان نظر آتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکرشکن وہان ایک جا پر گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور ایک چشمہ آب پر بیٹھکر وضو کیا اور سمت قبلہ سُنہ کرکے بحضور قلب جناب باقدس الہی سے مستدعی اس امر کا ہوا کہ ای رب جلیل صدقہ اپنی وحدانیت کا میری دعا مستجاب کر تاکہ مین اس طلسم کو فتح کرون ابھی یہی دعا شاہزادہ عالم کی زبان پر جاری تھی کہ ناگاہ سامنے سے حضرت خضر علیہ السلام نمودار ہوے شاہزادہ عالم نے حضرت کو بندگی کی حضرت نے ارشاد فرمایا ای شاہزادہ عالیوقار اسقدر اضطرار کرنا کیا ضرور تجھے جناب باری نے بہت صاحب اقبال پیدا کیا ہی طلسم کشائی تو کریگا لیکن یہ کاغذ جو مین تجھے دیتا ہون اسکو پڑھ کے جو کچھ اسمین مرقوم ہو اُسپر عمل کرنا یہ فرما کے حضرت خضر نظر سے غائب ہو گئے شاہزادہ عالم نے حسب الحکم حضرت کے اُس کاغذ کو جو ملاحظہ فرمایا تو اُسمین لکھا تھا کہ ای شخص اگر تو بہ رہنمونی بخت سے بتہیہ طلسم کشائی یہان تک پہونچا ہی تو اب سمت مشرق ستر قدم شمار کرکے جا کر دیکھ وہان ایک بُت سونے کا کھڑا ہی اور قفل طلائی اُسکی ناف پر لگا ہی تو اس اسم کو پڑھکر دستک دینا وہ قفل خود بخود کھلکر پڑیگا لوح طلسم اُس بت کے شکم مین ہی تو اُس لوح کو نکالکر باحتیاط اور ہوشیاری تمام رکھنا اور جو کچھ کہ مرقوم ہو اُسپر عمل کرنا بافضال الہی یہ طلسم فتح ہو جائیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے وہ کاغذ پڑھکے اپنے پاس رکھا اور جانب مشرق ستر قدم شمار کرکے گیا وہان دیکھا کہ وہ بُت سونے کا کھڑا ہی اور قفل اُسکی ناف پر لگا ہی شاہزادہ عالم نے وہی اسم جو اُس کاغذ مین مرقوم تھا پڑھکر دستک دی یکبارگی وہ قفل خود بخود کھل گیا شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکرشکن نے اُس بُت کے پیٹ مین اُس لوح کو دیکھا کہ ایک پارچۂ الماس کی جسپر اسماے الہی کندہ مثل آفتاب درخشندہ سلاسل مروارید مین وہ لوح منسلک ہی

نکالکر اپنے گلے میں ڈال لی ناگاہ ایک دیو نہایت مہیب شکل ہوا سے آسمان سے نہایت شور کرتا کہ ہاں ہاں ای آدمی زاد ارے
تو یہان تک کیونکر پہنچ گیا اور اب تو لوح کا مالک ہوکر یہان سے زندہ و سالم نکل ہی جاسکے گا یہ کہکر ایک وار شمشیر آبدار کا برسر
شاہزادہ والا نژاد مارا شاہزادہ عالم نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ ای طلسم کشا اگر تو برہبری طالع اور افضال ایزدی سے
یہانتک پہونچا اور لوح طلسم تیرے ہاتھ آئی ہی تو جسوقت کہ عفریت جادو محافظ لوح کا تجھپر حملہ ور ہو تو اس اسم اعظم کو
کہ حاشیہ لوح پر مرقوم ہی اپنے اوپر دم کرکے اُس دیو کو قتل کرنا بعد ازان جو کچھ کہ واقعہ درپیش ہو بدون ملاحظہ لوح کوئی کام اپنے
دل سے کرنا نہیں تو ابد الاباد تک مبتلائے صد گونہ آفات رہیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح اُس اسم اعظم کو ورد زبان
کرکے اپنے اوپر دم کیا اور چستی تمام اُس دیو کی ضرب کو خالی دیکر ایک ہاتھ ایسی ضرب شمشیر ظفر پیکر دیو پر لگائی کہ اُس دیو تیرہ انجام کا تمام
کیا بعد جہنم واصل ہونے اُس دیو کے ایک آواز مہیب گوشزد ہوئی کہ کشتی مرا نام من عفریت جادو بود اور تاریکی چار طرف چھا
گئی تھی بعد دم بھر کے وہ شور و غل موقوف ہوکر تاریکی دور ہوئی شاہزادہ عالیمقام باطمینان وہان سے لوح کو اپنے گلے میں
ڈالے آگے روانہ ہوا اور تھوڑی دور آگے جاکے دیکھا کہ ایک قلعہ بہت بڑا چار مینار کا نظر آتا ہی اور اُن چارون میناروں میں
ایک مینار سے شعلہ آتشین سر بفلک برستا ہی اور دوسرے مینار سے ایک چادر پانی کی نیچے گرتی ہی اُس پانی کا ایک دریا ایسے
زخار ناپیدا کنار فرسنگون تک موجزن ہی تیسرے مینار سے ہوا کس زور و شور سے نکلتی ہی کہ اگر پہاڑ بھی اُس ہوا کے جھونکے
میں آجائے تو کیا عجب کہ مثل پر کاہ اُڑجائے مینار چہارم سے خاک اُڑتی ہی کہ وہان زمین آسمان سوائے خاک کے اور کچھ
نہیں معلوم ہوتا اور ایک غول زنگیان خونخوار مردم آزار کا باشمشیر عریان ایک سمت اور چند غول نفیریان ہاتھوں میں لیے
ایک سمت خاموش کھڑے ہین جونہین شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش شکن کو اُن غولون نے دیکھا بیساختہ نفیرین پھونکنے
لگے بجانا شروع کین اور دروازہ قلعے کا کھل گیا اور اندرون دروازہ سے ایک تاجدار کہ نام اُسکا سرافراز جنی بادشاہ
اس قلعہ کا تھا تخت پر سوار مع چند اپنے خدام کے باہر نکلکر قریب شاہزادہ نامور کے آیا اور بہت بے تکلف ملاقات کرکے
ہاتھ شاہزادہ بدیع الزمان والا صفات کا پکڑ لیا اور برابر اپنے تخت پر بٹھلا کے یہ کہتا ہوا کہ ای شہریار اقبال شاہ بیٹا خورشید
شاہ کا میرے پاس زندہ و سالم موجود ہی اور میں بھی مسلمان ہون ماجرا یہ ہی کہ لوح طلسم کا سراغ اور پتا کسی کو نہیں معلوم کہ لوح
مفقود الخبر ہی اور بدون لوح طلسم کشائی غیر ممکن لہذا التماس کرتا ہون کہ حضور اس خیال سے درگذر کرین اس مقدمہ اہم میں
سعی اور جہد بیفائدہ کرکے آپ کو مبتلائے بلا نہ فرمائین شاہزادہ بدیع الزمان نے ہنسکے جواب دیا کہ ای سرافراز جنی کچھ مقام اندیشہ
مجھکو نہیں لوح طلسم جسے مفقود الخبر کہا ہی میرے پاس موجود ہی غرض یہی باتین کر رہے تھے جسوقت کہ سرافراز جنی شاہزادہ عالم کو اپنے خیمے
میں لایا اور بہت اعزاز و تکریم سے بٹھلا کے پھر وہی ذکر مذکور کرکے سمجھانے لگا تب شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ جو حق و وقت
دولتخواہی خیر اندیشی کا تھا تم میرے ساتھ ادا کرچکے اب اس نصیحت بیفائدہ سے کیا حاصل تم دیکھو کہ بفضل و قوت پروردگار
عالم میں اس طلسم کو کس خوبصورتی سے بسہولت فتح کیے لیتا ہون یہ کہکے شاہزادہ عالیمقدار سرافراز جنی کے پاس سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکے خیمے سے باہر نکلکے حسب الحکم لوح جانب مغرب روانہ ہوا ابھی کوئی کوس بھر کے فاصلہ پر نہین پہونچا تھا
کہ دور سے ایک بیل فولادی دیکھا اُسپر ایک طاؤس زمرد کا بنا ہوا رقص کر رہا ہی اور ہر پر و بال سے اُسکے قطرے پانی کے
ٹپک ٹپک کر نیچے بیل کے وجود دریا ہی اُنمین گرتے ہین اور دریا زیادہ تر موجزن ہوتا ہی ناگاہ اُس طاؤس کی نگاہ جو شاہزادہ
بدیع الزمان عالیجاہ پر جا پڑی تین مرتبہ ہیہات ہیہات ہیہات کی صدا کرکے اُڑا اور پھر اُسی بیل پر جاکر بیٹھ گیا شاہزادہ
عالم زانون تک پتھر کا ہوگیا اُسوقت گھبرا کر جو لوح کو ملاحظہ کیا تو اُسمین رقم تھا کہ اگر اس مور نے تین بار ہیہات ہیہات
کہکے پتھر کا زانون تک بنا دیا تو اب تجھے لازم ہی کہ ایک داغ سرخ اُس مور کے سینہ پر ہی اُسکا نشانہ تاک کے ایک تیر مار

شاہزادۂ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے ایک تیر کمان میں پیوستہ کرکے اوسے زہ بلا نشانہ اُسی داغ سرخ کا تاک کر
پرتاب کیا تو صاف اُسکے سینہ سے پار ہو گیا اور چار طرف ایک تاریکی سی چھا گئی اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
آب ریز جادو بود بعد دم بھر کے وہ تاریکی دور ہوئی اور شاہزادۂ نامور نے بموجب ایماے لوح اُس سل کو بزور زمین سے
اُکھاڑ کے دیکھا کہ دروازہ نقب کا ہی بیساختہ اُس نقب میں قدم زن ہوا دیکھا کہ فرسنگوں تک چار طرف دریاے ریگ رواں ہی اور ایک
ساحر زرد پوست ایک بڑے اونچے ٹیکرے پر بیٹھا اور سامنے اُسکے وہی تصویر طلائی نفیر ہاتھ میں لیے کھڑی ہی اور ایک شیشہ درمیان میں رکھا ہی
وہ ساحر کچھ سحر کرکے اُس تصویر پر دم کرتا ہی اور وہ تصویر نفیر بجاتی ہی اور اُس شیشے میں سے ریگ زمین پر گرکے ایک دریاے ریگ رواں نہایت
رسا نمایان ہوتا ہی شاہزادۂ عالم نے لوح کو جو دیکھا تو اُسمیں لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو زہے خوش طالع سے یہاں تک پہونچا ہی
تو اب تجھے چاہیے کہ اس اسم اعظم کو جو حاشیہ لوح پر مرقوم ہی پیکان تیر پر دم کرکے اس شیشے پر مار بعد اسکے جو کچھ کہ عجائبات شیشے
تجھے نظر آئے بدون ملاحظہ لوح خبردار کوئی کام نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے حسب الحکم لوح اُس
اسم اعظم کو پیکان تیر پر دم کرکے اُس شیشے پر مارا کہ تیر اُس شیشے کو توڑ کر اُس تصویر طلائی کے سینے کے پار گذر گیا پھر ایک شور
و غل اُٹھا اور چار طرف اندھیرا ہو گیا اور ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ افسوس مردم و جان دادم و بمطلب خود نرسیدم
کشتی مرا نام من خاک ریز جادو بود آخر جبکہ گھڑی بھر کے بعد روشنی ہوئی تو شاہزادۂ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے
اُسکی لاش کو اُٹھا کے زمین وہاں کی کھودی تو ایک تختہ پتھر کا نمودار ہوا شاہزادۂ عالم نے اُس پتھر کو جو وہاں سے اُٹھا کے
دیکھا تو ایک دروازہ نظر آیا اور بسم اللہ کہکر اُسکے اندر ایک سمت روانہ ہوا تھوڑی دور پر جاکے اب جو خیال کیا تو ایک دریا
زخار ساحل ناپیدا کنار موجزن ہی اور کوئی کشتی کوئی زورق کوئی ناؤ بیڑا وغیرہ ایسی شے نہیں جسپر سوار ہو کر اُس پار جائے
شاہزادۂ بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا اُسمیں معلوم ہوا کہ اس لوح کو اپنے پانون کے نیچے رکھ یہ بشکل کشتی بنکر تجھے اُس پار
دریا کے پہونچا دیگی شاہزادۂ عالم نے حسب الحکم لوح کے اُس لوح کو اپنے پانون کے تلے جو نہیں رکھا تو وہ مثل کشتی
بن گئی اور بطرفۃ العین شاہزادۂ نامور اُسپر سوار ہو کر اُس پار دریا کے پہونچا اور وہ کشتی پھر جیسی لوح تھی ویسی ہی بنگئی
شاہزادۂ عالم پھر بدستور سابق اُسے اپنے گلے میں ڈالکر چند قدم آگے بڑھا تھا کہ دیکھا ایک صحرا ہے لالہ زار کہ کوسوں تک
آگ لگی معلوم ہوتی ہی نمودار ہوا شاہزادۂ والا مقدار نے لوح کو ملاحظہ کیا اور بموجب حکم لوح کے ایک اسم اُسمیں سے
یاد کرکے اپنے جسم پر دم کیا اور بے خوف و خطر اُس لالہ زار آتش بہار میں قدم زن ہو کے اُسطرف پہونچا وہاں دیکھا کہ
دریاے آتش موجزن ہی اور شعلہ آگ کا سر بفلک رسا ہیں شاہزادۂ بدیع الزمان نے وہاں بھی حسب الحکم لوح ایک اسم
اپنے اوپر دم کیا اور یا ابراہیم خلیل اللہ کہکر اُس دریاے آتش کو طے کرکے ایک جادوگر کو دیکھا منقل آگ کا آگے رکھے
ہوے کچھ دانے رائی سرسون کے پڑھ پڑھ کے سحر کرتا ہی اور وہ دانے اُس آگ کے منقل میں ڈالتا ہی آگ شعلہ زن ہو کر
اُس دریاے آتشین گرتی ہی یکایک اُس جادوگر کی نگاہ جو شاہزادۂ بدیع الزمان کی طرف آپڑی ایک گرز آتشین
اُٹھا کر یہ کہتا ہوا کہ باش اے طلسم کشا تو یہاں تک آ پہونچا اب میرے ہاتھ سے بچکر زندہ و سالم کہاں جاسکیگا قریب شاہزادہ
عالم کے پہونچا شاہزادۂ نامور نے بعد ملاحظہ لوح کیبیتی تمام ایک اسم لوح کا پڑھکر اُسکے گرز کو اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور
وہی گرز جو اُسکے سر پر مارا تو وہ ساحر مثل انار آتشبازی شرربار ہو کر شور کرتا تھا اور نہیب دیکر کہ کشتی مرا نام من
آتشباز جادو بود لی النار و السقر ہو گیا بعد گھڑی بھر کے اب جو شاہزادۂ نامور نے چار طرف غور کیا تو نہ کہیں وہ دریاے
آتش نہ فرسنگوں تک وہ لالہ زار نظر آتا ہی فقط ایک صحراے وحشت زا ہولناک جہاں کوسوں اور فرسنگوں تک
ہوے عمرانات دماغ میں نہیں آتی ہی اور ایک ساحر مہیب شکل کان پھٹے ہوے کھنور سیندور کا ماتھے پر لگائے بال سر کے

تا بزانو پڑے ہوئے ایک ایک بال سو رنگ کے کالے کوڑیالے نیچے جپٹی دھامن ناگنی سانپ لہراتے ہوئے بغل مین ایک جھولی
پڑی ہوئی اُسمین اُرد سولی رائی سرسون سڑکے دانے دھتورے کے پھل اور بہت سا اسباب کچھ اسرار کے تنبہ ساحری کے
بھرے ہوئے سر کھجاتا ہوا ایم منتر سے جاری مردہ خاک پڑ رہی شاہزادہ بدیع الزمان آگے روانہ ہوا جاتے جاتے جب ایک کوس بھر کے
قریب پہونچا تو دیکھا کہ اُس بیابان مین اس زور و شور سے ہوا چلتی ہی کہ انسان کی تو کیا اصل درحقیقت ہی کہ گھوڑے اور
ہاتھی کا پانون زمین سے اُکھڑ جاتے اور جو شی سامنے اُس ہوا کے جھونکے کے آجاتے اُڑجاتے سیکڑون بڑے بڑے درخت
جڑ سے اُکھڑ کے کوسون جا پڑے ہین اور ایک ساحر ایک پہاڑ پر ایک مشک ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اور کچھ جادو پڑھ کے اُس
مشک پر پھونکتا ہی اور اُس مشک مین سے ہوا نکلتی ہی اور عجیب طرح کا زور و شور پیدا کرکے چار طرف پھیلجاتی ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے جو خیال کیا کہ ہوا کی تندی سے اب تیرے پانون مین لغزش اس درجہ ہی کہ ٹھہرا نہین جاتا بیساختہ لوح کو ملاحظہ
کیا اُسمین لکھا تھا کہ ای شکنندہ طلسم سجدات شکر بجناب ایزد کا بجا ادا کر یہان تک بخوبی تو پہونچ گیا اور سب آفات سے
محفوظ رہا اب تو اسم اعظم کو پیکان تیر پر دم کرکے اس مشک پر مار اگر تیر تیرا ہدف پر جا بیٹھا تو فہو المراد تو طلسم کشائی کر چکا ہی
آگے پھر ایسا کچھ دغدغہ اور اندیشہ نہین اور اگر تیرے تیر نے خطا کی تو پھر ابد الاباد تک اسی مقام پر تو مبتلائے صد گونہ آفات
رہیگا اور تا قید حیات رہائی اور نجات غیر ممکن ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے وہی اسم یاد کرکے پیکان تیر پر دم کیا اور مارا کہ
وہ ناوک پیچتا گوشہ کمان سے نکلکر جو مشک پر لگا اور مشک کو توڑ کر اُس ساحر کے سینے کے پار گذر گیا اور ساتھ ہی ایک شور و
غل بپا ہوا کہ مردم و جان دادم نام من باد انگیز جادو بود اب جو دیکھا تو کہین اُس باد تند و تیز کا نام و نشان نہین نہ وہ صحرا ہی
اور اُسی صورت کا ایک قلعہ جہان سرفراز جنی نے شاہزادہ بدیع الزمان کو لاکے دعوت کی تھی سامنے نظر آتا ہی شاہزادہ
عالیمقام بعظمت و جرأت تمام دروازہ قلعہ پر پہونچا تھا کہ ناگاہ اندر سے قلعہ کے سرفراز جنی اور عقاب جادو اور طاؤس جادو
اور شہنشاہ اور شہریار واسطے استقبال کے نکلے اور ملازمت شاہزادہ والا مرتبت کی حاصل کرکے اندرون قلعہ لیگئے سرفراز جنی نے
بڑی دھوم سے دعوت کی تیاری کی اور تمام رات محفل رقص و سرود کا جلسہ رہا حسب اتفاق شاہزادہ آفاق نے کہین سنا کہ کوئی دردانہ
پری تھی وہ مرگئی ہی اور ریحانہ پری اس فکر و تردد مین ہی کہ اُسکی لاش کہین دفن کرے شاہزادہ عالم نے بموجب
ملاحظہ لوح طلسم وہان جاکے ریحانہ پری کو ممانعت کی اور فرمایا کہ یہ تیری بیٹی ابھی جیگی اسکو دفن نہ کر یہ فرماکے بحضور قاضی
جناب باری مین مستدعی اور ملتجی ہوا اور اُسی عالم غفلت مین بشارت ہوئی کہ باغ مراد سے ایک سیب حیات اگر تو لاکے
اسکو کھلائے تو پھر یہ زندہ ہو جائیگی جسوقت کہ شاہزادہ عالم کو ہوش آیا تو اس دریائے تفکر مین غوطہ زن ہوا کہ اے رب جلیل
مجھے کیا علم ہی کہ وہ باغ مراد کہان پردۂ دنیا پر ہی یا پردۂ قاف مین ہی مین کیونکر کس طریق سے اُس باغ تک پہونچون اور سیب کو
لاؤن جبکہ کسی صورت سے کچھ مراد ہاتھ نہ آیا تب عاجز اور مجبور ہو کر لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین مرقوم تھا کہ لاشہ دردانہ پری کو
اُٹھا وہان ایک بڑی چٹان پتھر کی پڑی ہی اُس پتھر کو ہٹا اُسکے نیچے مہرہ نقب کا ہی اُس نقب مین جاکے منزل مقصود کیطرف راہی ہو
شاہزادہ والاشیم نے حسب الحکم لوح کے دردانہ پری کی لاش اُٹھاکے اُس پتھر کی چٹان کو وہان سے اُکھاڑا تو واقعی
مہرہ نقب کا نمایان ہوا شاہزادہ والا نسب بیخوف و خطر اندرون نقب داخل ہوا تو اُسنے دیکھا کہ چار طرف ایک صحرا
دلکشا جانفزا نہایت طرب انگیز اور دلچسپ ہی نقشہ گلکل جو تھا اُس دشت مین بیخار تھا ۔ سبزہ رنگ سبزہ رخسار تھا
نام کو بھی رنج جز راحت نہ تھا ۔ تھا نہ صحرا حسن کا گلزار تھا ۔ ابھی تھوڑی دور آگے نہین گیا تھا کہ
سامنے ایک تختہ لالہ احمر کا پھول تمام یاقوت سرخ کے یا عقیق احمر کے کٹورے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور چار چار داغ ظلم کے
سے بھے پھول کے دلبر ہین عجب طرح کی کیفیت اور فضا دکھلا رہا ہی اور بیچ مین اُسکے ایک تالاب سنگ مرمر کا تپ گردہ

اور سات سات زینے چارطرف بہت پرتکلف بنے ہوئے پانی اُسکا مثل آب مروارید صاف اور شفاف مانند سیماب کے موجین
مارتا ہی اور ایک کشتی بطور مورپنکھی کے نہایت خوبصورت بنی ہوئی اُس تالاب مین پڑی ہی اور مجمع پریزادون کا ہی کہ وہ پریزاد
اُس مورپنکھی مین سوار سیر تالاب کی کرتی پھرتی ہین اور باقی اُس تالاب پر پوشاکین استبرق پردۂ قاف کی بڑی و مقدم و
زرق برق کی پہنے بطرز دلپذیر اور انداز معشوقانہ باہم کھڑی گیند بازی کرتی ہین اکثر تالاب مین پاؤن ڈالے بیٹھی ہین
بہت سی دوڑتی پھرتی ہین قہقہے اُڑاتی ہین اور سمت جنوب کنارے پر اُس تالاب کے ایک درخت عظیم الشان
فلک فرسا نہایت شاخدار اور سایہ گستر ہی کہ جڑ اُسکی لاجوردی اور شاخین اور پتے تمام زمردی اور پھول اُسکے یاقوت رنگ
اور پھل اُسکے مثل خوشہاے مروارید نظر آتے ہین اور ہر ایک شاخ پر اُس درخت کی ہزارون طائران خوش رنگ اور نغمہ سرایان
خوش آہنگ کہ پاؤن اُنکے پکھراج کے پرون پر زمردی بوٹے الماس کی چونچین یاقوت کی آنکھڑیان لالڑی کی بنی معلوم ہوتی ہین
باسحان داؤدی زمزمہ سرائی کرتے باہم یہ کلام کرتے ہین بیت ہواے صبح او دنیاے گلشن سیاحت عمر بے بقا ہی وہ
ساغرون دیکھ لو تماشا سرا ہے فانی عجب سرا ہی ؎ اور سب سے بلند تر چوٹی پر اُس درخت کی ایک مرغ برابر فیل مست کے اشعر
پر و بال جو شاخہاے درخت مین پاے او بود مثل پایۂ تخت ہے جون ستون نقش بلند منقار سے
لیے ستون لیکے درمیان غار سے بیٹھا ہوا اُس تالاب کی طرف بغور دیکھ رہا ہی ایک مرتبہ شاہزادۂ ذی رتبہ کو اُس
مرغ نے جو دیکھا تو ایک صداے افسوسناک دے کر بیساختہ پرواز کرکے اُس تالاب مین گر پڑا اور ساتھ اُسکے گرنے کے
جتنے وہ طیور خوشنما شاخہاے درخت پر زمزمہ سرا تھے بطرفۃ العین سب کے سب پرواز کنان اُسی تالاب مین جاکے غوطہ زن
ہوئے بعد دم بھر کے ایک جھونکا ہوا کا آیا تمام خس و خاشاک اور جو پتے اُس درخت کے وہان پڑے تھے اُڑا کر جسطرح سے
جاروب کش یا فراش صاف اور شفاف کرجاتا ہی کنارے تالاب کے سب پاک و صاف کردیا اور وہ مجمع پریزادون کا نظرون سے
غائب ہوگیا اور بعد دم بھر کے ایک ہلکا سا ابر جسطرح سے کوئی آبپاشی کرتا ہی تمام میدان مین برس کر نکل گیا پھر دیکھا کہ کچھ
بطور فراشون کے ایک خیمہ بہت بڑا نہایت وسیع اور خوشنما وہان لاکے استادہ کرگئے بعد ایک ساعت کے آواز نقارے کی
گوشزد ہوئی اور دیکھا کہ سواری ایک بادشاہ کی بکمال شوکت و جاہ نمودار ہوئی اور وہ بادشاہ تاج شاہی برسر و جامۂ
شاہنشاہی دربر تخت پر سوار گرد و پیش مقربین اور مصاحبین اہالیان سلطنت ارکان دولت آکے اُسی خیمے مین داخل ہوا اور
اپنے تخت پر بیٹھ کر ایک اپنے کسی مقرب خاص کو شاہزادہ بدیع الزمن کے بلانے کو بھیجا شاہزادۂ عالیجناب نے جواب دیا کہ
مین نہ ملازم تیرے بادشاہ کا نہ اُسکی رعایا ہون مجھے اُسکی تعمیل کرنے اور اُسکے پاس جانے سے کیا غرض اگر تیرے بادشاہ کو
کوئی غرض مجھسے درپیش ہو تو وہ آپ میرے پاس آئے اور مجھے یہان سے اپنے ہمراہ لیجائے اُس ایلچی نے وہان جاکے اپنے
بادشاہ سے بیان کیا اور کہا کہ وہ شخص نہایت مستغنی معلوم ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ مجھے تو کوئی حاجت تیرے بادشاہ سے نہین
تیرے بادشاہ کی کچھ غرض ہو تو مجھے آکر یہان سے لیجائے اُس بادشاہ نے کہا فی الواقع وہ شخص سچ کہتا ہی یہ کہکر بادشاہ
آپ اپنے تخت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور مع اپنے تمام اہالیان سلطنت اور ارکان دولت بخدمت شاہزادۂ والا مرتبت آیا اور
دست بستہ ہوکے بہ تکلف تمام ملاقات کی اور بڑے اعزاز و احترام سے شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقام کو اپنے ہمراہ لیجاکے
برابر اپنے تخت پر بٹھلا لیا اور جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بھرکر شاہزادۂ نامور کو دیا اور کہا کہ اسے نوش فرمایئے اور کسی طرح کا
وسوسہ اپنے دل مین نہ لایئے مین مسلمان ہون کافر نہین فقط اتنا ہی کہ مین اس طلسم کی خزینہ داری کی خدمت پر مامور
ہون اور میرا نام مظفر جنّی ہی مدت سے یہی تمنا اور آرزو تھی کہ طلسم کشایان تشریف لائے اور مجھے اُسکے اقدام
عالی کی زیارت نصیب ہو سو شکر ہی خدا کا کہ آپ کی ملازمت مجھے حاصل ہوئی لیکن ای شہریار ابھی ایک مرحلہ اس

طلسم کا کہ نام اسکا باغ مراد ہی باقی ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے لوح کو پڑھا حفظ کیا اسمین لکھا تھا کہ سمت باغ مراد جا کے جو کچھ کہ عجائبات وہان نظر آئینگے بدون حکم لوح خبردار جرات کسی کام مین نکر بیٹھنا چنانچہ حسب الحکم لوح کے شاہزادہ عالم جانب باغ مراد متوجہ ہوا اور چند قدم جا کے قریب اس باغ کے پہونچا دروازہ باغ کھلا تھا بسم اللہ کہکر اندرون باغ داخل ہوا تو دیکھا کہ باغ بہت دلچسپ اور پر فضا نسیم بہار وزان ہی گلہائے اقسام اقسام رنگ رنگ شگفتہ و خندان تھا

سب نے بان اپنی مین ہین مشغول یاد کردگار
شاخ گل پہ عندلیب خوشنوا شیرین مقال
کر رہی ہین نعرہ حق سرو مستانہ وار

ایک جا پر شاد ہین طوطی و سارک نغمہ سنج
کس مزے سے چہچہے کرتی ہین یا ہزار
خندہ زن شمشاد کے سایہ تلے ہین ایک دست

ہو رہا ہی ایک ہجوم طائران خوش نوا
ایک جانب فاختہ کرتی ہی کوکو کی پکار
قمریان بیٹھی ہوئی ہین شاخ صنوبر پہ کہین
عارفانہ حال مین ہر سمت کبک کہسار

اور ناف باغ مین ایک درخت سیب کا ہے اور ایک زاغ نہایت زبردست اور بہت بڑا کہ جسکے قد کے برابر بیٹھا اور ایک رشتہ طلائی رنگ اسکے پانون پر بندھا ہی یکایک اس زاغ نے شاہزادہ عالی دماغ کو دیکھکر تین مرتبہ پکار کے کہا افسوس افسوس افسوس مانند تاقیامت ماندی شاہزادہ بدیع الزمان پنڈلیون تک پتھر کا ہو گیا اسوقت نہایت مضطرب ہوکر شاہزادہ نامدار نے اس لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ اگر کوے نے تین مرتبہ افسوس کی آواز دے کر تجھے تا بساق سنگ کا بنا دیا ہو خائف اور پریشان نہوا کہ شکنندہ طلسم تجھے لازم ہی کہ جسوقت وہ کوا اڑکر چلے تو بغور دیکھ کہ اسکے سینے پر ایک خال سرخ رنگ ہی تو اس اسم کو پڑھکر پیکان تیر پر دم کرکے اس خال پر مارا اور کام اسکا تمام کر شاہزادہ عالیمقام نے حسب الحکم لوح کے وہ اسم اعظم پیکان پر دم کرکے اسی خال سرخ پر تاک کر زاغ کو جہنم واصل کیا وہ باغ اور وہ فضا جنتی تھی سب غائب ہو گئی اور دیکھا کہ مین اندرون قلعہ کے درخت سیب کے ہون تب شاہزادہ عالم نے ایک سیب اس درخت سے توڑ لیا اور آگرہ دانہ پری کے حلق مین اس سیب کا عرق ٹپکایا قدرت پروردگار عالم سے دردانہ پری دوبارہ زندہ ہوکے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی مان سرچاہ پری کو اور شاہزادہ عالی تبار بدیع الزمان نامدار اور چند لوگون کو اپنے گرد و پیش دیکھکر متوحش اور پریشان ہوکر پوچھنے لگی مان نے دوڑکر بیٹی کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور کہا بیٹی یہان تجھکو تیری شاہزادہ عالم نے کی ہین اور تو دونون آفتاب حیات کیتنی ہی انکی کرین تب بھی واسطے شکر اسکا نہین کر سکتے اور دردانہ پری اٹھکر شاہزادہ نامور کے قدمون سے لپٹ گئی اور کہنے لگی اب جان نثار ہو لونڈی کو بجا لاسکے شاہزادہ عالم نے کلمہ شہادت ارشاد کرکے سب کو مسلمان کیا سرچاہ جنی نے سارا مال و اسباب زر و جواہر جو کچھ اس طلسم مین دفینہ اور خزینہ تھا سب کی ایک فرد تیار کرکے شاہزادہ عالم کی نذر کی اور شاہزادہ بدیع الزمان شادی اقبال شاہ کی دردانہ پری کے ساتھ کرکے اور تمام شہر کو اسلام آباد کرکے مع اقبال شاہ اور خورشید شاہ کے روانہ لشکر فیروزی اثر بخدمت سلطان صاحبقران امیر کشورگیر جہان پناہ ہوتا ہی آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے

رونق دہی داستان شوکت بیان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان حلقہ فلک کو تسخیر کردن کرشاسپ طلسم اختر فرما یعنی

کہ جسوقت امیر جم قدر دارا نشان حمزہ صاحبقران نے اس اترد سے کو مار کر اعرابیہ پہ ہزار مقبل وفادار کے روانہ کیا اور آپ وہان سے مراجعت فرماکے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے کہ یکایک خسرو بلاد ہندوستان کرشاسپ و دوران لندھور بن سعدان قلعہ سالوک سے مراجعت کرکے لشکر فیروزی اثر مین پہونچا اور بارگاہ سلیمانی میں آکے بادشاہ کو نذر دے کر اپنے دنگل پر بیٹھا اور بحضور سلطان صاحبقران اول سے آخر تک سارا حال سفر دریا اور سالوک دیو کے بسبب بشارت خواب مسلمان ہونے کا بیان کیا ابھی لندھور یہی ذکر کر رہا تھا کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن طلسم اربعہ عناصر کو فتح کرکے مع مال و اسباب اور خزینہ زر و جواہر اور خورشید شاہ اور اقبال شاہ داخل بارگاہ سلیمانی ہوا اور وہ مال و اسباب اور خزینہ زر و جواہر پیشکش

سلطان صاحبقران نامور گذرا ناصاحبقران دوران نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے تم اپنے تحت و تصرف میں لاؤ یہ
اپنی طرف سے تکو دیا بعد اسکے مالک اژدر صاحب نیزہ و دوسر غلام نبی جا کر حید آباد نذر دی ماجرائے گذشتہ بیان کیا امیر
حمزہ صاحبقران دوران نے سب کے حال پر نہایت شفقت فرمائی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھنے کا حکم دیا سب اپنے اپنے نگلون بزم
ہوئے دور جام مے اندیشہ انجام گردش میں آیا ناچ ہونے لگا گانے میں کچھ غل سنائی دیا صاحبقران نے دریافت فرمایا کہ کیا غل ہے
ناگاہ سرخیل وفاداران مقبل وفادار بحالت زخمداری بحضور سلطان صاحبقران آیا اور شکایت نقابدار پلنگینہ پوش
کی کر کے عرض کیا نقابدار پلنگینہ پوش نے مجھے زخمی کر کے وہ تمام پوست اژدہے کا مع اعرابہ اپنے ہمراہ لیگیا سلطان عالیمقام نے
بہ زیادتی اور گستاخی نقابدار کی سنکے چاہا کہ میں آپ سوار ہو کے واسطے تنبیہ اور گوشمالی نقابدار کے جاؤں لندھور نے
عرض کی کہ شہریار آپ کس لیئے اسکے تعاقب میں تشریف لیجاتے ہیں واللہ اعلم بالصواب اب وہ کہاں ہوگا بہتر یہ ہے کہ حضور یہیں رونق
افروز رہیں عجب نہیں کہ وہ نقابدار ناہنجار خود آئے امیر باتوقیر نے ایک بات نمانی اور وہاں سے کوچ کر کے آگے کو روانہ ہوئے

جبتک وہ کلے داستان ندرت بیان ملکہ گیتی افروز سے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ ملکہ گیتی افروز نے جسوقت سنا کہ یاقوت شاہ اور کشتاسب اور قہرمان مجم اور ضیغم خون آشام میری گرفتاری
کیواسطے آئے ہیں حالت اضطراب میں نہایت بیتاب اور سراسیمہ ہو کر نقاب منہ پر ڈالکر گھوڑے پر سوار ہوئی اور مع چند اپنی
خواصون کے اُس باغ سے نکلکر ایک سمت کو فرار ہوئی اور تمام شب بعد ہزار دقت اور مصیبت طے کر کے جسدم کہ
گریبان صبح چاک ہوا اور سفیدہ صبح کا چمکا تو ایک صحرائے وحشت نزا میں پہونچی اسنے چاہا کہ ذرا یہاں کسی درخت کے سایہ کے
نیچے دم لے لوں تو پھر سوار ہو کے آگے کسی طرف کو چلوں ناگاہ وہ جو کہتے ہیں مصرع آفت رسیدہ را نشود جز بلا نصیب،
سامنے سے ایک شیر صحرائی نمودار ہوا ملکہ دور سے شیر کو دیکھکر بخوف جان لرزان و ہراسان گھوڑے پر سے اُتر پڑی اور
افتان و خیزان جسطرح سے ہوسکا ایک درخت پر چڑھ گئی اتنی دیر میں اُس شیر نے آکر ملکہ کے گھوڑے کو ہلاک کر ڈالا اور
ہر ایک لونڈی کو پنجون سے پکڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا پسکہ نہ تھی سے سکتا چھوڑ کے وہ شیر کسی طرف کو نکلا چلا گیا ملکہ یہ
سانحہ بچشم اپنے دیکھکر تھوڑی دیر تک بعد چار و ناچار اُس درخت پر سے اُتری اور اشک ریزان بصد آہ و فغان شکایت
فلک کج رفتار اور گردون غدار سے یہ اشعار پڑھتی تھی

پا برہنہ خار پر مجھکو پھرا کے دربدر		خار کے سر پر سے دامان گل کا سائبان
ابر دریا بار کو برسا کے وحشت پاس پر	خشکسالی رکھے مزرع امید پر و جوان	ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز
پوست کھینچے ہما کا دے کے رشتہ ہنر آن	سیل کھینچے دیدۂ بینا میں ہے تار ایک عقل	پر کرے گل کو ہوا ہر دے کے چشم سرمہ دان
آ کھجا کیجیے بیان اس سفلہ پرور کا مزاج	اک تیرہ بد کہیں گا ہے جنید گاہ ہے چنان	ابھی کوئی کوس بھر کے فاصلے پر پہونچی

تھی اور وہ تلوے جنپر رنگ حنا بار معلوم ہوتا تھا اُس سنگلاخ زمین صحرا میں کہ جہان فرسنگون تک کہیں جھڑبیری
کہیں گوکھرو بجھٹ کٹارا کہیں خار مغیلان کہیں کریل کے کانٹے فرش راہ تھے بسبب برہنہ پائی کے سیکڑوں آبلے پڑ گئے اور
ہزارون کانٹے چبھ چبھ کر فوارے لہو کے چھلنی ہوجاتی تھی یہاں گر پڑی وہاں گر پڑی خلاصہ یہ کہ عاجز و ناچار شل ہو کر ایک
مقام پر بیٹھ گئی اور تا دیر خم بسر رہا اور رو کر خیال یہ آگیا کہ مبادا یہان سے کوئی شیر یا کوئی درندہ نکلے بخوف ہلاکت گھبرا کے
پھر ایک چنار کے درخت پر بہزار خرابی چڑھ کر بدیدۂ خونبار اور دل بیقرار اور جان زار بجناب قدس الہی مناجات کر رہی تھی
حسب اتفاق قارن نیزہ دار یکے از سرداران لقا پرست بڑا زبردست اپنے ملک سے شکار کھیلنے کو نکلا تھا اُسنے اُس
صحرا میں ایک مار دیکھ کر اپنے باز کو کسی صید پر چھوڑا تھا اور وہ باز اُسی درخت چنار پر آکر بیٹھ گیا تھا قارن نیزہ دار نے
جو دور سے اپنے باز کو اُس درخت پر بیٹھتے دیکھا تو دیکھا تا قریب آیا اور بیساختہ اُسکی نگاہ ملکہ گیتی افروز پر پڑی بس

بنگاه اولین میں عشق کا اسکے کلیجہ سے پار نکلگیا اور مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا بعد دو پہر کے جب بندکے ہوش آیا تو بطور عاشقانہ یہ بند مخمس کا پڑھکر کہنے لگا

دیکھے زلیخا کر تجھے ہو جاوے بیخود دیکھکر | یوسف کو کہتے ہیں حسین لیکن نہو گا اسقدر | انسان تو کیا چیز ہی پریون کے یہان جلوہ ہین پر

ہرگز نیاید در نظر صورت نہ زو رست خوبتر | کسے نہ انجم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری

کہنے لگا کہ ای روح روان وای جان جہان تو کون ہی اور اس صحرای لق و دق مین تیرا گذر کیونکر ہوا نظم

اسوقت کہان اس دشت مین آ ہوئے جلوہ گر ای بت حور لقا | مری جان ہی جاتی ہی برای خدا مجھکو کہہ کہ سخن مری حالت

شیفتہ ہوا تری زلف ہی دام بلا فقط ترے خیال مین ہو شیدا | ہین یہ عشوہ و غمزہ و ناز و ادا ابھی باندھے کمر یہ غارت دل

ملکہ گیتی افروز اُس بوم طلعت کی صورت دیکھکر اور یہ گفتگو اُسکی سنکر دم بخود مثل بلبل تصویر بیحس و حرکت رہگئی اور شاہزادہ خنادر سیاہ باقبال آنکھون مین آنسو بھرکے سمت قبلہ منہ کیے کہتی تھی کہ ای رب جلیل تو سمیع البصیر عالم الغیب ہی [illegible]

ساقی ہون مین ایک گل حزین کی | ہون فاختہ سرو نازنین کی | کیا غیر سے مجکو آشنائی | قاسم سے نہین عقدہ مین ہون آئی

اس بن ہوا گو شستہ وجود | سایہ سے مرے رکھے خداودر | بعد ایک ساعت کے جو پھر قارن زر اسپ نے پھر اُس

درخت کے کہتے ہو کر یہ شعر پڑھا شعر چشم من بر تو چشمان تو جاے دگر است | من تماشاے تو و چشم تو تماشاے دگر است

اور کہا ای سرمایہ ناز و خوبی واسطے اپنے دین و ایمان کے بیت اپنے عاشق کی چشم تر کو دیکھ صورتے تیرے مین [illegible]

اور اس درخت پر سے نیچے اُترکے اپنا حال تو بیان کر کہ تو گل کس گلستان شوکت و اجلال اور شمع کس شبستان دولت و اقبال

کی ہی اور اس جنگل مین کیونکر تیرے آنے کا اتفاق ہوا تب ملکہ نے چار و ناچار اُس درخت پر سے اُتر کے بمقتضاے

فراست اور مآل اندیشی نظر بہ کرم کریم کارساز کرکے جواب دیا کہ ای شخص مین انہو شعر بلبل چمن ننگ و نومیدہ ہون

مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون حال یہ ہی کہ ایک سوداگر عمدہ خاندان جلیل القدر کی بیٹی ہون آج رات کو مین

سیر صحرا دیکھنے کو گھوڑے پہ سوار ہو کر نکلی تھی راہ بھول کرکے اس جنگل مین آ کے نکلی ناگاہ ایک شیر کے دھاڑنے کی آواز

سنکے مین اتنی حیران ہی گھوڑے پر سے اُترکے ایک درخت پر چڑھ گئی میرے گھوڑے کو وہ شیر مار کر کسی طرف کو نکلگیا

آخر اُس درخت سے اُترکے یہان پہونچی تو وہی خوف شیر کا جو میرے جی مین سما گیا تھا تو دوپہر رات سے اسوقت تک

اس درخت پر چھپی بیٹھی تھی خدا کی قدرت کہ تو یہان آ کے وارد ہوا اور اسطرح کی گفتگو میرے ساتھ کرتا ہی بھلا اب مین

تجھے اسکا جواب کیا دون اگر خاموش رہتی ہون تو اپنے جی مین یہ سمجھکر کہ خاموشی نیم رضا کیا جانے کیا واہی تباہی

بکنے لگے لہذا تجھسے کہتی ہون کہ حکیمون نے کہا ہی کہ عشق از قسم جنون ہی اور تجھے کیا کہون اگر تو مرتا ہی تو اپنا کہین

جاکے علاج کرلے سچ ہی کہ ہم مرتے ہین ہمارا مرتے ہین اگرچہ نہ مرے کسی کو نہ سنا نہ دیکھا بیت ای مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز

کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد اور ہندی مین ایک شعر تیرے حسب حال پڑھتی ہون شعر

ہی یہ چاہ کا لطف جو چاہ کرے پھر تو وہ رو رو کے بھی من جان دی دو | اُسے چاہیے غیر کا نام نہ لے جو فراق مین جان کو کھوان نہ سکے

یہ گفتگو جو شاہانہ اور دلیرانہ ملکہ گیتی افروز کی سنکے قارن زر اسپ اور بھی زیادہ تر خاک مین ملتا ہوا اپنا کلیجہ دونون ہاتھو

پکڑے دوڑکر ملکہ کے پانوون پر گر پڑا اور منہ کہنے لگا بیت ای راحت جان بیقراران ہی مقصود دل امیدواران

جو تو نے کہا سب برحق اور بجا ہی لیکن دل میرا اپنا اختیار نہین اتنا امیدوار ہون کہ مجھے فقط ایک جھلک تیرے حسن خداداد

عالم فریب کے دیکھ لینے سے مطلب ہی اور باقی میری کیا مجال کہ بدون رضامندی اور تیری خوشنودی کے کبھی

سائل وصال ہون یا حرف سوال لب و زبان پر لاؤن شعر گر لطف سے قدم رکھو میرے مکان تک یہ ہو مجھ ہی فرق فخر مرا آسمان تک

ملکہ نے اپنے دل مین مصلحت جانکر فرمایا کیا مضائقہ بشرطیکہ اگر قانع شوی گا سے بدیداری قارن زر اسپ سوداگر

تصدق اور نثار ہوکے کہنے لگا کیا تاب و طاقت میری جو خلاف تیری مرضی کے کوئی کام کرون بندہ بے درم خریدہ ہون
تیرا عاشق پاک ہون صدمہ سے زنگ آئینہ مین لگتا نہین دیکھے سے ای یار یہ غرض کہ ایسی ہی باتین کرتے کرتے قارن
زر اسپ ملکہ کو اپنے ہمراہ شادان و خندان شہر زرتاشیہ مین لایا اور محل مین اتار کر تمام اپنے خواصون اور ملازمون سے
حکم دیا کہ خبردار ہر وقت انکی اطاعت اور خدمت مین حاضر اور مستعد رہنا کوئی بات خلاف انکی مرضی کے اگر مین سنونگا تو بہت
بری طرح سے پیش آؤنگا بعد اسکے پھر ملکہ کے پاس جا کے رو رو کے کہنے لگا کہ مین تو اپنے دل کی لاگ اور وفور محبت سے بخیال
اسکے کہ تیری دل شکنی نہو اور تو یہ سمجھے کہ یہ شخص مجھ پر جبر کریگا جو تیرے مزاج کے موافق باتین کہتین اور جسمین تیری خوشنودی ملحوظ
مین سمجھا ویسی باتین کہکے اس درخت سے اتار کے اپنے مکان مین لایا ہون لیکن کیا کرون تیری رنجش اور تیری خفگی سے ڈرتا ہون
ورنہ کیا کہون جو حال بیتابی کا میرے دل کی ہے تو ہی بنظر انصاف اسکا جواب دے کہ یہ دوہا ہندی کا مضمون ٹھیک ہی ہے یا نہین دوہا
کہا ہوت مورت پیٹھے دیدن لکھیو جو نہین ۔ سکے سیر پر او ۔ دیکھے آنکھ کی جات نہ تن کی پیر ۞ ملکہ گیتی افروز نے از راہ
ملال اندیشی اور ہوشیاری مضمون دل بیتابی کے کہا کہ مین کوئی بازاری یا آزادی کسبی نہین خانگی نہین خیر پیچھی گردش فلک دون پرور
سے قلمرو سے تیرے گھر مین آنے کا میرا اتفاق ہوگیا پھر اتنی جلدی کیا ہے مین کہین بھاگی جاتی ہون تو مرا کیون جاتا ہے فقط یہ سب
نقل مین ہے حاصل کچھ نہین اور تو مر بھی جائیگا تو میری بلا پوش ہے لیکن جو تو دعوی عاشقی کرے نام عشق اور عاشقی لیتا اور
میری خوشنودی اور مرضی چاہتا ہے تو ابھی مجھے ماں بہن عزیز و اقربا سب کی جدائی کا صدمہ اور رنج اسقدر ہے کہ مجھے کوئی بات
خوش نہین آتی دس پندرہ دن صبر کر سنا ہے کہ الصبر مفتاح الفرج بعد اسکے جو تیرے جی کی خوشی ہوگی وہ سمجھ لیا جائیگا اور جو تو
کہیگا قبول ہے کہ دون کی مگر ابھی دس پندرہ دن مجھے خبردار کسی بات کے لیے نہ کہنا قارن زر اسپ نے کہا کیا تاب اور طاقت
میری جو دس پندرہ دن تلک بلکہ ایک مہینا بھر تک کوئی بات خلاف تیرے مزاج کے کرون اور پھر کبھی اسطرح سے کلام زبان پر
لاؤن یہ کہکے قارن زر اسپ محل سے باہر نکل آیا اور اپنے کاروبار ملکی مین مصروف ہوا مگر ہر روز ایک مرتبہ محل مین جاتا تھا
اور ملکہ کو بنگاہ حسرت دیداری اور بطرز عاشقی دیکھکر چلا آتا تھا اور حالت تنہائی مین بحفظ بیتاب رہا کرتا
ایک عورت ضعیفہ اور بہت سن رسیدہ جہاندیدہ اس قارن زر اسپ کی بڑی بوڑھیون مین کہ وہ حاجی مشہور اور [illegible]
یہ تھی کہ وہ سال مین دو مرتبہ لقا سے مشرک خدا کے طواف کو جایا کرتی تھی اس سبب سے تمام فرقہ کفار نے اُسے حاجی
مشہور و معروف کیا تھا قارن زر اسپ نے ایک روز بحالت بیتابی دل سے اس ضعیفہ عورت اپنی خاندانی بڑی بوڑھی کو
اپنے پاس بلا کے بکمال عجز و انکسار با چشم اشکبار سارا احوال ملکہ گیتی افروز کا بیان کر کے کہا کہ تم اس سوداگر بچی کو اسطرح سے
ترغیب دو کہ میرے حال پر مہربان ہو جاوے یہ ہر وقت کا انکار روز نہین نہین مجھکو مارے ڈالتے ہین اگر تم چند روز میرے ہی
محل مین رہو ابھی اپنے گھر نہ جاؤ یہ کہکر اُس عورت کو ملکہ کے پاس اندرون محل بھیجدیا مگر ضعیفہ جو محل مین گئی تو سبب
اسکے کہ وہ تو ہمیشہ سال بھر مین دو مرتبہ بطفیل لقا سے مشرک خدا کا روسیہ ناپاک دیکھنے کو یعنی طواف کرنے کو جاتی تھی
دس دس دن لقا کے زنانے مین رہتی تھی ملکہ گیتی افروز اور ملکہ جہان افروز دونون بیبیون کو لقا کی خوب پہچانتی تھی
وہ اشرفیان روپیہ وغیرہ اسکو دیتی تھین اسنے جو ملکہ گیتی افروز کو دیکھا تو بہ نگاہ اولین پہچان گئی ملکہ سے تو کچھ نہ کہا
محو حیرت سکتے کی صورت رہ گئی بعد دم بھر کے محل سے نکلکے قارن زر اسپ خیرہ وار سے کہا کہ ای قارن یہ خداوندزادی
حکیمہ قدرت نور خالص خداوند لقا کی میری اور تیری دونون کی قبلہ کونین و کعبۂ دارین مخدوم زادی ہے خائف
اور ترسان ہو کہ وہ عالم الغیب سمیع اور بصیر ہے یہ سنکے قارن زر اسپ خاموش ہو رہا اور اس عورت ضعیفہ کو کچھ
جواب نہ دے سکا اتنا تو کہا کہ پھر آپ چند روز میرے ہی مکان پر رہین اپنے مکان پر نہ جائین اُس ضعیفہ نے

باش کے گناہ مم تراکہ زندہ وسلامت روی بر سر قاسم حملہ ور ہوا شاہزادۂ خاور سیاہ نے اسکی ضرب کو خالی دے کر برابر سے
ایک سیلی ایسی ماری کہ وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے بیٹھ گیا اور جب ہوش آیا تو وہاں سے خاموش اٹھ کر بیرون
بارگاہ آیا اور مظفر بن ضیغم خون آشام کے پاس جا کے سارا حال بیان کیا مظفر بن ضیغم خون آشام نے جو یہ زیادتی
شاہزادۂ خاور سیاہ کی سنی تو آتش غضب کانون سینہ میں اسکے مشتعل ہوئی اور دود بیدماغی دماغ جان سے اٹھا مثل
مار بسر دم بریدہ پیچ و تاب کھا کے مع اپنی فوج وسپاہ کے بر سر شاہزادۂ خاور سیاہ روانہ ہوا حسب اتفاق یہ خبر کہیں
مہروند عیار ملکہ گیتی افروز کے کو کانے جو سنی تو از راہ جان نثاری جسطرح ہوا کی کینچ سے اشارہ سنگ سے نکلتا ہے
بسرعت اور تیز روی تمام شہر زرتاشیہ میں ڈھونڈھتا ہوا پہونچا بخدمت شاہزادۂ قاسم آیا اور مظفر بن ضیغم خون آشام
کی فوج کشی کرنے کا سب حال بیان کیا شاہزادۂ خاور سیاہ نے قارن زر اسپ نیزہ دار کو زرتاشیہ کے انتظام اور
ہوشیاری شہر داری کے واسطے وہیں چھوڑا اور کہرش نیزہ دار اور کیوس اور شنگبوس اور کیوان نیزہ دار دلیر
سرداروں کو مع پچاس ہزار سوار کے لیکر اس قلعہ سے نکل جانب لشکر مظفر بن ضیغم خون آشام متوجہ ہوا ابھی کوئی فرسنگ بھر
زمین طی کر چکا تھا کہ سامنے سے گرد اٹھی اور آمد لشکر مظفر معلوم ہوئی ملک قاسم مع اپنے لشکر اور سپاہ کے وہیں ٹھہر گیا
ہرکاروں نے مظفر بن ضیغم خون آشام کو پہونچائی کہ وہ شخص جسنے ملک زرتاشیہ کے حاکم قارن بن زر اسپ
نیزہ دار کی بارگاہ میں آپ کے ایلچی سے بیحد گستاخی کی تھی مع پچاس ہزار سوار بارادۂ رزم وپیکار آپ پر سبقت کر کے قریب
پہونچا اور وہ سامنے اپنی فوج اور سپاہ کو صف آرا کرکے منتظر کھڑا ہے غلاموں نے جو اسے بغور دیکھا تو معلوم ہوا اور
خوب پہچانا کہ یہ شخص وہی ملک قاسم لعل نعمان خونریز خاوری پوتا حمزہ صاحبقران کا ہے جسے خداوند لقا نے
چاہ ماران میں ڈالدیا تھا اور نہیں معلوم کہ پھر اسنے اُس چاہ سے کیونکر نکلکر شبخون لشکر خداوند پر مارا ہے
اور چند روز سے مفقود الخبر تھا مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہرکاروں کے کہنے کا یقین نہ آیا اور یہ کہا کہ قاسم تو کاہکے
نادان ہیں جو وہ میرے آنے کی خبر سنکے پھر دیدہ ودانستہ بموت شیر کے منہ میں یا کام نہنگ میں گر پڑنے کا قصد کرتا اور
شبخون مارنے کی اور بات ہے کہ تاریکی شب میں نکلتا تھا کسی نے دیکھا کسی نے نہ دیکھا اپنی تقدیر سے زندہ سلامت نکل گیا تھا
اور جو فی الحقیقت وہی قاسم ہو تو سمجھو زمین و آسمان پر رستم کرا دو باند انجنبہ لشکر سے ایسے دلیر اور شیر اگر لاکھ برس
زمانہ گردش کھائیگا تب بھی بعرصۂ امکان نہ آئیگا خیر میں نے سنا ہو کہ فضل بن گیا ہو اور خون آشام بھی میری طرح سے
بر سر شاہزادۂ بدیع الزمان بہمیں مقابلہ ومجادلہ گیا تھا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کی جرأت اور جوانمردی دیکھکر عاشق
وشیدا ہو گیا اور نوبت ضرب وحرب کی نہیں پہونچنے پائی تھی کہ اسنے اطاعت شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کی
قبول کی اور شاہزادۂ نامور نے اسے حضیض خاک سے اٹھا کر اوج فلک پر پہونچا دیا اب اگر شاہزادۂ خاور سیاہ میرے
ہمراہ بھی ویسی ہی عنایات کرے تو کیا مضائقہ مجھے بھی ملک قاسم کی جوانمردی اور دلیری سے ایک محبت بدل ہوئی ہے
خیر اسے دیکھوں تو اور پہچان لوں غرض یہ کہکر اپنی فوج وسپاہ کو تو اسی مقام پر ٹھہرا دیا اور یکہ وتنہا اپنے مرکب کو
جولان کر کے قریب شاہزادۂ خاور سیاہ کے آیا اور بغور پہچانا کہ ہاں یہ وہی ملک قاسم ہے اسوقت وہی غلامی مخصوص
سابق الذکر اسکے دل میں تھا زبان پر لایا اور کہنے لگا کہ اے شہریار جیسی عنایات خداوندی شاہزادۂ بدیع الزمان نے
فضل پر مبذول کیا ہو خون آشام کے ساتھ بھی اگر ویسی نظر الطاف ہو تو بھی میری جان بر فدا ہے تو میں ابھی کلمہ پڑھکے
اسلام قبول کرتا ہوں شاہزادۂ قاسم نے فرمایا اے مظفر بن ضیغم خون آشام جس حال میں کہ تمنے کلمۂ طیبہ پڑھکر ملت
بیضا دین اسلام قبول کیا تم ہمارے بھائی سے زیادہ عزیز ہو انشاءاللہ تعالی فضل بن گیا ہو خون آشام سے

تمھارا رتبہ اور مرتبہ سوچند افزون ہوگا یہ کلام شاہزادۂ عالیمقام کا سنکر مظفر اپنے مرکب پر سے کود پڑا اور چاہتا تھا
کہ ملک قاسم کی رکاب سے لپٹ جائے قاسم نے اپنے مرکب پر سے اُترکے ہان ہان کرکے مظفر بن ضیغم خون آشام کو
گلے سے لگالیا اور کلمۂ شہادت تلقین کیا مظفر کلمۂ طیبہ پڑھکر مشرف باسلام ہوا بعد اسکے مظفر نے اپنی فوج و سپاہ اور
سرداران ہمراہی کو طلب کرکے باواز بلند کہا کہ اے بہادرو مین نے تو کلمۂ شہادت پڑھکے اطاعت اور فرمانبرداری شاہزادۂ خلق سیما
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کی بدل و جان منظور کی جسے میری رفاقت اور اطاعت منظور ہو وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو
میرا وہ نوکر ہے اور جسے لقا پرستی کا دعوی ہو اور طریق اسلام نہ اختیار کرے وہ اپنے فعل کا مختار ہے جہان جی چاہے وہان
چلا جائے مجھے اسکو کچھ علاقہ اور سروکار نہین سنتے ہی سردار اور افسر اور سوار و پیادے ہمراہیان مظفر بن ضیغم خون آشام
کے سب باتفاق باہم ایک زبان ہوکر کہنے لگے کہ اے مظفر بن ضیغم خون آشام اصل و حقیقت یہ ہے کہ تو افسر اور
مالک ہمارا ہے اور ہم تیرے نمکخوار و پروردہ ہین اتنا ہمارے بھی ذہن ناقص مین آتا ہے کہ عقل اور فہم و فراست ہمسے ہزار
حصہ تجھ مین زیادہ ہے اور جو بات تونے کی ہوگی بہتر ہی ہوگی پس ہمکو کیا عذر ہے جو تو فرماتا ہے ہمکو بدل و جان منظور ہے
مظفر نے کلمۂ شہادت پکار کر پڑھا سبھون نے از صدق کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا شاہزادۂ خاور نے شاد ہوکے مظفر بن
ضیغم خون آشام اور تمام وہ جدید الاسلام فوج شاہ ظلمت وجود شوکت الاسلام وہان سے مراجعت فرماکے شہر ستاپا
مین پہونچا اور اپنی بارگاہ مین جاکے داخل ہوا قارن زرد اسپ نیزہ دار وغیرہ سرداران نامدار نے نذرین تہنیت کی دین
جشن شاہانہ اور محفل عشرت انہی کی تیاری ہونے لگی ہزارون طائفے ارباب نشاط کے طلب ہوئے یہان تو جلسہ رقص و سرود کا
ہو رہا تھا کہ ایک روز ایک پیادے نے ایک خط ہوشنگ قلعہ دار کا لاکے زرد اسپ نیزہ دار کو دیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے قارن
زرد اسپ ہمین نے اٹھارہ شاہزادے اور سردار لشکر حمزہ صاحبقران کے پکڑکے اپنے قلعے مین مطوق اور مسلسل کرکے رکھے ہین
اندنون ایک خداپرست کوئی نواسا حمزہ کا اسد بن کرب غازی ہے کہ اُسنے اس سرزمین مین خروج کیا اور وہ آفت روزگار
بلائے بیدرمان چارطرف سے یورش کرکے آتا ہے اور ہر ایک لشکر کو درہم برہم کرکے صاف نکلا جاتا ہے اور مین کسی صورت سے اُسکا
حریف نہین ہوسکتا نہایت اندیشہ ناک ہون اور خائف و ترسان ہون عجب نہین کہ یہ قلعہ میرے قبضے سے نکل جاوے اور
وہ کسی دن جنگ سپاہانہ کرتا قلعہ مین گھس آئے اور اٹھارہون شاہزادون کو چھڑا لے اسلئے بتاکید بلیغ لکھا جاتا ہے کہ کچھ فوج اپنی
بطور سپری مدد کے جلد روانہ کر یا آپ اس مہم پر آ تاکہ مین اسد بن کرب کی شر سے چھوٹ کے امین رہون یہ نامہ شاہزادۂ خاور سپاہ
اور قارن زرد اسپ نے پڑھکر مشورہ کیا کہ کیا خوب بات ہے چلو اُس قلعے کو سر کرکے اٹھارہون شاہزادون کو چھڑا لائین
غرض یہ مشورہ کرکے ملک قاسم نے قارن زرد اسپ نیزہ دار اور مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ چند سردارون کو
اپنے ہمراہ لیا اور لاکھ سوار کی جمعیت سے اُس قلعے کی طرف روانہ ہوا اتفاقاً کہین لقا کو یہ پرچہ وقائع کا گذرا کہ قارن
زرد اسپ نیزہ دار اور مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ چند سردار مسلمان ہوگئے اور ملک زرتاشیر قبضۂ اختیار مین ملک
قاسم کے ہوگیا اسی وقت لقا سے مفتری خدا نے نہایت طیش کھایا کہ انگیز شیر بن ارقاش کو مع پانچ لاکھ سوار کے اشارہ
کیا کہ تو جاکے اُس بندہ گستاخ قاسم کو جان دستیاب ہوکر گرفتار کرکے لا اور اگر مقابلہ اور جنگ و جدل کا حوصلہ کرے تو اُسکا
سرکاٹ کے حاضر کر چنانچہ حسب الحکم لقا سے خداے باختر انگیز شیر بن ارقاش رخصت ہوکر بتلاش شاہزادۂ خاور سپاہ
زرتاشیر کی طرف روانہ ہوتا ہے یہان سنئے کہ شاہزادۂ خاور سپاہ نے اسد بن کرب دلاور کا جو نام سنا اور اسطرح جرأت
اور قوت اور صولت اور شجاعت کا اسد بن کرب دلاور کی مضمون اُس نامے مین لکھا تھا عجب طرح محبت قاسم کو اسد سے
پیدا ہوئی اور اسی دم ایک نامہ بہ مضمون کہ اے برادر عزیز از جان شاہزادۂ اسد بن کرب دلاور کہ خیر اوسکی تو کسی بات مین

مضطر اور پریشان ہوتا ہیں عنقریب آپہونچا لیکن ایک کام کرنا کہ شاید ہوشنگ قلعے سے نکلنے کا ارادہ کرے تو اُسکو قضا
مصلحت ایک منزل پیچھے ہٹ آنا لکھکر ایک سوار کے ہاتھ شاہزادہ اسعد بن کرب سپہدار لاور کے پاس بھیجا جسوقت کہ وہ
نامہ سعد کے پاس پہونچا اور سعد نے مضمون نامہ کا دریافت کیا تو بہت سا خوش ہوکر بہت دیر وہان سے کوچ کرکے ایک
منزل پیچھے ہٹ گیا اسعد کے پس پا ہو جانے کی جو خبر ہوشنگ نے سنی تو شادان و خندان مع تمام اپنی فوج کے قلعہ سے
بیخوف و خطر نکلکر قریب لشکر قارن زر اسپ نیزہ دار جہان شاہزادہ سخاور سیاہ نامدار تھا وہان آکر ایک میدان میں
فروکش ہوا اور خیمہ اور خرگاہ ایستادہ کرا کے اپنی بارگاہ میں بیٹھا روز دوم قارن زر اسپ کی ملاقات کے واسطے آیا
اور بخیال اسکے کہ میں نے جو کچھ لکھ بھیجا تھا کہ کچھ مدد پہونچانا یا آپ آکر میرے شریک حال ہونا قارن کے خیمہ میں جا کے
ملاقی ہوا اسوقت ہوشنگ کو ثابت ہوا اور اُسے خبر ہوئی کہ یہ لشکر ملک قاسم کا ہے اور قارن مسلمان ہو گیا ہے ناگاہ
شاہزادہ سخاور سیاہ کو برابر قارن زر اسپ کے بجاہ و جلال تمام بیٹھا دیکھا تو قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر بر سر ملک قاسم
حملہ ور ہوا قاسم نے بسہولت تمام اُسے پکڑ لیا اور بمردانگی زیر کرکے فرمایا کہ حالا در شناختن پروردگار عالم چہ ارادہ داری
ہوشنگ از سر صدق کلمہ شہادت پڑھکے مسلمان ہوا اور شاہزادہ سخاور سیاہ کو مع قارن زر اسپ نیزہ دار اور
مظفر بن ضیغم خیبرین آشام وغیرہ سرداروں کے اپنی بارگاہ میں لے گیا اور اٹھارون شاہزادون کو زندان خانے سے
طلب کرکے قید سے نجات دی اور ملک قاسم کے حوالے کیا اور تین شبانہ روز دعوت اور مہمانداری بڑی دھوم دھام
کرکے روز چہارم شاہزادہ قاسم نے ہوشنگ کو بدستور اُسی قلعہ پر مامور کرکے فرمایا کہ ہر وقت فوج کشی پر کمر لگا
تم بھی آکر شریک حال ہونا اور یہ فرما کے قلعہ سے برآمد ہوا اور ہوشنگ کو رخصت کرکے آپ مع قارن اور مظفر وغیرہ
سمت زرتاشیہ متوجہ اور بفر و شوکت زرتاشیہ میں داخل ہوکر دن بھر تو ملکہ گیتی افروز کے ساتھ عیش و نشاط میں رہا جب رات
گئی ملکہ کو عالم خواب میں چھوڑکر بیرون بارگاہ آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہوکر یکہ و تنہا سمت سائل چلا اور بدستور معمول قدیم
تل توامان پر چڑھکر طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور یہ نعرہ کرکے نعرہ ملک قاسم شاہ سخاور سیاہ بزخم تیغ برابر و نیزہ کاہ
زیر فیلطول لقا چو نستم لاکھ سوار و پیادون کے لشکر پر شبخون مارا اور آمادہ کفار کشی اور شمشیر زنی ہوکر عنقا سے تیر انداز
اور تیران سپہ کشش کو جہنم واصل کرکے نکل گیا اور اُنھیں شبخون میں جسوقت کہ قاسم نعرہ کرکے فوج کفار پر گرا تو عنکبوس
اور سائل اور عنقال دونوں بیٹے اسکے بمقابلہ شاہزادہ قاسم آئے قاسم نے عنکبوس کو ایک ضرب تیغ سے قتل کرکے ایک سمت
بھاگ چلا اور سائل اور عنقال عنکبوس کے دونوں بیٹے بہ تہیہ قصاص خون پدر تعاقب میں ملک قاسم کے گھوڑے
دوڑاتے چلے جاتے تھے نوبت باینجا رسید کہ شاہزادہ سخاور سیاہ جاتے جاتے قریب لشکر ہاسے کوہی کے کہ ایک دامان
کوہ میں فروکش تھا پہونچا ایک ہاسے کوہی نے جو قاسم کو سر سے پانون تک آلودہ بخون دیکھا تو پوچھا کہ اے
شخص تو کون ہے اور اس لباس خونچکان سے کیونکر تیرا آنا ہوا ملک قاسم نے کہا کہ شب کو اثنائے راہ میں ایک غول
قطاع الطریق کا ملا تھا اُس سے نوبت ہتھیار کی پہونچی بہرحال معرکہ آرا اُنکے ہوکے میں یہان تک پہونچا ہوں یہ سنکے
ہاسے کوہی نے شاہزادہ قاسم کو اپنے خیمہ میں بعزت و توقیر بہت سی خاطرداری کرکے بٹھلایا اور پوشاک نفیس لاکے
شاہزادہ عالم کو پہنائی منہ ہاتھ دھلوا کے آرام کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ سامنے سے دونوں بیٹے عنکبوس کے بھی ہاسے کوہی کے
خیمے میں پہونچے ہاسے کوہی اُنکے استقبال کے واسطے اُٹھا مگر قاسم جہان بیٹھا تھا وہین بیٹھا رہا جب ہاسے کوہی
عنکبوس کے بیٹون کا استقبال کرکے پھرا اور جانب ملک قاسم مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے جوان میں نے تیرے ساتھ
سلوک کیا اور کیسی تیرے حال پر مہربانی کی مگر تجھے اتنی تمیز نہ تھی کہ میں تو استقبال کے واسطے اٹھا اور تو نے میری

پاس ادب نہ کیا جہان بیٹھا تھا وہین بیٹھا رہا یہ بات ہماسے کوہی کی سنکے زمانہ شاہزادہ خاور سیاہ کی نظرون مین تیرہ و
تار ہوگیا اور حالت غیظ مین ایک گھونسا ہماسے کوہی کے سر پر مارا کہ کھوپری اُسکی شق ہو کر علیحدہ جا پڑی اور وہ
فرش خاک پر تڑپ کر گرا اور پھڑکنے لگا سبائل اور عنقل دونون بیٹون نے جو قاتل عنکبوس قاسم کو پہچانا تو یہ دونون
تلوارین پکڑکے حملہ ور ہوئے شاہزادہ خاور سیاہ نے داہنے ہاتھ سے سبائل کے قبضہ تلوار کا اور بائین ہاتھ سے عنقل کا
بند دست پکڑکے بسہولت تمام ذرا جو فشار دیا تو وہ دونون کے ہاتھون سے تلوارین چھوٹ کر علیحدہ جا پڑین بعد ازان
اُٹھا کر دونون کو سر پیچ خم دے کر زمین پر پٹک دیا ایک گھٹنا سبائل کے سینے پر اور ایک زانو عنقل کی چھاتی پر رکھکر کے
پوچھا کہ اے بہادر واب تم کہو کہ خداے عز وجل خالق جزو کل کی شناخت اور پرستش مین کیا تمھین منظور ہو دونون نے
از سر صدق کلمۂ شہادت پڑھکے اسلام قبول کیا بعد ازان فوج و سپاہ جو اُنکے پیچھے پیچھے وہان پہونچی تھی اُسکو بھی مسلمان
کرکے ہماسے کوہی کے تمام لشکر کو مشرف باسلام کیا اور اب اس فکر و تدبیر مین تھے کہ ہمراہ شاہزادہ خاور سیاہ جدھر تشریف
فرما ہون بیے قضاسے کار یہ خبر ہژبر مرد شاہ کو پہونچی کہ قاسم عنکبوس کو مارکر فلان پہاڑ پر پہونچا وہان ہماسے کوہی سے
ملاقات ہوئی اور سبائل اور عنقل عنکبوس کے بیٹے اسطرح سے وہان ہمراہ قاسم کے مسلمان ہوگئے اور ہماسے کوہی
بھی مارا گیا لقاے نے عنکبوس کے بھائی کو لاکھ سوار کی جمعیت سے برسر شاہزادہ خاور سیاہ روانہ کیا چنانچہ وہ میکوس بمقابلہ
بمقابلہ شاہزادہ قاسم آیا اور سبائل اور عنقل عنکبوس کے دونون بیٹے پہلے بدعوی عہد دیتا اور جان نثاری میکوس
مقابلے مین آئے اور اُسکے ہاتھ سے شہید ہوئے اور شاہزادہ قاسم کے سر اقدس پر زخم کاری آیا جبتک معلوم ہو
کسی سرداران فوج و سپاہ شاہزادہ خاور سیاہ کو حالت غشی مین دیکھا ایک پہاڑ کی طرف لے گئے میکوس نے پہاڑ کو
چار جانب سے محاصرہ کرکے چاہا تھا کہ برسر پہاڑ پر کہ ناگاہ ایک سمت گرد کا اُٹھا اور جسوقت کہ وہ گرد بیٹھی تو دیکھا
کہ فوج دریاے فوج تا انجم سپہر صولت صف شکن ضیغم را اسد برکوب ولاور مع تیس ہزار دلیران عرصہ کارزار پر نعرہ کرتے
اسد شہسوار ہم کدور روز جنگ ... بہرام دل شیر دلیر حیدر پلنگ میکوس سردار کے لشکر پر گرزہ شمشیر لیے اور کفار کشی کرتا
قریب میکوس کے پہونچا میکوس نے تیر اُٹھاکے حملہ شاہزادہ اسد پر کیا تھا کہ اسد نے جستی تمام اُسکے حربہ کو خالی
دیکے برابر سے تیغہ اُسکی دوال کمر پر مارا کہ مثل خیار تر کے لاش اُس بدمعاش کی دو ٹکڑے ہو کر رکاب پر سے گری اور
خاک و خون مین لوٹنے لگی فوج و سپاہ میکوس سردار کی بھاگ کھڑی ہوئی شاہزادہ اسد بفتح و فیروزی تمام شادیانے
بجوا کے پہاڑ پر چڑھ گیا اور شاہزادہ خاور سیاہ سے ملاقات کرکے اپنا سارا حال مطلع کرکے مار ڈالنے اور اپنے باپ شاہزادہ
کرب غازی کے خوف سے بھاگ کر یہان آنے کا روبروے ملک قاسم کے بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے اسد کو
بہت سا پیار کرکے جب زخم سر کا اندمال پڑا یا تب اُس پہاڑ پر سے نیچے اُترکے اُسکی صحرا مین سرداران کو وہ شہید شدہ مع شاہزادہ
اسد نامدار روانہ ہوا ابیان دونون صاحبون کو صیدگاہ مین چھوڑیے

چندے مشکلے داستان شوکت بیان لقاے مشرک خداے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت یہ خبر میکوس تیر انداز کے مارے جانے کی لقاے مشرک خدا کو پہونچی تو لقاے مشرک نے سُنکے اپنے
بلکیشمی کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اگر تو زرتاشیر مین جاکے قاسم کو مع اسد اور جتنے کہ بندے ہماسے گستاخ شریک حال اُسکے
ہون لیکے اور سب کو گرفتار کرکے لاے تو مین تجھے حلۂ پیغمبری عطا کرونگا اور یہ وعدہ حتمی کرکے گھراسکے بلکیشمی
سمت زرتاشیر بسر ملک قاسم روانہ کیا گھر ابلشکر جرار صبا کل سے کوچ کرکے قریب شہر زرتاشیر کے پہونچا اور
قارن زرداسپ نیزہ دار تاب اُسکی مقاومت کی نہ لاسکا قلعہ بند ہو گیا گھر اسکے بلکیشمی نے زرتاشیر کو تاخت و تاراج

کر کے قلعے کو محاصرہ کیا یہ خبر ابھی صحرا میں جہاں شکار کھیلنے کو قاسم مع اسد گیا تھا شاہزادہ ختا و رسیاہ ملک قاسم کو پہونچی
بیساختہ شاہزادہ اسد دلاور کہنے لگا کہ بھائی صاحب اگر مجھے ارشاد ہو تو میں یکہ و تنہا جاکے اُس بدذات کلچھپنی کو سزا اسکے اعمال
پہونچاؤں اور ایک ہی ضرب تیغ میں جہنم واصل کردوں ملک قاسم کی زبان سے بیساختہ یہ بات نکل گئی کہ دیوانہ ہوا اسد
یہ دیوانہ پن اور جہالت کی باتیں تو کیوں کرتا ہے بھلا تو اکیلا وہاں جاکے کیا کرسکیگا اسد شدت غیظ و غضب سے مثل شعلہ
بھڑک اُٹھا اور شاہزادہ ختا و رسیاہ کو اور باتوں میں لگا کے کسی بہانے سے بارگاہ سے نکل آیا اور بیٹھا اپنے مرکب پر یکہ و تنہا
قبضہ شمشیر پہ ہاتھ رکھے سیدھا شہر نوشاشیو کی طرف برسر گہراسے کلچھپنی روانہ ہوا اثناے راہ میں شیر نگیا علام سے ملاقات
ہوئی اُس سے احوال کہکے گہراسے کے لشکر میں پہونچا اور ایک سفید کاغذ بطور نامے کے ملفوف کرکے ہاتھ میں لے لیا اور
دروازہ بارگاہ پر گہراسے کلچھپنی کے جاکے اظہار کیا کہ میں شاہزادہ ختا و رسیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری
کی طرف سے برسم ایلچی گری نامہ لیکر آیا ہوں مردہوں نے اندرون بارگاہ گہراسے کلچھپنی سے عرض کی گہراسے نے کہا کیا
مضائقہ اُس سوار کو میرے پاس لاؤ شاہزادہ اسد بن کرب غازی بسم اللہ کہکر اندرون بارگاہ داخل ہوا اور یہ کہکر
سلام من درین محفل بر آن کسے باد کہ داند خداے عزوجل خالق جز او کس نیست و رسول مقبول او برحق حقیتے گہر بارگاہ نشین
گہراسے کے تھے سبھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے کر جواب نہ دیا مگر غیب سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ علیک السلام
شاہزادہ اسد قریب گہراسے کلچھپنی کے ایک دنگل خالی دیکھکر بیٹھ گیا گہراسے نے پوچھا کہ لاؤ وہ نامہ کہاں ہے شاہزادہ
اسد نے دلاوری سے وہی سفید کاغذ گہراسے کلچھپنی کے ہاتھ میں حوالے کیا اُسنے کہا اسمیں کیا لکھا ہے اسد دلاور نے
کہا زبانی مجھسے کہدیا ہے اُسنے کہا بیان کر شاہزادہ اسد بن کرب دلاور نے برابر گہراسے کے سرگوشی میں کہا کہ اے گبر مزور میں
تیری سزادہی کے واسطے بخیال اسکے کہ تیرے ہمراہ فوج و سپاہ بڑی کثرت سے تھی کیونکر پہونچ سکتا اس ذریعے سے تیری بارگاہ
میں تیرے پاس پہونچا ہوں گہراسے کلچھپنی نے اسد کا منہ دیکھکر اور یہ تقریر سنکر کہا کہ پھر تو تیرا کیا کرسکتا ہے ابھی
پورا کلمہ اُسکی زبان سے نہیں نکلنے پایا تھا کہ شاہزادہ اسد دلاور نے بچستی تمام ایک تیغہ اُس تیرہ انجام کے سر پر مارا کہ
سر اُسکا دھڑ سے قلم ہوکر علیحدہ جا پڑا اور لاشہ اُسکا خاک و خون میں لوٹنے لگا چار طرف سے سرداران کفار بارگاہ نشین
اُسکے پھریں تلواریں پکڑ پکڑکے بر سر شاہزادہ اسد دلاور آ پڑے اور اسد مثل شیر ژیان جسطرف حملہ کرتا تھا تمام گروہ گبرکا
پریشان ہوجاتے تھے اور ہر سمت کو تلواریں برچھیاں اور تیر گرز سر اقدس پر اُس دلاور کے بارش کر رہے تھے اب تو یہ حال
پہونچی کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی اپنی زندگی سے مایوس ہوچکا تھا اور اُسکو یقین کلی ہوگیا تھا کہ یہاں سے
اب زندہ و سالم نہیں جاسکتا کہ ناگاہ نعرۂ شاہزادہ ختا و رسیاہ گوش زد ہوا اور اسد نے دیکھا کہ ملک قاسم تیغہ
بلارک افراسیابی خونچکان میان سے کھینچے جسطرف رخ کرتا ہے ایک شور قیامت برپا ہوتا ہے اور لاشہ پر لاشہ
دھڑ پہ دھڑ سر پہ سر مردے پہ مردہ گراتا اندرون بارگاہ پہنچ گیا اور تمام کفار عاجز و ناچار ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے
شاہزادہ قاسم نے شاہزادہ اسد بن کرب غازی کو اپنی چھاتی سے لگا کے کہا بھائی تونے یہ بات خوب نہیں کی
لاکھوں کفار میں تنہا بجان واحد ایسی جہالت کو بیٹھنا مقتضاے فراست نہیں اسد نے کہا میں نے کیا برا کیا ایک
کافر کو قتل کیا قاسم نے کہا کفار کشی کی تو اچھا کیا لیکن یہ مصرع دراخیر میں مبارک بندہ است اُو انجام کو بھی دیکھ لینا چاہئے
مصرع سبو ہر بار شکستہ نہ آید ہر مرتبہ خیر ایک مرتبہ تو تم نا دانستہ نا تجربہ کاری سے ایک حرکت کی مگر اب آئندہ کو
خیال رہے شاہزادہ اسد نے یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سنکے کہا تو اب یہ بھائی [illegible]
جہاد کرنے کو چلیں ملک قاسم نے اسد کا منہ دیکھکر اور یہ تقریر سنکر کہا بھائی [illegible]

فوج کشی بمقابلہ معدود شاہ کرون اسد نے کہا تو آپ یہان تشریف رکھیے مین جاتا ہون قاسم نے پھر بہت منع اور تعرض کیا اور سمجھایا مگر اسد نے نہ مانا اور بیساختہ قاسم کے پاس سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر سیدھا جانب سبائل روانہ ہوا اتفاقاً جاتے جاتے قریب قلعہ قضا و قدر کے پہونچا وہان معدود بدلہ ابن کلاہ بارنش سفید مع بارہ ہزار کفار بڑے بڑے سرکش اور زبردستان روزگار سے اُس قلعے مین رہتا تھا کہین عیار اُس تیرہ روزگار کا قلعے سے نکلکے بسیر کوہستان جاتا تھا شاہزادہ اسد بن کرب غازی کو جنبی صورت دیکھکر اپنے جی مین سوچا کہ اسکی صورت پر عجب طرح کی ایک صولت اور شجاعت معلوم ہوتی ہی کیا عجب ہی کہ یہ کوئی خدا پرست ہو یون اگر مین اُس سے پوچھونگا یا کچھ مباحثہ کرون کیا جانے کیا افتاد پڑنے جتلائے نہ ہتیا سے سلح اور کمل ہی لڑ بیٹھے اس سے بہتر یہ ہی کہ اسے بہ عیاری پکڑ کے قلعے مین لیجاؤن اگر کوئی خدا پرست ہوگا تحقیق کرکے قید کرا دونگا اور جو کوئی بندگان لقا سے کسی ملک کا رہنے والا مسافر راہ گیر ہوگا اُسی وقت چھڑا دونگا یہ سوچکر برابر پہونچ کے ایک بیضہ بیہوشی شاہزادہ اسد کی ناک پر مارا اور تمام بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی اور اسد بیہوش ہو کر گھوڑے پر سے گر پڑا عیار نے اسد کا بشتارا باندھکر اپنے دوش پر رکھا اور اُسی مرکب پر سوار ہو کے آن واحد مین معدود شاہ کے پاس آیا اور بشتارے مین سے اسد کو کھول کے کہا کہ خداوند یہ شخص کوئی بڑا زبردست بہادر خدا پرست معلوم ہوتا ہی مین اسے ہوشیار کر دون آپ اس سے پوچھکر کہ تو کون ہی کہان سے آیا اور کہان جائیگا اگر کوئی جرم اُسپر ثبوت ہوگا پھوڑ دیجیے گا معدود شاہ نے کہا کہ اچھا اسے ہوشیار کر عیار نے فتیلہ رفع بیہوشی دے کر اسد کو ہوشیار کر دیا اور معدود شاہ نے پوچھا کہ اے شخص تو کون اور کہان جاتا ہی شاہزادہ اسد بن کرب غازی دلاور نے کہا کہ مین تو لقا سے مشرک خدا سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو جاتا ہون معدود شاہ یہ کلمات سنکا نہ شاہزادہ اسد کے سنکے خوب قہقہہ مار کے ہنسا اور کہا بہت خوب خداوند ہیجدہ ہزار عالم باختر سے تو لڑنے کو چلا جائے گا اسے ذرا پہلے زندانخانہ کی ہوا تو کھا لیجیے یہ کہکے اسد بن کرب غازی کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان ڈلوا کے مجلس مین بھیجا اور قید کیا اب اسے تو یہان چھوڑیے

جبتک دوسکی داستان شوکت بیان لشکر فیروزی اثر سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت امیر والا تقدیر دربند جالندر سے کوچ کرکے سمت دربند طھوریہ کے روانہ ہوے ایک روز کی نقل ہی کہ ایک صحرا مین لب دریا لشکر فیروز دلکش ہوا اور بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی سلطان والا شان مع تمام شہریار اور شاہزادون اور سردارون کے بارگاہ مین بیٹھے ہوے سراچے سامنے کے کھلوا دیے تھے فضاے صحرا کی جانب مخاطب تھے اور انجم گروہ رستم شکوہ شاہزادہ بدیع الزمان لشکر شکن تھوڑے سے فاصلے پر شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک ہرن نہایت خوبصورت سنگوٹیان اُسکی سونے سے منڈھی ہوئی قلادہ مرصع گردن مین جل زربفت سوزنی بجواہر پشت پر پڑی ہوئی بطرز مہوشانہ و بانداز دلبرانہ رم کرتا سامنے سے نمودار ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے نہایت مشتاق ہو کر اپنے جی مین کہا کہ اس ہرن کو زندہ گرفتار کرون اور یہ کہکے مرکب کو اُسکے تعاقب مین سبک خیز کیا اور وہان ہرن شاہزادہ والا مناقب کو اپنی جانب مخاطب دیکھکر وہان سے پھرا اور رم کرتا ہوا کوئی کوس بھر تک لگا تے لیے چلا گیا بعد ازان اب جو کڑیان بھرتا جست و خیز کرتا ایک سمت بھاگا شاہزادہ عالم بھی اپنے مرکب کو گرم کیے چلا جاتا تھا ایک مرتبہ دیکھا کہ وہ ہرن ایک پشتے پر چڑھ گیا جب شاہزادہ بدیع الزمان بھی قریب اُس پشتے کے پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ نیچے اُس پشتے کے دست چپ کو ایک قلعہ ہی وہ ہرن شاہزادہ نامور کو دیکھکر اُس قلعے مین گھس گیا شاہزادہ عالم بھی قریب دروازہ قلعہ کے پہونچکر چاہتا تھا کہ اندرون قلعہ جاے ایک مرتبہ ایک پنجہ پیدا ہوا شاہزادہ بدیع الزمان کو وہ پنجہ اُٹھا کے

لشکر اسلام قریب آ پہونچے تب اُن دونون نے فوج کشی کرکے طبل جنگ بجوا دیا اور یہ خبر سنکر نامیان خیبری اور
تومیان خیبری سرہنگ مصری ابو شہاب لنگری بارگاہ سلیمانی مین بحضور شہنشاہ لشکر اسلام آئے اور زمین
ادب کو بوسہ دیکے کردست بستہ بعد دعا و ثنائے شاہنشاہی کے یہ شعر پڑھا شعر الٰہی در جہان باشی باقبال +
جوان بخت و جوان دولت جوان سال + شہنشاہ عالم کی عمر دراز لشکر شبارنگ اور کنارنگ مین طبل جنگ بجا اور
کل صبح کو وہ دونون کا فر سوکہ آراستہ رزم و پیکار ہونگے یہ عرض کرکے ہرکارے تو مجرا کرکے بیرون بارگاہ نکل گئے
سلطان ظفر اعتصام امیر حمزہ صاحبقران عالیمقام نے بمجرد استماع اسکے یہ فرمایا شعر سرنیچم ز شمشیر حبیب
گرچہ آید بر سر من یا نصیب + جو کچھ کہ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے بروز دیوان قضا اپنے کلک
قدرت سے ترقیم کیا وہ بموجب ظہور آیا اور آئیگا آئین فکر و تردد محض بیجا ہے کہو ہمارے بھی لشکر مین بفضل ایزدی
و تائید ربانی طبل جنگ بجے چنانچہ حسب الحکم عظام حمزہ عالیمقام کے یہان بھی طبل سکندری پر چوب پڑی بارہ سو
جوڑیان نقارخانۂ سلیمانی کی نوازش مین آئین تمام لشکر اہل اسلام مین خبر ہو گئی کہ صبح کو میدان جنگ بن غازیان
دینداراور مجاہدان تہور شعار آمادۂ رزم اور مہیاے قضا ہو کر اپنے اپنے عزیز واقربا یار و آشنا وُن سے باہم ملتے تھے
اور کہتے تھے یار و شب حاملہ است فردا چہ زاید دیکھیے صبح کو کسکو تختہ تابوت اور کسکو تخت سلطنت نصیب ہو
لکھو کھا دلیرا ور شیر اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھنے بھالنے لگے رات بھر جاگ اور ہوشیاری اور خبرداری سے بسر کی
وقت صبح دونون لشکر میدان مین آکر قائم ہوئے صف آرائیان ہو گئین سقے آبپاشی کرکے گرد و غبار کو پاک اور
صاف کر گئے کڑکیتون نے ایسا طرح سے کھلکے با واز بلند کہا اے مردان کوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید بیت
روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کہان ہین رستم اور کہان سہراب
و بیژن اور برزو سوا سے نام کے اور بھی کچھ دنیا مین باقی رہا اشعار
نشانے نداز کاسۂ سفر اوست
نظر کن درین طاق بانہ چہ رنگ
نداری نکاورس دوا را پیاد
جگر خون شد از زہر افراسیاب
کہ دزد یدی از گرز ادگودسند
جہان باکسے پایداری نہ کرد
سکندر کہ یک شہر آئینہ ساخت
کہ بشکست چون فرق کسری بسنگ
فریدون خداوند اکلیل و تخت
کہ گشتے از و زہرۂ شیر آب
جو بیژن بچاہ بلا شد ہزار
بلس این جفا پیشہ یاری نہ کرد
باحوال گم جاکے عبرت نگر دست
ز آئینہ مرگ چون زنگ باخت
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
ز دنیا بناچار بربست رخت
بخاک سیہ فرق رستم نگر
نماند آن یل برزوے نامدار
پس کون بہادر اور نامدار ہی کہ آج
سر میدان نکلکر ان اگلے بہادرون کا نام صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط مٹا دے اور اپنے آبا و اجداد کا نام روشن کر جاوے
یک آگے پیٹ رہے اور یگ پاچھے پیٹ جاوے + ایسے پوت سپوت کا کاگا باس نہ کھاے + ساتھ اس آواز کے دیکھا لشکر کفار مین
علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا اور کنارنگ اپنے مرکب کو چمکا کے نافت میدان مین آیا اور بسمت قیطول القا سجدہ
کرکے پکارا اے لشکر خدا پرستان واے زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ است کہ بیاید بمیدان جنگ یہ آواز سنتے ہی
یل ہمادیان پور شدادیان پہلوان عادی مقابلے کو گیا اور زخمی ہوا اسی طرح اُس روز نشترہ سردار دست راستی
زخمی ہوئے اور دوسرے روز بیس سردار دست چپی زخمی ہوئے خلاصہ یہ کہ دس روز کی میدان داری مین ایک سو دو
سرداران لشکر اسلام زخمی کرکے طبل بازگشت بجوا کے چلا گیا روز یازدہم جبکہ بدستور قدیم دونون لشکر میدان مین آئے
اور تیاری وعدہ گاہ مصاف کی بخوبی ہو چکی اور کنارنگ نے اپنی فوج سے نکلکر با واز بلند کہا اے خدا پرستو

ابھی کسی کو حوصلہ مجھسے مقابلے اور مجادلے کا ہی تو آئے میدان جنگ مین ابھی پورا کلمہ اسکی زبان سے نہین نکلنے پایا تھا
کہ دیکھا علمداران لشکر اسلام نے علمون کو جلوہ دیا اور نقارون پر چوب پڑی عمرو نے میدان مین نکلکر نقیب دی کہ اے
دلیران فوج اسلام ہوشیار ہو جاؤ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران میدان مین برآمد ہوتے ہین اور
ایک بار حمزۂ صاحبقران نامدار اشقر دیوزاد کو سبک خیز کرکے حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ سے اجازت
میدان حاصل کرکے اور بمقابلہ کنار رنگ جا کے ہتنگا ور ہوئے بعد مکالمہ زبانی اور آئین صاحبقرانی دونون کفار کو
امیر حمزۂ عالیمقدار نے مردانہ وار کمربند پکڑکے اٹھا لیا اسوقت اُن دونون تیرہ روزگارون نے خوف جان سے کلمہ پڑھا
اور مسلمان ہوکے وقت شب بھاگ کر قلعہ بند ہوے روز دوم شاہزادہ بدیع الزمان نے مع بہرام اور مریخ دز دآکر
بارگاہ سلیمانی مین سلطان صاحبقران سے ملازمت حاصل کی اور اپنے دنگل پر بیٹھے اسی شب کو شبارنگ
اور کنارنگ کو رات کو خواب مین زیارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نصیب ہوتی ہے اور یہ دونون ہچیار
اور بصدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہوے

اب دو کلمے داستان شاہزادہ کرب غازی سے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ کرب دلاور سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکے بہمراہ مریخ روانہ ہوا
حسب اتفاق مریخ شکارگاہ مین شکار کھیل رہا تھا شاہزادہ کرب غازی نے لوگون سے جو دریافت کیا کہ مریخ چہ کار
در بند ہر یکی ہی شخص ہی تو مریخ سے ملاقات کی مریخ نے پوچھا کہ کیونکر آنا ہوا شاہزادہ کرب دلاور نے جواب دیا کہ تیری
تادیب اور تعذیر کے واسطے آیا ہون مریخ نے کہا کہ مجھسے ایسا کونسا جرم اور گناہ سرزد ہوا وہ فرمائیے تاکہ مین اپنے
جی مین شرمندہ اور معقول ہوکر اسکا عذر کرون شاہزادہ کرب غازی نے کہا کہ مین نے سنا ہی تو نے بارگاہ سلیمانی مرجان
فیلکش کے ہمراہ سمت سبا کل زہرد شاہ کے پاس روانہ کی ہو مریخ نے عرض کی کیا مجال اور کیا تاب میری کسی حاسد نے
غلط عرض کیا ہوگا وہ بارگاہ اور مرجان تو اسی صحرا مین موجود ہین کرب نے کہا کہ کیا مضائقہ تو میرے ہمراہ چل کے
جہان وہ ہو بتلا دے مین اسکے باپ سے لے لونگا مریخ نے کہا از بس چہ بہتر آپ تشریف لے چلیں مین ابھی چلکے بتلائے دیتا
ہون یہ کہکر مریخ اُسی وقت ہمراہ رکاب شاہزادہ کرب دلاور کے سوار ہوکر اُس صحرا مین پہونچا اور دور سے بتلا یا کہ اسی
صحرا مین مرجان فیلکش مع اپنی فوج و سپاہ کے ابھی کہین گیا نہین موجود ہے شاہزادہ کرب غازی نے نصف شب کو
مرجان فیلکش کے لشکر پر جاکے شبخون مارا اور مرجان فیلکش کو مجروح کرکے بارگاہ چھین لی اور مع مریخ سمت لشکر فیروزی
اثر روانہ ہوا اور بارگاہ سلیمانی مین آکر ملازمت سلطان والا منزلت کی حاصل کی بعد اسکے امیر دلاور تو قیر مع لشکر
نصرت اثر وہان سے کوچ کرکے سمت دربند کرب سپہ روانہ ہوے حسب اتفاق راہ گم کرکے گرد و نواح زمین
ایک حرمان دیو کش کے کہ ایک پہاڑ پر معمور اور نام اسکا شہر حرمان مشہور تھا آنکلے دیکھا کہ شہر بہت بڑا لشکر لا انتہا

محدث ہوہو وہ سکان شہر گرد گرد شعا	نمایان صفت بصفت اسکی عمارت	سلاسل جیسے رنگین ہو عبارت
عجائب رنگ اور نقشے کا بازار	بھری جسمین بہار خط گلزار	دو رویہ یون دکانین سب برابر
کہ ہون بیتون کے جیسون مصرع برابر	کہون مین اُسکو حرمان یا گلستان	جیسے ہو غنچۂ دل دیکھ خندان
ہزارون اس لطافت کے وہان باغ	کہ کھائے رشک سے باغ ارم داغ	موافق اصطلاح آب و ہوا ہی
کہ دل ہر اک کا مثل گل کھلا ہے	اور گرد و پیش اس شہر کے ہزار چشمہ پانی کے مثل سیماب موج مار رہے تھے	

اور پانی مثل آب مروارید صاف اور شفاف نظر آتا تھا اور وہ پانی خندق مین شہر کی جاتا تھا اور اسی خندق کے

پانی سے قریہ و دیہات جو حضور تحصیل کے گرد و اطراف میں آباد تھے وہاں کے باغات اور زراعت اور کھیتوں میں
کشتکار اور دہقان ڈھیکلیاں لگا کے پانی دیتے رہتے تھے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار یہ کیفیت اور فضا و رونق
اُس شہر کی دیکھ کر بکمال اشتیاق جست کر کے اُس خندق کو کود کر گیا اور چالیس فرسنگ تک آبادی اُس شہر کی اور کیفیت
کوچہ و بازار کی دیکھتا ہوا ایک جنگل میں جا نکلا وہاں دیکھا کہ سات میل ہیں کہ ایک ذرّین بطور ہشت ستون کے بنایا ہے اور
اُس پر ایک قصر عالیشان نہایت خوبصورت اور دلچسپ تعمیر کیا ہے عمرو یہ فضا وہاں کی دیکھ کر پھرا اور خوشی خوشی صاحبقران
و دوران کو لانے اور وہاں کی سیر دکھلانے کے واسطے آتا تھا اثنائے راہ میں ایک تتق گرد کا تیرہ و تار و خیرہ خیرہ سر گردوں سے
رسیدہ پاسے گرد بر زمین دوندیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا اور دیکھا کہ آگے آگے کچھ پیلان کوہ شکوہ اور کچھ علم اور نشان اور کچھ جلوس سواری کا اور بعد اسکے دیکھا
کہ زردمان شاہ مع اپنی فوج و سپاہ شکارگاہ سے پھرا ہوا اپنے شہر کو جاتا ہے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار
یہ تماشا دیکھ کر جب بارگاہ سلیمانی میں پہونچا تو سارا حال بیان کیا سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے پہلوان
عادی کو حکم دیا کہ تم پیش خیمہ لیکے آگے چلو حسب الحکم سلطان باکرم پہلوان عادی اپنے رخش رخشان پر سوار
ہو کر مع پیش خیمہ اُسطرف روانہ ہوا یہ خبر سنکے زردمان شاہ بادشاہ نے اپنے اہالیان دولت اور ارکان سلطنت کو
حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار ہو کل صبح کو ہم واسطے استیصال لشکر خداپرستان سوار ہونگے بموجب حکم بادشاہ فوج و سپاہ
مسلح اور مکمل ہو کر چار گھڑی رات سے دروازے پر بارگاہ بادشاہ کے حاضر ہوئی اور صبح ہوتے ہوتے زردمان شاہ
مع چالیس پہلوانوں کے کہ ایک ایک کو اُنمیں دعوے رستمی اور سہرابی تھا اور ایک اپنے بڑے بیٹے کو کہ نہایت زبردست
اور قوی بازو تھا شیرزن اور پیل افگن داراب پلنگ خوار موسوم اور مشہور تھا اور تمام اپنے لشکر کو ہمراہ لیے سوار ہو کر
بیرون شہر آیا اور لب دریا ایک میدان وسیع میں آکر فروکش ہوا اور پہلے داراب پلنگ خوار کو حکم دیا کہ تو جا کے دار و غیرہ سے
پیش خیمہ حمزہ کا چھین لا اور اگر وہ کچھ سرکشی کرے تو بلا تامل اُسے قتل کر کے اسباب و غیرہ جو کچھ کہ اُسکے ساتھ ہو تاراج کرلانا
چنانچہ حسب الایماے زردمان شاہ داراب پلنگ خوار مع کئی ہزار سوار کفار اپنے مرکب کو تیز گام کر کے برسر پہلوان
عادی آیا اور چاہا کہ پھر از راہ سرکشی دست تعدی پیش خیمہ پر کرے پیل عادیان پور شداد این کیفیتان کر کے [illegible] کوہ
معدیکرب پہلوان عادی تخت شادی پکڑ کے بمقابلہ داراب پلنگ خوار جو آیا نوبت ہتھیار پر پہونچی اور داراب پلنگ خوار
پہلوان عادی کے ہاتھ سے زخم کاری کھا کے پھرا اس عرصہ میں زردمان شاہ بھی مع چالیسوں پہلوانوں
اور اپنی فوج و سپاہ کے آپہونچا اور داراب پلنگ خوار اپنے بیٹے کو بحالت زخمداری سراپا خون میں آغشتہ اور بیتاب
دیکھ کر چاہا کہ آپ مقابلہ پہلوان عادی جاسے بڑا ایک قہر طویل القامت چھوٹا بیٹا اسکا اپنے مرکب کو جھپٹا کے
زردمان شاہ سے عرض کرنے لگا کہ فدوی سامنے حضرت کا مقابلہ میں ایک فیل وار و عظیم خیمہ کے جانا مناسب نہیں حضرت
اس فدوی کو اجازت دیں کہ عوض بڑے بھائی صاحب کا اس خداپرست سے جا کے لوں زردمان شاہ نے کہا
کیا قباحت ہے خداوند با تحمل و دیعت قہر طویل القامت اجازت لیکر میدان میں آیا اور پہلوان عادی سے مبارز طلب
ہوا بطرفۃ العین وہ بھی عمرو معدیکرب کے ہاتھ سے زخمدار ہو کر بحالت غشی میں مرکب پر سے گرا اور اسوقت
زردمان شاہ نے اپنے دونوں بیٹوں کو مجروح دیکھ کر بیساختہ اپنے مرکب کو جولان کیا اور بمقابلہ پہلوان عادی آکر
پکارا باش ای صید قہر طویل القامت خداپرست کی گذار کہ کنون از دست من زندہ و سلامت رہ [illegible] کہ پہلے
پہلوان عادی کے [illegible] مارا پہلوان عادی نے اُسکا [illegible] تمام اپنا نیزہ [illegible] کر کے اُسکے [illegible]

اور ستر من کے نیزہ طعن میں اُسکے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کر دیا زردمان شاہ نے جو دیکھا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے اسنے نکال لیا
فرط غضب سے زمانہ اُسکی آنکھوں میں تیرہ و تار تھا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر پکارا کہ ای خدا پرست نیزہ بازی
غلال بازی شمود بازی حمال بازی شمشیر بازی راست بازی دیکھ تو کیا میری تلوار کی برش ہے یہ کہکے بقوت تمام ایک ہاتھ
تلوار کا پہلوان عادی کے سر پر کیا پہلوان عادی نے اُسکی تلوار کو سخت شدادی پر روک کر بوقت برگشتگی بخت شدادی
مارا کہ سبب اتفاق اُسکا گھوڑا الف ہو گیا اور ضرب پوری نہ پڑی کچھ چھچھلتا ہوا زخم اوچھا زردمان شاہ کے
سر پر آیا لیکن پہلوان عادی جو ضرب کرکے اپنے مرکب کو روکنے لگا کہیں اُس مقام پر موشک خانہ تھا سم مرکب موشک خانے
میں جا پڑا اور گھوڑا پہلوان عادی کا اگلے پاؤں کے بل بیٹھ گیا اور پہلوان عادی قاش زین سے جدا ہو کر گرا اتنے
عرصے میں زردمان شاہ دوڑ کر پہلوان عادی سے لپٹ گیا اور زور کشتی ہونے لگا ہرچند زردمان شاہ کو پہلوان
عادی سے کیا مناسبت تھی جو ایک لحظہ بھر کشتی میں ٹھہر سکتا مگر کارخانۂ قضا و قدر میں کس کو مداخلت ہے اُسی موشک خانے
میں پہلوان عادی کا بھی پاؤں جا پڑا اور پہلوان عادی کو حالت غش طاری ہوئی زردمان شاہ نے پہلوان
عادی کو گرفتار کر لیا اور اپنے خیمے میں لیجا کے جب عادی کو ہوش آیا تو کہنے لگا ای خدا پرست تو میری نوکری
کر لے پہلوان عادی نے جواب دیا کہ جو کوئی مجھے پیٹ بھر کے کھانا کھلاوے میں اُسکی نوکری کرتا ہوں زردمان شاہ
نے کہا کہ کیا بڑی بات ہے میں تجھے سیر کر دونگا پہلوان عادی نے کہا کہ پھر جو میں بھوکا ہونگا تو پھر نہ تو ہوگا
اور نہ میں ہونگا اور نہ تیرا ملک ہے اور نہ میں تیرا نوکر ہوں زردمان شاہ نے پہلوان عادی کو قید سے رہائی
دے کر کئی خوان خاصے کے طلب کر کے پہلوان عادی کے سامنے رکھ دیے پہلوان عادی نے اُن خوانوں کے
کسنے اور خوان پوش اُٹھا کر کھانے کو دیکھا اور کہا ای بادشاہ میرے کھانے کے واسطے جو کچھ تو نے تجویز کیا ہو وہ
تو طلب کر کے مجھے دے بادشاہ نے کہا ان خوانوں میں سے تو پہلے کھا لے جب تیرا پیٹ نہ بھریگا تو میں تجھے اور منگا دونگا
پہلوان عادی نے وہ سب خوانوں کا جو کچھ کہ قسم برنج وغیرہ کے یا پانچ چار سیر کی چپاتیاں دس میں باقرخانیاں
تھیں وہ سب اُٹھا کے دو نوالوں میں کھا لیا بادشاہ نے داروغہ مطبخ سے اشارہ کیا کہ ہمارے باورچی خانے میں جتنا
کھانا تیار ہو وہ سب لا کر اسکے سامنے رکھدو اُسمیں سے جتنا اسکا جی چاہے کھا لے حسب الحکم زردمان شاہ
داروغہ نے دو ڈھائی سو دیگ پلاؤ اور زردے اور متنجن اور شیر برنج کی اور کوئی سوا سو دیگ قلیے اور قورمے کی
دو ڈھائی سو دیگ خشکے کی اور کوئی چار سو چار باقرخانیوں کے کہ ایک ایک جو ڈیڑھ سوا سیر کا تھا اور قریب دو سو
کباب اور کوفتے وغیرہ لا کے سامنے پہلوان عادی کے رکھوا دیے زردمان شاہ نے جانب پہلوان عادی مخاطب
ہو کے کہا کہ لے اب جتنا تیرا جی چاہے اسمیں سے پیٹ بھر کے کھا لے باورچی نے کہیں تھوڑا سا کارچا کہ پلاؤ تھوڑا سا کچھ
سے نکالکر قاب میں رکھے پہلوان عادی نے دوڑ کر باورچی کو آہستہ سے ایک دو انگلیاں ماریں کہ وہ باورچی مانند
لوٹن کبوتر کے زمین پر گر کے لوٹنے لگا اور سب باورچی تو ارے خوف کے بول نہ سکے بھاگ بھاگ کر الگ جا کھڑے
ہوئے مگر زردمان شاہ نے کہا کہ ای بہادر اس باورچی نے کیا قصور کیا تھا جو تو نے اسکو بے قصور مارا
پہلوان عادی نے کہا کہ تمہارا باورچی نہایت بے تمیز ہے جس وقت یہ دیگ سے کفگیر مار کر چاول نکالتا پھر یہ آب
چانولوں کی نہ رہتی سب اُڑ جاتی یہ کہکے جلدی سے ایک دیگ کے دونوں کنڈل پکڑ کے اسطرح سے
دو چار ہاتھ دیگ کو دیے کہ تہ دیگی میں جو کھرچن لگی تھی وہ بھی دیگ کے پیندے سے کھرچ کر جدا ہو گئی اور پہلوان
عادی نے ایکبارگی دونوں ہاتھوں سے دیگ اُٹھا کے منہ سے لگائی اور سارا پلاؤ اُس دیگ کا آن واحد میں نگل گیا

اور پھر سے چیٹ کر لیا اسی صورت سے وہ جتنی دیگین تھین سب کو اُٹھا اُٹھا کے جو کھانا اُسمین پلاؤ زردہ شیر برنج
خشکہ تھا سب کو باتون باتون مین کھا کر چار چار پانچ پانچ باقرخانیون کو تلے اوپر رکھ کے اور اُنپر دو یا دیے قلیے دو پیازے کو
اُلٹ کر مُنھ مین رکھ لیے اور کھانا شروع کیا کوئی دو تین گھڑی کے عرصے مین وہ سب کھانا اور چنچیانے کا کھا کر کہنے لگا
کہ اے بادشاہ وہ جو مثل ہے نہ سنی ہو بھوکا بھلا اور آدھا پیٹ کھانا بہت بُرا ہوتا ہے مارے بھوک کے میری
جان نکلی ہوئی واسطے اپنے دین و آئین کے کچھ تو اور منگا دے کہ مین کھاؤن اور اُسکے مجھے تسکین ہو بادشاہ نے اسکے
چوبدارون اور چپراسیون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر کی بازار مین جاکے جتنے باورچی اور حلوائی اور دُکاندار ہون اُنکی
دُکانون مین جو کچھ پوری پکوان شیرینی ملے وہ سب اُٹھوا لاؤ حسب الحکم زردمان شاہ کے ہرکارے چپراسی چوبدارون نے
بازار جاکے سات سو آٹھ سو نوکرے بڑے بڑے مٹھائی اور پوری پکوان کے اور باورچیون کی دُکانون سے پلاؤ زردہ
اور خمیری چپاتیان شیرمال باقرخانیان کلچے تافتانین غرض جو کچھ تھا سب اُٹھوا کے سامنے پہلوان عادی کے لا رکھ دیے
پہلوان عادی نے وہ بھی سب مٹھائی پوری پکوان وغیرہ جو کچھ تھا آن واحد مین نوش جان کر کے کہا کہ بادشاہ ہرچند کہ
بے ادبی اور گستاخی ہوتی ہے مگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو بڑا دادنے زدا اور لئیم ہے ارے جسکو کھانا کھلواتے ہین اُسکو آدھا
پیٹ رکھتے ہین کمبخت تیرا بُرا ہو اگر مجھے قتل کرنا تھا تو تو نے ایک مرتبہ مجھے تلوار سے ذبح کر ڈالا ہوتا یہ کیا ہے کہ ترسا
ترسا کے مجھے بھوکا پیاسا مارتا ہے زردمان شاہ اور اُسکے تمام اہالیان بارگاہ متحیر اور ششدر خاموش کھڑے کچھ
جواب نہین دے سکتے تھے جب پھر پہلوان عادی نے کہا کہ ارے جو توفیق کھلانے کی تجھے نہین تھی تو تو نے
مجھسے وعدہ کیون کیا تھا خیر اگر تجھے روٹی ٹکڑا نہین میسر ہے تو بلا سے کچھ چنے کی قسم سے مجھے منگا دے کہ مین کچھ تو
کھا لون تا کہ تسکین ہو زردمان شاہ نے ناچار ہو کر کہا کہ ارے دیکھو اصطبل کے اندر گھوڑون کا جو دانہ کوٹھون مین
ہو تو لا دو داروغۂ دواب نے کئی کوٹھے چنے اور موٹھ کے دانے کے گھوڑون اور بیلون کے کھانے کے کھلوا دیے
پہلوان عادی نے پھنکے مارنا شروع کیے اور دو تین گھڑی مین وہ سب دانہ بھی جب کھا چکا زردمان شاہ اپنے جی مین
کہتا تھا کہ یہ شخص کوئی دیو ہے اب کی بار یہ مجھے کھا جائیگا ناگاہ پہلوان عادی زردمان شاہ کا منھ دیکھکر کہنے لگا
اے بادشاہ تیری توفیق تو مین دیکھ چکا اب تو اپنے جی مین یہ کہہ کہ یہ شخص بڑا پیٹا ہے بہت کھانا کھاتا ہے مجھے نظر
لگائیگا بس مین باز آیا تیری نوکری سے اگر اسی طرح سے تین روز فاقہ کرونگا تو زندگی سپری کاہیکو ہوگی انسان
نوکری چاکری بیگانی تابعداری واسطے اپنے پیٹ بھرنے کے کرتا ہے جب رزق پیٹ بھر کے نہ ملا تو پھر کسی کی اطاعت
کرنا کیا ضرور ہے زردمان شاہ کو کچھ جواب دیتے نہ بن پڑا سوا اسکے ایک بھاری خلعت منگا کے پہلوان
عادی کو پہنایا اور ایک خیمہ مخملی بہت پُرتکلف علٰحدہ پہلوان عادی کے واسطے استادہ کرا کے کہا کہ آپ جو
دال دلیا نان جوین مجھے میسر آئے وہ قبول کر کے یہان تشریف رکھین کیا مضائقہ کبھی ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے
پہلوان عادی نے کہا اب تو ذرا مین آرام کر لون پھر تجھسے گفتگو کرونگا اور اس تیری التجا غریبانہ باتون کا جواب
دونگا یہ کہکر پہلوان عادی اُس خیمے مین جاکے ایک بڑے پلنگ پر دراز ہوا اور کروٹین لے رہا تھا اتنے مین عمرو
عیار نے آکے کہا کہ اے عمرو معدیکرب اب بخدمت امیر حمزہ صاحبقران چل یہان کیون پڑا ہے پہلوان عادی نے
کہا کہ جا مین تو نہین جاتا عمرو عیار ناچار ہو کر وہان سے لشکر فیروزی اثر مین آیا اور بارگاہ سلیمانی مین جاکے سب
حال پہلوان عادی کا بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام بیساختہ ہنس پڑے امیر حمزہ صاحبقران متبسم ہو کر
فرمانے لگے کہ وہ جو کچھ ہوا سو ہوا پھر بیشہ خیمہ کا حال اور پہلوان عادی کے ساتھ کی فوج و سپاہ کا حال نہ معلوم ہوا

دراز عیار نے عرض کی کہ قربانت شوم وہ تمام لشکر اُسی میدان میں پڑا ہوا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے یہاں تو یہ گفتگو تھی
وہاں سنیے کہ زردمان شاہ نے وقت شب کے طبل جنگ بجوا دیا اور عیاران لشکر اسلام نے آکر بحضور بادشاہ اسلام
عرض کی عمرت دراز باد کہ تا دور محشری شہریار عالم کی عمر دراز زردمان شاہ اس دربند کے حاکم نے طبل جنگ بجوایا
اور صبح کو معرکہ آراے میدان کارزار ہوگا امیر با توقیر نے فرمایا کہ بحول و قوت پروردگار رہا جائے لشکر میں بھی طبل جنگ
بجوا دو چنانچہ حسب الحکم سلطان باکرم کے لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا اور تمام رات تیاری میدان جنگ کی ہوئی
روز دوم صبح کو دونوں لشکر میدان میں نکلے اور صف آرائی ہوئی مختصر یہ کہ دو تین روز کی میدان داری میں
چالیس بیٹے زردمان شاہ کے میدان میں نکلکر مبارز طلب ہوئے اور سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے
چالیسوں بیٹوں کو اُسکے زیر کرکے پکڑ لیا اور بعد ازاں زردمان شاہ سے شیرویہ بن حمزہ سے مقابلہ ہوا بعد از
جنگ نیزہ و شمشیر جس وقت کہ نوبت کشتی کی پہونچی زردمان شاہ شیرویہ بن حمزہ سے مغلوب ہوکر از صدق دل
مسلمان ہوگیا اور اپنی سب فوج و سپاہ کو بھی کلمۂ شہادت تلقین کرکے مشرف باسلام کیا بعد اسکے اسی پہاڑ پر تیاری
دعوت کی بڑی دھوم سے کرکے سلطان والا قدر عالیمنزلت کو لیگیا اور جاکر خدمت میں مشغول تھا ناگاہ سلطان
صاحبقران کی نگاہ جو جانب کوہ جا پڑی تو دیکھا کہ عجب طرح کی روشنی کوسوں تک نظر آتی ہے امیر با اقبال نے
زردمان شاہ سے استفسار حال کیا کہ یہ چراغان کی روشنی کیسی ہے زردمان نے عرض کی کہ یا امیر عالیمقام یہ روشنی
قدیم الایام سے غلام بھی دیکھتا ہے اور ہر چند اسکی تحقیقات بڑے بڑے سن رسیدہ یہاں کے رہنے والوں اور باشندوں
کی گئی مگر مطلق یہ اسرار نہیں کھلتا اور آجتک کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ روشنی کیونکر ہوتی ہے اور جو کوئی پاس روشنی کے
دریافت کرنے کو اُس طرف گیا وہ پھر کر نہیں آیا بیت ثریا گھوج برسوں نقش پاے رفتگان ڈھونڈھے وہ
نہیں جنکا پتا سکن کوئی انکو کہاں ڈھونڈھے وہ لاعلاج ہوکر خاموش ہو رہے میں سلطان صاحبقران نے
فرمایا بہت شب حرام انشاء اللہ تعالی کل ہم اسکا حال دریافت کرینگے غرض وہ شب گذر گئی روز دوم صبح کے
وقت سب سرداران بارگاہ نشین بحضور شہریار سعد بن قباد اور سلطان صاحبقران حاضر ہیں ایک مرتبہ شاہزادہ
شیرویہ بن حمزہ کہ بتقریب صید افگنی حسب الایماے امیر والا توقیر اُسی پہاڑ پر جاکے شکار کھیل رہا تھا کہ ایک
مرتبہ سامنے سے ایک ہرن نمودار ہوا اور شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اُس ہرن کے تعاقب میں اپنے گھوڑے کو تیز گام
کرکے ابھی تھوڑی دور نہیں گیا تھا کہ ہوا سے آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو قاش زین
اُٹھا کے لیگیا ہمراہیان شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے آکر شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار سے سارا حال
بیان کیا عمرو نے جلدی سے اُس پہاڑ پر چڑھکے چہار طرف خیال کیا تو دیکھا درمیان کوہستان کے ایک مرد نماز
پڑھتا ہے عمرو اُس بوڑھے کے برابر جاکر کھڑا ہوا اس عرصہ میں اُس بوڑھے نے نماز سے فراغت کی اور عمرو کو دیکھکر کہا
سلام علیک ابھی عمرو جواب وعلیک السلام نہیں دینے پایا تھا کہ ایک پنجہ اور پیدا ہوا عمرو کو بھی اُٹھا لیگیا
عیاران اسلام نے بحضور سلطان صاحبقران عالیمقام جاکر بیان کیا امیر با توقیر اُسی وقت پریشان خاطر ہوکر اور
اشقر دیوزاد پر سوار ہوکے اُسی دامان کوہستان میں اُس پیر مرد کے پاس جاکر متنبہ اس حال کے ہوئے اُس بوڑھے نے
کہا کہ اے شہریار یہ مقام ہوا ہے جنّی حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی دایہ کا ہے جو کوئی یہاں جیسا کا نہ دیکھے اور یا
آتا ہے اسکو قید کرتے ہیں امیر والا توقیر یہ گفتگو اُس پیر مرد کی سنکے اُس کوہ پر تشریف لیگئے تو انسکہ پہاڑ پر چڑھنے سے
پاؤں شل ہوگئے سستی مزاج پر طاری تھی دم بھر کے واسطے ایک پتھر کی چٹان پر آرام فرمایا جبکہ خواب سے بیدار ہوئے

تو آنکھ کھول کر دیکھا کہ وہ پہاڑ نہیں ہے میں ایک صحرائے وحشتناک میں کھڑا ہوں صاحبقران دوران صبح سے شام تک اُس صحرا میں عرصۂ راہ کو طے کر کے پھر اُسی پہاڑ پر آئے اور شب کے وقت ایک جا پیش خود یہ تجویز کر کے کہ اب یہاں آرام کر دن صبح کو پھر جیسا ہو گا دیکھ لونگا آرام کیا جب صبح کو آنکھ کھلی تو پھر وہی جنگل نظر آیا سلطان صاحبقران نہایت پریشان اور شسدر ہو کر بحضور قلب جناب باری سے مستدعی ہوئے ابھی دعا سے فارغ نہیں ہو چکے تھے کہ ناگاہ ایک حضرت خضر علیہ السلام نمودار ہوئے اور حضرت خضر نے امیر بار کرم سے فرمایا کہ اے امیر حمزہ صاحبقران دست راست دیکھو تو یہ بہت قریب پہاڑ ہے تم اس پر بے خوف و خطر چڑھ جاؤ لیکن پیچھے پھر کے نہ دیکھنا سلطان والا شان نے پھر جیسا ایماے حضرت خضر علیہ السلام کے چاہا کہ میں پہاڑ پر چڑھوں مگر نہ چڑھ سکے تب ناچار ہو کر پھر اُسی طرح رنج و تعب میں دن بسر کیا شب کے وقت عالم خواب میں دیکھا کہ ایک شخص با شمشیر عریان شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو اسیر طوق و زنجیر کیے رو برو سے امیر والا توقیر لایا اور تلوار سے شاہزادہ نامدار کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چلا گیا بعد دم بھر کے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کو اُسی طرح سے مطوق اور سلاسل امیر حمزہ صاحبقران کے سامنے لا کے تلوار سے قتل کیا صاحبقران دوران دیکھا کیے کہ بموجب ہدایت حضرت خضر علیہ السلام کے مطلق بولے نہیں اُس وقت سلطان والا قدر نے کہ بہ نزلت خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا جو راستے میں شیرویہ بن حمزہ اور عمرو کو اپنے ہمراہ لیے نمودار ہوئی اور اُسنے صاحبقران دوران کے قریب آ کر کہا کیا کہ دن تیرے شر سے پر آثار بزرگی شایان ہے خیری ہو جیسا کہ دونوں تیرے متعلقوں کے واسطے ہوا اور یہ کہہ کے شاہزادہ شیرویہ کو اور عمرو کو حوالے صاحبقران دوران کے کیا اور آپ نظروں سے غائب ہو گیا امیر عالیمقام وہاں سے باطمینان تمام مع شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اور عمرو بن امیہ ضمری کے مراجعت فرما کے اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے روز دوم وقت دربار زردمان شاہ نے بہ سبیل مذکور کہا کہ اے شہریار اس ملک میں ایک قوم جانوران پرندگی اس شکل سے دیکھنے میں آئی ہے کہ آدمی بھی جن کے نہیں ہیں اور تلوار نیزہ تیر خنجر چھری گرز کوئی حربہ اُنکے جسم پر اثر نہیں کرتا سلطان عالی جاہ امیر حمزہ صاحبقران نے پوچھا کہ وہ جانور پرند کہاں تونے دیکھے ہیں زردمان شاہ نے عرض کی کہ یہاں سے بہت نزدیک ایک پہاڑ ہے وہاں اُس کوہستان میں آشیانے اُنکے موجود ہیں امیر یا توقیر نہایت مشتاق اُن پرندوں کے دیکھنے کو ہو کر مع سرداران لشکر اسلام سوار ہوئے اور زردمان شاہ کو ہمراہ لیے جب اُس پہاڑ کے قریب پہونچے تو واقعی اُن جانوروں کو جو ابھی مذکور ہوئے دیکھا تو بہت متفکر ہیں جتنے اکثر سرداروں نے براے امتحان تیر برچھی تلواریں گولیاں اُن پرندوں پر ماریں الا بہ خیر کسی کا حربہ اُنکے جسم پر کارگر نہوا وہ اسی طرح سے پرواز کرتے پھرتے تھے امیر والا توقیر جانب عمرو و مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے خواجہ سلامت اگر یہ جانور گرفتار ہوں تو پر و بال اور پوست اُن جانوران پرند کا بڑے کام کا ہے تو کوئی تدبیر اُنکے پکڑنے کی نکال عمرو نے کہا حمزہ یہ تدبیر دام داران صیادوں کو طلب کر کے پوچھ پھیری بلا جانے میں تو یہ جانتا ہوں کہ زر کا صرف سب چیز میں ہے یہ روپیہ قاضی الحاجات ہے جو زر صرف کریگا اُسکو آسانی سے ہر ایک شے مل سکتی ہے بے زر کے پر غرض بارہ ہزار اشرفیاں امیر با توقیر سے جب لے لیں تب مرشد کامل شاہ عیاران عیار نے زہر ہلاہل گوشت میں آغشتہ کر کے زیر دامان کوہ جا بجا رکھوا دیا اور جس وقت اُن جانوران پرندے اُس گوشت کو کھایا پھر پرواز نہ کر سکے وہیں پھڑک پھڑک کر مر گئے عمرو نے پوست اُنکا کھنچوا کر چار ہزار خفتان بنوا لے کوئی حربہ اُن پر اثر نہیں کرتا تھا غرض بعد چند روز کے لشکر فیروزی اثر کا وہاں سے کوچ ہوا اور سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران مع تمام سرداران لشکر اسلام کے آگے کو روانہ ہو

چند کلمے داستان لشکر شاہزادہ عالیشان خاور سپاہ و ملک قاسم سے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت لقا خدا سے باختر کو یہ خبر پہونچی کہ ملک قاسم نے بڑی جمعیت بہم پہونچائی ہے اور مظفر بن ضیغم
خون آشام وغیرہ مسلمان ہو کر اُسکے شریک حال ہیں لقا نے جانب الماس پولاد جنگ مخاطب ہو کر کہا کہ
تو اسی وقت اپنا لشکر ہمراہ لیکر بر سر قاسم جا اگر وہ زندہ دستگیر ہو سکے تو زندہ میرے سامنے لا ورنہ اُسکا سر کاٹ کے
حاضر کر حسب الحکم اُس خدا سے باختر کے الماس پولاد جنگ مع اپنے ساٹھ ہزار سوار کفار کے آمادہ رزم
و پیکار ہو کر بتلاش شاہزادہ خاور سپاہ نامدار روانہ ہوا روز دوم بعد کوچ کر جانے الماس پولاد جنگ کے
لقا سے مشرک خدا نے سہیل شیر سوار کو بھی مع لشکر جرار کے حکم دیا کہ تو بطور مدد اور کمک کے تعاقب میں الماس
پولاد جنگ کے جا کر بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے آمادہ کارزار رہنا اور جسطرح سے ہو سکے اُس بندہ گستاخ قاسم
زندہ یا سر اُسکا لانا سہیل شیر سوار بھی فوج بیشمار لیکر تعاقب میں الماس پولاد جنگ کے چلا جسوقت یہ خبر
خاور سپاہ ملک قاسم کو پہونچی شاہزادہ خاور سپاہ جہان فروکش تھا وہان سے ایک منزل آگے سوار ہو کر آیا
اور مع لشکر وہان فروکش ہوا الماس پولاد جنگ نے جو سنا کہ ملک قاسم بدعوی شجاعت اپنے مقام پر سے
کوچ کر کے بمقابلہ میرے لشکر کے فروکش ہوا ہے اُسی وقت اُسنے طبل جنگ بجوادیا یہان یہ خبر طبل جنگ کے بجنے کی
سنکے شاہزادہ خاور سپاہ نے بھی اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوایا اور رات بھر تیاری میدان جنگ کی رہی
صبح کے وقت دونون لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے ناگاہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور شاہزادہ خاور سپاہ کو
میدان رزمگاہ سے اٹھا کے سوے آسمان اٹھا لیگیا لشکر الماس پولاد جنگ سے ضیغم خون آشام نکل اور
ہان میدان میں آکر مبارز طلب ہوا اسطرف ہر چند کہ بسبب ملک قاسم کے اُس پنجے کے اٹھا لیجانے سے عجیب
طرح کا تہلکا اور تلاطم تھا مگر حریف کو للکارتے سر میدان کھڑا دیکھکر مظفر بن ضیغم خون آشام بمقابلہ ضیغم خون آشام
آیا اور بطریق اہل اسلام در بارہ پیشدستی کہا کہ جو طریق اور دین میں نے اختیار کیا ہے اُسمین حریف پر پیشدستی ممنوع ہے
لہذا اے ضیغم خون آشام تو اپنا حربہ پہلے کر لے جتنی تیری ضرب سے جناب احدیت مجھکو محفوظ رکھیگا تو میں بھی
جو مجھسے ہو سکیگا حاضر ہون ضیغم خون آشام نے تیغ کھینچکر اور یہ کہا کہ اے ننگ خاندان دشمن خداوند تیری
جا پر تو اگر کوئی میرے بیٹی ہوتی تو مستوجب تھا ایسے نالائق کا قتل واجب ہے خبردار رہ یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کر دیا تھا
بزور و قوت تمام ضرب تیغ کی بر سر مظفر ماری مظفر نے سپر کو پناہ کیا مگر تلوار کا کام کاٹنا ہے اور ایسے طاقتدار کے
ہاتھ سے معاذ اللہ وہ تلوار ضیغم کی مظفر کی سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر میں تا دو ابرو اُتر گئی مظفر نے دستانہ مارا
تلوار تو چھٹنا سے نکل گئی مگر جیاد بہ خون کی بھکر منہہ پر آگئی مظفر حالت غش میں گھوڑے پر جھکا ضیغم خون آشام نے
فوج سے کہا کہ یورش کر دو اور جنگ مغلوبہ کر کے ایک خدا پرست کو زندہ و سالم بچکر جانے نہ دو اور چہار طرف سے
لاکھوں کفار نیزے اور تلوارین کھینچے آمادہ جدال و قتال ہوئے اور جنگ مغلوبہ واقع ہوئی عنقریب تھا
کہ فوج اور سپاہ جان نثاران شاہزادہ خاور سپاہ شکست کھا کے پسپا ہوتی ناگاہ ایک گرد اٹھی اور اُس
گرد میں سے دو دریا سے جرأت انجم سپہر صولت صف شکن اور صفدر شاہزادہ اسد بن کرب دلاور مثل
شیر نریان با شمشیر عریان یہ نعرہ دیتا ہوا باش باش اے کفاران بچیاد اے نابکاران پر دغا کی گذارم شمار الکا ز دشمن
زندہ وسلامت روبہ مع چند سرداران کے نمودار ہوا اور نعرۂ اسد اسد شہسوار کرد در روز جنگ *
بزم دل شمشیر وچم پلنگ * آمادہ شمشیرزنی اور کفار کشی ہوا ضیغم خون آشام نے مقابلے میں آکے

ایک ضرب اسی تیغ کی بر سر شاہزادہ اسعد دلاور کے ماری شاہزادہ اسعد نے کہ بہتی تمام اسکی ضرب کو خالی دے کر کہا شعر
سپر و گرفتن ننگ ست مرا یل سپاہی ام ۔ نگیرد مرد میدان روز جنگ این سپاہی ام ۔ اور بوقت برگشتن برابر تلوار ایسی ماری کہ
ضیغم خون آشام کے سر پر زخم کاری لگا اور ضیغم خون آشام حالت غش میں مرکب پر سے گرنے کو تھے سنبھلا
اور اسی وقت طبل بازگشت بجوا کے مع تمام فوج کفار اور الماس پولاد جنگ میدان مصاف سے
مراجعت کرکے اپنے خیمے میں داخل ہوا ادھر شاہزادہ اسعد بن کرب دلاور اپنے خیمے میں اور مظفر بن ضیغم
خون آشام اور لشکر شاہزادہ خاور سیاہ کا اپنے اپنے خیمے ڈیروں میں آکے داخل ہوا مگر رات کو فضلان شاہ
اور عدلان شاہ ہمراہیان شاہزادہ اسعد بن کرب غازی نے شاہزادہ اسعد سے جدا ہو کر لشکر کفار پر شبخون
مارا اور الماس پولاد جنگ کو زخمی کرکے نکلے تھے کہ اسی طرف سے حارث سعد نے پیچھے سے آکر فضلان شاہ کو
زخمی کیا مگر حارث سعد بھی زخمی ہو گیا تھا گھوڑے نے اسکو رزمگاہ سے لیجا کر ایک جنگل میں ڈالدیا تھا قضا سے کار
اسی طرف سے کہیں شکار کھیلتا ہرمز بن سماک اژدر گیر پھرا ہوا آتا تھا اسنے حارث سعد کو بحال زخمداری اور
بیہوش پڑا دیکھ کر پہچانا اپنے ہمراہ اٹھوا کے اپنے شہر میں لے گیا اور حارث کے زخموں میں ٹانکے لگوائے اور
مرہم کی پٹیاں جراحوں سے چڑھوائیں بارے بعد چند روز کے حارث سعد کو صحت ہوئی چونکہ ہرمز بن سماک
اژدر گیر بڑا خوشنویس تھا حارث سعد نے غسل صحت کرکے اس سے مشق لکھنے کی شروع کی ایک روز کی نقل ہے
کہ ہرمز بن سماک نے حارث سے احوال شجاعت اور دلیری کا شاہزادہ اسعد بن کرب دلاور کی اور اسکے
زخمی ہوجانے کا پوچھا حارث نے بیان کیا کہ حق اگر پوچھیے تو شاہزادہ اسعد بن کرب دلاور مرد مردانہ نہایت
بہادر ہے اور میں کیا اسکی شجاعت اور قوت کا حال بیان کروں اگر اس زمانے میں رستم اور سہراب ہوتے تو ہنگام
مقابلہ و محاربہ لطف اٹھاتے ہرمز بن سماک اژدر گیر اور حارث سعد کو ایک محبت بدل شاہزادہ اسعد دلاور سے
پیدا ہوئی اور تائید غیب سے خود بخود از سر صدق مسلمان ہوگئے اور اپنی تمام فوج و سپاہ کو بھی مسلمان کرکے
مع دس ہزار سوار دلیران روزگار بسمت زرتاشہر روانہ ہوئے

جبتک وہ لکھے داستان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جب وہ پنجہ ملک قاسم کو میدان جنگگاہ سے اٹھالے گیا تو بطرفۃ العین شاہزادہ خاور سیاہ نے دیکھا کہ پنجہ ایک
ہوا میں کسی نے لاکے اتار دیا ہے قاسم نہایت اپنے جی میں حیران و پریشان تھا کہ یہ پنجہ کہاں سے پیدا ہوا لاحول ولا قوۃ
نہیں معلوم کہ مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ میرے سرداروں اور فوج و سپاہ پر کیا معرکہ درپیش ہوا ہوگا غرض
اس فکر و تردد میں تھوڑی دور ملک قاسم نے جاکر دیکھا کہ کئی سو رنڈیاں نوجوانیں بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے
سن و سال سراپا حسن و جمال جوڑے دھوم دھامی پہنے دف دائرہ ستار طنبورے سارنگیاں پکھاوجیں لیے ایک
مقام پر مجمع کیے گاتی بجاتی چہچہے لگے اڑاتی ہیں اور انکے درمیان میں ایک نازنین نہایت حسین شوخ و شنگ کھبو کا
رنگ ایک تخت پر بکمال کرشمہ و ناز بیٹھی ہوئی برابر اسکے ایک کرسی بچھی ہے شاہزادہ خاور سیاہ اس کرسی پر جاکے بیٹھ گیا
وہ نازنین تخت نشین کچھ جھجھک کر باندازِ معشوقانہ و طرز دلبرانہ دزدیدہ نگاہوں سے شاہزادہ عالم کی طرف
دیکھنے لگی اسمیں اور رنڈیاں اسکی صحبت والیاں کہنے لگیں کہ تم کون ہو اور یہاں اسطرح سے تم آکر جو بیٹھ گئے
تمہیں کچھ ڈر کھٹکا کسی کا نہیں اور یہ نہ اپنے جی میں تم سمجھے کہ صاحبزادی کسکی بیٹھی ہے اسکا کیا رتبہ مرتبہ ہے ملک
قاسم نے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم کہ یہ کون ہیں میں اپنے لشکر میں تھا ایک پنجہ مجھے سر میدان مرکب پر سے اٹھاکر

اس صحرا مین لے آیا مین نادانستہ لاعلمی سے یہان چلا آیا ابھی وہ رنڈیان کچھ اور کہنے نہ پائی تھین کہ وہ نازنین بہزار کرشمہ و ناز کہنے لگی کہ ای کمبختو کمبخت تمھین اسکا کیا چرچا پڑ گیا آئے تو خوب کیا آئے ہمارے سر اور آنکھون پر بیٹھین کوئی بھی اپنے مہمان کی دلشکنی کرتا ہی بعد ازان حال شاہزادۂ والا مناقب مخاطب ہو کر پوچھنے لگی اور کہنے لگی کہ بھلا آپ وہان کیون بیٹھے ہین یہان میرے پاس آکر بیٹھیے شراب پیجیے بات کیجیے یا باین شورہ شوری یا باین بےنمکی یہی تشریف لائے تو اس گرا گری کے کرنے واسطے اور بدون طلب بیگانی صحبت مین زبردستی آکر بیٹھ گئے اور پھر دیکھے تکتے چپ چپ کیون بیٹھے ہو یہ باتین کرکے ایک پیالہ شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کے شاہزادہ خاورسیاہ کے برابر منھ سے منھ ملا ہلانے لگی جونہین اسکا منھ برابر قاسم کے منھ کے آیا تو اس درجہ تعفن اور بدبو اسکے منھ سے آئی کہ شاہزادہ خاورسیاہ نے جلدی سے اپنا منھ پھیر کر کہا کہ لاحول ولا قوۃ ای صاحب تمھارے منھ سے یہ گوہ کی بو کیون آتی ہی اسوقت تمھارے منھ کی بدبو سے تو میرا دماغ پریشان ہو گیا عجب نہ تھا کہ مین استفراغ کر دیتا لاحول پڑھنے کے ساتھ ہی اس نازنین کے منھ اور جسم کی رنگت سیاہ ہو گئی اور کہنے لگی معقول صاحب تم یہ کیا کہتے ہو میرے دشمن کے منھ سے گوہ کی بو آئے تمنے مجھے ابھی پہچانا نہین میرا نام فتنہ انگیز جادو ہی اگر تم میری خوشنودی خاطر کروگے تو مین تمکو بادشاہ ہفت کشور کر سکتی ہون اور کنیزانہ تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری کرونگی بلکہ قاسم نے علیحدہ ہٹکر کہا استغفار یہ تیری خام خیالی ہی ہمارے طریق مین ساحرہ سے اختلاط نہین کرتے یہ گفتگو شاہزادۂ نامور کی سنکے اسنے کہا معلوم ہوا تو نہایت بدنصیب ہی کہ مجھسی پریزاد تجھے بغیر سعی اور محنت میسر آئے اور تو بقول شخصیکہ مین بھانے کے منڈ پا ہلائے اپنا ظاہر لون کیے اور میری سولہ نڈیون اور مصاحبتون مین باتکین بنا دکھلا کے انیا بٹ باتین کرے سچ کہا ہی شعر

تیرا ہی فقط نہین گلا ہی ۔ تم لوگون کی قوم بیوفا ہی ۔

اچھا مبارک رہے تا قید حیات اسی صحرا مین پڑا رہ یہ کہکے بزور سحر مع اپنی سب ساتھ والیون کے مثل شعلہ جوالہ سوے آسمان پرواز کرکے نظرون سے غائب ہو گئی تین شبانہ روز شاہزادہ خاورسیاہ اسی صحراے وحشت فزا مین نہایت سرگردان و پریشان رہا روز چہارم پھر وہی ساحرہ نمودار ہوئی اور شاہزادۂ قاسم کے پاس آکر کہنے لگی ای تسکین بخش جان حزین وای تشفی فرماے باطن غمگین بیت

ناخوردہ شراب وصل بیہوش ۔ سودائی حسن نمان فراموش ۔

ای نادان بھلا اسوقت جو مجھ سا میری صحبت والیون کا تھا تو نے ازراہ میرے جلانے اور ستانے کے انکار کیا تو مین اور تو تنہا ہون ای ظالم ظلم پر تو نہ کمر کہ ابھی میرا سن کیا ہی چار ساڑھے چار سو برس سے سوا نہونگی اگر میرے اور تیرے صحبت مباشرت کی ہو تو تجھے لطف اور حظ معلوم ہو کہ وہ مزہ کسی باکرہ مین تو نہ پاے یہ کہکے ایک قاب مین کچھ قسم کھانے سے آگے قاسم کے رکھدیا اور گلے مین ہاتھ ڈالنے کو چاہا تھا کہ شاہزادہ خاورسیاہ نے اسکا ہاتھ جھٹک کر کہا کہ تجھے خبط ہو گیا ہی یہ کیا حرکت اور تیری شامت ہی اپنا کھانا اٹھا لے مین نہ کھاؤنگا وہ ساحرہ یہ اشعار پڑھتی ہوئی چلی اشعار

جو کوئی کسی کو کلپائے گا ۔ یہ جان لے وہ بھی نہین کل پائیگا ۔
اس دیر مکافات کا ہر لا آخر ۔ گر آج نہ پائیگا تو کل پائیگا ۔

پھر بزور سحر پرواز کرکے چلی گئی قاسم اسدن بھی صبح سے تا شام اس بیابان مین حیران و دل بریان اور سینہ سوزان خراب اور سرگردان پھرا کیا اور چار دن سے از بسکہ صورت گرسنگان بجز قرص مہر و ماہ یا کوئی دانہ بجز خال اپنے جسم کے اور پانی سواے اشک چشم کے اس بیابان مین فرسنگون تلک کہین کوئی چشمہ آب بجز چشمۂ خورشید نظر نہ آتا تھا کچھ کھانے پینے کو بہم نہ پہونچا تھا تو شدت عطش اور گرسنگی سے جان بلب حالت غش مین ایک مقام پر بیٹھا تھا کہ وہ ساحرہ پھر قاسم کے پاس آکے پاؤن پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ ای شخص تو بڑا سنگدل ہی اور ضدی ہی خیر مجھے تو اپنا شیفتہ اور فریفتہ سمجھکر کچھ کر سکے وہ تعجب نہین مگر تجھے قسم ہی اپنے

دین اور ایمان کی کر تو کھانا کھالے مین تیری خاطر سے مسلمان ہو جاؤنگی بیت عشق از ین بسیار کرد است و کند ؞ سبحہ بازنار کرد ست و کند ؞ جب اُسنے اسلام قبول کرنے کا اقرار کیا تو قاسم نے ازبسکہ تشنہ اور گرسنہ تھا کھانا نوشجان کیا اور پانی پیا اور اُس ساحرہ سے کہا کہ اب تو سحر و ساحری کو ترک کرکے کلمۂ شہادت پڑھ اور مسلمان ہو اُسنے کہا پہلے تو مطلب دلی برلا قاسم نے انکار کیا اُسنے کہا تو نہ سہی اسی جنگل مین مارا مارا پھر مین جاتی ہون اتنا کہکے وہ ساحرہ پھر غائب ہو گئی اُس روز بھی قاسم نے خوب سی دشت گردی اور بادیہ پیمائی کی مگر کہین راستہ نہ پایا آخر ناچار او بہ شل ہو کر پھر ایک مقام پر خاموش بیٹھا تھا کہ تیسرے وقت پھر وہ ساحرہ آئی اور یہ مخمس پڑھا مخمس

گر چاہ عیب مجھے ہو تو اچھا چاہیے
بر عیب منصفی ہے تو گذرانا چاہیے
ہم کو بھی آپ کی نہیں پروا نہ چاہیے
جب چاہیے آپ کو تو اُسے کیا نہ چاہیے
عالم میں شور کر تو مرے حال پر نہیں
پر یہ کہو کہ منہ میں زبان ہے پہ چپ نہیں
ہو گا نہ ہم سا عاشق و معشوق تا زمین
مجھ سے نہ تجھ سا چاہا تو چاہا عجب نہیں
انصاف کر تو چاہیے پر یا نہ چاہیے
ملتا جو تجھکو چاہیے تو پھر کیا نہ چاہیے

ہر چند شکوہ شیوۂ اہل زبان نہین
سیراب تجھے نا کھین کر دعا نہیں
پھر ہر کسی کے دل کا ستانا بھلا نہیں
اسکو سنا کے کہتے ہوین چاہتا نہیں
کہتی نہیں کہ لطف مسیر در پر مجھے
مہمان ہون تھوڑی دیر کی رخصت کر مجھے
پر اسقدر بھی ظلم ہے تو سمجھ کچھ مجھے
گر پاس شہر ہے تو سمجھ ملئیے تو جہد در در مجھے
لو چاہ میں جو ظلم سے ہو سکے تو چاہیے
جس جا پہ شمع رو ہو تو پروانہ چاہیے

شاہزادہ رضا و رسیا ہ ازبسکہ عہد طفولیت سے صحبت شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار رہا تھا علاوہ ازین یہ بھی خوب سمجھتا تھا کہ مجھے سحر یاد نہیں بلکہ اسم خوان نہیں پر یہ ساحرہ آفت روزگار بلاے بے درمان ہر کسی صورت سے مین اسکے سحر سے بظاہر اسباب نجات نہین پا سکتا اور نہ کسی طرف اس صحراے سحر بند سے نکل جا سکتا ہون لہذا مصلحت وقت اور حفاظت جان از جملہ واجبات ہے کچھ عیاری کیا چاہیے غرض یہ سوچکر کہنے لگا سبحان اللہ اس حوصلے اور منہ پر تو دعوی عاشقی میرے ساتھ کرتی ہے کہ ذرا دو چار دن بھی صبر نہ کیا گیا شعر تو نے تو ہمکو دل ہی دیا تھا اسپر ہی یہ واویلا ؞ ہنسنے تو دیکھا چاہنے والے جی تک اپنا کھو سکتے ہین ؞ بس اتنا کلام شاہزادہ عالیمقام کا جو اُس ساحرہ نے سنا فرط شادی سے دوڑ کر لپٹ گئی اور بزور سحر ایک شیشہ شراب کا اور ایک پیالہ اور ایک قاب مین کچھ میوہ تر و خشک منگا کے پاس رکھ لیا اور دستک دی کہ چار ساحرہ آئین اور اُنھون نے جھٹ پٹ ایک فرش نہایت پرتکلف اُسی جنگل مین استادہ کرکے فرش بچھا دیا اور پلنگ سونے کا جواہر نگار لگا کے غائب ہو گئین قاسم یہ تماشا سحر کا دیکھکر خاموش بیٹھا تھا کہ اُس ساحرہ فتنہ انگیز جادو نے ہاتھ شاہزادہ کرام الصفات کا پکڑ کے کہا بس اٹھکر اب پلنگ پر بیٹھو شراب پیو عیش کرو غرض شاہزادہ قاسم ہنستا ہوا پلنگ پر تشریف لیگیا اور دو ایک پیالے شراب کے پی کے کچھ میوہ تناول فرمایا بعد ازان اُس ساحرہ سے اختلاط کرکے باتون باتون مین جھپٹ تمام اُسکے حلق کو پکڑ لیا اور اس زور سے دبایا کہ وہ تڑپ تڑپ کر اشارے سے کہتی تھی کہ صاحب یہ اختلاط کیسا میرا دم نکلا جاتا ہے اس زور سے میرا حلق نہ پکڑو چھوڑ دو قاسم نے نہ چھوڑا اور زیادہ زور کرکے فشار دیا کہ اُس ساحرہ کا دم سبز کی راہ نکل گیا اور چار طرف عجب ایک تاریکی چھا گئی شور و غل برپا ہوا اور ایک آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من فتنہ انگیز جادو بود بعد ایک ساعت کے وہ تاریکی رفع ہو کر روشنی نکل آئی لاش اُس ساحرہ کی ایک طرف پڑی تھی باقی وہ تکیہ اور فرش اور پلنگ وہاں کچھ نہ تھا چند پتلیان لاش کے آگے کی خاک پر پڑی تھین شاہزادہ رضا و رسیاہ سجدۂ شکر درگاہ اقدس الٰہی مین کرکے بسہولت تمام اُس بیابان سے باہر نکل گیا اور ایک بستی مین پہونچا وہان کا زمیندار کہین کسی کشت زار پر اپنی کھڑا زراعت کو دیکھ رہا تھا اُسنے قاسم کو دیکھکر بہت تکلف اور تپاک سے ملاقات کی اور بکمال عجز و انکسار اور

مجبور ہو کرکے قاسم کو اپنے مکان پر لیگیا اور بقدر ذری اپنی دعوت اور مہمانداری کرکے ملا ماتر خدمت پر حاضر تھا شاہزادہ والا قدر نے اسکو ہدایت کی اور وہ از صدق سر شرف باسلام ہوا بعدازان شاہزادہ قاسم اسکو ہمراہ لیکر سمت زرتاشیہ روانہ ہوا اب حال سنیے کہ وہ سہیل شیر سوار جو حسب بحکم لقا سے مشرک خدا کے تعاقب مین الماس پولاد چنگ کے بطور مدد کے روانہ ہوا تھا اثنائے راہ مین کہین یہ خبر اسکی آنے کی سرداران لشکر ظفر پیکر نے سلطان نامور کے جو سنی تو سعید طوسی اور اسفندیار گیلانی اور فضلان شاہ اور سعدان شاہ اور علقمہ بن جمہور سادرا بہا ہیم بن مالک وغیرہ شاہ اور شہریار زادون نے سرراہ سہیل شیر سوار کو روک لیا اور عجیب اتفاق درپیش ہوا کہ جو مقابل سہیل شیر سوار گیا بشید سی تو اہل اسلام کرتے نہین سہیل شیر سوار بڑا زبردست پہلوان تھا پہلے جسپر اسکی تلوار پڑی نادوابر اتر گئی اور وہ سردار لشکر اسلام کا زخمی ہو گیا انتہا یہ کہ وہ جتنے سرداران سابق الاذکر ادھر سے اسکے مقابلے اور مجادلے کے واسطے میدان مین نکلے سب زخمی ہو گئے عنقریب تھا کہ لشکر اسلام شکست فاش کھا کے متفرق ہو جا ناگاہ ہر ایک کی نگاہ جانب صحرا جو جا پڑے تو دیکھا کہ ایک سوار مثل شیر صحرائی نہایت خشمگین اور بر غضب قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھے نمودار ہوا جب قریب پہونچا تو سبھون نے پہچانا کہ نور حدیقہ وسباطت وشہامت صاحب عزم سبارزبزم شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری قرۃ آفتاب مشرق آئین پروری ❊ شہسوار سے لعل پوش خاوری ❊ تیغہ پیلارک افراسیابی چہار انگل میان سے نکالے مثل برق آکر مقابل سہیل شیر سوار پہونچا سہیل شیر سوار نے نادانستہ پوچھا کہ ای اجل رسیدہ تو کون ہی شاہزادہ خاور سپاہ نے فرمایا کہ تیری جان کا ملک الموت اور داماد لقا ہون بس زیادہ گفتگو کرنا یہان مناسب نہین اشعار

نہ از بہر بزم و درنگ آمدیم
من اینجا پئے رزم و جنگ آمدیم
بیار آنچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران
زبان در کش و تیغ کش از غلاف
کہ وقت سخن نیست جائے مصاف

سہیل شیر سوار گفتگو سے شاہزادہ نامدار کی حالت غیظ و طیش مین کانپنے لگا اور تیغہ خارا شگاف پکڑ کے ملک قاسم کی جانب حملہ ور ہوا شاہزادہ خاور سپاہ نے اسکی تلوار کی چمک کو دیکھکر بفن سپہگری باڑھ کو بچا بند دست اسکا پکڑ لیا اور تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر الگ جا پڑی سہیل شیر سوار نے اپنا ایک ہاتھ پنجہ قضا مین دبا ہوا بیکار جو دیکھا تو حالت جوش و خروش مین دوسرا ہاتھ ملک قاسم کے کمربند مین ڈالکر چاہا کہ بزور خانہ زین سے اٹھا لون شاہزادہ خاور سپاہ نے بھی ہاتھ اسکی کمر بند مین ڈالدیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا طرفین سے لوگون نے کہا کہ ای بہادرو یہ گھوڑے تو بیزبان ہین انھین کیون ہلاک کرتے ہو اگر تمھین زور کشتی منظور ہو تو گھوڑون پر سے اتر کے لڑو سہیل شیر سوار اور شاہزادہ خاور سپاہ نامدار دونون میدان مین کود پڑے اور دو گھڑی کے عرصے مین شاہزادہ خاور سپاہ نے سہیل کو اٹھا کے سر سے بلند کیا اور طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا تمام اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہ ای سہیل حال اور شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی سہیل شیر سوار نے کہا ای شہریار مجھے ثابت ہوا کہ لقا سے مشرک خدا تو تھا ہی تیرا دین اور ملت برحق ہی جو اس دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے شاہزادہ قاسم نے کلمہ شہادت تلقین کیا سہیل شیر سوار از صدق سر کلمہ طیبہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا تب شاہزادہ خاور سپاہ بفتح و نصرت اور بصد شان و شوکت مع شاہزادہ اسد بن کرب غازی اور سہیل شیر سوار زرتاشیہ سے کوچ کرکے بیل اور راقیہ پر کہ جو وہ سیل زرتاشیہ سے تھا پہونچا کر فروکش ہوا اور یالکہ گیتی افروز ہر گز اتخیر عیش مین مشغول ہوتا ہی جبتک ساقی کلے

صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر عالیمقام مع تمام سرداران لشکر اسلام قریب دربند کرسیپہ کے پہونچے ملک منصور نامے
بیٹا کرشست سپرگردان کا تھا اُسنے آمد لشکر اسلام کی دیکھکر دربند کو بہت مستحکم کرکے اپنی فوج و سپاہ کو تیار
کیا اور بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے حفاظت دربند مین مصروف ہوا اور یہان سلطان صاحبقران
اُسی قرب مین فروکش ہوکر بطریق سیر دربند سوار ہوے تھے تو ملاحظہ کیا کہ دربند نہایت بلند سر بفلک رسان
بہت مستحکم اور جاے تلب مین ہی غرض صاحبقران اُسکی سیر کرکے پھر اپنی بارگاہ مین آکر داخل ہوے شب کو کرشست
سپرگردان نے طبل جنگ بجوائے اور قلعہ دربند سے نکلکر سر میدان اپنا لشکر بمقابلہ فوج اسلام قائم کیا نامیان خیبری
تومیان خیبری سرہنگ مصری ابوشہاب لنگری یہ دونون جوڑیان ہرکارون کی یہ خبر سنکے بارگاہ سلیمانی
مین آئین اور روبروے تخت بادشاہ اسلام کے زمین ادب کو بوسہ دے کر بعد دعا اور ثناے شاہنشاہی
دست بستہ پکارین سرور عالم کی عمر دراز لشکر کرشست سپرگردان مین طبل جنگ بجا اور کل صبح کو وہ کافر
معرکہ آراے میدان جدال و قتال ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور تائید
ربانی بجے طبل جنگ چنانچہ حسب الحکم سلطان باکرم کے یہان فوج اسلام مین بھی طبل جنگ بہیدرنگ بجنے لگا اور تمام
شب بطلاے طرفین سے بھرا کیے لشکرون مین بڑی جاگ اور چہل پہل رہی صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین
آکر صف آرا ہوے تیاری میدان جنگ کی ہوئی منصور بن کرشست سپرگردان اپنی فوج سے نکلکر گھوڑا اچکاتا
ناوت میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے اولان اول بل عادیان پور شدادیان کیتیان کرسیب بن کوہ کن
پہلوان عادی اپنے گھوڑے کو صف سے مہمیز کرکے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور اجازت طلب ہوا
حضرت ظل اللہ نے فرمایا اے عمرو معدیکرب سامنے کیون تہیہ کیا اور کوئی سردار نکلنے والا نہ تھا پہلوان عادی نے کہا
کہ غلام کو حکم ہو تا کہ غلام ہی جاکے اس گبر مغرور کو سزاے اعمال پہونچاے بادشاہ اسلام نے اپنے ضمیر اقدس مین یہ
تصور فرمائے کہ پہلوان عادی کو اُسکے ہاتھ سے زخم نصیب ہے بیشک زخمی ہوجاے گا خیر اب ممانعت کرنا مصلحت نہین
اشارہ کیا کہ اچھا جاؤ بخداے لایزال سپردیم اور پہلوان عادی اجازت لیکر بمقابلہ منصور بن کرشست سپرگردان کے
ہمنگام ہوا پندرہ قدم گھوڑا منصور بن کرشست کا پیچھے ہٹ گیا اُسوقت منصور بن کرشست سپرگردان پہلوان عادی کے قد و قامت
اور جسامت کو کہ اسی انچ کا قد اکیس گز کا دورہ کمر کا سترہ گز کا شملہ سر پر باوصف اسکے کہ گھوڑا اکلان رستم کے رخش کی
نسل کا اسپر آدھے چوتڑ قاش زین سے باہر دونون پانون زمین پر گھسٹتے ہوے گھوڑا بہزار دشواری اسکے
لنگر کے بوجھ سے آہستہ آہستہ قدم گن گن کر زمین پر رکھتا یہان تک پہونچا ہی دیکھکر دنگ ہوگیا اور اپنے جی مین
کہتا تھا کہ یہ کوئی دیوزاد ہی حمزہ نے دیو کو میرے مقابلے اور محاربے کے واسطے بھیجا ہی اور یہ کہکے منصور بن کرشست
نے پوچھا کہ اے پہلوان تو اپنے اس بدن کو کہ میری تیغ تیز مثل خیار تر اسے کاٹ جائیگی کیون تکلیف دینے اور خون
ناحق اپنا میری گردن پر کرنے کو آیا ہی اور تیرا نام کیا ہی کہ بعد تیرے قتل کے اگر خداوند لقا مجھسے پوچھے کہ اُس بندہ
گمراہ فربہ جسم کا کیا نام تھا تو مین اُس سے تیرے ہاتھ پانون اور قد و قامت کی تعریف کرکے کیا تیرا نام بتلاؤنگا اب
پہلوان عادی نے بزبان عرب یہ جواب دے کر یہ شعر پڑھا شعر گران ہر کرا بار سر برتن است ٭ حکیم علاجش بدست من است
اور کہا بس زیادہ بک بک کر دماغ خراشی نہ کر لا ضرب اُس گبر نے کہا تو خبردار رہنا یہ کہکے بزور قوت تمام تیغ نیام سے
کھینچکر ایک ضرب بر سر پہلوان عادی کے ماری پہلوان عادی نے سپر کو پناہ کیا تھا مگر زبردست کے ہاتھ کی تلوار کی

سپر کو قلم کر کے کھوپڑی پر پڑی اور تا دوابرو اُتر گئی پہلوان عادی نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹ کے نکل گئی مگر ایک
چادر خون کی بیک منہ پر آئی پہلوان عادی حالت غش میں جھومنے لگا اسی طرح سے اور کئی سرداران لشکر اُسکے
ہاتھ سے زخمی ہوگئے تھے کہ ایک مرتبہ عمدۂ دین ستون اسلام شاہزادہ کرب پر حرب نظر کردۂ امیر عرب بادشاہ
اسلام سے اجازت طلب ہو اور حسب الایماے حضرت اپنے مرکب کو جولان کر کے بمقابلہ منصور بن کرشست میدان
میں آکر ہمتگاور ہوا اور جنگ نیزہ بازی میں شاہزادہ کرب غازی نے نیزہ منصور بن کرشست کا مانند تیر
شہاب کے ہوائی کر دیا بس سانحہ نیزے کے نکلجانے کے بوجہ غیظ و غضب سے منصور بن کرشست سپرگردان کی
آنکھوں میں زمانہ تیرہ و تار تھا اور سیہ لشکر گراہی بہادر نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی حمائل بازی شمشیر بازی پر استاد ہو
دیکھو تو کیا برش میری تیغ تیز کی ہے یہ کہتا کر میں نے خبردار نہ کردیا تھا حملہ ور ہو کے ایک وار تلوار کا بر سر شاہزادہ
کرب غازی کیا شاہزادہ کرب دلاور نے اُسکی ضرب کو رد کر کے بوقت برگشتن تیغ مارا منصور بن کرشست نے
سپر کو منہ کی پناہ کیا وہ تلوار سپر کو کاٹ کے سر منصور بن کرشست کے گری خود کو اور دوبلغہ کو تراش کر کاسۂ
سر میں تا دوابرو اُتر گئی منصور نے جلدی سے دستانہ مارا تلوار تو چھٹ کے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی بیک منہ پر آئی
اور دونوں آنکھیں اُسکی بند ہوگئیں حالت غش میں گھوڑے کی گردن پر سر جھکا دیا اور گھوڑا اپنے راکب کو
بایں حالت زخمداری دوڑ کا مصاف سے لیکر اپنے لشکر میں بھاگا شاہزادہ کرب غازی نے آواز بلند کہا کہ
اور بھی کسی کو حوصلہ ہو تو نکلے لشکر منصور بن کرشست سپرگردان سے اسی طرح اور چند سردار بمقابلہ نکلے شاہزادہ
کرب غازی کے ہاتھ سے زخم کاری کھا کر پھر گئے اور چند کفار جہنم واصل ہوئے منصور بن کرشست سپرگردان
طبل بازگشت بجوا کے پھر لشکر میں آیا ادھر ایمان لشکر اسلام میں بھی طبل آسائش بجا اور سلطان نامور توسن دلیران لشکر اسلام
میدان رزم سے مراجعت فرما کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے القصہ طول تا چند روز دوم منصور بن کرشست
سپرگردان طبل جنگ بجوا کے آپ میدان میں نکلا اور مبارز طلب ہو کر بہت سے سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا
اور طبل بازگشت بجوا کے پھر گیا اور اسی طرح سے روز دوم میدان میں نکلکے لاف و گزاف کرنے لگا کہ ناگاہ علمداران
لشکر اسلام نے علموں کو جلوہ دیا اور نقارہ نوبت پر پڑی اور ایک بار سرداران لشکر فیروزی اثر کو معلوم ہوگیا کہ آج امیر
والا توقیر سلطان والا شان حمزۂ صاحبقران عازم میدان ہوا چاہتے ہیں اس عرصہ میں دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
امیر حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد کو جولان کر کے قریب تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور اجازت طلب
میدان کے ہوئے بادشاہ اسلام نے سلطان عالیمقام کی طرف منہ موڑ کر فرمایا کہ خدائے لایزال سپر تیم امیر والا توقیر
انگشت شہادت شربت میں تر کر کے پھر کر وہ جام شربت کا تو عمرو معدیکرب پہلوان عادی کو مرحمت فرمایا اور
عادی نے وہ شربت نوش کیا اور صاحبقران دوران اشقر کو تیز گام کر کے کرشست سپرگردان سے ہمتگاور
ہوئے بارہ قدم گھوڑا کرشست کا بسپا ہو کر پیچھے ہٹ گیا اُسوقت کرشست سپرگردان نے تازیانہ اپنے
مرکب کو مار کر روکا اور پھر خوب سنبھلکر بمقابلہ سلطان والا شان آیا اور ایک عجب طرح کی بڑی دیر تک عظمت و
صولت اور شوکت و شان نامسیاقدر صاحبقران دوران کو بغور دیکھکر پوچھنے لگا کہ اے بہادر مصرع اگر شاہی ترا
آخر چہ نام است ⁂ سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ اے کرشست سپرگردان یہ محل گفتگو نہیں یہاں
زبان نیزہ اور دہن شمشیر اور کلہ عمود سے بات کرنا چاہیے شعر بیارا آنچہ داری زہر دو نی نشان ⁂ کمان کیانی و گرز گران ⁂
کرشست سپرگردان نے نیزہ بڑھا کے سینۂ بے کینہ پر سلطان نامور کے مارا امیر والا توقیر نے سنان نیزہ پیر

گانٹھ لی ایک آواز دونون سرون سے پیدا ہوئی اور دونون نیزون کی سنانون سے چنگاریان آگ کی مثل

گلہاے آتشبازی کے نکلین شتاب	بمیدان کشیده سنان بهرکین	بجنبش در آمد از ایشان زمین	چنان نیزه با نیزه آویختند
سنان یک بدیگر در آمیختند	که بر هم شه بپیچید زان گونه بار	شہان را چنین کی بود کارزار	نوبت بجدے رسید که ستم شکوند

طعن سے سلطان والاشان نے ایک مقام پر نیزہ کرشست سپر گردان کا گانٹھ کر ذرا جو اشقر دیونژاد کو اشارہ کیا اور اشقر موجب ایماے امیر عالیمقام اسطرح سے مثل برق کے چمک کر چلا کہ ہمراہ نیزہ سلطان والا قدر کے نیزہ کرشست کے ہاتھ سے جسطرح ہوائی کنج سے نکل جاتی ہی بسوے آسمان مانند تیر شہاب کے سیدھا جاکر سرنگون زمین پر گرا کرشست سپر گردان ازبسکہ نہایت بہادر اور اشجع دہر تھا نیزہ جوا سکے ہاتھ سے نکل گیا اُسسے یہ معلوم ہوا کہ یہ میرا نیزہ کلیجے کے پار گذر گیا آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان سے اُسکے اُٹھا مثل سردم بریدہ پیچ وتاب کہاتا اور مانند زلف وکاکل مہوشان پریشان خاطر ہوکے پکارا کہ باشرام بہادر نیزہ بازیکا حلال بازی عمود بازنی ہمال بازی شمشیر بازی راست بازی یہ نہ کہنا کہ خبردار نہین کیا تھا لے ہوشیار ہو جا یہ کہکے ایک ضرب تیغ برسر سلطان نامور یعنی صاحبقران دوران نے قبضہ تیغ عفریت سلیمانی پر ہاتھ رکھا چاہا کہ تلوار کی جھپک بازو کو بچا بائین ہاتھ سے بند دست اُسکا پکڑ لیا کرشست سپر گردان زور دست صاحبقران دیکھکر سمجھا کہ میری کلائی کو پنجہ قضا نے دبوچ کے یہ ہاتھ تو محض بیکار کر دیا فرط غیظ سے کرشست نے خم ہوکر اپنا دوسرا ہاتھ سلطان والاشان کی کمر مین ڈالدیا اور چاہا کہ سلطان عالیمقام کو قاش زین سے اُٹھالے صاحبقران دوران نے اپنا ہاتھ کرشست کی کمر زنجیر مین ڈالدیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا عنقریب تھا کہ دونون مرکبون کے سینے اور پیٹ زمین سے لگ جائین ایک مرتبہ طرفین سے عیارون نے دوڑ کر عرض کی کہ اے شہریاران ان گھوڑون بے زبانون نے کیا ایسا جرم اور گناہ کیا جو انکو اس مشقت مین ڈالکر ہلاک کیے ڈالتے ہو کرشست سپر گردان اور صاحبقران یہ سنکے دونون صاحب گھوڑون پر سے کود پڑے اور گھوڑون کو اپنے اپنے عیارون کو سپرد کرکے شغر بلین خواہی میان را تنگ بستہ ما وہ چون سنگ ہم آہنگ بستہ ہوا اور باہم زورکشتی ہونے لگا اور یہ حال تھا کہ کبھی سلطان صاحبقران کرشست سپر گردان کو دس بارہ قدم لیجا کر کے کھینچ پڑلا تے تھے اور کبھی کرشست امیر والا توقیر کو پانچ سات قدم پیچھے ہٹا لیجاتا تھا انتہا یہ کہ تا غروب آفتاب فیما بین سلطان والاشان اور کرشست سپر گردان کے دورکشتی کار ہا وقت شام کرشست نے امیر عالیمقام سے یہ کلام کیا کہ خداوند باختر نے روز براے جنگ اور وقت شب جہت آرام وخواب بنایا ہی کل پھر صبح کو ہمارے اور تمھارے اسی میدان مین امتحان زور ہوگا صاحبقران دوران نے فرمایا کہ اے کرشست ہمارے طریق اسلام مین یہ قواعین بندھے ہین کہ جبتک حریف کو زیر نہ کرلین یا اُس سے زیر نہو لین تب تک جنگ سے دست کش نہین ہوتے کرشست نے کہا تم سب خدا پرست رات کو بھی جنگ رزم کرتے ہو امیر عالیجناب نے جواب دیا کہ فی الحقیقت ہمارے نزدیک اللہ دونون برابر اور یکسان ہین یہ کہکے جانب شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمہاری روشنی کی میدان جنگ مین کر حسب الحکم عظام امیر عالیمقام شاہ عیاران عیار نے چالیس جھاڑ سلیمانی کہ معجزے سے حضرت سلیمان کے وہ جھاڑ سلطان صاحبقران کے اشارے کے ساتھ خود بخود روشن ہو جاتے ہین اور شام سے تا صبح لمعان اور درخشان رہتے ہین ہنگام طلوع آفتاب پھر آپ ہی آپ خاموش ہوجاتے ہین پس جبکہ عمرو نے وہ جھاڑ سلیمانی لاکے میدان مین قائم کیے اور حسب الحکم سلطان بالکرم وہ خود بخود روشن ہوگئے کرشست نے اپنے لوگون کو

حکم دیا اُسکی طرف کے بھی سونچنا خے اور فرش جھاڑ شیشے کے اور فانوسین اور سوبرج کھمبان روشن ہو گئین تمام زمین
میدان رزم کی پُر نور تھی اگر تنکا یا سوئی زمین بھی کہین گر پڑتی تو ہر ایک کو نظر آجاتی غرض طول تا چند مختصر یہ کہ امیر با توقیر
اور کرشست سے چار پہر رات زور کشتی کا رہا اور اسی طور سے تین شبانہ روز زور و کشش کا کرکے روز چہارم صبح کو
سلطان صاحبقران نے دونون بازو کرشست کے پکڑ کے اور سر اقدس اپنا اُسکے سینے سے ملا کر فرمایا
کہ اے کرشست خبردار رہنا یہ کہکے سترہ اٹھارہ قدم پسپا کر کے ایک مقام پر جھٹکا دیا کہ کرشست منہ کے
بھل زمین پر آگرا سلطان صاحبقران نے اپنا ہاتھ اُسکی کمر زنجیر مین ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور ایک ہی
زور مین کرشست کو زمین سے اُٹھا کر سر سے بلند کیا اور پیچ دے کر زمین پر مارا اور پھر جست کر کے اُسکی چھاتی پر
بیٹھکر فرمایا کہ اے بہادر رہا اور شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی کرشست نے کہا اے شہریار یہ مجھے ثابت ہوا کہ
تیرا دین برحق ہے چاہیے اس دین متین کو اختیار کرے وہ گیا کہ سلطان والا قدر عالیشان نے کلمہ شہادت ارشاد
فرمایا کرشست سپہرگردان از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھ کے اس چاہ ضلالت سے نکلا بسر چشمہ ہدایت پہونچا امیر
عالیمقام اُسکی چھاتی پر سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کرشست دوڑ کر سلطان صاحبقران کے قدمون سے لپٹ گیا اور
یہ کہکر کہ کل صبح کو زمین بوس اس عتبہ فلک تکریم ملائک مقیم کا ہونگا رخصت ہو کر اپنے لشکر مین گیا یہان سلطان والاشان
شادیانے فتح کے بجواکے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے حضرت خلیل اللہ بادشاہ لشکر اسلام نے کئی ہزار کیسۂ زر اور
گہر امیر عالیمقدار پر تصدق اور نثار کیے اور تمام سرداران دست چپ اور دست راست بقاعدہ مستمرہ اپنے اپنے
سنگلون پر متمکن ہوئے روز دوم جس وقت کہ شہنشاہ لشکر اسلام نے آکے تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا اور سلطان عالیمقام
دنگل ناد عنبر بو زینت افزا ہوئے اسوقت کرشست سپہرگردان بھی کچھ تحفہ تحائف لیکر بخدمت سلطان والا مرتبت
آیا اور پایہ تخت سلطانی کو بوسہ دے کر ملتمس ہوا کہ غلام امیدوار عطیات خاقانی اور مراحم صاحبقرانی سے یہ ہے کہ
اب دربند کرشاسپیہ مین تشریف فرما ہو کر پھر از سر نو آباد کیجیے چنانچہ سلطان صاحبقران اور شہنشاہ لشکر اسلام کرشست
سپہرگردان کو ہمراہ لیکر اُس دربند مین تشریف لیگئے اور کرشست نے بڑی دھوم سے تیاری دعوت اور مہمانداری کی
کر کے کئی دن تک جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ مین امیر با توقیر کو مع تمام سرداران لشکر اسلام رکھا بعد ازان سلطان
صاحبقران نے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ اب ہمارا پیش خیمہ سمت دربند ہیکلیہ لیکر روانہ ہو چنانچہ حسب الحکم سلطان
باکرم کے عمرو معدیکرب پیش خیمہ لیکر سمت دربند ہیکلیہ روانہ ہوا اور کوچ در کوچ جاتے جاتے ایک روز ایک دیہہ مین
آکر وہان کی زمینداروں اور دہقانون کو خوب ساز و کوب کرکے ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ میرے واسطے رسد اور کھانا
لاؤ ناگاہ ایک نقاب دار پلنگینہ پوش مثل شیر غران یا پیل دمان بکمال جوش و خروش نمودار ہوا اور قریب پہلوان
عادی کے آکر بد مستی مانع ہوا کہ رعایا کو یہان کی خبردار آزار نہ پہونچانا پہلوان عادی نے بھی کچھ گفتگو سے تلخی کی
اور تقریر کو طول ہوا نقاب دار پلنگینہ پوش غیظ و غضب سے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اُٹھا اور اپنے مرکب پر سے کود کر
پہلوان عادی سے لپٹ گیا اور بزور کشتی پہلوان عادی کو تھوڑی دیر مین چاروں شانے چت پشت بزمین کر کے
باندھ لیا اور پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے چاہتا تھا کہ روانہ ہو اس عرصے مین ایک عیار نقاب دار کا آیا اور اُسنے
عرض کی کہ اے شہریار فوج درشت ہیکل خزانہ بادشاہ فوج اسلام کا لوٹ کر ہمراہ لیے قریب اسی دربند کے آپہونچا
نقاب دار نے جو یہ واقعہ سنا تو حکم [illegible] کو اپنے ہمراہ کے لوگون کے سپرد کر کے آپ بذات واحد اپنے مرکب کو گرم
کر کے سمت لشکر فوج درشت ہیکل روانہ ہوا اور بیساختہ وہان پہونچکر آمادہ شمشیر زنی اور گرفتاری ہوا یہ حال

دیکھکر نوح درشت ہیکل نے نقابدار سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ نیزہ و عمود و شمشیر نوبت کشتی پر پہونچی اور
کوئی دو تین گھڑی کے زور مین نقابدار پلنگینہ پوش نے نوح درشت ہیکل کا لنگر توڑ کر اٹھا لیا اور سر سے اونچا
کرکے زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھکے ہدایت کی نوح درشت ہیکل بصدق دل کلمۂ شہادت پڑھکے مسلمان ہو گیا
اور نقابدار کو مع تمام اپنے لشکر کے دربند مین لیگیا اور تیاری بزم نشاط اور محفل انبساط کی کرکے دعوت نقابدار کی
کرتا ہے اب اسکو تو یہان اسی طرح دعوت اور مہمانداری مین چھوڑیے

چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیجئے

کہ جسوقت امیر ڈالا تو قیر دربند کرشاسپ سے بعد طی مراحل قطع منازل قریب دربند ہیکلیہ کے پہونچے اور ایک
میدان مین بارگاہ سلیمانی استادہ کرا کے مع تمام سرداران لشکر فروکش ہوے ایک مرتبہ جانب سیف ذوالیمین
مخاطب ہوکے فرمایا کہ ایک نامہ حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کی طرف سے نوح درشت ہیکل
لکھکر لا چنانچہ حسب الحکم قدر قدام منشی نے نامہ لکھکر واسطے ملاحظہ اور مزین ہونے مہر سلطانی کے لایا پیشگاہ معدلت
دستگاہ سے حکم صادر ہوا کہ اس نامے کو بآواز بلند پڑھکر سنا منشی نے وہ نامہ بعد حمد خداے عزوجل خالق جزو و کل اور
نعت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدین مضمون پڑھا کہ اے نوح درشت ہیکل تجھے لازم ہے کہ لقا پرستی
اور کفر و کافری کو ترک کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کر کہ باعث تیری نجات کا کونین مین ہے اور جو اس حکم جہان مطاع
سلیمانی خاقانی مین کہ مثل تیر قضا کے کسی مقام پر سے پھرتا نہین سر مو تو نے انحراف یا کچھ عذر اور حیلہ درپیش کیا تو
اس طور پر تو بعذاب الیم مارا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا گریان ہوا کرینگے قطعہ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ
وگر جنگجوئی ندارم درنگ ۞ دم اژدہا زن یا بلین دہ پیام ۞ حکایت برین ختم شد والسلام
سلطان والاقدر عالیمنزلت نے پیشانی کو اس نامے کی مہر سلطانی مزین فرماکے اپنے ایک سردار کے ہاتھ وہ نامہ
نوح درشت ہیکل کے پاس بھیجا جسوقت کہ وہ نامہ نوح درشت ہیکل نے کہ مسلمان ہو چکا تھا پڑھا بمشورہ
اور ایماے نقابدار پلنگینہ پوش درجواب اسکے تحریر کیا کہ اے حمزہ صاحبقران یہان ایک پہلوان نقابدار یکتاے زمانہ
ہے جو کوئی اُس پہلوان کو سر میدان لڑائی جواب دے گیا مضایقہ ہم سب اسکا کلمہ پڑھکے مسلمان ہو جائین
اور یہ لکھکر بدست سلطان والامرتبت اُسی سردار کے ہاتھ بھیجدیا بعد پہونچنے نامے کے نقابدار پلنگینہ پوش
مع لشکر قلعہ دربند ہیکلیہ سے نکلکر برابر لشکر حمزہ صاحبقران نامور کے فروکش ہوا اور اپنے خیمے مین داخل ہو کر
طبل جنگ بجوادیا ہرکارہاے لشکر فیروزی اثر یہ خبر سنکے روبروے تخت شہنشاہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام
آئے اور زمین ادب کو بوسہ دے کر بعد دعا و ثنا سے شاہنشاہی بجا لاکے بشعر اے تاج شاہی را فروغ از تارک والاے تو
وے خلعت شاہنشہی زیبا ست بر بالاے تو ۞ بدر الدجاے مکرمت سرمایۂ احسان ۞ شد فرق تخت سلطنت کا آمد زیر پاے تو
شہنشاہ عالم کی عمر دراز قلعہ دربند ہیکلیہ سے ایک نقابدار پلنگینہ پوش نے مع لشکر نکلکر سر میدان خیمہ استادہ کیا ہے
اور طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوایا کہ صبح کو سوکھ آراے میدان کارزار ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا بفضل ایزدی
اور تائید ربانی کہہ دو کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجے حسب الحکم سلطان باکرم کے یہان لشکر اسلام مین بھی صداے
کوس حربی اور نعرۂ سنجی بلند ہوا اور تمام فوج دریاموج لشکر فیروزی اثر مین خبر ہوگئی کہ صبح کو میدان رزم ہے غازیان
دیندار اور مجاہدان تہور شعار تمام شب تیاری میدان مین مصروف رہے اور دونون لشکرون مین بانگ اور ہر طرف
ہوشیاری رہی صبح کو طرفین سے فوجین نکل نکلکر وعدہ گاہ مصاف پر آکے قائم ہوئین اور بعد صف آرائی نقابدار پلنگینہ پوش

اپنے لشکر سے مرکب کو چمکا کے ناون میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا چنانچہ ہنگام مقابلہ و مجادلہ نقابدار
پلنگینہ پوش نے چند سرداران لشکر اسلام کو بعد جنگ نیزہ و گرز و شمشیر بزور کشتی زیر کیا اور باندھکر اپنے لشکر مین بھیجدیا اور
طبل بازگشت بجواکے اپنے خیمے مین جاکے داخل ہوا سلطان عالیمقام بھی طبل آسائش بجواکے داخل بارگاہ سلطانی
ہوئے وقت شام نقابدار نے پھر طبل جنگ بجوا دیا اور روز دوم صبح کو بدستور دونون لشکر میدان مین آکر
صف آرا ہوئے اور نقابدار پلنگینہ پوش مرکب چمکا کے سر میدان مبارز طلب ہوا ادھر سے شاہزادہ انجم گردہ
رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر شاہزادہ بدیع الزمان نامور اپنے مرکب گلگون باختری کو جولان کرکے روبرو
تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور اجازت لیکر نقابدار سے جاکر متھگاور ہوا اور بعد جنگ نیزہ و شمشیر دونون
بزور کشتی مصروف ہوئے اور تا شام باہم خوب زور کشمکش کا رہا وقت غروب آفتاب امیر حمزۂ عالیجناب نے
آکر دونون بہادرون کو جدا کیا اور طرفین سے طبل بازگشت بجواکے اُسطرف نقابدار مع اپنی فوج و سپاہ اور
اِسطرف سلطان صاحبقران مع تمام لشکر اسلام میدان سے پھرے اور اپنی بارگاہ و خیمے مین جاکر داخل ہوئے
نقابدار پلنگینہ پوش پھر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجواکے صبح کو میدان مین آیا اور باواز بلند کہنے لگا کہ اے
حمزۂ صاحبقران سرداران لشکر کو اپنے کیون میرے ہاتھ سے قتل کراتا ہے بہتر یہ ہے کہ آج تو نکلکر سر میدان میرے
مقابلے مین آتا کہ ہر روز کا یہ خرخشہ مٹ جائے مجھے بھی دعوی صاحبقرانی ہے امیر با توقیر نے یہ نہیب نقابدار
پلنگینہ پوش کی سنکے عمرو کو اشارہ کیا اور عمرو نے ایک بار کلاہ نمدی اپنی بسوے آسمان پھینککر باواز بلند کہا
کہ اے جوانان لشکر اسلام آج زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران میدان مصاف مین بمقابلہ حریف
برآمد ہوتا ہے اور تم سب ہمہ تن چشم ہو کر تماشائے زور صاحبقرانی دیکھو تمام شاہ اور شہریار اور سردار یہ آواز شاہ
عیاران عیار عمرو کی سنکے اور کلاہ اُسکی بسوے ہوائے آسمان دیکھکر جانب میدان رزم دیکھنے لگے کہ ٹکور نوبت پر
پڑی اور علمبردارون نے علمون کو جلوہ دیا اور سلطان ظفر احتشام امیر حمزۂ عالیمقام اشقر دیوزاد کو تیار کرکے
روبرو تخت بادشاہ لشکر اسلام کے تشریف لائے اور اجازت طلب ہوئے حضرت ظل اللہ سعد بن قباد
بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جام کلۂ عفریت بھر کے عنایت فرمایا امیر والا توقیر نے ایک انگلی جام مین ڈالکے
شربت کو چکھ لیا اور باقی شربت جام کلۂ عفریت کا پہلوان عادی کو اشارہ کیا کہ اُسنے وہ جام اُٹھا لیا اور
تمام شربت نوش کیا اور سلطان صاحبقران بمقابلہ نقابدار پلنگینہ پوش آکر بعد از جنگ نیزہ و عمود اور
شمشیر دونون بہادر میدان مین گھوڑون پر سے اُتر پڑے اور کشتی مین سرگرم ہوئے شعر بہ کشتی گرفتن نہادند سر
گرفتند ہر یک دوال کمر + بسے زور این کرد و گہ کرد آن + بمیدان قوی دست ہر دو جوان + کبھی سلطان نامدار نقابدار کو
چند قدم بزور پسپا کرکے لیجاتے تھے اور کبھی نقابدار امیر عرش اقتدار کو دو چار قدم پیچھے ہٹا دیتا تھا خلاصہ یہ
کہ اسی طرح سے تین شبانہ روز باہم زور کشمکش کا رہا روز چہارم نقابدار پلنگینہ پوش نے بکمال جوش و خروش
یہ کہلے کہ اے حمزۂ صاحبقران تو ہوشیار اور خبردار رہنا یہ زور آخری مین کرتا ہون دونون بازو امیر
والا توقیر کے پکڑکے اور سر اپنا سینۂ اقدس پر سلطان نامور کے رکھکر بزور پسپا کرکے کوئی پانچ چھ قدم پیچھے
لیگیا عمرو نے یہ رنگ دیکھکر پکارا کہ حمزہ عجب طرح کی آج تو کشتی لڑتا ہے زور صاحبقرانی کہان جاتا رہا یہ کنایہ عمرو کا
سنکے سلطان والا قدر نے لنگر مارا کہ ہرچند پھر نقابدار نے زور کیا مطلق اقدام عالی کو امیر عالیمقام کے جنبش اور
لغزش اُس مقام پر سے نہوئی آخر ناچار ہوکر نقابدار نے کہا کہ اے حمزۂ نامدار مین زور کر چکا اب تجھے اپنا امتحان

زور کرتا ہو تو بھی کرلے امیر والا توقیر نے فرمایا کہ اے نقابدار اب تو خبردار رہنا ورنہ کہکے نقابدار کے دونون
بازو پکڑکے پیچھے کو دوڑا لیچلے ہر چند نقابدار نے ہر ایک جا پر چاہتا تھا کہ لنگر مارے اور اپنے قدم کو قائم کرے
مگر کہین نہ ٹھہر سکا آخرکار دس بارہ قدم پر پاکرکے ایک مقام پر شہنشاہ عالیمقام نے اوچھڑ ماری کہ دونون زانو
نقابدار پلنگینہ پوش کے زمین سے آشنا ہو گئے سلطان ذوالاحتشام نے خم ہوکر اپنا ہاتھ نقابدار کی کمر زنجیر مین ڈالکر
طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور لنگر توڑ کر زمین سے اٹھالیا اور چاہتے تھے کہ سر سے بلند کرکے نقش زمین اور پیوند
زمین کرین ایکبار نقابدار نے کہا یا امیر حمزہ صاحبقران صحیح رس نگر برس نگر شاید کہ نشناسی مرا + میرا نام
عجیل باہ رو بن عبدالمطلب اور تیرا چھوٹا بھائی ایک کمترین بندگان خدائے عزوجل ہون اور دعوی
صاحبقرانی رکھتا تھا اب مجھے تحقیق ہوا کہ تو برحق اور بیشک عموے پیغمبر آخرالزمان امیر حمزہ صاحبقران
دوران ہے سلطان صاحبقران نے یہ حال سنکے بسہولت تمام نقابدار کو زمین پر رکھ دیا اور نقاب چہرے
انور سے نقابدار کے اٹھاکر دیکھا کہ سر موا بھی شبہ اور عجیل باہ رو کی صورت شکل مین تفاوت نہ پایا اسوقت نہایت
التفات اپنے چھوٹے بھائی پر کرکے بارگاہ سلیمانی مین لے آئے اور تمام بارگاہ نشینون کو معلوم ہوگیا کہ یہ
عجیل باہ رو چھوٹے بھائی امیر والا توقیر کے ہین سبھون نے مبارکبادی اکثر نے نذر تہنیت گذرانی سلطان
صاحبقران نے سات روز جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ واسطے عجیل باہ رو کے قرار دی شادیانے اور طبل
بشارت کے لشکر فیروزی اثر مین بجے بعد سات روز کے عجیل باہ رو اور انکے لشکر کو لیے مع تمام اپنے سرداران لشکر
اسلام کے بندر پیکلیے سے کوچ کرکے سمت دربند عنقا پیہ روانہ ہوئے اور عرصہ راہ کو طی کرکے قریب اس دربند
عنقاپیہ کے کہ اسکو قران کوہ بھی کہتے ہین پہونچے اور لشکر فرودکش ہوا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی امیر والا توقیر
مع بادشاہ سعد بن قباد اور سرداران لشکر فیروزی اثر داخل بارگاہ ہوئے اب حال سنیے کہ اس دربند قران کوہ کے
تین طرف تو دریاے ذخار ساحل ناپیدا کنار ہی اور ایک طرف خندق بنیا سو ستاسی گز کی چوڑی کہ اسمین سی
میل ایک دوسرے کے مقابلے مین برابر کھڑے ہوئے ہین اور زنجیرین فولادی ان میلون مین وصل کی ہوئی مین
ایک چھتر اسطرح کا اوپر رکھا ہوا ہی کہ آمدورفت اس قلعے کے آدمیون کی اسی چھتر پر میلون کے ہوکر باہر نکلنے
کی ہی چنانچہ جسوقت عنقاد زد سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام اور آمد لشکر اسلام سے آگاہ ہوا تو اسنے
اپنے قلعے سے نکلکر پانچ کوس کے فاصلے پر بمقابلہ لشکر فیروزی اثر خیمے اور خرگاہ استادہ کرائے اور مع اپنی فوج
وسپاہ وہان آکر فرودکش ہوا اور اپنے خیمے مین بیٹھ کر اپنے اہالیان دولت اور ارکان مملکت شب کو طبل جنگ
بجوادیا یہ خبر لیکر ایک جوڑی ہرکارہ ہاے لشکر اسلام کی روبروے تخت شہنشاہ سعد بن قباد آئی اور زمین
ادب کو بوسہ دیکر دست بستہ پکاری قطعہ ای ہرکارے رفیقت قل ہو اللہ احد + وے نگہبان تن وجان تو اللہ الصمد
لم یلد یار و لم یولد بہر جا دستگیر + لم یکن یاری دہ و مونس لہ کفوا احد + سرور عالم کی عمر دراز عنقا حاکم
دربند قران کوہ نے مع لشکر کفر وضلالت قلعے سے باہر نکلکر اپنی فوج مین طبل جنگ بجوادیا ہی اور صبح کو وہ
کافر تیہ فاسد معرکہ آراے رزم ہوگا سلطان والا قدر نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی و تائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے اور بموجب حکم قدر توام سلطان کرم کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا تمام دلیران
فوج ہوشیار ہوگئے اور رات بھر طلایہ طرفین سے پھرا کیے بڑی ہوشیاری اور خبرداری کے ساتھ تیاری
میدان جنگ کی رہی صبح کے وقت ادھر سے عنقاء مع لشکر کفار اور ادھر سے امیر والا توقیر مع فوج وسپاہ دلیران

عرصۂ کارزار مین آکر وعدہ گاہ مصاف مین صف آرا ہوئے ایک مرتبہ عنقا اپنے مرکب کو صف لشکر سے چمکا کے
باہر نکلا اور ناف میدان مین قائم ہوکر پکارا کہ ای لشکر خداپرستان ای زبردستان ازشما ہر کرا آرزوے مرگ است بیاید
بمیدان جنگ ساتھ اُسکے للکارنے کے لشکر اسلام سے بہرام شیرخوار اجازت لیکر اُسکے مقابلے مین گیا اور عنقا کے
ہاتھ سے بضرب تیغ بدرجۂ شہادت فائز ہوا اور اسی شکل سے اکثر سرداران فوج اسلام کے اسکے ہاتھ سے کوئی بضرب
تیغ کوئی بضرب عمود شہید ہوئے اور چند سردار زخمی ہوکر پھرے آخرکار وقت شام طبل بازگشت
بجوا کے عنقا اپنے خیمے مین داخل ہوا سلطان باکرم بھی غم و الم مین سردارون کے باچشم پرنم مع دلیران لشکر
اپنی بارگاہ مین آ کے داخل ہوئے شب کو عنقا نے پھر طبل جنگ بجوا دیا اور بدستور روز اولین صبح کو دونون
لشکر میدان مین آکر قائم ہوئے اور عنقا اپنے مرکب کو جولان کرکے پھر سر میدان مبارز طلب ہوا ابھی پورا
کلمہ عنقا کی زبان سے نکلنے نہین پایا تھا کہ دیکھا صف راست مین علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا اور
انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر صاحبقران ابن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن اپنے مرکب تیزگام خوشخرام برق آہنگ گلگون باختری کو چمکاتا نکلا روبروے تخت بادشاہ اسلام کے
آیا اور اجازت طلب میدان کا ہوا شہنشاہ لشکر اسلام نے جام کا عقوبت شربت سے لبریز کرکے اپنے دست مبارک
سے شاہزادہ بدیع الزمان کو دیا اور فرمایا ای شاہزادہ بلند اقبال بخداے لایزال سپردیم شاہزادہ عالیجناب نے آداب
بجا لاکے وہ جام نوش کیا اور سراپا میدان کا دکھلاتا عنقا سے آکر تھمتا ور ہوا گھوڑا عنقا کا تکاور سے بارہ
تیرہ قدم پیچھا ہوکر ٹھہرا اور پھر عنقا نے طمانچے اور گھونسے گھوڑے کے کلے پر مار کے خوب سا ہوکرا اسکو پیابہ
شاہزادہ والا مرتبت کے لایا اور بعد رسم نیزہ بازی نوبت بہ جنگ عمود پہونچی چنانچہ جسوقت ضرب گرز سے
شاہزادہ بدیع الزمان کی عنقا تو بچا مگر عنقا کے گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اُسوقت عنقا نے چاہا کہ دوڑ کر شاہزادہ
عالم سے لپٹ جاے کہ شاہزادہ عالم گھوڑے پر سے کود پڑا اور عنقا سے اور شاہزادہ بدیع الزمان سے سینہ بسینہ
اور کمر بہ کمر اور گلہ بگلہ زور کشتی کا تا وقت شام ہوا آخر عنقا نے یہ کہکر کہ ای بہادر ہمارے تیرے کل صبح کو امتحان زور
ہوگا طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان رزم سے پھر کے اپنے خیمے مین گیا یہان سلطان والا شان نے بھی بہت سا زر
شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے سر پر نثار کراکے مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی مین آکر داخل ہوئے اور
وہان عنقا نے اپنے خیمے مین بیٹھکر سرداران لشکر سے کہا کہ مین کسی صورت سے شاہزادہ بدیع الزمان کا حریف
نہین ہوسکتا اور اپنا غلبہ اسپر نہین پاتا یہ کہکر آدھی رات کے عمل مین مع اپنی فوج و سپاہ کے قلعے مین جاکر اس پھر کو
میلون پہلے تو مروا ڈالا اور قلعہ بند ہوکر آپ فیلبند دروازے پر جا بیٹھا اور برجون پر فصیلون پر توپین چڑھا دین
اور گولہ اندازون کو حکم دیا کہ منہ ان توپون کے سمت لشکر حمزہ سیدھے کرکے فتیلے روشن کرکے بہت ہوشیار
اور خبردار رہیے حکم کے انتظار رہو غرض تیاری معقول اور اپنی دلجمعی قرار واقعی کرکے جب وقت صبح کا ہوا تو
ایک اپنے نوکر کو سلطان صاحبقران کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ای حمزہ صاحبقران اب مین تمہارا سد راہ
نہین ہوتا تمکو راستہ نکلجانے کا دیتا ہون تم یہان سے پھر کر اپنے ملک کو چلے جاؤ جب یہ پیغام عنقا کا امیر
حمزہ صاحبقران دوران نے سنا تو نہایت متحیر اپنے دل مین اور متفکر ہوکے سرداران بارگاہ نشین نے
عرض کیا حضور باعث تردد خاطر اقدس کیا ہے کس لیئے کہ ایک راستہ اور بھی ملک باختر کی طرف سے ساحل کے جانے
کا ہے عنقا نے کہلا بھیجا ہے کہ یہ بھی میرا سلوک اور احسان ہے کہ مین اُس راستے سے تمکو جانے دیتا ہون ورنہ وہ بھی تو

میرے قابو اور میرے علاقہ اور سرحد مین ہی امیر والا توقیر مافی الضمیر عنقا کا دریافت کرکے نہایت درہم
اور برہم ہوے اور اُس پیام بر سے فرمایا کہ تو جاکے اُس بے حیا سے کہدینا کہ تیرے اس سوال کا جواب
جنگ ہی وہ شخص بارگاہ سے نکلکر عنقا کے پاس گیا اور جو کچھہ کہ سلطان صاحبقران نے فرمایا تھا بیان کیا عنقا نے
کہا خیر سمجھہ لیا جائیگا مگر یہان بارگاہ سلیمانی مین صاحبقران دوران مع تمام سرداران لشکر اسلام سوار ہوکر
واسطے سیر و تماشاے قلعہ اور دربند کے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اُس چیز کو جسپر ہوکر آمد و رفت تھی توڑ ڈالا ہی
باقی پل جتنے ہین وہ سب بدستور اس سرے سے اُس دربند اور قلعہ تک خندق مین مستحکم اور قائم ہین امیر والا توقیر
یہ تماشا دیکھکر جانب سرداران لشکر اسلام مخاطب ہوے اور فرمایا کہ مین تم سب بہادرون مین سے چاہتا ہون کہ
ایک دلاور مردانہ وار وہان کسی طریق سے پہونچکر اس دربند کو مسخر کرے سب سرداران خاموش ہورہے اور سرنگون
ہوکر کسی نے جواب نہ دیا بار دیگر صاحبقران نامور نے بآواز بلند کہا کہ ای بہادرو تم مین ایسا کوئی دلیر اور
شیر ہی کہ اس حکم کی میرے تعمیل کرے ابھی صاحبقران دوران کی زبان فیض ترجمان سے یہ پورا کلمہ تراوش
نہین کرنے پایا تھا کہ ایک مرتبہ قبہ رکوبین ستون اسلام برہم زنندۂ دولت سکندر ہیکلان صاحب شمشیر گران
کرب برحرب نظر کردۂ امیر عرب نے برابر سلطان صاحبقران کے آکے عرض کی کہ افضال الٰہی اور اقبال
عالی سے فدوی جاکے اس دربند اور قلعہ کو مسخر کرتا ہی سلطان والا مرتبت نے کرب غازی کو اپنے سینے سے
لگا لیا اور جبین پر بوسہ دے کر فرمایا کہ بارک اللہ ای کرب غازی تمنے خوب میری بات کو رکھہ لیا مصرع آفرین باد برین
ہمت مردانہ تو بس شاہزادۂ کرب دلاور اُسی وقت دامن ہمت کو کمر پر باندھکر آداب بجا لایا اور
یا حیدر کرار کہکے کنارے سے ایک جست کرکے پل اولین پر پہونچا اور پل کو پکڑکے باطمینان تمام سنبھلکے سیدھا
بیٹھ گیا یہ خبر کسی ہرکارے نے جاکے عنقا سے کہی عنقا بہت ہنسا اور بعد اسکے حکم دیا کہ فصیلون اور برجون پر
جو قلعے کے گولا انداز ہین اُنسے کہدو کہ ایک صید لاغر کا ہدف بنا لینا بھی کچھ بڑی بات ہی ایک گولہ مارکے پل پر سے
خندق مین گرا دو حسب الحکم عنقا کے گولا اندازون نے نشانے تاک تاک کر گولے مارنا شروع کیے لیکن فضل الٰہی سے
کوئی گولہ شاہزادۂ کرب غازی کے جسم پر نہین لگتا تھا چپ و راست اُکر نکلا جاتا تھا اور شاہزادۂ کرب دلاور
یا اسد اللہ الغالب یا علی ابن ابی طالب ورد زبان کرتا جتنے وہ پل تھے سب کو جستین کرتا طی کرکے اُس پار
خندق کے پہونچا سلطان صاحبقران اور تمام سرداران لشکر یہ چالاکی اور جرأت اور قوت شاہزادۂ
کرب دلاور کی دیکھہ دیکھکر احسنت احسنت اور مرحبا مرحبا اور تحسین و آفرین کرتے تھے ناگاہ دیکھا کہ شاہزادۂ
کرب غازی نے دروازۂ قلعہ پر جاکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور بکمال غیظ و جلال ایک تیغہ دوڑکر
دیوار پر قلعہ کی مارا کہ دیوار شق ہو گئی اور شاہزادۂ کرب غازی یا حیدر کرار کہکے اندرون قلعہ داخل ہوا
عنقا یہ حال دیکھکر با شمشیر عریان جانب شاہزادۂ کرب دلاور دوڑا اور قریب پہونچکر بقوت تمام ایک ضرب
تیغ بر سر شاہزادۂ دلاور کی شاہزادۂ کرب غازی نے بند دست اُسکا پکڑکے تلوار چھین لی اور کمر پیچ مین
ہاتھہ ڈالکے ایک ایسا ہی زور مین عنقا کو زمین سے اُٹھا لیا اور جسوقت کہ چار طرف سے سرداران لشکر عنقا نے
محاصرہ کرکے حوصلہ جنگ کا کیا تو شاہزادۂ کرب غازی نے عنقا کو دست چپ مین بجاے سپر پکڑکے دست
راست مین تلوار لی جو کوئی حملہ در ہوتا کرب غازی عنقا کو سامنے اُسکی ضرب کے کر دیتا تھا اس باعث سے
کوئی کافر قریب نہین آتا تھا اور نہ گرز تیر تلوار غرض کوئی ہتھیار کی ضرب کرنے کا حوصلہ کرتا تھا مگر عجب طرح کا

شور یوم النشور اور ہنگامہ تمام قلعے مین ہو رہا تھا اُسوقت شاہزادہ کرب غازی نے ارادہ کیا کہ اس عنقا کو چرخ
دے کر اس خندق مین ڈالدون ناگاہ عنقا پکارا اے بہادر امان شاہزادہ کرب غازی نے کہا امان بشرط ایمان اُسنے کہا
کہ مین مسلمان ہوتا ہون کرب غازی نے یہ کلمہ سنکے اُسے چھوڑ دیا اور کلمۂ شہادت تلقین کیا اُس تیرہ دل تاریک روز نے
اپنے جی مین یہ کہنے کو ذراسی بات کہ لینے مین اسوقت تو میری جان بچتی ہے ازراہ مکر کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا اور بڑی دھوم سے
تیاری محفل اور دعوت کی کرکے شاہزادۂ نامور کو بہ اعزاز و اکرام تمام ایک صدر معزز و تمکین پر بٹھلایا اور طائفے ارباب نشاط
طلب کرکے جلسہ گانے بجانے کا کیا شاہزادۂ کرب دلاور نے فرمایا کہ اے عنقا وہ چتر جسپر سب آتے جاتے تھے
پھر اُن میلون پر نصب کرادے عنقا نے ناچار اور مجبور ہوکر بدستور سابق اُس چتر کو بندھوا دیا اور سلطان
صاحبقران مع لشکر فیروزی اثر عبور اُس خندق سے کرکے شہر مین داخل ہوئے عنقا بخوشی چاہان مین شبانہ روز
بڑے تکلف سے دعوت اور مہمانداری کرکے غلامانہ دست بستہ کار و خدمت مین حاضر رہا روز چہارم رات کے
وقت شبخون لشکر اسلام پر مارکے سمت دربند فولادیہ فراری ہوا بعد وقت یہ خبر عنقا کے شبخون مارنے اور فراری
ہونے کی سلطان والاشان نے سنی صاحبقران دوران بھی نہایت درہم اور برہم ہوکر مع تمام سرداران لشکر اسلام
اُسی وقت سوار ہوئے اور تعاقب مین عنقا کے تشریف لیچلے وہان عنقا کا حال سنیے کہ عنقا بھاگتا بھاگتا
دروازۂ قلعۂ فولاد پر پہونچا اور قلعے کے نیچے سے باواز بلند کہنے لگا کہ یارو مین عنقا حاکم دربند قران کوہ کا ہون
حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے شکست فاش کھاکے ہزار سعی و جہد بھاگتا ہوا یہان تک پہونچا ہون دروازہ
قلعہ کا جلد کھولدو تاکہ مین اُن خداپرستون زبردستون کی تیغ و تیز سے جانبر ہون فولاد سخت کمان
جو حاکم دربند فولادیہ کا تھا اُسنے یہ گفتگو عنقا کی جو سنی تو قہقہہ مارکر دروازۂ قلعہ پر آیا اور کہنے لگا کہ اس عیاری
تیری مجھے دریافت ہوگیا کہ تو عمرو عیار ہے کیا سبب کہ عنقا نے مجھے پہلے ہی لکھ بھیجا ہے کہ مین نے چتر میلون پر سے
اُٹھوا کے رستہ آمد و رفت کا مسدود کردیا اور مین مع تمام فوج و سپاہ کے قلعے سے باہر نکلکر حمزہ کا سد راہ ہونگا
کیا تاب و طاقت حمزہ کی اور کیا مقدور لشکر اسلام کا جو میری طرف ایک قدم بڑھا سکے سو اب تو یہ کہتا ہے کہ اُس
قلعے کو اور اُس دربند قران کوہ کو جہان پرندہ پرواز کرکے نہین پہونچ سکتا دو ہی دن مین حمزہ نے چھین کر
مجھے شکست دے دی یہ محض جھوٹھ ہے تو ہرگز عنقا نہین ہے عمرو عیار ہے مین تیری عیاریان ہزارون ایسی سن چکا ہون
تیرے فریب مین ہرگز نہ آؤنگا اور دروازہ نہ کھلیگا مگر آج اسی مضمون کی عرضی لکھکر خداوند سجیدہ ہزار لکباختر
کو بھیجے دیتا ہون وہ خداوند عالم الغیب ہے جیسا حکم دیگا مین بجا لاؤنگا پھر عنقا نے نہایت عجز و انکسار سے کہا
کہ مین عمرو عیار نہین ہون واسطے خداوند لقا کے دروازہ جلد کھولدو اس گھبراہٹ اور بیتابی گفتگو سے عنقا کی
فولاد سخت کمان کو اور زیادہ تردد غم اور وسواس پیدا ہوا ناگاہ صحرا کی طرف سے ایک گرد نمایان ہوئی
عنقا نے جو اُس گرد کو دیکھا تو یہ سمجھکر کہ لاشک او لاریب آمد فوج اسلام ہے چیخین مار کر کہنے لگا کہ اے ظالم
واسطے خداوند لقا کے جلد دروازہ قلعے کا کھولدو وہ دیکھو سامنے سے لشکر حمزہ عنقریب آپہونچا فولاد سخت کمان نے
کہا لیں او دزد باریک گردن لک لک پا ساربان زادے زیادہ بیہودہ نہ بک ہمین یقین ہوا کہ تو سچ کہتا ہے او بدذات عیار
بیکار مصرع این را کسے گو کہ ترا نشناسد ہو تو نے ایک روغن عیاری کا منہ پر ملکے عنقا کی شکل اپنا تمام لشکر
خداپرستون کا پشت پردہ جواب نمودار ہوا ہے چھوڑ کر تھوڑی سی فوج حمزہ کی لیکر یہان اس فکر مین آیا ہے کہ
مجھے فریب دے کر قلعہ چھین لون اور قلعہ گیر بے جنگ مشہور ہون سو مین تیرے ان مکر فریبون مین کبھی

نہین آؤنگا بہتر یہی ہی کہ اب جلد یہان سے چلا جا ورنہ مین ابھی لوگون سے حکم دیکر تجھے یہان سے سنگسار کرا دونگا
اور فولاد سخت کمان کے برہم ہوکر اس گفتگو کرنے سے وہ جو اور سردار مقربین مصاحبین جان نثار فولاد کے تھے
اُنھون نے کہا کہ او سودائی عیار تیری قضا شاید یہان لائی ہی اگر اپنی جان کی خیر چاہتا ہی تو جلد یہان سے بھاگ
تیری عیاری مکاری تو یہان کچھ نہین چلیگی مگر ہم لوگ ذرا جنبش لب مین اپنے آقاے ولی نعمت فولاد سخت کمان
ایک ہی پتھر مین تیرا کام تمام کردین اور یہ چند سلاح بند فوج وسپاہ کے تیرے ہمراہ آئے ہین انسے نوبت ہتھیار کی
تو درکنار کہان پہونچنے پائیگی ان جیسون کی ہمارے پاس تک دعا بھی نہین پہونچ سکتی پھر یہ ہمارا کیا کر سکتے ہین
ہان ہم سب یہان سے ابھی پتھر مارینگے کہ انمین سے ہزارون مارین جائینگے اور آخر سب عاجز ہوکے بھاگ
جائینگے اُسوقت عنقا مایوس ہوکر وہان سے پھرا اور اپنی فوج سے کہا کہ اب مین برضاے خداوند لقا دل سے کر آمادہ
مرگ اور جو اپنے قضا ہوتا ہون اور سواے لڑنے مرنے کے اور بھاگ کر کہان جاؤن اور یہ کہکر ایک میدان مین
آکر اپنے لشکر کو قائم کیا اور صف آرا ہوکر منتظر آمد لشکر فیروزی اثر کا تھا اس عرصے مین امیر والا قدر عالیمنزلت
بھی پہونچے اور ہرکارون نے خبر دی کہ دروز عنقا مقہور اور حمزہ بے نظیر قلعۂ فولادیہ کے ہر چند داد فریاد کی اور
چاہا کہ دروازہ قلعے کا کھولدین الا فولاد سخت کمان جو حاکم اس دربند قلعہ کا ہی اُسنے یہ کہکر کہ تو عنقا نہین ہی
عمرو عیار ہی عنقا کی صورت بنکے یہان آیا ہی اور چاہتا ہی اس فریب سے ہمارے قلعے مین دخل کرلے دروازہ
قلعہ نکھولا بلکہ فولاد سخت کمان نے کہا کہ بہتر یہ ہی کہ تو یہان سے چلا جا ورنہ ہم تجکو سنگسار کرکے مار ڈالینگے
یہ سنکے عنقا عاجز ونا چار ہوا اور قلعے سے الگ جاکے وہ سامنے میدان مین اپنی فوج کا پرا باندھے کھڑا ہی امیر حمزہ
صاحبقران دوران نے یہ حال عنقا کا جو سنا تو متبسم ہوکے فرمایا کہ اچھا ہمارے لشکر مین بھی صف آرائی ہو چنانچہ
حسب الحکم عظام امیر عالیمقام کے فوج اسلام صف آرا ہوکر آمادۂ رزم وجنگ کھڑی تھی ناگاہ از پردۂ بیابان گرد
برخاست تیرہ تیرہ وخیرہ وخیرہ سر گرد با سمان بسپہر بابے گرد بزمین دوزیدہ غلطان وپیچان چون سر زلف
عروسان ہوائے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو واسن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے چالیس فیلان مست
کوہ شکوہ اُنکے سیندور زنگار سے رنگے ہوے اُنپر چالیس نوجوان خوبرو عماری زرنگار مرصع کار ہاتھون مین
لیے پرچم اُنکے ہوا سے پھیلاتے ہوے بڑے کروفر سے مسلح اور مکمل بیٹھے ہوے فیلبان گجک مارتے اسطرف کو آتے ہین
بعد انکے شتری اور فیلی دمامے گرجتے ہوے بعد ازان کچھ سانڈنی سوار سانڈنیون کو بجلو رمو غیون کے آراستہ
کیے سنقرلاتی اور مخملی کار چوبی جھولین سانڈنیون کی پشت پر رنگ کنگا جمنی گرہون مین پڑے ہوے چھم چھم
کرتی چلی آتی ہین اُنکے بعد بان بردار برچھی بردار اور سب جلوس ہی اور وہ ڈھالی سو حاجب دربان لباس اول
مرد ہے چوبدار عصا بردار بھے سنہری روپہلی مکلل بزمرد سرق بجواہر ہاتھون مین لیے تحفہ تحفہ گھوڑے رانون کے
تلے دبائے جھکارتے گرد گردا اسکے اہتمام سواری کا کرتے ہوے بعد ازان ایک جوان نقابدار زرین پوش زیر سایہ
علم زرنگار ایک مرکب پری پیکر گلگون عذار پر سوار اور گرد وپیش دچپ وراست اُسکے چالیس ہزار شہسوار دلیران
عرصہ کارزار مسلح ومکمل دریاے آہن مین غوطہ مارے آکر اُسی میدان مین ایک طرف صف باندھکر قائم ہوا ابھی
کچھ اُسکا حال منکشف نہین ہونے پایا کہ اس عرصے مین جانب دریاے زخار کچھ کشتیان نمایان ہوئین اور آگے
آگے ایک بجرے پر ایک نقابدار فیروزہ پوش بکمال شوکت وشان مسند جاہ وحشمت پر بیٹھا ہوا اور اُن
کشتیون مین قریب پچاس ساٹھ ہزار شجاعان روزگار ودستان ہر دیار سپر تلوار بیناگرز نیزہ اور خنجر تیر وکمان

وغیرہ سلاح جنگ پہنے بیٹھے ہوئے لب دریا پہونچے اور بطرفۃ العین چہ بند ہوا کے وہ نقابدار فیروزہ پوش مع تمام
اپنے لشکر کے کشتیون پرسے اُتر پڑا اور ساتھ عیار کو براے ادراک حال کہ یہ تین لشکر جو یہان اُستادہ ہین
کسکے ہین اور یہ کیا معرکہ درپیش ہو عیار نقابدار فیروزہ پوش کا آن واحد مین میدان رزم سے احوال دریافت کرکے
گیا اور دست بستہ اُسنے عرض کیا کہ یہین ایک لشکر تو سلطان صاحبقران نامور کا ہو اور یہ دوسرا لشکر عنقا نامے حاکم دربند
قران کوہ کا ہو اور تیسرا لشکر کوئی نقابدار زرین پوش ہو گرُ اسکا یہ کیفیت سنکے نقابدار فیروزہ پوش بھی اُسی
میدان کی سمت چہارم آکر صف آرا ہوا جبکہ تیاری میدان کی باحسن ہوچکی اور کرنکیت اور میدانی ہر جانب سے
میدان مین نکلکر کُلہتی کرکے نکل گئے تب دیکھا کہ اولان اول نقابدار زرین پوش اپنی فوج سے مرکب چمکا کے
باہر نکلا اور طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے پکارا شعر

بزور صف شکن گیرم جہان را ۔ نہم برہم زمین و آسمان را
ستم صاحبقران حق پرستان ۔ اگر رستم و گر افراسیاب است
زبردستان بدستم زیردستان ۔ زبیم حملۂ من در عذاب است

تینون لشکرون کے سردار نقابدار زرین پوش کی عظمت وجودت اور شوکت اور شان کو دیکھکر حیران اور ششدر
رہ گئے کہ ایک مرتبہ نقابدار زرین پوش جانب لشکر عنقا مخاطب ہوکر مبارز طلب ہوا عنقا بھی از بسکہ اپنی زندگی سے
تنگ ہو رہا تھا بیساختہ اپنی فوج سے نکلکر بمقابلہ نقابدار زرین پوش گیا اور تیغہ آبدار کھینچکر برسر زرین پوش
حملہ ور ہوا نقابدار زرین پوش نے عنقا کی تلوار کو اپنی سپر پر گا نتھکر بوقت برگشتن یہ کہکر بیت
تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ تیغہ مار اعنقا نے جو دیکھا کہ ایک برق لامع میرے سر پر گرتی ہو
عجب نہین کہ میرے خرمن ہستی کو جلا دے گھبرا کے سپر کو پناہ کیا اور مرتے وقت بیفائدہ وہ کلنگ کا دستہ اپنے ماتھے
لیا مگر وہ برق شمشیر چمک کر جو گری تو لکڑ اور سپر کو مثل قرص پنیر کاٹ کر خود اور مغفر کو تراش کر کاسہ سر کو کاٹتی ہوئی
اور جبڑے کو لیتی صراحی گردن مین مانند قطرۂ سیماب کے نہ ٹھہری چلتا اور زرہ اور صندلا اُوپر کا قلم کرکے ناف کے
تلے جا اُتری اور قاش زین کو کاٹ کر پشت پر مرکب کی پڑی نہ پہونگ جا نکلی اور لاش عنقا مع مرکب چار پرکالے ہوکر
خاک و خون مین پھڑکنے لگی یہ بُرّش تیغ اور زور دست حق پرست نقابدار زرین پوش کا دیکھکر لشکر اسلام سے
ایک شور تحسین و آفرین کا اُٹھا اور نقابدار مع اپنے دلیران نامدار کے فوج کفار پر جا پڑا اور شمشیر زنی
اور کفار کشی کرکے ایک آن واحد مین فوج و سپاہ عنقا کو شکست فاش دی اور تمام کفار ہزیمت کھا کے بھاگ
کھڑے ہوئے اور بہت سی الامان الامان پکار کے مشرف باسلام ہوئے بعد ازان نقابدار زرین پوش نے اپنے لشکر مین
شادیانۂ فتح کے بجوا دیئے اور میدان مصاف سے مراجعت کرکے وہین ایک سمت اپنی بارگاہ اور فوج و سپاہ کے خیمہ
و خرگاہ استادہ کرا دیئے اور مع اپنے تمام سرداران مقربین اور مصاحبین بارگاہ مین جاکے داخل ہوا اور ناچ
دیکھنے لگا بعد اسکے نقابدار فیروزہ پوش بھی مع اپنے لشکر کے میدان رزم سے پھرا اور وہ بھی ایک جانب مع اپنی
فوج و سپاہ کے خیمہ استادہ کرا کے فروکش ہوا سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران نے بھی مع لشکر فیروزی
اور تمام سرداران فوج اسلام وہین زیر قلعہ دربند فولاد پر بارگاہ سلیمانی استادہ کرا کے اور خیمہ ڈیرے سپاہ کے
راوٹیان قلندریان چھپے چوبرگے گنبدے بنگلے بارہ دریان پال نگیرے سرداران لشکر اسلام کے استادہ ہوگئے امیر
والا تو قیر اپنی بارگاہ سلیمانی مین جسوقت کہ ونگل نادعنبر پر جلوہ فرما ہوئے عمرو کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ خواجہ
ذرا تم تکلیف کرکے نقابدار زرین پوش کے لشکر مین جاؤ اور خبر تو لاؤ کہ یہ نقابدار کون ہو عمرو نے کہا حمزہ
وہ شعر جو شیخ سعدی شیرازی نے گلستان مین لکھا ہو آج مجھے معلوم ہوا کہ سچ کہا ہو شعر بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست

بس جان بلب آمد کہ بر دکس نگریست ؂ بین کیا حال بنا تیرے ۔ دبر دبیان کردن صاحبقران دوران نے فرمایا کہ خواجہ سلامت
تمہارے بیان کرنے کی احتیاج نہین ہے تم صاف صاف جو کچھ کہو مین تمہاری توضیع کردن مگر جانا تمکو ضرور ہوگا
عمرو نے کہا یہ بات غیر ممکن ہے مین کبھی نقابدار کے لشکر مین نہ جاؤنگا کسلیے کہ جہان انسان نے برقع بیحیائی کا اپنے
منہ پر ڈال لیا پھر اُسکو کسی شرافت کی یا عزت و آبرو کا خیال نہین رہتا اگر تو لاکھ روپیہ مجھکو دیگا تب بھی مین نہ جاؤنگا امیر با توقیر نے فرمایا کہ خواجہ
ایکمرتبہ تم جاکے ہو آؤ اگر اُسکا کچھ حال معلوم ہو تو آکر کہدینا ورنہ تمسے کچھ اس بات مین شکایت نہین عمرو نے کہا حاشا مجھسے لشکر مین نقابدار
کے جانے کی توقع نہ رکھو میرا وہان جانا بیکار ہے صاحبقران والاشان نے شاہ صفا ترک خزانچی سے اشارہ کیا کہ پانچ تھیلیان
عمرو کو دیئے شاہ صفا نے پکار کے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت آداب بجا لاؤ پانچ ہزار زر سرخ سرکار سے ملتا ہے دیکھتے ہوئے ابن عمرو نے
پانچ ہزار اشرفی کا جو نام سنا تو منہ مین پانی بھر آیا اور بیساختہ دوڑکر وہ اشرفیان شاہ صفا سے لیکر نذر زنبیل کین اور سلطان عالیشان
والاشان سے عرض کی کہ حمزہ مین تیرا بندہ بے درم اور مطیع و فرمانبردار ہون جس کام کو آپ حکم کرینگے مجھے اسمین عذر
نہین اور علاوہ ازین مجھسا قدردان عالی ہمت ولی نعمت ابر فیض دریا نوال مجھے کہان ملیگا شعر مصرعہ نے کمول کے
منہ اپنے گر مانگے ؂ تیرے کرم نے دیے بے سوال جاہ و حشم ؂ تیری خوشنودی خاطر مجھے بجان و دل منظور ہے بسم اللہ مین ابھی
نقابدار کے خیمے مین جاتا ہون لیکن حمزہ یہ بات خلاف اپنی راے ناقص کے ہے ان برقع پوش نقابدارون کا مقدمہ
بہت نازک ہے مجھے تو یقین نہین کہ نقابدار زرین پوش کا حال منکشف ہو امیر با توقیر نے فرمایا کہ جہان تک سعی و جہد
تمسے ہو سکے دریافت کرنا آئندہ اگر نہ معلوم ہو تو چلے آنا سمجھ لیا جائیگا غرض یہ کہ عمرو عیار حسب الحکم سلطان
باکرم کے بارگاہ سے اُٹھکر کھڑا ہوا اور لشکر اسلام سے الگ جاکر اپنی ہیئت تبدیل کی یعنی عمرو نے رنگ روغن
عیاری کا منہ پر مل کے بصورت نواسے آزاد ڈاڑھی مونچھون کا صفایا کیا قشقہ آزادی ماتھے پر کھینچے ایک تسمہ
چمڑے کا کمر سے باندھے شنجرفی تھا اور لنگوٹا باندھے تسبیحیں دونون کانون مین ڈالے ایک چھڑی اور رومال ہاتھ مین
لیے حق موجود ہے کہتا ہوا لشکر زرین پوش مین پہرکنان کوڑی کوڑی ہر ایک دوکاندار سے مانگتا قریب بارگاہ نقابدار
زرین پوش کے جا پہونچا حسب الاتفاق اُسی وقت نقابدار بھی کہین اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکے اپنے لشکر کو ملاحظہ
کر رہا تھا شاہ عیاران عیار نے نقابدار کو دیکھکر کہا کہ کیون او برقع پوش کچھ فقیرون سے بھی واسطہ شاہ ہوتا ہے
یا کیا نقابدار نے یہ صدا سنکے اپنے لوگون سے اشارہ کیا کہ ان شاہ صاحب کو ایک توڑہ دو خواص نقابدار
دوڑکر خزانچی سے توڑہ لائے نقابدار نے وہ توڑہ اپنے ہاتھ سے عمرو کو دے کر کہا کہ شاہ صاحب بسم اللہ یہ حاضر ہے
قبول کیجیے عمرو نے یہ کہکے بابا خوش رہ معبود تیرا بھلا کرے جونہین ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ توڑا روپیہ کا لے ایکمرتبہ نقابدار نے
جلدی سے عمرو کا ہاتھ پکڑکے کہا شاباش اے عیار بانزا دے کیا خوب بے سعی اور تلاش تو میرے ہاتھ آگیا پھر ہرچند
عمرو نے بہت سی نہین نہین کی کہ حاشا مین عمرو نہین ہون نقابدار زرین پوش نے مطلق خیال نہ کیا اور جھٹ پٹ
عمرو کو باندھکر عیارونکے حوالے کیا اور بتاکید تمام کہدیا کہ خبردار اسکو لحظہ بھر اپنی آنکھ سے اوجھل نہ کرنا اور کسی
وقت اسکی غداری اور مکاری سے غافل نہ رہنا عمرو تو اب عاجز اور مجبور مطلق ہوکر وہان قید ہوا مگر یہ خبر تمام
لشکر مین ہو گئی کہ عمرو عیار حمزہ نامدار لشکر نقابدار مین بہیئت عیاری آیا تھا نقابدار زرین پوش نے کس خوبصورتی
بسہولت اُسکو پکڑکر مقید کیا ہے شدہ شدہ یہ خبر لشکر فیروزی اثر مین پہونچی اور اسد بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کے
بھی گوشزد ہوئی کہ نقابدار زرین پوش نے ہمارے باپ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کو گرفتار کرلیا ہے
یہ دونون یعنی اسد اور سیارہ بتہیۂ رہائی شاہ عیاران عیار بہیئت عیاری نقابدار زرین پوش کے لشکر مین آئے

اور بعد جستجو کے بسیار انکو معلوم ہوا کہ نقابدار نے عمرو کو اپنی خوابگاہ میں اپنے پلنگ کے برابر قید کیا ہی تب امیا اور سیارہ
اپنی صورتیں فراشوں کی بنا کے کوئی آدھی رات کے عمل میں اندرون بارگاہ نقابدار پہونچے تو دیکھا کہ نقابدار غافل
خواب راحت میں ہی اور نفیر خواب بلند ہی امیا اور سیارہ نے دو چار خواص خدمتگار چھپر کھٹ کے پایچوں کی
پہرے پر بیٹھے تھے انکو دو دو چار چار پھول خوشبودار کہ اُنپر بیہوشی لگی ہوئی تھی بطور تحفہ دے دے کر چلکر دیکھا وہ سب
ان پھولوں کو سونگھ کر بیہوش ہو گئے اُسوقت جہاں عمرو پا بجولان بیٹھا تھا امیا اور سیارہ نے آکر چاہا کہ عمرو کی بیڑیاں
اور ہتھکڑیوں کی کیلیں کاٹ کر قید سے نجات دیں تاکہ نقابدار کی آنکھ جو کھل گئی تو اُسنے دیکھا کہ تمام جھاڑ اور دیوارگیروں
اور کنول اور دیوارگیروں کی شمعیں گل ہیں اور چار طرف بارگاہ میں اسقدر تاریکی ہی کہ کوئی شئے بخوبی معلوم نہیں ہوتی
گھبرا کے عمرو وہاں قید تھا اُسطرف جو بغور دیکھا تو دو [illegible] پوش کھڑے ہوئے عمرو کی قید کاٹ رہے ہیں نقابدار
زرین پوش بسہولت تمام اپنے پلنگ سے اُترکے مانند رفتار مور آہستہ آہستہ جاکے امیہ بن عمرو اور سیارہ
بن عمرو کی پشت پر پہونچا اور ابھی تک اُن دونوں کو مطلق نقابدار کے بیدار ہو کر آنے کی خبر نہیں ہوئی تھی کہ یکایک اُس
نقابدار زرین پوش نے اُسی تاریکی میں جھپٹ کر امیا اور سیارہ دونوں کے کمر بند پکڑ کے اُٹھا لیا اور دونوں کی مشکیں
باندھ کر اپنے نوکروں کو آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی خواص خدمتگار جو دو چار اندرون بارگاہ پھول بیہوشی آغشتہ
سونگھ کے غافل پڑے تھے اُنھوں نے تو جواب نہ دیا مگر بیرون بارگاہ جو جوان پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے گھبرا کر کہا حاضر
اور اُس پہرے والے نے اور لوگوں کو جگا کے اندرون بارگاہ بھیجا نقابدار نے کہا روشنی طلب کرو حسب الحکم اُسی وقت
باہر چوکی خانہ میں مشعلچی اور شمعچی حاضر تھے سب اندر پہونچے اور روشنی کرکے دیکھا کہ نقابدار دو سیاہ پوشوں کو پکڑے
چہل قدمی کر رہا ہی اس عرصے میں ہوا جو ٹھنڈی ٹھنڈی وتازہ ہوئی تو وہ خواص خدمتگار جو بیہوش پڑے تھے وہ بھی
چونک چونک کر اُٹھے اور بیہوشی اُنکی اُتر گئی اُسوقت نقابدار نے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کی جانب
مخاطب ہو کر کہا کہ خواجہ سلامت اب پھر کبھی اپنی ہیئت تبدیل کرکے بہ تہیہ عیاری یہاں تشریف نہ لانا اور جو آنا منظور ہو تو
اپنی صورت اصلی سے جب چاہنا تب بیخوف وخطر چلے آنا آیندہ آپ کو اختیار ہی اگر اتنا یاد رکھیے گا فراموش نہ کیجے گا
اسکے خلاف پھر کوئی بات وقوع میں آئیگی یا آپ بشکل عیاری آئیے گا تو بلا تامل مارے جائیے گا اب تو میں تمکو چھوڑے
دیتا ہوں یہ کہکر عمرو کو قید سے چھوڑ دیا اور کئی صندوق کیسہ ہاے سیم وزر اور لعل و گوہر وغیرہ جواہر بیش بہا کے
عمرو کو مرحمت کیے اور کہا کہ میری طرف سے بخدمت سلطان والا قدر یعنی بخدمت امیر حمزہ صاحبقران بعد سلام
نیاز عرض کرنا کہ زرین پوش عبودیت کوش نہایت مشتاق ہی کہ میرے اور امیر کشور گیر کے ایک مرتبہ امتحان زور
ہو جائے یہ کہا عمرو کو رخصت کیا اور امیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کو نجات دے کر عمرو کے ہمراہ کر دیا عمرو نے
تھوڑی دور جا کے بعد ادائے شکران نعمت بہت [illegible] تعریف سخاوت وعالی ہمتی کی کرکے نقابدار سے پوچھا کہ اے رشک
صد حاتم فیاض عالم تیرا نام کیا ہی تو وہ اسم ورد زبان کرکے اوصاف تیری جوانمردی اور کرمی کے بیان کیا کروں
اور تا قید حیات اطراف عالم میں تیرا مداح ہوں نقابدار نے متبسم ہو کے جواب دیا کہ میرا نام نقابدار زرین پوش
مشہور ہی عمرو نے کہا کہ یہ تو برحق او بجا ہی مگر اصلی نام آپ کا کیا ہی نقابدار نے کہا شاہ عیاران عیار تقریر فضول کے
طول دینے سے کیا حصول مختصر اپنا مطلب بیان کیجے عمرو نے کہا میرا مطلب دلی فقط اتنا ہی کہ عمر بھر تیرے
نام کا مداح رہونگا نقابدار نے کہا تو یہی کافی ہی کہ نقابدار زرین پوش میرا نام کہتے پھریے عمرو نے کہا کہ
خیر اگر آپ اپنا نام نہیں بتلاتے تو اول کا حرف اپنے اسم اکبر کا مجھے بتلا دیجیے کہ میں سمجھ لونگا کہ اسکو پتہ پاکر دونگا

نقابدار نے کہا کہ بس زیادہ گفتگو بیفائدہ ہو انشاء اللہ تعالی اگر سلطان صاحبقران جس روز سر میدان برآمد ہونگے
میں اپنا نام اور نشان آپ کو بتلا دونگا عمرو لاعلاج اور مجبور ہو کر اسپ اور سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لیے بارگاہ سلیمانی میں
حضور سلطان والاشان حمزہ صاحبقران آیا اور اپنا سارا حال اور اسپ عمرو اور سیارہ بن عمرو کی عیاری کا
مقدمہ اور نقابدار کے ہاتھ گرفتار ہو جانا اور پیام نقابدار کا مفصلاً او رشرح کا بیان کیا صاحبقران دوران نے
فرمایا بہتر ہو تو گویا نقابدار زرین پوش نے ہمارے دل کی بات کہی اگر فضل الہی شامل ہو تو کل ہم خوشنودی اُس نقابدار
کی کر دینگے اب خواجہ تم و ہاں نقابدار فیروزہ پوش کی بھی خبر لے آؤ کہ وہ کون صاحب ہیں اور اُنکا کیا منشا ہے عمرو نے
کہا کہ جسطرح نقابدار زرین پوش سے حاصل ہوا فیروزہ پوش سے بھی کچھ وصول ہو رہے گا اور ڈر خوف تو نہیں جا بجا کر
اگر یہی لیس و پیش کریں تو پھر کوئی کام دنیا کا نہو سعدی کہتا ہے بیت بدریا در منافع بیشمار است
اگر خواہی سلامت بر کنار است مہ حمزہ پر احسان کیجیے اور نقابدار فیروزہ پوش سے بھی جو کچھ کہ ہاتھ آجائے لیجیے
سلطان صاحبقران نے کہا کہ حمزہ اسقدر تو میں نے جان فشانی اور ریاض کیا اور ذلت قید کی اُٹھائے مگر ابھی تک
مجھکو خیال ہو کہ وہ پانچ ہزار اشرفیاں میں نے عمرو کو عطا فرمائی ہیں کچھ اور خدمت اور کام اس سے لیا چاہیے سو کچھ
کچھ عذر نہیں تیری اطاعت اور خوشنودی منظور ہو ضیغا بالقضا جاتا ہوں امیر والا توقیر نے فرمایا کہ ای طماع غلط گو
لاحول ولا قوۃ یہ کیا تو نالائق گفتگو کرتا ہو وہ اشرفیاں کیا بلا ہیں میں نے تو فقط اس نظر سے کہ سوا تیرے
کوئی ایسا دوست و دلسوز میرا نہیں جو ایسے معاملات میں جا کر میرا اطمینان خاطر کر دے گا تجھسے کہا ہو اور پھر جلد جا
جا کر اور پانچ ہزار اشرفیاں خزانہ عامرہ سے لے لے یہ فرما کے شاہ صفا ترک سے اشارہ کیا کہ صاحب پانچ تھیلیاں
زر سرخ کی اور عمرو کو دو بارے عمرو دعائیں دیتا مدح و ثنا امیر با کرم کی کرتا پانچ توڑے اشرفیوں کے لیکر نذر زنبیل کیے
اور نقابدار فیروزہ پوش کے لشکر میں جا کے بصورت اصلی اندرون بارگاہ قدم زن ہوا نقابدار فیروزہ پوش نے
جوں ہیں عمرو کو دیکھا بیساختہ دنگل پر سے اُٹھکر عمرو کی تعظیم کی اور بڑے اعزاز اور تکریم سے عمرو کو برابر اپنے بٹھلایا اور
بہت سا جواہر نیش بہا عمرو کی تواضع کیا اور بعد مزاج پرسی پوچھا کہ آج آپ کا میرے کلبۂ احزان پر تشریف لانا
کیسے ہوا عمرو نے کہا ای نقابدار فیروزہ پوش شہرہ تیری عالی ہمتی اور دریا دلی کا اطراف جہان میں سنکر میرا
جی چاہا کہ ایسے کریم اور جواد کو دیکھ لینا منتہات اور از جملہ واجبات ہو فقط تیرے دیکھنے کو میں یہاں چلا آیا ہوں نقابدار نے
کہا الطاف اور نوازش آپ کی ہو ورنہ میں کس لائق ہوں اسپا میں ایک بات کا امیدوار ہوں کہ آپ سلطان
صاحبقران سے اتنا پیام میرا کہدیجیے گا کہ مجھے کچھ کسی طرح کا مباحثہ حضور سے اور کسی سے نہیں ہو فقط مجھکو دعوی
امتحان شجاعت سرداران دست راست سے ہو اور مجھے منظور ہو کہ میں دنگل رستم اُس سے لیکر اپنے قبضہ تصرف
میں لاؤں عمرو نے کہا بہت خوب میں ابھی جا کے یہ پیام تیرا حمزہ سے کہدونگا اور یہ کہکے عمرو نقابدار فیروزہ پوش سے
رخصت ہوا اور بخدمت سلطان عالیمنزلت آکر سارا حال بیان کیا صاحبقران دوران نے فرمایا جو کچھ ہوگا
دیکھ لیا جائیگا القصہ جبکہ دن گذر گیا شب کے وقت نقابدار فیروزہ پوش نے اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوا دیا
اور یہ خبر سنکے امیر والا توقیر نے بھی فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجے
حسب الاحکام عظام امیر عالیمقام کے لشکر اسلام میں طبل جنگ بجا اور تمام رات تیاری میدان جنگ کی رہی
روز دوم صبح کو سلطان عالیمقام ہمراہ بادشاہ اسلام مع لشکر فیروزی اثر ایک سمت آکر صف آرا ہوئے
دوسری طرف نقابدار زرین پوش مع اپنی فوج و سپاہ کے میدان میں آکر قائم ہوا تیسری جانب نقابدار فیروزہ پوش

میدان مین آکر اپنے لشکر کی صف آرائی کرکے قیام پذیر ہوا لیس جبکہ دونون لشکر بخوبی تمام آراستہ ہوچکے تب نقابدار
زرین پوش مرکب کو چمکاکے اپنی صف سے میدان مین نکلا اور سراپا دکھلاکے نعرہ زن ہوا کہ یا سلطان صاحبقران
کسیکے استعداد ہے استحان زور آچکے ہو بس ابھی یہ کلام نقابدار زرین پوش کے منہ سے ناتمام تھا کہ امیر عالیمقام
عنان اشہب تیز گام اشقر دیوزاد سمت میدان رزم منعطف کرکے روبرو تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اجازت طلب
ہوئے اور حضرت ظل اللہ بادشاہ اسلام سے موافق دستور قدیم رخصت لیکر نقابدار زرین پوش سے ہمتگاور ہوئے
اور جس طرح کہ میدان داری سلطان بالرم کی مشہور اور معروف تھی اسی صورت سے نقابدار زرین پوش کے
ساتھ وقوع مین آئی اور تین شبانہ روز زور کشتی کا نہایت نقابدار زرین پوش اور امیر حمزۂ صاحبقران کے رہا
روز چہارم بزور اولین سلطان عالیمقدار نے نقابدار زرین پوش کو زیر کیا اسوقت نقابدار نے سر اپنا اقدام عالی پر
سلطان عالیمقام کے رکھکر نقاب اپنے منہ سے اٹھایا یا امیر والا توقیر نے جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ کہ
ابھی تک سبزہ گل رخسار پر نمودار نہین ہوا مانند مہر درخشان یا ماہ تابان خال سبزرنگ اور رگ ہاشمی چہرۂ پرنور پر
اسکے لمعان امیر کشور جہانستان حمزۂ صاحبقران اس نوجوان کے حسن و شباب کو دیکھکر اپنے جی مین نہایت
حیران ہوکر پریشان حال ہوئے کہ ای بہادر اپنا نام و نسب بیان کرتا کہ مجھے طمانیت ہو اسنے عرض کیا کہ یا امیر
والا توقیر یہ غلام فرزند آپ کا بہرام بردگی کی بہن کے بطن سے پیدا ہوا اور ہاشم تیغ زن معروف ہی سلطان امیر
حمزۂ صاحبقران اپنے فرزند جگر پیوند کو دیکھکے نہایت شادان اور خندان ہوکر چھاتی سے لگالیا اور زر نثار کرتے
بارگاہ سلیمانی مین لائے اور فرمایا کہ ای فرزند تو دست راست بیٹھے گا یا دست چپ ہاشم تیغ زن نے عرض کی
کہ فدوی کو دست چپ اجازت ہو سلطان والا رتبت نے دست چپ زبردست شاہزادۂ ملک قاسم عالیشان
شاہزادۂ ہاشم تیغ زن کو ذنگل بیٹھنے کو مرحمت کیا تمام سرداران لشکر اور بادشاہ اسلام نے امیر عالیمقام کو مبارکباد دی
اور سلطان والا رتبت نے محفل رقص و سرود کی واسطے اپنے فرزند دلبند ہاشم تیغ زن کے آراستہ کی غرض
یہان تو تیاری جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ ہو رہی ہی اب انکو تو اسی عیش و نشاط مین رہنے دیجیے جبکہ حال نقابدار
فیروزہ پوش کا سنیے کہ نقابدار فیروزہ پوش نے وقت شب اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوادیا اور یہ خبر سلطان والاقدر نے
سنکے حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجے حسب الحکم سلطان عالیمقام کے یہان لشکر اسلام مین بھی صدائے
طبل جنگ بلند ہوئی اور تمام رات تیاری جنگ مین گذری صبح کے وقت دونون لشکر میدان مین نکلے اور قلبون کو
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنڈاول چودہ صفین باہم آراستہ و پیراستہ
کردین سقے آبپاشی کرکے گرد و غبار کو فرو کرگئے کڑکیت کڑکیتی کرکے نکلگئے اسوقت دیکھا کہ نقابدار فیروزہ پوش اپنے
مرکب کو جولان کرکے میدان مین نکلا اور ناف میدان مین قائم ہوکر پکارا مجھے کچھ حمزۂ صاحبقران نامدار اور کسی
دست چپ سردار سے سروکار نہین مجھے فقط دست راست سرداران بارگاہ نشین سے دعوی امتحان زور اور
شجاعت کا ہی سپہ سالاران اور سرداران دست راست سے جسکا جی چاہے وہ بمقابلہ میرے آئے ساتھ نقابدار کی
آواز کے دیکھا صف راست سے ورقاے زنجیر خوار نے اپنے رہوار کو نکالا اور روبرو تخت بادشاہ لشکر
اسلام کے آکر آداب بجالایا اور اجازت لیکر بمقابلہ نقابدار فیروزہ پوش گیا بعد جنگ نیزہ و عمود نقابدار نے
تلوار ورقاے زنجیر خوار کی سپر پر گانٹھ بوقت برگشتن تیغ مارا کہ ورقاے زنجیر خوار کے کاسہ سر سے تا دو ابرو ایک
زخم کاری آیا اور اسی صورت سے چالیس سرداران لشکر اسلام کو تا شام زخمدار کرکے طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنی

بارگاہ کی طرف مع لشکر روانہ ہوا سلطان صاحبقران بھی معرکہ گاہ مصاف سے مراجعت فرما کے بارگاہ سلیمانی میں
داخل ہوئے اور سرداروں کے جراحت کے علاج و معالجے اور بخیہ کرنے کا حکم دیا اس عرصے میں پھر لشکر نقابدار
فیروزہ پوش سے آواز طبل جنگ کی بلند ہوئی اور حسب الحکم عظام امیر عالیمقام کے لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا روز دوم
صبح کو بدستور طرفین فوجیں نکلکر میدان میں صف آرا ہوئیں اور نقابدار فیروزہ پوش بطریق روزانہ میں میدان
نکلکر مبارز طلب ہوا شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے چاہا کہ آپ نکلکر نقابدار سے مقابلہ اور مجادلہ کرے
ناگاہ دیکھا کہ فضل بن گیاہور خون آشام اپنا اسپ تیزگام کو صف لشکر سے چمکا کر میدان میں نکلکر پادشاہ اسلام سے
اجازت میدان لیکر نقابدار فیروزہ پوش کے قریب جاکے ہمتگا ور ہوا اور بسبب قاعدہ مستمرہ سلطان صاحبقران
نامدار پہلے بات چیت اور تکرار شروع ہوئی کہ فضل بن گیاہور خون آشام سوال کرتا تھا ای نقابدار پہلے حربہ
تو کر اور نقابدار فیروزہ پوش جواب دیتا تھا کہ ہمیں پیشدستی نہیں کرنے کا پہلے تو ضرب اپنی کرلے بعد اسکے
جو کچھ مجھسے ہوسکے کرونگا آخر کار یہ بات قرار پائی کہ اگر تو اہل اسلام ہوں اور انہیں سے کہ جنگ در پیش ہو
تو پھر پیشدستی میں کچھ مباحثہ نہ کرنا چاہیے آپس میں نیزہ بازی شروع ہوگئی اور دونوں دلاور یعنی فضل بن گیاہور
خون آشام اور نقابدار فیروزہ پوش اس چابکدستی سے جنگ نیزہ میں مصروف تھے کہ دونوں لشکروں سے
شور تحسین و آفرین اور صدائے احسنت احسنت اور مرحبا صد مرحبا بلند تھی ایکبار نقابدار نے نیزہ فضل بن
گیاہور کا ہوائی کر دیا اور فضل بن گیاہور خون آشام نے نیزہ اپنے ہاتھ سے نکلتا دیکھکر حالت غیظ میں
گرز پر ہاتھ ڈالا اسطرف نقابدار نے بھی گرز اپنا اٹھا کر ضرب گرز فضل کو روکا اور بعد اسکے ایک ضرب اپنے گرز کی
بر سر فضل کی فضل نے ہرچند کہ ضرب کو اپنے گرز پر روکا مگر ایسا صدمہ پہونچا کہ پلک سے پلک جھپک گئی تھی چھٹی کا دودھ
زبان پر یاد آگیا تھا گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی خانہ زین سے پسپی تمام جست کرکے زمین پر آگیا پیادہ کھڑا تھا لیکن دونوں
ہاتھ مثل ستون قائم تھے مطلق لغزش اور خم نہ تھا نقابدار فیروزہ پوش فضل کو پیادہ دیکھکر آپ بھی گھوڑے پر سے
کود پڑا اور دونوں میں کشتی شروع ہوئی تین شبانہ روز باہم کشتی کا رہا امیر والا توقیر بغور تمام ملاحظہ فرماتے تھے
کہ نقابدار ہر مقام پر کمال چستی سے اور فضل اسے بچا بچا کے کشتی لڑتا ہے ایک مرتبہ نقابدار فیروزہ پوش نے
فضل کو اپنے آگے کھینچکر اوچھڑا ماری کہ فضل دوزانو نیچے نقابدار کے بیٹھ گیا نقابدار چاہتا تھا کہ کمر زنجیر فضل بن
گیاہور خون آشام کی پکڑ کے اٹھائے کہ دفعتاً فضل جو تڑپ کر نکلنے لگا کہیں ہاتھ فضل کا نقاب پر جا پڑا اور بند
نقاب کا ٹوٹ گیا نقاب چہرہ سے نقابدار کے گر پڑی اور بادشاہ اسلام اور امیر عالیمقام اور تمام سرداران اور
شاہ و شہریار زادوں نے دیکھا کہ یہ نقابدار شاہزادہ عمرو بن رستم نامدار چھوٹا بھائی شاہزادہ خاور سپاہ
ملک قاسم کا ہے حمزہ صاحبقران نے شادان ہو کر اشقر کو تیز گام کیا اور میدان میں جاکر جلدی سے شاہزادہ عمرو
بن رستم کو اپنے سینے سے لگا لیا اور میدان جنگ سے شادیانے بجواتے عمرو بن رستم کو ہمراہ لیے بارگاہ سلیمانی میں
تشریف فرما ہوئے اور دست بدست زیر دست ملک قاسم برادر ہاشم تیغ زن کے عمرو بن رستم کو بھی دنگل رخصت کیا
اور تین مہینے کامل شاہزادہ عقیل ماہ رو اپنے بھائی اور شاہزادہ ہاشم تیغ زن اپنے فرزند اور شاہزادہ عمرو بن رستم
اپنے پوتے کے آنے کی خوشی جشن نشاط اور محفل انبساط میں مصروف رہے اور تہیہ جنگ کا قلعہ فولادیہ کی نہ کیا
بعد ازاں ایک روز سلطان عالیمقام مع تمام شاہزادگان ذوالاحترام اور سرداران لشکر اسلام سوار ہو کر واسطے تماشے
دربند فولادیہ کے تشریف لے گئے تو دیکھا عجب طرح کا دربند ہے کہ سات طرف اسکے سات دریائے زخار تا فلک باختر

موجزن اور رواں ہیں اور ایک بہت بڑے پہاڑ فلک فرسا پر قلعہ تعمیر کیا ہی غرض سلطان صاحبقران نے اُس قلعہ دربند فولادیہ کو دیکھکر مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی میں دنگل نادو غنیمہ پرشکن ہوکر جام کلہ جعفر بیت کو شربت سے پر کیا اور برابر اپنے دنگل کے رکھکے وہ جو پانچ ہزار پانچ سو چھپن سرداران بارگاہ تھے انکی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے دلیران لشکر اسلام تم میں سے ایسا بھی کوئی بہادر ہو کہ اس دربند کو فتح کرنے کا اپنا ذمہ کرکے یہ جام نوش کرے تاکہ میں پھر یہاں سے سمت سبائل کوچ کر جاؤں کسلیے کہ یہاں اس سرزمین میں اسقدر وسعت اور گنجائش نہیں ہی کہ جہاں میرا لشکر آرام پاسکے اور بخوبی رہسکے اگر کوئی صاحب اقرار کریں تو کیا مضائقہ میں یہاں سے کوچ کرکے جہاں کوئی سرزمین اور میدان وسیع قابل لشکر کے فرودگش ہونے کی دیکھوں وہاں جاکے چندے قیام پذیر ہوں ابھی امیر والا توقیر یہی فرما رہے ہیں ایک مرتبہ شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ یا سلطان والاشان اس دربند کے سخر کرلینے کا میں ذمہ کرتا ہوں اور یہ کہکر شاہزادۂ بدیع الزمان سلطان امیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوا اور امیر با توقیر نے شاہزادۂ عالم کو واسطے فتح کرنے دربند فولادیہ کے رخصت کرکے وہاں سے کوچ کیا اور مع لشکر اسلام اُس دربند فولادیہ سے بیس فرسنگ آگے جاکے ایک میدان وسیع الفضا میں فرودکش ہوئے اور بارگاہ سلیمانی استادہ کراکے مع تمام سرداران بارگاہ نشین جشن نشاط میں مصروف ہوگئے

جنبک دو کلمے داستان شاہزادۂ بدیع الزمان کے گذارش کیے جاسکتے ہیں

کہ شاہزادۂ بدیع الزمان امیر والا توقیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکے مع اپنے سرداران ضیغم شکار اور دلیران عرصۂ کارزار زیر دیوار دربند فولادیہ پہونچا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آواز بلند کہا کہ اے فرقۂ کفار تیرہ روزگار تم میں سے اگر کوئی دعوی شجاعت رکھتا ہو وہ بہادر قلعے سے باہر مردانہ وار آمادۂ رزم و پیکار نکلکر مجھسے مقابلہ کرے بس جونہیں یہ نعرہ اور آواز شاہزادۂ بدیع الزمان کی فولاد ابلق سوار اور ہومان سخت کمان کہ دونوں حاکم اُس دربند کے تھے اُنھوں نے سنی اور دیکھا کہ امیر حمزۂ صاحبقران مع تمام لشکر اسلام تو یہاں سے کوچ کرگئے اکیلا شاہزادۂ بدیع الزمان تھوڑی سی فوج اپنے ہمراہ لیکر آیا ہی وہ دونوں بھی اپنا لشکر ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلے اور خیمے ڈیرے میدان میں استادہ کراکے فرودکش ہوئے اور شب کے وقت طبل جنگ بجواکے تیاری میدان میں مصروف ہوئے روز دوم صبح کو میدان میں آکر اپنی فوج کی صف آرائی کی اُدھر سے شاہزادۂ رستم شکوہ انجم گروہ بدیع الزمان بھی میدان میں صف آرا ہو یہاں طول دینا فضول ہی مختصر یہ کہ فولاد ابلق سوار اور ہومان سخت کمان دونوں سرمیدان ہنگام حرب و ضرب شاہزادۂ بدیع الزمان کے ہاتھ سے گرفتار ہوکر از راہ ترس و خوف جان مسلمان ہوکے اور بمکر و فریب بڑے عجز و الحاح سے شاہزادۂ عالم کو بتقریب دعوت اندرون قلعہ لیجاکر طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے اور محفل رقص و سرود کی قرار دی رات کو کھانے اور شراب میں بیہوشی ملا کر شاہزادۂ عالم کو بیہوش کیا اور اُسوقت آہنگروں کو طلب کرکے حالت غفلت میں اُس والا رتبت کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پانوں میں بیڑیاں گلے میں طوق کمر میں زنجیر بغل میں جندارہ ڈلوا دیے جب وہ شب آخر ہوئی روز دوم صبح کے وقت ہومان سخت کمان مع پچاس ہزار سوار کفار سلاح بند شاہزادۂ بدیع الزمان کو اعراب پر بٹھلا کے سمت سبائل بخدمت لقاے مشرک خدا لیچلا اور بعد طی مراحل و قطع منازل کوچ در کوچ جبکہ قریب دربند سرکن کے پہونچا اُس دربند کا حاکم طلوہ سرکن تھا وہ یہ خبر سنکے ہومان سخت کمان کی ملاقات کو آیا اور شاہزادۂ نامور کو دیکھکر کچھ کلمات سخت اور درشت زبان پر لایا بعد اسکے کہنے لگا کہ اے بدیع الزمان خداوند لقا کو سجدہ کرکہ باعث نجات کا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ہم لوگ

خدا پرستا اُس گبر تیرہ رخ سرس بادیۂ ضلالت خوک بیکر تمہارے خداوند اور اُسکے پرستارون پر لعن کرتے ہین طور سرکن یہ
گفتگو بیباکانہ سنکر نہایت درہم و برہم ہوا ہومان سخت کمان نے کہا اے طور سرکن کیا تو نے یہ بات نہین سنی ہی
ہر کہ دستا از جان بشوید ہرچہ در دل آید بگوید اب یہان اس سے کچھ مباحثہ کرنا مناسب نہین ہی اسکو حضور
خداوند لیے جاتا ہون وہ مالک ہی جیسا اُسکی مشیت مین ہوگا وہ اِسکے حق مین کریگا یہ کہکر ہومان سخت کمان
شاہزادہ بدیع الزمان کو وہان سے لیکر دربند جوزا کوہ مین اور جوزا کوہ سے دربند طاؤسیہ مین پہونچا کہ وہ دربند
متعلق ہی پیہر خارکن سے چنانچہ پیہر خارکن نے جسوقت سنا کہ ہومان سخت کمان بدیع الزمان پسر حمزہ کو گرفتار
کرکے خداوند کے پاس لیے جاتا ہی اہران لعل کلاہ اور مہران لعل کلاہ اپنے دونون بیٹون سے کہا کہ تم دونون بطریق
استقبال جاکے شاہزادۂ بدیع الزمان کو کھانا کھلواؤ اور شراب پلاؤ اور ہر بات مین پاس اور لحاظ اُس شاہزادۂ
عرش مرتبت کے رتبے اور مرتبے کا رکھنا خلاف ادب کوئی بات نہ کرنا حسب الحکم اپنے باپ پیہر خارکن کے دونون بیٹے اُسکے
واسطے استقبال کے گئے اور بڑے اعزاز اور احترام سے تحفہ تحفہ کھانا اور اقسام اقسام طرح کی شراب ہمراہ لیجاکر شاہزادۂ عالم کو
کھانا کھلوایا اور شراب پلاکے رخصت ہوئے ہومان سخت کمان وہان سے شاہزادۂ عالیشان کو لیکر صحراے مشکبار مین
پہونچا اور وہان سے ایک عرضی بمضمون کہ مین بدیع الزمان پسر حمزہ کو اپنے دربند فولاد سے مردانہ وار گرفتار کرکے لایا
ہون اب جیسا حکم صادر ہو مطابق اُسکے بجا لاؤن لکھکر ایک سوار کے ہاتھ یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا کے پاس
بھیجی یاقوت شاہ نے جو یہ خبر سنی تو نہایت خوش ہوکر قیطول پر گیا اور جونہین یاقوت شاہ نے اُسپر قدم رکھا
کہ اُس کل کے کھٹکے سے بیساختہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ اے بندۂ قدرت من چہ تقدیر کردیم یاقوت شاہ نے عرض کی
کہ ہومان سخت کمان حاکم دربند فولاد نے بدیع الزمان پسر حمزہ کو جسنے ملک سجان مین بہر کہا ب پیغمبر مرسل ستائیس
ہزار شیعون مارے تھے اور باعث زوال دولت اور بربادی خانمان پیغمبر مرسل کا ہوا تھا اسکو گرفتار کرکے لایا ہی لقاے
مشرک خداوند نے جو یہ سنا تو نہایت خوش ہوکر کہا کہ سرداران باحرمت باتفاق باہم استقبال کرکے پسر حمزہ کو باعزاز و احترام
بارگاہ خداوندی مین لائین حسب الحکم لقا کے بڑے بڑے سردار اور امیر اور رئیس اور پہلوانان تہمتن بارگاہ لقا
واسطے استقبال کے سوار ہوکر گئے اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو اثناے راہ مین ہر مقام پر جلسہ ارباب نشاط کا اور
محفل عیش و انبساط کی دکھلاتے دعوتین کھلاتے مہمانداری کرتے بڑی عزت اور توقیر سے چالیس دن کے عرصے مین
دروازۂ بارگاہ یاقوت شاہ پر لائے اور یاقوت شاہ نے شاہزادۂ عالم کو اندرون بارگاہ طلب کرکے بڑی دھوم دھام
سے دعوت شاہزادۂ والا مرتبت کی کی اور بعد دعوت اور مہمانداری زیر قیطول شاہزادۂ عالم کو اپنے ہمراہ لاکے کہا کہ اے
شاہزادۂ بدیع الزمان یہان تجھے واجب ہی کہ سجدہ کر شاہزادۂ والا شان نے فرمایا لاحول ولا قوۃ استغفر اللہ ہم لوگ
سجدہ اپنے خالق اکبر کے سوا اور کسی کو نہین کرتے لعنت ہی لقاے مشرک خدا پر اور اُسکے پرستارون پر یہ گفتگو شاہزادۂ
نیکخو کی سنکر یاقوت شاہ نہایت رنجیدہ اور کشیدہ خاطر ہوا اور شاہزادۂ عالیجاہ کو سیاستگاہ مین لاکر دار السقر
اور دروازہ درگاہ زمہریر پر جہان ہزار ہا من برف پڑی رہتی ہی اور شدت سرما ہی اور درگاہ دار السباع کہ جہان
ہزارہا شیر و پلنگ وغیرہ جانوران درندہ رہتے ہین اور چاہ ماران اور بیابان محشر اور صحراے ریگستان اور
درگاہ عذاب جہان فرشتگان عذاب لقا علیہ اللعن والعذاب بچھون اور اژدہون اور شیرون چیتون وغیرہ جانورون
کی کھال پہنے خوفناک شکلین بنائے گرز آتشی پکڑے ہوئے قیام پذیر ہین غرض یہ کہ یاقوت شاہ نے شاہزادۂ
عرش جاہ کو وہ مقامات عذاب جہنم دکھلائے اور جانتا تھا کیا عجب ہی شاہزادۂ بدیع الزمان خوف کھاکے بیم جان سے

ہراسان

خداوند کو سجدہ کرے مگر شاہزادۂ عالم جس مقام پر گیا بجز لعن اور کچھ نہ کہا قصہ کوتاہ ناچار ہو کر شاہزادۂ نامور کو بالاے قیطول کے لیگیا اور یاقوت شاہ اور تمام کفار نے پیچھے ساتوں پردون کے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا خداوند یہ بندۂ عاصی بدیع الزمان حاضر ہی لقاے مشرک خدا نے اندر سے آواز دی کہ ای بدیع الزمان مجھے سجدہ کر کہ منم خداوند مسجود ہزار مالک لقا خدا سے باخبر سنا شاہزادۂ عالم نے گالی دے کر فرمایا کہ ای خرس ہیکل خوک نادیدہ ضلالت لعنت خدا تجھپر اور تیرے پرستارون پر لقا مشرک خدا یہ گفتگو شاہزادۂ بدیع الزمان کی سنکے قہقہہ مار کر خوب ہنسا اور کہنے لگا کہ او بندۂ گستاخ مین عالم الغیب ہون تیرا مدعا سے دلی یہ ہی کہ تو میرا جلوہ دیکھے اسلیے سجدہ ابھی نہین کرتا ابھی لقا سوا اسکے اور کچھ نہین کہنے پایا تھا کہ یکایک بختیارک بول اٹھا خداوند مجھے ثابت ہوا کہ خداوند کو شاہزادۂ بدیع الزمان سے الفت خداوندی زیادہ تر ہی کسلیے کہ قاسم خود اور بدیع الزمان اسکا بزرگ ہی چنانچہ ملکہ گیتی افروز بھی چھوٹی خداوندزادی تھی جو قاسم کے ساتھ مشکوے خداوندی سے چلی گئی اب دوسری خداوندزادی ملکہ جہان افروز بڑی ہوا اور بدیع الزمان بھی بڑا ہی یہ راز سربستہ قدرت خداوندی کسی کو کیا معلوم کہ ای خداوند جو تیری مشیت مین ہی تیرا کارخانہ اور تیرا کھیل قدرت کا تو آپ ہی خوب جانتا ہی واہ واہ کیا کیا تیری خداوندی اور رحیمی اور کریمی ایسی ہی ہی لقاے مشرک خدا نے یہ گفتگوے کنایہ آمیز بختیارک کی جو سنی تو نہایت درہم و برہم ہو کر یاقوت شاہ سے کہا کہ اس شیطان کو ابھی قیطول پر سے نیچے اتار دو یہان سے گرا دو کہ استخوان تک اسکے پرزے پرزے ہو جاین ایک مرتبہ یاقوت شاہ اور ہرمز بن نوشیروان و فرامرز بن نوشیروان اور بہت سے کافرون نے درخواست عفو جرائم اور بخشش بختیارک کی لقاے مشرک خدا سے کر کے عرض کی کہ یا خداوند یہ شیطان ہی اسکے قول اور فعل کا خداوند کبھی خیال نہ فرماین اگر اسکی یہ حرکات بد طینتی کی نہوتی تو یہ شیطان کیونکر نامرد ہوتا غرض یہ کہ لقا نے بپاس خاطر ہرمز و فرامرز اور یاقوت شاہ کے کہا کہ مین نے اسے بخشا اور عفو جرائم کیا بعد اسکے شاہزادۂ بدیع الزمان کو جو یاقوت شاہ وغیرہ پیچھے ساتون پردون کے لیے کھڑے تھے پھر ایک آواز اندر سے آئی کہ بحکم خداوندی حجاب قدرت کو اٹھا دو جو وہان محافظ اور موکل تھے انھون نے وہ پردے اٹھا دیے شاہزادۂ بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک گبر غیور جسکا ستر ہنچ کا قد اور سر مانند ایک گنبد کے اور آنکھین جسطرح سے دو طاس خون الکیس گز کی ڈاڑھی بال بال مین جواہر بیش بہا پرویا ہوا چالیس کنگرے کا تاج سر پر رکھے ہر ایک کنگرے پر ایک یک لعل بدخشانی اور گوہر شب چراغ نصب کیا ہوا ایک تخت مکلل بجواہر کہ ہر ایک پایہ مین لعل و یاقوت اور الماس وغیرہ جواہر بیش بہا لگا ہوا ہی نہایت بدہیئت خوک پیکر بڑے کبر و نخوت سے بیٹھا ہوا ہی اور گرد و پیش تخت کے اٹھارہ ہزار کفار قوی ہیکل تنومند بازو بڑے بڑے زبردست لقا پرست دنگلون کرسیون پر باادب دست بستہ اور سرنگون بیٹھے ہین اور کچھ بپاے ادب کھڑے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان نے ان سب گبرا در کافران ہمنشین اور مقربین بارگاہ لقا مشرک خدا کو دیکھکر باواز بلند کہا کہ سلام من درین محفل بران کسے باد کہ داند خداے عز و جل خالق جز و کل یکے است و دین رسول او برحق لقا مشرک خدا نے کلام شاہزادۂ عالیمقام کا سنا تو مثل مار سردم بریدہ پیچ و تاب کھا کے منہ پھیر لیا اور لقاے مشرک خدا نے شدت غیظ و غضب مین کہا کہ ای بندۂ عاصی میرے روبرو نام نادیدہ خداے آسمانی کا لیکر مجھے تو نے سجدہ کیون نہ کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ سجدہ اسی خلاق کون و مکان آفرینندۂ جسم و جان کو واجب ہی جسنے تجھ ایسے کافر کفر کنندہ جہنم علیہ اللعن و العذاب کو پیدا کیا اور اسقدر نعمت عظمی اور دولت غیر مترقبہ اور یہ حشمت و عظمت و جاہ و شان و شوکت ملک و مال تجھے عطا کرتا ہی او بیحیا بدذات ناپاک روسیاہ تو اپنے جی مین خجل اور منفعل اور ذلیل نہین ہوتا اور سوا خذلہ خدا سے قیامت اور عذاب نار جہنم سے نہین ڈرتا کہ بدعوی باطل مبتلا ہی ذ عون اور شداد اور ہامان وغیرہ

کفار تیرہ روزگار کا کیا حال تو نے نہین سنا کہ مآل کار اُنکے لیے کیا ہو گیا لقا مشرک خدا اسنے یہ تقریر شاہزادۂ با توقیر کی سنی تو آتش غضب کا نون سینہ مین اُسکے مشتعل ہوئی اور دود بد دماغی دیار جان سے اُٹھکر تن بدن کو اُسکے مثل شعلۂ جوالہ بھڑکا دیا جلکر کہنے لگا کہ ای بندۂ عاصی اپنی جان پر رحم کر اور بہتر تیرے حق مین یہ ہی کہ مجھے سجدہ کر شاہزادۂ عالم نے کہا کہ ای نامرد شاہ یہ بات تو اُسوقت مجھسے کہتا کہ جو مجھے کسی نے بمردانگی و جوانمردی پکڑ لیا ہوتا یہ کلام شاہزادۂ عالیمقام سنکے لقا تیرہ انجام خوب ہنسا اور اپنے بارگاہ نشینون سے کہنے لگا کہ تم سب مین ایسا کوئی میرا بندۂ خاص ہی کہ اس بندۂ گستاخ او بے عاصی کو زیر کرکے اس گفتگوے فضول اور تقریر بیہودہ سے متنبہ اور معقول کرے یہ احکام لقا سے ناکام سنکے ایک گبر زجاج باختری نامے سردار کہ زریستان روزگار سے مشہور و نامدار تھا اُٹھکر لقا سے ملتمس ہوا کہ یا خداوند یہ بندہ تیرا اس خداپرست کو ابھی اس گستاخانہ اور بیباکانہ بولنے کا تماشا دکھلا دیتا اور ایک ہی زور مین اسے زیر کر پاندھ لیتا ہی لقا مشرک خدا نے کہا کہ کل باغ بہشت مین تو اور یہ بندۂ عاصی دونون کشتی لڑنا اور تمام بندگان قدرت تیرے وہان آکر تماشا دیکھینگے یہ کہکے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاکے بدیع الزمان کے ہاتھ پانوؤن کی قید کٹوا دو شاہزادۂ رستم صولت بدیع الزمان والا مرتبت نے فرمایا کہ آہنگرون کا طلب کرنا کچھ ضرورت نہین اشعار

گر می بازار عشق از لعل خون منست — خانۂ تاریک و تنگ بستۂ زنجیر عشق

بر سر دار فنا خانۂ شور عشا منم — بشکنم این بند را وقت جنون منست

شعلۂ شمشیر شاہ شمع درون منست — باک ندارم ز دار دار ستون منست

یہ کہکر ہاتھون کی ہتھکڑیاں پانوؤن کی بیڑیاں گلے کا طوق کچے خار دار لکڑ بانند تار عنکبوت کے توڑ کے جلد پھینکدیئے ہر ایک کافر کے منہ سے بیساختہ واہ واہ اور تحسین و آفرین کی آواز نکلی غرض یہ کہ یاقوت شاہ شاہزادۂ بدیع الزمان عرش جاہ کو ہمراہ لیکر باغ بہشت مین گیا اور ایک مقام پر بٹھلا کے دعوت کی تیاری کی اور حوریان بہشت کا جلسہ اور محفل رقص و سرود کی قرار دی اور حکم دیا کہ تمام شہر سبائل مین منادی ہو جاے کہ سرداران نامدار اور پہلوانان شیر شکار اور دلیران عرصۂ کارزار اور روساے جلیل القدر اور پیغمبران مرسل اور شہریاران بارگاہ خداوند اور شاہ اور شہریار جو کہ نودار داس ملک سبائل مین ہین اور عام ہی جسکا جی چاہے بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران اور زجاج باختری پہلوان جہان بندۂ خاص قدرت خداوندی کی کشتی کا تماشا دیکھنے کو کل وقت صبح کے باغ بہشت مین آئے ممانعت کسی خاص و عام کے واسطے کل صبح سے تا شام نہین ہی دروازۂ باغ بہشت خداوند کے کھلوا دیے چنانچہ حسب الحکم یاقوت شاہ کے بہتر گرد مردعیار طاوس حرم لقا و دھنڈورچیون کو ہمراہ لیے پھرتا تھا اور وہ ڈھنڈورچی ڈھول پر چوب مار کے منادی کرتا اور بآواز بلند کہتا تھا کہ خلق خدا خداوند کے ملک خداوند کا حکم ہی جبرئیل قدرت یاقوت شاہ کا کہ دروازۂ بہشت گلزار کا کھلا ہی تعرض اور ممانعت کسی کی نہین جسکا جی چاہے کل صبح کو بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران اور زجاج باختری پہلوان قدرت خداوند کی کشتی لڑنے کا تماشا دیکھنے کو چلا آوے اور یہ منادی سنکے تمام شہر سبائل کے رہنے والے ادنی اعلی شاہ و گدا مرد و زن وضیع و شریف از خرد تا کلان از پیر تا جوان کو اشتیاق شاہزادۂ یگانۂ آفاق بدیع الزمان کے کشتی لڑنے اور باغ بہشت لقا کی سیر کرنے کا بدرجہ نہایت ہوتا ہی اور دوسرے روز صبح کو لکھو کھا کروڑہا آدمی تماشا دیکھنے کو آج اول شام سے تیار اور مستعد اسی خوشی مین سوتے نہین گھڑیان گنتے ہین کہ کہین جلد یہ رات بسر ہو تو چار گھڑی پہلے چلکے وہان پہونچین اور کوئی جا موقع کی دیکھکر بیٹھ رہین اور سیر کشتی کی دیکھین غرض اب خلائق سبائل کو تو اسی اشتیاق مین چھوڑیے اور دیکھیے کہ کب کشتی ہو

جبتک اولاد اول دوسرے داستان شوکت بیان نور حدیقۂ وساطت شہامت صاحب عزم سپاہ رزم شاہزادۂ ضیاء و سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی قلعہ زرتاشیہ سے کوچ کرکے چل اور اقلیم پر کہ چودہ
میل زرتاشیہ سے آگے تھا جا کر فروکش ہوئے ایک روز کی نقل ہے شاہزادہ خاور سیاہ اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی
بتفریح طبع اپنی بارگاہ سے باہر نکلکر سوار ہوئے اور بسمت صحرا بہ نیت صید افگنی جاتے تھے اثنا سے راہ میں ایک دیو بڑا
قوی ہیکل مہیب شکل ہوا سے آسمان سے نمودار ہوا اور بیساختہ اسنے چاہا کہ شاہزادہ اسد بن کرب دلاور کو پکڑ لے
شاہزادہ اسد دلاور نے جو دیو کو اپنی جانب مخاطب دیکھا دست بقبضہ ہوکر تلوار کو کھینچا اور بمقابلہ دیو چاہتا تھا
کہ جا پڑے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو سے اور اسد سے مقابلہ ہے جھٹ پٹ جھپٹی تمام اپنے
مرکب کو تیز گام کرکے نعرہ زن ہوا دیو نے قاسم کو دیکھکر اسد کی طرف سے پھر کے قاسم کو چاہا ہاتھ بڑھا کے پکڑ لے شاہزادہ
خاور سیاہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہ دیو کا تو مثل الف کشیدہ قامت حلہ ور ہوا تھا یا مثل دال خم کھا کر منہ کے
بھل گرا اور پھر سنبھلکر ملک قاسم سے لپٹ گیا اور باہم زور کشتی کا ہونے لگا پہر بھر کے عرصے میں شاہزادہ قاسم نے
دیو کو اٹھا کر زمین پر مارا اور چاہا کہ دیو کی چھاتی پر بیٹھ کے ذبح کر ڈالے ایک مرتبہ دیو نے دانت اپنے نکالکر رونا شروع کیا
اور کہنے لگا کہ ای آدمی زاد مجھے اپنا صدقہ کرکے آزاد کردے ملک قاسم نے پوچھا تیرا کیا نام ہے اور کہاں سے تو آیا تھا
اور ملت و مذہب تیرا کیا ہے دیو نے کہا میرا نام دیو سماق بن ابلاق ہے میں ابلیس پرستی کرتا تھا اب جو تو کہے وہ
طریق اختیار کروں شاہزادہ قاسم نے دیو کو چھوڑ کر کلمہ شہادت تلقین کیا وہ دیو کلمہ پڑھ کے از صدق مسلمان
ہوگیا اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا دین اور اطاعت شہنشاہ پردہ قاف ملکہ آسمان پری کی قبول
کرکے مستدعی اور ملتجی رخصت کا ہوا اس عرصے میں مہران عیار بلکہ گیتی افروز گرد میں آلودہ اور پسینے میں
غرق تھا شاہزادہ خاور سیاہ کو سلام کرکے کہا کہ حال کشتی لڑنے شاہزادہ بدیع الزمان اور زرجاج باختری پہلوان کا
باغ بہشت میں لڑنے لگے اور مجمع کثیر و انبوہ غفیر تماشائیوں کا بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے اس دیو سے کہا کہ اے دیو
تو مجھے باغ بہشت میں لڑا کے پہونچا دے تاکہ میں بھی اس کشتی گیر بد دولت کی کشتی کا تماشا دیکھوں دیو نے کہا
بہت خوب اور یہ کہکر شاہزادہ خاور سیاہ کو اپنی گردن پر سوار کرکے چاہتا تھا کہ پرواز کرے شاہزادہ اسد بن
کرب غازی نے کہا بھائی صاحب مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلیے مجھے بھی لڑائی باغ بہشت اور ماموں جان شاہزادہ
بدیع الزمان کے کشتی لڑنے کی سیر دیکھنے کا اشتیاق بدرجہ اتم ہے ملک قاسم نے دیو سے کہا کہ میرے چھوٹے بھائی
اسد کو اٹھا لے دیو نے شاہزادہ اسد کو بھی اٹھا کر اپنے دوسرے کاندھے پر بٹھلا لیا اور پرواز کرکے سمت سائل روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان اور زرجاج باختری کے کشتی لڑنے کا تماشا دیکھنے کو تمام خلائق شہر سائل کی
مشتاق ہوکر روز دوم صبح کو داخل باغ بہشت ہوئی اور لقائے مشرک خداے سبع ہزار تاجدار اور فولاد نابکار و بلک بختیار
اور تمام اپنے پیغمبران مرسل اور نامرسل اور پہلوانان قدرت اور سرداران بارگاہ خداوندی اور سرداران باختر وغیرہ کفار سے
مقربین اور مصاحبین کے قیطول پر آکے بیٹھا اور زیر قیطول اس باغ کے بہشت میں یاقوت شاہ انجم گروہ ستم شکوہ
شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن اور زرجاج باختری کو اپنے ہمراہ لیکر آیا اور تیاری اکھاڑے کی بخوبی ہوچکی تو دیکھا کہ
ایک طرف سے شاہزادہ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار نے اسباب کشتی کا جسم اطہر پر آراستہ کیا اور ایک طرف زرجاج باختری
جانگھیا لنگوٹ باندھکر اکھاڑے میں کود پڑا دونوں پہلوانوں نے اپنے اپنے خموں پر ہاتھ مارے اور کشتی میں
مشغول ہوئے تھے کہ اسی وقت ایک مرتبہ شاہزادہ خاور سیاہ لعل خفتان خونریز خاوری دیو کی گردن پر سوار اور

شاہزادہ اسد بن کرب دلاور دوش پر بیٹھا ہوا تھا اسے آسمان سے پردۂ زمین پر اترے اور پیوستے دونوں بہادروں کو
اسطور پر کہ ملک قاسم کو تو دست چپ شاہزادہ بدیع الزمان کے برابر اور اسد بن کرب غازی کو برابر شاہزادہ خاور سپاہ کے
اسی باغ بہشت میں اکھاڑے پر کھڑا کر دیا ناگاہ خواجہ گرانہ الدین ملک بختیارک ملعون کا فرسیدین کی جو نگاہ شاہزادہ
خاور سپاہ کی طرف جا پڑی تو خوب سا پہچانا کہ آہستگی سے سرگوشی میں لقا سے کہا یا خداوندا اسوقت مجکو تیری تقدیرات کا
حال بخوبی دریافت ہو گیا کہ آج بہت سے کفار کی قضا تو نے تقدیر کی ہے کوئی دم بھر میں کئی سو لاشے مقتولوں کے باغ بہشت
میں پڑے لوٹتے ہونگے مگر یہ مجھے نہیں ثابت ہوتا ہے کہ کون کون سا گبر مارا جائیگا لقا مشرک خدا نے بنا بیچ وتاب
کھا کے کہا او دلدار کیا بیٹھ گیا گوہ کھاتا ہے اور بری باتیں کرتا ہے بختیارک نے کہا اے خداوند تو نے کیا نہیں دیکھا کہ شاہزادہ
قاسم بھی بدست چپ شاہزادہ بدیع الزمان کے مسلح اور مکمل کھڑا ہے بلکہ مجھے ایک وسواس اور ترسی بہراس اور
بھی پیدا ہوا ہے کہ ایک ہمجنس بدیع الزمان اور قاسم کا نوجوان مثل شیر غران اور بھی برابر قاسم کے ہے ہرچند کہ یہ نہیں
معلوم کہ ان دونوں کا کوئی عزیز یگانہ ہے یا کون ہے وہ بھی سپر تلوار پکڑے کھڑا ہے یہ بات تو خلاف عقل اور قیاس کے ہے
کہ جہاں یہ خدا پرست ہوں اور خونریزی کفار کی نہو لقا نے بہ جلدی جیسا اسے بختیارک اسطرف کو دیکھا تو واقعی قاسم
موجود تھا اور برابر قاسم کے اسد کو بھی دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت رہ گیا غرض اب حال سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان
گردلشکر شکن کا زور کشتی دیکھا شاہزادہ اسد بیساختہ یہ کہہ واہ واہ سبحان اللہ اور چشم بد دور ماشاء اللہ کہکے
قربان اور نثار ہو رہا تھا اور ہر مرتبہ باواز بلند کہتا تھا کہ ماموں جان صدقے اللہ جلد اس حرامزادے کو اٹھا کر فرش
زمین اور پیوند زمین کیجیے یہانتک شاہزادہ بدیع الزمان نے ہر بار آواز ماموں جان ماموں جان کی سنکے جو اسطرف خیال کیا
تو دیکھا کہ ایک نوجوان آفتاب طلعت رستم صولت سہراب قوت بکمال شوکت وشان اور شاہزادہ خاور سپاہ و ملک
قاسم باہم دست چپ میرے کھڑے ہوئے ہیں اور وہ لڑکا نوجوان مجھے ماموں جان ماموں جان کہکے یہ کہہ رہا ہے کہ یا
شاہزادہ بدیع الزمان نے ملک قاسم کو جو دیکھا تو دریائے حمیت جوش میں آیا اور ایک ہی مرتبہ دونوں بازو زجاج
باختری کے پکڑ کے سر اپنا اسکے سینے سے ملا زور کرکے پسپا کرتا اور دوڑاتا ستر قدم پیچھے ہٹا لیگیا اور آگے اپنے دھکیلا
کہ دونوں پنجے زجاج کے زمین سے آشنا ہو گئے تب شاہزادہ بدیع الزمان نے کمر بند زجاج کا پکڑ کے ایک ہی زور میں
لنگر اسکا توڑ کر زمین سے اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چرخ دے کر زمین پر دے مارا چاروں شانے چت گرا اور شاہزادہ رستم صولت
مثل شیر صحرائی جست کرکے اسکے سینے پر جا بیٹھا اور کہا کہ اے زجاج باختری جا اور شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی
زجاج علیہ اللعنۃ پھر بکار سخت کہنے کو تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ مضمون اس شعر کے پیش ــــــــــ
یہ آب زمزم وکوثر سفید نتوان کرد گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ہو جانا کہ یہ تیرہ دل سیاہ درون کافر کسی صورت سے
راہ راست پر نہیں آئیگا اسوقت حالت غیظ میں ایک ہاتھ سے زجاج کے سر کو اور دوسرے ہاتھ سے ٹھوڑی اسکی پکڑکے
نعرۂ اللہ اکبر بلند کر کے کھینچا اور پیچ دے کر سر زجاج باختری کا دھڑ سے کھینچ لیا اور مانند سنگ ناپاک کے سر مع نرخرہ
خون چکاں دور پھینکدیا لقا مشرک خدا نے یہ زور دست حق پرست شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن کا دیکھکر حکم
کیا کہ اے بندگان قدرت نہ جانے دینا اس بندۂ عاصی بدیع الزمان کو چار طرف سے محاصرہ کرکے پکڑلو زندہ یا تھہ
آئے زندہ لاؤ ورنہ قتل کرکے اسکا سر جلد حاضر کرو حسب الحکم لقا مشرک خدا چار سو سے لکھو کھا گبر سپر تلواریں
پکڑ پکڑ کے جانب شاہزادہ عالی مناقب یورش کرکے چلے شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان نے جو یہ ہجوم کفار دون کا
اپنی جانب آتے دیکھا تو بکشتی نام ایک گرز اللہ ستام کے ہاتھ سے سپر تلوار چھین کر نعرۂ اللہ اکبر کر کے کھینچا

معاً پھینکا اُس طائر زخم خوردہ کے دونون پانون رکابون مین استوار کر کے پڑسے جا کے بلند ہوئے اور گرتے گرتے اُس نابکار کے
تیغہ آبدار کا ہاتھ لپک کر مارا اُس نجس و شوم ہمسر بوم کے دو پرکا کے ہوئے نصف ادھر گرا اور نصف اُدھر گرا شاہزادہ
قاسم عالیشان نے ازروے طعن بڑھ کے آواز دی کہ سبحان اللہ چچا جان مین بھی آپ کی ہاک پر جان بچانے آپ کی
آتا تھا خیر آپ نے اس صید لاغر کو شکار ی کر لیا کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان و شاہزادہ قاسم عالیشان کی نظر اسد
شیردل کی طرف پڑی دیکھا کہ بہمن تیرہ بخت نے اسد شیردل پر تلوار کا وار کیا اسد شیردل نے تلوار پر کا ٹھ کر خالی دیا جلد
وہنی طرف گھوڑا ملا کر شمشیر آبدار کا جو ہاتھ مارا جس ہاتھ مین اُس پہلوان زبردست کے تلوار رکھی وہی ہاتھ مثل خیار تر
یا مانند نیشکر تازہ کے قلم ہو کر دور جا کر گرا تلوار اسد نامدار اُدھر سے پلٹی ہی تھی کہ ساتھ ہی دوسرا ہاتھ جھپٹ کر کھینڈا اوسکا
مارا کہ شکم نجس ایک بند کمر کے کاٹتی ہوئی دوسرے بند کمر سے باہر ہین سے تلوار نکل گئی ظالم الظلم کے دو ٹکڑے ہوئے
پرکالہ بالاے جسم یعنی سر و گردن و دست و شکم کا ٹکڑا کٹ کے گھوڑے کے پیچھے سے ٹکر کھا کے ودھر سے زمین پر گرا دوسرا پرکالہ
اسفل جسم یعنی کمر سے پانون تک زین اسپ بدلگام پر جا رہ گیا رکابون مین دونون پانون لٹکے رہے وہی چھوٹ کے ہاتھ سے یہ
انجام کفر کا قصہ تمام ہوا شاہزادہ اسد شیردل نے فوراً بمزاج طفلی پیٹ مین مرکب کے تلوار کا کونچا دیا کہ گھوڑا جماغ پا ہو کر بھاگا
اُدھالا شا اُس کا فرکا زین پر بالشکر مین بات دوت کا غل مچا کوئی اس تماشے پر ہنسنے لگا کسی نے گھوڑے سے کود کر گھوڑا
ادھر سے پلٹ کر اُدھر گیا وہان کسی نے نیزے کا پھل دور سے دکھایا وہ اُدھر سے پلٹا اور طرف لشکر مین دھنسا کسی نے
سڑاک سے کوڑا مارا گھوڑا پلٹ کر الف ہو گیا نصف لاشہ نجس کا ایک پانون ان ہچکولون مین رکاب سے باہر نکل گیا دوسرا
بخوبی استوار حلقہ رکاب سے باہر اُدھر سے نکل کر پھنس گیا لاشہ نصف کٹا ہوا زمین پر ٹپکنے لگا گھوڑا اور زیادہ بھڑکا کبھی وہ چلا
کبھی ٹھہرا کبھی الف ہوا کبھی کاوا کیا کبھی کھونچی سے مارا کبھی آگے کے پانون سے ٹھوکر دی کبھی پچھلے قدم سے پھینک مارا ہی
لشکر مین قہقہہ اُڑا تالی بجی غل مچا پھبتیان چھٹنے لگین سرداروں کی پہلوانون کی غیرت سے آنکھین کھلنے لگین شاہزادہ
اسد شیردل شمشیر برہنہ کاندھے پر رکھے ہوئے جھوم جھوم کر تکبیر کرتے اور یہ صدا دیتے تھے کہ او گبر ناہنجار اقبال سے
بدکردار دیکھا تو نے بندہ کو مشرک قوی بدن دیو تن کو ایک طفل ہوں ضعیف و نحیف بندہ پروردگار عالم عالمیان نے کس ذلت
و خواری سے قتل کیا کہ لاش تک اُس کا فنا ہنجار کی ٹھوکرین کھاتی پھرتی ہے آ پھر زندہ گروہ ملعون مثل مار سیاہ غصے سے
تاؤ پیچ کر کے بل کھانے لگا اور مثل سگ بالتی غیظ و غضب سے پشت دست چبانے لگا شاہزادہ اسد شیردل کی ان حرکات
طفلانہ سے اور شائستگی صغیرانہ پر شاہزادہ قاسم عالیشان و شاہزادہ بدیع الزمان شہزادہ ہنس رہے تھے آخر کو وہ گھوڑا چراغ پا
اور بیوہ جکا ہو کر گھبرا کر مثل شیر کے صحرا کی طرف بھاگا کہین گوشہ امن اُسنے نہ پایا جلے پر نکل گیا اُدھر اُس گبر ناہنجار لقا کے
بے بعت و بدشعار نے سرداران و پہلوانان و جوانان فوج کو حکم دیا کہ اے بہادر دلیر و جوانمرد مستعد ہمت سے نہ پھیرو ان
بندگان خدا سے نادیدہ کو زندہ نہ چھوڑو اس میدان رزمگاہ سے صحیح و سالم نہ جانے دو سنتے ہی اس صدا سے بے بنیاد
و بدنہاد کے لاکھ جوانان چہار تخمی و نمودار ان شہزادگان عالیمقدار کے اوپر ٹوٹ پڑے اور تلوار چلنے لگی شاہزادہ
بدیع الزمان کی تلوار خون مین سرخ کنیرون سے لہو ٹپکتا ہوا ادھر سے اُدھر گھوڑا اڑاتا پھرتے ہین شاہزادہ قاسم عالیشان
شمشیر خون چکان تولے ہوئے اُدھر سے ادھر آتے ہین جو سامنے پڑا اُسکو ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کیا شاہزادہ اسد
شیردل بہ بدحواہ و تجمل تمام عالم صغیرسنی پر تلوارین مارتے پھرتے ہین ایک ایک کو جو رنگ بنانے ہین ترک فلک الامان الامان
کہکر زیر بغل منہ چھپا ہوا حسنت حسنت کی صدا دے کر کہتا ہوا کہ شیر اور دلیر اور شاہزادو بہادر و نظم مزاج فتح سیرانت سنانت
بود بنقش ظفر دوہ بر کانت + برآ بہ تیغ از دستت بہ ہیجا + جو جوی کہ برون آید ز دریا + یکایک مغرب کی طرف سے

ایک آندھی سیاہ رنگ اٹھی وہ تاریکی کہ العظمۃ للہ آفتاب چھپ گیا آثار قیامت ظاہر ہوئے دن شب تیرہ تار ہو گیا
آسمان و زمین کچھ نہ معلوم ہوتا تھا بجلی ہر مقدم طوفان آسمانی اٹھا فوج ساری بدحواس ہوئی گھوڑے سے گھوڑے
ٹکرانے لگے سنانوں سے سنانیں لڑیں تلواریں ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ کے گر پڑیں شور باد تند سے گوش فلک کر ہو گئے سنا کی
آواز سے دل فوج کے دہلنے لگے ڈر ڈر کر جوانمردوں کے دم نکلنے لگے سیکڑوں گھوڑوں سے گر گر کر مر گئے جب جھونکا ہوا کے
تیز و تند کا چلا سروں سے خود اڑ اڑ کر گر گئے گھوڑے الٹ الٹ گئے پہلوانوں کے سر پیٹ پھٹ گئے ایک تلاطم عظیم برپا
ہوا گویا محشر تازہ قائم ہو گیا دشت کارزار صحرائے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا اب اس جنگ مغلوبہ میں تینوں شاہزادے
لڑتے لڑتے جدا ہو گئے کوئی تلواریں مارتا ہوا کسی طرف نکل گیا کوئی شمشیر زنی کرتا ہوا اس سمت ہو گیا کوئی ادھر تیغ بازی کر رہا تھا
مگر جس وقت وہ آندھی سیاہ اٹھی تو قاسم نوجوان اسد غازی کے قریب آ گئے مگر بدیع الزمان عالیشان دونوں شاہزادوں سے
دور تھے لیکن صدائے تکبیر و ضرب برابر آ رہی تھی شاہزادہ قاسم عالیشان نے اسد نامدار سے کہا اے اسد شیر دل خیال کرو پروردگار
عالم نے شاید یہ آندھی اور یہ طوفان عظیم اپنی قدرت کاملہ سے ہمارے بچانے کے واسطے بھیجا ہے مناسب ہے کہ اب نکل چلو
اسد شیر دل نے کہا بھائی صاحب یہ رائے آپ کی بہت درست ہے اور ہمارے بھی پسند ہے دیر نہ کیجیے چل نکلیے قاسم عالیشان
نے فرمایا جب تک کہ چچا جان شاہزادہ بدیع الزمان نہ جائیں گے ہم تم کیونکر جا سکتے ہیں یہ موقع و محل نہیں ہے مناسب اور غیرت
کو دیکھنا چاہیے اسد نے کہا کہ وہ نہایت تجربہ کار ہیں بڑے کارگزار سورما کارزار ہیں وہ پہلے ہی نکل گئے ہوں گے کیونکہ جس سے
کہ اب اُنکے نعرۂ شیرانہ کی بھی آواز نہیں آتی ہے یقین ہے کہ وہ کسی طرف سے کافران بدکردار کو مار پیٹ کر تشریف لے گئے شاہزادہ
ملک قاسم نوجوان نے کہا کہ بہتر ہے بسم اللہ چلو بیت این فتح و ہزار فتح دیگر + از فضل خدا شود میسر
یہ کہہ کر قاسم نوجوان و اسد شیر دل ذیشان تلواریں علم کیے ہوئے کفار کو مارتے ہوئے نکل گئے بعد تھوڑی دیر کے
جب کچھ کم ہونے لگی آندھی جھونکے مارتی ہوئی نکل گئی روشنی ہونے لگی شاہزادہ بدیع الزمان بھی حد لشکر ضلالت اثر کے قریب
پہونچ گئے چاہتے ہیں کہ گھوڑا اڑا کر نکل جائیں یکایک تاریکی بالکل برطرف ہو گئی شاہزادہ بدیع الزمان نمایاں ہوئے لقاے
نابکار اور سرداران فوج کفار نے دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان پر ایکبار حملہ کر کے آ پڑے چار طرف سے نرغہ کیا شاہزادہ
بدیع الزمان نے تیغ آبدار کو دشمن سران سیاہ بدشعار کیا فوج میں حملہ ور ہوئے ایسی لڑائی ہوئی کہ دریا سے
خون جاری ہوا تین شبانہ روز تلوار چلی شاہزادہ بدیع الزمان بہت لڑے دست قوی دار تھک گئے رک رک کے
حملہ کرتے ہیں آخرکار کئی ہزار عیاران نابکار گرد شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے آ گئے اور برابر سے کمندیں اس
شاہزادہ عالی وقار پر ماریں بہت سی کمندیں شمشیر آبدار سے انہوں نے قطع کیں مگر ان کفاروں نے اس شیر بیشۂ صاحبقرانی
زیب و زینت بارگاہ سلیمانی کو کمندوں میں گرفتار کر لیا اور پاس لقاے بے بقا نابکار کے لیگئے لقا نے کہا کیوں اے جوان
تو نے اتنے میرے بندوں کا خون کیا اسکے عوض میں اب تجھکو سزائے مقتول دوں یعنی تہ تیغ کروں اور اگر تو مجھکو سجدہ کر کے
اور خدا کہے تو ابھی رہا کر کے اپنے خاص بندوں میں مشرف بہ سردار بندگان کروں شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم تو کیا مردود ہے پروردگار میرا معبود رب ودود ہے میں سوائے خدائے عزوجل کے کسی کو سجدہ نہیں کرتا
ہوں اور سوائے اسکے کوئی لائق سجدہ و تعظیم نہیں خبردار بیہودہ نہ بک ورنہ زبان ناشائستہ شمشیر غضب قدرت پروردگار
جبار و قہار سے قطع ہو گی جس وقت شمشیر زبان جوہر بیان شاہزادہ بدیع الزمان سے لقاے بے بقا نے یہ فقرات نشتر آمیز
نمک آمیز سنے نہایت برہم و پر غضب ہوا اور کہا ہاں کوئی حاضر ہو وہ جو شیر ببر ہم نے جنگل سے پکڑوا کے واسطے ملاحظہ بند
کے لا کر حاضر در دولت کیا ہے میں ابھی اس شیر بیشۂ شجاعت زمان یعنی پسر حمزۂ صاحبقران پر چھوڑ دوں

کہ پہرے پر تیسہ کرکے کہا جا سکے یہ جوان رعنا بدزبانی کی سزا پائے سنتے ہی اس حکم کے لقا کے بہر بانون نے اس جنگلی شیر کو
شہزادۂ بدیع الزمان پر چھوڑا وہ شیر ببر تین دن کا بھوکا پیاسا شکار انسانی کو جو دیکھا ڈکارتا ہوا مثل شہباز اجل کے جھپٹا
جھپٹا اور آتے ہی پنجہ دست بسینہ پر دست بعزم طمانچہ کے مارا اگر کوئی اور دوسرا اس مقام پر ہوتا تو فوراً شیر نے اسکو نوالہ
کرلیا ہوتا مگر سبحان اللہ شاہزادۂ بدیع الزمان میں کیا حواس ہیں اور کیا ہمت و جرأت و شجاعت ہے اور کیا قوت
اور طاقت خداداد ہے فوراً اس شیر بیشۂ بہادری اور دلاوری نے خالی دی جیسے وہ شیر ببر چوٹ مارکر زمین پر منہ کے
بل جھکا تھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے بصد چستی و چالاکی و بزور قوت بڑھکے ایک گھونسا مارا کہ سر اس شیر کا
شق ہوگیا اور مغز شیر ناک کی راہ بہ گیا اور شیر زمین پر گرکے تڑپنے لگا اور بعد تھوڑی دیر کے مرگیا دربار لقا بے بقا
میں شور و غل بلند ہوا لقا کے ہوش اڑ گئے ڈر کے مارے کانپنے لگا غیظ و غضب رو دگار بدیع الزمان نامدار نے تکبیر نعرہ کیا اور غصہ
میں آکر قید کو فوراً توڑ ڈالا لقا سے بے بقا پر جھپٹا کفاران نابکار و بزدلان ناہنجار نے چار طرف سے آکر لقا پر سینہ سپر
کرلیا اور ہر سمت سے شاہزادۂ بدیع الزمان پر ہجوم کیا اس ضرغام کارزار نے جھپٹکر ایک شخص کو اٹھا کر پھینک مارا
اور اسکی تلوار چھین لی اور کفاروں سے لڑنے لگا اس گیر و دار میں جسکو تلوار ماری دو ٹکڑے ہوکر گرا سرکٹ کٹ کے جا بجا گرنے
لگے اور جسم خاک و خون میں لوٹنے لگے جا بجا لاشوں کے انبار ہوگئے لوگ بھاگنے لگے بدیع الزمان بڑھ بڑھ کے اور تلواریں
مار مار کے جنگ کرتے تھے ناگاہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا پانوں ایک کٹے ہوئے سر پر پڑکر پھسل گیا وہ غضنفر زمین پر
گرا چار طرف سے نامرد ٹوٹ پڑے اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو پکڑ لیا مشکیں باندھکر طوق و زنجیر میں مسلسل کیا کشان کشان
سامنے لقا سے بے بقا کے روبرو حاضر لائے اس شیر کو لاتے لقا نے کہا یہ جوان بڑا شوم دست ہے چنانچہ اسی روز سے
شاہزادۂ بدیع الزمان کا کافروں میں شوم دست لقب قرار پایا لقا نے تیور اور چتون خشمناک اس نو شجاعان روزگار
کی دیکھکر ہیبت میں آیا اور آنکھیں بچھا کے کہنے لگا ای جوان رعنا ای بہادر یکتا ای پسر حمزہ بدیع الزمان اگر تو مجھکو سجدہ کرے تو
مجھکو قسم ہے اپنی خداوندی کی ابھی تیری خطا کو معاف کر دوں اور مستقل زمرۂ سرداران نامدار میں اپنے کر دوں شاہزادۂ بدیع الزمان نے
چین بجبین ہوا اور غضب ہوکر کہا او مردود ازلی واہی میں تجھپر اور تیرے پرستاروں پر بھی لعنت کرتا ہوں لقا بہت خفا ہوا اور یاقوت شاہ کو
کہا کہ اس جوان کو لیجاکر آتش جہنم میں ڈالدو کہ جلکر خاک ہوجاے یاقوت شاہ بحکم لقا شاہزادۂ بدیع الزمان کو لیکر قیطوروں سے
اترا اور اعرابے پر ڈالکر سامنے آتشکدہ کے آیا وہان ہجوم خلائق برائے تماشا بیحد و بیشمار تھا کچھ لوگ انگشت نمائی کرتے ہیں کچھ ہنستے کچھ
مسکراتے ہیں کچھ لوگ کف افسوس ملکر کہتے ہیں کہ ایسا جوان رعنا حسین خوبصورت طرحدار و دلیر نامی نامدار کو اب اس آتشکدہ میں ڈالدیگے
اور جلا کے خاک کر دینگے صفت اسکی جوانی مٹی ای ملک حسن و جمال اس صاحب جرأت و ہمت کا تاراج و برباد ہوتا ہے یہ ذکر تھا
کہ یکایک شاہزادۂ بدیع الزمان کو منجنیق میں رکھا چاہتے ہیں کہ آتشکدے میں پھینکیں اسوقت شاہزادۂ بدیع الزمان کو
اپنی زندگی سے یاس عالم ہراس تھا اسی حالت اضطرار میں آنکھیں کھول کر چار جانب دیکھتے تھے کوئی یار و مددگار بجز ذات
پروردگار کے معلوم نہوتا تھا گوشۂ منجنیق میں تڑپ تڑپ کر درگاہ ایزدی میں دل رجوع کیا اور عرض کرنے لگے ای ناخداے
کشتی نوح غریبان ای مددگار انس و جان ای حاجت رواے دوجہان ای حلال مہمات اہم ای آسان کنندہ مشکلات ام
ای پروردگار عالم ای خالق ذوالکرم میں ایک بندۂ ذلیل و حقیر امیدوار دستگیری قدرت رب جلیل ہوں تو مجھکو اس بلاے
ناگہانی اور آفت و پریشانی سے بچا اور اس آتشکدۂ کفر کفار سے محفوظ رکھ بیت قدرت کو دیکھتا ہوں میں رب جلیل کی

امداد جسطرح سے ہوئی ہو خلیل کی	ای جز تو اور دوسرا تجھسا کوئی نہیں	رنجور کا انیس ہی ہمدم علیل کا
جانیگی وہ بہار آتشیں نمرود دیکھا	مشکل کے وقت تو ہوا حامی خلیل کا	موسی کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی

فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا
کوتاہ یان کمند ہی قاصر ہی نردبان
پشہ سے زور چل نہین سکتا ہی فیل کا
پروردگار اب مری مشکل کشائی کر

طوفان مین ناخدائی کی کشتی نوح کی
بام مراد عرش ہی رب جلیل کا
دیکھا تو حسن روگل کا مقام ایک شاخ پر
تھا صاف صاف مطلب اس دلیل کا

حقا جواب ہی نہین تجھسے کفیل کا
آوازہ تیرے عدل کا ہی سب کے گوش زد
دل توڑتا نہین تو عزیز و ذلیل کا

ابھی یہ دعا بعد التجا حمزہ کو صاحبقران شاہزادۂ بدیع الزمان کی ختم ہوئی تھی کہ اُن نابکاران ازل لقا پرستان پر دغل نے منجنیق کو حکم دیا کہ بدیع الزمان کو آتشکدۂ پر دست تل مین پھینکا فورًا ایک پنجہ زبردست آسمان سے پیدا ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان ابھی آگ تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ وہ پنجہ بقوت تمام دبوچ کر لیگیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے اس غضب کا ہچکولا اُٹھایا تھا صدمہ ضبط نہ ہو سکا بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جب ہوا سے فرحت افزا خنک دل مین پہونچی غنچہ خاطر پژمردہ شگفتہ ہوا ہوش آیا آنکھ کھل گئی دیکھا تو اپنے تئین پہاڑ کی چوٹی پر پایا اور ایک دیو کو دست بستہ سامنے استادہ دیکھا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کیا تو ہی مجھکو اُٹھا لایا ہی اُس دیو نے کہا کہ حضور ہان یہ غلام ناکام آپکو اُٹھا کے اس پہاڑ پر لایا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور مجھے کسواسطے یہان اُٹھا لایا ہی اُس دیو نے کہا کہ نام میرا دیوسیاک ہی مین برادر مجان برادر دیو ارژنگ ابلیس کا ہون مین عرضی مالکہ قرۃ العین سلطان کی خدمت بابرکت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی یہانتک لایا تھا اسکا جواب باصواب حاصل کرکے لیے جاتا تھا کہ راہ مین بالائے آسمان سے آپکو بلا مین آتشکدے کی گرفتار دیکھا صدمہ عظیم ہوا دل کو تاب نہ آئی آپکو اُٹھا لایا اور ادھر سے جاتے وقت شاہزادہ ملک قاسم نوجوان لعل پوش خاور کو چاہ ماران سے نکالا تھا اب حضور تشریف لیچلین غلام لشکر اسلام مین پہونچا دے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ قاسم نے یہان بہت سے مجھکو باتین کہی ہین مین بھی جبتک یہان بہت سے دشمنون کو نہ مارونگا اور سارا کارخانہ ان کا پامال نہ کرلونگا تب تک مین یہان سے جانے کا ارادہ نہ کرونگا اے دیوسیاک اسوقت مجھکو بھوک بہت شدت کی ہی تو کہین سے میرے واسطے کچھ کھانا لا اور پانی لا یہ سنکے دیوسیاک پرواز پیدا کرکے اُڑا اور ایک پہر بعد شہر لقا مین پہونچا اور خوان کھانے کے وہان سے لیے ہوئے بازار مین آیا اور ہر ایک دُکان سے ہر چیز عمدہ عمدہ کھانے کی قسم سے مٹھائی شیرمال کباب بالائی وغیرہ لے کر آیا اور سامنے شہزادۂ بدیع الزمان کے خوانہا طعام لذیذ وغیرہ حاضر کیے وہان پرچہ نویس نے پرچہ اخبار دربار لقا سے بقاعدہ تحریر کرکے حاضر کیا کہ آج باورچیخانہ خداوندی سے بہت سا کھانا غائب گیا اور بازارون مین دکانون سے بھی ہر قسم کی چیز کھانے کی غائب ہوگئی کچھ سبب نہین کھلتا کہ کیا ہوگیا اور کون لیگیا لقا نے کہا کہ دست قدرت میرا باورچیخانہ سے کھانا اور دکانون پر سے ہر ایک چیز اُٹھالایا ہی تھوڑی دیر کے بعد ہرمز فرامرز سے کہا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو کوئی دیو اُٹھا لیگیا ہی یہ کھانا وغیرہ وہی دیو واسطے شہزادے کے کیا سمجھا جو لیگیا ہوا اگر نہ بادر ہو تو دو ایک روز مین یہ حال کھل جائیگا چپ رہو الغرض وہ خوان طعام وغیرہ جب دیوسیاک نے لاکر سامنے شاہزادۂ بدیع الزمان کے رکھے بدیع الزمان نے خاصہ نوش فرمایا آب سرد خنک پیا سجدۂ شکر خدا عزوجل بجالائے اور جو کچھ کہ کھانا باقی رہا دیوسیاک چیز نقے کرکے کھا گیا اور ڈکار لے لگا پھر شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا اے دیوسیاک ایک کام اور کرنا چاہیے کہ بغیر اسکے مین کسی کام کا نہین ہون اُس دیو نے کہا قربانت شوم ارشاد کیجیے جو حکم ہو غلام بجا لائے بدیع الزمان نے کہا کہ تو میرا گھوڑا اور ہتھیار لا دے دیوسیاک نے کہا کہان ہین بدیع الزمان نے فرمایا کہ قلعہ دربند فولاد مین ہین کہا کہ خانہ زاد ابھی گھوڑا اور ہتھیار حاضر کرتا ہی یہ کہکے دیوسیاک طرف دربند فولاد کے چلا شاہزادۂ بدیع الزمان نے ایک گوشہ کوہ مین استراحت کی اور دیوسیاک قلعہ دربند فولاد مین پہونچکر اسطرح شاہزادہ

بدیع الزمان کے نزدیک آیا مگر گھوڑا شاہزادہ بدیع الزمان کا نہ لایا یہ دل میں خیال کیا اگر کمک آیا اور شاہزادہ بدیع الزمان نے
رودخون لشکر پر مارا خدا نخواستہ اُفتادہ کارزار میں تنہا پھنس کر جو یہ شاہزادہ بدیع الزمان مارا گیا تو ملکہ قریشیہ سلطان کو
میں کیا منہ دکھاؤنگا اس سے بہتر یہ ہی کہ ای دیوساک تو خود گھوڑا بنکر اپنی پشت پر شاہزادہ بدیع الزمان کو سوار کرکے
جس معرکہ میں کہیں لیچل جس وقت شاہزادے پر کوئی کسی طرح کا بلوہ کفار ہو چشم زخم سے بچا کر نکال لا یہ سوچکر دیوساک
خود شکل اسپ صبا رفتار و تیز دم و خوش لگام پری پیکر بنا اور زین پوش سلیمانی مرصع کا رکھا کلگی طلائی کہ جسمیں لعل و
یاقوت بےعدد حسن چڑھے ہوئے تنگ ساشالی ودو قروسے کا مزین کیا دمچی پوزی جڑاؤ آراستہ کی رکابیں طلائی زرنگار جواہر
بیش بہا جڑا ہوا جڑاؤ زیور سے ادستا پالدا ہوا عجب نازوانداز کا وہ گھوڑا تھا رنگ طلائی سم مثل خورشید پری پیکر
نازک اندام خوش لگام باریک جلد کہ چلنے میں خون دوڑتا رگوں میں معلوم ہوتا ہی جوڑ بند اور تھوتھنی خوشنما چھوٹی
چھوٹی کنوتیاں نعل بر کامل کیلیں اختر تابندہ پیشانی قرص آفتاب حسن میں بےنظیر ولاجواب سرعت میں انتخاب بس وہ
دیوساک بصورت سمند فلک سیر پشت زین پہ ہتھیار رکھکر چھم چھم کرتا ہوا سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے آکھڑا ہوا
شاہزادہ بدیع الزمان اُسی وقت خواب نوشین سے بیدار ہوا تھا گھوڑے کو مع ہتھیاروں کے سجا سجایا زین پوش وغیرہ
کسا کسایا اور زیور سے آراستہ سامنے دیکھا استادہ ہی بہت خوش ہوا ہتھیار سب جسم انور پر لگاکے مسلح ومکمل ہوکر
اُس مرکب صبا رفتار پر سوار ہوئے اور سمت لشکر لقا سے بےبقا کے باگ مرکب تیزرو کی اٹھائی اور تل قرامان اور تل مشکبار
پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ لشکر کفاران بیحیا فرسنگ در فرسنگ پڑا ہی کوسوں تک فوج کا اجتماع ہی بس دیکھتے ہی
منہ طرف آسمان کے اٹھایا اور پروردگار عالم عالمیان کی طرف دل کو رجوع کیا اور درگاہ کارساز وبےنیاز خداوند
ذوالجلال سے امداد طلب کی اور بڑھکے نعرہ کوہ شگاف کیا نعرہ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ
بدیع الزمان شاہ انجم گروہ پس شمشیر آبدار نیام انتقام سے لیتے ہی لشکر کفار نابہنجار پر مانند صاعقہ شعلہ بار کے گرے اور
کافران بدکیش کو قتل کرنے لگے ایک شور قیامت وہنگامہ محشر برپا ہوا چارطرف سے لشکر کفار نے بھی شاہزادہ بدیع الزمان کو
ہجوم کیا تلوار چلنے لگی لقا سے بےبقا کہ بیٹھا تھا جب یہ غلغلہ دار وگیر بلند ہوا تو گھبراکر پوچھنے لگا جلد
خبر لاؤ کیا سبب کہ یہ عظیم در پیش ہوا یہ شور وغل کیسا ہی بختیارک نے کہا مجھکو یہ ثابت ہوتا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے
آتش دوزخ سے نکلکر رودخون مارا ہی شاید یہ ہنگامہ اور شوروغوغا اسی کا ہی اب کسی سے خبر صحیح منگا لیجئے ابھی
دریافت ہو جائیگا لقا سے بےبقا نے کہا ابھی میں نے تقدیر جو کی تو خلاصہ حال دریافت ہوا ہی سبب قدرت نمائی میری کے
کہ اسکو پھر آتش جہنم سے زندہ نکالا سزا یاب ابھی ہو گیا بختیارک نے کہا یہ بھی تقدیر کی اعدائی آپ ہی کی ہی کہ بندگان
خداوند لقا قتل ہوں لقا بولا یہ تقدیر بالائی ہی یہ کہکر حکم دیا کہ ہو کوئی ایسا جو اس بندہ نافرمان کا سر کاٹ لائے
پس لنکشیرین ارزق پہلوان زبردست گھوڑا اُڑا کر شاہزادہ بدیع الزمان کی طرف چلا یہاں شاہزادہ بدیع الزمان
شمشیر آبدار سے قیامت برپا کر رہے تھے سر کفار کٹ کٹ کر رہے تھے سروں کے ڈھیر لاشوں کے انبار جا بجا پڑے تھے
یکایک تیغ آبدار کھینچے ہوئے لنکشیرین ارزق قریب شاہزادہ بدیع الزمان کے آپہونچا دیکھا کہ عرصہ میدان خون سے
لالہ رنگ ہی اُس پہلوان نے نعرہ جگر خراش کر کے کہا ای جوان خدا پرست تو دن دہاڑے ہزار ہا بندگان خداوند
لقا کا خون کر رہا ہی سو صبح قتل وقمع ہو رہا ہی اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہی یہ کہکے شاہزادہ بدیع الزمان کو
تیغ آبدار کا ہاتھ مارا اُس شیر بیشۂ میدان جنگ یعنی بدیع الزمان خوش آہنگ نے وار اُسکا تلوار دار اشگاف پر روکا
جھنکار کی آواز بلند ہوئی تیغ پہلوان نابکار کا دو ٹکڑے ہو گیا فوراً پھرتی سے تیغ جانگداز علم رستم بند کا جو دست

حق پرست مین تھا جس سے قتل و قمع کرتے تھے پاؤن رکابون مین جما کر ایک ہاتھ سر پر غرور نابکار پر مارا کہ خود کا ٹکڑا کر
کاسہ سر کا کاٹا دہان سے بڑھ کے مثل آب گلے سے تلوار اُتری دروازہ قلعۂ سینۂ پر کینۂ ناہنجار کا شگافتہ کرتی ہوئی کمربند کا
دوپارہ کر کے گھوڑے کے تنگ سے اُتر کر بالشت بھر زمین مین ڈوب کے نکلی وہ مغرور دو ٹکڑے ہو کر نصف ادھر نصف اُدھر
گرا جرأت و ہمت نے اس ضرب کو دیکھکر ہاتھ اس شہسوار میدان کارزار کا چوم لیا لشکر مین غریو اُٹھا یہ شمشیر زنی سیکڑون ناری
دہل دہل کر فی النار ہوئے تمام دن یہ ضرغام بدلاوری و شجاعت لڑا کیا جب شام ہوئی صاف ماہیٹ کر نکل گیا قریب اس کوہ
کے پہونچکر گھوڑے سے اُترا اور وضو آب تازہ سے کر کے عبادت خدائے عزوجل کرنے مین مشغول ہوا نماز پڑھی دعا بدرگاہ
قاضی الحاجات کی کہ پروردگارا تو مجھکو مدام کافران نابکار پر فتحیاب کیجیو ترقی دین اسلام مین مدد دیجیو جبتک شاہزادۂ
بدیع الزمان نے ادائے فرض معبود رب ودود کی اتنی دیر مین دیوسماک بہ ہیئت اصلی بنگیا اور بدستور سابق خوانہائے
طعام لذیذ وغیرہ لایا اور سامنے شاہزادۂ بدیع الزمان کے رکھے شاہزادے نے خاصہ نوش کیا پانی پیا شکر خدا بجالایا جو کچھ
کھانا باقی بچا دیوسماک دو لقمے کر گیا بعد اکل و شرب کے شاہزادۂ بدیع الزمان دن بھر کا تھکا ماندہ نہایت خستہ ہو رہا تھا ہزارون
کافرون کو قتل کر کے آیا تھا فرش خواب پر آرام فرمایا دیوسماک رات بھر شاہزادۂ بدیع الزمان کی محافظت کرتا رہا جبکہ
ترک فلک نے خسرو خاور کو جلوہ آرائے پردہ مشرق سے مثل چہرۂ شاہد مقصود طلوع کیا صبح کی روشنی چارطرف پھیلی مرغان
خوشنوا و طائران زمزمہ سرا شاخون پر نہالون کی چہکنے لگے حمد الٰہی مین مشغول ہوئے شاہزادۂ بدیع الزمان بھی بیدار ہوئے
ہاتھ منھ دھو کر وضو کر کے دوگانہ سحری بجالائے دعا و ثنائے پروردگار کی سجادۂ طاعت خدا سے اُٹھکے مسلح و مکمل ہوئے
ہتھیار لگا کر اُسی مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر سمت لشکر لقائے نابکار باگ اُٹھائی قریب فوج کفار کے بقصد غزو افتخار
برائے اظہار نام نامی و اسم گرامی نعرہ کر کے روز خون مار لشکر کفار کو تہ و بالا کیا ہزارون قتل کیے خونکے دریا بہ گئے بھاگ بھاگ کر
بزدلے گوشون مین چھپنے لگے شاہزادۂ بدیع الزمان دن بھر لڑا کیا قریب شام ایک بلندقامت کہ یہ بھی ایک پہلوانان
نامی و شہزور سا اور جسیم لشکر لقا مین بڑا زبردست تھا واسطے مقابلے کے گھوڑا نکال کر میدان مین سامنے شاہزادۂ بدیع الزمان
آیا اور وار تیغ خونریز کا جھپٹکر کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے خالی دیکر ایک تلوار کا ہاتھ اُسکی کمر پر مارا وہ نابکار مثل شاخ شجر
تازہ دو ٹکڑے ہو کر گرا اتنے عرصے مین شام ہو گئی تاریکی شب پھیل گئی وہ آسمان شجاعت کوکب فلک ہمت و جرأت صاف
نکلا چلا گیا ہر چند کہ سواران کفار نے تعاقب کیا لیکن شاہزادۂ بدیع الزمان کا سمند تیز رفتار ٹاپین مارتا ہوا زخمیون کو کچلتا
ہوا کشتون کو روندتا ہوا پہاڑ کی طرف نکل گیا دامن کوہ مین جا کر شاہزادۂ بدیع الزمان کو اُتارا شاہزادہ بعد وضو عبادت
پروردگار مین مشغول ہوا اور دیوسماک جا کر اُسی طرح خوانہائے طعام لذیذ لایا اور سامنے شاہزادۂ بدیع الزمان کے
رکھے اور عرض کیا کہ ای شاہزادے خاصہ نوش فرمائیے بدیع الزمان نے کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا کیا باقیات طعام دیوسماک
کھا گیا بعد اُسکے شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرش خواب پر آرام فرمایا دیوسماک برائے حفاظت شہزادے کے گرد و پیش
ٹہلتا رہا جسوقت صبح ہوئی شاہزادۂ بدیع الزمان خواب سے بیدار ہوا بعد ادائے فرض خالق کونین مسلح و مکمل ہو کے گھوڑے پر
سوار ہو کر لشکر کفار پر آ گرا اور روز خون مارا ہنگامۂ گیرودار بلند ہوا فوج کفار کشتہ ہو کر پسپا ہوئی اور فراریون کو زرا عرصہ
کارزار مین ممکن نہ تھا آتش شعلہ شمشیر آبدار شاہزادۂ ذیوقار میدان حربگاہ مین برس رہی تھی لقائے بے بقا گنبد پیچی پر
بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا کہ وہی شوم دست پھر آیا جالوت رعد آواز اُسکے پاس کھڑا تھا لقا نے اُس سے کہا کہ تو ہمارے
بندون سے پکار کے کہدے کہ یہ پسر حمزہ بچکر جانے نہ پائے فوج نے جالوت کی آواز سنکر چہار طرف سے ہجوم کر کے گھیر لیا
گھوڑا مثل برق جہندہ اس غول سے اُس غول مین ادھر سے اُدھر آتا تھا ادھر تو شمشیر آبدار سر قلم کرتی تھی ادھر سمند

ضیغم شکار ٹاپون سے کچل کچل کر مار ڈالتا تھا جسکو تلوار نے دو ٹکڑے کیا گھوڑے نے اُسے ٹاپون سے پاش پاش کر ڈالا
جو زخمی ہوکر گرا اُسکو اسپ تیز رو نے واصل جہنم کیا ہزارون سیکڑون کو نوش جان کرکے کھا گیا شاہزادہ بدیع الزمان کو کمزور تحیر
متعجب ہوتے تھے کہ آج زیادہ تفکر و تعجب ہین کہ مین اسقدر کفار نابکار کو بیجان اور گھائل و زخمی کرتا ہون مگر ان زخمیون کے
جسم پاش پاش ہر ایک کشتہ کی لاش زمین پر پڑی ہوئی کہین معلوم نہین ہوتی ہی ادھر مین نے تلوار سے مارا وہ کافر خواہ زخمی
ہوکر خواہ گھائل ہوکر خواہ کشتہ ہوکر زمین پر گرا اور غائب ہوگیا اب جو پلٹ کر دیکھا تو خون کا تھالا بھرا ہوا ہی لاش اُسکی ندارد
شاہزادہ بدیع الزمان کو نہایت تعجب ہوا کہ مین نے اسقدر کافرون کو واصل جہنم کیا انکی لاشون کو کون لیگیا غرض کہ تمام دن
لڑتے لڑتے گذر گیا ایسا کشت و خون ہوا کہ ترک فلک نے کانون پر ہاتھ رکھے مریخ کانپنے لگا عطارد کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا
کفار فرار کرنے لگے ذرا مشکل ہوا تھوڑا سا دن باقی تھا کہ ایک پہلوان کشیر بن عشاق نام فوج سے نکلا وہ مغرور بڑھکے
مقابلہ مین سامنے شہزادہ بدیع الزمان کے آیا اور آتے ہی وار تلوار کا اُس نابکار نے کیا شہزادہ بدیع الزمان نے اُسکی
ضرب کو رد کرکے اپنا سکہ بٹھایا پائین پر گھوڑا پھیر کر ایک ہاتھ جینو کا مارا کہ ترچھا جسم اُس نابکار کا کٹا تلوار سن سے کاٹ کے
نکل گئی اوپر کا ٹکڑا ادھر سے زمین پر گرا نصف جسم سیدھا پشت زین مرکب پر رہا گھوڑا نصف کشتہ کو لیکر بھاگا فوج لقا مین ایک
شور غل ہوا اس ناری کے قتل ہوتے ہوتے شام ہوگئی تاریکی شب نے غلبہ کیا مرکب صبا رفتار شاہزادہ بدیع الزمان کو
لیکر میدان رزمگاہ سے طرف کوہ کے چل نکلا کوہ پر آکے اُسی مقام معینہ پر پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے جتنی دیر
عبادت خدا مین مصروف رہے اُتنے عرصے مین وہ دیوساک موافق اوقات خوان طعام وغیرہ لایا شاہزادہ بدیع الزمان نے
کھانا کھایا باقیات طعام لذیذ دیوساک چٹنی کر گیا شب کو بستر خواب پر شاہزادہ بدیع الزمان سو رہے صبح کو بیدار ہوکے
نماز خدا بجا لائے غرض کہ اسی طرح روز خون مارتے رہے پانچوین دن جو روز خون مارا ارکان فیل دندان پہلوان کا
شیر بیشہ صاحبقرانی سے سامنا ہوا بڑے زور و شور سے اُسکو بھی قتل کیا کہ مرتے مرتے اس بہادر شجاع کی کارزار کو دیکھکر
اُسکے دانت کھٹے ہوگئے آخر کو شہزادے کی تیغ خارا شگاف نے اُسکو راہ دوزخ کی بتائی شام کو لڑ بھڑ کر نکل آئے اُسی
کوہ ہوا اور پھر آکے ٹھہرے بعد کھانے پینے کے استراحت فرمائی اسی طرح اُنتیس روز خون مارے اور ہر روز خون مین
ایک ایک پہلوان زبردست لقا کے نابکار کو قتل کیا اور صاف نکل آئے اور جو کچھ جنگ مغلوبہ مین قتل کیے انکا شمار ممکن نہین
تیسوین روز خون مین عمران خون آشام کو واصل جہنم کیا اور گھوڑا اُٹھا کر کوہ کی طرف رخ کیا مرکب تیز رو نے بھی بڑی
جد و کد نکلنے کی مگر جالوت رعد آواز پکار رہا تھا کہ آج جسکی طرف سے یہ شیر جوان پسر حمزہ صاحبقران نکل جائیگا قسم
بخداوند لقا اُسکو جہنم ابدی مین پھینک دونگا کہ وہ ہمیشہ جلا کریگا خاک سیاہ ہو جائیگا یہ سنکر چار طرف سے شور و غل کیا
یارو لینا لینا پسر حمزہ کو جانے نہ دینا یعنی شاہزادہ بدیع الزمان کسی طرف سے نکلنے نہ جائے اُدھر شاہزادہ بدیع الزمان
فرزند جگر بند حمزہ صاحبقران لڑ رہے ہین لاش پر لاش گر رہے ہین قیامت کی آج کارزار ہی محشر تازہ آشکار ہی شاہزادہ
بدیع الزمان چاہتے ہین کہ کسی تدبیر سے کسی طرف سے نکل چلین مگر راہین چہار جانب کی بند ہوگئی ہین سو ہیچے کفار سے معمور
ہین چیونٹی کے نکلنے کی راہ نہین ہی لیکن گھوڑا انکا قوم دیوزاد سے دیوساک ہی اب اُسنے دیکھا کہ رات زیادہ آگئی اور
آقا و راکب میرا لڑتے لڑتے صبح سے اسوقت تک تھک رہا ہی بھوکا پیاسا کارزار کیے جاتا ہی اور کفار سے مفر نہین ملتا ایسا نہو
کہ گرفتار ہو یا قتل ہو بڑی بدنامی ہوگی ملکہ قریشہ سلطان کو کیا منہ دکھاؤنگا یہ سوچکر پر پرواز کشادہ کرکے پر جھاڑکے
اور فوراً طرف آسمان کے لے اُڑا ایک شور و غوغا بلند ہوا کہ ای لشکریان خداوند لقا دیکھو شاہزادہ بدیع الزمان کا دیو گھوڑا
اُڑا جاتا ہی راکب کو اپنے صاف نکال لیچلا اسکو گھوڑا نہ کہیے بلکہ طائر تیز پرواز فلکی کہنا چاہیے راکب ہاے اوج شجاعت وہمت

مرکب شہباز تیز پرواز باد پیمائے فلک رفعت ہی پہ شور مچایا کہ جو بلند ہوا لقا سے بہ بقا بھی دریچہ سے گیتی نما سے جھک جھک کر
دیکھنے لگا ہر ایک سے کہتا تھا صاحبو دیکھو پہچان لو اس گھوڑے نے میری تقدیر کرنے سے پر و بال نکالے ہیں مگر آسمان پر ہو کی
آسمانی پہنچے دیوسہاک نے جو نیچی نگاہ کی دیکھا لقا سے بے بقا سے نابکار دریچہ سے گیتی نما سے جھکو دیکھ رہا ہے اور نعلین
کفش و کافری کی کر رہا ہے اور پرسے اس گھوڑے یعنی دیوسہاک نے اسطرح لید کی کہ سب منھ پر اس کافر بدکار لقا سے نابکار
کے پڑی بلکہ کیا عجب ہے کہ درمیان منھ کے بھی گئی ہو کسو جہ سے کہ جسوقت گھوڑے نے اوپر سے لید کی اور وہ لید اسکے
منھ کے قریب تک آئی اُسوقت تک یہ باتیں کر رہا تھا بار بار منھ کھل جاتا تھا شاید کہ رسیقے نوش جان لقا سے بے ایمان
کر گیا ہو بس لقا سے بد کردار تھو تھو کرکے منھ کو اپنے پونچھنے لگا اور شرمندہ اور نادم ہو کر پھر اندر دریچۂ گیتی نما کے کھینچ لیا
جسطرح سے کہ مار سیاہ غار سے سر نکالتا ہے اور دہشت سرکوبی سے سر کھینچ لیتا ہے بختیارک شوریدہ بخت نے اور
زخم شمشیر خجالت پر نمک چھڑکا کلام طعن آمیز ہنس ہنسکر کہے اے خداوند لقا آپ اس اسپ بیباک و شوخ مزاج کو نہیں
جانتے ہیں یہ گھوڑا وہی دیو ہے جو شاہزادۂ بدیع الزمان کو آتشکدہ سے نکال لیگیا تھا اور یہی ہر روز خوانہاے طعام
خداوندی و اشیاے خوردنی بازاری اٹھا لیجاتا تھا اور ہر روز شاہزادۂ بدیع الزمان کو یہ دیو بشکل سمند ادھر ادھر
اپنی پشت پر سوار کرکے روز خون مارنے کو لاتا تھا لقا سے مردود نادم ہو کر چپ ہو رہا یہاں وہ گھوڑا شاہزادۂ والا شان
بدیع الزمان کو پشت پر لیے ہوئے دامن کوہ میں پہونچا اب شاہزادۂ بدیع الزمان پر حال کھلا کہ یہ گھوڑا اصلی نہ تھا
بلکہ دیوسہاک بشکل اسپ مجھکو اپنی پشت پر سوار کرتا تھا شاہزادے نے کہا اے دیوسہاک میں نے تجھکو پہچان لیا اب تو
اپنی صورت اصلی بن تو نے بڑا غضب کیا کہ مجھکو بدنام کیا آجتک کوئی جری دلاور میرے خاندان کا کسی دیو کی مدد سے
مظفر و کفار نہیں ہوا اب تو جلد جا اور گھوڑا میرا مجھکو لا دے اور اسوقت مجھکو ثابت ہوا کہ جبقدر لاشے کافروں کے
میدان جنگ سے غائب ہوتے تھے وہ سب تو ہی کھا جاتا تھا یہ سنکے دیوسہاک اپنی ہیئت اصلی پر آیا اور کہا کہ شاہزادۂ
والا حشم آپ اگر چاہیں سو دن تک روز خون میری پشت پر سوار ہو کر کفاروں پر ماریں جبتک میرے دم میں دم ہے
خدمت فیض منزلت حضور سے کبھی جدا نہونگا شاہزادۂ بدیع الزمان یہ سنکر دیوسہاک پر بہت خفا ہوئے اور کہا بس زیادہ
باتیں نہ بنا میں تیری اس حرکت سے خوش نہیں ہوں بلکہ ناراض ہوں دیوسہاک خاموش ہو کر سامنے سے چلا گیا اور
موافق دستور ہر روزہ بارہ چیجا نہ لقا سے اور بازار سے کھانا واسطے شاہزادۂ بدیع الزمان کے لایا شاہزادۂ بدیع الزمان نے
کھانا نوش فرمایا جو کچھ کھانا باقی رہا وہ دیوسہاک نے کھا لیا بعد اسکے دیوسہاک گیا بارگاہ یاقوت شاہ پہونچا دیکھا کہ ایک
گھوڑا نہایت چست و چالاک کسا کسایا سجا سجایا اور بارگاہ یاقوت شاہ پہ کھڑا ہے سائیس باگڈور پکڑے بیٹھا ہے سہاک
قریب اس گھوڑے کے جاکے پیٹ میں ہاتھ ڈالکے لے اڑا سائیس نے باگڈور ہاتھ سے نہ چھوڑی وہ بھی گھوڑے کے ساتھ ہی
بلند ہوکے چلا دوسرے سائیس نے دوڑکر ٹانگ پکڑی وہ بھی بلند ہوا تیسرے سائیس نے کہ بہت بڑا جوان زور آور تھا
جھپٹ کر سائیس ثانی کی ٹانگ پکڑی غرض کہ کہاں تک بیان کیا جائے راوی بیان کرتا ہے کہ اسی طرح تلے اوپر سات سائیس
ایک کے بعد ایک ٹانگ پکڑے سمت آسمان بلند ہوئے گویا ایک لڑی جسم انسانی کی بندھی ہے لوگ متعجب ہوکر غل مچاتے ہیں
کہ دیکھو گھوڑا خود بخود اڑا جاتا ہے اور سائیس بھی اسکے ساتھ جاتے ہیں یاقوت شاہ یہ خبر سنکے باہر نکل آیا کہ یہ تماشا بھی
قابل دید ہے کہ اوپر گھوڑا آسمان کی طرف اڑا چلا جاتا ہے اور ساتوں سائیس لٹکتے ہوئے ہوا پر چلے جاتے ہیں یہ تماشا
لقا سے بے بقا بھی دیکھنے لگا اور حیران اور پریشان تھا اثنا سے راہ میں جو لنگر بہت ہوا باگڈور کی کیا بساط تھی
ٹوٹ گئی اور ساتوں سائیس منھ کے بل ایک کے اوپر ایک گرا لقا نے جو سائیسوں کے گرنے کی خبر پائی اور سنا کہ

بالگذر کے لوٹنے سے سائیس ساتون گر گئے اُنکے ہاتھ پاؤن ٹوٹ گئے لقا نے کہا اس بات کا تعجب کیا ہین نے ہی تو گھوڑے کو آسمان پر بھیجا ہی بختیارک نے کہا یا خداوند شاہزادہ بدیع الزمان کے واسطے گھوڑا یہ وہی دیو لیگیا جب شاہزادہ سوار ہو کر میدان کارزار مین آئے آپ ملاحظہ کر لیجیے گا لقا سے بے بقا نے ہنسکر بختیارک کے سر پر ایک دھول ماری اور کہا کیا بکتا ہی جب وہ ادھر دیو سماک نے گھوڑا لیجا کر سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے حاضر کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا ای دیو سماک تو اب جا مجھکو اسی جگہہ رہنے دے مین بعد ان کفارون کے قتل کیے نہ جاؤنگا دیو سماک شاہزادہ بدیع الزمان سے رخصت ہو کر وطن پردہ قاف کے روانہ ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان ہر روز شغل روز خون مین مصروف رہا کیا ہزارہا لقا پرست وکفارون کو واصل جہنم کیا اب ناسخ والا تمکین پر واضح ہو

دو کلمے داستان شوکت بیان پہونچنا در بند فولاد جس در کا امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہی مالک ہے کے حکم سے

پلا ساقیا بادۂ جنگجو	کہ اس معرکے مین بڑھے آبرو	وہی جام	
جوان بخت ہو کیون نہ پیر مغان	کہ بادہ کا ہی قدردان اک جہان	نہ کسی طرح	ہے ہی جوا علائے [illegible]
مجھے بھی کوئی جام لبریز دے	کوئی دے مئے فرحت انگیز دے	نہ آباد ہو	کہ ناشاد دل ہیچے مے شاد ہو
اسی مے سے جس کا کہ ہے جام لبریز	طبیعت کو فرحت ہو دل کو سرور	ہوئی دیر اب	لیا لب پلا بادۂ مشکبار
جو ہم نہین ہاسے ہی صیاد سے کھلے	لیکر قفس کو اٹھکے رکھا جو پر کھلے	سحر سے کہ سر ہو	کہ شیشہ کا ہی اُتار
زنار کہو مین دیدۂ اہل نظر کھلے	پردہ اٹھا کے پردہ نشین آکر کھلے	شیشے شراب کے رہین باہم کھلے	ہون جگر مین تمام خانہ فلک غم زرار
قاتل جو اُسے خنجر سلے تیری تیغ کے	زخم دل کے شمشیر کھلے ہین جنون در	رنگریز کی دکان مین گھر ہین ہزار	ایسا گھر ہست کہ کبھی ابر سے کھلے
کیفیت شراب ناب کا انجام کھلے	شاہد بہ سایہ ساقی شکستہ کھلے شہر	فصل بہار آئی ہی چلتا ہی دور جام	وہ ہی جو یاس کی دستار کھلے
		کشا یسند گان حصار قلم	مری کی ہو سر شام کھلے یا سحر کھلے
			رقم کر دا ہین

قلعہ کشایان مضمون مسرت شگون اسیر زادگی و شہسواران عبارت پر بہا ہین والا تمکین قصہ دانی قلم فتح رقم کو سرگرم صفحہ کشور حشم پر یون رواں کرتے ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مع بہادران گردنکشان بصد عز و شان بارگاہ فلک جاہ مین رونق افروز تھے اور ہر ایک سردار نامدار بصد عز و افتخار اپنے اپنے مقام فلک احتشام پر بصد تجمل متمکن تھا کہ یکایک ہرکارون نے آکے بارگاہ فلک اشتباہ پر قدم مارا اور دعائے ازدیاد عمر و دولت و اقبال و حشمت و اجلال دیکے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ ای نامی ناموران سلطان سلطان و شاہان شاہان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان شاہزادہ بدیع الزمان کو بادشاہ دربند فولاد نے بدغا و مکر گرفتار کرکے پاس لقا سے بے بقا کے بھیجدیا اور فوج نے شکست کھائی ہر طرف سپاہ متفرق ہو گئے کوئی کہین گیا کوئی کہین گیا حمزۂ صاحبقران عالیجاہ یہ خبر سنکر کمال آزردہ خاطر ہوئے اور فرمایا کہ اس سے پہلے قاسم گیا ہی اُسکی خبر ابھی تک مفصل نہین معلوم ہوئی اب فلک پیر نے اس جوان رعنا شاہزادہ بدیع الزمان کو بھی ہم سے چھڑایا پھر بصد طیش و غضب سرداران لشکر جرار کی طرف دیکھ کے کہا کوئی ہی ایسا کہ اُنکی خبر لاوے مفصل کیفیت شاہزادہ بدیع الزمان کی سناوے اُسوقت عمر قران نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام ابھی جا کر شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لاتا ہی امیر با توقیر نے اُسی وقت خلعت سے سرفراز کرکے رخصت کیا عمر قران بتلاش شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوئے بعد چلے جانے عمر قران کے امیر با توقیر نے فرمایا کہ ای بہادرو ای دلیرو ای نیستان شجاعت کے شیرو یہ مین چاہتا ہون کہ تم مین سے ایک اولوالعزم جا کر دربند فولاد یہ کو فتح کرے اور قلعہ کو اپنے قبضے مین لے ہر دو شمشیر بلند لائے یہ سنتے ہی مالک اشتر بصد کر و فر اپنے دنگل سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور سامنے حمزۂ صاحبقران والا تبار کے آئے

اور دست بستہ عرض کیا کہ جو ارشاد فیض بنیاد ہوا اُسوقت امیر با توقیر نے مالک اژدر کو قریب بلایا اور بدست خود خلعت پرتکلف
مخلع کیا اور دعا سے حفاظت دے کر اُس نامور یعنے مالک اژدر کو رخصت کیا مالک اژدر لشکر گردوں فر ہمراہ لیکر بسمت قلعہ
دربند فولادیہ روانہ ہوئے غرض کہ مالک سپہ سالار دست چپ طے مراحل قطع منازل کرتے ہوئے دربند فولادیہ پر
پہونچے قلعہ سے ہٹکر خیمے برپا کیے بارگاہ فلک جاہ برپا ہوئے مالک اژدر بصد کروفر استادہ ہوئی اُسمین مالک اژدر رونق
افروز ہوئے سب لشکر اپنے اپنے خیموں مین اُترا سرداران لشکر ظفر اثر نے کمرین کھولین اور مصروف ضروریات ہوئے ادھر
فولاد ابلق سوار کو خبرداروں نے خبر دی کہ نائب حمزۂ صاحبقران نامور یعنے مالک اژدر بصد کروفر لشکر گران
پیکران لیکر واسطے فتح کرنے قلعہ دربند فولادیہ کے اسطرف آئے ہین اور زیر قلعہ خیمے استادہ کرکے پڑاؤ ڈالا ہے دو
دو ایک روز کے بعد قلعہ پر حملہ آور ہونگے اور دربند فولادیہ کو فتح کرکے قبضہ کر لینگے فولاد ابلق سوار یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت
متفکر و متردد ہوا اور بھائی اُسکا ہومان سخت کمان اُسکے قریب بیٹھا تھا اُسکی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ برادر ریحان برابر
ہومان سخت کمان صفدر و دلاور مالک اژدر نامور بڑا زبردست روزگار صف شکن و جرار ہے ہم اُس سے کبھی
عہدہ برائی نہ پا سکینگے اب مناسب یہ ہے کہ جلد قلعے کا پھاٹک بند کرا دو اور پل تختہ خندق اُٹھوا دو پانی کھائیون
مین بھروا دو کیونکہ قلعہ تو چار طرف سے بہت مستحکم ہے ہومان سخت کمان نے شہ رائے فولاد ابلق سوار کی پسند خاطر
کی اور بحکم اُسکے دروازہ قلعے کا بند ہو گیا قفل پڑ گیا پل تختہ اُٹھا لیا خندق پر آب کر دی اُس قلعے کے بارہ برج مثل
بروج فلکی تھے اُنپر توپین چڑھا دی گئین اور میگزین درست ہو گیا گولہ بارود مہیا کر دیا فوج کو برجون پر اور حوالی قلعہ
ساتھ بندوبست کے بھیجدیا آپ سب کے سب قلعہ بند ہو کر بیٹھے اور منتظر جنگ و جدال آمادہ پیکار رہے ادھر مالک اژدر
نے لشکر ظفر اثر کو حکم دیا کہ چارون طرف سے قلعے کو محاصرہ کر لو اور سرنگ کرکے دبا ڈالو اور آپ تھوڑی سی فوج ظفر موج
لیکر گولے کی زد سے علیحدہ پڑاؤ ڈالا دوپہر تک تمام لشکر نے دم لیا وقت سہ پہر مالک اژدر رہوار پر سوار ہو کر قلعے کے سامنے آیا
دیکھا قلعہ بند ہے پل تختہ اُٹھ گیا توپین چار جانب مع گولہ انداز و خلاصی وغیرہ آراستہ و پیراستہ ہین مالک اژدر نے
ہرکارے کو بلا کے کہا جا فولاد ابلق سوار و ہومان سخت کمان کو ہمارا پیام دو اگر اپنے حق مین بہتری چاہتے ہو تو ہاتھون کو
اپنے رومال سے باندھکر حاضر ہو کفر پرستی چھوڑ دو بتون پر لعنت کرو ایمان ساتھ وحدانیت پروردگار کے لاؤ صدق
دل سے مسلمان ہو ورنہ طرفۃ العین مین قلعہ فتح کر لونگا ایسی تلوارین مارونگا کہ خون کا دریا بہیگا سیکڑون ہزارون کے
سر تن سے اُتارونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہی حکم محکم امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نامدار کا ہے
اور تجھسے بہت آزردہ ہین یہ تجھسے بہت بڑی خطا سرزد ہوئی ہے کہ پسر حمزۂ صاحبقران عالیشان یعنے شاہزادہ
ربیع الزمان کو تو نے دغا سے گرفتار کرکے پاس لقا کے بھیجدیا ہے اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو سمجھ رہ یہ قلعہ فولادیہ
تباہ مع فوج و لشکر ہوگا اور نہ تم مین سے کوئی زندہ بچیگا ہرکارے یہ حکم سنتے ہی مثل باد صرصر کے قلعہ فولادیہ مین داخل
ہوئے اور فولاد ابلق سوار سے پیام مالک اژدر بیان کیا اُس کافر نے جواب دیا کہ خداوند لقا ہمارا مددگار ہے
ہمکو کسی کی کیا پروا ہے جو تجھ جیسے ہونگے وہ کرو کسی امر مین قصور نہ کرو ہم ایسی ایسی گیدڑ بھبکیون سے نہین ڈرتے ہین
ہرکارے یہ سنکے فوراً واپس آئے جواب پیام سامنے مالک اژدر کے حرف بحرف عرض کیا مالک اژدر یہ سنکر اپنے خیمے مین
آیا اور حکم دیا کہ طبل جنگ لشکر فیروزی اثر مین بجے انشاءاللہ کل صبح کو بتائید ایزدی کھڑے کھڑے اس قلعے کو فتح کرونگا
اور پھر لشکر اسلام مین بصد انتظام طبل جنگ بجا زمین تھرائی آسمان کانپا بانگ طبل کی قلعہ فولادیہ مین پہونچی اُس
کافر نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا رات بھر ایک دہل گڑگڑایا تمام شب کافران بے ایمان آراستگی سلاح جنگ مین مصروف رہے

کوئی تلوار کو صاف صیقل کرتا تھا کوئی تیر و کمان کو نبس کرتا تھا کوئی اسباب جنگ درست کرکے رکھتا تھا آپس میں ایک ایک سے
کہتا تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے کون کون آب قضائے مبرم سے منھ دھوتا ہے اب کوئی امید ہمکو تو اپنی زندگی کی نہیں ہے بموجب

قول سعدی علیہ الرحمہ قطعہ
کوس رحلت بکوفت دست اجل | ای دو چشمم وداع سر بکنید | بر من اوفتادہ دشمن کام
آخر ای دوستان حذر بکنید | ای کف دست و ساعد و بازو | ہمہ تودیع یکدگر بکنید | روزگارم بشد بنادانی
من نکردم شما حذر بکنید

جس وقت شہنشاہ ماہ چہاردہ مع فوج کواکب و سیارگان قلعہ مغرب میں محصور ہوا اور خسرو خاور
ہمراہ سپاہ شعاع اشہب رونگیتی فروز پر سوار ہو کر معرکہ میدان فلک پر افروزندہ ہوا اُدھر صبح کی وردی بجی ادھر غازیان
مجاہدین فریضہ سحری ادا کرنے لگے دعائے فتحمندی لشکر اسلام میں مصروف ہوئے سب صفدر و جرار عازم و پیکار ہو کر
مسلح و مکمل ہوئے مالک اژدر بصد کر و فر اپنے سمند باد صرصر پر سوار ہو کر یکہ و تنہا سامنے قلعہ کفار کے آئے اور سب فوج
ظفر موج کو پشت پر میدان جنگ میں آراستہ کرکے استادہ کیا اور عمود گران سنگ کو ہاتھ سے گردش دیتے ہوئے قریب
خندق کے محاذے میں در قلعہ کے ٹھہرے اُدھر فولاد ابلق سوار اور ہوبان سخت کمان دونوں فیلبند در قلعہ پر مستعد
جنگ بیٹھے تھے اور دوربین سے دیکھ رہے تھے جب مالک اژدر کو مثل شیر نر بصد کر و فر یکہ و تنہا بنفس نفیس قلعے پر آتے دیکھا
ہوائی داغ دی توپیں سب تیار تھیں فوراً گولہ اندازوں نے توپوں پر بتی دی اور تمام لشکریان کفار تیر و تفنگ و بان و سنگ
مالک اژدر کی طرف پھینکنے لگے زمین ہلنے لگی جگر دہلنے لگے شور دار و گیر بلند ہوا مالک اژدر نامی و نامور جرار و صفدر
بفضل خدا پر نظر کرکے گولہ گولی و تیر و تفنگ وغیرہ کو رد کرتے ہوئے لب خندق پہونچے اور قلعے کے پھاٹک پر ایک
نعرہ جگرخراش کوہ شگاف کیا نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان ہوں سرکوب کفار گردن کشان
او فولاد ابلق سوار و ہوبان سخت کمان نابکار تم مجھکو نہیں جانتے ہو منم مالک اژدر غلام بچہ جاکر حیدر کشندۂ لشکر
کفار برا خراب سیہ باطن سے بچکے کہاں جاؤگے میں آ پہونچا دیکھو اس گرز گران سنگ سے کس کس کو پیوند زمین کرتا ہوں
اس تیر و کمان جانگیر سے کس کس کو غربال کرتا ہوں اس تیغ آبدار خونخوار سے کس کس کا خون آج قلعے میں بہاتا ہوں یہ رعب
و داب اور صولت و سطوت اور ہمت و شجاعت اور صفدری و بہادری مالک اژدر نامور کی دیکھکر فولاد ابلق سوار اور
ہوبان نابکار گھبرا گئے منھ پر ہوائیاں چھٹنے لگیں کلیجے سینوں میں دھڑکنے لگے ہاتھ پانوں سرد ہو گئے کہنے لگے اب کسی طرح
یہ بہادران خدا پرست زندہ نہ چھوڑیگا ہرگز ہرگز اس دلاور کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا افسوس لقا سے بے بقا نے ہماری
کچھ مدد نہ کی شاید وہ مردود بھی ڈر گیا بہتر یہ ہے کہ اب چلو اور اطاعت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کی منظور کرو دین اسلام
بصدق دل قبول کرو یہ کہکر دونوں بھائی فولاد ابلق سوار و ہوبان سخت کمان پھاٹک قلعہ کا کھول کے باہر آئے اور رومال سے
اپنے اپنے ہاتھ باندھکے قدم مالک اژدر نامور پر گر پڑے اور عرض کیا کہ ہمنے بتوں کی پرستش کو ترک کیا اور لقائے بے بقا
لعنت کی بصدق دل مسلمان ہوئے کلمہ طیبہ تعلیم کیجیے غرض کہ دونوں از سر صدق مسلمان ہوئے مالک اژدر نے کلمہ طیبہ
تعلیم کیا تمام لشکر اسلام اور مالک اژدر نامور کو دونوں بھائی فولاد ابلق سوار و ہوبان سخت کمان بڑے اعزاز و
اکرام سے اندر قلعے کے لیگئے اور دعوت کا سامان کیا جلسہ عیش و عشرت آراستہ کیا ناچ رنگ بصد فرحت و مسرت ہوا
تین دن تک دعوت مالک اژدر کی مع لشکر فیروزی اثر کے قلعہ فولادیہ میں فولاد ابلق سوار نے کی روز چہارم مالک اژدر نے
ایک عرضی بخدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اس مضمون کی روانہ کی عرضی گوہر دریائے شجاعت و لعل بے بہائے
معدن ہمت و جرأت ماہ آسمان دلاوری خورشید فلک صفدری امیر باتوقیر صاحب عقل و تدبیر ملک گیر و کشورستان
فتح سلاطین جہان شاہان شاہان و سلطان سلطان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بعد ادائے آداب تسلیمات دکورنشات کے بخدمت فیضدرجت حاشیہ بوسان بساط فیض مناط حضور گیہان ظہور مین خانہ زاد دیرینہ یون عرضپرداز ہی کہ بافضال ایزد متعال وباقبال نام نامی واسم گرامی امیر باتوقیر کے غلام نے قلعہ دربند فولادیہ کو فتح کیا اور حاکم قلعہ دربند فولاد ابلق سوار اور اُسکے بھائی ہومان سخت کمان کو مع فوج ولازمین مطیع کیا اور دونون نے بصدق دل اسلام قبول کیا اور کلمہ طیبہ پڑھا اور وحدانیت پروردگار کے مقر ہوے اب کسی طرح کا خلش یہان نہ باقی رہا مناسب ہی کہ اب حضور قدوم میمنت لزوم سے کاشانۂ قلعہ دربند فولادیہ کو بجمال بیمثال چہرۂ نورانی منور و جلوہ افروز فرمائین کہ نور دین اسلام سے کاشانۂ دل سیاہ بختان روشن ہوجائین اور رواج دین اسلام کا بخوبی ہو شعر الٰہی آفتاب دولت وجاہ ✤ شود تابندہ مشل جلوہ ماہ ✤ زیادہ حد ادب یہ عرضی بمضمون مسرت مشحون تحریر کرکے ملفوف بلفافہ کرکے خدمت بابرکت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین روانہ کی اور یہان رات دن جشن اور دعوتین ہوا کین وہان نامہ بر بلا دم سرکار فیض آثار کا مالک اژدر نامدار کی عرضی لیکر بارگاہ فلک جاہ حمزۂ صاحبقران عالم پناہ مین پہونچا آداب وقواعد شاہانہ بجالایا اور دعائے ازدیاد دولت واجلال وترقی حشمت واقبال دے کر عرضی مالک اژدر نامور حاضر کی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے وہ عرضی مالک اژدر دلاور کی خود پڑھی پڑھتے ہی خوشی حاصل ہوئی اور مژدۂ فتحیابی قلعہ دربند فولادیہ سب سرداران ونام آوران لشکر فیروزی اثر کو سنایا اور فورًا کوچ کا حکم دیا کوس رحیل لشکر اسلام مین بجا صبح کو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بسمت قلعہ دربند فولادیہ روانہ ہوگئے بعد طی مراحل وقطع منازل قلعۂ دربند فولادیہ پر پہونچے سنتے ہی خبر فرحت اثر تشریف آوری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مالک اژدر دلاور و فولاد ابلق سوار وہومان سخت کمان عالیشان مع سرداران صف شکن وجرار براے پیشوائی حمزۂ صاحبقران زمان بصد عز وشان درقلعہ پر حاضر ہوے اور زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو بڑے عز واحتشام سے قلعۂ دربند فولادیہ مین لاے اور بڑی دھوم دھام سے دعوت وضیافت مع سرداران ولشکریان مہیا کی اور جلسۂ عیش ونشاط آراستہ کیا تین دن تک دعوت وضیافت اور ناچ رنگ قلعہ دربند فولادیہ مین رہا ہر وقت عیش وعشرت کا سامان سامان شادی وبہجت مہیا تیسرے دن طرف دربند فارا کے امیر باتوقیر کوچ کرکے روانہ ہوگئے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو تو اب راہ مین چھوڑیئے دیکھیے منزل مقصود پر کب پہونچین

دوسکے داستان حیرت بیان جانا مہتر قران کا لشکر ظفر پیکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے واسطے دریافت کرنے خبر فرحت اثر شاہزادہ بدیع الزمان وقاسم عالیشان کے

چلا سے قبا یا ہمے مشکبو ✤ کہ دلکو ہو سے جسکی ہی جستجو
اُسی مے کی ہر دم ہی مجھکو تلاش ✤ کہ حاسد کا دل جس سے ہو پاش پاش
نہ کر ابھرو سینہ مین پہلو تہی ✤ کہ لازم ہی میخوار دن کی [illegible]
مجھے جلوۂ دخت رز کی قسم ✤ کوئی جام دے صورت جام جم
شراب بھی دیا گر کوئی تو نے جام ✤ تو بخشا ئیگا سب گدہ لا کلام
بلا ذم ہین سب میرے رندان ہم ✤ ترے حق مین یہ چشم بیوستی ہی یہ
یہ ہو دل مین سامان شجون کو ✤ سبو و خم و شیشہ شجون سے بھرو
دکھاتا ہون تیغ زبان کی مین کاٹ ✤ بے لالہ گون کی ہو دشتہ سے جا
دبادہ تعجیل نہ کر ای سحر ✤ کہ رہتا ہی کامل یہی اکشب قمر

غزل

رنگ پہ پہرے جنون کا ہی گلستان آج کل ✤ رنگ لایا ہی بیابان پہ بہاران آج کل
پھر بہار آئی ہی پھر جوش جنون کی فصل ہی ✤ ہو رہا ہی تار تار اپنا گریبان آج کل
مثل گل وہ ماہرو رہتا ہی خندان آج کل ✤ فصل گل مین وحشیون کا شور غل ہی دشت مین
بیقراری پھر مری بجلی بھی رہتی ہی تپان ✤ ابر میرے حال پر رہتا ہی گریان آج کل
چاک ہوتا ہی گریبان تا بہ دامان آج کل
ہی مرا سارا بدن سر سے پریشان آج کل
کیا سبب جامے مین جو پھولا سماتا ہی نہین
بلبلین رہتی ہین گلشن مین غزلخوان آج کل
فصل گل مین پھر مجھے وحشت کی طغیانی ہوئی

پھر جنون نے چاک کرڈالا گریبان آج کل	بیت	کشایندۂ دفتر بے نشان	رقم این چنین کرد این داستان

جستجو کنندگان مضامین فصاحت آئین و متمنیان جمال بیمثال چہرۂ شاہد معنی پر تمکین دفتر تازہ رنگین کو محفل نشاط سرا پا انبساط مین براے مشاغل قلوب یون کھولتے ہین کہ جب مہتر قران عیار طرار علم فرار واسطے خبر لانے شہزادگان عالیمقدار یعنے شاہزادۂ بدیع الزمان و قاسم عالیشان کے بحکم امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان لشکر ظفر پیکر سے روانہ ہوے بعد قطع منازل پلا خیز و طے مراحل وحشت انگیز چند روز مین ملک سبائل مین پہونچا مگر اپنی صورت اصلی کو تبدیل کرڈالا اور خبر فرحت اثر شاہزادون کی دریافت کرنے لگا ہر ایک سے معلوم ہوا کہ شاہزادۂ قاسم عالیشان ایک مدت تک روز شبخون مارا کیا اور باغ سبستان مین ملکہ گیتی افروز کے ساتھ بصد عیش و عشرت رہا ہرچند کفار متلاشی رہے مگر گرفتار نہو سکا آخرکار ملکہ گیتی افروز کو ہمراہ لیکر کسی طرف کو چلا گیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان جب سے قید سے رہا ہوکے آیا ہے روز خون مارا کرتا ہے مہتر قران نے دل مین خیال کیا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو تلاش کرو اور خدمت مین اوسکی حاضر ہو یقین ہے کہ یہان سے قریب کسی مقام پر ہوگا یہ سوچ کر مہتر قران صحرا نورد ہوا اور ہر مقام پر تلاش کرتا چلا جاتے جاتے ایک کوہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک مقام پر شاہزادۂ بدیع الزمان بیٹھا ہے اور چٹان پر فرش خواب کیا ہے ناظرین پر واضح ہو کہ مہتر قران پاس شاہزادۂ بدیع الزمان کے اوسوقت پہونچا ہے کہ دیو سماک گھوڑا دے کر شاہزادۂ بدیع الزمان کو جا چکا ہے اب شاہزادۂ والا حشم تنہا ہے مہتر قران بخوبی پہچان کر تسلیمات بجالایا اور عرض کیا کہ اے شاہزادۂ بدیع الزمان شہریار امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران آپکے واسطے نہایت متردد ہین آپ تشریف لیچلین شاہزادے نے کہا اے قران وہ لعل پوش خاوری تو بہت سے شبخون مارکے بیٹی کو لقا سے بے لقا کی لیگیا ہے مین بھی چاہتا ہون کہ لقا کی دوسری بیٹی کو اپنے قبضے مین لاکر نکلجاؤن اور ابھی تو چندہی مین نے روزخون مارے ہین اور جہانتک ہوسکیگا روزخون مارونگا مہتر قران نے کہا بہتر ہے لیکن اے شاہزادۂ والا حشم روزخون سواے آپکے آج تک کسی نے نہین مارے یہ ایجاد آپ نے کیا القصہ بعد شب گذرنے کے صبح کو شاہزادۂ بدیع الزمان گھوڑے پر سوار ہوکر مع مہتر قران لشکر لقاے بے بقا پر دفعتًہ آکر گرا اور نعرہ کیا نعـــرہ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ ایہ فوج جگر خراش کرتے ہوے تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑے ادھر مہتر قران للکارا باش اے نامردو مین تمھاری سرکوبی کرنے کو آپہونچا شمشیر آبدار سے شاہزادۂ بدیع الزمان نے ندی لہو کی دم بھر مین بہادی کشتی تن کفار کی غرق خون ہوئی صورت حباب سر بجس اونکے تیرنے لگے بحر لشکر مین تلاطم ہوگیا موجین شمشیر خونچکان کی لہرین دریاے اجل کی دکھانے لگی سوے دوزخ ہر ایک جان جانے لگی لشکر کفار مین غلغلہ ہوا تاری چہار طرف سے دوڑے شاہزادۂ بدیع الزمان پر زغہ کیا ادھر پشت پر مہتر قران موجود تھا گنڈا اتانے ہوے لڑ رہا تھا کسی کو ہرگز بدیع الزمان پاس جانے نہ دیتا تھا لاش پر لاش گرا رہا تھا لقاے بے بقا قبہ گیتی نما پر بیٹھا دیکھتا تھا شور و غل جو سنا بختیارک سے کہا کہ شاید وہ شوم دست پھر آگیا بختیارک نے کہا کہ اے خداوند یہ بڑا بہادر زبردست و شجاع دلیر ہے اسنے ملک سنجان مین کیسے کیسے شبخون پر شبخون مارے ہین یہان روزخون مارنا ایجاد کیا ہے لقا نے کہا کہ آج مین اسکو قتل کراتا ہون آج ایسا پہلوان اسکے مقابلے مین بھیجتا ہون کہ جسکی ضرب تیغ سے پناہ نہین سامنے لقا کے ایک پہلوان زبردست کوہ پیکر جسیم و جسیم مثل فیل مست ہمسر رستم تہمتن ہندی مین بیلتن نام اوسکا خطیر شیر افگن تھا لقا نے کہا اے پہلوان تو جاکے بدیع الزمان کو زندہ گرفتار کرلا یہ حکم لقاے بے بقا وہ سنتے ہی کیلطون سے نیچے اوترا اور صفون کو چیرتا ہوا اور بہادرون کو چیرتا ہوا لشکر کفار پھاڑتا ہوا قریب بدیع الزمان کے آکر چلکھا ڑا اے پسر حمزہ اگر تجھکو اپنی جان بچانا ہے تو میرے ساتھ چل مین تیری خطا خداوند لقا سے معاف کرادونگا تیری جان بچادونگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے تلوار تولکر یہ جواب شمشیر

زبان سے دیا کہ او کافر ازلی کیا بیہودہ بکتا ہے ذرا دم لے ابھی تو دوڑتا ہوا آیا ہے سانس تیری چڑھ گئی ہے کف منھ سے مثل سگ
غرندہ کے جاری ہے غرق عرق خجالت پہلے ہی سے ہوا جاتا ہے کوئی دم میں تجھکو بھی تہ تیغ آبدار کرتا ہوں مالک دوزخ تیرا
منتظر ہے شعلہاے آتش جہنم تیری طرف لپک لپک کر آتے ہیں فرشتہ عذاب کے تجھکو جلانے ہیں انشاءاللہ تیرے خدا لقا کے
بے لقا کا بھی سر نجس تن سے کاٹتا ہوں یہ فقرے تیغ زبان شاہزادہ بدیع الزمان کے سنکر پیچ و تاب کھانے لگا غصہ سے آنکھیں مثل کاسہ
خون کبوتر ہو گئیں نامرد نے جھپٹ کے تیغہ خونخوار کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ نابکار
پھولوں پہ سپر کے پڑا کھن سے آواز آئی شاہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو ترچھا کر کے اوچھڑ ماری تیغہ خطیر شیر افگن کے
ہاتھ سے نکلکر سپر میں اُلجھکر رہ گیا شاہزادہ بدیع الزمان نے اُس نامرد کا تیغہ پھرتی سے چھین لیا اور لیکر ہاتھ شمشیر آبدار کا ایسا تلوار
غازی کی اُس نامرد کے شانے پر پڑی ترچھی کاٹتی ہوئی نکلگئی وہ کافر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بھائی اُس کا [illegible] کا کہ مطیر
نام اُسکا تھا پشت پر شاہزادے کی جھپٹ کر آیا چاہتا تھا کہ تلوار بدیع الزمان پر مارے مہتر قران نے دیکھا کہ دشمن
شاہزادے کے قریب آگیا ہے تلوار مارا چاہتا ہے دوڑ کر مہتر قران نے بغدا مارا کمر پر اُس نامرد کے پڑا دو پارہ ہو کر وہ بزدل
گرا شور و غل بلند ہوا کہ خطیر شیر افگن اور مطیر سیلتن دونوں مارے گئے لقا مردود نے خجالت سے سر دریچے کے اندر
کھینچ لیا شاہزادہ دن بھر لڑا کیا جب شام ہوئی اور تاریکی پھیلی شاہزادہ بدیع الزمان اور مہتر قران لڑتے ہوئے کفار کا خون بہاتے
ہوئے صاف نکلے چلے گئے مگر مہتر قران پیچھے رہگیا شاہزادہ بدیع الزمان کوہ پر پہونچے اور مہتر قران اُدھر سے ملک سبائی کو چلا
گیا وہاں سے کھانا وغیرہ لیکر شاہزادہ بدیع الزمان کی خدمت میں کوہ پر حاضر ہوا شاہزادہ بدیع الزمان کو کھانا کھلایا گھوڑے کو
دانہ گھانس دے کر باندھ دیا شاہزادے نے نماز مغرب پڑھ کے آرام کیا مہتر قران بھی سو رہا جب صبح ہوئی شاہزادہ حوائج ضروری سے
فرصت کر کے مسلح و مکمل ہوا گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کفار بدشعار پر آ کر گرا تلوار چلنے لگی مہتر قران بغدا لیکر ساتھ شاہزادے کے لڑتا تھا
وہی غل غلہ برپا ہوا ہر طرف سے کفار نرغہ کر کے غل مچانے لگے مگر خوف سے کوئی نزدیک شاہزادے کے نہ آتا تھا شاہزادہ خود گھوڑا
اُٹھا کر ہر غول پر جا پڑتا تھا مہتر قران بھی سایہ کی طرح جدا نہ ہوتا تھا لقا کہ شبدیز گیتی نما پر بیٹھا ہوا تماشا دیکھتا تھا شاہزادہ لڑ رہا تھا
بختیارک گھبرا رہا تھا یا خداوند کل خطیر شیر افگن اور اُسکا بھائی مطیر اسکے ہاتھ سے مارا گیا آج کیا ہوگا اور کون اس سے
مقابلہ کرنے جائیگا شاہزادہ آپکے سپہ سالاروں کو مارے ڈالتا ہے لقا نے کہا اے شیطان درگاہ جو کہ مجھسے منحرف ہے وہ زندہ اسکے
ہاتھ سے نہ بچیگا یہ کہکر اپنے پہلوانوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہے کوئی ایسا بہادر جو اس عیار کا سر کاٹ لاے اور سپہ حمزہ کا خون بہاے
غراب عقرب چشم اپنے دنگل سے اُٹھا اور کہا کہ میں اسکو مار کے سر کاٹ لاتا ہوں یہ کہکر اجازت حضور گاہ لقا سے بدخواہ سے لیکر
فیلقوں سے اُترا اور اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر میدان میں آکے للکارا کہ اے جوان خدا پرست تو نے عجب قیامت برپا کی ہے
ہزارہا بندگان خداوند لقا کو قتل کیا ہے اب تجھے بچکر کہاں جائیگا میں تیرا قاتل ہوں خبردار ہوشیار ہو کہ میں آپہونچا خداوند
لقا نے تقدیر کی ہے کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جاے میری ضرب گران سے تیرا بچنا مشکل ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ او
مردک ناہنجار تو کیا بیہودہ بکتا ہے تیرا خداوند لقا کیا جھک مارتا ہے یہ سنکر غراب عقرب چشم جھلایا اور کہا ارے او بدزبان یہ کلمہ واہیات
خداوند لقا کی شان میں تو کہتا ہے ٹھہر جا کہ تجھکو ارہ خونخوار سے مثل ہیزم خشک چیر ڈالوں اور تجھکو آتشکدہ غضب خداوند لقا میں
پھینکدوں یہ کہکر ارہ پشت نہنگ شاہزادہ بدیع الزمان پر مارا ادھر تلوار آبدار شاہزادہ بدیع الزمان کی چلی ارہ مثل نیشکر کے قلم
ہو کر دور گرا ظالم تیغ خجالت سے کلکر عاری ہوا دستہ اُسی آرے کا اُس نامرد کے ہاتھ میں تھا بدیع الزمان کو کھینچ مارا وہ بھی شاہزادے نے
بچا کر خالی دیا پھر شاہزادے نے فوراً رکابوں میں پانوں جما کے تلوار غراب عقرب چشم کے سر پر لگائی وہ تلوار کاسہ سر ظالم کی جس
کاٹتی ہوئی دبر تنگ فرس کے اُتر آئی زمین پر بوسہ دیکے اُٹھی غراب عقرب چشم دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا سب [illegible] کر

مشتل کژدم نشہ غرور کے ساتھ نکلگئی لقا نے کہا غواب عقرب چشم کو اپنی جرأت پر کمال گمان تھا بلکہ بڑے غصے سے شاہزادے کو
قتل کرنے گیا تھا ہمکو غرور کسی کا پسند نہین ہم خداوند ہین اسوجہ سے ہمنے اُسکو دشمن کے ہاتھ سے قتل کرادیا شاہزادہ بدیع الزمان
اور عمر قران دن بھر لڑا کیے اور شام کو تاریکی مین ایک طرف تلوارین مارتے ہوئے نکلگئے اُسی دامن کوہ مین جاکر بدیع الزمان نے
قیام کیا اور عمر قران ملک سبائل کو وہان سے جاکے براے شاہزادہ بدیع الزمان کھانا لایا شاہزادے نے خاصہ نوش کرکے آرام کیا

دوسرے داستان روزخون مارنا اسد بن کرب غازی کا اور اُسی جنگ مین ملاقات ہونا شاہزادہ بدیع الزمان سے

کہ جب اسد بن کرب غازی شاہزادہ قاسم عالیشان سے جدا ہوکر چلا آتا تھا اسے راہ مین رفیقان ذیوقار و ملازمان خوش کردار سے
ملاقات ہوئی اُن سب کو اپنے ساتھ لیا اور شب کی شب صحراے سبزہ زار مین بصد اضطرار قیام کیا صبح کو اسد شیر دل مع رفقاے عالیمقدار
لشکر لقاے بے بقا پر آگرا اور نعرۂ شیرانہ اسد شیر دل نے تلوار کھینچکر بلند کیا نعرۂ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ +
ہزبر دل شیر و چیرم پلنگ + منم نبیرۂ امیر یا توقیر حمزہ صاحبقران زمان اسد بن کرب غازی عالیشان باشید اے کفار بد دغا
مین آپہونچا یہ کہکر تلوار میان سے نکالی اور قتل کرنا شروع کیا ہزار ہا کفار بدشعار کو واصل دار البوار کیا تلاطم عظیم برپا ہوا
سر کٹ کٹکے گرنے لگے جیسے اولے آسمان سے گرتے ہین خون برسنے لگا جیسے ساون بھادون مین زور سے پانی برستا ہے اسد شیر دل
جھپٹ جھپٹکر تلوار مارتا ہے کفار کے لشکر زیر و زبر کرتا ہے جسکو بڑھکے ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا یکایک ایک سمت سے
نعرۂ جگر خراش بلند ہوا کفار کے کلیجے دہل گئے نعرۂ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ + بدیع الزمان شاہ انجم گروہ
نعرہ کرتے ہی تلوار کھینچکر کفار پر آپڑا اور روزخون مارا کہ اچھے پہلوانون کے جی چھوٹ گئے دل ٹوٹ گئے عمر قران بھی بغدا لیکے
لڑنے لگا آثار قیامت ظاہر ہوے اور وہ تلوار چلی کہ ترک فلک دہل گیا زمین ہلنے لگی خون کے دریا جاری ہوئے لاش پر لاش گری
رن بولنے لگا طائر روح ہر ایک کا ڈر ڈر کے پر تولنے لگا چار طرف ایک شور ہے کہ آج بہت سے خدا پرست آگئے ایک طرف سے وہ قزاق
بھی جو جان بچاکر اسد شیر دل کے ساتھ سے بھاگ گئے تھے وہ بھی لشکر پر آگرے ہین ایک طرف وہ جوان بھی جو روزخون مارتا ہے
برابر شمشیر زنی کر رہا ہے لاش پر لاش گر رہی ہے سر کفار ٹھوکرون مین آآکے لڑکتے ہین یہ تلاطم برپا تھا کہ کافرجوش تبردار نے اسد
شیر دل کی پشت پر وار کیا اسد شیر دل چپک دیکھکر فوراً بھر کے آخود تو بچا مگر گھوڑے کے پٹھے پر پڑا پچھلا دھڑ گھوڑے کا
قلم ہوگیا اسد شیر دل جلدی سے کود پڑا اور آہیستکر تلوار کافرجوش تبردار کے ماری کمر پر اُس کمبخت ہنجار کے پڑی دو ٹکڑے ہوکر دھڑ سے
زمین پر گرا اسد شیر دل پیادہ ہی جنگ وجدل کرنے لگا بختیارک نے کہا یا خداوند نبیرۂ حمزہ یعنی اسد شیر دل پیادہ لڑ رہا ہے
عیارون کو حکم دیجیے کہ کمندین مارکے اس بہادر بیدل کو گرفتار کرین لقاے بے بقا نے گردہ دوار وغیرہ کو حکم دیا کہ جاؤ اسکو
کمندون مین گرفتار کر لاؤ وہ دونون نامرد عیارون کو ساتھ لیکر گئے اور چار طرف سے حلقہ ہاے کمند مارکے اسد شیر دل کو گرفتار
کر لیا مگر شاہزادہ بدیع الزمان کو گرفتاری اسد شیر دل کی خبر نہین ہے وہ اُدھر کے غول مین لڑ رہے ہین اُس طرف سے صف کفار سے
آڑے لڑتے ہوئے بدیع الزمان اور طرف کو نکلگئے جو رفقا کہ اسد شیر دل کے ہمراہ تھے وہ بھی متفرق ہوکر لڑائی مین لڑتے ہوے اِدھر
اُدھر ہو گئے تھے القصہ اسد شیر دل کو غل و زنجیر مین مقید کرکے سامنے لقا کے لاے اسد شیر دل نے بطریق اسلام سلام کیا لقا نے
کچھ جواب نہ دیا اور زیادہ برہم ہوا پوچھا کہ تو حمزہ کا کون ہے اور کیا قرابت رکھتا ہے اسد شیر دل نے کہا کہ او کیدی مین امیر حمزہ صاحبقران
زمان کا نواسا ہون لقا نے کہا تو مجھکو سجدہ کر تو بچ جائیگا ورنہ سزا پائیگا جان سے مارا جائیگا اسد شیر دل نے کہا او کافر لعنت ہے تیرے
اوپر اور تیرے پرستارون پر کیا مجال ہے تیری جو میرا بال بیکا کر سکے لقا نے کہا مجھکو تیری طفلی و کمسنی پر رحم آتا ہے ابھی تیری کیا عمر ہے
تیرے حق مین یہی بہتر ہے کہ جہالت کو چھوڑ دے مجھکو مین بہت عزیز رکھونگا سردار لشکر کرونگا اسد شیر دل نے جب دیکھا کہ اس کافر سے
رہائی میری بہت مشکل ہے بطور تقیہ ظاہری جان بچانے کے واسطے لقاے بے بقا پر دل مین لعنت کرکے کہا اچھا مجھکو منظور ہے معلوم کیا

مین نے کہ تو خداوند ہی مین اطاعت سے تیری باہر نہین ہون لقا خوش ہوکے پکارا اسے ہان جلد اسکی قید دور کرو مین نے اسپر رحم کیا تصور اسکا معاف کیا گیا فوراً آہنگر آئے اور قید شاہزادہ اسد بن کرب غازی کی کاٹی گئی جسوقت اسد شیر بیشۂ دلاوری و صفدری نے دیکھا کہ قید سے مین نے رہائی پائی لقائے بے بقا کے پاس آیا داڑھی اسکی زور سے پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہ رخسار پر اُسکے پانچون اُنگلیون کا نشان بنگیا بلکہ پانچون اُنگلیون نے کام شمشیر آبدار کا کیا اور للکار کر کہا او کافر تو اپنے تئین خدا کہوا تا ہی پھر ہزار ہزار لعنت ہی یہ دیکھتے ہی چار طرف سے کفار دوڑ پڑے بختیارک اُچک کے بھاگ گیا للکار کر سبھون سے کہا ارے لوگو خداوند لقا کو بچاؤ یہ سنکر سپاہ ور لوگ بھی دوڑے اور چاہا کہ اسد شیر دل کو گرفتار کر لین اسد شیر دل نے ایک نامرد کو دوڑ کر طمانچہ مارا وہ مُنھ کے بھل زمین پر گرا اُسکی تلوار چھین لی اور کفار سے لڑنے لگا جس غول مین دھنس جاتا ہی وہ متفرق ہوکے بھاگ جاتا ہی اُدھر پلٹ کے دوسرے غول پر جا پڑتا ہی اُدھر کے کفار سمٹ کر غول باندھکر دوسری طرف سے گھیر لیتے ہین اُدھر کے کفار متفرق ہوجاتے ہین اسد کو کفار دم نہین لینے دیتے اسد شیر دل لاش پر لاش گرا رہا ہی پشتون کے انبار لگا رہا ہی دو پہر کامل یونہین اسد شیر دل فرقہ کفار سے لڑا کیا ناگاہ ایک لاش پر پانون اسکا پڑا اُچھکر گرا کفار لوٹ پڑے اُس ہزبر میدان شجاعت کو پکڑ لیا لقا چھلا یا ہوا تو تھا کہا کہ اسکو اس گنبد گیتی نما پر سے نیچے پھینکدو کہ چور چور ہو جائے گہلاسے نے کہا یا خداوند اسکو دار پر چڑھاکر تیرباران کیجیے اور سبھون کو بھی عبرت ہو لقا نے منظور کیا یاقوت شاہ سے لقا نے کہا کہ آج رات کو اسے قید سخت مین رکھو کل صبح کو اسے تیرباران کرونگا یاقوت شاہ اسد شیر دل کو لیگیا رات بھر محبس مین بے آب و دانہ بند رکھا ہنگام صبح میدان خونی تیار ہوا دار استادہ کی گئی منادی نے تمام شہر مین ندا کی کہ آج نبیرۂ حمزہ اسد بن کرب غازی دار پر چڑھاکر تیرباران کیا جائیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو میدان خونی مین زیر گنبد گیتی نما آئے اور تماشا تیرباران ہوتے اسد شیر دل نبیرۂ حمزہ کا دیکھے کسی کی ممانعت نہ ہوگی حکم حاکم لقا سے ناکام کا ہر شخص چلا دکشان کشان اسد شیر دل کو زیر گنبد گیتی نما لائے لقا بھی گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا اور بختیارک بھی تماشا دیکھتا تھا سب سردار بھی لقا کے کھڑے تھے حکم لقا بے بقا ہوا کہ اب اس نبیرۂ حمزہ اسد بن کرب غازی کو دار پر چڑھاو جلاد بڑھے اور چاہا کہ اسد کو دار پر چڑھادین اسد شیر دل کو عالم اضطراب ہوا اُسی بیقراری مین سر طرف آسمان کے بلند کیا اور دل رجوع کرکے دعا کی کہ ای رب جلیل ای معبود انس و جان ای مددگار بیکسان تو عالم و دانا ہی کہ یہ بندہ حقیر و ذلیل تیرا بیکلا ہی اپنی قدرت کاملہ سے مجھکو اس بلا سے نجات دے آفت ناگہانی سے بچالے مین بندہ کا پیاسا مبتلائے بلا جانا ہون بند مصیبت مین گرفتار ہون

تو کہ با دشمنان نظر داری	دوستان را کجا کنی محروم	گبر و ترسا وظیفہ خور داری	ای کریمی کہ از خزانۂ غیب
کون پکڑے ہاتھ میرا آکے ہے منجدھار پر	یا خدا سے کشتی عالم بچا طوفان سے	رب جلیل تو ہی ہے بندہ ذلیل ہے	اس وقت مین کوئی نہین میرا کفیل ہے

یہ دعا اسد شیر دل کی ابھی تمام ہونی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک سمت سے نعرۂ شیرانہ ہوا کہ جگر ہل گئے کفار دہلنے لگے نعرہ بدیع الزمان ستم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر آپڑے کفار متفرق ہوئے دیکھا کہ دار استادہ ہی یہ شور بلند ہی کہ جلد نبیرۂ حمزہ اسد کو دار پر کھینچکے تیرباران کرو یہ آواز سنتے ہی حواس منتشر ہوگئے دل بیقرار ہوا تاب نہ رہی گھوڑا اُڑا کے تلوار کھینچے ہوئے اُسی طرف آپڑے کفار سب بھاگے جو ہاتھ آئے اُنکو تہ تیغ آبدار کیا میدان صاف ہوا دیکھا کہ اسد شیر دل سلسل بغل و زنجیر بر دار کھڑا ہی مہتر قران بھی ساتھ ہی شاہزادہ بدیع الزمان کے حقہاے آتشبازی داغتا ہوا پہونچا جو کفار سامنے آگئے اُنکو جھپٹ کے بغدا مارا دو ٹکڑے کرکے دھڑ سے زمین پر گرادیا شاہزادہ بدیع الزمان نے گھوڑے سے کود کے جھپٹ قید اسد شیر دل کی توڑی گلے سے لگالیا پیشانی کو بوسہ دیا مہتر قران نے جھپٹ کے ایک سوار کو حقۂ آتشبازی مارا وہ سوار دھوئین سے گھبرا کے گھوڑے سے گرا مہتر قران نے اُسکا جھپٹ کے بغدا مارا اُس نابکار کے دو ٹکڑے ہوئے دوڑکے تلوار اُسکی چھین لی اور گھوڑا اُسکا لے لیا اسد نامدار بن کرب غازی بلند اقتدار کی خدمت مین لاکر حاضر کیا اسد اُس گھوڑے پر سوار ہوئے اب بدیع الزمان اور اسد دونون ملکر لشکر لقا پر گرے اور پشتیبان دونون کی مہتر قران ہوئے لڑنے لگا ان دونون سے تلوار چلنے لگی گھمسان پڑنے لگا کشتے کفار کے پشتے ہوگئے ہنگامہ دار و گیر بلند ہوا بختیارک اور یاقوت شاہ بھاگ کر

گنبد گیتی نما پر چڑھ گئے یہاں خون کے دریا بہنے لگے ناگاہ لقا نے دریچہ سر نگال کے گنبد گیتی نما سے دیکھا کہ اسد شیر دل رہا ہو گیا بدیع الزمان
اور اسد نے قیامت برپا کر دی ہی وہ غضب کی تلوار چل رہی ہی کہ زمین خون سے رنگین ہی لقا نے فیل دندان بلند بینی سے کہا کہ تو دیکھتا ہی
کہ بدیع الزمان اور اسد جنگ کر رہے ہیں تلواریں بڑھ بڑھکے مارتے ہیں تو جاکے قتل نہیں کرتا جا دونوں کے سر کاٹ لا فیل دندان یہ سنکر
فیلطولوں سے اتر اگر گرن پر سوار ہوا اور میدان رستخیز میں سامنے بدیع الزمان اور اسد کے آیا اور کہا ای پسر حمزہ تو نے بڑا ہنگامہ اٹھا رکھا ہی
اب میں تجھے قتل کرتا ہوں زندہ نہ چھوڑونگا اب میرے ہاتھ سے بچکے کہاں جائیگا اس تیغ خونخوار سے امان نہ پائیگا اب پناہ پانی دونوں کو
مشکل ہی یہ کہکر تیغ خونخوار کا اس نابکار نے وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کرکے خالی دیا اور کہا او نامرد لے شہو تو ضرب زدی
ضرب من نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * اور بڑھکے تلوار ایسی خود سر نابکار پر ماری کہ صدر و کمر کاٹتی گھوڑے کے تنگ سے نکل آئی
وہ کافر بدکیش مع رہوار دو ٹکڑے ہوکر گرا اک شور بلند ہوا کہ فیل دندان بلند بینی کرگدن سوار مارا گیا پھر دونوں شاہزادے اور مہتر قران تمام
بحر لشکر میں ڈوب کر تلوار مارنے لگے فوج شمشیر بے پناہ نے کافروں کو غرق دریائے فنا کیا سیکڑوں کو قتل کرتے ہوئے اس سرے سے اس سرے نکل گئے
شاہزادہ بدیع الزمان نے اسد شیر دل سے کہا اب دن تمام ہو گیا شام قریب آ پہونچی مناسب یہ ہی کہ بس اب نکل چلو اسد شیر دل نے کہا کہ ماموں جان
ابھی تو بہت سے کافر قتل کرنے کو باقی ہیں ابھی کہاں جائیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا تم ابھی لڑائی کے ڈھنگ سے واقف نہیں ہو
اسی طرح ہر روز تھوڑے تھوڑے کفار قتل کرتے ہیں اور نکل جاتے ہیں رات کو تھکے ماندے خستہ آرام لیتے ہیں صبح کو پھر جنگ وجدل کرتے ہیں
اسد شیر دل نے کہا جو کچھ خوشی آپکی میں تو یہ جانتا تھا کہ ان سب کو قتل کرکے ایک ہی دفعہ دم لیتے قصہ کفر پرستی پاک کر دیتے شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا سو تو ابھی نہیں ہی مناسب اب یہاں سے نکل چلنا ہی اسد نے کہا بہتر یہ راستہ کرکے دونوں شاہزادے تاریکی شب میں تلواریں مارتے ہوئے
صاف نکلے چلے گئے دامن کوہ پلنگ پر آکے دم لیا راہواروں سے اتر کر کمریں دونوں شاہزادوں نے کھولیں مہتر قران جاکے ملک سبال سے
کھانا لایا ان دونوں بہادروں نے کھانا کھایا پانی پیا گھوڑوں کو بھی دانہ گھاس دیا زین اتارکے گھوڑوں کو چھوڑ دیا ان دونوں دلاوروں نے شب کو
اسی کوہ پر استراحت کی صبح کو دونوں شاہزادے مسلح ومکمل ہوکے مع مہتر قران تنہا وہاں سے آراستہ ہوکر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور براے معرکہ آرائی لشکر کفار کی
طرف یعنی رزم خون مارنے کو بدیع الزمان مع اسد مع مہتر قران چلے ادھر کارندوں نے شاہزادہ قاسم کو خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو لقا نے
قید کیا تھا وہ شیر مرد قید آہن توڑ کر بزور شمشیر آبدار لشکر کفار کو قتل کرتا نکل آیا اور روز خون مارتا ہی ہمراہ اس شہزادے کے اسد اور مہتر قران بھی ہیں
روز خون لشکر کفار پہ نمود ان پیادہ بار اکرتے ہیں قاسم نوجوان یہ خبر سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے مظفر اور مہروند کو ساتھ لیکر مسلح ومکمل ہوکر طرف لشکر
لقا کے روانہ ہوئے یہاں شاہزادہ بدیع الزمان و اسد بن کرب غازی مع مہتر قران کے لشکر لقا پر ٹوٹ پڑے اور بے علم کرکے لشکر کفار پر گرے شاہزادہ
بدیع الزمان و اسد شیر دل تلواریں کھینچکے کافروں کو قتل کرنے لگے قران بغدے سے لڑنے لگے کشتوں کے پشتے ہوئے کہ صیت پڑنے لگے تلاطم عظیم
برپا ہوا آثار قیامت کفار کو ظاہر ہوئے کہ یکایک ایک طرف سے نعرہ ہوا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری * شہسوار لال پوش خاوری *
صاحب اقبال ونیکجاہ وحشم * صفدر نام قاسم ہرالی ہم * ای کافرو بیحیاو ای نابکاران پر دغا میں سرکوبی کرنے کو تمھاری آ پہونچا اب میں تم میں سے
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ تیغ زنی کرونگا کہ زمین ہلیگی اب کہاں بھاگ کر جاؤگے یہ کہکے تیغ مبارک کو نیام انتقام سے کھینچا اور کافروں کو قتل کرنا شروع
کیا بدیع الزمان اور اسد پہلو بپہلو ہونے لگے اور قران ان دونوں کی پشتبانی کرنے لگا اور کافروں کو بغدے سے مارنے لگا قاسم اور مظفر ایک طرف
تلواریں مارنے لگے اور مہروند بھی گرد انکے پروانہ وار پھرکے لشکر بدکیش کے جوانوں کو قتل کرنے لگا لقا گنبد گیتی نما پر آکے بیٹھا تھا شور گیرودار جو سنا کہا
کیا ہی بختیارک نے کہا ای خداوند آج قاسم دو بہادروں کو ہمراہ لیکر جنگ کرنے آیا ہی اور بدیع الزمان بھی حسب معمول مع اسد و قران لڑ رہے ہیں لاشوں کے
لاشے گرا رہے ہیں یقین ہی کہ آج کا کوئی بندہ زندہ نہ بچیگا لقا نے یہ سنکے اپنے سرداروں کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم لوگ یہاں کیا کرتے ہو وہاں وہ شہزادے
شیر بیشہ صاحبقرانی لشکر کا خاتمہ کیے دیتے ہیں یہ سنکے سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے فیلطولوں پر آکر اگرچہ سرداران گروہ سرداران سے نکلکر میدان کارزار
مقابلے میں ان شیر دلوں کے خود شیر مست پوش للکارتا ہوا بدیع الزمان کے مقابل آیا اور چلایا ای پسر حمزہ تو نے بڑا سر اٹھایا دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں

داہنی طرف اُس نامرد کے آگرا اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالکر دوسرے ہاتھ سے تھپکی مارکے تلوار اُس پر غرور کی چھین لی فوراً اپنی تلوار اور
اُس ظالم کی تلوار دونون بائین ہاتھ مین لین داہنے ہاتھ سے کمر بند اُس ظالم بے پیر کی تھام کر گھوڑے سے اُٹھا لیا اور تین چکر دیکر
زمین پر مارا وہ مغرور تا بسینہ پر کینہ زمین مین غرق ہو گیا کاسۂ سر چور چور ہوا نشۂ غرور دور ہوا ایڑیان رگڑ کر دم نکل گیا ایک شور اُسوقت ہوا کہ جوشن
آہن پوش مارا گیا اُسوقت الکوس تبر را نابکار بد شعار نے جھپٹکر شہزادہ قاسم کے مقابل آکر ساطور مارا قاسم نے ساطور سپر کا قلم کر کے پیلا رک کا
ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہو کر وہ نامرد زمین پر دھڑ سے گرا یہ دیکھتے ہی جبار اژدر گیر لعین اسد شیر دل کے سامنے آکر تلوار تولی اور ہاتھ
بلند کر کے چاہتا ہے کہ اسد شیر دل پر وار کرون اسد شیر دل نے پھرتی و چالاکی سے جھک کر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا زیر بغل اُسکے مارا
تلوار اسد شیر دل کی سینۂ پر کینہ کاٹ کر یون سن سے نکل گئی جیسے صابون سے تار باریک آہنی ڈوب کر نکل جاتا ہے وہ نامرود مر کر
ہو کر گرا فاسق اژدر گیر مظفر دلیر پر مثل سگ دیوانہ جھپٹ کر آپڑا مظفر نے پھرتی سے جھک کے پالٹ کا ہاتھ مارا دونون
ٹانگین ظالم اظلم کی مثل نیشکر تازہ کے قلم ہو گئین وہ بریدہ پا گرا چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ سر پر مارا کاسۂ سر کاٹ کر آب دم شمشیر حلق سے
اُس نابکار کے اُتر گیا ناری زمین پر گر کے ٹھنڈا ہو گیا بلکہ خون آشام دوڑ کر مہتر قران جرار سے لپٹ پڑا جلدی مین دو تین
ہاتھ تلوار کے نامرد نے مارے مہتر قران نے خالی دیئے مگر ایک ہاتھ اوچھا سا چل پھر مین مہتر قران پر پڑ گیا ہلکا سا چرکا تلوار
کا لگا مین چار انگل کا مہتر قران نے بعد اتان کر جو مارا سر پاش پاش ہوا وہ بھی زمین پر گر کر فی النار و السقر ہوا الیاس تبر دار
تلوار کو چکر دیتا ہوا مہر وند کے مقابل آیا اُس نے بھی دو چار ہاتھ تلوار کے چلے دونون نے پھرتی سے وار رد کر دیے مہر وند نے
بائین ہاتھ سے خنجر کمر سے کھینچا سامنے منھ کے تلوار کا جلوہ دکھلایا بائین ہاتھ سے پہلو پر خنجر آبدار مارا ظالم چھپاک زمین پر گرا گھوڑے سے
دونون الگ سم سینۂ نابکار پر رکھدیے ظالم تڑپ کر مر گیا بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند چھؤن پہلوان مارے گئے
لقا نے کہا مین نے اُنکی تقدیر اسی طرح کی تھی یہ میری نافرمانی مین تھے جو میری اطاعت مین کمی کریگا وہ یونہین مارا جائیگا غرض کہ
چار پہر دن قیامت کا ہنگامہ رہا شام ہوتے ہی لشکر کفار مین روشنی ہوئی چراغان و مشعل جلنے لگے شہزادہ بدیع الزمان اور اسد
شیر دل و مہتر قران تلوارین مارتے ایک طرف لاش پر لاش گراتے صاف نکلے چلے گئے شہزادہ قاسم عالیشان اور
مظفر و مہر وند ایک جانب لڑتے بھڑتے نکل گئے کفار بد شعار نے دیدہ و دانستہ طرح دی اور ان سبکو نکل جانے دیا شاہزادہ
بدیع الزمان و اسد شیر دل دامن پلنگ کوہ مین آئے مہتر قران نے اپنے زخم مین ٹانکے دیے مرہم سلیمانی کا پھاہا چڑھا
دیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے مہتر قران کہین سے جا کے کھانا لاؤ مہتر قران نے کہا اے شہزادے غلام بسبب
زخمی ہونے کے مجبور ہے اسکی اذیت سے دل دردمند ہے عالم مجبوری ہے مجکو معاف کیجیے صبح کو جسطرح ممکن ہوگا حضور کے واسطے
کھانا لاؤنگا حضور کو کھلاؤنگا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے مہتر قران مین تو صبح کو لڑنے جاؤنگا مہتر قران نے کہا کل
روز خون نہ ماریے پرسون سمجھ لیجیے گا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے مہتر قران وہ ترک تنگ چشم ملقب بہ لعل پوش
خاوری قاسم آیا ہوا ہے وہ ضرور لشکر لقا پر آگرے گا اگر مین جاؤنگا تو خدا معلوم وہ اپنے دل مین کیا خیال کریگا اور کیا سمجھیگا
مین ضرور لشکر لقا پر روز خون مارونگا اسد شیر دل نے کہا کہ ماموجان مین جا کر کھانا لاتا ہون آپ تھوڑی دیر توقف فرمایئے شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا کہ تم آدمی اور طرح کے ہو مجھے تمکو جانے دینا اچھا نہین معلوم ہوتا ایسا نہو کہ تم وہان کچھ شر و فساد کرا دو
ہم بیفکری سے بیٹھے رہین اور تم وہان گرفتار ہو جاؤ تو پھر مین کیا کرون اسد شیر دل نے کہا حضور کا اقبال اور فضل خدا
شامل حال چاہیے کیا مجال کسی کی جو آنکھ ملا سکے بھلا ہم سے کون لڑ سکتا ہے آپ خاطر جمع رکھیں مین ابھی تو آتا ہون شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا دیکھو خبردار جو چیز لینا تو دام دیکر مول لینا اسد شیر دل نے کہا بہت خوب جیسا آپ ارشاد فرماتے ہین ویسا ہی عمل مین
لاؤنگا یہ کہکر اسد روانہ ہوا جب شہر مین آیا دیکھا کہ شہر سبا گل نہایت آراستہ و پیراستہ ہے سیر و تماشا دیکھتا ہوا ایک میوہ فروش کی دکان پر

آگے دو گلابیان شراب کی لین وہان سے آگے چلا قضا سے کار بختیارک کے باورچی خانے کے پاس پہونچا دیکھا کہ بختیارک ایک کرسی زرین پر بیٹھا ہوا کھانا پکوا رہا ہے سامان دعوت یاقوت شاہ مین مصروف ہے اسد شیر دل نے پاس بختیارک کے جا کر کہا ای ملک جی آج کسکی دعوت کی تیاری کر رہے ہو بختیارک نے سر اٹھا کر دیکھا کہ اسد شیر دل ہے پہچانکر چپ ہو رہا تھر تھر کانپنے لگا جان نکل گئی دل مین کہا کہ ملک الموت سر پر آگیا ہاتھ جوڑکر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ زہے نصیب اس خانہ زاد کے کہ آقا سے ولی نعمت نے کفش خانہ پر قدم رنجہ فرمایا پیر و مرشد یہ خانہ زاد آپکا غلام در غلام ہے اور یہ سب حضور کا صدقہ ہے اسد شیر دل نے کہا کہ ملک جی تم بڑے بدذات ہو اسد بن ہمارے قتل کرانے کی کیا کیا تدبیرین تبارہے تھے اور خوب شعلے لگا دے رہے تھے وہ مردود لقا سے بے لقا تمھارے کہنے پر عمل کرتا تھا اب اسوقت یہی شرط کہ ایک ہاتھ تلوار کا مارون کہ سر تمھارا اچھٹا سا لنگڑا ادھر جا پڑے ابھی تمکو جہنم واصل کرون اسوقت بختیارک نہایت خوف زدہ ہوا اور سمجھا کہ آپ نواسہ شیر بیشہ ولاوری مجکو قتل کر ڈالے اسد شیر دل کے قدمون پر گر پڑا اور نعلین پاے صفدر و غازی پر ناک رگڑنے لگا اور ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ غلام کی کیا مجال ہے آپ میری خطا کو عفو کیجیے آیندہ غلام ایسی جسارت نہ کریگا آپ مالک و مختار ہین چاہین قتل کرین چاہین جانبر کرین اسد شیر دل نے کہا کہ خبردار اب کبھی ایسی حرکت نالائق نہ کرنا اور ہمیشہ مجھسے ڈرتا رہنا اگر پھر کبھی ایسی حرکت تجھسے سرزد ہوئی تو ضرور قتل کر ڈالونگا اور زندہ نہ چھوڑونگا پھر وہان سے دو ایک خوان کھانے کے لیکر روانہ ہوے اور بختیارک دوسرے دروازے سے نکلکر یہ سوچ کر چلا کہ یاقوت شاہ کو اسد شیر دل کی آنے کی خبر دون اس خیال مین دروازے پر یاقوت شاہ کے پہونچا اور لوگون سے باتین کرنے لگا قضا سے کار اسد شیر دل بھی اسی طرف سے گذرا کبابون کے بریان ہونے کی بو جو ناک مین آئی بیتاب ہو گیا اسوقت یاقوت شاہ اپنی صحبت مین بیٹھا ہوا ہے دور شراب چل رہا ہے یاقوت شاہ پی رہا ہے اور مرغ ماہی کے کباب بکاول گرما گرم تیار کرکے بھیجتا جاتا ہے یاقوت شاہ اور اسکے ہم صحبت کھاتے ہین اسد شیر دل کے خیال مین یہ آیا کہ تھوڑے سے کباب ماموں کے واسطے لے چلیے اس اثنا مین نگاہ بختیارک پر پڑی للکارا کہ او نمک حرام تو میری خبر کرنے کو یہان آیا ہے یہ کہکے اسد شیر دل نے تلوار کھینچی اور کہا کیون ای مردود یہی شرط کہ تجکو جہنم واصل کرون بختیارک دوڑکر اسد شیر دل کے قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کیا مجال خانہ زاد جو کچھ منہ سے نکالے اسد شیر دل نے دیکھا کہ اس نے پائجامہ اپنا نجس کیا ڈر سے پیشاب خطا ہو گیا اب خوف سے روح اسکی فنا ہو جائیگی اسد نے تلوار میان مین کرکے کہا کہ تو میرا گھوڑا لیے ہوے یہین کھڑا رہ خبردار یہان سے حرکت نکرنا جبتک مین نہ آؤن کہین نہ جانا مین اندر جاتا ہون یاقوت شاہ سے کچھ کہنا ہے بختیارک نے ہاتھ باندھ کے کہا غلام کی کیا طاقت اور کیا مجال ہے جبتک حضور بارگاہ سے باہر تشریف نہ لا لینگے یہ غلام کہین نہ جائیگا اسد بن کرب غازی مرکب باد رفتار سے اترے اور باگ گھوڑے کی بختیارک کے ہاتھ مین دی اور دلیرانہ بارگاہ یاقوت شاہ مین داخل ہوے بطریق سلام سلام کیا یاقوت شاہ نے فوراً اسد کو پہچان لیا پوچھا کہ ای اسد آج یہان آپکا کیونکر آنا ہوا اسد شیر دل نے کہا کہ بیٹھون تو کہون یاقوت شاہ نے اسی وقت ایک کرسی زرنگار منگوا کے بچھوا دی اسد نامدار کرسی زرنگار پر جلوہ افروز ہوا یاقوت شاہ سے فرمایا کہ ہم مین اپنے ماموجان کے واسطے شراب لینے کو آیا تھا جب شراب لیکے چلا تو تمھاری بارگاہ کی طرف سے گذر ہوا بو کباب کی دماغ مین آئی دل نے کہا کہ کوئی دستیاب ہون تو ماموجان کیواسطے لیتے چلیے ای یاقوت شاہ اگر تو بخوشی کباب دیگا تو فبہا ورنہ بجبر کباب لونگا یاقوت شاہ نے اسد شیر دل کی شکل غضبناک دیکھکر کہا کہ ای طفل جوانمرد غازی ابھی تو شام تک لقا پرستون سے لڑ بھڑ کر گیا اور اب تن تنہا یہان چلا آیا تجھے کچھ خوف اپنی جان کا نہوا یہ نہ سمجھا کہ یہان سب دشمن تشنۂ خون ہین نشہ دشمنی سے مست ہو رہے ہین دیکھیے کسطرح پیش آئین اتنے سردار گردن فراز تیغزن و جانباز یہان بیٹھے ہین سبکو تو مار ڈالیگا یہ سنکے اسد بن کرب غازی شیر حجازی نے کہا اگر تم سے ایک نے

بھی مجھپر ہاتھ ڈالا تو یہ سمجھ لینا کہ پھر یہان ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یاقوت شاہ نے چاہا کہ اپنے سردارون کو حکم دے کہ اس دیوانے کو پکڑ لین مگر محفل مین اسد کے اس کلام سے سب سردار دست بقبضہ ہوگئے تھے مگر حکم کے منتظر تھے اُدھر اسد شیردل نے بھی قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہ ناگاہ قہرش بن عنتر سوکیاسے طوفانی اندر بارگاہ کے آیا اور پوچھا کہ یہ کیسا شور غل اور کس بات کا ہنگامہ ہے کہ تمام سردار دست بقبضہ بیٹھے ہین یاقوت شاہ نے کہا کہ یہ دیوانہ یعنے اسد شراب وکباب لینے آیا ہے چاہتا ہے کہ مین بزور لیجاؤن اور مین چاہتا ہون کہ اسے گرفتار کرون قہرش بن عنتر نے کہا کہ تم لوگ نا انصاف ہو اور کچھ جرأت نہین رکھتے ہو دیکھو ایسی بہادری اور دلاوری چاہیے کہ بیخوف وخطر یکہ وتنہا تم ایسے دشمنون کی بارگاہ مین چلا آئے اور تم اُسے گرفتار کرو خلاف جرأت وجوانمردی کے ہے اور حمیت ومروت سے بعید ہے اسوقت جو کوئی اس بہادر کو گرفتار کرنے کا قصد کریگا مین اسکو قتل کرونگا اور جو کوئی اس شیرمرد سے دغا کریگا ضرور اُس سے تلوار چلیگی مین اسوقت کسی کی رعایت نہ کرونگا پھر اسد شیردل سے کہا اے بہادر آپ تشریف لیجائین خوان طعام اور شراب وکباب حاضر ہے بھیجے پھر چند خوان طعام لذیذ اور چند کشتیان شراب وکباب مرغ ماہی کی ہمراہ اسد شیردل کے کردین اسد بن کرب غازی بارگاہ یاقوت شاہ سے باہر آیا بختیارک سے مرکب لیکر سوار ہوا اور خوان کشتیان ہمراہ لیکر جانب کوہ چلا مگر بختیارک تو بڑا بدذات اور نہایت مفسدہ پرداز ہے مہتر گردھر سے کہا کہ تو اسد کے تعاقب مین جا اور دیکھ آگے کس پہاڑ پر مقیم ہے مہتر گردھر وعقب مین اسد شیردل کے چلا اُدھر حال سنیے ناظر پر واضح ہو کہ جب اسد دلاور واسطے کھانا لینے کے چلے تھے مہتر قران بھی پیچھے پیچھے چلا تھا کوس بھر آیا تھا کہ آواز زنگ کی کان مین مہتر قران کے آئی مہتر قران ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہو رہا اس خیال سے کہ دیکھون کون عیار آتا ہے اور کہان جاتا ہے جب قریب جھاڑی کے وہ آیا تو مہتر قران نے پہچانا کہ مہروند عیار قاسم کا اپنے آقا کے واسطے کھانا لیے جاتا ہے جست کرکے اُسکے پاس آیا اور کہا کہ اے مہروند آدھا کھانا تو مجکو دے جا کہ میرا شاہزادہ بھوکا ہے اور مین زخمی ہون طاقت چلنے کی نہین کہ جاکر ملک سبائل سے کھانا لاؤن اسواسطے چاہتا ہون کہ تو آدھا کھانا مجکو دیدے اور آدھا تو لیجا اُسنے کہا کہ مین بڑی مشقت سے کھانا لایا ہون کیونکر ہوسکتا ہے کہ تجکو دیدون مین تو آدمین سے ایک دانہ بھی نہ دونگا مہتر قران نے کہا مین تجھسے زبردستی لونگا المختصر تکرار زیادہ ہوئی بعد گفتگو سے طول وطویل نوبت حرب وضرب کی آگئی مہتر قران نے خنجر کمر سے کھینچا مہروند نے بھی خنجر نکالا لڑائی ہونے لگی بڑی دیر تک عیارون مین خنجر بازی ہوئی آخر کار مہروند زخمی ہوا اور کھانا چھوڑ کر بھاگا مہتر قران کھانا لیے ہوئے پاس شہزادۂ بدیع الزمان کے آیا شاہزادے نے پوچھا کہ ایسا جلد تو کہان سے کھانا لے آیا سچ سچ بتا دے مہتر قران نے ساری کیفیت شہزادۂ بدیع الزمان سے بیان کی بدیع الزمان نے کہا یہ کھانا مین نہ کھاؤنگا یہان مہروند مہتر قران کے پیچھے پیچھے لگا ہوا آیا تھا یہ سب کیفیت مکان قیام شہزادۂ بدیع الزمان دریافت کرکے پاس شہزادۂ قاسم کے آیا اور سب کیفیت بیان کرکے کہا کہ مجھے مہتر قران نے زخمی کیا اور کھانا چھین لیا شاہزادۂ قاسم یہ سُنکے نہایت برہم ہوا اُسی وقت سوار ہو کر اور مہروند کو اپنے ہمراہ لیکر پلنگ کوہ پر آیا شاہزادۂ بدیع الزمان دیکھتے ہی قاسم کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ کھانا تمھارا بجنسہ رکھا ہوا ہے اگر مین کھا لیتا تو البتہ تمکو فساد کرنا چاہیے تھا اُس پر بھی بڑی بدنامی کا باعث تھا تمام عالم مین مشہور ہوتا کہ اولاد حمزہ کھانے پر لڑے شاہزادۂ قاسم نے کہا مین کھانے کے واسطے نہین آیا ہون بلکہ قران کو سزا دینے آیا ہون کہ میرے عیار کو زخمی کیا اور کھانا بھی چھین لیا مہتر قران چھپا ہوا کھڑا تھا یہ باتین سُنکر دست بستہ سامنے آیا اور کہا آپ جو چاہین مجھے سزا دین یہ گنہگار حاضر ہے مگر انصاف شرط ہے اے شہریار مین زخمی تھا کھانا اس سبب سے مین نے مانگا کہ مجھسے ملک سبائل تک جایا نہین جاتا تھا مین نے کہا کہ آدھا کھانا مجھے دیدے کہ میرا شاہزادہ بدیع الزمان بھوکا ہے اِس نے نہ دیا مجھے برا معلوم ہوا اتنا بیشک غلام خطاوار ہے کہ لڑکر

کھانا چھین لیا اب قصور میرا معاف فرمایئے ورنہ آپ مالک و مختار ہین شہر یا عفو کیجیے مجھے یا قتل کیجیے ؛ لیکن گناہگار
کی بالکل خطا نہین ؛ شہزادہ قاسم عالیجناب نے بصد غیظ و عتاب کچھ نہ جواب دیا غصہ مین تو بھرا ہوا اٹھا چاہا تلوار
کھینچکر ایک ہاتھ مارون شاہزادہ بدیع الزمان نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ نذر کردہ شاہ مردان شیر خدا علی مرتضے ہے امیر با توقیر
بھی اسکی بڑی خاطر کرتے ہین اور نہایت آبرو سے پیش آتے ہین بقول سعدی نظم پادشاہے کو روا دارد ستم بر زیر دست
دوستدارش روز سختی دشمن زور آور ست ؛ با رعیت صلح کن از جنگ خصم ایمن نشین ؛ زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر ست
ای قاسم عالیشان تمکو مناسب ہے کہ مہتر قران کی خطا معاف کرو یہ سنکر شاہزادہ قاسم نے مہتر قران کی خطا معاف کی اور عرض کیا کہ عمو جان
آپ نے بجا ارشاد فرمایا قطعہ ہر کہ در خردیش ادب نکنی ؛ در بزرگی فلاح از و برخاست ؛ چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ
نشود خشک جز بآتش راست ؛ شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹھیے تشریف رکھیے غصہ کو جانے دیجیے کچھ حال بیان کیجیے
شہزادہ قاسم عالیشان غصہ دفع کرکے بیٹھے اب اپنا اپنا حال آپسمین بیان کرنے لگے شہزادہ قاسم نے مہرو ندا اپنے
عیار کو مہتر قران سے بصفائی دل ملوا دیا اس اثنا مین اسد شیر دل بھی آپہونچا اور خوانہائے طعام لذیذ اور کشتیان شراب
کباب کی سامنے شہزادہ بدیع الزمان کے رکھوائین اور تمام کیفیت بیان کی شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ قہر ش کے
باعث سے تم بچگئے اب ایسی حرکت کبھی نہ کرنا اسد شیر دل سنکر چپ ہو رہا پھر سب نے کھانا کھایا اور بعد اسکے شغل شراب
و کباب ہوا ناگاہ قران کی نگاہ گردھرد پر پڑی دیکھا کہ درخت کی آڑ مین کھڑا ہے جھپٹ کر اسکے پاس آیا اور نعرہ کیا او مکار
نابکار تو جاسوسی کرنے کو آیا ہے اسنے چاہا کہ بھاگ جاؤن جان اپنی بچاؤن مہتر قران نے اسکو پکڑ لیا گردھرد نے کہا
مین تو تم سبکو آگاہ کرنے آیا تھا کہ اس امر سے خبردار کردون کہ کبابون مین بیہوشی ملی ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کباب
کو پھنکوا دیا اور اس سے اقرار نامہ لکھوا کر چھوڑ دیا کہ ہمارا اس مقام کا افشائے راز نہ کرنا گردھرد وہان سے یاقوت شاہ
کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ مین اسد شیر دل کے ساتھ چلا گیا تھا نہین معلوم وہ غار مین کوہ کے گھس کر کدھر چلا گیا
مین تمام کوہستان مین تلاش کرتے کرتے پریشان ہو گیا جب کہین سراغ نہ ملا تو چلا آیا اور خلوت مین جاکے یاقوت شاہ
سے کہا کہ بیشہ مرفوع مین شاہزادہ بدیع الزمان اور اسد شیر دل اور قاسم نوجوان سب بیٹھے ہین یاقوت شاہ
یہ حال گردمرد سے سنکر لقا سے بے بقا کے پاس چلا مہتر قران بھی پیچھے پیچھے گردمرد کے اسواسطے آیا تھا کہ
دیکھون گردمرد عیار یاقوت شاہ سے کیا کہتا ہے فوراً نعرہ کیا نعرہ مہتر قران ؛ سریع السیر چون باد بہاری
جہان سر سنگ در خنجر گذاری ؛ بمیدان اژدر آتش فشانم ؛ منم مہتر قران شیر ژیانم ؛ او چغلخور تو نے افشائے راز
کیا حالانکہ اقرار نامہ لکھ آیا اس مضمون کا کہ مین ہرگز ہرگز افشائے راز نہ کرونگا اور پھر تو نے یہان آنکر بیان کیا اب
مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکے ایک بغدا مارا وہ زخمی ہو کر گرا یاقوت شاہ نے للکارا ہان ہان اس شوم دست
مہتر قران کو مار لو پکڑ لو کہ گردمرد کو زخمی کر کے جاتا ہے اسی حالت مین پلٹ کر مہتر قران نے یاقوت شاہ کو بھی
بغدے سے زخمی کیا اور پانچ چار ظالم و کفار کو جان سے مار کر صاف مہتر قران نکلا چلا گیا یاقوت شاہ کچھ ایسا زخمی
نہ تھا کہ اٹھا نہ جا سکے لقا سے بے بقا کے پاس آہستہ آہستہ آیا اور کہا یا خداوند بدیع الزمان و اسد شیر دل و قاسم
نوجوان بیشہ مرفوع مین بیٹھے ہین گردمرد عیار جاکے خبر لایا ہے لقا سے بے بقا نے اسی وقت سنبل التشار و سہیل تفنگ انداز
کو طلب کر کے حکم دیا کہ تم جاکے بیشہ مرفوع مین آگ لگا دو کہ وہ مفسدان یعنی حمزہ وغیرہ وہان بیٹھے ہین جلکر خاک ہو جائین یہ دونون
ناری حکم پاتے ہی لقا سے اپنے ہمراہیون کو لیکر روانہ ہوئے مہتر قران تو خبری کو دربار لقا مین موجود تھا یہ خبر سنکر بحال چالاکی
وہان سے مثل باد صرصر بھاگا ہوا آیا دیکھا کہ تینون بہادر یعنی شاہزادہ بدیع الزمان و اسد شیر دل و قاسم عالیشان بغفلت تمام بیٹھے ہوئے

اپس مین باتین کر رہے ہین مہتر قران نے آتے ہی عرض کیا کہ اے شہریار اب براے خدا جلد یہان سے نکل چلیے کہ سنبل آتشباز
و سہیل نفط انداز بیشہ مرفوع کو جلانے آتے ہین لقا کو خبر آپکے یہان قیام کی ہوگئی لقا نے حکم دیا ہے کہ بیشہ مرفوع کے چہار طرف
آگ لگا دو کہ سب خدا پرست جلکر خاک سیاہ ہو جائین چنانچہ وہ قریب آگئے اور صحرا سے آتشین برسایا چاہتے ہین جلد اُٹھیے
اور نکل چلیے شاہزادہ بدیع الزمان کو نہایت فکر ہوئی کہ اب اسوقت کیا کرنا چاہیے ہے شاہزادہ قاسم نے کہا کیا ڈر ہے یہان
انکو آنے دیجیے تلوار سے سبکو مارے دیتے ہین اسد شیر دل نے کہا وہ کافر کیا کرینگے مین ایسی تلوارین مارونگا کہ انکو بھاگتے راستہ نہ ملیگا
شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اچھا دیکھا جائیگا اب مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے جلد نکل چلو پھر سمجھ لینا غرضکہ
تینون بہادر یہان سے اور طرف سے اوس طرف کو چلے گئے دم بھر مین ایک صحرا سبزہ زار مین جا کے اقامت پذیر ہو
جسکا سبزہ زار لائق دید تھا کہ جسکے دیکھنے سے دلکو بشاشی اور فرحت حاصل ہو غنچہ خاطر پژمردہ وہان کی ہوا سے شگفتہ
ہو چہار سمت سے ہواے جنت کے جھونکے چلے آتے ہین نکہت گلہاے خودرو دماغ دلکو معطر کر رہی ہے اور وہ نرم نرم سبزہ دوب
جس سے فرش مخمل کاشانی سبز کا لطف ملتا ہے ایک نہر اُسی درمیان سبزہ زار کے ہے کہ جسکا پانی نہایت صاف و شفاف مثل گوہر
بے بہا شیرین بہار شہد و نبات و قند ہے سرد برف سے زیادہ گرد و نواح جابجا درختان میوہ دار ایسے کہ جن میوون کے کھانے
سے عمر بھر سیری رہے اُس صحرا مین اُن خدا پرستون نے قیام کیا اور وہان آتے ہی سنبل آتشباز و سہیل نفط انداز وغیرہ
نے بیشہ مرفوع مین آگ لگا دی تمام بیشہ جلنے لگا چرند و پرند وہان کے کچھ تو اڑ کے نکلکر بھاگ گئے کچھ جل جل کے کباب
ہو گئے یہ کفار بیشہ مین آگ لگا کر چلے آئے بیان لقا نے بڑی خوشی کی تبین بجوائین جلسہ عیش و عشرت رات بھر رہا انھون
[illegible] بیشہ مرفوع پر [illegible] گئے ہونگے اسی جلسہ عیش و عشرت مین لقا کیطرف تیر آ کا ہوا اٹھا کہ لاش گدا سے
ستمگر نیچے آئی اور لوگون نے حال سکے مارے جانے کا لقا سے بیان کیا لقا نے لاش اسکی دریاے اعظم مین پھنکوا دی اور
بختی بن سام شیر شکار سے کہا کہ تو جا کے خرم نژاد بیشہ کو خراب و تباہ و برباد کر دے اور سبکو قتل کر کے لیکتی افروز
کو یہان لے آوے کافر لشکر گران اپنے ہمراہ لیکر پہاڑ کی راہ سے روانہ ہوا اور دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا جلد جلد چلا جاتا تھا یہان لقا
نے سنبل آتشباز و سہیل نفط انداز کو بلا کر کیفیت بیشہ مرفوع کی دریافت کی دونون نے عرض کیا اے خداوند ہم سب خدا پرستونکو
کو جلا آئے وہ سب کے سب جلا یا کیا درکار اے کہ براے خدا یا حضرت مین تو جلا کر تمنا سبکو جلا کے خاک سیاہ
کر دیا لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے بختیارک شیطان رکاب تو نے سنا کہ وہ بندگان گنہگار سب جلگئے بختیارک
نے کہا کہ یا خداوند انمین سے کوئی نہین جلا کس سبب سے کہ مہتر قران یہان آیا ہوا تھا اُسنے جا کر اُن سبکو خبر دی ہوگی
وہ وہان سے چلے گئے ہونگے دوسرے یہ امر ہے کہ خدا پرست مرنے ہی نہین لقا بہت برہم ہوا کہا کہ او نالائق تو بڑا بد ذات ہے
بختیارک بولا کہ آپکو آج کل مین معلوم ہو جائیگا کہ وہ خدا پرست جلے یا نہین جلے یہان کا حال سنیے کہ صحرا سبزہ زار مین
شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نوجوان اور اسد شیر دل بیٹھے ہوے باہم باتین کر رہے ہین کہ مہتر [illegible] عیار
نے کچھ کان مین قاسم عالیشان کے کہا قاسم خبر وحشت اثر سنکر پریشان ہوے اور تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوے شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا کہ کیون کیا ہے خیریت تو ہے شاہزادہ قاسم نے کہا کہ مین ابھی آپکے پاس سے ہو جاتا مگر ناچار ہون کہ
بختی بن سام شیر شکار خرم نژاد بیشہ کے خراب و تباہ کرنے کو بحکم لقا گیا ہے اور فوج کثیر اُسکے ساتھ ہے مین ملکہ لیکتی افروز کو وہین
چھوڑ آیا ہون نہین معلوم کیا ہوا اب مین اُس کافر کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کر روانہ ہوے شاہزادہ
بدیع الزمان نے ہر چند پکارا کہ مین بھی تمھارے ہمراہ چلتا ہون مگر قاسم عالیشان نے منظور کیا اور کہا کہ مین بہت جلد
آپکے پاس حاضر ہوتا ہون آپ تشریف نہ لیجیے شاہزادہ بدیع الزمان خاموش ہو رہے مجبور تھے قاسم عالیشان کو جاتا دیکھا

نے قید کیا ہے پاے شیر مین باندھا ہے بس اسی مین خیر ہے کہ ہاشم تیغ زن کو چھوڑ دے ورنہ امیر حمزہ صاحبقران زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان قیامت برپا کر دینگے تجکو اور تیری ذریت مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے نقابدار نے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالا
اور للکار کر کہا او سارہ بان زادے تیرہ روزگار مین تیری اور تیرے حمزہ کی کیا حقیقت سمجھتا ہون اگر وہ بھی میری سرحد مین آئین تو
انکو بھی گرفتار و قید و بند کرون اور لشکر کو تہ تیغ کرون اُس نقابدار کے متعلقان سے بیس ہزار زنگی موجود تھے اُن سے نقابدار
نے کہا کہ اس مفسدہ پرداز کو تو پہلے پکڑ لو اسی جوان کے پاس اسکو بھی قید کرو ہزار زنگی دوڑے اور چاہا کہ پکڑ لیں یہ ہم
وہان سے بھاگ گئے خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین جاتے تھے راہ مین بہرام گرد خاقان چین اُدھر سے
آتا تھا خواجہ عمرو کو جو بدحواس آتے دیکھا کہا اے خواجہ خیریت تو ہے آپ کہان سے آتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ اے بہرام گرد
خاقان چین کیا کہون جو اسوقت مجکو صدمۂ عظیم ہے دل خطر سینہ مین بیتاب ہے ہاشم تیغ زن کو اسوقت عجب حال خراب
سے دیکھ آیا ہون جاتا ہون حمزہ صاحبقران سے بیان کرونگا بہرام گرد خاقان چین نے خواجہ عمرو سے
کہا کچھ حال ہاشم کا بیان کرو کیونکر دیکھا ہے کہان ہین خواجہ عمرو نے کہا وہ سامنے درۂ کوہ دکھائی دیتا ہے وہان ایک نقابدار
سرخ پوش رہتا ہے اُس نے ہاشم کو قید کیا ہے پاے شیر مین بندھا کھڑا ہے یہ سنکے بہرام خاقان چین جانب درۂ کوہ
چلا خواجہ عمرو اُدھر روانہ ہوے بہرام گرد خاقان چین جب درمیان درۂ پہاڑ کے گیا دیکھا کہ نقابدار سرخ پوش کرسی
زرنگار پر بیٹھا ہے اور گرد سب سرداران زنگی ہین اور ہاشم تیغ زن پاے شیر سے بندھا مسلسل بزنجیر ہے یہ دیکھتے ہی تحمل سے
تاب ضبط باقی نہ رہی نعرۂ شیرانہ کیا [illegible] بہرام گرد جوان شجاع و قوی و جری پہلوان [illegible] کیا غضب
کیا تو نے فرزند رشید حمزہ صاحبقران کو بہ گرفتاری ذلیل کیا ہے اب تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے یہ سنکے نقابدار سرخ پوش
کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کیا تو اُس جوان کا ساتھی بنکر آیا ہے بہرام گرد خاقان چین نے جواب دیا او مردود مجکو تو نہین جانتا
میرا ہے مالک و مختار ہے پدر عالیمقدار اسکا فرشتہ عالی روزگار ہے نقابدار سرخ پوش نے کہا ابھی تجکو معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نقابدار
نے نیزہ علم کیا بہرام نے بھی نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا نقابدار نے نیزہ مارا بہرام نے نیزہ پر روکا نقابدار نے نیزہ اُٹھا کر جھپکا مارا
بہرام کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا جھنجھلا کے تلوار میان سے کھینچ لی جھپٹ کر ہاتھ نقابدار سرخ پوش کو مارا نقابدار نے سپر پر روکا
تلوار بہرام گرد خاقان چین کی پھول مین سپر کے اٹک گئی نقابدار نے قبضۂ تلوار پر بہرام کے ہاتھ ڈالکر تلوار بہرام
خاقان چین کی چھین لی و دکمر [illegible] مین ہاتھ ڈالکر بہرام گرد کو اُٹھا لیا اور ہمراہیان بہرام کو تلوار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا جو بہت سے
قتل ہوے اور جو کچھ باقی رہے وہ بھاگکر خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوے یہان خواجہ عمرو حال
گرفتاری ہاشم امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے بیان کر رہا تھا کہ عیار بہرام کا بدحواس مضطر نالان سامنے امیر با توقیر
آیا اور حال گرفتاری بہرام گرد خاقان چین سب بیان کیا امیر با توقیر بہت غضبناک ہوئے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ وہ
درۂ کوہ کتنی دور ہے خواجہ نے عرض کیا کہ حضور تیس کوس ہے فرمایا ابھی لشکر کشی کرو صبح کو کوچ ہو جائے پہلوان عادی کو مع خیمہ و خرگاہ
اُدھر روانہ کیا جسوقت سامنے درۂ کوہ کے پہونچے خیمے بارگاہین استادہ کین اور طبل جنگی بجوا دیا صبح کو لڑائی کا سامان ہوا
نقابدار سرخ پوش درۂ کوہ سے مع فوج زنگی کے نکلا اور میدان مین آکر للکارا کہ تم کون ہو چلے جاؤ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو بارگاہ
خیمے خالی کر دو اور اپنا راستہ پکڑو ورنہ بڑی شکست فاش کھاؤگے تم سب کے سب قتل ہو جاؤگے پہلوان عادی مثل
شیر غضبناک کے جھپٹ نقابدار سرخ پوش سے بڑھ کے سامنا کیا نقابدار نے تلوار میان سے کھینچی پہلوان عادی نے
بھی تلوار کھینچی بڑھ کے ہاتھ مارا نقابدار نے خالی دیا اور جھپٹکر وار کیا پہلوان عادی زخمی ہوکر گرا فوج شکست
کھا کر بھاگ گئی نقابدار بارگاہین خیمے چھین کر [illegible] پہلوان عادی مجروح ہوکر مع لشکر خدمت امیر با توقیر

میں آیا اور حال سارا لڑائی کا بیان کیا امیر خشمناک ہوئے اور خود بنفس نفیس مع لشکر ظفر اثر کوچ کیا جب قریب اُس پہاڑ کے پہنچے
درۂ کوہ پر شہر بیت البحران کے میدان وسیع میں پڑاؤ ڈالا اور بارگاہ شاہی استادہ کرائی گرد اُس بارگاہ فلک جاہ کے خیام لشکر ہوئے ہمرہ اُنکے
جاکر ملک زردمان شاہ کو خبر دی کہ ای بادشاہ صاحب ترقی وجاہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران لشکر بیکران سے قریب درۂ کوہ کے
اُترے ہیں آمادہ بجنگ آئے ہیں یہ سنکے ملک زردمان شاہ نے بھی خیمے اپنے مع فوج روانہ کیے مقابلہ امیر ہندہ کبھی خیمے استادہ ہوئے
ملک زردمان شاہ فوج قلعہ بیت البحران سے لیکر جیحون میں آکر فروکش ہوا امیر باتوقیر نے چاہا تھا کہ ابھی ملک زردمان شاہ کے پاس ایلچی بھیجیں کہ
طبل جنگی ملک زردمان شاہ نے بجوا دیا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اب نامہ کی کیا حاجت ہے انہوں خود اُسنے نقارۂ رزمی بجوا دیا ہمارے لشکر
میں بھی کوس حربی بجے دونوں لشکر میں رات بھر تیاری جنگ وجدل کی رہی جب صبح ہوئی وردی لشکروں میں بھی غازیان دین و سپاہیان
والا تمکین عبادت و فریضہ سحری سے فارغ ہوئے معرکہ کارزار میں صفیں آراستہ ہوئیں ملک زردمان شاہ کے دو بیٹے تھے ایک قہر
طویل قامت ایک زہر طویل قامت بڑے بہادر وجرار لشکر شکن تیغ زن تنومند طاقتدار رستم و اسفندیار کو میدان جنگ میں نگاہ میں
نہ لاتے سے بھی کم سمجھے تھے بڑے بڑے پہلوانوں کو زیر کیا تھا شہرت سے مقابلہ کرتے تھے جس وقت لشکر آراستہ ہو کر آمادۂ پیکار ہوا اُسوقت
قہر طویل قامت بڑا بیٹا ملک زردمان شاہ کا اجازت لیکر بادشاہ سے میدان میں گھوڑا چھیڑ کر آیا اور مبارز طلب لشکر اسلام سے ہوا
فوراً ہرمز زبان خراسانی بادشاہ اسلام سے رخصت حرب و ضرب لیکر میدان جنگ گاہ میں آیا پہلے تو گفتگو سخت درمیان میں
آئی بعد دونوں میں نیزہ بازی ہوئی ہرمز زبان خراسانی نیزہ قہر طویل قامت کا نکال لیگیا قہر طویل قامت نے تلوار کھینچی
ہرمز زبان خراسانی نے بھی تلوار میان سے لی تلوار چلنے لگی اُسنے اُسکا وار روکا اُسنے اُسکی ضرب کو خالی دیا ایک مقام پر قہر
طویل قامت نے جھکائی دیکر ایک ہاتھ تلوار کا سر پر ہرمز زبان خراسانی کے مارا ہرمز زبان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار قہر طویل قامت
کی سپر پر پڑی کاٹتی تا دو ابرو اُتر گئی ہرمز زبان خراسانی نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا اور تیورا کر گرا قہر طویل قامت نے ایسا نعرہ
جھوم کر نعرہ کیا اور کہا کہ اور کوئی دلیر ہو سو مقابلہ کو آئے یہ سنکے اسد اژدہا دم صف لشکر سے گھوڑا اڑا کر نکلا اور آتے ہی میدان میں قہر
طویل قامت سے تلوار خوب چلی آخرکار اسد اژدہا دم بھی زخم کھا کر گرا اسی طرح قہر طویل قامت نے کتنے پہلوان بہادر بہت زخمی کیے جب اُنکے بعد
اسد اژدہا دم کے اسد شیر گیر آکر لڑا وہ بھی زخمی ہو کر گرا بعد اسد اسدان پھر اسد زور دہ گیر قہر طویل قامت سے لڑے اور جنگ
رستمانہ کر کے زخمی ہو کر گرے پھر تو قہر طویل قامت کو جوش بہادری میں نشہ بادۂ غرور چڑھا نعرہ کر کے آواز دی ای مسلمانو امیر خود اپنے لشکر
کیسے بودے پہلوانوں کو میرے مقابلے میں بھیجتے ہو کہ سنتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا بھی نہیں روک سکا کسی دلیر بہادر جوانمرد شیر صولت
صاحب ہمت کو بھیجے لڑنے کو کچھ تو دل میں شجاعت کا ہے اور مزا لڑائی کا حال یہ سنکر یہ جوش بہادری و ولولۂ صفدری قہرمن سلطون اسلام
کربست پر مرتب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب بادشاہ اسلام سے بجبر رخصت ہو کر اسپ فیصل قدم شکار کو
اڑاتے ہوئے مقابل اُس متکبر کے آئے اور میدان رزمگاہ میں گھوڑے کو کاوے پر لگایا نیزہ بعد شہر مندی ہلایا مگر ناظرین والا تمکین
کو آگاہی ہو کہ جب صبح کو دونوں لشکر باہم مقابل ہوئے تھے سو درۂ کوہ سے نقاب دار سرخ پوش چند سوار نمدپوش اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا
تھا قہر طویل کی لڑائی کا تماشا دیکھا کیا اور اکثر ملک زردمان سے پکار کر کہا ای ملک زردمان یہ خود پرست بڑا زبردست ہے تمہیں
تمہارے بیٹے کو کون میدان رزمگاہ میں دیکھا ان سے سمجھ لیتا ملک زردمان نے کہا مجھکو آپکے آنے کی خبر نہ تھی اُسنے میں
نقاب دار سرخ پوش بولا خیر سمجھ لیا جائیگا خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران زمان سے عرض کیا کہ ای شہریار یہی نقاب دار ہے جسنے
کہ اس نے بہرام گرد اور ہاشم تیغ زن کو گرفتار کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر میں سمجھا کہاں جائیگا انشاء اللہ میرے ہاتھ
سزا پائیگا الغرض کرب نامدار غازی شیر بہادر جانبازی جتلا کر قہر طویل قامت نابکار کے آگے قہر نے تکبر و نخوت سے پوچھا کہ ای جوان
کیا نام ہے کرب غازی نے نعرہ ہیکل تراش کیا کہ لشکر کفار کے دل ہل گئے زمین تھرائی الغرض کرب شمشیر اسلام ...

نظر کرہ شمشیر پر دو دگار رہ کرب غازی نے نعرہ کرتے ہی تلوار کھینچ لی قہر طویل قامت نے بھی تیغہ کمر سے نکالا قہر طویل قامت
نے کرب غازی پر وار کیا کرب غازی نے خالی دیا چونکہ تیغہ نابکار بھاری تھا ہاتھ جو خالی گیا کلائی پر ضرب پہونچی شانہ
جھوٹا پڑ گیا بائیں ہاتھ سے وہ ہاتھ پکڑ لیا جسمین قبضہ تھا یہان کرب غازی نے رکابون مین پانون استوار جما کے ہاتھ
تلوار کا مارا مع مرکب وہ نامرد دو ٹکڑے ہو کر زمین پر دھڑ سے گرا کرب غازی نے تلوار کا خون رومال سے پاک کر کے قبضۂ
شمشیر خون آشام کا شانے پر رکھکر مردانہ وار جھوم کر کہا کہ اور کوئی نامرد مقابلے کو نکلے یہ سنکر زہر طویل قامت بھائی کی محبت سے جوش
مین غصے سے ہونٹھ چباتا ہوا صف لشکر سے نکل کر سامنے کرب غازی کے آیا اور کہا او جوان خدا پرست تو نے میرے بڑے بھائی
شجاع و دلیر کو قتل کیا ہے کہان میرے ہاتھ سے اب بچکر جائیگا کوئی دم مین تجھکو تہ تیغ آبدار کرتا ہون یہ کہکر اُس نامرد نے کرب غازی
پر وار تلوار کا کیا کرب غازی نے وار بچا کر تلوار کے قبضے کو پکڑ کے جھٹکا دیا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے نکل آئی کرب نے تلوار چھین
لی داہنا ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر بڑی دور تک پیچھے نامرد کو دوڑا لیگیے مرکب دونون تھک کر بیٹھ گئے کرب غازی گھوڑے سے کود پڑے زہر طویل قامت
کو بھی جھٹکا دے کر نیچے مرکب کے اُتار لائے اور لڑنے لگے قریب شام آسے زیر کیا کفار کے لشکر مین طبل امان بجا دونون اپنے اپنے خیمون
مین پھر گئے ملک زرومان شاہ لاش بیٹے کی اُٹھوا لایا زمین مین گاڑ دی نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ اے ملک زرومان تم
طبل جنگ بجوا دو کل مین اُنسے سمجھ لونگا ملک زرومان شاہ نے نقارۂ جنگی بجوایا ادھر صاحبقران زمان نے بھی کوس حربی بجوایا
چار پہر رات تیاری کارزار و آراستگی مین ہتھیارون کی بسر ہوئی دم سحر دونون لشکر معرکہ آرا سے برد ہوئے نقابدار سرخ پوش وارد ہوا
سے نکلا زنگیان خونخوار اسکے گرد تلوارین کھینچے تھے جب موریچے درست ہو چکے صفین آراستہ ہو چکین نقیب اپنا سبب دینے لگے لشکر کا دل بڑھانے
لگے پہلوان تلوارین تول تول کر بڑھنے لگے یہ دیکھکر نقابدار سرخ پوش میدان مین آیا اور پکارا اے خدا پرستو مسلمانو تم بڑے مغرور ہو اپنے
دل مین یہ جانتے ہو کہ ہم سب جگہ غالب آئینگے گھر بیٹھے چڑھ کر لڑنے آئے ہو مگر یہ مقام وہ نہین ہے کہ جہان تم فتحیاب ہوے ہو یہ جگہ اور
ہے یہان بڑے بڑے بہادر اولوالعزم آکے زیر ہوے ہین تم سب خدا پرست مارے جاؤگے گرفتار ہوگے بہتر ہے کہ خداوند لقا کو سجدہ
کرو تو تمہاری سبکی جانبری ہو جائیگی یہ سنکر جمہور جانسوز تاویج کھا کر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا نقابدار سے نیزہ بازی
ہونے لگی دونون برابر رہے جمہور نے نیزہ بڑھ کر میدان مین گاڑ دیا اور تلوار کمر سے کھینچ لی نقابدار آگے جمہور کے بڑا جمہور
جانسوز نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ بڑھا کے جھٹکی دی تلوار جمہور کی پٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالکے
تلوار جمہور کے ہاتھ سے نکال لی جمہور نے نقابدار کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور گھوڑے سے کود پڑا نقابدار بھی مرکب سے
اُتر پڑا اور بڑی دیر تک کشتی ہوا کی نقابدار نے لنگر توڑ کر جمہور کو اُٹھا لیا اور مشکین باندھ کے زنگیون کے حوالہ کیا یہ دیکھتے ہی
فرامرز عاد معزولی غضبناک ہو کر نقابدار کے سامنے آیا اُس سے بھی تلوار چلنے لگی نگاور گل کی طرح پھرنے لگے فرامرز
عاد معزولی نے ایکبار جھکائی دے کر تلوار کا ہاتھ مارا نقابدار نے وار بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ تلوار چھین لون مگر ممکن
نہوا آخر کشتی ہونے لگی قریب شام نقابدار نے فرامرز کو زیر کر کے باندھ لیا اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین
پھر گئے امیر با توقیر بھی بارگاہ شاہی مین آئے خواجہ عمرو نے کہا اے شہریار دیکھا آپ نے جمہور و فرامرز ایسے بہادر تھے کہ آپ نے
انکو تین دن مین زیر کیا تھا نقابدار کیسا جری و دلیر اور طاقتدار ہے کہ اسنے دوپہر مین دونون کو زیر کر کے باندھ لیا امیر نے فرمایا اے خواجہ
جا کر نقابدار کی خبر لاؤ کہ یہ کون ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ مین ہرگز نہ جاؤنگا اول تو یہ کہ از دردہ کوہ کے زنگیان خونخوار رہتے ہین دوسرے یہ کہ نقابدار
جادوگر معلوم ہوتا ہے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تمکو پانچ ہزار روپے دینگے جو ہمکو تم خبر لادو گے خواجہ عمرو نے کہا کہ
مجھے جان ضایع کرنا منظور نہین بادشاہ نے فرمایا جو کوئی درۂ کوہ سے نقابدار کی خبر لائیگا مین بخلعت و زر سرفراز کرونگا ابو الفتح
اصفہانی اور گلباد عراقی نے عرض کیا کہ غلام خبر نقابدار کی جا کے لائینگے بادشاہ نے دونون کو بخلعت و زر سرفراز

فرما کر رخصت کیا دونوں طرف درۂ کوہ کے روانہ ہوئے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھ کر پیچھے اُن دونوں کے چلے ابو الفتح اور گلباد
دونوں درۂ کوہ میں داخل ہوئے نقابدار کو ڈھونڈھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ شور و غل ہوا کہ ان مفسدوں کو جانے نہ دینا
ابو الفتح اور گلباد دونوں ہمت کر کے بھاگے تھے کہ زنگیوں نے چہار طرف سے گھیر کے پکڑ لیا اور نقابدار کے سامنے لے گئے
خواجہ عمرو وہاں سے بھاگے امیر با توقیر سے کہا کہ ابو الفتح اور گلباد دونوں گرفتار ہو گئے نقابدار نے اُن سب کو قید کیا غرضکہ
پھر طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر ہم نبرد ہو کر میدان رزمگاہ میں آ کر صف آرا ہوئے یہاں لندھور نے حمزۂ صاحبقران
سے عرض کیا کہ اے شہریار آج مجھے بڑی حیرت ہے کہ دربارگاہ شاہی پر میرا گرز دھرا رہتا تھا رات کو وہ گرز گاؤسر غائب
ہو گیا امیر با توقیر نے فرمایا اے بھائی تمہارا گرز اٹھانے والا کون ہے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اُدھر نقابدار سرخ پوش درۂ کوہ سے باہر
آیا گرز لندھور کا ہاتھ میں اُسکے تھا لندھور سے لشکر والوں نے کہا اے لندھور تم اپنا گرز دربارگاہ امیر پر تلاش کر رہے ہو گرز
تمہارا نقابدار سرخ پوش کے ہاتھ میں ہے لندھور اور امیر با توقیر نہایت متعجب ہوئے حیران ہو کے کہنے لگے کہ یہ کیا سحر ہے گرز یہاں
سے لیجا کر نقابدار کو دیا غرضکہ نقابدار میدان رزمگاہ میں آیا اور پکارا لندھور کہاں ہے آج میرے مقابلے کو آئے لندھور
یہ سنتے ہی گھبرا ہو گیا فیل مست پر سوار ہو کر میدان میں آیا نقابدار سرخ پوش کو للکارا کہ او نقابدار کیا ایسے بھی فن فنون سپاہ گری
اور بہادری میں سمجھ کہ سپاہی کا ہتھیار چرائے اور چوری کر کے غازی دلاور سے مقابلہ کرے تو بڑا ہی بے حیا ہے نقابدار نے سنکر کہا او لندھور
یہ تیرا مال ہے وہ سب ہمارا ہی مال ہے اب تجھے بھی پکڑ لیجاؤنگا اور حمزہ کو بھی باندھ لونگا لندھور کو غصہ آ گیا خشمناک ہو کر للکارا او بیحیا
میری ہمسری کر کے مجھ سے سامنا کرتا ہے اور بیہودہ بکتا ہے کیا مجال تیری ہے حمزۂ صاحبقران زمان سے آنکھ ملا سکے نقابدار نے جھنجھلا
کر وہی گرز لندھور پر مارا لندھور ضرب گرز گران سے بیہوش ہو گیا ہاتھی لندھور کا مر گیا یکایک خاک اُڑی عیار لندھور کے
دوڑے نقابدار کے بھی عیاران لندھور پر تلوار کھینچ کے جھپٹے عیار سب بھاگ گئے نقابدار نے لندھور کو گرفتار کر کے درۂ کوہ
میں بھیجدیا اور پھر للکارا کہ اور کوئی پہلوان ہے جو مقابلے کو آئے مالک اژدر بادشاہ سے رخصت لیکر گھوڑا دوڑا کر مقابلہ نقابدار
میں آئے نقابدار نے جھپٹ کے نیزہ مارا مالک اژدر نیزہ سے نیزۂ نقابدار کو اڑا لیگئے وہ نابکار یہ دیکھ کے ششدر رہ گیا
اور غضبناک ہو کر تلوار کھینچ کے وار کیا مالک اژدر نے وار نقابدار کا رد کر دیا پھر جھپٹ کر مالک اژدر نے ہاتھ تلوار کا مارا
نقابدار نے رد سپر کر کے گیا بازی اور ہاتھ ڈالا باندھ رہ ہوئے لگے آخر کو دونوں گھوڑوں سے اُتر کے کشتی ہونے لگی القصہ قریب شام
نقابدار نے مالک اژدر کو زیر کر کے گرفتار کیا طبل بازگشت بجا کر نقابدار درۂ کوہ میں داخل ہوا یہاں حمزۂ صاحبقران
بھی بارگاہ شاہی میں تشریف لائے اور عمرو وغیرہ سے فرمایا واللہ بیشک یہ نقابدار سحر ساز کامل ہے ورنہ مجال رکھتا تھا جو
مالک اژدر کو اس طرح زیر کر کے مشکیں باندھ کر لیجاتا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے امیر آپ سچ اور صحیح فرماتے ہیں القصہ چند سردار نامدار
بہت سے سرداروں کو نقابدار نے اسیر و گرفتار کیا حمزۂ صاحبقران زمان نہایت حیران و پریشان ہو گئے مضطر و فکرمند
بارگاہ میں بیٹھے ہوئے خواجہ عمرو سے فرما رہے تھے کہ اے خواجہ غضب ہوا لشکر تباہ ہوا جاتا ہے تم بھی کوئی تدبیر اور عیاری نہیں کرتے
خواجہ جواب دیتے تھے کہ اے شہریار میرا کیا اختیار ہے میں کیا کروں دربار میں امیر با توقیر کے یہی ذکر مذکور ہو رہے تھے ناگاہ
چھیلی ماہرو اپنے دنگل سے اٹھا اور حمزۂ صاحبقران کی آنکھ بچا کر بارگاہ سے یہ کہتا ہوا باہر چلا گیا کہ میں ابھی نقابدار
کو پکڑ کے لاتا ہوں یہ کہکر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد امیر کی نگاہ چھیلی کے دنگل پر پڑی دیکھا دنگل چھیلی کا خالی ہے پوچھا
چھیلی ماہرو کہاں گیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ نقابدار کے گرفتار کرنے کو گیا ہے چھیلی ماہرو کو تو گئے ہوئے بڑی دیر ہوئی
آپ نے اپنا طلایہ فرمایا امیر با توقیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ جاؤ چھیلی کو سمجھا کر بلا لاؤ عمرو اسی وقت روانہ ہوئے اور
چھیلی لینے ہوئے گئے مگر اُس وقت پہونچے کہ چھیلی ماہرو درۂ کوہ میں داخل ہو چکے تھے خواجہ پکارے اے چھیلی تمکو سودا ہوا ہے

کیون عذاب مین پھنسا چاہتے ہو جان بوجھ کر بلا کو خریدتے ہو نقابدار کو یہان تلاش کرتے ہوئے آئے جنگیل نے کہا اے خواجہ یہان
تو نقابدار کا نام و نشان بھی نہین ہے اے خواجہ یہ مقام عجیب پر فضا اور پر بہار ہے چار طرف عجب کیفیت لالہ زار ہے تم ٹھہر جاؤ ذرا
دو چار گھڑی سیر کرون تو چلون تم بھی اس گلشن پر بہار کی ہوا کھاؤ عمرو نے کہا اے جنگیل یہ مقام نہایت پر خطر ہے مجھے یہان ٹھہرتے
ہوئے خوف معلوم ہوتا ہے مین تو جاتا ہون یہان مین ہرگز نہ ٹھہرونگا تم بھی جلد چلے آؤ اپنے تئین بلا مین نہ پھنساؤ جنگیل نے کہا
کہ خواجہ یہ مقام بہت دلچسپ ہے ایک دم بھر ٹھہر کے چلے چلین گے جنگیل ماہرو وہان فرش بچھوا کر بیٹھا اور شراب خواری کرنے لگا
اسقدر جنگیل نے شراب کے جام چڑھائے کہ استغراق ہو گیا ناگاہ ایک صداے مہیب و غریب آئی کہ او بے ادب تو نے
غضب کیا کہ یہان ایسی حرکت ناشائستہ کی تجکو قضا دامنگیر ہو کر یہان لائی ہے جنگیل پھر کر دیکھنے لگا کہ آواز کدھر سے آئی
مگر فوراً آتے ہی آواز کے خواجہ عمرو گلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہو گئے لیکن ایک درخت کی آڑ پکڑ کے خواجہ ٹھہرے دیکھا کہ ایک اژدہا
پہاڑ کی طرف سے آیا جنگیل پر دوڑا جنگیل نے تلوار کھینچی اور اژدہا کی طرف جھپٹا اژدہے نے شعلہ ہاے آتشین منھ سے نکالے تمام چہرہ پر پر
بریان ہو کر کباب ہو گئے پھر اژدہے نے نفس کشی کی دم کھینچنے کے ساتھ تمام لشکر کھنچ کے اس اژدہے کے پیٹ مین آ گئے جنگیل کا بھی
لشکر لوٹا گیا سر کے بل اس اژدہے کے منھ مین جا پڑے وہ اژدہا جنگیل کو نگل کر بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے بہرامیان جنگیل ماہرو
سے تو ہاتھ دھوؤ اب اپنی جان کی خیر مانگو مین تم سب کو نگل جاؤنگا یہ آواز سنکے بہرامیان جنگیل وہان سے بھاگے اور خواجہ عمرو نے
سب کیفیت جنگیل ماہرو کی دربار مین آکر حمزہ صاحبقران زمان سے بیان کی امیر بافوقیر نہایت رنجیدہ ہوا افسوس کرنے
لگے کہ جنگیل نے ناحق جہالت مین آکر جان دی یہ ذکر تھا کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی
صبح کو لشکر دونون ہم مقابل ہوے نقابدار سرخ پوش مرکب چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب ہوا چوگان بن حمزہ بادشاہ
سے رخصت لیکر مقابل نقابدار سرخ پوش کے آئے نوبت حرب و ضرب آئی نقابدار نے سب حربے رد کیے جھپٹ کے کلائی پر ہاتھ
ڈالا دیا کشتی ہونے لگی بعد عرصہ بسیار نقابدار نے زیر کر کے باندھ لیا اور زنگیون کے حوالے کر دیا نقابدار پھر مبارز طلب ہوا اسپ
اسفندیار گیلانی گھوڑا دوڑا کر سامنے نقابدار سرخ پوش کے آیا وہ بھی گرفتار ہوا اس روز نقابدار سرخ پوش بہمن ہلالی
جنگ آزما کو گرفتار کر لیگیا اسی طرح روز فردا کئی سردارون کو نقابدار پکڑ لیگیا ایک دن مین دس دس بیس بیس سرداران لشکر
اسلام گرفتار ہو کر اسیر ہوے لشکر امیر بافوقیر بہادرون سے خالی ہو گیا اب فقط لشکر اسلام مین حمزہ صاحبقران و بادشاہ
جہاہ اور مقبل وفادار اور دو ایک سردار باقی ہین اسوقت بادشاہ نے خواجہ زادون کو بلایا اور ان سے کہا کہ آپ علم نجوم سے تحقیق حال
دریافت کرین کہ مآل اس جنگ کا کیا ہے انھون نے روزنامچہ صاحبقران زمان کا نکالا خواجہ بزرجمہر کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا
اسمین تحریر تھا کہ نقابدار کے ہاتھ سے حمزہ صاحبقران مصیبت ہوگی مآل اسکا بخیر ہے پھر علم نجوم سے دیکھ کر عرض کیا کہ ایک ہفتہ کی مہلت
نقابدار سے طلب کیجیے اور درگاہ قاضی الحاجات و حلال مہمات رجوع کیجیے ضرور آپ کی فتح ہوگی بادشاہ نے چار دن بعد انھون
کو چار توڑے اشرفیون کے دیے اور خلعت عطا کیے اور صاحبقران زمان سے فرمایا اگر آپ کی راے ہو تو ایلچی نقابدار
کے پاس بھیجون اور مہلت طلب کرون حمزہ صاحبقران زمان نے فرمایا اگر اسنے مہلت نہ دی تو بڑی سبکی ہوگی یہ ذکر درپیش
ہو رہا تھا کہ چوبدار نے بعد دعاے دولت و ترقی اقبال کے عرض کیا کہ ایک ایلچی نقابدار سرخ پوش کا نامہ لیکر آیا ہے حکم کیا کہ بلا لو
جب عیار نقابدار کا سامنے بادشاہ و اسلام کے آیا باقاعدہ شاہانہ آداب بجا لایا اور نامہ سامنے امیر بافوقیر کے پیش کیا امیر
نے منشی سے فرمایا کہ پڑھو منشی نے بعد ادب وہ نامہ پڑھا اسمین تحریر تھا کہ اے امیر بافوقیر حمزہ صاحبقران زمان مین نے
تمھارے تمام سرداران لشکر کو اسیر کر چکا ایک فقط تم باقی ہو اور تم نے بڑا نام پیدا کیا ہے ایک ملک تمھارا مسخر ہوا اور ہی زنہار
قاف ثانی سلیمان تمھارا لقب ہے لیکن ایک ہفتہ کی مہلت دیتا ہون اگر اس اثنا مین تم نے میری اطاعت قبول کی اور مذہب

توسجدہ کیا تو فبہا ورنہ ایک طرفۃ العین میں تم سبکا خاتمہ کرونگا مسلمانون کا نام و نشان مٹاونگا امیر نے مضمون نامہ سنکے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا اور نہایت چین بجبین ہوے منشی سے کہا کہ قلم ہاتھ مین لو اور جواب نامہ تحریر کرو منشی جواب نامہ لکھنے لگا امیر با توقیر نے فرمایا لکھو ای مرتد بد ارسرخ پوش نامہ تیرا پہونچا مضمون مندرجہ سے آگاہی ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ شاید تجکو ایک ہفتہ کوئی اور کام درپیش ہے خیر کیا مضائقہ ہے مہلت کو مین نے منظور کیا مگر تو نے جو کلمات بیہودہ آخر نامہ مین لکھے ہین اُسکا جواب یہ ہے کہ تیری کیا اصل ہے اور تیرے خداوند لقا مردود کی کیا حقیقت ہے مین تجپر اور تیرے خداوند لقا اور اُسکے تمام پرستارون پر ہزار ہزار لعنت کرتا ہون اگر آج تو معرکۂ کارزار مین آتا تو مجھسے مقابلہ ہوتا سب حال تجپر کھل جاتا انشاء اللہ بعد ایک ہفتہ کے بروز ایزدی تجکو قتل کرونگا اور ایسی تلوارین مارونگا کہ تمام ملک زرد بان خراب و تباہ و برباد کردونگا یہ لکھوا کر نامہ بند کرا کر ایلچی کے حوالے کیا جسوقت نامہ جواب نامہ لیکر چلا گیا امیر باتوقیر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ای شہریار یہ تائید ربانی اور مدد یزدانی ہے کہ اگر بغیر طلب مہلت ملگئی بعد اُسکے حکم کیا کہ درمیان درہ کوہ عبادتخانہ ہمارے واسطے تیار کرو کہ اُسمین بیٹھکے بر جوع قلب بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کرینگے بموجب حکم امیر حمزہ صاحبقران درمیان درہ کوہ کے ایک سائبان کپڑے کا ایستادہ کیا اُسمین سر شام سے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان داخل ہوے اور نماز حاجت پڑھکے دعا مین مصروف ہوے

اب دو کلمے داستان حیرت بیان روزخون مارنا بدیع الزمان کا لشکر لقا پر اور عشق ملکہ جہان افروز بدیع الزمان سے عشق مہرافروز اسد شیردل سے اور عشق شور انگیز مہتر قران سے چھپا یا بہشت میں سکو مکھ لینا

پلا ساقیا بادۂ ہوش [illegible]	کہ مضمون نوکی ہے فکر جو دہر	ارے ساقیا تو جو ہے [illegible]	پلا ساغر مے مجھے [illegible]
کہ ایسی زمون سے ردو بدل	چھلکتا ہوا جام دے بر محل	ہے کس رند کی دھاک ہنگامہ [illegible]	کہ گردش سراسر ہی پیمانہ مین
ذرا سوچ وہ کون ہے جنگجو	شکستہ کیے جسنے خم او سبو	نہ دیگا اگر ساقیا کوئی جام	مٹا دیگا وہ میکدے کا بھی نام
پناہ اسکی تیغ دو دم کی نہین	کہ تو قیر کچھ جام جم کی نہین	بہت طول لازم نہین [illegible]	کہ پیر مغان کہہ رہی ہے خبر
جیت لگا رند ہ معنی نکتہ چین	رقم کر داین داستان رنگین		

معرکہ آرایان مضامین تازہ خیال و ہنگامہ کنندگان میدان کارزار انتہب قلم برق دم کو میدان قرطاس پر یون جولان کرتے ہین کہ جب شاہزادہ قاسم عالیشان و شاہزادہ بدیع الزمان اور اسد شیردل سے رخصت ہوکر زر تاشہ چلے گئے مہتر قران براے دریافت کرنے خبر ملک سبائل مین آیا دیکھا تمام شہر آراستہ و پیراستہ ہے اور ہر شخص خرم و شادی کوچہ کوچہ چراغان کی روشنی ناچ رنگ گلی گلی نقارے شادی کے بج رہے ہین نوبتین بج رہی ہین ہر شخص کی زبان پر جاری ہے کہ آج دشمن فنا کردیے گئے مہتر قران شکل مرد سپاہی اطراف مین سیر کرتا پھرتا ہے ایک شخص سے مہتر قران نے پوچھا کیون صاحب آج شہر مین کیا کوئی عید ہے کس بات کی یہ خوشی اور یہ شادی ہے تمام شہر مین کیسا جشن ہے اُسنے کہا کہ آج خداوند لقا کے دشمن ہشتم مرفوع مین جلا دیے گئے اُسنے کہا کہ وہ دشمن کون تھے اور انکا کیا نام تھا اُس شخص نے کہا کہ پسر حمزہ بدیع الزمان و نبیرۂ حمزہ قاسم و اسد شیردل و مہتر قران عیار انکا یہ سب ہشتم مرفوع مین جلادیے گئے انکے جلنے خاک ہوجانے کی خوشی کی گئی ہے مہتر قران یہ سنکے وہان سے چپکا چلا آیا بدیع الزمان سے سب حال بیان کیا بدیع الزمان نے کہا کہ کل صبح کفار کو حال معلوم ہوگا غرضکہ وہ رات اُس آفتاب ہمت و شجاعت نے بسر کی صبح کو مانند خورشید تابان مسلح و مکمل ہوکر لشکر تیرہ بختان پر چلے اسد شیردل نے کہا کہ ماموں جان مین بھی چلونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا بیٹا تمکو کون لیجاے تم جہان تلوار پکڑ کر گرتے ہو چاہتے ہو کہ کل دشمنان قعر جہنم نار یان پر حملہ کرو ایک ہی نوالہ کرجاؤن ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑون اے فرزند یہ ڈھنگ لڑنے کا اچھا نہین جیسا محل و موقع ہو ویسا کرنا چاہیے اگر لڑنے کا موقع ہو تو لڑے چلے آنے کا محل ہو تو ہٹ آے اسد شیردل نے کہا جسطرح آپ لڑینگے اُسی طرح مین بھی جنگ کرونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اچھا چلو الغرض کہ بدیع الزمان و اسد شیردل و مہتر قران نے گھوڑے

اٹھا سے جب تل طولان اور تل مشکبار پر پہونچے شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ شیرانہ کیا کہ جگر لشکر کفار کے دہل گئے رد جبن سجھ
ہیں تھر تھر کانپنے لگیں نعرۂ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ + ساتھ ہی اُسکے بدیع الزمان
کے نعرہ اسد شیر دل ہوا کہ زمین متزلزل ہو گئی آسمان نے چکر کھایا لشکر کفار مثل روباہ دبکے لگا نعرۂ سوم + اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ + مہتر قران بھی بعد اُنکے للکارا نعرہ عمر ایع السیر جوان بادبہاری + جہان سرہنگ سار خنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر ژیانم + ایک دلاور ضرغام روزگار دوسرا بہادر ضیغم نامدار تیسرا شیر بیشہ
عیاری فوراً لشکر کفار پر تلواریں کھینچ کر آ پڑے اور قتل کرنے لگے مہتر قران پشت پر کمی بغدہ تانے ہوئے جو زد پر پیچھے سے آیا اُسنے
مار کے ڈالدیا ہنگامہ محشر برپا ہو گیا لقا سے بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا شور غل سُنکر پوچھا کہ اب یہ کیسا شور قیامت اور غلغلہ
پر آفت ہے بختیارک نے کہا یا خداوند بدیع الزمان و اسد شیر دل وغیرہ آتش غضب سے آپ کی نکلے ہیں وہی آپکے
بندوں کو قتل کر رہے ہیں لقا نے کہا کہ یہ خدا پرست قوم ساحران سے ہیں کہ آگ سے زندہ نکل آئے اب اور کسی طرح کی موت انکے
واسطے مقدر کیجائیگی پھر سرداروں کیطرف نظر کر دیکھا اور چار پہلوانوں کو منتخب کیا ایک اُمیر گرد اور دوسرا صحبت دریا باری
تیسرا طاہر صل گردن اور چوتھا تجمل خشت انداز ان چاروں سے کہا کہ جاؤ ان خدا پرستوں کے سر کاٹ لاؤ وہ چاروں کہنا
صورت اربعۂ عناصر میدان حرب میں آئے تُرک فلک ہفتمین اُنکے غرور پر ہنسنے لگا صحبت سے آواز دی ای چاروں پہلوانو
ہفت دوزخ تمھارے کب سے منتظر ہیں جلد چلو مالک بلا رہا ہے یہاں بدیع الزمان نامدار و اسد شیر دل جرار لڑنے کے لیے علحدہ
ہو گئے ایک طرف بدیع الزمان تلواریں مار رہے ہیں ایک طرف اسد شیر دل لاشوں پر لاشیں گرا رہے ہیں کہ اُمیر گرد
اسد شیر دل کو للکار کر جھپٹا اسد نے تلوار ماری اُسنے بازو بچا کر تلوار اسد کی چھین لی اور گھوڑے پر سے اسد کو اٹھا لیا بدیع الزمان
نے جو دیکھا اور واہ واہ کا شور بھی سُنا کہ اسد گرفتار ہو گیا یہ دیکھتے ہی مانند شیر گرسنہ کی صفیں چیرتے ہوئے کفار کے سر قلم
کرتے ہوئے جھپٹ کر فوراً آئے اور للکارا او کافر بدکیش میں آپہونچا اب تجھے زندہ کب چھوڑتا ہوں میرے ہاتھ سے بچکے
کہاں جائیگا ظالم بدیع الزمان کی آواز سنکر گھبرا گیا بدیع الزمان نے اسد شیر دل کے بند کمر میں ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا اسد
ہاتھ سے اُس نامرد کے چھوٹ گیا مہتر قران نے اسد شیر دل کو جلدی سے گھوڑے پر سوار کیا اُمیر گرد نے تلوار شہزادۂ بدیع الزمان
کے سر پر ماری بدیع الزمان نے وار تلوار کا پشت شمشیر آبدار پر ایسا روکا تلوار ظالم کی گر گئی دو ہاتھ مثل آری کے پڑ گئے بدیع الزمان
نے گھوڑے سے گھوڑا ملا کر ایک ہاتھ جو تلوار کا مارا ظالم مغرور مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہو کر گرا اُدھر اسد شیر دل پر صحبت
دریا باری گینڈے کو دوڑا کر آ پڑا اسد نامدار نے تلوار کا ہاتھ مارا نامرد نے سپر پر روکا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ظالم نے اپنے تئیں بہت
بچایا مگر زخمی ہوا چہرہ لشکریان لقا سے فق ہوا دوسرا ہاتھ اسد نے اور مارا ظالم نے پھرتی سے خالی دیا وہ تلوار گینڈے کے
کھوپڑی پر پڑی گینڈا گرا صحبت دریا باری زمین پر کود گیا گینڈا تڑپ کر مر گیا صحبت دریا باری دوڑ کے اسد سے لپٹ گیا اسد
کو گھوڑے سے اٹھا کر بھاگا اسد شیر دل نے آواز دی کہ ماموں جان مجھے بچا لیجئے بوم شوم سے دیو چاہی شہزادۂ بدیع الزمان صدا
اسد نامدار سنکر جھپٹے صورت برق چمک کر اُس پر آئے صحبت دریا باری نے اپنے عیار سے کہا کہ اس طفل کو لینا مہتر قران نے بڑھکر
ہاتھ سے اُسکے اسد کو لیلیا صحبت دریا باری جلدی سے دوسرے گینڈے پر سوار ہوا اور بدیع الزمان کے قریب آکے وار کیا شاہزادہ
بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا پھر شاہزادہ بدیع الزمان نے تنکر تلوار اور سر بنا کر جھوکائی دی اور جھکا کر کا ہاتھ مارا ظالم مثل
نیشکر تازہ و تر کے دو ٹکڑے ہو کر گرا گرد برد ہو گیا غل ہوا کہ جو دو پہلوان نامی نامی مارے گئے یہاں بدیع الزمان صحبت دریا باری
لڑ رہے تھے اُدھر طاہر صل گردن نے بھی دوڑ کر اسد کو گھوڑے سے اٹھا لیا پھر اسد شیر دل نے بدیع الزمان کو آواز دی کہ
ماموں جان دوڑیے آج یہ کیسا سحر ہے بدیع الزمان نے للکارا باش او ظالم میں آیا صحبت دریا باری کو مار کر بدیع الزمان طاہر صل گردن

کی طرف جھپٹے طاہر سل گردن نے اسد کو چکر دے کر بدیع الزمان پر پھینکا مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے شاہزادہ اسد شیر دل کو معلق روک لیا اور قران کے سپر روکیا طاہر نے جھپٹکر تیغ بدیع الزمان کو مارا بدیع الزمان نے پیالا کی تلوار سے قلم کیا پھر رکابون مین پیر جما کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ظالم مع رگینڈے چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اُدھر اسد شیر دل کو مہتر قران نے پھر گھوڑے پر سوار کیا تجمل خشت انداز قریب اسد شیر دل آکر للکارا اسد نامدار نے برابر اُس ظالم پر زرق زخم ارکا جھاڑ باندھ دیا ہی نابکار کو روکنا دشوار ہو گیا قران نے پشت سے آواز شاباش مرحبا اے اسد شیر دل تم نے تو سوفت ساون بھادون کی جھڑی باندھ دی شعر برس پڑے ہین مثل ابر غازی اپنے دشمن پر جھڑی ساون کی مثل ابر بارید ہو میدان مین ناگاہ تجمل خشت انداز نے ایک جگہ پا کر خشت جو ماری اسد شیر دل کے سینہ پر پڑی گھوڑے پر جھوم کر بیہوش ہو گیا خشت انداز نے چاہا کہ دوسری خشت اور مارون کہ اسد کا کام تمام ہو کہ بدیع الزمان نے اُسکو للکارا باش او نامرد کیا کرتا ہے مجھ کو خشت مارتا ہی خبردار مین آپہونچا خشت انداز نے وہی خشت شاہزادہ بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے پھرتی سے ہاتھ اُٹھا کر خشت روک لی اور وہی خشت اُس مغرور کو ماری سر اُس مغرور کا شق ہو گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا تڑپا کر مرگیا پھر تو کفار کے حوصلے پست ہو گئے کوئی سامنے بدیع الزمان کے آیا شام تک اسی طرح جدال و قتال کرتے رہے اٹھارہ سرداران نامی کو قتل کیا اور انبوہ مین سیکڑون زخمی اور قتل ہوے جب تاریکی شب ظاہر ہوئی صاف نکلے چلے گئے کسی سے دلیرون کو روکا نہ گیا بدیع الزمان نے راہ مین اسد شیر دل سے کہا کہ ای فرزند آج مین بہت سے کافرون کو قتل کرتا مگر تمھارے سبب سے کچھ نہو سکا اسد شیر دل بولا ای جناب ماموجان صاحب مین اپنی کمزوری سے ناچار ہون نہین تو چار ون نابکارون کو چھوڑ نگا کرتا ای باتین کرتے ہوے دامن کوہ مین آئے مہتر قران ملک سبائل سے کھانا لینا آیا تھا دونون شاہزادون کو کھانا کھلا یا آپ بھی کھایا بعد کھانا کھانے کے بدیع الزمان نامدار و اسد عالیوقار اور مہتر قران عیار کوہ پر بیٹھے ہوے کیفیت شب ماہ دیکھ رہے ہین اور باتین اُسی جنگ و جدال کی ہو رہی ہین کہ ایک طرف شگاف کوہ مین روشنی معلوم ہوئی بدیع الزمان نے مہتر قران سے کہا کہ وہ روشنی شگاف کوہ مین کیسی معلوم ہوتی ہے ذرا جا کے دیکھو تو کہ یہ کیا راز ہے مہتر قران اُسی شگاف کوہ کی طرف چلا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ دو ہتک تھا ٹھر بندی ہے اُن پر چراغان روشن ہین اور فرش سفید مثل چاندنی شفاف کہ جیسے چاندنی ماہ چہاردہ کی چھٹکی ہوئی ہے اور اُس فرش پر دو مسندین پر تکلف آراستہ ہین ایک مسند پر ایک مہجبین سفید پوش بصد حسن و جمال بیٹھی ہے چہرہ اُسکا ایسا نورانی ہے کہ چودھوین رات کا چاند شرمندہ ہے عکس رخ سے اُسکے اختر تابندہ جھلملا رہے ہین گیسوے نابدار مثل مار سیاہ دوش پر لہراتے نکہت اُنکی بہ از مشک و عنبر سارا ہی محفل فیض منزل خوشبو سے اُنکی بسی ہوئی ہے دوسری مسند پر تکلف پر ایک نازنین خورشید لقا بصد ناز و ادا سبز پوش عنبرین زلف بدوش تاج بھی سر پر رکھے ہوے مثل طاؤس طناز کے جلوہ افروز ہے اور ایک نازنین تمکین مہر تمکین حسین مہجبین سبزہ رنگ آنکھین نرگس شہلا رخسار گلہاے شگفتہ دندان گوہر آبدار گیسو سنبل پیچان سمین تن غنچہ دہن پوشاک دلربا پہن عمدہ زیب بدن ایک کرسی جواہر نگار پر بصد کر و فر متمکن ہے وہ حسن و جمال بے مثال اُسکا نگاہ خیرہ کی کرتا ہے مہتر قران اس نازنین سبزہ رنگ پر ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گیا دفعتًہ ایسا محو جمال بیمثال حور خصال ہوا کہ بت کی طرح اُس صنم پری چشم کے سامنے کھڑا رہ گیا اب خبر لیکر کون جاے خود فراموش ہے عشق چہرہ زیبا حور وش مین بیہوش ہے نظارہ روے جمال جانان را کا کرتا ہی دم بدم لب پر آہ سرد آنکھون مین اشک گرم ہین عشق کا دم بھرتا ہی کبھی سکوت ہے کبھی یہ اشعار پڑھتا ہے اشعار

کوچے میں یار کے میں زمین گیر ہو گیا
مہر سے کا سنا کھینچا ہوا تصویر ہو گیا

دل محو حسن زلف گرہ گیر ہو گیا
ترچھی نظر نے مارا تو ترچھی ا ...
باغ جہان سے ایسی گئی پھر شگفتگی

دیوانہ وار بستہ زنجیر ہو گیا
ہو جو خون عاشق دلگیر ہو گیا
پہلوؤن دل بھی غنچہ تصویر ہو گیا

اس طرح صفحہ پالان کی خبر ...
اُس ترک چشم کا کوئی دیکھے تو بانکپن
قوس قزح کو توڑ گیا میرا تیر آہ

گردون کے پار نالہ شبگیر ہو گیا | یہان تو مہتر قران عشق جمال پری پیکر مین محو صورت آئینہ حیران ہین وہان شاہزادہ
بدیع الزمان منتظر خبر روشنی ہین کہ مہتر قران آئین تو کچھ کیفیت معلوم ہو کہنے لگے کہ روشنی کچھ دور نہین ہے کہ مہتر قران ابتک
پھر کر نہ آئے خبر کچھ نہ لائے نہین معلوم کیا وجہ ہوئی اسد شیر دل نے کہا کہ ماموں جان اگر آپ فرمائیے تو مین جاکر خبر لاؤن شاہزادہ
بدیع الزمان نے منع کیا اسد نے نہ مانا جسطرف روشنی دکھائی دیتی تھی اُدھر چلا جب پہونچا دیکھا مہتر قران چپکا کھڑا ہوا
تماشا دیکھ رہا ہے اسد شیر دل نے پکارا اے مہتر قران تم خوب خبر لینے آئے تھے تم محو تماشائے حسن محفل فرحت منزل ہو
وہان ماموں جان تمھارے منتظر ہین مہتر قران نے کہا اے شہریار آپ بھی میرے پاس تشریف لائیے ملاحظہ فرمائیے کہ کیا
جلسہ لائق دید ہے اسد شیر دل نے جو اُس جلسہ کو آگے بڑھ کے دیکھا بیساختہ احسنت کہکے ہاتھ سے دل پکڑ لیا آہ سرد
سے کھینچی دل نے بے اختیار چاہا کہ اس نازنین سفید پوش کے پاس جا کر بیٹھے جو مثل ماہ کامل مسند نورانی پر جلوہ گر ہے اور
دریائے مروارید مین سراپا غرق ہے یہ دل دادہ و فریفتہ حیرت زدہ کھڑا رہ گیا جسوقت اسد شیر دل کو بھی آنے مین دیر ہوئی
شاہزادہ بدیع الزمان گھبرائے اور کہا کہ خدا جانے وہان کیا سحر ہے کہ جو گیا وہ وہین کا ہو گیا شعر صنم خانہ حقیقت
مین عجب شہر خوش شان ہے * جو جاتا ہے اُدھر کو پھر اِدھر پھر کر نہین آتا * یہ کہکر شاہزادہ بدیع الزمان اٹھ کھڑے ہوئے
اور جدھر روشنی معلوم ہوتی تھی اُس طرف چلے جب قریب اُس روشنی کے پہونچے دیکھا کہ مہتر قران و اسد شیر دل محو تماشا
جلسہ حسن حسینان جہان ہین صورت تصویر سکوت مین کھڑے ہین شعر جلوۂ رخسار جانان دیکھتے ہی دفعتہ * عشق پیدا ہوا
محو تماشا ہو گئے * بدیع الزمان نے آواز دی اے اسد شیر دل و اے مہتر قران کیا تماشا کھڑے دیکھتے ہو ہم تمھارے
منتظر اب تک رہے تم نے اسقدر دیر لگائی کہ دل مضطر و متفکر ہوا کہ خدا جانے کیا سحر کہ گذرا جو دونون یہین آکے کس بلا مین
پھنس گئے خبر لینا چاہیے اسد شیر دل نے کہا ماموں جان آپ بھی تشریف لائیے ملاحظہ فرمائیے مہتر قران نے کہا اے
شہریار آگے بڑھ آئیے بہ نگاہ غور دیکھیے قدرت خدا کا نمونہ ہے صانع ازل کی صنعت کا ظہور ہے چند مہر درخشان سے چہرہ ہائے
تابندگان کا نور ہے شاہزادہ بدیع الزمان قریب مہتر قران کے جاکر دیکھنے لگے نگاہ آلودہ عشق نازنین حور لقا سفید پوش
تاجدار پر پڑی مالک جمال جہان آرا ہوا استقلال کا مطلق نہ یارا ہوا آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر پڑھا شعر شمشیر عشق حسن
رخ بیمثال نے * دلکو کیا فگار دو پارہ جگر کیا * اللہ رے اثر عشق نور چہرہ پر نور کی چھوٹ پڑتے ہی دلکو بیہوشی طاری
ہوئی جب ہوشیار ہوے مہتر قران سے کہا کہ غضب ہوا تو نے مجھکو کس چیز کا نظارہ کرایا کہ دل نے عالم بیخودی
قبول کیا نہین معلوم یہ کون شعلہ خو ہے اور کس کی دختر یا ہمرو ہے مہتر قران نے کہا اے شہریار ابھی توقف فرمائیے معلوم ہو جائیگا
اسد شیر دل نے کہا ماموں جان آپ تامل کیون کرتے ہین چلیے اپنے معشوق حور لقا کے پاس بیٹھیے ڈر کس کا ہے آپ اتنے لشکر پر تو
روز خون مارتے ہین یہان چلتے ہوے آپ ڈرتے ہین بدیع الزمان نے کہا بیٹا تم ابھی بچے ہو کچھ عشق کو نہین جانتے روش راہ
عشق علیحدہ ہے شجاعت کا کوچہ اور ہے معشوق جبر سے نہین ہاتھ آتا ہے یہ اپنے تئین منظور نہین کہ معشوق دلفریب کو رنج دیجیے ایسا
نہو کہ مین اُسکے پاس جا بیٹھون اُسکو اس صحبت مین کسی سے شرم و لحاظ مانع ہو اُسکے خلاف ہو پھر قران سے شاہزادہ بدیع الزمان
نے فرمایا کہ تم جاؤ ذرا یہ تو دریافت کرو یہ کون ہے اور کسکی دختر مہر پرور ہے مہتر قران یہ سنکے آگے بڑھا چار طرف تکتا ہوکر دیکھنے لگا
سوچ رہا تھا کہ کس سے حال دریافت کرون ناگاہ ایک عورت نازنین پری پیکر پیشاب کرنے کو صحبت سے اٹھکر باہر آئی اور تنہا
کی آڑ مین بیٹھکر پیشاب کیا مہتر قران بھی پیچھے پیچھے اُس نازنین کے آیا جب وہ فارغ ہوکر چلی مہتر قران سامنے اُسکے آیا اور سلام
اُس مہر وش نے جو اُس شب سیاہ مین ایک آدمی سیاہ فام موٹا تازہ تنومند بالا قد قصور ظلمت کدہ کو مثل دیو کے دیکھا ڈر کر دہل گئی
گھبرا کر کہا ارے تو کون ہے مہتر قران نے مسکرا کے جواب دیا آپ کا غلام تازہ آپ کچھ ڈرین نہین مین قسم بلا سے نہین ہون

بلکہ انسان ہون کچھ مجکو آپ سے دریافت کرنا ہی فقط آپ اتنا بتلا دیجیے کہ یہ نازنین مہر تمکین سبز پوش تاجدار مسند نشین جاہ و جمال
کون ہی اُسنے کہا کہ دختر بلند اختر جال دیدہ و پارہ جگر زمرد شاہ باختری ہی اور نام اسکا ملکہ جہان افروز ہی مہتر قران نے
کہا کہ دوسری نازنین ماہ جبین سفید پوش کون ہی اُسنے کہا کہ یہ بیٹی جبرئیل قدرت یاقوت شاہ کی ہی نام اسکا ملکہ مہر افروز ہی مہتر
قران نے پوچھا کہ وہ تیسری نازنین سیمین تن گلعذار کرسی نشین جواہر نگار کون ہی اُسنے کہا کہ یہ بیٹی ہی کرد ہر د عیار کہ نام اسکا
شور انگیز ہی مہتر قران نے کہا کہ یہ مہر و ماہ فلک حسن و جمال اس صحرا مین کیون آئی ہین اُس پری نے کہا کہ اسکا حال نہ پوچھ عشق
وہ بری بلا ہی کہ گلیون کی ٹھوکرین کھلاتا ہی دشت و صحرا دکھلاتا ہی شعر

عشق کرتا ہی جب اثر پیدا　　پہلے ہوتی ہی چشم تر پیدا
عشق وہ نخل ہی جسین نہین ثبات دیکھا　　عشق وہ گل ہی کہ جسکو نہ شگفتہ دیکھا
عشق کرتا ہی دل کی پامالی　　عشق نے کر دیئے ہین گھر خالی
عشق کا جس پہ جن سوار ہوا　　اُس کا دیوانون مین شمار ہوا

اے شخص یہ ملکہ جہان افروز نور جمال بیمثال شاہزادہ بدیع الزمان
خوشخصال پسر حمزہ صاحبقران بلند اقبال پر عاشق و فریفتہ ہی جب سے تصویر اُس خورشید رو کی دیکھی ہی بیقرار و اشکبار رہتی
نالہ پر درد بار بار ہی سنا تھا وہ شیر بیشہ مردانگی قید ہو کر آیا تھا اب اُسنے رہائی پائی ہی روز خون مار کرتا ہی رات کو کسی کوہ کی طرف
نکل جاتا ہی ملکہ جہان افروز کئی روز سے اس مقام پر فروکش ہی اس خیال سے کہ شاید وہ محبوب خوش اسلوب ادھر آنکلے
ملاقات کامل ہو اور تسکین دل مضطر کو حاصل ہو مہتر قران نے یہ سُنکر کہا کہ تم ملکہ جہان افروز سے کیا علاقہ رکھتی ہو اُسنے کہا مین کوکا
ہون ملکہ جہان افروز کی مہتر قران نے کہا اگر ہم شاہزادہ بدیع الزمان کو یہان لے آوین تو کچھ ہمین دو گی ملکہ کی کوکا نے
ہنسکر کہا کہ دُور ہو سے سٹر مسٹر کالیے بیہودہ نہ بک تیرے نام پر پانچ جوتیان سٹے کا پانی بھلا تو کیا جانے شاہزادہ بدیع الزمان کو
اور کہان پائیگا مہتر قران نے کہا ملکہ کی کوکا بنکے اتراؤ نہین جو کچھ سُننے والے رہو آدمیت کی بات کرو مین شاہزادہ بدیع الزمان سے
خوب واقف ہون اُسنے کہا تجکو بدیع الزمان سے کیا خصوصیت ہی مہتر قران نے ہنسکر کہا مین عیار ہون شاہزادے کا اور تجکو اگر
نہ اعتبار آوے تو تو دیکھ لے بدیع الزمان وہ سامنے کھڑا ہی تم ملکہ سے پوچھ آؤ تو شاہزادے کو لیچلون وہ عورت یعنے کوکا ملکہ کی
دوڑی ہوئی خدمت مین ملکہ جہان افروز کی آئی ملکہ اُسوقت اپنی انیسون جلیسون سے یہ کہہ رہی تھی افسوس ہم عجب بدنصیب
ہین گردش فلک کج رفتار مین پڑے ہین گھر چھوڑ کر معشوق دلفریب جامہ زیب کی تلاش مین نکلے ہین ہین روز سے کوہستان مین پڑے
ہوئے ہین مگر اُس گل نو دمیدۂ گلشن صاحبقرانی کا کہین پتا نہ لگا ہر روز بصورت بلبل نالان آہ و فغان فراق مین اُس گل خندان
کے یہ شعر ورد زبان کرتے ہین شعر صبا بہ گلشن جانان اگر ہمی گذری * اذا لقیت حبیبی فقل لہ خبری * اور ہماری ہمشیرہ صاحبہ ملکہ
گیتی افروز تو صحبت وصل معشوق کے مزے اُڑا رہی ہین ہم بدنصیب صدمۂ ہجر محبوب مین مبتلا ہین یہ کہکر آہ سرد دل
پر درد کھینچ کر چشمہا سے چشم نم سے گرانے لگی کہ کوکا نے بڑھکر سلام کیا اور کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو شاہزادہ بدیع الزمان تشریف
لائے ہین میرا منہ موتیون سے بھر دیجیے کہ یہ خبر فرحت اثر لونڈی نے سُنائی ہی مژدۂ بہار غنچۂ دل پژمردہ لائی ہی ملکہ بیساختہ بولی کہ
بوا تیرے منہ مین گھی شکر کہان ہین ہرچند مجکو اپنے طالع نکو سے توقع نہین لیکن شاید گردش ستارون کی بدل گئی ہو کہ جیتے جی مین
اُس مسیحا زمان کو دیکھ لون بوا سچ کہیو تو جھوٹ تشفی دل کے لیے کہتی ہی یا سچ مچ آئے ہین اُسنے کہا کہ آپ کے نمک
کی قسم اور اپنے دونون دیدون کی قسم مین اپنی آنکھ سے دیکھ آئی ہون اگر حکم ہو تو جاکر بلا لاؤن ملکہ نے کہا جبتک مین اپنی
آنکھ سے نہ دیکھ لونگی ہرگز یقین نہ آئیگا اگر تو سچی ہی تو جا میرے دلبر کو لاکے میرے پہلو مین بٹھا دے اُسنے کہا آپ صحبت
عیش و طرب آراستہ کیجیے مین آپ کے معشوق کو لیے آتی ہون یہ کہکے وہ مہتر قران کے پاس آئی کہا کہ ملکہ منتظر جلوہ خورشید
برج ہمت و شجاعت ہی تو مجھے جھوٹا نہ بنائیو چل میرے ہمراہ کر دے مہتر قران ملکہ کی کوکا کو ساتھ لیے ہوئے پاس بدیع الزمان
کے آیا یہان بدیع الزمان سے اسد شیر دل کہہ رہا تھا کہ ماموجان آپ ان نازنینون مین سے کس پر مائل ہوئے

شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ مین تو معشوق سبز پوش تاجدار پر مائل ہون اسد نے کہا مین تو نازنین سفید پوش پر عاشق ہوا
اتنے مین مہتر قران ایک عورت کو ہمراہ لیئے ہوئے آیا اور بدیع الزمان سے کہا اے شہریار مژدہ باد یہ نازنین سبز پوش تاجدار
بیٹی ہے لقا کی اور آپ کے عشق مین دیوانہ وار پھرتی ہے ادھر بھی مشتاق دیدار آپ کی آئی ہے اور یہ ملکہ کی کوکا ہے جسوقت نگاہ ملکہ کی
کوکا کی چہرۂ بیمثال بدیع الزمان پر پڑی ماہ کامل کو جلوہ گر دیکھا خدا کی قدرت نظر آئی صدقے ہوئی بلائین لینے لگی کہا کہ حضور چلیے آپکے
فراق مین ملکہ جہان افروز نے اپنا حال تباہ کیا ہے اب دیر نکیجیے تشریف لیچلیے شربت دیدار سے تشنہ فراق کو سیراب کیجیے گلشن حسن
ملکہ جہان افروز خزان دیدہ سر سبز و شاداب فرمایئے یہ سنکے شاہزادۂ بدیع الزمان ملکہ کی کوکا کے ساتھ چلے اسد شیر دل نے
کہا مین بھی آپکے ہمراہ آتا ہون شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا تم یہین ٹھہرو مین وہان جاکر تمکو بلا لونگا یہ کہکر صحبت عشرت ملکہ
کی طرف آئے جسوقت ملکہ جہان افروز نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھا مسند سے اٹھ کھڑی ہوئی دوڑکے ہاتھ شاہزادۂ بدیع الزمان
کا پکڑلیا اور لاکے مسند زرنگار پر اپنے پہلو مین بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا دور جام گردش مین آیا ملکہ نے ساغر زرنگار اپنے ہاتھ سے لبریز
کیا اور شاہزادے کو دیا بدیع الزمان نے شراب کا جام ہاتھ سے نہ لیا پینے مین انکار کیا ملکہ نے کہا اے شہریار اے آرام دل بیقرار میری خوشی
یہی ہے کہ میرے ہاتھ سے ایک جام بادۂ گلرنگ نوش کرو شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا تم کافرہ غیر مشرب ہو یہ شراب ہمکو پینا حرام ہے
اگر ہمکو تم سے علاقہ محبت دلی ہے تو وحدانیت خدا کا اقرار کرو اور نور دین اسلام کو دل مین جگہ دو زنگ کفر کو آئینہ قلب و جگر سے دھوؤ
مسلمان ہو ملکہ جہان افروز نے کہا مین مسلمان ہوتی ہون تمکو سجدہ کرنے کو موجود ہون آئین اسلام تلقین کیجیے زلال شربت دین اسلام پلایئے
بدیع الزمان نے کہا سجدہ انسان کو کرنا منع ہے لائق سجود رب معبود ہے ہم راہ راست بتانے کو اور تلقین طریق اسلام تعلیم کرنے کو
موجود ہین غرضکہ ملکہ جہان افروز بصدق دل مسلمان ہوئی لقا پر لعنت کی اور کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا اور جتنی ساتھ والیان
تھین اُن سب کو مسلمان کیا اب دور بادۂ گلرنگ چلنے لگے آپس مین رمز و کنایہ کی باتین ہونے لگین شاہزادۂ بدیع الزمان
نے کہا کہ باہر میرا بھائی اسد شیر دل اور عیار میرا مہتر قران دونون کھڑے ہین انکو بھی بلواؤ ملکہ نے کوکا کو بھیجا وہ جاکر سوئی
یہان اسد شیر دل ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ صحبت مین چلیے کہ ماہرخان کو دیکھے بہت ہولی مہتر قران روکتا ہے یکایک کوکا ملکہ کی آئی
اور کہا کہ چلیے آپکے ماہرخان بلاتے ہین اسد شیر دل اور مہتر قران اُسکے ہمراہ چلے جب محفل عشرت مین پہنچے ملکہ
جہان افروز اور شاہزادۂ بدیع الزمان ایک مسند زرین پر بے تکلف بیٹھے مثل آفتاب و مہتاب کے دیکھا گویا قران السعدین نظر پڑا اسد
نامور نے ملکہ جہان افروز کو سلام محرمانہ کیا اور پاس ملکہ مہر افروز کے مسند زرنگار پر جلوہ افروز ہوئے ملکہ مہر افروز
بھی اسد شیر دل کو دیکھتے ہی بدل و جان شیفتہ و فریفتہ ہوئی گو چپکی بیٹھی رہی ملکہ جہان افروز نے اپنی کوکا سے کہا کہ اسد شیر دل
و ملکہ مہر افروز کو علحدہ لیجاکر بٹھا دو کہ تخلیہ ہو آپس مین لطف مزے جوانی کے اٹھین ملکہ کی کوکا نے ایک خلوتخانہ برائے اسد
شیر دل و ملکہ مہر افروز کے تیار کیا دونون کو لیجاکر وہان مسند پر تکلف پر بٹھایا سامنے جام شراب آیا ملکہ نے ہاتھ مین لیکر
اسد سے کہا اے شہریار نوش فرمایئے اسد شیر دل نے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو وحدانیت پروردگار کا اقرار کرو تو مین یہ جام
بادۂ گلرنگ تمھارے ہاتھ سے پی لون ملکہ مہر افروز بصدق دل مسلمان ہوئی کلمہ پڑھا سجدۂ شکر خدا بجا لائی لقا پر لعنت کرنے لگی صحبت
عیش و عشرت گرم ہوئی بوس و کنار ہونے لگا ادھر مہتر قران نے ملکہ شور انگیز سے کہا کہ اے صاحب اب تم کیون مضمحل اور
افسردہ مثل گل خوشبو پژمردہ بیٹھی ہو آؤ چلو علحدہ چلین ہم تم مشغول بوس و کنار کرین ملکہ شور انگیز نے کہا کہ میری قسمت کا لیپا
افسوس کا کندہ تصویر ظلمات ہاتھی کا بچہ رکھا تھا مہتر قران نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا ملکہ نے کہا موڑی کا سے بچہ شامت آئی ہے
مجکو ہاتھ نہ لگا دور سے بات چیت کر مین ایسے جلے ہوئے سوختے کو پسند نہین کرتی مہتر قران نے کہا غصہ نکیجیے گرمیان
مرد کھا سے ٹھنڈی ٹھنڈی اٹھکر چلی آیئے مزے اڑایئے ان گرما گرم باتون پر مہتر قران کی ملکہ شور انگیز ہنس پڑی شاہزادہ

بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ شور انگیز یہ عیار میرا بادشاہ ملک جلش ہے اسکے برابر کوئی نہیں ہے اور یہ آج تک کسی پر مائل نہیں ہوا خدا جانے کیا سبب ہے کہ اسکو تم سے اُلفت ہوئی تم نے اسپر کوئی منتر دم کی یا کوئی افسون پڑھا جو مہتر قران تم پر عاشق ہو گیا یہ کہکے بدیع الزمان نے مہتر قران سے اشارہ کیا کہ ملکہ شور انگیز کو گود میں اُٹھا لیجاؤ مہتر قران جھپٹ سے ملکہ شور انگیز کو گود میں اُٹھا لیگیا چونکہ ملکہ شور انگیز بھی مہتر قران پر مائل تھی مگر یہ سب ظاہر کے نخرے تھے غرضکہ لیجا کر مہتر قران نے ملکہ شور انگیز کو بھی مسلمان کیا اور جام شراب پی کر مشغول باختلاط ہوئے اب علیحدہ علیحدہ تینوں صحبت آرا ہیں رات بھر عیش و عشرت و بوس و کنار و لطف وصال دلدار میں رہے ناگہ نور سحری پیدا ہوا سلطان مشرق نے اقلیم فلک پر طلوع کیا صبح ہوئی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی مرغان خوشنوا چہکارنے لگے طیور حمد الٰہی میں مشغول ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان و اسد شیر دل نے غسل کیا نماز سحری بجا لائے ملکہ جہان افروز سے بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ خدا حافظ اب ہم لشکر لقا پر جا کر روز خون مار کر پھر جلد پھر آتے ہیں اگر زندہ رہینگے تو انشاء اللہ پھر ملاقات کرینگے ملکہ جہان افروز آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور کہا اے شہریار بقول کسے آدمی کے پیر شدی چہ بیابانی و چہ میسر وہی دور و نزدیکی لطف صحبت نہ اُٹھایا اچھی طرح جی بھر کے نہیں دیکھا میں ہرگز جہاد کو نہ جانے دونگی استعالہ

آپکے زندہ نہ مجھے پایئے گا
یہ تو فرمایئے کب آیئے گا

ہجر میں پھر مجھے تڑپایئے گا
چاند سی شکل پیارے ماہ لقا

اشک سا خون آنکھوں سے رلائیگا
دیکھنے کو مجھے ترسایئے گا

اب جو پہلو سے مرے جایئے گا
جانتے ہیں آپ اگر تو بہتر

شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ ہر چند کہ ہمکو بھی تمہاری جدائی بہت شاق ہے مثل تمہارا فراق ہے مگر کیا کریں قول مردان جان دارد کہ جو منھ سے کہا ہے اسکو نباہنا چاہیے ہے میں کہہ چکا ہوں ایک میرا ہم چشم شاہزادہ قاسم ہے اُسنے بہانے تالیس شبخون مارے ہیں میں بھی اڑتالیس روز خون لشکر لقا پر مارونگا تو چین لونگا اب میں کسی طرح رک نہیں سکتا ہوں کہ دیر ہوتی ہے یہ سنکر ملکہ جہان افروز بآہ و زاری و بنالہ و اشکباری شاہزادہ بدیع الزمان سے لپٹ گئی مصرعہ

جائے جانے ہی کی ضد ہے تو بہت خوب اچھا
تجھکو یہ دھن ہے تو ہم نے بھی جی پر رکھا نا

ای صنم کیسے کہیں تجھسے کہ للہ نہ جا
پھینک دینگے ابھی ہم چیر کے پہلو اپنا

اتنا ہی نہیں کہنے کو میرے سے تو اصلا
تجھ پہ قابو نہیں دل پر تو ہی قابو اپنا

یہ سنکر بحزن و نالان شاہزادہ بدیع الزمان تلوار ٹیک کے اُٹھ کھڑے ہوئے اسد شیر دل بھی چلنے کو تیار ہوا ملکہ جہان افروز نے کہا کہ ای شہریار تم کہاں چلے شاہزادہ بدیع الزمان کو جانے دو تم میرے پاس رہو اسد نے کہا ای ملکہ پروانہ کہیں شمع سے جدا ہو کے رہ سکتا ہے بلبل گل کو کب چھوڑتی ہے شعاع قرص سے علیحدہ نہیں ہوتی شعر جاؤں نہ ساتھ شمع کا بالکل قصور ہے پاسوں کو چھوڑ دوں یہ محبت سے دور ہے ای ملکہ تو نظر بخدا رکھو انشاء اللہ اگر جیتے رہے تو پھر آ موجود ہوں گے ہمراہ اپنے رکھنا خاطر جمع رکھو و عوض فکر و تردد کے دعا کرو مہتر قران بھی گھبرا کر اُٹھا دیکھا کہ آفتاب طلوع ہوا ہے عرض کی ای شاہزادہ بدیع الزمان کیا آج روز خون مارنے نہ چلیے گا شاہزادے نے فرمایا چلو چلتے ہیں وقت شمشیر زنی کا آگیا انشاء اللہ جرأت و ہمت کا جوش ہے دین و دنیا فراموش ہے ملکہ شور انگیز نے کہا ای اختر فلک عیاری ای کوکب سپہر طراری و خنجر گذاری یہ کیا تو بھی مجکو چھوڑ کے چلا جائیگا بعد وصل صدمہ فراق دکھائیگا ارے موئے سنڈے اگر تجکو جانا ہی تھا تو کیوں اور زیادہ منھ کالا کیا کر اولٹا تو اعوا گیا ارے موئے ہی کاٹے جھلسانے میں تو تجھسے بھاگتی ہی تھی مجکو کیوں اُلفت کے عذاب میں ڈالا نیچ پڑتا ایسے سے پالا شعر ایسا جو سمجھتی تو کبھی بات نہ کرتی والله کہ میں تجھسے ملاقات نہ کرتی مثل اب پچھتائے کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت مہتر قران نے ہنسکر شور انگیز کو گلے سے لگایا اور کہا ای جان جہان ای راحت دل مشتاقان تمہاری بھولی بھولی باتیں بھلی لگتی ہیں بھلا تمہیں اپنے دل میں منصفی کرو یہ وفاداری کے خلاف ہے کہ آقا جدال و قتال دشمنوں سے کرنے جائے اور غلام پہلو میں معشوقہ کو لیے ہوئے پڑا رہے دل کیونکر قبول کرے علاوہ اسکے تمکو ہم سے پھر کیا امید ہوگی یہ ذکر تھا کہ شور الفراق بلند ہوا ابیات

برہم تمام صحبت عشاق ہوگئی ٭ دامن مین منھ جو شمع سحر نے چھپا لیا ٭ القصہ شاہزادہ بدیع الزمان نے ملکہ جہان افروز کو اسد
شیر دل نے ملکہ مہر افروز کو مہتر قران نے ملکہ شور انگیز کو مضطر و نالان با دیدۂ گریان حیران و پریشان چھوڑ کر روانہ ہوئے
یہان صبح کو یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو خبر ہوئی کہ ملکہ گیتی افروز تو غائب ہو چکی ہے اب ملکہ مہر افروز اور ملکہ جہان افروز
اور ساتھ اُسکے شور انگیز وغیرہ بھی ہین صحراے سبزہ زار کی طرف گئی ہین یاقوت شاہ سوار ہوا مع چند ملازمون کے اسی صحرا
پر فضا مین آیا جہان کہ ملکہ مہر افروز وغیرہ نے جلسۂ عیش و نشاط کیا تھا دیکھا کہ نازنینان مہ جبینان بیٹھی ہوئی آپس مین ہنس بول رہی ہین
ہمنشینین ہمنشینون مذاق کی باتین کر رہی ہین یاقوت شاہ اُنکے پاس آکر بیٹھا پوچھا تم سب یہان کیون آئی ہو اُن سب نے کہا کہ ہمارا
دل گھبراتا تھا براے تفریح طبع ادھر صحراے سبزہ زار مین چلے آئے کہ کچھ دل بہلے یاقوت شاہ نے کہا کہ اب مکان کو چلو آج
کل خدا پرست روزخون مارنے آتے ہین ایسا نہو کہ تمکو بھی قتل کرین غرض کہ یاقوت شاہ سبکو سمجھا بجھا کر لیگیا کہا اگر تمھارا دل ایسا
ہی گھبراتا ہے بہشت کی سیر کرو ہنسو بولو دل بہلاؤ اپنی ہمجولیون سے کھیلو کودو مگر کہین نہ جاؤ یہان شاہزادہ بدیع الزمان و اسد شیر دل
و مہتر قران تلوارین کھینچکر نعرے کرتے ہوئے لشکر لقاے بے بقا پر روزخون گرے تلوار چلنے لگی دریاے خون بہنے لگے کشتون کے
پشتے سرون کے ڈھیر ہوئے تلاطم عظیم برپا ہوا دن بھر لڑے سیکڑون کفار قتل کیئے جب شام ہوئی تاریکی پھیلی شام کو پھر
کر اسی کوہ کی طرف آئے ہر ایک دامن کوہ دھرا مین تلاش کیا مگر ملکہ جہان افروز وغیرہ کا کہین پتا نشان نہ ملا نہایت حیران و
و پریشان متردد و متفکر ہوئے کہا الٰہی یہ کیا معرکہ ہے کہ دفعتہً سب کے سب غائب ہو گئے اسد نے کہا کہ ماموجان معلوم ہوتا ہے کہ لقا
بے بقا نے آدمی بھیج کے بلوا لیا مین ابھی جا کر لقا کو اسیر کرتا ہون اور آپ کی معشوقہ ملکہ جہان افروز کو ساتھ لیے آتا ہون
بدیع الزمان نے کہا بیٹا یہ کام سرہنگی سے نہین نکلتا ہے تدبیر سے ہوتا ہے مہتر قران نے کہا اے شہریار ملکہ باغ بہشت لقا مین
ہونگی میرے خیال مین ایک عیاری سوجھی ہے ساتھ تدبیر اور عقلمندی کے ہوگی مین فرشتے کی صورت ہون اور تم شاہزادے دونو
ہاتھ باندھ کے توبہ توبہ کرتے ہوئے میرے پیچھے چلے آؤ جب دروازۂ بہشت پر پہونچین گے تو دربانون سے کہین گے کہ پیشہ ہر دو
مین آگ لگی تھی اندونون ہم نے توبہ کی دین لقا قبول کیا ہم بحکم لقا انکو اندر باغ کے لیے جاتے ہین کوئی دروازے پر نہ روکیگا
اسی صورت سے اندر باغ بہشت کے چلے چلین گے ملکہ جہان افروز و مہر افروز کو ڈھونڈھ لین گے یہ تدبیر شاہزادہ بدیع الزمان
نے بہت پسند کی اور کوہ سے مہتر قران عیار شاہزادہ بدیع الزمان کا بشکل فرشتگان دونون شاہزادے ہاتھ باندھے
چلے آگے آگے مہتر قران اور پیچھے پیچھے اسد شیر دل اور شاہزادہ بدیع الزمان جس وقت در باغ بہشت پر پہونچے دربانون
نے کہا اے فرشتہ مقرب درگاہ خداوند لقا کے یہ کیا معرکہ ہے فرشتے نے کہا اے دربانون انکو نہ روکو یہ عتاب خداوندی لقا مین
گرفتار تھے پیشہ ہر دو مین حکم خداوند لقا سے آگ لگا دی گئی تھی تا یہ گنہگار جل جائین جب انھون نے توبہ کی اور دین خداوند لقا
قبول کیا پاس خداوند لقا کے آئے انکے گناہ بخشے گئے مجکو حکم خداوند لقا ہوا کہ یہ دونون تازہ گنہگار بخشش یافتہ قابل رحمت
ہین انکو باغ بہشت مین پہونچا دو خازن بہشت خداوند لقا سے کہدینا کہ انکو نہ روکو جانے دو دربانون نے کہا اے فرشتہ مقرب جا لیجا
ان دونون کو آگے بڑھ کر سڑک پر دوراہا ہے کہ ایک راہ زنانے بہشت کی طرف گئی ہے اور ایک راہ مردانے بہشت کی طرف تم تو ان
بہشت کی جانب نہ جانا یہ سنکے وہ فرشتہ نقلی باغ بہشت خداوند لقا مین داخل ہوا جاتے جاتے جب قریب زنانی ڈیوڑھی کے
پہونچے تو ایک عورت قصر یاقوت سے نکلی مہتر قران نے اُسے پہچانا چپکے اُسکے پاس آیا کہ ملکہ کہان ہین وہ عورت وہی ملکہ
کی کوکا تھی اُسنے مہتر قران کو پہچان کر کہا اے فخر عیاران عیار مہتر قران نامدار ملکہ ہماری یاد شاہزادہ بدیع الزمان مین
مضطر و بیقرار ہین رو رہی ہین یہان کیا تم اکیلے آئے ہو مہتر قران نے کہا دونون شاہزادے بھی میرے ہمراہ آئے ہین وہ
دیکھو سامنے کھڑے ہین یہ سنکے وہ عورت خوش ہو کر دوڑی گئی جا کر ملکہ مہر افروز و ملکہ جہان افروز کو مژدۂ جان بخش [illegible]

بدیع الزمان و اسد شیر دل و مہتر قران وغیرہ کا سنایا کہا ای ملکہ مہتر قران عیاری کرکے فرشتہ مقرب درگاہ خداوند لقا کی
شکل بنکر اُن سبکو اپنے ہمراہ لایا ہے یہ خوش خبری پاتے ہی ملکہ جہان افروز و ملکہ مہر افروز و ملکہ شور انگیز اُٹھ کھڑی ہوئین فوراً
قصر یاقوتی سے باہر آئین اشارے سے شاہزادہ بدیع الزمان اور اسد شیر دل و مہتر قران کو بلایا جب یہ تینون قریب آگئے
دوڑ کر لپٹ گئین ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے اپنے قصر مین لیگئین قصر یاقوتی مین ملکہ جہان افروز شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکے
داخل ہوئین اور قصر مروارید مین ملکہ مہر افروز اسد شیر دل کو لیکے آئین اور قصر زبرجد مین ملکہ شور انگیز مہتر قران کو لیکے پہونچین
ہر قصر مین صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی دو دو جام بادۂ گلرنگ کے پئے اختلاط کی باتین ہونے لگین شغل بوس و کنار مین مصروف
جام بادۂ وصال کا سا شنا ہوا تمام شب اسی عیش و عشرت مین بسر ہوئی جب صبح کا تارہ چمکا وہ مجاہد عابد و زاہد اُس فرش بستر
سے اُٹھے نماز سحری بجا لائے حمد و ثنائے الٰہی مین مصروف ہوئے بعد دعائے فتح و نصرت بدیع الزمان نے ارادہ کیا کہ
جا کر روز خون لشکر لقا پر مارین ملکہ جہان افروز نے ہمت و شجاعت نہ جانے دیا کہا کہ ای شہریار میری خوشی یہی ہے کہ آج آپ نہ
تشریف لیجائیے لونڈی کو ہجر مین نہ تڑپائیے شاہزادہ بدیع الزمان بھی چپ ہو گیا اور ملکہ کے کہنے کو منظور کیا اور یہ گیا یہان
شادمان بہشت بختیارک کے پاس آئے اور کہا کہ بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران اور اسد شیر دل کو فرشتہ مقرب
درگاہ وحدانیت اپنے ساتھ بہشت مین لیگیا وہ دونون توبہ توبہ کرتے ہوئے باغ بہشت مین داخل ہوئے بختیارک نے
اپنے دل مین کہا کہ بدیع الزمان ملکہ جہان افروز پر مقرر عاشق ہے اور مہتر قران عیار عیاری کرکے بصورت فرشتہ ضرور
اُسکو لیگیا یہان تو یہ بختیارک یہ خیال ہی کر رہا تھا کہ شاید ایسا ہوا ہو گا کہ سپاہی زنانی ڈیوڑھی کے دس پانچ لاشین لائے
اور کہا انکو بدیع الزمان نے قتل کیا ہے اور اب داخل قصر ملکہ جہان افروز ہوئے ہین یہ سُنکر بختیارک اُٹھا کر جا کر خداوند
لقا سے حال بدیع الزمان بیان کیجیے یہان لقا سے بے لقا نے شراب تیز و تند طلب کی کہ کچھ نشہ پائی جا کر گنبد گیتی نما پہ
جا کر تدبیرین اپنے بندگان خداوندی کی کرون اُسوقت تک کوئی دربار مین حاضر نہوا تھا جسوقت لقا سے بے لقا گنبد
گیتی نما مین آیا بختیارک حاضر ہوا اور آداب بجا لایا عرض کیا یا خداوند ایک راز مخفی گذارش کرتا ہون کہ ملکہ گیتی افروز تو ہاتھ سے
جا چکین اب دوسری صاحبزادی ملکہ جہان افروز بھی جایا چاہتی ہین جلد خبر لیجیے غفلت نہ کیجیے اور ملکہ مہر افروز کا بھی ستارا چمکا
چاہتا ہے جبرئیل قدرت یاقوت شاہ کا کاشانہ صدر آب ظلمت کدہ ہو گا اور ملکہ شور انگیز دختر گرد مرد بھی جوش مین آئی ہے اُسکو بھی
دریا دلی سے لبِ مسلمانی کی ہے مین نے معتبر خبر پائی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران اور اسد شیر دل نبیرۂ امیر یا فر
اور مہتر قران عیار بدیع الزمان داخل باغ بہشت ہو چکے ہین قصر ہائے عالی نور جمال سے منور ہین عیش و عشرت مین زنجیر
بخش خانۂ تگدہ سر جنبان ہین لقا سے بے لقا نے کہا او شیطان مجسم کیا بکتا ہے بختیارک نے کہا کہ دربانان باغ بہشت سے لا
آئے ہین اور جو زندہ بچے وہ بھاگ کر آئے ہین اُنھون نے بیان کیا ہے لقا نے کہا مین نے تقدیر نہین کی تو جھوٹھ کہتا ہے بختیارک
نے کہا اگر آپ فرمائین تو مین جا کر دیکھ آؤن لقا نے کہا جا دیکھ آ مگر خبردار اگر تو نے کوئی بات جھوٹھ کہی تو مین کاسۂ سر سے پیتا ہون
یہ سُنکے بختیارک وہان سے جلد داخل باغ بہشت لقا ہو کر قصر ملکہ جہان افروز مین آیا دیکھا کہ پردے زربفتی پڑے ہین اندر
سے صدائے رقص و سرود آرہی ہے پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ بدیع الزمان و اسد شیر دل و مہتر قران اپنی اپنی معشوقہ سے اختلاط
مین مشغول ہین جلسہ عیش آراستہ ہے بس یہ دیکھتے ہی پردہ چھوڑ کر بھاگا مہتر قران نے جھپک آدمی کی دیکھی کہ کوئی شخص جھانک کر بھاگا
گیا جلدی سے پردہ اُٹھا کر باہر قصر کے آیا دیکھا کہ بختیارک بھاگا جاتا ہے بڑھکر نعرہ کیا کہ او مادر بخطا شیطان مجسم خبردار کہان
بھاگا جاتا ہے مین آپہونچا مردود تو جاسوسی کو آیا تھا بختیارک اور زیادہ بھاگا مہتر قران جست کرکے اُسکے پاس پہونچا
بختیارک پانون پر مہتر قران کے گرپڑا مہتر قران بختیارک کو پکڑ لایا شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا

کہ ای شہر یار یہ حرامزادہ خبر لینے کو آیا تھا میں اسکا سر کاٹے لیتا ہوں بختیارک نے کہا میں غلام ہوں حضور کا اب معاف کیجیے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ ای مہتر قران بختیارک کو قتل نہ کرو ستون سے باندھ دو مہتر قران نے بختیارک کو بھی ستون میں جکڑ کے باندھ دیا وہاں لقا نے جب دیکھا کہ بختیارک کو بہت دیر ہوئی اور ابتک خبر لیکر نہیں آیا گردھر دے سے لقا نے کہا کہ تو جا کر خبر لا کہ بختیارک کو کیا ہوا جو خبر لیکر نہیں آیا کیا کسی عذاب میں یہ شیطان مبتلا ہوا گردھر دیکھو لقا سے بیٹھ بقا قصر باغ بہشت میں پہونچا پردہ اٹھا کے جھانکنے لگا مہتر قران نے جھپٹ کر اسے بھی گرفتار کیا شور انگیز نے کہا امیر کے پدر کو قتل نہ کرنا مہتر قران نے اسے بھی ستون سے باندھ دیا جب لقا نے دیکھا کہ گردھر دبھی پھر کر نہ آیا غصہ میں یاقوت شاہ سے کہا کہ آج قصر باغ بہشت میں کیا آفت آئی ہے جو جاتا ہے پھر کر نہیں آتا ہے تو جا کر دیکھ تو کہ ان دونوں کو کیا ہوا جو پھر کر نہیں آئے یاقوت شاہ جلدی جلدی قصر باغ بہشت میں آیا پردہ اٹھا کر جھانکا اسد شیر دل نے جو یاقوت شاہ کو دیکھا جھپٹ کر پکڑا اور یاقوت شاہ کی مشکیں باندھ کے ڈالدیا جسوقت لقا نے دیکھا کہ یاقوت شاہ بھی جا کر بیٹھ رہا پھر کر نہ آیا نہایت غصہ ہوا تلوار پکڑ کر غیظ و غضب سے کانپتا ہانپتا چلا قصر باغ بہشت میں آکر پردہ زرلفتی اٹھا کر دیکھا کہ ملکہ جہان افروز پہلو سے بدیع الزمان میں رونق افروز ہے اور ملکہ مہر افروز پہلو سے اسد شیر دل میں جلوہ آرا ہے اور ملکہ شور انگیز پہلو مہتر قران عیار بدیع الزمان میں متمکن ہے اور بختیارک اور گردھر دستونوں سے بندھے کھڑے ہیں اور یاقوت شاہ کی مشکیں بندھی ہوئی ہیں لقا یہ دیکھکر غصہ ہوا تمام جسم میں آگ لگ گئی نعرہ کیا باش اوخیرہ سر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر لقا نے تلوار کھینچی شاہزادہ بدیع الزمان مثل شیر غضبناک تلوار پکڑ کر جھپٹا لقا نے تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے خالی دیکے قبضہ پر پھینکی ماری تلوار لقا کے ہاتھ سے چھوٹ کر گری بدیع الزمان نے بند کمر میں ہاتھ ڈالکر لقا کو اٹھا لیا اور زمین پر چرخ دے کر کہا کہ او نابکار ہی شرط کر ماروں زمین کا پیوند ہو کر فی النار و السقر ہو لقا گڑگڑانے لگا کہا میں نے تقدیر نہیں کی ہے کہ تو مجھے ماریگا بدیع الزمان ہنسا اور اسکو چھوڑ دیا اور تلوار لقا سے بے بقا کی زمین سے اٹھا لی اور کہا کہ بیٹھ جا اور بھی شراب پی غرضکہ اس صحبت میں لقا وغیرہ سب بیٹھے اور شراب خواری ہونے لگی جلسہ عیش و عشرت گرم ہو گیا ایک رنگ ہونے لگا گھر

دو کلمے داستان طلسم بیان دعا کرنا امیر حمزہ صاحبقران کا اور پہنچنا طلسم میں اور ملاقات ہونا پیر زال حور اسے جنی سے اور ہاتھ آنا لوح و سلاح جنگ کا اور عقد ہونا دختر حور اسے جنی سے عجیل باہر دکا اور دیگر دوسے اسکی کوکا کا نام دختر حور اسے افروزی اور کوکہ کا نام سبز پیرہادہ مقابلہ لقا پدر شرنج پوش کا اور قتل ہونا زردان شاہ کا ہاتھ سے امیر حمزہ صاحبقران

ترا ساقیا دور جم کم رہے	کوئی جم نہ ایسا دوری کم رہے	اگر ساقیا تجھ سے چالاکیاں	یہ بھائی نہیں تیری بیباکیاں
اگر تیری یہ چشم مروت سے دولت	دیا تو نے اتنا کہ سو جام پر ہو	بنا کر کیا دختر رز کو عروس	ہو شاہانہ اس میکدہ میں جلوس
خمار غم ان کی ہے ساقی بلاکش	اسی سنگ غم سے ہے دل پاش پاش	دکھاؤں وہ نقشہ تجھے کھینچ کر	پھڑک جائے بہزاد دیکھے اگر
اگر نشہ مئی سے سرشار ہوں	تو صورت گر حسن دلدار ہوں	تامل نہ کر دل ہی میرا کباب	پلا ساقیا قند سے آفتاب
حجاب حقیقت اٹھا دے سحر	مضامین کے جلوہ دکھا دے سحر		

بیت فرازندہ رایت مقالان ہے علم میدان بیان

محفل آرایان مشاطہ عروس سخن جلوہ کنندگان بزم کلہائے معنی انجمن عبارات رنگین کو بیان دلچسپ سے یوں زیب قلم لاتے ہیں کہ جب زلزلہ قاف شاہ سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو وہ جوڑا پر عیادت خانہ ہو کے برائے طلب حاجت پروردگار عالم سے تشریف لائے خواجہ عمر وعیار ہمراہ تھے امیر نے کہا ای خواجہ وہ اژدہا کس جا ہے جو عجیل باہر و کو نگل گیا ہم نے ہزار جگہ دیکھا کہ جس جگہ مسکن اژدہا ہوتا ہے وہاں کے خس و خاشاک درخت خشک و ترجل جاتے ہیں

اس مقام پر عجیب کیفیتین نظر آتی ہین کہ نخل سرسبز و شاداب ہین سبزہ تر و تازہ لہک رہا ہی ہر گل نگینیان دکھا کر مہک رہا ہی طائر جابجا
خوش الحانیان کرتے ہین دم وحدانیت باغبان قضا و قدر کا بھرتے ہین عمرو نے کہا اے امیر اسی جگہ تجھیل نے فرش بچھا کر
بیہوشی کی اور استفراغ اسکو اسی جگہ ہوا اور اسی مقام سے اژدہاے مہیب پیدا ہوا اور تجھیل کو نگل گیا القصہ امیر با توقیر
سر شام سے بعد نماز حاجت دعا مانگنے کو بیٹھے سر برہنہ کیا اور ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اشک حسرت و یاس چشم
گوہر بار سے جاری ہوے اور راز دل اُس بے نیاز رب کارساز سے بیان کرنے لگے اور بلبلا کر یہ دعا مانگنے لگے قطعہ

ای کریمے کہ از خزانۂ غیب	گبر و ترسا وظیفہ خور داری	دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری
توئی ہست بخشندۂ عاصیان	توئی رحمت کن بیکسان	نگہدار ما را ز راہ خطا	خطا در گذار و صوابم نما

ای سمیع و علیم ای غفور الرحیم ای فتاح طلسم مشکلات جن و بشر ای مددگار مجبور و بیکسان و مضطر یہ عاصی تجھسے ملتجی ہی کہ اس بلا
جلد نجات دے اور مجکو فتحیاب کر تو خوب عالم و دانا ہی کہ مین ترقی دین اسلام کیواسطے مدام کوشش و سعی کرتا ہون اب
اس دشمن سخت سے بچا لے اور جلد اس بند عذاب عظیم سے میرے سردارون کو رہا کر اسی طرح چار پہر رات حمزہ
صاحبقران نے درگاہ خدا مین دعا مانگی آثار صبح ظاہر ہوئے نماز صبح کی بجا لائے اور پھر چاہا کہ مشغول دعا ہو درگاہ رب
اکبر ہون یکایک دیکھا کہ ایک اژدہا منھ کھولے مثل دہان غار و کوہ عمیق کے سامنے چلا آتا ہی جب اژدہا قریب آیا ایک آواز
آئی ای حمزہ تو منھ مین اس اژدہے کے چلا آ اندیشہ نہ کر امیر با توقیر نہایت حیران ہوئے کہ یہ آواز کس کی ہی چہار طرف متحیر ہو
دیکھنے لگے کہ پھر آواز آئی ای حمزہ تو نے بڑے بڑے طلسم فتح کیے اژدہون کے منھ مین کودا اور اس مقام پر تو خائف
ہوتا ہی کچھ مطلق خوف نہ کر بلا تامل تو منھ مین اس اژدہے کے چلا آ مطلب تیرا جلد حاصل ہوگا یہ سنکر عمرو سے امیر با توقیر نے کہا کہ
مین تو منھ مین اس اژدہے کے جاتا ہون مجکو یقین کامل ہی کہ تجھیل بھی زندہ ہی یہ کہکے جھپٹکر منھ مین اژدہے کے درآئے
عمرو دیکھ رہے تھے کہ پھر آواز آئی کہ ای خواجہ تم بھی دہن اژدر مین داخل ہو کچھ نہ ڈرو عمرو بھی آنکھین بند کرکے دہن اژدر مین
کود پڑے بعد تھوڑی دیر کے ہوش جو آیا باغ بہشت آئین مین اپنے تئین پایا دیکھا کہ چہار طرف گلہاے رنگا رنگ کھلے
ہوے ہین اشجار میوہ دار جھوم رہے ہین ہوا پارسائی باغبان ازل پر وجد کرتے ہین سبزۂ نوخیز لہلہا رہا ہی ہر غنچۂ سربستہ
مہک رہا ہی سنبل زلف پیچان دوش پر ڈالے ہی ہر گل پیراہن شبنم آلود کو سنبھالے ہی نرگس اشارے کرکے بلاتی ہی سوسن
خودبخود مسکراتی ہی سرو ایک پانون سے پیشوائی کو کھڑا ہی شمشاد دل آزاد کا جھنڈا گڑا ہی غنچے مسکرا کر ضبط کرتے ہین مگر
ہنسی سے دانت نکلے آتے ہین طیور شاخون پر پھول پھول خوش الحانیان کرتے حمد و ثنا سے باغبان قضا و قدر کا دم
بھرتے ہین مور چھتر کھولکر رقص تازہ دکھاتے ہین دل دیکھنے والون کا لبھاتے ہین چہار طرف دیوارون پر انگور کی بیلین لٹک
رہی ہین حور و شان باغ جنت نظیر کو چھپاتی ہین نہرین جابجا جاری ہین فوارے چھوٹتے ہین تمنا سے گوہر بے بہا سے دل
مشتاقان لوٹتے ہین بیچ مین اُس باغ معطر کن دماغ کے ایک گنبد بلور نور سے معمور ہی اور سامنے اُسکے ایک بنگلہ جو
صندل کا آراستہ ہی دیکھا کہ چند آدمی شکل نورانی پیدا ہوئے اور انھون نے کہا کہ حضور چلیے حورا جنی آپکو بلاتی ہین امیر نے
پوچھا کہ یہ گنبد کیسا ہی انھون نے عرض کیا کہ یہ چلہ خانہ سلیمانی ہی حورا جنی اسکی مجاور ہین عمرو نے کہا اس گوشہ نشین کا کیا اچھا
باغ ہی گویا بہشت لقا ہی اس کیفیت کا چمن تازہ رنگ کہین نہین ہی امیر نے کہا خواجہ یہ مقام بزرگ تر ہی اسے باغ بہشت لقا
سے مناسبت نہ دو یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی ای حمزہ اس بے ادب کو اپنے ساتھ نہ لانا صاحبقران نے کہا اب اس سے ایسی
خطا نہ ہوگی غرضکہ وہ لوگ امیر با توقیر کو ہمراہ لیے ہوئے قریب گنبد نورانی کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ مرصع کا ہی گرد اُسکے چبوترہ
طلائی بنا ہوا استادہ ہی گرد کٹہرا اُسکے طلاکار لگا ہی اور پھول جواہر کے اُس مین جڑے ہوئے ہین انکی روشنی سے تمام باغ

منور ہی عمرو نے پھر کہا ای امیر یہ باغ بہشت زمرد شاہ باختری سے کہین بہتر ہی صاحبقران نے کہا ای خواجہ پھر تم نے وہی کلمہ
کہا چپ رہو کجا بہشت لقا اور کجا گلشن متبرک مصرعہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک ای خواجہ یہ بھی اللہ کا چمن ہی اسکی بزرگی کو
کب بہشت لقا پہنچ سکتا ہی یکایک پھر آواز آئی ای حمزہ تم آؤ اور اس بے ادب کو خبردار نہ لاؤ یہ نالائق یہان آنے کے قابل نہین ہی
صاحبقران نے عرض کیا کہ عفو کیجے اب اس سے ایسا گناہ نہوگا اور عمرو سے کہا خواجہ مین تمھین منع کرتا ہون تم نہین مانتے ہو
عمرو نے کہا مجھسے قصور ہوا الغرض چلے اندر گنبد کے قدم رکھا دیکھا کہ ایک پیر زال بہ لباس سفید معطر بہ انواع عنبر وسا کرسی
زرنگار پر جلوہ افروز ہی نور چہرے سے مثل ماہ چہاردہ کے ہویدا رعب و داب چہرۂ پر آب و تاب پر مانند سلیمان فرمان ہویدا ہی امیر باتوقیر
نے سلام کیا حورا جنی واسطے تعظیم حمزۂ صاحبقران کے اٹھین اور مسند پر صاحبقران زمان کو بٹھایا سامان دعوت
مہیا کیا خوان سونے کے کھانچے چاندی کے خوان پوش زربفتی و مخملی جھالر منقش کی گرد حاشیہ جواہر کا لعل و یاقوت و زمرد
و پکھراج و نیلم و ہیرا نصب کیا ہوا دسترخوان کارچوبی گرد اسکے جھالر موتیون کی پیالے یاقوت و ہیرے کی رکابیان لعل و زمرد کی
سامنے حمزۂ صاحبقران کے بصد تکلف رکھی گئین عمرو نے جو یہ سامان دیکھا کہا کہ یا امیر مین تو اسے گوشہ نشین سمجھا تھا یہ بادشاہ ہفت
اقلیم سے بھی زیادہ ہی کہ یہ سامان اسکو بھی میسر نہوگا اسے گوشہ نشین نہ کہیے شاہنشاہ عالیجاہ کہیے حورا جنی نے کہا کہ تجکو منع کیا
کہ ایسی باتین نہ کر ورنہ سزا پائیگا امیر نے کہا ای حورا جنی اسکا تقصیر گناہ ہی معاف کرو ایکی بار جو خطا کرے تو آپ سزا دیجیے گا عمرو نے
کہا ای حمزہ یہان عجب تماشا ہی یہ عورتین تعریف سے خوش ہوتی ہین نہ خدمت سے راضی ہوتی ہین کس قسم کی عورتین ہین القصہ
کھانا کھانے مین مصروف ہوے عمرو نے سبکی آنکھ بچا کر ایک پیالہ زمرد کا اور ایک رکابی یاقوت کی اور ایک چمچہ الماس کا چرا
بغل مین رکھ لیا جب کھانا کھا چکے اور دسترخوان بڑھایا گیا بکاول نے جو ظروف شمار کیے تین ظروف نہ پائے حورا سے بیان
کیا وہ عمرو کی طرف دیکھ کے بولین کہ خواجہ یہ بات اچھی نہین وہ تینون ظرف جو چرائے ہین دیدو عمرو نے کہا مین چور ہون مین نہین
جانتا کیسے ظروف حورا نے کہا کہ اسکی تلاشی لو اُن لوگون نے کپڑے عمرو کے اتارے بغل سے تینون ظروف نکلے حورا نے
کہا کہ تجکو جبتک سزا نہوگی تو ہرگز نہ مانیگا حورا نے لوگون سے کہا کہ عمرو کی مشکین باندھ دو ان سبھون نے عمرو کی مشکین باندھ دین
امیر باتوقیر چپکے دیکھ رہے ہین کہ جو گناہ کیا تو سزا پائی پھر حورا نے کہا کہ عجیل کو لاؤ اُسنے پہلے گناہ کیا ہی لوگ گئے اور عجیل ماہر
کو سرو پا برہنہ کشان کشان لائے پھر حورا نے کہا کہ جلد جا کر لاؤ اور پھر شیرون کو سب کے اوپر چھوڑ دیا وہ شیر لپٹا کر عجیل ماہر
اور خواجہ عمرو کو لیگیا کہ یہ بے ادب اسی سزا کے قابل تھا امیر نے حورا جنی سے کہا کہ خوب کیا تم نے کہ ان دونون
نالائقون کو شیرون کو کھلوا دیا یہ کہکر اشکبار ہوے حورا جنی نے کہا کہ ای حمزہ اب غم نہ کرو ہم آپکو آزماتے تھے آپ صاحبقران
زمان ہین آپ کو غصہ ہم پر آتا ہی ہم سمجھ گئے کہ آپ نے بسبب بزرگی اس باغ کے غصہ نہین کیا آپ عمرو اور عجیل کو ہم سے لیجیے گا
اور لوگون سے کہا کہ جلد جا کر بعزت حرمت دونون کو لاؤ بعد لمحہ بھر کے امیر باتوقیر نے دیکھا کہ عمرو اور عجیل تخت پر سوار چلے آتے ہین ان
دونون نے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے حورا جنی سے کہا اب خطا انکی معاف کر دیجیے انھون نے کہا کہ آپ مجھے زیادہ شرمندہ نہ کیجیے
اور آپ بہت خوش اعتقاد ہین بیشک آپ صاحبقران زمان ہین اور مین نے انکو بہت ذلیل کیا اسکے عوض مین اپنی دختر عجیل
کو دیتی ہون کہ لعل افروز پری اسکا نام ہی اور دوکا اُسکی مشکل پری عمرو کو دیتی ہون اور وہ ظروف نقرئی و طلائی جواہر جو عمرو نے چرائے
تھے وہ منگوا کر عمرو کو دیدیے اور پھر ملازمون سے حکم کیا کہ ملکہ لعل افروز اور مشکل پری کو لاؤ ملازمین انھین جامہ عروسی پہنا کر زیور جرم
کار جواہر نگار سے مغرق کر کے لائے عجیل ماہر کا عقد لعل افروز کے ساتھ امیر باتوقیر نے پڑھا اور مشکل پری کا عقد عمرو
کے ساتھ ہوا پھر حجلہ عروسی تیار کیے گئے اسمین علیحدہ علیحدہ دونون کو بھیجا اور جشن عیش و عشرت کا حکم دیا ناچ رنگ ہونے لگا
مبارک سلامت کی دھوم ہوئی وہان خلوتکدہ عروسی گرم ہوا بوس و کنار مین مشغول ہوے عجیل ماہر اور خواجہ شراب وصال سے

سیراب ہوئے خورشید تابان برج حمل مین آیا نور جمال جہان آرا نے مقام کیا لعل افروز کے بطن سے سلیمان ثانی پیدا ہوا اور مشکل
پری کے بطن سے عیار تیز رو تولد ہوا غرضکہ بعد از جشن شادی کتخدائی لعل افروز و مشکل پری امیر باتوقیر نے کہا ای عوراسے جنی مین
نقابدار سرخ پوش سے نہایت عاجز آیا ہون کہ اُسنے تمام میرے سردار اسیر کر لیے اب سوائے بادشاہ کے اور کوئی باقی نہین ہے ایسا
تم کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ مین اُسکی شر سے محفوظ رہون عوراسے نے کہا کہ ای صاحبقران زمان یہ نقابدار سرخ پوش بلاے بے درمان
آفت کا پرکالہ ہے آپ اُس سے عہدہ برا نہونگے باپ اُسکا اکثر حضرت سلیمان سے لڑا کیا ہے اسم اعظم بھی اسپر تاثیر نکریگا اُسکے پاس حفظ ہیکل ہے کہ
زمانے بھر کا حربہ اُس پر تاثیر نہین کرتا ہے اُسکے باعث سے اُسکو قوت و طاقت بہت ہے کوئی اُس پر غالب نہین ہو سکتا امیر بولے تم سچ
کہتی ہو مین اسم اعظم بھی آزما چکا اکثر سردارون پر دم کرکے مین نے نقابدار سے لڑوایا مگر کچھ نہو سکا نقابدار اسیر کرکے لیگیا تم کوئی تدبیر بتاؤ
کہ مین اُس پر غالب ہون عوراسے نے کہا کہ آپ مضطر نہون خاطر جمع رکھیے مین اسکی فکر آپ کرتی ہون یہ کہکے اپنا صندوق الماس
کا منگوایا اُسے کھولکر اُسمین سے زرہ بکتر اور چار آئینہ اور خود اور کمربند اور تیغہ صفت جوشن نکالا امیر کو دیا کہ وقت جنگ اسے پہنکر
سامنا کیجیے گا نقابدار اس اسباب کو پہچانیگا اور کہے گا کہ عوراسے نے تمہین دیا ہے اُس سے سمجھونگا مجھے کچھ اُسکی دشمنی کی پروا نہین
ہے اور ایک لوح دی کہ اسکو اپنے بازو پر باندھ لیجیے گا کہ سحر اُسکا آپ پر تاثیر نہ کریگا امیر یہ اسباب لیکر اُس سے رخصت ہوئے عوراسے
نے کہا کہ آپ اس حوض مین اپنے سب ہمراہیون کو ساتھ لیکر کود پڑیے تجمل دیگر دیتے اپنی اپنی معشوقہ کو وہین چھوڑا امیر کے
ہمراہ حوض مین کودے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا آپ کو وہین پایا جہان دعا مانگنے کو بیٹھے تھے پھر وہان سے لشکر اسلام مین آکے
بادشاہ سے حال بیان کیا بادشاہ نے کہا ای صاحبقران آپ کے جانے کے بعد نقابدار نے بڑی بڑی بدعتین کین مین گھس
گھس کر سردارون کو لیگیا یہ سنکر امیر باتوقیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے انشاء اللہ تعالی کل بمدد یزدانی و بتائید سبحانی اُسکو زندہ نہ چھوڑونگا
جب حکم امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان طبل جنگ بجا اُدھر بھی بانگ کوس حربی دشت نبرد مین گونجنے لگی رات بھر تیاری
جنگ مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان جنگگاہ مین صف آرا ہوے نقیب نقابت کرنے لگے جوانون کا دل بڑھانے
لگے قبضون پر پہلوانان نبرد آزما ہاتھ ڈالے سنانین چمکین پھریرے نشانون کے کھل گئے چلے کھینچ کمان کشون نے جوڑے نقابدار
سرخ پوش گھوڑا چمکا کر میدان مین آیا للکارا کہان ہین حمزہ صاحبقران جنکا لقب زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہے جنکی دھاک
قاف سے تا قاف ہے یہ سنتے ہی امیر کشور گیر بصد عزت و توقیر بادشاہ جہان پناہ سے رخصت حرب کا لیکر میدان قتال مین گھوڑا اُڑاتے ہوئے
آئے اور نعرہ جگر خراش و کوہ شگاف بلند کیا نعرہ امیر حمزہ باتوقیر امیر عرب صفشکن روزگار ۞ کنندہ شکنندہ شکن غضنفر دلاور
ضیغم بمیدان جنگ آزمان ہو ہو سو شو د الامان الامان نقابدار نے نعرہ کرکے کہا ای حمزہ کہان جاکر چھپ رہے مین تمہاری
تلاش مین تھا اور ڈھونڈھتا ہوا آتا تھا اگر آج تم نہ آتے تو مین بادشاہ کو اسیر کرکے لیجاتا امیر باتوقیر نے فرمایا او سگ نابکار تونے
لشکر پر بڑے بڑے ظلم و ستم کیے ہین انشاء اللہ آج اُسکی تجکو سزاے معقول دونگا نقابدار سرخ پوش یہ کلمہ سنکر بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ تو
مجھے سزا دیگا خیر ابھی معلوم ہوا جاتا ہے ای حمزہ اگر آج صاحبقرانی تیری خاک مین نملادی تو نام اپنا نقابدار سرخ پوش صفحہ ہستی پر نہ رکھو
القصہ بعد گفتگو تند و تیز کے نیزہ بازی ہونے لگی نقابدار نے جو بند نیزۂ طویل کا باندھا امیر باتوقیر نے بفضل ایزدی فوراً
ناخن جرأت و شجاعت سے وا کیا آخر کار نقابدار نے ایک بند باندھکر نیزے کو لاکے سر اقدس پر امیر کے تکال دی فوراً
صاحبقران زمان نے پھرتی کے ساتھ چوب نیزہ تیغہ سلیمانی سے مثل نیشکر خام کے قلم کی اور گھوڑا بڑھا کے نصف ڈانڈ نیزہ کی
ہاتھ سے نقابدار کے جھٹکا مار کے چھین لی نقابدار متحیر ہوکر چہرہ نورانی امیر باتوقیر دیکھنے لگا تیغہ صفت جوشن بھی اور سب ہتھیار
سلاح جنگ کے پہچانے کہا یہ تجکو اسباب عوراسے جنی نے دیا ہے خیر اس سے بھی سمجھونگا وہ پیر زال میرے ہاتھ سے کہان جائیگی
امیر باتوقیر نے نعرہ کرکے فرمایا او نابکار جب تو میرے ہاتھ سے بچیگا تو اُس سے سمجھ لینا یہ سنکر وہ نہایت غضبناک ہوا

اور تلوار میان سے کھینچی صاحبقران زمان بھی گھوڑے پر درست ہو بیٹھے نقابدار نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر باتوقیر نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا وار تیغ نقابدار کا رد ہوا صاحبقران زمان نے پھیر پھیر کر ہاتھ تیغ ہفت جوشن کا مارا نقابدار نے
جلدی سے سپر کو سر پر لیا تیغ ہفت جوشن حمزہ صاحبقران سپر کے دو ٹکڑے کرکے سر نقابدار کا کاٹتا تا دو ابرو اتر گیا
نقابدار نے جلدی سے دستانہ مارا کہ تیغ سر سے نکل گیا نقابدار نے زخم سر کو باندھا مگر خون جاری رہا گھوڑا پھیر کر سامنے سے حمزہ
صاحبقران کے بھاگا مگر یہ کہتا جاتا تھا کہ یار زندہ صحبت باقی پھر سمجھونگا یہ کہتا ہوا چلا جاتا تھا کہ عیار زرد پوش درہ کوہ سے نکلا اور
امیر باتوقیر سے کہا کہ اب تعاقب میں جائیے امیر پیچھے نقابدار کے گھوڑا اٹھا کر مثل شیر غضبناک کے اس روباہ زخم خوردہ پر جھپٹے جب
قریب نقابدار کے پہونچے تو وہ شیرانہ کیا نقابدار داخل گیا لشکر زردمان شاہ سے کہا کہ حمزہ کو مار لو سب کفار صاحبقران زمان پر
ٹوٹ پڑے امیر باتوقیر سے تلوار چلنے لگی ادھر لشکر اسلام بھی عقب میں امیر کی کمک کو پہونچا اب جنگ مغلوبہ ہو گئی برابر سر کٹ کٹ کے
تنوں سے گرنے لگے جسموں کے پشتارے ہو گئے ادھر خواجہ عمرو کرب غازی کو لیکر زندانخانہ پر آئے موکلان زندان کو مارا اپنے سب
سرداروں کو رہا کر لیا ادھر امیر باتوقیر لڑتے ہوئے زردمان شاہ کے قریب پہونچے زردمان شاہ نے چھوٹتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے بار رد بچا کے ہاتھ قبضہ شمشیر زردمان پر ڈالدیا دوسرے ہاتھ سے تھپکی دے کر تلوار
چھین لی اور زردمان شاہ کو گھوڑے سے اٹھا لیا مشکیں باندھکر خواجہ عمرو کے حوالے کیا فوج کفار شکست فاش کھا کر بھاگ گئی
تمام مال و اسباب و خیمہ ہائے لشکر زردمان شاہ کو لوٹ لیا نقابدار بھاگا ہوا درہ کوہ میں آیا امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ
ای خواجہ مجھے عیار حوراے جنی کا کہا گیا ہو کہ نقابدار کا تعاقب نہ چھوڑنا عمرو نے کہا ای امیر پھر تامل کیا ہو بسم اللہ چلیے امیر باتوقیر
درہ کوہ میں گھوڑا ڈالا ان کے پیچھے سب لشکر اور سرداران لشکر بھی چلے تھوڑی دور تک گئے تھے کہ دیکھا کئی سر تنوں سے کٹے
دھڑ پڑے ہیں امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ جلد خبر لا کہ یہ آدمی کیونکر مارے گئے عمرو دوڑتا ہوا چلا جب پاس اس درے کے
پہونچا دیکھا کہ پہاڑ دو طرف سے مل گئے ہیں اور ایک زنجیر درمیان میں انکے آویزاں ہے اس میں ایک خنجر لٹکا ہے جہاں کوئی آدمی آیا
اس زنجیر میں متصل ہوا خنجر اوپر سے اس پر پڑا کہ سر اس کا کٹ گیا عمرو یہ حال دیکھکر بھاگا آن کر امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا
سنکر صاحبقران زمان مرکب بڑھا کر چلے کہ میں تو دیکھوں سردار سب پیچھے چلے آتے تھے جب قریب اسکے آئے امیر نے چاہا گھوڑا
بڑھاوں عمرو نے باگ گھوڑے کی تھام کر روک لیا کہا میں نہ جانے دونگا یہاں طلسمات کا کارخانہ ہے ساحر یہاں رہتے ہیں
جانے سے کیا فائدہ پہلے پروردگار عالم سے رجوع کیجیے مدد غیبی طلب فرمایئے بعد اسکے جانے کا ارادہ کیجیے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان متحیر کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ لندھور نے کہا ای شہریار میں جاتا ہوں ایک گرز زنجیر و خنجر پہ مارونگا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاینگے
یہ کہکر تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک پنجہ لندھور کو اٹھا لیگیا امیر کو بڑا افسوس ہوا عمرو نے کہا دیکھا آپ نے ای امیر یہاں کارخانہ
عجائبات ہے یہی ذکر تھا کہ وہی عیار زردپوش پیدا ہوا امیر کو سلام کرکے عرض کیا کہ حوراے جنی نے یہ اسم دیا ہے کہ اسے پڑھکر اپنے
اوپر دم کیجیے اور پھر سپر سر پر رکھکے چلے جائیے زنجیر لٹکی اور خنجر سر پر پڑیگا آپ تیغ ہفت جوشن سے قلم کرکے چلے جائیے گا امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران نے بموجب تعلیم عیار زردپوش وہی کیا زنجیر کو بھی کاٹا خنجر کو قلم کیا اور درہ کوہ میں داخل ہوے
اور لشکر بھی پیچھے آیا ایک پہر کے بعد درہ کوہ سے باہر آئے ایک میدان وسیع نظر آیا کوسوں سایہ درخت نہ تھا تمازت
آفتاب سے انتہا دھوپ منزلوں اندھیرا میں مثل تابہ آہن کے جل رہی ہے آسمان سے گویا آگ برستی ہے وہ میدان کرہ نار ہی بنا تھا
مرد اسپ میں دیکھنے سے جیسے لے چڑھتے ہیں گھوڑے سراپا عرق میں غرق پسینہ دونوں کی بہہ رہیں جاتی آہ کی پیاس لگی ہی ہیں تھوڑی
دور چلے تھے کہ امیر باتوقیر کو پیاس لگی اسی حال غیر ہوا اکثر دیو نے زبانیں باہر نکالیں لشکر حمزہ پہ تشنگی نے غلبہ عظیم کیا اسا جو
خدا کو کرتے ہیں سے آدمی منزل تک کہیں چشمہ نہ چھیل تھا تالاب نہ چاہ آب پانی تا اسباب سوکھی ہوئی تمام گیا ہو لشکر سے صاحبقران

بہت سے بہ تلاش آب متفرق ہو گئے دور تک پانی کی تلاش مین نکل گئے دیکھا کہ سامنے ایک چشمہ ہی پانی اُسکا دیکھنے مین بہت صاف
و شفاف ہی بہت سے لوگ اُسی پانی کی طرف دوڑے اور جاتے ہی پانی پینے لگے جسنے وہ پانی پیا سرنگون ہو کر غرق ہو گیا
اُس چشمے کے پاس ایک مینار پر ایک مرد پیر بیٹھا ہوا نقارہ بجا رہا تھا جب بہت آدمی پانی پی کر غرق چشمۂ طلسم ہوے اُس پیر مرد نے زور سے
نقارہ بجایا کہ صدا سے اُسکی پانی نے جوش مارا وہ لوگ جو غرق ہو گئے تھے اوپر اُبھر آئے پھر موج نے اُس چشمے کی اُن آدمیون کو
نکالکر باہر پھینک دیا اب جو خیال کیا تو وہ سب آدمی پتھر کے تھے باقیات آدمی یہان سے بھی خائف ہو کر بھاگ آئے اور امیر سے
یہ سب کیفیت بیان کی امیر با توقیر نے عمرو سے کہا کہ جاؤ خبر لاؤ کہ یہ کیا طلسم ہی عمرو جو وہان آیا دیکھا کہ درحقیقت جو کیفیت سنی تھی
وہ سچ ہی اور ایک طرف کو اُس چشمے کے ایک گنبد ہی کہ اُسمین سے آواز رونے کی آرہی ہی عمرو اُس پاس اُس گنبد کے پھرا مگر کہین
دروازہ اُسکا نہ پایا مگر ایک درخت عظیم قریب گنبد کے دیکھا کہ شاخین اُسکی گنبد پر ہین عمرو درخت پر چڑھ گیا دیکھا سقف مین
اُس گنبد کے ایک سوراخ ہی اُس سوراخ مین آنکھ لگا کر دیکھا کہ لندھور زنجیر آتشی سے بندھا ہی اور سومن کا پتھر اُسکے سینے پر
رکھا ہی عمرو نے لندھور کو پکارا لندھور آواز عمرو کی پہچان کر رونے لگا اور پکار کر کہا کہ اے خواجہ جلد ایک خنجر آتشی اور
کہین جل جاؤن اس عذاب سے نجات پاؤن عمرو روتا ہوا امیر کے پاس آیا لندھور کا حال بیان کیا لندھور کا حال سنکر امیر بھی
رونے لگے ہمراہ عمرو کے چلے جب برابر اُس گنبد کے پہونچے دیکھا کہ ایک عورت تخت پر بیٹھی ہوئی تصویرین دیکھ رہی ہی جب امیر
اور قریب گئے وہ عورت کھڑی ہو گئی امیر کو سلام کیا کہا آپ کے نصیبے نے یاوری کی کہ مقام ساحران سے گذر کر یہان تشریف
لاے فرمایا مجھے ساحرون سے کچھ اندیشہ نہین ہی یہ بتا کہ تو کون ہی اُس عورت نے کہا کہ مین ملک شام کی رہنے والی ہون ساحر
مجھے یہان اُٹھا لاے ہین مین اُنسے رخصت لیکر اس مکان مین آکر رہی ہون امیر نے کہا مین بھوکا ہون وہ اندر گئی اور کھانا
لائی امیر با توقیر کے سامنے رکھدیا امیر نے فرمایا تم بھی ہمارے ساتھ کھاؤ اُسنے کہا کہ مین بھی مسلمان ہون تمھارے ساتھ کھانا
کھاؤنگی امیر نے ارشاد کیا کہ اگر تم مسلمان ہو تو کلمہ پڑھو اُسنے تامل کیا وہ مکارہ بھلا کلمہ کیا جانے چپ ہو رہی امیر سمجھ گئے کہ
یہ عورت بھی ساحرہ ہی مجھے فریب کرتی ہی فوراً نعرہ کیا کہ باش او مکارہ لگا تو وہ عورت بزور سحر شیرنی بنگئی اور امیر با توقیر پر جھپٹی امیر نے
پھرتی سے تیغ صفت جوش کا ہاتھ مارا کہ کمر پر اُسکی پڑا دو ٹکڑے ہو کر گری ایک شور و غل ہوا تاریکی چھا گئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مکارہ جادو بود فتوس مردیم بمطلب خود ترسیدیم عمرو نے مال و اسباب اُسکا لیکر سب داخل زنبیل کیا
امیر با توقیر گنبد کی طرف چلے عجب تماشاے طلسم نظر آیا جون جون امیر با توقیر آگے آگے آتے ہین گنبد پیچھے ہٹتا ہی دور ہوتا جاتا ہی
عمرو سے کہا خواجہ یہ کیا اسرار ہی عمرو نے عرض کیا اے امیر خدا معلوم یہ کیا بھید ہی مگر اے امیر وہ جو ساحرہ کو آپ نے قتل کیا ہی
اُسکے اسباب مین ایک ڈبا بھی تھا وہ مین نے رکھ لیا ہی نہین معلوم اُسمین کیا ہی امیر نے فرمایا لاؤ وہ ڈبا کسان ہی مین
دیکھون خواجہ نے وہ ڈبا امیر با توقیر کو دیا امیر نے وہ ڈبا کھولا دیکھا کہ اُسمین ایک لعل بیش بہا ہی اور اُسپر اسم کندہ ہین امیر
با توقیر نے وہ اسم الٰہی پڑھکر دم کیے اور دستک دی وہ گنبد طلسم غائب ہو گیا اور جو لوگ امیر کے لشکر کے پانی پی کر پتھر کے ہو گئے تھے
وہ سب انسان ہوے اور دوڑ کے قدمون سے امیر کے لپٹے امیر اُنسے سب حال پوچھ رہے تھے اور بیان کر رہے تھے کہ عیار
زرد پوش پیدا ہوا سلام کیا اور کہا کہ آپ غافل ہین جادوگر آپہونچے امیر نے دیکھا کہ دور ایک گرد اُڑی جب وہ دامن گرد چاک
ہوا دیکھا کہ ایک مرد پیر اونٹ پر سوار آگے آگے اور پیچھے چار ہزار اونٹ پر از بار ہین جب وہ مرد پیر سامنے آیا امیر کو سلام کیا
کہا کہ مین ایلچی ہون بلا جان جادو کا عطارد قمر چہر میرا نام ہی اور یہ مال بلا جان نے بھیجا ہی اسے صرف مین لائیے امیر نے
فرمایا کہ عوض مین اس مال کے جو لوگ لشکر کے پھرے تیرے یہان اسیر ہین انکو رہا کردے کہ مین انھین لیکر چلا جاؤن اُسنے کہا
کہ قاعدہ چلا جاتا ہی جادو کا یہ ہی کہ جسکو گرفتار کرتا ہی پھر ڈالتا ہی امیر نے کہا کہ ان صندوقون کو کھولو مین دیکھون تو کہ اسمین کیا ہی

اُسنے صندوق کھولے دیکھا کہ صندوق میں مار وعقرب بھرے ہوئے ہیں وہ سب نکلکر امیر پر دوڑے امیر نے کہا او مکار یہ کیا لایا پھر سحر و نے کہا جلد آ پڑا اسم اعظم پڑھیے امیر نے اُسی وقت اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ مار وعقرب وشتر غائب ہوگئے امیر یا توقیر عطار د جادو پر تیغ ہفت جوشن کھینچکر جھپٹے وہ پیر مرد بقوت سحر اڑد ہا بنکر جھپٹا امیر نے تیغہ ہفت جوشن کا بڑھکر ہاتھ مارا اژدہا دو ٹکڑے ہو کر گرا طوفان عظیم آیا تاریکی پھیل گئی شور غل برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من طوفان جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم مطلب خود نرسیدیم جب وہ شور وغل موقوف ہوا اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ لاشہ اُسکا غائب ہوگیا پھر وہی عیار زرد پوش پیدا ہوا او سا سد سے کہا کہ ای شہریار جلد یہاں سے روانہ ہوجائیے کنارے دریا کے اور متوجہ حصار بندی کے ہو جیے اور لوح اور اُس اسباب سے غافل نہو جیے گا اگر یہ جاتا رہیگا تو غضب ہو جائیگا اور اب میں آپکی خدمت میں حاضر نہونگا امیر با توقیر نے کہا کہ بارک اللہ تو نے بڑا احسان کیا مگر اپنے نام سے آگاہ کر اُسنے کہا کہ ابھی معاف رکھیے نام میرا ابھی آپکو معلوم ہو جائیگا یہ کہکر چلا گیا امیر وہان سے کنارے پر دریا کے آئے دیکھا کہ بیچ میں دریا کے ایک قلعہ بلند ہے مگر اُس دریا مین سب سے پہلے قافل سحر قندی اور سر برہنہ طبی آگے آئے تھے وہ دونون کشتی پر سوار ہوئے اس ارادے سے کہ پار اُتر جائین کشتی وہان سے روانہ ہوئی بیچ دھارے میں جب کشتی پہونچی کشتی نے چرخ کھایا اور برق چمکی پھر جو خیال کیا تو جتنے کشتی پر سوار تھے سب کے سر کٹ گئے اور ایک صداے مہیب بلند ہوئی اور پوست اور گوشت اُنکے گھل گئے تھے فقط استخوان کشتی میں پڑے ہوئے تھے امیر با توقیر حیران و پریشان دریا پر کھڑے ہوکر دیکھنے لگے کہ عجب تماشا ہے جو کسی نے نہ دیکھا تھا

جبتک دو کلمے داستان مصیبت بیان ہنود نشی کرنا بدیع الزمان اور اسد کا اور مہتر قران کا باغ بہشت لقا میں ساتھ جہان افروز کے اور گرفتار ہونا لقا اور یاقوت شاہ اور گردمرد اور بختیارک کا باغ بہشت میں اور بیعیاری مہتر قران چلے جانا اپنی معشوقہ کو لیکے پھر تعاقب لشکر کفار کا اور گرفتار ہونا بیع قاسم کا اور عرضی گھراے کے بھیجنا حمزہ کے پاس

دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
مئے ارغوان کی مجھے چاہ ہے
پلا ایک ساغر تو بس ساقیا

مئے کہنہ سے ہے مجھے اجتناب
یہی دوستی کی فقط راہ ہے
نہیں جام جم کی ہوس ساقیا

اُسی کی مدت سے ہے تاک اب
گلابی مرے منہ سے جلدی لگا
سحر کیا ہے یہ بادۂ مشکبو

دکھا ساقیا روے شیشہ نقاب
چلا میکدے سے میں اب ساقیا
ہے خورشید مضمون کی اب جستجو اشعار

آستانہ ہو گیا اپنا قفس فولاد کا
روے گل بھولے جو شیشہ دیکھے مرے صیاد کا
وصف چشم حور کرتا ہے خدا قرآن میں
حوصلہ تو دیکھو مشت خاک کی بنیاد کا

آپ جاکے دیکھا یا گھر میں صیاد کا
گردش چشم بتان سے ملگیا ہیں خاک میں
گلشن فردوس میں بھی دخل ہے صیاد کا
قد کشی کو باغ میں جاتا ہے وہ بالا بلند

حوصلہ کیا عندلیب خانماں برباد کا
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا
بار عشق اُسنے اُٹھایا اور یلی کی نہ اگر
کاٹنا منظور ہے اُس شوخ کو شمشاد کا شعر

روان سازکان مقام قریب + رقم کردہ اندازین بیان عجیب - رہروان منازل بے کاروان سراے تصدیق وطی کنندگان مراحل پر آشوب تدقیق مسافر کان جواہر سلک کو منزل آخر پر وتحریر یوں روان کرتے ہیں کہ شاہزادہ بدیع الزمان و اسد نامور و مہتر قران مجلس عیش و عشرت خلوت کدہ باغ بہشت لقا سے بے بقا میں ساتھ ملکہ جہان افروز و مہر افروز و شور انگیز شغل ناو نوش میں مشغول ہیں اور یاقوت شاہ اور گردمرد اور بختیارک بندھے کھڑے ہیں اور لقاے بے بقا اُن سب کے پاس بیٹھا ہے بعد تھوڑی دیر کے بدیع الزمان نے مہتر قران سے کہا کہ اب تدبیر چلنے کی کیا چاہیے لقا نے کہا کہ میں تمہے تقدیر کی کہ تم ابھی اپنی معشوقان پری چہرہ کو یہان سے لیے جاؤ بدیع الزمان نے کہا او مکار تو چاہتا ہے کہ ہم یہان سے نکلیں اور تو ہمین فوج بھیجکر گرفتار کرادے مہتر قران نے کہا کہ آپ اُسے چھوڑ دیجیے گا نہیں میں اسکی تدبیر کرنیکو جاتا ہوں پھر خواجہ سرا کی

صورت بنکر بختیارک کو ساتھ لیا اور اُس سے کہا جو میں کہوں تو بھی وہی کہنا اور اگر کوئی بات تو نے خلاف کہی تو اُسی وقت تجھکو
مار ڈالونگا۔ بختیارک نے کہا کیا مجال جو خلاف حکم کے کوئی بات منھ سے نکالوں مہترقران اُسے بارگاہ یاقوت شاہ میں لایا اور
گنجاب سے کہا کہ خداوند لقا نے تقدیر کی ہے کہ چار گھوڑے باساز مرصع اور دو گھوڑے اور دروازہ بہشت پر بھیجو اور
اور بیٹے دربار برخواست کیا سب اپنے اپنے گھروں کو جائیں خداوند لقا بہشت میں سیر کرینگے بختیارک نے بھی کہا کہ جلدی
گھوڑے بھیجو کہ خداوند لقا نے فرمایا ہے اُسی وقت گنجاب نے گھوڑے اُسکے ساتھ کر دیے مہترقران گھوڑوں کو ہمراہ لیے ہوئے
دروزہ بہشت لقا پر آئے اندر جا کر بدیع الزمان سے کہا کہ میں گھوڑے لایا ہوں تشریف لیجائیے بدیع الزمان نے ملکہ جہان افروز سے
کہا تم ہمارے ساتھ یہاں چلو نہیں تو لقا تمکو مار ڈالیگا ملکہ سوچی کہ شاہزادہ سچ کہتا ہے لقا سے کہا کہ اے پدر نامدار بدیع الزمان مجکو
اپنے ساتھ لیے جاتے ہیں لقا نے کہا کہ دو دختر میری تھیں ایک کو قاسم لیگیا تجھے بدیع الزمان لیے جاتے ہیں اب میں بے اولاد
ہو گیا میں نے تقدیر یہ نہیں کی کہ تو بدیع الزمان کے ساتھ جا اسد شیردل نے نعرہ کیا او گیدی مسخرگی کرتا ہے شرط کیا ایک ہاتھ تلوار کا
ماروں کہ سر تیرا مثل برگ خزان دیدہ اُڑ جاے لقا جھلا مار رونے لگا بدیع الزمان نے مہترقران سے کہا کہ ان سب کو ستونوں سے
جکڑ کر باندھ دو مہترقران نے لقا اور یاقوت شاہ اور بختیارک اور گردمرد کو باندھ دیا اور ملکہ جہان افروز اور مہرافروز
اور شور انگیز کو مع چند کنیزان خاص اور دایہ وغیرہ کے مرکبوں پر سوار کر کے چلے اور جواہرات بیش بہا بہت سا ہمراہ لیا اور
سوار ہو کر شہر سبائیل سے نکلکر صحرا کو روانہ ہوئے بختیارک نے لقا سے کہا کہ خداوند اب تقدیر کیجیے کہ قید سے نجات ہو لقا نے
کہا ہر چند تقدیر کرتا ہوں مگر رہائی نہیں ہوتی اب یہ البتہ تقدیر کی ہے میں نے کہ کوئی آکر تجھے اس قید سے رہا کرے اُسوقت
بختیارک چلایا ارے کوئی آکر ہم سب کو چھڑاؤ بندھے ہوئے ہیں خولد و کنیزیں آواز سنکر دوڑیں اُن کرانوں نے چاروں کو
کھولا قید سے رہا کیا لقا قیطولوں پر آکر بیٹھا نقارہ دربار کا بجا تمام ارکان دولت و اعیان مملکت حاضر دربار لقا ہوے
جسوقت دربار آراستہ ہو چکا لقا پکارا اے بندگان من میں نے تقدیر کی ہے کہ سب مسلح و مکمل ہو کر جائیں اور بدیع الزمان و اسد
شیردل و مہترقران کو مع جہان افروز اور مہرافروز و شور انگیز کے گرفتار کر لاؤ یہ سنکر اُسی وقت گنجاب و قہرمان
جمشید و سال اژدر گیر و قہرمن سال و قہرش بن ملک سوکیاسے طوفانی و اژدر جل خرشت انداز و سنبل آتش علم
و مارش بن نسوات و فاروت لفط انداز لشکر بے پایان بحکم لقا سے بے لقا ہمراہ لیکر تلاش میں بدیع الزمان وغیرہ کی
روانہ ہوے ادھر بدیع الزمان و اسد و مہترقران ملکہ وغیرہ کو ہمراہ لیے ہوے دامن کوہ میں پہونچے وہاں اُتر کر گھوڑوں کو
گھانس وغیرہ دی اسد نے کہا ماموں جان کچھ دل میرا گھبراتا ہے ایک ہول سا ہے بدیع الزمان نے پوچھا بیٹا کیا سبب ہے اسد بولا
کہ سبب کچھ نہیں معلوم خود بخود دل گھبراتا ہے بدیع الزمان نے مہترقران سے کہا کہ میں نے اسقدر اسد شیردل کو کبھی مضطرب نہیں
دیکھا ہے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ایسی گرد اُٹھی کہ گھبرا گئے لوگوں نے سمجھا کہ سیلاب آتا ہے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ وہ گرد دور ہو گئی جب پردہ گرد
چاک ہوا دیکھا سامنے سے لشکر بے پایان کفاروں کا آتا ہے بدیع الزمان جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اسد شیردل نے
بھی زین مرکب صبا رفتار کو زینت دی اور تلواریں کھینچکر کفار پر جا پڑے لڑائی ہونے لگی اور مہترقران اُنھوں کے پیچھے کھڑے ہو
بیچ میں ملکہ وغیرہ کو لیا لیکن مہرد عیار قاسم عالیشان شہر کے واسطے ملک سبائیل میں آیا تھا اُسنے دیکھا کہ بدیع الزمان اور
اسد شیردل اور مہترقران سے لڑائی ہو رہی ہے کہ ہر طرف سے تلوار چل رہی ہے لشکر کفار کا ہجوم ہے یہ دیکھ کر وہ بھاگا اور جلدی سے
جاکر قاسم عالیشان سے احوال بیان کیا قاسم نے زراسب جنگ دار سے کہا کہ تم ملکہ گیتی افروز کو ہمراہ لیکر قلعہ شاہ
دریا قلیم میں جاؤ اور آپ لشکر ہمراہ لیکر مدد بدیع الزمان کو آئے وہیں سے نعرہ کیا کہ دل لشکر کفار کے دہل گئے نعرہ قاسم

صفدر سالار قاسم عالی ہمم	مہر اوج اقبال و جاہ و حشم	شہسوار لعل پوش خاوری	آفتاب مشرق دین پروری

اور تلوار کھینچ کے لشکر کفار پر گرا مارے تلواروں کے فوج کا ستھراؤ کر دیا کشتوں کے پشتے ہوئے سروں کے انبار تھے ملک قاسم
عالیشان نے ایسی شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار پسپا ہوا اور ملکہ جہان افروز وغیرہ کو ہمراہ اپنے لوگوں کے قلعہ ہوشنگیہ کو روانہ کر دیا اب
حال شاہزادہ بدیع الزمان کا سنئیے کہ یہ بھی اس بیچ کفار ان میں بڑھ بڑھ کے وار تلوار کا کر رہے تھے اثنائے جنگ میں زخمی ہوئے
گھوڑا مارا گیا ملک قاسم عالیشان نے جب سنا تلواریں مارتے ہوئے بدیع الزمان کے پاس آ پہنچے دوسرے گھوڑے پر سوار کیا پھر
کفار سے قاسم اور اسد اور بدیع الزمان لڑنے لگے داد مردانگی دے رہے تھے کہ ناگاہ دوسرا گھوڑا بھی بدیع الزمان کا قتل ہوا پیادہ
ہو کر لڑنے لگے کئی زخم کھائے قاسم نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان پیادہ ہوئے قاسم بدیع الزمان کی طرف جھپٹے قاسم جبتک آوین
بدیع الزمان کو کفار نے کمند مار کر گرفتار کر لیا قاسم نے چاہا کہ لڑ بھڑ کر بدیع الزمان کو رہا کریں ایک زخم نیزہ اور ایک تلوار کھا کر
جھومنے لگا یکایک گھوڑا قاسم کا بھی مارا گیا قاسم عالیشان پیادہ ہو گئے کفار نے حلقہ کمند مار کر قاسم کو بھی گرفتار کیا اسد شیر دل
علیحدہ لڑ رہا تھا اسکو تنہا پا کر کفار سب ٹوٹ پڑے اسکو بھی حلقہ کمند میں گرفتار کیا جعفر قران لڑتا ہوا نکل گیا فوج قاسم عالیشان نے
شکست کھائی متفرق ہو کر سب علیحدہ علیحدہ نکل گئے کفار نے اسی جگہ خیمہ برپا کیے گنجاب نے چاہا کہ بدیع الزمان اور قاسم
اور اسد کو قتل کرے قہرش نے کہا کہ میں خداوند کے پاس لیجاؤنگا خداوند لقا جو بہتر جانینگے وہ حکم تقدیر کرینگے دیکھیں انھیں ابھی
قتل ہونے دونگا سردار مجبور رہا چار وہان سے روانہ ہوئے ادھر شداد نقیشنی خبر لقا سے یہ لقا کو دی کہ بدیع الزمان اور قاسم
و اسد کو گرفتار کر کے لاتے ہیں لقا بہت خوش ہوا کہا مدت سے یہی تقدیر کی تھی جلد لاؤ میرے سامنے انھوں نے مجھے بڑی بڑی ایذائیں
دی ہیں آج انکو بغیر قتل کیے کب چھوڑتا ہوں گہرا یہ کلام بد انجام لقا سنکر بہت پریشان ہوا اپنے دل میں کہا کہ یہ شہزادے ناحق
مارے جاتے ہیں مفت انکی جان جاتی ہے دست ادب باندھکر عرض کرنے لگا اے خداوند لقا یہ جو خدا پرست قید ہو کر آتے ہیں انکا
قتل کرنا مناسب نہیں ہے انکو قید رکھیے کس واسطے کہ حمزہ صاحبقران بدیع الزمان کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور حمزہ بھی قریب ملک
سیاٹل آ چکے ہیں اگر سنینگے کہ فرزند جگر بند میرا قتل ہوا اور نواسے بھی قتل ہوئے بڑا فساد ہوگا خون کے دریا بہینگے طوفان عظیم اٹھے گا
اگر ملک باختر کو ہاتھ سے کھو دینا منظور ہے تو اختیار ہے جس وقت حکم قتل بدیع الزمان جاری ہوا اسی وقت خبر حمزہ صاحبقران کو
پہونچی وہ غیظ و غضب میں تینوں شاہزادوں کو رہا کر لیگا اور ملک کو تباہ کر دیگا وہ ایسا زبردست و شجاع و دلیر ہے کہ اسنے بہت سی
خدائیاں خداوندوں کی مٹا دیں ملک چین کو بزور شمشیر چھین لیا زمرد شاہ نے کہا یہی مصلحت مناسب ہے میں نے بھی تقدیر کی ہے
گہرا نے کہا کہ ایسا نہو کہ بختیارک شیطان آپکو صلاح دوسری دے اور آپ اسکے کہنے پر عمل کریں تو برا ہوگا لقا نے کہا کہ تقدیر میری
کی ہوئی تبدیل نہیں ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ بختیارک آیا عرض کیا قیدی حاضر ہیں کہا کہ لاؤ میرے سامنے یہ سنکر کفار کشان کشان
بدیع الزمان اور قاسم عالیشان اور اسد شیر دل کو دربار عام میں لائے اور خدا پرستوں نے بطریقہ اسلام سلام کیا
لقا نے کہا مجھے سجدہ کرو تمھیں قید سے رہا کر دوں ہر چند کہ تمنے بہت بڑی خطا کی ہے مگر ابھی بخشدوں ان خدا پرستوں نے
بہت سی لعنت و ملامت کی بختیارک نے کہا کہ خداوند انکو قتل کا حکم کیجیے آپ ایسے کلمات ناشایستہ کیوں سنتے ہیں لقا
نہایت برہم ہوا کہا تو کون ہے جو دخل در معقولات دیتا ہے تو ابھی شیطانی حرکتوں سے باز نہیں آتا ان خدا پرستوں کو میں
قید کرونگا اور امیر حمزہ صاحبقران سے درپے صلح ہونگا اور اگر تو زیادہ کہیگا تو تجھکو دوزخ میں ڈلوا دونگا بختیارک تو
فساد یا ہے سمجھ گیا کہ گہرا نے خداوند لقا کو پہلے ہی سبق پڑھا دیا اب کیا ہوتا ہے جب چپ ہو رہا لقا نے حکم دیا کہ ان خدا پرستوں کو
قید خانے میں لیجاؤ داروغہ مجلس نے بدیع الزمان اور قاسم عالیشان اور اسد شیر دل کو قید طول چہارم میں قید کیا
مگر وہ شاہزادے اپنے معشوقوں کی جدائی سے نہایت محزون و مغموم تھے ہر شب نالہ ہر روز آہ و زاری کرتے تھے
مگر جب جعفر قران عیار بدیع الزمان نے خبر گرفتاری پائی ایک روز شب کو صورت خدمتگار کی بنکر گہرا سے اختر شناس کے

پاس مہتر قران آیا اور تخلیہ میں اپنے تئین ظاہر کیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ شاہزادون کو قید سے رہا کرون کوئی تدبیر بتایئے
گھرا نے کہا کہ بفضل تو مین نے اُن شہزادون کو قتل ہونے سے بچایا ہی اور ابھی خبرداری اور ہوشیاری چوکی پہرے والون کی بہت ہی
بختیارک سا دشمن اُنکے درپئے قتل ہی ابھی اُنکا چھوٹنا مشکل ہی بس بہتر یہ ہو کہ تم خدمت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران مین جاؤ
اور عرضی میری لیتے جاؤ جیسا حکم وہ دینگے ویسا کرنا مہتر قران نے کہا بہت خوب عرضی تحریر فرمایئے یہ سنکر گھرا سے اختر شناس نے
کاغذ و قلم و دوات لیکر یہ عرضی لکھنا شروع کی عرضی از تاج بخش سلاطین جہان وای زیر کنندۂ سرفرازان دوران وای شاہنشاہ
کشور ہمت و شجاعت وای خسرو خسروان مملکت صولت و شوکت امیر با توقیر کشور گیر صاحب شمشیر شاہان شاہان سلطان سلطان زلزلۂ فیما
ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان زید کم اللہ اقبالکم و اجلالکم حقیر پر تقصیر کمترین عقیدت گزین گھرا سے اختر شناس بعد تقدیم اندرو
ولاس یہ عریضہ آلام فریضہ بخدمت حاشیہ بوسان بساط فیض مناط قلم مصیبت نشیم سے یون تحریر کرتا ہی کہ غلام اطاعت التزام کمال
مشتاق جمال بیمثال ہو د شوق قدمبوسی حضور موفور السرور صاحب جاہ و جلال ہی دیگر یہ کہ شہزادۂ بدیع الزمان نامدار و شاہزادۂ
قاسم والا تبار و شاہزادہ اسد شیردل رجوار بحکم لقا سے بدکردار قید مین بلکر اُسی روز ارادہ اُس ناہنجار کا تینون شہزادون کے
قتل کرنے کا تھا مگر مین نے بحکمت عملی اسوقت تک بچایا اور جہانتک مجھسے ہوسکے گا حفاظت مین اُن شہزادون کے کوشش
کرونگا لہذا عرضی ہذا بخدمت نامی نامدار عالیشان حمزۂ صاحبقران زمان پیش کرکے امیدوار ہون کہ جسقدر جلد تشریف لایئے
کہ صورت رہائی کی اُن شہزادگان بلند مکان کی ہو زیادہ حد ادب الٰہی آفتاب دولت و اقبال و کوکب جاہ و جلال بدوام تابندہ و
درخشندہ رہے اس مضمون کی عرضی گھرا سے اختر شناس بلند قیاس نے تحریر کرکے ملفوف کی اور مہتر قران کو دی اور کہا
تم جلد خدمت امیر با توقیر مین جاؤ اور میری عرضی پہونچاؤ مہتر قران بہ تعجیل تمام بعد قطع منازل و طے مراحل لشکر امیر کشور گیر مین
پہونچے سنا کہ حمزۂ صاحبقران زمان درۂ کوہ مین تشریف لیگئے ہین مہتر قران بھی درۂ کوہ کی طرف روانہ ہوا ایک چشمۂ آب سماک
و نایاب پر پہونچا دیکھا کہ ہڈیان بہت سی پڑی ہین پوچھا لوگون سے یہ ہڈیان کیسی ہین اُنھون نے کہا یہ ہڈیان مسلمانون کی ہین
اور نقابدار سرخ پوش نے لشکر اسلام پر بلا نازل کی ہی تمام لشکر حمزۂ صاحبقران بلا مین پڑا ہی مہتر قران نے کہا کہ
میری خبر بخدمت حمزۂ صاحبقران زمان پہونچاؤ اُن لوگون نے کہا کہ ہمکو منع کر گئے ہین کہ کوئی اندر درۂ کوہ کے نہ آوے مہتر قران
یہ سنکر لاچار خود درۂ کوہ کے اندر چلا ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کہ احوال امیر با توقیر تحریر کیا جاتا ہی

اب دو کلمے داستان شوکت بیان امیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

بلا سا قیا اب مئے ناب طلسم
طلسمات کا کارخانہ ہو سب
سحر طلعی و تشنیعی سے کیا ہی جھوٹ

کہ ہو دور اب فتحیابی کا اسم
نظر آئے ہین شعبدے یان عجب
شدہ سے داستان مسلسل کہ طول

فسون ساز کیا تو بھی ہو ساقیا
بڑا شعبدہ باز ساقی ہی تو

خدا تک کوئی جام تو دے دیا
طلسمات کے ہین یہ جام و سبو

غزل

خلش خار کہین ہی کشش دام کہین
فصل گل مین نہین بلبل کو کوئی دم آرام
نیک آغاز کہین ہی تو بد انجام کہین
آپ کے عشق نے دو نام جہان مین پائے
دل عشاق کو ملتا نہین آرام کہین
بیت طراز شدہ و فتنۂ حشم

میری تقصیر کہین ہوتی ہی اکرام کہین
غم صیاد کہین شہرۂ گلدام کہین
دیکھو اچھا نہین ہر در کا آنا جانا
کفر مشہور کہین ہی تو ہی اسلام کہین
تجھسے تا صبح مین کہہ دیتا ہون کہ وہ خیال
شد و ندا ہین داستان رار قم

دل بلبل کو نہین باغ مین آرام کہین
پاس کہتے ہین کہین عاشق بدنام کہین
شادی وصل کہین ہی تو کہین رنج فراق
صحبت غیر مین ہو جاؤ نہ بدنام اور
باغ و صحرا مین کسی طرح لگا اور جلدی
سیکھے لینا نہ خبر شکست
طلسم کشایان معنی کے نعرۂ قا

کشتگان افسون تازہ مضامین قلم سحر رقم کو صفحۂ بلا خیز دہشت انگیز پر یون سیدان کرتے ہین کہ زلزلۂ قادم قاسم عالی ہمم

زمانے ایک روز شب کو اُسی عالم طلسمات مین فرش خواب انتخاب پر جو آرام فرمایا چشم خوابیدہ کو بیداری کا عالم نظر آیا یعنی خواب
عالم رویا مین مشاہدہ کیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان وقاسم عالیشان واسد شیردل گرفتار بلا ہوے ہین کفار نے قید کیا
نہایت مضطر و بیتاب ہین اور مہتر قران کو دیکھا کہ حیران و پریشان غمگین و نالان چلا آتا ہے امیر باتوقیر یہ خواب پریشان دیکھکر
فوراً بیدار ہوگئے اور خواجہ عمرو سے کیفیت رویاے صادقہ بیان کی اور کہا کہ اے خواجہ جلد جاؤ لشکر سے خبر لاؤ کہ شاید
مہتر قران آیا ہو اور حال کچھ بدیع الزمان وقاسم نوجوان واسد شیردل کا بیان کرے عمرو اُسی وقت بحکم امیر کشورگیر روانہ
ہوے تھوڑی دور ابھی چلے تھے کہ دیکھا مہتر قران بحال پریشان مضطر و نالان چلا آتا ہے عمرو ٹھہر گئے اور آواز دی مہتر قران
دوڑکر قدمون سے عمرو کے لپٹ گیا خواجہ عمرو نے مہتر قران کو گلے سے لگایا اور مزاج پرسی کی اور سامنے حمزہ صاحبقران
زمان کے لائے امیر باتوقیر کو مہتر قران نے سلام کیا امیر نے فرمایا اے مہتر قران میرے فرزند کیا خبر لایا ہے مہتر قران نے
عرض کیا کہ حضور گرفتار بلا ہین لقاے بے بقا نے شاہزادہ بدیع الزمان وقاسم عالیشان واسد شیردل کو قید کیا ہے
پہلے قاسم عالیشان دختر لقا ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوے باغ شبستان مین بعیش و عشرت رہا کیے انتالیس شبخون
مارے پھر ملکہ گیتی افروز کو نکالے لیے گئے شہر زرتاشیہ مین رکھا ہے اور بدیع الزمان نے چالیس روز خون مارے اور دوسری دختر
لقا ملکہ جہان افروز کو یہ عاشقی نکال لے گئے اور اسد شیردل بن کرب غازی بدیع الزمان کے شریک تھے وہ دختر یاقوت شاہ
ملکہ مہر افروز پر عاشق ہوے مگر گردش فلک کج رفتار سے اب وہ تینون شہزادے ایک جگہ قیطولون پر قید ہین اور [illegible]
کہ مرد مسلمان ہے اور وزیر اعظم لقاے بے بقا کا ہے اُسنے ان شہزادون کو قتل ہونے سے بچایا ہے اور یہ عرضی آپ کی خدمت مین
روانہ کی ہے یہ سنکے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کو نہایت رنج ہوا اور لفافہ چاک کرکے عرضی پڑھی اور مضمون مصیبت مشحون سے
آگاہ ہوے صدمۂ عظیم دل کو ہوا کمال آبدیدہ ہوکے فرمایا کہ پروردگار اُنکا نگہبان ہے اے بھائی مین بھی اس بلا مین مبتلا ہون
بیابان سے نجات پاؤن تو ادھر جاؤن مگر اے قران مین حیران ہون کہ کیا کرون خدا معلوم اس دریا مین کیا بلا ہے کچھ دریافت
نہین ہوتا مہتر قران نے عرض کیا اے شہریار مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون امیر نے منع کیا اور کہا کہ اے قران تمہارا جانا اس
دریا پر مناسب نہین ہے قران نے نہ مانا اور سلام کرکے صاحبقران کو روانہ ہوا جبتک کنارے پر اُس دریاے بیکنار قلزم زخار کے
پہونچا موجہاے بحر قہار دیکھکر حیران ہوا اور دہشت سے دل پانی پانی ہوگیا وہ تلاطم آب اور وہ شور کا دھارا ہے ایک شمشیر آبدار سے
ہر حباب بشکل منقلب کاسہ سر کفار ہے ماہیان بے آب نکل نکل کر سب ساحل مین آ پہنچین لیکن مہتر قران متحیر و متردد کھڑا ہوا ہے
اُس دریا کی کچھ نہین معلوم ہوتی مہتر قران دل سے کہہ رہا ہے کہ تو ناحق اس دریا پر آیا ہے چند فکر کرتا ہے مگر کوئی تدبیر بن نہین پڑتی اسی فکر و تردد مین
شناور دریاے فلکی گردش کرتا ہوا گرداب مغربی مین غرق ہوا اور ناخداے زورق شب یعنی مہتاب مجمع سیارگان چرخ زبرجدی پر طالع ہوا
غرضکہ جب پاؤ رات آئی دیکھا کہ دریا پر ایک فانوس روشن ہے اور کچھ لوگ بسمت فانوس چلے جاتے ہین مہتر قران بھی اُنکے ہمراہ براے دریافت احوال
چلا اپنے دل مین کہتا تھا کیا سانحہ ہے کچھ حال نہین کھلتا خیر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مصرع ہر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد مہتر قران اُس فانوس کے
اشتیاق مین کوسون چلا مگر اُس فانوس تک نہ پہونچا وہ فانوس تھا یا تیر شہاب تھا کہ مہتر قران دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے اور وہ فانوس پیچھے
ہٹتی جاتی ہے جب بہت دور مہتر قران نکل گیا دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ چارون کونون پر برج عالیشان دیوارین شل ہوا رہا ہے قلعہ کے
دیکھا مہتر قران اُس قلعے کو دیکھکر مثل آئینہ متحیر ہوا کہا کہ دیکھنا چاہیے ہو کہ اس قلعۂ بلند کا دروازہ کسطرف ہے چہار طرف پھرا مگر دروازہ
اُس قلعے کا کہین نہ پایا اور زیادہ حیران ہوا مگر جب زیر قلعہ ٹھہرا تو سنا کہ صداے نالہ و زاری بصد بیقراری آتی ہے آواز
آہ و درد کی سنکر بہت مضطر و پریشان ہوا دیوار قلعہ پر کمند ماری اور قلعہ پر چڑھنے لگا کمند قائم نہ ہوئی مہتر قران اوپر سے گرا مگر
چوٹ سے محفوظ رہا اور مجبور ہوکر زیر قلعہ نقب کھودنا شروع کی ابھی مہتر قران نے تھوڑی سی نقب کھودی تھی کہ

اندرون نقب سے آواز آئی ای شخص نقب زن زیر قلعہ کیا کرتا ہی غیر عملداری مین نقب زنی کرتا ہی کیون تیری قضا دامنگیر ہی یہ بہت بڑی تقصیر ہی اسی مین بہتر ہی کہ جا دور ہو ورنہ باہر نقب سے نکلیگا تو کہا جاوُنگی مہتر قران یہ آواز سنکر بہت گھبرایا آگے پیچھے دیکھنے لگا کوئی نظر نہ آیا تب تو نقب مین جانب فراز ایک چھوڑا سوراخ کیا اُسمین سے جھانک کر جو دیکھا ایک ساحرہ معلوم ہوئی اُسی جگہ سے نقب کا مہرہ پھیر کر اُس ساحرہ کی پشت کی طرف نقب کھودنے لگا آہستہ آہستہ نقب کھودتے کھودتے اُس ساحرہ کے پیچھے نقب توڑ کر مہتر قران نکلا اُدھر جادوگرنی نقب کو دیکھکر یہ کہتی تھی ای شخص نقب زن اگر سو برس تک تو نقب مین بیٹھا رہیگا تو کیا ہوگا اگر کبھی تو نقب سے باہر نکلیگا اُسی وقت تجھکو کھا جاوُنگی مہتر قران یہ سنکر دل مین ہنسا اور کہا او کافرہ سو برس کون نقب مین بیٹھتا ہی مین ابھی تیرا کام تمام کرتا ہون یہ کہکر مہتر قران دبے پاوُن چپکے چپکے اُس ساحرہ کی پشت کے قریب پہونچا اور بغدا کھینچکر برابر سے پشت پر مارا کہ سینہ بہ کینہ ساحرہ سے پار ہوگیا وہ ساحرہ مُنہ کے بھل گری مہتر قران نے نعرہ کیا نعرہ مہتر قران

منم مہتر قران شمشیر زنانم	بہ میدان اندر آتش فشانم	چنان سرہنگ در خنجر گذاری	سر تیغ آلیسی چون باد بہاری

قلعے کو جنبش ہوئی وہ ساحرہ جہنم داصل ہوئی زمانہ تیرہ و تار ہوا آگ آسمان سے برسی زمین کو زلزلہ ہوا مہتر قران نقب مین کود کے بیٹھ رہا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من زنبور جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب تاریکی برطرف ہوگئی اور زمانہ روشن ہوا مہتر قران نقب سے نکلے باہر آیا اب دروازہ قلعہ طلسمی کا نمودار ہوا قران جھپٹ کر دروازے پر قلعے کے آیا دیکھا کہ دروازے مین قلعے کے بہت بڑا قفل لگا ہوا ہی مہتر قران نے بغدا نکالکر قفل پر مارا قفل ٹوٹ کر جھڑ سے گر پڑا دروازہ قلعے کا کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایک جوان رعنا بصد شوکت زیبا غل و زنجیر مین مسلسل بیٹھا ہی اُس گرفتار سلسلہ زنجیر نے جو مہتر قران کو اندر قلعے کے آتے دیکھا روح تازہ آئی گویا مردے سے زندہ ہوا پوچھا ای بھائی تو کون ہی اور اس قلعے مین کیونکر تیرا گذر ہوا کہ یہ قلعہ حصار سحر مین بند ہی مہتر قران نے کہا کہ مین زنبور جادو کو مار کر یہان آیا ہون اور یہ سحر اُسی ساحرہ کا ہی وہ جوان بہت خوش ہوا اور کہا ای بھائی تونے بڑا کار نمایان کیا ایسے ساحرہ کو تونے قتل کیا ہی کہ جو سحر سازی مین اپنا نظیر نہ رکھتی تھی مہتر قران نے کہا کہ تم اب اپنا حال کہو تم کون ہو اور کیونکر گرفتار ہوے کیا جرم تم سے ہوا اُس جوان نے کہا مین بھائی ہون بلاجان جادو کا مریخ جان جادو میرا نام ہی مین مسلمان ہوگیا ہون جب میرے مسلمان ہونے کی خبر میرے بھائی بلاجان جادو کو ہوئی مجکو قید کیا اور اسی زنبور جادو کو مجھپر مقرر کیا ستر برس کا زمانہ گذرا کہ مین اسی قلعہ طلسمی مین بند ہون معلوم ہوا کہ اب عمر قید طلسم کی میری تمام ہوئی کہ تو نے آکر زنبور جادو کو قتل کیا مگر ای برادر رہائی میری اس قید طلسم سے جب ہوگی کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان جس وقت یہان تشریف لاینگے تم جاکر جلد صاحبقران زمان کو ہمراہ اپنے لاوُ کہ وہ مجھے رہا کرین اور مین اُنکو راہ دریا اور تالاب کی اور شہر زمین حصار کی بتاوُن ای بھائی میری تین بہنین تھین ایک سوسن ایک نسترن اور ایک نسرین اور وہ میری بہت دوستدار مجھسے کمال محبت رکھتی تھین نسرین و نسترن کو قتل کیا اور سوسن بلاجان کے پاس ہی اور ہم دونون بھائی بیٹے ہین سمود بن عماد خونخوار کے کہ وہ ابلیس پرست تھا اُسکو حضرت سلیمان بن داوُد نبی اللہ نے بہت سی لڑائیان دیکر مغلوب کر کے مسلمان کیا تھا اور چار سو جادوگر اُسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے کہ اُن جادوگرون کا سحر سازی مین مثل و نظیر نہ تھا وہ بڑے زبردست سحار تھے اُنھون نے یہ طلسم باندھا تھا مہتر قران مریخ جان جادو سے یہ سب حال سنکر خدمت بابرکت صاحبقران مین دوڑتا ہوا گیا اور سب کیفیت مریخ جان جادو کی بیان کی اور سر اُس فتنہ گر زنبور جادو کا آگے حمزہ صاحبقران کے رکھدیا یہ سنکر امیر با توقیر بہت خوش ہوے اور مہتر قران کو خلعت و انعام دیا اور فوراً سوار ہوکر عمرو و مہتر قران وغیرہ کو ہمراہ لیکر اُسی قلعے مین آئے اور چاہا کہ مریخ جان جادو کو رہا کرین کہ یکایک ایک پتھر کا سہ چنگھاڑتا ہوا اُڑدہا ادھر آ کے صاحبقران کو للکارا ای حمزہ تونے بہت غضب کیا کہ میری زوجہ زنبور جادو کو قتل کیا اب تو کہان جاتا ہی مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر اُس دیو نے وار شمشاد مارکر

حمزہ صاحبقران نے سر ہلاکر تالی دی اور تیغہ ہفت جوشن پر اسم اعظم دم کیا اور رکابوں میں استوار پاؤں جماکر ایک ہاتھ ایسا
تیغہ ہفت جوشن کا مارا سر جس سے کانٹا ہوا چار انگشت زمین میں اتر گیا وہ دیو سیہ رو دو ٹکڑے ہوکر گرا خاک اڑی
زمین کو زلزلہ ہوا ایک طوفان برپا تھا زمین سے آسمان تک اندھیرا ہو گیا بے انتہا شور و غل اٹھا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی بھی
دور ہوئی اور شور و غل موقوف ہوا صاحبقران آگے بڑھے پاس مریخ جان کے آئے اور چاہا کہ مریخ جان کو قید سے رہا کریں
مریخ جان نے عرض کی کہ میرے بازو پر ایک مہرہ بندھا ہے اسے کھولکر پڑھیے اور مجھپر دم کیجیے تو میں رہا ہو جاؤں امیر باتوقیر نے
جلدی سے مریخ جان کے بازو سے مہرہ کھولا اور جو کچھ اسمیں اسم اعظم تحریر تھا اسکو بہ فصاحت و بلاغت پڑھ پڑھکر
مریخ جان پر دم کیا مریخ جان نے رہائی پائی اور صفت و ثنا امیر باتوقیر کی مریخ جان کرنے لگا اور دعائے دولت و اقبال و جاہ
و جلال کی دینے لگا جب مریخ جان نے قید سخت سے رہائی پائی حمزہ صاحبقران اسکو ہمراہ اپنے لیکر چلے کہ یکایک نقابدار زرد پوش
پیدا ہوا دیکھا امیر باتوقیر نے گھوڑا اڑائے ہوئے چلا آتا ہے اور سامنے حمزہ صاحبقران کے آکر نعرہ کیا کہ باش اے حمزہ تو نے
بڑا غضب کیا کہ بلائے بیدرمان اور آفت روزگار و فتنہ پرداز زمانہ کو قید سے رہا کیا اسی ظالم کے سبب سے بلاجان اور ساحران
طلسم بے خور و خواب رہتے تھے اے حمزہ اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں کہ تو اسے اپنے ہمراہ لیجائے یہ کہکر نقابدار زرد پوش نے شمشیر
آبدار کا صاحبقران پر وار کیا امیر باتوقیر نے اسم اعظم دم کرکے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نقابدار زرد پوش کی سپر پر بیٹھی پڑی جھنجھنانے کی آواز
آئی پھر حمزہ صاحبقران نے جو حملہ کیا تیغہ ہفت جوشن کا ہاتھ مارا نقابدار زرد پوش کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک تزلزل عظیم ہوا
تاریکی پھیل گئی بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ لاش نقابدار زرد پوش کی غائب ہو گئی مریخ جان بہت خوش ہوا دوڑکے قدم
مبارک صاحبقران سے لپٹ گیا اور ہاتھ چوم لیے اور کہا شعر آن دست زبردست کہ قربان شوم ٭ روحم بفدا طاقت مردانہ را ٭
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مع مریخ جان کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر اپنے لشکر ظفر پیکر میں آئے اور مریخ جان سے
پوچھا کہ یہاں سے شہر بلاجان کتنی دور ہے مریخ جان نے دست بستہ عرض کیا کہ شہر بلاجان کا سات منزل پر ہے اور نام
اس شہر کا شہر بلا ہے اور شہر زرین حصار بھی اسے لوگ کہتے ہیں اس شہر بلا میں تین لاکھ ساحر باکمال رہتے ہیں کہ جنکا
نظیر پردہ دنیا پر نہیں ہے سب وہ ساحر علامہ روزگار فتنہ ساز ہستی ناپائدار ہیں انکا مقابلہ بہت دشوار ہے امیر باتوقیر نے فرمایا
کچھ اندیشہ کی جگہ نہیں ہے ایزدی محافظت کو موجود ہے معین و معاون وہ معبود ہے پہلوان عادی سے حکم کیا کہ جلد پیش خیمہ ہمارا لیجاؤ
در پیند کرو پہلوان عادی بموجب حکم محکم امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان پیش خیمہ ہمراہ لیکر اسی وقت روانہ سمت شہر
زرین حصار ہوئے بعد اسکے لشکر فیروزی اثر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا روانہ ہوا پھر بعد و نزلہ قاف ثانی سلیمان
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بصد جاہ و حشم و بہ شان و شوکت شاہانہ جانب شہر زرین حصار تشریف لیچلے اور سرداران نامی
و پہلوانان گرامی ہمراہ رکاب ظفر اکتساب تھے اقبال غاشیہ بردار ظفر آگے آگے نقیبانہ چپ و راست عجب دبدبہ و شوکت سے باعظمت
حاضر امیر باتوقیر اس سامان و جلوس سے جدال و قتال چلے جاتے ہیں کہ راہ میں خبرداروں نے خبر دی حضور کی ترقی دولت و اقبال
وازدیاد جاہ و جلال ہو لشکر جادوگران بے پایاں بہت سا ساز و سامان سحر و ساحری باارادہ جدال و قتال چلا آتا ہے صاحبقران نے
فرمایا کیا خوف ہے خدائے بزرگ مستعان ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ بعد فتح قلعہ طلسمی اور قتل ہو جانے زنبور جادو اور
جنگا سر جادو اور نقابدار زرد پوش کے ترانہ عیار نے بلاجان جادو سے جاکر کہا کہ زنبور جادو اور جنگا سر جادو
اور نقابدار زرد پوش کو حمزہ صاحبقران نے قتل کیا اور مریخ جان جادو کو رہا کرکے امیر اپنے ہمراہ لشکر اسلام میں لیگئے
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے شہر زرین حصار پر لشکر کشی کی ہے مع پہلوانان نامور و سرداران پرجلا آتے ہیں بلاجان نے
چین بجبین ہوکر کہا کیا پروا ہے سب کو میں قتل کرونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا دیکھنا کہ اس صحرائے بلاخیز میں کیا معرکہ پڑتا ہے

کیسا دریا سے خون بہتا ہے سرِ مثل حباب کے نظر آئیں تن کشتی طوفانی ہو جائیں پھر بلاجان جادو نے علامہ جادو کی طرف دیکھ کے کہا کہ تو نامی
رونگا اور نہایت کارپرداز گیر و دار ہے لشکر ساحران ہمراہ اپنے لیکر جا اور کسی صورت سے حمزہ کا کام تمام کر یا تو سب کو زندہ گرفتار کر لا
یا قتل کر ڈال یہ سنکے علامہ جادو لشکر ساحران کامل ہمراہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور اپنے مصاحبوں اور ہمراہیوں
سے بلاجان جادو نے کہا کہ لشکر حمزہ کی کیا حقیقت ہے کہ میں اسپہ جادوگرون علامہ جادو اُن سب کے قتل کرنے کو بہت ہے
وہی اُن سب کا کام تمام کریگا غرضکہ علامہ جادو مع لاکھ ساحران زبردست سے درۂ کوہ میں جاکر اترا ادھر پہلوان عادی جو پیش خیمہ
لشکر حمزہ صاحبقران کا لیے ہوئے لشکر سے چلا تھا چاہا کہ اُسی درۂ کوہ کے قریب خیمہ استادہ کرے اُدھر ہرکاران لشکر ساحران
جفا کیشان نے علامہ جادو کو خبر ہزیمت آن کر دی کہ بارگاہ ہشامی حمزہ صاحبقران نامی اور خیمہاے لشکر اسلام بعد انتظام قریب
لشکر ساحران استادہ ہوا چاہتے ہیں یہ سنتے ہی علامہ جادو پچاس ہزار فوج لشکر ساحران سے لیکر باہر اُس درۂ کوہ بلند کے آیا
اور آتے ہی میدان میں نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو یہاں کیوں خیمہ استادہ کرتے ہو خبردار اس مقام سے چلے جاؤ یہاں بارگاہ نہ استادہ کرو
ورنہ بہت ذلیل و رسوا ہو گے سب کے سب بلاے سحر میں پھنس جاؤ گے پہلوان عادی یہ سنکے غصہ میں ہوا اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر رکھکر
نعرہ کیا او ساحران بدکردار او کفار بدشعار یہ بارگاہ ہشامی امیر کے حکم سے استادہ ہوئی ہے اسمیں شہنشاہ عالیجاہ جلوہ افروز ہونگے
تمہارا یہاں اجارہ ہے تمکو خود چاہیے کہ تم لوگ اس مقام سے چلے جاؤ اور جگہ اُترنے کی دو اگر یہ زیادتی و ظلم و جور پیش آؤ گے بہت بڑی
سزا پاؤ گے یہ سنکر علامہ جادو غیظ و غضب سے آگ ببولا ہو گیا اور گینڈا بڑھا کر میدان میں آیا اور للکارا اے خدا پرستو کیوں
تم سب اجل رسیدہ ہو کر آئے ہو بس چلے جاؤ ورنہ سب کو قتل کر ڈالونگا عادی یہ لاف و گزاف علامہ جادو کی سنکر مقابلے کو آیا
دونوں طرف تلواریں کھچ کھچ گئیں چوٹیں چلنے لگیں آخر پہلوان عادی زخمی ہوا اور کئی بھائی اُسکے حقیقی مجروح ہوئے زخم کاری آکر بڑی
شکست کھائی پہلوان عادی کے سرداروں کے میدان سے قدم اُٹھ گئے علامہ جادو قریب پہلوان عادی کے آیا
سپر کرنے لگا عادی نے تیغہ آبدار کا جھپٹ کر وار کیا علامہ جادو نے خالی دیا اور جھپٹ کر ہاتھ زنجیر کمر میں ڈالدیا پہلوان عادی نے
ہر چند زور کیا مگر کچھ نہ ہوسکا علامہ جادو نے لنگر اُکھاڑ کر اُٹھا لیا اور زمین پر اس زور و شور سے مارا کہ پہلوان عادی غرق زمین ہو گیا
باقی تمام فوج عادی کی بصد اضطراب و بیقراری شکست خوردہ فراری ہو کے خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان میں
آئی اور کیفیت سردار کی بیان کی امیر با توقیر نے بصد غیظ و غضب ارشاد فرمایا کوئی ایسا ہے کہ اُن ملعونوں ساحروں کو قتل کرے
اور خیمے استادہ کرے یہ سنکر کرب غازی بارادہ بازی اُٹھ کھڑے ہوئے اور تسلیم بجا لا کر کہا اگر حکم عالی ہو تو جا کر ان کفار کو سزا
کامل دوں اور خیمے برپا کروں امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے انھیں خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور دعاے حفظ جان
دے کر رخصت فرمایا کرب غازی اپنے قزاقان جوانمرد کو ہمراہ لیکر بصد کر و فر آئے اور سامنے درۂ کوہ کے خیمہ استادہ کیا علامہ جادو
کو خبر ہوئی کہ سردار امیر باتوقیر کے کرب غازی نامی و نامور بصد کر و فر آئے ہیں اور سامنے درۂ کوہ کے خیمہ استادہ کیے ہیں علامہ جادو
تاؤ پیچ غصہ سے کھا کر درۂ کوہ سے مع لشکر ساحران باہر آیا اور مقابل لشکر کرب خیمہ اپنا استادہ کیا اور شب کو شراب خواری میں
مصروف ہوا جب نشۂ بادۂ نخوت سے بدمست ہوا طبل جنگ بجوایا صبا خبر رفتار نے کرب غازی کو خبر دی کہ لشکر ساحران میں
طبل بج رہا ہے کرب غازی نے بھی نقارہ حربی کے بجنے کا حکم دیا رات بھر سامان جنگ میں بسر ہوئی جب ترک مشرقی نے میدان فلک پر
جلوہ آرائی کی یعنی نیر اعظم آفتاب عالمتاب طلوع ہوا دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں
مورچے بندیاں ہو گئیں سب پرے صفیں برابر سے ڈٹ گئیں چیونٹی کے بھی نکلنے کا راستہ نہ رہا نقیب نقابت کرنے لگے جوانوں کے
دل کو لوہے بڑھانے لگے علامہ جادو میدان میں بصد کبر و نخوت گینڈا بڑھا کر آیا اور مبارز طلب کیا کرب غازی اُسکے مقابلے کے
واسطے گھوڑا اُڑا کر آئے علامہ جادو نے چیں بجبیں ہو کر کہا کہ تمنے یہاں خیمہ کیوں کیا ہے ابھی خیمہ اکھڑوا لیجا ورنہ حکم شاہ جادوان بلاجان جادو

نہین ہی کہ یہان کوئی خیمہ برپا کرے پہلوان عادی کو ابھی مین گرفتار کر چکا ہون اور فوج کو اُسکے مار کر بھگا دیا اب تم میرے مقابلہ کو آئے ہو تم کیا کر سکتے اسمین بہتر ہی کہ چلے جاؤ یہ زحمت نہ اُٹھاؤ ورنہ مارے جاؤگے وامرہلا مین بیٹھ سوگے یہ کلام اُس بیہودہ گو کا سنکر کرب غازی بصد جانبازی بہت طیش مین آئے اور منہ غصے سے سرخ ہوگیا اور کیا نعرہ کرب کرب شہسوار رمیل نامدار نظر کردہ شمشیر پروردگار ہوں اونا لائق بد لاف و گزاف یہی شرط کہ زبان تیری گدی سے کھینچ لون او بیخبر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان نے صدہا شہر تجھسے جادوگرون کے تباہ و برباد کر دیئے ہین اس طلسم کی کیا اصل ہی انشاء اللہ تعالی اس حصار طلسمی کو بھی شکست کرینگے اور فتحیاب ہونگے غرض کہ بعد گفتگو کے بسیار اُس نابکار سے لڑائی شروع ہوئی مگر کرب غازی ہزار ہزار جانبازی کرتے ہین کوئی حربہ اس ساحر پر کارگر نہین ہوتا کیونکہ سحر اُس ساحر کا زبردست ہی لیکن کرب غازی بھی اُس نابکار سے مغلوب نہین ہوتا کہ یہ شیر بیشہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان اور نظر کردہ غالب کل غالب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب ہی علامہ نے جھنجھلا کے ایک نارئیل سحر کا کرب غازی شیر حجازی پر کھینچ مارا کرب غازی پر وہ نابکار نارئیل گرتے ہی زمین شق ہوئی اور کرب غازی غرق زمین ہوگیا علامہ جادو نے چاہا کہ اب فوج کرب پر حملہ آور ہو فوج متفرق ہوگئی سب بدحواس ہوئے نہایت ہجوم یاس ہوا ہاتھ جان سے دھو کر عازم فرار بصد اضطرار ہوئے اور سب بدرگاہ قاضی الحاجات یہ مناجات کرنے لگے اے ربنا اے دستگیر بیکسان و اے چارہ گر مجبوران ہمارے سردار دا آقا کو اس ستمکش ساحر نے گرفتار کیا اب بے سر پاؤن کے ہم کیا کرین کیونکر جنگ و جدال کرین تو قادر و توانا ہی مدد کر اس بلا کو رد کر یہان تو کر رہتا کہ یکایک ایک سمت سے نعرہ کوہ شگاف جگر خراش ہوا کہ زمین ہل گئی آسمان تھرایا کلیجے ساحرون کے ہلنے لگے نعرہ امیر حمزہ صاحبقران ہو امیر عرب ضیغم روزگار ہون کند صف شکن خسرو نامدار زینت بخش میدان جنگ آزما ہون بہرام خود الامان الامان ہو سب جو ہون نے دیکھا بصد شان و شوکت امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان جہان حمزہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر و سرداران نامور پہونچے مگر اسوقت امیر پہونچے ہین کہ دن تمام ہو چکا تھا علامہ جادو نے طبل بازگشت بجوا دیا اور دہ کوہ کی طرف لشکر کو خیمون مین حکم اُترنے کا دیا امیر با توقیر بھی بارگاہ مین داخل ہوئے لشکر فیروزی اثر بھی خیمون مین فروکش ہوا لیکن کرب غازی کے گرفتار ہونے کا حال سنکے بہت متاسف ہوئے تمام شب بیدار رہے نیند نہ آئی بلکہ خاصہ بھی نہ تناول فرمایا مگر علامہ جادو نے جو لشکر اسلام کی جمعیت بیشمار دیکھی بہت حیران و پریشان ہوا اور نہایت خوف کیا کہ ایسا نہو کہ یہ ہمارے لشکر پر حمزہ اپنا لشکر لیکر آ پڑین تو پھر بھری ہوگی اسلئے سحر زبردست پڑھکر گرد اپنے لشکر کے حصار کھینچا اور دستک دی کہ کوئی لشکر مین آنے نہ پائے اور پھر خیمے مین آکر شراب خواری مین مصروف ہوا جب نشہ بادہ نخوت سے چور اور بدمست ہوا طبل جنگ بجوایا ادھر بھی لشکر اسلام کے بادشاہ کو خبر طبل جنگ ساحران ہوئے حکم کوس حربی ہو نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جدال و قتال رہی جب سردار کاروان نجوم خسرو انجم سپاہ قلعہ مغربی مین محصور ہوا اور شہنشاہ گیتی افروز بصد نور شعاع مہری میدان فلکی پر جلوہ آرا ہوا دونون لشکر مسلح و مکمل ہو کر بعزم جدال و قتال میدان مین آئے اور صفین آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز نقابت کر کے دل جوانان زرہ پوش و پہلوانان ذی ہوش کا بڑھانے لگے حال بہادران و ماسبق و دلیران گذشتہ کا سنانے و لولے غازیون کے دلون کے بڑھانے لگے شعر

کرو کام ہنگام ہی کام کا — کرو صفدری وقت ہی نام کا
زمانے مین کوئی نہ کام آئیگا — فقط نام ہی نام رہ جائیگا
ہوا نامور رستم پہلوان — لڑائی مین جرأت کا گاڑا نشان
اُنھون نے بڑے موکے سر کیے — تہ تیغ میدان مین لشکر کیے
شجاعت بھی ہی کار عمدہ ہنر — کہ بیکار ہین جس سے سارے ہنر
جوانان ذی ہوش و جنگ آزما — دلیران و لشکر شکن سربسر
بزرگون کا تم نام روشن کرو — کہ لاشون سے میدان رزمی بھرو
رہیگی نہ دولت نہ حشمت مدام — جہان مین بڑا ہی شجاعت کا نام
وہ ہین کون سہراب و اسفندیار — ہوا جنکا دنیا مین عز و وقار
نہ شُہرہ ہوئے سے جرار بیکار سے — سپاہی جو کھیلے تو تلوار سے

الغرض اُسطرف علامہ جادو میدان رزمگاہ مین آیا لشکر

اسلام سے مبارز طلب ہوا مالک اژدر بادشاہ سے اجازت حرب لیکر بمقابلہ علامہ جادو آئے اور نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ مالک اژدر
منم مالک اژدر پہلوان ۔۔ جو ہنگام پیکار شیر ژیان ۔۔ اور نیزہ خارا شگاف تان کر علامہ جادو پر مارا علامہ جادو نے
اسم سحر پڑھکر دم کیا اور رستاک دی نیزہ طویل دست زبردست مالک اژدر سے نکلکر دور جا گرا مالک نے جھنجھلا کر تلوار میان سے
لی اور جھپٹ کر ایک ہاتھ سر ساحر نابکار پر مارا تلوار بھی ہاتھ سے مالک اژدر کے چھوٹ کر گری مالک متعجب ہو کر رہ گیا علامہ جادو نے
مالک اژدر کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا خاک اڑی زمین شق ہوئی مالک اژدر زمین میں سما گئے علامہ
جادو نے پھر للکارا مبارز طلب کیا فرہاد خان بمقابلہ علامہ جادو لشکر سے نکلکر میدان میں آئے بعد گفتگو کے بسیار لڑائی ہونے لگی
علامہ جادو نے سب حربے فرہاد خان کے رد کر کے انہیں بھی بزور سحر گرفتار کر کے مارا وہ بھی غرق زمین ہوئے الغرض اسی طرح
علامہ جادو نے سحر سے چالیس سرداران زبردست اور پہلوان دلیر کو پکڑ کر غرق کر دیا جب شام ہوئی طبل بازگشت بجوا کر اپنے
خیمے میں پھر گیا دوسرے روز پھر صبح کو میدان حرب میں آیا اس دن بھی بڑا سحر کیا پچاس سرداروں کو گرفتار کر کے لیگیا
القصہ سات روز تک میدان جنگ میں ہنگامہ نبرد گرم رہا چار سو سردار امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے لشکر کے علامہ
نے گرفتار کر لئے آٹھویں روز حسب دستور پھر میدان جنگ میں علامہ جادو آیا اور للکار کر پکارا ای خدا پرستو دیکھا تم نے
کہ میں نے سات روز میں تمہارے لشکر میں تلاطم ڈال دیا کیسے کیسے سرداروں کو پکڑ لیا کیسے کیسے بہادروں کو زیر کیا اگر تم اب بھی
سامری کو سجدہ کرو تو بہتر ہو ورنہ سب کے سب مارے جاؤ گے نہایت اٹھاؤ گے غازیان لشکر اسلام و مجاہدان فوج خوش انجام نے آواز دی کہ
او نابکار لعنت ہو تجھپر اور تیرے سامری پر علامہ جادو کو غصہ آیا پھر میدان میں لشکر اسلام سے مبارز طلب ہوا یہ سنکے امیر با توقیر حمزۂ
صاحبقران زمان اسم اعظم دم کر کے چلے گھوڑے کو جولان کیا علامہ جادو پکارا ای جوان کیوں تو اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی امیر نے
نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران ۔۔ امیر عرب با شیعہ صبح روزگار ۔۔ بو وصف شکن خسرو نامدار ۔۔ زتیغم بمیدان جنگ آزما
ہر سو شود الامان الامان ۔۔ فرمایا او نابکار تو اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا ابھی تجھکو شمشیر آبدار کرتا ہوں یہ سنکر علامہ جادو
نے سحر کیا برق چمک کر صاحبقران پر گری امیر با توقیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ برق سحر پلٹ گئی علامہ جادو اژدہا بنکر دوڑا قریب تھا کہ انہیں
منہ سے چھوڑ ا صاحبقران زمان نے پھر اسم اعظم پڑھکر شمشیر پر دم کیا اور جھپٹ کر ہاتھ مارا اژدہے کے دو ٹکڑے ہوگئے زمین پر اژدہا
کھڑ تڑپنے لگا خون کا تھالہ بھر گیا آندھی سیاہ اٹھی زمانہ تیرہ و تار ہوا علامہ جادو کے پیروں کا شور و غل چار طرف بلند ہوا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من علامہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جس وقت علامہ جادو فی النار
ہوا امیر با توقیر لشکر ساحران پر جا پڑے اسم اعظم ورد زبان تھا شمشیر آبدار سے قتل کرنا شروع کیا لشکر اسلام بھی کمک کو آگیا وہ تلوار
چلی کہ خون کے دریا بہ گئے لاشوں کے انبار ہوئے سروں کے جا بجا ڈھیر لگ گئے برکت سے اسم اعظم کی ساحروں کا سحر بھول گئے آخر کار
شکست فاش لشکر ہزیمت اثر کفار نے کھائی ایسا بھاگے کہ بھاگنے کا راستہ نہ ملا بہت سے پہاڑوں سے ٹکرا کے مرگئے تہ شمشیر صاحبقران
ہوئے آخر جو کچھ باقی رہے بھاگے مگر سرداران لشکر اسلام جو اسیر بلائے سحر ہوگئے تھے انکو بھی ساتھ لیتے چلے گئے اور لاش علامہ جادو کی
لیجا کر سامنے بلا جان کے رکھدی اور کیفیت معرکہ و حالات ہزیمت بیان کئے بلا جان نے سرداران لشکر اسلام کو قید کیا اور لڑائی موقوف
کی اور طلسم بند ہو کر بیٹھا خبرداروں نے یہ سب اخبار [illegible] کیفیت بلا جان جادو بیان کی اور عرض کیا ای امیر اب بلا جان جادو
آپ سے نہ لڑے گا طلسم بند ہو کر بیٹھا ہی حمزہ صاحبقران زمان نے بلا جان جادو کو بلایا اور فرمایا کہ اب کیا تدبیر کیجیے
مرزا جان نے عرض کیا آپ کو کیا اپنے خاطر جمع رکھیے اس حصار کے اندر سات دیواریں سحر سے بنائی ہیں میں رد سحر پڑھکر دیواران سحر
معدوم کر دونگا اور وہ باطل سحر فقط میری بیکل میں لکھا ہوا ہی اور صورت اسکے پڑھنے کی یہ ہی کہ سونا ول یہ اسم گلاب خالص پر دم
کر کے کہیل نے دلادی برطاق [illegible] میں بال بچھا کر پال کر رہا ہی اسم جیفر کو نکالے وہ حصار برطرف ہو جائیگا دوسرے روز وہی اسم بدستور [illegible]

دم کرکے دیوار پر مارونگا تیسرے روز عرق کیوڑہ خالص پر پڑھونگا اور چوتھے روز زعفران عمدہ پر پڑھونگا اور پانچویں روز عنبر پر دم کرونگا
اور چھٹے روز عود نایاب پر پڑھونگا اور ساتویں روز عطر خالص پر دم کرکے مارونگا بفضل ایزدی و تائید احدی ساتوں دیواریں سحر کی معدوم
ہوجائینگی چنانچہ جب حمزہ صاحبقران زنان سے رخصت ہوکر مریخ جان چلا خبرداروں نے بلاجان جادو کو خبر دی کہ مریخ جان
برائے شکست حصار سحر آتا ہے بلاجان جادو سنکے گھبرایا یہاں مریخ جان جادو و اسم باطل السحر پڑھکر دیوار حصار سحر معدوم کرنے لگا
یہانتک کہ چھ دیواریں حصار سحر بلاجان جادو کی معدوم کیں ایک دیوار باقی رہی خبرداروں نے بلاجان جادو کو خبر دی کہ ایک
دیوار حصار طلسم اور باقی ہے چھ دیواریں معدوم ہوچکیں بلاجان یہ سنکے نہایت مضطر و پریشان ہوا کہ کل یہ بھی دیوار معدوم ہوجائیگی
حصار برطرف ہوجائیگا لشکر خداپرستان اندر قلعے کے آجائیگا پھر بڑی مشکل ہوگی کوئی ایسا نہیں کہ مریخ جان جادو کو پکڑلائے اسوقت
ترانہ عیار آیا اور عرض کیا کہ آپ رنجیدہ نہوں میں مریخ جان جادو کو گرفتار کیے لاتا ہوں بلاجان جادو بہت خوش ہوا کہا تجکو اسکے
عوض بہت کچھ انعام و اکرام دونگا ترانہ عیار بلاجان جادو کو سلام کرکے روانہ ہوا اور اپنی صورت ایک فراش کی بنائی جس جگہ
مریخ جان بیٹھا تھا وہاں آیا اور فراش کی نوکری بدلا دی دوسرے فراش کی جگہ پر آپ بدلی کرکے آپ ہی شب کے وقت سامنے
مریخ جان کے روشنی کی اور بیہوشی اڑائی مریخ جان کی ناک میں جو دھواں بیہوشی کا بھرا مریخ جان جادو فورًا بیہوش ہوگیا
ترانہ عیار نے زبان میں مریخ جان کی سوزن دیا اور حلقۂ کمند سے مشکیں باندھیں اور پشتارہ باندھکر نکلا چلا دوڑتا ہوا آیا اور بلاجان
کے سامنے آکر وہ پشتارہ رکھدیا بلاجان جادو بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے ترانہ عیاری اسی کا نام ہے تو بڑا خوش تدبیر و ذی فہم ہے
کیا کہنا پھر اس مکار ترانہ عیار کی صفت و ثنا کرکے خلعت زرین دیا اور مریخ جان جادو کو ہوش میں لاکر کہا کہ او ناہنجار تو اپنی بدذاتی سے
باز نہیں آتا ظلم و بدعت سے ہاتھ نہیں اٹھاتا اسلیئے تو نے جاکر ملا کیا تجکو ہاتھ آیا میرے مٹانے کی تدبیر کی ہے یہ بھی گردش تیری
تقدیر کی ہے دیکھ تجھے پچھتانا ہے گا بری طرح مارا جائیگا مریخ جان نے کچھ جواب نہ دیا بلاجان جادو نے مریخ جان کو قید کیا اور مجلس کے
داروغہ سے تاکید کی کہ یہ مجرم بڑا زبردست ظالم اظلم ہے اس سے بہت ہوشیار رہنا کبھی راحت نہ دینا قید شدید میں رکھنا اگر یہ
چھوٹ جائیگا قیامت برپا کریگا پھر ہاتھ نہ آویگا اسکو بڑی مشکل سے گرفتار کرایا ہے پھر بلاجان جادو نے ترانہ عیار کو
خلوت میں بلایا اور کہا اے ترانہ تو فخر عیاران عیار ہے تو نہایت شعبدہ گردار ہے مجکو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ساربان زادے سے
بڑا اندیشہ اور دغدغہ ہے اگر تو کسی حکمت سے کسی تدبیر سے یا کسی عیاری سے یا کسی شعبدہ بازی سے عمرو کو پکڑ لائے تو میں تجھے
بہت خوش کروں مالا مال کردوں برابر عمرو کے جاہ بخش ہے تو تجکو دوں یہ سنکے ترانہ عیار ناہنجار نے عرض کیا بہت اچھا ابھی
جاتا ہوں اسکی تدبیر لگاتا ہوا اگر بن پڑتا ہے تو عمرو کو گرفتار کیے لاتا ہوں یہ کہکے بلاجان جادو کو سلام کیا اور لشکر امیر باتوقیر
حمزہ کی طرف روانہ ہوا ادھر کا حال سنیے کہ جب مریخ جان جادو بہ عیاری ترانہ عیار ناہنجار گرفتار ہوا امیر باتوقیر کو فورًا خبر
ہوئی کہ مریخ جان جادو نے چھ دیواریں حصار سحر کی معدوم کیں ایک دیوار باقی تھی جو ترانہ عیار بلاجان جادو نے مریخ جان کو
گرفتار کیا اور لیگیا اب مریخ جان جادو بحکم بلاجان جادو قید شدید میں ہے حمزہ صاحبقران نے یہ سنکے بڑا رنج کیا اور بہت سا سمجھا کے
خواجہ عمرو سے فرمایا کہ کوئی تدبیر شہر بلا کے لے لینے کی نکالو تم شہنشاہ عیاران عیار ہو تم اس فن میں نامدار و نمودار ہو تمہارے سامنے
لقمان بھی طفل مکتب ہے ابجد ابھی ایک مبتدی ہے ارسطو کی کیا حقیقت ہے لقمان تمسے دفتر عیاری کا درس لے افلاطون تمسے
برسوں پڑھے سوائے تمہارے کوئی ایسا نہیں ہے کہ شہر بلا پر قبضہ کرے اگر تم اپنی کوشش و سعی سے شہر بلا میں قبضہ کرو تو نصف مال بلاجان
جادو کا میں تمکو دونگا خواجہ نے کہا اے امیر سب یونہیں کہتے ہیں مگر کوئی ہو جب اقرار کر دیا نہیں قول کی پابندی بہت مشکل ہے دینے کا
دل کسی کا نہیں ہوتا امیر باتوقیر نے کہا کہ میں اقرار اس امر کا کرتا ہوں چاہو اچھا ہو عہد و پیمان لیجئے میں کبھی اپنے اقرار سے نہ پھرونگا جو
کہتا ہوں اتنا ہی کرونگا عمرو نے ہنسکر کہا کہ اچھا آپ ایک پرچہ کاغذ پر اقرار نامہ لکھکر مستحکم کامل کرادیں تو کیا مضائقہ ہے امیر باتوقیر نے

فرمایا ابھی ابھی مین تحریر کرتا ہون غرضکہ حمزۂ صاحبقران زمان نے کاغذ پر اقرار نامہ لکھکر گواہی ثبت کرادی اور حاشیہ پر عمرو نے
سرداران لشکر اسلام کی گواہیان کرائین پختہ کاغذ لکھوا کر اقرار نامہ داخل زنبیل کیا اور امیر باتوقیر سے رخصت ہوا چاہتا ہی کہ یکایک پہلوان عادی
اندر بارگاہ امیر کے آیا اور عرض کیا ای امیر باتوقیر ترانہ عیار بلاجان جادو حاضر در دولت فیض منزلت ہی امیدوار باریابی کا ہی اسکو
کیا حکم ہوتا ہی امیر باتوقیر نے پہلے تو سکوت کیا اور پھر فرمایا کہ ای پہلوان عادی ترانہ عیار بلاجان جادو کو میرے سامنے بلا لاؤ
پہلوان عادی یہ سنکے بعد باہر بارگاہ سے آیا اور ترانہ عیار بلاجان جادو کو اپنے ہمراہ لیکر داخل بارگاہ فلک جاہ امیر باتوقیر
ہوا ترانہ عیار روبرو حضور فیض گنجور ہوکر بارگاہ سلطانی پر جھکا اور آداب سلام بقواعد شاہانہ بجا لایا اور دعای
دولت و اقبال اور حمد و ثنای حمزۂ اکمال مین مصروف ہوا اور دست بستہ بخدمت پایان بساط فیض بساط حضور سلیمان ظہور مین یہ
عرض پرداز ہوا کہ ای سلطان سلطان وای شاہان شاہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جہان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اس غلام
ناکام نے آج شب گذشتہ یعنی کل کی روز شب کو عالم رویا مین بسبب بیداری طالع بخت خفتہ ایک بزرگوار مقبول صورت کو اس ہیئت
مبارک سے دیکھا ہی کہ قبا و عبا و جبہ در بر عمامۂ سفید برسر عصا ہاتھ مین نورانی صورت ریش سفید دراز کشکول مروارید لیے ہوئے یونہا
فرماتے ہین ای ترانہ پنبۂ غفلت کو گوش کفر نیوش سے نکال دیکھ اب ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو زنار کفر توڑ اور دین اسلام
قبول کر کج ادائی کو چھوڑ راہ راست اختیار کر دو رخ مین نہ چل نور دین اسلام سے دیدۂ دل روشن کر یہ کلام خوش انجام وعظ و پند ان
برگزیدۂ باری تعالی کے سنکر کانپنے لگا چشم حقیقت بین سے اشک حسرت و ندامت بہنے لگے تیزی شعلہای آتش دوزخ سے ڈرا جسم تمام مثل چہ
بید کے تھر تھر کانپا انھین بزرگوار نے میری پشت پہ ہاتھ پھیرا دل کو کسی قدر تقویت ہوئی انھون نے آئین دین اسلام تلقین فرمائی
اسی عالم رویاے صادقہ مین یہ غلام اسلام لایا بصدق دل مسلمان ہوا بیدار ہوتے ہی خیال مین آیا اب تیرا اس کفرستان مین کیا
کام ہی تیرا تو نیک انجام ہوا اگر یہان اب تو ٹھہرا اور بلاجان جادو کو تیرے مسلمان ہونے کی خبر ہوگئی تو وہ تجھکو قتل کریگا اب خدمت امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران مین چل لہذا مترصد ہون کہ زیر قدم میمنت لزوم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین اپنی عمر بسر کرون امیر
حمزۂ صاحبقران زمان چونکہ نیک طینت خالص طبیعت ہین اسکے فریبانہ کلام نہ سمجھے کہ یہ عیار شعبدہ کردار فریب دیتا ہی آخر کو دغا
کریگا ترانہ عیار سے یہ مژدۂ ترقی اسلام سنکے ہر چند کہ بظاہر تھا بہت خوش ہوے ترانہ عیار کو خلعت دیا خشت زرین نشین کیا ضلالت شعار
بدکردار نابکار ترانہ عیار حضوری امیر باتوقیر مین یون عرض رسا ہوا کہ اگر خواجہ عمرو عیار نامدار مع خود امیر کے ہمراہ شہر بلا کو تشریف
لیچلیں تو مین بلاجان جادو کو گرفتار کرادون امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے رائے اس ترانہ عیار کی پسند کی اور
عمرو سے فرمایا ای خواجہ تم ساتھ اسکے شہر بلا کو جاؤ اور موافق رائے ترانہ عیار کے کارروائی گرفتاری بلاجان جادو کی کرو کہ موقع
بھی اچھا ہی اور یہی مناسب ہی اس سے بہتر پھر وقت ہاتھ نہ آئیگا اور جو کچھ ہاتھ سے ہمارے عہد و پیمان ہی بموجب تحریر اقرار نامہ عمل مین آئیگا
خواجہ عمرو یہ سنکر سر جھکا لیا اور یہ شعر پڑھا شعر دست دشمن پیشہ و صائب بوقت عاجزی بہ خون زخم آہوان رہ میبرد صیاد را
اور خدمت امیر باتوقیر مین عرض کیا کہ ای صاحبقران زمان مین ساحرون سے دہشت کرتا ہون شباب و بد آغاز و انجام خوب ہی
لیجیے مجکو جانے مین کچھ انکار نہین مصرع برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خواجہ مین
سوچ چکا ہون انشاء اللہ بہتر ہی ہوگا بسم اللہ جاؤ تامل نہ کرو خواجہ عمرو یہ سنکر مجبور و ناچار بنا بر حکم حمزۂ نامدار ہمراہ ترانہ عیار
ضلالت شعار روانہ ہوے بعد قطع منازل و طی مراحل ساتھ ترانہ عیار نابکار کے شہر بلا مین پہونچے دیکھا شہر بہت آراستہ و پیراستہ
وطرفہ دکانین خوشنما سڑکین پختہ دکاندار خوش و خرم رعیت آباد ہر چہار بازار مین مہیا ناد و عمدہ عمارات پر تکلف خواجہ شہر کو
دیکھتے سیر کرتے چلے جاتے ہین کہ ترانہ عیار اپنے گھر مین خواجہ عمرو کو لیگیا بہت خاطر و مدارات سے پیش آیا مکان کے اندر
لیجا کے بٹھایا اور آپ وہان سے بلاجان جادو کے پاس آیا اور خوشخبری سنائی کہ مین عمرو کو فریب دیکر اپنے گھر تک لایا ہون خاطر و مدارات

کرکے مکان کے اندر چھلا آیا ہون بلا جان جادو یہ مژدۂ فرحت افزا سنکر نہایت مسرور و شاد ہوا اور ترانہ عیار سے کہا ای ترانہ
تو نے بڑا کارنمایان کیا عمرو کو فریب دے کر لایا یہ تیرا ہی کام تھا کیونکہ صریحًا مجکو مسلمان اپنا دشمن جانی سمجھتے ہین اور دشمن کے گھر مین
ہمراہ ملازم دشمن کے اُسکے کہنے سے چلے آنا بہت مشکل ہی نہین معلوم تو نے ایسی کون سی عیاری کی کہ وہ تیرے ہمراہ بے تامل آنا اور
اسیر ہونے آنے دیا ترانہ عیار نے کہا ای بلا جان جادو اسیر نے خود حکم کر کے بھیجا ای بلا جان جادو نے کہا ای ترانہ عیار تو بھی بلاے بیدرنگ
اور آفت روزگار ہی کہ ایسے جہاندیدہ اور گرم و سرد عالم کشیدہ و ذائقہ تلخین و شیرینی روزگار چشیدہ زبان دریدہ کو فریب مین ایسا لایا
کہ وہ برضا و رغبت شہر بلا مین آیا اب مین حمزہ کو مع لشکر اسلام و سرداران خوش انجام کے گرفتار کر لونگا وہ کھٹکا اور دغدغہ جو میرے دل
مین تھا سب مٹ گیا یہ کہکر بلا جان جادو نے یہین سے سحر کیا اور دستک دی خواجہ عمرو گھر مین ترانہ عیار کے سحر مین مبتلا ہو گئے
بلا جان جادو نے ترانہ عیار سے کہا کہ ای ترانہ جا اور عمرو کو دربار مین حاضر کر ترانہ عیار مکان پر اپنے آیا اور ساتھ تمام عیارون کو
بھی لایا خواجہ عمرو مکان مین ترانہ عیار کے بیٹھے ہین مگر سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ کچھ خبر سرو پا کی نہین ہی ترانہ عیار نے بسہولت خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کیا اور مسلسل بہ غل و زنجیر کر کے سامنے بلا جان جادو کے ترانہ عیار نے خواجہ عمرو نامدار کو حاضر کیا
بلا جان جادو بغیظ و غضب و بہ کبر و نخوت کہنے لگا ای عمرو تو نے دیکھا کہ مین کیسا زبردست ساحر ہون کہ تجھسے عیار طرار خنجر گذار کو پکڑ بلایا
اب تجھے کب چھوڑتا ہون ایسے عذاب شدید سے تجکو قتل کرونگا کہ سننے والون کو عبرت ہو اور مجھسے خوف کرین اور رعبناک تا لشکر اسلام
ہو یہ کہکر حکم کیا کہ جلاد و جلادون کو ساحر بموجب حکم اپنے سردار کے دوڑے جلاد ستم ایجاد کو بلا کر لائے جلاد سامنے بلا جان جادو کے
حاضر ہوئے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ غلام حاضر ہین جو حکم سرکار جلالت شعار ہو بجا لائین جسکو حضور فرمائین اُسکو ابھی قتل
کرین ہمین کیا عذر ہی بلا جان جادو نے حکم دیا کہ لیجاؤ اس ناعیار ساربان زادے کو قتل کر دو دیر نہ لگاؤ کہ یہ بڑا ساحر کش ستم رسیدہ
کا دان ہی جلاد بے بنیاد نے بڑھکر خواجہ عمرو کا غصے سے ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور نطعے پر لیجا کر بٹھایا اور تیغ خونخوار چوبے بچے کا
میان سے نکالا اور ہاتھ سے باڑھ کو دیکھا خواجہ عمرو نے صورت اس جلاد خونخوار کی بہت پاس دیکھی وہ جلاد سرخ چشم پر ہیبت
عقرب طبیعت سنگدل آتش مزاج خواجہ عمرو سے کہنے لگا ای ساربان زادے بہت تو نے ظلم و ستم کیے ہین صدہا ساحران زبردست
تو نے قتل کر ڈالے مگر یہان بلا جان جادو کے ہاتھ سے تجکو جانبری نہوگی کہ بڑا قتال دشمن ہی جلاد یہ کہکر تیغ خونخوار تولکر سر پر عمرو کے منتظر
حکم اخیر بلا جان کا کھڑا ہوا عمرو اُس عالم یاس مین فکر کرتے کرتے سوچا کہ ای خواجہ تجکو تو دخل ہر فن مین کامل ہی الحان داؤدی مین
بھی دخل بخوبی رکھتا ہی یہ سوچکر ہفت پیوند کی جوڑی زنبیل سے نکالکر بجانا شروع کیا اور گانے لگا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ
وہ گانا بجانا ہی کہ جسکی تاثیر سے پتھر موم ہو پانی ہو کر بہ جاے فولاد نرمی پیدا کرے انسان کی کیا اصل و حقیقت ہی جلاد تو سنتے ہی وہ
گانا بجانا بت بنکر کھڑا رہگیا ایسا محو ہوا کہ تیغ ہاتھ سے چھوٹ پڑا بلا جان جادو آواز پر خواجہ عمرو کی ایک دل کیا ہزار جان سے عاشق
ہو گیا بیخود ہو کر آنکھین بند کر لین اس طرح جھوم کر سر ہلانے لگا جیسے کسی پر کبھی جن چڑھ بیٹھتا ہی اور کھیلتا ہی اُسی عالم بیخودی مین
جلاد کو منع کیا کہ اس عیار طرار فریب داد دل ناشکیبا کو قتل نکرنا یہ دواے دل رنجوران ہی پھر خواجہ عمرو سے پکار کر کہا ای عمرو
اگر تو میرے سامنے ہر روز گایا بجایا کرے تو تیرا قصور معاف کر دون اور تیرے خون سے درگذر کرون اپنے پاس تجکو رکھون خواجہ عمرو
نے جب بلا جان جادو کو محو بیخودی دیکھا اور اپنے اوپر مہربان بدرجۂ کمال پایا جواب دیا کہ ای بلا جان جادو مجکو تعجب تھا کہ تو مجکو قتل
کرتا ہی مین تو مثل نقش حب دل بشر مین رہنے کے قابل ہون مگر خیر اتنی گردش طالع نارسا تھی جو تیرے سامنے ہتک ہوئی بلا جان جادو نے
کہا ای عمرو مجکو تیرے اس فن و کمال کا حال مطلق نہ معلوم تھا جبھی تو حمزہ تجکو بدل عزیز رکھتے ہین مین کیا جانون کہ تو ایسا صاحب کمال
ہر فن مین بیمثال ہی جبتک انسان کا انسان سے سابقہ نہین پڑتا اُسکا عیب و ہنر نہین ظاہر ہوتا سعدی کی مثل مشہور ہی کہ مثل
سونا جانئے کسے اور آدمی جانئے بسے اور دوسرے شیخ سعدی کا بھی قول ہے درست اور ٹھیک ہی قول سعدی تا مرد سخن نگفتہ باشد

عیب و ہنرش نہفتہ باشد ✽ در بیشہ گمان مبر کہ خالیست ✽ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ✽ خواجہ عمرو نے جواب دیا ای بلاجان جادو تو سچ کہتا ہی اگر تو مجھپر رحم و لطف کرتا ہی تو مین کبھی حکم سے باہر نہین ہون علاوہ اس گانے بجانے اور خدمتگار ہونے کے واسطے بھی موجود ہون مجکو تو اس شکل و شمائل سے دیکھکر حقیر نہ سمجھ فن سپاہ گری بھی جانتا ہون فوج قاہرہ سے بھی مقابلہ کو بند نہین ہون فن شمشیر مین بھی چالاک ہون عیاری بھی جانتا ہون کہ ہون تو بری صورت دیکھکر نگاہ تذلیل سے نہ دیکھ بقول سعدی آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ✽ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ✽ ہر کہ جنگ آرد بخون خویش بازی میکند ✽ روز میدان وانکہ بگریزد بخون لشکری بلاجان یہ کلام سنکر نہایت خواجہ کے سنکر بہت مسرور و شاد کام ہوا تپاک سے فورًا ایک خلعت فاخرہ دیا اپنے ہمراہ لیکر بعزت عزیزون کے داخل محل خاص ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جو مکانات و قصر عالیات پر نگاہ کی دیکھا نہایت آراستہ و پیراستہ ہین جابجا پردے زربفتی پر تکلف پڑے ہوے دیوارون پر رنگا رنگ سبزی آب طلائی کی تصویرات نقرئی جابجا کھنچی ہوئی جنکو دیکھکر بہزاد و مانی حیرت سے آئینہ سے محو ہون قلم مصوری ہاتھ سے چھوٹ جاے چار طرف آئینہ بندی شیشہ آلات پر تکلف موقع محل پر سجا ہوا ہی اسباب عیش مہیا ہی فرش مخمل زرنگاری کا بچھا ہی بیچ مین ایک مسند جواہر نگار اسپر ایک نازنین مہ جبین حور شکل پری شمائل گل سے رخسار نرگسی چشم زلفین سنبل تابدار دہن تنگ دندان گوہر بیش بہا لب لعلین یاقوت کے ٹکڑے

اشعار

مستانہ چشم مین ہی مزے حسن کا نشہ
کہتی ہین بلبلین کہ ہی عالم بہار کا

سینہ وہ جیسا نور سا کہ جیسے صفا
اللہ رے نازکی صنم جامہ زیب کی

ہی حسن لاجواب جو جوبن ہی آنکھا
بار گران ہی پیٹ پہ کرتی کی زیب کی

رنگت گلابی کی ہی گلا ہی صراحی دار
قد سرو باغ حسن ہی اس گلعذار کا

لباس فاخرہ زیب جسم انور ہی وضو ... کا پاجامہ ... رنگ کا ہوا ... کا چار طرف سجا ہوا دھانی آب رواں کا دوپٹہ جیسا ہوا چہرہ ... جاتا ہی وکامدانی کا سر پر سجا ہوا

قطعہ

ہاتھون مین پہنچے دونون جو اٹھا کے ایکبار
چٹکیون مین دم رفتار اڑا یا اسنے
جنبش جسم سے آنچل کا جو چھوٹا ... کا
قطعہ برق ... سورج کی کرن پر مارا
کامدانی کی سراسر تھی نئی تیاری
حال مین سونے کی چڑیا جو پھنسی ... پابند

سرخ اطلس کا وہ پیجامہ سجا بوٹے دار
کسمسا کر رہا ... سے باہر ہوا وہ رشک بہار
ایک دوپٹہ جو ... شبنم کا چپا اس گل کو اڑھا
چادر ابر مین بجلی کو تڑپتے دیکھا
ٹھیک پوشاک عجب پہنے ہوئی تھی ساری
پیٹ پہ کرتی نے حبابی تو ہوئی گلکاری

جسکی کلیون کا ہوا غنچہ دہن سے نثار
گلبدن پھر جو مقابل کوئی پایا اسنے
مثل خوبان جہان ہونے لگے اسپہ فدا
جھمک ... اسنے رخ روشن پہ جو تن کر مارا
کیا سبکدوش ہین کہ ہوئی انگیا بھاری
بند کیا ... زرتار کے کسکر باندھے

زیور مرصع کا سر سے قدم تک بنی ہوئی سر زانو پہ جھکا ہوا نہایت محزون و نالان غمگین اور پریشان بیٹھی ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے اس حور وش کو دیکھکر کہا کہ یہ کون اور کیون سر زانو سے حیرت پر جھکا ہی پیشتر ... سے ہوے سیر دو جہان کرتی ہی کونسی شی ہی جو آئینہ زانو سی ہی ✽ اسکو ضرور دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کیا سر کہ پیوستہ ... کس خاندان عالیشان سے ہی اور کسکے فراق مین متغیر و رنجیدہ ہی چہرہ اسکا نہایت کمہلا ہوا ہی کسکے ہجر کا غم و الم اسکے دل پر ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ اپنے دل سے باتین کرکے بلاجان جادو کی طرف متوجہ ہوے اور پوچھا کہ یہ حسین مہ جبین کون ہی اور کس خاندان عالیشان سے ہی یہ سنکر بلاجان جادو ہنسا اور کہا ای خواجہ عمرو تم نے اس پریزاد کو نہین پہچانا یہ ماہرو بیٹی یاقوت شاہ کی ہی اور نام اسکا ملکہ مہر افروز ہی مین اس مہ جبین پر عاشق ہو کر ملک ... سے اٹھا لایا ہون مگر یہ حور وش مجھسے راضی نہین ہی وصل میرا منظور نہین کرتی کوئی بات مجکو بن نہین آتی دل بیتاب اسکی آتش عشق سے جلتا ہی شعلہ ہجر سے جگر کباب ہوا ہی بادۂ وصال آفتاب روکی آٹھ پہر تمنا ہی دیکھیے کب ساحل مراد پر زورق آرزو پہونچے گوہر وصل قلزم جمال پری تمثال سے کب ہاتھ لگے ای خواجہ مین ہر وقت ملول و غمگین رہتا ہون چشمہ چشم تو ہر تار مدے تمنا ... کر الم طوفان ہجر سہتا ہون خواجہ عمرو نے جو یہ کلام غم انجام اس ناکام بلاجان جادو سے اسنے

سنکر کہا کیوں گھبراتے ہو دلبر الم فراق باتیں ہو خاطر جمع رکھو میں اسکو بہت جلد راضی کرونگا اس بات کی کیا حقیقت ہے میں نے کوچہ عیاشی میں بڑے بڑے کام کیے ہیں جسکے پاس طائر خیال نہ پہونچ سکتا تھا اسکو راضی کرکے بلوا لیا ہے اور ہم بستری سے مسرور کیا ہے بلا جان جادو نے کہا ای خواجہ اگر تم اسے راضی کر دوگے تو تمام عمر ممنون احسان رہونگا خط غلامی لکھدونگا خواجہ عمرو اور بلا جان جادو بھی باتیں کرتے ہوے آہستہ آہستہ اس نازنین کے پاس آئے بلا جان جادو ملکہ مہر افروز کے پاس بیٹھ گیا جونہیں پہلو ملکہ مہر افروز کا زانو بلا جان سے دبا اکر پیچھے ہٹ گئی خواجہ عمرو بھی سامنے ہنستے ہوے بیٹھ گئے بلا جان جادو نے کہا ای خواجہ کچھ گاؤ کوئی غزل درد آمیز سناؤ کہ دل پھنسا ہے دام زلف جانان میں کاہے پریشانی از حد اظہار ہا ہے یہ سنکر خواجہ عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی نکالی اور اسکا ن دادی سے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

تمھیں مشہور ہوتا تھا مجھے بدنام ہوتا تھا
ہوے دل کو صحیح اب ہے حقیقت ہو گئی حاصل
یہی دور سے بین تیری ساقی گلفام ہوتا تھا
چلے آئے جو روز وصل یہ کہتا امر تقدیری
کبھی پر خون مرا ای مرغ بے ہنگام ہوتا تھا
بھلا یا کیا کہا قیامت ہی تنے اپنے عاشق کو
چراغ زندگانی گل قریب شام ہوتا تھا
نہ یہ سمجھا تھا میں فرقت میں آخر جان جائیگی
یہی ہر صبح ہوتا تھا یہی ہر شام ہوتا تھا
گئی جان حزین جو پاس کی بڑی محبت میں

پھنسا ہے دل مرا اس گیسوے پیچاں کے پھندے میں
یہی اس عشق کے آغاز کا انجام ہوتا تھا
ہوسے دو جہاں ہی اس ابروے خمدار کے کشتے
تمھارا نام ہوتا تھا ہمارا کام ہوتا تھا
رہینگے تا قیامت قبر میں ہم یہ نہ سمجھے تھے
ہمارے اور تمھارے نامہ و پیغام ہوتا تھا
عدم سے آکے دنیا میں اٹھا رنج و ظلم کیا
تمھارا وصل سمجھو موت کا پیغام ہوتا تھا
محبت کے ثواب صدمے ہیں اور ایذا ہے
اسی میں کام اسکا ای بت خود کام ہوتا تھا

محبت کا مری آخر برا انجام ہوتا تھا
مری تقدیر میں آخر اسیر دام ہوتا تھا
رہیں محروم ہمسے مست اک جام سبو جی کو
تری تلوار سے سفاک قتل عام ہوتا تھا
ادھر تو نے صدا دی وصل کی شب میں ہوا بسمل
اسی منزل پہ دنیا کا سفر اتمام ہوتا تھا
پہونچکر تا بہ گیسو جان آخر کھوئی اس دل نے
مسافر کو اسی منزل پہ بے آرام ہوتا تھا
خیال رخ میں گذریں یوں تو اکثر صبح و شام
وہ اے دل ہو چکا قسمت میں جو آرام ہوتا تھا

خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جو لحن داؤدی سے یہ غزل بصد جوش و خروش گائی اور ہفت پیوندی تال سر سے ٹھیک بجائی سماں بندھ گیا اور بلا جان جادو محو ہو کر جھومنے لگا آنکھوں سے اشک حسرت بہنے لگے روتے روتے ہچکی لگ گئی خواجہ عمرو نے جانا دم ٹوٹ رہا ہے سراے فانی کو نا ری چھوڑتا ہے جسوقت خواجہ عمرو نے گانا موقوف کیا بڑی دیر کے بعد بلا جان جادو کو ہوش آیا حواس درست ہوے اور ملکہ مہر افروز بھی خواجہ عمرو کا گانا سنکر شگفتہ خاطر ہو گئی غزل سرائی خواجہ عمرو سے نہایت خوش ہوئی سر اٹھا کر خواجہ عمرو کو دیکھنے لگی دل میں کہتی تھی کہ یہ خوش آوازی یہ لحن داؤدی خواجہ عمرو کی زبانی میں سنا کرتے تھے کہ سواے خواجہ عمرو کے کوئی مرد ایسا غزل سرا اور ترانہ ساز مسلمانوں میں نہیں ہے کیا عجب ہے کہ یہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار حضرت صاحبقران زمان ہو خیر ای ملکہ چپکی بیٹھی رہو آپ ہی معلوم ہو جائیگا الغرض بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو نے بلا جان جادو کو اشارہ کیا کہ تم اس صحبت سے اٹھکر باہر چلے جاؤ تو میں کچھ باتیں ملکہ مہر افروز سے رضامند ہونے کی کروں بلا جان جادو اشارہ خواجہ عمرو کا سمجھ گیا اور وہاں سے اٹھکر باہر اس قصر کے چلا آیا اور باہر مشغول ہوا عمرو نے جب ملکہ مہر افروز کو تنہا پایا تو پوچھا ای ملکہ تم یہاں کیونکر آئیں کچھ کیفیت اپنی بیان کرو مجکو تمنے پہچانا یا نہیں ملکہ مہر افروز نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ بخوبی تو نہیں پہچانا مگر عقلیہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار و خنجر گذار امیر یا تو قیر حمزہ صاحبقران زمان ہیں خواجہ عمرو نے ہنسکر کہا کہ جب تمنے مجکو پہچان لیا تو کسواسطے پریشان خاطر ہو ہنسو بولو شگفتگی سے بات کرو انشاء اللہ ہم تم ملکہ اس کافر بے دین بلا جان جادو کا کام تمام کرتے ہیں تھوڑا ہی عرصہ باقی ہے اب تم اپنے آنے کا بیان حال کہو کہ اس کافر کے پھندے میں کیونکر پھنسیں ملکہ مہر افروز نے بمسرت غنچہ لب وا کیا منھ سے پھول جھڑنے لگے شعر کسی کے عشق نے دیوانہ بنا کر دیا مجکو بھلا یا دین و دنیا کو اسی کی یاد کا تھی

اے خواجہ مین عاشق زار فریفتہ گل رخسار سبزہ امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان اسد نوجوان ہوں باغ بہشت
لقا نے اسد شیر دل کو نکال لائی تاب مفارقت محبوب خوش اسلوب نہ لا سکی راہ مین لشکر لقا سے بے بقا نے اُس بیٹے صاحبقرانی کو
گھیر لیا اسد نوجوان سے تلوار چلنے لگی مجکو اُسی معرکہ کارزار مین سے غافل پاکر ایک پنجہ اُٹھا کر سوئے آسمان بلند ہو گیا مین اُس
عالم اضطرار مین بیہوش ہو گئی جب میری آنکھ کھلی اسی قصر مین اس زشت رو اور بدخو بلا جان جادو کے پہلو مین مین نے اپنے تئین
پایا یہ ناہنجار سیہ کار مجھسے طالب وصل ہوا اسوقت تک تو مین نے اپنی آبرو کو اس سگ ناپاک سے بچایا ہو مگر اس ستم کش جفا جو
بلا جان جادو نے اب بہت سر اُٹھایا ہو ابرو بچتی نہین معلوم ہوتی اسد کی محبت مین بھی اپنی جان دونگی اسکا وصل
کسی طرح منظور نکرونگی اے خواجہ کیونکر اس گبر ناہنجار سے ہم صحبت ہونا گوارا کرون مین مسلمان ہون دین اسلام بطفیل فرزندان امیر
حمزہ صاحبقران قبول کر چکی ہون یہ ساحر کافر بدخلق بدمست ہو اے خواجہ عمرو بہت خرمن دل برق ظلم و جور سے پامال ہو
آبرو رہی اسے گر تو نقد جان کیا مال ہو خواجہ عمرو نے یہ سب کیفیت سنکر ملکہ مہر افروز سے کہا کہ مین تو آ ہی چکا پہلے ہی تمسے تم کیون
گھبراتی ہو مین تمہارا شریک حال ہر طرح ہون خدا کو یاد کرو اُسکی شان کبریائی پر نظر رکھو ملکہ مہر افروز خواجہ عمرو کے کہنے سے اُس سیاہ رو
بلا جان جادو کے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوئی ایک دن خواجہ عمرو نے ملکہ مہر افروز سے کہا کہ آج مین اس نابکار زشت رو بلا جان جادو
کو بیہوش کرتا ہون اب سیر دیکھو کہ کیا ہوتا ہو یہ کہکے صحبت ملکہ مہر افروز مین شراب بیہوشی کی تیاری کی اور بلا جان جادو کو پلا دی جب
بلا جان جادو بیہوش ہوا کپڑے سب اُسکے اُتار کے ایک صندوق مین بند کیا اور قفل بہت بھاری اُس صندوق مین لگا دیا اور اُسکو
اس سبب سے قتل نکیا کہ ہنگامہ برپا ہوگا یہ راز مخفی افشا ہوگا غرضکہ وہ صندوق ایک کوٹھری کے گوشہ مین اُٹھا کر عمرو نے رکھدیا ملکہ
مہر افروز نے کہا کہ اے خواجہ مین ایک تمکو مژدہ مسرت آمیز فرحت انگیز و رسناتی ہون فلان مکان مین سرداران لشکر اسلام مقید بقید
شدید ہین پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا یہ مرحلہ صاف رہا ہیگا اُن سب بیچارے سرداران لشکر اسلام کو رہا کر کے صاف نکل چلو خواجہ عمرو
مہر افروز کی یہ بات سنکر نہایت خوش ہوے اور فورًا روانہ ہوے عقب دیوار زندان آکر کمند ماری اور بالاے دیوار زندان آکے
دیکھا کہ سرداران لشکر اسلام بیچارے محزون و ناکام سب کے سب مطوق و مسلسل بیٹھے ہین خواجہ عمرو اندر زندان خانے کے اُترے اور تمام
سردارون کو اُس قید شدید سے رہا کیا اور سب سردارون کو ہمراہ لیکر راہی ہوے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے ترانہ عیار بلا جان
جادو مع دو سو عیار فتنہ انگیز ساتھ اپنے لیے ہوے گشت کرتا ہوا چلا آتا ہی خواجہ عمرو نے سردارون سے کہا غضب ہوا یونہین مقابلہ
ہو گیا دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی ترانہ عیار مع عیاران ہمراہی کے جب قریب پہونچا عمرو کو اور سب سردارون کو جو قید تھے پہچانا
اور للکارا او ناعیار یہ تو نے کیا کیا بلا جان جادو کے قیدیون کو چھوڑ دیا کہان جاتا ہی مین آ پہونچا یہ کہکے تلوار کھینچ جھپٹا خواجہ
عمرو نے بھی خنجر کھینچا تلوار چلنے لگی عیار زخمی ہو ہو کر پسپا ہونے لگے پھر مارے گئے جب دو چار گھڑی گذری لڑائی ہو رہی ہی ترانہ عیار
بلا جان جادو اُن عیارون کو لڑتا ہوا چھوڑ کر بے تحاشا بھاگا کہتا تھا شاید بلا جان جادو کو عمرو نے مار ڈالا یا قید کیا جب ترانہ عیار
دوڑتا ہوا ملکہ مہر افروز کے محل مین آیا دیکھا کہ ملکہ بھی باہر کا سیا بیٹھی ہی چونکہ عیار تھا صاف پہچان گیا کہ ملکہ کا بھی ارادہ عمرو اور سردارون کے
ہمراہ بھاگ جانے کا ارادہ ہو بالکل آمادہ ہو ترانہ عیار بلا جان جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی بلا جان کو تلاش
کرنے لگا کہین نہ پایا نہایت مضطرب و پریشان ہوا اگر بار بار یہی کہتا تھا کہ اگر بلا جان جادو مارا جاتا تو فورًا حال دریافت ہو جاتا
یقین ہی کہ عمرو نے کوئی عیاری کی ضرور بیہوش کر کے کہین چھپا دیا ہی یہ دل مین اپنے سوچکر کونا کونا اُس قصر کا ڈھونڈھنے لگا
جب کوٹھری کے اندر پہونچا دیکھا ایک صندوق مقفل رکھا ہی دل سے کہا اے ترانہ عیار بلا جان جادو اسی صندوق مین
بند ہی جلدی سے اُس صندوق کو کھولا اُس بدمست و سیاہ رو بلا جان جادو کو اُس صندوق مین بیہوش پایا ترانہ عیار نے
بلا جان جادو کو صندوق سے اُٹھا نکالا ہوش مین لایا اچھی طرح ہوشیار کیا ساری کیفیت بلا جان جادو سے ترانہ عیار نے بیان کی

وہ سیاہ رو بلاجان جادو یہ سنتے ہی وہیں سے سحر کرنے لگا آخر ایسا سحر کیا کہ عمرو اور سب سردار فوراً بیہوش ہو ہو کر گر پڑے اور ایسی غفلت کی بیہوشی سوار ہوئی کہ عیاروں نے سب کو مع عمرو باندھکر قید کر لیا اور خوشی خوشی سامنے بلاجان کے سب سرداروں کو مع عمرو کے گرفتار کرکے لاے اُس نابکار نے پھر اُن سب کو مسلسل و مطوق کرکے قید سخت میں رکھا جب دوسرے دن محل میں آیا ملکہ مہرافروز کو نہایت کدر خاطر پایا دل کو رنج و الم ہوا قاعدہ ہی کہ جسپر عاشق اور فریفتہ و شیفتہ ہو جب اُسکو کوئی صدمہ ہوگا اپنے تئیں بھی اُس سے زیادہ اندوہ ملال ہوگا بلاجان جادو ملکہ مہرافروز کو رنجیدہ خاطر دیکھکر بہت مضطر و پریشان ہوا اور ہاتھ گردن نازنین میں حمائل کرکے یوں کہنے لگا اے آرام جان غمزدگان وائے راحت رسان دل مشتاقان تم آج اسقدر مکدر و رنجیدہ کیوں ہو خود کو تم پریشان و مضطر و غمگین ہو میں نے تو کل سے آج تک تمسے دل نازک پر ملال لانے کا کچھ کام کبھی نہیں کیا کہ ایسا نہو میں کچھ تذکرہ حرکت بیہودہ نہ ادائی کا کروں اور خلاف خاطر تم دو ماثر اجیں ہو تو میری مسرت اوج میں فرق آئے گا اگر اس مقام پر کوئی اور ہوتا اور ایسی حرکت ناشائستہ کرتا تو میں بہت بری طرح اُس سے پیش آتا اگر تم سے کچھ نہیں کہسکتا کہ میں تمپر عاشق ہوں اور تمکو اپنا سردار جان سمجھتا ہوں اب یہی بہتر ہی کہ میرا وصل تم منظور کر دو اور تم اپنی غلامی میں قبول کرو دل عاشق جانسوز کا نہ ملول کرو ملکہ مہرافروز نے سر جھکا کر جواب دیا کہ بلاجان جادو واقعی مجھسے بڑی خطا ہوئی فقط میں نے تقدیر آزمائی کے واسطے یہ حرکت کی تھی اور اگر سچ پوچھتا ہو تو اسمیں امر میں عمرو کا مطلق قصور نہیں ہی کیونکہ وہ مجھکو منع کرتا رہا کہ اے ملکہ مہرافروز تم ایسا امر نہ کرنا چاہیے اس کام کا انجام بد ہوگا مگر میں نے اُسکے کہنے پر مطلق عمل نہ کیا اور ایسی خطا کی بلاجان جادو اس عذر و معذرت ملکہ مہرافروز سے بہت خوش ہوا اور جو کچھ کہ خیال فاسد دل میں اُس زشت خو بلاجان جادو کے تھا وہ بالکل نکلگیا اور یقین کامل ہوگیا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی کچھ تقصیر نہیں ہی اُسی وقت خواجہ عمرو کو زندان سے طلب کیا جب خواجہ عمرو سامنے بلاجان جادو کے آئے ایسی عجیب باتیں کیں اور کلام مذاق آمیز کہے کہ بلاجان جادو ہنسنے لگا اور دوبارہ خلعت سے خواجہ عمرو کو سرفراز کیا خواجہ شریک صحبت تخلیہ خاص ہوے دور شراب چلنے لگا بلاجان جادو نے کہا اے خواجہ کچھ گاؤ دل ہمارا کوئی غزل اچھی سی سننے کو چاہتا ہی خواجہ عمرو نے یہ سنکے بلاجان جادو سے جو تحفہ ہفت پیوندی نکالی اور سُر ملا کیپیروین کی دھن میں ایک تان اُڑائی اور یہ غزل عاشقانہ لحن داؤدی گانی شروع کی غزل

زیست میں اپنے مرنے پر طبیعت غمناک تھا
کیوں نہ آخر خاک ہوتا بندا سے خاک تھا

وصل میں فرقت کا ڈر تھا ہجر میں غمناک تھا
کوئی عاقل تھا نہ کوئی صاحب ادراک تھا
کا کلیں شانوں پہ لہراتی تھیں کالوں کی طرح
کوئی بسمل تھا تو کوئی بستہ فتراک تھا
چھوڑکر مجھ ناتوان کو پاس غیروں کے گئے
میں تو تھا محجوب لیکن دل مرا بیباک تھا
اے ستمگر کیوں نہ کرتا صبر تیرے ظلم پر
دھجیاں اسکا گریبان اسکا دامن چاک تھا

چلیں سے عاشق ترا کس دن ہی افلاک تھا
لوگ گلشن میں گل صد برگ سمجھے تھے جسے
یار تھا میرا کہ اپنے وقت کا ضحاک تھا
دور سے دیکھا آتا تھا جا کسی محبوب کو
کیوں جلایا یار نے کیا میں خس و خاشاک تھا
یار کو دیتا تھا پیہم بیقراری کی خبر
دل مرا کیوں چاک ہوتا کیا تری پوشاک تھا
ہے تعجب قتل کرتے کیوں قاتل کا

عشق میں جو تھا دیوانہ تھا یا وحشی مزاج
اصل میں وہ گل نہ تھا میرا دل صد چاک تھا
دیکھکر قاتل کو یہ حالت دلوں کی ہوگئی
ہجر میں میں سست تھا بلبل مرا چالاک تھا
اسکے باعث یار سے کہیں وصل میں گستاخیاں
ہجر کی شب دو ستونا لہ ہمارا ڈاک تھا
عشق میں رسوا ہوا عاشق کبھی اور معشوق بھی
میں چھپاے تھا اور وہ سفاک تھا

خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جو یہ غزل بالحان داؤدی گائی کیپیروین کی دھن کا سماں دکھا یا رنگ جمایا ملکہ مہرافروز ہجر سے مدہوش اس میں ایسی بیقرار ہوئی کہ حجاب یکچہ حنائی سنعہ پر رکھکر رونے لگی یاد قامت محبوب نے دل دکھایا جلسہ وصل اپنا یاد آیا گل نرگس قطرہ شبنم اشک حدقہ چشم سے نکالکر ٹھہر گئے کچھ یہ بکر گل عارض ملکہ مہرافروز پر ڈھلکر آئے لعل لب یا پارہ یاقوت مرجھاکر غنچہ سوسن کی طرح ہوگئے کیونکہ سرمہ گیں چشم سے جو اشک حسرت بہے سیاہی سرمہ دنبالہ دار کی رخساروں سے لب جان بخش عشاق تک دوڑی

عجیب کیفیت اسوقت جمال بے مثال چہرۂ ملکہ مہرافروز نے خوش مقال نے دکھائی گویا باغ حسن پر عجائب بہار آئی خواہش شکل و شمائل ملکہ مہرافروز کی دیکھکر مسکرانے لگی اور بلا جان جادو کا تو یہ حال ہوا کہ بے تیغ ذبح ہو گیا غزل سنکے ایسا عالم محویت ہوا کہ سر اپنا زمین پر دے مارا حقیقت میں عشق تو بلا ہے جان آفت روزگار رہتا ہی جب سامان معشوق کا بند ہو جاتا ہی پھر کچھ آنکھ سے نہیں سوجھتا اگر ہر بار ملکہ مہرافروز سے لیے ہوا اٹھا ہاتھ گردن نازنین میں حمائل کیے دیتا تھا ملکہ جھجھک ہٹی جاتی تھی غیرت سے گڑی جاتی تھی غرضکہ بڑی دیر کے بعد بلا جان جادو جامۂ انسانی میں آیا ہوش و حواس درست ہوئے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ ہر روز یہی جلسہ عیش و عشرت رہتا ہی بلا جان جادو مشتاق وصال ملکہ مہرافروز ہی ہجر میں مثل ماہ روز دل کاہیدہ ہوا جاتا ہی چہرہ زرد دل میں درد آنکھیں پر نم دل پر ہجوم غم و الم کوئی مونس ہمدم ایسا نہیں کہ اس نازنین مہ جبین کو وصل پر راضی کرائے کب تک صدمہ فراق بلا جانی و محبوب جادو دانی اٹھائے اب صورت یہ کہ بلا جان جادو شکل بیمار مضطر و ناچار محزون و غمگین رہتا ہی دل پر غم شوق وصال اس نازنین بیمثال کا سہتا ہی اسی طرح کئی دن گذر گئے خواجہ عمرو روز بلا جان جادو کو گانا سنایا کرتے ہین خلوت کدے میں ملکہ مہرافروز کا دل بہلایا کرتے ہین جب ملکہ مہرافروز کہتی ہی کیون ای خواجہ کیا ہوگا روز فراق سے شب وصل محبوب کا کب بدلا ہوگا کسطرح اس نام صیاد ظالم کے قید سے رہائی ہوگی دیکھیے کب دور شب جدائی ہوگی خواجہ عمرو کہتے ہین ای ملکہ مہرافروز نہ گھبراؤ دل مضطر کو یاد اسد نوجوان میں نہ تڑپاؤ خدا کو یاد کرو رب اکبر سے طلب امداد کرو پروردگار عالم کوئی صورت بہتری کی نکالے گا الغرض ایک روز خواجہ عمرو برائے تفریح طبع مکانوں اور املاک وغیرہ کی سیر کرنے کو چلے سیر کرتے پھرتے تھے خوشنمائیان کاریگرون کی اور صناعیان مصوران طلسم کی اور ثبت نگاریان مکانات کی دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک مکان میں وارد ہوئے دیکھا وہ مکان نہایت خوشنما بنا ہی اور نقاشان خشتی نے ایسا بنایا ہی کہ روح بہزاد و مانی اسکی سیر کرنے کو آئی اور معمارون نے اسمین ایسی استادی ختم کی ہی کہ قصر فلک کی کارنمائی نگہ سے گر گئی ہی مگر وہ مکان خالی پڑا ہی کوئی اسمین نہین رہتا ہی آراستگی مکان کی اسی طرح سے کہ جیسے کسی رئیس کے رہنے کے واسطے سجتے ہین لیکن اس مکان کے ایک گوشے سے آواز گریہ و زاری و آہ بیقراری کی چلی آتی ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آواز سنکے حیران و متعجب ہوئے اور اس آواز کی طرف چلے جب گوشے میں پہونچے دیکھا کہ ایک جوان خوبرو حسین شکیل طرحدار خوش چشم خوش وضع قید آہن میں گرفتار سوزان زبان میں مضطر و پریشان بیٹھا ہوا عجب درد و آہ سے رو رہا ہی خواجہ عمرو اسکے قریب آئے اور پوچھا ای شخص تو کون ہی اور کیا نام تیرا ہی کچھ کیفیت اپنی بیان کر اس جوان رعنا نے اشارے سے کہا کہ میں اس قید شدید میں ہون کیونکہ تجھسے کلام کرون کوئی لکڑی اٹھا دو تو اس سے زمین پر لکھکر بتا دون خواجہ عمرو نے ایک لکڑی اس جوان کو اٹھا کے لا دی اس جوان نے زمین پر لکڑی سے اپنا حال اور نام و نشان بتا لکھدیا کہ میرا نام مریخ جان جادو ہی اور میں خدمت امیر حمزہ صاحبقران میں شامل ہوا چاہتا تھا اور حاضر ہوا کرتا تھا میں بحکم امیر کشور گیر دیوار طلسم بزور اسم باطل السحر معدوم کرنے کو آیا تھا چنانچہ چھ دیوارین شہر کی مین نے معدوم کین ایک دیوار اور باقی تھی یہ بلا جان جادو کو خبر ہوئی اسنے تمامہ عیارہ کو بھیج کر گرفتار کرایا ہی جب سے اس قید شدید میں ہون کچھ بس نہین عالم بیکسی اور مجبوری میں تڑپتا ہون اور رنج و الم سے روتا ہون کوئی میرا ہمدم و غمخوار نہین کہ مجکو رہا کرے اور اس بلا سے چھڑائے خواجہ عمرو نے کہا ای مریخ جان جادو اگر تو رہا ہو جائے تو کیا کارپردازی دکھائے اور کیا کرے اسنے پھر زمین پر لکھدیا کہ اس سیاہ رو بلا جان جادو کو بزور شمشیر بزبردست قتل کرون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے خوش ہو کے کہا کہ اگر تو اسکا اقرار محکم کرے اور قتل بلا جان جادو پر آمادہ ہو اور دین اسلام قبول کرکے مسلمان ہو جائے تو مین ابھی تجکو اس بلا سے قید آہن سے رہا کردون مریخ جان جادو نے پھر زمین پر لکھدیا کہ مین ضرور مسلمان ہو جاؤنگا اور دین اسلام قبول کرونگا اور اطاعت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے سرتابی نہ کرونگا مثل غلامان غلام و

جاکر ان چاکر حاضر رہونگا جو کام اہم و دشوار ہوگا اُسمین بدل و جان کوشش کرونگا اور کبھی دغا سے نہ پیش آؤنگا خواجہ عمرو یہ سنکے دل سے
بہت خوش ہوے اور چاہا کہ سوزن اُسکی زبان سے نکال لین اور مریخ جان جادو کو رہا کرین کہ مریخ جان نے پھر زمین پر لکھ دیا کہ مین
تمھاری کوشش سے رہا نہ ہونگا خواجہ عمرو نے کہا اے مریخ جان جادو کیا سبب ہے تو نے مجھے نہ پہچانا مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون عیار
طرار امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا مریخ جان جادو یہ سنکے اور زیادہ خوش ہوا اور لکھا کہ مجھپر سحر زبردست بلا جان جادو کا جاری
ہے سواے فیروز جادو کے کوئی سحر مجھپر سے رد نہین کر سکتا اے خواجہ اسی طرح سے مین پہلے بھی گرفتار ہو کر قید ہو چکا ہون یہ بلا جان جادو
میرا بھائی ہے اور تین بہنین میری تھین نسرین و نسترن و سوسن اے خواجہ عمرو نسرین و نسترن کو اُسنے قتل کیا اور سوسن اُسکے
پاس ہے مین بھی سحر و ساحری مین زبردست ہون بلا جان جادو سے کم نہین ہون بلکہ بلا جان جادو مجھسے ہمیشہ خوف کرتا رہتا ہے کہ
ایسا نہو کہ سحر اسکا مجھپر چل جاے اور مدام میری تاک مین رہا کرتا تھا غرضکہ ایک روز بلا جان جادو نے مجکو غفلت مین پاکر اپنا سحر کیا
اُسکا سحر مجھپر کارگر ہو گیا فوراً مجکو گرفتار کر کے سوزن میری زبان مین دیدی ہے جو زبان بند ہو گئی تو مین کیا کر سکتا مجکو قید کر کے
زنبور جادو کے حوالے کر دیا اُسنے مجکو لیجا کر ایک قلعۂ طلسمی مین قید کیا اور وہ قلعہ ایسا تیار کیا کہ انسان تو کیا ہے طائر وہم کا بھی پہونچنا محال ہوا
مین نہایت حیران و پریشان با نالہ و زاری بصد بیقراری ایک گوشۂ تنگ و تار مین پڑا رہتا تھا زندگی کے دن پورے کرتا تھا کوئی مونس
و یار ہمیش و پس چپ و راست بجز حال دل کس سے کہتا کوئی نہ تھا ہان فقط ہمنشین تھی تنہائی اُسی قلعے مین ایک عمر گذری
کہ بہتر برس قید رہا جب پروردگار نے صورت رہائی کی دکھائی اُسکا سامان اسطرح بندھا کہ مہتر قران نامدار عیار طرار خبر گیری
قلعۂ طلسم کو آیا اُس سے اول زنبور جادو سے مقابلہ ہوا مہتر قران نامدار نے اُس مکارہ ساحرہ کو بزور تیغۂ آبدار عیاری سے قتل کیا
اور سر اُسکا کاٹ لیا جسوقت زنبور جادو قتل ہو چکی سحر اُسکا ٹوٹ گیا مہتر قران قلعۂ اصلی مین آیا تمام قلعے مین پھرا خوب پھر کیا
بعد اُسکے ایک گوشہ مین مسلسل بہ غل و زنجیر مجکو دیکھا مین نے ساری حقیقت اپنی اور نام و نسب اپنا اُسکو بتایا اُسنے کبھی
آپکی طرح سے چاہا کہ سوزن میری زبان سے نکالے اور مجکو قید سخت سے رہا کرے مین نے اُسکو بھیجکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
زمان کو بلوایا جب امیر باتوقیر تشریف لاے بڑا معرکۂ عظیم ہوا زنبور جادو کا شوہر چنگا سر جادو کو خبر ہوئی کہ زنبور جادو ہاتھ سے
مسلمانون کے قتل کی گئی وہ اپنے مقام سے دوڑا اور امیر باتوقیر کو گھیرا امیر باتوقیر سے چنگا سر جادو نے مقابلہ کیا چنگا سر جادو زیر ہوا
امیر نے اُسکو بیک ضرب تیغۂ آبدار قتل کیا دو ٹکڑے ہو کے گرا قعر جہنم مین پہونچا امیر حمزۂ صاحبقران مجکو رہا کرنے کو آگے بڑھے
دیکھا کہ سامنے نقابدار زرد پوش ہے اُس سے امیر باتوقیر سے مقابلہ ہوا اُسنے بھی بڑے بڑے سحر کیے امیر نے بقوت و قدرت پروردگار عالم
و بزور اسم اعظم سب سحر نقابدار زرد پوش کے باطل کیے آخرکار تیغۂ آبدار سے اُس نقابدار زرد پوش کو بھی قتل کیا حمزۂ صاحبقران
زمان جب میرے قریب آے مین نے اسم رہائی بتایا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے وہ اسم پڑھ کر پھونکا مجکو اُس قید و بلا سے
سخت سے رہا کیا مین نہایت ممنون و مشکور ہون کیا یہ احسان کم ہے انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ اُنکا اُتارنے کا احسان مانتا رہے
حمزۂ صاحبقران زمان نے تو میری جان بچائے ایسی بلاے سخت سے نجات دی ہے اگر میرے دم مین دم ہے تو قدم مبارک امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران زمان کے کبھی نہ چھوڑونگا اُنکے پسینے پر اپنا خون گراؤنگا اے خواجہ تم ایسا کلمہ کہتے ہو کہ مجھسے دغا نکرنا مرد جو منہ سے
کہتے ہین وہ کرتے ہین بقول شخصے قول مردان جان دارد تم مجکو رہا تو ہونے دو دیکھو تو سہی یہان کیسی نت برپا کرتا ہون تمھارے حکم سے کبھی
باہر نہونگا جو کہوگے وہ کرونگا مگر میری رہائی تمھارے ہاتھ سے تو کسی طرح ممکن نہین ہان تم اپنی کوشش کر کے فیروز جادو کو بلالاؤ تو وہ مجکو
رہا کریگا خواجہ نے یہ سنکے کہا اے مریخ جادو فیروز جادو کون ہے مریخ جان نے پھر لکڑی سے زمین پر لکھا کہ فیروز جادو ایک مصور
طلسم ہے کہ وہ تصویرین بناتا ہے تم نے دیکھا تو ہوگا کہ بلا جان جادو کے قصر پر تصویرین جو لگی تھین وہ سب اُسی کے ہاتھ کی بنی ہوئی
ہین ایسا خوشنما مصور ہے کہ بہزاد بھی اگر ہوتا تو اُسکے ہاتھ کو چوم لیتا یہ سنکر خواجہ عمرو وہان سے روانہ ہوے اور مریخ جادو سے کہا کہ تم

خاطر جمع رکھنا میں تیری رہائی کی ضرور فکر کرتا ہوں یہ کہکر اُس مکان سے خواجہ عمرو باہر آئے تھوڑی دور چلے تھے کہ ترانہ عیار بلاجان جادو کو سامنے آتے دیکھا خواجہ ٹھہر گئے ترانہ عیار نے کہا اے خواجہ عمرو تم کہاں گئے تھے اور کہاں سے آتے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ آج بیٹھے بیٹھے کچھ دل گھبرا یا تھا مکانات بلاجان جادو کی سیر کو نکلے تھے اُسی طرف سے سب دیکھتے چلے آتے ہیں ترانہ عیار نے کہا کہ آؤ چلو تھوڑی دیر میرے مکان پر قیام کرو خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ چلو ترانہ عیار خواجہ عمرو کو ساتھ اپنے لئے ہوئے مکان پر آیا خواجہ عمرو کو اندر مکان میں لاکر بٹھا دیا دعوت کا سامان کیا گیا پیالی شراب کی لاکر سامنے خواجہ عمرو کے رکھیں اور قابیں کباب گرم گرم کی حاضر کیں اور کھانے طرح طرح کے لایا دسترخوان بچھایا کھانا چنا خواجہ عمرو کو کھلایا اور بعد طعام لذیذ و آب لذیذ کے جام شراب حاضر کیے کباب بطور گزک کھلائے ترانہ عیار نے بھی کھانا کھایا پانی پیا اور شغل نا و نوش یعنی شراب بھی ہوا بعد فراغت طعام و نا و نوش سرور انجام خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ عمرو اسوقت تمھاری دعوت کرنے کا یہ باعث ہوا کہ میرا جی چاہا تھا کہ آپ کا گانا سنوں کیونکہ آپ کی خوش آوازی اور نغمہ سازی کا تمام شہر بلا میں شہرا ہے اگر آپ نے میرے کہنے سے سرفراز فرما کر کھانا نوش فرمایا ہے اور شراب و کباب کا بھی شغل کیا ہے تو میری خاطر سے کچھ گا سے یعنی کوئی غزل عمدہ کسی شاعر نغزگو کی سنائیے کہ دل محظوظ ہو خواجہ عمرو کو یہ منظور تھا چاہ رہے تھے کہا اے ترانہ اچھا سنو یہ کہکر جیب سے چونڈی نکالی اور کوئی راگنی عمدہ جس کی اُسوقت بھلی معلوم ہوئی سر ملا کر چھیڑی اور یہ غزل گانے لگے غزل

تو گرفتاروں پہ ایسی قید اے صیاد کی	ہیں قفس میں سب گئے دہری تیلیاں فولاد کی	اٹھ گئے کوچے سے اڑ کر بجلی بیداد کی
اے صبا تو نے ہماری خاک کیوں برباد کی	چپ رہوں کیونکر نہ میں بیداد پر صیاد کی	بلبل تصویر ہوں عادت نہیں فریاد کی
تشنۂ جام شہادت ہیں جو پیاسے رہ گئے	کس قدر ہے آب یہ تلوار ہے جلاد کی	فصل گل میں بھی یہ پہناتا ہے مجھکو بیڑیاں
مجھ سے بیگانہ نہ اٹھینگی کبھی صیاد کی	جس جگہ دیکھا اجاڑا آشیاں اس نے مرا	باغباں میں ہو گئی خو آج کل صیاد کی
روز رکھتا ہے قفس میں لا کے گلہائے چمن	رہتی ہے مجھ پر عنایت ان دنوں صیاد کی	نالۂ عاشق نے اتنا تو اثر پیدا کیا
رشک دل تھام کر رہ گئیں سب جب فریاد کی	باغ میں ہوگا خراماں جبکہ وہ سرو سہی	خاک میں مل جائے گی یہ قدکشی شمشاد کی
سیکڑوں تدبیریں کرتا ہے جلانے کی مرے	کیجئے کس سے شکایت اس ستم ایجاد کی	عشق کی صحرا نوردی ہے پہاڑوں میں مرا
حال وہ مجنوں کا کیفیت یہ ہے فرہاد کی	لاکھ ہر چند نالہ کرتا ہوں مگر کیا غم نہیں	کیا کروں میں مجھکو عادت ہو گئی فرہاد کی

خواجہ عمرو نے جو غزل بالحان داؤدی گائی ترانہ عیار محو خوش آوازی خواجہ ہو گیا اور بہت محظوظ و مسرور ہوا خواجہ بعد تھوڑی دیر کے ترانہ سے رخصت ہو کر چلے مگر پھر اُسی مکان کی طرف آئے اور اندر داخل ہوئے دیکھا کہ مریخ جان جادو اُسی حال زار میں بیٹھا ہے خواجہ نے کہا اے بھائی تو کچھ تو مجھکو اپنے ہاتھ سے بتا کر دوں مریخ جان جادو نے زمین پر لکڑی سے لکھ دیا کہ اے خواجہ عمرو بہتا اشیم ہر کی میں جیسے کسی طرح رہا نہیں ہونگا میرا لکھنا یاد رکھو اگر فیروز کتاب دار کو آپ کسی طرح بلالائیں تو البتہ میری رہائی ہو جائے اس امر میں آپ کوشش فرمائیں خواجہ یہ کلمہ سنکے وہاں سے چلا فیروز کے پاس آئے ساری حقیقت مریخ جادو کی بیان کی پھر افروز نے کہا کہ میں فیروز کتاب دار کو ابھی بلوا لاتی ہوں یہ کہکر ملکہ نے حکم دیا کہ کوئی فیروز کتابدار کو جا کر بلا لائے اور یہ کہدے کہ تصویریں لیتے آئیں الغرض حسب الحکم ملکہ کے فیروز کتابدار تصویریں لیکر حاضر ہوا تصویریں پیشکش کیں ملکہ اور خواجہ تصویروں کی سیر کرنے لگے تھوڑی دیر کے بعد فیروز رخصت ہوا خواجہ بھی پیچھے پیچھے اُسکے چلے جب وہ اپنے مکان میں داخل ہوا خواجہ پھر کے چلے آئے دن عیش و نشاط میں بسر کیا جب رات کا وقت ہوا خواجہ فیروز کے مکان میں آئے فیروز نے سامان عیش مہیا کیا اُسوقت خواجہ نے سب حقیقت مریخ جادو کی بیان کی فیروز نے کہا کہ خواجہ سلامت میں حاضر ہوں لیکن جبتک بلاجان جادو ہوشیار ہے مجھے کچھ نہ ہو سکیگا خواجہ نے کہا کہ یہ بسی کون سی بات ہے اُسکو گرفتار کیے لیتا ہوں دونوں آدمی باہم مشورہ کرکے پھر افروز کے پاس آئے فیروز تھا ایک مکان میں پوشیدہ رہا ملکہ نے بہانے خواجہ بلاجان جادو کو طلب کیا جب وہ آیا کے شریک صحبت ہوا خواجہ نے

شراب بیہوشی آلود پلا کر اُسے بیہوش کیا اُسوقت فیروز جادو باہر آیا بلاجان جادو کے بازو میں ایک تعویذ بندھا ہوا تھا اُسے
کھول لیا اور خواجہ کو ہمراہ لیکے مریخ جادو کے پاس گیا تعویذ کو پانی میں دھو کر مریخ پر چھڑکا سیخ زبان سے نکال کیا مریخ جان جادو
فوراً قید سحر سے رہا ہوا توانائی آگئی سب وہان سے بھاگے مہرافروز کے پاس گئے باہم مشورہ کر کے خواجہ فیروز کتا بدار مریخ جان
جادو مہرافروز لشکر اسلام میں پہنچے آئے امیر حمزہ صاحبقران سے ساری کیفیت بیان کی امیر حمزہ صاحبقران یہ کل حال
سنکر نہایت خوش ہوئے اور اُدھر صبح کو بلاجان جادو کو ہوش آیا دیکھا تو ملکہ اور خواجہ کا پتا نہیں گھبرا کے کنیزون سے دریافت
کیا کہ ملکہ اور خواجہ کہاں گئے انھون نے کہا کہ ہم خود اُنھین ڈھونڈھ رہے ہین اور چار طرف متلاشی ہین کہ ملکہ کہاں تشریف لیگئین
بلاجان جادو یہ سنکر نہایت متردد اور متفکر و پریشان ہوا کہ کہاں ڈھونڈھون اور کہاں جاؤن پھر کچھ سوچ کر باہر آیا اور اپنے ہیرون کو
بلوا کر کہا کہ جلد جاؤ اور جا کر خبر لاؤ کہ ملکہ اور خواجہ کدھر گئے ہین یہ سنکر ہیر اُسکے بہت جلد جا کر خبر لائے کہ ملکہ مہرافروز اور فیروز کتابدار
اور مریخ جان جادو اور خواجہ نظم و تعیار یہ سب لشکر اسلام میں موجود ہین بلاجان جادو یہ خبر سنکر نہایت متوحش اور پریشان
وحیران ہوا کہ اب کیا کرون کیا نہ کرون کونسی تدبیر کرون بلاجان جادو تو ادھر اس فکر مین متردد تھا اور اُدھر لشکر اسلام مین
مریخ جادو رد سحر بلاجان جادو مین مصروف تھا بلاجان جادو نے سات دیوارین سحر کی بنا کر سد راہ کین تھین اُن دیوارون
کو مریخ جادو نے بزور سحر برطرف کرنا شروع کیا چھ دیوارین تو اُنمین سے بزور سحر برطرف ہو گئین اب ساتوین دیوار کو برطرف کرنے کی فکر
شروع کی مگر اس مقام پر ناظرین کو خیال رہے کہ مریخ جادو نے پہلے ہی امیر حمزہ صاحبقران سے عرض کر دیا تھا کہ اے امیر با توقیر آپ کو
آج کی شب میری حفاظت بہت لازم اور نہایت پر ضرور ہی اسلیے کہ کہین ایسا نہو کہ محنت میری ضایع و برباد ہو جائے یہ سنکر
امیر حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا تھا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی تمھاری حفاظت کا بندوبست بطور کافی کر دیا جائیگا اُسی وقت
مقبل وفادار خیر خواہ سرکار کو بلا کر ارشاد فرمایا تھا کہ تمھین لازم بلکہ الزم ہی کہ آج شب بھر تم مریخ جادو کی حفاظت اور نگہداشت
بطور کافی کرو اور نہایت ہوشیار و بیدار رہنا اور خبردار غفلت شعاری کو کام مین نہ لانا مقبل سے یہ ارشاد فرما کر رخصت کر دیا تھا
الغرض مقبل وفادار امیر با توقیر سے رخصت ہو کر جا خدمت مریخ جادو میں حاضر ہوا تھا مریخ جادو تو اپنے خیمہ مین بیٹھا ورد سحر میں مشغول تھا
اور مقبل وفادار تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوئے حفاظت اور پاسبانی اور نگہداشت مریخ جادو کی کر رہا تھا اُنکو تو اس حال مین
چھوڑیے اور اب کچھ حال بلاجان جادو کا سنیے کہ اُسکی کیا حالت ہی جب بلاجان جادو نے یہ تماشا دیکھا کہ مین نے جو سات دیوارین
سحر کی بنا کر سد راہ کی تھین اور جسپر مجھے یقین کامل اور پورا وثوق تھا کہ ہرگز ہرگز اُنمین سے ایک دیوار کو بھی کوئی برطرف نہ کر سکیگا اور اس
مقام پر اب کسی کا سحر کارگر نہ ہوسکے گا اُنمین سے چھ دیوارین تو برطرف ہو چکین اور اب ایک دیوار باقی ہی تو جسنے چھ دیوارین برطرف
کر دین اُسکے نزدیک اس ایک دیوار کا برطرف کر دینا کیا بات ہی حد سے زیادہ متفکر اور متردد ہوا اور کمال رنج و پیچ و ملال نے آ کر اُسکو
گھیر لیا عقل اُسکی تشویش لیگئی سوچ رہا ہی کہ اب کیا فکر کرون اور کیا تدبیر کرون الغرض ایک ساحر زبردست کرگس جادو نام کو اُسنے بلا کر کہا
کہ اے کرگس جادو جسطرح تجھسے ہوسکے آج ہی رات کو جا کر کسی نہ کسی طرح مریخ جادو کو باندھ لا اگر تو آج رات ہی رات اُسکو گرفتار کر لائیگا تو مین
تیرا بہت زیادہ ممنون منت و احسان ہونگا یہ سنکر کرگس جادو جلد جلد روانہ ہوا جاتے جاتے ٹھیک وہ پہر رات گئی تھی کہ خیمہ مریخ جادو
کے برابر آ پہونچا اور خیمہ کے برابر آ کر چاہتا تھا کہ سحر کرنا شروع کرے قضا کار اور اتفاقات روزگار مقبل وفادار کی نظر کرگس جادو
پر جا پڑی کہ کوئی ساحر تاک لگائے ہوئے خیمہ کے برابر کھڑا ہوا ہی بس نظر کا پڑنا تھا کہ مقبل وفادار نے تیر چلہ کمان مین جوڑ کر بھر زور ایسا
تاک کر مارا کہ تیر دوسار ہو گیا اور کرگس جادو کی پشت سے نکلگیا اُسکے گرنے کے بعد بڑی دیر تک ایک غل و شور اور ہنگامہ عظیم برپا رہا
جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا اور غل و شور موقوف ہو گیا تو ایک آواز آئی کہ مارا جوان کنفی بارا جوان کیشتے نام من کرگس جادو بود دیا دانہ
خیمے مین مریخ جادو نے بھی یہ سنی سنتے ہی اس آواز کے مریخ جادو اپنے خیمے سے باہر نکل آیا اور غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ

کرگس جادو مرا ہوا پڑا ہی کرگس جادو کو مردہ دیکھکر مریخ جادو نہایت خوش و مسرور ہوا اور اپنے خیمے مین جاکر دیوار ہفتم کے برطرف
کرنے مین پہر مشغول ہوا ادہر امیر حمزہ صاحبقران کو خبر ہوئی کہ مریخ جادو چھہ دیوارین گرا چکا ساتوین دیوار کے گرانے مین
مصروف ہی بلاجان جادو نے کرگس جادو کو مریخ جادو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا اسکا کام مقبل نیکنام نے تمام کیا امیر یہ سنکر
نہایت خوش ہوے اور ادہر مریخ جادو نے دیوار ہفتمی کا بھی فیصلہ کیا وہ بھی نیست نابود ہوئی اب جو یہ رنگ بلاجان جادو نے
دیکھا کہ کرگس جادو بھی بچکر نہ آیا اور یہان ساتون دیوارون کا خاتمہ ہوگیا معلوم ہوتا ہی کہ کرگس جادو بھی مارا گیا اور بلاجان جادو نے
اپنا کام بخوبی انجام دیا قلعہ کو توپ و تفنگ اور اسباب جنگ سے خوب درست و آراستہ کیا اور ہر طرح کا بند و بست کرکے لڑائی کا پیام دیا کہ
یہ سب جھگڑے بازیان تو ہوچکین سحر سازیان ختم ہوئین لیکن اب اگر آپ کو دعوی مردی اور مردانگی کا ہی اور غرہ صاحبقرانی ہی تو بسم اللہ
میدان مین نکلیے اور تیغ و تبر و گرز و شمشیر سے ہمارا مقابلہ کیجیے یہ سنکر امیر حمزہ صاحبقران نے عزم بالجزم کر دیا کہ ہم خود تنہا جاکر زبان
تیغ سے اسکو جواب دینگے اور جو کچھ ہوگا سمجھ لینگے یہ مردود ازلی اور مقہور سرمدی اپنے دل مین سمجھا کیا ہی جو اسطرح کے کلام لغو اور بیہودہ
منھہ سے نکالتا ہی انشاء اللہ اسکی بھی یہ مجال ہی جب امیر کشور گیر کا یہ ارادہ مستحکم مریخ جادو اور فیروز کتاب دار کو معلوم ہوا فوراً دونون کے
دونون حاضر خدمت فیضدرجت ملازمان والا شان امیر حمزہ صاحبقران ہوے اور بصد ادب گذارش کیا کہ ہمارے نزدیک یہ عزم
صاحبقرانی کسی طرح مناسب نہین معلوم ہوتا اسواسطے کہ حضور یہ قلعہ جعلی ہی سحر کا قلعہ نہین ہی حضور کو اس امر مین سمجھ بوجھکر قدم اٹھانا
چاہیے اور بہت احتیاط سے چلنا چاہیے امیر قلعہ گیر نے التماس مریخ جادو اور فیروز کتاب دار کو سنکر قبول فرمایا اور اپنے ارادے سے
باز رہے لیکن بلاجان جادو پر جون جون دیر گذرتی ہی خواب و خور حرام ہوتا جاتا ہی اور نہایت پریشان حال اور مختل الحواس ہی کہ
اب کیا فکر و تدبیر کرے آخر اسی پریشانی مین ترانہ عیار کو بلا کر کہا کہ ای ترانہ یہ وقت تمھارے خاموش رہنے کا نہین ہی ای ترانہ یہ وقت
مدد کا ہی اور تمھارے حوصلہ و عالی ہمتی سے بہت امر بعید ہی کہ تم خاموش بیٹھے رہو ای ترانہ اگر آج رات کو تم جاکر کسی طرح امیر کو گرفتار
کرلاؤ تو مزا ہی اور لیاقت عیاری و ساحری ہی ورنہ سب کچھ ہیچ و پوچ ہی اگر تم امیر حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرلاے تو بڑا کام کیا
مین تمھین ایسا مالا مال کر دونگا کہ تم بھی حد سے زیادہ خوش و مسرور ہوگے دولت دنیا سے ایسا نہال کر دونگا کہ تمھارے پاس رکھنے کی جگہ
نہ ملیگی ترانہ نے یہ سنکر کہا کہ خیر منہ سے تو نہ کہونگا مگر جو کام کرونگا اسے آپ خود دیکھ لینگے یہ کہکر اسی وقت بلاجان جادو سے رخصت ہوکر
راتی رات قلعہ سے نکلکر داخل لشکر اسلام ہوا اور اپنی صورت تبدیل کرکے خیمہ خوابگاہ امیر حمزہ صاحبقران کے برابر آیا اور آتے کے
ساتھہ ہی خنجر کمر سے نکالکر سراپردہ کو چاک کیا اور خیمہ صاحبقرانی مین داخل ہوا ادہر یا تو قیر کے پلنگ کے برابر آکر بیٹھ گیا اور بیلہ عیاری اپنے
ہاتھ مین پہنکر ہاتھ کو چیپ کرکے اور کفچہ مین دارو بیہوشی رکھکر امیر کشور گیر کے دماغ سے ملا دیا جب امیر حمزہ صاحبقران نے
نفس کشی کی تو دارو بیہوشی دماغ مین چڑہ گئی بس بیہوشی کا دماغ مین چڑہنا تھا کہ ترانہ تو لوٹ مار کر امیر کے پلنگ کے نیچے چھپ گیا
اور ادہر امیر حمزہ صاحبقران کو بڑے زور سے چھینک آئی آنکھ کھولکر داہنے بائین نظر کی جب کسی کو گرد و پیش نہ پایا پھر تکیہ پر سر رکھ
آنکھ بند کر لی اور بیہوش و بیحواس ہوگئے بس امیر کا بیہوش ہونا تھا کہ ترانہ عیار امیر کے پلنگ کے نیچے سے نکلا اور پلنگ کے نیچے
سے نکلکر اپنے بازو سے حلقہ پاسی کمند کھولی جھٹ امیر با توقیر کو باندھ لیا اور کمند مین باندھکر چادر عیاری مین لپیٹ کر پشتارہ بدوش کرکے
صحیح و سلامت اسی سراپردہ کی راہ سے جسے خنجر سے چاک کیا تھا صاف لیے ہوے نکل گیا اور یہان کسی کو مطلق خبر نہ ہوئی اور راتی رات
چلنا شروع کیا جاتے جاتے صبح ہوتے داخل قلعہ ہوا یہان بلاجان جادو تیرہ روز بعد آرزو انتظار ترانہ جادو مین کھڑا ہوا تھا
کہ ترانہ سامنے سے پشتارہ بدوش نظر آیا بلاجان جادو ترانہ کو دیکھکر آگے بڑھا اور جاکر ترانہ کے قریب چپکے سے پوچھا کہ کہو ترانہ
خیر تو ہی جلد بیان کرو اپنا کام کر آیا یا نہین ترانہ نے جواب دیا کہ آپ اسقدر پریشان کیون ہوتے ہین ای بلاجان جادو مبارک ہو اسم
مین امیر حمزہ صاحبقران کو جاکر گرفتار کرلایا اور صاف نکلا ہوا چلا آیا کسی کو خبر بھی نہوئی بلاجان جادو نے پوچھا کہ ای ترانہ

سچ کہو تو امیر کو گرفتار کر لایا تراشہ نے عرض کیا کہ یہ دیکھیے تو بشتارہ میرے کاندھے پر ہی اے بلا جان جادو مین نے جاتے کے ساتھ ہی سراپچے کو خیمہ خوابگاہ امیر کے چاک کیا اور چاک کر کے خیمہ کے اندر گیا اور دارو سے بیہوشی سنگھا کر حلقہا سے کمند مین گرفتار کر کے چادر عیاری مین باندھکر بشتارہ بدوش کر کے لے آیا بس یہ سنکر بلا جان جادو کی جان مین جان آگئی تراشہ جادو کو خلعت دیا اور حسب وعدہ بہت کچھ زر و مال تراشہ جادو کو دیا کہ وہ نہایت مسرور ہوا بعد اُسکے اُسی وقت آہنگرون کو بلایا فورًا آہنگر حاضر ہوے بلا جان جادو نے آہنگرون سے حکم کیا کہ بہت جلد حمزہ کو طوق اور ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر زندانخانے مین بھیجدو اُسی وقت آہنگرون نے ہاتھون مین ہتھکڑیان پانوُن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنا دیا اور بلا جان جادو نے امیر کو زندانخانے مین بھیجدیا اور خود وہ کافر ناپاک مصروف عیش و عشرت ہوا دربار آراستہ کیا حکم دیا کہ تمام عیاران ناہنجار اور ساحران بدکردار آکر مجتمع ہون سامان شراب خواری مہیا کیا جاے طائفون کو حکم ملا کہ آکر مجرا کرین بموجب حکم تمام عیار اور سردار اور ساحر دربار مین بلا جان جادو کے حاضر ہوے کل سامان شراب خواری لاکر مہیا کیا طائفے آنا شروع ہوے جب کل ساز و سامان مہیا ہو چکا اور دربار بھی مملو ہو چکا تو اُسنے تمام عیارون اور سردارون اور ساحرون کو خلعت و انعام تقسیم کیے کہ آج مین نے اپنے دشمن پر فتح پائی اور اُسکو اسیر کر لیا تراشہ کو بار دگر خلعت و انعام دیا ناچ شروع ہوا اور شراب کا دورہ ہونے لگا جب سب کے سب نشہ مین چور ہو گئے اور بلا جان جادو کو بھی خوب نشہ ہو گیا تو اُسوقت بلا جان کو اُپچ کی سوجھی چوبدار کو حکم دیا کہ لاؤ حمزہ کو دربار مین حاضر کرو بموجب حکم چوبدار جھپٹا ہوا گیا اور جلد حمزہ صاحبقران کو لاکر حاضر دربار کیا جب امیر دربار ناہنجار مین داخل ہوے تو بطریق اہل اسلام سلام کیا جواب سلام تو وہان کون دیتا تھا مگر جواب مین سلام کے حمزہ پر طعن و تشنیع شروع کی کہ کیون اے حمزہ اب کیا سامان تجھکو نظر آتا ہے اور اپنے کو یہان کسطرح پاتا ہے اب بھی ہواے صاحبقرانی دماغ مین آتی ہے اور اب بھی بوے امارت مشام جان مین جاتی ہے اب بھی کچھ حکومت و سلطنت کا سامان پیش نظر ہے اب وہ سرداری کہان ہے اور اب کیا حال ہے کہو تو یہ سب باتین سنکر امیر نے جواب دیا کہ مین اپنے کو یہان اسطرح پاتا ہون کہ جسطرح شیر روباہون مین ہوتا ہے یا رستم چند کینہ خواہون مین یہ کلام حیرت انجام امیر باتوقیر کا سنکر اُس مردود ازلی کو غصہ آگیا اور جام شراب کا کہ اُسکے ہاتھ مین تھا امیر باتوقیر پر کھینچ مارا کہ وہ سینہ بے کینہ امیر پر لگا اور جام بھی ٹوٹ گیا اور شراب بھی امیر باتوقیر پر گری پس شراب کا امیر پر گرنا کہ یہ حال ہوا امیر کا کہ بسبب غیظ و غضب کے اعضا امیر کے کانپنے لگے اور منھ سرخ ہو گیا زمانہ ناہنجار اور فلک کج رفتار پر نظر کی اور دنیاے دنی پیش نگاہ بالکل تیرہ و تاریک ہو گئی اور اُسی غیظ و غضب اور حالت تعب مین جو زور کیا تو وہ سب طوق و سلاسل مثل تارہاے عنکبوت ٹوٹ گئے اور ساری قید جسم امیر سے جدا ہو گئی اور اُس قید سے بالکل آزاد ہوے بلا جان جادو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ کل قید جسم امیر سے جدا ہو گئی اُس ملعون ازلی نے سحر کرنا شروع کیا وہ کافر جو سحر کرتا جاتا تھا اور امیر کشورگیر دفع سحر کرتے جاتے تھے کسی قسم کا سحر امیر پر کارگر نہ ہوتا تھا جب بلا جان جادو نے یہ رنگ دیکھا کہ امیر باتوقیر پر سحر کارگر نہین ہوا تو تیغہ کمر سے کھینچکر امیر حمزہ صاحبقران پر حملہ آور ہوا امیر نے وار اُسکا خالی دیا تیغہ اُسکا زمین پر گرا سر بلا جان جادو کا جھک گیا بس اُسکا سر جھکنا تھا کہ امیر باتوقیر نے اس بلا کا گھونسا اُسکے سر پر مارا کہ کاسہ سر اُسکا سو ٹکڑے ہو گیا اور وہ ملعون زمین پر گر کے تڑپتے تڑپتے رہرو راہ عدم ہوا اور شعلہ افروز نار جہنم ہوا بس اُسکا واصل جہنم ہونا تھا کہ لپک کر امیر کشورگیر نے سپر اور شمشیر اُس ملعون ازلی اور مقہور سرمدی کی اپنے قبضے مین کی اُن کفار ناہنجار نے جو یہ رنگ دیکھا کہ اب تلوار امیر کے ہاتھ مین آگئی اب بھلا کون امیر سے جان بچائیگا بس یہ سوچ کر چارون طرف سے ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر جب ایک ہی دھکے کھا کر تلوار مارتے تھے ایک ہاتھ مین دس دس اور بیس بیس واصل جہنم ہو رہے تھے تیغ بیدریغ سے امیر باتوقیر کی جا بجا سے پناہ مانگتی خون کا دریا بہ رہا تھا کشتون کے پشتے لگ گئے ایک گھڑی ہی دو گھڑی مین تمام عیار اور ساحر بد بنیاد پر گر لیے لگے پھر ایک کی جان پر بن گئی سب کو امید منقطع ہو گئی کہ اب امیر کی تیغ بیدریغ سے پناہ ملنا دشوار ہے اور فتح پانا تو ایک امر محال ہے اور بعید از خیال ہے

اور امیر بہادر بھی تلوارین مارتے ہوئے اس سرے سے اُس سرے تک اور اس غول سے اُس غول تک یا علی ولی کہتے ہوئے
لاش پر لاش گراتے ہوئے نکل جاتے تھے اور علی الاتصال نعرہ ہاے شیرانہ بلند کر رہے تھے کہ گنبد فلک ہل رہا تھا اب جو باقی ماندہ ساحر
وغیرہ تھے انھون نے یہ خیال کیا کہ بھلا بلا جان جادو ایسے ساحر زبردست سے تو امیر با توقیر کا بال بیکا نہو سکا قید بھی کیا زندانخانہ بھی
دکھایا سب حیلے پورے کرنا چاہے مگر کبھی کچھ نہو سکا اور آخر کار مارا گیا اور اپنے ساتھ لگے اتنے ساحر اور عیارون کا خون کرا دیا
تو بھلا ہم لوگ کب امیر حمزہ صاحبقران سے عہدہ برآ ہونگے اگر اپنی جان بچانا ہے اور خیریت منانا ہو تو بہتر یہ ہے کہ اطاعت امیر حمزہ
اختیار کرو اور سامنے حمزہ کے چلکر سر اطاعت جھکا دو یہ سوچ کر یکبارگی سب نے شور الامان الامان یا امیر حمزہ صاحبقران
بلند کیا یہ سنکر امیر نے جواب دیا کہ امان بشرط ایمان تمام ساحر دست بستہ خدمت مین امیر با توقیر کشورگیر کی نہایت ادب سے سر جھکاے
ہوئے حاضر ہوئے اور حسب ہدایت و ارشاد فیض بنیاد امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان ملت اسلام ہوئے معلوم ہوا کہ وہ
نقاب پوش بھی بلا جان جادو تھا امیر سجدہ شکر بدرگاہ رب العزت نہایت عجز و انکسار سے بجا لاے تمام مال و اسباب
اور زر و جواہر قلعہ کا اپنے قبضہ مین کیا اور چند روز وہان قیام فرما کر مہر افروز کو سپرد خواتین معظمہ کر کے کوچ فرمایا اور در بند
ختا کے کوہ کا راستہ لیا اب یہان سے امیر حمزہ صاحبقران کو تو یہین چھوڑ دیجیے اور حال اُدھر کا گوش دل سے سماعت کیجیے
کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور عمر قران اور اسد نوجوان باغ بہشت مین جہان افروز وغیرہ سے ادھر صحبت مین
اور لقاے روسیاہ بمعیت بختیارک و گردم دو یاقوت شاہ شریک صحبت عیش ہو ناچ ہو رہا ہے طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے
جام مے ارغوانی گردش مین ہے راگ مالے چھڑ رہے ہین رباب و مرچنگ بج رہا ہے نہایت عیش اور نشاط کی صحبت ہو سب کے
سب نشہ مین چور رہین کہ اسد نے لقا سے خطاب کیا کہ اے خیرہ سر مین شاہزادہ بدیع الزمان کو تو اپنی دامادی مین قبول کر
یہ سنکر اُسنے جواب دیا کہ اچھا مین نے بھی تقدیر کی اور بختیارک سے کہنے لگا کہ اے بختیارک بہت جلد جہان افروز کا نکاح شاہزادہ
بدیع الزمان کے ساتھ پڑھ دے بختیارک نے فوراً صیغہ عقد کا پڑھ دیا نکاح نامہ لکھا گیا قران نے اُس نوشتہ پر لقا کی مہر
کروائی جب شاہزادہ بدیع الزمان کا نکاح جہان افروز کے ساتھ ہو گیا اور سارا مرحلہ عقد طے ہو گیا شاہزادہ بدیع الزمان
نے یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ تم مہر افروز کو اسد نوجوان کے ساتھ منعقد کر دو یاقوت شاہ نے بھی اس امر کو بطیب
خاطر قبول کیا اور بختیارک سے کہا کہ مہر افروز کا عقد بھی اسد نوجوان کے ساتھ پڑھ دو بختیارک نے مہر افروز کا صیغہ عقد
اسد نوجوان کے ساتھ پڑھ دیا جب دونون عقد نکاح واقع ہو چکے تو آپس مین یہ صلاح ہوئی کہ یہان سے جہان افروز
اور مہر افروز کو لے چلیے تو نہایت مناسب ہے عمر قران نے یہ سنکر کہا کہ یہ کونسا امر مشکل ہے اور اسمین کیا دقت ہے مین ابھی لیے
چلتا ہون بات ہی کیا ہے بس عمر قران یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بختیارک کو اپنے ساتھ لیکر وہان سے چلا باغ بہشت سے نکلکر لقا
کے اصطبل کا راستہ لیا اور بختیارک سے راہ مین کہا کہ اے بختیارک مین تو اصطبل کو جاتا ہون تم بھی میرے ساتھ چل مگر کچھ کہنا
سننا نہین اور جو کچھ مین داروغہ اصطبل سے بات چیت کرون تو تم اتنا کرنا کہ اُسکی تصدیق کر دینا اور اگر بختیارک تم نے اُسکے
کچھ بھی خلاف کیا تو یہ سمجھ لو کہ جان ہی سے مار ڈالونگا اور ذرا بھی تامل نکرونگا اب اسوقت مین ہون اور تم ہو کسی کو یہ
خبر بھی نہوگی بختیارک نے کہا کہ میری کیا مجال جو مین آپ کی عدول حکمی اور خلاف ورزی کرون آپ ہر طرح سے اطمینان
رکھیے جو کچھ آپ داروغہ اصطبل سے ارشاد فرماینگے مین ضرور اُسکی تصدیق کر دونگا مجھے اسمین عذر ہی کیا ہے آپ چلیے تو سہی
غرض عمر قران اور بختیارک باغ بہشت سے نکلکر اصطبل مین آئے اور داروغہ اصطبل سے عمر قران نے کہا کہ بہت جلد سو
گھوڑے تیار کر کے خاصہ کے مجھے دو مین بحکم لقا یہان آیا ہون تعویق نکرو داروغہ حیران ہوا کہ بھلا اسوقت سو گھوڑون
کا کیا کام ہے حیران ہو کر صورت دیکھنے لگا کہ بختیارک نے کہا کہ تمھین اس امر مین کیا مداخلت ہے اے مضراب گلہ بان حکم ہے خداوند

لقا کا کہ جتنے گھوڑے مہتر قران مانگیں اُتنے گھوڑے مع ساز و یراق درست کرکے اسکے حوالے کرو تعویق نکرو یہ سنکر مضراب
گلہ بان نے کہا کہ اگر حکم خداوند لقا کا ہی تو مجھے اسمین کیا عذر ہی مین ابھی سو گھوڑے کیا اگر دو سو گھوڑے کہین تو تیار کرکے
حوالے کر دون الغرض مضراب گلہ بان نے اُسی وقت سو گھوڑے مع ساز و یراق درست کرکے مہتر قران کے حوالہ کر دیے
مہتر قران خوش خوش وہ مرکب تیز رفتار لیے ہوے مع بختیارک پھر باغ بہشت مین آیا اور بدیع الزمان اور اسد سے
عرض کیا کہ بسم اللہ اُٹھیے کہ مین نے سامان راہ روی مہیا کر لیا اب جو بدیع الزمان نے غور کرکے دیکھا تو لقا اور گرد مرد
اور یاقوت شاہ اور بختیارک کو تنہا پایا سب کے سب اپنے اپنے ٹھکانے پر جا چکے تھے بس وقت فرصت کو غنیمت جانکر
داروے بیہوشی اُڑائی اور [?] کے سبب بیہوش ہو کر گرے بس جھٹ پٹ مہتر قران اور اسد نوجوان اور شاہزادہ
بدیع الزمان نے لقا اور بختیارک اور گرد مرد اور یاقوت شاہ کو کس کس کر ستون سے باندھ دیا اور مہر افروز اور
جہان افروز کو اُنکے مال اور اسباب اور کنیزون سمیت اپنے ہمراہ لیکر باغ بہشت سے نکلے اور مرکبان صبا رفتار و تیز دم پر
سوار ہوکر شہر سے جلد جلد باہر آئے اور کوہستان کا راستہ لیا جب مہتر قران اور اسد اور بدیع الزمان مع مہر افروز
و جہان افروز اور کل ساز و سامان جا چکے تو بعد تھوڑی دیر کے لقا کو ہوش آیا اب جو دیکھتا ہی تو خود بھی ستون سے
بندھا ہوا ہی اور گرد مرد اور یاقوت شاہ اور بختیارک بھی ستون سے بندھے ہوے ہین یہ دیکھکر لقا بہت ہی گھبرایا
کہا ارے یہ کیا غضب ہوا اور اسی حالت مین چلایا کہ ای بندگان من مرا دریابید لقا کی یہ آواز سننے کے ساتھ ہی ہر چہار
طرف سے ساکنان بہشت دوڑ پڑے آکر کیا دیکھتے ہین کہ خداوند ستون سے بندھے کھڑے ہوے ہین اور میان یاقوت
شاہ اور بختیارک اور گرد مرد بھی ستون سے کسے ہوے کھڑے ہوے ہین حیران ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی غرض جس طرح ہوا
لقا اور یاقوت شاہ اور بختیارک و گرد مرد کو ستون سے کھولا جب میان لقا اُس قید بند سے آزاد ہوے تو جلدی تمام
وہان سے قبلولون پر آئے اور آنے کے ساتھ ہی نقارہ دربار کا بجوایا نقارہ دربار کے بجتے ہی تمام سردار اور عیار وغیرہ مقرب بارگاہ
آکر حاضر دربار ہوے جب دربار جمع ہو چکا اور سب سردار آچکے تو لقا نے گنجاپ اور قہرمان بجم اور اجل خشت انداز اور
قہر بن عنبر سودکیاسے هلو فانی اور سہیل آتشباز وغیرہ سے خطاب کیا کہ ای سرداران نیک اطوار و نمکخواران وفادار ہشیار
مین تمھین حکم دیتا ہون کہ جلد یہان سے جاو اور بدیع الزمان اور اسد اور قران نور خالص جکیہ قدرت جہان افروز کو
باغ بہشت سے لیکر بچالاکی و تیز دستی نکل گئے ہین اُنھین جاکر جلد گرفتار کر لاو ورنہ عذاب و عقاب خداوندی مین مبتلا ہوگے
اور کہین کے نرہوگے یہ حکم سنتے ہی گنجاپ اور قہرمان بجم اور اجل خشت انداز اور قہر بن عنبر سودکیاسے هلو فانی
اور سہیل آتشباز مع بختیارک ولد الزنا و دیگر ساحران و عیاران زبردست و چالاک [illegible] فوج [?] تعاقب مین مہتر قران
اور اسد اور بدیع الزمان کے روانہ ہوے لیکن اسطرف بدیع الزمان اور اسد و مہتر قران جہان افروز اور مہر افروز
وغیرہ کو لیے ہوے دامن کوہ مین پہونچے سب آپسمین بیٹھے ہوے بعیش و عشرت تمام باتین کر رہے تھے کہ یکایک اسد یا تو بیٹھا ہوا تھا
یا گھبرا کر اور بدحواس ہوکر اٹھ کھڑا ہوا اور متوحش ٹہلنے لگا بدیع الزمان نے جو یہ حال دیکھا قران سے کہا کہ اے مہتر قران ہم نے
اسد کو کبھی ایسا سراسیمہ نہین دیکھا جیسا کہ اس وقت اسد بدحواس اور پریشان ہو گیا ہی ذرا دیکھو اسکا حال کیا ہی یہ باتین ہو ہی
رہی تھین کہ سامنے سے گرد و غبار کا ایک تتق اُٹھا اور گنجاپ وغیرہ لشکر لیے ہوے پہونچے اور چار طرف سے آکر گھیر لیا اور آواز دی
کہ ای مفسدان خداوند لقا ہوشیار ہو جاو کہ اجل تمھاری تمھارے سر پر آگئی ہی مارے جاوگے اگر کچھ دعوی مردی ہو تو سامنے
اُتر آو ورنہ ہم وہین آکر تمھین گرفتار کر لینگے اور نہایت ذلت و خواری سے سامنے خداوند لقا کے لیجائینگے جب یہ آواز بدیع الزمان
نے سنی تو قران سے کہا کہ اسد نے شاید سواد لشکر دیکھا تھا اسوجہ سے مضطرب ہو گیا ہی اچھا پھر اب بتاو کہ تمھاری کیا رای ہی

قران نے کہا کہ بہتر تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ پہاڑ سے نیچے اُتر چلیں اگر قضا آکے برابر ہوئی ہی تو یہان بھی آئیگی اور وہان بھی اور اگر فتح ہوئی تو پھر کیا کہنا ہی اور اگر یہان سے نہ چلے تو وہ سب یہان ضرور چڑھ آئینگے پھر اس دامن کوہ مین اتنی سی جگہ نہین ہی کہ جہان لڑ بھی سکینگے گرفتار ہو جائینگے دل کا حوصلہ دل ہی مین رہ جائیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ پہاڑ کے نیچے چلے چلو اور خدا پر تکیہ کر کے لڑنا شروع کرو اگر نصرت الٰہی شامل حال ہو جائیگی تو یہ فوج کیا ہی اگر اسکے تگنی اور چوگنی بھی سامنے آئیگی تو اُسے بھی مار کر ہٹا دینگے یہ مشورہ پسند آیا اور اسد اور قران اور بدیع الزمان پہاڑ سے نیچے اُترے فوج لقا تو چارون طرف سے گھیرے ہوے کھڑی تھی انکے آنے کے ساتھ ہی سب کے سب ٹوٹ پڑے اور جانبین سے تلوارین کھچ گئین جنگ پر مستعد ہو گئے تلوار چلنے لگی اسد و بدیع الزمان اور مہتر قران نے لڑنا شروع کیا یہان تو اسد اور بدیع الزمان اور مہتر قران لڑ رہے ہین انکو اسی حال پر لڑتا چھوڑتے ہین اور اب حال شاہزادہ خاور سیاہ کا سنیے کہ یہ جو یہان سے شہر زرد تاشیہ کو روانہ ہوا تو اُسنے جا کر شہر زرد تاشیہ مین عنجق بن سہیم شیر شکار کو قتل کیا اور بعد قتل عنجق بن سہیم شیر شکار زر سپ تیرہ دار سے جا کر ملاقات کی اور اس سے کہا کہ ای زرسپ تیرہ دار مین تمھارے پاس اسلیے آیا ہون کہ مین نے عنجق بن سہیم شیر شکار کو قتل کیا اب تم ملکہ گیتی افروز کی حفاظت کرو اسکی نگہداشت بطور کافی عمل مین لاؤ مین ملک سبائل کو جاتا ہون کہ میرا بھتیجا شاہزادہ بدیع الزمان وہان موجود ہی میرا قیام اب یہان محض بے سود ہی زرسپ تیرہ دار نے یہ سنکر عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اور آپ تشریف لیجائیے مین ہر طرح قلعہ کی اور ملکہ کی نگہداشت کرونگا کسی کو آنکھ بھر کر کے قلعہ زرد تاشیہ کی طرف نہ دیکھنے دونگا یہ سنکر شاہزادہ خاور سیاہ ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اُسے بصد اشتیاق گلے سے لگایا اور بہت سی تشفی و دلاسا دیا دو چار روز وہان قیام کر کے ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہو کر جمعیت سواران جرار کہ جنکی تعداد سات ہزار سے بھی کچھ زیادہ تھی روانہ ہوا جلد منزل بمنزل براہ کوہ و جبل طی کرتا ہوا چلا آتا تھا آتے آتے اُسوقت وہان پہونچا کہ جسوقت یہان شاہزادہ بدیع الزمان اور اسد نوجوان اور مہتر قران چند عورتون سے ہزارہا کفار کے حلقے مین گھرے ہوے تھے برابر تلوار چل رہی تھی یہ تینون جرار اُس ہزارہا کی جمعیت مین اسطرح بیخوف و ہراس لڑ رہے تھے کہ ذرا بھی خیال تنہائی نہ تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا انکے ساتھ بھی ہزارہا کی جمعیت ہی اگر اُنسے کچھ زیادہ نہین تو کم بھی نہین ہی کسی طرح کی شکستگی و ہراس چہرے پر نہ تھا یہ تینون بہادر ادھر سے اُدھر اس غول سے اُس غول تک اور اس پرے سے اُس پرے تک اسطرح تلوارین مارتے ہوے نکل جاتے تھے کہ جسطرح شیر غضبناک جمعیت روباہ پر حملہ آور ہوتا ہی شور گیرو دار بلند تھا آوازہ بگیر و بزن گنبد فلک کو ہلا رہا تھا خون کا ایک دریاے بے موج بہ رہا تھا لاش پر لاش گر رہی تھی کشتون کے پشتے اور لاشون کے ڈھیر لگ گئے تھے جون جون لاش پر لاش گرتی تھی وون وون انکی جرأتین اور بڑھتی جاتی تھین اور بڑھ بڑھ کے تلوارین مار رہے تھے لیکن اس معرکہ عظیم مین مہتر قران عجب کام کر رہا تھا کہ ناموس کی حفاظت کرتا تھا اور برابر لڑ بھی رہا تھا جب کوئی ناموس کی جانب بڑھا فوراً قران نے ناموس کو پس پشت کر لیا اور آپ سینہ سپر ہو گیا اور مارنا شروع کیا جو سامنے آتے تھے مار کر انکو پسپا کر دیا اسطرح ہاتھ سن سن برابر چل رہا تھا کہ گویا ہاتھ مین قوت برقی کا پورا اثر آگیا تھا یا ہاتھ اُسکا برق کے سانچے مین ڈھال دیا تھا ہاتھ برابر چل رہا تھا سیکڑون کفارون کو واصل جہنم کرتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا نظم

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ کے خنجر گذاری	بلا سے جان و جسم کا فراہم	غلام حیدر و مہتر قران ہم

ادھر بدیع الزمان عالیشان کا نعرہ شیرانہ بلند تھا یہ تیغم بیسہ ملک اسلام شد ہ کہ سر فتنہ با ختر نام شد ای ناہنجارو کہان بھاگ کر جاؤگے اور کہان میری تیغ بید ریغ سے تمکو پناہ ملیگی اگرچہ یہ سب بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے سیکڑون کو مار رہے تھے مگر اُس لشکر کثیر اور جم غفیر مین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک ہزار مین سے ایک کم ہو گیا کچھ معلوم بھی نہ ہوتا تھا مگر اللہ پر تکیہ کیے ہوے یہ تینون برابر لڑ رہے تھے اور انھیسے بڑھے ہوے تلوار کر رہے تھے اور اپنے خدا سے استعانت چاہتے تھے کہ یکایک قاسم نے جو یہ ہرکہ دیکھا کہ اسد اور مہتر قران اور بدیع الزمان چند عورتون سے اس فوج

کثیر سے لڑ رہے ہیں کہ جسکا اور چھور ہی نہیں معلوم ہوتا تاب باقی نہ رہی بس کھینچکر یلغار کیا فراسیابی نعرہ کرکے کفار پر آ پڑا اور صفوں کو
درہم برہم کرتا ہوا مارتا پیٹتا جسطرح ہوسکا بدیع الزمان کے پاس آیا صاحب سلامت ہوئی تلوار کھینچکر مع فوج یہ بھی ٹوٹ پڑا قضاے کار
اتفاقات روزگار یہ تو لڑنے میں مصروف تھے کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور گرتے ہی دختر یاقوت شاہ یعنی ملکہ مہر افروز کو نہایت پھرتی اور
چالاکی و عجلت سے اُٹھا لیگیا قاسم نے دیکھا کہ مہر افروز کے غائب ہوجانے سے جہان افروز نہایت ہی مضطر اور پریشان ہے اور گھبرا گھبرا کر
ہر چہار طرف بہ نگاہ حسرت و یاس دیکھ رہی ہے کہ یکایک یہ کیا سانحہ ہوا کہ میری مصاحب اور ہمراز مجھسے جدا ہوگئی قاسم نے مہر وند سے
کہا کہ اے مہر وند جسطرح ہوسکے بہت جلد جہان افروز کو یہاں سے بچا کر لیجا اگر تو صحیح و سلامت باسایش و آرام ملکہ جہان افروز کو نکال لیجاویگا
اور کسی قسم کا رنج و صدمہ جہان افروز کو نہ پہونچیگا تو میں تجکو بہت انعام و اکرام دونگا اور تجھسے بہت خوش ہونگا یہ حکم قاسم کا سنکر مہر وند آگے
بڑھا اور بہت چالاکی اور تیز دستی سے ملکہ جہان افروز کو مع اُسکی کنیزان ہمراہی اور اسباب ضروری کے صاف نکال لیا اور مظفر بن ضیغم خون آشام
کے ہمراہ کیا اور مظفر سے کہا کہ ملکہ جہان افروز کو بہت جلد اور نہایت ہوشیاری سے قلعہ زرتاشیہ میں پہونچا دو دیکھو حکم ہے قاسم کا کہ کسی قسم کا
صدمہ اور رنج و تکان ملکہ جہان افروز کو نہ پہونچے مظفر ملکہ جہان افروز کو لیکر قلعہ زرتاشیہ پر روانہ ہوا اب جب یہ خرخشہ بھی موقوف ہوا تو اب
باطمینان تمام لڑنا شروع کیا اور چاروں آدمی ایک جگہ جم گئے بے پناہ ہاتھ تلوار کے پڑنے لگے بڑی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی کہ اثناے جنگ میں
گھوڑا بدیع الزمان کا مارا گیا قاسم نے مہر وند کی طرف دیکھکر کہا کہ ارے جلد کوئی مرکب کہیں سے جا کر لا فوراً یہ سننے کے ساتھ ہی مہر وند لپک
گیا اور بہت جلد ایک مرکب تیز رفتار صبادم بہم پہونچا کر لے آیا اور خدمت بدیع الزمان میں حاضر کیا بدیع الزمان فوراً اُس اسپ تیز گام پر سوار
ہوکر مصروف کارزار ہوئے نہایت جرات و تہور سے مقابلہ کیا مگر یہ قلیل آدمی اُس فوج کثیر اور جم غفیر کا کہانتک مقابلہ کرتے آخر کار لڑتے لڑتے
جتنے ہمراہی شاہزادہ قاسم کے تھے وہ سب مارے گئے اور جو چند لوگ بچگئے تھے وہ تاب مقاومت نہ لا سکے اور مفرور ہوگئے پھر بھی چاروں
دلاور یکہ و تنہا باقی رہگئے مگر اب یہ بھی لڑتے لڑتے تھک چلے ہیں کہ بختیارک نے گنجاب سے کہا کہ اب یہ چاروں خدا پرست بھی یہاں سے
جایا چاہتے ہیں جہان افروز تو جا ہی چکی ہے جسطرح ہو ان چاروں کو گرفتار کرلینا چاہیے اگر ابھی ذرا بھی تعویق و تامل کیا تو یہ صاف نکلکر چلے
جاوینگے اور پھر کسی سے ہاتھ نہ آوینگے سواے دست تاسف ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اور عتاب خداوندی میں الگ مبتلا ہونگے جلد کمندیں
مار کر انکو گرفتار کرلو اب راستہ کسکا دیکھتے ہو کہو عیاروں سے کہ جلد حلقہ ہاے کمند کھولکر ان مفسدوں کو پکڑلیں الغرض حکم بختیارک سنکر گرد مہر
اور اردہم نژاد ملکہ چار سو عیاروں کو ساتھ لیکر حلقہ ہاے کمند کشادہ کرکے آگے آئے قضاے کار اتفاقات روزگار قاسم اور بدیع الزمان و اسد
تو گرفتار ہوگئے لیکن مہتر قران بحسن تدبیر چقماق ہاے آتشیں مارتا ہوا صاف اُس ہنگامے سے نکل گیا اور کوئی بال بیکا نہ کرسکا وہ تو اُدھر نکل گیا
گنجاب نے چاہا کہ قاسم اور اسد اور بدیع الزمان کو اُسی جگہ قتل کریں کہ قہر بن عنصر سو کیاسے طوفانی مانع آیا کہ خبردار خبردار ایسا نہ کرنا ورنہ
خطا پاؤگے یہاں قصد قتل نہ کرو بلکہ سامنے خداوند کے لیچلو جیسا وہ کہیں عمل کرو خداوند کو اختیار ہے کہ چاہیں قتل کریں یا عفو کریں ہم لوگوں کو
اس امر میں کوئی مداخلت نہ ہونا چاہیے کیونکہ ہم پابند حکم ہیں ہمیں حکم گرفتار کر لانیکا ہے گرفتار کر لیچلو خود رائی سے کچھ حاصل نہیں ہے بلکہ موجب عتاب و
عذاب ہے اگر تم نے یہاں قتل کیا اور خداوند لقا کے یہ امر خلاف مرضی ہوا تو بتلاؤ کہ پھر کیا ہوگا الغرض یہ راے عنصر سو کیاسے طوفانی کی سب کو پسند
آئی اور سب انکو گرفتار کرکے وہاں سے پھرے اور قاسم و بدیع الزمان کو زیر گنبد گیتی نگار لائے اور لقا سے خبر کی کہ اے خداوند قیدی حاضر ہیں لقا نے حکم کیا کہ
اچھا میرے سامنے لے آؤ قاسم اور بدیع الزمان و اسد کو سامنے لقا کے لائے لقا نے انکو دیکھکر حکم دیا کہ ان تینوں کی گردنیں ماری جائیں کہ انھوں نے
بہت بڑی خطا اور گستاخی ہماری جناب میں کی ہے ہرگز یہ لائق عفو نہیں ہیں جب گبراے خشتشاہ نے دیکھا کہ اب انکی گردنیں ماری جاتی ہیں اور
کسی طرح جان انکی نہ بچیگی تو نہایت ہی حیران ہوا کہ کیا فکر و تدبیر کروں کہ جان انکی بچ جاوے ایک لحظہ کے لیے غور کیا بعد غور کے لقا سے کہا کہ اے خداوند
ایک امر میرے ذہن میں آتا ہے اگر اجازت پاؤں تو گذارش کروں لقا نے کہا کیا ہے بیان کرو کیا کہتے ہو گبراے نے التماس کیا کہ خداوند میرے
نزدیک یہ مناسب ہے کہ خداوند انھیں قتل نہ کریں بہتر یہ ہے کہ پسران حمزہ کو قید کیجیے بواسطے کہ حمزہ قریب ملک بابل کے آ پہنچا ہے چند نفر

وہ یہان آئیگا تو آپ اُس سے کہلا بھیجیے گا کہ ای حمزہ اگر تو مجھکو سجدہ کرے تو مین ابھی تیرے فرزندون کو رہا کیے دیتا ہون اور اگر تو مجھکو سجدہ نہ کریگا تو
مین انھین ضرور قتل کرونگا حمزہ بدیع الزمان و قاسم کو بہت دوست رکھتا ہی اور نہایت چاہتا ہی کمال درجہ حمزہ کو ان فرزندون سے الفت ہی
ضرور بالضرور آپکو سجدہ کریگا اور یہی ہمارا مطلب اصلی ہی آپ اسقدر بیقرار و بیتاب کیون ہوتے ہین عجلت نہ کیجیے یہ سنکر لقا نے کہا کہ نہایت
مناسب ہی کوئی مضائقہ کی بات نہین ہی اور مین نے بھی ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی یہ سنکر گھرا نے التماس کیا کہ یا خداوند کہین ایسا نہو کہ
شیطان بارگاہ خداوندی بختیارک خداوند کو اس ارادہ سے باز رکھیے اور انکو قتل کرا دے لقا نے یہ سنکر جواب دیا کہ ای گھرا تم گھبراؤ نہین اگر وہ شیطان
بارگاہ ایسا چاہیگا بھی تو کیا ہو سکتا ہی کہین تقدیر بھی بدل سکتی ہی جو تقدیر ہو گئی سو ہو گئی تم اطمینان رکھو یہ کہکر حکم دیا کہ جاؤ لیجاؤ ان دونون
کو زنگار شاہ اپنے پاس قلعہ طول چارم مین قید رکھے اور بعذاب اعذاب شدید کرے یہ خدا پرست نہایت ہی عذب اللسان اور وسیع التقریر ہوتے ہین
اگر لاکھ لاکھ منت و عاجزی کرین مگر ایک سماعت نہ کیجاے اور تشدد و عذاب مین تخفیف نہ کیجائے ورنہ درصورت خلاف ورزی عدول حکمی استحقاق عذاب
و عقاب خداوندی پیدا ہوگا خبردار ہمارے حکم کے خلاف نہ کیا جائے وہ بیچارے زنگار شاہ کے پاس قلعہ طول چارم مین مقید بقید شدید ہوے اور زنگی
نہایت سختی سے پیش آیا بعد اسکے اُس ضلالت پناہ نے یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ ای یاقوت شاہ بہت جلد ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس کو
ایک لاکھ سواران جرار سے روانہ کرو کہ وہ بہت جلد جا کر شہر زر تاشیہ کو تاخت و تاراج اور بالکل پامال کرا دین اور گیتی افروز و جہان افروز خاص بندہ
قدرت کو پامال کرا دین یاقوت شاہ نے از حکم لقا کا ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس کو فوراً سنایا وہ دونون ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت
ہمراہ لیکر شہر زر تاشیہ کو روانہ ہوے عمرو ند عیار اسوقت تک یہان موجود تھا مضطر و پریشان اور حیران ہوکر یہان سے بھاگا کل حال جا کر ملکہ گیتی افروز
سے بیان کیا کہ ای ملکہ آپ کیا غافل بیٹھی ہوئی ہین لشکر لقا کا ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس لیکر یہان پہونچ گیا ہی ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت
اُسکے ساتھ ہی معلوم ہوا ہی کہ حکم لقا یہ ہی کہ بالکل شہر زر تاشیہ کو تاخت و تاراج کر ڈالا جائے بالکل کسی کی رعایت نہ کرو اسطرح تباہ کرو کہ درخت تک کاٹ ڈالو
ای ملکہ گیتی افروز اب کیا تدبیر کرون اور کیا فکر کرون کہ یہ بلا کسی طرح سے ٹلے ای ملکہ میرے تو ہوش و حواس باختہ و پراگندہ ہو گئے ہین یہ سنکر ملکہ گیتی افروز
بھی حیران ہو گئی اور کہنے لگی کہ ای عمرو ند سچ ہی میری بھی عقل حیران ہی کہ کیا فکر کرون مگر ہان ایک تدبیر میرے ذہن مین اسوقت پیدا آتی ہی کہ امیر حمزہ کی
خدمت مین طلب کمک کے لیے عریضہ لکھون عمرو ند نے اس راے کو بہت پسند کیا اور کہنے لگا کہ ہان ای ملکہ میرے نزدیک بھی یہی مناسب معلوم ہوتا ہی
کہ آپ ضرور بخدمت صاحبقران مین عریضہ روانہ کیجیے ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ بہتر قلم دوات منگاؤ عمرو ند نے قلم دوات کاغذ لا کر حاضر کیا ملکہ
نے خط لکھنا شروع کیا کہ ÷ بعالیخدمت فیضدرجت بلند مرتبت امیر حمزہ صاحبقران دام اللہ الرحمن و ظلہ السبحان - بعد ادا ہدیہ سلام و تسلیم
و مجدہ تکریم و ابلاغ مراسم تعظیم بخدمت آن منبع عطوفت و کرم سرچشمہ رافت و اعطاف اتم گذارش دلدوز ملکہ گیتی افروز یہ ہی کہ حضور اس زمانہ مین
یہ کنیز ایسی مضطر و پریشان ہی کہ جسکا اظہار بیرون از حد بیان ہی حضور موفور السرور پر اسوقت امداد کمک ہماری لازم بلکہ الزم ہی کیونکہ افواج ظلم و ستم
کی چڑھائی ہی ضیغم خون آشام اور سہیم بن عنکبوس لشکر جرار کہ جسکی تعداد ایک لاکھ سوار ہی بحکم لقا لیکر قلعہ زر تاشیہ پر آئے ہین اور یہ معلوم ہوا ہی کہ
حکم لقا ضیغم اور سہیم کو یہ ہی کہ اسطرح شہر زر تاشیہ کو تباہ و برباد اور تاخت و تاراج کرو کہ کسی کا نشان نہ باقی رہے درخت تک اُس شہر کے کاٹ کر
پھینکدو اور کسی قسم کی رعایت نہ کرو پس حضور کو ہماری حفاظت اور اُن کفار اشرار کی شر سے نگہداشت لازم ہی اور سواے حضور کے مین اسوقت کس سے
گذارش کرون اور کون میرا حامی و ناصر ہی کھانا دانہ نوش فرمایے اور ہاتھ آکر قلعہ زر تاشیہ مین [illegible] والتسلیم یہ عرضی لکھکر اپنی مہر کی اور لفافہ
بند کرکے عمرو ند کو دیا اور کہا کہ ای عمرو ند تو بہت جلد اس خط کو امیر کشور گیر تک پہونچاوے تامل نہ کر عمرو ند اُس خط کو لیکر مثل برق صبا رفتار کے طرف لشکر
ظفر پیکر امیر حمزہ کے روانہ ہوا اب عمرو ند تو خدمت امیر مین جاتا ہی

اب دو کلمہ داستان مہتر قران کے سنیے

کہ مہتر قران جو اُس جنگ سے بھاگا تو پوشیدہ گھرا کے پاس آیا اور کل کیفیت گھرا سے بیان کی کہ قاسم اور بدیع الزمان اور اسد توان کفار
کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے آپ نے سنا ہی ہوگا اور کل کیفیت معلوم ہی ہوگی گھرا ای گھرا مین بڑی کوشش سے حقہ اسے آتشین بناتا ہوا

ابھی آیا اور تم تک پہونچا ہون اب بیان کرو کہ قاسم اور بدیع الزمان کس حالت مین ہین اور تمنے اور لقا سے کیسی بنی گذری نے کہا کہ ہان جب قاسم اور بدیع الزمان سعد
گرفتار ہو کر لقا کے سامنے آئے تو لقا نے حکم قتل دیا تھا بالفعل تو مین نے اس حیلے سے انکو بچا لیا ہی کل ہی لقا جس وقت امیر یہان آئین تو تمنے کہلا بھیجا کہ اے حمزہ اگر تم مجھکو
سجدہ کرو تو مین ابھی تمھارے فرزندون کو چھوڑے دیتا ہون ورنہ قتل کر دیگا لقا کو یہ راے میری پسند آئی ہی اور ابھی تو لقا نے انکو زنگار شاہ کے پاس قید کر دیا
ہی اور قتل سے انکے دست بردار ہو گیا ہی آیندہ دیکھا چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہی مگر اے قران مین نے ایک عریضہ لکھا ہی جس طرح ہو سکے اس عریضہ کو امیر تک پہونچا دو
مہتر قران عریضہ لیکر اوسکا طرف لشکر امیر روانہ ہوا مگر چلتے چلتے ایک چالاکی بڑی عیاری یہ کی کہ سیلچہ اور مسیلچہ دونون لقا کے بھانجے ہین
انکو بعیاری حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کرکے گلیم عیاری مین پشتارہ باندھکر اپنے ساتھ لے لیا کہ یہ دونون بھانجے لقا کے امیر حمزہ کے پاس قید رہینگے
اور جلد جلد راہ کو طی کرتا ہوا روانہ ہوا اور یہان لقا کو خبر ہوئی کہ مہتر قران بڑی عیاری کر گیا کہ چلتے چلتے سیلچہ و مسیلچہ کو گرفتار کر لیگیا اور
انکے بستر خواب پر سے باندھ لیگیا یہ سنکر لقا کو بہت بڑا صدمہ ہوا کہ ہائین چلتے چلتے اسنے بڑی چالاکی کی اور کس پھرتی سے دونون کو گرفتار کر کے لیگیا
اور افسوس کہ یہان کسی کو مطلق خبر نہوئی مگر کچھ سوچ کر گرد مرد اور ارہزاد کو حکم دیا کہ تم جاکر دیکھو تو مہتر قران ہی انکو اٹھا لیگیا ہی یا اور کوئی غارتگر لیگیا گرد مرد
اور ارہزاد جو سیلچہ اور مسیلچہ کی خوابگاہ مین آئے تو معلوم ہوا کہ بیشتر مہتر قران کا ہی جاکر لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند بیشک یہ کام مہتر قران کا تھا اسی کا
پیشتر معلوم ہوتا ہی اور وہی بدعیاری ان دونون کو پکڑ لیگیا ہی لقا نے گرد مرد اور ارہزاد سے کہا کہ مین نے تقدیر کی کہ تم دونون جاکر سیلچہ اور مسیلچہ کو
چھڑا لاؤ اور ان دونون کو خلعت دے کر رخصت کیا گرد مرد اور ارہزاد دونون بلباس عیاری کے اپنے جسم پر آراستہ کرکے روانہ ہوئے بعد طے
منازل اور قطع مراحل کے جب لشکر مین پہونچے تو اپنی صورتین تبدیل کر ڈالین اور ایک دن بعد تفحص حال کیا معلوم ہوا کہ سیلچہ اور مسیلچہ دونون کرسی نگار
کے لشکر مین مقید ہین غرض بوقت شب یہ دونون جہان سیلچہ اور مسیلچہ تھے وہان آئے اور دور سے کھڑے ہو کر ہوا کا رخ دیکھکر وار دوسے بیہوشی اڑانا شروع
کی تمام پاسبان اور محافظ بیہوشی سونگھکر بیہوش ہو گئے ان دونون نے اسی حالت بیہوشی مین گردنین ان سب پاسبانون کی کاٹ ڈالین سیلچہ اور مسیلچہ کو
چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ بیہوش ہو کر دربار لقا کی راہ لی اور پہر رات باقی تھی کہ لشکر اسلام سے نکل گئے جب صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ کوئی آکر
رات کو کرسی کے لشکر سے سیلچہ اور مسیلچہ کو چھڑا لیگیا اور یہ تمام محافظون کو بھی مار ڈالا امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کو طلب کیا جب خواجہ سامنے امیر کے آئے
عرض کیا کہ کیا ارشاد ہوتا ہی امیر نے ارشاد کیا کہ خواجہ تمنے کچھ سنا کہ یہان کیا ہوا خواجہ نے عرض کیا کہ حضور ارشاد ہو کیا ہوا غلام کو تو کچھ معلوم نہین امیر
کشور گیر نے فرمایا کہ اے خواجہ کوئی ذات شریف آکر رات کو سیلچہ و مسیلچہ کو لشکر کرسی سے چھڑا لیگئے اور ساتھ لگے محافظون کو بھی مار ڈالا خواجہ نے کہا کہ پھر جلد کیا
ارشاد ہوا امیر نے کہا خواجہ جلد دریافت کرو کہ انکو کون چرا لیگیا اور یہ کسکا کام ہی خواجہ امیر کے پاس سے اٹھے اور جاکر دیکھا تو بیشتر گرد مرد اور ارہزاد کا پتہ پایا امیر سے آکر عرض کیا
کہ یا امیر بیشتر گرد مرد ارہزاد کا معلوم ہوتا ہی یہ سنکر امیر نے خواجہ سے کہا کہ جلد سیلچہ اور مسیلچہ کو لے آؤ کہ وہ تو میرے پاس بالعوض قاسم اور بدیع الزمان کے
قید تھے اگر یہ دونون چھوٹکر لقا کے پاس پہونچ گئے تو لقا میرے تینون فرزندون کو مار ڈالیگا اے خواجہ جس طرح ہو سکے جلد جاؤ اور جاکر ان دونون کو ان بیدینون
کے ہاتھ سے چھڑا لاؤ یہ سنکر خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ بہت مناسب غلام جاتا ہی اور لباس عیاری کے اپنے بدن پر آراستہ کرکے یہان سے چلنے لگا قران نے جو
خواجہ کو جاتے دیکھا خواجہ سے کہا کہ استاد ہم بھی تمھارے ساتھ چلین اور امیر سے عرض کیا کہ یا امیر مین بھی استاد کی مدد کو جاتا ہون امیر نے ارشاد کیا کہ بہت
مناسب القصہ خواجہ تو روانہ ہوئے اور قران بھی کچھ عیارون کو ساتھ لیکر تعاقب مین گرد مرد اور ارہزاد کے روانہ ہوا لیکن عمرو بہت جلد جلد چلا جاتا
تھا قران سے پیشتر جا پہونچا دیکھا کہ گرد مرد و ارہزاد دونون چند عیارون سے پشتارے لیے چلے جاتے ہین خواجہ نے کہا کہ او نابکارو کہان بھاگے جاتے ہو
تم امیر کے قیدیون کو لیکر بھاگے ہو دیکھو تو کیسی سزا دیتا ہون گرد مرد وارہزاد نے جو آواز عمرو کی سنی جان نکل گئی عیارون سے کہنے لگے کہ بڑا غضب ہو گیا
وہ مفسدہ پرداز آ پہونچا سب نے پوچھا کہ کون گرد مرد نے کہا کہ خواجہ عمرو عیار یہ سنکر سبھون نے کہا کہ پھر کیا خوف ہی اکیلا ہی تو ہی کیا کر سکیگا اسے مار بھگا
یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواجہ آ پہونچے کھینچ کھینچ ان نابکارون پر گرز اوہ کافر بھی چار طرف سے ٹوٹ پڑے تیغ چلنے لگا خواجہ بھی بڑے زور مین لڑ رہا ہی نہایت
تھوڑی دلاوری سے تیغ زنی کر رہا ہی مگر تنہائی سے نہایت ہی پریشان ہی ایک تھوڑی دیر گذری تھی کہ مہتر قران بھی چند عیارون سے آ پہونچا اور
پہونچکر بعد ان کافرون پر گر پڑا تب تو خواجہ اور قران دونون شریک ہو گئے اور سب عیارون کو بھگا دیا اور سیلچہ و مسیلچہ کو چھین لیا گرد مرد بھی بھاگا گر ارہزاد

گھبرا ہوا تھا لڑتے لڑتے جب اُسنے دیکھا کہ جان نہین بچتی تو سامنے ایک کنوان تھا ادھر اُدھر دیکھکر بہ جلدی تمام وہم سے اُس کنوئین مین کود پڑا
جلد جلد اُس کنوئین کو کنکر پتھر اور مٹی سے پاٹ دیا مگر ارہزاد نقب زنی کرکے اُس کنوئین سے لقا کی خدمت مین روانہ ہوا اور ادھر قران اور خواجہ اُس
کنوئین کو پاٹ کر سیلیپا اور سیلیچہ کو چھین کر امیر کی خدمت مین آئے بارہ گرگان دونون کو قید مین کرکے دربند خار کیمہ کو روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان حیرت بیان امیر حمزہ صاحبقران کا دربند خار کیمہ پر پہونچنا اور پیرخار اکن کا مزاحم ہونا بیان کیا جاتا ہے

کہ جب بعد طے منازل امیر حمزہ دربند خار کیمہ پر پہونچے اور یہ خبر پیرخار اکن کو معلوم ہوئی کہ امیر حمزہ دربند خار کیمہ پر آتے ہین تو اُسنے دروازہ قلعہ کا بند
کر لیا اور قلعہ کو توپ و تفنگ سے آراستہ کیا امیر نے دوسرے روز دربند والون سے حال پیرخار اکن کا دریافت کیا کہ آخر پیرخار اکن کا قصد کیا ہے اور اُسنے یہ سامان
قلعے کی درستی کا کیون کیا ہے دربند والون نے امیر سے بیان کیا کہ اے امیر ہم تو یہ سمجھے تھے کہ پیرخار اکن تو مدت سے مسلمان ہے حضور جس وقت یہان تشریف فرما ہونگے
پیرخار اکن فوراً دروازہ قلعہ کا کھولدیگا اور خدمت مین حاضر ہوگا نہین معلوم کیا سبب ہے کہ وہ حضور کی خدمت مین نہین آیا امیر یہ سنکر خاموش ہو رہے اور سہ پہر کو خود
سوار ہوکر سامنے قلعے کے آئے امیر کا قلعے کے سامنے آنا تھا کہ وہان سے دو ایک گولے چلے امیر گولے کی زد سے ہٹ گئے اور ہرکارون کو پیرخار اکن کے پاس روانہ کیا کہ وہ جاکر
پیرخار اکن کو یہ پیام دین کہ تو تو مرد مسلمان ہے بصدق دل ایمان لاچکا ہے پھر کیا سبب ہے کہ تو نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور ہمارے پاس نہ آیا الغرض ہرکارے روانہ
ہوئے دروازے پر قلعہ کے پہونچے پیغام امیر کا پیرخار اکن کو پہونچایا کہ اے پیرخار اکن امیر نے یہ پیغام دیا ہے کہ اے پیرخار اکن ہم تو تجھے مسلمان سمجھے تھے
پھر کیا سبب ہے کہ تو نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور ہمارے پاس نہ آیا پیرخار اکن نے یہ پیغام امیر کا سنکر جواب دیا کہ میری جانب سے خدمت مین امیر کی گذارش کرو کہ مجھے
چند مسئلے استفسار کرنا ہین اگر حضور اُسکا جواب عنایت فرمائین تو مین آپ کی اطاعت اختیار کرون اور ابھی دروازہ قلعے کا کھولدون مجھے آپ کی اطاعت سے کچھ
عذر نہین ہے یہ سنکر ہرکارون نے پیرخار اکن سے کہلا بھیجا کہ جو مسئلے تم کو استفسار کرنا ہون وہ تم لکھکر ہمکو دو ہم اُسے امیر کی خدمت مین لیجائین اور جواب با صواب اُسکا
منگوا دین صرف اتنے امر پر تمنے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور خدمت امیر مین نہ آئے اگر تم خود چلے آتے اور آکر اُن مسئلون کو پوچھتے تو کیا وہ مسئلے حل نہ ہوتے الغرض
پیرخار اکن نے چند مسئلے ایک کاغذ پر لکھکر اُن ہرکارون کو دیے ہرکارے اُس کاغذ کو لیے ہوئے خدمت امیر مین آئے امیر نے اُس کاغذ کو کھولا اور پڑھا تو اُسمین چند مسئلے
لکھے ہوئے تھے اُسمین سے مسئلہ اول یہ تھا کہ مین رحمت خدا سے بھاگتا ہون پس وہ کونسی رحمت ہے کہ جس سے بندہ گریز کرتا ہے دوسرا سوال یہ تھا کہ مین گوشت بے ذبح کے کھاتا
ہون تیسرا سوال یہ تھا کہ مین بے نکاح و متعہ کی ہوئی عورت سے مباشرت کرتا ہون پس وہ کونسی عورت ہے کہ بے نکاح و متعہ مباشرت اُس سے درست و جائز ہو چوتھا
مسئلہ یہ تھا کہ مین نماز بے وضو کیے ہوئے پڑھتا ہون بعد اُسکے لکھا تھا کہ اے امیر اگر آپ ان سب مسئلون کا جواب با صواب عنایت فرمائیے اور میرے ذہن نشین ہو جائیگا
تو مین بے تامل آپ کی اطاعت اختیار کرونگا اور دروازہ قلعے کا کھولدونگا مجھے عذر و تامل نہ ہوگا جس وقت امیر سب مسئلے پڑھ چکے تو قلم دوات اُٹھا کر جواب لکھنا شروع کیا کہ جواب
مسئلہ اول یہ ہے کہ وہ رحمت الٰہی جس سے لوگ بھاگتے ہین وہ بارش ہے کہ جب پانی برستا ہے تو لوگ اپنے اپنے مکانون مین چلے جاتے ہین اور زیر آسمان کھڑے نہین رہتے جواب مسئلہ
دوم یہ ہے کہ وہ جانور کہ گوشت جسکا بلا ذبح کیے ہوئے حلال ہے وہ مچھلی ہے جواب مسئلہ سوم کا یہ ہے کہ وہ عورت کہ جسکے ساتھ بغیر نکاح و متعہ مباشرت جائز ہے وہ کنیز ہے
جواب مسئلہ چہارم یہ ہے کہ وہ نماز جو بے وضو پڑھی جاتی ہے وہ نماز میت ہے امیر نے یہ لکھکر ہرکارون کو دیا کہ جلد جاکر پیرخار اکن کو دیدو یہ ہرکارے گئے اور جاکر وہ کاغذ پیرخار اکن
کو دیا جب پیرخار اکن نے وہ جواب با صواب پڑھا تو ساکت ہوا اور اُسی وقت بے تامل دروازہ قلعے کا کھولکر قلعے سے باہر آیا اور خدمت امیر مین حاضر ہوا اور شرف قدمبوسی حاصل کیا
امیر کی دعوت کا سامان کیا قلعے مین لیگیا کل اہل دربند کو مطیع اسلام کیا خزانہ لقا اسکی تحویل مین تھا وہ بجنسہ امیر کو حوالہ کیا امیر نے کئی روز قیام کیا اور خار کیمہ سے طاؤسیہ کا رستہ لیا

اب دو کلمے داستان امیر حمزہ کا دربند طاؤسیہ پر پہونچنا اور عمر و قران کا واسطے رہا کرنے بدیع الزمان اور قاسم کے جانا

جب امیر مع لشکر اسلام دربند طاؤسیہ پر پہونچے بارگاہ برپا ہوئی تب بادشاہ اسلام نے تخت پر جلوہ فرمایا اور امیر نے مسند صاحبقرانی کو رونق بخشی جملہ سردار
کرسیون پر متمکن ہوئے امیر کی نگاہ قاسم اور بدیع الزمان کی خالی کرسیون پر پڑگئی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور ادھر اُدھر دیکھکر ارشاد کیا ہمارے عیارون مین کون
ایسا بہادر ہے کہ جو جاکر شاہزادونکو چھڑا لاوے عمر و نے عرض کیا کہ یا امیر دونون شاہزادونکے ساتھ آپکا نواسا اسد بھی قید ہے یہ سنکر فرمایا کہ جو کوئی اُن تینون کو
چھڑا لاویگا مین اُسے دولت سے مالامال کردونگا یہ سننا تھا کہ قران سامنے آیا اور عرض کیا کہ غلام اجازت پائے تو شاہزادونکو چھڑا لائے فرمایا اچھا اور اُسی وقت خلعت
منگا کر دیا قران اور الیاس عیار دونکو لیکر لباس فقیرانہ پہنکر روانہ ہوا بعد چند روز کے سبائل مین پہونچا اور لشکر لقا کی سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا قضا کار گرد مرد وار فراد چلے آتے تھے

برابر جو پہونچے نگاہ انکی فقیرون کے غول پر جو پڑی نگاہ اولین مین گردھرد اور ارمزاد نے پہچان لیا کہ یہ فقیر جو سبکا سرمنشا ہی یہ مہتر قران
ہی اور جو پوستین پوش ہی یہ گلباد عراقی ہی اور وہ جو سرخ کفنی پہنے ہی وہ برق فرنگی ہی اسی طرح سبکو تاڑ لیا اور آپسمین کہا کہ کسی طرح گرفتار
کیا چاہیے گردھرد نے کہا کہ یہ بلاے بے درمان اور آفت جان بھلا کسکے ہاتھ آئینگے ہاتھ پیر مار کر نکل جاوینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ کسی کو
انکے پیچھے پیچھے بھیجو کہ وہ انکا مسکن دریافت کر لاے جسوقت انکا ٹھکانا دریافت ہو جائیگا عیارون کو ساتھ لیجا کے گھیر کے انھین گرفتار
کرینگے ارمزاد نے اس راے کو پسند کیا اور سنقر نام ایک عیار کو کہ شاگرد رشید گردھرد کا انکے پیچھے پیچھے روانہ کیا کہ یہ جہان جا کے
اترین وہان کا ٹھکانا دیکھ آے لیکن مہتر قران تو ایک بلا کا تھا اسنے گردھرد اور ارمزاد کے تفتیش جبین سے مدعا انکا دریافت
کر کے اپنے ساتھ والون سے کہا کہ ان حرامزادونکا یہ ارادہ ہی سبھون نے کہا کہ خلیفہ جی پھر جیسی آپکی صلاح ہو وہ کیا جاے مہتر قران
نے کہا کہ سمجھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوا اور سب سے کہا کہ شہر کے اندر تو قیام مناسب نہین ہی کہ اگر گھر گئے تو مفت مین مارے جاینگے
یا گرفتار ہو جاینگے سب نے کہا کہ پھر چلیے صحرا مین قیام کیجیے قران نے کہا کہ یہ بھی نہین ہو سکتا کہ ان سے بھاگ جائین اور قطع [illegible]
اسکے قاسم اور اسد اور بدیع الزمان کے رہا کرنے کو آئے ہین جسطرح سے انھین بلکہ چھڑا لیجیے ساتھ والون نے کہا کہ پھر خلیفہ جی
جو کچھ ہم سے کہیے ہم آپکے ساتھ ہین جہان چاہیے رہیے الغرض قریب دروازہ شہر کے ملتمس شاہ ابدال کا ایک تکیہ تھا قران
سب کو لیکر اسی تکیہ پر آیا اور ابدال سے صاحب سلامت کی کہ عشق اللہ ہی دوست اسنے کہا کہ آؤ بابا سدا ر العشق مہتر قران
نے اپنے ساتھ والون سمیت وہین بستر لگایا سنقر نے جا کر گردھرد اور ارمزاد کو خبر دی کہ عیاران لشکر اسلام ملتمس ابدال
کے تکیہ پر اترے ہین یہ دونون سنکر بہت خوش ہوے اور عیارون کو جمع کرنے لگے کہ چلکر عیاران اسلام کو لا کر ہین اور لوٹکر
گرفتار کرین کہ یہان جو مہتر قران تکیہ پر آکے بیٹھا ابھی اچھی طرح بستر سے نہ لگا تھے کھانے کی تیاری بھی نہ کی تھی کہ ایک شخص
نے آکر مہتر قران کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کھانا نہ پکایے جو کچھ آش اس ذرہ بے مقدار کو میسر ہی چلکر تناول فرمایے بلکہ مکان میرا
حاضر ہی اسمین رہیے تکیہ پر کیون تکلیف اٹھاتے اس شخص کی آواز سنکر ابو الفتح نے پہچان لیا کہ یہ اخی سعید میرا باپ ہی قران
سے کہا کہ خلیفہ جی یہ میرے باپ ہین چلیے انکے مکان مین آرام کیجیے اور رہیے غرض اخی سعید سب کو لیکر اپنے مکان
مین آیا اور پوشیدہ تہخانے مین بٹھایا تمام لوازم ضیافت ادا کیے کھانا کھلایا سب بعد کھانا کھانے کے سو رہے اور ادھر گردھرد
اور ارمزاد کئی ہزار عیار ساتھ لیے ہوے تکیہ پر آئے دیکھا کہ تکیہ پر فقط ملتمس ابدال اور اسکے دو چار مرید بیٹھے ہوے ہین
ملتمس ابدال سے ملتمس ہوے کہ یہان چند فقیر آکر اترے تھے وہ کیا ہوے اور کہان گئے اسنے کہا کہ بابا وہ لوگ یہان ٹھہرے
تھے کہ ایک شخص آیا اور اپنے ساتھ انھین لیگیا گردھرد نے کہا کہ جنگل کی طرف گئے یا شہر کی طرف جاتے دیکھا ہی گردھرد اور
ارمزاد وہان سے پھرے اور اپنے عیارون سے کہا کہ تلاش کرو کون انکا دوست ایسا ہی کہ جس نے ہمارے دشمنون کو
اپنے یہان امان دی ہی عیارون نے چار طرف جستجو کرنا شروع کی ادھر مہتر قران کو اخی سعید کے مکان مین تیسرا
روز ہوا اور ابھی تک کوئی تدبیر بن نہین پڑی ہر لحظہ یہی فکر ہی کہ کیونکر اسد اور قاسم اور بدیع الزمان کو رہا کیجیے کہ دفعتاً آواز
نقارہ شادمانی کی بلند ہوئی مہتر قران نے اخی سعید سے پوچھا کہ ای بھائی اخی سعید یہ نقارہ کیسا بج رہا ہی اور آج
نقارہ بجنے کی کیا وجہ ہی اخی سعید نے بیان کیا کہ سنو بات یہ ہی کہ سال بھر مین دو روز نوروز کے قرار دیے گئے ہین ایک
نوروز کوچک اور ایک نوروز بزرگ نوروز کلان مین تو لعنتا اپنا دیدار سب کو دکھاتا ہی اور عالم عالم اور جوق جوق خلائق
مشتاق دیدار لقا ہو کر آتی ہی اور بڑا مجمع کثیر اور ہجوم عظیم ہوتا ہی کہ پیک صبا کا بھی گذر دشوار ہو جاتا ہی اور جو نوروز کوچک
تمام سرداران ذوالاقتدار اور افسران سرکار اپنی اپنی دختران ماہ پیکر کو کمال عز و شان اور نہایت بناؤ سنگار سے آراستہ و پیراستہ
کر کے باغ بہشت لقا مین لاتے ہین اور لقا بھی اس روز داخل بہشت ہوتا ہی اور باغ بہشت از سر نو آراستہ کیا جاتا ہی اور لقا انکے سب دختران

... ساتھ ... اختلاط ہوتا ہے جسکو وہ پسند کرتا ہے اور اسکی نظر رحمت پڑتی ہے اسے اپنے نصرت مین لاتا ہے
باپ اُسکا فخریہ اس امر کو قبول کرتا ہے اور اپنے ابناے جنس مین تفاخر کرتا ہے کہ میری بیٹی آج کے روز نظر کردہ خداوند لقا ہوئی تھی
آج کے روز نوروز کو جاک ہے یہ اُسی کا نقارہ بجتا ہے یہ سُنکر مہتر قران نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کل چلو ذرا اس تماشے کو بھی دیکھ
آئین اور اس نوروز کو جاک کی بھی سیر کر آئین دیکھو تو یہ بھی کیا ہر ایک چلنے پر آمادہ ہوگیا غرض رات کی رات تو مہتر قران نے وہین
بسر کی صبح کو باغ بہشت مین نوروز کی تیاری ہونے لگی مہتر قران اُن چالیسون عیارون کو لیکر صورتین تبدیل کر کے باغ بہشت
کے دروازے پر آ کھڑا ہوا دیکھتا کیا ہے کہ برابر سواریان امیران عظام اور رؤساے بلند احتشام سرداران والا قدر افسران
باوقار کی دختران کی چلی آتی ہین ہر ایک سواری کے ساتھ وہ وہ تزک و احتشام ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سواریان بڑی بڑی
جلیل القدر اور جلیل الشان شاہزادیون کی ہین اور برابر داخل بہشت ہوتی چلی جاتی ہین گویا پردۂ قاف مین پریان چلی آتی ہین
اتفاق کار گردمرد عیار کی بیٹی شور انگیز قلعہ زرتا شیہ مین ملکہ جہان افروز کے ساتھ تھی گردمرد عیار قبل نوروز اپنی دختر کو ملکہ جہان افروز
کے پاس سے جاکر بدقت تمام چرا لایا تھا اُسکی بھی سواری بہت سی سواریون کے بعد بڑے تزک و احتشام سے گذری کہ ہزارہا
عیار جلو مین تھے اور تمام ساز و سامان امیرانہ ہمراہ تھا جب سواری دروازۂ بہشت کے قریب پہونچی ناگاہ ایک جھونکا ہوا کا آیا پردہ
محافے کا اُٹھ گیا نگاہ مہتر قران کی شور انگیز پر پڑی ایک تو یہ سابق ہی سے عاشق تھا آج خوب آراستہ و پیراستہ دیکھا تو ہزار جان
عاشق ہوگیا یا تو ایک حصہ عشق تھا یا ہزار حصہ ہوگیا دل پکڑ کے بیقراری سے حال تباہ کیا ہر چند ضبط کیا مگر کچھ نہ ہوسکا غش کھا کے
گر پڑا ساتھ والون نے پوچھا کہ اُستاد کیا ہے جبکہ جواب نہ دیا معلوم ہوا کہ غش کر گیا پانی چھڑکا جب ہوش آیا کہا کہ خلیفہ کیا ہوا ہمنے ایسا
حال آپکا کبھی نہین دیکھا قران نے دیکھکر کہا یہ جو محافے مین گردمرد کی بیٹی ہے مین اسپر بہت دنون سے عاشق ہون اسوقت جو اس پر نظر
پڑگئی تاب ضبط باقی نہ رہی بیقرار ہوگیا دیکھیے حضرت عشق ہمارا کیا حال بناتے ہین بہشت لقا مین جانے کا قصد ہے دیکھیے آیندہ پھر کر
آتے ہین یا وہین مر کر رہ جاتے ہین اور وہین تو بغیر معشوق کے لیے ہوے ہرگز نہ پھرونگا یہ کہکر کہا کہ تمہارا اختیار ہے مین تو باغ بہشت
مین جاتا ہون اور اپنی محبوبہ کو لاتا ہون سب نے کہا کہ خلیفہ جو حال آپکا وہ ہمارا ہم تنہا آپ کو نہ چھوڑینگے القصہ سب فرداً فرداً داخل
باغ بہشت ہوے جاکر باغ بہشت مین کیا دیکھا کہ عجب کیفیت ہے چہار طرف ناچ ہو رہا ہے ستار چھڑ رہا ہے انجمن عیش و عشرت برپا ہے اور
ایک قصر عالیشان مین تمام امرا اور رؤسا کی بیٹیان زرنگار کرسیون پر جلوہ گر ہین وہین شور انگیز بھی بیٹھی ہے قران ایک گوشہ مین
کھڑا ہوا بنگاہ حسرت و یاس شور انگیز کو دیکھ رہا ہے اور اپنے دل مین سوچ رہا ہے کہ کس طرح شور انگیز کو لے بھاگے مگر کچھ بن نہین
پڑتی اور کوئی بات سمجھ مین نہین آتی کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ اسی اثنا مین ارہزاد ادھر سے آتا تھا اُسنے قران کو دیکھ پایا
کہ قران ایک باغبان کی صورت بنا کھڑا ہوا ہے یہ دیکھکر لقا سے جاکر عرض کیا کہ یا خداوند مہتر قران بہشت کے اندر ایک
گوشہ مین بصورت باغبان بنا ہوا کھڑا ہے اور اس تاک مین ہے کہ شور انگیز کو لے بھاگے لقا پوچھنے لگا کہ کیا یہ وہی قران ہے کہ جسنے
مجھے گرفتار کر کے رسیون سے باندھ دیا تھا ارہزاد نے عرض کی کہ حضور ہان وہی مہتر قران ہے لقا کہنے لگا کہ مین نے تقدیر
کی کہ مین اُس سے کچھ تعرض نہ کرونگا یہ سُنکر بختیارک نے عرض کیا کہ یا خداوند اسوقت تو آپ اُسے چھوڑے دیتے ہین مگر
پھر ایسا وقت نہ ملیگا جس طرح ہو اسے قتل کیجیے یا گرفتار کر لیجیے مصرع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین لقا نے یہ سُنکر کہا کہ اچھا
مین نے تقدیر کی کہ اُس بندۂ مغضوب کو جلد پکڑ لاؤ یہ سُنکر ارہزاد بہت سے زبردست عیار ساتھ لیکر چلا اب وہانکا حال
سنیے کہ مہتر قران تصویر حیرت بنا ہوا سامنے ملکہ شور انگیز کے بے خوف کھڑا ہوا تھا کہ چہار جانب سے عیاران کفار اور گبران
ناہنجار نے قران کو گھیر لیا پکڑ پکڑ کے قران پر دوڑے قران نے جو یہ دیکھا کہ ان حرامزادون نے چہار طرف سے نرغہ کر لیا
ہے اور حملہ کیا چاہتے ہین بکر کے نعرہ یا علی ابن ابی طالب کہکر قران اُن پر گرا اور برابر مارنا شروع کیا جسکے بعد ا پڑ گیا

دو ہی لڑے تھا ایک ورد لشکر ہی کا عرصہ مین گذرنے پایا تھا کہ دس بیس عیار جان سے مارے گئے اور دس بیس ہمارا ایسے زخمی ہوا
کہ اٹھنے بیٹھنے کی قوت باقی نہ رہی ایک غل وشور اور ہنگامہ عظیم برپا ہو گیا تمام نازنینان حسین اور مہ جبینان مہر جبین اٹھ اٹھکر بھاگین
ملکہ شور انگیز بھی اٹھکر ایک طرف چلی گئی قران لڑتا بھڑتا مارتا پیٹتا جو ایک گنبد کے پیچھے پہونچا تو جا کر کیا دیکھا کہ لقا وہان کھڑا ہوا تماشا
لڑائی کا دیکھ رہا ہے لقا پر نظر پڑنا تھا کہ ساری لڑائی بھڑائی چھوڑ کر یا علی یا ولی کہکر جو ایک جست کرتا ہے تو گنبد کے اندر تھا اور ایک نعرہ کیا
کہ او گبر ناہنجار بھلا مین تجھے کب زندہ چھوڑونگا کدھر اتورہ کہان جاتا ہے لقا نے آواز دی کہ مین نے یہ تقدیر نہین کی ہے کہ تو مجھے قتل
کریگا یہ کہکر لقا وہان سے بھاگا اسکا بھاگنا تھا کہ قران بھی اسکے تعاقب مین چلا جاتے جاتے ایک مقام پر ایک دروازہ کھلا
ہوا دکھائی دیا قران اُس دروازہ کو دیکھتے ہی اُس دروازہ کے اندر داخل ہوا اور اندر سے کنجی اُسکی چڑھا دی اب جو آگے بڑھا تو کیا
دیکھتا ہے کہ ایک بڑی سی ڈھابلی کبوترون کی بنی ہوئی ہے قران جلدی سے اُس ڈھابلی مین گھس گیا ہر چند اُن عیاران ناہنجار نے جستجو
کی اور ہر طرف ڈھونڈھا لیکن قران کا کہین پتا نہ ملا مجبور ہو کر پھر گئے اور جا کر لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند قران غائب ہو گیا ہے اور
اُس کا کہین پتا نہین لگتا یہ سنکر بختیارک نے عرض کیا کہ قران کہین گیا نہین ہے جائیگا کہان یہین کسی گوشہ مین باغ کے چھپ رہا ہے
کوئی چالاکی ذہن مین آئی ہے جسکے لیے یہین کسی کونے مین چھپ رہا ہے دیکھ لینا یہین سے نکلیگا ارھزاد نے یہ سنکر کہا کہ ہم تو ڈھونڈھ آئے کوئی
جگہ ایسی نہین چھوڑی کہ جہان نہ ڈھونڈھا ہو ہم تو ڈھونڈھ ڈھونڈھ تھک گئے اب ملک جی آپ چلیے اور چلکر ڈھونڈھیے آپ بھی
اپنا حوصلہ مٹا لیجیے یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ مین تو اُس سے نہایت خائف ہون اور مجھے ڈر نہ لگتا تو مین بیشک جاتا اور ڈھونڈھ لاتا
ارھزاد نے کہا کہ حتی المقدور مین نے ڈھونڈھنے مین کمی نہین کی ہے اور ہر طرف ڈھونڈھ آیا مجھکو تو کہین نہین ملا اب پھر جاتا ہون اور جا کر تلاش
کرتا ہون یہان کا حال تو یہ تھا اب مہتر قران کا سنیے کہ انھون نے دن تو اُس کبوتر خانہ مین بسر کیا اور رات کو جب پہر گھڑی گئی تو اُس ڈھابلی سے کھانے
کی تلاش مین نکلے جیسے ہی وہان سے نکلے دیکھتے کیا ہین کہ لقا کے واسطے مرغ کے کباب تیار ہو رہے ہین اور خاص شراب ارغوانی شیشہ
کے بنے کی گلابیون مین بھری رکھی ہوئی ہے یہ دیکھتے کے ساتھ ہی قران جھپٹ کر ایک چوبدار کی شکل بنکر کباب و شراب لیکر وہان سے
چلتے ہوے اور پھر اُسی ڈھابلی مین آ کے وہین بیٹھکر خوب کباب کھائے اور خوب شراب چوری کی پی یہان تو مہتر قران اپنی ڈھابلی
مین بیٹھے ہوے شراب و کباب اُڑا رہے ہین اور وہان دوسرا چوبدار آیا کہ لقا نے شراب طلب کی ہے اور کباب مانگے ہین جلد لاؤ لوگون نے
کہا کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہے کہ ایک چوبدار شراب بھی لیگیا اور کباب بھی لیگیا اب کباب کہان اب اور تیار کیے جائین تو ہون اچھا جاؤ
تیار کر لین تو بھیج دیے جائینگے اُس چوبدار نے لقا سے کہا کہ کباب تو ایک چوبدار پہلے ہی لے آیا ہے اب وہان کباب تیار نہین
ہین تیار کیے جاتے ہین تیار ہو لین تو آتے ہین یہ سنکر لقا نے کہا کہ میرے پاس تو نہ شراب آئی نہ کباب آئے نہ مین نے کسی چوبدار کو
بھیجا تھا بختیارک یہ سنکر کہنے لگا کہ مین نے تو عرض کیا تھا کہ مہتر قران یہین کسی گوشہ مین باغ کے چھپ رہا ہے میرے ذہن مین تو
یہی آتی ہے کہ اُسیکو بھوک لگی ہو گی یہ شراب و کباب چوبدار کی شکل بنکر وہی لیگیا ہے اُسی کا یہ کام ہے ورنہ اور کسکی مجال ہے کہ خداوند کے
کھانے پینے کی چیز اسطرح لیجائے کہ پتا نہ لگے یہ سنکر لقا نے کہا کہ اے شیطان درگاہ تو اسوقت ہے کہان عقل تیری کدھر چرنے گئی ہے
ارے مہتر قران یہان کہان اُسے تو میرا دست قدرت اُٹھا لیگیا مشرق یا مغرب کسی طرف ڈال آیا بختیارک نے کہا کہ خداوند
یونہین ہو گا آپ بجا فرماتے ہین اب سنیے کہ یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی اور وہان جو مہتر قران نے شراب و کباب اُڑائے تو خوب
نشہ ہوا اس نشہ کے عالم مین تصور خیالی اپنی معشوقہ دلفریب کی نظرون مین پھرنے لگی تو عجب حال ہو گیا دل دھڑکنے لگا آنسوؤن کا
تار بندھ گیا اور اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ شاید میری قسمت مین وصال محبوب نہین ہے جب تو لاکھ لاکھ تدبیرین کرتا ہون کوئی
تدبیر کارگر نہین ہوتی خداوندا اب تو مجھکو فراق کا صدمہ اٹھانا منظور نہین ہے یا تو جلد وصال محبوب سے کامیاب کر دے اور اگر وصال
محبوب میری قسمت مین نہین ہے تو مجھکو دنیا سے اُٹھا لے کہ اب مجھ سے صدمہ فراق بار نہین اٹھ سکتا اور وہ قلق و کرب جو مہتر قران پر

کہ العیاذ باللہ آخر کار اُسی عالم بیقراری اور بیتابی مین جھپٹا اُس وصابلی سے نکلکر دربار لقا کی طرف روانہ ہوا وہان جو آکر دیکھا تو کیا
دیکھتا ہی کہ صحبت عیش و عشرت برپا ہی ناچ ہو رہا ہی گرداگرد لقا کے تمام سرداران اور کل عیاران نامدار بیٹھے ہوئے ہین اور اُسوقت
ملکہ شور انگیز سامنے لقا کے ناچ رہی ہی تمام حضار محفل تعریفین کر رہے ہین اور ہر شخص گویا ایک وجد کے عالم مین جھوم رہا ہی لقا
بھی محو ہو رہا ہی ایک عجیب عیش و عشرت کی صحبت گرم ہی یہ دیکھکر مہتر قران کو بھلا کب تاب تھی ہی بیتاب ہوگیا اور چپکے چپکے لوگون
کی آڑ مین پوشیدہ ہوکر شور انگیز کے پاس پہونچا اور اُس سے چپکے سے آگے بڑھ کے کہنے لگا کہ ای یار جانی او ر ای محبوب جاودانی
مین تو تیرے عشق مین از حد بیتاب و بیقرار ہون یہانتک کہ بیخوف و خطر بیقرار ہوکر یہان چلا آیا اور مطلق اپنی جان کا خوف نہ کیا اگر
تجھے بھی مجھسے کچھ محبت ہی اور مجھے چاہتی ہی تو بسم اللہ کہکر میری گردن پر سوار ہو لے مین تجھے لے بھاگون پھر کسی کی اتنی مجال
نہین ہی کہ تجھے مجھسے لیجا سکے شور انگیز تو مہتر قران پر بصد دل فریفتہ تھی ہی اُسکو یہ موقع غنیمت معلوم ہوا جلدی سے جست کرکے
قران کی گردن پر جا بیٹھی مہتر قران چلتا ہوا ایک تھوڑی دور پر جاکر آواز دی کہ ای کافران ناہنجار و ای ساحران نابکار آگاہ ہو
شعر منم آتش خرمن کافران * منم برق جانسوز مہتر قران * ذرا آنکھین کھولکر دیکھو مین اپنی معشوقہ کو لیے جاتا ہون اب دیکھون
تو کس مین اتنی تاب و طاقت ہی کہ جو ملکہ شور انگیز کو مجھسے لے لیتا ہی اس آواز کا پہونچنا تھا کہ ایک غلغلہ اور ایک شور برپا ہوا میان لقا تو
ڈر کے مارے دم بخود ہوگئے مگر اور لوگ قران پر دوڑ پڑے قران ایک طرفۃ العین مین ہتون کو مار کر صاف نکل آیا اور اُسی کبوتر خانہ
مین آ بیٹھا گھس رہا اور شور انگیز کو بھی وہین بٹھالا اور کہنے لگا تم اب تو اس وصابلی مین بیٹھے رہو جب یہ شور و غل ہو چکیگا تو ہم
باغ بہشت سے نکل چلینگے وہ کہنے لگی کہ تمھین اختیار ہی جب چاہو جب لے چلو میری جان تمھارے ساتھ ہی اب یہانکا حال سنیے کہ جب
قران غائب ہوگیا تو بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند بڑا حرامزادہ آیا ہی کہ قران شور انگیز کو کسطرح لے بھاگا لقا نے جواب
دیا کہ یہ تقدیر مین نے یونہین کی تھی ای بختیارک یہ تقدیر بالائی تھی اور یہ کہکر حکم دیا کہ کل عیار جائین اور ڈھونڈھین تلاش کرین
جہان کہین قران ملے اُسے پکڑ لاوین یہ حکم سنکر عیاران لقا نے جاکر ڈھونڈھنا شروع کیا ہر چند لاکھ لاکھ فکرین کین کوئی جگہ
ایسی نہین تھی کہ جہان نہ ڈھونڈھا ہو لیکن کہین پتا نہ لگا آکر لقا سے عرض کیا کہ خداوند ہم ہر طرف ڈھونڈھ آئے کوئی جگہ ایسی نہین
ہی کہ جہان نہ ڈھونڈھا ہو لیکن ہمین تو کہین پتا نہین لگتا خدا جانے کسطرف چھپ رہا ہی بختیارک نے کہا کہ یا خداوند مہتر قران
ابھی تک باغ بہشت سے باہر نہین گیا ہی کچھ ایسا حکم بند و بست کیا جاے کہ وہ بہشت سے نکلکر باہر نہ جانے پاے یہ سنکر لقا نے کہا کہ تقدیر
کی یہی ہے کہ تمام دروازے بہشت کے بند کردو اور چہار طرف سے پہرے قائم کردو کہ قران نکلکر جانے نہ پاے اس حکم کے سنتے ہی اُسی وقت سب دروازے
بند و بست ہوگیا چوکی پہرے سب قائم کردیے گئے غرضکہ اچھی طرح ہر جانب بند و بست ہوگیا اب اُدھر کا حال سنیے کہ مہتر قران مع ملکہ شور انگیز
کے اُس وصابلی مین بیٹھا ہوا تھا کہ صبح ہوگئی کبوتر باز کبوترون کو دانہ دینے آیا دروازہ وصابلی کا کھولا کہ کبوترون کو نکالے اور دانہ انکے
سامنے ڈالے ناگاہ قران نے ہاتھ وصابلی سے نکالکر کبوتر باز کا ہاتھ اس زور سے پکڑ کر کھینچا کہ وہ منہہ کے بل گر پڑا اُسکا گرنا تھا کہ قران
وصابلی سے نکلکر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور کمر سے خنجر نکال کے اُسکی گردن پر رکھدیا کبوتر باز کے ہوش و حواس جاتے رہے ہوش اُڑ گئے کہنے لگا کہ تو کون ہی
قران نے جواب دیا کہ آگاہ ہو ہم مہتر قران سر بریدہ کافران اگر تو مسلمان ہو جائے اور دین حق کو قبول کرے تو بھلا مین تجھے
رہا کیے دیتا ہون اور اگر اسلام نہین قبول کرتا تو مین ابھی تجھے مار ڈالونگا وہ کبوتر باز یہ سنکر کہنے لگا کہ بہت اچھا آپ اسقدر برہم
کیون ہوتے ہین مین نے لقا پر لعنت کی اور اسلام قبول کیا یہ سنکر مہتر قران نے اُس کبوتر باز کو چھوڑ دیا وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور
قران سے کہنے لگا کہ اب یہ فرمائیے آپکا ارادہ کیا ہی مجھسے کچھ کہیے تو اور چلیے میرے ساتھ غریب خانہ پر جبتک فراغ
مبارک مین آئے تشریف رکھیے جبتک کوئی راستہ نکل جانے کا نکلے اُسوقت تک میرے غریب خانہ پر رونق افروز ہوجیے اُسمین
خانہ شناسے مہتر قران اُس کبوتر باز کے ہمراہ اُسکے مکان مین چلے گئے لیکن خبر اُڑتی اُڑتی بادشاہ کو پہونچی کہ مہتر قران مع ملکہ شور انگیز

بہرام کبوتر باز کے مکان میں ہے یہ خبر سنکر یاقوت شاہ خود بہرام کبوتر باز کے مکان پر آیا اور پوچھا کہ کیوں بہرام تو نے مہتر قران
اور شور انگیز کو اپنے یہاں چھپایا ہے اگر چھپایا ہو تو جلد بتلا دے ورنہ تیرے لیے بہتر نہ ہوگا بہرام نے کہا کہ اے جہان پناہ قدرت کیا میری
خداوند کا دشمن ہوں کہ خدا پرست کو اپنے گھر میں چھپاؤنگا آپکو میری جانب ایسا گمان میں نہیں سمجھ سکتا کہ کہانتک زیبا ہوگا اور اگر
کسی نے آپ سے ایسا بیان کیا ہے تو بالکل جھوٹھ اور محض مجھپر افترا اور اتہام ہے یاقوت شاہ کو یقین ہو گیا کہ اسکے گھر میں قران ہرگز
نہیں ہے اور وہاں سے واپس آیا قصہ کوتاہ دن تو یوں گذرا رات کے وقت میاں مہتر قران ایک خواجہ سرا کی صورت بنے اور
بہرام کبوتر باز کو بھی ایک خواجہ سرا کی صورت بنایا اور شور انگیز کو ایک برقع اوڑھا کر دونوں کو اپنے ساتھ لیا اور باغ بہشت
سے لیکر چلا آتے تھے جب دروازے پر پہونچے دربانوں نے قران سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ عورت تیرے ساتھ کون ہے
قران نے جواب دیا کہ میرا نام خواجہ آہن پوش ہے اور یہ عورت طاؤس شاہ کی بیٹی ہے اسکے پیٹ میں درد اٹھا ہے بحکم لقا میں اسکو
اسکے گھر لیے جاتا ہوں دربان یہ سنکر چپ ہو رہے اور قران وہاں سے چلتے ہوئے اسی طرح بہانہ بازیاں کرتے ہوے پانچوں دروازوں
سے جلد جلد گذرتے ہوئے چھٹے دروازے پر پہونچے وہاں اتفاقات روزگار قضا سے کار ارہزاد منشی بیٹھا ہوا تھا قران سے
اور ارہزاد سے جو تقریر ہوئی ارہزاد نے پہچان لیا کہ خواجہ آہن پوش کیسا یہ تو مہتر قران ہے شور انگیز کو لیے جاتا ہے اٹھکر شور انگیز
کے پاس آیا کہ ذرا میں اسکی صورت تو دیکھوں طاؤس شاہ کی بیٹی کو تو میں پہچانتا ہوں یہ خیال کرکے شور انگیز کے پاس آکر چاہا کہ میں اسکے
برقع کو اٹھا کر صورت دیکھوں جیسے ہی ارہزاد شور انگیز کے پاس آیا کہ مہتر قران نے نعرہ کیا کہ او حرامزادے بھلا تیری یہ طاقت ہے
کہ تو طاؤس شاہ کی بیٹی کو بے پردہ کریگا یہ کہکر ایک عصا اُس پر مارا کہ وہ منہ کے بل سامنے آیا اسکا گرنا تھا کہ ایک دوسرا عصا [illegible]
اور اسکے سر پر جمایا کہ سر اسکا شق ہو گیا عیار دوڑ پڑے ارہزاد کو اٹھایا اور قران سے کہا کہ آپ خفا نہ ہوجیے اسے لے جایے قران
ملکہ شور انگیز کو لیے ہوے سرزنش کرتے ہوئے اخی سعید کے مکان میں پہونچے تمام عیاران اسلام وہاں موجود تھے قران کو
دیکھکر ان سب نے پوچھا خلیفہ جی آپ کہاں تھے ہم نے آپکو چار طرف ڈھونڈا جب ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے اور کہیں
آپکا پتا نہ لگا تو مجبور و ناچار باغ بہشت سے نکلکر یہاں چلے آئے یہ سنکر مہتر قران نے کہا کہ تم سب نے نہایت مناسب اور بہت بہتر کیا
کہ یہاں چلے آئے غرض مہتر قران بیٹھے آپس میں باتیں ہونے لگیں قران نے تمام حال اپنا اُن سے بیان کیا صحبت عیش و عشرت
برپا ہوئی رات بھر خوب ہنگامہ عیش بلند رہا اور وہاں کی سنیے کہ جب صبح ہوئی ارہزاد کو لیے ہوے لوگ لقا کے سامنے آئے سب
سرگذشت بیان کی بختیارک خوب اچھلا کودا اور پکارا کہ اے حضرت وہ خواجہ آہن پوش نہ تھا وہ مہتر قران تھا کہ شور انگیز
کو لیکر نکل گیا مگر ابھی شہر کے باہر نہیں گیا اگر جلد خبر لی جائیگی تو شاید وہ ہاتھ لگ جائے لقا نے کہا کہ اے ارہزاد میں قسم ہے تجھے اپنی خدائی کی
کہ اگر تو نے قران کا سراغ لگا دیا تو خیر ورنہ تو یہ یاد رکھنا کہ میں تجھے دوزخ میں ڈالدونگا اور مطلق کسی امر کا خیال نہ کرونگا
ارہزاد نے یہ سنکر بہت سے عیاروں کو اپنے ہمراہ لیا اور ہر چہار جانب ہر ایک گلی کوچے میں ہر بازار میں تلاش کرنا شروع کیا ہر روز
ڈھونڈھنے جاتا تھا اور پھر دم واپس آتا تھا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پریشان ہو گیا ایک روز اخی سعید کے مکان کے
نیچے سے گذر ہوا دیکھتا کیا ہے کہ اخی سعید کے مکان کے نیچے مرغ کے پر ڈھیر کے ڈھیر پڑے ہوے ہیں اُس روز تو ارہزاد دیکھتا ہوا
چلا گیا مگر کچھ جی کھٹکا گیا دوسرے روز پھر اُسی طرح سے گذر ہوا پھر اُسی طرح ڈھیر مرغوں کے پروں کے دکھائی دیے کہ اخی سعید
کے مکان کے نیچے پڑے ہوے ہیں جب یہ معرکہ دو روز ارہزاد نے دیکھا تو ایک روز اخی سعید کے پاس آیا اور پوچھا کہ میں نے
دو روز برابر دیکھا کہ تمہارے مکان کے نیچے مرغوں کے پر پڑے رہتے ہیں تمہارے گھر میں اسقدر مرغ روز ذبح کیا ہوتے ہیں
اخی سعید نے کہا کہ تجھکو اس سے کیا مطلب ارہزاد نے کہا کہ میں یونہیں پوچھتا ہوں [illegible] جو تمہارے یہاں
اس کثرت سے مرغوں کے پر دیکھے تو پوچھا کہ آخر تمہارے یہاں کیا کام ہے جو اسقدر مرغ ہر روز ذبح ہوتے ہیں اخی سعید نے کہا کہ [illegible] کیا

کچھ مرغ نکال پلاؤ پکا کر کھاتا ہون کچھ مرغون کے کباب بھنواتا ہون یہ سنکر ارہزاد چپ ہو رہا گر ارہزاد کو جو شبہہ گذرا تھا اور جی کھٹک گیا تھا
تو کامل اطمینان نہ ہوا اور اخی سعید کے بیان پر کچھ وثوق نہ ہوا رات کے وقت ایک نہایت تیز اور چالاک عیار کو جو فن عیاری مین نہایت
کامل تھا ارہزاد نے بلا کر کہا کہ اے عیار جلد جا اخی سعید کے مکان پر اور اُسکے کوٹھے پر کمند ڈال کے چڑھ جا اور اُٹھ تو سہی کہ مہتر قران
تو اخی سعید کے مکان مین نہین ہے یہ سنکر وہ عیار اسباب عیاری تیار کر کے اور چادر عیاری اوڑھ کر اخی سعید کے مکان پر آیا اور
آتے ہی اخی سعید کے کوٹھے پر کمند ڈالکر چڑھ گیا کوٹھے پر سے جھانک کے جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ میان مہتر قران اپنے پاس بہت سے
عیارون کو لیے بیٹھے ہین خوب شراب اُڑ رہی ہے مرغ کے کباب کھا رہے ہین گانا بجانا ہو رہا ہے طنبور پر اچھے طرح پر باہے ملکہ شور انگیز جو
املک الکیسا کے گا رہی ہے مہتر قران الست ہو رہے ہین اور عیار بھی نشہ مین چور ہو رہے ہین شور انگیز کی تعریفین کر رہے ہین کہ واہ
واہ شور انگیز واہ کیا کہنا ملکہ شور انگیز بھی جھوم رہی ہے جون جون وہ عیار تعریف کرتے ہین شور انگیز اور قیامت کی تانین لے رہی ہے
اور خود بھی توڑ توڑ کے گا رہی ہے کہ در و دیوار مست ہو رہے ہین مرغان ہوا بالا سے ہوا اٹھہر گئے اور شور انگیز کے گانے سے عالم وجد مین
آکر جھوم رہے ہین یہ عیار صاحب جو تشریف لیگئے تھے ساری عیاری بھول گئے اور وہ خیال بالکل رفوچکر ہو گیا یہ بھی الست ہو
گئے غرض ایک تھوڑی دیر کے بعد جب وہ عیار ہوشیار ہوا تو اُسنے قصد کیا کہ اب وہان سے پھرے اور جاکر ارہزاد کو خبر کرے کہ میان
مہتر قران مع متعدد عیارون کے اخی سعید کے مکان مین بیٹھے ہوے ہین اور شور انگیز بھی وہین موجود ہے یہ قصد کر کے منہ موڑا ہی
تھا کہ مہتر قران کی نظر اُس عیار پر پڑ گئی وہین سے چور رکھ کے جست کرتے ہین تو کوٹھے پر پہنچے اور آتے کے ساتھ ہی ایک بغدہ
[illegible] کھینچکر جو اس عیار کے سر پر دیا تو دو ٹکڑے ہو گئے لاش اُس عیار نابکار کی اُٹھا کے کسی مقام مخفی پر گاڑ دی اور وہان چار پہر رات
ارہزاد اُس عیار کے انتظار مین بیٹھا رہا جب وہ عیار پھر کر نہ آیا اور رات ساری گذر گئی تو ارہزاد کو یقین ہو گیا کہ ضرور بالضرور
عیاران اسلام اخی سعید کے مکان مین جمع ہین اور وہ شاگرد میرا مارا گیا دن تو اسی افسوس و قلق مین بسر کیا جب رات ہوئی
تو خود ارہزاد اخی سعید کے مکان پر آ کے کمند ڈال کے کوٹھے پر آیا پہر رات باقی تھی کہ دیکھا تمام عیاران اسلام مع مہتر قران کے
بچھونا ایک پھیلا کے سو رہے ہین یہ دیکھکر دبے پانون کوٹھے پر سے اُتر آیا اتنی رات تو جون تون بسر کی جب صبح ہوئی تو ارہزاد نے جاکر
لقا کو خبر کی کہ مہتر قران مع چالیس عیاران اسلام کے اخی سعید نانپز کے مکان مین موجود ہے اور شور انگیز بھی
مہتر قران کے ساتھ ساتھ ہے یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ اُسنے آگے بھی ملک اصفہان اور ملک ترکستان مین دکان کھولی
تھی اور وہان بھی عیاران اسلام کا مددگار رہا تھا یہ تو کچھ و کا بہنوئی ہے بظاہر لقا پرست ہے اور بباطن خدا پرست ہے یہ سنکر لقا نے حکم دیا کہ اسی وقت
آتش باز جائین اور اخی سعید نانپز کے گھر مین آگ لگا دین اور کچھ عیار جاکر اُن عیارون کو پکڑ لائین پھر حکم لقا کا ایک
بارہ ہزار عیاران نابکار و رگبران ناہنجار ایک دم سے چلے اور جاکر اخی سعید کے مکان کو چار طرف سے گھیر لیا اور اخی سعید کو
آواز دی کہ او نانپز نکل تو سہی ارے مردود آج تیرا حال تاکید تال ہم پر منکشف ہوا کہ ظاہر مین تو نے دام تزویر پھیلا کر اظہار
لقا پرستی کیا تھا اور باطن مین خدا پرست ہے اور تجھ کو تو عیاران اسلام کو اپنے گھر مین مخفی کرتا ہے دیکھ تو آج تیرا کیا حال ہو گا اور ہم
کیا حالت تیرا کرینگے کہ تو بھی یاد کرے کہ کس زور کی سزا ایسی ہی ہوتی ہے نکلتا ہے تو نکل ورنہ تیرے مکان مین آگ لگا دی جائیگی کہ تو جل
بھن کر اسی مکان مین خاک ہو کر رہ جائیگا بس اخی سعید گھر سے باہر نہ نکلا تو آتش بازون نے آکر چار طرف سے آگ لگا دی
مہتر قران نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ چار جانب سے آتش لہبش و شعلہ بھڑکنے لگی اور اگر اسی مکان مین بیٹھے رہین گے تو ہرگز جانبر نہ ہونگے
بس یہ خیال کر کے اُن چالیسون عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر کوٹھے پر آیا اور آتے کے ساتھ ہی حقہ ہائے آتشین اُن عیاران نابکار
پر دھڑا دھڑ مارنا شروع کیے کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اندھیرا ہو گیا تھا کہ اُن چالیسون عیارون کو مہتر قران لیکر کوٹھے سے
کود [illegible] پڑے اور بغدہ لیکر اُن عیاران نابکار و رگبران ناہنجار پر جو گرے تو ایک طرفۃ العین مین بہت سے عیارون کو جان

ہلاک کیا اکثرون کو زخمی کیا بہتون کو جلا دیا کہ جتنے کافر خاسر تھے اُن سب کو قرار واقعی سزا مل گئی اور جتنے ہلاکت سے بچے تھے وہ
سب بھاگ گئے اور لقا کو خبر کی کہ مہتر قران نے تمام عیارون کا ستیاناس کر دیا اور ہمارا کوئی دسترس نہ چل سکا یہ سنکر
لقا نے حکم دیا کہ اب برق انداز جائین اور گھر کو اخی سعید کے جلا دین یہ سنکر برق انداز اخی سعید کے مکان پر گئے
اور چارون طرف سے اُسکے مکان کو گھیر کے عیاران اسلام کو للکارے کہ او بدبختو ہوشیار ہو جاؤ اگر تمکو کچھ دعوی ہو تو نکل آئے
یہ یاد رہے کہ ابکی تمھاری جانبری نہ ہوگی قضا تمھارے سر پر آگئی خداوند لقا کا حکم ہے کہ ہم تمکو جلا کر خاک کر دین اگر دعوی مردی
ہے تو نکل آؤ اور لڑ بھڑ کر جان دو اور نہین تو اسی مکان کے اندر جلکر رہ جاؤ گے یہ سنکر تمام عیاران اسلام علی علی کرکے مکان سے
اخی سعید کے باہر نکلے اور خدا کا نام لیکر لڑنا شروع کیا اُدھر سے غلولے اور تفنگ چلنے لگے ادھر سے بھی عیاران اسلام نے تلوارین
اور خنجر ہاتھون مین لیکے بےخوف و خطر لڑنا شروع کیا لیکن یہ کل چالیس عیار ہین اور اُدھر برق اندازون کی جمعیت بارہ ہزار سے
بھی کچھ زیادہ ہے ایک کا جواب ایک ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک دو کا مقابلہ کر سکتا ہے اور یہان تو ان چالیسون پر بارہ ہزار کا مجمع ہے
گویا ٹڈی دل گر پڑا ہے عیاران اسلام مضطر ہیں جو اس مین کہ خدا ہی عزت رکھے اور وہی ان نابکارون کی شر سے امان دے تو دے
ورنہ کوئی صورت بچاؤ کی معلوم نہین ہوتی مگر خدا کو یاد کر رہے ہین اور جہانتک قوت و یاوری دیتی ہے برابر مارے جاتے ہین اُدھر اخی سعید
اپنے مکان کے اندر دعائین مانگ رہا تھا کہ تو ہی ان نابکارون کی شر سے بچائیگا تو بچ جائینگے تیرا ہی آسرا ہے اور تیری طرف رجوع ہے ہم سبکی
خداوندا واسطہ اپنی خدائی کا تو مجکو اور ان سب عیاران اسلام کو ان کفار بدکردار سے امان دے اور اپنی پناہ مین لے اور عیاران
اسلام کو ان بیجاؤن پر فتحیاب کر اور ان سب کو واصل جہنم فرما اور عیاران اسلام کو محفوظ رکھ تو ہی اس ہنگامۂ عظیم مین انکا حافظ و نگہبان ہے
کہ یہ سب ان کفار سے تیری راہ پر لڑ رہے ہین اور تیرے ہی نام پر ان سبھون نے اپنی جانون کو ہیچ سمجھ لیا ہے اگر تیری نظر التفات ہو جائے
اور یہ کوشش انکی تو قبول کرے تو سارے کام بن جائین خداوندا اگر نصرت تیری انکے شامل ہو جائے تو ابھی یہ سب مظفر و منصور ہین
اور اسی دم ان کفاران لقا پرست کا کام بالکل تمام ہے پھر کیا قدرت ہے انکی کہ دم بھر لڑ سکین اخی سعید تو ادھر یہ دعائین مانگ رہے
ہین اور ادھر مہتر قران اُن سب عیاران اسلام کو جرأت دلا رہے ہین خبردار اے مردان جرار ہمت نہ ہارو کہ نصرت و فیروزی منجانب اللہ
تمھارے شریک حال ہے تم ضرور فتحیاب ہوگے اس بات کا خیال نہ کرنا کہ یہ کفار بدکردار بکثرت ہین بمصداق کم من فئة قلیلة
کثیرۃ اکثر ایسا ہوا ہے کہ جب نصرت و فیروزی من جانب اللہ شامل حال ہو جاتی ہے تو بہت تھوڑے سے آدمی بہت بڑی جماعت پر غالب
آجاتے ہین کچھ خوف و ہراس کا مقام نہین ہے کہ ان اللہ معنا خداوند عالم جسکے نام پر ہم کوشش کر رہے ہین وہ ہمارے ساتھ ہے یہ
نعرہ مہتر قران کا سن سنکر وہ چالیسون جوانمرد دل و جان توڑ توڑ کر لڑ رہے ہین مہتر قران بھی بغدہ ہاتھ مین لیے ہوے لڑ رہا ہے ایک بڑا
ہنگامۂ عظیم برپا ہے بڑی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے کہ اتفاقات روزگار سے اختر شناس جو اپنے فن مین نہایت کامل اور
عدیم المثال تھا اور وہان سے قریب رہتا تھا اُسکو جو اس ہنگامہ کی خبر ہوئی ہمایہ سے کہا کہ تو اپنے شاگردون کو ساتھ لیکر اخی سعید کے مکان مین
نقب زنی کرکے جلد پہونچ اور اخی سعید کو اُسکے ساتھیون سمیت باہر سے گھر مین لے آ کہ وہ بہت تھوڑے سے ہین اگرچہ بہت جی توڑ
توڑ کر لڑ رہے ہین لیکن کہانتک آخر مارے جائینگے تجکو بہت سا انعام دونگا یہ سنکر وہ عیار اپنے شاگردون کو لیکر اخی سعید کے
مکان کی طرف چلا اور جھٹ پٹ نقب زنی کرکے اخی سعید کے مکان مین آیا دیکھا کہ اخی سعید دعا کر رہا ہے اور قران بھی نہایت
حیران و پریشان ہے کہ اب کیا کرے اور کیا نہ کرے نہ تو اس لشکر کثیر پر اتنے سے آدمی فتحیاب ہو سکتے ہین نہ کوئی اور راہ نکلتی معلوم
ہوتی ہے اگرچہ یہ سب بھی توڑ توڑ کر لڑ رہے ہین مگر کہانتک لڑینگے آخر مارے جائینگے اس خیال مین قران تھا ہی کہ دفعتہ طبقۂ زمین پھٹا
کالوٹا اور ایک شخص خاک آلودہ اُس نقب سے نکلا قران کو تو فوراً یہ خیال گذرا کہ یہ کوئی ہمارا دشمن ہے نقب کھود کر آیا ہے چاہا کہ
بڑھکر اُس پر حملہ کرے کہ اُسنے آواز دی کہ ہان ہان قران کیا کرتے ہو ارے مین تمھارا دوست ہون دشمن نہین ہون بلکہ تمھارا

جان بچانے آیا ہون آؤ میرے ساتھ نقب مین چلے چلو اخی سعید نے جو اُسکی آواز سنی پہچان گیا کہ یہ شخص گھرا سے اختر شناس
کا عیار ہے ضرور ہماری کمک پر آیا ہوگا یہ سوچکر قران سے کہا کہ تم کچھ خیال نہ کرو اور بیخوف و خطر بلا تکلف اُسکے ساتھ نقب مین چلے چلو
اور یہ تو گویا تائید غیبی ہے اسکو غنیمت ہی سمجھو بس یہ سنتے ہی مہتر قران مع شور انگیز اور تمام عیاران اسلام کے اُسکے ساتھ ہو لیے
اور اخی سعید بھی مع مال و اسباب اُن سب کے ساتھ اُس نقب کی راہ سے گھرا سے اختر شناس کے مکان مین داخل ہوا
اور منہ نقب کا بند کر دیا اور یہان انکا حال سنیے کہ یہ نابکار سمجھے کہ سب عیاران اسلام اور اخی سعید اور مہتر قران مکان کے
اندر بھاگ گئے یہ سمجھکر اخی سعید کے گھر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور بہت ہی خوشی خوشی آکر لقا سے بیان کیا کہ ہم نے تمام گھر
اخی سعید کا پھونک دیا اور تمام عیاران اسلام جل بھن کر خاک سیاہ ہو گئے یہ سنکر لقا بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مین نے تو
کئی ہزار برس پیشتر سے یہی تقدیر کی تھی کہ یہ سب جل بھن کر خاک سیاہ ہو جاینگے یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ مین نے یہ تقدیر نہین
کی تھی کہ کوئی خدا پرست جلا دیا جاوے یا خداوندا اگر ایک بھی انمین کا گرفتار ہو کر آتا یا کسی کی لاش وہان سے آتی یا کوئی زخمی آتا
تو مجھکو یقین آتا اور جل کر مر جانے کا یقین ہی ہوتا وہ سب زندہ و سلامت ہین کسی نہ کسی طرف نکلکر چلے گئے ہونگے ایک بھی جلکر
خاک سیاہ نہین ہوا لقا نے کہا کہ اوہ مردود نامعقول تو میری تقدیر کو رد کر دیتا ہے اور ہمیشہ میرے برعکس کہا کرتا ہے دیکھ ایک
نہ ایک دن اس برعکسی پر ضرور بالضرور تو جہنم مین ڈالدیا جائیگا بختیارک تو اتنا کہکر چپکا ہو رہا کہ خیر آپ کو معلوم ہو جائیگا
کہین جو کہتا تھا سچ ہے یا جھوٹ ابھی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین

اسپاد و گلے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے

کہ صاحبقران نے چندروز تک تو مہتر قران کا انتظار کیا لیکن جب مہتر قران پھر کر نہ آیا تو رو کر فرمایا کہ افسوس ہے ان فرزندون کی
قسمت مین رہائی نہین ہے خدا جانے مہتر قران کس بلا مین گرفتار ہو گیا عمرو نے جو صاحبقران کو آبدیدہ پایا کرسی ہی پر سے اٹھ کے
آداب بجا لایا اور ملتمس ہوا کہ اے شہریار آپ رنجیدہ نہ ہون مین جاکر شہزادون کو چھڑا کے لاتا ہون امیر نے خوش ہو کر اُسے
خلعت دیا اور دس ہزار تومے انعام کے دیے اُسوقت عمرو نے بانے عیاری سے اپنے بدن پر آراستہ کیے اور راہ شاطری مارتا ہوا
ملک صبائل کو روانہ ہوا دو روز کی رہروی مین تمام مسافت طے کر کے داخل ملک صبائل ہوا چونکہ سابق ازین عمرو ملک صبائل
کی سیر کر چکا ہے اس سبب سے ہر گلی کوچے سے واقف تھا تمام شہر مین پھرتے پھرتے اخی سعید کے مکان پر پہونچا دیکھا کہ تمام مکان جل بھن کر
خاک سیاہ ہو گیا ہے نہایت افسوس کیا اتنے مین وقت گھرا سے اختر شناس کے پاس ایک خدمتگار کی صورت بنکر پہونچا گھرا سے
ملاقات کی چپکے چپکے حال اپنا اُس پر اظہار کر کے مہتر قران اور اخی سعید کا حال استفسار کیا کہ آپ کو کچھ معلوم ہے کہ اخی سعید پر
کیا آفت پڑی اور مہتر قران اس مقام پر قاسم اور بدیع الزمان کی رہائی کے لیے آیا تھا اُس پر کیا گذری اگر آپ کو کچھ حال اُسکا
معلوم ہو تو بتائیے گھرا نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین خواجہ وہ سب میرے مکان مین موجود ہین اور بفضل خدا صحت سے ہین تمام قصہ اور کیفیت
مہتر قران کی ابتدا سے انتہا تک بیان کی بعد اسکے جس جگہ اخی سعید اور مہتر قران اور تمام عیاران اسلام بیٹھے تھے وہان
عمرو کو لایا سبھون نے اُٹھکے ملاقات کی خواجہ نے سب کو گلے سے لگایا اور اخی سعید کو بہت سا دلاسا دیا کہ گھر تمہارا اگر جل گیا ہے
تو جل جانے دو کچھ اُسکا رنج و ملال نہ کرو تمہارے لیے اور اس سے بہتر بن جائیگا اور قران سے کہا کہ تم نے اخی سعید کا گھر خاک سیاہ
کروا دیا تمہین اس سے کیا فائدہ ہوا اور کیا تمہارے ہاتھ آیا قران نے یہ سنکر جواب دیا کہ استاد مال و اسباب اخی سعید کا سب
برقرار ہے ایک چیز بھی ضائع و برباد نہین ہوئی ہان گھر البتہ جل گیا تو اُسکے عوض مین گھرا سے اختر شناس نے اور گھر اُسے دیدیا
ہے آپ اسقدر رنج و کدورت اپنے دل مین نہ لائیے عمرو نے کہا اچھا یہ تو سب صحیح ہے مگر اے قران یہ تو تم بتاؤ کہ تم یہان عشق و عاشقی کا دم بھرنے آئے تھے
یا شاہزادگان والا تبار کو رہا کرنے قران نے کہا کہ استاد مین انکی فکر سے کسی وقت غافل نہ رہا ہون مجکو ہر وقت وہی فکر رہی ہے

اور یہ واقعہ تو شدنی تھا جو پیش آگیا عمرو نے کہا کہ ای قران سنو حمزہ صاحبقران قاسم اور بدیع الزمان کی جدائی میں بہت
ہی بیقرار ہیں اور زار زار مثل ابر بہار کے رو دیا کرتے ہیں یہ سنکر قران نے کہا کہ اچھا استاد پھر جیسا آپ ارشاد فرمایئے اور جو تدبیر ٹھہرایئے
ہم ہر طرح موجود ہیں عمرو نے گھرا سے اختر شناس سے پوچھا کہ تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ قاسم اور بدیع الزمان کس کے پاس قید ہیں
اور انکا کیا حال ہے اُسنے بیان کیا کہ ہاں مجھے معلوم ہے لقا نے اپنے خالو زنگار خون آشام کے سپرد کر دیا ہے عمرو نے کہا کہ ای گھرا سے
اختر شناس میں ایک زن حسینہ جمیلہ اور بے مثل کی صورت بنتا ہوں تم مجھکو کسی طرح زنگار شاہ کے حوالے کر دو اور اسکے آگے
ہو سکے بہت سی تعریفیں کرو کہ یہ عورت ہر ایک فن میں دخل رکھتی ہے گھرا نے اقبال کیا کہ اچھا میں اسکی تدبیر نکالتا ہوں اور جسطرح ہو سکتا
ہے تمھیں زنگار شاہ تک پہونچائے دیتا ہوں یہ کہکر دوسرے روز زنگار شاہ کی دعوت کی اور زنگار شاہ کو اپنے گھر میں بلایا عمرو
ایک نازنین مہ جبین کی صورت بنکر سامنے زنگار شاہ کے آیا اسطرح ناچا اور اسطرح گایا کہ زنگار شاہ نہایت ہی محظوظ ہوا اور گھرا سے
اختر شناس سے پوچھا کہ کیوں وزیر اعظم یہ کنیز آپ نے کب مول لی ہے اور کس قیمت کو ہاتھ لگی ہے گھرا سے اختر شناس نے اسکی تعریفیں
کرنا شروع کیں کہ یہ تو عجب خوش کردار اور نیک اطوار عورت ہے کہ قابل بیان نہیں ناچنے گانے میں لاجواب ساقی گری میں انتہا بیافسانہ
گوئی میں بیمثال مصاحبت میں باکمال زنگار شاہ نے جو یہ وصف سنے وجد کرنے لگا کہ خوب صورت ایسی خوش سیرت ایسی گھرا سے
اختر شناس سے کہا کہ اگر اس کنیز کو تم مجھے بخشدو تو نہایت احسان کرو گھرا نے کہا کہ اور کسی کو تو میں ہرگز نہ دیتا مگر آپ خالو ہے
قدرت خداوندی میں شوق سے لے جایئے اور اپنی خدمت میں رکھیے اور اپنے کام میں لایئے زنگار شاہ نہایت گھرا سے
اختر شناس کا ممنون ہوا اور اُس کنیز کو اپنے گھر میں لایا اور رات ہی کو صحبت نشاط آراستہ کی جام شراب ارغوانی گردش میں آیا
عمرو نے اٹھکر اپنی ساقی گری دکھائی شراب پلائی اور خوب ناچا اور گایا زنگار شاہ نے عمرو کو اپنے پاس بٹھا لیا اور تخلیہ
کرا کے عمرو سے مشغول اختلاط ہوا اب باہم شراب چلنے لگی کباب اڑنے لگے عمرو نے کئی جام شراب بیہوشی آلود کے زنگار شاہ کو پلا
یہانتک کہ اُس کافر بدمست کو مستی سوجھی اور عمرو کو اپنی گود میں کھینچ لیا چھاتیوں پر ہاتھ ڈالدیے دیکھا کہ سینہ بالکل صاف ہے یہ دیکھکر
بہت ہی حیران ہوا پوچھا ای نازنین مہ جبین یہ کیا کہ سینہ تیرا بالکل سپاٹ ہے اُسنے کہا کہ گھبرا صاحب تعجب کس امر کا ہے ابھی میرا
سن ہی کیا ہے کوئی گیارھواں سال ہوگا یہ سنتے ہی زنگار شاہ اور بھی زیادہ خوش ہوا کہ خوب یہ تو باکرہ ہے اچھی چیز ملی اب چھیڑ چھاڑ
کرتے کرتے ازار بند پر جو ہاتھ ڈالتا ہے تو ایک عضو ہاتھ میں آگیا اب تو اور بھی گھبرایا پوچھا کہ ای نازنین یہ کیا ہے عمرو نے کہا کہ خنجر طلائی
ہے وقت بیوقت کے واسطے لگا رکھا ہے غرض زنگار شاہ نے چاہا کہ ہاتھ ڈالکر دبا کر پائجامہ اسکا اتارے کہ عمرو تڑپکر اسکی بغل سے
نکل گیا زنگار شاہ اٹھکر دوڑا کہ ہائیں جانصاحب کہاں جاتی ہو میری جان تجپر نثار ایک ذرا ٹھہرو یہ سنکر عمرو اور دو قدم بھاگا
زنگار شاہ ایک چند ہی قدم چلا تھا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا بس اسکا بیہوش ہوکر گرنا تھا کہ عمرو نے جھپٹ سے اٹھا کر پلنگ کے
نیچے ڈالدیا اور خود زنگار شاہ کی صورت بنکر در زندان خانہ پر آیا اور دو قرابے شراب کے ان دربانوں کو دیے جو زندان خانہ پر چار
محافظ متعین تھے اُن سب نے وہ شراب خوب پیا اور پی پی کر بیہوش ہوے انکا بیہوش ہونا تھا کہ عمرو زندانخانہ کا دروازہ
توڑکر زندانخانہ میں داخل ہوا آکر کیا دیکھا کہ اُس قیدخانہ میں قاسم اور بدیع الزمان اور اسد نوجوان اداس بیٹھے ہوے آپس میں
باتیں کر رہے ہیں کہ افسوس صد افسوس ہم تو یہان اس حال پر اختلال میں مبتلا ہیں اور امیر کشور گیر نے ہماری خبر بھی نہ لی کہ ہم
پر کیا گذر گئی خواجہ عمرو کو ہماری رہائی کے لیے بھی نہ بھیجا کاش خواجہ ہی کو بھیج دیتے افسوس ایسی ساعت سے اسیر ہوے تھے
کہ آجتک کوئی شکل رہائی کی نہ نکلی اور وصل نصیب نہ ہوا ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک شخص کو دیکھا کہ خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے
ہوے آیا اور پکارا کہ میں بحکم زنگار شاہ آیا ہوں کہ تمھارے سر کاٹ کے لیجاؤں انھوں نے کہا کہ ہم خود آمادہ مرگ ہیں اور مدت سے قید میں
بیٹھے ہوے ہیں تم شوق سے ہمارے سر کاٹ کے لیجاؤ بلکہ اگر تم ہماری گردنوں سے یہ بار سر اتار لوگے تو ہم تمھارے ممنون ہونگے

اگر بان البتہ وصیت ہماری یہ ہے کہ اگر لشکر امیر حمزہ صاحبقران مین تمہارا گذر ہو جاوے تو بعد سلام اتنا پیام ہمارا کہدینا کہ قاسم اور سعد
نوجوان اور بدیع الزمان بے یار دیار در عالم بیکسی مین مارے گئے ہین فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا اور ایک ایک سورۂ فاتحہ سے
روح کو ہماری شاد کر دینا اور ہمارے خون ناحق کا عوض لقا سے ضرور لینا یہ کہکر بے اختیار رو دیے انکے رونے پر ہر چند عمرو نے
ضبط کیا کسی طرح ضبط نہ ہو سکا اور ایک چیخ مار کر رو دیا اور دوڑکر دونون شاہزادون سے لپٹ گیا اور کہا کہ اے شاہزادو گھبراؤ
نہین اور رو نہین مین تمہارا غلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون بحکم امیر تمہاری رہائی کے لیے آیا ہون اسد و قاسم اور بدیع الزمان
بھی بہت خوش ہوے اور خواجہ سے لپٹ گئے خوب گلے مین ہاتھ ڈالکر روئے جب رونے سے افاقہ ہوا تو خواجہ نے انھین زنبیل مین ڈال
لیا اور زندانخانہ سے نکلکر جلد جلد اپنی راہ طے کرکے گھر اسے اختر شناس کے مکان مین لایا سارا حال اُس سے بیان کیا اور
اُسی شب کو کل عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر بخدمت امیر حمزہ صاحبقران مین روانہ ہوا جلد جلد بعد طے منازل اور قطع مراحل
جب قریب لشکر اسلام کے پہونچا تو بدیع الزمان اور قاسم اور اسد نوجوان کو زنبیل سے نکالا اور بعض عیارون کو حکم دیا کہ تم
جلد جاکر امیر حمزہ صاحبقران کو خبر کرو کہ بفضل خداے تعالی شاہزادے رہا ہو کر آئے ہین عیار دوڑے اور جاکر امیر حمزہ
صاحبقران کو اطلاع دی کہ حضور شاہزادے رہا ہو کر آئے ہین امیر نے تمام سردارون کو حکم دیا کہ سب کے سب شاہزادون کے
استقبال کو جائین یہ حکم سنتے ہی تمام سردار بہت ہی خوش خوش گئے اور جاکر شاہزادون کو استقبال کرکے لائے قاسم و بدیع الزمان
اور اسد نوجوان نہایت خوش و مسرور بخدمت بابرکت امیر کشورگیر مین حاضر ہوے شرف ملازمت حاصل کیا دوڑکر امیر باتوقیر کے
قدمون پر گر پڑے امیر نہایت مسرور اور خوشنود ہوے ایک ایک کو گلے سے لگایا کئی روز بزم عشرت اور جشن مسرت برپا ہوا
سب کے سب کیسے خوش و مسرور ہوے امیر نے سبھون کو انعام و اکرام اور خلعت سے سرفراز کیا جب کئی روز پیہم جشن ہو چکا تو امیر
باتوقیر وہان سے کوچ کرکے طے مراحل اور قطع منازل کرتے ہوے مع لشکر ظفر موج بیشۂ شنجل ارسلان مین تشریف لائے خواجہ
عمرو برسم پالادوی آگے نکل آیا آتے آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا دیکھتا کیا ہے کہ اُس دامن کوہ مین ایک پہاڑ طرب انگیز اور فرحت خیز
ہے گلہاے رنگارنگ کھلے ہوے ہین طرح طرح کے درخت لگے ہوے ہین چشمہ ہاے آب نہایت پرضیا اور مصفا لبریز ہین ہواے مسرت بخش
آرہی ہے کہ جس سے دل مین قوت اور آنکھون مین طراوت پیدا ہوتی ہے ایسی خوشبو چلی آتی ہے کہ جس سے دماغ تازہ ہوا جاتا ہے اور مشام جان
کو راحت پہونچتی ہے یہ دیکھکر عمرو چارون طرف پھرتے پھرتے سیر کرتے کرتے غافل نیرنگ فلک ہو گیا اور ایک درخت کے نیچے آکر لیٹ رہا
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے جو آنے لگے تو عمرو کو نیند آگئی اور بیہوش ہوکر سو گیا اب نیرنگی گردون سنیے کہ ایک عیار تیز و طرار
غول زرینہ چنگ برادر شیلوہ عیار رہنے والا ملک ہامان دربان کا سیر کرتا ہوا اُسی مقام پر آیا اور عمرو کو زیر درخت بیخبر سوتا پایا
اور پہچان کیا کہ یہ تو قاتل ہے میرے بھائی کا بس عمرو کو فوراً بیہوشی سنگھا کر حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کرکے اور چادر عیاری مین باندھکر
پشتارہ بردوش ہوکر روانہ ہوا ارغنون اور ارغش اُسکے آقازادے تھے یعنی عنقا نے شفیرن جو ہاتھ سے قاسم شفیرن کے مرے بند
عنقا کو وہ پہ قتل ہوا تھا اُسکے بیٹے تھے اُنکے پاس لیکر چلا جسوقت سامنے ارغنون اور ارغش کے پہونچا پشتارہ عمرو کا سامنے رکھدیا
ارغنون اور ارغش نے استفسار حال کیا غول زرینہ چنگ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا جب انکو یہ معلوم ہوا کہ یہ خواجہ
عمرو ہین تو وہ بہت مسرور ہوے اور غول زرینہ چنگ سے نہایت خوش ہوے اور خواجہ کو ایک چاہ تاریک مین قید کیا اب یہاں
حال سنیے کہ امیر باتوقیر نے جو یہ نگاہ کی دیکھا کہ کئی روز گذر گئے کہ عمرو کا کہین پتا نہین ہے نہایت متردد ہوے کہ خواجہ کہان چلا گیا اور کیا
آفت و مصیبت خواجہ پر گذر گئی ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ خواجہ کو بے میرے دیکھے چین آتا اور وہ میرے پاس نہ بھی آتا کچھ دال مین کالا
ضرور ہے یہ سوچ کر امیر اور سیار سے کہا کہ اے امیر و سیار تم جاؤ اور اپنے باپ کی خبر تو لاؤ دیکھو تو وہ کہان ہے اور کس حال
مین ہے یہ دونون حکم کے ساتھ ہی باغ عیاری سے کر تن پر آراستہ کرکے روانہ ہوے جاتے جاتے قلعۂ کنان لشکر مین ارغنون اور

ارعش کے پہونچے اپنی صورتین بدلکر داخل لشکر ہوے حال خواجہ کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ عقول زرینہ جنگ ارغنون اور ارعش
کا عیار پکڑ لایا ہے اور وہ کہیں اندر سے یہان قید ہے یہ سنکر اسیہ تو ایک باورچی کی شکل پر متشکل ہوا اور سیارہ ایک نان پز کی صورت بنا اور
اُس لشکر مین ایک دکان نہایت بتکلف کھولی اور رات کے وقت نقب زنی کرکے زندانخانہ مین عمرو کے پاس پہونچ جایا کہ عمرو کو
چھڑا لائین کہ عقول زرینہ جنگ پہونچا اور حلقہ ہاے کمند اسیہ و سیارہ پر مارے اسیہ تو اسیر بلا ہو گیا لیکن سیارہ تڑپ کر نکل گیا
عقول زرینہ جنگ نے مشکین اسیہ کی باندھ لین اور عمرو کے پاس قید کرکے روانہ ہوا اب حال سیارہ کا سنیے کہ وہ زندانخانہ سے
نکلتے ہی یہ تو اپنی دکان پر آیا اور بہت سا کھانا پکا کر دارو بیہوشی آمیختہ کرکے زندانخانہ مین لایا اور کہا یہ کھانا ارعش اور ارغنون نے
بھیجا ہے کہ وہ جو لوگ رات بھر قیدیون کی حفاظت کرتے ہین اُنکے لیے بھجوایا ہے اُن سب نگہبانون نے وہ کھانا آپس مین تقسیم کر لیا اور خوب پیٹ
تان تان کے کھایا ایک دو گھڑی کے بعد سب کے سب بیہوش ہو کر گرے بس جھٹ پٹ سیارہ نے در وا زندان کا کھولکر عمرو اور اسیہ
دونون کو رہا کیا اور اسی وقت وہان سے لشکر اسلام کا راستہ لیا جلد جلد راہ طے کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ قضا سے کار عقول زرینہ
جنگ آ پہونچا اور نعرہ کیا ارے نا عیارو کہان جاتے ہو میرے ہاتھ سے چھوٹ کر کہان بھاگ کے جاؤ گے آ پہونچا اور پیچھے پکڑ کے دوڑا عمرو نے
اسکے کئی شاگردون کو مار کر ڈھیر کر دیا اور عقول زرینہ جنگ کے ایسے دو چار پتھر مارے کہ آنکھین اُسکی پھوٹ گئین اور عمرو کے سامنے
بھاگا عمرو اُسکے تعاقب مین چلا آتے آتے ایک عظیم الشان دریا ملا عقول زرینہ جنگ تو اُس دریا مین کود پڑا عمرو وہان سے پھر آیا
جلد جلد راہ طے کرکے خدمت امیر حمزہ صاحبقران مین پہونچا اور تمام حال زابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ ای امیر باتوقیر دونون
عقاب سے تیزتر ین کے لشکر اپنا لیے ہوے سر راہ پڑے ہوے ہین کہ لشکر اسلام کا سد باب کیجیے اور اودھر سے کسی طرح نہ گذر سکے یہ دیکھیے یہ سنکر
صاحبقران نے مقبل سے کہا کہ بہت جلد ایک چوکی لاکر بچھا دو اور ایک خلعت زرتار اور ایک شمشیر اور ایک جام شربت اور ایک بیڑا پان کا لا کر
اُس چوکی پر رکھو مقبل نے بموجب ارشاد فیض بنیاد امیر باتوقیر جلد جلد وہ سب اشیا لاکر مہیا کیے جب وہ سب سامان درست ہو چکا تو امیر
شور گیر نے غازیان نیزہ دار اور صفدران تہور شعار سے خطاب کرکے فرمایا کہ ای جوانان باہمت اور ای بہادران پر صولت تم مین سے کون ایسے دو
بہادر ہین کہ جا کر ارعش اور ارغنون کو زندہ پکڑ لائین یا اُن دونون کے سر کاٹ کر لے آئین پوری بات ابھی امیر باتوقیر کے منہ سے نکلی تھی
کہ اودھر سے شاہزادہ رستم شکوہ انجم گروہ سر فتنہ ملک باختر بدیع الزمان نامور اپنے دنگل سے اٹھا اور ادھر سے قبۂ دین ستون
اسلام کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور دونون نے دست بستہ آکر خدمت صاحبقران
مین عرض کیا کہ اگر حکم والاشرف صادر پاے تو ہم دونون غلام جاکر اس مہم کو سر کر لائین یہ سنکر صاحبقران نے شاباش و مرحبا
کہا اور فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے جاؤ حق سبحانہ و تعالی تمہارے ارادے مین برکت دے اور یہ کہکر اُسی وقت شاہزادے بدیع الزمان
اور کرب غازی کو خلعت و انعام دے کر روانہ لشکر ارغنون اور ارعش کیا ان دونون غازیان جرار اور بہادران کرار نے
جلد جلد راہ طے کی اور سامنے لشکر کفار بدکردار کے بارگاہ اپنی استادہ کروائی ہرکارون نے یہ خبر ارغنون اور ارعش کو پہونچائی
کہ کرب غازی اور شاہزادہ بدیع الزمان لشکر اسلام سے مقابلہ کے لیے آئے ہین یہ سنتا تھا کہ فوراً حکم دیدیا کہ طبل جنگ ہماری
جانب سے بجایا جاے صبح کو ہم ان دونون کا مقابلہ کرینگے حسب الحکم اُسی وقت طبل جنگ بجا دیا گیا ادھر شاہزادہ بدیع الزمان
اور کرب غازی نے بھی سامان جنگ مہیا کیا صبح کو دونون لشکر مقابل ہوے اور نقارہ رزمی پر چوب پڑی جانبین سے صفین
آراستہ ہو چکین اور میدان تیار ہوا نقیب نسب دے کر نکل گئے ارغنون ارعش سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوا اور گھوڑا اچھالکر میدان
مین آیا ادھر بدیع الزمان بھی نکلکر مقابل ارغنون کے ہوا اُدھر سے بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرہ مدبرش خوبی ہشت انجمن
بدیع الزمان گرد لشکر شکن + بہ نام نیے ملک اسلام شد + کہ سر فتنہ باختر نام شد + اودھر سے ارغنون نے بھی
جواب دیا الغرض بعد گفتگوے بسیار ارغنون نے بدیع الزمان کے نیزہ حوالے کیا بدیع الزمان نے نہایت ہی پھرتی سے

اسکے نیزہ کو اپنے نیزے پر روکا اور چند ہی لمحون مین برچھا ارغنون کا ہاتھ سے گر گیا برچھے کا گرنا تھا کہ اس گبر ناہنجار نے نہایت
ہی غیظ مین آکر بدیع الزمان پر تلوار ماری بدیع الزمان نے اسکے وار کو اپنی سپر پر روک کے لپک کے اس زور سے اسکی کلائی
مضبوط پکڑی کہ ہاتھ اسکا فشردہ ہو گیا اور تلوار اسکی چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اسکے ہاتھ سے تلوار کا گرنا تھا کہ بدیع الزمان نے اب
جو ایک جھٹکا اسکا پیچھے سنکر اور پائچا کھینچکر ایک وار تلوار آبدار کا کیا تو صاف اس گبر ناہنجار کے دو ٹکڑے ہوے اور مرکب سے
نیچے گر پڑا بس اسکا گرنا تھا بھائی نے بھائی کی لاش جو دیکھی خون آنکھون مین اتر آیا اور تاب باقی نہ رہی اسپ دوڑا کر پرسولہ
ہو گئے للکارتا ہوا دوڑا ادھر سے کرب غازی بہت ہی جلد جلد گھوڑے پر سوار ہو کر بدیع الزمان کے قریب آ گئے اور کہا اے
بدیع الزمان اب تم پیچھے جاؤ شاباش دلاور ایسے ہی کام کرتے ہین اب تم تھک گئے ہو اتنے بڑے کافر کو گرایا ہے اب مین اس مردود
ازلی کا مقابلہ کرونگا ہر چند بدیع الزمان نے انکار کیا مگر کرب نے کسی طرح نہ مانا اور بدیع الزمان کو قسمین دے کر پھیر دیا اور آپ
بنفس نفیس ارغن کے مقابلہ کو آیا ادھر سے کرب غازی اور ادھر سے ارغن سامنے آیا ارغن نے آتے کے ساتھ ہی کرب غازی
پر ایک تلوار لگائی کرب غازی تلوار اسکی روک کے اب چھپا گلی ولی کہکر تیغہ کربندس کا ایک وار کرتے ہین تو سوار و مرکب چار ٹکڑے
ہوتے ہی ارغن کا مارا جانا کہ فوج ارغن و ارغنون کی دوڑ پڑی ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان اور کرب غازی کے ساتھی بھی دوڑ کر
اور تلوارین کھینچ کھینچ کر اس لشکر پر حملہ آور ہوے بڑی جنگ مغلوبہ ہوئی اگرچہ وہ لوگ بھی بڑی دلیری سے لڑے مگر انکا مقابلہ کب کر سکتے
تھے آخر شکست کھا کر بھاگ نکلے جب میدان لشکر مخالف سے خالی ہوا تو بدیع الزمان اور کرب غازی اپنی فرودگاہ مین آگئے
نذرین فتح کی گذرنے لگین بدیع الزمان اور کرب غازی نے فتح نامہ کی عرضی امیر حمزہ صاحبقران کی خدمت مین ارسال
کی کہ الحمد للہ والمنہ غلامون نے بامداد خدا اور باقبال حضور فتح پائی ارغنون اور ارغن مارے گئے لشکر انکا مفرور ہوا جیسے ہی یہ نامہ امیر
کو پہونچا پہلے امیر نے تو سجدہ شکر بدرگاہ جناب باری بجا لاے اور بعد اسکے خلعتہاے پر تکلف ان دونون کے واسطے روانہ کیے اور بعد
روانگی خلعتون کے خود بھی مع لشکر ظفر پیکر وہین تشریف لائے بدیع الزمان اور کرب غازی کو بارہ گرہ خلعت سے سرفراز فرمایا اور دونون
کو گلے سے لگایا پھر عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ ذرا ملک سباحل کی تو خبر لاؤ خواجہ امیر سے کئی ہزار روپیہ لیکر ملک سباحل کی طرف
روانہ ہوا غافل اپنی دھن مین راہ طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ غول زرینہ جنگ آکر پشت پر سے عمرو کے لپٹ گیا اور بغل مین داب کر
لے چلا خواجہ نے اسکی بغل مین ایک ایسا خنجر رسید کیا کہ غول زرینہ جنگ بیقرار ہو گیا اور ہاتھ اسکا ڈھیلا ہو گیا اسکا ہاتھ ڈھیلا
ہونا کہ عمرو تڑپ کے اسکی بغل سے نکلکر ایک طرف کو راہی ہوے غول زرینہ جنگ پھر عمرو کے پیچھے دوڑا عمرو نے پلٹ کر حلقہ
کمند اسکے پاؤن مین ڈال دیے کہ وہ غول بادیہ ضلالت جھکر گرا بس اسکا گرنا کہ خواجہ جھپٹ خنجر کھینچ اسکے سینہ پر سوار ہوے دیکھا کہ اس
مردود کی کمر مین ایک نامہ ہے اس نامے کو نکالا اور نکالکر پڑھا تو ارغنون اور ارغن نے لقا کو لکھا تھا کہ میرے عیار غول نے
خواجہ عمرو کو گرفتار کر لیا ہے اور مین نے اسے قید کر دیا ہے اب جیسا حکم ہو ویسا عمل مین لاؤن کہیے زندہ مقید خدمت عالی مین روانہ
کرون اور اگر حکم ہو تو سر اسکا کاٹ کر روانہ لشکر ظفر پیکر کرون اس نامہ کو تو عمرو نے اپنے پاس رکھا اور اس غول بادیہ ضلالت
سے کہا کہ اگر تو مسلمان ہو جاے تو مین تجھے ابھی چھوڑے دیتا ہون ورنہ تجھے مار ڈالونگا اور ہرگز نہ چھوڑونگا اسنے کہا کہ مین نے
آپکی اطاعت قبول کی اور لقا پرستی سے کچھ سروکار نہین خواجہ نے کہا کہ مجھے ہرگز تیری بات کا اعتبار نہین ہے
اسنے قسمین کھائین اور کہا کہ اب آپ یقین ہی جانین کہ مجھسے کبھی خطا نہ ہوگی عمرو نے کہا کہ اچھا ہم تمھین زمین مین گاڑے دیتے ہین
تم یہین رہو جس وقت ہم ادھر سے پھر نکلینگے تو تمھین یہان سے رہا کر دینگے یہ کہکر عمرو نے زمین کھود کے اسے کمر تک گاڑ دیا غول زرینہ جنگ
نے کہا کہ مجھے کوئی درندہ آکر کھا جائیگا یہ سنکر عمرو نے چند زنگ اسکے گلے مین ڈال دیے اور کہا کہ جب کوئی جانور تیرے
پاس آئے تو تو گردن اپنی ہلانا زنگ کی آواز سے وہ بھاگ جائیگا یہ کہکر عمرو وہان سے روانہ ہوے طے مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا

کرتے ہوئے جب قریب ملک سبائل کے پہونچا تو اپنی صورت کو بشکل غول زرینہ چنگ بناکر داخل شہر ہوا اور سیدھا بارگاہ
یاقوت شاہ میں آیا اور وہ نامہ جو غول زرینہ چنگ سے ہاتھ لگا تھا وہ یاقوت شاہ کے ہاتھ میں دیا یاقوت شاہ اُس
نامہ کو پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اُسے خلعت و انعام دیا اور وہ نامہ لیکر لقا کے پاس آیا اور وہ نامہ لقا کو دیا لقا دیکھکر بہت خوش
ہوا اور کہنے لگا کہ بیٹے تو کئی لاکھ برس بیشتر ہی تقدیر کی تھی جلدی جاؤ اور ارغشون اور ارغش کے عیار سے کہو کہ عمرو کو زندہ
ہمارے پاس پکڑ لے آؤ یہ حکم سنکر یاقوت شاہ جلادی تھا کہ بختیارک نے کہا کہ یا خداوند اُس عیار بدکردار کا یہاں زندہ آنا
میرے نزدیک کسی طرح مناسب نہیں ہے عمرو کا سر ہی طلب کیجیے تو بہتر ہے یہ سنکر لقا نے یاقوت شاہ سے پکار کر کہا کہ ای چہیلی
قدرت اچھا اُسکو زندہ یہاں بلوانا اچھا نہیں ہے تم سر ہی اُسکا منگوا لو تو بہتر ہے یہ حکم سنکر یاقوت شاہ لقا سے رخصت ہو کر اپنی
بارگاہ میں آیا اور غول زرینہ چنگ کو حکم لقا کا سنایا غول زرینہ چنگ نے یہ حکم سنکر کہا بہت اچھا یہ کہہ گیا اور سر اُسکا ابھی
لایا آپ با اطمینان خاطر رکھیں اب سنئیے یہاں کی یہ گفتگو ہے اور وہاں حال غول زرینہ چنگ اصلی کا سنئیے کہ یہاں زمین میں گڑا
ہوا حیران و پریشان کھڑا ہوا تھا کہ قضاے کار اتفاقات روزگار کچھ ہیزم کش وہاں آئے کہ لکڑیاں درختوں میں سے کاٹ کر
لے جائیں اُن سب کو دیکھکر غول زرینہ چنگ نے آواز دی کہ اے صاحبو مجھکو ایک ظالم زبردست نے زمین میں گاڑ دیا ہے
براے خدا کے اِس بلا سے نجات دو اور زمین سے نکالو اُسکی آواز سنکر پہلے تو وہ لوگ بہت ہی خائف ہوئے کہ معلوم نہیں اس
صحراے لق و دق میں یہ کوئی بھوت ہے یا پریت ہے کون بلا ہے کون اسکے پاس جائے بعد اسکے سب نے آپس میں صلاح کی کہ اچھا ہے
کچھ ہو ذرا چلکر سب ملکے دیکھو تو یہ کون ہے آخر ہم بھی اتنے آدمی ہیں یہ ہمارا کیا بنا لیگا اور اگر کسی طرح کی گزند پہونچانے کا قصد کریگا تو ہم بھی اُسکے
اگر واقعی کوئی آدمی کسی بلا میں اتفاقات روزگار سے مبتلا ہو گیا اور کسی ظالم کے پھندے میں پھنس گیا ہے تو قربۃً الی اللہ
کسی کی جان بچانے میں بڑا ثواب ہے اچھا چلکر دیکھتے ہیں تو واقعی وہی امر ہے جیسا کہ اُسنے پکار کر کہا تھا الغرض اُن سب نے زمین
سے اُسے نکالا اور اُس بلا سے نجات دی یہ بدبخت یہاں سے رہائی پاتے ہی بارگاہ یاقوت شاہ کی طرف روانہ ہوا اور جلد
جلد راہ طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا اور اپنے دل میں کہتا جاتا تھا کہ ای غول زرینہ چنگ معلوم نہیں کہ عمرو نے یاقوت شاہ
کے دربار میں پہونچکر کیا مکاری کی ہوگی اور کیا آفت برپا کر رکھی ہوگی ضرور بالضرور میری شکل بنکر یاقوت شاہ کے دربار میں
گھسا ہوگا اور نہیں معلوم کیا کیا حرکات کر رہا ہوگا یہی منصوبہ گانٹھتا ہوا طے منازل کرتا ہوا چلا جاتا تھا جب دربار یاقوت شاہ
میں پہونچا تو جا کر کیا دیکھا کہ عمرو یاقوت شاہ کے دربار میں اُسکی صورت بنا غافل بیٹھا ہوا باتیں بنا رہا ہے پیچھے سے آنکے
ساتھ ہی عمرو سے لپٹ گیا اور اُسے گرفتار کرکے مشکیں خوب مضبوط باندھ لیں خواجہ بہت ہی حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہوا
پلٹ کے جو دیکھتا ہے تو غول زرینہ چنگ کھڑا ہوا ہے اپنے دل میں خیال کرنے لگا کہ ارے بڑا غضب ہوا یہ کمبخت کیوں آ پہونچا اگر
غل کرا کرکے پکارا کہ ای یاقوت شاہ یہ عمرو ہے کہ میری شکل بنکر تیرے دربار میں آیا ہے اور مجھے غافل پاکر گرفتار کر لیا ہے غول
زرینہ چنگ نے آواز دی کہ ای چہیلی قدرت یہ بالکل غلط کہتا ہے بلکہ یہ عمرو ہے کہ میری صورت بنکر تیرے دربار میں آیا ہے
میں غول زرینہ چنگ اصلی ہوں ای چہیلی قدرت اس کمبخت نے اثناے راہ میں مجھے گرفتار کر لیا تھا اور مجھے یہاں ہی سے
مار ڈالتا تھا جب میں نے بظاہر اسلام قبول کیا تو یہ کمبخت مجھکو ناحق زمین میں گاڑکر یہاں چلا آیا مجھکو تو ہیزم کشوں نے
نکالا ہے تو میں یہاں تک آیا ہوں ورنہ وہیں مر کر رہ جاتا اور کوئی درندہ آکر کھا جاتا اگر آپکو میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو مجھکو اور اسکو
دونوں کو گرم پانی سے نہلوا دیجئے حال کھل جائیگا کہ اصلی کون ہے اور نقلی کون ہے القصہ یاقوت شاہ نے پانی گرم کروا کے دونوں کو
نہلوایا عمرو اپنی صورت اصلی پر نکلا اور غول زرینہ چنگ اپنی ہیئت اصلی پر نکل آیا یاقوت شاہ نے پکار کر لقا سے بیان کیا
کہ وہ قاصد جو نامہ ارغشون اور ارغش کا لیکر آیا تھا وہ خواجہ عمرو عیار تھا اب غول زرینہ چنگ ارغش اور ارغشون کا

عیار پیدا ہوا ہی اور اُسنے آکر عمرو کو گرفتار بلا کیا ہی لقا نے کہا کہ اچھا اُس مکار بدکردار عمرو عیار کو ہمارے سامنے لے آؤ اُسی دم
عمرو کو سامنے لقا کے لاے بختیارک نے اٹھکر سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آپ دیکھتے ہین آکر گرفتار بلا ہوے مگر خاطر
جمع رکھیے آپ کا کوئی کچھہ نہین کر سکتا کیا مجال ہی جو کوئی آپ سے آنکھہ بھی ملا سکے یا کجروی سے پیش آسکے آپکا تو دستور قدیم
ہی کہ جسنے آپکو قید کیا اُسی حریف کو آپ نے صید کیا آپ گرفتار کیا ہوے گویا شکار آپکے ہاتھہ لگا خواجہ عمرو نے کہا او
مردک بختیارک شیطان درگاہ تو مجھسے مضحکہ کرتا ہی تو بھول گیا یاد نہین مین نے بارہا تیری جان بچائی بختیارک
نے ہاتھہ باندھکر عرض کیا میری کیا تاب و طاقت کہ آپ سے مضحکہ کرون مگر اسوقت میرا بالکل اختیار نہین عمرو نے کہا استادی کیا
مضائقہ ہی عنقریب سمجھا جائیگا القصہ لقا نے کہا ای عمرو اگر تجھکو جان بچانی ہی تو مجھکو سجدہ کر ورنہ آج تم میرے ہاتھہ سے کب
بچتے ہو ابھی تہ تیغ کرتا ہون عمرو نے دل مین سوچا کہ اگر اس مقام پر کچھہ بھی عیاری نہ کرونگا مصلحتاً کچھہ باتین اسکے حسب دلخواہ
نہ بناؤنگا تو مفت مین جان جائیگی عمرو نے دل مین تصور خیالی کرکے کہا ای خداوند لقا مین تجھکو سجدہ کرتا ہون لیکن فعل سے باز آیا ہون
کیونکہ عمرو بھی اُس جگہ کو چھوڑ کے دوسرے مقام پر کھڑے ہوے اور قبلہ رو لقا سے بے بقا کی طرف پیٹھ کرکے زمین پر جھک کے
اور اپنے ہاتھہ کی دو انگلیون کی محراب عبادت سجدہ گاہ پروردگار جلیل القدر براے ترک کفر دلیل بنائی اور سر اپنا سجدہ کے لیے
اس محراب انگشت پر رکھا اور دل کو رجوع طرف پروردگار عالم کے کیا اور زبان عجز بیان سے بہ تضرع و زاری بدرگاہ جناب باری
عرض کیا کہ ای عالم الغیب و ای دانندۂ راز دل مجبوران مین سجدہ تیری درگاہ بے نیاز و بارگاہ کارساز مین کرتا ہون یہ لقا
بے بقا مردود درگاہ خدا ہی یہ کافر کیا چیز ہی مین اس پر لعنت کرتا ہون اور تجھکو سجدہ کرتا ہون کہ اسوقت بے اس فعل ناجائز کے کوئی چارا
مجھکو نہین ہی پڑتا ہی جان بچانے کا حکم تو نے ہر طرح سے دیا ہی وہی فعل مین نے اسوقت کیا ہی العفو العفو الٰہی خواجہ عمرو سجدے مین تھے کہ لقا
نے حکم دیا کہ ہمارے بندۂ تازہ کو سجدے سے اٹھاو ہم سرفراز کرینگے اور بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے پاس رکھینگے بحکم لقا ہنستے ہی بڑھ کے بختیارک
نے سر خواجہ عمرو کا سجدے سے اٹھایا اور کہا کہ ای خواجہ تمہاری سب خطا معاف ہو گئی تم اب مقبول بارگاہ خداوند لقا ہوے لقا
بے بقا بہت خوش ہوا اور خواجہ عمرو کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور مقام صدر پر بٹھایا مگر کافر سے بقریب خواجہ عمرو کو بلوایا خواجہ عمرو
اپنی شرارتون سے کب باز آتے ہین ایک ایک سے اشارے بازی ہوتی ہی پردے پردے مین مزے کرتے ہین بختیارک
کو ہاتھہ سے کچھہ اشارے سے دھمکاتے ہین کہتے ہین کہ دیکھو تو ابکی کیسا تم سب کو مزا چکھاتا ہون کہ عمر بھر ذائقہ زبان سے نہ جاے لقا
بے بقا خواجہ عمرو کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ ای عمرو اگر امیر تجھسے صلح کرلین اور میری پیروی کرین [illegible] لقا کو اپنی سجدہ گاہ
بنالین تو مین انکو اپنے بختیار حکم سے [illegible] اور ملک و مال کا مالک و مختار کردون کہ پھر بندگان درگاہ خداوند لقا کا خون ناحق نہ ہو عمرو
نے کہا ای خداوند لقا مین اگر جاؤن تو امیر حمزہ صاحبقران زمان کو سمجھا کر لے آؤن اور مطیع کرادون کیونکہ مین جو کچھہ صاحبقران
سے کہہ دیتا ہون وہ منظور کرلیتے ہین میرے کہنے کے علاوہ دوسرے کی بات پر عمل نہین کرتے ہین لقا نے کہا مین تجکو بہت
خوش اور مال و دولت سے سرفراز کرونگا عمرو نے دل مین کہا کہ او مردود تجکو بہکاتا ہی مین کب راہ راست سے پھرتا ہون تجپر اور
تیرے پرستارون پر لعنت کرتا ہون لقا سے بے بقا سے عمرو نے کہا مجکو تیری اطاعت سے اب کام ہی تو جو حکم کرے وہ بسر و چشم بجا لاؤنگا
کچھہ عذر نہ کرون لقا یہ سنکر بیحد مسرور ہوا بختیارک نے کہا کہ ای شہنشاہ عیاران حقیقت مین آپ بے مثل و بے نظیر ہین آپکے
ذکر سے زبان تر الغرض باقی ہی آپ کا کیا مذکور ہی آپ جو کچھہ فرماتے ہین صحیح و درست ہی خواجہ عمرو نے لقا کی طرف دیکھکے عرض کیا کہ
حضور دیکھتے ہین بختیارک مجھپر طعن کرتا ہی لقا یہ سنکر بختیارک پر خفا ہوا اور جھڑک دیا کہا کہ او شیطان درگاہ تجکو ہمارے
امور خدائی مین کیا دخل ہی بچپنے بارہ سو برس پیشتر ہی تقدیر کی تھی بختیارک نے عرض کیا خداوند صحیح فرماتے ہین یہی ہوگا عمرو عیار
ایسا ہی شخص ہی جیسی کہ تقدیر اسکے واسطے کی گئی لقا نے کہا چپ رہ مردود بے ادب اگر ابکی تو نے کچھہ خلاف خداوندی منہ سے کہا

تو انعام جسم مین ڈلوا دونگا سمجھے تھا کہ ڈر کر چپ ہو رہا خواجہ عمرو نے کہا اگر آپ مجھکو امیر یا فقیر کے لینے کے لیے بھیجتے ہین تو اس سامان و
تزک سے بھیجیے کہ دیکھنے والون کو رشک آئے یہین آپکی صفت دکھنا بیان کرونگا امیر کو سیر اسامان وقار اور جاہ و تجمل دیکھکر حوصلہ
ہو گا لقا نے کہا یہ بندۂ درگاہ سچ کہتا ہی اُسنے حکم دیا کہ لاؤ اور سب سامان ابھی درست کرو الغرض خلعت زرین خواجہ عمرو کے
زیب جسم کیا تاج جواہر نگار عمرو کے سر پہ رکھا بلکہ مرصع کار زرین بدھیا گیا ڈ اسپ الماس تراش کی لگائی ولایتی بہت عمدہ خواجہ عمرو کو
دی شاہانہ طور پر عمرو کو آراستہ و پیراستہ کرکے تخت جواہر نگار پر بٹھایا کہارون کو وردیان کار چوبی پہنا دین کچھ نقیب کچھ خواص بکار
اور لوازم براے خدمت خواجہ عمرو کے ساتھ کیے ڈنکا باجا وردی کا ہمراہ اور بارہ سو سوار زرین پوش مرصع کلاہ ہمراہ رکاب سعادت
انتساب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کر دیے وہ سوار کہ جنگی پوشاکین زرق برق ہتھیار چمکتے ہوے گھوڑے اُنکے چست و چالاک
ابلق و سبز کمیت و سمند سوار سب کے سب خاص اردلی کے جوان تھے جو ہر وقت دربارگاہ خاص خداوند لقا سے لیے لقا پر
رہا کرتے تھے خواجہ عمرو کی سواری کے ساتھ ہوے خواجہ عمرو تخت پر سوار کہار مثل پریزادان تخت کو اٹھاے ہوے چلے پا پیچے
وردی کے بجے ڈنکا ہوا سواری خواجہ عمرو کی چلی چپ و راست پیش و پس سوار تخت کو گھیرے ہوے نقیب آگے آگے القاب
کرتے ہوے اس شان و شوکت و جاہ و تجمل سے سواری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی ملک سبائل سے مین بازار سے
چوک ہو کر نکلی لوگ تماشے کو دو رستہ کھڑے ہو گئے آپس مین سب بازاری اور دوکاندار کہتے تھے کہ یہ سواری کس شہنشاہ کی ہی ہمنے ایسا
جاہ و حشم شان و شوکت وقار و تجمل کسی کا نہین دیکھا نقیبان بلند آواز کہتے جاتے تھے کہ اے اہل شہر سبائل واے تماشا بینان بازاری خیال
کرو آگاہ ہو کہ یہ عز و شرف یہ حشم و خدم درگاہ خداوند لقا سے آج تک کسی کا نہین ہوا یہ بندۂ تازہ بندگان خداوندی شہنشاہ عیاران
عیار سلطان طراران خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار نامدار ہی غرضکہ اس سامان و حشمت و اجلال سے سواری خواجہ عمرو
کی شہر سبائل سے نکلی قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے دوسری منزل پر پہونچے بارگاہ خواجہ عمرو کے واسطے استادہ
ہوئی اور خیام وغیرہ فوج و سواران زرین پوش کے لیے نصب کیے سب اپنے اپنے خیمون مین اُترے خواجہ عمرو بارگاہ مین
داخل ہوے سب سردار سواران حسب معمول آکر بیٹھے اُسوقت خواجہ عمرو نے کہا کہ بھائیو ہم تم سے بہت خوش اور راضی ہین اب
جسوقت اُدھر سے پھر کر جائینگے تم سب کے عہدے خداوند لقا سے کہکر بڑھا دینگے اور تم لوگون کی ترقی کرا دینگے مگر اسوقت ہمارا دل چاہتا
ہی کہ کوئی چیز عمدہ تمکو دین کہ تم بھی خوش ہو اور تمام عمر ہمارا احسان کو فراموش نہ کرو کچھ تم بھی یاد کرو اُن سب سردارون نے کہا
ہم آپکے تابعدار ہین آپ ہمارے مالک و مختار ہین آپ ہماری توقیر بڑھا رہے ہین تو عجب کیا ہی وہ چیز عمدہ کیا ہی جو آپ
عنایت فرماتے ہین لائیے مرحمت کیجیے اُسکی صفت و ثنا بیان فرمائیے خواجہ عمرو نے کہا ہمارے پاس شربت ساحری ایسا بنا ہوا ہی کہ
جو کوئی اُسکو پیے از سر نو جوان تازہ کی قوت آجاے اور بہت بالائی اور ساری دانشمندی و عیاری مجھ مین ہی وہ سب اُسکو
حاصل ہو یہ کہکے زنبیل سے گھڑے شربت کے نکالنا شروع کیے ایک ایک گھڑا ایک ایک افسر کو دیا اور کہا اپنے اپنے ہمراہیون کو جا کر پلاؤ
اور تم بھی خوب پیو وہ سب افسر گھڑے شربت ساحری کے اُٹھا لیگئے اور سب کو پلانا شروع کیا جب شربت کم ہوا پھر آئے اور خواجہ
عمرو سے کہا کہ اتنے آدمی اور باقی ہین خواجہ عمرو نے ایک ایک گھڑا اور تقسیم کر دیا لوگ سمجھتے ہین کہ خواجہ عمرو صاحب کمال
ہی کہ گھڑے شربت ساحری کے تھیلے سے نکلتے چلے آتے ہین جسقدر طلب کرو موجود ہین پھر کہارون کو بلایا اور ایک
گھڑا شربت ساحری کا اُنکو بھی دیا کہا لے جاؤ تم لوگ اسکے واسطے سر و دم رہو پی لو یاد کرو گے پھر ایک گھڑا نقیبون کو بھی دیا اور ایک
نقیبون کو دے کر کہا کہ تم پر بھی نظر توجہ ہماری ہی یہ شربت ساحری پیو اور خوش ہو الغرض سب کو خواجہ عمرو نے وہ شربت پلایا خوش ہوئے اگرچہ معلوم ہوا ان
وہ لوگ ایک جام کے بدلے دو دو تین تین جام چڑھا گئے انجام اندیشی کو نہ سوچا کہ کیا ہوگا یہ شربت کیا بیان تلک کیا رنگ
دکھائیگا غرضکہ گردش فلک کا ان سب کے واسطے سامنا ہوا افسوس ہی ہوشیاری سپاہ لشکر کا شہر خاموشان

ہو گیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ سب سوار سردار پیادہ پا اس ہیئت عجیب و غریب سے اٹھکر دوڑتے تھے کیونکہ یہ لوگ خائف ہو کر انکو دیکھکر بھاگ گئے تھے کہ ڈاڑھیان مونچھین ندارد خرد منڈے بال سر کے بڑے بڑے آنکھین گلابی قد لمبے لمبے ناڑے سے لنگ لٹکتا زانو تک لٹکتا پیچھے پتا ہاتھون سے آگا پیچھا چھپائے صحرا کی خاک جو دوڑنے مین اڑ اڑ کر جسم پر سب کے پڑی تھی اور ہیئت بدل گئی تھی صاف بھتنون کی شکل معلوم ہوتی تھی اس شکل و شمائل کے غول کے غول دیکھکر کیونکر شہری و دہقانی ڈر ڈر کر بھاگ گئے مگر واضح ہو کہ سب قومون مین کہار کی قوم بہت بیباک و بے شرم ہوتی ہے کیونکہ اس قوم کو گانے اور ناچنے اور مٹکنے کی کچھ غیرت نہین ہے اکثر راہ مین بھی جھانجھ ڈھرک بجا کر ناچتے اور مٹکتے ہین اور جب کہار کی قوم دس بیس ملکر سفر کو جاتے ہین تو اپنے اسباب کے ہمراہ جھانجھ ڈھرک ضرور ساتھ لیکر نکلتے ہین کہ سفر کے بعد فراغت کرنے کاروبار سرکاری کے رات کو فرصت کے وقت شغلیہ پہر چار گھڑی بجاتے ہین کہ ذرا دل بہلے چنانچہ یہ کہار بھی اپنے جھانجھ ڈھرک ساتھ لیے گئے تھے جب خواجہ عمرو نے سب کو بیہوش کر کے اسباب اور کپڑے وغیرہ لینے لگے تو جھانجھ ڈھرک خواجہ عمرو نے نہین لیے وہین چھوڑ دیے کہ یہ ثقیل چیزین ہین اسکو وہ لیکر کیا کرتے چنانچہ کہارون نے اور کچھ اسباب اپنا اور پردہ دبان وغیرہ تو نہ پایا مگر ڈھرک پڑے دیکھے اٹھا لیے اور انکو راہ مین بجانا شروع کیا اور مٹک مٹک کر گاتے اور ناچتے چلے کبھی دوڑتے کبھی اچک کر ایک جگہ بیٹھ گئے تماشے بین اور اور ایک تماشا پیدا ہوا بستی والے لڑکون پر چڑھ چڑھ کر غول کے غول عنٹ کے عنٹ ان عجوبہ ہاے نحس و شوم کی سیر کرنے لگے لڑکے سب ہنس ہنس کر تالیان بجاتے تھے عجب کیفیت تھی کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی الغرض اسی طرح وہ سب بارہ سو آدمیون کا غول ہیئت جبہ تنگ سا [illegible] سر سے پا تک آگے پیچھے گرد و غبار مین آلودہ خرد منڈے بنے ہوے غول کے غول کہار آنکھ میچے ہوے گاتے بجاتے ناچتے تھرکتے شہر سیاہ گل مین داخل ہوے لوگ دیکھتے ہی گھبرا کے بچے بوڑھے عورت مرد ڈر کر بھاگے دوکاندار اپنی اپنی دوکانین کھلی چھوڑ چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوے شہر مین ایک تلاطم عظیم پڑ گیا غدر ہو گیا [illegible] کا سامان نظر آیا لوگ غل مچانے لگے ارے [illegible] ہوا بختیارک کا لشکر کہان سے شہر مین گھس آیا ہے یا خداوند لقا کے فرشتون کی فوج نے شکست کھائی کہ بھاگ آئی ہے یہ لوگ [illegible] سے پکار کر کہتے ہین ارے بھائیو تم لوگ ہم سے کیون ڈرتے ہو ناحق توحش کرتے ہو ہم لوگ کہتے ہین نہ خداوند لقا کے فرشتے ہین [illegible] گردہ فلک سے پیر ہین ہم سب لوگ وہی سوار ہین جو عمرو کی سواری کے ساتھ ادھر گئے تھے عمرو نے بیہوش کر کے ننگا کر دیا آپ چلا گیا اب ہم تباہ و برباد ہو کر ننگے بھاگے چلے آتے ہین یہ لوگ سب کہتے ہین سمجھاتے ہین مگر [illegible] انکی کوئی نہین سنتا لوگ دور سے ڈھیلے پتھر اینٹین مارتے ہین اب وہ بچارے سب آفت کے مارے زخمی ہو کر اور زیادہ گھبرا گئے اگرچہ شہر سیاہ گل مین یہ ہنگامہ و تلاطم برپا تھا شدہ شدہ لقا سے جو لقا کو کہ گنبد گیتی نما پر خبر ہوئی کہ آج شہر سیاہ گل مین عجب تلاطم برپا ہے نہین معلوم بختیارک کا لشکر کہان سے آ گیا ہے یا آپ کے فرشتون کی فوج شکست کھا کر مسلمانون سے بھاگ آئی ہے عجب ہیبتناک شکلین ہین گرد [illegible] سے جنکو دیکھ معلوم ہوتا ہے لقا نے [illegible] سنتے ہی ان خبردارون کو جھڑک دیا کہ کیا بیہودہ بکتے ہو کیا [illegible] سے ایسی خبرین واہیات لا لا کر دیتے ہو میرے شہر مین بھتنون کا کیا کام ہے اور میرے فرشتے شکست کھا کر کیون بھاگنے لگے میرے فرشتے کیا ایسے بودے ہین کہ مسلمانون سے شکست کھا کے بھاگینگے وہ تو بڑے بڑے بہادرون سے بھی نہین دبتے ہین مجھ ایسے خداوند کے فرشتے ہین میرے قہر بغیر میرے حکم کے کسی سے لڑنے کو کیون جانے لگے پھر لقا نے بختیارک سے کہا کہ ای شیطان درگاہ مین جا کے خبر لو کہ یہ کیا ماجرا ہے بختیارک نے کہا ای خداوند مجکو عقل سے یہ ثبوت ہوتا ہے کہ وہ جو آپ کے سوار اور کہار وغیرہ عمرو کے ہمراہ اونکا [illegible] گئے تھے شاید راہ مین کچھ ان پر افتاد پڑی عمرو نے شاید کچھ عیاری کی ہو وہی بھاگے ہوے آتے ہونگے بختیارک تو بڑا جہاندیدہ بلا [illegible] آفت کا پرکالا تھا اٹکل دوڑی پڑا کو بھانپتا ہی [illegible] بختیارک ابھی یہ لقا سے کہہ رہا تھا کہ زیر گنبد گیتی نما ایک غلغلہ بلند ہوا مارنا باندھنا پکڑ لینا کی صدا آئی لقا گھبرا کے بختیارک سے کہا جاتا ہون دیکھنے خبر لینے کہ کیا آفت ہے بختیارک یہ سنکر شیطان اون سے آگے [illegible] اترا لقا نے خود دریچہ ہاے گنبد گیتی نما سے دیکھا صدہا غول مثل غول بیابانی کے بھتنون کے مانند سر ننگے ننگے مادر زاد مونچھین داڑھیان ندارد

خاک میں اٹے ہوئے آگے پیچھے کو اپنے ہاتھوں سے چھپائے ہوئے چلے آتے ہیں اور کچھ لوگ مثل کہاروں کے ہڑک بجانے گانے اچھلتے کودتے آتے ہیں انکو کچھ غیرت ننگ کھلے کی نہیں ہے سب بندگان خداوند منتظر ہیں لقا سے بھی دیکھکر ضبط نہو سکا آخر کو ہنس دیا ان بیچاروں نے دہائی دے کر نقل بیچا یا کہ ہم لوگ وہی سوار زرین پوش ہیں جنکو خداوند لقا نے عمرو کے ہمراہ کیا تھا جنگل میں عمرو نے ہمکو بیہوشی کا شربت پلا کر لوٹ لیا داڑھیاں مونچھیں ناک کاٹ ڈالیں ہم سب کے سب ننگے مادر زاد منزلوں بھاگتے ہوئے آتے ہیں ہم تماشا بن گئے راہ میں لوگ پھبتیاں کہتے تھے واہ واہ کیا خداوند نے اچھی تقدیر کی خوب اپنی قدرت دکھائی کہ اس وبال کو پہونچے کیا التماس نصیب نہیں کہ ستر چھپانے بختیارک نے دست بستہ عرض کیا یا خداوند خوب آپ نے بندۂ تازہ عمرو کی بابت سو برس پیشتر تقدیر کی تھی کہ آسنے یہ رنگ تو دکھایا ان بیچاروں کا یہ حال بنایا لقا نے کہا یہ سب بندے میرے راندۂ درگاہ تھے نافرمانی خداوندی کی کرتے تھے اسلیے انکے واسطے یہ تقدیر کی گئی تھی اب اپنی سزا کو پہونچ گئے تھا دکھ دوان سب کی خطا معاف کی اور اسباب پوشاک دے کر بخشا خدا کی رحمت ہوئے سب لوگ شاد ہو کر کپڑے پہن کر مستعد ہو گئے تمامی شہر میں اس واقعہ کی دھوم پڑی ان بیچاروں کی دل لگی رہی بختیارک نے کہا یا خداوند میں نے جو اسوقت گذارش کیا تھا آپ نے مجکو جھڑک دیا تھا میں خاموش رہا لقا نے کہا عمرو کے واسطے ایسی ہی تقدیر کی دراں بندگان کو اسطرح کی تقدیر کی اگر اب کی عمرو گرفتار ہو کر آئیگا تو اسکو تقدیر کر کے قتل کر دونگا

اب وہ داستان امیر بانوقر کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا بادۂ جنگجو
کہ ملکست اب ترے ہاتھ جام و سبو
نہ کر دیر دینے میں پہلو تہی
کہ ہے وقت رزم آج کل فتح بھی

چڑھا ہے ہوا ہی ہر مردوں کی یہاں پر
یہ جنگ ہے جدل ایک پیا نہ پر
خم محو لنڈھے ہیں کہ سیلاب ہو
کہ پیمانہ میں بحر خوشاب ہو

یہ ہے منقلب جام یا ہیں حباب
یہ دریا ہو کا ہے یا ہے شراب
تڑپ برق کی تولوں سے ہو
ہر اک ہو جوہر تیغ سے شور

سمجھ لیں اب آپ اپنے مطلب ہے تو
مضامین اعلیٰ کی کر جستجو
اس ترک کی ثنا میں جو صرف قلم ہوا
خنجر زبان بن گئی نیزۂ قلم ہوا

گستاخ ہاتھ کر دن دلبر میں خم ہوا
ہر او سے شوق کا پاہر قدم ہوا
ہے یار باغ خانہ سیلار ہو گیا
پھولا چمن میں نے یہ سمجھا اور ہوا

پڑا ہے قتل کا کیونکر اٹھاؤ گے
کس کر کے سیدھی ہے تو در و ظلم ہوا
وقت اخیر جذب دل کھینچ لائیگا
دیکھیں گے دے یار جو آنکھو نہیں ہوا

ٹکڑے ہیں لاکھ شیشۂ تیر آب ہر قدم
کانٹوں پر آبلوں سے ہمارے ستم ہوا
نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ
چھوٹا کمان سے تیر تو ہمپر کرم ہوا

پہ کیسے سے بھی کیا دو بھی ہاکو بہر قرار
قاتل کی تیغ میں نزاع کا خم ہوا
بیت نگار رندۂ معنی لاجواب
رقم کردہ این داستان انتخاب

پیغام رسان نامہ نیرنگ شمامہ زبان شیرین ادائی مخبران وفا رسائی وجود وقت ذہن نکتہ دانی قلم تیز رقم کو سطور قرطاس فلک اساس پر یوں رواں کرتے ہیں کہ جب عمرو عیار طرار بصد تیز رفتاری عرضی ملکہ گیتی افروز نور چکیدۂ قدرت دختر زمرد شاہ باختری لقا سے بے بقائی لیکر بطرف لشکر امیر بانوقیر ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کے روانہ ہوا مثل صرصر تیز و تند نے چلا شتر ہو اسکے گھوڑے پیچ وقت میں سوار ہوا ہر ایک آہو سے باد صبا ٹکا رہوا جب حکم ملکہ گیتی افروز کے عمرو عیار طرار اثنائے راہ میں ایسا اچکتا دوڑتا چلا کہ جو دیکھتا تھا کہ یہ انسان ہے پرمثل طائر تیز پرواز اڑتا جاتا ہے کہ قدم اسکے ہوا بھی نہیں پا سکتی مثل صرصر تیز و تند چلا لیکن امیر آخر قاصد پہر یا بی گرد قدم بھی ہو اسکے گھوڑے سے + بعد قطع منازل و طے مراحل عمرو عیار تیز رفتار لشکر حمزہ والا میں پہونچا اور عرضی ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری کی صاحبقران زمان کے سامنے پیش کی امیر بانوقیر نے فوراً لفافہ چاک کر کے عرضی کو ملاحظہ فرمایا تحریر تھا کہ ای صاحب حشمت و اقبال و ای درخشندہ کوکب شوکت و اجلال بخشندۂ تاج و تخت سلاطین سکندر ثانی اقلیم مصر و چین سلطان سلطان و شاہان شاہان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زید اللہ قدرہ اکرم و اجلالکم بس اسکے بعد آستان بوسی بجد مشتاق اشتیاق بوشان بساط فیض مناط حضور سلیمان ظہور بر زبان خامۂ ادب شمامہ عرض پرداز ہوں کہ یہ کنیز ناچیز مسمات ملکہ گیتی افروز دختر زمرد خاص فیض اختصاص نامی نامور ان قہر

ورستم دوران شاہزادے کی ماں سے ستم نوجوان اس کشاکش میں پنہاں ہے مبتلا	جدائی ہجر کی ہر روز خون رلاتی ہے	شب سیاہ مجھے صبح تک ستاتی ہے
یہ گردش فلکی غم نئے دکھاتی ہے | نہ جان جاتی ہے میری نہ موت آتی ہے	نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو	عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

اے سرپرست مجبوران و اے مددگار بیکسان فلک دوار دوار ادر حسن ناہنجار اب یہ بلا اٹھانے والا ہے آفت تازہ لانے والا ہے جا دم بارہ غم فراق مجھکو
نوش اسلوب راحت جگر و جان حمزہ صاحبقران زبان اٹھانے کی تحمل نہ تھی مگر کیا کرے بیچارہ ناچار صدمہ ہجر دلدار کو خانہ دل میں جگہ
دی روح کو تودہ بنا کر سینہ میں وقف تصور ناوک مژہ چشم یار ہو جاتی کیا تھا اب سنا ہے کہ حقیقت خون آشام اور رستم اشکبوس پر آکے
برباد کی قلعہ زرتاشیہ و تاراج کی مال حرمت ناموس جگر گوشہ صاحبقران زبان یعنی شاہزادہ قاسم عالیشان آگئے ہیں مسدس

کہتی ہوں چرخ سے نہ ستم کر تو اتنا بس	مانند زلف یار نہ تو سانپ بن کے ڈس	تنہا ہوں راستہ میں چھپا ہے کوئی اور پیش و پس
سامان کچھ اور ہو گیا تھی دل میں کچھ ہوس	ظالم نہ ظلم کر کہ ہے دنیا مجھے قفس	میں آپ مر رہی ہوں پیا بن ترس ترس

اے سالار کاروان ہمت و شجاعت و اے خسرو خسروان ملک صولت و شوکت یہ التجا میری مقبول بارگاہ فلک جاہ حضور نشین کیجیو ہو
کہ میری حرمت کا آپ کو خیال و پاس ضرور چاہیے اگر اسوقت بیکسی میں میری کمک نہ کی تو اپنی جان دونگی و بیشک حرمت گنوا نہ کرونگی
فقط زیادہ حد ادب تحریر گستاخانہ کو معاف فرمایئے گا مختصر شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را یہ مضمون مصیبت انگیز درد آمیز مرضی ملکہ
گیتی افروز غم رسیدہ و الم اندوز کا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زبان نے جو پڑھا بیساختہ برخاستہ مزاج ہوئے بس چیں بجبیں ہو کر
قبضہ شمشیر بے نظیر کی طرف دیکھا اور شربت شیرین و صاف جام کلہ شکر میں بھروا کر دربار عام فلک احتشام میں رکھا فرمایا اے یاوران
عالی منزلت و اے دلیران فلک مرتبت تم میں سے کوئی ایسا جری و دلیر ہے کہ یہ جام شجاعت نظام نوش کرے اور ملکہ گیتی افروز دختر لقا
بے بقا کو قلعہ زرتاشیہ سے بصد رفعت و جلالت و بہ حرمت و عزت ہمراہ لاسکے یہ کلام شجاعت فرجام امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
کا سنکر شاہزادہ عماد معظم(?) و شاہزادہ ہاشم تیغ زن نے قصد اٹھنے کا کیا امیر با توقیر نے فرمایا اے میوہ ہائے نخل گلشن
شجاعت و اے گلہائے چمن ہمت تمہارا جانا مناسب نہیں ہے یہ سنکے وہ دونوں شاہزادے ساکت بیٹھ رہے اسوقت تہمتن ہمسر(?)
ورستم دستان و ہمسر تہمتن و نریمان فخر یلان جہان مالک اژدر پہلوان دنگل سے اپنے اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا
کہ اے افتخار شجاعان عرب و عجم و اے صاحب وقار و حشم و خدم اے امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران زمان میں اس خدمت
بصد رجعت کو بسر و چشم بجا لاؤنگا اور ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری کو بصد اعزاز و اکرام و بعز و احتشام بحفاظت
تمام ہمراہ اپنے لاکر داخل عمارت معلی کرونگا یہ کہکر وہ جام شربت شیرین بصد عجز و تمکین اٹھا کر پی لیا اور امیر با توقیر سے اسی وقت رخصت
ہو کر دربار فلک اقتدار امیر با توقیر سے چلے آئے اور اپنے ہمراہیان فوج جرار کو حکم کربندی دیا کیا مجال تھی کہ دیر ہو فوراً
فوج جرار تیار ہو کر مسلح و مکمل ہو کر کوچ پر آمادہ ہوئی ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دار ہمراہ رکاب مالک اژدر نامدار ہوئے ہر ہر
نیزہ باز جنگی جلالت و تہور سے مریخ فلک کا نیچا ہو خورشید کو لرزے کی تپ چڑھی ایک ایک جوان صف شکن غازی و جرار نمودار
نامدار وہ نیزے انکے سامنے خطوط شعاعی کچل ہو لرزاں رستم سے پہلوان کا دل ہو وہ پھل نیزوں کے چمکتے ہوئے جھکے ہوئے گے
کرن خورشید کی شرماتی تھی برق جہندہ تڑپا کر رہ جاتی تھی وہ سنانیں و بھالے دل سنگ سخت کو برماتیں بجلیاں چمکاتے اور شرماتی
سب جوانمرد نیزہ بازی میں استاد ہزاروں بندیز(?) کے یاد گھوڑے انکے ابلق و کمیت و سمند زیر ران شبدیز ہر ایک
جوان سرداران جوانکا مالک اژدر سا نامور جو کہ اژدر کو چیر ڈالے فوجوں کو شکست دے پہلوانوں کو زیر کرے سرپر پگڑی زرتار
کی باندھے ہوئے تلوار کمر سے لگی ہوئی نیزہ دوسرا ہاتھ میں غرق بسلاح جنگ فوج ظفر موج کو ہمراہ لیکے طرف قلعہ زرتاشیہ
روانہ ہوا آگے پیچھے سردار نامدار نیزے لیے ہوئے ایسا ہوا سے تیز رفتار بے ہوا نیزہ سے برق مثال ہاتھوں میں لیے ہوئے تلواریں حمائلوں میں
پڑی ہوئی گھوڑوں کو رو میں اڑاتے ہوئے شان و جرأت و شوکت دکھاتے ہوئے مثل شیران غضبناک گرتے چلے ناگہ سرین پر

واضح ہو کہ مالک اژدر نامور مع لشکر ظفر پیکر ایک لاکھ اسّی ہزار نیزہ داروں سے بصد کروفر بموجب حکم امیر با توقیر حمزہ

صاحبقران طرف قلعہ زرتاشیہ کے روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان قلعہ زرتاشیہ کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا آب وہ جسکو زلال
اثر سے جسکے ہوا ہو حالت سقیم

کہ دیکھوں تماشا سے جنگ و جدال
کوئی دم میں ہوتی ہے جنگ عظیم
سحر کی طرف اسکی ایما کہ ہی

چلے دولہ پر دور پیمانے کا
کچھ بھی کچھ ہی بیت الغضب کی خبر
غضب کی وہ علامہ پیاسا ہی جو سحر

دکھاؤں ہوا اب رنگ پیمانے کا
ہی یاروں کے چہرہ پر اسکی نظر

کوئی گلفام جلانے دل ناشاد آیا — منہ میں تنکا تھا کہ گلچین سے بیداد آیا
قتل کرنے کو کوئی غیرت شمشاد آیا
کیا سمجھکر میں سوے گلشن ایجاد آیا — آشیان بھی نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا
ہوئی وحشت جو سوے باغ میں ناشاد آیا — دم الجھنے لگا دل پر قفس یاد آیا
نظر آنکھوں کو نہ یاں کبھی وہ پریزاد آیا
سلسلہ گیسو سے جانانکا مجھے یاد آیا — دوش پر دام جو ڈالے ہوئے صیاد آیا
کیا بتاؤں دل بیتاب نے صدمہ جو سہا — داغ سے بلبل بھی ہوئی کاک بھی حیرت میں ہا
کوئی پامال ہوا خون کسی عاشق کا بہا
وہ خراماں جو ہوا باغ میں سب نے یہ کہا — دیکھو طاؤس چمن سے کبھی پریزاد آیا
بسکہ ارمان تھا اسے آمد فصل گل کا — نہ رہا چین کا رہا جوش جنون کا
بسکہ اسطرح ہوئی نشہ ہو جیسے مل کا
قفس تنگ میں خون ہو گیا دل بلبل کا — ہاتھ میں دستہ گل لیکے جو صیاد آیا
آنکھ کھلتے ہی قفس ہو گیا بس اپنا وطن — کیوں نہ جاری ہو رہا پھر بری ہر دم یہ سخن
ہوش آیا تو اٹھا کر ستم چرخ کہن
مجھ سا حیرت زدہ ہوگا نہ کوئی مرغ چمن — شاخ گل تک بھی نہ پہونچا تھا کہ صیاد آیا

بلبلان ہزار زندہ نکتہ شوخ و خدنگ حمد و ثنا از قائم این حال جنگ و صف آرایان میدان رزمگاہ عبارات رنگین وصف آرایان معرکہ جدال و قتال جرات آئین شمشیر قلم کو معرکہ کارزار صفحہ قرطاس پر موزونیت طبع سے شعلہ افشان کرتے ہیں کہ جب صنیغم خون آشام اور رستم شنکبوس مع لشکر کفار بے شمار بحکم شہنشاہ باختری لقا سے بے لقا قریب قلعہ زرتاشیہ کے پہونچے سامنے قلعہ کے کچھ فاصلے پر میدان میں خیمے برپا کیے سرداران و جوانان و پہلوانان نامی اور ان لشکر کفار کے سوار و پیادے بصد کبر و غرور بکر و زور اترے اور خیموں میں داخل ہوئے یہان ملکہ گیتی افروز دختر لقا کو بھی خبر ہوئی کہ مظفر بن صنیغم خون آشام کہ برفیق شفیق شاہزادہ قاسم نوجوان کا ہی اور بڑا بہادر و دلاور ہے بدستور ملکہ نے مظفر کو بلایا اور کہا اے مظفر بن صنیغم خون آشام تیرا باپ بربادی زرتاشیہ کو آیا ہے اور مجکو گرفتار کرکے لیجائیگا میری حرمت میں فرق آئیگا مظفر نے کہا اے ملکہ دوران کیا مجال اور کیا تاب و طاقت رکھتا ہے جبتک میرے دم میں دم ہے کوئی تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا اگر شیر بھی مجھسے دشمنی کا ارادہ کرے کلیجہ چیر دیتا دون آپ نہ گھبرائیے انشاء اللہ تعالی میں اسکو زیر کرونگا اور مظفر و منصور رہونگا یہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا اور سلاح جنگ سے آراستہ ہوا فوج کو حکم دیا کہ باہر قلعہ کے مقابلہ میں لشکر کفار کے خیمے برپا کرو مظفر بن صنیغم خون آشام مسلح و مکمل ہو کر مع فوج ظفر موج کے آیا اور خیمے برپا ہوئے حاکم قلعہ زرتاشیہ نے بھی فوج اپنی بھیجی اور سرداروں سے کہدیا کہ مظفر بن صنیغم خون آشام کے ہمراہ جنگ و جدال میں رہنا مظفر نے کہا کہ ہمارے یہان بفضل الہی طبل جنگ بجے صنیغم خون آشام اور رستم شنکبوس نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر سب پہلوان و دلاوران و جوانان جنگ سامان جدال و قتال میں مصروف رہتے صبح ہوتے ہی دونوں طرف کے لشکروں میں صف آرائیاں اور مورچے بندیاں ہوئے لگیں دونوں لشکر چہار طرف مثل ابر سیاہ و سرخ و زرد کے چھا گئے اور پہلوانان چہار صفوں سے میدان جنگ میں گرگ مانند رعد کے گرجنے لگے سنانوں کی بجلیاں تلواروں کی قزاقین چمکین کہ رستم شنکبوس نے

گھوڑا صف سے نکالا نیزہ ہلاتا ہوا میدان میں آیا مبارز طلب ہوا ادھر سے مظفر بن ضیغم خون آشام نعرہ کرکے صف
جنگ سے شبدیز فلک سیر کو مہمیز کرکے نکلا بعد گفتگوئے بسیار سہم شکیوس نے نیزے کا بند باندھا مظفر نے ناخن جرأت
سے وہ بند نیزے کا طول دیا سہم اشکیوس نے جھنجھلا کر نیزہ بان کر سینے پر مظفر بن ضیغم خون آشام کے مارا مظفر جوانمرد
نے اپنے نیزے سے نیزہ سہم کا ہوائی کر دیا سہم اشکیوس منہ دیکھتے رہ گیا مظفر نے کہا اے سہم کیا منہ دیکھتا ہے تلوار
میان سے لے کوئی حوصلہ بہادری نہ رہ جائے سہم اشکیوس نے تلوار کھینچکے وار کیا مظفر نے خالی دے کے تلوار میان سے
لی اور جھپٹ کر ایک ہاتھ رکابوں میں پاؤں استوار کرکے مارا سہم اشکیوس نے جلدی سے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ
تیغ آبدار مظفر بن ضیغم خون آشام کا سپر سہم اشکیوس پر پڑا ساتھ سپر کے دو ٹکڑے کرکے تا بہ دو ابرو در آیا سہم اشکیوس نے دم نہ
مارا کہ تیغ چھنا کر نکل گیا سہم اشکیوس گرا عیار کفار جلدی سے سہم اشکیوس کو اٹھا لے گئے یہ دیکھتے ہی ضیغم خون آشام مثل فیل
مست کے چنگھاڑتا ہوا صف لشکر کفار سے نکلا میدان رزمگاہ میں آکر نیزہ زمین پر گاڑا اور للکار کر کہا او مظفر یہ کیا تو نے حرکت
ناشائستہ کی کہ خداوند لقا کی اطاعت و پرستش سے ہاتھ اٹھایا اور مسلمانوں کا شریک ہوا جسطرح فضل حق گیا ہو خون آشام
نے لشکر بدیع الزمان کا شریک ہو کر بدیع الزمان کا ساتھ دیا اسی طرح تو بھی ملک قاسم کا مطیع ہوا کیا تجھکو ہاتھ آیا جو تو
خداوند لقا سے پھر گیا خداوند لقا تجھکو بخشش و انعام دیتا تھا خلعت سے سرفراز کرتا تھا دیکھ اب بھی میرے کہنے پر عمل کر میرے
ساتھ چل میں خداوند لقا سے تیری خطا بخشوا دونگا انعام و اکرام و خلعت و زر دلوا دونگا مظفر نے کہا اے ضیغم اسوقت میں پاس
و لحاظ پدری نہ کرونگا تو مجھکو جو بات بھاتا ہے اور بات سے منہ پھیر دونگا کیوں زیادہ باتیں بناتا ہے رشتہ الفت پدری کو قطع کر چکا کیوں
یہی میدان ہے نیزہ ہاتھ میں اٹھا تلوار میان سے کھینچ دو دو ہاتھ تلوار کے چلیں دم میں فیصلہ ہو جسکو خدا دے وہ لے یہ سنتے ہی ضیغم
خون آشام نے بڑھ کے نیزہ زمین سے اکھاڑا مظفر نے بھی نیزہ اٹھایا باپ بیٹے میں نیزہ بازی ہونے لگی ضیغم خون آشام نے آزردگی
میں کہا اے مظفر میں جانتا ہوں جس بل پر تجھکو سارا گھمنڈ سپاہ گری کا ہے تو نے نیزہ بازی اور شمشیر زنی ملک قاسم سے خوب
سیکھی ہوگی آج اسکا پھل مزہ دیکھا مظفر نے کہا تو مجھے کیا طعنہ زنی کرتا ہے شہزادہ ملک قاسم عالیشان کی خدمتگزاری اور
فرمانبرداری کی بدولت سب ہنر جنگ اور سپاہ گری اور بہادری کے حاصل ہیں دیکھ تو آج پروردگار کیا کرتا ہے یہ سنتے ہی
ضیغم خون آشام نے بڑھ کر ایک بند باندھ کے نیزے کا ہاتھ نکالا مظفر نے وہ بند کھول کے نیزے سے نیزے کو اڑا دیا ایک
جھٹکے میں نیزہ ضیغم خون آشام کے ہاتھ سے نکل آیا انی سے انی لڑی چنگاریاں اڑیں گز انڈے ڈانڈے سے ملی گویا دو سانپ گتھے ہوئے
ہوائی ہوئے نیزہ ضیغم خون آشام کے ہاتھ سے چھوٹ کر کئی نیزے پر جا کر گرا لشکر میں تحسین و آفرین کا شور ہوا مظفر بھی مسکرانے لگا
کسی نے پکار کر کہا کیا خوب بیٹا باپ کا نیزہ اڑا لے گیا ضیغم خون آشام غصہ سے کپکپا جھنجھلا کر دستے تیغ خونخوار کھینچا اور کہا او
مظفر ابھی تک خیر چاہتا ہے تو ہاتھ باندھ کر میرے پاس چلا آ میں تجھکو سینے سے لگا لوں تقصیر تیری بحل کروں خداوند لقا سے
تیری خطا بخشوا دونگا خلعت و انعام دلا دونگا ورنہ تو بڑی سزا پائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دنیا میں لوگ مجھکو برا کہینگے
مگر تیری خطا نہ سمجھینگے لشکروں میں یہی چرچا ہوگا کہ بیٹے کو باپ نے مار ڈالا مجھ پاس فرزندی نہ آیا مظفر نے کہا کیوں باؤ
کلام لاطائل کو طول دیتا ہے اب تلوار کا ہاتھ لگا مجھکو عبث لالچ دے کے بہکاتا ہے اب میدان جنگ میں تجھکو کب
چھوڑتا ہوں ضیغم نے کہا او مظفر کیا تجھکو سودا ہوا ہے کیوں اپنا خون میرے ہاتھ سے کراتا ہے مظفر یہ سنکے [illegible] ہوا
تلوار میان سے کھینچ لی اور جھپٹ کر وار کیا ضیغم خون آشام نے خالی دیا تلوار مظفر کی خالی گئی ہاتھ چھوٹ گیا ضیغم نے کمر کی
جھکائی دے کر سر مظفر کے ہاتھ مارا مظفر نے پھرتی سے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ آبدار ضیغم خون آشام نے سپر
مظفر کی بیٹھا کے سپر کو کاٹ کر خود فولادی کو دو ٹکڑے کیا تا دو ابرو اتر گیا مظفر نے چالاکی سے سپر سنبھال کر پھینک کے دستانہ

مارا کہ تیغہ آبدار چھنا تا ہوا سر سے نکل کر گردن رہوار پڑا سر مرکب منظفر دلاور کٹ گیا منظفر زمین پر گرا ضیغم خون آشام نے چاہا کہ دوسرا ہاتھ تیغہ آبدار کا مارکے منظفر کا کام تمام کرے لشکر منظفر تلوارین کھینچ کر آپڑا منظفر کو لوگ ہاتھون ہاتھ قلعہ مین اٹھا لے گئے مگر جا دہین خون کی منظفر کے منھ پر برابر گر رہی تھین غشی کا عالم ہو گیا یہان لشکر کفار بھی تلوارین کھینچ کے بڑھا جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی خون کے تھالے بھرے دونون طرف کے جوان زخمی ہوئے بہت سے مارے گئے تلاطم عظیم برپا ہوا تلوارون کی جھنکارین فلک تک پہونچین مریخ فلک گھبرایا عطارد نے قلم ہاتھ سے رکھدیا لشکر منظفر نے شکست کھائی بے سردار کے فوج کیونکر لڑ سکتی تھی بہت سے جرار مارے گئے بہت سے لوگ متفرق ہوکے صحرا کی طرف نکل گئے بہت سے بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے قلعہ کا پھاٹک بند کر لیا پل تختہ اٹھا دیا خندق پر آب کردی منظفر بن ضیغم خون آشام جب زخمی ہوکر قلعہ مین آیا حاکم قلعہ زرتاشیہ کو شکستگی لشکر کی خبر ہوئی قلعہ کا بندوبست کر دیا مگر تلاطم عظیم برپا ہو گیا کنیزون نے ملکہ گیتی افروز سے کہا کہ ای ملکہ منظفر بن ضیغم خون آشام بہت زخمی ہوا خدا اسکو بچالے اور پہلوانان لشکر بھی زخمی ہوئے سپاہی بہت سے قتل ہو گئے کچھ لوگ لشکر کے قلعہ مین بھاگ کر آئے ہین پھاٹک قلعہ کا بند کر لیا ہے پل تختہ اٹھا کر خندق پانی سے بھروا دی ہے ضیغم خون آشام لشکر کفار لیکے لب خندق آپہونچا ہے خندق کو پھاند ا چاہتا ہے اب پھاٹک قلعہ کا توڑ کر لشکر کفار قلعہ مین گھس آئیگا ملکہ گیتی افروز یہ سنکر گھبرا گئی بدحواس ہو گئی ہاتھ پاؤن کے طوطے اڑ گئے طائر ہوش و حواس پرواز کر گئے اشک گرم آنکھون مین بھر لائی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کے یہ خمسہ بحالت بیتابی پڑھنا شروع کیا خمسہ کہا تھا دل بیقرار سے پہلے تڑپیا کے آہ کر اس حال زار سے پہلے + نہ اٹھا غنچۂ دل ہائے خار سے پہلے + نہ فکر کرنے دی کچھ انتظار سے پہلے ہزار حیف کہ موت آئی یار سے پہلے + کنیزین بھی ملکہ کے دوران کے ساتھ رونے لگین اشکون سے منھ دھونے لگین ملکہ گیتی افروز کو اب سوا اسکے کچھ نہ بن پڑا کہ گیسوئے تابدار مثل زلف لیلائے شب کھول کر بکھرا دیے اور سوئے آسمان دونون ہاتھ بلند کیے کنیزون سے کہا مین دعا کرتی ہون تم آمین کہو پھر زبان بیزبانی سے بہ تضرع و زاری درگاہ جناب باری مین یون التجا کرنے لگی کہ ای کریم کارساز ای رب بے نیاز ای خالق کل مخلوقات و ای آسان کنندۂ مشکلات و مہمات رحمت کا مینہ اپنی نازل کر کہ یہ طوفان قلزم آفات دفع ہو ای نوح غریبان اس کنیز کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچالے اس شعلۂ آتش نار سان پر دغل سے نجات دے پھر جوش عشق محبوب جانی و خیال چہرۂ یار جادو دانی مین یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے شروع کیے

اشعار

نشان قلزم دل ہی طوفان مین
بہار آنے نہ پائی کہ پھر خزان آئی

بچا جو مجھ سے وہ وصل یار دیکھیگا
یہ خوف ہے کہ نہین اشک چشم گریان مین

جو اس خزان سے بچیگا بہار دیکھیگا
ارے بلا یہ بلا کیسی باغبان آئی

ابھی ملکہ گیتی افروز بصد سوز دل درگاہ جناب باری مین باہ وزاری و بصد بیقراری دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا یہان ضیغم خون آشام لشکر کفار نا کام لیے کر لب خندق آپہونچا چاہتا ہے کہ گھوڑے کو اڑا دے خندق کے پار جائے کہ ناگاہ جانب دشت سے ایک تق گرد اٹھا اور مثل باد تند کے وہ غبار ڈورتا چلا آتا ہے جسطرح سے ساون بھادون مین کوہ سے کالی گھٹا جھوم کر اٹھتی ہے اور ہوا کے زور پر اڑتی چلی آتی ہے بعینہ یہی کیفیت ظاہر ہوئی اور اس ابر مین ہزارون بجلیان چمک رہی ہین مثل برق جہندہ تڑپ تڑپ کر رہجاتی ہین لشکر کفار کے لوگ پشت زین مرکب پر کھڑے ہوکر تعجبانہ دیکھنے لگے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ نیزہ برق و شمشیر ابلق مکسیتا سبز رنگ پر سوار مثل صرصر تیز رفتار سمند پٹھا باگین اٹھائے چلے آتے ہین ڈاڑھیان منھ مین دبائے ہوئے تلوارین زیب کمر کیے ہوئے نیزے ہاتھون مین تانے ہوئے سنانین انکی مثل برق کے چمکتی ہوئی آگے سب کے سردار نامدار مثل شیر غضبناک کوہ پیکر جمشید ستم دلاور بصد کر و فر نیزہ ہلاتا ہوا اور مین گھوڑا اڑائے چلا آتا ہے یہان یہ معرکہ عظیم جو نظر پڑا وہان سے نعرہ کیا

نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان ٭ ہنگام پیکار شیر ژیان ٭ خبردار او گبر نابکار کہاں جاتا ہی میں
آپہونچا آگاہ ہو منم مالک اژدر شیر غضنفر غلام حمزہ جا کر حیدر ابھی تجھکو اس ظلم کی سزا دیتا ہوں تہ تیغ بیدریغ کرتا ہوں
یہ نعرۂ دلخراش ضیغم خون آشام شعلہ پلٹا مڑکر جو دیکھا مالک اژدر جوش شجاعت میں للکارتا چلا آتا ہی ضیغم نے
خندق کی جانب سے باگ گھوڑے کی پھیری میدان پکڑکے نیزہ ہلانے لگا مالک نے کہا او ضیغم میں مخبروں سے سن چکا ہوں
کہ آج صبح سے تو نے بڑا تلاطم فوج میں ڈالا ہی مظفر کو بھی تو نے زخمی کیا مجھکو اپنے فرزند کا بھی پاس نہ آیا لشکر کو شکست
دے کے بھگا دیا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا او شغال مثل صید لاغر تجھکو گرفتار کرتا ہوں پھر سے ہمراہیان لشکر کو
سزاے سخت دیتا ہوں دم بھر میں تیغ شیر آبدار سے خون کے دریا بہینگے سر مثل حباب بسمل فنا میں غوطہ زنی کرینگے کیا حقیقت
ہی اس لشکر کی کہیں پتا بھی نہ لگیگا انشاء اللہ ایک ایک سردار گوشہ پناہ ڈھونڈھتا پھریگا ضیغم یہ کلام سخت مالک سے
سنکر نہایت طیش میں آیا غصہ سے ہونٹھوں کو چبایا صورت مار سیاہ غیظ سے بل کھاکر نیزہ ہاتھ میں اٹھایا مالک کو
ایک بند زبردست باندھ کر نیزہ مارا مالک نے نیزے پر نیزے کو روک کے ایک ایک بند ناخن جرأت سے کھول دیا اور
ڈانڈ کو ڈانڈ میں الجھا کر جھٹکا مارا کہ نیزۂ ضیغم مثل ہوا کی ہاتھ سے چھوٹ کر ہوا ہو گیا ضیغم یہ دیکھکے بہلیا دل میں بہت
خفیف ہوا کہ بہادری میں بٹا لگا سکۂ ناموری مٹ گیا دیکھیے اب نقد جان پر کیسی بنتی ہی مگر دل کو قوی کر کے تیغہ آبدار
میان سے نکال لیا اور بڑھ کر مالک اژدر کو پکارا کہ ای مالک یہ تو بتا تو تمہاری آنکھ پر پٹی زرتاش کی کس واسطے بڑھی ہی
کیا آنکھ تمہاری بیکار ہی مالک اژدر نے تلوار قبول کر کہا او کور باطن تو آپ اندھا ہوگا مجھکو پروردگار عالم نے وہ
آنکھ اژدہا چشم شیر چتون عنایت کی ہی کہ ایک نگاہ غضب سے میری بڑے بڑے بہادر دہل کر مر گئے ہیں اگر ابھی پٹی
آنکھ سے کھول کر نگاہ ڈالوں تو اور تیرا لشکر دہل کر مر جاے شیروں کا زہرہ آب ہو ضیغم نے کہا کیوں زیادہ ترنگ بہادری
کی جتاتے ہو ابھی حال کھلا جاتا ہی یہ کہکر ضیغم نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے خالی دے کر کمر ضیغم پر ہاتھ ڈالا
دیا ضیغم کو پشت زین سے اٹھا لیا اور ہاتھ سر سے بلند کر کے آواز دی کہ او کافر ازلی وحدہ لاشریک پروردگار میں کیا کہتا ہی
اس لقا پرست نے کچھ جواب نہ دیا مالک نے کہا ہی شہر جا کہ زمین پر ماروں کہ تو مثل خاک ہو جاے ضیغم نے گردش بخت
دیکھی مالک نے ضیغم کو سنبھالنے عیاروں کے حوالے کیا عیاران مالک نے ضیغم کو لا کر لشکر میں قید کیا ادھر مالک نے کفار پر
حملہ کیا صدہا زخمی ہوے ہزاروں قتل کیے کفار کے پاؤں اکھڑ گئے سامنے کے سپاہی بھاگ نکلے تاب جنگ نہ لا سکے
سہیم اشکبوس نمکخوار کو لیے کر راہی ملک بیابل ہوے ملکہ گیتی افروز قریب در قلعہ سر کھولے ہوے دعا کر رہی تہی
ابھی دعا ناتمام تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی ای بی بی مبارک ہو تمہاری دعا مقبول درگاہ خدا ہوئی لشکر اسلام کمک کو آیا
سردار اسکا مالک اژدر ہی ایک لاکھ آٹھ ہزار سوار ہیں اس نے ضیغم کو گرفتار کیا لشکر کفار کو شکست دی بڑی خونریزی
ہوئی باقیماندہ بھاگ گئے اب مالک سردار لشکر اسلام بصد کروفر خوش وخرم بجانب قلعہ آتا ہی یہ سنکے ملکہ نے سجدۂ
شکر کیا پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا پل تختہ خندق پر ڈال دیا تمام سردار و رفقاے مظفر پیشوائی کر کے مالک اژدر کو مع سب
جاہ و حشم کے قلعہ میں لے گئے مالک نے جو مظفر کے سر پر زخم کاری دیکھا آنسو نکلے دلواسے پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھائی
ملکہ گیتی افروز سے کہا ای مخدرۂ شہزادۂ عالی شان دو سو نامی قاسم نوجوان آپ مع ملکہ جہان افروز کے
سوار ہوکر تشریف لے چلیں امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے یاد فرمایا ہی یہ سنکے ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز
بہت خوش ہوئیں محافے طلب کیے سوار ہوکر مع کنیزان پری رویان روانہ ہوئیں مظفر ہر چند کہ زخمدار تھا مگر سوار ہوکر ہمراہ
چلا اور حاکم قلعہ زرتاش بھی پچاس ہزار فوج جرار سے براے محافظت ناموسان شہزادگان ساتھ ہوا مالک نے

لیث عرب و حارث عرب کو مع پچاس ہزار نیزہ دار کے ہمراہ کر کے محافون کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ نیزہ دار ہر وقت گرد محافون لیے
راہ مین رہین محافظت کا بڑا خیال رہے کیونکہ یہ ناموس بلقیس عصمت سلیمان منزلت شہزادگان عالی شان و نورِ دیدۂ
صاحبقران کی ہین اب راست و چپ پس و پیش فوج ظفر موج بیچ مین محافہ منزلین طی کرتے چلے جاتے ہین پیچھے پیچھے فاصلہ
سے مالک اژدر حاکم قلعہ و مظفر حالت زمرداری مین بسہولت تمام شکار کھیلتے خرم و مسرور آتے ہین یہان حارث
عرب و لیث عرب دونون سردار نامدار لشکر جرار ہمراہ لیے ہوے گرد محافون کے زیر کوہ فلک شکوہ پہونچے ناگاہ
درۂ کوہ سے ایک نقابدار نمدپوش بصد جوش و خروش جلوہ گر ہوا اور وہین سے نعرۂ شیرانہ کہا کہ ای نیزہ داران لشکر
بیشمار و ای پہلوانان جرار اس کوہ کی طرف سے نہ آؤ اُدھر کو پلٹ جاؤ ورنہ سزا سے معقول پاؤ گے حارث عرب
و لیث عرب نے کہا کہ شاہراہ عام پر کسی کا اجارہ نہین ہمین کون روک سکتا ہے خبردار ادھر آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھنا
ہمارے ساتھ ناموس شہزادگان عالی حسب و الا نسب جگر گوشۂ امیر عرب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان
کے ہین یہ سنکر وہ نقابدار نمدپوش غصہ سے آگے بڑھا اور للکار کر پکارا خبردار آگے قدم نہ اُٹھانا بس بہتر ہے کہ
پیچھے پلٹ جاؤ اور دوسری طرف سے راہ لو لشکر حارث عرب و غیرہ نے نہ مانا نقابدار نمدپوش بڑھ کر قریب
محافون کے آیا حارث عرب و لیث عرب نے تلوارین کھینچین تا کہ دونون طرف سے نقابدار نمدپوش پر پڑین نقابدار
نمدپوش بجرأت و ہمت آگے بڑھا اور دونون سردارون کو دونون ہاتھون مین قاش زین سے اُٹھا لیا اور دو دو جھٹکے دیکے
زمین پر بٹھا دیا اور للکار کر کہا کہ کیا تمکو مار ڈالون جاؤ اپنے سردار حامی کو بلا لاؤ حارث عرب و لیث عرب دونون بھاگے
ہوے مالک اژدر کے پاس گئے مگر بہ اس بصد یاس با حال پریشان غمگین و نالان تھے سردار نامدار مالک اژدر جرار
سے کہنے لگے کہ وہ سامنے درۂ کوہ سے نقابدار نمدپوش باہر آیا اور آتے ایک مرتبہ ہم دونون کو زیر کر کے ایک ایک ہاتھ
قاش زین سے اُٹھا لیا اور زمین پر بٹھا دیا اور لشکر کو محافون کے گرد سے ہٹا دیا اور محافون پر قبضہ کر کے درۂ کوہ مین لے گیا
یہ سنتے ہی مالک اژدر نہایت غضبناک ہوا مظفر بن شیم خون آشام کو بھی غصہ آیا مگر حالت زمرداری مین ہے حاکم قلعہ
زر تاشیہ بھی ٹھہرا یا سب تعجیل تمام گھوڑون کو دوڑاتے ہوے لشکر مین آگئے اس نقابدار نمدپوش نے بصد شوکت و شان
محافون کو لیجا کر درۂ کوہ مین داخل کیا اور دونون شہزادیون کو دیکھکے کہا ای فرزندان پارۂ جگر تم نہ گھبرانا تم میری دونون
آنکھین ہو ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز نے سلام کیا نقابدار نمدپوش نے بشفقت تمام بزرگانہ مثل فرزندون کے
دونون کو سینے سے لگا یا تھا کہ مالک اژدر نے آتے ہی نعرہ کیا نعرہ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان
بہنگام پیکار شمشیر زنان ٭ کہان ہے وہ نقابدار نمدپوش کہ جو محافۂ ناموسان شہزادگان عالی وقار کے درۂ کوہ مین
لے گیا آکے میرے مقابلے کو دیکھین تو وہ کیسا زبردست ہے کہ ناموس پیکار پر قبضہ کیا یہ آواز سنتے ہی نقابدار نمدپوش درۂ
کوہ سے باہر آیا ادھر ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز ہراسان ہو کر درگاہ جناب باری مین عرض کرنے لگین ای
پروردگار عالم یہ کیا مصیبت ہے کیا گردش بخت بد کردار ہے کہ ایک بلا سے ابھی نجات پائی تھی جو اس کی خرابی نہ درست ہوے تھے
کہ دوسری آفت مین مبتلا ہوے ہین آمدد کر اور بعزت و حرمت تمام لشکر امیر تک پہونچا ملکہ دوران تو دعا مین مشغول
ہوئین ادھر نقابدار نمدپوش نے نکلتے ہی درۂ کوہ سے نعرہ کیا مالک اژدر نے کہا ای نقابدار مردود نابکار
کیا بیگانے ناموس پر قبضہ کر کے درۂ کوہ مین لے گیا یہ کام رہزنون کا ہے شریفون ایسا فعل نہین کرتے ہین ابھی اسکا مزا
چکھاتا ہون یہ کہکر نیزہ سنبھالا نقابدار نمدپوش نے کہا او زبان دریدہ ہمارا مال تھا ہم لیگئے ہین تمہین کیا ہے کون
کون ہے بس زیادہ کلام نہ کرنا تو کیا مزا چکھائیگا مین ابھی تجھکو تلخی مرگ سے آشنا کرتا ہون یہ کہکر نیزۂ خطی تان کر مارا

سنان نیزہ نیزے پر پڑتی تھی چنانچہ ایک سو ستائیس طعنین آپس مین ردوبدل ہوئین ایک مقام پر مالک نے سنان نیزہ سے
سنان نیزہ کو ہوا ئی کیا نقابدار نمدپوش نے ترچھے ہو کر ڈانڈ پر ڈانڈ ماری مالک اژدر کا نیزہ دو ٹکڑے ہو کر گرا مالک
نے بڑھکر گریبان پہ ہاتھ ڈال دیا نقابدار نمدپوش بھی دست و گریبان ہوے آخرکار دونون گھوڑون سے کود پڑے زور ہونے
لگے جو پیچ نقابدار نے باندھا مالک نے اسکا توڑ کیا جب مالک نے اٹھانے کا قصد کیا نقابدار کا لنگر ٹھہرا سکا تمام
لشکر کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو شیر غضبناک گتھے ہوے ہین یا دو فیل مست لڑ رہے ہین اسی حال مین دو
روز برابر گذرے کہ لشکر مالک اژدر کے عیار مثل طائر تیز پرواز دوڑے گئے اور امیر باتوقیر زلزلہ قاف سلیمان حمزہ
صاحبقران زمان سے جاکر سب روداد اول سے آخر تک بیان کی اور عرض کیا اے فخر شجاعان روزگار اے خسرو تاجدار عالی وقار
امیر باتوقیر حمزہ نامدار بے آپکے تشریف لیجاے ہوے یہ مہم سر ہوگی ناموس شہزادگان فلک نشان درہ کوہ مین داخل ہین
یہ سنتے ہی امیر باتوقیر گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر روانہ ہوے اور شہزادہ بدیع الزمان و ملک
قاسم نوجوان و عمرو بن امیہ ضمری اور سردار و عنبیرہ بھی ہمراہ رکاب فلک انتساب ہوے جلد جلد گھوڑے اڑاتے
ہوے مثل صرصر تند و تیز کے پہونچے قریب درہ کوہ کے ہجوم لشکر مالک اژدر کا دیکھا نعرہ کیا کوہ جنبش مین آگیا
زمین کو زلزلہ ہوا آسمان گردش مین آیا نعرہ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار + ہنرم صف شکن حمزہ نامدار
نشیم بہ میدان جنگ آزمان + بہ سرسو دالامان الامان + حمزہ صاحبقران کے ساتھ ہی نعرہ بدیع الزمان عالیشان
ہوا کہ دشت بلاخیز لرزنے لگا نعرہ بدیع الزمان بدیع الزمانم کہ در روز کین + نوا کم زدن آسمان بر زمین + بعد اسکے نعرہ
ہوا شہزادہ ذیشان ملک قاسم نوجوان کا کہ جنگل گونجنے لگا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش
خاوری + صاحب اقبال و جاہ و ذی حشم + صفدر آنم قاسم عالی ہمم + یہ نعرہ شیرانہ سنتے ہی عیار طرار ترا شندہ ریش کفار عمرو
نامدار نے بھی نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم + خال رخ بخت بد اختر ببرم + از محفل خسروان چو گرم ساقی + جام
قدح و سبو و ساغر ببرم + اسی طرح سے اور سرداران نامور و پہلوانان پرجگر نعرے کرتے ہوے ساتھ امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران کے پہونچے مگر لندھور بن سعدان کہ یہ کسی وجہ سے پیچھے رہگئے تھے فوراً فیل مست کو ہولتے مثل رعد گرجتے
برق کے مانند آئے وہین سے نعرہ کیا نعرہ لندھور جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نمید انید منم لندھور بن
سعدان + امیر کشور گیر میدان رزمگاہ مین جو پہونچے دیکھا کہ مالک اژدر اور نقابدار نمدپوش دونون گتھے ہوے زور
کر رہے ہین کبھی نقابدار ریل کر لیجاتا ہے کبھی مالک آگے کھینچ لاتا ہے حمزہ صاحبقران زمان بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے
اور سب بھی اس زور آوری و کارنمایان کے تماشائی ہوگئے مگر لندھور بن سعدان بنا بر مذاق و مسخرہ ہر بار کہتے ہین کہ
بھائی یک چشم کیا کہنا تمھارا کیا نذکور تمھاری یہ آنکھ کا قصور ہے جو لنگر نقابدار نمدپوش کا نہین اٹھ سکتا ہے مالک اژدر
یہ جواب دیتے ہین کہ بس چونچ بند رکھو زیادہ ریزہ نہ کرو ابھی ہاسنتے کا نتیجہ آئے ہو ذرا دیر دم لو دیکھو مین ابھی نقابدار
کو زیر کیے لیتا ہون مگر امیر باتوقیر خیال کرتے ہین تو اب مالک اژدر بعض بعض مقام پر زور مان جاتا ہے کیونکہ عرصہ کئی
روز کا ہوا ہے کہ برابر زور کرتا ہے لنگر نقابدار کا جان پر کھیل کر اٹھا رہا ہے مگر نقابدار نمدپوش زمین سے جنبش بھی نہین
کرتا اب صاحبقران زمان سوچے کہ ایسا نہو کہ نقابدار مالک کو ریل کر لیجا دے تو بڑا غضب ہوگا مالک اژدر کے لشکر
مین بہت ضعیف ہوگا کیونکہ کسقدر زور کمی کرنے لگا ہے یہ سوچکر امیر باتوقیر اشقر دیوزاد سے کود کے تکبیرون کی
صدائین دونون طرف سے بلند ہوئین یا حیدر کرار کی آوازائی امیر باتوقیر دل مین کہتے ہین کہ یہ نقابدار نمدپوش بھی
اہل اسلام سے معلوم ہوتا ہے نہین معلوم یہ کون بندہ خدا ہے غرضکہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے بڑھکر دیکھنا چاہا

نقابدار پر ڈالا اور بایان ہاتھ مالک اژدر کے بازو پر رکھکر روکا اور کہا ای مالک اژدر بس زیادہ زور نہ کرو اُدھر نقابدار
نمد پوش سے فرمایا کہ ای نقابدار چھوڑ دو امتحان ہو چکا پھر کبھی سمجھ لینا مالک اژدر نے کہا ای امیر باتوقیر آپ نہ دخل
دیجیے مین ابھی نقابدار کو زیر کیے لیتا ہون امیر منع کرتے ہین مالک نہین مانتے ہین جب صاحبقران مالک اژدر
کا ایک ہاتھ چھڑاتے ہین مالک دوسرا ہاتھ نقابدار پر ڈال دیتے ہین اسی کشاکش و ستیز مین اتفاقاً ہاتھ مالک
کا چہرہ نقابدار نمد پوش پر پڑا نقاب مالک کے ہاتھ مین اُلجھکر اُلٹ گئی اب جو رخ روشن کھلا آفتاب عالمتاب درخشان ہوا
دیکھا تو فرزند جگر بند امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران علمشاہ عالیشان ہین امیر باتوقیر کو علمشاہ نے جھکا کر مجرا کیا
حمزہ صاحبقران نے بڑھکر سینہ سے لگالیا ادھر قاسم عالیشان اور بدیع الزمان نے بھی سلام کیا اور جتنے سردار
نامدار تھے تعظیم علمشاہ فلک جاہ کو جھک گئے مالک اژدر نے آداب بجالا کر دست بستہ عرض کیا ای شاہزادہ
عالی منزلت ای صاحب شوکت و عظمت غضب کیا تھا آپ نے کہ نام نامی و اسم گرامی اپنا اظہار نہ فرمایا مجھکو بے ادبی کا کفر
کیا عفو فرمایئے خادم لاعلم و بے قصور ہے اگر اپنے ہی غلامون سے پوشیدگی کرینگے تو ہم خادمون کا کمان ٹھکانا لگیگا
کا ہے کو جان بچیگی علمشاہ آسمان جاہ نے فرمایا کہ اگر مجاہد مین نے روکا کر درہ کوہ مین آتر والیے تو کیا ہوا میری بہو بھاوج
ہین مین نے دعوے سے روکا اگر تم لوگون نے نہ مانا حارث عرب و لیث عرب لڑنے تھے مین نے اُٹھا لیا تھا قتل کرنا مناسب
نہ جانا غرضکہ شہزادہ علمشاہ ذیجاہ کے ملتے ہی امیر باتوقیر کو بڑی خوشی ہوئی کہ برسون کے بعد راحت جان فرحت
دل تازگی روح سے ملے ہمراہ اپنے سب کو لیے مع مجاہدانِ ناموسان و مخدرات عالی شان کے داخل لشکر ظفر پیکر
ہوے قاسم نوجوان کو علمشاہ فلک جاہ نے گلے سے لگا یا پیار کیا شہزادہ بدیع الزمان بھی بھیر برادر یجان برابر
علمشاہ آسمان پناہ سے ملے تمامی سرداران لشکر اسلام کو علمشاہ کے ملنے کی بڑی خوشی ہوئی اور کئی روز تک جشن رہا

دو کلمہ داستان حیرت بیان و عبرت نشان روانگی امیر باتوقیر و کشورگیر امیر حمزہ صاحبقران بطرف دربند عقابیہ

اشعار

پلا ساقیا اب وہ جام شراب	کہ ہے جس کے پینے میں بیحد ثواب	وہ مے دے کہ ہے جسکا پینا مباح	وہ مے دے کہ ہے جس مین دین کی بنا
وہ مے دے کہ جو ہو دے با آب و تاب	جو ہونگے سبھی مثل لعل شراب	وہ مے جسکے پینے مین ہون سرفراز	کہ کرنا ہے طے راہ دور و دراز

راویان اخبار عبرت انگیز و ناقلان روایات حیرت خیز طراز نادرہ عبارات باصفا و معنی سنجان مضامین دلچسپ بہا اس مضمون
حیرت مشحون کو صفحہ قرطاس پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر کئی روز تک دربند خانہ کعبہ مین قیام فرما چکے
اور بہر خیار اکن کے مہمان رہ چکے تمام اہالیان دربند کو شرف اسلام سے مشرف فرما چکے تو اُس وقت حکم قضا شیم نے
بنام پہلوان ہادی یون شرف اصدار پایا کہ اب بدولت اقبال بطرف دربند عقابیہ کے عنان عزیمت کو منعطف فرمانے
کا عزم بالجزم رکھتے ہین اور اب دربند خانہ کعبہ مین ہمارے قیام کی کوئی زیادہ ضرورت بھی نہین معلوم ہوتی ہے اب تم
بجلدیت تمام سامان سفر مہیا کرو اور بارگاہ سلیمانی اور تمام خیمہ جات کو درست و مہیا کرکے دربند عقابیہ کی راہ لو ہم بھی
آتے ہین یہ کہکر خود امیر کشورگیر نے بارگاہ شاہی مین جلوہ افروزی فرمائی ادھر سامان سفر درست ہونے لگا اس
مقام پر بنا بر آگاہی ناظرین باتمکین اتنا لکھنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ معمولات امیر کشورگیر سے یہ بات ہے کہ جب
کوچ فرماتے ہین تو بارگاہ سلیمانی اور دیگر سامان ضروری کو مع تھوڑی فوج ضروری کے بمعیت پہلوان ہادی
کے پہلے روانہ کر دیتے ہین اور بارگاہ شاہی امیر باتوقیر کے ساتھون ساتھ رہتے ہین جب منزل مقصود پر آ رد دے معلی
پہونچ لیتا ہے اور بارگاہ سلیمانی استادہ ہو لیتی ہے تو اسوقت امیر باتوقیر وہان پہونچتے ہین اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوتے

ہیں الغرض جب سب سامان ضروری مہیا ہو چکا اور ہر ایک سا تھ والا چلنے پر آمادہ ہو چکا تو تمام پیش خیمہ لدنا شروع ہوا
اور کوچ کی تیاری ہوئی شتر لدا پیش خیمہ بصد دھوم دھام ہاک کھابل پڑی ہر ہر دم وشام تمام سامان اپنے ہمراہ لیکر
پہلوان عادی مع تھوڑی سی فوج ضروری کے طرف دربند عقابیہ کے روانہ ہوے جب پہلوان عادی روانہ ہو چکے
تو اب امیر کشور گیر نے بھی چلنے کا سامان درست کیا جب بہر خار اکن کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ پیش خیمہ امیر با توقیر کا
روانہ ہو چکا ہے اور اب خود بھی جانے کا سامان کر رہے ہیں اور عنقریب تشریف لے جائینگے تو اسوقت بہر خار اکن بصد ادب
دست بستہ خدمت امیر میں حاضر ہوا امیر کو مجرا کیا اجازت بیٹھنے کی ملی جب بہر خار اکن بیٹھ لیا تو اسوقت اُسنے
عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور کا پیش خیمہ بسمت دربند عقابیہ روانہ ہو چکا ہے اب حضور بھی عنان قصد روانگی کو
طرف دربند عقابیہ کے منعطف فرمائینگے تو ایسی صورت میں فقیر کو بہ نظر خیر خواہی یہ عرض کرنا ہے کہ حضور حاکم دربند عقابیہ
کا طیران زرین بال ہے لقا کا فرشتہ قدرت کہلاتا ہے اور ساحر بھی بلا کا زبردست ہے کہ بڑے بڑے زبردست ساحر
اُس سے پناہ مانگتے ہیں مناسب و بہتر یہ ہے کہ حضور قبل از روانگی کوئی تدبیر اُسکی بھی ضرور غور فرمالیں اگرچہ اقبال حضور سے یہی
توقع ہوتی ہے کہ وہ کمبخت کیا کر سکتا ہے مگر احتیاطاً شعر ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست ۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ۔ یہ سنکر امیر
با توقیر تھوڑی دیر تک دریاے فکر میں غوطہ زن رہے اور بعد اُسکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو طلب فرمایا جب
خواجہ سامنے امیر کے آئے تو اُسوقت ارشاد فرمایا کہ ای مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری بہار افزاے
اُردوے معلاے صاحبقرانی عیار طرار لشکر سلطانی جرار و کرار خواجہ عمرو عیار عزم بالجزم ہمارا یہ ہے کہ اب ہم دربند
عقابیہ کی طرف عنان عزیمت کو منعطف کریں پہلوان عادی پیش خیمہ اور بارگاہ سلیمانی لیکر روانہ ہو چکا ہے مگر اسوقت
خیر خواہ سرکار بہر خار اکن نے آکر یہ بیان کیا ہے کہ حاکم دربند عقابیہ کا طیران زرین بال لقا کا فرشتہ قدرت نہایت
زبردست ساحر اور بڑا کافر ساحر ہے اُسکی تدبیر پہلے سے لازم و الزم ہے کہ وہ کمبخت خیمہ کے پہونچتے ہی کوئی آفت نہ برپا
کرے اور کسی قسم کی رخنہ اندازی کرے پس بہتر اور مناسب تو یہ ہے کہ اس تدبیر کے واسطے آپ تشریف لیجائیے اور اس امر
اہم و دشوار کو آپ انجام دیجیے کہ اس امر میں ہماری بہبود خوشنودی ہے اور تمہارے واسطے ہماری خوشی سے بڑی بہبودی
ہے جب عمرو یہ سب کلام امیر با توقیر کا سن چکے تو عرض کیا کہ سنیے اے حمزہ صاحبقران اب مجکو آپ اس امر میں معاف
رکھیں اور کسی اور شخص کو اس کام کے لیے تجویز فرما کر روانہ فرمائیے میں تو متعدد مقامات پر بحکم سرکار جا چکا اب وہ لوگ جو
سیکڑون اور ہزارون کی تنخواہیں پاتے ہیں اور بڑے بڑے دعوے جرأت اور دلاوری کے فرماتے ہیں وہ جائیں اور
انہیں حکم کیجیے کہ اب وہ اس کام کو انجام دیں اور رحق نمک کو ادا کریں اور اے امیر میرے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے
آپ خود ہی واقف ہیں کہ سرکار سے مجکو تین روپیہ ماہواری پیادون کی تنخواہ ملتی ہے بیتا لیس تک میرے گھس جاتے ہیں
یا مہرے تک ٹوٹ جاتے ہیں کپڑا تک پھٹ گیا ہے کوئی حیثیت درست نہیں ہے یہ مٹھی مٹھی چھوٹا تمام لشکر نے آپ نے معین کیے
ہیں اور یہ تین روپیہ مہینا جو خزانہ سرکار سے ملتا ہے اسمین میری کیا بسر ہو سکتی ہے فقط حضور کی محبت اور بچپنے کا ساتھ مجبور
کرتا ہے کہ جہان حضور بھیجتے ہیں بے عذر و تامل چلا جاتا ہون مگر حضور کو ہمارا خیال بھی نہیں ہے جو حضور کے یہان سے سیکڑون
کاتے ہیں اور بیشمار زر و مال پایا کرتے ہیں وہ آخر کس دن کے واسطے ہیں اور کس دن کے لیے اُنکو رکھا ہے میں اب نہ جاؤنگا
اور اگر جاؤنگا تو ہمراہ رکاب ہی رہونگا اور خداوند ایک تو میں ساحرون سے ڈرتا ہون میں جاکر کیا کرونگا اور دوسرے میں
کیا میری ہستی کیا اگر دل پر جبر کرکے چلا بھی جاؤن تو وہ اتنا بڑا ساحر زبردست ہے کہ اُسکے مقابلہ اور دفع سحر کے لیے بڑے
بڑے لوگ جانا چاہیے ہیں نہ کہ مجھ سا حقیر اب جب امیر نے یہ دیکھا کہ عمرو اب باتین بنائے جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ

آجکل مفلس ہے کچھ روپیہ کی اسے ضرورت ہے اب یہ سوچے کہ کیا تدبیر ہو کہ یہ جلدی سے جائے اور اس کام کو انجام دے اور اسکی ضرورت بھی رفع ہو جائے الغرض یہ مشورہ بادشاہ اسلام امیر کشور گیر نے قلم دوات کاغذ منگوا کر پرچہ لکھا کہ جو اس مہم کو جا کے سر کرے اور **طیران زرین بال** کو جا کے پکڑ لائے ہم دس ہزار روپیہ اور ایک خلعت بیش بہا اور گھوڑا آبدار نہایت قیمتی اسے عطا کرینگے اور یہ پرچہ لکھکر تمام عیاروں کو بلایا اور اور سرداروں کو بھی جمع کیا اور کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس کام کو انجام دے اور اس مہم اہم کو سر کرے وہ اس پرچے کو اٹھا لے اور رقم مندرجہ پرچہ ہذا کا مستحق ہوا اور علاوہ اس رقم کے ہماری خوشنودی اور اپنی بہبودی کا مستحق ہو یہ کہکر اس پرچہ کو اس طرف کن وسکے گرا دیا کہ جدھر خواجہ عمرو کھڑے ہوئے تھے اور بھی عیار اور سرداران لشکر امیر لپکے اور قصد کیا کہ اس پرچے کو بڑھکر اٹھا لیں اور خشتہائے زرین سے اچک کر دوڑے مگر یہ لالچی اور طامع زر خواجہ عمرو کب چوکتے ہیں اور کب اس پرچے کو چھوڑتے ہیں یہ جو چلے تو فقط اسی کے تھے کہ امیر با توقیر سے پھر لیں تو پھر جائیں اس کام کو انجام دیں اب جب دیکھا عمرو نے کہ مطلب تمہارا تو حاصل ہو گیا اور جو چاہتے تھے وہ گویا مل گیا ہی فوراً عمرو آگے بڑھے اور لپک کر بعجلت تمام ہاتھ بڑھا کر اس پرچے کو روک ہی تو لیا اور ان سب عیاروں اور سرداروں سے للکار کر کہا کہ او نابہنجار و جوانا مردو نا عیارو کیوں کمبختیاں آئی ہیں کیوں اپنی شامتیں بلواتے ہو اور عمداً اجل کے منہ میں جاتے ہو اور موت کا لقمہ ہوتے ہو ہٹو پلے ہٹو تم کیا کر سکو گے اور جا کر کیا بناؤ گے ارے جائینگے تو ہمیں جائینگے اور اس کام کو انجام بھی تو ہمیں دینگے اور اس مہم کو سر کرینگے تو ہمیں سوائے ہمارے کسی اور میں بھی تم میں سے اتنا جیوٹ ہے کہ اس مشکل کے پہاڑ کو اپنے سر پر اٹھا لے اور اس بوجھ کو سنبھال لے اس کام پر کیا ہے اور اتنی آنی مہموں میں کون گیا اور کسنے اپنی جان کو کچھ نہ سمجھا سوا ہمارے کسکا جیوٹ اور حوصلہ ہے کہ جو ادھر کا رخ کریگا بس رے بس جائیے آپ سب صاحب اپنے اپنے ٹھکانے پر جا بیٹھیے اور یہ کہکر اس پرچہ کو لیے ہوئے امیر کے سامنے بڑھے اور کہا کہ اے امیر اگر یہ سچ ہے تو میں یوں نہ مانونگا اس کاغذ پر اپنی مہر ثبت فرمائیے تو پھر میں ابھی جاتا ہوں قبلہ بندہ تو اب دم بھر نہ ٹھہریگا بس آپ نے مہر کی اور بندہ روانہ ہوا گھڑی بھر کی بھی دیر نہ لگیگی یہ سنکر امیر با توقیر ہنسے اور پرچہ کو لیکر انگشتر مہری اتار کر اپنی مہر اس کاغذ پر ثبت کر دی اور خواجہ عمرو کے حوالے کر دیا خواجہ عمرو عیار اس کاغذ کو لیکر روانہ ہوئے تو بطور خود زنبیل میں پا یہ سقر لاتی کو پہن عیاری اپنے بدن پر چسپت کر کے دربند عقابیہ کی راہ لی اور عیار بھی عقب میں خواجہ کے روانہ ہوئے جلد جلد منزل بہ منزل راہ و دو دجبل طی کرتے ہوئے جاتے ہیں

لیکن اب یہاں پر دو کلمے داستان طیران زرین بال کے بیان کر دینا مناسب ہے کہ وہ گبر نابہنجار اور ساحر بدکردار کس حال سے ہے اور کس کیفیت میں ہے

جب طیران زرین بال نے خبر آمد آمد پیش خیمۂ صاحبقرانی کی سنی کہ لشکر ظفر پیکر امیر حمزہ صاحبقران نے اسکا دربند کی طرف عنان عزیمت جولان کی ہے اور عنقریب پیش خیمۂ صاحبقرانی یہاں پر جلوہ افروزی کیا چاہتا ہے تو اسکے ہوش و حواس خمسہ جاتے رہے اور ساری سحر و ساحری بھول گیا اور دماغ رفو چکر ہو گیا عقل باختہ ہو گئی اسی گھبراہٹ میں ملکہ سحر بدہ جو کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی تو اس سے کہا کہ اے ملکہ سحر بدہ جو پیش خیمۂ امیر حمزہ صاحبقران کا آتا ہے اور عنقریب اردوئے معلا کے صاحبقرانی اسطرف نزول اجلال فرمائیگا اے ملکہ سحر بدہ جو تو بہت جلد جا کر پیش خیمہ امیر اور عیاران اسلام کو جسطرح ہو گرفتار کر لے اور جسطرح ہو سکے دربند عقابیہ کو اس بلا سے بچا دے کہ تیرے سوا اس کام کے لائق اور دوسرا کوئی شخص میرے ذہن میں نہیں آتا اگر تو اس کام کو بخیر و خوبی انجام دیگی تو یہ باعث خوشنودی ہمارا اور تمہاری بہبودی کا ہوگا اے ملکہ سحر بدہ جو یہ وقت اس قسم کا ہے کہ تم جا کر اس مہم اہم کو سر کرو اور

اس بلاسے بے درمان کو بہانتی ہو تو اے ملکہ اگر اس امر میں کچھ بھی تعویق اور تامل تمنے کیا اور یہ وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی اور سوائے دست تاسف ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا کیونکہ ابھی لشکر صاحبقران راہ ہی میں ہے اور سرحد دربند عقابیہ پر نہیں پہونچا ہے اب عنقریب آیا ہی چاہتا ہے دو ہی ایک منزل راہ باقی ہے ایک ہی آدھ دن میں یہاں آجائینگے اور ہم منہ دیکھکر رہ جائینگے یہ سنکر ملکہ عربدہ جو نے سامان سفر اور عیاری وغیرہ درست کرکے اپنی راہ لی اور طیران زرین بال سے کہا کہ اے طیران زرین بال منہ سے تو کچھ نہ کہونگی مگر جو کچھ کام کرونگی وہ تم خود ہی دیکھ لوگے تو سہی جو اس لشکر کو تاخت و تاراج نہ کردوں اور نہیں تو میں اپنا نام پھر سے بدل ڈالوں آجتک میں نے کسی بات کو منہ سے نہیں نکالا اور جب اب جس بات کو منہ سے نکالا ہے یا تو اُسے پورا کر آؤنگی اور یا پھر منہ نہ دکھاؤنگی یہ باتیں کہہ کے طیران زرین بال کے پاس سے اُٹھی اور جلد جلد اپنا سب اسباب درست کرکے ساتھ ستر خواصین نہایت چست و چالاک کہ وہ قریب قریب اپنے فنون عیاری اور ساحری اور عربدہ جوئی وغیرہ میں ملکہ عربدہ جو کے برابر تھیں اپنے ہمراہ لیکے روانہ ہوئی اور ایک دس بارہ کوس دربند عقابیہ سے نکل کر ایک باغ تھا نہایت پُر فضا اور طرب خیز اور فرحت انگیز اُس میں جاکر فروکش ہوئی اور ایک شخص تھا آہوان جادو نام وہ ملکہ عربدہ جو کا کوکا تھا اور نہایت فنون ساحری اور عیاری اور شعبدہ بازی میں مشتاق بلکہ یگانہ آفاق تھا مثل و نظیر اپنا نہ رکھتا تھا اُس باغ کے قریب قیام پذیر تھا اُسے کسی کو بھیجکر طلب کیا اور کہلا بھیجا کہ اے آہوان جادو میں ایک نہایت اشد ضرورت سے اس جگہ فروکش ہوئی ہوں اور تمہارا آنا یہاں بضرور اور واجبات سے ہے بس تمکو چاہیے کہ اپنا ساز و سامان عیاری و ساحری درست کرکے جلد میرے پاس چلے آؤ کھانا وہاں کھاؤ یا یہاں دونوں میں تمہارے انتظار میں یہاں ٹھہری ہوئی ہوں تا تم آلو تو کوئی مشورہ ٹھہراکر اور کوئی بات قرار دے کر کاربند ہوں جب آدمی ملکہ عربدہ جو کا آہوان جادو کے پاس پہونچا پس اُسی وقت وہ اپنا ساز و سامان درست کرکے اُس باغ کی طرف روانہ ہوا جب اُس باغ میں پہونچا اور ملکہ عربدہ جو سے ملاقات ہوئی سارا احوال ملکہ عربدہ جو نے بیان کیا کہ اے آہوان جادو لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا قریب پہونچا ہے طیران زرین بال نے مجکو روانہ کیا ہے کہ میں پہونچکر سد راہ ہوں اور اُس لشکر کو روکوں اور عیاران اسلام کو گرفتار کرلوں تو اے آہوان جادو میں نے تمکو اسواسطے بلایا ہے اور اسلیئے تکلیف دی ہے کہ میں تو اس جگہ ٹھہری ہوں اور تم آگے بڑھکر دل مناسب دیکھکر ایک چوکی آہوان سحر کی تیار کرو اور خود بھی بشکل آہوے صحرائی بنکر اپنے کو اُس گلہ آہوان سحر میں ڈال دو اور غور کرتے رہو کہ جب عیاران اسلام تمہارے قریب آجائے تو تم بزودی زود اُسکو کسی نہ کسی طرح گرفتار کرکے اپنے قابو میں کرلو اور مجکو خبر کردو میں تمہارا پیغام سنتے ہی بہت جلد پہونچ جاؤنگی آگے جیسی تمہاری رائے ہو یہ سنکر آہوان جادو نے جواب دیا کہ بہت مناسب اور نہایت انسب ہے کہ آپ یہیں قیام فرمائیے میں آگے بڑھکر ایک چوکی آہوان سحر کی قائم کرتا ہوں اور آپکے ارشاد کے موافق اپنے تئیں بھی اُس گلہ آہوان میں ڈالدونگا اور آپکو وقت ضرورت خبر کردونگا یہ کہکر آہوان جادو نے ایک چوکی آہوان سحر کی آگے بڑھکر قائم کردی اور خود بھی ایک آہو کی شکل اُسی گلہ آہوان میں چھپ رہا اب اسکو تو اس حال پر چھوڑئیے اور حال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا بگوش دل سماعت فرمائیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جب یہاں سے روانہ ہوئے تو مہتر قران حبشی اور برق فرنگی اور ضرغام شیر دل اور ابو الفتح اصفہانی وغیرہ کو ساتھ لیکر چلے اب بھاگا بھاگ دو منزلہ اور سہ منزلہ برابر طے کرتے ہوئے اور راہ دشت و جبل علی الاتصال قطع کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور جو منزل ایک دن میں طے کرنے کی ہے اُسکو دو ہی پہر میں طے کر لیتے ہیں کسی مقام پر قیام نہیں جب ساتھی بہت ہی تھک جاتے ہیں اور طاقت رفتار باقی نہیں رہتی اور وہ نہایت مجبور کرتے ہیں کہ خواجہ اب تو برائے خدا قیام کیجیے اب طاقت رفتار نے بالکل جواب دیدیا ہے مگر یہ کسیکی نہیں سنتے جب خود ہی کچھ تھکن معلوم ہوتی ہے اور ساتھ والے حد سے زیادہ مضطر ہوتے

تو ایک دم کے دم کسی مقام دلکشا اور فرحت افزا میں قیام کرتے ہیں اور جو کچھ میوہ و دانہ جنگلی مل جاتا ہے یا اور جو کچھ از قسم
غذا میسر ہو جاتا ہے اُسے کھا پی کر شکر خدا بجا لاتے ہیں اور پھر آگے چلتے ہیں اسقدر تیز چلے کہ اگرچہ پہلوان عادی اپنا سامان
لیکر عمرو سے بہت پیشتر چلے تھے مگر پھر عمرو کا مقابلہ کب کر سکتے تھے اور اُنکے برابر کب چل سکتے تھے راستہ میں پہلوان عادی
سے ملاقات ہوئی خواجہ نے پکار کر کہا کہ ہم پہونچتے ہیں تم بھی جلد قدم بڑھاتے ہوئے چلے آؤ اور تیز جانا شروع کیا
جاتے جاتے جیسے ہی قریب اُس گلۂ آہوان کے پہونچے اور آگے بڑھنے کا قصد کیا ہی تھا کہ ایک آواز خوفناک پیدا ہوئی
کہ ہاں ہاں او نابکار کہاں جاتا ہے ہم آ پہونچے دیکھ تو کیسی سزا ملتی ہے بس جیسے ہی یہ آواز خواجہ نے سنی جھپ اپنے عیار دوستوں سے
الگ ہوکر گلیم عیاری اوڑھ کر بلباس فقیرانہ علیحدہ ہو رہے اور اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ مقام خالی از سحر نہیں ہے یہاں کوئی
ساحر ضرور ہے مگر اسوقت یہ پیچ پیکار نہ تھا کہ جلدی سے وہاں سے قدم اٹھایا اور ایک تھوڑی دور پر ایک چشمہ پانی کا نہایت
بڑا نیا اور صاف تھا کنارے اُس چشمے کے بیٹھ کر جھپٹا سے ایک تھالی نکال کر ستو گھولنے لگے بیٹھے ہوئے ستو گھول رہے تھے
کہ ایکا ایک اور سب آہو تو وہیں کھڑے رہے مگر اُسی گلۂ آہوان سے ایک بہت بڑا آہو چوکڑی بھر کے اُس فقیر کے پاس
آیا اور زمین پر گر کے ایک لوٹا مار کر شکل انسانی میں متشکل ہوا اور اس فقیر کو آکر نہایت ادب سے جھک کر سلام کیا
فقیر نے کہا کہ بابا یہ تو کچھ فقیر کی سمجھ میں نہ آیا کہ کبھی جانور ہے اور کبھی آدمی کیا کوئی اسم تجھے یاد ہے کہ جسکی وجہ سے تو جب
چاہتا ہے جانور بن جاتا ہے جب چاہتا ہے آدمی کی شکل ہو جاتا ہے یہ کیا امر ہے کچھ فقیر سے بیان تو کر اور ارے بابا اگر تو
کوئی بھوت پریت ہے اور فقیر کو کھانے کے ارادے سے آیا ہے اور بھوکا ہے تو فقیر کے نذر کرنے سے کیا حاصل ہے یہ ستو حاضر
ہیں فقیر سے لے اور کھا اور تجھے چھوڑ دے فقیر کی سوکھی ہڈیوں میں کیا مزا ملیگا اُسنے جواب دیا کہ بابا جی تم گھبراؤ نہیں
مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں ہے میں تمہارے کھانے کے لیے نہیں آیا ہوں اور نہ بھوکا ہوں کہ تمہارے ستو کھاؤں بابا
بات یہ ہے کہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا در بند عقابیہ کی طرف آتا ہے اس لشکر میں خواجہ عمرو عیار ضرور ہوگا اور
میں اُسی شخص کے ڈھونڈنے کے لیے نکلا ہوں بابا جی میں نے تو عمرو کو نہیں دیکھا فقیر نے کہا کہ بابا میں تو عمرو کو نہیں
پہچانتا کہ وہ کون ہے بابا یہ تو بتلاؤ کہ وہ کون ہے اور کس قسم کا آدمی ہے اور اسکے تفحص کی تم کو کیا وجہ ہے اُسنے جواب دیا کہ بابا
بات یہ ہے کہ وہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا بڑا زبردست عیار ہے اور نہایت تیز رو چالاک ہے لشکر امیر کا در بند
عقابیہ پر چڑھائی کرنے کو آتا ہے اور امیر کا قاعدہ ہے کہ پہلے وہ کسی سردار کو روانہ کرتے ہیں تو اس بھر کہ یقین ہے کہ امیر نے
پہلا اُسی کو بھیجا ہوگا میں بحکم مالک اپنے یہ جو اُسکے گرفتار کرنے کو نکلا ہوں یہ سنکر فقیر رونے لگا اُسنے پوچھا کہ بابا تم روتے کیوں
آخر تمہارے رونے کی کیا وجہ ہے ذرا بیان تو کرو فقیر نے کہا کہ بابا میرا حال کچھ قابل استفسار اور لائق اظہار نہیں ہے اُسنے
کہا کہ بابا جی کچھ تو بیان کرو جب اُسنے بہت اصرار کیا تو فقیر نے رو رو کر کہا کہ بابا آج رات کو میں نے ایک گانوں میں جو
یہاں سے بہت ہی قریب ہے قیام کیا تھا میں تو سو رہا بس کوئی شخص آ کر میری عمر بھر کی کمائی جو میں نے کن کن دقتوں سے
تھوڑا تھوڑا جمع کر کے جمع کی تھی اُٹھا لے گیا اور بابا مجھے بالکل خبر نہیں ہوئی اب سحر کو جو میں اُٹھا دیکھتا کیا ہوں کہ فقیر کی تو جمع
جتھا جو کچھ تھی وہ غائب ہوگئی اور بابا یہ گٹھری پڑی ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ لشکر امیر کا قریب آ پہونچا اور وہ شخص جو گٹھری میری
چرا لے گیا وہ عمرو ہی تھا اور اپنی کملی سے ایک گٹھری نکال کر سامنے اُسکے پھینکدی کہ دیکھو بابا یہی گٹھری وہ کمبخت چھوڑ گیا اُسنے
پوچھا کہ بابا جی اسمیں کیا ہے فقیر نے کہا کہ بابا کھول کر دیکھ لے میں نے تو اپنے رنج و صدمہ میں ابتک اسکو کھولکر نہیں دیکھا
اُسنے اُس گٹھری کو کھولکر دیکھنا شروع کیا دیکھا بہت سے گدڑ سے چیتھڑے نکلا اور اُس گدڑے میں ایک بلور کی سرمہ دانی
اور نہایت خالص سونے کی سلائی رکھی ہوئی تھی اُسنے کہا کہ بابا جی میرے نزدیک تو تمہاری سب جمع کے برابر یہ

سرمہ دانی اور سلائی ہوگی تم اسقدر اداس کیوں ہوتے ہو فقیر نے کہا کہ بابا مجھے ڈال دیا ہے کیا کام ہے میری گٹھری میں کیا
معلوم نہیں کیا کیا چیزیں ہیں اور کن کن خانوں سے ملتی ہیں یہ کہکر کہنے لگا کہ بابا اچھا دیکھ تو اس سرمہ دانی کے اندر
سرمہ بھی ہے یا اور کچھ ہے اس شخص نے اس سرمہ دانی کی ڈاٹ جو کھولی تو اس سرمہ دانی میں سے ایک دھواں سا اٹھا اور
دماغ میں اسکے چڑھ گئی وہ فوراً بیہوش ہوکر دھڑ سے زمین پر گرا اسکا زمین پر گرنا تھا کہ خواجہ نے اپنی جگہ سے اٹھکر خنجر کمر
سے کھینچکر جھٹ سے اسے ذبح کرڈالا جیسے اسکو ذبح ہوتے ہی ایک سا غل اور شور اور ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور ایک سیاہ آندھی
چلی اور وہ ہنگامہ تمام دھواں دھار ہوگئی جب وہ دھواں اور آندھی برطرف ہوئی تو ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی ہوا نام میرا آہوان جادو
بود لیکن اس آواز کے پیدا ہوتے ہی خواجہ عمرو نے تو شکر خدا بجا لائے اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ فال تو اچھی ہوئی ہے انشاء اللہ
اس معرکہ میں بھی امیر کی فتح ہوگی اور وہ آہوان سحر جو کھڑے ہوئے تھے وہ سب زمین پر گرے اور لوٹیں مارکر سب بشکل
انسانی بشکل ہوکر وہاں سے بھاگے اور جب اکر ملکہ ہرچہرہ سے ساری حقیقت بیان کی کہ ای ملکہ ہم سب آہو بنے ہوئے
کھڑے تھے کہ ایک جھیل پر ایک فقیر آکر بیٹھا آہوان جادو بشکل انسانی بشکل ہوکر اسکے پاس گیا اور جاکر اس سے کچھ باتیں
کہیں اور پہلو میں ہوگیا پھر اسنے شہدیا معلوم نہیں کیا باتیں ہوئیں کہنے لگے دور سے یہ دیکھا کہ اس فقیر نے ایک گٹھری نکالکر اسکو
دی آہوان جادو نے اس گٹھری کو کھولا اسمیں سے ایک سرمہ دانی اور ایک سونے کی سلائی نکلی آہوان جادو نے اس
سرمہ دانی کو کھولا جیسے ہی اس سرمہ دانی کو کھولا ویسے ہی وہ بیہوش ہوکر زمین پر گرا اور اس فقیر نے اسے اٹھکر ذبح کرڈالا
ہم سب بیخبر ہوکر چلے آئے کیونکہ ہم بیخبر کہ آہوان جادو کیا کر سکتے تھے یہ سنکر ملکہ ہرچہرہ جو نے کہا کہ افسوس آہوان جادو
مارا گیا گویا آدھی قوت میری سلب ہوگئی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقیر مقرر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار تھا سوا اسکے
یہ چالاکی کسی میں نہیں ہے اور یہ کہکر اپنی خواصوں سے کہا کہ تم سب یہیں ٹھہرو ہم آتے ہیں اور ایک جوگن کی شکل بنکر تمام بدن
پر بھبھوت ملا ایک ساری پہنی اور ہاتھ میں لی بانسری ہاتھ میں لی اور ایک ستار بھی کندھے پر رکھی چوٹا اسر پر باندھا اور تمام بانے
فقیری کے زیب بدن کرکے روانہ ہوئی اور یہاں کا حال سنیئے کہ ابھی خواجہ عمرو یہاں پہنچے ہوئے تھے کہ پہلوان عادی پیش
صاحبقرانی کو لیے ہوئے آپہنچے خواجہ سے ملاقات ہوئی پہلوان عادی نے پوچھا کہ اے استاد کیا نقشہ ہے اور کیا گذری خواجہ نے
کہا کہ ابھی کیا گذری ایک بڑے زبردست ساحر اور بڑے چالاک عیار آہوان جادو کو واصل جہنم کیا فال تو اچھی آئی ہے دیکھیے
اب آیندہ کیا نتیجہ ہوتا ہے پہلوان عادی نے کہا کہ استاد گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے خداوند رب العزت اچھا ہی کریگا
عمرو نے کہا کہ ہاں گھبراہٹ کاہے کی ہے انشاء اللہ اچھا ہی اچھا ہے یہ کہکر پہلوان عادی سے کہا کہ اچھا اب تم اسی مقام پر
قیام کرو اور بارگاہ سلیمانی استادہ کرو لشکر کو بھی اترنے کا حکم دو کیونکہ قرینہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہاں سے دربند تھا ہی کی
سرحد شروع ہے یہ سنکر پہلوان عادی نے حکم دیا کہ یہیں فرودگاہ لشکر معین کی گئی تمام لشکر اسی جگہ اترے اور قیام کر
اور بارگاہ سلیمانی قائم کی جائے حسب الحکم پہلوان عادی کے لشکر اترنا شروع ہوا اور خدام نے اس مقام کو بہت جلد
صاف و شفاف کرکے خیمے نصب کرنا شروع کیے جب سب لشکر اتر چکا اور خیمے سرداران لشکر کے برپا ہوچکے تو اسوقت
پہلوان عادی خود اٹھے اور بارگاہ سلیمانی کے استادہ کرانے میں مشغول ہوئے استادہ بیا خیمہ استادہ ہوا ہوا
شہرت اس زمین کا دوبالا ہوا زمین کا خطاب آسمان سے بجا ٹھہرا سامنے تیری بہتی ہو گیا الغرض وہ جوگن جلد جلد
باغ سے نکلکر روانہ ہوئی اور یہاں سب سامان درست ہوچکا تھا قریب خیموں کے اکثر لوگ ٹہلنے لگے دیکھا کہ ایک جوگن دور سے
کچھ اشعار اپنی بانسری میں گاتی ہوئی چلی آتی ہے مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا گا رہی ہے ابھی سب اس جوگن کو دیکھ
رہے تھے کہ یکایک ایک جوگی کو دیکھا کہ وہ اس لشکر سے نکلکر اس جوگن کی طرف بڑھا یہ لوگ بحیرت سے دیکھنے لگے

یہاں تشریف لائے ہیں اور بہت سا خدم و حشم اور بہت سے خدام والا مقام اُنکے ساتھ ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ اے عورت تیرا
شوہر طلب خواہی اس قدر تجھکو ادنٰی اور گریہ و ماتم سے کرنا بیسود ہے تو مستطیع ہوسکے یہاں سے نکل اور راہ دشت و جبل اختیار کر ایک صحرا
میں تجھے ایک شخص اس شکل و شمائل کا ملیگا نام اُسکا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہے لشکر امیر حمزہ صاحبقران سلطان
سلطانان کا بہت بڑا عیار زبردست ہے تو اُس سے جاکر ملاقات کرنا کہ وہی طلبران زرین بال کا قاتل ہوگا وہی اُسے
قتل کریگا اور تیرے شوہر کو قید سے رہا کرکے تجھسے ملادیگا تو اطمینان رکھ یہ خواب دیکھا تھا میں اُٹھی اور اپنے دل میں خیال
کیا کہ یہ خواب رویائے صادقہ ہے یا میرے تصور کی تصدیق ہوگئی اور اپنے دل میں یہ یقین کرلیا کہ ضرور میں اپنے ارادے میں
کامیاب ہونگی اور ضرور میرا شوہر مجھے مل جائیگا یہ سوچکر کل اسباب تیاری مہیا کرکے اپنے بیگانے کو چھوڑکر گھربار اور مال و
اسباب سے منہ موڑکر جنگل کی راہ لی کئی مہینے مجھے صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی کرتے گذر گئے ہیں اور اب حال میرا یہ ہے کہ
پاؤں سوجے ہوئے تلووں میں چھالے پڑے ہیں کانٹے چبھے مگر اب تک تو اس شکل و شمائل کا کوئی آدمی نہیں ملا اور میرا مقصد دل حاصل
نہیں ہوا اس عیار نے یہ حال سنکر اُس جوگن سے کہا کہ اگر تمہیں کچھ شکل اسکی جو اُن بزرگ نے بتائی تھی یاد ہو تو مجھسے
بھی بیان کرو اس جوگن نے کہا کہ صورت تو اب مجھے نہیں یاد رہی کیونکہ کئی مہینے کا ذکر ہے مگر ایسی احتیاط سے میں نے
اُسی وقت خواب سے اٹھکر اُسی خیال پر ایک تصویر کھینچ لی تھی وہ البتہ میرے پاس ہے اس جوگی نے کہا کہ وہ تصویر مجھے
دکھا سکتی ہو اسنے کہا کہ ہاں تصویر کے دکھا دینے میں کیا عذر ہے اور وہ تصویر نکال کر اس جوگی کو دکھائی اب جو یہ جوگی اُس
تصویر کو دیکھتا ہے تو ہو بہو خواجہ عمرو ہی کی تصویر ہے اب یہ جوگی اپنے دل میں یہ سوچا کہ عورت تو سچی معلوم ہوتی ہے اپنے
تئیں بتلا بھی دو اور نام اپنا ظاہر بھی کردو اگر یہ عیارہ اور ساحرہ ہوئی تو اس بیان کو ظاہر کرنے میں ہاتھ روکی نہ جائیگی بس
یہ سوچکر اُس جوگن سے کہا کہ اے جوگن تم اس تصویر کو بھلا میری صورت سے ملاکر تو دیکھو کہ میری صورت سے ملتی ہے یا
نہیں اس جوگن نے کہا کہ کیوں اسکی کیا وجہ ہے یہ سنکر اُس جوگی کو ہنسی آئی اور وہ جوگی کہنے لگا کہ ارے نصیبا تیرا
جاگ اُٹھا آگاہ ہو کہ میں ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار لشکر امیر حمزہ صاحبقران سلطان سلطانان ہوں یہ سنکر
اُس جوگن نے کہا کہ مجھے یقین نہیں آتا کہ تمہیں عمرو ہو کیونکہ اگر تم عمرو ہوتے تو تمکو جوگی بننے کی کوئی وجہ نہ تھی اور لباس
فقیرانہ اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی عمرو نے کہا اے بی بی جوگن مجکو جوگی کی شکل بننے کی یہ وجہ تھی کہ تجکو ایک زبردست
عیارہ اور فریبی سمجھا تھا تو اس لحاظ سے جوگی کی شکل بنکر تمہارے حال کو کھوج کرنے آیا تھا اب جو تم ایک سچی عورت
معلوم ہوئیں تو تمکو چھپانے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اپنے کو پوشیدہ کرنے کی کوئی حاجت نہ تھی مگر اس مقام پر ناظرین
کو خیال یہ ہے کہ اس عرصہ میں اور اتنی دیر کی گفتگو میں اکثر لوگ قریب و جوار کے اور بھی نکل آئے اور دیکھ رہے ہیں کہ آہا
جوگی اور جوگن سے کیا باتیں ہورہی ہیں اور عیاران لشکر اسلام بھی متعجب ہیں کہ آخر یہ سحر کیا ہے یہ جوگی کون ہے اور یہ
جوگن کون ہے غرض اس جوگی نے جھٹ قلمدار کر اپنی صورت اصلی پیدا کی اب جو اُس تصویر کو ملاکر دیکھا تو معلوم ہوا
کہ بیشک یہی خواجہ عمرو ہیں بس یہ دیکھکر تمام لوگ کف افسوس ملنے لگے اور مہتر قران وغیرہ نے کہا کہ اُستاد غضب کیا
اور ادھر فوراً ایک پنجہ آسمان سے آیا اور جھٹ خواجہ کو اُٹھا لیا جیسے ہی خواجہ کو پنجہ لیچلا ویسے ہی وہ جوگن بھی جھٹ پٹ
بالا سے ہوا اُڑ چلی اور پکار کر کہا کہ اونا عیار دیس اسی بل پر دعوے عیاری ہے دیکھو عیاری اسکا نام ہے اور یوں اپنا
کام کرتے ہیں اور اسطرح اپنے حریف کو گرفتار کرتے ہیں خبر اسے میں فلاں باغ میں جاتی ہوں اور وہیں قیام ہے پس
اگر تم سبکو کچھ دم و دانہ ہے تو اپنے اُستاد کو آکر چھڑا لینا ہم بھی دیکھیں کہ تم کیسے عیار ہو اور اگر تم نہ آئے اور آکر اپنے اُستاد
کو نہ چھڑایا تو آج سے پھر نام عیاری نہ لینا وہ جوگن یہ کہکر چلی گئی اور یہاں ان سبکو کمال تاسف ہوا کہ افسوس ہمسے

اُستاد نے ذکر بھی نہ کیا اور اس جوگن کے پاس چلے گئے اور گئے تو ایسے مبہوت ہوگئے کہ آخر اُسکے پھندے مین پھنس
گئے کہ مہتر قران حبش نے برق فرنگی اور ابوالفتح اصفہانی کی طرف دیکھکر خطاب کیا کہ آیا تم مین سے کسی سے
ہوسکتا ہو کہ جاکر اُستاد کو چھڑا لاسے یہ کلام مہتر قران کا سنکر برق فرنگی بول اُٹھا کہ ہان ہم جائینگے اور انشاء اللہ اُستاد
کو چھڑا لینگے آخر ہم کس دن کے لیے ہین اور ہم نہ جائین تو لعنت ہی ہماری زیست پر اور تف ہی ہماری غیرت پہ کہ اُستاد تو
پھنس جائین اور ہم کوئی فکر اُنکی رہائی کی نہ کرین اور یہ کہکر مہتر قران تو ایک طرف کو روانہ ہوئے اور یہ جرات برق کی
دیکھکر اورون کو بھی حوصلہ ہوا اور اپنی اپنی طرف چلے مہتر قران حبش بھی تھوڑی دور پر ایک جھیل تھی اُسکے کنارے
بیٹھکر فکر عیاری کرنے لگے اور حال عیارون کا دریافت کرنے لگے

	اب اس مقام پر دو کلمے داستان ملکہ عزبدہ جو کے بیان کیے جاتے	

کہ وہ اپنے باغ مین پہونچی اور پہونچنے کے ساتھ ہی ایک نامہ طیران زرین بال کو روانہ کیا کہ ای طیران زرین بال
مین نے باقبال خداوندی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار تیز دست لشکر صاحبقران کو تو گرفتار کرلیا ہی مگر ہنوز سترہ
مین چند عیاران لشکر اسلام سے وعدہ کر آئی ہون کہ اگر تم سب ان چہ دم دام ہی تو عمرو کو آکر چھڑا لینا اور گو یا بہت بڑا تمنا
دلا آئی ہون یقین ہی کہ وہ سب بیفکر رہائی خواجہ عمرو عیار نکلینگے اور میرے باغ تک آئینگے پس اُنکو بھی گرفتار کرلیون تو
مع عمرو حاضر قلعہ عقابیہ کرون بعد اسکے لشکر کی خبر لونگی اور اگر لات و منات سعی نے مدد کرلی تو سارے اشرار کا ناس کرلی ہو
بعد اسکے خواجہ عمرو کو ایک ستون سے کسکر باندھ دیا اور لشکر صاحبقرانی سے لیکر اپنے باغ تک پہرہ بٹھا دیئے کہ جو کوئی عیار
جس حیثیت سے ہمارے باغ کا قصد کرے فوراً خاک اُڑکر ہمکو خبر کرے اور بعد اسکے اُن ساٹھ ستر خواصون کو بلاکر سامان
شراب خواری مہیا کیا جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ملکہ عزبدہ جو مع اپنی خواصون کے شراب خواری کرتی ہی اور جو دور
جام پہنچ جاتا ہی اُسے خواجہ پر پھینک دیتی ہی اور کہتی ہی کہ کیون خواجہ کیا لطف ہی اسوقت تمھارے دل پر کیا گذر رہی ہو
پس خواجہ صاحب اسی بل بوتے پر آپ کو یہ دعوے تھے اور اسی پھونڈی عیاری پر چڑھ بیٹھین تھین اب کہو تمھارا کیا حال
بتاؤ یہ کہتی ہی اور ہنستی ہی اور وہ خواصین بھی قہقہے مار رہی ہین اور خواجہ عمرو اُس ستون سے بندھے ہوئے چپکے
اسی سکوت مین کھڑے ہوئے ہین کہ افسوس ہین کس بلا مین پھنسگیا اور اس عیارہ نے کیسا دام تزویر مین مبتلا کرلیا کہ
یکایک خواجہ عمرو نے دیکھا کہ خاک کے تنق اور بونڈرے بن بنکر آتے ہین اور ایک آواز اُس خاک سے پیدا ہوتی ہی
کہ ای ملکہ عزبدہ جو ہوشیار ہوجاؤ کہ مہتر برق فرنگی ایک باغبان بچی کی صورت بنا ہوا آتا ہی عمرو اس آواز کو سنکر
حیران ہوا کہ یہ طلسم کیا ہی اور کیا سحر ہی کہ سامنے سے دیکھا مہتر برق فرنگی ایک باغبان بچی کی شکل بنا ہوا چلا آتا ہی اور اس حسن و
جمال سے آتا ہی کہ بہت سے لوگ اسکے ساتھ ہولیے ہین اور اسکی صورت ہی دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین یہ دیکھکر عمرو نے منھ
پھیٹ لیا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ افسوس یہ بھی ہمارے ساتھ گرفتار ہوا چاہتا ہی یہ کمبخت کیا خاک عیاری کریگا اور کیا
اس ساحرہ کا بنا سکیگا جب پہلے ہی اسکے آنے کی خبر ہوگئی اور اللہ اکبر کس غضب کی یہ ساحرہ ہی کہ زمین تک اسکے قابو مین آگئی
اور برابر خاک تک اُڑ اُڑ کر خبر کرتی ہی کہ یکایک وہ باغبان بچی ملکہ عزبدہ جو کے سامنے آئی اور جھک کر نہایت ادب سے
ملکہ کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ ای ملکہ شکر ہی لات و منات کی جناب مین کہ آج حضور نے کس مدت کے بعد اس باغ کو سرفراز
فرمایا کر دوانی تازہ بخشی حضور نے تو مجھے کاہیکو پہچانا ہوگا ای ملکہ یہ کنیز آپ کے باغ کے داروغہ کی بیٹی ہی آپ کے ورود مسعود کی خبر سنکر
حاضر خدمت ہوئی ہون اور تھوڑے سے گلہائے خوش رنگ بطور نذر حضور والا مقام کے لیے لائی ہون اور یہ کہکر تھوڑے سے
پھول شایستہ خوشرنگ ملکہ کو نذر دیے اور کہا کہ مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف وہ دیکھکر ملکہ نے کہا کہ ہان مہتر

برق فرنگی یہ بھول تو خوب لائے کیوں مہتر برق فرنگی یہ بھول تو خوب بیہوشی کے ہو نگے یہ باتیں سنکر مہتر برق نے پھر
وحواس جاتے رہے سمجھے کہ بڑی بلا معلوم ہوتی ہے یہانسے بھاگنا چاہیے یہ خیال کرکے مہتر برق فرنگی بھاگا ہی چاہتا
تھے کہ ملکہ عزیدہ جو نے آواز دی کہ پکڑ فوراً زمین نے مہتر برق فرنگی کے پاؤں پکڑ لیے اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے
ملکہ نے حکم دیا کہ جلد مہتر برق فرنگی کو گرفتار کر لو اور مثل خواجہ عمرو کے اسکو بھی کسکر برابر عمرو کے ستون سے باندھو
بیچارے بھی گرفتار ہو گئے وہ لوگ جو انکے ساتھ ہوئے تھے یہ رنگ دیکھکر بھاگے اور ایک غل ہو گیا کہ مہتر برق فرنگی کو بھی
ملکہ عزیدہ جو نے مثل خواجہ عمرو کے گرفتار کر لیا اب سنیے کہ مہتر برق فرنگی تو گرفتار ہو گئے اور ملکہ عزیدہ جو پھر شرابخواری
مین مشغول ہوئی کہ یکایک خواجہ نے دیکھا کہ ایک کتا نہایت ہی خوش قطع خوش قد سبک خرام سامنے سے چلا آتا ہے
اب مہتر برق فرنگی اور خواجہ دونوں دیکھ رہے ہین کہ یہ کتا کہان سے آیا ہے کہ یکایک ایک لونڈا خاک کا اٹھا اور ایک
آواز پیدا ہوئی کہ اے ملکہ عزیدہ جو ہوشیار ہو جاؤ کہ ضرغام شیردل ایک نہایت ہی خوبصورت کتے کی صورت بنا ہوا
آتا ہے اور یکایک وہ کتا بھی قریب آیا خواجہ عمرو کے دل پر ایک مو گری پڑی کہ لیجیے میان ضرغام بھی گرفتار ہوئے
اب جو ملکہ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو وہ کتا قریب ملکہ کے آگیا کہ ملکہ نے آواز دی کہ آؤ آؤ میان ضرغام اچھے تو رہے اسوقت
کہان سے آتے ہو بس یہ آواز سنکر وہ کتا زمین پر لوٹا اور اپنی ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا تو واقعی ضرغام ہی چاہتا ہی تھا بھاگے
کہ ملکہ عزیدہ جو نے آواز دی کہ پکڑ بس فوراً زمین نے پاؤں پکڑ لیے اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا ملکہ نے حکم دیا کہ اسکو
بھی گرفتار کر لو اور خواجہ عمرو کے برابر کسکر ستون سے باندھ دو وہ بیچارہ بھی گرفتار ہو گیا اور ستون سے باندھ دیا گیا اور ملکہ
بہت شدت سے ہنسی اور خواجہ سے کہنے لگی کہ واہ واہ خواجہ صاحب شاگرد بھی آپ کا ستم ہوشیار ہے کیا کہنا ہے خواجہ
تو سمجھی کہ جتنے آپکی رہائی کے لیے آئین ان سبکو آپ کے برابر باندھ دون کیا کہنا کیا شاگرد ہین اور کیا استاد ہین ابھی خواجہ صاحب
اب بھی تو کوئی عیاری نہیں معلوم نہین کہ دو کونسے ناعیار رہو نگے اور کون لوگ ناتجربہ کار رہو نگے جنکو آپ نے پھانس لیا ہوگا ہم تو جب
آپکی عیاری جانتے کہ جب ہمسے کوئی چالاکی آپکی پیش جاتی یہ سنکر خواجہ نے جواب دیا کہ ہان اے ملکہ جو تم کہتی ہو سب بجا ہے بیشک
تمھارے پھندے سے کوئی نہین بچیگا اور تمسے چھوٹکر کوئی نہین جا سکتا لاریب جو آئیگا وہ گرفتار ہوگا یہ باتیں ہو رہی تھیں
کہ پھر ایک لمحہ بھر کے بعد کیا دیکھتے ہین کہ ایک ساحر نہایت ہی مہیب شکل زرد زرد آنکھیں سر پر جوڑا بندھا ہوا اور کچھ چکنی چکنی
لٹین کاندھو نپر چھوٹی ہوئی ہین قشقہ سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا بڑے بڑے زرد زرد دانت ہونٹھون کے باہر نکلے ہوئے ایک عجیب
بھیانک شکل ایک دہقانی کو لیے ہوئے سامنے سے چلا آتا ہے اور خاک کے لونڈے اٹھ اٹھکر چلے آتے ہین اور برابر آواز
آتی ہے کہ اے ملکہ عزیدہ جو ہوشیار ہو جاؤ اور آگاہ ہو کہ ابوالفتح اصفہانی ایک ساحر کی شکل بنا ہوا اور ایک دہقانی کو
مہتر قران کی شکل بنائے ہوئے آتا ہے یہ آواز سنکر خواجہ عمرو ڈاڑھین مار مار کر رونے لگے کہ ہائے افسوس میرے ساتھ یہ
وہ تو پھنس چکے تھے اب ابوالفتح بھی آتا ہے یہ بھی گرفتار ہو جائیگا اس بدبخت کے سامنے کسی کی عیاری نہ چل سکیگی
ادھر جب مجکو اسنے گرفتار کر لیا مہتر برق فرنگی اور ضرغام شیردل پھنس چکے تو اب کون اسکے پھندے سے بچ سکیگا الغرض
جب قریب ملکہ عزیدہ جو کے آیا جھک کر ادب سے سلام کیا اور ملکہ عزیدہ جو سے کہا کہ اے ملکہ یہ نمکخوار حاضر ہے اور دیکھیے مہتر قران
ہے غلام نے اسکو گرفتار کر لیا ہے اسکو بھی خواجہ کے ساتھ مقید کیجیے ملکہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آہا ہا آؤ آؤ میان ابوالفتح
آؤ تم تو ہمارے قدیمی خیرخواہ ہو آؤ بیٹھو بیشک تمنے بڑا کام کیا ہمارے بڑے دشمن کو گرفتار کر لیا ابوالفتح کے تو یہ سنکر
چھکے چھوٹ گئے قصد کیا کہ بھاگے ملکہ عزیدہ جو نے بھی آواز دی کہ پکڑ فوراً زمین نے پاؤن اسکے پکڑ لیے اور وہ ایک قدم آگے نہ بڑھ سکا
فوراً ملکہ نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھی گرفتار کر لو اور اسکو بھی کسکر ستون سے باندھ دو فوراً حکم کے ساتھ ہی بیچارہ ابوالفتح بھی

استاد نے کہا کہ خوب قہقہہ مار کر ہنسی اور ایک جام شراب میں کچھ جو باقی تھا وہ اُٹھا کر ابو الفتح پر پھینک دیا اور کہنے لگی واہ میان ابو الفتح کیا کہنا اصفہانی ایسے ہی زبردست عیار ہوتے ہیں کیا زبردست عیاری اور کیسی قیامت کی چالاکی کی ہے کہ دل دھیان کر گئیا یہ کہکر اور زور سے قہقہہ مار کر ہنسی اور کہنے لگی کہ اجی میان صاحب وہ اور ہی عیار ہونگے جنپر آپکی بہت عیاری اور پھبکی اور یہی چالاکی چل جاتی ہوگی بس ایسی ہی تیز دستیوں پر عیاری کا دعویٰ تھا واہ خواجہ صاحب آپکے یہ شاگرد بھی بڑے ہی تیز طبیعت معلوم ہوتے ہیں اب خواجہ عمرو اور مہتر برق فرنگی اور ضرغام شیر دل اور ابو الفتح اصفہانی چاروں شخص مجبور بیکس عاجز و بیکس بندھے ہوئے پڑے ہیں اور یہ بدبخت لکانہ طعن و تشنیع کر رہی ہے اور شراب زہر مار کرتی جاتی ہے خوش و خرم بیان کر رہی ہے الغرض جب یہ خبر دہشت اثر مہتر قران کو معلوم ہوئی کہ برق فرنگی اور ضرغام شیر دل اور ابو الفتح اصفہانی یہ تینوں شخص بازی ہار گئے اور انکے ساتھ کچھ نہ بنی بلکہ گرفتار ہو گئے نہایت صدمہ ہوا اور بہت افسوس کیا تھوڑی دیر تک دریائے فکر میں غوطہ زن رہے بعد ایک کچھ سوچ کر سر زانو سے اُٹھا کر یا علی ولی شاہ مردان مدد سے کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے ڈھونڈھ پکڑ کے باغ ملکہ عربدہ جو کا راستہ لیا ادھر سے تو مہتر قران حبشی چلے اور ادھر خاک اڑی اور جا کر ملکہ عربدہ جو کو خبر کی کہ مہتر قران حبشی اپنی اصلی صورت میں آتا ہے خواجہ نے جو یہ آواز سنی گویا روح ساب ہوگئی آنسو نکل آئے اور کہنے لگے کہ افسوس مہتر قران بھی پھنسا اور ابو الفتح سے مخاطب ہوکر کہا کہ ابو الفتح مجکو یقین یہ ہوتا ہے کہ جب مہتر قران بھی آئیگا اور یہ لکانہ اسکو بھی گرفتار کر لیگی تو تو پھر ہم پانچوں آدمیوں کو ضرور تہ تیغ کریگی افسوس ہے کہ موت کہاں اور کیونکر آئی کہ ملکہ عربدہ جو نے کہا کہ لیجئے خواجہ صاحب آپکے وہ چوتھے شاگرد بھی تشریف لاتے ہیں اور ظرافت یہ ہے کہ بصورت اصلی تشریف لاتے ہیں کوئی عیاری بھی نہیں کی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاگرد آپکے بڑے بہادر اور نہایت منچلے ہیں جوش شجاعت میں بصورت اصلی تشریف لاتے ہیں شاید تھیلے کو تشریف لاتے ہیں اچھا کیا مضائقہ ہے آئیں اپنا حوصلہ وہ بھی پورا کر لیں ادھر یہاں مہتر قران حبشی نے چلتے چلتے یہ خیال کیا کہ ارے قران آخر یہ کیا معرکہ ہے جو گیا ملک عدم کو وہ وہیں کا ہو رہا اور یہ کیا ماجرا ہے کہ جو گیا وہ جا ہی رہی گرفتار ہو گیا اب مہتر قران یہ خیال کرتے جاتے ہیں کہ ناگاہ نظر انکی پاؤں کی طرف پڑ گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ جب زمین پر قدم پڑتا ہے تو گرد اُڑ کے ایک سمت بنکر اس باغ کی طرف جاتا ہے بس فوراً انکے ذہن میں یہ امر آیا کہ کچھ نہیں بات یہ ہے کہ اس لکانہ نے زمین پر اسپند چھڑک رکھا ہے کہ جو عیار ہماری طرف چلے زمین انکو خبر دیدے یہی سبب ہے جو اس باغ کا قصد کرتا ہے فوراً گرفتار ہوتا ہے خاک کا اٹھکر اس باغ میں جاکر اطلاع کر دیتا ہے فوراً ہی ایک ہتھیار دارو بیہوشی کی نکال کر ہاتھ میں لے لی اور جب قدم آگے بڑھانا چاہتے ہیں تو زمین پر وہ دارو بیہوشی پہلے ڈال دیتے ہیں کہ قدم انکا اس دارو بیہوشی پر پڑتا ہے اور خاک کے ساتھ وہ دارو بیہوشی بھی اُڑ کر اُس باغ کی طرف جاتی ہے اور اُن صاحبوں اور جاسوسوں کے شراب میں اثر کرتی ہے الغرض اسی طرح مہتر قران وہ دارو بیہوشی زمین پر ڈالتے ہوئے اور برابر بڑھاتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ملکہ عربدہ جو قہقہہ مار مار کر ہنس رہی ہے اور شراب زہر مار کرتی جاتی ہے اور بہت خوش ہے کہ اب مہتر قران بھی آتا ہے اسکو بھی گرفتار کرتی ہوں اور برابر خواجہ عمرو سے کہہ رہی ہے کہ لیجئے خواجہ صاحب اب آیا مہتر قران اور اب آیا خواجہ نے جواب دیا کہ ملکہ خدا ہی تمہاری شرم سے بچائے تو بچے ورنہ کوئی شبہ نہیں ہے سانا ہی کہ لیکا ایک کیا دیکھتے ہیں کہ مہتر قران حبشی پائے شاطری مارتے ہوئے یا علی یا علی کے نعرے کرتے ہوئے جلد جلد چلے آتے ہیں عمرو کی نظر جو اُنپر پڑی دیکھا کہ بے اصلی چلے آتے ہیں کلیجا دھک سے ہو گیا کہ مہتر قران بیخوف اس طرح چلے آتے ہیں جب ملکہ عربدہ جو سے سامنا ہوا تو اکڑ کر پکار کر آواز دی کہ آنکھ کھول ای ملکہ عربدہ جو نعرہ سریع السیر چون باد بہاری شہ جہان سر شگاف در خنجر گذار میں نہ ہلا سکے جسم جہان کا فرانم بہ غلام حیدر مہتر قرانم ہشیار ہو جا کہ میں آپہنچا اور یہ کہکر تیغہ ہاتھ میں کھینچ کر دوڑ کے اسکے سر پہ اور اس

جرات پردہ بھی حیران ہوگئی اور اپنی جگہ سے اٹھی مگر اس دارو ئے بیہوشی نے جو صاحبقران نے خاک کے ساتھ اڑا دی تھی
مدہوش ہو کر گر پڑا تھا ایک چند ہی قدم چلی تھی کہ دھڑ سے بیہوش ہو کر گری اسکے گرتے ہی وہ ساٹھ ستر خواصین کالی دوڑین
جو بڑھی وہ گر پڑی خلاصہ یہ کہ وہ سب گر پڑین پس صاحبقران نے نام مبارک حضرت امیرالمومنین سید الوصیین غالب کل غالب
اسد اللہ الغالب کا لیکر بلکہ عربدہ جو کے سر پر اس زور سے تیغ دو مارا کہ ایک سر کے دو ہو گئے اور ان ساٹھ ستر خواصون کے
بھی سر کاٹ کر پھینک دیئے مگر بلکہ عربدہ جو کے سر کٹتے ہی ایک جانور اسکے سر سے پیدا ہوا اور دربند عقابیہ کی طرف پران
ہو گیا اور یہان صاحبقران نے جب اسکے قتل سے فراغت پائی تو خواجہ عمرو کے پاس آئے اور سلام کیا خواجہ نے دعا
دی صاحبقران نے خواجہ اور ابوالفتح اور ضرغام شیر دل اور برق فرنگی کو ستونون سے کھولا سب آپس مین بغلگیر ہوئے
خواجہ نے دوڑ کر صاحبقران کو گلے سے لگا لیا پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ واہ بیٹا کیا کہنا سوائے تمہارے یہ کام کسی کا نہ تھا
کہ اسطرح بخوف و ہراس آکر اس کام کو انجام دیتا مگر یہ چالاکی تمہاری میرے ذہن مین نہ آئی کہ تمنے کیا کیا صاحبقران نے کل کیفیت
بیان کی کہ استاد یہ بات ہی کیا تھی یہ کہو کہ کسی کی سمجھ مین نہ آیا استاد بات یہ تھی کہ اس کمبخت نے زمین پر اپنے پہرے معین کر دیئے
تھے جو شخص اسطرف کا قصد کرتا تھا خاک کے بگولے اٹھکر ٹھیرا دیتے تھے مین نے جو غور کیا تو یہ امر میری سمجھ مین آگیا فوراً ایک
پڑیا بیہوشی کی نکال کر اپنے زیر قدم ڈالتا ہوا یہان تک چلا آیا وہ بیہوشی اس خاک کے ساتھ اڑ آئی یہ سارے کرشمے
اسکے تھے بس یہ سنتا تھا کہ عمرو وجد کر گیا اور جیب سے ایک ٹوپی ابرک کی زنبیل سے نکال کر صاحبقران کے سر پر پہنا دی
کہ واہ صاحبقران کیا کہنا کیا ذہن لڑا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ صاحبقران نے سر جھکا دیا اور ٹوپی پہنکر ایک اشرفی نکال کر نذر دی خواجہ
نے کہا کہ صاحبقران اسوقت تو ہمکو زیبا تھا کہ تمنے اتنے بڑے کار دشوار کو انجام دیا اور ایسا کار نمایان کیا ہم تمکو کچھ دیتے
نہ کہ تم الٹے ہمین دو مگر بیٹا عادت کے خلاف ہے اور یہ کہکر اشرفی صاحبقران کے ہاتھ سے اٹھا کر نذر زنبیل کی اور بعد اسکے ان
پانچون آدمیون نے جتنا مال و اسباب اس باغ مین تھا اس سب کو اپنے قبضے مین لیکر اپنی راہ لی اور شکر خداوند جل و علی بصد
عجز و نیاز بجا لائے کہ خداوندا شکر ہے تیرا کہ تو نے اس بلا سے نجات دی جلد جلد وہ راہ طے کر کے لشکر صاحبقران مین آئے
آکر ملے سب کے سب خوش و مسرور ہوئے دوسرے روز حضرت امیر حمزہ صاحبقران بھی داخل لشکر ہوئے سبھون نے
شرف قدمبوسی حاصل کیا خواجہ نے کل کیفیت اپنی اسیری اور ابوالفتح اور ضرغام شیر دل اور برق فرنگی کی گرفتاری
اور صاحبقران کی چالاکی اور عیاری کی بیان کی یہ حال سنکر امیر نامور بہت خوش ہوئے صاحبقران کو بلا کر خلعت بیش بہا
اور ایک تلوار آبدار اور ایک خنجر جواہر نگار دیا اس روز و شب کو وہان قیام کیا جشن تہنیت برپا رہا صبح کو وہان سے کوچ
کر کے دربند عقابیہ کا راستہ لیا جلد جلد وہ دس بارہ کوس طے کر کے داخل دربند ہوئے اور طیران زرین بال سے کہلا
بھیجا کہ اگر تجکو اپنی جان بچانا منظور ہو اور اپنی خیر منانا ہو تو فوراً رومال سے ہاتھ باندہ کر چلا آ اطاعت لقا کو ترک کر کے شرف
اسلام سے مشرف ہو اور ہماری اطاعت کر اور اگر یہ امر منظور نظر نہین ہے اور کچھ دم داعیہ ہے تو کل صبح کو میدان مین نکل آ
اور ہمارا مقابلہ کر جب یہ پیام امیر کا طیران نے سنا تو نہایت غیظ مین آیا اور کہلا بھیجا کہ اے حمزہ تو اپنی صاحبقرانی کا بڑا
دعوی ہے مین تمہاری ان سب باتون کا جواب بزبان تیغ سے دونگا کہ تم بھی یاد کروگے ایلچی امیر کا واپس آیا شب کو طیران
زرین بال نے طبل جنگ بجوا دیا طبل جنگ کی آواز سنکر امیر نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دیا
جب صبح ہوئی تو طیران زرین بال نے عقاب سیاہ فیل سوار کو جو بہت بڑا پہلوان تھا بجمعیت چار ہزار ساحران خونخوار
روانہ کیا وہ کافر خاکسار ان ساحرون کو لیے ہوئے میدان مین آیا اور لشکر آراستہ کیا میمنہ و میسرہ قلب و جناح فوج
مرتب کیے اور ادھر سے حسب الحکم امیر کشور گیر [illegible] عراقی اور ہلال اصفہانی فوج صاحبقرانی لیکر میدان کارزار

مین آ پہنچے اور فوج کو ترتیب کیا بعد ترتیب فوج اُسطرف سے عقاب فیل سوار چنگھاڑتا للکارتا آگے بڑھا اور لشکر امیر
صاحبقران سے یہ دونون سردار پے در پے مقابلہ مین عقاب فیل سوار کے گئے اور مجروح ہوئے اُسوقت عقاب
فیل سوار نے آواز دی کہ بس اسی بل بوتے پر طیران زرین بال فرشتۂ قدرت زمردشاہ کا مقابلہ کرنے کو آئے تھے
واہ واہ کیا کہنا کس شان وشوکت سے یہ دونون سردار لڑے ہین دیکھو مین تم سبکو آگاہ کرتا ہون کہ اب بھی اپنے ارادے
سے باز آؤ اور خداوند لقا کو سجدہ کرو ورنہ تم سب ہلاک ہوگے اور امیر تمھارا گرفتار کرلیا جائیگا کیون دیدہ ودانستہ
جان دیتے ہو اُسے اپنی خیر مناؤ اسکے آواز دیتے ہی نعرۂ رستم پیل تن وپیل کن علمشاہ والا حشم بلند ہوا کہ آگاہ ہو او کافر
ناہنجار وبدکردار عقاب فیل سوار منم رستم پیل تن وپیل کن کشندہ دویل ہندی کپتان فرنگی یعنی شہزادہ علمشاہ رومی
شہ فیل زور پیکر کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور پیدا او نالائق روزگار بدکردار نابکار کیا لاف وگزاف لغو اور مہمل بک رہا ہے او
بدبخت اگر تجکو اپنی جان بچانا ہو تو جلد رومال سے ہاتھ باندھ کر چلا آ اور ہماری اطاعت اختیار کر دائرۂ اسلام مین داخل ہو
ورنہ یاد رکھنا کہ تو اور یہ تیرا لشکر سب واصل نار سقر ہوجائیگا عقاب فیل سوار یہ نعرہ سنکر سامنے آیا اور برابر آکر چاہتا تھا
کہ علمشاہ پر گرز کا وار کرے کہ فوراً علمشاہ نے اپنا مرکب اُسکے قریب لیجا کر یا علی مدد کہکر ہاتھ بڑھا کے دست نجس اُسکا
پکڑ لیا اور اس زور سے کلائی دبائی کہ فشردہ ہو گئی ہاتھ سے اُسکے گرز چھین کر اُسی کے گرز کا جو ایک وار کرتے ہین تو وہ ملعون مع
فیل ٹھنڈا ہو کر رہگیا اور علمشاہ نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور وہ چار ہزار ساحران نابکار بھاگے صدائے تحسین وآفرین
لشکر صاحبقران سے بلند ہوئی خود امیر بھی جوش مسرت مین علمشاہ کی تعریف کی علمشاہ وہین سے امیر کے سلام کو
جھکے تھے کہ فوراً ایک پنجہ بہت زور سے کڑک کر گرا اور علمشاہ کو اٹھا لیگیا امیر با توقیر یہ واقعہ دیکھکر نہایت غمگین وملول
ہوئے اور وہان سے پھر کر خیمہ مین تشریف لائے اور خواجہ عمرو کو طلب کیا جب خواجہ سامنے آئے تو امیر نے ارشاد
کیا کہ اے خواجہ دیکھا تمنے کہ کام بنکر بگڑ گیا ایک پنجہ آسمان سے گر کر علمشاہ کو اٹھا لیگیا خواجہ اسکی فکر کرو اور جسطرح
ہو سکے داخل قلعہ ہو اور علمشاہ کو چھڑا لاؤ کہ یہ کام سوائے تمھارے اور کسی سے ناممکن ہے یہ کلام امیر کشورگیر کا خواجہ عمرو
نے سنکر عرض کیا کہ حضور پریشان خاطر نہون یہ غلام جاتا ہے اور انشاءاللہ العزیز علمشاہ کو چھڑا کر لاتا ہون آپ ہر طرح
اطمینان رکھیے خدا مالک ہے اُسکی نصرت واعانت چاہیے السعی منی والاتمام من اللہ یہ کہکر خواجہ عمرو وہان سے اٹھے
اور آکر ساز وسامان درست کر کے قلعہ کی راہ لی بہت جلد جلد آتی راہ طے کر کے قریب قلعہ آئے اور چارون طرف قلعہ کے
تفحص وتجسس کیا مگر کسی جانب سے قلعہ مین جانے کی راہ نہ پائی ہر طرف سے راہ کا سد باب پایا اور ہر جانب قلعہ کے ایک خوفناک
سا طلسم ہے جب خواجہ نے کسی طرف سے راہ اندرون قلعہ جانے کی نہ پائی تو نہایت ملول ہوئے اور دریائے فکر مین غوطہ زن
ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہیے اور کون سی فکر کی جائے کہ علمشاہ کو اس بلا سے نجات ہو تھوڑی دیر تک تو غور کیا کیے
بعد تھوڑی دیر کے سر زانوئے فکر سے اٹھا کر جیب سے ایک کلاہ دشت کی شکل پر متشکل ہوکے ایک چشمہ آب پر کہ جو قلعہ سے متصل
تھا جاکر بیٹھے اور ایک نہایت غمگین اور ملول صورت کر کے کچھ آنسو بھی آنکھون مین ڈبڈبائے بالکل ہی پریشان کر لیے
غرض اس شکل وشمائل سے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک تھوڑی دیر کے بعد سامنے سے ایک ساحر پیدا ہوا جب وہ قریب
خواجہ کے آیا تو انکی یہ شکل وشمائل محزون وغمگین دیکھکر انکے پاس آ کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کہ تم کون ہو کہان سے آئے
ہو اور یہان قریب قلعہ تمھارے بیٹھنے کی کیا وجہ ہے خواجہ نے جواب دیا کہ اے بھائی میرا حال بہ اختلال قابل اظہار
ولائق استفسار نہین ہے مین اپنا حال تجسے کیا بیان کرون کہ ایک کوہ غم والم مجھ پر پڑا ہے اور وہ عظیم صدمہ دل پر گذرا ہے
کہ گویا کلیجہ نکل گیا ہے اُس ساحر نے کہا کہ مجھسے بیان تو کرو کوئی خلاصہ کیفیت کہو تو سہی شاید مجھسے کوئی کام تمھارا نکل جائے

اسی شخص مجکو تیری صورت محزون دیکھکر نہایت ہی ترس آتا ہی کہ باین کبرسنی تجھپر کیا مصیبت آگئی ارے یہ دن تو تیرے گوشۂ عافیت
مین بیٹھ رہنے کے تھے خیر کچھ اپنا حال بیان تو کر اب دیکھا خواجہ نے کہ یہ مردود دام تزویر مین آگیا اور کیا عجب ہی کہ اس سے کوئی
کام نکل جائے یہ سوچ کر ایک ٹھنڈی سانس بھر کر اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر کہنے لگے کہ سن ای بہائی اگرچہ فسانہ میرا قابل
اظہار نہین ہی مگر جب تجکو اصرار ہی اور مین تجکو اپنے حال پر شفیق پاتا ہون تو بیان کرتا ہون کہ مین ایک کلاونت ہون ایک مدت
سے انتہا کی مصیبت و رنج مین مبتلا تھا بسبب کبرسنی کے چلنے پھرنے سے بھی مجبور ہون نہ کہین جا سکتا ہون نہ آسکتا ہون
ہر ایک دو دو تین تین فاقے گذر جاتے تھے جب حال میرا بہت ابتر ہوا تو مین اپنی جگہ سے جسطرح ہو سکا گرتا پڑتا اس قصد سے
نکلا کہ جا کر طیران زرین بال سے ملاقات کرون اور اپنا گانا بجانا سناؤن شاید وہ میری کفالت کرے اور یہ مصیبت
میری کٹے گرتا پڑتا چلا آتا تھا کہ یہان سے قریب ایک گانو مین آکر ٹہر گیا اور ایک قطاع الطریق نے آکر تمام سامان گانے
بجانے کا مین وستار وغیرہ سب چھین لیا اور مجکو ایک دو تین گھونسے رسید کیے مین رو کر رہگیا اور کچھ نہ بنا سکا کچھ اس نے
اس ساحر سے یہ قصہ بیان کیا کہ اُسکے بھی آنسو نکل آئے اور کہنے لگا کہ خیر اگر سب سامان گانے بجانے کا چوری گیا تو آواز
اور گلا تو تمہارا تمہارے پاس ہی مین تمکو اپنے ساتھ قلعہ مین طیران زرین بال کے پاس لیے چلتا ہون اور چلکر تمہارا گانا
سنواتا ہون جو تمہاری تقدیر کا ہو گا مل جائیگا یہ کہکر انکو اپنے ساتھ لیکر قلعہ کی طرف چلا جب داخل قلعہ ہوا اور طیران زرین بال
سے ملاقات ہوئی تو اُس سے ذکر کیا کہ حضور ایک کلاونت کہ جو نہایت اپنے فن موسیقی مین اکمل ہی باامید منزلت بہ زیارت حضور پرنور
حاضر ہوا ہی اور شرف قدمبوسی حاصل کرنے کی اجازت چاہتا ہی طیران زرین بال نے کہا کہ اچھا اُسے بلاؤ کیا مضائقہ ہی ہم
اسکا گانا سنینگے یہ سنکر وہ ساحر وہان سے اُٹھا اور آکر انکو اپنے ساتھ لیگیا جب طیران زرین بال کے سامنے آئے تو نہایت
ادب سے سلام کیا طیران زرین بال نے کہا کہ تم بہت کبیر السن ہو بیٹھ جاؤ یہ کلاونت سلام کرکے بیٹھ گیا اُس ساحر نے
کل روئداد انکی حرف بحرف طیران زرین بال سے بیان کی اور بعد اُسکے بہت کچھ تعریف کی کہ حضور اگرچہ یہ کلاونت کبیر السن
ہی اور کوئی ساز و سامان بھی پاس نہین رہا اُسکے رنج و صدمہ سے اور زیادہ ضعف و ناطاقتی نے آکر گھیر لیا قوت قلبی سلب ہوگئی
اور جسطرح یہ کلاونت قصد کرتا ہی اُسطرح آواز نہین نکل سکتی مگر حضور ان سب امور پر وہ الحان اور وہ آواز ہی کہ باوجود شاید حضور
میری تو زبان نہین ہی جو مین تعریف کر سکون اور حضور جسوقت سنینگے اُسوقت خود ہی آپ پر منکشف ہو جائیگا اسکا گانا سنکر
در و دیوار مست ہو جاتے ہین وہ دلکش آواز ہی کہ انسان کیا ذکر ہی چرند و پرند آکر جمع ہو جاتے ہین اور جب تک گایا کرتا ہی
اُسوقت تک سر جھکائے ہوئے اسکا گانا سنا کرتے ہین یہ سنکر طیران زرین بال نہایت ہی خاطرداری اور دلجوئی سے پیش
آیا اور کہنے لگا کہ ای کلاونت تو گھبرا نہین ہر طرح کا اطمینان رکھ ہم ضرور بالضرور تیرا گانا سنینگے مگر آج تو تو ہمارے یہان قیام پذیر
ہو اور آرام و آسائش سے بسر کر ہم کل اسم اعظم صاحبقران کو بند کرکے جشن و ضیافت برپا کرینگے اور تیرا گانا سنینگے یہ کہکر
ملازمون سے حکم کیا کہ اس کلاونت کو لیجاؤ ملازم طیران زرین بال آکر اسکو لیگئے اور ایک نہایت معقول جگہ پر اسکو اُتارا
اور ہر طرح کی آسائش و آرام کا خیال رکھا اب یہ اپنے دل مین خوش ہین کہ پھندے مین پھانس لیا اور یہ ملعون دام تزویر مین
آگیا اگر خدا نے مدد کی تو بیڑا ہی پار ہی اُس روز و شب خوب آسائش و آرام سے بسر کی دوسرے دن طیران زرین بال
نے اتنی مہلت نہ پائی کہ اسم اعظم کو بند کرتا مگر حسب وعدہ جشن کی تیاری کی تمام قلعہ آراستہ کیا گیا کل سردارون اور ساحرون کو
حکم ہوا کہ آج شب کو ہم جشن کرینگے سب سر شام سے حاضر بارگاہ ہون پھر تمام ملازمون کو حکم پہونچا غرض ہر طرح کے سامان
اور اسباب عیش و جشن مہیا کیے جب شام ہوئی اور بارگاہ آراستہ ہوئی کل قلعہ مین روشنی ہوئی ساحران بارگاہ آنا شروع ہو
جب سب حاضر ہو چکے اور دربار ہو چکا تو اُسوقت ملازمون کو حکم ہوا کہ وہ ہمراہ کرین جب ملازم ٹھہرا کر چکے تو اُسوقت انکو بھی

حکم ہوا کہ اب وہ کلاونت بھی گاے بموجب حکم انھون نے بھی گانا شروع کیا مگر داؤدھی ہین تو انکا حصہ ہی تھا اسطرح گاے کہ سب حاضرین دربار مست ہوگئے اور طیران زرین بال نے بہت تعریف کی کہ واہ میان بڑھے واہ کیا کہنا اور اُس ساحر نے جو انکو لیگیا تھا کہا کہ فی الواقعی جیسا تنے بیان کیا تھا مینے کچھ اُس سے بھی زیادہ پایا اب جو دیکھا خواجہ نے کہ اسنے میری تعریف کی کہنے لگے کہ حضور اگرچہ کوئی سامان موسیقی میرے پاس نہین گر میری آواز تو ہے طیران زرین بال نے کہا کہ ہان بیشک تم اپنے فن مین کامل ہو گو تمھارا سن اس قابل نہین ہے کہ تمھارے منہ سے آواز بھی نکلے مگر معلوم نہین کہ کیا محنت اور جانفشانی کھینچنے کی تھی کہ اب اسوقت تمھارا یہ حال ہے اور یہ آواز ہے واہ واہ واہ کیا کہنا اب طیران زرین بال نے جو تعریف کی تو پھر کیا کہنا تھا سب جتنے حاضرین محفل تھے سب کے سب ہمزبان ہوگئے اور ہر طرف سے صداے تحسین و آفرین کی بلند ہوئی اب خواجہ سلام کرتے جاتے ہین اور خوب لہک لہک کر گا رہے ہین ایسا گاے کہ سنتے سنتے سب حاضرین محفل خود رفتہ ہوگئے طیران زرین بال نے ایک خلعت نہایت پرتکلف منگوا کر دیا اور بہت کچھ انعام و اکرام دیا جب دیکھا خواجہ نے کہ اب عیاری خوب طرح چل گئی تو اُسوقت طیران زرین بال سے کہا کہ حضور مجھکو صرف اسی فن مین دخل نہین ہے بلکہ فن ساقی گری مین بھی ایسی مہارت ہے کہ شاید و باید لیکن اب بڑھے کے ہاتھ سے کون پیے گا یہ سنکر طیران زرین بال نے کہا کہ شراب منگاؤ جام و صراحی لاکر رکھی گئی خواجہ نے جام بھر بھر کے اور دارو بیہوشی ملا ملا کر سبکو دینا شروع کیا سب نے نشے مین مست ہو کر لاف و گزاف بکنا شروع کیا کوئی کہتا ہے کہ ہم دربار مین گا نا سن رہے ہین کوئی کہتا ہے کہ آ ہمارے گھر سے ہم پیٹھا ہے غرض پھر وہ ایک عجیب رنگ مین ہے آخر جب سب لوگ خوب بیہوش ہوہو کر گرے اور طیران زرین بال بھی بیہوش ہو کر گرا بس فوراً عمرو نے ایک تکلا اُسکی زبان مین کو بیچ دیا اور وہان سے بصورت داروغہ زندانخانہ متشکل ہو کر قید خانہ کی طرف آے اور محافظان زندانخانہ کو شراب بیہوشی پلا کر قتل کیا اور داخل زندانخانہ ہوے اور علمشاہ کو قید سے رہا کیا اب جو علمشاہ وہان سے آے تو داخل قلعہ ہوے عقاب فیل سوار کے ہمراہی کھڑے تھے انسے مقابلہ ہوا خوب تلوار چلی مگر انجام کار بہت سے بھاگے اور اکثر نے اطاعت اختیار کی اور امان پائی پھر طیران زرین بال سے پوچھا کہ اگر تو اسلام قبول کرے تو رہا کر دیا جاے ورنہ قتل کیا جائیگا اُسنے انکار کیا علمشاہ نے اُسے تہ تیغ کیا اور اور جو ساحر وہان بیٹھے تھے اُنھین بھی قتل کیا باقی کو شرف اسلام سے مشرف کرکے مظفر و منصور بخدمت امیر حاضر ہوے امیر نہایت خوش ہوے اور خواجہ اور علمشاہ کو خلعت بیش بہا سے سرفراز و ممتاز فرمایا

دو کلمے داستان ایلچی گری لندھور کے امیر کی جانب سے بیان ہوتے ہین

پلا دے ساقی تو پھول سی کر کہ دل کو اب میرے بیکلی ہے
بہار آئی چمن کھلے ہین ظہور رنگا غسل کلی کلی ہے

نسیم گلشن مین چل رہی ہے صبا ادب سے ٹہل رہی ہے
ہر ایک شاخ نہال تازہ خوشی سے پھولی ہے اور پھلی ہے

پلا دے کچھ بھر کے سبکو ساغر نہ کر تامل جو کی ہے دعوت
یہ کیا ہے سچ اور رنج یا ساقی داد نہین رندون کے کھلبلی ہے

لگی ہے ہمکو بھی تاک اُسی کی نہ آج چھوڑینگے بیکہ رہے ہین
ہمارے بہ گئے ہم تھکے ساقی کہ دھرکو بنت العنب چلی ہے

ہے عشق زہر ہلاہل ایسا کہ اس سے مشکل بہت ہے بچنا
سمجھ کے قند مکرر اسکو جان مصری کی یہ ڈلی ہے

ملے وہ مہوش کو خط یہ دینا مگر زبانی بھی کہہ دو قاصد
پلا شراب وصال جلدی کہ جان کوئی دم مین اب چلی ہے

بھلا کر ایک جام افشان کہ فصل گل آگئی ہے ساقی
بہار شہرون کی اب ہوا تو سحر کے گلشن مین بھی چلی ہے

ہم جو وحشت مین ذلیل و خوار ہین | دشت مین کہ جا بجا کہسار ہین
ای گریبان چند تیرے تار ہین | اب یہان دست جنون بیکار ہین
اپنے ہاتھون در پئے آزار ہین

ہی بہار اکونسا صحرا نہ پوچھ | کسقدر ہی حال وحشت کا نہ پوچھ | ہمکو ہی کیسا آج کل سودا نہ پوچھ
ای جنون کچھ حال دست و پا نہ پوچھ | مست ہین در کار خود ہشیار ہین

ایک ہین پیش قضا شاہ و گدا | اس سرا مین اب نہین مسکن روا | ہی جرس کی رات دن آتی صدا
عاقلو اُٹھو چلو بیٹھے ہو کیا | رہرو ملک عدم تیار ہین

موسم گل آرزوے یار ہین | چشم نرگس جستجوے یار ہین | عالم گلشن ہی کوے یار ہین
انتظار گفتگوے یار ہین | بلبلین کھولے ہوے منقار ہین

بہت نویسندۂ معنی بے نظیر ✽ رقم کردا ین داستان دلپذیر ✽ منشیان عبارت مکاتیب گوناگون و محرران مضامین خطوط بوقلمون کلک جواہر سلک کو صفحۂ قرطاس فلک اساس پر یون روان کرتے ہین کہ جب امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان بعد عیش و عشرت جلسۂ شادی ملاقات فرزند جگربند صاحب عز و جاہ شہزادہ علمشاہ فلک پناہ سے فرصت کرچکے ایک روز دربار فلک اقتدار مین جام کلاہ عفریت پُر از شربت سلسبیل رکھوا دیا اور فرمایا ای بہادران نامور وای شیران پُرجگر تم مین سے کوئی ہی ایسا کہ اس شربت خوشگوار کو بہتر از آب حیات جانکر گوارہ کرے اور یہ نامہ میرا لیجاکر اپنے سامنے زمردشاہ باختری لقاے بے بقا سے پڑھوا دے مگر شرط یہ ہی کہ خود گنبد گیتی نما پر جاکر لقا کے ہاتھ مین دے اور وہ عبارت نامہ اول سے آخر تک سب پڑھلے یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان نہایت خرم و شادان اپنے ذنگل سے کود پڑے اور دست بستہ عرض کیا ای فخر سلاطین زمن و ای خسروان صف شکن زیر کنندۂ شجاعان دوران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان یہ خاکسار خادم آستان فلک نشان متمنی ہی کہ اس عہدۂ جلیل پر فائز ہو اور اس نامۂ اعزاز شمامہ کو جانب ناکس سائل لیجاے اور لقاے بے بقا سے ملاقات کرکے گنبد گیتی نما پر ہاتھ مین اُسکے دیکر پڑھوا دے امیر نے ہنسکر فرمایا کہ ای لندھور میری بھی یہی تمنا تھی اور مین بھی چاہتا تھا یہ سنکر لندھور تسلیم بعد تعظیم بجالاے اور وہ جام خوشگوار و شیرین اٹھاکر پی لیا بالکل اثر دربھی اُسوقت اپنے ذنگل پر تمکین بیٹھ چکے سے مذاق تہذیب لندھور سے کہا ای برادر آپ ہی آپ مزے اُڑا سے سارا جام شیرین چڑھا گئے ہماری صلاح بھی نہ کی ناظرین پر واضح ہو کہ ان دونون مین اکثر مزاح ہوا کرتی ہے لندھور نے جواب دیا ای برادر تمنے ایک آنکھ سے خوب دیکھا مین بچشم سے بات نہین کرتا ہون مالک اژدر نے کہا ای بھائی گوش دل سے ایک شعر سنو کسی فارسی گو نے کیا خوب فرمایا ہی شعر زد و چشم دیدہ ام تو در دیدہ ام ✽ ازین بہ کہ یک راہ دیدہ ام ✽ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے سیف ذوالیدین سے ارشاد فرمایا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے لقاے بے لقا کو تحریر کرو کہ راہ راست پر آے بیجروی نہ کرے کفر پرستی سے باز رہے سیف ذوالیدین نے دست بستہ عرض کیا سمعاً و طاعتاً سیف ذوالیدین ایک نہایت ذی فہم و صاحب ادراک منشی بے بدل و مترسلین بے مثل تھے کہ عطارد فلک اُنکے قلم فیض رقم کی صفت و ثنا کرتا ہی کسی سحر خوش تحریر کی کیا تاب تھی جو اُنکے سامنے قلم پکڑ سکے اور عبارت لکھ سکے غرض بموجب ارشاد امیر با توقیر غائیہ ہدایت شمامہ اٹھاکر قلم برداشتہ نامہ لکھنا شروع کیا اول حمد پروردگار عالم و عالمیان بعدہٗ نعت رسول مختار عالیشان بعدہٗ شکایت کجروی روزگار و فلک ناہنجار آخر مین نصیحت و ہدایت تحریر کرکے حاضر خدمت فیض درجت امیر با توقیر کیا صاحبقران نامدار نے فرمایا ای سیف ذوالیدین پڑھو اس نامہ کو سناؤ کہ کیا تحریر کیا ہی سیف ذوالیدین نے نامۂ ہدایت شمامہ پڑھنا شروع کیا نامہ حمد و سپاس بیقیاس اُس منشی یکتا کی کہ جسنے قلم قدرت سے اپنے لفظ کن تحریر فرمایا اور اُسی لفظ کن کے ارشاد کرنے سے تمام آسمانون اور زمینون کو پیدا کیا عرش و کرسی و لوح و قلم بہشت و دوزخ کو بنایا دشت و جبال و صحرا و دریا پیدا کیے شمس و قمر و نجوم کو نور قدرت سے منور کیا ملائکہ کو آسمانون پر رضوان و حور و غلمان کو بہشت عنبر سرشت مین بٹھایا کیا اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اشعار

اوسکی صنعت کا کیا بیان کیجے — قدرت حق کو کیا عیاں کیجے
اوسنے پیدا کیا ہے لوح و قلم — اوسنے پیدا کیا بہشت و ارم
بحر و بر اور سارے دشت و جبل — انہین سب مین ہے بس اوسی کا عمل
اوسنے کیا کیا کیے شجر پیدا — کیسے کیسے ثمر کیے پیدا
سوے نرگس لپٹو ر دیکھو تو — گل ریحان کا ظہور دیکھو تو
بھینی بھینی وہ جوہی کی خوشبو — موتیے کی وہ تیز سب سے بو
دیکھے انسان جو شان پیدا — نظر آجاے قدرت معبود
کیا سنبل کو پیچدار کیا — گل سوسن کو سوگوار کیا
طائرون کی وہ نغمہ پردازی — مور تیہو کی وہ خوش اندازی
کیا سحر اوسکی صنعتین ہون رقم — وجد مین آکے رک گیا ہے قلم

اوسنے پیدا کیا زمین و زمان — اوسنے پیدا کیا مکین و مکان
آتش و آب اور ہوا و خاک — اوسنے پیدا کیا یہ قدرت پاک
مہ و خورشید و کوکب و افلاک — ریزہ و سنگ و ذرہ ہاے خاک
کیسے کیسے چمن بناے ہین — گل ہر اک رنگ کے کھلاے ہین
بیلا البیلا ین دکھاتا ہے — جو بن اپنا چمن دکھاتا ہے
وہ چنبیلی کی نکہت افشانی — دل شگفتہ وہ غنچے ریحانی
سرو و شمشاد کو کیا استاد — اوسکی خاطر ہے قمری دلشاد
کیسے کیسے طیور پیدا ہین — بلبلین گل پہ دل سے شیدا ہین
فاختہ کی وہ حق سرّہ کو کو ہے — غل کہین لا الہ الا ہو ہے

بشر صنعت صانع روزگار پہ نظر کرے صناعی و وحدہ لا شریک کا دم بھرے اوس خالق کل مخلوقات نے کیا چیز نہین پیدا کی ہر رنگ مین اوسکی قدرت نمائی کا ظہور ہے زمین سے آسمان تک

نور علی نور ہے [illegible] قدیم — لیکے آدم سے تا بجد بشیر
کرین اظہار حق کی وحدت کا — راستے سے لگائین ہر اک کو
جو نہ مانیگا ہوگا وہ محجوب — ای سحر حمد خالق عالم

کتنے پیدا کیے ہین پیغمبر — حکم انکو دیا ہدایت کا
نیک اور بد بتائین ہر اک کو — پیروی انکی ہر بشر پہ وجوب
کیا مجال بشر کرے جو رقم — ای بانی کفر و ضلالت و ای

رہبر بیہودہ جہالت ای کفر نماے طلسم ہستی و ای نوشندہ بادہ بدمستی و ای خود پرست گشتی و ای رواج دہندہ مملکت زشتی و ای ایجاد کن کفر و ضلالت و فسونگری زمرد شاہ باختری لقا سے بقا علیہ اللعن والعذاب ای سزاوار لعنت و ملامت بس از تہنیت ہدایت قلم رہنما طریق خداوانی سے تجھکو تحریر کیا جاتا ہے کہ کس خواب خرگوش مین ہے کون سے گوشہ غفلت مین بیٹھا ہے گوش دل سے پنبہ غفلت کو نکال جادہ کفر پر پاؤن کو نہ ڈال کچھ تجھکو مآل عدم کا بھی حال معلوم ہے منزل اول قبر کی ہے وہ گوشہ تنہائی آس پاس نہ کوئی دوست نہ بیٹا نہ بھائی وہ زمین کا سونا خاک غربت کا بچھونا وہ فشار قبر زمین کا پسنا شکست استخوان کا سرمہ ہو جانا پسلیون کا ٹوٹنا ہڈیون کا چورا ہونا الشکست شد وہ نکیرین کا تنہائی مین آنا وہ شکلین ہیبتناک بال اونکے دراز قد و قامت طولانی آنکھین بڑی بڑی خوشناسب مثل شعلہ آتشین ایک ہاتھ مین گرز آتشین دوسرے ہاتھ مین شیشہ آتشین وہ سب عقرب و اژدر وہ سوال اونکے جنکا جواب خوف و دہشت سے انسان نہین دے سکتا اوس وقت بیکسی پر کوئی پاس نہ مددگار رہے یہ دولت و حشمت یہ حکومت و سلطنت اور دعوی خدائی کچھ کام نہ آئیگا رہ رہکر پچھتائیگا آخر کار دوزخ کا سامنا شعلہ آتشین کا بھڑکنا تلافی عصیان سے عذاب کا ہونا معاذ اللہ اللہم احفظنا من بلاء الدنیا دوسرے وہ قیامت کا آنا حشر کا قائم ہونا سوا نیزے پر آفتاب عالمتاب تانبے کی زمین وہ گرمی و حدت حرتابان سے زمین اسقدر جلتی ہوگی کہ پاے نگاہ اگر ایک قدم چلے سو آبلے پڑین اپنے عرق جسم مین سراپا سب غرق کوئی کسیکا آشنا نہین نفسی نفسی کا شور اوسوقت ہادی و رہنماے کون و مکان پیغمبر آخر الزمان امتی امتی کہتے آئینگے سفارش کر کے سبکو بخشوا لینگے رحمت پروردگار عالم کا نزول ہوگا جو اسمین شمول ہوگا داخل بہشت عنبر سرشت کیا جائیگا تجھسے کفار ضلالت شعار دعوی خدائی کرنے والے پروردگار عالم سے نہ ڈرنے والے قعر جہنم مین پھینکدیے جائینگے ابد الآباد تک آتش دوزخ مین جلینگے ای غافل کفر پر لعنت کر ہوشیار ہو بادہ نخوت سے پرہیز کر کفر سے ہاتھ اوٹھا یہ دعوی خدائی ترک کر وحدانیت پروردگار کا قائل ہو اسلام پر مائل ہو کفر پر لعنت کر دین محمد مصطفی کا رواج

کہ وہ بنی ہدا خسیمرا اور ابدرالدجی شمس الضحی نجم الہدا شفیع روز جزا مالک دوسرا ہین انپر درود پڑھکر کفر و کافری پر صبح شام
لعنت کیا کر ای نقاب بے بقا اس ہملات و مزخرفات سے اگر دست بردار ہو اور دین اسلام سے شاد کام ہوکر وحدانیت
پروردگار و خالق کل مخلوقات کا مقر ہو یکتائی رب العزت کو خانۂ دل مین جگہ دے تو علاوہ تیری حکومت و ملکت کے اور
اپنے ملکون مین سے بھی تجکو دون اور بادشاہ ہفت اقلیم تجکو کرون ورنہ تجکو اختیار ہے تیرا اگلا ہے اور میری شمشیر آبدار ہے
جب تک میرے دم مین دم ہے تابندگی بخش تیغ دو دم ہے تمامی کفرستان کو نیست و نابود کردونگا طوفان نوح کا سامان دکھا دونگا
فقط زیادہ علیہ اللعن والعذاب سیف ذو الیدین نے یہ نامۂ ہدایت شمامہ لیکر بحضور حمزہ صاحبقران پیش کیا امیر باتوقیر
مضمون نامہ سے بہت مسرور ہوے اور کہا ای سیف ذو الیدین اسکا تم لفافہ کرکے بند کرو سیف ذو الیدین نے لفافہ
مین رکھکے بند کیا اور لفافہ پر تحریر کیا کہ بعونہ تعالی لفافۂ ہدا از جانب فخر شہنشاہ زمان تاج بخش سلاطین جہان سلطان
سلطانان شاہ شاہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بدست مردود ازلی کافر ابدی نصروشاہ
باختری نقاب بے بقا علیہ اللعن والعذاب کے پہونچے امیر کشورگیر نے بعد عزت و توقیر یہ تقریر کی کہ جو کوئی دارا ے ہند
لندھور بن سعدان کی دعوت کرکے اس مرحلۂ عظیم پر رخصت کریگا مین اُس سے بہت خوش ہونگا اُسنے گویا میری دعوت
کی یہ سنکے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا ای گل گلشن دین و ایمان وای بلبل بوستان ہندوستان آج پہلی دعوت تمھاری میرے
یہان ہو لندھور نے عرض کیا کہ سمعاً و طاعتاً بسم اللہ بہت خوب بادشاہ نے دعوت کا سامان بڑے کروفر سے کیا
کھانے بہت عمدہ عمدہ پکوا ے دارا ے ہند لندھور بن سعدان وقت چاشت بارگاہ بادشاہ ذوی الاقتدار کی
طرف چلے راہ مین ایک شخص نے آکر سلام کیا لندھور نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین یاقوت شاہ کا خدمتگار ہون
لندھور نے کہا تو میری ملازمت اختیار کریگا اُسنے عرض کیا مین بسر و چشم آپ کی نوکری کرونگا لندھور نے کہا چل میرے
ساتھ آج سے تو میرا نوکر ہے وہ شخص لندھور کے ہمراہ ہوا لندھور بارگاہ فلک جاہ بادشاہ مین آے بادشاہ نے
اپنے سامنے دسترخوان بچھوایا کھانے چنوا ے ہر قسم کے طعامہاے لذیذ و نفیس منگوا ے لندھور نے بعد اعزاز و
اکرام دعوت کا کھانا کھایا آب خنک پیا شکر خدا کیا بادشاہ بہت خوش ہوے اور خلعت سے سرفراز کرکے رخصت کیا
دوسری دعوت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے لندھور بن سعدان کی بڑی دھوم دھام سے کی اور جتنے
لندھور کے ہمراہی ہین سب کی ضیافت کی ہنگام چاشت لندھور اسی خدمتگار کو ساتھ لیکر حاضر بارگاہ فلک اشتباہ
امیر باتوقیر ہوے سفرۂ استبرق و سندس بچھوایا گیا کھانے طرح طرح کے چنے پلاؤ زردہ قورمہ سالن روٹیان باقرخانی
شیرمال خستہ شیر برنج بہت عمدہ اسی طرح کے سب کھانے نادرات و نایاب تھے لندھور نے خوب سیر ہوکر کھانا کھایا آب
سرد پیا خدمتگار نے بھی خوب تنکے کھایا کچھ پوٹ باندھ لیا امیر باتوقیر نے خلعت فاخرہ دیکر رخصت کیا تیسری دعوت فرزند
جگربند امیر باتوقیر عالمشاہ فلکجاہ نے اُسی سامان و تزک سے کی اور خلعت دیا بہت مسرور ہوکر رخصت کیا چوتھی دعوت
شہزادہ نامی بدیع الزمان عالیشان گرامی نے اسیطرح کی پانچوین دعوت شہزادہ ملک قاسم نوجوان نے
بعد عز و شان کرکے رخصت کیا چھٹی دعوت مالک اژدر نے بڑے کروفر سے کی اور ساتوین دعوت بہرام
نے بھی لندھور کی کرکے رخصت کیا الغرض اسی طرح سب سرداروں نے لندھور کی جدا جدا دعوت کی
اور رخصت کیا مگر اُس خدمتگار نے خوب عمدہ کھانے جو لندھور کے آگے سے بچے وہ کھاے اور باندھکر لے آیا جب
لندھور کو دعوت سے فرصت ہوئی امیر باتوقیر نے حکم کیا کہ ایک لاکھ اسی ہزار کی جمعیت دارا ے ہندوستان لندھور
بن سعدان کے ہمراہ ہو چیدہ چیدہ سوار لشکر مین چھانٹ کر لندھور کے سپرد کیے کچھ نیزہ دار کچھ شمشیر زن پہلوان

صف شکن کچھ تیر انداز نوجوان پہلوان جری دلیر رزمگاہ کے شیر نیزہ دارون کے نیزے مانند برق کے چمکتے شمشیر زنون کی تلوارین
اُبل ہول اگر پہاڑ پر ہاتھ مارین دو ٹکڑے ہو کمانداروں کے تیر و کمان صورت قوس و قزح تودۂ دل دشمن نشانہ کرے گولین
جرنیل چلا کر گوشون مین چھپین سہم سہم کر رہ جائین خنجر آبدار کافر کا خون بہانے کو تیار تبرون سے شکل ظفر آشکار ہو غرض فلک شکوہ
مین کوچ کا سامان ہونے لگا گھوڑون کے نعل نقرئی اور طلائی کیلون سے بندھنے لگے وہ نعل ہلالی جن پر بدر کامل صدقے
ہو کیلون پر اختر تابندہ نثار ہون وہ گھوڑے کمیت و شبرنگ جن پر ابلق لیل و نہار بلا گردان ہو کہ جوڑ بند عمدہ تھوتھنی ناپا
گردن صراحی دار دُم چنور مثل طاؤس طناز باریک جلد کشادہ کفل خوش انداز پری پیکر تیز رفتار باد صبا انکی ٹھوکرون مین آسے
تو لیس جا ہے صرصر تیز و تند گرد سوار بھی نہ پاسکے زین پوش کارچوبی سجے ہوئے زیور طلائی سے آراستہ مثل پری چھم چھم کرتے
پھرتے ہین فیلون کی تیاری بڑے شان و شوکت کی ہستکین فیلون کی آئینہ بند دانتون پر جڑاؤ سونے کے چڑھے ہوئے
خیطے مین مرصع کار طلائی رنگ لہوکے پہنے ہاتھ پاؤن رنگے ہوئے جھولین زربفت کی پڑی ہوئی ڈوریان ریشم ہفت رنگ
سے کسے ہوئے ہیکلین جڑاؤ سونے کی گلے مین گھنٹے سونے کے پڑے ہوئے زنجیرین سونے چاندی کی اس سازوسامان
آراستہ پیراستہ مگر وارا ہندوستان لندھور بن سعدان کا ہاتھی جسکا نام فیل مہرپیکر مبارک ہو وہ بڑے تزک
و سازوسامان سے سجا سجایا مغرق بجواہر منقش کسے ہوئے گدی کسی ہوئی جھول کارچوبی پڑی ہوئی دانتون پہ
چوڑیان جواہر نگار چڑھی ہوئی تاسے طلائی اور نقرئی سے مرطوم زنگی مستک پر چوگرد چھوٹے چھوٹے آئینے بیچ مین ایک بڑا
آئینہ لگا ہوا کہ عکس اسکا دور تک پڑتا ہے ہر سوار سامنے آکر اپنی صورت کا بناؤ دیکھ لیتا ہے امیر باتوقیر نے چالیس اونٹ
زر و جواہر و اسباب کے ہمراہ کیے تمام ہمراہیان لشکر لندھور کو صاحبقران نے خلعت سے سرفراز کیا وارائے ہند
لندھور بن سعدان بھی غرق سلاح جنگ ہو کر خلعت فاخرہ پہن کر آراستہ ہوئے خود فولادی سر پہ رکھا زرہ جامہ فولاد کا
بر مین پہنا دستانہ فولادی ہاتھون مین جوشن و بکتر بہ جسم کیے پٹی زرتاش کی انگشے پر باندھی جھلم منھ پر ڈالی کمر بند زرین سے کمر
چست و چالاک کی ڈال دہ پہلو مرصع کار گلے مین پہنے تیغ ولایتی کمر سے لگائی نیزۂ خطی اشہب قربوس مین ڈال کر بازو مین لیا
کمان دوش پر لٹکائی ترکش کمر مین لگایا گرز گاؤسر سترہ سو من کا پنجۂ شیر گیر مین پکڑا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نامدار
کو آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ خادم رخصت ہوتا ہے نامہ ایک شہنشاہ مرحمت فرمایئے امیر باتوقیر نے دو نامہ عنایت
کیا لندھور نے بہ فخر یہ وہ نامہ پگڑی مین رکھ لیا صاحبقران زمان نے فرمایا ای لندھور تمکو پروردگار عالم کے
سپرد کیا سفر فتح و فیروزی مبارک ہو دل ناکام کو شاد ہو دل کام پہونچا ہے خدا انجام کو شاد دیکھیے سفر رفتنت بمبارک
باد بہ سلامت روی و باز آئی لندھور بن سعدان بصد عز و شان امیر باتوقیر سے رخصت ہو کر چلے بارہ ہزار زرہ پوش
شمشیر زن اور لاکھ نیزہ دار مرصع پوش سوار نامدار جانباز اور سب خنجر گذار تبر دار کماندار آگے پیچھے چاوداران چوبون
پہ سرداران ڈیوڑھیدار ڈنکا ہوتا ہے اور دیون کے باجے بجتے ہوئے قرنا پھنکتی ہوئی تُرہی کا شور نوبت نقارون کا غلغلہ
برطے کر وفر سے لشکر ظفر پیکر روان ہوا آگے آگے سقے گلاب اور کیوڑے سے آبپاشی کرتے ہوئے عود و عنبر کے نکلیے
مجمر طلائی مین سلگتے ہوئے علما سے بلند ہاتھیون پر شقہ ہاے زرین کھلے ہوئے نقیب بلند آواز سے ہٹو بڑھو چلو کی
نشیب دیتے ہوئے اور نگاہ روبرو کی صدائین لگاتے ہوئے اس شان و شوکت سے چلے جو کوئی راہ مین دیکھتا تھا
کہتا تھا کہ یہ سواری کسی بادشاہ عظیم الشان کی ہے جو اس کر و فر جاہ و جلال صولت و شوکت سے آتی ہے لشکر لندھور کا طول
تھا کہ جس جگہ لندھور فروکش ہوتا تھا کوسون تک خیمہ ہاے زرنگار استادہ ہوتے تھے وہ پڑاؤ فوج لندھور
کا اس جنگل مین بمنزلہ آبادی شہر کے معلوم ہوتا تھا القصہ اسی طرح منزل بمنزل جادہ منازل تحقیق و راہ مراحل

تدقیق طے کرکے قریب ملک سبائل کے پہونچے ہرکاروں نے جاکر زمرد شاہ باختری لقا خداے باختر کو خبر دی کہ لشکر اسلام
کی ملک سبائل پر چڑھائی ہے کوئی پہلوان زبردست بڑے جاہ و حشم اور شان و شوکت سے آتا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے اب جہان لشکر
ظفر اثر لندھور نامور کا پہونچا ہے اُسی مقام پر لقا بے لقا نے دو پہلوان نامی ایک تو پیرخاش اژدر گیر اور دوسرا
فرخاش اژدر گیر دونوں کے ساتھ فوج کفار کرکے بھیجی اور کہا کہ جاکے روک لو لشکر اسلام کو کہ شہر سبائل میں داخل ہونے
پائے بموجب حکم زمرد شاہ باختری پیرخاش اژدر گیر اور فرخاش اژدر گیر فوج کفار ہمراہ لیے ہوے اُس مقام پر آئے
جہان لشکر لندھور فروکش تھا لشکر کفار کے بھی مقابلے میں لشکر اسلام کے خیمے ہوے دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا
صبح کو دونوں طرف لشکر صف آرا ہوے نقباے بآواز بلند نقابت کرنے لگے پیرخاش اژدر گیر گھوڑا چمکا کر میدان جنگ
میں آیا ادھر سے لندھور بن سعدان صف لشکر اسلام سے فیل میمونہ مبارک کو ہولتے ہوے نعرۂ شیرانہ کرکے نکلے
نعرہ لندھور منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم منم گرد زمانم منم رستم پہلوانم پیرخاش اژدر گیر نے بڑھکر نیزہ
کا وار کیا لندھور نے نیزے پر ہاتھ ڈال دیا ڈانڈ نیزے کی پکڑ کے جھٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے ظالم کے نکل گیا پیرخاش اژدر گیر
نے تلوار کھینچی لپک کر ہاتھ مارا لندھور نے بار بچا کر بایان ہاتھ قبضۂ تیغ خونخوار پر ڈال دہنا ہاتھ کمر زنجیر میں ڈال کر گھوڑے
سے اُٹھا لیا چکر دے کر بالا سے آسمان اُچھالا اور فوراً تیغہ فولادی ڈاب سے کھینچا گرتے گرتے پیرخاش اژدر گیر کو ایک
ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی فرخاش اژدر گیر تاؤ پیچ کھاکر صف لشکر کفار سے گرز تولتا ہوا نکلا اور نکلتے ہی
آتے ہی گرز گران سر کا وار کیا لندھور نے کلہ عمود پکڑ کر جھٹکا مارا فرخاش اژدر گیر منہ کے بھل گھوڑے کی گردن پر آرہا
اور گرز ہاتھ سے نکل گیا فرخاش اژدر گیر اگر گھوڑے کی ایال نہ پکڑلے تو منہ کے بھل زمین پر گرے گھوڑا اُچھل ڈالے استخوان
چور ہو جائیں فرخاش اژدر گیر گھوڑے کی ایال تھام کر سنبھل گیا تلوار میان سے کھینچ کر ایک ہاتھ مارا لندھور نے اُسے
گرز پر روکا تلوار سپٹ پڑی گرز کی جھپٹ سے تلوار ٹوٹ گئی اسے خدمتگار لندھور نے آواز دی او فرخاش کیا تیری
تلوار گلی تھی جو ٹوٹ گئی لندھور خدمتگار کے فقرے پر ہنس پڑا اور وہی گرز تان کر مارا مع راکب و مرکب پست ہوکر زمین پر گرا
کاسہ فرخاش و کمر راہوار چور چور ہوکر پیوند زمین ہوا فوج کفار تلوارین لیکر آپڑی ادھر سے لشکر لندھور تلوارین کھینچ کر
ٹوٹ پڑا جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی آخر کار فوج کفار کو شکست فاش ہوئی لشکر کفار کے لوگوں نے لاشیں دونوں کی
اُٹھالین اور طرف شہر سبائل کے بھاگے لشکر اسلام نے بہت سے کفار قتل کیے جب فوج شکست خوردہ شہر میں پہونچی نامہ پہونچا
بارگاہ لقا سے کہا کہ جو خداوند نے پیرخاش اژدر گیر اور فرخاش اژدر گیر کو واسطے روکنے لشکر اسلام کے بھیجا
تھا اُن دونوں کی لاشیں آئی ہیں اور بہت سے پہلوان فوج مارے گئے کچھ زخمی ہوے باقی بھاگ آئے ہیں لقا نے کہا
ہمنے انکے لیے یوہیں تقدیر کی تھی انکی لاشوں کو بہشت خداوندی میں پہونچا دو ہم انھیں پھر زندہ کرینگے غرض کہ انکی لاشیں بہشت
خداوند لقا میں بھیجا کے رکھدیں بیان زمرد شاہ باختری نے بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز کو بلاکر خشت انداز
مع فوج کثیر ساتھ کرکے کہا کہ جاؤ لشکر اسلام کو قتل و قمع کرکے ہٹادو بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز اور
کرکے خشت انداز سلام کرکے ہمراہ جمعیت فوج کثیر کے روانہ ہوے جہان لشکر اسلام ہمراہ لیے ہوے لندھور
فروکش تھا داخل ہوا بہمن خشت انداز وغیرہ نے مع لشکر کفار کے خیمے کیے شب کو طبل جنگ ادھر بجا ادھر بھی لشکر اسلام
میں کوس حربی بجا نقارہ رزمی گڑگڑانے لگا صبح کو صفیں آراستہ ہونے لگیں نقباے بآواز بلند مراسم جنگ وجدال
دینے لگے میں وشت ... ہوتے ہی بہمن خشت انداز نے گھوڑا اصطبل سے نکال کر کاوے پر لگایا مبارز طلب کیا لندھور
بن سعدان اپنے فیل میمونہ کو ہولتے ہوے گھگھر بجاتے ہوے لشکر اسلام سے نکل کر میدان دغا میں آئے اور بولے

نعرہ کیا کہ رستم کی روح کفن مین دہل گئی گھوڑے لشکر کفار کے اس نعرے سے ڈر کر جیسے داغ پا ہوئے نعرہ لندھور رستم
دارائے ہندستان ولندھور بن سعدان پہلوان دلیر و غازی و لشکر شکن با شمشیر سرمیدان پہنچا بہمن خشت انداز نے نیزہ
سنبھالا لندھور نے بھی نیزۂ خطی اٹھایا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی بہمن خشت انداز نے کئی مقام پر نیزے کی
جھکائیان دے کر سر لندھور پر نیزہ مارا خود فولادی نیزہ خونخوار سے الجھ کر زمین پر گرا دو بلغے مین نامۂ ہدایت شمامہ
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا رکھا تھا وہ اوجھڑ سے نیزے کی گر گیا لندھور کو خبر نہوئی مگر وہ خدمتگار کہ جسکو لندھور
نے بروز [illegible] بادشاہ جم جاہ ہنگام کو ہیچ نوکر رکھا تھا وہ ہر وقت ساتھ لندھور کے پیچھے پیچھے پھرا کرتا تھا اب جسوقت
سے پرخاش اژدر گیر اور فرخاش اژدر گیر کو لندھور نے قتل کیا اور فوج لقا کو شکست دی کہ سب کفار بھاگے اور
لاشین ان دونون کفار کی اٹھا لے گئے اسوقت سے وہ خدمتگار بھی غائب ہو گیا لندھور سمجھے کہ اب وہ خدمتگار اپنے شہر مین آگیا
یاقوت شاہ کے پاس پھر چلا گیا کہ اسی کا تو وہ خدمتگار پہلے سے نوکر تھا لیکن وہ خدمتگار کہین گیا نہین فقط گلیم اوڑھ کر روپوش
ہو گیا تھا مگر اسی لشکر مین غائبانہ رہتا تھا اور ہر وقت لندھور کے ساتھ ساتھ مثل سایہ کے پھرتا تھا مگر اپنے تئین لندھور
پر ظاہر نہ کرتا تھا وہی خدمتگار اسوقت بہمن خشت انداز کی لڑائی مین مثل سایہ کے غائبانہ لندھور کے ساتھ تھا
جسوقت کہ بہمن نے نیزہ سر لندھور پر مارا اور خود لندھور کا نیزے سے الجھ کر گرا ساتھ ہی خود کے دو بلغے سے نامہ امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران کا بھی گرا لندھور کو خبر نامہ کے گرنے کی نہوئی اسی خدمتگار نے جو گلیم اوڑھے غائب
تھا وہ نامہ بڑھکر اٹھا لیا لندھور لڑائی مین بہمن خشت انداز کی مشغول رہے کہ یکایک ملک قہرش سوکیاسے
طوفانی شکار کھیلتا ہوا اس طرف آیا دیکھا کہ میدان کارزار آراستہ ہے دو طرف لشکر صف آرا ہین بہمن خشت انداز سرگرم
وغا ہے فوراً گھوڑا اڑا کر لشکر اسلام مین پہونچکر پوچھا کہ یہ کس سے کارزار ہے بمقابلہ بہمن خشت انداز یہ کونسا جوان ہے اور
یہ لشکر کہان سے آیا ہے لشکر اسلام کے ایک سوار زرہ پوش نے کہا کہ لشکر اسلام ہے اور یہ سردار ملازم قدیم زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا ہے نامہ ہدایت شمامہ امیر کشور گیر کا لیکر پاس زمرد شاہ باختری کے
آیا ہے اس سے فوج لقا لڑ رہی ہے کل زمرد شاہ باختری نے دو پہلوان زبردست مع فوج گران بھیجے تھے ایک پرخاش
اژدر گیر اور دوسرا فرخاش اژدر گیر دونون کو ہمارے سردار نے قتل کیا فوج کو مارے تلوارون کے بھگا دیا وہ لوگ
لاشین انکی اٹھا کر بھاگے آج پھر لقا نے بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز اور کرپہ خشت انداز کو مع فوج کثیر
کے بھیجا ہے اس سردار ایلچی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے سرگرم کارزار ہین ملک قہرش سوکیاسے طوفانی نے
کہا کہ تمہارے سردار کا کیا نام ہے اور کس عہدے کا قائم مقام ہے جو حمزہ صاحبقران کی ایلچی گری کر کے زمرد شاہ
باختری کے پاس آیا ہے اس سوار زرہ پوش نے کہا کہ یہ سردار ہمارا شہزادہ ہندوستان ہے اور نام اسکا دارائے
ہند لندھور بن سعدان ہے دربار امیر باتوقیر مین سب سرداران نامی وگرامی سے بالادست دہنی طرف ذنگل زرین
پر بیٹھتا ہے ملک قہرش یہ سنکر چپ ہو رہا وہان سے گھوڑا نکال کر میدان نبرد مین آیا اور آواز دی اے بہمن خشت انداز
لڑائی موقوف کر اور اپنے لشکر مین چلے آؤ کوئی ایلچی سے جنگ و جدل کرتا ہے اور ایلچی بھی وہ ایلچی کہ جو تمام لشکر امیر باتوقیر
کی ناک ہے اس سے یہ جنگ بیباک ہے خداوند لقا کو مین سمجھا دونگا یہ سنکر بہمن خشت انداز لشکر مین اپنے آیا اور
قہرش نے سب کی کمرین کھلوا دین لڑائی موقوف کی اور کہا کہ خبردار کوئی سپاہی پیدل سوار لشکر لقا کا لشکر اسلام
سے نہ بولے ہرگز تکرار اور جنگ و جدل نہ کرے تم سب کے سب اپنے سردارون بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز
اور کرپہ خشت انداز کے ہمراہ یہین قیام پذیر ہو یہ کہکر گھوڑا اڑھا کر پاس لندھور بن سعدان کے آیا اور یہ طور

صاحب ملا اور لندھور کا ہاتھ پکڑ کے لشکر اسلام مین لایا اور کہا کہ مین نے بہمن خشت انداز وغیرہ کو منع کر دیا ہی اب آپ سے ہرگز
کوئی نہ لڑیگا اور نہ دغا کریگا آپ بھی اپنے لشکر کو حکم دیجیے کہ سب کمرین کھولین آب و خورش مین مشغول ہون مین آپ کے
آنے کی اطلاع خلاصہ طور پر زمردشاہ باختری خداوند لقا سے کرتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے مجھکو آپ کے آنے کی وجہ اور آپکا
نام نامی و اسم گرامی دریافت ہو گیا لندھور اُسکے کلام نرم اور خوش خلقی پر بہت محظوظ ہوے اور اُس سے پوچھا کہ ای بھائی
تمھارا کیا نام ہی اور تمکو دربار لقا مین کیا عہدہ ہی اُسنے کہا کہ میرا نام ملک قہرش سوکیا سے طوفانی ہی جو آپ کو عہدہ
دربار امیر با توقیر مین ہی وہی عہدہ مجھکو بھی دربار خداوند لقا مین ہی اٹھارہ ہزار سردار کا بالا دست دہنی طرف خداوند لقا کے
ڈنکل زرین پر بیٹھتا ہون لندھور بن سعدان خوش و خرم ہوے قہرش کا ہاتھ پکڑے ہوے اپنے خیمہ مین لاے اور بہت
خاطر و مدارات سے پیش آئے بعد تھوڑی دیر کے قہرش لندھور سے رخصت ہو کر دربار زمردشاہ باختری مین آیا اور
دست بستہ عرض کیا کہ ای خداوند لقا آپ نے یہ کیا ایلچی حمزہ صاحبقران سے فوج کو لڑنے کا حکم دیا اتنے بندگان خدا
کا خون ناحق ہوا مین نے بخوبی دریافت کر لیا ہی یہ فقط نامہ داری کر کے صاحبقران کی آیا ہی لڑنے کا ارادہ مطلق نہین
ہی اور ایسا جوان خوبرو طرحدار نامدار ہی کہ بادشاہ کے دربار مین نہایت معزز سرداران لشکر اسلام مین بالا دست
بیٹھنے والا دہنی جانب کا مثل میرے عہدے کے نام اُسکا دارا سے ہند لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان
ہی آپ کی خداوندی سے بعید ہی کہ ایسے بندے پر نظر رحمت نہو اور خلق و مروت اور خاطر داری سے پیش نہ آئے شیوہ
خداوندی یہ ہی کہ اُسکو باعزاز و اکرام طلب کیجیے دعوت و ضیافت کیجیے کیونکہ وہ نامہ بر ہی بقول شخصے ایلچی را زوال نیست
شہر کب ایلچی پہ ظلم و تعدی درست ہی ہان اگر یہ نہین تو پھر یہ خداوندی سست ہی یہ سنکر لقاے بے لقا اُس دربار عام مین
نادم و محجوب ہوا اور بختیارک سے کہا کہ ای شیطان درگاہ یہ بندہ ہمارا بہت درست کہتا ہی ہمنے اسکو تقدیر یہ کیا ایسی
سمجھ اور عقل دی کہ ایسی دانشمندی کی اُسنے بات کہی ای بختیارک جیسا بندہ کہ قہرش سوکیا سے طوفانی ہی ہمارا ایک
کوئی ایسا لایق نہوگا اور ایسی اطاعت موافق رضاے خداوندی کے کوئی نکریگا ہمنے بھی اسکے واسطے وہ تقدیر یہ عہدہ
اور اعلی کی ہی کہ کسیکی ایسی نہ کرینگے اور نہوگی پھر قہرش سے کہا ای بندہ مقبول درگاہ خداوندی جاؤ اُس ایلچی کو مع لشکر
کے زیر گنبد گیتی نما لا کر فرود کش کرو اور بہرام محل نشین اور مہران شاہ سے کہا کہ تم جا کر ایلچی صاحبقران کی دعوت
بعد اعزاز و اکرام بڑے سامان و تزک سے کرو کہ وہ بھی محظوظ و شاد ہو کر جاے یہ سنکر قہرش سوکیا سے طوفانی
گھوڑا اڑاتا ہوا لشکر لندھور بن سعدان مین آیا اور لندھور سے کہا کہ آپ کی اطلاع خداوند لقا سے بطور خوبی
مین نے کی اور تمام کیفیت نامہ داری بیان کی خداوند لقا کا حکم صادر ہوا ہی کہ آپ مع لشکر ظفر اثر شہر مین داخل ہو جیے
اور زیر گنبد گیتی نما قیام فرمائیے اور بہرام محل نشین اور مہران شاہ کو آپ کی دعوت و ضیافت کا حکم ملا ہی وہ سامان
دعوت مین مصروف ہین جب آپ تشریف لیجائینگے آپکی دعوت ہوگی یہ سنکے لندھور نے حکم دیا کہ لشکر کوچ کر کے
شہر سبائل مین داخل ہو زیر گنبد گیتی نما خیمے برپا کیے جائین وہین ہم قیام کرینگے بموجب حکم لندھور لشکر ظفر اثر کوچ
کر کے شہر سبائل مین داخل ہوا زیر گنبد گیتی نما خیمے استادہ ہوے لشکر اسلام بعد انتظام رونق افروز ہوا لندھور
بن سعدان شہزادہ ہندوستان خیمہ فلک حشم مین جلوہ گر ہوے بعد تھوڑی دیر کے بہرام محل نشین اور
مہران شاہ سامان دعوت لشکر ظفر پیکر ہمراہ اپنے لیکر آئے ہزارہا خوان طعام لذیذ عمدہ عمدہ طرح طرح کے کھانے خوانون
مین چنے ہوے خوان کسنون سے کسے ہوے صدہا دیگین پلاؤ کی جنمین گھی برابر کا چڑھا ہوا صدہا دیگین زردے کی جسمین قند
دوگنا لگا ہوا صدہا دیگین دو رنگ کے سالن کی تلے ہوے آلو اور تلی ہوئی اروی کہ شوربہ اُسمین بالکل نہ تھا گلی سے تاریم

باورچی لے کر کھانا تھا روٹیاں خمیری صدہا چھکڑوں پر لدی ہوئی لشکر لندھور میں لا کر ایک مقام پر ڈھیر کر دیں اور بہرام
محل نشین اور مہران شاہ خیمۂ لندھور میں آئے اور سب خوان طعام لذیذ کے رکھوا دیے اور لندھور سے عرض
کیا کہ اے سرور عالیشان و اے شہزادہ ہندوستان یہ دعوت قبول ہو جانے دلی حصول ہو یہ نان خشک آپ بھی نوش
فرمائیے اور سرداروں کو بھی کھلوائیے اور کھانا بہت سا باہر ہے لشکر میں تقسیم کر دیجیے یہ ہدیہ محتاج ہے مصرع گر قبول افتد
زہے عز و شرف ۔ لندھور بن سعدان نے کہا میں دعوت رد نہیں کرتا ہوں مگر تمہاری دعوت اسطرح قبول کرونگا
اگر تم دین اسلام میں آؤ وحدانیت پروردگار کا اقرار کرو لقاے بے لقا پر لعنت کرو یہ کافر ازلی و ابدی ہے پروردگار
قادر و توانا رزاق مطلق خالق کل مخلوقات ہے ہر شی کا وہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا موجد و بانی خداوند عالم ہے یہ بیت شعبدہ
کفر ہیں اسیر مطلق اعتبار نہ کرو اور اعتقاد درست رکھو آتش دوزخ سے پرہیز کرو منکر نکیر و حشر و نشر سے خوف کرو دین اسلام
برحق جانو شرایعت پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرو کہ تمہاری نجات ہو عصیاں سے رستگار
ہو توبہ کرو باب اجابت کھلا ہوا ہے شعر دنیا و آخرت میں حفاظت اسی سے ہے ؎ توبہ تو بہی سپر ہے گنہگار کے لیے ۔ انسان
کو لازم ہے کہ سرکشی چھوڑ دے عجز و انکسار اختیار کرے یہ وفور نصیحت بفصاحت و بلاغت لندھور بن سعدان شہزادۂ
ہندوستان نے جو سامنے بہرام محل نشین اور مہران شاہ کے کھولے آئینۂ دل زنگ کفر سے صاف ہو گیا باطن
سینہ جیسے آئینہ سے حروف کفر پرستی آب ایمان و دین اسلام نے بالکل دھو ڈالے دست بستہ ہو کر عرض کرنے لگے کہ
اے رہنماے جادۂ نجات و اے رہبر راہ دین اسلام ہمنے لقاے بے لقا پر لعنت کی اور ہم وحدانیت رب العزت
اور پیغمبری شاہ رسالت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے قائل ہوے ہمکو آپ کلمۂ طیبہ تلقین فرمائیے اور دعوت ہماری قبول
کیجیے لندھور نے بہرام محل نشین اور مہران شاہ کو مسلمان کیا کلمہ پڑھایا پھر دعوت انکی قبول کی دسترخوان بچھوایا
کھانا چنا گیا ہر رنگ کا طعام کئی رنگ کا پلاؤ کئی رنگ کا زردہ سفیدہ شیر برنج کئی رنگ کے سالن کوفتے کباب کئی طرح
کے چپاتیاں شیرمالیں باقرخوانی خستہ بہت عمدہ لندھور مع رفقا کے ہمراز کھانے لگے اور بہرام محل نشین اور
مہران شاہ کو بھی اپنے ساتھ کھلایا وہ خدمتگار جو گلیم آورد سے روپوش تھا اسنے جو ایسے ایسے نادر کھانے دیکھے جی للچایا
منہ میں پانی بھر آیا جو کھانا لندھور نے کھا کر چھوڑ دیا اسکو اٹھا کے غائب کر لیا جس پیالے اور پلیٹ سے لندھور
نے ہاتھ ہٹایا وہ غائب ہو گیا لندھور کو بھی تعجب ہوا بہرام محل نشین اور مہران شاہ کو بھی حیرت ہوئی کہ عجب
معرکہ ہے دسترخوان پر سے پیالے پلیٹیں خود بخود غائب ہو جاتی ہیں غرض کہ کھانے وغیرہ سے فراغت کر کے
شکر خدا کیا بہرام محل نشین اور مہران شاہ خدمت لندھور میں حاضر رہے لقاے بے لقا کو یہ سب خبریں
پہونچیں بختیارک نے کہا اے خداوند یہ ایلچی امیر حمزہ صاحبقران کا دیکھیے کیا کرتا ہے آپ بھی تقدیریں کیا خوب بکر رہے
ہیں لقا نے جھڑک دیا او شیطان درگاہ چپ رہ تجکو امور خداوندی میں کیا دخل ہے اور یاقوت شاہ سے کہا تم جاؤ دعوت
کرو اور قہرمش کو حکم دیا کہ لندھور ایلچی امیر حمزہ کو لاؤ اور سیر کراؤ کہ وہ سامان خداوندی دیکھکر سجدہ کرے ملک قہرمش
بموجب حکم خداوند اپنا لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے خداوند لقا کا دریاے رحمت جوش پر ہے آپ کو یاد کیا ہے
اور سیر کرانے کا حکم ہوا ہے لندھور نے کہا کہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور مسلح و مکمل ہو کر اٹھ کھڑے ہوے اور
سرداران لشکر ظفر اثر سے اپنے لندھور نے کہا کہ تم سب یہیں آراستہ و تیار رہو میں نمرود شاہ باختری کے پاس
نامہ لیکے جاتا ہوں یہ کہکر بسم اللہ الرحمن الرحیم زبان پر جاری کیا اور قدم آگے بڑھایا ساتھ قہرمش کے چلے دیکھا کہ یاقوت شاہ
جسپر تکمیل قدرت ہزاران جواہروں سے آراستہ ہے اس سے لندھور نے ملاقات کی اور وہ اپنے مقام صدر پر لیگیا دعوت کا

پیام دیا لندھور نے کہا مین بغیر تمھارے دین اسلام قبول کیے دعوت نہ کھاؤنگا یاقوت شاہ نے خوانہاے طعام کی طرف
جو خیال آیا دیکھا کہ سب خوانون کی مہرین ٹوٹی ہوئی ہین چھتریان جو خوانون کی اُٹھا کر دیکھین سب ظروف طعام جھوٹے
کیے ہوے ہین یاقوت شاہ حیران ہوا متعجب ہوکر کہنے لگا کہ ان خوانون کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا کسنے سب ظرفون مین
سے ذرا ذرا سا کھانا کھا کر جھوٹا کر دیا لندھور بھی متعجب ہوا مگر ہنسکر کہا اے یاقوت شاہ یہ کھانا اور کون کھانے والا ہی کھا
خداوند کی روح نے میرے بدلے یہ کھانا اُلش کر دیا اب تم سب تبرک سمجھ کے یہ کھانا کھاؤ یاقوت شاہ یہ سنکر غصہ ہوا منہ سرخ ہوگیا
دیدے نیلے پیلے نکال کر رہ گیا کچھ کر نہ سکا کہ خداوند لقا اسپر بہ سر رحمت ہی لندھور رخصت ہوکر قہرش کے ساتھ چلے آگے بڑھکر
تحویل زحل پیشانی سے ملاقات ہوئی کہ اُسکے ساتھ چالیس ہزار سوار زرین پوش تھے قہرش نے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ یہ ایلچی
صاحبقران ہین خداوند لقا نے یاد کیا ہی اور آگے بڑھے تو اہیل سپر جنگ آہن پیشانی ملا اُسکے ساتھ بھی چالیس ہزار
آہن پوش تھے قہرش نے اشارہ کرکے اُسکو بھی ہٹا دیا بعد اُسکے سہم بن مارگیر کو دیکھا کہ چالیس ہزار سوار مرصع کلاہ لیے ہوے صف آرا
ہو رہا تھا مگر قہرش کے سبب سے کچھ نہ بولا جب وہان سے آگے بڑھے کہ ملک حربان سرکائیل قدرت اور اتقاش بن
اقسام مزائیل قدرت اور مخنوس خون آشام اور ملک خفباج زرین بال و جمشید زرین رقش و امادیا یاقوت شاہ
اور سبیلان زنگی و قطران زنگی و ارزق فیل سوار ستاک انداز و معرب بن سلسلہ و سلبی و ہیبت و عمد آوا
و اسلم دُرد رکوش اور یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو بھی اُن سب کے ہمراہ پایا وہان یاقوت شاہ نے پھر لندھور
بن سعدان کو ٹھہرایا اور تصویر لقا اُس مقام پر نصب تھی یاقوت شاہ نے وہ تصویر لندھور کو دکھائی اور کہا کہ اے
لندھور اس تصویر خداوند لقا کو سجدہ کر لندھور نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا کفر بکتے ہو مین سوا
پروردگار کے کسی کو سجدہ نہین کرتا ہون مگر مسعدن اسیر یا تو حمزہ صاحبقران زمان یہان آکر سجدہ کرینگے مین بھی سجدہ
کرونگا یہ سنکے یاقوت شاہ جبرئیل قدرت تاؤ پیچ کھا کر چپ ہو رہا ایک ساک ہزبر پیشانی خلعت زرین لیکر آیا لندھور
سے کہا کہ یہ خلعت درگاہ خداوند لقا سے مرحمت ہوا ہی اسکو زیب جسم کرکے داخل بارگاہ قدرت ہونا لندھور نے کہا مین کافر
کا خلعت نہین پہنتا ہون کیا مجکو بارگاہ امیر با توقیر مین خلعت کی کچھ کمی ہی بیچارا لوہٹا تو مجکو خلعت کے پہننے کا ارمان نہین ہی سیا
گفتگو طول ہوا کہ لندھور کو غصہ آگیا لندھور نے طمانچہ زور سے ساک ہزبر پیشانی کے گال پر مارا وہ قلعہ بازی کھا کر گرا
مر گیا سرداران لقا نے گھبرا کے قبضون پر ہاتھ ڈالے خروج آمادہ جنگ ہوئی لندھور نے بھی تلوار پکڑ کے نعرہ شیرانہ کیا تلوار کھینچے
کھینچے رہ گئی کیونکہ مالک قہرش سوکیا سے حاد فانی لے ایک ایک سردار کو منع کیا اور سمجھا دیا کہ لندھور مہمان خداوند لقا ہی
اس سے جنگ نہ کرو کہ قہر خداوند لقا نازل ہو عتاب خداوندی مین گھر جاؤ سب سردار دست بہ قبضہ ہو کر رہ گئے خاموش
ہو رہے بختیارک نے لقا سے کہا اے خداوند آپ نے جسکے ہاتھ خلعت بھیجا تھا اُسکو لندھور نے مار ڈالا اور کسی کو بھیجیے اور
خلعت نوازی فرمائیے لقا نے کہا چُپ رہ کیا بکتا ہی مرنے اُسکے یہی ایسی ہی تقدیر کی تھی پھر مرد شاہ باختری نے
ایک ملازم کے ہاتھ خاصے کا کھانا بھیجا اور کہا کہ ہماری طرف سے کہو اے بندے تجھ پر خداوند لقا کی نظر رحمت ہی کہ تو دربار
خداوندی مین آکر ایسے ایسے گناہ کرتا ہی اور خداوند تجھکو معاف کرتے ہین تو کھانا تو کھا لے کہ رضاے خداوندی یہی ہی
ملازم خاص خداوند لقا نے من و عن پیام لقا بیان کیا اور وہ خاصے کا کھانا آگے رکھدیا لندھور نے کہا یہ کھانا
کافر کا ہی مجکو کھانا حرام ہی اور مین کفر و کافر پر لعنت کرتا ہون ملازم لقا وہ کھانا پھر لیگیا لقا سے بختیارک نے کہا اور
کھانا بھیجیے جسقدر لندھور کی خاطر کرتے جایے گا اُسکا غرور بڑھتا جائیگا لقا نے کہا او شیطان درگاہ پھر تو بولا چپ نہ خبر
نہین رکھتا بختیارک چُپ ہو رہا اور لقا کے پاس سے اُٹھکر وہان چلا آیا جہان لندھور تھا اور لندھور سے آکر کے

کھڑا ہوا غرضکہ قہرش سوکیاسے طوفانی نے لندھور بن سعدان سے کہا کہ اب سوار ہو جیے چلیے یہ سنکے لندھور
کھڑے ہو گئے بختیارک نے چپکے سے طہماس ہیل گردان کے پاس آکر کہا کہ اے طہماس جسوقت لندھور سوار ہو
تو ہاتھی لندھور کا ٹھہرا کر مار ڈالنا گھبرائے اختر شناس نے یہ کلام بختیارک ناکام کا سنا لندھور بن سعدان سے اشارہ
مین کہدیا کہ بختیارک نے شرارت سے یہ تدبیر کی ہے لندھور ہنسا کہا کہ او شیطان سامنے آ تو اپنی بدذاتی سے نہین
چوکتا خیر کیا مضائقہ ہے یہ کہکر لندھور سوار ہوئے فیل میمونہ مبارک سے کہا اے میمونہ طہماس کو پکڑ کے مار ڈال فیل میمونہ مبارک
نے خرطوم بڑھا کر طہماس نابکار کو پکڑ کے کھینچ لیا اور خرطوم پیچیدہ کر کے مثل چارے کے خرطوم کو گردش دینا شروع کی
طہماس کے استخوان تو پہلے ہی پیچ پر اسکے ٹوٹ گئے تھے اب سر ٹکرا کر طہماس کو فیل میمونہ نے مار ڈالا ایک ہلڑ ہوا لندھور
نے فیل میمونہ سے کہا بس چھوڑ دو سے فیل میمونہ نے طہماس کی لاش کو اٹھا کر پھینکدیا جھپٹکر بختیارک نے لقا سے کہا
اے خداوند لندھور کے ہاتھی نے طہماس کو مار ڈالا لقا نے کہا طہماس کی لاش کو بہشت مین لیجاؤ شاید ہاتھی لندھور
کا کثرت سے ہماری فوج کی بھیڑ کا ہوگا لندھور نے کیک دی ہوگی ہاتھی بگڑ گیا طہماس کو مار ڈالا ہے اسی طرح اسکی
تقدیر کی تھی جاؤ طاؤس قدرت سے کہو کہ اپنی پشت پر سوار کر کے ساتون بہشتون کی سیر کرائے بختیارک نے طاؤس
قدرت سے کہا کہ حکم خداوند لقا کا ہے کہ تو اپنی پشت پر سوار کر کے لندھور کو ساتون بہشتون کی سیر کرا لا اگر یہ شرارت ذہنی
و بدذاتی بختیارک نے طاؤس قدرت کے کان مین چپکے سے کہا کہ لندھور کو اپنی پشت پر سوار کر کے بلندی پر سے پھینکدینا
کہ لندھور گر کر مر جائے کہ یہ دشمن خداوند لقا ہے وہ خدمتگار جو گلیم اوڑھکر روپوش ہو گیا تھا وہ تو ہر وقت مثل سایہ کے لندھور
کے ہمراہ ہے مگر لندھور کو نہین معلوم اس خدمتگار نے یہ کلام شرارت انجام بختیارک کا سنا کہ وہ عالم روپوشی مین اس جگہ کھڑا
تھا اور کوئی اسے نہ دیکھ سکتا تھا جسوقت لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سے اترکے طاؤس قدرت کی پشت پر سوار
ہوا اور طاؤس قدرت نے اڑنے کا قصد کیا وہ خدمتگار برابر طاؤس قدرت کے کھڑا تھا اُسنے اسکی دم کے مقام پر جو ذرا
ہاتھ کے اشارے سے اسکا خانہ دیکھا تو طاؤس قدرت اچھلنے لگا لندھور خائف ہوئے کہ ایسا نہو کہین گرا دے طاؤس
قدرت نے اسی اچھلنے مین دو چار ہاتھ پرواز کی مگر اس خدمتگار غائب نے انگلی اس مقام سے نہ ہٹائی طاؤس قدرت
اور زیادہ بیچین ہوا اب ضبط باقی نہ رہی ادھر ادھر دیکھنے لگا کوئی آس پاس نہین دل مین کہتا ہے یہ کیا مصیبت ہے بختیارک
کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا ہے آخر قہرش وغیرہ نے آواز دی اے طاؤس قدرت آج تیری پرواز کا یہ کیا طور ہے تو کیون اچھلتا کودتا
ہے کیا لندھور کو گرا دیگا طاؤس قدرت نے کہا اے قہرش عجب تلاطم کا سامنا ہے دریائے مصیبت موجین مار رہا ہے
ذرا تم غور سے دیکھو تو کہ میری پشت کی طرف کیا کوئی کانٹا الجھ گیا ہے یا کوئی کیل چبھی ہوئی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شی
مسدود سے کھینچ کے پار ہوئی جاتی ہے یہ کہتے کہتے اور ذرا بالشت بھر طاؤس قدرت اونچا ہوا اگر پرواز نہین کیا جاتا ایسی
بیچینی ہوئی کہ دم پر بن گئی اچھل اچھل کر پہلو بدلنے لگا لندھور نے دیکھا اب مین گرا چاہتا ہون یہ سب لوگ ہنسینگے چوٹ
مفت مین لگیگی مانند گھوڑے کے زور سے آسن دبا کے پٹری جمائی طاؤس قدرت کی ہڈیان پسلیان چور چور
ہو گئین طاؤس قدرت ہائے مر گیا کہکر بیہوش ہو کے دھڑ سے زمین پر گر پڑا لندھور اچھلکر الگ ہو گئے طاؤس قدرت بیہوش ہوکر
مر گیا روح طاؤس قدرت طرف گلشن آتشین کے سیر کرنے کو پرواز کر گئی بختیارک نے دوڑ کر خداوند لقا سے طاؤس قدرت
کی کیفیت سب بیان کی لقا بے انتہا متفکر و متعجب ہو رہا بعد اسکے حکم کیا کہ قہرش سوکیاسے طوفانی کو ہمارے پاس
بلا لاؤ بختیارک گیا اور قہرش کو بلا کے لایا لقا نے اے قہرش یہ کیا سانحہ گذرا قہرش نے سب کیفیت
خداوند لقا سے بیان کی کہا کہ نہین معلوم کہ یہ کیا سبب تھا کہ طاؤس قدرت بیان کرتا تھا کوئی عارضہ اسکو لاحق ہوا

پرحال نہ کھلا کہ کیا تھا اور کیا ہوا لقا نے کہا ہے اسکی ایسی ہی تقدیر کی تھی اسکو بھی بہشت خداوندی مین ڈلوا دو اور حکم لندھور
بن سعدان کو کہ وہ ایلچی ہے صاحبقران کا اپنے ہمراہ لیجا کر بخوبی تمام و بعیش و عشرت ساتون بہشت خداوندی کی سیر کرا دو
لندھور کو مسرور و شاد کرو یہ سنکے قمرش سوکیا سے طوفانی سلام کر کے پاس لندھور بن سعدان کے آیا اور کہا
ای مہمان زمرد شاہ باختری خداوند لقا کا مجدد حکم ہوا ہی کہ تو لندھور کو ساتون بہشت خداوند کی سیر کرا لا حضور جانتے ہین
مین اب ساتون بہشتون کی سیر اچھی طرح سے کرا لاؤنگا یہ سنکر لندھور بن سعدان ہمراہ قمرش سوکیا سے طوفانی کے
بہشت کی سیر کو روانہ ہوے قمرش سوکیا سے طوفانی شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان کو خوش و خرم ہمراہ لیے
بہشت اول مین داخل ہوا لندھور نے دیکھا کہ پھاٹک گوہر آبدار کا ہی جو کہ طلا و مرصع کار سونے کے ہین کنڈی زمرد
کی زنجیر در یاقوت کی ہی پائیے نیلم کے جڑے ہین عجب حسن و خوبی کا دروازہ ہی کہ کبھی دیکھا نہ سنا دیوارین سونے کی چہار طرف
اسپر مرصع کاری بہت عمدہ کی ہوئی آگے جو بڑھے عجب بہار تازہ نظر آئی اشجار میوہ دار ہر عجب جو بن ہی زمرد کے پتے نیلم کی
ٹہنیان یاقوت کے پہل ہیرے کے پھول تھالون مین شیر و شہد بھرا ہی ہر نخل نہال ہی میوون کے بار سے شاخین جھوم جھوم کر
زمین بوس ہوئی ہین کسی چمن کی زمین سونے کی ہی کسی چمن کی زمین چاندی کی ہی اسپر پھول جو زنگار رنگ کے بکھرے ہین
عجب بہار تازہ دیتے ہین جس چمن کی سیر کیجیے دل وہین بہلتا ہی آگے بڑھنے کو دل نہین چاہتا تھا کہین گل ریحان اپنی بہار دکھاتا
ہی کہین گل نسرین و نسترن کھلکھلا تا ہی کہین چنبیلی جوبن پر ہی کہین بیلا البیلا پن دکھا رہا ہی کسی جگہ نرگس کے اشارے
ہین کہین سوتیا کھلکھلا کر ہنس رہا ہی گل دوپہریا اپنے رنگ پر ہی گل داؤدی عجب ڈھنگ پر ہی سوسن زبان درازی کرتی
ہی گل مہندی دمسازی کرتی ہی گل عباسی اپنا رنگ دکھاتا ہی نسیم سحر پیام بہار دم بدم لاتی ہی سرو شاد وجد مین کھڑا جھوم رہا ہی باغبان
شاد شاد پھرتے ہین صیاد کا نام نہین خزان کا اس مین کام نہین باد بہاری گلگشت کرتی جاتی ہی اس چمن پر ہمیشہ شام و
صبح دن ہی نہ رات ہر دم سہانا وقت نظر آتا ہی دل عجب مزے اٹھاتا ہی کہین غنچے مسکرا کے وابستگی گلون کی دکھاتے ہین کہین کلیان
پھولون کی کھل رہی ہین کہین پتیان گلہائے شگفتہ کی ہوا سے شادابی سے کھل رہی ہین طاؤس رقاصی کرتے ہین کبک
خوش خرام نازان ہین مرغان چمن کی خوش الحانیان ہین بلبلون کی نواسنجیان ہین طیور زمزمہ پرداز ہین ہمصفیران چمن طرانہ سا
ہین فاختہ کوکو کر کے شور کرتی ہی شعر جوبن پر کسقدر چمن لالہ زار ہی مستی پہ بلبلین ہین تو گل ہین بہار پر آگے بڑھے
تو دوسری کیفیت نظر آئی قصر زبرجد کیسا آراستہ و پیراستہ ہی اور کسقدر وسیع و بلند ہی کہ اس حد سے اس حد تک نگاہ دوڑ کر
تھک رہ جاتی ہی در و دیوار و سقف و زمین مین اس حسن سے زبرجد تراش کر کار یگر لے جڑے ہین کہ کسی ٹکڑے کا جوڑ کسی
جا محسوس نہین ہوتا یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک سنگ زبرجد کو تراش کر صانع نے رکھ دیا ہی تمام چھت پر دے برنگ زبرجدی
مرصع کار آئینہ بندی چہار طرف جا بجا تصویرین لقا سے بے لقا کی قلم جواہر نگار سے ایسی طرح طرح کی کھنچی ہوئی ہین کہ اگر
بہزاد و مانی دیکھین دنگ ہو جائین اپنے ہاتھ کاٹ کے پھینکدین سامنے اس قصر عالیشان کے دو نہرین ہین ایک شہد و شیر
سے مملو ہی ایک آب صاف و شفاف سے مثل گوہر آبدار کے بھری ہی ایک گویا سلسبیل ہی دوسری مانند نہر لبن کے ہی صحن
قصر زبرجد مین جب خرامان لندھور بن سعدان پہونچے دیکھا حوران بہشت کا جھرمٹ غلمان کا غول سامنے
چلا آتا ہی کمسنین کمسنین قد موزون نوخواستہ کندلی رنگ صورتین مثل آفتاب و ماہتاب پیشانیان کوکب تابندہ رسیلی آنکھین
پھول سے گال غنچے سے لب سلک گوہر آبدار دندان سراحی دار گلا آئینہ کے مانند سینہ اسپر دو جام بادۂ حسن اوندھے ہوے
جوبن ابھار پر دست و بازو خوبصورت بازو بھرے بھرے نازک سی ٹھنڈیان گدھی پھول مخملین کے جوڑے سیدھے ہوے
مخملون کی چوٹیون مین نقرئی و طلائی سوباف پڑے ہوے چہار طرف سے قمرش اور لندھور کو گھیر کر آکھڑی ہوئین

کوئی مسکراتی ہے کوئی منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہے کوئی کسی کو گدگداتی ہے کوئی کسی سے اشارے کرتی ہے کوئی کسی کا ہاتھ پکڑے ہے کوئی کسی کے شانے پر رخسار رکھے ہے غرض حوریں اس ناز و انداز سے کھڑی ہوئی لندھور کے سامنے خوش فعلیاں کر رہی ہیں کہ ایک حور کی چوٹی طلائی موباف کی کٹ کے غائب ہو گئی اُسنے جو سر پر ہاتھ رکھ کے دیکھا تو چوٹی ندارد جو حور اُسکے پاس کھڑی تھی اُس سے پھر کر کہا واہ بہن واہ تمکو ایسی ہنسی دل لگی نہیں بھاتی ہے تمنے میری چوٹی کاٹ لی کیا تمکو بلا اُس حور نے کہا واہ خوب پچھیں خیر ہے کیا ہیں تمنے خواب دیکھا کہیں میرا نام نہ لگانا دیکھو کہیں میرے پاس قینچی تھی جو میں نے تمھاری چوٹی کاٹ لی ہیں تو تم سے الگ کھڑی ہوئی ہوں یہ لیلے وہ حور بولی او ہی لو اور غضب ہوا دیکھو کسی نے میری بھی چوٹی کاٹ لی اِدھر اُدھر پھر کر دیکھا جو حور اُسکے پاس کھڑی تھی اُس سے کہا اے بوا یہ کیا تمکو سوجھی کہ میری چوٹی جھٹ سے اُڑا لی میں نے کس چاؤ سے بال بڑھائے تھے وہ حور زیادہ طرار تھی تیوری چڑھا کے بولی کچھ شامت آئی ہے تیری بلا تیری چوٹی کاٹتی تیرے بال جہاں کا وبال ہیں لیکے کیا کرتی نوج ہوا ہیں ایسی دل لگی کسی سے نہیں کرتی جو حور سرافسر کلاں حوران بہشت کی تھی وہ الگ کھڑی ہنس رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ سنتا ہوں خوب تماشا اپنے تئیں نے پیالا ہیں ڈالا ہے اور حوروں نے کہا کیا ہیں جھوٹھ کسی پر تہمت لگاتی ہوں کہیں تمھیں تو نہیں چوٹیاں کاٹ کر الگ ہو گئیں وہ حور بولی چل چپکے مجھے ایسی منہ ڈھٹے پن کی باتیں نکر اب تو منہ دلی ہو گئی کونے میں بیٹھ رہ وہ حور یہ ابھی کہہ رہی تھی کہ اُس کی بھی چوٹی جڑ سے اُڑ گئی وہ چلائی ہے ہے غضب ہوا مجھ پر بھی آسمان مصیبت کا ٹوٹ پڑا میں نگوڑماری بھی منڈلی ہو گئی کیا ستم ہے یا سوختہ یہاں آئی تا قہر ہو گیا حوروں میں ایک چلبلاہٹ پڑ گئی قہرش سوکتا طوفانی بھی حیران تھا کہ کوئی آس نہ پاس یہ کیا ماجرا ہے آپ سے آپ چوٹیاں حوروں کی کٹ کے غائب ہوئی جاتی ہیں اور لندھور بھی ششدر ہو کے چہار طرف دیکھنے لگے کوئی نظر نہ آیا ہنس کے حوروں سے کہا کہ یہاں کوئی تمھاری چوٹیاں کاٹنے والا دکھائی نہیں دیتا میں جانتا ہوں تمھارے خداوند لقا اپنے دست قدرت سے چوٹیاں کاٹ لیتے ہیں شاید تمھارا خداوند بال خورہ ہے جب اسی طرح پانچ چار حوروں کی چوٹیاں سونے چاندی کی کٹ گئیں بہشت لقا میں چل پوں پڑی حوروں میں ہونے لگی قہرش نے کہا ارے کا ہیکو تو یہی ہیں ایسی اہو پکار مچا رکھی ہے بہشت خداوند لقا میں کرتی ہو اپنے اپنے سروں پر ہاتھ رکھکے چوٹیاں ہاتھ سے پکڑ لو قہرش کے کہنے سے سب نے چوٹیاں اپنے ہاتھ سے پکڑ لیے کے سر پر اپنے ہاتھ رکھ لیا کہ آواز آئی بہت بڑا نقصان ہمارا ہوا تمھارا کیا فائدہ ہوا الغرض تھوڑی دیر کے قہرش نے لندھور سے کہا اب تشریف لے چلیے دوسرے بہشت کی سیر کیجیے لندھور قہرش کے ساتھ روانہ ہوا قہرش لندھور کو لیکر دوسرے بہشت میں پہونچا وہاں لندھور بن سعدان نے جا کر بہشت دوم لقا سے لقا کا دوسرا نگاہ ملاحظہ کیا و جدھر آنکھ اٹھا کے دیکھا کہ اس بہشت کا پھاٹک نہایت بلند و خوشنما یاقوت احمر کا ہے چوکھٹ بازو گوہر آبدار کے ہیں گنبد مرجان کے زنجیر پکھراج کی پٹ یاقوت کے سونے کا لگا ہے دیواریں چاندی کی منقش کی ہوئی جب اندر جا کے دیکھا زمردی درخت ہیں پتے یاقوت کے شاخیں نیلم کی پھل گوہر آبدار کے مانند سفید و صاف چمک رہے ہیں پھول کندنی رنگ کے ہیں زمین سونے کی ہے تھالے درختوں کے کپور سے بھرے ہیں ہر چمن تازہ رنگ دکھاتا ہے ہر پھول خوشی سے کھلا جاتا ہے غنچے مسکراتے ہیں اپنی دلبستگی سے خاموش ہیں بلبلیں ہنس ہنس کے بیٹھی ہیں ایک طرف چمن نافرمان شگفتہ ہے ایک سمت داغ سا سے لالہ تشبیہ داغ روشن ہیں نرگس کی تاکنگی نگاہ ہے سوسن محو سکوت ہے سنبل زلف حور کا جواب دکھاتی ہے سرو و شمشاد دخیابان چمن کو اشکر حسن دکھاتا ہے طاؤس و چکور زیر نخل میوہ دار خراماں ہیں مرغان چمن زمزمہ پرداز ہیں بلبلیں چہک رہی ہیں گلہائے چمن تازہ کی شمیم گل ست دماغ رہی ہیں قصر لعل بے بہا کا سامنے ہے صحن قصر میں ایک حوض بڑا آسمانا پانی ہے کونوں پر حوض کے گلدستے زمرد کے ناندوں میں لگے ہوئے ہیں قصر کا سقف

در و دیوار لعل بیش بہا کی گویا یہ قصر ایک ڈال ڈھلا ہوا ہے چھت پہ دسے مرصع کار تصویرین لقا کی سونے کا کام کیا لگی ہین
آئینے فرشی دھرے ہین حورون کا جمگھٹا ہے خوش فعلیان کر رہی ہین مگر خداوند لقا کا دم بھر رہی ہین اشعار ہر طرف تازہ کار
تازہ جمال ٭ دلربا خوش ادا نرالی چال ٭ ہے ہر اک حور تازہ جوبن پر ٭ اک نئی ہے بہار گلشن پر ٭ ناز و انداز ٹیڑھی رنگت ٭ بھولی بھولی
ہر ایک کی صورت ٭ کوئی چلتی ہے چال مستانہ ٭ کوئی کرتی ہے ناز جانانہ ٭ غنچہ لب کوئی مسکراتی ہے ٭ مثل گل کوئی کھلکھلاتی ہے
سرمہ گین ہے کسی کی چشم سیاہ ٭ کوئی ہے مہر اور کوئی ہے ماہ ٭ گہرا کاجل کوئی لگاتے ہے ٭ لب پہ کوئی دھڑی جماتے ہے ٭ سرمہ
الفت پنہے سے آنکھ دن ٭ بانکی ترچھی ہر ایک کم کم سن ٭ لندھور بن سعدان دیکھکر گلشن جلیے خزان کدہ حیدر گیا حورون
کی طرف محو تماشا تھا کہ قہرش سو کیا سے طوفانی نے کہا کہ اب چل کے تیسرے بہشت کی سیر کیجیے لندھور ہمراہ قہرش
کے وہان سے روانہ ہوے تیسرے بہشت کے دروازے پر آے نیا رنگ دیکھا ایک عالیشان وسیع بے انتہا
ہیرے کے پٹ عقیق زرد کے چوکھٹ بازو زمرد کا پٹا کو ہوتی کے گند سے لعل بیش بہا کی زنجیر فیروزے کے کولے دیوار ہا
بہشت جواہر نگار مینا کاری خوشنما کی ہوئی لندھور دیکھکے حیران ہو گیا داخل بہشت جب ہوا عجب کیفیت نظر آئی کہ
نہالہاے تازہ پر عجب حسن دیکھا یاقوت کے اشجار ہین گوہر بار پھول فیروزے کے پھل کندلی زمین بلورین منقشی سبزہ
دہ ہیرون پہ دوب جو جمی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پیشانی چمن پہ افشان کرن کی آفتاب نے چھڑک دی ہے زمین باغ بہشت
بالکل زر ریز معلوم ہوتی ہے طائر خوشنوا شاخون پر چہک رہے ہین سبزہ روش چمن لہک رہے ہین ہاے حسن سماں قابل ہے
حسین حسین باغبان سونے چاندی کی کھرپیان لیے ہوے چمن بندی کر رہے ہین عطر دمردی عجب جوبن پر ہے فلک ہفت رنگ بھی
دیکھنے کا مشتاق ہے چھت پردون سے جواہر نگار سے آراستہ ہے فرش مخمل سرخ کا بچھا ہے شیشہ آلات سے درست لعلین
لالاکی مینا کاری کی ہوئی لگی ہین صحن چمن مین عجب شان و شوکت کا حوض ہے آب یاقوت سے لبریز ہے فوارے چھوٹ
رہے ہین حورون کا غول جا بجا پھر رہا ہے غلمان خرامان خرامان ادھر سے ادھر جاتے ہین لندھور جب باغ بہشت
سوم کی سیر کر چکے قہرش نے کہا اب چوتھے بہشت مین چلیے لندھور کا دل وہان سے آنے کو نہ چاہتا تھا مگر بہ مجبوری قہرش
کے ساتھ چلے آے چوتھے بہشت مین قہرش لندھور کو لیگیا چوتھے بہشت کا دروازہ ایسا تھا کہ جیسے پٹ فیروزے کے
تھے چولون مین سونے کی شاہین نشیب و فراز مین لگی ہوئی نیشب سے چوکھٹ بازو ماہی پشت کی کیلین جڑی ہوئی سنگ سماق
کا پٹا و گند سے زنجیر گنگا جمنی دیوارین بلور کی مگر سب پہ مینا کاری کی ہوئی اور رنگا میزی بنی ہوئی نہال بار دار شاخین
سونے کی پتے عقیق زرد کے پھل یاقوت احمر کے پھول چاندی کے عجب خوشنما درخت ہین کہ پہرون جنکو دیکھا کرے دل کو
سیری نہو پھولون کے نخل طیور منقارون سے گلہاے شگفتہ کھٹک کر گراتے ہین باغبانیان گلچینی جا بجا کرتی ہین
باد صبا کہین پر فرش گل بچھاتی ہے نسیم سحر غنچون کو شگفتہ کرتی ہے نرگس محو تماشا ہے سوسن مسکراتی ہے گلاب خندہ زنی کر رہا ہے گل
عطر بیزی مین مشغول گیندا ہزار ہزار جوبن دکھاتا ہے معشوقون کے حسن کو گیندا دھر کا بناتا ہے سبزہ نوخیز خواب مین ہے چمن عالم
شباب پہ ہے قمر طلائی اپنا رنگ دکھاتا ہے جواہر کے نگینے بہشت بیل ترشے ہوے جڑے ہین اندر سے باہر تک نقرئی
نہر مصفا بہ آب زمرد رنگ لہرین مار رہی ہے حورین کنارے پر نہر کے جمع ہین کوئی ہاتھ منہ دھو رہی ہے کوئی آپس مین چھولون
کو چھینٹے پانی کے دے کر خوش فعلیان کرتی ہے کوئی پٹیون کا سنگار کرتی ہے کوئی آئینہ مین نظارہ بار بار کرتی ہے کوئی شانے
سے زلفون کو سلجھاتی ہے کوئی چوٹی کسی سے گندھواتی ہے غرض اپنے اپنے رنگ مین سب مصروف ہین عجب طرح
کے جلسے ہین کہ شگفتگی دل کے دلوا لے ہین لندھور نظارہ کنان ایک ایک جانب ہے قہرش کہتا ہے اب آگے چلیے یا کون
بہشت کی سیر کیجیے دل زیادہ نہ لگائیے قدم آگے کو اٹھائیے لندھور ناچار و مجبور وہان سے بھی روانہ ہوے قہرش

پانچوین بہشت مین لندھور کو لیگیا اُس مین جاکر دیکھا کہ بلورین پھاٹک پارسے کی قلعی سے شفاف کیا ہوا صاف صورت
زیبا از سرتا پا دکھائی دیتی ہی مرصع کا سہ چوکھٹ بازو جواہر نگار پٹاؤ نقرئی چولین سونے کی کیلین الماس تراش زنجیر
کُنڈے عقیقی ہین کہ دیوارین شیشے کی ایسی صاف و شفاف کہ جسکا جی چاہے باہر سے باغ بہشت کی سیر کرلے درخت
اُن میوون سے لدے ہوے جنکو دیکھکے ذائقہ زبان پر آئے توڑ توڑکے کھانے کو جی للچائے پھولون کے زیر درخت
انبار نازک نازک شاخون پر پھولون کی پتنگی کا بار بلبلون کے غول طائرون کے زمزمے گنجشک کا شور طائر اس
شاخ سے اُس شاخ پر اُڑکے بیٹھتا ہی کوئی طائر کر بال کرکے بال و پر صاف کرتا ہی کوئی گلون کی شادابی کا دم بھرتا ہی
قصر بلورین آئینہ وار آراستہ و پیراستہ ہی کارچوبی پردے پڑے ہین فرش مخمل زنگاری رنگ کا بچھا ہوا کنج و دنگل کرسیان
قرینے سے لگی ہین سبزہ سبزہ نگار کا سامان دھرا ہی گلابیان بادہ گلرنگ کی ہین کشتیان سلبوون(?) کی براجمی ہین جلسہ جما ہی
رقص ہو رہا ہی ہمصفیران چمن یکرنگ ترانہ ساز ہین حوران گلشن فرحت افزا جمع ہین ہمسن ہمسن جوبن والیان نو مردشا(?)
کی پرستار عجب طرز جوانی کے عالم مین تن تنکے اینڈتے ہین حسن کا اُبھار دکھا دکھا کر دل لیتی ہین کچھ شیشے کے قصر اندر
جانے کی حاجت نہین ہو باہر سے بخوبی جلسہ عیش کا تماشا دیکھیے لندھور بھی دور سے دیکھکے مثل نقش تصویر ہوگیا
قہرش نے کہا اب تشریف لیچلیے چھٹے بہشت کی سیر کیجیے لندھور ملک قہرش سو کیا سے طوفانی کے ساتھ روانہ ہو
قہرش لندھور کو لے کے چھٹے بہشت مین آیا وہان کا اور ہی رنگ دیکھا پھاٹک کے پٹ لعل بے بہا کے چوکھٹ بازو
ہیرے کے پائے یاقوت احمر کے پٹاؤ زبرجد کا زنجیر کُنڈے پکھراج کے دیوارین گوہر آبدار کی درخت جواہر نگار شاخین
مرصع کار پتے کندنی پھل گوہر آبدار کے پھول افشانی سرخ و زرد زمین الماس رنگ کاہ دہانی پھول جا بجا زعفران
عجب بہار دکھا رہے ہین غنچے وجد کے عالم مین جھومتے ہین مرغان چمن منقارون سے منہ چومتے ہین اشعار چمن عجب
طرح کی ہی بہار ؎ کہین لالہ زار اور کہین سبزہ زار ؎ شگفتہ کہین ہی گل یاسمن ؎ کسی جا ہی نسرین کہین نسترن ؎ کہین داغ
لالہ کے روشن چراغ ؎ خوش تختی سے ہین سج کہین باغ باغ ؎ چنبیلی کہین اور کہین سوگرا ؎ کسی جا ہی جوہی کہین موتیا ؎ کہین
خوش نما سنبل پیچیدہ ؎ کہین چشم نرگس کو ہی انتظار ؎ کہین سرو و شمشاد نوخواستہ ؎ لبِ جو بصد حسن آراستہ ؎ کسی نخل پر
بلبلون کا ہجوم ؎ کہین طائرون کے ہی نغمے کی دھوم ؎ خراماں کہین کبک ہین اور چکور ؎ کہین رقص کرتے ہین گلشن
مین مور ؎ منتظر ہی عجب رنگ پر یہ چمن ؎ رہو محو تماشا ہو ہر گلبدن ؎ سامنے قصر نیلم وہ شان و شوکت دکھا رہا ہی کہ فلک
زبرجدی شرما رہا ہی جب عکس اُس قصر کا شعاع آفتاب عالمتاب سے اُس گلشن زنگاری رنگ پر پڑتا ہی عجب بہار نظر آتی ہی دیکھ
دیکھکر طبیعت مشغول ہوجاتی ہو صحن قصر مین جو حوض مرمرین ہے گوہر آبدار ہی عکس قصر سے پانی برنگ آسمانی نظر آتا ہی حوران بہشت
کا جا بجا جمگھٹا چمن حسن کا جوبن دکھاتی پھرتی ہین ادھر اُدھر اٹکھلاتی پھرتی ہین کوئی ہنستی چلی آتی ہی کوئی آپ ہی آپ کھیلاتی
ہے مسکراتی ہی کوئی لندھور کو اشارہ کرکے بلاتی ہی کوئی قہرش کو دور سے ٹھینگا دکھاتی ہی کوئی ہاتھ مین ہاتھ کوئی ڈالے
ہوے ؎ پانچ کوئی ہی سنبھالے ہوے ؎ کوئی ماریے دوپٹہ کی گاتی ؎ کوئی جوبن پہ اپنے اتراتی ؎ کوئی پہنے ہی محرم زردار
کسی کی کُرتی آستینون دار ؎ حور پٹیان کوئی بناتے ہی ؎ کوئی لاکھا مسی جماتے ہی ؎ کوئی ڈالے ہی نقرئی موباف ؎
کسی کی زلف شانون پہ تا ناف ؎ کسی کے ہاتھ پاؤن مین وہ حنا ؎ جسکے دل پائمال جس سے ہوا ؎ صورت ایک ایک
کی قیامت ہی چال ہر ایک کی پُرآفت ہی ؎ سرو قد کوئی کوئی غنچہ دہن ؎ کوئی گل رو ہی کوئی رشک چمن ؎ گھر اگھر اکسی سے
کا جل ہی ؎ کا جلی کی دل کو آنچل ہی ؎ سحر ایک ایک شوخ اور طرار ؎ سحر ہی ناز اور بلا رفتار ؎ القصہ وہان بھی لندھور بن
سعدان محو جمال حیران ہوگئے قہرش نے ہاتھ تھام کے کہا لے آئیے تشریف لائیے ایک بہشت اور باقی ہو وہ دیکھیے

بخوبی سیر کر لیجیے کا بیکو کسی نے باغ دنیا مین بہشت دیکھا ہوگا ایسی ایسی حورون کا کب نظارہ کیا ہوگا یہ سنکے لندھور
بن سعدان ہمراہ قہرش سو کیا ہے طوفانی کے چلے مگر عجب عالم محویت مین کہ لقا سے بے انتہا کو کیونکر نہ کفر پرست
سجدہ کرین جب ایسے ایسے کارخانے کفر کے اُسنے تیار کیے ہین کہ جسمین عقل نہین کام کرتی بے وقوف و نادان کا کیون نہ پاؤن
جادۂ راست سے ڈگمگا جاے جبھی تو اس سامان فسون کار پہ دعوی خدائی کرتا ہی الغرض لندھور لعنت ہو لقا سے یہ لقا
پر اور اُسکے پرستارون پر وہ صناع روزگار رب اکبر اگر چاہے یہ طلسم کفر دم بھر مین فنا ہو جاے اور اپنے دست
قدرت سے ایسے ایسے طلسم ہزارہا آن واحد مین تیار کر دے کیا حقیقت اسکی ہی قہرش پھر لندھور کو ساتھ
لیے ہوے بہشت ہفتم مین آیا وہان کا تو عجب رنگ اور عجب طرز اور عجب تازہ بہار دیکھی دور ہی سے نکہت گلہاے
رنگا رنگ آنے لگی ہواے عطر بیز قدم آگے کو بڑھانے لگی نظر جو دروازے پر پڑی دیکھا نہایت عالیشان بلند نشان
پھاٹک ہے دونون پٹ جڑاؤ جواہر کے ہین کہ سونے چاندی کی پترون پر لعل و یاقوت نیلم پکھراج ہیرا مرجان موتی نگینے
گول گول تراشے جڑے ہین اور گرد نگینون کے مرصع کاری کی بھول ہی اسی طرح سے جو کھٹ بنا اور زنجیر وغیرہ سب
ایک ڈل پھاٹک بنا ہی دیوارون پر بھی جو گرد دونون طرف اندر باہر یہی کام کیا ہوا تا زمین بھی اسی صورت سے سارے بہشت
کی آراستہ ہی قصر بھی جواہر نگار ہی ساز و سامان اُسکا مرصع کار ہی صحن بہشت وسیع نہر اور حوض مین آب شیرین مثل
شربت و نبات کے لبریز چھلک رہا ہی حورین غلمان رضوان عجب حسن و جمال بیمثال کے باغبان باغبانیان پہلے کھڑا
لیے ہوے آبکشی چمنون کی کر رہے ہین صورتین وہ اُنکی جو دیکھے محو جمال ہو کر دریاے حیرت مین غرق ہو مگر با ہیئت حسن کو نہ
پاے باغبانیون کی عجب ہیئت زر بفت کے لہنگے کار چوبی مصالح لگا ہوا تار شمار کے دوپٹے بنت کی آستینون دار کرتیان
پھنسی پھنسی پہنے ہین چوٹیون مین لچکا سنہری روپہلی لپٹا ہوا لہنگے چڑھا کر ہوئی چمن کی کیاریون مین ادھر سے اُدھر پانی پہونچاتی پھرتی
ہین آپس مین خیابانون ہوتے جاتے ہین زیور جواہر نگار پہنے سر سے پاؤن تک لدی ہوئی ہین چلنے مین چھم چھم آواز آتی ہی جو اہل دل
ملک عدم کی منزل اُٹھی جاتی ہی حورون کی یہ آرائش ہی دھوپ چھاؤن کی اطلس کے پائجامے جنکے پائنچون کا اسقدر دور
کہ اگر چمن تازہ مین پھیلا دین مثل ابر کے چمن بھر مین سایہ ہو جاے دھوپ کا نام نہ آے کریپ و گلچ دھانی چمپئی دوپٹے
کہ جنکے دیکھنے سے آنکھون مین تازگی آے اور وہ دوپٹے اصلاح اوڑھے ہوے سر سے دوش پر پشت دکھلی ہوئی ایک سرا آگے سینے
پر پڑا ہوا محرم کرتی آب رواں کی نہایت چست جسم سے لپٹی باوجودیکہ پوشاک و لباس پہنے ہوے ہین مگر ضیا سے حسن
چھن چھن کے تجلی دیتی ہی رنگتین گوری گوری چاند سے چہرے منور آنکھین کوکب درخشان پیشانیان ستارون کے
مانند تابندہ گیسوے تابدار مشکبو بصورت سنبل دوش پر پڑے ہین دانت گوہر آبدار کی صورت صاف و شفاف
چمک رہے ہین سینہ آفتاب سا اُسپر دو کندل بلورین روشن ہین اشعار بوٹا سے قد مین قامت زیبا مین چال
معتدل پر چھلکا کہ عشق عاشق شیدا کو جان گسل ہی لے لیتے ہین یہ ناز و ادا سے ہر ایک کا دل خورشید انکے حسن کے ہو
سامنے خجل دیکھے جو چشم شوق سے رو سے نگار کو اُف کہنا تمام ہے وہ دل بیقرار کو الغرض اس سج دھج کی اس حسن و
جمال کی انھون مین بسعدان شہزادہ ہندوستان ستمگر حورین دیکھین منہ مین پانی بھر آیا شوق وصال گلعذار ہوا
ابدل کہکہ آگے بڑھے ہر چند حورین اشارے کرتی ہین مگر لندھور نے رخ ہی نہین کیا گلہاے شگفتہ کی سیر کرنے
لگے دیکھا نہالان گلشن نایاب میوہاے شیرین سے لدے ہوے شاخین زمین بوس ہین باد صبا پیام شادمانی دیتی
ہی نسیم کے چلنے سے ہر کلی و دیدہ آکے جھونکے لیتی ہی پھول کھلکھلا کر ہنستے ہنستے گرے پڑتے ہین غنچہ نسیم کے آنے جانے
سے تبسم کرتے ہین لالہ رویون کے گل مشتاق ہین سنبلستان تک پہونچنے مین مشتاق ہین بلبلین شاخون سے

اُڑ کر روش گل پر بیٹھتی ہیں کبھی منقاروں میں پھول لے کر اُڑ جاتی ہیں لندھور یہ تماشا دیکھتے پھرتے ہیں کہ ناگاہ طائروں کا
غول ایک چمن میں آ کر بیٹھا دیکھا عجب قسم کے جانور ہیں کہ کبھی ایسے طائر نگاہ سے نہ گذرے تھے منقاروں میں لعل و یاقوت
کی پنجے نیلم و زمرد کے پر پکھراج کے جا بجا فیروزے جڑے ہیں دُمیں عقیق زرد کی ہیں چوٹیاں گوہر آبدار کی گردن سے
پوٹے تک یہ ہیرے کے ہیں جا بجا رنگ کندنی چمک رہا ہے جب پرواز کرتے ہیں اور جس جگہ اُنکا سایہ پڑتا ہے وہ زمین
مرصع کار معلوم ہوتی ہے لندھور نے اُن طائروں کو بہت پسند کیا کہا حقیقت میں ایسے جانور کبھی نہ دیکھے تھے اب نہایت
عالم وجد ہوا جہاں ٹھہرے محو تماشا ہو گئے قہرش نے کہا کہ بس اب سیر کر چکے یا نہیں چلیے اور کہیں کی سیر کیجیے لندھور
یہ سنکر روانہ ہوئے قہرش ہوا کیا سے طوفانی ہمراہ زیر قیطول اول آیا اور کہا کہ آپ ایک ذرا اور توقف کیجیے کہ میں
اذن خداوند لقا سے لے آؤں تو پھر آپ کو لے چلوں لندھور بن سعدان وہاں ٹھہر گئے قہرش لقا کے پاس آیا اور کیفیت
لندھور کے سیر کرانے کی بہشتوں میں بیان کی لقا نے کہا اب قیطولات کی سیر کراتے ہوئے ہمارے پاس لاؤ قہرش
یہ سنکے لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ تشریف لے چلیے لندھور قہرش کے ساتھ چلے راہ طے کر کے جب لندھور قیطول اول
پر آئے دیکھا کہ مثل چاند کے ایک کرہ تجلی بخش روشن و منور ہے اور بہت سے عیار آراستہ و پیراستہ بیٹھے ہیں لندھور
کو دیکھکر اشارے بازبان کہیں لندھور نے خیال بھی نہ کیا آگے بڑھے جب لندھور قیطول دوم پر پہونچے دیکھا کہ ایک
پہلوان زبردست ہے نام اُسکا عمر منقار کلنگ ہے اُور وہ دبیر فلک ہے اُسکو عطارد بھی کہتے ہیں ایک دوات زرد
کی پانچ سو من کی اور ایک لوح ایک سو بیس گز کی ہیرے کی اور قلم یاقوت کا بیس گز کا یہ سب اُسکے آگے رکھا ہے
جو کچھ حکم ہوتا ہے زمرد شاہ باختری کا وہ تحریر کرتا ہے جب لندھور وہاں پہونچے عطارد بہ لطف پیش آیا اور لندھور
سے کہا آپ بھی کچھ لکھیے لندھور نے قلم یاقوت اُٹھا کر اُس لوح پر لکھ دیا کہ [illegible] لقا سے بے نقا زمرد شاہ باختری
پر ہزار ہزار لعنت ہے وہ منقار نابکار عطارد فلک نہایت غضب ہوا اور پیلے چیلے [illegible] سے نکال کر کہا اے لندھور
تو نے کیا لکھا لندھور نے جواب دیا جو تجھکو آتا تھا وہ میں نے لکھ دیا عمر منقار دبیر فلک [illegible] وہ دوات اُٹھا کر لندھور
پر کھینچ ماری لندھور نے کلہ نمود کا سپر دوات روکی کلہ نمود سے ٹکرا کر دوات زمین پر گری [illegible] گرتے ہی غائب ہو گئی
سب کو تعجب ہوا عطارد متحیر ہو گیا قہرش بھی یہ تماشا دیکھکے دنگ ہوئے کہ دوات گرتے ہی زمین پر غائب ہو گئی کیا کوئی
افسون لندھور کو بھی یاد ہے یہاں وہ دوات اُسی خدمتگار گلیم پوش نے اُٹھا کر داخل زنبیل کی جو لندھور کے
پاس سے غائب ہو گیا تھا وہ لندھور کے برابر ساتھ ہے مگر بمثل سایہ کے ہے اب کچھ کچھ لندھور بھی سمجھ گئے [illegible] ہیں
جیسے چوٹیاں حوران بہشت لقا کی کٹ گئیں تھیں کچھ سر ہوئے ہیں مگر بخوبی نہیں قہرش نے لندھور [illegible] سے کہا میں
تو سو قسم [illegible] سے متعجب ہوں جیسے حوران بہشت خداوند لقا کی چوٹیاں کٹیں ہیں کہ کیا سانحہ در پیش ہوا
اور اب یہ [illegible] تماشا اور دیکھا کہ دوات تمہاری کلہ نمود میں ٹکر کھا کر میرے سامنے یہاں [illegible] گر کر
اور فوراً غائب ہو گئی کیا کچھ آپ کو بھی افسون گری میں دخل ہے اور کچھ پڑھ کر آپ نے کیا پھونک دیا تھا لندھور نے کہا
اے قہرش میں تجھکو یہ لعنت کرتا ہوں میں نہیں جانتا کہ دوات کیا ہو گئی تو نے دیکھا میں نے تو دوات کو چھوا بھی
نہیں اور نہ مجھکو اُن حوروں کی چوٹیاں کٹنے کا بھید ثبوت ہوا مجھکو خود حیرت ہوئی تھی کہ خود بخود چوٹیاں حوروں کی کسی
کی کٹ گئیں [illegible] میں نے کہا کہ میرا اپنے ہاتھ رکھ کے چوٹیاں اپنی اپنے ہاتھ سے تھام تو آواز آئی تھی کہ تجھنے ہوا ورنہ
کیا میرا نقصان ہوا میں خود ادھر اُدھر دیکھنے لگا تھا کہ یہ آواز کسکی ہے میں سمجھا کہ کچھ لقا کی یہ بھی کارستانی ہے اب
دوات گم ہوئی مجھکو اسکا بھی حال نہیں معلوم میں جانتا ہوں کہ لقا سے بے نقا نے تفریح کر کے اپنے دست

نے دو انتہ اتفاق اُسی کے پاس ہوگی جہر منقار دبیر فلک غضبناک ہوا اور لوح و قلم اُٹھا کے چاہا لندھور کو مارے دن لندھور
نے ایک طمانچہ بڑھکر مارا جہر منقار زمین پر گرا ہاتھ سے لوح و قلم چھوٹ گیا وہ بھی فوراً غائب ہوگیا دبیر فلک طمانچہ
کھا کر پھڑکنے لگا طائر روح ناری کا پھڑکتے پھڑکتے آشیانۂ جہنم میں پہونچا ساتھ والے اُسکے ملازم لقا کے بڑے
بڑے زبردست پہلوان وہاں مسلح و مکمل موجود تھے انھوں نے ارادہ لندھور سے لڑنے کا کیا قہرش
سدکیا سے طوفانی نے جب دیکھا کہ اب یہاں قبطول پر ذرا فساد ہوا چاہتا ہی اگر یہاں لڑائی ہوئی تو بڑی خونریزی
ہوگی اور توقیر آسمان دوم اور زہرہ شاہ باختری کی خداوندی میں دھبا لگ جائیگا قہرش نے سب کو منع کیا اور کہا کہ خبردار
لندھور سے قصد جنگ و جدال نہ کرنا کہ یہ مہمان خداوند لقا ہی تمپر عتاب و قہر خداوندی نازل ہوگا یہ سنکے وہ سب
رک گئے اور لندھور سے نہ لڑے قہرش لندھور کو ساتھ لے کے قبطول سوم پر لایا اور وہاں لندھور نے دیکھا
کہ ایک پہلوان زبردست بیٹھا ہی مگر سراپا جسم و دست و پا مرصع کا ہی لندھور نے پوچھا اسکا کیا نام ہی قہرش
نے کہا اسکو خدنگ مرصع ناہید فلک کہتے ہیں اتنی دیر میں لندھور نے پوچھا اور قہرش نے جواب دیا ناہید فلک
غائب ہوگیا قہرش نے کہا ابھی ابھی تو خدنگ مرصع ناہید فلک قبطول پر بیٹھا تھا ابھی غائب ہوگیا کون اسکو
اٹھا لیگیا لندھور نے کہا میں نہیں جانتا کہ اسکو کون لیگیا کچھ وہ جوان ذرا سی خاک کی پڑیا تھوڑی ہی جو مٹھی میں
کسی نے دبا لی اتنے بڑے جوان پہلوان کو اُٹھا کر کون فوراً اپنے غائب کر لیگا سوا لقا کے یہ اُستادیاں مکر کی
کون جانتا ہی اُسنے تقدیر کر کے اپنے پاس بلا لیا ہوگا یہ کہکر لندھور آگے بڑھے جب قہرش سدکیا سے طوفانی
لندھور کو قبطول چہارم پر لائے لندھور نے دیکھا کہ سونے کا آفتاب وزن میں چار سو من کا بنا کر قائم کیا ہی
لندھور بڑی دیر تک اُس سورج کو دیکھا کیے قہرش سے پھر کر آفتاب کی بڑی تعریف کی کہا کہ ای قہرش یہ سورج
جسنے بنایا بہت خوب بنایا قہرش نے کہا کہ سوائے خداوند لقا کے کون بنا سکتا ہی لندھور نے کہا کہ واہ واہ
کیا خوب سونے کو جلا دی ہی تمہارے خداوند معلوم ہوتا ہی کہ اٹھا سے کے کاریگر ہیں قہرش مسکرا کر چپ رہا
اب جو پھر کر دیکھا تو آفتاب بھی غروب ہو گیا قہرش نے گھبرا کر کہا کہ سورج کو کون لیگیا اور کیونکر غائب ہوگیا لندھور
نے کہا جہاں تم ہو وہاں میں ہوں مجھے کیا معلوم آفتاب کہاں گیا میں جانتا ہوں شاید میرے دکھانے کو خداوند
نے تمہارے تقدیر کی ہوگی آفتاب غروب ہوکر گہن میں آگیا ناظرین پر واضح ہو کہ آفتاب اُسی خدمتگار گلیم پوش نے
نذر زنبیل کر لیا لندھور سمجھ گئے کہ بیشک وہی عیار طرار میرے ہمراہ آیا ہی غرضکہ قہرش لندھور کو وہاں سے
لیکر ساتھ قبطول پنجم پر آئے دیکھا کہ بہرام مریخ صولت بہرام فلک ہی اور ایک ہاتھ اسکا سونے کا ہی لندھور
بغور دیکھا کیے دیکھتے دیکھتے بہرام مریخ صولت بہرام فلک کا ہاتھ فوراً خود بخود کٹ گیا لندھور کو تعجب ہوا قہرش
متحیر ہوکر کہنے لگا کہ ابھی تو اسکا ہاتھ سالم تھا آپ کے آتے ہی یہ بیدست ہوگیا کسنے اسکا ہاتھ کاٹ لیا لندھور نے
کہا میں کیا جانوں کہ اسکا ہاتھ کسنے کاٹ لیا اور یہاں اُسی خدمتگار گلیم پوش جو غائب ہوگیا تھا اُسنے کاٹ کے
داخل زنبیل کیا قہرش لندھور کو پھر قبطول ششم پر لایا لندھور نے دیکھا کہ مشتری قاضی فلک ششم ہی کہ نام اُسکا
کہراسے اختر شمار ہی اور گوہر آبدار ایسے جلوہ گری آویزاں ہیں ہی اور سے ستارہ سے تابندہ معلوم ہوتے ہیں
لندھور وہاں سے آگے بڑھے قہرش سدکیا سے طوفانی قبطول ہفتم پر لندھور بن سعدان کو ہمراہ اپنے لایا ستارہ
زحل کو دیکھا کہ اُسکے ایک ہاتھ میں چھ ہاتھ نقرہ و طلا کے لٹکے ہیں جیسے کہ درخت کی شاخ میں شاخیں ہوتی ہیں لندھور
کھڑے ہوکر اسکو بھی بحیرت تمام مشاہدہ کرنے لگے قہرش سے کہا کہ تمہارے خداوند لقا نے ستارہ زحل کیا خوب

بنایا ہی کیا کہنا بڑے کاریگر ہین قہرش نے کہا سب خداوند لقا کے دم کا ظہور ہی آپنی ربّ کے ہمکلام ہوئے ہین رحل کے
چھوتے ہی ہاتھ قلم ہوگئے اور نہ معلوم ہوا کہ کسنی کاٹے ہین اور کیا ہوئے قہرش کو بھی تعجب ہوا کہا کہ ای لندھور اسکے
بھی ہاتھ کٹے اور نہ معلوم ہوئے لندھور نے کہا مجھے خود تعجب ہی مگر ای قہرش یہ سب کارپردازی ہیرے دکھانے کے لیے
لقا سے بے لقا کو تعجب سے کرتا ہی اُسنے ان دونون کے واسطے ایسی ہی تقدیر کی ہوگی جو ہاتھ ان دونون کے قلم
ہوگئے اب لندھور آگے جو بڑھے دیکھا کہ بلا تشبیہ عرش اعلےٰ کا سا بنا ہی وہان ایک پردہ کا سچوبی مرصع کار پڑا ہی
کہ اُسکو حجاب قدرت زمرد شاہ باختری کہتے ہین اور اُسپر یہ لکھا ہی کہ یہ قدمگاہ زمرد شاہ باختری خداوند لقا ہی اور ایک
زنجیر طلائی بہت گندہ وہان لٹکی ہی قہرش سوکیا سے طوفانی نے پردہ حجاب خداوند لقا اٹھایا لندھور اندر داخل
ہوئے قہرش وہین تھم گیا وہ دربار مین نہ گیا لندھور نے دربار لقا مین آتے ہی کہا سلام علیکم یعنے جو خداپرست ہو
اُسپر سلام پہونچے بختیارک نے جواب دیا علیکم السلام سب اہالیان دربار دیکھنے لگے لقا نے بختیارک کی
طرف بغیظ و غضب دیکھا گھراے اختر شناس بیٹھا تھا چونکہ یہ خداپرست ہی اُسنے لقا سے کہا کہ بختیارک شیطان
درگاہ ہی اسکی بات کچھ قریب قیاس نہین ہی لندھور نے دیکھا کہ سب سردار اپنے اپنے عہدون پر بیٹھے ہین کہین جگہ
ہیرے بیٹھنے کی نہین ہی پیچھے پلٹکر دیکھا کہ قہرش سوکیا سے طوفانی نہین ہی پھر لقا نے قہرش کو بھی بلوایا وہ آکر
اپنے ذنگل زرین پر بیٹھا ہوا اُسوقت شہزادہ ہندوستان دارا سے ہند لندھور بن سعدان نے بصد جوش و
خروش کہا ای زمرد شاہ باختری ایک ذرا ادھر ملاحظہ کر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان کا مین نامۂ ہدایت شمامہ لے کر آیا ہون چار قدم آگے نامے کی تعظیم کر اور ساڑھے تین قدم میری تعظیم کر اور پچاس
کشتیان زروجواہر کی اس نامۂ عنبر شمامہ پر منگوا کر تصدق کر اور پچاس کشتیان میری نذر کر جب اس نامہ کو پڑھکر جواب
لکھ لقا سے بے لقا کلام لندھور بن سعدان سنکر منغض ہوا کہ گھراے اختر شناس اور قہرش سوکیا سے طوفانی
نے دست بستہ عرض کی کہ ای خداوند بندے اسی طرح ناز کرتے ہین اور خداوند کا نازبرداری شیوہ ہی اگر بندون
کے کلام کا جواب بعتاب خداوند دین تو رحمت مین فرق آتا ہی آپکو بخشش و کرم کرنا چاہیے بندون کا جبر ہر طرح
اٹھانا ضرور ہی استقبال و تعظیم تو موقوف رکھیے مگر ہان کشتیان زروجواہر کی منگوا لیجئے لیکن بختیارک بولے جاتا ہی مثل
زاغ صحرائی کے کائین کائین کیے جاتا ہی اُسکو منظور یہ تھا کہ جنگ و جدل ہو اور لندھور کو لقا سے بے لقا قتل کا
حکم دے کہ خونریزی خوب ہو مگر جب گھراے اختر شناس اور قہرش سوکیا سے طوفانی نے لقا کو سمجھایا رحمت کا
نام سنتے ہی وہ خرچہ دم مثل گدھے کے پھول گیا اور کشتیان زروجواہر کی منگوا کر آگے لندھور بن سعدان الحی صاحبقران
زمان کے رکھوا دین گھراے اختر شناس اور قہرش سوکیا سے طوفانی نے لندھور کو اشارہ کیا کہ استقبال موقوف
رکھوا اور نذر قبول کرو لندھور بھی کچھ سوچ کے چپ ہو رہا اور خدمتگاران زمرد شاہ باختری لقا سے بے لقا کو حکم
دو کہ یہ کشتیان تم سب مالکی لوٹ لو یہ تمہین لوگون کا حق ہی ہم ان سے کیا کرینگا اب ناظرین والاتمکین پر یہ فقرہ واضح
ہی بن حسن اظہر من الشمس و ابین من الامس ہو کہ یہ حقیر و فقیر سراپا تقصیر احقر کونین سید تصدق حسین
مشہر اس داستان مین اکثر مقامات پہ حسب حکایت عارف کا کُنہ و اشارۃً ذکر کرتا چلا آتا ہی قہر سیم عیار ہی وہ
فلک سپہر گزاری عیاران عیار رہو دار و نامدار خواجہ عمرو بنا ستہ ہمیشہ منتظر رہی ہین کہ کلیم اللہ سکر پہلے ہی روپوش ہوگئے تھے مگر مثل سایہ
کے ہر وقت ہر جگہ دارا سے ہند لندھور بن سعدان کے ساتھ ہی ساتھ رہتے چنانچہ اس دربار لقا سے بے لقا
مین بھی بہت ہوشیاری کے ساتھ موجود تھے جسوقت لندھور نے خدمتگاران لقا کو کشتیان لوٹنے کا حکم دیا خواجہ عمرو

بن امیہ ضمری نے اسی روپوشی مین سب کشتیان اُٹھا کر نذر زنبیل کین بلکہ اس جگہ کی خاک تک نہ چھوڑی اسیطرح
خدمتگار چہار طرف سے کشتیون پر گرے وہان کی خاک تک نہ باقی رہی اُن خدمتگارون کے گرتے ہی خواجہ نے
اسی روپوشی مین جال الیاسی مار کر سب خدمتگارون کی پگڑیان کھینچ لین اور نذر زنبیل کین خدمتگارون نے دیکھا
کہ ہم مین سے کسی کے سر پر پگڑی ایک بھی نہین ہی سر اُٹھا کر کہا واہ واہ واہ خداوند نے کیا خوب تقدیر کی کہ کشتیان لوٹنا
کیسا یہان تو پگڑیان تک غائب ہوگئین لندھور کے آتے ہی دربار خداوند لقا مین اندھیر ہوگیا ہی مثل اصل ہوگئی
مثل چراغ گل پگڑی غائب صاحبو دن دہاڑے اندھیر سنا تھا بختیارک نے یہ اودھم دیکھکر سلام کیا اور
صلواۃ کے دو فقرے پڑھے اور ہنسکر کہا واہ واہ اُستاد جی واہ مانتا ہون یہان بھی آپ کے جال بےمثال کا ظہور ہوگیا
کیون نہو شعر باوجودیکہ بال و پر نہ تھے آدم کے ۔ وہان پہونچے فرشتے بھی جہان جا نہ سکے ۔ زمردشاہ باختری نے
بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ ای شیطان درگاہ کیا ہی یہ تو کیا بکتا ہی بختیارک نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ ای
خداوند آپ کو میرے افعال سے کیا مطلب ہی مین نہین معلوم کیا منھ سے بک رہا ہون اور کیا مجکو دکھائی دیتا ہی
الغرض لندھور آگے بڑھا دیکھا کہین جگہ میرے بیٹھنے کی نہین ہی اب سوچتے ہین اور دل مین لندھور کہتے
ہین کہ دربار لقا مین دہنی طرف جا کے صدر پر ضرور بیٹھنا چاہیے نہین تو بڑی سبکی کی بات ہی یہ سوچ کے لندھور
دہنی طرف لقا سے بے لقا کے قریب آیا کہ قہرش کے دنگل کے پاس ایک بڑا نامی وگرامی کہ نام اُسکا شمعون
شیرچشم تھا اپنے دنگل زرین پر متمکن تھا اُسکے پاس آکر لندھور نے کہا کہ ای شمعون شیرچشم تو ذرا اس مقام سے
ہٹ جا تو مین تیرے خداوند کو بپاس ہدایت شما فرستادہ حمزہ صاحبقران زبان پیش کرکے بڑھاؤن
اُس پہلوان زبردست شمعون شیرچشم نے کہا کہ واہ مین تو اپنا دنگل نکونہ دونگا تم تو بڑے زبردست
آئے کہ دربار سے اُٹھائے دیتے ہو بھلا تمھارے اُٹھانے سے تو مین کیا اُٹھونگا تمھاری کیا حقیقت ہی یہ سنتے لندھور
بن سعدان کو نہایت غصہ آیا ایک طمانچہ اس زور سے شمعون شیرچشم کو مارا کہ گردن اُس پہلوان کی
پشت کی جانب پھر گئی طنطنہ مین آکر وہ نابکار اُٹھا کہ لندھور کے لپٹ جاؤن لندھور بن سعدان نے
ایک لات اس زور سے ماری کہ شمعون شیرچشم زمین پر گر کر بیگن کی طرح ڈھلکتا ہوا پائین فرش آیا اور ہچکیان
لینے لگا آخر کار وہ دھنیان جہری کا لیپالک اُسی جگہ زمین کا کند ہوکر سو گیا یعنی راہی جہنم ہوا اور سرداران لقا سے
بے لقا کر اُٹھا چاہتے تھے قہرش سوگیا سے طوفان نے اشارے سے منع کیا کہ خلاف حکم زمردشاہ باختری ہوگا
عتاب وقہر خداوندی نازل ہوگا لندھور مہمان اور ایلچی حمزۂ صاحبقران ہی مصرع ایلچی کو کبھی زوال نہین ۔ خلا شمعون
شیرچشم کی بیتی دم بھر کے واسطے لندھور کو کیون نہ جگہ بیٹھنے کی دی غرضکہ جیسے ہی شمعون فی النار ہوا لندھور
بن سعدان لپک کر دنگل زرین پر دہنی طرف لقا سے بے لقا کے بیٹھ گئے اب جو زمردشاہ باختری لقا سے
بے لقا کو لندھور بن سعدان نے دیکھا عجب ہیبت سے تخت جواہر نگار پر متمکن ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ او بہبل کو
بناؤسنگار کرکے تخت پر بٹھادیا ہی یا تماشا کسی قسم کا بنایا ہی فقط اتنی کسر باقی ہی کہ ایک لڑکا پردے کے باہر آکے
پکارے کہ بیسا ٹکٹ صورت عجب قطع کی رنگت ایسی جیسے جھلا ہوا اپلا شعلہ آنکھ جیسے ہونڈی پر سینہ سرخ ہوکر
پیڑے بڑھ جاتین گال ایسے جیسے کہ کربلا امرود بڑے بڑے ہونٹھ دونون فلفل دراز کے مانند ناک مثل شکرقند
نیم آبادی کے ماتھا چپٹا پالک کے ساگ کا جوڑا اتنا کان بڑے بڑے بڑی کمر کی صورت دانت اینٹہ کے جو
لسن کے برابر سکتے سرگون کدو بالو کی سے بال سگے ہری پیپ زریش بچھڑے کی ڈاڑھی معلوم ہوتی ہی بال

میں گوہر شاہوار بڑے بڑے برابر سے پروئے ہوئے اور ہر سلک گوہر کے نیچے زمرد و یاقوت لگے ہوئے تاج جواہر نگار سر پر ایسا جس میں لعل و یاقوت و زمرد و پکھراج و نیلم و ہیرا و گوہر و مرجان جڑا ہوا بیش قیمت برابر سے جڑا ہوا گوہر شاہوار کا مالا گلے میں ہاتھوں میں لعل و یاقوت کی سیلیاں لباس مرصع کار پہنے آنکھوں پر مثل جھلم کے موتی کی لڑیاں پڑی ہوئی نخوت بھرا تخت نخوت پر بیٹھا ہے دارائے ہند لندھور بن سعدان نے دوپلنے میں ہاتھ ڈالا کہ نامہ ہدایت شمامہ امیر با توقیر کا کھولوں اور لقا سے بے بقا کو دوں دیکھا دوپلنے میں نامہ نہیں ہے سن سے ہو گیا ہاتھ پاؤں کے طوطے اڑ گئے طائر روح پرواز کرنے کو موجود ہوا دل میں کہا کہ افسوس اے لندھور اتنی محنت کر کے اور جان پر کھیل کے تو آیا اور نامے کو کہیں راہ میں گرا دیا ایک تو یہ کہ امیر با توقیر کیا لعنت کرینگے دوسرے اس کافر ازلی و ابدی کے آگے جھوٹھا ہونگا یہ لقا کہیگا کہ لندھور فریب کر کے یہاں تک آیا تھا نامہ نہیں لایا تھا فقط دھوکا دیا تھا یہ سوچ کر رنگ رو متغیر ہو گیا کہ ناگاہ پشت سے آواز آئی کہ بسم اللہ اے لندھور نامہ لو اس جو دیکھا دہنی طرف زیر بغل ایک ہاتھ پیدا ہوا اس پر وہی نامہ ہدایت شمامہ رکھا ہوا ہے لندھور اس ہاتھ کی شناخت کر کے بہت خوش ہوئے اور نامہ اٹھا لیا اور کہا کہ بھائی تو نے وہ احسان آج کیا ہے کہ عمر بھر نہ بھولونگا ہمیشہ ممنون رہونگا پھر لقا سے بے بقا کے آگے لندھور نے جا کر کہا کہ یہ نامہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا ہے اسکو سب اول سے آخر تک پڑھ لیجیے اور جواب اس نامے کا تحریر کیجیے یہ سنکر زمرد شاہ باختری لقا سے بے بقا نے وہ نامہ لندھور بن سعدان کے ہاتھ سے لیا اور سب تمام و کمال پڑھا اور مارے غصے کے مانند چقندر کے سرخ ہو گیا اور سر کو دو سہلا کر چھوٹی سی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ حمزہ بڑے دعوی بہادری اور شہزوری پر ہیں پر انکی کیا حقیقت سمجھتا ہوں لندھور تیرا فقط خیال و پاس مہمان اور ایلچی گری کا ہے نہیں تجھکو قتل کرتا اور خاک تیری جہنم میں جلا دیتا یہ کہکے نامے کے پھاڑنے کا قصد کیا کہ لندھور نے لپک کر ہاتھ سے لقا بے بقا کے نامہ چھین لیا اور چاہا تلوار کھینچ کر لقا کی چھاتی پر چڑھ بیٹھوں پہلے ہی اس نابکار کافر بدبخت کا کام تمام کروں پھر جیسا ہوگا دیکھلونگا شعر اپنے پھندے میں صید آج اگر آئیگا ٭ نام رہ جائیگا اور وقت نکل جائیگا ٭ بختیارک نے جو لندھور بن سعدان کے تیور بگڑے دیکھے ڈر کے مارے چپکے سے پردہ بارگاہ کے باہر چلا آیا مگر قہرمش سوکیا سے طوفانی اور گہرا سے اختر شناس نے لندھور کو روکا اور منع کیا کہ آپ ایلچی ہیں آپ کو یہ زیادتی مناسب نہیں ہے جواب طلب کیجیے اور تشریف لیجیے لندھور نے کہا کہ نامہ پھاڑنے سے تجھکو کیا غرض اور بیہودہ بکنے سے تجھکو کیا کام جو تیرے مزاج میں آئے جواب اس نامے کی پشت پر لکھدے اے اگر ہمارے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران علیہ السلام کی شان میں کوئی کلمہ بے ادبانہ کہا تو ابھی زبان تیغ آبدار سے جواب دونگا کہ یہ سب تاج و تخت خاک میں ملجائیگا قہرمش نے لقا سے کہا کہ لندھور ایلچی صاحبقران ہے آپ کو اس سے کیا مطلب ہے خداوندی کے خلاف ہوتا ہے اور رحمت میں فرق آتا ہے فقط آپ جواب تقدیر کر کے لکھدیجیے جو کچھ منظور خداوند ہو زمرد شاہ باختری نے کہا کہ منشی سے کہدو کہ لکھدے اس نامے پر کہ خداوند لقا کو جنگ و جدل منظور ہے اگر حوصلہ ہو مقابلہ کر کے لڑ لو لندھور نے کہا کہ منشی کی کیا طاقت ہے کہ اس نامہ پر لکھ سکے تو آپ خود ہاتھ سے لکھو جو لکھنا ہو قہرمش نے کہا کہ خداوند آپ رحمت کو کیوں دریائے قہر میں اپنے ڈبوتے ہیں ماہیت سے تو اس نامے کے آپ آگاہ ہو چکے دو کلمے خود ہی لکھدیجیے تمہید کا نام سنکر وہ دبکی مثل سنگ الست کے پھول کر کپا ہو گیا تخت پر تن بیٹھا اور قلم لے کر لکھدیا اس نامے کی پشت پر کہ مجکو جنگ منظور ہے یہ لکھکر نامہ لندھور کو دیا دارائے ہند لندھور بن سعدان نامہ امیر با توقیر کا لے کر الحمد اللہ اور سلام علیکم کہکے ہنستا ہوا باہر پردہ بارگاہ کے آیا لندھور کے ساتھ قہرمش سوکیا سے طوفانی بھی اٹھ کر

بارگاہ لقا سے چلا آیا دل مین سوچا کہ قیطولات پر فوج لقا اور سرداران فوج لقا بگڑے ہوے جا بجا لڑتے ہونگے ایسا ہو کہ لندھور سے کہین فساد ہو جسطرح سے مین اپنے ساتھ لندھور کو لایا ہون اسی طرح ساتھ لے جا کر لشکر تک لندھور کو پہونچا کر مع لشکر لندھور کو رخصت کر کے روانہ کر دون یہ سوچ کر لندھور کا ہاتھ پکڑ لیا اور باتین کرتا ہوا قیطولات سے بخیر و عافیت اتار کر لایا اور لشکر مین لندھور کو پہونچا دیا جب لندھور اپنے خیمہ مین آے اور قہرش کو بھی ہمراہ لاے قہرش نے کہا ای لندھور میرا دل یہ چاہتا ہی کہ میرے آپکے مقابلہ ہو اگر آپ مجکو زیر کر دیجیے تو مین دین اسلام قبول کرون اور اگر مین آپ کو زیر کرون تو آپ خداوند لقا کو سجدہ کیجیے لندھور نے کہا کہ بسم اللہ ابھی قہرش نے کہا کہ آج موقع نہین ہی میری حمیت نہین قبول کرتی کہ آپ نامہ صاحبقران کا لے کر آے ہین اور جواب لے کر چلے ہین اور مین آپ سے مجادلہ کرون پھر کبھی دیکھا جائیگا لندھور نے کہا تمکو اختیار ہی جب تمھارا جی چاہے مقابلہ کر لینا یہ سنکر قہرش سو کیا سے طوفانی رخصت ہوا اور لندھور نے مع لشکر فیروزی اثر کوچ طرف امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے کیا چند جاسوسان ہوشیار اور خبرداران تیز رفتار نے آگے بڑھکر حمزۂ صاحبقران زمان کو خبر فرحت اثر دی کہ لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان خرم و شادان مع لشکر ظفر نشان آتا ہی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران مع سرداران و پہلوانان بہت دور تک پیشوائی کو دارا ے ہند لندھور بن سعدان کی تشریف لا ے اور لندھور کو بڑے جاہ و حشم سے ہمراہ اپنے مع سرداران نامور و لشکر ظفر اثر کے دربند فیض بخش پر تشریف لیگئے اور بڑی خوشی کی لندھور نے جواب نامہ بحضور امیر کشور گیر پیش کیا اور تمام و کمال کیفیت ملاقات بابل اور قہرش کا اپنے ساتھ لیجانا اور ساتون بہشت کا احوال سیر کرنے کا اور ساتون قیطولات کی روئداد اور پریجابون کا حال اور بارگاہ لقا سے بے لقا کا معرکہ اور خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کا روپوش ہو کے ساتھ جانا اور ہر جگہ کی عیاری خواجہ عمرو کی اور نامہ خواجہ عمرو کا دینا سن و عن سب امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے لندھور بن سعدان نے ہنس ہنسکر بہ شگفتگی خاطر بیان کیا امیر با توقیر سنکر بہت خوش ہوے اور فرمایا ای لندھور تمنے بڑا کارنمایان کیا تمھاری بہادری و دلیری و جوانمردی مین کوئی شک نہین پھر کئی روز تک اسی دربند فیض بخش پر جلسۂ جشن و شادی لندھور کے آنے کا رہا اور وہین خیمے اور بارگاہین ہر بار ہین کہ وہان سے بل مشکبار قریب تھا صحرا سے رحمت سے ملا ہوا

دو کلمے داستان عشرت بیان شادی جہنبیل قدرت کی ساتھ ملکہ حباب بانو دختر بادشاہ سلیپش زرین کے

پلا ساقیا جام عشرت فزا
کہ درد و الم ہین ہر دل ملا
سبئے سیکڑوں حجلہ ہاے عروس
دلھن بیاہ لاتا ہی آج ایک خدیو

یہ بہجانہ بزم عروسی سبنے
مگر رندون مین خوب گاڑھی چھنے
تماشا ہو جب وقت آے برات
عیان دونستا مین ہو شب [illegible]

حسینوں کی خاطر تھی اگلی دلھن
ملا ہے حسینوں کو یہ گلبدن
دکھا ساقیا حسن بنت العنب
بٹھایا ہے کس حجلہ مین اسکو آج

اسی کی سجھ تاکہ ہی ای سحر
کہ ہیکل مین مشتاق شمس و قمر

خوش نمی آید بہ یاد تو گل خندان مرا
سیچکد لخت جگر از دیدہ گریان مرا
گرمی سوز درونم سوختی پنہان مرا

موج اشکے گر نہ باشد در شب ہجران مرا
کیست تا آبے زند بر آتش سوزان مرا

گر بکوئیش می روم پوشیدہ از چشم رقیب
حملہ می سازد بجان ناتوان من حبیب
واے بر ناکامی لعدیہ و حسرت بر نصیب

گرچہ شاخ گل شبنم برکشد گرد عندلیب — بے تو قفس ہر گز میار پیدا زین بستان مرا

بر سر ہر کس فتد چون سایۂ زلف دوتا — مبتلا شد سر بصحرا گشتہ جان در بلا — عقدہ کار من نشد از ناخن تدبیر وا

بر امید زلف چوگان تو گردون سالہا — ہمچو گوئے پا و سر افگندہ در میدان مرا

آن شام نالۂ شب گریۂ وقت سحر — ناتوانم کرد چون مور ضعیف و بے جگر — شد وجودم صورت موہوم در چشم بشر

بسکہ گشتم در غم ہجرش نحیف و باریک تر — می تواند داشت چشمش در صف مژگان مرا

بیت نگار ندہا ے عبارات نور بار رقم کرد این داستان سرور شاطران عروس مضامین حسن و جمال وحجلہ نشینان عبارت تازہ خیال نوشاہ قلم شادی رقم کو صفحۂ قرطاس نگارین پر یون جلوہ نما کرتے ہین کہ شہزادۂ ہندوستان دار السے ہند لندھور بن سعدان جواب نامہ ہدایت شمامہ زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا سے لے کے بعد کروفر خدمت فیض درجت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین حاضر ہو چکے زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا نے پھر از سر نو آراستگی قیطولات وغیرہ کی کرائی قندیلہاے منور و ستارہاے تابندۂ گوہر شاہوار وغیرہ اور شیشہ آلات سے مزین کیے اور آرائش حجاب قدرت لقاے بے بقا بطور عمدہ ہوئی اور ساتون بہشت کو پھر آراستہ و پیراستہ کیا اور دربارداری اور جشن کفر پرستی مین سب سردار مصروف ہوے کہ ایک روز یاقوت شاہ جبرئیل قدرت بصد التجا پردۂ حجاب قدرت مین آیا اور بہ گریہ و زاری عرض کیا کہ ای خداوند یہ بندۂ ناچیز تیرا کب تک بے جورو کے رہیگا مالکہ گوہر ملک کو تو بدیع الزمان نور دیدہ صاحبقران زمان پسند کر لیگئے اب بغیر جورو کے مجھ سے رہا نہین جاتا یہ سنتے ہی ایک آواز قہقہہ کی آئی اور حکم ہوا ای یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نور چکیدۂ خداوند آ کہ اسوقت تمھاری آہ و زاری اور نالۂ بیقراری نے دین اور دنیا کو متزلزل کر دیا دریاے رحمت خداوند جوش مین آیا ہم تمھاری شادی ابھی کیے دیتے ہین تم کیون گھبراتے ہو اور بمضطربانہ آہ و زاری کرتے ہو ملکہ حیات بانو دختر پادشاہ سلیث زرین کمر کو ہمنے اپنی آغوش خداوندی کے واسطے رکھا تھا کہ نور قدرت علاے اسکے پیٹ مین آتا رینگے مگر اسوقت تیری اضطرابی اور آہ و زاری سے دل قدرت بیچین ہو گیا ملکہ حیات بانو کو ہمنے تجھے دیا یہ سنکر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت بہت شاد ہوا اور آداب و تسلیمات بجا لا کر سجدہ کو درگاہ خداوند لقا مین جھک گیا لقاے بے بقا نے اُسی وقت تصویر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی مصوران رشک بہزاد و مانی سے کھنچوا کر ہمراہ نامہ مسرت شمامہ بطور رقعہ شادی کتخدائی کے مشاطۂ صرصر تیز رفتار عیار طرحدار کے ہاتھ بادشاہ سلیث زرین کمر کے پاس بھیجی سلیث زرین کمر نے اس نامہ مسرت شمامہ کی پانچ قدم تعظیم کی اور ہاتھ بڑھا کے لیکر چوما شعر اُس نامہ کو چشم و سر پر رکھا دل پہ کبھی کہ جگر پر رکھا پھر آنکھون سے لگا کر وہ نامہ کھولا تصویر یاقوت شاہ کو دیکھا اور کھڑے ہو کر وہ نامہ بہ آداب تمام پڑھا بعد اس نامہ پڑھ صرصر تیز رفتار کو ایک خلعت جواہر نگار دیا اور اُس سے کہا کہ ای نامہ بر پہلے میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات کے سجدہ بارگاہ خداوندی مین کرنا اور یہہ کہنا کہ اس بندۂ بارگاہ خداوندی کو بسر و چشم قبول و منظور ہے حضور تاریخ معینہ برات وغیرہ لکھ بھیجین یہ غلام اُس کنیز ناچیز کو عروس بناے اور حضور برات شاہانہ بھیج کر دلھن کو بیاہ لیجائین مجکو کچھ عذر نہین مشاطہ عروس گلعذار صرصر تیز رفتار عیار طرحدار جواب نامہ مسرت شمامہ لے کر آیا خداوند لقا سے عرض کیا لقاے بے لقا نے اُسی وقت تاریخ برات مقرر کر کے لکھ بھیجی اور سامان شادی کتخدائی یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کرنا شروع کیا قیطولات پر تمام شیشہ آلات جھاڑ مردنگیان وغیرہ لگائین شہر سبائل آئینہ بند کر کے آراستہ و پیراستہ کر دیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ

اس مقام پر یہ مضمون رہ گیا تھا کہ جسوقت تاریخ برات یاقوت شاہ جبرئیل قدرت مقرر ہو چکی ایک نامہ بدین مضمون خدمت فیض درجت امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان مین زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا نے تحریر کیا کہ ای فخر شجاعت و ہمت و ای زینت لشکر صورت و شوکت شاہنشہ شاہان جہان تاج بخش سلاطین دوران امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ثانی بعد سلام کے تحریر کیا جاتا ہی کہ ابھی ہفتہ عشرہ جنگ موقوف رکھیے کہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی شادی کرنا منظور ہی آپ سے مہلت طلب کرتا ہون اور آپ اپنے لشکر مین بھی حکم دیجیے کہ کوئی سوار و پیدل لشکر اسلام یا سردار نامدار آپ کا ہمارے اہل لشکر وغیرہ سے نہ بولے اور کسی طرح کا فساد نہ کرے فقط زیادہ والسلام یہ نامہ امیر باتوقیر نے پڑھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بلاکر حکم دیا کہ ہمارے تمام لشکر مین حکم دیدو کہ آٹھ دس روز تک کسی ساکن ملک سبائل یا اہل لشکر لقاے بے بقا سے کوئی نہ بولے اور فساد نہ کرے بلکہ بہتر یہ رائے ہی کہ ہماری طرف کا کوئی ادھر کو نہ جاوے جب تک اُسکے یہان سامان شادی کا پھیلا ہی کیونکہ کسی طرح کی زیادتی ہماری طرف سے عائد ہو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے لقاے بے بقا کہلا بھیجا کہ تمھارا عذر ہمنے منظور کیا تم شادی کرو کوئی تمسے نہ بولیگا یہ سنکے لقاے بے بقا نے سامان شادی کا تمام مہیا کیا تمام شہر سبائل کو آئینہ بند کرکے شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور شہر سبائل سے تا کوہ دو شاخ و کوہ البرز دو میل مسافت تھی کہ دولھن کے مکان تک دو رستہ تھا ادھر واسطے چراغان کے استادے گڑے اور تمام جنگل و پہاڑیان کٹواکر سڑکین بہت عمدہ پختہ تیار ہوئین اور یہان سے وہان تک ٹھنڈی سڑکین ہو گئین سقون نے اسقدر پانی چھڑکا کہ سڑک پہ موتی مخمل کا لطف معلوم ہوا دولھا کے مکان سے تا درخانۂ عروس سڑک پر فرش مخمل بچھوایا عود و عنبر و سارا اگے جلنے جا بجا روشن کیے گئے ہر قسم کی دکانین دونون طرف سڑکون پر جم گئین

نئی وضع و رنگ چھتین تازہ چڑھے لگا کے
کہ حسن انکا سب پہ ہو وارہی
کوئی ساری ململ کی باندھے ہوے
جوان کوئی اور کوئی نوخواستہ
کوئی لب پہ لاکھا جمائے ہوے
اُٹھاے مزے جنکو کھا کر زبان
مزوق جواہر مین و عمدہ رخت
معطر ہین بیلا چنبیلی کے ہار
انھین خوانچے واسطے پاس رکھا
برات آتی ہی ہر طرف ہی یہ دھوم

دکانون کے تنبو برابر سے تھے
کوئی بانکی ہی اور تیکھی کوئی
کوئی گندمی اور کوئی چمپئی
کسی کی عجب سرمگین چشم ہی
کہین کنجڑیون کی برابر قطار
اشارون مین گاہک کا دل لے لیا
جو دو چار یار آشنا آرہے
کسی سمت کو شور ہی بے حساب
کٹورے بجاتے ہین سقے کہین

دکاندار ہر قسم کے اچھے
حسین خوبرو سیدھی سادی کوئی
پری رو کوئی بسنتی رنگ کی
ہی خوش شکل ایک تو ایک سبز چشم ہی
طرحدار و طرار اور ہوشیار
بڑھے ناز و غمزے سے سودا کا
چلم پیچوان کی ٹھسے دم بدم
بہت گرم اور نرم سیخ کباب
برہمن ہین پانی پلاتے کہین

تنبولن وہ ایک اک طرحدار ہی
کوئی گلبدن رخت پہنے ہوے
ہر اک زیور زر مین آراستہ
کوئی پٹیان گھڑی بناے ہو
رکھین جھجریون مین ترکاریان
کہین ساقنون کی کٹورون کے سے
صدا آرہی ہی کہین بار بار
کسی سمت حلوائیون کی قطار
تماشائیون کا وہ رستے ہجوم

وہان تو یہ سامان اور تیاری دھوم دھام شادی برات یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی ہو یہان لشکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین بھی خبر ہوئی کہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی شادی ہی آج برات آنے والی ہی اسکا بڑا سامان و اہتمام لقا نے کیا ہی دیکھنا چاہیے کہ عجب تماشا ہوگا سب سردارون نے مشورہ کرکے کرب غازی سے کہا کہ کسی صورت سے چلیے تماشا برات کا دیکھین کرب غازی نے کہا کہ امیر باتوقیر کا حکم قطعی ہی کہ کوئی اسطرف رخ نہ کرے مین نہین اجازت دلاسکتا البتہ اسد شیر دل سے کہو کہ آجکل اُنکا چاہا سب ہی پا جاتا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسد کا کہنا بہت مانتے ہین کیا عجب ہی کہ حکم دیدین سب سردار اسد نامدار کے پاس گئے

اور کہا کہ اے اسد شیر دل آج برات یاقوت شاہ جبریل قدرت کی آنے والی ہے جس کیفیت کے ساتھ آراستگی ہوگی قابل دیکھنے
کے ہے بھی تماشا کسی صورت سے آپ چلیے خواجہ سے اجازت لے کر تماشا برات کا دیکھ آئیں اسد شیر دل تو خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری کی خصلت سے آگاہ ہیں سب سرداروں سے کہا کیا دوگے کسی سردار نے کہا ہم پانچسو روپیہ دینگے کسی نے کہا ہم دو سو
روپیہ دینگے کسی نے کچھ کسی نے کچھ اقرار کیا غرضکہ اسد شیر دل نے سب سے رقعہ مہری روپیہ کا لکھوا لیا اور سب سردار
کو ہمراہ لے کر اسد شیر دل بارگاہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پر آئے اسوقت خواجہ عمرو باطمینان تمام خیمہ میں مسکلہ
ہمچشمان تن سے مصروف جشن اختلاط تھے کہ اسد شیر دل نے آواز دی کہ دادا جان میں آتا ہوں خواجہ نے اندر خیمے
کے بلا کر کہا اے نور چشم ای راحت دل اسد نامور اسوقت بے محل تمہارے آنے کا کیا سبب ہوا اسد نے کہا کہ حضور کئی
روز سے بسبب اطمینان کے برآمد نہو سکے قدمبوسی کا فدوی مشتاق تھا دیکھنے کو بہت دل چاہتا تھا اس سبب سے حاضر ہوا
خواجہ عمرو نے کہا اے فرزند یہ بات قریب قیاس نہیں کوئی ایسا ہی اسوقت امر ضروری ہے جو تم آئے ہو سچ بتاؤ میرے سر کی قسم
ہے کیا کام ہے اسد شیر دل نے کہا اے دادا جان تمام سردار ان لشکر ظفر پیکر مشتاق برات کے دیکھنے کے ہیں اور یہ پرچہ کاغذ مہری
سبھوں نے دیئے ہیں اگر آپ اجازت دیجیے تو برات کا تماشا ہم سب الگ سے کھڑے ہو کر دیکھ آئیں وہ کاغذ مہری سب سرداروں
کے خواجہ عمرو کو اسد نے دیے خواجہ عمرو نے وہ کاغذ تو لیکے پاس اپنے رکھ لیے اور کہا اے فرزند جگر بند امیر بانو قیر کا حکم
محکم نفاذ ہے تسلیم تو یہ ہے کہ کوئی ہمارے لشکر سے لقا کی طرف رخ نکرے یہ سب برات کا تماشا دیکھنے پر آمادہ ہیں نہیں معلوم
کیا ہو کیا نہو اس عرصہ میں ناگہ میں اگر کوئی فساد ہو تو مجھ پر بڑی بدنامی آئیگی اور امیر بانو قیر بہت خفا ہونگے لیکن اچھا بیٹا
تمہاری خاطر مجھکو ہر طرح منظور ہے جاؤ سب سے روپیہ نقد تحصیل لاؤ میں خود ساتھ لیچل کے تمھیں اور ان سبکو بھی تماشا برات
کا دکھا لاؤنگا یہ سنکے اسد شیر دل آئے اور سب سرداروں سے روپیہ تحصیل کر لیگئے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے
آگے رکھ دیا خواجہ عمرو نے ملکہ سرو قد مین تن سے کہا کہ میں خود ان سب کو ساتھ لیجا کے تماشا برات کا الگ سے دکھا لاؤنگا
نہیں تو یہ سب آفت برپا کر دینگے یہ کہکے باہر خیمہ کے آئے اور کہا کہ صاحبو تم سبکی دل لگی اور تماشے نے کیا پریشان کیا ہے
خدا خیر کرے پھر ان سبکو ہمراہ لیے ہوئے یعنی عالمشاہ فلک جاہ اور شہزادہ بدیع الزمان عالیشان اور شہزادہ قاسم
نوجوان اور اسد شیر دل اور ہاشم تیغ زن اور لندھور بن سعدان و مالک اژدر نامور وغیرہ کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
ساتھ لیکر چل نکلے باہر آئے اور ایک مقام چلا دہ دیکھکر فرش بچھوا کر سب بیٹھے کہ الگ سے تماشا برات یاقوت شاہ جبریل
قدرت کا دیکھیں تھوڑی دیر کے بعد آواز باجے کی آئی سب لوگ تماشائیں اور تماشا کنندار وغیرہ ہوشیار ہوگئے ناگاہ نشان کا
ہاتھی نظر پڑا اسکے بعد اور چند ہاتھیوں پر نشان اور ماہی مراتب شاہی لیے اسکے ڈنکا ہاتھی پر ہوتا ہوا اور طاشے ڈھول بجتے
ہوئے نوبت خانہ نقارخانہ تختوں پر سجا ہوا کہار وردیاں کارچوبی پہنے وہ تخت اٹھائے ہوئے جب یہ سامان آگے بڑھ گیا
دیکھا کہ جلوسی اونٹ بسنت سے سجے سجائے مہاریں ریشم ہفت رنگ کی جھولیں مخمل کی انپر کارچوبی پڑی ہوئی اسکے بعد گھوڑے
جلوسی کوتل زیور جواہر سے آراستہ صدہا آگے پیچھے نکل گئے اسکے بعد پھر یہ باجے طاشے ڈھول روشنچوکی انگریزی باجا
ارگن باجا جب یہ بھی سب سامان آگے بڑھ گیا دیکھا سواروں کے رسالے طرح طرح کے دریائے آہن میں غرق گھوڑے
انکے کیسے کیسے ترکی و تازی و عراقی و عربی کاٹھیاں کیسے ہوئے دگڑی دگڑی کے ساتھ چلے جاتے ہیں اسکے بعد پیدل سپاہی
پلٹنیں ہر رنگ کی ہر طرح کی ہر وضع کی بسلاح جنگ سے آراستہ برابر قطار باندھے ہوئے سامنے سے نکل گئیں اس
کے بعد پھر اسی طرح سے باجے بجتے طاشے ڈھول جھانجھ سے انگریزی ارگن بعد جوش و خروش اسکے پیچھے تخت طاؤسی
پر مہرویان نے کہار کاندھوں پر اٹھائے اور ان تختوں پر طبلہ سارنگی مجیرے بجتے ہوئے پریاں اپسرا ناچتی گاتی طلعتیں

اڑاتی چلی جاتی ہین جھولی بھولی صورتین اُنکی حسین حسین کمسن کمسن بانکی ترچھی نازو انداز نخرے غمزے قیامت کی نگاہین آفت
کی چتونین عجب سج دھج کی کہ بناؤ دیکھ کے پیر فلک محو ہو جاے گردوپیش سرداران لشکر لقا سے بڑا اہتمام برات کا
کرتے ہوے چلے جاتے ہین پیچھے پیچھے سواریان زنانی سکھپال فنسین محافے ہزار در ہزار آتشبازی برابر چھوٹتی ہوئی
اس سامان وجلوس وشان وشوکت سے برات گئی مگر دولھا کسی نے نہ دیکھا کوئی تو کہتا ہے کسی ہاتھی پر ہوگا کوئی
کہتا ہے کہ سکھپال مین بیٹھ گیا ہے کوئی ہنسکے کہتا ہے کہ ارے فنس مین بند تھا جتنی زبانین اُتنی باتین نقشہ کلام
مختلف العام اسکو کیا کہیے بہ زبان خلق کو نقارہ خدا کہیے ہان ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یاقوت شاہ جبرئیل
قدرت دولھا بنکر اپنے مقام پر بیٹھا رہا اپنی طرف سے سرداران اولوالعزم کو دلھن بیاہ کے لانے کے واسطے
بھیجدیا اسوجہ سے کہ خداوندزادہ کا جانا غیر مناسب تھا دوسرے یہ کہ زوروں پہ جوانی کے چڑھا ہوا امنگ مین بھرا ہوا
یاقوتی فلک سیر تیز و تند کھڑا کرا انتظار عروس یعنی ملکہ حیات بانو کا راستہ دیکھ رہا ہے کہتا ہے یا خداوند ایسی تدبیر کیجیے
کہ جلد دُلھن بیاہ کر آے فیصلہ ہو جاے دو رپیہ دو حباب ہون شہرت دھال سے سیراب ہون الغرض جب برات چلی
گئی بختیار کو تاکم ہوئی خواجہ نے کہا کہ اب چلیے ایسا نہو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو خبر ہو جاے تو غضب ہوگا بہت
خفا ہونگے سرداران لشکر اسلام نے کہا کہ اجی خواجہ تھوڑی دیر اور توقف کیجیے کہ پھرتی ہوئی برات دیکھ لین کہ پھر کیسا
ہے اور دلھن کا محافہ ایسا ہے کس سامان سے اُدھر سے بیاہ کر دلھن کو لاتے ہین اور کیسی برات آتی ہے دوسری کیفیت
بھی دیکھ لین تو پھر لشکر مین چلین غرض وہان ٹیکرے پر سب کے سب بیٹھے رہے شغل شعر اکثر ارشی ہوا کیا خواجہ عمرو نے بھی
اُڑایا کیے لحن داؤدی سنایا کیے رات بھر اُس جگہ جمگھٹے جشن اور جلسے رہے صبح ہوتے ہی برات کی آمد شروع
ہوئی اُسی سامان واہتمام سے دلھن کو بیاہ کر لاے وہی دھوم دھام وہی نوبت نقارے بجتے ہوے باجے
طرح طرح کے اُسی طرح تخت پر پریان ناچتی ہوئی تانین بھیرون کی اُڑاتی ہوئی وہی رسالے آراستہ و پیراستہ وہی
پیدل نجیب پلٹنین مسلح ومکمل وہی سرخپوش سردار لشکر لقا کے رات بھر کے جاگے ہوے نشہ شراب سے آنکھین
چڑھی ہوئی جھومتے چلے جاتے ہین جہیز بے انتہا اونٹون پر ہاتھیون پر لدا ہوا پیچھے سب جلوس وجہیز کے محافہ دلھن
کا جواہر نگار مرصع کار ہیرے نگینے بیش قیمت لعل و یاقوت زمرد و پکھراج ہیرے کے جڑے ہوے آفتاب کے مانند
چمکتا ہوا سونے کا ڈلا معلوم ہوتا ہے ملمعی ڈوریون سے چونبدی کسی ہوئی شعر اُسی پہ جان دیتا ہون مثال قیس مرتا
ہون پڑا کسا رہتا ہے جو بندی سے پردہ جسکی محمل کا گرد محافہ جواہر نگار کے صدہا خواصین بیشتر خدمتین پری چہرہ خوش الحان
کمسنین کچھ جوانین طرح طرح کے بناؤ کیے ہوے سرخ جوڑے پہنے سرمہ کاجل سے آراستہ گلوریان دبی ہوئی کلون مین دبی
ہوئین سر سے پاتک زیور طلائی پہنے ہوے چھم چھم کرتی پایہ محافہ عروسی تھامے ہوے ہنستی بولتی چلی آتی ہین کیا بیان
پری چہرگیان نازنین حسین حسین ناز و انداز مین طاق عشوہ و ادا مین شہرہ آفاق جھمکے پاؤن مین مچھلی دار چھلے بھوؤن کے
سر پر نشیلی آنکھین گھر اگھر اکاجل دیا مستی کی دھڑیان جمی ہوئی پان کی لالی ہونٹھون پر جن سے لاکھون کا خون ہو
زلفین کے لٹکے گوٹے پر بہشت کار چولی بیچ مین چھڑیان جیسی ہوئی کامدانی کے دوپٹے چہرہ گرد سبنت لٹکا ہوا اکار چولی
بنگلے کی محرم کرتیان اور شٹ کار چولی پاؤن مین دلھن کا محافہ اُٹھاے ہوے چھماچھم چلی آتی ہین سرداران لشکر اسلام جھرا
کی آواز سنکر کچھ بڑا کر اُٹھے ٹیکرے سے اُترکر لب سڑک آکھڑے ہوے برات کا تماشا برابر سے بخوبی دیکھنے لگے
حسب الاتفاق محافے کی چونبدی کسی ہوئی تھی ہوا کا گذر مطلق نہ تھا دلھن کو محافے مین گرمی زیادہ معلوم ہوئی سر چکرانے
لگا طبیعت بیچین ہوئی دایہ سے کہا ارے محافے کی چونبدی کھلوادو کہ ذرا ہوا آے دل بشاش ہو دایہ نے

فوراً چوبندی کھلوادی ذرا ذرا ہوا آنے لگی دل کو فرحت ہوئی طبیعت سنبھلی سب سرداران لشکر کوئی کسی طرف دیکھ رہا
ہے کوئی کسی کو تکتا ہے مگر ہاشم تیغ‌زن کی نگاہ ملکہ حیات بانو عروس شب اول پر پڑی کلیجا تھام کے منہ سے آہ کی اُدھر
ملکہ حیات بانو کی بھی نگاہ فوراً چہرہ بیتاب ہاشم پر پڑی وہ بھی دل دونوں ہاتھوں سے مسوس کر رہ گئی اُمنڈ اُمنڈ
کر رونے لگی مگر کیا کرے کیا چارہ کرتا گھبراہٹ پردہ ہٹانے کا بھی گرا ہاشم تیغ‌زن نے یہ شعر پڑھا شعر دیکھ لینے میں نور اُلٹ
نہ جاتے تیرے ہاتھ ٭ لیلی اتنا تو تھا پردۂ محمل بھاری ٭ دیگر سینہ سے تیر عشق پار ہوا ٭ دل کلیجا جگر فگار ہوا ٭ اب
تاب ضبط کہاں ادھر انکا حال غیر اُدھر اُسکا دل بیچین اُدھر برات آگے بڑھی ادھر ہاشم بیتاب و بیقرار ہوکر خواجہ عمرو
کے پاس آکر کہنے لگے اے خواجہ مجکو تو اس عروس نے شمشیر ابروے خمدار سے گھائل کیا دل پر قابو نہیں چین کسی پہلو نہیں
شعر کیا حال ہو بیان دل بیقرار کا ٭ سینہ میں اب ہو رہا ہے عالم فشار کا ٭ اے خواجہ منہ کو کلیجا نکلا آتا ہے دل سے
صبر نہیں کیا جاتا ہے اب میں اپنی جان دیدونگا خواجہ عمرو نے ہنسکر کہا اے ہاشم تیغ‌زن زیادہ ستیاں نہیں کرتے
اس میں انسان ذلیل و رسوا ہوتا ہے اسی واسطے تم آئے تھے برات کا تماشا فقط حیلہ تھا عشقبازی کا سلسلہ تو خوب
نکالا واہ واہ واہ کیا کہنا اگر یہاں کسی کو ثبوت ہوا تو تم مارے جاؤگے میں بھی رسوا ہونگا مجکو صاحبقران سے بڑی
ذلت ہوگی تم صاحبقران کے مزاج کو جانتے ہو تمہاری صورت سے نفرت ہو جائیگی ہاشم تیغ‌زن نے کہا کچھ ہو مجھے
تاب ضبط ممکن نہیں کوئی دم میں جان جایا چاہتی ہے شعر ممکن نہیں ہے صبر دل بیقرار سے ٭ نکلیگا دور جان نکلے اگر جسم زار سے
اے خواجہ عمرو اگر تم اتنا کام کرو کہ برات میں اسوقت غلغلہ برپا کرا دو تو پچاس ہزار روپیہ تمکو دونگا خواجہ نے کہا خیر خاطر
ہو تمہاری اچھا دیکھو میں اسوقت کیا کرتا ہوں یہ کہکر کرب غازی سے کہا اے کرب قیطاس خون آشام پہلوان
زبردست سردار لقا تمکو نگاہ بدسے دیکھتا ہے کرب تو دیوانے ہیں بقول شخصے دیوانہ را ہوے بس است
فوراً کرب غازی دست بقبضہ ہوکر اس پہلوان کی طرف جھپٹے اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ سب کے سب براتی پراگندہ
ہوگئے نعرہ کرب غازی کرب شہسوار ہم نبرد نامدار ٭ نظر کردۂ شبیر پروردگار ٭ باش او تبر یا شجار کرب تجھے چھوڑتا
ہوں تو زندہ و سلامت میرے ہاتھ سے نکل جائیگا قیطاس خون آشام نے تلوار کھینچکر ماری کرب غازی نے خالی
دے کر تیغ کرب ہاتھ عاد مغربی کا ہاتھ مارا سر قیطاس خون آشام کے بشکل برق جہندہ چمکتے ہی اُس نابکار کو کاٹ
کے زیر تنگ اُتر آیا وہ نامرد دو ہو کے گرا ادھر سپہ شبیر دل نے نعرہ صحیح اژدہا چشم کو للکارا اُس سردار نے ساطور اُٹھا
اسد پر مارنے کا قصد کیا اسد نے زیر بغل خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اس بغل پر پڑا اور اُس بغل کو کاٹتا ہوا نکل گیا
اسد بن کرب غازی نے اُس نابکار کو مار کر نعرہ کیا کہ سب دہل گئے نعرہ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ٭ بدرد
دل شیر و چرم پلنگ ٭ لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان بھی مسلح زنگی پر جا پڑے اور نعرہ کیا نعرہ لندھور
منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم ٭ منم گرد و دریا منم منم رستم پہلوانم ٭ مسلح زنگی سردار لقا نے ازرہ پشت ننگ
کا ہاتھ مارا لندھور نے گرز پر روکا کہ وہی گرز گران سر اُس ستمگر پر مارا وہ پہلوان زبردست مع مرکب زمین پیوند
ہوگیا مالک اژدر نعرہ کرکے ازرق اژدہا چشم پر جا پڑے نعرہ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان ٭ بہنگام
پیکار شیر ژیان ٭ ازرق اژدہا چشم نے تلوار ماری مالک نے خالی دیکر دو بانہ پر چھا مارا کہ سینہ بے کینہ
کافر کو توڑ کر پار گذر گیا ناگاہ فرخ شہسوار قلندر کا بھی نعرہ ہوا نعرہ فرخ شہسوار قلندر ٭ منم صفدر و نامی و نامدار
قلندر جری فرخ شہسوار ٭ ازرق آہن خوار نے آتے ہی فرخ شہسوار قلندر کو ساطور مارا فرخ شہسوار نے
اُسکا وار روک کر تیغ آبدار کا ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا یکایک اُدھر سے علمشاہ فلک جاہ نعرہ کرتے ہو

چھپٹے کہ باش اونابکار رونا ہنجار سخن رستم پاہیت و پیلکن کشندہ دو پیل سنہری و کشندہ کپتان فرنگی یعنی نعرہ علمشاہ
رومی شہ فیل زور پنجہ کہ بر تخت سرزوق افگندہ شور پشتہ ابطال زرین کمر نے جو دیکھا کہ علمشاہ جوش و خروش میں تیغ
کپتان علم کیے ہوئے چلا آتا ہے جھپٹ کر اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا علمشاہ فلک پناہ نے وار اُسکا خالی دے کر ہاتھ تیغ
آبدار تیغہ کپتان کا چوبار اشکانے پر اُس مردود کے پڑا نصف جسم کاٹتا ہوا فرس ابلق رنگ سے گذر گیا وہ نابکار دو ہو کے
زمین پر مع مرکب گرا شہزادہ بدیع الزمان نورچشم صاحبقران نے بھی نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان بدیع الزمانم کہ در روز کین
تو انم زدن آسمان بر زمین جنگیچ زرد پوش سردار زبردست لشکر لقا نے تلوار جھکر باری شہزادہ بدیع الزمان نے
بائیں بچا کر ایک ہاتھ تیغ برد الدریا دوسرا ہاتھ کمر زنجیر میں ڈال کر گھوڑے سے اُٹھا لیا اور سر سے اپنے تصدق کر کے
آسمان کی طرف اُچھال دیا پھر گرتے ہوئے شمشیر آبدار سے چو رنگ کیا اب چار طرف غل و شور ہوا کہ لشکر اسلام
سے سرداران امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان آپڑے لینا جانے نہ دینا گھیر کر گرفتار کر دو دم لینے کی مہلت نہ دو مگر ہاشم
تیغزن شمشیر علم کیے ہوئے اُس مکڑ میں لڑتے ہوئے قریب محافے کے پہونچے گرد محافہ عروس کے چند سردار تھے اُنکو
جھپٹ جھپٹ کے ہاتھ تلوار کے مارے وہ زخمی اور گھائل ہو کے گرے ہاشم برابر محافے کے پہونچ گئے پردہ اُلٹ کے محافے کا
ہاتھ پھیلا کر ملکہ حیات بانو سے کہا اے محبوبہ جانی اے آرام جاودانی اب دل بہت مضطر و بیتاب ہے آغوش میں عاشق کی آؤ
سینہ سے سینہ لب سے لب ملاؤ ملکہ حیات بانو تو پہلے ہی سے حسن و جمال صورت بیمثال شہزادہ ہاشم تیغزن دیکھ کر فریفتہ
و شیفتہ ہو گئی تھی دم بدم پردہ محافے کا اُٹھا اُٹھا کر دیکھتی جاتی تھی کہ وہ راحت دل مشتاقان و مصدر و عاشق ہیجان کہاں
ہے جیسے ہی چہرہ آفتاب مثال پر نگاہ ملکہ حیات بانو کی پڑی اور آواز ہاشم تیغزن کی سُنی بیقرار ہو کر دونوں ہاتھ آرزو
شوق وصال شہزادہ ماہ تمثال میں پھیلا دیے گویا اشارہ تھا کہ مجھکو آغوش تمنا سے مو مہلت میں لیلو ادھر ہاشم تیغزن
بھی یہی چاہتے تھے فوراً ملکہ حیات بانو عروس تازہ کو محافہ سے کھینچ کر گھوڑے پر اپنی پشت کی جانب بٹھا لیا ملکہ
حیات بانو دونوں ہاتھ کمر ہاشم میں ڈال کر لپٹ گئی گویا دل بیقرار پہلوان و روح ہیجان کو تسکین ہو گئی خواجہ عمرو نے کہا
اے ہاشم گوہر مدعا ہاتھ آیا مطلب دل بیقرار حاصل ہوا اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے ملکہ کو لے کے نکل جاؤ پھر جو کچھ ہوگا
دیکھا جائیگا ہاشم تیغزن شمشیر آبدار علم کیے ہوئے کافروں کو مارتے پیٹتے لڑتے بھڑتے ملکہ حیات بانو کو لے کر نکل گئے
اب عمرو نے سرداران لشکر اسلام کو آواز دی کہ اے بہادران نامدار و اے دلیران عالیوقار کیوں جمے ہوئے لڑ رہے ہو بہتر یہ
ہے کہ یہاں سے نکل چلو اب مناسب نہیں ہے کہ دم بھر ٹھہرو یہ صدائے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سنتے ہی تمام سرداران
بلند ہمت بصد صولت و شوکت تلواریں مارتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے اب جو دیکھا تو تمام کہاریاں مغلانیاں خواصیں
وغیرہ غل و شور کرتی ہیں ارے لوگو دوڑو خبر لو محافہ خالی ہو گیا ملکہ حیات بانو عروس یاقوت شاہ جبرئیل قدر شکل
کوئی صاف نکال لیگئے برات لٹ گئی سناٹا ہو گیا ایک راوی یہ بیان کرتا ہے کہ جب برات میں تہلکہ و تلاطم ہوا اور سرداران لشکر
اسلام سے تلوار چلنے لگی خواجہ عمرو کی بن پڑی جتنا جہیز تھا سب لے کے نذر زنبیل کرنا شروع کیا اور جو کچھ مال و اسباب
تھا سب لوٹ کر داخل زنبیل کیا غرضکہ برات ساری متفرق و پریشان ہوئی آدمی سب تتر بتر ہو گئے بھاگے ہوئے ملک
سبائل میں آئے یاقوت شاہ سے بیان کیا کہ راہ میں خدا پرست برات کا تماشا دیکھنے کو آئے تھے اُنسے خوب
تلوار چلی فلاں فلاں سردار نامی مارا گیا بہت سے زخمی اور گھائل ہو کے آئے ہیں دلہن کو محافے میں سے نکال کے لے گئے
اسباب تلف ہو گیا خواصیں مغلانیاں ملکہ کی شور کرتی ہیں ہم سب تباہ ہوئے وہاں نے کچھ خبر نہ لی یہاں یاقوت شاہ
اپنے رنگ میں نشہ پیے ہوئے دلہن کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ اب دلہن آتی ہو گی بادہ وصل سے سیراب ہونگے

غنچہ امید یہ گل گلشن جوانی شگفتہ و شاداب ہو گا اسکی خبر نہ تھی کہ عین بہار میں خزان آ جائیگی بلبل مدعا صیاد کے پھندے
میں پھنس گئی ملکہ کو اپنے دوسرا صید کر لیجائیگا یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نے یاد جمال جہان آرا و جوش وصال بحر مدعا
میں کف افسوس ملکر یہ خمسہ پڑھا خمسہ

ہیہات دید جلوہ جانان نشود نشد | رونق بہار حسن گل افشان نشود نشد | لطفے بجال زار پریشان نشود نشد
من خود ستم کہ مشکلے آسان نشود نشد | خالی در ست نوج رقیبان نشود نشد

غرضکہ یہ خبر سنتے ہی یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نہایت مضطر و دستفکر اور بیحد غم ہوا گھبرا کر گرو عمرو سے کہا کہ لو جا کر دریا
آو کرکو نسا خدا پرست میری عروس تازہ ملکہ حیات بانو کو لیگیا پھر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت غم رسیدہ گریبان
دریدہ سامنے خداوند لقا کے آیا اور بہ تضرع و زاری بصد عجز و بیقراری کہنے لگا کہ یا خداوند آپنے پیشین گوئی
کی تھی کہ میری عروس نوبانین یہ چھین نہ سکینگے مگر ملکہ حیات بانو کو خدا پرست چھین لیگئے بڑے غضب کی بات
ہے کہ پہلی ملکہ گوہر ملک کو بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران نے چھین لیا اب ملکہ حیات بانو کو کہ یہ عروس نئی
ہوئی تھی کسی اور خدا پرست نے چھین لیا تھا یہ کہا اے یاقوت شاہ جبرئیل قدرت خمسہ

آسان نیست منزل عشق است بس اہم | پیچ و بلا و آبلہ پا لیکو ورد و غم | بتخانہ چیست عرش نگاہم سوے حرم
عمرے بپاے سرو کوشش سپردہ ام | اکنون شاخ حسن تا بہ فرمان نشود نشد

اے نور خالص قدرت کیوں گھبراتا ہے کیوں گریہ و زاری کرتا ہے تیرے رقیب کا سر کٹوا کر منگوا لونگا فرا اعمال تو دریا
ہو جاے یاقوت شاہ نے کہا کہ جسکے پاس گوہر ملکہ ہے اسکا تو حال معلوم ہے کہ وہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران
ہے مگر جو حیات بانو کو لیگیا ہے اسکا ابھی تک حال دریافت ہوا ہے لیکن معلوم ہو جائیگا لقا نے سے لقا نے حکم دیا کہ
جاؤ اور طبل تمہاری بجواؤ کہ راست کو سر بدیع الزمان کا کٹکر آجائیگا یاقوت شاہ نے قیلولوں سے اترکر حکم
لقا سے طبل بجا سنا دیا کہ طبل تمہاری بجے کہ رات کو بحکم خداوند بدیع الزمان پسر حمزہ کا سر کٹا جائیگا ہرکارے
یہ خبر لیکر لشکر ظفر پیکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے اب ادھر کا حال سنئے کہ ہاشم شیغزن ملکہ حیات بانو کو لیے
ہوئے اپنے خیمہ میں آئے ملکہ حیات بانو کو تنہا پا شغل بوس و کنار میں مصروف ہوئے اور سردار سب اپنے
اپنے خیموں میں داخل ہوئے خواجہ عمرو ہاشم شیغزن کے خیمہ میں دیکھنے کو گئے وہ جو دربان سے معرکہ آرائی
ہاشم شیغزن نے اقرار کیا تھا ہاشم شیغزن نے موجب اقرار کے سب [illegible] خواجہ عمرو جب دیکھا ہاشم سے کہا کہ اے ہاشم شیغزن
حمزہ صاحبقران کے ہو پھر یہ اختیار رکھو گے کہ تم ملکہ حیات بانو کو چھین لاتے ہو وہ نہایت غضب میں تمہاری صورت سے بیزار
ہو جائینگے ہاشم شیغزن نے کہا کہ عمرو جان میں کیا کروں آپ میرے مزاج سے خوب واقف ہیں کہ میں کبھی عدول حکمی صاحبقران کی نہیں
کی مگر میاں ملکہ حیات بانو مجھسے چھین گئی تو میں اپنے تئیں ہلاک کر ڈالونگا آپ دس ہزار روپیہ اور مجھسے لیجیے اور کوئی تدبیر ایسی کیجئے
حیات بانو ہاتھ سے نہ جاے کہ اب بالفعل اسی سے میری زندگی ہے خواجہ عمرو پھر ملکہ حیات بانو کی طرف
مخاطب ہوے اور کہا کہ بی بی جو کچھ تمہارے دل میں ہو مجھسے صاف صاف بیان کرو تمکو قسم ہے اپنے [illegible]
جسکو تم چاہتی ہو کہ تم کس سے راضی ہو تمہاری رغبت زیادہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی طرف ہے یا ہاشم
شیغزن سے راضی ہو کیونکہ وہ تمہارا منسوب ہے اور خداوند لقا کا نور خالص ہے اور یہ فقیر مذہب ہے کہ اہل اسلام
اسیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا پارہ جگر ہے ملکہ حیات بانو نے یہ سنکر کہا کہ اے خواجہ مجھے ہاشم شیغزن بجز نہیں
لاسے ہیں میں انپر بخوبی عاشق و فریفتہ ہوں اگر مجھکو کوئی ان کے پہلو سے جدا کریگا تو میں اپنی جان

دیدو نگی یہ سنکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا اے ہاشم شیغزن لا یہ تو دو دوس ہزار [illegible]
مقدار ہو چکا ہین کچھ پرسے اُٹرا جہ ملکہ حیات بانو کے ساتھ [illegible] زندگی [illegible]
حیات بانو نہ لے سکتا ہے پھر خواجہ عمرو نے ملکہ حیات بانو سے کہا اے ملکہ [illegible] باتین ہوے دل [illegible]
کچھ یہان تک فہمائش کر دو [illegible] امیر بانو قیر حمزہ صاحبقران [illegible]
کہا عمرو جان بہت خوب جو کچھ فرما [illegible] ہاشم شیغزن [illegible]
لا کر رکھدیجیے تو پھر عرض کرون ہاشم لے اُسی وقت دس تورے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیے عمرو نے ملکہ حیات بانو
سے کہا کہ تم امیر بانو قیر حمزہ صاحبقران سے بیان کرنا کہ اے امیر ملکہ عالم خواب مین ایک بزرگوار نورانی شکل نے
مسلمان کیا تھا اور صورت ہاشم شیغزن کی دکھائی تھی اور فرمایا تھا اے ملکہ حیات بانو یہ جوان رعنا تیرا شوہر ہوگا مین برا
ہی مشتاق تھی ... جب مین نے اُنکی صورت دیکھی ... چلی آئی اب عمر بھر اُنکا اور سپر اسکا ہے
اور عزت و حرمت کنیز کی آپ کے ہاتھ ہے ملکہ نے خواجہ عمرو سے کہا مین یہی صاحبقران سے کہدونگی الغرض خواجہ
نے وہ روپیہ اُٹھا کر زنبیل کیا اور ملکہ حیات بانو کو تعلیم و فہمائش کر کے وہان سے چلے آئے پھر بارگاہ سلیمانی
مین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور امیر بانو قیر حمزہ صاحبقران زمان کو سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گئے صاحبقران
زمان پرچہ اخبار ملاحظہ فرما رہے تھے جب پرچہ اخبار ملاحظہ فرما چکے سر اُٹھا کر عمرو سے کہا اے خواجہ خوب تمام سردار
ساتھ لیجا کر بہات کا تماشا دکھایا اور خوب گشت و حون کرایا اگر کوئی سردار نادار مارا جاتا تو مین تمھارا کیا کرتا خواجہ عمرو
نے کہا اے شہریار عالی مقدار سب سردار نامدار تجھے بیجد بہوتے کہ ہمکو لیچلو اور تماشا بہات کا آنکھ سے دکھلا دو مین مجبور
ہو کر ان سبکو لیگیا مگر گشت و حون تو اس دیوالے کے سبب سے ہوا کہ یہ وحشت مین آکر دوڑ پڑا امیر بانو قیر نے فرمایا
کہ عروس یاقوت شاہ جو کل قدرت کو ہاشم شیغزن چھین لایا ہے اُس ہوقونی کمبخت نے کیا غضب کیا اے خواجہ مین
سمجھ گیا یہ سب فتنہ پردازی اور شعبدہ بازی تمھاری ہے ... مطلق جائز نہین کہ زن شوہر دار سے نکاح
ڈالے بہتر یہ ہے کہ ہاشم سے کہو اس عروس کو ابھی اُسکے دولھا کے پاس بھجوا دے ورنہ میرے ... او رکا
نام عمر اسکی صورت نہ دیکھونگا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ امیر بانو قیر حمزہ صاحبقران زمان کو غصہ آگیا ہے منہ سرخ ہے
نگاہ غیظ سے دیکھ رہے ہین عمرو نے دست بستہ عرض کیا اے امیر مجھے اس امر مین کچھ دخل نہین آپکو اختیار ہے جو سلوک
چاہیے اُس سے پیش آیئے صاحبقران زمان بصد عظم و شان نہایت غیظ و غضب مین سوار ہو کر جانب خیمہ ہاشم
شیغزن چلے مگر خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب حمزہ صاحبقران زمان ہین لیکن بار بار راہ مین آپ
کو سمجھاتے ہین اے صاحبقران زمان ہاشم شیغزن آپکا فرزند جگر بند رشید و سعید نہایت صاحب تمیز
ہے کوئی کلمہ سخت اُس سے نہ کہنا کہ وہ اپنی جان ہلاک کرے صاحبقران زمان غصہ مین بھرے ہوئے عمرو کی بات
کا کچھ جواب نہ دیتے تھے جب قریب خیمہ ہاشم کے پہونچے ہاشم شیغزن امیر بانو قیر کی خبر آمد سنکے اپنے خیمہ سے باہر آئے
جھک کر سلام کیا قدم مبارک کو دوڑ کر بوسہ دیا امیر بانو قیر نے فرمایا اے ہاشم وہ عروس یاقوت شاہ کی کہان ہے
ہاشم شیغزن نے عرض کیا کہ غلام کے خیمہ مین حاضر ہے صاحبقران زمان بے تکلف خیمہ ہاشم مین چلے گئے ملکہ حیات بانو
نے جو امیر بانو قیر حمزہ صاحبقران کو آتے دیکھا اُٹھکر بصد آداب سلام کیا اور قدم مبارک پر اپنا سر رکھا امیر بانو قیر صاحبقران
کو چم کر بصد محبت و شرم و لحاظ جو کچھ کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے سکھا دیا تھا وہ سب سر جھکا کے بیان کیا
امیر بانو قیر نے جو سنا کہ ملکہ حیات بانو پہلی ہی سے مسلمان تھی اور خواب مین دیکھکر ہاشم شیغزن کو عاشق [illegible]

یہ سنکر فرمایا ای ہاشم شیغران شعر عروسی تمکو مبارک خوشا نصیب اسکا جو کہ ماہ مہر کے پہلو مین جلوہ گر پایا ای فرزند مبارک
ہو مین کچھ سمجھ نہ سکا بیان کیا اور واقعہ ہی پھر ملکہ حیات بانو سے امیر بانوقیر نے ارشاد فرمایا ای ملکہ مخدرہ ہاشم
شیغران اسوقت ہمارے پاس تمکو رونمائی مین دینے کو کچھ نہین ہی کیا تمکو دون نگہبان یہ پکہ ہمارے بازو کا لو تم اپنے بازو
پر باندھ لو یہ وہ پکہ ہی جو عالم طفولیت مین ملکہ آسمان پری کے ساتھ ہماری شادی ہوئی تھی ہمکو جہیز مین یہ پکہ ملا
تھا یہ کہکر وہ پکہ ملکہ حیات بانو کے بازو پر آپ باندھ دیا اور بہو کو گلے سے لگایا سر پر دست شفقت پھیرا فرمایا اب
کیا مجال کسی کی جو تمپر آنکھ ڈال سکے یہ کہکر صاحبقران زمان وہان سے آکر بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز ہوے
چار گھڑی دن باقی تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر لقا سے بے لقا مین طبل قہاری بجا ہی اسواسطے کہ رات کو شہزادہ
بدیع الزمان عالیشان کے دشمنون کا سر کٹ جائیگا امیر بانوقیر نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ وہ مسخرہ جہاں تک
اور سرداران باختر جو مسلمان ہو چکے تھے مثل طور سرکن اور پہرخار اکن وغیرہ کے وہ حاضر بارگاہ تھے امیر نے انسے
پوچھا کہ تم اس امر خرافات سے واقف ہو کہ باعث کیا بکتا ہی انھون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد اور تو ہم نہین جانتے
ہین لیکن یہ ہمنے اکثر دیکھا اور سنا ہی کہ زمردشاہ باختری کا جس شہر پر قہر و غضب آتا ہی وہ شہر تمام آپسے آپ سنسان
ہوجاتا ہی اور جس شخص پر جب کبھی عتاب آیا اسکا سر صبح کو خود بخود کٹا ہوا پایا صاحبقران زمان یہ سنکر نہایت متشوش
ہوے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی جادوگر اسکا مطیع ہی یا کسی دیو کا یہ کام ہی کہ وہ غائبانہ آتا ہی اور اپنا کام کر جاتا ہی پھر
بدیع الزمان سے فرمایا ای فرزند آج تم ہمارے پاس سے نہ جاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا بہت خوب القصہ سب
ایک جگہ بیٹھے اور شب بیداری کی تیاری ہوئی سر شام سے نماز پڑھکر خاصہ نوش کیا اور پھر ورد و وظائف مین مشغول
ہوے ادھر لقا سے بے لقا نے ڈیڑھ پہر رات گئے دیو زرین چنگ سے کہا کہ تو سر بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران
کا کاٹ لا وہ دیو زرین چنگ بحکم لقا سے بے لقا و سرہنگ دو پہر رات گئے بارگاہ سلیمانی مین آیا دیکھا کہ امیر حمزہ
صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان بیٹھے ہوے ہین اور بدیع الزمان بھی وہین موجود ہین چپکے چپکے
چلا اس گمان پر کہ کوئی نہ دیکھیگا اور بدیع الزمان کا سر کاٹ لون جب قریب آیا سب نے دیکھا کیونکہ سرمہ سلیمانی
سب کی آنکھون مین دیا ہوا تھا اس سرمہ کی یہ صفت ہی کہ جسکی آنکھون مین یہ سرمہ لگا ہوا ہو اسکو دیو پری جن وغیرہ سب
معلوم ہوتے ہین یکایک سب نے دیکھا کہ ایک دیو آسمان سے اترا اور بدیع الزمان کی طرف چلا امیر بانوقیر نے سبکو
منع کیا کہ تم مین سے کوئی نہ بولے اور خبردار ہو جب پر یہ جائیگا وہ خود اس سے سمجھ لیگا لیکن دیو زرین چنگ جب
بدیع الزمان کے قریب آیا اور ہاتھ اپنے بڑھایا کہ بدیع الزمان کو پکڑ کر سر دھڑ سے کاٹ لے شہزادہ بدیع الزمان
نے ہاتھ دیو کا نیچے سے پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ منہ کے بل سامنے آیا بدیع الزمان نے ایک گھونسا اسکے سر پر مارا
کہ مغز اسکا پاش پاش ہوگیا مرکر گر پڑا غل ہوا کہ وہ دیو کو مارا صاحبقران زمان نے طور سرکن اور پہرخار اکن سے
کہا یہی دیو تھا جو ہر ایک کو مار ڈالتا تھا انھون نے عرض کیا کہ حضور یہی تھا جو ہلاک کیا کرتا تھا اور لقا سے بے لقا کا حکم
شہزادہ مار ڈالا خوشا کہ لاشہ اس دیو زرین چنگ کا اٹھوا کر باہر پھنکوا دیا ہرکارے خبر لیکر دوڑے یا قوت شاہ
کے پاس آکر کہا کہ دیو زرین چنگ شہزادہ بدیع الزمان کا سر لینے گیا تھا بدیع الزمان نے اسکو مار ڈالا [illegible]
یہ سنکے کہا کہ یا خداوند یہ حضرت کہلا دیو کے مارنے سے کہین مر جاینگے انھون نے ہزار ہا دیو مار ڈالے ہین حمزہ صاحبقران
نے پردہ قاف مین بڑے بڑے سرکشان قاف کو زیر کیا ہی اس دیو زرین چنگ کی کیا حقیقت تھی جو آپسے خداپرستون
کے مارنے کے واسطے بھیجا تھا اس سے انکا بال بھی بیکا نہوا اور مفت اس دیو زرین چنگ کی جان گئی لقا نے کہا کہ ہمنے اسکو پہلے

یہی تقدیر کی تھی یہاں دربار لقا میں یہ گفتگو تھی کہ ہرکاروں نے آ کر یہ خبر دی کہ کوہ مقناطیس سے زرنگ بن
سہلان گراز دندان لاکھ سوار زرین پوش کی جمعیت اپنے ہمراہ لے کر خداوند لقا کی مدد کو آتا ہے یہ سنتے ہی لقا نے
پکارا اے بندگان قدرت مرا سفید دیکھو میں نے اپنے بندۂ خاص الخاص کو بلایا ہے اب وہ خدا پرستوں کا کام
تمام کریگا سب سرداروں کو حکم دیا کہ ہمارے اس بندۂ خاص کو استقبال کر کے ہمارے پاس لاؤ یہ سنتے ہی فوراً
یاقوت شاہ جبرئیل قدرت قبطولات سے اُتر کر مع سرداران درباری کے پیشوائی کو آیا اور زرنگ بن سہلان
گراز دندان کو استقبال شاہانہ کر کے خداوند کے پاس لایا زرنگ نے آتے ہی لقا کو سجدہ کیا اور پایۂ تخت کو
بقدوم لقا سے مشوم بوسہ دیا اور دنگل زرین پر متمکن ہوا زرنگ نے حال خدا پرستوں کا پوچھا بختیارک
نے بیان کرنا شروع کیا یہاں زرنگ بن سہلان گراز دندان سے بختیارک یہ باتیں کر رہا تھا کہ ایک ہرکارہ
نے آ کر عرض کیا اے خداوند لقا کوہ گنگ صحرا الشین بھی ساٹھ ہزار سواروں سے آتا ہے اور ساتھ اُسکے دو
بیٹے عملائیل کے ہیں ایک کا نام سیاہ کلاہ اور ایک کا نام بہروز غول بچہ کہ فن عیاری میں بے مثل و نظیر
ہیں اور عملائیل کے ایک بیٹے کا جو نام بہروز غول بچہ ہے اُسکا سبب یہ ہے کہ ایک کنیز عملائیل کی ایک روز
کسی کام کو صحرا کی طرف گئی وہاں غول نے اُسے گھیرا اور پھر اُس کنیز سے ہم صحبت ہوا اُسی وقت سے اُسکو حمل
رہ گیا تھا اُس سے یہ بہروز غول بچہ پیدا ہوا اس سبب سے اُسکو اسی پیچ سے پکارتے ہیں اور دو عیار
اور بھی صحرا الشین کے ساتھ ہیں ایک کا نام طارق اور ایک کا نام سارق ہے الغرض جب لقا سے بے لقا نے
ان سب کے آنے کی خبر سنی بہت خوش ہوا اور یاقوت شاہ کو واسطے استقبال پہلوانان جرار کے بھیجا یاقوت شاہ
سب کو استقبال کر کے اپنے ہمراہ لایا اور وہ سب سجدہ کر کے لقا سے بے لقا کو اور بوسہ قدم ہو کے دنگلہا ے زرین
پر متمکن ہوئے کوہ گنگ صحرا الشین نے احوال اہل اسلام پوچھا بختیارک نے از ابتدا تا انتہا سب
بیان کیا اور کہا کہ عیار حمزۂ صاحبقران بلا ے بے درمان آفت جہان ہے دن بھر میں بہتر صورتیں بدلتا ہے ابھی چاہے
تو میری صورت بنکر یہاں آئے اور تم نہ پہچان سکو ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ بختیارک تو اپنے خیمہ میں گیا
وہ دربار لقا سے بے لقا میں نہ تھا مگر یہ جو کوہ گنگ صحرا الشین سے حال بیان کر رہے تھے یہ خواجہ عمرو عیار
بصورت بختیارک بنے ہوئے باتیں کر رہے تھے جب بختیارک نقلی نے کوہ گنگ سے یہ کہا کہ عمرو عیار
حمزۂ صاحبقران بلا ے بے درمان ہے دن بھر میں بہتر صورتیں بدلتا ہے اگر وہ ابھی چاہے تو میری صورت بنکر آ سکے تم
ہرگز اُسکو نہ پہچان سکو گے کوہ گنگ نے بختیارک نقلی سے کہا کہ کیا بکتا ہے تجھ سا احمق کوئی نہ پہچان سکیگا تو مجھکو
فریب دیتا ہے میں ایسا نہیں ہوں کہ اصلی کو اور نقلی کو نہ پہچانوں بس واہیات باتیں ہمارے سامنے نہ بنا ابھی
اگر بکواس کریگا تو تجکو سزا دونگا یکایک بختیارک اصلی بھی سامنے سے نظر آیا بختیارک نقلی نے لپک کر عمرو نے کہا اے
کوہ گنگ دیکھ جو میں کہتا تھا وہی پیش آیا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا چلا آتا ہے خوب غور سے دیکھ کہ میری شکل میں اور اُسکی شکل میں
ذرا بھی فرق ہے یہ سنکر بہروز غول بچہ نے دوڑ کر بختیارک اصلی کو ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ باش اے دزد یار بک گیدی تو ایسا
ہمکو سمجھتا ہے کہ ہم تجھے نہ پہچانینگے ارے غضب کیا تو نے بختیارک تو بنا ہے اور اُسکی شکل بنکر آیا اور تجکو خوف نہ معلوم
ہوا کہ لوگ پہچانکر قتل نہ کر ڈالیں بختیارک اصلی چلایا کہ یارو یہ کیا اندھیر ہے تم لوگوں کو اپنا پرایا نہیں سوجھتا ہے
میں ہوں بختیارک اصلی میں ہوں وہ بختیارک نقلی عمرو ہے مگر بختیارک اصلی کی اُس بات کو کون سنتا ہے اُدھر
یاقوت شاہ بھی پکارا کہ عمرو کو جانے نہ دینا خبردار لپیٹنا مگر چونکہ بختیارک اصلی کو خوب مارا اور مکوں سے

ازار بندھی رشتہ کر دیا اور سب مال و اسباب لے لے کے سب کا سر تا بپا کر کے لشکر اسلام کی طرف راہی ہوئے اب اس صحبت
شعبدہ بازی کا حال سنیے کہ جب صبح ہوئی بیہوشی دفع ہوئی ہوشیاری کا عالم ہونے لگا مکھیاں جو منہ پر شراب پینے
کی وجہ سے بیٹھنے لگیں ہاتھ سے جیسے مکھی اڑائی جوتی کا تلا منہ پر پھٹ سے پڑا آخرکار دو ایک ہوشیار ہو کر منہ پر جوتی کے
مارتے مارتے اٹھ بیٹھے ایک ایک سے کہنے لگا واہ جی واہ ایسی دل لگی نہیں بھائی جوتیاں منہ پر مارتے بیہودہ کہتا ہے تم ہمارے
منہ پر جوتیاں مارتے ہو یہ کہتا ہے تم ہمارے منہ پر جوتیاں لگاتے ہو آخر سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے دیکھا ایک کا کمر بند ایک
کی کمر سے بندھا ہے آپس میں جوتی چلنے لگی وہ اسکو تلا جوتی کا لگاتا ہے یہ اسکو مارتا ہے بختیارک ستون سے بندھا ہوا ہنس ہنس کے پیٹ
میں مارے ہنسی کے بل پڑ رہے ہیں چپا چپٹ کی جو آواز آئی یاقوت شاہ کی بھی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سب سردار و
اور عیاروں کے ہاتھوں میں جوتی کے تلے ہیں آپس میں ایک ایک اچک کر چپا چپٹ مار رہے ہیں اور منہ سب کے آدھے
کالے آدھے لال ہیں بجائی کی شکل بنے ہوئے سب بدافعال ہیں ایک طرف سیکڑوں کالے کالے لڑکے کھڑے
ہوئے گڑگڑی ڈبیاں لگا رہے ہیں یاقوت شاہ یہ معرکہ دیکھ کر ہنسنے لگا کہا واہ عجب کٹھوں کا لشکر جمع ہوا ہے
گھبرایا کر یہ کیا معرکہ ہے بختیارک نے چلا کر کہا اے جبرئیل قدرت جسکو آپ بختیارک اصلی سمجھے تھے وہ عمرو تھا
اسی نے یہ کرشمہ کیا ہے شراب میں بیہوشی سب کو پلا کر اسباب لوٹ مار کر چلا گیا اور یہ نقشا بنا گیا جسکو آپ بختیارک
نقلی کہتے تھے وہ میں بندھا ہوا اٹھا ہوں یہ تلاطم اور شور جو ہوا کوہ سخت کی بھی آنکھ کھلی دیکھا ننگا برہنہ بالکل پڑا ہوا ہوں اور پہلو
میں معشوق حسین مہ جبین آراستہ و پیراستہ ہاتھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے سینہ سے سینہ ملائے لیٹی ہے خوش ہوا کہا خداوند
تعالی نے تقدیر کر کے مہمان نوازی کی کہ ایسا معشوق دلفریب میرے واسطے بھیجا واہ کیا قدرت خداوند تعالی ہے جب
اپنے بندوں پر ایسی رحمت کرے کیونکر لائق سجدہ نہو یہ کہہ کر اسی معشوق سے لپٹ گیا اور بوس و کنار کرنے لگا بہروز
غول بچہ کی جو آنکھ کھلی کہنے لگا اے کوہ سخت یہ تو کیا کرتا ہے میں بہروز ہوں عورت نہیں ہوں اسنے کہا اے جان جہاں
گھبراؤ نہیں خداوند تعالی کی عنایت ہوئی کہ تجھ سی خوبرو کو میرے واسطے بھیجا بہروز نے کہا ارے تو کچھ دیوانہ
ہو گیا ہے اندھیر کرتا ہے عورت مرد کو نہیں پہچانتا غرضکہ دونوں میں کشتم کشت ہونے لگی کوہ سخت غالب آیا بہروز
کو دبا بیٹھا بہروز غول بچہ نے غل مچایا سیاہ مست سیاہ کلاہ نے جو آواز بہروز کی سنی جو اسکا بھائی ہے جھپٹ کے آیا
عجب تماشا دیکھا کہ کوہ سخت ننگا برہنہ پڑا ہے اور بہروز بشکل معشوقانہ لباس محبوبانہ سے آراستہ پیراستہ نیچے
کوہ سخت کے دبا ہے سیاہ مست نے کہا اے کوہ سخت یہ کیا تجھکو ہو گیا ہے تو میرے بھائی کو مارے ڈالتا ہے عمرو
یہ سب کرشمہ تو کر گیا ہے ہوش میں آ یہ عورت نہیں ہے یہ بھائی میرا بہروز غول بچہ ہے اتنے میں اور سردار و
عیار بھی آ گئے انھوں نے بھی یہ تماشا دیکھا بختیارک قہقہہ لگا رہا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی مسکراتا ہے غرضکہ بہروز غول بچہ
کو کوہ سخت سے چھڑایا بختیارک نے کہا اے کوہ سخت میرے کہنے کا تجھکو یقین نہ آیا دیکھا عمرو نے کیا حال تم
سب کا کیا کیسا وہ عیار طرار ہے دیکھو تم سب کی کیا گت بنا کر عمرو چلا گیا کوہ سخت بہت شرمندہ اور خجل ہوا بختیارک
نے کہا برا ہوا تمہارے پیش آیا ادھر بہروز غول بچہ نہایت منفعل ہوا غرضکہ سب کے سب اپنے اپنے ہاتھ منہ دھو کر
پوشاک و لباس بدل بدل کر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے بختیارک کو ستون سے کھولا بختیارک نے کہا اے بہروز غول بچہ
دیکھا تو نے عمرو کی چالاکی اور طراری و جراری کو عیار ایسے ہوتے ہیں بہروز غول بچہ غصے میں آ کر اٹھ کھڑا ہوا
اور کہا کہ اگرچہ میں اس ساربان زادہ کو گرفتار کر کے نہ لایا تو نام اپنا بہروز غول بچہ نہ رکھا سب نے تحسین کی مگر وہ
لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا اراده میں صورت اپنی تبدیل کی داخل لشکر ظفر پیکر ہوا [illegible]

تال عمرو میں ہوں اب تیرا بھی کام تمام کرتا ہوں یہ کہکر بہروز نے بچہ مارا صاحبقران نے بڑھ کر قبضہ سپر
یا لڑا لہ یا دوسرے ہاتھ سے جھٹکا دے کر بچہ بہروز کا چھین لیا اور بہروز نے غول بچہ کو بزور قوت اٹھا کر بغل
میں دبا کر بھاگا سرداران و عیاران لقا نے بہت تعاقب کیا مگر کسی نے نہ پایا ناچار ہو کر پھر آئے اور
صاحبقران بہروز کو پکڑے ہوئے بغل میں دبائے ہوئے دربار امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان میں لایا اور مشکیں باندھ کر
اسکو دربار میں آگے امیر باتوقیر کے ڈال دیا اور کہا کہ یہی بدذات استاد خواجہ عمرو کو پکڑ لیگیا تھا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ
اے بہروز سچ سچ بیان کر کہ عمرو کو کیا کیا بہروز نے کہا اے امیر باتوقیر آپکو میری بات کا کب اعتبار آئیگا مگر میں قسم کھاتا ہوں
نمک شاہ باختری خداوند لقا کی کہ عمرو مارا نہیں گیا بوقت قتل ہونے کے آسمان سے ایک پنجہ گرا وہ عمرو کو لیگیا
صاحبقران نے کہا اے امیر باتوقیر اس کافر کی بات کا کیا اعتبار ہے جھوٹا ہے جان کے خوف سے یہ کلمہ کہتا ہے میں ابھی اسے
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا امیر باتوقیر نے فرمایا تمہیں اختیار ہے صاحبقران نے بہروز کو قید کیا آپ پھر لشکر سائل میں چھپا ہوا آیا
شہر میں ایک مکان خالی پڑا تھا اس مکان میں بیٹھ کر نقب کھودنا شروع کی بختیارک کے مکان میں دوسرا سر نقب کا
توڑا اور بختیارک کی مشکیں باندھ کر اپنے لشکر میں لایا دربار میں امیر باتوقیر کے سامنے ڈال دیا اور کہا کہ حضور آپ بختیارک
سے استاد خواجہ عمرو کا حال دریافت کیجیے امیر باتوقیر نے فرمایا او بختیارک سچ بتا کہ عمرو کو کیا کیا بختیارک نے کہا اے
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران عمرو کے قتل کرنے کا حکم لقا نے دیا تھا جس وقت جلاد نے نطع پر بٹھایا اور تیغ کھینچکر سر پر آیا
عمرو نے دعا کی ایک پنجہ آسمان سے گرا عمرو کو اٹھا لیگیا خواجہ عمرو قتل نہیں ہوئے صاحبقران نے کہا یہ بھی جھوٹا ہے پھر
بختیارک کو بھی قیدخانہ میں بھیجا دوسری شب کو صاحبقران پھر سائل میں آیا اور گردمرد اور ارمزاد دونوں
ایک مقام پر خیمہ میں سوتے تھے صاحبقران خیمہ میں آیا اور دونوں کو بیہوش کرکے پشتارہ دونوں کا باندھا اور
لیکر راہی ہوا جب لشکر اسلام میں پہنچا صبح کو دربار میں امیر باتوقیر کے حاضر ہوا اور پشتارہ کھول کر گردمرد اور ارمزاد
کو ستون سے باندھ دیا اور لخلخہ سنگھا کر ہوشیار کیا اور کہا اے گردمرد و اے ارمزاد اگر تمکو جان عزیز ہے تو سچ سچ بتاؤ کہ خواجہ
عمرو کہاں ہیں مارا نہیں گیا ورنہ مارے تازیانوں کے تمہارا کام تمام کر دونگا ان دونوں نے کہا کہ قسم ہے ہمکو اپنے دین و مذہب
کی عمرو مارا نہیں گیا اسکو ایک پنجہ آسمان سے اٹھا کر لیگیا آگے آپ مالک و مختار ہیں چاہیں ہمکو مار ڈالیں چاہیں
جان بخشی کریں امیر باتوقیر نے کہا اے صاحبقران بہروز بھی یہی کہتا تھا اور بختیارک بھی یہی بیان کرتا تھا اور یہ
دونوں بھی یہی اظہار کرتے ہیں اب معلوم ہوا کہ عمرو زندہ ہے مارا نہیں گیا کوئی دوست خواجہ عمرو کا عمرو کو پنجہ میں لیکر
اٹھا لیگیا ہے صاحبقران نے عرض کی اے شہریار مجھے ان چاروں کے کلام کا اعتبار نہیں ہے میں جاکر خود لقا بے بقا
سے حال دریافت کرونگا امیر باتوقیر نے کہا تمہیں اختیار ہے صاحبقران نے گردمرد اور ارمزاد کو بھی قید کیا اور آپ
صورت تبدیل کرکے داخل شہر سائل ہوا اس فکر میں تھا کسی طرح قیطلوں پر پہنچوں قضا کار اتفاقات
روزگار سے شوق لقا عمر چہرہ قیطلوں پر سے آتا تھا اپنے مکان پر جاتا تھا صاحبقران نے کسی سے اسکا حال اور نام
دریافت کرکے اپنی صورت خدمتگار کی بنا کر اسکے ساتھ ہو لیا جب وہ مکان میں آیا اور پوشاک اتار کر بیت الخلا
گیا صاحبقران نے اسی جگہ جاکر عمر چہرہ کو بیہوش کیا اور ایک کونے میں اسکو ڈال دیا اور آپ اسکی صورت بنکر پوشاک
اسکی پہن کر لقا کے پاس چلا راہ میں اکثر لوگ کہتے تھے اے عمر چہرہ تم ابھی گئے تھے اور ابھی چلے آئے کیا سبب ہے
عمر چہرہ نقلی نے کہا کہ خداوند نے ایک کام کو بھیجا تھا اب پھر خداوند لقا کے پاس جاتا ہوں غرض کہ قیطلوں کو
طے کرکے جب لقا کے پاس پہنچا لقا بے بقا نے کہا اے محبوب قدرت تو کہاں تھا ادھر آ میرے گلے سے لگ جا

بہ پر منبر رکھدے مین تجکو پیار کرونگا ہشتر قران لقا کے قریب آیا ہاتھ بڑھاکر چاہا اُسکو گلے سے لگائے ہشتر قران نے
لقا کو ایک طمانچہ مارا لقا طمانچہ کھاکر گرا قران لقا کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور نعرہ کیا نعرہ منم ہشتر قران منم ہشتر قران
عیار باختر پکار پکار کہ شیر افگن دم پیکار باختر پسر سردار ملک حبش جرار نامور او مردود راست راست کہدے کہ اُستاذ خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری کو تو نے کیا کیا ورنہ ابھی بقدر سے تیرا کام تمام کرتا ہون لقا سے بے لقا نے دیکھا کہ اسوقت
اس تخلیہ مین کوئی آس پاس نہین ہے فقط تنہائی ہمنشین ہے لقا سے بے لقا نے ہنسکر کہا کہ او بندہ گستاخ تو خداوند
اپنے ایسی بے ادبی کرتا ہے تجکو جہنم مین جانے کا ڈر نہین ہے مینے عمرو کو کچھ نہین کیا فقط قتل کا حکم دیا تھا مگر جب جلاد
قتل پر عمرو کے مستعد ہوا ایک پنجہ آسمان سے گرا وہ عمرو کو اُٹھا لیگیا تو کیون رنجیدہ و غمدیدہ ہے مین نے ایسی تقدیر
کی ہے کہ عمرو زندہ ہے قتل نہین ہوا ہے او بندہ بیادب تو کیا اپنے خداوند کو کیون مارے ڈالتا ہے مجھے چھوڑ دے بلکہ
ہشتر قران نے نہ چھوڑا لقا کو خوب مسل کر پایمال کرنے لگا جب تو لقا سے بے لقا چلایا اے بندگان خداوند
لقا دوڑو اپنے خداوند کی مدد کو پہنچو ہشتر قران مارے ڈالتا ہے یہ آواز استغاثہ خداوند لقا املاق شاہ
نے سنی گھبرا گیا جلدی سے پردہ حجاب قدرت کو اُٹھا کر دیکھا کہ ایک حبشی خداوند کے سینے پر چڑھا ہوا ہے اور
بندہ تانے ہے بس فوراً تلوار کھینچکر املاق شاہ دوڑا ہشتر قران نے لقا کو تو چھوڑ دیا اور املاق کی طرف
جھپٹا لقا سے بے لقا ڈر کے مارے تخت کے نیچے گھس کر چھپ گیا املاق نے بڑھکر ہشتر قران کو تلوار ماری
ہشتر قران نے تلوار اُسکی روک کر نعرہ مارا اس بغل سے اُس بغل تک کاٹتا ہوا نکل گیا املاق دو ٹکڑے
گرا ہاروت بن سہیل عاد دوڑا اُسنے ہشتر قران پر مارا ہشتر قران نے اُسکو خالی دی اور ایک ہاتھ تیغ
کا سر پر ہاروت کے لگایا کاٹتا ہوا ناف تک آ گیا ہاروت گر کر زمین پر تمام ہو گیا لقا سے بے لقا تو خوف
زیر تخت خداوندی چھپا ہوا تھا مگر کاردار کا چار طرف سے ہشتر قران پر ہجوم تھا ایکا ایک طویل زرین بال نے آکر
یہ معرکہ جو دیکھا بڑھکر ہشتر قران کے پہلو پر تلوار ماری ہشتر قران کی چار طرف لڑائی مین نگاہ تھی جو دیکھا لگا ہاتھ
طویل زرین بال کا وار خالی دیا اور پھیر کر ایک الٹا کا ہاتھ مارا دونون پاؤن طویل زرین بال کے اُڑ گئے وہ
وہ کافر واصل جہنم ہوا اب جو سامنے ہشتر قران کے آیا اسکو ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کیا جالوت سعد آزاد
گنبد گیتی تمام پکارا اے بندگان لقا ہشتر قران قیطولون پر سرگرم جنگ ہے جلد آکر اسے مار لو لوگ
قیطولون پر آنے لگے ہجوم زیادہ ہونے لگا شور و گیر و دار بلند ہوا غلغلہ محشر برپا تھا وہان ایک سردار تھا کہ نام
اُسکا اژدہا پنجہ باختری تھا اُسنے پیشتر پہ آکے ہشتر قران پہ تلوار ماری تلوار کی چمک دیکھکر ہشتر قران نے
پلٹا کر خالی دی اور جھپٹ کر نعرہ کا ہاتھ ہشتر قران نے مارا اُسنے بھی خالی دیا ہشتر قران آدمی سے لپٹ پڑا اور
گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہشتر قران پھر اژدہا پنجہ باختری سے جدا ہوا اور ہاتھ نعرے کا مارا اُسکے شانے پر شانہ
بھی کٹ کے جدا ہو گیا عقیدہ تمھی دوڑ کر پکارا اے اوبندہ ابھی تو نے بڑا غضب کیا کئی سردار ان لشکر لقا کو قتل
کیا مین تیرا قاتل ہون آ یہ بچا اپنا تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا یہ کہکر ایک تیشہ تیز کا مارا ہشتر قران
نے نعرے سے اُسکو کاٹ کر نعرہ مارا عقیدہ تمھی دو ٹکڑے گرا ہشتر قران لڑتا ہوا آگے بڑھا مشکل تمام
اور بڑی قوت سے ایک سو سے قیطولون طے کیا وہان سے جست کرکے دو سو گز دریچہ پر آیا وہان بھی ہجوم کفار کا بہت
تھا دو چار کو مار کے آگے بڑھا دیکھا کہ اب راہ مسدود ہی ہر جگہ ہجوم کفار زیادہ ہے بس یا علی ابن ابیطالب کہکر
وہان سے جست کرکے زمین کی طرف کو چلا اور قصور کرکے نیچے نظر جو کی دیکھا کہ نیچے لشکر کفار نابکار رنجیدہ و انبوہ تھا

ہوئے ہیں اور ایک جوان حسین مہ جبین طرحدار جرار نامدار شجاع و دلیر ہم شکل شہزادہ بدیع الزمان زیب نشان
ذلگل جواہر نگار پر بصد صولت و شوکت جلوہ گر ہے خواجہ عمرو اُسکو دیکھتے ہوئے قریب گئے پوچھا کہ یہ جو اس پر بیٹھا کون
ہے جو بدیع الزمان عالیشان سے بہت مشابہ ہے جب نزدیک پہونچے وہ جوان پابرہنہ آن کر خواجہ عمرو کو
جھک کے سلام کیا اور برابر کرسی زرین پر بٹھالیا اور کہا کہ آپ کسی طرح کا خوف دل میں اپنے نہ کیجیے آپ نے مجھکو نہیں
پہچانا میں بیٹا ہوں بدیع الزمان فرزند جگر بند حمزہ صاحبقران کا نام میرا بدیع الملک ہے اور والدہ ماجدہ
میری بدیع الجمال پری ہے ابھی میں اُدھر سے ہو کے ہوا تخت پر سوار جاتا تھا آپ کو زیر شیشہ جلاد بدنہاد کے
پر بیٹھا دیکھا دیو سے اُٹھوا منگوایا ارشاد کیجیے کہ یہ کیا معاملہ تھا آپ کو کیوں قتل کرتے تھے خواجہ عمرو نے
حال بیان کیا اور کہا اے فرزند ہم تمام زمانے کے قرضدار ہیں مگر آج کل بہت تنگ ہیں بدیع الملک نے ایک تھیلیا
زر و جواہر کی منگوا کر خواجہ عمرو کو دی خواجہ صفت و ثنا اُسکی کرنے لگے القصہ خواجہ عمرو کی دعوت شریف
و معقوم سے کی جلسۂ عیش و نشاط برپا کیا خواجہ عمرو رات بھر رہا صبح کو بدیع الملک نے ایک کلاہ سیاہ
رنگ کی صندوقچہ میں سے نکال کر خواجہ عمرو کو دی اور کہا آپ اسکو لیں اس میں یہ وصف ہے کہ جب آپ اس
کلاہ کو سر پر پہنینگے آپکو کوئی نہ دیکھیگا آپ سب کو دیکھینگے خواجہ عمرو نے وہ کلاہ لے لی بہت خوش ہوئے اسکے
عوض میں عمرو نے تیغ سہیت البلاد شہزادے کی نذر کیا شہزادہ والا منزلت نہایت شاد ہوا پھر شہزادہ نے
ایک تاج عمرو کو دیا اور کہا کہ صفت کلاہ اس میں بھی ہے اور چار لعل جو اسمیں ہیں اگر وہ اس تاج کے متلاشی ہیں اس تاج کو دیو
سے بچا سکیگا خواجہ نے کہا میں بہت حفاظت سے رکھونگا یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک دیو نے لاکر
مہترقران کو بھی وہیں سامنے بدیع الملک کے اُتار دیا ہوا سے سرخ خواب جو لگی بعد تھوڑی دیر کے مہترقران
کی آنکھ کھلی خواجہ عمرو کو جلسۂ پریزادان میں دیکھا مہترقران دوڑکر قدموں سے عمرو کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ
الحمد للہ والمنہ میں نے آپکو زندہ و سلامت پایا پھر مہترقران نے تمام سرگذشت عمرو سے بیان کی عمرو نے کہا کہ
مہترقران مرحبا جزاکم اللہ خیر الجزا کیا کہنا مرد دلیر اور بہادر و نامدار ایسا ہی کرتے ہیں پھر شہزادہ بدیع الملک نے
مہترقران کی بہت تعریفیں کیں اور کہا یہ میرا چچا ہے بدل بہادر و دلیر ہے سپر جان ہے پھر شہزادہ بدیع الملک
نے مہترقران کو بھی خلعت زرین دیا خواجہ عمرو نے کہا اے شہزادے اب ہمکو لشکر امیر بافتح و فیروز حمزہ صاحبقران زمان میں
پہونچا دو شہزادہ بدیع الملک نے ایک دیو کو حکم کیا کہ ان دونوں کو بحفاظت تمام لشکر اسلام میں پہونچا آ وہ دیو
خواجہ عمرو اور مہترقران کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے لے اُڑا اور لاکے سامنے لشکر اسلام کے اُتار دیا عمرو
نے مہترقران سے کہا کہ تم چلو لشکر میں ہم اس تاج کا وصف آزمائیں یہ سنکے مہترقران خدمت امیر بافتح و فیروز حمزہ
صاحبقران میں آیا اور مژدہ سلامتی عمرو کا امیر با توقیر سے بیان کیا صاحبقران زمان بہت خوش ہوئے اور عمرو
و مقبل بارک وغیرہ کو رہا کر دیا یہ سب قید سے رہائی پاکر لقا سے لب لقا کے پاس آئے اور عمرو کی کیفیت بیان
کی یہاں عمرو وہی تاج خفا سر پر رکھکے قمچلولوں کو طے کرکے لقا کے پاس آیا اور برابر لقا کے جاکر بیٹھا اور مقراض
نکال کر ڈاڑھی لقا کی کترنا شروع کی جتنے بال کاٹتا تھا جواہر اُسکے نکال کر کمر میں رکھتا جاتا تھا اور بال پھینک دیتا
تھا ایک دم میں چہارم ڈاڑھی لقا کی عمرو نے کاٹ لی بختیارک نے پکارا یا خداوند یہ کیا تماشا ہے آپکی ڈاڑھی خود بخود
کتری چلی جاتی ہے آپکو نہیں معلوم ہوتی ہے لقا نے جو ہاتھ اپنا ڈاڑھی پر پھیرا حیران و پریشان ہوا فرمانے لگا۔
وہ دیو جنات دونوں بیٹے خواجہ عمرو اور مہترقران کو اپنے اوپر سوار کرکے بدیع الملک کے پاس سے بہا لے

کو وہ لخت نیرہ پیشانی سے مقابلہ ہوا اُسنے سلانج ماری صاحبقران نے سلانج قلم کرکے بیاض گردن پہ اسکی ایسا ہاتھ تیغ
سلیمانی کا صفائی سے مارا کہ صاف سر اسکا تن سے جدا ہوگیا پھر قاہر پیر کیب سے سامنا ہوا صاحبقران نے اسکو بھی قتل کیا
اب بارگاہ اثنا مین لاش پر لاش گر رہی ہے عمرو بیشہ بپانی کر رہا ہے پیچھے فیلطولون کے جو سرداران لشکر اسلام کھڑے ہوئے تھے
اُنمیں وہان تلوار چلنے لگی غلغلہ بلند ہوا محشر تازہ برپا ہوگیا اور عاملشاہ سے اور شیر کوہی سے مقابلہ ہوا شمشیر زنی ہونے لگی
شیر کوہی نے تلوار کا وار کیا عاملشاہ نے وار اسکا روک کے شیر کوہی کو تندکار کیا بدیع الزمان سے سردار تیغ آزما سے سامنا ہوا
اُسنے تیغ آزمائی کی بدیع الزمان نے ایک ہاتھ مین اسکی صفائی کی شہزادہ وہاں سے قاسم کی طرف گئے ہوئے چلے آتے تھے کہ سہیل عقرب شیر شم
سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار مارنے کو ہاتھ اُٹھایا قاسم نے جھک کر شمشیر بغل مین لیکے پلا کر ایک ایسا ہاتھ مارا اُس بغل مین پڑا اُس بغل سے
کاٹ کر نکل گیا ہاشم شیر زن سے اور حارث بن قہرمان سے سامنا ہوا وہ کافر حملہ آور ہوا ہاشم نے خالی دیکر کمر مین ہاتھ
ڈال کر مرکب سے اُٹھا لیا اور آسمان کی طرف اُچھال کر گرتے ہوئے پر تیغ کیا اُس کے دو راس ہوئے سب کے ساتھ جنگ مغلوبہ ہوئی کہ
بہت سے نامی سرداران لقا اور بڑے بڑے پہلوانان بردست مارے گئے اور امیر با توقیر کا تو یہ عالم ہوا کہ فیلطولون پر شغل
ہوگئے تین پہر کامل تیغ زنی کرتے ہوئے گذر گئے ہر چند چاہتے ہین کہ زیر دستشاہ تک پہنچین مگر اسقدر ہجوم کفار ہے کہ لقا تک جا
نہین سکتے چہار طرف تلواروں کی بجلیان چمک رہی ہین پہلوان شغل مین مصروف ہین امیر با توقیر کو تردد پیدا ہوا کہ بہر اسکا
کو قتل کر رہا ہوں اور پیچھے فیلطولون کے بہت سے سردار شمشیر زنی کرتے ہین مگر کسی طرح ہجوم لشکر کفار کم نہین ہوتا بادل کی طرح چلے آتے
ہین امیر گھبرا گئے آخر کار درگاہ پروردگار دل کو رجوع کیا اور یہ دعا کی کہ اے قاضی الحاجات اے حلال مہمات تو مدد کر اور مجھکو
کافروں پر فتحیاب کر ادھر دعاے حمزہ صاحبقران زمان بدرجہ اجابت پہنچی اور یہ غیب کا اثر ہوا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور صاحبقران
کو اُس ہنگامہ کفار سے اُٹھا کر سوے آسمان لے کر روانہ ہوا اور ایک پنجہ لقا سے لپٹا لقا کو لیگیا مجمع کفار مین غلغلہ عظیم برپا
ہوا لوگ دہشت مین آکر زمین پر منہ کے بل گرنے لگے بہت سے پہلوان گوشوں مین پنہان ہوئے بختیارک یہ رنگ دیکھکر
تخت کے نیچے چھپ گیا دل مین یہ ڈرسایا کہ مبادا کوئی پنجہ مجھے بھی نہ اُٹھا لیجائے اسوقت عمرو نے دیکھا کہ وہ مجمع کفار جس سے
کشمکش بہت تھی سب پاشان ہوگیا راہ فیلطولون تک صاف ہوگئی خواجہ عمرو فیلطولون سے اُترکے نیچے آئے اور
سرداران لشکر کو یہ آواز بلند پکارے کہ اے پہلوانان نامی و گرامی اے سرداران جرار اب کیون تیغ زنی اسقدر کر رہے
ہو حمزہ کو اور لقا کو لیے لقا کو تو وہ پنجے آسمان سے کو کے اُٹھا لیگئے اب ناحق مصروف جنگ و جدل ہو اپنے لشکر ظفر اثر کی
طرف چلو توقف نہ کرو یہ کہکر خواجہ عمرو و شقرو نوزاد کو لیکر چلے اور لشکر اسلام مین اور سب سردار بھی آکر اپنے خیمون مین
داخل ہوئے عمرو نے سب حال صاحبقران کا خدمت بادشاہ کیوان جاہ مین بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے خواجہ
ایسے ہنگامہ مین صاحبقران کو پنجہ کا اُٹھا لیجانا بہتر ہوا یہ کام کسی دوست کا ہے دشمن کا نہین کیونکہ دشمن کا اسقدر مقام نہین مگر
اے خواجہ سیاہ کلاہ عیار بہت لاف و گزاف کرتا ہے عمرو کی کیا حقیقت ہے خواجہ عمرو نے کہا اے شہریار مین
ابھی جاکر اسے پکڑ لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا بارگاہ یاقوت شاہ مین پہنچا وہاں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نہین معلوم خداوند لقا کہاں
چلے گئے کوئی کہتا تھا کہ بقدرت اُٹھا لیگیا کوئی کہتا تھا کہ فرشتے آسمان پر لیگئے اس اثنا مین عمرو سامنے سے دکھائی دیا پھر خواجہ
بصورت اصلی مین جیدھر بختیارک بیٹھا تھا اُدھر رخ کیا بختیارک نے جیسے ہی خواجہ کو بصورت اصلی آتے ہوئے دیکھا
جان نکل گئی جسم مین تھرتھری پڑ گئی کہ دیکھئے کوئی آفت تازہ اور یہ آئے جلدی سے کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ پیر
آئیے تشریف لائیے اسوقت بڑی یہ کہ ادھر آنیکا اتفاق ہوا کیون قدم رنجہ فرمایا کیا خیال اقدس مین آیا یاقوت شاہ نے جلدی
سے کرسی منگوا کر عمرو کے بیٹھنے کو بچھوادی جام شراب گلگون پیش کیا اور بعد اسکے پوچھا کہ اے خواجہ خبر تو صاحبقران کی کہی

حلقہ ہائے کمند یار کے جھٹکا دیا وہ گرا عمرو چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا مشکیں باندھ لیں طارق کو گرفتار کرکے پشتارہ اُٹھا کر اپنی
طرف لشکر اسلام کے ہوا جب قریب لشکر اسلام کے پہونچا دیکھا اُدھر سے سیاہک خالی پھرا ہوا آتا ہے عمرو نے جب دیکھا پیچھے
گیا پھر دوڑا عمرو سوچا کہ تو پشتارہ بدوش ہے مفت میں مارا جائیگا بھاگا سامنے سے اور درختوں کی آڑ میں ہو کر پشتارہ ایک
کنارے رکھکر آپ برہمن کی صورت بنکر ایک کوئیں کے پاس آبیٹھا سیاہک جو وہاں آیا اُس برہمن سے پوچھا کہ ایک
شخص دبلا پتلا پشتارہ بدوش ادھر سے گیا تھا تو نے دیکھا ہے یا نہیں اُس برہمن نے کہا کہ ہاں ایک شخص خوف زدہ سا
اُدھر سے دوڑا ہوا آیا اور اس کوئیں میں پھاند پڑا سیاہک سیاہ کلاہ جگت پر کنوئیں کی جھک کر دیکھنے لگا برہمن نقلی نے
پیچھے سے ڈھکیل دیا سیاہک کنوئیں میں گر پڑا اُس کنوئیں میں پانی بہت کم تھا سیاہک کے پاؤں تہ کو جا لگے مگر سیاہک جی میں
اپنے دل میں کہتا تھا کہ عمرو نے بے موت مارا اب تو کہیں کا نہیں سیاہک بلکر کرکے پکارا کہ اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مجکو
اب کنوئیں سے نکال لیجیے میں مسلمان ہوتا ہوں دین اسلام قبول کرتا ہوں خواجہ نے یہ سنکے کمند کنوئیں میں لٹکا کر کہا کہ
سیاہک کمند کو پکڑ کے نکل آ سیاہک جب کنوئیں سے نکلا خنجر کھینچکر دوڑا اور کہا کہ او مکار عیار ہاں زادے غضب کیا تھا کہ
اب میں بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہوں عمرو بھی خنجر پکڑ کے جھپٹے اور آواز دی کہ باش او خیرہ سر میں تیرا کام تمام کرتا
ہوں یہ کہکے خنجر بازی کرنے لگے اُدھر ہاشم تیغ زن کو عمرو و صفدر رفع بیہوشی دے آیا تھا ہاشم جو بعد تھوڑی دیر کے ہوش میں
آئے حلقہ ہائے کمند بقوت و جرأت توڑ ڈالے اور چلے تھا ہراہ آکے دیکھا کہ سیاہک اور عمرو سے خنجر چل رہا ہے دونوں
گتھے لڑ رہے ہیں ہاشم پیچھے سے آکر سیاہک سے لپٹ گئے سیاہک کو پکڑ لیا عمرو نے حلقہ ہائے کمند سے مشکیں سیاہک کی
باندھ لیں اور طارق و سیاہک کو مع ہاشم تیغ زن کے لشکر اسلام میں لائے بارگاہ سلیمانی میں سامنے بادشاہ
اسلام کے ہاشم تیغ زن و عمرو حاضر ہوئے عمرو نے طارق و سیاہک کو حضور میں بادشاہ اسلام کے حاضر کیا بادشاہ اسلام
نے فرمایا اے سیاہک و طارق دین اسلام قبول کرو ورنہ قتل کیے جاؤ گے مفت جانیں جائینگی غرض کہ ازروئے مکر دونوں مسلمان
ہوئے لقا پر لعنت کی کلمہ طیبہ دونوں نے پڑھا بادشاہ اسلام نے رہا کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو اب یہ فکر ہوئی کہ بہروز کو
بھی گرفتار کرکے لانا چاہیے یہ سوچ کر لشکر کفار کی طرف خواجہ چلے اتفاقات روزگار ادھر سے بہروز مشغول چلا آتا تھا سیاہک کی
اور طارق کی فکر میں خواجہ اُسکو دیکھکے آڑ میں ہو گئے اور خنجر کے غلاف میں جلدی سے دوا بیہوشی بھر کر ریگستان میں خنجر گاڑ دیا
قبضہ اُس خنجر کا سونے کا تھا اُسکو باہر زمین کے نکال دیا ناگاہ بہروز نے دور سے دیکھا کہ ریگستان میں کچھ چمکتا ہے جب پاس
اُسکے آیا معلوم ہوا کہ قبضہ ہے اُسکو ریگستان میں سے نکالنا چاہا وہ قبضہ زمین میں گڑا ہوا تھا نہ نکلا جب بہت سا زور بہروز نے کیا
اور کھینچا تو دیکھا کہ خنجر ہے مگر مٹی اُسکے میان میں بہت جمی ہے خنجر کو کھینچا جب نہ کھنچا آخر کو منہ کے برابر لا کے زور سے کھینچ کر کھینچ آیا اُسکے
میان سے غبار بیہوشی جو اُڑا دماغ میں بہروز کے پہونچا فوراً بہروز چھینک کھا کر گرا خواجہ عمرو جو چھپے بیٹھے تھے آئے اور مشکیں بہروز
کی باندھ لیں اور اُسکو سامنے بادشاہ اسلام کے لائے جب بہروز ہوش میں آیا بادشاہ اسلام نے بہت سا بہروز کو نصیحت کی
انجام کار وہ مکار بھی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا بادشاہ نے اُسکو بھی رہا کیا ہر چند عمرو نے کہا کہ اے بادشاہ یہ تینوں
سیاہ قلب ہیں صدق دل سے اسلام نہیں لائے ہیں اسکو نہ چھوڑیے دغا کریگا فرمایا اے خواجہ ہم اقرار لسانی میں کافی ہے تصدیق
قلب ہو خواہ نہ ہو اگر بصدق یہ اسلام میں نہیں آیا اپنی سزا کو پہونچیگا ہمارا کیا نقصان ہوگا اتنا سمجھ کہا [illegible] اسکی
کھلوا دیں القصہ دن تو گذرا رات کو طارق و سیاہک و بہروز تینوں لشکر اسلام سے بھاگ کر چلے گئے صبح کو خواجہ عمرو نے
بادشاہ سے عرض کیا کہ دیکھا حضور نے وہ تینوں ملعون بھاگ کر چلے گئے حضور نے محنت بھی میری برباد کی فرمایا خیر جانے دو
اب ہم کچھ دخل نہ دینگے جتنا مارو اللہ چاہتا بخش دینا

دو کلمے داستان شوکت نشان امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور لقاے بے لقاد بد ایمان کے بیان کیے جاتے ہین ــ ساقی نامہ

پلا ساقیا جام صہبائے نور ــ ہر چار دہ کا ہوا ہی ظہور
ترا میکدہ آسمان ہوگیا ــ کواکب کا جادہ عیان ہوگیا
سبو لالہ گون کی ہی جلوہ گری ــ اثر آلی شیشے ہین گویا پری
پرستان کا ہی نرا اسرجالت ــ اکھاڑا ہی پریون کا گویا نہان
مکرر عیان اسم والا یار ــ امیر عرب حمزۂ نامدار

ہین کب تک ابھی کی امیدین ــ کواکب ہین پہلو سے خورشید ہین
ہر اک ساغری ہی خورشید ضو ــ جھلکتے ہین اک جام مین نجم سو
عجب حسن پر آج میخانہ ہی ــ کہ دربار ساقی کا شاہانہ ہی
وہ گل کون ہی ساقیا گلعذار ــ کہ ہی جسکی آمد برنگ بہار

غزل

ہر دم خیال ہی جو کسی گلعذار کا
گلشن مری نگاہ مین عالم ہی خار کا
اللہ رے ارتفاع مرے خاکسار کا
ہین خاص کو چہ گرد ہون فلک شتار کا
چال اپنی بھول جائے ابھی چرخ کجروش
رہتا ہی جیسے باغ مین موسم بہار کا
کس سمت کو یہ توسن عمر روان گیا
کیا اختیار ہی دل بے اختیار کا

دھوکا ہی ایک گل پہ ہی رخسار یار کا
ہی لامکان مکان مرے شستہ غبار کا
اللہ رے اضطراب دل بیقرار کا
انداز دیکھ لے جو یہ رفتار یار کا
ایسا فلک نے نامورون کو مٹا دیا
ملتا نہین پتا جو ہمارے غبار کا
ابر آسمان پر آئے تو زاہد پیے شراب

کاٹنے پہ ہی گمان مرے جسم زار کا
سودا ہی صبح گیسوے مشکین یار کا
تختہ الٹ پلٹ ہی ہمارے مزار کا
اسطرح چند روز کا مہمان ہی شباب
چھوڑا نشان بھی نہ کسی کے مزار کا
جس سمت چاہتا ہی یہ لیجاتا ہی مجھے
ہی انتظار رحمت پروردگار کا

بیت منتقل کن جدول لاجواب ❊ نوشتہ انداز طرز نوائن کتاب ❊ چمن آرایان بوستان نازنینان جلوہ نمایان صحبتیان وفہیمان بلاغت نشان وسخنوران نکتہ بیان اس داستان عالیشان کو بہ طبیعت آرائی قلم بہ ہمرکے یون آراستہ وپیراستہ کرتے ہین کہ جب زلزلۂ قضا ثانی سلیمان امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو اس ہنگامہ کارزار ہنجار سے مع لقاے بے لقا دونچے اٹھا لیگئے گرہ ہوا مین آکر تیزی باد صرصر دونون بیہوش ہوئے اور بعد کئی ساعت کے جب ہوش آیا دیکھا کہ بارگاہ فلک اشتباہ بپا ہی اور اس بارگاہ مین ایک تخت جواہر نگار بچھا ہوا ہی اور تخت پر ایک پریزاد نہایت خوبصورت حسین بہ جبین چہرہ مثل خورشید درخشان آنکھین نرگسی ابرو ہلال عید یا شمشیر تبران غمزہ ناوک دل دوز عاشقان رخسار پھول سے لب برگ گل سے دندان گوہر نایاب سینہ صورت آئینہ قد شمشاد گلشن حسن تاج مکلل بجواہر سر پر پوشاک فاخرہ زیب جسم اور تخت پر بصد صولت وشوکت متمکن ہی اور دو جوان رعنا مثل آفتاب ومہتاب گلعذار غنچہ دہن زینت گلشن حسن وخوبی تیرہ تیرہ چودہ چودہ برس کا سن کرسیون پر جلوہ گر ہین نور جمال بیمثال چہرون سے ہویدا آثار ہمت وشجاعت ونشان شان وشوکت جبینون سے پیدا ہی اور تمام گرداگرد دیوان بلند قامت دست بستہ کھڑے ہین پریزادان ماہ طلعت مثل گلدستہا سے گلستان حسن وجمال بادب حاضر ہین امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران زمان متحیر ومتفکر ہوکر دیکھنے لگے اس پریزاد اور نگ نشین وپریجبین اور ان جوانان ماہ پیکر ومہ تمکین نے اٹھکر باادب قواعد شاہانہ بجا لائے اور قدم ہمت لزوم پر امیر کشورگیر کے بوسہ دیا اور بصد اعزاز واکرام اس تخت جواہر نگار پر لاکر بٹھایا حمزۂ صاحبقران زمان نے ان تینون کو بہر سہون کو گلے سے لگایا مگر جس وقت لقاے بے لقا کی آنکھ کھلی صاحبقران کو اس عزت وتوقیر سے دیکھا جلکے خاک ہوگیا پکار کر کہا اے پریزاد یہ کیا غضب ہی حمزہ میرا ایک ادنی بندہ ہی اسکی تو یہ عزت وحرمت کی اور مین زمرد شاہ باختری کہ تم سب کا خداوند اور خالق ہون ولشکرہون میری تو قدر یہ کی اور بات بھی نہ پوچھی ای خیرہ سرو بیمرو تو غضب سے ڈرو ایسا نہو کہ تم سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دون ان سب نے جواب دیا کہ او کبر تا بہ ہجا ہی شہر دلرکرنجھے دیو سے کھلوا دیا جائے بہتر یہ ہی کہ بک بک نہین خاموش رہ

اور اگر تجھے کچھ دعوی خدائی ہے تو آ ہمسے کشتی لڑ اور یہین زیر کر اسوقت ہم جانین کہ تو کچھ قدرت رکھتا ہے لقا پکارا کہ آ دیکھ مین
تم سب کو زیر کرونگا قدرت خداوندی کی دکھا دونگا القصہ امیر با توقیر نے اشارہ کیا کہ لقا کو بھی جگہ بیٹھنے کی دیا چاہیے
دیوون سے ایک کرسی منگوا کر بچھوا دی اسپر لقا کو بھی بٹھایا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے حال سے مجھکو آگاہ
کرو کہ تم کون لوگ ہو اسوقت وہ پریزاد تخت نشین لب گوہر بار سے دُر فشان ہوئی کہ اے شہریار عالی وقار اے زینت دہندۂ تاج
تخت سلاطین روزگار یہ کنیز شاہزادہ بدیع الزمان فلک قدر عالیشان کی زوجہ ہے اور حضور فیض گنجور کی بہو ہے نام
مہر الملک بدیع الجمال پری ہے اور یہ دونون آپکے پوتے ہین اسکا نام نور العیان اور اسکا نام نور الزمان ہے اور حمزہ
پریزاد ایک میرا بھائی ہے اسکو دیو قہقہہ سے جنشی اٹھا لیگیا ہے اسکے چھڑانے کو بیدۂ ظلمات مین بدیع الملک پسر
بدیع الزمان گیا ہے کہ وہ بھی آپکا ایک پوتا ہے وہ ملکہ بلقیس پری کے بطن سے ہوا ہے اسوقت مین اسکی مدد کو جاتی تھی
کہ آپکو ہنگامہ کار زار مین مضطر و پریشان دیکھا دیوون سے حکم کرکے آپکو پنجۂ لقا سے رہا اُٹھوا منگایا ناظرین کتاب پر
پر واضح ہو کہ یہ بدیع الملک پسر بدیع الزمان ہے اور ایک بدیع الملک شہزادہ نور الدہر کا بھی بیٹا ملکہ قمر چہرہ کے بطن سے
بھی پیدا ہوگا یہ مقام قابل اعتراض نہین ہے الغرض امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان نے نور العیان اور نور الزمان
سے فرمایا کہ اے فرزند و لقا سے بے لقا سے تم کچھ فیصلہ کرلو بعد اسکے پھر سمجھا جائیگا اسوقت بحکم شہزادگان والا شان
اکھاڑا دیوون نے تیار کیا پہلے نور العیان نے اور لقا سے لپٹا ہے کشتی ہونے لگی زور کرتے کرتے دو پہر کے بعد لقا کو زیر کیا
اور کہا کہ او گبر نابکار دین اسلام قبول کر اس بیحیا نے جواب دیا کہ مین اسوقت مصلحت اپنے ہاتھ سے زیر
ہوگیا ہون ورنہ تو مجھے کیا زیر کر سکتا ہے او بے ادب اپنے خداوند سے یہ گستاخی کہ تو مجھسے کہتا ہے کہ دین اسلام قبول کر ارے
بندے میرے غضب سے ڈر بے ادبی نہ کر یہ سنکر نور العیان نے برہم ہوکر ایک دیو سے حکم کیا کہ اس کافر مرتد کو کھا جا وہ دیو لقا
کی طرف لپکا صاحبقران زمان نے منع کیا اور فرمایا کہ اے فرزند اگر اسکو دیو نے کھا لیا تو میرے واسطے نہایت بدنامی ہوگی کہ
حمزہ نے لقا کو دیوون سے کھلوا دیا مناسب یہ ہے اب تم مجھکو اور اسکو وہین پہنچوا دو نور العیان نے عرض کیا کہ آج تو حضور استراحت
فرمائین شکر یکہ جلسۂ دعوت ہولے کل دیکھا جائیگا الغرض اُس روز امیر با توقیر و لقا سب لقا اُسی مقام پر رہے جلسۂ عیش و عشرت
شب بھر رہا دوسرے روز نور العیان اور نور الزمان نے حمزہ صاحبقران کو تخت پر سوار کرکے رخصت کیا اور دیوون سے
کہا کہ بحفاظت تمام حضور کو لشکر اسلام مین پہونچا آؤ اور ایک دیو سے خطاب کیا کہ لقا کو اسکے قلعوں پر پہنچا آؤ دیو بحکم نور العیان
اور نور الزمان لقا سے بیحیا کو پشت پر سوار کرکے قلعوں پر پہونچا گیا اُدھر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بہ کرّ و فر
تخت پر سوار لشکر مین داخل ہوئے تمام سرداران لشکر ظفر پیکر امیر با توقیر کو دیکھکر شاد شاد ہوئے بادشاہ اسلام نے طبل
شادمانی بجوایا نوبت نقارے خوشی سے صدائین بلند کرنے لگے اُدھر لقا بھی اپنے قلعوں پر آیا نقارہ دربار بجوایا بختیارک
و یاقوت شاہ وغیرہ خوشی خوشی آئے تمام دربار آراستہ ہوا لقا بے لقا تخت پر متمکن ہوا دورہ شراب چلنے لگا لقا
بے لقا نے خوب خوب شراب پی نہایت بدمست ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل صبح کو سوار قدرت نکلکر سب خدا پرستون کا
کام تمام کر دیگا اُس بدمستی مین شراب کا نشہ زیادہ تھا لقا کے خیال مین آیا کہ کل تو خود لقا بیدار ہو کر خدا پرستون سے سامنا
کرنے کو اُسی وقت نقارہ زرمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے بادشاہ اسلام سے
آکر عرض کیا کہ لشکر لقا مین طبل جنگ بجا ہے کل صبح کو سوار قدرت لقا معرکہ آرا سے شروع ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا کہ کچھ
اندیشہ نہین حکم دیا جائے کہ یہان بھی بتائید یزدانی و بفضل ربانی کوس حربی نوازش مین آئے القصہ رات بھر دونون طرف
تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئے سرداران لشکر ادھر بھی اور ادھر بھی منتظر تھے کہ دیکھئے کسکا

کو لشکر کفار سے کون نکلتا ہے کہ یکایک پلنگ کوہ کی طرف سے ایک نقابدار بالا پوش مرکب پر سوار نظر آیا اور آتے ہی لشکر
اسلام سے مبارز طلب ہوا ادھر لشکر اسلام سے قبۂ دین ستون اسلام نظر کردہ شاہ ولایت امیر مشرق و مغرب شہسوار ولدل
مالک چرو دگل یعنی کرب غازی بادشاہ اسلام سے رخصت جہاد لے کر مرکب تیز رفتار چھیڑ کر نقابدار بالا پوش کے مقابلہ کو آئے
بعد از تکاور زبانی دو ہستخی نیزہ بازی ہوئی آخر نیزہ نقابدار کو کرب غازی نے ہوا کر دیا نقابدار نے تلوار میان سے کھینچی
کرب غازی نے نعرہ کیا نعرہ کرب غازی کرب شہسوار پیل نامدار نظر کردہ شیر یزدان دگار ہوشیار باش اور نقابدار
ناہنجار ہے کیکر بنام انتقام سے شمشیر آبدار مثل برق جہندہ چمکی تلوار کا چمکنے لگا نقابدار نے بڑھ کر تلوار کا ہاتھ مارا کرب غازی
نے بہ چابکدستی وار اسکا روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تلوار بجلی کی طرح کوند کر
سپر پر پڑی سپر کو مثل گردہ ورق سیاہ قلم کر کے سر میں در آئی کاسۂ سر نقابدار کا کٹتی ہوئی تا دو ابرو اتر گئی نقابدار نے
دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی زخم کاری لگا سر سے ایک دریا خون کا جاری ہوا تاب مقاومت نہ لاسکا باگ گھوڑے کی
پھیر کر فراری ہوا عیار نقابدار کو ہمراہ لے کر پلنگ کوہ کی طرف بھاگا اتفاقاً ادھر سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دونوں عیار
مطار و جبار ہمراہ لیے ہوئے پلنگ کوہ کی سیر کرتے ہوئے چلے آتے ہیں اثنائے راہ میں دیکھا کہ ایک نقابدار معرکہ کارزار
کی جانب سے خون میں نہایا ہوا زخمی اپنا گھوڑا اڑائے ہوئے چلا آتا ہے اور ایک عیار بھی اسکے ساتھ ہے عمرو نے اپنے
عیاروں سے کہا کہ یہ دونوں جانے نہ پائیں گھیر کر پکڑ لو وہ عیار خواجہ عمرو نامدار دوڑے دونوں کو گھیر لیا عیار نقابدار
یعنی گردہ مرو ناہنجار تو بھاگ گیا نقابدار کو گرفتار کر لیا عمرو نے نقاب الٹ کر دیکھا تو لقا ہے لقا وہ روسیاہ ہے عمرو نے
اپنے عیاروں سے کہا کہ اگر اسے حمزہ صاحبقران کے پاس لیجاتا ہوں تو وہ رحمدل ہیں سر بسر کر کے چھوڑ دینگے اس سے
یہ بہتر ہے کہ اس بھیا ناہنجار ازلی کو میں قتل کروں یہ کہکر عمرو لقا کو اسی حالت زخمداری میں دامنہ کوہ میں لائے اور باندھ کر ڈالدیا
عیار عمرو نامدار کے لقا کو گھیرے ہوئے گرد کھڑے رہے خواجہ عمرو نے تلوار کھینچی لقا نے آواز دی اے بزرگان بے ادب تم
خوف کرو قہر خداوندی سے نہیں ڈرتے ہو بچہ اپنے خدا کو قتل کرتے ہو دیکھو اگر قہر و غضب میں آؤنگا تو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا
عمرو نے جواب دیا او مردود میں ابھی تیرے ٹکڑے اڑاتا ہوں یہ گفتگو تھی کہ ناگاہ دیو زرین بال نمایان ہوا اور لقا کو اٹھا لیا
عمرو نامدار مع عیاران جرار وہاں سے پھرا اور لشکر اسلام کی طرف چلا ادھر کا حال سنیے کہ لشکر اسلام میدان رزمگاہ سے
پھر کر اپنے مقام کی طرف آئے امیر بانوقیر نے کرب غازی کو خلعت دیا اور سرداران لشکر سے فرمایا یہ ثابت ہوا کہ نقابدار
کون تھا کرب غازی نے عرض کیا کہ مجھکو لقا سے بھیا معلوم ہوتا تھا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو بھی آئے مجرا کیا اور تمام حال بیان
کیا امیر نے فرمایا کہ یہ کیا اس بھیا کو سوجھی تھی کہ نقابدار بنکر لڑنے آیا اب ادھر کا حال سنیے کہ دیو زرین بال نے لقا
بھیا کو اٹھا کر قلعہ لولون پر لا کر اتارا سب سردار جمع ہوئے زخم میں ٹانکے لگے فرہش بن عنطر سو کیا سے طوفانی نے لقا
سے کہا یا خداوند آپ طبل جنگی بجوا دیں کل میں خدا پرستوں سے لڑونگا اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہر کارے خبر لے کر
راہی ہوئے لشکر اسلام میں آکر دربار امیر میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لشکر لقا میں طبل جنگ بجا ہے کل فرہش بن
عنطر سو کیا سے طوفانی مقابلہ کو آئیگا یہ سنکر لندھور بن سعدان نے امیر بانوقیر سے عرض کیا کہ حضور میرے
نام پر طبل جنگ بجوائیں فرہش بن عنطر سو کیا سے طوفانی سے میں وعدہ کر چکا ہوں کل میں اس سے ہمنبرد ہونگا امیر
بانوقیر نے فرمایا ای دارائے ہند بہتر ہے کل تم فرہش کو زیر کر کے مسلمان کرو غرضکہ لشکر اسلام میں بھی کوس حربی بجا
رات بھر تیاری جنگ میں مصروف رہے صبح کو میدان جنگ تیار ہوا جانبین میں صفیں آراستہ ہوئیں لقا بے لقا گنبد
گیتی نما میں بیٹھا صفوف جدال و قتال دیکھ رہا ہے جب وقت صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب باند آواز نقیبانہ

کر کے چلے گئے قہرش بن عنظر سوکیاسے طوفانی فیل مست پر سوار ہوا پہلے لقا کو سجدہ کیا پھر یاقوت شاہ سے اجازت
دریافت حرب سے کر میدان رزمگاہ میں آیا اور بڑے شد و مد سے مبارز طلبی کی ادھر لشکر اسلام سے شہزادہ ہندوستان
دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان بادشاہ اسلام فلک غلام سے رخصت جنگ و جدال لے کر معرکہ جنگاہ
میں اپنے فیل یعنی میمونہ مبارک کو جھپکا کر نعرہ شیرانہ کرتا ہوا آیا نعرہ لندھور منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستان
منم گرد نریمان منم رستم پہلوان منم جس وقت قہرش نے لندھور کو آتے ہوئے میدان میں دیکھا بہ ارادہ لڑنے کا ورنہ لی
ہاتھی کو ہول کر دوڑایا تہ سجرات و دلاوری رنگا رنگی ہوئی بعدہ لاف زنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہونے لگی نیزہ
قہرش بن عنظر سوکیاسے طوفانی قریب گلوگاہ دارائے ہند لندھور بن سعدان آیا تھا کہ لندھور نے چرخہ
وسنانے کی ماری انی نیزہ قہرش کی چھٹ گئی لندھور نے نیزہ طویل سے اپنے نیزہ قہرش کو ہوائی کر دیا قہرش نے گرز
اٹھایا عمود بازی ہونے لگی گنی وار گرز قہرش کے لندھور روک کے للکارا کہ باش او قہرش ایک ہلکی سی ضرب میری
بھی اٹھا لے تب جانوں کہ تو بڑا جری و بہادر ہے قہرش نے کہا اے لندھور تم دریغ نہ کرو پوری ضرب گرز لگاؤ سر کی لگاتو
لندھور نے کہا اے قہرش تو میری ضرب گرز لگاؤ سر کا متحمل نہ ہو سکیگا جب قہرش نے قسم دی لندھور مجبور ہوا اور
دونوں ہاتھ سے گرز کو پکڑ کے تانا اور قہرش پر ضرب گرز لگاؤ سر لندھور نے لگائی قہرش نے خالی دی وہ گرز گراں سر لندھور
بن سعدان فیل قہرش پر پڑا فیل مست فوراً تڑپ کر مر گیا قہرش کشتی پہ آمادہ ہوا لندھور بھی فیل میمونہ مبارک سے کودا
کشتی ہونے لگی دونوں لشکر کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں دونوں پہلوانوں کے لنگر جمے ہوئے ہیں اکھڑ نہیں سکتے چھ شبانہ روز
برابر زور رہا کیے ساتویں دن ایک مقام پر لندھور نے قہرش کے ایک لگونسا رکھا سے گلو پہ مارا قہرش بیتاب ہو گیا یقین
تھا کہ پھڑک کر دم نکل جائے اسی حالت میں لندھور نے لنگر اکھیڑ کر قہرش کو زمین پہ مارا قہرش زمین پہ چت گرا لندھور
نے زیر کر کے قہرش کو باندھ لیا لندھور عرصہ کارزار سے قہرش کو لے کر لشکر کی طرف پھرے ادھر لشکر کفار مجبور و بے یار
اداس حیران و پریشان پھر گئے لقا کو قہرش کے گرفتار ہو جانے کا بہت رنج ہوا صاحبقران زمان لندھور پہ زر نثار کرتے
ہوئے لائے بہت خوش ہوئے خلعت فاخرہ لندھور کو دیا اس روز دربار امیر بانوقبر نے نہیں کیا عالم شادمانی میں مشغول
رہے دوسرے دن آکر بارگاہ سلیمانی میں جلوہ افروز ہوئے فرمایا لاؤ قہرش بن عنظر سوکیاسے طوفانی کو جس وقت
قہرش دربار عالم پناہ میں آئے صاحبقران زمان کو سلام کیا کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت فرمائی ساقی سیمچہ کو اشارہ کیا
وہ جام شراب گلرنگ لبریز کر کے پلانے لگا جب قہرش کا دماغ ساغر ایاغ پی کر گرم ہوا دل باغ باغ ہوا غنچہ خاطر شگفتہ ہوا
صاحبقران نے فرمایا اے قہرش اب یہ بتا کہ لندھور نے تجھے کیونکر زیر کیا قہرش نے مصلحتاً کہا جی ہاں واقعی لندھور
نے زیر کیا صاحبقران نے فرمایا پھر تجھ کو اسلام قبول کرنے میں کیا عذر ہے قہرش نے باادب عرض کیا مجھے کچھ عذر نہیں میں حضور
کا غلام حلقہ بگوش ہوں لقا پر میں لعنت کرتا ہوں اور اطاعت امیر بانوقبر حمزہ صاحبقران کی بسر و چشم قبول کی امیر
نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا قہرش از سر صدق اسلام لایا امیر بانوقبر نہایت خوش ہوئے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگروں کو کہ قید آہنی
قہرش کی دور کریں قہرش نے عرض کیا کہ آہنگروں کی کچھ حاجت نہیں ہے یہ کہکر فوراً زور کیا سب قید توڑ کر پھینک دی صاحبقران
زمان نے قہرش کو خلعت عنایت کیا مگر قہرش مسرور نہ ہوا بلکہ بکدر خاطر ہو کر خلعت قبول کیا امیر بانوقبر نے دیکھا کہ قہرش
خلعت پہنکر رہا شگفتہ خاطر اسکا شگفتہ نہ ہوا امیر بانوقبر نے فرمایا اے قہرش تم اسوقت کیوں ملول ہو سبب بتاؤ جو کچھ
خدشہ ہو دل میں نکال دو قہرش نے دست بستہ امیر بانوقبر سے یہ عرض کیا کہ اسوقت میں نے چند مصلحتوں سے کہدیا
تھا کہ میں لندھور سے زیر ہو گیا ورنہ حضور نے میری طاقت اور زور کو ملاحظہ فرمایا اگر لندھور میری شہرگ کو دبا نہ دیتے ...

مارتا اور مجکو زیر کر لیتا تو مین جانتا گھونسا کھا کر مین بیتاب و بے بس ہو گیا یہ سنتے ہی امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان
کو غیظ آگیا اور غصہ سے منھ سرخ ہو گیا فرمایا بلاؤ تو لندھور کو کہان ہی جب لندھور سامنے آئے صاحبقران زمان
کو دیکھا کہ غصہ سے منھ سرخ ہو رہا ہی شیاطین کانپ رہے ہین لندھور کو دیکھتے ہی فرمایا اے لندھور تو نے قہرش کو کیونکر زیر کیا
لندھور نے کہا جس طرح بہادر زیر کرتے ہین اُسی طرح مین نے بھی قہرش کو زیر کیا امیر نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہی قہرش
کی ٹھہرگی گاؤ پیکر گھونسا مارا اُسکو مجبور کر دیا کیا اسی طرح بہادر دغا و فریب سے زیر کرتے ہین تو قابل بارگاہ مین آنے
کے نہین ہی بس دور ہو چلا جا دربار سے میرے اور کبھی میرے سامنے آنے کا قصد نہ کرنا نہین تو بہت بُری طرح پیش
آؤنگا اور سخت غصہ ہو کر امیر بانوقیر نے کہا کہ جلد میرے دربار سے اس دغاباز ہندی کو نکالو میرے دربار مین
ایسے دغاباز ہندی کا کچھ کام نہین ہی یہ سنکے لندھور بن سعدان بادیدۂ گریان دربار امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران
زمان سے باہر آئے اور اپنے دونون بیٹے فرہاد خان یکھری اور ارشیون پریزاد کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آئے
اور سرداران لشکر کو بلا کر کہا کہ بھائیو ہم پر تو عتاب صاحبقرانی آیا ہی مجکو نہ اب فوج سے غرض ہی نہ مال و متاع سے کام
سپاہگری و بہادری سے ہاتھ اُٹھایا اب تم سب فرہاد خان یکھری اور ارشیون پریزاد کی اطاعت کرنا کبھی عدول حکمی انکی کوئی
نکرے ہمراہ رکاب میرے دونون بیٹون کے رہنا اور فرہاد خان یکھری اور ارشیون پریزاد سے کہا کہ خبردار اطاعت و
فرمان برداری امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان سے باہر ہونا ہر وقت مثل غلامان حلقہ بگوش خدمت فیض درجت
مین حاضر رہنا اگر تمنے میرے خلاف حکم کیا تو میری بخشش تمپر سے نہ لگیگی اور حشر کے روز تمھارا دامنگیر ہونگا دونون بیٹے لندھور
کے رونے لگے اور کہا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہین پدر لندھور نے کہا جو مین کہتا ہون ایسا ہی کرنا رونے سے کچھ حاصل نہین
تک یہ حال سُنکر کیا سرداران لشکر لندھور نے عرض کیا کہ خداوند آپ کیون فقیری اختیار کرتے ہین پروردگار عالم
نے آپکو کیا رتبہ دیا ہی لاکھ سوار و پیادہ ایسے لشکر جرار کا حاکم کیا ہی اپنی اقلیم ہندوستان مین چلکر بادشاہت کیجیے فوجون کو
ترتیب دیکر ملکون کو تسخیر فرمائیے لندھور نے کہا بیشک یہ سب ممکن ہی مگر واللہ مین اطاعت صاحبقران زمان کو سب سے بہتر
سمجھتا ہون اب فرمانبرداری امیر بانوقیر کی چھوڑکے حکومت و سلطنت و سپاہگری و بہادری نکرونگا مجکو زندگی اپنی دشوار ہو
گئی اب سپاہگری کا میری خاتمہ ہو چکا چند سے مین فقیری اختیار کرکے مرجاؤنگا کیا مین اب زندہ رہونگا اس کلام محبت انجام
پر لندھور کے لشکر مین تلاطم ہو گیا شور گریہ و زاری لشکر مین بلند ہوا ہر شخص چیخین مار مار کے رونے لگا ایک ہنگامہ درد انگیز
و ماتم خیز برپا ہوا لندھور نے سب اسلحہ اتارے خود و زرہ و دستانہ و جہلم و بکتر اور نیزہ و شمشیر تفنگ و تیر و کمان و
خنجر و سپر سب فیل میمونہ مبارک پر رکھدیے اور کہا کہ اے میمونہ اب تو صحرا کی راہ لے مین تجھسے رخصت ہوتا ہون فیل میمونہ مبارک
زار زار روتا ہوا چنگھاڑتا ہوا ایک طرف صحرا کی راہی ہوا اور لندھور بیٹون سے اور سب عیارون سے اور سرداران لشکر سے رخصت ہو کر جانب
صحرا پر آشوب روانہ ہوے مگر تھوڑی ہی خاک اُٹھائی اور گریبان چاک کرکے سر پر ڈالی اور منھ پر ملی اور گلے مین ہاتھ باندھکر گریبان
کرنا شروع کی اور یہ شعر زبان پر جاری کیے شعر نرگس نے آنکھ پھیری بلبل جدا ہوئی ؛ چلیے اب اس چمن سے یہان کی ہوا بگڑی
بلبل کی گل سے باد صبا سے بگڑ گئی ؛ بو بلبلے چمن کی ہوا سے بگڑ گئی ؛ جو جو آگے بڑھتے ہین خیال جدائی خدمت امیر نامدار
کا آتا ہوا نہ حسرت آنکھون سے بہاتے ہین اور یہ عبرت آمیز تضمین پڑھتے ہین تضمین کوئی حرم کو کوئی بتکدے کو جاتا ہی
کوئی تلاش معیشت مین جان کھپاتا ہی ؛ مین تجھسے پوچھون کہ اے دل کدھر کو جاتا ہی ؛ بتادہ گھر کے آنکھون
مین آنسو یہ کہتے ہین ؛ علی الصباح جو ہر روم لکار وبازو ؛ بلاکشان محبت یہ کوئے یار روند
دو داستان والا شان شوکت نشان قہرش بن عنقل سو کیا سے طوفانی کے

سرِ حرفِ تحریر میں لاتے ہیں — ساقی نامہ

بجا رکھ ارے ساقیا ہوش تو
تلاطم ہی میخانے میں سا قیا
خم و جام و مے کا پتا بھی نہیں

پلا جلد اب جام مدہوش کو
ارے آج تو لطف سب ہی گیا
ہے قلقل میں شیشے کی بانگِ حزیں

نہ کر ہمسے رندوں پہ ایسا عتاب
زمانے کو کیسا ہوا انقلاب
بس آ اپنے مطلب پہ اب اے حکیم

سناسب ہے پلوا دے چوکی شراب
کہ بہتی پھرے مثل بارش شراب
کہ دربارِ حمزہ ہے پیشِ نظر اشتعال

فقیری سلطنت ہی خاکسار کو جاناں کی
دماغ اسکا ہی جو سونگھے کسی سیب زنخداں کو
کیے ہیں کافر و بیدار ان زلفوں نے سودائی
حکومت ہو تو دلوا دیجیے پھانسی گریباں کو

مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیماں کو
جنوں کے جوش میں کرتا ہوں کار دوست ہر ہم
ہے دل کی ہیں جان کا جنجال ہندو اور مسلماں کو

مذاق اسکو ہی جو چوسے لبِ شیریں جاناں کو
نکلتا ہوں صحرا توڑ کر دیوارِ زنداں کو
جنوں کے جوش میں ایسا گلے کو ہی گھونٹا؟

ہمیشہ خامۂ نقش طراز بیان + رقم می نماید این داستان

جلوہ نمایان ضیائے خورشید فلک جرأت و ہمت و ضیا پردازان تجلی ماہ آسمان صولت و شوکت اختر سپہر بہادری و دلاوری کو یوں درخشندہ و تابان کرتے ہیں کہ جب دارائے ہند لندھور بن سعدان رستم زمان پر عتاب امیر تزلزل افگن قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان آیا اور دربار سے اپنے نکالدیا اور حکم کیا کہ کوئی میرے سامنے ذکر لندھور کا نہ کرے اور جو سعی و سفارش لندھور کی کریگا اسکو بھی میں اپنے دربار میں نہ آنے دونگا اگرچہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہو تو دربار میں امیر باتوقیر کے سب گستاخ و دلیر تھا ڈرتے ڈرتے امیر سے کہا کہ اے حمزہ لندھور نے اپنا مال و متاع و لشکر بیٹوں کے سپرد کیا سلاح جنگ وغیرہ گھوڑے کے فیل سیمو شہ پر لادے اور اس سے کہا کہ جدھر تیرا جی چاہے صحرا کی طرف چلا جا آپ روتا ہوا اور بھاری جدائی میں خاک اڑاتا ہوا گریبان چاک منہ پہ خاک بیابان کی لگا کر فقیر کا بھیس کر کے ایک طرف کو چلا گیا امیر باتوقیر نے چین بہ جبین ہو کر فرمایا خواجہ اب کبھی لندھور کا ذکر میرے سامنے نکرنا یہ ذکر تھا کہ بیٹے لندھور بن سعدان کے فرہاد و نواں بن کھتری اور رائے شیون بہزاد دونوں دربار میں امیر باتوقیر کے سامنے آئے صاحبقران نے فرمایا کہ تم کس واسطے میرے دربار میں آئے ہو باپ تمہارا فقیری اختیار کر کے جانب صحرا گیا تم اپنا لشکر خیمہ ڈیرہ لیکر ملک ہندوستان کی طرف بلا تم کچھ تمہاری فوج اور لشکر کی پروا نہیں ہے ان دونوں نے عرض کیا کہ ہم قدم مبارک حضور کے چھوڑ کر ہرگز نہ جائینگے اطاعت و فرمان برداری میں حضور کی دل و جان حاضر رہینگے امیر نے فرمایا تمہیں اختیار ہے بیٹھو اپنے مقام پر میں تمہیں سپرد کرتا ہوں تمہاری اور تمہارے لشکر کی سرداری کیا بیٹے وہ دونوں سردار سلام کر کے اپنے اپنے ذکر پر متمکن ہوئے امیر باتوقیر قہرش بن غضنفر سو کیا سے لطو خانی کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا اے قہرش تجھے زور آوری اور قوت و بہادری کا دعوی ہے کہ تو کہتا ہے کہ لندھور نے شرک کا گولہ بھی کونسا مارا اسوجہ سے میں عاجز ہو گیا ورنہ میں کبھی کسی سے زیر ہوتا اچھا تو اکثر تجھے مغرور کر رکھے جسقدر ارادہ جسطرح تیرا جی چاہے کہ تیرے دل کا حوصلہ نکل جائے قہرش بن غضنفر سو کیا سے لطو خانی نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا ہی کہ آپ سے آنکھ ملا سکوں اب تو یہ غلام حضور کا غلام حلقہ بگوش ہو چکا ہی اطاعت و فرمان برداری سے آپ کی مجھے کیا عذر ہے حضور کبھی ایسا نہ ہوگا امیر باتوقیر نے قسم کھا کر کہا کہ اے قہرش سب کے میں مجبور کر کے جبر یہ کبھی سردار رکھنا اپنے پاس نہیں رکھتا ہوں میں تیرا عذر کبھی نہ مانونگا جب تک کہ میں تجھسے مقابلہ نکرونگا اور تو بھی زبان سے اقرار نہ کریگا کہ میں زیر ہوا اسوقت میں تجھسے راضی ہونگا جب قہرش نے دیکھا کہ امیر باتوقیر کسی طرح نہیں مانتے تب مجبور ہو کر امیر کشور کشا اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے قہرش اور زیادہ کچھ نہیں فقط اتنا کرنا کہ میرا لشکر اٹھا لے یا میں تیرا لشکر اٹھا لوں یہ کہکر صاحبقران زمان سیدان میں پہنچ گئے اور قہرش زور کرنے لگا کس طرح سے قہرش بن غضنفر سو کیا سے لطو خانی نے

جب بکد کر سکے زور کیا مگر بالکل پاؤں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچی نہ ہٹ سکے آپ زبان پابوس صاحبقران رہی اگر ذرا بھی پائے مبارک
کو ہزار بدقت و خرابی لغزش ہوئی فوراً اشارہ لنگر مارنے کا کیا تھا پھر پاؤں زمین میں غرق ہو گئے اور قہرش سے ہرگز ہرگز
لنگر صاحبقران زمان کا زمین سے نہ اکھڑ سکا قہرش پسینے پسینے ہو کر غرق غرق حباب ہوا پھر بھر کامل قہرش نے طاقت و قوت
دکھائی کہ نہایت تھک گیا اور امیر کا بال بھی قہرش سے نہ بیکا ہوا یہ دیکھکر صاحبقران زمان اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا
کہ اب تو بیٹھ جا میں زور کرکے تیرا لنگر اٹھائے لیتا ہوں ناچار و مجبور قہرش لاہوت تمام اپنا لنگر قائم کرکے زمین پر بیٹھ گیا
امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے کمرزنجیر میں استوار ہاتھ ڈال کے لنگر توڑ کے پہلے ہی زور میں گھٹنوں تک لائے
اور دوسرے زور میں سینہ سے زیادہ اٹھالائے تیسرے زور میں ہاتھ سر سے بلند کرکے نعرہ تکبیر کیا اور کئی مرتبہ ہاتھ سے
جنبش دے کر فرمایا کہ کیوں اے قہرش اب کیا کہتا ہے اگر کہے تو بلند کرکے دے ماروں کہ تو پیوند زمین ہو جائے قہرش نے عرض
کیا کہ حضور اب میں زیر ہوا مجھکو چھوڑ دیجئے نہیں مر جاؤنگا اور پھر دوبارہ بصدق دل مسلمان ہوا اور اقرار وحدانیت
پروردگار کیا اور کلمہ طیبہ جو تعلیم پاچکا تھا زبان پر بفصاحت جاری کیا امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے اسکو اسی
مقام پر بہ آہستگی بٹھلا دیا دربار میں سب پر رعب و داب صاحبقرانی زیادہ ہوا امیر نے اور بادشاہ اسلام نے بھی قہرش
کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور صاحبقران زمان نے قہرش کو دست راست پر بیٹھنے کی جگہ دی ہرکاروں نے
فوراً جاکر لقاسے بے لقا کو خبر دی کہ قہرش بن عنطرسوکیاسے طوفانی نے زیر ہو کر امیر حمزہ صاحبقران زمان سے دین
اسلام بصدق دل قبول کیا اور مسلمان ہو گیا زمرد شاہ باختری لقاسے بے لقا یہ سنتے ہی نہایت غیظ و غضب میں آیا
اور گرد مرد عیار سے کہا کہ جلد جا قہرش کو گرفتار کر لا کہ اسکو تنبیہ معقول کروں سزائے سخت دوں گرد مرد عیار فوراً حکم
لقا سنکر اسی وقت تخت طلوت سے اتر کر روانہ ہوا اور قریب لشکر اسلام کے آکر ایک خدمتگار کی شکل بنا اور بارگاہ سلیمانی
کے آگے ٹہلنے لگا جب دو پہر رات گئی اور دربار امیر بانوقیر برخاست ہوا اور سب سردار اپنے اپنے خیموں میں گئے قہرش
بھی بارگاہ سے نکل کر اپنے خیمہ میں آیا یہ خدمتگار شعبدہ کردار ایک گوشہ خیمہ میں پوشیدہ ہو رہا جب قہرش بن
عنطرسوکیاسے طوفانی شدت خواب سے بالکل غافل ہو گیا گرد مرد عیار بشکل خدمتگار قریب قہرش کے آیا اور
فنون عیاری سے بیہوش کیا پشتارہ باندھکر قنات خیمہ چاک کرکے اور قہرش کو لے کر طرف ملک سبائل کے بھاگا اور
لا کے سامنے یاقوت شاہ کے وہ پشتارہ رکھدیا یاقوت شاہ نے فوراً قہرش کو اسی حالت بیہوشی میں سلسلہ بزنجیر
طوق اور ہتھکڑی کرکے قید کیا جب قہرش کو ہوش آیا اپنے تئیں طوق و زنجیر میں مسلسل پایا نہایت متردد و متحیر ہوا
یاقوت شاہ قہرش کو قید کرکے سامنے زمرد شاہ باختری خداوند لقا کے لایا قہرش نے بطریق اسلام سلام کیا
لقاسے بے لقا اور زیادہ غصہ میں ہوا اور کہا اے بندہ بے ادب تو نے مجھے تو سجدہ نہ کیا آسمان کے خدا کی تعریف
کرکے سلام بطریق اسلام کیا بس بہتر ہے کہ اپنے آئین قدیم پر قائم ہو اور مجھکو سجدہ کر میں تیری خطا معاف کردوں قہرش
نے کہا او بدبخت کافر و الکفر تجھپر اور تیرے پرستاروں پر لعنت ہے میں دین اسلام قبول کر چکا پاک و پاکیزہ ہو گیا پروردگار
عالم کو سجدہ کرونگا اور تجھپر لعنت کرونگا قہرش کا بھائی ہمسر ہمالک کھڑا تھا اسنے قہرش کو ایک لات ماری اور پیچھے
ہو کر للکارا کہ او بیحیا تو خداوند لقا کو برا کہتا ہے جسکا نمک برسوں کھایا اسی سے یہ کلمہ ادا کرتا ہے یہ دیکھکر قہرش بن عنطرسوکیاسے
طوفانی کو غصہ آیا اور للکار کر کہا او ہمسر شوریدہ بخت کھڑا تو رہ معلوم ہوا تیری قضا آپہنچی اور یہ کہکے قہرش نے غصہ
میں ہاتھوں کی ہتھکڑیاں اور پاؤں کی بیڑیاں اور گلے کا طوق ایک ہی جھٹکے میں توڑ ڈالا اور وہی ہتھکڑیاں بیڑیاں
اٹھا کر ہمسر ہمالک کے کھینچ ماریں کہ سر ہمسر کا مثل انار کا پاش پاش ہو گیا وہ ظالم گرا اسی کی تلوار لے کر لقاسے بے لقا

پرچھپا لیتا تھا سے لپتا اٹھکر بھاگا نیچے تخت کے چھپ گیا اور سب سرداروں نے کہا کہ اس بیہودہ بے ادب کو جلد بارلو یہ سنتے
ہی کفار نے چہار طرف سے قہرش کو گھیر لیا ہجوم کر کے قہرش پر آپڑے قہرش نے تلواریں مارنا شروع کیں اسوقت پہلے
نامرسل لڑتا سے بچتا سپہ قبیل عاد یہ کہکر دوڑا کہ اباش اوظالم تو نے اپنے بھائی بھریرہ سماک کو مارڈالا اب تو میرے
ہاتھ سے کہاں جائیگا وہ جھپٹ کر تلوار قہرش پر ماری قہرش نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا وہ ملعون دو ٹکڑے
ہو کر گرا اب قہرش لڑتا ہوا چلا جو کافر دہنے بائیں پیش و پس آیا قہرش نے اسکو تلوار سے دو ٹکڑے کیا اسیطرح
قبیلوں سے کفار کی صفائی کرتا ہوا چھٹے قبیلول پر آیا وہاں قباد اژدر چشم تلوار کھینچے کھڑا تھا پکارا کہ او بندہ
کہاں جاتا ہے یہ کہکے تلوار ماری قہرش نے وار اس نابکار کا پشت شمشیر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا مارا تلوار قہرش
کی کمر پر پڑی وہ ظالم مثل خیار تر کے قلم ہو گیا قہرش وہاں سے بڑھا قبیلول پنجم پر آیا وہاں اژدر قاقم پوش
تھا للکارا کہ او قہرش کہاں آتا ہے تو نہیں جانتا کہ میں بہرام فلک ہوں یہ کہکے اژدر نے تلوار کا ہاتھ مارا قہرش
نے اسکے آنے کو تلوار سے کاٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا وہ تلوار شانے پر پڑی زیر بغل اتر گئی وہ ظالم گرا قہرش آگے بڑھا
کارزار کرتا ہوا قبیلول چہارم پر آیا وہاں سمعون شیرگیر سے سامنا ہوا اسنے ایک گرز گران سر قہرش پر مارا قہرش
نے کلہ خود پر ہاتھ ڈالدیا اور ایک جھٹکا مارا کہ گرز اسکے ہاتھ سے نکل گیا قہرش نے وہی گرز اٹھا کر سمعون شیرگیر کے
سر پر مارا سر پاش پاش ہو کر جسم میں ایک خون کا تھالا بنکر رہ گیا قہرش وہاں سے آگے بڑھکر قبیلول سوم پر پہونچا
وہاں قارن ازرق چشم سے سامنا ہوا اسنے بھی تلوار کا ہاتھ مارنے کو بلند کیا قہرش کی تلوار زیر بغل چلی گئی اس
بغل کو کاٹ کر اس بغل سے نکل گئی وہ مردود دو ٹکڑے ہو کر گرا وہاں سے قہرش لڑتا ہوا دوسرے قبیلول پر آیا وہاں
عطارد اژدہا چشم دبیر فلک سے مقابلہ ہوا عطارد نے لوح طلا قہرش کے مارنے کو اٹھائی قہرش نے اسکے ہاتھ
وہ تختی طلائی چھین لی عطارد اژدہا چشم نے دوات سونے کی کہ کئی سو من کی تھی قہرش پر کھینچ ماری قہرش نے
اسی تختی پر روکی عطارد نے سونے کا قلم کہ بجائے گرز کا تھا قہرش پر مثل نیزہ بلال کے مارا قہرش نے قلم پر ہاتھ ڈالا
جھٹکا مار کر چھین لیا اور وہی مثل سنان نیزہ عطارد کے سینہ پر مارا کہ توڑ کر پشت کے پار گذر گیا پھر کاٹ کے قلم
عطارد اژدہا چشم کا لنگر اٹھا کر زمین پر مارا کہ وہ مردہ صد سالہ ہو گیا وہاں سے لڑتا ہوا قبیلول اول پر آیا وہ
مقام گردھر عیار کا تھا اسکے ہمراہ بھی عیار پچاس وہاں تھے انہوں نے تلوار علی کر کے فلاسن کا نوش
پر ہاتھ رکھ لیے مریخ فلک تھرتھرانے لگا ایک سوار زرین پوش سے مقابلہ ہوا قہرش پیادہ تھا اور وہ گھوڑے پر
سوار تھا قہرش پر اسنے نیزہ مارا قہرش نے اوپر ہی نیزے کی تلوار سے قلم کر دی اس نے تلوار کھینچ ماری قہرش
نے بچ کر خالی دی خود اسکی ہوا میں زمین پر گری قہرش نے جھپٹ کر ٹانگ اس سوار زرین پوش کی پکڑ کے کھینچ لی وہ
سوار زمین پر گرا قہرش نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا وہ سوار دو ٹکڑے ہو کے گرا قہرش اس سوار کے گھوڑے پر جھپٹ کر چڑھ بیٹھا
تلواریں مارتا ہوا جنگ و جدال کرتا ہوا قریب شام کنارے لشکر کفار کے پہونچا وہاں سے گھوڑا بیتاب کر کے بارگاہ کی
اٹھائی سرپٹ گھوڑے اڑاتا ہوا داخل لشکر اسلام کے ہوا ادھر کا حال سنئے جب گردھر عیار قہرش کو پکڑ کر لشکر کفار میں لیگیا
کو پکڑ لیگیا صبح کو لشکر اسلام میں غلغلہ ہوا کہ کوئی قہرش کو پکڑ لیگیا اسیر ہو گیا حضرت صاحبقران نے یہ بیان کبھی خبر ملی
کہ قہرش کو عیار لشکر کفار پکڑ لیگیا فرمایا بادشاہ غضب ہوا عمرو سے فرمایا اے خواجہ جلد جاؤ دریافت کرو کہ لقا اسکے
قہرش کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے کہ سر گروہ کو قہرش کو یا قوت شاہ سلسلہ بطوق و زنجیر کر کے قبیلوں پر
سامنے لقا کے لیگیا تھا وہاں قہرش نے قید میں اپنی توڑ ڈالی اور مارے تلواروں کے سب قبیلوں کو درہم برہم

دال قلندر کا مرید ہوکر فقیری اختیار کرکے سب لشکر و حکومت چھوڑ کر تکیے پر بیٹھا ہے یاقوت شاہ نے فوراً جاکر خداوند
لقا سے یہ حال بیان کیا لقا نے کہا ہمنے بارہ سو برس بیشتر یہی تقدیر کی تھی پھر بیلاد قدرت کو حکم کیا تو جا اور میری طرف
سے لندھور کو پیام دے اے بندہ من نہ گھبرانا خوب کیا جو تو نے امیر کی رفاقت سے دست برداری کی میرے
پاس چلا آ میری خداوندی کا اقرار کرکے سجدہ کر میں تجکو اپنے لشکر کا مالک و سردار کردونگا و دست راست پہ جگہ
دونگا جہاں قہرمش بن عنظر سوکیا سے طوفانی بیٹھتا تھا شان و شوکت تیری بڑھاؤنگا اپنی رحمت سے تیرے
تیرا اعلا و ر اعلا کرونگا او بیلاد اچھی طرح سے اسکو سمجھانا جبر و تعدی نہ کرنا میرے بندے کو خرم و شاد کرکے
میرے پاس لانا ناظرین پہ واضح ہو کہ یہ وہ سردار ہے کہ اسکو سب لقا پرست حرامی کہتے ہیں نہ اسکی ماں کا پتا
ہے نہ باپ کا کہیں نشان ہے وہ کہتے ہیں کہ بیلاد کو لقا نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے غرضکہ بیلاد قدرت
بیس ہزار فوج ہمراہ اپنے ساتھ لے کر طرف تکیہ دال قلندر کے روانہ ہوا یہاں یہ کیفیت ہے کہ دال قلندر
شیر کی کھال پہ بیچ میں بیٹھا ہے اور گرد سب مرید ہیں لندھور بن سعدان بانہ فقیری کا لیے ہوے زیر بغل [illegible]
آہن رکھے ہوے برابر دال قلندر کے پوست شیر پہ بیٹھے صدا یہو حق لگا رہے ہیں ادھر کا حال سنیے کہ خواجہ
عمرو نے اپنے عمر کی جو دربار امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان میں آ کے دیکھا دنگل لندھور بن سعدان کا
دست راست پہ خالی ہے نہایت دل کو صدمہ ہوا چونکہ عمرو کو لندھور سے بڑی محبت ہے اور لندھور کو بھی ہر وقت خیال
عمرو کا رہتا ہے مثل صاحبقران زمان کے کیونکہ بیابان جبل القمر کی راہ میں حمایت انہوں نے کی تھی غرضکہ خاطر عمرو کا پژمردہ ہوا اگر
رعب صاحبقران سے کچھ کہہ نہ سکے تھوڑی دیر دربار فیض آثار میں ٹھہر کے چلے آئے اور طرف صحرا کے چلے ایک مقام پہ
بیٹھ کے رنگ روغن عیاری کا نکال کر صورت فقیرانہ بنائی اور کچھ سوچتے ہوے اپنے ذہن میں [illegible] خواجہ
مسافت صحرانوردی تکیہ دال قلندر پر پہونچے دیکھا کہ دال قلندر بیچ میں شیر کی کھال پہ بیٹھا ہے اور برابر اسکے
لندھور بن سعدان بصورت فقیرانہ بیراگی پہ ٹیک کیے الحق کی صدا [illegible] اور گرد تمام مرید [illegible] بیٹھے ہیں
عمرو بصورت قلندر تکیہ پر آئے اور پکارے کہ یاد اللہ کی دم پہ دم دال قلندر نے اور [illegible] نے اور
لندھور نے یاد اللہ کی یہ فقیر لندھور کے پاس بیٹھ گیا لندھور نے کہا کہ سائیں تمہارا کیا نام ہے اور کہاں سے
اسوقت آنا ہوتا ہے اس فقیر نے کہا کہ میرا نام افضال قلندر ہے فقیروں کا کام [illegible] دشت اور [illegible]
میں فقیر رہ میں ادھر بھی آ نکلے غرضکہ افضال قلندر سے پہلے تو فقیرانہ باتیں ہوئیں [illegible] لندھور نے پوچھا [illegible] افضال
اس زمانے میں لشکر حمزہ کی طرف تو نہیں پھیرا ہوا افضال قلندر نے کہا [illegible]
ہو گیا کسی صحرا کو چلا گیا دست راست امیر سونا ہے لندھور نے کہا لشکر امیر میں ایک [illegible]
خواجہ عمرو ہے نہیں معلوم وہ کیسا ہے افضال قلندر نے کہا فضل خدا سے اچھا ہے مگر [illegible]
ہے افضال قلندر نے ایسی باتیں کیں کہ دال قلندر [illegible] اور مرید
آہ سرد کھینچی اور یہ شعر پڑھا شعر جب پانوں اٹھ گیا [illegible]
نے کہا اے بچہ کیا خیال آیا اور کیا تو نے کہا فقیر بولا اے بابا [illegible]
بھی یہ سنکے محزون خاطر ہوا اور نکال کے کچھ تھیلی سے [illegible]
سائیں آیا تھا کچھ پڑھا و بابا فرید کا دے گیا تھا [illegible]
دیکھ کے بعد سب بیہوش ہو گئے افضال قلندر نے

اور سب سامان فقیرانہ وغیرہ دال قلندر اور سب مریدون کا اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور اسی پرچہ کاغذ مین یہ بھی لکھا
کہ مین عمرو بن اُمیہ ضمری ہون خالی کیا جاتا دال قلندر کا سر تا کہہ تا کیا تمھارے پاس لیا تھا جو مین لیتا تمھارے دیکھنے
کو میرا دل بہت چاہتا تھا اسواسطے خاص تمھاری ملاقات کو آیا تھا ای بھائی لندھور اب جاکر تمھاری اطلاع لشکر مین کرونگا
غرض خواجہ عمرو سب سے دیکھے وہین گلیم اوڑھ کر روپوش ہو رہے جب لندھور کو ہوش آیا اور دال قلندر وغیرہ بھی ہوشیار
ہوے وہ پرچہ کاغذ لندھور نے پڑھا اور ہنسکے کہا واہ بھائی صاحب خوب دل لگی کی تمھارے آنے سے ہمارا دل بہت خوش
ہوا ماشاء اللہ کیا کہنا یہ ذکر تھا کہ فوج لقا کے نقارے کی آواز آئی مریدون نے دال قلندر سے کہا ای مرشد جی نہین معلوم
یہ فوج ادھر کیون آئی ہے لقا کی کسپر چڑھائی ہے ناگاہ فوج لقا نے چہار طرف سے گھیر لیا اور میلاد قدریت پاس لندھور
کے آیا اور کہا ای لندھور خداوند لقا کی تیرے اوپر نظر رحمت ہے اُسنے کہدیا ہے کہ لندھور کو میرے پاس بصد عزت و
تکریم لاؤ مین اپنے پہلو مین قریش بن عنظر سوکیا سے طوفانی کے مقام پہ بٹھاؤنگا رتبہ بڑھاؤنگا سالار کل فوج
کا کرونگا وہ عزت و توقیر تیری ہوگی کہ حمزہ نے کبھی نہ دیکھی ہو لندھور نے کہا او نابکار کیا بکتا ہے او بد لقا کیا گیدی
ہوجا کہدے کہ کیون جھک مارتا ہے حمزہ پر میری جان فدا ہے گو اُنسے جدا ہوکر چلا آیا فقیری اختیار کر لی مگر غلامی سے اُنکی
باہر نہین ہون میلاد قدریت نے کہا ای لندھور کیون تیری قضا آئی ہے خداوند لقا کی اطاعت کر نہین مارا جائیگا
لندھور نے کہا او نابکار رہ وہ ہم وکیون فقیرون کو ستاتا ہے لقا سے کہدے کہ او مردود ازلی اب تو مین نے لشکر اور
جنگ و جدل سے ہاتھ اُٹھایا فقیری اختیار کی اب مجھسے کیا مطلب ہے نہ میرے پاس لشکر نہ رفیق یار نہ سامان جنگ و جدل
نہ ہتھیار مجھے خبر نہو میلاد قدریت نے کہا معلوم ہوتا ہے تو زندہ نہ جائیگا مین تیرا سر کاٹ کے لے جاؤنگا یہ کہکر تلوار ماری
لندھور نے سپر آہنی پر روکی تلوار میلاد کی ٹوٹ گئی میلاد نے دوسری تلوار لے کر لندھور پر وار کیا وہ بھی
لندھور نے سپر آہنی پر روکی اور جھپٹ کر سپر آہنی میلاد پر ماری میلاد کا سر پاش پاش ہوگیا سب فوج نے غلبہ کیا
لندھور سپر آہنی سے لڑنے لگا ادھر خواجہ عمرو لشکر اسلام مین آئے اور آتے ہی امیر بالوقیر حمزہ صاحبقران
زمان سے دست بستہ عرض کیا ای امیر لندھور تو فقیر ہوکر دال قلندر کے تکیہ پہ بیٹھا تھا اُسکو فوج لقا نے گھیرا ہے میلاد
سردار فوج مارا گیا فوج نے نرغہ کیا ہے تلوارین اُس تنہا پر پڑ رہی ہین لندھور زخمی ہوکر جھوم رہا ہے صاحبقران زمان
نے سنکر خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ اسوقت کی عرض ہو معروض تکو معاف کی اگر آیندہ ایسی خطا ہوگی کہ لندھور
کا ذکر میرے سامنے کروگے تو تمھاری زبان کاٹ لونگا مین کیا کرون جو لندھور مارا جاتا ہے جیسا کیا ہے ویسا اپنی سزا کو پہونچے
میری بلا سے جو زخمی ہوکر جھوم رہا ہے یہ کلام امیر فلک مقام پہ نسبت لندھور بن سعدان سنکر تمام سردارون کو
[illegible] اور بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد فلک پناہ کو [illegible] متردد و متاسف ہوے کہ افسوس لندھور کی نفقت
[illegible] زمانہ ننگ کیا کہ [illegible] خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری امیر کے سامنے سے ہٹا
[illegible] بدیع الزمان امیر بالوقیر کے پاس سے اُٹھ کے
[illegible] لندھور بن سعدان مفت مارا جاتا ہے اور کوئی
[illegible] بدیع الزمان نے کہا خواجہ مین تو جاکر لندھور
ہوا تیز رفتار فلک سیر باد پیما
[illegible] ادھر کا حال سنئے کہ لندھور فوج لقا
دم تن تنہا کیا ہو سکتا ہے زخمی بھی

ہو چکا ہی وہان ہرکارون نے خداوند لقا کو خبر دی کہ لندھور کے ہاتھ سے میلاد قدریت مارا گیا لندھور بھی زخمدار
ہو چکا ہی فوج خداوند لڑ رہی ہی بختیارک نے کہا یا خداوند دیکھا آپ نے لندھور کو آپ کچھ کم سمجھتے ہین وہ سب فوج
کے ہزارون پر بھاری ہی لقا نے کہا بیٹا اسکی بھی یہی تقدیر کی تھی اسکو بہشت مین بھیجا کے ڈال دو ابکی نوروز کے دن زندہ
کر دینگے لندھور سے وہ کیون لڑا اُس بندے سے ہارے کوئی مقابلہ نکرے کوئی اُس سے نہ بولے اور نہ ستاوے مگر
اُسوقت دربار لقا مین گنجاب بن گنجور ملک حران و پوکش موجود تھا بختیارک نے اُس سے چپکے سے کہا کہ تو
نہین اب جا کر لندھور سے جو حق اپنی زور سے ملکہ بختیار پچھتاتون کا لیتا کہ اسوقت لندھور یکہ و تنہا ہے فوج
اور بے ہتھیار کے لڑ رہا ہی زخمدار ہو چکا ہی جا کر مار لے گنجاب نے کہا ای ملک جی کیونکر لندھور سے مقابلے کو جاؤن
خداوند منع کرتے ہین کہ خبردار لندھور سے کوئی نہ بولے اُسکو اپنے حال پہ چھوڑ دو ایسا نہو کہ غضب خداوندی کا
آئے بختیارک نے کہا کہ خداوند کو کیون خبر کرو چلے جاؤ فتح کر کے چلے آؤ ہر چند بختیارک نے گنجاب کو ابھارا
مگر گنجاب نے منظور نہ کیا آخر بختیارک نے کہا کہ اچھا اپنے کسی سردار کو بھیجدے جب گنجاب مجبور ہوا اور بختیارک
نے بہت غیرت جورو کی دلائی اُسوقت گنجاب نے اپنے دونون بیٹون کو اشارا کیا ای تفریت بن گنجاب و ای
عفریت بن گنجاب تم لاکھ سوار و پیادے لیجا کر لندھور کو مار آؤ یہ سنتے ہی فورا تفریت بن گنجاب و عفریت
بن گنجاب دونون فوج لے کر روانہ ہوے جب تکیہ دال قلندر پہ پہنچے دیکھا کہ تنہا لندھور بے ہتھیار
کے بیر الکی لاٹھی سے لڑ رہا ہی ہزارون کشتہ پڑے ہوے ہین لندھور بھی زخمدار ہو چکا ہی تفریت بن گنجاب
گھوڑا اڑا کر سامنے لندھور کے آیا اور للکارا کہ باش او خداپرست مین تفریت بن گنجاب آپہونچا اب کہان جیتا
ہاتھ سے بچ کے جائیگا یہ کہکر تلوار ماری لندھور نے بیر الکی پہ روکی کہ بیر الکی ماری تفریت نے خالی دے کر
پھر ہاتھ تلوار کا مارا کاسہ سر پہ پڑا تا دوا ابرو اُتر گیا لندھور نے بیر الکی کا وار ہی مارا تلوار چھینا کر نکل گئی لندھور
کے منھ پہ چادر خون کی آپڑی سر دونون ہاتھون سے پکڑ لیا جھومنے لگا دال قلندر اور سب مریدان اُسکے دوڑے کنگر چھرا [illegible]
ہاتھون مین اُٹھا لئین فوج کو مارنا شروع کیا فوج لقا تلوارین مار لی ہی اور مریدان دال قلندر ڈنڈون سے کفار
کو ہلاک کرتے ہین چیخ کثیر کفار کا ہی شور نعرہ تکبیر بلند ہی لاشون پہ لاشین گر رہی ہین ناگاہ ایک سمت گرد بیابان سے بلند
ہوا مثل بادل آگے آگے بگولے دوڑتے چلے آتے ہین منظر از دامن دشت و کوہ او زنگ تا گرد سے برخاست قوتیب
رنگ ہوا ایک سوار جرار و نامدار تلوار تولے پیدا ہوا اور وہین سے نعرہ گوش شگاف کیا نعرہ بدیع الزمان منم آن پہلوان
رستم شکوہ شاہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ پور زدستم پیچ ملک اسلام شدہ کہ سر فتنہ با خبر نام شدہ باش ای کفاران پہونچا
مین آپہونچا آتے ہی تلوارین مارنا شروع کین کشتون کے انبار کر دیئے کسی کو اُٹھا کر زمین پہ مارا کسی کا سر تلوار سے
اڑ گیا کسی کی کمر پہ ہاتھ مارا وہ دو ہو کے گرا کسی کو مع راکب و مرکب چورنگ کیا اُدھر سے مارتے ہوے تفریت بن گنجاب
کی طرف آئے اُس نابکار سے مقابلہ ہوا تفریت نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
مگر تلوار تفریت کی سپر پہ پڑی سپر کاٹ کر کاسہ سر سے تا دوا ابرو اُترا آئی بدیع الزمان نے دستانہ مارا تلوار چھینا کر
نکل گئی چادر خون کی منھ پہ آئی بدیع الزمان زخم کاری کھا کر جھومنے لگے مریدان دال قلندر کنگر چھرا مارتے
ہوے دوڑے اب بدیع الزمان کو تاب جنگ نہین کفار کا ریلا پڑا لندھور کہنے لگا ای شہزادہ بدیع الزمان
آپ کیون اس بلا مین پھنسنے کو آئے ہین تو اپنی جان دینے پہ آمادہ بیٹھا تھا آپ نے غضب کیا کہ بے سر و سامان
آپ یہان آ کر زخمی ہوے صاحبقران زمان آپ سے بہت آزردہ ہونگے بدیع الزمان نے کہا اے لندھور مین

جاؤنگا سنین تمہارا ساتھ دونگا یہان یہ باتین لندھور اور بدیع الزمان مین ہو رہی تھین اُدھر... لشکر کفار کا بلوہ
تھا قریدان وال قلندر ڈھیلون سے لڑ رہے تھے کہ یکایک ایک نعرہ ہوا النعرہ قہرش بن عنطر سو کیا سے ملو فالی
ہستم قہرش بن عنطر کہ جرار و دلیر ام بند غلام حمزہ صاحبقران شیر نیستانم بند باش اے کفار نابکار مین آپہونچا اور آتے ہی
اپنا شمشیر آبدار سے سر برسانا شروع کیے کہ تفریت بن گنجاب گھوڑا اڑھا کر قہرش کے سامنے آیا قہرش نے للکارا
تفریت نے تلوار ماری قہرش نے وار اُسکا روک کے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے زین فرس سے اُسکو اُٹھا لیا اور چرخ
دے کر زمین پر تفریت کو مارا کہ پیوند خاک ہو گیا بھائی اُسکا عفریت بن گنجاب بھائی کو اس حال خراب سے دیکھ کے مثل
اژدہا کے بل کھا کے لپکا قہرش نے للکارا او نامرد کدھر کہان جاتا ہے عفریت نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا قہرش جب
تک سپر کو چہرے کی پناہ کرے کہ تلوار عفریت کی قہرش کے سر پر پڑی قہرش نے دستانہ مار تلوار نکل گئی ساتھ ہی قہرش
نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا اُس مردودی کے شانے پر پڑا تلوار زیر بغل کاٹتی ہوئی اتر آئی اُدھر وہ ملعون زمین پر گرا
ادھر قہرش سر پر زخم کاری کھا چکا تھا گھوڑے پر سنبھل سکا زمین پر گر کے مثل شیر جھومنے لگا لندھور پکارا اے قہرش
غضب کیا تو نے تو کیون آیا قہرش نے کہا یہ کب ہو سکتا ہے کہ میری وجہ سے عتاب صاحبقران مین آ گیا دربار
سے نکالا گیا اور مین تیرا یہ حال سنکر نہ آتا میری حمیت کب تقاضا کرتی تھی جو کچھ ہوا ہونا تھا مین تیرے ہمراہ ہون مصرع
ہم سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد * ادھر ہرکارون نے خبر تھا سے پہلے پہنچا دی کہ فرزند گنجاب کے تفریت بن گنجاب و عفریت
بن گنجاب مارے گئے تھا پہلے تو گنجاب پر بہت خفا ہوا کہ پہلے تو منع کیا تھا کہ لندھور سے جنگ و جدل نہ کرنا اور اُس سے
نہ بولنا تو نے اپنے بیٹون کو کیون بھیجا کہ لندھور بھی زخمی ہوا تیرے دونون بیٹے بھی مارے گئے مگر جب سنا تھا کہ اور
سردار اب لشکر صاحبقران سے جانے لگے چنانچہ بدیع الزمان گیا تھا وہ بھی زخمی ہوا قہرش بن عنطر بھی لشکر امیر سے
گیا وہ بھی زخمی ہوا اور سردار بھی جائین تو کیا عجب ہے سہیل اژدر چشم کو حکم کیا کہ لاکھ سوار ہمراہ لے جا کر غدار بیٹون کو
قتل کر سہیل اژدر چشم بموجب حکم تھا سے پہلے لاکھ سوار جرار ساتھ لیکر آیا دیکھا لندھور بن سعدان و بدیع الزمان
و قہرش بن عنطر سو کیا سے ملو فالی تینون کا یہ عالم ہے کہ زخمدار ہین آنکھین بند کیے جھوم رہے ہین اور قریدان
وال قلندر ڈھیلون اور تھرون سے لڑ رہے ہین سہیل اژدر چشم نے حکم کیا کہ مار لو ان چیلی چابکدون کو میدان
مین تلوار چلنے لگی کہ نعرہ ہوا کہ دل فوج کفار کے دہل گئے نعرہ اسد اسد شہسوار ہم کہ در رزم و جنگ بند بہادر ہم دل شیر و
جرم پلنگ بند باش اے نابکارو مین آ پہونچا یہ کہکر آتے ہی سہیل اژدر چشم پر حملہ کیا سہیل نے خالی دے کر ہاتھ تلوار
کا مارا اسد سپر پر روکا دو ابرو تلوار اتر آیا اسد نے دستانہ مار تلوار جھٹکا کر نکل گئی چاہ زخمون کی منہ پر آ پڑی آنکھون مین
تاریکی چھا گئی اسد شیر دل صورت ضیغم جھومنے لگا ساتھ ہی اسد شیر دل کے زخمی ہونے سے نعرہ کوہ شگاف ہوا
کہ گاؤ زمین دہل گئی مریخ فلک کانپ اُٹھا نعرہ کرب غازی کرب شہسوار اُم یل نامدار بند تلکرد شیر پروردگار بند
باش او دست بادہ کبر و نخوت مین تیرا قاتل آ پہونچا میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا تو نے غضب کیا کیسی سردار
نامی و نامور کو زخمدار کر دیا سہیل اژدر چشم نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کرب غازی شیر جانباز نے بچا
جانبازی بڑھ بچا کر ہاتھ قبضہ شمشیر سہیل اژدر چشم پر ڈال دیا تلوار جھٹکا دے کر ہاتھ سے اُسکے چھین لی اور
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر فرس سے اُٹھا لیا اور بلند کر کے پکارے کہ او مردودی سہیل اژدر چشم یون کافرون کا بل
بھاگ نکال دیتے ہین یہ کہکر اسکو اچھالا اگرتے ہوئے اُسکو ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہو کر نامرد بلند
پر گرا تکبیر کہکر گھوڑا اُڑھایا تلوار مین مارتے ہوئے فوج کفار مین ڈوب گئے دم بھر مین ستھراؤ کر دیا کشتون کے

لیٹے ہوگئے سروں کے ڈھیر تنوں کے انبار لگے تھے اور شور لشکر کفار میں بلند ہوا کہ امیر کہاں ہو مرگ مفاجات کا سا شاہی لشکر الموت
آپہنچے اب جانیں بچانا دشوار ہیں مگر کرب غازی بصد جانبازی لاکھوں کے ترغے میں تلوار پکڑ رہے ہیں جو دو چار ہوئے گئے دو چار تلوار
اکثر سر پر لگیں زخمی ہوگئے خون میں نہائے سر سے پا تک سبز ابو رکپڑے خون سے گلنار گھوڑا بھی خون کی چھینٹوں میں افشاں
وہ معرکہ عظیم اس صحرا میں ہوا کہ ترک فلک چکر میں آیا زمین لالہ گون ہوگئی گویا سبزہ صحرا کو باغبان اجل نے خون سے سینچا تھا
فتاح پلنگ پیشہ پیش مع چار ہزار رفیقوں کے جو تلواریں کھینچ کر کفار پر آپڑا فوج کو سہما کر دیا تہلکہ ڈال دیا بھاگتے کفار بہت
نہ ملا گر عیاران لشکر لقا اپنے سرداروں کی لاشیں اور جسقدر مارے گئے سب کی لاشیں اٹھا اٹھا کے لے بھاگے میدان
صاف ہوگیا یہاں سرداران لشکر اسلام جو زخمدار ہوگئے تھے سب گھوڑوں سے اتر کے تکیہ پر آئے ناظرین والا تمکین
پر واضح ہو کہ بوجہ اختصار کے کل دست راستیوں کے آنے کی کیفیت نہیں بیان کی ورنہ کل سرداران دست راست
شریک جنگ ہوئے اور سرداران لقا کے ہاتھ سے زخمی ہوئے کرب غازی اشتر لہندا لا سب کے زخموں میں ٹانکے
دیے گئے پٹیاں مرہم سلیمانی کی چڑھائیں لندھور ایک ایک سے کہنے لگا کہ آپ لوگوں نے کیا غضب کیا کہ امیر با توقیر
کا ساتھ چھوڑ کے یہاں آئے اور زخمی ہوئے صاحبقران کے خلاف ہوا ہوگا وہ آپ لوگوں سے بیزار ہونگے ایک تقصیر
کے واسطے آپ سب نے یہ تکلیفیں اٹھائیں ہیں نہایت ممنون و مشکور ہوا ان سب سرداروں نے کہا کہ اب ہم تیرے
ساتھ ہیں ای لندھور اب ہم کہاں جاتے ہیں یہیں رہینگے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جب عمرو نے بدیع الزمان
اور دربار صاحبقران سے اشارے سے بلا کر حال لندھور کا بیان کیا اور بدیع الزمان لندھور کی طرف چلے تو
قہرتش بن عنظر سے کہا ہے طوفانی تازہ سلمان بھی جیسے سے اٹھکے خواجہ عمرو کے پاس آیا وہ بھی حال لندھور سنکر
روانہ ہوا اسی طرح سب سردار دست راستی صاحبقران مع کرب وغیرہ حال لندھور کا سنکر راہی ہوئے اگرچہ کوئی
سردار اس معرکہ میں لشکر امیر با توقیر سے گیا اور زخمی ہوا خود ہرکاروں نے خبر صاحبقران کو دی کہ فلان سردار
لشکر اسلام سے گیا وہ زخمی ہوا ابرابر ہرکاروں نے گھڑی گھڑی کی خبر از آغاز جنگ لندھور تا اختتام کارزار کہہ
نامداران وغیرہ امیر با توقیر کو پہونچائی امیر کشورگیر خبریں سنسکے اور متعجب ہوتے ہیں بادشاہ بھی جا جا سن سنکے دست
تاسف ملتے ہیں اور کہتے ہیں افسوس نہیں معلوم امیر کے ذہن میں کیا آگیا ہے کہ نہیں مانتے خدا سب کو بچایا
جب اختتام لڑائی کی خبر امیر کشورگیر کو ہرکاروں نے پہونچائی بادشاہ بھی پاس بیٹھا تھا فلک بارگاہ نے سجدہ شکر
کیا اور امیر نے فرمایا کہ ہمارے دست راست کے سردار سب آج ہمارے لشکر سے چلے جائیں لندھور کا سا
دیں آج شب کو ہماری فوج میں ان سے کوئی نہ رہے ورنہ ان سب سے بری طرح پیش آؤنگا پھر عیاروں کو بلایا
اور حکم دیا کہ تم بھی اپنے اپنے آقا کے پاس جاؤ ان عیاروں نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم خانہ زاد آپ کے تابع
فرمان ہیں ہم کہیں ہرگز نہ جاینگے فرمایا نہیں ہم تم سب کو حکم دیتے ہیں بخوشی کہتے ہیں کہ تم سب اپنے اپنے
سردار کے پاس جاؤ جب تمہارا آقا نہیں تو تمہیں کیا مطلب ہے لہذا سنکے فرمایا دخان بگڑ بیٹھا اور رشیدان
کو بلا کر کہا کہ تم بھی اپنے باپ کے پاس جاؤ تمہارا یہاں کچھ کام نہیں ان دونوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور کے
قدم مبارک کو چھوڑ کر ہرگز ہم نہ جائینگے یہ کیا خطا ہوئی کہ جو حضور ہم سے آزردہ ہوگئے ہیں فرمایا ہم تم سے آزردہ
نہیں ہوئے بخوشی تمام و برضا و رغبت کہتا ہوں کہ تم سب مع لشکر لندھور کے اسی وقت چلے جاؤ کل دست
راستیوں میں سے کسی کا اسپ اپنے لشکر میں رکھنا منظور نہیں میں کسی کے بھروسے پر لشکر کشی نہیں کرتا بلکہ بھروسہ فقط خالق عالم
سے مدد کا ہر وقت طلبگار رہتا ہوں غرضکہ سردار دست راستی صاحبقران کے اور عیار اور دونوں بیٹے لندھور کے

فوج کفار نے شکست کھائی نامرد فرار ہو گئے لقا کو ہرکاروں نے خبر دی لقا نے پہلے تو سب کشتے اُٹھوا منگائے
اور کہا کہ ابھی بروز نوروز سب کو زندہ کرونگا گنجاب بن گنجور مالک حیران دیو کش کو ایک تو سخت تشویش ہو رہی کے
چھن جانے کی تھی کہ غنچہ خاتون لندھور کے ساتھ نکل آئی اور عقد کر لیا دوسرے اب قلعہ والوں کے قتل ہونے کا
بوجہ لندھور نہایت صدمہ و ملال ہوا اسی رنج و غم میں تھا کہ مہتر سنجالی عیار طرار گنجاب سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو
تو لندھور کو کوئی عیاری کرکے اٹھا لاؤں آپ اُسکو اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے کہ آپ کے دل کا بخار دفع ہو گنجاب
بن گنجور نے کہا کہ بہتر ہے جلد جا اور لندھور کو پکڑ لا الغرض مہتر سنجالی بارادہ گرفتاری لندھور ہوا کے گھوڑے
پر سوار ہو کے طرف تکیہ دال قلندر کے روانہ ہوا ادھر کا حال سنیے کہ بعد کئی دن کے بادشاہ اسلام سعد بن
قباد شہریار نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے فرمایا کہ اے امیر ایک عرضی شہزادہ بدیع الزمان کی بمضمون
عذر و معذرت بہ استدعا عفو خطا آئی ہے اب آپ میری خاطر سے اُسکا قصور معاف کیجیے اور لشکر میں بلا لیجیے امیر با توقیر
نے کہا اے بادشاہ آپ کے خلاف ہوگا میں کبھی یہ بات نہ مانونگا آپ اسکے بارے میں جیسے کچھ ارشاد کیجیے گا اور جو کچھ
فرمائیے وہ مجھکو بدل منظور ہے بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے مگر سرداران دست راستی کے جدا ہونے کا نہایت
صدمہ و ملال ہے الغرض اُدھر مہتر سنجالی صحرا نوردی کرتے ایک مقام پر ٹھہرا اور رنگ روغن عیاری کا نکال کے
بصورت فقیر بنکر روانہ ہوا جب تکیہ دال قلندر پر پہونچا دیکھا وہ تکیہ مثل شہر کے آراستہ و پیراستہ ہے کنجڑے کسبے
نخاس کی پیدا ہے جا بجا جلسہ تازہ دکانداروں سے معمور آراستہ ہر چیز ہر طرح کی مہیا کشور اکمال دار ہے کہ وہ جو کو خوشبو
پھولوں کی بو باس سے مہک رہا ہے تکیہ پر ایک تخت مثل اورنگ شاہی جلوہ نما ہے دال قلندر اُس تخت پر
بصد تمکنت و حشمت تاج بر سر لباس خوشنما فقیرانہ در بر متمکن ہے اور سرداران لشکر اسلام بصد عجز تکیوں پر سر بر بیٹھے
بیٹھے ہیں اور کچھ چیلے چاپڑ لمبی لمبی ٹوپیاں پہنے ننگے بدن فقط تہمد گیروی باندھے گرد مشغول کار و بار ہیں
اور لشکر بیشمار دور تک صحرا میں فروکش ہے مہتر سنجالی یہ کیفیت دیکھکر بہت ہنسا کہا خوب ایک میلہ جما ہے ایک
شہر فقیروں نے الگ بسایا ہے مہتر سنجالی بصورت فقیر اُس گروہ میں گیا اُن فقیروں سے یاد اللہ ہوئی اور
دال قلندر نے پوچھا اے درویش تیرا کیا نام ہے اس فقیر نے کہا مجھکو درویش پاکی کہتے ہیں سب فقیر بخاطر
و مدارات درویش پاکی سے پیش آئے بکمال ارمان شریک کیا فقیر رہنے لگا بعد کئی دن کے ایک روز فقیر پاکی
نے رات کو اُس جلسہ فقرا میں ایک شیشی عطر کی نکالی کہ وہ شیشی مملو از خوشبوئے بیہوشی تھی آگے دال قلندر کے
رکھ دی کہ وہ سردار اُن فقیروں کا ہے اور مرشد اُن مریدوں کا ہے اور کہا کہ اے بابا دال قلندر یہ فقیر کئی دن
سے مہمان تھا اب دو ایک روز میں آگے کی سیر کریگا فقیر کے پاس سوائے تحاجی و ٹھیکرا پانی کے کیا ہے مگر یہ فقیر
یہ تحفہ فقیروں کی نذر کرتا ہے اس میں عطر سلیمانی مثل تبرک کے ہے اے بابا دال قلندر تم ذرا ذرا سب کو تقسیم
کر دو دال قلندر درویش پاکی سے بہت خوش ہوا اور شیشی اُٹھا کے ذرا ذرا سب مریدوں کو اور چیلوں چاپڑوں
کو دیا سب نے وہ عطر سونگھا خوشبو تیز تھی دماغ کھنچ گئے سرور مثل نشہ کے پیدا ہوا اسی دم شب تھا وقت استراحت
راحت کا زمانہ قریب آ چکا تھا سب اپنے اپنے بستر پر لیٹ گئے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے درویش پاکی نے
اُٹھ کر دیکھا مرشد جی تخت پر پڑے ہیں اور سب اپنے اپنے مقام پر بیہوش ہیں لندھور کے پاس آیا جلدی سے
پشتارہ باندھا اور پیٹھ پر لاد کے لے بھاگا جلدی جلدی دوڑتا ہوا اندر ہوا کے دربار یاقوت شاہ میں
آیا اور پشتارہ سامنے گنجاب بن گنجور کے رکھ دیا پشتارہ کھلوا کر لندھور کو فوراً قُل و زنجیر میں مسلسل کیا پھر بان

ہتھکڑیاں طوق آہنی پہنایا زنجیروں میں جکڑ دیا گنجاب نے جاکر خداوند لقا سے عرض کیا یا خداوند لندھور کو بیہوش
کر کے گرفتار کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اپنے دونوں بیٹے تفریت و عفریت کا بدلہ لوں لقا سے بے لقا نے کہا ہمنے
بھی یہی تقدیر کی تھی جلد لندھور کو زیر قبطول لیجا کر اسے بیہوشی کے عالم میں قتل کرو کہ ہوشیار ہونے نہ پاوے یہ
سنتے گنجاب آیا اور جلاد کو کہا کہ حکم خداوند لقا کا ہے کہ لندھور کو اسی عالم بیہوشی میں لیجا کر قتل کرو لندھور
کو جلاد بدنہاد زیر قبطول اٹھا لاے اور اسی طرح عالم بیہوشی میں نطعے پر لٹا دیا اور جلاد تیغہ جوڑے پچھے کا بستہ آمادہ
لندھور کے سرپر کھینچ کر کھڑا ہوا اب حکم لقا سے بے لقا کا منتظر ہے کہ ناگاہ ایک خدمتگار نے جلاد بدنہاد کو اشارہ کیا
اور ایک اشرفی دکھائی اور کہا کہ یہ اشرفی لے لو اور پھر ہری تلوار کی پہلے اس مجرم کو سنگھا دے اور پھر جب تو قتل کرنا چاہے
پہلی دھار خون کی اس مجرم کی رگ گردن سے نکلے اس میں یہ روئی ڈبو کر مجھکو دیدے جلاد نے منظور کیا اس خدمتگار
نے وہ روئی اور ایک اشرفی جلاد کے ہاتھ پر رکھدی ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ یہ خدمتگار عیار ہے نام اسکا
خورد کریں گرد سردار اسکو خواجہ عمرو نے اپنا بیٹا کر کے عیاریاں سکھائیں تھیں اب جلاد بے بنیاد واسطے قتل
لندھور کے منتظر حکم لقا سے بے لقا ہوا اتنے میں بختیارک حکم خداوند لقا سے کر آیا اور کہا کہ او جلاد ہاتھ پاؤں بچا کر اپنے
کام میں مشغول ہو حکم خداوند لقا قطعی ہو کہ لندھور کا کام تمام کر جلاد حکم خداوند لقا سے آگے بڑھا پہلے تو وہ روئی
لندھور کی ناک سے لگا دی اور پھر تلوار کھینچ کر بڑھا کا ڈورا انگلی سے دیکھے جاتا ہے صفائی کا ہاتھ گردن پہ لندھور
بن سعدان کی لگا ہے کہ یکایک لندھور کی آنکھ کھلی ہوشیار ہوا اپنے تئیں مسلسل دیکھا جلاد آمادہ قتل ہے ادھر جلاد
نے ہاتھ تیغ کا مارا لندھور نے دونوں ہاتھ اٹھا کر تیغہ جلاد روکا وہ تیغہ ہتھکڑیوں پر پڑا ہتھکڑیاں کٹ کے ہاتھ سے
لندھور کے گر پڑیں لندھور نے ایک طمانچہ جلاد بے بنیاد کو مارا جلاد کا منہ پشت کی طرف پھر گیا اور چکر کھا کر زمین پر
گرا جہنم واصل ہوا اب لندھور نے زور کر کے قید آہنی کو توڑ ڈالا اور بڑھکر وہی تیغہ جلاد اٹھا لیا اور نعرہ کیا
نعرہ من لندھور بن سعدان جنہ دار سے لے کر از آگرہ تا ہندوستان بادشاہم منم لندھور بن سعدان تا کجا
ای نابکاران وکفار کہا اور لقا تا سحر دم گیا جسکو تیغہ کر کے ہاتھ سے پکارا کہ مارا او ٹکڑے ہوا ایک شور و غل زیر قبطول
برپا ہوا اور ہنگامہ عظیم بپا ہوا لقا نے پوچھا یہ غل کیسا ہے بختیارک نے کہا یا خداوند کیا خوب آپ نے تقدیر کی بلا
کچھ ہنگامہ قتل برپا ہے اسیاد دیکھا کیا ہوتا ہے لقا نے کہا ہمنے تو منع کیا تھا کہ لندھور سے نہ خبر ہونا تھا اگر ہمنا کسی نے نہ
مانا اگر ہم اپنی تقدیر پھر کرتے تو یہ جو ہمسے اپنی سزا کو نہ پہونچتے اسواسطے یہ تقدیر کی کہ لندھور بیہوش ہو کر گرفتار ہو پھر
تقدیر کی کہ قتل ہو سکے تو وقت قتل ہوشیار ہو اور انکو قتل کرے یہاں تو یہ ہنگامہ تازہ برپا ہے ادھر خواجہ عمرو نے امیر یا تو
حضرت صاحبقران سے عرض کیا کہ لندھور بن سعدان کو عمرو سنجابی عیار گنجاب کا بیہوش کر کے اٹھا لیگیا تھا
وہاں قید آہنی میں مبتلا ہوا قتل کا حکم ہوا تھا لندھور نے قید آہنی توڑ ڈالی اور اکیلا کفار سے لڑ رہا ہے صاحبقران نے
کہا میں کیا کروں میری بلا سے عمرو نے کہا ایسا ہونہار دلاور میں گھر کے مارا جاے صاحبقران نے فرمایا خیر وارثو
اب کچھ نہ کہنا میں تمکو پہلے ہی منع کرتا تھا پھر تمنے لندھور کا ذکر میرے سامنے کیا اب میرے سامنے لندھور کا
نام نہ لینا خواجہ خاموش ہو رہے دربار سے باہر آکے تکیہ دال قلندر کی طرف چلا اور وہاں بدیع الزمان سے
کہا تم یہاں کیا بیٹھے ہو کچھ لندھور کی بھی خبر ہے بدیع الزمان نے کہا خواجہ کچھ مفصل حال بیان کرو عمرو نے
کہا وہاں لندھور قتل ہونے تھے قید آہنی توڑ کر لڑ رہے ہیں بدیع الزمان اٹھ کھڑے ہوے گھوڑے پہ
سوار ہو کر طرف ملک سبائیل کے روانہ ہوے کچھ لوگ سب سردار دست راستی صاحبقران زمان جو تکمیر بہ

دال قلندر کے جمع تھے دفعہ دفعہ کر کے آگے پہنچے چلے شہزادہ عالیشان یعنی بدیع الزمان مثل باد صرصر کے سرپٹ گھوڑا اڑاتے ہوئے شہر سبائل میں داخل ہوئے دیکھا کہ لشکر دور تک مثل دریائے قہار موج زن ہے اور بہت سے سردار جمع ہیں بارگاہ یاقوت شاہ صورت حباب استادہ ہے مگر لندھور تیغۂ آبدار تولے ہوئے شناوری اُس قلزم ذخار کی کر رہا ہے جس غول میں دھنس گیا تتر بتر کر دیا یہ دیکھکر شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان منم فخر سہراب و رستم و قارن بدیع الزمان صفدر و نامدار شہباز کافران تیغ بار و نابکاران یہ نعرہ کہکر تلوار کھینچ کر جا پڑا مارے تلواروں کے فوج کو بچھا دیا ایک سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا لندھور کو دیا لندھور گھوڑے پہ سوار ہو کر لڑنے لگا کہ یکایک اور نعرہ ہوا نعرہ قہرش بن عنطر سوکیاسے طوفانی منم قہرش بن عنطر کہ جرار و دلیر اکرم غلام حمزہ صاحبقران شیر نیستانم یہ کہکر تلوار کھینچ کر مثل موجۂ دریا لشکر میں ڈوب گیا اتنے عرصہ میں اور نعرہ ہوا نعرہ اسد شیر دل اسد شہسوار مرد کردر رزم جنگ بیدرم دل شیر و چرم پلنگ اسد نامدار صاحب شوکت و وقار تلوار پکڑ کر اُس فوج دریا موج کو مارتا ہوا چلا گیا کہ ساتھ ہی اس نعرے کے اور نعرہ ہوا کہ زمین کانپنے لگی لوگ دہل گئے نعرہ کرب غازی کرب شہسوار رم یل نامدار لشکر کردہ شیر بہ ور دکار پھر تو سرداروں اور عیاروں اور اہل لشکر اسلام کا تار بندھ گیا ایک آیا اور دو آئے اور چار آئے ایک کے بعد ایک کا آنا شروع ہوا چہار طرف تلوار چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی شہزادہ بدیع الزمان سے اظہیل گردان سے مقابلہ ہوا بدیع الزمان نے ایک وار میں چورنگ کیا منظہیل گردن کو بعد اسکے مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا طویل کتنہی نشین کو قہرش نے مارا اسی طرح ایک ایک سردار نامدار نے بڑھ بڑھ کے سرداران اولوالعزم کو قتل کیا مگر کرب غازی نے قیامت برپا کی تمام فوج میں ڈالدیا بدیع الزمان نے بڑھکر بارگاہ یاقوت شاہ پر قبضہ کیا مار کر کفار کو بھگا دیا اب کرب غازی کا ارادہ ہوا کہ قیطولون پر لقا کے بڑھ چلیے اور تمام سرداروں کو قتل کر کے قہرمان نادرہ ہمسران فلک کو مٹائیے اور آج ہی خاتمہ کر دیجیے خون کے دریا بہہ نکلے گھوڑوں کے سم خون میں رنگین تھے ستر اسی ہزار سرداران نامی مارے گئے اور حشرات الارض کا تو شمار نہیں ایسا کشت و خون اس سے ہوا کہ لقا گھبرا گیا بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند کیا آج سب کا خاتمہ کرا دیجیے گا قیطولون کو ستوا دیجیے گا اب سرداران لشکر اسلام بعید اولوالعزم قیطولون کی طرف پلٹے ہیں اگر یہ سردار قیطولون پر آ گئے تو جانیے کہ قیامت آ گئی بالکل نشان نہ باقی رہیگا کئی ہزار آپ کے لشکر کے سرداران نامی مارے جا چکے ہیں یہ سرداران لشکر اسلام بڑے سخت جان ہیں کہ زخمی تو ہیں مگر مثل شیر غضبناک جھپٹ جھپٹ کر لڑ رہے ہیں جلد ہی طبل امان بجوا دیجیے بجنے والی تقدیر کیجیے اب کوئی تدبیر نہیں بن پڑی لڑائی بگڑ گئی بدیع الزمان نے یاقوت شاہ کی بارگاہ چھین لی یا خداوند دیکھیے کہنا مانیے جلد تقدیر کیجیے نہیں تو قیطولون لٹ جائیگا سبائل تباہ ہو جائیگا پھر کچھ بنائے نہ بنیگا عجب نہایت تلاطم اور ازحد ہنگامہ اور بے انتہا تہلکہ او غلغلۂ عظیم بپا ہو چکا گویا روز قیامت قائم ہو گیا تھا اُس وقت لقا نے بختیارک کے کہنے سے طبل امان کے بجنے کا حکم دیا بختیارک نے اُٹھکر پکارا جلد طبل امان بجے تباہی کے آثار ظاہر ہو گئے بہت سی خونریزی ہوئی ہزارہا بندگان خداوند آج مارے گئے غرضکہ طبل امان بجا فوراً سرداران لشکر اسلام نے لڑائی سے ہاتھ روک لیے تلواروں کو خون سے پاک کر کے میان میں کیا شہزادہ بدیع الزمان نے بارگاہ یاقوت شاہ اپنے ہمراہ لے کر تکیہ دال قلندر کی طرف روانہ ہوئے لندھور بن سعدان کرب غازی سب سرداروں اور عیاروں کو ہمراہ لیکر مع لشکر بفتح و فیروزی خوش و خرم مع کشتگان لشکر اسلام و زخمیان خوش انجام عقب میں بدیع الزمان ناموس کے تکیہ دال قلندر کی سمت آئے بدیع الزمان عالیشان نے تکیہ

آکر وہی بارگاہ یاقوت شاہ برپا کی اور دال قلندر کو اسی طرح پھر تخت نشین کیا تاج شاہانہ پہنا یا عیش و عشرت میں مشغول ہوئے پھر وہی ہو حق کی صدائیں بلند ہوئیں یا واللہ کے نعرے ہونے لگے ادھر لقا نے اپنے کشتگان مجلس کو اٹھوایا زخموں کی مرہم پٹی ہوئی قیطولوں وغیرہ کی آراستگی کی بختیارک نے کہا یا خداوند ایسی ویسی تقدیر نہ کیا کیجیے سوچ سمجھ لیا کیجیے آج تو سب بھی آپ کی کی ہوئی تقدیر نے آگ لگادی تھی مگر خیریت گذری لقا نے کہا او شیطان درگاہ تجھکو اسوقت خداوندی میں کیا دخل ہے یہ سب تقدیریں باسٹھ ہزار برس پیشتر کی ہوئی ہیں جنکا اب سامنا ہوتا چلا آتا ہے اور ابھی کیا ہے اب تو تماشا ہماری تقدیر کی ہوئی کا دیکھیگا تو دنگ ہو جائیگا تو اتنی سی تقدیر میں ڈر گیا خبردار تو کچھ نہ بولا کر سمجھ بوجھا کر میں اپنے بندوں کو کیا کرکے دکھاتا ہوں غرضکہ بختیارک نے کہا درست ہے بجا ہے آپ ایسے ہی خداوند ہیں پھر لقا تخت پر متمکن ہوا اور بار میں سب سرداران نامی آآکر بیٹھے اور باتیں یہی لڑائی کی ہوا کیں ہر ایک سردار لشکر اسلام کی بہادری کا مذکور رہا لقا نے سب کشتگان مجلس سرداروں وغیرہ سے کہ اٹھوا کر بہشت میں ڈالوادیے اور کہا کہ ایکی روز نور وز یہ سب زندہ ہونگے

دوسرے کلمے داستان جرأت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان اور رزم سردشاہ باختری لقا سے لقا کے بیان کیے جاتے ہیں ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ فام | لڑائی کا کرنا ہے پھر انتظام | تیار تاک ہی اب دکھا ساقیا | کوئی جام تازہ پلا ساقیا
عطا کر وہ جام مے انگبین | چمکتی نظر آتے شمشیر کین | شراب ایسی ہو منقلب بیدرنگ | لہو کی ہو بارش بہ میدان جنگ
الٹ ساقیا خشت زر کی نقاب | دکھا جام میں جلوۂ آفتاب | اثر سا بڑا سے خدا اب مجھے | جزا اسکی خالق سے تجھکو ملے
ہو خانہ ہو روشنی سر اسر جہان | وہ گلشن ہو بلبل کا ہو آشیان | سحر ایسی باتوں سے کیا کام ہے | کہ خورشید سے تا لب بام ہے غزل

دل بیتاب آئیگا نظر نخل بری فریاد کا
موم کی صورت پگھل جائے قفس فولاد کا
رکھ نہ او نادان بھروسا عالم ایجاد کا
نقل بیابی خانۂ زنجیر میں فریاد کا
جی لگا میں ہم کہاں سے کیا خزان کا خوف ہے
کیا پتا پا سے کوئی گھر خانمان برباد کا
کیا عجب شوق اسیری میں اگر منقار سے

تنگ ہو گا حوصلہ مثل قفس صیاد کا
دیکھ پایا سے قدر اگر گلشن میں اس جلاد کا
طور اس گلزار میں ہے نکہت برباد کا
ہم نہ بھولے حرف مطلب کو کتاب عشق میں
کیا بھروسا ہے بہار گلشن ایجاد کا
طعمہ موج فنا سے ہوگا دم میں منہدم
بلبلیں دامن پکڑ لیں دوڑ کر صیاد کا

ہم صفیر ایسا اثر ہے گرمی فریاد کا
چشم تر میں ہو سولی ہر نشتر فصاد کا
اٹھ گیا ہے کہو نسا مجنون کہ اے لیلی ادا
اے معلم دیکھ تو عالم ہماری یاد کا
جوش وحشت میں ہم اہل مثل عنقا بے نشان
خانہ تن ہے حباب اک سیل بے بنیاد کا
سیپیا کنندہ بندہ دفتر ہیکل بہ بنود

ارقام این طرفہ حال پر قلعہ کشایان معنیٰ میں جیرت آئین جدال و قتال و تیغ کشندگان کارزار مطالب نظم و نثر و شجاعت مآل اس داستان حرب و ضرب کو بزبان خامہ دو زبان قلمبند کرکے شمشیر آبدار فکر کو میدان طبیعت میں یوں جلوہ نما فرماتے ہیں کہ بعد ہنگامۂ شمشیر زنی بیشمار لقا سے بے لقا کو سرداران اولوالعزم و پہلوانان نامی و نامور کے قتل ہونے کا صدمہ عظیم ہوا اور ان سب کی لاشیں اٹھوا کر بہشت میں ڈلوا دیں لیکن یہ فکر پیدا ہوئی کہ اب چن چنکے سردار چیدہ چیدہ پہلوان مارے جانے لگے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا پرست ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑینگے کمال بہادر و دلاور ہیں اسی فکر میں تھا کہ بختیارک آیا اور لقا کو مکدر خاطر پایا پوچھا یا خداوند آج آپ کا مزاج کیسا ہے اسوقت آپ مکدر ہیں کیا کوئی نئی تقدیر اور کی لقا نے کہا او شیطان درگاہ میں کیا بکتا ہے چپ رہ او جاطلماس زنگی دار ناس زنگی و تہمتن زنگی کو جلد بلالا بختیارک گیا اور تینوں سرداران نامی و قوی ہیکل

کو بلا کر لایا لقا سے لیے لقا نے حکم دیا کہ تین لاکھ سوار جرار بشینۂ فیض رسان پر لیجاؤ اور حمزہ کو مع کل سرداران لشکر
کے قتل کرو اور اس بار کسی کو اُترنے نہ دینا خداپرستون کا کام تمام کرنا یہ حکم سنکر طہماس زنگی وارماس زنگی و
تہمتن زنگی نے سجدہ کیا اور قدم پر لقا کے بوسہ دیا اور تین لاکھ کا لشکر لیکر طرف بشینۂ فیض رسان کے روانہ
ہوئے بعد اسکے لقا نے قہرمان کو بلایا کہ یہ پہلوان ساکنان بہشت سے ہے لاکھ سوار اسکے بھی ہمراہ کر کے حکم
دیا کہ تم بھی بشینۂ فیض رسان پر جاؤ اور خداپرستون کا خون بہاؤ اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ اے
زمرد شاہ باختری خداوند لقا خضران کوہی مع لشکر کے آیا ہے لقا نے کہا لاؤ میرے سامنے جب خضران کوہی
داخل بارگاہ لقا سے بے لقا ہوا لقا کو سجدہ کیا قدم پر بوسہ دیا لقا نے کہا تم بھی بمقابلہ حمزہ صاحبقران جاؤ
یہان دشمن خضران کوہی حکم لقا سنکر مع دو لاکھ فوج کے بشینۂ فیض رسان کی طرف روانہ ہوا اور ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ مہراسپ زنگی فیل سوار تین لاکھ کی جمعیت سے آتا ہے لقا نے اسکو بھی بلا کر حکم دیا کہ جاؤ
بشینۂ فیض رسان پہ اور لشکر امیر حمزہ صاحبقران کو چہار طرف سے گھیر لو اور خداپرستون کو قتل کرو مہراسپ زنگی
بھی سجدے کو جھک گیا پھر مع تین لاکھ فوج کے روانہ ہوا الغرض اسی طرح جو سردار اطراف و جوانب کے آتے تھے
زمرد شاہ باختری انکو برائے قتل خداپرستان بھیجتا گیا یہ لشکر بیشمار مثل مور و ملخ بشینۂ فیض رسان مین
جب پہونچے ہرکارون نے امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران زمان کو خبر دی کہ لشکر کفار کی چڑھائی ہے اور فلان فلان
سردار اتنی اتنی فوج لیکر بشینۂ فیض رسان پہ آچکا ہے اور سردار بھی لشکر لیے ہوئے چلے آتے ہین امیر با تدبیر
نے فرمایا کہ پروردگار حافظ و نگہبان ہے فوج کفار کو آنے دو ادھر طہماس زنگی وارماس زنگی و تہمتن زنگی نے
شام ہی سے طبل جنگ بجوا دیا اُدھر لشکر صاحبقران دمان (?) مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون طرف
تیاریان جنگ و جدال کی ہوا کین ناگاہ خسرو انجم سپاہ بچہرۂ نورانی قلعۂ مغرب مین مستور ہوا اور ترک لقا بعد از ان
خونین پوش بصد حدت و تیزی مزاج برہم و برخاستہ خاطر ہو کر میدان نیلگون مین تخت شعاع پہ جلوہ گر ہوا سپاہیان
فوج کو دونون لشکر میدان رزمگاہ مین آکر صف آرا ہوئے نقیبان بلند آواز بصد سوز و گداز لقا لقا پکار کے چلے
گئے لشکر لقا مین نشانہائے جنگی علم ہوئے پھریرے سیاہ کے کھل گئے نیزون کی انیان بجلیون کے مانند چمکنے
لگین ڈھالون کی گھٹا جھوم کر اُٹھی پہلوانان زبردست مثل رعد گرجنے لگے فوج کے دل کے دل مثل بادل کے جھومنے لگے
گھوڑون کی ٹاپون سے زمین ہلنے لگی ادھر لشکر کفار سے ارماس زنگی پہلے صف سے نکلا پہلے نیزہ ہلایا پھر گھوڑے
کو کاوے پہ ڈال کر مبارز طلب کرنے لگا اور للکارا اے خداپرستو کوئی ایسا بہادر ہے کہ میدان جنگ مین
مجھسے مقابلہ کرے ادھر لشکر اسلام سے منددیل اصفہانی اجازت حرب لے کر میدان جنگ مین
آیا اور نعرہ کیا باش او نابکار ارماس زنگی نے گھوڑا بڑھا کر وار کیا منددیل اصفہانی نے خالی دیکر
ہاتھ تلوار کا مارا ارماس زنگی نے تلوار سپر پہ روکی دوسرا ہاتھ مارا منددیل اصفہانی نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا تلوار سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر مین اُتر آئی منددیل اصفہانی نے بجرأت تمام دستانہ مارا تلوار چھٹا کر
نکل گئی چادر خون کی منہ پہ آئی یہ رنگ دیکھتے ہی پہلوان جنگ عراقی نے گھوڑا صف لشکر اسلام سے نکالا اور للکار کر
ارماس زنگی کے قریب آگئے ارماس کی تلوار انکے سر پر بھی پڑی خود و سر کاٹ کے کاسۂ سر مین آئی یہ بھی زخمی ہو
انکے بعد اسد سیف گیر اذن جنگ لے کر میدان مین آئے ارماس نے انکو بھی مجروح کیا بعد انکے اسد (?) گیر سے مقابلہ
ہوا ارماس زنگی نے انکو بھی گھائل کیا پھر اسد اسدان لڑنے کو آئے وہ بھی ارماس زنگی کے ہاتھ سے زخمی ہوئے

اب تو وہ تلوار چلی وہ کشت و خون ہوا کہ ترک فلک تھرا گیا مریخ آسمان ڈر کے چھپ گیا وہ نعرہ بزن بزن و گیر گیر کے لشکر کفار میں اور
خدا پرستوں میں نعرہ تکبیر بلند تھے کہ میدان رزمگاہ نمونہ میدان حشر ہو گیا جا بجا کشتوں کے ڈھیر ہوئے خون کے دریا بہہ گئے دن بھر برابر تلوار چلی
ادھر مہتر اسپ زنگی اور نقابدار سرخ پوش ادھر قاسم نوجوان و علمشاہ عالیشان و مالک اژدر پہلوان یہ لوگ ساتھ
کے لڑنے والے تھے تلاطم ڈال دیا قیامت برپا کر دی دس ہزار سرداران لشکر کفار علاوہ حشرات الارض کے قتل ہوئے ادھر
ڈیڑھ سو سردار نامی و نامدار دست چپی حمزہ عالیوقار جان بحق تسلیم ہوئے قریب شام طبل بازگشت لشکر کفار
میں بجا سرداران لشکر اسلام ادھر پھرے امیر با توقیر سب کو ہمراہ لیکر بارگاہ سلیمانی میں آئے زخمیوں کی زخم دوزی
ہوئی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے سرداران لشکر اسلام کی لاشیں اٹھوا کے گڑوائیں ادھر سرداران لشکر کفار اپنے
اپنے خیموں میں گئے عیاروں نے کشتے لشکر لقا کے اٹھوائے سرداروں کی لاشیں گڑوائیں زخمیوں کے زخموں میں ٹانکے
دلوائے مگر نقابدار سرخ پوش نے بعد بجنے طبل بازگشت کے پھرتے وقت یہ کہا ای خدا پرستو یہ سرداران دست
راستی کے نکالے جانے کا بدلہ ہے اور ابھی کیا ہے آگے دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نقابدار سرخ پوش
کی طعنہ زنی پر حیران تھے خواجہ سے کہا کہ ای عمرو یہ نقابدار کون تھا کچھ ثبوت نہ ہوا ادھر شہزادہ مالک قاسم بار بار یہی کہتے
تھے کہ یہ کون نقابدار ہمارے کیے آیا ہے جسنے میرا بانہ سرخ پوشی کا اختیار کیا ہے خواجہ اسکو ضرور دریافت کرو یہ نقابدار کون
ہے اور کہاں سے آیا ہے غرض دو پہر رات گئے لاشیں مقتولوں کی اٹھوانے سے لشکر کفار نے فراغت پائی بعد دو پہر رات
کے طبل جنگ لشکر کفار میں بجا لشکر اسلام میں بھی کوس حربی پہ چوب پڑی پھر تیاری کارزار کی ہونے لگی صبح ہوتے ہی
ادھر لشکر کفار میدان جنگ میں آ کے جمنے لگا صف بندیاں ہونے لگیں میدان درست ہوا اور ادھر خدا پرست
بھی مسلح و مکمل ہو ہو کر آنے لگے مقابل میں صفوف لشکر کفار کے گھوڑے جھکا جھکا کر ٹھہرنے لگے بعد اسکے نقیبان بلند
آواز نقابت کر گئے کہ وہی سردار مہتر اسپ زنگی فیل سوار میدان میں آیا سبا رزطلبی کی سرداران دست چپی مقابلہ
کو نکل کر لشکر اسلام سے آئے بہت سے زخمی ہوئے پندرہ سردار مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا سرداران لشکر اسلام
اپنے خیموں میں آئے سرداران لشکر کفار ادھر اپنے اپنے خیموں میں گئے لاشیں دونوں طرف کی اٹھوائی گئیں غرضکہ
اسی طرح چار دن برابر میدان داری ہوئی اور بہت سے سردار مارے گئے زخمیوں کا شمار نہیں امیر با توقیر کو بھی کمال
تشویش ہے بادشاہ لشکر اسلام نہایت متفکر و متردد ہیں کہ سرداران دست راستی یوں نکل گئے اور سرداران دست
چپی برابر روز قتل ہوئے چلے جاتے ہیں دیکھیے انکی لڑائی کیونکر فتح ہوتی ہے پروردگار عالم کیا دکھاتا ہے خواجہ عمرو بھی بہت
گھبرائے حیران و پریشان قلندر کی شکل بنکے تکیہ دال قلندر کی طرف روانہ ہوئے جب تکیہ پر پہونچے فقیروں کے
مانند ان فقیروں سے یاد اللہ کی مگر لندھور نے پہچان لیا اور ہنسکر کہا ای خواجہ عمرو لشکر میں خیر و عافیت تو ہے امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران کا مزاج مبارک تو اچھا ہے عمرو نے کہا لشکر اسلام کی کیا خیریت پوچھتے ہو چار روز سے لشکر کفار
کی چڑھائی ہر رنگی و نموہی و قیامت ڈھا رہے ہیں سرداران دست چپی امیر با توقیر کی سو قتل ہوئے اور بہت سے
زخمی ہو کر پڑے پھڑک رہے ہیں جب سے لشکر لقا کی طرف سے مہتر اسپ زنگی فیل سوار اور نقابدار سرخ پوش آیا
ہے آفت برپا کر دی ہے خلاصہ یہ کہ اب کل تین سردار نامی و گرامی دست چپی میں امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے باقی ہیں اور
سب زخمی و قتل ہوئے یقین ہے یہ بھی کل اسکے ہاتھ سے مارے جاینگے امیر کو بھی بہت تشویش ہے بادشاہ اسلام بھی بہت
متردد ہیں فقط تمکو خبر دینے کو آیا تھا لندھور نے کہا تمنے بہت بڑا احسان کیا میں ممنون تمہارا ہوا کہ تمنے مجکو بھی خبر دی
خیر انشاء اللہ جیسا کچھ بن پڑتا ہے کرتا ہوں خواجہ عمرو تو یہ سنکر طرف لشکر امیر کے روانہ ہوئے لندھور ۳ بس

میں مشورہ کر کے آمادہ جنگ ہوئے اور کل سرداروں اور عیاروں کو مع لشکر دال قلندر یعنی وہی سب مرید اور چیلی چاپڑ
دال قلندر کے سب کو ہمراہ لیکر طرف لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے روانہ ہوئے مگر اس صورت سے کہ دال قلندر
کو بادشاہ بنایا تخت پر سوار کیا تاج سر پر رکھا ہاتھ میں سونٹا آہنی دیا اور سب چیلی چپاپڑ سنے ہوئے قلندر سب کے سر پر لنبی
لنبی ٹوپیاں لنگر اسوزنی کی ہاتھوں میں بیراگیاں آہنی وہ سب فقیروں کا لشکر مع دال قلندر اپنی اپنی زبان میں عجیب
عجیب بولیاں بولیاں حق اللہ کے نعرے اور ہو حق کرتے ہوئے اسوقت میدان رزمگاہ میں پہونچے ہیں کہ صفیں آراستہ ہو چکی
ہیں نقیب نقابت کر چکے ہیں مضراب زنگی فیل سوار اور نقابدار سرخ پوش میدان میں مبارز طلب کر رہے ہیں امیر
باتوقیر کے لشکر کی جانب بارگاہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو شہزادہ بدیع الزمان نے استادہ کرایا ہی فقیروں کی صف
باندھکر دال قلندر نے امیر باتوقیر کو مجرا کیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے بکراہت منہ پھیر لیا اور کہا ای خواجہ یہ
فقیروں کی فوج کہاں سے آئی ہی خواجہ نے یہ کلام امیر خوش انجام کا سنا عرض کیا یہ سب غلامان حضور فیض گنجور سے
ہیں صاحبقران نے فرمایا تو غلط کہتا ہی اس میں کوئی ہمارا دوست نہیں ہی یہ سب فقیر بے تدبیر ہیں یہاں میدان میں مضراب
فیل سوار ہی بکوہ گیارہ سو من کا اژدہ پشت نہنگ باندھے مبارز طلب کر رہا تھا اور طعنہ زنی کے کلام بڑھ بڑھ کر زبان بخس سے
نکال رہا تھا کہ دال قلندر نے کہا ای بابا لندھور لینا اس بدذات کو یہ فقیر کے سامنے لاف وگزاف کر رہا ہی لندھور
بن سعدان شہزادہ ہندوستان بشکل قلندری بنا ہے ہوئے پندرہ سو من کی بیراگی آہنی ہاتھ میں لیے ہوئے
فیل میمونہ مبارک پر سوار مثل شیر غضبناک آگے بڑھے اور نعرہ کوہ شگاف کرتے ہوئے میدان جنگگاہ میں آئے نعرہ
لندھور منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستان منم گرز بر پا منم رستم ہمپا او لم بلا سقدر تیز فیل میمونہ مبارک کو بڑھایا
کہ فیل مضراب زنگی سے فیل میمونہ لڑ گیا اور فیل مضراب ضرب ماں گیا مگر مضراب زنگی نے لگا ور زنی سے ہوتے ہی اژدہ
پشت نہنگ لندھور کے سر پر مارا لندھور نے بیراگی آہنی پر روکا اژدہ پشت نہنگ بیراگی پر بیٹھ پڑا لندھور
نے فیل سے فیل کو ملا کر زنجیر میں مضراب زنگی کے ہاتھ ڈالا اور نعرہ تکبیر کہکر فیل سے جدا کر کے مضراب کو اٹھا لیا
ہاتھ سر سے بلند کر کے زمین پر اس برگشتہ بخت کو مارا کہ چاروں شانے چت گرا لندھور فیل میمونہ سے کود کر چھاتی پر
مضراب زنگی کی آیا ایک پاؤں اسکا اپنے پاؤں کے نیچے دبایا اور ایک پاؤں اسکا دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر استقلال
کر کے گسندے کی چیر کر مضراب زنگی کو پھینکدیا یہ دیکھا لشکر مضراب زنگی اور نقابدار سرخ پوش تلواریں کھینچ لندھور
پر ٹوٹ پڑے فوراً سرداران لندھور و بدیع الزمان و کرب غازی وغیرہ تلواریں پکڑ پکڑ کے آ پڑے اور سب ساتھ دال
قلندر کے بیراگیاں اٹھا اٹھا کے فوج میں دھنسے دال قلندر بھی سونٹا آہنی لئے ہوئے لڑنے لگا خوب گھمسان کی
تلوار چلی بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا سرداران لشکر کفار مارے گئے لندھور نے لشکر لقا کو مسمار کر دیا ہڈیاں دکھائیاں تلوار سے
تمام خون میں نہلا دیا تھا کہ کارخانہ ملا میدان شخص صاف ہو گیا صاحبقران کو بھی اپنی فوج کو لیکر کوہ کی طرف چلا گیا
نقابدار سرخ پوش بھی کسی طرف کو نکل گیا مگر امیر باتوقیر آج کے تماشا دیکھا کیے اپنے کسی سردار دستہ جی کو میدان
جنگ میں جانے نہ دیا دال قلندر لندھور کو ساتھ لیے ہوئے مع تمام سرداران نامی وگرامی بارگاہ یاقوت شاہ میں
آیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بھی مع سرداران دستہ جی بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے جب دربار جم ہوا
اور امیر باتوقیر زینت دہ دربار فلک اقتدار ہوئے خواجہ عمرو کو طلب کیا اور فرمایا ای خواجہ لندھور نے میرے دکھانے
کو پہلوان زبردست سردار لقا مضراب زنگی فیل سوار کو چیر ڈالا کل مجھسے اور لندھور سے مقابلہ ہی طبل جنگ میرے نام
لشکر میں بجوا لیجے تاکہ وہ مجھکو بیراگی کے چیر ڈالے یا میں اسکو چیر کر پھینکدونگا وہ اپنے دل میں کیا سمجھا ہی بڑا شہزوری کا

دعوی کرتا ہی بن کیا اُسکی حقیقت سمجھتا ہون عمرو نے کہا ای حمزہ کیا مجال اُسکی اور کیا تاب و طاقت اُسکی کہ ایسے بہادر کا مقابلہ
کر سکے آپکے دکھانے کو اُسنے نہین چھیڑا بلکہ کافر جانکے اُسکو مارا انشاء اللہ جسطرح صیاد کے قابو مین آجائیگا وہ اُسکو اُسی طرح
صید کریگا صاحبقران زمان نے چین بجبین ہوکر فرمایا ای عمرو تجھکو کیا دخل ہی ہماری باتون مین تجھسے جسطرح کہتے ہین وہ کہہ
جا ابھی نامہ سپر اللندھور کے پاس لیجا اگر وہ طبل جنگ نہ بجوائیگا تو مین خود سبقت کرونگا عمرو نے دیکھا کہ اسوقت حمزہ صاحبقران
کا مزاج بہت برہم ہی خاموش ہو رہا اور نامہ جلالت شمامہ امیر با توقیر عمرو لے کر لندھور کے پاس آیا سب سردارون نے
عمرو کی تعظیم کی اور کرب و بدیع الزمان وغیرہ خوش ہو ہو کر گلے ملنے لگے مگر خواجہ عمرو کو بشاش نہ پایا سب نے کہا ای خواجہ آپ کو تو مسرور
ہونا چاہیے یہ مقام نہایت خوشی کا ہی لیکن آپ رنجیدہ خاطر ہین عمرو نے کہا ای بابا بابا تمھارا عرب سو ہمار خوار ریگ بیابان تمہا
ہی اُسکی مروت و محبت کو سب جانتے ہین جس سے بپاس داری و خلق پیش آتا ہی اُسکو عالم بالا پر چڑھاتا ہی اور جس سے
بے مروتی کرتا ہی اُسکو خاک مین ملا دیتا ہی اس عرب مین بالکل مروت و حمیت نہین دیکھو کہ لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان
رفیق و ہمنشین تھا اُسنے اتنا بڑا کام کیا کہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے دشمن جان کو یون بے شدہی کے ساتھ مارا
اور تمکو ناگوار خاطر ہوا امیر با توقیر کہتے ہین کہ لندھور نے میرے دکھانے کے واسطے سفراب زنگی کو چیر ڈالا یہ کہکر نامہ امیر کشور گیر
لندھور کے ہاتھ مین دیا کہ خود تم پڑھ لو جو کچھ تحریر ہی لندھور نے نامہ امیر با توقیر لے کے سر پر رکھا اور آنکھون سے لگایا
لفافہ پر بوسہ دے کر کھولا تو دیکھا نامہ مین یہ تحریر ہی کہ نامہ ای پہلوان دوران ای رستم زمان وای فخر سہراب و نریمان وای زینت
یلان گردن کشان شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان زید کم اللہ تو بکم یہ نامہ فیض شمامہ حمزہ صاحبقران کی
طرف سے ہی کہ کیا خوب فنون سپاہگری تجھکو یاد ہین کس زور شور اور کس قوت و طاقت سے تو نے نصراب زنگی کو چیر کر
پھینکدیا کہ تمام اہل لشکر تیری بہادری پر فخر و مباہات کرتے ہین یہ تو نے ساری زور آزمائی مجھکو دکھائی اور ہمت و شجاعت
اپنی جتائی مگر ای لندھور میرے طائر غنچہ نے لگا دہین تو پر بستہ سے بھی کم ہی خیر جو کچھ ہوگا کل معلوم ہو جائیگا گذشتہ را
صلواۃ ای لندھور تجھکو قسم ہی جناب شیث پیغمبر علی نبینا وعلیہ السلام کی کہ طبل جنگی میرے نام پر بجوا دے کل تجھسے
مقابلہ ہوگا یا تو مجھکو زیر کرکے چیر ڈالنا یا مین تجھکو چیر کر پھینکدونگا فقط زیادہ والسلام اور طول کلام بیجا ہی دو فقرون مین
فیصلہ ہی لندھور یہ نامہ پڑھتے ہی آبدیدہ ہوا اور یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر جان حزین یہ ناصحا کیا سخت اپنی ہی نہ تاب وصل
دارم نہ طاقت جدائی خواجہ عمرو نے کہا ای لندھور کس طرح مین نے امیر با توقیر کو سمجھایا کوئی پہلو فہمائش کا مین نے
نہین اُٹھا رکھا سب نشیب و فراز دکھایا مگر صاحبقران نہین مانتے ہین کہتے ہین کہ نہیں مقابلہ کیجیے لندھور یہ سنکر رونے لگا اُسوقت
لندھور بن سعدان رونے لگا کہا افسوس صد ہزار افسوس ایسے آقا سے نامی و نامور صاحب شوکت و حشمت لوائی قران ثانی
سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا ساتھ چھٹتا ہی اور ایسے ایسے احباب مثل خواجہ عمرو وغیرہ سے جدائی ہوئی ہی
کرتا قیامت پھر ملاقات ہوگی کس واسطے کہ مین امیر با توقیر سے نہ مقابلہ کر سکتا ہون نہ لڑ سکتا ہون سوا اسکے کہ آج رات کو جام
زہر پی کر صاحبقران پر جان اپنی فدا کرونگا اور سب کے گلے ملا ایک ایک سے لپٹ کر بہت خوب رویا اور یہ شعر ورد زبان کیا شعر
چہ خوش در چشم صحبت یار آخر شد نہ روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد و دیگر صحبت آشنا دان سے کہ کسی عالیشان رہے گلشن
سے چھوٹے کہ بلبل نالان کہان رہے یہ کہکر نعمان ہزار کو حکم دیا کہ ای رفیق قدیم ہمارے اب ساغر عمر ہمارا لبریز ہو گیا پیک
اجل آپہونچا جام زہر ہلاہل جلد تیار کر یہ سنکر سردارون نے کہا کہ ای نعمان ہزار خبردار ایک جام زہر نہ تیار کرنا بلکہ اتنے
جام زہر تیار کر کے رکھ کہ جسقدر ہم سب سردار ہین ہمراہ لندھور کے سب جام ہلاہل پئینگے اور لندھور کے ساتھ ہی جان
دینگے بعد لندھور کے ہمکو زندگی کا نہین ہی مگر بدیع الزمان عالیشان نے ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کی عرضی امیدوار

سے خصوصاً شہزادہ علمشاہ نوجوان کو کمال درجہ تشویش تھی آخر تاب تحمل نہ لا سکے اور مع چند سرداران
نامی و گرامی کے دربارگاہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان پر گئے وہان پہونچ کر معلوم ہوا کہ امیر با توقیر
بارگاہ مین تشریف نہین رکھتے ہین تمام حاجب و دربان بیہوش پڑے ہوئے ہین سراچہ بارگاہ
سلیمانی کا چاک ہے علمشاہ عالیجاہ یہ احوال جہانگداز دیکھکر متردد ہوئے اور دل مین خیال کیا بلکہ یقین کامل
اس امر کا ہوا کہ لندھور بن سعدان نے اپنے عیار کو بھیجا ہوگا وہ امیر با توقیر کو بیہوش کر کے لیگیا ہے بس یہ
خیال کر کے شاہزادہ ذیجاہ علمشاہ گردون بارگاہ کو کمال غیظ آیا اور سرداران نامی سے مخاطب ہو کر یہ
فرمایا کہ دیکھو لندھور نے بزدلی و خوف جان سے ہمارے قبلہ و کعبہ کو اپنے عیار سے پکڑوا منگایا ہے یہی
باعث تھا کہ شب کو صحبت عیش و نشاط آراستہ کی تھی سرداران نامی و گرامی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا
کہ بیشک یہی وجہ اُنکی خوشی و سرور کی تھی علمشاہ عالیجاہ نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اُس ہندی کو
سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکر شہزادہ علمشاہ بصد غیظ و غضب مع چند سرداران نامی و نامدار کے طرف
بارگاہ لندھور بن سعدان کے روانہ ہوے یہان لندھور وغیرہ نے نماز سحر سے فارغ ہو کر
جامہاے زہر آلود تیار کرا رکھے تھے ہر ایک سردار جان اپنی دینے پر آمادہ تھا لندھور خود
ہر ایک سردار کو سمجھاتا تھا کہ تم سب کیون ہلاک ہوتے ہو میرے ہمراہ ناحق جان دیتے ہو راندۂ درگاہ امیر
با توقیر مین ہون تم لوگون سے کیا واسطہ ہے مگر کوئی سردار نصیحت لندھور کی نہ سنتا تھا ہر ایک مستعد جام
زہر پینے پہ بیٹھا تھا لندھور کے ہاتھ مین بھی جام زہر تھا اشک حسرت آنکھون مین بھرے تھے لب پر آہ
سرد تھی چہرہ کثرت رنج و غم سے متغیر تھا ارادہ تھا کہ جام زہر نوش کرے ناگاہ شہزادہ علمشاہ ذیجاہ
نے آکر قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالکر پوچھا سچ کہو اے لندھور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو تو نے
پکڑوا منگایا ہے اور اب ہم لوگون کے دکھانے کے واسطے نامردی پہ کمر باندھی ہے جام زہر ہاتھ مین لیکر
بیٹھا ہے یہ کلام علمشاہ عالیجاہ کا سنکر لندھور بن سعدان نے جام زہر آلود زمین پر پھینکا با نہایت پریشان خاطر
ہوا رنگ چہرہ متغیر ہوگیا اور یہ کہا اے فرزند علمشاہ اس بات کی مجھکو مطلق خبر نہین ہے تو آپ اپنی جان
دینے کی فکر مین بیٹھا تھا امیر با توقیر کو چھپا کے کیا کرتا علمشاہ فلک پناہ نے کہا کہ اے لندھور بن سعدان
مین ہرگز نہ مانونگا جلدی امیر با توقیر کو پیدا کرو لندھور نے قسم کھائی اور کہا اے علمشاہ تمہین اپنے دل
مین انصاف کرو کہ بھلا مجھسے حمزہ صاحبقران زمان کی جناب مین ایسی بے ادبی ہوگی تمہارا کدھر خیال ہے
علمشاہ ہرگز نہین مانتے لندھور کی قسم کا بھی اعتبار نہین کرتے ہین بگڑتے ہین اور غصہ کرتے ہین
لندھور قسم پہ قسم کھا کھا کر عذر کر رہا ہے سب سردار اور بدیع الزمان بھی کہتے ہین کہ آپ کا خیال غلطی پہ ہے
یہان امیر کو کوئی چھپا کر نہین لایا ہے علمشاہ کو یقین نہین آتا ہے کسی کا کہنا نہین مانتے آخر کار لندھور
کے لوگ سامنے سے علمشاہ کے الگ ہٹ گئے کہ ایسا نہ ہو علمشاہ اسوقت غصہ مین بھرے ہوے ہین لندھور
کو تلوار مار بیٹھین سب سردار ہاتھ جوڑ جوڑ کر عذر و انکسار کر رہے ہین بدیع الزمان اور کر سب واسطہ
و ہاشم سمجھا رہے ہین اور علمشاہ مثل شیر غضبناک تیوری بدلے کھڑے ہین

دوسرے داستان حیرت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے بیان مین

پلا ساقیا پھر سے لالہ رنگ	کہ لڑنے کی رندون کو ہے امنگ	ہے سبزی امری ہو کی اک جام	وہ ہو دست [illegible] آرام

چو تُہید اسپردہ سے دل آرام ہو | اُسے عمر بھر عیش سے کام ہو
تمناے دل جلد حاصل ہو آہ | وہ مبارکش کرے جلد مجھکو طلب
تڑپا کرلیں شب ہوئی آخر | نہیں بھولی یاد رخ سیمبر

غزل

سنتا نہیں مجھ سے حقیقت میری
کیسے فرماتے ہین وہ سُنکے حقیقت میری
کہ بدل سکتی نہین نزع مین رنگت میری
واعظا تذکرہ باغ جنان کون سُنے
لیسکے جو رنہ جسکو وہ ہو دولت میری
دل کو وہ لے گئے پہلو سے نہ کچھ زور چلا
اسمین خو آپکی ہو اسمین ہو خصلت میری
بھیجدے چاہے جہان مالک و مختار ہو تو
روز ماشر ہوئی ہر شب فرقت میری
تھا گنہگار مجھے پہلے سجون سے بخشا
صورت برق ازل سے ہوئی خلقت میری

کیون نہ جانے کو وہان چاہے طبیعت میری
شان حق دیکھیے آپ اور محبت میری
مہربانی بھی نہین اُنکی ستم سے خالی
کوچہ اُس حور شمائل کا ہو جنت میری
ذکر تو میرا بہر طور کیا کرتے ہین
سامنے آنکھون کے لوٹی گئی دولت میری
دھیان تو میرا بہر حال انھین رہتا ہو
کچھ جہنم ہر نہ میرا نہ ہو جنت میری
آپ شرماتے ہین کیون میرے بیان آنے سے
میری عزت کا سبب ہو گئی ذلت میری
گر کھین بھی کوئی ملجائیگا اُنسا جسم

ہاے اُس شوخ پہ آئی ہو طبیعت میری
خاک سے کوچہ جانان کی ہو طینت میری
اے مسیحا یہ نقاہت سے ہو صورت میری
کرتے ہین خانہ انہیار مین دعوت میری
پاس ہو داغ جنون کچھ نہین دینار و درم
نہین شکوہ جو وہ کرتے ہین شکایت میری
باغ مین دیکھتے ہین کیا گل و بلبل کو صنم
اُنکے دل مین ہو محبت کہ عداوت میری
بیٹھا آرزو مین کشتہ ہوئی ہین لالہ ان
کون ہو پاس اگر ہو بھی تو حسرت میری
ایک جا مین سے دم بھر نہ ملا مجھکو قرار
اے جنون یاد کرینگے وہ وحشت میری

ہیت نویسندہ دفتر زرنگار چمن گردم قوم این کارزار تیغ آزمایان معرکہ فصاحت و بلاغت جرأت نمایان میدان صولت و شوکت شمشیر زبان قلم ہمت شیم کو صیقل طرازی طبیعت صف لشکر مضامین میدان بیان ان کرتے ہین کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو وہ نقابدار سرخ پوش جو صاحبقران کو ہی کے ہمراہ میدان کارزار مین جا کے اُٹھا کر لے گیا اور زمرد شاہ باختری تھا سے پہ نقاب کو دیکھا کیا تھا دیکھتے ہی امیر با توقیر صاحبقران زمان کو دیکھ خوش ہوا اور کہا کہ پہلے بارہ ہزار برس پیشتر ہی نقدیر کی تھی لیجاؤ حمزہ کو مسلسل بقید آہن کرکے قتل کر ڈالو حمزہ کو آئے اور زیور آہن بہت بھاری یعنی طوق و زنجیر ہتھکڑیان اور بیڑیان صاحبقران کو پہنا کر قتل کرنے کے واسطے لیچلا جب امیر با توقیر قلعہ پہ پہنچے بحکم لقا جلاد تیغ آبدار کھینچکر سر پر صاحبقران کے کھڑا ہوا اور لقا سے بے نقاب نے دروازہ اُس ہشت کا کھلوا دیا جسمین سرداران لقا تھے ادھر کا حال تک قلعہ کا بند کرا دیا حکم کیا کہ یہانتک بغیر ہمارے حکم کے نہ کھلنے پاوے اور کوئی اُدھر سے نہ آنے پاوے یہان کا حال سُنیے کہ علمشاہ تنہا کہان پہنچے ہوئے آمادہ قتل لندھور رہین کہ یکایک نعمان ہزارہ عیار لندھور گھبرایا ہوا آیا اور چپکے سے کان مین لندھور کے کہا اے دارا ہند آپکو کچھ خبر بھی ہو صاحبقران کو نقابدار سرخ پوش لے گیا اب امیر با توقیر مسلسل بطوق و زنجیر زیر تیغ جلاد مایوس بیٹھے ہین لقا سے بے نقاب قتل کا حکم دیا چاہتا ہو خواجہ عمرو بھی قریب لندھور کے کھڑے تھے کچھ کچھ اُنھون نے بھی قیافے سے بات کو سمجھا کہ امیر کا ذکر ہو نعمان سے علیحدہ بلا کے پوچھا کہ کیا ہو نعمان نے سب حال بیان کر دیا خواجہ چپکے سے چلے اور اپنے خیمہ مین آکر بانا عیاری سے آراستہ ہوکر سبائل کی طرف چلے ادھر لندھور بارگاہ یاقوت شاہ سے باہر آیا اور گھوڑے پہ سوار ہوکر سرپٹ گھوڑا اُڑاتا ہوا جنگل بادھرصر کے سبائل کی طرف روانہ ہوا اسیطرف نعمان نے تمام سرداران دست راستی و دست چپی سے امیر کا حال بیان کیا علمشاہ نے پوچھا کہ لندھور کہان چلا گیا نعمان نے امیر کی سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ وہین گیا ہو ادھر لندھور بن سعدان نے پہونچکے ہی تلوار

لشکر کفار سے نعرہ کیا نعرۂ لندھور چہ پیرہ ہاے وریار اگر فتم تا بہ ہندستان ۞ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان
نعرہ کرتی ہی تلوار کھینچکر لشکر کفار پہ آپڑے کہا باش ای نابکاران جیتا ابھی صفائی سے کیے دیتا ہون یہ کہہ تلوار
چلنے لگی دم بھر مین لشکر کفار کو درہم و برہم کر دیا کشتون کے پشتے لگا دیے خون کے دریا بہا دیے در قلعہ پہ پہونچے
دیکھا دروازہ بند ہی اب گھبراے کہ کیا کیا جاے غصہ مین آکر پھاٹک قلعہ کا توڑ کے پھینکدیا دندانہ قلعہ کے اندر داخل
ہوے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ہوے قلعہ مین آے امیر کے پاس پہونچ گئے دیکھا صاحبقران مسلسل بہ زیور آہن
زیر تیغ جلاد بیٹھے ہین خواجہ نے امیر سے کہا ای حمزہ قید توڑ کے کفار کو مارو لندھور بھی آگیا ہی کفار سے تلوار
چل رہی ہی امیر باتوقیر نے کہا کہ نہین اب مجھکو قتل ہو جانے دو جینا مجھکو منظور نہین دل زیست سے بہت سیر ہو چکا
عمرو نے کہا امیر خدا کا واسطہ میرا کہا مانو قید توڑ دو نہین تو مفت سرداران نامدار تمھارے قتل ہونگے اب
سردار آنے لگے ہین امیر نے کہا مین ہرگز قید نہین توڑونگا مجھکو قتل ہونا منظور ہی اسوقت تو مجھسے نہ بول یہان
سے چلا جا جو مجھسے نہین دیکھا جاتا ورنہ مین تجھکو بھی گرفتار کرا دونگا اسوقت بختیارک نے یہ کیفیت دیکھی بسکہ
صلوات پڑھی بیخ صلواۃ بر محمد لعنت بر زمرد شاہ باختری لقا سے بے لقا نے کہا یہ تو نے کیا سبق پڑھا
بختیارک نے کہا یا خداوند نہین معلوم مین آپ ہی آپ کیا بکتا ہون لقا نے پھر طہماس آہن خوار کو اشارہ
کیا کہ یہ سرداران اہل بہشت سے بڑا پہلوان زبردست تھا لقا نے کہا کہ تو دیکھ رہا ہی اور لندھور قتل و قمع
کر رہا ہی خونریزی ہو رہی ہی طہماس آہن خوار بحکم لقا نے نابکار مقابلے کو لندھور کے آیا لندھور نے
للکارا کہ باش او بچیا طہماس آہن خوار نے تلوار ماری لندھور نے خالی دی وہ تلوار طہماس کی مرکب
لندھور پہ پڑی مرکب گرا لندھور کود کے الگ ہوا مرکب لندھور کا مر گیا طہماس آہن خوار نے
دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے روکتے ہی روکتے سر پہ پڑا خود کاٹ کے کاسۂ سر سے تا دو ابرو اتر گیا
لندھور نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا چادر خون کی منہ پہ آئی لندھور مثل شیر جھوم کر گرا دونون
ہاتھون سے سر پکڑ لیا خواجہ عمرو نے پھر بڑھکر امیر سے کہا ای حمزہ از براے خدا قید آہن کو توڑیے
لندھور زخمی ہو کر گر چکا بڑا غضب ہو جائیگا امیر نے کہا خوب ہوا کہ لندھور زخمی ہوا مین ہرگز قید نہ توڑونگا
تو نہین مانتا ہی ہٹ جا میرے سامنے سے نہین تو تجھکو بھی مین گرفتار کرا دونگا عمرو پھر چپ ہو رہا ادھر کا حال سنیے
کہ جسوقت لندھور نے نعرہ کیا تھا اسی وقت نعرۂ لندھور سنتے ہی علمشاہ فلک جاہ تیغہ کپیتان تولے ہوے
گھوڑے پہ سوار ہو کر مثل صبا کے در قلعہ پہ آے اور سب سرداران دست راستی اور دست چپی بھی آگے
پیچھے تلوارین لیے ہوے گھوڑے اڑاتے ہوے قلعۂ سبائل کی طرف چلے آتے ہین جس وقت علمشاہ عالیجاہ
قلعہ کے اندر داخل ہوے وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا منم رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ دوہل ہندی دکشندہ
کپیتان فرنگی سپہ علمشاہ رومی شہ فیل زور رجا کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ہا باش ای نابکاران جیتا مین آپہونچا
یہ کہکے تیغہ کپیتان فرنگی کو کھینچا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا کہ زمرد شاہ باختری نے ابوسعید آہن خوار
کی طرف اشارہ کیا وہ تلوار کھینچکر علمشاہ کی طرف جھپٹا علمشاہ نے للکارا کہ ٹھہر او نابکار مین تیرا کام تمام کرتا ہون
ابوسعید نے جھپٹ کر تلوار ماری علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار ابوسعید کی سپر پہ پڑی سپر کو کاٹ
خود سر کو چاک کیا کاسۂ سر سے گذرتی ہوئی تا دو ابرو پہونچی علمشاہ نے دستانہ مارا تلوار کھینچا کر نکل گئی
علمشاہ نوجوان کی جرأت کو دیکھنا چاہیے اللہ اکبر کیا جری و بہادر تھے کہ زخم سرکاری کھا کر فورا

بڑھکے ابو سعید آہن خوارہ کو زین فرس سے اُٹھا لیا اور سر سے اونچا کرکے فرمایا کہ او کافر ارون زمین پر
کہ ہڈیاں پسلیاں چورا ہو کر واصل جہنم ہو جلد بتا کہ خدا اشت پرور گار مین کیا کہتا ہی اگر تو بصدق دل مسلمان ہو
اور کلمۂ طیبہ پڑھے اور خدا کو وحدہ لاشریک جانے تو ابھی امان دون اور جانبری تیری کرون ابو سعید
فوراً بصدق دل مسلمان ہوا کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا عالمشاہ عالیشان نے اُسی طرح ابو سعید کو گھوڑے
پر بٹھا دیا ادھر زخم سر مین ہوا لگی اور چادر خون کی منہ پر آگئی بیقرار ہوکے گھوڑے سے اُتر کے جھومنے لگے
جو کافر قریب آتا تھا تلوار مارتے تھے ابو سعید عالمشاہ کی طرف سے لڑنے لگا عمرو نے امیر سے کہا ای حمزہ ابو
عالمشاہ بھی زخمی ہوے اور خون مین نہائے ہوے جھوم رہے ہین اور آپ قید نہین توڑتے از براے خدا جلد قید
توڑ کے کفار کو قتل کیجیے نہین تو آج سب سردار مارے جائینگے امیر نے کہا مین قید نہ توڑونگا آج مین اپنی جان دونگا
تو نہین مانتا یہان سے چلا جا ورنہ مین تجھکو گرفتار کرا دونگا یہ کہکے کہا ارے یارو یہ عمرو کھڑا ہی پکڑ نہین لیتے ہو لوگ دوڑے
مگر عمرو کو کسی نے نہ پایا امیر نے کہا یہ عمرو کھڑا ہی تمکو نہین دکھائی دیتا مین دیکھ رہا ہون جلد اسکو پکڑ لو قتل کرو سب لوگ
عمرو پر ٹوٹ پڑے عمرو نے بھی خنجر برق مثال کھینچا اُس سے تلوار چلنے لگی یکایک نعرہ بدیع الزمان کا ہوا النعرہ
بدیع الزمان منم فخر سہراب و رستم وقار ۰ بدیع الزمان صفدر و نامدار ۰ اور وہین سے تلوار کھینچ کے کفار کو قتل
کرنا شروع کیا قہرمان حبشی گھوڑا بڑھا کر سامنے بدیع الزمان کے آیا اور آتے ہی تلوار ماری بدیع الزمان کے
سر پر پڑی کاسۂ سر شگافتہ ہوا از سر تا پا خون مین نہا گئے حال دگرگون ہوا سر تھام کر جھومنے لگے کہ نعرہ شہزادہ
ملک قاسم نوجوان کا ہوا النعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ۰ شہسوار لال پوش خاوری ۰
صاحب اقبال و جاہ و حشم ۰ صفدر اعظم قاسم عالی همم ۰ وہین سے تلوار کھینچی کفار کو مارنے لگے جسکو ہاتھ
تلوار کا مارا دو ٹکڑے ہوکر گرا خضران فیل گردن تلوار کھینچکر جھپٹا قاسم نے للکارا کہ باش او نامرد
خضران فیل گردن نے بڑھکر تلوار ماری قاسم نے سپر سر پر روکی تلوار نے سپر کو کاٹ کر سر کو زخمی کیا قاسم بھی
زخمی ہوکر شہزادہ بدیع الزمان کے مانند جھومنے لگے شہزادہ قاسم کے بعد مالک اژدر کا نعرہ ہوا النعرہ مالک اژدر
منم مالک اژدر پہلوان ۰ بہ ہنگام پیکار شیر ژیان ۰ اسپ مالک اژدر بھی تلوار پکڑ کے لڑنے مین
مشغول ہوے کہ بہمن ترک کوہستانی سامنے سے تلوار کھینچے ہوے دوڑا مالک اژدر نے بھی
وہین سے ڈانٹا کہ او نابکار خبردار کہان آتا ہی ہوشیار ہو بہمن ترک کوہستانی نے آتے ہی تلوار کا
وار کیا مالک اژدر نے بھی ساتھ ہی تلوار کا ہاتھ مارا ادھر تلوار کھا کر مالک اژدر زخمی ہوے اور
ادھر بہمن ترک کوہستانی گھائل ہوکر زمین پر گرا مالک اژدر بھی زخمدار ہوکر گھوڑے پر جھومنے
لگے اب نعرہ کرب غازی کا ہوا النعرہ کرب کرب شہسوار رستم یل نامدار ۰ نظر کردۂ شیر پروردگار
تلوار میان سے کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑے ایک ایک وار مین دو دو کو چورنگ کیا جسکو ہاتھ تلوار کا مارا وہ
گھائل ہوکر سنبھل نہ سکا ساری فوج مین تلاطم ڈال دیا مگر یہ بھی زخمدار ہوے اُسی حالت زخمداری مین ہاتھ
تلوار کا چلا جاتا ہی کہ نعرہ اسد شیر دل کی آواز آئی النعرہ اسد اسد شہسوار رستم کہ در روز جنگ ۰ بدر رستم
دل شیر و چشم پلنگ ۰ تلوار علم کرکے لشکر کفار پر جھپٹے اور لڑنے لگے مگر زخمی ہوے لیکن کارزار مین کمی
نہین تلوار برابر مار رہے ہین کہ شاہزادہ ہاشم تیغزن کا نعرہ ہوا النعرہ ہاشم منم صف در
غازی و صف شکن ۰ شجاع و جری ہاشم تیغزن ۰ اور تمام لشکر کفار کو للکارا باش او نابکاران

پھینکا پھینکی تلوار پکڑ کے قتل و تیغ کرنے لگے اب تو برابر سردار بہ سردار دو دو چار چار ملکر گھوڑے دوڑاتے ہوئے
آ پہونچے اور تمکو بھی آ گیا انبوہ لشکر ہوا تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر دیکھ رہے ہین کہ ناگاہ بادشاہ سعد بن قباد ملک
نژاد لشکر لیے ہوئے آئے اور پہلوان دو ڈالا اور نعرے کرتے ہوئے تلوارین لیکر مصروف پیکار ہوئے حمزہ صاحبقران
ہر ایک سردار کی جانبازی اور دست درازی دیکھ رہے ہین اور زخمون کو بھی ملاحظہ کر رہے ہین کہ کیسے شیر دلاور نیر
لشکر نامی و نامور زخم کھا کھا کے جھوم رہے ہین خون مین نہائے ہوئے جا بجا پڑے ہین مگر امیر باتوقیر قید مین تو ٹیکے
عمرو آگے ہر بار ہاتھ جوڑ جوڑ کر کہتا ہے ای امیر خدا کا واسطہ قید توڑ و نعرہ کرو لڑائی فتح ہو ورنہ سب سردار یونہین
گھائل ہو کے سر بازی کرکے مارے جائینگے امیر یہی فرماتے ہین ارے یار و کیا غضب ہے عمرو کو بار نہین لیتے عمرو کا یہ حال
ہے کہ جب کفار برابر آ جاتے ہین چھپ چھپ کے نیچے کا ہاتھ مارتا ہے اپنے کو بچاتا ہے مگر عمرو بھی زخمی ہو چکا ہے ادھر حالت زخمداری
مین لندھور کا حال بہت متغیر ہوا خاک و خون مین تڑپنے لگا غرضکہ تڑپ تڑپ کر لندھور نے اپنے تئین امیر باتوقیر
تک پہونچایا سر شگافتہ خون آلودہ قدمون پہ امیر باتوقیر کے ڈالدیا امیر نے پاؤن اپنا لندھور کے سر کے نیچے سے ہٹا لیا
لندھور کبھی بیہوش ہو جاتا ہے کبھی ہوش مین آتا ہے ادھر سردارون سے جب تلوار چل رہی ہے کفار قتل ہو رہے ہین سردار
بھی امیر کے زخمی ہو رہے ہین اب جو لندھور کو ہوش آیا تڑپ کر قدم پر صاحبقران کے جا پڑا از بسکہ متغیر ہو گیا
آنکھین پتھرا گئین زخمی کو پیاس بھی زیادہ ہوتی ہے زبان خشک منہ سے نکال کر پانی کا اشارہ کیا اسوقت وہان پانی
کہان تھا زبان خشک ہونٹھون پر پھیر کر رہ گیا مگر اسی حالت اضطرار مین ہاتھ جوڑ کر امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ ای
تاج بخش سلاطین و ای پروردہ عاجز و مسکین ای عیسی دوران مسیحائے زمان حمزہ صاحبقران اب وقت آخری
ہنگام احتضار ہے عفو خطا کیجیے گناہ بخش دیجیے کوئی دم کا مہمان ہون جان کھنچ کے ہونٹھون پر آئی ہے ملک الموت
کا سامنا ہے چاہتا ہون کہ منزل عدم کو ہو جاے یہ وقت غلام نوازی کا ہے حق وفاداری مجھسے ادا نہو سکا
خطا معاف کیجیے یہ غلام اب حضور پر سے تصدق ہوتا ہے شعر یہ خانہ زاد قدیم اب تمام ہوتا ہے قدم پہ آج فدا یہ
غلام ہوتا ہے یہ کہکے لندھور نے آنکھین بند کر لین چہرہ اور زیادہ متغیر ہوا امیر باتوقیر نے یہ سب باتین عجز
و انکسار کی سنکر لندھور بن سعدان پر جو نظر کی دریائے محبت نے جوش مارا آنسو ٹپک پڑے مگر وہ قطرہ گریہ
آبدار رخسارہ لندھور پر گرے لندھور بن سعدان نے غش سے پھر آنکھین کھولدین اور چہرہ نورانی امیر باتو
کو بغور دیکھا بس امیر بیتاب ہو گئے ایک چیخ مار کر اسکے گلے سے لپٹا لین مگر ہاتھون مین ہتھکڑیان تھین مجبور ہو
لندھور نے پھر چشم نیم وا سے رخ صاحبقران زمان دیکھا امیر نے بیقرار ہو کر ہتھکڑیون کو جھٹکا مارا ہتھکڑیان ٹوٹ
گئین حمزہ صاحبقران زمان لندھور بن سعدان کا سر بہ شفقت و محبت سینے سے لگا کر کہنے لگے ای
میرے یار وفادار ای میرے جانباز و سردار امیر کو چھوڑ کر ابھی ملک عدم کو راہی نہونا افسوس صد ہزار
افسوس یہ کیا گردش چرخ کج رفتار ہے کہ تجھکو اس حال زار مین اور عالم بیکسی مین دیکھا امیر باتوقیر یہ کہتے جاتے
ہین اور اشک حسرت چشم شوق سے بہاتے ہین کہ عمرو نے ڈپٹ کے کہا ای امیر للہ قید توڑیے سب سرداران نامی
زخمی ہو چکے ہین کرب و اسد و ہاشم و مقبل و عمرو وغیرہ لڑ رہے ہین ایسا نہو کہ کوئی بھی تلوار مارے آپ ابھی زخمی ہو جیے
اور اس مجروح یعنی لندھور کا ابھی کام تمام ہوا جاتا ہے عمرو ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ دو نابکار آئے اور قتل امیر باتوقیر
تلوارین تولے ہوئے دوڑے امیر کو غصہ آ گیا فورا قید توڑ کر پھینکدی اور لندھور کا سر زمین پر رکھ کے باوجود
جھپٹ کر دونون نابکارون کو دونون ہاتھون مین پکڑ کے اٹھا لیا اور دونون کے سر ملا کر ایک دوسرے پہ مارا کہ آنکھون

مدتوں سے کشمکش میں ہیں کر اب خوف خدا | اپنے قیدی پر توجہ کی نظر کر تو ذرا | طائر روح اس قفس سے جلد پھٹ جائے ذرا

دام سے تن اور تن سے جان ہو جائے رہا | کرکے بسمل مجھکو اب اے صید افگن چھوڑ دے

دفعۃً ہو جائے سب گلشن مجھے بیت الحزن | بھول جائے ہم صفیروں کی ابھی سب انجمن | خار ہو جائیں نظر میں گل یاسمن کیا نسترن

ہاتھ میں اس گل کے کر دیجیے چھری مرغ چمن | ہے یقین اے باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے

بہت عبارت نویسان روداد نوپید رقم میکنند این ہوا ایجاد نو بنو قلع کنندگان منازل معرکہ آرائی بصد کر و فر وطے کنندگان مراحل آرائش و زیبائی لشکر ظفر پیکر اس داستان شوکت بیان کو بہ نوک قلم تیز رقم یوں مرقوم کرتے ہیں کہ بعد معرکہ آرائی و جنگ و جدل لقا سے بے لقا نے باہر ملک سبائل کے یعنی ناکے پر کہ اسکا کوہ دوشاخہ کہتے ہیں ایک گنبد عالیشان بشکل آسمان خوشنما و مزین نہایت عمدہ تعمیر کرایا اکثر وہاں آ کے مع اپنے سرداروں وغیرہ کے لقا سے بے لقا بیٹھا کرتا تھا اور سیر و تماشا دیکھتا تھا ایک روز ہرکاروں نے خبر دی کہ آج لشکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا بہ شد و مد فیض رسان سے کوچ ہو طرف ملک سبائل کے آتا ہے اور کوہ دوشاخہ پر اتریگا یہیں مقام ہوگا زمرد شاہ باختری لقا سے بے لقا واسطے سیر دیکھنے لشکر اسلام اور سرداران عالیمقام وغیرہ کے اسی گنبد عالیشان پر مع سرداروں وغیرہ کے آکر بیٹھا بختیارک بھی آنکر حاضر دربار لقا سے بدکردار ہوا ادھر کا حال سنیے کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ ہم کل یہاں سے کوچ کرکے قریب ملک سبائل کوہ دوشاخہ مقام کرینگے لیکن ڈوری جائے اور سامان لشکر کے اترنے کا ہو صبح کو پہلوان عادی ابن معدیکرب کو حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا سبائل کی طرف کوہ دوشاخہ پر لیجاؤ اور جتنے بارگاہیں وہیں استادہ کرو پہلوان عادی نے تسلیم بجالا کر تمام خیمے اور بارگاہیں اور مال و اسباب چھکڑوں پر شتروں پر لدوا کر روانہ کیا اور بارگاہ سلیمانی شتر بہ شتر پر بار کر کے طرف ملک سبائل کوہ دوشاخہ پہنچا شہر لیا پیش خیمہ بصد دھوم دھام پہنچی کھلبلی پڑ گئی دھوم و شام بعد اسکے تمام سرداران و شہزادگان و شہریاران و عیاران اور بادشاہ جہاں یعنی سعد بن قباد اور اسکے بعد حمزہ صاحبقران نیک نہاد مع لشکر ظفر پیکر بسمت کوہ دوشاخہ مرکبان پر سوار ہو کر روانہ ہوئے یہاں زمرد شاہ باختری لقا سے بے لقا گنبد بلند رفعت پر بیٹھا ہوا اور بختیارک بھی حاضر ہو کر دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا کہ سواران نیزہ دار چھکڑے اونٹ گھوڑے شتر وغیرہ کہ خیمے خیمے بارگاہیں سرداران و لشکریان وغیرہ کے اپنے ہمراہ لیے ہوئے آتے ہیں اور پیچھے انکے کئی ہزار سوار مسلح و مکمل ساتھ مانند عادی ابن معدیکرب بصد شان و شوکت نمودار ہوئے جب زیر قلعہ لقا سے بے لقا پہونچے زمرد شاہ باختری نے بختیارک سے پوچھا اے شیطان درگاہ یہ کون ہے بختیارک نے عرض کیا یا خداوند یہ شہزادہ فرنگ روئیل ہے عادی ابن معدیکرب نام اسکا ہے اور یہ انیس بھائی اور ڈیڑھ لاکھ فوج جرار اسکے ہمراہ ہے بڑا شیر دلیر تیری و بہادر ہے اسکا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا یہ ذکر تھا کہ دوبارہ پھر گرد اڑی دیکھا کہ بڑی بھیڑ لشکر کی ہے کہ سواروں تک سر ڈھا معلوم ہوتے ہیں اور نیزوں کی انیاں مثل برق جہندہ کے چمکتی ہیں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین کو جنبش ہے جب زیر قلعہ آئے دیکھا کہ نشست سپاہ گردان ساٹھ ہزار سوار سے آیا لقا نے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اسکو نشستہ سپہ گرداں کہتے ہیں پیچھے اسکے صندویل اصفہانی پچاس ہزار سواروں سے گذر گیا لقا نے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اسکا نام صندویل اصفہانی ہے پھر پیچھا سکے محمد یل جنگ عراقی پچاس ہزار سوار نعرہ زن سے گذرا لقا نے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اسکا نام محمد یل جنگ عراقی ہے بعد اسکے بہرام سیستانی اسی ہزار نیزہ دار

جوانمرد و صف شکن دو لاکھ فوج جرار ہمراہ نہایت جاہ و حشم سے آئے لقا نے کہا یہ کون جوان فلک نشان عالی ہمت ہے
بختیارک نے کہا یہ بھی فرزند جگر بند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران شہزادہ ہاشم تیغ زن شوہر ملکہ حیات بانو
عروس یاقوت شاہ جبر مثل قدرت کا ہے کہ جسکی براءت میں معرکہ عظیم ہوا تھا عین پل شاد گام پر لقا نے یہ سنکے
اور زیادہ سکوت کیا کہ یکایک گرد اڑی دیکھا کہ اعجوب خان ششش گرزی سات گھوڑوں کی بگھی پر سوار کس
شکل سے کہ ایک صندوق لاجوردی بگھی پر رکھا ہے اُسپر بہ آرام تمام لیٹا ہوا چلا آتا ہے ایک کوچبان کوچ بکس پر بیٹھا ہے
اور تین پہلوان زرہ پوش آگے کے ان گھوڑوں پر سوار ہیں جو بگھی میں جتے ہیں اور چالیس آگے آگے بگھی کے دوڑتے
ہوئے صدا سے ہیبت جانے والا دیتے ہوئے چلے آتے ہیں اور گرد بگھی کے چالیس ہزار فوج جرار ہے زمرد شاہ
باختری نے پوچھا اے بختیارک سب کچھ تو دیکھا مگر یہ بتا کہ اس بگھی پر کون لیٹنے کا پہلوان ہے اس سردار کا کیا نام
ہے بختیارک نے عرض کیا یا خداوند ابھی آپنے دنیا کا کیا دیکھا ہے اب ملاحظہ فرمائیے اس سردار نامی و نامدار
کا نام اعجوب خان ششش گرزی ہے یہ بروقت پیکار اسی صندوق سے جست کر کے اڑتا ہے اور حریف کو مارتا ہے
گویا اسکے پر لگے ہیں کہ مثل شہباز کے دشمن کو شکار کرتا ہے زمرد شاہ باختری ہنس پڑا اتفاقاً اُسوقت لقا
شراب پی رہا تھا جام بادہ ناب ہاتھ میں اُس بدمست کے تھا تھوڑی سی شراب اُس جام کی پی کر باقی جو بچی شراب
اعجوب خان ششش گرزی پر پھینکدی بد ذات نے شرارت اپنی دکھائی فوراً اعجوب خان ششش گرزی نے اُس
صندوق میں سے بصورت مرغ شکاری اُڑ کے ایک لات زمرد شاہ باختری کو ماری وہ لات اُسکے منہ پر لگی
بڑی دو دانت آگے کے ٹوٹ کر لقا کے حلق میں جا پڑے منہ سے لقا کے خون بہنے لگا گھونٹ لیا
اعجوب خان ششش گرزی فوراً لات مار کے پھر اپنے صندوق میں آ کر اسی طرح لیٹ رہا بختیارک نے کہا دیکھا آپنے
استہزا کر کے یہ کیا ہوا خداوند کے منہ میں لگڑ کی ہوگئی دانت ٹوٹ گئے خون تو منہ سے پونچھیے لقا نے کہا ہمنے
یہی تقدیر کی تھی تو نہیں جانتا یہ بندہ ہمارا بڑا بے ادب ہے کہ اپنے خداوند سے ایسی بیہودہ گستاخی
کی ہے میں رحم دل ہوں نہیں تو اسوقت اسپر غضب نازل کروں بروز محشر کہ اسکو سزا سخت دی جائیگی اس
بے ادبی کا بدلہ لیا جائیگا اب جو دیکھا تو جمہور جہاں لنوز طاؤس تبرزن بہادر اور شہپال زنگی شہزادہ زنگبار
اور طویل زنگی آئے تیس تیس ہزار سوار جرار نامدار انکے ساتھ ہیں لقا نے پوچھا یہ کون سے سردار ہیں بختیارک نے
کہا یہ شہزادہ زنگبار ہیں جو سب کے آگے ہے اُسکا نام جمہور طاؤس تبرزن بہادر ہے اور جو بیچ میں ہے اُسکا نام شاہی
شہپال زنگی ہے اور جو سردار پیچھے ہے اُسکا نام طویل زنگی ہے استے میں پھر گرد اڑی دیکھا شہزادہ دوران رستم زمان
علمشاہ نوجوان ساٹھ لاکھ فوج جرار و نمودار و نامدار کی جمعیت ہمراہ لیے ہوئے بڑی دھوم دھام کر و فر سے آئے اور
آلا گرد فرنگی اور بالا گرد فرنگی غاد مانہ ساتھ ہیں اور آپ سلاح جنگ سے آراستہ زرہ خود و بکتر چار آئینہ پہنے
تاج شہریاری سر پر تیغہ کپتان فرنگی ہاتھ میں لقا نے پوچھا یہ کون جوان رعنا ہے بختیارک نے کہا خداوند یہ
سردار اولوالعزم جگر گوشہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران رستم زمان ہے علمشاہ نوجوان نام اسکا ہے اور رستم پیلتن کہیں
کشندہ دوپل سندی و کشندہ کپتان فرنگی بھی کہتے ہیں یہ مذکور تھا کہ دیکھا شہزادہ ہندوستان دارا سے ہند
لندھور بن سعدان جانشین زندہ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا آیا ہمراہ اُسکے
نو لاکھ فوج نیزہ دار کماندار تیغ زن تبرزن ایک ایک صف در و صف شکن ہے اور آپ فیل سفید سیہ مست پر
سوار مسلح و مکمل تیغہ سنہرا افشاں ڈالے میں گرز گاؤ سر ارا ہے پر گرد اٹھا ہوا لقا نے دیکھکر پوچھا

یہ کون سا سردار ہی بختیارک نے عرض کیا یا خداوند آپ نے اسکو نہیں پہچانا یہ شہزادہ ہندوستان دارا سے ہند
لندھور بن سعدان گرد جانشین حمزہ صاحبقران دست راستی اول و نوبہ کا ہی جو ایلچی گری کرکے نامۂ امیر با توقیر
لے کر دربار خداوندی مین آیا تھا لقا یہ سنکر چپ ہو رہا بعد اُسکے شہزادہ بدیع الزمان نور حلیدہ صاحبقران زمان
مع اپنے رفقا سے سنجانی کے آئے اور ساٹھ لاکھ فوج تلاطم موج غرق سلاح جنگ مرکبان کمیت و سمند پر سوار
جاہ و حشم سے آلی بارگاہ طہمورث کا شترون پر بار آب مرکب پری پیکر فلک سیر پر سوار اسلحۂ زرق برق سے آراستہ
تیغ طہمورث دیو بند تولے ہوئے چہرہ ہمثال مانند ماہتاب بالکل صورت آفتاب عالمتاب لقا نے جب لقا نے
دیکھ کر کہا یہ سردار ان نوجوان خوش جمال کس خاندان سے ہی اور کیا اسکا نام ہی بختیارک نے جواب دیا یا خداوند اتنا
جلد آپ بھول گئے اس جوان عالیشان کو کبھی نہ پہچانا یہ راحت قلب و جگر روح و جان حمزہ صاحبقران شہزادہ بدیع الزمان
ہی یہ دوسرا داماد مالک شداد شوہر ملکہ جہان افروز نور حلیدہ قدرت کا ہی لعمرو شاہ باختری نے کہا مین اپنے کس کس
بندے کو پہچانوں ایک دو چار ہون تو نگاہ قدرت مین رہین ای شیطان درگاہ سن بھلا تو ہی منصفی سے بتا کہ اسقدر
بندوں کو کیونکر پہچان سکتا ہوں جو اسوقت سامنے آئے انکو دیکھ لیا پھر سہو ہوگیا بختیارک نے کہا یا خداوند آپ
بہت سچ اور صحیح و درست فرماتے ہین بعد اُسکے کرب غازی شمشیر حجازی صفدر و صف شکن فخر سہراب و نریمان فوج
قزاقان ہمراہ لیے ہوئے مسلح و مکمل فرس طاؤس صورت پر سوار زیر قلعہ لقا جو آئے لقا نے دیکھکر کہا یہ کون سا
جوان فلک نشان ہی بختیارک نے کہا یہ داماد امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا ہی کرب غازی اسکا نام ہی اب جو
دیکھا تو اسد شیر دل بصد جاہ و تجمل مسلح و مکمل مرکب باد پیما پر سوار ہمراہ اسی ہزار فوج جرار بصد شوکت و شان آئے
لقا نے دیکھکر کہا یہ طفل کمسن کون ہی بختیارک نے عرض کیا کہ یہ شہزادہ اسد شیر دل بن کرب غازی نواسا حمزہ
صاحبقران زمان کا ہی اور داماد افراسیاب شاہ جبرئیل قدرت کا شوہر ملکہ مہ جبین ہی اب اُسکے بعد حاکمان
دربند اپنی اپنی فوج لیکے ساتھ مثل ابر بہار اُدھر سے آتے ہین اور لقا بختیارک سے ایک ایک کا نام پوچھتا ہی کبھی تاسف

کرتا ہی کبھی شیشۂ دل ہی تو نہ قلقل سم
سنیں یاران ہمراہ داستان
کہ ہلتی ہین آسمان و زمین
سواری صاحبقران زمان

رقم کرتا ہی خامۂ دو زبان
صفائی وہ رستہ کی ہوتی ہر دو
زمین پانی سے منہ کو دھوتی تھی
سر کے آگے سقے چھڑکتے ہوے

وہ گلدستۂ گل مہکتے ہوئے
سواروں کی آگے نگین ذکر تھا
سمن اُٹھیں کوئی کوئی اوجوان
وہ غول ایسے عیار طرار کے

کہ دم بند غنچے جنہیں کرکے رشک
لپٹ بیٹھیں لشکر کے وہ دل سے
تماشا کنان تھا فلک بر محل
نقیبوں کی وہ مثل بلبل پکار

چلو باغبانوں کی آئی بہار
تجمل سے شاہد تھی سواری چلی
ہر اک سمجھا باد بہاری چلی
الغرض بعد گذر جانے فوج

جرار و سرداران نامدار و رفیقان عالی وقار و فرزندان والا قدر ارسپ جبکہ عمرو شاہ باختری لقا سے بے لقا و بختیارک
جہاد و غیرہ نے دیکھا کہ سواری مثل باد بہاری زلزلہ قاف تا قاف سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کی بڑے
اہتمام و انتظام اور شان و شوکت سے مع بادشاہ جہاں و سعد بن قباد فلک بنیاد آتی ہی خاکروبان سرکار آگے آگے
صفائی رستہ کی کرتے آتے ہیں سقے دریا دلی سے آبپاشی کرتے ہوئے ہین ملازمان شاہی گلدستے کھلائے
خوشبودار لیے ہاتھوں مین لیے آتے ہین جابجا عنبر و عود کے بہرا مشکک رہے ہین کوسون تک دشت مہک
رہا ہی اور نقیب و اردلی کی قطار کرتا سامنے خیمے مثل ہوتی تھی ہاتھیا نقیبون کی پھیر گھوڑے انکے ترکی و تازی
کمیت و سمند ابلق لیل و نہار جوہر فوج ... ہمراہ رکاب ... غول کے غول دل کے دل
ایک طرف ... سپہر عیار ... کو ... امیر حمزہ ... ایک لاکھ اسی ہزار عیار طرار

وصاحبقران ہمراہ لیے ہوے روپین چلے آتے ہین سواری امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان اور بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد
کی آگے آگے وہ علم ظفر شیم نشان فتحمندی جسپے سراسر ہویدا ہی اور صدا یہ آواز بلند وخوش الحانی نکلتا ہے نصر من اللہ وفتح قریب
سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی پیدا ہی کیونکہ یہ علمہا ے خوشنما جنکے پنجے مثل پنجہ خورشید تابان درخشان ہین ان علمون
کو حکیم خواجہ بزرجمہر نے اپنی صنعت وحکمت سے تیار کیا تھا وہ علمہا ے بلند نشان کہ پھریرے جنکے رشک
کہکشان نقیبان خوش الحان یہ صدائین لگاتے چلے آتے ہین شعر آداب وقاعدے سے ذرا بابہلو چلو ٹاآے نہ
اُڑکے گرد گل نوبہار پر ✿ دیگرہ قسم کر ہر اک قدم پہ نسیم سحر چلے ✿ کہہ دو صبا جھکاے ہوے اپنا سر چلے ✿ کوئی نقیب نگہ روبرو
کی صدا دیتا ہی کوئی نقیب ترقی جاہ واجلال حشمت واقبال کی آواز لگاتا ہی ڈنکے پر چوب قدم قدم پہ پڑتی ہی وہاں طبل
ودہل صدا ے سلامت وباکرامت دیتا ہی دوست شاد دشمن پامال کا نعرہ ہی شعر وہ شہنا نوازون کی پیاری پیاری نغمین
جنھین گوش زہرا فلک پہ سنین ✿ نقیبون کی آوازین خاطر پسند ✿ نگہ روبرو کی صدائین بلند ✿ امیر با توقیر
زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ہمراہ رکاب بادشاہ فلک پناہ سعد بن قباد شہریار گرد اور
شہزادگان منزلت نشان سواری بڑی شد ومد اور دھوم دھام اور اہتمام وانتظام سے نہر قلعہ لقا سے سب نہا
گذر کر کوہ دشاخہ پر پہونچی خیمے بارگاہین پھولداریان تنبو قناتین استادہ ہین امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمانہ
وبادشاہ کیوان جاہ سعد بن قباد عالیشان بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور تمام شہزادگان منزلت نشان
وسرداران نامور مع لشکر ظفر پیکر خیمہ ہا ے زنگار رنگ مین اُترے لقا سے بختیارک نے عرض کیا کیون خداوند
آپ نے جاہ وتجمل حشم وخدم لشکر اسلام کا ملاحظہ کیا لقا نے کہا ای بختیارک جب ہماری فوج آئیگی تہلکہ عظیم
برپا ہوگا یہ کہکر وہان سے قیطولون پر گنبد گیتی نما مین آیا دربار آراستہ ہوا لقا تخت پر متمکن تھا کہ خفران کوہی
نے آکر عرض کیا یا خداوند آج طبل جنگ بجوائیے کل تقابلہ ارسطنج پوش لشکر اسلام سے مقابلہ کریگا لقا نے
کہا ای خفران کوہی ابھی طبل جنگ کیونکر بجواؤن ابھی تھکاوٹ سرداروں کے آنے کا انتظار ہی جنگ کی تدبیرین
کی ہی ادھر امیر با توقیر نے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو بلایا اور فرمایا ای خواجہ جاؤ ذرا لشکر لقا کی خبر لاؤ
خواجہ عمرو بموجب حکم امیر با توقیر باہما ے عیاری سے آراستہ ہوے اور طرف لشکر لقا سے لے لقا کے روانہ
ہوے جب صحرا مین پہونچے دور سے ایک خیمہ رشک بابچوبہ فلک نظر پڑا اُس صحرا ے سبزہ زار مین عجیب تازہ بہار
دیکھی گل خود رو عجیب کیفیت دیے رہے تھے غنچون کی چٹک پھولون کی مہک تا بہ فلک جاتی تھی بھینی بھینی بو اُس
صحرا مین پھیل کر مشام دل کو بساتی تھی جابجا سرو کے درختون پر قمریون کا ہجوم کہین ہوکی صدا کہین نعرہ حق سرہ
کی ودوام علی العموم صدا ے صبح سحری سے وہ خندہ کبک دری کہین فاختہ کی کوکو کی صدا کسی شاخ گل پر بلبل کی نوحہ گری غرض عجیب
خوشگوار وادی تھا کہ زمرد نگار تھا جو تختہ سبزہ وار تھا سامنے ایک بارہ قدرت تماشے کے نگہ نسار تھا دشت پر بہار رشک
گلشن پستی وبلندی سے ہموار تھا کہ سون سبزہ زمرد گون آب پاشی نسیم سے نم تھا تلپیان چمن کو بھی لوگ خار سے غم شد
تھا قطعہ گل جو تھا اُس دشت مین بچھا رہا تھا نامرد کو بھی سیج پر راحت نہ ہوتا تھا صحرا
خلد کا گلزار تھا ✿ ایسے صحرا ے سبزہ زار مین وہ خیمہ زین منزل صورت قصر گلشن شدادی معلوم ہوتا تھا ہر گلشن
مثل شاخ گل کے شگفتہ پردہ قنات مثل حجاب زمرد گون بوقلمون ڈوریان رنگہا ے گل ہفت رنگ کی بٹی ہوئی
خواجہ عمرو کیفیت صحرا ومنزلت خیمہ زنگار رنگ دیکھکر بہت شگفتہ خاطر ہوے خیال مین آیا کہ اس خیمہ
مین چلکے دیکھیے کہ اسمین کون ہی اور اسکا خیمہ ہر ایک گوشے مین بیٹھکر رنگ روغن عیاری کا نکال کر ایک

گویے کی شکل بنے اور ایک طنبورہ ازنبیل سے نکال کر ہاتھ میں لیا اور خیمۂ عالی منزلت کے پردے کے آگے طنبورا چھیڑ کر گنگنانے لگے دو چار تانیں ادھر اُدھر کی ماریں اور چند شعر اس غزل کے لحن داؤدی میں گانے لگے غزل

تھم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا	دم کے جانے کا نہایت غم رہا	سنتے ہیں لیلا کا خیمہ تھا سیاہ	اسمیں مجنون کا سدا ماتم رہا
جسمیں رونے کی حقیقت تھی سرے	ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا	واہ ری دلچسپی رخسار یار	سیر ہی تیلی کا وہان تل جم رہا
میرے رونے پر جو اسنے ہنس دیا	برق چمکی ابر باران تھم رہا	صبح گذری شام ہونے آئی میر	تو نہ چونکا اب تلک دن کم رہا

خواجہ عمرو یہ غزل بصد خوش الحانی گا رہے تھے کہ ایک کنیز نے آکر پردہ خیمۂ نورانی کا اٹھایا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ چند کنیزیں مثل سیارگان ایک آفتاب صورت مہر طلعت حور شمائل بدر کامل کے گرد کھڑی ہیں خواجہ عمرو دیکھتے ہی ہزار جان سے حسن چہرۂ زیبا پر شیفتہ و فریفتہ ہوئے اُف کہکے کلیجا پکڑ لیا شعر آنکھ سے آنکھ جبکہ چار ہوئی ؛ ایک برچھی جگر کے پار ہوئی ؛ گانا بجانا بھول گئے عیاری کیسی گرفتاری کیسی جیسا تھا سنا خیمۂ نورانی میں داخل ہوئے ملکہ شمیمہ بنت خضران نے کہا کیا تو عمرو ہی خواجہ عمرو نے کہا میں عمرو نہیں ہوں ملکہ ایک گویا ہوں ملکہ نے کہا کیا نام ہی خواجہ نے کہا میرا نام کلاونت رنگا رنگ ہی ملکہ شمیمہ نے کہا ای میان رنگا رنگ بیٹھو کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ تم اپنا حال کہو کہ اس صحرا میں تم کیوں آئیں اور کون ہو ملکہ شمیمہ نے کہا میں عمرو کی تلاش میں آئی ہوں میرا نام شمیمہ بنت خضران ہی خواجہ عمرو یہ سنکر ہاتھ باندھکر کھڑے ہو گئے اور کہا ای ملکہ میں شیفتہ جمال بیمثال کا تیرے ہو گیا لقد دل تو ربودہ سائی میں دیکھا اب چھپانا کیا ضرور ہی میں ہی عمرو بن اُمیہ ضمری ہوں یہ کہکر سر جھکا دیا اور کہا لے ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان مجھکو قتل کر سر کاٹ لے تجھکو اختیار ہی شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ؛ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار میں آئے ؛ شمیمہ دیکھکر کہنے لگی ای خواجہ عمرو میں یون نہیں تجھکو قتل کرونگی تو جا کوئی عیاری کر کے آ تو میرے تیرے مقابلہ ہوگا میں بھی تو دیکھوں کہ تو کیسی عیاری کرتا ہی یہ سنکے خواجہ روانہ ہوئے راہ میں مہتر قران سے ملاقات ہوئی مہتر قران نے پوچھا استاد کہاں سے آپ آئے ہیں خواجہ نے کہا شمیمہ کو گرفتار کرنے گئے تھے وہاں خود شکار ہو گئے اُس شہباز حسن وجمال شمیمہ نے طائر دل کو میرے صید کیا تیر نگاہ میری رخسار کا نشانہ ہوا ای مہتر قران شعر ایسا تجھ و ہوا میں کہ نہ رہا تھا ؛ میں ؛ عشق حسن رخ محبوب کا دیوانہ ہوں ؛ دیگر مرغ دل مارا اثر چشم سیاہ یار سے ؛ پنجۂ مژگان اُسکے شاہین کا چنگل ہوگیا ؛ اسقدر محو خیال ہوئے زلف یار ہوں ؛ ہر نفس اپنا بر نگ تار سنبل ہوگیا ؛ مہتر قران نے کہا استاد شمیمہ عیارہ مکارہ کامل ہی ذرا احتیاط ہوشیاری کے ساتھ رہیئے گا جو عیاری کیجیئے گا سمجھ بوجھ کے کیجیئے گا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہی یہ کہکے دربار اسپر یا توقیر حمزۂ صاحبقران میں آئے اور عرض کیا حضور میں حال دریافت کر آیا ہوں وہ جو نقابدار سرخ پوش جنگ مقابلہ کو آیا تھا وہ شمیمہ بنت خضران کوہی عیارہ تھی اور وہی دربار میں فساد اب ہو رہی ہی میرے پیچھے پڑی ہی بعد اسکے خواجہ عمرو اپنے خیمہ میں آئے متفکر تھے کہ کون سی عیاری کر کے شمیمہ کو اپنے قبضے میں لاؤں بیاضت دست راست اٹھا کر دیکھا تین سو ساٹھ مکاریاں دست بستہ سامنے آکھڑی ہوئیں اُسمیں سے ایک کو پسند کر کے اٹھ کھڑے ہوئے اور رنگ روغن عیاری کا نکال کر جہاں گرد مرد کی شکل بنے اور خیمۂ محبوب یعنی شمیمہ حسینہ کی طرف روانہ ہوئے جب در خیمۂ شمیمہ پر پہونچے پکار کر آواز دی منم مہتر گرد مرد عیار خداوند لقا کنیزوں نے آواز گرد مرد کی سنکر شمیمہ میں بلا لیا شمیمہ گرد مرد کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ آپ اسوقت کہاں تشریف لائے اور مجھ ناچیز کو کیوں سرفراز کیا گرد مرد نے چند خوشے انگور کے شمیمہ کو دیئے اور کہا کہ خداوند لقا نے یہ تجھکو تحفہ عنایت کیا ہی اور یہ نامہ بھیجا ہی اور فرمایا کہ یہ میوہ بہشت کا کھا دینا کہ اسکے کھانے سے تجھکو اور زیادہ جوش و ولولہ شجاعت و عیاری کا ہوگا عمرو کو جلد گرفتار کر کے بھیجنا شمیمہ نے وہ خوشہ انگور کا لیا

ہاتھ مین بیڑا اور کہا حکم خداوندی تھا بسر و چشم بجا لاؤنگی اسوقت میرا دل تمھارے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا مگر دیکھا نہ سکین
خاطر ہوئی اور ایک کرسی زرنگار رکھی تھی شمیمہ نے کہا اس کرسی پہ بیٹھو وہ کرسی بظاہر تو عمدہ تھی مگر یہ نہین معلوم کہ
کچے تاگے سے بنی ہوئی تھی جیسے ہی گرد مرد نقلی اُس کرسی پہ بیٹھا ایک آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی اور گرد مرد نقلی چوتڑون
کے بل کرسی کے اندر دھنس گیا اور فوراً دو پیچ کرسی کے اندر سے پیدا ہوے ادھر فوراً گرد مرد نقلی نے جست کی
دیکھا کہ کرسی پر اور آپ نیچے گرد مرد نقلی حلقہ ہاے کمند مین پھنسے ہوے تھے گرد مرد نقلی نے کہا واہ واہ خوب یہ
خاطرداری گرد مرد کی تمنے کی ہے شمیمہ نے کہا اے گرد مرد مجھکو تمھارے اوپر عمرو کا شک ہے کہ شاید عیاری کرکے
آیا ہو اور ابھی تک مجھکو شک ہے یہ کہکے کنیزون سے کہا گرم پانی لاکے ہاتھ منہ گرد مرد کا دھلاؤ جیسے ہی کنیزون نے
گرم پانی سے منہ دھلایا چہرہ اصلی عمرو کا نمایان ہوا کنیزین ادھی اودھی کرکے پاس سے ہٹ گئین شمیمہ نے
عمرو کو دیکھکے کہا شاباش او دزد باریک گردن مین ابھی تجھکو قتل کرتی ہون دیکھا تو نے میری عیاری کو کیا حقیقت
تیری عیاری کی ہے مین نے فوراً پہچان لیا خوشۂ انگور بیہوشی میرے کھانے کو لایا تھا سچ کہنا کیا غلط کہتی ہون عمرو
کی کمر مین ایک بڑا خنجر لگا ہوا تھا فوراً خنجر پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا مین ابھی تجھکو قتل کرتی ہون یہ کہکے خنجر کمر سے کھینچا
ایک شرارہ دھوین کے ساتھ میان سے خنجر کے نکلا ملکہ شمیمہ کو اور جو کنیزین پاس کھڑی تھین اُنکو چھینکین آئین
اور تڑاق سے گرکے بیہوش ہوئین عمرو نے زور کرکے حلقے کمند کے توڑے اور نعرہ کیا ستمگر سپہر عیاری قزاق دہر
فلک خنجر گذاری دیکھو یون عیاری کرتے ہین یہ کہکے شمیمہ کا پشتارہ باندھا اور لیکر چلے کنیزین دوڑین عمرو نے
للکارا کہ خبردار میرے پاس نہ آنا ورنہ سب کو مار کے ابھی ڈال دونگا تمکو کیا دخل ہے ہمارے اُسکے عیاری کی لڑائی
ہے یہ کہکر روانہ ہوے وہ ہنگام شب چاندنی چھٹکی ہوئی انجم کی انجمن فلک پہ تابندہ صحرا سنسان باد شمیم تھم تھم کر چل رہی
ہے گلہاے صحرا مہک رہے ہین خواجہ پشتارہ لیے چلے جاتے ہین کہ راہ مین ایک طرف سے آواز دردناک پیدا ہوئی
کہ کہ رہا کوئی شکل مجروح کے آہ آہ کر رہا ہے اُس صدا کی طرف متوجہ ہوکر چلے دیکھا کہ ایک غار مین ایک نازنین
مہ جبین حسین مہ تمکین تلوار سے گھائل پڑی ہوئی خون ہر زخم سے جاری ہے سینے پر ایسی ایسی بے جگہ پڑی ہین
کہ نہر حسن کے دونون کوے شگافتہ ہوکر دو پھانکین ہو گئے ہین خواجہ عمرو کو دیکھکر حال اُس رشک قمر کا بہت
رنج ہوا پوچھا تو کون ہے اور کیا نام تیرا ہے اُسنے صداے حزین سے کہا میرا نام ماہ طلعت ہے ایک شخص اس گانون
مین سے اُٹھا لایا تھا طالب وصل ہوکر آمادہ ہوا مین مانع ہوئی اور اُس سے راضی نہوئی اُسنے مار کے مجھکو اس
غار مین ڈال دیا اے شخص تیرا احسان ہوگا یہ بتاتی ہون سونے کے اور جو کچھ زیور ہے تو یہ سب لے لے مجھکو اس قریہ
مین پہونچا دے کار ثواب ہے اور تیرا احسان ہوگا خواجہ عمرو کو بھی زیور اُسکا دیکھکر لالچ آیا دل مین کہا اے عمرو
یہ بیچاری بہت زخمی ہے اور یہ قریہ بھی قریب ہے اسکو پہونچا دو اور زیور لے لو بس پشتارہ شمیمہ کا رکھدیا اُسنے پوچھا
اسمین کیا ہے خواجہ نے کہا کہ اسمین کچھ اسباب میرا ہے تجھے اس سے کیا کام مین تجھکو تیرے گھر پہونچاے دیتا
ہون تو خاطر جمع رکھ یہ کہکر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ماہ طلعت کے پاس آئے اور چاہا خواجہ نے کہ
اُسکو پکڑ کے اُٹھائین کہ ماہ طلعت نے فقط بیہوشی کھینچ مارا خواجہ عمرو بیہوش ہوکے گرے ماہ طلعت
نے اُٹھکر خواجہ عمرو کی مشکین باندھین اور ملکہ شمیمہ کا پشتارہ کھول کے اُسمین عمرو کا پشتارہ باندھا اور
شمیمہ کو ہوشیار کیا ملکہ شمیمہ نے آنکھین کھول کر اور یہی کرشمہ دیکھا پوچھا اے ماہ طلعت وزیر زادی تو
کیا سبب کہ ہے ماہ طلعت نے کہا آپکو عمرو بن اُمیہ ضمری بیہوش کرکے لیے چلا تھا مین نے اسطرح سے عیاب

کرکے آپ کو رہا کیا اور عمرو کو گرفتار کیا یہاں تو یہ ذکر تھا کہ پشت سے ایک دیو کے للکارنے کی آواز آئی پلٹ کر جو دیکھا
ایک دیو طویل القامت سیاہ رنگ جسیم و ضخیم قریب آیا اور کہا سنو فرشتگان مقرب خداوند اے شمیمہ و اے
ماہ طلعت اسوقت خداوند تیری نہایت تعریف و سپاس کرتا ہے اور کہا کہ جو کچھ تو کار گذاری کر رہی ہے میں سب
دیکھ رہا ہوں پہلے وہ تدبیر کی تھی کہ تو نے عمرو کو گرفتار کیا پھر بشریت نے تجھکو چھوڑا خود تو گرفتار ہوئی اب پھر تجھکو رحم
آگیا اسطرح کی تدبیر کی کہ ماہ طلعت وزیرزادی نے تجھکو رہا کرا کے عمرو کو گرفتار کرایا شاباش مرحبا کیا
کارنمایان کیا اے شمیمہ عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کرکے بھیج یا خود تو ساتھ لے کر چل شمیمہ نے کہا
اے فرشتہ قدرت میری طرف سے خداوند سے عرض کرنا کہ یہ سب بندہ نوازی اور قدرت تعالی خداوند کی ہے
جو کچھ کہ مجھ ناچیز سے ظہور میں آیا ورنہ لونڈی کی کیا اصل و حقیقت ہے عمرو کو تو میں نے گرفتار کیا ہے آپ کی خدمت
میں بھیجتی ہوں مگر میں اسوقت آنے سے معذور ہوں کہ بسبب گرفتار ہونے کے خستگی ہے مجھکو
اسوقت چلنا ایک قدم دشوار ہے پھر کسی وقت حاضر ہونگی یہ کہکے خواجہ عمرو کا پشتارہ اُس فرشتہ قدرت
کو دیا فرشتہ قدرت نقلی نے عمرو کو قشقہ میں کر کے پشتارہ دوش پر لگایا اور آپ نقدہ لے کر بصورت اصلی نعرہ کیا
نعرہ مہتر قران سریع السیر چون باد بہاری بنا جہان سر سنگ و خنجر گذاری ہا بمیدان اژدر آتش فشانم بہ
سنم مہتر قران شمشیر زن نام فراش او عیار مکارہ یوں عیاری کرتے ہیں یہ دیکھکر شمیمہ نے چیخکر مہتر قران پر جھپٹی
اور پکاری او عیار مکار تو نے مجھکو بڑا دھوکا دیا کہاں جاتا ہے یہ کہکے ہاتھ تیغے کا مارا مہتر قران نے
نقدے پر روکا اور کہا کہ اُستانی اب نہ ہاتھ تیغے کا مارنا میں تکو نہیں مار سکتا ہوں کہ تم اُستاد کی منظور نظر معشوقہ
محبوبہ اُستاد ہو چکی ہو ورنہ ایک ہی ہاتھ میں نقدے کے دو ٹکڑے کرتا غرضکہ دو چار ہاتھ تیغے کے شمیمہ
نے مارے مہتر قران نے کچھ خالی دیئے کچھ نقدے پر روکے اور خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو پشتارے سے نکالا تاکہ
خواجہ عمرو بھی ہوشیار ہوئے مہتر قران نے ساری حقیقت بیان کردی اُدھر مہتر قران ناصر رکھ شمیمہ بنت
ظفران کو ہی نے آواز دی ذرا ٹھہر جاؤ عمرو سے مجھے کچھ کہنا ہے غرضکہ شمیمہ و ماہ طلعت قریب خواجہ عمرو
و مہتر قران کے آئیں مہتر قران صورت زیبائے ماہ طلعت پر فریفتہ تو ہو چکا تھا اسکی دیکھنے میں ہزار جان سے
عاشق و فریفتہ ہو کر بیتاب ہو گیا اور کہا اے جان جہان اے آرام دل بیتاب مجھکو تم اپنی غلامی میں قبول کرو سینہ
سے لگاؤ تو صبر و قرار آئے دل محزون شگفتہ ہو ماہ طلعت نے کہا او موئے منڈی کاٹے کچھ شامت
تیری آئی ہے منہ ہوا اپنا جو معشوق حسین و جمیل دیکھا پھسل گئے عاشق ہو گئے جا پہلے گڑھیا کے پانی سے
منہ اپنا دھو آ تو پھر عشق و عاشقی کرنا مہتر قران نے کہا انشاءاللہ تمہارے وصل سے دل شادخانہ ویران
کو آباد کرینگے غرضکہ ملکہ شمیمہ نے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سے کہا کہ تیری بھی عیاری دیکھی اور تیرے
شاگرد کی بھی عیاری دیکھی جا آج اپنے لشکر میں طبل جنگ اپنے نام پر بجوا میرے اور تیرے میدان رزمگاہ
میں مقابلہ ہوگا جو کچھ ہونا ہے وہ کل ہو جائیگا دم بھر میں سراپا تیرا فیصلہ ہو جائیگا کل میں میدان جنگ و جدال میں دلہن بنکر
آؤنگی عروسانہ جلوہ حسن و جمال دکھاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا اے معشوقہ یگانہ زیب و اے محبوبہ دلفریب قسم
تمہاری نذر کو ہر ایک آن حاضر ہے سر و دل و جگر و روح جان حاضر ہے عاشق کو کیا عذر ہے جو کچھ کہ حکم ہو
بسر و چشم بجا لاؤں اگر ارشاد حضور ہو تو سر اپنا کاٹ کر رکھدوں اشعار

سر نیاز سامنے فوراً دل بسمل آئے — ذبح اسطرح کر الہ دم بھی نہ تڑپوں گر کر
کھینچکر خنجر جو خونخوار جو قاتل آئے — میں بسمل کو تہ خنجر قاتل آئے

پاؤں میں طاقت رفتار نہیں چرخ صفت	قطع کرنے کو جو دل عشق کی منزل آئے
یہ وہ دریا ہے نظر جسکا نہ ساحل آئے	انتہا عشق کی معلوم کسی کو نہ ہوئی

یہ کہکر خواجہ عمرو ادھر لشکر اسلام کی طرف آئے بلکہ شمیمہ اور باد طاقت
اپنے خیمہ کی جانب چلیں شمیمہ نے آکر اپنے باپ خضران کوہی سے کہلا بھیجا کہ آپ خداوند لقا سے
اجازت لے کر طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے اور آپ فوج لے کر جلد آئیے جسوقت خضران کوہی کو پیغام
ہوا بحکم خداوند لقا طبل بجوایا اور فوج لے کر خضران کوہی روانہ ہوا ادھر کا حال سنئے کہ خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری دربار امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان میں آئے اور عرض کیا ای امیر باتوقیر آج میرے نام پر کوس
حربی بجا کل میدان کارزار میں شمیمہ بنت خضران کوہی عروس نوشہ آئیگی اور میں بھی دولہا بنکر میدان جنگ میں جاؤنگا
آج میری حضور سے اور سب سرداران و شہزادگان سے رخصت ہے جو کچھ خطا ہوئی ہو بحل کر دیجیے عمرو کی آج رات
آخری ہے امید حیات قطع ہو گئی کسواسطے کہ میں اسکا عاشق زار ہوں میرا ہاتھ اسپر نہ اٹھیگا اور وہ مجھکو ضرور قتل کریگی امیر
باتوقیر نے یہ سنکے آنکھوں پر رومال رکھ لیا اور اشک حسرت بہانے لگے سردار سب روتے تھے شہزادوں کو نہایت صدمہ و
ملال ہوا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سمجھاتے تھے کہ ای خواجہ عمرو کل تم مقابلہ کو شمیمہ بنت خضران کے نہ جاؤ
کسی اور کو اسکے مقابلے میں بھیجو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا حضور یہ کبھی ممکن نہ ہوگا عمرو کل بمقابلہ شمیمہ
بنت خضران کوہی ضرور جائیگا اور جان اپنی دیگا پھر تو لشکر اسلام میں ایک محشر بپا ہوا ادنی اور اعلی پیر و جوان سب
خواجہ عمرو کے لیے روتے تھے اور کف افسوس مل مل کے کہتے تھے کہ بڑا غضب ہوگا اگر خواجہ عمرو شمیمہ کے ہاتھ
سے مارے گئے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اپنا بہت برا حال کرینگے کہ خواجہ عمرو ساتھ کے کھیلے ہوئے بچپنے کے
رفیق ہیں اور اپنے بھائی سے بڑھکر خواجہ عمرو کو سمجھتے ہیں یہاں یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ لشکر کفار میں
طبل جنگ شمیمہ بنت خضران کوہی کے نام پر بجا ہے اور ابھی پہنچا مقام خضران کوہی مع فوج کے چلا ہے یہ سنکر تمام
رات خواجہ عمرو و امیر باتوقیر نے کوس حربی کا حکم تو دیدیا مگر نہایت صدمہ و ملال ہوا گریہ و زاری کو ترقی ہوئی اور
دربار امیر باتوقیر محفل ماتم خانۂ رنج و غم ہو گیا غرضکہ لشکر اسلام میں کوس حربی بجا گویا نقارۂ عزا نوازش میں آیا خواجہ
دربار امیر باتوقیر برخاست کر کے اپنے خیمے میں آئے اور سب عیاروں کو جمع کیا اور ایک ایک سے وصیت کر کے رخصت
ہوئے اور کہا کہ کل ہماری برات کے ساتھ ایک نکلیں اور کرنا کہ ہمکو منزل اول تک پہونچا دینا پھر تم لوگوں سے تا
حشر خواجہ عمرو کوئی کام لینے کو ملک عدم سے نہ آئیگا عیاران لشکر اسلام لاچار رنج و آلام سب کے سب چیخیں مار مار کر
رونے لگے اور ہر ایک عیار خواجہ عمرو کے گلے مل مل کے روتا تھا اور وداع کرتا تھا وہ مصیبت بزم عزا اٹھی نالہ و آہ کی
صدا تا بہ فلک جاتی تھی وہ شب قیامت کی شب تھی سیارے بھی اس بہر عیاری کے لیے محزونی اپنی ظاہر کرتے
تھے کہ ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے تھے عجب دردناک وہ رات تھی اک شب ظاہر میں راتی حیات تھی الغرض دو پہر رات
گئے تمام عیاروں کو رخصت کیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مشغول بہتیاری عیاری ہوئے اپنے تئیں
دولہا برات کی رات کا بنایا خلعت شاہانہ پہنا آنکھوں میں سرمہ دیا شملہ سر پر رکھا اور پھولوں کا گہنا پہنا بدھی
بیلے کی گلے میں طرہ گچھہ دار کان میں لگایا سہرا ہزاری بیلے کے پھولوں کا شملے پر باندھا بالوں میں تیل لگایا منہ میں
الیس پان کا بیڑا دبایا عطر سہاگ کا خوب لگایا کر دولہا بنکر تیار ہوئے اسوقت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پر وہ
حسن نوشاہی تھا کہ شمع محفل بنکر پروانے کے صدقے ہوتی تھی ترک فلک پا گردان ہوا مہتاب و آفتاب نے تارے
کو نچھاور کر کے صدقے اتارا الغرض خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے وہ دو پہر رات اسی اہتمام عروسی میں بسر

کی نگاہ دخراش سے پہر جنبر آدمی سنگ دوگھڑی پیشتر چادر نور بدستور سے کر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدۂ سحری بصد چارہ گری
قبۂ چرخ اخضری پر چمکا کہ یکایک نوشاہ روز عالم افروز آفتاب جہانتاب نے دامن سحاب نور کو بصد آب و تاب کھینچا
تابندگی سے بیحجاب ہوکر بند نقاب شعاع کو دور کیا کہ دیکھا سبھون نے نوشاہ مشرق نے آسمان پر ظہور کیا تمام عالم
ایجاد کو نور سے پُر نور کیا از زمین تا چرخ برین ضیا سے نور چہرہ نوشاہ مہر سے معمور مگر جب ماہ تابان آمد مہر دُرخشان
سے بشکل حیران نہایت پریشان ہوکر دامن کہکشان میں پنہان ہوا الغرض صبح ہوگئی شعر مناسب ہوا اگر فلک نیلوفری
پھولا گل خورشید نسیم سحری سے جو عیاران لشکر اسلام ایک لاکھ اسّی ہزار در خیمہ خواجہ عمرو پر حاضر ہوئے یہاں خواجہ
تخت شاہانہ پر دولہا بنکے بیٹھے عیاروں نے تخت کو اُٹھایا بارگاہ امیر باتوقیر پر حاضر ہوئے صاحبقران زبان سے وداع
ہونے وقت عرض کیا کہ ای امیر آج جام حیات میرا لبریز ہوگیا میں شمیمہ کا عاشق زار ہوں میرا ہاتھ اُسپر مارنے کو
نہ اُٹھیگا اور وہ مجھکو بیشک قابو پاکر نہ چھوڑیگی ضرور قتل کریگی جو مجھ سے خطا ہوئی ہو بحل کیجیے سب سرداران لشکر
اسلام سے میرا کہا سنا معاف کریں کہ اب سفر ملک عدم قریب ہے یہ منزل قبر بیت تخت ہے وہ تنہائی کا سناٹا وہ تاریکی
لحد نکیرین کا مقابلہ نہ کوئی دوست نہ آشنا اقربا نہ ہمدم نہ مونس اعمال کی پرسش دریای عصیان کی طغیانی سوای
ناخدای کشتی دو جہان پروردگار عالم کوئی حامی و مددگار نہیں خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے اس عبرت آمیز کلام پر
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان اشک حسرت آنکھوں میں بھرلائے منہہ پر رومال رکھ کے رونے لگے تمام سرداروں
میں کہرام گریہ و زاری کا پڑا لشکر اسلام میں بھی شور گریہ خواجہ عمرو کی جدائی کا بلند ہوا ہاے خواجہ ہاے خواجہ کا غل
تھا عیاروں میں ہاے استاد کی صدا بلند تھی ہر شخص خواجہ سے گلے مل مل کر بصد شور و شین الوداع الوداع کہتا تھا
تخت روان پر خواجہ دولہا بنے ہوے عیار وہ تخت کاندھوں پر اُٹھاے گریہ و زاری کرتے ہوے چلے تمام لشکر اسلام ہمراہ ہی
اور سرداران عالیشان بصد صورت غمناک ساتھ ساتھ تھے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بھی چشم پرنم بصد
رنج و الم سرداروں کے بیچ میں اسطرح وہ تخت روان دولہا کا جاتا تھا گویا تختہ تابوت پر کسی بادشاہ کا جنازہ
بڑی دھوم دھام سے مقبرہ کی طرف جاتا ہو اور سب ادنی اعلی فوج و رعایا سردار و ملازم روتے ہوے ساتھ
ہوں الغرض اس صورت سے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری میدان کارزار میں آئے اُدھر لشکر کفار نابکار اور
حضران کوہی گھوڑے پر سوار اور شمیمہ بنت حضران کوہی رات کی شب کی دلھن بنی عطر سہاگ میں ڈوبی
تخت عروسی پر تمکین نگہت گوندھائی ہاتھ کا سہرا سر سے بندھا ہوا شاہانہ جوڑا زیب جسم گویا آفتاب عالمتاب
کرن میں پنہان غرض دونوں تخت میدان رزمگاہ میں اُترے شمیمہ نے للکارا ای عمرو ہوشیار ہو قضا تیری آپہونچی
کس خواب خرگوش میں ہو کھینچ تیغ مقابلہ کر خواجہ نے کہا ای جان جہان ای راحت و آرام دل عاشقان معاذاللہ تجھ سی
معشوق خوبرو حسین جمیل شکیل پر تیغ براے قتل اُٹھاؤں جن ہاتھوں سے یہ ارادہ کرون وہ ہاتھ میرے قطع ہوں ای
پیاری غنچہ دہن گلبدن تجھپر جان صدقے ہے روح نثار ہے یہ کہکر سر جھکا دیا اور کہا لے ای دلبر عاشق کو کیا عذر ہے
حاضر ہے سر کاٹ لے شعر سحل کر یا جدا کر تیغ سے کیا عذر عاشق کو تری آغوش میں سر جان جان نہ ہو تو اسے
شمیمہ نے کہا ای عمرو کیوں بکی باتیں کرتا ہے تیغ کھینچ میرے تیرے مقابلہ جنگ ہو خواجہ نے کہا ای جانی میں کبھی تجھ
پر تیغ نہ کھینچونگا شعر لگا قتال ظالم ہاتھ اگر شمشیر وان کا نہ یہ حسرت ہے کہ سر کٹ کر گرے آغوش عاشق میں یہ سنکر شمیمہ نے
کہا دیکھ ای عمرو پچھتائیگا تیغ کھینچ میرا وار روک میں حجت تمام کر چکی یہ تیری عیاری مکاری کی باتیں میں نہیں سنتی اب
مارتی ہوں ہاتھ تیغ قضا شمیم کا کہ سر کشت کے اُدھر گر دیگا پھر کچھ تیرے بنا سے نہ بنیگا خواجہ نے کہا ای محبوب میں کہتا

ہون دیر نہ لگا عاشق کو بغیر وصل معشوق جینا دشوار ہی جلد سر کاٹ لے شعر جا خضر پہ سر ہی کاٹ لو خون بھی بحل کیا ہی ہوا الفراغ
عشق کا جھگڑا تمام ہوا یہ سنکے شمیمہ عیارہ نے تیغ کھینچ کر جھپٹی ادھر خواجہ عمرو نے سر جھکا دیا اور یہ شعر پڑھا شعر بلا و غمزہ بازو
کو ذرا جرات مری دیکھیں ٭ تہ شمشیر جانان یون سر تسلیم رکھتے ہین ٭ شمیمہ نے ہاتھ تیغ کا ٹیک کر عمرو کو مارا
سر خواجہ عمرو کا کٹکر دھڑ سے زمین پہ گرا لاشہ گر کے خاک پہ تڑپنے لگا خون کا دریا جاری ہوا یہ تماشا تمام لشکر
اور سب سردار دیکھتے تھے جیسے ہی عمرو کا سر کٹا صاحبقران آنکھون پہ رومال رکھکر رونے لگے سرداران لشکر
اسلام مین شور و شیون و ماتم شروع ہوا ایمان جیسے ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا بدن سے سر جدا ہوا اور
لاش زمین پہ گر پڑی لاش سے آواز آئی شعر ایک دن مرتا سو اب مر گیا عاشق تیرا ٭ وصل کی نکلی ای جان پہ
حسرت باقی ٭ شمیمہ عیارہ دوڑ کر لاشۂ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پہ آئی اور پکاری ہائے افسوس ای خواجہ مین
کیا جانتی تھی کہ تو میرا ایسا عاشق زار ہی شعر میرے عاشق تھے کیا سفت گئی جان افسوس ٭ مین نہ سمجھی تھی کہ
ہو دل سے تو شیدا میرا ٭ ای فدا کنندۂ جان زار و ای دلدادۂ محبوب اب مین تیری لاش کو اٹھا کر ہم آغوش کرونگی سینہ
سے سینہ لگاؤنگی بوس و کنار سے روح کو شاد کرونگی تیرے غم مین ہمیشہ سوگ نشین رہونگی یہ کہکر لاش کو کھینچا اور
سرہانے لاش بیٹھ گئی اور کس اشتیاق و دلسوزی و محبت سے کٹی ہوئی گردن اپنی آغوش مین رکھی مسیحائی معشوقانہ اظہار
کرنے کا قصد کیا یکایک لاش آغشتہ بخون و خاک نے بصد شوق و اشتیاق دل مبتلا سے فراق دونون ہاتھ اٹھاکر گردن
محبوب جانی مین حائل کیے اور وہ بنے ہوئے ظاہر مین تھے حلقہ ہائے کمند شمیمہ عیارہ و مکارہ پہ پڑے وابستہ محبت
تازہ گرفتار ہوئی یہان خواجہ عمرو نے کٹا ہوا خول مقتول کا خون بھرا ہوا سر اصلی سے اپنے نیچے اتارا اور جیب سے
اللہ اکبر نعرہ کیا نعرۂ عمرو عمرو دم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ٭ خال رخ چینک بداختر ببرم ٭ در محفل خسروان چو گردم ساقی ٭ جام و قدح سادہ
ساغر ببرم ٭ باش او عیارہ مکارہ محبوب دلفریب و معشوق جامہ زیب دیکھا میری عیاری کو تو نے یہان لشکر اسلام
مین تو تمام شہزادون نے واہ واہ کا شور مچایا سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا عیاری کی ہی دل دوستان شاد شاد کیا دشمنون
کو برباد کیا ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کیا کہنا تمہارا مثل و نظیر نہین تمہارے سامنے کون عیاری کر سکتا ہی ادھر ملکہ
شمیمہ منفعل و محجوب ہوئی ماہ طلعت وزیرزادی ملکہ شمیمہ کی لپک کر مثل برق کے پاس شمیمہ کے آئی اور شمیمہ بھی
خواجہ کی بڑی تعریف کی اور کہا ای ملکہ حقیقت مین عیاری اسکا نام ہی اب اس سے بڑھکر کوئی کیا عیاری کریگا شمیمہ
نے کہا ای ماہ طلعت تو منصف ہی بیشک یہ شخص عیار کامل بلکہ شہنشاہ عیاران عیار و سلطان طراران چرخ گرد ار سے بہتر ہی
تو اب اسکی اطاعت و فرمانبرداری قبول کی دین اسلام بصدق دل منظور کرتی ہون یہ ذکر تھا کہ خضران کوہی ان
سرداران لشکر سے بڑھکر آیا اور اپنی بیٹی شمیمہ سے خواجہ عمرو کی بہت صفت و ثنا کی اور کہا بابا میں بھی دین اسلام قبول
کرتا ہون مجکو میرا استاد بنا ہوا ہے دین اسلام قبول کرے اور اطاعت صاحبقران عالیشان کی کرے ٭ خلاصہ
خواجہ عمرو و ملکہ شمیمہ و ماہ طلعت وزیرزادی و خضران کوہی وغیرہ کو ہمراہ لیے ہوئے خدمت امیر
حمزہ صاحبقران زمان مین حاضر ہوئے بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد اور امیر نے تو قبل خواجہ عمرو کی
بہت تعریف کی خواجہ نے مجرا کیا سب سردارون نے خواجہ عمرو کو گلے سے لگایا خوش ہو کر عیار ایک
لاکھ اشرفی ہزار اسپ خواجہ سے تصدق ہوئے سب نے کہا آج پھر از سر نو زندگی ہوئی ملکہ شمیمہ اور خضران کوہی
اور ماہ طلعت وزیرزادی نے از صدق مسلمان ہو کر کلمہ طیبہ پڑھا خسرو شاہ باختری
کی محبت پرستی سے دست بردار ہوئے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا صاف چہرے پہ نور دین اسلام نظر آیا

پروردگار کے قائل ہوئے امیر باتوقیر وبادشاہ ذیجاہ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے تمام سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے خیمون مین گئے خواجہ عمرو شمیمہ کو ہمراہ لیے ہوئے اپنے خیمہ مین گئے امیر باتوقیر نے انعقاد جلسہ جشن شادی و خرمی عمرو کے زندہ ہونے کا لشکر اسلام مین حکم دیا اور بارگاہ سلیمانی مین بھی جشن ہوا کیا خواجہ عمرو بھی بعد شادی و سرور نائو نوش مین مشغول ہوئے

شعر

وہ شب شب برات تھی دن روز عید تھا شادی یہ تھی ہر ایک کو خوب یاب ہم ہوئے

دو کلمے داستان حیرت نشان جمعیت سرداران زمرد شاہ باختری لقا سے ملے لقا و جنگ و جدل رستم زمان علمشاہ نوجوان کے بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا تو زلال فرنگ
یقین ہے کہ چمکینگی پھر نگاہیان
نہ دے طول اب داستان کو تو
کہ رندون کو ہے جنگ کی پھر امنگ
بیان ہوگا پھر خون کا دریا رواں
بس اب مختصر کر بیان کو ستم
ہے اچھا ہتا ہے پھر اب جھمکٹا
ارے ہوش مین آ ذرا ساقیا
اٹھا چاہتا ہے پھر اب غلغلہ
ہوا چاہتا ہے بلا کا سماں

غزل

جام مے گھٹ گیا ایسا کہ تہیہ ہو گیا
خوب مشہور کرکے پھر یار کو دکھلا دیا
پھر سے اسکے درمیان غفلت کا پردا ہو گیا
طوف کے حیلے سے ہم بھی گھر سے اسکے جا لگے
بیکے آہو سایہ ابرو دست بیان ہو گیا
بنگیا ہوا اب کعبہ کا بتیا لہ جام ہو
پی گئے آنسو جو خالی جام صہبا ہو گیا
کنج اور فتار رہا نان کا رفتہ رفتہ ہو گیا
سایہ قامت بھی کیا طرفہ تھا تیری ہی طرح
گرمیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلا ہو گیا
خود نما جب ہو گیا آئینہ سودائے عشق
سمت مین اللہ کے جو بندہ نکلا ہو گیا
جسم گیا یان لباس ہم آدھا ہو گیا
اب تو صافی نام دریا نوش ابنا ہو گیا
واسے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبی ہو گیا
سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
حلقہ زنجیر مجنون چشم لیلا ہو گیا
بسیط بہر فتنہ سازندگان فساد

نگارندہ مضمون جنگ و جہاد و شلمشیر ان میدان کارزار و نبرد آزمایان معرکہ گیر و دار جمعیت لشکر صفا مین اعلا کو بطبع آرائی توجہ رسا بہ نوک سنان قلم تیز رقم صفحہ جنگاہ مین یون صف آرا کرتے ہین کہ جب خضران کوہی مع چند سرداران نامی و گرامی اور اپنی بیٹی ملکہ شمیمہ و ماہ طلعت وزیرزادی وغیرہ بعد عیاری عمرو ہی و نوشاہی خواجہ عمرو دولت دین اسلام سے بہرہ غنی ہوئے اور فیضیابی خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان سے مشرف اطاعت و فرمانبرداری حاصل کیا خوش و خرم لشکر اسلام مین رہنے لگے ادھر زمرد شاہ باختری لقا سے بے لقا کو خبر ہوئی کہ خضران کوہی اور شمیمہ بیٹی اسکی مع ماہ طلعت وزیرزادی وغیرہ کے مسلمان ہوئی نہایت غیظ و غضب مین آیا اور بختیارک سے کہا یا خداوند یہ کیسی تقدیر آپ نے کی کہ خضران کوہی و شمیمہ و ماہ طلعت وغیرہ لشکر اسلام مین چلے گئے لقا نے کہا اے شیطان درگاہ ان بندون نے نافرمانی میری کی اب سایہ سحاب رحمت سے اپنے انکو نکال دیا دیکھو تو کہ انکے واسطے کیا ہوتا ہے اب تقدیر کرتا ہون سردار آنے والے ہین وہ انکو گرفتار کرکے جہنم مین ڈال دینگے سب اپنی سزا کو پہنچینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے خبر دی یا خداوند قاف کوہ کی طرف سے پیران بہر سوار و بلاک بینا لک غول قہر کلاہ گردن پیشانی کئی لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے آتے ہین لقا نے حکم دیا کہ سردار ہمارے لشکر کے جائین اور استقبال کرکے بڑے دھوم دھام سے سب کو لائین فورا سرداران لشکر لقا گئے اور سب استقبال کرکے بڑے اہتمام سے ان سردارون کو لائے جس وقت وہ تینون سردار بارگاہ لقا مین داخل ہوئے پہلے سجدہ کیا پاسے تخت زمرد شاہ باختری کو بوسہ دیا پھر پیران بہر سوار نے حال لشکر اسلام دریافت کیا بختیارک نے کہا سرداران اسلام نے بڑے بڑے سرداران خداوند کو مارا بڑی خونریزیان ہوئی ہین سب سردار شریک لشکر اسلام ہوئے چنانچہ فی الحال خضران کوہی اور ملکہ شمیمہ بیٹی اسکی اور وزیرزادی ماہ طلعت شریک اسلام ہوئی پیران بہر سوار یہ سنکر مثل اژدر دمان پیچ و تاب کھا کر بگڑا اور لقا سے عرض کیا یا خداوند طبل جنگ کا حکم دیجئے

لقا نے بختیارک سے کہا کہ جا کر طبل جنگی لشکر میں بجوا بختیارک گیا اور طبل جنگی کے بجنے کا حکم دیا یہاں لشکر لقا میں طبل جنگی بجنے لگا
ادھر ہرکاران لشکر اسلام نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور اقبال اسلام یاور رہے ہیران ببر سوار وغیرہ کوہ
قاف سے آئے ہیں اور طبل جنگی بجا ہے صاحبقران نے بھی کوس حربی کے بجنے کا حکم دیا یہاں لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی بجا جب
پہر رات رہی دونوں طرف لشکروں میں سامان حرب و ضرب ہوا جب صبح کو دونوں لشکر میدان رزمگاہ میں آکر صف آرا ہوئے نقیبوں نے
بلند آوازی سے نقابت کی ہیران ببر سوار شور و بد سے صف لشکر سے نکل کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر لشکر اسلام سے
سہراب ظلمانی و مہراب ظلمانی یکے بعد دیگرے گھوڑے اڑاتے ہوئے مقابلہ ہیران ببر سوار کے آئے نیزہ بازی تیغ بازی ہوئی
دونوں زخمی ہوئے ہیران ببر سوار مثل رعد کے گرجنے لگا اور مبارز طلب کرنے لگا یہ سنتے ہی کرب غازی بعد ملا و رزمی
گھوڑا چھیڑ کر میدان میں آئے اور نعرہ کیا نعرہ کرب کہ یہ شہسوار عرب یل نامدار انا کرب ذو شمشیر و سپہ گار لیجئے گا و رزمی و سیفی
نیزہ بازی ہوئی چند طعن میں نیزہ ہیران کے ہاتھ سے ہوائی ہو گیا ہیران ببر سوار نے جھنجھلا کر تلوار کھینچی اور جھپٹ کر وار کیا کرب
غازی نے پیشدستی شمشیر بہادر اسکا رد کا اور ہاتھ تیغہ لکر منوس عاد مغربی کا بڑھکر مارا نامرد نے سپر پر روکا تیغہ سپر کاٹ کے کاسہ سر میں پہنچا
کرب غازی نے جو تیغہ زور سے کھینچا دو ابرو سے آگے بڑھکر حلق میں ڈوبا ہوا نکل آیا ہیران ببر سوار گرا چاہتا تھا کہ فوج کفار تلواریں
کھینچ کر آ پڑی ہیران کو سنبھالا کرب غازی پر سب حملہ آور ہوئے ہمراہیان کرب غازی بھی تلواریں پکڑ کر جھپٹے اور سرداران لشکر
اسلام بھی گھوڑے بڑھا کر شریک جنگ ہوئے کشتہ رستے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا اسی ہنگام میں علمشاہ رومی نے
تیغہ کپتان فرنگی کھینچ کر پیلاک بنالک غول پر جا پڑے نعرہ کیا منم رستم پیلتن و پیلافگن کشندہ دو یلان ہندی و کشندہ کپتان فرنگی
شاہ علمشاہ رومی شہ فیل فروش کہ بہ تخت فرق افگندہ شود بنالک غول نے تیغہ کا ہاتھ مارا علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تیغہ بنالک غول سپر کو چاک کر کے تا دو ابرو اتر گیا علمشاہ نے دستانہ مارا تیغہ چھپٹا کر نکل گیا فوراً اسی حالت خونخواری میں علمشاہ
نے جو تیغہ کپتان فرنگی کا ہاتھ مارا بنالک غول کی سپر کاٹتا ہوا سینہ سے گذر گیا زخم کاری لگا گرتے گرتے سنبھلا ادھر چادر خون
کی منہ پر علمشاہ کے آ پڑی عیار نے آکر علمشاہ کو سنبھالا ادھر ملک قاسم گھوڑا اڑا کر کوہ بخت کے برابر آئے کوہ بخت نے
تلوار کا وار کیا قاسم نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کوہ بخت زخمی ہوکر جھومنے لگا کہ قاسم بیچ میں آ گئے کوہ بخت کو ہٹا لیگئے بدیع الزمان نے
سنہ بنالک غول کے اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا بنالک غول کو علمشاہ زخمی کرچکے تھے اور ادھر گھائل ہوا اور پیش دستی میں غش کر کے گرا طوفانی نے
طوفان ریگ کو مجروح کیا جسم خون آشام نے بڑھکر قہر شاہ کو للکارا کہ تو نے کیا غضب کیا کہ طوفان کو مارا اتنے میں آ پہنچا قہر شاہ نے
بڑھکے اسے بھی ہاتھ تلوار کا مارا وہ بھی زخم کاری کھا کر گرا سلطان بہرام کردان نے قہر شاہ پر وار کیا قہر شاہ نے اسکا
شمشیر سپر پر روکا اور ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا چار انداز پہلو گردان دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ادھر کوہ بخت بھی اپنے زخم کو
باندھ چکا تھا کہ قضا سے قہر شاہ سے مقابل ہوا کوہ بخت نے تلوار کا وار کیا قہر شاہ نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار
قہر شاہ کی مثل برق کے خود کوہ بخت پر چمکی ہر چند اس نے اپنے کو بچایا مگر تلوار قہر شاہ کی بے پناہ تھی سر سے کوہ بخت کے کمر تک مرکب سے نکل کر
خون افشانی کرنے لگی اس روز کی جنگ مغلوبہ میں سرداران لشکر اسلام کے ہاتھ سے تین ہزار کفار نامی سردار و پہلوانان جرار مارے گئے
اور علمشاہ کے سر سے اسقدر خون بہا کہ غش آنے لگا آخر کار مرکب کو لشکر اسلام کی طرف موڑا اور تیغہ کپتان کو میان میں کر کے
دونوں ہاتھ مرکب کی گردن میں ڈال دیے مرکب باد رفتار لشکرگاہ اسلام کی طرف کو لیگیا اور کسی طرف نکلا دیا گیا وقت شام کا تو قریب آ چکا تھا
دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجنے لگا سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے خیموں میں آئے صاحبقران نے بارگاہ سلیمانی کی طرف مراجعت
فرمائی خواجہ عمرو اور عیاروں نے کشتوں کو اٹھوا کر دفن کرایا اور زخمیوں کی مرہم پٹیاں کیں ادھر کشتگان نحس اپنے کفار نے
اٹھوائے اور زخمیوں کی زخم دوزیاں کرنے لگے ادھر امیر با توقیر بارگاہ سلیمانی میں جلوہ گر ہوئے دربار جمع ہوا سب سرداران کو

دیکھا مگر علمشاہ رستم زبان کو نہ پایا خواجہ سے فرمایا علمشاہ کہاں ہیں عمرو نے کہا اے امیر مجھے نہیں معلوم صاحبقران نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا علمشاہ کو کسی طرف لیکر نکل گیا اے خواجہ جلد جاؤ علمشاہ کو تلاش کرو عمرو نے کہا اے امیر اچھا تا سلطنت نہیں عیاران لشکر کو اسپے بھیجینگے کہ عمرو ڈر کر بھاگ گیا لہذا اگر حکم ہو تو اور عیاروں کو تلاش علمشاہ میں بھیجوں امیر نے فرمایا بہتر ہے غرضکہ خواجہ عمرو نے عیاران لشکر اسلام سے کہا کہ علمشاہ کا پتا نہیں ہے نہیں معلوم زخمی ہو کر معرکہ سے چلے گئے گھوڑا انکا رن میں کہاں چلا گیا تم لوگ جلد جاؤ اور پتا علمشاہ کا لگاؤ یہ سنکے چند عیار بموجب حکم امیر یا تو پیر حمزہ صاحبقران زمان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے رخصت ہو کر ایک طرف روانہ ہوے

	ووسرے داستان حیرت نشان رستم زبان علمشاہ عالیشان کے بیان میں بیچے جاتے ہیں	

پلا ساقیا بادہ سنتر اسپ لطیف	دکھا سے جوانی کا عالم ضعیف	کدھر ہے تو اے ساقی بجیسہ	بتا رند عالم گذشتہ کی تو خبر
وہ سیلوشی جسکا کہ اسکا یا ن	لگیگا نہ میخوار سے کا کچھ نشان	یہ میخوار ہے ساقیا یہ مزا	ہوا کس رند ہر فکر میں جا بجا
مناسب ہے پہلو تہی لتر نہ کر	سے اور عمران کی نہیں کچھ خبر	سحر شام سے ہے تر دید ہی	نہ اہل النشان کی خبر کچھ ملی
نگاہ آنکھ سے اے یار باہر و نکلے	کہ میرے سینہ سے دل بہ جستجو نکلے	تری تلاش میں جو جا ہے چار سو نکلے	
	بہجوم شوق میں جب دل کی آرزو نکلے	کہ پردہ کعبہ کا الٹوں وہاں بھی تو نکلے	

بیت نویسندہ دفتر لاجواب باز رقم کردا ین داستان انتخاب بہ کہ جس وقت مرکب باد رفتار علمشاہ نامدار کو عرصہ کارزار سے لے نکلا اور کوہستان کی راہ لی علمشاہ پر نہایت ضعف طاری تھا مرکب رات بھر چلا رہروی کرتے کرتے صبح کو ایک صحرا سبزہ زار میں پہونچا مرکب بیکاہ سبزہ زار کی چرا ہی بہر صورت ہوا جب سیر ہوا ایک چشمے پر آیا پانی پی کر سیراب ہوا ناگہاں مرکب نے ٹھوکر کھائی پشت زین سے علمشاہ زمین پر گر پڑے عالم بیہوشی میں پڑے رہے مگر مرکب وفادار ہراسے حفاظت سوار زخمدار بالین علمشاہ پر کھڑا رہا قضاکار ادھر قافلہ خواجہ بہرام کا آتا تھا جو خواجہ بہرام بازرگان نے دیکھا کہ ایک شخص زخمدار نہایت مجروح صحرا میں پڑا ہے اور مرکب اسکا کھڑا ہے اسکی حفاظت کر رہا ہے ملازموں نے آکر خواجہ سے بیان کیا خواجہ بہرام بازرگان خود آیا اور علمشاہ نوجوان کو اٹھا کر اپنے خیمہ میں لیگیا اسی وقت جراح کو بلوایا زخم کو دھلوا کر ٹانکے دلواے پٹی مرہم کی چڑھائی اور ملازموں کو خدمت علمشاہ کے واسطے حکم کیا جس وقت کہ تسکین دل مجروح ہوئی علمشاہ کو ہوش آیا آنکھ کھلی خواجہ بہرام کو سرہانے اپنے مشغول خدمتگذاری دیکھا فوراً علمشاہ اٹھ بیٹھے خواجہ بہرام نے علمشاہ سے استفسار حال کیا علمشاہ نے کہا کہ نام میرا نستیبہ ہے میں سوداگر ہوں قزاقوں نے چھاپا مارا جنگل میں گھیرا میرے ملازموں نے تلوار چلی سب مارے گئے میں تنہا انسے لڑا زخمی ہوا مرکب مجھکو عالم بیہوشی اور زخمداری میں لیکر ادھر نکل آیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس جگہ پایا خواجہ بہرام سے علمشاہ نے پوچھا آپ اپنا نام بتائیے کہ آپ کون ہیں اسنے کہا مجھکو خواجہ بہرام بازرگان کہتے ہیں چند روز تم یہاں رہو ہمارے پاس استقامت اختیار کرو ہم سب سامان تمہارا درست و تیار کر دینگے القصہ علمشاہ وہاں رہنے لگے چند روز میں زخم بسر اندمال پر آکر رو بصحت ہوے اور غسل صحت کیا زخمداری سے فراغت پائی ہوا خواہان خواجہ بہرام بازرگان نے خواجہ بہرام سے کہا کہ یہ شخص ہمیں خود قزاق معلوم ہوتا ہے اسکے باعث سے خوف بجا بڑا ہے کہ ایسا نہو یہ شخص کسی وقت غفلت میں دغا کرے یہ حرکت قزاقی پیش آے اپنے ساتھیوں کو بلا کر قافلہ لوٹ کر لیجاے صلاح وقت یہ ہے کہ شب کو اسے سوتا چھوڑ کر نکل چلیے خواجہ بہرام نے کہا یہ مناسب ہے میرے بھی ذہن میں تمہارا کہنا آیا بہتر ہے کہ آج شب کو کوچ کر جاؤ الغرض علمشاہ کو عالم خواب میں چھوڑ کر خواجہ بہرام مع قافلے کے کوچ کر کے راہی ہوا یہاں صبح کو علمشاہ جو بیدار ہوے اپنے تئیں اکیلا ایک بیابان میں پایا کوئی قافلہ والوں میں سے نظر نہ آیا نہایت حیران و پریشان ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ کیا طلسم تھا جو نظر سے غائب ہو گیا مگر مرکب علمشاہ عالیشان استر پالا کیا ہوا وہ فرنگی موجود تھا پشت مرکب پر سوار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوے چلتے چلتے کوئی دس کوس زمین طے کی ہوگی کہ ایک درہ کوہ نظر آیا اس درہ کوہ کے اندر داخل ہوے دیکھا کہ کچھ لوگ گروہ قبلہ کے بیٹھے

ہین اور کچھ لوگ خدار نہایت مجروح وگھائل ہین اور خواجہ بہرام بازرگان ایک درخت سے بندھا ہوا کھڑا ہی علمشاہ خواجہ بہرام
کو پہچانکر برابر اُسکے آئے اور پوچھا کہ ای خواجہ بہرام یہ کیا حال تمھارا ہی اور کسنے تمکو درخت سے باندھ دیا خواجہ بہرام نے کہا کہ ایک
شخص سکندر رُوزرد یہان رہتا ہی اُسنے تمام قافلہ میرا لوٹ لیا لوگون کو میرے قتل کیا اور یہ سب زخمی ہوئے پڑے ہین مجھے اس درخت
سے باندھکر چلا گیا علمشاہ نے کہا ای خواجہ بہرام مین نے کیا قصور تمھارا کیا تھا کہ تم مجکو اُس صحراے لق ودق مین تنہا چھوڑکر راہی
ہوئے اُسنے کہا ای شخص حقیقت تو یہ ہی کہ مجھسے بہت بڑی خطا ہوئی مین ان ہوا خواہون کے بھڑکانے سے تمکو تنہا چھوڑکر جنگل مین چلا آیا
اُسی سبب سے اس گناہ مین مبتلا ہوا اور تمھارے صبر مین گرفتار ہوا کیونکہ تمکو قزاق سمجھا تھا کہ تمکو غافل پاکر نکل آیا اُس بدگمانی کا یہ نتیجہ
ظاہر ہوا علمشاہ نے کہا ای خواجہ بہرام اسکا کچھ خیال نکرو اور کسی طرح کا غم نکھاؤ پروردگار مالک وحافظ ہی انشاء اللہ اُسی
سکندر رُوزرد کو گرفتار کرکے تمھارا مال واسباب نہ دلواؤن تو نام اپنا پھر علمشاہ رومی نرکھون ای خواجہ بہرام تمکو قتل سلو مین نے
اپنا حال مصلحتاً تمسے پوشیدہ کیا تھا مین فرزند جگربند امیر با توقیر حضرۃ صاحبقران زمان کا ہون اور نام میرا علمشاہ
رومی رستم زمان ہی یہ کہکر خواجہ بہرام کو درخت سے کھولا اور فرمایا ای خواجہ بہرام اب تم یہان توقف کرو مین جاتا ہون اور
سکندر رُوزرد کو تلاش کرکے لاتا ہون خواجہ بہرام نے عرض کیا ای شہریار اب آپ حیران وپریشان ہونے کو کہان جائیےگا اُس ملعون
کو کہان پائیےگا علمشاہ نے اُسکے کہنے کو نہ مانا اور روانہ ہوئے ہر چند خواجہ بہرام نے تعاقب کرکے منع کیا مگر علمشاہ مرکب صبا رفتار
کو چھیڑکر روانہ ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا سامنے ایک قلعہ مثل کوہ بنا ہی اور اُسکے پھاٹک پر چند قزاق بیٹھے ہوئے وہی مال
تقسیم کررہے ہین ناگاہ اُن قزاقون نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ ایک شخص پوشاک فاخرہ پہنے مسلح ومکمل مرکب پر پوش پر سوار چلا آتا ہی
دوڑکر سکندر رُوزرد کو اطلاع دی سکندر رُوزرد جھپٹ کر پھاٹک پر آیا بغور دیکھا ایک طریق نام رُوزرد کو بھیجا اور کہا تو جا کر اس شخص
کا سب حال دریافت کرنا اور بعد اُسکے گھوڑا اور ہتھیار اس جوان کے چھین لینا اور کپڑے اُتروا لینا زندہ چھوڑکر چلا آنا کہ اُسکا جدھر جی
چاہے چلا جائے وہ طریق رُوزرد گھوڑے پر سوار ہوکر مثل آندھی کے چلا قریب آنا کیا دور ہی سے علمشاہ کو للکارا او جوان کہان جاتا ہی
یہ گھوڑا اور ہتھیار یہین رہنے دے جا علمشاہ نے نعرہ کرکے کہا ای حرامزادہ مال واسباب جو اُس بیچارے سوداگر کا لوٹ کر بہت دلیری سے
اُسکے ہمین اسواسطے آیا ہون کہ تم سب کو قتل کرکے جن جن کا مال واسباب تمنے چھینا ہی اُنکو دلواؤنگا جا کہدے سکندر رُوزرد سے کہ اگر
تجھکو زندہ رہنا منظور ہی تو مال واسباب خواجہ بہرام کا دیدے ورنہ بضرب شمشیر سب مال واسباب تجھسے لیلونگا طریق رُوزرد پکارا کہ
ای جوان سچ ہی تو ایسا ہی سرکش و دلاور ہی کہ ہمسے بھی بل کی لیتا ہی تو کیا مال چھین لیگا اپنی جان ومال کی خیر مانگ بھلا اب میرے ہاتھ
سے بچکر تو کہان جاتا ہی یہ کہکر جھپٹا اور تلوار کا وار کیا علمشاہ نے تلوار اُسکی چھین کر نیشکر زمین سے اُٹھا لیا اور چکر دیکر جو زمین
پر مارا سینے تک غرق زمین ہوگیا روح نجس اُسکی داخل جہنم ہوئی یہ دیکھکر دس قزاق اور وہان سے للکارتے ہوئے دوڑے آتے ہی
علمشاہ سے تلوار چلنے لگی تو اُنہین سے مارے گئے اور ایک اپنی جان بچاکر بھاگ گیا یہ دیکھکر سکندر رُوزرد کو غصہ آگیا بارہ ہزار
قزاقون سے تلوار کھینچے ہوئے آپہنچا علمشاہ کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی تین پہر جنگ عظیم رہی یہان تک کہ اب علمشاہ رومی سے اور سکندر رُوزرد
سے مقابلہ ہوا اسکندر رُوزرد نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا علمشاہ نے بار اُسکا بچاکر ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا تلوار اُسکی چھین لی اور پکڑ کر نیچے کو
اُستوار بتمام کرزین فرمایا سے اُٹھا لیا اور رسن سے باندھ کرکے پکارا کہ او سکندر رُوزرد لعنت کر [illegible] اور دین اسلام قبول کرکے کلمہ طیبہ
پاک وحدانیت پروردگار کا قائل ہو نہین تو ابھی تجھکو مارتا ہون کہ پیوند زمین ہوجائیگا اُسنے کہا کہ آپ مجھکو اپنے حسب ونسب
سے آگاہ کیجیے کہ آپ کون ہین علمشاہ عالیشان نے فرمایا کہ تو نے جو سنا ہوگا لڑکا قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حضرۃ صاحبقران زمان اُنکا
مین فرزند جگربند ہون نام میرا علمشاہ رومی رستم زمان ہی سکندر رُوزرد نے عرض کیا مجھکو بدل آپ کی اطاعت منظور ہی اور
بدل دین اسلام قبول کرتا ہون علمشاہ نے اُسکو کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور بہ آہستگی گردن سے پٹکا دیا اُسی وقت سکندر رُوزرد نے

اپنے ملازمون کو بھیجکر خواجہ بہرام کو بلوایا اور سب مال و اسباب سکندر روز کو دیدیا علمشاہ نے پوچھا ای خواجہ بہرام اب تم
یہان سے کسطرف جاؤ گے خواجہ بہرام نے عرض کیا ای شہریار مرصع حصار یہان سے بہت قریب ہی وہین جاؤنگا علمشاہ نے فرمایا
ہم تمہارے ساتھ چلتے ہین تمکو پہونچا دینگے دوسرے روز وہان سے کوچ کیا بعد قطع مسافت شہر مرصع حصار مین آکے کاروانسرا مین اترے
دوسرے روز ایک دوکان سرچوک بکرایہ لی اسمین خواجہ بہرام بازرگان آکر بیٹھا دوکان کو اسباب تجارت سے آراستہ و پیراستہ کیا علمشاہ بھی
وہان بیٹھے اتفاقاً حاکم شہر کی طرف سے ایک شخص پہلوان نہایت تن و توش کا محصول مال تجارتی لینے کو آیا بہرام بازرگان نے کہا ای بھائی
ابھی ہم وارد شہر ہوکر دوکان بکرایہ لیکر اترے ہین ابھی تو اچھی طرح سے مال تجارتی دوکان پر لگایا بھی نہین ہی کہ تم محصول لینے کو مال کا آ گئے
جب ایک مہینا گذر جائیگا اور کچھ مال ہمارا بکیگا اسی وقت محصول تجارتی ہمسے لے لینا ہمین محصول دینے مین کیا عذر ہی اسنے کہا ہم یہ کچھ نہین جانتے
ہمکو حکم اسی طرح ہی یا تو محصول مال تجارتی سرکار مین داخل کرو یا اس شہر سے ابھی چلے جاؤ علمشاہ اس گفتگو پر بہت برہم ہوے اور کہا کہ جاؤ
سرکار مین ہماری نالش کرو ہم محصول ابھی ہرگز نہ دینگے اس پہلوان نے غصہ سے ہاتھ بڑھا کر کچھ اسباب دوکان کا پھینکدیا علمشاہ نے ہاتھ اسکا
پکڑکر ایک طمانچہ مارا کہ منہ اسکا پشت کی طرف پھر گیا اور تیورا کر گر پڑا بازار مین ہلڑ ہوا اندرہ شدہ چند حاکم مرصع حصار کو ہوئی کہ آج اس شہر مین
ایک نیا سوداگر آیا ہی اس سے اور ملازم سرکار سے باب محصول کے فساد ہوا وہ ملازم سرکار مارا گیا حکم ہوا کہ دریافت کرو وہ کون سوداگر ہی
اور اسکے کس ساتھ والے نے ہمارے کس ملازم کو مار ڈالا لوگون نے کہا کہ خواجہ بہرام بازرگان ایک سوداگر کہین سے آیا ہی اسکے بیٹے نے
کوتوال شہر کو مار ڈالا یہ سنکے حاکم مرصع حصار نے مہران قمر رو درگوش کہ ایک سردار بہت بڑا زبردست تھا اس سے کہا کہ تو جاکر اس تاجر کے
بیٹے کا سر کاٹ لا مہران قمر رو درگوش یہ سنکر بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ لیکر آیا دوکان بہرام بازرگان کی گھیرلی اور پکارا کہ کسنے کوتوال شہر کو
مارا ہی نکل کر سامنے آئے علمشاہ عالیشان مسلح و مکمل ہوکر اشقر بالا کبود پر فرنگی کرتی پہنے سمند کا رپر سوار ہوکر سامنے آے اور کہا کہ ہمنے اسکو مارا ہی
اور تجھکو بھی مارینگے اسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مار لو یہ سنتے ہی ہمراہی اسکے تلوارین کھینچ کر دوڑ پڑے علمشاہ نے بھی تیغ کپتیان کو کھینچ
لیا اور چلنے لگی بہت سے لوگون کو مار کر مہران قمر رو درگوش کے برابر آ پہونچے مہران نے تلوار کا وار کیا علمشاہ نے تلوار اسکی روک کر تیغ
کپتیان کا ہاتھ مارا تیغہ مہران قمر رو درگوش کے سر پر پڑا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کر گرا ہمراہی اسکے لاش مہران قمر رو درگوش
لیکر بھاگ گئے حاکم مرصع حصار کے سامنے آکر بیان کیا کہ یہ بھی اس سوداگر بچے کے ہاتھ سے مارا گیا وہ نہایت زبردست اور دلاور
و بہادر ہی حاکم مرصع حصار بہت برہم ہوا اپنے سپہ سالار کو بھیجا کہ جا کر اس سوداگر بچے کو زندہ پکڑ لا یا سر کاٹ کر لے آ بعد حکم
وہ باہر آیا یہ سنکر سپہ سالار کہ نام اسکا چلبی فیل چہین تھا فوج کثیر ہمراہ لیکر آیا اور علمشاہ و سوداگر کو گھیر لیا
علمشاہ نے تلوار کھینچی اور بڑھنے لگے علمشاہ نے دمبھر مین وہ تلوار زنی کی کہ لاش پر لاش گرادی کشتون کے پشتے ہوگئے خون کا
دریا بہنے لگا فوج سامنے سے فرار ہوئی علمشاہ نامدار بڑھتے ہوے برابر چلبی فیل چہین کے آئے اور نعرہ کیا کہ آپ نہین سنا
کرتا فوج کو لڑواتا ہی نامردی دکھاتا ہی چلبی فیل چہین نے غصہ ہوکر تلوار ماری علمشاہ نے وار اسکا روک کر تیغ کپتیان فرنگی
کا ہاتھ مارا سپر اسکی دو ٹکڑے ہوئی نامرد نے سر اپنا بچایا پیچھے ہٹ گیا سامنے آیا تیغہ علمشاہ گھوڑے کی گردن پر پڑا مرکب
کا اترکر گر دم دیکر ایسا راکب و مرکب بھی دب الا ہوکر گرے علمشاہ کود کر مرکب سے سینہ پر چلبی فیل چہین کے چڑھ بیٹھے اور
فرمایا لعنت کرتا ہی اور دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھکو قتل کرتا ہون وہ کافر ازروے خوف جان اسلام لایا طوطے
کی طرح کلمہ پڑھا علمشاہ نے اسکو جان کی امان دی علمشاہ سے اسنے کہا اب آپ میرے ساتھ دربار حاکم مرصع حصار
مین چلتے ہین آپ کو اس سے ملواؤنگا اسکو بھی مسلمان کرادون علمشاہ اسکے ہمراہ روانہ ہوے یہان اس سپہ سالار نے
ایک ملازم کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ یہ شخص سوداگر بچہ نہین ہی بلکہ شہزادہ ہی مجھکو بھی اسنے زیر کیا مین ظاہر مین بخوف جان مسلمان ہوا
اگر مین دین اسلام ظاہرا قبول نہ کرتا تو یہ مجھکو بھی قتل کرتا اب مین اسکو اپنے ہمراہ لیکر آپ کے دربار مین آتا ہون آپکو اختیار ہی

خواہ گرفتار کیجیے خواہ چھوڑ دیجیے یا قتل کیجیے القصہ جب علمشاہ دربار میں حاکم مرصع حصار کے آئے وہ دیکھتے ہی علمشاہ
کو تخت سے اتر کر کھڑا ہو گیا جھک کر با ادب مجرا کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ بیٹے حمزہ صاحبقران
زمان ہیں اور دین آپ کا برحق ہے میں اپنے لقا سے بے ایمان پر لعنت کرتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں مجھکو کلمہ پڑھائیے علمشاہ نے
کلمہ طیبہ تعلیم کیا اُس مردود ازلی نے طوطے کی طرح کلمہ پڑھا اور علمشاہ کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اور کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے علمشاہ
نے کہا ہم تاج بخش ہیں بزور شمشیر ہیں مگر خود تخت نشینی نہیں کرتے تمہارا تاج و تخت تمکو مبارک رہے یہ کہکر حاکم مرصع حصار
کو تخت پر بٹھایا آپ کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے الغرض حاکم مرصع حصار نے علمشاہ کی دعوت کی اور کھانے میں بیہوشی
شریک کر کے علمشاہ کو کھانا کھلایا جب علمشاہ والا جاہ بیہوش ہو گئے فوراً گرفتار کیا اور غل و زنجیر میں اسیر کر کے قلعۂ
افلاکیہ میں بھیجدیا اور خواجہ بہرام بازرگان کا بھی سب مال و اسباب تجارتی لوٹ کر اُسے بھی قید کیا ناظرین والا تمکین
پر واضح ہو کہ اس قصہ کو تو یہیں چھوڑا اب حال لشکر امیر با توقیر کا گوش دل سماعت فرمائیے کہ بہران ببر سوار تو باقتضے
سرداران لشکر اسلام سے کے یہاں زخمی ہوا تھا مگر اپنے عیار زردہشنگ سے کہا کہ جس طرح ہو تو بدیع الزمان کو گرفتار کر لا
تجھکو اُسکے عوض میں بہت کچھ انعام دونگا زردہشنگ نے کہا بہت خوب میں بدیع الزمان کو گرفتار کیے لاتا ہوں زردہشنگ
عیار بہران ببر سوار رات کو خدمتگار کی شکل بنکے شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کو گرفتار کر کے پشتارہ باندھکر
لے آیا بہران ببر سوار نے کہا اے زردہشنگ تو ان دونوں کو یونہیں گرفتار کیے ہوئے قلعۂ زرین حصار میں لیجا
اور وہاں ان دونوں کو قید کر زردہشنگ عیار بہران ببر سوار بموجب اپنے آقا کے حکم کے اُن دونوں کو لے کر طرف قلعۂ
زرین حصار کے روانہ ہوا اور وہاں لیجا کر اُن دونوں شہزادوں کو قید کیا یہاں لشکر اسلام میں جب صبح ہوئی ایک
شور و ہنگامہ برپا ہوا کہ رات کو کوئی عیار شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کو پکڑ کر لے گیا حمزہ صاحبقران زمان
یہ حال سنکر بہت متردد و متفکر ہوئے اور صدمۂ عظیم ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بلا کر بہت خفا ہوئے اور کہا کہ تم نہایت
غافل رہتے ہو عمرو نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہیں شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کو میں ابھی جا کر رہا کرتا ہوں
یہ کہکر خواجہ عمرو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو مجرا کر کے طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے اُسوقت پہونچے کہ
زردہشنگ عیار قید بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کی لے کر طرف قلعۂ زرین حصار کے روانہ ہو چکا تھا بارگاہ میں یہی چرچا
اور ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اور بختیارک دربار میں بیٹھا ہوا بہران ببر سوار سے کہتا ہے کہ تم نے مجرا کیا
کر قید کر کے پیران حمزہ کو اپنے شہر میں بھیجدیا اب یہ بتاؤ کہ تمہاری کوئی اولاد بھی ہے یا نہیں بہران ببر سوار نے کہا
ملک جی فقط ایک بیٹی گھر میں ہے آنکھوں کا تارا ہے اُسی کی روشنی خانۂ دل والدین میں ہے بختیارک نے کہا اے بہران بس اب
شہر بھی تمہارے ہاتھ سے گیا اور دختر بھی تمہاری قبضے میں خدا پرستوں کے گئی بہران ببر سوار یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور
کہا او ٹلک جی یہ کیا تم واہیات بکتے ہو خبردار اب اس طرح کی گفتگو مجھسے نہ کرنا بختیارک چپ ہو رہا خواجہ عمرو نے یہ تمام
گفتگو سنی اور وہاں سے خدمت حمزہ صاحبقران میں آئے اور سارا حال بیان کیا اور کہا کہ قید شہزادوں کی شہر
زرین حصار میں گئی امیر با توقیر نے فرمایا کہ پھر کیا کیا جائے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ جبتک شہزادوں کو چھڑا نہیں
لاتا ہوں جبتک مجھکو چین نہیں ہے یہ کہکر خواجہ عمرو شہر زرین حصار کی طرف روانہ ہوئے پیچھے عمرو کے حمزہ صاحبقران
بھی چلے لیکن حال وہاں کا سنیے کہ زردہشنگ عیار کہ اسکا نام اکثر راویوں نے بلا اشکنہ بھی لکھا ہے یہ دونوں شہزادوں کو
لے کر شہر زرین حصار میں پہونچا اور چار سوق چوک میں دو لکڑیاں زبردست بڑی بھاری گاڑ دیں اور زنجیروں سے دونوں
شہزادوں کو بند کر کے اُنمیں لٹکا دیا اور نگہبانی کے واسطے عیاروں کو وہاں مقرر کیا اور اُن عیاروں سے کہدیا کہ جو کوئی اُنکو

حال پر تاسف کرے یا یہاں آنکر ٹھہرے اُسکو فوراً گرفتار کر لینا بحکم قطعی اپنے عیاروں کو دے کر بلا انگیز وہاں سے چلا آیا یہاں سہ پہر کو خواجہ عمرو ایک فقیر کی صورت بنکر شہر زرین حصار میں داخل ہوئے جا بجا یہ چرچا سنا کہ سپہران حمزہ کو بلا انگیز عیار پکڑ لایا ہے چارسو میں عقابین پر چڑھایا ہے یہ سنکر خواجہ عمرو نے چوک میں دیکھا کہ واقعی بدیع الزمان اور ہاشم کو قفس آہنی میں قید کر کے لٹکایا ہے یہ دیکھتے ہی عمرو کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور روتا ہوا چلا گیا غرض دن اُتنا جیسے تیسے گریہ وزاری میں گذارا ڈیڑھ پہر رات گئے تھوڑی سی مٹھائی حلوائی کی دکان سے لی اور اُسمیں بیہوشی ملا کر خوانوں میں لگائی اور کستا اُسپر کس کے خوانپوش ڈال کے زیر عقابین آیا اور اُن عیاروں کے آگے لا کر وہ خوان رکھدیے اور کہا کہ مہتر بلا انگیز نے یہ مٹھائی کے خوان تمکو بھیجے ہیں سب عیاروں نے خوشی خوشی آپس میں تقسیم کر کے خوب کھائی بس کھاتے ہی سب بیہوش ہوئے خواجہ عمرو بصورت اصلی بنکر عقابین کے اوپر آیا پنجروں سے لپٹ کر خوب رویا اور کہا آؤ میں تمھیں پنجروں سمیت لیچلوں بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن نے کہا تم جو یہاں ہو ہمیں یوں چھپ کر جانا منظور نہیں ہے ہم رہا ہو کر اپنے پاؤں سے جائیں تو کیا مضائقہ ہے ورنہ ہمیں قید کی تکلیف اُٹھانا منظور ہے عمرو نے سمجھایا کہ یہ بات اچھی نہیں ہے تمھارا باپ بھی جب کہ عقابین پر چڑھا تھا تو یوں نہیں اُسکو بھی جہالت نے گھیرا تھا آخر کو مہینے قید رہا آؤ میں تمکو زنبیل میں ڈال کے لیچلوں کہنا مانو جہالت نہ کرو بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن نے نہ مانا عمرو ناچار ہوا اُنہیں بال و کباب وغیرہ نکال کر دیے دونوں شہزادوں نے کھائے اور شکر خدا بجا لائے بعد اُسکے سوہن نکال کر قفل پنجرے کا کاٹنے لگا آواز قفل کے کٹنے کی بلند ہوئی سامنے مکان بلا انگیز کا تھا وہ آواز سے سوہن کی چونکا اور روشنی کرواکر دیکھا کہ پنجرے سے ایک سیاہ چیز لپٹی ہوئی ہے معلوم کیا کہ یہ عمرو عیار ہے قفل کاٹ رہا ہے دوسرے عیار ہمراہ لے کر چلا اور دور ہی سے للکارا او نا عیار میں آپہونچا تو کہاں جائیگا عمرو نے ہاشم و بدیع الزمان سے کہا کہ دیکھا تمنے جلد آپہونچے اور تم نے نہ چھوڑے یہ کہکر عمرو جست کر کے ایک طرف کود کر راہی ہوئے بلا انگیز زیر عقابین آیا دیکھا کہ سب عیار بیہوش پڑے ہیں اور عقابین پر کوئی نہیں ہے بلا انگیز سبھوں کو ہوش میں لایا اور بہت سرزنش کی اور پھر بلا خنجر اپنے چچا کو وہاں مقرر کیا اور کہدیا کہ خبردار رہنا کہ سپہران حمزہ قید سے نہ رہا ہونے پائیں اُسنے کہا کہ کیا مجال جو کوئی عقابین پر نگاہ ڈال سکے یہ سنکے بلا انگیز چلا گیا بلا خنجر بلا انگیز کا چچا دوہزار عیار محافظت کو بیٹھا تا گاہ دیکھا کہ ایک حجام سامنے سے نمودار ہوا بلا خنجر پکارا کہ یہاں خلیفہ ہماری حجامت بنانے جاؤ اُسنے کہا بہت اچھا میں حاضر ہوا بیٹھکر لیجیے مونڈتا ہوں اُس حجام نے آتے ہی کٹوری میں پانی لیا لنگی بچھائی سر کے بال خوب پانی سے بھگوئے اور اُسترا نکال کر سلی پر تیز کیا کہ جلدی سے سر اسکا کاٹ لیجیے کہ ناگاہ بلا انگیز آپہونچا عمرو کو پہچانا آواز دی کہ چچا جان ذرا ٹھہرئیے گا یہ میں حجامت بنوالوں تو پھر آپ کی بنوائیے گا یہ کہکر دوڑا عمرو کہ سوتا پیکر بغل میں دبا کر پچھلے پاؤں ہٹا بلا انگیز آگے بڑھتا آتا ہے عمرو پیچھے ہٹتا جاتا ہے آخر کار بلا انگیز پکارا کہ ارے حجام کیا تو میری حجامت نہ بنائیگا حجام نے کہا ابھی تیرے سر مونڈنے کا وقت نہیں ہے تجھکو مونڈ دونگا یہ کہکر قدم اُٹھاکر عمرو چلا بلا انگیز پکارا ارے یارو یہ حجام عمرو عیار ہے یہ سنکر لوگ دوڑے مگر کوئی قریب گرد پاسکے عمرو کے نہ پہونچ سکا عمرو جست و خیز کرکے صاف نکلا چلا گیا بلا انگیز نے اپنے چچا سے کہا واہ چچا دادا اسوقت اگر میں نہ آجاتا تو آپ مونڈے جاتے یقین تھا کہ وہ آپکا سر کاٹ لیتا اُسنے کہا کہ واقعی میں نے اُس نابکار کو نہیں پہچانا تھا میری زندگی تھی کہ تو نے آکر مجھے بچالیا بلا انگیز نے کہا کہ اب تو اُس بلا سے بے درماں سے ہوشیار رہیے گا یہ کہکر بلا انگیز چلا گیا یہاں بعد پہر کے عمرو ایک سقّے کی صورت بنکر مشک کاندھے پر رکھے ہوئے لنگی کھاروے کی بندھی ہوئی کٹورا کھنکاتا ہوا اسطرف سے دکھائی دیا ایک عیار نے اُنہیں سے آواز دی کہ میاں بہشتی ہمیں پانی پلاتے جاؤ بہشتی دوڑ کر قریب آیا دو چار عیاروں کو پانی پلا کر بلا خنجر کے پاس پانی لایا چاہتا تھا کہ بلا خنجر کو پانی پلائے اُدھر سے بلا انگیز پھر آپہونچا نگاہ اول عمرو کو پہچانا اور دوڑا پکارتا ہوا میاں بہشتی پہلے پانی مجھے پلاؤ عمرو بہت دور تھا اُسکے تیور سے دریافت کر لیا کہ بلا انگیز نے مجھے پہچان لیا اب اے عمرو تیری

آبرو ریزی ہوگی بھلا خواجہ عمرو اب وہان کب ٹھہرسکتا ہین پیچھے ہٹنا شروع کیا اور پکارے کہ پاشی اونا ہنجار تو مجھے گرفتار کرنے آتا
ہی بھلا مین کب تیرے ہاتھ آتا ہون یہ کہکر عمرو بھاگے وہان سے سب عیار دوڑے یہ کہتے ہوے ارے لینا پکڑنا جانے نہ دینا خواجہ
عمرو عیار ہی یہ سُنکے عمرو جست وخیز کرکے نکل گئے بلا انگیز نے سب کو سرزنش کی کہا ارے کیا غضب ہی کہ یہ مکار ہر مرتبہ تمکو فریب
دیتا ہی اور تم نہین پہچان سکتے ہر ایک عیار نے کہا کہ اُستاد ہم عمرو کو ہرگز نہین پہچان سکینگے آپ خوب اُسے پہچانینگے اور آپ ہی فریب اُسکے
فریبون کو دریافت کرینگے غرضکہ بلا انگیز سب کو سرزنش کرکے چلا گیا سہ پہر کے وقت عمرو دال موٹھ والا بنکر آیا ایک عیار نے اُنہین
پکارا دال موٹھ والے ہوت ارے میان ادھر آؤ ہمین بھی دال موٹھ کھلاؤ یہ سنکے دال موٹھ والا آیا خوانچہ اُتارا پیسے پیسے کی دال موٹھ
سب کو دینا شروع کی ہنوز وہ دال موٹھ کسی نے نکھائی تھی کہ بلا انگیز آگیا اور آواز دی کہ اس دال موٹھ والے کو پکڑ لو جانے نہ دو خبردار
کوئی اس دال موٹھ کو نکھاے اسمین زہر ملا ہوا ہی عیارون نے دال موٹھ پھینکدی عمرو کو پکڑنے کو دوڑے عمرو بھلا کسکے ہاتھ لگتا ہی
خوانچہ وہین چھوڑ کر جست وخیز کرکے نکل گیا عیار پھر کر چلے آے بلا انگیز نے کہا کیون صاحبو اگر ایسی ہی غفلت ہی تو یہ قیدی کاہیکو
قید رہینگے عمرو چھڑا لیجائیگا جب دن کو یہ حال ہی تو دیکھیے رات کو کیا ہوتا ہی اور کس فریب اور شکل سے عمرو آتا ہی سبھون نے کہا اُستاد
کیا مجال جو اب عمرو یہان قدم بھی رکھ سکے ہم سب ہوشیار رہینگے یہ سُنکے بلا انگیز چلا گیا اُن سب نے سر شام سے چہار طرف روشنی
کرائی دور دور تک پچھتا خے گڑوائے گئے تمام میدان روشن ہوگیا وہ رات دن معلوم ہوتا تھا بلا خیز مع عیارون کے ہوشیار
وخبردار تھا کرسی زرنگار پر بیٹھا ہوا تمام عیارون کو گرد بٹھا کے دیکھ رہا تھا کوئی عیار بیٹھا تھا کوئی عیار کھڑا تھا کوئی ٹہل رہا تھا کوئی
باتین عمرو کی کر رہا تھا یہان عمرو نے ایک پُتلا کاغذ کا بہ رنگ سیاہ بنایا اور اُسکے پانوٗن مین پہیے لگا کے دو راستا کر دیا اور خود
بھی لباس سیاہ پہنکر اُس پُتلے کی آڑ مین کھڑا ہوا اتفاقاً سے تار عیارون کی نگاہ پڑی کہ ایک شخص سیاہ دور کھڑا ہوا ہی
سب نے بلا خیز کو دکھایا کہا دیکھیے تو یہ عمرو کھڑا ہوا ہی یا اور کوئی ہی یہ کہکے دو ایک پتھر اُس پُتلے پر مارے اُسنے خالی دیے
اب اور بھی سب کو یقین ہوا یہ عمرو عیار ہی تمام عیار للکارتے ہوے دوڑے کہ عمرو کو پکڑ لینا جانے نہ دینا یہان عمرو نے
اُس پُتلے کو ہوا کے رُخ پر چھوڑ دیا کہ وہ پُتلا اُڑتا ہوا چلا تمام عیار اُسکے پیچھے پیچھے شور دار وگیر کرتے ہوے دوڑے کوئی
عیار عقابین پر نہ باقی رہا عمرو اُدھر سے جست وخیز کرکے عقابین پر آے اور قفس میں ہی کے پاس پہونچکر شیر بال ولیا
نکال کر ہاشم وبدیع الزمان کو کہلا سے کہا آؤ اس پنجرے سمیت تم لے چلون دونون شہزادون نے جواب دیا ہمین یون چلنا
منظور نہین ہی عمرو قفل پنجرے کا کاٹنے لگا کہ اس اثنا مین بلا انگیز کی آنکھ کھلی عقابین کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ ایک سیاہ پوش
عقابین سے لپٹا ہوا پنجرے کا قفل کاٹ رہا ہی وہین سے بلا انگیز نے للکارا او کج رو بد رگ گردن کٹا اب میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا مین آپہونچا عمرو نے ہاشم وبدیع الزمان سے کہا ارے کمبختو آج بھی تم رہا نہوسکے مین ناچار ہون کہ نہایت
سعی وکوشش کرکے تم تک آتا ہون اور تمنے جہالت پر کمر باندھی ہی یہ کہکر عمرو جست کرکے وہان سے راہی ہوے بلا انگیز
عیارون کو لیے ہوے پہونچ گیا چارون طرف سے عمرو کو گھیر لیا اور پکارا ارے پاشی او دزد بد رگ گردن آج تو میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو پکارا او نا ہنجار تو میرا کیا کرسکتا ہی یہ کہکر عمرو نے کملی زنبیل سے نکالی اور کملی کو پھینکر کے
پکارا خبردار مین آیا اور کملی اُن عیارون پر پھینکی عیار تو اُس کملی پر تلوارین مارنے لگے عمرو دوسری طرف سے کودا
اور پنجہ پکڑکر عیارون سے لڑنے لگا پنجے کا ہاتھ پڑنے لگا لیکن اُدھر وہ جو اُس پُتلے کے پیچھے گئے تھے اُنکا حال سُنیے
کہ وہ پُتلا تو ہوا پر اُڑتا ہوا چلا جاتا ہی اور یہ سب اُسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین یہان تک کہ ایک مقام پر وہ پُتلا ایک
درخت مین اٹک کر رہگیا اور اُن عیارون نے سیراب اُسکے پتھر مارنا شروع کیے آواز کھڑکھڑاہٹ کی مانند ہوئی دیکھا تو
وہ پُتلا بانس کی کھپاچون کا کاغذ سے منڈھا ہوا ہی آپس مین کہا واہ واہ واہ اُس مکار نے بڑا دھوکا دیا بلا خیز نے

کہا ارے تم سب کے سب عقابین پر سے چلے آئے قیدیون کو تنہا چھوڑ دیا کہین ایسا نہو کہ عمرو قیدیون کو عقابین پر سے
چھڑا لیجائے جلد جلد یہان سے غرضکہ یہ سب کے سب عیار بھاگتے ہوئے زیر عقابین آئے دیکھا کہ بلا انگیز سے اور عمرو سے
تلوار چل رہی ہے یہ بھی آکر شریک بلا انگیز کے ہوئے اور پکارے کہ او مکار ہمین تو تونے فریب دیکے اُس ٹیلے کے
پیچھے دوڑا دیا آپ ادھر آیا دیکھ کہ ہم تیرا کیا حال کرتے ہین اب بے قتل کیے نہ چھوڑینگے عمرو نے کہا اے بدذاتو تم میرے
پیچھے ناحق پڑے ہو میرا بال بھی بیکا نہوگا اور دیکھو مین جاتا ہون یہ کہکر غول مین سے ایک جست کی بس جسطرح ہوائی جاتی ہے یا شرارہ
سنگ سے نکلتا ہے اسی طرح ہر جگہ میدان پکڑتا جاتا تھا عیار ہر چند دوڑے مگر کوئی اُسکے برابر نہ پہونچ سکا لیکن بلا انگیز
نے عمرو کا تعاقب نہ چھوڑا یہ چلا آتا ہے یہانتک کہ صبح کی روشنی ہوکر دن نکل آیا اور عمرو قلعہ کے دروازے کے پاس
پہونچا سوچا کہ اگر شہر کی طرف پھرتا ہون تو گرفتار ہو جاؤنگا باہر باہر شہر کے چلنا چاہیے پس شہر کے باہر باہر چلا صحرا کا رستہ لیا
آتے آتے دیکھا کہ ایک بلندی ہے اُس ٹیلے پر وہ چڑھ گیا اور ایک درد رسیدہ کی شکل بنکر وہان لیٹا اس اثنا مین بلا انگیز
عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا آ پہونچا دیکھا کہ اس بلندی پر کہین پتا نہین جب اُس ٹیلے پر آیا بلا انگیز نے دیکھا کہ ایک بیمار پڑا ہوا
کراہتا ہے اور گدڑی اوڑھے ہوئے ہے ایک ٹھوکر ماری کہ ارے تو کون ہے اُسنے آواز حزین سے جواب دیا کہ ارے ظالم کیون مجھ
آزاری کو ایذا دیتا ہے بلا انگیز نے کہا کہ منھ تو اپنا کھول اسنے چہرے سے گدڑی اُٹھائی بلا انگیز نے دیکھا کہ ایک شخص بہت زار و
ناتوان پڑا ہوا ہے مگر آنکھون سے پہچان لیا کہ یہ عمرو ہے بس چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور چادر مین پشتارہ باندھکر پیٹھ پر
لگا کے وہان سے راہی ہوا شہر مین آتے ہی شاگردون نے پوچھا کہ استاد کہو کیا ہوا بلا انگیز نے کہا عمرو کو پکڑ لایا اتفاق روزگار
ہیران سر سوار کی بیٹی ملکہ سرو سیمتن نہایت حسین شکیل جمیل ہے اُسپر بلا انگیز عاشق و فریفتہ ہے اور کبھی کبھی کسی بہانے سے
اُسے جاکر دیکھ لیتا ہے اب خیال مین گذرا کہ عمرو کو ملکہ سرو سیمتن کو دکھلائے اور ملکہ سرو سیمتن کا حسن و جمال عمرو کو دکھائے یہ سوچ کر
اپنے چچا بلا خیز سے کہا کہ آپ میدان خونی کی تیاری کیجیے مین جاکر ایک نگاہ ملکہ کو اسے دکھلاؤن بعد اُسکے قتل کرون بلا خیز نے
کہا اے فرزند اسکو عورتون مین نہ لیجا یہ شخص سحر زبان سحر بیان ہے اگر چھوٹ گیا تو پھر ہاتھ آنا اسکا مشکل ہوگا بہت غنیمت جان کہ یہ
ہاتھ آگیا بلا انگیز نے کہا چچا جان آپ کو خبر نہین ایسا نادان نہین ہون کہ ایسے مکار کو چھوڑ دونگا بلا خیز نے منع کیا کہ او نادان
عمرو کو وہان نہ لیجا مگر کہنا مان بلا انگیز کے سر پر تو عشق کا بھوت سوار تھا یہ کب کسی کا کہنا مانتا ہے دوسرے یہ کہ اپنے سامنے
عیاری مین کسی کو بہتر نہین جانتا ہے عمرو کو لیے ہوئے باغ مین ملکہ سرو سیمتن کے آیا یہان ملکہ اسی وقت سو کر اُٹھی تھی مسند
ناز پر جلوہ گر تھی کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ بلا انگیز آیا ہے اور عمرو عیار کو گرفتار کرکے لایا ہے اُسکی صورت عجیب و غریب آپکے
دکھانے کو در دولت پر حاضر ہے ملکہ نے کہا اچھا بلاؤ بلا انگیز عمرو کو نہلا دھلا کر صورت اصلی بنا کر سامنے ملکہ سرو سیمتن کے
لایا عجیب صورت ملکہ نے دیکھی کہ کبھی ایسی شکل نگاہ سے نہ گذری تھی ملکہ نے ایک انیس خاص سے کہا کہ بلا انگیز سے کہو کہ ذرا
اسے یہان چھوڑ جاؤ کہ مین اچھی جان کو اسکی صورت اصلی دکھاؤنگی سہ پہر کو آکر اسے لیجانا بلا انگیز نے جو یہ پیغام سنا کہا یہ بڑی
تمام محنت سے ہاتھ آیا ہے ایسا نہو کہ مین اسے یہان چھوڑ جاؤن اور یہ یہان ہاتھ سے چھوٹ جائے ملکہ نے جو سنا کہ بلا انگیز
نے عدول حکمی کی نہایت بددماغ ہوئی حکم دیا کہ جلد اسے یہان سے نکالو میرے سامنے سے بلا انگیز کو ہٹاؤ بلا انگیز نے
دیکھا کہ ملکہ آزردہ ہوئی عرض کیا کہ مین اسے چھوڑے جاتا ہون پھر ایک درخت سے عمرو کو باندھکر بلا انگیز چلا گیا
اُسوقت ملکہ نے کہا ارے اسکی نگہبانی کرو ایسا نہو کہ یہ چھوٹ جائے لوگ نگہبانی کے واسطے مقرر ہوئے ملکہ سرو سیمتن
نعمت خانہ مین خاصہ کھانے کو بیٹھی گیتی آرا سے کہا ارے کسی نے عمرو کو بھی کھانا دیا یا نہین جلد جاکر عمرو کو کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ
گیتی آرا کھانا لیکر آئی لیکن عمرو نے جسوقت سے ملکہ سرو سیمتن کو دیکھا ہے عاشق ہوگیا ہے اپنے دل مین عجیب عجیب خیال

باندھ رہا ہے کہ ناگاہ گیتی آرا خوان کھانے کا لائی اور کہا کہ لے موسے مونڈی کاٹے ساربان زادے لقد پہنے رسائی کی کہ ملکہ نے دستر خوان پر سے تیرے واسطے کھانا بھیجا ہے جلد کھانا کھا عمرو نے کہا کہ ہاتھ تو میرے بندھے ہوئے ہیں کھانا کیونکر کھاؤں وہ ہنسکے بولی اے کم بخت شامت کے مارے تو چاہتا ہے کہ ہاتھ تیرے کھول دیئے جائیں یہ ہرگز نہوگا یہ کہکر اپنے ہاتھ سے کھانا عمرو کو کھلایا خواجہ عمرو تو ہوشیار و چالاک عیار ہے گیتی آرا سے چونچلے کرتا گیا اور کھانا کھاتا گیا جب عمرو کو گیتی آرا کھانا کھلا چکی خوان اٹھوا کر لیگئی یہاں ملکہ کھانا کھا کر سو رہی سہ پہر کو بیدار ہوئی منہ ہاتھ دھو باباں کو اپنی بلا یا عمرو کو دکھایا وہ دیکھکر عمرو کو ڈری اور کہا کہ بیٹیا یہ کوئی جن ہے آدمی نہیں ہے جلد اسے یہاں سے نکالو یہ کہکر چلی گئی ملکہ سرو سیمتن گانی خوب ہے اسکی آواز کا شہرہ ہے اُسوقت تمام گانیں آ کر بیٹھیں ساز ملے ملکہ سرو سیمتن نے دائرہ ہاتھ میں لیا اور بقصد حسن علم موسیقی یہ غزل گانے لگی

غزل

جیسا بیتاب ہے اب دل کبھی ایسا تو نہ تھا
ابتدا ہی میں ہوا عشق مجھے آفت کا
او ستمگار ترا دل کبھی ایسا تو نہ تھا
دیکھکر ضعف مرا ہنسکے وہ مسبرو بولا
تجھ میں شور سلاسل کبھی ایسا تو نہ تھا
دیکھتے ہی مجھے تیوری وہ چڑھا لیتا ہے
باغ میں شور عنادل کبھی ایسا تو نہ تھا

روز آزار دیا کرتا ہے دل کو میرے
شور دریا لب ساحل کبھی ایسا تو نہ تھا
کیا ہوا یار جو صورت نہیں اب دکھلاتا
عشق اب دیں وہ کامل کبھی ایسا تو نہ تھا
نہیں سنتا مری جو جو بات ہے کہتا ہے
دشمن جان مرا قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا

یہ تپان صورت بسمل کبھی ایسا تو نہ تھا
ہائے بے درد وہ قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا
بیگنہ مجھکو کیا قتل نہ کچھ رحم آیا
میری جانب سے وہ غافل کبھی ایسا تو نہ تھا
میری بیڑی کا سنا غل تو کہا لیلی نے
ایسا وارفتہ ہے اب دل کبھی ایسا تو نہ تھا
ایکی کس رنگ سے آئی ہے بہار اے گلچین

یہ غزل ملکہ سرو سیمتن نے اس خوش آوازی سے گائی کہ سب ساتھ والیاں وجد کرنے جھومنے لگیں اور تعریفیں کرنے لگیں ملکہ سرو سیمتن نے کہا کہ عمرو کو بھی میرے سامنے لا کر بٹھاؤ وہ بھی میرا گانا سنے کہ اُسنے بڑی بڑی محفلیں دیکھی ہیں اور اچھی اچھی گانے والیوں کو سنا ہے دیکھوں کہ میرا گانا اُسکے پسند آتا ہے یا نہیں گیتی آرا عمرو کے لینے کو چلی عمرو نے یہاں بیٹھے گانے کی آواز سنی ہے بیتاب ہے دل تڑپ رہا ہے کہ گیتی آرا نے کہا ارے عمرو او ساربان کم ذات چل موئے تجھکو ملکہ کا گانا سنواؤں ایسی خوش آواز ایسی تانیں کبھی تو نے خواب میں بھی نہ سنی ہونگی پھر عمرو کو درخت سے کھولکر گیتی آرا لائی اور ستون سے باندھ دیا ملکہ سرو سیمتن دائرہ بجا کر پھر گانے لگے تمام انیسیں جلیسیں صدقے قربان ہونے لگیں عمرو چپکا کھڑا ہوا تھا ملکہ کو بغور دیکھ رہا تھا مطلق گانے کی تعریف نہ کی ملکہ خوب جھوم جھوم کر گائی عمرو نے گردن تک نہ ہلائی ملکہ سرو سیمتن نے دائرہ ہاتھ سے رکھکر عمرو سے پوچھا اے شخص تو نے سر تک نہ ہلایا معلوم ہوتا ہے تجھکو میرا گانا نہیں پسند آیا عمرو نے کہا تمھارا کیا کہنا خوب گائی ہو اچھا شغل ہے دو گھڑی دل بہلاتی ہو مگر اے ملکہ گانا اُن ایک سنکر دیکھے ہے ہر شخص نہیں جانتا ہے دل اپنا سب بہلا لیتے ہیں گانے والے کا فقط منہ چڑھا لیتے ہیں ملکہ سرو سیمتن اُسوقت نہایت خوش مزاج تھی عمرو کے کہنے پر ہنسنے لگی مگر ملکہ کی ساتھ والیوں نے کہا کہ بلا لوں یہ چرواہا بنس گانے کی کیا قدر جانے آپکا مثل فرماتے ہیں نہیں بھلا اسے کیا تمیز ہے یہ بھی آدمی کوئی چیز ہے ملکہ بولی صاحبو تم کیا جانو اسنے بڑے بڑے بادشاہوں کی صحبتیں دیکھی ہیں عمرو سچ کہتا ہے کہ گانا اور چیز ہے ایک نے کہا ارے عمرو تو تو ملکہ کے گانے کی حقیقت نہیں جانتا کچھ تجھے بھی دخل ہے عمرو نے کہا ہاں ہوا کچھ آئین بائین شائین میں کر لیتا ہوں ملکہ سرو سیمتن نے کہا جب ہی تجھکو میرا گانا پسند نہیں آیا اے عمرو بھلا کچھ گاؤ تو سہی عمرو کو ستون سے کھلوا کر اپنے پاس بٹھایا عمرو نے سازندوں سے کہا ساز ملاؤ اُن سب نے ساز ملا کر چھیڑنا شروع کیا خواجہ عمرو کنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے تانیں اڑانے لگے

غزل

ہم شہادت کے طلبگار رہا کرتے ہیں
عاشقوں کو یہ قضا بھائی ترے کوچے کی

گیسو سے یار کے پابند بلا رہتے ہیں
صورت ماہ یہ دیوانہ رہا کرتے ہیں

عاشق اسیر ہے جو رہا کرتے ہیں
اس سلاسل میں گرفتار رہا کرتے ہیں
واللہ جنت میں یہاں دنیا کی نعمت کیا ہے

نشۂ عشق میں سرشار رہا کرتے ہیں
آج کل وصل صنم فضل خدا سے ہے نصیب
میرے ہمدم ہی و چار رہا کرتے ہیں
سر میدان وہ کبھی تیغ ادا کھینچیں تو

ہوش آتا نہیں موسیٰ کی طرح مدت سے
بخت خفتہ مرے بیدار رہا کرتے ہیں
بیٹھا کرتے ہیں جو اس گل کا دبا کر پہلو
ہم تو سر جانے پہ تیار رہا کرتے ہیں

محو نظارۂ دلدار رہا کرتے ہیں
درد و رنج و الم و غم سے بہلتا ہے دل
غیر کی آنکھ میں ہم خار رہا کرتے ہیں

یہ غزل عاشقانہ جو خواجہ عمرو نے خوش الحانی سے گائی ملکہ ہزار جان سے عاشق ہو گئی اور محفل میں سب کو ایسا عالم وجد ہوا تمام انیسیں جلیسیں محو ہو کر بصورت تصویر رہ گئیں خواجہ عمرو ایک غزل عاشقانہ کی دو چار تانیں لگا کر چپ ہو رہے ملکہ بولی اے شخص تو چپ کیوں ہو رہا گا سے جا آج تک ایسی صدا سے دل آویز کسی کی نہیں سنی ای عمرو واقعی سچ ہے مجھکو گانا نہیں آتا یہ علم اور چیز ہے بیشک تیرا مثل نہیں ہے عمرو نے کہا ای ملکہ میں خاک گاؤں ہاتھ تو میرے بندھے ہوئے ہیں ہاتھ کھلیں تو البتہ کچھ بجا کر تمھیں سناؤں اسوقت تم محظوظ ہو ملکہ نے حکم دیا کہ ہاتھ اسکے کھولدو انیسوں نے سمجھایا کہ بلاؤں یہ مکار ہے چھوٹ جائیگا ملکہ نے کہا کہ جلیسیں چہار طرف سے عمرو کو گھیرے ہوئے کھڑی رہینگی ممکن نہیں کہ یہ کہیں جا سکے غرضکہ ہاتھ عمرو کے کھولدیے گئے عمرو نے پھر سازندوں کو اشارہ کیا کہ ساز بلاؤ اور آپ جوڑی ہفت پیوندی اپنی کمر سے نکال کے قفلیاں درست کر کے منہ پر اپنے رکھ کے پھونکا خوب خوب بجایا خوب خوب گایا ملکہ کا یہ عالم تھا کہ آنسو آنکھوں سے جاری تھے کبھی اٹھکے عمرو کے گرد پھرتی تھی ہزار جان سے ملکہ سرو سیمتن عمرو پر عاشق ہو گئی پھر عمرو کے پاؤں بھی کھلوا دیے اور جلیسوں سے کہا کہ تم اسکے گرد سے ہٹ جاؤ یہ یہاں بیٹھا ہوا گا رہا ہے اب یہ یہاں سے ہرگز نہ جائیگا مگر بلا انگیز جو عمرو کو چھوڑ کر یہاں سے گیا عیاروں کے پاس آیا بلا خیز چچا نے اسکے پوچھا کہ کیوں عمرو کو کیا کیا اسنے کہا کہ ملکہ سرو سیمتن کے پاس چھوڑ آیا ہوں وہ اپنی ماں کو بھی صورت عمرو کی دکھا سہ پہر کو جا کر لے آؤنگا یہ کہکر اپنے گھر گیا کھانا کھایا سو رہا سہ پہر کو پھر سامان خوب تیار کیا اور عمرو کو لینے چلا جب دروازہ باغ کے پہونچا محلدار سے اور بلا انگیز سے ساز تھا تمام حال عمرو کا اسنے بلا انگیز سے بیان کیا اور کہا کہ اب عمرو ملکہ کے پاس بیٹھا ہوا گا رہا ہے بلا انگیز دیکھ تو مدت سے ملکہ پر عاشق ہے سمجھے آج تک یہ دن نصیب نہوا کہ ملکہ مجھے اپنے سامنے بٹھائے اور عمرو اسکے روبرو بیٹھا ہوا ہے خوب مزے اڑ رہے ہیں بلا انگیز یہ کیفیت محلدار سے سنتے ہی آگ ہو گیا دوڑا ہوا وہاں جا کر دیکھا کہ عمرو گا رہا ہے اور ملکہ نشۂ عشق خواجہ عمرو میں بیٹھی ہوئی جھوم رہی ہے یہ دیکھتے ہی بلا انگیز نے کچھ ملکہ سرو سیمتن کا لحاظ و پاس نہ کیا اور پکارا کہ او سرو سیمتن تو نے عمرو کو چھوڑ دیا وہ گا رہا ہے اور تو سن رہی ہے اب حال معلوم ہو گا تجھے اور عمرو کو تو پھر گرفتار کر کے لیے جاتا ہوں ملکہ نے پکار کر کہا او جل ککڑے نگوڑے کچھ تیری شامتوں نے گھیرا ہے جا دور ہو یہاں سے جو تیرا جی چاہے شوق سے میرے باپ سے کہلا بھیجنا میں نے اسکا گانا سنا اور چھوڑ بھی دیا یہ سنتے عمرو نے نعرہ کیا کہ باش او بھیا میں آیا سمجھے اب تو گرفتار کر یہ کہکے نیمچہ کھینچکر عمرو چلا بلا انگیز نے بھی نیمچہ کھینچا تلوار چلنے لگی ایک مقام پر عمرو نے جھکائی دے کر جو ایک ہاتھ نیمچہ کا مارا بلا انگیز زخمی ہوا پیشانی سے خون بہنے لگا عمرو پکارا او بلا انگیز اب ٹھیر سے اور بھی چھاتی آئے ہونگے زیادہ ٹھہرنا یہاں مناسب نہیں ہے دیکھ ہم جاتے ہیں اور تجھسے کہے جاتے ہیں کہ ہم ہر شب ملکہ سرو سیمتن کے پاس آئینگے رات بھر رہینگے اور صبح کو چلے جائینگے اب تو ہمیں روک لے تو جانیں کہ بڑا مرد ہے یہ کہکر جست و خیز کر کے نکل گیا ہر چند بلا انگیز نے تعاقب کیا مگر عمرو کب ہاتھ آتا ہے غائب ہو گیا بلا انگیز ناچار و مجبور وہاں سے پھرا اپنے عیاروں سے اور چچا بلا خیز سے تمام ماجرا بیان کیا بلا خیز نے کہا کیوں میں نہ کہتا تھا کہ عمرو کو نہ لیجاؤ وہ نہایت ذو فنون ہے بہر طور چھوٹ جائیگا تو نے نہ مانا آخر کار دھوکا اٹھایا وہ مکر کر کے چھوٹ گیا بلا انگیز نے کہا چچا جان میں پھر اسے گرفتار کر لونگا میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے اور اب تو وہ مجھسے کہہ گیا ہے کہ میں ہر شب

ملکہ سرو سیمتن کے باغ میں آؤنگا صبح کو چلا جاؤنگا کسی روز تو وہ میرے ہاتھ آجائیگا اب عقابین کو در باغ ملکہ سرو سیمتن پر لگا دینا
چاہیے اور جب عمرو آجائے تو اُسے پکڑ لینگے تم سب مستعد بیٹھے رہو اُسی وقت عیاروں سے قفس بدیع الزمان وہاشم نوجوان
کو اُس عقابین پر سے اُتار لیے اور عقابین کو اُکھیڑ لیا بلا انگیز بارہ ہزار عیار ساتھ لیے ہوے دن ولی وہاں سے چلا ...
ہوے دروازے پر باغ کے آ کے عقابین کو نصب کیا بعد اُسکے دونوں قفس لٹکائے عیار گرد عقابین کے بیٹھے بلا انگیز
نے جتنے مکان عقابین سے ملحق تھے وہ سب کھُدوا ڈالے بالکل لگاؤ عقابین پر جانے کا نہ رکھا وہ مکان ملکہ کی مصاحبوں
اور خواصوں اور مغلانیوں اور پیشخدمتوں کے تھے ایک ایک بلا انگیز کو گالیاں اور کوسنے دیتی تھی کہ اس موے نے ہمیں
نہایت ستایا ہے جلدی اسکا زور ڈھے جائے یہ موئے کا ٹاٹ غارت ہو خاک میں ملجائے ملکہ کو جس وقت یہ خبر پہونچی اور زیادہ
دشمن ہو گئی مگر چپ ہو رہی کہ بے بس تھی کیا کرتی ادھر بلا انگیز نے یہ بندوبست کیا تھا کہ جو کوئی ملازم ملکہ کا زن و مرد کسی
کام کو باغ سے نکل کے باہر جاتا تھا اور پھر باغ میں آنے کا ارادہ کرتا تھا اُسکو نہلا کے دیکھ لیتا تھا کہ عمرو تو نہیں ہے
پھر چھوڑ دیتا تھا اور عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے وہیں موجود تھے سب تماشا دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ دن تمام
ہوا قریب شام ایک اصیل کی صورت بنکر کچھ گھی ایک دیگچی میں لیے اندر باغ کے چلے گئے عیار سب بلا انگیز کے
شاگرد دن بھر پکڑ دھکڑ کرتے کرتے کوسنے گالیاں کھاتے کھاتے تنگ آ گئے تھے کسی نے بھی نہ پوچھا کہ یہ کون جاتا ہے
عمرو دروازے پر آئے محلدار کو سلام کیا اُسنے پوچھا کہ اری یہ گھی کسکے واسطے لائی ہے عمرو نے کہا کہ گیتی آرا نے
منگایا تھا محلدار نے کہا اری نیکبخت گیتی آرا تو مصاحب خاص ملکہ سرو سیمتن کے ساتھ دستر خوان پر کھانا کھاتی ہے وہ کیوں
گھی منگانے لگی ماما نے کہا اے بوا محلدار اگر تمکو یقین نہو تو جاکر پوچھ لو محلدار یہ کلام اُس ماما کا سنکر اندر باغ کے گئی اور جاکر
گیتی آرا کو الگ بلا کر کہا کہ اے بی بی تمہارے گھر سے گھی آیا ہے کیا تمنے منگایا ہے گیتی آرا نے کہا کہ محلدار کیا تمکو خبط ہو گیا ہے
بیٹا جاکر اپنی فصد کھلواؤ پھر مجھسے گھی کا ذکر کرو ملکہ میری ہزاروں برس سلامت رہے مجھے موے گھی کی کیا پروا ہے جو کہ میں
منگواؤنگی کسی اور نے منگوایا ہوگا یہ سنکر محلدار اُس ماما کے پاس آئی اور آکر کہا کہ گیتی آرا تو قسمیں کھاتی ہے کہ میں نے نہیں
گھی منگوایا خواجہ عمرو نے کہا کہ میں نے گیتی آرا کا نہیں نام لیا تھا راحت افزا کا نام لیا تھا تمنے گیتی آرا سمجھا لو جاکر
پوچھو محلدار وہاں سے راحت افزا کے پاس آئی اور آکر اُس سے بھی پوچھا راحت افزا نے بھی یہی جواب دیا کہ بوا
محلدار مجھے ملکہ کے صدقے سے یہ نعمت کھانے کو ملتی ہے مجھے گھی منگانے کی کیا ضرورت ہے غرضکہ کئی پہر سے محلدار نے
اسی طرح پیغام سلام میں کیے چونکہ محلدار موٹی زیادہ تھی بسبب توند کے چلنا دشوار تھا دو چار مرتبہ کی آمد و رفت میں سانس
پھول گئی ہانپنے لگی اور یہ کہکر بیٹھ گئی کہ چولھے میں جائے ایسا گھی اور پیغام وسلام اگر ایسی ہی اب جاؤنگی تو میں اس نوکری
کو آگ لگاؤنگی مجھسے سو سو پھیرے نہیں ہو سکتے ادھر ملکہ سرو سیمتن بھی نہایت اُداس پریشان بحال مشغول تصور ... پانو پھیلا
کے دھیان میں بیٹھی چپکی راہ تک رہی تھی کھانا بھی نہیں کھایا تھا کہ محلدار کا بکنا سنا اور صورت بھی دیکھی ...
ہی دم چڑھ گیا ہے سانس پیٹ میں نہیں سماتی ملکہ نے کہا اے محلدار یہاں آؤ کچھ مجھسے تو بیان کرو ...
ماما محلدار نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے حضور ملکہ عالم قربان جاؤں صدقے جاؤں ... ماما آپکی
ڈیوڑھی پر کھڑی ہے گھی کی پتیلی ہاتھ میں ہے کبھی کہتی ہے کہ گیتی آرا نے گھی منگایا ہے کبھی کہتی ہے ... نے گھی منگایا ہے
یہ لوگ قسمیں کھاتے ہیں جسکے سبب سے میری جان کیسی دق ہے کہ میں پڑ گئی ہوں پھیری کرتے کرتے ...
گھی والی کا اپنا کاسہ چٹانا لگا ملکہ نے کہا محلدار خفا نہو جانے دو اُس ماما کو میرے پاس ... منگوایا ہوگا وہ خود
پہچان لیگی وہاں سے یہ سنکر محلدار پھر ڈیوڑھی پر آئی اور آکر اُس ماما سے کہا کہ اری ... اچھا ...

دو بہ اُسنے دوڑ اسنے مجھکو ہلاک کر ڈالا کوئی ٹھہری نہین اقرار کرتی کہ ہمنے کچھ منگوایا ہی تو میرے ساتھ وہین چلی چل جسکی تو ماما ہو کی
وہ آپ تجھے پہچان لیگی محل خانہ بھوت خانہ ہین تیری بی بی کو کہان ڈھونڈھتی پھرون ماما نے کہا چلو مین خود چلتی ہون غرضکہ عیار ماما کو
ساتھ لیے ہوے ملکہ کے پاس آئی ملکہ نے پوچھا ارے تو کسکی ماما ہی اور کسکے واسطے یہ کچھی لائی ہی ماما نے کہا حضور آپ کے
واسطے یہ کچھی لائی ہون بہت تحفہ ہی کہ کچھی ہی دیکھیے تو کیا خوشبو آتی ہی جی چاہے سونگھ لیجیے ملکہ نے کہا مین تجھے کیا جانون تو
کون ہی عمرو نے کہا سبحان اللہ ایک ہی دن مین آپ مجھے بھول گئین کل ہی آپ سے وعدہ کر گئی تھی کہ در رات کو آؤنگی خدا
جانے کس جانبازی سے یہان تک آئی اب ملکہ سمجھی کہنے لگی کیا تو عمرو ہی یہ سنکے عمرو نے کہا غنیمت ہی کہ اب بھی آپ نے پہچانا
اتنا بھولا پن اچھا نہین فہمیدہ کو بات کا اشارا کافی ہی افشاے راز کرنا بہتر نہین ملکہ پکاری ارے یہ تو نے کیا شکل بنائی
ہی صورت اصلی اپنی دکھلا عمرو نے گرم پانی منگوا کر منہ دھویا ہاتھ دھوے اپنی صورت اصلی ہو گیا ملکہ نہایت مسرور ہوئی
خوشی سے غنچہ خاطر شگفتہ ہوا اگر اسوقت دھان پان پڑ گیا سب ساتھ والیون نے کہا ہی خواجہ کیا تم ملکہ پر جادو کر گئے تھے
کہ آٹھ پہر گذر چکے ہین کہ ہماری یاد مین نہ سوئی ہین نہ آرام کیا ہی نہ کچھ کھایا ہی نہ کچھ پیا ہی عمرو نے کہا مین نے بھی اسوقت تک
کچھ نہین کھایا ہی غرضکہ ملکہ نے کھانا منگوایا آپ کھایا اور عمرو کو بھی کھلایا ہاتھ منہ دھو کر بعد اسکے صحبت راگ
رنگ کی آراستہ ہوئی ملکہ نے عمرو سے جو جو فرمائش کی وہ عمرو نے گایا گیا اور ساز بجایا گیا اور ملکہ بھی دائرہ ساتھ عمرو کے
بجاتی اور گاتی دو پہر رات گئے تک صحبت گانے بجانے کی رہی بعد اسکے ملکہ اپنی خوابگاہ پر آئی اور ایک پلنگڑی سونے کی ڈال
عمرو کے برابر اپنے چھپر کھٹ کے بچھوائی ملکہ نے بھی آرام کیا عمرو بھی سو رہا صبح کو عمرو ملکہ سے رخصت ہو کر ایک رونے کی صورت
بنکر راہی ہوا تمام عیار مکار جو گردا گرد سامنے دروازے پر باغ کے تھے ان کے پاس دیکھا کسی نے کچھ تعرض نہ کیا اس اثنا
مین بلا انگیز آیا عیارون سے پوچھا کہ عمرو آیا تھا یا نہین سبھون نے کہا استاد کیا ایسا اندھیر ہی کہ ہماری آنکھون مین خاک
ڈال کر چلا جاتا عمرو ہرگز نہین آیا بلا انگیز خوش ہوا وہ نو بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اصیل جسکا نام تھا بلا انگیز نے اُسکو بیٹا
سا پال کھلایا تھا اکثر ملکہ کا حال وہ اس سے کہا کرتی تھی جب وہ باغ سے ملکہ کے باہر آئی بلا انگیز کو اشارے سے بلایا جب
وہ پاس آیا کہا سن تو موذی کا لٹکا کیسا عیار طرار ہی کہ عمرو شام سے اندر باغ کے آیا ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا گایا بجایا
رات کو سویا صبح کو باغ سے چلا گیا بلا انگیز نے کہا کیونکر آیا اور کیونکر گیا وہ بولی اصیل کی صورت بنکر آیا اور رونے کی صورت
بنکر روانہ ہو گیا ہوسکے یہ سب عیار دیکھا کیے اور کسی نے نہ پوچھا بس یہ سنتے ہی بلا انگیز جل کر خاک ہو گیا غصہ سے آگ
بگولا بنا ہوا وہان سے پھرا تمام عیارون پر آ کر خفا ہوا اور کہا کہ ارے تم سب تو کہتے تھے کہ عمرو باغ مین نہین گیا وہ تو
اصیل کی صورت بنکر دیگچی مین کچھی لیے ہوئے شام کے وقت گیا رات بھر اندر باغ کے رہا صبح کو رونے کی شکل بنکر نکل گیا
تم سب غافل بیٹھے رہے اسی منہ پر دعوی عیاری کا کرتے ہو واہ واہ واہ سبھون نے کہا استاد واقعی سچ ہی ایک اصیل شام
کو دیگچی کچھی کی لیے ہوئے اندر باغ کے گئی تھی اور صبح کو بہت سویرے دھوندھلکے ایک رونا نکلا تھا مگر خیر اب جو کچھ ہوا سو ہوا
اب ہم ہوشیار ہین کیا مجال جو اب عمرو باغ مین جا سکے بلا انگیز تو چلا گیا یہان دن بھر غل و شور برپا رہا ایک ایک اصیل ایک
ایک رونا پکڑا گیا جب انکو گرم پانی سے نہلایا صورتین انکی جیسی تھین ویسی ہی رہین تب جانے دیا عمرو ایک گوشے مین ٹھہرا
تماشا دیکھا کیا جب دو گھڑی دن رہا عمرو ایک دال موٹھ والے کی شکل بنکر خوانچہ ہاتھ پر رکھے آیا تمام عیارون کو دال موٹھ
کھلائی اور انکی نگاہ بچا کر باغ مین گھس گیا وہی محافظ ہول دیتی پیچھے دوڑی کہ ارے موے تو اندر کہان چلا جاتا ہی
باہر نکل عمرو اُسکی کب سنتا ہی سیدھا وہان آیا جہان ملکہ بیٹھی ہوئی تھی اور اپنی انیسون سے کہہ رہی تھی کہ
کل تو عمرو آیا تھا آج دیکھیے آتا ہی یا نہین کہ ناگاہ عمرو نے آواز لگائی دال موٹھ گرما گرم ریوڑیان کراری ہر ایک خواص پکاری

ارے مردُوے تو یہان زنانے مین چلا آیا کیا تیری شامت آئی ہین تجھکو اس مقام پہ آتے ہوے خوف نہ آیا جانتے نہین ہے ایک مرتبہ
جوب نجات پاکر کہ عمرو یہ کہتی ہوئی دوڑین کہ لینا پکڑنا اسے جانے نہ دینا عمرو بھلا کسکی مار کھاتا ہے اور کسکے ہاتھ آتا ہے کود
پھاند کر ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے واسطے دال موٹھ لیکر آیا ہون اور آپ مجھے مار کھواتی ہین ملکہ نے تامل
کرکے کہا کیا تو عمرو عیار ہے عمرو نے جواب دیا کہ ہان ہون تو سہی پھر تم بھول گئین اور نہ سمجھین یہ آپ کا جانباز حاضر ہو ملکہ بھی
بے اختیار ہنس پڑی اور ہمنشینون کو منع کیا کہ خبردار کوئی اس دال موٹھ والے سے نہ بولنا یہ عمرو عیار ہے ملکہ سرو سیمتن
نے پھر عمرو سے کہا کہ اس خوانچے کو پھینکو اور صورت اصلی اپنی بناؤ عمرو نے خوانچہ ہاتھ سے رکھدیا اور ہاتھ منھ اپنا گرم
پانی سے دھویا لباس بدلا بصورت اصلی بنکر ملکہ کے پاس بیٹھے ملکہ سرو سیمتن بہت خوش ہوئی مثل گل خندہ زن ہوکر
کہنے لگی کہ مین جانتی تھی کہ آج تم نہ آؤ گے عمرو نے کہا کہین ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جو منھ سے کہون وہ نہ کرون پھر ملکہ
نے کھانا منگوایا عمرو کے ساتھ کھایا بعد اُسکے تمام شب گانے بجانے مین گذری دو گھڑی رات رہے سے عمرو
ایک مالی کی صورت بنکر باغ سے نکل کر صحیح و سلامت چلا آیا صبح کو بلا انگیز نے اپنے عیارون سے پوچھا کہ باغ مین
عمرو آیا تھا یا نہین اُن سب نے کہا کہ اُستاد ہماری دانست مین غیر آدمی کوئی اندر باغ کے نہین گیا بلا انگیز نے کہا کہ
خیر معلوم ہو جائیگا انتظار مین مالن زیبا کے بیٹھا رہا جسوقت کہ وہ مالی باغ سے باہر آئی اپنے پاس بلا کر بلا انگیز نے
پوچھا کہ کہو کیا حال ہے عمرو آیا تھا یا نہین اُسنے سب حال بیان کیا بلا انگیز نے ایک ایک عیار کو سرزنش کی اور کہا کہ تم
سب کے سب کیسے غافل بیٹھے رہتے ہو آئندہ روند کو نہین دیکھتے عمرو دال موٹھ والا بنکر اندر باغ کے گیا رات بھر
وہین رہا صبح کو نکل کر چلا گیا یہ سُنکر ایک نے دوسرے کا منھ دیکھا اور کہا کہ واہ میان کل دال موٹھ والا جو آیا تھا ہم سب کو
دال موٹھ دے کر باغ کی طرف چلا گیا تھا پھر ہمنے اُدھر سے پھرتے نہین دیکھا بلا انگیز نے کہا ارے تم لوگ دو بار ذلیل
کروا چکے اب تو ہوشیار رہو وہ بولے اُستاد منھ سے تو کہنا ناحق ہے اب جائیگا تو حال معلوم ہوگا بلا انگیز تو چلا گیا سب
عیار ہوشیار ہوکر بیٹھے جو باغ کے اندر سے باہر آتا ہے اور پھر جانے کا قصد کرتا ہے اُسے عیار گرفتار کرتے ہین عمرو منتظر ہوا تماشا
دیکھ رہا ہے کہ گلیم اوڑھے ہوے پوشیدہ ہے جب چار گھڑی دن رہا اُسوقت عمرو ایک مالن کی شکل بنکر چنگیر پھولون کا ہاتھ مین لیکر
باغ کی طرف چلا عیارون نے عمرو کو چہار طرف سے آکر گھیر لیا اور کہا کہ میان دیکھو آج عمرو مالن بنکر باغ مین چلا ہے خوب ہی
بھیس بدلا ہے اسے جانے نہ دو یہ سُنکر بلا خیز پکارا اگرم پانی لاؤ اسکا منھ دھلاؤ بلکہ سر سے پانون تک نہلاؤ عمرو نے جو دیکھا
کہ عیارون نے گھیر لیا اب تدبیر گرفتار کرنے کی ہو رہی ہے چنگیر اُن عیارون پر کھینچ مارا اور نیمچہ پکڑ کر دو ڑا الٹے لنگا دو چار
کو زخمی کیا پھر جست و خیز کرکے اُس غول مین سے نکل کر میدان پکڑا ایک طرف کا راستہ لیا عیارون نے ہر چند تعاقب کیا
مگر کوئی گرد قدم تک بھی نہ پہونچ سکا سب عیار تو تھک گئے مگر بلا خیز پیچھے پیچھے عمرو کے للکارتا چلا جاتا ہے کہ او دزد باریک دزد
کہان جائیگا جہان پوشیدہ ہوگا جا کر ماروں گا عمرو بھی پکار رہا ہے کہ او نامرد چلا تو آ یہان تک کہ ایک ویرانے مین پہونچا کہ وہان
بوے انسان تک نہ تھی اُسوقت عمرو ٹھہر گیا اور للکارا کہ او نامرد پیچھے تو ایسا بودا تھا کہ تعاقب مین چلا آتا ہے دیکھ تو تیرا
کیا حال کرتا ہون بلا خیز نے برابر عمرو کے پہونچتے ہی ایک ہاتھ تیغ کا مارا عمرو نے روکا نیمچہ بازی ہونے لگی عمرو نے
لڑتے لڑتے دوسرے ہاتھ مین حلقے کمند کے درست کرکے بلا خیز پر مار کے جھٹکا دیا بلا خیز گرا عمرو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور
مشکین باندھ لین کہا کہ کیون او بچہ ہمزا امیر کے تعاقب مین آنے کا پایا بلا خیز نے کہا حق یہ ہے کہ تجھ ایسا عیار مین نے نہین دیکھا
اب مین نے غلامی تمھاری اختیار کی اور اسلام لایا عمرو نے کہا او مکار بھلا مین کب تیرے فریب مین آتا ہون بلا خیز نے جواب
دیا مین مطیع ہون آپ کا جی چاہے بخشئے جی چاہے قتل کیجیے عمرو نے کہا اچھا اگر تم ہمارے دوست ہو تو ہم تمھین [illegible]

نکارت جاتے ہین رات بھر یہان رہو صبح کو ہم آکر تمھین لیجائینگے یہ کہکر بلاخیز کو سینے تک زمین مین گاڑ دیا اور دونون ہاتھ اُسکے پیچھے پر اُسکی باندھدیے بلاخیز نے کہا کہ خیر اچھا عمرو مجھکو کوئی جانور درندہ کھا جائیگا عمرو نے کہا نہین تمھین کوئی نہین کھائیگا ہم اسکی بھی تدبیر کیے جاتے ہین پھر زنگ شکستہ نکال کر گلے مین بلاخیز کے باندھدیا اور بتادیا کہ جسوقت کوئی جانور درندہ تمھاری طرف رخ کرے گردن اپنی ہلا دینا زنگ بجیگا وہ جانور اُسکی صدا سے بھاگ جائیگا تمھارے پاس نہ آئیگا پھر بلاخیز نے کہا مین بھوک سے ہلاک ہوجاؤنگا عمرو نے کچھ خمیری روٹیون کے ٹکڑے نکال کر سامنے بلاخیز کے رکھدیے اُسنے کہا ہاتھ تو میرے بندھے ہوے ہین کیونکر کھاؤنگا عمرو نے جواب دیا منہہ جھکا کر کتے کی طرح کھا لینا یہ کہکر خود بلاخیز کی صورت بنکر وہان سے روانہ ہوا کوئی پانچ چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ زیر عقابین آیا عجب عالم تھا خاک منہہ پر پڑی ہوئی تھی لباس پارہ پارہ تھا آہ کے نکلے اُٹھے ہوے تھے عیارون نے پوچھا ای بلاخیز کیا ہوا اُسنے کہا کہ عمرو بلاسے بے درمان ہی دیکھو یہ حالت میری ہوئی اور وہ ہاتھ نہ آیا عیارون نے کہا ارے میان تمھاری جان بچگئی یہی غنیمت ہی غرض دو چار باتین کرکے چلم ہاتھ مین لیکر دروازے پر باغ کے آیا محلدار سے کہا مجھے آگ لادو محلدار نے کہا موڑی کاٹے کیا مین تیری لونڈی ہون کہ آگ لادون بلاخیز نے کہا خیر تم نہ جاؤ ہم آپ ہی لے آئینگے اور حجت کرکے محلدار کو بہانہ سے اندر باغ کے چلا پیچھے پیچھے محلدار دوڑی ارے موئے کہان جاتا ہی عمرو ایک طرفۃ العین مین وہان آیا جہان ملکہ سمرو پری چہرہ بیٹھی ہوئی اپنے دل سے کہرہی تھی افسوس آج عمرو یہان کسی طرح نہ آسیگا صاحبزادی عرض کررہی ہین کہ صدقے جاؤن بلاؤن عمرو مالن بنکر تو آیا تھا مگر ان عیارون موذی کا لون نے اُسے نہ آنے دیا ملکہ بولی خیر عمرو یہان آئے یا نہ آئے مگر اپنی جان سے سلامت رہے ان شیاطین کی شر سے بچ جائے مجھے بڑا دھڑکا ہی کہ یہ موے ہزارون ہین وہ اکیلا ہی یہ ذکر تھا کہ غل ہوا وہ جو عیار گرد گھوما کرتے ہین اُنمین سے ایک عیار اندر باغ کے چلا آیا ہی ترکنین دوڑین عمرو کب اُنکے ہاتھ آتا ہی حجت وغیرہ کرکے ملکہ کے پاس آپہونچا اور ملکہ سے کہا واہ سبحان اللہ ہم تو تمھارے واسطے اس محنت و مشقت سے آئین اور آپ خیال مین بھی نہ لائین واہ کیا انصاف ہی ملکہ نے آواز پہچانکر کہا ارے صاحبو یہ کیسے پیچھے دوڑی ہو یہ تو عمرو ہی خبردار کوئی اسکے پاس نہ آئے اور کوئی اسپر ہاتھ نہ اُٹھائے جتنی ترکنین تھین وہین ٹھہر گئین ملکہ نے عمرو سے کہا خیر اچھا اب اپنی اصلی صورت جلد بناؤ عمرو نے منہہ ہاتھ دھو یا بصورت اصلی بنا ملکہ کے پاس آکر بیٹھا ملکہ نے کہا خیر اچھا ہین تو آج تمھارے آنے کی امید نہ تھی عمرو نے کہا ملکہ مین تو آج دن سے آتا تھا مگر یہ بد ذات مجھے پہچان گئے سب نے آکر گھیر لیا غل مچایا مین اپنی جان بچا کر بھاگا بلاخیز عیار نے پیچھا کیا مین اُسکے ہاتھ نہ آیا صحرا مین جا کر اُسکو مین نے گرفتار کیا مشکین باندھکر نصف قد سے زمین مین گاڑ دیا ہی اور اُسکی صورت بنکر یہان آیا اس سعی و کوشش سے تم تک پہونچا ہون ای ملکہ ٹھیکا یہ ہوتا ہی کہ کوئی تمھاری صحبت مین کا بلا انگیز سے ملا ہوا ہی کسواسطے کہ جس شکل بنکر مین یہان آتا ہون بلا انگیز کو اسکی خبر ہوجاتی ہی نہین معلوم کون ای عورت یہان کی بلا انگیز سے ملی ہوئی ہی کہ رات بھر کی ساری کیفیت بلا انگیز سے کہدیتی ہی ملکہ نے کہا ای خیر اچھا مجھے نہین معلوم کہ کون سی عورت بلا انگیز سے ملی ہوئی ہی اگر مجھے اُس عورت کی اطلاع ہوجائے تو قسم ہی ناک چوٹی کٹوا ڈالون اور گدھے پر سوار کرا کر تشہیر کرا دون کہ آیندہ پھر کوئی ایسی حرکت چغلی کھانے کی نہ کرے عمرو نے کہا خیر دریافت ہوجائیگا یہ امر پوشیدہ نہ رہیگا غرضکہ کھانا آیا دونون نے کھایا صحبت راگ رنگ آراستہ ہوئی شغل کا سے پیالہ کا ہونے لگا ملکہ سمرو پری چہرہ بھی دائرہ بجانے لگی دو پہر رات گئے تک یہ صحبت رہی بعد اُسکے دونون اُٹھے اپنے اپنے پلنگ پر آکر سو رہے صبح کو عمرو ایک مالی کی شکل بنکر باغ سے چلا گیا جب باہر باغ کے آیا گلیم عیاری اوڑھکر ایک طرف بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ بلا انگیز آیا عیارون سے حال پوچھا کہ رات کی کیفیت کیا ہی عیارون نے کہا اُستاد عمرو رات کو مالن کی شکل بنکر آیا تھا ہمنے اندر باغ کے جانے نہین دیا ارادہ کیا کہ گرفتار کرلین

وہ بھاگا بلاخیز اسکے پیچھے دوڑا ہر چند تعاقب کیا مگر نہ پایا یہی باتین ہو رہی تھین کہ ما مازیبا دروازے سے باغ کے
نکلی اور بلا انگیز کو اشارے سے بلایا جب وہ اسکے پاس آیا ما مازیبا نے تمام حال شب کا بیان کیا اور کہا اد
ھر سے بلا انگیز عیار در اصل تو وہی ٹکڑا گھس کھدا ہی اور تیرے ساتھ والے بھی سب اپنے ہی ویسے ہین کہ یہ
سب بیٹھے دیکھا کرتے ہین اور عمرو ورد زر رات کو آتا ہی ملکہ کے ساتھ عیش کرتا ہی اور صبح کو چلا جاتا ہی اور ملکہ بھی
اسپر عاشق ہو گئی ہی بے عمرو کے کھانا نہین کھاتی جبتک عمرو نہین آلیتا ہی بیقرار رہتی ہی بلا انگیز بلاخیز معلوم ہو جائیگا
سو دن چور کے ایک دن شاہ کا بھی ہو جائیگا غرض یہ باتین کر کے ما مازیبا تو چلی گئی بلا انگیز ادھر پھرا
عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے دیکھ رہا تھا ما مازیبا کو پہچانا اور دلمین کہا کہ یہی سب حال بلا انگیز سے کہہ دیتی
ہی خیر شام کو اس سے بھی سمجھا جائیگا پھر خواجہ عمرو وہان سے راہی ہوئے اب حال سنیے بلاخیز کا جسکو خواجہ
عمرو رات کو نصف گاڑ کر چلے آئے تھے بلاخیز رات بھر زمین گڑا رہا جب کوئی گرگ و پلنگ آیا اسنے ان زلزلون
کو بچایا وہ بھاگ گیا صبح کو ایک دو راہ گیر ادھر سے گذرے یہ چلایا ارے مین بچا ہون مین بلا انگیز کا بھائی عمرو نے گرفتار کیا
ہی اور اس مقام پر گاڑ دیا ہی ذرا مجھکو آکر رہا کر دو لوگون نے آہستے زمین سے نکالا پھر مشکین کھولین بلاخیز بحال
تباہ وہان سے آیا بلا انگیز سے تمام حال اپنے گرفتار ہو جانے کا بیان کیا بلا انگیز نے کہا ہان مین پہلے ہی
سارا ماجرا سن چکا اور مین آپ دن بھر اس مفسد کی تلاش کرتا ہون لیکن کہین نہین پاتا ہون آخر کار مجبور و ناچار ہو کر
آتا ہون اور پھر اب اسکی تلاش مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اب جتنے عیار ہین سب زیر عقابین بیٹھے ہوئے
ہین اور آپسمین کہہ رہے ہین کہ عمرو بلا سے سب درمان آفت روزگار ہی اسکا ہاتھ آنا بہت دشوار ہی جب پانچ چھ
گھڑی دن باقی رہا عمرو بندر والے کی شکل بنا اور بندر نچاتا ڈگڈگی بجاتا ہوا ایک طرف سے پیدا ہوا اور ان عیارون
کے سامنے آکر بندر نچانے لگا جتنے عیار تھے غافل شعبدہ بازی فلک سے ہو کر تماشا دیکھنے لگے عمرو نے
بہت انکھین خوش کیا پھر ایک عیار نے پیسہ پیسہ دو دو پیسے دیے اسی اثنا مین شام ہو گئی تھی کہ وہان سے پھر کر
دروازے پر باغ کے آیا ما مازیبا بیٹھی ہوئی تھی ڈیوڑھی سے پکارا کہ محلدار صاحب ذرا ہمارا تماشا اپنی
ملکہ کو دکھا دو تمہارا احسان ہوگا کچھ ہمکو مل جائیگا پیٹ پلیگا انہین سے چار تم بھی لے لینا محلدار نے کہا کہ چل چل
مردے یہان سے ملکہ ہماری اپنے رنج مین آپ بیٹھی ہوئی ہی وہ اسوقت تماشا دیکھیگی عمرو نے کہا تم
جا کر ذکر تو کرو وہ تماشا بندر کا جو دیکھیگی دل بہل جائیگا محلدار اٹھکر چلی عمرو بھی ساتھ ہی اسکے داخل باغ ہوا
اور محلدار ملکہ کے سامنے آئی ادھر غل ہوا کہ ارے بندر والا باغ کے اندر چلا آتا ہی محلدار نے جو پھر کر دیکھا
واقعی وہی بندر والا ہی ایک لکڑی لیکر دوڑی اور ہر ایک پکاری ارے موئے بندر والے تو محل مین بغیر
بلائے چلا آیا یہ کہکے سب عورتین مارنے کو دوڑین عمرو کسی کی مار کب کھاتے تھے بندر کو زمین پر چھوڑ دیا آپ
اچک کر آگے بڑھ گئے مسند کے قریب ملکہ کے پاس پہونچے کہا واہ ملکہ آپ نے ہمین بلوایا ہین اور ذلیل کرتی
ہین لونڈیان تمہاری مارنے کو دوڑتی ہین ملکہ بولی مین نے کب تجھے بلوایا تھا عمرو نے پکارا اندھیر ابھی
سویرا ہی پھر جاتا ہون کہتی آ ارے پکاری ای ملکہ عالم بلاؤن یہ بندر والا نہین ہی خواجہ عمرو ہین بھلا بندر والا
کی اتنی بھی مجال تھی کہ بے محابا محل مین چلا آتا ملکہ نے کہا تو سچ کہتی ہی پھر عمرو کو پکاری خواجہ تم ہو تو آؤ اپنی شکل
اصلی بناؤ عمرو اسیوقت کمر پانی سے ہاتھ منہ دھو کر صورت اصلی بنا کر ملکہ کے پاس آ بیٹھا ملکہ نے کہا خواجہ تم تو
خوب بندر والے بنے عمرو نے کہا ای ملکہ کیا کہون ان کمبختون عیارون دل میمون خصلتون کے خوف سے

ایک نئی شکل بنکر آتا ہون ملکہ ہنسنے لگی پھر عمرو نے کہا اے ملکہ آج مجکو معلوم ہوگیا کہ جو عورت بلا انگیز سے ملی ہوئی ہو اور مفصل حال اسکو سب بتا دیتی ہو ملکہ نے کہا اے خواجہ بتاؤ تو وہ کون سی عورت ہو عمرو نے کہا اچھا سب اپنے ملازمون کو بلاؤ ملکہ نے سبکو بلایا ایک ایک سامنے سے گذرنے لگی جب زیبا سامنے آئی عمرو نے کہا یہی صبح کو بلا انگیز سے کچھ باتین کر رہی تھی اور یہی اُس سے ملی ہوئی ہو ملکہ نے اُسے بند ھوا کر خوب پٹوایا کہ بے دم ہوگئی ملکہ نے کہا اسے کوٹھری مین بند کر دو بعد اسکے ملکہ نے عمرو کے ساتھ کھانا کھایا شغل گانے بجانے کا ہوا دو پہر رات گئے ملکہ اور عمرو سو رہے صبح کو اٹھکر ملکہ سے کہا جاتا ہون یہ کہکر بارہ دری کی آڑ مین گیا ما ما زیبا کی صورت بنکر سامنے ملکہ کے آیا ملکہ پکاری ارے اس نگوڑی کو کسنے کھولا عمرو بولا ملکہ چپ رہو مین ہون خواجہ عمرو ما ما زیبا کی صورت اے ملکہ اب مین باہر باغ کے جاتا ہون دیکھو تو آج کیسا شگوفہ کھلتا ہو خدا اسنے چاہا تو آج بلا انگیز کو گرفتار بلا کرتا ہون ملکہ نے کہا خواجہ تمنے تو کیا جلد شکل بدلی عمرو نے جواب دیا کہ مین طرفۃ العین مین ہزار شکلین بدلتا ہون یہ کہکر دروازۂ باغ کی طرف چلا یہان بلا انگیز صبح سے آیا ہو حال عمرو کا عیارون سے پوچھ رہا ہو وہ کہتے ہین ہمنے آتے جاتے کسیکو آج نہین دیکھا یہ ذکر تھا کہ ما ما زیبا نقلی نے باغ سے باہر نکلکر ایک گوشہ مین جاکر بلا انگیز کو اشارہ کیا بلا انگیز پیچھے پیچھے چلا جب وہ اکیلا ہوا ما ما زیبا سے نقلی نے کہا ارے موے مین تیرے باعث سے بدنام بھی ہوئی نہین معلوم کون مردہ عمرو سے یہان کا حال کہدیتا ہو تو سر جھکا مین تیرے کان مین جو کچھ کہنا ہو کہدون بلا انگیز نے سر جھکایا کہ بات ما ما زیبا کی سُنے عمرو نے حلقے کمند کے مار کر جھٹکا دیا کہ بلا انگیز منہ کے بل گرا عمرو اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا اور عیاری مین باندھ کر پشتارہ پیٹھ پر لگایا ایک طرف کا راستہ لیا کوئی چند قدم چلا تھا کہ ایک دھوبی ملا کہ وہ لادی کپڑون کی بیل پر لادے ہوئے لیے جاتا تھا عمرو نے بعیاری اسیر کرکے اُسے زمین مین تا نصف گاڑ دیا اور بیل اسکا لیکر اُسی بیل پر بلا انگیز کو لادکر چلا ادھر تمام عیارون نے دیکھا کہ بلا انگیز کو بڑی دیر ہوئی کہ ابھی تک نہین پھرا دو چار عیار جو آگے بڑھے انھون نے دیکھا کہ نہ بلا انگیز ہو نہ وہ عورت ہو عیار اپنا سر پیٹ کر پکارے کہ بلا انگیز کو عمرو پکڑ لے گیا ارے جلدی تلاش کرو جتنے عیار تھے سب کے سب دوڑے بلا خیز بھی مضطر و بے حواس ہو کر چلا عمرو ایک نالے کے برابر پہونچا بیل کو ہانکتا ہوا چلا جاتا تھا اتنے مین عیارون نے آ گھیرا اور کہا کہ اس لادی مین کیا ہو ہمین دکھلا دے دھوبی نے کہا اسمین سب زنانے کپڑے ہین اور تم لوگ نامحرم ہو مین تمھین ہرگز نہ دکھاؤنگا اُن سب نے کہا کہ ہم بغیر دیکھے نہ جانے دینگے آخر عمرو بولا کہ تم مین ایک شخص کو دکھاؤنگا بلا خیز نے کہا کہ تو مجھے دکھا دے عمرو نے اُسے الگ لیجا کر ایک تیغ اُسکی کمر پر مارا بلا خیز کے دو ٹکڑے ہو گئے عیارون نے دور سے دیکھا کہ اس دھوبی نے بلا خیز کو مار لیا تیغ کھینچکر للکارتے ہوئے سب عیار دوڑے عمرو کو گھیر لیا عمرو نے تیغ چلانے لگا دس پانچ کو مار کر غول مین سے اُن عیارون کے نکل کر چلا ہر چند تعاقب کیا مگر نہ پایا ناچار دو چار بلا انگیز کو پشتارے سے نکالا ہوش مین لائے اسکی جو آنکھ کھلی چچا کی لاش سامنے دیکھی اور دو چار عیارون کو بھی کشتہ پایا نہایت افسوس کیا صدمہ عظیم ہوا سب عیارون نے کہا کہ اتنا غنیمت جانیے کہ آپ ہی بچ گئے ورنہ وہ آپکو بھی مار چکا تھا الغرض لاشین اٹھوائین پھونکین جلائین بعد اسکے بلا انگیز سب عیارون کو ساتھ لیکر زیر قلعہ آیا سب کو بٹھایا ایک ایک پر تاکید کی کہ خبردار بہت ہوشیار رہنا

سب کو تاکید کرکے چلا گیا اُس شب کو عمرو ایک عیار بلا انگیز کی صورت بنکر ان نا عیاروں میں آکر بیٹھا ادھر اُدھر
کی باتیں کرکے دروازہ باغ پر آیا سب کو غافل کرکے مخلدار کو سلام کیا اب مخلدار عمرو سے واقف ہو گئی ہی کہ ہر روز
یہ ایک نئی شکل بنکر آتا ہی اُسنے کہا کہ خواجہ آؤ ملکہ تمھارے انتظار میں بیٹھی ہی جلدی جاؤ عمرو باغ کے اندر آگئے پھر غل ہوا
کہ ایک عیار گھسا آتا ہی ملکہ بولی ارے مردارو کیوں غل مچاتی ہو عمرو ہی آنے دو چپ رہو وہ سب کی سب چپ ہو رہیں
عمرو ملکہ کے پاس آئے ملکہ نے کہا خواجہ تشریف لائیے صورت اصلی اپنی بنا کر دکھلائیے عمرو گرم پانی سے بلکہ منہ دھوکر
بصورت اصلی بنکر پاس ملکہ کے آبیٹھے ملکہ نے پوچھا کہ خواجہ یہاں بڑا ہلڑ تھا کہ عمرو بلا انگیز کو پکڑ لے گیا کچھ عیار
عقابوں پر رہگئے تھے باقی سب چلے گئے تھے عمرو نے تمام قصہ گذشتہ بیان کیا ملکہ نے کہا کہ خواجہ اب اپنی حفاظت
کرو دشمنوں سے اپنے تئیں بچاؤ عمرو نے کہا ای ملکہ حافظ حقیقی بچانے والا ہی کھانا آیا ملکہ بھی تمام دن کی بھوکی تھی
عمرو نے اور ملکہ نے کھانا کھایا بعد اُسکے صحبت رقص و سرود رہی دو پہر رات گئے یہ صحبت برخاست ہوئی اپنی
اپنی خوابگاہ پر سو رہے صبح کو جب عمرو جانے لگے کہتے گئے ای ملکہ ماہ زیبا کو چھوڑ دو کہ ذرا وہ آج اپنے دوستوں
کے ہاتھ کی بھی مار کھالے غرض عمرو تو اسی طرح گلیم عیاری اوڑھے ہوئے نکلتے چلے گئے ملکہ نے ماہ زیبا کو قید
سے نکالا رہا کیا اسیوقت باغ سے باہر نکلوا دیا ماہ زیبا باہر نکلکر چلی یہاں بلا انگیز جو صبح کو آیا تھا عیاروں سے
حال پوچھ رہا تھا کہ کہو رات کو کیا گذری کہ ناگاہ ماہ زیبا باغ سے باہر نکلی غل ہوا کہ وہ زیبا آئی اور اُسنے
بھی بلا انگیز سے اشارہ کیا پاس بلایا بلا انگیز تو اُسکی صورت سے جلا ہوا تھا حکم کیا عیاروں سے کہ اس
قطامہ کو پکڑ لو خوب مارو عیار اُسے پکڑ کے جوتیاں مارنے لگے یہاں تک مارا کہ ماہ زیبا سوج پھول کے اُپلا
ہو گئی اُسوقت ماہ زیبا پکاری ارے او مونڈی کاٹے بلا انگیز تیری دوستی میں وہاں ملکہ سرو قامت نے
مار کر نکال دیا اور یہاں تو نے مار کھلوائی دوست دشمن کو تو نے نہ پہچانا بلا انگیز کو یقین ہوا کہ یہ عمرو نہیں ہی ماہ زیبا
ہی نہایت منفعل ہوا اور اُسکو اپنے گھر بھجوا دیا اور عیاروں سے کہا کہ یارو عمرو تو عجب عیار ہی ہمارے اوپر چوٹیں مارتا
ہی اور ہم اُسکا کچھ نہیں کر سکتے آج سے میں تم سبھوں سے رخصت ہوتا ہوں میں بھی پوشیدہ ہو کر عیاری کرونگا
جبتک اُسکو نہ پکڑ لونگا تمھیں صورت نہ دکھاؤنگا اب میں جاتا ہوں ہر ایک نے کہا اچھا ہی زمرد شاہ
باختری خداوند لقا آپ کو عمرو پر فتحیاب کرے بس بلا انگیز وہاں سے آیا اور تلاش میں عمرو کی مصروف ہوا لیکن
عمرو قریب دوپہر کے ایک مغل کی صورت بنا ہوا عبا اوڑھے ہوئے ایک نانبائی کی دکان پر آیا اور اُسے
دو روپیے چوران کے سنے ہوئے دئیے کہ ہمیں کھانا کھلاؤ اُسنے کہا آپ بیٹھیے دکان کے اندر نانبائی نے
بلا کر مغل کو بٹھایا اور کھانا بہت تحفہ تحفہ خوانین لگا کر دیگشو کے ہاتھ بھیجا اُسنے عمرو کے آگے لگا دیا ہاتھ عمرو
کے دھلا کر عمرو کو کھانا کھلایا دو چار نوالے کھائے تھے کہ بیہوشی سی عمرو کو معلوم ہوئی سر اُٹھا کر دیگشو
کو دیکھا اب سمجھا کہ یہ بلا انگیز ہی اُدھر اُس دیگشو نے للکارا کہ باش او دزد باریک گردن سن ٹھہر بلا انگیز کہاں
جائیگا عمرو چاہتا تھا کہ فتیلہ رفع بیہوشی کر سے نکال کر سونگھے کہ بلا انگیز نے حلقہ کمند مار کے عمرو
بستہ کر کے کمند سے نکل کر نیچے دکان کے کودا مگر بیہوش ہو گیا بلا انگیز دوڑ کر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا
مشکیں کسنے لگا یہ دیکھکر نانبائی اور اُسکے لوگ پکارے کہ ہاں ہاں کیا کرتا ہی بلا انگیز نے کہا ارے
تمھیں کیا معلوم یہ عمرو ہی اور میں بلا انگیز ہوں میں نے اسے آج بعد مدت گرفتار کیا ہی میں اسکا
پیٹ مارے نہ چھوڑونگا اسی نے غضب کیا ہی کہ میرے چچا کو مار ڈالا ہی اور عیاروں کو قتل کیا ہی سب نے کہا

کر مہتر جی لیجا یئے ہم اور کچھ سمجھے تھے معاف کیجیئے بلا انگیز بصورت اصلی بنا اور عمرو کا پشتارہ باندھ کر لے چلا
اپنے گھر مین لاکر کوٹھری مین بند کیا زوجۂ بلا انگیز اسوقت پاخانہ مین گئی ہوئی تھی کنیزون سے کہا خبردار اس
کوٹھری کو کوئی کھولے اسمین میرا چور بند ہی یہ کہکر باہر آیا اپنے عیارون کے پاس چلا کہ ان سب کو جمع کرکے
لاؤن اور گدھا منگواؤن عمرو کو اسپر سوار کرکے منھ کالا کرکے تمام شہر مین تشہیر کرون اور دروازے پر
باغ کے ملک کے سامنے قتل کرون بلا انگیز تو اس فکر مین تھا یہان عمرو کو ہوش آیا آپ کو ایک کوٹھری
مین بند پایا باہر کوٹھری کے عورتون کے بولنے کی آواز سنی معلوم کیا اس ہیچپا نے اپنے گھر مین قید کیا ہی پس
بلا انگیز کو پکار پکار کر لگا گالیان دینے زوجۂ بلا انگیز جو پاخانہ سے نکلی اسنے سنا کہ کوئی شخص کوٹھری مین سے
بلا انگیز کو گالیان دے رہا ہی زوجہ نے بلا انگیز کی پوچھا کہ ارے یہ کون ہی کنیزون نے کہا ہمین نہین معلوم
مہتر جی ایک شخص کو لاکر کوٹھری مین بند کر گئے اور کہ گئے ہین کہ کوئی اس کوٹھری کو کھولے نہین زوجہ بلا انگیز
کی دروازے کے پاس کوٹھری کے آکر یہ پکاری کہ ارے تو کون ہی اور کیون بلا انگیز کو گالیان دیتا ہی اور
تجکو کیون بلا انگیز نے قید کیا ہی عمرو نے کہا اگر چھوٹا ہوا ہوتا تو مردود کو سزا دیتا خیر اب تو وہ مجھے پکڑ لایا ہی
جسوقت چھوٹونگا تو بتا دونگا زوجۂ بلا انگیز نے پوچھا ارے کچھ کہ تو سہی یہ موذی کاٹا تجکو کیون پکڑ لایا ہی عمرو
نے کہا مین مدت سے اس شہر مین رہتا ہون اور ایک بیٹی اس شخص کی ہی مگر ابھی وہ نا کتخدا ہی مین اس کا پندرہ
برس کا ہی اسپر یہ بہت مدت سے عاشق تھا مجھسے کہا کرتا تھا کہ تو میرے ساتھ اس کا عقد کر دے مین قبول
نہ کرتا تھا آج یہ مجھے بدنما و فریب پکڑ لایا ہی اور اب جاکر میری زوجہ کو فریب دیگا اور اس دختر کو اپنے قابو
مین کر لیگا زوجہ نے بلا انگیز کی کہا ای شخص مین تجھے اس شرط سے رہا کیے دیتی ہون کہ تو جا اور اپنی دختر
اور زوجہ کو لیکر اس شہر سے نکل جا عمرو نے کہا مین کیونکر شہر چھوڑ سکتا ہون کہ مین دو ہزار روپیہ کا قرضدار
ہون وہ لوگ مجکو نہ جانے دینگے اگر قرض ادا ہو جاے تو ایک گھڑی بھر مین اس شہر مین نہ ٹھہرون بلا انگیز کی
زوجہ نے قفل تڑوا کر عمرو کو باہر نکالا اور دو توڑے روپیون کے دیئے اور کہا کہ اپنا قرض دے کے آج ہی
یہان سے خبردار چلا جا عمرو نے کہا بہت اچھا اب مین یہان کیون ٹھہرنے لگا یہ کہکر چلا اور گھر سے باہر نکلکر
ڈیوڑھی مین پوشیدہ ہوکر کھڑا ہو رہا اور یہان زوجہ نے بلا انگیز کی بال اپنے نوچے کپڑے پھاڑے چلانے لگی
کہ ہاے مجھپر یہ موذی کاٹا سوت لاتا ہی اور کنیزون سے کہا یہ مردہ جسوقت قدم رکھے خوب مارنا غرض سب کنیزین
مستعد ہوکر دالان بلا انگیز کی زد و کوب کے لیے بیٹھین لیکن اس طرف بلا انگیز جو اپنے عیارون مین آیا کہا صاحبو
مین عمرو کو پکڑ لایا اب گدھا لیچلو اسکو گدھے پر سوار کرو منھ کالا کرکے جوتیون کا ہار گلے مین ڈالو تمام شہر مین عمرو کو تشہیر
کرو اور بعد اسکے لاکر اسکو اسی باغ کے دروازے پر قتل کرو ان سب عیارون نے کہا بہت اچھا اسیوقت
وہ سب تیار ہوگئے اور ایک گدھا دھوبی کا لا کے جب مہتر بلا انگیز کے دروازے پر پہونچے بلا انگیز نے کہا
تم سب باہر ٹھہرو مین عمرو کو یہین لاتا ہون یہ کہکر اندر مکان کے چلا عمرو چھپکا ڈیوڑھی مین کھڑا ہوا دیکھا کیا اور دل
مین یہ تجویز کی کہ بلا انگیز اچھے چور کی جوتیان کھاکر پھر تو گرفتار کرون بلا انگیز نے جیسے ہی قدم گھر کے اندر
رکھا اپنی زوجہ کو دیکھا کہ بصورت آسیب سوار ہی عجیب حال ہی چڑیل بنی ہوئی بیٹھی ہی پوچھا کہ صاحب یہ کیا حال بنایا
ہی وہ جلکر بولی تو سے موذی کاٹے شامت زدہ کدھر ہی مجھپر سوت لانے کی ہی مان کے پاس سے ہوکر
آیا ہی تو اب میری حال پہ ہنسی کرتا ہی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا کہ لینا اس مردے کو جانے نہ دینا

بدیع الزمان کے لیے مع بلا انگیز نقلی کے چلے گئے ملکہ مہر وسیمتن لاش عمرو نقلی کی اُٹھالائی اندر باغ کے دفن
کرکے قبر بنائی اور اُسپر مجاور بنکر بیٹھی زار زار مضطر و بیقرار ہوکر روتی تھی اور کہتی تھی کہ اے عمرو مین یہ نہ جانتی تھی
کہ تو میرا عاشق زار ہے ہائے مین یہ نہ جانتی تھی کہ تو ناشاد و نامراد دنیائے فانی سے طرف ملک جاودانی کے
کوچ کریگا مین اپنے وصل سے تجکو شاد کرتی حسرت دل نکل جاتی اب مین بھی اپنی جان دونگی بغیر تیرے
زندگی ہونا مشکل ہے ہائے افسوس تجھ ایسا عاشق صادق نہ ملیگا جو حق عاشقی کا ہے اُس سے زیادہ چاہا جو منھ
سے کہا مرتے دم تک نباہا شعر بلبل کو چھٹتے کے گل سے کبھلا کیا قرار ہو ۔ کیونکہ بہار باغ نہ آنکھون مین خار ہو
دیگر اے فلک مین کیا کہون اب اس تری بیداد کو ۔ قطع ہوتے باغ مین دیکھا قد شمشاد کو ۔ پھر لباس فاخرہ
تبدیل کیا اور پوشاک سیاہ پہنی شال غرادوش پر ڈالی فقیرانہ بھیس کرکے دھونی رما کے قبر عمرو نقلی پر بیٹھی بین
کرکے رونے لگی اب حال بلا انگیز نقلی کا سنیے کہ یہ اُن سب بلا انگیز اصلی کے عیارون کے ساتھ مکان مین
آیا قفس بدیع الزمان اور ہاشم تیغ زن کا کوٹھری مین رکھوا دیا اور اکیلا کوٹھری مین گیا اور زنجیرون کے پاس
بیٹھ کے کہنے لگا اے شہزادو یہ تمنے کیا غضب کیا کہ سر اپنے قفس سے ٹکرائے اور حالت تباہ کی ارے مین
عمرو زندہ ہون اور بلا انگیز کو مین نے اپنی صورت کا بناکر قتل کیا یہ سُنکر ہاشم تیغ زن اور بدیع الزمان
بہت خوش ہوئے اور کہا کہ خواجہ تمنے عجب مژدہ جان بخش سنایا خدا تمھین زندہ و سلامت رکھے خواجہ عمرو نے
پھر سوہن نکال کر جلدی سے قفل قفس کا کاٹا اور کہا تم بیٹھے رہو جب مین تمکو آواز دون فوراً وہان
چلے آنا الغرض عمرو اُنکو بہت تسکین اور دلاسا دے کر باہر نکلا اور عیارون سے کہا کہ کیون صاحبو تم مجھے
پہچانتے ہو اے عیاران بلا انگیز بتاؤ مین کون ہون سب عیار یہ سُنکے حیران ہوئے اور پکارے کہ استاد آپ یہ
کیا کہتے ہین پہلے یہ فرمائیے کہ یہ کیا معاملہ ہے ہم ایسے اندھے ہین کہ آپ کو نہ پہچانینگے آپ ہمارے استاد ہین
بلا انگیز ہین اُسوقت خواجہ عمرو نے نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم شاہ خال رخ شطرنجک بدم
ببرم ہا در محفل خسروان چو گردم ساقی ۔ جام و قدح و سبو و ساغر ببرم ۔ بس نعرہ سہ شگاف کھینچا اور کہا
واقعی تم سب اندھے ہو کہ مجھے نہ پہچانا مین بلا انگیز نہین ہون مین نے بلا انگیز کو اپنی صورت کا بنا کر
ملکہ مہر وسیمتن کے در باغ پر قتل کیا اے عیاران بلا انگیز اگر تمکو میری اطاعت کرنا منظور ہو تو دین اسلام قبول
کرو اور لقا پر لعنت کرو اور اگر یہ نہین منظور ہے تو مین کچھ مزاحمت نہ کرونگا تمھارا جہان جی چاہے چلے جاؤ
مین نے ہاشم تیغ زن اور بدیع الزمان کو قید قفس سے رہا کیا یہ کہکر آواز دی اے ہاشم تیغ زن و
اے بدیع الزمان صف شکن قفس سے باہر نکل آؤ یہ سُنکے دونون شہزادہ عالیشان قفس سے نکل کر باہر
دروازے پر آئے اب عیاران بلا انگیز کو یقین ہوگیا کہ یہ فی الحقیقت عمرو ہے اور بلا انگیز مارا گیا ہر ایک
عیار پکارا کہ اے خواجہ عمرو تمنے لقا پر لعنت کی اور ہم دین اسلام قبول کرتے ہین آپ کی اطاعت
سے کسی طرح باہر نہونگے یہ سُنکے عمرو نے صورت اصلی اپنی بنالی سب عیار آکر قدمبوس ہوئے
دین اسلام اختیار کیا سب نے اُسکے بعد عمرو گھر مین بلا انگیز کے گیا اور زوجہ سے اُسکی کہا کہ مین تمھارا ممنون ہون
کہ تمنے مجھے رہا کیا تھا اب تم جو کچھ مجھسے کہو مین اُس امر کو بسر و چشم بجا لاؤن اُسنے کہا مجھے خدمت مین
ملکہ مہر وسیمتن کی پہنچا دو عمرو نے کہا اچھا کل ہم تمھین وہان پہنچا دینگے یہ کہکر مال و اسباب
بلا انگیز کا لے لیا اور رات کو بصورت اصلی ہاشم تیغ زن اور بدیع الزمان کو لے کر لشکر

ملکہ سرو سیمتن کے پہونچا دونون شہزادون کو پہلے باہر ٹھہرا گیا آپ اندر باغ کے آیا ملکہ سرو سیمتن کو دیکھا کہ
بصورت فقیرانہ شال غم و اندوہ سر پر ڈالے ہوئے ایک قبر تازہ پر بیٹھی بین کرکے رو رہی ہے کبھی قبر سے لپٹ جاتی ہے
کبھی سر زانو پر پٹکنے لگتی ہے خواجہ عمرو ہنستے ہوئے قبر کی طرف آئے اور آواز دی اے ملکۂ عالم یہ کیا ہے کہ تمنے اپنا
یہ حال بنایا ہے ملکہ سرو سیمتن نے جو عمرو کی شکل دیکھی اور آواز سنی دوڑ کے لپٹ گئی اور رو رو کر کہا اے خواجہ
تمکو میرا عشق قبر سے باہر نکال لایا یہ بتلاؤ کہ ملک عدم سے تم کیونکر یہان آئے سنتی ہون کہ جو کوئی ملک
عدم کو روانہ ہوتا ہے پھر وہان سے پھر کے نہین آتا کہ منزل ملک عدم نہایت سخت و دشوار اور دور دراز ہے وہان
سے پھر کے آنا کیسا خبر بھی نہین معلوم ہوتی ہے جلد اپنا حال زار بیان کرو خواجہ عمرو نے ملکہ کو گلے سے
لگایا اور ہنسکر کہا ملکہ مجھے کون مار سکتا ہے مین زندہ ہون مین نے تو بلا انگیز کو اپنی صورت بنا کر قتل کیا تھا
ملکہ یہ سنتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ قریب تھا شادی مرگ ہو جاے مثل گل تازہ شگفتہ ہوئی خواجہ عمرو کو
بارہ دری کیطرف ہاتھ پکڑ کے لے چلی عمرو نے کہا شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغ زن بھی عقب مین سے رہا ہوئے
میرے ساتھ آئے ہین انکو بھی مین جا کے لے آؤن پہلے انکے واسطے کوئی مقام عمدہ رہنے کو تجویز کرو ملکہ اور زیادہ
خوش ہوئی اور کہا خواجہ جلد انکو لاؤ مین اپنی آنکھون پر انکو بٹھاؤنگی عمرو گیا اور ہاشم تیغ زن اور بدیع الزمان
صف شکن کو ہمراہ لیکر آیا ملکہ سرو سیمتن نے ایک قصر عالیشان مین انکو لیجا کر بٹھایا اور سب اسباب اسی وقت منگوا کر
مہیا کرا دی خادمون کو حکم کیا کہ خدمت کیواسطے رہو سب نوکر جا کر خدمت مین حاضر ہوئے عمرو انکو اچھی طرح سے
بٹھا کر ملکہ کے پاس آیا ملکہ نے فورا کھانے کا سامان کیا خوانون مین طرح طرح کے طعامہاے لذیذ چنوا کر
کشتیون سے خوان کسوا کر اپنی مہر کر کے بڑے اہتمام سے بدیع الزمان اور ہاشم تیغ زن کے پاس وہ خوان
طعام بھیجے اور گیتی آرا کو ہمراہ کیا اور کہدیا کہ دونون شہزادون کو با ادب شاہانہ خاصہ نوش کرا کے آنا جس چیز پر
انکی رغبت دیکھنا اور وہ شے فورا منگوا لینا گیتی آرا انکو جا کر کھانا کھلانے شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ
ہاشم تیغ زن کو گئی ادھر ملکہ سرو سیمتن نے بشگفتگی خاطر دستر خوان بچھوایا خواجہ عمرو نے اور ملکہ نے بھی
کھانا کھایا بعد فراغ کھانے وغیرہ کے محفل جشن آراستہ ہوئی گائنون کو ملکہ نے طلب کیا شہزادہ بدیع الزمان اور
ہاشم تیغ زن کو بھی بلوایا مسند زرین پر جلوہ گر کیا صحبت راگ رنگ کی برپا ہوئی طبلے سنبھے بجنے لگے گانا شروع
ہو گیا ملکہ سرو سیمتن نہایت شاد و شاد پہلو سے خواجہ عمرو مین متمکن ہوئی دونون شہزادے مسند پر مثل
آفتاب و ماہتاب کے بیٹھے کنیزان خاص و خواصان فیض اختصاص گرد مثل ہالۂ ماہ شب چہاردہ کے کھڑی ہوئی
ہین کوئی صورت گل شگفتہ ہو کر ہنس رہی ہے کوئی مثل غنچہ ناشگفتہ کے مسکراتی ہے کسی کی مثل نرگس مژگان لگی
لگی ہے کوئی مثل سوسن زبان بند کیے خاموش ہے کوئی جمعیت جالبی طبیعت کی ہے پھر رہ رہ کے شعر پڑھتی ہے شعر
چلو چمن مین بہار آئی سیر گل دیکھین وہ ہر ایک غنچۂ سربستہ کھلکھلانے لگا دیگر باغ مین آج تازہ باغ کھلا
عندلیبونپر عجب تماشا ہے الغرض دو پہر رات تک صحبت راگ رنگ کی رہی بعد اسکے بدیع الزمان اور ہاشم
تیغ زن وہان سے اٹھ کر اپنے قصر عالیشان مین آئے آرام کیا بادہ پیار زبان جو کی پہر کے سر چین سوئین
عمرو نے اسی روز اپنا عقد ملکہ کے ساتھ پڑھوایا رات کو صحبت برخاست کر کے ایک پلنگ پر سوئے شب وصل کا سامنا
ہوا عقدۂ دل عاشق و معشوق کے کھل گئے غنچۂ سربستہ شگفتہ ہوا باغ مراد مین بہار آئی شعر گذری شب وصال
وہ بوس و کنار مین دونا صبح خوبی غنچۂ دل کی گرہ کھلی ناگاہ طلایہ گرد سپہر سے مہر نیم ماہ شب چہاردہ ہم ہمراہ نیا

بالاخر نجوم فلک سے جانب مغرب روانہ ہوا اور شہسوار زرین بال فلکی یعنی آفتاب عالمتاب گلدستۂ قصر فلک بنا ہو کر پر بلند پروازی
کر کے ببداہت اللہ کی جلوہ گری کرنے لگا صبح ہوئی جلوہ رحمت الٰہی نمایاں ہوا زمزمہ پردازی کرنے لگے بلبلیں چہکنے
لگیں مرغان خوش الحان کی صدائیں تکبیر کی بلند ہوئیں نسیم سحر چلنے لگی نرگس چونک کر آنکھیں ملنے لگی پھولوں کی
کلیاں چٹکیں فرش گل سے چمن آراستہ ہوئے کیفیت بہشتی پھولوں کی چاروں سے صبا لانے لگی دونوں شہزادے
بیدار ہوئے فرض خدا ادا کیا سپاس پروردگار سے زبان تر ہوئی ملکہ سرو و سمن اور خواجہ بھی اٹھے خواجہ نے
ملک سے کہکر اسطبل شاہی سے گھوڑے پری وش صبا رفتار منگوائے پوشاک شاہانہ زنبیل سے نکالکر
دونوں شہزادوں بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کی بدلوائی اور تلواریں ولایتی دشمن کش دونوں کو دیں خود
و زرہ بکتر و چار آئینہ اور دستانے وغیرہ سے دونوں شہزادوں کو آراستہ کر کے مسلح و مکمل کیا اور کہا چلو ایوان شاہی
میں کفار کو تہ تیغ کرو فرش شمشیر سے سرداروں کو زیر کرو اور سکہ دین اسلام کا جاری کرو الغرض شہزادہ بدیع الزمان
و شہزادہ ہاشم تیغزن گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ہمراہ خواجہ کے ایوان بادشاہی میں آئے وہاں سہیل
نایب ہیران لیکر سوار ہو چکا تھا آتے ہی شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان [illegible]
سہراب و اسفندیار [illegible] بدیع الزمان صفدر نامدار [illegible] سہیل نایب ہیران پر سوار ایوان شاہی
سے باہر آیا دیکھا کہ پسران حمزہ تیغ بکف آگئے فوج کو آواز دی سردار تلواریں کھینچ کھینچ کر دوڑے فوج
چاروں طرف سے سمٹ کر گرد شہزادوں کے آگئی شہزادہ بدیع الزمان مقابلہ پر سہیل کے آئے اور ادھر
ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا نعرۂ ہاشم ضیغم صفدر و غازی دشمن صف شکن [illegible] شجاع و جری ہاشم تیغزن [illegible] شمشیر
ابدار کھینچ کر فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کفار کی لاشوں کے پشتارے ہو گئے ادھر سہیل نے تلوار کا وار شہزادہ
بدیع الزمان پر کیا شہزادے نے بعجب پھرتی و چالاکی کے وار روک کر تلوار پر ہاتھ ڈالدیا اور سہیل کی تلوار
چھین لی پھر کمر پکڑ کر پنجہ شیر افگن سے [illegible] سہیل کو اٹھا لیا اور فرمایا تھا عنایت پروردگار میں کیا کہنا
ہے [illegible] پرستاروں [illegible] کر دین اسلام قبول کر ابھی تیری جان بچی ہوتی ہے ورنہ مار ڈالونگا زمین پر
کہ [illegible] سہیل نے کہا بصد قبل دین اسلام قبول کرتا ہوں
آج کی ناعت سے باہر ہوں انکا کلمہ پڑھا ہی اور مسلمان ہو گیا بدیع الزمان نے سہیل کو کلمۂ طیبہ
تلقین کیا اور جان بخشی کی سہیل کی بدیع الزمان نے چھوڑ دیا سہیل نے اپنے تمام لشکر و اہل شہر
کو مسلمان کیا دین اسلام کا [illegible] رواج ہوا سہیل نے شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم
تیغزن کی [illegible] اور سامان [illegible] ضیافت کی کئی روز تک اس شہر میں جشن عام رہا بعد اسکے
شہزادوں نے جانے کا سامان کیا ملکہ سرو و سمن کو ایک محافہ میں سوار کیا اور کئی ہزار عیار تازہ اسلام
لائے ہوئے ہمراہ محافہ کے کر دیے اور حکم دیا کہ بہت حفاظت اور خبرداری و ہوشیاری سے ملکہ کو لیکے
جانا اور بارہ ہزار سوار جرار لیکر ہمراہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن طرف لشکر اسلام روانہ ہوئے

دو کلمے داستان عجائب بیان رستم زمان ملکشاہ نوجوان کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا [illegible] لا جواب	[illegible]	[illegible]	صراحی میں ہے جو الی کا رنگ
وہ ساقی پلا جام گلرنگ آج	اگر بزم مے خانہ کا رنگ آج	جو ساقی مراد دستگیری کرے	دل زار ترک اسیری کرے
ذرا جلد پلوا کوئی جام تو	کسی رند کی ہو [illegible] جو	فلک تو عجب شعبدہ باز ہی	کہ نا ساز قلقل کی آواز ہے

بادشاہ نے کہا ای عنبر تو شب و روز میرے پاس رہا کر قران نے عرض کیا بہت اچھا مہتر قران نے اسی
شب کو مالک مرصع قبا کو بیہوش کیا اور اسکی صورت بنکر تخت شاہی پر صبح کو بیٹھا اور حکم کیا کہ پسر حمزہ کو لاؤ اگر تو
وہ دین لقا یعنی اختیار کرے نہین تو آج ہی مین اُسے قتل کرونگا لوگ اُسی وقت قلعہ افلاکیہ کو گئے اور
عالمشاہ کو لائے عالمشاہ نے آکر دربار مرصع قبا مین بطریق اسلام سلام کیا مالک مرصع قبا لقلی نے کہا
ای پسر حمزہ رسی جل گئی مگر بل نہین جلا تو اس قید شدید مین بھی گیا لیکن کلمہ و کلام وہی ہی یا تو زہر دشاہ باختری کو سجدہ
کر نہین تو آیا وقت مرگ و مہیا ہے قضا ہو عالمشاہ نے جواب دیا او کافر خاسر مجھے تو نے بفریب اسیر و گرفتار کیا
اگر تو بمردی گرفتار کرتا تو جو کچھ تو کہتا وہ مین قبول کرتا اور اب جو کوئی مجھے زیر کرے مین دین اُسکا قبول کرنے کو موجود
ہون مالک مرصع قبا لقلی نے سب سردارون کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہر کوئی تم مین سے ایسا کہ پسر حمزہ کو بقوت بازو
زیر کرے کسی سردار نے جواب نہ دیا مگر ایک پہلوان تھا کہ برجیس چہلتن اُسکا نام ہی نہایت قوی ہیکل دیو پیکر چالیس
ارش کا قد و قامت اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ اگر حکم ہو تو مین اس پسر حمزہ کو سر میدان باندھلون اور حلقہ بگوش اپنا کرون
اُسنے کہا کہ کیا مضائقہ ہی غرض بادشاہ مرصع قبا لقلی نے حکم دیا کہ جلد اکھاڑہ تیار کرو اور آہنگر کو بلاؤ جسوقت آہنگر آپہنچے
بادشاہ نے کہا کہ ابھی قید آہن اسکی دور کرو یہ سنکر عالمشاہ رومی نے قید اپنی توڑ کر آپ پھینک دی جب اکھاڑا
تیار ہوچکا برجیس چہلتن سے بادشاہ نے کہا کہ جا اکھاڑے مین اور پھر عالمشاہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا ای پسر حمزہ
اگر تم اسکو زیر کروگے تو مین تمکو رہا کرونگا عالمشاہ نوجوان اکھاڑے مین آئے اور خم ٹھونک کر مائل کشتی ہوئے
دو دن کامل اُس پہلوان سے زور ہوا آخر کار عالمشاہ نامدار نے اُس پہلوان زبردست کو زیر کیا بچھاڑ کر اسکو
چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھے اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھے مارے ڈالتا ہون اُس نے کہا مین دین
اسلام قبول کرتا ہون اور آپ کا مطیع و فرمانبردار مدام رہونگا عالمشاہ نے اُسکو کلمۂ طیبہ تلقین کیا مالک
مرصع قبا لقلی نے تمام سرداران و افسران فوج کی طرف دیکھ کر کہا کہ صاحبو دین اسلام اور اطاعت پسر حمزہ برحق
ہی اور واجب و لازم ہی مین نے تو دین اسلام قبول کیا تم بھی لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرو نہ سب اسلام
اختیار کرو ان سب نے کہا ہم بصدق دل اسلام لائے دین حمزہ قبول کیا بعد اُسکے مالک مرصع قبا لقلی نے عالمشاہ
عالیشان سے کہا کہ ای شہریار مین مہتر قران آپ کا خادم ہون آپکے چھڑانے کیواسطے آیا تھا اور یہان کے
بادشاہ کو مین نے قید کرلیا عالمشاہ نے فرمایا کہ اُسے لاؤ ہمارے سامنے مہتر قران گیا اور اندر سے مالک مرصع قبا
کو صندوق مین بند کرکے لایا عالمشاہ نے اپنے سامنے صندوق سے نکلوایا فتیلہ رفع بیہوشی دیا جب وہ ہوش مین
آیا عالمشاہ کو سامنے بیٹھے ہوئے دیکھا مہتر قران نے تمام حال اُس سے بیان کیا اور کہا کہ اب تو بھی دین
اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا اُسنے عالمشاہ سے کہا کہ ای شہریار ایک مشکل صعب رکھتا ہون اگر آپ سے حل ہوجائے
تو مین بھی دین اسلام اختیار کرون آپکی اطاعت شب و روز کیا کرون عالمشاہ نے فرمایا بیان کر اُس نے
کہا کہ یہان شہر سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی کہ کوہ مرگ اُسے کہتے ہین جو کوئی وہان جاتا ہی وہ زندہ پھر کر
نہین آتا ہی اور اکثر آدمی شہر مین سے بھی غائب ہوجاتے ہین ہر چند لوگ انہین ڈھونڈھتے ہین مگر پھر انکا پتا نہین لگتا
آپ یہ راز مبہم کھولدین تو بصدق دل دین اسلام قبول کرون اور مین نے اکثر لقا سے بھی کہلا بھیجا کہ یہ مشکل میری
آسان کیجیے وہان سے جواب آیا کہ خداوند فرماتے ہین کہ وہ پہاڑ ہمنے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہی اُسکا حال سوا ہمارے
اور کوئی جان نہین سکتا تم اس راز کے افشا کرنے کے درپے نہو عالمشاہ عالی وقار یہ سنکر کہنے لگے کہ ای مالک مرصع قبا

ہم تمہارے آتی الشاءاللہ جب اس رازکو تم سب پر منکشف کرینگے اسی وقت تمسے سوال اسلام لانیکا کرینگے یہ کہکر مہتر
قران سے کہا کہ ہمارا گھوڑا اسقر کبود لاؤ مہتر قران نے جلدی سے مرکب تیز رفتار کو منگوا کر حاضر کیا عالمشاہ
گھوڑے پر سوار ہوکر اس پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے مہتر قران بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب عالمشاہ
گردون جناب ہوا جب وہان پہونچے دیکھا کہ دیو تیرہ شاہین بیٹھے ہوئے ہین اور مدت سے یہ تینون شیاطین
اس مقام پر رہتے ہین جو آدمی ادہر سے آتا ہے وہ کھا لیتے ہین اور اکثر جاکر شہرون سے بھی آدمیون کو پکڑ لاتے ہین
جسوقت عالمشاہ کو ایک دیو نے آتے ہوئے دیکھا خوش ہوا اپھلیان بجاتا دوڑا اور اپنی زبان مین کہتا تھا کہ خداوند
ابلیس پر ابلیس نے لقمہ چرب میرے واسطے بھیجا ہے جب قریب عالمشاہ کے وہ دیو پہونچا دست درازی
کی عالمشاہ نے ہاتھ دیو کا پکڑکر جھٹکا دیا کہ وہ دیو جھکا عالمشاہ نے گردن مین اسکی ہاتھ ڈالدیے اور
زور کشمکش کے ہونے لگے وہ دونون دیو جو تماشا کو وہ پر بیٹھے تھے پکارے کہ ارے یہ کیا کھیل کر رہا ہے ہمکو
نہ دیناتو آپ کھاجا کسکا راستہ دیکھتا ہے کیون عرصہ کرتا ہے یہان اس دیو کی جان پر بنی ہوئی تھی اس دیو نے کچھ
ان دونون کو جواب نہ دیا ادہر عالمشاہ نے اٹھاکر پٹکا اور بقوت ایزدی مارا کہ وہ چارون شانے چت گرا
فورا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اسی طرح وہ دونون دیو جو اور تھے انکو بھی زیر کیا اسی اثنا مین ان دونو
تینون دیوون کی عفریتہ ملعونہ وہ ساحرہ بھی تھی مثل آندھی کے دوڑی ہوئی آئی عالمشاہ نے دیکھا کہ ایک
بلاے سیاہ بحال تباہ سر جھاڑ منہ پہاڑ سا سامنے سے چلی آتی ہے جسوقت اس لگانہ کی عالمشاہ پر نگاہ پڑی
ہزار جان سے مائل ہوئی شیفتہ و فریفتہ جمال بیمثال شہزادہ فلک جلال ہوکر پکاری کہ او آدمزاد تو نے خوب
کیا جو ان تینون کی مشکین باندھ لین یہ ہوسے موذی کاٹتے تمام خلایق کو آزار رسانی کرتے تھے اب یا
تو آ میرے پاس کہ مین تجھپر عاشق ہوئی ہون تجھے پیار کرون سینہ سے لپٹاؤن گلے لگاؤن یہ کہکر ہاتھونا
کو پھیلاکر دوڑی عالمشاہ نے پکارکر کہا او لگانہ خبردار میرے پاس نہ آنا نہین تو قتل ہوجاویگی اس لگانہ
نے کہا کہ تو شاید مجھے نہین جانتا ہے ارے مین ساحرہ زبردست ہون ایکدم مین تجھے خاک سیاہ کردونگی
یہ کہتی ہوئی عالمشاہ کی طرف بڑہی جسوقت برابر آئی عالمشاہ نے تلوار کھینچی اس ملعونہ نے چند سرسون
کے دانے پڑھکر مارے عالمشاہ کا ہاتھ خشک ہوگیا عفریتہ جادو نے ہاتھ پکڑکر عالمشاہ کا اپنی
طرف کھینچا بس عالمشاہ کو لیکر چلی مہتر قران نے جو یہ دیکھا کہا غضب ہوا ایک پتھر کو پھینکے
کے بیچ مین دیکر مارا اس عفریتہ کے سر پر پڑا مغز سر کے چار ٹکڑے ہوگئے وہ ملعونہ گری اور تڑپکر مرگئی سب
مرے اسکے خاک اڑاکر شور و غل مچانے لگے آندھی سیاہ اٹھی تاریکی ہوگئی چہار طرف سے سناٹا ہوا بعد تھوڑی
دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من عفریتہ جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطالب
دل نرسیدیم اب جو عالمشاہ نے دیکھا تو وہ دیونی مری ہوئی پڑی ہے عالمشاہ صحیح و سالم ہوگئے اور
طاقت وہی عود کر آئی بس عالمشاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان تینون دیوون کے پاس آئے اور
فرمایا کہ اگر تم تینون دین اسلام اختیار کرو تو مین تمکو امان دون اور رہا کردون ان سبھون نے
ابلیس پر لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا عالمشاہ کی اطاعت کی عالمشاہ نے انکو رہا
کیا اور کہا تم میرے ساتھ شہر مین چلو وہ بولے ہم حاضر ہین مگر اس کی لاش کو گاڑ تو لین تو
چلین عالمشاہ نے کہا اچھا غرضکہ انھون نے اس ملعونہ کو زمین کھود کے گاڑ دیا اور ساتھ عالمشاہ

سکے ہوئے عالمشاہ انھیں ساتھ لیے ہوئے مالک مرصع قبا کے پاس آئے اور سر صفہ سلیمانی دلوایا اور
ان دیوؤں کو دکھایا تمام حال بیان کیا کہ یہ دیو اس پہاڑ پر رہتے تھے آدمیوں کو کھا جاتے تھے اب خدا چاہیگا
تو کوئی ضایع نہوگا اسوقت مالک مرصع قبا کا دل بلیہ پر پہونچکر اپنے شہر مع ... مسلمان ہوا اسلام قبول کیا اور مالک جو ... کا
کا عقد عالمشاہ کے ساتھ کر دیا تمام شہر اسلام لایا ہر طرف اسلام قائم ہوئی اسلام آباد ہوا کفر ... دیکھا ... مہتر قران
نے عالمشاہ سے کہا کہ ای شہریار شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم شہزادہ زرین حصار میں قید ہیں خواجہ عمرو اُنکے
چھڑانے کو گئے ہوئے ہیں اب دیکھئے اُنکی بھی خبر لینا ضرور ہے عالمشاہ نے کہا ہان ہمکو بھی چلنا ہے اے
ای قران اُنکی مدد کو ہمکو جانا ضرور ہے الغرض عالمشاہ نے مالک مرصع قبا کو وہیں چھوڑا اور آپ
کچھ لوگ ہمراہ لیکر مع مہتر قران کے ساتھ شہر زرین حصار کو چلے پہلی کیفیت ... خواجہ عمرو نے ... سپہسالار
سپہسالار کو اپنی صورت بنا کر قتل کیا اور سر اُسکا در شہر پناہ پر لٹکایا تھا اسی دن اتفاق سے ... سپہدار عمرو
کی خبر کو آئے تھے سر خواجہ کا دروازے پر ... دیکھکر گریبان چاک گریان ونالان لشکر اسلام کی طرف
روانہ ہوئے تھے تیسرے دن عالمشاہ اور مہتر قران شہر زرین حصار میں پہونچے تمام شہر اسلام لایا
تھا والی شہر نے دین اسلام قبول کیا تھا عالمشاہ و مہتر قران نے ہاشم و بدیع الزمان اور خواجہ عمرو
ملاقات کی نسبت خوش ہوئے ایک رات جشن اُسی باغ میں رہا صبح کو ... لشکر اسلام کی طرف
روانہ ہوئے جسوقت داخل منزل لشکر اسلام ہوا مہتر قران ... رخصت ہو کر پہلے لشکر اسلام میں آیا
لیکن تمام عیاری اوڑھ لی دیکھا کہ پہلوان عادی ایک مقام پر خیمہ کے اندر بیٹھا ہوا ہے اور کھانا سب اتنا پکا
رکھا ہے دیکھیں پلاؤ و زردے کی دم پر لگی ہوئی ہیں مگر ہر ایک افسوس کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ہائے غضب ہوگیا خواجہ عمرو
قتل ہو گئے ایسا وفادار دنیا میں نہ پیدا ہوگا بدیع الزمان اور ہاشم کو شہر زرین حصار میں رہا کرنے گئے تھے
وہان اپنی ان دونوں شہزادوں پر سے نثار کی آج اُنکا سوم ہے ہر ایک کو چاہیے کہ دعا سے مغفرت سے ضرور
اُنکو یاد کرے کہ وہ محسن سبکے تھے عمرو نے اپنے دل میں ہنس کر کہا کہ واہ واہ بیٹا تو تو کیا خوب اپنی گگی دیگ
کا عقیدت ای عمرو تم زندہ اور سلامت ہو اور یہان تمہارے تیجے کے فاتحہ کی تیاری ہوگئی خیر ایک حملہ تو اور ہاتھ
آیا دیکھا جائیگا دن تو وہ گذار رات کے وقت عمرو ایک نفیس کی صورت بنکر پہلوان عادی کی خوابگاہ میں
آئے اور پہلوان عادی کی چھاتی پر چڑھکر گلا گھونٹنے لگے پہلوان عادی گھبرا کے چونکا صورت دیکھکر
خائف ہوا اور گڑگڑا کر پکارا تو کون ہے گھگی بندھ گئی عمرو نے آواز بدلکر کہا تو مجھکو نہیں جانتا تو ایسا غافل دنیا
میں ہے میں ملک الموت ہوں عمرو کو فرشتے اسوقت بہشت کی طرف لیے جاتے تھے اثنا راہ میں مجھسے
ملاقات ہوئی اُس نے منت و عاجزی مجھسے کہا کہ آپکا احسان ہوگا میرا ایک کام کر دیجیے ایک میرا دوست
شفیق ہے کہ نام اُسکا پہلوان عادی ہے لشکر اسلام میں مقیم ہے آپ اُسے بھی اپنے ساتھ لیتے آئیے کہ بہشت میں میرا
دل بہلے تنہا بہت گھبراؤنگا لہذا میں تجھے لینے کو آیا ہوں میرے ساتھ چل کچھ عذر نہ کر پہلوان عادی نے
ڈر کے مارے کہا بہت اچھا مجھکو کیا عذر ہے جو حکم ہو بجا لاؤں مگر جو آپ مانیے تو ایک بات عرض کروں میں
تین لوٹے اشرفیوں کے بڑی مشقت سے جمع کیے ہیں وہ آپ مجھسے لے لیجیے اور تین دن کی مجھکو مہلت
دیجیے ملک الموت نے کہا یہ بہت دشوار ہے لیکن تیری خاطر بھی کرنا ضرور ہے اچھا لا مجھے دے پہلوان عادی اسی وقت اُٹھا اور
وہ تینوں لوٹے اشرفیوں کے لا کر ملک الموت کو دیے ملک الموت نقلی لوٹے لیکر راہی ہوئے اور پہلوان

عادی صبح کو اٹھا اور بارگاہ صاحبقران زمان مین آکر حاضر ہوا بعد مجرا کرنے کے بیٹھا امیر باتوقیر سے رات کا حال سب
بیان کیا صاحبقران زمان متحیر ہوئے فرمایا کہ ای پہلوان عادی تم کچھ احمق ہوئے ہو تمکو کیا خبط ہو گیا ہی بھلا کہین
ملک الموت بھی رشوت لیتے ہین خدا جانے یہ کیا اسرار ہی تم ڈرو نہین اسیطرح دوسرے روز بہرام وغیرہ نے
بھی اور کئی سردارون نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان سے آکر بیان کیا کہ آج ہمارے پاس بھی ملک الموت
آئے تھے ہمسے بھی رشوت لے کر چھوڑ گئے نہین تو ساتھ اپنے لیے جاتے تھے امیر باتوقیر یہ سنکر ہنسنے لگے اور سوچتے
سوچتے خیال مین آیا یقین ہی کہ عمرو زندہ ہی یہ ساری شعبدہ بازی اُسی کی ہی خدا ایسا کرے کہ وہ زندہ ہو امیر
باتوقیر نے سب سردارون سے کہا کہ آج تم ہمارے پاس رہو کہ ہم بھی دیکھین ملک الموت کیسے ہین اور کیونکر آتے
ہین اور کسطرح رشوت لیتے ہین دربار خدا مین رشوت کا کام نہین غرضکہ دوسرے روز سب سردار بارگاہ
سلیمانی مین امیر باتوقیر کے پاس رہے دو پہر رات گئے ایک شخص کو دیکھا کہ دو سینگ اُسکے سر پر لباس
بھیڑ کی کھال کا پہنے ہوئے آنکھین دونون سرخ گرز گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے سامنے سے چلا
آتا ہی وہین سے پکارا پہلوان عادی کو کہ او شکم بزرگ تو نے تین روز کی مہلت مانگی ہی اب تو یہان آکر چھپا رہا
کیا یہان بچ جائیگا مین آج تیری قبض روح کرونگا یہ کہکے پہلوان عادی کی طرف چلا پہلوان عادی کانپتا ہوا
امیر باتوقیر کے پیچھے جاکر چھپا اُس شخص نے کہا مین وہین آتا ہون کیا حمزہ تجھے بچالینگے پہلوان عادی کا مارے
ڈر کے وہان پیشاب خطا ہو گیا صاحبقران بھی کچھ اُسکی صورت سے خائف ہوئے مگر دل کو مضبوط کرکے
پکارے کہ ارے تو کون ہی اُسنے جواب دیا مین ملک الموت ہون امیر نے فرمایا کہ ملک الموت کو کسی نے
آج تک بے پردہ نہین دیکھا تو کوئی ساحر معلوم ہوتا ہی اور پہلوان عادی سے تجھے کیا دشمنی ہی جو اسطرح
ڈراتا ہی دور ہو یہان سے نہین تو مارا جائیگا ملک الموت نقلی نہایت غضبناک ہوا اور قریب آیا امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران پہ ہاتھ دوڑایا صاحبقران نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر کھینچا کہ وہ منہ کے بل سامنے امیر کے
آیا امیر باتوقیر چاہتے تھے کہ طمانچہ مارین کہ آواز پیدا ہوئی کہ ارے تو عمرو کو مارے ڈالتا ہی یہ سنتے ہی امیر
باتوقیر صاحبقران بہت خوش ہوئے فرمایا کہ خواجہ آؤ جلد صورت اصلی اپنی دکھاؤ تمہارے دیکھنے کو دل تڑپ رہا
ہی عمرو نے کہا ای حمزہ ہاتھ میرے چھوڑ دیجیے امیر نے ہاتھ عمرو کے چھوڑ دیے عمرو بصورت اصلی بنکر
قدمون پہ گرا امیر باتوقیر نے اُسے گلے سے لگا لیا سب سردار بھی نہایت خوش ہوئے اور عمرو سے ملے
عمرو نے از ابتدا تا انتہا حال تمام بیان کیا اور عرض کیا کہ علمشاہ و شہ قران اور شہزادہ بدیع الزمان و شہزادہ
ہاشم شمشیر زن یہ سب کے سب پیچھے آتے ہین لیکن بیان جو ہرکارے لشکر کفار کے بامر جاسوسی لگے ہوئے تھے اُنھون نے
عمرو کے آنے کی اور ہاشم و بدیع الزمان اور علمشاہ کے رہا ہو جانے کی اور بلانگہر کے مارے جانے کی خبر جاکر یاقوت
سے بیان کی اور عرض کیا کہ ملکہ سروسیمتن دختر بہران ببر سوار عمرو پہ عاشق ہو کر مسلمان ہو گئی تمام شہر اسلام آباد
ہوا ملکہ سروسیمتن بھی ساتھ آئی ہی بختیارک بھی وہان حاضر تھا ہنسکر اُٹھ کھڑا ہوا اور ناچ کر ٹھٹک کر یہ اپنی زبان
سے کہنے لگا تادھنا کبھی تادھنا اور بہران ببر سوار کے آگے آکر بہت جھک کر سلام کیا اور کہا کہ سُنا آپ نے
جو کچھ کہ ہرکارون نے آکر خبر دی جو مین نے آپ سے اُس دن عرض کیا تھا وہی ظہور مین آیا آپ اُس وقت میرے
اوپر بہت خفا ہوئے تھے دختر بلند اختر کو آپ کی مرشد کامل ہادی آگاہ دل رہنما لکھوکے اپنی راہ پر لگا کے آئے
اور شہر آپ کا سارا خدا پرست ہوا اسلام سب نے قبول کیا بہران ببر سوار نے ندامت سے بختیارک کو کچھ جواب

مار دیا اور خنجر کھینچ کر اپنے پیٹ مین مارا پشت کے پار گذر گیا جیران بسر سوار اسی وقت تڑپکر مر گیا سب نے
اُسکا نہایت غم و الم کیا لاش کو اُس ناری کی جلوا دیا جب لقا کو خبر ہوئی اُسکو بھی بہت صدمہ ہوا چُپ
ہو کے رہگیا اسی سوچ مین لقا بیٹھا ہوا تھا کہ دیو زرین بال کچھ دیوون کو ہمراہ اپنے لیے ہوئے آیا اور
کہا کہ جب فرماسیے مین خدا پرستون پہ سنگ باران کرون لقا سے چیلے لقا نے کہا کہ پوچھنے کی کیا حاجت ہی
کل جا کر خدا پرستون پہ سنگ باران کرو دیو زرین بال یہ سنکر چلا گیا اور کوہستان مین جا کر پتھر اکھیڑ اکھیڑ
کے جمع کرنے لگا یہ ارادہ تھا کہ کل خدا پرستون کو سنگسار کرونگا اور ادھر لقا نے حکم دیا کہ طبل قہاری
بجے کہ کل سب خدا پرست سنگسار ہو جائینگے یاقوت شاہ نے طبل قہاری بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے
خبر لیکر دوڑے آکر اُنھون نے صاحبقران زمان سے دربار مین عرض کیا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ
وہ سنگ دل کیا سنگسار کریگا وہ سخت بیچارہ ہی بیان تفضل ایزدی لقا سے یہ چوب پڑی اور عمرو سے فرمایا
کہ جلد جاؤ اور خبر لاؤ کہ اسکی کیا اصل ہی عمرو نکل کر بارگاہ سلیمانی سے چلا تھا کہ ایک پنجہ اُٹھا کر عمرو کو لے گیا
عمرو ہر چند پکارا کہ ارے کسکے دھوکے مین مجھے لیے جاتا ہی تو کون ہی کچھ اپنا حال تو بتا وہان کون سنتا تھا
عمرو کو جب تک ہوش رہا چلایا کیا آخرکار گرد ہوا مین آکر بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا آنکھ
کھلی تو دیکھا کہ ایک خیمہ عالیشان برپا ہی اور بدیع الجمال پری اور بدیع الملک دونون ایک تخت جواہرنگار پر
جلوہ گر ہین جیسے ہی خواجہ عمرو کو دیکھا اُٹھ کھڑے ہوئے اور جھک کر سلام کیا کرسی جواہرنگار پہ خواجہ عمرو کو
بٹھایا عمرو نے بدیع الملک سے کہا کہ اے صاحبزادے تمنے خوب سلوک میرے ساتھ کیا تھا میرے مارنے
مین کچھ فرق نہ رکھا تھا کلاہ تمنے دی بھی اور چھیلوا بھی لی بدیع الملک نے قسم کھائی کہ خواجہ مجھکو ذرا بھی خبر اسکی نہین یہ
کہکر تمام دیوون کو سامنے خواجہ کے بلایا اور کہا کہ جسنے کلاہ خواجہ سے چھینی ہی وہ ابھی لا کر حوالے کر دے
نہین تو جسکے پاس وہ کلاہ نکلیگی مین اُسے قتل کر ڈالونگا جس دیو نے کلاہ خواجہ عمرو کی لے لی تھی اُسی وقت
لا کر حوالے کر دی عمرو بہت خوش ہوئے بعد اُسکے عمرو نے کہا کہ اے ملکہ بدیع الجمال تجھ پہ مصیبت لشکر اسلام
پہ ہی کہ لقا نے ابھی طبل قہاری بجوایا ہی اور مشہور ہی کہ کل لشکر اسلام پہ سنگ باران ہونگے پری کہ
تھا کہ دیو دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ کئی ہزار دیو دامنہ کوہ مین پتھر جمع کر رہے ہین انکا ارادہ
یہ ہی کہ کل لشکر اسلام کو سنگسار کرینگے ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑینگے ملکہ سے عمرو نے کہا کہ سنا
تمنے ملکہ بدیع الجمال پری نے کہا کیا مجال اُن ملعونون کی جو ایک خدا پرست کو بھی سنگسار کر سکین ہم
ہمراہ تمھارے ہین ادھر چلینگے اور پھر سب دیوون کو حکم قطعی دیا سب کے سب تیار رہین غرض ہمراہ
رہنے سے بدیع الملک اور ملکہ بدیع الجمال پری سب دیوون کو ساتھ لیکر مدد لشکر اسلام
کو راہی ہوئے اور ادھر ہاشم تیغ زن اور شہزادہ بدیع الزمان اور عالمشاہ عالیشان جو آئے
تھے اور تینون دیو جو شہزادون کے زیر کئے تھے وہ بھی ان سب کے ہمراہ تھے قضا سے کہ ایک
دیو اُنہین سے شکار کھیلنے کو گیا تھا وہ بد حواس بھاگا ہوا سامنے عالمشاہ کے آیا اور عالمشاہ سے آکر
عرض کیا کہ اے شہریار والا تبار دیو زرین بال کئی ہزار دیو ہمراہ لیے ہوئے دامنہ کوہ مین پتھر جمع
کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ کل صبح کو ہم سب ملکر لشکر اسلام پر سنگ باران کرینگے عالمشاہ فلک پناہ یہ سنتے
ہی ایک دیو پہ خود سوار ہوئے اور اُن دونون دیوون پہ ہاشم تیغ زن اور بدیع الزمان صف شکن کو سوار

کیا جلد لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے یہان لشکر اسلام مین چار پہر رات سب نے نمازین پڑھین اور گریہ وزاری
کیا کیے اور دعائین مانگا کیے جب وہ رات گذری صبح نمودار ہوئی ایک آندھی آئی آواز دیوون کے گرجنے
کی بلند ہوئی اور پتھر آسمان سے گرنے لگے تمام لشکر اسلام مین ایک تلاطم عظیم پڑگیا ناگاہ عالمشاہ اور شہزادہ
بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن بھی دیوون پر سوار ہوکر پہونچے اور تلوارین کھینچ کر ان دیوان زشت خو پر گر کے
قتل وقمع کرنے لگے ادھر سے شہزادہ بدیع الملک اور ملکہ بدیع الجمال پری کئی ہزار دیو ہمراہ لیے ہوئے
آپہونچے اور اُن دیوون پر گرے سب دیو اپنے اپنے حربے پکڑ کر مستعد کارزار ہوئے آپس مین جنگ
وجدل ہونے لگی سر کٹ کٹ کے گرنے لگے ہاتھ پانوٗن دیوون کے جدا ہوکر زمین پر گرے قضا سے کار
شہزادہ بدیع الزمان سے اور دیو زرین بال سے مقابلہ ہوگیا اُسنے وار شمشاد کا وار کیا بدیع الزمان
نے ضرب اُسکی خالی دے کر تیغہ افعی سلیمانی کا ہاتھ مارا سر اُسکا کاٹ کر تا جگر گاہ اُتر گیا وہ دیو دو ٹکڑے
ہوکر آسمان سے زمین پر گرا عالمشاہ سے اور دیو زرین تن سے سامنا ہوا دیو زرین تن نے
داغول مارا عالمشاہ نے داغول اُسکا خالی دے کر تیغہ کیتیان فرنگی کا ہاتھ مارا سر اُس
دیو زرین تن کا مثل شاخ شجر نرم اُڑ گیا دیو قبیح زرین بال سے اور ہاشم تیغزن سے مقابلہ ہوا اُس دیو
نے وار کیا ہاشم نے بھی خالی دے کر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا جو مارا کمر پر اُس دیو کی تو دو ٹکڑے ہوکے
گرا بدیع الملک نے وہ شمشیر زنی کی کہ تمام دیوون کو مار کے بھگادیا آسمان سے زمین پر خون برس رہا تھا
کیونکہ یہ لڑائی جو دیوون مین ہوئی تھی زمین پر نہ اُترے تھے اوپر ہی اوپر لڑے لشکر اسلام اور سپہ سردار
لشکر اسلام دنگ تھے جتنے دیو کہ مطیع دین اسلام تھے انھون نے پتھر اُن دیوان گنہگار سے چھین چھین
کے عمرو کے اشارے سے لشکر کفار کو سنگسار کرنا شروع کیا ہزارہا کافر مارے گئے اور کفار نے شور
غل وشور مچایا کیے کہ ای فرشتگان مقرب خداوند لقا ہمین کیون سنگسار کرتے ہو لیکن وہان کون
سنتا تھا بلکہ آواز پتھر اور زیادہ برستے تھے یہان تک کہ تمام لشکر کفار شکست کھا کر غل وشور کرتا ہوا
بھاگا اور اندر شہر کے سب کے سب چلے آئے دروازہ شہر کا بند کر لیا دیوون نے چاہا تھا کہ اندر
شہر کے بھی سنگباری کرین مگر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری مانع ہوئے کہ صاحبقران کے خلاف ہوگا
اب جانے دو دور کرو دیو سب پھر آئے بدیع الجمال پری اور بدیع الملک سے بدیع الزمان سے ملاقات
ہوئی بدیع الملک نے بدیع الزمان کو سلام کیا بدیع الزمان نے سینے سے لگا لیا اور سب ملکر خدمت
بابرکت زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر بالتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین حاضر ہوئے یہان صاحبقران زمان
بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے اپنے سرداران سے فرما رہے تھے کہ نہین معلوم پروردگار عالم نے فرشتہ
کس مددگار کو بھیجا کہ اس آفت کو اُسنے لشکر اسلام پر سے برطرف کیا یہ صرف پروردگار رحیم وکریم کی رحمت ہے
اور شان وحدانیت ہی مگر صاحب مجھکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ دیو سب پتھر آسمان سے مار رہے ہین کیونکہ
صاف دیوون کے گرجنے کی آواز آسمان سے آئی ہی ہر ایک کہ رہا تھا کہ ای امیر آپ درست فرماتے ہین یقیناً
یہی امر ہمکو بھی معلوم ہوتا ہی یہان تو بارگاہ سلیمانی مین امیر با توقیر اور سرداران مین یہ ذکر تھا کہ یکایک
شہزادہ بدیع الزمان اور عالمشاہ و ہاشم تیغزن اور خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری وغیرہ آسمان سے اُترے
اور قدمبوسی حمزۂ صاحبقران زمان کی حاصل کی امیر با توقیر نہایت خرم وشادان ہوئے عالمشاہ

اور بدیع الزمان وغیرہ کو گلے سے لگایا اور بدیع الملک اور بدیع الجمال پری سے صاحبقران ملے اور بشفقت پیش آئے بہت خوش ہوئے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت صاحبقران سے بیان کی یہ سنکے امیر نے سب کو بہت تحسین و آفرین کی بدیع الملک اور بدیع الجمال پری کو خلعت فاخرہ عنایت کیا پھر شہزادہ بدیع الملک حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اتنے مین ہرکارے لشکر اسلام کے آئے اور دعائے دولت و حشمت و اقبال اور ثنائے ہمت و اجلال امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کر کے عرض کیا کہ لشکر لقا سے یہ تھا قلعہ بند ہوا ہی صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر ظفر پیکر جائے اور چہار طرف سے قلعہ کو گھیر لے القصہ لشکر اسلام فوراً روانہ ہوا اور آکر چہار طرف سے قلعہ کو محاصرہ کر لیا بارگاہ سلیمانی بھی وہین آکر برپا ہوئی جہان پر خیمہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کا تھا مگر یاقوت شاہ بسبب خوف سنگساری کے اسوقت بھاگ کر زمرد شاہ باختری لقا سے یے لقا کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا خداوند یہ کیسی آپ سے تقدیر کی تھی کہ الٹا ہمارا لشکر سنگسار ہوا بہت لوگ مارے گئے آخرکار لشکر سب وہان سے بھاگ آیا زمرد شاہ باختری نے جواب دیا کہ یہ تقدیر مین نے نہین کی تھی بلکہ یہ تقدیر بالائی ہوئی اور نور خالص قدرت نہ کہیں اور خاطر جمع رکھو اب مین ایسی تقدیر کرونگا کہ ایک خدا پرست زندہ نہ رہیگا مین نامہ لکھتا ہون شہر عنطلی آباد کو کہ وہان ساٹھ لاکھ جادوگر رہتے ہین اور نائب میرا زرد ہشت جادو ہی وہ وہان رہتا ہی اور خدائی کرتا ہی اُسے مین اب اپنی مدد کے واسطے طلب کرتا ہون کہ سب ساحران نامی وگرامی وہان کے آکر ان خدا پرستون کو نیست و نابود کر دینگے یہ کہکر اُسی وقت میر منشی کو بلا کر حکم دیا کہ عنطلی آباد کو بنام زرد ہشت جادو میری طرف سے ایک نامہ بہت جلد تحریر کر مضمون نامہ تھا ای بندۂ بندگان خاص باختصاص من که خداوند لقا زمرد شاہ باختری وای پرستاران قابل سجدہ درگاہ خداوند خداوند ان یعنے زرد ہشت جادو نائب و جانشین خداوند لقا از جانب زمرد شاہ باختری تخت نشین خدائے سجدہ گاہ بندگان ہی کہ خدا پرست اب بہت سرکشی کرتے ہین اور قریب قلعہ ماک سبائل کے آگئے ہین مین نے ہزار ہا تقدیرین اُن سب کے نیست و نابود ہونے کی کین مگر سب تقدیرین اُلٹی پڑین کوئی تدبیر پیش نہ گئی ای بندۂ خاص الخاص درگاہ من تجھکو یہ تاکید لکھا جاتا ہی کہ اپنے خداوند کی مع لشکر ساحران نامی و نامدار سے آکر مددگاری کر اور آکر ان سب خدا پرستون کا خاتمہ کر بعد خدائی زمرد شاہ باختری کی خوب چلیگی اگر تمکو آنے مین عرصہ ہوا تو قیامت آئیگی خداوندی ساری مٹ جائیگی ای بندہ من دیر مناسب نہین ہی کھانا وہان کھانا یہان و ہمو و کھو لیکھ کو بہت سمجھو تاکید مزید جانو فقط یہ مضمون نامہ لکھکر میر منشی نے نامہ کو ملفوف کیا اور وسواس عیار کو بلا کر وہ نامہ دیا اور کہا یہ نامہ لیکر عنطلی آباد مین اسطرح جلد جا کہ جیسے طائر وہم و خیال بمقام فکر پہونچتا ہی زرد ہشت جادو کو دینا اور جواب لیکر جلد آنا وسواس عیار ہمگار مثل طائر نامہ لیکر سر سے باندھا اور شہر عنطلی آباد کو روانہ ہوا اب اُدھر کا حال سُنیے کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز تھے کہ ایک شتر سوار نامہ ونفس شمامہ جناب خواجہ عبدالمطلب کا لیکر خدمت بابرکت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین حاضر ہوا اور بعد قواعد شاہانہ مجرا اسعد بن قباد داد سرا امیر باتوقیر کو کیا اور پوچھا امیر باتوقیر نے ای شتر سوار کہان سے آتا ہی عرض کی غلام مکہ معظمہ سے آتا ہی یہ کہکر ایک نامہ فلک شمامہ پگڑی سے نکال کر ہاتھون پر رکھکر

پیش کیا صاحبقران زمان نے وہ نامہ ہاتھ سے اٹھا کر کھولا اور پڑھنے لگے نامہ ای راحت
روح و قرۃ العین وای نور دیدہ والدین ای گل حدیقہ عربستان ای غنچہ نو دمیدہ گلستان جہان وای زیب اورنگ
ہمت و شجاعت وای زینت طراز ممالک ہندوستان و ولایت سرو فخر لشکر اسلام و تاج بخش شاہان ذوی الاحترام
آرام بصر و دل مجبوران فخر سلاطین جہان سلطان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان اطال اللہ
عمرہم العبد دعا ہے درازی عمر و ترقی درجات عالیات و اشتیاق دیدار فرحت آثار تمکو یہ لکھا جاتا ہے ای
فرزند ارجمند بالفعل شہر مکہ معظمہ پر ابو عمرو بن شداد حبشی فوج قاہرہ سے کر کے قصد شد و مد چڑھ آیا ہے اور نہایت
زور و شور سے ہو کر لاف و گزاف ہر کس و ناکس کے سامنے کرتا ہے لہذا تمکو لکھا جاتا ہے کہ دیکھتے ہی نامے کے
فوراً کوچ کر دو اور بہت جلد اپنے تئین پہونچاؤ اگر تمہارے آنے میں دیر ہوئی تو ہم سب کا استیصال
ہو جائیگا اور حرمت خانہ کعبہ میں فرق آ جائیگا ای نور چشم خانہ دل کو بہار سے روشن کرو ویرانۂ بیت الحزن
دل تیرہ منزل کو بہار جمال سے اپنے رشک گلشن کرو فقط زیادہ والدعا امیر ابو المعالی حمزہ صاحبقران
زمان یہ نامہ لقا سیاہ پڑھکر بہت متردد ہوئے اور بادشاہ اسلام یعنے سعد بن قباد شہریار کی طرف
مخاطب ہو کر عرض کیا کہ میں نے مدت سے والدین ماجدین کی زیارت نہیں کی ہے نہایت دیکھنے کا مشتاق
بھی تھا اب بالفعل یہ مہم بھی درپیش ہے بغیر میرے جائے یہ مہم سر نہوگی اب میں تو مکہ معظمہ کو جاتا ہوں اور
عجیل ماہرو کو اپنا جانشین کر کے چھوڑے جاتا ہوں یہ سب سردار پہلوان آپکی خدمت والا منزلت
میں موجود ہیں آپکی فرمانبرداری میں ہرگز قصور نکرینگے جو حکم آپ کا ہوگا وہ بسر و چشم بجا لائینگے اور اب بالفعل
لڑائی بھی لشکر کفار سے ملتوی ہے جبتک میں وہاں سے آؤں آپ بخوشی و خرمی بسر کیجیے یہ کہکر عجیل ماہرو
کو اپنے دنگل زرین پر بٹھایا اور سب سرداروں کو بخوبی فہمائش کر دیا اور ملک قاسم نوجوان اور شہزادہ
بدیع الزمان کو بغلگیر کر کے اُسے ملوا دیا اور کہا کہ خبردار آپس میں کسی طرح کا رنج و ملال نہو میل ملاپ اور فساد نکرنا
سب لشکر فیروزی اثر کا بند و بست کر کے اٹھ کھڑے ہوئے اور پانی پر اسم اعظم دم کر کے گرد لشکر خود اپنے لشکر
وہ پانی چھڑک دیا جب ان سب امور سے فارغ ہوئے بارگاہ میں تشریف لائے رات کو تو وہیں رہے
صبح کو سب سے رخصت ہو کر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر سوار ہوئے طرف مکہ معظمہ کی راہ لی
اب فقط امیر ابو المعالی حمزہ صاحبقران زمان اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار مکہ معظمہ کو
چلے ہیں باقی تمام سردار اور لشکر جرار اسی مقام پر فروکش ہے یہ خبر ہرکاران لشکر کفار نے جا کر لقا سے بیان کیا
زمرد شاہ باختری کو پہونچائی کہ صاحبقران اور عمرو اور مقبل لشکر سے اپنے طرف مکہ معظمہ کے
جاتے ہیں پتہ نکتا بارک نے زمرد شاہ باختری کو صلاح دی کہ یا خداوند ایسے میں میدان صاف ہے
اگر جلد و کر عنطلی آباد سے آجائیں تو خدا بندوں کا بہت جلد خاتمہ کر دیں لقا نے گرد مرد سے کہا تو
ابھی جا عنطلی آباد کو اور جلد ساحروں کے لشکر کو اپنے ساتھ لیکر آ بحکم خداوند لقا گرد مرد بھی
عنطلی آباد کو روانہ ہوا لیکن وسواس ہیار نائب لقا سے نامہ لیے ہوئے مالک بن زر دہشت کے پاس
پہونچا اس نے نامہ لقا سے لے کر پہلے چوما چاٹا پھر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا بعد اسکے
وہ نامہ پڑھا اسی وقت کلثوم جادو و امہات جادو کو بلا کر کہا کہ تم دونوں ابھی جاؤ اور خدا اپنے دونوں کا خاتمہ
کرو وہ دونوں بحکم مالک بن زر دہشت بزور سحر پرواز پیدا کر کے طرف آسمان کے اڑیں اور جا

ملک سبائل روانہ ہوئے بعد اسکے وسواس عیار و زرد ہیبت نے خلعت دیکر رخصت کیا یہاں لقا گنبد
گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک شعلہ ہائے آتش آسمان پر چمکے اور دو جادوگر نمایان ہوئے آتش فشان پر سوار آسمان
سے اترے اور لقا کو مجرا کیا اور کہا کہ ہم عنطل آباد سے آپ کی مدد کو آئے ہین لقا سے سبب بقا بہت
خوش ہوا اور کرسیان جواہر نگار ان کو بیٹھنے کو دین اور بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آیا بختیارک نے انکے
سامنے حال سارا جادوگرون کے مارے جانے کا بیان کرنا شروع کیا کہ اس طرح سے شہر ام الجبال
کشمیر اندر کوٹ چاہ ماران خدا پرستون نے تباہ کیا لکم آج یہ وقت آئی ہو کہ لشکر خدا پرستان مین تمام
کامل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہین ہین دونون نے کہا کہ ملک جی اگر عمرو ہوتا تو کیا کرتا خیر اس سے کیا بحث
ہمسے اب تم خلاصہ بیان کرو کہ ہمین خداوند لقا نے یہان کسواسطے طلب کیا ہے بختیارک نے کہا کہ
خداوند خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت تنگ آ گئے ہین اب عاجز ہوکر مع لشکر قلعہ بند ہوکر بیٹھے ہین تم کو
اس لیے بلایا ہے کہ تم ان خدا پرستون کا استیصال کرو ان دونون جادوگرون نے کہا کہ ابھی ہم دیکھ آتے
ہین کہ گرد شہر کے لشکر خدا پرستان پڑا ہوا ہے بس ہم اگر سحر کرینگے تو شہر والے بھی مارے جاینگے اگر لشکر اسلام
یہان سے کسی طرح ہٹے تو ایک چشم زدن مین ان سب خدا پرستون کو غارت کرین بختیارک نے لقا سے
کہا یا خداوند آپ بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو تحریر کیجیے کہ بارادۂ جنگ و جدال قلعہ سے باہر آتے ہین
تمکو لازم ہے کہ اپنے لشکر کو یہان سے ہٹا کر وہان لے جاؤ جس مقام پر آتے ہوئے تھے اب اس مقام پر
ہمارا لشکر آکر قیام پذیر ہوگا لقا سے سبب بقا نے اسی وقت ایک نامہ اسی مضمون کا بادشاہ اسلام کو لکھا
گلنوم جادو اور اعجاست جادو نے اسم سحر پڑھکر اس نامہ پر دم کر دیا اور کہا کہ اس نامے کو جلد بھیجا
کہ لشکر اسلام اس نامے کو دیکھتے ہی فوراً اسباب جانیگا القصہ وہ نامہ لقا بختیارک نے ارمزاد کو دیا کہ تو
یہ نامہ خدمت بادشاہ اسلام مین لیجا ارمزاد بحکم لقا سے سبب بقا نامہ سحر آلود لیکر لشکر اسلام
مین آیا اور سامنے بادشاہ اسلام آکے پیشکش ملازمان دالا کیا بادشاہ اسلام نے دبیر سے فرمایا کہ اس
کو پڑھو اس نے باواز بلند پڑھکر سنایا مضمون نامۂ لقا شنکر بادشاہ اسلام نے سب سردارون سے فرمایا
کہ صاحبقران حمزہ صاحبقران حصار اسم اعظم گرد لشکر ظفر پیکر کھینچ گئے ہین ہم کیونکر اس حصار کو توڑ کر نکل جائین
بدیع الزمان نے عرض کیا کہ حضور بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن شہزادہ قاسم عالیشان نے کہا کہ اگر
صاحبقران کبھی ہوتے تو بیشک خیمہ و بارگاہ یہان سے اکھڑوا کر اور جگہ استادہ کرتے لشکر کو اس مقام پر
سے علیحدہ لیے جاتے یہ تو عین نامردی ہے کہ حریف لڑنے کو آتے اور ہم آگے سے نہ آتے دین بدیع الزمان
نے کہا ابھی یہین حالت ہو کہ فرمان بادشاہی سے تم سرتابی کرتے ہو جو حکم کہ حمزہ صاحبقران دیگئے
ہین اس کے خلاف کرتے ہو قاسم نے جواب دیا کہ ہم دادا جان کے قاعدے پر چلتے ہین اور ہم تو اپنا
خیمہ یہان سے ہٹائے لیے جاتے ہین اس وقت قاسم و بدیع الزمان مین یہان تک گفتگو بڑھی
کہ قریب تھا دونون طرف تلوارین کھنچ جائین اور دست سراسیمون مین اور دوستون مین فساد ہو آپس
مین خونریزی ہو جائے اس وقت بادشاہ اسلام نے یہ رنگ دیکھکر پہلوان عادی کو حکم دیا کہ جلدی
یہان سے لیے چلو جہان پہلے خیمے تھے وہین خیام استادہ کرو آپس مین فساد ہونا اچھا نہین پہلوان
عادی بحکم بادشاہ اسلام خیمے بلند تھا تین اور بارگاہ سلیمانی اشترون اور ہاتھیون پر بار کروا کے

روانہ ہوئے جہان اُترے ہوئے تھے وہین بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی خیمے وغیرہ برپا کیے گئے سب سردار ولشکر جرار وہین قیام پذیر ہے بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے ارمزاد نے لقا سے جا کر عرض کیا کہ تمام لشکر اسلام یہان سے اسی جگہ کو کوچ کر کے قیام پذیر ہوا جہان پہلے دامنہ پلنگ کوہ پر تھا اب یہان میدان ہو گیا گلثوم جادو اور اجہات جادو نے یہ خبر جب سنی لقا سے عرض کیا یا خداوند اب ہم وہان جا کر دامنہ پلنگ کوہ پر مقام کرتے ہین آپ ہمارے واسطے سامان سحر اور کھانا پانی شراب کباب برابر بھیجے جایئے گا تین روز مین سب خدا پرستون کا کام تمام کر دینگے یہ کہکے لقا سے سب لقا سے رخصت ہو کے وہ دونون جادوگرنیان دامنہ پلنگ کوہ مین آ اُترین لقا نے تمام اسباب سحر اور ریلا لوزرد سے کی تھا مین قورمے کے پیالے شراب کی کلابیان کباب کی تشتریان یہ سب اُن دونون جادوگرنیون کے پاس بھیجدین اور روز و شب اسی طرح سے جایا کیا گنجیا پارک نے کہا ذرا جو لوگ اُن کے پاس جاتین جیپ کے جائین کوئی لشکر اسلام کا نہ دیکھ لے الغرض جب سامان سحر اُن کے پاس پہونچا اُن دونون نے خون خوک سے غسل کیا اور اُسی خون سے چوکا دیا اور وہی گوشت بھینسے بہیرون کو دیا اور شراب بھی دی اور منقل آتش سامنے رکھکر کالے تلون پر اسم سحر پڑھکر آگ مین ڈالنا شروع کیا اب دھوان آگ مین اُٹھنے لگا اور آسمان پر جمع ہو کر ایک گہرا ابر تیرہ و تار بنگیا اور جا کر لشکر اسلام پر چارطرف چھا گیا ہوا سے تند چلنے لگی بجلی چمکنے لگی رعد کی آواز مہیب بلند ہوئی کہ دل دہلنے لگے ترشح شروع ہوا پہلے پہل بڑی بڑی چھوٹی چھوٹی بوندیان بعد اسکے بڑے زور شور سے برسنے لگا بعد تھوڑی دیر کے مینہ تھم گیا اولے پڑے کہ ایسے اولے دیکھے نہ سنے ہزار ہا من کی ایک ایک سل آسمان سے گری بعد اسکے برف باری ہوئی کہ سردی کے مارے ہر ایک آتش مزاج کانپنے لگا برف سے راہین بند ہو گئین لشکر کے جوانون کے پہلوانون کے دست و پا بیقابو ہو گئے بڑے بڑے شیر دل آتش تن گرم مزاج سمور و قاقم مین چھپنے لگے ہر چند لحاف بھاری بھاری ہاتھون کی روئی کے رضائیان کول طوسے و دوشالے بہت عمدہ عمدہ اوڑھے تھے مگر سردی کم ہوتی تھی عجب لشکر اسلام کی صورت ہو گئی تھی کہ دانت سے دانت بجنے لگے ہونٹھ مارے سردی کے نیلے ہو گئے جو بہت ضعیف و ناتوان تھے جاڑے کے صدمے سے مر گئے لشکر اسلام مین ایک تلاطم برپا تھا دو شبانہ روز برف باری ہوئی تیسرے روز گلثوم جادو اور اجہات جادو نے یہ لقا سے کہلا بھیجا کہ ہم نے تمام خدا پرستون کو محض بیکار کر دیا ہے اس قدر برف برسائی ہے کہ لشکر کے برف کے انبار لگا دیے ہین جا بجا پہاڑ برف کے حائل ہو گئے ہین کیا امکان ہے کہ اب وہ نکل کر کہین جا سکین یا سردی کے مارے حس و حرکت کر سکین ایک طرف تمام راستے بند ہو گئے ہین آپ اپنا لشکر بھیجین کہ وہ سب خدا پرستون کو قتل کرین اِدھر لشکر کفار کا حال سنیے کہ یاقوت شاہ ابد اُن جادوگرنیون کے جانے کے تمام لشکر کو اپنے شہر سے باہر کیا بارگاہ استادہ ہوئی داخل بارگاہ ہوا فوج و سپاہ گرد و اطراف مین لشکر خدا پرستون کے اُتری دن تو گذار اشب کو خبر لقا و یاقوت شاہ کو پہنچی کہ برف باری لشکر اسلام پر ہو رہی ہے لقا نے پکار کر کہا اے بندگان من ہمیشہ قدرت مرا دہ شخص دیگر ہے بلکہ قدرت کبریائی ہے برف ہم نے چاہا کہ یہ خدا پرست راہ راست پر آجائین مگر نہ آئے اور ہمکو اترا رہے تھا باپیہ مین نے ایک قہر و غضب اُنپر نازل کیا کہ سب کے سب غارت ہو جائین ہر ایک کا فرض یہ ہے کہ اپنا خداوند اُنسا دعا تھا وہ سب

تیسرے دن یہ پیغام جادوگرنیون کا پہونچا لقا سے جب لقا نے سنتے ہی حکم دیا کہ طبل قہاری بجے اور کنجاب
سے کہا کہ جا بیڑے دم شمشیر سے بدیع الزمان کی موت تقدیر کی ہے اور گگا ولنگی گاؤ سوار سے کہا کہ تو
قاسم کو تہ شمشیر کر اسی طرح ہر ایک سردار سے خطاب کیا کہ فلان فلان سردار لشکر حمزہ کو قتل کر القصہ صبح کو یاقوت شاہ
سوار ہوا اور تمام لشکر کو ساتھ لے کر چلا یہان لشکر اسلام کا یہ حال ہے کہ باہم باتون میں شد شدہ سہرا منے اکڑتے ہوئے
ہین بیدم پڑے ہین ناگاہ ایک طرف سے کفار پیدا ہوئے اور للکارتے ہوئے تلوارین کھینچ کر لشکر پر آپہنچے
قتل عام ہونے لگا بہت سے سردار و لشکری اہل اسلام کے ہاتھ سے کفار کے شہید ہوئے یہان بدیع الزمان
جو اپنے خیمہ سے نکلے اور تلوار کھینچی اور کفار کو قتل کرتے ہوئے برابر کنجاب کے پہونچے کنجاب نے ہاتھ
تلوار کا مارا بدیع الزمان نے دست عیشو ار سے سپر کو پیر سے کی پناہ کیا مگر ہاتھ کانپ کر وار سے سر دی کے
سر سے ہٹ گیا ادھر تلوار کنجاب کی سر پر پڑی گوشہ سپر کو کاٹ کر فرق سر تک آئی تا دو ابرو پڑا زخم کاری
لگا بدیع الزمان نے دستانہ مار تلوار چھینا کر نکل گئی مگر اسی حالت زخمداری مین جو کھینچتا ہوا ہاتھ تلوار کا کنجاب
کو مارا تیغ کر گردن اس ظالم کی چار ٹکڑے ہوئی ادھر بدیع الزمان کے زخم سر سے خون اسقدر جاری ہوا کہ
غش آگیا دونون ہاتھ گردن مرکب مین حمایل کر دیے مرکب لے کر عرصہ کارزار سے نکل گیا یہان قاسم سے
اور گگا ولنگی سے مقابلہ ہوا گگا ولنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم عالم اضطراب سہرا مین بیخود تھے جب تک سپر سر پر
لائین تلوار گگا ولنگی کی چوٹی کاٹتی ہوئی تا دو ابرو پہونچی فوراً قاسم نے دستانہ مار تلوار نکل گئی مگر قاسم نے
بھی فوراً تلوار نکلنے کے بعد ہاتھ تیغہ بلا ارکان فراسیابی کا مارا کر سر پڑا گگا ولنگی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کر گرا یہان زخم
سر سے جو خون جاری ہوا بیہوش ہو گئے گردن سے گھوڑے کی لپٹ گئے گھوڑا میدان کارزار سے لے کر
نکل گیا لندھور سے اور سوکیا سے سرکش سے سامنا ہوا اس نے گرز مارا جب تک گرز گاؤسر سنبھالے ادھر
سر پر لندھور کے بیٹھ لندھور بھی زخمی ہوا مگر فوراً ادھی گرز ستر ہ سو من کا جو دو دستی تھام کر مارا سوکیا سے سرکش
کے سر پر پڑا اسپ و مرکب گرد بردہ ہو کر پیوند زمین ہو گئے پتا بھی نہ لگا لندھور کو شدت درد زخم سے غش آنے
لگا آخر بیہوش ہو گیا فیل بہونہ مبارک لندھور کو بھی میدان سے لے نکلا کسی طرف کو روانہ ہوا مالک اژدر
سے اور قہرمان کجی سے سامنا ہوا قہرمان کجی نے جو تیغہ مارا مالک کے سر پر پڑا سپر کو قلم کر کے تا دو ابرو
اتر گیا مالک نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا لیکن اسی حالت مین مالک نے سنان نیزہ دو دستی
قہرمان پر ماری وہ نیزہ سینہ پر پڑا پشت کے پار گذر گیا قہرمان گر کر زمین پر تڑپنے لگا یہان مالک کے زخم
سر سے خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا بیہوش ہو گئے مرکب مالک اژدر کو بھی لے کے نکل گیا اسی طرح
ہر سردار نامدار ایک ایک کافر نامی کو مار کر میدان رزمگاہ سے کسی طرف کو نکل گیا کرب غازی اپنے سردار
نامی کو لیکر بارگاہ سلیمانی کو اشتر دن پر لاد کر کسی طرف کو چل کھڑے ہوئے اسد شیرول بھی ہمراہ کرب غازی
کے کفار سے لڑتے لڑتے ایک طرف کو راہی ہوئے جب بادشاہ اسلام سعد بن قباد نے دیکھا کہ سب
سردار ایک ایک کر کے زخمدار ہو کر چلے گئے اور تمام لشکر نکل گیا میدان صاف ہو گیا آخر کار بادشاہ بھی
مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر ایک طرف کو روانہ ہوئے مگر کفار نے روکا کارزار ہونے لگی کفار سے اور بادشاہ
تلوار چلنے لگی بادشاہ نے بھی وہ جنگ و جدل کی کہ صف لشکر کفار درہم و برہم ہو گئی بادشاہ نے گھوڑے
کی باگ اٹھائی ایک سمت کو راہی ہوئے تھے کہ یاقوت شاہ درمیان راہ مل گیا برابر آ کے اس نے تلوار ماری

تڑپنے لگا بعد اسکے تمام اہل صحبت اور ملازمون کو ہوش مین لایا اور کہا کہ اگر تمام خدا پرستون کو نہ مارا تو اپنا نام
القاش خون آشام نہ رکھا یہ کہکر تیاری مین لشکر کی مصروف ہوا اور کوچ کا سامان کرنے لگا ارادہ کارزار کا
لشکر اسلام سے ہوا آخر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا حال سنیئے کہ سب اسباب و مال لوٹ کر اور ناک کاٹ کر محکم
خون آشام کی روانہ ہوا آتے آتے قریب بلاک سبائل کے پہونچا شام کا وقت قریب آگیا تھا ایک تکیہ فقیر
کا نظر پڑا اس تکیہ پر آکر قیام کیا کہ رات یہان بسر کر دیجئے صبح کو بلاک سبائل مین چلکر مفصل اہل اسلام کا حال
دریافت کیجئے وہ فقیر جو اس تکیہ پر رہتا تھا اسنے عمرو کے آگے ایک کاسہ آش اور کچھ روٹیان رکھین خواجہ عمرو
نے بسم اللہ کہکے نوالہ توڑا اور چاہتا تھا کہ منہ مین نوالہ رکھے کہ فقیر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ ذرا ٹھہر جائیے اس
کھانے کو نہ کھائیے اس مین زہر ملا ہوا ہے مین مرد مسلمان ہون کافرون کو زہر دے دے کر مار ڈالتا ہون اہل اسلام
کا دوست کفار کا عدو ہون عمرو نے نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا اس سے حال لشکر اسلام کا پوچھا فقیر نے ایک آہ
سرد دل پردرد سے کھینچی اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ اے مرد دیندار چوبیس ہزار کلمہ گو مسلمانون کے سر کٹوا کر القاش
نے بھجوا دیئے ہین تمام لشکر اسلام کی صفائی ہوگئی یہ کہکر زار زار رونے لگا عمرو نے اسے دلاسا دیا اور نام اپنا اظہار
کیا کہ منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دیکھنا تو کیسا ان کفار سے عوض لیتا ہون الغرض رات کو وہان رہے صبح کو اٹھکر
داخل بلاک سبائل ہوئے جب پل آذربان اور پل مشتا پار پر آکر پہونچے وہ کلمہ گو چوبیس ہزار لشکر آئے اور ایک
ابر آسمان پر گہرا دکھائی دیا پھر اسکے بلاک کوہ کی طرف جو نگاہ کی دیکھا تو ایک ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے اور دھوان
اٹھتا معلوم ہوتا ہے تمام صحرا دھوان دھار ہے دل مین عمرو نے خیال کیا کہ وہ جادوگرنیان جنھون نے لشکر اسلام کو تباہ
کیا اور برفباری کی وہ وہین ہین پہلے چلکر ان دونون کو فی النار کرو بعد اسکے اپنے ناموس کی تجسس کرو یہ خیال
کرکے بلاک کوہ کی طرف روانہ ہوا جب دامنہ بلاک کوہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک چوبدار لقا کے سبیل لقا
کا کئی اونٹون پر کھانا اور شراب اور کباب نقل وغیرہ لادے ہوئے چلا جاتا ہے عمرو ایک فقیر کی صورت بنکر
آگے بڑھا اور راہ مین ایک مقام پر جاکر بیٹھ رہا جب وہ چوبدار اس تکیہ کے قریب پہونچا فقیر نے دعائین دین
کہا بابا ہمارا تکیہ آباد کرتے جاؤ فقیر دن سے بھوکا ہے کچھ راہ خدا ملے چوبدار اور شتربان پکارے کہ شاہ صاحب
ہم ایک بلا مین گرفتار ہین دعا کیجئے کہ اس عذاب سے نجات پائین پھر آپ کو خوب سیر ہوکر کھلائین فقیر
نے کہا بابا سچ تو مشکل کر لیجئے کچھ کہو تو کہ وہ کیا عذاب ہے ان دونون نے کہا شاہ صاحب ایک دو جادوگرنیان
آگئی ہوئی ہین ایسی کنجوس بخیل ہین کہ صبح کو اگر کوئی انکا نام لے تو شام تک اسکو کھانا کھانے کو نہ ملے انھین
کے زہر مار کرنے کو یہ کھانا اور شراب اور کباب وغیرہ لیئے جاتے ہین شب و روز ہمکو ادھر سے ادھر اور ادھر
سے ادھر پھیرتے پھیرتے گذرتی ہے مگر ایک کوڑی ان کمبختون سے حاصل نہین ہوتی فقیر بولا بابا کیون گھبراتے
ہو ایک دو روز کی اور تکلیف ہے پھر ان دونون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے اور لو یہ خاک ذرا سی چاٹ لو دیکھو تو آج
ہی تمھارے واسطے کیا علاج و دفع ہوتی ہے چوبدار اور شتربان اس راز کو خاک نہ سمجھے وہ خاک جلدی
سے کھا گئے وہ قتال جان بیہوشی کی حلق سے اترتے ہی ایک چکر آیا بیہوش ہوکر گرے عمرو
نے وہ کھانا اور شراب و کباب اور میوہ وغیرہ آغشتہ بدارو بیہوشی کیا اور پھر ہمین اسی طرح درست
کرکے ان دونون کو فتیلہ دفع بیہوشی دیا وہ جو ہوش مین آئے گھبراکر اٹھے عمرو نے گلیم عیاری کو اوڑھ لیا تھا
دیکھا چوبدار و شتربان نے کہ وہ فقیر نہین ہے بہت متحیر ہوئے وہ غائب ہوکر جا رہی ہے روانہ ہوئے عمرو بھی گلیم پہنکر

پاس اُس جوان کے آیا اور ہوشیار کیا مگر عالم زخمداری میں ایسی غشی طاری تھی کہ ہوش نہ آیا جب تو خواجہ
مظفر بازرگان نے اپنے ملازموں سے کہا کہ اس جوان حسین کو اٹھا کر ہمارے خیمے میں لے چلو سب ملازم
خواجہ کے شاہزادہ قاسم کو اٹھا کر اپنے قافلے میں لائے اور خیمۂ خواجہ مظفر میں داخل کیا خواجہ نے جراح کو
بلا کر زخموں میں ٹانکے دلوائے اور پھاہے مرہم کے چڑھوا دیے اور آپ خدمت میں مصروف ہوا جب دل
کو تسکین خاطر خواہ ہوئی بڑی دیر میں شاہزادے کو ہوش آیا شاہزادہ قاسم نے بالین پر اپنے خواجہ مظفر کو
خدمت گذاری میں پایا قاسم عالی شان تبسم کر کے اٹھ بیٹھے خواجہ مظفر نے حال پوچھا کہ اے جوان رعنا
تو کون ہے اور کہاں تجھے تلوار چلی تھی کس کے ہاتھ سے تو زخمی ہوا قاسم نے کہا کہ میں بھی سوداگر بچہ ہوں
میرے قافلہ پر قزاق آ پڑے میرے ہمراہی خوب خوب لڑے آخر سب مارے گئے میں بھی زخمی ہوا مر کر
بچ کر ادھر نکل آیا خواجہ مظفر نے کہا اے جوان میں لاولد ہوں میرے کوئی اولاد نہیں ہے میں چاہتا ہوں
کہ تجھکو میں بیٹا بناؤں تو میرے پاس رہ عیش و عشرت میں بسر کر قاسم نے قبول کیا خواجہ مظفر بہت خوش ہوا
اور اپنے ناموس میں لے گیا قاسم نوجوان خوش و خرم رہنے لگے خواجہ مظفر کی ایک کنیز تھی کہ خواجہ اس کنیز سے
بہت مانوس تھا وہ کنیز نور جمال قاسم بے مثال دیکھ کے عاشق ہو گئی اور دو پہر رات گئے قاسم عالی شان
جس جگہ آرام کرتے تھے وہاں آئی اور پاؤں شاہزادہ قاسم کے دبانے لگی قاسم کی فوراً آنکھ کھل گئی
بیدار ہو گئے دیکھا کہ ایک زن سبزہ رنگ حسن جوانی کی امنگ میں پلنگ کے نیچے بیٹھی ہوئی پاؤں دبا
رہی ہے شاہزادہ قاسم نے پوچھا تو کون ہے اُس نے کہا میں حرم ہوں خواجہ مظفر بازرگان
کی جس وقت سے تجھکو دیکھا ہے اُس وقت سے دل دادہ ہوئی ہوں اور شیفتہ و فریفتہ ہوں تو جو تمکو
محبت ہو اور مطلب دل حاصل ہو تو میں خواجہ مظفر کو زہر دے کر مار ڈالوں اور تمام
مال و اسباب کا تمہیں مالک کر دوں شاہزادہ قاسم نے اس کنیز سے کہا کہ اور دور کیا بکتی ہے وہ
میرے پاس سے اٹھ نہ پائی کہ لپٹ جا کر دونوں ہاتھ گردن میں قاسم کے ڈالے قاسم نے ایک ہاتھ
ہاتھ مارا کہ وہ دور جا گری ایسی چوٹ لگی کہ وہ منہ بیٹھ گئے آپ بیہوش ہو کر وہاں سے چلی گئی بیان
قاسم پھر سو رہے مگر اس مکارہ نے صبح کو جا کر خواجہ مظفر کو بہکایا اور کہا کہ اچھے شخص کو فرزند
اپنا کیا ہے کہ وہ شب کو میرے پاس آیا تھا اب وصل ہوا میں نے انکار کیا اس نے میرا یہ حال بنایا
خواجہ مظفر بازرگان نہایت رنجیدہ خاطر ہوا اسی وقت اپنے کار گذاروں کو جمع کر کے تمام کیفیت ان
بیان کی اور کہا اسے قتل تو کیا کروں مگر یہی اس کی سزا ہے کہ سوتا ہوا چھوڑ کر چلا جاؤں سب نے کہا
جیسا مناسب جانئے وہ بیچارا القصہ دن تو گذرا شب ہوئی قاسم کو سوتا چھوڑ کر خواجہ مظفر
بازرگان مع تمام قافلے کے کوچ کر کے وہاں سے چلا گیا صبح کو جب قاسم عالی شان بیدار ہوئے
دیکھا سنسان پڑا ہے کوئی آدمی ہے نہ آدم زاد قاسم سمجھ گئے کہ اسی عورت کا فساد ہے کہ خواجہ مظفر
بازرگان مجھے سوتا چھوڑ کر یہاں سے چلا گیا یہ سوچ کر قاسم عالی شان فوراً اٹھ کر کمر باندھ کر تیار
ہو جو گھوڑا تھا اس پر سوار ہو کر روانہ ہوئے دو تین کوس آگے ہونگے کہ پیچھے سے گھوڑے کے ٹاپ کی آواز آئی پیچھے پھر کر
دیکھنے لگے دیکھا کہ خواجہ مظفر کا غلام کہ نام اُس کا الماس ہے چلا آتا ہے جس وقت وہ برابر پہنچا القصہ
کہا کہ باشی [illegible] خواجہ نے اپنا فرزند بنایا تو نے اُس کے ناموس پر نگاہ بد ڈالی تجھکو اس کی

سزا دوں یہ کہکر تلوار اُس غلام خواجہ نے کھینچی اور قاسم ذیشان پر وار کیا شاہزادہ قاسم نے تلوار اُسکی
چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈال کر پشت زین سے اُٹھا لیا اور پکارا کہ او الماس ہم اولاد حمزہ صاحبقران
زمان ہیں ہمسے ایسی حرکت نہیں ہوتی ہے ہم پرائے ناموس پر بد نظر نہیں کرتے ہیں وہ فاحشہ خود میرے پاس
طالب وصل آئی تھی زہر کی پڑیا ہاتھ میں لائی تھی اور کہتی تھی کہ اگر تم کہو تو خواجہ مظفر کو زہر دے کر مار ڈالوں
اور تمہیں مال و اسباب کا مالک کر دوں یہ سنکر میں نے اُس فاحشہ کو اُلٹا ہاتھ مارا کہ دور جا کر گری اُس نے
نہیں معلوم کہ خواجہ سے کیا جا کر کہا کہ وہ مجکو سوتا چھوڑ کر رات کو مع لشکر کوچ کر گئے الماس نے کہا ای شہزادہ
یہ ماجرا مجکو نہیں معلوم تھا قاسم نے پوچھا اب خواجہ کہاں ہیں اُس نے عرض کیا کہ ایک درہ کوہ میں اُترے
ہوئے ہیں یہ سنکے قاسم نوجوان نے الماس کو امان دی اور اُسی طرح گھوڑے پر بٹھا دیا اور ہمراہ
الماس غلام خواجہ مظفر کے پاس روانہ ہوئے جب درہ کوہ میں قدم رکھا دیکھا کہ جا بجا لاشیں
پڑی ہوئی ہیں گھالے ہوؤں کے بندھے ہوئے ہیں اور مظفر بازرگان ایک درخت سے بندھا
ہوا کھڑا ہے قاسم نے کہا ای مظفر اُس قحبہ کنیز کے اغوا کرنے سے ہم پر بدگمانی کر کے ہمیں چھوڑ کر تنہا وہاں
سے چلے آئے اپنے نزدیک ہمیں طعمہ گرگ و شیر کر چلے تھے مگر سچ بتاؤ کہ تم اپنی سزا کو پہونچے یا نہیں
ہمیں تو پروردگار عالم نے اپنی محافظت میں رکھا خیر گذشتہ را صلوات تمکو کس راہ بدی پیش آئی
راہ اب یہ بیان کرو کہ کیسے تمہارا یہ حال کیا خواجہ مظفر نے کہا کہ مجھے نہ معلوم تھا کہ قزاق یہاں رہتے ہیں
میں غافل یہاں آکر اُترا کوئی چار گھڑی گذری ہوگی کہ قزاق قافلے پر آپڑے سب کو قتل کیا سارا مال
اسباب لوٹ لیا مجھے درخت سے باندھ دیا قاسم نے خواجہ کو درخت سے کھولا اور کہا کہ ای خواجہ
بازرگان خاطر جمع رکھو ابھی جا کر اُن قزاقوں کو سزا دیتا ہوں اور تمام مال و اسباب تمہارا اُن سے
دلائے دیتا ہوں یہ کہکر قزاقوں کی تلاش میں قاسم نوجوان بصد عز و شان روانہ ہوئے آگے بڑھکر
دیکھا کہ وہ قزاق سب کے سب قوم زنگ سے ہیں اسباب جو لوٹ کر لائے ہیں ایک مقام پر بیٹھے
ہوئے حصہ بانٹ کر رہے ہیں وہیں سے شاہزادہ قاسم نے نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری
شہسوار الجمل پوش خاوری ٭ صاحب اقبال و جاہ و ذیحشم ٭ صفدر اعظم قاسم عالی ہمم ٭ ای تیرہ روزگار
حرامخوارو میں آپہونچا سزا دینے کو تمہیں جو ناحق سوداگروں کا مال لوٹا ہے اُن قزاقوں نے جو
قاسم کو دیکھا کہ ایک جوان مرصع لباس گھوڑے پر سوار نعرہ کرتا چلا آتا ہے آپس میں کہا کہ سونے کی
چڑیا اب تو خود بخود اُڑ کر آئی ہے چھین لو اسکا گھوڑا اور لباس اسکا جانے نہ پائے دس قزاق مجتمع
ہوکر قاسم کے سامنے آئے اور تلواریں کھینچکر قاسم کو چاروں طرف سے گھیر لیا قاسم عالی شان
تیغ پالارک افراسیابی کھینچکر نو قزاقوں کو واصل جہنم کیا اور ایک بھاگ گیا وہ بارہ ہزار قزاقوں کو
اپنے ہمراہ لیکر آیا قاسم کو چار طرف سے گھیر لیا قاسم عالی شان نے تیغ پالارک افراسیابی
سے ایک طرفۃ العین میں بہت سے قزاقوں کو مارا بہروز زنگی کہ سب قزاقوں کا سردار تھا اُسکے برابر
قاسم پہونچے بہروز نے تلوار ماری قاسم نے بازو بچا کر ہاتھ کو ڈالدیا اور تلوار ماری قاسم نے
اور تلوار بہروز کی چھین لی اور بہروز کو پشت زین فرس سے بچالاکی ایک ہاتھ سے پکڑ کر اُٹھا
لیا اور کہا او بہروز زنگی دین اسلام قبول کر اور کلمہ زبان پر جاری کر نہیں تو مارتا ہوں کہ پیوند زمین ہو جائیگا

مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ و رہا ہے حسن مین غرق چہرہ مانند خورشید تابان کے چمکتا ہوا
ذرے تمام عکس منور سے مثل اختر تابان و درخشان جیسے ہی سامنے شاہزادہ ملک قاسم نوجوان کے
ملکہ لعلپوش آئی دیکھتے ہی اسکے حسن و جمال بیمثال کو شاہزادہ قاسم دلدادہ و فریفتہ ہوگئے اُدھر ملکہ
بھی دیکھتے ہی شاہزادہ قاسم عالیشان کی عاشق و شیدا ہوگئی شعر ایک ہی نگاہ عشق نے بس * کام دونون طرف
کیا اپنا * شاہزادہ قاسم نے اور کسکے جگر کو تھام لیا اُدھر ملکہ لعلپوش شمشیر عشق و حسن و جمال کی گھائل ہوئی
عالم بیخودی ہوگیا دل مین اپنے کہا ای لعلپوش اس جوان بیمثال کے ساتھ اپنی جان دینا قبول ہے بس یہ
خیال کرکے قاسم کے پاس آئی اور کہا ای شہزادہ ای بادشاہ حسن و جمال جان سے زیادہ کوئی چیز نہین ہے تو کیون
آمادہ مرگ ہوکر یہان آیا ہے کیا جنگلے دل کو اس بلاے عشق مین پھنسایا ہے قاسم نے کہا ای ملکہ ہمنے
ہزارون دیوون کو مارا ہے اسکی کیا حقیقت ہے انشاء اللہ تعالی بفضل ایزدی تم اپنی آنکھ سے دیکھ لینا
کیونکہ اس دیو عراق کو مارتا ہون ملکہ نے ساتھ والیون سے کہا کہ جلد شراب و کباب لاؤ اُسیوقت تمام
سامان عیش مہیا ہوگیا ملکہ نے جام شراب لاکر لبریز کرکے شاہزادہ قاسم کو دیا قاسم نے کہا ای ملکہ عالم
مین تمہارے ہاتھ سے یہ جام تب پیونگا جس وقت تم مسلمان ہوگی اُسوقت تمہارے ساتھ ہم نا و نوش ہونگا ملکہ
نے کہا ای شہریار مین تو اب تمہاری لونڈی ہوچکی ہون جو کچھ حکم کروگے بجالاؤنگی یہ کہکر لقا سے بے بقا اور اُسکے
پرستارون پر لعنت کی اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی دین اسلام قبول کیا اُسوقت شاہزادہ قاسم نے جام بادہ
گلفام ملکہ کے ہاتھ سے لیکر نوش کیا اور خود دوسرا جام لبالب کرکے ملکہ کو دیا اُسنے بھی بے اندیشہ انجام جام
لیا اب دونون باہم سرگرم عیش و نشاط و سرور و انبساط اور مشغول و اختلاط بے اختیار ہوکے تھے کہ مین
اسکے موجود ہوئین ناچ رنگ شروع ہوا چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی دیکھا کہ ایک دیو کوہ پیکر
طویل قامت سر بفلک کشیدہ ظاہر ہوا اور ہاتھ مین اُسکے میوے کی ڈالیان تھین اپنی معشوقہ کے واسطے
لیے آتا تھا ملکہ نے شاہزادہ قاسم سے کہا ای شہریار غضب ہوا وہ دیو عراق آپہونچا شاہزادہ قاسم
نے کہا کیا اندیشہ ہے آنے دو خوف نہ کرو یہ کہکر قاسم ذیشان کھڑے ہوگئے اُس دیو نے جو دیکھا کہ میری
معشوقہ پہلو سے رقیب کے مین مشغول عیش ہے غصہ سے سرخ آگ کا انگارا ہوگیا دل مین جل بھن کے
خاک سیاہ ہوا مثل رعد کے گرجتا ہوا دوڑا اور للکارا کہ او آدمزاد تو نے کیا غضب کیا میری جان جہان
معشوقہ آرام جان پر قبضہ کیا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اُدھر قاسم نوجوان نے نعرہ کوہ شگاف
کیا کہ زمین لرزنے لگی بارہ دری جسمین آئی تھی نازنینان سیمینان اندر بارہ دری کے تھین مارے ڈر کے باہر
نکل آئین دو چار کنگرے سقف کے گرے سب نے جانا کہ زلزلہ آیا اب یہ عمارت گرا چاہتی ہے ملکہ مثل بید کے تھر تھر کانپنے
لگی کہا خدا خیر کرے اس دیو کے ہاتھ سے اس شہریار خوش جمال و بیمثال کو خدا بچاے حافظ حقیقی جان کا نگہبان
ہے یہان آتے ہی دیو عراق نے شاہزادہ قاسم پر ایک شمشاد ماری وہ ضرب اگر کسی دیوزاد پر پڑتی تو مثل خمیر کے
دو ٹکڑے ہوتا مگر وار خالی گیا اب شاہزادہ قاسم نوجوان شیرہ نبیرہ صاحبقران کی ضرب وار شمشاد
اس خوبصورتی سے خالی دی کہ وہ دیو سنبھل نہ سکا گرا شاہزادہ قاسم نے دونون شانے پکڑ کر کام تمام کر
اُس شیخ ظلم و بدعت کو جھٹکا دیا کہ سر اُس دیو عراق کا زمین بوس ہوا عراق قسمت سے ٹکرا کے لیتا
گیا قاسم نے گردن مین ہاتھ دونون ڈالے کشتی ہونے لگی پڑا میدان معرکہ کے

زور ہوئے نہایت زبردست پیچ ہوئے چار پہر کامل دیو عراق سے اور قاسم عالیشان سے کشتی ہوئی
ایک مقام پر قاسم نے عراق کو ریل کر قینچی پاؤن کی لگا کر اڑنگا مارا کہ دیو عراق بے قابو ہو کر گرا فورا
قاسم مثل شہباز کے اُس صید کو دبا بیٹھے اُدھر وہ دیو گرتے ہی نصف زمین مین دھنس گیا تھا اب جو قاسم
اُسکو دبا بیٹھے تو اُسکی جان پر بنگئی زیر ہو کر اُس صید اجل گرفتہ نے مارے خوف کے کھیسین نکالدین گڑگڑانے لگا
قاسم نے للکار کر کہا او دیو عراق بس اگر اپنی جان بچانا چاہتا ہی تو بہتر یہ ہی کہ ابلیس پرستی کو ترک
کر شیاطین پر لعنت کر دین حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام اختیار کر حق پرستی قبول کر نہین تو ابھی تجھکو
مار ڈالونگا دیو عراق تو بانکنی مین تھا ملک الموت کا سا سنا تھا جان پر بنی ہوئی تھی دل مین اپنے اُس
دیو نے کہا کہ بیشک یہ آدمزاد مجھے مار ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا ایسے زبردست آدمزاد سے کبھی سابقا
نہوا تھا اسکے سامنے دیو و جن و پری کی کیا حقیقت ہی دیو عراق نے دل کو سنبھال کے ضبط کر کے
شہزادہ قاسم سے پوچھا کہ آپ کون ہین مجھے آگاہ کیجیے شہزادہ خاور سیاہ فلک جاہ نے کہا تو نے

سنا بھی ہوگا لقب ہ	آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار لعل پوش خاوری	صاحب اقبال و جاہ وفرخندہ
صفدر روزوقت قاسم عالی ہمم	شہنشاہزادہ مالک قاسم ذیشان نبیرہ امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان		

حمزہ صاحبقران زمان یہ سنکے وہ دیو عرق عرق ہوگیا مثل چوب بید کے کانپنے لگا بصدق دل حق پرستی
اختیار کی دین حضرت سلیمان علیہ السلام جان و دل سے قبول کیا قاسم اُسے چھوڑ کے اُٹھ کھڑے
ہوئے وہ دیو اُٹھا گرد جھاڑ کے کھڑا ہوا اور اندر بارہ دری کے گیا اور ایک صندوق طلائی اٹھا لایا
اور سامنے شہزادہ قاسم کے رکھدیا ملک قاسم نے پوچھا کہ اسمین کیا ہی دیو نے عرض کی کہ حضور خود
کھول کر ملاحظہ فرمالین چنانچہ قاسم نے اُسے وا کیا رضوان پری کو دیکھا وہ رضوان پری
طلسم ہیہات مین قید سے جادوگرون کے چھڑا لایا تھا بس اُس سے استفسار حال کیا اُسنے کہا کہ
شہریار ایک مدت مدید سے مین اسکی قید مین گرفتار ہون قاسم نے اُسے کبھی رہا کیا اور دیو عراق اور
رضوان پری دونون کو ایک سفارش نامہ لکھکر دیا کہ تم جا کے آسمان پری کو دینا وہ تمھاری بہت آبرو
کریگی دیو عراق اور رضوان پری دونون شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سے رخصت ہو کر چلے گئے
اب قاسم بالک لعل و دخت کو سوار کر کے لعلان لعل قبا کے پاس لایا وہ بھی سنتے اپنی ملا اور بعد اُسکے
اپنی فوج و لشکر سمیت اسلام لایا اور لعل دخت کی شادی شہزادہ قاسم کے ساتھ کر دی قا
اُس سے کامیاب ہوا چنانچہ اسی نازنین سے لعل بن قاسم پیدا ہوگا القصہ قاسم نے چند روز یہان لشکر
ست کر جمع کیا جب سات لاکھ سوار کے قریب ہوگئے تب وہان سے کوچ کر کے دامن سیل کوہ مین آکر اُترے
دوسرا دن تھا کہ خبر آئی کہ آردشیر کوہ پیکر دیو بند بھائی ضیغم جون آشام کا تین لاکھ سوار کی جمعیت
سے ادھر آتا ہی لشکر بہت ہی اور نہایت زبردست ہی ملک قاسم نے کہا آنے دو اگر آتا ہی کچھ اندیشہ
نہین ہی یہان تک کہ لشکر آردشیر کا برابر آ پہونچا اور مقابل مین لشکر شاہزادہ خاور سیاہ کے
اُترا آردشیر نے طبل جنگ بجوایا قاسم نے بھی خبر سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی
پر چوب پڑے قصہ مختصر چار پہر رات جانبین مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین آ پہنچ
صف باندھکر کھڑے ہوئے بعد آراستگی میدان قتال نقیبان بلند آواز نے نقابت کی آردشیر

کوہ پیکر دیو بند نے اپنے مرکب کو پرے سے بڑھایا میدان مین گھوڑا چمکا کر آیا مبارز طلب کیا ابھی پوری بات
اُسکے مُنہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ شہزادۂ قاسم اُدھر سے اپنے مرکب کو چمکا کر چلا آردشیر دوڑ کے لگا ورزن ہوا
کوئی چار قدم مرکب قاسم کا پیچھے پسپا ہوا اور کوئی سات قدم گنیڈا آردشیر کا پیچھے ہٹ گیا مسل کر رانون مین
مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی مین مصروف ہوے قاسم نے چند طعن
مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا آردشیر نے غیظ و غضب مین آکر گرز قاسم پر مارا قاسم نے گرز کو اُسکے روک کے جو
اپنا گرز اُسپر مارا مرکب آردشیر کا مارا گیا اُسنے پیادہ ہوکر چاہا کہ قاسم کے مرکب کو بیکار کرے قاسم
پشت زین سے کود پڑا آردشیر سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر ارادۂ کشتی ہو ہو پڑا قاسم نے بھی آلات حرب
کمر سے کھول کر رکھدیے اور دامن گردان کر آستینین چڑھا کر آردشیر پر چلا دونون دست و گریبان ہوے
کشتی ہونے لگی دو شبانہ روز کشتی رہی تیسرے دن قاسم نے اُسے زیر کیا اور مشکین باندھکر اپنے لشکر مین
لیکر آیا اور داخل بارگاہ ہوا آردشیر سے کہا دین اسلام قبول کر آردشیر کوہ پیکر دیقم دیتا
اُسیوقت لقا سے پہلے تباز مہر و شاہ باختری پر ہزار ہزار لعنت و ملامت کی اور از سر صدق دین
اسلام قبول لیا اور کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا قاسم عالیجاہ نے اُسے خلعت فاخرہ عنایت کیا کرسی
زرنگار پر بیٹھنے کو مرحمت فرمائی آردشیر نے شہزادۂ قاسم سے عرض کیا کہ اے شہریار والاتبار یہان سے
تین منزل پر برق انداز دیو کا قلعہ ہے اُسمین خزانہ ہے یاقوت شاہ کا لیکن وہ قلعہ پہاڑ پر ہے نہایت اُستوار
ہے ہاتھ آنا اُسکا بہت دشوار اور مشکل ہے ممکن نہین کہ کوئی قلعے پر جاسکے کیونکہ اُس پہاڑ کی گھاٹیون پر کئی
کئی ہزار من کے پتھر رکھے رہتے ہین اور جہان حریف نے جانے کا قصد کیا تو لوگ وہ پتھر وہان سے
ڈھلکا دیتے ہین کہ حریف کا کام تمام ہو جاتا ہے ہر چند سعی و کوشش کیجیے لیکن وہ قلعہ کسی طرح ہاتھ نہین
آتا ہے قاسم نے آردشیر سے کہا کہ اگر خداوند کریم نے چاہا تو ہم اُس قلعہ کو بھی ضرور لینگے اور وہان کا خزانہ
بھی اپنے قبضے مین کر لینگے یہ سنکر حمید لعل قبا نے شہزادۂ قاسم سے عرض کیا کہ اے شہریار ابھی تک کسی
شخص پر میرے مسلمان ہوجانے کا حال نہین کھلا ہوا ہے اور وہ جو مالک ہے اُس قلعے کا مربوط برق انداز
مجھسے اور اُس سے نہایت دوستی اور ملاقات ہے مین اکثر اُسکی ملاقات کو جاتا ہون اگر آپ میرے
ساتھ اپنی صورت تبدیل کر کے چلیے تو مین آپکو قلعے کے اندر پہونچا دون قاسم نے کہا کہ مین اتنا ہی
چاہتا ہون کہ قلعے کے اندر کسیطرح پہونچ جاؤن پھر قلعے کا لے لینا مشکل نہین ہے بیک طرفۃ العین قلعہ لیلونگا
حمید لعل قبا مستعد ہوا قاسم نے بارہ ہزار سوار اپنے لشکر مین سے چھانٹ لیے اور اُسی وقت کوچ
کر کے قریب قلعہ برق انداز کے پہونچا اور اُن بارہ ہزار سوارون کو کہا کہ تم دامن کوہ مین پوشیدہ
بیٹھے رہو جب ہم قلعے کے اندر پہونچ جائین اور نعرہ کرین اُسوقت تم سب کے سب اپنے مرکبون کو دوڑانا
دروازہ قلعے کا کھل جائیگا [illegible] آنا اُنھون نے کہا بہت اچھا بس قاسم وضع اپنی تبدیل کر کے ہمراہ
حمید لعل قبا کے ہو لیے حمید لعل قبا دس بارہ آدمیون کو ساتھ لیکر سامنے قلعے کے آیا اور پکار کے
کہا کہ جا کر مربوط برق انداز سے کہدو کہ حمید لعل قبا تمھاری ملاقات کو آیا ہے لوگون نے جاکر مربوط سے کہا
اُسنے یہ خبر سنکر کہا کہ ہمارا حمید لعل قبا کو لاؤ لوگون نے دروازہ کھولکر حمید کو اندر بلا لیا حمید لعل قبا
نے کہا کہ دروازہ قلعے کا ابھی بند نہ کرنا مین ٹھہرونگا نہین دو دو باتین کر کے پھر آتا ہون یہ کہکر چلا گیا

مین ہر لوبط کی آیا اُسنے تعظیم کرکے کرسی جواہر نگار جمشید لعل قبا کو بیٹھنے کو دی جمشید اُس کرسی پر خود نہ بیٹھا
شہزادہ خاور سیاہ کو بٹھایا اور خود مودب کھڑا رہا ہر لوبط نے پوچھا اے جمشید لعل قبا یہ کون شخص ہے جسکا
تو نے اسقدر اعزاز کیا اُسنے کہا اے ہر لوبط یہ میرا آقا ہے مین اسکا غلام ہون اُسنے کہا نام اسکا کیا ہے جمشید
نے کہا کہ اسے نبیرۂ حمزۂ صاحبقران عالیشان شہزادۂ ملک قاسم خاور سیاہ کہتے ہین مین اسی
شخص کے طفیل بادیہ کفر و ضلالت سے نکلا سر چشمۂ ہدایت پر آیا اور لقا سے بے بقا پر لعنت کی
دین اسلام قبول کیا اُسوقت ہر لوبط برق انداز نے کہا تو نے غضب کیا کہ دغا سے اپنے ساتھ اسے
یہان لے آیا مگر جائیگا کہان تجھکو اور اسکو دونون کو مار ڈالونگا اور لوگون سے کہا کہ مار لو ان دونون کو چارون طرف
سے کفار کا ہجوم ہوا قاسم نے اور جمشید لعل قبا نے بھی تلوارین کھینچکر لڑنا شروع کیا ہنگامہ اسلحہ بلند ہوا لیکن
مگر قاسم چند آدمیون کو مارکر برابر ہر لوبط برق انداز کے آئے اور تلوار اسکی چھین کر کمر بند ہاتھ ڈالکر
اُسے اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارتا ہون زمین پر کہ ہو وے خاک ہو جائیگا ہر لوبط پکارا
کہ لا الہ الا اللہ لعنت ہے لقا سے بے بقا پر اور اُسکے پرستارون پر اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان
ہوا اُدھر سوار بھی قاسم کے آگئے تھے تھوڑے سے اہل قلعہ مارے گئے تھے کہ صدا الامان کی
بلند ہوئی ملکہ قاسم نے سب کو امان دی تھا نے شہر وا اڈا لے سب میں بٹھے لگین ہر لوبط برق انداز
نے اسی شب دعوت و ضیافت کا سامان کیا اور کھانے طرح طرح کے پکوائے اور بہت اعزاز و
اکرام سے شہزادہ قاسم کی دعوت کی بعد فراغت آب و طعام شہزادہ خاور سیاہ محفل عیش و نشاط
مین تشریف لائے طائفے کسبیون کے آکے جمع ہوئے اور رقص ہونے لگا اُس محفل مین ایک نازنین
یہ خمسہ بصد ناز و ادا و حسن و خوبی گانے لگی خمسہ

رہے وہ لب کہ ہو جس لب پہ گفتگو تیری | رہے وہ چشم کہ ہو جسکو جستجو تیری | رہے وہ جان کہ ہو جو باہو چار سو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس مین آرزو تیری | خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین | لگی ہے داغ محبت کا قلب روشن مین | مقام ہوگا کسی دن کے لحد مدفن مین
یقین ہے اسکے کی جان اپنی آئے گردن مین | سنا ہے جا ہو قریب ہی رگ گلو تیری

جو تو ہے پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہے | دوئی کا دخل نہین اک زمانہ ماہر ہے | وہ نافہ ہون جسے پھول بار خاطر ہے
وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے | وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکے بو تیری

ہوا ہے چار عناصر سے اجتماع محال | کیا ہے زرد ہوا نیکے سوزش جسد میں خیال | اثر سے فراق مین برسون رہی ہے فکر وصال
پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال | تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا | کبھی کو ڈھونڈھنے تیرا گنہگار آیا | خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا | خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

چمک ہے دل مین ہمارے بھی نور عرفان کی | کہ یہ بھی ایک نشانی ہے دین و ایمان کی | ان آئینون کی صفت کیا مجال انسان کی
پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی | جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری

پہونچکے حال مرا کہیو میرے یوسف سے | ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے | نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے
مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے | نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

نالی کا رنہ تقدیر سے ہوا ثابت | نہ کوششون سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت | اگر ستارون کی تاثیر سے ہوا ثابت
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت | قوی ضعیف کو کرنی ہی جستجو تیری

بہا ہے آنکھون سے آنسو برنگ شبنم صبح | سفیدی آنکھون کی دکھا رہی ہی عالم صبح | وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح
شب فراق مین اور روز وصل تا دم صبح | چراغ ہاتھ مین ہی اور ہے جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہی فلک پہ عیان | ہی آسمان و زمین مین یہ شعلہ نور افشان | یہ حسن و عشق کے جلوے مین یکہ او نادان
جواہر یہ کتان ہی تو برق خندہ زنان | کسی مین تو ہی ہماری کسی مین بو تیری

تعجب اسکا ہی کیا گر مین معطر ہی | کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہی | فقط نہ غنچہ کا نازک بدن معطر ہی
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہی | صبا ہی کے مین جسمین آئی بو تیری

مثال طبع ذکی تو ہی رستم میدان | مقابلہ کرے تجھسے کوئی مجال کہان | جو کند ذہن ہین کٹتے ہین مثل شمشیر بیان
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہی سیف زبان | رہیگی معرکہ مین آتش آبرو تیری

جب اُس نازنین نے لحن داؤدی مین اسطور سے گایا کہ تمام حاضرین محفل محو ہو گئے صدا سے واہ واہ ہر شخص کے منہ سے نکلنے لگی اور شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ بہت خوش ہوے اور کئی کنٹھے یاقوت احمر کے اور کئی کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر اسکو دین اور فرمایا کہ مجھکو اس وقت گانا عیار طرار تحیہ گزار خواجہ عمرو نامدار کا یاد آگیا الغرض شب بھر یہی جلسہ رہا بعد دعوت و ضیافت کے تمام خزانہ یاقوت شاہ کا قاسم کے حوالے کیا قاسم دو دن باہر آیا دامنہ کوہ مین اُترا ہوا تھا کہ سیارہ ڈھونڈھتا ہوا پہونچا قدم بوسی حاصل کی اور عرض کیا کہ سردار آپکے الیاس خان خاوری وغیرہ بھی یہان سے قریب ایک جنگل مین پڑے ہوے ہین قاسم نے اُنھین بلوایا وہ ملاقات سے مشرف ہوے قاسم نے کہا کہ مین لشکر کشی لقا پر کرونگا لیکن ذرا بدیع الزمان کا حال معلوم ہو لے اور سیارہ سے کہا کہ جاکر خبر بدیع الزمان کی لا سیارہ خبر لینے کو روانہ ہوا لیکن اب حال گذارش کیا جاتا ہی مالک اشتر و ابراہیم بن مالک کا کہ یہ دونون لشکر اسلام سے نکلے سرگردان تباہ و پریشان ایک دامنہ کوہ مین پہونچکر یکجا ہوے وہان سے شہر زلزالیہ مین پہونچے ہین زلزال شاہ اُس مقام کا حاکم تھا اُسنے جو خبر مالک اشتر کے آنے کی سنی ایک سردار کو اپنے بھیجا کہ اس خدا پرست کو جاکر گرفتار کر لا وہ آیا مالک سے مقابلہ ہوا آخرکار مالک نے اُسے گرفتار کیا اُسنے از روے خوف اسلام اختیار کیا اور رات کو بھاگ کر زلزال کے پاس گیا تمام حال کہا زلزال خود مالک کے مقابلے کو آیا پہلے نیزہ بازی ہوئی مالک نے چند طعن مین نیزہ اُسکا نکال دیا زلزال نے غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری مالک نے رد کی شمشیرزنی ہونے لگی بعد شمشیرزنی کے نوبت کشتی کی آئی دوپہر کی کشتی مین مالک اشتر نے زلزال کو زیر کیا اور چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور پکارا کہ لقا پر لعنت کر دین اسلام اختیار کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا وہ روسیاہ دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا اور مالک اشتر کو اپنے لشکر مین لیگیا دعوت کا سب سامان مہیا کیا مالک اشتر کو کھانے مین بیہوشی دی مالک اشتر کو آثار بیہوشی جو معلوم ہوے پکارا کہ اے زلزال تو نے میرے ساتھ دغا کی اُسنے جواب دیا کہ تم لوگ خدا پرست ہو نہایت زبردست ہو تم سے کوئی سر ہو کر نہین لڑ سکتا ہی کہ جسنے اسیر کیا ہی مکر و فریب کیا ہی مالک اشتر یہ گفتگو سنکر برہم ہوکر اُٹھے بس اُٹھنا تھا کہ ایک چکر آیا اور بیہوش ہوکر گرا ابراہیم اُٹھانے کو مالک کے اُٹھا وہ بھی گرا زلزال کے لوگ دوڑ پڑے دونو کی مشکین باندھلین اور قید سخت مین گرفتار کیا اور زندان مین بھیجدیا جاکر قید مین

اور اُسکے پرستاروں پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا آپکی اطاعت و فرمانبرداری بجان و دل مدام کرونگا قاسم نے اُسکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا از صدق زلزال شاہ مسلمان ہوا قاسم نے اُسکو اُسی طرح گھوڑے پر بٹھا دیا زلزال شاہ نے عرض کیا ای شہریار اگر اجازت ہو تو اپنے سرداران لشکر اور لشکریوں کو بھی مسلمان کروں قاسم نے کہا بہتر ہے تو عین تمنا سے دلی ہے زلزال شاہ بعد حکومت و دبدبہ و بزور شمشیر تمام فوج و سرداران لشکر وغیرہ کو دائرۂ اسلام میں لایا بعد اُسکے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم فوج و سپاہ کو ہمراہ لیکر مع لشکر داخل شہر ہوا اور تمامی شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے گروا دیے و بتوں کو توڑکر مسجدیں تعمیر کرائیں پھر مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک کو رہا کرکے حاضر خدمت فیضدرجت قاسم عالیشان کیا مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک نے جو نور جمال بیشان قاسم باکمال کو دیکھا بہت خوش ہوئے اور قدمبوسی حاصل کی زلزال شاہ نے بڑے سامان اور بڑی دھوم دھام سے شہزادہ قاسم عالیجاہ کی دعوت کی اور تمام لشکر اسلام کو مدعو کرکے بڑا جشن عام کیا رات بھر جلسۂ عیش و صحبت شراب و کباب و محفل راگ رنگ رہی سب سرداران لشکر بھی شریک رہے اور مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک وغیرہ شریک جشن نوروزی ہمراہ شہزادہ ملک قاسم رات بھر رہے شعر صبح دمیدہ گشتہ ماہتاب نہان رفتہ پر روئے سپہر گپہریار پایان بہانہ رفتہ بہ صبح کو شہزادہ قاسم زلزال شاہ سے رخصت ہو کر سرداران لشکر و مالک اژدر و ابراہیم بن مالک ان سب کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب کوہ شرل پر آکر پہونچے سیارہ عیار طرار سے کہا کہ جاکر خبر بدیع الزمان کی لاؤ کہ وہ کہاں ہیں اور کس صورت سے ہیں سیارہ عیار قاسم سے رخصت ہو کر بتلاش شہزادہ عالیشان ملک گوشۂ چمن صاحبقران یعنی شہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا

دوسرے کلمے داستان شوکت نشان قرۃ العین صاحبقران شہزادہ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا پھول سی وہ شراب اُسی مئے کی ہے ساقیا اب تلاش بہار آئی ہے گلشنوں میں ہر سو ہے کہیں بند کرتے ہیں پرستیاں	کہیں جام گل میں ہو بوے گلاب نہ کانٹا لگے جس سے نہ ہو خراش شگفتہ ہیں گل رقص کرتے ہیں سرو کہیں طائروں کی ہے گلگشتیاں	بہار آئی بلبل سے کہتے ہیں وہ گلرنگ جام آج ساقی پلا چلو راگ ساغر زمزمہ سا تھی باغ عالی میں تازہ بہار	سنا شاہد ... سے کہ جس سے مرا غنچۂ دل کھلے کہیں بلبلیں نغمہ پرداز ہیں دکھاتی ہیں نیرنگیاں یہ بہار

گل خزاں میں سنبل چمن کو جیوہ لگا آ شب فراق میں کچھ نہ کچھ قرار آ سکے خزاں میں بلبل نالاں کا ہے یہی نالہ خزاں کے بعد الٰہی باغباں بہار آئے	پھر سے دشت و صحرا پھر وہ تمام بہار آئے یقین تھی کہ نہ پھولا سماؤں گا ... چمن میں بلبل الٰہی کہیں بہار آئے وہ نغمہ سنج ہو ان ہر گز کبھی ... رنگ	بلبل وہ بلبل ... کوئی پاس ... جو پھر فاتحہ وہ گل سر مزار آئے ضرور پھول چڑھانا مزار بلبل پر جہاں کے ساتھ بلبل اگر ہزار آئے

بہشت شگفتہ کرم گلشن داستان و سوادگر کنندہ این گل دیجزان و لعنہ سرایان گلزار رنگین بیانی و زمزمہ سرایان چمن خوش الحانی گلہا سے مضامین رنگارنگ کو بہ شادابی بلبل سوز دل گویا گوہر صفحہ سبزہ زار مطلعا پر یون معطر کرتے ہیں کہ جب وقت گل عدلیۂ سردار بوستان و سلطان و نونہال گلشن جہانگیر ان یعنی شہزادہ بدیع الزمان خبر گلی فلک کج رفتار میں سموم آفت آسمانی سے مثل گل خزان دیدہ پژمردگی کشیدہ ہوگیا جب کے ہاتھ سے زخمی ہوئے مگر اسی عالم خماری میں گنجا سے کو مارا اور آپ بیہوش ہو کر گردن رہوار سے لپیٹ گئے مگر کسی باد رفتار نکو

ے کر صحرا کی طرف نکل گیا دن بھر رات بھر بادیہ پیمائی کی صبح کو قریب شہر جمشیدیہ کے پہونچا اُس مقام پر ایک باغ شگفتہ
و شاداب جمشید شاہ کی بیٹی ملکہ مرصع کا تھا اور اُس باغ کا نام گلشن جمشیدیہ تھا زیر دیوار باغ مرکب سے شہزادہ
بدیع الزمان عالم بیہوشی مین گر پڑے اور مرکب ادھر اُدھر چرا کرنے لگا تھا سے کار دار و داروغۂ باغ کہ نام اُسکا
جناح تھا باغبانون کو ہمراہ لیے باہر باغ کے برائے تفریح طبع آیا کہ وقت سحر تھا آفتاب نہ طلوع ہوا تھا ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی نسیم دبے پانون خرامان خرامان آتی تھی صبا اٹکھیلیان کرتی ہوئی ادھر سے اُدھر جاتی
تھی شبنم آبپاشی کر چکی تھی کیفیت سبزہ زار تھی عالم بہار نظر آتا تھا طیور چہچہا رہے تھے گل خود رو مہک رہے
تھے اُسی سبزہ زار مین دیکھا کہ ایک گھوڑا ابرہی سیکہ با ساز مرصع نگار نرم گیاہ چرا کر رہا ہی مگر زین ڈھلا
ہوا آغشتہ بخون ہی دار وغہ جناح نے باغبانون سے حکم کیا کہ یہ گھوڑا اُسکا ہی پکڑ لاؤ باغبان چہار طرف سے
گھیر کر اس گھوڑے کی طرف دوڑے جب مرکب حور وش نے دیکھا کہ یہ لوگ میری طرف آتے ہین مثل
غزال رسیدہ طرارہ بھر کر اپنے سوار کی بالین پر آ کھڑا ہوا باغبان جو قریب آئے اُنھون نے دیکھا کہ ایک جوان
رعنا ماہ طلعت مہر صورت زخمدار آغشتہ بخون اسطرح پڑا ہی جیسے شفق مین خورشید تابان جلوہ گر ہو مرکب نے
کسی باغبان کو پاس اپنے راکب کے نہ آنے دیا ٹاپون سے مارنے لگا اور منھ سے کاٹنے کو دوڑا
باغبان پھر آئے اور دار وغہ جناح سے سب کیفیت بیان کی جناح خود آیا اور مرکب کو چمکارا کھڑا ہوا
اور شہزادہ بدیع الزمان کا حال دیکھکر بہت تاسف کیا اور گھوڑے کی باگ ڈور تھام کے شہزادہ بدیع الزمان
کو باغبانون سے اُٹھوا کر اپنے باغ مین لایا پہلے زین پوشش اور ساز وغیرہ مرکب کا اُتروا کر گھوڑے
کو بندھوا دیا پھر جراح کو شہر جمشیدیہ سے بلوایا مجروح کی زخم وزی کھائی اور مرہم پٹی کی آپ خدمت مین
حاضر رہا اور باغبانون کو برائے خدمت مقرر کیا جب دل کو تسکین ہوئی زخمون کو راحت ملی غش سے آنکھین
کھولین ہوشیار ہوئے آہستہ سے آہ سرد کھینچ کے اُٹھ بیٹھے اپنے تئین ایک باغ نو بہار مین پایا کیفیت چمن
شاداب دیکھکر غنچۂ دل شگفتہ ہوا دیکھا کہ اشجار باردار جھوم رہے ہین میوے گوناگون سے لگے ہین غنچے
مسکرا رہے ہین پھول کھلکھلا کے ہنس رہے ہین رنگینی گلہائے رنگا رنگ حنائی باغبان قضا وقدر کی
دکھا رہی ہی بلبلون کے چہکنے کی صدا آرہی ہی طائران خوش الحان حمد الٰہی مین مصروف ہین سبزہ جابجا
پٹریون پر مثل فرش مخمل زنگار کے ہی وہ باغ شہزادہ بدیع الزمان کو بہت پسند آیا دل کو فرحت ہوئی روح
کو قوت ہوئی دار وغۂ باغ مسمی جناح نے شہزادہ بدیع الزمان سے کہا کچھ اپنا حال بیان کیجیے شہزادہ
بدیع الزمان نے کہا مین سوداگر بچہ ہون راہ مین قزاقون نے سب مال لوٹ لیا الکار بلکی ملازمین میرے
سب مارے گئے مین بھی زخمی ہوا گھوڑا مجھکو بیہوشی مین لیکر ادھر نکل آیا تم اپنا حال بتاؤ کہ تم کون ہو
اور یہ باغ کسکا ہی اور حاکم یہان کا کون ہی داروغہ نے عرض کیا کہ اس باغ کا نام گلشن جمشیدیہ ہی کہ راجہ
جمشید شاہ کی ایک دختر نیک اختر ملکہ مرصع ہی نور نظر والدین ہی اُسکی وجہ سے دل کو اُنکے آرام وچین ہی
وہ اس باغ کی مالک ہی اور مین داروغہ اس باغ کا ہون شہزادہ بدیع الزمان سُنکے چپ ہو رہے چند روز
مین بدیع الزمان نے زخمداری سے صحت ونجات پائی اچھے ہوئے غسل صحت کیا اُس باغ مین مثل بلبل کے
رہنے لگے شعر یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا بو سے سنبل نے طبیعت کی پریشان باغ مین ایک روز ملکہ مرصع
دختر نیک اختر جمشید شاہ برائے گلگشت چمن باغ مین آئی بدیع الزمان نے آمد گل حدیقۂ حسن وجمال ملکہ مرصع

ہمیشہ اُل سُنکر کان کھڑے کیے اور یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر بے سبب کیونکر کھون ہر گل ہی خندان باغ مین ؛ کچھ تو
دیکھا ہی جو یون نرگس ہی حیران باغ مین ؛؛ اُدھر باغبان متبسم بہار گلشن شگفتہ خاطری سے یہ صدا لگا رہے ہین شعر آیا ہی سیر چمن کو
وہ گل پردہ دار ؛ آشیان خالی کرین مرغ خوش الحان باغ مین ؛؛ ایک طرف نسیم سحر اہتمام صفائی و چمن آرائی مین مشغول
ہی ایک سمت باد صبا جاروب کشی شاخہاے سنبل پیچان سے کر رہی ہی غنچے چٹک چٹک کر بالب خندان مژدہ گلون کو دے
رہے ہین اور گلہاے رنگین خود کھل کھل کر اُس گلعذار کے گرد نچھاور ہو کر رہے ہین شہزادہ بدیع الزمان عالیوقار یہ رنگ
باغ تازہ دیکھ کر نہایت باغ باغ ہین کہ داروغہ باغ گھبرایا ہوا آیا اور شہزادہ بدیع الزمان سے عرض کیا کہ آپ میرے
ساتھ آئیے بدیع الزمان داروغہ کے ساتھ گئے داروغہ نے ایک گوشہ چمن مین لا کر شہزادہ بدیع الزمان نامدار کو
بٹھا دیا اور کہا کہ آپ یہان سے باہر نہ نکلیے گا کیونکہ دختر نیک اختر جمشید شاہ ملکہ مرصع آج سیر باغ کو آئی ہی اور
اُسکو مرد کی صورت سے نہایت نفرت ہی ہین ایسا نہو کہ آپ کے آنے کی اُسکو خبر ہو جاے مجھپر عتاب آے آپ یہین
بیٹھے بیٹھے اپنے سامنے ہار بہت عمدہ عمدہ باغبانون سے گندھوا کر اور ڈالیون مین لگا کر بھیجا ملکہ کی نذر کیے جائینگے
شہزادہ بدیع الزمان وہان گوشہ باغ مین بیٹھے اور باغبانون سے ہار گندھوانے لگے مگر ایک ہار زرد چنبیلی اور سفید بیلے
کے پھولون کا بنا کر خوشنما بطور ہدیہ اپنے ہاتھ سے گوندھ کر اور ڈالی مین لگا کر ہمراہ اُن ڈالیون کے ملکہ کے پاس
بھیجا باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بہت عمدہ اور شفاف بنا تھا اُسپر تکیہ مرصع کار کھنچا ہوا تھا اور اُسمین فرش مخمل
زرنگاری کا بچھا ہوا تھا اور چہار طرف کرسیان جواہر نگار و مزین سامنے تکیے کے پائین فرش گلدستے پھولون کے
آ کر رکھے گئے اور چنگیرون مین ہار رکھی باغبانون نے لا کر لگا دیے کہ ملکہ مرصع خرامان خرامان گلگشت چمن کرتی ہوئی زیر
تکیہ آ کر کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہوئی انیسین جلیسین سب لباس فاخرہ پہنے ہوے گرد ملکہ کے آ کر بیٹھین سات سو
خواصین زمرد پوش حلقہ در گوش سامنے اپنے اپنے عہدون پر حاضر ہوئین مالنین زرق برق بنی ہوئین ڈالیان لگا کے
اور چنگیر ہارون کے [illegible] حضوری کرکے بہ آداب قاعدہ تسلیم بجا کر سامنے سے ہٹ گئین ملکہ اُن گلدستون کی بہار دیکھنے
لگی اور پھولون کی ڈالیون کی سجاوٹ ملاحظہ کرکے جسوقت چنگیرون پر ملکہ کی نگاہ پڑی بغور سب کو دیکھا حکم کیا کہ چنگیرین
ہمارے پاس لاؤ مالنین دوڑ کے آئین اور چنگیرین اُٹھا کر سامنے ملکہ کے رکھین وہ جو ہار شہزادہ بدیع الزمان گل [illegible]
صاحبقران نے اپنے دست شاخ گل حسن و جمال غنچہ مرجانی سے بنایا تھا اُس ہار کو ملکہ مرصع نے بہت پسند کیا
اور گیتی آرا وزیرزادی سے کہا کہ اری چھیلا چھبیلا بتا تو سہی ڈالیان پھولون کی رکھی ہین چنگیرون مین ہار ہر رنگ کے
خوشنما دھرے ہین اسمین کون سی ڈالی تجھے اچھی معلوم ہوتی ہی کون سا ہار نوبہار اچھا ہی اور عمدہ بنا ہوا ہی اُسنے کہا کہ اے
ملکہ عالم بلائین لون صدقے جاؤن وہی ہار قابل گلے کے ہار کے ہی جو پسند میری غنچہ دہن گل پیرہن کے ہو ملکہ بولی مجھے تو اس
ڈالی کا ہار نہایت پسند آیا ہی یہ کہکر اُس ہار نوبہار کو ہاتھ مین اُٹھا لیا اور بغور دیکھا تاثیر دست حق پرست شہزادہ
بدیع الزمان اُس ہار کے پھولون کی خوشبو مین ایسا اثر کر گئی تھی کہ دل ملکہ مرصع کا خود بخود اُسپر مائل ہوا اور اُن گلون
کی خوشبو سے بوے محبت آنے لگی مگر کچھ اُن مین پھولون تکے جو نگاہ کی تو اُسمین کاغذ کے کچھ پھول کٹے ہوے لگے تھے اور
اُن پھولون کی پتیون مین ایسے اشعار عاشقانہ تحریر تھے اشعار

فصل وداع ہوتی ہی موسم ناو نوش ہی
رنگ ہی اُسکے جسم کو گل سے کہین زیادہ تر
دل کا یہ حال ہو گیا صورت چشم و گوش ہی

صدقے ہو تیری چال پر کیون نہ نسیم سحر
آسے برہنہ گر زلف سنبل کہین سرخ پوش ہی

لالہ و گل کا جوش ہی بلبلون کا خروش ہی
نقش قدم سے رہگذر دامن گلفروش ہی
چہرے پہ تیرے گلبدن جب سے مری نگاہ

پڑھتے ہی ان اشعار محبت آثار کے رنگ چہرہ گل شگفتہ کا ظاہر مین صورت

دلہن نئی ہوئی بیٹھی ہے اور شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے اشک حسرت آنکھوں سے جاری شہزادہ بدیع الزمان نامدار دلدادہ و فریفتہ تو پہلے ہی سے تھے جب اُس عروس حسن و جمال کا یہ ڈھنگ ناز و ادا دیکھا اور زیادہ عشق کے دریا نے طغیانی کے گھونگھٹ میں یوں چہرہ نورانی اُس خورشید لقا کا تھا کہ جیسے ماہ شب چاردہ بادلے میں ہوتا ہے نور جبین جبین کے جلوہ گری کر رہا ہے شہزادہ بدیع الزمان نور دیدہ صاحبقران آگئے اس ملکہ مرصع پوش کے بیٹھے ملکہ نے کہا اے عزیز حسن و خوبی وای ماہ کنعان و یوسف محبوبی دیکھ تیرے عشق میں یہ حال میرا ہوا اے یار جانی میں تجھ پر عاشق تو ہوئی مگر غیرت نے گوارا نہ کیا کہ تجھ باغبان بچے سے صحبت ہوتی اور وصل تیرا اختیار کرتی اسوقت جو تجھکو بلایا فقط یہ سبب تھا اور منشا دلکا تھا کہ آخری وقت تجھکو ایک نظر دیکھ لوں اور تجھکو بھی اپنی حالت بیتابی دکھا دوں کہ میرا ارمان نکل جاوے اب فانی عشق محبوب خوشی اس دوسرے میں جاتی ہوں بس اب تجھے اختیار ہے جہاں تیرا رہ جی چاہے چلا جا میں اپنے تئیں اس شمشیر آبدار سے ہلاک کرتی ہوں اور تجھ پر جان و دل فریفتہ و شیفتہ نثار کرکے مرتی ہوں اشعار

روز مرگ آرزو ہی تا کجا غم کیجیے عالم ارواح سے صحبت کوئی دم کیجیے باغبان عیش سے اپنی یہی ہے التجا جب کیا اتنا بیدا مثل رستم کیجیے	تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے حالت غم کو نہ کہو لا چاہیے تنہائی میں کبھی اب خزان جاری بہار نخل ماتم کیجیے مر گیا اُس گلبدن کے غم میں [illegible]	رفتگان کا بھی خیال اے اہل عالم کیجیے خندہ گل دیکھا اور اشک شبنم کیجیے [illegible] ہستی سے [illegible] کیجیے واسطے ہیں کفن کے قطع شبنم کیجیے

ملکہ مرصع پوش بصد جوش و خروش یہ اشعار عشق آثار پڑھ کر شمشیر آبدار اٹھا کر چاہتی ہے کہ اپنے گلے پر پھیرے کہ شہزادہ بدیع الزمان نے بصد غرور شان جست کرکے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے ملکہ عالم ایک دو باتیں مجھ سے اور کر لو پھر تمکو اختیار ہے یہ جان نثار بھی مرنے پر تیار ہے تم باغبان بچہ کیسے سمجھی ہوئی ہو ہرگز ہرگز تجھے اس لائق کال میں باغبان بچہ نہیں ہوں میں گل گلشن سردار ہوشمان و مسلمانان ہوں میں نونہال تازہ باغ دین اسلام ہمیشہ اسلام ہوں میں ثمرہ نیاز جگر گوشہ امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ہوں نام میرا شہزادہ بدیع الزمان عالیشان ہے میں ہمیں تھے بادشاہ گنجاب بن گنجور ملک حیران و گرگوش کو ملک سیستان سے بھگایا اب حال میں ایک معرکہ عظیم اور سیر و پیشہ ہوا تھا کہ قریب ملک سیستان کے بڑی جدال و قتال ہوئی تھی لشکر اسلام سے کارزار ہوئی وہاں مجھ سے اور گنجاب سے مقابلہ ہو گیا گنجاب نے مجھے زخمی کیا گو قبل اس کے میں بھی زخمدار ہو کر گنجاب کو مارا لیکن زخم کاری جو لگا تھا خون بہت جاری ہوا اُسکے باعث غش طاری ہوا بیہوشی کے عالم میں میرے گردن مرکب میں ہاتھ حمایل کر دیے گھوڑا مجھکو اُس معرکہ کارزار سے لیکر طرف صحرا کے نکل آیا تمہارے باغ کی دیوار کے نیچے مرکب نے پھیری کی میں اُسی عالم بیہوشی میں گر پڑا چونکہ زخمی بہت تھا صدمہ زخمداری سے ہوش نہ آیا باغ والے یعنی باغبان تمہارے باغ سے نکلا اُسنے دیکھا میری حالت زار پر اُسکو رحم آیا وہ اُٹھا لایا چارہ گری زخم کی کی مجھکو علاج کرکے اچھا کیا یہ اُسکا البتہ نہایت مجھ پر احسان ہے فقط تمہارے خوف سے اُسنے مجھکو اپنا بیٹا قرار دیا ورنہ میں اسکا بیٹا نہیں ہوں کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتی ہو اور مجھ پر ناحق اپنا خون کا ذمہ دھرتی ہو اشعار

بند نقاب عارض دلدار توڑ دیجیے یہ شیشے اگر ملے ہاتھوں کو جوڑ کر	باغ صبر و عشق کی دیوار توڑیے کعبہ ہے دل نہ خاطر دلدار توڑیے	بس سر اٹھا کے مصحف رخ [illegible] بت کو سلام [illegible] زنار توڑیے

یہ اشعار پڑھ کر شہزادہ نامدار بدیع الزمان عالی وقار نے گھونگھٹ اُلٹ دیا اور کہا اے ملکہ اب دل سے خیال تباہ دور کرو دل کو سرور کرو یہ اشعار نغز پڑھا یعنی گھونگھٹ نقاب کے بدلے کر و فراق کی باتیں حجاب کے بدلے وہ نہیں ہے دیکھنے کو تاب یہ رشتہ و محبت شعلہ حسن ہے منہ پر نقاب کے بدلے

ملکہ ماہ عذر صبح پوش نے جو چہرہ نورانی شہزادہ بدیع الزمان پر غور سے نظر کی اور کیفیت تمام و کمال حسن کی استفادہ
خوش ہوئی کہ جامہ سے باہر ہو گئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے مثل گل کھلکھلا کر ہنسی اور غنچۂ دل شگفتہ ہوا
صورت سوسن زبان کھولی کہا ای شہریار مجھکو یہی یقین تھا کہ تم اس باغبان کے بیٹے ہو گے مگر افسوس پہلے کسی طرح
ثبوت نہوا میری قسمت میں اتنی تکلیف اور رنج و غم تھا ہوا الغرض کنیزان نے سب کو اشارا کیا ایک ایک جلیس
انیس خواص کنیز ایک حیلے بہانے سے ہٹ گئی تخلیہ ہوا دونوں ہمصحبت ہوئے عاشق و معشوق نے گرد کدورت
آب وصل سے دھو دی غنچہ سربستہ ہوا سے بہار سے کھل گیا سرو قامت نہال تازہ نظر آیا اور وصال کا جام پی کر سرشار
ہوا ملکہ نشۂ محبت سے چور آنکھوں میں خمار دل کا سرور رہا غم مفارقت دونوں طرف سے دور ہوا مگر حبیب والدہ ملکہ
صبح پوش نے سنا کہ وہ نوجوان کہ جسپر ملکہ عاشق ہوئی ہے وہ باغبان بچہ نہیں ہے نور عین حمزہ صاحبقران
ہے اور رات ملکہ اس سے ہمصحبت ہے جام شراب دور میں ہے نشہ عشق ہمصحبت ہے یہ سنکر نہایت خوش ہوئی جان میں
جان آئی لوگوں نے کہا کہ بہتر ہوا جان تو ملکہ کی بچ گئی مبارک ہو سنتے خود دوڑ کر اپنا تماشا کر لیا اور دیکھا جوڑا کہ حسب
و نسب میں اعلے اور اعلے لیکن جمشید شاہ کو خبرداروں نے آکر خبر دی کہ ملکہ صبح پوش ایک خدا پرست پر عاشق
ہوئی اور باغ میں اپنے اس خدا پرست سے ہمصحبت ہے جمشید شاہ و سنتے ہی آگ بھبولا ہو گیا جہنم کا کندہ تو تھا آتش
حسد سے دل سینے میں مثل چولھے دکا دکا کہ یا تو اس اجل رسیدہ کو مرد کی صورت سے نفرت تھی میں نے زبردستی
یاقوت شاہ جیسا قدرشناس شوہر کرایا تھا یا اب ایسی آوارہ ہو گئی کہ ایک خدا پرست سے ہمبستری اختیار کی اور
اسکے ساتھ اپنے باغ میں سیر سے ظاہر کرنے کو گرم اختلاط ہے ابھی جا کے دونوں کو قتل کرتا ہوں یہ کہکر تلوار ٹیک کر اٹھ
کھڑا ہوا اور کچھ فوج ساتھ لیکر باغ میں آیا فوج کو حکم دیا کہ چار طرف سے گھیر لو اور آپ یکہ و تنہا داخل باغ جمشید ہوا
جس وقت بارہ دری میں آیا دیکھا کہ ملکہ صبح پوش اور بدیع الزمان فرزند حمزہ صاحبقران ایک مسند پر بیٹھے ہیں
ہم آغوشی کا موقع بوس و کنار ہو رہا ہے گردنوں میں ہاتھ حمائل ہیں منھ پر منھ لب بلب سینہ بسینہ جمشید شاہ
نے یہ دیکھکر للکارا او گیسو بریدہ یہ کیا تو نے غضب کیا پردۂ عصمت خدا پرست سے چاک کرایا ایمان جاتی ہے دیکھ تو
کیسی سزا اسے معقول دیتا ہوں اور اس خدا پرست کو تو ابھی قتل کرتا ہوں پھر تلوار کھینچ کر جھپٹا للکار کر پھر پکارا کہ او
خدا پرست و برباد کن ناموس شہریاران دیکھ تو تیرا حال کرتا ہوں تیرے مارے کب چھوڑتا ہوں اور اس گیسو بریدہ
ننگ خاندان کو بھی تیرے ساتھ ہی قتل کرونگا مگر شہزادہ بدیع الزمان نامدار بالکل کچھ خبر نہوئے نہ تیور بدلے جیسے
جس طرح بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے رہے جب جمشید شاہ نے برابر آ کے تلوار ماری شہزادہ بدیع الزمان نے
ملکہ صبح پوش کو تو پشت کے پیچھے کر دیا اور دونوں گھٹنوں کے بل اٹھ کر ایک تھپکی دی کہ تلوار اسکی چھٹ پڑی
ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا اور مروڑ کر چھین اسکا تلوار چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر جمشید کو اٹھا لیا اور زمین چار قدم سے کہ
زمین پر مارا اور جست کر کے اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ او نابکار دین اسلام قبول کر نہیں تو ابھی مارے
ڈالتا ہوں جمشید شاہ نے کہا کہ میں نے لقا پر اور آتش پرستاروں پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا
بدیع الزمان نے اسکو کلمہ طیبہ تعلیم کیا جمشید شاہ مسلمان ہوا شہزادہ بدیع الزمان اسکے سینہ پر سے اٹھ کھڑے
ہوئے جمشید شاہ نے قدوم میمنت لزوم بدیع الزمان لیے اور کہا کہ اب میں مطیع و فرمانبردار اور
غلام حلقہ بگوش ہوا امیدوار ہوں کہ اب آپ اپنے حسب و نسب سے غلام کو آگاہ کیجیے شہزادہ بدیع الزمان
نے کہا کہ فرزند جگر بند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نام میرا شاہزادہ بدیع الزمان نامور ہے سر فتنہ ملک باختر ہی

کو سب کہتے ہیں جمشید شاہ نے دست بستہ عرض کیا اب آپ اندر شہر کے تشریف لیچلیں شہر کو اسلام آباد
کیجیے شہزادہ ذیجاہ ہمراہ بادشاہ کے شہر جمشیدیہ میں داخل ہوئے دولت دین اسلام سے سب کو جمشید کی
بتخانے توڑ ڈالے اسکے مسجدوں کی بنیادیں جا بجا ڈلوا دیں سکہ نام پر بادشاہ دین اسلام سعد بن قباد و ... نام کے جاری
کیا جھنڈا دین اسلام کا کھڑا کیا جب جمشید شاہ مع اپنے سرداران نامور کے خلعت دین اسلام سے سرفراز
ہو چکا عقد ملکہ ہماے صبح پوش کا ساتھ شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کے کر دیا انہی باغوں میں شہزادہ
بدیع الزمان اور ملکہ ہماے صبح پوش دونوں رہنے لگے ہر روز جلسہ صحبت عیش شراب و کباب راگ
رنگ سے مزے اڑتے ہیں فلک رشک کرتا ہے درپے ظلم و جور ہے آزار کا پہلو ڈھونڈھتا ہے ایک روز شب کو شہزادہ
بدیع الزمان انہی باغوں میں ملکہ ہماے صبح پوش سے ہمبستر تھے کہ عقب دیوار باغ سے آواز رونے کی آئی نیند
سے چونکے اٹھ کھڑے ہوے روشنی ہمراہ لیکر اس آواز کیطرف چلے جب باہر دروازہ باغ کے آئے دیکھا کہ ایک شخص نہایت
زار و ناتوان نحیف و نخیف بیٹھا ہے اور بار بار آہ سرد کھینچتا ہے اشک گرم بہاتا ہے اور شکایت فلک کج رفتار کی کرتا ہے
شہزادہ بدیع الزمان نے اسکے پاس آکر کہا اے شخص تو کون ہے اور کیا مصیبت تجھپر فلک کجمدار نے ڈالی ہے اسنے
کہا تجھسے کیا بیان کروں تو جا اپنا کام کر اگر کوئی میری دادرسی کرنے والا ہو تو اس سے اپنا درد دل بیان کروں شہزادہ
بدیع الزمان نے فرمایا کہ تو اپنا حال تو اظہار کر جو مشکل ہوگی مدد پروردگار سے ابھی آسان ہو جائیگی اسنے
کہا کہ تم نام و نشان اپنا اظہار کرو تو میں حقیقت حال گذارش کروں شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ میں فرزند
ارجمند امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ہوں اور نام شہزادہ بدیع الزمان نامدار ہے
اسنے کہا کہ نام میرا سعد ہے میں وزیر جمشید شاہ کا بیٹا ہوں اور جمشید کی چھوٹی بیٹی پر والہ و شیدا ہوں اور
وصل اسکا جمشید شاہ نے ایک شرط پر موقوف رکھا ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ ایک سیاہ پوش دامنکوہ میں
مقیم ہے جو اسے جا کر زیر کرے میں اسکے ساتھ اسکی شادی کر دونگا اے شہریار میں اس سے مقابلہ کرنے گیا تھا اسنے
مجھکو گرفتار کر لیا تھا مگر اس عہد پر چھوڑ دیا کہ خبردار آیندہ پھر یہاں آنے کا قصد نہ کرنا میں وہاں سے اپنی جان
لیکر روانہ ہوا مگر دیوانہ محبت نے ایسا دیوانہ کر رکھا ہے کہ مجھکو اپنی جان کا کچھ پاس نہیں اسی بیقراری کے عالم میں
بار دیگر ورزش اور کثرت ڈنڈ مگدر کی ایسی بہم پہونچائی اور طاقت بڑھائی کہ پھر حوصلہ اسکے مقابلہ کا ہوا اور
جوش عشق میں اس سے مقابلے کو گیا اسنے پھر مجھے زیر کیا اور پیشانی پر میری داغ دیکر چھوڑ دیا اور کہا کہ اگر
ابکی پھر تو آئیگا تو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا اے شہریار بسبب خوف جان اب میں اسکے مقابلے کو نہیں جا سکتا
مگر اشتیاق اور آرزوے وصل محبوب خوش اسلوب مجھے بے تیغ ذبح کیے ڈالتا ہے شہزادہ بدیع الزمان نے
کہا اے سعد اگر تو اس نحوست کفر کو چھوڑ کر دین اسلام بصدق دل قبول کرے اور لقا پر لعنت کرے اور مسلمان ہو جا
تو میں تیرے ساتھ جا کر اس سیاہ پوش کو زیر کروں اور شادی تیری ملکہ کے ساتھ کر دوں سعد نے کہا مجھکو بدل
قبول اور منظور ہے اگر حکم ہو تو آپکو سجدہ کروں شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ معاذ اللہ یہ تو کیا کہتا ہے تو سجدہ
پروردگار عالم و عالمیان کو شایان اور زیبا ہے بس یہ کافی ہے کہ تو کلمہ پڑھ اور خدا کو وحدہ لا شریک جان اور لقا سے
بے نقا پر اور اسکے پرستاروں پر لعنت کر دین اسلام میں آ کر مسلمان ہو وہ بہر طور رضامند ہوا شہزادہ بدیع الزمان
نے فرمایا خیر اس وقت تو تو جا صبح کو آنا اور اسی دروازہ باغ پر ٹھہرا رہنا میں تیرے ساتھ چلونگا اور دامنکوہ
میں قدرت پروردگار کا تماشا دکھاؤنگا اور انشاءاللہ تعالے اس سیاہ پوش کو زیر کرونگا یہ کہکر شہزادہ

شہزادہ بدیع الزمان باغ میں تشریف لائے اور سعد چلا گیا ملکہ نے پاس مہر صبح پوش سے کیفیت سعد وزیر زادے
کی بیان کی ملکہ نے کہا کہ صاحب آپ نے درست سنا یہی سودا ہے اور وہ جو سیاہ پوش دامنہ کوہ میں رہتا ہے
اس سے کوئی شہزادہ بہرا ہوا ہے اور ہوگا مقابلہ کیسا رستم تک ادھر کا بندہ ہو گیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا
کہ ای ملکہ خدا نے چاہا تو کل اس سیاہ پوش کو جا کر زیر کرونگا ملکہ نے پاس مہر صبح پوش نے بہت سمجھایا اور بہانہ بہت
مصر ہوئی کہ ای شہریار اس بدبخت کے مقابلے کو ہرگز نہ جانا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ یہ کہنا تمہارا
ہرگز نہ مانونگا انشاء اللہ ضرور کل جا کے اسکو زیر کرونگا الغرض وہ رات گذری صبح نمود ہوئی شہزادہ بدیع الزمان
نے چلنے کا سامان کیا ملکہ نے پاس مہر صبح پوش نے منع کیا مگر شہزادے نے نہ مانا مجبور ہو کر ملکہ نے باپ کو اپنے بلوایا
جمشید شاہ نے بہت منع کیا مگر شاہزادہ نادرہ نے جمشید شاہ کا بھی کہنا نہ مانا قصہ مختصر شہزادہ بدیع الزمان علاء الدین شاہ
ہمراہ سعد کے روانہ ہوئے یہاں ملکہ مہر صبح پوش دلگیر ہو کر جوش محبت میں رہ گئی مگر دیوانہ وار مضطر و بیقرار ہو گئی
بارہ دری سے باہر آتی ہے اور کبھی فرش خواب پر جا کر لیٹ رہتی ہے کبھی انیسوں جلیسوں سے کہتی ہے کہ بہت مجبور ہا
کرو کہ شہزادہ بدیع الزمان بفتح و فیروزی خیر سے پھر کر جلد آئے خدا نو جمال بیمثال شہریار دکھائے ملکہ کو یہ حال
ہے کہ بہ ہمہ پریشان مضطر و نالان دعائے خیریت بر زبان ہے ادھر شہزادہ بدیع الزمان جب درہ کوہ میں پہونچا
شہ مرکب کی آواز بلند ہوئی بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت قوی ہیکل قوی بازو صاحب تن و توش
سیاہ پوش کرگدن پر سوار ایک تابوت اسکے ساتھ سامنے سے ظاہر ہوا اور شہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر
للکارا کہ او اجل رسیدہ اس طرف تو کہاں آتا ہے پھر جا اگر تجھکو اپنی جان عزیز ہے شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا
نعرہ بدیع الزمان منم فخر سہراب و رستم و قارن * بدیع الزمان صفدر و نامدار * بانشن او مردود تو نے
ادھر کی راہ مسدود کی آمد و شد خلائق بند ہے میں تجھکو سزا دینے آیا ہوں وہ سیاہ پوش بصد جوش و خروش
قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا تو تجھکو سزا دینے آیا ہے خبر معلوم ہوگا کہنے کو تو یہ کلمہ لاف و گزاف اسنے منہ سے نکالا مگر شان
و شوکت و رعب و جلالت سطوت و صولت شاہزادہ بدیع الزمان کی دیکھکر نہایت حیران اور متردد ہوا
پہلے تو بہت سا بدیع الزمان کو سمجھایا کہا کہ تو یہاں سے چلا جا تو کیوں کسی کیواسطے زحمت اٹھاتا ہے اپنی جان
کو گنواتا ہے بعد اسکے نیزہ اٹھا کر بدیع الزمان پر وار کیا بدیع الزمان نے طعن نیزے کی رد کر کے نیزہ اسکا چھین
لیا اسنے تلوار کھینچ کر وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے بہ فنون سپاہ گری تلوار بھی اسکی چھین لی وہ گھبرا کے بیدست
گو پڑا شاہزادہ بدیع الزمان بھی مرکب باد رفتار سے اترے اسلحہ اتار کر زین مرکب پر رکھدیے کشتی ہونے لگی
کوئی زور کوئی پیچ اسنے باقی نہ اٹھا رکھا بالفضلہ تعالی تیسرے دن شہزادہ بدیع الزمان نے زور اسکا توڑ کر اٹھا کر
جو مارا پیوند زمین اور نقش زمین ہو گیا شہزادہ بدیع الزمان چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھے اور پکارے کہ دین اسلام
قبول کر بتوں پر لعنت کر نہیں مارے ڈالتا ہوں اسنے کہا کہ آپ اپنے نام اور حسب نسب سے اچھی طرح آگاہ
کیجئے شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ نام تو میں نے اپنا پہلے ہی تجھپر ظاہر کر دیا تھا اب پھر تجھکو بخوبی آگاہ کیے دیتا ہوں
میں نور عین و راحت جان فرزند نوجوان امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا ہوں اور نام
میرا شہزادہ بدیع الزمان عالیشان ہے اسنے کہا ای شہریار میں تین برس سے مسلمان ہوں اور میں اسلام
قبول کر چکا ہوں الحمد للہ اب مراد میری بر آئی میں تو اسکا منتظر تھا قدوم میمنت لزوم کا مشتاق تھا اور نام
میرا قارن کرگدن سوار ہے باپ میرا ملک شمائل کا بادشاہ تھا نام اسکا شمائل شاہ تھا اتفاق سے

بے لقا جو دیو سیاہ ہے جب وہ ظلمات سے یہاں آیا دیو پری بہت سے اوسکے ساتھ تھے اُسنے زبردستی مالک سنبل شہر
باپ سے چھین کر عمل اپنا کر لیا اور باپ کو میرے قتل کیا اُس دنا میں میں سن ہزار دو برس کا تھا مان میری مجھکو لیکر
وہان سے بھاگی اس واسطہ کوہ میں آکر پناہ لی اور سکونت اختیار کی جب میں سن تمیز کو پہونچا تو اُسنے تمھاری
کیفیت بیان کی میں نے زور و طاقت و قوت بہم پہونچائی جو دیو سے آتا تھا میں اپنا زور اُسپر آزماتا تھا جس شخص کو
میں نے دو تین روز کی کشتی میں زیر کیا اسکو اپنا رفیق بنایا اور جسکے کچھ بھی نہ پایا اُسکو چھوڑ دیا اور اس سے کہدیا کہ
جلد چلا جا پھر ادھر آنے کا قصد نہ کرنا چنانچہ اسیطرح منتخب کرکے میں نے چالیس ہزار رفیق جرار و نامدار جمع کیے ہیں
اب میرا ارادہ ہوا تھا کہ لقا سے یا لقا پر لشکر کشی کرون کہ شب گذشتہ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نورانی
صورت فرماتے ہیں اے قارن ابھی لقا پر لشکر کشی نہ کرنا یہان فرزند رشید امیر ابو المعالی حمزہ صاحبقران شہزادہ
بدیع الزمان آنے والا ہے اور وہی تجھے زیر کریگا تو اُسکے ساتھ لقا سے یا لقا پر لشکر کشی کرنا پس میں آپکا نہایت منتظر
تھا الله الحمد کہ قدمبوسی آپکی حاصل ہوئی شہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا کہ یہ تابوت تیرے ساتھ کیسا ہے اُسنے کہا
کہ یہ تابوت میری مان کا ہے غرضکہ بدیع الزمان اُسکے سینہ پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور قارن کو گلے سے لگایا قارن
نے دعوت و ضیافت شہزادہ بدیع الزمان نامدار کی بڑی دھوم سے کی دوسرے روز شہزادہ بدیع الزمان
کو ساتھ لیکر شہر جمشیدیہ میں آیا جمشید شاہ نے جو دیکھا کہ قارن غلام حلقہ بگوش ہوگیا ہے نہایت حیران ہوا
اور کہا کہ حقیقت میں اولاد حمزہ صاحبقران زمان بڑی زبردست ہے کیسے کیسے جرارون اور بہادرون اور
دلیرون اور پریزادون کو زیر کیا ہے شہزادہ بدیع الزمان نے جمشید شاہ سے فرمایا کہ ای بادشاہ جو شرط تیری تھی
وہ پوری ہوئی قارن کو زیر کرکے میں گرفتار کر لایا ہون اب تجھکو لازم ہے کہ شادی اپنی بیٹی کی میرے ساتھ
کر دے اُس بادشاہ جمشید شاہ نے بموجب حکم شہزادہ بدیع الزمان اُسیوقت عقد ملکہ گل چہرہ دختر
نیک اختر خسروانہ اپنی کا اُسکے ساتھ کر دیا اب یہ کیفیت ہے کہ شہزادہ بدیع الزمان دن بھر تو بارگاہ میں جمشید شاہ
کی رہتے ہیں اور رات کو باغ میں ملکہ مہر جبین گلپوش کے پاس جلوہ افروز ہوتے ہیں اور ہرکارے سرداران
لشکر اسلام کیواسطے چارطرف روانہ کیے کہ خبر سرداران لشکر اسلام کی دین ایکدن شہزادہ بدیع الزمان
بارگاہ جمشید شاہ میں جلوہ افروز تھا کہ ہرکارون نے آکر جمشید شاہ کو خبر دی کہ ایلچی پشنگ شاہ فیل دندان
اور کاؤس شاہ فیل دندان کا آیا ہے یہ خبر سنتے ہی جمشید شاہ کی رنگت زرد ہوگئی مگر کہا کہ بلاؤ ایلچی کو جب
ایلچی اندر بارگاہ کے گیا سلام کیا جمشید شاہ نے دو کل پر بٹھایا ایلچی نے نامہ جمشید شاہ کو دیا جمشید شاہ نے
وزیر سے کہا کہ نامہ پڑھو وزیر سرکار نامہ پڑھنے لگا لکھا تھا کہ ای جمشید شاہ ہمنے سنا ہے کہ تمہاری دختر
نیک اختر ملکہ مہر جبین گلپوش کے حسن کا بہت شہرہ ہے اور وہ نہایت حسین مہ جبین شکیل و جمیل ہے ہم بہت
اُسکے مشتاق ہیں اب تمکو مناسب ہے کہ فوراً پڑھتے ہی نامہ مسرت شمامہ کے اُس حور وش کو تخت زرین
سوار کرکے ہمراہ ایلچی بادولت کے کر دو اور اگر اسکے خلاف کروگے تو سزا پاؤگے ہم آکر تمام شہر کو قتل کرکے
بیخ و بنیاد قلعہ کی کھدوا کر پھینکدونگا اخیر کو بہت پچھتاؤگے [illegible] کہ عاقل کرد [illegible]
پشیمانی ہوتا [illegible] جب تو شہزادہ بدیع الزمان نے یہ مضمون نامہ [illegible]
غضبناک ہوا اور وزیر کے ہاتھ سے نامہ لیکر چاک کرکے پھینک دیا ایلچی نے جو دیکھا کہ شامل سرداران کے
ایک شخص ہے اُسنے نامہ چاک کرکے پھینک دیا اور بادشاہ نے کچھ جواب نہیں دیا پس غصہ ہوکر تلوار کھینچکر بدیع الزمان

کو تڑھوکے ایک ہاتھ مارا کہ شہزادہ بدیع الزمان نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تلوار اُسکی چھین لی اور ایک طمانچہ ایسا زور
سے مارا کہ گردن ایلچی کی پشت کی جانب پھر گئی اور زمین پر گر کے مانند لوٹن کبوتر کے لوٹنے لگا اور بیہوش
ہو گیا بعد ایک لمحہ کے جو آنکھ کھولی شہزادہ بدیع الزمان کو سامنے بیٹھے دیکھا پھر آنکھ بند کر لی بدیع الزمان نے
پکارا او مردک میں نے تجھکو ایلچی سمجھ کے زندہ چھوڑ دیا دور ہو جا میرے سامنے سے وہ اس کلمہ کو بہت غنیمت سمجھا
مڑ کے بھی ادھر نہ دیکھا جلدی سے اٹھ کے سیدھا ایوان شاہی سے نکل کر باہر آیا اور اپنے شہر کی طرف بھاگا
جب کاؤس و ہوشنگ کے سامنے آیا وہ نامہ چاک شدہ اُنکے آگے پھینک دیا اور تمام کیفیت بیان کی
ہوشنگ سے بیان کی ہوشنگ سنکر نہایت برہم و درہم ہوا اور تیغہ کھینچکر ایلچی کے مارا اور کہا او نامرد تونے نامے کو ذلیل
کروایا زندہ پھر کر وہاں سے کیوں آیا تجھکو وہیں جان دینی تھی تیغہ ہوشنگ ایلچی کی کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہو کر ایلچی
زمین پر گرا ہوشنگ نے تیغہ کا خون پونچھ کر غلاف میں کیا اور اُٹھ کھڑا ہوا دو لاکھ سوار خونخوار لشکر سے چھانٹے
اور انکو اپنے ہمراہ لیکر اُسیوقت طرف شہر جمشیدیہ کے کوچ کیا منزل بمنزل آتے آتے جب
قریب شہر جمشیدیہ کے ہوشنگ و کاؤس مع لشکر پہونچے ہرکاروں نے خبر جمشید شاہ کو دی کہ ہوشنگ
و کاؤس مع لشکر کے آ پہونچے جمشید شاہ نے بدیع الزمان سے کہا اے شہریار یہ دونوں بالکل زبردست
ہیں رستم و اسفندیار کو اپنے سامنے پشہ سے بھی کمتر جانتے ہیں شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ اے
دو کیا ڈر ہے خدا حافظ و نگہبان ہے وقت پر سمجھ لیا جائیگا پھر فرمایا اے جمشید شاہ اگر تم زیادہ کشتہ خوفناک
ہو تو یہیں رہو میرے ہمراہ چلو میں تنہا اُن سے مقابلہ کو جاؤنگا یہ سنکر قارن کرگدن سوار نے عرض کیا کہ
اے شہریار آپ بھی بیچا سمجھے ہیں اُن دونوں کو جا کر باندھ لاتا ہوں شہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے قارن اب تک
یہ نہیں اتفاق ہوا کہ ہم امن و امان سے بیٹھے رہے ہوں اور کسی رفیق کو حریف سے لڑنے کیواسطے بھیجدیں بیٹھے ہوئے
بہادری اور مردانگی نہیں ہے اے قارن البتہ ایسا ہوگا جب ہم پر ایسی ہی کوئی افتاد پڑے تو تم ہمارے شریک ہو کر کارزار
کرنا القصہ فوج و لشکر اپنے ساتھ لیکر شہزادہ بدیع الزمان شہر سے باہر آئے سامنے لشکر کاؤس و ہوشنگ
کے خیمے برپا ہوئے ہوشنگ شاہ نے جو یہ خبر سنی کہ پھر جمشید لشکر لیکر مقابلہ کو آیا ہے اور اسی نے نامہ چاک کر کے
پھینکدیا تھا فوراً حکم دیا تھا کہ طبل جنگ بجے کل اس خدا پرست کو اگر مزا نہ چکھایا ہو تو نام اپنا ہوشنگ شاہ
نہ رکھا ہوگا اسیوقت نقارہ زرہی پر چوب پڑی جاسوسان لشکر نے یہ خبر شاہزادہ بدیع الزمان کو پہونچائی شہزادہ
بدیع الزمان نے فرمایا کہ لا فضل ابتدا ہی ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے بموجب حکم شہزادہ عالی تبار بدیع الزمان
نقارہ کوس حربی پر چوب پڑی تمام رات حرب و پیکار کی درستی دونوں لشکر میں رہی صبح کو دونوں
لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے جسوقت میدان تیار ہو چکا نقیبوں نے بلند آواز سے نقابت کی بعد اسکے
پہلوانان زبردست مثل رعد کے گرجنے لگے کرنا ایک اُدھر سے ہوشنگ شاہ فیل دندان میل فولادی
ہاتھ میں لیے ہوئے کرگدن پر سوار میدان میں آیا اور للکار کر کہا کہ کہاں ہے وہ شخص جسنے نامہ میرا چاک
کر کے پھینکا ہے آ میدان جنگ میں جو مقابلے کو آئے قارن کرگدن سوار نے چاہا کہ اسکے مقابلے کو میں
جاؤں شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ اے قارن تم اس سے مقابلے کو نہ جاؤ کہ وہ میرا نام لیکے للکارتا ہے مجھی
کو مناسب ہے کہ اس سے مقابلے کو جاؤں تم تماشا دیکھو کہ پروردگار کیا کرتا ہے یہ کہکر مرکب کو جھپکا کر مثل برق تند دم
کے عرصہ کارزار میں آگئے وہ گینڈا دوڑا کر لگا و زن ہوا تو دس قدم گینڈا اُسکا مرکب نقش شکار شہزادہ بدیع الزمان

نے پیچھے ہٹا دیا پھر ہوشنگ شاہ نے گینڈا دوڑا کر نگاو رزنی کی دوبارہ گینڈا ہوشنگ کا تو قدم پیچھے
ہٹ گیا پھر للکار کر پوچھا کہ او خدا پرست نام بتا کیا ہے شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا کہ منم بدیع الزمان
منم آن پہلوان رستم شکوہ ۔ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ ۔ آگاہ ہو اے ہوشنگ کافر ازلی میں فرزند جگر بند امیر با توقیر
ارزانی قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ہوں نام میرا شہزادہ بدیع الزمان ہے اور سرفتنہ ملک باختر
زدہ میں ہوں اسنے کہا خیر معلوم ہوا اور نیزہ سرشگاف کا اسنے وار کیا اور کہا کہ لے بدیع الزمان سے روک
نوک نیزہ قتال کی میرے شہزادہ بدیع الزمان نیزہ تا کمر سے چلے نیزہ بازی ہونے لگی ستر ضربین نیزے کی بدیع الزمان
نے روک کر نیزہ ہوشنگ شاہ کا ہوائی کر دیا یہ دیکھکر رنگ اڑ گیا نہایت خفیف ہوا تاو پیچ غصہ سے کھا کے
تیغہ آبدار کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے ایک ہاتھ سے مع قبضہ شمشیر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ کمر میں
ڈالدیا ہوشنگ شاہ بھی لپٹ پڑا زور کشمکش کے ہونے لگے آخرکار ہوشنگ گینڈے سے کود پڑا اور
بدیع الزمان بھی گھوڑے سے اتر کے کشتی ہونے لگی چار پہر کامل زور دونوں میں ہوا کیا شام کے وقت شہزادہ
بدیع الزمان نامدار نے لنگر ہوشنگ شاہ کا توڑا اور اٹھا کر زمین پر مارا مشکیں باندھ کر لشکر میں اٹھوا لائے
رات کو کاؤس نے بھی طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام میں بھی نقارہ حربی پر چوب پڑی دوسرے دن صبح کو دونوں
لشکر میدان جنگ میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر گئے کاؤس فیل دندان گینڈا دوڑا
کر میدان رزمگاہ میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے قارن کرگدن سوار شہزادہ بدیع الزمان سے اجازت
لیکر مقابلے کو میدان میں گیا بعد نگاو رزنی نیزہ بازی ہوئی قارن کرگدن سوار نیزہ کاؤس نکال لے گیا
کاؤس فیل دندان نے تلوار کھینچی جھپٹ کے قارن کو ہاتھ مارا قارن نے بفنون سپہ گری تلوار کاؤس کی
چھین لی کاؤس گینڈے سے کود پڑا قارن بھی گینڈے سے کودا کشتی ہونے لگی دو دن کامل کشتی کا زور
ہوا تیسرے دن کاؤس کو قارن نے زیر کرکے مشکیں باندھ لیں اور خدمت میں شہزادہ بدیع الزمان
عالیشان کی لایا شہزادہ بدیع الزمان نے قارن کرگدن سوار کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور میدان رزمگاہ
سے مراجعت کرکے بارگاہ عالی منزلت میں آئے سب سرداران لشکر بھی حاضر بارگاہ شہزادہ والا قدر ہوئے
ہوشنگ و کاؤس کو بلایا وہ جب سامنے آئے فرمایا کہ اے ہوشنگ و کاؤس آج تمہارا قتل ہونے کا
دن ہے اگر دین اسلام قبول کرو اور لقا اور پرستاران لقا پر لعنت کرو تو تمہاری جان بخشی کردوں ورنہ ابھی
تہ تیغ بیدریغ کرونگا ہوشنگ و کاؤس دونوں مسلمان ہوئے از سر صدق ایمان لائے لقا سے بیلقا پر لعنت
کی کلمہ طیبہ پڑھکر طیب و طاہر ہوئے دین اسلام قبول کیا شہزادہ بدیع الزمان نے انکو رہا کیا ہوشنگ
و کاؤس نے اپنے تمام لشکر کو مسلمان کیا اور بجان و دل اطاعت شہریار منظور کی اور شریک شہزادہ بدیع الزمان
ہوئے بدیع الزمان نامدار نے بعد فتحیابی وہان سے شہر جمشیدیہ کا راستہ لیا مع سرداران لشکر و لشکریان نامدار
داخل شہر جمشیدیہ ہوئے ہرکاروں نے پہلے سے خبر بادشاہ جمشید شاہ کو پہونچائی کہ شہزادہ بدیع الزمان
امیر سرفتنہ باختر فرزند امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بعد گرفتاری ہوشنگ فیل دندان و کاؤس فیل دندان کو مسلمان و
فرمانبردار کرکے داخل شہر جمشیدیہ ہوگئے ہیں اور دونوں خلعت دین اسلام سے مخلع ہوئے بادشاہ جمشید شاہ
بہت خوش ہوا جلسہ جشن تازہ مہیا کیا ملکہ ہمارے مرصع پوش نے جو مناسبت اسے روز شادی کی باغ میں
صحبت عیش و نشاط اور جلسہ جشن آراستہ کرکے سبکو جوڑے دیئے خلعت دیئے ناچ و رنگ و نائونوش کا سامان مہیا ہوا

نکلے دیکھا کہ خلایق ایک طرف کو چلی جاتی ہی غول کے غول غٹ کے غٹ دوڑے روان ہین علمشاہ نے دریافت
کیا کہ یہ لوگ کہان جاتے ہین کیا کوئی کہین تماشا ہوتا ہی یا آج اس شہر مین کسی قسم کا میلا ہی لوگون نے بیان
کیا کہ سبب جو اس شہر کا حاکم ملک حدید ہی اُسکی ایک بیٹی نہایت حسین مہ جبین مہر تمکین نازنین خوبصورت
پری پیکر حور وش گلعذار سیم تن غنچہ دہن سرو قد ہزارون مین ایک ہی اور نام اُسکا ملکہ زرہ مہر ہی شہرہ حسن و جمال
سنکر عشق مین مبتلا ہو کر دور دور سے آتے ہین مگر وصل سے اُسکے ناکام رہجاتے ہین ملکہ زرہ مہر کی ایک شرط
ہی جو اُسکی شرط کو بجا لائے وہ اُسکے وصل سے کامیاب ہو علمشاہ نے پوچھا ای بھائی اُسکی شرط کیا ہی اُن سے
کہا کہ ملکہ زرہ مہر یہ کہتی ہی کہ جو کوئی نقابدار سیاہ پوش پر غالب ہو وہ جوان میرے وصل کا طالب ہو بہت لوگون
نے اُس سے مقابلہ کیا کوئی اُس نقابدار سیاہ پوش پر غالب نہ آیا گو ہر مقدور مقابلہ ہوا عشق سے ہاتھ نہ لگا ای جوان
آج وہی روز ہی کہ ایک بادشاہزادہ کسی طرف سے آیا ہوا ہی عشق ملکہ زرہ مہر مین مبتلا ہی آج اُس شہزادے کا نقابدار
سیاہ پوش سے مقابلہ ہی یہ لوگ سب کے سب اُسکی لڑائی کا تماشا دیکھنے کو جاتے ہین علمشاہ رومی نے
کہا کیون بھائیو ہم بھی چلین تماشا دیکھنے کو اُن لوگون نے کہا چلیے کسیکی منا ہی نہین جلسہ عام ہی قابل دید تماشا
عجیب ہی یہ سنکے علمشاہ نوجوان بصد عز و شان اُن سب کے ساتھ ہو لیے جب معرکہ امتحان مین پہونچے علمشاہ
نے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی اور ایک قصر نہایت خوشنما و رفیع ہی اُس قصر عالیشان مین ملک حدید
بیٹھا ہی اور دختر نیک اختر اُسکی ملکہ زرہ مہر پہلو مین مثل آفتاب عالمتاب کے جلوہ گر ہی اور گرد اُسکے سہیلیان و
خواصین در و دیوار گوش مرصع پوش دربیچ جواہر مین غرق لباسہای پر تکلف پہنے اپنے عہدون پر موجود ہین مگر شوق
معرکہ آرائی دیکھنے پر ہین اور تمام خلایق ادنی و اعلی خرد و کلان جمع ہین گویا عیش باغ کے میلے کا سامان ہی لیکن
سبکے سب تماشا و معرکہ آرائی نقابدار و شہزادہ نامدار کا دیکھتے ہین مگر دل ملکہ کیطرف ہین عجب کیفیت ہی
دیکھا یک علمشاہ نوجوان نے دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش سامنے سے پیدا ہو گھوڑا اڑاتا ہوا اُس
مجمع عام کے بیچ مین سے میدان وسیع مین آیا اور نیزہ تول کر آواز دی کہ کون اجل رسیدہ گریبان دریدہ عاشق
زار ملکہ زرہ مہر تاجدار ہی اور کون خواہان وصل یار گلعذار ہی سامنے میرے آئے اور مقابلہ کرے علمشاہ کھڑے
ہوئے یہ دیکھ رہے ہین کہ ایک جوان رعنا نہایت خوبصورت صاحب حسن و جمال شان و شوکت مین بیمثال
کوئی بیس برس کا سن و سال مرکب پری پیکر پر سوار سامنے نقابدار کے مجمع عام سے نکل کے آیا اور للکارا
کہ او نقابدار سیاہ پوش کیا جوش و خروش کرتا ہی مین آیا دیکھ تو کیسا زیر کرتا ہون کہ تو بھی یاد کرے نقابدار
پکارا کہ ای جوان کیون دہان اژدر فضا مین قدم رکھتا ہی اپنے ارادے سے باز آ وصال ملکہ سے ہاتھ اٹھا اُس
جوان نے کہا کہ عشق معشوق جو تھا مجھکو اس ارادے سے باز نہین رہنے دیتا ولولہ دل محبت منزل آمادہ جانبازی کا
ایسا جو کچھ ہو شعر قدم جب عشق مین دھرتے ہین بسم اللہ کرتے ہین ۔ متاع جان کو اپنی فی سبیل اللہ کرتے ہین
دیکھیے کیا ہوتا ہی ہمین نقش قدم پر اُسکے ۔ کوچہ یار کو ہم پہلے ہی مقتل سمجھے ۔ یہ سنکر نقابدار سیاہ پوش
نے کہا تجھے اختیار ہی اسواسطے تجھے سمجھا دیا اچھا آ پہلے مجھسے چوگان بازی کر یہ سنکے وہ جوان مصروف چوگان بازی
ہوا ہزار جد و جہد کی مگر نقابدار سیاہ پوش بہت تیز ہوش تھا گو لیجاتا تھا بعد اُسکے نیزہ بازی
ہوئی چند طعن نیزے کی ردوکد کے نقابدار نے نیزہ جوان رعنا کو ہوائی کر دیا اب نوبت شمشیر زنی کی آئی اُس
جوان حسین نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار پر تلوار اُسکی روکا اور ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈال کے جھٹکا اور اٹا دیا اُس

جوان کے ہاتھ سے نکل گئی نقابدار تلوارین دونون پھینک کر لپٹ پڑا اُس جوان نے بھی ہاتھ دونون نقابدار
کی گردن مین ڈالدیے آخرکار دونون پشت مرکب سے کود پڑے کشتی ہونے لگی تین پہر کامل زور ہوا اسنے پیچ باندھا
اسنے توڑ کیا اسنے پیچ کیا اسنے توڑ کیا اسیطرح بعد تین پہر کے نقابدار نے لنگر اُس جوان نازنین کا اُکھیڑا اور اُٹھا کے زمین
پر مارا زیر کرتے ہی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کمر سے کھینچ چاہتا ہی کہ اُس جوان شوکت نشان کو ذبح کرے بس دیکھتے
ہی علمشاہ رومی بیتاب ہوگئے اُس جوان کے حسن و جمال اور کمسنی پر ترس آگیا دلمین کہا ای علمشاہ یہ جوان ناحق
قتل ہوتا ہی اسے بچانا چاہیے فورًا للکارے کہ او نقابدار تیرہ درون خبردار اس جوان کو قتل نکرنا اگر تونے اسکو
ذرا بھی زخمی کیا تو مین تیرا کام تمام کرونگا نقابدار سیاہ پوش نے جو پھیر کر دیکھا کہ مہر طلعت ماہ صورت ستان
شانانہ آشکار شوکت خسروانہ چہرے لیسی نمودار مرکب پری پیکر پر سوار چلا آتا ہی نقابدار اُسکے سینہ پر سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور علمشاہ سے کہا کہ تو کون ہی جو اسکی جانبداری اور حمایت کرتا ہی علمشاہ نے فرمایا او ظالم مجھکو اسکی جوانی
اور کمسنی اور حسن و جمال پر رحم آیا مجھسے اسکا قتل ہوتا دیکھا نگیا اب بہتر ہی تو اسکی خونریزی سے باز آ نہین تو مین
تجھے قتل کرونگا نقابدار سیاہ پوش یہ سنکر بہت ہنسا اور پکار کر کہا کہ خوب اے گل دیگر شگفت تو نے ضرور
مجھکو قتل کیا ارے او اجل رسیدہ کیا تیری بھی شامت آئی ہی تو بیکار جان دیتا ہی تجھے اس قصہ سے کیا کام ہی
اور تجھکو کسطرح کی تاب و طاقت ہی جو غالب آئے علمشاہ نے کہا کہ اگر مجھسے مقابلہ ہو تو حال کھلے یہ لن ترانی اور
یہ لاف و گزاف تو سب بھول جا نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ تیری بھی قضا آئی ہی خیر اچھا ہے
آ تجھکو اور اُسکو دونون کو ساتھ ہی قتل کرونگا یہ کہکر وہی چوگان بازی شروع کی نقابدار گو علمشاہ سے نکال لیگیا
پھر نیزہ بازی ہوئی ستر طعنون کے بعد علمشاہ کا نیزہ بھی نقابدار سیاہ پوش نے ہوا کی کردیا علمشاہ نے تلوار
کھینچی شمشیر زنی کی بھی برابر چوٹین خالی نکل گئین علمشاہ نقابدار سے عہدہ برآ نہو سکے آخرکار نوبت کشتی کی آئی
دو دور کامل زور ہوا کیے علمشاہ نے جو پیچ باندھا وہ توڑ کر کے نکل گیا لنگر نقابدار کا علمشاہ سے نہ اُٹھ سکا گویا
زمین سے پانون نقابدار سیاہ پوش کے پکڑ لیے آخر کو نقابدار سیاہ پوش نے علمشاہ کو زیر کیا اور مشکین
باندھلین علمشاہ دلمین اپنے سمجھ گئے یہ کوئی ساحر زبردست ہی جو مین اُسپر غالب نہ آسکا جب نقابدار نے
علمشاہ کو گرفتار کیا ایک حجرہ پیکار کر کہا کہ یہ شخص بچا ہی قتل نکرنا دونون کو گرفتار سلاسل و طوق کر کے زندانخانہ
مین قید کرو پھر دیکھا جائیگا یہ سنکر لوگون نے اُس جوان کو اور علمشاہ کو علیحدہ علیحدہ زندان خانہ مین قید کیا علمشاہ
نہایت اداس اور پریشان کمال مضطر و حیران زندانمین بیٹھے کہ دو پہر رات سے گئے دروازہ زندان کا کھلا علمشاہ
نے نظر کرکے دیکھا کہ ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین چہرہ مثل ماہ شب چاردہ کے روشن سامنے سے آئی تاریکی
زندان اُسکے حسن و جمال سے دور ہوگئی زندانمین دن کے مانند روشنی ہوئی وہ نازنین آکر علمشاہ کے پاس بیٹھ
گئی اور محبت سے دونون ہاتھ گردن مین حمائل کیے اور کہا اے عزیز جان مشتاق محبت و الفت تیری بیقرار کر کے
یہان لے آئی ہی یہ تو نے کیا غضب کیا کہ اُس نقابدار سیاہ پوش سے مقابلہ کیا تو انسان فخر حسینان جہان ہی اور
وہ تو دیو اور ساحر زبردست ہی نام اُسکا ولو جلاد جادو ہی وہ تو پیارے محبت سے باہین گردن مین ڈالے
باتین کیا کی یہان علمشاہ بھی اُسکا دلدادہ و فریفتہ ہوگئے بوس و کنار ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے اُس نازنین
نے کہا کہ تو اپنا نام و نشان بتا کہ تو کون ہی علمشاہ نے کہا کہ مین فرزند رشید جگر گوشہ امیر با توقیر لقا
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا ہون اور نام میرا رستم شکوہ علمشاہ رومی ہی تا کا اسلام سے زخمی ہو کر

ادھر نکل آیا تھا اس نقاب دار سیاہ پوش کی کیا تاب و طاقت جو مجھکو زیر کرتا مگر اسکے ساحر ہونے کا حال نہ معلوم
تھا ورنہ میں اُسکو کب زندہ چھوڑتا خیر اب تو پھنس کے دھوکا کھایا گرفتار ہوگیا مگر انشاء اللہ پروردگار قادر و توانا ہے
یہ مردود کہاں جاتا ہے کوئی سامان کبھی تو پروردگار عالم مہیا کریگا پھر دیکھا جائیگا اب تو اپنا نام و نشان بتلا کہ تو کون ہے
اور کہاں سے آئی ہے اُس نازنین نے کہا اے شہریار میں چھوٹی بیٹی ہوں بادشاہ ملک جدید کی نام میرا زرین چہر ہے میں
بھی کل اُس قصر میں اپنی بہن زرین مہر کے پاس بیٹھی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی جب تم گھوڑا چمکا کر نعرہ کرتے ہوئے نقاب دار
سیاہ پوش سے مقابلے کو آئے تمہارا حسن و جمال دیکھا میں عاشق و شیدا ہوگئی جب تم گرفتار اُسکے ہاتھ سے
ہوئے مجھکو نہایت صدمہ و الم ہوا جب تم زندان خانہ میں بھیجے گئے مجھکو تمسے ملنے کا اشتیاق ہوا اسوقت یہ تدبیر کال
میں تم تک پہونچی ہوں یہ کہکے ایک پرچہ دیا اور کہا کہ اسپر جو دعا لکھی ہے اسے تم ورد زبان رکھو کہ اس دعا کی برکت سے
تمہارے پاس ایک دیو سفید آئیگا جو کچھ تم اُس سے کہوگے وہ حکم تمہارا بجا لائیگا وہ دعا کا پرچہ علمشاہ نے لے لیا اور
ملکہ زرین چہر چلی گئی مگر اتنا کہتی گئی کہ اے شہریار ذرا اپنے عاشق کو نہ فراموش کرنا بعد اُس نازنین کے جانے کے علمشاہ
وہ دعا پڑھنے لگے اسیوقت ایک دیو سفید رنگ آ کے حاضر ہوا اور بادب سلام کیا دست بستہ کھڑے ہوکر عرض
کیا کہ غلام حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے حضور نے کیوں یاد فرمایا ہے علمشاہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ دیو جلاد جادو کو مار ڈالوں
اور زیر کروں اُس دیو سفید نے عرض کیا کہ غلام بھی ایک مشکل سخت میں گرفتار ہے اگر حضور میری مشکل کو حل کریں تو میں
دیو جلاد جادو کے قتل کرنے کی تدبیر بتادوں علمشاہ نے فرمایا کہ پہلے تو اپنی حاجت کو بیان کر اُس دیو نے کہا کہ میں
ایک صندوق سر اسقافیل سے لئے ہوئے آتا تھا کہ باغ میں سہراب شاہ کے پہنچا خیال میں آیا کہ یہاں بیٹھکر
کچھ کھا پی لوں صندوق زمین پر رکھ دیا میں گلگشت باغ میں مصروف ہوکر کچھ اثمار وغیرہ توڑ توڑ کر کھانے لگا ایکایک
سہراب شاہ وہاں آگیا اتنے میں اسنے ملازموں سے وہ صندوق اٹھوا کر قبضہ میں کیا میں نے جو دور سے دیکھا دوڑا مجھکو
سہراب شاہ پر نہایت غصہ آیا للکار کر اسپر جا پڑا وہ بھی بہت طاقتور ہے لپٹ پڑا مجھسے اور اُس سے کشتی
ہونے لگی بڑی دیر تک سہراب شاہ سے زور ہوا کیا جب میں نے دیکھا کہ اب میرا زور گھٹا اور سہراب شاہ
غالب ہوا چاہتا ہے زیر کرکے مار ڈالیگا میں ڈر کے مارے اسکے پنجے سے چھٹکر سہراب شاہ سے بھاگا آجتک
اُدھر کا خوف سے رخ نہیں کیا اگر آپ وہ میرا صندوق مجھکو سہراب شاہ سے دلوا دیجیے تو پھر میں آپکو دیو جلاد
کے قتل کرنے کی تدبیر بتادوں علمشاہ نے پوچھا کہ سہراب شاہ کس شہر میں رہتا ہے دیو سفید نے عرض
کی کہ شہر سہرابیہ میں یہاں سے بہت قریب ہے چہار طرف اُس شہر کے دریا جاری ہیں اور شہر نہایت
سبز ہے وہاں سہراب شاہ حکومت و بادشاہت کرتا ہے علمشاہ نے فرمایا کہ تو مجھے وہاں لیچل میں
تجھکو صندوق دلوا دونگا دیو سفید نے کہا کہ میں سہراب شاہ کے سامنے نہ جاؤنگا علمشاہ نے فرمایا کہ تو مجھے
بالاے بام قصر سہراب شاہ اُتار دیجیو پھر میں سمجھ لونگا دیو سفید نے یہ سنکے علمشاہ رومی کو اپنے کاندھے
پر بٹھا کر روانہ ہوا ابر میں بالاے ہوا اُڑتا ہوا قصر سہراب شاہ پر پہونچا بام قصر پر علمشاہ کو اُسنے اُتار دیا
اور آپ ایک گوشہ میں پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہا علمشاہ رومی زیر بام قصر اُتر کر آئے دیکھا کہ سہراب شاہ
تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور تمام سردار گرد دربار میں جمع ہیں جب علمشاہ رومی سامنے سہراب شاہ کے پہونچے
سہراب شاہ کی نگاہ علمشاہ پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص مثل آفتاب عالمتاب کے جلوہ گر ہوا چہرہ نورانی
مثل خورشید تابان پیشانی صورت بدر کامل شان و شوکت چہرے سے ہویدا رعب و جلال [illegible] سہراب شاہ

حیران ہوا کہ یہ کون ہے اور یہاں کیونکر آیا بغور دیکھنے لگا جب عالمشاہ قریب آئے سہراب شاہ نے پوچھا کہ
تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور یہاں تیرا گذر کیونکر ہوا عالمشاہ نے باواز بلند پکار کر کہا میں فرشتۂ قدرت
زمرد شاہ باختری خداوند لقا کا ہوں بحکم خداوند لقا میں جہاں چاہتا ہوں چلا جاتا ہوں مجھے کسی کی اجازت
طلب کرنے کی کیا ضرورت ہے اسوقت مجھکو خداوند لقا زمرد شاہ باختری نے بھیجا ہے کہ وہ جو صندوق تو نے
دیو سفید سے چھین لیا ہے میرے پاس بھیجدے سہراب شاہ نے نام خداوند لقا زبانی فرشتۂ قدرت
کے سنا یقین کامل ہوا کہ یہ بیشک فرشتۂ قدرت ہے فورًا تعظیم کیواسطے اٹھکر کھڑا ہوا تعظیم و تکریم کے بعد فرشتۂ قدرت
لقا کو اپنے برابر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا بڑی خاطر و مدارات سے پیش آیا اسباب دعوت برائے فرشتۂ قدرت
مہیا کیا زمرد شاہ باختری کا حال پوچھنے لگا عالمشاہ نے بھی کچھ کہا کچھ نہ کہا تھا کہ اس اثنا میں اشتروت جادو ان
گلنوم جادو اور اہمات جادو کی آئی کہ وہ سہراب شاہ پر عاشق و فریفتہ ہے عالمشاہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا
پہلے سہراب شاہ سے پوچھا کہ یہ کون ہے سہراب شاہ نے کہا کہ یہ فرشتۂ قدرت خداوند لقا زمرد شاہ
باختری ہے وہ جو صندوق میں نے دیو سفید سے چھینا تھا اُسکے لینے آیا ہے اشتروت جادو نے کہا اے بھولے بادشاہ
کیا تو احمق ہو گیا ہے تو اسکو کیا جانے میں اسے خوب پہچانتی ہوں یہ فرزند رشید حمزہ صاحبقران زمان ہے یہ کیا فرشتۂ
قدرت زمرد شاہ باختری نہیں ہے میری دونوں بیٹیوں گلنوم جادو اور اہمات جادو نے جاکر لشکر خداپرستان
پر سحر کیا تھا صرف بادی سحر سے بہت دنوں تک کی ادھر جبرئیل قدرت خداوند لقا یاقوت شاہ فتح لیکن خداپرستون
پر آخر تمام خداپرست تباہ و برباد ہو گئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی اسی تباہی میں نکل کر اسطرف چلا آیا ہے یہ کہکر عالمشاہ
سے اشتروت جادو مخاطب ہوئی کہا کیوں اے پسر حمزہ سچ بتا تو یہاں کیونکر آیا ہے اور میں اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی
ہوتا ہے تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر چاہتی تھی کہ سحر کرے مگر عالمشاہ رومی بھی تو ماشاء اللہ بہت فہمیدہ
اور قابل ہیں جیسے ہی یہ آئی تھی اسیوقت عالمشاہ رومی دست بقبضہ ہو بیٹھے تھے سنا اس کلام اشتروت
جادو کے تیغ کپتان فرنگی کا ہاتھ مارا اسیر اشتروت جادو کے پڑا اسفل تک کاٹتا ہوا آر پار ہو گیا کاٹے اتنی ساحرہ کے
ہو کر گرے فورًا گرد و راہی سو سے فتنہ جہنم ہوئی سیاہ آندھی اٹھی ہوا سے تند چلی تلاطم مثل طوفان سمندر کے برپا ہوا
پیروں نے اسکے شور و غل مچایا بعد تھوڑی دیر کے جب تاریکی دفع ہوئی پرکالہ ہائے لاش ساحرہ سے ایک صدا
ہوئی ہائے کشتی میرا نام تھا اشتروت جادو ہائے افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم کشتن ساحرہ
فاحشہ کے قتل ہوتے ہی سہراب شاہ نے سرداروں کو حکم کیا کہ اس خداپرست کو مار لو جانے نہ دو کفار ہجوم
کر کے چار طرف آئے عالمشاہ رومی نے نعرہ کیا کہ وہ بار بار نعرے لگا نعرہ عالمشاہ منم رستم پیلتن پیل کن کشندہ
دیو بل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی تیغ عالمشاہ رومی شمشیر فیل زور بہر کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
بس نعرہ کرتے ہی سہراب شاہ پر جا پڑے مگر کفار بیچ میں آ کر حائل ہو گئے عالمشاہ سہراب شاہ تک
نہ پہنچ سکا کارزار ہونے لگی تلوار چلنے لگی لاشہ پر لاشہ گرنے لگی ایوان شاہی میں کشتوں کے ڈھیر ہو گئے سروں
کے انبار لگ گئے عالمشاہ رومی تلوار میں مارتے ہوئے ایوان شاہی سے باہر آئے دیکھا وہاں اور زیادہ کفار کا
ہجوم ہے وہاں وہ تلوار چلی کہ پیر بذات خود اگر انبار کے دانتوں پسینہ آگیا جسکو عالمشاہ رومی نے ہاتھ تیغ کپتان
فرنگی کا مارا دو ٹکڑے ہو کر فی النار و السقر ہوا سہراب شاہ تخت پر سوار ہو کر پکارتا پھرتا ہے فوج کو للکار رہا ہے ارے کم
بخت جانا ہے ہوا ایک متنفس کو گرفتار نہیں کر سکتے بھاگ رہے بھاگے پھرتے ہو غرض کہ اسطرح گھمسان کی لڑائی دوپہر کامل

کل ہم اُس نقابدار سیاہ پوش سے مقابلہ کرینگے میدان رزمگاہ تیار کر رکھنا ملک جدید نے دوسرے دن
شہر مین منادی کرائی کہ آج اُسی شخص سے پھر مقابلہ نقابدار سیاہ پوش سے ہے جسکو اُس روز نقابدار نے زیر کیا
تھا اور تیاری میدان جنگگاہ کا حکم دیا بموجب مشتہر ہونے خبر کے تمام خلائق جوق جوق گروہ گروہ تماشے کو جمع ہوئی
وہی سب سامان مہیا ہوا ملک جدید اور ملکہ زرمہر اور ملکہ زرمہر مع خواصان مرصع پوش اُسی قصر عالیشان
پر آکر بیٹھین اُدھر علمشاہ رومی مسلح و مکمل ہوکر اور وہی اسم اعظم اپنے اوپر دم کرکے مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر چلے
اور ملک سہراب شاہ مع سواران جرار ہمراہ رکاب سعادت اکتساب ہوا بصد جلال و حشم و شوکت و خدم
میدان رزمگاہ مین ایک طرف کو اپنی فوج جرار لیکر جلوہ آرا ہوئے کہ یکایک دیکھا نقابدار سیاہ پوش بصد جوش
و خروش مرکب مشکی پر سوار سامنے آیا اور للکارا کہ کہان ہے وہ اجل رسیدہ جو مجھسے مقابلہ کو آیا ہے علمشاہ
نوجوان فوراً مرکب خوش رفتار کو جھکا کر اپنے ہمراہیون کے غول سے نکلے اور نعرہ کوہ شگاف کیا کہ تمام میدان لرز
گیا اور کہا کہ منم علمشاہ رستم بیلتن و پیلکن کشندہ و دیل ہند و کشندہ کیتیان فرنگی تیغ علمشاہ رومی شیر فیل زور
سر تیغت مرزوق افگندہ شود او تیرہ روزگار مین تیری جان سخت کا دشمن ہون او سیاہ رو تیری روح جسد کے
قبض کرنے کو مین مثل ملک الموت کے ہون دیکھ تیرے سر پر قضا کھیلتی ہے جام حیات تیرا لبریز ہوا آتشکدہ
ابھی مین تجھکو بجھاتا ہون نقابدار نے پہچانا اور کہا کہ ارے تو تو ایکبار مجھسے مقابلہ کر چکا ہے مین نے تجھکو زیر کیا تھا اب
پھر تو آیا ہے کیون بیجائی اختیار کی ہے جان عزیز کو غنیمت جان میرے سامنے نہ آ علمشاہ نے کہا وہ وقت گذر گیا
آج تجھکو معلوم ہو جائیگا سارا غرور تیرا اور لاف زنی اسفل کی طرف سے نکل جائیگی آج مین کب تجھکو زندہ چھوڑتا
ہون شعر اگلی باتون کا یاد کیا لانا + اب وہ کیا تجھکو جو سر زاتی + یہ سنکر نقابدار سیاہ پوش نے تاؤ پیچ
کھاکر چوگان ہاتھ مین لیا اور کہا کہ آ پہلے چوگان بازی ہے گی خبردار ہو علمشاہ رومی نے فرمایا بسم اللہ اُدھر تو نقابدار
چوگان بازی مین مصروف ہوا ادھر علمشاہ نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا دو چار ہاتھ مین ببرکت اسم اعظم علمشاہ
گو اُسنے نکال لیگئے نقابدار سیاہ پوش کو کمال حیرت ہوئی سنبھلکے نقابدار نے نیزہ اٹھایا علمشاہ نے اسم
اعظم پڑھکے دم کیا اور نیزہ بازی مین مصروف ہوئے نیزے علمشاہ نے نقابدار سیاہ پوش کی رد کر دین آخرکار
نیزہ اسکا ہوائی گیا نقابدار اور زیادہ حیران ہوا اور دل مین کہا کہ تو تو روئین تن آہنی بدن ہے یہ تیر اسکا کیا کر سکتا ہے یہ سوچ کر
تلوار کھینچی علمشاہ نے بھی وہی شمشیر آبدار جو معشوقہ دلپسند شہزادے نے دی تھی علم کی نقابدار نے تلوار ماری
علمشاہ نے پشت پر شمشیر سپر روکی فوراً اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور ہاتھ سے شمشیر آبدار رو بکین شگاف کا نہایت صفائی سے
جو کر لگایا نقابدار بائین ہاتھ سے سپر سر پر لایا گویا ابر سیاہ نے کوہ سیاہ کو دبایا بجلی شمشیر آبدار کا سا چمکنا تھا کہ راست
شق ہوا پھر معلوم ہوا کہ پھر بولا جسکے بعد دیکھا برق غضب قہر کے مانند رہتی ترنگ مرکب مشکی تک شمشیر ضرب کر نکل آئی
برابر سے اُس کافر کا سر کے دو ٹکڑے ہو علمشاہ رومی نے نعرہ تکبیر کرکے قبضہ شمشیر چوبچکان کو چوم لیا پھر ایک شور
و غل برپا ہوا اُس ساحر کے پیر اپنے سر پیٹنے لگے آندھی سیاہ چہار طرف سے اٹھی زمین تیرہ و تار ہو گیا تلاطم عظیم مثل
طوفان فوج کے اُس بحر جنگگاہ مین اٹھا ہر شخص خائف و ہراسان ہوا بعد عرصہ بعید کے تاریکی دفع ہوئی روشنی
ہوگئی شور و غل موقوف ہوا تلاطم برطرف ہو گیا آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من دیو چلا او جادو بود رفتی بس مرحبا
وہان وادیم مطلب خود رسیدیم دیکھا سب نے کہ رستم زمان شہزادہ علمشاہ نوجوان با شمشیر برہنہ مرکب پری پیکر
پر جلوہ گر ہے اور ایک ہزار گز بہت طولانی اس دیو چلا او جادو کے دو پیر کا لے سامنے پڑے ہین اور خون کا دریا بہان سے

وہاں تک جاری ہے ملک حدید قصر عالیشان سے اترکر دوڑا اور آسکے علمشاہ کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا
کہ پہلے حضور اپنے نام و نشان حسب و نسب عالیشان سے آگاہ کیجیے علمشاہ رومی نے فرمایا کہ فرزند رشید
جگر بند سعید اسیر بالتوقیر لرزہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا ہوں اور نام رستم زبان شہزادہ علمشاہ
رومی عالیشان ہے ملک حدید یہ سنکر بصدق دل مسلمان ہوا دین اسلام قبول کیا کلمہ طیبہ پڑھکر ایکدل ہوگیا
تمامی شہر اور لشکر کو دائرہ اسلام میں لایا سکہ سیم و زر نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد عالی نژاد کے جاری کیا بتخانے
شوالے و مندر سب منہدم کرکے مسجدوں کی بنا کی صدائے ناقوس ہر طرف سے بند ہوگئی تکبیر کے نعرے جا بجا بلند ہونے
لگے آوازیں اللہ اکبر کی چار جانب سے آنی لگیں ملک حدید شہزادہ علمشاہ نوجوان کو ہمراہ اپنے لیے ہوئے بہت
سامان و اہتمام سے تعظیم و تکریم مع فوج کرتا ہوا ایوان شاہی میں لایا عرض کیا کہ تخت پر جلوہ فرمائیے علمشاہ نے کہا کہ نہیں
ہم اسکے شایان نہیں ہیں ہمارے قبلہ تاج بخشی ہے بادشاہت کرنا نہیں ہے تجھکو یہ تخت و تاج مبارک رہے یہ کہکر علمشاہ
نے ہاتھ تھام کر تخت پر بٹھا دیا اور آپ کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے ملک حدید نے صحبت عیش مہیا کی سامان
دعوت و ضیافت ہوا علمشاہ نوجوان نے فرمایا اے ملک حدید وہ شخص کہاں ہے جسکو اُس روز لقا بدار سے ماہ لوش
تیر و درون نے زیر کیا تھا ملک حدید نے عرض کیا کہ زندانخانہ میں ہے علمشاہ نے کہا کہ اُس جوان کو بلاؤ اے ملک حدید
نام اُس جوان کا کیا ہے اور کہاں کا باشندہ ہے ملک حدید نے کہا اے شہریار نام اُس جوان کا فرہاد ہے اور فلاں شہر
کا شہزادہ ہے عشق ملکہ زرچہر میں جان شیرین اپنی دینے پر آمادہ ہوا تھا یہ کہکر حکم کیا کہ شہزادہ فرہاد کو زندانخانے سے
جلد لاؤ پھر علمشاہ رومی سے عرض کیا کہ کچھ کیفیت اپنی تو حضور ارشاد فرمائیں کہ زندانخانے سے آپ کہاں تشریف لے گئے
تھے اور پھر یہاں کیونکر تشریف فرما ہوئے اسوقت علمشاہ رومی نے اُس ایوان شاہی میں تخلیہ کرایا اور بیان حال
کرنے لگے زرچہر کا عاشق ہو کر زندانخانے میں آنا اور اسم اعظم اُسکا بتانا اور رود یوسف پر سوار ہو کر شہر سحر آباد میں
جانا اور وہاں ساحرہ کو قتل کرنا اور سہراب شاہ کو دائرہ اسلام میں لانا اور تمام شہر کو اسلام آباد کرنا اور پھر صندوق
صندوق دلا دینا یہ سب حال ملک حدید سے بیان کیا ملک حدید سنکر بہت خوش ہوا اُسکی گل غنچہ دل کا کھل
گیا دل باغ باغ ہوا فکر سے فراغ ہوا دل میں یہی خیال کیا اور کہا اے ملک حدید پروردگار عالم نے تجھکو ایسا داماد نجیب الطرفین اعلیٰ
نسب والا نسب صاحب شوکت و شان جری دلاور شجاع بہادر عطا کیا کہ روئے زمین پر اسکا ثانی کا شاید کوئی اور ہو
شکر کیا لاکھ لاکھ اُس کارساز مطلق کا یہ کہکر قبلہ کی جانب سجدہ شکر کو جھک گیا جب سر سجدہ سے اٹھایا داماد کو سینہ سے
لگایا ناگاہ چوبدار نے عرض کیا کہ شہزادہ فرہاد کو لوگ زندان خانے سے لاتے ہیں علمشاہ نے حکم کیا لاؤ ملازم و داروغہ
زندان خانہ شہزادہ فرہاد کو سلسل بہ زیور آہن سامنے لائے اور پھر دربار اور جلسہ جشن آراستہ ہوا سب سردار
اپنے اپنے مقام پر آ کر بیٹھے ملک سہراب شاہ بھی کرسی جواہر پر متمکن ہوا علمشاہ نے شہزادہ فرہاد کی قید آہن
بند کو پا کر کٹوائی اور کرسی جواہر اپنے برابر بیٹھنے کو دی شہزادہ فرہاد بھی جلوہ گر ہوا علمشاہ نے ملک حدید سے
کہا کہ اب تمکو لازم ہے کہ زرچہر کا عقد شہزادہ فرہاد کے ساتھ کردو ملک حدید نے عرض کیا کہ میری تو دونوں بیٹیاں آپ کی
کنیزی میں دیں آپکو اختیار ہے جو چاہے کیجیے علمشاہ نے شہزادہ فرہاد سے فرمایا اگر تم دین اسلام قبول کرو اور بتوں پر لعنت
کرو کلمہ پڑھو تو تمہاری شادی تمہاری معشوقہ کے ساتھ کردی جائے شہزادہ فرہاد نے عرض کیا مجھکو قبول اور منظور ہے اسیوقت
علمشاہ نے کلمہ طیبہ تلقین کیا فرہاد نے بتوں پر لعنت کی دائرہ دین اسلام میں آیا مسلمان ہوا علمشاہ نے ملکہ زرچہر
کی شادی شہزادہ فرہاد کے ساتھ کردی اور اپنا عقد ملکہ زرچہر کے ساتھ کیا ملک حدید نے بہت بڑی خوشی کی اور سامان

نشان اہل ہنر شمشیر آبدار سخن کو غلاف دہن سے کھینچکر میدان قرطاس مین یون علم کرتے ہین کہ جب شہزادہ ہندوستان
دارائے ہند لندھور بن سعدان اُس طوفان سماوی اور آتش تلاطم کارزار مین مجمع لشکر اسلام سے زخمی ہوکر بیہوش ہوگئے
فیل میمونہ مبارک لندھور کو لیکر نکلا اور راہی صحرائے وحشت خیز ہوا رات بھر رواں دواں دشت و بیابان مین رہا صبح کو
ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا وہان بھی نہ ٹھہرا ہوائے دشت و کوہسار جو ٹھنڈی ٹھنڈی جسم مجروح کو لگی روح کو تازگی اُسکو
فرحت ہوئی لندھور بن سعدان کو ہوش آیا دامن کوہ مین پہونچکر فیل میمونہ کو ہ کا شفقت و محبت سے چمکاری دی فیل
میمونہ ہاتھ پاؤن پھیلا کر بیٹھ گیا لندھور بن سعدان اُترے اور درختون سے چھوٹنے لیکر زخم مین ٹانکے لگائے اور
پھر اُسپر سوار ہوکے ایک سمت کو روانہ ہوئے چند فرسنگ چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے دونون بیٹے پارۂ جگر نور نظر
فرہاد خان بکنھری اور ارشیون سرنیزا ہمراہ فوج قلیل لیے ہوئے آتے ہین اُن دونون نے جو اپنے پدر بزرگوار کو اس
حال سے آتے دیکھا پہلے جھک کر سلام کیا پھر دوڑکر قدمون پر بوسہ دیا ساتھ ساتھ اپنے باپ کے روانہ ہوئے
آگے بڑھکر آیندہ و روندہ سے پوچھا کہ کوئی بستی یہان سے قریب ہے کہ نہین لوگون نے کہا کہ آگے بڑھکر تھوڑی دور پر
ایک قلعہ ہے اور حاکم اُس قلعہ کا زہر خوار تند خو ہے لندھور نے یہ سنکر اُسی قلعہ کیطرف راستہ لیا آتے آتے سامنے
قلعہ کے پہونچے مع فرزند و فوج قلیل کے لندھور نے وہین قیام کیا خبر دارون نے زہر خوار تند خو کو خبر دی کہ خدا پرستون
پر زمرد شاہ باختری نے اپنا غضب نازل کیا ہے وہ سب تباہ و برباد ہوئے ہین چنانچہ لندھور بن سعدان
مع اپنے دونون بیٹون کے بمع جماعت قلیل سے ادھر آیا ہے اور سامنے قلعہ کے اُترا ہے یہان یہ ذکر تھا کہ ایک
نامہ بر بھی ایک ہوا سے از جانب زمرد شاہ باختری لقا سے بقا زہر خوار تند خو کے سامنے حاضر ہوا اور
پگڑی سے نامہ نکالکر دیا زہر خوار تند خو فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور تعظیم کر کے نامہ لیا چوما آنکھون سے لگایا سر پر رکھکر سجدہ
کیا پھر نامے کو کھولکر پڑھا لکھا تھا اے زہر خوار تند خو تجھکو یہ نامہ خداوند لقا زمرد شاہ باختری کی طرف سے پہونچے معلوم ہو تجھکو
کہ ہمنے خدا پرستان یعنی لشکر اسلام پر قہر و غضب اپنا نازل کیا اور سبکو برف باری کر کے مار ڈالا اگر شاید کوئی سردار
خدا پرستون میں تباہ ہو کر تمھاری حد مین آجائے فوراً گرفتار کر کے یہان بھیجدو فوراً پڑھتے ہی نامے کے نامہ بر سے کہا کہ ایک
روز تو یہان قیام کر لندھور بن سعدان یہان آیا ہے کل مین اُسکو گرفتار کر کے تیرے ہمراہ کر دونگا یہ کہکر لشکر کو حکم دیا کہ باہر
قلعہ کے خیمے بپا ہون اور جمعیت لشکر کثیر وہین ہو جب حکم زہر خوار تند خو باہر قلعہ کے خیمے برپا ہوئے فوج سب اکٹھی ہوئی
زہر خوار تند خو بھی داخل بارگاہ ہوا شام سے شراب خواری مین مصروف ہوا ناچ رنگ ہونے لگا جب نشۂ شراب مین مستانہ
ہوا حکم کیا کہ طبل جنگ بجے فوراً طبل جنگ پر چوب پڑی ادھر لندھور بن سعدان نے نقارۂ رزمی بجوایا رات بھر سامان
جنگ مین لشکر دونون مصروف رہے صبح کو میدان کارزار مین دونون لشکر صف آرا ہوئے نقبائے بلند آواز نے ہیبت
دے کر چلے گئے زہر خوار تند خو نے مرکب چمکا کر نکالا میدان مین آیا اور للکار کے پکارا اے خدا پرستو تم سب خداوند لقا مین گرفتار
بھی ہوئے تو بھی تمھارا غرور نہ گیا کہ پھر چڑھکر آئے ہو کیا کچھ ایسا ہمکو ذلیل و خوار سمجھے ہو خبر کیا سنا ہے بکوار و سے مرد
ہو وہ میدان مین مقابلہ کو آوے یہ سنکر فرہاد خان بکنھری لندھور سے رخصت لیکر میدان مین سامنے زہر خوار تند خو کے آیا
ہاتھ لگا وردی ہوئی سخت سخت نیزہ بازی ہونے لگی فرہاد خان بکنھری نے چند طعنون مین نیزہ زہر خوار تند خو سے چھین لیا
زہر خوار نے تلوار کھینچکر وار کیا فرہاد خان بکنھری نے ہاتھ قبضہ پر اُسکے ڈال کر تلوار چھین لی اور کمر بند پر
ہاتھ ڈال کر پشت زین سے کھینچ کر زہر خوار تند خو کو اٹھا لیا خونناب سرخ چشم کہ بھائی حقیقی زہر خوار کا تھا یہ دیکھا کہ بھائی
اسیر گرفتار ہو گیا فوج کو اشارہ کر دیا کہ چہار طرف سے گھیر کر لوٹ پڑو اور خدا پرستون کو مار لو فوج کتارے چہار طرف سے ہجوم کیا

فرہاد خان یکفری نے زہر خوار کو ہاتھ سے شکست پایا تھا کہ فوج کفار تلواریں کھینچکر آپہنچی فرہاد خان نے انہی ملعون کو بجائے سپر کرکے لڑنا
شروع کیا ادھر ارشمیوں پریزاد سے اور خونناب سرخ چشم سے مقابلہ ہوا خونناب نے تلوار کا وار کیا ارشمیوں پریزاد
نے لپٹ کر تلوار اسکی چھین لی اور چاہا کہ گردن ماردے اتنے میں اٹھا لیا لیکن خونناب سرخ چشم جو مثل ماہی کے بلندی پر تڑپا اور گرا خونناب
سرخ چشم کا گھونٹ گیا ارشمیوں کے ہاتھ سے چھوٹ گیا زمین پر گرکر بھاگا لشکر اسلام میں ایک شور و غل ہوا انہیں کیا لینا ادھر
زہر خوار تنہا نے کسکو بھی بند کمر سے ایک کافر کی تلوار بڑی بند کر کے ہاتھ سے فرہاد خان یکفری کے زہر خوار بھی چھوٹ کر فرار ہوا
خدا پرستوں نے تلواریں مارنا شروع کیں لشکر کفار نے شکست کھائی کہ بھاگا قلعہ بند ہو گیا اہل اسلام نے تمام مال و اسباب لشکر کفار
لوٹ لیا اور قلعہ پر جاکر زرہ بکتر گیا چہار طرف سے گھیر لیا دوسرے روز لشکر اسلام نے طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر چڑھائی کی ادھر سے
کفار نے پتھر مارنا شروع کیے لندھور بن سعدان نے سبکو منع کیا کہ آگے نہ بڑھو آپ تنہا قلعہ پر چلا جب دروازے قلعہ
کے پہونچا کر ڈگر کی ان سنگ سترہ من کا دونوں ہاتھ سے تھام کر پوری ضرب کا ٹھوکر در قلعہ پر مارا اسی طرح دروازہ قلعہ کا گرا
لندھور چاہتا تھا کہ اندر قلعہ کے جاے کہ زہر خوار تنہا خود اور خونناب سرخ چشم ہاتھ باندھ کے سامنے لندھور کے آئے اور قدم
سے لندھور کے لپٹ گئے اور عرض کیا کہ ہم جان و دل سے مطیع ہو گئے آپ سے بقا پے لگت کی مسلمان ہوئے کلمہ پڑھ کر دین اسلام
قبول کیا لندھور نے انکی جان بخشی اور بہت فتح و فیروزی لندھور بجیسے بارگاہ میں آئے فوج خیموں میں مقیم ہوئی شب
استراحت کی دوسرے دن زہر خوار لقہ نوکی اور خونناب سرخ چشم خدمت فیضدرجت شہزادہ ہند لندھور بن سعدان
میں آئے اور بڑی عزت و احترام سے مع فرزندان لندھور و فوج جرار ہمراہ لیکر شہر میں آئے اور تمام لشکر کو مسلمان کیا
اور شہر کو اسلام آباد کیا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت کی لندھور بن سعدان مع فرہاد خان یکفری و ارشمیوں
پریزاد و دیگر سرداران صحبت عیش و نشاط میں بیٹھے ہوئے ہیں دور شراب چل رہا ہے ناچ رنگ ہو رہا ہے کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے
دعا و ثنا بجا لائے بعد اسکے عرض کیا کہ شہر بابہ قہرمان و قیمرہ سرداران بدیع الزمان کو گرفتار کیے ہوئے لیے جاتا ہے
لندھور بن سعدان یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی آتش غضب سے بھڑک اٹھا اور فیل پر سوار ہو کر چلا اور فرہاد خان یکفری و ارشمیوں
پریزاد و زہر خوار تنہا و خونناب سرخ چشم چالیس ہزار سوار جرار ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوئے جب قریب اس
مقام کے پہونچے کہ جہاں لشکر کفار جمع تھا قہرمان کو خبر ہوئی کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران
کا یہان آپہونچا اپنے لشکر کو قہرمان نے حکم دیا فوج صف آرا ہوئی ادھر لندھور نے بھی فوج کو آراستہ کیا قہرمان
میدان ازدحام میں آیا مبارز طلب کیا لندھور بھی آکر مقابل ہوا بعد ہاتھی نیزہ بازی ہونے لگی لندھور بن سعدان
نے بہ قوت تمام سپہ گری نیزہ اسکا نکال لیا قہرمان نے تلوار کا وار کیا لندھور نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تلوار قہرمان کی
چھین لی اور کمر پکڑ کر تمام کر پشت زین مرکب سے اٹھا لیا فوج کفار بارادہ کارزار چہار طرف سے دوڑ پڑی لندھور نے
جلدی سے قہرمان کی مشکیں باندھ کر داراب کے حوالے کیا اور آپ تیغ کھینچکر لشکر کفار سے لڑنے لگا تمام سرداران لشکر
اسلام تلواریں کھینچکر چہار طرف سے آپڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی سیکڑوں کفار واصل جہنم ہوئے دو پہر
کامل کارزار رہی انجام یہ ہوا کہ لشکر کفار کو شکست فاش ہوئی ہزیمت نمودار ہوئی واسطے شہنشاہ لندھور بن سعدان بفتح و
فیروزی مع سرداران لشکر اسلام بارگاہ میں آئے قہرمان و قیمرہ کو سامنے لایا اور کہا او کافر خاسر اگر سمجھا ہو جان عزیز اپنی تو عزیز کر
لقاسے بد لقا پرست کے دین اسلام میں آ قہرمان خوف جان سے کانپ کے کیطرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا لندھور سے عرض کیا کہ
اسوقت تلک میں مطیع بدین اسلام ہوا اور امیدوار ہوں کہ دعوت میری آپ قبول فرمائیں لندھور نے کہا کیا مضائقہ ہے دوسرے دن لندھور
مع فرزندان و تمامی قہرمان لیکر گئے قہرمان نے نہایت تکلف و مدارات سے پیش آیا دسترخوان بچھایا لندھور بن سعدان نے مع

فرزندوں کے کھانا کھایا جب ہاتھ دھونے لگا دوران سر ہوا لندھور کو شک ہوا قہرمان سے کہا تو نے میرے ساتھ دغا کی کھانے میں بیہوشی دی قہرمان نے کہا تم خدا پرستوں کو جینے گرفتار کیا انہیں فریب و دغا سے پکڑ لیا تمہ کو کی شمشیر زنی میں سر نہیں ہو سکتا لندھور برہم ہو کر اٹھا تھا کہ بیہوشی نے غلبہ کیا زمین پر گرا فرہاد خان بکضری وارثیوں پیرزاد لندھور کو تماشے اٹھے تھے کہ انہیں بھی بیہوشی کا طمانچہ پڑا چکر کھا کر گرے الغرض جتنے لندھور کے ساتھ آئے تھے وہ سب بیہوش ہوئے قہرمان نے سبکو گرفتار کیا اور تابوتوں پر ڈال کر ملک سمابل کو لیکر روانہ ہوا

دوسرے داستان شوکت نشان شہزادہ اسفندیار گیلانی کے بیان ہوئے ہیں

پلا ساقیا بادۂ جنگجو	عبث ہی تو رندو لگاو لیے ہو	نہ ہو مستعد قتل پیاس پہ آج	نہ دیکھے نہ پیچھے کو ظالم کا رواج
ارادہ ذرا کر ہے جنگ و پیکار کا	ذرا خوف کر دل میں قہار کا	عبث ہے خفا ہو رہا ہے خفا	ہے وا رکھ نہ رندو نہ ظالم و جفا
نہ کر غصہ اتنا بس اب رام ہو	نہ اس سے کبھی تو بدنام ہو	پلا ساقیا جام تسکین دل	ستم کا دل زار ہے مضمحل

غزل ز جنبیدن ہمی مسلمانان خود را نمیدانم	نہ ترسا و یہودیم نہ گبر و مسلمانم	نہ شرقیم نہ غربیم نہ بحریم نہ برّیم
نہ از ملک عراقیم نہ از خاک خراسانم	نہ از خاکم نہ از بادم نہ از آبم نہ از آتش	نہ از آدم نہ از حوا نہ از فردوس رضوانم
دوئی را چون برون کردم ہمہ عالم یکے دیدم	یکے بینم یکے دانم یکے گویم یکے خوانم	مکانم لامکان باشد نشانم بے نشان باشد
نہ تن باشد نہ جان باشد چہ باشد جان جانانم	اگر در عمر خود یکدم نہ بے یار بر آوردم	از ان دم تخت پشیمانم پشیمانم پشیمانم

پیتے تو لیے ہند و دفتر لاجواب × نوشتند این داستان انتخاب × رہ نوردان وادی لطیف بیت و بیاں و گل فشانان دانش سحر پیرا اس داستان صعوبت نشان کو یوں تحریر فرماتے ہیں کہ جب شہزادہ اسفندیار گیلانی لشکر اسلام میں اس طلسم کا زور سے کسی سردار لشکر کفار سے برتقا سے کیا تو سینہ زخمی ہوئے خون مثل دریا کے بہنے لگا غش طاری ہوا گھوڑے کی زین پر سوار ہیں ہاتھ حمائل کر دیے گھوڑا اس طلسم سے نکلا صحرا کی طرف روانہ ہوا رات بھر چلا صبح کو ایک صحرا سبزہ زار لالہ ہری بھری گھاس دیکھکر چرنے لگا میں بہت خوش ہوا جب خوب سیر ہوا چشمہ پر آب شفاف پر آکے پانی پیا پھر ہری جو ہی شہزادہ اسفندیار زین مرکب سے زمین پر گر پڑا بعد تھوڑی دیر کے ہوا سے سرد جو ہم جگر مجروح میں لگی ہوش آیا آنکھیں غش سے کھولدیں دیکھا کہ صحرا میں تنہا پڑا ہوں مرکب بالین پر کھڑا ہوا ہاہستہ ہستہ اٹھکر چشمہ پر آکے زخم دھویا چیوسٹے پکڑ کر باندھنے لگا کچھ اثمار صحرائی توڑکر کھائے چشمہ پر آکر آب خوشگوار پیا جب سیر و سیراب ہو چکے مرکب پر سوار ہو کر چلے چند فرسخ راہ طے کی تھی آفتاب عالمتاب بلندی بام فلک پر چڑھا اور تابندگی زیادہ دکھانے لگا دھوپ تیز ہو گئی گرمی کی شدت ہوئی تاب و تپش خورشید تاباں سے پریشان کیا حواس مختل ہوئے خیال میں آیا کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ کے پلک پر سر ہوا ایک جانب کو سر اٹھا کر جو نگاہ کی دیکھا کہ چند درخت سبز نہایت سایہ دار ہیں ان درختوں کے نیچے کچھ آدمی بیٹھے ہیں اسی طرف کو روانہ ہوئے جب قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ ایک تکیہ ہے اور ایک درویش عبادت کیش بوریا پر فقیر بیٹھا ہے سن میں بہت عمر ہو گا ریش دراز مثل ابریشم سفید تا بہ سینہ پلکیں بڑی بڑی ہو گئی ہیں کھڑی کھڑی رنگ سرخ و سفید رشک گلاب آنکھیں خون کبوتر میں ذرا بھی نہیں بلکہ حقیقہ ور اپیشانی پر گٹا جو کہ مانند کف سلیمانی سجادہ سامنے بچھا ہوا ہے جب یاد الٰہی کر رہا ہے اس فقیر کے حضور عبادت کے لیے چیلے فقیر بیٹھے ہوئے ہیں اور کئی ملوں سے کوئی افیون گھول رہا ہے کوئی سو کھا چونا لیے ہوئے مٹی کی کونڈی میں بنگ گھونٹ رہا ہے کوئی بالشت بھر کا چلم چرس کی ہاتھ میں لگائے ہوئے دم مار رہا ہے کوئی کالی مٹی کا حقہ بڑا بنا لیا ہے سیر بھر تمباکو سوکھا لگا کے ہو سکے دھوئیں اڑا رہا ہے ان سب مریدوں میں ہر ایک کی زبان پر یاہو دی یا سند کامل ورد ہو رہا ہے غل اٹھتا ہے شہزادہ اسفندیار گیلانی کو صحبت ان فقیروں کی پسند آئی پاس اس درویش عبادت کیش کے آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے حکم نیم بکرا ایک

درخت سے باگ ڈور لنبی کر کے باندھ دیا اور اُس درویش سے کہا کہ شاہ صاحب مین بھی آپکا مرید ہوتا ہون اب تارک دنیا
ہو کر صحرا نشینی اختیار کرونگا فقیر نے کہا اے بابا ابھی سن تیرا بہت کم ہے صورت مثل آفتاب درخشان کے ہے طرحدار وضعدار
چہرے سے رعب و جلالت ہویدا ہے پیشانی سے شان و شوکت پیدا ہے وضع سپاہیانہ ہے تو کیون مرید ہوتا ہے بابا فقیری کا بندھ
نسکیگا اس فقیری مین اول تو خواری بہت چاہیے ہر پیدایش سے دستبردار ہونا پڑتا ہے گو کہ فقیری سب سے بڑھا ہے اس
مقام پر ٹھہرا رہنا بہت مشکل ہے اے بابا تجھسے فقیری نہو سکیگی تو ارادہ اس راہ پر آنے کا نکر مجھکو قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے
ماں باپ سے روٹھکر گھر سے چلا آیا ہے اے بابا فقیری خوشی یہ ہے کہ تو اپنے گھر کو جا اپنے ماں باپ سے ملا رہ جو کچھ انھون نے
کہا ہوگا تیری بھلائی کیواسطے کہا ہوگا شہزادہ اسفندیار نے کہا اے شاہ صاحب یہ امر نہین ہے مین ایک سوداگر تھا قزاقون نے
میرا مال و اسباب لوٹ لیا اور قافلے کو میرے قتل کیا مجھے بھی تلوار لگی مین بھی زخمی ہوا اب مین تنہا رہ گیا میرا جی یہی چاہتا ہے
کہ ترک دنیا کر کے فقیری اختیار کیجیے درویش نے بہت سمجھایا مگر شہزادہ اسفندیار نے نمانا تب درویش نے کہا مرید ہونا بھی بہت
مشکل ہے فقیری اختیار کرنا دشوار ہے کیونکہ اول بہت سے روپیون کا صرف ہے پہلے کھانا بہت سا عمدہ پکوایا جاے فقیرون کو
جمع کر کے کھلایا جاے پھر سب فقیرون کے سامنے پیالہ فقیر کا تجھے پلایا جاے جب تیرا مرید ہونا ٹھیک ہے اور چند کلمات فقیری
تجھکو تعلیم کیے جائین جب تو فقیری تمام کی ہے اور سب فقیرون کی گلی مین بیٹھ سکیگا شہزادہ اسفندیار نے کہا یہ اسباب
جو میرے پاس ہے اسکو فروخت کیجیے اور آپ جسطرح چاہیے بطور کامل جہاندیدہ کرکے فقیرون کو جسقدر منظور ہو جمع کرکے
کھلا دیجیے فقیر نے اُسپر بھی عذر کیا اور سمجھایا مگر شہزادہ اسفندیار گیلانی نے نمانا تمام اسلحہ اتار اتار کر زرہ و بکتر خود و چار آئینہ جھلم
دستانے موزے سلاح تیر و کمان و نیزہ و گرز و شمشیر و تبر و خنجر و سپر و چہار آئینہ وغیرہ سب درویش کے آگے رکھدیے فقیر نے
مریدون سے اٹھوا کے اندر ایک گوشہ مین مکان کے رکھوا دیا اور روپیہ اپنے پاس سے نکال کر کھانا عمدہ پکوایا اور تمام اطراف
کے فقیرون کو جمع کیا مثلاً فقیر اے یاہو اے یا سبوح یا سبوح یا ہادی یا مرشد یا داتا کی صدائین بلند ہوئین بنگ چرس اور گانجہ
کے دم لگنے لگے افیون گھلنے لگی حقے سب اڑنے لگے پیٹے کے ٹکڑے مچھے فقیر بیٹھے لگے کھانے چلمین لگنے لگے عجب غلغلہ عظیم اُس صحرا
اور دق مین برپا تھا تین روز تک جماؤ رہا تیسرے روز سب فقیرون کے روبرو اس درویش نے پیالہ جھوٹا اپنا شہزادہ اسفندیار
گیلانی کو پلا کر مرید کیا اسفندیار مرید ہوکر شاہ صاحب کی خدمت مین رہنے لگا تمام طریقے فقیری کے سیکھتا کلمات عجائب تعلیم
کیے شہزادہ اسفندیار عرصے تک وہان رہا ایک شب اسفندیار اپنے فرش پر سو رہا تھا کہ ایک فقیر بہت موٹا تازہ
مسٹنڈا آکر اسفندیار کے پاؤن دبانے لگا اسفندیار کی جو آنکھ کھلی بیدار ہوا یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا ایک لات اسکے زور
سے ماری وہ فقیر دور جا گرا غصہ ہوا آیا وہی سوٹا لیکر اٹھا جتنے فقیر سو رہے تھے سبکو پیٹنا شروع کیا سب غل و شور دہائی
تہائی مچانے لگے مگر جسکے ہاتھ پاؤن ٹوٹ گئے اپاہج ہوے اُس فقیر مسٹنڈے نے اُس درویش عبادت کیش کو کہ نام اسکا شفق
تھا اٹھا کر پیٹھ پر لادا اور ایک طرف کو لیکے بھاگا یہاں یہ کیفیت جو شہزادہ اسفندیار گیلانی نے دیکھی آنکھ بند کی مین
درویش کی گٹھری سے اپنا سلاح سب جو کہ فقیر نے چھپا کر رکھا تھا اٹھا اپنے جسم پر آراستہ کیا اور کچھ نقد روپیہ اشرفی لیا
مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کر روانہ ہوے رات بھر اُس صحرا مین چلا صبح کو قریب شہر خضر انسیم کے پہونچے آیندو روند
سے دریافت کیا کہ یہ شہر کونسا ہے لوگون نے کہا شہر خضر ہے اسکا نام شہزادہ اسفندیار شہر مین آئے دیکھا تو شہر
نہایت آباد و خوش و خرم ہے عمارات عالیشان اور بڑے بڑے بلند مکان جابجا آراستہ و پیراستہ ہین دوکانین دو رویہ چنی
ہوئی ہین دوکانداران عجیب اشیا لیے بیچ رہے ہین شہزادہ عالیشان چہار طرف کی سیر کرنے لگے آہستہ آہستہ مرکب
تیز رفتار چلا گیا شہزادہ دور تک کیفیت شہر کی آراستگی اور زیبائش دوکانون کی دیکھتے جاتے ہین ایک مقام پر جو پہونچے

جگہ چھوڑ کر مرکب جوروش پر سوار ہو بیٹھی صدائے تحسین و آفرین چہار طرف سے بلند ہوئی ملکہ گل چہرہ نے پھر آواز بلند ندا
کی کون اس مجمع عام میں ملکہ گل چہرہ دختر خفران شاہ کا عاشق زار ہے اور دلدادہ و فریفتہ ہو کر وصل کی چاہ رکھتا ہے اگر
وہ میرے سامنے اور بیل کو اٹھا کر بام قصر پر پہنچائے اور پھر اسیطرح مثل میرے پھر کے اسی جگہ بیل کو لے آئے شرط پوری
کرے تو میں اسکے ساتھ میں اپنی شادی کروں جام بادہ وصل پلاؤں اور اگر اس حوصلے پر شرط میری وہ نہ پوری کریگا اس بیل
کو اٹھا کر بام پر نہ پہنچا سکیگا تو گرفتار ہو کر ابھی سامنے میرے قتل کیا جائیگا شہزادہ اسفندیار ہنوز مرکب صبا رفتار پر بیٹھے تماشا
دیکھتے ہیں کہ ایک جوان سبزہ رنگ تاج شاہانہ سر پر پوشاک فاخرہ در بر بیس بائیس برس کا سن والدین کی مرادوں کے دن
صاحب حسن و جمال شان و شوکت میں بے مثال ایک غول سے الگ ہو کر مرکب پری پوش کو چمکا کر میدان میں سامنے ملکہ کے آیا
دیکھنے والوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ یہی خرم سبز پوش فرزند جگر بند فرخ شاہ ہجوق ہے دیکھیے اس نازنین مہ جبین سے
بیل زبردست ناگوری کیونکر اٹھ سکتا ہے اور کسطرح لیجائیگا مفت اسنے اپنی جان دی اس عمر کے درخت کی کونپل ابھی نکلی
ہے [illegible] اسکے حسن و جمال پر رحم آتا ہے اب ملکہ گل چہرہ کے عشق میں بہار گلشن جوانی پر اسکے خزان آجائیگی مگر خرم سبز پوش
بصد ولولہ و جوش پاس بیل کے پاس آیا اور ایک ہاتھ میں اسکو اٹھایا لیکر بام قصر بلند پر چلا ابھی چار زینے طے کیے تھے کہ
ہانپ گیا پاؤں کانپنے زینے پر سے گرا بیل ہاتھ سے چھوٹ گیا آپ بیہوش ہو گیا ملازمان شاہی نے دوڑ کر پکڑ لیا مشکیں
باندھ لیں خفران شاہ نے آواز دی کہ اس جوان کو جلد قتل کرو کہ سب کو عبرت ہو بار دگر کوئی حوصلہ عشق ملکہ گل چہرہ کا
کرے دعوی بیجا سے باز رہے اسیوقت جلاد آکر حاضر ہوئے اور ہاتھ پکڑ کر اس جوان کا نطع پر لائے ادھر خفران شاہ
نے حکم دیا جلاد نے تیغ جو پلٹ کے چمکے کا میان سے کھینچا انگلی سے باڑھ کو دیکھا کہ تیسرا حکم خفران شاہ دیا چاہتا تھا
ادھر جلاد نے دو قدم بڑھ کر تیغ تولا کہ شہزادہ اسفندیار بے صبر و قرار ہو گئے تاب نہ رہی اس جوان حسین پر رحم آگیا مرکب
جو رہا کو چمکا کر برابر جلاد کے آئے اور فرمایا کہ او جلاد خبردار اس جوان حسین نازنین کو قتل نہ کرنا میں اسکے بدلے اس بیل
کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر بام بلند پر پہنچاتا ہوں اور پھر لے آتا ہوں شرط کو ملکہ کی پوری کرونگا اسکو قتل نہ ہونے دونگا لوگوں
نے دیکھا کہ ایک جوان حسین چہرہ مثل خورشید تابان کے روشن پیشانی مانند کوکب درخشان کے تابندہ اکیس بائیس برس کا
قوی بازو پہونچے [illegible] چوڑی چھاتی پتلی کمر سینہ تصویر چینی کے قابل صاحب شان و شوکت شجاع و دلاور رستم زمان [illegible]
پہلوان [illegible] امتحان ہر ایک دیکھکر حیران ہوا اور خفران شاہ بھی شہزادہ اسفندیار کو دیکھکر دنگ ہو گیا ملکہ ہزار جان
سے عاشق ہو گئی لیکن خفران شاہ نے یہ خیال کیا کہ یہ جوان صاحب شوکت و شان اس شخص کے عوض بیل
[illegible] شہزادہ اسفندیار نوجوان کو بلایا اور بہت سا سمجھایا کہ اے گل باغ حسن و جوانی تو اپنی جان
کو مثل [illegible] کیوں پامال کرتا ہے کیوں بہار گلشن حسن و جوانی کو [illegible] تجھے اس شہزادے سے کیا واسطہ ہے شہزادہ اسفندیار
بولا [illegible] آیا [illegible] اسکی طرفداری کرتا ہوں اور اگر مجھ سے بیل نہ اٹھیگا تو مجھے اور اسے دونوں کو قتل کرنا
خفران شاہ نے کہا بیشک یہی ہوتا ہے اگر تجھ سے بیل نہ اٹھیگا تو تجھکو [illegible] زندہ نہ چھوڑونگا شہزادہ اسفندیار نے کہا مجھے قبول
ہے خرم سبز پوش کو جلاد سے چھڑوا دیا لیکن خرم سبز پوش سمجھا کہ یہ جوان شاید خود ملکہ پر عاشق ہوا ہے طالب وصل ملکہ گل چہرہ
ہے اگر یہ جوان شرط جیتا بھی تو ملکہ کو لیگا [illegible] وصل سے محروم رہ جائیگا اس سے تو مرجانا بہتر ہے شہزادہ اسفندیار سے کہا
کہ آپ میری جانبداری کا خیال ناحق کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے عشق کا آپکو خود ولولہ ہوا ہے اگر آپ شرط جیتینگے تو خود
ملکہ گل چہرہ کو [illegible] وصل سے دل شاد کیجیےگا میری [illegible] کیفیت وصل سے ملکہ کے محروم رہونگا شہزادہ
اسفندیار [illegible] کہا کہ یہ خیال [illegible] فقط خدا راہ کا سودا [illegible]

جگہ چھوڑ کر مرکب چوب روش پر سوار ہو بیٹھی صداے تحسین و آفرین چہار طرف سے بلند ہوئی ملکہ گل چہرہ نے پھر آواز بلند ندا
کی کون اس پیچ مادہ مین ملکہ گل چہرہ دختر خفران شاہ کا عاشق زار ہے اور دلدادہ و فریفتہ ہو کر وصل کی چاہ رکھتا ہے اگر
وہ میرے سامنے اور پیل کو اٹھا کر بام قصر پر لیجائے اور پھر اسیطرح مثل سیرے میرے اسی جگہ پیل کو لے آئے شرط پوری
پوری کرے اسکے ساتھ مین اپنی شادی کرون جام بادہ وصل پلاؤن اور اگر اس حوصلے پر شرط میری وہ نہ پوری کریگا اس پیل
کو اٹھا کر بام پر نہ جا سکیگا تو گرفتار ہو کر ابھی سامنے میرے قتل کیا جائیگا شہزادہ اسفندیار ہنوز مرکب صبا رفتار پر بیٹھے تماشا
دیکھتے ہین کہ ایک جوان سبزہ رنگ تاج شاہانہ سر پر پوشاک فاخرہ در بر بیس بائیس برس کا سن والدین کی مرادون کے دن
صاحب حسن و جمال شان و شوکت مین بے مثال ایک غول سے نکل کر مرکب پری پوش کو چمکا کر میدان مین سامنے ملکہ کے آیا
دیکھنے والون نے ایک زبان ہو کر کہا کہ یہی خرم سبز پوش فرزند جگر بند فرخ شاہ معروف ہے دیکھیے اس نازنین مہ جبین سے
پیل زبردست ناگوری کیونکر اٹھ سکتا ہے اور کیسطرح لیجائیگا مفت اسنے اپنی جان دی اس عمر کے درخت کی کونپل بھی نہ
نکلنے پائی کو اسکے حسن و جمال پر رحم آتا ہے اب ملکہ گل چہرہ کے عشق مین بہار گلشن جوانی پر اسکے خزان آجائیگی بالجملہ خرم سبز پوش
نعرہ و ولولہ و جوش اس پیل کے پاس آیا اور ایک ہاتھ مین اسکو اٹھا لیا لیکر بام قصر بلند پر چلا ابھی چار زینے طے کیے تھے کہ
ہاتھ آیا پاؤن کا نیچے زینے سے گر پڑا پیل ہاتھ سے چھوٹ گیا آپ بیہوش ہو گیا ملازمان شاہی نے دوڑ کر پکڑ لیا مشکین
باندھیں خفران شاہ نے آواز دی کہ اس جوان کو جلد قتل کرو کہ سب کو عبرت ہو بار دیگر کوئی حوصلہ عشق ملکہ گل چہرہ کا
نہ کرے دختر و جاہ ہے کیسے بار ہے اسیوقت جلاد آکر حاضر ہو گئے اور ہاتھ پکڑ کر اس جوان کا نیچے لائے ادھر خفران شاہ
نے حکم دیا جلاد نے تیغہ جوہر سے چمکے کامیان سے کھینچا انگلی سے بار ہو کر دیکھا کہ شمشیر اجل حکم خفران شاہ دیا چاہتا تھا
ادھر جلاد نے دو قدم تیغہ بکف تولا کہ شہزادہ اسفندیار لب بستہ [illegible] تاب نہ آئی اس جوان حسین پر رحم آگیا مرکب
چھوڑا اور چمکا کر چلا جلاد کے آگے اور فرمایا کہ او جلاد خبردار اس جوان حسین نازنین کو قتل نہ کرنا مین اسکے بدلے اس پیل
کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر بام بلند پر لیجاتا ہون اور پھر لے آتا ہون شرط کو ملکہ کی پوری کرونگا اسکو قتل نہونے دونگا لوگون
نے دیکھا کہ ایک جوان حسین چہرہ مثل خورشید تابان سے روشن پیشانی مانند کوکب درخشان سے تابندہ اکیس بائیس برس کا
چوڑی بازو بھرے ہوئے ڈنٹر بھری مچھلیاں سینہ تصویر کھینچنے کے قابل صاحب شان و شوکت شجیع و دلاور رستم زمان فریدون
پہلوان [illegible] دیکھکر حیران ہوا اور خفران شاہ بھی شہزادہ اسفندیار کو دیکھکر دنگ ہو گیا ملکہ ہزار جان
سے عاشق ہو گئی لیکن خفران شاہ نے یہ حال جو سنا کہ یہ جوان صاحب شوکت و شان اس شخص کے عوض پیل
اٹھاتا ہے سامنے شہزادہ اسفندیار نوجوان کو بلایا اور بہت سا سمجھایا کہ اے گل باغ حسن و جوانی تو اپنی جان
کو مثل [illegible] کیون پامال کرتا ہے کیون بہار گلشن حسن تا بخزان کو مٹاتا ہے تجھے اس شہزادے سے کیا واسطہ ہے شہزادہ اسفندیار
[illegible] تجھ سے اسکی طرفداری کرتا ہون اور اگر تجھسے پیل نہ اٹھیگا تو تجھے اور اسے دونون کو قتل کرنا
خفران شاہ نے کہا بیشک یہی ہوتا ہے اگر تجھسے پیل نہ اٹھیگا تو تجھکو وہ [illegible] چھوڑ دونگا شہزادہ اسفندیار نے کہا مجھے قبول
ہے خرم سبز پوش کو جلاد سے چھوڑوا دیا لیکن خرم سبز پوش سمجھا کہ یہ جوان شاید خود ملکہ پر عاشق ہوا ہے طالب وصل ملکہ گل چہرہ
ہے اگر یہ جوان شرط جیتا بھی تو ملکہ کو لیجائیگا مجھ وصل سے محروم رہ جائیگا اس سے تو مرجانا بہتر ہے شہزادہ اسفندیار سے کہا
اگر آپ میری جان [illegible] کا حیلہ ناحق کرتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ آپ عشق کا [illegible] خود و لولہ ہوا ہے اگر آپ شرط جیتیے گا تو خود
ملکہ گل چہرہ کو لیجائیگا وصل سے دل شاد کیجیگا میری محنت [illegible] ہین ہر کیف وصل سے ملکہ کے محروم رہونگا شہزادہ
اسفندیار نے کہا کہ یہ خیال [illegible] غلط ہے [illegible] فقط خدا راہ کا سودا اگر ہے نہین

اے برادر تو کٹھر اتنا سنا دیکھ کہ خدا کیا کرتا ہے میں ابھی شرط جیت کر تیرے ساتھ ملکہ گل چہرہ کی شادی کیے دیتا ہوں مگر خرم سبز پوش
کو شہزادہ اسفندیار کا کلام تصدیق نہ ہوا مطلق یقین نہ لایا شہزادہ اسفندیار قریب بیل کے گھوڑے سے اتر کر آگے آئے اور
ملازموں سے پکار کر کہا کہ اس بیل پر اور کچھ بوجھ بھاری لا کر رکھو تو میں اٹھاؤں وہ سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا کہ پہلے
خالی بیل تو آپ اٹھا لیجیے پھر بوجھ بھاری کا اٹھائیے گا شہزادہ اسفندیار یہ سنکر اگر آستینیں چڑھا لیں اور بسم اللہ کہکر بیل کو
ایک ہاتھ پر اٹھا لیا بے تکلف مثل گل سبک کے لیکر بام قصر پر چڑھ گئے اور فوراً وہاں سے پھر بیل کو اسی ایک ہاتھ پر لیے ہوئے اتر
آئے اور مطلق کچھ معلوم بھی نہ ہوا پھر پکار کر فرمایا کہ اب اس پر کچھ اور رکھدو لوگوں نے امتحان قوت کیواسطے اس بیل پر اسقدر
بوجھ رکھا کہ وہ بیل بیٹھ گیا اور اٹھ نہ سکا مگر شہزادہ اسفندیار نامدار دوسری بار اس باردار بیل کو اٹھا کر ایک ہاتھ سے بام قصر
پر لیگئے وہاں تھوڑے عرصہ تک اس بیل کو لیے ہوئے کھڑے رہے اور سنا کیے کہ چہار طرف شور تحسین و آفرین بلند ہے خرم
سبز پوش مگر درد مند ہے بالاتفاق سب اس عجیب عاجز ہیں کہ رہے ہیں کہ یارو ہمنے آجتک ایسا جوان حسین زبردست طاقتور
نہیں دیکھا ہے سنا خضران شاہ قصر سے نیچے اتر کر خوشی کے مارے چلا تھا کہ اس جوان رستم تمثال کو گلے سے لگاؤں اور تعریف
کروں کہ اسوقت کلواس عیار شیخ خون آشام کا آیا اور آتے ہی مجمع خلائق دیکھکر ایک شخص سے استفسار حال کیا لوگوں نے
کیفیت سب بیان کی کہ جوان عالیشان آدمی کا ہیکل دیو کا زور رکھتا ہے بیل کو مع بار عظیم اٹھا کر کوٹھے پر لیگیا اور پھر اسطرح
لیے چلا آیا مطلق تیور نہ میلے ہوئے اور نہ طبع نازک پر بار ہوا کلواس عیار یہ سنکر آگے بڑھا کہ میں بھی دیکھوں کہ یہ کون جوان
رعنا و زبردست ہے کلواس عیار شیخ خون آشام نے بغور بست نگاہ کی خوب پہچانا اور خضران شاہ کے پاس جاکر کہا کہ اے خضران
میں اس جوان رعنا کو خوب پہچانتا ہوں تو نہیں جانتا کہ یہ کون ہے ارے غافل ہوشیار ہو پنبہ غفلت گوش دل سے نکال
ستم پرور شاہ باختری خداوند لقا نے اندنوں خدا پرستوں پر اپنا غضب نازل کیا ہے بہت سے اہل اسلام مارے گئے اور بہت
سے خدا پرست تباہ و برباد ہو کر چہار طرف نکل گئے تمام ملک باختر میں تعلیقے تاکیدی خداوند لقا کے آئے ہوئے ہیں کہ جہاں خدا پرست
پاویں اور ہاتھ آویں یا زندہ گرفتار کر کے بھیجدیں یا سر کاٹ کے خدمت خداوند لقا میں روانہ کریں اور یہ فرزند جگر بند
اسیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان ہے اسے جلد گرفتار کر کے قید کر یا مار ڈال خضران شاہ نے اسیوقت فوج کو طلب
کر کے حکم دیا کہ پسر حمزہ کو جلد گرفتار کر یا مار ڈالو اور سرکاروں کو دوڑایا کہ جلد کمک لیکے آؤ غرض فوج خضران شاہ کی اس مقام
پر موجود تھی وہ سب خضران شاہ تلواریں کھینچ کھینچ کے شہزادہ اسفندیار پر دوڑی اور غل و شور بلند ہوا کہ لینا پکڑنا اس
خدا پرست کو جانے نہ دینا کفار نابکار نے نیچے اس قصر کے آکے جہاں شہزادہ اسفندیار نوجوان بیل کو لیے ہوئے بام
پر کھڑا تھا دیکھا شہزادہ عالیشان نے کہ کفار بدکردار یکبارگی چلے آتے ہیں بیل کو بام سے نیچے پھینک دیا وہ کفار جو نیچے
بام قصر کھڑے ہوئے تھے وہ کچل کر مر گئے اور وہیں سے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تیغ آبدار کو کھینچکر نیچے بام قصر کے اترے اور نعرہ کیا
کہ اے کفار بد اطوار ہوشیار ہو میں پسر حمزہ رستم شجاع و دلیر ہوں گرد فوج ہاشم نبردہ شیر جگر بند صاحبقران زمان
کا نام شہزادہ اسفندیار جوان ہے یہ کہکر تیغ آبدار سے کفار کو قتل کرنا شروع کیا خرم سبز پوش بھی مع اپنے ہمراہیوں کے شریک شہزادہ
اسفندیار نوجوان ہوا غل و شور گرم ہوا کہ یکبارگی تماشائی اپنے لشکر کو بھاگتے دیکھکر پریشان ہو گیا ایک ایک کا [illegible]
[illegible] ہو گیا لشکر پر حملہ آوری ہوئی [illegible] شہزادہ اسفندیار
[illegible] کے پاس آگے جاری سے [illegible] اپنے لشکر کے [illegible]
[illegible] کہ ایسا خوف و ہیبت [illegible] شہر لٹ جائے لیکن لشکر کو جو خضران
[illegible] فوج واسطے [illegible] سے آگے شہزادہ اسفندیار کو گھیر لیا اور نابکار شہزادے پر [illegible]

اُدھر شہزادہ اسفندیار کا یہ حال تھا کہ بے خوف و خطر لڑ رہا تھا بے پناہ تیغ آبدار کا ہاتھ پڑ رہا تھا خرم سبز پوش کے ساتھ والے
قتل ہوئے لیکن سیکڑوں کفار کو بار کرے جسقدر دل کا زار کو ہوتا تھا بلکہ کفار کا زیادہ ہوتا جاتا تھا اور خفران شاہ تخت پر
سوار ایک ایک کو پکار رہا تھا للکار رہا تھا ارے نامردو دو آدمی ہیں انکو بھی تم پکڑ نہیں سکتے بھاگے جاتے ہو لعنت ہے تمہاری
بہادری پر تف ہے تمہاری اوقات پر شہزادہ اسفندیار نے مرکب کو خفران شاہ کی طرف بڑھایا صفوں کو درہم برہم کر دیا
بیتحاشا لڑتا ہوا قریب تخت خفران شاہ کے پہونچا جو بڑے جری بہادر مقرب بادشاہ تھے اُنسے تلوار چلنے لگی ایک طرفۃ العین
میں ان سب کو مار کر گرا دیا شہزادہ اسفندیار برابر تخت خفران شاہ کے آیا اور نعرہ کیا او گبر نابکار کہاں جائیگا میرے
ہاتھ سے اُدھر خرم سبز پوش بھی ہمراہ شہزادہ اسفندیار نوجوان کے تھا اُسنے چاہا کہ خفران کو تلوار کا ہاتھ ماروں شہزادہ
اسفندیار نے منع کیا کہ ای برادر ابھی تم ٹھہرو میرا شکار ہے تم اور کفار کو قتل کرو میں اسے مارے لیتا ہوں خفران شاہ
نے اسفندیار پر تلوار ماری شہزادے نے دم شمشیر کو بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور پنجہ مروڑ کر تلوار خفران شاہ کی
چھین لی اور تلوار اسکی اپنے قبضہ میں کرکے کمر میں ہاتھ ڈالکر تخت پر سے خفران شاہ کو اُٹھا لیا کلوس عیار
پاس تخت خفران شاہ کے تھا بھاگا خرم سبز پوش نے تیر کمان کیانی میں جوڑ کر مارا سینہ کلوس کا نشانہ ہوا تیر سینہ
کی پسلیاں توڑ کر پشت کے پار نکل گیا کلوس بد ذات سیاہ سہم کر چلانے لگا گوشہ اس کی لاش ہوئی زمین پر تڑپ کر گرا
فی النار والسقر ہوا شہزادہ اسفندیار نامدار نے خفران شاہ کو اُٹھا کر سر سے بلند کیا اور فرمایا لعنت کر لقا پر دین
اسلام اختیار کر نہیں تو مارتا ہوں پیوند زمین ہو جائیگا خفران شاہ پکارا ای شہزادہ اسفندیار نامدار لاکھ لاکھ لعنت ہے
لقا سے بے لقا پر اور اسکے پرستاروں پر اور آپکا مطیع و فرمانبردار ہوا شہزادہ اسفندیار نے خفران شاہ کو تخت
پر رکھدیا خفران شاہ تخت سے کود پڑا قدموں پر شہزادے کے گرا اور کلمہ پڑھ کر از سر صدق اسلام لایا مسلمان ہو کر
اپنی فوج کو پکارا کہ خبردار کوئی تلوار نہ مارے جنگ موقوف کر دیں اس شہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا میں اسلام
لایا جسکو مسلمان ہونا ہو وہ میرے شہر میں رہے نہیں تو ابھی اس شہر سے نکل جاے ہر طرف سے آواز آئی کہ ہم سب نے
لقا سے بے لقا پر لعنت کی ہمیں اُس کافر سے کچھ کام نہیں ہے ہم بھی سب مسلمان ہوئے خفران شاہ خوش ہوا شہزادہ
اسفندیار نوجوان نامدار و عالیشان کو بڑے جاہ و حشم سے ایوان شاہی میں لایا اور کہا کہ آپ تخت سلطنت پر جلوہ
افروزی فرمائیے میں آپکی نیابت کرونگا شہزادہ اسفندیار نے کہا ای خفران شاہ ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں شہزادہ نے
تاج شاہی بسر مبارک سے اپنے ہاتھ سے رکھکر خفران شاہ کو تخت پر بٹھایا آپ کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے ملازموں سے
کہا کہ دیکھو خرم سبز پوش کہاں ہے جلد اسے لاؤ چوبدار بصد عز و افتخار خرم سبز پوش کو لائے شہزادہ اسفندیار نے برابر اپنے
کرسی پر بٹھایا جلسہ جشن شادی آراستہ ہوا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی جام ہائے ارغوانی گردش میں آیا شہزادہ اسفندیار
نامدار نے کہا ای خفران شاہ اب تم اپنی بیٹی ملکہ گل چہرہ کی شادی خرم سبز پوش کے ساتھ کردو یہ بھی شہزادہ کوئی اور
نہیں ہے خفران شاہ نے جواب دیا کہ میں آپکا غلام حلقہ بگوش ہوں وہ کنیز ناچیز ہی میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اسکو حضور
اپنی کنیزی میں لیکر رکھیں شہزادہ اسفندیار نے فرمایا کہ ہمارے خاندان کا یہ دستور نہیں ہے کہ کسیکے ناموس پر قبضہ کریں فقط
میں نے اسی جوان کیواسطے اسکے خون میں ہاتھ اُٹھا کر پہونچا دیا تھا یہ ملکہ گل چہرہ کا عاشق زار ہے اور یہی مستحق ہے خفران شاہ
نے عرض کیا کہ مجھے کیا عذر ہے آپ مالک و مختار ہیں جسے چاہیں اس کنیز ناچیز کو بخشدیں پھر شہزادہ اسفندیار نامی و نامدار نے
خرم سبز پوش کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا ای شہزادہ خرم سبز پوش تو اگر دین اسلام اختیار کرے اور لقا پر لعنت کرے از صدق دل
مسلمان ہو جائے تو تیری معشوقہ مہ جبین نازنین تجھکو دلا کر دونگا اور شادی تیری اسکے ساتھ کروں خرم سبز پوش از سر

بھاگی اب جو تقدیر دکھائے الماس زنگی نے جیسے ہی نام ملکہ گیتی افروز کا سنا بہت شاد و مسرور ہوا اور دلمین کہا کہ کیا
وسیلہ تیری عفو تقصیر کا ہاتھ آیا اب یقین ہے کہ خداوند تعالیٰ مجھ پر شاہ باختری مہربان ہوا اور میرے گناہ سے درگذرے
کہ میرے معشوق کو میرے پاس خود خداوند تعالیٰ نے تقدیر کرکے بھیجا الماس نے فتنہ سے کہا کہ ارے میں تو انھیں کے ہجر
عشق میں رانڈہ گیا تھا اب کیا ہے یہ خود میرے پاس گھر بیٹھے چلی آئیں میرے کاشانے کو رونق افروز کرینگی میں انکی
غلامی کرونگا یہ کیفیت جو ملکہ گیتی افروز نے دیکھی اور الماس زنگی کا نام سنا کانپ گئی دلمین کہا کہ جان و آبرو مفت
گئی اب کوئی چارہ سوائے مرجانے کے نہیں ہے چپکے سے فتنہ سے کہا کہ میں تو اپنے تئیں ہلاک کرتی ہوں ابھی اپنی جان
دیتی ہوں اسکے ہاتھ سے آبرو نہ بچیگی شعر بادہ گر جائے تو گر جائے سبو باقی رہے ۔ جان جائے یا نہ جائے آبرو باقی رہے دیگر
دنیا کے سب امور ہیں عزت کیواسطے ۔ دیتے ہیں اپنی جان کو عزت کے واسطے فتنہ انگیز نے کان میں ملکہ گیتی افروز
کے کہا بلائیں لوں صدقے جاؤں کیوں اپنی تم جان دو کس واسطے ہلاک ہو تم گھبرائی کیوں ہو اس موئے ہونڈی کاٹے کو
میں زہر دے کے مارونگی تم خاطر جمع رکھو ملکہ یہ سنکے چپ ہو رہی غرضکہ الماس دونوں کو ساتھ لیئے ہوئے اپنے مکان
میں لایا ایک مقام پاکیزہ میں لا کر بٹھایا بہت خاطر و مدارات کی اور چھوکریوں کی بیچ آدمیوں سے درست کرائی اور ملکہ گیتی افروز
سے طالب وصل ہوا فتنہ انگیز نے کہا کہ گھبراتے کیوں ہو تامل کرو آج تھکی ماندی راہ کی مسافت اٹھائے ہوئے ہیں
ذرا انکا دل ٹھکانے ہونے دو پھر بے تکلف وصل حاصل کرنا اب تو یہ تمہارے قبضہ میں ہیں کیا کہیں چلی جائینگی الماس یہ
سنکے چپ ہو رہا دو روز تک خبر نہ لی تیسرے دن پھر پیام وصل ملکہ گیتی افروز کو دیا اور سامان شب وصلت
کیا فتنہ نے کہا بہتر ہے اب کوئی عذر نہیں باقی مگر پان پھول پان مٹھائی وغیرہ تم یہاں سب بھیجدو ہم سب چیزیں درست
کرلینگے یہ کام مردوں کا نہیں ہے یہ امور عورات سے ہیں عورتوں ہی سے خوب بن پڑتے ہیں الماس زنگی راضی ہوگیا
خوشی خوشی سب چیزیں منگوا کر دیکھا سکے ہاتھ بھیجدیں یہاں فتنہ انگیز نے مٹھائی کو خوب اچھی طرح زہر ہلاہل کیا اور سب
ملازمان الماس زنگی کو وہ مٹھائی تقسیم کرادی سب نے خوشی خوشی کھائی اور تھوڑی سی مٹھائی اسمیں الماس ملا کر الماس
زنگی کو دی اور کہا کہ یہ ملکہ گیتی افروز کی جھوٹی مٹھائی ہے فقط تمہیں کو کھانا چاہیے الماس مسرور و شاد ہوا اور تھوڑی سی
اس مٹھائی کی ہر بار کیا فتنہ نے پان پھول وغیرہ کو بھی چوکی میں لیا کر الماس کو دیا اور کہا کہ ملکہ نے تھوڑے سے نکال کے
تمکو دیئے ہیں کہ یہ تم لیئے پاس رکھو غرضکہ تمام ہوا ملکہ گیتی افروز کے پاس الماس زنگی آیا جیسے ہی پلنگ پر پاؤں رکھنے
رکھا کلیجہ میں درد اٹھا تڑپنے لگا ایسا اثر ہوا کہ شل ہاتھ پاؤں ہو گئے آپ سے تڑپتے تڑپتے مرگیا اور جتنے ملازم اس الماس زنگی
کے تھے سب کے سب ہلاک ہوگئے اور کفی طور فی النار والسقر ہوئے ملکہ گیتی افروز و فتنہ انگیز بہت خوش ہوئی کہ خدا نے
بچایا سجدہ شکر کیا پھر تمام مال و اسباب الماس زنگی کا اپنے قبضہ میں کیا بہت سے آدمی نوکر رکھے سوداگری کی صورت بنا تمام
مال و اسباب لدوا کر وہاں سے روانہ ہوئی چلتے چلتے ملک فضل آباد میں آ کر پہونچے اور شہر میں ہوکے ایک
دکان بڑی عالیشان کرایہ لی اور مال سوداگری سے آراستہ کرکے مثل سوداگر بیٹھی اور فتنہ انگیز کہا شفقت
بنکر کاروبار سوداگری کرنے لگی اور سب ملازم حاضر ہوکر مصروف دوکانداری وغیرہ ہوئے مگر ملکہ گیتی افروز شب و روز خیال
بے مثال شہزادہ ملک قاسم فرخندہ خصال کی رہی کہ شاید دل تمنا منزل کو دور خورشید جمال جانفزا کی زیارت نصیب ہو اسی فکر
اور سوچ میں ہر روز صبح سے شام تک مردانہ لباس پہنے ہوئے سوداگر بنی ہوئی دکان پر بیٹھی رہتی ہے ملازم حاضر رہیں فتنہ انگیز
بھی مردانہ لباس پہنے ہوئے نیابت ملکہ کرتی ہے گماشتہ کاروبار سوداگری میں مصروف ہیں ادھر کا حال سنئے شاہ فضل آباد ملک
دارا بشاہ فضل نشین کی دختر نیک اختر ملکہ مہر افروز [illegible]

آدھر سے جاتی تھی اور ملکہ گیتی افروز بصورت سوداگر مردانہ بھیس کیے ہوئے دکان پر بیٹھی تھی اور تمام ملازم گرد دست بستہ کھڑے ہوئے تھے کہ نگاہ ملکہ مہر افروز کی سوداگر پر پڑی حسن و جمال بے مثال چہرہ نورانی مثل آفتاب عالمتاب دیکھکر ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہوگئی اُن کے ہاتھ سے دل تھام لیا تیر عشق نے جگر کو دو پارہ کیا و کھتی ہوئی حمام خانے کو چلی گئی جب آدھر سے پھری کہاریوں سے چپکے سے کہا کہ مردے کو حکم دے کہ وہ اس سوداگر سے کہے کہ عمدہ عمدہ اشیاے سوداگری لیکر در دولت پر آئے اور تاکید کردی کہ ساتھ ہی اپنے لائے ہم بہت سا اسباب خریدینگے کہارن نے چوبداروں کو حکم ملکہ مہر افروز کا سنا دیا چوبدار سوداگر کی دکان پر آئے سوداگر کو آداب بجا لائے اور عرض کیا کہ حضور کو بادشاہ ملک داراب شاہ فلک نشین کی بیٹی ملکہ مہر افروز نے یاد کیا ہے اور مال سوداگری بہت تحفہ تحفہ عمدہ عمدہ مانگا ہے جلد میرے ساتھ لیکے چلیے دیر نہ کیجیے ملکہ گیتی افروز یعنی سوداگر لڑکی یہ سنکر بہت مترود ہوا فتنہ انگیز نے کہا کہ جاؤ اسباب ساتھ لیلو مضائقہ کیا ہے فکر و تردد کس بات کا ہے ملکہ ناچار ہوئی اور اسباب نایاب ہمراہ کمانشتوں کے لیکر پیچھے پیچھے مردے کے روانہ ہوئی جب در دولت فیض منزلت ملکہ مہر افروز پر سوداگر پہونچا مال و اسباب اندر محل کے بھیجدیا آپ باہر بیٹھا رہا ملکہ مہر افروز نے کہا کہ کیا سوداگر نہیں آیا لوگوں نے عرض کیا کہ باہر در دولت پر حاضر ہے حکم ہو تو بلا لیں ملکہ مہر افروز نے کہا کہ سوداگر کو اندر بلا لو مال اپنے ہاتھ سے آکر دکھائے محلدار گئی اور سوداگر کو ہمراہ لیکر محل میں آئی ملکہ مہر افروز چلمن کے اندر بیٹھی سوداگر کو چلمن کے پاس کرسی جواہر نگار پر بٹھایا ملکہ مہر افروز نے چلمن کے اندر سے پوچھا کہ ای تاجر تیرا کیا نام ہے سوداگر نے کہا مجھکو خواجہ خورشید کہتے ہیں ملکہ مہر افروز نے کہا اچھا مال تحفہ تحفہ دکھاؤ سوداگر اشیاے نادرہ دکھانے لگا ملکہ مہر افروز نے کہا کہ اندر پردے کے ہاتھ بڑھا کر دیدو سوداگر اندر چلمن کے ہاتھ بڑھا کر صندوقچہ دینے لگا ملکہ مہر افروز نے وہ صندوقچہ لیکر ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے پستان نایاب پر ہاتھ رکھ لیا اور پوچھا ای سوداگر بتاؤ یہ دو چیزان کیسی ہیں سوداگر لڑکی پہلے تو نہایت شرمایا پھر بہ کمال درجہ تعریف ان دونوں کی کرنے لگا کہ ای ملکہ ان کا حجم گوہر بار کا کیا کہنا ہے یہ آب مروارید سفید بیش قیمت بھرا ہوا اٹھا جو ہری سواے دل عاشق زار کوئی نہیں ہو سکتا ہاتھ کے چھونے سے روح کو تازگی اور دل کو فرحت ہوتی ہے انھیں ساغروں میں وہ بادہ عشق بھرا ہوا ہے کہ جسکے خمار سے روح جھومیں اور دل بیقرار ہے

مسدس

سکے ہیں یا چمکین گلہاے یاسمین
سینہ پہ [illegible] ابھرا ہوا
دو قمقمے یہ نور کے ہیں مشتعل
شیشے شراب کے ہیں کہ [illegible]

لوح بلور سے بھی مصفا ہیں یہ کہیں
آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا ہوا
ہوتے ہیں فرقدین یہاں صاف متصل
یا ہیں حباب چشمہ آب حیات کے

سینہ وہ با صفا کہ ہر خورشید کا یقین
چھپتی صفا ہے صبح کی صادق کبھی نہیں
یہ چھاتیاں ہیں یا کہیں الماس کے کنول
کرنا گمان انار کا ہے سخت مبتذل

سوداگر نے پستان و سینہ ملکہ مہر افروز کی ایسی تعریف کی کہ ملکہ مہر افروز غنچہ حسن مثل پھول کے مثل گل نوبہار شگفتہ ہوگئی مگر سوداگر نے چپکے سے کہا ای ملکہ یہ فعل ناشائستہ ہے سوداگر بچگانہ میں بھی ذلیل ہونگا اور تم بھی بدنام ہوگی ملکہ بولی ای خواجہ خورشید مجھے کچھ بدنامی کا ڈر نہیں ہے میرے باپ نے اجازت دیدی ہے کہ جسے میں پسند کروں اسکے ساتھ اپنی شادی کروں یہ کہکر چلمن الٹ دی اور کہا کہ میں اب تمہیں نہ جانے دونگی میں تو تمہارے حسن و جمال بے مثال پر اسوقت عاشق ہوئی تھی جب میں حمام جاتی تھی مبتلاے عشق ہوکر تمکو اسباب کے خریدنے کے حیلہ سے بلایا ہے یہ سنکے ملکہ گیتی افروز دل میں نہایت مترود و متفکر ہوئی اور ملکہ مہر افروز سے کہا اگر تمہارا یہی ارادہ ہے تو آج تم مجھے جانے دو اور اپنے باپ سے اسکا ذکر کرو اگر وہ رضامند ہوگا تو کیا مضائقہ ہے تمہارے ساتھ عقد کرینگے [illegible] ملکہ مہر افروز نے کہا خیر بہتر ہے غرض کہ ملکہ گیتی افروز سوداگر لڑکی وہاں سے

پچھلے پہر کے چلا آیا اور فتنہ انگیز سے تمام کیفیت کہی فتنہ انگیز نے کہا تم خوف نکرو دیکھا جائیگا ادھر ملکہ مہر افروز نے
باپ سے کہلا بھیجا ای وارث سریر سلطنت فضل الٰہیہ وای پدر بزرگوار خواجہ خورشید ایک سوداگر کسی شہر کا یہان
آیا ہی نہایت حسین وشکیل ولیاقت دار اور صاحب شان وشوکت ہی مین اسیر دلدادہ وفریفتہ ہوئی ہون آپ میری شادی
اسکے ساتھ کر دیجیے داراب شاہ فضل نشین تو مدت سے اسی فکر مین تھا کہ کوئی ایسا لائق ومتین اور صاحب حسب و
نسب ہو تو ملکہ کی شادی اسکے ساتھ کر دیجیے یہ پیغام ملکہ مہر افروز کا سنتے ہی داراب شاہ فضل نشین بہت خوش
ہوا اسیوقت خواجہ خورشید کو بلوا بھیجا صورت بے نظیر مثل ماہ منیر خود عاشق ہو گیا اور کہا ای خواجہ خورشید مین
جیسا داماد ڈھونڈھتا تھا ویسا ہی تجھکو پایا اب مین اپنی دختر نیک اختر ملکہ مہر افروز کو تمسے منسوب کرتا ہون خواجہ خورشید
سوداگر نقلی یعنی ملکہ گیتی افروز نے فتنہ انگیز کے مشورے سے جواب دیا کہ ہمارے یہان یہ رسم ہی کہ چھ مہینے تک
دولہا کے ساتھ نہین سوتے ہین اتنے زمانے تک ہمبستری نہین کرتے ہین اگر یہ رسم آپکو منظور ہو تو مجھکو قبول ہی بادشاہ
نے کہا کہ مین ملکہ مہر افروز سے پوچھکر اسکا جواب دونگا اسیوقت بادشاہ نے ملکہ مہر افروز سے جا کر پوچھا ملکہ مہر افروز
نے کہا کہ مجھکو منظور ہی داراب شاہ فضل نشین نے بڑی دھوم سے سامان شادی کیا تمام شہر مین اور
رعایا کو جوڑے تقسیم کیے امرا کو خلعت دیے انعام بانٹے کئی روز تک تمام شہر مین جلسۂ جشن شادی ملکہ مہر افروز
رہا اور چراغان کا حکم ہر ایک گلی گلی ناچ رنگ کوچہ کوچہ گانا بجانا تھا جسدن برات ملکہ مہر افروز کی ہوئی ہی اسدن کا
سامان اگر لکھون تو بہت طول ہو سلسلۂ داستان مین فرق آئیگا القصہ یہ کہ خواجہ خورشید سوداگر کے رہنے کے
واسطے ایک مکان عالیشان فرش فروش جھاڑ کنول وغیرہ سے آراستہ کرا دیا اسی مکان مین خواجہ خورشید سوداگر کی
برات اس دھوم سے آئی فلک کو دیکھکر حیرت ہوئی اگر داراب شاہ نے بھی اسقدر جہیز ومال ومتاع دیا
کہ قابل تحریر نہین خواجہ خورشید سوداگر دو گھڑی دن رہے دلہن کو بیاہ کر لائے اور اس مکان عالیشان مین اتارا
شب زفاف مین فقط بوس وکنار شب بھر ہوا کیا پھر رات رہے دولہا دلہن اپنی اپنی کروٹ لیکر سو رہے صبح کو [illegible]
خدم دونون اٹھے ملکہ عاشق زار خواجہ خورشید پر [illegible] تو بھی پاس ہو جاتی ہی ایک دسترخوان پر خواجہ خورشید
اور ملکہ مہر افروز اور فتنہ انگیز مشکل عیار مردانہ وار ہی کھانا کھاتی ہین خواجہ خورشید کو جسدن کھانا کھانا نہین [illegible]
ہو جاتا ہی ملکہ بھی خاصہ نہین تناول کرتی ہی یہ عشق ملکہ مہر افروز کا حال ہی شام سے دو پہر رات تک خواجہ خورشید
ملکہ مہر افروز کے پاس گرم اختلاط تخلیہ مین بیٹھ رہتے شغل شراب وکباب کبھی بوس وکنار کبھی چاہ پیار کی باتین کبھی ہجر کی
شکایتین کبھی وصل ہونے کی کہانیان رہتی ہین بعد نصف شب کے خواجہ خورشید سوداگر اپنے گھر آ کے آرام کرتا تھا
ملکہ مہر افروز بصد جان سوزی [illegible] سونا کیا [illegible] آئی ہی اختر شماری کرتے کرتے صبح ہو جاتی ہی
دن جیسے گذرتے ہین ایام وصال کی مشتاق ہوتی جاتی ہی کہ ابھی اسقدر زمانہ شب وصل کے آنیکا باقی ہی دیکھیے کیونکر کٹتا
ہوتا ہی بادۂ وصل سے ذائقہ کب زبان ناکام آشنا ہوتی ہی خدا ہی جلد گذر جائین یہ ہجر کے ایام ۔ شب وصال کی امیدوار رہتی ہی
[illegible] کمال محبت عشق انشاءاللہ [illegible] بیقراری اور اضطراری ہی [illegible]
مہر افروز کا سینہ جلنے لگی اسیطرح جب چند روز گذر گئے اور ملکہ مہر افروز کی بیتابی اور بیقراری زیادہ بڑھنے لگی ایکدن
اپنی انیسون اور جلیسون سے ملکہ مہر افروز نے کہا کہ [illegible] میری [illegible] خواجہ خورشید [illegible] ہو گیا
ہی آخر تم لوگ بھی فہم وادراک رکھتے ہو عقل سے دریافت کرو یہ بات میری کچھ سمجھ مین نہین آتی ہی [illegible] کہ مین تو اس سوداگر
پر جان دیتی ہون دل سے عاشق زار ہون اور اسکو ملاقات میری کا [illegible] نہین [illegible] معلوم ہوتا ہی میری جان پر بنی ہی [illegible]

بھی لحاظ و حجاب کرتی ہو کہا سنیے کہ اب ہم اپنے مقام خوابگاہ پر جاتی ہیں حضور نہ شرمائیں تخلیہ میں شراب وصل
یار پی جائیں سب سہیلیاں یہ کہکر سب اُٹھ اُٹھ کر چلی گئیں مگر تاک جھانک میں رہیں کہ دیکھیں ملکہ کیونکر شراب
وصل پیتی ہے غرضکہ پردے پڑ گئے تنہائی ہو گئی اب ملکہ مہر افروز اُٹھی اور خواجہ خورشید کے پلنگ پر آئی پہلے
ہاتھ سے خواجہ خورشید کو جگایا مگر خواجہ خورشید نشۂ شراب میں ایسا بیہوش تھا کہ اسکو اپنے سر و پا کی بھی
مطلق خبر نہ تھی جگانے سے ملکہ مہر افروز کے بالکل ہوشیار نہوا کروٹ بھی نہ لی جب تو کچھ حوصلہ ملکہ کا بڑھا پاس بیٹھ
کر دستہ کمر بند کھولا اسنا خواستگار اشتیاق ایسکو ہوا ہی تو وصل کو تلاش کیا کہیں نہ پایا مثل اپنے خواجہ خورشید بھی لنڈورا پایا کشش
عشق کم نہ ہوئی صورت آئینہ حیران رہ گئی اسکو مثل زلف سنبلیں پریشانی ہوئی خواجہ خورشید کو اسیطرح چھوڑ کر
اُٹھ کھڑی ہوئی اپنی مسند پر آکر خواصان خاص کو بلایا اب انہیں چاہیے تھی آکر حاضر ہوئیں دیکھا کہ ملکہ متفکر و متردد اور پریشانی
میں چور ہیں گھبرا گئیں ہوئی اور حال پوچھا کہ لونڈیاں ملکہ کے منہ پر سب کی سب ہنسنے لگیں اور کہنے لگیں واری جاؤں
بلائیں لوں کچھ تو ہم سے کہا ہوا آپ پر عاشق ہی زیادہ کرو آپ چپ تو کچھ نہیں بتاتی ہو ہنسے جاتی ہو ادھر ملکہ کی ہنسی کم نہیں
ہوتی جو بیان کرے آخر کار ان سب ہمرازوں نے ملکہ کو سنبھالا کچھ ہنسی کم ہوئی ملکہ نے بیان کیا کہ صاحبو میں کس سے ہم
وصل حاصل کروں یہ تو مثل میرے تمہارے عورت ہی مرد نہیں ہے صرف شوق تھا عشق چھوٹی رہ گئی جو ہر دعا نہ ناتمام
لگا مصارف آرزو ہوا سے امید پرستے پیاسی چلی آئی ایک بھی قطرہ نہ پایا کہ لب تر کرتی یہ سنکے سبکی سب بہت متعجب
ہوئیں کہا ہمیں معلوم ایسا کیا اسرار ہے سبب جو ہونا تھا ہو چکا عشق بیکار ہے الغرض ملکہ مہر افروز بھی اپنے پلنگ پر جاکے
سو رہی صبح کو جب ملکہ گیتی افروز ہوشیار ہوئی کمر بند اپنا کھلا ہوا پایا گھبرا کے اُٹھی پوشاک و لباس کو درست کر کے پہنا
ملکہ مہر افروز کے پاس مسند پر آکر بیٹھی انہیں چاہیے تھیں ملکہ مہر افروز کی کلیوں تشفی کرنے لگیں ملکہ گیتی افروز نے ملکہ مہر افروز
سے کہا کہ ملکہ ذرا تخلیہ کرو ان سبکو ہٹا دو کچھ تم سے باتیں کرنا ہیں ملکہ مہر افروز نے سبکو وہاں سے ہٹا دیا بالکل تخلیہ ہو گیا
ملکہ گیتی افروز نے کہا میں تو پہلے ہی شادی نہ کرتی تھی مگر تمہیں نا فقط اپنی عزت و حرمت بچانے کے واسطے مردانہ لباس پہن کر
سوداگر بنی تھی اب تمہیں اپنا حال کیا بیان کروں میں عجب تباہی کے جہاز میں ہو کے دریائے مصیبت میں
مبتلا ہوئی ہوں خدا کسی پر ایسی مصیبت نہ ڈالے تم میرے حسن پر فریفتہ ہوئیں میرا شوہر مجھسے زیادہ حسین و
جمیل ہے نہایت خوبصورت صاحب شان و شوکت ہے میں تم سے وعدہ کرتی ہوں جس وقت وہ آجائیگا تمہاری
شادی اُسکے ساتھ کر دونگی میں اُسی کو تلاش کرتی پھرتی ہوں ملکہ مہر افروز نے کہا کہ تمہارے شوہر کا کیا نام کس
خاندان سے ہے ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ میں کہدونگی اس وقت موقوف رکھو موقع نہیں ہے یہ کہکر ملکہ گیتی افروز
اُٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے مکان میں آئی فتنہ انگیز سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ جس بات کا کہ خیال
تھا اور خوف تھا اُسیکا سامنا ہوا خدا آبرو بچائے جلدی کہیں میرا شوہر مجھسے ملجائے ادھر کا حال سنئے کہ بادشاہ
فقط النسیر دار اب شاہ فضل الشین کو عالم خواب میں ایک مرد بزرگوار نے سلام کیا اور کہا کہ تو نے اپنی بیٹی ملکہ
مہر افروز کی شادی جسکے ساتھ کی ہے وہ مرد نہیں ہے ارے غافل وہ عورت ہے وہ بیٹی ہے شہنشاہ باختری کی
نام اسکا ملکہ گیتی افروز ہے اور وہ ناموس ہے نبیرہ حمزہ صاحبقران والا شان کا اور نام نبیرہ امیر باتوقیر حمزہ چشمہ
گشت پر ہے کہ شہزادہ عادل شاہ رستم ملک قاسم عالیجاہ ہے وارث شاہ فضل الشین یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا
حیرت میں محل میں آیا اور مہر افروز سے کیفیت خواب کی تمام بیان کی اور کہا کہ ملکہ مسرور رہو
خاطر جمع رکھو کہ تیری شادی بڑے عالی خاندان نبیرہ حمزہ صاحبقران کے ساتھ ہوگی اور میں نے تیری شا

جسکے ساتھ کی ہے یہ دختر لقا ہے ملکہ گیتی افروز نام ہے اُسکے ساتھ بہت اعزاز و اکرام سے پیش آنا اور بڑی خاطر و
مدارات کرنا داراب شاہ یہ کہہ ملکہ مہر افروز اپنی دختر کو ساتھ لیکر ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور کہا کہ مجھکو
تمہارے حالات سے بالکل آگاہی ہوئی آج رات کو سوگئے مین بخت خوابیدہ میرے بیدار ہوئے عالم رویا مین
مجھکو ایک بزرگوار مقدس کہ چہرہ اُنکا مثل آفتاب کے روشن تھا انھون نے مجھکو دولت لازوال دین اسلام
عنایت کی مجھکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اے ملکہ گیتی افروز مجھکو بشارت دی ہے کہ نبیرۂ حمزہ صاحبقران زمان
خاور سپاہ شہزادہ ملک قاسم فلک جاہ کہ جو تمہارا شوہر ہے وہی ملکہ مہر افروز کا بھی زوج ہوگا الحمد للہ کہ کفر پرستی ترک
کرکے اس غلام حلقہ بگوش حمزہ صاحبقران زمان کا بھی ادرج ہوگا کیونکہ مین دیکھیے اُنکے نام پر اسلام لایا
ہون اے ملکہ گیتی افروز اب تم بعیش و راحت خاطر جمع سے رہو تمکو کسیطرح کی تکلیف نہوگی ملکہ مہر افروز کے ساتھ
دل بہلاؤ اب مین ہرکارے تمہاری طرف روانہ کرتا ہون اور سراغ لگاتا ہون انشاء اللہ بہت جلد وہ آنکا پتہ معلوم
ہوا جاتا ہے جہان پر وہ مقیم ہین ملکہ گیتی افروز یہ مژدہ سنکر شکر الٰہی بجا لائی دل کو تسکین ہوئی داراب شاہ
فضلانشین نے اُسیوقت ہرکارون کو چہار طرف روانہ کیا اور حکم تاکیدی دیدیا کہ نبیرۂ حمزہ صاحبقران زمان
شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم ذی جاہ کی جلد خبر لاؤ کہ کہان ہین اور کس صورت سے ہین یہ سنکر ہرکارے
تیز قدم صبا رفتار بحکم بادشاہ نامدار جلد روانہ ہوئے تیسرے دن خوشی خوشی دوڑے ہوئے آئے اور مبارکباد
دی اور عرض کیا کہ شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ دامن کوہ مین مع جماعت لشکر کثیر اُترے ہوئے
ہین دس بارہ ہزار سوار ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہین داراب شاہ نے یہ مژدۂ فرحت افزا سنکر ہرکارون کو
خلعت سے سرفراز کیا اور ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور خیریت اثر کا مژدہ دیا اور کہا کہ انشاء اللہ آج ہی
خدمت بابرکات شہزادہ ملک قاسم مین جاتا ہون خاطر جمع رکھو یہ کہکر تحائف عمدہ لیکر خدمت فیض درجت ملک
قاسم والاشان مین اُسی روز روانہ ہوا داراب شاہ جب دامن کوہ مین پہونچا خبرداروں نے شہزادہ
خاور سپاہ ملک قاسم ذی جاہ کو خبر دی بادشاہ داراب شاہ فضلانشین حاکم شہر فضلانیہ تحائف و ہدایا
ہمراہ لیے ہوئے قدمبوسی حضور کو آیا ہے شہزادے نے سنکر سرداروں کو بھیجکر با عزاز و اکرام اُسکو بلوایا جب
وہ حاضر خدمت ہوا آداب و سلام بطریق اسلام بجا لایا اور تحفے پیش کیے اور کیفیت خواب اور حال اپنے
اسلام لانے کا بیان کیا بعد اسکے کہا کہ ملکہ گیتی افروز میرے محل مین جلوہ آرا ہین ملکہ مہر افروز میری دختر سے
شغل صحبت رہتا ہے یہ مژدہ سنتے ہی قاسم عالیجاہ بہت خوش ہوئے غنچۂ دل باغ باغ ہوگیا اُسیوقت چند سوار
ہمراہ لیکر ہمراہ داراب شاہ فضلانشین کے روانہ ہوئے جب داخل شہر فضلانیہ ہوئے دیکھا کہ شہر آراستہ
اور پیراستہ ہے ہر گلی کوچہ آئینہ بندی عجیب مقام دلپسند ہے قاسم نوجوان تمام شہر کی سیر کرتا ہوا ایوان
شاہی مین پہونچکر محل مین مع داراب شاہ داخل ہوا شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم والا جاہ پہلے ملکہ
گیتی افروز کے پاس آئے ملکہ گیتی افروز دیکھتے ہی قاسم نوجوان کو دوڑ کر لپٹ گئی عاشق و معشوق گلے
ملکر زار زار مثل ابر بہار خوب روئے بعد اسکے مسند زرنگار پر دونون جلوہ افروز ہوئے ملکہ گیتی افروز نے
حال اپنا بیان کرنا شروع کیا اگر ابتدا سے ملکہ گیتی افروز کی زبانی تحریر کرون تو بہت طول ہوگا ایک دفتر دوسرا
تیار ہو خلاصہ یہ کہ کیفیت لڑکے کی پیدا ہونے کی اور اسکو جنگل مین چھوڑ کر جان کے خوف سے چلا آنا اور
الماس غلام لقا کے پاس پہونچنا اور فتنہ انگیز کا اسکو زہر دیکر مار ڈالنا اور وہان سے شہر فضلانیہ مین

سودا اگر ہنگام آتا ملکہ مہر افروز کا عاشق ہونا اور اسکے ساتھ شادی ہونا پھر اسکا ہجران لینا سب بیان کیا شہزادہ
قاسم سب کیفیت سنے جاتے تھے کسی مقام پر تاسف کرتے تھے کسی جگہ پر آبدیدہ ہوتے اور کبھی سنکر
ہنس پڑتے تھے لیکن ملک قاسم اس لڑکے کی تباہی پر نہایت ملول ہوئے مگر ملکہ سے کہا کہ بی بی صبر کرو
پروردگار عالم تمکو اور فرزند عنایت کریگا ملکہ گیتی افروز نے کہا ای شہریار ملکہ مہر افروز نے مجھپر بڑا احسان کیا ہے
اب میری خوشی یہ ہے کہ تم اس سے عقد کر لو کہ مین ملکہ مہر افروز سے وعدہ کر چکی ہون مگر ملکہ مہر افروز نے جو شہزادہ
ملک قاسم عالیشان کو پوشیدہ ہو کر دیکھا ہزار جان و دل سے شیفتہ و فریفتہ ہو گئی اور اپنی انیسون جلیسون
سے کہا کہ مین نے تو آج تک کوئی بشر جوان رعنا ایسا اور اس حسن و جمال کا نہین دیکھا اگر تمھاری نظر سے کوئی
بشر گذرا ہو تو بیان کرو ان سبھون نے کہا بالا ہون حقیقت مین اس طرح کا بشر شکیل جمیل حسین مہجبین
شان و شوکت مین بے نظیر حسن مین بدر منیر آج تک نہین دیکھنے مین آیا صانع قدرت نے اسکو اپنے
دست قدرت سے خود بنایا ہے ملکہ مہر افروز نے کہا کہ اب دیکھیے ملکہ گیتی افروز نے جو مجھسے وعدہ کیا تھا وہ
وفا کرتی ہے یا نہین انیسون نے عرض کیا واری جائین صدقے جائین ملکہ گیتی افروز صادق الوعدہ واثق الاقرار
ہا کہین نہ وعدہ وفا کریگی کبھی اسکی بات مین فرق نہوگا وہان تو یہ تذکرہ تھا ادھر ملکہ گیتی افروز نے داراب شاہ
کے پاس کہلا بھیجا کہ مین نے ملکہ مہر افروز سے وعدہ کیا تھا جب خاور سپاہ شہزادہ ملک قاسم آئینگے
مین تمھارا عقد انکے ساتھ کروا دونگی سو اب مین نے شہزادہ صاحبقران زمان شہزادہ قاسم عالیشان
کو منا لیا ہے عقد کیجیے پھر ملکہ مہر افروز نے کہا ای تم سامان شادی کا تیار کرو ملکہ مہر افروز درست اور مہیا کر دین
اپنے ہاتھ سے ملکہ مہر افروز کو عروس بنا لیگی الغرض کرو سب تو ہم آغوشی ملکہ گیتی افروز مین بسر کی
بادہ وصال سے ملکہ گیتی افروز اور شہزادہ قاسم سیراب ہوئے غنچہ دل کھلا طبیعت شگفتہ ہوئی شعر
ای ذوالکرم و بکرم تو سب غالب ہے کیا تو غالب ہے * چپکے سے دل ہر ایک ہین تجھے فضل خدا تیرا ہے * القصہ صبح کو شہزادہ قاسم دربار مین
داراب شاہ مع لشکر تشریف لائے داراب شاہ دیکھتے ہی ملک قاسم نوجوان کو تخت پر سے
اٹھ کھڑا ہوا اور سینہ سے عرض کیا کہ حضور اس تخت سلطنت پر جلوہ افروزی فرمائین شہزادہ نے
فرمایا ای داراب شاہ ہم تاج بخش ہین خود بادشاہ نہین ہین کسیکا ہم تاج و تخت نہین لیتے ہین یہ
کہکے ہاتھ پکڑکے داراب شاہ کو تخت پر بٹھا دیا اور آپ کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوا داراب شاہ نے عرض
کیا کہ حضور مین چاہتا ہون کہ دختر نیک اختر ملکہ مہر افروز کو حضور کی کنیزی مین حاضر کرون شہزادہ عالیوقار
نے فرمایا کہ ہمین قبول و منظور ہے اسیوقت شرع خوشی کا شہزادہ ملک قاسم پر بارہا مبارک و سلامت
کی صدائین دربار مین بلند ہوئین یہ بھی رسم اس شہر کی تھی داراب شاہ خوش ہوا شادی کی تیاری
ہونے لگی پہلے مانجھے کا سامان ہوا پھر ساچق کی بڑی دھوم سے تیاری ہوئی مہندی کا سامان عجب شکوہ
اور جلوس سے ہوا برات کا سامان ہونے لگا ادھر بادشاہ داراب شاہ نے مانجھے کے دن سے حکم
چراغان شہر مین دیدیا تھا بزار ناوگلین نفیس نفیس کھانون کی روز بخت ہوتی تھین اور تمام شہر کو کھانا
تقسیم ہوتا تھا بادشاہ نے ہزار ہا جوڑے ملازم و غیر ملازم کو تقسیم کیے امرا کو خلعت دیے ناچ رنگ گلی گلی
کوچہ بکوچہ ہین ہوا کہ ہر کس و ناکس ناچ دیکھے راگ رنگ سے دل بہلائے دور دورہ شراب ارغوان جراسے
رعایا و ملازم اسقدر افراط سے کہ گھر گھر جابجا پڑے ہوئے ہین آنکھ پر سبکے نشہ چھایا ہوا ہین

لوگون کے بادہ ارغوانی سے دل بیزار ہو ہو گئے الغرض برات کی شب آئی ملکہ گیتی افروز نے شہزادہ عالی قاسم
کو نہلا کر پوشاک فاخرہ پہنا کے دولھا بنایا بدھی پھولون کی پہنائی سہرا پھولون کا مقیش کے سہرے پر سر سے باندھا
طرہ لگا کر نوشاہ بنایا پھر برات بڑے ساز و سامان سے سجا کر روانہ کی بعد اسکے ملکہ مہر افروز کے قصر مین گئی اور ملکہ
مہر افروز کو خوشی خوشی عروس بنایا پہلے روغن خوشبو بالون مین لگا کر کنگھی چوٹی کی پٹیان نکالین مانگ بھری کہکشان
دیکھکر نثار ہوئی پھر آنکھون مین کاجل دیا بھون کو ابرو سے اور آبدار کر دیا شہر چینی افشان چہرہ پیشانی پر لگایا چاندی کی چمکتی
ہی سی جو ہونٹھون پر تو پھول اتنے سوسن کا … پھر ملکہ گیتی افروز نے عروس کو پھولون کا گہنا پہنایا عطر سہاگ مین نہلا دیا
وہ بھینی بھینی خوشبو پیدا ہوئی کہ دماغ دل ہر ایک کا معطر ہو گیا جب سہرا دلہن کے سر سے باندھا حسن چھن چھن کے
پھوٹ رہا تھا کاسہ خورشید نثار ہوئے فلک مشتاق دید ہو کر بیقرار ہوا زہرہ و مشتری مبارکباد دینے لگین یہان
ملکہ گیتی افروز دلہن کو آراستہ کر رہی تھی ادھر برات بڑی دھوم دھام سے تمام شہر مین گشت کر کے در دولت پر دلہن
کے آئی صحبت جشن اور جلسہ راگ رنگ مین برات آنکر پہنچی شہزادہ خاور سپاہ مالک قاسم ذی جاہ دولھا بنے ہوے
محل مین داخل ہوئے مختصر یہ کہ بعد رسومات مسلم برات بڑے ساز و سامان اور حشمت خدم دلہن کو بیاہ کر
لائے وارث شاہ نے جہیز بے حد دیا قاسم عالیشان نے دولھن کو بیاہ لا کر اپنے قصر والا شان
مین اتارا ملکہ گیتی افروز نے حجلہ عروسی خوب سجا پاسے خوشبو دار و عطر سہاگ سے بسا کر سنہ الات و فرش سے
آراستہ کرکے دلہن دولھا کو بعد رسوم عیش و عشرت اسی حجلہ عروسی مین داخل کیا گویا مہر و ماہ ایک برج مین
جلوہ افروز ہوئے ملکہ گیتی افروز بھی بعد شادی باہر حجلہ کے جاگتی رہی اور فتنہ انگیز سے باتین ہنسی
دل لگی کی ہوا کین ادھر شہزادہ مالک قاسم نوجوان ملکہ مہر افروز سے صحبت ہوئے بادہ وصل سے جام لگایا
ملکہ مہر افروز عروس تازہ کا دولھا نے لب آلب کر دیا غنچہ وابستہ کھل گیا گلشن امید مین بہار آئی دل بیکر
باغ باغ ہوا گوہر مراد صدف آرزو کو ملا صبح کو وہ لوگ دولھن دولھا بادہ وصل سے مخمور رنگ شیرین پر پور اٹھے
دولھا نے اٹھکے جلد حمام کیا پوشاک فاخرہ دوسری زیب تن فرما کر نورانی کی نماز پڑھی ایوان بادشاہی مین تشریف
لائے مسند پر شوکت و حشمت جلوہ افروز ہوئے حکم دیا کہ اجی بتخانے کھدوا دو مسجدین تعمیر ہون بموجب احکام
شہزادہ عالیمقام فوراً تعمیل ہوئی دہریت کے بتخانے منہدم ہوئے مسجدین بنائی گئین سکہ بادشاہ اسلام
مسجدین قیام شہریار کے نام کا جاری ہوا آثار کفر نابود ہو گئے نشان اسلام ظاہر ہوے جھنڈے اوج اسلام کا
گاڑا گیا تمام شہر اسلام آباد ہوا ایک ہفتہ عشرہ شہزادہ مالک قاسم نے وہان قیام کیا بعد اسکے ملکہ گیتی افروز
اور ملکہ مہر افروز کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین تشریف لائے ملکہ حور لقا وخت نے دونون کو بلوایا ملکہ حور وخت نے
اپنے مقام خاص پر دونون کو بٹھایا ہنسی خوشی باتین ہونے لگین بعد اسکے شہزادہ خاور سپاہ مالک قاسم
ذی جاہ نے برائے تلاش شہزادہ نامدار بدیع الزمان عالی وقار سرکارون کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جلد
جستجو اور کوشش کرکے شہزادہ بدیع الزمان کا پتا لگاؤ کہ کہان ہین اور کس صورت سے ہین اور کیا حال ہے

دوسرا کلمہ داستان شوکت نشان شہزادہ کوہ شکوہ سوار اور فرخ بخت سلطان اور ہمزبان خراسانی کے بیان مین

کدھر ہے تو اے ساقی تند خو
قسم تجھکو اس چشم خونخوار کی
قسم تجھکو میرے رخ زرد کی

پلا ساغر بادہ مشکبو
قسم تجھکو میرے دل زار کی
قسم تجھکو اپنے دل سرد کی

پھر دیکھیگا تو کبتک مجھے الم
تجھے اب مری آرزو کی قسم
تجھے میرے داغ جگر کی قسم

بنا … ہم
تجھے آج … کی قسم
تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم

قسم ہے تجھے میری فریاد کی	قسم تجھکو ہے مجھسے ناشاد کی	نہ کر دیر برلا مری آرزو	بالا جلد مجھکو ملے شستہ رو
دکھا دے سحر کو بصد آب و تاب	تمنا ہے دیکھوں رخ آفتاب	غزل	

بجود و ہر انہ بکر گرستش معلی کردہ	عاشق جانباز را کردہ ہلاک از تیغ ناز	خانہ خود ای صنم اندر دل ما کردہ
من گرفتار بلا تنہا ہم از جان جان	ہر کسے را عاشق زلف چلیپا کردہ	ہر سر راہش فگندی و تماشا کردہ
رخنہا انداختی خود فتنہ برپا کردہ	آمدی ہر کشتۂ خود قم باذنی گفتہ	ساختی در من کسے را کردہ کافر کسے
		ای شدم قربانت اعجاز مسیحا کردہ

بیت چنین کاتبان جلالت نصیب + نوشتند این داستان عجیب + شہسواران اشہب تیز گام عرصۂ
جانبازی و حمیر کنندگان سمند باد رفتار میدان سرفرازی نوجوانان ستور شعار رہنوردان جلالت آثار کمیت
قلم تیز رقم کو میدان قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب شہزادہ فرخ شہسوار و فرخ بخت
سلطان نامدار و مرزبان خراسانی اُسی تاریکی شب اور عالم برف باری مین لشکر کفار سے ہمنبرد ہو کر زخمی ہوگئے
سبھون پر بیہوشی کا عالم طاری ہوا مگر دونون سے رہوارون کی لپیٹ لگے گھوڑے اُس تلاطم سے لیکر نکلے اور
جانب صحرا روانہ ہوئے وہ رشک صبا پری پاکون جاکر مرکبان باد رفتار ایسا سرپٹ دوڑے کہ ہوا ابھی تھک کر
گرد قدم تک نہ پہونچی پیچھے رہ گئی گھوڑے طراری بھرتے ہوئے صورت غزالان نکل گئے رات بھر اسیطرح سے
چلے صبح کو ایک دامن کوہ مین پہونچے بھوکے پیاسے تھکے ماندے چار پہر کی مسافت عظیم اُٹھائے ہوئے تھے
صحرا سے سبزہ زار قریب دامن کوہ جو دیکھا ہری ہری دوب پر بیتابانہ منہ ڈالدیا گھاس کھانے لگے جب خوب
سیر ہوئے ایک چشمۂ آب پر ڈگڈگا کر پانی پیا جان مین جان آئی مرکبون کے ہوش و حواس درست ہوئے
خنکی پاکر پھریرانے لگے تینون سوار پشت مرکبان سے برو بے زمین گر پڑے مرکب گرد اپنے سوارون کے
شاغل چرا گر ہے جب آفتاب عالمتاب بلندی بام فلک پر آیا حرارت زیادہ ہوئی دھوپ نے تیزی دکھائی
ان تینون زخمدارون کو ہوش آیا اُٹھ بیٹھے آہستہ آہستہ ایک درخت کے سایہ مین آکے سامان زخمدوزی
تیر بوس مین موجود تھا نکالا ایک نے دوسرے کے زخم مین ٹانکے لگائے بعد اسکے پٹیان مرہم کی چڑھائین دوسرے
تیر بوس مین کچھ ناشتا کچھ روغنی ہمراہ تھے انھین ان تینون شہسوارون نے کھایا پانی پیا شکر خدا کیا پھر باہم کہنے
لگے کہ افسوس صد افسوس کیا لشکر اسلام پر تباہی آئی ہے کیا مجمع خاص خدا پرستان فلک ناہنجار نے پراگندہ
کیا ہے خدا جانے شہزادہ بدیع الزمان نامدار و ملک قاسم عالیمقدار پر کیا گذری ہے ہین مرا ہم بادشاہ اسلام سعد بن قباد
شہریار کہسان ہے کیا اور لندھور بن سعدان اور مالک اژدر جوان کیا ہوئے مرزبان نے کہا اے شہزادو جسطرح
ہمکو اور تمکو پروردگار نے زندہ و سلامت رکھا یون ہی وہ بھی سب صحیح و سلامت ہونگے پھر فضل خدا سے
سب ملینگے یہ بھی گردش سیارگان ہے جو ایسی تباہی ظہور مین آئی کہ ایک ایک سردار نامدار متفرق ہو گیا ایک
کی دوسرے کو خبر نہین کہ کون کون زندہ ہے اور کون کون مارا گیا اب بھی پروردگار عالم رحم کرے وہ جو قران صاحب
خواجہ زادون کے سر کیا تھا اُسکا سامنا ہوا آفتاب اُسی برج مین آگیا ٹھہرو قیام کرو تھوڑی دیر کبھی آیندہ روند سے حال
لشکر سائل کا دریافت کرینگے الغرض وہ دن اور وہ رات اسی صحرا مین زیر کوہ بسر ہوئی صبح کو دوسرے
دن گھوڑے اپنے کسے اور سوار ہوئے اور ارادہ کیا تھا کہ ایک طرف کو گھوڑے اُٹھائین کہ دیکھا ایک شخص
خون مین سر سے پانک نہایا ہوا کمیت تیز رفتار پر سوار گھوڑا بد حواس آپ بیہوش زمین صحرا سے ہوا کا چلا
آتا ہے مرزبان نے آگے بڑھکر اُسے روکا اور ہوشیار کیا پھر اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کسنے زخمی کیا ہے تو کسکا

خوف سے بھاگا چلا آتا ہے اسنے کہا کہ یہان سے دو کوس پر ایک درہ کوہ ہے وہان طوفان وزد بڑا نابکار و نابہنجار رہتا ہے
قافلہ سوداگرون کا وہان جاکر اترا تھا اسنے سب کو قتل کیا اور مال و اسباب سب لوٹ لیا ایک مین زخمی ہوکر بچا
اسطرف کو بھاگا یہ سنکے شہزادہ فرخ شہسوار و شہزادہ فرخ بخت سلطان نامدار نے کہا کہ اب تو ٹھیر ادھر سے سایہ مین
ٹھیر جا زخم کو دھو ہم تیرے ٹانکے لگا دینگے پٹی مرہم چڑھا دین ہم تیرے ساتھ چلکے قزاقون کو مارینگے اسنے کہا
کہ ہرگز ہرگز تم لوگ ادھر کو نہ جانا وہ ظالم بڑے خونخوار ہین فوج بادشاہی انکا کچھ نہین کرسکتی وہ لشکر سے نہین
دبتے تم تین آدمی انکا کیا کرسکوگے اور مین یہان ہرگز نہ ٹھہرونگا یہ کہکر گھوڑا بھگائے ہوئے چلا گیا ادھر شہزادگان
مع مرزبان خراسانی اس درہ کوہ کیطرف اسوقت پہونچے کہ طوفان وزد تمام سوداگرون کو قتل کرچکا ہے اور یہ
چاہتا ہے کہ مال و اسباب اٹھوا کر لیجائے کہ شہزادہ فرخ شہسوار سب سے آگے پہونچا وہین سے نعرہ کوہ شگاف
کیا کہ طوفان وزد ملعون کانپ اٹھا نعرہ فرخ شہسوار منم صفدر نامی و نامدار ٭ شجاع و جری فرخ شہسوار
فرمایا کہ باش او دزد نابکار کیا غضب کیا تو نے ان بیگناہون کو قتل کیا مین آپہونچا اب کیا تجھے زندہ
چھوڑتا ہون ساتھ ہی اسکے نعرہ شہزادہ فرخ بخت عالیوقار کا ہوا نعرہ فرخ بخت ٭ جری و صفدر و شیر جباری
منم تیغ دار فرخ بخت غازی ٭ خبردار او ستمگار و نجا اب تو ہمارے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا تیسرا بھی نعرہ برابر
ان دونون شہزادون کے ہوا نعرہ مرزبان خراسانی پہلوان نامدار و دلاور رستم ٭ منم مرزبان خراسانی ہم
باش او کافر ازلی و ابدی ابھی تجھکو یہ تیغ آبدار کرتا ہون ان بیگناہون کے خون کا عوض لیتا ہون اس کافر نے جو
پلٹ کر دیکھا کہ تین آدمی مرکبان پری پیکر پر سوار لباس ہاے جواہر نگار پہنے ہوئے گھوڑے دریاے جواہر مین
غرق سامنے چلے آتے ہین انکے نعرے سنکر مطلق کچھ اعتنا نہ کی بلکہ بہت خوش ہوا اپنے ساتھ کے قزاقون سے
کہا کہ آج اچھے کسی شخص کا منہ صبح کو دیکھا تھا کہ یہ قافلہ بھی لوٹا اور انکو بھی اب مار کر یہ دولت لازوال یعنی جواہر یہ مال و
سب اسباب انکا چھین لو یہ سنکے وہ کفار تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے شہزادون وغیرہ نے بھی تلوارین کھینچین
لڑائی ہونے لگی مگر تینون بہادر پہلو بہ پہلو لڑ رہے ہین کیا مجال جو کوئی دہنے بائین یا پشت پر سے ان پر حملہ آور ہو
تین ہزار قزاق ان تینون کے مقابل مین تھے انمین سے چار سو قزاق ان بہادرون کے ہاتھ سے مارے گئے
ہوش و حواس سب کے جاتے رہے بھاگ کھڑے ہوئے وہ ناظر وہ سب دور ہی سے لینا لینا کرتے تھے نعرہ
ان شجاعان اولوالعزم کے نام سے تھے پہلے شہزادہ فرخ بخت سلطان گھوڑا اڑا کر دہنی طرف قزاقون پر جا پڑا اور مرزبان
خراسانی بائین طرف والون پر آکر گرا اور شہزادہ فرخ شہسوار سامنے نعرہ کرتا ہوا جھپٹا جہان طوفان وزد تھا
اس غول پر آیا دس بیس کو مار کر برابر طوفان وزد کے پہونچا طوفان وزد نے تلوار ماری شہزادہ فرخ نے
پر وار اسکا رد کا اور جھکائی دے کر جو ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کر گرا اسکے قتل ہوتے
ہی تمام قزاق بیدل ہوگئے بدحواس و پریشان ہو کر بھاگے وہ چار کو شہزادگان عالیوقار نے زندہ گرفتار کر لیا تھا
وہ اسلام لائے اور جہان طوفان وزد رہتا تھا وہان شہزادون وغیرہ کو لیکر آئے شہزادون نے اسکے متعلقون
کو بھی جو وہان باقی رہ گئے تھے مسلمان کیا اور مال و اسباب جس قدر طوفان وزد کا تھا وہ سب اپنے قبضہ
مین کرکے ایک طرف کا راستہ لیا اور تینون نے اپنی صورت سوداگرون کی بنائی منزل بمنزل چلتے چلتے ایک شہر
مین پہونچے کہ نام اس شہر کا شہر طوفانیہ تھا کاروانسرا مین اس روز اترے دوسرے دن سر چوک ایک دکان
بہت عمدہ کرایہ کو لی کچھ اسباب سوداگری اس دکان مین آراستہ کرکے بیٹھے مگر حال لشکر اسلام کا وہان سے

باشندون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ جتنے سردار نامی وگرامی لشکر اسلام کے تھے وہ سب متفرق ہوکر جدا جدا نکل
گئے نہ کوئی ان مین گرفتار ہوا ہے اور نہ کوئی انہین قتل کیا گیا ہے اب تلاش انکی بموجب نامہ جات شہریوشاہ باختری
ہو رہی ہے اور یہ حکم قضا سے بے لقا ہے کہ جو جہان سرداران لشکر اسلام و دیگر خدا پرستون سے ہاتھ آئے یا اسکو گرفتار
کرکے بھیجدو یا قتل کر ڈالو شہزادہ فرخ شہسوار وغیرہ نے سجدہ شکر کیا اور درگاہ خدا مین تضرع و زاری و دعا کی کہ ای
جامع المتفرقین و یا الہ العالمین تو ہر حالمین اپنے بندون کا حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہے اور تو کارساز مطلق ہے ہم
سبکو ایک جگہ جمع کر دے اسیطرح روز صبح سے شام تک یہ تینون مرد باخدا دکان پر بیٹھے رہتے ہین اور آپس مین یہی ذکر
اور دعائین ہین ایکروز اسی شہر طوقانیہ کا بادشاہ کہ نام اسکا سلسلہ سرخ پوش ہے اور بیٹی اسکی ملکہ ستارہ بانو
ہے اتفاقات روزگار ان سوداگرون کی دکان کیطرف سے وہی ملکہ ستارہ بانو محافے مین سوار اپنے باغ سے پھری
ہوئی آتی تھی جب برابر دکان کے سواری آئی ہوا سے پردہ محافے کا جو اڑا شہزادہ فرخ شہسوار گاؤ تکیہ سے لگے ہوئے
بیٹھے تھے اور ملازم گرد دست بستہ کھڑے تھے ملکہ ستارہ بانو کی آنکھ شہزادے پر پڑی اور شہزادے کی نگاہ ملکہ
ستارہ بانو سے لڑی ادھر ملکہ نے کلیجہ کو تھام کر آہ کی ادھر شہزادہ فرخ نے اف کہکے دل پکڑ لیا ملکہ دیکھتے ہی شہزادہ

فرخ کی عاشق و شیدا ہوئی شہزادہ فرخ ملکہ ستارہ بانو پر شیفتہ و فریفتہ ہوا النظم
دیکھتے ہی اک نظر یہ اسطرف وہ اسطرف

رہ گئے دل تھام کر یہ اسطرف وہ اسطرف
این چھری سی کئی فرنج سے کہ ضبط اگر کے رہ گئے
مرغ بسمل تھے مگر یہ اسطرف وہ اسطرف

حال دل کس سے کہین تھے کنہ اشک خون ہین
تر بھی تیغ نظر یہ اسطرف وہ اسطرف
وصل کی شب کی ہی چاہ اور لب پہ فریاد و آہ

عاشق صادق تھے یہ اسطرف وہ اسطرف

غرض حال شہزادہ بیمثال دیکھکر ملکہ محافے مین تڑپ کر رہ گئی اور سواری آگے
گر گئی حسن مہ جبین مہر تمکین نازنین حسین ملکہ ستارہ بانو کا نظارہ کرکے شہزادہ فرخ شہسوار قلندر بیتاب
ہوگیا تصویر ملکہ ستارہ بانو مہر افشان نے لوح دل پر نقش کر دی آنکھون کے تلے وہ چاند سی صورت ستارہ بانو کی
پھرنے لگی ہوش و حواس منتشر ہوگئے سوداگری فراموش ہوئی یاد معشوق دلفریب جانستان سے آٹھ پہر رہنے
لگی ادھر ملکہ ستارہ بانو محل مین اپنے آکر داخل ہوئی مگر عجیب حال پر ملال دل کا تھا کہ تصویر حسن و جمال بیمثال
شہزادہ فرخ شہسوار قلندر کی لوح قلب پر یار عشق نے ایسی کھینچ دی کہ صورت مجنون وہ لیلی شمائل دیوانی
ہوگئی اپنی انیسون جلیسون مین بھی بیٹھنا موقوف کر دیا قصر مین دوپہر سے منہ ڈھانپے ہوئے چھپر کھٹ پر پڑی
پڑی رہتی تھی سب انیسین سنتی تھین باتین کرتی تھین دل بہلاتی تھین مگر کسیکو جواب نہ دیتی تھی کسی شغل
کیطرف متوجہ ہوتی تھی سب پوچھتی تھین واری جاتین صدقے جاتین کچھ حال دل فرمائیے کیا ایسا صدمہ ہے کہ دو روز
مین تمہاری سست کیا بیرون کی بیماری ظاہر ہوتی ہے ملکہ کچھ نہ کہتی تھی خاموش خیال یار جانی محبوب جادو ادائی
مین کبھی اشک خون بہاتی تھی کبھی ادھر ادھر کروٹین لیتی کبھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچا یہ اشعار پڑھتی تھی اشعار

لے گئی مین چو دلربا انچہ کرد خوب کرد
برد دلم بیک ادا انچہ کرد خوب کرد
جان زہر بہ یک نگہ صبر و شکیب برد

ہیچ نمیدانم گلہ انچہ کرد خوب کرد
گفتم از وجہ کرد غمزہ مرا نہ دی
داد جواب بہ بلا انچہ کرد خوب کرد

الغرض ایک جلیس ملکہ کی جو زیادہ سب سے منہ چڑھی ہوئی اور ہمراز تھی پیش پیش سب سے رہا کرتی تھی اس نے
ایکبارہ تنہا پاکر ملکہ سے بہ قسم پوچھا کہ ای ملکہ بلائین تمہارے تو آپ ارشاد کیجئے کہ یہ ماجرا کیا ہے مین اسکی تدبیر کرون اسکا
علاج بتاؤن ای ملکہ عالم تمکو کسکی ہوس ہے کہ جسکا شوق دیدار فرحت آثار اور تمنا ہے سو اصلیت مین یہ حال بنایا ہے جیسے
صاف صاف حال ارشاد فرمائیے اشعار
شکل تصویر ہو خاموش تماشا کیا ہے
بیٹھے بیٹھے کیسی جاتی ہو یہ لقشا کیا ہے

کسی پہ عاشق ہو شوخ مائل ہوا دل اسکی طرف | صورت آئینہ حیران ہو یہ تماشا کیا ہے | دل کو الجھا دیا ہے پیچ پیچین کن زلفون سے
کچھ کچھو حال پریشانی کا سودا کیا ہے | یہ کلام محبت التیام اس جلیس کا سنکر ملکہ ستارہ بانو نے کہا اے ہمدم و

ہمراز دائی جلیس دمساز شعر کیا کہون کچھ کہا نہیں جاتا ع بن کہے بھی رہا نہیں جاتا ۔ اُس روز جو مین گلگشت
باغ کو گئی تھی راہ مین سر چوک تازہ گل کھلا کہ ایک گل صد برگ حسن و جمال سرو قامت بیمثال کو دیکھا کہ بہ شکل
سوداگر دکان پر بیٹھا ہے اسپہ مین شیفتہ و فریفتہ ہوئی ہون اور اسکے عشق مین دل بیقرار ہے دیدہ بھی تکتا تماشا سے
دل مضطرب ہے کہ پھر اسیطرف جائیے ایک نظر اس بدر کامل کو دیکھ آئیے یا اسکو کسی صورت سے یہان بلوائیے
اُس جلیس نے عرض کیا کہ ملکہ یہ کتنی بڑی بات ہے اسکو یہان بلوا لیجیے مال سوداگری خرید کیجیے اور اپنا اظہار عشق
کر کے جنس وصل کی بھی مشتری ہو جیے ملکہ خوش ہوئی اور کہا کہ بلواؤ الغرض ملکہ ستارہ بانو کی طرف سے ڈیوڑھی
پر کہلا بھیجا کہ چوبدار جلد جائے اور وہ جو سوداگر نیا آیا ہے اسکی دکان سر چوک ملی ہے اسکو بلا لاؤ اور اس سے کہو
کہ ملکہ ستارہ بانو نے تجھکو یاد کیا ہے مع اسباب سوداگری کے میرے ساتھ چلو یہ حکم ملکہ ستارہ بانو سنکر چوبدار
گیا اور سوداگر سے کہا کہ آپکو ہماری ملکہ ستارہ بانو دختر سلسلہ بیپوش نے طلب کیا ہے مال سوداگری
عمدہ عمدہ لیجیے ملکہ خریدار ہے شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے جو نام ملکہ ستارہ بانو کا سنا عاشق تو ملکہ
پر ہو چکا تھا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اسیوقت جواہر کے صندوقچے اور کچھ پشمینہ وغیرہ لیکر دو چار گماشتے بھی ہمراہ ہوئے
اور ساتھ اُس چوبدار کے در دولت پر ملکہ ستارہ بانو کے آئے محلدار نے جاکر عرض کیا کہ سوداگر مع اسباب
کے حاضر ہے ملکہ نے حکم دیا کہ اندر مع اسباب کے بلا لاؤ کہ وہ اسباب اپنا اپنے ہاتھ سے دکھائے اپنا نوکر
مین اسکا اسباب منگواؤن اور کوئی رقم غائب ہو جائے سوداگر کو شک آئے محلدار یہ سنکے باہر آئی اور
کہا کہ اے میان سوداگر ملکہ کے مزاج مین بہت احتیاط ہے تم آپ اپنا اسباب لیکر اندر چلو اور ملکہ کو دکھاؤ فرخ
شہسوار نے صندوقچے جواہر کے اور پریان دوشالے رومالون کی کنیزان محل کو دین کہ تم لیچلو اور آپ
ہمراہ محلدار کے داخل محل خاص ہوا دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ اور پیراستہ ہے قصر خاص کے آگے چلمنین
ہفت رنگ پڑی ہوئی ہین ملکہ ستارہ بانو اندر اسکے مثل آفتاب کے جلوہ گر ہے مہر جمال چہرہ بیمثال کی شعاعون
سے تیلیان چلمن کی مثل خطوط شعاعی ایسی تابندہ تھین کہ نگاہ ان پر نہین ٹھہر سکتی فرخ شہسوار قلندر نے
حسن دیکھکر زیادہ دلدادہ و شیدا ہوا اپنے دل مین کہا کہ دیکھیے انجام اس آغاز کا کیا ہوتا ہے چلمن کے برابر کرسی جواہر نگار
بچھی تھی اسپر فرخ شہسوار بصد عز و وقار بیٹھ گیا جب تو دکان پر سوداگر کو دور سے دیکھا تھا اب جو قریب سے دیکھا تو چہرہ پر نور
مثل نیر اعظم درخشان پایا ولولہ عشق کا دہ چند غالب ہوا قریب تھا کہ پردہ چلمن ہٹا کر بیتابانہ لپٹ جائے مگر شرم
و حیا مانع ہوئی اسکے سامنے رکھی ہوئی گلوریان ورق نقرہ و طلائی اور الائچیان اور چکنی ڈلیان ورق لگی ہوئی جواہر نگار
خاصدان مین رکھکر فرخ شہسوار قلندر کیواسطے چلمن کے اندر سے بھیجین فرخ شہسوار نے وہ خاصدان لیلیا اور
سلام شکریہ کیا ملکہ ستارہ بانو دلمین سمجھ گئی کہ یہ سوداگر نہین معلوم ہوتا ہے کسی بادشاہ جلیل القدر کا شاہزادہ ہے
کیونکہ آثار اسکے چہرے سے ہر طرح عجیب و غریب شاہانہ ہویدا ہے ملکہ ستارہ بانو نے عطر [illegible] فرخ
شہسوار نے [illegible] پوشاک و لباس مین لگایا اور [illegible] شاہزادہ فرخ
شہسوار کے حسن و جمال [illegible] اور ملکہ خوب صورت دیکھ [illegible] ان اداؤن پر [illegible] ہو رہی تھی
خیال ہوا کہ سوداگر چلا جائیگا تو جدائی اسکی [illegible] ناگاہ محلدار پھر آئی اور کہا کہ ملکہ [illegible] اسباب جلد

تو بہتر ہی ہوا ایک نے لشکر کفار مین سے سہیم گرگ عیار کو جواب دیا بعنایت خداوند لقا سے بالفعل ان تینوں جوانوں کو
ہم زندہ گرفتار کیے لیتے ہین یہ کہکر رفقا سے کہہ ہم اور ابوالفرتی کرکے چلے تینوں سے تلوار چلنے لگی یہان تینوں دلاور پہلو
بہ پہلو لڑ رہے تھے لاش پہ لاش گرتی تھی سر خاک پر لوٹتے پھرتے تھے یہان تک کہ کفار بسپا ہونے لگے دور ہی سے غل
اپنا کرتے ہین پاس نہین آتے ہین پھر ہرکارون نے سلسلہ سرخ پوش کو خبر دی کہ فوج نے منہ پھیر دیے ہین شکست
ہوا چاہتی ہے سلسلہ سرخ پوش فوج لیکر خود آیا جب میدان رزمگاہ مین پہونچا دیکھا کہ تلوار چل رہی ہے بازار قتل گرم ہے شہر
مین ہلچل پڑی ہوئی ہے خلائق کوٹھون پر چڑھی ہوئی تماشا لڑائی کا دیکھ رہی ہے اور چہار طرف آواز تحسین و مرحبا
کی بلند ہے کہ سبحان اللہ کیا تینون بہادر و شجاع ہین اس دلاوری سے لڑ رہے ہین کیا بے پناہ ہاتھ تلوارون کے پڑ رہے
ہین ہمیشہ خدا پرستون کا فقط نام ہی سنتے تھے کبھی دیکھا نہ تھا برحق ان کے برابر کوئی جری و دلیر دنیا مین نہ ہوگا القصہ
صبح سے شام تک کارزار مین شہزادہ فرخ شہسوار و شہزادہ فرخ بخت سلطان و مرزبان خراسانی نے دو ہزار کی
کو بارہ سو کفار جان سے مارے گئے اور زخمی تو بیشمار ہوے یہانتک کہ رات ہو گئی اور شب تاریک مین گھوڑے تینون جوانون کے
مارے گئے شہزادے وغیرہ پیادہ ہو کر لڑنے لگے انجام کار تینون متفرق ہو گئے ایک سے ایک کا ساتھ چھوٹ گیا
کوئی کسیطرف ہو رہا کوئی کہین ہو رہا کوئی کسی جانب کو آ گیا اب کافرون نے پشت پر سے حربے کرنا شروع کیے مرزبان
خراسانی اور فرخ بخت سلطان تو زخمون سے چور ہو کر گرے کفار نے دوڑ کر ان دونون کو تو گرفتار کر لیا مگر فرخ شہسوار
کارزار کر رہا تھا کہ قریب صبح کے ایک سر کٹا ہوا جو پاؤن کے نیچے آ گیا ٹھوکر کھا کر گرا اوپر سے ہزارون کفار ٹوٹ پڑے
شہزادہ فرخ شہسوار کو بھی پکڑ لیا سامنے بادشاہ سلسلہ سرخ پوش کے تینون بہادرون کو لائے سلسلہ سرخ پوش
نے اپنے سامنے قید آہن مین مسلسل کر کے زندان خانہ مین بھیجدیا اور لاشین کفار کی بازار سے اٹھوائین پھر سلسلہ سرخ پوش
نے افسران فوج و سرداران لشکر اور سہیم کو خلعت دیے اور وہان سے پھر کر ایوان شاہی مین آیا جب محل مین
داخل ہوا تو وہان نے ملکہ ستارہ بانو کی بیٹی کو بلا کر کہا کہ او کمبخت یہ تو نے کیا کیا کہ خدا پرستون سے تو نے عشق بازی کی ملکہ نے
کہا اباجان دل سے مین ناچار ہو گئی دام محبت مین گرفتار ہو گئی البتہ اپنے قصر عالیشان مین تو اسکو بلایا صحبت شراب و کباب
رہی لیکن سوا نشے بوسے کے اور کچھ اس سے کسیطرح سروکار نہ تھا پردۂ عصمت فاش نہین ہوا جو لوگ میرے ہمراہ
ہین وہ بھی اس کیفیت سے خوب آگاہ ہین یہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ محل مین خبر آئی کہ وہ خدا پرست جو سوداگر بنکر آیا تھا محمد اور
ہو کر گرفتار بہ قید آہن ہو گیا ملکہ ستارہ بانو مثل خورشید تابان کے یہ خبر وحشت اثر سنکر تھرانے لگی اور ایک آہ سرد دل پر درد
سے کھینچکر زار زار رونے لگی سر پٹک کر ماں کے آگے جان کھونے لگی اور ماں سے کہا اے والدہ ماجدہ اسکے ہجر مین اب زندگی
بیکار ہے بہتر یہ ہے کہ اب مجھکو بھی قتل کر ڈالیے اور اگر آپ نہ قتل کیجیے گا تو مین اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کرونگی ہرگز یہ صدمہ
جانگزا اٹھا کر نہ جیونگی اشعار اے اجل جلد آ کہ مرگ ہے + سیر جینے سے دل ہوا میرا + اپنے محبوب سے فراق ہو جب
زندگی کا مزا رہا کیا اب + قطع ہو جلد رشتۂ حیات + مین ہون اور دل کا تو ہیہات + اے والدہ ماجدہ اگر آپ مجھکو
نہ قتل کرائیے گا تو اپنے ہاتھ سے مین اپنی تئین ہلاک کرتی ہون یہ کہکے انگشتری الماس کی انگلی سے اتاری اور انگوٹھی کا نگ
چوس کے کھا لونگی یہ دیکھ کے ماں کے دل کو نہ قرار آیا بیتاب ہو گئی اے ناظرین بیان نکتہ مین ماں کی ممتا تو بڑی ہوتی ہے
اپنی اولاد کی کلیجے کو مثل ہمیشہ خشک کے جلا دیتی ہے اس کلام سے ماں کی آنکھون کے نیچے اندھیرا سا آ گیا آہ کہکے کلیجہ پکڑ لیا اور بیٹی سے لپٹ
گئی چھاتی سے لگا لیا پیار کیا کہا خدا سے تمھارا فعل دل کو راحت ہے جو کچھ تمھاری خوشی ہے وہ ہمارے آنکھون سے کلیجے
ٹھنڈے کر اگر تجھکو تیرا باپ قتل کریگا تو مین بھی اپنی جان دونگی یہ ذکر تھا کہ سلسلہ سرخ پوش تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے

ہوئے آیا اور پکارا کہ کہاں ہی وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان اُس نے خوب مجھکو رسوا کیا پہلے اُسے قتل کرونگا بعد اُسکے خداپرست
کو قتل کرونگا ملکہ ستارہ بانو باپ کو غضبناک دیکھکر دوڑکے قدموں پہ گر پڑی اور کہا کہ یہ گنہگار حاضر ہی بسم اللہ سر جسم
سے جدا کیجیے اس لونڈی کی تمنا سے دلی یہی تھی ماں ملکہ کی روتی دوڑی اور کہا صاحب مین ہاتھ جوڑتی ہون پہلے مجھے
کیفیت سُن لو تو قتل کرنا حقیقت اس نالائق سے حرکت ناشائستہ تو وقوع مین آئی مگر مین خوب دریافت کر چکی کہ پردۂ
ناموس مین کسیطرح کی خرابی نہین واقع ہوئی ہی غنچۂ گلشن عصمت کو ہوا سے شگفتگی ابھی تک نہین لگی کھلنا کیسا سرنگی سے
پھول بھی نہین ہوا ایسی میری خاطر سے اسکی خطا کو معاف کر دیجئے وہ خون سے اسکے درگذرو ہاتھ منہ دھو ڈالو غصہ
کم ہو جائے اور اگر اسکو تیغ بیدریغ کروگے تو پہلے مجھے قتل کرو کہ مین اسکا خون آنکھ سے نہ دیکھونگی مین اس داغ کی متحمل
نہ ہونگی کیونکہ سوا اسکے اور کوئی اولاد میرے نہین ہی جسے دیکھکے جیونگی مجھ ناشاد کی یہی نور آنکھ کا دیدہ ہی کاشانۂ دل
کا میرے یہی چراغ ہی مجھ بلبل نالان کا اسکی راحت و آرام سے دل باغ باغ ہی یہ کہکے ملکہ ستارہ بانو کے گلے پہ گلا رکھدیا اور
کہا اے جلاد بے بنیاد ای ستم ایجاد دونون گلا ایک ہی مرتبہ تیغ بیدریغ سے کاٹ لے یہ کیفیت دیکھکر سلسلہ سرخ پوش
کا دل بھر آیا خون سے اُسکے درگذرا تیغ کو میان مین کیا اور کہا آج تو مین نے اسے چھوڑ دیا ہی مگر یاد رکھ اگر اس سے پھر
ایسی حرکت نالائق ہوگی اور مین سنونگا تو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا جاؤ لیجاؤ میرے سامنے اسے نہ رکھو یہ کہکر محل سے باہر چلا گیا آکے
تخت حکومت پہ بیٹھا عوج خوری یا رندو کی لاش کو دفن کرایا زخمیون کی زخمون مین ٹانکے دلوا کے مرہم پٹی کرائی جراح کو انعام
دیا پھر حکم کیا کہ لاؤ اُس خداپرست کو ادھر کا حال سنیے کہ تینون بزرگوار زندان خانے مین قید ہین حریان اسانی شہزادہ
فرخ شہسوار سے کہہ رہا تھا کہ آپنے دیکھا کیا انجام ہوا اچھا کہنے پہ آپ نے عمل نہ کیا اگر اسوقت نکل چلتے تو کوئی کچھ
نہ کرسکتا سپاہی کے جتنے فن ہین اُنمین سے نکل جانا سپاہی کا اچھا ہی کچھ عیب نہین ہی بقول سعدی شیرازی نہ ہر جا
مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن شہزادہ فرخ شہسوار نے جواب دیا ای حریان اسانی تمہاری مردی
اور بہادری سے تعجب ہی کہ ایسے کلمے زبان پہ لاؤ ہم اولاد صاحبقران ہین ایسی سختیان بہت اٹھائی ہین اکثر
سختیان پیش آئی ہین لیکن الحمد للہ خدا نے فضل کیا ہی اور آپ بھی اُسی کے افضال کے امیدوار ہین پروردگار چاہیگا
تو قید سے بھی رہائی ہو جائیگی کیون گھبراتے ہو اور یہ جو تمہاری فہمائش کہ شیخ سعدی شیرازی کا بھی قول ٹھیک ہی
کہ سپاہی بہادر و دلیر شجاع کو چاہیے کہ جہانتک ہو سکے کد و کوشش شمشیرزنی مین کرے جان جانے سے ہرگز نہ ڈرے
اور خدا پہ نگاہ رکھے کارساز حقیقی پر بھروسہ رکھے پھر وہ قادر توانا اپنے فضل و رحمت کی دکھلا دیگا یہان قیدیون مین
یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر چوبدار نے آکر داروغہ زندان خانہ سے کہا کہ بادشاہ سلسلہ سرخ پوش نے قیدیان خداپرست
کو طلب کیا ہی جلد لیچلو دیکھو دیر نہ ہونے پائے داروغہ اُسیوقت زندان خانہ مین آیا اور تینون خداپرستون کو زندان خانہ
سے نکالا سر برہنہ بیڑی پکڑ کرکے چلا جب ایوان شاہی مین آیا شہزادہ فرخ شہسوار وغیرہ نے کچھ اندیشہ نہ کیا اور بطریق اہل
اسلام سلام کیا کفار بالاتفاق سب کہنے لگے کہ رسی جل گئی مگر بل نہین گیا شجاعت مین خلل آیا مگر دماغ کا خلل نہین گیا
شہزادہ فرخ شہسوار نے باواز بلند کہا کہ ہمین کیسے دلیری و جوانمردی سے گرفتار کیا ہم شجاعت مین فرد ہین ہمکو کوئی تم مین
سے بہادر نہین معلوم ہوتا ہی سب کے سب نامرد ہین ہان اگر کوئی شخص ہمین اپنی قوت بازو سے زیر کرتا تو ہم اُسکو شجاع
جانتے سر میدان کوئی غالب آتا تو اسکی بہادری کو مانتے سلسلہ سرخ پوش نے کہا کہ او خداپرست دو روز تک
تو اکیلا اور ہزارون آدمیون کو تو نے مارا اب یہ کلمہ کہتا ہی اور یہ کلام کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ تو ترک کرے خداے باطنی
کی عبادت کر دے اپنے خدا پرستی سے ہاتھ اٹھا ابھی تجھکو رہا کر دونگا نہین تو تجھکو قتل کرونگا شہزادہ فرخ شہسوار نے کہا لاحول ولا قوۃ

ہم لقا سے بے لقا پر لعنت کرتے ہیں اپنے پروردگار عالم و عالمیان کی حمد و نعت اور نمازیں پڑھ کر اُسی کو سجدہ کرتے ہیں
کہ بس وہی خداوند کریم مطلق ہے کہ جس نے ایک لفظ کن میں تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے وہی لائق سجدہ ہے تو اور لقا سے
بے لقا تیرا اور پرستار اسکے سب قابل لعن ہیں تو ہم کو قتل کرنے پر کیا دھمکاتا ہے شوق سے قتل کر ہم مرنے سے نہیں ڈرتے
ہیں ہر وقت یاد پروردگار میں بسر کرتے ہیں یہ سنکر سلسلہ سرخ پوش نہایت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ جلد بلاؤ
جلادوں کو کہ خدا پرستوں کا جلد کام تمام کریں چوبدار جا کر فوراً جلادوں کو بلا لایا جلاد حاضر ہوئے سلسلہ
سرخ پوش نے حکم دیا کہ لے جاؤ ان تینوں خدا پرستوں کو قتل کرو بموجب حکم سلسلہ سرخ پوش کے جلاد اُن تینوں
قیدیوں کو سر بزنجیر پکڑ کر لے گئے اور نطع پر بٹھایا کپڑے سب پہنائے سب شہر و لشکر موں کے سامنے بیان کیے گاؤں پر
خط تو لے کے آنکھیں حاکم اول تو دن تھا کہ جب نطع پر بٹھایا جب حکم دوم ہوا تیغ جلادوں نے کھینچی آنکہ وہ چوڑے پیچھے
آ بار کہ ایک اشارے میں مار ڈالیں وہ منتظر تھے جلادوں نے تیغ انگلی سے اچھی طرح باڑھ تیغوں کی دیکھی اور ہاتھوں میں
لیکر تولنے لگے تیسرے حکم کے امیدوار ہوئے کہ اتنے میں کچھ وزیر سلسلہ سرخ پوش کے دل میں خود بخود یہ بات آئی
دست بستہ بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور میری رائے یہ ہے کہ ان خدا پرستوں کو بے حکم خداوند لقا آپ قتل کرتے
ہیں مناسب نہیں ہے بلکہ بہتر ہے کہ کچھ فوج ساتھ کر کے ان تینوں خدا پرستوں کو خدمت خداوند لقا بادشاہ
باختر میں بھیجیئے وہ چاہے قتل کرے چاہے جان بخشی دے آپ کیوں اسکے خون ناحق میں شریک ہوجیے سلسلہ
سرخ پوش نے یہ صلاح وزیر پر خوش تدبیر کی پسند کی اور خلعت دیا سہم گرگ سوار کو حکم کیا کہ تو ان خدا
پرستوں کو اپنے ساتھ ملک سمائیل میں لے جا اور جبریل قدرت یاقوت شاہ کے حوالے کر سہم اٹھا اور
جلادوں کو برخاست کیا اور قیدیوں کو سر بزنجیر پکڑ کر لے آیا داخل زندان کیا فرخ شہسوار نے مرزبان خزاسانی
سے کہا کیوں اے مرزبان دیکھا تم نے افضال پروردگار کو جب تک قضا نہیں کوئی کچھ کر نہیں سکتا جس خدا نے
یہ سامان کیا اور اسوقت قتل ہونے سے بچایا وہ رہائی بھی کر دیگا لشکر کو چاہیے کہ سختی سے گھبرائے نہیں صبر
اور شکر پروردگار بجا لائے غرضکہ سہم گرگ سوار نے دو روز میں اپنے سفر کا سامان کیا تیسرے روز تیار ہو کر
بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ لے کر ملک سمائیل کا ارادہ کیا اور شہزادہ فرخ شہسوار اور شہزادہ فرخ بخت
سلطان اور مرزبان خزاسانی اُن تینوں کو اراب پر ڈال کر روانہ ہوا منزل بمنزل نہایت ہوشیاری اور خبرداری
اور چوکسی سے اُن قیدیوں کو لیے جاتا ہے قضا سے کارد امیر سپیل کوہ کی طرف سے سہم گرگ سوار
بارہ ہزار سوار ہمراہ لیے اور تینوں اراب پر اُن تینوں قیدیوں سمیت گذرا اور سیارہ شہزادہ ملک قاسم
نوجوان کا عیار جو کہ وہاں تنہا سرداران لشکر اسلام کی تلاش کرتا تھا اور سرداران لشکر اسلام کو تلاش کرتا پھرتا تھا
اپنے جو دیکھا کہ تین شخص سلاسل میں اراب پر سوار اور گرد اُن کے فوج کفار ننگی تلواریں ہاتھوں میں
لیے ہوئے اور ہوشیار ہوتے چلے آتے ہیں سیارہ قریب آیا بغور دیکھا پہچانا کہ شہزادہ فرخ شہسوار
اور شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خزاسانی قید آہن میں گرفتار ہیں مگر نہایت رنجیدہ ہیں لوگوں سے
سیارہ نے دریافت کیا کہ یہ تینوں شخص کیونکر قید ہوئے اور انکو کہاں لیے جاتے ہو انھوں نے تمام سرگذشت
سیارہ سے بیان کی سیارہ یہ کیفیت دیکھ اور حال اُن کا تمام سن کے سر پر پاؤں رکھکر بھاگا شہزادہ ملک
قاسم نوجوان کی خدمت میں حاضر ہوا اداب بجا لایا اور احوال شہزادگان وغیرہ کا سب بیان کیا یہ خبر وحشت اثر
سنتے ہی ملک قاسم عالیشان تلوار پکڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے خادم سے گھوڑا طلب کیا جب راہوار آیا بسم اللہ کہکر

اپنے چہرے کی پناہ کیا اور ہر آرہ دشمشیر کو وہ سپکر دیو شدت سے اور سہیم گرگ سوار سے مقابلہ ہوا سہیم نے تلوار ماری آرد شہیر
نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر کو کاٹ کے سر پر تلوار پہونچی وہاں سے کاٹتی ہوئی چلی سینہ کو چاک کرکے
زیر تنگ آئی زمین کو بوسہ دیا سہیم گرگ سوار دو ٹکڑے ہو کر نصف ادھر نصف ادھر گرا پھر تو ہزار ہا کفار بھاگ کھڑے
ہوئے اور ہزار ہا تہ شمشیر آبدار ہوئے اور بہت سے کفار لشکر اسلام نے گرفتار کر لیے شہزادہ فرخ شہسوار
و شہزادہ فرخ بخت سلطان و مرزبان خراسانی نے یہ جو رنگ دیکھا قیدیں اپنی اپنی توڑ کر تلواریں پکڑ کر کفار سے
کارزار کرنے لگے جب تمام کفار کا قتل عام ہو چکا اور بہت سے کفار بھاگ گئے میدان لاشوں سے بھر گیا تو قاسم عالیشان
وغیرہ نے تلوار کو در کا لشکر اسلام نے بھی تلوار میان میں کیں ملک قاسم نے سلسلہ سرخ پوش کو سیارہ عیار
کے حوالے کیا اور آپ خدمت میں شہزادہ فرخ شہسوار و فرخ بخت نامدار کی آ کے جھک کر سلام کیا فرخ شہسوار
نے قاسم کو گلے سے لگایا فرخ بخت بھی قاسم سے ملے اور مرزبان سے بھی ملاقات ہوئی قاسم نے وہیں بارگاہ
استادہ کرائی شہزادہ فرخ شہسوار و فرخ بخت نامدار و قاسم عالیشان و مرزبان وغیرہ نے داخل بارگاہ ہو کر جلوہ افروزی
کی ملک قاسم نے سیارہ سے کہا لاؤ سلسلہ سرخ پوش کو سیارہ نے سلسلہ کو تسبیہ آہن سلسلہ سرخ پوش
کو حاضر خدمت فیضدرجت ملک قاسم وغیرہ کیا شہزادہ ملک قاسم نے فرمایا اے سلسلہ سرخ پوش
یا تو دین اسلام قبول کر لقا سے بے لقا پر اور اُسکے پرستاروں پر لعنت کر یا آمادۂ مرگ ہو ورنہ مین ابھی
تجھکو قتل کرتا ہوں سلسلہ سرخ پوش نے عرض کیا میں مسلمان ہوتا ہوں یہ کہکے لقا سے بے لقا پر اور اُسکے
پرستاروں پر لعنت کی اور کلمہ پڑھکر بصدق دل اسلام لایا ملک قاسم نے اُسی وقت سلسلہ سرخ پوش کو قید سے
رہا کیا سلسلہ سرخ پوش نے قاسم سے عرض کیا اگر حکم ہو تو آپ کے عم نامدار شہزادہ فرخ شہسوار کو میں
اپنے شہر کو لیجاؤں اور اپنی دختر کو اُنکی کنیزی میں حاضر کروں کہ وہ منظور نظر بھی اُنکی ہے قاسم نے کہا کیا مضائقہ ہے
سلسلہ سرخ پوش شہزادہ فرخ شہسوار کو ساتھ لے کر شہر میں اپنے آیا اور ستارہ بانو کا شہزادہ فرخ شہسوار کے
ساتھ عقد کر دیا فرخ شہسوار نے تمام شہر کو اسلام آباد کیا سب ملازم وغیرہ مسلمان ہوئے بتخانے توڑ ڈالے مسجدیں بنوائیں
سکہ بنام بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری کیا کئی روز تک جشن عام و جلسہ شادی ہوا صحبت شراب و کباب
راگ رنگ برپا رہی بعد اُسکے شہزادہ فرخ شہسوار سلسلہ سرخ پوش سے رخصت ہوئے ملکہ ستارہ بانو کو
ہمراہ لے کر لشکر ملک قاسم میں آئے قاسم نوجوان استقبال کر کے اپنے عم نامدار شہزادہ فرخ شہسوار
کو بارگاہ میں لائے ایک ہفتہ عشرہ وہاں قیام کیا پھر شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ نے حکم دیا کہ سب لشکر
تیار ہو ہم ملک سبائل کی طرف کوچ کرینگے اب اس داستان شوکت بیان کو تو اس مقام پر چھوڑتے ہیں انشاء اللہ بوقت عرض کیجائیگی

دوسری داستان حیرت نشان شہزادہ ہاشم تیغزن عالیشان کے بیان میں کہی جاتی ہے

پلا ساقیا عشرت افزا | کہ دور فلک نے عجب ظلم دیا
پلا بادۂ عیش کا اب تو جام | ترے دور میں غدر ہے صبح و شام

ترے میکدے میں ہے قیل و قال | کہ ہر خم میں ہو درد جانے زلال
یہ سب راہی ہے بنت العنب کا سبب | کہ رندوں کا کم ہو گیا ہے صبر و شکیب

لڑائی کا گھر تیرا میخانہ ہے | سو اجنبی پی وہ دیوانہ ہے
مجھے ایسی مے کی نہیں چاہ ہے | ترے بادے سے تو ہر اک گمراہ ہے

نگاہیں مری اُس طرف بند و بست | سحر میں ازل سے ہوں پاے مست

غزل

لگاتے ہیں دل ناز کے بت سدا کو خود سر سے

ہم اپنے آئینے کو توڑتے ہیں سخت پتھر سے | یہ لاغر ہو گیا ہوں الفت زلف معنبر سے
وہ کیا خوش ہوں بھلا آئینہ کینہ پرور سے | سوا ہیں تار بستر کے نظر میں مجھے اژدر سے
تمہاری تیغ ابرو نے نہیں دیکھا ہے جوہر سے | نہیں دیکھا دست خیال شوق کہتا ہوں کیونکر سے

ترے شمشیر کی قوت ہو سوا جبریل کے پر سے
جگر شق کرتے ہیں سینا ابرو دل کا بوچھ کے سب ہر
نہیں ہر خار صحرا سے جنون کم ہو کو نشتر سے
دل سوزان لیے اپنا اُدھر سے ہم جو گذرینگے
جواب تلخ تیرا ہی سوا قند مکرر سے
نہیں وہ گل جو پہلو میں تو کر دشا لینی مشکل ہی
یہ مطلب ہی کرینگے قتل تجھکو دم میں خنجر سے
لیے ہیں خواب میں بوسے لب حور اشمائل کے
ڈبا سے تک نہ چھٹینگے صدا سے صور محشر سے
دل مضطر کو اپنے ساتھ ہیں کسو اسطے ڈھونڈھو
کفن پھر اپنے بعد فنا مریم کی چادر سے
تماشا گردش چشمان ساقی سے یہ ہوتا ہی
نبایا بہا زخم دل کا دامان پیمبر سے

بلا سے ابرو کی گردش سے جنہیں بید م کیا دم میں
وہ اپنے کشتون کو نہلا رہے ہیں آب خنجر سے
سحر دیکھی کبھی اُسکی نہ دیکھی انتہا اُسکی
سرک جائیگا خورشید فلک میدان محشر سے
بھرے ہیں سیکڑوں مضمون شوقیہ عبارت کا
سوا ہی فرش گل سے لیے کا شون کے اخترسے
ازل کے روز سے گردش رہی تجویز مکین کو
اگر دستو یار ہو سینے منھ کو اپنے حرف کوثر سے
تحمل ہیں بعد مردن دیکھنے مجھکو جو آتے ہیں
طریق عشق کے ہر عقدہ کو کیا مطلب ہی رہبر سے
نہ آتے وہ مگر اقرار ہی کر لیتے آنے کا
کہ اکثر بزم میں شیشے بدل جاتے ہیں ساغر سے
نہ پوچھو حال کچھ اُس بیوفا کی کج ادائی کا

انہیں سے فلک نہلا یا ہو واجب آب خنجر سے
تصور فصل وحشت میں ہو انگشت حنائی کا
مشابہ ہر شب فرقت تری زلف معنبر سے
نہایت ممکن اگر لطف وصل بہتر سے نہیں کم ہے
نہ اٹھیگا ہمارا ہاتھ کبھی بال کبوتر سے
سوال وصل پر اُس ترک کے ابرو کو جنبش ہو
مشابہ ہی خط تقدیر میرا خط ساغر سے
تری پازیب کی جھنکار نے جانکو ہلا یا ہو
الگ بیٹھے ہوئے ہیں منھ چھپا سے اپنا چادر سے
چلی ہو جان اُس محبوب با عصمت کی الفت میں
نہ ہو مجھے زیادہ ہو جو اب صاف خنجر سے
زلیخا نے عبث پیراہن یوسف نہیں پھاڑا
خدا محفوظ رکھے ہو جنون نازنین گر سے

بہیت نگار ندرہ دفتر داستان پارینہ نشست این تازہ شد داستان پر صاحبان صمصام برق نظام سخنوری و زرہ پوشان
صلابت بنیان مضامین دلاوری وصفدری شمشیر آبدار زبان کو میدان سخن میں یون مصروف جنگ وجدال تحریر
وتقریر کرتے ہیں کہ جسوقت بہت بھاری سحر ساحران سے ہاتھ پانون سردی پاکر کمزور اور بے حس ہو گئے
یا قوت شاہ فوج کفار لیکر گرا تھا اُسی عالم میں سرداران لشکر اسلام نے وفاکی خوب لڑے کفار سے مگر زخمی ہوئے
اُسی حالت زخمداری میں مرکب راکبون کو اپنے لیکر جدھر منھ اُٹھا بھاگے نکلے چنانچہ نور العین شہزادہ صاحبقران کے یار
شہزادہ صف شکن ہاشم تیغزن بھی زخمی ہوئے سر سے پاتک خون میں نہا گئے مرکب کی گردن میں ہاتھ ڈالکر لپٹ گئے
مرکب اُسی حالت اضطراب میں اپنے راکب کو ایک سمت صحرا کو لیکے نکلا سرپٹ دوڑتا چلا گیا رات بھر بادیہ پیمائی کر
کے صبح کو ایک بیشہ میں آکر پہونچا وہ بیشہ نہایت سبزہ زار تھا جابجا درخت گھنا سے خودرو سے لگے ہوئے تھے کہیں
اشجار میوہ دار تھے اُن پر طیور زمزمہ سرا اپنے شغول حمد معبود دگار عالم تھے پر جھاڑ جھاڑ کر چہکار رہے تھے
مرکب ہاشم تیغزن بھی ہری ہری گھاس دیکھکر ایک مقام پر چرا میں مصروف ہوا ادھر جاکے ایک چشمہ آب پر پانی
پیا خنکی جو معلوم ہوئی تو بہر ہی ہاشم تیغزن پشت مرکب سے زمین پر گرا اُسی فرش گیاہ سبز پر پڑا رہا مرکب
بھی شغل چرا میں مصروف ہو گیا قضا سے کہ اس بیشہ میں ایک دیوانہ بیخ جماعت کے رہتا تھا نام اُس دیوانے
کا مصروع دیوانہ تھا وقت صبح کا تھا سیر ا سے تفریح سبزہ کی سیر کو وہ اپنے بیشہ سے نکلا اور سیر سبزہ زار کی ادھر
اُدھر کرنے لگا آنکے جو چھڑھا دیکھا ایک مرکب پری پیکر ساز یراق جواہر نگار سے آراستہ ہری دوب کھا رہا ہی
مصروع دیوانہ کا دل للچایا خیال میں آیا کہ اس مرکب کو روشنی کو پکڑ لے چلیے کہ اسپ مال و دولت بہت ہی یہ سوچ
جانب مرکب چلا جیسے گھوڑے نے اُسکو اپنی طرف آتے دیکھا جھپٹ کر لاتین سوار نا ہوا کھڑا ہوا مصروع دیوانہ
جو اُسکے قریب پہنچا آیا دیکھا کہ ایک جوان حسین باطاقت مجروح زخم کاری آغشتہ بخون اُس فرش مخمل سبز پر بیدم پڑا ہوا ہی
کہ جیسے شفق میں آفتاب پڑا مصروع دیوانہ کو اُسکے حال زار پر کمال رحم آیا دل میں کہا کہ نہیں معلوم

اس جوان رعنا سے کہان تلوار چلی جو یہ اسقدر زخمی ہوا ہی کہ سراپا خون مین ڈوب گیا اسکو اٹھوا کے لے چلو اور اسکا
علاج کرو جب ہوش آئیگا تو حال دریافت کرینگے بس یکایک ایک چیخ ایسی زور سے ماری کہ جیسے ہاتھی جنگل
مین چنگھاڑتا ہی اسکی آواز سے اُسکے ہمراہی آگے ہو جو دہوے مصروع دیوانہ نے اُن آدمیون سے
کہا کہ اس جوان کو اٹھا لاؤ اور اس گھوڑے کو بھی پکڑ لاؤ اور جلد جرّاح کو تلاش کرو کہ مین اسکا علاج کراؤن وہ
لوگ شہزادہ ہاشم تیغزن کو اور مرکب پری پیکر کو لے کر بیشہ مین آئے شہزادہ ہاشم تیغزن کو پلنگ پر لٹا دیا اور
گھوڑے کو ایک مقام پر باندھ دیا مصروع دیوانہ پاس ہاشم تیغزن کے بیٹھ گیا کہ اتنے مین جرّاح آکر حاضر ہوا دیوانے
نے کہا ای جرّاح دیکھ تو اس زخمی کو کہ کیا حال اسکا ہی اور یہ اچھا ہو جائیگا جراح نے کہا کہ یہ جوان زخمدار بہت جلد
اچھا ہو جائیگا دیوانے نے کہا کہ پھر اسکا علاج کر یہ کہکے دس روپیہ جراح کو دیے جراح نے اُسی وقت زخم کو دھو
کپڑے سے خشک کیا ٹانکے لگائے مرہم کی پٹی چڑھائی دیوانے نے کہا ای جراح تو اب یہان سے جا نہین اس زخمی
کے پاس بیٹھا رہ اسکا علاج اچھی طرح دل لگا کے کر کہ یہ جوان جلدی صحت پائے جراح نے کہا حضور مین یہ روپیہ گھر مین
دے آؤن اور جو جو دوائین چاہیے ہین وہ سب لے آؤن تو پھر ہر وقت حاضر رہونگا تا ہنگام صحت اس جوان زخمدار
کے کہین نہ جاؤنگا دیوانے نے کہا جو کچھ دوائین وغیرہ تجھکو چاہیے ہونگی وہ مین یہین اپنے آدمی سے منگوا دونگا
اور یہ کہکر اور دس روپیے جراح کو دیے اور کہا کہ یہ اپنے گھر بھیجوا دو جراح نے وہ سب روپیے اپنے گھر بھیجدیے پاس
شیخ کے چوزے اور اشیا سے علاج یہ منگوا لیے ادویہ مرہم اور کچھ کپڑا اور اسقاطی اور رکھا ہے کے اور علاج کرنے
لگا دن بھر مین دو دو بار رکھتا ہے مرہم کے بدلے تیسرے روز زخم مین پیپ آگئی درد اور اذیت زخمون مین ایسی ہوئی
کہ شہزادہ ہاشم تیغزن ہوش مین آیا دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ مین پلنگ پر لاجورد کے مین لیٹا ہون اور خادم
گرد خدمت کے واسطے موجود ہین جرّاح پاس بیٹھا ہوا علاج کرنے مین مصروف ہی حیران ہوا کہ پروردگار عالم
نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ سامان اس زخمداری مین مہیا کر دیا شکر پروردگار کیا لیکن قوت ابھی گویائی کی نہ پائی
جو کلام کرتے چپکے پڑے رہے سب کو بغور دیکھ رہے تھے یہ خبر دیوانے کو ہوئی کہ وہ جوان زخمدار ہوش مین
آیا ہی بیتاب ہو کر دوڑ کر آیا مگر یہان ہاشم تیغزن بسبب نقاہت اور تکلیف اور درد زخم کے پھر بیہوش ہو گئے
دیوانہ پکارا ای جوان زخمدار میرے آتے ہی تو نے آنکھین بند کر لین اب ہوش مین آ اور آنکھین کھول کے باتین
کر کچھ حال اپنا بیان کر جرّاح نے کہا ابھی اچھی طرح ہوشیار نہین ہوا ابھی ایک ذرا آنکھین کھولی تھین پھر بند کر لین
زخم کاری کا صدمہ کلام مین حارج ہی دیوانے نے پوچھا کب ہوشیار ہوگا اُسنے کہا یقین ہی کہ کل تک ہوشیار
ہو کر باتین کریگا آج شیخ کا شوربہ اسے پلاتا ہون جرّاح سے دیوانے نے کہا کہ اگر کل اس زخمدار کو ہوشیار
نہ پایا تو تجھکو قتل کرونگا جرّاح تو جانتا ہی تھا کہ یہ شخص دیوانہ ہی جو کچھ دل مین آتا ہی وہ کرتا ہی جراح نے عرض کیا
کہ مین آپکا نمک خوار اور مطیع و فرمانبردار ہون جو چاہیے قتل کیجے جان بخشی کیجیے صحت دینا ہوش مین لانا خدا کا
کام ہی وہ دیوانہ جراح کو نگاہ خشم آلود سے دیکھتا ہوا چلا گیا لوگون سے کہہ گیا کہ یہ جراح بھاگ کر جانے نہ پائے کل
مین اسکا شوربہ پکا دونگا جرّاح نہایت پریشان ہوا غرض جراح نے شوربہ شیخ تیار کیا اور تین چار دوائین طاقت
کی ملائین اور شہزادہ ہاشم کو ہوشیار کر کے پلا دیا اور پٹی مرہم کی بدل دی اسی طرح کئی بار شوربہ شیخ کا دوا ملا کر
پلایا ہاشم تیغزن کا رات بھر تو وہی حال رہا صبح کے وقت شہزادہ ہاشم کو پھر ہوش آیا لوگون نے تکیہ گرد لگا دیے
ہاشم تیغزن اٹھکر بیٹھے لوگون سے استفسار کیا کہ یہ مکان کسکا ہی اور میرا علاج کون کرواتا ہی لوگون نے

کہا کہ مصروع دیوانہ یہان رہتا ہے وہ آپ کو صحرا سے اپنے بنبیہ مین اُٹھا لایا ہے یہان ہاشم تیغزن سے لوگ باتین کر رہے
تھے کہ دیوانہ سامنے آتے دکھائی دیا لوگون نے کہا یہی مصروع دیوانہ ہے شہزادہ ہاشم نے دیکھا کہ ایک شخص عجب شکل
کا ہے اور عجیب و غریب اُسکی قطع ہے گو کہ پریشان حال بالون کی سر پہ لٹیان بنی ہوئین لنبے لنبے فلیتے شانون پر پڑے
ہوے زنجیر ہاے آہنی کمر سے بندھی ہوئین ہین چوبدست کاندھے پر رکھے جھومتا چلا آتا ہے مگر جوان نہایت
قوی ہیکل ہے پہلوان معلوم ہوتا ہے فیل مست کی کیا حقیقت ہے تنومند رستم کے مانند خوبصورت خوشرو رنگ گلاب کا
پھول دل مین اپنے کہا اے ہاشم اگر یہ مسلمان ہوجاے تو کیا خوب بات ہے بس شہزادہ ہاشم نے دل سے یہ
بات کہکے چاہا کہ تعظیم کے واسطے اُٹھین جرّاح نے منع کیا کہ ابھی حرکت نہ کیجیے زخم آے ہین ایسا نہو کہ انگور پھٹ جاے
تا ٹانکے ٹوٹ جائین دیوانہ بھی قریب آکر پکارا اے عزیز ابھی خبردار اُٹھنا نہین کہین زخمون مین تکلیف نہو پھر دیوانہ شہزادہ
ہاشم کے پاس کرسی بچھوا کر بیٹھا دیکھا ہاشم کو کہ چہرہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہے جوان نہایت ملیح خوش اندام
خوش لقا ہے دیوانے کے دل مین خود بخود ایک محبت پیدا ہوئی پوچھا کہ اے بہادر تجھے کس سے جنگ و جدال ہوئی یہ
زخم کاری کیونکر تیرے لگا اور تو کون ہے نام و نشان اپنا بتا کچھ حال اپنا بیان کر شہزادہ ہاشم نے کہا کہ مین سوداگر تھا
قزاقون سے راہ مین لڑائی ہوئی لوگ میرے مارے گئے اسباب لٹگیا مین زخمی ہوگیا گھوڑا مجھکو عالم بیہوشی مین ادھر
لے کر نکل آیا تمنے مجھپر بڑا احسان کیا مین تمھارا بہت ممنون ہوا کہ اس حال زار مین تم میرے شریک ہوے اور زخم کا
میرے علاج کیا دیوانہ بولا کہ تو اچھا ہولے تو پھر زور و قوت کی تیرے آزمایش ہوگی اگر تو مجھسے زور کرسکیگا تو مال و اسباب بہت سا
تجھکو دونگا اور بعزت و شان اور بہ حرمت تجھکو رخصت کرونگا شہزادہ ہاشم نے کہا بہت اچھا غرضکہ بعد دو ہفتہ کے ہاشم
تیغزن نے غسل کیا دیوانے نے جرّاح کو سو روپیے دے کر رخصت کیا پھر صحبت عیش جلسہ عشرت دیوانے نے
برپا کیا کئی روز تک راگ رنگ اور دورِ شراب رہا بعد اُسکے اکھاڑہ تیار ہوا ایک روز قرار دے کر سب کو جمع کیا ہاشم
اور مصروع دیوانہ دونون اکھاڑے مین چپٹ لنگوٹ باندھکر اُترے خم ٹھونک کر آمادہ کشتی ہوے دیوانے نے ہاتھ
ہاشم کی گردن مین ڈالے اور ہاشم تیغزن نے دیوانے کی گردن پکڑی زور ہونے لگے پیچ مشکل مشکل کے ہونے
لگے دن بھر یہ کشتی ہوئی قریب شام شہزادہ ہاشم تیغزن نے اُس مصروع دیوانہ کو زیر کیا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے
اور کہا اے مصروع دیوانہ مین نے اپنا حال مصلحتاً چھپایا تھا مین سوداگر نہین ہون مین فرزند جگر بند امیر با توقیر زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کا ہون نام میرا شہزادہ ہاشم تیغزن ہے پھر تمام کیفیت بیان کی تباہ ہوجانا لشکر
اسلام کا اور اپنا زخمی ہوکر ادھر نکل آنا سب اُسپر ظاہر کیا بعد اُسکے حمد پروردگار عالم اور یکتائی و وحدانیت رب اکبر
اور مذمت دین لقاے بے لقا بیان کی اور یہ بھی کہدیا کہ اے دیوانے مین تجھپر جبر و زیادتی نہین کرتا ہون کس وجہ
سے کہ تو میرا محسن ہے تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ جان میری بچائی اسطرح دلسوزی سے روپیہ خرچ کرکے علاج کیا کہ
مجھکو صحت ہوئی مین محسن کش نہین ہون میرے خاندان کا یہ طریقہ نہین ہے اگر تیرا جی چاہے دائرۂ اسلام مین آ ورنہ جی
چاہے تیرا دین اسلام نہ قبول کر تجھے اختیار ہے مگر یہ مین کہے دیتا ہون کہ بہتر دین اسلام سے کوئی دین نہین ہے خواہ
میری اطاعت کر خواہ مجھکو رخصت کر مصروع دیوانہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ جوان رعنا فرزند حمزۂ صاحبقران زمان ہے
اور یہ بھی دیکھا کہ یہ مجھپر غالب آیا تو اس سے مغلوب ہوا کہنے لگا اے شہریار مجھکو بخوبی تصدیق ہوا کہ آپکا دین
اسلام برحق ہے اور لقاے بے لقا گمراہ و کاذب مطلق ہے مین دین اسلام قبول کرونگا مگر اس شرط سے کہ
مین ایک مشکل سخت مین گرفتار ہون اگر آپ اُس مشکل کو میری حل کیجیے تو مین بہ صدق دل دین اسلام

قبول کرون شہزادے نے فرمایا کہ بیان کرو لو اسنے کہا ای شہریار مین اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق ہون اور چچا میرا بہت
زبردست ایسا ہی کہ ایک اونٹ سارا بھر وزن رکھتا ہی نام اسکا آصف شترخوار ہی چالیس ہزار سوار جرار زبردست
اسکے ہمراہ رہتے ہین اگر میری معشوق خوبرو کو مجھسے ملا دیجیے اور چچا میرا اسکے ساتھ عقد کر دے تو گویا آپ نے مجھکو
بے داموں مول لے لیا مین نے سنا ہی کہ خاندان آپکا حلال مشکلات ہی جس نے آپ سے دل رجوع کیا اسکی مشکل آسان
ہو گئی مجھکو دین اسلام قبول کرنے مین کوئی عذر نہین ہی مین آپ کا عمر بھر غلام حلقہ بگوش ہون شہزادہ نے
نے کہا اب پہلے تیری معشوق کو تجھے ملا دینگے پھر سوال دین اسلام لانے کا کرینگے یہ کہکر اسکو چھوڑ دیا اور بیٹھ کر ساتھ
اسکے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ای مصروع چل ہم تیرے ساتھ چلتے ہین مصروع دیوانہ اسیوقت ہاشم
تیغزن کو ہمراہ لیکر بارہ ہزار سوار جرار کی جمعیت سے روانہ ہوا جب قریب پہنچے خبر معلوم ہوئی کہ آصف
شترخوار شکار کو گیا ہوا ہی یہ سنکے ہاشم تیغزن نے مصروع کو مع فوج اسی جگہ چھوڑا آپ یکہ و تنہا شکارگاہ
کی طرف روانہ ہوئے اسوقت پہنچے کہ آصف شترخوار شکار کھیل کے پھرا ہوا آتا ہی خیمہ کیطرف اپنے تھا ناگاہ
شہزادہ ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا کہ ای آصف شترخوار مین تیری تلاش مین آیا ہوا ہون خوب ہوا جو تجھسے
ملاقات ہو گئی آصف نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین متین عالی رتبہ صاحب شان و شوکت
مرکب پری پیکر ضیغم شکار پر سوار سامنے سے چلا آتا ہی حیران ہوا کہ یہ کون ہی گھوڑا بڑھا کر پاس ہاشم تیغزن کے
آیا اگر نہایت مغرور اپنی شجاعت کا بہت غرور بادہ نخوت سے از حد چور پہلے شورہ پشتی و تکبر دماغ مین بھرا ہوا تھا
بنا ہوا کسی کو اپنے سامنے موجود نہ جانتا تھا کسیکی حقیقت کچھ نہ سمجھتا تھا للکارا کہ تو کون ہی اپنا نام و نشان
بیان کر شہزادہ ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا نعرہ ہاشم ہستم صفدر و غازی و صف شکن و شجاع و جری ہاشم تیغزن
او آصف شترخوار بلکہ فرزند جگربند امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا ہون آصف
نے کہا او خدا پرست تو غضب خدا سے باختری مین گرفتار ہی اسکے دعوی مقابلہ کرتا ہی اور تلاش کرکے مجھسے
لڑنے کو آیا ہی میرے پاس شقہ خاص خداوندی ہی اسکا یہ مضمون ہی کہ جو خدا پرست ہماری سرحد مین آئے
اسے گرفتار کر لینا صحیح و سلامت نہ جانے دینا داد کیا عنایت خداوند لقا زمرد شاہ باختری کی ہی کہ تو آپ سے میرے
پاس چلا آیا مگر ای جوان مجھکو تیرے حسن و جمال اور گلشن جوانی پر رحم آتا ہی اگر دین لقا اختیار کرے تو مین تجھے
اپنی جان کے ساتھ رکھونگا اور مالک اپنی فوج کا کرونگا ہاشم تیغزن نے جواب دیا کہ جب تو مجھپر غالب آئیگا جو
کچھ تو کہیگا قبول کرونگا آصف نے کہا خیر تو مجھسے مقابلہ کر لے جو کچھ تیرا جی چاہے وہ کر ہاشم تیغزن نے
کہا اہل اسلام کا یہ دستور نہین ہی ہم لڑائی مین پہلے سبقت نہین کرتے ہین یہ سنکے آصف نے نیزہ مارا شہزادہ
ہاشم تیغزن نے نیزے پر نیزہ اسکا روکا نیزہ بازی کے فن ختم ہونے لگے اس اثنا مین فوج آصف خبر سنکے
آ گئی اور ادھر سے مصروع دیوانہ اپنی فوج کو لیکر آ پہونچا آصف نے جو مصروع کو دیکھا کہ آکر علیحدہ کھڑا
ہوا ہی پکار کر کہا کہ او دیوانے مین سمجھ گیا تیرے شعور سے کہ تو ہی اسکو مجھسے مقابلہ کرنے کو لایا ہی اور یہ جوان
تیری طرف سے کارزار کرنے آیا خیر اس دشمن کو گرفتار کر لون تو پھر تجھسے سمجھونگا مصروع دیوانہ پکارا کہ ای
چچا جان پہلے اپنی خیر تو منا لیجیے تو پھر دشمن کو گرفتار کیجیے گا اور مجھسے بھی سمجھ لیجیے گا ابتو آپ خود گرفتار کوئی دم
مین ہوا چاہتے ہین ادھر ہاشم تیغزن نے دو گھڑی کے بعد سر طلعن مین نیزہ آصف کا ہوا کیا آصف
کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور للکار کر کہا ای جوان مین ایسا بہادر اور زبردست ہون کہ کسی سے

آجتک میرا نیزہ ہوائی نہین گیا تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرا نکال دیا میری جرائت مین فرق آگیا یہ کہکر جھنجلا کے
تیغہ خونخوار کھینچا شہزادہ ہاشم تیغزن پر وار کیا ہاشم نے پھرتی سے جھک کر تھپکی دی تیغہ آصف پٹ پڑا فوراً
قبضہ پہ ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تیغہ اسکا چھین لین مگر ممکن ہنوا دونون کشمکش کے ہونے لگے مرکب تھک کر بیٹھ گئے آخر
کو دونون اپنے اپنے مرکبون سے کود پڑے آستینین تا مرفق چڑھا لین دامان قبا چہار طرف سے دونون نے
گردان لیے کشتی ہونے لگی کوئی دقیقہ زور اور قوت کا کسی نے نہ باقی رکھا بڑے بڑے زبردست پیچ کیے
دن بھر کشتی ہوئی شام کو شہزادہ ہاشم تیغزن نے آصف شترخوار کو زیر کیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور تلوار
کھینچ کے گلے پر رکھدی اور کہا کہ ای آصف بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر لقا پر لعنت کر اور دختر کو اپنی
مصروع دیوانہ کے ساتھ منسوب کر دے نہین تو ابھی تجکو قتل کرتا ہون آصف نے کہا کہ میری ایک
شرط ہی اگر اسے آپ پورا کر دیجیے تو مین آپ کی اطاعت بدل وجان قبول کرون اسی وقت یہ کلام آصف سنکر
ہاشم تیغزن اسکی چھاتی پر سے اتر آئے اور کہا کہ اپنی شرط کو بیان کر ہم پہلے تیری شرط پوری کر لینگے تو پھر
سوال اسلام لانے کا کرینگے مصروع دیوانہ نے دوڑ کر کہا ای شہریار آپ اسکو زندہ نہ چھوڑیے گا نہین تو
دغا کریگا اسکو مار ڈالیے مصروع سے ہاشم نے کہا اب یہ کیا دغا کریگا اگر دغا کی سزا پائیگا اب تو اپنے چچا سے
مل جا اور کدورت آئینہ دل سے نکال ڈال پھر شہزادہ ہاشم نے دونون کو سمجھا کر ملوایا بغلگیر کروا دیا اور آصف
سے فرمایا کہ اب تو اپنی شرط بیان کر آصف نے عرض کیا ای شہریار حضور میرے قلعے مین تشریف لیچلین پہلے
مین دعوت آپ کی کرون تو کام اپنا بیان کرون شہزادہ ہاشم نے دعوت اسکی قبول کی آصف شترخوار ہاشم
تیغزن کو اپنے قلعے مین لیکر آیا جس نے حسن وجمال شہزادہ بیمثال کا دیکھا مثل آئینہ حیران رہگیا آپسمین
سب کہتے تھے کہ خدا پرست ایسے حسین وجمیل آفتاب صورت ہوتے ہین القصہ آصف نے بڑی دھوم
سے دعوت کا سامان کیا ہاشم تیغزن بہت خوش ہوئے اور بعد دعوت نوش فرمانے کے آصف شترخوار
سے کہا کہ اب تو شرط اپنی بیان کر آصف نے عرض کیا کہ یہان سے تین منزل پہ ایک دامنہ کوہ ہی اسمین ایک
قلعہ ہی وہان بہرام دیوانہ رہتا ہی مین نے شکارگاہ مین اسکی بیٹی کو دیکھا ہی وہ نہایت حسینہ اور جمیلہ اور
شکیلہ ہی کہ اسکے حسن کے آگے آفتاب وماہتاب شرمندہ ہی مین اسپر عاشق ہو گیا اور وہ بھی مائل ہوئی فقط
آپسمین نظارے اشارے رمزو کنایہ ہوئے تھے کہ بہرام دیوانہ آگیا مین اسکے خوف سے بھاگا وہ اپنی بیٹی
کو ساتھ لیے ہوئے چلا گیا پھر میرا حوصلہ اسکی طرف جانے کا نہ پڑا اگر مین اسکے عشق مین نہایت مضطر رہتا
ہون اگر آپ میرے معشوق کو مجھے ملادین تو مین بدل وجان دین اسلام قبول کرون مسلمان ہو جاؤن ہاشم
تیغزن نے کہا کہ چل تو مجھے وہان پہونچا دے آصف نے ایک جوڑی ہرکارے کی ہاشم تیغزن کے ساتھ
روانہ کی جب دامنہ کوہ مین پہونچے ہرکارے خوف سے ٹھہر گئے اندر درہ کوہ کے نہ گئے ناگاہ ہاشم یکہ وتنہا
درہ کوہ مین داخل ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ کچھ لوگ دکھائی دیئے وہ ہاشم تیغزن کو دیکھکر پکارے
کہ اواجل رسیدہ تو کون ہی جو ادھر آتا ہی کیا تجھے نہین معلوم کہ یہان دیوانہ بہرام صحرا نشین رہتا ہی
بھاگ اس مقام سے اگر وہ دیوانہ تجھے دیکھ لیگا تو تجکو مار ڈالیگا شہزادہ ہاشم نے جواب دیا کہ مین اسی
مبہوت دیوانے سے مقابلہ کرنے آیا ہون مین اسکے سر سے ابھی بھوت کبر ونخوت کا اتار دونگا لوگ یہ کلام
ہاشم خوش انجام سنکر ہنسے اور کہا کہ خیر اگر آپ ایسے ہی زبردست ہین تو جائیے ہم منع نہین کرتے القصہ ہاشم وہان

آگے بڑھے اُدھر ایک شخص نے جاکر بہرام صحرا نشین کو خبر دی کہ ایک اجل رسیدہ آپ سے مقابلہ کرنیکو
آتا ہے بہرام اسیوقت اُٹھا اور چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے چلا جب سامنے سے ہاشم شیغزن
کو آتے دیکھا للکارا کہ او اجل رسیدہ قضا تیری تجھکو کشاں کشاں کہاں سے لیکر آئی ہے یہ کہکر جھپٹا ہا ہے اگر ہاشم
پر چوبدست گران سنگ وار کیا شہزادہ ہاشم شیغزن نے دونوں ہاتھوں سے چوبدست اُسکی پکڑ لی اور کشمکش
سے زور ہونے لگے بہرام چوبدست کو ہاتھ سے چھوڑ کر ہاشم شیغزن سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی
کے پیچ ہوا کیے قوت و طاقت سے امتحان ہوسے شام کو ہاشم شیغزن نے بڑی جد و جہد سے لنگر اُسکا توڑا
اور اُٹھا کر تین بار چکر دیا پھر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار نکال کر گلے پر رکھدی اور کہا کہ دین
اسلام قبول کر لقاے بے لقا پر اور اُسکے پرستاروں پر لعنت کر بہرام نے کہا کہ میں بیشک آپ سے زیر ہوا مگر
دین اسلام ابھی نہیں قبول کرونگا چاہیں آپ مجھکو قتل کریں چاہیں جان بخشی کریں میں ایک حاجت رکھتا
ہوں اگر آپ وہ میری حاجت برلائینگے تو میں بیشک بصدق دل دین اسلام اختیار کرونگا شہزادہ ہاشم
نے فرمایا بیان کر کہ وہ حاجت تیری کیا ہے بہرام نے عرض کیا کہ میں ہوشنگ شاہ دریا نشین کی بیٹی پر عاشق
ہوں اگر وہ میرے ہاتھ آجائے تو میں لقا پرستی چھوڑ کر دین اسلام قبول کردوں جو آپ پہلے فرمایئے کہ کیا آپ
خدا پرست ہیں اپنے نام و نشان سے آگاہ کیجیے شہزادہ ہاشم شیغزن نے کہا کہ میں نور عین امیر با توقیر زلزلہ
قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زماں ہوں نام میرا شہزادہ ہاشم شیغزن ہے یہ کہکے اُسے چھوڑ دیا اور
اُسکے سینہ سے اُتر آئے فرمایا پہلے تیری معشوقہ کو تجھسے ملا لوں تو پھر تجھکو مسلمان کروں بہرام صحرا نشین ہاشم
شیغزن کے قدموں پر گرا اور کہا قربانت شوم میں آپ کا غلام حلقہ بگوش تا حیات ہوں پھر بہرام ہاشم شیغزن
کو اپنے مکان میں لے گیا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت کی دوسرے دن ہاشم شیغزن نے احوال ہوشنگ
پوچھا کہ وہ کہاں ہے بہرام نے عرض کیا کہ دریا کے اندر ایک قلعہ ہے وہاں اُسکی بود و باش ہے ایکدن میں کشتی پر
سوار ہوکر شب ماہ کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا اُدھر سے بیٹی ہوشنگ شاہ کی بجرے پر سوار نازنیناں پری چہرہ
حور لقا گرد بیٹھی ہوئی چہلیں آپس میں کرتی ہوئیں ملکہ کو سیر دریا دکھاتی تھیں یکایک نگاہ میری اُسکی
دوچار ہوئی ایک برچھی عشق کی کلیجے کے پار ہوئی اُف کرکے میں نے دل اپنا پکڑ لیا میں دیکھتا رہ گیا
وہاں طرفۃ العین میں بجرہ اُسکا کنارے قلعہ کے جاکر لگا وہ مہوش فوراً اُترکے داخل قلعہ ہو گئی
میں نے ارادہ کیا کہ قلعہ ہوشنگ پر جاؤں دیکھا تو وہاں توپیں برجی اور آہنی لگی ہوئی ہیں دل کو خوف
پیدا ہوا کہ ایسا نہو کہ کشتی حیات طوفان اجل میں آجائے اور جہاز عمر دو روزہ غرق فنا ہو سچ ہے وجہ مانع نفس
کی کیا ہستی دہشتناک ہوکر پھر آیا حوصلہ آگے بڑھنے کا نہوا مگر محبت میں اُس پیکر خوبی کی تلاطم میں پڑا ہوا
ہوں دریاے بیکنار عشق میں غوطہ زنی کرکے تڑپ رہا ہوں سوز فرقت سے اُس موج قلزم حسن کے صورت
حباب میں پھپھولے پڑے ہیں ندی آنسوؤں کی چشمۂ چشم خونبار سے جاری ہے ہر بار لہر اُسکے پاس جانے کی آتی ہے مگر گرداب
خوف بیچ میں حائل ہو جاتا ہے اُس پار جا نہیں سکتا تڑپ کر رہ جاتا ہوں بیچ موج سمندر سمجھیے ماہی بل
بریان منھ سے شعلۂ آہ کے ہمراہ دھواں نکلتا ہے سینہ مثل تابۂ آہن کے دھڑکا کرتا ہے شہزادہ ہاشم
شیغزن نے کہا اے بہرام میں اُسکی ماہیت سے بالکل نہیں واقف ہوں مجھکو آگاہ کیا ہوں تم سو اگر بیشک
میرے ساتھ چلو میں قلعہ میں کسی صورت سے پہونچ جاؤں پھر ہوشنگ شاہ کو گرفتار کرکے تمہاری معشوقہ

کو مجھسے ملا دونگا بہرام یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اُسی وقت اسباب تجارت کا درست کیا قافلہ باشی ہاشم
تیغزن بنا اور وہان سے سوار ہوکر روانہ ہوئے بڑی دقت سے جب قلعۂ ہوشنگ مین آئے کاروانسرا مین
اُترے دوسرے دن کشتیان نذر کے واسطے ہاشم تیغزن ہمراہ اپنے لیے بارگاہ ہوشنگ شاہ مین پہونچے
ہوشنگ شاہ نوجمال شہزادہ ہاشم کی کیا ل دیکھکر کہنے لگا کہ یہ سوداگر نہین معلوم ہوتا ہی اسکے چہرے سے دبدبۂ شاہانہ
ثابت ہی اور وضع سپاہیانہ ہی ذوالقیس بن اقسام کہ دربار لقا کے چوبدارون کا افسر تھا اُسکا عم سپہ فام
کہ نام اُسکا الماس ہی اُسوقت وہ بھی ہوشنگ شاہ کے پاس موجود تھا اُس نے چپکے سے ہوشنگ شاہ
سے کہا کہ مین اسکو پہچانتا ہون یہ خدا پرست ہی بیٹا ہی حمزہ صاحبقران زمان کا ہاشم تیغزن اسکا نام ہی
آج کل غضب خداوندی سے لقا کے لشکر خدا پرستون کا تباہی مین آگیا ہی یہ سوداگر بنکر ادھر نکل آیا ہی یہ سنکر
ہوشنگ شاہ نے ہاشم تیغزن کو آواز دی ای پسر حمزہ مین نے تجھے پہچانا اگر تو لقا پرستی اختیار کرے تو
مین تجھے بہت عزت و آبرو سے اپنے پاس رکھون نہین تو باندھ کر تجھے خداوند لقا کی خدمت مین بھیجدونگا یہ سنکر
ہاشم تیغزن نے للکار کر او کافر تو کیا بکتا ہی خوش ہو بس ابتو مجھے تو پہچان گیا خود مین تجکو دائرہ اسلام مین
لانے کو آیا ہون جب تو دین اسلام قبول کریگا تو تیری بیٹی کی شادی بہرام کے ساتھ کردونگا ہوشنگ
یہ سنتے ہی نہایت غضبناک ہوا لوگون سے کہا کہ جلد اس خدا پرست کو گرفتار کرو سب چہار طرف سے ہاشم
تیغزن پر ٹوٹ پڑے ہاشم تیغزن بھی تلوار کھینچکر جھپٹے لڑائی ہونے لگی بہرام کاروانسرا مین تھا اُسکو
بھی خبر ہوئی کہ دربار ہوشنگ شاہ مین ہاشم تیغزن سے اور کفار سے تلوار چل رہی ہی یہ بھی تین چار سو آدمی
اپنے ہمراہ لیکر دوڑا یہان ہاشم تیغزن تلوارین مارتا ہوا ایوان شاہی کے باہر نکل آیا ہی اور ہوشنگ شاہ
تخت پر سوار ہوکر فوج کو اپنی للکارتا ہوا چلا کہ بہرام دیوانہ بھی آپہونچا اور چوبدست آہنی پکڑ کر کفار سے لڑنے
لگا ہوشنگ شاہ نے جو دیکھا کہا کہ ان دونون کو مین قتل کرتا ہون اب یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے
پھر فوج کو اپنی پکارا کہ ای بہادرو جو کوئی ان دونون کا سر کاٹ کے لائیگا یا زندہ گرفتار کریگا مین اسکو عہدۂ
وزارت دونگا عہدۂ وزارت کا نام سنکر تمام فوج نے جانین اپنی لڑادین اور ہاشم تیغزن اور بہرام
صف شکن پر بڑھ بڑھکر حملہ کرنے لگے مگر جب خدا مددگار ہو تو دشمن کیا کر سکتے ہین ہاشم و بہرام پہلو بہ پہلو
پشت بہ پشت جھپٹ جھپٹ کے تلوارین مار رہے ہین مثل شیر ژیان کفار کو للکار رہے ہین غرضکہ تین پہر کامل
دونون نے شمشیرزنی کی بہرام کے ساتھ والے مارے گئے پہر دن باقی تھا کہ ہاشم نے بہرام سے کہا کہ فوج کفار
بہت ہی ہر طرف سے مثل گھٹا کے امڈی چلی آتی ہی اور تمہارے ہمراہی بھی قتل ہو چکے جبتک کہ ہوشنگ
شاہ نہ گرفتار ہوگا کچھ نہ ہوگا مین آگے تلوارین مارتا ہوا ہوشنگ کی طرف بڑھتا ہون تم میرے پیچھے پیچھے لڑتے ہوئے
آؤ یہ کہکر ہاشم تیغزن و بہرام صف شکن تلوارین مارتے ہوئے اُس طرف چلے جدھر ہوشنگ تخت پر کھڑا فوج کو
للکار رہا ہی اور اشتعال دے رہا ہی آتش کارزار بھڑک رہی ہی ایک چشم زدن مین صدہا کفار قتل کرکے تخت
ہوشنگ شاہ کے پاس پہونچے ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا او نامرد مجھ اکیلے پہ ہزارہا آدمیون کو بھیجا ہی آپ
سامنا نہین کرتا ہی یہ کہکر گھوڑا تخت سے ملا دیا جب ہوشنگ نے دیکھا کہ ہاشم برابر آگیا اُسوقت تلوار کھینچکر
وار کیا ہاشم تیغزن نے تلوار اُسکی چھین کر زمین پر پھینکدی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر تخت پر سے اُٹھالیا
اور کہا کہ ہوشنگ مارون تجھے زمین پہ کہ پیوند خاک ہوجائے بہتر یہ ہی کہ لعنت کر لقا پر اور اُسکے پرستارون پر نہین

ابھی مارے ڈالتا ہون اگر اسلام اختیار کریگا تو جان بخشی کرونگا ہوشنگ شاہ نے پکارا ای شہریار مین دین
اسلام اختیار کرتا ہون مین تمھاری فرمانبرداری اور اطاعت بدل وجان اختیار کرونگا ہاشم تیغ زن
نے اسے چھوڑ دیا ہوشنگ شاہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوگیا اور لقا پر لعنت کی اور اپنی بیٹی کی شادی
ساتھ بہرام کے کردی کہ وہ مدت سے اسپر عاشق و شیدا تھا ہوشنگ شاہ نے عرض کیا ای شہریار اب مین
آپکا غلام حلقہ بگوش ہون جو حکم ہو وہ بجا لاؤن اور فوج کو پکار کر آواز دی کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار
کی قبول کی اب کوئی خیر واہ نہ لڑے یہ سنتے تلوارین سب نے میان مین کین پھر ہوشنگ شاہ ہاشم و بہرام
کو ہمراہ لیکر دربار مین آیا سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا صحبت عیش آراستہ کی جلسۂ جشن ہوا جام مئے ارغوانی
کو گردش ہوئی عین گرمی صحبت مین ہوشنگ شاہ نے ایک آہ سرد کھینچی آنکھون مین آنسو بھر لایا شہزادۂ
ہاشم تیغ زن نے جو ہوشنگ شاہ کو آبدیدہ دیکھا کہا ای بھائی خیر باشد کیا حال ہے کچھ بیان کرو ہاشم نے اپنے
دل مین کہا کہ یہ بھی شاید کسی پر عاشق ہے ہوشنگ شاہ نے کہا ای شہریار کیا عرض کیا جاے مین عجیب درد
لاعلاج مین مبتلا ہون کہ اسکی چارہ گری بہت دشوار ہے شہزادے نے کہا بیان تو کرو اسوقت ہوشنگ شاہ
نے کہا ای شہریار مین ایک روز شکار کھیلتا اپنے شہر سے بہت دور نکل گیا ایک دامن کوہ مین پہونچکر شام ہوگئی
اب مین وہان سے شہر کی طرف پھرا آتے آتے وہان ایک مقام نظر آیا چہار طرف چراغان تھا جب قریب اُس
چراغان کے پہونچا دیکھا کہ شب ماہ کی تیاری ہے نازنینان مہجبین اور حسینان مہر تمکین کا جلسہ ہے مین ایک درخت
کی آڑ مین پوشیدہ ہوکر تماشاے رقص کا دیکھنے لگا ایک نازنین حسین مہجبین مہر تمکین کو صورت مثل آفتاب درخشان
پیشانی بدر کامل آنکھون سے چشم غزالان شرمندہ ابرو ہلال عید پیانچہ پر ان مژگان ناوک دل دوز رخسارے گلاب
کا پھول لب مثل غنچہ دندان گوہر آبدار گیسو سنبل تابدار قد سرو باغ حسن نوبہار عجب شان و شوکت سے جلوہ گر دیکھا
ناوک عشق سینے کے پار ہوا دل و جگر عاشق کا فگار ہوا ایسا شیفتہ و فریفتہ ہوا کہ راتبھر اسکے عشق مین تڑپا کیا
جمال بے مثال کرتا رہا وہ جلسۂ حسینان جہان مین بیٹھی ہوئی ناچ دیکھا کی صبح کو وہ جلسہ برخاست ہوا وہ حور وش
اٹھکر خیمۂ نورانی مین چلی گئی مین وہان سے چلا آیا پھر دوسرے دن لشکر لیکر وہان گیا پھر اسی سناٹا نظر آیا آدمی کیسا
چڑیا کو پر نہ پایا ناچار ہوکر اُس مقام پر سے پھرا ہرکارون کو حکم دیا کہ تم دریافت تو کرو کہ کون اس صحرا مین شب
کو صحبت آراستہ کیا جلسہ تھا ہرکارون نے کئی دن تک اچھی دریافت کرکے بیان کیا کہ بیٹی دلیر قلعہ دار کی ملکہ قیام
تخت و لال شب ماہ کی کیفیت دیکھنے صحرا مین آئی تھی چاندنی کا تماشا دیکھتی تھی یہ سنکر مین نے چاہا کہ دلیر
قلعہ دار پر لشکرکشی کرون معلوم ہوا کہ وہ بڑا زبردست ہے اور قلعہ اسکا بہت مستحکم ہے میرا حوصلہ نہ پڑا بارادۂ
جنگ و جدال پھر آیا اور اُس سے عہدہ برا ہونا بہت دشوار ہے یہ سنکر شہزادۂ ہاشم نے کہا ای ہوشنگ شاہ
تم خاطر جمع رکھو ہم دلیر قلعہ دار کو زیر کرکے تمھاری معشوقہ تمہین دلوا دینگے تم یہین رہو ہوشنگ شاہ
نے کہا کہ مین اپنے لشکر سمیت آپکے ہمراہ چلتا ہون حضور تشریف لے چلین ہاشم تیغ زن نے کہا تم فوج کے
لشکر کی حاجت نہین ہم تنہا یہین یہان سے جاونگا اور بعنایت الہی دلیر قلعہ دار کو پکڑ لاؤنگا القصہ ہاشم
تیغ زن نے دوسرے دن فقط ہوشنگ شاہ بہرام اور چند آدمیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے لشکر ہوشنگ شاہ
پیچھے چلا بعد قطع مسافت دشت و کوہ شہزادۂ ہاشم تیغ زن سامنے قلعہ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ
قلعہ کا بند ہے توپین بڑی بڑی بے شمار آہنی برجون پر قلعے کے چڑھی ہین اور قلعہ نہایت بلند اور

معشوق کی فکر مین جاؤن دلیر قلعہ دار نے کہا مین ہوشنگ شاہ کو بلواتا ہون مگر یہ نہایت دغا شعار ہی اس
دغا باز نے ہوشنگ شاہ کے پاس کسی کو نہ بھیجا اور ہاشم شیرزن سے کہا مین شکار کھیلنے جاتا ہون ابھی آتا ہون
یہ کہکر چلا فوراً شکاری ساتھ لیکر تیار ہوا ایمان لو اسکے چلے جانے کے ہاشم شیرزن کے دل مین خیال آیا کہ
تو مفتوح کوہی کو زیر کر کے ملکہ قمر سیلان کو لے آؤ غرضکہ لوگون سے راستہ دریافت کرکے چلا دلیر قلعہ دار
جو شکار کھیلنے گیا تھا اب شکار کھیل کے پھر اپنے خیمہ مین داخل ہوا کھانا کھایا کباب شکار کے گوشت
کے کھا کے جام شراب کئی پیئے جب نشہ مین سرشار ہوا تصویر ملکہ قمر سیلان آنکھون کے سامنے پھرنے لگی تھی
تصور مین وہ ایسا عشق ہوا کہ جاکر ملکہ قمر سیلان کو اس برج سے اٹھا لا یہ سوچ کر چیرہ بخت تصور دروش
مین اٹھ کھڑا ہوا گھوڑے پہ سوار ہوکر روانہ ہوا جاتے جاتے جب قریب پہونچا دو کوس برج ملکہ قمر سیلان
کا پیچھے رکھا ہوگا اتفاقاً سامنے کا رخ ادھر سے مفتوح کوہی شکار کھیلتا ہوا آتا تھا دلیر قلعہ دار کو جو دیکھا للکارا کہ
ارے تو کہان جاتا ہی دلیر قلعہ دار نشہ مین تھا بے اختیار منہ سے نکلا کہ مین اپنی معشوقہ ملکہ قمر سیلان
کے پاس چلا ہون مفتوح کوہی نے جو نام ملکہ قمر سیلان کا سنا آگ ہوگیا وہین سے للکارا او بدکردار تو میری
ہوں پہ عاشق ہوا ہی رہ تو جا تجکو عاشقی و معشوقی کا اسوقت مزا چکھاتا ہون اگر تجکو اسوقت نہ مارا ہو تو مفتوح
اپنا نام نہ رکھا ہو دلیر قلعہ دار بولا مجکو کیا تو نے جلد ایسے ویسے سمجھا ہی مفتوح نے کہا تو سہی تیرا حلوا تجکو
کھلاتا ہون دلیر قلعہ دار نے یہ سنکر تلوار کھینچی اور مفتوح کو بڑھکر ایک تلوار کا مارا مفتوح نے تلوار اسکی
میل فولادی پر روکی اور جھپٹ کر وہی میل فولادی جو مارا تو سر دلیر قلعہ دار کی الٹ گئی گردن
ٹوٹ گئی کاسہ سر پھٹ گیا تیورا کر گرا مثل ماہی تڑپ کر مرگیا مفتوح کے ہمراہیون نے ایک ایک عضو
اسکا کاٹ کے صحرا مین پھینک دیا مفتوح پھر شکار کھیلتا ہوا ایک طرف کو چلا گیا اب ناظرین والا تمکین
ملاحظہ فرمائین کہ ہاشم شیرزن جو روانہ ہوگئے تھے دوسرے روز کوئی چار گھڑی دن رہے اس تختہ
لالہ زار مین پہونچے وہان کی ہوا و فضا دیکھکر نہایت دل باغ باغ ہوا غنچہ خاطر کو شگفتگی ہوئی دیکھا کہ
سامنے ایک برج سرخ پتھر کا بنا ہوا مثل برج خورشید تابان منور و نورانی ہی چہار طرف کے دروازے
اسکے جو کھلے ہین سب کیفیت برج کے اندر کی معلوم ہوتی ہی جھاڑ کنول ہانڈیان جھاڑ دیوارگیریان
لگی ہین فرش بیش بہا تکلف کا کیا ہوا ہی اور ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین چودہ پندرہ برس کا سن چہرہ
آفتاب درخشان کے مانند چمکتا ہوا پیشانی اختر تابندہ زلف سیاہ مثل سنبل پیچان رخسار سے پھول پسینہ
پسینہ کے مانند درخشان گویا ماہ کامل کے گرد ہالہ ہی اور آنکھین نرگس شہلا ابرو سے خمدار کمان کیانی
پلکین سنان نیزہ لب غنچہ سوسن دندان قطرۂ شبنم یا گوہر آبدار قد سرو سا رنگ گلاب تازہ کا نارنجی جوڑا
پہنے ہوئے اسی برج مین جلوہ افروز ہی شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ، جوانی کی راتین مرادون کے دن
اس خورشید رو حسن سے وہ برج ایسا منور ہی کہ جلوہ برج نورانی سے تمام صحرا روشن ہی اور گیسو یا پر طلا
افروز کی رنگا رنگی معلوم ہوتی ہی ذرے زمین کے چمکاتے رشک انجم فلک ہین اور گرد اسکے مہ جبین
کئی سو نازنینان پری چہرہ حور لقا حاضر ہین اور صحبت رقص برپا ہی ہاشم شیرزن دیکھتے ہی اس پر دل و جان
سے عاشق ہوگئے صورت تصویر حیرت زدہ ہوگئے نہ جانا دل بیتاب لے کہ ایک انیس خاص ملکہ کی
شہزادہ ہاشم شیرزن کو دیکھتے ہی دنگ ہوگئی کہ ایسا جوان حسین شکیل جمیل طرحدار خوش وضع صاحب

شان و شوکت اور رعب و جلالت کا کبھی نہ دیکھا تھا اُس انیس نے اور اپنی ہمجولیون کو بھی دکھایا سب کی نگاہ ہاشم
تیغ زن پر پڑی وہ محو جمال ہو کر مثل آئینہ حیرت زدہ ہو گئین ملکہ نے ایک ایک انیس جلیس کی طرف دیکھا
کہ جانب سبزہ زار نرگس وار سب ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی ہین پوچھا ارے کمبختو تم سب کی سب کیون
ٹکٹکی باندھے کس کو دیکھتی ہو ایک نے اُنمین سے عرض کیا شعر گئے دن ٹکٹکی کے باندھنے کے + اب آنکھین
رہتی ہین دو دو پہر بند + دوسری نے کہا ارے خیلا کیا بکتی ہے چپ رہ تیسری نے ملکہ سے عرض کیا کہ حضور
بلا لون یہ تو دیوانیان ہین آپ ذرا زیر مجمع نورانی سبزہ زار کی طرف ملاحظہ فرمایئے ملکہ نے جو جھک کر نگاہ
کی دیکھا کہ سبزہ زار چاندنی کا کھیت ہے یا مہتاب چرخ چہارم سے اتر آیا ہے یا خورشید تابان نے برج فلک سے
اس طرف دورہ کیا ہے چہرۂ نورانی پر آنکھ نہین ٹھہرتی ہے نگاہ خیرگی کرتی ہے حسن و جمال شہزادہ ہاشم بیمثال
دیکھکر اپنا حسن و جمال بھول گئی ہاشم تیغ زن پر ہزار جان سے دلدادہ و فریفتہ ہوئی حسن یوسف صاحبقرانی
کی خریدار ہو گئی صورت زلیخا بیقرار ہو کر دایہ کی طرف مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا شعر فسانہ حسن یوسف کا
سنا کرتے تھے ہم اکثر + دکھایا صانع قدرت نے صحرا مین ان آنکھون سے + ای دایہ تو ذرا اس جوان رعنا کو جا کر
بلا تو لا مین اس سے پوچھون تو سہی کہ کون ہے اور کیدن یہان کھڑا ہے کسکی تلاش مین ہے یہ سنکے دایہ گئی اور ہاشم
تیغ زن کو اپنے ساتھ لے آئی ملکہ قمر سیلان شہزادہ ہاشم آفتاب جمال کی تعظیم کو اٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ پکڑکر
پاس اپنے بٹھا لیا ساقی گلفام کی طرف اشارہ کیا کہ لا جلد گلابیان بادۂ ناب کی قابین کباب کی ساقی
مہ جبین نے کشتیان شراب و کباب کی لا کر فوراً حاضر کین جام جہان نما گردش مین آیا دور شراب چلنے لگا
کباب نوش کیے ملکہ قمر سیلان نے درج دہن کو وا کیا گوہر آبدار کلام شہزادہ ہاشم تیغ زن پر نثار کرنے
لگی عرض کیا کہ آپکا اسم گرامی نام نامی کیا ہے اس کنیز کو اپنے احوال سے تا آل سے آگاہ کیجیے شہزادہ
ہاشم تیغ زن نے فرمایا کہ فرزند ارجمند حمزہ صاحبقران زمان کا ہون نام میرا شہزادہ ہاشم تیغ زن ہے
تم اپنا حال بتاؤ تمھارا کیا نام ہے ملکہ نے کہا آپکو میرے نام سے کیا کام ہے شہزادے نے کہا کہ ولیہ قلعہ دار
تم پر عاشق ہے مین اسکے واسطے تمھین لینے آیا ہون ملکہ قمر سیلان نے کہا ای شہریار ولیہ قلعہ دار
قطرۂ گندیدہ ہے وہ میرے دریاے عشق مین کیا غوطہ زنی کریگا مگر ہان ای بحر حسن و خوبی وای موج دریاے محبوبی
وای گوہر یکتاے قلزم شان و شوکت وای لعل بیبہاے سمندر رعب و جلالت اگر آپ اس قطرۂ ناچیز کو اپنی
کنیزی مین قبول فرمایئے تو بجان و دل حاضر ہون اور اگر حضور اُسکے نامزد کیجیے گا تو مین اپنے
تئین انگشتری الماس سے کشتہ کرونگی شہزادہ ہاشم تیغ زن تو خود بھی ملکہ قمر سیلان پر جی سے
مائل ہین مگر مجبور ہین کوئی چارہ نہین کہ یہ خلاف خاندان حمزہ صاحبقران زمان ہے کہ دوسرے کی
معشوقہ پر قبضہ کرنا دل مین کہتے ہین ای ہاشم ہر چند کہ تو بھی عاشق زار جمال ملکہ قمر سیلان ہے اور
ملکہ خود بھی اسطرح کہتی ہے مگر آجتک کبھی ایسا عمل تجھسے نہین واقع ہوا ہے کہ کسی کی معشوقہ پر نگاہ بد
ڈالی ہو انجام اسکا کیا ہوگا کبھی ایسا نہ کرنا چاہیے ہاشم تیغ زن اسی فکر مین اسی سوچ مین ملکہ کے قریب
چپ بیٹھے ہوئے ہین ملکہ ہر بار زانو پر ہاتھ رکھکے کہتی ہے کہ حضور کچھ زبان مبارک سے ارشاد کیجیے ہاشم تیغ زن
کچھ جواب نہین دیتے ہین اتفاقاً مفتوح کوہی جو شکار کھیل کر سمت الٹی طرف سے گذرا خیال مین مفتوح
کوہی کے یہ آیا کہ بہن کو اپنی دیکھنے چلیے جب مفتوح کوہی سامنے مجمع کے آیا ملکہ کی جو اپنے بھائی پر نگاہ پڑی شہزادہ

ہاشم شمشیرزن سے یہ منت و عجز ہاتھ جوڑکر خوف زدہ ہو کر عرض کیا کہ آپ ایک دم بھر کے واسطے پوشیدہ
ہو جائیے بھائی میرا مفتوح آتا ہے مجھے دیکھکر ابھی چلا جائیگا ہاشم شمشیرزن نے کہا کہ بہتر ہے اور تلوار ٹیک
کر اُٹھے اور دروازہ کی طرف چلے مالکہ نے کہا ای شہریار اُدھر آپ نہ جائیے کہ اسی طرف سے تو وہ چلا
آتا ہے شہزادہ ہاشم شمشیرزن نے فرمایا ای ملکہ قمر سیلان ہم اولاد حمزہ صاحبقران زمان ہیں ہم کبھی
کسی سے پوشیدہ نہیں ہوتے ہیں چھپنا کام نامردوں کا ہے دلیر ہم مقابلہ ہوتے ہیں یہ کہکر دروازے سے باہر
نکلا اور مفتوح کوہی اُدھر سے آتا تھا دیکھا کہ ایک جوان آفتاب طلعت بصد شان و شوکت برج سے
ملکہ قمر سیلان کے نکلا ہے مفتوح نے للکارا تو کون ہے اور یہاں کیوں آیا تھا شہزادہ ہاشم نے نعرہ کیا نعرۂ ہاشم
منم صفدر و غازی و صف شکن + شجاع و جری ہاشم شمشیرزن + اے مفتوح کوہی میں فرزند امیر کشورگیر زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا ہوں یہاں اسلیے آیا ہوں کہ دلیر قلعہ دار کی مدد کو
تجھسے لونگا مفتوح کوہی یہ کلام حیرت نظام شہزادہ ہاشم شمشیرزن سنکر غصے سے مثل بید کے تھرتھر کانپنے لگا
کہا او خدا پرست دلیر قلعہ دار کو تو میں نے مار کے صحرا میں ڈال دیا اب تو بھی ٹکڑے اسکی لاش کے دیکھ لے
گیا تو میری بہن کے پاس صحبت آرا تھا اب تجھے بھی قتل کیے بغیر میں کب چھوڑتا ہوں یہ کہکر چوبدست کا ہاشم
شمشیرزن پر وار کیا شہزادے نے چوٹ بچا کر دونوں ہاتھوں سے چوبدست کو پکڑ لیا اور چاہا کہ جھٹکا دیکر
چھین لوں مفتوح کوہی چوبدست کو چھوڑکر ہاشم شمشیرزن سے لپٹ گیا اور قصد کیا کہ اس جوان کو مثل
سبزۂ خاک کے پیس ڈالوں تا ہم ہاشم شمشیرزن ذرا لچکا بلا یا کچھ اثر بھی نہ ہوا کشتی ہونے لگی مفتوح کوہی زور
آزمائی کرنے لگا جو پیچ مفتوح باندھتا ہاشم نے اسکا توڑ کرکے رد کر دیا چار پہر رات کشتی ہوا کی صبح کو ہاشم
شمشیرزن نے لنگ مفتوح کوہی کا توڑکر ایک ہاتھ سے اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے کہا کہ دیکھا تو نے زور
خدا پرستوں کا مقابلہ تو اکیلا ہم دشمنوں پر اور کفار پر یوں غالب آتے ہیں مفتوح کوہی پکارا ای شہریار
الامان الامان شہزادۂ ہاشم نے کہا ای مفتوح امان جان کی بشرط ایمان اگر تو لقائے بے بقا پر لعنت
کر اور دین اسلام قبول کر تو ابھی تجھکو امان دوں اور جان بخشوں مفتوح کوہی نے پکار کر کہا کہ لاکھ لاکھ
لعنت لقائے بے بقا اور اسکے پرستاروں پر لعنت ہے مجھکو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری سے سروکار
ہے میں نے دین اسلام قبول کیا میں بصدق دل مسلمان ہوا شہزادۂ ہاشم نے اسکے ہاتھ سے زمین پر گرا
دیا مفتوح کوہی دوڑکر شہزادۂ ہاشم شمشیرزن کے قدموں پر گرا نعلین پائے نور عین حمزہ صاحبقران کو
بوسہ دیا اور اٹھکر کلمہ طیبہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا ہاشم شمشیرزن نے پوچھا ای مفتوح
دلیر قلعہ دار کیونکر تیرے ہاتھ سے مارا گیا مفتوح نے کہا میں شکار کھیلتا ہوا ادھر سے جاتا تھا وہ اُدھر
سے آتا تھا میں نے اس سے پوچھا تو کہاں جاتا ہے اس نے کہا کہ میں ملکہ قمر سیلان پر عاشق ہوں طالب وصل
ملکہ قمر سیلان جاتا ہوں انشاء اللہ جاؤنگا تجھکو یہ کلمہ اسکا اسقدر ناگوار ہوا کہ میں آمادہ اسکے قتل پر ہوا
انجام کار اسکو میں نے مار ڈالا اور اسکی لاش کے ٹکڑے کرکے صحرا میں پھینکدیے چیل کوے کھا گئے
ہونگے شہزادے نے کہا تو نے بہت برا کیا مفتوح نے کہا ای شہریار میں کبھی اُسے اپنی
بہن دیتا مگر اب آپ اپنی کنیزی میں اسکو لیجیے شہزادۂ ہاشم نے کہا کہ اب تم تو اپنا حال کہو کہ کہیں
تم تو کسی پر عاشق نہیں ہو مفتوح نے ایک آہ سرد کھینچی اور آنسو آنکھوں میں بھر لایا شہزادہ سمجھا کہ یہ بھی

عاشق تن ہو کسی پر فریفتہ ہو پوچھا ای مفتوح تم کیون آنکھون مین آنسو بھر لائے کچھ حال تو بیان کرو مفتوح
نے عرض کیا کہ حضور چلکر ملکہ قمر سیلان کے پاس بیٹھین تو مین اپنا حال عرض کرون شہزادہ ہاشم شیغزن اُسی
وقت مسند کی طرف چلے ملکہ قمر سیلان نے جو دیکھا کہ شہزادہ ہاشم شیغزن مفتوح پر متعجب ہوا فوراً سجدۂ
شکر کیا غرضکہ ہاشم شیغزن جب ملکہ کے پاس آئے ملکہ برائے تعظیم اٹھکر کھڑی ہوئی ہاتھ پکڑ کر مسند زرنگار
پر بٹھایا شہزادے نے کہا ای ملکہ تمھارا بھائی تو اسلام لایا اب تم بھی مسلمان ہو ملکہ نے عرض کیا کہ مجھکو
بہر کیف تمھاری اطاعت و فرمانبرداری منظور ہے مجھکو مسلمان ہونے مین کیا تامل ہے پھر شہزادے نے کلمۂ
طیبہ اُسکو تعلیم کیا ملکہ کلمہ پڑھکر دائرۂ اسلام مین آئی ہاشم شیغزن نے کہا ای ملکہ عجب بفضل الٰہی شریک
حال ہوا کہ ولید قلعہ دار مارا گیا نہین تو ہمارے تمھارے دل کا ارمان نہ نکلتا بڑی مشکل پڑتی ملکہ بولی
ای شہریار مین اپنی جان دیتی مگر ولید قلعہ دار کو ہرگز ہرگز قبول نہ کرتی فقط میری زندگی تھی جو وہ مارا
گیا پھر ملکہ قمر سیلان نے حکم کیا کہ خاصہ لاؤ فوراً آکر دسترخوان بچھایا شہزادہ ہاشم اور ملکہ نے کھانا
کھایا رات بھر کا جاگا ہوا تھا آرام فرمایا دوسرے دن صبح کو مفتوح کو ہی آیا ملکہ بھائی کی تعظیم کو اٹھی
مفتوح نے شہزادہ ہاشم شیغزن کو سلام کیا پاس آکر بیٹھ گیا ساقی گلچہرون کو اشارہ کیا دورہ بادۂ ناب ہوا جب
دو تین جام شراب پر نوبت پہونچی اور دماغ گرم ہوا نشہ شراب کا چڑھا کہ ہاشم شیغزن نے فرمایا ای
مفتوح اب حال اپنا خلاصہ بیان کرو مفتوح نے کہا ای شہریار یہان سے کئی منزل پر ایک شہر ہے کہ
نام اُسکا جالقیم ہے بادشاہ وہان کا مرزبان شاہ ہے مجھسے اُس سے شکارگاہ مین ملاقات ہوئی دلی
دوستی مرزبان شاہ مجھکو اپنے شہر مین لے گیا وہان میری دعوتین و ضیافتین کی بعد الفراغ دعوت
مین رخصت ہوکر چلا شہر سے باہر نکلا تھا کہ بیٹی مرزبان شاہ کی اپنے باغ سے آتی تھی ہوا سے پردہ
محافہ کا اُلٹا میرا اور ملکہ کا سامنا ہوا تیر عشق جگر سے پار ہوا دل بہت بیقرار ہوا سواری اُسکی اُس طرف
نکل گئی مین اپنے شہر کو آیا پیغام مرزبان شاہ کو بھیجا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کردو
اُس نے پیغامبر کو نکلوا دیا اور میرا دشمن جانی ہو گیا ای شہریار مرزبان شاہ ہندوستان روزگار ہے بڑا نامی
دنیادار ہے چار لاکھ کی جمعیت سواران جرار لشکر بیشمار رکھتا ہے کوئی اُس سے عہدہ برا نہین ہو سکتا ابت
رشتہ ہے کہ اُسکی بیٹی سے وصل ہو اُسکے عشق مین مجھکو رات دن بیقراری اور آہ و زاری ہے اگر
آپ میری مددگاری کیجیے گا تو زندگی ہوگی ورنہ یونہین فراق مین تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگا
شہزادہ ہاشم شیغزن نے کہا ای مفتوح تم خاطر جمع رکھو مین تمھاری معشوقہ کو تمسے ملا دونگا مفتوح نے
کہا ای شہریار فوج اسقدر کہان ہے کہ آپ اُس سے جاکر سامنا کیجیے گا ہاشم شیغزن نے کہا ای مفتوح
[illegible] فی الحال یہ و تنہا فتح کیجیے مین مرزبان شاہ سے بھی اکیلا جاکر مقابلہ کرونگا مدد پروردگار
کا طالب ہون وہ حافظ حقیقی ہر وقت ہر مقام پر تنہائی مین اور بھیڑ تنہائی مین نگہبان ہے فوج اور لشکر
کی کچھ حاجت نہین ہے مفتوح نے گرد سر پھیرے کے نعلین پا لیا دیا اور ہاتھ جوڑ کے عرض
کیا ای شہریار مجھے آپکو وہان تنہا جانے دینا گوارا نہین ہے شہزادہ ہاشم شیغزن نے فرمایا اچھا اگر تمھاری
یہی خوشی ہے تو تم فوج لیکر الگ الگ چلو اور شہر کے مین پوشیدہ رہنا تا وقتیکہ میں باہر کار سے خبر کے
نہ نکلنا جسوقت تم کو خبر پہونچے کہ مین مرزبان شاہ پر غالب ہوا اُسوقت تم فوج لے کر

چلے آنا مفتوح نے کہا بہت خوب بسر و چشم القصہ شہزادہ ہاشم تیغ زن یکہ و تنہا بصد کروفر شہر جابلقیہ کو روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طی مراحل شہر جابلقیہ میں پہونچے دیکھا شہر بہت آراستہ و پیراستہ ہی دکانیں پختہ دو طرفہ ہیں دکاندار آباد خوش و خرم ہر چیز عمدہ دکانوں پر موجود ہی بازاروں کی سیر کرتے ہوئے خراماں خراماں کاروانسرا میں آکر اُترے بھٹیارے کو آواز دی مہترجی ادھر آؤ جب بھٹیارہ قریب آیا ایک اشرفی کندلی کامدار نکال کر اسکے آگے پھینکدی اور گھوڑے سے اُترے اور کہا گھوڑا ہمارا باندھ دو اور گھانس دانے کا اسکے سامان کرو اور کھانا ہمارے واسطے پکاؤ بھٹیارے نے خوشی خوشی وہ اشرفی اُٹھالی اور گھوڑا شہزاد کا ٹہلا کر باندھا چار جامہ کھول کر کوٹھری میں رکھا بھٹیاری سے کہا ارے چودھرائن تو میاں کو حقہ پانی دے وہ ہاتھ منھ دھوئیں حقہ پئیں میں دانے گھانس کی فکر میں جاتا ہوں اور سودا کھانا پکانے کا بھی لیتا آؤنگا غرضکہ مہترانی نے ڈیڑھ دم خمیرہ حقہ کہنی دار بھر کے آگے شاہزادے کے رکھا اور گرم پانی کا لوٹا بھر کر لائی واسطے ہاتھ منھ دھونے کے غرض شہزادہ ہاشم تیغ زن نے ہاتھ منھ دھو کر حقہ پیا رات کو کھانا قورمہ چپاتیاں نوش کیں کھانے پینے سے فراغت کر کے بھٹیاری کے پلنگ سیج سجا کر تیار کر دیا شہزادے نے آرام کیا صبح کو گھوڑا کسوا کر شہر کی سیر کو چلے جاتے جاتے چوک میں پہونچے دیکھا کہ ایک مقام پر خلائق کا ہجوم ہی جب قریب پہونچے تو ملاحظہ کیا کہ ایک کمان اور ایک بدرۂ زر چوکی پر سنگ مرمر کی رکھا ہی اور ایک شخص کرسی پر بیٹھا ہوا ہی شہزادہ ہاشم تیغ زن نے گھوڑے کو روک لیا اور اُس شخص سے پوچھا کہ یہ کمان کیسی ہی اور یہ بدرۂ زر کیسا ہی اُسنے شہزادہ ہاشم تیغ زن کے حسن و جمال کو دیکھکر بہت متحیر ہو کر کہا ای جوان صاحب شوکت و شان ہمنے کبھی تجکو اس شہر میں نہیں دیکھا شاید تو نیا وارد ہی اپنا نام و نشان بتا شہزادہ ہاشم تیغ زن نے کہا پہلے تم اس کمان کا حال بیان کرو تو پیچھے میں اپنے نام اور حسب و نسب سے آگاہ کرونگا اُس کرسی کے احمق نے کہا کہ یہ کمان مرزبان شاہ کی ہی یہاں اسواسطے رکھوادی ہی کہ جو کوئی اس کمان کو کھینچ لیگا یہ بدرۂ زر پائیگا اور اگر ارادہ کھینچنے کا کرے نہ کھینچ سکیگا گردن مارا جائیگا شہزادہ ہاشم تیغ زن مرکب سے کود پڑے اور کہا کہ ہم اس کمان کو کھینچیں اگر ہمسے نہ کھینچ سکیگی تو تو ہمیں قتل کرنا یہ کہکر وہ کمان ہاشم تیغ زن نے ہاتھ میں اٹھالی اُس جوان کرسی کے احمق نے ہر چند منع کیا کہ ای جوان تو اس کمان اور چلّہ کے ہرگز کھینچنے کا قصد نہ کرنا نہیں تو مفت میں جان تیری جائیگی اور یہ کمان بھلا تجسے کیا کھنچیگی اس کمان کو بڑے بڑے طاقتدار نہ کھینچ سکے جو دعوی رستمی اور دلاوری ہمتی رکھتے تھے توان ہاتھ پاؤں پہ اتنا بڑا دعوی کرتا ہی ہاشم تیغ زن مطلق اُسکے کہنے کو سماعت میں نہ لائے اور چلّے پہ کمان کے ہاتھ ڈال کر کھینچ لیا اور گوشے سے گوشہ ملا دیا تحسین و آفرین کی صدا چار طرف سے بلند ہوئی واہ واہ واہ کا غل ہر جانب سے اُٹھا ہر شخص نے کہا کہ ایسی طاقت آجتک ہمنے کسی میں نہ دیکھی ہمیشہ اس شخص کو خدا نظر بد سے بچائے رکھے وہ جوان کرسی نشین دنگ ہو گیا مثل آئینہ کے حیرت زدہ ہو کر چہرۂ بیمثال شہزادہ ہاشم تیغ زن دیکھنے لگا شہزادہ ہاشم نے وہ بدرۂ زر اٹھا لیا اور کھڑے کھڑے اسی جگہ غربا اور مساکین و محتاجین کو سب تقسیم کر دیا آپ اُسمیں سے ایک پیسہ نہ لیا لوگ اور زیادہ متعجب ہوئے اور کہا کہ یہ شخص بڑا سخی داتا ہی کہ اس مشقت و جانکاہی سے تو یہ بدرۂ زر ہاتھ آیا اور یوں دم بھر میں اپنے اسی جگہ بانٹ دیا ہرکاروں نے یہ خبر مرزبان شاہ کو پہونچائی کہ ایک جوان نہایت حسین و شکیل وارد شہر ہوا ہی اُسنے کمان آپکی کھینچ کے دونوں گوشے ملا دئیے اور بدرۂ زر

مسالکین کو بانٹ دیا مرزبان یہ خبر سنکر بہت متحیر ہوا اور حکم کیا کہ اُس جوان رعنا کو بکمال عزت و توقیر حشم
و خدم سے ہمارے پاس لاؤ بموجب حکم پادشاہ وزرا و امرا اور تمام سرداران جلیل القدر برائے استقبال شہزادہ
ہاشم تیغ زن آئے اور شہزادے سے ملاقات کرکے کہا کہ پادشاہ آپ کا مشتاق زیارت حسن و جمال چہرۂ مثال
ہی تشریف لیچلیے ہاشم تیغ زن بعد کروفر اُن سب کے ہمراہ بارگاہ مرزبان شاہ میں آئے پادشاہ نے
شہزادۂ ہاشم کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اہل دربار بہ نگاہ غور حیران حیران صورت شہزادے کی دیکھنے لگا
پادشاہ نے ساقی مہوشوں کو اشارہ کیا وہ اُسیوقت کشتیاں شراب و کباب کی لائے دور بادۂ ناب چلنے لگا
پادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جام زرنگار لیکر بادۂ گلفام سے لبریز کیا اور شہزادہ ہاشم سے کہا کہ لیجیے
نوش کیجیے ہاشم تیغ زن نے کہا کہ میں جام شراب تمہارے ہاتھ سے نہ پیونگا مجھپر یہ شراب حرام ہی ہم [illegible]
ہا اور میں خداپرست ہوں مرزبان شاہ کو دیکھتے ہی ہاشم تیغ زن سے ایک محبت دلی پیدا ہو گئی
تھی کہنے لگا ای جوان رعنا اگر میں تجکو زیر کروں تو لقا پرستی اختیار کریگا ہاشم نے کہا کہ ہاں اگر میں تجھسے
زیر ہوجاؤنگا تو لقا پرستی اختیار کرونگا اور اگر تو زیر ہوجائیگا تو میں تجکو مسلمان کرونگا مرزبان شاہ نے
قبول کیا اور حکم دیا کہ اکھاڑہ تیار ہو اُسیوقت اکھاڑہ تیار ہوا ملازم جانگیا اور لنگوٹ دو کشتیوں
میں اٹھا کر لائے پادشاہ ہاشم تیغ زن کا ہاتھ پکڑکر اُٹھ کھڑا ہوا دونوں نے لباس اُتارے جانگیا اور لنگوٹ
زیب بدن کیا دونوں اکھاڑے میں اُترے خم مارکے پینترے بدلے ہاتھ ملاتے ہی لپٹ پڑے کشتی ہونے
لگی کلہ بکلہ مشت بمشت سامنے کے داؤں پیچ اور زور آزمائی قوت نمائی ہو رہی ہی مگر کوئی غالب نہیں آتا
دونوں برابر چٹے ہوئے ہیں یہانتک کہ شام ہو گئی مرزبان شاہ نے کہا ای جوان بس اب شام ہو گئی رات
کو استراحت کرو صبح کو پھر لڑینگے ہاشم تیغ زن نے کہا ای مرزبان شاہ تم دن بھر لڑا کیے کچھ نہوا اسیطرح
برسوں گذر جائینگے اور جھگڑا تمام نہوگا اور کوئی کسی پر غالب نہ آئیگا بہتر یہ ہی کہ بغیر فیصلہ ہوئے
ہم تم جدا نہوں مرزبان شاہ بولا کہ تاریک شب میں کون تماشا دیکھیگا شہزادے نے کہا کہ روشنی منگواؤ
کیا مشکل ہی پادشاہ نے حکم کیا کہ روشنی اچھی اچھی طرح سے ہوجائے بموجب حکم پادشاہ مشعلچی و ستاں طلائی
جلا کر حاضر ہوئے ایک ہزار مومی بتیوں کے جھاڑ چاروں طرف اکھاڑے پر لگائے گئے جنکے شاخ افق کی دور
تک ہزارہا گز تک ہزارے طلائی جلا کے بال کے چھٹے مارنا شروع کیے اسقدر روشنی اکھاڑے سے دور تک چہار طرف ہوئی
کہ گویا آگ لگ گئی اگر سوئی زمین پر گرے آدمی اُٹھا لے ادھر خوان میوے کے اور کاسے دودھ کے لیکر سب آ گئے
مرزبان شاہ نے خوب میوہ کھایا دودھ پیا پھر تازہ ہو گیا شہزادہ ہاشم کی بھی صلاح کی ہاشم تیغ زن نے کہا کہ چونکہ
میں نے صبح سے مطلق کچھ نہیں کھایا ہی مگر اب بھی نہیں کھاؤنگا یہ میرا معمول نہیں ایک ہی مرتبہ کھانا کھاؤنگا
اور پانی پیونگا ہر چند مرزبان شاہ نے اصرار کیا مگر ہاشم تیغ زن نے کچھ بھی نہ کیا مرزبان شاہ نے کہا
ای جوان تو تجھے بدنام کریگا لوگ کہینگے کہ حریف کو بھوکھا پیاسا کرکے پکڑ لیا میں نہیں چاہتا ہوں کہ کوئی بات
بدنامی کی میرے ذمے عاید ہو ہاشم تیغ زن نے کہا کہ تمہیں کوئی نہیں بدنام کریگا ہمارا یہی دستور ہی
نہیں ہی کہ ہم بغیر فیصلہ جنگ کچھ کھائیں پئیں غرضکہ پھر دونوں سرگرم ہو کر کشتی ہوئے تمام رفقا پادشاہ کے اور
سرداران اولو العزم اور شہر کے امیر غریب تماشا دیکھ رہے ہیں سب کی نگاہ لڑی ہوئی ہی از بسکہ دونوں پسینہ میں
غرق ہیں اکھاڑے میں جا بجا پسینے سے کیچڑ ہو گئی ہی غرضکہ رات بھر اُسی طرح کشتی ہوا کی پیچ بند ہوا کیے تو

ہوا کیے آخر صبح ہو گئی دوسرے روز پہر دن باقی تھا کہ مرزبان شاہ ہاشم تیغ زن کو ریل کر دوڑا لے گیا چھ سات قدم پر جا کے ایک جھٹکا دیا کہ ایک زانو ہاشم تیغ زن کا زمین سے جا لگا ہاشم نے لنگر ادا ہر چند مرزبان شاہ نے زور کیا کہ لنگر ہاشم کا اکھیڑے مگر مطلق جنبش بھی نہ ہوئی گویا زمین سے پاؤں پکڑ لیے مرزبان شاہ عرق عرق ہو کر ہانپنے لگا عاجز ہو کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا ای جوان میں تو اپنا زور آزما چکا اب تجھے جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرنا اوس وقت ہاشم تیغ زن نے دونوں بازو مرزبان شاہ کے تھامے اور ریل کر دس گیارہ قدم دوڑا لے گیا وہاں جا کر دفعۃً جھٹکا مارا دونوں گھٹنے مرزبان شاہ کے زمین سے جا لگے مرزبان شاہ چاہتا تھا کہ لنگر مارے ہاشم تیغ زن نے کمر بند میں ہاتھ ڈال کر نعرۂ اللہ اکبر کیا اور زور کر کے لنگر توڑا ایک ہاتھ سے مرزبان شاہ کو اٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے کئی بار چرخ دیا چاہا کہ زمین پر ماریں کہ مرزبان شاہ پکارا الامان الامان ای جوان یہ جمعیت سے بعید ہے جسکو زیر کر لے اوس میں اشکو ذلیل نہیں کرتے ہیں ای رستم بہ صد صولت و شوکت و ای تیغ زن میدان ہمت و جلالت میں سے اطاعت و فرمانبرداری آپ کی اختیار کی آج سے میں آپ کا غلام حلقہ بگوش ہوں بیشک آپ مرد مردانہ اور شمشیر فرزانہ ہیں مثل آپ کے کوئی شجاع و بہادر ہوگا ہاشم نے بے شک یقین مردانگی و شجاعت اہل اسلام کی سنا کرتا تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیا ہاشم تیغ زن نے مرزبان شاہ کو اسی طرح ہاتھ سے رکھ دیا وہ اٹھکر گرد پھرنے لگا ہاتھ آنکھوں لگانے قدم میمنت لزوم کو بوسے دیے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا پھر تمام سرداروں کو بلایا افسران فوج کو طلب کیا اور سب سے کہا کہ جسکو میرے پاس رہنا ہو وہ لقا پر لعنت کرے دین اسلام قبول کرے سب نے کہا لقا پر ہزار لعنت کی دین اسلام اختیار کیا پھر تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے توڑ کر مسجدیں تعمیر کرائیں سکہ نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا جھنڈا دین اسلام کا گڑ گیا مرزبان شاہ نے شہزادے کی دعوت و ضیافت کی ہاشم تیغ زن نے کہا ای مرزبان جب سے میں اس طرف آیا ہوں جسکو زیر کیا اوسنے دین اسلام قبول کرنے میں عذر کیا کہ میں فلان مقام پہ فلان ملکہ کا عاشق ہوں میری معشوقہ کو مجھسے ملا دیجیے تو میں دین اسلام قبول کرونگا چنانچہ مفتوح تمہاری بیٹی پہ عاشق ہیں اونکی معشوقہ کی فکر میں تمہارے شہر میں آیا تھا مرزبان نے کہا ای شہریار مفتوح کی تو کیا مجال تھی کہ اس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکتا یا میری بیٹی کے عشق کا نام زبان پر لاتا مگر آپ کے فرمانے سے مجھکو کچھ عذر انکار نہیں القصہ شہزادۂ ہاشم تیغ زن نے سب عاشقوں کو اور سب معشوقوں کو وہیں بلوایا اور ایک کا ایک کے ساتھ عقد کر دیا اور اپنا عقد ملکہ قمر سیلان کے ساتھ کیا اور اوسکے ہرکاروں کو چہار طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد پتہ داستان لشکر اسلام کی خبر لاؤ ہرکارے گئے اور بعد کئی دن کے خبر لائے کہ دامن کوہ میں شاہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ کا لشکر اترا ہوا ہے شہزادۂ ہاشم نے بھی لشکر فراوان ساتھ لے کر اوسی طرف کا راستہ لیا

دو کلمہ داستان شوکت نشان بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد عالیمقام کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا جام وہ عطر بیز
کہ جس مے کے پینے سے ہو ... تیز
عجب رنگ کی ہے مے سرخ فام
سمجھتے ہیں قرابے اوسے تمام
تلاطم ہوا چاہتا ہے عیان
ترا میکدہ ہوگا مقتل نشان
سمجھ توسن کلک چالاک کر
روان جلد اب سوے افلاک کر

بڑا معرکہ اب تو درپیش ہے
ہر اک رند ساقی جگر ریش ہے
چمک برق کی ہے کہ موج شراب
الم سے ہی دل میکشوں کا کباب
جو ساغر ہیں شمشیر کی لہر ہے
وہ رندوں کے حق میں بلا قہر ہے
[illegible]
تو فرما خورشید آج اپنا جہان خانہ ہے

بزم میں یا ہم ہے جو ہم شمع اور نہ پروانہ ہے
ابر ہے صحن چمن ہے ساقی مستانہ ہے
دل جہاں چشم مست یار پیمانہ ہے
ہر طرف کو خندہ برق و گل و پیمانہ ہے
داغ سودا جو نظر آتا ہے اک پیمانہ ہے
دل ہمارا فانوس شمع عارض جانانہ ہے

روح قالب میں نہیں ہے نم میں پیمانہ ہے
سرخوشی ممکن نہیں جبتک نہ چھلکے جام عمر
اب نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہے
ہر کسی نے کی فریب دوستی میں دشمنی

سبزۂ مجنون میری تربت پر ہوا ہو یا جو تخم
یہ خرابات جہان بھی اور ہی میخانہ ہے
محو ایسے خانۂ رنگین میں مہمان ہو گئے
میری شمع قبر پہ موج ہوا پروانہ ہے

استخوان ہونگے ہمارا جسم شخص پنہ ویرانہ ہے
نام سرسبزی ہے جسکا بوستان دہر میں
یہ نہیں ثابت کسی پر کون صاحب خانہ ہے

بیت نویسندۂ دفتر لاجواب

رقم کردایں داستان انتخاب ۔ شجاعان عرصۂ جانبازی و یکہ تازان میدان سرفرازی توسن کلک کو یون ہمیز کرتے ہیں کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار ریحالیم قاہم جب اس معرکۂ آفت خیز بلا انگیز یعنی برف باری میں بارگاہ فلک جاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر لقا یاقوت شاہ لیکر آگیا ہے سرداران لشکر اسلام وغیرہ سے تلوار چل رہی ہے مرکب باد رفتار پہ سوار ہو کر چلے میدان کارزار میں آکر تلوار کھینچی لڑنا شروع کیا جب ایک سردار لشکر لقا سے مقابل ہوا اسکے ہاتھ سے زخمی ہو گئے اسی عالم زخمداری میں اس کافر کو تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو کر گرا اور زخم سے چادر خون کی منہ پر آئی بیہوش ہو گئے رہوار کی گردن میں ہاتھ حائل کر دیے مرکب میدان جنگگاہ سے طرف صحرا کے نکل گیا یکلخت قدم اٹھائے ہوئے دوڑتا چلا رات بھر بادیہ پیمائی کی صبح کو قریب طلسم ہوشربا کے پہونچا ایک صحرا سے پرفزا ملا کہ وہ متعلق شہر سیمرغ سے تھا مرکب سبزہ زار دیکھکر ٹھہر گیا ہری ہری گھاس کھانے لگا جب خوب سیر ہوا ایک چشمے پر آیا پانی پیا خنکی جو قلب کو پہونچی جھرجھری لی بادشاہ کہ عالم زخمداری میں بیہوش تھے زمین گیاہ پر گر پڑے مرکب چرا میں مصروف ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جب اس شہریار کو ہوش آیا اپنے تئیں صحرائے سبزہ زار میں پایا بسم اللہ کہکے اٹھے چشمے پہ آئے زخم سر کو پانی سے دھو پارۂ رومال سے خشک کیا قربوس زین فرس سے سوزن و رشتہ نکالا زخم سر میں ٹانکے دیئے مرہم بھی موجود تھا ایک پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھائی فوراً درد سر کے زخم کا موقوف ہو گیا گھوڑے پر سوار ہو کے ایک طرف کو چلے جاتے جاتے ایک اور صحرا میں گذر ہوا دیکھا کہ ایک گنبد سبز مثل فلک زنگاری بنا ہے خیال میں آیا کہ آج کی شب یہاں بسر کیجئے تو دل مجروح کو راحت ملے یہ سوچ کے قریب اس گنبد سبز کے آئے گھوڑے سے اترے اس گنبد میں داخل ہوئے دیکھا کہ ایک پریزاد بنایت صاحب جمال وجیہ بصورت نازنین مہ جبین مہر تمکین مسند ناز پہ جلوہ گر ہے بادشاہ اسلام دیکھتے ہی اس حور لقا کو عاشق ہو گئے وہ پریزاد دلنشین ایکبارگی اٹھی اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو میں مسند پر بٹھا لیا اور عرض کیا کہ آپ کون ہیں ادہر کیونکر ادہر آئے بادشاہ اسلام نے تمام حال اپنا بیان کیا اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں پریزاد ہوں مجھکو ساحر پر وزیر سحری بیابان سے لائے ہیں پھر اس نے تمام اسباب صحبت جشن اور سامان جلسۂ عیش مہیا کیا گلابیان شراب کی قابین کبابکی منگائیں بادشاہ اسلام شریک جلسۂ عیش ہوئے دور مے چلنے لگا پھر اس نے کھانا منگوا کر دسترخوان بچھوایا آپ بھی کھانا کھایا بادشاہ کو بھی کھلایا بعد فراغت ناؤ نوش وغیرہ باہم دل اختلاط ہوئے بادشاہ اسلام نے اس پریزاد کے گلے میں دونوں ہاتھ ڈال دیئے اور منہ کے پاس منہ لیجاکر ارادہ بوسہ لینے کا کیا کہ ایک بوئے بدایش گندہ دہن کے منہ سے آئی فوراً منہ ہٹا لیا ہاتھ گردن سے نکال لیے نفرت کلی ہو گئی بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ خود ساحرہ ہے لیں دور سرک کے اس سے بیٹھے اس نے کہا ای شہریار یہ کیا باعث ایسی گرمجوشی تھی یا یہ سرد مہری ہوئی فرمائیے کیا سبب ہے جو آپ نے مجھسے کنارہ کشی کی بادشاہ اسلام نے ہنسکر فرمایا او مکارہ لگانہ تو جادوگرنی ہے مجھکو پریزاد بنکر صورت دکھائی منہ مثل سنڈاس کے ہے ایسی بو بد آتی ہے کہ نفرت ہو گئی یہ سنتے ہی ساحرہ پریشان ہو گئی اور بولی کہ ای شہریار سوا اس گندہ دہنی کے اور تو کوئی عیب مجھ میں نہیں ہے عشق کے آئین میں یہ بھی کم ہے بادشاہ نے فرمایا او لگانہ تجھکو فریب بھی آتا ہے دو سو برس سے تیرا سن کم نہیں ہے وہ کہاں

کہانے لگی کہ مجھکو ابھی پندرھوان برس شروع ہی ابھی اچھی طرح کھیل کود سے بھی واقف نہین ہون بادشاہ نے فرمایا
ہم جادوگرنی سے صحبت نہین ہوتے ہین اُس مکارہ نے کہا کہ ان باتون مین تم بہت خراب ہوگے مجھے ناراض
نہ کرو بادشاہ نے کہا او لکا مین تجھپر تھوکتا بھی نہین یہ سنکر بیہم ہولی اور سحر جو کیا ہاتھ پاؤن بادشاہ کے کرخت ہوکر رہ گئے
اُسنے کھینچ کر اپنے پاس بٹھالیا اور تقبیل کرنے لگی کہ اے شہریار مین تجھپر ہزار جان سے عاشق ہون ایسی
چاہنے والی تو نہ پائیگا دیکھ پچھتائیگا نہین تو میرا مطلب دلی یہ ہی بادشاہ نے کہا مجھکو جان دینا قبول ہی مگر تجھسے
ہمبستری منظور نہین یہان یہ ذکر تھا کہ ایک تخت پریزاد کا آسمان سے اُترا گلاب چمپی اسکا نام تھا تمام [illegible]
[illegible] سے معطر ہوگیا بادشاہ اسلام کو دیکھتے ہی عاشق و شیدا ہوگئی پاس آکر اُس ساحرہ کے بیٹھی پوچھا کہ یہ آدم زاد کون
ہی وہ ساحرہ بولی کہ یہ شخص بڑا ذی مرتبہ صاحب شان و شوکت بادشاہ لشکر اسلام ہی خداوند لقا نے لشکر
پر اسکے ساحرون سے برف باری کرائی لشکر اسکا تباہ ہوگیا یہ خراب خستہ ہوکر ادھر نکل آیا مین اسکو دیکھکر عشق
مین دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہون مین کہتی ہون یہ میرا کہنا نہین مانتا تا اب وصل سے سیراب نہین کرتا اگر اسنے
میرا کہنا نہ مانا تو مین بھی اسکو گرفتار کرکے روبرو خداوند باختری کے پاس بھیجدونگی چاہے وہ قتل کرے چاہے
چھوڑ دے یہ ذکر تھا کہ لیکایک دو تخت اور آسمان پر سے اُترے ایک تخت پر روح افزا پری سوار تھی دوسرے پر
گلران پری بیٹھی تھی یہ دونون پریزادین بھی بادشاہ اسلام کو دیکھتے ہی مائل و شیدا ہوگئین پاس آکر بیٹھین
اُس ساحرہ سے حال بادشاہ کا پوچھا یہ کون شخص ہی بادشاہ اسلام بھی اُنکو دیکھکر حیران ہو روح افزا پری کی طرف
مائل ہوئے مگر اس ساحرہ کی وجہ سے خاموش رہے اُس ساحرہ نے اُن پریزادون سے کہا کہ تمھارا یہان بیٹھنا مناسب
نہین ہی کسواسطے کہ ایسا نہو ملکہ حارث یہان چلا آئے اور تمھین یہان بیٹھے ہوئے دیکھ لے تو غضب ہوجائیگا اور
ملک حارث سے بادشاہ طلسم خوشنہ پر جادو سے بہت ملاقات ہی بادوگر اسکے کفیل حال ہین اُن پریزادون
نے کہا کہ ہم گھڑی دو گھڑی ٹھہر کر چلے جائینگے اور آپسمین صلاح کی کہ اس ساحرہ کو پیٹ کر مار ڈالو یہ کمبخت چاہتی ہی
کہ اس سے عیش و عشرت کرے اور ہم محروم رہین یہ مشورہ باہم کرکے اُٹھکھڑی ہوئین تینون جادو کے پاس آکر کہنے لگین
کہ آپکی قدمبوسی کرلین تو چلے جائین اسی ایک نے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور دوسری نے دونون پاؤن پکڑ لیے
اور ایک نے لپیٹ کر ہاتھون کو پکڑا وہ سنبھلنے نہ پائی ایک چھاتی پر چڑھ بیٹھی دونون ہاتھون سے پکڑ کر اس ساحرہ
کا گلا گھونٹ دیا وہ سحر بھی نہ کرنے پائی تڑپ تڑپ کر مرگئی تمام صحرا مین تاریکی ہوگئی پریون نے اسکی شور و غل برپا ہوا اندھیرا
چلی جب بعد تھوڑی دیر کے وہ بلا سے تازہ و فتح ہوئی آواز آئی کہ کشتہ ہوا نام میرا دو قنون جادو بود افسوس
مردم و جاندار دیکھ یہ مطلب خود ترسیدیم بادشاہ اسلام کے ہاتھ پاؤن کھل گئے پھر وہی طاقت آگئی اثر سحر رفع
ہوگیا بادشاہ نے اُن تینون پریزادون سے کہا مجھپر تمھارا کمال احسان ہوا اس ساحرہ کو مار میری جان بچائی
اُن پریزادون نے جواب دیا کہ ہم سب آپکی کنیزین ہین آپکی محبت مین ہمنے اسکو مار ڈالا بادشاہ اسلام اُن پریزادون
کے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا کہ پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم سب کون ہو اور یہ کونسا مقام ہی اور یہ ساحرہ کون تھی اور یہان کے
بادشاہ کا کیا نام ہی اُن پریزادون نے کہا اے شہریار یہان ایک طلسم ہی کہ نام اسکا طلسم خوشنہ پر ہی ہم اسی طلسم
کے رہنے والے ہین اور یہ ساحرہ بھی اسی طلسم کی تھی اور یہ علاقہ شہر پیر اینہ کا ہی ملک حارث یہان کا حاکم ہی
بادشاہ اسلام نے کہا کہ ایسا ہوسکتا ہی کہ تم لوح طلسم خوشنہ پر ہمین لا دو کہ ہم طلسم کو فتح کرین اُنھون نے عرض کیا اے
شہریار ہمین معلوم نہین کہ لوح طلسم خوشنہ پر کہان ہی یہ ذکر تھا کہ قضا سے کار ملک حارث طلسمی بھی وہان آگیا بادشاہ اسلام

کو پریزادون مین بیٹھے دیکھا آگ ہوگیا کلیجا آتش حسد سے جلنے لگا للکارا کہ او فتنہ پرداز تو کون ہی جو پریزادان طلسم سے صحبت آرا ہی اسبات تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا بس تلوار کھینچکر جھپٹا پریزادین تو الگ ہٹ گئین بادشاہ اسلام بھی تلوار پکڑ کے اُٹھ کھڑے ہوے اور ملک حارث سے ہم مقابلہ ہوکر لڑنے لگے حارث نے برابر بادشاہ کے آکر تلوار ماری بادشاہ اسلام نے بڑھ بچاکر ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا اور تلوار اُسکی چھین لی پھر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور مشکین کس کی باندھکر ایک درخت سے جکڑ دیا اور آپ بفراغت پریزادان مین آکر جلوہ آرا ہوے مگر حیران تھے کہ یہ تینون پریزادین عشق کا دم بھرتی ہین وشعو المحبت کا کرتی ہین اور ان تینون نے تمپر احسان کیا ہی اُسسے جادو گرنی کو مارا ہی کس سے مشغول اختلاط اور سرگرم ارتباط ہو جیسے اسی فکر مین بیٹھے ہوے اُن پریزادون سے ہنس ہنسکر باتین کررہے تھے کہ یکایک آسمان پر برق شعلۂ آتش نمایان ہوے پریزادون کے ہوش اُڑ گئے فوراً پرواز کرکے چلی گئین بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی نہایت زشت رو سیاہ فام طویل القامت اژدر آتش فشان پر سوار سامنے سے نمودار ہوئی بادشاہ ملک حارث کو جو درخت سے بندھا ہوا دیکھا بہت غضبناک ہوئی پوچھا ای بادشاہ تجھکو کسنے گرفتار کرکے درخت سے باندھ دیا ملک حارث نے کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہی اسنے مجھکو زیر کرکے گرفتار کیا اور درخت سے باندھ دیا اُس ساحرہ نے بادشاہ اسلام کی طرف بنگاہ قہر و غضب دیکھا اور کہا ارے تو کون ہی بادشاہ اسلام نے نعرہ کرکے کہا او نکاتہ مین تیرا قاتل ہون اور تلوار کھینچکر جھپٹے اُسنے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ ہاتھ انکا خشک ہوگیا بدن مین طاقت نہ رہی اُس ساحرہ نے کہا کیون تو مجھپر تلوار کھینچکر آیا تھا مجھکو بھی کوئی اور سمجھا تھا دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہکر مشکین باندھ لین اور ملک حارث کو درخت سے کھولا اور کہا کہ تو اس خدا پرست کو لیجا جو تیرا جی چاہے اسکا حال کر ملک حارث بادشاہ اسلام کو لیے ہوے اپنے شہر مین آیا قید آہن مین گرفتار کیا اور زندانخانہ مین بھیجدیا دوسرے روز اپنے سامنے بلوایا جسوقت وہ شیر بیشۂ شجاعت ننگ دریا سے بہت سلاسل بقید آہن دربار مین ملک حارث کے آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا ملک حارث نہایت برہم ہوا او للکارا کہ او خدا پرست بہتر یہ ہی کہ لقا پرستی اختیار کر نہین تو مین بہت بُری طرح تجھسے پیش آؤنگا بادشاہ اسلام نے کہا کہ لعنت ہو لقا سے سب لقا اور اُسکے پرستارون پر ملک حارث نے تاؤ پیچ کھاکر جلاد کو طلب کیا جب جلاد حاضر ہوا حکم دیا کہ اس خدا پرست کو قتل کر جلاد حکم قتل پاتے ہی بادشاہ اسلام کے برابر آیا چاہا کہ زنجیر کاسہ انچھاس کر اُڑا دے بادشاہ اسلام نے نعرۂ جگر خراش کرکے جلاد کو للکارا کہ دور ہو او مردود جلاد دہل کر گر پڑا اور دوران سر لاحق ہوا اکہ پھر نہ اُٹھا گیا بعد چند روز کے وہ جلاد اُسی عارضہ مین مر گیا وزیر خوش تدبیر ملک حارث کا بیٹھا تھا اُسنے ملک حارث سے بہ آہستگی کہا کہ حضور میری رائے ناقص مین تو یہ آتا ہی کہ یہ شخص بڑا نامی و گرامی ہی آپ اسے قید رکھیے اور ایک عرضی بخدمت خداوند لقا زمرد شاہ باختری روانہ کیجیے اُسمین یہ مضمون ہو ای لقد بر کنندہ بندگان خود و پرورش سازندان پرستاران یہ عرضی نچونا چیزو ذلیل بندہ بندگان خداوندی کی بحضور خداوند لقا زمرد شاہ باختری پیش ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام میرے پاس قید ہی اُسکے حق مین کیا حکم ہوتا ہی اُسکو بسلاسل بقید شدید کرکے بھیجدیا جاے یا قتل کیا جاے جیسا ارشاد ہو عمل مین لاؤن ملک حارث نے رائے وزیر با تدبیر کی پسند کرکے اور اسی مضمون کی عرضی لکھوا کے طائر طلسمالی عیار کو بلاکر حوالے کی اور کہا جا جلد یہ عرضی خدمت خداوند لقا مین پہونچا اور جواب لے کر جلد آ اور پھر حارث نے حکم کیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ اور اُسمین اس خدا پرست کو بند کرکے سرچوک عقابین پر لٹکا دو اور پہرہ بہت جو کسی کے ساتھ مقرر ہو اور پہرے والون کو حکم دو کہ جو کوئی اسپر رحم کرے یا زمین عقابین کنکر اُٹھا کر اس خدا پرست

کرے اُسکو گرفتار کر لو اُسی وقت بموجب حکم حارث بادشاہ اسلام کو قفس آہنی مین بند کر کے سر چوک عقابین پر لٹکایا
اور پہرا چوکی سرداران لشکر کا معین کیا وہان طائر طلسماتی عیار حارث کی عرضی لے کر شکل بنا کے اُڑتا ہوا طرف سبائل کے
روانہ ہوا اتفاقاً سے کار سہر جمشید یہ سے شہزادہ بدیع الزمان نے اُمیہ عیار کو بھیجا تھا کہ جا کر سرداران لشکر اسلام کی خبر لاے
اُمیہ صحرا صحرا اور کوہ کوہ تلاش مین سرداران لشکر اسلام کی پھر رہا تھا کہ ناگاہ دور سے ایک عیار کو دیکھا کہ جست و خیز کرتا ہوا
چلا جاتا ہی خیال مین گذرا کہ اس عیار کو گرفتار کرنا چاہیے اُمیہ نے یہ سوچ کر عیاران گفارین سے ایک عیار کی صورت
بنائی اور سامنے طائر طلسماتی کے آیا اور دست بستہ ہو کر پوچھا کہ بھائی تم کہان جاتے ہو طائر طلسماتی نے کہا تم کون ہو اور
کہان سے آتے ہو اُمیہ نے کہا مین عیار ہون خالو بقدرت لقا فیغم خون آشام کا لشکر خدا پرستون کا تباہ ہو گیا ہی مین
اُنھین ڈھونڈھنے نکلا ہون کہ کہان کہان کس کسنے اسیر کیا ہی اور کہان قید ہین طائر طلسماتی نے کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام سعد
بن قباد شہریار عالیمقام شہر سہر انیہ مین قید ہین اور اب قفس مین بند کر کے سر چوک عقابین پر چڑھائے گئے ہونگے مین عرضی
ملک حارث کی لیے ہوئے ملک سبائل کو خدمت خداوند لقا مین جاتا ہون اُمیہ اُسکے ساتھ باتین ادھر اُدھر کی بناتا
ہوا چلا تھوڑی دور پہونچا تھا کہ پیچھے ہٹ کر حلقہ ہاے کمند عیاری طائر طلسماتی پر اُمیہ نے مارے اور جھٹکا دیا طائر طلسماتی
اُلجھ کر گرا اُمیہ چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین اور کہا او حرامزادے عیار سکار سنم اُمیہ عیار شہزادہ بدیع الزمان
عالیشان تیرے آقا مردود نے بادشاہ اسلام کو قید کیا اب مین تجھے لیے چلتا ہون خدمت شہزادہ بدیع الزمان مین وہ جو
کچھ مناسب جانینگے تیرے حق مین کرینگے غرضکہ اُمیہ نے طائر طلسماتی عیار کو بیہوش کر کے کپتارہ باندھا اور پیٹھ پر لاد کے
خدمت مین شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی لایا اور تمام حال شہزادہ بدیع الزمان سے بیان کیا یہ خبر وحشت اثر سنکر
شہزادہ بدیع الزمان گھبرا گئے اور نہایت ملال ہوا طائر طلسماتی عیار حارث کو تو قید کیا اور سب سردارون سے رخصت
ہوے اور کہا کہ مجھکو بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام کو رہا کرنا واجبات سے ہی تم سب کے سب یہین
رہو اسوقت مین جاتا ہون اور چند روز مین بادشاہ لشکر اسلام کو رہا کر کے لاتا ہون سب سردارون نے کہا کہ حضور ہمین
بھی لیتے چلیے شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا تمھارا وہان کچھ کام نہین ہی ایسا نہو کہ مین فوج و لشکر ساتھ لے کر جاؤن اور
ملک حارث خبر سنکر بسبب دشمنی کے بادشاہ اسلام کو مار ڈالے اور تنہا جانے مین اس امر خاص کا اندیشہ نہین ہی
یہ کہکر اُمیہ عیار کو ساتھ لے کر شہر سہر انیہ کو روانہ ہوے بعد قطع مسافت صحرا و کوہ و دشت شہر سہر انیہ مین جا پہونچے
خراماں خراماں بازار کی سیر کرتے چلے جاتے ہین جب اُس مقام پر پہونچے جہان بادشاہ اسلام عقابین پر آویزان تھے
قریب آکر دور ہی سے آداب شاہی بجا لاے اور پکارے ای شہریار مین فقط آپکی رہائی کے واسطے یہان آیا ہون
زیر عقابین وہ جو نگہبان اور پاسبان تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک جوان حسین شکیل مرکب پر یکہ و تنہا سوار قیدی سے
کھڑا باتین کر رہا ہی پکار کر کہا کہ ای شخص حکم شاہی یہان نہ تو ٹھہرنے کا ہی نہ قیدی سے باتین کرنے کا ہی جو کوئی اس
گنہگار سے بات کریگا وہ گرفتار ہو جائیگا ہمین تیری جوانی پر رحم آتا ہی کہ کیا تجھکو اسیر کر کے لیجائین بہتر یہ ہی کہ تو جلد
یہان سے چلا جا نہین تو اس مجرم کی طرح تو بھی قید ہو جائیگا شہزادہ بدیع الزمان نے للکارا کہ او تیرہ روزگارو یہ بادشاہ
لشکر اسلام ہی مین اسے چھڑانے آیا ہون تم تین تین روپیہ کے پیادے ناحق میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے
بچے تمھارے فاقے کر کے مرجائینگے تم کچھ مزاحمت نہ کرو چپکے کھڑے تماشا دیکھو وہ مردود کافر کب ماننے والے تھے
ایک ہی مرتبہ سب نے غل مچا کر دوڑے کہ اس جوان کو پکڑ لو باندھ لو مجرم کا حمایتی بنکر آیا ہی شہزادہ بدیع الزمان نے تلوار
کھینچکر مارنا شروع کیا سو پچاس کو مار کے ڈال دیا باقی سب بھاگ کھڑے ہوے دور سے لینا لینا پکڑنا چلا رہے ہین

پاس نہین آتے کچھ بھاگ کر ملک حارث کے پاس پہونچے اور تمام حال بیان کیا ملک حارث نے فرہاد طلسماتی کو بھیجا
کہ جاکر دیکھو تو سہی کون شخص ہے اُسکی بھی مشکین باندھکر لے آ فرہاد طلسماتی دو ہزار سوار لیکر ساتھ اپنے زیر عقابین
آیا دیکھا کہ ایکسا جوان حسین تلوار برہنہ لیے زیر عقابین کھڑا ہی اور لاشین بہت سی پڑی ہوئی ہین فرہاد طلسماتی نے حکم
کیا کہ چہار طرف سے اس جوان کو گھیر کر پکڑ لو شہزادہ بدیع الزمان بھی تلوار پکڑ کر آ پڑے لڑائی ہونے لگی بہت سے کفار
کو مار کر پاس فرہاد طلسماتی کے پہونچے نعرہ کیا او نامرد اوروں کو لڑنے کو بھیجتا ہی آپ نہین مقابلہ کرتا ہی فرہاد طلسماتی
شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی برش تیغ سر شگافت دیکھکر خوف سے شل بید خشک کے تھر تھر کھڑا ہوا کانپا کیا جب
دیکھا کہ شہزادہ بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوے پاس آ گیا مجبور و ناچار ہوکر لڑنا پڑا کوئی بچاؤ کی صورت نہ معلوم ہوئی
دیکھا کہ اب جان ہر طرح جائیگی دو چار ہاتھ اگر بن پڑے تو لڑلو یہ سوچ کر تلوار کھینچی شہزادہ بدیع الزمان جب برابر آ سکے
آے اسوقت فرہاد نے تلوار ماری شہزادہ بدیع الزمان نے پشت شمشیر آبدار پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا فرہاد
مع گردن چار ٹکڑے ہوکر گرا ملک حارث کو خبر ہوئی کہ فرہاد طلسماتی واصل جہنم ہوا ملک حارث نے رعدان
طلسماتی سے کہا کہ تو جاکر اُس جوان کا سر کاٹ لا رعدان طلسماتی فوج لیکر روانہ ہوا جب اُس مقام پر پہونچا جہان
بدیع الزمان بلند نشان لڑ رہے تھے دیکھا کہ اُس یکہ تاز میدان دلاوری اور تیغ باز عرصہ صفدری سے کوئی قریب نہین
جاتا سب دور دور سے ہٹے ہوے کھڑے ہین اور شور دارو گیر کر رہے ہین اور لاش فرہاد طلسماتی کی سامنے پڑی ہی ڈر
کے مارے کوئی اُسکی لاش بھی نہین اٹھا سکتا رعدان طلسماتی وہین سے گرجا للکار کر کہا او خدا پرست اب تو کہان جاتا
ہی میرے ہاتھ سے تو نے غضب کیا کہ فرہاد کو مار ڈالا شہزادہ بدیع الزمان غیظ سے کانپنے لگے رعدان طلسماتی پر مثل برق چمک کر
آے رعدان نے فوج سے کہا مار لو اب اسکو پناہ نہ دو شہزادے پر فوج نے نرغہ کیا شمشیر بدیع الزمان بجلی کی طرح چمک
کرنے لگی غضب کی تلوار چلی لاش پر لاش بدیع الزمان نے گرائی خون کے دریا بہے شہزادہ تلوارین مارتا ہوا آگے کو للکارتا
ہوا رعدان کی طرف چلا جب برابر رعدان طلسماتی کے بدیع الزمان پہونچے نعرہ کیا او کافر خاسر ہوشیار ہو مین آیا
جب رعدان نے دیکھا کہ وہ شیر قریب آ گیا پکارا کہ او خدا پرست قضا تیری میرے سامنے تجھکو لیکر آئی ہے کہکر
تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا ایک بجلی رعدان طلسماتی پر پڑی بلکہ گری فور آخر مین ٹکڑے ہوکر جا پڑا
رعدان کے دو ٹکڑے ہوے ملک حارث کو خبر ہوئی کہ رعدان طلسماتی بھی مارا گیا اور صدہا آدمیوں کو لشکر کے
مار کر گرا دیا وہ جوان بڑا زبردست ہی سر فتنہ ملک باختر اُسکا لقب ہی شہزادہ بدیع الزمان اُسکا نام ہی یہ سنکے ملک حارث
نے کہا کہ اس خدا پرست کا قتل کرنا واجبات سے ہی یہ کہکر ملک حارث لشکر کثیر ساتھ لیکر آیا آتے ہی شہزادہ بدیع الزمان
پر نرغہ کیا ہزارہا آدمیون کا اُدھر ہجوم ادھر بدیع الزمان یکہ و تنہا مگر وہ اوری جرأت و ہمت ذرا اندیشہ نہین مطلق ہراس کا
نام نہین جسطرح لڑ رہے تھے اُسی طرح شمشیر زنی کرتے گئے کبھی حملہ رستمانہ کیا کبھی ہمہمہ ضیغمانہ کیا چہار طرف لشکر کفار مین ایک غلغلہ
دارو گیر برپا تھا شہزادہ بدیع الزمان ایسی شمشیر زنی کر رہے تھے کہ میدان رزمگاہ مین ہر زبان تیغ سے صدائے تحسین و آفرین
بلند تھی یہانتک کہ وہ شیر بیشہ وغا تیغ زنی او رصف شکنی کرتا ہوا برابر تخت ملک حارث کے پہونچا او رنعرہ کیا او ملک
حارث خبردار ہو مین آ پہونچا اب بچکر میری تلوار سے کہان جائیگا وہ جو اُسکے تخوار قدیم وجانثار گرد تخت کے تھے تلوارین
کھینچ کھینچ کر آ پڑے شہزادہ بدیع الزمان سبکو علف شمشیر آبدار کرکے ملک حارث کے برابر آے حارث نے تلوار کھینچکر
وار کیا بدیع الزمان نے بار ٹھ بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار ملک حارث کی چھین لی اور بایان ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر
تخت پر سے ملک حارث کو اُٹھا لیا اور بجاے سپر کے اپنے چہرے کی پناہ کیا اور کفار سے شمشیر زنی کرنے لگے لشکر کفار

فراری ہوا ہر ایک شور و غل کرنے لگا ارے خدا پرست نے ملک حارث کو پکڑ لیا جانیں اپنی لڑائی میں لڑا دو جلد اس خدا پرست
کو مار لو یہ کہکر سب چہار طرف سے ہلہ کر کے دوڑے اور شور مچانے لگے مگر جب شیر غضبناک کے پنجہ میں شکار آجاتا ہے کب
چھوٹتا ہے اب جو بدیع الزمان کے مقابلہ میں آجاتا ہے اور تلوار اُٹھا کر مارتا ہے بدیع الزمان حارث کو سپر کر لیتے ہیں اور وہ چلاتا ہے
ارے یارو کیسی تلواریں لگاتے ہو مجھے زخمی کرتے ہو وہ لوگ آواز سنکر ملک حارث کی تلواریں روک لیتے ہیں جب شہزادہ
بدیع الزمان تلوار کا ہاتھ مارتے ہیں وہ شقی دو ٹکڑے ہو کر گرتے ہیں آخر کار لڑتے لڑتے بدیع الزمان نے دیکھا کہ فوج
ملک حارث کی بہت سی میں سے ہزار ہا کفار قتل کیے مگر کمی نہیں ہوتی کہاں تک قتل کروں چار پہر لڑتے ہوئے ہو چکے ہیں ملک
حارث سے خطاب کیا کہ او ملک حارث بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کر نہیں تو مارتا ہوں کہ ابھی پیوند زمین ہو جائیگا ملک حارث
نے کہا اے شہریار اب مجھے چھوڑ دیجیے میں نے غلامی آپ کی اختیار کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرتابی نہ کرونگا مگر اس شرط
سے کہ طلسم خونریز کو فتح کیجیے بدیع الزمان نے فرمایا کہ ہمیں قبول و منظور ہے پھر حارث کو تخت پر بٹھا دیا وہ فوراً تخت پر سے
کود کر قدم پر گر کر نعلین پا سے شہزادہ بدیع الزمان سے آنکھیں ملیں بوسے دیے اور پھر اپنی فوج سے کہا کہ میں تو مطیع و فرمانبردار
اس شہریار عالی وقار کا ہوا تم سب تلواریں اپنی میان میں کر لو علیحدہ ہو جاؤ سب سردار ان لشکر و لشکری وغیرہ تلواریں روک
کے کنارے ہو گئے بدیع الزمان عقابین کے پاس آئے قفس کو فوراً اُتروا لیا بادشاہ اسلام کو نکالا آداب بجا لائے قدموں کو بوسہ
دیا بعد اُسکے حمام کرا کر لباس فاخرہ پہنایا ایوان بادشاہی میں لا کر تخت پر بٹھایا ایک کرسی پر ملک حارث بیٹھا ایک کرسی جواہر نگار
پر شہزادہ بدیع الزمان جلوہ گر ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی سامان عشرت مہیا ہوا جام شراب ارغوانی گردش میں آیا وہ دن تو دعوت
و ضیافت میں بسر ہوا دوسرے روز بدیع الزمان نے ملک حارث سے کہا کہ میرے ساتھ ایک آدمی کر دو کہ مجھے جا کر طلسم
خونریز بتا دے اُسنے کہا کہ آپ وہاں نہ جائیے میں بصدق دل ایمان لایا ہوں شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اب یہ ممکن نہیں کہ ہم
اس ارادے سے باز رہیں ہم اولاد حمزہ صاحبقران ہیں جو منہ سے کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اپنے ہمچشموں کو کیا منہ دکھائینگے
جو سنیگا وہ کہیگا کہ فرزند حمزہ صاحبقران بدیع الزمان نے ارادہ طلسم کشائی کا کیا اور طلسم کشائی نہ کر سکا پھری آنکھ سب کے
سامنے نیچی ہوگی القصہ شہزادہ بدیع الزمان وہاں سے ایک شخص کو ساتھ لے کر طلسم خونریز کی طرف روانہ ہوئے اُس گنبد
تک تو حارث بھی ساتھ آیا جب بدیع الزمان آگے بڑھے ملک حارث وہیں ٹھہر گیا شہزادہ بدیع الزمان آتے آتے سامنے
قلعہ طلسمی کے پہونچے دیکھا کہ ایک قلعہ فولاد جوہر دار کا ہے تمام برج اُسکے آراستہ و پیراستہ ہیں اور ہر برج میں ایک زنگی ننگی
تلوار برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھا ہے اور گرد قلعہ کے خندق بہت گہری ہے اُسمیں خون بھرا ہوا ہے اور ہر محراب قلعہ سے خون
جاری ہے اُسی خندق میں خون گر رہا ہے شہزادہ بدیع الزمان کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور شہزادہ
بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا بدیع الزمان بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر رفیع عالیشان ہے
اُسمیں بہت سے کمرے چہار طرف بنے ہیں اور بیچ میں چمن بندی ہے ہر جانب نہریں جاری ہیں اور ایک حوض ہے کہ اُسکے کنارے پر
بہت سی لاشیں پڑی ہیں خون اُنکی کٹی ہوئی گردنوں سے بہ رہا ہے بدیع الزمان نے جو غور کر کے نگاہ کی دیکھا کہ قمر زمان [illegible]
اور سہیل اور دیلمی کی لاشیں پڑی ہیں پہچان کر کمال افسوس کیا اسی تاسف میں ابھی تھے کہ ایک شخص کو آتے ہوئے دیکھا
کہ بال اُسکے سرخ ہیں اور شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے لندھور بن سعدان کو پکڑے لیے آتا ہے اور لندھور کی آنکھوں سے آنسو
جاری ہیں وہ مرد سرخ مو لندھور کو کنارے حوض کے لایا اور لٹا کر چاہا کہ ذبح کرے کہ شہزادہ بدیع الزمان بیتاب ہو گئے
اور نعرہ کیا کہ باش او تیرہ روزگار میرے سامنے تو میرے عمو سے نامدار کو قتل کرتا ہے پہلے میرا سر کاٹ لے یہاں پر لندھور کو
مارنا یہ کہکر چاہا کہ تلوار کھینچکر جا پڑیں کہ ایک آواز آئی خبردار اے شہریار ارادہ تلوار مارنے کا نہ کرنا نہیں تم بھی نا چلا ہا مارے جاؤ گے

شہزادہ بدیع الزمان نے کبھی دہنی طرف دیکھا کبھی بائین طرف نگاہ کی کہ جسنے آواز دی مگر کوئی نظر نہین آیا اس عرصہ مین
اُسنے لندھور کو ذبح کیا اور سر کاٹ کر چلا گیا لاش لندھور بن سعدان کی تڑپنے لگی خون بکثرت حوض مین گیا تھا جسمی دیر کے
بعد پھر وہی شخص ہاشم تیغزن کا ہاتھ پکڑے کشان کشان لایا اور انھین بھی حوض پہ لایا چاہا کہ ذبح کرے شہزادہ بدیع الزمان
نے ارادہ کیا کہ جاکر شہزادہ ہاشم تیغزن کو بچائین کہ پھر آواز آئی کہ ایکبار تمکو منع کیا تمھارے خیال مین نہین آیا پھر اُسی پہ
تیغ بکف حملہ آور ہو کا ارادہ ہے کچھ سوا ے افسوس کے ہاتھ نہ آئیگا ناحق بلا مین پھنسوگے ہرگز ادھر رُخ نہ کرنا بدیع الزمان
نے پھر ادھر ادھر دیکھا کہ یہ آواز کہان سے آئی مگر کوئی نہ معلوم ہوا وہ جلاد شرخ مو ہاشم تیغزن کو ذبح کرکے چلا گیا بدیع الزمان
سکتے کے عالم مین خاموش کھڑے دیکھ رہے ہین کہ ایک ساعت کے بعد وہی شخص سرخ مو علمشاہ نوجوان کو گرفتار کیے ہوے
لایا اور بدیع الزمان کو دکھا کر ذبح کرنے لگا شہزادہ بدیع الزمان بیتابانہ تلوار کھینچکر دوڑے کہ پھر آواز خشمناک آئی اے شہزادے
کیا مسلتے اپنی زندگی سے ہاتھ اُٹھایا ہم منع کرتے ہین تم نہین مانتے ہو اسکے پاس گئے اور بلا مین پھنس گئے ناحق جان جائیگی
اور کچھ نہو سکیگا اب بدیع الزمان سمجھے کہ بیشک یہ آواز کسی دوست کی ہے جو فعل ناجائز کا مانع ہے فوراً رک گئے اور وہ شخص
علمشاہ کو ذبح کرکے چلا گیا بدیع الزمان حیران و پریشان دیکھ رہے ہین کہ ایک اژدر آتش فشان سامنے سے نمودار ہوا
اور شعلہ آتش منھ سے چھوڑنا شروع کیا بدیع الزمان نے تیغ کھینچا اور ارادہ کیا کہ اژدہے کو مارون پھر آواز آئی خبردار تلوار
اسپر نہ مارنا منھ مین اژدہے کے چلا جا یہی راستہ ہے طلسم کا بدیع الزمان نے دل مین کہا واہ اچھی دوستی ہے کہ دہان اژدر مین بھیجے
ہین آواز آئی کہ ہماری دوستی کا حال تھوڑی دیر مین کھل جائیگا اور اگر منھ مین اس اژدہے کے نہ جاؤگے تو آخر کو پچھتاؤگے
بدیع الزمان نے دیکھا کہ اژدہا منھ کھولے ہوے اپنی جگہ پہ قائم ہے آگے نہین بڑھتا دل مین اپنے کہا کہ اے بدیع الزمان تم تو
بادہا دیکھ چکے منھ مین اژدہے کے جو کچھ ہو یہ خیال کرکے آنکھین بند کرلین اور منھ مین اژدہے کے جاکر کود پڑے پھر جو آنکھ کھلی
تو اپنے تئین دروازے پر ایک حمام کے پایا خیال مین گذرا کہ مدت سے حمام نہین کیا ہے چلو حمام کر لو جب اندر حمام کے گئے دیکھا
حمامی موجود ہین کنگھی کیسہ لے کر بڑھے شہزادہ بدیع الزمان نے لباس جسم نازنین سے اُتارا لنگی باندھی حمامیون نے
بدن پر تین ملا پھر کیسہ کیا لیکن اُسکے بدیع الزمان حوض مین اُترے اور چاہا کہ نہائین دیکھا حوض مین پانی نہین ہے بلکہ خون سے
بھرا ہوا ہے شہزادہ دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا دل مین کہا کہ پروردگار عالم یہ کیا ماجرا ہے پھر قصد کیا کہ حمامیون سے
اسکی کیفیت دریافت کرین کسی کو نہ پایا حمام مین سناٹا پڑا دیکھا ارادہ کیا کہ حوض سے نکلین آواز آئی خبردار اب حوض سے
باہر نہ آنا بہتر یہ ہے کہ حوض مین غوطہ لگاؤ بدیع الزمان نے اپنے دل مین کہا کہ ابتک تو اس دوست کے کہنے سے کسی آفت
مین نہین پھنسے ہو جو کچھ یہ درست کہتا ہو وہی کرو بس ایکبار بسم اللہ کہکر حوض مین غوطہ مارا اب جو اُبھرے تو دیکھا نہ وہ
حمام ہے نہ کہین حوض کا نام و نشان ہے سامنے ایک مکان پُر تکلف نظر آیا اُس مکان عالیشان مین داخل ہوے دیکھا کمسین کمسن
کمسن حسین نازنین پریزادان ماہ طلعت و حور نژادان مہر صورت جمع ہین اور ایک پریزاد نہایت خوبصورت ماہ پیکر چہرہ مثل آفتاب
تابان تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہوے تخت مرصع کار پر جلوہ نما ہے شہزادہ بدیع الزمان متحیر متردد کھڑے ہوے تھے کہ اُس نازنین
تخت نشین نے آواز دی کہ یہان تشریف لایئے اس کاشانے کو سرفراز فرمایئے شہزادہ بدیع الزمان نے کہا مین بالکل برہنہ ہون وہان
کیونکر آؤن ایک پریزاد نے لباس لا کر دیا بدیع الزمان نے اُس پوشاک کے پہننے کا قصد کیا دیکھا کہ سارا لباس خون مین آلودہ
دیکھا نہایت متحیر ہوے اس اثنا مین ایک پریزاد نے وہی لباس جو حمام مین اُتار آئے تھا لا کر دیا شہزادے نے لباس اپنا پہن لیا اور اُس
پریزاد حور نژاد نازنین تخت نشین کے پاس جا کر بیٹھے اور اُس سے استفسار حال کیا اُس نازنین مہر تمکین نے کہا کہ میرا نام
غلمان پری ہے اور مین عاشق ہون سعد بن قباد والی نزادپہ اور ہر مقام پر مین آپکو آواز دیتی تھی جو آپ تو حضرت اجابت ہیں بلا مین آپ

گرفتار ہو جاتے اب اگر آپ مجھسے وعدہ دستی کریں کہ بعد طلسم کشائی کے عقد میرا ساتھ سعد بن قباد شہریار کے کرادیں تو مین بھی
آپ کی مددگاری کرون شہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے غلمان پری ہم لوگ احسان فراموش نہین کرتے ہین اور اولاد
صاحبقران کا یہ شیوہ نہین کہ دوست کے ساتھ بدعہدی پیش آئین تم خاطر جمع رکھو پہلے تمہارا عقد اُس شہریار عالیوقار کے
ساتھ کرادونگا بعد اُسکے اور کچھ کام کرونگا یہ ذکر تھا کہ گلاب پری آئی اُسنے بھی ایسے ہی کلام کیے بعد اُسکے گلران پری
ظاہر ہوئی وہ بھی بادشاہ اسلام کی عاشقی کا دم بھرنے لگی شہزادہ بدیع الزمان نے ایک ایک سے اقرار کیا کہ مین بادشاہ
اسلام کے ساتھ تمہارا عقد کرادونگا یکایک ایک آواز بلند ہوئی کہ باش او خیرہ سر تو پریزادان طلسم سے ہمصحبت ہے خبردار
ہو مین آپہونچا اب میرے ہاتھ سے تو کہان جائیگا شہزادہ بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک دیو کریہ منظر قد ہزار گز کا دار شمشاد
ہاتھ مین لیے آسمان سے چلا آتا ہے مگر جسم اُسکا اطلس کا معلوم ہوتا تھا بدیع الزمان اُٹھکر اُس دیو کی طرف چلے اور نعرہ کیا
باش او دیو نابکار مین تیرے مقابلہ مین آتا ہون دیکھ تو او موذی کیسا آج تیرا سر کچلتا ہون کہ روح تیری یاد کرے اور زہر
قہر ہائے شعلہ جہنم کے اُٹھائے یہ دیکھکر وہ پریزادین تو یہ وار کرکے چلی گئین دیو ناہنجار آگے بڑھا اور دار شمشاد شہزادہ بدیع الزمان
پر ماری شہزادہ بدیع الزمان نے ضرب اُس دیو کی خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار صاف شہزادے کی اُسکے بدن پر سے
اُچٹ گئی خط بھی نہ پڑا کاٹنا کیسا دیو ہنسا اور پھر دار شمشاد ماری بدیع الزمان جست کرکے دور جا کھڑے ہوئے
دار شمشاد زمین پر بیٹھ گئی ہاتھ بھر زمین دھنس گئی خاک بہت اُڑی دیو پکارا کہ افسوس تیرا گوشت کھانا بھی نصیب ہوا کہ
شہزادہ بدیع الزمان اُس تیغ گرد سے نکل کر پکارے کسکو تو نے مارا مین تو قاتل تیرا موجود ہون یہ کہکر پھر ایک
ہاتھ تلوار کا مارا ایک مو نے جسم بھی اُس دیو کا نہ کٹا اب یہی رد و بدل ہو رہی ہے کہ دیو دار شمشاد مارتا ہے شہزادہ خالی دے کر
تلوار مارتا ہے تلوار اثر نہین کرتی یکایک پھر گلران پری پیدا ہوئی اور تیغہ روئین شگاف شہزادہ بدیع الزمان کو دیا اور
کہا کہ اس تیغہ آبدار روئین شگاف سے اس دیو ناہنجار کو قتل کیجیے وہ پریزاد تیغہ دے کر غائب ہو گئی بدیع الزمان نے وہی
تیغہ کھینچ کر علم کیا اب پھر دیو نے دار شمشاد جھپٹ کر ماری شہزادے نے خالی دے کر ہاتھ اُسی تیغہ آبدار کا مارا وہ تیغہ مثل برق
کے چمکا فوراً آفرین ہستی اُس دیو نابکار کی جلا دی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شور و غل ہوا محشر تازہ برپا ہوا صدائے مہیب
پیہم آتی تھی ارے تو نے بڑا ستم کیا کہ اطلاس جادو کو مارا اگر اب تیرے ساتھ ہزار بلائین ہونگی تو سلامت نہ جانے پائیگی ناگاہ
ایک دیو سیاہ رنگ سامنے سے پیدا ہوا بدیع الزمان اُسکی طرف تیغہ آبدار علم کرکے چلے اُس دیو نے قریب آکر زاغنول
مارا بدیع الزمان نے پینترا بدل کر زاغنول خالی دیا اور جھپٹ کر اُسی تیغہ آبدار کا ہاتھ مارا اُس دیو نے زاغنول پر روک کر پھر
وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے پھر وار اُسکا رد کر کے تیغہ کا ہاتھ مارا وہ پھر بچا گیا اب رد و بدل ہو رہی ہے بدیع الزمان بھی خالی دے رہے
ہین وہ دیو ایسا چالاک ہے کہ ہرگز چوٹ نہین کھاتا پہر بھر کامل اسی طرح رد و بدل ہوا کی کہ ایک مرتبہ دیو سامنے سے بدیع الزمان
کے فرار ہوا اور پکارا کہ مین آتا ہون موت تیری لینے جاتا ہون شہزادہ بدیع الزمان حیران کھڑا ہوا تھا کہ دیکھیے اب کیا
یہ آفت تازہ لاتا ہے کہ غلمان پری اتنے عرصہ مین آئی اور لوح طلسمی اُسنے لا کر دی اور کہا لیجیے جو کچھ اسمین لکھا ہو اُسپر عمل
کیجیے بدیع الزمان نہایت خوش ہوئے اور لوح طلسمی لے کر دیکھی اُسمین لکھا ہوا تھا کہ اب جو دیو آئیگا اُسپر یہ اسم پڑھکر دم
کرو اُسکی پھرتی اور چالاکی سب دفع ہو جائیگی پھر یہ دوسرا اسم تیغہ آبدار پر دم کرکے مارنا دیو ناہنجار دو ٹکڑے ہو کر گریگا ابھی
بدیع الزمان لوح کو پڑھ رہے تھے کہ دیو نے للکارا کہ خبردار ہو تیری موت مین لے کر آیا ہون اور ایک بڑی سی چٹان پتھر
کی لیے ہوئے آیا اور چرخ دے کر بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان اُسے خالی دے کر دور جا کھڑے ہوئے اور
اسم لوح کا پڑھکر دیو پر دم کیا فوراً دیو کی طاقت سلب ہو گئی اب شہزادہ بدیع الزمان نے برابر پہونچکر نعرہ کیا اور

دوسرا اسم شمشیر پہ دم کرکے ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم بہ مطلب خود نہ رسیدیم
اب جو روشنی ہوئی اور شہزادہ بدیع الزمان نے دیکھا تو نہ وہ مکان تھا نہ اُس مقام کا نام و نشان تھا دو لاشین
اُن دیوون کی پڑی ہوئی تھین مطالعہ لوح مین مصروف ہوئے بحکم لوح طلسمی ایک جانب کو روانہ ہوئے کوئی
پہر بھر رہروی کی ہوگی کہ ایک دریائے قہار نظر آیا اُسکے کنارے پر آکے دیکھا کہ دریا سے مواج جوش زن
ہے ہر ایک موج شمشیر آبدار سے کم نہین ہے ہر ایک حباب مثل چشم اژدر کے آنکھین نکالے ہوئے ہے حباب فلک
چشم حسرت سے اُس چشمۂ قہار کو خود جھکا ہوا دیکھ رہا ہے گرداب دریا صورت قرص آفتاب سحاب تلاطم مین کبھی ظاہر
کبھی پنہان ہین ماہیان تہ نشین طوفان آب سے اُچھل اُچھل کر کنارے پر گرتی ہین ماہیت سے دریاے بے پایان
کی کوئی آگاہ نہین ہوسکتا شہزادہ بدیع الزمان نے لوح کو نکال کر دیکھا اُس لوح کا شقہ مین یہ تحریر تھا کہ اُس
لوح کو اس دریا مین ڈالدو کہ یہی لوح کشتی کی صورت پیدا کریگی اُسپر سوار ہوکر روانہ ہو مگر جہان پہونچنا اس لوح سے
غافل نہ رہنا لوح کو دیکھ لینا یہ دیکھکر شہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے لوح طلسمی اُس دریاے قہار مین ڈال دی وہ
لوح طلسمی پانی مین گرتے ہی غرق ہوگئی اب جو شہزادہ بدیع الزمان نے ملاحظہ کیا تو لوح بصورت کشتی دریاے
قہار کے اندر سے اُبھرتی چلی آتی ہے جب وہ لوح بصورت کشتی کنارے پر آئی شہزادہ بدیع الزمان اُس کشتی پہ
سوار ہوکر روانہ ہوئے وہ کشتی مانند تیر زبردست چلی جاتی تھی کہ بعد ایک ساعت کے ایک میل بہت بڑا درمیان
اُس دریاے قہار کے نظر پڑا کشتی زیر میل پہونچکر گرد اُس میل کے چکر کھانے لگی یکایک دیکھا کہ ایک زنجیر طلائی
اُس میل طویل پر سے لٹکی شہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے پھر لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا تو اُس لوح مین لکھا ہوا
تھا کہ ایک ہاتھ سے زنجیر طلائی کو تھام لو اور دوسرے ہاتھ سے کشتی کا سرا پکڑ کر اُٹھا لو کہ یہ کشتی پھر وہی لوح طلسمی
ہوجائیگی اور زنجیر طلائی پکڑ کر اوپر اس میل طویل کے چڑھ جاؤ وہان زینے بنے ہوئے ہین اُسی راہ سے نیچے
اُترنا اور خبردار خبردار لوح طلسمی سے غافل نہونا شہزادہ بدیع الزمان نے بموجب تحریر احکام لوح طلسمی کے
عمل کیا ایک ہاتھ سے زنجیر طلائی تھامی اور دوسرے ہاتھ سے کشتی پکڑ کر اُٹھالی وہ کشتی وہی لوح ہوگئی زنجیر طلائی کو
مضبوط پکڑ کر میل پر چڑھ گئے اور زینون کی راہ سے نیچے اُترے وہین پہونچے جہان حوض بھرا ہوا تھا اور اُس مرد سُرخ
مو نے جہان لندھور بن سعدان اور ہاشم تیغزن وغیرہ کو ذبح کیا تھا اب جو بدیع الزمان نے دیکھا کہ وہی شخص
سرخ مو اسیر با توقیر حمزۂ صاحبقران عالیشان کو کشان کشان لایا اور ارادہ ذبح کرنے کا کیا شہزادہ بدیع الزمان
یہ معرکہ جانگزا دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور ضبط کرکے لوح طلسمی کو دیکھنے لگے لوح طلسمی مین لکھا ہوا تھا کہ ای
طلسم کشا یہی شخص بادشاہ طلسم خونریز ہے اور اسی کا نام خونریز جادو ہے اس اسم کو تلوار پر دم کرکے اسپر حربہ کرو اور دوسرا
اسم اعظم جو حاشیہ پر لوح کے تحریر ہے پہلے وہ اپنے اوپر دم کرلو شہزادہ بدیع الزمان نے جلدی سے لوح کو بغل مین رکھی اور اسم
اعظم پڑھتے ہوئے دوڑے اور نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار کہان جاتا ہے تو میرے ہاتھ سے یہین آپہونچا وہ مرد سرخ مو
اس عرصہ مین حمزۂ صاحبقران زمان کو ذبح کرچکا تھا مگر بدیع الزمان بھی برابر اُسکے پہونچے اُس مرد سرخ مو نے
وہی تیغۂ خون آلود کا شہزادہ بدیع الزمان پر وار کیا اس یکہ تاز جرأت و ہمت و شجاعت نے وار اُسکا اپنی تلوار پر
روکا کہ جھنجھناٹے کی آواز بلند ہوئی کہ گوش فلک ہفت سر کر ہوگئے شہزادہ بدیع الزمان نے ہاتھ تلوار کا بڑھکر مارا آخر
خونخوار نے خالی دیا اور سحر کیا کچھ پڑھکر دستک دی کہ سات بجلیان تڑپ کر آسمان سے شہزادہ بدیع الزمان

عالیشان پر گرین مگر لوح کی برکت سے سرد ہوکے رہ گئیں اُس ساحر خونخوار نے دو تین سحر زبردست اور بھی کیے مگر شہزادہ
بدیع الزمان پر ان سحرون کا بھی کچھ اثر نہوا جب اُس ساحر ناہنجار و بدکردار نے دیکھا کہ کوئی سحر میرا اس خدا پرست
پر کارگر نہین ہوتا اُسوقت زمین پر گر کے مثل ماہی بے آب لوٹا اور خاک مین ملکر غائب ہوگیا شہزادہ بدیع الزمان نے
ہنسکر پکارا کہ ہم خدا پرستون کو شگون نیک ہاتھ آیا کہ ساحر زبردست کو خاک مین ملا یا یکایک ایک شیر ڈکارتا ہوا پیدا
ہوا اور شہزادہ بدیع الزمان کی طرف جھپٹا شہزادہ بدیع الزمان نے جو عکس لوح طلسمی کا اُس شیر پر ڈالا صورت اصلی
اُس ساحر کی ہوگئی کتے کی طرح زمین پہ ہاتھ پانون مارنے لگا شہزادہ بدیع الزمان نے للکار کر کہا او کافر ذرا اپنی صورت
تو آئینہ مین دیکھ اُسنے تھیلی سے نکال کر آئینۂ طلسم جب اپنی صورت دیکھی بہت حیرت ... ہوش اُڑ گئے ارادہ کیا کہ جان
بچا کر بھاگ جاؤن پر پرواز پیدا کرکے اُڑون کہ شہزادہ بدیع الزمان نے اسم لوح پڑھکر ہاتھ تلوار کا جھپٹ کر مارا اُس
ساحر زبردست کے دو ٹکڑے ہوے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا خاک اُڑ کے بلند ہوئی صدائے تحسین و آفرین آئی کسی نے
کہا وہ ساحر خونخوار کو مارا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی سیاہ اُٹھی ہوائے تند چلنے لگی زمین طلسمی مثل ہنڈولے کے گردش
مین آئی فلک کو سکتہ ہوگیا پھر اُس ساحر کے غل مچانے لگے عجب محشر تازہ برپا ہوگیا بڑی دیر تک ایک تلاطم عظیم رہا جب
تاریکی دفع ہوگئی اور ہوائے تند چلنا موقوف ہوگئی آواز آئی کشتی مرا نام مین بادشاہ طلسم خونریز جادو و لود افسوس تُردیم
و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب بالکل روشنی ہوگئی دیکھا شہزادہ بدیع الزمان نے کہ درمیان قلعہ کے کھڑا ہوا ہون
اور لاش دو پارہ اُس سیاہ رو کی خون مین آلودہ پڑی ہے نہ وہ حوض بھرا خون ہے نہ وہ لاشین لندھور و صاحبقران وغیرہ
کی ہین شہزادہ بدیع الزمان شمشیر برہنہ ہاتھ مین تولے ہوے کھڑے ہین کہ چہار طرف سے صدائے گیر و دار بلند ہوئی لینا
لینا پکڑنا مارنا اس مفسد کو یہ قاتل بادشاہ طلسم خونریز جادو ہے جانے نہ پائے گھیر کر اسکو قتل کرو اب جو دیکھا شہزادہ بدیع الزمان
نے تو ساحرون کا چہار طرف سے بلوہ ہوا ہزارہا ساحر مثل ٹڈی دل کے اُمنڈے چلے آتے ہین اور اُن ساحرون کے آگے آگے
روح افزا پری کہ وہ وزیرزادی بادشاہ طلسم کی ہے اُسنے تمام ساحرون کو للکارا کہ قاتل بادشاہ طلسم خونریز کو پکڑ لو شہزادہ
بدیع الزمان تلوار کھینچکر جھپٹے اور تلوارین مارنا شروع کین اُن ساحرون نے سحر کیا مگر شہزادہ بدیع الزمان پر سحر کی تاثیر نہوئی
لوح کی برکت سے سحر ساحرون کا باطل ہوگیا بدیع الزمان تلوارین مارتے ہوے چلے جاتے ہین ایک قیامت کا سامنا ہے جس سا
مارا تاریکی ہوگئی پھر اُسکے غل مچانے لگے اب ساحر پسپا ہونے لگے کہ شہزادہ بدیع الزمان جھپٹ کر برابر روح افزا پری کے
پہنچے اُسنے ہر چند سحر کیا مگر کچھ اثر نہوا جب تو اُسنے اپنے کان کی بجلی اُتاری اور سحر کا اسم پڑھکر شہزادہ بدیع الزمان پر ماری
دیکھا بدیع الزمان نے کہ ہزارہا بجلیان آسمان پر چمکنے لگین اور بدیع الزمان پر تڑپ تڑپ کر ایک ایک بجلی آسمان سے
گرتی تھی اور لوح کی برکت سے سرد ہو جاتی تھی کچھ اثر نہ کرتی تھی پھر اُس ساحرہ نے جوڑے سے یاقوت کا ٹکڑا نکال کر اُسپر
سحر پڑھکر بدیع الزمان پر پھینک مارا وہ یاقوت مثل شعلۂ جوالہ کے بھڑک کر گرا اور ٹھنڈا ہوکر زمین پر رہگیا ناگاہ یہ
آواز آئی کہ طلسم کشا کھڑے ہوے کیا تماشا سحر کا دیکھتے ہو اس ساحرہ کا کام کیون نہین تمام کرتے یہ سنکے شہزادہ
بدیع الزمان نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا اُس ساحرۂ سیاہ رو کو مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر وہ ساحرہ زمین پر گری دنیا اندھیر ہوگئی
شور و غل برپا ہوا پھر اُسکے اپنا سر پیٹنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مین روح افزا
جادو و لود افسوس تُردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ دو ٹکڑے لاش ساحرہ کے خون
مین غلطان پڑے ہین تمام ساحر دوڑ کر قدمون پر شہزادہ بدیع الزمان کے گر پڑے اور کہا کہ ہم سب غلام حلقہ بگوش
ہین ہماری جان بخشی کیجیے ہم سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین اتنے عرصہ مین غلمان پری آئی اور کہا کہ اے شہریار

مبارک ہو طلسم خونریز فتح ہوگیا خدا نے آپ کو اس بادشاہ طلسم خونریز پر مظفر و منصور کیا پھر گلاب پری اور گلران پری
آکر موجود ہوئین خزانون کے نشان بتائے اور مال و اسباب طلسمی شہزادہ بدیع الزمان نے تمام اپنے قبضہ مین کیا اور وہان
سے شہر سپر انیہ مین آئے ملک حارث استقبال کرکے شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کو بارگاہ مین لایا شہزادہ
بدیع الزمان نے تمام کیفیت فتح طلسم خونریز کی سامنے بادشاہ اسلام کے بیان کی بادشاہ اسلام سعد بن قباد و
شہریار سنکر بہت خوش ہوئے بعد اسکے شہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے عرض کیا کہ شہریار والاتبار غلمان پری
آپ پہ عاشق و فریفتہ ہے اور اُسی کی مدد سے مین نے طلسم خونریز کو بھی فتح کیا لوح طلسمی اُسی نے مجھے لاکر دی بادشاہ
اسلام سعد بن قباد نے فرمایا کہ اے فرزند تمکو اس امر مین اختیار ہے جو مناسب ہو وہ کرنا چاہیے القصہ شہزادہ بدیع الزمان
نے بصد عظم و شان عقد بادشاہ اسلام کا ساتھ غلمان پری کے کردیا پھر شہزادہ بدیع الزمان نے ملک حارث سے
کہا کہ اب تم بھی دین اسلام قبول کرو اور اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو ملک حارث نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے تو
پہلے ہی آپ سے گذارش کیا تھا کہ آپ طلسم کشائی کو نہ جائین مین نے لقاے بے لقا پر لعنت کی اور آپ کا مطیع و
فرمانبردار ہوا غرضکہ ملک حارث کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور تمام شہر کو اسلام سے آباد کیا نشان دین اسلام
گڑ گیا سکہ نام پہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا شہزادہ بدیع الزمان مع مال طلسمی و خزانہ وغیرہ
کوچ کرکے شہر جمشیدیہ مین آئے قارن کرگدن سوار اور ہوشنگ شاہ وغیرہ استقبال کرکے لشکر مین لائے
شہزادہ بدیع الزمان ایک روز وہان رہے دوسرے روز خزانہ طلسمی اور پیش خیمہ اپنا ملک حارث کے ساتھ طرف
ملک سبائل کے روانہ کیا ملک حارث ہمراہ پیش خیمہ و خزانہ مع اپنے لشکر کے چلا آتا تھا قضاے کار سیارہ عیار ملک قاسم
کا خبر کے واسطے شہزادہ بدیع الزمان کی نکلا تھا اُسنے لشکر اور پیش خیمہ اور خزانہ آتے ہوئے دیکھا تمام حال دریافت
کرکے خدمت شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ مین آکر سب حال بیان کیا قاسم نے جو سنا کہ سرفتنہ باختر شہزادہ
بدیع الزمان نامور طلسم خونریز کو فتح کرکے بصد شان و شوکت ملک سبائل کو جاتے ہین اور خزانہ کثیر بھی ہمراہ ہے ملک قاسم
نے سنکر کہا کہ اس گنتی گیر نے میرا خزانہ جو طلسم وقیانوس کا میرے ہاتھ آیا تھا وہ سب چھین لیا تھا اب مین بھی اسکا خزانہ
چھین کر اپنے قبضہ مین کرونگا پس آردشیر سے کہا تم جاکر خزانہ چھین لاؤ آردشیر اُسی وقت چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر
چلا اور راہ مین آکر لشکر ملک حارث کو روکا اور للکار کر کہا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا یہ خزانہ ہمارے شہزادہ خاور سپاہ
ملک قاسم عالیجاہ نے طلب کیا ہے جلد خزانہ لیچلو قاسم ذیجاہ کی خدمت مین مع مال و خزانہ کے حاضر ہو نہین تو تم سب
میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ملک حارث نامور گھوڑا بڑھا کر سامنے آیا اور پکارا کہ یہ مال و خزانہ سرفتنہ باختر
شہزادہ بدیع الزمان نامور کا ہے کیا مجال کسی کی جو اس مال و خزانہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے آردشیر نے کہا کہ او
مار گنج تجھکو مار کر یہ خزانہ لیجاؤنگا اور شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ کو دونگا غرضکہ بگفتگو سے لیپا اُن
دونون مین تلوار چلی ملک حارث آردشیر کے ہاتھ سے زخمی ہوا فوج نے ملک حارث کی شکست کھائی سب
لوگ ملک حارث کو لیکر بھاگے آردشیر تمام مال و خزانہ اپنے قبضہ مین کرکے خدمت شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم
عالیجاہ مین روانہ ہوا ادھر فوج ملک حارث کی بھاگی ہوئی چلی آتی تھی کہ قضاے کار قارن کرگدن سوار اثناے راہ
مین ملا دیکھا کہ فوج کچھ بھاگی ہوئی چلی آتی ہے اور بہت سے لوگ اُسمین زخمی ہین کچھ لاشین بھی ساتھ ہین قریب آکر حال
دریافت کیا اُن فراریون نے تمام کیفیت بیان کی معلوم ہوا کہ ملک قاسم کے رفیق نے ملک حارث کو زخمی کیا
اور تمام خزانہ و مال طلسمی بھی چھین لیا قارن کرگدن سوار نے کہا کہ مین اپنے آقا کا مال و اسباب کب جانے دیتا ہون

اسی وقت مع اپنے ہمراہیون کے جھپٹا گھوڑے بگٹٹ اٹھائے یہان آردشیر خزانہ لے کر دو کوس آیا تھا کہ نعرے کی آواز آئی آردشیر
تھم گیا دیکھا کہ سامنے سے قارن کرگدن سوار مع فوج کے یون للکارتا ہوا چلا آتا ہے کہ باش او تیرہ روزگار اب مین تجھے
کب جانے دیتا ہون کہ مال طلسمی میرے آقائے نامدار و مولائے قدرشناس بدیع الزمان نیک اساس کا لیجائے
آردشیر صفین باندھکر اپنے لشکر کی مستعد جنگ ہو کر کھڑا ہوا قارن کرگدن سوار برابر آردشیر کے کرگدن کو
بڑھا کر آیا اور للکار کر کہا کہ تو نے غضب کیا سر فتنہ پاختر شہزادہ بدیع الزمان نامور کا خزانہ چھین لیا اور ملک
حارث کو زخمی کیا کیا تو نہین جانتا ہے کہ ایسے رفیق و جانباز ہمراہ رکاب سعادت انتساب شہزادہ بدیع الزمان
عالیشان کے ہین اگر تو اپنی جان کی خیر چاہتا ہے تو خزانہ و مال طلسمی میرے آقائے نامور کا میرے حوالے کر آردشیر
نے کہا کہ تیری کیا اصل و حقیقت ہے مین سمجھتا ہون بھلا تیرا آقا تو مجھسے آکر خزانہ چھین لیجائے قارن کرگدن سوار یہ
کلام سنکر غضبناک ہوا اور تلوار میان سے کھینچی آردشیر نے چالاکی سے تلوار ماری قارن کرگدن سوار نے
تلوار اسکی روک کر ایک ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اسپر کو کاٹ کر سر پر آردشیر کے پڑا تا دو بر و تیغ آبدار اتر آیا آردشیر
نے دستانہ مارا تیغ جھٹکا کر نکل گیا چادر خون کی چہرے پر آردشیر کے آئی غشی طاری ہوئی رفقا تمام آردشیر کے
دوڑے قارن کرگدن سوار بھی تلوار لے کر جھپٹا اس اثنا مین قارن کرگدن سوار کی فوج بھی آپہونچی لڑائی
ہونے لگی خوب ہی تلوار چلی لشکر آردشیر کا شکست کھا کر بھاگا کچھ لوگ آردشیر کو لے کر بھاگے قارن کرگدن سوار
نے خزانہ و مال و اسباب طلسمی اپنے قبضہ مین کیا آردشیر کی جو فوج بھاگی تھی وہ سب خدمت شہزادہ خاور سپاہ
قاسم عالم پناہ مین پہونچی تمام حال بیان کیا ملک قاسم نہایت برہم ہوے اور تہمتن خان اور قیماس خان کو
حکم دیا کہ قارن کرگدن سوار سے خزانہ چھین لاؤ وہ دونون سرداران نامی و گرامی فوج لے کر بہت جلد روانہ ہوئے
قارن کرگدن سوار ابھی تھوڑی دور پہونچا تھا کہ نعرہ تہمتن خان اور قیماس خان کا ہوا قارن کرگدن سوار
نے پھر کر دیکھا اور کرگدن کو پلٹا یا فوج بھی قارن کرگدن سوار کی پھر آئی قارن برابر تہمتن خان کے پہونچا
بعد گفتگوے بسیار دونون مین تلوار چلنے لگی آخر کار قارن کرگدن سوار ہاتھ سے تہمتن خان کے زخمی ہوا ہمراہی
اسکے قارن کرگدن سوار کو لے کر بھاگے تہمتن خان اور قیماس خان دونون سرداران شہزادہ خاور سپاہ
خزانہ و مال و اسباب طلسمی لے کر روانہ ہوئے تھے کہ ہوشنگ شاہ پیل دندان اور کاؤس شاہ پیل دندان
کو خبر ملی کہ قارن کرگدن سوار زخمی ہوا لوگ اسکے بھاگ گئے اور تہمتن خان اور قیماس خان خزانہ لے کر راہی
ہوئے یہ سنکر ہوشنگ شاہ پیل دندان اور کاؤس شاہ پیل دندان فوج لے کر جھپٹے راہ مین آکر ان دونون سردارون
کو روکا اور للکار کر کہا باش اے نا مردو تم کہان ہم آپہونچے یہ خزانہ ہمارے آقائے نامدار کا کہان لیے جاتے ہو یہ کہکر فوج لیے
ہوئے لشکر تہمتن خان اور قیماس خان پر دونون سردار گرے تلوار چلنے لگی ہوشنگ شاہ اور قیماس خان سے سامنا
ہوا قیماس خان نے تلوار ماری ہوشنگ شاہ نے ضرب اسکی رد کرکے تلوار کا ہاتھ مارا اسپر کو کاٹ کر سر پر پڑی چار انگل
اتر گئی اسنے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی سر سے دریا خون کا جاری ہو گیا غش آنے لگا لوگ قیماس خان کے بیچ مین آگئے
قیماس خان کو لیگئے کاؤس شاہ نے تہمتن خان کو زخمی کیا پھر کامل جنگ مغلوبہ رہی انجام کار کاؤس شاہ
اور ہوشنگ شاہ قیماس خان اور تہمتن خان کو شکست دے کر تمام خزانہ و مال طلسمی لے کر چلے ادھر ہرکارون
نے شہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ کو خبر دی کہ تہمتن خان اور قیماس خان دونون زخمی ہوئے فوج بھاگ گئی ہوشنگ شاہ
اور کاؤس شاہ خزانہ و مال طلسمی لے کر روانہ ہوئے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم

عالیجاہ گھوڑے پر سوار ہو کر جھپٹے دیکھا سامنے کاؤس شاہ اور ہوشنگ شاہ مع فوج کے دونوں سردار خزانہ لیے ہوئے
جاتے ہیں وہیں سے نعرہ جگرخراش کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لال پوش خاوری صاحب اقبال وجاہ
و ذیحشم صفدر انجم قاسم علی ہمم باش ادہر زہ کار و مین آپہونچا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاؤ گے تمنے میرے سرداروں
کو زخمی کیا اور خزانہ چھین لیا یہ آواز جو صحرا مین بلند ہوئی فوج تھم گئی کاؤس شاہ پیل دندان و ہوشنگ شاہ پیل دندان
ٹھہر گئے کہ قاسم برابر آکر پہونچے یہان ہرکارون نے شہزادہ بدیع الزمان سے تمام روداد گذشتہ کی خبر بیان کی بدیع الزمان
بھی گھوڑے پر سوار ہو کر مثل باد صبا کے چلے یکایک دور سے سرفتنۂ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان کا شور کا نعرہ ہوا نعرہ
بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ خبردار اے راہزن تو یہ مال و خزانہ کسی کا ہے کیون چھینتا
ہے مین آپہونچا یہ نعرہ کر کے اپنے لشکر مین آئے ملک قاسم اور شہزادہ بدیع الزمان سے مقابلہ ہوا بدیع الزمان نے کہا
او خاوری اب تو نے قزاقی پر کمر باندھی ہے راہزنی کر کے پرایا مال و خزانہ چھینتا ہے قاسم نوجوان نے کہا او کشتی گیر تو نے ملک
بربر مین طلسم دقیانوس کا خزانہ میری فوج سے چھین لیا تھا آج مین اسکا عوض تجھسے لونگا اس خزانے کو نہ چھوڑونگا شہزادہ بدیع الزمان
نے کہا مین ہرگز یہ خزانہ تجھکو نہ دونگا او خاوری دیکھ یہ جہالت اچھی نہین ہے ابھی لشکر اسلام تباہ ہو چکا ہے پھر خدا نے فضل کیا
کہ یہ ساز و سامان آنکھون سے دیکھا اور مین نے اور تو نے بفضل ایزدی یہ جمعیت پیدا کی چاہئے کہ اس کافر خاسر لقا سے بے بقا
سے انتقام لینا چاہیے مین نے بڑی کاوش سے طلسم خونریز کو فتح کر کے خزانہ پایا ہے اور تو مجھسے چھینے لیتا ہے یہ کیا انصاف
ہے قاسم نے کہا اب جو کچھ ہو مین بغیر خزانہ لیے ہوئے یہان سے نہ ٹلونگا اس صحرا مین ٹرا کشت و خون کرونگا او رلقائے
بے بقا مردود ازلی کہان جاتا ہے اس سے بھی اب چل کے سمجھے لیتے ہین دونون شہزادون مین باہم یہی گفتگو ہو رہی تھی
قاسم کہتے تھے ہم خزانہ لے کر ٹلینگے بدیع الزمان کہتے تھے کہ ہم ہرگز نہ دینگے آخر نوبت بہ جنگ و جدال پہونچی دونون شہزادون
نے تلوارین میان سے کھینچ لین ادھر سے فوج ملک قاسم کی بڑھی ادھر سے فوج شہزادہ بدیع الزمان کی آگے بڑھی
دونون لشکرون مین صفین آراستہ ہو گئین ابھی آپس مین تلوارین کھنچی تھین جنگ آغاز ہونے پائی تھی کہ صحرا سے تتق غبار
کا اٹھا بعد نصف ساعت کے شعراز دامن دشت و کوہ او زنگ گرد سے برخاست تو تیار رنگ ہو دیکھا سبھون نے کہ فوج
چلی آتی ہے سنانین نیزون کی چمک رہی ہین گھوڑون کی ٹاپون سے صحرا متزلزل ہے جب وہ سب فوج قریب آئی دیکھا کہ رستم
پیلتن و بیلکن کشندۂ دویل ہندی کشندۂ کپتیان فرنگی شہزادہ علمشاہ رومی گھوڑا اڑا لے ہوئے سردارون کے بیچ مین
چلے آتے ہین اور سہراب شاہ و فرخ مجوق و ملک [illegible] وغیرہ مع چالیس ہزار فوج کی جمعیت سے عقب مین دوسری
سمت کو جو صحرا کی طرف دیکھا تو اور ایک فوج چلی آتی ہے جب وہ نزدیک پہونچی تو معلوم کیا کہ ہاشم تیغ زن مع بیس ہزار سوار
جرار کے ظاہر ہوئے شہزادہ علمشاہ نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان مستعد جنگ ہین تلوارین دونون کے
ہاتھون مین کھنچی ہوئی ہین دونون طرف کی فوج آمادہ پیکار ہے مرکب اڑا کر دونون کے درمیان مین آگئے اور کہا کہ یہ کیا ہے
کیون آپس مین لڑتے مرتے ہو دشمنون سے جنگ کر کے دل کا حوصلہ نکالو کافرون کو تہ تیغ بیدریغ کرو دونون شہزادون
نے علمشاہ رومی کو جھک کر سلام کیا اور تمام سرگذشت بیان کی اس اثنا مین مہر سپہر عیاری و قدوۂ فلک منجنیق گذار رمی
شہنشاہ عیاران روزگار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی آکر پہونچے دیکھا کہ فوج بیحد و بیشمار اور بیچ مین ہزار بارہ سو چھکڑے
خزانے کے کھڑے ہوئے ہین خواجہ نے لوگون سے حال دریافت کیا سب نے کیفیت ساری بیان کی خواجہ عمرو جھپٹ کر
وہان آئے جہان یہ معرکہ عظیم در پیش تھا دیکھا کہ بدیع الزمان اور قاسم تلوارین تولے ہوئے کھڑے ہین اور بیچ مین ان
دونون کے علمشاہ رومی ہین دونون کو سمجھا رہے ہین جب خواجہ عمرو بھی پہنچے دونون کے آگے بدیع الزمان اور قاسم

نے سلام کیا خواجہ نے کہا یہ کیا حرکت ناشائستہ ہے کیوں آپس میں لڑتے ہو غصہ میں باہم کٹے جاتے ہو ٹھہرو ہم فیصلہ کیے دیتے ہیں بس تلوارین میان میں کرلو جو ہم کہیں وہ تم دونوں قبول کرلو قاسم و بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا جو کچھ فرمایئے ہمکو قبول و منظور ہے خواجہ عمرو نے کہا یہ خزانہ ہم امانت اپنے پاس رہنے دیتے ہیں تم دونوں مین سے جسکا لشکر اور پیش خیمہ پل طاؤسیہ سے پہلے اُس پار اُتر جائے وہی اس مال کا مالک ہے وہی اپنے قبضہ مین لائے قاسم و بدیع الزمان نے اس شرط کو قبول کیا دونوں شہزادے اپنے اپنے خیموں مین داخل ہوئے ادہر قاسم نے اپنا پیش خیمہ آردشیر کو دیکر دیو بند کو دیکر روانہ کیا اور کہدیا کہ جلد پل طاؤسیہ کے اُس پار لیجا کر خیمہ ہمارا استادہ کرو اُدہر شہزادہ بدیع الزمان نے قارن کرگدن سوار کو ہمراہ لشکر کرکے پیش خیمہ اپنا روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد لشکر کو پل طاؤسیہ سے اُتار کر اُس پار لیجاؤ اور خیمہ ہمارا استادہ کرو دونوں سردار بتعجیل تمام روانہ ہوئے پل طاؤسیہ پر آکر باہم مقابلہ ہوا آپس مین یہ تکرار ہو رہی تھی آردشیر کہتا تھا ہم پہلے جائینگے قارن کہتا تھا کہ پہلے ہم پیش خیمہ مع لشکر کے اُس پار لیجائینگے کہ اُدہر سے قیماس خان اور تہمتن خان پہونچے ادہر سے ہوشنگ شاہ اور کاؤس شاہ آئے مباحثہ اور زیادہ بڑھا ناگاہ شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ ملک قاسم عالیشان بھی آپہونچے اور اُسی طرح تکرار رہی پھر نوبت بجنگ و جدال آئی تلوارین کھنچا چاہتی تھین کہ اتنے مین خواجہ عمرو آپہونچے اور کہا کہ پھر تمنے فساد کیا بس ہٹو جاؤ یہان سے اپنے اپنے خیموں مین داخل ہو ہم دونوں کے پیش خیمے ساتھ اُس پار پل طاؤسیہ کے لیجائینگے غرضکہ دونوں مین صفائی خواجہ عمرو نے کرادی بدیع الزمان اپنے خیمہ مین گئے اور قاسم اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے اب یہان سے ناظرین والاتمکین زمرد شاہ باختری لقا سے بے لقا کا حال سنین کہ وہ کافر خاسر مردود ازلی زمرد شاہ باختری اپنے قیلولوں پر بیٹھا ہوا ہے اور دو رہ سرداروں کا گردش پر جاہے جام شراب گردش مین ہے ساقی بچے حسین حسین نازنین گلابہائی شراب ارغوانی کی اور جام زرنگار ہاتھ مین لیے ہوئے پلا رہے ہین صحبت عیش و نشاط بصد انبساط جمع ہے چنگ و رباب نوازش مین ہین ہر ایک کافر سرگرم بادہ خواری ہے کہ یکایک ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے اور ہاتھ اُٹھاکر عوض دعا بدعا دینے لگے اور عرض کیا کہ شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ اور شہزادہ بدیع الزمان نامور لشکر بے پایان و افواج فراوان ساتھ لیے ہوئے آتے ہین بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی کو کہ وہ ملک باختر مین بے مثل و بے نظیر تھے اُنکو زیر کرکے رفقا بناکر لائے ہین بختیارک تو یہ سنکر صلواۃ پڑھنے لگا اور تالیان بجاکر تا دھنا تا دھنا ناچنے لگا اور ہنسکر لقا سے کہا کیون خداوند مین نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ لوگ مارے نہین گئے پھر باشوکت و شان جمعیت بہم پہونچا کے آئینگے سنا آپ نے یا نہین کہ سرفتنہ یا فقیر اور شہزادہ خاور سپاہ دونوں ظاہر ہوئے اور پیش خیمے اُنکے آتے ہین لقا سے بے لقا نے کہا اے شیطان درگاہ مین مین نے اپنی قدرت کاملہ سے اُنھین محفوظ رکھا اسی طرح تقدیر کی تھی پھر سبائیل حشمت انداز اور شمائیل خشمت انداز سے کہا کہ تم ابھی جاؤ اور پیش خیمہ اُنکا تم چھین لاؤ یہ دونوں فوراً روانہ ہوئے اور ساتھ اُنکے بارہ بارہ ہزار سوار جرار تھے جب وہ جاچکے اُنکے عقب سے مظفر فیل گردان اور غضنفر فیل گردان سے کہا کہ تم بھی جاؤ مگر تم ملک قاسم کی سپاہ پر گرنا اور وہ دونوں بدیع الزمان کی فوج کو تہ و بالا کرینگے یہ دونوں لاکھ بیلدارون سے بمقابلہ شہزادہ خاور سپاہ چلے اب سنیے کہ اُمیہ عیار شہزادہ بدیع الزمان کا جو ہر کے واسطے یہان آیا ہوا تھا اُسنے جو مظفر و غضنفر کو پل طاؤسیہ کی طرف جاتے دیکھا لوگوں سے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ پیش خیمے قاسم و بدیع الزمان کے چھینے جاتے ہین اُمیہ نے کہا ان دونوں کو گرفتار کیا چاہیے بس گرد مرد کی شکل بنکر سامنے مظفر و غضنفر کے آیا اور کہا کہ تم آگے نہ جاؤ یہین آتے وجسوقت خدا پرست غافل ہونگے مین تمکو لیجاؤنگا تمام مال و اسباب و خیمہ چھین لانا اسطرح لڑکر بندگان خداوند لقا کا خون کرنے سے کیا فائدہ مثل مشہور ہے یک جنگ دو سر دارد ہوشیار رہنا چاہیے نہین معلوم کیا اُفتاد پڑے مظفر فیل گردان و غضنفر فیل گردان یہ سنکر دونوں بہت خوش

ہوئے اور وہین خیمہ استادہ کرائے مع فوج کے اُسی جگہ اُترے اُمیہ وہان سے قارن کے پاس آیا اور اُس سے کہا
کہ مظفر و غضنفر دونون بحکم لقا تیسے پیش خیمہ چھیننے آتے ہین قارن کرگدن سوار نے کہا کچھ پروا نہین اگر آتے ہین تو آنے دو
اُمیہ عیار نے کہا اگر تمھاری رائے ہو تو بسہل و آسانی مین اُنکو گرفتار کر لاؤن جنگ و جدل کی نوبت نہ آئے اُس نے
پوچھا کیونکر اُمیہ نے کہا رات کو تم خیمہ خالی کردو اور مال و اسباب چھوڑ کے چلے جاؤ اور کمینگاہ مین چھپ کر بیٹھو وہ لشکر پر
آکر گرینگے خیمہ و اسباب لوٹینگے جسوقت گرانبار ہوکر چلین تم کمینگاہ سے نکل کر آنا اور گرفتار کر لینا قارن یہ تدبیر سنکر
بہت خوش ہوا اُمیہ سے کہا کہ جسطرح تم کہتے ہو ایسا ہی کرینگے اُمیہ نے کہا پھر مین اُنھین جاکر لاتا ہون یہ کہکر گرد مرد کی
شکل بنکر مظفر و غضنفر کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ آج رات کو جاکر غفلت مین سب مال و اسباب خیمے چھین لو انھون نے
کہا اچھا اُمیہ دو پہر رات گئے سب لشکر اور دونون سردارون کو اپنے ہمراہ لے کر لشکر قارن پر آیا مظفر و غضنفر نے دیکھا
کہ یہان کوئی نہین ہے بالکل سناٹا ہے اُمیہ نے کہا کہ آپ کے خوف سے سب خدا پرست بھاگ گئے اب یہ دونون گرسنہ
اور فوج انکی اسباب و مال باندھ باندھ کر گرانبار ہوئی پہر رات رہے ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ قارن کرگدن سوار کمینگاہ سے
نکلا اور آتے ہی اُن کو گرفتار کر لیا ایک ایک سے چار چار کی مشکین باندھ لین مظفر و غضنفر مع اپنے لشکر کے اسیر ہو گئے شہزادہ
بدیع الزمان نے یہ خبر سنکر اُمیہ و قارن کو خلعت بھیجا اب سبائیل خشت انداز اور شمائیل خشت انداز کا حال
سنیے کہ ان دونون نے طوفان عیار کو بھیجا تھا کہ آردشیر کی خبر جاکر لا طوفان عیار براہ شہر آردشیر چلا جاتا تھا ادہر سے
سیارہ عیار قاسم کا آتا تھا طوفان کو آتے ہوئے دیکھکر مخفی ہوا اور آگے بڑھ کے تھوڑی دور پر حلقہ ہائے کمند بین
بر عین راہ مین خس پوش کیے اور آپ ایک جھاڑی مین چھپکر بیٹھا جب طوفان عیار اُس مقام پر پہونچا اپنا حلقہ ہا
کمند کھینچ لئے دو ایک قدم چلا پانون حلقہ مین کمند کے پڑے سیارہ نے کمند کو جھٹکا دیا طوفان عیار اُچھلکر زمین
پر گرا سیارہ جھپٹا کر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین پشتارہ اُسکا لے کر آردشیر کی خدمت مین آیا اتفاقاً
اُسی وقت خواجہ عمرو بھی وہان پہونچے طوفان کو تو لشکر مین قید کیا اور آپ طوفان کی صورت بنکر سبائیل خشت انداز
اور شمائیل خشت انداز کے پاس آئے اور کہا کہ سب خدا پرست منزل سے تھکے ہوے پڑے ہین اگر تم جاکر شبخون
مارو اور سب کو قتل کرو بارگاہین چھین لو اور اسباب لوٹ لو وہ دونون سرداران لقا سے ملے لقا اس امر پر مستعد
ہوئے اور دو پہر رات گئے فوج لے کر پہونچے لشکر آردشیر پر آئے آردشیر بموجب کہنے خواجہ عمرو کے خیمہ
خالی کرکے چلے گئے تھے تمام لشکر کو لے کر کمینگاہ مین بیٹھ رہے جسوقت وہ دونون خشت انداز مع فوج کے آئے
کسی کو وہان نہ پایا سمجھے کہ ہمارے ڈر سے خدا پرست بھاگ گئے تمام مال و اسباب لوٹا اور خیمے اکھاڑ کے اونٹون پر
بار کرائے اور لیجانے کا قصد کیا آردشیر فوج کو لے کر آیا اور نعرہ شیرانہ کرکے جا پڑا اسپ کافرون کو گھیر لیا
بسبب گرانباری کے کسی کا ہاتھ بھی نہ ہل سکا تمام خشت انداز گرفتار ہو گئے قاسم نے جو یہ حال سنا آردشیر
کو خلعت بھیجا خواجہ عمرو نے شہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم سے جاکر کہا کہ ان سردارون کو اور
خشت اندازون کو اپنے لشکر مین قید رکھو کہ ان سب سے مقابلے مین ملک سبائیل کے قلعہ شہر استنگ
دونون شہزادگان والا قدر نے یہ صلاح خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کی بہت پسند کی اور بارگاہین اور
خیمے وغیرہ اپنے اپنے ملک قاسم اور شہزادہ بدیع الزمان نے روانہ کیے اور دونون شہزادون نے یہ
کہدیا کہ جس جگہ پہ پہلے ہماری بارگاہین اور خیمے و خرگاہ استادہ تھین وہین پر اب بھی جاکر استادہ کرو یہ سنکر
قارن کرگدن سوار اور آردشیر کوہ پیکر دیو بند دونون سردار نامی و نامدار برابر ہوئے اور دہیرہی تک آ

ہونے لگی ہر ایک چاہتا تھا کہ ہم اپنا خیمہ پہلے استادہ کریں کہ اسد بن کرب غازی آکر پہونچے اور کہا کہ سوائے ماموں جان کے
اور کسی کا خیمہ یہاں نہیں استادہ ہوگا کہ اتنے عرصہ مین ہاشم تیغ زن بھی آپہونچے اسد شیر دل سے اور انسے تکرار ہونے لگی
یہانتک کہ متواتر سرداران دست راست اور دست چپ آنے لگے پھر بدیع الزمان اور قاسم نوجوان بھی آپہونچے اور
مباحثہ اور تکرار ہوتے ہوتے نوبت شمشیر زنی پر آئی دونون کی طرف تلوارین کھنچ گئین ہر چند خواجہ عمرو منع کرتے ہین اور دونون
طرف سمجھاتے ہین مگر کوئی نہین سنتا اُدھر لقا سے بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی اور بختیارک کہرہا ہی کہ یا خداوند
یہ تقدیر آپ نے بہت اچھی کی ہی کہ سب خدا پرست آپس مین لڑ بھڑ کر مر جائین لقا سے بے بقا کہتا ہی کہ مین نے اپنی قدرت
سے ان سب کو زندہ رکھا اگر اب بھی ان سبھون نے مجھکو سجدہ نہ کیا تو اب کی مرتبہ ایسا غضب نازل کرونگا کہ کوئی زندہ نہ
بچیگا اُدھر مالک تھا یہ ہم او رشہزادہ بدیع الزمان چاہتے ہین کہ آپس مین لڑ مرین ناگاہ بوق کی آواز بلند ہوئی قبہ
دین ستون اسلام کرب پہ عرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب بارگاہ سلیمانی لیے ہوے پہونچے اُدھر بادشاہ
اسلام سعد بن قباد بڑے جاہ و احتشام سے تشریف لائے کرب غازی نے بارگاہ سلیمانی استادہ کرائی اور
اور بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو تخت پہ بٹھایا اور قاسم و بدیع الزمان سے کہا کہ کیون آپس مین رنج وملال
کرتے ہو اس جنگ بیسود کو موقوف کرو تم سب ملکر ایک جگہ رہو جھگڑے فساد سے کیا حصول یہ دیکھکر اور دشمن
ہنسینگے اُسوقت سب کے سب علیحدہ ہوے خدمت بادشاہ جمجاہ مین آئے نذرین دین خلعت پائے سب نے
اپنے اپنے خیمے استادہ کرائے بارگاہ صاحبقرانی بھی استادہ ہوئی بادشاہ اسلام نے جلوس فرمایا دربار شاہی آراستہ
ہوا سرداران دست راست و سرداران دست چپ اپنے اپنے مقام پہ متمکن ہوے اُدھر لقا نے یاقوت شاہ
کو حکم دیا کہ مین نے تقدیر کی ہی تم اپنا لشکر لیجاؤ مقابلے مین خدا پرستون کے اور اپنی بارگاہ استادہ کراؤ اُسی وقت یاقوت شاہ
بھی بارگاہ اپنی لیکر مقابلے مین لشکر اسلام کے آیا اور خیمہ بارگاہ استادہ کرائی فوج لقا بے بقا اُتری دوسرے دن
آمد سرداران لشکر اسلام کی شروع ہوئی پہلے سب سے سر فتنہ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور اپنے رفقائے جدید
اور ہمراہیان قدیم کو لیکر آئے مثل قارن کرگدن سوار اور ہوشنگ شاہ پیل دندان و کاؤس شاہ
پیل دندان و جمشید شاہ وغیرہ اور اسکا رفقا مین ہفل بن گیا ہو رخون آشام وغیرہ سات لاکھ سواران جرار
دلیران نامدار کی جمعیت ہی یاقوت شاہ اپنی بارگاہ کے باہر کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی اور لقا سے بے بقا گنبد گیتی نما
پر بیٹھا ہوا نظارہ کنان ہی اور بختیارک کہرہا ہی کہ یا خداوند مین نے جو آپ سے کہا تھا کہ ان سرداران نامی مین سے
کوئی نہین مارا گیا آپکو یقین نہ آتا تھا اب دیکھا آپ نے کسقدر جمعیت پیدا کرکے یہ پھر آئے ہین لقا نے کہا فقط یہ
مین نے قدرت نمائی تم سب کو اپنی دکھائی ہی کہ پھر جلا دیا موت بانٹا دی اگر اب بھی یہ مجھکو سجدہ نہ کرینگے تو ایک طرفۃ العین
مین ان سب کو غارت کرودنگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک اور تیتق گرد اٹھا جسوقت دامن غبار چاک ہوا دیکھا کہ شہزادہ
خاور سیاہ سینہ مالک اقلیم قاسم عالیجاہ اپنے سرداروں کو ساتھ لیے ہوے بڑے جاہ وحشم سے آئے مثل لعلان لعل قبہ با
و فیروز لعل قباد سعدان شاہ و آہو دشت کوہ پیکر دیو بند و مظفر بن ضیغم خون آشام و قہاس خان خاوری
وغیرہ بارہ لاکھ کی جمعیت ہمراہ اور بیچ مین محافہ ملکہ گیتی افروز اور مہر افروز کا گرد اُسکے کہاریان حسین حسین کمسن
کمسن مرصع پوش ہر ایک دُر در گوش اور ناظر بچکا لئے ہمراہ بختیارک نے کہا یا خداوند دیکھا آپ نے کچھ پہچانا کہ یہ سواری
کسکی ہی لقا سے بے بقا نے کہا مین نہین جانتا کہ یہ کسکی سواری ہی بختیارک نے عرض کیا یہ سواری نور خالص چکیدہ
قدرت ملکہ گیتی افروز کی ہی لقا سے بے بقا نے برہم ہو کر کہا او شیطان درگاہ مین تیری شیطنت کسی طرح سے نہین

جاتی کچھ تیری شناسا آئی ہی سہی یہ تو یہ گفتگو ہے ترا قیہ لقا سے بقا و بختیارک سے ہو رہی تھی اُدھر بعد
آنے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ کے پھر تنق گرد کا اُڑا سب اہل لشکر اُسی جانب دیکھنے لگے سب نے
دیکھا کہ شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان مع فرہاد خان یکضربی و ارشیون یہ پہنرادو کے تمام لشکر
ہندی سے بصد صولت و شوکت نمودار ہوئے بعد اُسکے مالک اژدر مع ابراہیم بن مالک اسی ہزار
سواران عرب نیزہ دار جرار سے آئے بعد انکے آنے کے اسد شیردل بن کرب غازی ظاہر ہوئے چالیس ہزار
امیر زادے اور بارہ ہزار قزاق بوقین بجا لئے ہوئے ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے بعد اسکے رستم
پیلتن و پیلکن گشتیزہ و دیل ہندی و کشندہ کپیتان فرنگی یعنی شہزادہ علمشاہ رومی اپنے رفقا سے جانباز
و سرفروش کو مثل مالک حدید اور ملک سیراب شاہ اور فرخ منجوق کوہی اور رفقا سے قسیم مثل
آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی وغیرہ کے ساتھ لیے ہوئے پہونچے بعد اُسکے شہزادہ ہاشم تیغزن صف در و
صف شکن بھی آئے مصرع دیوانہ اور آصف شتر خوار اور بہرام صحرا نشین اور ہوشنگ شاہ
دریا نشین اور فلاح کوہی اور صرزبان شاہ یہ سب کے سب مع سات لاکھ سواران جرار کے ہمراہ رکاب
بصد آداب و قاعدہ چلے آتے تھے ابداً بعد فرخ شہسوار جانبدار اور فتح نصیب سلطان چالیس ہزار فوج سے آئے
اسکے بعد اسفندیار گیلانی چالیس ہزار سوار جرار سے آئے پہلو تو آمد آمد آگئے پیچھے سرداران لشکر اسلام کی ہو لی قطار بندی
ہو لی تھی پیش و پس چلے آتے تھے اور ملازمت بادشاہ اسلام سعد بن قباد کی حاصل کرتے تھے یاقوت شاہ
مثل تصویر حیرت کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور لقا سے بے لقا ہیت متحیر و متفکر گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا اور کہتا تھا
کہ یہ تقدیر میں سنتے نہیں کی یہ تقدیر بالا کی ہو لی ہے نہیں معلوم کہ یہ سب سرداران لشکر اسلام فوجین جمع کرکے
کہاں سے لاتے ہیں بہت بڑا جادو کرکے سب کے سب آتے ہیں بختیارک کہتا تھا کہ یا خداوند یہ خدا ایسے
بڑے صاحب اقبال ہیں جدھر جاتے ہیں اُس ملک کو لیے سر کیے نہیں آتے ہیں یہ باتیں تھیں لقا سے جیسے ابتدا
بختیارک پر بہت خفا ہوا آخر گنبد گیتی نما پر سے گھبرا کے اُٹھ گیا ادھر بادشاہ اسلام جو بارگاہ سے نکلے
ہوئے باہر تشریف لائے دیکھا کہ تل تو امان اور میل شکار یہ ہی لاشوں کا انبار ہوا اور سروں کے کلہ منار
بنے ہوئے ہیں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جب شب کو لشکر اسلام پر آن پڑی تھی یہ سب سرداران لشکر اسلام
قتل ہوئے تھے جب سے لاشیں یونہیں پڑی ہیں اور ان سب کے سر کاٹ کر لقا نے کلہ منار بنوائے ہیں نہایت
صدمہ و ملال ہوا ملازموں سے حکم دیا کہ ان سب بیچاروں کی تکفین و تدفین کرو اور ان سب کا ایک سا گنج شہیداں
بنوا دو ملازم بادشاہ لشکر اسلام سرگرم کار خیر ہوئے کہ اس اثنا میں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تا جر ناموس
حمزہ صاحبقران کو ساتھ لیے ہوئے پہونچے تمام سرداران سب کا استقبال کرکے لاتے اور داخل بارگاہ شاہی کیا
کیا عمر قران حبشی کہ اُس شب تیرہ و تاریک اور بارش برف میں ناموسان گرفتہ صاحبقران زمان کو سا
لے کر مع بارگاہ شہنشاہی کے ہوا گیے تھے پانی ناموس کے ہمراہ آئے اور قدمبوسی بادشاہ اسلام کی حاصل کی
بادشاہ اسلام نے عمرو اور عمر قران کو خلعت سے سرفراز فرمایا اسکے بعد شہزادہ بدیع الزمان شہزادہ طلسم
خونریز کا خواجہ عمرو سے طلب کیا اُدھر ملک قاسم نے کہا کہ یہ خزانہ میرا ہی ہے لوگا عمرو نے کہا کہ حاجی صاحب
آپس میں تکرار کرنے لگے ہو یہ خزانہ نہ تمہارا ہے نہ انکا مگر یہ سب مال بادشاہ کا ہے کیسا اسکے کہ پہلے تو بادشاہ اسلام
طلسم خونریز میں تشریف لیگئے تھے دوسرے یہ کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ سامنے ملک سمائل کے ایک قلعہ ہے حکم

بنکر تیار ہو اور اتنا بڑا قلعہ بنے کہ تمام سردارون کے ناموس اُسمین رہین اور قصر عالیشان اُسمین بنین اور یہی خشت انداز
اور یہی بیلدار جو گرفتار ہوئے ہین اُس قلعہ کو بنائین شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ قاسم کو برابر منظور ہوا اور کہا
کہ اچھا کیا مضائقہ ہے اس روپیہ سے یہان قلعہ ہی بنکر تیار ہو غرضکہ اُسی وقت سے عمرو نے قلعہ کی بنیاد
ڈالی اور خشت اندازون اور بیلدارون سے قلعہ بنوانا شروع کیا اور شہزادہ عمرو بن رستم کہ بڑے بھائی شہزادہ
بالاکے قاسم کے ہین اُنکو داروغہ عمارت کا کیا اِدھر تو عمارت قلعہ وہان تیار ہونے لگی اور اُدھر لقا سے بیلقا
نے نامے لکھ لکھ کر چار و ناچار روانہ کیے مدد چاہنے سے طلب کی بعد اُن نامون کے بھیجنے کے ایک روز لقا سے بیلقا
گنبذ گیتی نما مین بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جوڑی ہرکارون کی دوڑتی ہوئی آئی اور بعد دعاؤ ثنا کے عرض کیا کہ تجہ روئین تن نام
اپنا لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے شہر روئین حصار سے آتا ہے یہ خبر سنتے ہی لقا سے بیلقا نے تاج سر اپنا
کج کیا اور پکار کر کہا او شیطان گمان مین دیکھو تو اب بلا پاؤ ہین سے اپنے پہلوان قدرت کو کہ ان خدا پرستون کا
وہ کام تمام کرے یہ کہکر طبل شادیانی بجوایا پھر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت سے کہا کہ تمام سردارون کو اپنے
ہمراہ لے کر جلد جاؤ اور ہمارے پہلوان قدرت کو استقبال کر کے بڑے جاہ و احتشام سے لاؤ یاقوت شاہ
جبرئیل قدرت سنج بختیارک اور تمام سردارون کے روانہ ہوا اِدھر طبل شادیانی کی جو صدا بلند ہوئی اور گوش
ہمایون بادشاہ اسلام سے [illegible] پہنچی بادشاہ نے عمرو سے کہا کہ جاکر جلد خبر لاؤ کہ یہ طبل کیسا بجتا ہے خواجہ عمرو
اُسی وقت لشکر کفار مین آئے دیکھا کہ تمام کفار ایک طرف کو چلے جاتے ہین آپ بھی صورت اپنی تبدیل کر کے ایک
پیادہ کی صورت بنے اور بختیارک کے ہاتھی کے پاس پہنچے اور اُسکی پٹی پر سونٹے مارنا شروع کیے
کہ ہاتھی بختیارک کا بڑھکر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے ہاتھی سے آگے ہوگیا بختیارک نے پیچھے پھر کے
دیکھا اور گھبرا کر کہا تو اندھا ہے کہ میرے ہاتھی کو یاقوت شاہ کے ہاتھی سے آگے بڑھائے دیتا ہے کیا تو جو شان مجھکو
بھلو بٹا عمرو نے پائین آنکھ کا ذل بختیارک کو دکھا دیا بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد کامل ہین جان نکل گئی کلیجا
دھڑکنے لگا ہاتھ باندھکر کہا کہ آپ خود دستیان رکھا [illegible] یاقوت شاہ سے ذلیل کرا [illegible] عمرو نے پوچھا کہ یہ تو
بتاؤ کہ کہان جاتے ہو بختیارک نے کہا کہ تجہ روئین تن کے استقبال کو کہا خیر چلے چلو غرضکہ دو تین کوس
[illegible] آئے تھے کہ غبار سا سامنے سے اُٹھا جب وہ اس گرد کا [illegible] عمرو نے دیکھا کہ ایک گبر ناہنجار کندہ
ناتراش پچاس انچ کا قد ہے اور ایک ساطور اُسکے ہاتھ مین ہے اور دونون طرف سے دو ساقی بچے حسین کمسن آ
بیٹھے ہین اپنے دل مین عمرو نے کہا کہ خدا جانے کس کس مسلمان کو اس سے ایذا پہنچیگی غرضکہ سب
کفار تو اس سے ملاقات کر کے اُسے اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے عمرو وہان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی مین آئے اور
حال تجہ روئین تن کا بیان کیا بادشاہ اسلام اور تمام سرداران [illegible] امام نے فرمایا کہ خدا سے بزرگ است
پروردگار عالم جو ہمارے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا مگر یہان تجہ روئین تن لقا کے سامنے آیا پہلے اُس کافر نے لقا کو سجدہ کیا
اُس مردود نے دست شفقت اپنا اُسکی پشت پر پھیرا اور کہا کہ تو ہمارا بندہ خاص ہے اور خلعت اُسکو سپہ سالاری کا دیا یہ لوگ مشغول عیش و عشرت
بیٹھکر جو زرین پہنکر یاقوت شاہ کی بارگاہ مین آکر بیٹھا تھوڑی دیر گذری تھی کہ جوڑی ہرکارون کی پھر آئی اور خبر دی کہ القاس
خونخوار [illegible] لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہے لقا نے خوش ہوکر اُسکے واسطے بھی سب کو استقبال کے لیے بھیجا تمام سردار گئے
اور استقبال کر کے اُسے لائے اُس نے بھی آکر پہلے لقا کو سجدہ کیا پھر بارگاہ یاقوت شاہ مین آکر ذلگل پر متمکن ہوا مگر تجہ روئین تن سے
[illegible] صحبت [illegible] لقا سے [illegible] ذریعہ اخبار اطلاع ہوئی کہ

شہر عجم مین بیٹا بدیع الزمان کا کہ نام اسکا شہزادہ نورالدہر ہی ملکہ گوہر ملک سے پیدا ہوا ہی اور سن اسکا کوئی سات
برس کا ابھی ہی بس جیسے لقا نے نام نورالدہر کا سنا رعشہ بدن مین پڑ گیا کانپنے لگا تاج گھبراہٹ مین سر سے نیچے گر پڑا
نجومیون کی طرف مخاطب ہوکر کہا دیکھو تو اس لڑکے کے ہاتھ سے مجھے کیا ایذا پہونچیگی سب نجومیون نے علم سے
اپنے حال دریافت کیا اور کہا کہ یہ طفل برباد کن خدائی خداوند لقا ہوگا ابھی اسکے استیصال کی تدبیر کرنا
مناسب ہی لقا نے اسی وقت ایک شقہ القاش خون آشام کے نام لکھوایا کہ تو جاکر ملک عجم مین فرزند جگر بند
شہزادہ بدیع الزمان نامدار یعنی نورالدہر عالی وقار کا سر کاٹ لا وہ شقہ جب تیار ہوا گرو مرد کو دیا کہ تو القاش
کے پاس لیجا گرو مرد نے شقہ لاکر سنجر روئین تن کے ہاتھ مین دے دیا سنجر روئین تن سمجھا کہ یہ شقہ سپہ سالاری
کا مجھے ملا ہی ایک تو بادہ غرور سے بدمست ہو رہا تھا اور زیادہ متکبر ہوا القاش کو مقدم بیٹھا دیکھکر غضبناک ہوا
اور کہا کہ او القاش سپہ سالار خداوند لقا سے باختر مین ہون تو کون ہی جو مجھسے مقدم ہوکر بیٹھا اٹھ وہان سے
اور مجھسے زیر دست آکر بیٹھ دیکھ یہ شقہ سپہ سالاری کا میرے نام آیا ہی القاش خون آشام یہ سنکر آگ ہو گیا اور
کہا تیری لیاقت کیا ہی جو مین تجھسے زیر دست ہوکے بیٹھون لا تو وہ شقہ کہان ہی دیکھون تو اسمین کیا لکھا ہی سنجر نے جواب
دیا کہ مین شقہ تجھے نہ دونگا القاش نے کہا مین زبردستی تجھسے لیلونگا سنجر نے بگڑکر کہا کہ کیا تیری طاقت ہی جو شقہ مجھسے
لے سکے القاش نے ہاتھ بڑھایا کہ شقہ چھین لے سنجر نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا القاش اٹھکر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی بختیارک
اچھلنے لگا اور ہنس کے پکارا کہ کوئی ہی شرط مجھسے بدنے والا کون جیتے کون ہارے اب تمام کفار حیران ہین تماشا
دیکھ رہے ہین کہ پہر بھر کشتی کا طول ہوئی آخر کو القاش خون آشام نے سنجر روئین تن کو اٹھا لیا اور سر پر
چرخ دے کر بقوت تمام زمین پر مارا کہ سنجر روئین تن کا کولہا اتر گیا اور بیہوش ہو گیا القاش خون آشام نے وہ
شقہ لیکر پڑھا اور مضمون سے آگاہ ہوکر کہا کہ صاحبو دیکھو یہ شقہ تو خداوند نے مجکو لکھکر بھیجا ہی اور یہ بیچارا کہتا ہی کہ مجکو
سپہ سالاری کا شقہ آیا ہی اب مین اسے زندہ نہ چھوڑونگا اور چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھ کے دم فنا کر دے کہ بختیارک
اور یاقوت شاہ نے منع کیا اور کہا کہ جیسا اسنے کیا تھا اپنی سزا کو پہونچ چکا اب جانے دیجیے اتنی دیر مین سنجر
کی بھی آنکھ کھلی القاش نے اس سے کہا کیون یہ تیری کیا حرکت بیجا تھی کہ شقہ تو خداوند نے مجکو بھیجا اور تو نے
دبا رکھا مجھے واجب ہی کہ اب تجھے مار ڈالون بختیارک نے سنجر سے کہا ارے کمبخت عذر و معذرت کر سنجر عذر کرنے لگا
بختیارک نے سنجر کو اٹھاکر پاؤن پر القاش کے ڈال دیا اور کہا کہ بس اب اسکو معاف کرو دونون آپسمین
مل جاؤ القاش نے اسے گلے سے لگا لیا اور خطا اسکی معاف کی یہ خبر خداوند لقا کو پہونچی حکم دیا کہ سنجر کو اٹھاکر
باغ بہشت مین پہونچا دو اور القاش کے واسطے خلعت بھیجا اور حکم دیا کہ القاش سے کہو کہ جلد ملک عجم کی طرف
جاؤ القاش خون آشام تین لاکھ سوار جرار اپنے ساتھ لیکر بہ ارادہ قتل شہزادہ نورالدہر ملک عجم کو روانہ ہوا
یہان جاسوسان لشکر اسلام نے یہ خبر خدمت مین بادشاہ اسلام کے آکر پہونچائی اور تمام حال سنجر اور القاش
کی کشتی کا بیان کیا اور عرض کیا کہ القاش برائے قتل شہزادہ نورالدہر فرزند بدیع الزمان کے گیا ہی ابھی بہار
سامنے جانب ملک عجم القاش روانہ ہو گیا شہزادہ بدیع الزمان یہ خبر سنتے ہی نہایت رنجیدہ ہوئے بادشاہ
اسلام نے اسوقت تمام سردارون کی طرف دیکھکے فرمایا کہ ہی کوئی ایسا تم مین سے کہ جانب ملک عجم جاکر شہزادہ
نورالدہر کو اس کافر کے شر سے بچاے ابھی یہان بادشاہ کے منہ سے پوری بات نہ نکلی تھی کہ اپنے ذکر پر سے
کرسیا بر حسب صفدر رہ غازی نفز کرد شاہ ولایت امیر شرق دخ سیاکہ شہزادہ بدیع الزمان سے کمال الفت و محبت

رکھتے ہین اُٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور دست بستہ کہا کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے اور کرب غازی کو خلعت دیا اور بدیع الزمان کا یہ عالم ہوا کہ پھول کر جامے مین نہ سماتے تھے ایسے مسرور ہوئے کہ کرب غازی سے لپٹ گئے اور کہا کہ بھائی تمھارا جانا میرے جانے سے بہتر ہے بسم اللہ جاؤ حافظ حقیقی تمھارا نگہبان ہو کرب غازی بارہ ہزار قزاق لیکر جانب ملک عجم روانہ ہوئے انکو تو راہ کین چھوڑیے اُدھر کا حال ناظرین والا تمکین ملاحظہ فرمائین کہ جب القاش خون آشام ملک عجم کو روانہ ہو چکا ہاروت بن جالوت رعد آواز لقا سے عرض پرداز ہوا کہ آپ میرے حق مین تقدیر برجستہ کیجیے تو مین ان خدا پرستون کو میدان مین نکل کر ماردون لقا نے بے لقا نے ہاروت بن جالوت رعد آواز سے کہا کہ تیرے دم شمشیر مین سب خدا پرستون کی موت تقدیر کردی ہے یہ کہکے اُسکو خلعت دیا ہاروت خلعت دغا پہنے ہوئے یاقوت شاہ کے دربار مین آیا اور دنگل پر بیٹھکر شہد انجواری کرنے لگا جب بادۂ ناب سے دماغ خوب گرم ہوا بدمستی کا نشہ چڑھا یاقوت شاہ سے کہا ای جبرئیل قدرت آپ طبل جنگ بجوائیے اُسی وقت یاقوت شاہ نے طبل جنگ لشکر مین بجوایا شور و غل برپا ہوا کہ خدا پرستون سے کل سامنا ہے سب اپنی تیاری کرنے لگے اُدھر بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین تخت سلیمانی پر جلوہ افروز تھے کہ آواز نقارے کی آئی خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ ذرا خبر تو لاؤ کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے ہاتھ باندھکر خواجہ نے عرض کیا کہ ہرکارے خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ سرہنگ کی اور ابو شہاب لنگری آپہونچے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ بادشاہ کا اقبال یاور جاہ و جلال کی ترقی لشکر اسلام کا اوج موج ہمیشہ پڑھتے شعر الٰہی تخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + وہ دونون دعا و ثناے شاہی کرکے عرض کرنے لگے کہ لشکر لقاے بے لقا مین ہاروت بن جالوت رعد آواز کے نام پر طبل جنگ بجا ہے کل کفار آمادۂ کارزار ہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے بموجب حکم بادشاہ اسلام ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون طرف لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین رات بھر یہی سامان رہا صبح کو سرداران لشکر اسلام آکر در دولت شاہی پر موجود ہوئے بادشاہ اسلام نماز صبح پڑھکر وظیفہ سے فراغت کرکے تخت پر سوار ہوکر بارگاہ کے برآمد ہوئے سرداروں نے مجرا کیا نسر چوبدار مرد ہے نے ایک ایک کا بہ قاعدۂ شاہانہ سلام پیش کیا تخت بادشاہی وہان سے مثل تخت سلیمان کے چل نکلا اب کوچہ سلامت مین سواری بادشاہ اسلام کی چلی جاتی تھی دو رستہ سلامی اُتر رہی تھی ہر لشکر کے سردار نے سیفیر نکر بادشاہ سلامت کے روبرو آکے سلامی کی سپاہ تک وعدہ گاہ میدان مصاف مین بادشاہ اسلام کی سواری پہونچی تخت بادشاہی قلب لشکر مین ٹھہرا دست راستی دست راست کو اور دست چپی دست چپ کو اپنے اپنے مقام پر قائم ہوئے دیکھا کہ اُدھر بھی آمد لشکر کفار کی شروع ہے اس صورت سے کہ ہر پرے اور ہر صف کے بعد باجا بجتا ہوا قرنا کا شور بوق کی آواز بلند نقارون پر چوبین پڑتی ہوئین ڈنکا ہوتا ہوا پیچھے اُن باجون اور ڈنکے کے جبرئیل قدرت یاقوت شاہ بھی تخت پر سوار خود مین خواجہ کبرالدین ملک سجتیار کی شوم کا فریب دین بیٹھا ہوا انگس رانی کرتا ہوا چلا آتا ہے اور گرد و اطراف مین اور سوار چلے آتے ہین آگے تخت یاقوت شاہ کے ہاروت بن جالوت رعد آواز زرہ پہنے ہوئے خود آہنی سر پر رکھے ہوئے دستانے ہاتھون مین گرگدن سیاہ رنگ پر سوار بصد کبر و نخوت چلا آتا ہے تخت یاقوت شاہ کا ایک طرف کو آکر قائم ہوا اور تمام فوج پیچھے تخت کے کھڑی ہوئی ہر ہاروت سامنے لشکر اسلام کے صف باندھکر استادہ ہوا میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہوگیا بیلداروں نے نکلکر تمام پست و بلند زمین کو ہموار کردیا

تیرداروں نے جھنڈی پہاڑی کو کاٹ کر پھینک دیا سقوں نے آب پاشی کی نقیبوں نے نکل کر نہیب دی لشکر کفار میں
عاسمان پر خوف بیکر علم ہوئے مثل ستارہ کے ونیا ادار کے چمکنے لگے آواز نفیر اور گنج نفیر کی مانند ہوئی ہاروت اپنے گینڈے
کو جولان کرکے سامنے تخت یاقوت شاہ کے آیا گینڈے سے اُتر کر سلام کیا اور اجازت پیکار طلب کی عرض کیا
امیدوار ہوں کہ میدان رزمگاہ میں جا کر خداپرستوں کا کام تمام کروں یہ سنکر یاقوت شاہ نے کہا کہ جاؤ تمکو زمرد شاہ
باختری کی حفاظت میں دیا اس عرصے میں زمرد شاہ باختری بھی گنبد گیتی تما پہ آ کر بیٹھا ہاروت بن جالوت سعد آوازد
دور سے خداوند لقا کو سجدہ کرکے میدان حرب کو روانہ ہوا گینڈے کو چمکا کر میدان وغا میں آیا اور مبارز طلب کیا
للکار کر آواز دی خداپرستو خداوند لقا نے تم پر غضب اپنا نازل کیا تھا تم سب کے سب پریشان و تباہ ہو گئے تھے خداوند
نے پھر اپنی قدرت نمائی کی کہ تم سب کو بچایا تم سب فوج و لشکر اپنے ساتھ لیکر یہاں آئے اور آسپر بھی تمنے خداوند لقا کو سجدہ نہ
کیا اب بہتر یہ ہے کہ خداوند لقا کو سجدہ کر دیا جسے تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے میں آئے یہ لاف و گزاف اور کلام
مہملات سنکر اہل اسلام نے لعنت و ملامت کرنا شروع کیا اور قارن کرگدن سوار گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت
بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے آیا اور گینڈے سے اتر کر مجرا کیا اجازت میدان حرب چاہی بادشاہ
نے فرمایا کہ بسم اللہ جاؤ پروردگار عالم تمہارا حافظ و نگہبان ہو خداوند کریم کافر پر فتحمند کرے یہ کہکے جام کلاہ عفریت
عنایت کیا قارن کرگدن سوار جام کو پی کر آداب بجا لایا اور گینڈے پر سوار ہو کے ایک چمک ماری کہ گینڈا مثل
برق چمک کر برابر ہاروت کے آیا ہاروت اس سے نگاور زن ہوا برابر سے دونوں گینڈے ہٹتے تھے پھر دونوں
میں مسل کر گینڈوں کو ایک دوسرے کے مقابل کیا ہاروت نے قارن سے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا تو مجھکو نہیں
جانتا میرا نام قارن کرگدن سوار ہے میں بیٹا ہوں سبائیل شاہ کا یہ ملک سبائیل میرے ہی باپ نے بنوایا تھا
لقا سے بے لقا نے ظلمات سے آکر چھین لیا اور ظلم و ستم کیا کہ اُسنے میرے باپ کو مار ڈالا اب میں اسی واسطے
آیا ہوں کہ اپنے والد ماجد کا ملک اس گبر ناہنجار سے لوں ہاروت یہ سنکر بہت غصہ ہوا اور کہا کہ خیر اب حال تیرا
معلوم ہوا اب جنگ و جدل تجھسے فیصلہ ہوگا لے حربہ پیکار سنبھال قارن نے کہا میں نے دین اسلام اختیار کیا
ہے خداپرستوں کا یہ دستور نہیں کہ پیشدستی کریں تو اپنا حربہ پہلے کر سبب پروردگار تیرے حربے سے بچائیگا تو
میں بھی تجھپر حربہ کرونگا ہاروت نے یہ سنکر نیزہ ہاتھ میں اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر قارن کرگدن سوار پہ مارا قارن
نے اُسکا نیزہ اپنے نیزے سے پرے کیا جب طعن رد ہو گئی پھر بند باندھکر نیزہ مارا قارن نے رد کر کے پھر رد کیا اسی طرح
بڑی دیر تک نیزہ بازی ہوئی آخر کو قارن نے نیزہ ہاروت ہوائی کر دیا ہاروت نے جھنجھلا کر تیغ آبدار کھینچا اور
قارن پر وار کیا قارن نے چاہا کہ تیغ اُسکا چھینکر کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لے کہ گینڈے کے پاؤں ہو ستھانے میں
جاتے رہے گینڈے نے سکندری کھائی قارن کی نگاہ بہک گئی اور ہاتھ اچٹ گیا تلوار ہاروت بن جالوت سعد آواز
کی قارن کے سر پر پڑی تا دو ابرو اتر آئی قارن نے دستانہ مارا تلوار توڑ کر سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی
منھ پر آپڑی غشی طاری ہوئی ہاروت نے چاہا کہ دوسرا ہاتھ تلوار کا اور مارے کہ قارن کا کام تمام ہو اسی وقت
شہزادہ بدیع الزمان اپنے رفیق نامی کے واسطے بیتاب ہو گئے اور یوں رجا باگ کا لیا اور جوہن سے نوحہ کیا کہ ارے
او گبر ناہنجار کندہ ناتراش دست خود را نگہدار او بچا میں آپہونچا کیا غضب کرتا ہے زخمی کو مارنے کا ارادہ ہے
یہ نعرہ کرکے برابر ہاروت کے آپہونچے قارن کو لوگوں کے سپرد کیا وہ لیکر لشکر اسلام میں آئے شہزادہ بدیع الزمان
ہاروت کے مقابلے پر ٹھہرے اور فرمایا کہ او نامرد یہ کیا حمیت مردانگی ہے کوئی بھی زخمی پر ہاتھ مارتا ہے گو اُٹھاتا ہے تو

قصد مار ڈالنے کا قارن کے کیا ہاروت نے کہا کہ مین ہی نے تو اسکو زخمی کیا کسی اور کا تو زخم خوردہ نہین تھا اور اسکو
تو دعوے خداوند لقا کے مار ڈالنے کا تھا وہ تو بہت کچھ ارادہ کرکے آیا تھا اپنے باپ کا بدلہ لیا چاہتا تھا اُسکے غرور نے
اُسکو پست کیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ انشاء اللہ اب بہ صحت کے وہ ایسا ہی کریگا کیون نہ کیا تو اسکو کچھ کم مردانگی
شجاع سے سمجھتا ہے ہاروت نے کہا تم اُسکی قسمت سے آ گئے نہین تو مین اُسکو زندہ نہ چھوڑتا دعوی بہادری سب
اُسکا باطل کر دیتا شہزادے نے کہا جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے تیرا اور تیرا خداوند کیدی ہے یہان شہزادہ بدیع الزمان
نامدار اور ہاروت مین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی ہرکارے دونون لشکرون کے خبر لینے کو دوڑے
جب گرد و غبار برابر لشکرون کے پہونچکر فرو ہوا دیکھا کہ سو علم نشان لاکھو سوار کے نمودار ہوئے اور بعد اُسکے
سامان جلوداری بیحد پہونچا کہ تمام صحرا آدمیون سے بھر گیا دیکھا کہ ایک شخص کرگدن سیاہ رنگ پر سوار نہایت قوی ہیکل تنومند
پچاس آرش کا قد لاکھ فوج کی جمعیت کے بیچ مین چلا آتا ہے ہرکارے لشکر اسلام کے نام اُسکا دریافت کرکے آئے اور
بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ یہ پہلوان جو آیا ہے نام اسکا زرنگ بن سیلان گراز وندان ہے لقا سے بے لقا کی مدد
کو آیا ہے غرضکہ وہ پہلوان بصد غرور و نخوت تخت یاقوت شاہ کے قریب آیا اور آداب بجا لایا اور پہلوئے یاقوت شاہ
مین ٹھہر کر تماشا ہاروت کی لڑائی کا دیکھنے لگا یہان شاہزادہ بدیع الزمان اور ہاروت بن جالوت رعد آواز سے
گفتگو ہو رہی تھی کہ زرنگ نے پوچھا کہ کس کس سے یہ مقابلہ ہے بختیارک نے کہا کہ ہاروت بن جالوت رعد آواز
اسطرف سے ہے اور اُدھر سے شہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران ہے یہ سنکر وہ سر ہلا کے رہگیا ادھر بعد گفتگو
بسیار ہاروت نابکار نے وہی تیغہ خون آلود کا وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قبضہ دنبالہ
تیغ ہاروت کا سپر سخت سے آشنا ہوکر پھولون مین سپر کے وہ خار تیغہ یاغی اُلجھ گیا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کی ادھر
دے کر جھٹکا مارا کہ قبضہ شمشیر نابکار کے ہاتھ سے چھوٹ گیا شہزادے نے فوراً تیغہ افعی سلیمانی کا ہاتھ مارا ظالم نے
گھبرا کر سپر سے چہرے کی پناہ کی تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پر پہونچا حیات خود کو فنا کرکے آب تیغہ آبدار حلق سے اُس ناری
اُتر گیا وہان سے جو تیغہ آگے بڑھا چاک کرتا ہوا اُس کے سینہ پر کینہ کے دو ٹکڑے کرکے زمین کو بوسہ دیا تحسین
و آفرین کا غل ہوا بختیارک نے چلا کے کہا وہ ہاروت بن جالوت رعد آواز مارا گیا چار ٹکڑے گینڈے سمیت
ہو گئے برق تیغہ شہزادہ بدیع الزمان نے خرمن ہستی ہاروت بن جالوت رعد آواز کو جلا دیا یاقوت شاہ
نے بختیارک سے کہا کہ فوج کو حکم دو کہ بدیع الزمان کو گھیر کر مار لو چار طرف سے نرغہ کرکے جا پڑو بختیارک نے
منع کیا کہ نرغہ کرنا اچھا نہین ہے ناچار یاقوت شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا اور زرنگ بن سیلان کو لیکر
پھرا اور لاش ہاروت بن جالوت رعد آواز کی سامنے لقا کے بھیجدی لقا سے بے لقا نے حکم دیا کہ اسے
دریائے رحمت مین ڈال دو کہ ابکی نوروز مین تقدیر کرکے بیٹا اپنے زندہ کرونگا مگر زرنگ بن سیلان نے
لقا کی خدمت مین جا کر اُس کافر کو سجدہ کیا جب زرنگ نے سر سجدے سے اُٹھایا لقا نے خلعت سے سرفراز
کیا زرنگ بن سیلان اُسی طرح خلعت پہنے ہوئے یاقوت شاہ کے ساتھ بارگاہ مین آکر ذلگل نخوت پر متمکن ہوا
احوال اہل اسلام کا پوچھنے لگا بختیارک نے مسخرے پن کے ساتھ حال اہل اسلام کا بیان کیا اور کہا کہ بہادری اور
شجاعت اور سر رشتہ تیغ اسلام آپ نے میدان رزمگاہ مین خود آنکھون سے دیکھ لی زرنگ نے کہا کل ہی تم
دیکھنا کہ مین ان خدا پرستون کو کسطرح مارتا ہون کیسی لشکر اسلام کو شکست فاش دیتا ہون یہ کہکر شرابخواری
کرنے لگا جب دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب طبل جنگی میرے نام پر بجوا دیجیے

اسی وقت یاقوت شاہ نے حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑنے لگی ہرکارے سے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوئے اور
بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ لشکر لقا مین زرنگ بن سہیلان کے نام طبل جنگ بجا ہے اُسکا ارادہ ہے کل معرکہ آرائے نبرد
ہو بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی کوس حربی بجے بحکم بادشاہ اسلام
لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری کارزار رہی صبح کو بادشاہ اسلام
مع نمازیان و نبرد آزمایان والا تبار معرکہ آراستہ پیکار ہوئے اُدھر کفار بد شعار سامنے لشکر اسلام کے آکر صف آرا
ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیبان بلند آواز نے میدان مین نکل کر نقابت کی اے بہادرو جرار و شیر دلو
آج روز نام و ننگ ہے عرصۂ زیست بہت تنگ ہے نیکنامی و بدنامی کے کام کا خیال نکرو رستمانہ میدان مصاف مین
جنگ کرنا چاہیے قوت و شجاعت دکھاؤ دشمنون کو مارو آپ ہنس ہنسکے تن پر گل زخم کھاؤ گلشن دغا کو سرسبز کرو
خون سے میدان کارزار مین بہاؤ عرصۂ جنگ کو لالہ زار کرو قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹاؤ یہی شیوۂ مردانگی ہے بعد مرنے
کے لڑائی کی حسرت اپنے دل مین نہ لیجاؤ لڑو بھڑو کافرون کو جہنم مین بھیجو شربت شہادت نوش کرو کیونکہ دنیا ایک
سرا سے فانی ہے کسی کو بقا نہیں ابیات

بہرنے نہ دیے جو پردہ نشین گھر مین حجاب
کیا ہو گئی وہ شوخی رفتار ہائے ہائے
دیکھے جو مین حیات دو روزہ کے رنگ و ڈھنگ
ہر عضو تن ہے پا لو کی دیوار ہائے ہائے

کھو دی خزان نے رونق گلزار ہائے ہائے
اوس آنکھ جائے ہے سر بازار ہائے ہائے
انگور شراب دشت حباب اور نقش آب
غنچے جھلک کے کہتے ہین ہر بار ہائے ہائے

تر مردہ ہو گئے گل رخسار ہائے ہائے
سرو زیادہ قامت محشر خرام سی
ہستی پہ کہتے رہتے ہین دیوار ہائے ہائے
ہستی نہ کیون خراب ہو قصر ثبات کی

نقیبون نے جو یہ اشعار مصیبت آثار پڑھے اہل درد کی آنکھون سے اشک
حسرت بہنے لگے جو نامرد و بزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہین چاہتے ہین لڑین بھڑین نام کرین دلیران اہل اسلام تو
ایسے بیتاب اور بیچین ولولۂ شجاعت سے ہوئے کہ عجب نہ تھا کہ کافرون پر گھوڑے اٹھا کر جا پڑین اُدھر بد دینون کو
بھی جوش آیا وفا اور کچھ خیال باپ دادا کے نام و ننگ کا آگیا اُسوقت زرنگ بن سہیلان گراز دندان نے اپنے گیندے
کو تحریک مار کر گیندۂ گیتی نما کی طرف پھرا سامنے لقا کے جو لقا تخت نخوت پر بیٹھا ہوا تھا زرنگ نے آتے سجدہ کیا
وہان سے جالوت رعد آواز نے پکار کر کہا کہ خداوند لقا نے تیرے دم شمشیر مین خدا پرستون کی موت تقدیر کر دی ہے جا
خدا پرستون کا کام تمام کر زرنگ بن سہیلان یہ سنکر اُدھر سے ہوا یاقوت شاہ کو سجدہ کیا گیندے کو جولان
کرکے چلا جب نصف میدان انتقام کارزار آیا پہلے اپنی سلحشوری دکھائی بعد اُسکے لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوکر
للکارا اے خدا پرستو جسکو تمنا مرگ ہو وہ آمادۂ قضا ہو کر صف لشکر سے نکلے اور میرے مقابلے کو آئے ابھی کلام
اُس کافر بد انجام کا ختم نہ ہونے پایا تھا کہ لشکر اسلام سے فیروز لعل قبا رفیق جد بیٹا شہزادۂ نامدار سیاہ ملک قاسم عالیجاہ
اپنے مرکب تیز رو کو بڑھا کر تخت بادشاہ اسلام کے سامنے آیا اور اُتر کے مرکب سے مجرا کیا دست بستہ ہوکر اجازت
میدان حرب چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد خدا کیا پروردگار عالم تمکو فتح و فیروزی واپس لائے بعد
اُسکے از راہ شفقت و محبت جام شربت منصوری عنایت فرمایا فیروز لعل قبا نے وہ جام پیکر دعا و ثنا شاہی
کی اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکر روانہ ہوا جب مرکب اُڑا کر برابر زرنگ بن سہیلان گراز دندان کے پہنچا زرنگ
اُس سے ہمکلام ہوا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا نام ہے فیروز لعل قبا نے تمام حسب و نسب اپنا بیان کرکے کہا
کہ مجھکو فیروز لعل قبا کہتے ہین زرنگ بن سہیلان گراز دندان نے کہا کہ او فیروز تو تو پرستاران زمرد شاہ جادو
مین تھا تجھے کیا ہوا کہ تو نے پرستش اُسکی چھوڑ دی اور خدا پرستون کے شریک ہوا فیروز لعل قبا نے کہا کہ او بے وفا

لائق پرستش نہیں ہے مین نے اسپر لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا یہ سنتے ہی زرنگ آتش حسد سے جل بھنا کہا ابھی ہوا
نشۂ شراب مین تو بہت ہو رہا تھا کہنے لگا کہ سمجھے پے مارے نہ چھوڑونگا حریف دغا باز تو مین ہے اور دل کا حوصلہ نکال
فیروز لعل قبا نے جواب دیا کہ مین سبقت دغا مین نہ کرونگا خدا پرستون کا یہ شیوہ نہین ہے خلاف بہادری جانتے ہین
زرنگ نے کہا کہ معلوم ہوا آپکو بھی گھمنڈ اپنی شجاعت و جوانمردی کا ہے یہ کہکر گینڈے کو پیچھے ہٹایا اور خبردار کہکر
نیزہ مارا فیروز نے نیزے پر نیزے کو رد کیا دوبارا پھر نیزہ بانہ کر زرنگ نے نیزہ مارا وہ بھی طعن فیروز نے رد کی اسی طرح
چار گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی دونون کی سنانین اور نیانین تار تار ہو گئین ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑین اسپ دانتون سے
لڑنے لگے یہانتک کہ برچھون کے ٹکڑے اڑ گئے ناچار ٹوٹی ہوئی چھڑین ہاتھ سے پھینک دین تلوارین کھینچ لین زرنگ نے
وار تلوار کا کیا فیروز نے قمہ سی تلوار کو سپر پر رد کیا فیروز لعل قبا نے زرنگ کو تلوار ماری زرنگ نے پشت شمشیر پر رد کی
اور آہی الجھا دستے مین سے نکال کر تلوار کا وار فیروز پر کیا فیروز نے سپر پر روکا مگر زرنگ کی تلوار کا ہاتھ پورا پڑا تھا سپر کاٹ کر
چار انگل سر مین اتر آئی فیروز نے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی مگر سر سے ایک پرنالہ خون کا جاری ہوا فیروز کو غش آنے لگا
لعلان لعل قبا نے جو فیروز لعل قبا کو دیکھا کہ زخمی ہو گیا گھوڑا دوڑا کر برابر زرنگ بن سہیلان گراز دندان کے آیا
فیروز کو لوگون کے حوالے کر کے لشکر مین بھیج دیا آپ زرنگ کا سامنا کیا زرنگ نے وہی شمشیر خون آلود لعلان لعل قبا
پر ماری لعلان نے سپر پر رد کی اور جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا اُسنے اُسکی بھی تلوار پشت شمشیر پر روکی اسی طرح کئی وار
تلوار کے دونون طرف سے چلے دونون نے روک کر رد کر دیے پھر لعلان لعل قبا نے تلوار ماری زرنگ نے خالی
دے کر جو ہاتھ تلوار کا مارا لعلان کے سر پر پڑا سپر کٹی خود کٹا چار انگل تلوار سر مین اتر گئی لعلان نے دستانہ مارا تلوار
سر سے نکل گئی پرنالہ خون کا جاری ہوا لعلان گھوڑے پر جھومنے لگا میدان شاہ نے جو دیکھا کہ لعلان لعل قبا
زخمی ہوا لشکر اسلام سے گھوڑا نکال کر جھپٹا اور برابر زرنگ کے آیا لعلان لعل قبا کو تو لوگون کے حوالے کیا آپ
ہمنبرد زرنگ سے ہونے لگا زرنگ نے بڑی جد و جہد کر کے اُسکو بھی زخمی کیا غرضکہ دوپہر تک کئی سردار قاسم کے
زخمی ہوئے اور زرنگ بصد غرور و تکبر جھوم جھوم کر پھر مبارز طلب کرنے لگا اُسوقت شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کا کلیجا
بیتاب و بیقرار غصے سے ہو گئے چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو بڑھا کر سامنے تخت
شاہی کے آئے اور اجازت میدان جدال و قتال طلب کی بادشاہ اسلام نے دعائے فتحمندی و فیروزی دے کر فرمایا
کہ تمکو خدائے عزوجل کے سپرد کیا جاؤ دشمن کو قتل کرو یہ سنکر ملک قاسم نے مجرا کیا اور گھوڑا اٹھا کر بتعجیل تمام مقابل
زرنگ بن سہیلان گراز دندان کے آ رہے بختیارک نے جو شہزادۂ خاور سیاہ کو میدان حرب مین دیکھا یاقوت شاہ
سے کہا کہ اب زرنگ کا بچنا اور زندہ رہنا نہایت محال ہے ملک قاسم کی تلوار بلائے بے درمان ہے اور یہ بڑا شجاع و
دلیر ہے یاقوت شاہ نے کہا کہ زرنگ بھی بہت زبردست پہلوان ہے اور فن سپاہ گری مین بہت چست و چالاک ہے
قاسم کو مار لیگا بختیارک نے جواب دیا کہ اچھا دیکھ لیجیے گا ابھی حال معلوم ہوا جاتا ہے مثل ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے دم
بھر مین اقبال آئینۂ حیرت کی کھلی جاتی ہے مگر سر رشتۂ حیات زرنگ بچتا نہین معلوم ہوتا ہے ادھر زرنگ بن سہیلان گراز دندان
نے ادھر شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم نوجوان سے بعد نگاہ دزنی کے گفتگو ہوئی زرنگ نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تجکو مجھ
سے کیا علاقہ ہے ملک قاسم نے فرمایا کہ مین نبیرہ حمزہ صاحبقران نشان ہون اور داماد ہون تیرے خداوند لقا کی کم
باختری کا نورچشم مہ قدرت ملکہ گیتی افروز کو مین لیگیا ہون نام میرا شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم ہے زرنگ
نے کہا او خدا پرست تجھے یہ حال کون پوچھتا ہے تو زبان دراز ہے کہ خداوند لقا کے حق مین اس طرح کے کلمے کہتا ہے ایسے

قضا تیری دامنگیر ہوئی ہی خیر حربہ دغا کو سنبھال میدان جانبازی کو دیکھ بھال قاسم نے کہا ہمارے خاندان کا یہ دستور
نہین ہی ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے دشمن کا وار روک کر ضرب لگاتے ہین جب لشکر تمہدی جاری ہوتا ہو زرنگ
نے کہا سپر اخر یہ غضب خداوندی ہی کوئی اسکا متحمل نہین ہوسکتا قاسم نے کہا او نابکار وہ غضب اب تیرے جان نازنیل
ہوگا زرنگ بولا کہ یہی تلوار سب خدا پرستون کے خون مین نہائی ہی انھین کے لہو کا اسکی زبان کو چسکا پڑا ہوا ہی اسی
تلوار سے تجھکو بھی مارونگا یہ کہکر وہی تیغ خون آلود قاسم پر ماری تھا قاسم نے بڑھکے اسکی تلوار کو روکا ہاتھ قبضہ پر ڈال کے
ہاتھون کو اس نامرد کے مروڑا اور جھٹکا دے کر تلوار زرنگ بن سہیلان گراز دندان کی چھین لی اور پھرتی سے تلوار
زمین پر پھینک کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا اور کہا کہ کیون او زرنگ بدکردار دیکھا کیا تیرے غضب نے دو گی
زمانہ دکھائی یہ کہکر زرنگ کو تین بار سر پر چرخ دیا اور آسمان کی طرف پھینکا جب وہ مغرور نیچے گرنے لگا بالارک افراسیابی
کا ہاتھ اسکی کمر پر پایا کہ مثل خیار تر کے اسکے دو ٹکڑے ہوئے بختیارک صلواۃ پڑھنے لگا اور یاقوت شاہ سے کہا کہ دیکھا آپ نے
اسے چورنگ ہوائی کہتے ہین مگر فوج زرنگ کی جو کھڑی ہوئی تھی وہ دوڑی اور قاسم پر نرغہ کیا قاسم تلوار لیکر آ پنہر جاپڑا
ادھر سے بادشاہ اسلام نے فوج ظفر موج کو حکم دیا کہ جلد قاسم کی کمک کرو یہ سنکے تمام غازیان دیندار اور مجاہدان
شور شعار نعرے کر کے تلوارین کھینچ کھینچ کفار پر جا پڑے ادھر سے یاقوت شاہ نے اپنے لشکر کو بھیجا دونون لشکر
آپسمین مل گئے تلوار چلنے لگی ہنگامہ محشر انگیز برپا ہوگیا غلغلہ دار و گیر ہر جانب بلند ہوا لاش پر لاش گر رہی تھی فضا
چہار طرف میدان خسر بیمن چرتی تھی اور قاسم و بدیع الزمان آپسمین دکھا دکھا کر تلوارین مار رہے تھے قاسم
نوجوان کفار کو چورنگ کرتے تھے بدیع الزمان نامدار جسکے تلوار کا ہاتھ مارتے تھے اسکے مع مرکب چار پرکالے ہوتے تھے
ادھر لندھور بن سعدان اور مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر چشمک چل رہی تھی لندھور گرز سے پیوند زمین کرتے
تھے مالک اژدر پہلوان کو برچھے پر اٹھا لیتے تھے کبھی مالک پکارتے تھے او ہندی دیکھیو ان حریف کو ہلاک کرتے
ہین کبھی لندھور بن سعدان للکار کر کہتے تھے او عرب ہوشیار خونخوار ریگ بیابان شمار دیکھیو ان کفار کو پیوند خاک کرتے
ہین اسی طرح دست راستون اور دست چپون مین لاگ ڈانٹ کی تلوار چل رہی تھی کشتون کے پشتے باندھ دیے تھے
سرون کے ڈھیر لگا دیے تھے خون کے دریا بہ رہے تھے تلوارون کی جھنکار تا بہ قصر فلک نیلگون جاتی تھی مریخ فلک
کانپ رہا تھا عطارد کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا تھا ترک فلک چکر مین آیا چار پہر دن ڈھلے برابر تلوار چلی شام کو بختیارک
نے یاقوت شاہ سے کہا کہ بس اب طبل بازگشت بجوائیے آپ دیکھتے ہین کہ خدا پرست کس طرح لڑ رہے ہین کیسی تلوار
مارتے ہین لشکر آپ کا رخ پھیر چکا سپاہی بھاگتے پھرتے ہین خدا پرست جنگ و جدال کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے
چلے آتے ہین ایسا نہو کہ قریب فیلون کے پہونچ جائین اسوقت بہت مشکل ہوگی لڑائی بگڑ جائیگی کچھ بنا سے
نہ بنیگا یاقوت شاہ بھی سمجھا کہ بختیارک سچ کہتا ہی حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے ادھر تو طبل پر چوب پڑی ادھر دونون لشکر
جدا ہوگئے کفار نے لاش زرنگ وغیرہ اٹھائی اور زخمیون کو اٹھا کر لیگئے بادشاہ اسلام لشکر اسلام کو و سرداران نامدار وغیرہ کو
ہمراہ لیکر اپنی بارگاہون اور خیمون مین داخل ہوئے مگر اکثر غازیان دیندار کے تن و جسم پر گلہائے زخم کھلے ہوئے اور
لباس پر چھینٹین خون کی پڑی ہوئی تھین مگر خوشی سے نہال ہوئے جاتے تھے ترقی بہار گلشن اسلام سے دل باغ
باغ تھے آپسمین مثل طائران زمزمہ پرداز کے خوش فعلیان کرتے تھے بادشاہ اسلام نے شہزادہ بدیع الزمان اور
ملک قاسم پر زر نثار کیا غازیان دیندار و مجاہدان شور شعار کو خلعت سے سرفراز کیا زخمیون کے زخمون میں ٹانکے
دلوائے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھوا دین یہان یاقوت شاہ نے لاش زرنگ وغیرہ سامنے لگا کے بیحد رقت

زرنگ رو رو کے کہنے لگے یا خداوند ہمارے سردار کو زندہ کیجیے لقا سے بے لقا بہت غضبناک ہوا اور کہا کہ کیا خداوند پر اپنے حکومت کرتے ہو اس گمراہ کو مین نے خود قتل کر ڈالا جا کو لیجاؤ میرے سامنے سے لاش اسکی اور پھینکوا دو نقاسے زرنگ ناچار و مجبور ہو کر ٹکڑے لاش زرنگ کے لیکر اُسکے وطن کو چلے گئے لقا نے حکم کیا کہ باغ بہشت سے پہلوان قدرت کو نکالو زخم بخچہ روئین تن کا اچھا ہو چکا تھا غسل صحت کر چکا تھا لوگ اُسکو لیکر لقا کی خدمت مین آئے بخچہ نے سجدہ کیا لقا نے آستین رحمت پشت پر بخچہ کی جھاڑ دی اور خلعت وبادہ خلعت سرفرازی پہنکر یاقوت شاہ کی بارگاہ مین آکر بیٹھا دورہ شراب ناب ہوا بعد شراب پینے کے ناچ کا تماشا دیکھنے لگا بختیارک نے حال ہار وت اور زرنگ کے مارے جانے کا بیان کیا بخچہ نے کہا اب مین آیا ہون ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا غرضکہ پہر شراب خواری کرنے لگا جب خوب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب طبل جنگ بجوائیے کل یہ خدا پرست ہین اور مین ہون یاقوت شاہ نے اُسی وقت لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے اور عرض کیا کہ بخچہ روئین تن جو زخمدار ہو گیا تھا اب وہ اچھا ہوا ہے آج اُسکے نام پر طبل جنگ بجا ہے کل اُس سے مقابلہ ہے بادشاہ اسلام نے کلمۂ رضینا بالقضا فرماکر حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے خواجہ عمرو اُسی وقت نقارخانۂ سلیمانی اور نقارخانۂ جمشیدی مین آئے ہر ایک دار وغہ نقارخانہ نے خواجہ عمرو کو نذرین دین خواجہ عمرو اُنکی نذرین قبول کرکے طبل اسکندری کے برابر ہوئے غاشیۂ زربفتی اُتار کر ڈوال طبل اسکندری پر ماری آواز طبل اسکندری کی ایسی بلند ہوئی کہ تمام لشکر اسلام مین خبر ہو گئی کہ آج طبل اسکندری بجا ہے کل لشکر اسلام سے سامنا ہے ہر ایک اپنے اپنے آلات حرب کو درست کرنے لگا کمر ہمت چست باندھی چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو فوجین میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئین لشکر اسلام مین در دولت بادشاہی پر سرداران اولوالعزم کا اژدحام ہوا بادشاہ اسلام تخت سلیمانی پر سوار ہو کر محل خاص سے برآمد ہوکے سرداروں نے مجرا کیا چوبدار پکارے کہ نگاہ روبرو قبلۂ عالم سلامت بادشاہ اسلام بعد غور حقیقت داہنے بائین کی جانب ملاحظہ فرماتے جاتے تھے اور ایک ایک کا بصد لطف سلام لیتے جاتے تھے سواری بادشاہ اسلام کی کوچہ سلامت سے گذرتی جاتی تھی اور دورستہ سلامی اُترتی جاتی تھی تمام سرداران عالیشان جلو مین چلے آتے تھے یہانتک کہ وعدہ گاہ مصاف مین سواری پہونچی قلب سپاہ مین تخت بادشاہی آکر قائم ہوا اور سرداران لشکر داہنی بائین جانب کھڑے ہوئے اور سب فوج کے پرے پشت پر جم گئے اُدھر سے لشکر کفار کی آمد ہوئی یاقوت شاہ تخت پر سوار خواصی مین بختیارک شیطان درگاہ لقا مگس رانی کرتا ہوا داہنی طرف ہزبر مرزوق بن نوشیروان فوج کیانیون کی ہمراہ لیے ہوئے بائین طرف ضیغم خون آشام سرداران باختر ہمراہ آگے آگے تخت کے بخچہ روئین تن پیراہن آب بردان کا پہنے ہوئے غرضکہ آتے آتے سامنے لشکر اسلام کے لشکر کفار صف باندھ کر کھڑا ہوا اور ایک طرف کو تخت یاقوت شاہ آکر ٹھہرا صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیبون نے نقابت کی بعد اُسکے بخچہ روئین تن نے گینڈا اپنا پھیر اگنبد گیتی نما کے سامنے اُتر کر لقا کو سجدہ کیا بعد اُسکے یاقوت شاہ سے اجازت میدان حرب طلب کی یاقوت شاہ نے کہا اے بخچہ جا تجھے سپرد خداوند لقا کیا بخچہ سلام کرکے گینڈے پر سوار ہوا اور گینڈہ اُڑا کر میدان دغا مین آیا خوب سلحشوری کی بعد اذان للکار کر کہا اے فرقۂ خدا پرستان تم مین جسکو تمنائے مرگ ہو وہ سامنے میرے آئے اور مجھسے مقابلہ کرے ابھی کلام مبارزطلبی ختم ہونے پائے تھے کہ مظفر بن ضیغم خون آشام رفیق شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے جاہ مرکب کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور اجازت میدان جانے کی چاہی بادشاہ اسلام نے از روئے شفقت جام شربت خوش مزا مرحمت کیا اور فرمایا

اے پروردگار عالم نگہبان ہے تجکو خدا کے سپرد کیا مظفر جام شربت پی کر آداب بجالایا اور مرکب پر سوار ہوکر سامنے سنجہ رویین تن
کے آیا سنجہ نکاورزن ہوا دونون کی سپرین گرزون کی چوٹون مین تہے سپرون سے چنگاریان آگ کی جھڑین مرکب دونون
کے پسپا ہوئے پہر رانون مین مرکبون کو مسل کر ایک دوسرے کے مقابل آیا سنجہ نے مظفر سے کہا کہ تو تو بھائی زمرد شاہ
باختری کا ہے یعنی لڑکا خالوے قدرت خداوند لقا کا ہے خدا پرستون کے فریب مین آگیا دین اسلام اختیار کیا ارے
خداوند لقا سے پہر گیا اب بھی اگر تو راہ راست پر آئے اور خداوند لقا کو سجدہ کرے تو مین خداوند کے پاس تجھے لیجا کر
تیری تقصیر معاف کرا دون مظفر پکارا او گبر نابکار مین نے خداوند دوجہان کو سجدہ کیا ہے مخلوق کا پرستار مین نہین
ہوتا مین تیرے خداوند لقا پر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون تو کیا مجھکو بہکاتا ہے اب میدان وغا مین جو تجھسے ہوسکے قصور
نکرنا سنجہ یہ گفتگو سنکے غضبناک ہوا اور نیزہ اٹھا کر مارا مظفر نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام
پر مظفر نے نیزہ اسکا گانٹھا کہ پشت کو اسکی سست پایا جھٹکا دیا کہ نیزہ اسکی مشت سے نکل گیا سنجہ کے [illegible] ہیبت
شرم کے ہوائیان چھوٹنے لگین روز روشن آسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا جہنجھلا کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تیغہ آبدار کہینچکر
پکارا کہ او مظفر تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے ہوائی کر دیا دیکھ یہ تیغہ آبدار ہے خبردار رہنا یہ کہکر مظفر پر وار
تیغہ آبدار کا کیا مظفر نے بڑھکر سپر پر وار روکا قبضہ دودستالہ سر پر آشنا ہوا مظفر نے بھی تلوار کہینچکر ہاتھ مارا سنجہ رویین تن
نے اپنے سینے پر تلوار کو روکا تلوار مظفر کی یون اچٹ گئی جسطرح گھڑیال پر سے موگری اچٹ جاتی ہے اور چھناکے
کی آواز آتی ہے سنجہ رویین تن نے پہر تلوار ماری مظفر نے پشت شمشیر پر تیغہ اسکا روکا اور تلوار کا ہاتھ پہر سنجہ پر مارا
سنجہ رویین تن نے تلوار سینہ پر روکی وہ بھی تلوار اچٹ گئی مطلق اثر نہ کیا اسی طرح پہر پہر کامل دونون مین تلوار چلی کہ سنجہ
تیغہ مارتا تہا مظفر سپر پر روکتا تہا یا پشت شمشیر پر مگر مظفر جو تلوار کا وار کرتا تہا تو سنجہ رویین تن سینہ سپر کر دیتا تہا
لیکن پہر کے سنجہ نے دیکھا اور دل مین کہا کہ یہ خدا پرست بڑا چالاک ہے تلوار میری نہین کہاتا آخر پینترا بدل کے کمر تاکر
جو سر پہ ہاتھ مارا گوشہ سپر کو قلم کرکے تیغہ سر پر پڑا چار انگل اتر گیا مظفر نے چالاکی سے دستانہ مارا تیغہ تو نکل گیا
دریائے خون سر سے جاری ہوا غش طاری ہوا سنجہ نے چاہا کہ اس مرد مسلمان کا کام تمام کرے کہ ہیوت بن
سارنج للکارتا ہوا جھپٹا کہ او نامرد تو کیا کرتا ہے زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہے آکر مرکب کو برابر سنجہ کے پہنچا مظفر کو تو لوگون کے
ہاتھ بہجوا دیا سنجہ نے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ میرے صید زبون کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اب تجکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا ہیوت
بن سارنج نے کہا کہ تجکو آیین مردمی سے کچھ بہرہ نہین ہے زخمی کو تو ایک پیرزال چاہے تو مارلے سنجہ نے کہا خیر اب آسکے عوض
مین تجکو مارونگا غرضکہ بعد گفتگوے بسیار کے تلوار چلنے لگی چار گھڑی تلوار کی ردوبدل رہی ہیوت بن سارنج نے
کتنی ہی تلوارین سنجہ پر مارین مگر ایک بھی کارگر نہین ہوئی کہین خط تک آسکے جسم پر نہ پڑا جب تلوار ہیوت بن سارنج
کی ٹوٹ گئی تو سیل آہنی ارابے پر لدا ہوا تہا وہ اٹھا کر سنجہ پر مارا سنجہ نے اسے بھی رد کیا متواتر سات سیل اسنے سنجہ
پر مارے سنجہ نے ساتون سیل رد کر دیے پہر سنجہ نے تلوار جھپٹ کر ماری دستانہ ہاتھ ہیوت بن سارنج کا زخمی ہوا اسنے
ہاتھ سے خنجر پہلو پر سنجہ کے مارا خنجر بھی اسکا اچٹ گیا سنجہ نے پہر تلوار ماری کہ سر ہیوت بن سارنج کا زخمی ہوا اور بیہوش
ہوگیا سنجہ نے چاہا کہ بڑھکر ہیوت بن سارنج کا سر کاٹ لے کہ قیطاس اژدر پوش للکار کر جھپٹا گھوڑا اڑا کر برابر
سنجہ کے آیا ہیوت بن سارنج کو تو لوگون کے ہاتھ لشکر مین بہیج دیا اس سے بھی تلوار چلنے لگی قیطاس اژدر پوش
شام تک لڑا کیا انجام کار یہ بھی ہاتھ سے سنجہ کے زخمی ہوا اختتام کو طبل بازگشت یاقوت شاہ نے بجوایا دونون لشکر
اپنے اپنے خیمون کی طرف پہرے یاقوت شاہ سنجہ پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا لقا نے سنجہ کے واسطے خلعت

بھیجا ادھر بادشاہ اسلام زخمیون کو گھایل دیکھکر فرماتے تھے کہ یہ عجب طرح کا روئین تن ہے کہ کسی کی تلوار اسپر اثر
نہین کرتی دیکھیے اسکے ہاتھ سے کس کسکو ایذا پہونچتی ہے بادشاہ اسلام جب داخل بارگاہ ہوئے فوراً جراحون کو بلوایا
زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے اس اثنا مین ہرکارون نے خبر دی کہ پھر تختہ نے طبل جنگ بجوایا ہے بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ کچھ پروا نہین یہان بھی نقارۂ رزمی بجے قصہ مختصر تختہ روئین تن نے سات روز تک سید الشہدا
کی اور بہت سے سردارون کو لشکر اسلام کے زخمی کیا اکثر نوجوان سے مارے گئے ساتوین روز پہر دن پچھلا باقی
تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اٹھا ہرکارے خبر کے واسطے دوڑے گرد جب نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا کہ
بارہ ہزار عیار ہر ایک چست و طرار چوڑیان خنجر کی ہاتھون مین لیے ہوئے تیغے زیب کمر سپرین دوش پر رکھے ہوئے
آپس مین خنجر زنی اور پنجہ بازی کرتے ہوئے چلے آتے ہین اور انکے سرگردہ دو بھائی ہین کہ بڑے کا نام سیاہ کلاہ
اور چھوٹے کا بہروز غول بچہ ہے ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کہ سابق مین انکا حال گزارش کر چکا ہون کہ یہ دونون آئے
تھے اور لڑ بھڑ کر چلے گئے تھے اب پھر دوبارہ یہ دونون مع عیارون کے آئے ہین سامان جنگ و جدال درست
کرکے لائے ہین القصہ میدان رزمگاہ مین پہونچے اور آکر یاقوت شاہ کو مجرا کیا اور صف باندھکر بارہ ہزار عیار
کھڑے ہوئے یکایک اور گرد صحرا کی طرف سے اٹھی جب وہ قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ چالیس ہزار عیار ڈفلے
نفیر انکے آگے بجتے ہوئے علم دلنشان فوج انکے کھلے ہوئے سلحشوریان کرتے ہوئے دکھائی دیے اور تین عیار
انکے آگے آگے چلے آتے تھے ایک انمین بارہ سنگے کی کھال کا لباس پہنے ہوئے تھا کہ نام اسکا گورزن پوست پوش
تھا اور دوسرا عیار چوڑی خنجر کی ہاتھ مین لیے ہوئے اپنے عیارون سے مصروف خنجر زنی تھا نام اسکا سعید خنجر گزار تھا
اور تیسرے عیار کا نام نوادر سنگ انداز تھا تیس من کا پتھر گوپھن مین رکھکر مارتا تھا ان سبھون نے بھی آکر یاقوت شاہ
کو سلام کیا نذرین گذرانین غرضکہ ان عیارون کے آنے مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجواکر دونون لشکر پھرے بادشاہ
اسلام نے خواجہ عمرو سے فرمایا اے خواجہ یہ سب بلائین عیارون کی تمھارے واسطے آئی ہین خواجہ عمرو نے عرض
کیا کہ پیر و مرشد پروردگار عالم میرا حافظ و نگہبان ہے جو میرے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا اور مین تو سیاہ کلاہ و بہروز
دونون کو گرفتار کر چکا تھا مگر حضور نے چھڑوا دیا اور یہ بھاگ کر چلے گئے تھے اب پھر اپنا سامان درست کرکے آئے
ہین خیر دیکھا جائیگا یہی باتین کرتے ہوئے بادشاہ اسلام و خواجہ عمرو داخل بارگاہ ہوئے ادھر یاقوت شاہ ان عیارون
کو ساتھ لیے ہوئے لقا کے سامنے آیا سب کو سجدہ کروایا خلعت دلوایا پھر اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین داخل ہوا صحبت
عیش برپا کی ساقیان پریچہرہ کو حکم دیا دورۂ بادۂ ناب ہوا جام زرنگار گردش مین آیا بختیارک نے بہروز سے
کہا پہلے تم جو آئے تھے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے مقابلہ کرکے ذلیل ہو چکے ہو عمرو وہ بلا ہے بے درمان
اور آفت روزگار ہے اسپر کوئی عیاری کارگر نہو گی اور نہ کوئی عیار غالب آئیگا بہروز نے کہا ملک جی اب مین وہ
بہروز نہین ہون ہر روز مشق میری بڑھتی گئی ہے اب سر میدان اسکو مارونگا ادھر نوادر سنگ انداز نے بہت
سی لاف و گزاف کی کہ مین نے ملک قصوریہ باختر مین عمرو کا شہرہ سنا تھا اسی واسطے آیا ہون کہ اسکو سر جنگ
مقتول کرون اور گورزن پوست پوش اور سعید خنجر گزار نے بہت سی لن ترانیان کین بہروز بولا کہ مین پہلے امیر
سالار بان زادہ سے لڑونگا بعد اسکے جسکا جی چاہے اس سے مقابلہ کرے اور یاقوت شاہ سے کہا کہ آپ
طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے کل مین ہون اور عمرو ہے بختیارک نے کہا کہ ابھی تم آئے ہو جلدی کرنا
اچھی نہین ہے دو ایک روز ٹھہرو بعد اسکے طبل جنگ اپنے نام پر بجوانا اور سامنا عمرو سے کرنا بہروز نے کہا ملک جی

مین جبتک اُس سے نہین لڑتا ہون مجھے چین نہین ہی کل مین ضرور اُس سے مقابلہ کرونگا بختیارک نے کہا ہم بھی
تماشا دیکھینگے القصہ اُسوقت بہروز کے نام پر طبل جنگ بجا سرکار سے خبر لیکر بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر
ہوئے حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تمنے سنا بہروز عیار نے طبل جنگ بجوایا ہی عمرو نے کہا ای
شہریار مجھے عیاری سے کچھ مطلب نہین وہ میرا کیا کر لیگا مین میدان مین نہ جاؤنگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جب
بہروز میدان مین تمھارا نام لیکر پکاریگا تم کیونکر نہ جاؤگے عرض کیا مین لشکر ہی مین نہ رہونگا بادشاہ نے کہا تم
ایک مرتبہ اُسکو گرفتار کرکے لا چکے ہو اب کیون ڈرتے ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مفلس کا دل تھوڑا ہوتا ہی
اُس سے کچھ نہین ہوسکتا بادشاہ نے فرمایا کہ دو ہزار روپیہ ہم تمھین دینگے قاسم و بدیع الزمان و لندھور وغیرہ
بالاتفاق بولے کہ ایک ایک ہزار روپیہ ہم بھی آپ کی نذر کرینگے قصہ مختصر جتنے سردار تھے سب نے کہا کہ ہم
روپیہ لینگے کسی نے دو سو کسی نے چار سو کسی نے پانچسو روپیہ دینے کا اقبال کیا عمرو نے کہا یہ سب زبانی جمع خرچ
ہی کوئی مجکو دینے والا نہین معلوم ہوتا اگر نقد میرے حوالے کر دو تو مین جانبازی کو موجود ہون اُسی وقت سب نے
نقد روپیہ منگوا کر رکھدیے عمرو نے سب روپیہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور جاکر نقارہ خانے مین طبل جنگ اپنے نام پر
بجوایا ہر طرف جتنے عیار تھے اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوئے رات کو جاکر میدان عیاری درست کیا صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے ادھر بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالی مقام میدان جنگ مین پہونچے اُدھر سے یاقوت شاہ
اور بختیارک اور تمام کفار آئے ایک طرف سے عیاران لشکر اسلام نمودار ہوئے اور زیر نگیرہ آکر بیٹھے ایک طرف
بہروز غول بچہ اور سیاہک سیاہ کلاہ اور لولاد رسنگ انداز اور گوزن پوست پوش اور سعید خنجر گذار اپنے
عیارون کو ساتھ لیے ہوئے میدان مین آئے دونون لشکر نگران تھے کہ دیکھین کون غار کسکی طرف سے نکلتا ہی
اور کیا کرتا ہی کہ ایک مرتبہ بہروز غول بچہ صندوق عیاری سے کود الغا سے پے لیا گنبد لیکن تماہر سے بیٹھا ہوا تماشا
دیکھا کیے بہروز غول بچہ نے پھر کر لقا کی طرف سجدہ کیا اور پھر یاقوت شاہ سے اجازت میدان لیکر جست کرکے
چلا گویا آسمان پر اڑتا ہوا جاتا تھا اُسی اُم چکنے مین پنجہ کھینچکے ہاتھ نکالنے لگا ایک بجلی چمکتی معلوم ہوتی تھی جب زمین پر
گرنے لگتا تھا پنجہ پر پاؤن رکھ لیتا تھا آہستگی ہی سہارتے مین پھر جست کرکے آسمان پر جاتا تھا چار گھڑی تک اسی طرح
بر دست ہوا پنجہ کے ہاتھ نکالا کیا بعد اُسکے زمین پر کھڑے ہوکر دم لیا پسینا خشک کیا تمام لشکر اسلام تماشا کھڑا دیکھا کیا
گو یا نقش قلم کرکے تماشا کر رہا ہی غرضکہ پھر للکارا کہ ای عیاران لشکر اسلام کہان ہی عمرو میرے مقابلے کو آئے یہان
جو دیکھا تو عمرو کا نام و نشان بھی نہین ہی چہار طرف تلاش کیا کہین نہ پایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عمرو سب کو ذلیل
کروا کے چلا گیا کہ اسمین سرہنگ کی نے عمرو کی عرضی لاکر پیش کی اُسمین لکھا تھا کہ غلام خانہ کعبہ کو گیا جو آپ کو حاجی اور
مجاورون کو بھیجنا ہو وہ مجھے بھیجے گا مین اُنکو تقسیم کردونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عمرو نے اچھا نہ کیا جو چلا گیا
لندھور نے کہا حضور اُسکے دستور سے واقف ہین کہ وہ ظاہر ہوکر حریف سے نہین سامنا کرتے ہین غائب ہوکر
لڑتے ہین یہی باتین یہان تھین کہ خبر بہروز کو بھی پہونچی کہ عمرو لشکر مین نہین ہی کسی طرف بھاگ گیا اُسنے کہا کہ میرے
طرف سے عمرو چلا گیا پھر پکارنے لگا ای عیاران لشکر اسلام عمرو تو بھاگ گیا اب تم مین سے کوئی میرے مقابلے کو آ
چالاک بن عمرو صندوق عیاری سے کودا تھا کہ جاکر اُس سے سامنا کرے کہ صحرا کی طرف سے ایک مرد پیر تخت
پر سوار لباس شاہانہ پہنے ہوئے گرد اُسکے روشنی کی کبتی ہوئی نمایان ہوا اور نگیرہ اُسکا آکر استادہ ہوا اپنے نگیرہ کے
تخت اُسکا رکھا گیا کہ بہروز نے پھر للکارا کہ کوئی مجھسے مقابلہ کرنے عیاران لشکر اسلام سے نہین آیا کہ وہ مفر

تخت سے اترا اور آواز دی کہ حریف تیرا مین ہون آیا مین اور آہستہ آہستہ میدان کو چلا نخبتیارک نے یاقوت شاہ
سے کہا کہ مرد پیر عمرو ہی اس شکل کا بنکر آیا ہی کسی کو کہنا نخبتیارک کا باور نہ آیا مگر بہروز نے اُس مرد ضعیف کو دیکھا
اور پکارا او اجل رسیدہ تو کون ہی جو میرے مقابلے کو آیا ہی عمرو تو میرے سامنے سے بھاگ گیا تو مجھسے کیا مقابلہ کریگا
ارے کیون اپنی شامت لایا ہی وہ مرد ضعیف بولا او چھوکرے عمرو تو ولی اللہ ہی تجھسے کیا بھاگیگا مین اُسکا ایک ادنی
مرید ہون پہلے مجھسے تو عہدہ بر آ ہولے تجھ ایسے سو عیار اگر ہون تو گرفتار کرکے لیجاؤن بہروز یہ سنکر آگ ہو گیا
اور گوپھن کے گلہ مین پتھر رکھکر مارا اُس مرد پیر نے خالی دیا بہروز نے جتنے پتھر مارے سب خالی دیئے اور اپنا حملہ
بہروز نے ضایع کیا بہروز نے کمند ہاتھ مین لی اور اُس مرد پیر پر ماری وہ حلقہائے کمند مین سے نکل گیا اُسکے دام
مین نہ آیا بہروز نے خنجر مارنا شروع کیا پہلے یکدستی خنجر مارا پھر دودستی خنجر مارے کوئی خنجر اُس مرد ضعیف نے
نہ کھایا اور ہنسکر کہا او چھوکرے ہم تعلیم یافتہ خواجہ عمرو کے ہین تو کیا ہمسے عہدہ بر آ ہوگا اور دیکھ ہم تجھے باندھے
لیتے ہین بہروز نے کہا تیری قضا آئی ہی اور پنجہ ہاتھ مین پکڑکر پنجہ زنی کرنے لگا وہ مرد ضعیف ہنس رہا تھا اور اپنے
کو بچا رہا تھا اور بہروز خشمناک ہو ہوکر پیچھے مار رہا تھا ایک دو گھڑی کے بعد وہ مرد ضعیف بہروز کے سامنے سے
بھاگا اور بہروز اُسکے پیچھے دوڑا للکارتا جاتا ہی او مرد ضعیف بودے میدان جنگ سے کہان جاتا ہی بے مارے
نہ چھوڑونگا وہ بھاگتے بھاگتے ایک گڑھے مین جاکر گر پڑا بہروز جو آیا اُس گڑھے مین جھانکنے لگا دیکھا کہ جا بجا
ہو گیا سوجھتا نہین وہ جھانک رہا تھا قضا سے کار وہ مرد ضعیف برابر اُس گڑھے کے دوسرا گڑھا تھا اُسمین سے
نکلا اور حلقہائے کمند بہروز پر مارے بہروز حیران ہوا کہ یہ روز بد کا سامنا کیونکر ہو گیا یہ بلا کہان سے آئی اور
حلقہائے کمند مین اسیر ہوکر گرا پس وہ مرد ضعیف چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین اور صورت یہ ہی
کہ اُس پیر مرد نے نعرہ کیا نعرہ عمرو + عمروم کہ کُلاہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رخ نجتک بہ اختر برم + در محفل خسروان
چو گردم ساقی + تیغ از سپر رستم ساغر بہ برم + منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار جب خواجہ نے بہروز کو گرفتار کیا اور نعرہ مارا تب سنکے نخبتیارک صلوات پڑھنے لگا اور
یاقوت شاہ سے کہنے لگا کہ آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ آیا تھا اب ملاحظہ کیجیے کہ یہ عمرو ہی یا نہین القصہ تمام
لشکر اداس و پریشان ہوے سپاہ کلاہ بھائی بہروز غول بچہ کا کمال رنجیدہ تھا کہتا جاتا تھا کہ اسکا عوض
مین عمرو سے لونگا مگر عمرو بہروز کو باندھے ہوئے بادشاہ اسلام کے ساتھ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوا بادشاہ اسلام
نے عمرو کو خلعت دیا اور کہا کہ صبح کے وقت بہروز کو ہمارے سامنے لانا عمرو نے بہروز کو غل و زنجیر مین گرفتار
کرکے عیارون کے سپرد کر دیا صبح کو بادشاہ اسلام نے تخت بادشاہی پر جلوس فرمایا سب سردار آکر حاضر ہوئے
بہروز کو طلب کیا جب وہ سامنے آیا بادشاہ اسلام نے پوچھا اے بہروز تجھے کیونکر عمرو نے گرفتار کیا اُسنے عرض
کیا کہ جسطرح عیار عیارون کو گرفتار کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا اے بہروز بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر لقا پرستی
چھوڑ دے پرستاران لقا سے بے لقا بیعت کر نہین تو مارا جائیگا یہ کہکر بہت سی مذمت لقا کی بیان کی اور تعریف
خدائے عزوجل کی بہ زبان فصیح بیان فرمائی مگر بہروز نہایت سیاہ قلب تھا کب بہ صدق دل اسلام لانیوالا
تھا دل مین اپنے خیال کیا کہ اگر اسوقت کہنا نہ مانونگا تو مارا جاؤنگا عرض کی کہ مین نے لقا پر لعنت کی اور
بہ ظاہر از روئے ترس طوطے کیطرح مسلمان ہو گیا بادشاہ اسلام نے فرمایا مین اسے اپنا عیار بناؤنگا
بہروز کو عالمون کے سپرد کیا کہ طریقے دین اسلام کے تعلیم کرو بہروز روسیاہ اُن عالمون کی صحبت مین رہا

اور بادشاہ اسلام کی خدمت میں رہنے لگا چند روز اسی طرح گذرے تھے کہ ایک دن اسکے دل میں خیال آیا کہ تو کب تک مسلمانون
میں پڑا رہیگا اور خداوند لقا پر لعنت و ملامت سنا کریگا بہتر یہ ہے کہ اب یہان سے چل اور میں ٹھیرے تو بادشاہ اسلام کا
سر کاٹ کر لیچل غرض ایک رات کو بہروز نے فراشون میں بیٹھکر شراب میں بیہوشی ملائی اور سب فراشون کو بیہوش
کیا اور اٹھکر قنات کو چاک کرکے اندر جھانکنے لگا قضا سے کار آسرو زطلایہ سے گشت پر اسد بن کرب غازی
تھا چار طرف پھرتا ہوا خیمہ بادشاہ اسلام کے پاس آیا دیکھا کہ تمام فراش بیہوش پڑے ہوئے ہیں اور ایک شخص
قنات چاک کئے ہوئے جھانک رہا ہے اسد نے تلوار کھینچ کر نعرہ کیا کہ او روسیاہ تو کون ہے کیا بادشاہ اسلام کے
قتل کرنیکی فکر میں ہے باش او تیرہ روزگار اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا بہروز غول بچہ اسد شیردل
کی آواز سنکر گھبرا گیا اور وہان سے ہٹکر چاہا کہ بھاگے کہ اسد شیردل نے جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا تو بہروز کے
دو ٹکڑے ہوئے لاش زمین پر تڑپی اسد شیردل نے روشنی منگوا کر اُسے جو دیکھا پہچانا کہ یہ تو بہروز روسیاہ ہے
غرض اسد شیردل نے لاش اسکی لوگون کے سپرد کی اور آپ اندر طلایہ چلا گیا جب رات گذری اور صبح ہوئی بادشاہ
اسلام جلوہ افروز بارگاہ میں تھے کہ یہ خبر اخبار گذرا کہ شب کو حضور کے قتل کرنیکی فکر میں ایک عیار تھا اُسے اسد شیردل
نے مارا پھر جو روشنی منگوا کر دیکھا تو وہ بہروز تھا بادشاہ اسلام نے تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرمایا دربار سرداران سے
معمور ہوا اسد شیردل نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ شب تمنے رات کو مارا ہے اسکی لاش منگوا و اسد نے
اُسکی لاش منگوائی بادشاہ اسلام نے دیکھکر فرمایا کہ میں سمجھا تھا کہ یہ روسیاہ بصدق دل مسلمان ہوا تھا مگر سیاہ قلب
تھا کیا اسلام لاتا لاش اسکی گھوڑے پر پھنکوا دو اُسی وقت لاش اُس سیاہ رو کی گھوڑے پر پھنکوا دی گئی بادشاہ اسلام
نے اسد کو خلعت منگوا کر دیا ہرکارون نے کفار کے جو باہر لگے ہوئے تھے یہ خبر جا کر یاقوت شاہ کو دی کہ بہروز
غول بچہ مارا گیا ہے ایک سیاہ کلاہ سنکر رونے لگا گریبان چاک کیا اور یہ حال تباہ جا کر لاش بہروز کی گھوڑے
پر سے اُٹھا لایا اور سامنے لقا کے سب کے لاش اپنے پر اور بہروز کی رکھدی اور رو رو کر کہا یا خداوند زندہ
زندہ کر دیجیے کہ مین نے اسے فرزندون کی طرح پالا ہے اسکے مرنے سے گویا میں مرگیا لقا سے بے لقا نے یہ سنکر
کہا ای سیاہ تک نہ گھبرا ہم اسے زندہ کر دینگے مگر ابکی نوروز کو تو خاطر جمع رکھ پہلے اسے زندہ کر لینگے تو بعد ہوا اور
کسی کو زندہ کرینگے اور ابکی اور طرح کی تقدیرین کرینگے سیاہ ایک لاش بہروز کی بچھکر لایا اور ایک صندوق لاکر
اُسمین لاش رکھی اور زمین میں دفن کردی اور قبر اسکی بنا کر اُس پر فقیر بنکے بیٹھا ہر چند لوگ سمجھاتے تھے سیاہ ایک کے
صبر نہ آتا تھا آب و طعام چھوڑ دیا تھا یہان یاقوت شاہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ بیٹا دود دود زنگی کا قطران
دولاکھ سوار سے آتا ہے اور ملک سنا لک غول گردوانی اور کوہ تخت شیر شکار اُسکے ساتھ میں یاقوت شاہ
نے لقا سے آکر عرض کیا لقا نے حکم دیا کہ بندہ خاص الخاص میرا آتا ہے جا کر استقبال کرکے اُسکو لاؤ اُسی وقت تمام
کافر خاص واسطے استقبال قطران کے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں اُس سے ملاقات ہوئی بہ اعزاز و اکرام سب کے
سب پیش آئے اور اپنے ساتھ لیکر خدمت لقا میں لائے قطران وغیرہ نے لقا کو سجدہ کیا اُسنے دست بخشش
اپنا سر پر پھیرا خلعت برگزیدگی عطا کیا اور پکار کر تو بندہ خاص میرا ہے جا تیرے دم شمشیر میں سب خداپرستون کی موت
تقدیر کردی ہے قطران وہان سے اُٹھکر یاقوت شاہ کے ساتھ نیچے تقلیون سے اُترا اپنے لشکر میں نہ گیا
یاقوت شاہ کے دربار میں آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش میں آیا جب دو چار جام پیے اور
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا کیفیت اہل اسلام کی پوچھی بختیارک موجود تھا اُسنے از ابتدا تا انتہا سارا حال بیان کیا

اور کہا کہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان بلاے بے درمان ہیں خداوند لقا کی بیٹیاں تک چھین کے لیگئے اور ابھی
تمام لشکر اسلام پر برف باری کرائی تھی سب خداپرست تباہ ہو گئے تھے پھر سب کے سب جمعیت کثیر اپنے ہمراہ لیکر یہاں
آگئے ہیں اور دیگر خداپرستوں نے سر اٹھائے ہیں اور بالفعل تو بدیع الزمان نور دیدہ صاحبقران کی شان وشوکت
سب سے زیادہ ہے ابھی طلسم خونریزہ اُسنے فتح کیا ہے قطران نے کہا ملک جی تم دیکھنا کہ اُسکا میں کیا حال
کرتا ہوں ایسی سرہنگ معقول دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا ساری کشتی اور لشکر کشی بھول جائیگا اور اگر میری دہشت سے
وہ میرے مقابلے کو نہ آیا تو لشکر اسلام میں گھس جاؤنگا اور اُسے پکڑ لاؤنگا بختیارک نے کہا ای قطران خدا خیر کرے
تم نے بڑی لاف وگزاف کی ہے قطران بولا ملک جی تم مجھے ڈراتے ہو میں کسی خداپرست کی حقیقت نہیں جانتا
ہوں رستم کو نہیں مانتا ہوں قضائے کار جاسوسان لشکر اسلام نے یہ سب کیفیت جاکر بارگاہ سلیمانی میں
بادشاہ اسلام کی حضور میں بیان کی شہزادہ بدیع الزمان عالی شان نے یہ سنا کہ قطران تجھے بہ حقارت یاد کرتا ہے
نہایت غیظ وغضب طاری ہوا بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ جی چاہتا ہے کہ ابھی جاکر اُسکی گوشمالی کیجیے بادشاہ
اسلام نے ارشاد کیا کہ سرمیدان اُس سے سمجھ لینا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ میں اُسے ایک نامہ بھیجتا ہوں
دیکھوں کیا جواب دیتا ہے اور دبیر کو بلا کر کہا کہ ایک نامہ قطران کو اس مضمون کا لکھو کہ میں سنتا ہوں کہ تو نے بارگاہ
یاقوت شاہ میں بیٹھکر مجھکو بہ بدی یاد کیا ہے بہادروں کا یہ شیوہ نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کل سرمیدان نکل کر مجھ سے مقابلہ
کر دیکھوں تو کیسا شجاع ہے نہیں تو وہیں آکر سزا سے معقول تجھے دونگا تمام لاف وگزاف بھول جائیگا دبیر نے یہی
مضمون لکھکر پیش کیا بدیع الزمان نے اُسے خلعت دیا اور پکار کر کہا کہ کوئی ہے ایسا کہ نامہ ہمارا قطران کے پاس
لیجائے اور جواب لائے یہ سنتے ہی اسد شیر دل بن کرب غازی اپنے دنگل پر سے اُٹھے بدیع الزمان کو
سلام کیا اور کہا کہ ماموں جان میں آپکا نامہ لیکر جاؤنگا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ تم جاہل ہو تم نہ جاؤ اسد
نے کہا کہ ماموں جان میں جہالت نہ کرونگا بسہولت نامہ دیکر جواب لے آؤنگا اور جو آپ مجھے نہ جانے دینگے تو میں
اپنے تئیں ہلاک کرونگا کس واسطے کہ میں جس امر کا ارادہ کرتا ہوں پھر اُس سے باز نہیں رہتا ہوں بدیع الزمان
یہ سنکر ناچار ہو گئے کہا خیر بہتر ہے جاؤ مگر خبردار کسی سے جہالت کرکے لڑنا نہیں اسد شیر دل نے نامہ لیکر سر سے باندھا
اور اپنے قزاقوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے ہرکاروں نے قطران کو خبر دی کہ ایلچی بدیع الزمان کا تمہارے پاس
آتا ہے بختیارک نے کہا ای قطران تمہاری لاف وگزاف کی خبر بدیع الزمان نے سنی ہو گی جو نامہ تمکو لکھا ہے اب
ایلچی اُسکا یہاں آتا ہے ضرور سرکشی دکھائیگا قطران بولا کہ آنے دو دیکھا جائیگا اُسوقت بارگاہ سے یاقوت شاہ
کی اُٹھکر اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا اور حکم دیا کہ ایلچی خداپرست کا آتا ہے اُسے روکنا نہیں آنے دینا بختیارک کو بھلا
کب چین آتا ہے بارگاہ یاقوت شاہ سے اُٹھکر قطران کے پاس آبیٹھا لیکن اسد بن کرب غازی جب
لشکر میں قطران کے داخل ہوا جو علم ونشان سامنے آیا اُسے گروا دیا ان بدعتوں کی خبر قطران کو پہونچی بولا کہ
ایلچی ہے اُس سے کچھ کہو نہیں بختیارک نے کہا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ایلچی سرکشی دکھاتا ہوا آئیگا قطران
بولا کہ خیر سرکشی دکھانے سے کیا ہوتا ہے یہانتک کہ اسد شیر دل دربارگاہ قطران پر آیا تمام جلوخانے کو خالی
کرا کے اپنے آدمیوں کو وہاں قائم کیا اور آپ اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ کافران بیہودہ خصلت دختر بہا سے
بادیۂ ضلالت بیٹھے ہوئے ہیں بطریق اسلام سلام کیا جواب سلام غیب سے آیا کفار نے [illegible] بل کھایا
قطران نے چاہا تھا کہ کرسی اسد شیر دل کے بیٹھنے کو منگوائے [illegible] باختری کی طرف متوجہ ہوا

اور اس نے کہا کہ تو ذنگل اپنا ایک لحظہ کے واسطے خالی کر دے کہ مین بیٹھ جاؤن اور نامہ دے کر جواب نامہ کا لیلون
پھر تو اپنے ذنگل پر آبیٹھنا بلدرا نے کہا کہ کیون مضطرب ہوتا ہے تیرے واسطے کرسی آتی ہے تو اسپر بیٹھکر گفتگو کر لینا مجھ
پھر کھڑے رہنے مین کیا بالون تیرے سے تحمل جائینگے اسد شیر دل نے کہا کہ مین تیرے ذنگل پر بیٹھونگا اور اگر
نہ اٹھیگا تو زبردستی تجکو اٹھا دونگا بلدرا پکارا تیری کیا طاقت ہے جو تو مجھے اس ذنگل پر سے اٹھا دے اسد نے
ہاتھ بڑھایا کہ کمر مین ہاتھ ڈال کر ذنگل پر سے کھینچ لے اسنے ہاتھ اسد کا پکڑ لیا اور چاہا کہ طمانچہ مارے اسد نے دوسر
ہاتھ سے ایک ہی خنجر اسکے سینے پر مارا کہ پشت کے پار نکل گیا وہ تڑپ کر مر گیا اسد نے لاش اسکی نیچے ڈال دی
اور آپ اسکے ذنگل پر بیٹھکر لنگر مارا کہ چارون چولین ذنگل کی چرچرا گئین بختیارک نے آگے بڑھکے سلام کیا اور
کہا کہ پیر و مرشد سبحان اللہ خوب آپ نے جگر داری کی آپ کا اور آپکے خاندان کا تو یہی دستور ہے قطران نے
دیکھا کہ اس ایلچی نے میرے سپہ سالار کو مار ڈالا برہم ہو کر پوچھا کہ تو کس واسطے آیا ہے اسد نے کہا کہ نامہ لایا ہون شہزادہ
تہمتن گرز رستم شکوہ داماد لقا و گنجاب شہزادہ بدیع الزمان نامدار کا قطران نے کہا کہ لا نامہ دے مین دیکھون
تو کیا لکھا ہے اسد شیر دل نے جواب دیا کہ پہلے نامے پر زر نثار کر اور چند قدم استقبال کر دونون ہاتھ پھیلا اسوقت
نامہ تجھے دیا جا رے بختیارک چاہتا تھا کچھ فتنہ انگیزی کرے کہ ایک دھول اسکے سر پر پڑی کہ پگڑی دربار ہی
بختیارک کی اچھل کر دور جا گری بختیارک سمجھا کہ پیر و مرشد کامل بھی یہان موجود ہین پس بختیارک نے
قطران سے کہا کہ خداوند لقا نے ہمیشہ اسکے نامے کی تعظیم کی ہے تم بھی اگر تعظیم کرو گے تو تمھاری عزت
نہ گھٹ جائیگی قطران نے پہلے کشتیان اشرفیون کی منگوا کر نامے پر نثار کین مگر آسمان سے ایک حبہ کسی کے ہاتھ
نہ آیا خواجہ عمرو نے بہ چالاکی جال الیاسی مار کے نذر زنبیل کیا بعد اسکے قطران اٹھا استقبال کیا دونون ہاتھ پھیلا
نامہ لیا منشی کے حوالے کیا اور کہا کہ اسے پڑھو منشی نے بہ آواز بلند وہ نامہ پڑھا قطران نے سنکر نہایت پیچ و تاب
کھایا اور کہا کہ اس نامے کا جواب فقط جنگ ہے القصہ اسد بن کرب غازی جواب نامہ لیکر خدمت شاہزادہ
بدیع الزمان نامدار مین آیا تمام حال بیان کیا بدیع الزمان نے اسد کو گلے سے لگا لیا اور نہایت خوش ہو کے بیت
توفیق کی بادشاہ اسلام نے خلعت دیا یہان قطران اپنی بارگاہ سے اٹھکر یاقوت شاہ کی بارگاہ مین آیا سب
سرگذشت بیان کی اور کہا کہ مین مناسب نہ سمجھا کہ ایلچی سے بہ بدی پیش آؤن نہین ذرا سے اشارے مین وہ مار لیا جاتا
اگر تائید لقا سے خدا سے باخبر ہو سر میدان سب خدا پرستون کا استیصال کرونگا آپ طبل جنگ میرے نام پر بجوا دیجئے
یاقوت شاہ نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے جیسے طبل جنگ بجا اور آواز کوس حربی کی بلند ہوئی ہرکارے خبر لیکر خدمت
بابرکت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوئے دعا و ثنا سے شاہی بجا لا کے عرض کیا کہ قطران نے طبل جنگی بجوایا ہے بادشاہ نے
فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہے بہ فضل ایزدی ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اسی وقت طبل سکندری پر چوب پڑی آواز
طبل سکندری کی گونجی سب غازیان دیندار مطلع ہو گئے کہ کل لشکر لقا سے مقابلہ ہے چار پہر رات دونون لشکر دین مین
تیاری ہوا کی جسوقت صبح ہوئی میدان داری کا بندوبست ہوا دونون لشکر معرکہ کارزار مین آکر مثل صف مژگان صف آرا
ہوئے جب میدان تیار ہو چکا اور نقیبانے بلند آواز نقابت کر چکے قطران ابن دردہ ذنگی نے گنبدے کو اپنے جولان
کیا لقا سے سبزہ قبا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا اسکے سامنے آکر گنبد سے اترا خداوند لقا کو سجدہ کیا یاقوت شاہ
سے رخصت میدان حرب طلب کی عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو خدا پرستون کا کام تمام کر دون اسنے کہا جا تجھے زہرہ شاہ بانی
کے سپرد کیا قطران بھی گنبدے پر سوار ہو کر میدان مین آیا پہلے خوب سلحشوری کی اور پکارا اے خدا پرستو کوئی میرے

مقابلے کو آئے جیسے تنہا سے سونت ہو یہ سنتے ہی لشکر اسلام سے فرخ شہسوار قلندر گھوڑا جھپا کر قریب تخت بادشاہ
اسلام کے آئے اور اجازت پیکار حاصل کی مجرا بجا لا کے بڑھا باگ کا لیا اور سامنے قطران کے آئے قطران تکاور رہا
ہوا دس قدم مرکب قطران کا پیچھے ہٹ گیا اور پانچ قدم مرکب فرخ شہسوار قلندر کا ہٹا جو مرکبون کو رانون مین مسل کر
ایک دوسرے کے مقابل ہوا قطران نے دیکھا کہ ایک جوان حسین صاحب شوکت و شان ہے کہا کہ اپنا نام و نشان
بیان کر اوس بہادر نے فرمایا کہ مین فرزند جگر بند حمزہ صاحبقران ہون نام میرا فرخ شہسوار قلندر ہے یہ سنکر
ہے قطران نے کہا کہ دین لقا پرستی قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا فرخ بولا ارے کہ اوس خیال کیا کیا ہے
مین لقا سے بے لقا اور اسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون قطران نہایت خشمناک ہوا اور کہا کہ خیر معلوم ہوا
اب الوحرمہ پیکار سے بحال اور حسرت دل اور حوصلہ سپاہگری نکال شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے کہا کہ اہل اسلام
کا یہ دستور نہین کہ پیشدستی کرین تو پہلے وار کر بعد اسکے ہم سمجھ لینگے ہشیار ہو بغیر تو کے غیظ نہین آتا قطران نے بڑھکر
نیزہ مارا شہزادہ فرخ شہسوار نے نیزے پر نیزے کو روکا سنانین نیزون کی لڑین جیسا گا سیاہ ان آگ کی اڑنے لگی نیز
نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی کے بعد شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے نیزہ قطران کا ہوائی کر دیا قطران نیز
ہوا آب خجالت مین غرق ہوا اور نہایت خشمناک ہو کر تیغ کمر سے کھینچا اور للکارا کہ خبردار ہو اور بڑھکر تیغے کا وار
کیا شہزادہ فرخ نے سپر کو ہر سے کی پناہ کیا تیغہ اسکا گوشہ سپر پر پڑا سپر کو قلم کرکے تا دوابر کو سر مین اتر آیا
فرخ شہسوار نے دستانہ مارا تیغہ چھپا کر نکل گیا لیکن چادر خون کی منہ پر آگئی اسی حالت زخمداری مین [illegible]
تلوار ماری قطران نے خالی دی تکان جو پہنچا ہوا زخم مین بجی سر قربوس سے لگ گیا بیہوش ہو گئے
قطران نے فرخ کو باندھکر اپنے لشکر مین بھیج دیا اور پھر بار زطلبی کی شہزادہ ہاشم تیغزن گھوڑا جھپکا کر سامنے
قطران کے آئے بعد از گفتگو بسیار نوبت جنگ و جدال پہونچی قطران نے وہی تیغ خون آلود شہزادہ
ہاشم تیغزن پر مارا ہاشم نے تلوار اسکی رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا قطران نے پشت تیغ پر روکا پھر تیغے کا وار کیا
ہاشم نے پھر رد کیا دو گھڑی تک تلوار چلا کی ایک مقام پر ہاشم نے چاہا کہ تلوار اسکی چھین کر قاش زین سے
اٹھا لے گھوڑے کو رانون مین مسلا کہ وہ جست کرکے بجلی کی طرح [illegible] تقاضے کار زمان موشخانہ تھا گھوڑے کا
پاؤن سوفچانے مین جا رہا خود سے الٹ گیا ہاشم تیغزن گھوڑے کو سنبھالنے لگا اس عرصے مین قطران
کا تیغہ چلا فلک سر مین اتر گیا زخم کاری لگا خون جاری ہوا ہاشم تیغزن نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا
رومال سے زخم سر باندھنے لگا لیکن قطران نے مہلت نہ دی دوسرا ہاتھ تیغہ کا اور مارا ہاشم تیغزن نے اپنے
تئین بچایا تیغ گھوڑے کی گردن پر پڑا اور کمیت کا سر قلم ہوا ہاشم گھوڑے سے کود پڑے اور گینڈے سے قطران
کے لپٹ کر پیچ کر کمر قطران کو اٹھا لیا قطران گینڈے سے کود پڑا ہاشم نے گینڈے کو پیچ دیکر مارا گینڈا
تڑپ کر مر گیا قطران دوڑ کر لپٹ گیا دست و گریبان کشتی ہونے لگی مگر ہاشم تیغزن کے جو زخم کاری لگا تھا خون
بہت بہا قطران نے ہاشم کی مشکین باندھین اور لیکر وہان سے پھرا آیا یاقوت شاہ قطران پر نثار کرتا
ہوا لیگیا اور ادھر اہل اسلام اداس و پریشان پھرے یہان جسوقت یاقوت شاہ قطران کو لیے ہوئے اپنی
بارگاہ مین داخل ہوا صحبت عیش برپا ہوئی جام مے گردش مین آیا بختیارک نے کہا اے قطران خدا پرستون کا
دستور ہے کہ سبکو پکڑ لیجاتے ہین آخر تلقین مذہب اسلام کرتے ہین اگر اسنے دین اسلام قبول کیا تو اسکو چھوڑ دیا
نہین تو قتل کیا تمہین یقین وہ فرزندان حمزہ کو گرفتار کیا ہے انکو بلا کے کہو کہ لقا کو سجدہ کرین اگر وہ تمہارا کہنا مانین بہتر

تو بہتر ہی ورنہ قتل کا حکم دو قطران نے فرخ شہسوار اور ہاشم تیغزن کو بلایا یہان اُنکے زخمون مین ٹانکے لگے غل و زنجیر
مین گرفتار بیٹھے ہین کہ داروغہ زندان خانے کا آیا اور سر زنجیر پکڑ کر لیچلا جسوقت ہاشم تیغزن اور فرخ شہسوار بارگاہ مین
یاقوت شاہ کی پہونچے بطریق اہل اسلام سلام کیا قطران نے کہا ای خدا پرستو قید مین گرفتار ہو مگر یہ کلمہ کلام بیہودہ
کرتے ہو اگر زیست اپنی چاہتے ہو تو زمرد شاہ باختری کو سجدہ کرو نہین تو آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو شہزادون نے
کہا او نامردو تونے حالت زخمداری مین ہمین گرفتار کر لیا ہی اسپر یہ گفتگو کرتا ہی ہم لعنت کرتے ہین لقا پر اور اُسکے پرستارون
پر جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر قطران نے چاہا کہ بختیارک کے مشورے سے جلادون کو بلاے اتفاقاً نامہ دو زنگی
آیا کہ ہم مشتاق ہین خدا پرستون کو نہین اگر تمنے گرفتار کیا ہو تو ہمارے پاس بھیجدو قطران زنگی جو مضمون نامہ
سے آگاہ ہوا جلادون کا بلوانا موقوف رکھا فوراً جلداسے قوی ترکیب سے کہا کہ تم دونون کو اپنے ساتھ لیکر جنوبیہ
باختر کو جاؤ بختیارک نے کہا ای قطران مین نے کہا تھا کہ خدا پرست مرنا نہین جانتے تمنے دیکھا انکی زندگی کا یہ سبب
پیدا ہو گیا اب تو یہ دونون یا تو راہ مین رہا ہو جاینگے یا وہان پہونچ کے چھوٹ جاینگے قطران نے کہا ملک جی مین
شب کو روانہ کرونگا کسی خدا پرست کو انکی روانگی کی خبر نہو گی اور جلداسے قوی ترکیب سے کہا کہ رات ہی کو کوچ
کر کے یہان سے تو چلا جا جلداسے نے بہت جلد اپنا سامان جانے کا کیا اور شب کے وقت ہاشم تیغزن اور فرخ شہسوار
کو اراب پر ڈال کر بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر طرف جنوبیہ باختر کے روانہ ہوا صبح کو ہرکارون نے خبر لیکر خدمت بادشاہ
اسلام مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ شب کو کفار نے شہزادۂ ہاشم تیغزن اور شہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو سلاسل و غل
و زنجیر کر کے ملک جنوبیہ باختر کو بھیجدیا ہی بادشاہ اسلام یہ سنکر بہت متردد ہوئے خواجہ عمرو کی طرف دیکھ کر فرمایا
ای خواجہ ہاشم و فرخ کی رہائی کی تدبیر کرو اور اگر غفلت کرو گے تو ایسا نہو کہ کفار انکو مار ڈالین بڑی ندامت حمزہ صاحبقران
سے ہو گی عمرو نے عرض کیا جو حضور فرماتے ہین بجا ہی اگر غلام انکی رہائی کو جاتا ہی تو یہان لشکر اسلام کی حفاظت کون
کریگا کہ بڑے بڑے کافر بھیجا عیار آئے ہوئے ہین دوسرے میرے جانے سے وہ عیار کہینگے کہ عمرو ہماری دہشت
سے بھاگ گئے لہذا میرا جانا یہان سے کسی طرح مناسب نہین ہی اور سردارون مین کسی سردار کا جانا انکی رہائی کے
واسطے بھی بہتر نہین سمجھتا اسواسطے کہ بختیارک مردود نے سکھا دیا ہو گا کہ عجب کوئی انکی رہائی کو آئے تم دونون کے
سر کاٹ لینا اب یہان کام عیاری کا ہی کہ بہ تدبیر جاکر چھڑا لائے مہتر قران حلبی نے جو عمرو سے سنا اٹھ کھڑا ہوا اور
شہنشاہ گیتی پناہ کو مجرا کیا اور کہا کہ غلام ان شہزادون کی رہائی کو جاتا ہی اگر خدا چاہتا ہی تو چھڑا لاتا ہی بادشاہ اسلام نے
مہتر قران کو خلعت دیا اور کئی ہزار روپیے مرحمت فرمائے قران نے وہ خلعت اور روپیے تو عمرو کو دے دیے اور
کہا اُنکا واقفین اچھی طرح سے رکھیے گا اور آپ انکی رہائی کے واسطے روانہ ہوا یہان لشکر قطران زنگی مین طبل جنگ
بجا اور لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ
مین صف آرا ہو گئے بعد آراستگی صفوف قتال تیاری میدان جدال ہوئی لقا سے بلند آواز نے لقا یت کی قطران
لقا کو سجدہ کر کے یاقوت شاہ سے اجازت پیکار لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی و شنتاہ
عراقی وغیرہ کئی سردار اُس سے مقابلہ کر کے زخمی ہوئے تو بیت دو پہر خورشید آسمان صاحبقرانی شہزادہ بدیع الزمان
نامی و گرامی بادشاہ سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو آئے بعد نگاورزی کے گفتگو ہوئی قطران کو معلوم ہوا کہ یہی
بدیع الزمان ہین للکار کر کہا کہ ای خدا پرست بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کرو نہین میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے بدیع الزمان
نے کہا او گبر نابکار مین تو لقا سے [illegible] لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر قطران

پہونچا اگر مہتر قران راستہ بھول کر دوسری راہ سے گیا تھا اثنا ے راہ مین کہین ملاقات جلد اسے قوی ترکیب
سے ہوئی جلد ا قید شاہزادون کی لیکر داخل ملک جنوبیہ باختر ہوا اور ہاشم و فرخ کو خلخال زنگی کو داماد ملک
دودہ زنگی کا تھا اُسکے حوالے کیا اور بیان کیا کہ مین خدا پرستون سے خوف کے مارے کوہستان کی راہ سے قید انکی لیکر
آیا ہون کسواسطے کہ خدا پرست تمہارے طرف پھیلے ہوئے ہین انکو بہ حفاظت تمام رکھیے خلخال زنگی نے فرخ و ہاشم
کو اُسی وقت زندان مین بھیج دیا بعد اُسکے ایک عرضی اس مضمون کی دودہ زنگی کو بھیجی کہ قید فرزندان حمزہ کی قطران
کے پاس سے آئی ہے دودہ زنگی نے قمری عیار کو عرضی بہ بالاتر سے بھیجا کہ جا کر پسران حمزہ کو لے آ قمری عیار
چلا آتا تھا کہ مہتر قران نے دیکھا کہ ایک عیار کمال ہیبت و چالاک دوڑتا ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے قریب آکر صدا
دی کہ تو کون ہے حال اپنا بیان کر قمری نے دیکھا کہ ایک حبشی ہیبت ڈھنگا بانہا ے عیاری اپنے بدن پر آراستہ کیے
ہوئے ہے دل مین کہا اے قمری نہین معلوم یہ کسکا عیار ہے مگر کسی زنگی کا عیار معلوم ہوتا ہے پس پکارا کہ تو اپنا حال پہلے
بیان کر کہ کون ہے قران نے کہا مین عیار قطران زنگی کا ہون ملک دودہ زنگی کے پاس جاتا ہون اُسنے کہا کہ مین
دودہ زنگی کا عیار ہون خلخال زنگی کے پاس جاتا ہون قران نے پوچھا خلخال زنگی کون ہے اُسنے کہا دودہ زنگی
کا داماد ہے اگر تم بھی ہمارے ساتھ چلو قران نے کہا تم کس کام کے واسطے جاتے ہو بیان کرو وہ بولا مین یہ نامہ اُسکو
جا کر دونگا اور قیدیان پسران حمزہ کی اُس سے لاؤنگا قران نے کہا چلو مین بھی اسی خبر کے واسطے آیا ہون قطران نے
انکو پکڑکر یہان بھیجا تھا وہ دودہ زنگی کے پاس نہین پہونچے قران یہی باتین کرتا ہوا ساتھ ہو لیا چند قدم
چلا تھا کہ قران نے چند قدم پیچھے ہٹ کر حلقے کمند کے اُسپر مارے کہ قمری گرا قران نے لقدہ اُسکی کمر پر مارا کہ قمری
کے دو ٹکڑے ہو گئے نامہ اُسکے سر سے کھول لیا اور لاش ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینکدی اور اُسی کی صورت بنکر روانہ
ہوا جب ملک خلخال زنگی کے پاس آیا وہ نامہ اُسے دیا خلخال زنگی نے نامہ پڑھا اور کہا تم دو ایک روز یہان
ٹھہرو ہم قیدیون کو تمہارے ہمراہ کیئے دیتے ہین مگر اے قمری تو سیاہ بہت ہو گیا ہے کہا اندنون مین محنت بہت
سخت پڑی ہے دھوپ مین بہت دوڑا ہون اس سبب سے رنگ سیاہ ہو گیا ہے یہان یہ ذکر تھا کہ خبردار نے خبر دی
کہ طاؤس الحرمین ہیبت وصال خداوند مہتر گردمرد آتا ہے کہا کہ جلد لاؤ مہتر قران تو پوشیدہ ہو گیا مہتر گردمرد اندر دربار کے
کے آیا خلخال زنگی کو سلام کیا اُسنے کرسی پر بٹھایا پوچھا کہ تم کیونکر آئے ہو اُسنے کہا کہ مین نوشابا دیکھنے کلنگان کو
گیا تھا اُدھر سے ہوا اشتیاق بہت صحبت کی تمہارے دیکھنے کو چلا آیا خلخال نے پوچھا کہ نوشابا دیکھون گئے تھے
بولا کہ طہماس سے سنا ہون قدرت خداوند ہے آنے بلانے گیا تھا خلخال زنگی نے کہا پھر وہ آتا ہے گردمرد نے جواب
دیا کہ طہماس کا آنا حمزہ کے آنے پر موقوف ہے خلخال نے لشکر اسلام کا حال پوچھا گردمرد نے بہت سی تعریفین سرداران
لشکر اسلام کی بیان کین خلخال نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ عیار حمزہ کا عمرو بلا سے درمان ہے گردمرد نے کہا
حقیقت مین وہ آفت روزگار ہے مگر اے خلخال میرے نام سے عمرو کا دم نکلتا ہے میری صورت سے اُسکی جان نکلتی ہے مین نے
بہت بہت تباہ حال اُسکا کیا ہے اور اب کی یہ ارادہ ہے کہ ناک کان عمرو کے کاٹ لون اور خداوند سے بھی یہی التجا کی ہے کہ
مین اُسکو نکٹا بوچا کردون خلخال بولا کہ تو بیک وصال خداوند ہے حقیقت مین خداوند تیری خاطر بہت کرتے ہین پھر
صحبت عیش برپا کی گردمرد کی دعوت ضیافت کی مگر مہتر قران نے جو یہ کلمہ گستاخی گردمرد کی سنی آگ ہو گیا دل مین
کہا کہ دیکھو یہ بچہ میرے اُستاد کے حق مین کیا کیا کلمے کہتا ہے خبر کہان جاتا ہے سمجھ لیا جائیگا ساقی کی صورت بنکر صحبت
مین شریک ہوا شراب مین بیہوشی ملا کر سارے صحبت کے لوگون کو پلائی سب کو بیہوش کیا اور گردمرد کے ناک کان کاٹ

لیے اور ایک رقعہ لکھکر اس مضمون کا اُسکی موچھون باندھ دیا کہ او بیحیا تو نے بہت لاف و گزاف کی تھی اور کہا تھا کہ عمرو کے
ناک اور کان کاٹ ڈالونگا یہ خبر عمرو کو پہونچی اُنہوں نے آکر تیری ناک اور کان کاٹ لیے اگر چاہتا تو تیرا سر کاٹ
ڈالتا مگر تجھپر رحم آگیا زندہ چھوڑ دیا اب اگر پھر ایسے کلمے بیہودہ منہ سے نکالیگا تو جان سے مار ڈالونگا قصہ مختصر رات
بھر تمام صحبت بیہوش اور بدہوش رہی صبح کو سب کو ہوش آیا اور خلخال کو جب ہوش آیا عجب رنگ صحبت کا دیکھا
مال و اسباب کی قسم سے کچھ نہ تھا منہ سب کے کالے تھے اور گرد ہرد نکٹا بوچا ایک رقعہ اُسکی موچھون بندھا ہوا تھا
گرد ہرد نے اُس رقعے کو پڑھکر کہا کہ مجھے حیرت ہے کہ عمرو یہان کیونکر آیا اور خداوند نے یہ کیا تقدیر کی خلخال زنگی
نے کہا تو نے بہت سی لن ترانی کی تھی خداوند ناخوش ہوئے تیرا یہ حال کر دیا غرور کسی کا خداوند کو پسند نہین آتا اب
تجکو لازم ہے کہ جا کر خداوند کے پاس بہت سا عجز و انکسار کر پھر تیرے ناک اور کان ہو جاینگے غرضکہ جراح کو طلب کیا
اُسنے گرد ہرد کے ناک اور کان مین ٹانکے دیے مرہم کا پھایا چڑھا دیا دو روز گرد ہرد وہان رہا بعد اُسکے علاج اپنا
کرتا ہوا بملک بسمائل کو روانہ ہوا جب خدمت لقا مین پہونچا تمام حال بیان کیا لقا نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ ایسی تقدیر
کرونگا کہ تو عمرو کو ماریگا ناک اور کان سینے کا خلعت دیا مگر یہان مہتر قران نے بصورت قمری عیار کی صورت بنکر خلخال
سے کہا کہ اب پسران حمزہ کی قید میرے ساتھ کر دیجیے کہ مین خدمت مین دودہ زنگی کی لیجاؤن خلخال نے
اپنے سپہ سالار سے کہا کہ نام اُسکا زنگارین سلسلہ ہے کہ تم قیدان خدا پرستون کی عمرو بیہ باختر مین لیجاؤ اُسنے
کہا بہت اچھا اور بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لیے اور ہاشم و فرخ کو ارابون پر ڈال کر عمرو بیہ باختر کو روانہ ہوا پہلی
منزل مین قمری عیار یعنی مہتر قران نامدار زنگارین سلسلہ سے صحبت آرا ہوا خوب ساقی گری کر کے تمام اہل صحبت
کو بیہوش کیا زنگارین سلسلہ کو قتل کیا اور کسی مقام پر لاش اُسکی چھپا دی اور آپ اُسکی صورت بنکر سو رہا صبح کو جو
اُٹھا ہاشم و فرخ کو زندان خانہ سے بلایا اور کہا کہ مجھے شب گذشتہ کو خواب مین ایک بزرگوار نے مسلمان کیا اور مین
تمہاری غلامی اختیار کی مجھے طریقہ دین اسلام تعلیم کرو ہاشم و فرخ نے کہا اچھا اُسنے آہنگرون کو بلوا کر قید دونون
کی کٹوانا چاہی اور ہاشم و فرخ نے خود قیدین توڑ کر پھینکدین اور زنگارین سلسلہ نقلی نے دونون شاہزادون کو حمام کرایا
پوشاکین پہنوائین زرنگارون پر بٹھایا اور افسران فوج سے کہا کہ تمھین اگر میرا ساتھ دینا ہو تو اسلام لاؤ نہین تو
میرے پاس سے چلے جاؤ سبھون نے کہا کہ ہمنے لقا پر لعنت کی اور مسلمان ہوئے شہزادون سے کلمہ پڑھکر
از سر صدق دین اسلام اختیار کیا اُسوقت زنگارین سلسلہ نے کہا کہ صاحبو مین عیار ہون لشکر اسلام کا نام
میرا مہتر قران حبشی ہے مین نے قمری عیار کو مارا اب زنگارین سلسلہ کو قتل کیا اپنے دونون آقاؤن کو
قید سے چھڑا لایا سبھون نے کہا اب ہم تو مسلمان ہو چکے آپ کے ساتھ ہین مہتر قران نے صورت اصلی اپنی
بنائی ہاشم و فرخ بہت خوش ہوئے اُس روز وہین رہے دوسرے روز کوچ کر کے ملک جنوبیہ باختر پر آئے
یہ خبر خلخال شاہ کو ہوئی کہ دونون خدا پرست چھوٹ گئے کوئی عیار خدا پرستون کا کہ مہتر قران اُسکا نام ہے اُسنے
پہلے قمری کو مارا بعد اُسکے زنگارین سلسلہ کو قتل کیا ہاشم و فرخ کو رہا کیا اب وہ دونون بہ ارادۂ رزم و پیکار
آئے ہین خلخال نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر نکلے مین دونون کو قتل کرونگا اور سر اُنکے دودہ زنگی کی خدمت
مین بھیجدونگا اور معلوم ہوا کہ اسی عیار نے ناک اور کان گرد ہرد کے کاٹے ہین مین نے تبدیل رنگ سے پہلے
ہی پہنچانا تھا کہ یہ قمری نہین ہے مگر پھر غافل ہو گیا غرضکہ لشکر خلخال شاہ کا مقابلے مین لشکر ہاشم کے آ اترا خلخال
اپنے خیمے مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا اور شراب خواری کرنے لگا جب خوب نشہ مین بدمست ہوا حکم کیا کہ طبل جنگی

بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا ہرکارے سے خبر لیکر خدمت مین ہاشم و فرخ کی آئے دعا دے کر عرض کیا کہ طبل جنگ خلخال شاہ نے بجوایا ہے شہزادون نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو میدان مین صف آرا ہوے سہیلان زنگی اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فرخ شہسوار اُسکے مقابلے کو چلے ہر چند ہاشم نے کہا کہ برادر آپ بزرگ ہین میرے قبلہ و کعبہ کی جگہ ہین آپ نہ جائیے مین جاؤنگا فرخ بولا بھائی مین اپنے ہوتے تمھین نہ جانے دونگا یہ کہکر مرکب کو جھکا کر سامنے سہیلان زنگی کے آئے سہیلان تگاور زن ہوا بعد اُسکے کہا ای پسر حمزہ تو نے غضب کیا کہ زنگار بن سلسلہ زنگی کو ارادہ میرا بھائی تھا مین اُسکے عوض مین تجھے قتل کرونگا اور اگر تو لقا کو سجدہ کرے تو تیرے قتل سے باز آؤن فرخ نے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہو تمھارے بے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر اور جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سہیلان غضبناک ہوا اور نیزہ مارا فرخ شہسوار نے نیزے سے نیزے کو لیا اور چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا سہیلان خشمگین ہوا اور تیغہ کھینچکر فرخ شہسوار پر وار کیا فرخ نے سپر پر روکا اور جھپٹ کر اپنی تلوار کا وار کیا سپر کو قلم کر کے سر پر پڑی سر کو کاٹ کر زیر تنگ جا کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا گھوڑے سمیت سہیلان کے چار ٹکڑے ہو گئے خلخال شاہ نے جو دیکھا کہ سہیلان مارا گیا فوج کو حکم کیا کہ مار لو اس خدا پرست کو زنگیون کی فوج چہار طرف سے نرغہ کر کے ٹوٹ پڑی فرخ شہسوار بھی تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاشم تیغ زن بھی کمک کو آ گیا تلوار چلنے لگی ہاشم لڑتا ہوا قریب تخت خلخال شاہ کے پہونچا چند آدمیون کو مار کر خلخال کے برابر آیا اُسنے تلوار کا ہاشم پر وار کیا ہاشم تیغ زن نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر کو تھام کر خلخال شاہ کو تخت پر سے اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھے قتل کرتا ہون خلخال شاہ نے کہا کہ مین نے لقا پرستی پر لعنت کی اور دین اسلام اختیار کیا آپکا غلام حلقہ بگوش ہوا ہاشم نے اُسے چھوڑ دیا اور کلمۂ طیبہ اُسکو تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا تمام اپنی فوج کو دائرۂ اسلام مین لایا ہاشم و فرخ کو شہر مین لیگیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بتخانے توڑ ڈالے مسجدون کی بنا پڑ گئی دو روز شہزادہ فرخ شہسوار و شہزادہ ہاشم تیغ زن وہان مقیم رہے بعد اُسکے خلخال شاہ کو تو وہین چھوڑا آپ چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے مع مہتر کران ملک سباتل کو روانہ ہوے

دو کلمے داستان شجاعت نشان شہزادۂ نور الدہر عالی مقام والقاش خون آشام کے بیان کیے جاتے ہین

بلا ساقیا بادۂ جب گہو
گرج رعد کی قلقل ہو مین ہاے
پلادے جو اک جام ای گلعذار
لڑاتا ہو خالی سبو سے سبو
تلاطم مین ہو ساقی ہر ایک شی
کہلے دفتر نظم باغ و بہار
ہر اک جام مین برق کی ہو چمک
الم سے ہو رندون کا ابتر حال
شکست قلم کی سحر سے عنان
پڑا ہی کشاکش مین ترک فلک
جدہر دیکھیے ہو ہوس شراب
کہ ہو دیکھکر دنگ پیر مغان غزل

ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آزری
ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری
ونہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری
عالم ہمہ یغمای تو خلق خدا شیدای تو
تا نقش می بندد فلک کس را نزد داد این نمک
حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری
صورتگر نقاش چین صورت بیا مہ بہ بین
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری
این نرگس شہلای تو آوردہ رسم کافری
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
یا صورتگر کشش این چنین یا ترک کن صورتگری
[illegible] طراز ندہ سخن کالعدم + نمایان [illegible]

کرنہ صریر قلم یکہ تازان میدان جرأت وہمت وشجاعان عرصۂ شوکت وجلالت شبرنگ قلم خورشید حشم کو میدان قرطاس
فلک اساس مین بجودت طبع آرائی یون جولان کرتے ہین کہ جب القاش خون آشام بہ حکم لقاے بد انجام تین لاکھ
سوار جرار لیکر ملک عجم کی طرف براے استیصال شہزادۂ صاحب وجلال نور الدہر بن بدیع الزمان عالی خصال روانہ ہوا
تھا اطلاع خبر جاسوسان لشکر اسلام بادشاہ اسلام نے کرب غازی کو واسطے کمک شہزادہ نور الدہر کے بھیجا یہان
القاش خون آشام بد انجام جب قریب ملک عجم کے پہونچا خبر آسکے آنے کی قفضل بن گیا ہور خون آشام کو ہوئی کہ ارادۂ
قتل نور الدہر القاش آشام آتا ہے قفضل اسی وقت در محل خاص پر آیا اور ملکہ گوہر ملک کو بلاکر حال بیان کیا
ملکہ گوہر ملک یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی گھبرا گئی اور کہا اے قفضل یہان سواے تیرے کوئی دوسرا نہین ہے جلد
کسی کو شاہزادہ بدیع الزمان نور دیدۂ حمزۂ صاحبقران عالیشان کے پاس روانہ کر کسی تدبیر سے ہمکو اس کافر خام
کے شر وفساد سے محفوظ رکھو قفضل بن گیا ہور خون آشام نے عرض کیا کہ آپ گھبراتی کیون ہین جبتک سیرے دم مین
دم باقی ہے اور بدن پر سر ہے کیا مجال کسی کی جو میری زندگی مین آپکی طرف یا شہزادہ نور الدہر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے اگر القاش
آتا ہے تو آنے دیجیے کیا تاب طاقت جو قلعہ تک آسکے بہ خاطر جمع خیال بھی اسکا آسکے یہ کہکے اور تسلی و دلاسا بہت کچھ دے کر اپنے لشکر کو
حکم کیا کہ ابھی قلعے سے سات کوس آگے بڑھکر خیمے استادہ کرو اور سب فوج وہین اترے مین آتا ہون فوراً لشکر قفضل
قلعے سے نکل کر سات کوس کے فاصلہ پر خیمے استادہ کر کے فروکش ہوا ادھر القاش خون آشام بھی آیا پوچھا یہ
لشکر کسکا ہے ہرکارون نے بیان کیا کہ یہ لشکر قفضل بن گیا ہور خون آشام کا ہے اسی لشکر کے مقابل مین القاش
نے بھی خیمے برپا کیے اور لشکر اترا اور القاش خیمے مین داخل ہوا سرداران لشکر جمع ہوئے شراب خواری شروع
ہوگئی ناچ شروع ہوگیا القاش نے اسقدر شراب پی کہ نشے مین بدمست ہوگیا اور حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگی بجے
اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر قفضل بن گیا ہور خون آشام کو دی کہ لشکر کفار مین طبل جنگی
بجا ہے قفضل بن گیا ہور خون آشام نے بھی کوس حربی بجوایا دونون لشکرون مین غلغلہ ہوا کہ طبل جنگ بجا ہے سب
اپنی اپنی تیاری کرنے لگے جب رات گذر گئی صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی میدان
قتال القاش عرصۂ پیکار مین آیا مبارز طلب کیا ایک ایک کو للکارا کہ جسکو حوصلۂ جنگ ہو وہ نکل کر آئے مجھسے
مقابلہ کرے یہ سنتے ہی قفضل اپنے مرکب کو چمکا کے سامنے القاش کے آیا القاش تلوار زن ہوا
پانچ پانچ سات سات قدم دونون مرکب پیچھے ہٹ گئے پھر کیون کو رانون مین مسل کر ایک دوسرے کے مقابل
ہوا القاش نے کہا اے قفضل تو میرا عمو زاد بھائی ہے بہتر یہ ہے کہ دین قدیم پر قائم ہو لقا پرستی اختیار کر اور بدیع الزمان
کے لڑکے کو میرے حوالے کر دے کہ مین اسے خدمت مین خداوند لقا کی لیجاؤن قفضل بن گیا ہور خون آشام
نے جواب دیا کہ اے کمبخت نابکار و کلمہ گو ناتراش لاکھ جان میری شہزادہ نور الدہر فرزند جگر بند شہزادہ بدیع الزمان
پر نثار ہے تجھے تو امید نہ رکھنا کہ مین اسے تیرے حوالے کرون اب جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ سنکر القاش
نہایت برہم ہوا کہا کہ ابھی تجکو معلوم ہوا جاتا ہے تیری قضا دامنگیر ہوئی ہے خیر تو اپنے دل کی آرزو نکال جو حربہ ہو
وہ سنبھال کے اور وار کر قفضل بن گیا ہور خون آشام نے نیزہ اسپر مارا القاش خون آشام نے
نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی کے بعد قفضل نے نیزہ القاش کا ہوائی کیا القاش
کی آنکھون مین دنیا سیاہ ہو گئی مثل مار سیاہ غصے سے بل کھا کے تیغ کھینچا اور کہا کہ اے قفضل روک میرے
تیغے کا وار دیکھون کیسا تو بہادر ہے اور خدا پرستون کا تعلیم یافتہ ہے یہ کہکر القاش نے تیغ مارا کہ سپر قفضل کی قلم

کر کے تا دو ابرو سر مین آ تہ گیا فضل نے وشتانہ مارا تیغہ چھپا کر نکل گیا لیکن دریا خون کا جاری ہوا اسوقت القاش
نے چاہا کہ اور دوسرا ہاتھ تیغہ کا مارون بھائی فضل کا لیس بن گیا ہور خون آشام تلوار کھینچ کے القاش پر جا پڑا
فضل کو تو لوگون نے اٹھوا لیا اور آپ مقابل ہوا بعد گفتگو کے لیس نے تلوار کا ہاتھ مارا القاش نے پشت پر تیغے سے
رد کر دی تیغہ بڑھکے لیس پر مارا تیغے نے سپر کو قلم کیا لیس ترچھا ہو گیا تیغہ شانے پر پڑا شانہ نشانہ ہوا ہاتھ کٹ کے
جھولنے لگا تیسرا بھائی فضل کا قیس بن گیا ہور خون آشام نے جو یہ دیکھا وہین سے تلوار کھینچے چھپا لیس
کو تو لوگ اٹھا لیگئے قیس سے چار گھڑی تک تلوار چلی انجام کار یہ بھی زخمی ہوا آخر فلک شام تک القاش نے سات بھائی
حقیقی فضل بن گیا ہور خون آشام نے گھائل کیے اور للکار کر کہا ای خدا پرستو آج تو مین نے جنگ موقوف کی کہ رات
ہو گئی کل سب کو قتل کرونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوایا اور اپنے خیمے کی طرف ہوا اب
سردار اور فوج اپنے اپنے خیمون مین گئی القاش اپنے خیمے مین آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا سب سردار
جمع ہوئے صحبت عیش مین شرابخواری ہونے لگی جب بادہ ناب سے دماغ گرم ہوا طبل جنگ بجوایا ادھر فضل کو
مع زخمدار بھائیون کے خیمے مین لائے جراحون کو بلوا کر ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھوائین کہ خبر آئی القاش خون آشام
نے طبل جنگ پھر بجوایا ہے آپسمین صلاح کی کہ کل القاش سے کوئی سامنا کرنے والا نہین معلوم ہوتا بہتر یہ ہی کہ رات
کو بھاگ کر قلعے مین داخل ہون یہ مشورہ باہم کرکے شب کو وہان سے بھاگے دوپہر رات گئے قلعہ عجم مین داخل ہوئے
دروازے چار طرف قلعے کے محکم بند کر لیے گولہ اندازون کو انعام واکرام دیکر توپون پر مستعد کر دیا تمام قلعہ آراستہ ہوا
ملکہ گوہر ملک کو خبر ہوئی کہ فضل مع اپنے بھائیون کے زخمدار ہوکر آیا ہی ملکہ کو کمال رنج وملال ہوا اور فکر انتہا
کی ہوئی مگر فضل نے کہلا بھیجا کہ حضور خاطر جمع رکھین یہ قلعہ بہت مضبوط ہی ایسے کوئی دفعتًہ نہ لے سکیگا یہان
صبح کے وقت القاش کو خبر ہوئی کہ فضل بھاگ کر قلعہ عجم مین چلا گیا القاش نے کہا کہ وہ مین جاکر اسے مارونگا
اب وہ میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اسیوقت کوچ کرکے قلعہ عجم پر آیا حکم دیا لشکر کو کہ چار طرف سے قلعہ کا محاصرہ
کرو فوج نے چارون طرف سے نرغہ کیا دوسرے دن القاش سامنے قلعے کے آیا گوشے کی زد سے ہٹکر کھڑا ہوا
اور پکار کر کہا ای خدا پرستو پسر بدیع الزمان کو میرے حوالے کرو مین کسی کو زحمت نہ پہونچاؤنگا یہان سے چلا جاؤنگا
نہین تو تمام قلعہ کے لوگون کو قتل کرکے نور الدہر کو مار ڈالونگا کسواسطے کہ حکم خداوند لقا سے باختر کا یہی ہر کام
اہل قلعہ پکارے کہ جبتک ہمارے دم مین دم ہی ہرگز ہم شاہزادہ نور الدہر کو نہ دینگے اور خدا چاہیگا تو تجکو مار لینگے او
کافر خام خو سمجھے ہو سکی قصور نہ کر القاش خون آشام یہ سنکر پیچ وتاب کھاتا ہوا وہان سے پھرا اپنے خیمے مین آیا بیٹھتے ہی
حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل مین قلعے پر یورش کرونگا اسی وقت کوس حربی بجنے لگا خبر ہوئی قلعے والون کو فضل نے بھی
نقارۂ رزمی کے بجنے کا حکم دیا دونون طرف سامان جنگ ہونے لگا یہان فضل بن گیا ہور خون آشام نے گوہر ملک
سے کہلا بھیجا ای ملکہ عالم آپ شاہزادہ نور الدہر سے اس لڑائی کی اطلاع نہ کیجیے کسواسطے کہ وہ اگر سن پائیگا تو بیشک جنگ
مین شریک ہوگا قصد نہ کریگا انشاءالله مین ان کفار سے سمجھ لونگا ابھی صاحبزادہ بلند اقبال بہت کمسن ہی کل سات
برس کی عمر ہی فن جنگ سے آگاہ نہین کوئی معرکہ ابھی آنکھ سے بھی دیکھا نہین لڑنا کیسا اگرچہ اولاد صاحبقران زمان
ہی کہ بہادری اور شجاعت اور ہمت ومروت اس خاندان عالیشان پر ختم ہی جہانتک ہو سکے ابھی کارزار سے بچاییے
ملکہ گوہر ملک یہ سنکر شاہزادہ والا تبار نور الدہر کو لیکر تہ خانے مین جا بیٹھی اور ناچ ورنگ کی صحبت
آراستہ کی اسطرف لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو فضل نیا بند دروازے قلعے کے آکر بیٹھا بھائی

اور رفیق اُسکے گرد و اطراف مین بیٹھے گئے سب آمادہ مرگ کفن سرون سے باندھے ہوئے تھے اُدھر سے القاش
فوج قاہر ساتھ لیکر سامنے آیا گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا فوج کی طرف دیکھا سب نے عرض کیا اگر حکم ہو تو
قلعے پر یورش کرین کہا کیا مضائقہ ہے تم اپنے حوصلے نکال لو جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوگا تم آنکھون سے دیکھ لینا
یہ سنکر فوج نے قلعہ پر یورش کیا گھوڑے اُٹھا اُٹھا کے چلے فولادی سپرین ہاتھون مین لیے اور تلوارین بڑے کاٹ کی
علم کیے ہوئے اُدھر جو دیدبان دیکھ رہے تھے اُنھون نے کہا کہ کفار یورش کیے ہوئے آتے ہین فضل سے عرض
کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے فضل نے ہوائی دی گولہ اندازون نے گولے مارنا شروع کیے وہ کافر آگے چلے آتے تھے ایک
باڑھ جو توپون کی پڑی آگے کی قطار تو اُڑ گئی پیچھے کے لوگ مارے ڈر کے کچھ تو بھاگ کر دور کھڑے ہوئے اور کچھ
فوج وہین ٹھہر گئی پھر یہان گولہ اندازون نے جو باڑھ مارنے کا تار باندھ دیا ہزار ہا کفار مر گئے القاش نہایت خشمناک
ہوا فوج سے کہا کہ بس ہٹو تم قلعہ لیچکے اور تم فتح کر چکے اب ہم تنہا قلعے کو لیتے ہین دیکھو تمہیر خدا پرست شادیانے فتح کے بجا
رہین تمکو غیرت نہین آتی ہے یہ کہکے گرز گران سنگ ہاتھ مین لیکر یکہ و تنہا قلعے کی جانب رخ کیا دیدہ بانون نے
یک سوار جو آتے ہوئے دیکھا یقین ہوا کہ القاش خود آتا ہے اُسی وقت گولہ اندازون نے بھی گولے مارنا شروع
کیے چارون طرف سے باڑھ گولے کی پڑنے لگی مگر القاش گولون کو رد کرتا ہوا برابر خندق کے آ پہونچا ادھر توپون
کا دھوان جو برطرف ہوا روشنی ہو گئی دیکھا کہ القاش گرز گران ہاتھ مین لیے ہوئے خندق پر کھڑا ہوا ہے قلعے مین ایک
ہلچل مچگئی فضل نے کہا مین تو دروازہ محل خاص پر بیٹھتا ہون وہان تمسے جو کچھ ہوسکے وہ کرو مگر القاش خندق
کو پھاند کر اس پار آیا اور گرز گران سنگ دروازہ قلعہ پہ دو ہاتھی مارا دروازہ قلعہ کا ٹوٹ گیا القاش اندر قلعے کے
داخل ہوا تلوار کھینچ کر لوگون کو قتل کرنے لگا فوج بھی آکر اُسکے شریک ہوئی اہل قلعہ سے تلوار چلنے لگی القاش
خون آشام لوگون کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا یہانتک کہ قریب دروازہ محل خاص کے پہونچا ایک غل ہوا
القاش خون آشام دروازے پر محل کے آگیا گوہر ملک کو خبر ہوئی بے اختیار نور الدہر کی صورت دیکھکر رونے لگی نور الدہر
نے کہا کہ اے والدہ ماجدہ آپ کیون روتی ہین کچھ حال تو بیان کیجیے ملکہ گوہر ملک کے منھ سے بسبب رونے کے
آواز نہ نکلتی تھی کچھ اور خواصین روتی پیٹتی دوڑی ہوئی آئین اور کہا کہ قریب ہے کہ اب القاش خون آشام محل کے
اندر چلا آئے شہزادہ نور الدہر نے پوچھا کہ القاش خون آشام کون ہے سبھون نے عرض کیا کہ بلاؤن
ایک کافر ہے وہ لقا کی طرف سے ہم سب کو قتل کرنے آیا ہے اور تمھاری جان کا دشمن ہے یہ سنتے ہی نور الدہر
مثل شعلہ جوالہ کے بھڑکنے لگا اور نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ مجکو پہلے سے نہ خبر کی یہ حال مجھسے پوشیدہ رکھا مین نے
جو پوچھا کہ یہ توپین کیسی چلتی ہین تو اان جان نے فرمایا کہ تمھاری سالگرہ ہے اسکی خوشی کی توپین چلتی ہین خیر اب حال
معلوم ہوا اگر القاش خون آشام سے جا کر نہ لڑون تو نام اپنا بھی نور الدہر نہ رکھون یہ کہکر
ایک طمنچہ ولایتی چھوٹا سا اُٹھا لیا جو زیبندہ و سزاوار اُس قامت کے تھا اور باہر چلا ملکہ گوہر ملک دوڑ کے
لپٹ گئی اور کہا اے فرزند ابھی تیرا سن لڑنے کے قابل نہین ہے تو نہ جا مجکو خوف ہے کہ ایسا نہو کہین دشمن
تیرے زخمی ہو جائے لیکن شہزادہ نور الدہر ملکہ گوہر ملک کے روکے سے نہ رکا اور اپنے تئین چھوڑا کر چلا جو کھلائی
دایہ وغیرہ راہ مین سد راہ ہوتی تھین شاہزادہ عالی تبار دھکا دیتا تھا کہ وہ گر پڑتی تھین یہ آگے بڑھ جاتا تھا آگے
آگے شہزادہ نور الدہر چلا جاتا تھا اور پیچھے تمام عورتین محل کی غل مچاتی آتی تھین شہزادہ نور الدہر اُس وقت
باہر نکلا کہ القاش سامنے محل کے آپہونچا ہے اور فضل اپنے بھائیون سمیت آمادہ ہے کہ پہلے اپنی جان نثار

گردن کو دیکھا شہزادہ نور الدہر نہایت غضبناک تیغہ کھینچے ہوئے آیا اور فصیل سے کہا کہ جائے تعجب ہے کہ ایسا ہو کہ گذرا
اور ہمکو خبر نہ پہنچی کہ میرے دادا نے تو سات برس کے سن مین طاہر و مطاہر عادی کو چیر ڈالا تھا یہ کہکر شہزادہ آگے
بڑھا ادھر القاش خون آشام قتل کرتا چلا آتا تھا کہ نور الدہر کو دیکھا مانند ماہ شب چاردہ کے چہرہ روشن ہے اپنے
دل مین کہا یہی پسر بدیع الزمان ہے تیغہ تول کر دوڑا کہا کہ مین تیرا ہی تو سر کاٹنے آیا ہون جو لوگ کہ اس پاس شہزادے
کے تھے بھاگ گئے مگر شہزادہ نور الدہر نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و بقہر + شیر
ستارہ چشم شاہزادہ نور الدہر + ہاش او گبر نابکار کسی نے مجھے تیرے آنے کی خبر کی نہین تو باہر قلعہ سے نکلکر
تجھسے مقابلہ کرتا اور تیرے خون سے تیغ کو تر کرتا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکے القاش خون آشام نے وہی تیغہ
خون آلود نور الدہر پر مارا شہزادے نے ترچھے ہو کر خالی دیا القاش تیغے کی جھونک مین منہ کے بھل آ گیا جھٹکا شہزادہ
نور الدہر نے حجیب کے خنجر مارا کہ سپر کو کاٹ کے اسکے سر پر پڑا آدھا ابرو اتر گیا القاش پیچھے ہٹا مونھ پر سے خون بہ گیا
خون کی چادر منہ پر آ گئی القاش خون پونچھنے لگا نور الدہر نے بڑھکر دوسرا ہاتھ تیغہ کا اور مارا شانے پر القاش
کے پڑا ہاتھ بیکار ہو گیا القاش گھبرا کر کچھ دست پاچہ ہوا تھا کہ شہزادے نے تیسرا ہاتھ تلوار کا جو مارا کہ چیرے سے
اجیث کے سینہ پر پڑا کہ خانہ تن کے دو ازن کو اڑ کھل گئے القاش خون آشام بدحواس ہو کر بھاگا نور الدہر نے
للکارا او نامرد کہان بھاگا جاتا ہے مین آیا یہ کہکر پیچھے اسکے شہزادہ چھوٹا ملکہ گوہر ملک اور تمام عورتین محل کی ڈیوڑھی پر
کھڑی تماشا شہزادے کی لڑائی کا دیکھ رہی تھین ہر ہاتھ پر ملکہ گوہر ملک کہتی تھی ماشاء اللہ خدا تجھکو اس بلا سے بچا
اور نظر بد سے محفوظ رکھے پس آگے نہ جاؤ وہان کفار کا ہجوم ہے ادھر القاش نے بھاگ کر فوج کو پکارا کہ اس لڑکے
کو مارو کفار تلوارین کھینچے ہوئے دوڑے ادھر فصیل پر گیا ہوا اپنے بھائیون کو لیکر آ پڑا اور فوج قلعہ کی تلوارین
کھینچکر دوڑی جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی جھٹکے بڑھکر شہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر
گر پڑا ہزار ہا آدمیون کو شاہزادے نے قتل کیا کشتون کے پشتے ہوئے خون کے دریا بہے کفار بھاگتے ہین
اور پھر آ پڑتے ہین نور الدہر انکو قتل کرتا ہے یہان تو یہ جنگ ہنگامہ ہے گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے کہ یکایک قلعہ
کے پھاٹک سے نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ قلعہ کی زمین ہلنے لگی نور الدہر نے سنکر دیکھا کوئی سامنے نظر آیا
کہ پھر دوسری بار آواز اسی نعرے کی ہوئی نعرۂ کرب غازی ستم کرب غازی یل نامدار ہے لشکر کردہ شیر رود کا
ہاش او کافر چھپا مین آ پہنچا اب کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا کرب غازی بارہ ہزار قزاقون سے تلوار کھینچکر
آ پڑے کفار کو قتل کرنا شروع کیا ادھر القاش خون آشام زخمون سے چور چلا آتا تھا جس وقت قریب کرب نامدار
کے پہونچا تھم کر ایک رومال سر سے باندھا اور ایک رومال سے شانے کو کسا اور پٹکا کمر سے کھول کے سینہ کو خوب
کسکے باندھا کرب غازی نے کہا ای القاش اسقدر تجھکو کسنے زخمی کیا القاش نے شرمندہ ہو کر کہا کہ اس
لڑکے سے مقابلہ ہوا تھا زخمی ہو گیا یہ کہکر تیغہ کا وار کرب غازی پر کیا کرب غازی نے اسکا تیغہ سپر پر روکا اور
بڑھکر تیغہ کرب نوش عادمزلی کا ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا زخم سر چار پارہ ہو گیا تیورا کر گرا لوگ اسکو اٹھا کے لیگئے
کرب غازی فوج کفار سے لڑنے لگا ناگاہ سامنے سے شہزادہ نور الدہر کو آتے دیکھا تیغہ خون آلود ہاتھ مین
خون کی چھینٹین کپڑون پر پڑی ہوئی ہین کفار سے لڑتے ہوئے چلے آتے ہین کرب غازی نے جو بغور نگاہ
کی دبدبہ صاحبقرانی چہرے سے ہویدا پایا [illegible] کہ نور الدہر ہے دوڑکر گلے سے لگا لیا نور الدہر [illegible]
کیا جانے کہ یہ کون ہین قفل مین گیا ہو [illegible] سے [illegible] تھا [illegible] کہا کہ ای شہزادے سلام [illegible]

پھوپھا جان کرب غازی ہین یہ سنکر نورالدہر نے جھک کر سلام کیا کرب غازی نے گلے سے لگالیا اور
پیار کیا پیشانی پر بوسہ دیا فیضل نے عرض کیا القاش شہزادے کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگ گیا تھا جو آپ نے آکر
اسکو گھایل کیا القصہ فوج قزاقان جو ہمراہ کرب غازی نامدار کے آئی تھی اسنے مارکر فوج کفار کا ستھراؤ کر دیا اور
جو باقی رہے انکو باہر قلعے کے نکال دیا نورالدہر اور کرب غازی مع اپنی فوج کے کفار کو مارتے ہوئے دور تک
تک چلے آئے لاش پر لاش گرادی فوج کفار پسپا ہوکے بھاگی آخرکار کرب غازی نورالدہر کو ساتھ لیکر بہ فتح
و فیروزی پھرے قلعے کے اندر داخل ہوئے کرب غازی کہتے تھے کہ سبحان اللہ میرے فرزند خوب لڑے ماشاء اللہ مرحبا جزاک اللہ
مارنے سے بھگا دینا بہتر ہوتا ہے نورالدہر کہتے تھے کہ پھوپھا جان حبیب القاش قلعے کے اندر چلا آیا اور محلسرا
کے دروازے پر پہونچ چکا اسوقت تک مجھے کسی نے خبر نہین بیان کی اس معرکہ کا حال چھپایا اول تو باہر قلعہ کے
ایک بے ایمانداری ہوئی فیضل سے اور اسکے بھائیون سے لڑائی ہوئی فیضل بھی زخمی ہوا اور اسکے ساتون
بھائی بھی زخمی ہوئے اس معرکے کی مجکو مطلق اطلاع نہین جب قلعہ بند ہوا اور وہ ملعون قلعہ پر چڑھ آیا تو مین نے پوچھا
کہ یہ توپین آج کیسی چلتی ہین اماں جان نے مجھسے حیلہ کرکے کہا کہ آج تمہاری سالگرہ ہے اسکی خوشی کی توپین چلتی ہین
نورالدہر یہ سب حال بیان کرتے چلے آتے ہین کرب غازی تعریفین کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ہین یہان تک گوہر ملک
دروازۂ محلسرا پر مع خردون و بیگمات مع خواصون وغیرہ کے کھڑی ہے اور دعائین فتح و فیروزی کی کر رہی ہے کہ لوگون نے
آکر خبر دی کہ کرب دلاور پھوپھا شہزادہ نورالدہر کے آگئے ایسی تلوار پھوپھا بھتیجے نے کی کہ فوج کفار شکست کھا کر
بھاگی شہزادہ نورالدہر ہمراہ رکاب کرب غازی خوش و خرم چلے آتے ہین ملکہ گوہر ملک نے سجدۂ شکر
ادا کیا جب شہزادہ سامنے ملکہ کے آیا مان کو سلام کیا ملکہ گوہر ملک نے چھاتی سے فرزند کو لپٹا لیا اور پیار کیا
ملازم عورتین بلائین لینے لگین کرب غازی ساتھ شہزادے کے آتے آتے در محل پر آکر ٹھہر گئے ملکہ گوہر ملک
نے اندر بلا لیا کرب غازی نے ملکہ گوہر ملک کو سلام کیا ملکہ نے خلعت دیا اور کہا کہ بھائی تم نورالدہر
کو اپنا غلام سمجھو اور اسے تعلیم کرو کرب غازی نے کہا کہ یہ میرے فرزند زادے ہین مجھے جو کچھ آتا ہے مین قصور
نہ کرونگا غرضکہ دوسرے دن ملکہ گوہر ملک نے نورالدہر کو کرب غازی کا شاگرد کیا بہت سی شیرینی خوان
مین بھرا کر انکے آگے رکھی اور نذر خدا کے تقسیم کرائی کرب غازی نورالدہر کو فنون سپہگری بتانے لگے
شہزادہ نورالدہر کا ذہن اور جودت طبع ایسی تھی کہ جو کچھ کرب غازی نے نورالدہر کو ایک مرتبہ بتایا وہ لوح
دل پر نقش کالحجر ہوگیا چند روز مین فنون نیزہ بازی اسپ بازی و شمشیر بازی و تیر افگنی و کشتی وغیرہ کے نورالدہر
نے کرب غازی سے حاصل کیے ایک تو از جانب پروردگار عالم شجاع و دلیر و جری و بہادر و صاحب قوت
تھے کیونکہ یہ اسیر کشور گیر نبیرہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کے پوتے ہین جنھون نے ستائیس برس
کے سن مین طلسم و سطا ساحر عادی کو قتل کر اس کے تہ تیغ کیا تھا دوسرے یہ تعلیم یافتہ کرب غازی
کے ہین فنون سپہگری مین یکتا ہوئے اب ایسے جیسے دیکھا ایک اسی سن مین ہوئے کہ کسی انسان و جن
و دیو و پری کی حقیقت نہین جانتے تھے بڑے بڑے پہلوان زبردست رستم نظیر شہزادے اسکی شجاعت کو مثل مور ضعیف کے
سمجھتے ہین تلوار کے دھنی نور دیدہ شجاعت شمشیر رگ رگ مین بھرا ہوا ہے القصہ مختصر اُدھر کا حال سُنیے کہ القاش
کو جو شکست ہوئی بھاگا تو لشکر مین آیا اور وہان سے تمام لشکر القاش کوچ کر کے ایک دامن کوہ مین جا کر خیمہ زن ہوا
علاج القاش عورتون آشام کا کرنے لگے چند روز مین القاش عورتون آشام نے غسل صحت کیا اور کہا کہ عجب تو

مین زخمی ہوگیا تھا اب چلکر نورالدہر کو مارونگا اور اُس دیوانے کا بھی کام تمام کرونگا یہ کہکر لشکر کو کوچ کا حکم دیا
لشکر وا شکوہ سے روانہ ہوا اور اُسی قلعۂ عجمی پر آیا ہرکارون نے یہ خبر کرب غازی کو دی کرب غازی
اُسی وقت لشکر ہمراہ لیکر شہر سے باہر آئے نورالدہر بھی ساتھ تھے اُدھر سے لشکر القاش کا آپہونچا
دونون لشکر مقابل جدا جدا اُترے القاش نے شام کو طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی بجا
رات بھر جانبین مین الٹہ پہرا رہا کہ صبح کو میدان جنگ مین صف آرائی ہوئی نقیب نہیب دیکر پھر چلے گئے
القاش خون آشام میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا کرب غازی اُسکے مقابلے کو نکلے بعد از گفتگو کے
بسیار نیزہ بازی ہوئی کرب غازی نے نیزہ اُسکا ستر طعنون مین ہوائی کیا القاش خون آشام نے
تیغہ کھینچا اور کہا کہ او دیوانے خبردار میرے تیغے کی پناہ نہین ہے یہ کہکر وار کیا کرب غازی نے چاہا کہ تیغہ اُسکا
چھین کر اُسے اُٹھا لین کہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے اُلٹ گیا تیغۂ القاش سر پر پڑا تا دو ابرو
اُتر آیا کرب غازی نے دستانہ مارا تیغہ چھٹکا کر نکل گیا خون کا دریا جاری ہوا زخم سر کو باندھکر گھوڑے کو سنبھال
جھکایا اور القاش کے آگے تیغۂ کرنبوس عاد دنزلی کا ہاتھ مارا سپر کو قلم کرکے چاہا کہ القاش کے سر مین اُتر آیا
القاش نے سر اپنا پیچھے کھینچا تیغۂ کرنبوس عاد دنزلی سر سے القاش کے نکل کر گردن پر گنبد سے کی پڑا کہ سر گنبد سے
کا تنکا خیار تر کے قلم ہوگیا القاش گنبد سے سمیت زمین پر گرا فوج القاش تلوارین کھینچکر کرب غازی پر آپڑی
کرب غازی تیغۂ خون آلود ہلائے ہوئے تھے اُدھر سے شہزادہ نورالدہر مع فضل بن گیاہور خون آشام وغیرہ کمک
کو کرب غازی کی آگئے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ مین لوگون نے القاش کو گنبد کے
نیچے سے نکالا القاش زخم سر باندھکے پھر لڑنے پر آمادہ ہوا تھوڑی دیر کے نورالدہر بیچ سے القاش سے مقابلہ ہوا القاش نے
پکارا آج تجھسے عوض اُس رذیل کا لونگا اور بہا سپہ نیکر القاش خون آشام نے تیغۂ خون آلود کا وار کیا شہزادہ نورالدہر
نے تیغۂ القاش پشت شمشیر پر روک کر دی تلوار القاش خون آشام کو ماری کہ زخم سر سے عجب جا پارہ ہوگیا القاش
بیہوش ہوکر گرا کفار ہر آن سے بھاگکر بھاگے دو تین گھڑی تلوار میدان رزمگاہ مین اور چلی ہوگی کہ تمام فوج
کفار شکست کھا کر بھاگا شہزادہ نورالدہر مع کرب غازی تعاقب مین فوج کفار کے تا دو کوس پیچھے پیچھے
ہو لیے دور تک نکل گئے سپاہ پر لشکر کفار کو ہر نہر سے دیا تمام مال و اسباب چھوڑ کر لشکر کفار فراری ہوا اہل اسلام
مال و اسباب کفار کا لوٹنے لگے نورالدہر نے چاہا تھا کہ ہولوں تعاقب مین جا پہونچے کرب غازی نے منع کیا
نہ جانے دیا شہزادہ نورالدہر کو پھیر لائے وہان سے پھر کر بارگاہ مین اپنی آئے لباس رزم اُتارے لباس بزم کا
زیب تن کرکے بیٹھے مسند عیش پر باکی جام ساغر شراب گردش مین آیا کھانا کھایا آرام فرمایا دوسرے دن
کوچ کرکے قلعۂ عجمی کی طرف سے کرب غازی اور نورالدہر اور فضل بن گیاہور خون آشام پانچ ہزار سوار
ہمراہ لیے چلے آتے تھے سامنے دروازہ قلعہ کے پہونچے تھے کہ ناگاہ ایک ابر سیاہ آسمان پر سے پیدا ہوا شہزادہ نورالدہر
کو اُٹھا لیگیا کرب غازی اور فضل بن گیاہور خون آشام وغیرہ دیکھتے رہ گئے ہمسفر نکا ملکہ گوہر ملک
نے یہ حال جو سنا سر پیٹنے لگی خاک اُڑانے لگی سب بیویون نے دریافت کیا کہ حال نورالدہر کا بیان کرو سبھون نے
عرض کیا کہ شہزادہ عالیجاہ اقبال زندہ و سلامت ہین چند روز کے بعد ملاقات ہوگی یہ اولاد صاحبقران الزمان
اُنپر ایسی ایسی مصیبت پڑتی ہے اور لوگون نے بھی ملکہ کو تشفی دی کرب غازی نے ہرکارے
اور سانڈنی سوار تلاش مین نورالدہر کی چار و طرف روانہ کیے اُدھر کا حال سنیے کہ شہزادہ نورالدہر کو جب ابر

پہنچے اُٹھا کر لیگیا شہزادہ حرکت ہوا سے آسمان سے بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار
نہایت پربہار ہے اور سامنے ایک دیو کریہ منظر ہزار گز کا قد کھڑا ہی نور الدہر نے اُس دیو سے پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی کسلیے
کہا ہان مین تمکو اُٹھا لایا ہون نور الدہر نے فرمایا کہ تو مجکو کسواسطے لایا ہی اُس دیو نے کہا کہ نام میرا دیو خار ہی اور
مین ملازم ہون دیو قہقہہ سہ چشمی کا اور دیو قہقہہ بیٹا ہی سمندون ہزار دست کا اور سمندون بادشاہ پردۂ ظلمات
کا تھا ایک دن دیو قہقہہ سہ چشمی نے نجومیون سے پوچھا کہ باپ میرا زلزلہ قاف کو چک سلیمان حمزۂ صاحبقران
زمان کے ہاتھ سے مارا گیا تھا میری قضا کسکے ہاتھ سے ہی نجومیون نے اپنے علم کے زور سے دریافت کرکے کہا
کہ تیری قضا حمزۂ صاحبقران کے پوتے کے ہاتھ سے ہی اور وہ ملک عجم مین پیدا ہوا ہی مگر ابھی کمسن ہی کمسنی سے تجکو
ضرر پہونچیگا قہقہہ نے اُنھین نجومیون سے تقدیر تیری کھنچوائی اور کہا کہ جو دیو اُس لڑکے کو پکڑ لاے مین
اُسے بہت سا انعام واکرام دون مین تقدیر تیری لیکر پردۂ قاف سے چلا پردۂ دنیا پر پہونچکے تجکو ہر جا تلاش
کرتا پھرا آج تو میرے ہاتھ آیا مین تجھے اُٹھا لایا اب جو تجکو دیکھا نہایت فربہ پایا خیال مین آیا کہ اسے کھائیے گوشت
اسکا بہت مزے کا ہوگا اے آدم زاد اب آ تو میرے منھ مین کہ ڈر کے تجھے ثابت نگل جاؤن نور الدہر نے فرمایا کہ منھ اپنا
کھول اُس دیو نے آنکھین بند کرلین اور منھ مانند قعر بلا کے دہان سے کھول دیا نور الدہر دوڑ کر لپٹ گئے
اور للکار کے کہا او حرامخوار بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا وہ بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دو گھڑی مین نور الدہر نے
اُسے پچھاڑا اور چھاتی پر اسکی چڑھ کے دم سے گردن تن سے کھینچ لی لاش اسکی تڑپنے لگی مگر نور الدہر اُسے مار کر پچھتایا
کہ اب تو کدھر جائیگا اگر اسے نہ مارتا تو یہ تجھے جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دیتا اب سیر بیابان مرگ ہوئے آخرکار
مجبور ناچار ایک طرف کو چل نکلے جاتے جاتے قریب شام دور سے ایک قافلہ دکھائی دیا قریب پہونچکر جو دریافت
کیا معلوم ہوا کہ قافلہ کسی سوداگر کا اُترا ہوا ہی خوشی خوشی داخل قافلہ ہوئے جو کوئی اہل قافلہ صورت نور الدہر کی
دیکھتا تھا حیران ہوتا تھا کہ کبھی ایسا جوان شکیل جمیل صورت مثل آفتاب تابان کے آج تک ایسا کوئی جوان نظر سے نہین
گذرا آپس مین سب نے چرچا کیا کہ نہین معلوم یہ کون ہی اور کہان سے آیا ہی مگر شہزادہ نور الدہر سیر قافلہ کی کرکے
برابر خیمہ ہر قافلہ پہونچا نام اُس قافلہ باشی کا خواجہ فضل بازرگان تھا ہمیشہ صحرا کی سیر کرتا رہتا تھا دشت نوردی
اور بادیہ پیمائی کا کمال شوق تھا اُسوقت باہر خیمہ کے بیٹھا ہوا تھا اور چند گماشتے بھی پاس اُسکے بیٹھے تھے کہ ناگاہ
نور الدہر نے جا کر سلام کیا خواجہ کی نگاہ جو حسن وجمال چہرۂ بے مثال شہزادہ نور الدہر پر پڑی دیکھا ایک
طفل حسین مہ جبین مہر تمکین ہی چہرہ مثل آفتاب درخشان کے دمک رہا ہی [illegible] لیکن خود بخود دل مین
اُسکے محبت نور الدہر کی پیدا ہوئی بلا کر نور الدہر کو کرسی پر بٹھایا استفسار حال کیا کہ اے نوبادۂ گلشن
کامگاری اے نونہال چمن بختیاری تو اس بیابان مین کہان وارد ہوا ہی شہزادہ نور الدہر نے کہا اے خواجہ سلامت
مین سوداگر بچہ ہون جہاز پر سوار دریا مین چلا آتا تھا کہ قضاے کار طوفان آیا سب قافلہ غرق ہوگیا مجکو حافظ
حقیقی نے بچایا مین ایک تختے پر بہتا ہوا کنارے پر پہونچا تختے پر سے اُترا ایک طرف روانہ ہوا آتے آتے یہان
خضر وار اس صحرا سے پہونچا ہی خواجہ فضل نے کہا کہ تم میرے پاس رہو تو مین تمکو فرزندون کی جگہ سمجھون
کسواسطے کہ میرے کوئی اولاد بھی نہین ہی نور الدہر نے کہا مین آپ کی غلامی مین موجود ہون خواجہ فضل
شہزادہ نور الدہر کو اندر خیمے کے لیگیا بہت اچھی طرح پیش آیا ساتھ اپنے کھانا کھلایا برابر اپنے پلنگ کے
پلنگ شہزادہ نور الدہر کا بچھوایا القصہ شب وہین گذری صبح کو خواجہ فضل نے کوچ کیا کئی دن کے بعد

لاش پر لاش نورالدہر نے گرادی کشتون کے پشتے باندہ دیے لوگون نے جو یہ عالم پرش تیغ کا دیکہا سب فراری ہونے لگے
پہر بہی کامل نورالدہر کو کارزار کرتے ہوئے گذرا غلغلہ عظیم تہا کہ یہ بہادر کس کے ہاتہ آئیگا جو اسکے منہ پر چڑہیگا وہ مارا جائیگا
ہیبت سے کافر خاسر مضطر و بیحواس ہو ہوکر بہاگے جاتے تہے اس عرصے مین خضران شاہ بہی فوج ہمراہ لیے
ہوئے پہونچا شہزادہ نورالدہر تین پہر کامل لڑا آخرکار ہزارہا آدمیون کو مار کر قریب تخت خضران شاہ کے
پہونچا اور تلوار اسکی چہین کر تخت پر سے اٹہا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابہی تجہے مار ڈالونگا خضران شاہ
نے کہا کہ آپ اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیجیے کہ حضور کس برج فلک ہمت و شجاعت کے آفتاب ہین اور کس
صدف دریاے صولت و شوکت کے گوہر نایاب ہین شہزادہ نورالدہر نے کہا اے خضران شاہ آگاہ ہو مین
اسیر کشورگیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان کوچک حمزہ صاحبقران عالی شان کا پوتا ہون اور سرفتنہ مالک باختر شہزادہ
بدیع الزمان نامور کا فرزند جگربند ہون نام میرا شہزادہ نورالدہر ہے القاش خون آشام کو شکست
دے کر پہرا تہا کہ اثناے راہ سے مجکو ایک دیو اٹہا لایا اور ایک صحرا مین لاکر اتارا مین نے اس دیو سے سبب اپنے
اٹہا لانے کا دریافت کیا دیو نے کہا کہ مین ملازم قہقہہ سحر حبشی کا ہون اور وہ تیرا دشمن جان ہے اسکو نجومیون سے دریافت
ہوا کہ تیری قضا اس شہزادہ نبیرہ کوچک سلیمان حمزہ صاحبقران شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے ہاتہ سے ہے
غرضکہ اسنے قصد مین ڈالدیا اور چاہا کہ مجکو مسلم نگل جاے خداے حقیقی کی مدد سے اس موذی کو مین نے تلوار سے کاٹ ڈالا
تنہا وہان سے پہر چلا کہڑا ہوا تہا مین صحرا مین خواجہ فضیل سوداگر قافلہ ملا مین خواجہ فضیل کے ساتہ ہولیا خواجہ فضیل مجہے
تمہارے ملک مین لایا یہان یہ واقعہ پیش آیا خضران شاہ یہ سنکر خوف جان سے بظاہر مسلمان ہوا اور فوج کو آواز دی
کہ خبردار اب شہریار سے کوئی نہ لڑے نورالدہر نے خضران شاہ کو چہوڑ دیا خضران شاہ نے طوطے کی طرح
کلمہ پڑہکر دین اسلام اختیار کیا اور نورالدہر کو ساتہ لیکر ایوان شاہی مین آیا سامان دعوت مہیا کیا نورالدہر نے خواجہ فضیل
کو بلاکر خلعت گران بہا دیا اور کہا کہ ہم تمہارے نہایت ممنون ہین کہ تمہارے ساتہ یہانتک آئے اور یہ شہر [illegible]
اب تمہارا جدہر جی چاہتا ہے [illegible] چلے جاؤ کوئی تمہین ستاے نہ تم ہوگا خواجہ فضیل تو رخصت ہوکر چلا گیا دو روز کے بعد
خضران شاہ نے نورالدہر کو کہانے مین بیہوشی ملاکر بیہوش کیا شہزادہ نورالدہر کو قید آہن مین گرفتار کرکے ہوش
مین لایا اور پکارا او نبیرہ حمزہ تو نے دیکہا کہ لقا کی مدد سے کیونکر مین تجہپر غالب آیا اب بہتر یہ ہے کہ لقا کو سجدہ کر نورالدہر
نے فرمایا کہ لقا پر لعنت ہے اور نیز اسکے پرستارون پر ہزار ہزار لعنت ہے خضران شاہ نے برہم ہوکر حکم دیا کہ اسے زندان
مین لیجاؤ مین کل اسے قتل کرونگا لوگون نے نورالدہر کو لاکر قید کیا لیکن جب قید شہزادہ نورالدہر کو داروغہ زندان
لیکر چلا زیر قصر دختر خضران شاہ ملکہ مہرافروز کے گذرا اسوقت ملکہ مہرافروز اپنے کمرے مین بیٹہی ہوئی تہی اور
دریچے جو اس قصر مین سر راہ تہے اسمین چلمنین پڑی ہوئی تہین تماشاے کار جہروکون مین سے جو ملکہ مہرافروز نے
تہانک کے دیکہا اس خورشید رو بدر کامل آسمان صاحبقرانی پر ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوگئی انیسین جلیسین
پاس حاضر تہین انسے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ قیدی کسکا ہے اور اسے کہان لیے جاتے ہین غرضکہ معلوم ہوا کہ یہ ماہوش گل
حدیقہ صاحبقران نوبادہ گلشن شہزادہ بدیع الزمان ہے اور نام اسکا نورالدہر ہے زندان خانے مین لیے جاتے
ہین خضران شاہ کو اسنے زیر کیا وہ از روے ترس جان مسلمان ہوا اب دغا و مکر سے اسنے شہزادے کو اسیر کیا
ہے آج زندان خانہ مین رہیگا کل قتل کیا جائیگا اتفاقا جو قید خانہ کہ زیر دیوار قصر ملکہ مہرافروز تہا اسی مین داروغہ
زندان خانہ نے نورالدہر کو قید کیا ملکہ مہرافروز کو جب نورالدہر کی حقیقت معلوم ہوئی اور زندان خانے

بھی تھا معلوم ہوا رات کے وقت کچھ مٹھائی کچھ اور نفیس بیہوشی آلود خوانوں میں چنوا کر اپنے ساتھ کنیزوں کے سر پر
رکھوا کے بھیجی اور اپنے کوکا شمشیر تیز رفتار کو بھی ہمراہ لیا جب یہ زندان خانے کے دروازے پر آئی موکلان زندان سے
اظہار کیا یہ خوان مٹھائی کے قیدیوں کے کھلانے کے واسطے محل سے آئے ہیں تم دو ایک ڈلیاں مٹھائی کی قیدیوں کو
لیجا کر کھلا دو باقی سب مٹھائی تم آپس میں تقسیم کر کے کھا لو یہ کہہ کے چلی گئی کہ مٹھائی قیدیوں کو بھیج گئی سب موکلان زندان
نے وہ مٹھائی باہم بانٹ لی اور کھانا شروع کیا اُن نابکاروں کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ مٹھائی جان شیرین ہے لیکن مرگ
چکھائیگی فی الفور حالت نزع برپا ہو جائیگی کسی کو بالکل معلوم نہ ہوئی اسی وقت سب نے زہر مار کر لی وہ مٹھائی
کھاتے ہی سب کو کرب پیدا ہوا پھر ایکبارگی خود رفتہ ہو گیا کوئی کہیں گرا کوئی کہیں گرا گرتے ہی سب پاسبان و نگہبان
بیہوش ہو گئے شمشیر تیز رفتار نے خنجر کمر سے نکال کر سب کو قتل کیا اور دروازہ زندان خانہ کا کھول کر ملکہ مہر افروز
کو شاہزادہ نور الدہر کے پاس لیگیا شاہزادہ نور الدہر نے جو اس نازنین زہرہ جبین کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کہ ایک
پری تمثال حور پیکر بصد کر و فر جلوہ فرما ہے دہن تنگ کو غنچہ گل سے تشبیہ دینا قصور ہے آنکھیں یہ شیرین کلامی مسیحائی اعجاز بیانی
کہاں آنکھوں کو نرگس شہلا کہنا نازک خیالی سے دور ہے چشم غزال سے کیا تمثال دور وہ ایک جادو صحرائی اس نگاہ میں
دریائی ہی شعر صادق آتا ہے شعر مثال چشم او آہو ندارد ملکشی + مگر چشم دگر باشد بشالش + بے اختیار زبان شہزادہ
والا قدر سے آہ نکل گئی اس گلعذار نے بھی زیر دیدہ نگاہوں سے دیکھا کہ اس جوان نے اٹھنے کا قصد کیا نہیں معلوم
کیا سبب ہوا کہ دل بیٹھ گیا چہرے پر زردی ہاتھ پاؤں میں رعشہ پیشانی پر پسینا باعث حسن و جمال سے غش آگیا اپنے
بیمار کے سرہانے پر جا کر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھا آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکا سے وہ اشک گرم جو عارض شہزادہ
نور الدہر پر گرے قطرات اشک نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین دماغ میں پہونچی آنے کا کام خلخلہ کا کیا شاہزادہ
نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیہ زانوے دلدار پایا شمشیر تیز رفتار سے پوچھا تو کون ہے اور یہ نازنین خورشید جمال خوش خصال
کون ہے اسنے کہا یہ نازنین دختر خضران شاہ ہے نام ملکہ مہر افروز ہے اور میں ملکہ عالم کا کوکا ہوں نام میرا شمشیر تیز رفتار
ہے جس وقت سے ملکہ مہر افروز نے تمکو دیکھا ہے دلدادہ و فریفتہ ہو گئی ہے مفارقت میں تمہاری سخت مضطر و بیقرار ہے جب
کسی طرح تاب ضبط نہ رہی اس تدبیر سے یہانتک آئی کہ مٹھائی کھلا کر پاسبانوں اور نگہبانوں کو بیہوش کر کے میں نے
قتل کیا آپ زندان میں داخل ہوئی آپ بھی قید آہن سے نجات دیجیے کیونکہ آپ تو حمزہ صاحبقران کے پوتے ہیں
آپ کے نزدیک ان آہنی کڑیوں کی کیا حقیقت ہے آپ کو تو موم سے زیادہ نرم معلوم ہونگی یہ سنتے ہی شہزادہ نور الدہر نے
قید آہن کو توڑ ڈالا اور ملکہ مہر افروز کے ہمراہ چلے ملکہ مہر افروز نے شاہزادہ نور الدہر کو ساتھ لیکر زندان خانے سے نکل
باغ ملکہ مہر افروز جو شہر کے باہر تھا اسمیں شہزادہ والا جاہ کو لیجا کر رکھا شہزادہ نور الدہر نے ملکہ مہر افروز کو مع اسکے ہمراہیوں
کے مسلمان کیا اور باغ میں بہ عیش و عشرت شادمان ہوے لیکن یہاں صبح کے وقت جو خضران شاہ کو خبر ہوئی کہ
کوئی رات کے وقت زندانخانے کے نگہبانوں اور پاسبانوں کو قتل کر کے قیدی کو چھڑا لیگیا کوتوال کو حکم دیا کہ جلد
قیدی کو تلاش کرو کوتوال شہر گلی گلی کوچہ کوچہ بلکہ گھر گھر تلاش کرتا پھرتا ہے حتی کہ ہر ایک کہتا ہے کہ ایک خدا مست
کو زندان خانے سے کوئی چرا کر لیگیا اور تمام پاسبانوں اور نگہبانوں کو قتل کر گیا اب یہاں کا حال بگوش دل سماعت
فرمائیے کہ یہ دونوں والہ و شیفتہ اور عاشق و دلدادہ یعنی ملکہ مہر افروز اور شہزادہ نور الدہر دونوں باغ میں
سرگرم عیش و عشرت ہیں کہ ایک خواص مضطرب ہو کر اسی رات کو آئی اور آتے ہی کان میں ملکہ مہر افروز کے
کچھ کہا کہ سنتے ہی ملکہ مہر افروز کا رنگ زرد ہو گیا ہوائیاں منہ پر چھوٹنے لگیں نور الدہر نے پوچھا کیا ہے اے ملکہ کچھ حال

تو بیان کرو تمھارا چہرہ اسوقت متغیر کیون ہوگیا اس خواص نے پیشگی سے تمھارے کان مین کیا کہا جو تم گھبرائی ہو ملکہ مہرافروز نے کہا ای شہریار یا تو اسی رات تجکو تم اپنے ساتھ لیکر کہین نکل چلو یا ابھی اپنے ہاتھ سے قتل کرو شہزادہ نورالدہر نے کہا کچھ کیفیت تو ظاہر کرو اسوقت ملکہ مہرافروز نے رو کر کہا کہ صاحب ایک بادشاہ ہی شہر ششتری کا نام اسکا خسرو شاہ ہی اسنے میری خواستگاری کے واسطے اپنے سپہ سالار قارن فیل زور کو میرے باپ کے پاس بھیجا ہی وہ شہر سے تین کوس پر آکر اترا ہی اے شہریار اب مین اپنی جان دونگی اور اسکے ساتھ نہ جاؤنگی نورالدہر نے گلے مین پیار سے باہین ڈال کے بوسۂ لب و دندان لیا اور کہا ای ملکہ تم نہ گھبراؤ کچھ اندیشہ نہ کرو خاطر جمع رکھو میرے سامنے کسی کی کیا مجال ہو تم پر آنکھ ڈال سکے قارن فیل زور کیا جان رکھتا ہی جو تمکو لیجائیگا مین اسے خود جاکے سزا دونگا ملکہ مہرافروز نے سنکے چپ ہو رہی شاہزادہ نورالدہر دو گھڑی رات رہے سوار ہوکر قارن فیل زور کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب اسکے لشکر مین پہونچے معلوم ہوا کہ قارن بارگاہ خضران شاہ مین گیا ہی شہزادہ وہان سے پھر کر داخل شہر ہوا جسنے راہ مین نورالدہر کو دیکھا وہ حیران ہوا کہ یہ تو زندان خانے سے غائب ہوگیا تھا آج پھر دکھائی دیا جب شہزادہ نورالدہر آتے آتے دربار بارگاہ خضران شاہ پر پہونچا بے تکلف داخل بارگاہ ہوا بطریق اہل اسلام سلام کیا برابر تخت خضران شاہ کے کرسی جواہر نگار خالی رکھی ہوئی تھی اسی کرسی پر آکر بیٹھ گیا خضران شاہ نے نورالدہر کو دیکھکے سمجھا ناگہ شرمندہ ہوا کچھ نہ کہا الیاس وزیر اور تمام امیر حیران تھے کہ یہ تو قید خانے مین سے غائب ہوگیا تھا اب کہان سے پیدا ہوگیا مگر نورالدہر نے قارن فیل زور کو نہایت پسند کیا اور اپنے دل مین کہا کہ اگر یہ زیر ہو تو اچھا جوان وجیہ ہی ابھی تھوڑی دیر نورالدہر کو بیٹھے ہوئے گذری ہوگی کہ قارن نے کہا کہ ای خضران شاہ مین خسرو شاہ کا نامہ لایا ہون خضران نے کہا لاؤ قارن نے نامہ نکالا خضران کو دیا بادشاہ نے دبیر سے کہا کہ پڑھو کیا لکھا ہی دبیر نے نامہ پڑھنا شروع کیا اس نامے مین لکھا تھا کہ ای خضران شاہ ہمنے تمھاری بیٹی کے حسن کی تعریف بہت سنی ہی لہذا ہم اپنے سپہ سالار قارن کو بھیجتے ہین تمھین لازم ہی کہ نامہ دیکھتے ہی اپنا فخر و افتخار سمجھکر بیٹی کو اپنی سوار کرکے بھیجدو نہین تو بزور شمشیر تم سے چھین لونگا خضران چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے نورالدہر نے دبیر سے نامہ لیکر چاک کرکے پھینک دیا اور قارن سے کہا ای قارن تو نے یہ مثل سنی ہی یا نہین مثل خویشی بخوبشی سعد امر بضا تو چاہتا ہی کہ بزور دختر خضران شاہ کو لیجائے کیا تاب و طاقت اور ای قارن یہ گوش ہوش رکھ ملکہ مہرافروز مجھسے تعلق رکھتی ہی جو کوئی مجھپر غالب آئے وہ ملکہ مہرافروز کا خواستگار ہو قارن فیل زور نے دیکھا کہ اسنے میرے آقا کے نامہ کو پھاڑ ڈالا قارن کا رفیق اسفندیار اسکے پہلو مین کھڑا تھا اس سے قارن نے کہا تو اسکے نامے کو چاک کرنے کی سزا دے اسفندیار اٹھا اور نورالدہر سے کہا ای عزیز ادھر آ ابھی تجکو نامہ چاک کرنے کی سزا میدان مین جاکر دونگا نورالدہر اٹھ کھڑے ہوئے اور دونون نے اسلحہ جنگ کھول کے رکھدیے اور باہم دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی پھر تھوڑی دیر مین نورالدہر نے اسفندیار کو کشتی مین زیر کیا اور قارن کی طرف مخاطب ہوئے ای قارن اٹھ اب میرے تیرے زور آزمائی ہو قارن غیظ و غضب مین آکر اٹھ کھڑا ہوا اور دامن گردان کر آستینین چڑھا کر شہزادہ نورالدہر کی طرف جھپٹا نورالدہر اس سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی دو پہر کامل زور کشتی کا ہوا کیا اب قریب تھا کہ نورالدہر قارن کا لنگر توڑ کر زمین سے اٹھالین اور زمین پر دے مارین کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اور نورالدہر کو اٹھا کر لے گیا قارن متعجب ہوکر رہگیا اور اپنی کرسی پر آبیٹھا خضران شاہ نے بیان کیا کہ یہ لڑکا نبیرۂ حمزۂ صاحبقران تھا

پھر تمام حقیقت خضران شاہ نے قارن کے سلطنت بیان کی اور کہا کہ یقین ہے اسکو کوئی دیو اُٹھا کے لیگیا پہلے بھی ایک
دیو ملک عجم سے اُٹھا لایا تھا اب ذرا حال اُسکا مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے کہ کہاں گیا ہے پر مین کسیکو تمہارے ساتھ کر دونگا یہ
کہکے چار طرف اپنے احباب اور عزیزون کو اُسی وقت نامے روانہ کیے کہ نبیرہ حمزہ نور الدہر ہمارے شہر سے غائب
ہو گیا ہے جہان ہو سکے گرفتار کر کے ہمارے پاس پہنچ دو یہ خبر محل میں ہوئی ایک ہمراز انیس نے ملکہ مہر افروز سے کہا
کہ بلاؤن شہزادہ نور الدہر آپ کے پاس سے بارگاہ بادشاہی میں پہونچا اُسکے سامنے نامہ خضران شاہ بہ خواستگاری حضور
پڑھا گیا شہزادے نے سُنکے وہ نامہ چاک کر ڈالا اس بات پر قارن بگڑا اُس سے مقابلہ ہوا شہزادہ مصروف کشتی
تھا کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور اُسکو اُٹھا لیگیا نہیں معلوم شہزادہ کہاں گیا خضران شاہ نے اُسکی گرفتاری کے واسطے
جا بجا نامے لکھے ہین یہ سنتے ہی ملکہ مہر افروز بیہوش ہو گئی اور عشق شہزادہ نور الدہر مین بیقرار ہو کر یہ اشعار زبان پر
جاری کیے اشعار بر سون ہی ہجر وصل نہین ایکدم نصیب * کم ہو گا کوئی عجب محبت مین کم نصیب * ہون میسر ہی
خاک کو جو تمہارے قدم نصیب * کھایا کرین نصیب کی ہم بھی قسم نصیب * مجنون سیا نہ خیمہ لیلی کے گرد پھر * اے خوش نصیب
نصیب تجھکو طواف حرم نصیب * یہ کہکے بے اختیار مثل ابر نو بہار زار زار روئی ایک تو عالم بیقراری دوسرے یہ خیال
کہ اب قارن کے ہمراہ مجھکو خضران شاہ کر دیگا عمر بھر شاہزادے سے جدائی رہیگی اب مین اپنی جان دونگی مفارقت
مین یار جانی و محبوب جاودانی کی زندہ رہنا دشوار ہے انیسین جلیسین ملکہ کو سمجھاتی ہین لیکن کسی طرح ملکہ کو صبر نہین آتا ایک
انیس ہمراز و دمساز بہلانے کے صحن باغ مین لائی کہ گل پھول دیکھ کے دل بہلے یہان آکر اور زیادہ ترقی غم و الم ہوئی
گلہائے چمن نے رنگ عارض دلدار دکھایا غنچہ کو دیکھ کے اپنے تئین دہن کا دہن یاد آیا نرگس پر جو نگاہ پڑ گئی فورًا تصویر چشمان یار
آنکھون مین پھر گئی سرو جو بار نے قد دلدار کی یاد دلائی اور وحشت دل دونی ہوئی دل مین خار الم کھٹکنے لگا سکتے کے عالم
مین کھڑی رہی جب ذرا دل نے قرار کیا تو کہا یہان کا ہر نخل آہ ہے یا الٰہی نور ہر شاخ تیر دلدوز ہے اس باغ مین آنے سے کیا ثمر حاصل
ہوا مجھے ایسے باغ کے نام سے بیر ہے افسوس یہان بھی کچھ نہ آرام پایا تم نے ہمارا دل نہ بہلایا انیسین جلیسین سمجھانے لگین تسلی دلاسا
دینے لگین مگر ملکہ نے سر پیٹ پیٹ کے بُرا حال کیا کھانا پینا چھوڑ دیا اور تنہائی مین پلنگ پر تصور مین شہزادہ نور الدہر
کے پڑی رہنے لگی اُدھر کا حال سُنیے کہ شہزادہ نور الدہر کو جو دیو لیکر آسمان سے روانہ ہوا نور الدہر کرہ ہوا
مین پہونچکر بیہوش ہو گیا تھا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا دیکھا کہ مجھے دیو اُٹھائے لیے جاتا ہے پوچھا کہ کہان مجھے
لیے جاتا ہے اُسنے کہا کہ دیو قہقہہ سر حبشی نے تجھے طلب کیا ہے نور الدہر نے ایک گھونسا اُس دیو کے مارا وہ بلبلا
گیا اور زمین پر جلدی سے اُترا کہ دوسرا گھونسا شہزادے نے اور مارا وہ دیو آسمان سے بروئے خاک گرا اب
نور الدہر اُسے کب چھوڑتا ہے تیسرا گھونسا جو اُسکے سر پر مارا سر اُس دیو کا پھٹ گیا زمین پر گر کے تڑپنے لگا اور
پکارا کہ اے آدم زاد ہم دونون دیو قہقہہ سر حبشی سے وعدہ کر کے آئے تھے کہ تجھے خدمت مین قہقہہ سر حبشی
کی پہونچا دینگے وہ دونون تیرے ہاتھ سے مارے گئے یہ کہکر فی النار و السقر ہوا نور الدہر نے اُسے مار تو ڈالا مگر نہایت
پریشان ہوئے کہ اب تو کدھر جاؤنگا دیو اگر زندہ ہوتا تو یہ سبب خوف جان جہان سے مجھے لایا تھا وہان پہونچا دیتا
آخر کار مجبور و ناچار ایک طرف کو چلے دن بہت ڈھل گیا تھا تھوڑی دیر مین شام ہو گئی نور الدہر نے ایک ہرن کو شکار کیا
اور اُسکے کباب بنا کے وہان کھائے اور سفر ہی کی نماز پڑھکر ایک درخت بلند پر چڑھکر بیٹھ رہے کبھی غنودگی زیادہ نیند کی
آتی تھی غافل ہو جاتے تھے پھر اگر کبھی چونک اُٹھتے تھے اپنی والدہ معظمہ و مکرمہ کے چھوٹنے کا غم تنہائی کا الم
شب فراق معشوق کی ملاقات کا اشتیاق ملکہ مہر افروز کی جدائی کا خیال دل پر ہجوم رنج و ملال جب آہ کرتے تھے پنبۂ

خوف ہی کہ شعلۂ آہ استخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق شعلہ ور ہی بیت زور دون پر تپش قلب نے بیقرار کیا جب دم لبوں پر آیا تب ستارۂ
سحری چمکا شاہزادہ نماز صبح پڑھکر ایک طرف کو روانہ ہوا پہر بھر چلے تھے کہ سامنے سواد شہر معلوم ہوا اُسی جانب متوجہ ہوئے دو پہر ڈھلے
داخل شہر ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے جب عمرہ چوک میں پہونچے ایک شخص سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہی اور
بادشاہ یہاں کا کون ہی یہ سرزمین کسکی حکمرانی میں ہی لوگوں نے کہا کہ بادشاہ یہاں کا اساس زرین قبا ہی اور
شہر کا نام اساسیہ ہی نور الدہر کاروانسرا میں آکر اُترے رات وہیں بسر کی صبح کو پھر شہر کی سیر کے واسطے چلے جاتے
جاتے ایک مقام پر پہونچکر دیکھا کہ ہزارہا آدمی غول کے غول غٹ کے غٹ ایک سمت چلے جاتے ہیں لوگوں سے پوچھا
کہ یہ سب لوگ مجمع کیے ہوئے کہاں جاتے ہیں انھوں نے کہا کہ دو پہلوان زبردست بادشاہ کے سامنے کشتی لڑینگے
انکی کشتی کا تماشا دیکھنے ہم سب جاتے ہیں شہزادہ نور الدہر بھی سب کے ساتھ ہو لیے آتے آتے وہاں پر پہونچے
دیکھا کہ ایک میدان وسیع میں ایک قصر رفیع تھا اُس قصر میں بادشاہ بیٹھا ہی اور میدان میں خلائق کا ازدحام ہجوم
عام تھا اور زیر قصر شاہی اکھاڑہ تیار تھا وہاں پہلوان زبردست چپت لنگوٹ باندھے ہوئے اپنے شاگردوں کے
حلقے میں کھڑے ہوئے خم ٹھوک رہے تھے اور ہر طرح کے باجے ڈھول وغیرہ بجتے تھے یکایک قصر پر سے ایک
چوبدار نے آواز دی کہ حکم بادشاہ عالیجاہ ہی کہ کشتی شروع ہو یہ سنکر دونوں پہلوان اکھاڑے میں اُترے اور تیر اپیل کے
ہاتھ ملانے لگے آخر کو ہاتھ گردانوں میں ڈال کے لپٹ پڑے کشتی کے پیچ بند دینے لگے اور توڑ ہونے لگے کبھی وہ ریل کے ادھر لاتا ہی
کبھی زور کر کے یہ اُسطرف ریل لیجاتا ہی پہر بھر کامل کشتی ہوئی ناظرین پر واضح ہو کہ اُن کشتی گیروں کا نام ایک کا قہماس کشتی گیر اور ایک
کا طہماس کشتی گیر تھا آخر کار زور پہلوانی ہوتے ہوتے قہماس نے طہماس کو اُٹھا کے زمین پر مارا طہماس کشتی گیر چاروں شانے
چت گرا لوگ سامنے سے قہماس کے لپکے اور قہماس پکارا کہ ایہا الناس کہاں ہی رستم سیستان اور کہاں ہی سام نریمان
کہ داد پہلوانی آکر دے اور کہاں ہی حمزۂ صاحبقران اور کہاں ہی بدیع الزمان کشتی گیر کہ آکر میرا حلقۂ غلامی پہنے پھر قصر بلند
کی طرف سر اُٹھا کے کہا کہ ای بادشاہ اساس زرین قبا خط منشور پر مہر کر دے شہزادہ نور الدہر یہ لاف و گزاف اُس
پہلوان نا انصاف کی سنکر بیتاب نہ ہو رہے اور سامنے قہماس کے آکر نعرہ کیا کہ او یاوہ گو یہ تو کیا بکتا ہی یہ کیا شجاعوں کا نام بےادبی
سے لیتا ہی ہرگز تیرے خط منشور پر مہر نہوگی بادشاہ کے شہر میں ایسے ایسے سمجھے لوگ بہت پڑے ہیں اور بڑے
بڑے زبردست پہلوان طاقتور شجاع و دلیر ہیں کہ تجکو تنبیہ کریں اور تیری گوشمالی کریں پہلے تو مجھسے لڑ لے
بعد اُسکے خط منشور پر مہر کرانا قہماس کشتی گیر نے دیکھا کہ ایک طفل حسین نازنین ماہ طلعت پری صورت کوئی سات آٹھ برس
کا سن کھیلنے کے دن یہ دعوی بہادری و شجاعت کا کرتا ہی قہماس بہت ہنسا اور کہا ای طفل نازنین معلوم ہوتا ہی
کہ شاید تو نے بھی دو چار ڈنڈ کیے ہیں کچھ طاقت آئی ہی اسی سبب سے تن تنکے مجھسے ارادہ لڑنے کا کرتا ہی ای طفل سنتا ہی جب یہیں
تو یہ پتلی نازنین سی گردن توڑ مروڑ کے رکھ دونگا چاہیے سامنے سے چلا جا اب نہ کچھ زبان سے نکالنا نور الدہر دوڑکر اس پہلوان
سے لپٹ گئے اور ہاتھ اُسکا پکڑ کر کھینچا قہماس کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکا کچھ زور آور ہی وہ بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی اساس زرین قبا
دیکھ رہا تھا مگر حیران تھا کہ یہ طفل ماہ طلعت پری صورت کون ہی اور کہاں سے آیا ہی اُدھر تمام خلق تماشے میں متعجب تھی اور
حسن و جمال شاہزادہ نور الدہر بیمثال کو دیکھ رہی تھی اُدھر شہزادہ نور الدہر اور قہماس سے زور ہو رہا تھا دو گھڑی
کشتی لڑتے ہوئے گذری ہوگی کہ نور الدہر نے قہماس کشتی گیر زبردست کا لنگر توڑ کر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کیا سب نے شور تحسین مچایا
نور الدہر نے اُس پہلوان زبردست کو تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا اور اُسکی چھاتی پر چڑھکر پکارا کہ او قہماس بہتر یہ ہی کہ
دین اسلام قبول کر نہیں تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا وہ چاہتا تھا کہ پکار کر کہے کہ ارے یہ شخص مسلمان ہی مارو کر

کہ نور الدہر نے پکڑ کر گردن کو اسکی جھٹکا دیا کہ زخرے سمیت گردن اسکے دھڑ سے کھینچ لی ایک غلغلہ ہوا کہ یار ویشہ نے ہاتھی
کو مار ڈالا چہار طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی شاگردون نے قماسس کے چاہا کہ نور الدہر
پر حملہ آور ہون بادشاہ نے حکم دیا ان کشتی گیرون کو مار کر نکال دو اور اس جوان حسین کو ہمارے پاس لے آؤ سب لوگ
شاہزادہ نور الدہر کو اساس زرین قبا کے پاس لیگئے نور الدہر کو بادشاہ نے خلعت دیا اور بڑے اعزاز و اکرام
سے بارگاہ مین اپنی لایا کرسی زرنگار پر بٹھایا اور استفسار حال کیا کہ اے عزیز مصر حسن و خوبی وا ے ماہ کنعان محبوبی تو
کس باغ کا پھول ہے اور کس نہال تازہ کا ثمر خوشنما ہے کون ہے اور کیونکر یہان آتا ہوا شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا
کہ مین سوداگر ہون قافلہ میرا تباہ ہوگیا قزاقون نے لوٹ لیا مین ادھر بربادی کے عالم مین نکل آیا اساس زرین قبا نے
کہا اب تم میرے پاس رہو کیا مضائقہ ہے گردش سیارگان سے تباہی و بربادی بھی ہوجاتی ہے پھر سامان ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ نامہ
خضران شاہ کا آیا اساس زرین قبا نے اس نامہ کو پڑھوایا اس نامہ مین تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان کی
بھی تھی جب اس نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا تصویر نور الدہر کی دیکھی اور صورت پر شاہزادے کی بغور نگاہ کی
تصویر سے شاہزادہ نور الدہر کو مطابق پایا دل مین اپنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی نبیرہ حمزہ ہے ناظرین پر واضح ہو کہ تحریر
دفتر سے معلوم ہوتا ہے کہ اساس زرین قبا بھائی حقیقی خضران شاہ کا ہے غرضکہ اسوقت تو اساس زرین قبا
خاموش ہو رہا نامے کا مضمون کسی سے کچھ نہ بیان کیا شب کے وقت نور الدہر کو بیہوش کر کے گرفتار کیا اور صبح کو غل و زنجیر
مین اسیر کرکے خضران شاہ کے پاس بھیج دیا اب کچھ کیفیت ملکہ مہر افروز کی سنیے کہ ملکہ بعد غائب ہوجانے شہزادہ
نور الدہر کے دیوانہ وار عاشق جمال شہزادہ نامدار ہو کر شہر خضرانیہ سے نکل گئی اور ایک دامنہ کوہ مین جا کر چھپ
رہی ہر چند خضران شاہ نے تفحص کیا مگر ملکہ کا پتا نہ ملا قارن فیل زور بھی تلاش مین ملکہ کی تھا اور ڈھونڈھتا پھرتا
تھا ادھر بعد چند روز کے قید شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی شہر خضرانیہ مین پہونچی خضران شاہ نے اپنے
سامنے دربار مین نور الدہر کو بلایا اور کہا کہ اے خداپرست دیکھا تو نے میرے اقبال کو اب بہتر یہ ہے کہ لقا کو
سجدہ کر نہین تو آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو شہزادہ نور الدہر نے باواز بلند پکار کر کہا کہ لاکھو لاکھ لعنت ہے لقا پر
اور اسکے پرستارون پر تجھے اختیار ہے چاہے قید رکھ چاہے قتل کر خضران شاہ نے برہم ہو کر حکم کیا کہ میدان خونی
تیار ہو کل صبح کو ہم اس خداپرست کو قتل کرینگے تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کل نبیرہ حمزہ جو شہر اسکا سپہ سے
گرفتار ہو کر آیا ہے قتل کیا جائیگا الغرض جب رات گذر کے صبح ہوئی شہر کے باہر میدان خونی تیار ہوا تھا وہان
ایک بڑا انبوہ عام تھا خلایق کا ازدحام تھا اور ہر شخص سن سنکر دور دور سے حال خداپرست کے قتل ہونے کا
چلا آتا تھا غرضکہ لوگ شہزادہ نور الدہر کو وہان لائے خضران شاہ اور قارن فیل زور بھی آگئے چاہتے
تھے کہ نور الدہر کو دار پر کھینچین اور تیرباران کرین کہ یکایک ایک غبار سبز کوہستان کی طرف سے اٹھا سبھون نے
دیکھا کہ ایک آسمان زمردین زیر فلک نیلگون پیدا ہوا اور وہ ہوا کے زور مین اسی طرف برابر دوڑتا ہوا
چلا آتا ہے اور اس عکس غبار فیروزی سے تمام میدان خونی سبزہ زار ہوگیا شہر پناہ کی دیوارین زمردین
معلوم ہونے لگین زمین کا رنگ ایسا مائل بہ سبزی ہوا کہ گویا مخمل زرنگار کا فرش ہو سونے تک ہے ذرے چمکتے ہوئے فیروزہ
کے نگینے ثبوت ہوتے ہین گلشن فلک زبرجدی پر آفتاب مثل گل نیلوفر کے ہے یہ سبزی رنگ عکس غبار سبز کی ہے کہ جو شخص
میدان خونی مین ہے اسکا لباس سفید مانند دھانی پوشاک کے ہے ہزارہا آدمیون کی نگاہین اسی غبار سبز کی طرف
لگی ہوئی ہین کہ یکایک دامن گرد چاک ہوا اور وہان سے یہ شور کی آواز آئی کہ خبردار او نابکاران پر مکر و دغا

واد جلادان بے حیا نبیرہ حمزہ کو قتل نہ کرنا نہین تو مین تم سب کو تہ شمشیر آبدار کرونگا اب کیا دیکھتے ہین سب لوگ کہ ایک
نقابدار سبز پوش مرکب سبزہ رنگ پر سوار شمشیر آبدار وش گھوڑا بے تحاشا ڈالے ہوئے چلا آتا ہے اور پیچھے
اُسکے چار سو نقابدار اور ہین مگر وہ بھی سبز پوش ہین اور گھوڑے بھی سب کے سبزہ رنگ ہین تلوارین
لیے ہوئے ساتھ اپنے سردار کے گھوڑے اُڑاتے ہوئے سیدھے آتے ہین یہ رنگ دیکھ کے قارن
فیل زور اپنے مقام سے اُٹھا اور بڑھ کے للکارا کہ او نقابدار سبز پوش تو کون ہے جو اس خدا پرست مجرم
خضران شاہ کی حمایت کرنے کو آیا بہتر یہ ہے کہ وہین سے پلٹ جا یہ میدان خونی ہے یہان نہ آ ورنہ مارا جائیگا
یہ سنکے نقابدار سبز پوش کو غیظ آگیا پکارا کہ نبیرۂ امیر حمزہ کو رہا کرنے آیا ہون یا تیرے دھمکانے سے پلٹ
جانے کو آیا ہون اور یہ کہکر تلوار کھینچی اور جھپٹ کے ایک ہاتھ قارن کو مارا قارن نے تلوار کی پشت پر
تلوار کو روکا اور نقابدار سپر وار تلوار کا گیا نقابدار پر تلوار قارن کی جو پڑی نقابدار سبز پوش زخمی ہوا
ساتھ والے نقابدار کے آ پہنچے اور نقابدار سبز پوش کو بچا لے گئے قارن فیل زور پھر اپنے مقام پر آ بیٹھا
اور پکارا کہ اے جلادو جلد نبیرہ حمزہ کو دار پر کھینچو جلادان بے حیا شہزادہ نور الدہر کو نیچے دار لائے اور قصد
کیا کہ نبیرہ حمزہ کو دار پر کھینچین کہ جانب صحرا سے ایک نشان گرد اُٹھا بعد چشم زدن کے ستر ازدامن دشت دکوہ اور نگ
گرد سے برخاست تو تیارہ رنگ وہین نعرہ کوہ شگاف ہوا نعرہ کرب سنتر کرب شہسوار میدان نامدار نظر کردہ
شیر پروردگار اور ساتھ کرب غازی کے فضل بن گیاہو رخون آشام بھی للکارا کہ باش او کفار نبیرہ حمزہ
شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کو دار پر نہ کھینچنا مین آپہونچا اب کہان بچکے جاؤ گے غرضکہ کرب غازی اور
فضل بن گیاہو رخون آشام مع چالیس ہزار سواران جرار تیغ بکف آگرے قارن بچیارا اپنے مقام سے پھر اُٹھا اور فوج
ادا نہ دی سب تلوارین کھینچ کے دوڑے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی میدان خونی مین اچھل پڑ گئی
لوگ سفر داو بیحواس ہوکر بھاگنے لگے شاہزادہ نور الدہر نے جو کرب غازی کے نعرے کی آواز سنی قید توڑ ڈالی
اور ایک کافر سے لپٹ کر تلوار چھین لی اور کارزار کرنے لگے مگر پیدل ہین کرب غازی نے جو دیکھا کہ
نور الدہر قید توڑ کر پیادہ لڑ رہا ہے ایک سوار نابکار کو جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
کرب غازی نے اُسکے گھوڑے کی باگ تھام لی اور نور الدہر کو لاکر وہ گھوڑا دیا شہزادہ نور الدہر رکب
سوار ہوا اور سرگرم پیکار ہوکر تلوارین مارنے لگا اب اور فوج خضران شاہ اور قارن فیل زور کی آگئی
اُدھر سے اسلام کا لشکر انبار آپہونچا ادھر تمام سب ہمراہیان کرب غازی کے اور
فوج فضل بن گیاہو رخون آشام کی کہ یہ سب پیچھے رہگئے تھے اور کرب غازی اور فضل آگے چند سوارون
سے گھوڑے سرپٹ دوڑا کر آگئے تھے وہ سب بھی پہونچ گئے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی قیامت کی تلوار
چلنے لگی دونون شہزادون کی پوشاکین لہو کی چھینٹون سے افشان تلوارون کا خون بہ کر کہنیون سے
ٹپکنے لگا وہ لڑائی ہوئی کہ ترک فلک کانون پر ہاتھ رکھے تھا خورشید لرز رہا تھا مریخ فلک کے جسم مین رعشہ تھا
عطارد کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا تلوارون کی جھنکار آسمان تک جاتی تھی پرا کشت و خون ہوا ہزار ہا آدمی طرفین کے
مارے گئے اہل اسلام کم مقتول ہوئے کفار بہت سے جہنم مین گئے ہنگامہ آفت خیز غلغلہ محشر انگیز برپا تھا نور الدہر
لڑتا ہوا تلوارین مارتا ہوا چلا آتا تھا کہ قارن فیل زور سے مقابلہ ہوا قارن فیل زور نے للکارا او نبیرہ حمزہ سہروز
تو میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہان جائیگا یہ کہکر تلوار کا وار کیا شہزادہ نور الدہر نے پشت شمشیر آبدار پر تلوار قارن کی

بڑھی اور بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ قارن کی سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر آئی اُسنے دستانہ مارا تلوار
سر سے نکل گئی خون کا دریا بہنے لگا بیہوش ہو گیا لوگ قارن کو لیکے بھاگے اور شہر مشتری حصار کیطرف راہی ہوئے
کرب غازی لڑتے ہوے برابر تخت خضران شاہ کے آئے خضران نے تلوار ماری کرب غازی نے خالی دیکے
خضران کو تخت پر سے اُٹھا لیا فضل بن گیا ہور خون آشام نے اساس زرین قبا کو پکڑ لیا اساس وزیر
شہزادہ نور الدہر کے ہاتھ سے مارا گیا نقابدار سبز پوش جو زخم کھا کر بیہوش ہو گیا لوگ اُسی عالم بیہوشی میں نور الدہر
کے پاس لائے اور کہا کہ آپنے اس نقابدار سبز پوش کو نہیں پہچانا یہ ملکہ مہر افروز ہے تمہارے عشق میں یہاں سے
نکل کر دیوانہ وار دامنہ کوہ میں جا کر چھپی تھی ہم سب کنیزیں بھی ہمراہ ملکہ کے تھیں اب جو سنا کہ دشمن آپکے دار پر
کھینچے جاتے ہیں دل بیتاب کو قرار نہ آیا کہا میں بھی ساتھ شہریار کے جان دونگی نقابدار سبز پوش بنکر آپکے پاس آئی
شہزادہ نور الدہر کو سنکر بہت ملال ہوا اور کہا اچھا ملکہ کو انکے باغ میں لیجاؤ اور زخم میں ٹانکے دلواؤ علاج کرو
میں آتا ہوں وہ سب کی سب ملکہ کو اُسی عالم بیہوشی میں لیگئیں اور باغ میں پہونچایا جراح کو بلوا کے زخم میں
ٹانکے دلوائے اور علاج کرنا شروع کیا یہاں کرب غازی خضران شاہ کو لیے ہوے سامنے شہزادہ نور الدہر کے
آئے فضل بن گیا ہور خون آشام اساس زرین قبا کو لایا نور الدہر نے کہا کہ ان دونوں کو قید میں رکھو
سمجھا جائیگا اور اب اسی ہنگامے میں ہم کرب غازی و فضل بن گیا ہور خون آشام تلواریں مارتے ہوے
کافروں کو قتل کرتے ہوے شہر کے اندر آئے اہل شہر جو سامنے آگیا اُسکو قتل کیا شہر میں پہر بھر کامل قتل عام
رہا لوگ بھاگے پھرتے تھے اور کہیں پناہ تلواروں سے غازیوں کی نہ ملتی تھی القصہ چہار طرف سے شور الامان
بلند ہوا تمام رؤساے شہر اور افسران فوج ہاتھ باندھ کر سامنے نور الدہر کے آئے اور دین اسلام سب نے
قبول کیا شہر میں امن ہوئی نور الدہر اور کرب غازی اور فضل بن گیا ہور آکر ایوان شاہی میں جلوہ گر ہوئے حکم دیا
کہ لاؤ خضران شاہ کو اور اساس زرین قبا کو اُسی وقت لوگ دونوں کو مسلسل بطوق و زنجیر لائے نور الدہر نے
کہا اے خضران شاہ و اے اساس زرین قبا تم دونوں دین اسلام قبول کرو نہیں تو میں ابھی تم دونوں کو
قتل کرونگا یہ سنکے دونوں نے لقا پر لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا نور الدہر نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور کچھ فقرات
حمد و نعت اور مذمت لقا سے بے بقا کے بیان کیے وہ دونوں از صدق مسلمان ہوے نور الدہر نے دونوں
قید سے رہا کیا دونوں قدموں پر شاہزادے کے گرے اور گرد پھرے نور الدہر نے فضل سے کہا کہ تمہارے
آنے سے پہلے ایک نقابدار سبز پوش میری مدد کو آیا تھا اور ہاتھ سے قارن کے زخمی ہوا اب معلوم ہوا کہ وہ
دختر خضران شاہ ملکہ مہر افروز ہے اور مجکو اُسی نے پہلے بھی قید سے آکے چھڑایا تھا ذرا میں جا کے دیکھ آؤں
یہ کہکر بارگاہ سے اُٹھا اور باغ کیطرف روانہ ہوا اب سب کو ثبوت ہوا کہ نور الدہر ملکہ مہر افروز پر
عاشق ہے خضران شاہ نے کرب غازی سے کہا کہ میں نے ملکہ کو کنیزی میں شہزادہ نور الدہر کی دیا کرب غازی
نے کہا کہ کیا مضایقہ مگر ادھر نور الدہر باغ میں ملکہ مہر افروز کے آیا ملکہ کے زخم میں ٹانکے لگ چکے تھے پٹی مرہم کی
چڑھ چکی تھی شاہزادہ نور الدہر ملکہ کے پاس بیٹھ گیا اور کہا کہ اے ملکہ یہ تمنے کیا غضب کیا کہ لڑنے کو چلی
گئیں عورت پر جہاد حرام ہے ملکہ نے کہا صاحب میں کیا کروں دل بیتاب نے یہی صلاح دی کہ چل کر تمہارے
ساتھ اپنی بھی جان دیجیے بیقراری میں کچھ انجام کا خیال نہ آیا آتش عشق مشتعل ہوئی جہان تیرہ و تار آنکھوں میں ہوا کچھ
نہ سوجھا سواے اسکے کہ شہریار کی مدد کو چل اور میں پڑ رہے تو چھٹرا لا نور الدہر نے ملکہ کو گلے سے لگایا اور بوس و کنار میں

مشغول ہوئے پھر ملکہ سے حال خضران شاہ کے مسلمان ہونے کا بیان اور کیفیت لڑائی کی سب کہی ملکہ مہرافروز
نہایت خوش ہوئی القصہ رات تمام نور الدہر نے شغل بوس و کنار مین بسر کی صبح کو بارگاہ مین آئے کرب غازی
اور خضران شاہ وغیرہ نے تعظیم و تکریم کی بعد اُسکے خضران شاہ خود ملکہ مہرافروز کے پاس گیا اور باغمین سے
سوار کرکے محل مین لایا اور عقد ملکہ مہرافروز کا نور الدہر کے ساتھ کر دیا شہزادۂ نور الدہر عیش و عشرت مین
مصروف ہوا مگر قارن فیل زور جو زخمی ہوکر یہان سے بھاگا دو منزل پر دامن کوہ مین ٹھہرا اور اپنے رفیقون سے
کہا کہ صاحبو مین بادشاہ کے سامنے کیا منھ لیکر جاؤن جس کام کے واسطے آیا تھا اُسکا انجام نہ دے سکا بلکہ ہاتھ سے
نبیرۂ حمزہ کے زخمی ہوگیا اور وہان سے بھاگا اور کچھ نبیرۂ حمزہ کا نہ کر سکا یہہ کہکر رونے لگا چالاک عیار نے
اُس سے کہا کہ اگر آپ فرمائین تو مین نبیرۂ حمزہ کو پکڑ لاؤن قارن نے کہا اے چالاک اگر تو نبیرۂ حمزہ کو پکڑ لا
تو مین برابر اُسکے زر و جواہر تجکو تولدون چالاک نے اُسی وقت کمر ہمت چست کرکے باسنے عیاری کے اپنے
بدن پر درست کیے اور شہر خضرانیہ کو روانہ ہوا جب قریب شہر کے پہونچا صورت بدل کر شہر مین داخل ہوا
قضا ہے کار نور الدہر اور ملکہ دونون باغمین تھے چالاک حال دریافت کرکے رات کو وقت کمند مار کر دیوار
باغ پر آیا اور اُترکے دیوار سے باغمین داخل ہوا اور درختون کی آڑ مین چھپ رہا شاہزادے کی صحبت دیکھکر
ناری جلگیا دو پہر رات گئے جب سب سو رہے چالاک نے بیہوشی نکال کر ہوا کے رخ پر اُڑائی کہ بیداریان
اور پاسبانیان سب بیہوش ہوگئین اُسوقت اُسنے آکر ملکہ اور نور الدہر کو بیہوش کیا ملکہ کو وہین چھوڑا نور الدہر کو
گرفتار کرکے پشتارہ باندھا اور پشت پر لاد کے روانہ ہوا یہان صبح کو جو ملکہ مہرافروز بیدار ہوئی شہزادے کو
پہلو مین نہ پایا اُسی وقت تلاش مین شہزادے کی ملازمون کو روانہ کیا مگر کہین پتا نہ لگا کرب نے سنا کہ باغ سے
نور الدہر غائب ہوگیا کمال فکر ہوئی کہ شہزادے کو کون لیگیا خضران شاہ نے کہا کہ مجکو یقین آتا ہے کہ شہر مشتری حصار
مین پتا شہزادے کا لگیگا ملکہ مہرافروز کی خواستگاری کیواسطے قارن فیل زور وہان سے آیا تھا
وہ یہان سے زخمی ہوکر بھاگا ہے کرب غازی اور فضل بن گیاہور نے اُسی وقت ہرکارون کو خبر کیواسطے
روانہ کیا مگر یہان چالاک عیار شہزادۂ نور الدہر نامدار کو لیے ہوئے قارن فیل زور کے پاس آیا پہلے تو
قارن نے چالاک عیار کو خوش ہوکر گلے سے لگایا اور زر و جواہر بہت سا دیا اور آہنگرون کو بلوا کر ہتھکڑیان بیڑیان
شاہزادۂ نور الدہر کو گرفتار کیا بعد اسکے نور الدہر کو ہوش مین لایا اور کہا کہ اے نبیرۂ حمزہ مین تجھے سامنے خسرو شاہ کے
لیے چلتا ہون وہان تجھے چھوڑ دونگا لیکن اگر خسرو شاہ تجھے پوچھے کہ قارن تجھے کیونکر پکڑ لایا کہنا کہ ایک ڈانڈ
نیزے کی ماری تھی کہ مین بیہوش ہوگیا اور گر پڑا یہہ میری مشکین باندھکر لے آیا یہہ سنکر شہزادۂ نور الدہر چپ ہو رہا
کچھ جواب نہ دیا جب قارن وہان سے کوچ کرکے داخل شہر مشتری حصار ہوا خسرو شاہ نے قارن فیل زور کے
استقبال کے واسطے لوگون کو بھیجا سب لوگ قارن کو باعزاز و اکرام لائے جسوقت سامنے خسرو شاہ کے
پہونچا خسرو شاہ نے پوچھا کہ اسے بیان کر تو نے کیا کارروائی کی قارن نے کہا ملکہ تو آپکے کام کی رہی نہین
وہ نبیرۂ حمزہ پر عاشق ہوگئی لیکن اُسی نبیرۂ حمزہ کو مین گرفتار کرکے لے آیا ہون خسرو شاہ نے کہا مین نے خدا پرستونکا
بڑا شہرا سنا ہے تو کیونکر اُسپر غالب آیا اُس نے بیان کیا کہ مجھ سے معرکہ کارزار مین مقابلہ ہوا مین نے ایک ڈانڈ نیزے کی
مار کر اُسکو گرا دیا اور مشکین باندھ لین خسرو شاہ نے حکم دیا کہ لاؤ نبیرۂ حمزہ کو قارن نے فوراً نور الدہر کو طلب کیا
شہزادۂ نور الدہر غل و زنجیر مین گرفتار داخل بارگاہ خسرو شاہ ہوا جب سامنا خسرو شاہ کا ہوا بطریق اہل اسلام

سلام ہے کیا خسرو شاہ نے جو حسن و جمال شہزادۂ بیمثال کا دیکھا صورت آئینہ حیران ہوا اور کہا کہ اے نبیرۂ حمزہ
رستمی جلالی بل نہین گیا تجکو قارن پکڑ لایا ہے اور تو اسطرح سے کلام کرتا ہے اگر زندہ رہنا اپنا چاہتا ہے تو لقا کو سجدہ کر
مین تجھے ابھی چھوڑ دونگا نور الدہر نے کہا اے خسرو شاہ قارن کی بھلا کیا تاب و طاقت تھی جو مجھے گرفتار
کرتا ہان چالاک عیار مجھے بیہوش کر کے پکڑ لایا اور اے خسرو شاہ مین دین لقا پرستی جب اختیار کرون جو تو
زیر کر کے گرفتار کرے یہہ سنکر خسرو شاہ نے قارن کی طرف دیکھا اور کہا کہ او قارن کچھ سنا تو نے کہ نبیرۂ حمزہ
کیا کہتا ہے قارن نے شرمندگی سے سر اپنا جھکا لیا خسرو شاہ نے کہا کہ جلد قید اسکی دور کرو اسوقت نور الدہر نے
خود اپنی قید کو توڑ کر پھینک دیا خسرو شاہ نے نور الدہر کو حمام کروایا پوشاک بدلوائی اور کہا اگر مین تجھپر غالب
ہون تو لقا پرستی اختیار کریگا نور الدہر نے کہا ہان پھر مجکو کچھ عذر نہوگا القصہ دوسرے دن اکھاڑہ تیار ہوا پہلے
قارن مقابلہ کو آیا نور الدہر نے دو پہر مین اُسکو زیر کیا پھر خسرو شاہ سے کشتی ہوئی دو دن کامل زور اور پیچ
کشتی کے باہم ہوے اُسکو بھی شہزادۂ نور الدہر نے زیر کیا خسرو شاہ اور قارن فیل زور مسلمان ہوے اور نے
لقا پر لعنت کی کلمہ پڑھ کر اسلام لاے تمام شہر مشتری حصار کو دائرۂ اسلام مین لاے نور الدہر نے خسرو شاہ
کہا کہ ابھی تم اپنے مسلمان ہونے کا اظہار نہ کرو بلکہ یہہ مشہور کرو کہ ابھی نبیرۂ حمزہ قید مین گرفتار ہے بیان تو یہہ ہو رہا
تھا اُدھر کرب غازی کو شہر خضرانیہ مین ہرکارون نے جا کر خبر دی کہ چالاک عیار قارن فیل زور کا نور الدہر کو
پکڑ لیگیا اب قارن نے شہزادۂ نور الدہر کو غل و زنجیر مین گرفتار کر کے شہر مشتری حصار کو روانہ کیا اور آپ بھی چلا گیا
یہہ سنکے کرب غازی مع فضل بن گیا ہور خون آشام وہان سے کوچ کر کے شہر مشتری حصار کو چلے اور نامہ
خسرو شاہ کو لکھا کہ شاہزادۂ نور الدہر نبیرۂ حمزہ کو تمنے قید کیا ہے نامہ دیکھتے ہی نور الدہر کو اپنے ساتھ لیکر
میرے پاس چلے آؤ نہین تو تمام شہر کو قتل کرونگا عیار کرب نامدار کا نامہ لیکر خسرو شاہ کے پاس آیا نامہ اُسکے ہاتھ مین
دیا خسرو شاہ نے وہ نامہ دبیر سے پڑھوایا ایک نقابدار سبز پوش برابر تخت کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا تھا
اُس نے نامہ ہاتھ سے دبیر کے لیلیا اور چیر کر پھینک دیا اور اُس عیار سے کہا کہ نامہ اپنا لیجا اور کہدینا اُسکو
کہ قضا تجکو گھیر کر یہان لائی ہے جو کچھ تجھ سے ہو سکے قصور نکر ہم آمادۂ پیکار ہین عیار وہ نامہ چاک چاک لیے ہوے
کرب غازی کے پاس آیا جو کچھ نقابدار سبز پوش نے کہا تھا وہ حرف بحرف بیان کیا کرب غازی یہہ سنکے
نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر کرب غازی مین کوس حربی بجنے لگا ہرکارون نے خبر خسرو شاہ کو
پہونچائی کہ لشکر مین کرب غازی کے طبل جنگ بجا ہے خسرو شاہ نے بھی لشکر اپنا باہر شہر سے لا کر نقارۂ رزمی بجوایا
رات بھر جانبین مین درستی آلات حرب و پیکار رہی صبح کو دونون لشکر میدان کین صف آرا ہوے جب میدان جدال آراستہ
ہوا نقیب نقابت کر کے چلے گئے نقابدار سبز پوش خسرو شاہ سے اجازت کارزار لیکر میدان کین آیا مبارز طلب کیا
کرب غازی مرکب جولان کر کے سامنے نقابدار کے آ کے لگا ورزن ہوے برابر سے دونون مرکب پیچھے ہٹے
پھر اُنون مین مسل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی
کہ سنانین اور بنانین برچھون کی بیکار ہو گئین ڈانڈ پر ڈانڈ جوڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہاتھ سے نیزے پھینک دیے
نقابدار نے گرز مارا کرب غازی نے شمشیر سکندری پر روکا اور شمشیر کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے گرز پر روکا
مگر گھوڑا نقابدار کا تاب نہ لا سکا کمر گھوڑے کی ٹوٹ گئی نقابدار مرکب سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر کرب غازی کے
گھوڑے پر جھپٹا کہ پی کرے کہ کرب غازی بھی اپنے مرکب سے کود پڑے اور نقابدار کیطرف چلے کہ نقابدار سبز پوش

زمین پر رکھکر کرب غازی کیطرف جھپٹا کرب غازی نے بھی شمشیر وسپر وغیرہ ڈالدی اور دوڑ کر نقابدار سے لپٹ گئے کشتی ہونے لگی برابر دونون کشتی لڑا کیئے چار پہردن کشتی رہی نہ تو نقابدار ہٹا نہ کرب غازی ہٹے یہانتک کہ شام ہوگئی اُسی طرح کشتی ہوا کی آخر روشنی دونون طرف سے آئی ہزار ہا بخشانے والے کہ بخشانے چاند کی صد ہا سونے کی دستیان لیے ہوے دستی والے خواصان خاص دونون طرف کے بلورین سرخ وسبز وسفید روشن کیے ہوے آکے موجود ہوے رات بھر دونون مین کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا غالب ومغلوب دونون مین کوئی نہ معلوم ہوتا تھا یہانتک کہ چار شبانہ روز کشتی ہوئی پانچوین روز کرب غازی نے اپنے دلمین کہا نہین معلوم یہ نقابدار کون ہی کہ پانچ روز سے مجھسے کلّہ بکلّہ مشت بمشت برابر سے کشتی لڑ رہا ہی زور مین طاقت مین ہمت مین جرائت مین ایک سرمو اسمین نہین فرق آیا یہ قوت وشجاعت سواے اولاد صاحبقران کے کون رکھتا ہی اور مجھسے نہ اسطرح مقابلہ کرسکتا ہی مین نے بڑے بڑے پہلوانان زبردست کو زیر کیا اور بڑے بڑے شجاعون کو شکست دی ہی کہ جنکو دعوے یکتائی اپنی قوت وجرائت پر تھا یہ دلمین تصور کرکے بند نقاب تھام کے ایک جھٹکا دیا بند نقاب ٹوٹ گیا ایک آفتاب درخشان طالع ہوا بدر کامل شرمندہ ہوکر چھپ گیا دیکھا تو شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان ہین مثل آئینہ کرب غازی حیران ہوے اور پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا سبب تھا جو تمنے مجھسے مقابلہ کیا مین نے تو پہلے ہی دلمین سوچا تھا کہ سواے اولاد صاحبقران کے اسطرح مجھسے کوئی نہین لڑسکتا پانچ روز ہوے کہ دونون مین کوئی غالب ومغلوب نہوا شاہزادۂ نورالدہر نے کہا ای پھوپھا جان مجکو فقط اپنی آزمائش منظور تھی کہ دیکھون آپ سے زور وطاقت ہمت وجرائت مین کم ہون یا برابر ہون کرب غازی نے کہا کہ اولاد صاحبقران زمان ہو تمپر کون غالب آسکتا ہی مگر مین یہ خیال کرتا ہون کہ اگر وقت بد کے سبب سے میرے ہاتھ سے کوئی زخم تمپر آجاتا تو مجکو صدمۂ عظیم ہوتا اور بدیع الزمان سے مجکو نہایت ندامت ہوتی تمنے برا کیا پروردگار عالم نے بڑی خیر کی غرض کہ دونون لشکر ایک ہوگئے خسرو شاہ سب کو ہمراہ لیے ہوے شہر خسر انیہ مین آیا اور بڑی دھوم سے دعوت وضیافت سبکی کی کئی روز تک جشن عام رہا بعد چند روز کے ملکہ مہر افروز کو ساتھ لیکر شاہزادۂ نورالدہر وکرب غازی مع لشکر کے ملک عجم کو روانہ ہوے جب قلعۂ عجم مین پہونچے ملازمت ملکہ گوہر ملک کی حاصل کی ملکہ گوہر ملک نے بیٹے کو اور بہو کو گلے سے لگایا پیار کیا اور بہت سا زر وجواہر تصدق کیا بڑی خوشی کی جشن عام رہا تمامی قلعہ مین روشنی کئی روز تک ہوئی تمام بازار آئینہ بند ہوے ناچ رنگ گلی کوچہ کوچہ ہوا کیا قصر عالی بڑے تزک وسامان سے سجا اگر اُسکی سجاوٹ اور آرایش جشن تحریر ہو تو کمال طول ہوگا خلاصہ یہ کہ قصر فلک اُسکے سامنے پست ہوگیا جو آتا اور اُس قصر کو دیکھتا تھا یہ شعر پڑھتا تھا شعر یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہی ٭ زمین جسکی چہارم آسمان ہی ٭ القصہ شاہزادۂ نورالدہر عالیمقام اپنی والدہ ماجدہ سے بعد ایک ہفتہ عشرے کے رخصت لے کر چالیس ہزار سوار جرار کی جمعیت سے مع کرب غازی نقابدار سبز پوش بلکہ ملک سبائل کی طرف اس ارادے سے روانہ ہوے کہ چلکر دادا جان کی ملازمت حاصل کیجیے اور والد ماجد یعنے

شاہزادۂ بدیع الزمان عالی منزلت سے قدمبوس ہوجیے

دوسرے کلمے داستان جرائت نشان معرکہ آرائی لشکر ظفر اثر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نامور لقاے سبے بقاسے بداختر سے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف	جوانی دکھاے یہ طبع ضعیف	وہ دے جام ہو دل کو جس سے امنگ
ارے ساقیا معرکے کی ہی ڈھنگ	جوانی کا پیری مین یان جوش ہی	تو کس فکر مین آج خاموش ہی

مرے سامنے لا کے رکھدیے جو تو
تہیہ کیے ہون مین سو جام کا
نہین مے یہ وہ ہی شراب الست
مین طالب ہون جسکا وہی ہے زلال
سحر بس نہ کر قیل و قال اب سوا
مدح حیدر سے کمیت خامہ لنگ ہوگیا
جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ مل ہوگیا
ابتدا ے عشق مین چند سے تحمل ہوگیا
نوجوانون پیر مرنے سے نہو ہرگز ملول
صورت برگ خزان زنجیر کا غل ہوگیا

چڑھا جاؤن مین خم کے خم اور سبو
گر وہ شراب مصفا پلا
ہوے جسکے نشہ سے مرسل بھی مست
ہمیشہ اسی مے کی جانب ہے دھیان
کہ ساقی کوثر کرینگے عطا
زلف پیچان سے پریشان حال سنبل ہوگیا
مجلس جمشید برہم ہو گئی قل ہوگیا
کافرون کو زلف کے زنار پھانسی ہوئی
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہوگیا

مرا ایک ساغر مین ہوسے کا گیا
جسے ہم پہ شارع نے جائز کیا
نہ اس مے کی جانب تو کیجیو خیال
ادھر کا نہ کیجیو کبھی تو گمان
غزل سے حاضر منقبت مین تامل ہوگیا
گل ترے آگے چراغ لالۂ گل ہوگیا
انتہاے شوق ہے اب صبر کی طاقت کہان
مومنون کا مصحف رخسار سے قل ہوگیا
کیا چلی باد بہاری اے جنون ہو خود بخود

بیت پر اینکہ بنیان دفتر کشا + مضامین نو کہتے ہین پر صفا +

شجاعان عرصہ کارزار مضامین جرأت آئین و بہادران میدان حرب و پیکار طبع رنگین شمشیر خامۂ دو زبان کو بصد صولت و شوکت و بہ ہمت و شجاعت معرکۂ رستخیز سخن مین علم کرکے یون صرف کارنمایان ہوتے ہین کہ محاذی مین ملکت سائل کے لشکر اسلام بصد شوکت و احتشام فرد کش ہے اور مقابلہ فوج کفار بد کردار سے پڑا ہوا ہے اور نجیہ روئین تن باغ بہشت لقا سے بہ لقا سے برا سے پیکار باہر آیا ہے اور اُس نے طبل بجوا کر میدان داری کی ہے پہلے روز ہیبت سے سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا دوسرے روز پھر میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا اراے ہندہ رستم زمان لندھور بن سعدان بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر نجیہ روئین تن کے مقابلہ کو آیا بعد لگا و رزنی کے نیزہ لندھور کا لندھور نے نیزہ پھینک لیا دو گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کو لندھور نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا نجیہ نے غضب مین آکر گرز لندھور کے مارا لندھور نے اُسکے گرز کا وار رد کرکے جو گرز رگاؤ سر مارا نجیہ نے گرز لندھور کا رو کا گرز سے اگے ہاتھ تھرا سے دونون گرز ٹکرا کر چھٹتے ہوے سر پر پڑے ایک آنکھ کا ڈھیلا حدقۂ چشم سے باہر نکل پڑا بیہوش ہوکر گرا لندھور نے کفار کو آواز دی کہ نجیہ روئین تن کی خبر کو یہ صدا سنکر نجیہ کے لوگ دوڑے اور پاس نجیہ کے آئے دیکھا کہ نجیہ زمین پر بیہوش پڑا ہے اور کیسا تڑپ رہا ہے اور ایک آنکھ اُسکی بیکار ہوگئی ہے سب لوگ نجیہ کو اُٹھا کر لیگئے اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان جنگ سے پھرے سرداران لشکر اپنے خیمون مین گئے بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے بختیارک نے یاقوت شاہ سے ہنسکر کہا کہ دیکھا آپ نے زبردست کے سامنے نجیہ روئین تنی نجیہ کی کام نہ آئی ایک ضرب گرز لندھور سے نجیہ کی آنکھ نکل پڑی وہ بھی پورا ہاتھ نہین پڑا اچٹتا گرز لگا لقا سے بے لقا کو جو خبر ہوئی حکم دیا کہ نجیہ کو داخل بہشت کرو لوگ اُسکو باغ بہشت مین لیگئے علاج اُسکا ہونے لگا چند روز کے بعد نجیہ اچھا ہوا باغ بہشت سے آیا لقا کو سجدہ کیا زرد شاہ باختری نے خلعت اُسے دیا نجیہ خلعت پہن کے بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا دور شراب چلنے لگا جب جوش بادۂ ناب سے سرشار ہوا طبل جنگ بجوایا اُدھر لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی بجا لشکر مین شور و غل ہوا کل پھر کفار سے مقابلہ ہے رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے نجیہ روئین تن گھوڑا دوڑا کر میدان مین آیا لشکر اسلام کیطرف پکارا کہ سوا سے لندھور کے اور جسکا جی چاہے میرے مقابلہ کو آئے سنتے ہی

شاہزادہ بدیع الزمان بعد عظم وشان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر نخچیر کے مقابلے کو آئے بعد نگاورزنی
ودرستی نیزہ بازی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا ہوا لی کیا نخچیر نے تلوار کھینچ کر بدیع الزمان کو
وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا نخچیر نے سینہ سپر کردیا تلوار سے
جھنجھنانے کی صدا دی مہرہ صاف اُچٹ گئی دو تین وار تلوار کے اسی طرح چلے آخرکار شاہزادہ بدیع الزمان نے
ارادہ کیا کہ تلوار اُسکی چھین کر گینڈے سے اُٹھا لیجیے یہ سوچ کر مرکب کو رانون مین دباکر جولان کیا
کہ زیر بغل اُسکے پہونچون ناگاہ مرکب کا پانون موش خانے مین جا رہا نخچیر نے پھر کر تلوار ماری سر پر
شاہزادہ بدیع الزمان کے پڑی تا دو ابرو اُتر آئی بدیع الزمان نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی مگر خون کا
دریا جاری ہوگیا شاہزادہ بدیع الزمان زخم سر باندھنے لگے کہ نخچیر نے دوسرا ہاتھ تلوار کا اور مارا سر پر پڑا
زخم چوپایا ہو گیا اب نوبت غشی کی بہم پہونچی قاران جو رفیق شاہزادہ بدیع الزمان تھا بیتاب ہوکے
دوڑ کر بدیع الزمان کو بچایا آپ سامنے آگیا تلوار چلنے لگی انجام کار یہ بھی زخمی ہوا نخچیر نا تمام کئی سرداروں کو
زخمی کر کے پھر گیا دوسرے دن پھر طبل جنگ بجا اکر سپہ اندازی کی دوپہر تک سرداران دست چپ کو زخمی کیا
دوپہر کو شہزادہ قاسم عالیجاہ مقابلے کو آئے بعد نگاورزنی و ہمسنتی و نیزہ بازی تلوار چلنے لگی
عین معرکہ آرائی مین مرکب شہزادہ قاسم کی باگ کا تسمہ ٹوٹ گیا گھوڑا بے باگ ہوکر دوڑا قاسم مرکب کو سنبھالتے رہ گئے
اور نخچیر روئین تن نے بڑھ کر تلوار ماری سر پر قاسم کے پڑی تا دو ابرو اُتر گئی قاسم نے دستانہ مارا
تلوار نکل گئی قاسم نے زخم سر کو باندھ کر گھوڑے کو سنبھالکر ہاتھ تلوار کا نخچیر روئین تن کے سر پر مارا نخچیر کے سر پر
تلوار پڑی مگر کارگر نہوئی مطلق اثر نہوا نخچیر نے دوسری تلوار اور قاسم کو ماری کہ شانہ بھی قاسم کا زخمی ہوا القصہ
شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے ادھر بادشاہ اسلام نے زخمیون کے ٹانکے دلوائے ادھر کفار بھی
فرودگاہ مین پھر آئے نخچیر روئین تن لباس رزم اُتار کر پوشاک بزم پہنکر بارگاہ مین بیٹھا شراب خواری کرنے لگا
جمعہ ... مین چوبدار طبل جنگ بجوایا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
نقارہ رزمی بجے ناظرین ذی اللمکین پر واضح ہو کہ اکثر کاتبان دفتر سابق اپنے دفتر مین اسلامی حال نخچیر روئین تن کا تحریر
کرتے ہیں کہ نخچیر روئین تن ایک مہینہ کامل لشکر اسلام سے لڑا صدہا سردار اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور
اکثر جوانان لشکر اسلام ہار گئے ... اُس روز جو میدان مین آکر کھڑا ہوا اور مبارز طلبی کی ہنوز لشکر
اسلام سے کوئی برآمد نہ ہوا تھا کہ نخچیر روئین تن نہ نکلا تھا کہ صحرا کی طرف سے غبار سبز و مرصع کار اُٹھکر
کوسون تک میدان تاریک کار ہوگیا ذرے مثل اختر تابندہ گرد کے ساتھ اُڑتے کبھی سبز کبھی طلائی
معلوم ہوتے تھے ہر یک سبزہ صحرا پر مینا کاری ہوگئی اشجار جا بجا طلائی ہین اور خورشید کا بھی رنگ سرخ ہو گیا
دونون لشکرون نے جو نگاہ اُٹھاکر دیکھا شہر اندام دشت و کوہ اور رنگ کا گرد سے برخاست تو تیار نگ کے
چالیس ہزار علم مرصع کار نمایان ہوئے کہ اُنکے پھریرون پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد اُسکے
ہتھنالین شترنالین فیلبان بانون کی فاصبر دارون کے غول کے غول مرکب با ساز و یراق مرصع پیدا ہوئے
بعد اُسکے سامنے ... کرتے ہوئے ہویدا ہوئے اور تین نقابدار ایک مرصع پوش دوسرا پلنگینہ پوش
تیسرا نخچیر پوش مرکبان پری پیکر پر سوار چالیس ہزار سوار جرار کی جمعیت آکر پہونچے اور ایک طرف کو
آکر میدان کارزار مین قایم ہوئے دیکھا تینون نقابدارون نے کہ ایک گبر نا ہنجار کنندہ ناتراش میدان مین

مبارز طلبی کرتا ہی اور کلمات لاف وگزاف زبان پر جاری ہین نقابداروں نے حال دریافت کرنے کے واسطے عیاروں کو بھیجا عیاروں نے حال دریافت کر کے نقابداران ہمالیو قار سے آکر عرض کیا کہ ایک کافر کہ نام اسکا نیجر روئین تن ہی تمام لشکر اسلام کے سرداروں وغیرہ کو اُس نے زخمی کیا ہی مہینہ بھر سے لشکر اسلام مین تلاطم ڈال رکھا ہی اور کوئی حربہ اُسپر کسی کا اثر نہین کرتا ہی اب کوئی مقابلہ کرنے والا اُس سے نہین ہو سکتے نقابدار ہرصبح پوش نے کہا یہ میرا شکار ہی اب مین اسے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر مرکب پری پیکر کو اُڑایا اور مقابلہ نیجر روئین تن کے آیا نیجہ نے جو ایک نقابدار ہرصبح پوش کو بارادۂ رزم اپنی طرف آتے دیکھا گینڈا دڑ اکر پہلے لگا و رزن ہوا مرکب نقابدار کا ساڑھے تین قدم پیچھے ہٹا او رگینڈا روئین تن کا چھ قدم پسپا ہوا پھر گینڈے سے کوئیک مار کے آگے بڑھا یا نقابدار نے مرکب کو دبا کر رانون مین چمکایا دو برابر مقابلہ ہوا بختیارک نے یا قوت شاہ سے کہا کہ نیجہ کی خیریت نہین معلوم ہوتی صحیح وسالم پھر کر آج میدان جنگ سے آنا غیر ممکن ہی اُدھر نیجہ نے نقابدار ہرصبح پوش سے للکار کر پوچھا کہ تو کون ہی اور کیا نام تیرا ہی نقابدار نے فرمایا تجھے ملک الموت قابض ارواح کفار کہتے ہین نیجہ خشمناک ہوا اور نیزہ اُٹھا کر نقابدار کو مارا نقابدار ہرصبح پوش نے چند طعنون مین نیزہ نیجہ روئین تن کا ہوائی کر دیا اتفاق کا رشاہزادہ بدیع الزمان زخمی تھے مگر تماشا میدان کارزار کا دیکھنے کو چلے آئے تھے نقابدار پر جو نگاہ پڑی دریائے الفت پر سے جوش مارا قریب نہ تھے دور نقابدار سے کھڑے ہوئے تھے مگر محبت پیدا ہوئی خواجہ عمر سے کہا کہ جا کر تم نقابدار کو آگاہ کر دو کہ یہ کافر خاسر روئین تن ہی ذرا سمجھ بوجھ کے اس سے لڑنا خواجہ عمر دوڑتے ہوئے آئے اور نقابدار ہرصبح پوش سے کہا اے بہادر و جرار وائے فخر شجاعان روزگار ذرا اس کافر نیجہ سے ہوشیار رہنا کہ یہ بدکار روئین تن آہنی بدن ہی اسپر کوئی حربہ اثر نہین کرتا نقابدار نے کہا کہ فضل خدا شامل حال چاہیے انشاء اللہ مین اسکو زیر کرتا ہون لیکایک نیجہ نے تلوار ماری نقابدار نے آنکھوں ہی تلوار خیال مین کر کے ایک تھپکی دی کہ تلوار اُسکی شانے پر نقابدار نے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار نیجہ کی چھین لون نیجہ نے تلوار ہاتھ سے چھوڑی کشمکش کے زور ہونے لگے آخر کو مرکبون سے نیچے اُتر کر لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی پہردن باقی تھا کہ نقابدار نے نیجہ کا لنگر توڑا اور ایک ہاتھ سے اُسکو اُٹھا لیا تمام لشکر کفار کو حیرت ہوئی کہ یہ نقابدار سب سرداران لشکر اسلام سے زبردست ہی اور لشکر اسلام مین تحسین و آفرین کا شور و غل ہوا بادشاہ اسلام نے پکار کے کہا اے نقابدار ہرصبح پوش سبحان اللہ ماشاء اللہ احسنت کیا کہنا اس کافر خاسر کو ایسے ہی لگان چاہیے ہی اُدھر بختیارک نے یا قوت شاہ سے کہا کہ کیون مین نہ کہتا تھا کہ نقابدار کے ہاتھ سے آج نیجہ کا بچنا مشکل ہی وہی ہوا نہ یا تو مار ڈالیگا یا گرفتار کر لیگا یہان نقابدار ہرصبح پوش نے نیجہ روئین تن پہلوان زبردست کو سر سے اونچا کر کے تین بار چرخ دیا اور زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر اُسکی مشکین کس کر باندہ لین خواجہ عمر تعریفین کرنے لگے شہزادہ بدیع الزمان نہایت خوش ہوئے باچھین مثل گل کھل گئین اور زیادہ محبت الفت کا ولولہ ہوا خواجہ عمر برابر کہ رہے ہین اے نقابدار سبحان اللہ مرحبا آفرین صد آفرین کیا کارنمایان کیا ہی اگر رستم ہوتا تو حلقۂ غلامی ترا گوش جان مین پہن لیتا نقابدار نے عمر کو سلام کیا اور کہا کہ لو لیجاؤ اس مردود ازلی کو اور بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر کرو چاہین وہ اسکو

قتل کرین چاہیں وہ اسکو قید آہن مین رکھیں مگر بہت ہوشیار رہی سے اسکو قید مین رکھنا کہ یہ کافر دغا باز
ایسا نہو کر بھاگ جاے اور پھر زنجیر فولادی اوسکی کمر سے کھول کے اوسکو جکڑ دیا اور ایک سرا اوس
زنجیر کا خواجہ عمرو کے ہاتھ مین دیا نجیہ روئین تن کو خواجہ عمرو لیکر میدان سے پھرے اودھر کفار نے
طبل بازگشت بجوایا اور سب مضطر و مایوس شرمندہ خاطر ہو کر اپنے مقام پر آئے اودھر نقابدار
ہر صبح پوش مع لشکر کے جانب صحرا روانہ ہو گیا اور دامن کوہ مین آکر خیمے برپا کروا سکے اوترا خواجہ عمرو نجیہ کو
لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے بادشاہ اسلام نے نجیہ سے کہا کہ ای نجیہ لقا پرستی پر لعنت کر دائرۂ اسلام مین
آ مسلمان ہو جا اوس کافر بدکیش نے جواب دیا کہ لاکھ جانین ہون تو خداوند لقا پر نثار کرون مین کبھی مسلمان
نہونگا فرمایا اگر مسلمان نہوگا تو بے مار اجائیگا نجیہ نے کہا کوئی مجھے نہین مار سکتا اوسوقت بادشاہ اسلام نے
سردارون کو حکم دیا کہ تہ شمشیر اسکو کرو سب سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے چار طرف سے نجیہ پر تلوارین
پڑنے لگین مگر کوئی تلوار اوسکے بدن پر اثر نہ کرتی تھی نجیہ ہنس رہا تھا تب بادشاہ اسلام نے خواجہ عمرو سے کہا
کہ کسی تدبیر سے نجیہ کو قتل کرو عمرو نے مسکرا کر کہا کہ حضور ملک الموت کو کچھ رشوت دیجائے تو وہ آکر
قبض روح کرین اور مجھے آپ خوب جانتے ہین کہ مفلس ہون ایک حبہ میرے پاس نہین ہی بادشاہ اسلام
مسکرائے فرمایا کہ خواجہ تمھارا مذاق کسی وقت نہین جاتا اچھا دو ہزار روپیے دینگے عمرو کہا کہ روپیہ منگوائیے
بادشاہ نے دو توڑے روپیون کے عمرو کو منگوا دیئے عمرو نے وہ روپیے لیکر داخل زنبیل کیے اور
نجیہ روئین تن کو چوبیند کرکے باندھ دیا اور بہت سا سیسہ گرم کر کے اوسے پلا دیا کہ تڑپ تڑپ کر واصل
جہنم ہوا لاشہ اوسکا گھورے پر پھینک دیا کفار یہ سنکر بہت رنجیدہ ہوے لقا نے کہا کہ نجیہ کو اپنی روئین تنی پر
نہایت غرور رہا تھا اس سبب سے مین نے اوسے فنا کیا مگر ابکی نوروز مین نجیہ کو پھر زندہ کر دونگا بختیارک
یاقوت شاہ کو سلام کر کے ناچنے لگا اور زبان سے کہنے لگا تا دھنا تا دھنا لیکن اسطرف شہزادہ بدیع الزمان
اور بادشاہ اسلام اور قاسم وغیرہ نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ نقابدار ہر صبح پوش وغیرہ کی
خبر لاؤ کہ یہ کون ہی عمرو نے جواب دیا کہ نقابدار کے لشکر کیطرف رخ بھی نہ کرونگا سب نے کہا کہ خواجہ صاحب
خالی نہ جائیے تھوڑا روپیہ لے لیجیے خفا نہوجیے ہم جانتے ہین کہ جب آپ مفلس زیادہ ہوتے ہین اکھڑی
باتین کرتے ہین غصہ ہوتے ہین غرضکہ سب نے مل کر پانچ ہزار روپیے دیے عمرو یہان سے لشکر نقابدار کیطرف
روانہ ہوا اور صورت ایک فقیر کی بنکر داخل لشکر نقابدار ہوا پہلے ایک صرافت کی دکان پر بیٹھ کر
روپیے کا سکہ دیکھا اوسپر فقط نقابدار صاحبقران زمان کھدا ہوا تھا متحیر ہوا کہ یہ نقابدار صاحبقرانی کا
دعوی کرتا ہی کون ہی القصہ تمام لشکر کی سیر کرتا دربارگاہ نقابدار ہر صبح پوش پر آیا کہ دیکھا نقابدار
ہر صبح پوش دنگل شوکت پر جلوہ گر ہی اور دو نقابدار اور داہنے بائین متمکن ہین عمرو کھڑا ہوا
دیکھ رہا تھا کہ قضا سے کار عیار نقابدار کا آیا اور اوس نے بہ نگاہ غور دیکھا اور عمرو کو پہچانا
اور نقابدار ہر صبح پوش سے چپکے سے کہا کہ یہ فقیر عمرو ہی آپ کا حال دریافت کرنے آیا ہی نقابدار نے کہا
کہ ہمارے پاس خواجہ عمرو کو بلا لاؤ عیار نقابدار کا عمرو کے پاس آیا اور کہا شاہ صاحب چلیے آپکو
نقابدار نے طلب کیا ہی کچھ آپ کو ملجائیگا عمرو نے کہا بابا ہو گیا فقیر کو وہ نیا ہو ہین دید دوہان نہ لیجاؤ
اوس عیار نے اور کچھ عیارون کو اشارہ کیا کہ اس فقیر کو گھیر کرلے چلو اور اگر یون نہ چلے تو پکڑ لیچلو

القصہ عمرو کو گرفتار کر کے نقابدار کے سامنے لائے عمرو نے کہا بابا یہ کیا انصاف ہے کہ فقیرون پر ظلم ہوتا ہے اور
لوگ ایذا پہونچاتے ہین نقابدار نے کہا کوئی تمسے نہ بولیگا سچ بتاؤ تم کون ہو کہا عیار ہون لشکر کفار سے
خبر کیواسطے یہان آیا تھا نقابدار نے کہا اگر یہ عیار لشکر کفار کا ہے تو جلد اسے قتل کرو اور جو اہل اسلام
مین سے ہے تو مین آپ اسکا سر کاٹونگا عمرو نے جو یہ نقشا دیکھا کہ ہر طرح جان جانے کے سامان ہین اب چھپانا
اپنے تئین بہتر نہین پکارا منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نقابدار نے کہا کہ اچھا اپنی
صورت اصلی بنا کر دکھاؤ عمرو نے گرم پانی منگوا کر ہاتھ منہ دھویا بصورت اصلی بنا نقابدار مرصع پوش نے
عمرو کو رہا کر کے اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور کہا کہ خواجہ تم میرے افشاء راز کیواسطے آئے تھے اگر تمہارے مقام پر
کوئی اور ہوتا تو مین اُسے زندہ نہ چھوڑتا مگر تم ہمین لشکر اسلام ہو یہ سمجھ کر کچھ نہ کہا اور اگر تم اب بار دگر بصورت تبدیل کر
آسکے تو بغیر مارے نہ چھوڑونگا عمرو نے قسم کھائی کہ اب نہ آؤنگا نقابدار نے کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر
خواجہ عمرو کو دین عمرو نے دعائین دینا شروع کین اور رخصت ہو کر اپنا راستہ لیا مگر پھر راستے سے پھر کر نقابدار سے آکے
کہا اے نقابدار مرصع پوش تمنے زر و جواہر تو مجھے بہت سا دیا لیکن نام تمہارا اگر معلوم ہو جاتا تو اور بھی
بہت کچھ میرے ہاتھ آتا نقابدار للکارا کہ پھر وہی کلام لاطائل زبان سے نکالا بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا
اور تیر و کمان اُٹھایا عمرو چست و خیز کر کے نکلا ہوا چلا گیا جب خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا حال بیان کیا
اور کہا کہ زندگی میری تھی جو بچ گیا اب بار دگر نقابدار کے لشکر مین جانے کا ارادہ نہ کرونگا دوسرے روز
خواجہ عمرو لشکر کفار مین خبر کیواسطے گئے چوبدار کی صورت بنکر بارگاہ یاقوت شاہ مین آئے بیٹھے
کفار کی سننے لگے کہ نوادر سنگ انداز نے پیچھے آکر عمرو کو لپٹ گیا اور بغفلت مین گرفتار کر لیا عمرو پکارا کہ
مجھسے کیا خطا ہوئی وہ پکارا کہ بالفعل اوسار بان نژاد سے مین نے تجھے پہچانا چوبدار کی شکل بنکر
یہان آیا ہے اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون کہ زندہ سلامت نکل جائے عمرو نے ہر چند نالہ و زاری کی
مگر وہ کب سنتا ہے آب گرم منگا کر عمرو کو نہلایا رنگ و روغن عیاری کا چھوٹ گیا صورت اصلی عمرو کی
نکل آئی نوادر سنگ انداز نے آہنگرون کو بلوا کر غل و زنجیر مین گرفتار کیا بختیارک نہایت
خوش ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب اسکو جلد قتل کر والیئے تاخیر نہ کیجئے تقدیر بہت زبردست تھی کہ مگر
یون ہاتھ آگیا اور کل کا ذکر ہے کہ تجھ کو اس نے کس عذاب الیم سے قتل کرایا ہے یاقوت شاہ نے کہا کہ القاش
خون آشام عمرو کا جانی دشمن ہے وہ تجم کی مہم فتح کیے ہوئے آتا ہے عرضی اسکی آچکی ہے وہ آکر اسے ماریگا
بختیارک نے کہا حضور کا جب تک قید مین رہنا معلوم کسی نہ کسی طرح سے چھوٹ جائیگا نوادر سنگ انداز
کہا کیا مجال کسی کی جو ہماری قید سے عمرو کو چھڑا لیجائے پھر قفس آہنی منگوا کر عمرو کو بند کیا اور سامنے
بارگاہ یاقوت شاہ کے لٹکا دیا اور کہا کہ ملک جی دیکھین تو کون عمرو کو چھڑا لیے جاتا ہے اور یہ کیونکر چھوٹتا ہے
یاقوت شاہ عرضی القاش کی لیے ہوئے لقا کے پاس گیا اُس عرضی مین لکھا تھا کہ مین نے شہر تجم کی فتح کی
اُس لڑکے کو مار ڈالا اب خدمت خداوند لقا مین حاضر ہوتا ہون لقا یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور کہا
کہ اُسکو خلعت بھیجو بختیارک نے عرض کیا مظفر پیل گردان اور سہیل نشست انداز بدستور
قید مین گرفتار ہین اور قلعہ زرد الامان بناتے ہین اگر اُنکو القاش چھڑا لائے تو بہتر ہے لقا نے
اسی مضمون کا نامہ لکھوایا کہ اے القاش تم راہ سے بیت الحرمان کی آؤ کنارے دریا کے ساحل کے

خدا پرست قلعہ ذوالامان بنوا رہے ہیں اور لاکھ بیلدار اور ہشت انداز ہار سے یہاں سے تیار ہیں
اُنھیں چھڑا لاؤ تم بہت رضامند ہوتے ہو اور زیادہ خوش ہونگے القصہ یہ نامہ ارمزاد بخشی کو مع خلعت
دے کر روانہ کیا یہاں نوادر سنگ انداز نے یاقوت شاہ سے کہا کہ عمرو کو تو ہیں نے پکڑ لیا
اب اور عیار خدا پرستوں کے جو نامی اور نامور ہیں اُنکو سر میدان گرفتار کرونگا اب طبل جنگ بجوائیے
بختیارک بولا ای نوادر عمرو تو شاہنشاہ عیاران ہے مگر بعض بعض اور عیار بھی بلا سے بے درمان ہیں
اور آفت روزگار نہایت طرار و فرار ہیں جس وقت اُنمیں سے کوئی مقابلے کو آئیگا تب حال معلوم ہوگا نوادر
پکارا کہ ملک جی تماشا دیکھنا کہ ہمیں نے کیا کیا غرضکہ یاقوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لے کر
لشکر اسلام میں آئے اور بیان کیا کہ نوادر سنگ انداز نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اور عمرو کو
غافل پاکر گرفتار کر لیا ہے اور اب اُسکا ارادہ ہے کہ سر میدان اور عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرے بادشاہ
اسلام نے سب عیاروں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ صاحبو عمرو تو بلا سے مبتلا ہو گیا اب تم لوگوں کو چاہیے
کہ سب کے سب متفق ہو کر اس کافر بدکیش کو سزا پہونچاؤ اور خواجہ کو قید سے چھڑا لاؤ ہر ایک نے عرض کیا
کہ حضور انشاء اللہ ہم اپنی جان لڑا دینگے اور استاد کو چھڑا لائینگے القصہ لشکر اسلام میں بھی نقارۂ رزمی پر
چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے گنبد گیتی نوا پر نقاروں سے لرزہ
آگیا ادھر سے عیاران لشکر اسلام آستین لٹکیروں کے نیچے صندوقہائے عیاری پر متمکن ہوئے اُدھر سے
عیاران کفار آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے عمرو کے بھی قفس کو عقابین پر لا کر لٹکا دیا اور کئی ہزار عیار
عقابین کے گرد اگرد کھڑے ہوگئے اور عمرو سے کہا کہ تم بھی تماشا عیاروں کے مقابلے کا دیکھو غرضکہ جب صفیں
لشکروں کی جانبین ہو آراستہ ہو چکیں اور نقیب نامی دے کر چلے گئے اُس وقت نوادر سنگ انداز
نقارہ کو سجدہ کر کے یاقوت شاہ کے سامنے آیا اجازت میدان چاہی یاقوت شاہ نے کہا کہ تمکو
خدا سامری کے سپرد کیا نوادر وہیں سے جست کر کے آسمان پر گیا اور نیچے کے ہاتھ لگانے لگا جب گرنے
لگتا تھا نیچہ بیٹھ کر کے پاؤں کے نیچے رکھ لیتا تھا اور اُسی نیچہ کے سہارے سے پھر آسمان پر اُڑ اُڑ
جاتا تھا چار گھڑی تک آسمان سے نہ اُترتا تھا جب کبھی زمین پر آتا تھا تو عرق عرق ہو جاتا تھا بعد اسکے دیر تک
کفر اپنا پیشہ ظاہر کیا جب خوب دم لیا پکارا ای عیاران لشکر اسلام آؤ میرے مقابلے کو تمہارے سردار
واقعی کو تو ہیں نے پکڑ لیا تمکو بھی گرفتار بلا کرتا ہوں یہ سنتے ہی بس گنتارہ کابلی صندوق عیاری سے
کود بادشاہ اسلام کے سامنے آیا اجازت خواہ میدان جنگ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ پروردگار
عالم کی حفظ و امان میں دیا گنتارہ جست و خیز کرتا ہوا سامنے نوادر سنگ انداز کے آیا نوادر نے
پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے گنتارہ نے نام اپنا بتایا بعد گفتگو کے سنگ اندازی ہونے لگی دونوں عیار گوپھن پکڑے
ہوئے پتھر مارتے تھے تڑاق پڑاق کی آواز بلند تھی پتھر پر پتھر روک رہے تھے پتھر چور چور ہو ہو کر گرتے تھے
چار گھڑی تک سنگ زنی رہی آخرکار ایک مقام پر نوادر نے جھلاوا دے کر جو سینے پر گنتارہ کے پتھر مارا
گنتارہ تڑپ کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا نوادر نے دوڑ کر مشکیں باندھ لیں اور اُسکو اُسی عقابین سے لا کر
باندھ دیا جس پر عمرو کا قفس آویزاں تھا اور پھر مبارز طلب کیا ہشتر زرک خطائی نوادر سنگ انداز کے
مقابلے کو آیا بعد گفتگو کے نوادر نے کمند ماری اُسنے خالی دے کر حلقہ پائے کمند نوادر بالا سے دم بھی صاف نکل گیا

ایک گھڑی پھر کمند بازی ہوئی مگر مطلب کسی کا حاصل نہوا پھر خنجر زنی ہوئی اُس سے بھی کچھ نہوا نیمچہ چلنے لگا
دونون باہم نیمچے مار رہے تھے ایک دوسرے کو چاہتا تھا کہ زخمی کرے مگر کوئی کسی کے ہاتھ کا زخم نہ کھاتا تھا کہ
نوادر سنگ انداز نے نیمچے سے ہٹکر ایک پتھر برگ خطائی پر مارا اُسنے نیمچے پر روکا تھا کہ نیمچہ اُسکا ٹوٹ گیا وہ پتھر
زانو پر اُسکے پڑا کہ برگ خطائی اُسکے صدمہ سے گرا نوادر نے اُسکے چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اسی طرح
شام تک سات عیارون کو نوادر سنگ انداز نے زخمی کر کے گرفتار کیا کئی سپہ اندازیون مین سرہنگ سفری
اور اسلم پیادہ رو اور امیہ وسسبارہ وغیرہ کو پکڑ لیا اور اُسنے یہ دستور رکھا تھا کہ جب میدان سے پھر کر
جاتا تھا عمرو کو اپنے ساتھ لیے آتا تھا عیارون نے دیکھا کہ نوادر سنگ انداز حریف نہایت سخت ہوا اور پتھر
اُسکا کئی من کا ہے کوئی اُسکی ضرب کی تاب نہین لا سکتا ناچار ہوکر بیٹے عمرو کے اور شاگرد وغیرہ مہتر قران حبش کے
پاس آئے اور کہا کہ آپ خلیفہ ہین اور جان خواجہ عمرو ہین بلکہ جان بخش عمرو ہین آپ مدد کرینگے تو یہ کافر گرفتار ہوگا
قران نے کہا کہ صاحبو مین حاضر ہون جانبازی کو مگر تم مین سے ایک ایک مجھسے بہتر ہے کوئی مجھسے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہے
جب قصد کروگے اُسے پکڑ لوگے الحاصل مہتر قران نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا کفار کو خبر ہوئی تہیا کرکے
نوادر سنگ انداز نے کہا کہ اب تم اس بلا کے سیاہ کے ہاتھ سے نہ بچوگے اُس نے کہا ملک جی اسکو
ضابطہ تو اپنا نام نوادر سنگ انداز رکھا ہے پھر تیاری کی صبح کو دونون طرف کے عیار معرکہ آرا اپنے کارزار
ہوئے صفین آراستہ ہوئین عمرو کا قفس بستا مین پر لاکر لٹکایا گیا اور عیارون کو بھی اُسمین بیٹھ جوادیا جو گرفتار ہو گئے تھے
غرضکہ نوادر سنگ انداز لقا کو سجدہ کرکے باقوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا نوبت سلحشوری کی
بعد اُسکے مبارز طلب کیا مہتر قران حبشی اپنے صندوق عیاری سے کودا بادشاہ اسلام کو آداب بجا لا کے
اجازت طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا سپرد خدا کیا بعد اُسکے جست کرکے نوادر کے سامنے آیا اُسنے
دیکھا کہ ایک حبشی نہایت دبنگا چست چالاک ہے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا کہ منم مہتر قران حبشی خادم خاص
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار نوادر نے کہا اُستاد تیرا اسیر ہے پاس قید ہے تجھکو شرم نہین آتی مجھسے مقابلہ
کرتا ہے جواب دیا کہ او تیرہ روزگار اُستاد غافل کھڑے ہوئے تیرے ہاتھ لگ گئے نہین کسی کی مجال تھی کہ کوئی
انکھین ملاتا اور دیکھو مین زیادہ تجھے آسانی سے گرفتار کیے لیتا ہون اسی بات پر کچھ میرے اور تیرے شرط ہو جائے
پوچھا کیا شرط ہے مہتر قران نے کہا کہ ایک ایک صندوق پر از جواہر نوادر نے کہا کہ اچھا ہو چکی شرط صندوق منگوا لو
الغرض مہتر قران نے ایک صندوق پر از جواہر طلب کیا اُدھر نوادر نے بھی صندوق منگواکر رکھا نوادر نے
مہتر قران سے کہا کہ مین نہ دیکھون اس صندوق مین کیا ہے اور دوڑ کر نوادر سنگ انداز کا صندوق کھولا
اُسمین صرف کنکر پتھر بھرے تھے مہتر قران ہنسا کہا خوب صندوق جواہر کا منگوایا نوادر سنگ انداز شرمندہ ہوا
اور کہا اچھا تیرے صندوق مین دیکھون کیا ہے اور کیسا جواہر ہے مہتر قران نے کہا شوق سے دیکھو وہ جواہر
بیش بہا ہے کہ کبھی نظر سے کسی کی نہ گذرا ہوگا چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا نوادر آیا صندوق کا قفل کھولا
تختہ اٹھایا قضا سے کار اُسمین مہتر قران اصلی بیٹھا ہوا تھا اور یہ مہتر قران نقلی تھا شاگرد مہتر قران
اصلی کا اور نام اسکا جست عیار تھا جیسے نوادر سنگ انداز نے جھک کر دیکھا مہتر قران نے
حلقہ ہائے کمند اسکے گردن مین نوادر کی پڑے قران نے جھٹکا دیا کہ نوادر گرا جست عیار اسکی چھاتی پر
چڑھ بیٹھا مہتر قران نے نوادر کی مشکین باندھ لین اور پکارا کہ اے کافران بے حیا دیکھو یون نوادر سنگ انداز گرا

گرفتار کرتے ہین عیاران کفار دوڑے کہ نوادر کو چھڑا لین چیست عیار نوادر کو میدان جنگ سے
لیکر بھاگا اور مہتر قران بغدہ پکڑے گئے عیاران کفار پر جھپٹا عیاران لشکر اسلام اور جو تھے وہ سب
کمک کے واسطے مہتر قران کی آئے نیچے اور خنجر چلنے لگا حلقہ ہاے کمند اور حقہ ہاے آتشبازی پڑنے لگے
عجب غلغلہ محشر انگیز برپا تھا کہ گوش فلک گنگ ہو گئے تھے عیاران اسلام عیاران کفار سے لڑتے ہوے
عقابین کے پاس آئے اور چاہا کہ عمرو کو چھڑا لین قفس کو عقابین سے اتارین اسوقت گوزن پوست نوش
قفس عمرو کا اتار کر بھاگا امیدا ور عیار مانند برق خطائی وغیرہ کے جو اسیر تھے انکو عیاران اسلام نے
چھڑا لیا انجام کار طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے بادشاہ اسلام نے مہتر قران کو خلعت دیا نوادر
سنگ انداز کو غل و زنجیر مین قید کیا لیکن گوزن پوست نوش قفس عمرو کا لیے ہوے جو بارگاہ یاقوت شاہ مین
پہونچا بختیارک نے یاقوت شاہ سے کہا کہ دیکھیے آج عمرو چھوٹ گیا ہوتا بہتر یہ ہے کہ اسے جلد قتل کیجیے
یاقوت شاہ نے چاہا کہ جلاد کو طلب کیجیے عیارون نے عرض کیا جب تک نوادر سنگ انداز رہا نہو
اسکا قتل کرنا بہتر نہین یاقوت شاہ نے کہا کہ عیار سچ کہتے ہین جب تک القاش خون آشام بھی آ جائیگا
بختیارک بولا ای یاقوت شاہ عمرو قید نہین رہیگا چھوٹ جائیگا گوزن پوست نوش نے کہا کہ کیا مجال
کسی کی جو ہماری قید سے چھڑا لیجائے ہم رات بھر بیٹھ کر پہرا دینگے اور وہان سے قفس عمرو کا لیکر اپنے خیمہ مین آیا
تمام عیار ایک جگہ بیٹھے ناچ دیکھتے تھے ستار الجواری کر رہے تھے اور عمرو کو ستون سے باندھ دیا دور شراب کا
اور بوٹیان کباب کی اسپر پھینک دیتے تھے خواجہ عمرو اپنے حال کثیر الاختلال پر روتے تھے پروردگار عالم سے
دعا کرتے تھے کہ ای کارساز مطلق وای مشکل کشاے دوجہان تو میری مشکل کو آسان کر اور اس قید سخت سے
رہا کر ابھی دعا نہ ختم ہوئی تھی کہ دیکھا خوردک ہین گوہر دیکھ عیارون سے شراب کی بوتلین لیے ہوے آیا
سب نے اٹھکر تعظیم کی لیکن خوردک نے جو عمرو کی صورت دیکھی خنجر کھینچ کر دوڑا کہ اسے ابھی قتل کرونگا
گوزن پوست نوش مانع ہوا کہ اسے القاش کے سامنے قتل کرینگے ابھی تامل کیجیے خوردک ناچار
صحبت مین آنکر بیٹھا شراب جو اپنے ساتھ لایا تھا ساقیون کو دی کہ اسے پلاؤ لیکن جام کے ارغوانی گردش مین آیا
دو پہر رات گئی تھی کہ رنگ صحبت کا دگرگون ہوا ہر ایک بہکی بہکی باتین کرنے لگا یہانتک کہ تمام صحبت بیہوش
ہو گئی فقط خوردک اور جو عیار اسکے ساتھ آئے تھے وہ ہوشیار تھے عمرو خوش ہوا کہ تو نے جو اسے فرزند کہا
آج اسنے حق فرزندی ادا کیا تیرے چھڑانے کو آیا عمرو نے کہا ای خوردک مرحبا صد مرحبا کیا کہنا خوب تو نے
حق فرزندی ادا کیا اب مجھے جلد رہا کر خوردک نے کہا مین تجھے قتل کرونگا کسواسطے کہ پہلے جب مین تجھکو
قتل کرنے پر آمادہ ہوا سب نے منع کیا تھا خاص تیرے قتل کے لیے مین نے اپنی صحبت کی صحبت کو بیہوش کیا
کہ اب بے اندیشے تجھے قتل کرون عمرو پکارا کہ حق فرزندی یہی ہوتا ہے خوردک بولا اگر چاہتے ہو کہ مین
تمھین چھوڑ دون تو لکھ دو کہ مین شاگرد خوردک کا ہوا عمرو نے دیکھا کہ اسوقت انکار کرنا مناسب نہین ہے
مفت جان جائیگی جلدی سے ایک نوشتہ مہری تحریر کر دیا کہ مین خوردک کا شاگرد ہوا خوردک نے
وہ نوشتہ اپنے پاس رکھ لیا اور عمرو کو رہا کر دیا اور کہا کہ مین ابھی انھین سب کے ساتھ پڑا ہوتا ہون کہ آپ بدنام
نہو آپکو اختیار ہے جہان آپکا جی چاہے چلے جائیے اور جو چاہے کیجیے عمرو نے تمام صحبت کو لوٹا اور گوزن
پوست نوش کا پیٹ چاک کرکے الٹا لٹکا دیا اور ایک رقعہ لکھ کر وہان ڈالدیا اسمین یہ مرقوم تھا کہ ای کافر ناگاہ ہو

مین اپنی عیاری سے آپ چھوٹا اور تمام صحبت کا اسباب لوٹا اور گوزن کو مار کر چلا گیا یہان صبح کو
جو عیاران کفار ہوش مین آئے اپنا حال خراب دیکھ کر حیران ہوئے سامنے عمرو جو ستون سے بندھا ہوا تھا
دیکھا کہ وہ نہین ہے رقعہ اٹھا کر پڑھا معلوم ہوا کہ عمرو چھوٹ گیا نہایت متعجب ہوئے کہ اسنے کیا عیاری کی
کیونکر چھوٹا اب جو اپنی صحبت مین دیکھتے ہین تو گوزن پوست پوش نہین تلاش کیا کہین پتا نہ لگا اٹھکر
ادھر ادھر دیکھا تو ایک مقام پر الٹا لٹکا ہوا ہے اور پیٹ اسکا چاک ہے نہایت صدمہ و ملال سب کو ہوا
شدہ شدہ یہ خبر بختیارک کو پہونچی بختیارک اٹھکر ناچنے لگا اور کہا تا دھنا تا دھنا پھر پکارا صلواۃ
پر محمد لعنت بر لات اعلی و منات سفلی اور یاقوت شاہ سے کہا کہ حضور مرشد کامل رہا ہو گئے
میرا کہنا کسی کو باور نہ آتا تھا دیکھا وہی سامنا ہوا اسکو تو نہین چھوڑتے اب دو حضور کا حال سنیئے کہ
ادھر بخشی خلعت اور نامہ لقا لیے ہوئے القاش خون آشام کے پاس پہونچا القاش نامہ پڑھکر
قلعہ ذو الامان پر آیا اور اہل اسلام سے مقابلہ ہوا لشکر اسلام کو قتل کرنا شروع کیا عمرو بن رستم کہ وہ
سپہ عمارت قلعہ ذو الامان تھا اسکو خبر ہوئی اسی وقت سوار ہو کر آیا اور نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہے
میرے ہاتھ سے باش مین آ پہونچا جب سامنے القاش کے گیا القاش نے پوچھا کہ یہ تو نے ہی بندگان
خداوند لقا کو قید کیا عمرو بن رستم نے کہا کہ ہان القاش بولا کہ پہلے تجھے مارونگا بعد اسکے انھین چھڑا لونگا
یہ کہکر برابر گیا تلوار چلنے لگی دو گھڑی تک تلوار چلی ہوگی کہ ایک مقام پر القاش نے تلوار عمرو بن رستم کی روکر
جو وار تیغہ آبدار کا کیا سپر کو قلم کر کے سر پر عمرو بن رستم کے پڑا تا دو ابرو اتر آیا عمرو بن رستم نے دستانہ مارا
تیغہ سر سے نکل گیا اسی حالت زخمداری مین تلوار القاش پر ماری القاش نے خالی دی نکان جو ہوئی
عمرو بن رستم کو غش آگیا القاش نے چاہا کہ اسی بیہوشی مین عمرو بن رستم کو تلوار مارے کہ لوگ عمرو بن رستم کے
آپڑے اور بچا لیگئے القاش خون آشام نے ہمراہیان عمرو بن رستم کو شکست دی مظفر پیل گردان اور
شمائیل حشمت انداز وغیرہ کو قید سے رہا کر لیا اور خدمت مین خداوند لقا کی روانہ ہوا مگر شہزادہ
خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ نے جو سنا کہ القاش خون آشام قلعہ ذو الامان پر آیا ہے اور
عمرو بن رستم سے لڑائی ہو رہی ہے اور تلوار چل رہی ہے فورا سوار ہو کر روانہ ہوئے اسوقت پہونچے ہین
کہ القاش وہان سے روانہ ہو چکا اور عمرو بن رستم زخم مین ٹانکے دلوا رہے تھے قاسم نے جو حال
شہزادہ عمرو بن رستم کا دیکھا نہایت ملول اور غضبناک ہو کر فرمایا کہ یہ کافر کہان جاتا ہے سر میدان اس سے
سمجھونگا اور پھر کر اپنے لشکر مین آئے ادھر القاش کو کفار استقبال کر کے لقا کے پاس لیگئے القاش نے
پہلے لقا کو سجدہ کیا اور پایہ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ مین خداوند کے حکم سے پسر بدیع الزمان کو قتل
کر آیا کسی کو وہان زندہ نہین چھوڑا لقا سے بے لقا نے کہا کہ ستر ہزار برس پہلے مین نے یہی تقدیر کی تھی
جو کچھ ظہور مین اب آیا ہے پھر القاش کو خلعت دیا القاش نے مظفر پیل گردان اور شمائیل حشمت انداز
حاضر خدمت خداوند لقا کیا لقا نے انکو بھی خلعت دیا بعد اسکے بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا دنگل شوکت سے
بیٹھا پوچھا کہ مین نے راہ مین سنا تھا کہ وہ دزد باریک گردن عمرو عیار قید ہے اسے میرے سامنے لاؤ کہا ان ہی
بختیارک نے سلام کر کے کہا کل رات کو عمرو قید سے چھوٹ گیا بلکہ گوزن پوست پوش کو
قتل کر گیا اور اسی کی قید مین بھی تھا القاش نے کہا خیر گیا مضائقہ نہین سمجھا جائیگا پھر [illegible]

چلنے لگا خوب نشہ مین چور رہا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل مین ہون اور خدا پرست ہین ناظرین پر واضح ہو کہ
بعض دفتر کی عبارت سے یہ ظاہر ہی کہ نجخ روئین تن لقا بدار سبز پوش کی قید سے چھوٹ کر چلا آیا ہی اور
القاش کے سامنے میدانداری ہوئی ہی اور سردارون کو لشکر اسلام کے زخمی کرتا ہی پھر لقا بدار
سبز پوش آکر نجخ روئین تن کو گرفتار کرکے عمرو کے حوالے کرتا ہی عمرو اُسے کسیپلا کر مار ڈالتا ہی اور لاش کو
اُسکی گدھے پر سوار کرکے اور ڈھنڈھورا پٹیکے لشکر کفار مین لاتا ہی تمام لشکر مین تشہیر کرکے در بارگاہ یاقوت شاہ
آتا ہی اور ہر جگہ پر یہی صدا دیتا ہی کہ جو لقا کی مدد کریگا اُسکا یہی حال ہوگا بختیارک ہر ایک کو آگاہ کرتا ہی کہ یہ
ڈھنڈھوریا عمرو ہی اور یہ لاش نجخ روئین تن کی ہی جسکو گدھے پر ڈال کر تشہیر کر رہا ہی کفار دوڑے کہ عمرو کو
پکڑین عمرو چند آدمیون کو مار کر صاف نکل چلا گیا کفار لاش نجخ روئین تن کی اُٹھا لائے اور بحکم لقا دریاے
رحمت لقا مین ڈلوا دیا بعد اُسکے القاش خون آشام نے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا ہرکارے
لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین القاش خون آشام نے
اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے بھی کوس حربی بجوایا رات بھر چھاؤنیون مین درستی آلات
حرب و پیکار رہی صبح کو دونون لشکر ہو کے کارزار مین صف آرا ہوے جسوقت صفین آراستہ ہو چکین
اور میدان حرب تیار ہوا نقیبا نے بلند آواز نقابت کرگئے القاش خون آشام نے لقا کو سجدہ کیا اور
یاقوت شاہ سے اجازت میدان جنگ طلب کی یاقوت شاہ نے کہا کہ سپرد خداوند لقا کیا
القاش خون آشام گرگدن پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور سراپا میدان کا دکھایا تھوڑی دیر تک
ٹھہر کر دم لیا بعد اُسکے مبارز طلب کیا فوراً مندویل اصفہانی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
مقابلے کو آیا القاش مندویل سے لگاور زن ہوا برابر سے دونون کے مرکب پسپا ہوے پھر مرکبون
رانون مین دبا کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا القاش نے استفسار نام و نشان کیا مندویل نے
نام اپنا بتایا القاش نے اُسے سمجھایا کہ مندویل دین لقا پرستی اختیار کر مندویل نے لقا پر لعنت کی
القاش بہت خشمناک ہوا اور نیزہ مارا مندویل نے نیزے کو نیزے پر لیا چار گھڑی تک نیزہ بازی
رہی کسی کا مطلب فتحیابی حاصل نہوا آخرکار نیزے دونون نے پھینک دیے القاش نے تیغ کھینچ کر
مندویل پر وار کیا مندویل نے سپر پر روکا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر مین در آیا تا دو ابرو اُتر گیا مندویل نے
دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا خون سر سے جاری ہوا مگر اُسی حالت زخمداری مین جرات کرکے تلوار کھینچ کر چلا
کہ غش طاری ہوا القاش پکارا اے خدا پرستو اسے لے جاؤ یہ زخمی ہو کر بیہوش ہو گیا اب اُٹھا لو
اور کسی کو میرے مقابلے کو بھیجو یہ سنکر شہنشاہ عراقی مرکب اُڑا کر سامنے القاش خون آشام کے
آئے مندویل کو لشکر مین روانہ کیا اب مقابلہ القاش سے کرنے لگے بعد ضرب و ضرب کے اُسی
تیغ خون آلود سے شہنشاہ عراقی بھی زخمی ہوے شام تک چند سردارون کو القاش خون آشام نے
زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دوسرے روز جو میدانداری کی بہت سے رفیق شہزادہ
بدیع الزمان کے اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے تیسرے روز پھر معرکہ آرا ہوئے نبرد ہوا مبارز طلب کیا
شہزادہ بدیع الزمان نے ارادہ کیا تھا کہ القاش کے مقابلے کو جائین کہ یکایک صحرا کی طرف سے
غبار کا نتق اُٹھا جب برابر آکر شق ہوا تو دیکھا کہ ایک جوان دیو پیکر بلند قد قوی ہیکل چالیس ہزار سوار سے

آکر پہونچا کہ نام اُسکا دیوچنگال تھا اور رفیق تھا شاہزادۂ بدیع الزمان عالیمقدار کا الغرض ابرہا سے
دیوچنگال نے آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور قدمبوسی شاہزادۂ بدیع الزمان کی حاصل کی اور اجازت
طلب کارزار کا ہوا شہزادۂ بدیع الزمان نے بادشاہ اسلام سے اجازت پیکار دلوائی ابرہا سے
دیوچنگال پیل گران سنگ کاندھے پر رکھکر القاش خون آشام کے مقابلے کو آیا بختیارک نے
ابرہا کو دیکھکے یاقوت شاہ سے کہا کہ اس سے القاش عہدہ برا نہو سکیگا مگر یہان القاش سے
اور ابرہا سے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی ابرہا نے القاش کا نیزے سے نیزہ توڑ ڈالا القاش نے
غصہ ہوکر گرز ابرہا کو مارا ابرہا نے پیل فولادی پر روکا مرکبون کی تگاپو سے گرد و غبار بہت سا بلند ہوا
ابرہا نے اُس تتق غبار سے نکل کر ایک پیل فولادی القاش کو مارا القاش نے گرز پر روکا لیکن
کہاں تک القاش کا تھرا گیا پیل القاش کے شانے پر پڑا شانہ القاش کا زخمی ہوا پیل شانے سے
اُچٹ کر گینڈے کے سر پر آگرا مغز سر گینڈے کا پاش پاش ہوا القاش مع گینڈا تھرا کے زمین پر گرا
بیہوش ہوگیا فوج القاش کی ابرہا پر دوڑ کے آپڑی ابرہا اُدھر لڑنے پر متوجہ ہوگیا بادشاہ اسلام
لشکر اسلام کو اشارہ کیا کہ ابرہا کی کمک کرو سرداران اسلام وغیرہ تلوارین کھینچ کر سب آگئے لشکر کفار
تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی القاش کو تو کفار اُٹھا کر لے بھاگے ابرہا لڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ
کہ قطران بن دودۂ زنگی سے مقابلہ ہوا قطران نے اژدہ پشت نہنگ مارا ابرہا نے پیل فولادی پر
روکا اور وہی پیل جو قطران کو مارا مع گینڈے پاش پاش ہوکر خون کا تھلتھلہ بنکر رہگیا بعد اُسکے غلام
زمردشاہ باختری سپہ فیل عاد مقابلے کو آیا ابرہا نے اُسے بھی جہنم واصل کیا شام تک شمشیر سرداران
نامی جو بڑے کا فراز لی تھے ابرہا کے ہاتھ سے مارے گئے پھر طبل بازگشت بجگیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ
پھرے بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے ابرہا کو خلعت دیا اور تحسین و آفرین کی مگر اس طرف
کفار القاش خون آشام کو زخمی اور بیہوش سامنے لقا کے لاے لقا نے حکم دیا کہ اسے باغ بہشت مین
داخل کرین اور زخم کا علاج کرین بختیارک نے کہا یا خداوند ابرہا بھی بلاے سیاہ درمان اور آفت روزگار ہے
اُس سے کوئی عہدہ برا نہوگا لقا نے سیامک سیاہ کلاہ عیار سے کہا کہ مین نے تقدیر کی کہ تو جا کر ابرہا کو
پکڑ لا سیامک اُسی وقت روانہ ہوا اور صورت بدل کر داخل لشکر اسلام ہوا خیمہ ابرہا کا دریافت
کرکے گرد خیمے کے پھرنے لگا دیکھا کہ امیر عیار کئی مرتبہ آیا اور گیا جب رات زیادہ گئی سیامک امیر کی
صورت بنکر ابرہا کے پاس آیا اور کہا کہ آج تمھاری نگہبانی کے واسطے مین رہونگا اور کھانا کچھ
اُس نمکحرام نے ابرہا کے ساتھ کھایا جب ابرہا سورہا پہرا دروازے پر آکر بیٹھا سب پہرے والون کو
شراب بیہوشی کی پلائی جب وہ بیہوش ہوے اندر جاکر خدمتگارون کو اور خاصبردارون کو
بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر خاقان لیے ہوے چلا گیا صبح ہوتے یاقوت شاہ کے پاس پہونچا اور
پشتارہ سامنے رکھدیا کہ لیجیے ابرہا حاضر ہے یاقوت شاہ نے سیامک کو خلعت دیا اور ابرہا کو
غل و زنجیر مین گرفتار کرکے ہوش مین لایا ابرہا نے جو آنکھ کھولی اپنے تئین گرفتار بارگاہ کفار مین پایا اور اپنے
غل و زنجیر دیکھا حیران ہوا کہ تو کہان اور کفار کہان کیونکر یہان آیا کون مجھے اسیر کرکے لایا بعد غور کیا کہ آخر کار
پر دفعۃً معلوم ہوا کہ تمنے مجھے عیار کے ہاتھون گرفتار کرا دیا ہی بڑے نامرد ہو
سمکرو دغا

گرفتار کیا یہ کیسی لقا کی خدائی ہی یاقوت شاہ نے کہا کہ ہمین تقدیر خدا دندی مین دخل نہین ہی یا تو اب لقا کو
سجدہ کرو نہین تو آمادہ مرگ ہو ابرہا نے کہا کہ مین لعنت کرتا ہون لقا پر یاقوت شاہ برہم ہوا اور جاکر
لقا سے حال ابرہا کا بیان کیا لقا نے کہا اسے بہشت و دوزخ اُسے دکھاؤ لوگ ابرہا کو پہلے باغ بہشت مین
لیگئے تمام باغ کی وہان سیر کرائی بوقلمونی گلہاے رنگارنگ جو دکھائی غنچۂ دل شگفتہ ہوگیا تازگی روح ہوئی
اُس گرفتاری مین بھی چہرہ بشاش ہوا پھر انجمن حور و غلمان دکھانے کو جو ابر نگار مکانون مین لائے
عجب کیفیت نظر آئی ہر ایک حور پیار سے گلے مین باہین ڈالے دیتی ہی اور یہ کہتی ہی کہ ارے دیکھ یہ تصدیق
لقا ہی سجدہ کر ہم سب تیری خدمت کو حاضر ہین ابرہا یہ سب کیفیتین دیکھتا ہی مگر لقا پر لعنت کرتا ہی پھر
شیر و شہد کی نہرین دکھائین ہر جگہ تازہ تر کیفیتین پیش آئین لیکن ابرہا کی زبان پہ کلمہ حق پر لقا نے خدا سے
باختری جاری رہا بعد اُسکے ساتون دوزخ مین لیگئے وہان کی عقوبت اور عذاب و عقاب و چاہ ماران کے
اژدہاے پیچ و تاب دکھائے زنگیان آدم خوار لباس چرمی پہنے ہوے بصورت مہیب نظر آئے
ابرہا نے کچھ خوف نہ کیا اور وہان بھی لقا پر لعنت کی وہان سے لوگ پھر لقا کی خدمت مین لیگئے اور
تمام حال عرض کیا لقا نے کہا لاؤ اُسے میرے سامنے ابرہا کو شیطلون پر لیگئے ابرہا نے لقا کو دیکھا ایک شخص
نہایت قد آور عظیم جسیم بال بال در و جوا ہر مین غرق تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہی اور گرد اُسکے ہزاران نابکار
اور کافران تیرہ روزگار بیٹھے ہین ابرہا نے سلام بطریق اسلام کیا لقا نے کہا اے ابرہا تجھے لایق و لازم ہی
کہ مجھے سجدہ کر دیکھ تو کیسا زبردست ہی تجھے مین نے پیدا کیا ہی کیا قوت و طاقت دی ہی ابرہا پکارا او ملعون
یہ کیا بیحیائی ہی کہ تجھکو دعوی خدائی ہی اور پھر ایسا مجبور ہی کہ مجکو عیار کے ہاتھ پکڑوا بلوایا اگر تو مجھے چھوڑ دے
اور بار دیگر تو یا کوئی پہلوان زیر دست تیرا مجکو پکڑ لے تو مین تجھے سجدہ کرتا ہون ورنہ سواے لعنت
تیرے حق مین میرے منھ سے اور کچھ نکلیگا لقا یہ کلمے سنکر آگ ہوگیا آتش حسد سے جلا شعلۂ غیظ دہان نتھنون
جسم سے نکلے اور دیو پرندہ سامنے کھڑا ہوا تھا اُس سے کہا کہ اس بندۂ بیدین کو اُٹھا کر آسمان پر لیجا اور
وہان سے زمین پر پھینک دے کہ استخوان اسکے سرمہ ہوجائین دیو پرندہ بحکم لقا ابرہا کو اُٹھا کر آسمان پر
لیگیا اور وہان سے چرخ دے کر زمین پر پھینک دیا ادھر کا حال سنیے کہ صبح کو لشکر ابرہا مین غل ہوا کہ ابرہا
بستر خواب سے غائب ہوگیا شہزادۂ بدیع الزمان نے جب سنا نہایت پریشان ہوے امیہ عیار نے
کہا کہ دیکھو تو کون ابرہا کو لیگیا امیہ نے جو آکر دیکھا پیتر اسپانک کا پہچانا شہزادۂ بدیع الزمان سے کہا
کہ معلوم ہوتا ہی لقا نے سپانک عیار کے ہاتھ ابرہا کو گرفتار کروا لیا بدیع الزمان نے فرمایا کہ جاکر
خبر تو لا اور دریافت کر کہ ابرہا کے ساتھ کفار نے کیا سلوک کیا امیہ خبر کو گیا سنا کہ ابرہا کو باغ بہشت
کی سیر کرایا ہی شہزادۂ بدیع الزمان سے آکر حال بیان کیا فرمایا اے امیہ تو ابرہا سے غافل نہو نا ابرہا کے
چھڑانے کی تدبیر کر امیہ نے عرض کیا بہت خوب پھر دو روز کے بعد امیہ گیا تو کچھ سراغ ابرہا کا نہ معلوم ہوا
مجبور پھر آیا اور بدیع الزمان سے عرض کیا کہ ابرہا کا کچھ حال نہین کھلتا کہ کیا ہوا لقا نے اُسے کہان بھیجدیا
لیکن اب ناظرین والا تمکین حال ابرہا کا ملاحظہ فرمائین بموجب دفتر کے بیان کیا جاتا ہی ابرہا سے دونگار
بحکم لقا دیو پرندہ نے جو آسمان پر سے زمین پر پھینکا تو ابرہا ایک دریا مین گرا پیٹ تو غرق ہوگیا پھر پانی نے
جو ابرہا کو اُچھالا ... کے کنارے پر ایک صحرا مین نکلا تمام لباس پانی مین تر تھا پہلے تو قید کو توڑ کر

پھینک دیا پھر لباس اُتار کر خشک کیا وہی لباس پہنکر ایک سمت کو روانہ ہوا قضا سے کارہ ایک جوان کو
دیکھا کہ ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑائے چلا آتا ہی آتے آتے اُس جوان نے ابرہا کے برابر آکے آہو کو صید کیا
پھر نگاہ اُسکی جو ابرہا پر پڑی دیکھا کہ ایک پہلوان دیو پیکر سامنے سے چلا آتا ہی وہ جوان ابرہا کے پاس آیا
استفسار حال کیا ابرہا بولا کہ ایک عبد ناچیز ہون اور غریب الوطن ہون دریا کی راہ سے آتا تھا طوفان آیا
لوگ میرے اور سب اسباب دریا مین غرق ہوگیا مین تنہا شناوری کرکے نکل آیا اُس نے پوچھا کہ دین تیرا
کیا ہی ابرہا بولا کچھ نہین جو شخص مجکو قوت و طاقت سے زیر کرے اور مجھ پر غالب آئے مین اُسکا دین اختیار کرون
اُس نے کہا اچھا تم میرے ساتھ آؤ جب وہ جوان ابرہا کو ساتھ لے کر اپنے شہر مین آیا ایک مکان اُسکو
رہنے کو دیا اور بڑی خاطر و مدارات سے پیش آیا ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ جہان ابرہا دریا سے
نکلا ہی اُس جزیرے کا نام جزیرہ مرجان ہی اور بادشاہ وہان کا ہشام کوہ نشین ہی اور بیٹا اُسکا ارقم کوہ پیکر ہی
وہی ارقم کوہ پیکر شکار کھیلتا ہوا آتا تھا ابرہا سے ملاقات ہوئی اور وہ اپنے شہر مین ابرہا کو لیگیا القصہ
ارقم ابرہا کو اپنے شہر مین لے کر آیا بعد دو روز کے ابرہا سے اور ارقم کوہ پیکر سے کشتی ہوئی ابرہا نے
زیر کیا اور یہ کہا کہ اے جوان نام میرا ابرہائے دیو چنگال ہی ارقم نے کہا کہ مان میری اکثر کہتی تھی کہ براق کوہ مین
بھائی میرا ہی کہ نام اُسکا ابرہائے دیو چنگال ہی معلوم ہوا کہ وہ تمہین ہو میرے ماموں ہوتے ہو آؤ ہم تم بہین
بغلگیر ہون مختصر یہ کہ ارقم کوہ پیکر نے ابرہا کی دعوت و ضیافت بڑی دھوم سے کی اور کہا کہ یہان سے
شہر شدنکالیہ بہت قریب ہی اور وہان خدائی نمرود شاہ کی ہی ایسا خداوند صاحب کشف و کرامات کہین
نہوگا اگر مناسب جانیے تو شہر شدنکالیہ مین چلیے اور نمرود شاہ کو قابل پرستش دیکھیے تو اُسے سجدہ کیجیے
نہین تو کوئی مانع نہوگا وہان سے پھر آئیگا ابرہا نے اپنے دلمین کہا کہ چل کر اُس کافر کو دیکھو تو سہی ارقم سے کہا
کہ اچھا چلونگا دوسرے روز ارقم کوہ پیکر ابرہا کو ساتھ لے کر روانہ ہوا ایک منزل طی کی تھی دوسری
منزل تھی کہ سامنے سے سم مرکب کی آواز آئی دیکھا کہ ہزارہا سوار اور پیدل چلے آتے ہین اور چوبدار
و یساول وغیرہ عصا ہائے جواہر نگار ہاتھون مین لیے ہوئے لباس زرین پہنے ہوئے اہتمام کرتے چلے
آتے ہین بعد اُنکے دیکھا ایک جوان مہر طلعت ماہ صورت چہرہ اُسکا آفتاب کے مانند روشن نہایت حسین
شکیل پندرہ سولہ برس کا سن لباس سبز رنگ پہنے سر سے پانون تک دریائے جواہر مین غرق مرکب پریزاد پر
سوار چلا آتا ہی ابرہا کی نگاہ جو اُس پر پڑی از خود رفتہ دمبہوت ہوکر دیکھنے لگا تیر عشق نے جگر کے تودے کو
نشانہ کر دیا قریب تھا کہ غش کھا کر گر پڑے مگر ضبط کرکے رہ گیا کلیجا ہاتھون سے پکڑ لیا ارقم کوہ پیکر اسکے ساتھ تھا
اُس سے پوچھا کہ یہ جوان رعنا کون ہی ارقم نے کہا کہ یہ خداوند زادہ بیٹا نمرود شاہ کا ہی زیور شاہ
اسکا نام ہی آپ بھی چلکر اسکی قدمبوسی کرین ابرہا تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح اُسکے پاس پہونچے ارقم کے
ساتھ چلا ارقم نے قریب پہونچ کر زیور شاہ کو سلام کیا اور یہ کہا کہ یہ پہلوان آپ کی قدمبوسی کا مشتاق ہی
ابرہا نے نذر دکھائی اُس نے دونون ہاتھ پھیلا دیے ابرہا زیور شاہ سے لپٹ گیا عجب دلکو سرور حاصل ہوا
ہر بار قصد کرتا تھا کہ بوسہ اُس رخسار نازک کا لیجیے مگر شرم و رعب و جلال مانع ہوتا تھا رہ جاتا تھا
لیکن گلے سے لپٹا ہوا تھا الگ نہوتا تھا اور زیور شاہ بھی دونون ہاتھ ابرہا کے گلے مین ڈالے ہوئے تھا
یہان تک کہ ابرہا بے اختیار ہوکر رونے لگا زیور شاہ نے پوچھا کہ روتے کیون ہو ابرہا نے کہا کہ مین چاہتا ہون

کہ آپ کے قدمون سے ایکدم جدا نہون زیور شاہ بولا کہ تو خاطرجمع رکھ مین تجھے ہر وقت اپنے پاس رکھونگا
اُسوقت ابرہا خوش ہوکر زیور شاہ کے ساتھ ہولیا زیور شاہ نے اپنی سواری کا مرکب اُسکو دیا ابرہا
سوار ہوا غرضکہ زیور شاہ اپنے ساتھ شہر سنگالیہ مین ابرہا کو لایا قیطول خدائی اُسکو دکھائے کہ زمین سے
تین کوس بلندی پر تھے اور سب قیطول چار تھے اور چارون درجے جواہر نگار تھے القصہ دوسرے دن
زیور شاہ ابرہا کو اپنے ساتھ قیطولون پر لیگیا ابرہا نے وہان ایک گبر نابکار کو تخت پر بیٹھے دیکھا سلام کیا
اور کہا یا خداوند کچھ کرامات اپنی مجھے دکھایئے تو مین سجدہ کرون نمرود بولا کہ جو کچھ تو کہے مین دکھاؤن جسے کہ
اُسے بلوا دون ابرہا بولا کہ خداوند مین ایک مدت سے بادشاہ گنبد گویان مقناطیس شاہ کی بیٹی پر
عاشق ہون اُسے بلوا دیجیے اور وہ یہان سے چھ مہینے کی راہ پر ہے نمرود شاہ نے کہا کہ اچھا ابھی اور پشت کے
پیچھے نمرود شاہ کے پردہ زربفتی پڑا ہوا تھا اُس پردے کی طرف خطاب کرکے کہا کہ جلد مقناطیس شاہ کی
بیٹی کو لاؤ ابرہا دیکھ رہا تھا کہ ایک ساعت کے بعد وہی نازنین جسے ابرہا نے طلب کیا تھا اُس نے ایک درز
مین سے سر باہر نکالکر کہا کہ یا خداوند کنیز حاضر ہے نمرود شاہ نے کہا کہ اچھا وہ پاس آئی نمرود شاہ نے
ہاتھ پکڑ کر ابرہا کے حوالے کیا ابرہا بہت خوش ہوا پھر نمرود شاہ نے کہا کہ ای ابرہا اور کچھ مانگ ابرہا نے
کہا یا خداوند میرا دشمن ہے فولاد دشبان وہ ملک کو تباہ کرتا ہے اُسے گرفتار کیجیے پھر نمرود شاہ نے پردے مین سر ڈالکر کہا
کہ کوہ براق سے جلد فولاد دشبان کو لاؤ ایک ساعت نگذری تھی کہ فولاد دشبان کو اسیر غل و زنجیر مین کرکے
سامنے نمرود کے کسی نے ڈالدیا نمرود پکارا ای ابرہا یہی دشمن ہے تیرا لے اسکے جو اسکے حق مین تجھے منظور ہو
وہ کر ابرہا نے کہا آپ کو اختیار ہے نمرود نے اُسے زندان خانے مین بھیجدیا اور ابرہا سے کہا اب تجکو میرا اعتقاد ہوا
یا نہین اگر اور کوئی امتحان باقی ہو تو وہ بھی کرلے نہین تو سجدہ کر ابرہا نے کہا دل مین اپنے کہ یہ ملعون یا خود ساحر ہے
یا ساحر اسکے معین ہین تو اگر اسے سجدہ نکریگا بیشک اب بدی کے ساتھ پیش آئیگا دوسرے یہ کہ تو زیور شاہ پر
دلدادہ ہے اور عشق مین دین و مذہب کچھ باقی نہین بنا بالفعل تو اسے اب سجدہ کر اور اپنے معشوق کے پاس رہ
کہ جان بچے پھر آئندہ دیکھا جائیگا یہ دل مین خیال کرکے نمرود شاہ کو ابرہا نے سجدہ کیا اور پروردگار عالم کو
شاہد کیا کہ ای رب اکبر تو عالم الضمیر ہے خوب آگاہ ہے کہ مین اسے بمجبوری سجدہ کرتا ہون ورنہ ہرگز یہ قابل پرستش نہین ہے
نمرود شاہ ابرہا کے سجدہ کرنے سے بہت خوش ہوا پہلوان قدرت اُسے خطاب دیا اور ابرہا نقاب زرد
منھ پر ڈال کر ساتھ زیور شاہ کے رہنے لگا چند روز گذرے تھے کہ نمرود شاہ نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو
ہم اپنے قیطولون سمیت ملک باختر کو جائینگے وہان لقا نے اپنی خدائی ظاہر کی ہے اُسکی گوشمالی کرینگے اور
خدا پرستون سے سجدہ کروائینگے اُسی وقت لشکر مین کوچ کی تیاری ہونے لگی جب سامان کوچ درست ہوچکا
نمرود شاہ مع قیطولون کے ملک سمائیل کو روانہ ہوا اُسکو تو اثنا ے راہ مین چھوڑ دیجیے

دوسرے داستان پیکار نشان لشکر اسلام وجنگ ارقاش خون آشام وغیرہ کے بیان کیے جاتے ہین

بلا ساقیا پھر سے تیز و تند
کہ ہے معرکے کی بیان اب ستیز
غضب کی لڑائی کا سامان ہے

کہ ہوئے تیا ہے مرا ذہن کند
یہ سکہ ہمیشہ رہے ہو وہ ضرب
کشاکش مین ساقی مری جان ہے

وہ چھوکھی پلا جسکا ہو نشہ تیز
ذرا برق کرلے تو آلات حرب
عجب تہلکہ ہوگا زیر فلک

کہ کانپینگے انسان و جن و ملک	کسی شیر کی آج چمکیگی تیغ	بہائیگی کافر کا خون بیدریغ
کریگا وہی فتح یہ معرکہ	نقاب منور مین جو ہی چھپا	سنجر معرکہ قابل دید ہی
ہو ستان خدا اور تائید ہی	غزل شعر کہتا ہون کسکے ابروے خمدار پر	قتل نہین میرے قلم یہ بارڈ ہی تلوار پر
کہتے ہین سب دیکھکر ابرو کو چشم یار پر	کھینچی ہی تلوار کس بیرحم نے بیمار پر	دیکھا و قاتل مری آتش مزاجی کا اثر
میرے خون سے پڑ گئے چھالے تری تلوار پر	جسم رہ جائے سلامت اور دلکر ہی چو...	کاش ایسا خشم ہی تیغ نگاہ یار پہ
ہوگیا مین قتل فرقت مین جو دیکھا آہ عید	خون ثابت ہی مرا اس مغربی تلوار پر	بیت جو مین کانپا ان جلالت چشم پہ

بہ لکھتے ہین راویان استان برق دم شہسواران میدان مضامین یکتا تازی جو یکہ تازان عرصہ کارزار خیالات جانبازی شبدیز قلم جلالت چشم کو میدان صفحۂ قرطاس مین اسی طرح براے معرکہ آرائی نظم و نثر یون جولان کرتے ہین کہ جب لقاش خون آشام ابر ہا دیو چنگال کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بحکم لقا سے بے لقا باغ بہشت مین براے علاج زخم دار گیا بعد چند روز کے اچھا ہوا اور غسل صحت کیا باغ بہشت سے نکلا پہلے لقا کی خدمت مین حاضر ہوا آداب پرستندگی بجا لا کے سجدہ کیا وہان سے بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا اور آہنگرون کو بلوا کر ایک نقشہ گرز کا انکو دیا کہ جلدی اسے تیار کر کے لاؤ آہنگر موافق اسی نقشہ کے گرز بنا کر لائے صفت اس گرز مین یہ تھی کہ جسوقت حریف پہ گرز پڑے تو اسمین سے تین سینخچے پیدا ہون ایک سینخچہ حریف کے سر مین پیوست ہو جائے اور دو سینخچے حریف کے دونون شانون مین پار ہو جائین غرضکہ جب یہ گرز بنکر آیا القاش نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی آئے پہلے دعائین دین اور ثناے شاہی بجا لائے بعد اسکے عرض کیا کہ القاش خون آشام نے طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے فوراً طبل سکندری پر چوب پڑی بہادران صف شکن اور دلاوران تیغ زن سامان جنگ مین مصروف ہوے رات اسی حال مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف جدال القاش خون آشام نے لقا کو سجدہ کیا اور یاقوت شاہ سے اجازت میدان جنگ لیکر معرکہ کارزار مین آیا سراپا میدان کا پہلے سبکو دکھایا پھر مبارز طلب کیا مہلیل جنگ عراقی اپنے ہاتھی کو ہول کر برابر القاش کے پہونچا القاش دوڑکر نگاہ روبرو ہوا بعد اسکے استفسار نام و نشان کیا پھر نیزہ بازی ہوئی مگر مطلب کسی کا حاصل نہوا نیزے ہاتھ سے پھینک دیے القاش نے گرز اپنا اٹھا کر مہلیل پر مارا مہلیل نے گرز کو سپر فولادی پر روکا کہ گرز مین سے تین سینخچے نکل آئے ایک مہلیل کے سر مین در آیا اور دو شانون مین پیوست ہوگئے زخم کاری لگے تین فوارے خون کے جاری ہوے مہلیل بیہوش ہوگیا اہل اسلام دوڑے اسے بچا کے لیگئے القاش نے پھر مبارز طلب کیا ہرزبان خدا رسانی مقابلہ کو آیا بعد گفتگو وہی گرز القاش نے مارا کہ ہرزبان بھی زخمی ہوا پھر القاش نے مبارز طلب کیا جمشید ظلمانی مقابلے کو نکلا وہ بھی ہاتھ سے القاش کے مارا گیا پھر القاش نے للکارا کہ آئے اور کوئی میرے مقابلے کو یہ سنکے بہرام صحرانشین نے آکر سامنا کیا وہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک کئی آدمیون کو زخمی کر کے القاش پھرا دونون لشکر داخل خیمہ ہوے القاش نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان مین آیا اور پکارا ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو یہ سنکے قارن کرگردن سوار بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد تگادو رد نی دستی کے نیزہ بازی ہوئی قارن نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا القاش نے جو گرز مارا قارن زخمی ہوا پھر القاش پکارا کہ اور کوئی میرے مقابلے کو آئے

آردشیر کوہ پیکر دیو بند کہ رفیق ہی قاسم عالی شان کا اُس نے مرکب کو اُڑایا سامنے النقاش کے آیا
النقاش نے نام اُسکا پوچھا اُس نے کہا مجکو آردشیر کوہ پیکر دیو بند کہتے ہین النقاش نے کہا تو خداوند
لقا کے عزیزون مین ہو کر شرارکت خداپرستون کی کرتا ہی آمیرے ساتھ چل مین خداوند سے تیری تقصیر معاف کرادونگا
آردشیر نے جواب دیا او کافر خداسے مین نے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کی النقاش یہ سنکر برہم ہوا
اور کہا لا حربہ اپنا اُسوقت آردشیر نے نیزہ مارا النقاش نے گرز سے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور وہی گرز
آردشیر کو مارا کہ سر بھی اور شانے بھی آردشیر کے زخمی ہوئے پھر مبارز طلب کیا اسد شیر دل
بن کرب غازی مقابلے کو آئے بعد گفتگو کے تلوار النقاش پر ماری اُس نے دستہ گرز پر تلوار رد کی
اسد نے دوسری تلوار ماری وہ بھی النقاش نے رد کی آخر کو اسد شیر دل تلوار پکڑ کر مثل ابر باران
تیز کے برس پڑا تلوار پر تلوار پڑنے لگی النقاش کو روکنا مشکل ہوگیا گرز تو النقاش نے ہاتھ سے پھینک دیا
اب سپر پر تلوار اسد شیر دل کی روکنے لگا دو گھڑی تک اسد نے خوب تلوارین مارین مگر کوئی النقاش پر
پڑی نہین سب اُس نے رد کین جب ہاتھ اسد کا سست ہوا تو النقاش نے تلوار ماری کہ اسد کی سپر
پڑی سپر کو قلم کر کے چار انگل سر مین اُتر گئی اسد نے دستانہ مارا تلوار اُچھا کر نکل گئی اُس حالت مین اسد نے
النقاش کو ایک ہاتھ تلوار کا مارا النقاش نے وار اُسکا روک کے چاہا کہ پھر تلوار مارے کہ ابراہیم بن مالک
دوڑ پڑا اسد پر سینہ سپر کیا اور لوگون کے حوالے کر دیا آپ سامنا کیا دو ایک تلوار کے ہاتھ ابراہیم بن مالک سے
بھی چلے النقاش نے رد کر دیے پھر النقاش نے جو تلوار ابراہیم بن مالک کو ماری ابراہیم بھی زخمی ہوا
الغرض کہ سات میداندارون مین بہت سے سرداران دست چپ و سرداران دست راست النقاش کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے آٹھوین روز النقاش پھر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لاف و گزاف کرنے لگا شہزادہ
بدیع الزمان چاہتے تھے کہ مقابلے کو النقاش کے جائین کہ صحرا سے گرد اُٹھی اور نقابدار سبز پوش اور نقابدار
فیروزہ پوش اور نقابدار پلنگینہ پوش چالیس ہزار سوار جرار سے نمودار ہوئے میدان کارزار مین آکر
ایک جانب کو قائم ہوئے النقاش نے بار دگر مبارز طلبی کی تھی کہ نقابدار سبز پوش نے مرکب پری پیکر کو اُڑایا
اور برابر النقاش کے آیا شہزادۂ بدیع الزمان کو تو نقابدار سبز پوش سے کمال محبت ہی عمرو نے کہا
کہ عمرو جان آپ نقابدار کو جا کر آگاہ کر دیجیے کہ گرز سے النقاش کے خبردار رہنا بلکہ حتی الامکان گرز کی
لڑائی اُس سے نہ لڑنا عمرو فوراً جھپٹا اور نقابدار کو آکر سلام کیا اور النقاش کے گرز کا حال بیان کر دیا
نقابدار ہنسکر بولا کہ فضل ربانی چاہیے ہی خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر مقابل النقاش کے ہوا بعد تگا ورزنی اور کشتی
نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے چند طعن مین نیزہ النقاش کا ہوائی کیا النقاش نے برہم ہو کر گرز نقابدار کو مارا
نقابدار نے آتے ہوئے گرز کو خیال کر کے کلہمود کو پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا کہ گرز النقاش کے ہاتھ سے چھوٹ گیا
النقاش نے تلوار کمر سے کھینچ کر نقابدار سبز پوش پر وار کیا نقابدار نے وار اُسکا رد کر کے وار اپنی تلوار کا کیا
کہ سپر کو اُسکی قلم کر کے سر پر النقاش کے آئی تا ذو ابرو اُتر گئی النقاش نے سر اپنا پیچھے کھینچ لیا تلوار
سر سے نکل کے ہاتھی پر پڑی کہ سر ہاتھی کا قلم ہوا النقاش تیورا کر مع ہاتھی کے زمین پر گرا النقاش کے ہاتھ مین
ضرب آئی شانہ اُکھڑ گیا بیہوش ہو گیا ہمراہیان النقاش تلوارین کھینچ کر نقابدار سبز پوش پر دوڑ پڑے
نقابدار سبز پوش بھی اُنپر جا پڑا نقابدار فیروزہ پوش اور نقابدار پلنگینہ پوش یہ دیکھتے ہی مع چالیس ہزار

سواروں کے تلواریں کھینچ کے لشکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی یاقوت شاہ نے اپنی فوج کو بھیجا ادھر
بادشاہ اسلام نے بھی غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار سے کہا کہ کیا دیکھتے ہو مدد کرو نقابدار سبزپوش کی
لشکر اسلام تکبیریں کہہ کے لشکر کفار پر تلواریں پکڑ پکڑ کے گرے شہزادہ بدیع الزمان بھی تلوار کھینچ کر جھپٹے
جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار گھمسان کی چلنے لگی ہنگامہ محشر انگیز برپا ہوا شیر فلک کا پتہ لگا مریخ کو لرزہ چڑھا خورشید کی
تب و تاب خوف سے کم ہو گئی کشتوں کے پشتے بندھ گئے سر ہزارہا مثل پامال سے جابجا ٹھوکروں میں
آنے لگے خون کے دریا جاری ہوئے لاش پر لاش گر رہی تھی وہ دونوں نقابدار بھی دستے بائیں نقابدار سبزپوش کے
جلو آتے تھے کہ مظفر پیل گردوں اور نقابدار فیروزہ پوش سے سامنا ہوا اس نے کئی سلاحوں کا سیلہ پھیر کر نقابدار
فیروزہ پوش پر مارا نقابدار فیروزہ پوش نے سیلہ اسکا تلوار سے قلم کیا اور وہی تلوار خود اسکو جھپٹ کر
ماری مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوئے ادھر نقابدار پلنگینہ پوش سے اور طاہر خشت انداز سے
مقابلہ ہوا اس نے کئی سو من کی خشت ماری نقابدار پلنگینہ پوش نے اسے خالی دے کر ہاتھ تیغہ آبدار کا
مارا کہ اسکی کمر پر پڑا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر نقابدار سبزپوش لڑتا ہوا تلواریں مارتا ہوا
قریب علمدار کے پہنچا بختیارک نے کہا اے یاقوت شاہ جلد طبل بازگشت بجواؤ نہیں تو کوئی دم میں علم
قلم ہوا چاہتا ہے شکست روبکار ہے یاقوت شاہ نے اسی وقت طبل بازگشت بجوا دیا دونوں علیحدہ ہوگئے
کفار القاش کو لے کر پھر گئے بادشاہ اسلام نے مع لشکر مراجعت کی نقابدار سبزپوش مع ان دونوں
نقابداروں کے فوج اپنی لے کر پھرا خواجہ عمرو پھر نقابدار کی تعریفیں کرتے ہوئے ساتھ ہو لیے
اے نقابدار سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا آتش خون آشام کو سر جنگ معقول آپ نے دی اب امیدوار ہوں
کہ آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے مطلع فرمائیے کہ سب مشتاق ہیں خصوصاً شہزادہ بدیع الزمان سرفتنۂ
ملک باختر نہایت آرزومند ہیں نقابدار نے جواب دیا کہ خواجہ میں نے آگے بھی تمسے کہا تھا کہ تم استفسار
نام میرا نہ کرنا اور اب بھی تمسے کہتا ہوں کہ نام میرا نہ پوچھو اصرار نام کے دریافت کرنے میں نہ کرو جب مجھسے
اور حمزہ صاحبقران سے تصفیہ ہو جائیگا اسوقت نام میرا تم سب پر ظاہر ہوگا عمرو نے کہا اے نقابدار سبزپوش
تم جوان زوردار ہو پیچھے پڑے ہوئے ہو حمزہ صاحبقران زمان ہر چند زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہیں اور کشور گیر
تیغ بیشۂ شجاعت جرأت و قوت و ہمت میں یکتا و بے نظیر مگر اب بوڑھے ہو گئے ہیں وہ تمسے نہ لڑ سکینگے ملک اسباب
صاحبقرانی تمکو دیدینگے میں بغیر نام دریافت کیے ہوئے نہ جاؤنگا کہ ہر ایک سردار نے مجھے بہت کچھ دینے کو
کہا ہے نقابدار سبزپوش نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ خواجہ تم چلے جاؤ نہیں تو میرے ہاتھ سے تمکو ضرر پہنچیگا عمرو والا
کہیں کیا تمسے ڈرتا ہوں جو ہو سکے تمسے اسمیں قصور نہ کرو نقابدار نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے
تیر نکالا عمرو نے سر سے کوبھن کھول لی اور اسکے کلہ میں پتھر دیا نقابدار سبزپوش نے کہا اے عمرو تجھے جان
تو کیا ماروں مگر دانہ لعل کا جو تیرے تاج میں لگا ہے اسی کو اڑا دیتا ہوں یہ کہکے تیر کمان میں پیوستہ کرکے
عمرو کے لعل بے بہا کو جو تاج میں لگا تھا اسے تاکا ہمت و شجاعت نے چلا کے صدا دی کہ قربان نگاہ درست
جسے راست نقابدار سبزپوش کے ادھر نقابدار سبزپوش نے چلہ کھینچا ادھر عمرو ہمت کر کے آسمان پر چلا گیا
نقابدار نے ہاتھ روک لیا تیر نہ مارا جب عمرو زمین پر آیا اسوقت تاک کر تیر لگایا وہی دانہ لعل بیش بہا کا
تاج سے اڑ گیا عمرو نہایت پریشان ہوا اور سمجھا کہ بیشک نقابدار سبزپوش مار ڈالیگا یہاں نقابدار نے دوبارا

کمان مین پیوست کیا تھا کہ عمرو پکارا اے نقابدار اب آپ تیر و کمان کو تکلیف نہ دیجیے مین جاتا ہون یہ کہکر
بغل کا دانہ اُٹھا کر بھاگا لشکر اسلام مین آیا اُدھر نقابدار سبز پوش صحرا کی طرف راہی ہوا لیکن عمرو جب
بارگاہ سلیمانی مین پہونچا پکارا اے صاحبو تم سب میری جان کے پیچھے پڑے ہو آج نقابدار سبز پوش نے
مجھے مار ڈالا ہوتا ایسا تیر مارا تھا کہ میرا کام تمام ہوا ہوتا مین ہرگز اب نقابدار کیطرف رخ بھی نہ کرونگا سب
سب ہنسکر چپ ہو رہے اب لشکر کفار کا حال سنیے کہ لوگ القاش خون آشام کو زخمدار بیہوش سامنے
لقا کے لائے لقا نے حکم دیا کہ اسے بھی باغ بہشت مین پہونچاؤ لوگ القاش کو باغ بہشت لقا مین لیگئے اور
علاج مین اُسکے مصروف ہوے یہان لقا سے بے لقا گنبد گیتی نما مین بیٹھا ہوا تھا اور بختیارک کہ رہا تھا
اے خداوند اب خدا پرستون سے کون سا مقابلہ کریگا لقا جواب دیتا تھا تجھے کار خانہ خدائی مین میرے
کیا دخل ہین کہ یکایک چوبدار سرکار سے کی آئی ہاتھ اُٹھا کر چپکے چپکے بدعاوی ظاہرین ثنا کی اور عرض کیا
کہ ملک فرتیا کوہ عقرب چشم آتا ہے اور بیٹے گیرنگ شاہ زرزال کے اور پہلوان ملک شماریہ اور رانامل
اور امنوس حصار کے اُسکے ساتھ ہین لشکر بے پایان ہمراہ رکاب اُسکے ہے لقا سے بے لقا یہ خبر سنتے ہی
نہایت خوش ہوا اور پکارا کہ اے بندگان من قدرت مرا بہ بینید مین نے اپنے پیغمبر زور کو بلایا ہے کہ خدا پرستون کا
کام تمام کرین اور بجواؤ طبل شادمانی اور تمام سردار ہمارے مع گھرا ئے اختر شناس اُسکے استقبال کو
جائین اور باعزاز تمام اُسے لے کر آئین اور حکم دیا کہ قیطول آراستہ کیے جائین تزئین قیصرا ے بہشت وغیرہ ہو
القصہ طبل شادمانی بجنے لگا تمام سردار پیشوائی کو ملک فرتیا کوہ عقرب چشم کی روانہ ہوے تمام
قیطولون کی آراستگی ہونے لگی جب صداے طبل شادمانی بلند ہوئی عمرو لشکر اسلام سے خبر کیواسطے
روانہ ہوے لشکر کفار مین آئے تمام حال دریافت کر کے پھرے بادشاہ اسلام سے جاکر عرض کیا
لقا کا پیغمبر زور بڑی دھوم دھام سے آتا ہے وہ لوگ جو کبھی قیطولون سے نیچے نہ اُترتے تھے اُسکے
استقبال کو گئے ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تم اُس شخص کو جاکر دیکھو تو سہی کس قد و قامت کا پہلوان ہے
کس شکل و شمائل کا انسان ہے خواجہ عمرو اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنے خیمہ مین آئے اُدھر
سب سردارون نے آپس مین مشورہ کیا کہ چل کر آمد پیغمبر زور لقا کی دیکھا چاہیے مگر ساتھ پوشیدگی کے
کسی پر ظاہر نہو آخرکار یہ صلاح ٹھہرائی کہ خواجہ عمرو کے پاس چلو اور کچھ روپیہ دینے کو کہو وہ کسی طرح ہم سب کو
لیجاکر آمد اُسکی دکھا لائینگے القصہ سترہ سو سردار ملکر خیمہ مین عمرو کے آئے اور کہا کہ خواجہ آپ ہمکو بھی
لیتے چلیے اور آمد ملک فرتیا کوہ کی دکھلا لایے خواجہ نے کہا مین تم لوگون کو نہ لیجاؤنگا سب نے سو سو روپیے
سامنے خواجہ کے رکھ دیے اُسوقت خواجہ نے مجبور ہوکر ایک ایک سے کہا کہ اچھا مین تمکو اس شرط سے
تماشا دکھانے آمد سواری ملک فرتیا کوہ عقرب چشم کا لیے چلتا ہون کہ وہان جاکر کوئی شر اور فساد نہ برپا کرنا
سب نے جواب دیا کہ خواجہ آپ خاطر جمع رکھین ہم اپنے مقام سے ہلنے کے بھی نہین اُسوقت عمرو نے
سبھون کی صورتین بدلنا شروع کین قاسم و بدیع الزمان کو سوداگر بنایا اور فرخ شہسوار و فرخ بخت
و ہاشم تیغزن و اسد شیر دل وغیرہ کو گماشتون کی طرح بنایا اور آپ بھی سوداگر کی صورت بنکر سبھون کو ساتھ
لیکر وہان سے روانہ ہوے اور پل توامان اور پل عشکبار برا ہے دیکھا ہجوم خلائق اور انبوہ عالم ہے دو طرفہ
لوگ کھڑے ہوے ہین بیچ مین آمد و رفت کی راہ ہے خواجہ عمرو نے ایک بلندی پیدا کر اُن سب کو کھڑا کیا اور کہا

کہ تم یہان سے بیٹھ کر تماشا دیکھو سبھون نے دیکھا کہ ایک میلہ لگا ہوا ہے ہر طرف خوانچے والے پھر رہے ہین اپنی صدائین لگاتے ہین کوئی کہہ رہا ہے کباب گرما گرم مصالے کے کوئی پکارتا ہے پیڑا برفی خلیبی اور گلابی حلواسوہن اور کوئی خوانچے والا آواز لگاتا ہے لونگ چڑے کباب کہین سے صدا آتی ہے گنڈیریان ہنٹی پونڈے کی کہین کٹورا کھنک رہا ہے بہشتی پانی پلاتے ہین کہین برہمن ڈول کھٹکھٹاتے ہین کوئی پکار رہا ہے بارجوہی کے طوق کنگن بیلے کے گلوری والے ایکطرف اپنی سرخروئی دکھا کر گلوریان کھلا رہے ہین حقے والے حقہ پلا پلا کر دھوئین اڑاتے ہین عجب عالم ہے کیفیت سورج کنڈ کے میلے کی دکھائی دیتی ہے کہین ڈھولک بجتی ہے کہین تانین اڑتی ہین یہ کیفیت میلے کی دیکھتے دیکھتے تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ جبرئیل قدر یاقوت شاہ تمام سرداران لقا سے لقا کو ہمراہ لیے ہوئے مع بختیارک و گہرا سے اختر شناس بصد حشم و خدم سامنے سے دکھائی دیا وہ استقبال مالک فرتیا کو عقرب چشم سے لیے جاتا تھا جب وہ نکل گیا پھر میلے کیطرف مخاطب ہوکر سب تماشا دیکھنے لگے اشعار

عجب کیفیت ہے عجب جمگھٹا
خلائق تماشائی ہے جا بجا
سڑک پر وہ مجمع تھا بے انتہا
ہوا سرد آنے لگی یک بیک
ہٹو اور بچو کی صدا اٹھی بلند

فلک بھی جھکا تھا کہ دیکھوں ذرا
دو رستہ تماشائیوں کے تھے غول
نہ چیونٹی کے جانے کا تھا راستہ
سواری کا ساماں نمودار تھا
سوار آگے دوڑا کے آئے سمند

سواری کا ساماں جو دیکھا نہ تھا
ہر اک چیز کھاتے تھے لے لے کے مول
سڑک پر جو چھڑکاؤ تھا دو رنگ
نہایت تزک سے بہر کفار تھا
غرض کہ آگے آگے سوار

برا سے اہتمام سواری ایک کور و گئے تھے ہٹاتے تھے بعد اسکے دیکھا رسالے نئے نئے انداز کے اور یاقوت شاہ مع سرداران لقا ملک فرتیا کو وہ ہمراہ لیے ہوئے آہستہ آہستہ چلا آتا ہے سرداران لشکر اسلام نے ملک فرتیا کو وہ عقرب چشم کو دیکھا بعد اسکے اور سرداران ملک فرتیا کو وہ مثل ارجن بن جلیل اور سلسلہ بن سلاسل اور عیقور ارمنوسی وغیرہ کے کمال شوکت و شان سے گذرے تھے پیچھے انکے کافور آدم خوار اور ماہور آدم خوار وغیرہ چنگال آہنی انکے ہاتھون پر چڑھے ہوئے شکلین عجیب اور صورتین مہیب سامنے دکھائی دیں اسد بن کرب غازی کو اسوقت دیوانگی کا جوش ہوا کھینچ کر تلوار نقرہ جگر فراش کرکے آدم خوارون پر دوڑا ہرچند قاسم دلیشان اور بدیع الزمان منع کرتے ہین کہ یہ کیا وحشت ہے کہان جاتے ہو وہ کب کسی کی سنتا ہے للکارتا ہوا برابر ان کافرون کے پہونچا اور کافور آدم خوار کو تلوار ماری کافور آدم خوار نے تلوار اسد شیر دل کی چھین کے پشت زین سے اٹھا لیا اور باندھ کر عیقور ارمنوسی کے حوالے کیا شہزادہ خاور سپاہ قاسم ذیجاہ و سرفتنہ ملک باختر بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ اسد شیر دل گرفتار ہو گیا للکارتے ہوئے کافور آدم خوار کیطرف دوڑے پھر تو جتنے سرداران لشکر اسلام تھے نعرے کرکے کفار پر آ پڑے تلوار چلنے لگی غلغلہ دار و گیر برپا ہوا صدہا نقارہ مارے گئے لاشون کے ڈھیر ہوئے خون کی ندی بہی عین گرمی جنگ مین نقابدار سبز پوش مع نقابدار فیروزہ پوش و نقابدار پلنگینہ پوش کے پہونچا اور سرگروہ سرداران لشکر اسلام ہوکر کفار سے کارزار کرنے لگا اور تلوارین مارتا ہوا کفار سے لڑتا بھڑتا برابر عیقور ارمنوسی کے پہونچا اسد شیر دل اسکے ہاتھ مین تھا نقابدار سبز پوش نے عیقور کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر چھین لیا عیقور نے نقابدار سبز پوش کو تلوار ماری نقابدار نے اسد کو اپنے عیار کو دیا اور تلوار عیقور کی سپر پر روکی اور بڑھ کے ہاتھ تلوار کا مارا عیقور مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا

سہیلان عقرب چشم نے جو دیکھا کہ عبقور مارا گیا بیقرار ہوگیا تاب نہ باقی رہی نقابدار پر تیغ کھینچ کر آپڑا اور
جلدی سے وار کیا نقابدار نے وار اوسکا رد کرکے جو تلوار کا ہاتھ مارا برق شمشیر خود پر چمکی تھی یا زیر تنگ جاکر
زمین پر بوسہ دیا نقابدار اوسکو قتل کرکے صاف اسد شیر دل کو لیے ہوے اُس ہنگامہ لشکر کفار سے نکل گیا
قاسم و بدیع الزمان وغیرہ بھی تلوارین مارتے ہوے نکلے چلے گئے یہان کفار لاشین دونون کافرون کی
لے کر بارگاہ یاقوت شاہ مین آئے اور بیان کیا کہ یہ خداپرستون کے ہاتھ سے مارے گئے بختیارک نے
کہا کہ خداپرست ملک فرتیا کوہ عقرب چشم کو اپنی شمشیر زنی دکھانے آئے ہونگے یہ سنکے ملک فرتیا کوہ نے کہا
ملک جی یہ کہان جا سکینگے میرے ہاتھ سے تمام خداپرستون کا مین استیصال کرونگا غرضکہ ملک فرتیا کوہ لقا کی خدمت مین
آیا پہلے سجدہ کیا پھر بوسہ پایہ تخت کو دیا لقا نے خلعت سے سرفراز کیا بعد اوسکے یاقوت شاہ پھر ساتھ اپنے لے کر
بارگاہ مین آیا دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا ادھر کا حال سنیے کہ شہزادہ بدیع الزمان نے امیہ سے کہا
کہ نقابدار اسد شیر دل کو لیگیا ہے تو خبر تو لا کہ وہ کیونکر اسد شیر دل سے پیش آتا ہے امیہ عیار بادل مضطرا
شاطری مارتا ہوا چلا یہان نقابدار اسد شیر دل کو لیے ہوے اپنے خیمہ مین داخل ہوا کرسی زرنگار اسد کو
بیٹھنے کے واسطے دی اور اسد سے خطاب کیا کہ تو اطاعت میری اختیار کر اسد پکارا او نقابدار سبز پوش تو نے
احسان مجھپر اسی واسطے کیا تھا کہ مین تیری نوکری کرون یہ کبھی مجھسے نہو گا مین نبیرہ صاحبقران زمان ہون
نقابدار سبز پوش نے کہا کہ تو میرا غلام ہے تجھے اپنی غلامی مین رکھونگا اسد شیر دل نے برہم ہو کر کہا او مغرور
یہ کیا واہیات تو کلام کرتا ہے پدر بزرگوار میرے کرب غازی نظر کردہ شاہ ولایت ہے جو حضرت علیؑ ابن
ابی طالبؑ کے غلام کا فرزند ہو وہ کب کسی کا غلام ہو سکتا ہے نقابدار سبز پوش اسد شیر دل کو چھیڑ رہا ہے اور
اوسکی باتون پر ہنس رہا ہے آخر کو اسد نے کہا اے نقابدار سبز پوش جب تک تیرا نام و نشان مجھکو معلوم نہوگا مین
ہرگز تیرے پاس نہ رہونگا انجام کار وہ تینون نقابدار اسد شیر دل کو ساتھ لے کر ایک گوشہ مین آسکے
اور نقابین اوٹھا کر صورتین اپنی دکھائین اب جو اسد پر ثابت ہوا قدمون پر نقابدار سبز پوش کے گرا اور کہا
حقیقت مین آپ کا غلام ہون کبھی آپ کی خدمت سے جدا نہونگا اور نقابدار کے پاس رہنے لگا امیہ عیار نے
یہ خبر جاکر بدیع الزمان کو دی بدیع الزمان سنکر نہایت متعجب ہوے اور کہا واہ وا این گل دیگر شگفت الطرف
لقا سے سنیے لقا نے حکم دیا کہ ملک فرتیا کوہ کو مع اوسکے سردارون کے باغ بہشت مین داخل کر دیہ
سنکے یاقوت شاہ اوسکے باغ بہشت مین لیگیا اور دعوت مین اوسکی بڑا اہتمام ہے غرض باغ بہشت مین ملک فرتیا کوہ کی
دعوت بڑی دھوم سے ہوئی اتفاقاً عمرو بھی صورت اپنی بدل کر خبر کو لشکر کفار کی آیا ہوا تھا ان سب کے ساتھ
وہ بھی داخل بہشت ہوا دیکھا صحبت عیش برپا ہے کفار بیٹھے ہوے شراب خواری کر رہے ہین ناچ ہو رہا ہے
جام شراب گردش مین ہے تھوڑی دیر گذر رہی تھی کہ ایک طرف سے گردھر داو ار رہزاو اور سعید خنجر زن
اور سیاہ کلاہ اور سنگ دندان وغیرہ اور عیار بھی ہمراہ اوسکے آئے بختیارک بھی وہان موجود تھا
اوس نے کہا اے گردھر داو ار رہزا دیہان تم کیون ان عیارون کو ساتھ لائے ہو ان دونون نے کہا اے ملک جی
خداوند لقا کا حکم ہوا کہ سب عیار بھی باغ بہشت مین صحبت آرا ہون بختیارک چپ ہو رہا عمرو ایک عیار کی صورت
بنکر ان عیارون مین شریک ہوگیا وہ سب عیار علیحدہ اکر ایک جگہ صحبت آرا ہوے عمرو اس فکر مین تھا
کہ ان سب کو بیہوش کیجیے یکایک دو پہر رات گئے خود بخود آثار بیہوشی ظاہر ہوے ہر ایک بہکی بہکی باتین کرنے لگا

کسی کو دریا معلوم ہوا دوڑا کہ اُس دریا مین نہا لے وہ لڑکھڑا کر بیہوشی مین غوطہ زن ہوا کسی کو سانپ نظر آیا تیغ کھینچ
دکھائی دیا وہ لاٹھی لے کر اُٹھا کہ اس سانپ کو مارے بیہوشی ایسی ہو رہی تھی کہ طمانچہ مار کر سر کھلا پڑا لوٹنے لگا
صاحب فراش ہوا کوئی کسی کی طرف تھا طبیب ہو کر بولا کہ تمھاری چار آنکھین ہین اُس نے کہا کہ چار چشم ہو بیماری تو
دو آنکھون مین ذرا چھو لے دیدون سے دیکھو تو دونون آپس مین غصہ ہوئے لڑنے کو اُٹھے گر کر بیہوش ہو گئے
غرضکہ اسی طرح بہت سے سب عجیب و غریب حرکتین کر کے بیہوش ہو گئے عمرو حیران تھا کہ کس نے ان سب کو
بیہوش کیا اِدھر اُدھر دیکھا جب کسی کو نہ پایا ارادہ کیا کہ اُٹھ کر اپنا کام کیجیے ایک آواز آئی کہ خبردار
کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانا عمرو نے پھر کر دیکھا کہ عیار نقابدار سبز پوشش ہے عمرو عیار نقابدار کی طرف دوڑا
کہ اُسکو گرفتار کیجیے وہان پر حلقہاے کمند سبز پوشش تھے عمرو اُلجھ کر گرا عیار نقابدار نے دوڑ کر عمرو کی
مشکین باندھ لین اور ستون سے باندھ دیا عمرو نے کہا مجھکو کیون باندھا ہے آدھا مال تو لے آدھا مجھے دے کہ
اُس عیار نے کہا کہ ایک حبہ تجھے نہ دونگا اور تمام زر و جواہر سب کا لے کر چاہا کہ وہان سے چلا جائے عمرو نے کہا
کہ یہ خلاف شیوۂ مسلمانی ہے کہ مجھکو کافرون مین چھوڑے جاتا ہے مین مارا جاؤنگا اُس نے کہا کہ اچھا ایک نوشتہ
لکھ دے کہ مین شاگرد ہوا عیار نقابدار سبز پوشش کا تو مین تجھے رہا کر دون ورنہ تجھے اختیار ہے عمرو نے
ناچار ہو کر نوشتہ لکھ دیا اُس عیار نے ہاتھ عمرو کے کھول دیے اور وہان سے راہی ہوا عمرو نے پاؤن
آپ ہی کھول لیے اور جو اسباب باقی رہا تھا اُسے لے کر داخل زنبیل کیا عیارون سے شہر کالے کیے اور سعید خنجرزن
عیار کو کہ اُس نے سر محفل عمرو کو بہت برا کہا تھا اُسکا پیٹ چاک کر کے لٹکا دیا اور ایک رقعہ لکھ کر وہان ڈال دیا
اور وہان سے روانہ ہوا صبح کو گرد ہرد وغیرہ جو ہوشیار ہوئے اور اپنی صورتون کی خرابیان دیکھین
بہت حیران ہوئے رقعہ جو اُٹھا کر پڑھا معلوم ہوا کہ یہ کام عمرو کا ہے القصہ لاش سعید خنجر زن کی لقا کے
پاس لائے لقا نے حکم دیا کہ لاش کو لے جا کر دریاے رحمت مین ہمارے ڈال دو اپنی نور و زمین اسکو
زندہ کر دونگا لیکن اب حال سنیے نوادر سنگ انداز کا کہ جو صاحبقران سر میدان پکڑ لے گیا تھا
مسلمان ہو کر چھوٹ گیا تھا اُسکے خیال مین یہ آیا کہ آج چل کر نقابدار سبز پوشش کو پکڑ لاؤن یہ سوچ کر چلا بارگاہ
نقابدار سبز پوشش کے پاس پہونچ کر ایک فراش کی صورت بنا اور فراشون مین ملگیا سب فراشون کو
بیہوش کیا اور خدمتگار بنکر اندر خیمہ کے آیا میوہ کھلا کر تمام خاصبردارون کو اور سب خدمتگارون کو
بھی بیہوش کیا بعد اُسکے نقابدار کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے
نکل کر تمام لشکر نقابدار طے کر کے لشکر کفار کی طرف راہی ہوا اتفاقات روزگار صاحبقران لشکر کفار مین
گیا ہوا تھا سلطان الدین سلاسل کو گرفتار کیے ہوئے لیے آتا تھا اثناے راہ مین دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ
بدوش چلا آتا ہے صاحبقران نے نعرہ کیا ارے تو کون ہے اور یہ کس کا پشتارہ ہے اُس نے کہا کہ مین نوادر
سنگ انداز ہون نقابدار سبز پوشش کو گرفتار کر کے لیے جاتا ہون صاحبقران نے کہا او دغا باز معلوم ہوا
کہ تو فریب سے اسلام لایا تھا دھوکا دے کر لشکر اسلام سے نکل آیا خیر جو کچھ کیا تو نے بہتر کیا اب نقابدار کو
ہمارے حوالے کر دے اور بہتر یہی ہے یہان سے چلا جا ورنہ تجھے مار ہی ڈالونگا نوادر سنگ انداز نے کہا
اے سرور تو مکاری سے مجھے پکڑ لیگیا آج مین اُسکا عوض تجھسے لونگا یہ کہکر پتھر گوپھن مین دے کر صاحبقران پر مارا
صاحبقران نے اُسے رد کیا ان دونون مین سنگ زنی ہونے لگی قضا سے کار سنگ دندان بالائی کو لگا تھا

وہ بھی یہاں آپہونچا رعیاروں کو لڑتے ہوئے دیکھ کر دہین سے آواز دی ارے کیا تم دونوں چور ہو جو مال پر لڑ رہے ہو نواد رسنگ انداز پکارا ارے سگ دندان تو اسوقت یہان خوب پہونچا مہتر قران بولنے مجھے گھیرا ہی وہ یہ سنتے ہی نیمچہ عیاری پکڑ کر دوڑا مہتر قران اُن دونوں سے لڑنے لگا کہ سرمنگ ملکی اور سیارہ ادھر سے پہونچے شریک مہتر قران ہوئے اُدھر سے سیا نک سیاہ کلاہ وغیرہ آ گئے اسطرف امید اور چالاک بھی آئے اب برابر سے عیاروں مین لڑائی ہونے لگی تھوڑی دیر گذری تھی کہ دو اژدر گیر لشکر کفار سے آئے اور عیاران لشکر اسلام پر تلوارین کھینچ کر گرے عیاروں نے بھی کھینچے اُنکی تلوارین چلتی تھین انکے نیچے چلتے تھے مگر نہایت مضطر تھے کہ کیا کرین لیکا یک نقابدار پلنگینہ پوش اور نقابدار فیروزہ پوش نقابدار سبز پوش کی تلاش کرتے ہوئے آپہونچے ایک اژدر گیر نقابدار پلنگینہ پوش نے مارا دوسرے کو نقابدار فیروزہ پوش نے قتل کیا ادھر مہتر قران نے نواد رسنگ انداز کو جھپٹ کر بغدہ مارا صاف سر تجس اُسکا اُڑ گیا زمین پر گرا مہتر قران نے لپشتارہ نقابدار سبز پوش کا لے کر نقابدار پلنگینہ پوش کے حوالے کیا غرضکہ نیچ کافر ارے گئے کچھ بھاگے مہتر قران سلسلہ بن سلاسل کو لیکر مع اپنے عیاروں کے لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا نقابدار پلنگینہ پوش اور نقابدار فیروزہ پوش نقابدار سبز پوش کو لیگئے صبح کو یاقوت شاہ کو خبر ہوئی کہ نواد رسنگ انداز نقابدار سبز پوش کو لیے ہوئے لپشتارہ بدوش آتا تھا اور ادھر سے مہتر قران سلسلہ بن سلاسل کو گرفتار کیے ہوئے لیے جاتا تھا اثنائے راہ مین دونوں سے ملاقات ہوئی بعد استفسار حال دونوں مین لڑائی ہونے لگی مہتر قران کے ہاتھ سے نواد رسنگ انداز مارا گیا مہتر قران نے نقابدار سبز پوش کو چھڑا لیا اور سلسلہ بن سلاسل کو مہتر قران لیگیا یاقوت شاہ نے کہا کہ عیاران لشکر اسلام بڑے بڑے کار نمایاں کرتے ہین کہ تعریف جسکی ممکن نہین سیا نک سیاہ کلاہ نے کہا کہ اگر حکم خداوند ہو تو سلسلہ بن سلاسل کی خبر لاؤن اور عمرو کو سر میدان ماروں یاقوت شاہ نے کہا کیا مضایقہ ہے القصہ دن تو گذرا رات کو سیا نک سیاہ کلاہ لشکر اسلام مین گیا اور مہتر چیست عیار کی شکل بنکر سلسلہ بن سلاسل کو چھڑا لایا یاقوت شاہ اُس سے بہت خوش ہوا اور خلعت دیا بعد اُسکے سیا نک نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے تمام عیار تکیروں کے نیچے صندوقہائے عیاری پر بیٹھے نقارے بے رنگ گنبدی نما پر متمکن ہوا نقیب صدائے نیستی دے کر پکارے کہ کون سا عیار طرار ہے کہ میدان جنگ مین ہنر اپنا دکھائے اُسی وقت سیا نک نے نقار کو سجدہ کیا اور یاقوت شاہ سے اجازت لے کر میدان رزمگاہ کو چلا جست کر کے آسمان پر گیا وہاں [illegible] کے ہاتھ خالی لگا کے بعد آسکے زمین پر آیا پکارا کہ کہان ہے عمرو آئے میرے مقابلہ کو اسطرف لشکر اسلام مین تو آجدسلا عمرو عیار کا کہین نام و نشان بھی نہین ہر چند لوگون نے عمرو کو تلاش کیا کہین نہ پایا جب سیا نک نے سنا کہ عمرو نہین ہے پوشیدہ ہو گیا لاف و گزاف کرنے لگا اور عیار یان زادہ مجھسے کیا لڑ سکیگا بھاگ گیا میرے سامنے خیر اب اور جس عیار کا جی چاہے میرے مقابلے کو نکلے یہ سنکر سمک پلطاقی چاہتا تھا کہ سیا نک سیاہ کلاہ کے مقابلے کو جائے کہ صحرا کیطرف سے ایک پیر مرد بالپشت خمیدہ لکڑیکا گٹھا سر پر رکھے ہوئے نمایاں ہوا اور سیا نک کیطرف چلا بختیارک نے صلوٰۃ پڑھی اور کہا کہ مرشد کامل کیا کیا صورت بدل کر آتے ہین یاقوت شاہ ہنسا اور کہا کہ مجکو سوائے عمرو کے اور کوئی نہین معلوم ہوتا بختیارک نے کہا خیر دیکھ لیجیے گا آپ کو حال معلوم ہو جائیگا

نگرده پیرمرد برابر سیامک کے آکر مع گٹھے کے گر پڑا اور اُٹھ کر رونے لگا ہائے پیرانہ سالی وا سے پیرانہ سالی
اور سیامک سے کہا کہ یہ گٹھا ذرا اُٹھا کر میرے سر پر رکھ دے سیامک نے کہا کہ تو میدان رزم مین کیون آیا
پیرمرد نے کہا کہ مجھے آنکھون سے نہین سوجھتا ہی سیامک آیا اور جھک کے چاہا کہ اسکا گٹھا لکڑیون کا اُٹھا کر
اُسکے سر پر رکھ دے کہ عمرو نے ساتون حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ سیامک گرا عمرو اُسکے سینہ
چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھلین اور پکارا کہ مین ہون سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بختیارک یہ سنکر تادفعتا تادفعتا کہکر ناچنے لگا یاقوت شاہ سے کہا یہ دیکھا
حضور نے آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ آتا تھا یہ خواجہ عمرو ہی یا اور کوئی ہی الغرض دونون لشکر پھر گئے
بادشاہ اسلام نے عمرو کو خلعت دیا سیامک کو پھر زندان خانے مین گرفتار کیا قضا سے کار اُس رات کو
شہزادہ بدیع الزمان شام سے طلایہ کی گشت پر نکلے چہار طرف پھرتے پھرتے گرد لشکر اسلام کے
دو پہر رات گئے ایک بلندی پر آکر فرش بچھوا کر بیٹھے صحرا کا سناٹا ہوا کی سبک خیزی گل خود رو کی بھینی بھینی
مہک شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دور سے کچھ آدمی آتے معلوم ہوئے امیہ عیار سے کہا کہ دیکھو تو
یہ کون آتا ہی امیہ چلا قریب ہو کر دیکھا کہ نقاب دار سبز پوش اور نقاب دار پلنگینہ پوش اور نقاب دار
فیروزہ پوش شب ماہ کی سیر دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین اور کچھ رفیق بھی ہمراہ ہین دوڑ کر امیہ نے
شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ حضور وہی نقاب دار سبز پوش وغیرہ آتے ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے
نام نقاب دار سبز پوش کا سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم آگے بڑھے کہ نقاب دار قریب آئے شاہزادہ
بدیع الزمان پکارے کہ اے نقاب دار عالیمقدار مین نہایت آپکی ملاقات کا مشتاق تھا نقاب دار کی نگاہ
جو شاہزادہ بدیع الزمان پر پڑی مرکب سے کود پڑا جھک کر سلام کیا بدیع الزمان اُس سے لپٹ گئے
اور کہا اے نقاب دار عجب سے شکل مین نے دیکھا ہی کمال آرزو تھی کہ دو چار گھڑی کسی مقام پر صحبت اُٹھائے
نقاب دار بولا کہ میرا بھی یہی جی چاہتا تھا پھر وہ دونون نقاب دار بھی بیٹھے شاہزادہ بدیع الزمان سے
ملے سلام کیا غرض ایک مقام پر سب بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا عین گرمی صحبت مین
نقاب دار نے بدیع الزمان سے کہا کہ آپ خواجہ کو بلوائیے مین اُنکے گانے کا نہایت مشتاق ہون
بدیع الزمان نے امیہ عیار سے کہا کہ جاؤ خواجہ عمرو کو بلا لاؤ امیہ عمرو کے پاس آیا اور بیان کیا
کہ آج اسطرح کی صحبت ہی آپکا نقاب دار سبز پوش بہت مشتاق ہی چلیے خوش الحانیان دکھائیے سب کو
مہینا ہے انعام و اکرام اشرفیان روپیہ رول بھیجے یہ سنکر عمرو امیہ کے ساتھ ہو لیا اُسوقت وہان پہنچا
نقاب دار کو سلام کیا نقاب دار نے مالا مروارید سفید کا گلے سے اُتار کے عمرو کو دیا عمرو دعائین دے کر
زر نوازی کرنے لگا عین گرمی صحبت مین عمرو کی نگاہ عیار نقاب دار سبز پوش پر پڑی خیال گذرا کہ ایسا ہو
کہ یہ کہے عمرو میرا شاگرد ہی بانسری ہاتھ سے رکھ دی نقاب دار سبز پوش نے پوچھا کہ خواجہ گانے گاتے
تم پریشان کیون ہو ... عیار نقاب دار بولا کہ اپنے اُستاد کو خواجہ نے دیکھ لیا نقاب دار سبز پوش نے کہا
ارے یہ شہنشاہ عیاران ہین انکا اُستاد کون ہی اُس نے کہا یہ میرا شاگرد ہی میرے پاس نوشتہ اسکا موجود
موجود ہی نقاب دار نے عمرو کیطرف دیکھا عمرو نے کہا اے نقاب دار سبز پوش خلاصہ حقیقت اسکی یہ ہی
کہ مین باغ بہشت لقا سے بے بقا مین عیاران کفار مین شریک بیٹھا ہوا تھا اور یہ بھی وہان کہین پوشیدہ

موجود تھا اس نے اُن سب کو بیہوش کیا اور یہ شعبدہ بازی فلک سے غافل ہو کر اسکی کمند فریب میں گرفتار
ہو گیا اس نے میری مشکیں باندھ لیں اور رسّیوں سے کس دیا اور سب عیاروں کا مال اور اسباب لوٹ کر
چلا میں پکارا کہ اے شخص تجھ پر کفار میں کیوں وابستہ دام مصیبت کیے جاتا ہے یہ سبب کے جسوقت ہوش میں
آئینگے مجھکو قتل کرینگے اس نے کہا کہ تم نوشتہ اس مضمون کا لکھ دو کہ میں تمھارا شاگرد ہوا تو ابھی چھوڑ دوں
ورنہ اسی طرح مقید چھوڑ کر چلا جاؤنگا مجبور ہو کر ناچار میں نے ایک نوشتہ لکھ دیا اس نے اُسی وقت مجکو رہا کیا
یہ وجہ ہے کہ عیار آپ کا اپنا شاگرد مجکو کہتا ہے اور میں دیدہ و دانستہ فن عیاری میں اس سے نہیں مغلوب ہوا
اور ایسے چھوکرے میرے بہت سے دیکھے بھالے ہوئے ہیں نقابدار نے اپنے عیار سے کہا کہ سنا
کہ خواجہ عمرو کیا کہتے ہیں عیار نقابدار نے کہا جب کہیں میں خواجہ عمرو کو گرفتار کروں عمرو نے کہا کہ میں
ابھی موجود ہوں یہی گوئی میدان ہے شہزادہ بدیع الزمان نے کہا یوں لڑنا اچھا نہیں شرط بدکے کوئی عیاری
کرو حال معلوم ہو جائیگا کہ کون عیاری میں کسپر غالب آتا ہے عمرو نے کہا میں ہر طرح موجود ہوں غرض یہ
دونوں لشکر کفار کی طرف عیاری کرنے کو چلے مگر علیحدہ علیحدہ روانہ ہوئے عمرو جو لشکر کفار میں پہونچا
پہر رات باقی تھی آتے آتے نقاب کے قبطیوں کے نیچے پہونچا قضاے کار گردھر عیار قبطیوں پر اسوقت
پکار رہا ہے کہ ارے کوئی مزدور یہاں ہے اسوقت مزدوری کریگا عمرو نے دلمیں کہا یہی موقع خوب ہے
ایک مزدور کی صورت بنکر سامنے گردھر کے آیا گردھر نے کہا فلیتہ روشن کرکے میرے ساتھ چل
عمرو فلیتہ روشن کرکے گردھر کے آگے ہوا حسب کوچہ طولانی میں پہونچا فلیتہ گل کر دیا اور بیہوشی کا سفوف ڈالکر کہا
کہ حضور یہ فلیتہ نہیں جلتا گردھر نے فلیتہ اس مزدور سے لے لیا اور کہا کہ میں اسے روشن کیے دیتا ہوں
اور منہ کے برابر فلیتہ لاکر پھونکا فلیتے میں سے جو دھواں بیہوشی آور اٹھا دماغ میں گردھر کے پہونچا
گردھر بیہوش ہوکر گرا عمرو نے دماغ اپنا بند کر لیا تھا یہ بیہوش نہوا غرض گردھر کو مین باندھ کر پشتارہ
لیگیا اور سامنے نقابدار سبزپوش کے رکھدیا لیکن عیار نقابدار سو گیا تھا گردھر کی شکل بنکر
خوابگاہ یاقوت شاہ میں پہونچا سب محلہ کو بیہوش کیا یاقوت شاہ کو بیہوشی دیکے پشتارہ باندھکر
لے آیا اور پشتارہ بدیع الزمان کے سامنے رکھدیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ تم دونوں نے اپنی
اپنی پوری عیاری کی اب بروقت تمھارے تصفیہ ہو جائیگا الغرض صبح کو نقابدار اپنے لشکر کو روانہ ہوا
اور بدیع الزمان داخل لشکر اسلام ہوئے عمرو نے بادشاہ اسلام سے گردھر اور یاقوت شاہ کا
حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بالفعل انھیں قید کرو اور سیاناک سیاہ کلاہ عیار کو بلاکر
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ دین اسلام قبول کر اس نے کہا کہ پہلے مجھے رہا کیجیے میں راہ و رسم سے اسلام کی آگاہ
ہو لوں تو مسلمان ہوں عمرو نے کہا اے شہریار یہ بھائی اسکا رو سیاہ کب راہ راست پر آتا ہے یہ تیرہ درون
دین اسلام قبول کریگا یہ فریب کرتا ہے کبھی مسلمان نہوگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمھیں اختیار ہے جو چاہو سو کرو
عمرو نے اسی وقت سیاناک کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور بند بند اُسکا جدا کرکے سگان شکاری کو کھلوا دیا
ادھر لشکر کفار میں صبح کو غلغلہ ہوا کہ یاقوت شاہ بارگاہ سے غائب ہو گیا نقابدار نے کہا بلاؤ گردھر کو جب
گردھر کو تلاش کیا اسے بھی نہ پایا شاگردوں نے اُسکے کہا کہ گردھر بھی رات سے غائب ہے کہ اس
اثنا میں پرچہ اخبار گذرا کہ رات کو عیار نقابدار یاقوت شاہ کو گرفتار کر لے گیا اور عمرو گردھر کو پکڑ لے گیا

یہ دونون لشکر اسلام مین قید ہین اور سیامک عیار کو عمرو نے قتل کیا لقا نے کہا یہ مین نے تقدیر نہین کی تھی
یہ بالائی تقدیر ہوئی یہی ذکر تھا کہ خبر آئی القاش خون آشام نے غسل صحت کیا اور خدمت خداوند
لقا مین آتا ہی غرض کہ القاش نے آکر پہلے لقا کو سجدہ کیا پایۂ تخت خداوندی کو بوسہ دیا لقا
بے بقا نے القاش خون آشام کو خلعت سے مخلع کیا اور کہا مین نے تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے
سب خدا پرست مارے جاینگے اوسی وقت القاش نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لے کر خدمت بادشاہ اسلام
مین حاضر ہوے عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہان بھی بفضل ایزدی طبل حربی
بجے فوراً طبل سکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے
بعد صفوف آرائی نقیب نقابت کر گئے پھر القاش خون آشام میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا
فرخ شہسوار قلندر بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر مقابلے کو آئے بعد نگاہ ورزی اور ہمسنگی کے نیزہ بازی
ہوئی فرخ شہسوار نے نیزہ القاش کا ہوائی کیا القاش خون آشام نے وہی گرز سہ شاخہ فرخ شہسوار کو
مارا سر پہ گرز پڑا سر کو توڑ کر ایک سینچہ کا سر مین در آیا اور دو سینچ دونون شانون مین پیوست ہو گئے
تین زخم فرخ شہسوار کے لگے تین فوارے خون کے جاری ہوئے فرخ شہسوار کو غش آگیا یہ دیکھتے ہی
فرخ بخت سلطان کو تاب نہ آئی مرکب کو اڑا کر میدان مین آئے فرخ شہسوار کو اپنے لشکر کے
عیارون کو دیا آپ القاش سے سامنا کیا کھینچکر تلوار القاش پر جھپٹے اور ہاتھ تلوار کا مارا القاش نے
گرز پہ روک کر وہی گرز گران سر جو فرخ بخت کو مارا فرخ بخت سلطان بھی زخمی ہوئے اسی طرح تا شام
کئی سردارون کو اس مردود القاش خون آشام نے مجروح کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر اپنے
خیمے مین داخل ہوا دوسرے دن پھر طبل جنگ بجوا کر میدان جنگ مین آیا دو تین سردارون کو زخمی کیا تھا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان بصد شوکت وشان مقابلے کو القاش خون آشام کے آئے بعد نگاہ ورزی
وہمسنگی نیزہ بازی ہوئی بدیع الزمان نے چند طعن مین نیزہ اس کا ہوائی کیا القاش نے وہی گرز مارا بدیع الزمان
نے چاہا کہ گرز اسکے ہاتھ سے چھین کر قاش زین سے اٹھا لین کہ گھوڑے نے بدیع الزمان کے سکندری
کھائی خود سر سے الٹ گیا سر برہنہ پر گرز جو آکر پڑا تین زخم کاری لگے مگر بدیع الزمان نے اپنے تئین سنبھالا
گھوڑے کو روکا اور چاہا کہ اب ایک ہاتھ تلوار کا القاش کو مارین کہ خون زخمون سے اسقدر جاری ہوا
کہ غش طاری ہوا القاش نے قصد کیا کہ بدیع الزمان کو باندھ لے یکایک نقابدار سبز پوش کا نعرہ
[illegible]ف ہوا باش او کجا ناہنجار دست خود را نگہدار اینک رسیدم القاش صدائے نعرہ کا ذخراش سنکر
رکا کہ نقابدار سبز پوش آپہونچا شہزادہ بدیع الزمان کو لشکر اسلام کی طرف پھیرا اور آپ مقابل ہوا القاش
نے کہا ای نقابدار اس روز مین تیرے ہاتھ سے زخمی ہو گیا تھا آج تجھے بغیر مارے کب چھوڑتا ہون
نقابدار سبز پوش نے للکار کر کہا او تیرہ روزگار یہ میدان جنگ ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدا سے ما
بزرگ است القاش خون آشام نے وہی گرز جھپٹ کر نقابدار کو مارا نقابدار نے پھرتی سے تلوار
کھینچکر دستۂ گرز پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ گرز مثل خیار قلم ہو گیا القاش نے تلوار کھینچکر نقابدار پہ ماری نقابدار
بار تلوار کی بچا کر ہاتھ قبضہ پہ ڈال دیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار القاش کی چھین لین مگر القاش بھی
کمزور نہ تھا کہ نقابدار اسکے ہاتھ سے تلوار چھین لیتا کشمکش سے زور ہونے لگے آخرکار ہر کبھون دونون

اور کشتی لڑنے لگے تین پہر کامل کشتی ہوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ نقابدار نے ایک مقام پر القاش کا لنگر
توڑ ا چاہا تھا کہ القاش کو اٹھا کر زمین پر مارے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اور نقابدار کو اٹھا کر لیے چلا
گیا القاش خون آشام نے للکار کر کہا ای خدا پرستو دیکھا تمنے نقابدار سبز پوش پر غضب زہر دشاہ باختری کا
نازل ہوا اب کل تم سب کو قتل کرونگا پھر طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونون نقابدار نہایت اداس و پریشان
اپنے لشکر کو چلے اور سرکار نے چہار طرف تلاش کرنے کو نقابدار سبز پوش کی روانہ کیے ادھر لشکر اسلام
پھر آیا سردار اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے بادشاہ اسلام نے زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے مگر نقابدار
کی طرف سے بہت پریشان تھے کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا القاش نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ رضینا بالقضا ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے فوراً طبل سکندری پر
چوب پڑی ساری رات بہادر آلات حرب کو آراستہ کرتے رہے صبح کو دونون فوجون کا میدان مین پرا بندھا
بعد آراستگی صفوف جدال و قتال القاش نے لقا کو سجدہ کیا اور میدان جنگ مین آیا کئی رفیق ہاشم شیرافگن کے
مثل آصف شتر خوار وغیرہ القاش کے مقابلے کو آئے فائز بدرجہ شہادت ہوئے دوسرے دن شاہزادہ
تھاور رسیا قاسم عالیجاہ کے رفیق شہید ہوئے تیسرے روز پھر القاش خون آشام میدان جنگ مین آیا
اجوب خان کشمش گزی نے نکل کر مقابلہ کیا دیکھا القاش خون آشام نے کہ تیس چالیس گھوڑے
چلے آتے ہین اور ایک گھوڑے پر ایک صندوق بڑا سا رکھا ہوا ہے اور چہار طرف اس صندوق کے شیشے لگے ہوے ہین
جب وہ گھوڑے بہیئت مجموعی قریب آکر پہونچے القاش نے دیکھا کہ تختہ صندوق کا اٹھا اور اس
صندوق سے اجوب خان کشمش گزی باہر نکلا القاش خون آشام نے پوچھا ای جوان یہ صندوق
کیسا ہے اور یہ گھوڑے کیسے تیرے ہمراہ ہین اجوب خان نے جواب دیا کہ تجھکو معلوم ہو جائیگا اب لا حربہ
اپنا کسی طرح کا قصور نہ کر القاش نے کہا تم خدا پرستون مین پیشدستی کیا نہین کرتے اجوب خان نے کہا
بیشک القاش نے کہا لے خبردار ہو یہ کہکر گرز گران سنگ مارا اجوب خان نے تختہ صندوق کا کھینچ لیا
اور اندر صندوق کے بند ہو گیا وہ گرز گران صندوق پر پڑا گرز اچٹ گیا اجوب خان پھر باہر نکلا القاش
نے کہا اب تو اپنا حربہ کر اجوب خان نے کہا خبردار ہو یہ کہکر ایک ایک تازیانہ گھوڑون کو مارا وہ چالیس
گھوڑے گرد القاش خون آشام کے پھرنے لگے اسقدر خاک اڑی کہ آفتاب چھپ گیا دن کی شب تیرہ
ہو گئی القاش کو کچھ نہ سوجھائی دیتا تھا وہ تیرہ روزگار آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چارون طرف دیکھ رہا
تھا اور جب ان آئینون پر نگاہ القاش کی پڑتی تھی آنکھ جھپک جاتی تھی یہان تک کہ جب خوب تنگ گرد و غبار
کا بندھا اجوب خان نے دونون پاؤن صندوق پر مارے اور آسمان کی طرف اچھل گیا اور
اوپر سے اترتے ہوئے دونون موزے القاش کے شانون پر مارے القاش پریشان ہو گیا
ب خان پھر آسمان پر اچھل گیا القاش صندوق کی طرف دیکھتا تھا کہ اجوب خان نے
نون موزے القاش کو مارے اب کی منھ مین القاش کے آکر لگے اور موزون مین اجوب خان
خاردار لگے ہوئے تھے منھ سے اور شانون سے خون بہنے لگا زخم کاری ہو گئے القاش خون آشام
تھی کو میدان سے بھگایا اجوب خان نے بھاگتے ہوئے پھر دو موزے اور مارے
ن ہر ا القاش چلایا کہ یارو مجھے اس بلا سے جلدی بچاؤ القاش تو آگے بھاگا جاتا ہے

الجوب خان تعاقب مین اُسکے موزے مارتا ہوا چلا آتا ہی یہان تک کہ بھاگتے بھاگتے اور مار کھاتے کھاتے القاش بیہوش ہوکر گرا اور لوگ اُسکے دوڑے القاش کو بچا لیگئے الجوب خان ششش گزی خوش وخرم پھر کر آیا طبل بازگشت بجا دونون لشکرون نے مراجعت کی بادشاہ اسلام نے الجوب خان ششش گزی کو خلعت سے سرفراز کیا مگر القاش کو جب کفار لشکر مین سے کر آئے لباس اُسکا اُتار کے دیکھا کہ تمام گوشت القاش کے شانون کا اور پشت کا اور سر کا کاسہ اور منھ اور رخسار سے پاش پاش ہوکر جدا ہوگیا ہی جراحون نے بدقت تمام ٹانکے لگائے علاج ہونے لگا چند روز کے بعد القاش کچھ اچھا ہوا بارگاہ مین یاقوت شاہ کی آیا بختیارک نے پوچھا ای القاش اب کیا ارادہ ہی القاش نے کہا مین سب سے لڑونگا مگر اُس بلا سے سامنا نہ کرونگا بختیارک نے کہا ای القاش ہم تمکو اُسکے مارڈالنے کی تدبیر بتائے دیتے ہین تم ڈرو نہین شوق سے اُس سے مقابلہ کرو القاش نے کہا ملک جی مین تمام عمر تمہارا ممنون و احسانمند ہونگا بختیارک نے کہا ای القاش جسوقت گھوڑے تمہارے گرد پھرنے لگین اور خاک اُڑانے لگین تم صندوق کیطرف نہ دیکھنا آسمان کیطرف نگاہ کیے رہنا جب الجوب خان موزے مارنے کے قصد پر قریب تمہارے آئے تم دونون پانون اُسکے پکڑ لینا اتنی قوت و طاقت اُسمین نہین ہی کہ تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے پس تم اُسے گرفتار کرکے سر پہ چرخ دینا اُسکے ہوش و حواس باختہ ہوجائینگے اُسوقت تمھین اختیار ہی چاہنا وہین مار ڈالنا چاہنا یہان لے آنا القاش خون آشام بختیارک سے یہ تدبیر سنکے بہت خوش ہوا اور طبل جنگ بجواکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا الجوب خان ششش گزی اُسی طرح پھر مقابلے کو آیا القاش خون آشام نے بموجب تعلیم بختیارک کے الجوب خان جیسے ہی اُچھل کر آسمان پر گیا القاش نگاہ کیے رہا جب وہ اوپر سے موزے مارنے کو نیچے آیا دونون پانون الجوب خان کے القاش نے مضبوط پکڑے اور سر پہ چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر الجوب خان کو چیر کے پھینکدیا ایک شور و غل ہوا کہ الجوب خان ششش گزی مارا گیا بادشاہ اسلام نے لشکر اسلام مین اُسکی ماتمداری برپا کی اور فاتحہ خوانی ہوئی اور صاحب دفتر بموجب ایک تواریخ کے تحریر فرماتے ہین کہ الجوب خان ششش گزی القاش خون آشام کے ہاتھ سے مارا نہین گیا فقط زخمی ہوگیا تھا الجوب خان ششش گزی کو ایرج نامدار ابن حمزہ قادر معرکہ میدان کارزار مین پھر ڈالدیتے مین الغرض بعد قتل ہوجانے الجوب خان ششش گزی کے القاش خون آشام نے پھر طبل جنگ بجوایا اور میدان مین آیا اُسروز جمشید عراقی اور طوفان شمشیر زنگی مقابلہ کو گئے ہاتھ سے القاش کے مارے گئے مختصر سات دن کی میدانداری مین چار سو سردارون کو زخمی کیا اور تین سو ساٹھ سردارون کو مارا کہ قبرین اُنکی اُسی میدان مین بنی ہوئین تھین آٹھوین روز پھر القاش میدان مین آیا کمال نخوت و تکبر سے لاف و گذاف کیا اور للکارا ای خدا پرستو بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کرو نہین تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا مارا دی [illegible] کہ اُسوقت دو چار سردار لشکر اسلام مین صحیح و سالم تھے باقی سب سرداران نامی وغیرنامی وغیرہ تمام زخمداری مین مبتلا تھے جیسے ہی القاش نے مبارز طلب کیا بادشاہ اسلام متفکر ہوئے اور عمر کو طلب کیا اور فرمایا کہ آج ہم القاش کے مقابلے کو جائینگے اب کون ایسا سردار ہی کہ جسکو مقابلہ القاش کے واسطے بھیجون خادم مرکب بادرفتار تیار کرکے لایا بادشاہ اسلام چاہتے ہین کہ گھوڑے پر سوار ہون جانب صحرا سے گرد اُٹھی

دم بھر کے بعد دیکھا شعر از دامن دشت و کوہ و اورنگ + گردے برخاست توتیا رنگ + گھوڑون کی
ٹاپو کی آواز آنے لگی پھر قبین نشانہا سے لشکر اسلام کی چمکنے لگے انیان سنانون کی مثل برق جہندہ کے معلوم ہوتین کوس و کرنا
کی صدائین آئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ امیر کشور گیر صاحب عزت و توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
زمان اشقر دیوزاد پر سوار اور ہمراہ رکاب سعادت اکتساب مقبل وفادار بصد عز و وقار اور بہرام گرد
بن خاقان چین بصد جاہ و تمکین اور چالیس ہزار سوار جرار و نامدار نمودار ہوئے خواجہ عمرو یہ کہتا ہوا
کہ قربانت شوم قربانت شوم آگے حمزہ صاحبقران زمان سے قدمبوس ہوا اول حال القاش بدمعاش
کے کبر و نخوت اور لاف و گزاف اور شور و شر کا بیان کیا حمزہ صاحبقران کو بہت ملال گذرا
جب آگے بڑھے بہت سی قبرین بنی ہوئین میدان رزمگاہ مین دیکھین پوچھا اے خواجہ یہ قبرین کن
کن لوگون کی ہین خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ حضور یہ سب قبرین سرداران لشکر اسلام کی ہین کہ وہ
ہاتھ سے کفار کے مارے گئے ہین اور ہزارہا اہل اسلام گنج شہیدان مین دفن ہین صاحبقران زمان بادل
نالان رو داد سرداران لشکر اسلام کی سنکے رونے لگے اور دعاے مغفرت کی پھر بادشاہ اسلام کے
سامنے آئے بادشاہ اسلام کو سلام کیا بادشاہ اسلام بھی بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ بعد تمھارے جانے کے
فلک کجرفتار نے بڑی بڑی گردشین دکھائین کہ بیان اسکا ایک دفتر طولانی ہے الا نوبت باینجا رسید کہ چہ دیدی الغرض
کہ صاحبقران زمان گھوڑا اچھلا کر میدان جنگ مین آئے اور مقابلے پہ القاش بدمعاش کے اشقر دیوزاد کو روکا
نخچیارک نے جو امیر گیتی ستان حمزہ صاحبقران زمان کو میدان کارزار مین بمقابلہ القاش دیکھا اپنے دلمین کہا
کہ آج القاش کا جام حیات لبریز ہوگیا اب امیر باتوقیر کے ہاتھ سے بچنا اور زندہ رہنا القاش کا ممکن نہین اس لڑائی
کا بھی آج فیصلہ ہوگیا یہان القاش خون آشام صاحبقران سے پیلے لگا اور زن ہوا بعد گفتگو کے بسیار القاش
نے نیزہ مارا امیر کشور گیر نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا القاش نے وہی گرز سہ شاخہ آہنی پنجون کا
صاحبقران پہ مارا امیر کشور گیر نے وہ گرز القاش کا چھین لیا القاش نے جھنجھلا کر تیغ خونخوار کمر سے کھینچی
صاحبقران پر وار کیا امیر باتوقیر نے ایک تھپکی دیکر قبضہ پہ ہاتھ ڈالدیا اور القاش کا ہاتھ مروڑ کر تیغ چھین لیا
اور کمر زنجیرین ہاتھ ڈالکر اس نامرد کو اٹھا لیا اور فرمایا دین اسلام قبول کر لقاے بے بقا کی پرستاری سے ہاتھ اٹھا
کفر پرستی چھوڑ دے القاش نے انکار کیا کہ کبھی ایسا نہوگا امیر گیتی ستان حمزہ صاحبقران کو غصہ آگیا دونون
ہاتھ سے دونون ٹانگین القاش بدمعاش کی پکڑ کے مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا زمین سے آسمان تک
صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی سب کفار مغموم ہوئے لقاے بے بقا گنبد گیتی نما پہ بیٹھا ہوا دیکھتا تھا
متحیر ہوا اور خائف ہوکر وہان سے اٹھ گیا مگر دوسرے راوی نے یہ لکھا ہے کہ جب القاش بدمعاش نے
دین اسلام نہ قبول کیا امیر کشورگیر نے اسکی مشکین باندھ کے خواجہ عمرو کے سپرد کیا خواجہ عمرو نے پاس یاقوت شاہ کے
ایک ہی زندانخانے مین قید کیا اور صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین آئے بادشاہ اسلام نے بہت تحسین آفرین کی
صبح کو امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی جلوہ افروز ہوئے یاقوت شاہ کو زندانخانے سے بلایا تلقین بدین اسلام کی
اسنے جواب دیا کہ جسوقت لقا سے فیصلہ ہوجائیگا مین بھی اسلام لاؤنگا فرمایا لیجاؤ اسے زندانخانے مین
لیکن ادھر نخچیارک نے لقا سے کہا یا خداوند عیاران لشکر اسلام کیا کیا کارنمایان کرتے ہین کوئی ایسا عیار
نہین کہ جاکر یاقوت شاہ اور القاش کو چھڑا لاے لقا نے گو سنج دربندی اور سگ دندان عیار سے کہا

کہ مین نے تقدیر کی ہی تم دونون جاکر نور خالص قدرت کو چھڑا لاؤ وہ دونون عیار حکم لقا پاکر روانہ ہوے اور
صورتین اپنی بدل کر داخل لشکر اسلام ہوے زندانخانہ یاقوت شاہ کا دریافت کرنے آئے اور ایک جا
تنہائی مین نقب کھودنا شروع کی اور دوسرا جہرہ نقب کا زندانخانے مین نکالا یاقوت شاہ اور گرد ہرد کو
قید سے چھڑایا القاش وہان سے علیحدہ قید تھا ان چارون نے چاہا کہ وہان بھی جائین اور القاش کو
چھڑا لائین مگر ممکن نہوا چلے گئے صبح ہوتے داخل لشکر کفار ہوے یاقوت شاہ اور گرد ہرد کو لقا کے سامنے لائے
وہ بہت اُنسے خوش ہوا دونون کو خلعت دیا یہان صبح کو جو صاحبقران کو خبر ہوئی کہ یاقوت شاہ اور
گرد ہرد چھوٹ گئے عمرو پر بہت خفا ہوے کہ خواجہ تم بہت غفلت کرتے ہو کہ حریف قید سے چھوٹ گئے
اور تمکو خبر نہوئی یہ ذکر تھا کہ خبر آئی کہ قہرشش بن سو کیا سے طوفانی سلسال سے لڑنے گیا سلسال نے اُسے
بدغا گرفتار کر لیا امیر با توقیر نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا اور حکم کیا کہ لاؤ القاش خون آشام کو فوراً لوگ القاش کو
لے کر سامنے امیر کے آئے صاحبقران نے القاش سے کہا کہ بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر القاش نے
لقا پرستی پر لعنت کی اور بصدق دل اسلام لایا اور حال قہرشش کے قید ہو جانے کا سنا عرض کیا اگر حکم صاحبقران
ہو تو جاکر قہرشش کو قید سے چھڑا لاؤن امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی پھر امیر با توقیر نے خلعت منگوا کر القاش کو دیا
القاش نے اپنے لوگون کو لشکر کفار سے طلب کیا اور کوچ کر کے ترکستان کی طرف روانہ ہوا اور ایک روایت
دفتر سے معلوم ہوتا ہی کہ القاش ابھی مسلمان نہین ہوتا ہی قید رہتا ہی اور عمرو وغیرہ داخلنی قہرشش کی مدد کو
جاتا ہی ادھر کا حال سنیے کہ بارگاہ یاقوت شاہ مین ملک فرشیب کو مع اپنے پہلوانان زبردست کے بیٹھا
ہوا ہی اور صحبت عیش برپا ہی جام شراب گردش کر رہا ہی کہ کافور آدم خوار نے عرض کیا ای نور خالص خداوند
آپ طبل جنگ بجوایئے کل مین خدا پرستون سے سامنا کرونگا اُسی وقت طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر اسلام مین
خبر ہوئی کہ لشکر کفار مین طبل بجا ہی امیر عالی مقام نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حرب بجے فوراً طبل سکندری پر
چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین آئے اور صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر گئے
کافور آدم خوار میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا قارن کرگدن سوار اُسکے مقابلے کو گیا بعد گفتگو کے
کافور آدم خوار نے دونون پنجگال اپنے قارن کرگدن سوار پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے مین درآئے فوارہ
خون کا سینہ سے قارن کے جاری ہوا اور ایسا صدمہ قلب پر قارن کے پہونچا کہ وہ بیہوش ہو گیا کافور آدم خوار نے
قارن کو گینڈے سے اُٹھا لیا شہزادہ بدیع الزمان کو تاب باقی رہی نعیرا جانثار بادشاہ اسلام کے نعرہ
کرتے ہوے گھوڑا دوڑا کر چلے او کافر بداندیش کہان جائیگا میرے ہاتھ سے خبردار مین آپہونچا یہ کہکے مثل شعلہ
جوالہ برابر کافور آدم خوار کے پہونچکر قارن کو اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور امیر کے حوالے کیا کافور آدم خوار نے
غیظ مین پکر پنجگال اپنے شہزادہ بدیع الزمان پر مارے بدیع الزمان نے پنجگال اُسکے بچا کر پہونچون کے پاس سے
ہاتھ پکڑ لیے اور ایک جھٹکا دیا وہ منہ کے بھل سامنے آیا بدیع الزمان نے اوپر سے قبضہ تلوار کا مارا
کہ سر آدم خوار کا پھٹ گیا پھر گر کر تمام ہو گیا ایک شور ہوا کہ وہ کافور آدم خوار کو مارا یہ دیکھ کے ماہو سر آدم خوار
دوڑا اور بدیع الزمان کو للکارا کہ ارے خدا پرست تو نے غضب کیا ایسے بہادر کو مار ڈالا یہ کہکر قریب
آکر آرہ کا پشت نہنگ شہزادہ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے آرہ اُسکا تلوار کی باڑھ پر روکا آرہ اُسکا
کٹ گیا ماہو سر آدم خوار نے پنجگال آہنی مارے بدیع الزمان نے پھرتی سے خالی دے کر تلوار ماری دونون ہاتھ اُسکے

گٹ گئے ماہور ہاتھون کو اپنے دیکھنے لگا بدیع الزمان نے دوسرا ہاتھ اور تلوار کا مارا کہ ماہور آدم خوار کی
کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا غرض کہ شام تک بدیع الزمان نے سترہ کافرون کو واصل جہنم کیا شام کو
طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو پھر گئے صبح کو پھر میدانداری ہوئی ارجل بن جلیل میدان مین
آیا مبارز طلب کیا ادھر سے شہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ نے بوسہ باگ کا لیا بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر میدان جنگ مین ارجل کے مقابلے کو آئے بعد تکاورزنی و ہمچشمی نیزہ بازی ہوئی قاسم نے نیزہ اُسکا
چند طعن مین ہوائی کر دیا ارجل نے تلوار کھینچ کے قاسم پر وار کیا شہزادہ خاور سپاہ نے وار اُسکا رد کر کے جو
ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب ارجل بن جلیل کے چار ٹکڑے ہوئے قاسم صف شکن نے آواز دی ای کفار
ارجل کی لاش کو میدان سے اٹھا لیجاؤ اور کسی پہلوان زبردست کو مقابلے کو بھیجو یہ سنکے سلسل بن سلاسل کمال
غیظ و غضب سے آکر حملہ ور ہوا قاسم ذیجاہ نے تلوار اُسکی چھین کو ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر
سلسل بن سلاسل نے جواب دیا کہ لاکھ جانین لقا پر نثار کرتا ہون قاسم نے سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا سلسل بن سلاسل
سینے تک زمین غرق ہو گیا روح نجس اُسکی ڈر کر راہی طرف جہنم کے ہوئی غرض کہ شام تک اُنیس سرداران کفار کو
قاسم نے مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین آئے بادشاہ اسلام نے قاسم ذیجاہ کو
بلا کر خلعت فاخرہ دیا رات کو ملک فرتیاکوہ نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا جب امیر با توقیر کو خبر ہوئی کوس
شہریاری بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی لشکر اسلام مین بھی بجا علی الصباح دو دریائے لشکر ان صحرائے کارزار مین طوفان
خیز ہوئے صفین آراستہ ہوئین میدان رزم تیار ہوا نقیب نہیب دیکر چلے گئے ملک فرتیاکوہ نے
کرگدن کو جولان دیکر لقا کو سجدہ کیا پھر یاقوت شاہ سے اجازت لیکر میدان حربگاہ مین آیا اور للکارا
ای خدا پرستو تمنے بڑے بڑے میرے پہلوان قتل کیے اب جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو
آئے یہ سنکے سر فتنہ باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور اپنے مرکب صبا رفتار کو اُڑا کر سامنے بادشاہ
اسلام کے آئے اور اجازت طلب ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا خدا حافظ و ناصر ہے یہ سنکر بدیع الزمان نے
تسلیم کی اور گھوڑا چمکا کر مثل برق جہندہ اُس کافر ظلم کے سامنے آئے ملک فرتیاکوہ دوڑ کر لگا ور زن
ہو بعد استفسار نام و نشان نیزہ مارا شہزادہ بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی
آخر کار ستر طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا ملک فرتیاکوہ نے غصہ مین آکر مثل مار سیاہ بل کھایا اور تیغ
خونخوار کمر سے کھینچکر وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر پر روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر اُسکی قلم ہوئی
ملک فرتیاکوہ پیچھے ہٹ گیا تلوار شہزادہ بدیع الزمان کی گینڈے کے سر پر پڑی گردن گینڈے کی
کٹ گئی ملک فرتیاکوہ گینڈے سے کود پڑا اور شہزادہ بدیع الزمان کے مرکب کی طرف دوڑا شہزادہ
بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ یہ مرکب کو پی کرنے آتا ہے یہ بھی پشت زین فرس سے کود پڑے ملک فرتیاکوہ
بڑھ کر تلوار ماری شہزادہ بدیع الزمان نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا ملک فرتیاکوہ نے تلوار پشت تیغ پر
روکی اسی طرح دو گھڑی کامل باہم مقابلہ رہا اور تلوار چلی شہزادہ بدیع الزمان نے ایکبار سر بچا کر
جھکائی دیکر جو ہاتھ کمر کا مارا تلوار مثل صابون کے کاٹ کر نکل گئی ملک فرتیاکوہ دو ٹکڑے ہو کر
زمین پر گرا لاش کے ٹکڑے تڑپنے لگے ایک شور و غل ہوا کہ ملک فرتیاکوہ کو مارا فوج اُسکی تلوارین
کھینچ کے دوڑ پڑی شہزادہ بدیع الزمان تلوار پکڑ کر اُنپر آپڑا ادھر سے سرداران لشکر اسلام بدیع الزمان

کی کمک کو آئے اُدھر فوج کفار ملک فرتیاکوہ کے لوگون کی شریک ہوئی اہل اسلام اور کفار کے تلوار چلنے لگی صدا سے گیرودار بلند ہوئی ہین گرمی جنگ مین نیر نگ بن گیر نگ سے دو شاہزادہ علم شاہ سے مقابلہ ہوا اُس نے تلوار ماری علم شاہ نے تلوار اُسکی رد کرکے تیغ کپیتان فرنگی کا ہاتھ مارا مع گردن چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا نیر نگ ارکنوسی سے اور ہاشم تیغ زن سے سامنا ہوا اُسنے تلوار ماری ہاشم تیغ زن نے تلوار اُسکی چھین کر کمر زنجیر تھام کر اُٹھالیا اور چکر دے کر آسمان کی طرف پھینکا گرتے ہوئے جو ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے ہو کر گرا یلغار قہر پیشانی لڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ شہزادہ بدیع الزمان للکار کر اُسپر جھپٹے ابھی بدیع الزمان بدا ہم یلغار کے نہ پہونچے تھے کہ شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ درمیان سے مرکب کو چمکا کر قریب یلغار قہر پیشانی کے پہونچے یلغار نے تلوار ماری قاسم نے خالی دے کر ایک ہاتھ تیغ بلارک فراسیابی کا مارا یلغار قہر پیشانی بھین سے کٹ کر دو ہوا اس عرصہ مین شہزادہ بدیع الزمان بھی پہونچ گئے دوسرا ہاتھ تلوار کا شہزادہ بدیع الزمان نے یلغار کی کمر پر مارا کہ چار ٹکڑے یلغار قہر پیشانی کے ہوئے ایک شور اُٹھا کہ یلغار قہر پیشانی مارا گیا شہزادہ بدیع الزمان نے قاسم سے کہا او ترک تنگ چشم یلغار سے تو مین لڑتے آتا تھا تو کیون بیچ مین کود پڑا اور میرے صید کو شکار کیا شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ نے کہا او کشتی گیر مین تو اُسے کشتہ کر چکا تھا تو نے آکر کیون اُسکو تلوار ماری یہان دونون مین تکرار ہو رہی تھی نوبت تلوار کی پہونچی تھی کہ ایک طرف سے حمزۂ صاحبقران لڑتے ہوئے پہونچے اور ایک جانب سے علم شاہ ملک باہ تلوارین مارتے ہوئے آگئے دونون کو جدا کرکے سمجھا دیا رفع شر ہوگئی پھر قاسم و بدیع الزمان کفار سے مصروف کارزار ہوئے اُس روز کی لڑائی مین جتنے ملک فرتیاکوہ کے ہمراہی سرداران نامی تھے وہ سب غازیان دیندار کے ہاتھ سے مارے گئے جو لوگ کہ ملک فرتیاکوہ کی فوج کے باقی رہ گئے وہ لاش ملک فرتیاکوہ کی اُٹھا کر لے بھاگے ہزارہا کافر جہنم داخل ہوئے قریب شام کے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف پھرے بادشاہ اسلام نہایت خوش و کمال مسرور پھرے کفار ملک فرتیاکوہ کے مارے جانے سے نہایت پریشان ہوئے لشکر کفار مین ایک سناٹا ہے دوسرے دن کا ذکر سنیے کہ لقا سے بے لقا اپنے قیطول پر فکر و تردد مین خاموش بیٹھا ہوا ہے اور بختیارک بار بار کہتا ہے یا خداوند اب کیا ہوگا کون خدا پرستون سے سامنا کریگا کیسے کیسے پہلوان زبردست خدا پرستون نے مارے ہین لقا سنتا ہے مگر کچھ جواب نہین دیتا ہے کہ ناگاہ ہرکارے کی جوڑی دوڑی ہوئی آئی بعد ثنا کے خداوندی کے عرض کیا کہ خداوند نمرود شاہ شہر سنکالیہ سے نو لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے آپہونچا اور بیٹا اُسکا زیور شاہ تمام فوج کا سردار ہے اور ایک نقارہ بدا زرد پوش اُسکا سپہ سالار ہے اور قیطول اُسکے ہمراہ ہین معلق ہوا مین یعنے زمین سے بہت بلند ہین لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور پکارا کہ اے بندگان من قدرت مرا ببیند یہین سنے اپنے بھائی کو بلایا ہے کہ ان خدا پرستون کا کام تمام کرے پھر یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ تم تمام سردارون کو لے کر استقبال کو جاؤ اور نمرود شاہ کو لاؤ کہ وہ میرا بندۂ خاص الخاص ہے یاقوت شاہ اُسی وقت تمام سردارون کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا دیکھا کہ کئی فرسنگ کے دورے مین قیطول نمرود معلق ہوا ہین اور نیچے قیطولون کے لشکر اُسکا اُترا ہوا ہے یاقوت شاہ نے زیور شاہ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لقا کی طرف سے استقبال کے واسطے آئے ہین زیور شاہ نے جا کر نمرود شاہ سے عرض کیا نمرود شاہ نے کہا

کہ جاکر اُس سے کہدو کہ مین لقا کی مدد کو نہین آیا ہون بلکہ اپنی خدائی ظاہر کرنے آیا ہون جو مجھے اگر سجدہ کریگا
اُسے امان دونگا ورنہ سزا پہونچاؤنگا اور لقا کا کیا منہ ہی جو وہ دعوی خدائی کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ مجھے اگر سجدہ کرے
نہین تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا یا قوت شاہ یہ پیغام سنکر پھر آیا اور لقا سے بیان کیا لقا یہ سنتے ہی
بہت برہم ہوا اور پکارا کہ اسکی بھی شامت آئی ہی ابھی اسے خاک سیاہ کر دونگا بختیارک نے کہا یا خداوند
آپ گنبد گیتی نما پر سے دیکھیے کہ قیطول نمرود کسقدر بلند ہین معلوم ہوتا ہی کہ ساحر ہی اسکے شریک حال ہین
لقا نے جو بالاے بام گنبد گیتی جاکر دیکھا واقعی قیطول نمرود معلق ہوا پر دکھائی دیتے ہین اور زمین سے
بہت بلند ہین اسکے ہوش اُڑ گئے حیران ہوکر دیکھا کیا تصویر گلی بنگیا پھر بختیارک سے کہا ای شیطان درگاہ تو دیکھنا
ایسی تقدیر کرتا ہون کہ یہ سب خاک سیاہ ہوجائین مگر جیتے تو یہ کہا قیطولون کو دیکھکر منہ مین پانی بھر آیا گویا جاہ
میش بہا کے سنے ہوے قیطول ہین کہ یہ قیطول اُسکے سامنے گرد ہوگئے یہان تو یہ فکر و تردد تھا اُدھر امیر گیتی ستان کو
جو خبر ہوئی کہ نمرود شاہ اس عظم دستان سے آیا ہی اور قیطول اُسکے طبقہ ہوا پر قائم ہین بارگاہ سلیمانی سے
باہر نکل کر قیطولون کو دیکھا ہنسکے فرمایا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہی اُسی وقت دبیر کو بلواکر ایک نامہ نمرود شاہ کے
نام لکھوایا اور فرخ شہسوار قلندر سے کہا کہ تم یہ نامہ نمرود شاہ کے پاس لیجاؤ اور جواب باصواب اسکا جلد
لاؤ فرخ شہسوار قلندر ایلچی صاحبقران بنکر روانہ ہوے بارگاہ زیور شاہ مین پہونچے اور زیور شاہ کو
خبر ہوئی کہ ایلچی حمزہ صاحبقران زمان کا نامہ لیکر آیا ہی کہا کہ لاؤ نامہ بر کو لوگ فرخ شہسوار قلندر کو سامنے
زیور شاہ کے لیگئے فرخ شہسوار نے بعد ادا ے شرائط نامہ امیر با توقیر اظہار کیا کہ نامہ سواے نمرود شاہ کے
اور کسی کے ہاتھ مین نہ دونگا زیور شاہ فرخ شہسوار قلندر کو ہمراہ اپنے قیطولون پر لیگیا دیکھا فرخ شہسوار نے
کہ ایک گبر نابکار کیند کہ ناتراش تخت جواہر نگار پر متمکن ہی بطریق اہل اسلام فرخ شہسوار نے سلام کیا نمرود شاہ نے
کرسی جواہر نگار پر فرخ شہسوار کو بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام لبالب بادۂ گلرنگ کا پیش کیا مگر فرخ شہسوار نے
نہ پیا نمرود پکارا کہ ای ایلچی حمزہ تو مجھے سجدہ کر فرخ نے کہا کہ لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر اُسوقت نمرود شاہ نے
نقاب اپنے چہرے سے اُلٹ دی اور کہا ای ایلچی دیکھ تو میری طرف اب راویان دفتر کا یہ بھی بیان ہی کہ نمرود شاہ کے
تاج مین ایک لعل بے بہا سحر کا بنایا ہوا ایسا نصب تھا جسکی نگاہ اُس لعل پر پڑی وہ سجدہ کرنے کو نمرود علیہ اللعن
جھک گیا جیسے ہی فرخ شہسوار قلندر کی نگاہ لعل پر تاج کے پڑی مسحور سحر ہوکر نمرود کو سجدہ کیا اور پکارا کہ بیشک
تو خداوند برحق اور آفریدگار مطلق ہی القصہ فرخ شہسوار قلندر مبتلاے سحر ہوکر مطیع نمرود شاہ ہوے اور
وہین رہے مگر نمرود شاہ نے جواب نامے کا لکھکر فرخ شہسوار کے لوگون کو دیدیا وہ بیچارے سب وہان سے
چلے آئے اور صاحبقران کو جواب نامے کا دیا اور تمام کیفیت فرخ شہسوار کی بیان کی کہ فرخ شہسوار قلندر نے
نمرود شاہ کو سجدہ کیا امیر با توقیر پیچ و تاب کھاکر رہ گئے فرمایا بیشک یہ کارخانہ سحر کا ہی انشاء اللہ اس کا فریب سمجھا جائیگا
لیکن یہان نمرود شاہ اپنے قیطولون پر بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا میدان مین بہت سی قبرین بنی ہوئی ہین عیار اسکا
ساحرۂ جنی اسکے سامنے کھڑا ہوا تھا اُس سے کہا کہ جاکر دریافت تو کر یہ قبرین کیسی ہین وہ گیا اور حال
دریافت کرکے آیا بیان کیا کہ ایک سردار ہی لشکر کفار کا القاسش اُسکا نام ہی اُسنے بہت سے سردار
لشکر اسلام کے مارے اُن مقتولون کی یہ قبرین ہین نمرود نے کہا القاسش کہان ہی اُسنے کہا کہ لشکر
اسلام مین قید ہی نمرود شاہ نے ساحرۂ جنی سے کہا کہ القاسش خون آشام کو اُٹھا لا ساحرۂ جنی گیا

لشکر اسلام میں اور القاش کو اُٹھا لایا جب القاش خون آشام نمرود شاہ کے سامنے ہوش میں
آیا نمرود شاہ کو دیکھا اور لعل بے بہا پہ نگاہ پڑی القاش نے نمرود شاہ کو سجدہ کیا ادھر صاحبقران
نے جو سنا کہ القاش زندانخانے سے غائب ہو گیا پوچھا کہ قید القاش کی کسکے سپرد تھی لوگوں نے کہا کہ القاش اسد شیر دل
بن کرب غازی کے حوالے تھا امیر باتوقیر نے اسد کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمہارا اسودائی پن اسقدر بڑھا
اور اسقدر غفلت کی کہ القاش تمہاری قید سے چھوٹ گیا اور تم کو خبر نہ ہوئی اسد شیر دل سر جھکا کر چپ
ہو رہے کچھ جواب نہ دیا جب بارگاہ سلیمانی سے باہر آئے ہرکاروں کو خبر گیری کے واسطے روانہ کیا کہ جلد دریافت
کرو کہ القاش کو کون لیگیا ہرکارے فوراً دریافت کر کے آئے اور اسد شیر دل سے کہا کہ نمرود شاہ نے
اپنے عیار ساحرۂ جنّی سے القاش کو اُٹھا منگایا اسد شیر دل اُسی وقت مرکب پر سوار ہو کر سامنے
لشکر نمرود شاہ کے آئے اور بے تکلف نمرود شاہ کو گالیاں دینے لگے نمرود شاہ قیطولوں پر بیٹھا
ہوا تماشا صحرا کی سیر کر رہا تھا اسد کو جو دیکھا ساحرۂ جنّی سے کہا کہ اسے اُٹھا لا ساحرۂ جنّی اسد کو پکڑ کر
اوپر قیطولوں کے لیگیا اسد کی جو آنکھ کھلی اپنے تئیں سامنے نمرود شاہ کے پایا اور فرخ شہسوار اور
القاش کو بھی وہاں بیٹھے دیکھا اسد پکارا او گبر نابکار ایک تو تو نے میرے قیدی کو منگوا لیا دوسرے اب مجھکو بھی
اپنے پاس طلب کیا یہ کہکر تلوار کھینچکر اُٹھے نمرود نے جلد اپنے نقاب منھ سے اُٹھا دی اور پکارا ای جوان برمن نگر
برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا اسد کی نگاہ جو اُسکے تاج پر پڑی بے اختیار مبتلاے سحر ہو کر سجدے میں جھک گیا اور کہا
کہ تو خداوند برحق ہے میں آجتک تجھے بھولا ہوا تھا اب پہچانا یہ کہکر اسد رونے لگا نمرود شاہ نے نقاب منھ پر
ڈال لی اور اسد کو بہت سی تسلی و تشفی دی اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا رفتہ رفتہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ فرخ شہسوار
اور اسد شیر دل اور القاش خون آشام یہ تینوں نمرود پرست ہو گئے لقا کو یہ سنکر کمال رشک
ہوا اور ہاتھ مل مل کر کہنے لگا کہ مجھکو تمنا رہگئی کہ آجتک مجھکو کسی خدا پرست نے سجدہ نہ کیا لیکن حمزہ
صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خدا خیر کرے یہ عجیب سحر اس کافر کا ہے یہاں نمرود شاہ نے فرخ و اسد
سے کہا کہ تم جاؤ اور حمزہ کو سمجھا کر لاؤ کہ مجھے سجدہ کرے اسد نے کہا کہ یا خداوند یہ کام عمرو کا ہے اگر وہ آئے اور
آپ کو سجدہ کرے تو بیشک حمزہ کو بھی بہر طور لا کر سجدہ کروائے نمرود نے کہا ہم ابھی عمرو کو بھی بلواتے ہیں
یہ کہکر ساحرۂ جنّی سے کہا تو جا کر عمرو کو اُٹھا لا اُسنے اسد سے صورت عمرو دریافت کی اور روانہ ہوا یہاں
ڈیڑھ پہر دن چڑھے دربار برخاست ہوا اور عمرو اپنے خیمے کو چلا کہ ایک پنجہ کمر میں اُسکی پڑا اور اُٹھا کر لیچلا
عمرو ہر چند چلایا کہ ارے تو نے دھوکا کھایا مجھے اور کسی کے شبہے سے لیے جاتا ہے کچھ آواز آئی ابتداءً ہوا پر ہو کے
آنکھیں عمرو کی بند ہو گئیں بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا اپنے تئیں سامنے تخت نمرود شاہ کے پایا
اور دیکھا کہ فرخ شہسوار قلندر اور اسد شیر دل اور القاش خون آشام سامنے نمرود شاہ کے دست بستہ
بیٹھے ہوئے ہیں عمرو نے جھک کر نمرود شاہ کو سلام کیا نمرود شاہ نے اسد سے پوچھا یہی عمرو ہے اسد نے کہا
کہ یا خداوند یہی عمرو ہے نمرود شاہ پکارا ای عمرو میں نے تجھکو اسواسطے بلایا ہے کہ پہلے تو مجھے سجدہ کر پھر حمزہ کو سمجھا کر
لا اور مجھے سجدہ کروا عمرو نے کہا یا خداوند مدت سے حضور کا مشتاق تھا نہایت قدمبوسی کا شوق تھا
آج آرزو دلی میری بر آئی یا خداوند میں لاکھوں روپے کا قرضدار ہوں نمرود نے کہا ہم تیرا قرضہ
ادا کر دینگے پھر نمرود شاہ نے پچاس کشتیاں زر و جواہر کی منگوا کر عمرو کو دیں عمرو نے وہ سب مال نذر زنبیل کیا

اور دو انگلیوں کی محراب بنا کر اُس کافر خاسر کو سجدہ ظاہری کیا اور دل میں کہا کہ اے پروردگار عالم تو شاہد رہیو کہ میں تجکو سجدہ کرتا ہوں یہ مسخرہ کافر انہاں ہے لائق سجدہ تو ہی ہے نمرود شاہ عمرو سے بہت خوش ہوا اور اُسے خلعت بہت بھاری منگوا کر دیا کرسی پہ بٹھایا جام شراب گردش میں آیا نمرود شاہ نے کہا اے عمرو تو اب جا کر حمزہ کو سمجھا کہ وہ بھی مجھے اگر سجدہ کرے عمرو بولا یا خداوند آپ کیوں گھبراتے ہیں یہ میرا ذمہ ہے میں حمزہ کو مع سرداران نامی و گرامی کے جا کر لے آؤنگا اور آپکو سجدہ کروا دونگا نمرود نے کہا تو اب تجھے لشکر حمزہ میں بھیجوا دون عمرو نے عرض کیا کہ ابھی خداوند کو میں نے اچھی طرح دیکھا نہیں جب دل میرا دیدار خداوند سے سیر ہو جائیگا تو جاؤنگا دوسرے یہ کہ خداوند نے میرے کمال و ہنر ابھی نہیں ملاحظہ فرمائے ہیں نمرود شاہ چپ ہو رہا اسد بن کرب غازی نے کہا یا خداوند خواجہ عمرو کو علم موسیقی میں ایسا دخل ہے کہ اپنا ثانی نہیں رکھتے ہیں نمرود شاہ نے کہا اے عمرو تم بڑے صاحب کمال ہو کچھ گا کر بجا کر اپنا ہنر دکھاؤ عمرو نے کہا میں موجود ہوں پھر جتنے سازندے وہاں حاضر تھے اُن سے اشارہ کیا کہ تم ساز ملاؤ میرے ساتھ ہی رہو کسی تان میں مجھسے جدا نہ ہو جانا سبھوں نے کہا حضور کیا مجال پھر سب ساز ملانے لگے عمرو نے بانسری کمر سے نکالی اور ایک چیز پھر کتی ہوئی گنگنائی کہ اُسی گنگنانے سے سب کے دل بیچین ہو گئے غرض کہ سازندوں نے ساز ملا کر چھیڑا اور عمرو بانسری بجا کر یہ غزل گانے لگا غزل

کوئی جانے تو کیا جانے وہ یکتا ہے ہزاروں میں	ستمگاروں میں ہے عیاروں میں دلداروں میں یاروں میں
کسی کا دل تو کیا شیشہ نہ توڑا بادہ خواروں میں	یہ توبہ توڑ کر کیوں جا ملی پرہیزگاروں میں	کہاں ہے دخت رز اے محتسب ہم بادہ خواروں میں
نہ ڈر سے وہ کافر جا چھپی پرہیزگاروں میں	ملیگا بعد میرے پھر تجھے ... قدرداں اسکو	قیامت تک نہ ملیگا بخت تیرہ سوگواروں میں
ہوا گرم عنان جب عشق و صبر و تاب و عقل و دین	دل بیتاب بھی آخر ہوا باغیوں سواروں میں	اس شعر پر نمرود شاہ نے بہت تعریف کی

اور کہا پھر اس شعر کو کہنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے حسب فرمائش نمرود شاہ مردود اسکے پھر اس شعر کو خوب لمبا لمبا کے اس طرح گایا کہ نمرود شاہ اور بھی بیچین ہو گیا اور خواجہ عمرو کی بہت تعریفیں کرنے لگا اور کہنے لگا کہ خواجہ عمرو اس شعر کو پھر کہو خواجہ عمرو نے سہ بارہ پھر اسی شعر کو اس انداز سے گایا کہ نمرود شاہ خود رفتہ ہو گیا پھر اسی شعر کو گوایا یہان تک کہ سو مرتبہ اسی شعر کو خواجہ عمرو سے کہلوایا اور نمرود شاہ خوب اُچھلا کودا بہت خوش ہوا تمام حاضرین مست ہو گئے نمرود شاہ ایسا اُس وقت خوش اور راضی خواجہ عمرو سے ہوا کہ بہت سا مال و زر دیا رات کئی وقت بعد کھانا کھانے کے نمرود شاہ نے پھر خواجہ عمرو سے کہا اے خواجہ ہم بہت مشتاق ہیں تمہارے گانے کے خواجہ عمرو نے عرض کیا یا خداوند میں موجود ہوں سازندوں سے خواجہ عمرو نے اشارہ کیا وہ سب ساز ملا کر چھیڑنے لگے خواجہ عمرو نے نے کمر سے نکالی اور گنگنانے نمرود شاہ نے کہا اے عمرو اُسی غزل کے باقیات اشعار گاؤ عمرو نے وہی غزل جہاں سے اُس وقت چھوڑی تھی شروع کی اور بانسری بجا کر گانے لگا اشعار

نہ تشویش سر روز جزا تکرار ہوتی ہے	لگا رکھا ہے ہمکو بھی کسی نے جانثاروں میں
دکھا دینگے صف محشر میں ہم کتنے نکلتے ہیں	جو پوچھا اُسنے کوئی ہے مرا امیدواروں میں	حقیقت برق کی کیا ہے مگر اُس سے بھی ڈرتے ہیں
سنا ... بیٹھا تم بیقراروں میں	خدا کے سامنے قسمیں کھانا دیکھنا ڈرنا	کہیں تو آپ ٹھہرا دیا ہے اعتباروں میں
انھیں ہو تو ان کے آنے سے تو سمجھا نے کی عظمت ہے	قدم تو شیخ نے تشریف لائے بادہ خواروں میں	تری برق تجلی گر ٹھہر جاتی تو کیسا ہوتا
کرا ... ہوں امیدواروں میں	وہ کترا کر چلے میں ... سے حضرت زاہد	بڑا گھر مرشد میں ... قدر لالا انکو یاروں میں

یہ غزل جو عمرو نے بجا کر گائی تمام صحبت محو ہو کر بہت بنگئی اور نمرود شاہ کا یہ حال ہوا کہ مست ہو کر بیخود ہو گیا جب ہوش آیا

بہت خوش ہوا اور عمرو کو بہت سا زر وجواہر دیا اس عرصہ میں قریب دو پہر رات کے پہونچی عمرو نے کہا یا خداوند
میں ساقی گری خوب کرتا ہوں یہ بھی میں نے کمال حاصل کیا ہے منہ سے گاتا جاتا ہوں ہاتھ سے ساز بجاتا ہوں پاؤں سے
ناچتا ہوں پھر ہاتھ سے جام شراب بھی بھر کر پلاتا ہوں ایک ہی دورے میں یہ سب کام کرتا ہوں نمرود نے کہا واہ وا
یہ کمال تم نے خوب حاصل کیا ہے دیکھوں تو سہی عمرو نے کہا کہ میخانہ میرے حوالے ہو جائے تا کہ کوئی محرم نہ رہے
اسی وقت نمرود نے داروغہ میخانہ کو بلا کر حکم دیا کہ میخانہ عمرو کے سپرد کرو عمرو نے تمام میخانہ دیکھا
اور سب سامان میخواری کا درست کیا اور بیہوشی ملا کر تمام مٹکوں کو شراب تقسیم کر دی اور بہت تحفہ شراب
گلابیوں میں بھر کر صحبت میں لایا پہلے جام زرنگار بادۂ گلرنگ کا نمرود شاہ کو لبریز کر کے دیا پھر زیور شاہ کو
ایک جام شراب بھر کر دیا پھر تمام صحبت والوں کو ایک سرے سے ایک ایک جام شراب بھر بھر کر دیا سب بلا نوش چڑھا
گئے ایک ایک سردار ذی ہوش اور ایک ایک ساحر بانوش عجیب و غریب حرکتیں کرنے لگا یہاں تک کہ نمرود شاہ
خود ناچنے کو اٹھا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے تمام صحبت کا مال و اسباب اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور سب کی صورتیں
انواع و اقسام کی بدل کر بنائیں اور نمرود کی ڈاڑھی تمام مونڈی اور ایک طرف کی مونچھ مقراض سے اڑا دی
اور دوسری مونچھ میں ایک رقعہ لکھ کر باندھ دیا مضمون خلاصہ اس رقعہ میں یہ تحریر تھا اے نمرود دشمن رب ودود
اگر خراج ڈاڑھی کا ماہ بماہ نہیں بھیجے جائیگا تو ڈاڑھی تیرے منہ پر جمیگی نہیں تو مونچھیں منڈ جایا کرینگی پھر عمرو نے
و اون کو رو سیاہ کیا اور رقعہ نمرود کی جانب سے اس مضمون کا لکھا کہ اے ساحرہ جنی تو جلد عمرو کو
لیجا کر لشکر اسلام میں پہونچا دے اور اس نوشتہ پر مہر نمرود کی ثبت کر کے پہر رات رہے ساحرہ جنی
کے پاس گیا اور نوشتہ از جانب نمرود مردود ساحرہ جنی کو دیا ساحرہ جنی اٹھا اور اسی وقت عمرو کو
اپنی پشت پر سوار کر کے لشکر اسلام میں پہونچا آیا یہاں حمزہ صاحبقران زمان خواجہ عمرو کیواسطے کمال
افسوس میں تھے کہ ناگاہ عمرو دوسرے دن صبح کو آیا آداب شاہی بجا لایا اور تمام کیفیت نمرود مردود کے
وہاں کی صاحبقران سے بیان کی اور کہا کہ اب میں پوشیدہ ہوتا ہوں نہیں تو اگر ابکی گرفتار ہو کر جاؤنگا تو نمرود
پھر زندہ نہ چھوڑیگا ادھر کا حال سنیے کہ صبح کو جو نمرود کو ہوش آیا اور اپنا حال خراب دیکھا اور رقعہ پڑھ کر
مضمون سے آگاہ ہوا کہا کہ عمرو بلا کا ہر شکل بار سیاہ بہت تاؤ پیچ کھایا اور غصہ ہو کر کہا بلاؤ ساحرۂ جنی کو جب
ساحرۂ جنی حاضر ہوا نمرود نے کہا عمرو کہاں ہے ساحرۂ جنی نے رقعہ مہری نمرود کو دکھا دیا اور عرض کیا
بموجب اس رقعہ کے میں عمرو کو اپنی پشت پر سوار کر کے لشکر اسلام میں پہونچا آیا یہ سنکر نمرود مردود
نہایت برہم ہوا اور کہا میں نے یہ رقعہ نہیں لکھا تھا جلد عمرو کو گرفتار کر لا اگر وہ نہ آئیگا تو تجھے خاک سیاہ
کر دونگا ساحرۂ جنی یہ عتاب نمرود شاہ دیکھکر کانپتا ہوا عمرو کی تلاش میں چلا بعد ساحرہ کے جانے کے نمرود
مردود نے حال اپنا اپنے کنبیل وسعین دیو افلاک سے بیان کیا تو دیو افلاک بہت بڑا ساحر زبردست تھا
اسنے کہا کہ آپ طبل قہاری بجوائیے کل خدا پرستوں کے لشکر پر اسقدر مار و تقریب برساؤنگا کہ سب کا
کام تمام ہو جائیگا کل ایک خدا پرست زندہ نہ بچیگا نمرود دشمن رب ودود بہت خوش ہوا اور زیور شاہ سے
کہا کہ طبل قہاری بجواؤ کل ہم تمام خدا پرستوں کا نام نہ رکھیں زیور شاہ نے فیلتولوں سے نیچے اتر کر حکم دیا
کہ طبل قہاری بجے بموجب حکم زیور شاہ طبل قہاری لشکر نمرود میں بجنے لگا ایک شور و غل برپا ہوا
کہ کل خدا پرستوں پر غضب خداوند نمرود شاہ نازل ہوگا ادھر کا مسئلہ یہ خبر سنکر خدمت بادشاہ اسلام میں

اور دعا و ثنا بجا لا کے عرض کیا کہ لشکر نمرود شاہ میں طبل قہاری بجا ہے اور ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ کل لشکر اسلام پر غضب
خداوند نمرود شاہ نازل ہوگا اور مار و عقرب آسمان سے برسینگے صاحبقران نے فرمایا کہ خدا سے ما
بزرگ است ہمارے یہاں بھی لشکر اسلام میں طبل بجے حسب الحکم امیر با توقیر طبل سکندری پر چوب پڑی
اُدھر لشکر لقا میں بھی خبر پہونچی بختیارک نے کہا کہ ساحر نمرود شاہ کے شریک ہیں وہ سحر سے
مار و عقرب برسائینگے حمزہ اسم اعظم سے اُنھیں رد کر دینگے کچھ بھی نہوگا خیر ہم بھی تماشا دیکھینگے کہ کل کیا ہوتا ہے
غرض کہ رات بھر لشکر کفار میں جلسہ عیش و عشرت رہا لشکر اسلام میں تمام شب نمازیں اور تضرع و زاری
رہی اور دعائیں کر کر کے بسر کی صبح کو حمزہ صاحبقران زمان اور تمام سرداران عالیشان دیکھ رہے
تھے کہ ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر کوہ کیطرف سے اُٹھا ہزارہا بجلیاں کوندنے لگیں اور آواز گڑگڑاہٹ
اور گڑگڑاہٹ کی اُس ابر میں سے بلند ہوئی یہاں تک کہ وہ ابر تمام لشکر اسلام پر محیط ہوگیا اور کچھ ترشح شروع
ہوئی اور بجاے اولوں کے مار و عقرب برسنے لگے اور جسکو وہ کاٹتے تھے پانی ہوکر وہ شخص بہ جاتا تھا ادھم
میں تلاطم لشکر اسلام میں پڑ گیا عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے حمزہ صاحبقران کے پاس کھڑا ہوا تھا آواز دی
ای حمزہ اسم اعظم کیوں نہیں پڑھتا یہ کارخانہ سحر کا ہے صاحبقران نے اُسی وقت اسم اعظم پڑھ پڑھ کر
جو دم کرنا شروع کیا مار و عقرب برسنا موقوف ہوگئے پھر بار دگر اسم اعظم جو پڑھ کر دم کیا تو وہ ابر بھی
غائب ہوگیا نقارۂ شادمانی لشکر اسلام میں بجے دیو افلاک جادو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ سحر بالکل رد ہوگیا
جا کر نمرود شاہ سے کہا کہ یا خداوند حمزہ بہت بڑا ساحر زبردست ہے کہ میرا سحر رد کر دیا مگر میں اب کچھ اور تدبیر
کرونگا آپ گھبراے نہیں سب خدا پرستوں کا کام تمام ہوا چاہتا ہے یہ خبر لقا سے بے بقا کو بھی ہوئی کہ ابر غضب
نمرود جو لشکر خدا پرستان پر محیط ہوا تھا طرفۃ العین میں برطرف ہوگیا اگرچہ لوگ بھی لشکر حمزہ کا ضایع ہوے ہیں لقا نے
کہا نمرود شاہ دروغ گو ہے اُس سے کیا ہوسکیگا میں سب خدا پرستوں کو غارت کرونگا یا قوت شاہ سے
کہا کہ تم طبل جنگ بجواؤ کل سوا قدرت ہمارا پیدا ہوگا اور خدا پرستوں کا استیصال کریگا یا قوت شاہ
اُسی وقت قسطولون کے نیچے آیا اور اپنی بارگاہ میں گیا اور طبل جنگ کا حکم دیا لشکر کفار میں طبل جنگ بجنے لگا
ہرکاروں نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچائی اُدھر بھی نقارۂ رزمی بجا اُدھر نمرود کے لشکر میں بھی کوس حربی
پر چوب پڑی رات بھر تینوں لشکروں میں جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینوں لشکر معرکہ کارزار میں صف آرا ہوے
جسوقت صفیں آراستہ ہوچکیں اور نقیب نہیب دے کر چلے گئے دیکھا کہ پلنگ کوہ کیطرف سے ایک سا
نقابدار سفید پوش بصد جوش و خروش نہایت قد آور پیدا ہوا اور میدان میں آکر مبارز طلب کیا
بختیارک سمجھ گیا یہ خداوند لقا سے باختری ہے شہزادہ بدیع الزمان بصد عظمت و شان گھوڑا چمکا کر مقابلے کو
آے نقابدار پہلے تو تکا و ردن ہوا بعد اُسکے سخن ہوا کہ ای بدیع الزمان بہتر یہ ہے کہ لقا کو سجدہ کر نہیں تو
مارا جائیگا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا تو یہ کیا جھک مارتا ہے میں لقا پر لعنت کرتا ہوں یہ سنکر نقابدار
برہم ہوا اور نیزہ مارا بدیع الزمان نے چند طعن میں نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا نقابدار نے غضبناک ہوکر تلوار
کھینچی اور بڑھ کے وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کر کے وار تلوار کا نقابدار کا
روکا اور جھلملا کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا نقابدار کی سپر کو قلم کر کے تیغہ سر پر آیا تا دو ابرو اُتر گیا نقابدار نے
دستانہ مارا تیغہ جھنجھنا کر نکل گیا زخم کاری سر پر لگا سر سے خون کا دریا جاری ہوا نقابدار نے زخم سر کو خوب کس کر باندھ

اتفاق کار سیارہ عیار نے شہزادۂ خاور سیارہ قاسم عالیجاہ سے جاکر کہا کہ یہ نقابدار خود لقا ہے بے لقا ہے
شہزادۂ بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا قاسم نے دلمین کہا کہ مجھسے اور اُس کشتی گیر سے
شرط ہے کہ جو لقا کو مارے وہ دنگل رستم لے پس اگر لقا ہے بدست بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا گیا
تو وہ بیشک دنگل رستم پہ قبضہ کریگا یہ خیال کرکے مرکب کو اُڑایا اور نقابدار کے پاس آکر للکارا او نقابدار
حریف تیرا مین ہون اور بڑھ کر تلوار کا ہاتھ مارا نقابدار نے سپر پہ تلوار کو روکا مگر تلوار سپر کو کاٹ کر
سر پر پڑی کہ خم سر جو پارہ ہوگیا نقابدار نے سر پیچھے کو ہٹا لیا تلوار سر نقابدار سے نکل کر گردن مرکب پر
پڑی سر مرکب کا جدا ہوگیا مرکب مع نقابدار زمین پر گر عیار جو نقابدار کے ہمراہ تھا آگے بڑھ کر اُٹھا لیا
اور دوسرے مرکب پہ سوار کیا اور میدان جنگ سے لیگیا شہزادہ بدیع الزمان نے قاسم سے کہا
او درکار چشم مین تو نقابدار سے لڑ رہا تھا تو کیون آ یا قطع نظر اسکے یہ کون سی بہادری ہے کہ زخمی کو تو نے
مارا قاسم نے جواب دیا کہ او کشتی گیر تجھے کیا اسمین تیرا کیا ضرر ہوا ایک ہاتھ تلوار کا تو نے مارا ایک مین نے مارا
تو عبث مزاحمت کرتا ہے بدیع الزمان نے کہا اسکا عوض مین تجھسے لونگا یہ کہکر تلوار علم کی قاسم نے بھی
تیغ کو تولا بدیع الزمان نے جھپٹ کر ہاتھ مارا قاسم نے رد کر دیا قاسم نے تلوار ماری بدیع الزمان
نے خالی دی غرض کہ قاسم و بدیع الزمان مین تلوار چلنے لگی یہانتک کہ ایک ہاتھ تلوار کا قاسم پر پڑا قاسم
زخمی ہوئے بدیع الزمان بھی قاسم کے ہاتھ سے مجروح ہوئے علم شاہ قاسم کی حمایت کو آئے ہاشم شمعزن
بدیع الزمان کی کمک کو پہونچے ادھر لندھور بن سعدان آئے اور مالک اژدر سے تکرار ہونے لگی
پھر تو دست راستی ایک طرف تھے اور دست چپی ایک جانب تھے اُسطرف امیہ و سیارہ مین مباحثہ
ہوا نصف عیار ایک طرف نصف عیار دوسری سمت ہوئے قریب تھا کہ بڑا کشت و خون ہو تمام لشکر
اسلام مین ہلچل پڑگئی بادشاہ اسلام ہر چند سمجھاتے ہین اور منع کرتے ہین کہ صاحبو آپس مین کیون لڑتے ہو
کٹے جاتے ہو یہ معرکہ اچھا نہین ہے اسکا انجام برا ہوگا لشکر کفار مین سخت ہنسی ہوگی مگر کوئی بادشاہ اسلام کی
سنتا نہین اور یہان اُسروز حمزۂ صاحبقران زمان بسبب درد سر کے میدان جنگ مین آئے نہ تھے
عمرو نے دوڑ کر امیر با توقیر کو خبر دی کہ قاسم اور بدیع الزمان سے تلوار چل رہی ہے سرداران دست راستی
ایک طرف ہین اور دست چپی ایک جانب کو ہین ایسا نہو کہ کشت و خون آپس مین ہو جائے جلدی تشریف
لیچلیے نہین تو آپسمین لڑکر مر جاینگے یہ خبر سنتے ہی امیر با توقیر بتعجیل تمام مرکب پر سوار ہوکر میدان جنگ مین گئے
دیکھا کہ قاسم اور بدیع الزمان دونون زخمی ہین تلوار چل رہی ہے حمزۂ صاحبقران نے وہین سے دونون
کو للکارا کہ کیا کرتے ہو تلوارین روک لو خبردار اب نہ ہاتھ لگانا بموجب صدائے امیر با توقیر دونون
شہزادونے ہاتھ روک لیے صاحبقران نے آکر دونون کو علیحدہ کیا لشکر مین لائے پھر تو دست
راستی اور دست چپی باہم مل گئے صلح ہوگئی معانقے کیے گلے ملے ایک کو ایک سے پرخاش نہ تھی امیر با توقیر
شہزادۂ بدیع الزمان اور شہزادۂ قاسم کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے عمرو سے پوچھا کہ کسبات پر
تکرار ہوئی عمرو نے سب حال مفصل بیان کیا صاحبقران نے بدیع الزمان سے کہا کہ تم تو سلیم الطبع تھے
کیون قاسم سے اُلجھے اور قاسم تو ہمیشہ سے آتش خو شعلہ مزاج ہے اُسکو مین کیا سمجھاؤن تمکو کچھ لحاظ و پاس
میرا بھی نہ آیا عجب نالائق ہوا امیر با توقیر نے جو شہزادۂ بدیع الزمان کو یہ کلمات سخت کہے

بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا بارگاہ سے چپکے اٹھ کے چلے آئے اور اپنے خیمے میں داخل ہوئے پہلے
جراح کو بلا کر زخموں میں ٹانکے دلوائے پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھوائی پھر فقیرانہ لباس زیب جسم کر کے چلے اور ملتمس ابدال
قلندر کے تکیے پر آ بیٹھے شعر کج روی پر ہی اگر ہے فلک آٹھوں پہر ہائے جوان دل بادشاہی سے گدائی خوب ہے اب جو جب
روایات راویان اخبار مصیبت خیز و ناقلان حکایت دفتر ماتم انگیز کے تحریر کیا جاتا ہے کہ جب حمزہ صاحبقران زمان نے
القاش کو زیر کیا تھا اسوقت کربہ نادی اور فضیل بن کیا ہو رہے تھے اور آشام کہ لقا بدا سے رنجیدہ ہوئے
شریک لقا بد اختر پوش تھے دونوں اگر صاحبقران کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو سکتا اور
حال شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا بیان کیا تھا اور لشکر اسلام میں رہتے تھے اب جو بدیع الزمان
آزردہ خاطر ہو کر چلے گئے فضیل بن کیا ہو رہے صاحبقران سے کہا کہ اے شہریار آپ نے ناحق شہزادہ بدیع الزمان کو
خفا ہوئے شہزادے کا کچھ قصور نہ تھا صاحبقران کو کمال غصہ طاری ہوا اسی غیظ و غضب میں فرمایا کہ کیا ہوا اگر
تم بھی بدیع الزمان کے ہوتے ہو تو تم بھی اسی وقت میرے دربار سے چلے جاؤ اب دم بھر نہ ٹھہرو تمکو ہمارے
حضور میں کیا دخل ہے فضیل بن کیا ہو رہے اور آشام بھی لشکر سے نکل کر پاس شہزادہ بدیع الزمان کے فقیر بنکر
جا بیٹھا ہاشم شیرافگن اور شہزادہ خواں یکہ دلی بھی لشکر اسلام سے نکل کر شریک بدیع الزمان ہوئے آخر کار یہ
رفتہ رفتہ چند سرداران دستہ راست لشکر سے جدا ہو کر شریک بدیع الزمان ہوئے یہ خبر لقا کو ہوئی
کہ بدیع الزمان ملتمس ابدال کے تکیہ پر فقیر ہو کر بیٹھا ہے گرو ہرد سے کہا کہ تو جا کر ہمارے پاس لے آ گرو ہرد
گیا اور بدیع الزمان سے آ کر کہا کہ خداوند لقا نے آپ کو بلایا ہے شہزادہ بدیع الزمان بصورت قلندرانہ
فقیری [illegible] ہمراہ ہو کے ساتھ گرد ہرد کے چلے جب سامنے لقا کے پہنچے آگے سلام کیا لقا نے
کہا کہ [illegible] تجھے کمال عزت اور آبرو سے رکھونگا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ بالفعل میں تارک دنیا ہوں
جب آپ [illegible] سے فیصلہ کر لینگے اسوقت سمجھ لیا جائیگا لقا نے کہا کیا مضائقہ ہے مجھکو منظور ہے کہکر شہزادہ
بدیع الزمان کو خلعت فاخرہ دیا اور باعزاز و اکرام رخصت کیا شہزادہ بدیع الزمان پھر اسی طرح بہیئت
فقیری قلندر بنکر تکیہ پر آ بیٹھے اب اس قصہ کو یہیں چھوڑ کے دیتے ہیں

دو کلمے داستان حیرت نشان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا دو سے چار آبگینے
نکوہش آج کل ہے بس ساقیا
طلسمات کا شیر سے فتح ہونا
نشہ کی نہ ساقی ذرا انجھو
سحر کا بھی [illegible] دل کھلے

کہو دیتے ہیں جان اپنی حسینوں
ارے تو بھی ہر گو دکھن ساقیا
پر آشوب صحرا کا سیاح ہونا
مجھے تو وہی جام مجھ دیکھو
کبھی تو ذرا لطف صحبت ملے

عجب بخت رزنے ہی باندھا طلسم
مرا اور تیرا آج ہی سامنا
طلسمی اگر تیرا میخانہ ہے
دکھا مجھکو جلسہ تجھے ہے پرستان کا

ہوا کام گر یاں کسی کا نہ اسم
قدم معرکے سے نہ پیچھے ہٹا
مرا نام مفتوح مستانہ ہے
سماں جسمیں ہے سب پرستان کا

اشعار

تو از سر در گہ یا نہ آئی بصد خوبی و رعنائی

درسے باشد کہ از رحمت بہر و خلق بکشائی
دیگر اشعار فارسی در صنعت
می دہم [illegible]
عشق [illegible]

ملامت گو سے بے حاصل ایج از دست بستانی
می برم صد آرزو در ہر دم زہر دو سے او
پیرہن را از گریبان تا بہ دامن می درم
بنگرم گر بر دو سے آں مہ بدیہ سازم خویش را

درآں معرض کہ چوں یوسف جمال از پردہ بکشائی
[illegible] اگر [illegible] می برم
[illegible] یاران عشق او
خویش را سازم فدا گر ہیں بردیش بنگرم

از کرم خود دل مرا خالی مکن از عشق خود | عشق خود چون روح در قالب بداری از کرم | بیت نگارندہ معنی دلپذیر و نوشتۂ

این داستان بے نظیر و فتاحان طلسم ہستی سفامین رنگین و طلسم کشایان ترجمہ عبارات خوش آئین کلید نحن زنگار زنگ سے قفل ذہن قلب کو بجودت ذہن و طبع آرائی یون کھولتے ہین کہ شاہزادہ والا اقتدار نور الدہر با اطوار بن بلیع الزمان عالیوقار بصد عز و افتخار سپاہان کارزار مین التہاش خون آشام سے لڑ رہا تھا اور زور کشتی کا ہو رہا تھا اور پیچ سے پیچ لگے ہوئے تھے یکایک ایک پنجہ آسمان سے گرا اور شہزادہ نور الدہر کو اٹھا لیگیا کرہ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہوگئے تھے بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا اپنے تئین بسلاسل غل و زنجیر مین پایا دیکھا ایک دیو نہایت طویل تخت پر متمکن ہے اور گرد اُسکے بہت سے دیوان سرکش بیٹھے ہین شاہزادہ نور الدہر نے بطریق اسلام سلام کیا وہ دیو کہ جو تخت پر بیٹھا ہے نام اُسکا دیو قہقہہ ہے جسیبہی ہو نہایت برہم اور پر غضب ہوا اور للکار کر کہا کہ او بیرہ کو جانب سلیمان تیرے دادا نے کہ سے باپ میرا مارا گیا اور اور تیرے باپ نے بیٹون کو میرے قتل کیا مین نے تجکو اسواسطے پکڑ بلوایا کہ اُنکے خونکا تجھسے عوض لونگا اب اگر تو خداوند ابلیس کو سجدہ کرے تو مین تیری جان بخشی کردونگا ورنہ تجھے قتل کرونگا شاہزادہ نور الدہر نے جواب دیا کہ مین ابلیس پر تلبیس پر لعنت کرتا ہون اور تجھے تو نے غفلت مین پکڑ بلوایا ہی اگر اسوقت قید نہوتا تو اس کلام ناکام کا تجھے مزہ چکھا دیتا تجھسے زیادہ نامرد کوئی نہو گا کہ مجبور کرکے زور کلام دکھاتا ہی دیو قہقہہ یہ بات سنکر اور زیادہ غضبناک ہوا کہا کہ بلاؤ جلاد کو اسے قتل کرے فوراً جلاد بے بنیاد حاضر ہوا دیو قہقہہ نے حکم کیا کہ لیجاؤ اسکو اور ابھی قتل کرو جلاد بحکم دیو قہقہہ زنجیر پکڑکر شاہزادہ نور الدہر کو لے چلا اب شاہزادہ نور الدہر کو یقین مرگ ہوگیا مایوس ہوئے چہرہ اُتر گیا بلبل روح قفس جسم مین پھڑکنے لگا بیقرار ہو کر جانب پروردگار دل کو رجوع کیا اور بدرگاہ قاضی الحاجات یہ دعا کرنے لگے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز وقت بیکسی و مجبوری مین سوا تیرے کون معین و مددگار ہی تو ستار و غفار ہی ای رب جلیل اس عبد ذلیل کو پنجۂ قضائے مبرم سے بچالے نظم

بگذار چنین ذلیل و خوارم
نمانے رہم بجانب خویشم
خواست زدہ ام زکردۂ خویش
نومید مکن مرا الٰہی

ای مرہم زخم دل دلفگاران
اندازہ کرم برآر کارم
درماندی سعیست اسیرم
وز شرم سرم فگندہ در پیش
بردار ز مطرح بلا کم

دی چارۂ کار خستہ کاران
سرگشتہ مکن مرا ازین بیش
بگذار کہ کشتہ ام بہ پیرم
چو آمدہ ام بہ عذر خواہی
بگذار بسیار خون و ظلم

ادھر تیر دعا سے شہزادہ نور الدہر ہدف مراد پر ابھی نہ پہونچا تھا اُدھر جلاد بد نہاد نے قطع پر بٹھا کر گلے پر خنجر کو کھینچا اور تیغۂ خونخوار میان سے نکالا اب منتظر حکم اخیر دیو قہقہہ ہے جسکی ہی قضا کا دیو اعتکاف کہ وزیر ہو دیو قہقہہ کا اُسنے دست بستہ عرض کیا ای شاہ دیوان میری عقل کے نزدیک ابھی اُسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی بہتر ہے اسکو قید رکھیے پھر سمجھ بوجھ کے قتل کیا جائیگا اب کیا ہمارے قبضہ سے جا سکتا ہی دیو قہقہہ نے کہا خیر تجکو اختیار ہی جہان تیرا جی چاہے وہان اسکو لیجا کر قید کر دیو اعتکاف نے جلاد کو حکم کیا کہ اس مجرم کو پھیر لاؤ جلاد قتل شاہزادہ سے باز رہا اور دیو اعتکاف نے نور الدہر کو فوراً ایک سیلچاکی مین بھیجدیا اور دیو عفراب کو اُسکی پاسبانی کے واسطے مقرر کیا اور کئی دیو دیوزاد اسکے ماتحت کر دیے نور الدہر مضطر و نالان حیران و پریشان اُس قید مین رہتے تھے اور ہر وقت

دعا پروردگار سے اپنی رہائی کی کرتے تھے ایک دن ملکہ قریشیہ سلطان تخت پر سوار مع چند دیو کے
اُدھر سے گذری دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا مسلسل بغل و زنجیر خاک پر بیٹھا ہی گر چہرہ مثل آفتاب عالمتاب کے
درخشان ہی نہایت اسکو صدمہ ہوا پھر بسر رحم آکر دیوون سے کہا کہ تم مین سے دو دیو اسکے پاس جائین اور
حال اسکا دریافت کرین کہ یہ کس فلک خوبی کا بدر کامل ہی اور کس آسمان حسن و جمال کا خورشید تابان ہی
دیو گئے اور جاکر پاسبانون سے دریافت کیا اُنھون نے کہا یہ قیدی ہی شاہ دیوان قاف قہقہہ
سہ چشمی کا اور ہم کچھ نہین جانتے ہین اُن دیوون نے آکر قریشیہ سلطان سے یہی بیان کیا قریشیہ سلطان
نے کہا خیر اسکا حال خود اس سے دریافت کر لینگے دو دیوون سے کہا کہ مین آگے چلتی ہون تم اسکو
جاکے اُٹھا لاؤ قریشیہ سلطان تو اُدھر روانہ ہوئی اور دیو ادھر نور الدہر کے اُٹھانے کو آئے
نور الدہر غمدیدہ با چشم پر آب قید مین بیٹھے تھے دیو موکل نگہبانی کر رہے ہین کہ ذرا آنکھ موکلون کی
چوکی یکایک آسمان سے پنجہ گرا اور شاہزادہ نور الدہر ہین بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا شاہزادہ
کرہ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہوگیا یہ دیو خوف سے دیو موکلان مجرم کے نور الدہر کو لیکر بھاگے راہ مین تھک گئے
ایک کوہ پر شاہزادہ نور الدہر کو اُتار دیا اور آپ نیچے کوہ کے اُترکر مصروف سیر صحرا ئے سبزہ زار
ہوئے یہان دیو موکلان نے قیدی کو نہ پایا چار طرف تلاش کیا کہین پتا نہ لگا آپسمین کہا کہ وہ جو دیو
پوچھنے کو آئے تھے وہی اس قیدی کو اُٹھا لیگئے ہین ابھی راہ مین ہونگے دور نہ گئے ہونگے چلو چلکر اُس
قیدی کو چھین لائین یہ صلاح کرکے چند دیو جو پاسبان نور الدہر تھے روانہ ہوئے آتے آتے دیکھا
کہ ایک صحرا ئے سبزہ زار مین وہی دیو ٹہل رہے ہین وہین سے للکار کر اُترے اور اُن دیوون سے
لڑائی ہونے لگی انجام کار یہ دو دیو تھے وہ دیو پاسبان بہت سے تھے اُنھون نے ان دونون دیوون
کو مار ڈالا مگر کہین قیدی کو نہ پایا تمام صحرا مین تلاش کیا پتا نہ لگا خیال کیا کہ یہ دیو ہمسے لڑنے لگے اور کوئی
انہین سے قیدی کو لے بھاگا مجبور ونا چار وہ دیو پھر آئے اور دیو غراب سے کیفیت سب بیان
کی اور دیو غراب نے جاکر دیو اعتکاف کو خبر دی کہ کوئی دیو قیدی کو اُٹھا لیگیا دیو اعتکاف
وزیر دیو قہقہہ کو سنکر تاسف ہوا کہ شکار پنجہ سے نکل گیا دیکھیے دیو قہقہہ کیا کرتا ہی ادھر کا حال سنیے کہ جب کہ
دیوون مین لڑائی ہوا کی نور الدہر اُسی کوہ پر بیہوش پڑے رہے بڑی دیر کے بعد ہوش جو آیا
اپنے تئین ایک کوہ پر تنہا پایا اتنی دیر مین دیوان قہقہہ اُن دونون دیوون کو مار کر چلے گئے یہان
شاہزادہ نور الدہر حیران ہی کہ مین یونہین مسلسل یہان کیونکر آگیا اُسی وقت قید آہن کو توڑا اور
نیچے پہاڑ کے اُترے دیکھا کہ خون کا دریا جاری ہی اور دو دیو قتل کیے ہوئے پڑے ہین خیال مین گذرا
کہ یہی مجکو اُٹھا لائے ہین وہ جو پاسبان تھے تعاقب مین آئے ہونگے اُن سے لڑائی ہوئی یہ دونون
مارے گئے خیر خس کم جہان پاک گوشت خر دندان سگ تجھکو کیا ہوگا یہ سوچ کر آگے بڑھے ہر چند
وہ صحرا ئے سبزہ زار تھا ہر طرف سے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی آتی تھی نکہت گل خود رو مشام کو بساتی
تھی شگفتگی صحرا سے دل باغ باغ ہوا جاتا تھا طائران خوش الحان کا چہکنا اچھا معلوم ہوتا تھا
مگر راہ سے نابلد تھے دو قدم چلکر ٹھہر جاتے تھے دلمین کہتے تھے کدھر جائین کس سے دریافت
کرین کہ یہ کونسا صحرا ہی یہان سے کسی شہر کا بھی راستہ ہی غرض کہ اسی طرح شاہزادہ نور الدہر چوتھین دن کال چاک

نہ کوئی بستی نظر آئی نہ کوئی شہر ملا سوا اسے سنسان میدان یا آسمان و زمین کے آدم زاد کا پتا نہیں کہیں کہیں کچھ جانور ہوتے پرواز کرتے مل گئے نہ دانے سے کام نہ پانی سے آشنا بھوکے پیاسے چلے جاتے ہیں چوتھے روز کچھ درخت سامنے دکھائی دیے اور چند آدمیوں کی آواز آنے لگی شاہزادہ نور الدہر اُسی طرف کو چلا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک تکیہ ہے اُسپر ایک فقیر مرد پیر نورانی صورت سفید ڈاڑھی بال سر کے بڑے بڑے تہمد گیردی باندھے دوشاخہ چوب شجر پر تکیہ کیے ہوئے یاد اللہ کی دم بدم کرتا ہے اور چند مرید گرد اُسکے بیٹھے ہوے حق حق کرتے ہیں شاہزادہ نور الدہر نے پاس آکر صدا دی شاہ صاحب اللہ اللہ ہے یہ کہکے اُس فقیر کے بیٹھ گیا اُس مرد فقیر نے از سر تا پا شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا اور پوچھا بابا کدھر سے تیرا آنا ہوا نور الدہر نے کہا مصیبت کا مارا افلاک کا ستایا خانمان برباد ہوں آپ نام نامی اسم گرامی کیا ہے اُس فقیر نے کہا مجکو افضال قلندر کہتے ہیں نور الدہر نے کہا شاہ صاحب پہلے کچھ کھلوایے کہ ہوش و حواس درست ہوں چار پانچ روز کا بھوکا ہوں نہ کچھ کھایا ہے نہ پانی پیا ہے افضال قلندر نے کہا کہ بابا کیوں مضطر ہوتا ہے پروردگار عالم رزاق مطلق ہے جا وہ سامنے درخت ہے اُسکا ایک پتا کھٹک کے مُنہ لگا دینا اُسمیں سے شیر شیریں پیدا ہوگا جسقدر چاہے پی لینا اور ہم سب بھی وہی پیتے ہیں وہ روزی رسان برحق سیر و سیراب کر دیتا ہے دنیا کی ہمہ نعمتوں کا مزہ حاصل ہوتا ہے شاہزادہ نور الدہر اُس درخت کے پاس گیا بموجب ارشاد فیض بنیاد فقیر خوش تقریر دودھ پی کر خوب سیر و سیراب ہوا شکر خدا کیا پھر افضال قلندر کے پاس آیا اور سب لباس اُتار ڈالا فقیری کا اختیار کیا اور افضال قلندر کے پاس رہنے لگا افضال قلندر کو نور الدہر سے کمال محبت ہو گئی اور بڑی خاطر مدارات سے پیش آتا تھا اور بہت دل سے عزیز رکھتا تھا بعد چند روز کے افضال قلندر نے کہا اے عزیز قریب یہاں سے قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام ہے وہاں آج جلسہ ہے تمام پرستان جمع ہونگا تم بھی میرے ہمراہ تماشا دیکھنے چلنا عجب کیفیت کا جلسہ ہوتا ہے قابل دیکھنے کے یہ صحبت عشرت ہے اور اہتمام و انتظام یہاں کی صحبت کا بہت قرینہ کے ساتھ ہوتا ہے کہ مالک قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام رحیم جنی بھائی عبد الرحمن جنی کا ہے جو ملکہ قریشیہ سلطان کے یہاں ہے اور بہن ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران زمان کی ملکہ سلیمان پری ناظمہ قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام ہے نور الدہر نے یہ سنکر کہا شاہ صاحب ہیں ضرور آپ کے ہمراہ چلونگا اور تماشا اُس جلسے کا دیکھونگا غرض کہ شام کے وقت افضال قلندر نور الدہر کو ساتھ لیکر جلسہ قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام میں چلے تھوڑی رات گئے اُس جلسے میں پہونچے نور الدہر نے دیکھا کہ تمام پرستان جمع ہے ایک پری حسین نازنین شکیل جمیل صورتیں آفتاب و مہتاب کے مانند سب بیٹھیں ہیں گرد پریزادان مہوش ہیں ہزارہا دیو طویل القامت کھڑے ہیں روشنی بے انتہا ہے کوسوں تک چراغان ہے فرش زرنگار بچھا ہوا ہے چہار طرف مردنگیاں اور کنول بلوریں روشن ہیں جام شراب گلرنگ کا دور ہے عیش و عشرت کا طور ہے ناچ ہو رہا ہے نئی نئی تانیں اُڑ رہی ہیں بیچمیں سب کے مسند جواہر نگار پر ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ سلیمان پری اور ملکہ غلمان پری جلوہ افروز بزم عشرت ہیں بصد ناز و حسن و ادا بیٹھی ہوئی ناچ دیکھتی ہیں افضال قلندر کو جو آتے دیکھا بصد عزت و تکریم بلا کر بٹھایا شاہزادہ نور الدہر بلباس فقیری ساتھ تھے برابر افضال قلندر کے بیٹھے تمام پریاں شکل و شمائل و حسن

نور الدہر کو دیکھکر دنگ ہوگئین ایک ایک سے کہتی تھی کہ شاہ صاحب کا مرید تو بہت حسین وخوبصورت ہی
اس لباس فقیری مین بھی جلوہ شاہانہ چہرے سے ہویدا ہی نہین معلوم یہ کون ہی اور کس کا صاحبزادہ ہی غرض کہ بیٹھی ہوئی
ناچ دیکھرہی ہین کہ ایک پیزاد نے آکر ملکہ قریشیہ سلطان سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملکہ جواہر پری
دختر نیک اختر ملکہ آسمان پری کہ بہت علیل تھین اسوقت انکی طبیعت زیادہ بے لطف ہوگئی دانت بیٹھ گئے
غش آگیا بیہوش پڑی ہین نبضین ساقط ہین دریاے مرض جوش پر ہی گرد سب کھڑے ہوے رو رہے ہین
آپ ذرا تشریف لے چلیے ملاحظہ تو کیجیے یہ سنکے ملکہ قریشیہ سلطان اور آسمان پری و سلیمان پری و غلمان
پری یہ سب آبدیدہ ہوکر اٹھ کھڑی ہوئین تمام صحبت درہم وبرہم ہوگئی ملکہ قریشیہ سلطان نے افضال قلندر کیطرف
دیکھکے کہا شاہ صاحب خوب ہوا کہ اسوقت آپ یہان تشریف فرما ہین ذرا چلکر ملکہ جواہر پری کو دیکھیے
کہ کیا ماجرا ہی ایک زمانہ بعید سے یہ بیمار ہی اور کسی طرح اسکو صحت نہین ہوتی اب عارضہ بہت طول پر ہی چنانچہ
اس جلسہ مین وہ بھی آئی ہوئی ہی اسوقت اسکا بہت حال دگرگون ہوگیا ہی یہ سنکے افضال قلندر ہمراہ لے کر
نور الدہر کو ساتھ ملکہ قریشیہ سلطان کے چلے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ عقد نور الدہر کا بعہد طفولیت
ساتھ اسی جواہر پری کے ہوچکا ہی جو بیمار ہی اور یہ عقد عبد الرحمن جنی نے پڑھا تھا اور کاغذ تحریری بقلم
عبد الرحمن لکھا ہوا بازو سے شاہزادہ نور الدہر پر بندھا ہوا ہی اور نور الدہر نے زبانی اپنی والدہ ماجدہ ملکہ
گوہر ملک کے بھی اکثر سنا تھا کہ عقد میرا ملکہ جواہر پری دختر نیک اختر آسمان پری کے ساتھ ہوچکا ہی اب جو نور الدہر نے
اسوقت نام ملکہ جواہر پری سنا دلمین کہا ای نور الدہر یہ وہی نازنین ہی جسکے ساتھ تمھارا عقد ہوا انتخاب کشتی
طوفانی تمھاری ساحل مراد پر پہونچی غرض کہ ملکہ قریشیہ سلطان وغیرہ افضال قلندر کو ہمراہ لیے ہوے
بالین ملکہ جواہر پری پر پہونچی اور کہا شاہ صاحب ملاحظہ کیجیے شاہ صاحب بیٹھ گئے اور زائچہ کرنے لگے چونکہ
افضال قلندر صاحب کمال فقیر ہی اور علم رمل وغیرہ مین نہایت دخل ہی ادھر شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان کی جو نگاہ جمال بیمثال ملکہ جواہر پری پر پڑی دل سے فریفتہ و شیفتہ ہوگئے چاہتے تھے کہ
پروردگار عالم کوئی سامان ایسا ظہور مین لاے کہ اس معشوقہ عدیم المثال کی ہم آغوشی ہو کہ یکایک افضال قلندر نے
بعد غور کرنے زائچہ وغیرہ کے سر اٹھایا اور فرمایا ای ملکہ قریشیہ سلطان یہ ابھی اچھی ہوئی جاتی ہی ساعت
اسکی صحت کی آپہونچی یہ جو صاحبزادہ میرے ساتھ آیا ہی یہ اسکا مسیحا ہی اور صدا سے کلام اسکی مریض عشق کے
واسطے شربت شفا ہی ایک دم بھر کیواسطے ان دونون کو تخلیہ مین کرادو ابھی ابھی اسکو صحت کلی ہی کیونکہ جسکا عقد
بعہد طفولیت مین جواہر پری کے ساتھ ہوا اور عبد الرحمن جنی نے عقد پڑھا وہ یہی لڑکا ہی اور نام اسکا دریافت
کرو کہ شاہزادہ نور الدہر ہوگا یہ سنکر ملکہ قریشیہ سلطان پہلے متعجب ہوئی پھر بہت خوش ہوئی اور اسی وقت
تخلیہ کردیا اور نور الدہر سے کہا ای مسیحا سے درد فراق ای دواے مرض اشتیاق جا جیسے اور اپنے بیمار محبت کو
جلد اچھا کیجیے شاہزادہ نور الدہر بالین پر ملکہ جواہر پری کی آیا اور لخلخہ زلف عنبر اپنا اس مریض الفت کو
سنگھایا فورا جواہر پری کو ہوش آیا آنکھین کھولدین کہا تو کون ہی نور الدہر نے کہا تمھارا مسیحا ہون نام میرا
نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار ہی یہ سنتے ہی جان تازہ تن بیجان مین آگئی گویا آب تازہ نہال خشک مین
پہونچ گیا غنچہ دل شگفتہ ہوا گل رخسار پر اسی وقت تازگی آگئی اٹھ بیٹھی دونون عاشق و معشوق گردنون
مین بانہین ڈال کر خوب ہمکنار ہوے نور الدہر بوسہ لب و دندان لینے لگے غرض کہ بعد تھوڑی دیر کے

ملکہ جواہر پری نے خواص خاص کو آواز دی سب پریزادین خوشی خوشی آئین ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ
آسمان پری دوڑکے لپٹ گئین اور سب بلائین لینے لگین ایک شادی تازہ ہوگئی صحبت ہشتن آراستہ کی گئی
دورہ جام شراب کا ہوا ناچ ہونے لگا کہ یکایک ایک تراقہ آسمان پر ہوا سب پریزادان و دیوان جانب
آسمان سر اوٹھاکر دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ ایک دیو شکل مہیب بدہیئت عجیب سیاہ رنگ طویل قد شاخین دراز
مانند شجر کوہ بلند کے آیا دیوون نے بڑھکے روکنے کا قصد کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا آنے دو
ذرا دیکھون تو یہ کونسا دیو ہی اور کہان سے آیا ہی اور کیا اسکا مطلب ہی جب وہ دیو قریب آیا
ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا کہ تو کون ہی اور یہ کہان سے آیا ہی اور تیرا کیا مطلب ہی اس دیو نے کہا
کہ نام میرا دیو فلک ہی اور دیو قہقہہ سہ چشمی نے مجھکو بھیجا ہی کہ نبیرۂ حمزہ قید مین سے نکل گیا جہان ملے
پکڑ لاؤ مجھکو تم لوگون سے کچھ غرض نہین ہی نبیرۂ حمزہ کو لیجاؤنگا فقط اسی سے کام ہی یہ سنکے شہزادہ نور الدہر
بصد خشم و قہر للکارا کہ او دیو ہرزہ فلک ناسعید کیا مجال تیری جو مجھکو لیجاسکے یہ سنکے دیو فلک نے دار شمشاد
اٹھائی ملکہ قریشیہ سلطان اپنے دیوون سے اشارہ کرکے بڑھی کہ اسکو مارے تو افضال قلندر
نے منع کیا کہ تم کوئی اس دیو سے نہ لڑو شاہزادہ نور الدہر خود اس سے سمجھ لیگا ادھر شاہزادے نے بھی کہا
کہ آپ کوئی صاحب تکلیف نہ فرمائین مین ابھی اسکو مارے لیتا ہون اب یہ تھوڑی دیر سے ہاتھ سے بچکے کہان
جائیگا آپ دیکھیے مین اسکا ابھی سر کچلتا ہون ادھر دیو فلک ناہنجار نے دار شمشاد شاہزادۂ نور الدہر
پر ماری شاہزادۂ نور الدہر دونون ٹانگون کے بیچ مین اس دیو کے ہوگیا وہ دار شمشاد خالی آکر زمین پر پڑی
گئی ہاتھ زمین مین دھنس گئی اور دار شمشاد کی جھونک مین دیو فلک بھی جھک گیا شاخین اسکی زمین مین
گڑ گئین نور الدہر پھر نکل کر آگے آئے اور دونون ہاتھون سے دونون شاخین پکڑ کے بل دیا اور بزور
و قوت جھٹکا مارا کہ دونون شاخین دیو فلک کی جڑ سے اکھڑ آئین دیو فلک سیدھا نہ ہونے پایا تھا
کہ شاہزادے نے وہی شاخین اسکو کھینچ مارین کہ دیو فلک زخمی ہوا اور قصد بھاگنے کا کیا نور الدہر نے
جست کرکے ہاتھ اسکی گردن مین ڈال کے کھینچا آخر کار دیو فلک بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی سب پریزاد و دیوان
ملکہ قریشیہ سلطان و افضال وغیرہ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین اور قوت صاحبقرانی کا امتحان
ہو رہا ہی پہر بھر کامل دیو فلک سے کشتی ہوئی انجام کار شاہزادۂ نور الدہر نے لنگر دیو فلک کا توڑا
دیو فلک گھبرا گیا چیخنے لگا یہان نور الدہر نے اسکو اٹھا کے چرخ دیا اور نعرۂ اللہ اکبر کرکے جو زمین پر مارا
گویا پہاڑ پھٹ کر گرا دم بھر مین تڑپ تڑپ کر مر گیا صدا تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ قریشیہ سلطان نے
دوڑ کر گلے سے لگا لیا پیار کیا اور کہا کہ تمھین قہرالبحرین یابانی مین دیو قہقہہ سہ چشمی کے یہان قید تھے
مین نے اپنے دو دیوون سے تمکو اٹھوا منگایا تھا اب معلوم ہوا کہ ان دونون میرے دیوون کو دیو قہقہہ
ملعون کے دیوون نے مار ڈالا شاہزادۂ نور الدہر نے اول سے آخر تک ساری حقیقت بیان کی ملکہ
آسمان پری ایسی خوش ہوئی کہ گرد پھرنے لگی ملکہ جواہر پری نے بسبب شرم و لحاظ اپنے بزرگون کے
اشارے سے نور الدہر کی بلائین لین اور ہاتھ پھیلا دیے کہ آؤ گلے لگ جاؤ پروردگار نے ہماری دعا
کو قبول کیا کہ تم اس بلا سے محفوظ رہے جان بچگئی شاہزادے نے بھی اشارے سے جواب دیا صبر کرو صبر کرو
عنقریب ہی کہ دورہ جام شراب وصال ہوا اور بوس و کنار علی الاتصال ہوا بہادری و شجاعت اور

زور و طاقت جو شاہزادہ نور الدہر کی دیکھی تمام دیو تھر تھر رعب و جلال نبیرہ حمزہ صاحبقران سے کانپنے
لگے ملکہ قریشیہ سلطان و ملکہ آسمان پری وغیرہ دیکھکر دنگ ہو گئین پھر ملکہ قریشیہ سلطان نے پوچھا کہ ای شاہزادے
تمھارا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی اور کس خاندان عالی سے ہو شاہزادے نے کہا کہ میرا نام نور الدہر ہی مین نبیرہ حمزہ صاحبقران
زمان زلزلہ قاف کوچک سلیمان ہون اور فرزند جگربند سر فتنۂ باختر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کا ہون ملکہ قریشیہ سلطان
نے اُسی وقت تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان نامور منگا کر جو چہرۂ خورشید جمال نور الدہر سے مطابق کی سر مو
فرق نہ تھا خوش ہو کے ملکہ آسمان پری سے کہا کہ صاحبو خوش ہو خدا نے گھر بیٹھے گوہر مراد بھیج دیا اب مبارک ہو
داماد کو آج ہی یہین سے سامان برات مہیا کر کے پردۂ قاف مین لیچلو یہ سنکے سامان برات کا ہونے لگا تمام پریزادان
ماہ لقا جمع ہوے شاہزادہ نور الدہر کو حمام کرایا پوشاک بدلوائی طرہ بدھی پہنا کر سہرا باندھا ملکہ جواہر پری کو
عروس بنایا جوڑا شہانہ پہنایا گہنا پھولون کا زیب جسم کیا سہرہ باندھ کے تخت عروسی پر دونون کو سوار کیا
گیا تمام دیوزاد اور پریزاد شاد شاد بصد انداز باہم عجب کر و فر سے برات لے کر پردۂ قاف کیطرف چلے
ایک تخت ملکہ قریشیہ سلطان کا اور ایک تخت پر سلیمان پری ایک تخت پہ غلمان پری اور ایک پر
آسمان پری اسی طرح سب پریزاد علیحدہ علیحدہ تخت پر بیٹھے ہوے برات شاہزادہ نور الدہر و ملکہ
جواہر پری کی لیے جاتے ہین راہ مین ایک پہاڑ ملا جب اُس کوہ کے قریب برات پہونچی قضاے کار ملک
مکلل خان مالک طلسم گوہر بار سلیمانی براے سیر کوہ پر آیا تھا کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک برات پریزادان
باہوش لیے جاتے ہین اور آگے پیچھے بہت سے تخت پریون کے دیو لیے چلے آتے ہین مجمع کثیر ہی ہزارون کی
بھیڑ ہی فوراً مکلل خان نے چراغ جمشیدی روشن کیا اور ہاتھ بلند کر کے روشنی چراغ کی تمام برات کو دکھائی
جیسے ہی عکس چراغ کی روشنی کا پڑا فوراً سب کے سب بیہوش ہو گئے مکلل خان قریب اُنکے آیا
دولھا دولھن کو اور ملکہ قریشیہ سلطان اور آسمان پری کو گرفتار کر کے لیگیا اور تمام برات
کو چھوڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے جب سب کی آنکھین کھلین ہوشیار ہوے بیہوشی دور ہوئی دیکھا نہ تو
دولھا دولھن ہین اور نہ ملکہ آسمان پری اور نہ ملکہ قریشیہ سلطان ہین سب کے سب مایوس ہو کر
آہ و زاری کرتے ہوے بصد رنج و الم پردۂ قاف کیطرف چلے ادھر کا حال سنیے کہ مکلل خان جو نور الدہر
و ملکہ جواہر پری وغیرہ کو گرفتار کر کے لایا غل و زنجیر مین قید کر کے زندانخانے مین بھیجدیا جب نور الدہر
وغیرہ ہوشیار ہوے اُسنے اپنے سامنے بلوا لیا پوچھا کہ کیا نام تیرا ہی شاہزادے نے فرمایا میرا نام نور الدہر
ہی مین نبیرہ صاحبقران فرزند بدیع الزمان ہون مکلل خان نے کہا تو ہی طلسم کشا ہی خوب اسوقت ہاتھ آگیا
کل تجھکو قتل کرونگا یہ پریان کون کون ہین نور الدہر نے کہا ملکہ جواہر پری جو میرے تخت پر بیٹھی تھی اُسکے
ساتھ میری شادی ہوئی ہی اور وہ ملکہ قریشیہ سلطان ہی اور یہ ملکہ آسمان پری ہی ہمان جواہر پری
کی مکلل خان نے کہا سب کو کل قتل کرونگا یہ کہکر پھر شاہزادہ نور الدہر کو زندانخانے مین بھیجدیا اجرومس جنی
کہ بیٹا مکلل خان کا ہی اُسکو خبر ہوئی کہ نبیرہ حمزہ اور کچھ پریزادون کو مکلل خان نے گرفتار کر کے
بغل و زنجیر کر کے زندانخانے مین قید کیا ہی یہ سنکے اجرومس جنی مشتاق دید گرفتاران زندانخانے
مین آیا دیکھا کہ ایک نبیرہ حمزہ اور تین پریان قید ہین جیسے ہی نگاہ اجرومس جنی کی جمال چہرۂ بیمثال
نور الدہر پر پڑی بے اختیار عاشق ہو گیا اور دلمین محبت نور الدہر کی پیدا ہوئی دلمین کہا کہ افسوس

آوازدی سب پریزادین خوشی خوشی آئین ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری دوڑکے لپٹ گئین اور سب بلائین
لینے لگین ایک شادی تازہ ہوئی صحبت جشن آراستہ کی گئی دور جام شراب ہوا ناچ ہونے لگا کہ یکایک ایک تراقہ
آسمان پہ ہوا سب پریزادان و دیوان جانب آسمان سر اُٹھا کر دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ ایک دیو شکل مہیب و ہیبت
عجیب سیاہ رنگ طویل قد شاخین دراز مانند شجر کوہ بلند کے آیا دیوون نے بڑھکے روکنے کا قصد کیا ملکہ قریشیہ
سلطان نے کہا آنے دو ہم روکو دیکھون تو کہ یہ کونسا دیو ہے اور کہان سے آیا ہے اور کیا اسکا مطلب ہے جب دیو
قریب آیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا اور کیا تیرا مطلب ہے اُس دیو نے کہا کہ نام
میرا دیو فلک ہے اور دیو قہقہہ سنگین نے مجکو بھیجا ہے کہ نبیرہ حمزہ قید مین سے نکل گیا ہے جہان ملے پکڑ لاؤ مجکو تم
لوگون سے کچھ غرض نہین ہے مین نبیرہ حمزہ کو لیجاؤنگا فقط اسی سے کام ہے یہ سنکے شہزادہ نور الدہر بقصد جنگ و پیکار
کہ اوہ دیو مرید و ناپاک نا سعید کیا مجال تیری جو مجکو تو لیجاسے یہ سنکے دیو فلک نے وار شمشاد اُٹھایا لیکن ملکہ قریشیہ
سلطان اپنے دیوون سے اشارہ کرکے بڑھی کہ اسکو مار لیون افضال قلندر نے منع کیا کہ تم کوئی اس سے
دیو سے شاہزادہ نور الدہر آپ خود سمجھ لیگا اودھر شاہزادہ نے بھی کہا کہ آپ کوئی صاحب تکلیف نہ فرمائیے مین
ابھی اسکو مارے لیتا ہون اب یہ ہو ذی میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا آپ دیکھیے مین اسکا ابھی سر
کچلتا ہون اودھر دیو فلک نا ہنجار نے وار شمشاد شہزادہ نور الدہر پر مارا نور الدہر دونون ٹانگون کے بیچ مین
اُس دیو کے ہو گیا وہ وار شمشاد خالی اکر زمین پر پڑا اور کئی ہاتھ زمین مین دھنس گئی اور وار شمشاد کی
جھونک مین دیو فلک بھی جھک گیا کہ شاخین اُسکی زمین مین گڑ گئین نور الدہر پھرتی سے نکل کر آگے آئے
اور دونون ہاتھون سے شاخین پکڑ کے بل دیا اور بزور قوت جھٹکا مارا کہ دونون شاخین دیو فلک کی
جڑ سے اُکھڑ آئین دیو فلک سپید ہا سنونے پایا تھا کہ شاہزادے نے وہی شاخین اُسکو کھینچ مارین گردیو فلک
زخمی ہوا اور قصد بھاگنے کا کیا کہ نور الدہر نے تعجیل کرکے ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالکے کھینچا آخر کار دیو فلک
بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی سب پریزاد و دیوان قریشیہ سلطان و افضال وغیرہ کھڑے تماشا دیکھ رہے
تھے اور قوت صاحبقرانی کا امتحان ہو رہا ہے پہر چار گھڑی دیو فلک سے کشتی ہوئی انجام کو شاہزادہ نور الدہر نے
لنگر دیو فلک کا توڑا دیو فلک گھبرا گیا کھینچنے لگا یہان نور الدہر نے اسکو زمین سے اُٹھا کر چرخ دیا اور نعرہ
اللہ اکبر کرکے چونہ مین سے مارا گویا پہاڑ پھٹ کر گرا دم بھر مین تڑپ تڑپ کر مر گیا صدا سے تحسین و آفرین بلند
ہوئی ملکہ قریشیہ سلطان نے دوڑ کے گلے سے لگا لیا پیار کیا اور کہا کہ یقین تھا کہ بجزین سلیمانی دیو قہقہہ سنگین
نے یہان قید سے مین نے اپنے دونون دیوون سے تمکو اُٹھا منگایا تھا اب معلوم ہوا کہ میرے ان دونون
دیوون کو دیو قہقہہ ملعون کے دیو نے مارا الا شاہزادہ نور الدہر نے اول سے آخر تک ساری حقیقت بیان
کی ملکہ آسمان پری ایسی خوش ہوئی کہ گرد پھرنے لگی ملکہ جواہر پری نے بسبب شرم و لحاظ اپنے بزرگون کے
اشارے سے نور الدہر کی بلائین لین اور ہاتھ پھیلا دیئے کہ آؤ گلے سے لگ جاؤ پروردگار نے
ہماری دعا کو قبول کیا کہ اس بلا سے محفوظ رہے اور جان بچ گئی شاہزادہ نے بھی اشارے سے
جواب دیا صبر کرو صبر کرو عنقریب ہے کہ دور جام شراب وصال ہو اور بوس و کنار علی الاتصال ہو ہماوری
شجاعت اور زور و طاقت شاہزادہ نور الدہر کی دیکھکر تمام دیو کانپ گئے رعب و جلال نبیرۂ حمزہ سے
کانپنے لگے ملکہ قریشیہ سلطان و ملکہ آسمان پری وغیرہ دیکھکر دنگ ہو گئین ملکہ قریشیہ سلطان نے

پوچھا کہ اے شاہزادہ تمہارا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور کس خاندان عالی سے ہو شاہزادے نے کہا کہ نام نورالدہر ہے مین نبیرہ حمزہ صاحبقران زمان زلزلہ قاف کوچک سلیمان ہون اور فرزند جگر بند سرفتنہ باختر شاہزادہ بدیع الزمان نامور ہون ملکہ قریشہ سلطان نے اسی وقت تصویر نورالدہر بن بدیع الزمان نامور منگا کر جو چہرہ خورشید جمال نورالدہر سے مطابق کی سرمو فرق نہ تھا خوش ہو کے ملکہ آسمان پری نے کہا لو صاحبو خوش ہو خدا نے گھر بیٹھے گوہر مراد بھیج دیا اب مبارک ہو اما لو آج ہی یہین سے سامان برات مہیا کر کے انکو قاف مین لیچلو یہ سنکے سامان برات کا ہونے لگا تمام پریزادان ماہ لقا جمع ہوے شہزادہ نورالدہر کو حمام کرایا پوشاک بدلوائی طرہ بدھی پہنا کر سہرا باندھا ملکہ جواہر پری کو عروس بنایا جوڑا شہانا پہنا گہنا پھولون زیب جسم کیا سہرا باندھ کے تخت عروسی پر دولون کو سوار کیا گرد تمام دیوزاد اور پریزاد شاد شاد بصد ادب تمام بجب کر و فر سے برات لیکر پردۂ قاف کی طرف چلے ایک تخت پر ملکہ قریشہ سلطان اور ایک تخت پر سلیمان پری ایک تخت پر غلمان پری اور ایک تخت پر آسمان پری اسی طرح سب پریزاد علحدہ علحدہ تخت پر بیٹھے ہوئے برات شاہزادہ نورالدہر و ملکہ جواہر پری کی لیئے جاتے ہین راہ مین ایک پہاڑ ملا جب اس کوہ کے قریب برات پہونچی قضاے کار مالک گوہر شاہ مالک طلسم گوہر بار سلیمانی کہ برائے سیر کوہ آیا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک برات پریزادان با ہوش لیے جاتے ہین اور آگے پیچھے بہت سے تخت پریونکے دیو لیے جاتے ہین مجمع کثیر ہے ہزارو نکی بھیڑ ہے فوراً گوہر شاہ نے چراغ جمشیدی روشن کیا اور اٹھا کر ہاتھ بلند کر کے روشنی چراغ کی تمام برات کو دکھائی جیسے ہی عکس چراغون کی روشنی کا پڑا فوراً سبکے سب بیہوش ہو گئے گوہر شاہ قریب انکے آیا دولہا دلھن کو اور ملکہ قریشہ سلطان کو اور ملکہ آسمان پری کو گرفتار کر کے لے گیا اور تمام برات کو چھوڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے جب سبکی آنکھین کھلین ہوشیار ہوے بیہوشی دور ہوئی دیکھا کہ نہ تو دولہا دلھن ہین اور نہ ملکہ آسمان پری اور نہ قریشہ سلطان ہین سب کے سب مایوس ہو کر آہ و زاری کرتے ہوئے بصد رنج و الم پردۂ قاف کی طرف چلے اب ادھر کا حال سنیئے کہ گوہر شاہ جو نورالدہر و ملکہ جواہر پری وغیرہ کو گرفتار کر کے لایا غل و زنجیر مین قید کر کے زندان خانے مین بھیجدیا جب نورالدہر وغیرہ ہوشیار ہوئے اپنے سامنے بلوایا پوچھا کہ کیا نام تیرا شاہزادے نے فرمایا میرا نام نورالدہر ہے مین نبیرہ صاحبقران فرزند بدیع الزمان ہون گوہر ملک نے کہا تو ہی طلسم کشا ہے خوب اسوقت ہاتھ آگیا کل تجھکو قتل کر دونگا یہ پریان کون کون ہین نورالدہر نے کہا ملکہ جواہر پری جو میرے تخت پر بیٹھی ہے اسکے ساتھ میری شادی ہوئی اور وہ ملکہ قریشہ سلطان ہے اور یہ ملکہ آسمان پری مان جواہر پری کی ہے گوہر شاہ نے کہا سبکو کل قتل کر دونگا یہ کہکر پھر نورالدہر کو زندان خانے مین بھیجدیا اجرہ وس حبشی کہ بیٹا گوہر شاہ کا ہے اسکو خبر ہوئی کہ نبیرۂ حمزہ اور کچھ پری زاد انکو گوہر شاہ نے گرفتار کر کے غل و زنجیر زندان خانے مین قید کیا ہے یہ سنکے اجرہ وس حبشی مشتاق دید گرفتاران زندان خانے مین آیا دیکھا کہ ایک نبیرۂ حمزہ اور تین پریان قید ہین جس وقت نگاہ اجرہ وس حبشی کی جمال چہرہ بیمثال نورالدہر پر پڑی بے اختیار عاشق ہو گیا اور دل مین محبت نورالدہر کی پیدا ہوئی دل مین کہا کہ افسوس صد افسوس ایسا جوان رعنا مہر صورت ماہ پیکر حسین شکیل جمیل طرحدار شجاع جرار نامدار کل قتل ہو جائیگا اسکی رہائی کی کچھ کوشش کرنا چاہیے یہ سوچکر اپنی مان کے پاس آیا اور سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ اے والدہ مجکو نبیرۂ حمزہ کے قتل ہونے کا نہایت صدمہ ہے اور حبیب سے

مین نے اسکو دیکھا ہے اسوقت سے اُس سے محبت دلی مجکو ہوگئی ہے کوئی تدبیر ایسی بتایئے کہ وہ رہا ہو کر بچ جاسے مالان نے اسکی کہا اے اجردس تو کیون رنج کرتا ہے مین تجکو تدبیر بتا دیتی ہون تو چراغ جمشید جلا کر اپنے باپ کو بیہوش کرکے گرفتار کر اور ان سب قیدیونکو چھوڑ دے یہ سنکے اجردس جنی خوش ہوا اور اُسی وقت چراغ جمشیدی جلا کر جو گوہر شاہ پر عکس اُس چراغ کی روشنی کا ڈالا فوراً گوہر شاہ بیہوش ہوگیا اجردس جنی نے گوہر شاہ کو غل و زنجیر مین اسیر کیا اور شہزادہ نور الدہر وغیرہ کو رہا کردیا اور ہاتھ باندھ کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا اور عرض کیا اے شاہزادہ والا تبار نور الدہر نامدار مین حضور کا عاشق و شیدا ہون اور مثل غلام حلقہ بگوش کے مجکو تصور کیجیے آپ کی محبت سے مین نے اپنے باپ گوہر شاہ مالک طلسم گوہر بار کو قید کیا ہے کہ اُسنے آپکو گرفتار کیا تھا آپ اپنے میرے ساتھ ملاحظہ کیجیے یہ کہکے سب قیدیون کو ساتھ لیے ہوئے آیا اور گوہر شاہ کو ہوشیار کیا جب گوہر شاہ ہوشیار ہوا اجردس سے کہا کہ مجھے کیون تو نے گرفتار کیا اور نبیرۂ حمزہ کو کیون چھوڑ دیا اجردس جنی نے کہا آپکو اس جوان عالیشان خورشید رو سمن بو دلیر بہادر صاحب شان و شوکت عالی خاندان والا شان پر رحم نہ آیا کوئی ایسے شاہزادہ مانند مرتبت کو قید کرتا ہے اور قتل کرنے پر آمادہ ہوتا ہے گوہر شاہ نے کہا اے اجردس یہی طلسم کشا ہے طلسم گوہر بار کو مٹا دیگا شہر کو برباد کر دیگا تجکو مجکو قتل کرکے رواج دین اسلام کا دیگا اجردس جنی نے کہا اگر آپ اسکے ساتھ کوئی احسان کیجیے گا تو یہ بھی آپکے ساتھ برائی نہ کریگا یہ بڑا عالی خاندان صاحب عز و شان ہے احسان فراموش اور ہوتے ہین یہ ایسا نہ کریگا اور سوا اسکے بقول اللہ تعالے هل جزاء الاحسان الا الاحسان گوہر شاہ نے کہا اے اجردس نبیرۂ حمزہ سے تو عہد کرے کہ اگر تم طلسم نیرنگ کو فتح کرو تو تمکو چھوڑ دون اور دین اسلام قبول کرون شاہزادہ نور الدہر نامدار نے فرمایا کہ تو مجکو راستہ نیرنگ کا بتا دینا مین بافضال ایزدی دیرور دگار عالم طلسم نیرنگ کو فتح کرونگا یہ سنکر اجردس جنی نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ بھی اقرار کیجیے کہ بعد رہا ہو جانے کے شاہزادہ نور الدہر سے بدغا نہ پیش آؤنگا ورنہ مین ابھی آپکو قتل کرتا ہون اور نبیرۂ حمزہ کو چھوڑے دیتا ہون گوہر شاہ نے بہ قسم اقرار کیا کہ اگر نبیرۂ حمزہ طلسم نیرنگ فتح کریگا تو مین دغا سے نہ پیش آؤنگا اجردس جنی نے یہ سنکر گوہر شاہ کو رہا کیا اور صحبت عیش و عشرت برپا کی جام شراب گردش مین آیا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت سبکی کی تمام رات ناچ و راگ و رنگ مین بسر ہوئی صبح کو شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامور نے ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ جواہر پری کو رخصت کیا ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری نور الدہر کو گلے سے لگا کر رونے لگین اور دعائین دے کر کہتی تھین کہ پروردگار عالم تمکو بخیر و عافیت و بہ فتح و فیروزی ہمسے ملاے یہ کہکر رخصت ہوئین اور پردۂ قاف کی طرف بعجلت تمام روانہ ہوئین

اب دو سکھے داستان عجائب و حیرت نشان بیان ہوتی ہین کہ شہزادہ والا تبار نور الدہر عالی وقار بن بدیع الزمان نامدار بصد عز و افتخار طلسم نیرنگ کے فتح کرنے کو روانہ ہوئے ہین

ادھر آ تو اے ساقی بخیر
صدا قلقل مے کی ہو یون بلند
طلسم اسکو کر دن فتح یہ تاک ہے

کہ بیچارہ دل اب ورا اے خبر
چمکتا ہے جیسے طلسم سپند
کہ زندہ نہین یہ رند بیباک ہے

عطا کر کوئی جام اگر اور ہے
نہ خاکی سمجھ ساقیا میرا جسم
گلابی پلا پھول سی ساقیا

شراب طلسمات کا دور ہے
فقط عنصری کا ہے یہ طلسم
کہ ہو جام مینا دھر پڑ رہتا

ملا الم کا سامان نہ جا شاد کہا / عطا کر وہ مجکو مے لالہ فام
عجائب غرائب تماشا دکھا / کہ زاہد بھی ہو شیفتہ جائے تمام
بہار آگئی ساقی وہ دے جام زر / سحر جا چکے وہ مے پر بہار
کہ ہر غنچہ دل کو ہے سرور / کہ ہو دور گردون کی خونخوار

دیگر خوشتر ز عیش و صحبت و باغ و بہار چیست
کسرا وقوف نیست کہ انجام کار چیست
شد تہی شیشۂ عمر از مے ہستی و ہنوز
چیان نہ ماند چنین نیز ہم نخواہد ماند
اشعار قسمت سے ملگیا مجھے ساغر شراب کا
خضاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
ساغر پہ ساغر آج چڑھاینگے بزم مین
چڑھ جاتا ہے جو عکس رخ لاجواب کا

ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
دیگر فصل گل ہست و ہر ایانہ شرابی بزن دم
بزم فی گرم نشد سیخ کباب ہے نہ زن دم
دیگر ساقی نہ بو بادہ کہ افسر و زجام ما
چھینا ہے نجم بخت نے برج آفتاب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہین
ہر گز کرینگے خوف نہ روز حساب کا
بیت سخن سنج و غواص دریاے ہوش

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شناس
بر لب شیشۂ دل قطرۂ آبی بزن دم
شعر نہ نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
مطرب بگو کہ کام جہان شد بکام ما
اس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
ساغر مین دیکھ لیتے ہین خورشید کی ضیا
چنین ریخت گوہر بدامان گوش

رہروان طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل سخنان غرائب و غنا حاملان طلسم و سیاحان دشت پرہول فسانہ رنگین طلسم کشایان وادیہ پیمایان صحراے وحشت آگین اشہب خامۂ کلک جواہر سلک کو رہبر قرار دے کر بعد گردش اس راہ پر خطر الطلسم کو یون طے کرتے ہین کہ جب شاہزادہ عالی منزلت نور الدہر ذی مرتبت بن بدیع الزمان نے بعد صولت و شوکت ملکہ قرکیشیہ سلطان و ملکہ آسمان پری کو رخصت کیا اجروس جنی سے کہا ای برادر اب تم مجکو راستے سے طلسم نیرنگ کے لگا دو اور نشان راہ اس وحشت و صحرا کا بتا دو اجروس جنی ہمراہ رکاب سعادت انتساب شاہزادہ نور الدہر نامدار ہوا اور اس صحرا سے پر خطر تک آیا جہان سے ڈانڈا طلسم نیرنگ کا لگا ہوا تھا وہان ٹھیر کر اجروس جنی نے کہا ای شاہزادہ عالی وقار خدا حافظ و ناصر ہین یہان سے آگے نہین جا سکتا ہون آپ تشریف لیجاسیئے انشاء اللہ وقتاً فوقتاً یہ غلام بھی کہین نہ کہین مل جایا کریگا مگر حضور کے ہمراہ نہین رہ سکتا اجروس جنی قدمبوس ہو کر شاہزادے سے رخصت ہوا اور جانب صحراے پر آشوب مرکب کو اڑایا مثل باد صبا گھوڑا پھلاوہ صحراے وحشت انگیز وحشت بلاخیز کوسون تک سنسان نہ انسان نہ حیوان نہ کوئی درندہ نہ پرندہ نہ چرندہ نہ کوئی درخت سایہ دار دور تک چٹیل میدان تمازت مہر عروج پر دھوپ کری خاک گرم اڑتی ہوئی ذرۂ خاک صحرا و میدان دشت صورت سپند تپتے کو جلے جا بجا اڑتے ہوے پیاس کی پسینہ مین ازبس تاباغرق گھوڑا ہانپتا ہوا کف منہ سے جاری عرق جسم کے قطرے ٹپکتے ہوے مجبور و ناچار نور الدہر نامدار دو لہر طلسم کشائی مین چلے جاتے ہین ولی ہر کب تیز کر و مثل باد تند اڑاتے ہوے چلے رات ہو گئی ایک مقام پر گھوڑا روک لیا ٹھیر گئے خیال مین آیا کہ آج کی رات اسی جگہ مقام کیجیے صبح کو پھر کسی طرف کی راہ لیجیے یہ سوچ کے مرکب سے اتر پڑے زین پوش بچھا کر اسی میدان مین لیٹ رہے راہ کی مسافت اٹھائے ہوے تھکے ماندے سو گئے فوراً خواب ہوا عالم رویا مین دیکھا کہ ایک پیر مرد بعد عزت و توقیر تشریف لائے ہین اور سرہانے کھڑے ہوے ہین نور الدہر نے خواب مین سلام کو جھکا اس پیر مرد نے شاہزادہ کا سر سینہ سے لگایا اور پشت پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا ای شاہزادہ نور الدہر تو بڑا نصیبہ ور ہے کہ بخت رسا تجکو اس دشت و بیابان مین لایا انشاء اللہ مراد ولی کا میاب ہوگا اور طلسم نیرنگ کو تو فتح کریگا اور خزانہ طلسمی اور مال و اسباب تیرے ہاتھ آئیگا وہ دولت لازوال ملیگی کہ کسی بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہوئی ہوگی

اور ایک نازنین پری پیکر حور رخ ماہ جبین خور تمکین صاحب حسن و جمال کہ اپنا نظیر انسان و جن پری مین نہین رکھتی ہے
عاشق و شیدا اسکی ہو گی بعد فتح طلسم اسکا وہ مالک و مختار کرنا ہے شاہزادہ نورالدہر بہت ہوشیار و خبردار رہنا غفلت
کسی مقام پر نکرنا ایسا نہو کہ اسیر الفت ہو کے بہنگام صبح جانب مشرق روانہ ہو تین فرسنگ کے بعد ظہور طلسم ہوگا پھر اُس پیر مرد نے
ایک انگوٹھی مثل انگشتری سلیمانی کے وہ ہمہ صفت موصوف تھی عنایت کی اور فرمایا کہ اس انگوٹھی کا بہت احتیاط
اور نگہبانی کرنا یہ انگوٹھی ہر جگہ تمہارے کام آئے گی اسکی برکت سے کوہ سخت موم ہو جائے گا آتش و آب و ہوا
و خاک کا کام سب اسی سے متعلق ہے دریا مین کشتی ہو تشنگی اور ناریگی جگر کو بجھنے بھوک پیاس مین کام آوے جنگ و
جدال مین تیغ و سپر تھا سے دشمن کو زیر کرے بلا کو اسکے ڈر دیتے ہوئے جب کو طوفان سے نکالے اور دو اسم ہوا اسم
کندہ ہین ایک بعد رکیکہ مرتبہ پڑھنا ایک دفعہ پانچ بار پڑھنا ایک حباب پیدا ہوگا اور قریب تیرے لہراتا ہوا آئیگا تو
اس انگوٹھی کو منھ مین رکھ لینا اور داہنی طرف دیکھنا ایک سنگ سفید نظر آئیگا پھر پیچھے پھر کے نہ دیکھنا اُسکے پاس
ایک سنگ فیروزہ رنگ آئیگا اسپر بیٹھ کے روانہ ہونا ورنہ اس دریائے خونخوار مین تو ڈوب جائیگا غرضکہ وہ مرد پیر یہ سب
تدبیرین فہمائش کرکے غائب ہوگیا شاہزادہ نورالدہر صبح کو بیدار ہوا دیکھا کہ ہاتھ مین وہی انگوٹھی ہے شکر خدا
بجالایا اور زنبورش گھوڑے پر ڈالکے سوار ہوا اور جانب منزل مقصود روانہ ہوا آگے بڑھکر بموجب حکم پیر مرد
اسم پڑھا ایک بحر زخار جوش مارتا ہوا داہنی طرف دیکھا کہ ایک سنگ سفید ہوا اُسکی طرف چلے کہ اسکے پاس پانی مین
بہتا ہوا ایک سنگ فیروزی آیا اُسپر نورالدہر سوار ہوا وہ سنگ مثل کشتی آب روان پر چلا اور انگوٹھی کو شاہزادے
نے منھ مین رکھ لیا بھوک پیاس دفع ہوگئی ایک ہفتہ اُسی سنگ کشتی نما دریا مین چلے آٹھوین روز ایک گنبد
شکست نظر آیا اور کشتی بلورین اُس شکست گنبد سے پیدا ہوئی وہ بہتی ہوئی قریب شاہزادے نورالدہر
کے آئی اُسپر شاہزادہ نورالدہر سوار ہوا وہ کشتی بلورین موجزن ہوئی پانی مین بہتے بہتے ایک طرف کو روانہ
ہوئی دو ساعت مین پانچ سو فرسنگ وہ کشتی نکل گئی ناگہان تلاطم آب روان پیدا ہوا طوفان نظر آیا جیسا
ساحل سے سر ٹکرانے لگے موجین آب دم شمشیر ہوگئین اس طوفان مین ایک نہنگ آتشی پیدا ہوا اور وہ قریب
اُس کشتی بلورین کے آیا اور پے در پے دم کشی کی اور شعلۂ آتش منھ سے نکالے دریا مین آگ لگی پانی کھولنے
لگا حدت سے اُسکی شاہزادہ نورالدہر بیہوش ہوگیا وہ کشتی اُسی گرداب طوفان مین ڈگمگانے لگی

اب وہ لکھے داستان حیرت بیان پہونچنا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا صحرائے سقیمش نگار مین بیان کیے جاتے ہین

اُفتادگان صحرائے مصیبت و مصیبت زدگان بیابان صعوبت اس داستان وحشت بیان کو یون
زیر قلم جواہر رقم لاتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان حدت گرمی سے بیہوش ہوکے گر
پڑے نہین معلوم کشتی کہان جاتی ہے آپ کہان ہین مگر بعد چند ساعت کے جب ہوش آیا آنکھین کھولین نہ وہ دریا
نظر آیا نہ کشتی کو پایا اپنے تئین ایک صحرائے بیشو سواد مین پڑے دیکھا کہ تمام اس صحرا کا صفت نقش و نگار ہے
ہر برگ کاہ کا نقشین سا نگار معلوم ہوتا ہے اور ایسی اس صحرا مین چمک ہے کہ چشم خیرہ کر لیتی ہے ہر درخت
جواہر نگار ٹہنیان ہیرے کی پتے زمرد کے خوشہ ثمر لعل یاقوت کے نظر آتے ہین اور بعضے درخت
چاندی سونے کے ہین کہ پتے اُن مین میناکاری ہین اور لعل جڑاؤ کیے ہین اور قطرے شبنم کے اُن
پتون پر جو نصب کو گرے ہین گویا گوہر آبدار جڑے ہین ہوائے خوشنما چلی آتی ہے نسیم اٹھلاتی ہے

فزاے دلچسپ روح کو تازگی دیتی ہو طائر عجیب رنگ کے ہین کوئی سونے کا طائر ہو کوئی چاندی کا کوئی زمرد کا
ہو کوئی یاقوتی ہو شاخون پر بیٹھے چہک رہے ہین گل ہر رنگ کے جا بجا مہک رہے ہین غنچے مسکرا مسکرا کر چٹک
رہے ہین اُن درختون کے ہر برگ اور ہر شاخ سے آواز یہ آرہی ہو کہ افسوس صد افسوس گل نو دمیدہ
گلزار صاحبقران دمشر بوستان بدیع الزمان یعنی نور الدہر عالیشان کس خارستان بلا مین پھنسا آب
بہار جوانی پر اسکے خزان آجائیگی یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر کا دل ہلگیا پروردگار عالم کی طرف دل رجوع
کیا وہ وقت صبح صادق کا تھا توکل بخدا کرکے ایک طرف چل کھڑے ہوے مگر چہرہ اُوس عالم یاس
دل مین یاد پروردگار زبان پر حمد وثنائے کارساز مطلق ابھی چند قدم چلے تھے دیکھا کہ سامنے
ایک قلعہ صدف آبدار کا ہو اور صبح کو جو ہنگام طلوع نیر اعظم ہو اور عکس جو آفتاب کا اس پر پڑتا ہو
مثل گوہر آبدار کے جھلملا رہا ہو روشنی اُسکی صورت ید بیضا جلوہ گری کرتی ہو اور کنگورے اُس قلعہ
کے طلائی ہین اور اُسپر گل بوٹے ترشتے ہوے یاقوت اور زمرد کے جڑے ہین اور ہر کنگورے
کی نوک پہ ایک ایک گوہر شب چراغ نصب ہو اور اُس قلعہ کا پھاٹک اتنا بڑا اور چوڑا ہو کہ چار فیل
سمت اُس پھاٹک کو روز بند کرتے ہین مگر اُس در قلعہ پر صقا پر ایک تاجدار لباس سفید پہنے ہوے
تاج الماس سر پر رکھے ہوے اور چار قب مروارید در بر کرسی جواہر نگار پر متمکن ہی اور ایک ہاتھ
مین جام الماس تراش ہو اور دوسرے ہاتھ مین صراحی یاقوت نگار ہو کبھی وہ تاجدار شراب گلرنگ سے
جام بھرتا ہو اور کبھی جام سے صراحی مین وہ شراب اُنڈیلتا ہو اور اُسکے دہنے بائین دو نازنینان مہر تمثال
وحسینان ماہ جمال مخمر پریزادان الماس پوش برہنہ سر خمیدہ کمر دست بستہ کھڑی ہین اور وہ حسن اُنکا
ہو کہ آفتاب ومہتاب کو تاب نظارہ نہین ہو سر سے پانک دریاے جواہر مین غرق ہین اور گیسوے تابدار
نازنینون کے ایسے ہین کہ اگر بالاے بام قلعہ سے مثل تار کمند کے لٹکائین تو زمین پر پہونچین اور جو زمین
سے قلعہ کی دیوار پر پھینکین تو مانند حلقہ ہاے کمند کے جا پڑین اور بال بال گوہر نشا ہوا اور پرویا ہوا اور خوشبو سے
اُن زلف عنبر کی تمام صحرا بسا ہوا ہو اور اس قلعہ کے چار کونون پر چار برج ہین اور ہر ایک برج کی شکل
مثل اسد خونخوار کے ہو اور یال اُن شیرون کے مانند تار ابریشم کے چمکتے ہوے اور روشن
ہین اور پشت پر اُن شیرون کی ایک ایک چاندی کا پتلا ڈھلا ہوا ہو اور اُن پتلون کے ہاتھ مین باجے
عراقیہ ابعد کرو فر ہو کہ ذکر اسکا مفصلا معرض کیا جائیگا اور ایک لکہ ابر سپید بالاے سر تاجدار مثل
آئینہ سکندری کے سایہ کیے ہوے ہو اور اس سے ابر باران مروارید سفید ہو گویا آسمان سے زمین تک
سہرا اُنکا بندھا ہوا ہو اور ہر قطرہ آب ٹپکتا موتی ہو اور ہر موتی مثل قمقمہ خورشید کے درخشان ہو یہ
حال ہو کہ زیر ابر گرد اُس تاجدار کے موتیون کا انبار ہو اور گرد اُس قلعہ صدفی کے بلور کے خندق ہین اور
ایک گلاسے کلان الماس تراش خندق پر کھڑی ہو جس طرح سے سڑک آہنی پر ریل ہوتی ہو کہ دو پاؤن
اُس گلاسے کے اُس پار خندق کے ہین اور دو پاؤن گلاسے کے اس پار خندق کے ہین اور شاخین گلاسے
کی بہت بڑی بڑی خم کھائی ہوئی زمین مین پیوست ہین گویا پھاٹک اُس قلعہ کا ایک یہ بھی معلوم ہوتا ہو
اور ایک زینہ بلورین گلاسے کی پشت پر اور پشت اُس گلاسے کی وسعت مین بہت چوڑی ہو کہ دو آدمی اُسپر
چوڑان مین برابر بیٹھ سکتے اور شگوفون سے گلاسے کے دو فوارے دودھ کے جاری ہین کہ وہ خندق مین

گرتے ہیں اور خندق لبالب کناروں تک دودہ سے بھری ہے گویا دریائے شیر موجزن ہے اور جو مرد اس پر سے
گزرتے ہیں انکا خود بخود دلبند بکر تیار ہوتا ہے اور جا بجا بالائے قلعہ نصب ہو جاتا ہے اور ہر ایک گنبد میں عجائب
و غرائب طلسم کا کارخانہ ہے کسی برج میں دو پہلوان کشتی لڑتے ہیں اور کسی برج میں دو شخص پیچ کرتے ہیں
اور کسی برج میں عقد عروسی ہے کہ عاشق و معشوق بوس و کنار میں مشغول ہیں اور کسی برج میں کوئی
عورت نازنین لڑکا جنتی ہے غرضکہ اسطرح عجائبات ہر برج میں ہیں شاہزادہ نور الدہر یہ کارخانہ
طلسم دیکھکر بہت متحیر ہوئے

اب دو کلمے داستان عجائب بیان جاتا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا پل نگاور سے قلعہ میں

طلسم نمایان عجائب و غرائب رنگین طراز و نقش نگاران طلسمات شعبدہ باز نوایند از اس مضمون حیرت خیز فتنہ
انگیز کو بزاد قلم عجائب رقم سے یوں منقش کرتے ہیں کہ جب شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے یہ
کارخانہ طلسم ملاحظہ کیا صورت آئینہ حیران حیران دیکھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے قدم جانب قلعہ بڑھایا
اور انگوٹھی کو منہ سے نکالکے دعائے انگشتری پڑھنا شروع کی قریب اس گاو کے پہونچا اور دعا
پڑھکر اسپر سوار ہوا ابھی اچھی طرح سے گاو کے پر نہ بیٹھا تھا کہ اس گاو نے تین بار آواز دی یا ساحری
یا ساحری صدائے گاو صحرائے منقش نگاری میں گونج گئی زمین کو زلزلہ ہوا تمام قلعہ میں تلاطم پڑگیا وہ
ناچار کہ جو کرسی جواہر نگار پر بیٹھا تھا جلدی سے اٹھکے جام و صراحی ہاتھ سے پھینک کر کے شہزادہ نور الدہر
خندق پر آب میں ڈالدیا کہ شیر دان میں تلاطم پڑگیا اب جو نور الدہر نے دیکھا ہزار ہا کشتیاں لیے ہوئے
بغیر پردے پوش مرصع کار پڑے ہوئے نازنیناں پری پیکر چلی آتی ہیں اور ہر کشتی میں سامان آرائش عروسی اور تختہ ہائے گل کا قند
عمدہ عمدہ متراش دل و جگر یکہ بینہ فردوس کے سروں پر میں اور مشعلیں جنکی بتیاں طلائی اور جھاڑ فانوس ہزار ہا روشن ہیں اور
جلوس بیحد تھا اور ان کشتیوں میں عجب سامان تھا کسی میں نقل و بادام کسی میں مٹھائی کسی میں خلعت عروسی کسی میں
قند کے توڑے کسی میں گلوریاں کسی میں گہنا پھولوں کا کسی میں سہرا ایسا جیسے کرن خورشید تاباں کی نثار ہو اور ادھر
قلعہ کے در پر ہزاروں تجلی ہوئی تماشا دیکھتی تھیں لیکایک وہ سیڑھی ہوئیں اور ہاتھوں میں جو تھا میں شہنشاہ مبارک
کی لیکر داغ دیں تمام صحرا سے لق و دق و میدان وسیع روشن اور منور ہو گیا اس عہد یونہی روشنی کا جو عکس قلعہ
میں چار طرف پھیلا ہزار ہا پتلے مرصع کار و جواہر نگار چار طرف دیوار ہائے قلعہ پر نظر آنے لگے اور بلند ہائے
نازنیناں پری پیکر نے جو بال اپنے لٹکادیے زمین پر مثل مار سیاہ کے لوٹنے لگے اور سو دو سو پتلے وہی تاریں
کمند لیے وہاں تمام نیچے قلعہ کے آئے اور حسینوں نے پلنگ پہ سب سامان تھے کوئی تھالی سر پہ اٹھا
لیے تھا کسی میں خاصہ خوش رنگ و باریک بنا ہوا کسی کے ہاتھ میں تھالی اسمیں سہرا اور سلائی اور شانہ
اور روغن خوشبو شل عطر سوہاگ کسی کے ہاتھ میں آئینہ اسکندری اور کسی کے ہاتھ میں زیارہ گلگونہ کسی کے
ہاتھ میں کنگھی سہرے کی اور کوئی کشتی خلعت عروسی لیے ہوئے کسی کے سر پر چوکی جواہر نگار کسی کے ہاتھ میں
سوچہ طلائی پر آب گوہر بار اب جو نور الدہر نے دیکھا ایک خیمہ عالیشان مرصع لگا استادہ ہے وہاں
یہ سب لاکے مہیا کیا اور نور الدہر کو ہاتھوں ہاتھ سے اس خیمہ فلک تشخم میں لے گئیں تمام آرایا پوشاک
شاہانہ برائے عروسی پہنائی تمام جسم و لباس میں عطر ملا بالوں میں شانہ کیا آنکھوں میں سرمہ لگایا

نرگس نے شرم سے منھ پھیر لیا تاج جواہر نگار سر پر رکھا پھولوں کا گہنا پہنایا دست و پا حنا بند کرکے سہرا اندھا
مسند شاہانہ پر زر بیر شامیانہ یاقوت نگار کو بٹھایا اور سب مثل پریاں کے بیٹھے تھوڑی دیر تک ناچ ہوا
بعد سب جلوس آراستہ مثل برات کے پیچھے شاہزادہ نوشاہ کو کشتی مروارید پر سوار کیا اور ہزار ہا کشتیاں
پر سب براتی سوار ہوئے اس خندق پر زنجیروں کشتیاں روانہ ہوئیں ناظرین پر واضح ہو کہ طول کا تو
خندق کے کہیں پتا نہیں مگر غرض اس خندق کا ہزار کر کا تماشا دولہا کی کشتی آگے روشن چوکی اور باجے
ہزار ڈنکے بجتے تھے رقاصان پریزاد گیا ناچتے ہوئے چلے جاتے تھے وہ پتلے چپ در اس دولہا کے
ساتھ پھول برساتے تھے

اب حال گوشہ اول یعنی برج اول کا بیان کیا جاتا ہے

یہانتک کہ گوشہ اول قلعہ کے یعنی برج اول میں پہونچے کہ وہ برج زبرجد کا تھا اس برج کا پتلہ شیر پر
سوار تھا تیغ شیر کو دوڑا اور شریک جلوس برات شاہزادہ ہوا اور اسکے ہاتھ میں شمع تھی وہ بھی بجانے
لگا جب برج کے اندر برات پہونچی شاہزادے نے دیکھا کہ یہاں شام کا وقت ہے آفتاب غروب
ہو چکا ہے مہتاب طلوع ہوا ہے اور شفق یاقوت رنگ آسمان پر ظاہر ہے مگر شفق سے بارش خون برابر
ہے کہ تمام خندق خون سے بھری ہوئی ہے اور جو قطرہ خون کا زمین پر گرتا ہے مثل چراغ کے
روشن ہوتا ہے یعنی قطرے خون کے ہزار ہا چراغ ضیا بار ہیں اور دروازے پر بادشاہ کے سب سرخ پوش ہیں
اور زیور یاقوت نگار پہنے ہیں اور ہاتھوں میں سب کے مشعلیں اور تختہ کاغذ سرخ کا ہے وہ سب تار
سے پرچہ کاغذ کے کاٹ کاٹ کے ہوا میں اڑا رہے ہیں سب پرچے کاغذ کے اڑ اڑ کر مثل مشعل اور قندیلوں
کے معلق ہوا پر روشن ہیں تمام برات کا جلوس اور دولہا سیر کرتا ہوا گوشہ یعنی برج اول سے
گذر کر برج دوم پر پہونچا

اب حال گوشہ دوم یعنی برج دوم کا بیان کیا جاتا ہے

سب نے دیکھا کہ ایک پتلہ شیر پر سوار نشان اسکے ہاتھ میں ہے وہ پتلہ برات کو آتے دیکھتے ہی مع شیر برج
سے کود پڑا اور شریک جلوس برات ہوا برات کو لیکر وہ پتلہ آگے آگے نشان لیے ہوئے وہ مغرب کی
طرف چلا وہاں وقت نصف شب کا تھا اور روشنی چاند کی تیزی پر تھی وہ تاجدار کہ جسکو در قلعہ پر بیٹھے دیکھا
تھا لباس کاسنی پہنے ہوئے اور زیور نیلم زیب جسم کیے ہوئے مجمر آتشیں ہاتھ میں لیے ہوئے خوشبویات
سلگا رہا ہے اور کبھی مجمر کو رکھکر مقراض سے تار مقیش کے طلائی اور نقرئی کتر کتر کے ہوا میں اڑا دیتا ہے وہ ریزہ ہائے
تار مقیش طلائی و نقرئی مثل ستارہ کے ہزار ہا معلق ہوا پر روشن ہیں اس مقام پر جو خندق کو دیکھا تو روشنائی
دوات کی بھری ہوئی ہے سب کے سب تماشا دیکھتے ہوئے گوشہ سوم یعنی برج سوم میں پہونچے

اب حال گوشہ سوم یعنی برج سوم کا بیان کیا جاتا ہے

دیکھا سب نے کہ یہاں بھی ایک پتلہ شیر پر سوار ہے مرتب طلائی اسکے ہاتھ میں ہے مع شیر برج سے
کود کر شریک جلوس برات نوشاہ ہوا اس برج میں جو پہونچے تو وقت نصف النہار کا دیکھا ٹھیک دوپہر
اور زمین و آسمان پکھراج نگار ہے اور جو چیز برج میں ہے وہ پکھراج نگار ہے وہاں بھی ایک تاجدار پکھراج پوش
اور چتر پکھراج اسکے سر پر لگا ہوا ہے ایک آئینہ پکھراج کا اسکے ہاتھ میں ہے کہ عکس اسکا جو آفتاب پر پڑتا ہے

عجب کیفیت دھوپ چھاؤں کی نظر آتی ہے اور کہوں اُس آئینہ کا عکس دونا ہو کر تمازت آفتاب قیامت کی ہے
شاہزادہ حدت سے اُسکی نہایت بیچین و مضطر ہوا وہاں خندق میں آب زعفرانی رنگ کا بھرا ہوا ہے یہ سب
سیر کرتا شاہزادہ مع برات کے برج چہارم پر پہونچا

اب حال گوشۂ چہارم یعنی برج چہارم کا بیان کیا جاتا ہے

دیکھا کہ ایک پتلا شیر پر سوار ڈنکا آگے رکھا ہوا اور چوب ہاتھ میں ہے برات دیکھتے ہی مع شیر کود پڑا اور ہمراہ
جلوس ہو لیا اور ڈنکا دھوں دھوں پیٹنے لگا یہانتک کہ تمام برج کو طے کرکے حد اول تک پہونچے دیکھا
وقت صبح کا ہے اور خندق شیر سفید و آبدار سے موجزن ہے جب اُس مقام پر پہونچے کہ جہاں سے برات چلی تھی
دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا اور تمام پریزادان زن و مرد درگوش مرصع پوش عروس کی طرف سے
تخت ہائے زرنگار دوش پر لیے منتظر دولہا کے ہیں دولہا کو دیکھتے ہی سب کے سب خوش ہوئے اور استقبال
کرکے شاہزادہ نور الدہر کو تخت جواہر نگار پر سوار کیا اور لعل و گوہر نثار کرتے ہوئے اور نوبت تاشے
مرفے ہر رنگ کے باجے بجاتے ہوئے قلعہ کے اندر چلے تماشائی ہزارہا گرد و پیش تھے بڑا ہجوم عام تھا کتخدائی کا شور
شادی کا ازدحام تھا پھر دروازہ اُسی طرح بند ہو گیا

اب دوسری داستان عشرت بیان جانا دولہا بنے ہوئے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا قلعہ طلسمی کے اندر و کتخدا ہونا نور الدہر کا و دیگر حالات عجیب و غریب دیکھنا بیان کیے جاتے ہیں

مشاطگان حجلۂ عروس وقت کتخدائی و جلوہ نمایان چہرۂ نوشاہ معنی حسن دلربائی عروس قلم شاہانہ رقم کو
ساتھ عبارت آرائی طبع رسا کے یوں منعقد کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
عالی منزلت بصد صولت و شوکت و بتجمل تمام مع بیرائی و جلوس وغیرہ داخل قلعہ طلسمی ہوئے دیکھا
کہ عروس کی طرف سے چند آدمی مستغرق بجواہر مع جلوس شاہانہ منتظر دولہا کے کھڑے ہیں جب قریب قصر زرنگار
سواری دولہا کی پہونچی دولہا کو نہایت شان و شوکت سے قصر زرین میں لائے کہ وہ قصر نہایت آراستہ
و پیراستہ تھا رسم شربت وغیرہ کیا گیا بعد اسکے دیکھا کہ دو مرد سبز رنگ باریش سفید عمامے سروں پر پہنے
و قبائیں جسم میں جڑی ہوئی زمرد کی ہاتھوں میں سامنے سے ظاہر ہوئے اور انھوں نے عقد شاہزادہ
نور الدہر ساتھ عروس کے پڑھا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی رقاصان خوش گلو نے مبارکباد گا
ناچ ہونے لگا پھر شاہزادے کو محلسرا میں لائے رسم آرسی مصحف وغیرہ ہوا بعد اسکے سامان رخصت عروس
کا ہوا اسباب جہیز نکلنے لگا گنگا جمنی مسہری و پلنگ طلائی اور صندوق پٹارے چاندی سونے کے
صدہا اور کیادے ظروف طلائی و نقرئی مسی کے ہزارہا اور گھوڑے اور ہاتھی جدا جدا مع ساز و یراق
سے آراستہ تھا غرض زرنگار براے عروس غرضکہ دلھن کو محافہ میں سوار کیا اور فیل مرصع کار پر دولہا کو
بٹھایا تمام قلعہ طلسمی میں گشت کرا کر قصر یاقوتی میں دولہا دلھن کو لائے بعد تمام رسومات عرف کے
شب زفاف آئی شاہزادہ نور الدہر نے قصد مقاربت کیا مگر پہلے بوس و کنار خوب ہوا پھر انگیا بند
عروس کھولا وہیں پڑا الا عروس ایک آہ سرد کھینچ کے زار زار رونے لگی اور مثل ابر نوبہار دیدۂ گریان
آنسو جاری تھے گویا جھڑی ساون بھادوں کی لگ گئی اور شاہزادہ نور الدہر نے اُس عروس سے ہی عالم

اشکباری مین کہا کہ ای جوان رعنا مجھ بے نصیب نے کیا قصور تیرا کیا ہی جو تو مجکو مارے ڈالتا ہی نور الدہر نے
حیران ہوکر کہا ای پری پیکر مین کیا کرتا ہون جو تو روتی ہی غرضکہ شاہزادہ عروس کی گریہ و زاری اور آہ و بکا کو
دیکھکر مثل آئینہ متحیر ہوکر یونہین صورت تصویر سکتے مین رہگیا اور یہان دریاے اشک عروس نے طغیانی کی
اسقدر آنسو بہے کہ بحر ذخار جوش مارنے لگا اور تمام اسباب غرق ہو گیا اور وہ عروس نمک کیطرح گھلے گھلے
پانی مین ملکر غرق ہو گئی کہ نشان بھی باقی نہ رہا تمام قصر اور اسباب ڈوب گیا نور الدہر بھی غوطے کھاتے کھاتے
نبطا ہر ڈوب گیا لیکن بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا نہ وہ قصر پایا تو تی نہ اسباب جہیز نہ آرائش حجلہ
نہ عروس ہی اپنے تئین ایک حجرۂ تاریک مین مسلسل بہ طوق و زنجیر آہنی گرفتار پایا کہ ایک بوریاے کہنہ او
نہایت شکستہ پر بیٹھا ہون تین دن اسی صورت سے گذرے کسی نے خبر بھی نہ لی اور نہ آب و غذا میسر
ہوئی چوتھے روز دیکھا کہ سامنے چند جلاد و ستمگار مثل فرشتگان عذاب جنکے ہاتھون مین آلات حرب طرح طرح
کے پاس شاہزادے کے آئے اور شاہزادے کو غضبناک ہوکر کھینچتے ہوے لیکر چلے اور کہتے تھے ای
ظالم عروس پری پیکر کو تو نے مار ڈالا دیکھ تو تیرا کیا حال کیا جاتا ہی شاہزادہ حیرت مین ہی اور اہل شہر حسن و
جمال شاہزادے پر تاسف کرتے ہین اور کہتے ہین ای جوان تجکو اپنی عروس پر رحم نہ آیا یہانتک کہ کشان
کشان شاہزادے کو ایوان سلطانی مین لائے وہان ملک مروارید سفید پوش کو دیکھا کہ تخت جواہر نگار
پر متمکن ہی اور تاج مرصع زیب سر ہی نور الدہر کو دیکھکر اس بادشاہ نے کہا ای ظالم ظلم او قاتل عروس
اول خطا تو نے یہ کی کہ اس طلسم مین داخل ہوا مگر ہمارے ارکان دولت نے تیرے ساتھ یہ سلوک
کیا جیسا کہ تیرے ظہور مین آیا اسکے عوض مین تو نے عروس پری رو کہ جو حسن و جمال مین بے عدیل تھی
اسکو تو نے مار ڈالا شاہزادہ نور الدہر یہ سنکر بہت متعجب ہوا اور کہا ای بادشاہ کیا عرض کرون یہ راز
میری سمجھ مین نہین آتا مین نے اس عروس کو ہرگز نہین مارا لیکہ ان رسومات کو عمل مین لایا جنکا دنیا مین رواج
ہی مین خود حیرت مین ہون کہ یہ مین نے کیا کیا اور کیا ہو گیا اگر ایسا جانتا تو ہرگز ہرگز عروس کو ہاتھ نہ لگاتا
بادشاہ سنکے خاموش ہو رہا اور اپنے ملازمون سے کہا کہ خواجہ مشتری اختر شمار مفتی طلسم کو جلد بلاؤ
فوراً ملازم شاہی گئے اور خواجہ مشتری کو ہمراہ لیکر آئے نور الدہر نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ عمامہ
صندلی سر پر جبہ سفید زیب جسم چادر سفید نورانی نفیس و نادر دوش پر پڑی ہوئی ایک ہاتھ مین تسبیح مروارید
سفید اور دوسرے ہاتھ مین عصا سے ضعیفی ریش سفید تا بہ ناف چہرۂ نورانی مثل آفتاب کے سن
پانچ ہزار برس کا دنبے پائین خادم تھامے ہوے پر تقدس تمام سامنے تخت بادشاہ مروارید کے آئے
بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا اور تعظیم و تکریم کرکے بڑی عزت و افتخار سے ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور
کیفیت نور الدہر اور عروس کی بیان کی اور کہا کہ اس مسئلہ مین کیا حکم آپ کا ہی اس مجرم کو کیا سزا دیجا
خواجہ نے کہا کہ بموجب کتاب طلسم کے صورت مسئلہ یہ ہی کہ اس مجرم کو بیابان نورانی مین کہ جو صحرا ے
قمر سے مشہور ہی اس صورت سے قید ہو کہ قفس فولادی مین اسکو بند کرکے چاہ آسیا مین جو میل
بلند ہی اسکے بیچ مین وہ قفس لٹکا دیا جاے مگر کھانا اسکو عمدہ اور لذیذ کھانے کو اور پانی سرد و شیرین
پینے کو دیا جاے بعد چالیس روز کے اگر یہ زندہ رہا تو قتل کیا جاے اور نگہبان سنتری اور پہرہ دار وہان
مقرر ہون بادشاہ نے اسی وقت قفس فولادی منگا کر نور الدہر کو قید کیا اور طائر جنی کو طلب کیا

فوراً ایک طائر کلان اُڑتا ہوا آیا بادشاہ نے اُس سے کہا کہ اس قفس کو صحراے قمر سیر بین چاہ آسیا کے ہیبل پر
لٹکا دے اُسوقت خواجہ نے قلم دوات منگا کر سینہ پر کچھ طائر جنی کے لکھ دیا اور کہا بموجب اُسکے عمل کرنا طائر جنی کچھ
چنگھاڑا اور قفس شاہزادہ نور الدہر کو منقار سے پکڑ کر اُڑا یہان شاہزادہ نور الدہر نے اُس تحریر خواجہ کو
بخوبی نہ پڑھا کچھ پڑھنے سے رہگیا بہ سبب طائر جنی کے پرواز کرنے کے نگاہ نور الدہر کی تحریر سینۂ طائر
ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ تحریر سینۂ طائر کا جو خواجہ مشتری اختر شمار مفتی طلسم نے لکھا ہے آگے ذکر کیا جائیگا

اب وقلمے داستان مصیبت بیان قید ہونا شاہزادہ نور الدہر کا صحراے قمر سیر ہیبل چاہ آسیا پر قفس بین بند ہو کے بیان کیے جاتے ہین

آفت زدگان صحراے رنج و ملال و مصیبت جزران بیابان اندوہ و حزن قال کلک صعوبت سلک لوح ہفت
بلاے چاہ طلسم کر کے مثل گردش فلک ناہنجار یون آسیا گردانی کرتے ہین کہ جب طائر جنی قفس شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار منقار بین لیکر بصد تیز پروازی اُڑتا ہوا صحراے قمر سیر بین پہونچا
کہ وہ وقت صبح کا تھا اس بیابان نورانی بین سوا سو ہیبل بلورین بنے ہوے تھے اور ہر ہیبل سے اوپر
ایک ایک ماہ شب چہاردہ درخشان تھا کہ تمام صحرا روشن تھا اور ہر ہیبل مثل آسیا کے گردش بین ادم
ایک ایک قفس فولادی ہر ہیبل پر لٹکا ہوا تھا اُس بین ایک ایک جوان رعنا صورت بین مثل آفتاب و ماہتاب
کے قید تھا اور اس صحرا بین ایک چاہ ہے کہ مثل آسیا کے اُسکو گردش ہے اور دور اُس چاہ کا پچیس ہزار
گز کا ہے اور درمیان چاہ کے ایک ہیبل بلورین نہایت بلند قائم ہے اور اوپر اُسکے ایک ماہ شب چہاردہ
جلوہ گر ہے کہ جسکی روشنی سے تمام چاہ اور بیابان منور ہے طائر جنی پرواز کر کے اُس ہیبل بلورین پر پہونچا
اور قلابہ بین قفس نور الدہر کو لٹکا دیا اسقدر گردش اُسکی بڑھی کہ طائر خود بخود چرخ زنی کرنے لگے کسی
ساعت قرار نہ تھا ہر شام کو طعام لذیذ اور آب سرد اور میوہ خوشگوار آتے تھے اور تبدیلی پاسبانو کی
ہر شام کو ہوا کرتی تھی یہ جانور چلے جاتے تھے اور دوسرے جانور نئے جو آتے تھے تو یہ جانور اپنا سینہ
اُن جانوران جدید کے سینہ سے ملتے تھے اُنکے سینے کے نقش سب اُنکے سینون پر ظاہر ہوتے تھے
اور وہ جانور ان جانورون سے کہتے تھے کہ جو تحریر منقوش ہے اُسی پر عمل کرنا یہی حکم شاہ اور خواجہ مشتری ہے
کسی وقت جانور غافل نہ ہوتے تھے غرضکہ اسی صورت سے ایک مہینا گذرا دس روز قفس بین شاہزادہ نور الدہر
کے باقی رہے ایک روز نور الدہر نے خیال کیا کہ یہ خط جو طائرون کے سینون پر تحریر ہین کچھ تو اُس روز
پڑھا تھا باقی اسکا اب پڑھنا چاہیے یہ سوچ کر روشنی ماہتاب بین خط اُن طائرون کے سینہ کا پڑھنے
لگا بین تحریر تھا کہ گھبرانا نہ چاہیے نظر بخدا رکھ تیری رہائی ہو جائیگی اپنے کو اس چاہ بین اگر گرا دے تو قید
سے چھوٹ جاے پھر خیال بین آیا کہ انگشتری کو بہت دنون سے نہین دیکھا ہے جیب سے نکالا بین سینہ
اب دیکھنا چاہیے کہ انگشتری بین کیا حکم ہے انگوٹھی نکالکر جو پڑھا اُس بین بھی یہی حکم تحریر تھا کہ تو اپنے تئین چاہ
بین ڈالدے سوچا کہ نور الدہر آخر تو قتل کیا جاؤنگا جان ہر طرح نہ بچیگی اس سے بہتر ہے کہ چاہ
بین اپنے کو گرا دے تعمیل حکم بھی ہو جائیگی یکایک شاہزادہ نور الدہر کوہ شکاف نے بسم اللہ اللہ اکبر
کہکے قید آہنی اور قفس فولادی کو بقوت صاحبقرانی توڑ ڈالا اور کنوئین بین کود پڑا غلغلہ عظیم ہوا لینا
پکڑنا مارنا یہ ظالم اظلم طلسم آباد سے جاتا ہے نور الدہر گرتے ہی چاہ بین بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے

جو ہوش آیا اپنے تئین ایک صحرا میں پایا دیکھا زمین جا بجا شق ہی اور اُس شگاف زمین سے ہزارہا سانپ نکلکر شاہزادے کی طرف دوڑے نور الدہر نے فوراً انگشتری دیکھکر اسم پڑھا وہ سانپ پاس نور الدہر کے نہ آسکے مگر جسوقت شاہزادے نور الدہر چاہ مین کود ا وہ سب طائر پاسبان شور کرتے ہوے اُس چاہ مین پھاند پڑے اور گرتے پڑتے تعاقب مین شاہزادے کے دوڑے مگر صحراے خارستان مین آکر سب غائب ہوگئے شاہزادہ بھی ایک طرف کو چلا چند قدم کے بعد دیکھا کہ ایک سیاہ فیل کہ دانت اُسکے بڑے بڑے مثل مشعل کے جلتے ہوے سامنے آیا اور شاہزادے پر حملہ کیا نور الدہر کے پاس نہ تلوار نہ نیزہ نہ گرز نہ تیر نہ کمان کوئی آلات حرب پاس نہین مجبور ہوکر بقوت صاحبقرانی دندان فیل پکڑکر جھٹکا مارا نور الدہر کے پانون زمین مین دھنس گئے ہرچند زور کیا پانون نہ نکلے آخر وہین سے کشمکش ہونے لگی اب پانون نور الدہر اور زیادہ زمین مین دھنسے جاتے ہین فیل نے خرطوم اپنی نور الدہر کی کمر مین لپیٹ کر اوپر اُچھالا یا شاہزادہ نور الدہر ایک صحراے ریگستان مین آکر گرا نصف زمین مین دھنس گیا ہرچند چاہا اور زور کیا کہ اس پیچ سے نکلین مگر نہ نکل سکے جو زور کرکے اُبھرتے ہین اور زیادہ غرق زمین ہوتے جاتے ہین یہانتک کہ تا گلو اُس ریگ گرم مین غرق ہوگئے شاہزادے کی عضو عضو مین درد کثرت کے ساتھ ہونے لگا کہ نوبت جان کنی ہوئی

اب وہ گلے داستان مسرت بیان ملاقات ہونا شہزادہ نور الدہر من بدیع الزمان نامدار سے اور کنیزان ملکہ دردانہ گوہر پوش سے اُس صحرا مین بیان کیے جاتے ہین

بزم آرایان مضامین عیش و عشرت چیتہ کنندگان معنی عبارات رنگین بفصاحت زبان مسرت بیان کو طبع آرائی سے یہ تکلم یون گویا کرتے ہین کہ شاہزادہ نور الدہر جب تا گلو غرق بحر طلسم صحراے ریگستان ہوگیا مجبور و ناچار خیال کیا کہ اب زندگی محال ہی افسوس صد افسوس نہ یار ہی نہ مددگار رہی پھر اُنکو رجوع طرف پروردگار کے کیا اور یون دعا کرنے لگے ای مالک زمین و زمان وای مختار دو جہان تو اپنی قدرت کاملہ سے اس بلا سے نجات دے اس عرصہ مین وقت شام کا ہوگیا ایک طرف نگاہ جو کی ایک بنگلہ یاقوت سرخ کا نظر پڑا کہ نہایت وہ شیشہ آلات اور فرش پردے وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ ناظرین والا تمکین کو معلوم ہو کہ وہ مقام صحراے سبزہ زار سیرگاہ ملکہ دردانہ گوہر پوش دختر ملک ہرد اربد سفید پوش بادشاہ طلسم گوہربار کا تھا اور کبھی کبھی ملکہ دردانہ گوہر پوش شب ماہ کی سیر کرنے کو آیا کرتی تھی اتفاقاً اُسی روز کہ شب ماہ چہاردہم تھی سیر کرنے کو اس صحرا مین شب ماہ کی آئی تھی وہان اُسنے ایک بنگلہ یاقوت نگار آراستہ کرایا اور پانچ سو خواصون پری نژاد حور وش کو ہمراہ لیکر داخل بنگلہ ہوئی اور مسند جواہر نگار پر بیٹھی سامنے گلابیان شراب سرخ کی اور کشتیان کباب کی اور جام زرنگار سے ساقیان ماہرو نے تیبائش بزم عشرت کی اور جو لوازمے بزم عیش و نشاط کے ہوتے ہین سب موجود ملکہ نے کیفیت شب ماہ اور سامان عیش و نشاط دیکھکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ شعر برجستہ زبان پر جاری کیا

شعر بے یار لطف ہی نہین بزم نشاط مین ✤ گر ہے تو ایک یہ ہی الم انبساط مین ✤ اور خواصان پری پیکر سراسر سیر شب ماہ چاندنی کی کیفیت دیکھتی ہوئی ادھر اُدھر پھرنے لگین ناگاہ دو چار خواصین گلشن حسن اٹکھیلیان کرتی آپس مین ہنستی بولتی اُس طرف کو جا نکلین جدھر ریگستان مین شاہزادہ نور الدہر

تاگلو غرق ہے دور سے خیال کرکے ایک نے دوسری خواص سے کہا کہ بہن ذرا دیکھنا وہ ریگستان مین کیا چمک رہا ہے یا کوئی
آئینہ بلورین سپید بالعلاء رکھکر چلا گیا ہے اسکی جھنا ترپ رہی ہے یا دوسرا چاند ریگستان مین سے اوپر پیدا ہوا ہے
اسکی چمک کے سامنے ماہ فلک کی جلوہ گری پست ہے اسکو دیکھنے سے نظر خیرہ ہوئی جاتی ہے یہی باتین کرتی ہوئین
خواصین قریب شاہزادہ نورالدہر کے پہونچین دیکھا کہ ایک جوان حسین مہ جبین مہر تمکین آفتاب سی صورت
ہرچند چہرہ آغشتہ بخاک ہے مگر آنکھ نور حسن چھپائے اتنا پہ نہین ٹھہرتی ہے فقط سر باہر اور تاگلو ریگ بیابان مین غرق
ہے ان سب خواصون کو شاہزادے پر ترس آیا اور سب نے ملکے ریگستان سے نکالا شاہزادہ نورالدہر عالم
غشی مین بیہوش تھا فرش خاک پر شاہزادے کو ڈالدیا کچھ خواصین نور حسن وجمال دیکھکر محو تھین اور کچھ خواصین
جوانی پر شاہزادے کی افسوس کر رہی تھین کوئی دور کھڑی تھی کوئی نزدیک آکے دیکھ رہی تھی کوئی جسم نازنین
کی خاک جھاڑ رہی تھی کوئی دباتی تھی کوئی پانون سہلاتی تھی کوئی سر زانون پر رکھے بیٹھی تھی ایک جو خواص اوسکے
پھیر کرکے آئی کھڑی ہو گئی دم بھر مین گرد شاہزادے کے ہجوم پریزادان ہو گیا گویا ماہ کے گرد ہالہ تھا غرضکہ
ایک خواص نے دوڑکے ملکہ دُردانہ گوہر پوش کو خبر کی ملکہ دُردانہ گوہر پوش باشتیاق حسن وجمال
شاہزادہ بے خیال اُس خواص خاص کے ساتھ خود آئی اور دیکھتے ہی حسن چہرۂ نورانی شاہزادہ نورالدہر پر عاشق
و فریفتہ ہو گئی فوراً خواصون سے کہا کہ جسوقت سے تمنے اس جوان کو ریگستان مین سے نکالا ہے اور یہین
ڈالدیا تمہارے دل مین کچھ رحم نہین آیا جلدی اٹھاؤ اور بنگلہ مین لیچلو غرضکہ خواصون نے ملکہ کی شاہزادہ نورالدہر
کو ہاتھون ہاتھ اٹھایا اور باآہستگی بنگلہ مین لیکر آئین ملکہ نے عرق گلاب اور کیوڑا شاہزادے کے چہرے پر چھڑکا
قطرے گلاب اور کیوڑے کے جو رخسارون پر پڑے رہے ثابت ہوا برگ گل ریحان پر شبنم ہے یا چاند کے گرد
ستارے ہالہ کیے ہین بعد تھوڑی دیر کے شاہزادہ نورالدہر کو ہوش آیا بسم اللہ کہکر اٹھ بیٹھے جیسے ہی جمال
چہرۂ ملکہ دُردانہ گوہر پوش پر نگاہ پڑی ہزار جان سے عاشق و شیدا ہو گیا بغور روئے منور ملکہ دُردانہ
دیکھنے لگا گویا تصویر آئینہ تھا ملکہ بھی متحیر تھی مگر حیرت زدگی مین دلپر ضبط کرکے کہا اے جوان مجکو تو اس صورت
سے کیون دیکھتا ہے شاہزادہ نورالدہر نے کہا اے ملکہ جسوقت کہ مین داخل طلسم نیرنگ ہوا اہل طلسم نے
میری شادی بڑی دھوم دھام اور انتظام و اہتمام سے کی عروس میری بعینہٖ مشابہ تمہاری شکل و شمائل
کے تھی تمہاری صورت مین اور اُس عروس کی شکل مین سرمو فرق نہین ہے مگر وہ عروس ہنگام شب زفاف
اسقدر آہ وزاری کرکے روئی کہ آنسوؤن کا دریا جاری ہوا عروس تو مثل شمع بزم کے گھل کر غرق ہو گئی اور
تمام اسباب و فرش ڈوب گیا مین بھی اُس مین غرق ہوا پھر جو ہوش آیا طلسم مین قید ہوا پروردگار عالم نے
ان سب مرحلون سے نجات دیکر یہانتک پہونچایا ہے تجکو اپنی عروس سمجھکر بہ نگاہ محبت دیکھتا ہون یہ
سُنکر ملکہ دُردانہ گوہر پوش ہنسی اور کہا اے جوان اہل طلسم میری صورت کا پتلا بناتے ہین اور جو
کوئی طلسم مین داخل ہوتا ہے اُسکے ساتھ ضرور اُسکی شادی کرتے ہین جو کچھ طلسم مین تمپر گذرا ہے یہی کیفیت
سبکے واسطے ہوتی ہے چالیس روز تک وہ قید رہتا ہے بعد چالیس روز کے اُسکو قتل کرتے ہین اور اصل ملکہ
دُردانہ گوہر پوش دختر ملک مروارید سفید پوش مین ہون وہ جو کچھ کہ گذر گیا کارخانہ طلسم مین خواب
وخیال تھا اے جوان رعنا پری پیکر اب تو اپنا نام ونشان بتا شاہزادہ نورالدہر نے کہا اے ملکہ عالم پہلے تم اپنا نام
بتاؤ اور اپنے باپ کے نام ونشان و سلطنت سے آگاہ کرو ملکہ نے کہا میرا نام ملکہ دُردانہ گوہر پوش ہے

بیٹی ہون ملکہ عروار پد سیفی پوش بادشاہ طلسم کی بسبب حد طلسم کو ہرپا ہوا میرا باپ یہان کا مالک ہو اب
حضور اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائین شاہزادے نے کہا کہ نام میرا نور الدہر ہی مین فرزند بخت جگر
ملک باختر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کا ہون اور پوتا نزلہ قاف ثانی سلیمان کوجک امیر کشور گیر حمزہ
صاحبقران زمان و عالیشان ہون یہ سنکے ملکہ خوش ہوئی اور ہاتھ گردن مین ڈالکے لپٹ گئی بوس و کنار
ہونے لگا پھر جام شراب ناب کا دور ہوا روح کو راحت دل کو سرور ہوا ہم آغوش عاشق و معشوق ہوے شراب
وصل سے سیراب کیا غنچہ دل شگفتہ ہوکر چہرۂ زیبا سے گلفام باغ باغ ہوا غرضکہ شب بھر ملکہ نے عیش عشرت مین
بسر کی صبح کو شاہزادے کو اسی بنگلہ مین چھوڑکر چلی گئی خواصین خدمت شاہزادۂ والامنزلت مین حاضر ہین
ہر روز یہی معمول تھا کہ ملکہ دردانہ گوہرپوش شب کو آتی تھی رات بھر عیش و نشاط اور بوس و کنار مین بعد
شوق بسر کرتی شربت دیدار اور شراب وصل سے سیراب ہوتی اور صبح کو چلی جاتی ایک شب شاہزادہ نور الدہر
نے کہا اے ملکہ عالم مین اس صحرا ے پرآشوب مین تنہا رہتا ہون اور میرے پاس کسی قسم کا سلاح جنگ سپر
تلوار کا ہونا اچھا ہے ضرور ہی ملکہ دردانہ گوہرپوش اپنے باپ کے سلاح خانہ سے ہتھیار سب طرح کے
چھپاکر لائی اور شاہزادے کو دیے شاہزادۂ نور الدہر کا جب دل گھبراتا ہی صحرا مین چند قدم شکار کھیلنے کو
چلا جاتا ہی ایک دن دایہ ملکہ دردانہ گوہرپوش کہ پیر فرتوت اور فتنہ پرداز ملکہ ثانی ابلیس تھی دل مین
سوچی کہ ملکہ پہلے تو کبھی کبھی سیر صحرا ے سبزہ زار کو جایا کرتی تھی اب کیا سبب ہی جو ہر روز رات کو جاتی ہی اور صبح کو
آتی ہی تحقیق اس مین اسرار ہی ایک شب وہی دایہ فتنہ انگیز بزور سحر پیچھے پیچھے چھپ کر ملکہ دردانہ گوہرپوش
کے اس صحرا مین بنگلہ کے پاس آکے درختون کی آڑ مین کھڑی ہو رہی دیکھا کہ بنگلہ مین نہایت تکلف کی روشنی ہی
اور سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ہی اور چہچہا و قہقہہ اڑ رہے ہین اور ایک مرد کی باتون کی آواز آتی ہی متحیر ہوکر اور
زیادہ قریب بنگلہ کے آئی شاہزادہ نور الدہر کو ملکہ دردانہ گوہرپوش سے ہم آغوش دیکھا سخت متفکر ہوئی
کہ یہ ہوسبازی اور عشق مجازی کا ظہور ہی دیکھتے ہی نہایت غضبناک ہوئی ضبط نہو سکا دیوانہ للکارتی ہوئی
بنگلہ کے اندر چلی آئی اور کہا اے کمبخت بیحیا شوخ دیدہ خدا پرست سے میل اور عشقبازی کی کہ اچھی ہوس کیا
مین مصروف ہی دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون ملکہ عروار پد بادشاہ طلسم سے کہکر تجھکو سزاے مقتول
دلواتی ہون اور اس ناچیز ہمسر کا تو مین ابھی کام تمام کرتی ہون یہ کہکر تھیلا اسباب سحر کا کھولا اور آتش پرست سے چھڑا
پاش سکا اور کچھ تھوڑا اور رائی نکالی اور اسم سحر پڑھنے لگی شاہزادہ نور الدہر نے خیال کیا کہ میری طاقت مین
فرق آچلا ہی فوراً تیر و کمان اٹھاکر ایک ناوک قضا نشان چلہ کمان مین جوڑکر دہان ساحرہ بیباک کے مارا لب و
دہان دونون پر ساحرہ نشانہ ہوے پشتم کا رستہ لگا سب صحرا اسی پیٹ گیا خون کی ندی جاری ہوئی زمین پر گرکے
لوٹنے لگی دیکھا کہ وہ ساحرہ اژدہا بنکے شاہزادہ پر جھپٹی شاہزادے کی انگشتری بھی اسکو دیکھکر تڑپا اٹھا کر
ساحرہ کے سر پہ مارا وہ ساحرہ بشکل اژدہا گرد برد ہوگئی سر پاش پاش ہوگیا ایک آندھی سیاہ اٹھی صحرا تیرہ و تار
ہوا پھر شور و غل مچانے لگے آوازین آئین تلاطم عظیم برپا تھا بعد ایک ساعت کے جب تاریکی دفع ہوئی اور شور
موقوف ہوا آواز آئی کشتی مرا نام بود نوشابہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بہ مطلب دل نہ رسیدیم
اب جو لاش پر ساحرہ کی شاہزادہ نور الدہر کی نظر پڑی دیکھا کہ سر کے ٹکڑون پر کچھ حرف لکھے ہوے ثبت ہوتے
ہین نور الدہر نے خواصون سے کہا کہ ٹکڑے سر کے جمع کرکے ملاکر دیکھون تو کیا لکھا ہی جب خواصون نے سر کے

ٹکڑے جمع کرکے لاش سے ملا دے شاہزادے نور الدہر نے بغور خیال کرکے تحریر پارہ ہاے سر ساحرہ پر نگاہ کی
تو نشان لوح طلسم کا ملتا ہی اور صاف ثبوت ہوتا ہی جہان لوح طلسمی ہی

اب و کھلے داستان شوکت بیان پتا معلوم ہونا لوح طلسم کا شاہزادہ نورالدہر اور ہاتھ آنا پھر لوح کا بجد و جہد

مجلسیان مضامین نو بہ رسائی طبع سامعین و کوشش کنندگان عبارات رنگین بہ رجوع قلب طالب توجہ دل بمرود
منزل پر قلم برداشتہ مضمون خفی منجلی کرکے یوں تحریر کرتے ہیں بیت بجو بندہ لوح دار طلسم ٭ کہ ہمی یافت زان
پاے مردی واسم ٭ جسوقت شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نے مورتے ٹکڑوں پر سر کے نگاہ کی
نشان اور پتا لوح طلسمی کا پایا ایسے خوش ہوے کہ شادی مرگ ہو کر بیہوش ہو گئے تب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا
شکر خداے عزوجل بجا لائے ان پارہ ہاے سر ساحرہ پر یہ تحریر تھا ای طلسم کشا مغرب کی طرف روانہ ہو آگے
بڑھکر حوض سنگ مرمر کا ہی کہ وہ گلاب سے بھرا ہوا ہی اور اس حوض پر فوارے لگے ہیں اس میں خون تازہ شفق
وہ قطرے خون کے جو حوض میں گرتے ہیں پانی میں ان قطروں سے مچھلیاں سفید خون افشان پیدا ہو کر
تیرتی ہیں وہ انگشتری تسخیر بیش افتعال ہاتھ میں پہنکر حوض میں کود پڑے سب پانی خشک ہو جائیگا لیقوت و زور
صاحبقرانی فواروں کو بھی ریل کر کرا دے ایک غار عمیق نظر آئیگا آنکھیں بند کرکے اس غار میں کود پڑنا شور
و غل بہت بلند ہوگا مگر کچھ خیال نکرنا اس میدان محشر نما سے خوفناک ہوتا ہر چند وہ میدان بعینہ نمونہ میدان
محشر ہوگا کہ گویا آفتاب قیامت قریب سر حدت مہر سے زمین مثل تابہ آہن کے ہوگی ہواے گرم سے شعلے
آگ کے نکلکر جسم کو جلا دینگے پیاس کا یہ غلبہ ہوگا کہ زبان تالو سے لپٹ جائیگی سر سے پاؤں تک عرق جسم
میں غرق ہوگا دل مضطر بد حواس ہوگا مزاج منتشر ہو جائیں تو وہی انگوٹھی منہ میں رکھ لینا کسی قدر تسکین
ہوگی بلاے آتش سے محفوظ رہیگا ورنہ جسم تمام دم بھر میں سوکھ کر کانٹا ہو جائیگا گل امید ہاتھ آئیگا
یہ سب تماشا دیکھتے ہوے اور تکلیف و اذیت اٹھاتے ہوے چلے جانا کہیں پل بھر نہ رکنا آگے بڑھکر ایک مکان
خس و خاشاک کا نظر آئیگا اس مکان خس پوش میں داخل ہونا وہاں کورے کورے گھڑے کورے
کورے لوٹے کاغذی آبخورے آب سرد سے بھرے ہوے رکھے ہونگے دل بے اختیار پینے کو پانی چاہیگا
مگر ہرگز ہرگز وہ پانی نہ پینا ورنہ تمام جسم پانی ہو کر بہہ جائیگا اور تو مر جائیگا ایک تکیہ دار وہاں بیٹھا ہوگا وہ تجھے
جام آب لبریز کرکے دیگا اس جام آب کو لیکر اسم انگشتری پڑھکر اسپر دم کرنا اور وہ پانی اس تکیہ دار کے
سر پر پھینکنا فوراً شعلہ آتش پیدا ہونگے وہ فقیر تکیہ دار مع مکان خس پوش جلکر خاک ہو جائیگا پھر ایک
دھواں اس آگ سے اٹھکر بلند ہوگا وہ دھواں ابر باران بنکر پانی برسائیگا آگ تمام ٹھنڈی ہو جائیگی پھر ہوا
تند چلیگی وہ خاکستر مکان سوختہ کو اڑا کر پراگندہ کر دیگی اس اثنا میں ایک جانور بہت بدصورت قفس
پیدا ہوگا ہمراہ اس جانور کے پیچھے پیچھے چلے جانا مگر اس جانور کے سایہ تلے نہ آنا ورنہ جلکر خاک ہو جاؤ گے پھر وہ
جانور بیابان ہولناک میں پہنچے گا کہ وہاں ریگستان سیاہ ہوگا وہاں آسمان سے اتر کر کوڑا اپنے شکم سے خشک بیدہ
ایک جگہ جمع کریگا اور آشیانہ بنا کر بیٹھے گا تم علیحدہ کھڑے ہو کر تماشا دیکھنا اس خاشاک پر بیٹھکر وہ طائر منقار سے
آتش شعلہ ور کریگا اس کے نشیمن میں آگ لگ جائیگی وہ طائر بھی جلکر کباب ہو جائیگا بلکہ خاک سیاہ بن جائیگا شور و غل
ایسا ہوگا کہ عالم محشر نظر آئیگا مگر تم کان اپنے بند کر لینا کہ وہ آوازیں کان میں نہ پہنچیں ورنہ دیوانے ہو جاؤ گے

تھوڑی دیر میں نظر آئیگا اس طائر سوختہ کی خاک سے ایک بیضہ گھڑے کے مانند پیدا ہوگا ہر چند تم اسکو توڑو گے
وہ بیضہ ہرگز نہ ٹوٹیگا پھر اُسی بیضے میں ایک آبلہ سرخ پیدا ہوگا جب وہ پھوٹیگا تو حشر بپا ہوگا پس طلسم کشا کو
لازم ہے کہ وہی اسم انگشتری تیر پر دم کرکے نقطہ سرخ کو تاک کر نشانہ بناسے اگر تیر اس آبلہ پر پڑا تو لوح طلسمی
ہاتھ آئیگی اور جان بچ جائیگی ورنہ کبھی برف باری میں مبتلا ہوگا کبھی آتش بازی میں پھنسکر خاک ہو جائیگا ای طلسم کشا اس طلسم
میں مرحلہ صعب درپیش ہونگے سب طلسمات سے یہ طلسم نہایت سخت اور خوفناک ہے جب تک زلزلہ قاف
تا ہی سلیمان لوح ملکہ حمزۂ صاحبقران زمان قدم رنجہ نہ فرمائینگے فتح ہوا اس طلسم سخت کا بہت مشکل ہے اور لوح جبتک
طلسم سے نکالکر عمل کرے دشوار تر ہے ہاں ای طلسم کشا تو اگر ایسا ہی صاحب اقبال و اجلال مثل سکندر دوران
و رستم دستان کے ہے تو پاسے ارادہ کو بڑھا ورنہ دستبردار ہو لوح طلسم سے اور فتح مہمات سے باز رہ یہ عبارت
طولانی شاہزادہ نور الدہر نبیرہ حمزۂ صاحبقران نے جب پڑھی وقائع اسرار حقیقی سب تجلی ہوے بسم اللہ کہکر
براہ خدا کمر ہمت چست باندھی اور چلا بگارہ مدد الٰہی ہوکے جانب مغرب روانہ ہوا حسب موجب تحریر فقرات نعمت
اتھیر تمام مرحلہ صعب طے کرکے اس تکیہ پر مکان خس پوش میں پہونچے دیکھا کہ کوزے سے ظرف گلی آب سرد سے
بھرے رکھے ہیں اور شاہزادے کا شدت تشنگی سے ہونٹوں پر دم تھا مگر مطلق اس پانی کیطرف التفات نہ کیا رخ کرنا
کیسا ہوتا ہے اس فقیر نے جام آب سرد سے بھر کر شاہزادہ نور الدہر کو دیا شاہزادے نے وہ جام آب سرد لیکر اسم
انگشتری دم کیا اور اس فقیر کے سر پر وہ پانی چھڑک دیا وہ فقیر جلنے لگا اور تمام مکان میں آگ لگ گئی شور و
غل پیدا ہوا تاریکی چھا گئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی ہوا نام من اژدہا جادو دیو دفیں عمر و بیم و چاند و بیم
ہولناکیت ولی رسیدیم ایک لوح طلسم کشا کے قبضہ میں پہنچی میں پاسبان لوح طلسم گوہر بار تھا میرا تو طلسم کشا
نے خاتمہ کیا پھر اسی طرح مرحلہ خدا کو طے کرکے بیضہ طلسم کو بقوت و بازوی اسم اعظم توڑا ہزار ہا اژدر اژدہوں کے رونے
کی آوازیں آئیں شاہزادہ نور الدہر حیران ادھر ادھر دیکھنے لگا مگر کوئی نظر نہ آیا وہی سامان حشر نمودار ہوا عجیب
سیاہی بر طرف ہوئی دیکھا لوح الماس زنجیر مروارید میں بندھی ہوئی قلابہ فلک طلسم میں لٹکی ہے آواز آئی کہ اسم
اعظم انگشتری پر کہ تم وہ پڑھکر بسم اللہ کہکے لوح لیا واہ کیا دیکھتے ہو کس بات کا تامل ہے خدا نے عجب نعمت
عظمے عنایت کی ہے شکر و سپاس و حمد بیقیاس پروردگار عالم کی ہے شاہزادہ نور الدہر نے یہ سنکر اسم اعظم
انگشتری پڑھا اور لوح زنجیر سے نکال لیکے کھینچ لی لوح طلسمی پر جو نگاہ کی اس میں لکھا تھا ای طلسم کشا اگر خدا
تجھکو یاور و مددگار ہے اور لوح طلسم گوہر بار بھی دستیاب ہوا اب فتح طلسم کا مقام شکر ہے کہ خدا نے عجب دولت
لازوال عطا کی غنیمت جان اور بہت ہوشیار رہنا کہ بغیر لوح طلسمی کوئی کام اس طلسمات میں تو نہیں کر سکتا
تھا ہزار ہا بلائیں اس طلسمات میں قائم کی ہوئی ہیں کسواسطے کہ یہ طلسم گوہر بار شمس الطلسمات اور معدن آفات
ہے اور یہ طلسم بنایا ہوا آصف بن برخیا کا ہے اس میں دنیا کے تحفہ جات اور عجائبات سلطنت ہیں اور اس طلسمات
میں بہت بڑا ایک خزانہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا ہے وہ اتنک امانت رکھا ہوا ہے جو طلسم کشائی
کرے اور جسکے ہاتھ لوح طلسمی آئے اسکا حق ہے وہ قبضہ کرکے تحت تصرف میں لاوے اور چار سو حکیم جن و انسان
میں سے منتخب کیے گئے اور تیس ہزار جادوگر اور دیو زادوں میں سے چھانٹے گئے تھے کہ وہ بنانے والے اور
بلاے بلیات و رہانے تھے انھوں نے اس طلسم گوہر بار کو باندھا ہے اور آگے اسکے طلسم نیرنگ ہے کہ وہ بھی اسکی
طلسم سے متعلق ہے وہاں بھی لوح طلسمی کا کام دے گی جیسا بیان ہے وہاں تک کل طلسم فتح ہو تب طلسم کشا

طلسمی و فتح پائے طلسمات کے اگر زندہ رہے اور پھر کر آئے تو ملاقات کی ٹھہرے عقدہ ہجر ناخن وصال سے کھلینگے شہزادہ نور الدہر
تو ادھر سدھارا ہوا ادھر ملکہ [illegible] شاہزادہ کا رستہ کھڑی دیکھا کی جب شاہزادہ نور الدہر نگاہ سے روپوش ہو گیا
ملکہ کو ایک عالم فراموشی ہو گیا آتش فراق تنور سینہ میں مشتعل ہوئی تیغ تار نفس پر دل و جگر جلکر کباب ہوا کلیجے
میں ہوک اٹھی آہ کے ساتھ دھواں منہ سے نکلا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا دین و دنیا فراموش ہو گئی تن
سے [illegible] ہو گئی دانت بیٹھ گئے نبضیں ساقط ہوگئیں ہاتھ پاؤں برد ہو گئے خواصیں گھبرائیں
کوئی شیشہ گلاب [illegible] کا لائی کسی نے [illegible] کا لیپ سینہ پر عرقیات خوشبودار چھڑکے لخلخے سنگھائے ہوا پنکھے
کی [illegible] ملکہ دردانہ گوہر پوش ہوشیار نہ ہوئی نبض دیکھکر خواصیں زیادہ بدحواس ہو گئیں تخت ہوادار
پر [illegible] ملکہ کو [illegible] قصر ملک حرواریہ سفید پوش کی طرف روانہ ہوئیں جب سامنے بادشاہ طلسم
گوہر بار کے [illegible] ملک حرواریہ نے وہ تخت روان مانند تختہ تابوت کے دیکھا اور ملکہ دردانہ گوہر پوش کو
مثل [illegible] کے پایا پوچھا اسے کیا ہوا کچھ بیان کرو کہ میری پارۂ جگر روشنی چشم چراغ خانہ طلسم گوہر بار
پر کیا [illegible] حال [illegible] ہوکر آئی ہے خواصوں نے عرض کیا اے بادشاہ طلسم پہلے ملکہ کا تدارک
ہوشیار ہونے کا چاہیے کہ ملکہ کو غش سے افاقہ ہو آنکھیں کھولیں بات کریں تو ہماری جان میں جان آئے اور
حواس ہمارے درست ہوں تو کیفیت گزارش کریں غرضکہ بادشاہ طلسم نے علاج ملکہ دردانہ کا فوراً کیا
گلاب و کیوڑا و عرق [illegible] وقت [illegible] کئی طرح کے تیار کرکے سنگھائے اور ہوائیں معطر دیں پیا
ملکہ دردانہ کی ماں ملکہ گوہر بانو سر پیٹنے لگی رو رو کے پچھاڑیں کھانے لگی اور یوں بیان پردرد کرتی تھی
ہائے میرے [illegible] نہال تازہ کو کسکی نظر لگی میرے گل حدیقۂ حسن و جمال کو کس ہوائے تند کا طمانچہ لگا کیسا
مرجھا گئی [illegible] لب [illegible] ہو گئے نرگس سی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے پھول رخسار کمہلا کر رہ گئے ملکہ گوہر بانو
کے رونے پیٹنے سے تمام محل میں تلاطم ہو گیا اندر سے باہر تک ہر شخص مضطرب الحال تھا وہ قصر شاہی نمونہ
حشر تھا الغرض بڑی دیر کے بعد ملکہ دردانہ گوہر پوش کو ہوش آیا باپ نے اٹھا کے بٹھایا ماں نے
پیار کیا گلے سے لگایا بلائیں لیکے پوچھا اماں [illegible] یہ تمکو کیا ہو گیا کچھ حال دل بیان کرو دشمن تمہارے
[illegible] ہو کے [illegible] بیٹھے [illegible] سمندی کچھ چھینٹے میں آگئی یا کسی بدنظر کی تیر آنکھ پڑی یا نصیب اعدا
کچھ عارضہ ہوا ملکہ دردانہ گوہر پوش نے کہا مجھے نہیں معلوم کیا ہوا خود بخود میں گرکے بیہوش ہو گئی غرضکہ اسی وقت
صدقے [illegible] خیرات جاری ہوئی مگر ایک خواص نے ملک حرواریہ سفید پوش اور ملکہ گوہر بانو
سے تمام روداد بیان کی شاہزادہ نور الدہر پہ عاشق ہوکر قصر یاقوتی میں لانا اور عیش و عشرت میں کیفیت
وصل و بوس و کنار اور قتل ہونا نوشابہ جادو کا ہاتھ سے شاہزادہ کے اور پتا پاکے لوح طلسم گوہر بار کا چلے
جانا نور الدہر کا اور ملکہ کا فراق میں یہ حال ہونا حرف بحرف سب کہا ملکہ گوہر بانو تو یہ کیفیت سنکر سکتے کے
عالم میں چپ ہو کے رہ گئی مگر بادشاہ طلسم گوہر بار ملک حرواریہ سفید پوش نہایت غضبناک ہوا لیکن
مصلحتاً ضبط کیا ملکہ دردانہ گوہر پوش کو بلایا اور کہا اے ملکہ دردانہ تو خدا پرست پر عاشق و فریفتہ ہوئی
ہو اور اپنا دین ترک کرکے دین اسلام قبول کیا ہے بہتر ہے کہ یاد خدا پرست اور خیال حسن دلربا دل سے نکال
اور دین اسلام سے دست بردار ہو تو بہتر ہے نہیں تجکو دریا میں ڈبو دونگا کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑی ہے
اگر تجکو [illegible] تو [illegible] پر عمل کر ملکہ دردانہ نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکا کر چپ ہو رہی مگر یاد معشوق

خوش اسلوب و خیال حسن و جمال محبوب میں اپنا حال پریشان کیا دانہ پانی چھوڑ دیا اور یہ مسدس پڑھنا شروع کیا

مسدس تپ فراق جگر سینہ میں جلا لی ہے نہ پایا آہ کو یارب نہ جان سنبھالی ہے	فراق چمن کی نہ صحرا کی سیر بھا لی ہے شراب شنکا وصل ہو ممکن نہ تاب ہو دلکو	ہوں ملتا ہے گھٹ گھٹ کے شب کو روح آئی ہے عجیب طرح کا الٰہی عذاب ہے دلکو

پھر خیال جو یہ عیش و نشاط صحبت دلدار کا اور یہ دورہ کہ آنکھیں شاہزادہ نور الدہر اور ذائقہ وصل و بوس و کنار کا آتا ہے تو فلک کی طرف دیکھتی ہے اور یہ کہتی ہے شعر او فلاطہ تو نے کیا کیا مجھے سے پہر او لیا مجھسے کبھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر بیسا ختہ یہ شعر پڑھتی ہے شعر تیغ و رشتہ زدن صحبت یار آخر شد روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد — ادھر ملکہ دردانہ گوہر پوش کا عشق شاہزادہ نور الدہر میں یہ حال بصد ملال ہے ادھر ہر روز ملکہ در وارید سپید پوش بادشاہ طلسم گوہر بار ملکہ دردانہ کو سمجھاتا ہے یہ مطلق اسکے کہنے کو خیال میں بھی نہیں لاتی کہ ہر چند بد دماغ کیا کہتا ہے اپنے رنگ عشق میں غلطان محبت میں شاہزادہ نور الدہر کی بیہوش ہے آسیب عشق سر پر سوار ہے نہ اپنے سر و پا کا دھیان نہ کھانے پینے کا ہوش یاد محبوب میں جوش و خروش ہے کبھی ہنستی ہے کبھی روتی ہے کبھی دل سے آپ ہی آپ باتیں کرتی ہے نہ دلکو صبر و قرار ہے ہر وقت اضطرار ہے غرضکہ ملکہ مروارید سپید پوش نے آٹھوں گانٹھ سب طرح سے سمجھایا ملکہ دردانہ نے نہ مانا آخر کار بادشاہ طلسم کو غصہ آیا نہایت برہم و خشمناک ہوا حکم کیا کہ ملکہ دردانہ گوہر پوش کو دریاے طلسم کی کشتی پر سوار کرو اور بیچ دھارے میں لیجا کر کشتی کو ڈبو دو کہ پھر یہ شوخ دیدہ اپنی سزا کو پہونچے ملازم شاہی نے ملکہ دردانہ گوہر پوش کو سوار کیا خواصوں نے جو دیکھا کہ اب ملکہ دریاے طلسم میں غرق ہو جائیگی سب رونے پیٹنے لگیں ان سب میں چالیس خواصوں کو تاب نہ آئی دوڑ کے کشتی میں ملکہ کے ساتھ بیٹھ گئیں ملاح وغیرہ کشتی سے اتر آئے اور کشتی چل نکلی جب بیچ دھارے میں پہونچی کشتی رک کر چکر کھانے لگی یکایک کشتی مع ملکہ دردانہ گوہر پوش و خواصان تمامی دریاے طلسم میں غرق ہو گئی لوگ کنارے سے یہ تماشا دیکھا کیے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ خبر سنکر تمام شہر کے دکاندار اور بازار والے اور تمام ملازم شاہی دریاے طلسم پر تماشا دیکھنے کو جمع ہوئے تھے کنارے اس قدر ازدحام خلائق تھا کہ دور تک میلہ لگا ہوا تھا ہر قسم کے دکاندار خوانچے والے تر کاری والے میوہ فروش اور انواع و اقسام طرح کی چیزیں بیچ رہی تھیں لوگ خریدتے تھے حلوائیوں کی دکانوں پر خریدار و نکا ہجوم تنبولی تنبولنیں گلوریاں بنا بنا کر چاندی کے ورق لگا کر دیتی تھیں ہر ایک شہر کا ہو کر دریا پر آ کھڑا ہوتا تھا سقوں کے پالوں کے پیچھے یاروں کا جھگڑا تھا اور سبکی دم پر ٹکٹکی بندھی تھی لکھا ہے کہ سر کی ہونٹیں اڑتی تھیں لوگ تماشے لگانے تھے کہ یکایک غل ہوا کہ وہ ملکہ دردانہ گوہر پوش کی کشتی ڈوب گئی غرق دریاے طلسم ہو گئی لوگ افسوس کرنے لگے ناگاہ ماں ملکہ دردانہ گوہر پوش کی ماتم کرتی اور روتی پیٹتی سر پر خاک اڑاتی ہاے کہہ کے اپنی بیٹی کی ماتم میں دریا پر آئی اور مقام ڈوبنے کشتی کا لوگوں سے دریافت کر کے دریاے طلسم میں کود پڑی وہ بھی غرق ہو گئی یہ ماجرا دیکھ کر لوگ دریا کے کنارے سے جو جمع ہوا دو پہر رات گئے پھرنا شروع ہوا چاند کھانا پینے کا سامان حلوائیوں نانبائیوں خوش گلو ناچنے والیوں اور قصہ کا نا بجانا ہوا کیا طرح طرح کے تھے ہر قسم کی اشیاء خرید و فروخت ہوتی تھیں دو پہر رات کے کہ دریا سے ایک آواز بلند ہوئی کہ سب نے سنی افسوس ہزار افسوس بحسرت وصال شاہزادہ نور الدہر سے سیراب ہوئی اور کس حسرت سے جان دی بیچاری نے

بعد اسکے سب نے سناکر بہت سے آدمیونکی آہ وزاری کی آواز آتی ہی اور کلمات حسرت و یاس سب کی زبان پر
جاری ہین یہ سنکے سب تماشبین رونے لگے اور ریلکہ سکے حال پر افسوس کرنے لگے اور محزون و نالان باچشم
گریان و باآہ دل سوزان میلہ برخاست کرکے اپنے اپنے گھرون کو پھرے انکو تواب یونہین چھوڑیے

اب دو کلمے داستان حیرت نشان جانا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامدار کا لوح آویزان پر اور عجائبات مشاہدہ کرنا بیان کیے جاتے ہین

سیاحان وحشت دصحرای طلسمات و بادیہ پیمایان کوہ و بیابان عجائبات جنسن آرائی عبارات رنگین زبان مسافر
قلم مسافت تخیم پر یون لاتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر مامور بحکم لوح فرخندہ سیر وہان سے جانب
شمال روانہ ہوئے دس کوس چلے ہونگے کہ ایک صحرای ہولناک مین پہونچے کہ منزلون کہین درخت و گیاہ
کا نام نہین صاف ٹیان کہ سون میدان لیکن سبز رنگ کی زمین ہی مثل طوطے کے پرون کے اور کہین ایسی
نرم زمین ہی مانند کچھار کے جیسے لب دریا تراوت زمین پر محسوس ہو شاہزادے کا پانون اس زمین مین
دھنسنے لگا آگے چلنا مشکل ہوا گویا زمین قدم گیر ہی سمجھے کہ یہ قریب طلسم ہی بقوت صاحبقرانی پانون
تیز رفتاری کی دیکھا سامنے درۂ کوہ ہی اور پرنقش و نگار اس پہاڑ پر مثل نگارخانہ چینی کے ہی اور بلندی اس
پہاڑ کی زمین سے ہزار گز ہی اور زنجیر طلائی بہت عمدہ خوشنما باریک کڑیونکی آسمان سے پیدا ہوکر آئی ہی اسی
مین وہ پہاڑ لٹکا ہوا ہی ہرچند تمازت آفتاب بہت تیز ہی اور دھوپ تمام میدان مین پھیلی ہوئی ہی لیکن
زیر کوہ بلکہ سایہ کوہ کے قریب بھی دھوپ نہین آتی ہی جب اس کوہ کے قریب شاہزادہ پہونچا دیکھا کئی ہزار نقش
مثل نقش سلیمانی اس پہاڑ پر کھنچے ہوئے ہین اور زیر کوہ عجیب میدان سبزہ زار ہی کہ دور سے دیکھکے جان مین
جان آتی ہی روح تازی ہوتی ہی غنچہ دل پر شگفتگی آتی ہی ہری ہری دوب پر فرش مخمل سبز کا گمان ہی صاف
معشوقانہ پن برستا ہی اور کنارے سبزہ زار کے ایک حوض آب لطیف و خوشگوار سے لبریز ہی اور جانوران
صحرائی اس سبزہ زار مین ہر طرف چہک چہک کر پرواز کرتے ہین کبھی منقارین کھولکر زیر سایہ کوہ آبیٹھتے ہین کبھی
غول کے غول طائران زمزمہ ساز خوش آواز کے بٹیریون پر حوض کی بیٹھکر منقارین پانی مین ڈالتے
ہین ہرچند شاہزادہ نورالدہر عالیجناب تمازت آفتاب سے اضطراب مین تھا اور شدت تشنگی سے بیتاب
تھا لیکن زیر کوہ اور قریب سبزہ زار نہ آیا دور ہی سے کھڑے ہوکر سب سیر دیکھی پھر لوح کو ملاحظہ کیا
لوح مین یہ مرقوم تھا کہ جانب چپ دس قدم چلکر کوہ کے محاذی مین کھڑے ہوکر لوح کو مقابلہ مین اسکے
بلند کرکے عکس اس لوح کا کوہ پر ڈالو جب تمکو دو لکیرین کوہ پر کھنچی معلوم ہون ایک سیاہ اور ایک
سفید اسکے بیچ مین جاکر لوح سے کوہ پر ایک لکیر باریک کھینچو اور کھڑے رہو اگر لکیر کھینچنے مین عرصہ کیا
تو عذاب شدید مین گرفتار ہوگے بعد اسکے وسط کوہ تارہای باریک بہ رنگ سفید مثل عنکبوت دیکھوگے
اسم اعظم لوح مبارک پڑھکر ان رشتہ ہای باریک پر دم کرنا اور دوسری بار پڑھکر اپنے اوپر
ازسرتاپا ہر اعضا پر دم کرنا جو تار ان مین سب سے زیادہ باریک ہو اسکو تھام کر کوہ پر چڑھ جانا پھر وہان
پہونچکر لوح دیکھنا شاہزادہ نورالدہر یہ عبارت لوح پڑھکر مسرور ہوا اور چلا چاہتے ہی جاتا ہی کہ
درمیان انہی خطون کے داخل ہو کہ ایک آواز آئی ای طلسم کشا ہرگز ان لکیرون کے بیچ مین نہ آنا
کہ سراسر دغا و فریب ہی زحمت اٹھاؤگے دوسری آواز اور آئی کہ فلان لکیر کے نیچے جانا چاہیے تیسری

آواز آئی کہ یہ سب اہل طلسم تمکو فریب دیتے ہین مناسب و لازم ہی کہ زیر خط سبز جاؤ کہ منزل راست وہین بہتر ہوگا گر شاہزادہ
نور الدہر نے کسی کی آواز پر خیال نہ کیا کہنا اُنکا ساعت مین نہ لائے ایکہین دونون لکیرون کے بیچ مین آ گئے
اور لوح سے کوہ پر لکیر کھینچ دی کہ مثل تار عنکبوت تار نمایان ہوے بحکم لوح آپ نے ایک بار یا تار کو تھام کر
کوہ پر چڑھ گئے اُس کوہ سے تین بار آواز آئی الحذر الحذر الحذر اور کوہ اسطرح جنبش مین آیا جیسے کوئی جھولا جھلا
شاہزادہ نور الدہر کوہ پر سے گرا چاہتا تھا کہ لوح کو پھر اٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا ہوشیار باش قریب تیرے
درخت یاسمن ہی اوپر اسکے مکڑا مثل اسپ توانا کے سیاہ رنگ کا بیٹھا ہی اور اُسکے پشت پر خال ہاے سفید ہین
اور ایک سو اُسکے پانون ہین اب وہ تجھپر حملہ کریگا اور منھ سے اپنے دھوان سیاہ آتش آمیز نکالیگا تو اس دھوان
کو اپنے تمام جسم پر مل لے ورنہ دھوان یہ تجھکو اڑا لیجائیگا اور بلا مین گرفتار ہوگا اور جو اسم کہ زیر لوح لکھا ہی
پڑھکر اپنے اوپر اور اُسکے اوپر دم کرنا ایک غار عمیق مقدار آدم طویل پیدا ہوگا اُس غار مین اپنے تئین گرا دینا
فوراً وہ مکڑا غار کے منھ پر مثل سرپوش کے آ بیٹھیگا اور ہر پانون کو اپنے حرکت دیگا ہر ایک پانون سے اُسکی
بلائین جدا جدا پیدا ہونگی کسی پانون کی حرکت سے آتش باری ہوگی کسی پانون کی حرکت سے سنگ باری ہوگی
کسی پانون کی حرکت سے برف باری پیدا ہوگی اور کسی پانون کی حرکت سے زلزلہ آئیگا کسی پانون کی حرکت سے
سانپ بچھو ظاہر ہونگے اگر اُسکے سب پانون کی حرکتونکی تاثیر بیان کرون تو مضمون اصل مطلب مین طول
ہوگا اے طلسم کشا جسوقت وہ مکڑا غار پر آ بیٹھے تم دیکھنا اُسکے شکم پر ایک خط سفید ہی اُس خط پر اسم جو شبیہ
لوح کا پڑھکر تیر پر دم کرکے مارنا اگر تیر نے خطا کی تو جل جاؤگے اور اگر دوسری جگہ تیر پڑا قید ہو جاؤگے
اگر مقام خط سفید پر پڑا تو وہ دل حریف نشانہ ہوگا یعنی مرکر خاک سیاہ ہو جائیگا شاہزادہ نور الدہر نے بموجب
حکم لوح مبارک اسی طرح تیر جو خط شکم عنکبوت پر مارا فوراً وہ مکڑا ہلاک ہوا کنارہ غار پر پڑنے لگا پھر اُسکے
چلائے آندھی سیاہ اٹھی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آثار قیامت برپا ہوئے بعد تھوڑی دیر کے جب تسلط ہوا روشنی
ہوئی آواز مہیب آئی کشتی مرا نام من عنکبوت جادو بود وافسوس مردیم و جان دادیم بمطلب دل نہ رسیدیم آگاہ
شدی منم دربان طلسم باطن بودم اب جو شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا تو ایک لاشہ بہت بڑا ساحر بدہیئت
کا پڑا ہی اور ایک چوکی سنگ مرمر کی ہی اُسپر اپنے تئین استادہ دیکھا اور ایک چشمۂ آب اُس چوکی کے کنارے ہی
اور تجلی سے اُسکے بیابان مین وہ روشنی ہی کہ تاب دیکھنے کی نہین ہی شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ نور آفتاب کا ہی سر
اٹھا کے آسمان کی طرف جو دیکھا ایک کمان نورانی گویا زرۂ آفتاب درخشان سے بنائی ہی اور اُس کمان مین
جو محراب دروازہ بنا ہوا معلوم ہوتا ہی اور اُس دروازے مین ایک عفریت قوی ہیکل گوشے کمان کے پکڑے
کھڑا ہی شاہزادے نے لوح کو اٹھا کر دیکھا اُس مین لکھا ہوا ہی کہ اس چشمۂ آب سے چلو بھر اور اسم جو پیشانی لوح
کا اُسپر دم کرکے اُس چشمہ پر ڈالدو پانی بستہ ہوکر سنگ بلورین ہو جائیگا پشت لوح پر جو نقش ہی انگشت شہادت
سے اوپر اُس چوکی کے لکھدو وہ چوکی سنگ مرمر کی مثل تخت سلیمانی اڑکر بائین طرف اُس دیو کے پہونچیگی
دیو حملہ آور ہوگا وہ سنگ بلور منھ پر اُس دیو کے کھینچ مارنا سر اُس دیو کا شق ہوکر پارہ پارہ ہو جائیگا کاسۂ
سر سے اُس عفریت کے ایک سفید مہرہ پیدا ہوگا فوراً اسکو اٹھا لینا اسی اثنا مین دوسرا دیو آوے آکر حملہ کریگا پارۂ
سر شکست عفریت اُس دیو ثانی پر مارنا اور ایک پارہ سر شکست عفریت اول اس چشمۂ آب مین ڈالدینا وہ دیو
بھی اُس چشمہ مین کود پڑیگا اور غوطے کھانے لگیگا جب تک وہ دیو ثانی پارہ سر شکست عفریت اُس چشمۂ آب سے

ڈھونڈھ کر نکالے تم اُس مہرے کو مثل ناقوس پھونکنا اُس مہرے سے آواز ترانہ کی نکلے گی وہ دیو ثانی جلکر خاک ہو جائیگا وہ چوکی قریب کمان ہوپہنچ گی ہاتھ سے کمان نہ چھونا ورنہ جل جاؤگے بلکہ چوکی سے سنگ مرمر کی جست کرکے حلقہ کمان پر کچھ خوف نہ کرنا پھر جو کچھ دیکھنا موافق لوح کے عمل مین لانا شاہزادہ نور الدہر نے بموجب حکم تحریر لوح اسی طرح کیا ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ لینا پکڑنا مارنا یہ خیرہ سر طلسم کشا طلسم باطن سے نکل جانے نہ پاسکے شاہزادہ حیران چاروں طرف دیکھ رہا اور جس رہا ہی کوئی نظر نہین آتا صدائین ہولناک اور آوازین برن کی بلند ہین

اب دیکھیے داستان مصیبت بیان جانا شاہزادہ نور الدہر کا حلقہ کمان یعنی خانہ طلسم باطن مین اور گرفتار ہونا بلاے طلسم مین بیان کیے جاتے ہین

مصیبت خیزان بلاہاے طلسم باطنی و صعوبت انگیزان آسیب ہاے ظاہری مرحلہ آفت سحر کو قدرے طی کرکے مسافت غم و الم کو یون بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ نور الدہر جسوقت جست کرکے حلقہ کمان پہ پہونچے بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا اندر ایک دروازہ عالیشان زرنگار کے پایا کہ محراب اُس دروازے کی مانند کمان زرین کے تھی چار جانب اسکے کچی دیوارین قد آدم بلند کوئے دروازے کے پختہ گویا وہ کمان دروازہ اُسکا تھا بسم اللہ کہکے شاہزادے نے اندر قدم رکھا اندر اسکے جاکے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی لیکن تمازت آفتاب ایسی شدید ہی کہ تمام جسم پر آبلے پڑے جاتے ہین دم بھر کے بعد تشنگی نے غلبہ اسقدر کیا کہ زبان مین کانٹے پڑ گئے حلق خشک ہوگیا یارائے تکلم نہ رہا بدحواس ہوگئے موت کی لذت زبان پر آگئی یقین ہوا کہ اب روح جسم سے نکل جائیگی اگر حال زار شاہزادہ تحریر کیا جاے تو بہت طول ہوگا المختصر شاہزادہ نور الدہر بہزار خرابی جلد ہی جلد ہی راہ کو نا طی کرتا ہوا چلا لیکن طاقت بالکل زائل ہوگئی امید زیست منقطع ہوئی قریب تھا کہ بیہوش ہوکر گرے ناگاہ دور سے ایک قلعہ بہت بلند دکھلائی دیا اور گرد اسکے نہایت عمدہ و عجیب سبزہ زار ہی ہر برگ کاہ و شجر شاداب اور قریب سبزہ زار فالیز تربز کی ہی کھیت لہکتا ہوا تربز بڑے بڑے تر و تازہ لگے ہوئے ہین کہ شادابی اسکی خانہ چشم ناظرین مین کھچی جاتی ہی خیال کیا کہ دس بارہ قدم کا فاصلہ ہی اب چلکے ذرا اس کھیت پر ٹھہریے اور ہوا کھائیے کہ قدرے کلیجہ دل کی پژمردگی دور ہو پھر دیکھا کہ ایک ایک گگرا نیل کا پانی سے بھرا رکھا ہی شاہزادہ شکر خدا بجالایا اور قدم جلدی اُٹھایا جسقدر آگے بڑھتے جاتے ہین وہ قلعہ وہ کھیت وہ گگرا اسیطرح پیچھے ہٹتا جاتا ہی دیکھا تو جتنے فاصلے پر تھا اتنے ہی فاصلے پر ہی دو پہر کامل اُسکے پیچھے چلے اور اس قلعہ اور کھیت کے پاس نہ پہونچے آخر یاوس ہوے تاب نہ لاسکے بیخود ہوکے زمین پر گرے یقین ہوا اب موت آپہونچی زار زار اپنے حال زار پر رونے لگے پھر یاد آیا کہ ای نور الدہر لوح کیون نہین دیکھتا اُسی وقت لوح کو اُٹھاکے دیکھا لکھا ہوا تھا ای طلسم کشا میدان آدم سوز مین پہونچکر قریب ہلاکت ہوا اور پیچھے فالیز تربز کے کیون رواروی کرتا ہی کھیت تک تربز کے نہ پہونچے گا یہ اسم لوح ایک مشت خاک پر پڑھکر دم کرا اور رو برو اپنے سامنے فالیز تربز کے چھڑک دے برابر فالیز تربز کے پہونچ جائیگا پھر لوح کو دیکھنا کہ اس مرحلے کا طی کرنا نہایت دشوار ہی کہ یہ بہت صعب ہی شاہزادہ نور الدہر نے بموجب حکم لوح عمل مین لاکر جو دیکھا تو کنارے کھیت کے کھڑا ہون مگر پیاس کی شدت سے شعلہ آتش سینہ مین بھڑکنے لگا دل بیکل کیا بے کے بریان ہوا جاتا ہی اُس گگرے کو جو دیکھا تو بہت بڑا کئی مٹکون سے بھی زیادہ ہی خنجر کمر سے کھینچکر چہیند داغ نے گگرے پر مارا اصلاً اثر نہ ہوا ٹوٹنا چاہ ہوکر ایک سنگ گران قرینا

سے

اٹھاکر اس لگن پر مارا آواز تراقہ کی پیدا ہوئی وہ لگن پھٹ گیا ایک غلغلہ دار و گیر بلند ہوا وہ لگن جب پاش پاش ہوکر پھیلا اس میں سے زنبوریں سرخ رنگ کی اڑیں اور بلند ہوکر اسقدر بڑھیں کہ مانند بندر کے ہوگئیں بہر پرفشانی و پرواز کرنے لگیں ان میں ایک زنبور سیاہ رنگ سب سے بڑا مانند گوسفند سیاہ کے ہے اور نیش اسکے مثل ناوک سر تیز ہیں آخرکار اسقدر بافراط زنبوروں کی ہوئی کہ آفتاب چھپ گیا یکایک کیست پرجوز نبوریں گرین تو نیزوں میں لپٹ گئیں ترنیزوں سے آب شیریں اسقدر بہا کہ دریاے عظیم جاری ہوا تمام میدان بحر زخار ہوگیا کہ شاہزادے کے گھٹنوں تک پانی آگیا زنبوریں اڑاڑ کے جسم شاہزادہ نورالدہر پر بیٹھکر نیش زنی کرنے لگیں لیکن برکت سے لوح کے زہر نیش زنبوران موثر نہوا اگر صدمہ جسم پر کمال ہوپہنچا رنگ چہرہ نازنین شاہزادہ کا زرد ہوگیا ہرچند چاہا کہ لوح کو دیکھیں مگر زنبوروں نے مہلت لوح دیکھنے کی نہ دی ناگاہ شاہزادہ نورالدہر کو معلوم ہوا جیسے کوئی گلے سے لوح کھینچتا ہے ایک آہ سرد دل پر درد کرکے لوح گلے سے اتار کے مستحکم کرکے ہاتھ میں پکڑی اب صدمہ نیش زنبوران سے تاب ضبط نہ باقی رہی آنکھ بند ہوگئی جسوقت زنبوروں کا شاہزادے پر بہت ہجوم ہوا ناچار حیران و پریشان ہوکر لوح سے ان زنبوروں کو مارنا شروع کیا برکت ہوا سے لوح کے تمام زنبوریں اڑگئیں شاہزادے کو کسی قدر تسکین ہوئی آنکھ کھلی دیکھا سب زنبوریں دور دور اڑرہی ہیں جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا ایسی غفلت نہ کیا کر اگر ایک ساعت اور اس بلا میں مبتلا رہتا لوح ہاتھ سے نکل جاتی اب ایسی زراعت پر خیال کر کہ ایک درخت میں گل زرد ہے اسپر وہی زنبور سیاہ بیٹھی ہے اسم حاشیہ لوح پیکان تیر پر دم کرکے اس زنبور سیاہ کو نشانہ کر فوراً شاہزادے نے بموجب حکم لوح کے ایسا ہی کیا جیسے ہی تیر پر اسم حاشیہ لوح دم کرکے مارا وہ زنبور سیاہ نشانہ ہوا غبار سیاہ زمین سے اٹھا شور و غل ہونے لگا ظلم عظیم برپا ہوا بعد دو گھڑی کے جب سیاہی دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من زنبور نیش زن جادو بود قسم ہردیم و جان وادیم و بمطلب دل نہ رسیدیم شاہزادے نے دیکھا کہ ایک لاشہ بہت بڑا سیاہ رنگ کا پڑا ہے مگر جوتی منقش وارہی شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم جوتی اٹھالو بحکم لوح جوتی زمین سے اٹھالی اور آگے کو روانہ ہوئے دو چار کوس چلے تھے کہ ایک درخت صندل سرخ کا دیکھا ہر پتے سے اسکے قطرے خون تازہ کے ٹپکتے ہیں اور خاک بھی اس صحرا کی مثل صندل سرخ کے ہے اور ہوا بہت خوشبودار ہے شاہزادہ بحکم لوح اس درخت پر چڑھ گیا اور اسم لوح پڑھا درخت جھومنے لگا شاہزادہ خوف سے ایک شاخ میں لپٹ گیا اسقدر تکان درخت کو ہوئی اور ہوا تیز چلی کہ شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان بیہوش ہوگیا

اب وہ کلمے داستان صعوبت بیان پہونچنا شاہزادہ نورالدہر کا مرحلہ میدان کلہ ہاے خندان پر بیان کیے جاتے ہیں

عجائب نمایان طلسم تازہ خیال و شعبدہ پردازان نیرنگ روزگار مضمون خصال میدان طلسم طبیعت میں زبان سحر بیان کو یوں گویا کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ نورالدہر تکان سے درخت صندل سرخ کے بیہوش ہوگیا یقین تھا کہ شاخ درخت ہاتھ سے چھوٹ جاے اور شاہزادہ زمین پر گرے مگر دم بھر کے بعد جب تکان درخت کی موقوف ہوئی ہوش آیا دیکھا نہ وہ صحراے احمر ہے نہ وہ درخت صندل ہے ایک میدان وسیع ہے اس میں سیکڑوں کلہ ہاے تازہ یعنی انسانوں کے سر کٹے ہوئے پڑے ہیں ان سروں میں ایک سر تاجدار ہے اور پاس اس سرتاجدار کے ایک بارہ برس کی نازنین سہ جبین کا سر ہے کہ وہ بیٹی اس تاجدار کی ہے اس سرنازنین کی درخشندگی

سے تمام میدان مین روشنی مثل آفتاب و مہتاب کے ہے اور ہر سر کی آنکھین مثل چشم مردم ذی حیات گردش کرتی
ہین اور پلکین سرہای بالا کی جنبش مین ہین مگر مردمک چشم ہر طرف حیرت زدہ نگران ہے اور تمام کلہ ہای تازہ رو کہ
خندہ زنی کرتے ہین اور اُن سرون مین ایک کاسہ سر بہت بڑا ہے مثل ٹھلیکے ایکا ایک وہی سر بولا سلام علیک
شاہزادے نے جواب سلام دیا اُس سر نے کہا آفرین صد آفرین ای جوان تو بڑا صاحب ہمت اور شجاع و دلیر ہے
کہ اس طلسم پر بلا کو پاک و صاف کیا اب توقف نہ کر کہ بلا ہای عظیم آمادہ تیری ہلاکت پر ہین جلدی جلدی قدم
اُٹھا اور درمیان سے ہمارے نکل جا اور بعیش و عشرت بسر کر یہ تماشای عجیب و غریب نہ دیکھ اس سر تاجدار
نے کہا ای شاہزادے ہرگز اس بہبا کے فریب مین نہ آنا یہ ساحر مکاری کرتا ہے ایسا نہو کسی بلا مین گرفتار کرے
جلدی اس کاسہ سر ستمگار کو توڑ ڈال کہ ہم سب زندہ ہو جائین اور ہین ان سب افسانون کو ہمراہ لیکر مع دختر و پسر کے
تیری خدمت مین حاضر ہون اُس تاجدار کی دختر اور بیٹے نے کہا ای پدر بزرگوار یہ طلسم کشا نہایت غریب پرور
شاید ہمپر بہت رحم کرے دختر بولی مین اسکی کنیز ہون پسر نے کہا مین غلام حلقہ بگوش ہون لیکن یہ بھی صدا دینے لگے
اور اکثر سرون نے پھر کہا ہمارے کہنے پر عمل کر دے یہ سب دروغ گو ہین سر تاجدار ہنسا اور کہا کہ سبحان اللہ ہو
آدمیون کا کہنا نہ ماننا اور ایک مشت استخوان کمتر کے کلام پر عمل کرنا کام عقلمندون کا نہین ہے شاہزادہ نہایت
حیران اور متعجب ہوا کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون کہ خیال لوح پر گیا کہ اب پھر لوح دیکھنا چاہیے فوراً لوح کو ملاحظہ
کیا اس مین لکھا تھا کہ تاج زنبور نیش زن کے دو حصہ کرو نصف کاسہ سر کلان پر اور نصف سر تاجدار پر رکھدو
اور علیحدہ سرون سے ہو جاؤ شاہزادے نے یہی کیا ایکبار آواز تڑاق تڑاق کی پیدا ہوئی کلہ تاجدار و کاسہ سر
کلان قد آدم زمین سے بلند ہوا اور ہوا پر ٹھہرا اور دونون سر آپس مین لڑنے لگے اور کہتے تھے کہ اب کام بگڑ گیا
سر کلان بلند ہوکر اپنے کو کلہ تاجدار پر دے مارتا تھا اور کلہ تاجدار کاسہ سر کلان کو کاٹتا تھا اور جتنے سر میدان
مین پڑے تھے وہ سب بلند ہوکر خون کے تالاب مین گر پڑے اور غوطے کھانے لگے بعد ایک دم کے وہ سب
سر جسم ہوکر لباس سرخ پہن کر نکلے مگر تمام خون تالاب کا خشک ہوگیا وہ سب کے سب بصورت امرا و وزرا
ہوکر کلہ تاجدار اور کاسہ سر کلان کو نعود دیکھنے لگے پھر تالیان بجا کر ناچنے لگے لیکن دختر تاجدار و پسر
تاجدار مع زیور و جواہر رنگا رنگ سے آراستہ ہوکر جام صراحی ہاتھ مین لیکر مثل طاؤس طناز پاس شاہزادہ
نور الدہر کے آئی پہلے پسر تاجدار نے ہاتھ شاہزادے کا پکڑا اور کہا مجکو ای جان جہان گلے سے لگا لے شاہزادے
نے لاحول پڑھکر ہاتھ جھٹک دیا پھر دختر تاجدار بے ہنر ہوکر شاہزادہ نور الدہر سے لپٹ گئی اور منہ پر منہ
رکھکر بوسے لینے لگی اور طالب وصل ہوئی شاہزادے نے لاحول پڑھکے اسکو ایک لات ماری کہ وہ
دو سو قدم گری اس اثنا مین ضربت کاسہ سر کلان کی کلہ تاجدار پر پڑی کہ کلہ تاجدار ریزہ ریزہ ہوکر گرا دختر
و پسر اس تاجدار کے مع امرا و وزرا غائب ہوگئے اور ایک لکہ ابر پیدا ہوا اور بوندیان پڑنے لگین تمام
آسمان چھپ گیا اور بارش کاسہ ہای سر کی ہوئی پانی زور سے برسنے لگا شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا
تھا ای طلسم کشا اگر ایک قطرہ بھی پانی اوپر تیرے گرا تو تو ہلاک ہو جاویگا لوح اپنے سر پر رکھ لے تا اس بلا سے
محفوظ رہے شاہزادے نے یہی کیا لیکن دیکھا جو کاسہ سر زمین پر گرتا ہے صدف بن جاتا ہے اور ہر صدف منہ اپنا
کھولے ہے جو قطرہ آب ابر سے گرتا ہے صدف مین آجاتا ہے وہ گوہر ہو جاتا ہے تمام میدان صدفون سے اور گوہر آبدار سے
بھر گیا بعد ایک ساعت کے بارش باران موقوف ہوگئی وہ تمام موتی اور سیپیان میدان سے غائب ہوگئین

ناگاہ ابر سے ایک صداے عجیب پیدا ہوئی اور ایک کاسۂ سر مانند برج کلان کے پیدا ہوا اور زمین پر گرا گرتے ہی
استخوان کاسۂ سر ریزہ ریزہ ہو گئے اُس مین ایک ہما بہت بڑا ہفت رنگ کا نکلا اور تمام ریزہ ہاے استخوان کا نشہ
سر کہا گیا اور آسمان پہ اُڑکر بہت بلند ہوا اور شاہزادے کے گرد سر پھرنے لگا شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا
لکہا تھا کہ بارش موقوف ہو جاے اور ہمار ریزہ استخوان سر کلان کہا کر اُڑے اور گرد سر پھرے بعد سات بار چرخ
کرنے کے قصد تجھپر گرنے کا کریگا اسکی منقار کو نہ دیکھنا ورنہ چشم خیرگی کریگی چاہیے کہ اسم حاشیۂ لوح پڑھکر
اُسپر دم کر دیجیے اور لوح اوپر سر کے رکھ لو جب ہما قصد کرنے کا تیرے سر پر کرے اسم لوح پڑھکر دم کرنا پھر
قدرت خدا کا تماشا دیکھنا شاہزادے نے بموجب حکم لوح کے یہی کیا جیسے ہی ہما نے قصد گرنے کا سر پر
شاہزادے کے کیا شاہزادۂ نورالدہر نے اسم لوح پڑھکر دم کیا ایک شعلہ جوالہ لوح سے نکلا اور اُس ہما کو
جلا دیا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا عجیب صدائین آنے لگین ہواے تیز و تند چلی بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی اور
آواز آئی کشتی مرا نام من ہما سے جادو بود افسوس حرو یم دجان داد یم مطلب دل نہ رسید یم اب جو شاہزادے
نورالدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست کی لاش جلی ہوئی پڑی ہے شاہزادے نے شکر خدا کیا

اب دوسرے داستان فرحت نشان پہونچنا شاہزادۂ نورالدہر کا سیلہ مین اور گم ہو جانا لوح کا اور آنا لقا بیدار کا بیان کیے جاتے ہین

تماشا بینان سواد طلسم نیرنگ و سیر کنندگان مجمع ساکنان چین فرنگ و قلم گردگان لوحۂ دانشمندی و حیرت زدگان
آئینہ ستمندی اس داستان عجائب بیان کو یون زیر قلم حیرت رقم لاتے ہین کہ جب شاہزادۂ نورالدہر نے لبہ
شتہم تہر ہاے جادو کو مارا اور آگے کو بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا دو تین کوس کے بعد ایک صحراے سبزہ زار وادی
مینو سواد رشک گلشن شداد نظر پڑا گیاہ سبز خوشنما گل خود رو جا بجا شگفتہ ہواے سرد ضیا سے دلکش طائر وہکی
چہچہ زنی نرگس کی شکفتگی یاسمن کا کھلنا باد صبا کی عطر بیزی دلکو بیکل کرتی ہے سامنے دور سے سواد شہر معلوم ہوتا ہے
لوگ آتے جاتے نظر آتے ہین ایک طرف دریاے قہار ہے کہ اُس مین شعلۂ آتش بھڑکتے ہین ایسی آگ اُس مین
شعلہ ور ہے کہ اگر آہن سخت اُس دریا مین پڑ جاے پگھل کر پانی ہو جاے اور اُس دریا پر کاغذ کا پل بندھا ہوا ہے کاغذ
اُس صحراے سبزہ زار سے لوگ اُس پل پر سے جاتے ہین شاہزادے نے لوح کو دیکھا اُس مین لکھا
تھا کہ اُس کاہ تراش کے ہمراہ روانہ ہوا اور شکلے آباد مین داخل ہو اُس کاہ تراش کی یہ شکل ہے کہ پشت اُسکی
مانند سل سنگ سیاہ کی ہے اور جسم اُسکا سرخ ہے قد اُسکا طویل ہے آنکھین اُسکی زرد ہین شاہزادے نے موافق حکم
لوح کے اُس کاہ فروش کو تلاش کیا جب وہ پشتارہ گھانس کا باندھکر چلا شاہزادہ اُسکے عقب مین روانہ ہوا
جب وہ پل کاغذ پر پہونچا شاہزادہ بھی اُسکے قدم بقدم رکھتا ہوا روان تھا یہانتک کہ رہبری سے سنگ پشت
جادو کے پل سے صحیح و سالم گذر کر شہر شکلے آباد مین پہونچا دیکھا شاہزادے نے کہ عمارت اُس شہر کی سنگ
سلیمانی کی ہے آدمی شہر کے تمام مرد و زن پیر و جوان خورد و کلان یک چشم ہین شاہزادہ دیکھکر حیران ہوا
دروازے مین شہر کے جب قدم رکھا دیکھا کہ دکانین حلوائیونکی آراستہ ہین تھال اچھی اور بڑی بڑی برابر رکھے
اوپر نیچے ہین کڑھاؤ بھٹی پر چڑھے ہوئے ہین کہین جلیبیان اور امرتیان تلی جاتی ہین کہین پوریان
کچوریان پک رہی ہین کہین مٹھائیان رنگ رنگ کی بن رہی ہین گرم گرم یہ اشیا دیکھکر جی للچایا ذائقہ
زبان پر ہر چیز کا آیا شاہزادۂ نورالدہر مثل آئینہ حیران ہوا اور پوچھا حلوائیون سے ... [illegible]

تو یہ کیا طلسم ہفت چشمہ ہی اُن جلوانیوں وغیرہ نے جو دو چشم شاہزادے کو دیکھا پہچان گئے سب نے ملکر شور غل
مچایا کہ ارے دوڑو طلسم کشا آگیا لینا پکڑنا مارنا اسی نے ہمارے جادو اور عنکبوت جادو وغیرہ کو مارا ہی حملجات
کی شکست کی ہے دریا سے طلسم سے صحیح وسالم عبور کر گئے سنگ پشت جادو کے ہمراہ آتا ہی یہ سنکے شاہزادہ
نہایت متحیر ہوا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح کو سر پر رکھ چھپ جاؤ شاہزادے نے لوح سر پر رکھ لی نظر
سے اہل شہر اور دکاندار وغیرہ کے غائب ہوگیا سب کے سب متعجب ہو ڈھونڈنے لگے ایک ایک سے دست
گریبان ہوا اور ایک ایک سے کہتا تھا ارے تم لوگ خواب دیکھتے ہو شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا
اے طلسم کشا اس شہر میں ایک پیر مرد ہی اسکو تلاش کرو کہ وہ اپنے گھر میں کوٹھے پر عبادت خدا کرتا ہی مگر یہ
خیال رکھنا کہ اسی طرح ہر ایک پیر مرد کے ہر گھر میں ایک ایک پیر مرد عبادت خدا میں مشغول دیکھو گے کہیں اس دام میں نہ آجانا تمہاری
اسیری کی گھات میں سب ہیں پیر مرد اصلی وہ ہے کہ شکرانہ ذکر خدا میں مشغول ہے کسی جانب نہیں دیکھتا ہی اور پیر مرد جو ہیں وہ ادھر
ادھر دیکھتے ہیں اُس پیر مرد سے ملاقات کرو مہمان اُسکا ہو وہ جو کچھ کہے وہ شکر قبول کر عمل میں لا اللہ شاہزادہ نور الدہر گھر گھر اُس پیر مرد
کو تلاش کرتا تھا ہر گھر میں جاتا تھا اور دیکھکر پھر آتا ہے مگر ہر پیر مرد ایک صورت شکل کا اور ایک ہی طریقہ کا بیٹھا دیکھتا
ہی یہانتک کہ پانچ سو گھر دیکھا اور ایک ہی صورت کے پیر مرد پائے مطلق فرق بال بھر کا نہ تھا قریب تھا کہ
فریب طلسمیان میں آجاتا ایک گھر میں جو گذر ہوا بصدق دل استی دماغ میں پہونچی عقل سے دریافت
کیا کہ یہی دوست صادق معلوم ہوتا ہی اس پیر مرد کو بھی اُن سبھی صورتوں سے مشابہ پایا اور جملہ علامت
بموجب تحریر لوح پیا دیکھا نام اُس پیر مرد کا طاہر جنی تھا اور سلام علیک کی اُٹھتے سر اُٹھا کے دیکھا اور ملاقات
کر کے بہ ارادت پیش آیا شاہزادے کو غسل کرایا مسافت سفر راہ طلسم دور ہوئی طعام لذیذ کھلایا شاہزادہ نور الدہر
کو جو بہت دور سے فرسودہ آیا فرش پر آرام کیا ہوا طبیعت تمام ہوئے راحت پائی آخرش دو دن اُس پیر مرد کے یہاں
وہاں رہے کچھ تعلیم پیر مرد نے شاہزادہ کو دی آخر وقت شام براے سیر شہر کو چلے طاہر جنی نے ایک نقش
پیشانی پر شاہزادہ نور الدہر کے لکھ دیا کوئی شخص نہ پہچانے جب شاہزادہ بازار میں پہونچا جملہ خاص و عام
کو ایسا آراستہ اور پیراستہ اور خوش و خرم پایا کہ گویا تیاری سامان جشن کی کرتے ہیں جیسے روز عید ہو تمام
چیزیں نقش و عشرت کے اسباب مہیا کرتے ہیں اور ایک منادی ڈھول گلے میں ڈالے ہوئے مثل [illegible]
کے پھرتا ہی کہ کل میلے کا دن ہی آج سے اطلاع اسواسطے سب کو دیجاتی ہی کہ یہ جشن عظیم ہی تمام خاص و عام
کو حکم حاصل بادشاہ اس مقام کا ہی کہ شاہ سے گدا تک لباس رنگین فاخرہ غرق جواہر ہو کر میلے میں آئے شاہزادہ
نور الدہر سیر کیفیت شہر کی دیکھکر پھر اور گھر میں طاہر جنی کے آیا سب حال بیان کیا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو
میں بھی جا کے کل میلے کی سیر کروں طاہر جنی نے کہا اے شاہزادے تو ہنوز طفل مکتب ہی کہ برائی اور بھلائی کو نہیں
دیکھتا ہی اول یہ کہ یہ طلسم سخت ترین طلسمات ہی اور تو یہاں کی طلسم کشائی کریگا ایسا ہو کہ فریب طلسمیان میں آجا
یہ مرحلہ فریب کا ہی اور اسکے آگے پردہ تیا ہی سب سے زیادہ مشکل ہی بعد اسکے مرحلات چہل قانوس نہایت
سخت و مصعب ہیں میں کہے دیتا ہوں کہ اب یہاں سے لوح کی بہت حفاظت کرنا اور کوئی کام بغیر حکم لوح ہرگز
نہ کرنا نہیں تو پچھتاؤگے اور لوح ہاتھ سے نکل جائیگی آخرکار شاہزادہ نور الدہر لوح گلے میں پہنکر میلے کی سیر
دیکھنے چلا بازار میں جو پہونچا دیکھا کہ خرد و کلان سوار و پیادہ لباس رنگین بقدر مقدور عمدہ عمدہ پہنے چلے جاتے
ہیں یہ بھی اُن سب کے ہمراہ روانہ ہوا جب میلے میں پہونچا دیکھا کہ اہل حرفہ اسباب سوداگری طرح طرح کا

دکانوں پر آراستہ کیے بیٹھے ہیں کہیں مال تجارتی انواع اقسام کا ہے کسی جا حلوائی دکانیں لگائے مٹھائی ہر رنگ کی
جمائے ہیں کہیں کنجڑیں ترکاریاں عمدہ عمدہ لیے بیٹھی ہیں کہیں میوے فروش ہیں کسی جا تنبولی تخت
ڈالے گلوریاں دساوری پانوں کی نفیس لگا رہے ہیں کسی مقام پر بساطی کہیں پھل والے ہیں کہیں
نانبائی کہیں بھنگیڑیوں کے ڈیرے ہیں چرس اڑتی ہے چلموں پر دم پڑتے ہیں ڈھولک بج رہی ہے تماشبین
راگ و رنگ میں مصروف شاہزادہ نور الدہر یہ سب دیکھتا ہوا زیر درخت مولسری پہونچا کہ وہاں میلے
کا رنگ خوب جمع ہوا تھا یہ بھی کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگا ناگاہ اُس درخت پر ایک جوڑا کبوتر کا بیٹھا تھا
کہ رنگ اُسکا سیاہ تھا شاہزادے نے سُنا کہ اس کبوتر کے جوڑے نے بآواز بلند نر نے مادہ سے بزبان
انسان فصیح یہ کہا کہ آج کے روز بموجب قاعدہ طلسم معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کے نیچے طلسم کشا ضرور آئے گا
اور کیا عجب ہے جو اس میلے میں برائے سیر آیا ہوا ایک مدت سے انتظار میں طلسم کشا کے اس درخت پر مقیم ہوں
اور بجرم دوستی اُسکے بلا میں گرفتار ہوں مادہ نے کہا کہ ذرا صبر کر کہ دیکھ تو سہی یہ جوان رعنا کہ جسکے چہرے
سے نور اقبال اور نشان و شوکت و اجلال مثل خورشید تابان درخشندہ ہے یہی طلسم کشا ہو نر نے کہا
اگر فی الحقیقت یہی جوان عالیشان طلسم کشا ہے تو اسکو چاہیے کہ ہمکو نجات دے میں اُسکے کام میں آؤں
اور ایک آثار طلسم کشائی یہ بھی ہے کہ اس میلے میں کسی پر عاشق ہو اور معشوق کی وجہ سے طلسم توڑے لیکن
اُس میں شرط یہی ہے کہ قول محبوب کا اپنے قبول کرے شاہزادہ یہ کلام طائر کا سنکر حیران ہوا آگے میلہ
دیکھنے کو روان ہوا وہ جوڑا کبوتر کا بھی اڑ گیا سب آدمی شہزادے کو میلے میں دیکھ دیکھ کے آپس میں چشمک
کرتے ہیں مگر کوئی معترض شاہزادے سے نہیں ہوتا ہے شہزادہ نور الدہر نے دیکھا کہ میلہ تو بہت بڑا
ہے اور مجمع کثیر ہے مگر سب ایک چشم ہیں یہاں تک کہ گھوڑے ہاتھی اونٹ اور جانور ہر قسم کے ایک آنکھ کے
ہیں اور موجود پایا کہ شاہزادے کو راہ میں صحرائے سبزہ زار کے کنارے اور روانہ شہر ملا تھا وہی بحر ذخار
یہاں بھی ہے کنارے اُسکے بڑا ہجوم اور کثرت خلائق بے انتہا ہے شاہزادہ نور الدہر بھی کنارے دریا کے
آیا دیکھا کہ ایک کشتی بہت بڑی اور نہایت وسیع ہے تختے اُس کشتی کے برابر چھٹے ہیں اور لکڑیوں کا عود و
صندل کی انبار لگا ہے اور بہت سے آدمی کھڑے ہیں کے اُن لکڑیوں کے انبار پر ڈال رہے ہیں اور اُس
انبار پر لکڑیوں کے ایک چوکی صندل کی بچھی ہے اور بہت سے سپاہی تلواریں کھینچے ہوئے گرد اُسکے
کھڑے ہیں مگر بہت ہوشیار اور کچھ آدمی لب دریا کے سندور کے سر سے پانو تک لگائے ہوئے بوریا
کہنہ پر بیٹھے ہیں مگر سب کے سب ادھر اُدھر دیکھتے ہیں کہ گویا کسی کا انتظار ہے شاہزادہ نور الدہر کھڑا
کھڑا تماشا بغور دیکھ رہا ہے

اب دو کلمے داستان مصیبت بیان قید ہونا شاہزادہ نور الدہر کا عاشق حسن و جمال زن ستی ہوکر اور سمجھانا ولیعہد کا نور الدہر کو میلے میں بیان کیے جاتے ہیں

گرفتار دام عشق حسینان طلسم رنگین و اسیران قفس حسن و جمال نازنین اس داستان محبت نظام الفت
انگیز کو یوں میدان بیان میں لکھتے ہیں کہ جب شاہزادہ نور الدہر نے درمیان میلے کے لب دریا کھڑے
ہو کر یہ کیفیت نوری طلسم کی دیکھی حیران ہوا ناگاہ غلغلہ عظیم گوش ہوا اسے اُٹھا شاہزادہ نور الدہر
اُسی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ اُس طرف مجمع خلائق بہت ہے اور لوگ چلے جاتے ہیں شاہزادہ نور الدہر ایک

ٹیکرے پر چڑھ گیا کہ وہ بہت بلند تھا زیر سایہ درخت کھڑا ہو رہا اور دیکھا کہ وہ ہجوم اور ہنگامہ ہے اور کثرت
آدمیوں کی ہے کہ زمین نظر نہیں آتی شاہزادہ درخت پر چڑھ گیا اب جو دیکھا تو عجب سامان نظر پڑا کہ ایک
تخت مرصع پر ایک معشوق خوبرو پری پیکر حور وش ماہ جبین مہر تمکین بلا سے جان عاشقان لباس
سرخ پہنے ہوئے اور بالشت شوہر خون چکان زانوں پر رکھے ہوئے مردانہ وار بیٹھی ہے اور زنبار یل نقرئی اور
طلائی ہاتھ میں ہیں اور گلہائے خوشبودار اور پانو کے بیڑے بہت سے اور سپاریاں سنو ہے کے تخت
پر رکھے ہیں لے لیکر آدمیوں کو تقسیم کرتی ہے اور آواز بلند کہتی جاتی ہے یا ساحری ست یا ساحری ست
اور بہت سے مرد اور عورتیں جو اسکے تخت کے گرداگرد ہیں وہ ہر طرف پان اور ڈلیاں اسپر نثار کرتے
ہیں اور کچھ لوگ مورچھل اسکے سر پہ ہلا رہے ہیں جو شخص اس سے پوچھتا ہے اسکو جواب وہی جاتی ہے اور
بہت سے گرد تخت کے ناقوس پھونکتے ہیں اور شہنا و طبل و دف بجتے چلے جاتے ہیں شاہزادہ
نور الدہر کی جو نگاہ چہرہ نورانی پری جمال حور خصال پہ پڑی دفعۃً ایسا عاشق و شیفتہ ہوا کہ دیوانوں کی
مثل جیسے کوئی عاشق صد سالہ ہوتا ہے شاہزادہ بیخود ہو گیا چہرے پہ اثر عشق جمال بیمثال سے مردنی
چھا گئی ہاتھ پانوں بیقابو ہو گئے نور الدہر درخت پر سے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا جب آنکھ کھلی ہوشیار
ہوا دیوانہ وار اس پری پیکر کی سواری کی طرف دوڑا ہر قدم پہ گر پڑتا اور خاک میں غلطاں ہو کر اٹھکر
پھر اسکی طرف دوڑتا تھا اُسی بیخودی میں گریبان قبا تا بدامن چاک اور لباس پرزے پرزے کر ڈالا اور چیخیں
مار کر روتا ہوا دوڑا کبھی زبان سے یہ کہتا تھا کہ پیاری ہائے آرام جان عاشق اے قتال جہان ذرا سواری کو روک
لے تیرے عاشق کا ہے کو نیم دم ہے کبھی یہ شعر پڑھتا ہوا جاتا تھا شعر پیادہ پا ہوں رواں سوے کوچہ
قاتل ۔ اجل مری مرے سر پہ سوار راہ میں ہے ۔ غرضکہ شاہزادہ مبتلاے عشق افتان و خیزان قریب
اُس مہ جبین کے پہونچا دیکھا کہ وہ گل اندام غنچہ لب پھول وغیرہ سب آدمیوں کو دیتی دور والوں پر پھینکتی
جاتی ہے انکی طرف کوئی پھول نہیں آتا ہے جیسے بڑھکے اسکو سنایا شعر گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ
ثمر بھی ۔ اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی ۔ یکایک شور ہوشیار باش باادب باش کا ہوا معلوم ہوا سواری ہٹو
بچو کرتے ہوئے آتے ہیں نقیب نگاہ روبرو صدا دیتے ہیں چوبدار خاص بردار برچھی بردار کچھ سوار کچھ پیادے
جلوس میں ہیں لیکن شاہانہ سواری چلی آتی ہے فوج کے سوار مرصع پوش باادب صفیں باندھے ہوئے
دو جانب کھڑے ہیں سلامی ہوتی ہے بعد جلوس سواری کے دیکھا کہ ایک جوان صاحب شان و شوکت
و حشمت و رفعت تاج شاہانہ سر پر رکھے فیل پہ عماری میں سوار اور دو شخص راست و چپ چنور ہلاتے
ہوئے سواری کے ہمراہ ہیں جتنے امیر و غریب دور و قریب کھڑے تھے سلام کو جھک گئے نور الدہر نے
دریافت کیا کسکی سواری ہے ان سب نے کہا کہ یہ سواری شہزادہ ولیعہد بہادر بادشاہ طلسم کی ہے ولیعہد نے
بحال پریشان نور الدہر کا دیکھا کہ لباس پرزے پرزے خاک میں آلودہ روتا شور و غل کرتا پیچھے تخت زن
ستی ہونے والی کے دوڑا جاتا ہے دریافت کیا لوگوں سے یہ کون ہے سب نے عرض کیا کہ یہ تو عاشق زن
ستی پہ ہوا ہے ولیعہد نے کہا اسے ہمارے پاس بلا لو بلاتے ہم اسکے نور الدہر کو سامنے اسکے لیگئے ولیعہد نے
روے مبارک شاہزادہ نور الدہر کا دیکھا بہت پسند کیا اور خوش ہو کر بہ سر رحم ہوا سمجھایا اے جوان یہ تو نے
اپنا کیا حال کیا ہے ایک زن ستی پہ عاشق ہوا ہے یہ مقدمات طلسم میں ہوش میں آ ہوشیار ہو نور الدہر

خاموش کھڑا رہا اور سب آدمیون نے عرض کیا کہ اے شاہزادہ ولیعہد آپ کیا غضب کرتے ہین اسکو فہمایش کیجیے یہ نہین
خاموش رہیے کچھ نہ کیجیے ولیعہد ناچار ہوکر خاموش ہو رہا مگر حال زار نور الدہر پر نہایت رنج تھا شاہزادہ ولیعہد
نے کہا اے یار ذہین امتحان کرتا ہون کہ یہ طلسم کشا ہے یا کوئی اور ہے یہ تو ایسا بیہوش ہے کہ اسکو اپنے دست
وپا کا بھی ہوش نہین یہ طلسم کشائی کیا کریگا مگر شاہزادہ نور الدہر خود رفتگی سے ایسا مدہوش ہے کہ کچھ دست
وپا کی خبر نہین دین ودنیا فراموش ہے دلکو یہی ولولہ او جوش ہے کہ قریب تخت محبوب کے پہونچون اور جست کرکے تخت
پر پہلوے دلربا مین جا بیٹھون مگر آدمی جو اسکو گھیرے ہوے ہین وہ جانے نہین دیتے ہین مگر دیکھا جوڑا کبوتر کا
جو درخت مولسری پر بیٹھا باتین کر رہا تھا اب جو دیکھا تو مادہ سر پر زن ستی کے سایہ فگن ہے اور نر سر پر
شاہزادہ طلسم کشا کے صورت چتر پر پھیلائے ہوے ساتھ ساتھ ہے اور مادہ بار بار زن ستی کے کان مین
کچھ کہتی ہے وہ زن ستی سر ہلا کے رہجاتی ہے جب سواری زن ستی کی قریب دریا کے پہونچی اور شاہزادہ
نور الدہر زیادہ بیتاب ہوا زن ستی نے بھی کنکھیون سے نور الدہر کی طرف دیکھا اور لوگون سے کہا کہ
اس دیوانے کو میرے پاس لاؤ مین دو باتین اس سے کرلون لوگ شاہزادہ نور الدہر کو ہاتھون ہاتھ
سامنے اس زن ستی کے لائے زن ستی نے شاہزادہ سے کہا اے شاہزادہ تو کسواسطے دیوانہ ہوگیا ہے
مین تو چند عرصہ کی مہمان ہون دنیا مین ساتھ اس لاش کے کہ یہ میرا شوہر ہے جلکر خاک ہو جاؤنگی یہ انبار لکڑیون
سامنے تو دیکھتا ہے یہ سامان میرے جلنے کا ہے شاہزادہ نور الدہر نے کہا اے جان جہان وائے مجکو تو بعد
ایک ساعت کے جل جاے اور مین زندہ رہون جو تیرا حال وہی اس عاشق و فریفتہ کا بھی حال ہوگا زن
ستی نے کہا یہ تجکو اختیار ہے شاہزادہ نے کہا مین بعد تیرے دم بھر زندہ نہ رہونگا آتش فراق سے جلنا اچھا
نہین بلکہ ساتھ تیرے جلنا بہتر ہے اُس نازنین نے کہا یہ دستور دنیا نہین شاہزادہ نے کہا مجکو دستور سے
کچھ سروکار نہین دلبر اختیار نہین جو دل چاہے وہ ہوگا غرضکہ زن ستی کنارے پر دریا کے پہونچی تخت سے
اُتری پا برہنہ اُس انبار پر لکڑیون کے آئی وہان ایک چوکی چوبی بچھی تھی لاش اپنے شوہر کی آغوش
مین لیکر اُس چوکی پر بیٹھی چارطرف خاکروب کھڑے ہوے اور چارطرف سپاہی تلوارین کھینچے ہوے مستعد
ہوے کہ شاید زن ستی بھاگ جاے تو تلوار سے قتل کرین اگر تلوار سے بچکر نکل جاے تو خاکروب اُن
حوالے کرین کہ قاعدہ مذہب ہنود مین یہی ہے شاہزادہ نور الدہر گرد انبار ہیزم کے پھرتا ہے مگر جانے
نہین پاتا یہانتک کہ آگ اُن لکڑیون مین دیدی گئی شاہزادہ ناچار ہوکر رہ گیا پشت کی طرف سے
لکڑیونکو ہٹاتا ہوا قدم بقدم جاتا اور پرا انبار کے چلا وہ لکڑیان لغزش قدم سے جو ایک مرتبہ گرین سب
لکڑیان پھیل گئین شاہزادہ لکڑیون کے دھکیلنے سے دریا مین گرا غوطے کھانے لگا بیہوش ہوگیا بعد
ایک ساعت کے جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک چھوٹے سے باغچے مین دیکھا وہ چھوٹا سا باغ نہایت آراستہ و
پیراستہ تھا دیکھنے سے اُس باغ کے غنچہ دل شگفتہ ہوا پژمردگی دلکی و دیوانگی فوراً دور ہوئی سامنے دیکھا کہ تختہ بلور ہے
ایک چوکی صندل کی بچھی ہے اسپر ایک زن سیاہ فام بیٹھی ہے اور اسباب سحر سامنے اسکے رکھا ہے اور لونڈیان
سگلین اسکے ہین اور آپ طوق و زنجیر مین مسلسل ہین دست و پا شاہزادے کے ہوسے بے حس و حرکت
ہین طاقت بدن مین نہین ہے اور وہ ساحرہ عتاب کے کلام نور الدہر سے کرنے لگی شاہزادہ خاموش
عالم سحر مین بیہوش پھر اُس ساحرہ نے ایک پتھر اٹھا کر دیوار پر مارا کہ دیوار شگافتہ ہوگئی وہین ساحرہ اُس

شگاف دیوار سے آیا جو کاہ تراش کی صورت بنا ہوا اور نازل صحرا سے سبزہ زار میں ملا تھا اور اسکے ساتھ پل کاغذ پر سے
ہو کر شہر میں داخل ہوئے تھے اور نام اسکا سنگ پشت جادو تھا وہ شگاف در سے آکر دست بستہ کھڑا ہوا اور عرض
کیا کہ اے ملکہ خوب کام کیا تو نے کہ لوح چھین لی اور طلسم کشا کو قید کر لیا شاہزادے نے سنگ پشت جادو کو جانا
کہ اسنے میں اسی شگاف در سے ایک ساحر اور آیا اسنے سلام کیا ملکہ نے کہا اے لوہتار جادو طلسم کشا کو اپنی
قید میں رکھ یہ سنکر لوہتار جادو نے شاہزادے کو ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور ایک شیشہ کلان خالی اسکے پاس تھا
شیشہ شاہزادے کے منہ سے ملایا اور اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور ہر بار اسم سحر پڑھکر شاہزادے پر اور شیشہ
پر دم کیا شیشہ تو مثل تنور کلان یا خم کلان کے ہو گیا شیشہ بعینہ سر پر رکھ دیا اور پھر اسم سحر لوہتار جادو پڑھنے
لگا نور الدہر مع طوق و زنجیر اس شیشہ میں کود پڑا لوہتار جادو نے منہ شیشہ کا بند کیا اور سنگ پشت جادو
کے حوالے کیا اور کہا کہ اس ضرورۂ سحر کو تو پادشاہ اعظم کے پاس لیجا اور عرض کرنا کہ ملکہ مشک فام بھی در
عقب میں لوح لیے آتی ہے پہنچنے سنگ پشت جادو شیشہ شاہزادے نور الدہر کا اٹھا کر پرواز پیدا کر کے
چلا ہر چند شاہزادے نے شیشہ میں زور کیا اور لنگر مارا مگر شیشہ نہ ٹوٹا سنگ پشت جادو نے جو شیشہ میں
دیکھا خوف زدہ ہوا شاہزادہ نور الدہر حسن بدیع الزمان کو شیشہ راہ میں چھوڑ کر چلا گیا

اب دو کلمے داستان سحر نشان ملکہ مشک فام جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

سحر سازان طلسم مضامین رنگارنگ و طلسم نمایان عبارات داستان گوئے خوش آہنگ ان فقرات فصیح کو
بزبان سحر بیان طلسم کشائی خامۂ سحر بیان سے صفحۂ قرطاس لوح اساس پر بہ ساحرانہ تحریر یوں روان کرتے ہیں
جب سنگ پشت جادو شیشہ شاہزادہ نور الدہر حسن بدیع الزمان کا پرواز پیدا کر کے لے اڑا اور لوہتار
جادو بھی اسی شگاف در سے چلا گیا وہ شگاف دیوار برابر ہو گیا اور ملکہ مشک فام جادو لوح گلے میں
پہنے ہوئے چوکی پر سنگ سحر کے بیٹھی مگر آپ یہ ارادہ ہی کہ اس باغ سے لوح لیکر خدمت پادشاہ میں جاوے
اور کیفیت طلسم کشا بیان کر کے لوح دے اون ناگاہ نقابدار شجرفی پوش پوشیدہ فقرا پیدا ہوا اور وہ ابھی سامنے
نمود کیا اور قمچیہ مشک فام جادو پہ ہوشیار و خبردار ہو میں آ پہنچا اور تلوار کھینچ کے جھپٹا اس ملعونہ نے چاہا
سحر کرون بسبب لوح کے سحر بھول گئی اس عرصہ میں نقابدار قریب آ گیا اور چاہا نقابدار نے تلوار مارے کہ ملکہ
مشک فام جادو نے گلے سے لوح اتار کے رکھدی اور سحر کرنے لگی نقابدار نے کہا کہ اب سحر کا اثر ہو چلا کہ
اور زمین پر لوح رکھی نہ جھپٹ کر لوح اٹھا کر گلے میں ڈالی طبیعت بحال ہوئی اثر سحر دفع ہو گیا ملکہ مشک فام جادو
کف افسوس ملنے لگی نقابدار نے چاہا کہ تلوار کا جھپٹ کر مارون وہ ساحرہ ملعونہ سحر کر کے نقاب کی صورت
چنگی اور ہنستی ہوئی تڑاق سے اڑ کر روانہ ہوئی نقابدار بھی باغ سے پھرا اور تلاش شاہزادہ نور الدہر
حسن بدیع الزمان میں روانہ ہوا ادہر سنگ پشت جادو شیشہ شاہزادے کا صحرا میں چھوڑ کر چلا گیا
تھا بہت تھوڑی دور پر کہ پھر آیا اور شیشہ اٹھا کر سینہ پر رکھا اور سو گیا یہاں نقابدار شجرفی پوش بہ تلاش
طلسم کشا صحرا میں کوہ و دشت و دشت چلا آتا ہے ناگاہ صحرا سے سبزہ زار میں نقابدار شجرفی پوش کا گذر ہوا دور سے
دیکھا کہ سنگ پشت جادو صحرا میں سبزے پر چت پڑا سو رہا ہے اور شیشہ طلسم کشا کا سینہ پر رکھا ہے اور دونوں
ہاتھوں سے شیشہ کو مضبوط پکڑے ہے اور ایک اژدہا گرد سنگ پشت جادو کے حلقہ کیے دم منہ میں لیے ہوئے
بیٹھا ہے جب نقابدار شجرفی پوش قریب پہونچا لوح کو سامنے اسکے جلوہ دیا اژدہا خوفناک ہو کر بھاگا اور غائب ہو گیا

نقابدار نے شیشہ سنگ پشت جادوگر سینہ سے اٹھا لیا اسکو مطلق خبر نہوئی ایسی غفلت کی نیند تھی کہ ہوشیار
نہوا نقابدار نے لوح کو شیشہ کے منہ پر رکھدیا شیشہ سے تڑاقے کی آواز آئی اور ٹوٹ کر چور ہوگیا شاہزادہ
نور الدہر بحالت اصلی ہوگیا نقابدار شنجرفی پوش سنبھال ادب تسلیم بجالایا اور لوح کو شہزادے کی نذر کیا
شہزادہ بہت خوش ہوا اور لوح لیکر گلے میں پہن لی اور نقابدار کو دوڑ کر گلے سے لگا لیا اور کہا ای نقابدار
میں بہت ممنون ہوا تو نے کمال احسان مجھپر کیا میں عمر بھر اس بار احسان سے سبکبار نہونگا اب تو اپنا
نام و نشان بتا نقابدار شنجرفی پوش نے دست بستہ عرض کیا کہ میں حضور کا غلام حلقہ بگوش ہوں میرا حال
حضور کو بعد طلسم کشائی کے ظاہر ہوگا یہ کہکر نقابدار ایک طرف کو روانہ ہوگیا یہاں شاہزادے نے لوح کو
ملاحظہ کیا لکھا تھا ایک پارہ سنگ پر اسم لوح دم کرکے اس ساحر کو مارو یہ ساحر کشتہ ہو جائیگا شاہزادہ نور الدہر
نے بحکم لوح ایک پارہ سنگ اٹھا کر اسم لوح دم کیا اور سنگ پشت جادو پر کھینچ مارا وہ ساحر فوراً تڑپ کر
مر گیا تمام صحرا تیرہ و تار ہوا ہوا سے تند چلنے لگی بیرون سے شور و غل مچا پایا شاہزادہ کھڑا دیکھا کیا بعد تھوڑی دیر
روشنی ہوئی اور آواز آئی کشتی مرا نام من سنگ پشت جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب دل نہ رسیدیم
شاہزادہ نور الدہر بعد قتل ہونے سنگ پشت جادو کے وہاں سے روانہ ہوا پھر اسی میلہ میں آکر
پہونچا اور اسی درخت مولسری کے نیچے آکر دیکھا کہ میلہ شست ہے اب کچھ وہاں کے لوگ چپ چپ باتیں
کرتے ہیں شہزادے نے پھر لوح کو نگاہ کیا لکھا تھا ای طلسم کشا کوئی ایسی غفلت کرتا ہے بڑا غضب
کیا تھا تو نے اگر تیرے واسطے مدد غیب سے نہوتی تو تو قید شیشہ سحر میں پڑے پڑے مر جاتا یہاں تو یہ تیری
کیفیت ہوئی اب اسکے آگے پردۂ عجائب اور ہر جلوہ چھل فانوس ہیں وہاں تو کیا کریگا خیر گذشتہ را صلوات
اب آیندہ ایسا نہ کرنا اب ایک تیر اسم لوح پر دم کرکے کبوتر کے جوڑے پر مارو وہ اسی مولسری کے
درخت پر بیٹھے ہیں شاہزادہ نور الدہر نے خاطر جمع کرکے ایک تیر ترکش سے نکالا پھر اسم لوح
دم کیا اور کمان میں جوڑ کر کبوتر کے جوڑے پر مارا دونوں یعنی نر اور مادہ ایک ہی تیر سے چھد کر
نشانہ ہو درخت سے نیچے گر کر پھڑکنے لگے اس میلہ میں سب اندھیرا ہو گیا ہوا تند و تیز چلنے لگی
میلہ تہ و بالا ہوا قیامت کے آثار ظاہر ہوئے پھر چار طرف سے شور و غل مچانے لگے جب روشنی
ظاہر ہوئی دو آوازیں آئیں کشتی مرا نامہا کبیران جادو و طیور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم
بمطلب دل نہ رسیدیم ہم کارہاے طلسم متعلق بما بود افسوس صد افسوس بند و بست ہم شکستہ شد
اب جو شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا وہی زن ستی تخت پر درمیان میلہ کے کھڑی ہے شاہزادہ نور الدہر
کو دیکھکر اس زن ستی نے کہا ای شاہزادہ ناحق تجھکو دریاے طلسم میں ڈالا جب تو نے قصد اوپر اتبار کرنے
اپنے کا کیا تھا ہیروں نے لکڑیاں گرادیں تو دریاے طلسم میں گرکر غرق ہوگیا میں سمجھتی تھی کہ یہ فقط
خواب پریشان تھا تو زندہ رہا پھر اس طلسم میں آیا میں وہاں تیری منتظر رہی اسی انتظاری میں
میں نے اپنا جلنا موقوف کیا اور تجھکو تلاش کرتی ہوئی یہاں آئی اب تو ہمراہ میرے چل آ تخت پر
بیٹھ لے شاہزادہ نور الدہر نے لوح سے سمجھ لیا تھا کہ لوح میرے قبضہ میں ہے اور میں ہوشیار
ہوں غافل نہیں ہوں اب یہ ملعونہ میرا کیا کر سکتی ہے شاہزادے نے جواب دیا بہت خوب آیا خاطر جمع ہوا
اگر آپ اسی وقت مہربانی کرتیں تو یہ طول و طویل فراق کیوں ہوتا زن ستی نے کہا کہ خطا ہوئی معاف کر

یہ کہکر ہاتھ بڑھا کر شاہزادۂ نور الدہر کو تخت پر بٹھا لیا شاہزادہ نے ہاتھ اُس ستی کا پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ وہ منھ
کے بل آنکے آگے گر پڑی شاہزادے نے لوح اُسکے سر پر ماری کہ زن ستی تڑپنے لگی تخت جو بالا ہے ہوا
تھا وہ زمین پر آ رہا وہ ملعونہ تڑپ تڑپ کر مر گئی شور و غل اُٹھا تاریکی چھا گئی اور اسکے سر سے آگ کے شعلے پیدا
ہوئے تخت جلنے لگا اسقدر شعلۂ آتش بھڑک کر بلند ہوئے کہ تمام درخت جلنے لگے سب میلے کے لوگ
جل جل کر خاک ہو گئے صحرا جلا شہر تمام جلا پل دریا کا جلکر خاک سیاہ ہو گیا اب شہزادۂ نور الدہر نے
دیکھا کہ یہاں سے وہاں تک نہ شہر ہے نہ دریا ہے نہ پل نہ صحرا ہے نہ کوئی درخت ہے نہ کوئی آدمی نہ طائر ہے سناٹا
پڑا ہے شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا بموجب حکم لوح عمل میں لائے یہاں آواز آئی کشتی مرا کہ نام من
مشتنک نام جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بہ مطلب خود نہ رسیدیم شہزادہ نور الدہر وہاں
چپکا کھڑا ہے اور حیران حیران چار طرف دیکھتا ہے اور ہنستا ہے اور شکر خدائے عز و جل بجا لاتا ہے

اب و دیکھے داستان مصائب نشان پر زحمت اُٹھانا شہزادہ نور الدہر بدیع الزمان کا درمیان طلسم مرحلۂ پنجم کے بیان کیے جاتے ہیں

گلزاران رنج و بلا سے طلسمات عجائب و تحیرات نزہان مصیبت و آلام طلسم غرائب اس داستان
مصیبت خیز بلا انگیز کو بطرز نو بہ مضمون ناظرین والا تمکین یون مرقوم کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ
نور الدہر بدیع الزمان نے مشتنک نام جادو کو مار لیا تھوڑی دیر سے دم لیکر آگے بڑھے
پانچ چار کوس چلے تھے کہ بیابان و دلکش صحرا سے سبزہ زار کوسوں کا میدان نظر پڑا ہر چند گیاہ سبز
اور گل خودرو سفید و زرد و سرخ ہیں مگر دھوپ کی اسقدر تیزی ہے کہ پھول پتے گیاہ سبزہ وغیرہ سب
مرجھائے ہوئے ہیں شاہزادہ نور الدہر تو بہت عرصہ کا بھوکا پیاسا تھا گرمی کے سبب سے
تشنگی و گرسنگی کی زیادہ شدت ہوئی بیتاب ہو گئے قدم اُٹھانا مشکل ہوا مگر چند قدم اور چلے تھے کہ دیکھا
کچھ درخت طولانی ایک طرف نظر آتے ہیں جب اُن درختوں کے قریب پہونچے معلوم کیا کہ وہ درخت ناریل
کے ہیں اور ہر درخت پر ایک ایک لنگور بڑی قوم کا بیٹھا ہے اور ناریل توڑ توڑ کر ہر ایک
لنگور رکھا رہا ہے اور چند ناریل زیر درخت زمین پر پڑے ہیں شاہزادہ بھوکا پیاسا تو بہت تھا خیال
میں گذرا کہ یہ ناریل کھائیے کہ کچھ دلکو تسکین ہووے سو چکر درختوں کے نیچے آئے اور چاہا کہ ناریل اُٹھا کر
کھائیں کہ ایکبارگی سب لنگوروں نے یہ آواز بلند قہقہہ مارا اور تالیاں بجا کر درختوں پر ناچنے لگے
اور مثل انسان کے بزبان فصیح آپس میں کہنے لگے کیوں یارو دعا ہماری مستجاب ہوئی طلسم کشا
بغیر دیکھنے لوح کے نیچے درختوں کے آ گیا اب کہاں جا سکتا ہے شاہزادہ نور الدہر جو نام لوح کا سنا
گویا خواب غفلت سے چونک اُٹھا چاہا کہ لوح اُٹھا کر دیکھے اب سحر کب مہلت دیتا ہے مگر اب لوح کے
دیکھنے سے کیا ہوگا کیونکہ اب تو اُسکے قابو میں آ گئے فوراً لنگوروں نے دمیں اپنی پھیلا کر شاہزادے کی
دست و گردن و کمر میں ڈالکر لپیٹا اور اپنی طرف کھینچنے لگے شاہزادے نے دیکھا کہ یہ لنگور دموں سے جکڑ
لیتے ہیں لنگر صاحبقرانی مار کشاکش ہونے لگی لنگور اپنی طرف کو کھینچتے ہیں شاہزادہ اپنی طرف کو زور
کرتا ہے مگر نہ شاہزادہ اُدھر ہٹتا ہے نہ لنگور درخت سے گرتے ہیں اور انکی دمیں ٹوٹتی ہیں آخر شاہزادہ نے ایک
ہاتھ سے تلوار کھینچی اور دوسرے ہاتھ سے خنجر کھینچا اور دموں پر لنگوروں کی مارنا شروع کیا سیکڑوں ہاتھ مارے

مگر کوئی دم نہ اٹھی بلکہ خط بھی خنجر و شمشیر کا موئے پر نہ پڑا شاہزادہ حیران ہوا چاہا کہ لوح کو دیکھے اور سایہ سے درختون کے نکل آئے اُن
لنگورون نے پھر دمون سے شاہزادہ کو کھینچا اب نہ لنگور شاہزادے کو لوح دیکھنے دیتے ہین اور نہ درختون کے نیچے سے
نکلنے دیتے ہین شاہزادہ مبتلائے بلا ہو کر حیران و پریشان بلکہ نادم و پشیمان ہے اور اپنے تئین ہزار ہزار نفرین
کرتا ہے کہ تو نے بے دیکھے لوح کے کیون ادھر قدم ڈالا ادھر لنگور قہقہے لگاتے ہین طعنہ کرتے ہین کہ ناوک ہائے
تشنیع سے جگر شاہزادہ نورالدہر کا چھلنی ہو گیا ہے ایک اُنمین سے کہتا تھا کہ ناشدنی نے جرأت طلسم کشائی کی تھی آخر اپنی
سزا کو پہونچا دوسرا ہنسکر کہتا کہ چند جانور وہان سے تو عہدہ برا نہوسکا طلسم فتح کیونکر کریگا ایک نے کہا کہ دعوے صاحبقرانی
بھی رکھتا ہے مگر کچھ زور نہ دکھایا ایک نے اُنمین سے کہا کہ مین حیران ہون کہ باوجود ایسی نافہمی اور بیعقلی کے یہ طلسم
اتنے درجے طلسم کے شکست کرکے یہان تک کیونکر آیا ایک نے کہا شاید شاہ نگہبان طلسم اسکا عاشق ہوا ہوگا
خود درجے شکست ہو گئے ایک نے قہقہہ مارکر کہا کہ اب تو مثل عورت بیوہ کے عاجز و مجبور ہوا ایک نے کہا کہ تم سب
تماشا دیکھو مین ایک ناخن سے اسکا کام تمام کرتا ہون شاہزادہ اُن لنگورون کی باتین سُن سُنکے نہایت تنگ آیا
اور غصہ ہو کر کہا او بیحیاؤ نیچے درخت کے آؤ تو دیکھون مین تمھارا زور کہ تم سب کیا کرتے ہو درخت سے غل مچاتے ہو
پاس نہین آتے ہو القصہ اسی مخمصہ مین شام ہو گئی اور تاریکی شب پھیل گئی اُسوقت دُمین لنگورون نے اپنی کھینچکر
درختون سے اُترے اور چار طرف سے دُمین پھیلائین شاہزادہ جست کرکے ایک درخت کلان پر چڑھ گیا اور شاخ
محکم پر بیٹھکر درخت کو مضبوط پکڑ لیا لنگورون نے دُمین اپنی درخت مین لپیٹین اور زور کیا وہ درخت جڑ سے اکھڑ آیا
سب لنگور دُمین اپنی لپیٹے ہوئے درخت کو کھینچتے ہوئے لیچلے شاہزادہ مضبوط درخت پکڑے بیٹھا ہے اور درخت
کے ساتھ کھنچا ہوا چلا جاتا ہے یہانتک کہ ایک فرسخ راہ طے کی ہوگی کہ دور سے روشنی دکھائی دی جب قریب اُس روشنی
کے وہ لنگور مع درخت شاہزادے کو کھینچتے ہوئے پہونچے شاہزادے نے دیکھا کہ چار دیواری پختہ باغ کی ہے اور دروازہ
کھلا ہوا ہے اندر دروازے کے ایک لنگور برابر گاے کے ابلق رنگ کا شیر کی کھال پر بیٹھا ہے اور تاج شاہی سر پر ہے
اور مجمر آتش شعلہ ور سامنے اُسکے رکھی ہے وہ سب لنگور دست بستہ سامنے اُسکے آئے اور کہا اے تاجدار مژدہ باد کہ
طلسم کشا کو ہم گرفتار کرکے لائے ہین وہ تاجدار لنگور اُٹھا اور جست کرکے اُن سبکو گلے سے لگایا وہ سب تالیان
بجاکر خوش و غل کرنے لگے اور اندر باغ کے شاہزادے کو مع درخت کے لیگئے اور درخت کو لنگورون نے
زمین پر گرا دیا ناچار ہو کر شاہزادہ اُتر آیا باغ کو جو دیکھا تو نہایت سرسبز و شاداب ہے ہر طرف گلہائے رنگارنگ کی
کیفیتی کیفیتی خوشبوئین چلی آتی ہین ایک طرف کو چبوترہ سنگ مرمر کا بہت بلند اور وسیع ہے اُسکے پاس بارہ دری
نہایت خوشنما آراستہ و پیراستہ ہے پردے بانا لی پڑے ہین اور چار طرف ملحق دیوار باغ کے صحنچیان بنی ہین ہر صحنچی مین
فرش نفیس مخمل سبز کا بچھا ہے دیوارگیریان اور شیشے بڑے بڑے اور تصویرین نہایت نادر و خوبصورت چار طرف
لگی ہین اور سقف کارچوبی کہ جس مین جھالر مقیشی ٹکی ہے لگی ہے اور پلنگ ڈوریون سے کسے ہوئے اور بچھے پڑے
ہوئے ہین ہر پلنگ پر اُن صحنچیون مین ایک ایک لنگور بیٹھا ہے جس لنگور نے اپنے مقام سے طلسم کشا کو
دیکھا تالیان بجاتا غل مچاتا دوڑا اب شاہزادہ نورالدہر کے گرد گھیرے ہوئے تالیان بجا رہے ہین اور شور و
غل کر رہے ہین شاہزادہ نہایت حیران و پریشان دل مین کہتا ہے کہ اے پروردگار کس بلا مین مین مبتلا ہوا ذرا سی
نادانی مین کہ لوح کو نہ دیکھا آفت مین پھنس گیا یہ دیکھکر وہ لنگور ابلق رنگ جو تاجدار تھا اپنے سب لنگورون کو
غصہ ہو کر ڈانٹا اور کہا کہ جاؤ دور ہو قیدی کے پاس غل نہ کرو یہ بیچارہ چند ساعت کا مہمان ہے کیون حیران ہو

پریشان کرتے ہو غرضکہ وہ لنگور تاجدار شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر بارہ دری مین لایا آپ مسند پر بیٹھا اور شاہزادے کو سامنے بٹھایا نوشتی پاس سے شاہزادے کے ہٹادی کہ لوح کو نہ دیکھے شاہزادہ بے اختیار تھا دست و پا قابو مین نہ تھے قوت بسبب سحر کے جاتی رہی تھی اُٹھ نہ سکتا تھا لیکن برکت لوح سے ایذا نہ پہونچتی تھی غرضکہ اسوقت تاجدار لنگور نے کہا کہ اے عزیز کوئی تیرا دوست ایسا نہ تھا کہ تجکو منع کرتا کہ یہ طلسم سخت تر ین طلسمات جہان سے ہی یہان نہ جا اب تو یہان رہ اور چند ساعت عیش و عشرت مین یہان بسر کر بعد اُسکے تو قتل کیا جائیگا مجکو تیرے اوپر رحم آیا ورنہ ابھی مین تجکو تہ تیغ بیدریغ کرتا اور تو اس امر پر غرور و تکیہ نہ کر کہ لوح طلسمی میرے گلے مین ہی اب لوح تیرے حق مین بیکار ہی تجکو کچھ کام نہ دیگی کیونکہ جب ہم لوح تجکو دیکھنے نہ دینگے تو تو ہمارا کیا کرسکیگا

اب وہ کلمے داستان حالات و حکایات عجائب و غرائب طلسم کے بیان کیے جاتے ہین

نگاران عجائبات رنگین و طلسمیان حکایات خوش آئین اس داستان عجائب غرائب نشان کو طرز آراستہ و پیرایہ کلام حیرت مقام گلدستہ مضامین سے صفحات مضامین یون زیب و زینت کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کو لنگوران ساحران نے سحر سے طلسم مین گرفتار کیا اور تاجدار لنگور سے سامنا ہوا اُسنے کہا اے طلسم کشا اب تمھاری کوشش بیکار ہی اور دغا سے تمکو گرفتار کرکے نہ قتل کرونگا پھر اُس تاجدار لنگور نے آواز دی کہ اے قرمساق جادو جلد آؤ کہ ہمان شاہزادے سے کہ ایک لنگور مسخرہ وضع آیا اُس سے تاجدار نے حکم کیا کہ سامان میخواری تیار کرکے حاضر کر اور مغنیان و رقاصان کو جلد بلا فوراً قرمساق جادو نے بموجب حکم تاجدار گلابیان شراب کی اور کشتیان کباب کی سامنے لاکے رکھین اور سامان صحبت عیش و نشاط مہیا کیا اور دو درخت سیب کے سامنے بارہ دری کے باغ مین تھے قرمساق جادو نے کچھ اپنی زبان مین اُن درختون سے کہا یکایک وہ درخت شگافتہ ہوے اور جوڑا موسیقار کا درختون سے پیدا ہوا اور سامنے تاجدار لنگور کے آیا اور اوپر اُن درختون کے طاؤس زرین بال بیٹھے تھے کہ پر پرواز اُنکے زمردین اور منقارین یاقوت کی اور گردنین نیلم و زبرجدی بوٹہ دار اور دُمین اُنکی مرصع نگار تھین اور پاے مروارید کے گلون مین پہنے اور گھنگھرو طلائی پاؤن مین وہ طاؤس درخت سیب سے اُترکر چھم چھم کرتے ہوے سامنے تاجدار لنگور کے آکھڑے ہوے موسیقار کے جوڑے نے مثل زہرہ شناز کے رود نوازی شروع کی آوازین نکالین اور طاؤس زرین بال مرصع نگار اُن آوازون کی تال سم پر قدم الٹا کر ناچنے لگے تمام صحبت وجد کرنے لگی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار محو تماشا ہو کر رہگیا کبھی یہ ناچ کا سماں نگاہ سے نہ گذرا تھا اور کانون سے نہ سنا تھا باوجود صدمہ گرفتاری کے دل سینہ مین نہایت محظوظ اور خوش ہوا ناگاہ پھر قرمساق جادو عین کیفیت رقص مین آیا اور تاجدار لنگور سے دست بستہ عرض کیا کہ اے تاجدار ملکہ نوزینہ جادو دختر حضور رگیہان ظہور تشریف لاتی ہین ہر چند مین نے حیلہ و حوالہ کیا کہ اسوقت صحبت رقص مین آپ کا جانا مناسب نہین ہی کہ طلسم کشا بیٹھا ہی مگر ملکہ نے نہ مانا کیا حکم ہوتا ہی تاجدار نے کہا کہ آنے دو کیا مضائقہ وہ بھی ناچ دیکھیگی اب جو شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا تو ملکہ نوزینہ جادو بہ شکل انسان چودہ برس کا سن

الھڑپنے کے دن حسین نازنین خوبصورت سبزہ رنگ دریا سے جواہر میں غرق نور حسن از ناخن پا تا بہ فرق لباس
مکلل بجواہر زیب جسم ہمراہ چند خواصین ورُدرگوش مرصع پوش تخت جواہر نگار پر سوار کہاریاں حسین حسین
کمسنین تخت کاندھوں پر اٹھائے ہوئے سامنے بارہ دری کے سنگ مرمر کے چبوترے پر آئیں اور تخت اتارا
ملکہ نوزہیہ جادو سامنے اپنے پدر تاجدار لنگور کے آئی اور تسلیم بجالائی اور پہلو میں تاجدار لنگور کے بیٹھ گئی
ناچ دیکھنے لگی قمر مساق جادو نے شاہزادہ نورالدہر سے کان میں جھک کر باہستگی کہا کہ اگر ان
پریزادوں میں سے کوئی پسند خاطر ہو تو لا کر آپ کے پہلو میں بٹھا دوں شاہزادہ نورالدہر ہنسا اور
کچھ جواب نہ دیا پھر قمر مساق جادو نے ملکہ نوزہیہ جادو سے اور خواصان ہمجنیان سے کہا کہ اسوقت
ذرا شاہزادہ طلسم کشا کا کچھ باتیں مذاق کی کر کے دل بہلائے کہ صحبت عیش طرب ہے ملکہ نے کہا او قمر مساق
کچھ دیوانہ ہوا شامت آئی ہے کیا قضا سر پر تیرے کھیلتی ہے اسی سبب سے تو میں اپنی بہن کو ساتھ
نہ لائی کہ وہ زیادہ چلبلی ہے اور ہنسوڑ بہت تاجدار کے خلاف ہوگا غرضکہ صحبت راگ و رنگ ہو تو دستر خوان
چنا گیا ہر قسم کے پر تکلف طعام ہائے لذیذ رکھے گئے تاجدار لنگور اور ملکہ نوزہیہ جادو کھانا کھانے
کو بیٹھے شاہزادہ نورالدہر کو بھی بلایا کہ اے طلسم کشا آؤ کھانا کھاؤ شاہزادہ نورالدہر نے جواب دیا
کہ میں آپ کے یہاں کا کھانا نہیں کھا سکتا ہوں تاجدار نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تم خدا پرست ہو اور
ہم لوگ عالم کفر میں ہیں اور ساحر ہیں مگر تم مہمان ہمارے ہو ہمیں ضرور ہے کہ تم کھانا کھاؤ اور ہمیں مدارات
و خاطرداری اور دعوت و ضیافت واجب و لازم ہے ورنہ ہم بھی نہ کھائینگے اگر تم یہ کھانا نہیں کھاتے ہو
تو اچھا میوہ وغیرہ کھاؤ کہ یہ تو خشک چیز ہے غرضکہ کھانے پینے سے جب فرصت ہوئی کچھ باتیں ادھر ادھر کی
ہونے لگی صبح ہوگئی نسیم سحر چمن شگفتہ زار میں اٹھلا اٹھلا کر چلنے لگی باد صبا سے نوروزی ناز و انداز سے
نبا نبا کر قدم ہر روش پر ٹہلتی تھی پھول کھل کھلا کر ہنسے غنچے مسکرائے سرو و شمشاد وجد میں آکر جھومے
طیور زمزمہ کرنے لگے جب بخوبی صبح کی روشنی ہوئی ملکہ نوزہیہ جادو نے اپنے باپ سے یہ کہا
کہ ابا جان کیا سہانا وقت ہے جی چاہتا ہے کہ آپ بھی چلئے صحن چمن میں گل و بلبل کی سیر دیکھئے ہوا
بھی ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی ہے عجب کیفیت کی صبح ہے آپ مرغوب طبع یہ امر ہے کہ میں تکل اڑاؤں اور سازندے
بھیروں بجائیں طاؤس ناچیں تاجدار نے کہا اے نور چشم سن کیا مضائقہ مگر میں تو اب بڈھا ہوا
مجکو کھیل کود زیبا نہیں تم جاؤ طلسم کشا کو ہمراہ لو ناچ دیکھو گانا سنو تکل اڑاؤ دل بہلاؤ یہ سنکر ملکہ
نوزہیہ جادو شاہزادہ نورالدہر کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی شاہزادہ نورالدہر ترساں و لرزاں اور خائف
اور دہشتناک ملکہ کے ساتھ ہوا جب صحن میں آیا گوشہ سے کنکھیوں میں لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ اے طلسم کشا جو کچھ ملکہ نوزہیہ جادو کہتی ہے قبول کرو اور ایک کلمہ ہر وقت بتایا جائیگا القصہ ملکہ
نوزہیہ جادو صحن میں آئی اور ناچ گانا ہونے لگا ملکہ نے چرخی ڈور کی منگا کر تکل اڑائی پھر شاہزادے
کے ہاتھ میں چرخی دی کہ تم بھی اپنا دل بہلاؤ جب شاہزادہ نورالدہر نے چرخی اور تکل ہاتھ میں لی
تکل نے زور باندھا اور شاہزادے کو اوپر ہوا کے کھینچنے لگی شاہزادے نے ڈور کو ہاتھ میں لپیٹ
لی اور زور صاحبقرانی کیا مگر پیش نہ آیا تکل نے شاہزادے کو اوپر کھینچا شاہزادہ نورالدہر کے
پانوں زمین سے اٹھ گئے اور بلند ہوئے کرۂ ہوا میں پہونچ کے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے

جب ہوش آیا اپنے تئیں زمین آہن پر پایا کہ وہ میدان بطور احاطہ کے گول تھا اور اُس زمین کو گردش
مثل اسپ کے تھی شاہزادہ اُٹھا مگر بہ سبب گردش کھڑا ہوا گیا گر پڑا اسی طرح کئی بار اُٹھے اور گر پڑے
عقل سے دریافت کیا کہ یہ دائرہ زمین مثل کمہار کے چاک کے پھرتا ہے کہ پانوں زمین پر قائم نہیں ہوتے
ناظرین پر واضح ہو کہ اس میدان کو دائرہ سرگردان کہتے ہیں یہ بھی ایک طلسم کا احاطہ ہے شاہزادے نے
چاہا کہ لوح دیکھیں مگر گردش کے سبب سے نظر حروفوں پر نہ پڑی اور تمازت آفتاب اسقدر تھی کہ جسم
پھکا جاتا ہے دھوپ کی تیزی سے سر میں بھیجا پکنے لگا نہایت تکلیف ہوئی شاہزادہ نور الدہر گھبرا کے گرمی
سے بدحواس ہو گئے آخر کو لوح سر پر رکھ لی کہ سایہ لوح سے گرمی میں دھوپ کی تیزی تمازت آفتاب سے
کچھ تو محفوظ رہوں غرضکہ برکت لوح مبارک سے قلب کو آرام ہوا مگر جب سایہ نقوش لوح اُس زمین
پر پڑا گردش بھی موقوف ہو گئی اب شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا ایسی غفلت
کوئی کرتا ہے کہ لوح کو بالکل نہ دیکھا اگر اسوقت حکم لوح سے ناریل کے درختوں کے نیچے جاتے ایسی تکلیف
نہ اُٹھاتے اب دائرہ سرگردان میں ہر طرف لوح کا سایہ ڈالو اور تلاش کرو کہ ایک درخت ان درختوں میں ہے
کہ وہ نہایت بلند اور تناور ہے اور شاخیں اُسکی سرخ ہیں اور پتے اُسکے سیاہ ہیں اور اُن پتوں میں سفید
گل ہیں یہ اسم پڑھکر ایک جھٹکے میں اُس درخت کو اُکھیڑ لو البتہ صاحبقران زمان ہوتے اور وہ چاہتے تو
درخت کو اُکھیڑ سکتے تھے ورنہ کوئی کیا اُس درخت کو اُکھاڑ سکتا ہے تم ہمیشہ اس دائرے میں سرگردان
رہتے الغرض شاہزادے نے بحکم لوح اس درخت کو تلاش کرکے اُکھاڑا زیر درخت ایک غار نمایاں ہوا
شاہزادے نے بحکم لوح اپنے تئیں اُس غار میں گرا دیا بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو پھر اپنے تئیں اُسی
باغ لنگوران میں دیکھا اور لشکر شاہزادے کو بہ سبب لوح کے دیکھی تھی جب نظر لنگور تاجدار کی شاہزادے
پر پڑی ہاتھ زانو پر مارا اور کہا کہ افسوس نیر جادو نے دغا کی یہ کہکر دم اپنی دراز کی چاہا کہ شاہزادے
کو دم میں لپیٹے اب شاہزادہ نور الدہر کب اُسکے جال میں طلسم کے آتا ہے تاجدار نے آواز اور سب لنگور
دوڑ کر لپیٹنا چاہا مارتا اس چیرہ سر کو سب لنگور آواز سنکر اپنے اپنے پلنگ سے اُٹھ کر دوڑے شاہزادے نے
دیکھا کہ اب وہ تاجدار قریب آ گئی ہے اسم لوح تیر پر دم کرکے کمان میں رکھا اور حدق چشم راست تاجدار
پر تاک کے مارا تاجدار لنگور تڑپ کر گرا ایک برق اُسی چشم زخمدار سے پیدا ہوئی شعلے اُس برق کے
جا بجا باغ میں گرے تمام باغ اور بارہ دری جلنے لگی چمن لالہ زار آتش بہار ہو گیا شور و غل برپا ہوا
آندھی سیاہ اُٹھی بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام میمون تاجدار جادو
ہو وا افسوس عمر میں جان داد ہم نے مطلب دل نہ رسید ہم شاہزادے نے دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیاہ فام
کی پڑی ہے اور ایک کرگس بزرگ آسمان سے اُترا اور کلیجہ لاش کا کھانے لگا شاہزادے نے بموجب
حکم لوح اسکو بھی تدبیر سے مارا پھر شور و غل ہوا ہوا سے تند چلی تاریکی ہو گئی بعد عرصہ کے جب روشنی
ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام میں تیز پر جادو بودا ہے شاہزادے اُس احسان کا یہی بدلہ ہے مجکو مجھے قتل
سے بچایا یہاں سے اُڑا کر لیکیا دائرہ سرگردان میں پہونچایا شاہزادے نے کہا کہ تو اپنی سزا کو پہونچا
شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اب اُن درختوں کے نیچے جا جہاں تو گرفتار ہوا تھا اب تو
اُن لنگوروں پر چلہ زنی کر اور جو کچھ تیرے دل میں آئے اُنکو کہ اب وہ لنگور عاجز ہیں تیرا کچھ نہیں کر سکتے

در حقیقت اب کیا تاب اور کیا مجال جو وہ لنگور شاہزادے کو کچھ کہہ سکیں بموجب حکم لوح ایک مشت خاک شاہزادے
نے اٹھا کر اسم لوح پڑھ دم کرکے درختوں پر چھڑک دی ایک جھونکا ہوا کا ایسا تیز و تند چلا کہ آپس میں لڑ لڑکے
اور آگ اُن درختوں سے مثل شرارے کے پیدا ہوئی درخت جلنے لگے اور سب لنگور آپس میں ٹکریں لڑ لڑ کر
گرے سر اُنکے پاش پاش ہوگئے اور تڑپ تڑپ کر مر گئے تاریکی ہو گئی آوازیں مہیب آنے لگیں بعد
تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی آوازیں آئیں کہ لاشوں سے آیکن کشتی ہمارا نام ہم تا شناسان طلسم جادو
بود ندا فسوس ہر دیم و جا نہادیم و بمطالب دلہا نہ رسیدیم

اب دو کلمے داستان مصیبت نشان احوال مرحلہ ششم کا اور جو میدان حرب و فوج خیال مشہور ہے اور گم ہو جانا لوح طلسمی پاس سے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے بیان کیا جاتا ہے

مرحلہ طے کنندگان میدان حرب و ضرب حال پُر ملال گم کردگان لوح خاطر متردد با تردد ہم و خیال اس
کیفیت داستان عجائب نشان کو طبیعت آرائی سے صفحہ قرطاس حیرت اساس پر قلم تیز رقم سے یوں
تحریر کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامور نے اُن ساحروں کو مار گرد و غبار
اور تاریکی دور ہوئی آگے بڑھے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا ایک میدان وسیع ہے اور اس میدان میں
دور تک بہت بڑا فرد کش ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمی معلوم ہوتے ہیں غور کرکے جو نگاہ کی آواز طبل سکندری
کان میں آئی اور علم اژدہا پیکر نشان لشکر اسلام دیکھا اور آدمی لشکر کے شناسا معلوم ہوئے اور قبیلو لہا کے
لقا سے بقا وغیرہ نظر آنے لگا اور علم و نشان اپنے لشکر کا پہچانا اور اسد شیر دل اور کرب غازی
اور فضل بن کیا ہور خون آشام کو بھی سامنے عالم نقابداری میں دیکھا کہ گھوڑے نکل رہے ہیں اور
شبرنگ سا عباد وغیرہ سب سردار لشکر ظفر پیکر چلے آتے ہیں اور ملازمت نقابداروں کی حاصل کرتے ہیں
شاہزادہ نورالدہر سمجھا کہ طلسم کو ہر بار کو فتح کیا میں نے آتے آتے شاہزادہ اپنے لشکر میں پہنچا
اور تمام سرداران لشکر نے نذریں دیں اور طبقہا سے زر و جواہر نثار کیے شاہزادہ نے حال لشکر امیر کا پوچھا
فضل بن کیا ہور خون آشام نے عرض کیا کل شاہزادہ بدیع الزمان نامور سے اور فلاں سردار لشکر
لقا سے مقابلہ ہوا تھا صبح سے دن بھر کشتی ہوئی وقت شام وہ سردار زیر ہوا اور مسلمان ہوا
لشکر اسلام میں داخل ہوا چنانچہ آج شاہزادہ بدیع الزمان کے یہاں وہ سردار موعود ہے مہمانداری کا
سامان بڑے تزک سے ہو رہا ہے شاہزادہ نورالدہر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اپنے خیمہ میں داخل
ہوا خبرداروں نے خبر کر دی کہ تمام حضور کے حالات کی خبر اور داخلہ حضور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
زمان کو پہونچی امیر کشور گیر نے بہت سے خوان کشتیاں زر و جواہر واسطے تصدق کرنے حضور کے
بھیجی ہیں اور سرداران لشکر اسلام لیے ہوئے آتے ہیں شاہزادہ نورالدہر نے حالات طلسم کشائی
و عجائبات سحر و ساحری اپنے سرداروں کے سامنے بیان کیے جب دن گذرا اور شب ہوئی
شاہزادہ بعد فراغ طعام دربار برخاست کرکے خوابگاہ میں آئے اور پلنگڑی جواہر نگار پر آکے آرام کیا
کہ مدت کی کسل اور ماندگی تھی بے خبر ہو کے باطمینان تمام سو گئے جب رات نصف گذر گئی طلایہ لشکر میں
پھرنے لگا ناگاہ شور نشور لشکر امیر کشور گیر سے اٹھا گویا قیامت قایم ہوئی ہے شاہزادہ گھبرا کر چونک اٹھا

بیدار ہوکر پوچھا یہ غل کیسا ہی جلد خبر لاؤ مگر صداے جانگاہ نالہ وآہ کی آواز سے متوحش ہوا اُٹھکر کپڑے
پہنے نقاب چہرے پر ڈالی تلوار لیکر اُٹھ کھڑے ہوے یہانتک کہ بلندی پر سے لشکر امیر کی طرف دیکھا
کہ تمام لشکر مین ایک تلاطم عظیم برپا ہی اور ہزار ہا مہتابین اور پٹاخے اور مشعلین روشن ہین اور حمزۂ
صاحبقران زمان اور سرداران اولوالعزم سر برہنہ چاک گریبان فریاد وآہ وزاری کرتے ہین اور امیر
باتوقیر مع سرداران سب خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے اپنے تئین ہلاک کرتے ہین اور بار بار قصد اپنے تئین مار
ڈالنے کا ہی لندھور و مالک و علم شاہ وغیرہ امیر کشورگیر سے لپٹے ہوے ہین منع کرتے ہین اور
سمجھاتے ہین اور قاسم سب سے زیادہ بیتاب ہوکر کبھی خیمہ مین جاتے ہین کبھی گھبراکر باہر آتے
ہین اور کوئی چیز مثل تابوت کے ہی کہ لوگ اُسکو کاندھون پر لیے ہین دوشالہ سبز اُسپر پڑا ہی اور
درمیان مین اُنکے ایک شخص قوی ہیکل روتا ہوا دست بستہ غل وزنجیر مین گرفتار پیچھے تابوت کے
ہی شاہزادہ نور الدہر دیکھتے ہی بیتاب ہوگیا رونے لگا قریب تھا کہ اپنے تئین تلوار سے ہلاک کرے کرب واسد
وفضل نے تھانبا اور سمجھایا اور شبرنگ عیار سے کہا کہ جاؤ جلد خبر لاؤ کہ یہ کیا واقعہ ہی شبرنگ عیار ادہر
شاہزادہ آہستہ آہستہ چلا کہ راہ مین آکر شبرنگ نے گریبان چاک کرکے سامنے شاہزادہ کے پچھاڑین کھائین
اور آہ وزاری کرنے لگا اور شاہزادے سے عرض کیا کہ بڑا غضب ہوا کہ چراغ صاحبقرانی بانوے امیر
کشورگیر لوٹ گیا اے شہریار جس سردار لقا کو شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے زیر کیا تھا
وہ بمکر مسلمان ہوا تھا اُسنے بدیع الزمان سے دغا کی کہ سوتے مین شاہزادہ بدیع الزمان کو قتل کیا نام
اُس سردار لقا کے بیٹے کا سلیمان شاہ تھا اتفاقاً امیہ بن عمرو ادہر آیا اُسوقت اُسکو معلوم ہوا اُسنے
دوڑکر امیر باتوقیر سے خبر کی اور وہ مار کر بھاگا اُس ملعون اور بچیا کو شاہزادہ قاسم نے دوڑکر پکڑا غل وزنجیر
مین گرفتار کیا یہ پیچھے جنازے کے تیار سا وہی ملعون ہی اب تابوت دریا پر لیے جاتے ہین دہان غسل دیکر
گورستان پر لیجاینگے شاہزادہ نور الدہر نے جو یہ کلمہ شبرنگ عیار کی زبانی سنا ایک نعرہ مارا کہ زمین جنبش
مین آئی آہ دلخراش جگر سے کھینچ کر بیہوش ہوگیا کرب غازی واسد بغیر دل وفضل بن گیا ہور خون
آشام نے بھی اپنے تئین زمین پر گرادیا اور رونے لگے جب ہوش آیا شاہزادہ نور الدہر کو ساتھ لیکر
لشکر امیر کی طرف براے متابعت جنازہ چلے جب قریب تابوت کے پہونچے جنازے سے لپٹکر ایسا روئے
کہ دل سنگ آب آب ہوگیا اور نقارۂ عالم بیقراری مین نوج کے بجنا دہی جب امیر کشورگیر کو معلوم ہوا
کہ یہ نور الدہر بن شاہزادہ بدیع الزمان نامور ہی گلے سے لپٹا کر خوب روئے اور بیہوش ہوگئے اور تمام آدمیون
نے دیکھکر نور الدہر بن بدیع الزمان کو قیامت برپا کی شاہزادہ نور الدہر نے عرض کی کیون جناب
دادا صاحب قاتل میرے پدر مرحوم کا زندہ عقب تابوت چلا آتا ہی اور مین دیکھتا ہون براے قتل اس
نابکار کے حکم دیجیے کہ مین اسکو قتل کرون امیر باتوقیر نے اجازت قتل قاتل بدیع الزمان نامدار دی اور
فرمایا کہ اس بچیا کو قتل کرو شاہزادہ تلوار کھینچ کر قاتل بدیع الزمان پر جھپٹا اور قصد مار ڈالنے کا کیا اُس
پہلوان اسیر نے عرض کیا اے شہریار کیا شرط بہادری یہی ہی کہ مجکو عالم مجبوری واسیری مین قتل کیجیے ہر چند
مین جانتا ہون کہ آپ نے بنجہ روئین تن اور بالقاش خون آشام کو زیر کیا ہی اگر آپ چاہتے ہین کہ نام میرا
بلند ہو اور اگر آپ کو دعوی صاحبقرانی ہی تو حکم دیجیے کہ میرے ہاتھ کھولدین اور سلاح جنگ مرحمت کیجیے

جسمیں مجکو زیر کیجیے تو آپکو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمائیے شاہزادہ نور الدہر نے حکم کیا کہ ہاتھ اسکے کھولدو اور سلاح جنگ دیدے میدان رزم اسی وقت تیار ہوا اور روشنی مشعل و بخشا سے دیدہ کی خیرہ کر گئی اور مقابلہ اُس پہلوان سے ہونے لگا بارہ طعن نیزہ پہلوان شاہزادے نے ہوا لی کیا اُسنے گرز مارا نور الدہر نے گرز اسکا چھین لیا اُسنے تلوار کھینچی شاہزادے پر وار کیا نور الدہر نے وار بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا وہ پہلوان نور الدہر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی یہانتک کہ صبح ہو گئی ناگاہ امیر نے آواز دی ای پہلوان لینا اب نہ چھوڑنا اُس پہلوان نے عین کشتی میں لوح طلسم پر ہاتھ ڈالدیا شاہزادے نے ہاتھ پکڑ لیا اُس تکان میں رشتہ لوح ٹوٹ گیا وہ پہلوان لوح لیکر جست کرکے علیحدہ ہوا اسوقت لشکر نقلی یعنی فوج نقار نقلی و فوج امیر نقلی و فوج نقاے نقلی نے تالیاں بجائیں اور قہقہے مارے اور کہا کیوں ای طلسم کشا دیکھا تو نے اس طرح لوح طلسم چھین لیتے ہیں

اب دو کلمے داستان مصائب نشان اسیر ہونا شہزادہ نور الدہر کا دغا سے وحشت آباد میں بیان کیے جاتے ہیں

اسیران رنج و بلا و گرفتاران فریب و دغا داستان اسیری شاہزادہ نور الدہر کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نامور نے دیکھا کہ اس مکر و دغا سے لوح لیکر ساحر بھاگا کمال افسوس ہوا اور عقل سے دریافت کیا کہ یہ سب مکر و فریب کے لشکر تھے اور یہ سب غلط ہی فقط دغا بازی ہی امیر نقلی کہ نام اسکا رستم جادو تھا اُسنے اُس پہلوان کو خلعت دیا اور شاہزادے کو مسلسل بطوق و زنجیر کرکے فاروس جادو کہ علمشاہ کی صورت تھا اسکو دیا اور کہا بیشہ وحشت آباد میں لیجا کر اسکو شاخ درخت صندل میں لٹکا دیجیو بعد فراغ انتظام اسکو مع لوح طلسم اپنے ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں پہونچونگا اور دس ساحر زبردست فاروس جادو کے ہمراہ کیے کہ تم اسکی پاسبانی بطور حکم کرنا اور یہ امیر نقلی یعنی رستم جادو نے لوح پہلوان جادو سے لیکر گلے میں پہن لی اور پہلوان جادو کو مع عرضداشت بخدمت بادشاہ طلسم یعنے مکلل خان جادو کے بھیجا یہان فاروس جادو مع ساحر جادو کے شاہزادہ نور الدہر کو مسلسل بطوق و زنجیر لیکر بیشہ وحشت آباد کو روانہ ہوا بیشہ وحشت آباد میں پہونچکر سر زنجیر شاخ درخت صندل میں باندھ کر شاہزادے کو لٹکا دیا اور براے حراست مع دس ساحرون کے وہان بہت ہوشیار بیٹھا اور پہلوان جادو مع عرضداشت و مژدہ لوح طلسمی خدمت بادشاہ مکلل خان جادو میں آیا بادشاہ بہت خوش ہوا اور خلعت پہلوان جادو کو مرحمت کیا اور پہلوان جادو کی دربار عام میں بڑی صفت و ثنا کی اور انعام و اکرام بہت کچھ دیا اور اپنے وزیر دانشمند جادو کو واسطے لینے رستم خان جادو کے بھیجا اور حکم کیا کہ اگر رستم خان جادو کے آنے میں ابھی تامل ہو تو لوح اس سے لیکر جلد آؤ جب دانشمند جادو یہان آکر پہونچا اور رستم جادو کو خبر ہولی کہ وزیر خاص دانشمند جادو مع خلعت فاخرہ کے آیا بادشاہ مکلل خان جادو نے بڑے اعزاز و اکرام سے میرے لینے کو اپنے وزیر خاص دانشمند جادو کو بھیجا ہی بہت خوش ہوا مثل گدہے کے پھول گیا اور کبر و نخوت سے کہنے لگا کہ کون ہمارے برابر مرتبہ میں ہوگا بادشاہ نے میرا یہ اعزاز و اکرام کیا رفقاے رستم جادو و دانشمند جادو کے استقبال کو آئے اور ہمراہ اپنے دربار میں رستم جادو کے لائے دانشمند جادو نے آکر شقہ بادشاہ مکلل خان جادو

کا رستم جادو کو دیا اور خلعت سے سرفراز کیا اور بہت تحسین و آفرین کی اور کہا کہ لوح طلسمی بادشاہ نے طلب
کی ہی رستم جادو نے دانشمند جادو کو لوح طلسم حوالے کر دی اور دانشمند جادو کی دعوت و ضیافت
کی اور بہت تحفہ واسطے بادشاہ مکلل خان جادو کے رستم جادو نے دانشمند جادو کو دیے اور عرض
کیا یہ سب میری طرف سے خدمت بادشاہ مین پیش کرنا اور مین بھی حاضر ہونگا اور تم پہونچنے نہ پاؤ گے

اب دو کلمے داستان عشرت نشان رہائی پانا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار بحکم خداے عز و جل اور پھر دستیاب ہونا لوح طلسم کو ہر بار بیان کیا جاتا ہی

کارسازان عیش و عشرت افزاے روزگار و مژدہ بروران فرح و مسرت آراے لیل و نہار اس مکتہ
شادی و لپذیر حصول لوح طلسم گوہر بار کو طرز بیان فرحت نشان مین یون لاتے ہین کہ دانشمند جادو
وزیر باتدبیر مکلل خان جادو بعد دعوت و ضیافت رستم جادو سے لوح طلسمی حاصل کرکے اور تحفے
و تحائف براے بادشاہ لیکر رستم جادو سے رخصت ہوا لوح طلسمی گلے مین ڈالی اور بصورت عقاب
کوچک اڑکر چلا اسواسطے کہ ساحر زبردست تھا منہ لوح کا ہوا کی طرف کیا اور پشت لوح کی اپنی طرف
کرکے پرواز کیا جب بیشہ وحشت آباد مین گذر اسکا ہوا دیکھا کہ شاخ درخت صندل مین طلسم کشا لٹکا
ہی مشتاق جمال ہوکر درخت صندل کی اسی شاخ پر بیٹھا جس شاخ مین شاہزادہ نور الدہر قید تھا
اب نیچے کی شاخ مین شاہزادہ نور الدہر لٹکا ہوا ہی اور اوپر کی شاخ پر بصورت عقاب دانشمند جادو
بیٹھا قدرت خداے عز و جل ظاہر ہوئی اسباب رہائی شاہزادہ نور الدہر پیدا ہوے کہ چند شگوفون
اور پتون سے لوح مس ہوگئی تمام درخت مثل موم کے پگھلنے لگا اور پانی ہونے لگا بھاپ اسکی
جو طوق زنجیر مین شاہزادے کے لگی قید آہن موم کی طرح پگھل کر ٹکڑے ہوا درخت صندل کے بیٹھے
اور گرے دانشمند جادو اور شاہزادے نور الدہر بھی درخت کے نیچے گرے پاسبانون نے شور
کیا کسنے قیدی کو رہائی دی دانشمند جادو بھی حیران ہوا کہ یہ قیدی کیونکر رہا ہوا شاید کوئی ساحر
حسن شاہزادے پر عاشق ہوا ہی اسنے یہ کارروائی کی ہی آخر کار دانشمند جادو نے چاہا کہ زمین پر لوٹ مارکر بصورت اصلی ہون شاہزادے
نے دیکھا لوح گلے مین اس عقاب کے ہی خیال کرکے جو لوح پر نقل کی لکھا تھا کہ طلسم کشا اگر ایسی گرفتاری مین یہ اسم جو پشت پالی
لوح پر تحریر ہی تین مرتبہ پڑھکر دست پردم کروا اور زور سے تالی بجاو شاہزادہ فوراً حکم لوح بجا لایا ادھر دانشمند جادو نے
بھی بصورت اصلی ہو کر فاروس جادو کو آواز دی اس عرصہ مین شاہزادہ نور الدہر نے اسم لوح تمام کرکے تالی بجائی
فوراً تمام نگہبانان مع دانشمند جادو بیہوش ہوے شاہزادہ نور الدہر نے لوح دانشمند جادو
کے گلے سے اتار کر اپنے گلے مین پہن لی اور سجدہ شکر کیا جب سر سجدہ سے اٹھایا اپنے تئین پھر درمیان
انھین تینون لشکرون کے پایا شاہزادہ لوح طلسمی کی طرف سے تو خاطر جمع کر چکا تھا نقاب منہ پر
نہ ڈالی شور لشکر مین ہوا سب آدمی آپس مین چشمک اور اشارے کرنے لگے شیر نگ نقلی اور کرب
نقلی اور اسد نقلی اور فصل نقلی یہ کہتے ہوے دوڑے اے شہریار الحمد للہ آپ کو صحیح و سلامت
دیکھا ہمکو کمال حیرت ہی کہ اس پہلوان نے آپ کو کیونکر قید کیا ناگاہ امیر نقلی دشت شوق پھیلا کر دوڑا
اور کہا اے فرزند جگر بند معلوم ہوتا ہی کہ کوئی جادوگر یہان مخفی نقاب بے لقا کی طرف سے موجود تھا
اسی نے مین تمکو قید کیا مین نے خواجہ کو عقب مین تمھارے بھیجا ہی شکر خدا کہ تم بخیر و عافیت خود آئے

شاہزادہ کو نور الدہر یہ سنکر خود بھی واسطے پیشوائی کے چند قدم آگے بڑھا جب قریب پہونچا امیر نقلی نے چاہا کہ دست شوق ظاہری گردن مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے ڈالے شاہزادہ نور الدہر نے اسم لوح پڑھا اور لوح کو مانند حلقہ کمند کے گردن مین امیر نقلی کے ڈالکر جھٹکا دیا سر امیر نقلی کا بدن سے جدا ہو کر ادھر جا پڑا الاماں کا شور و بحور بالبلند ہوا کہ گویا قیامت کے آثار ظاہر ہوے شاہزادہ لوح نیچے پانون کے رکھکر کھڑا ہو گیا وہان حلق بریدہ امیر نقلی سے دڑیڑا خون کا جاری ہوا اسقدر خون بہا کہ ایک دریاے زخار چشم زدن مین بھر گیا بہتون لشکر دم بھر مین غرق ہو گئے اور یہ خون ساحر کی ترقی ہونے لگی کل اشیا اس میدان و گرد و نواح کے نابود ہو گئے اب جو شاہزادے نے دیکھا چار جانب دیوارین بہت بلند اور خون کا دریا بہ رہا ہی مگر درمیان زیر قدم برکت لوح سے زمین باقی ہی اور گرد و غبار اڑ رہا ہی بالکل تاریکی چھائی ہوئی ہی دیر تک یہی کیفیت رہی بعد چند ساعت کے جب میدان صاف ہوا اور تاریکی دور ہوئی آواز آئی کشتی عزا نام من رستم جاد و سپہ سالار لشکر ہاے طلسم بود افسوس مردیم و جان دادیم و برباد شدیم و بہ مطلب دل نرسیدیم

اب دوسرے کلمے داستان شوکت نشان مرحلہ ہفتم کہ جسکو چہل فانوس کہتے ہین بیان کیے جاتے ہین

طے کنندگان مرحلات مطالب دقیق و پیلوہ رایان تمغہ ہاے فقرات رقیق بعد زیب و زینت محفل عیش منزل سامعین و ناظرین بیں شمعہاے مضامین کو دانوس طبیعت سے نکالکر یون روشن کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامور نے رستم جادو سپہ سالار لشکر طلسم کو مارا سجدہ شکر درگاہ باری تعالے مین بجا لایا اور آگے قدم کو بڑھایا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک صحرا مین پہونچے وہان دیکھا کہ وقت شام کا ہی اور ترک آفتاب قلعہ مغرب مین محصور ہو گیا ہی ایام آخر ماہ ہین چاند طلوع نہین ہوا تارے جابجا چھٹکے ہین وقت طلوع قمر آخر شب یا کہ قریب صبح کے ہی لیکن صحرا بہت نورانی ہی روشنی بے انتہا معلوم ہوتی ہی شاہزادہ نور الدہر بہت بھوکا اور پیاسا تھا پروردگار عالم سے دعا کی اے رزاق مطلق و اے روزی رسان برحق تو رحم کر مین عبد حقیر و ذلیل ہون تو رب رحیم و جلیل ہی میری مشکل کو آسان کر اپنی قدرت کاملہ سے خوان نعمت عطا کر ہنوز دعا نہ تمام ہوئی تھی دیکھا وہی نقابدار سبز قبا پوش مع خوانہاے طعام لذیذ و سبوہاے آب سرد وغیرہ کے آیا اور بعد اداے سلام و نیاز و فدویت شاہزادہ عالیمقام سے عرض کیا کہ تشریف لائیے بیٹھیے خاصہ نوش فرمائیے آب سرد سے دل کو تر و تازہ کیجیے وہ نقابدار گھوڑے سے اترا اور زرینپوش کا فرش کیا دسترخوان بچھایا بتکلف کھانا چنا شاہزادے نے بسبب احتیاط کے لوح کو دیکھا لکھا تھا شوق سے کھانا کھاؤ پانی پیو کچھ خوف نہ کرو یہ تمہارا دوست صادق ہی تمہاری محبت سے یہان کھانا و پانی وغیرہ لیکر آیا ہی شاہزادے نے بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالا کھانا شروع کیا دیکھا کہ کباب مرغ بریان بہت عمدہ تلے ہوے اور شیرمالین خستہ اور لوزبادام نفیس اور میوے بہت نادر و خوش ذائقہ سالن کئی طرح کے پلاؤ گرم گرم تر تراتا زردہ و سفیدہ شیرینی خوش ذائقہ موجود ہی و کوزہاے کاغذی آب سرد و خوشگوار سے لبریز ہین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار نے خوب آسودہ ہو کر وہ سب کھانے کھائے خوش ہوے پانی پیکر وکارین کین شکر خدا بجا لائے ہاتھ منھ دھویا گلوریان ورق نقرئی لپٹی ہوئی کھائین حقہ نوش فرمایا نہایت کھانے لذیذ کھا کر خوش ہوے اور باطمینان تمام چند ساعت اس مقام پر تشریف فرما ہوے اسوقت فرمایا اے برادر عزیز

نام اپنا بتلا کون ہی تو اور اس شفقت و مہربانی کا کیا سبب اُس نقابدار شنجرفی پوش نے کہا کہ اطاعت و فرمانبرداری کا سبب
انشاء اللہ آپ پر ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے وہ نقابدار آداب بجا لا کر رخصت ہوا اور چلتے وقت یہ کہا اے شہریار یہ مرحلہ جہل فانوس
ہی یہاں بہت ہوشیار رہیے گا اور لوح سے غفلت نہ کیجیے گا یہ کہکر نقابدار نے مرکب صبا رفتار کی باگ لی اور اُسی طرف کو
روانہ ہو گیا شاہزادہ نور الدہر نے بعد چلے جانے نقابدار شنجرفی پوش کے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا جانب مشرق
روانہ ہو اگر تیرا دل چاہے کہ تماشا جہل فانوس کرے اور گرفتاری اُسکی دیکھے ایک فرسخ تک جا وہاں نخلستان خرما ہے
اور ہجوم درختوں کا مثل باغ کے ہے درمیان اُن درختوں کے ایک نرہ دیو ساحر ہے اُسی کا حربہ چھین کر اُسکو مار تا شاہزادہ
بموجب حکم لوح نخلستان خرمے کی طرف چلا جب قریب اُن درختوں کے پہونچا دیکھا کہ ایک دیو خونخوار بدشکل مہیب
سو رہا ہے کہ اُسکے ہیبت سے رستم کا کلیجہ پانی پانی ہو جائے شاہزادہ نور الدہر نے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ وہ دیو
خونخوار جاگ اُٹھا و دیکھا کہ ایک شاہزادہ حسین نازنین سامنے کھڑا ہے مثل فیل مست کے چنگھاڑ کر للکارا او خیرہ سر اس
طلسم آباد میں تو آیا اور تمام ساحروں کو مار کر یہاں پہونچا اور مرحلات کو شکست کرکے اس مرحلہ پر آیا ہے وہ مرحلہ طلسم
جہل فانوس ہے کہ شیران دشت نبرد اور دیوان و ساحران زبردست ادھر آتا کیسا رنج کرکے اس طرف کا نہیں جو
ہین اور تو آج میرے سر پر موجود ہو گیا اب آیا ہے تو آ معلوم ہوا کہ خداوند ابلیس پر تلبیس نے لقمہ نرم تجھ سا او خونخوار
تو اُنکو میرے کھانے کے واسطے بھیجا بہت عرصہ کے بعد مہربانی خداوند ابلیس کی مجھپر ہوئی شکرانہ اُسکا بجا لاتا ہوں
یہ کہکے سجدے کو جھکا سو گیا اور سجدہ ابلیس بجا لا کر سامنے شاہزادہ نور الدہر کے ناچنے لگا اور مستی کی کرنے لگا بعد اُسکے
شاہزادے سے کہا اے جوان نازک لطیفت و نفیس اس بندہ ابلیس کے منہ میں آنکھیں اپنی بند کرکے منہ کھولوں
تو شوق سے میرے منہ میں کود پڑ یہ کہکر منہ اپنا اُس دیو پلید نے کھولا اور آنکھیں بند کر لیں شاہزادے کو
دہنہ غار کی مثل نظر پڑا یا چاہ کہ بہت بڑا قلعہ طلسم جیسے وہ ناپاک کا کھل گیا شاہزادے نے اسم لوح کو پڑھ کر اُس پر دم
کیا اور اُسکے سر کے اوپر پھونکی طرف آسمان کے دم کیا ایک ٹہنی ہری پتلی درخت خرما بحکم لوح توڑ کر دیو بڑی
شاہزادے نے چند پارہ سنگ بہت بھاری اُس دیو کے منہ میں ڈالدیے دیو شاہزادے کو چبا کر منہ چلانے لگا
دیو نے دیکھا کہ دانتوں سے چبا نہیں سکتا کہنے لگا غذائے لطیف سیری تو سوائے ہڈیوں
کے گوشت نہیں رکھتا کیا تو بالکل اسی ٹیپو لنگا دھا ہے یہ کہکر دیو نے آنکھ کھولی دیکھا کہ شاہزادہ کھڑا ہے نہایت
غضبناک ہو کر کہا او بنی آدم خداوند ابلیس کی خاطر سے میں چاہتا ہوں کہ تجھکو ایذا اور تکلیف نہ ہو تو نہیں مانتا
اب تجھکو پکڑ کر کھا لونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اور ارادہ پکڑنے کا کیا شاہزادہ نے وہی شاخ درخت خرما اٹھا
اور اسم لوح اُسپر پڑھکر دم کیا اور دیو کے پہلو پر مارا بدن دیو خونخوار کا پھٹ گیا چوب درخت سے کام تلوار
کا کیا خون کا فوارہ جاری ہوا دیو تڑپ کر چاہا کہ اٹھکر بھاگے شاہزادے نے اسم لوح پڑھکر اُسکے سر پر دم
کیا گرد سر اُسکے آگ بھڑکنے لگی دیو بھاگ نہ سکا پھر چاہا کہ طرف آسمان کے اڑ جائے دیکھا تو پر پرواز بند تھے
ہوئے ہیں دیو بہت حیران ہوا شاہزادے نے دوبارہ وہی چوب درخت ماری دیو زیادہ بیتاب ہو کر چلایا اے
آدمزاد یہ تازیانہ تو کہاں سے لایا مجھکو خداوند ابلیس نے روئین تن بنایا تھا کوئی حربہ مجھپر اثر نہ کرتا تھا یہ تازیانہ
کیا چیز ہے شاہزادے نے دو چار لکڑیاں اور ماریں دیو فریاد کرنے لگا چلا کر کہا اے ابلیس تو نے مجھکو کیسا
روئین تن بنایا تھا کہ ایک دشمن کے تازیانے نے مجھکو بیتاب کیا اور آدمزاد مجھپر غالب آیا شاہزادے نے ایک
لکڑی اور ماری دیو تڑپ کر کبھی تو ابلیس کو گالیاں دیتا تھا کبھی عجز و عاجزی کرتا تھا شاہزادے نے پھر دونوں لکڑیاں

مارین دیو زمین پر لوٹنے لگا اور کہنے لگا ای آدمزاد شاید ابلیس تجھپر عاشق ہوا کہ لعون نے مجکو چھوڑ دیا شاہزادہ ہنسا
اور ابلیس کو گالیان دین دیو نے کہا ای ابلیس تجکو آدمزاد گالیان دیتا ہی اب تو راضی ہوا الغرض شاہزادہ نے
اسقدر لکڑیان مارین کہ تمام جسم دیو کا نیلا ہو گیا اور شاخ پھٹ گئی ایک دراز لکڑی مین پڑ گئی اُس دراز مین
شاہزادے نے دیکھا کہ ایک انگوٹھی رکھی ہی وہ انگوٹھی شاہزادے نے اُس مین سے نکالکے ہاتھ مین پہن لی اور
کمر سے اس دیو کے زنجیر کھولکر ہاتھ باندھ دیے اور اسم لوح پر پڑھکر اُسکے منھ پر دم کیا وہ دیو بالکل گونگا ہو گیا
پھر سر زنجیر پکڑکر شاہزادہ کھینچتا ہوا چلا ہر چند وہ دیو زور کرتا تھا مگر وہ زنجیر نہ ٹوٹتی تھی اور زیادہ مضبوط ہوتی جاتی
تھی اور وہ انگوٹھی جو درخت سے ہاتھ آئی تھی مثل مشعل کے اُس مین روشنی تھی کہ اسی کی روشنی مین شاہزادہ
چلا جاتا تھا کہ دور سے روشنی چراغون کی دکھائی دی زمین سے آسمان تک ایک نور کی تجلی تھی گویا پہاڑ سراپا
روشن تھا جب قریب اسکے پہونچے دیکھا کہ کوہ طلائی ہی ایسی اس پہاڑ مین چمک اور روشنی ہی جیسی آگ بھڑکتی
ہی فانوس مرصع کار ہزار ہا روشن ہین اور وہ پہاڑ ہوا مین معلق گردش کرتا ہی اور چرخ مارتا ہی اسکی گردش
سے زمین و آسمان نورانی ہو رہا ہی ایک طرف کیفیت روشنی کی تھی ایک جانب لطف بیابان ہی جب شاہزادہ
نورالدہر قریب پہونچا دیکھا کہ ایک چمن لالہ زار کھلا ہوا ہی گلہاے رنگین شگفتہ و شاداب غنچے مسکرا رہے ہین
ہر برگ گل پر شبنم کے قطرے مثل گوہر شب چراغ منور ہین اور ہر گل لالہ چراغ کی طرح روشن
ہی اور ہر شاخ گل مانند شمعہاے مومی و کافوری کے جلوہ گری دکھا رہی ہی کہ روشنی اسکی زمین سے آسمان
تک پھیلی ہی جیسے ہزار ہا چراغ جلتے ہین درمیان چمن نورانی دیکھتے ہین اور عکس سے اُن چراغون کے
اوپر سے نیچے تک اُس کوہ طلائی کے یہ تجلی ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی اور کوہ مشبک ایسا ہی اُس مین ہزار ہا
روزن ہین اور ہر روزن کوہ طلا سے پریزادان مہروش منھ نکالے ہوے تانین اُڑا رہی ہین اور
سب کی جدا جدا تانین اور سُر ہین کوئی بھیروین الاپتی ہین کوئی سہاگ کی تانین لگا رہی ہین کوئی کھماچ
کی لے مین گاتی ہین کوئی دیس کی چیزین اُڑاتی ہین کوئی پیلو اور جھنجھلا وغیرہ سناتی ہین گویا تمام کوہ
چہرہ دار نورانی پرستان معلوم ہوتا ہی اور کیفیت کا الگ بجانے کی علحدہ علحدہ سرون سے دلکو حظ دیتی
ہین ان نغمون کی صدا سے وہ کمال علم موسیقی کا ثبوت ہوتا ہی کہ اگر تانسین اور بیجو باورے بھی سنتے تو اپنے
کان پکڑکر سر جھکا لیتے محو ہوکر رہجاتے پھر سوم خاص ہوجاتا تھا انسان کا کیا ذکر ہی کہ وہ تو فخر علم موسیقی
ہی ہوا سے چمن لالہ زار سے صحرا عطر بیز تھا کہ تمام میدان معطر ہو رہا ہی شاہزادہ نورالدہر نے جو نگاہ
اوپر کی دیکھا کہ چوٹی پر کوہ کے ایک چوکی الماس تراش بچھی ہی اور ایک لڑکا نازنین مہ جبین حسین شکیل جمیل چودہ
برس کا سن کھیل کود کے دن غارتگر جان عاشقان پامال کن دل مشتاقان حسن پریزادان اسکے سامنے گرد
انسان اگر دیکھے بسمل ہوجاے فرشتہ چشم سے دیکھے دیوانہ بن جاے اسی چوکی پر مثل لڑکون کے کھیل رہا ہی دونون گیسو ناگن کے
مانند دوش پر لہراتے ہین مشک بو ہے زلف عنبرین صحرا مین مہک چار سو پھیل رہی ہی جب باد صبا سے
وہ گیسو ہلتے معلوم ہوا کہ نافہ تاتار کا منھ کھل گیا تمام میدان معنبر ہو گیا اور لباس الماس نگار زیب
جسم نازنین ہین اور سر پر وہ تاج جواہر نگار کہ جسکی قیمت خراج ہفت اقلیم بھی کم ہی جلوہ گری تاج کی
ایسی کہ شب کی روشنی مانند ہی اور کھیل اُسکا یہ ہی کہ کاسہ پرآب آگے اُسکے رکھا ہی اُس مین کف صابون گھولتا ہی
اور نلی طلائی منھ سے لگا آپ صابون مین ڈبوکر آسمان کی طرف پھونکنا شروع کیا صدہا حباب آب نلی طلائی سے

ہوا مین اُڑتے جاتے ہین اور ہر حباب مثل فانوس بلور خوش تراش مرصع کار مدور جلادار بغیر شمع و چراغ ایسا
روشن ہی کہ بعینہ شمع مومی کے ضو دکھاتے ہین تمام حباب پر نور قطار باندھے ہوے ہوا پر قائم ہین دور تک
عالم نور ہی اور جس جگہ زمین پر عکس فانوس حباب نور پڑتا ہی فرش آئینہ وار زمین پیدا معلوم ہوتا ہی گویا ستارے
آسمان سے ٹوٹ کر گر رہے ہین وہ فانوس ہاے حباب ہزارہا ستارے دکھائی دیتے ہین شاہزادہ کہ
چراغ حیران چمن لالہ ہاے شب چراغ کو اور کوہ چہرہ وار کو اور چمک اور رخسارہاے پریزادان اور
غنچے ہر ایک سے کے اور جس اُس لڑکے کا اور فانوسین حباب پر نور ستارہ دار کی اور گردش اُنکی جلوہ تاج
سر نازنین اور غلط بہری صحرا کی دیکھکر مثل نقش دیوار ہو گیا اور عرصہ تک محو تماشا رہا لیکن حکم لوح سے
ممانعت تھی کہ ہدہین فانوسون کی روشنی سے بچانا بادصفیکہ فانوسین برابر آگے پیچھے روشن ہین آخر
تماشا دیکھنے کو اول دیوار پر سر نکالکر جھانکا کہ وہی دیو مع فانوس ہین یہ بچا اُس نازنین نے تالی بجا
چہرے پر پڑا دونکے جور وزن سے لگا ہوے تھے وہ شیشے لگے تمام فانوسین آپس مین الٹکر ٹکرا کر ریزہ
ریزہ ہو گئین اور ہوا مین غلطان ہوکے مثل شمشیر الماس رنگ سے ہو گئین اور اسی دیو کے سر پر پڑین کہ
سر اُسکا پارہ پارہ ہو گیا اور ہر ستارہ مانند ستارہ ہاے آتشبازی کے ہوئے جیسے لوہا وقت تپانے
کے پھول دیتا اور وہ چھٹک کر جیسے گرتے ہین جلا دیتے ہین جب وہ آفت برطرف ہوئی اس نازنین نے
پارہ ہاے حباب اُنکو اور زیادہ پراگندہ بنایا سے بھی دو چند سہ چند کیا سامان نورافشانی زیادہ ہو گیا
شاہزادے نے دیکھا اب روشنی اول سے وہ چند ہو گئی اگر پاسے نور ضعیف دور بھی ہو تو دکھلائی دے
باوجود اس روشنی کے لوح کا ایک حرف شاہزادے کو معلوم ہوا لوح پر تاریکی چھا گئی شاہزادہ حیران
ہوا کف افسوس ملنے لگا ناگاہ عکس انگشتری کا لوح پر پڑا حرف لوح کے معلوم ہوئے عبارت
پڑھی گئی شاہزادہ خوش ہوا انگوٹھی کی روشنی مین لوح کو دیکھا لکھا تقویت بحکم الوح کو زیر
قدم رکھکر اسم لوح پڑھکر دم کیا

اب دو کلمے داستان جرأت بیان قتل کرنا نورافشان جادو کو اور فتح کرنا حجلہ سفتم کو نورالدہر کا بیان کیے جاتے ہین

فتح کنندگان مرحلات طلسم اطلاع رنگین و تماشا نمایان عجائبات فانوس ہاے نورافشانی سعادتمند
و دلنشین داستان پسند خاطر ناظرین کو قلم بردا شتہ یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان نامور نے لوح طلسمی کو زیر قدم رکھکر اسم لوح پڑھکر دم کیا وہ لوح مثل تخت
سلیمانی کے ہوا پر اُڑکر بلند ہوئی اور برابر فانوسون کے شاہزادے نورالدہر کو لائی وہان پہونچکر
دوسرا اسم لوح پر پڑھا وہ لوح تخت ہوا پر فانوسون کے اوپر بلند کرکے لیگئی اور قریب اُس نازنین کے
سر کے پہونچی شاہزادہ نورالدہر نے سر سے اُس نازنین کے تاج اُتار کر اُچھال دیا وہ تاج ہوا پر مثل
قمقمے کے اڑنے لگا اُس نازنین نے جو سر اُٹھا کر دیکھا تمام چپالی تاج مثل تیغ آتشین کے ٹوٹا
شہزادے اس سے نکلے اور ہر فانوس پر گرے تمام فانوسین سرخاب بنکر اڑ گئین شاہزادہ نورالدہر
نے گیسوے تابدار اُس نازنین کے پکڑ کر ہاتھون کو اُسکے اُسی رسن زلف عنبرین سے باندھا اور وہ
انگوٹھی کہ جو شافع ورقہ سے پائی تھی وہ ہر نازنین پر چھاپ دی نتھ پر اُسکے نقش مہر کا ظاہر ہوا

اور زبان ولب اُسکے لپیٹ ہو گئے اور اُسنے کاسہ آب صابون میں وہی انگوٹھی کا نقش دھو کر نصف پانی آسمان کی طرف اُچھال دیا
وہ پانی دور تک پھیل گیا اور زبان معجز بیان سے شاہزادہ سے نور الدہر نے فرمایا کہ بحق اسماے پاک خاتم مبارک
اس آب صابون کے پھینکنے سے ظلمت ظاہری و باطنی دور ہوا اور روشنی سفیدی سحر نمودار ہوا اور نصف پانی جو کاسہ
مین باقی رہا اُسکو زمین پر چھڑک دیا ایک غلغلہ عظیم پیدا ہوا بعد ایک ساعت کے ہوا صاف ہوئی اور زور روشن
ظاہر ہوا اب جو دیکھا تو وقت زوال آفتاب عالمتاب کا تھا ہزارہا تنور آتشین شعلہ زن جا بجا ہر گل لالہ پیدا ہو گئے
اور ہر تنور مین آگ دہکتی ہوئی بھری تھی شاہزادہ نور الدہر نے وہی نے طلائی اٹھا کر پھونکی اُس نے سے آواز شور
اسرافیل کی پیدا ہوئی غول جو سحر خابون کا ہوا پر اُڑ رہا تھا وہ غائب ہو گیا اب جو دیکھا تو سب کے سب
سحر خاب زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اور پنجون مین اُنکے اور منقارون مین اُنکے ایک ایک ہری لکڑی
درخت کی تھی وہ نوچ نوچ کر کھاتے ہین اور چند شد خاب مثل طاؤس آہنی کلان کے پکڑ کر اُن سحر خابون کو ذبح
کرتے ہین اور لکڑیون کو چن چن کر جمع کرتے ہین جب انبار لکڑیون کا ہوا سب سحر خاب سمٹ کر یکجا ہو گئے اور
منقارین اپنی اُن سحر خابون کے چھچھوئین اور گرد شاہزادہ کے حلقہ باندھا جیسے کچھ شاہزادہ سے
کہین گے شاہزادہ نور الدہر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ لوح لے لین آخر شاہزادہ نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا اے طلسم کشا تلاش کرو کہ اس نازنین کے سر کے بالون مین ایک تعویذ چھوٹا سا ہے اُسکو نکال کر اُن
سحر خابون کے حوالے کرو شاہزادہ نے تلاش کر کے تعویذ نکالا اور سحر خابون کو دیا سحر خابون نے وہ
تعویذ لیکر ایک تنور مین ڈالدیا فوراً اُس تنور مین سے ایسی آواز تڑاق تڑاق کی بلند ہوئی کہ پردے کان کے پھٹ
گئے اور گوش دل گنگ ہو گیا شعلۂ آتش اُس تنور سے بھڑک کر اُچھلے اور لکڑیون کے انبار پر پڑے لکڑیان جلنے
لگین گویا صحرا مین آگ لگ گئی لیکن دھواں جو تنور سے نکلا وہ شعلۂ آتش نہ تھا وہ دھواں زمین پر آکر طاس بن گیا
اور گرد انبار لکڑیون کے جو حلقہ سحر خابون کا تھا سبب دھوئین کے اُنکی آنکھون سے پانی جاری ہو گیا اسقدر
آب چشم سحر خابان کی طغیانی ہوئی کہ وہ طاس لبریز ہو گیا اور تمام سحر خاب اُڑ کر شاہزادہ نور الدہر کے سر پر
سایہ فگن ہو گئے شاہزادہ اُس نازنین کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے آیا دیکھا کہ ہر سوراخ مین زینے ہو گئے تھے اور ہر چہرہ
پریزادان کاغذی کی تصویر تھی جب قریب طاس کے آگئے ہر چند وہ لڑکا تڑپا مگر شاہزادہ نے نہ چھوڑا
اور اسکو آب چشم سحر خابان کے طاس مین ڈالدیا وہ لڑکا اُس مین غوطے کھانے لگا آب طاس جوش زن ہو کر
اُس نازنین کو اُچھال کر ڈبونے لگا شاہزادہ نے دیکھا کہ یکایک وہ لڑکا پیر فرتوت ہزار سالہ روسیاہ ایسا ہو گیا
کہ غول صحرائی بھی صورت سے اُسکی ڈر جاے شاہزادہ نے آیہ لاحول پڑھا بعد اُسکے دیکھا کہ نہ وہ آب
نہ طاس نہ دھواں نہ شعلۂ آتش شاہزادہ نے اُسکی ٹانگ پکڑ کے کھینچی اور تنور آتشین مین ڈالدیا وہ نالش
و فریاد کرنے لگی آتش تنور سرد ہو گئی پیر دن نے اُچھلنے لگا نکالکر لاش اُسکی باہر پھینکدی شاہزادہ نے آواز
دی اے مجرمات ساحر بیچیا کہ مدت سے قید مین اس ملعون کے پڑے تھے اب رہا ہوا اور اپنا اپنا انتقام اس
ملعون کی لاش سے لو یہ سنتے ہی تمام سحر خاب جمع ہو کر دوڑے اور لاش پر ساحر کی آ لئے اور منقارون
سے اور پنجون سے لاش اُسکی نوچ نوچ کر کھانے لگے ایک آواز مہیب آئی کہ کشتی مرا نام من نور افشان
جادو بود افسوس هر دیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب تمام سحر خاب اُس ساحر کی لاش کا گوشت سب
نوچ نوچ کر کھا چکے چاہا سب سحر خابون نے کہ اُڑ جائین شاہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر ان مین سے

ایک بھی سرخاب زندہ نکل جائیگا آفت برپا کریگا پھر طلسم کشا کا بچنا محال ہے شاہزادے نے فوراً جلدوں مین آب
طاس لیکے تنور مین بحر الاخود بحوذ تمام سرخاب تنور مین کودے اور جل کر خاک ہوگئے جسطرح پروانے شمع پر
اپنے تئین گرا کر جلا دیتے ہین وہ سب سرخاب یہ آواز بلند کہنے لگے اے جوان تو نے ہمسے دغا کی ہمنے تیرا کیا
گناہ کیا تھا جو تو نے جلا دیا پھر اُن سب کے جل جانے کے گرد و غبار رفع ہوا تاریکی دور ہوئی ابر اُٹھا موتی برسنے لگے

دو کھلنے داستان عجائب نشان حالات مرحلہ ششم و حکایات قصر عالیشان کی کہ دیوارین اُسکی مثل
آئینہ کے صاف و شفاف ہین اور طلسم نیرنگ پردہ عجائب کے بیان کیے جاتے ہین

جلوہ طرازی اون عجائبات نیرنگ بیان گوہر افشان و حکایت نویسان حالات مرحلہ طبع رنگین نشان سحر بیان اس
داستان حیرت نشان کو صفحۂ آئینہ دار پر بقلم معجز رقم یون لکھتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر نے
نور افشان جادو کو اس دھوم دھام سے مارا اور ہوا نشین کو بھی جلا کر خاک سیاہ کیا اب جو سر اُٹھا کر چار طرف
میدان مین دیکھا سامنے چار دیواری مثل آئینۂ سکندری کے صاف و شفاف ہے آگے بڑھکر جو غور
سے ملاحظہ کی سراپا آئینہ کی دیوارین ہین کہ اُن شیشون مین سے چارون طرف نشان محراب کے معلوم ہوتے
ہین اور اندر پردے کھنچے ہوے ہین شاہزادہ حیران ہوا کہ پردہ اصلی کونسا ہے اور دروازہ اصلی کدھر
ہے پھر دل مین کہا کہ سب پردے اُٹھا کر چلو پردہ اصلی معلوم ہو جائیگا ایک پردہ اُٹھا کر جو دیکھا دیوار آئینہ کی
پھر نظر آئی اسی طرح چند پردے اُٹھائے ہر پردے مین دیوار آئینہ دیکھی اُسوقت عقل سے دریافت کیا کہ
عکس پردہ اصلی کا ان دیوارون پر پڑتا ہے مگر حیران تھا کہ عکس مقابل مین ہوتا ہے کہ راس وچپ عکس پڑتا ہے آخر ہر پردے
کو اُٹھا کر گئے رفتہ رفتہ پردہ اصلی تک پہونچے دیکھا کہ پردہ اصلی اسقدر باریک ہے کہ تمام کیفیت اُس طرف کی نظر
دکھائی دیتی ہے اور سر پردے پر تصویر سرخ کا کھینچی ہوئی ہے شاہزادہ دیکھکر محو تماشا ہو گیا اسطرح نظر ڈالکر غور کیا
کہ جیسے اکثر اُسی مین تجسم کر رنگینی خیال کیا ہی تصویرین برابر سے پھیلی ہوئی ہین اور دوسری طرف پردے کے بادل
گوہر آبدار دکھائی دیتا ہے اور برابر تصویر کے ابر تصویر برق کا چھایا ہوا ہے اور نیچے برق تصویر کے چند مسافر ہین شہزادے
نے دیکھا وہ ابر دوسری طرف مروارید برساتا ہے اور برق کی چمک ہوتی ہے اور چند مسافر آتے ہین برق چمند سے
جل جاتے ہین پھر دیکھا ایک تاجدار کی تصویر ہے جیسے قراول اور بازدار کے مثل شکار گاہ کھینچی ہوئی ہے اُس طرف
میدان اصلی ہے سر تصویر اصلی ایسا ہی سحر کہ دکھائی ہے شاہزادے نے ایک تصویر کو بعینہ اپنی صورت سے مشابہ
پایا مگر اس صورت سے کہ ہاتھ پانوُن بندھے ہوے بارگاہ دیوان مین بیٹھا ہے اور ایک دیو بصورت ہیبت
نحوست پیکر ہیکل ہین حیثیت سے دربار دیو قہقہ سے حبشی مین گرفتار ہو کر گئے تھے اُسی صورت اور اُسی لباس
سے اپنے مشابہ تصویر دیکھی شاہزادہ نور الدہر تصویرات کو دیکھکر اور زیادہ مشتاق ہوا پردہ اُٹھا کر اندر گیا اور
نزدیک سے اُن تصویرات کو دیکھا ہر جگہ سے یہ مقام نہایت پسند آیا ہاتھ اُٹھانے کو بڑھایا آواز مہیب پیدا ہوئی
اور کسی نے کمر تھام کر بیس قدم دور اُن تصویرون سے ہٹا دیا تین بار شاہزادے نے ارادہ اُٹھانے کا تصویرون کا
کیا اور تینون بار ایسا ہی ہوا پھر آواز آئی کہ ایک ایسے جگہ سے یہان تک آیا تو اور سیر کرنے سے خوش ہوا اب
ارادہ اندر جانے کا رکھتا ہے تو دوسری بار اور عظیم ترین نعرہ ہوا کہ آواز سے پردہ پھٹ گیا اور اُس مین سے
ایک شیر ببر اٹھارہ گز کا ہمہمہ کرتا ہوا ڈکارتا ہوا نکلا اور نور الدہر پر حملہ کیا شہزادے نے بحکم لوح تیر گوشہ کمان
جوڑ کر مارا کہ گوش راست پر بیٹھ کر پار ہوا شیر زمین پر گر کے لوٹا اور اژدہا بنگیا اور آگ کے شعلے منہ سے نکالنے لگا

شاہزادے نے تلوار ماری پھر اژدہا بھی زمین پر لوٹا اور فیل آتشین بگیا داشتہ اُسکے نیزہ بلند کے مانند تھے
شاہزادے نے خنجر کمر سے کھینچکر خرطوم پر مارا اُس خرطوم فیل کی کٹگئی فیل زیر دست زمین پر گرا اور لوٹ مار کر ٹھنڈا
ہوگیا شاہزادے نے لوح مثل آئینہ اُسکے مقابل کر کے دکھائی تو اُسکی شکل عجیب و غریب نہایت مہیب ہو کر کالا کالا
شاہزادے نے دیکھا کہ چہرہ اُسکا دیو کا ہے اور گردن اونٹ کی ہے اور پنجے شیر کے ہین اور پشت نہنگ اور سینہ
پلنگ کا ہے اور دُم اژدھے کی ہے اور کان فیل سے کلان ہین اور آنکھین بلا کی ہین ایسے پیٹ کہا او
خیرہ سر کون ہے تو کہ میری کسی صورت سے شکل بنا لی شہزادے نے تختہ دیکھتا ہے پھر شاہزادے کی طرف
دونون ہاتھ بڑھا کے شہزادے نے اسم پڑھکر دست و بازو پر اپنے دم کیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کر اُس دیو کو اٹھا لیا
اور تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا کہ وہ تڑپنے لگا ایک پاؤن اُسکا دونون ہاتھ سے مضبوط پکڑا اور پاؤن
اُسکا اپنے پاؤن کے نیچے دبا لیا بقوت ایسا چیرا کہ چیر کر پھینک دیا شور و غل اٹھا مانند قیامت خیز
محشر انگیز برپا ہوا تاریکی چہار طرف چھاگئی ہوا سے تیز و تند چلنے لگی جب روشنی ہوئی اور سب آفتین رفع
ہوئین آواز آئی کشتی میرا نام من بہ دہ دار جادو افسون ... جہان داد ... طالب خود نہ رسیدم اب
جو شاہزادے نے اُسکی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کئے اُسکے دل سے ایک پہول سبز دل سے اُس لوح کے باہر نکلا ہوا تھا
شاہزادہ نور الدہر نے بحکم لوح وہ پہول سبز اٹھا لیا اور باہر پردے کے آیا اور دیو سفید کی تصویر کو ڈھونڈھنے لگا
تلاش کرتے کرتے جب دیو سفید کی تصویر ملی وہ پہول تصویر پر کہ پہولون پر بلند یاد دیو سفید نے جمائی لیکر منہ مثل غار
عمیق کے کھولا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اُس تصویر کے منہ مین اور اُس غار مین گیا جسوقت شہزادہ گر کر بیہوش ہوگیا
جب ہوش آیا اپنے تئین اُس طرف پردے کے پایا اور ایک عجیب رستہ پردے کی نکالی ہے جب شاہزادہ
اُس طرف آیا دیکھا وہی کیفیت ہے جو اُس طرف تھی وہی تصویرین وہی پردے وہی در و دالان وہی برق و غیرہ حیران
ہوا کہ اُس طرف اِدھر کا سامان و کیفیت دکھائی دیتی تھی اب اس طرف جو آیا اُدھر کا حال مین وہی ظاہر ہوتا ہے
عجیب و غریب ماجرا ہے جو تماشا ہے بانیان طلسم متحیر ہو کر دیکھنے لگا

پہونچنا شاہزادہ نور الدہر کا بیچ ظلمات میں چشمہ آب حیات تک

دانندگان ماہیت چہرہ نگار طبع روان و آشنایان کیفیت ظلمات مضامین چشمہ بایان چشمہ داستان رنگین بیان کو
صورت آب حیوان جاری کرتے ہین شعبدہ افسون یا دل ربا ... کہ از بسکہ آشنا بیگانہ ... شہزادہ
نور الدہر نے اُسی تماشاگاہ مین دیکھا کہ ایک طرف کو بیابان ہے اُن تصویرات عجائبات کو دیکھتے ہی بیابان کی
طرف چل نکلا تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک سیاہی نظر پڑی جب وہان پہونچے تو دیکھا ایسی تاریکی ہے کہ زمین
و آسمان کچھ نہین دکھائی دیتا راہ مطلق نہین سوجھتی ایسی سیاہی اور تاریکی کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی وہ اندھیرا
اگر خضر بھی ہو تو راہ بھول جائے پیچھے پھر کے جو اب دیکھا تو وہ پردے بھی نہین تھے ہزار ہا آوازین مہیب
اُس ظلمات مین آتی ہین شاہزادہ خائف و ہراسان ہوا لوح کو اپنے تمام جسم پر ملا مگر کچھ نہ دکھائی دیا نہایت حیران و پریشان
دل مین خیال کیا ایسا نہو کوئی لوح لے لے یکایک ایک آواز کان مین آئی شہریار غافل کیون پریشان ہے لوح
کو ہاتھ مین لیکر اپنے سامنے کر شاہزادہ نور الدہر نے لوح کو مقابل مین کیا نور لوح ایسا طالع ہوا کہ دس قدم
کے فاصلے تک جلوہ گر ہوئی اُسکی روشنی مین چلے دیکھا کہ سامنے سے ہزار ہا اژدہا اور شیر ببر سو چلے آتے ہین
اور قریب آکر شہزادہ پر حملہ آور ہوتے مگر جو روشنی مین لوح کی آتا ہے جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہے شہزادہ بموجب حکم لوح

چلا جاتا ہے ان ریچھون مین ایک ریچھ زرد رنگ کا تھا کہ تمام سوہا سے بدن منقش طلائی کے تھے اور روشنی مین لوح کی
نہایت تابندگی ہو رہی تھی شہزادہ بحکم لوح جستجو سے سنگریزہ کرنے لگا دیکھا کہ ہزار ہا سنگریزے پکھراج و زمرد کے پڑے ہین
اور طول و عرض مین برابر ہین اور رنگ سب کا یکسان ہے شہزادہ حیران ہوا کہ کونسا سنگریزہ اٹھاؤن آخر اسم لوح
پڑھکر دم کیا دود سیاہ کی تاریکی ہر طرف ہوئی اور رنگ سنگریزون کا متغیر ہوا شہزادے نے دیکھا کہ ایک سنگریزہ
افشانی ہے کہ سفید نقطے اوپر اسکے بنے ہوئے ہین اس سنگریزے کو اٹھا کر اسم لوح پڑھا اور اسپر دم کیا اور اس ریچھ پر
کھینچ مارا پیشانی پر اس ریچھ کے پڑا کالنمہ سر ریچھ کا زمین پر گر کے مر گیا ایک غلغلہ اٹھا ہنگامہ محشر برپا ہوا بعدہ آواز آئی
کشتی مرا نام من بہر امس چاد و بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم شہزادے نے بموجب حکم لوح مغز
سر اسکا اٹھا کر آگے بڑھا کیا رفتہ رفتہ اس جگہ پہونچے کہ غول زاغان سیاہ کا بیٹھا ہوا تھا جیسے پہاڑی کوئے ہوتے ہین
اور کچھ ریچھ پشت شہزادے کے پیچھے سے آ لئے جب ریچھ عدمین ان کوؤن کے پہونچے ایک کوا بہت بڑا پہاڑی غول سے جدا
ہوا اور زمین پر لوٹ کر بھیڑیے کی صورت بنگیا اور جھپٹ کر ریچھ کو پکڑ کے پھاڑ ڈالا دوسرے ریچھ نے حملہ کیا بھیڑیے نے اسکو
بھی لپٹ کر پھاڑا اور لوچ کر کھا لیا اسیطرح چند کوے اور ریچھ لڑکر کشتہ ہوئے شہزادہ کھڑا تماشا دیکھا کیا جب شہزادے
نے دیکھا کہ قطار کوؤن کی دو طرف بیٹھی ہے بیچ مین راہ خالی ہے نور الدہر نے مغز سر اس ریچھ کا بیچ مین ان کوؤن کے
ڈالدیا سب کوے مغز کھانے کیواسطے جھپٹ پڑے منقارون سے نوچ نوچ کر کھانے لگے بہت سے کوئے
کھاتے مر گئے شہزادہ آگے روانہ ہوا یہان تک کہ چشمہ پر پہونچا دیکھا کہ دو سنگریزے پڑے ہین ایک سنہرا
ایک سیاہ ہے کنارے پر اس چشمہ کے گڑے ہین شہزادے نے ان سنگریزون کو اٹھا کر اسم لوح پڑھا اور دم
کیا کوؤن کے غول پر پھینکا مارا کوے خوش ہو کر راضی ہوئے سب مرے ہوئے کوؤن کو منقارون سے
اٹھا کر کنارے پر چشمہ کے لائے ازبسکہ وہ چشمہ قد آدم عمیق تھا اور پانی اسکا سفید و آبدار مثل گوہر نایاب کے
تھا مگر کوے اڑ کر اس چشمے مین غوطہ زن ہوئے اور منقارون مین اپنی پانی بھر کر لائے اور قطرہ قطرہ زاغ ہائے
کشتہ پر چھڑکا سب مرے ہوئے کوئے زندہ ہو گئے شہزادے کو دیکھکر حیرت ہوئی اور عقل سے معلوم کیا کہ یہ
چشمہ چشمہ آب حیات ہے شہزادہ کبھی راہ کی مسافت اٹھائے ہوئے تکلیف گرمی کی سے ہوئے نہایت پیاسا تھا
کمال پانی پینے کی چاہ ہوئی نہایت خوش ہوا چاہا کہ کسیطرح پانی پیجے دیکھا کئی ڈول طلائی اور کئی رسیان کلابتون
کی اور پیالے زرین کئی کنارے پر چشمہ آب حیات کے رکھے ہین مگر حکم امتناعی لوح کا پہلے ہی جیا در ہو چکا
کہ اے طلسم کشا ہرگز اس چشمہ کا پانی نہ پینا ہر چند تشنگی غلبہ کرے یہ پانی نہ پینا چاہیے لیکن شاہزادہ کا دھرتو
پیاس سے غیر حال اور سامنے آب خوشگوار صاف و شفاف بسبب تشنگی کے شوق آب حیات مین ایسا ہوا
کہ دل بیتاب ہو گیا حکم لوح دل سے فراموش ہوا ڈول طلائی اٹھا کر رسی مین باندھا اور پانی کھینچ کر جام لبریز کرکے
چاہا کہ پانی پیئین ابھی جام آب قریب لبون کے پہونچا نہ تھا کسی کی آواز کان مین آئی اے شہریار ہرگز یہ پانی
نہ پینا شہزادے نے پھر کر دیکھا ایک پیر مرد سبز پوش عصا ئے زمردین ہاتھ مین ندا کرتا چلا آتا ہے اے شہزادے
تھم جا بیقرار ہو مین آیا جب وہ پیر مرد قریب آیا شہزادے نے پوچھا آپ کون ہین اور مجھے کیا کام ہے اس
پیر مرد نے کہا میں خضر ہون اے فرزند یہ چشمہ سحر ہوا اسکا ہرگز پانی نہ پینا اگر ایک قطرہ آب اس چشمہ کا حلق سے اترا
تمام جسم تیرا پانی ہو کر بہ جائیگا شہزادے نے کہا مین نہایت پیاسا ہون اب تاب ضبط نہین اس پیر مرد نے کہا
مین ابھی پانی لاتا ہون یہ کہکے جیب سے ایک کوزہ پر آب نکالا شہزادے کو دیا شہزادے نے وہ کوزہ منہ سے لگا کر پانی پی لیا

پیر مرد نے باواز بلند کہا نوش جان پیتے پانی شہزادہ بیہوش ہوکر گرا پیر مرد نے لوح گلے سے شاہزادے
کے اتار کر اپنے گلے میں ڈالی اور شہزادہ نورالدہر کو بزور سحر قید کرکے اٹھایا اور لیکر طرف دیجور جادو
کے روانہ ہوا ناظرین والاتمکین کو معلوم ہو وجہ شہزادہ نورالدہر کے قید کرنے کی یہ ہوئی کہ جب شاہزادہ
نورالدہر نے پردہ دار جادو اور خراش جادو کو مارا اور لاشیں ان دونوں ساحروں کی سامنے
سکل خان جادو کے گئیں سکل خان جادو مع ملک مردار کے سامنے خداوند دیجور جادو کے فریاد
واستغاثہ کرتے ہوئے آئے کہ طلسم کشا نے ایسے ساحران زبردست کو قتل کیا اب طلسم گوشہ جائیگا
دیجور جادو نے اپنے وزیر مدبر جادو کے کان میں کچھ چپکے سے کہا مدبر جادو چشمہ آب کی طرف روانہ
ہوا مدبر جادو نے جام آب بیہوشی پلاکر شہزادہ نورالدہر کو گرفتار کیا اور لوح لیکر آپ پہنی اور شہزادے
کو لیکر سامنے دیجور جادو کے آیا دیجور جادو نے حکم کیا کہ تمامی طلسم میں منادی ندا کرے کہ سب آدمی خرد و
کلان اس طلسم میں کل صبح کو آکر جمع ہوں طلسم کشا جلایا جائیگا اور لوح لیکر اپنے گلے میں ڈالی اور شہزادے
کو زندان میں قید کیا مگر مخبران اخبار دفتر ہیچمدان تحریر کرتے ہیں کہ جب مدبر جادو شہزادہ نورالدہر کو گرفتار
کرکے سامنے خداوند دیجور جادو کے لایا دختر دیجور جادو ملکہ مغرور خودپسند پہلوے پدر میں بیٹھی تھی
حسن وجمال بیمثال شہزادہ نورالدہر دیکھتے ہی عاشق وفریفتہ ہوگئی اور ناوک عشق شہزادہ نورالدہر نے
ایسا جگر ودل ملکہ مغرور خودپسند کا گھائل کیا کہ فوراً غش کرگئی خداوند دیجور جادو گھبرا گیا اسیوقت کیوڑا
گلاب منگاکر چہرہ کا لخلخہ سونگھایا ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی دیں بڑی دیر کے بعد ملکہ مغرور خودپسند کو ہوش
آیا کنیزان خاص بانہہ تھام کر قصر میں لائیں ملکہ نے تمام اپنی کیفیت دایہ سے کہی کہ وہ ملکہ مغرور خودپسند
کی ہمراز تھی دایہ نے کہا بلائیں واری جاؤں آپ کیوں مضطر وبیتاب ہیں آج ہی شب کو اسکو رہا
کرا کے لاؤں گی وہ تمام دن ملکہ کو فراق یار کی بیقراری میں گذرا جب شام ہوئی دایہ اٹھی کہ نام
اس دایہ کا سوسن جادو تھا زندان خانہ میں آئی اور شہزادہ نورالدہر کو رہا کرکے لے گئی شہزادہ
نورالدہر ملکہ مغرور خودپسند کے سامنے آیا ملکہ خوش ہوئی اور برنگ گل شگفتہ ہوکے بآئین کمال
اور شہزادے کو مسند جواہر نگار پر بٹھایا دایہ یعنی سوسن جادو کو خلعت پر زر دیکے سرفراز کیا محفل
عیش ونشاط آراستہ وپیراستہ کی گلابیاں شراب کی اور کشتیاں سامنے رکھی گئیں ملکہ مغرور
خودپسند نے جام بادۂ گلفام لبریز کرکے پہلے شہزادہ نورالدہر کے آگے پیش کیا شہزادہ نورالدہر نے
کہا میں تمہارے ہاتھ کی کوئی چیز نہیں کھا سکتا ہوں نہ پی سکتا ہوں اے ملکہ جب تک تم دین اسلام
قبول نہ کروگی میں ہرگز تمکو ہاتھ نہ لگاؤں گا نہ تمہاری کسی چیز کو چھوؤں گا ملکہ نے فوراً بخوشی دین اسلام قبول کیا
شہزادے نے ارکان دین اسلام اور کلمۂ توحید تلقین کیا چند خواصیں بھی مسلمان ہوئیں جام شراب
گردش میں آیا دور پہ دور چلنے لگا اور مزاح شروع ہوا مطربین اٹھنے لگیں عجب کیفیت جشن تھی مگر ایک کنیز ملکہ
کی کہ نام اسکا چمپا تھا وہ مسلمان نہ ہوئی تھی عداوت طلسم کشا کو دل میں رکھکر دیجور جادو کے پاس آئی اور
تمام کیفیت جشن اور دور پہ دور بادۂ ارغوانی اور رہائی طلسم کشا زندان خانے سے سب دیجور جادو کے
سامنے بیان کی دیجور جادو آگ بگولا ہوگیا اور چمپا کنیز ملکہ کو ساتھ لیکے قصر ملکہ میں آیا شاہزادے کو
ملکہ کے پہلو میں پایا فوراً سحر کرکے دونوں کو گرفتار کیا اور بارگاہ میں اپنی لایا شب کو قید رکھا ہنگام سحر حکم کیا کہ میدان

خونی تیار ہو دونون کو قتل کرون گا فوراً میدان خونی بنا کر آراستہ کیا ہزار ہا خورد و کلان تماشا دیکھنے کو آئے گویا میلہ جمع ہوگیا دیجور جادو نے جلادون سے دونون کو حوالے کیا جلاد لیکر میدان خونی مین مجرمون کو نطعی بٹھایا دیجور جادو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوا اور تمام امرا و وزرا ساحران غدار آکر سیر دیکھنے کو حاضر ہوئے یکایک میدان خونی مین ایک مقام پر زمین شق ہوگئی اور اُسمین سے پریان تخت لیے ہوئے نکلین ایک پریزاد خوبصورت تخت پر جلوہ آرا تھی وہ تخت سامنے دیجور جادو کے آکر اُترا پریون نے پہلے سجدہ کیا پھر کہا اے خداوند دیجور جادو ملکہ مغرور خود پسند آپ کی دختر نیک اختر کو خداوند ثمرو دشاہ نے طلب کیا ہے کسواسطے کہ آپ نے فرزند ارجمند زنبور شاہ کے ساتھ ناکام زد کیا دیجور جادو خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا پریون نے ملکہ کو اُٹھا کر تخت پر بٹھایا اور پریان تخت لیکر روانہ ہوئین مگر چلتے وقت یہ کہا کہ خداوند ثمرو دشاہ نے کہدیا ہے کہ جب تمہارا دست قدرت نکلے طلسم کشا کو اور لوح طلسمی حوالے کرنا ہم لوح معدوم کردینگے بعد تھوڑی دیر کے زمین سے دست قدرت ثمرو دشاہ نکلا اور طلسم کشا کو بھی اُٹھا لیا آواز آئی کہ لوح دیدو کہ ہم فوراً لوح طلسمی کو ایسا معدوم کرین کہ کوئی نہ پاسکے دیجور جادو نے لوح طلسم گلیمے آثار کے دست قدرت ثمرو دشاہ کے حوالے کی میدان خونی سے دیجور جادو خوش و خرم پھر کر دربار مین آیا اور صحبت عیش و نشاط آراستہ کرکے جشن مین مشغول ہوا جام شراب گردش مین آیا بادۂ ناب پی کر بدمست مست ہوگیا اُدھر کا حال سنیے کہ حرکات تیزی دست سحر سے شہزادہ بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوشیار ہوا اور آنکھ کھولی اپنے تئین باغ مین مسند جواہر نگار پر برابر پہلو سے ملکہ مغرور خود پسند کے پایا اور سامنے مسند کے ایک نازنین مہ جبین کو دیکھا شہزادے نے پوچھا تو کون ہے اُس نازنین حور پیکر نے کہا مین بھی حضور کی کنیز دختر مہ جادو مہوات اور عاشق آپ کا لقا بدار شنجرفی پوش ہے آپ خاطر جمع رکھیے انشاء اللہ پہلے عقد آپ کا لقا بدار شنجرفی پوش کے ساتھ کردون گی پھر اپنے ساتھ کرون گی یہ کہکر لوح گلے مین شہزادے کے ڈال دی شہزادہ بحکم لوح دروازہ شہر قی کے باہر آیا دیکھا کہ وہی چشمہ آب حیوان ہے جہان سے گرفتار ہوئے تھے پھر شہزادے نے چاہا کہ پانی پئین آواز آئی اے شہریار غافل ایسی غفلت کیا کرتا ہے یہ پانی ہرگز نہ پینا ہرگز نہ پینا شہزادے نے دیکھا کہ وہی لقا بدار شنجرفی پوش شیر ببر پر سوار کہ آنکھین اُس شیر کی مانند مشعل کے تابان اور آدھا جسم شیر کا اور آدھا جسم غول صحرائی کا اُس شیر کی آنکھ کی تجلی سے تمام میدان ظلمات روشن ہوگیا غرضکہ لقا بدار شنجرفی پوش سامنے شہزادے کے آیا اوادب سلام بجالایا اور عرض کیا اے شہریار یہ کیا خلاف لوح آپ نے کیا ہرگز نہ پیجیے چشمہ آب حیات کے نہ جانا اور مطلق اسکا پانی نہ پینا شہزادے نے کہا مین بہت پیاسا ہون لقا بدار شنجرفی پوش شیر پر سے اُترا زرین پوش کا فرش کیا اور دسترخوان سفید بچھایا طرح طرح کے طعام لذیذ چنے اور آب سرد و خوشگوار کے جام پیش کش کیے اور خوشۂ انگور لطیف و تازہ برائے قوت حاضر کیے اور کہا بسم اللہ اے شہریار نوش کیجیے شاہزادہ نور الدہر نے خوب سیر ہوکے طعام لذیذ کھایا اور خوشۂ انگور نوش کیے اور کئی جام آب سرد و خوشگوار پیکر سیراب ہوکے شکر خدا بجالائے لقا بدار نے کہا اے شہریار اس مقام پر بہت ہوشیار رہیے گا آپ داخل طلسم پردۂ عجایب ہوگے اور یہ شگفتہ قدیم اول سے آپکو سمجھاتا چلا آتا ہے لوح سے نہایت خبردار رہیے گا شاہزادے نے کہا نام اپنا بتاؤ اور مقام کا پتا دو لقا بدار نے کہا انشاء اللہ سب آپ پر ظاہر ہو جائیگا شاہزادہ ہرچند پوچھا کیا اور بہت مصر رہا مگر لقا بدار شنجرفی پوش جیلا

حوالہ کرکے رخصت ہوا اور چلا گیا شہزادے نے لوح کو دیکھا بحکم لوح اسم پڑھ کر چشمہ پر دم کیا فوراً مینڈھک بڑے بڑے پیدا ہوئے اور پشت اُنکی پتھر کی تھی مینڈھک شہزادے کو دیکھکر ہنسنے اور بلند ہونے لگے اسقدر بلند ہوئے کہ پشت چشمے کے کنارے سے لگ گئی اور پاؤں شاہزادے تک پہونچے شاہزادہ بحکم لوح اُنکی پشت پر سوار ہوا اور وہ مینڈھک پانی میں ایکبار شاہزادے کو لیکے یہاں تک کہ تہ آب پہونچے شاہزادے نے منھ اور آنکھیں بند کر کے سانس روکی دم کشی کر جیسے سنگ ہوگئے درمیان آب کے جو شاہزادے نے آنکھیں کھولیں دیکھا گل نیلوفر کھلا ہوا کنول کے مانند لقدر سمد کلان پیدا ہوا شہزادہ اُس سمد گل نیلوفر پر جا بیٹھا خوشبو نے دماغ معطر کر کے شہزادے کو بیخود کر دیا وہ پھول لیکر شاہزادہ نورالدہر کو چشمۂ آب میں غرق ہوگیا

دو ورق کلمے داستان عالیشان شہزادہ نورالدہر کا چشمۂ حیات سے نکل کر پہونچنا کوہ کافور میں بیان ہوتے ہیں

رہروان غریق محیط چشمۂ طلسم عجائب آشنایان سنلین طراز حکایات غرایب اُس داستان حیرت بیان کو یون تحریر کرتے ہیں۔ کہ جب شاہزادہ نورالدہر کو گل نیلوفر لیکے چشمۂ آب حیات میں غرق ہوا شاہزادے نے آنکھیں بند کر لیں بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے تئیں صحرائے نورانی میں پایا اور وہ وقت صبح کا تھا لیکن کثرت سرما اور شدت سردی کی اسقدر تھی کہ رنگ شہزادے کا نیلگون ہوگیا اور دانت سے دانت بجنے لگے ہاتھ پاؤں میں لرزہ پیدا ہوا شاہزادہ تھر تھر کانپنے لگا تحریک نزلہ اور زکام کی شدت ہوئی بوئے کافور سے تمام صحرا بسا ہوا تھا اور کوہ کافور مثل سفیدۂ صبح صادق کے نورانی تھا اور ایک فقیر چوٹی پر کوہ کافور کے بیٹھا تھا لیکن نصف بدن اُس فقیر کا کوہ کافور میں غرق تھا اور نصف بدن باہر تھا مگر بالکل برہنہ جسم پر ایک پارچہ کا نام بھی نہیں اور عرق عرق اسقدر تھا کہ قطرے عرق کے مثل باران کے ٹپکتے تھے اور ایک درخت بہت بڑا سیاہ مرچ کا قریب اُس فقیر کے ہے کہ سایہ اُسکا سر پر اُس فقیر کے ہے اور شاخیں درخت کی گرد کوہ کے ایسی جھکی ہوئی ہیں کہ زمین پر بوسے لیتی ہیں اور ہاتھ میں اُس فقیر کے دو پنکھے ہیں وہ اپنے تئیں پنکھا جھل رہا ہے اُس پر بھی گرمی سے عرق ٹپک رہا ہے شہزادہ حیران ہوا کہ تمام صحرا گرد پہاڑ سردی سے اور خنکی سے کافور کی نیچ ہو رہا ہے اور اُس فقیر کا یہ حال ہے کہ نصف بدن کافور میں غرق ہے اور اسقدر اُسکو گرمی کی شدت ہے کہ ہر وقت پنکھے جھل رہا ہے اور عرق عرق ہوا جاتا ہے اور ہوا سے درخت فلفل سیاہ کو ایسی جنبش ہے کہ خوشے فلفل سیاہ کے گر گر جاتے ہیں اُن دانوں سے فلفل سیاہ کے نکلے سفید و براق پیدا ہوتے ہیں قطار در قطار ہزارہا نکلے اُڑ رہے ہیں اور عرق جو فقیر کے بدن سے مثل فوارے کے جاری ہے وہ آب عرق بہہ کر کوہ سے زمین پر گرتا ہے کوہ بھی اُس عرق کی حدت سے پگھل کر جا بجا شگافتہ ہوگیا ہے اُس آب عرق کے ساتھ جو ملکر کافور بہتا ہے وہ ایک چشمہ شیر بہت بڑا گرد کوہ کے موج زن ہے اور نکلے جو خوشۂ فلفل سے پیدا ہوتے ہیں کنارے پر اُس چشمہ کے بیٹھ کر غوطہ لگاتے ہیں اور خوش فعلیاں کرتے ہیں اور پیروں کو آب کافور میں تر کر کے اُڑتے ہیں اور پہاڑ پر چھڑکتے ہیں ہر قطرہ قرص کافور کا شگافہائے کوہ میں پیوند ہوتا ہے اور کوہ بلند ہوتا جاتا ہے فقیر تو کوہ کو کم کرتا ہے اور ناقص بناتا ہے اور نکلے آب کافور چھڑک کر درست و بلند کرتے ہیں شہزادے کو باوجود اُس سردی کے پیاس کی شدت ہے کہ ہر بار پیتا نہ بڑھتا ہے کہ پانی پیجیے مگر پھر رہ جاتا ہے کہ لوح یاد آئی اُٹھا کر دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا زنہار اس چشمہ کا پانی نہ پینا کہ یہ پانی سم طلسم و فریب ہے دام دغا صیادان طلسم نے بچھائے ہیں پانی پیتے ہی تمام بدن مثل برف کے ہوجائیگا ضبط کر کے نظر بہ قدرت خدا کر شہزادے کی خاطر جمع ہوئی اور ایک

شاخ درخت فلفل سیاہ کو دیکھا کہ لٹکی ہوئی ہی اور رنگ اسکا زرد ہی اور کرم خوردہ نہایت کاہیدہ ہی اسم لوح
پڑھکر اُس شاخ پر دم کیا اور ہاتھ سے وہ شاخ پکڑی شاخ درخت اسقدر بلند ہوئی کہ شاہزادہ کوہ سے
اونچا ہوگیا دیکھا کہ ہوے سر فقیر یعنے چوٹی سے خود بخود ایک لٹ بال کی جدا ہوئی اور ایک جانور مثل بلبل کے
ہررنگ سبز اُسمین سے نکلا اور گرد شہزادے کے اُڑنے لگا ہوا ہے پروانہ سے اُسکے دماغ معطر ہوگیا اسکی خوشبو
سے غنودگی نے شہزادے پر غلبہ کیا شہزادے نے اپنے تئین ہوشیار کرکے بحکم لوح اسم پڑھکر دم کیا جانور
مثل توپ کے گولے کے ہوگیا اور سر پر فقیر کے چمک کر گرا وہ جلکر خاک سیاہ ہوگیا تمام میدان اور وسط کوہ
مین تاریکی چھاگئی آندھی سیاہ اُٹھی بادتند چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام
من کافور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم مگر مکان کوہ کافور وغیرہ سے اور طلسم حیرت
شاہزادہ نورالدہر بیہوش ہوگیا

دوسرے کلمے واستان حیرت نشان حالات بیشہ ہزرنگ کے بیان ہوتے ہین

بادیہ پیمایان صحراے ہزرنگ خیال و دشت نوردان طلسم بیابان و جبال داستان حیرت افزا کو یون مندرج
کیفیت کرتے ہین۔ کہ جب شاہزادے کو کافور جادو کو مار کر ہوش آیا اپنے تئین ایک صحراے عجیب و غریب
مین پایا دیکھا وقت شام کا ہو چکا ایک نقابدار شنجرفی پوش آیا زرین پوش کا فرش کرکے دسترخوان بچھایا کباب
مرغ بریان و نان ہاے روغنی آگے شاہزادے کے پیش کش کیا اور کوزہ آب سرد و خوشگوار دیے شکرانہ کرکے
شاہزادے نے کھانا نوش کیا اور کوزے آب سرد کے پیے ہاتھ منھ دھویا شکر خدا کیا نقابدار کھانا شہزادے کو
کھلا کر چلا گیا شہزادے نے سامنے درخت مولسری کا دیکھا کہ ہر برگ اور ہر شاخ و بیخ درخت پر ہزار ہا جگنو بیٹھے ہین
اور تمام درخت جلوہ گر یک شب تاب سے روشن ہی گویا ستارے آسمان سے اُتر آئے ہین عجب کیفیت ہی کہ
ایک طرف کو درخت چلتا ہی کبھی آہستہ سے کبھی دوڑتا ہی شہزادہ بھی اُسکے ساتھ چلا جاتا ہی ناگاہ ایک فوج نظر
پڑا دیکھا کہ فوج کم سن کمسن لڑکون کی کہ سات سات آٹھ آٹھ برس کے سن نصف بدن اُنکا نیچے کا سیاہ اور
نصف بدن اوپر کا سفید سر سے پانک برہنہ چلی آتی ہی وہان درخت مولسری کا قائم ہوگیا اور لڑکے گرد درخت
کے دوڑنے لگے اور تالیان بجانے لگے آواز سے تالیون کے جگنو اُس درخت سے اُڑ اُڑ کر اُن لڑکون کے بدن
مین لپٹ گئے فوراً وہ لڑکے مثل مشعل کے جلنے لگے آخرکار آتشبازی کیطرح جلکر خاک ہوگئے اور پھر شرر اُن لڑکون
کے جسم کا جگنو ہوکر درخت مین لپٹ گیا صبح تک یہی تماشا شاہزادہ دیکھا کیا جس وقت روشنی مہر نمایان ہوئی سب
سامان غایب ہوگیا اور جا بجا زمین شق ہوگئی اور دیوانہ ہاے گاوسوار اُسمین پیدا ہوئے اور ہر دیوانے کے بال سرخ
و سفید اور دراز ہی بالون کی کمر سے نیچے تک اور زنجیرین آہنی پاؤن مین سبکے بندھی ہوئی اور گلون مین زنجیرین طلائی
پڑی ہوئی اور ایک سر از زنجیر کا ہاتھون مین بندھا ہوا اور ایسی بیل گاے کے اوپر سوار کہ جس گاے کی ہیبت سے
شیر بھاگ جاے اور زنجیرون سے رنگین گلے کی چھل چھل کر خون بہتا ہی وہ قطرے خون کے اُڑ کر ہوا مین قائم ہوتے
ہین اُن خون کے قطرون سے لال جانور پیدا ہوتے ہین وہ لال جانور اُڑکر دیوانون کے سرون پر بیٹھتے ہین
کاسہ سر نوچ نوچ کر کھاتے ہین جب بالکل کھا لیتے دیوانہ مع گاو گر کر پتھر بن جاتا ہے وہ پتھر شگاف زمین کو برابر
کردیتا ہی شہزادہ حیران ہوا دیکھا کہ دن تو کم چڑھا ہی مگر آفتاب بیچ آسمان پر پہونچا ناگاہ بادتند چلی دیکھا کہ ایک پہاڑ
سیپاہ رنگ کا ہوا مین اُڑتا ہوا چارطرف سے چلا آتا ہی اور آکر میدان مین قائم ہوا اور ایک مقام شگافتہ ہوا

ایک تختی سنگ سوسی کی کہ عرض اُسکا ایک فرسخ کا ہوگا درمیان سے کوہ کے نکلی اور اُس تختی پر ایک عجیب صورت کہ قد
اُسکا ایک ہزار سات سو گز کا اور ایک دیونی مادہ اُسکی اُسی قد وقامت کی پاس اُسکے بیٹھی ہے یکایک دیو دیونی سے
لپٹ گیا اور پچھاڑ کر مجامعت کرنے لگا دیونی غمزہ نخرہ کرتی جاتی تھی اتفاقاً اُسیوقت وہ دیونی حاملہ ہوئی بعد نو دقیقون
کے ایک پسر اور ایک دختر پیدا ہوئی اور دو ساعت مین وہ بڑھ کر جوان ہوئے پھر باپ نے بیٹی کے ساتھ
عقد کیا اور پسر نے مادر کے ساتھ رنگ جمایا پھر دونون حاملہ ہوئین اور دختر و پسر جنے غرضکہ اسیطرح آلٹ پلٹ کر
چھ دور سے ہوئے اور چند دقیقون مین سبکے سب جوان ہوکے برابر مادر و پدر کے ہو گئے اور میدان مین ناچنے لگے
اور سب پسر اپنی خواہرون پر عاشق ہوئے آخر آپسمین سب لڑ کر مر گئے مادر و پدر باقی رہے دیونی نے دیو کو کھا لیا اور
آپ تخت پر بیٹھ غائب ہوگئی پھر وہ پہاڑ بھی غائب ہوگیا شہزادہ تعجبانہ دیکھا کیے

زیور قلم سے داستان فلک نشان خیمہ ہفت رنگ کے بیان ہوتے ہین

استادگان خیام مضامین و بلند کنندگان بارگاہ عبارت رنگین اس داستان فلک نشان کو زینت طراز صفحہ فرماتے
کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا کہ وہ دیونی مع لاشہاے دختران و پسران تخت پر سوار ہوکے
غائب ہوگئی اور پہاڑ بھی معدوم ہوا اور ایک پہر دن باقی ہے شہزادہ حیران حیران چارطرف دیکھتا تھا کہ سامنے ایک
پہاڑ اور ہفت رنگ کا نظر پڑا اور چار طرف پہاڑ پر گلہاے زنگار رنگ اور نہالہاے تازہ نظر مین آیا یکایک ایک
پھر رنگ کوہ ہفت رنگ پیدا ہوا اور ہر رنگ رنگ کوہ کے مقابل ہوا آسمان آئینہ بنگیا عکس کوہ آسمان پر
نظر آنے لگا اور بجلی کڑکنے لگی رعد گرجنے لگا برق کی تابندگی نگاہ خیرہ کرتی تھی رعد کی آواز سے کلیجے دہلتے
تھے ایک جوڑا سیمرغ کا بہت بڑا ابر سے پیدا ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر اُتر کر بیٹھا سر سے تا قدم نصف رنگ
اُنکے سفید اور نصف رنگ اُنکے سرخ اب ہر رنگ کے ٹکڑے ابر کے جدا ہوئے اور زمین پر گرے جب جھونکا
ہوا کا چلا پھر اُٹھ کر بلند ہوئے سات خیمے اُنھین پارہاے ابر سے تیار ہوئے کہ رنگ اُن خیمون کے مختلف تھے
اور طنابین اُن خیمون کی برق کے مانند تھین اور چوبین اُنکی مرصع کار تھین میدان مین ساتون خیمے استادہ ہوئے
اور ایک خیمہ منجملہ خیمہ ہاے ہفت رنگ مثل بارگاہ شاہان اولوالعزم کے برنگ مخمل زرد زرین کار برپا ہوا اور فرش
وغیرہ مخمل زرد کا مرصع کار اور پردے بھی مخمل زرد کے کار مرصع سے آراستہ اور طنابین طلائی اور سائبان زربفتی اور
مسند جواہر نگار بچھی ہوئی اور سامان میخواری جو بادشاہون کے لائق ہوتا ہے وہ سب موجود تھا اور آواز پریون کے
قہقہہ لگانے کی اور واہ واہ کی صدا پریزادون کی اور صداے خلخال پاے نازنینان برابر چلی آتی ہے اور پازیبون کی
اور بند ہوتے کی آواز پیدا تھی اور قلقل مے کا ہر خیمہ مین شور تھا شہزادہ غور سے دیکھ رہا تھا کہ اکثر حسینان و نازنینان
چلمن سے جھانک رہی ہین اور سیمرغ کے جوڑے نے کوہ پر جفتی کھائی اور مادہ نے فوراً انڈا دیا وہ بیضہ ہوا پر
اُڑ کر ٹوٹا دو حصے برابر سے ہوئے اور دونون حصے دربارگاہ زرد پر گرے دونون حوض کی شکل تھے وہ زمین
پر قائم ہوئے اور زردی سے بیضے کی پانی حوضون مین زعفرانی رنگ کا بھر گیا اب پریزادان مرصع پوش بارگاہ
سے باہر نکلے اور سینیان طلائی اور خوان طلائی اور کشتیان طلائی ہاتھون مین تھین وہ سب میدان مین
لاکر رکھدین اور تورے پوش اور خوان پوش اُن پر سے اُٹھا لیے اور منہ طرف آسمان کے کرکے منتظر ہوئے
یکایک پھر سیمرغ نے جفتی کھائی اور پہاڑ سے اُتر گئے اور ہوا مین معلق ٹھہرے اور پر و بال نر و مادہ نے اوپر اپنے
گرائے سرخ پر اُنکے جدا ہوکے گرے اور سفید اُنکے جدا ہوکے گرے وہ سب پریزادون نے سینیون اور خوانون اور

کشتیون مین چن چن کر رکھے وہ جوڑا سیمرغ کا بالکل گوشت کا کچھ ہوگئے اور زمین پر گر پڑے کہ ایک اژدہا پیدا ہوا
اور اُن دونون کو نگل گیا اور پہاڑ پر جاکے غائب ہوگیا اُن پریزادون نے خوان و سینیان وغیرہ اُٹھائین اور حوض پر
لاکر رکھین اور اپنے دامنون سے ہوا دینے لگے یکایک شعلے اُن پرون سے نکلے اور سب پر جل کر خاکستر ہوگئے سرخ
پرون کی خاک گلال بنگئی اور سفید پرون کی خاک عبیر ہی اور سینیان وغیرہ اُس عبیر و گلال سے معمور ہوگئین
ناگاہ نسیم سحر چلی نکہت سے گل خودرو کے دماغ بسائے اور وہ گلال و عبیر اُڑ کر حوضون مین گرا حبابہائے خوش رنگ
پیدا ہوئے اُن حبابون کو پریزادون نے اُٹھالیا وہ قمقمہ ہولی کے معلوم ہوتے تھے پریزادون نے سب
عبیر و گلال اُن قمقمون مین بھر دیا اور کشتیون مین لگا کر توپوش ڈالدیے اور راتب خیمہ مین جاکر غائب
ہوگئے شہزادہ یہ تماشا دیکھکر نہایت حیران ہوا اور لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا یہ طلسم برخلاف
اور طلسمات کے ہی جسقدر تو نے مشقت اور محنت کی ہی اور رنج و الم اُٹھائے ہین اب چندے ایام عیش
کر اِس عیش و طرب مین کسی پریزاد و حور وش سے ارادہ مقاربت اور مجامعت کا نہ کرنا کہ کام بنا ہوا
بگڑ جائیگا شہزادہ نے بموجب حکم لوح اسم لوح کو کف دست پر پڑھ کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ اسکی برکت
سے دشمن بھی دیکھے تو عاشق و فریفتہ ہوجائے بعد اُسکے اسم حفاظت کا پڑھکر اوپر اپنے دم کیا اور دوسرا
اسم پڑھکر لوح پر دم کیا کہ لوح نظر سے دوسرے کے نہان ہولی اور حکم لوح تھا اے طلسم کشا تیرے
واسطے لوح خود بخود ظاہر ہوگی جب تک تو حد بیشہ نیرنگ سے باہر جائے

دوسرے کلہے داستان عشرت نشان خیمہ چمن اول کے بیان ہوتے ہین

نقاشان عجائبات دلپسند روزگار و مصوران طلسمات بہترین مانی و بہزاد وقار اس داستان
نیرنگ نشان کو زیب و زینت چمن سے مقابلہ کرکے یون آراستہ و پیراستہ کرتے ہین کہ جب شاہزادہ
نور الدہر کو لوح طلسمی سے دلجمعی ہولی پھر بغور خیمہ ہاے رنگارنگ کی طرف دیدۂ حیرت سے دیکھنے
لگا کہ خیمۂ اول جو خیمۂ چمن سے مشابہ تھا گویا نگارخانہ سے نکال کر لائے تھے کہ جسکی نقاشی پر بہزاد و
مانی اپنا کان پکڑ کر دنگ ہوتے تھے اُس خیمہ سے ایک پریزاد کہ وضع اُسکی اہالیان چمن کی تھی باہر
آیا اور باادب سلام کرکے عرض کیا کہ حضور اس خیمہ مین تشریف لیچلین صاحب خیمہ آپکے بہت
مشتاق ہین شہزادے نے کہا کہ صاحب خیمہ کون ہی اُسنے عرض کیا کہ حضور وہان چلین خود معلوم ہوجائیگا
شہزادے کو اجازت لوح تو ہوچکی تھی ہمراہ پریزاد کے در خیمہ پر آیا پریزاد نے بڑھ کر پردہ اُٹھایا شہزادہ
خیمہ مین داخل ہوا کیا دیکھا کہ خیمہ باغ بہشت ہی ہر طرف گلہاے خوشبودار کھلے ہوئے ہین غنچہ رنگارنگ
مسکرائے نہالہاے تازہ تر جھوم رہے ہین طائران نغمہ سنج زمزمہ ساز ہین نہرین جاری ہین فوارے
چھوٹ رہے ہین قطرون سے فوارون کے ثبوت ہوتا ہی کہ تارے فلک سے ٹوٹ رہے ہین اتنا بڑا
خیمہ عالیشان ہے کہ چند فرسنگ تک باغ دلکش آراستہ و پیراستہ ہی اور نازنینان پری پیکر یاسمین
مثل گلچینان چمن کے خرام ناز مین سامنے بارہ دری بہت خوشنما بچی ہوئی مثل دولہن کے ہی ایک مسند
چہار نگار بصد زیب و زینت آراستہ ہی اُسپر ایک مہ جبین مہر تمکین حور جمال پری تمثال بصد
حسن و ناز رونق افروز ہی اور گرد اُسکے بہت حسینان و نازنینان کچھ بیٹھی ہین کچھ کھڑی ہین گلابیان
شراب کی اور کشتیان کباب کی رکھی ہین شاہزادہ نور الدہر جاکر برابر اُس حور وش کے بیٹھا اور

شراب شروع ہوا شہزادے نے کوئی جام شراب نہ پیا وہ نازنین پاس سے اٹھ گئین تخلیہ ہو گیا وہ خورشید رو شاہزادے سے لپٹ گئی بوس و کنار ہونے لگا مگر جب اُس پری پیکر نے جام شراب کیطرف رغبت کی شاہزادے نے ٹال دیا اور جملہ اسباب عیش و نشاط سے شاہزادے نے دل کو مسرور کیا الغرض کہ تین شبانہ روز آٹھ پہر جشن عیش و عشرت مین مصروف رہا روز چہارم قریب شام اُس مہ جبین نے شاہزادے سے کہا آج جی چاہتا ہے کہ سیر چمن کرین شاہزادہ نور الدہر اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ اُس گل حدیقۂ طلسم کا تھام کر گلگشت چمن کرنے لگا ایک باغبان نے لا کر ایک گلدستہ گل شگفتہ کا دیا اُس غنچہ دہن نے اپنے ہاتھ مین لیکر سونگھا شہزادے سے کہا کہ تم بھی سونگھو کیا بھینی بھینی خوشبو اس گلدستے سے آتی ہے شہزادے نور الدہر نے وہ گلدستہ لیکر جو سونگھا نکہت گلہاے رنگین نے دماغ جان کو معطر کر دیا اور اُس گلدستے سے بوہاے لطیف دماغ مین ایسی بسی کہ شہزادہ فراق سے زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اب جو آنکھ کھلی دیکھا خیمہ سے باہر کھڑا ہوا نہایت حیران و پریشان ہوا دلمین خیال جہان آرا اُس نازنین مہ جبین کا جو خیال تھا صدمہ عظیم ہوا اور اشتیاق اُسکے دید کا ہوا

دوسرے داستان مسرت نشان خیمہ دوم کشور روم کے بیان ہوتے ہین

آرایش نمایان طلسم عجایب و غرایب معدوم و زینت طرازان خیمہ عالی منزلت کشور روم اس داستان رنگین بیان کو یون جلوہ آراے بزم ناظرین کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر کو ہوش آیا اور آنکھ کھولی دیکھا کہ سامنے دوسرا خیمہ بصد رفعت و شان بلند مکان استادہ ہے خیمہ اول نظر سے غایب ہو گیا اس خیمہ پر تصویرات اور شکارگاہ قلم کار ایسی کھچی کہ بہزاد و مانی بھی دیکھے تو دنگ ہو جاے اسیطرح سے ایک خواص خاص پری چہرہ نازک ادا وضع اہل روم کی خیمہ سے نکلی اور شہزادہ نور الدہر کو بلا کر اپنے ساتھ اُس خیمہ مین لیگئی جب شاہزادہ اندر خیمہ کے پہونچا دیکھا ایک صحراے سبزہ زار دلکش روح افزا ہے اور درخت گنجان قریب قریب تر و تازہ ہواے بہار سے نہال ہین طایران صحرائی جا بجا زمزمہ سازی مین مشغول ہین کہین غنچہ کہین گل خود رو کھلے ہوئے پھول رہے ہین اور بہت سے نازنینان رومی وضع ڈر و درگوش مرصع پوش ہاتھون مین باز و جرہ اور تیتر و شکرہ وغیرہ لیے شکار کھیلتے پھرتے ہین اور ایک ملکہ رومی نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین تاج جواہر نگار زیب سر کیے ہوئے مرکب پری پیکر پر سوار باز ہاتھ مین لیے سامنے شہزادہ نور الدہر کے آئی اور بہ کمال خلق و مروت سلام کیا اور ایک اسپ حور نژاد باساز مرصع منگوا کر شہزادہ نور الدہر کو سوار کیا شہزادہ بھی اُسکے ساتھ مصروف شکار ہوا دن بھر شکار کھیلا کیا شام کو بارہ دری مین سب کے سب آ گئے شغل شراب و کباب جلسۂ عیش و نشاط مہیا ہوا بعد نصف شب کے تخلیہ ہوا مشغول بوس و کنار اُس ملکہ رومی سے رہے تین دن تک اسیطرح شاہزادے نے عیش کیا چوتھے روز ملکہ رومی شاہزادے کو ایک بنگلہ مین لیگئی وہان صحبت رقص اور شغل شراب و کباب رہا ایک نازنین نے ایک آہو کو شکار کیا اور اُسکے کباب تیار کر کے لائی ملکہ رومی اور شہزادہ نور الدہر نے وہ کباب کھائے شہزادہ کھاتے ہی اُن کبابون کے بیہوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا دیکھا نہ وہ خیمہ ہے نہ وہ بارہ دری ہے

نہ وہ بنگلا ہے نہ وہ صحرا ہے سبزہ زار ہے ایک میدان مین تن تنہا ہون ان نازنینان پریچہرہ کا کہین نشان بھی نہین ہے حیران
چہار طرف دیکھنے لگا

غزل

سوتا ہون عجب چین سے کیا خواب عدم ہے

شاعر ہون مری سیر کی مانند قلم ہے
جو دم ہے اثر مین کشش تیغ دو دم ہے
خون داغ جگر کچھ نہ ملا سیم تنون سے
نالہ بھی مری طرح سے پامال ستم ہے
سجدے سے کیے جاتے ہے سنتا ہون جبین [illegible]
ابتک وہی ظالم ہے وہی لال شب غم ہے
رازکی بات سے کھلین کے گلشن ایجاد کے
حرف تک ہین قید سے آزاد کے
نالے کیا [illegible] مانند نار
آسمان سے ہین شعلے مری فریاد کے
یاد کس پردہ نشین کی آگئی عصمت تجھے
خندہ ہاے زخم لیتے ہین مبارکباد کے
چھپتے ہین پردہ مین پہلو فراق یار ہین
طور تھے روح روان مین نکہت برباد کے
قامت و چشم بتان کے وصف لکھتے ہین جو ہم
عید دیکھو لیس ماہ رمضان ہوئی ہے
نار کہتے ہی زیادہ طلب بیجا سے
لکھے گئے ہین کر تو اٹھو اذان ہوتی ہے

صفحہ سر عالم ہے تحت نقش قدم ہے
تکلیف جراحت سے بڑھی ہمت بسمل
اختر مرے طالع کا مگر شکل ورم ہے
لکھا ہے کسی دیدۂ پرآب کا مضمون
کچھ لوح جبین پر گل یار رقم ہے
آج تک بھولے نہین مجکو مرے بیداد کے
بلبل تصویر ہین قابل نہین فریاد کے
کب جفا کش ہین سبکرو عالم ایجاد کے
ہوگئے بیساختہ قابو مین ہم صیاد کے
نوا سیری جوش محرومی ہجوم اضطراب
آگئے لب تک ترک رہنے نالے دل ناشاد کے
ہم شہیدان وفا کا دین و ایمان اور ہے
روز و شب گرم سفر ہین قافلے فریاد کے
کون سنتا تھا لبس دیوار نالے رات بھر
مصرع موزون ہین ای تسلیم قابل صاد کے
اپنی خفت سے پشیمان ہوا مین یار [illegible]
زال دنیا مری خواہش سے جوان ہوتی ہے
میری شعرون مین کہان معنی لفظی تسلیم

آغوش لحد بھی مجھے آغوش صنم ہے
کچھ غم نہین قاتل سے مجھے عمر گریزان
ہر زخم شگفتہ کف ارباب کرم ہے
باقی نہ رہا حوصلۂ بوسۂ افلاک
گرداب الم دائرۂ حرف رقم ہے
کس بات سے امید ہو مجھے تسلیم
او ستم ایجاد مین صدقے ترے بیداد کے
دام کیا اروابین سے مجکو عالم ایجاد کے
راہ چلنے مین قدم تھکتے نہین ہمزاد کے
ہجر کی شب یہ ہجوم جلوۂ اختر کہان
شب یہ عالم تھا کہ آنسو گر پڑے صیاد کے
چارہ دربان نے مجکو اور بھی رسوا کیا
سجدے کرتے ہین ہمیشہ پانون پر جلاد کے
پھر نہ دکھلائی کبھی صورت نکل کر جسم سے
منہ سے نکلے تھے ہو کر مبارکباد کے
رنج سے صورت آرام عیان ہوتی ہے
بات جو منہ سے نکلتی ہے گران ہوتی ہے
شب وصلت مین نئی طرح سے ہین ترسا نہ
یہ تو کیفیت دل ہے کہ بیان ہوتی ہے

دوسری داستان حیرت نشان حالات خیمۂ فرنگ کے بیان ہوتے ہین

ماہیت شناسان بحر مواج طبع رنگارنگ و غوطہ زنان قلزم کیفیت طلسم فرنگ اس داستان حیرت نشان کو بصد موج زنی فہم و ذکا یون لکھتے ہین کہ شاہزادہ نور الدہر میدان مین متحیر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ سامنے خیمۂ اطلس فرنگ بنا ہوا نظر پڑا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جس خیمہ مین شہزادہ گیا اپنے جسم مین اسی ولایت کی پوشاک اور وہی زبان متکلم شستہ اور رفتہ دیکھی جب بیہوش ہو کر خیمہ سے باہر آیا اپنے تئین میدان مین پایا وہی اپنا لباس جسم مین وہی اپنی زبان تھی غرضکہ شہزادہ متحیر کھڑا تھا کہ ایک نازنین حسین فرنگن اس خیمہ سے باہر آئی اور شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر لیگئی جب شاہزادہ اندر خیمہ کے داخل ہوا دیکھا کہ ایک بحر زخار جاری ہے اور کوسون ترائی کہین کچھار کہین ریتا ہے اور اس دریا مین ایک مورپنکھی روان ہے اور کشتیان ہر قسم کی ہین کوئی فیل چہرہ کوئی اسپ چہرہ کوئی پری چہرہ آتی جاتی ہین کسیطرف بجرے چھوٹے ہوئے ہین کسیطرف جہازون کی روانی ہے کوئی ان مین جہاز آگ لوٹ ہے کوئی بادی جہاز چلا جاتا ہے ہوا کے رخ پر ناخدا نے جہاز کو ڈالدیا ہے کنارے دریا کے

اس طرف کو برابر سرتا سر عمارت سفید انگریزی طرح کی بنی ہوئی تھی کوٹھیان اور بنگلے اور مکانات
انگریزی اوقات سے ہین کوئی زرد رنگ کوئی نیلی ہر کسی کا ڈھنگ رنگ ہے ایسی صورت سے سب بنگلے بنے
ہین ہر کوٹھی اور بنگلے مین کوچ اور دنگل کرسیان میزلگی ہوئی ہین اسباب انگریزی مہیا ہے اور شیشہ آلات وغیرہ
سے سب آراستہ و پیراستہ ہین اور اُس طرف دریاے بے پایان کے بارہ پتھر کی حد ہے کہ وہان فوج انگریزی
گورے انگریز سکھ تلنگے ہندوستانی پلٹنین رسالے بارکون مین ہین ایک طرف کو توپخانہ ہے قواعدین
ہوتی ہین دھاوے کیے جاتے ہین نئے نئے جنگی ملازم سکھاے جاتے ہین بندوقون کی باڑھین چلتی
ہین توپون کی گراہین چلتی ہین کہین گھوڑدوڑ کا تماشا ہے ہزار ہا روپیہ کی ہار جیت ہوتی ہے ادھر ملکی بندوبست
ہے ایک مقام پر کچہریان ہین کہین خفیفہ کہین ججی کہین فوجداری کی کچہری کہین رجسٹری کی کچہری کہین صفائی
کا کسی جا نزول کا محکمہ کسی طرف چنگی کا کسی سمت ٹکس کا محکمہ ہے ایک طرف کو ریل جاری ہے اسٹیشن عمدہ
عمدہ بنے ہوے ہین شہر مین تھانے چوکیان ہین برقنداز سے تھانے دار وغیرہ اُس پر معمور ہین شاہزادہ نورالدہر
تمام ملک فرنگ کی سیر کرکے دنگ ہوا اب بنگلے اور کوٹھیون کی طرف جو آیا دیکھا ہر کوٹھی ہر بنگلہ پر فرنگنین
حسین خوبصورت گوری چٹی ساٹن فینس پہنے ٹوپیان انگریزی طرح طرح کی سر پر رکھے کرسیون پر بیٹھی ہین دریا
کی سیر کر رہی ہین ایک طرف کنارے دریا کے کوسون صحراے سبزہ زار ہے درخت ہر قسم کے سڑکون پر دو
رویہ لگے ہوے ہین ایک طرف منزلون تک زراعت کی بہار ہے خربوزہ و تربوزہ اور پونڈا وغیرہ کھیتون
مین عجب کیفیت دے رہا ہے اور کنارے پر دریا کے ماہی گیر جال پھیلاے ہوے مچھلیان پکڑتے ہین
کہین گاذران خوش لہجہ چھو چھو کرکے شست و شوے لباس انگریزی مین مصروف ہین غوطے خور غوطے لگاتے
ہین در و لعل و یاقوت پاتے ہین شناوران اُستاد پیر رہے ہین ایک بنگلہ عالیشان و بلند مین ایک
ملکہ فرنگ آفت جان بلاے بے درمان حسن غضب کا جوبن قیامت کا رنگ سپید اور سنہرا جڑاؤ عمدہ
پہنے تاج سر پر رکھے کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہے اور چند انگریزنین حسین حسین کمسن کمسن گرد اُسکے ستادہ
ہین اُس ملکہ فرنگ نے جو شاہزادہ نورالدہر کو دیکھا کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی ہے اور چند قدم پیشوائی
کرکے شاہزادے کا ہاتھ تھام کر بنگلے مین لیگئی کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اُسنے اپنی باتین انگریزی مین کہین
شاہزادے نے بھی اُسی کی زبان مین جواب دیا بنگلے کو بنگاہ سے چار طرف دیکھا جھاڑ کنول ہانڈیان
لیمپ وغیرہ سے مزین ہے کوچ دنگل جواہر نگار لگے ہین اور کرسیان بھی مرصع کار ہین میزون پر گلاسیان
شراب کی اور جام زرنگار اور قابین کباب کی چنی ہوئی ہین شاہزادے کو دو ایک جام بادہ گلرنگ
کے پلاے دو چار جام آپ بھی پیے ناچ دیکھنے مین مصروف ہوئی بعد اُسکے تخلیہ ہوا بوس و کنار
ہونے لگا عیش و نشاط کا لطف دل اُٹھانے لگا تین روز یہان بھی بسر ہوے چوتھے دن وہ ملکہ فرنگ
کشتی پر ہمراہ شاہزادہ نورالدہر کو لیکر سوار ہوئی کشتی گرداب دریا مین پھنس گئی موجہ دریا
نے کشتی کو ایسا طمانچہ مارا کہ کشتی غرق ہوگئی شاہزادہ نورالدہر غرق دریاے غفلت ہوکر بیہوش ہوگیا کچھ
دست و پا کی خبر نہ رہی بعد عرصہ دراز کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ باہر خیمہ چہار جانب کھڑا ہوا ہے نہ وہ دریا ہے نہ
وہ زن و رقیبین ہین نہ جلوہ جمال ماہ سر یان ہے عالم حیرت کا سامان ہے

	اب دو کلمے داستان عجائب نشان ملک عجم کے بیان کیے جاتے ہین	

سحر کرآرایان میدان طلسم پریزادان وقوت آزمایان سحر کدۂ عجائبات ایرانیان اس داستان شوکت بیان کو بطرز یون تحریر
کرتے ہین کہ شاہزادۂ نورالدہر حیرت مین تھا کہ دیکھا سامنے ایک خیمہ عالی منزلت بلند رفعت ہے مگر وہ خیمہ نورانی
محل کا شاہی کا ہے اور تصاویر پریزادان فارسیان اور تجمیان اسپر بنی ہوئی ہین ایک نازنین بصد ناز وغمزہ
ایرانی وضع مرصع پوشش جوانی کے جوش مین باہر خیمے کے آئی شاہزادہ نورالدہر کا ہاتھ پکڑکر خیمے مین لیگئی
شاہزادہ نورالدہر جب خیمے مین داخل ہوا دیکھا کہ دور تک میدان وسیع ہے اور بیچ مین ایک بہت بڑا اکھاڑا
ہے اور گرد اکھاڑے کے چمن بندی ہے پھول کھلے ہوے ہین نہالہاے تازہ سرسبز وشاداب ہین اور چند
کشتی گیر پٹے لنگوٹے باندھے ہوے خم ٹھوک کر شلنگین مار رہے ہین مشق کشتی کی کررہے ہین اور ایک طرف امیرزادے
اور وزیرزادے اور شاہزادے چوگان بازی مین مشغول ہین مگر سب ایرانی معلوم ہوتے ہین اور ایک
شاہزادہ لباس شاہانہ زیب جسم تاج سر پر رکھے اسب قمر سیر پر سوار ہے اور ساتھ اسکے ایک مرکب پری پیکر
مرصع ساز کوتل استادہ ہے جیسے ہی شاہزادۂ نورالدہر کو آتے دیکھا بکمال اخلاق واشفاق اور بصد ادب و
آداب گھوڑا لیکر چند قدم آگے بڑھکر آیا اور شاہزادۂ نورالدہر کو سوار کیا شاہزادۂ نورالدہر کو بھی چوگان بازی
مین مشغول کیا تا شام مصروف اسی شغل لہو ولعب مین رہے جب صبح ہوئی شاہزادۂ ایران طلسم کشا کو ہمراہ
لیکر قصر شاہانہ مین آیا اور صحبت شراب وکباب اور رقص وسرود مہیا ہوئی دن بھر شغل چوگان بازی اور کشتی وغیرہ
مین رہے اور شب کو جلسۂ عیش ونشاط مین خوش وخرم ہین تین شبانہ روز اسی کیفیت مین ہوے شاہزادۂ ایران
نے پوشاک بدلی طلسم کشا کی پوشاک بدلوائی آپ بھی عطر لگایا اور شاہزادۂ نورالدہر کو بھی عطر دیا جیسے ہی شاہزادۂ
نورالدہر نے عطر اپنے لباس مین ملا اور بوے عطر دماغ مین پہونچی متواتر چند چھینکین آئین اور شاہزادۂ
نورالدہر بیہوش ہوگیا کچھ خبر دست وپا کی نہ رہی اب آنکھ جو کھلی ہوش آیا وہ سامان عیش نہ پایا باہر خیمۂ ایران
کے اپنے تئین دیکھا مثل آئینہ حیران ہوا

اب دو کلمے داستان جرات نشان خیمۂ سنجاب متعلقۂ ترکستان کے بیان کیے جاتے ہین

جرات آزمایان لشکر طلسمات بے پایان وجائزہ ستانندگان افواج عجائبات ترکستان داستان شوکت بیان کو
زیر مشق کلک جواہر سلک یون کرتے ہین کہ شاہزادۂ نورالدہر عالم حیرت مین تھا کہ دیکھا سامنے خیمۂ
سنجاب ترکستان استادہ ہے اور ایک نازنین پری نژاد بدستور قدیم بوضع ترکانہ باہر آیا اور شاہزادۂ نورالدہر
کا ہاتھ پکڑکے ساتھ خیمے مین لیگیا جب شاہزادۂ نورالدہر اندر خیمے کے پہونچا دیکھا طبقۂ زمین مصفا میدان
وسیع ہے اور فوج فوج جوق جوق سوار وپیادے مشق سلحشوری کرتے ہین اور لشکر بے پایان دور تک پڑا ہے
کہین حرب وضرب بازی ہو رہی ہین کہین چاند ماری ہے کہین دمدما ہے کہین تلوارین ننگی چمکتی ہین کسی جا نیزون
کی سنانین چمکتی ہین کسی طرف تیراندازی کسی جانب خنجر بازی ہے سب جری وبہادر سوار وپیادے مشغلۂ سپہ گری
مین مصروف ہین ایک طرف کو قصر چہل ستون رفیع وسیع واقع ہے نیچے قصر کے بہادران جنگ آزما وشجاعان
معرکہ آرا اپنے اپنے ہنر سپہ گری کے دکھلاتے ہین اور اوپر چہل ستون کے قصر عالیشان مین شاہزادۂ بلند
رفعت بصد صولت وشوکت لباس ترکی زیب جسم اور تاج مکلل بجواہر بر سر کرسی زرنگار پر جلوہ گر ہے سامنے
جائزہ فوج ظفر موج ہو رہا ہے ہر جری ودلیر اپنا اپنا ہنر اور کمال دکھا رہا ہے افسرون کو دوشالے اور سردارون کو
خلعت ہفت پارچہ سپاہیون کو زر نقد بقدر مراتب سرکار سے مرحمت ہوتے ہین اور گرد چہل ستون پیادگان

عہدہ داران ترکان بادب استادہ ہین شاہزادۂ ترکستان نے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا بصد عجز و افتخار برائے استقبال طلسم کشا قصر سے اُترا اور شاہزادۂ نور الدہر کو ہاتھون ہاتھ قصر نورانی مین لیگیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا بہت لطف و مدارات سے پیش آیا اور کشتیان خلعت کی اور توڑے روپیہ اشرفیون کے سامنے شاہزادۂ نور الدہر کے چنوا دیے اور عرض کیا کہ حضور خلعت و انعام حسب دلخواہ فوج کے عنایت کیجئے اور متصدی حساب و کتاب کرتے جاتے ہین آپ تنخواہین فوج کی تقسیم کیجیے غرضکہ ہر دن بھر اسی شغل مین رہتے تھے شب کو جلسۂ عیش و عشرت مشغلۂ نا و نوش اور صحبت رقص و سرود مین بسر کرتے تھے یونہین دن اسی طرح سرور و نشاط مین بصد انبساط گذرے چوتھے دن کا ذکر ہے کہ قصر عالیشان بلند ارکان مین شاہزادۂ ترکستان اور طلسم کشا ذیشان کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہین گرد سب ارکان دولت و سلطنت طلسم باادب استادہ ہین اور زیر قصر تمام فوج پھیلی ہوئی اپنے اپنے ہنر سپہگری دکھاتی ہے امرا و وزرا وغیرہ چوگان بازی کرتے ہین کہ ایک سوداگر مشکنافہ بیچنے کو لایا شاہزادۂ ترکستان کو دکھایا شاہزادۂ ترکستان نے طلسم کشا سے کہا کہ مشک نافہ کو دیکھیے اور پسند کیجیے اگر عمدہ ہو تو قیمت اسکی طے کر کے خرید لیجیے یہ سنکر شاہزادۂ نور الدہر نے وہ مشک نافہ ہاتھ مین لیا دیکھا ناک سے لگا کے جیسے سونگھا دماغ مین بو سے مشک نافہ نے جا کے مشام دل کو معطر کر دیا شاہزادۂ نور الدہر بیہوش ہو کر کرسی پر سے گرا چند ساعت کے بعد جب ہوش آیا دیکھا باہر خیمے کے پڑا ہون کوئی آس پاس نہ وہ فوج ہے نہ شاہزادہ نہ چوگان بازی گرد جھاڑ کے زمین سے اٹھا حیران ہو کر چارطرف دیکھنے لگا

اب دو کلمے داستان شجاعت نشان احوال ہندوستان بیان کیے جاتے ہین

فاتحان حصار طلسم خواب و خیال و طبع آزمایان معرکۂ عجائبات جدال و قتال شمشیر قلم و زبان کو بصد شوکت و شان یون جلوہ نما کرتے ہین کہ شاہزادۂ نور الدہر حیران و پریشان ہر طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک خیمہ فلک قدر برنگ زرنگار استادہ ہے اور ایک جوان رعنا مسلح اور مکمل بوضع سردار لشکر بادشاہ ہندوستان خیمے سے نکل کے آیا اور شاہزادۂ نور الدہر کو بصد اعزاز و اکرام اپنے ہمراہ لیگیا جسوقت شاہزادۂ نور الدہر خیمۂ زرنگار کے اندر مین پہونچا عجیب و غریب معرکہ نظر پڑا تمام سامان اقلیم ہندوستان کا ہے فوج بیشمار مسلح و مکمل ہے اور قلعۂ عالیشان ایک طلسم وقت ہے اور چار جانب برج ہین اور گرد قلعے کے فوج جرار سرداران نامدار تلوارین کھینچے ہر کہیں سے کیستا و سرنگا پر سوار حصار کیے ہے اور ایک تاجدار بشکل ہندوستانی فیل پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین سپہ قشقہ پر شمشیر آبدار ڈالے ہوئے بڑی ہولناکی کو ترغیب دے رہا ہے کہ ای بہادران اولوالعزم و ای دلیران جگردار جلد قلعے کو فتح کرو اور تلوارین کھینچکر دشمنون پر دوڑو شاہزادۂ نور الدہر جب قریب قلعے کے پہونچا دیکھا کہ قلعہ بہت مستحکم ہے اور تمام فوج چار طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور توپین بڑی بڑی گرد لگی ہین گولے قلعے پر مار رہے ہین اور تیر و تفنگ تاک تاک کر لگا رہے ہین بہت سے سپاہی سیڑھیان دیوارون پر قلعے کی لگاتے ہین کہ دیوارون پر چڑھ کے قلعے مین جا پہونچین مگر زبردست ہے نہین ٹوٹ سکتا تو کیا مضائقہ ہر طرح فتح کرنے کی تدبیر لڑاتے ہین سامان قلعہ گیری بہت کچھ ہو چکا ہے یقین ہے بہت جلد قلعہ فتح ہو اور اندر قلعے کے صدائے آہ و زاری فریاد و نالہ بلند ہے اور آواز دعاؤن کی تا بفلک جاتی ہے شاہزادۂ نور الدہر کو قرینے سے معلوم ہوا کہ جو لوگ قلعہ بند ہین وہ مسلمان اور باخدا ہین اور باہر قلعے کے یہ سب فوج کفار چار طرف بے حد و بیشمار ہے پھر دیکھا شاہزادے نے کہ ایک پہلوان قوی ہیکل گرز آہنی ہاتھ مین سنبھالے ہوئے کنارے پر خندق کے پہونچا اور پکارا بالتید ای

اجل رسیدگان اہل قلعہ جلد قلعے کو کھولدو اور آگے مقابلہ کر و کہ سب مال قلعے کا میرے واسطے ہی یہ سنکے اہل قلعہ
اور زیادہ خائف ہوے صداے دعاؤ استغاثہ اور زیادہ بلند ہوئی در سب نے مارے ڈر کے ہاتھ جنگ سے
کھینچا وہ پہلوان کرگدن سوار کرگدن سے کود پڑا اور دامن کمر مین گردان کے جست کی خندق کے اُس پار آیا
چاہا کہ گرز گران سر مارے کہ قلعے کا پھاٹک پاش پاش ہو شاہزادہ نور الدہر نے بڑھکر اُس سے پوچھا کہ اے پہلوان
یہ کونسا مقام ہی اور قلعہ کسکا ہی اور یہ فوج کسکی ہی اور کیا باعث جنگ وجدال کا ہی اُس پہلوان نے کہا کہ یہ ملک
ہندوستان ہی اور یہ شاہزادہ جو فیل سوار ہی یہ حاکم سرا ندیپ اور یہ سب فوج اسکی کفار بت پرست ہی اور سردار
فوج شار وپ تاجدار پسر لشواط ہی پہلے اُس سے جنگ خدا پرستون سے ہوئی تھی وہ قلعہ عقابین پر قتل ہوا اور
وہ پہلوان جو گرز تان کر در قلعہ تک پہونچا ہی نام اسکا شنقار قوی فولاد بازو ہی اور گرز اُسکا سات سو من کا ہی
درمیان مصاف دشمن اسکی ضرب سے بچ نہین سکتا اور ستر اربچ کا قد ہی اور اس قلعے کا نام عنبر حصار ہی اور
حاکم قلعہ ہومان زرین چتر خواہرزادہ جیپور شاہ ہندی اور قرابت لند ہور بن سعدان گردسے
بھی رکھتا ہی اور جنگ وجدال فقط مذہبی ہی اور شاروپ تاجدار بدلہ خون لشواط کا چاہتا ہی اور ہومان زخمی
ہوکر بھاگا قلعہ بند ہوا ہی یہ سب کیفیت خدا پرستان وظلم وجور کافران سنکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بعد
خشم وقہر غصہ ہوا اور آتش غضب سینے مین مشتعل ہوگئی ایک جوان لشکر کفار سے مسلح ومکمل پاس کھڑا تھا کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالکر اُسکو اُٹھا لیا اور پیچ دے کر زمین پر مارا وہ تڑپ کر فی النار ہوا سلاح جنگ اُسکے لیکر زیب جسم انور کیے اور
اُسی کے مرکب پر سوار ہوا اور نعرہ جگر خراش کیا کہ تمام میدان لرز گیا قلعہ جنبش مین آیا بڑھکر پکارا باش او نابکار
او بیحیا شاروپ ستمگار خدا پرستون سے بر سر فساد وکینہ وعناد ہی معلوم ہوا تیری اجل سر پر کھیلتی ہی تو مجکو نہین پہچانتا
منم نبیرہ امیر کشور گیر زلزلہ قاف کوچک سلیمان حمزۂ عالیشان ومنم صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان یہ صداے نعرہ کوہ شگاف جو اہل قلعہ نے سُنا ہر چند نام شاہزادہ نور الدہر کا نہین
جانتے تھے مگر حال فرزندی شاہزادہ بدیع الزمان سنکر آگاہ ہوے طبل شادمانی قلعے مین بجنے لگے غل ہوا کہ خدا نے
دعا ہماری مستجاب کی ایسا ہماری مدد کرنے والا پروردگار نے بھیجا ادھر پہلوان شنقار قوی فولاد بازو
نے پھر کر شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا کہ ایک لڑکا کوئی تیرہ برس کا سن حسن وجمال بے عدیل وبیمثال چہرہ آفتاب
کے مانند تابندہ ہی کہ تمام صحرا اُسکے رخسار نورانی ہی اور سلاح جنگ کی زیبائش جسم پر ایسی ہی گویا نقاش قدرت نے کھینچا
ہی شنقار قوی نے نابکار نعرہ نور الدہر نامدار سنکر بہت ہنسا اور کہا اے طفل کمسن کیا تو اپنے حسن وجمال پر مغرور ہی کہ ہم
بہادرون ودلیرون سے مقابلہ کرتا ہی مجکو تیرے حسن پر رحم آتا ہی اگر تجکو اپنی جان پیاری ہی تو آ اور لات اپنے
اور منات معلی کو سجدہ کر کہ مین تجکو بسبب خوبی ساقیان شاہزادہ سرا ندیپ کرون شاہزادہ نور الدہر نے بعد خشم
وقہر للکار کر کہا کہ مین لات ومنات پر لعنت کرتا ہون او تنگ ظرف مین ساقی شراب اجل تیرا ہون الغرض بعد قیل و
قال بسیار نوبت جنگ وجدال کی پہونچی شنقار نابکار نے دل مین کہا کہ ایک طمانچہ مارونگا تو کام اُسکا تمام
ہو جائیگا یہ دل مین خیال کر کے دست چپ اُس بیحیا نے بڑھایا اور چاہا کہ مرکب سے اُٹھا لے کہ شاہزادہ نور الدہر
نے بعد خشم وقہر ہاتھ اُسکا جھٹک دیا اور ایک طمانچہ ایسا اُسکے رخسار نجس پر مارا کہ منہ اُسکا پشت کی جانب پھر
گیا اور کرگدن سے زمین پر گرکے کبوتر کی طرح پھڑکنے لگا شاہزادہ نے تلوار کھینچکر مرکب بڑھایا اور ہاتھ شمشیر
آبدار کا اُس صفائی سے مارا کہ سر اُس لعین کا تصدق ہوکر الگ جا پڑا پھر دونون پاؤن اُسکے پکڑ کے مثل کمان کشتہ

کے چیر کر پھینک دیا شار وپ تاجدار دیکھ رہا تھا فوراً بدن بید خشک کے مانند لرزنے لگا دہشت سے عرق
عرق ہو گیا تاب مقابلہ باقی نہ رہی فوج کو اپنی اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مار لو فوج کفار چہار طرف سے نرغہ کر کے شاہزادہ
نور الدہر پر گری نور الدہر سے تلوار چلنے لگی جسکو چھیٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوا
آن واحد مین کشتون کے پشتے ہوے سرون کے انبار لگ گئے خون کے دریا جاری ہوے بالشت بھر تک اسپان جنگ
مین ڈوبے ہوے تھے غبار و سپہ بد حواس و پریشان خائف و ترسان اپنے فیل کو ادھر سے اودھر دوڑا کے چھپتا
پھرتا تھا اہل قلعہ بالائے قلعہ سے تماشا لڑائی کا دیکھ رہے تھے شاہزادہ نور الدہر تلوار لیے بجلی کی طرح کوند رہا تھا
اور کفار کھیت کے کھیت کر ادھر اودھر پٹتا تھا اس مردانگی و شجاعت و دلیری پر قلعہ دار مع اہالیان قلعہ مسرور و شاداب
تھے اور حسن و جمال بے مثال شاہزادہ بلند اقبال پر عاشق و فریفتہ تھے آخر قلعے کا دروازہ کھولکر ہومان زرین
چتر فوج لیکر کفار پر گرا اب تلوار گھمسان کی چلنے لگی شاہزادے نے جو دیکھا کہ قلعے سے ہومان خدا پرست فوج لیکر
نکلا اور کارزار کرنے لگا اور زیادہ حوصلہ بڑھا اور دل قوی تر ہوا داد شجاعت ہومان پکار پکار کر دینے لگا شاہزادہ
نور الدہر فوج کو قتل کرتا ہوا علمداران لشکر کفار تک پہونچا علمدار کو ایک ضرب شمشیر آبدار مع مرکب چور چور کیا علمہا سے
سیاہ سرنگون ہوے اور سہراب بیجگر دارن کو اور طارق آہن دل سیور اس خرطوم بینی و صیقلان شیردل وغیرہ
کہ یہ سرداران نامی لشکر کفار نابکار مین تھے جب انکو بھی شاہزادہ نور الدہر نے قتل کیا فوج کے پاؤن اٹھ گئے آخر
شار وپ تاجدار نے ہزیمت پائی فوج شکست کھا کر بھاگی پڑاؤ لشکر کفار کے فوج خدا پرستان کی مال و اسباب کافرون کا لوٹ
لیا سرداران فوج ہومان نے اپنی طرف کی لاشین گڑوا دین اور کفار کی جو لاشین پڑی رہگئین اٹھوا کر دور صحرا
مین پھنکوا دین شاہزادہ نور الدہر کو تخت پر سوار کروا کے بفتح و فیروزی در و جواہر لٹاتے اور نثار کرتے ہوے
طبل و دف و شہنائی شادمانی کے بجاتے ہوے شان و شوکت سے قلعے مین لاے ہومان ہرچند عالم زنہاری
مین تھا مگر اٹھکر استقبال کیا اور نہایت شکر گذار ہوا اور کہا کہ آپ کے سبب سے غلام کی اور اہالیان قلعے کی جان بخشی
ہوئی سرداران فوج ہومان نے شاہزادے کو نذرین گذرانین ہومان نے استفسار حال شاہزادہ نور الدہر
کا کیا شاہزادے نے کیفیت بیان کی پھر ہومان نے حکم کیا کہ وہ باغ جسکو فردوس ہشت کہتے ہین جلد آراستہ کرو اور
شاہزادے کو باآرام تمام لیجا کر رکھو اور اطاعت و فرمانبرداری سے شاہزادے کی غافل نہ ہونا غرضکہ شاہزادے
کو باعزاز و اکرام بڑی دھوم دھام سے گلشن فردوس ہشت مین لیگئے وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ تھا گویا حقیقت
مین فردوس کی طرح سے گوناگون لگے ہوے گلہاے عنبر بو کھلے ہوے غنچہ ہاے نازک تبسم کنان تھا لہلہاتے سبزہ
و تازہ و شاداب طائران خوش نوا شاخون پر چہچہے کرتے تھے بلبلین چہک رہین تھین نرگس شہلا بازی مین مصروف
شمشاد باد پیما تماشا سے چمن ایک پاؤن سے استادہ لالہ چراغ دل کی روشنی دکھا رہا تھا عجب کیفیت کا باغ تھا بہشت
شداد کو اسکے نظارے کا کب دماغ تھا اس باغ کے بیچ مین قصر یاقوتی نہایت آراستہ و پیراستہ تمام شیشہ آلات
اور چھت پردون سے سجا ہوا تصویرات طرح طرح کی لگی ہوئی صحن قصر یاقوتی مین ایک حوض پر از آب صاف و شفاف
مثل گوہر آبدار فوارے چھوٹتے ہوے کیفیت بہشت عنبر سرشت پیش نظر تھی جب شاہزادہ بارہ دری مین داخل ہوا
پوشاک رزم اتاری لباس بزم زیب جسم کیا دعوت و ضیافت کا سامان ہوا جلسہ عیش و طرب و صحبت رقص و سرود برپا
ہوئی جام گردش مین آیا نائو نوش ہونے لگا تماشے عجائب و غرائب ہوے شاہزادہ بعد عیش و طرب اس گلشن فردوس
ہشت مین رہنے لگا آٹھ پہر سامان جشن مہیا رہا انکو تو یہین چھوڑیے

اب وہ کلمے داستان شکست نشان شاروپ کفر پرست کے بیان کیے جاتے ہین

ہزیمت رسایان فوج کفار طلسمات و شکست نمایان لشکر بت پرستان عجائبات اس داستان شوکت نشان کو معرکہ بیان مین
بہ تیز زبانی قلم شعلہ رقم یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاروپ تاجدار بیچارہ و نابکار مع فوج ضلالت شعار شمشیر زنی شاہزادہ
نور الدہر نامدار سے شکست کہا کے بہاگا دس فرسنگ کے فاصلے پر قلعہ حصار کے ٹھہرا اور مقام کیا اور تخلیہ مین
بیٹھکر اپنے بہائی پر بہت رویا ناگاہ عیار اسکا مقہور رشتہ خرام آگیا بادشاہ کو روتے دیکہا گھبرا گیا کہا اے شہریار آپ کس لیے
آہ وزاری کرتے ہین اگر حکم ہو تو اس طفل آفتاب طلعت ماہ صورت کو مع ہمرہان ہمدمی گرفتار کرکے لاؤن شاروپ
تاجدار نے مقہور رشتہ خرام سے کہا اگر ایسا تو کرے اور انکو گرفتار کرکے لے آئے تو تجکو مین اپنا وزیر کرون اور
بہت سا زر و جواہر دون وہ ملعون وہیں خدمت بادشاہ کو بوسہ دے کر پیچھے ہٹا اور اپنے مقام پر آکے اپنا
سامان سے آراستہ ہوا اور پانچ شاگردون کو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ حصار کی طرف چلا یہانتک کہ مقہور عیار قریب
باغ فردوس ہمدمی کے پہونچا دیکہا کہ بڑا بندوبست ہے انسان کی کیا مجال طائر خیال کا بھی باغ مین گذر محال ہین غرض
کہ یہ مقہور ناکام درمیان باغ کے نکالا مقہور مع پانچ شاگردون کے جب باغ مین داخل ہوا پہر رات باقی تھی دیکہا
کہ دار وغہ باغ اور سب باغبان پڑے سوتے ہین ان سب کو بیہوش کرکے بڑے بڑے تہالون مین درختون وغیرہ کے
ڈالا اور پتے درختون کے گرے ہوئے سوکھے ڈال کر منہ پر کردیا کہ سب اس خس و خاشاک مین چھپ گئے اور آپ
داروغہ کی صورت بنا اور اپنے شاگردون کو باغبان کی صورت بنایا انکے مقامات پر پڑ رہا صبح کو آراستگی باغ مین
مثل ان باغبانون کے مشغول ہوا اور گلہائے شگفتہ و نیم شگفتہ و غنچہ ہائے سرسبز باغ سے چن چن کرکے جمع کیے اور
سب کو بیہوشی آغشتہ کیا اور گلدستہ بہت خوشنما بنایا اور باغبانون کی طرح سے بطور نذر سامنے شاہزادے
کے مسند کے پاس رکھدیا ہمرہان باغبانون کی صناعی پر بہت خوش ہوا انعام بہت سا دیا اور مہتر چترنگ برق دم
کہ شاگرد ارسلاب نگہبان کی سپاہ ہمرہان زرین چتر کا تہا وہ اسوقت کشتیان زر و گوہر کی برائے نذر شاہزادہ
نور الدہر بحکم ہمرہان زرین چتر بارگاہ کو گیا تہا اسوجہ سے مقہور رشتہ خرام کی عیاری کارگر ہوئی ورنہ
اس باغ مین دخل پانا عیاری کرنا بہت مشکل تہا القصہ گلدستون کی خوشبو اس بارہ دری مین ایسی پہیلی کہ سب مست
ہوگئے اور آپس مین کہتے تہے کہ یہ خوشبو کبھی اس باغ کو نصیب نہ ہوئی تہی فقط قدوم میمنت لزوم شاہزادہ نور الدہر
کی وجہ سے تمام باغ اور بارہ دری مین ایسی نکہت گلہائے رنگارنگ کی ہے یہ کہکر سب کے سب بیہوش ہوئے اور جملہ خدمتگار
و اہل کار وغیرہ جو کہ باغ مین تہے کسی کو مطلق ہوش نہ باقی رہا ادہر شاہزادہ نور الدہر اور ہمرہان زرین چتر
بھی بسبب بوئے گلہائے گلدستہ رنگین بیہوش ہوگیا مقہور رشتہ خرام نے شاہزادے کا پشتارہ آپ باندھا اور
ہمرہان کا پشتارہ شاگردون سے بندھوایا اور دوش پر رکھکر اسی نقب کی طرف سے بخوف مہتر چترنگ برق دم جلدی روانہ
ہوا جب مہتر چترنگ برق دم کشتیان زر و گوہر کی لیکر باغ مین آیا بوئے بیہوشی در باغ سے دماغ مین پہونچی حیران
ہوا اور اندیشہ رفع بیہوشی روشن کرکے ہاتھ مین لیا اور بارہ دری مین شاہزادہ نور الدہر اور ہمرہان زرین چتر
کو نہ دیکہا اور تمام لوگون کو بیہوش پایا اور اسباب کچھ نہ نظر آیا عقل سے دریافت کیا کہ یہ کام کسی عیار کا ہے جب گلدستہ
بیہوشی دیکہا سمجہا کہ یہ کام مقہور عیار شاروپ کا ہے اسی وقت اہالیان باغ کو ہوشیار کیا اور آپ بتلاش شاہزادہ
و ہمرہان روانہ ہوا اگر مہتر چترنگ برق دم ایک مدت سے بیمار تہا ضعف و نقاہت اور لاغری بحد تہی مگر
مشغول ہوا کہ غسل صحت کرکے چلنے پہرنے لگا تہا لیکن جب یہ کیفیت دیکہی تاب نہ آئی باغ سے روانہ ہوا اور خدمت مین

داتادل وزیر شہوار ان کی آنکھ اُس سے تمام حال بیان کر کے با وصف ضعف و ناتوانی مثل باد صبا کے اڑتا ہوا چلا
جاتے جاتے دیکھا کہ سامنے مقصود مع شاگردون کے چلا جاتا ہے آگے آگے آپ ہے اور پیچھے شاگرد تمام مال واسباب
باندھے شاگردون کو اس سبب سے پیچھے رکھا کہ اگر کوئی تعاقب مین آوے بھی تو شاگردون سے مقابلہ ہو مین بچ کر
نکل جاؤن چیرنگ نے دیکھا کہ وہ بیچارہ آگے ہے اور شاگرد اُسکے پیچھے ہین مگر چیرنگ تنہا تھا اور وہ پانچ آدمی تھے
چیرنگ الگ الگ چلا شاگردون سے اُسکے کچھ آگے نکل گیا راہ مین ایک گلہ بان کو سپند مین چرا رہا تھا اُسکو عیاری سے
بیہوش کیا اور گڑھے مین چھپا دیا اور اُس چرواہے کی صورت بنکر اُسی کی کملی کاندھے پر ڈالی اور بکریون کو ہنکاتا اور
رغبا بیہوشی راہ مین ڈالتا چلا دیکھا کہ پانچون عیار شاگرد مقصود چلے آتے ہین مگر دو آگے ہین اور تین پیچھے
ہین اور ہوشیاری سے چوکنا ہوکر ادھر اُدھر دیکھتے ہین کہ کوئی عیار تلاش مین عقب سے نہ آتا ہو وہ عیار جب قریب آئے
چیرنگ نے بکریون کو پکار کر دوڑایا اور گرد بیہوشی راہ مین ڈالدی جب غبار ہوا سے اُڑا دو عیار جو آگے تھے بیہوش
ہو گئے اُن تینون نے دیکھا کہ ساتھ کے دونون عیار بیہوش ہو کر گرے اُن تینون نے ناک اپنی بند کر لی اور بکریون
کو مارنا شروع کیا اور چرواہا پیچھے ہٹ گیا چیرنگ ایک ہی قدم مین کسی گوشہ مین بھاگ کر چھپ گیا اور تینون عیار
چیرنگ کے پیچھے نہ گئے اور اُن دونون کو ہوشیار کرنے لگے دل مین خائف ہوئے کہ مبادا ہمراہ اُسکے بہت
سے عیار ہون ہم سب کو پکڑ لین اُدھر چیرنگ چند قدم پوشیدہ ہو کر آگے نکل گیا اور دعا کرتا تھا کہ پروردگار
تو مدد کر یہانتک کہ اسی راہ مین ایک کوہ واقع تھا اور راستہ نہایت تنگ تھا درمیان کوہ راہ نکل گئی تھی بسبب بلندی
دونون طرف دیوار سے کوہ کے روشنی آفتاب کی نہ پہونچتی تھی اسی وجہ سے راہ مین تاریکی تھی چیرنگ وہین ایک جگہ
پر پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہا پہر بھر کے بعد وہ پانچون عیار پہونچے کہ سوا اس راہ کے دوسری طرف راستہ
نہ تھا چھپتے ہوئے جاتے تھے ذرا سی آہٹ ہوئی ڈر گئے ادھر اُدھر متوجہ ہو کے دیکھنے لگے دیکھا کہ ایک مار سیاہ بہت بڑا
نظر پڑا کہ سر اُسکا گرز کے برابر تھا جب اُس سانپ کے قریب آئے پتھر مارے کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور بعض سر سے
اُسکے ایک صراحی نکلی اُس مین سے غبار اُڑا کہ پانچون عیار بیہوش ہو کر گرے چیرنگ جھپٹ کر آیا اور پانچون کو اٹھا کر
علٰحدہ علٰحدہ گڑھون مین ڈالدیا اور اسباب تلاش مقصود مین آگے بڑھا چند قدم آگے چلا تھا دیکھا کہ مقصود دو شتابہ
کاندھون پر رکھے چلا جاتا ہے اور ہر طرف نگاہ دوڑاتا ہے چیرنگ نے للکارا کہ باش اے ناشناس نابکار مین آپہونچا مقصود نے
پیچھے پھر کے دیکھا ہوش اُڑ گئے کہ چیرنگ ہے فی الفور حلقہ کمند مارا مگر مقصود تو نہایت چالاک اور بلاے روزگار
ہی جست کر کے نکل گیا اور کہا کہ میرے مین نے تو سنا تھا کہ آپ بیمار ہین آپکے تو کچھ دنبل ہوا تھا مین
آپ تو اچھے تندرست ہین چیرنگ نے کہا کہ بخار آتا تھا دفع ہو گیا اچھا ہو گیا لیکن دنبل ابھی تک باقی ہین تجھسے تو
دغا نہ کرونگا مگر تیرے شاگردون کو مین نے اسیر کیا مقصود حال شاگردونکا سنکر مغموم ہوا لا اس بات سے ذرا
خوش کہ چیرنگ حالت بیماری مین ہے مجھ سے اسکا کیا زور چل سکیگا یہ کہکر مقابلہ کرنے لگا پہلے کمند بہت چلین
حلقہ ہاے کمند طرفین سے کٹ کٹ کر گری پھر خنجر نکالکر پھینکا مین رکھکر دونون نے مارے وہ بھی رد ہو گئے پھر پیچھے دونون
نے کھینچے وہ بھی جو چلین دونون طرف کی خالی گئین کوئی زخمی نہ ہوا مقصود نے خنجر کمر سے کھینچا اور کہا کہ اب تو خبردار
رہنا کہ میری خنجر بازی کا شہرہ ہے تو نے بھی سنا ہوگا اسی خنجر سے تیرا کام تمام کرونگا اور قسم کھاتا ہون لات و منات
کی سوا خنجر کے دوسری عیاری نہ کرونگا چیرنگ نے بھی خنجر کمر سے لیا اور وار روک کر لگانے لگا مقصود
جلد دست تھا اور خنجر بھی اُسکا مثل شعلہ جوالہ کے چمکتا تھا اگر ناگاہ کام نہ کرتی تھی لیکن مقصود عیار کے دوسرے ہاتھ مین

حلقۂ کمند چھپے ہوئے تھے اور داہنے ہاتھ سے خنجر کا وار کرتا تھا شیر رنگ کی نگاہ خنجر کی طرف لڑی ہوئی تھی ناگہان
حلقۂ کمند مقہور نے پھینکے شیر رنگ کے ہاتھ اور گردن پر پڑے شیر رنگ الجھ کر گرا مقہور خنجر لیکر سینہ پر شیر رنگ
کے چڑھ بیٹھا شیر رنگ نے کہا ای مقہور تو نے بغیر میرے کہے ہوئے خود اپنے دین کی قسم کھائی تھی کہ سوا سے شیخی کے
اور کوئی عیاری نہ کرونگا یہ قسم اور یہ دین تیرا کیسا ہی کہ دغا سے کمند ماری مقہور ہنسا اور کہا کہ عیاری اسی کا نام
ہے اس فن عیاری میں جھوٹھ بولنا عیب نہیں دشمن کو اپنے جس طور سے چاہے گرفتار کر لے یہ کہکر آمادہ خنجر کے
سر کاٹنے پر ہوا شیر رنگ نے کہا کہ خیر اختیار ہے تجھکو مگر اتنا رحم کر کہ پانوں سے اپنے سینہ میرا نہ دبا کہ سینے میں میرے
دنبل ہیں وہ ٹوٹ جائینگے میں بہت بیچین ہونگا مقہور نے کہا دکھیوں کہاں تیرے دنبل ہیں یہ کہکر گریبان کھولا
دیکھا کہ واقعی سینے میں دنبل ہیں اور زرد پانی اور پیپ اُن دنبلوں سے جاری ہے اور چھوٹے ہیں اُنپر ورم ہے مقہور
نے کہا ای شیر رنگ حقیقت میں تیرے سینے میں دنبل ہیں اور تکلیف بہت ہوگی مگر مجھکو تیری اذیت سے کیا کام ہے
ابھی میں تیرا سر کاٹتا ہوں یہ بھی تیرے حق میں دوستی کرتا ہوں کہ جملہ امراض کی تکلیف سے تجھکو نجات ہو جائیگی
یہ کہکر غصہ سے سینہ اُسکا دبایا اور خنجر لیکر گردن کی طرف جھکا کہ سر کاٹ لوں جیسے ہی زانو سے دنبل سینہ کا دبا اور
دنبل پھٹا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی اُس دنبل سے دھواں اُٹھا مقہور کے دماغ میں پہونچا مقہور بیہوش ہو کر گرا
پھر مقہور کو کچھ خبر دست و پا کی نرہی شیر رنگ نے جلدی سے حلقہاے کمند توڑے اور سینہ پر مقہور کے
چڑھ بیٹھا اور فتیلہ بیہوشی کا اور سنگھایا کہ زیادہ بیخبری رہے اور حلقۂ کمند سے اُسکی مشکیں باندھیں اور فتیلہ
شاہزادہ نور الدہر اور ہومان کا کھولا اور دونوں کو ہوش میں لایا ہومان نے کہا ای شیر رنگ تو نے یہ کیا
تمکو ای میرے ساتھ کی شیر رنگ ہنسا کہا ای شہریار والا آپ کو گرفتار کرکے مقہور عیار شاروپ لیے بھاگا
تھا میں نے آپ کو یہاں آکر رہا کیا آپ کہتے ہیں کہ تو نے تمکو ای کی ہے ساری کیفیت اپنی عیاری کی بیان کی
ہومان نے چاہا کہ شاہزادے کو حلقۂ کمند سے رہا کرے شاہزادے نے خود حلقہاے کمند توڑ ڈالے اور
اُٹھ کھڑے ہوئے اور کچھ جواہر پاس تھا شیر رنگ کو انعام میں بخشا شاہزادہ نور الدہر نے کہا ای شیر رنگ
مقہور کو مع اُسکے شاگردوں کے گرفتار کرکے شہر میں پہونچاؤ اور زندان خانے میں قید کرو اور سلاح جنگ اور
مرکب ہم دونوں کے واسطے جلد لاؤ کہ اسی وقت جاکر شاروپ کو مارونگا ہومان و شیر رنگ نے منع کیا کہ میں تنہا لڑونگا
آپ نہ جائیے مگر شاہزادہ کب مانتا ہے فرمایا کہ اگر سلاح و مرکب نہ آئیگا تو اسی طرح جاؤنگا اور سزا سے سخت اُسکو دونگا
اسی اثنا میں شاگردان شیر رنگ بھی تلاش کرتے ہوئے آپہونچے شیر رنگ نے سب کے ہتھیار سے باندھے اور عیاروں
کے حوالے کیے اور اسباب جو مقہور لایا تھا وہ سب لیکر قلعے کی طرف جلد روانہ ہوا قلعے میں پہونچکر عیاروں کو تو
قید کیا اور فوج کو حکم دیا کہ شاہزادہ تنہا مقابلہ شاروپ جاتا ہے جلد مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہو اور شیر رنگ اسپ و سلاح
برائے شاہزادہ نور الدہر و ہومان لیکر چلا جب کہ درمیان میں پہونچا شاہزادے کو اور ہومان کو اسپ و سلاح
جنگ دیے شاہزادہ نور الدہر اور ہومان مع چار ہزار سوار اور شیر رنگ عیار کے روانہ ہوئے پہر رات باقی تھی
کہ لشکر شاروپ پر مثل شبخون کے گرے چار غول کرکے چاروں طرف سے گھیر لیا اُدھر شاروپ منتظر تھا کہ مقہور عیار
شاہزادے کو اور ہومان کو گرفتار کرکے لاتا ہوگا ناگاہ نعرۂ اللہ اکبر کی صدا آئی اور شاہزادہ نور الدہر اور ہومان
کے للکارنے کی آواز سنی کہ مارنا ان کافروں کو جانے نہ دینا فوج خدا پرستان بھی تلواریں علم کرکے آپڑی فوج کفار
میں غلغلہ اُٹھا تمام چراغ اور مشعلیں بجھا دی گئیں اُس اندھیرے میں یہ بجو اسی سب پر چھائی کہ لشکر حریف پاکر اپنی فوج

والون کو مارنے لگے بیٹے نے باپ کو قتل کر ڈالا باپ نے بیٹے کو قتل کر ڈالا بھائی نے بھائی کو تمام کیا شاہزادے نے اپنی
فوج کو آواز دی کہ طنابہائے خیمہ شاروپ جلد قطع کرو بہت سے آدمی خیمے پر آپڑے خیمہ کا ٹاکر گیند بنکر دیا شاروپ
اُس شبخون سے نہایت بدحواس ہوا چاہا کہ سلاح جنگ لگا کر باہر خیمے سے نکلے کہ ناگاہ خیمے کی طنابین ہو کٹین خیمہ سر پر گرا
شاروپ اُسی طرح خیمے سے نکل کر بھاگا شاہزادے کی فوج کے گھوڑے خیمے پر آپڑے پامال کرنے لگے شاہزادے
نے دیکھا کہ شاروپ بھاگا جاتا ہے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا فوج کفار تاب جنگ نہ لا سکی ادھر
اُدھر بھاگنے لگی مگر شاہزادے نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے ایک ایک کافر کو قتل کیا کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد فتح لشکر
ہوا مال اسباب لوٹنے لگا شاہزادے نے جب فراغت اس معرکے سے پائی پہر تک سے کہا کہ روشنی لاؤ اور جائے
آرام تجویز کرو کہ کچھ تو راحت ملے مسافت راہ اور تکلیف تشنگی و گرسنگی سے طبیعت بہت کسلمند ہے اب طاقت نہ رہی
ہے یہ کہکر مرکب کو دوڑایا کہ خیمہ شاروپ میں جا کر آرام کیجیے یکایک گھوڑے نے سکندری کھائی شاہزادہ زمین پر گرا بیہوش ہو گیا

اب دو کلمے داستان حیرت نشان حالات خیمہ ہفتم شبیہ بارگاہ سلیمانی کے بیان کیے جاتے ہیں کہ جو پردہ کوہ قاف میں یہ آراستگی جلوہ نما ہے

رنگ اندازان رنگارنگ روزگار و طلسم نمایان فصل نوروز و ہولی بہ رنگ گلنار عین بہار میں قلم ہفت رنگ کی پچکاری بنا
کر سطح کاغذ پر مضامین نو کے حروف یوں چھڑکتے ہیں کہ جب شاہزادہ نور الدہر کو ہوش آیا اور آنکھ کھلی دیکھا باہر خیمے
کے پڑا ہوں وہی حالت قدیم اپنی ہے نہ وہ معرکہ شبخون نہ ہوماں نہ فوج ہوماں نہ وہ عیار نیرنگ برق دم ہے مگر سامنے
ایک خیمہ نہایت بلند اور وسیع و خوشنما ہے یکایک اُس خیمے سے ایک پریزاد نکلا کہ اُسکو پردہ کوہ قاف میں دیکھا تھا کہ بیابان
چشمہ ہا ہیبان زر خیمہ سلیمانی میں چہل خیمہ ہائے کلان پر کھڑا تھا شاہزادے نے دل سے کہا کیا عجیب ہے یہ وہی ہو غرضکہ
وہ بتعجیل تمام آیا اور شاہزادے کو اپنے ساتھ خیمے میں لیگیا شاہزادہ جب داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ ایک بارگاہ مثل بارگاہ
سلیمانی برپا ہے اور پریزادان زن و مرد و جنیان و دیوان جابجا پھر رہے ہیں کچھ جانب بارگاہ جاتے ہیں اور کچھ آتے
ہیں شاہزادہ نور الدہر نے جانا کہ یہ سب ملازم ہیں اور مالک اُنکا بارگاہ میں ہے جابجا سامان ہولی کا ہے نہیں تو روز جشن
کا ہے پچکاریاں رنگ نایاب سے بھری ہوئی اور قمقمے رنگ کے ہاتھوں میں لیے ہوئے اُسمیں سب رنگ کھیل رہے ہیں
اور حوض اور نہریں رنگ کی برابر بھری ہیں اور سوانگ لیلی مجنون اور شیرین فرہاد اور آزاد ون کے
بلکہ اور طرح طرح کے بیشمار ہیں شاہزادہ اُس بارگاہ کا بہت مشتاق ہوا یکایک چند پریزادین بارگاہ سے نکلین اور شاہزادہ
نور الدہر کو اپنے ساتھ لیگئین جیسے ہی پردہ بارگاہ کا ایک پریزاد نے اُٹھایا اور شاہزادے نے قدم اندر رکھا
دیکھا ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین آفتاب سا چہرہ تابان و درخشان پوشاک شاہانہ زیب جسم و دریائے جواہر میں غرق
تاج بر سر چار قب در بر مسند زرنگار پر بیٹھی ہے دیکھتے ہی شاہزادہ نور الدہر کو فوراً اُٹھی اور استقبال کر کے مسند پر لا
پر بٹھا شاہزادہ تو تیر عشق حسن و جمال بے مثال کا گھائل فراق خورشید لقا میں بیقرار تھا عاشق و فریفتہ ہو گیا ملکہ
شاہزادے سے لپٹ گئی گلے میں بانہیں ڈالدین بوس و کنار ہونے لگا کہ اتنے میں اور نازنینان پری پیکر زر در
گوش مرصع پوش رنگ میں ہوتی اور نوروز کے ڈوبی ہوئی اور گلابیان شراب کی اور رکابین کباب کی آگے شاہزادہ
اور ملکہ کے رکھین دور جام شراب چلنے لگا طبیعت کا رنگ بدل گیا ملکہ شاہزادے کا ہاتھ تھام کر اُٹھ کھڑی ہوئی
اور پچکاری میں رنگ بھرا اور شاہزادے پر پچکاری ماری کہ شاہزادہ سر سے پانوں تک ڈوب گیا مثل گل کھلکھلا
کر ہنس پڑا شاہزادے نے بھی قمقمے خواصوں سے لیے اور ملکہ پر مارے ملکہ بھی صورت غنچہ مسکرانے لگی پھر شاہزادہ

نے عبیر و گلال رخسار ہاے ملکہ پر ملا ملکہ ادہی ادہی کہکے پیچھے ہٹی شاہزادے نے گلے میں باہیں ڈالکر لپٹا لیا اور خوب پیار کیا غرضکہ اسی شغل میں تین دن گذرے کہ دن بھر تو سب کے سب رنگ کھیلتے ہیں اور شب کو نہا دھوکر پوشاک فاخرہ بدلکر صحبت جشن و عیش و عشرت میں مشغول ہوتے ہیں شمعین اُڑتی ہیں کباب چکھے جاتے ہیں ناچ دیکھ رہے ہیں دن عید رات شب برات ہے شاہزادہ روز بروز عشق ملکہ خوبرو میں دیوانہ ہے اور عالم جوانی اور جوش و ولولہ تمناے وصال ہے آخر ملکہ سے شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ اے ملکہ عالم اگر سوال وصل قبول ہو تو فبہا ورنہ میں اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا ملکہ نے جواب دیا اے شہریار مجکو کیا عذر ہے مگر میں مسلمان ہون بغیر نکاح کے وصل میرا ممکن نہین شاہزادے نے کہا الحمد للہ ہم خرما و ہم ثواب میں بھی مسلمان ہون مجکو عقد منظور ہے یہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا ایک مرد بزرگ باریش سفید عبا و قبا پہنے عمامہ سبز سر پر جریب با دام تلخ ہاتھ میں اندر بارگاہ کے آئے اور عقد ملکہ کا ساتھ شاہزادہ نور الدہر کے پڑھا شاہزادہ نور الدہر حکم لوح سے ایسا غافل ہوا کہ بعد رخصت ہونے قاضی جی کے تخلیہ ہوگیا بوس و کنار اور مساس ہونے لگے سامان وصل کا بہم پہونچا صدف آرزو نے بشوق گوہر بے بہا منہ کھولا شاہزادے نے قصد مقاربت کیا دست تمنا بڑھانا چاہا کہ جام شراب وصل ماہ رخسار سے سیراب ہو ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ ولولۂ جوانی اور جوش عشق تمنا و اشتیاق تو بلاے روزگار ہے جب آگ سے خاشاک قریب ہوگی ضرور آتش شعلہ ور ہو کر جلا دیگی یہان آفتاب ولولۂ عشق لب بام آچکا تھا کہ ناگاہ وہی نقابدار شجر فی پوش دور سے دکھائی دیا اور اُسکی صدا ے بلند کان میں آئی اے شہریار اسقدر غفلت بہوش باش بہوش باش حکم لوح فراموش مکن میں ہر وقت آپ کو ہوشیار کرنے کو جانبازی کرکے آیا ہون یہانتک آپ کے واسطے سر اپنا ہتھیلی پر رکھکر پہونچا ہون ورنہ یہ وہ مقام طلسم بلا خیز آفت انگیز ہے کہ یہان سواے طلسم کشا کے کوئی آکر سلامت نہین پھر تا بجز دستے اس کلام نصیحت انجام کے شاہزادے نے ملکہ سے کنارہ کیا اور دل پر سنگ صبر و جبر رکھکر ہاتھ گردن سے نکال لیے ملکہ نے ہاتھ زانو پر مارا اور ہتھیلی سے ہاتھ کوٹا اور کہا یہ کون رفیق طلسم کشا ہے کہ طلسم کو برباد کرنے آیا ہے اُسنے تمام محنت ہماری ضایع کرڈالی پہلے علاج اس ناہنجار کا کرتی ہون بعد اُسکے طلسم کشا سے سمجھا جائیگا یہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے پہلے اسی کا کام تمام کرتی ہون اس عرصہ میں نقابدار شجر فی پوش روانہ ہوتے ہی غائب ہوگیا ملکہ نے کہا اے شہریار یہ تیر عشق تجکو بلا میں ڈالیگا لے اب میں رخصت ہوتی ہون مگر دعا سے فراموش نہ کرنا یہ کہکر ملکہ لوٹ پوٹ کر ایک طوطی کی صورت بنگئی اور پیچھے اُس نقابدار کے چلی شاہزادہ نقابدار کیواسطے نہایت غمناک خاموش فکر نقابدار میں بیٹھا تھا کہ یکایک باد تند ایسی چلی کہ خیمہ اُڑکر علیحدہ گرا اور قناتین پردے مثل پتون کے اُڑنے لگے پریزادان مہروش غائب ہو گئے شاہزادے نے شدت سے ہواے تند کی سر زانو پر جھکا لیا اور آنکھین بند کرلین خاک اُڑ رہی تھی

اب دوسکے داستان عشرت نشان کیفیت برج فولادی اور ظاہر ہونا لوح کا اور باہر نکلنا بشیر رنگ و آئینہ و برگ شجر سے کہ طوطی ہو کر اڑنا اور حال ماضی و استقبال اور حال پیدا ہونا اور گشتہ ہونا بدیع الزمان کا شکار میں اور آنا فرامرز کا اور جنگ طہماس کی حمزہ سے اور بھاگنا لقا کا طرف زرد ایل کے و دیگر حالات

پلا بعد مدت کے ساقی شراب — کہ ہے آتش شوق سے دل کباب
نہ دکھلا مجھے اپنی نیرنگیان — کہ حیران ہون ساقی میں آئینہ سان
ہوا اب طوطی ولشئہ پرواز پر — ذرا قبضہ ہو اس وفور نشاط پر
نہیں جلسہ میخانے میں بے سبب — کہ ہے روز مولود بنت العنب
ہے مدت سے اب دل میں شوق شکار — کرونگا کوئی صید میں گلعذار
کوئی دم میں ہوتی ہے جنگ عظیم — مرے دل میں مطلق نہیں خوف و بیم

بھگا دونگا میدان سے مین سائیا | اگر جو حوصلہ کچھ تجھے ہو تو آ
ستمگر گر دلیری کا بھرتا ہے دم | ہٹے سر کہے ہے نہ ہرگز قدم

غزل

تا کی بہ بزم شوق محبت جا کند کسے
فرصت نمی دہد کہ تماشا کند کسے
دل بردہ است از من و انکار میکند
سودا چنان خوش است کہ یکجا کند کسے

خون مرا بجاے بادہ مینا کند کسے
از شاخ گل بہر طرفے جلوہ میکند
ترسم دراز دستے کہ بیجا کند کسے
در باغہاے خلد برین میتوان رسید

خوش گلشن است حیف کہ گلچین روزگار
این آن گناہ نیست کہ حاشا کند کسے
دنیا و آخرت بہ نگاہے فروختم
قصاب اگر زیارت دلہا کند کسے

بیت

نگارندۂ دفتر بیحساب * رقم کرد این داستان لاجواب * عندلیبان شاخسار گلشن طلسم کشائی و نغمہ سنجان بہار چمن عجائب و غرائب دلربائی جملہ کیفیات گلہاے رنگارنگ کو شاخ قلم شگفتہ رقم سے گلدستہ مضامین تازہ کے بین السطور مین یون خیابانی دکھاتے ہین کہ طلسم گوہر بار مین بعبارت فارسی کہ جس مین فقط بعض پتے اور نشانات ہر ایک طلسم و عجائبات کے تھے الا اس ہیچمدان و بے ہنر و سامان حقیر پر تقصیر احقر العباد بے بنیاد اذل کونین تصدق حسین داستان گو و مترجم نے موافق اپنی ہیچمدانی اور کج مج زبانی کے شاہد اصل مطلب کو زیور تقریر و تحریر سے آراستہ کیا ہے یقین ہے کہ ناظرین والا تمکین ملاحظہ فرما کر بہت محظوظ و مسرور ہونگے اور جہان کہین کوئی خطا اور سہو اس کمترین سے ہو گیا ہو اس سے چشم پوشی فرما کے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کا مصداق فرمائین مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف * شہریار بشنوی ہمدم ریستان * کہ باز آمدم بر سر داستان * جب شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار نے بعد عرصہ دراز کے زانوے حیرت افزا سے سر اُٹھایا دیکھا نہ وہ خیمہ ہے نہ بارگاہ نہ لشکر ہے کوئی نہین فقط آپ تن تنہا ہین اور میدان لق و دق ہے لیکن سامنے ایک برج فولادی صیقل کیا ہوا مثل آئینہ کے چمک رہا ہے اور لوح بھی اپنے گلے مین ظاہر ہوئی نور الدہر نے جانا کہ اب صد بیابان بلیشۂ تیز رنگ سے نکل آیا ہون فوراً سجدۂ شکر درگاہ جناب باری مین بجالاے مگر لفتا پدار شنجرفی پوشش کیواسطے نہایت پریشان تھے اور اُسکے لیے درگاہ قاضی الحاجات مین دعا کرتے تھے کہ پروردگار تو میرے دوست صادق رفیق موافق کو زندہ و سلامت رکھنا وہ ملعونہ و علامۂ دہر ہے شید اُنک نہ پہونچے بعد اسکے قریب برج فولادی کے آئے دیکھا کہ نہایت صفائی و لطافت ہے اور وسعت مین بہت بڑا ہے گرد و نواح اُس برج کے پھر کر خوب سیر کی پھر اندر برج کے داخل ہوئے دیکھا کہ زنجیر طلائی چھت مین لٹکتی ہے اور سر زنجیر مین ایک آئینہ بہت بڑا مثل سپر مدور بندھا ہوا لٹکتا ہے اور منھ اُس آئینہ کا مشرق کی طرف ہے اور ایک درخت نو دمیدہ اور سر سبز و شاداب مقابل اُس آئینہ مدور کے ہے اور ایک شاخ اُس درخت سے پیدا ہو کر قریب آئینے کے آئی ہے اور ایک برگ زمردین سر شاخ درخت سر سبز معلوم ہوتا ہے شاہزادہ نور الدہر مقابل مین اُس آئینہ کے آیا اور کھڑے ہو کر منھ اپنا دیکھا مگر معلوم نہ ہوا ہر چند ادھر اُدھر ہٹ ہٹا کر دیکھا ذرا بھی نہ دکھائی دیا شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے عکس درخت سر سبز کا تو نظر آتا ہے مگر میرا منھ نہین دکھائی دیتا ہے اب یہ خیال کر کے آئینے مین دیکھا تو عکس درخت کا آئینے مین ظاہر ہے اور طوطی زمردین بال شاخ درخت پر بیٹھی ہے یعنی عکس اُس برگ زمردین کا طوطی ہو گیا منقار سے پر و بال کو کریال کرتی ہے شاہزادہ نور الدہر کو دیکھکر اُس طوطی نے کہا اے شاہ جوانان رعنا و اے جگر گوشۂ شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان و اے صاحبقران ابن صاحبقران و اے قاتل جادوگران و اے طلسم کشا السلام علیک اللہ اکبر مقام حیرت اور جاے تعجب ہے کہ تو کہان سے کہان آکر پہونچا ہے اے طلسم کشا اب جو کچھ چاہے تو مجھسے پوچھ لے حال ماضی کا بیان کرون یا استقبال کا خیر سن پیدایش تیری ملک عجم کی ہے اور باپ تیرا اسیر فتنۂ ملک باختر شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند حمزۂ صاحبقران ہے اور تیرا نام شاہزادۂ نور الدہر عالیشان ہے تیرا باپ شکار کو گیا تھا وہان مار ڈالا گیا بعد اُسکے اور قصہ کچھ جد و کد ہے اُسنے

بیان کیا اور کہا کہ وہ نقابدار سیاہ پوش کہ فرامرز بن قارن عدنی تھا اُسکے بعد جانا لند صور کا اور کشتہ ہونا
داراب گلگیر گی وغیرہ کا بیان کیا بعد اُسکے جنگ القاش خون آشام کی کیفیت کہی پھر کچھ اور حالات کہکر جانا
شاہزادہ نور الدہر کا کوہ قاف تک اظہار کیا بعد اُسکے حال لشکر امیر یا تو قراد ر لڑائیاں طہماس کی اور بھاگنا لقا
کا طرف نہر اٹل کے اور زخمی ہونا فرخ شہسوار قلندر کا اور زخمی ہونا امیر کا ہاتھ سے طہماس کے کہ کیفیتیں
بعد شاہزادے کے واقع ہوئیں یونہیں طوطی بیان کرتی جاتی ہے شاہزادہ نور الدہر سن سنکر حیران ہوتا ہے جب وہ طوطی
یہ سب بیان کر چکی وہ درخت سرسبز و شاداب دفعۃً مع طوطی کے غائب ہو گیا اب آئینے میں عکس چہرۂ شاہزادہ نور الدہر
نظر آیا آئینے نے آواز دی ای شاہزادے اب طرف گوشۂ غربی کے جاکر ذرا آئینہ دیکھ کہ اُدھر کیا ہے کیفیت گوشۂ غربی
شاہزادہ نور الدہر شکل آئینہ حیران ہوا اور گوشۂ غربی کی طرف گیا اور پشت پر آئینۂ طلسم کی جو دیکھا اُدھر بھی شیشہ
صیقل دار مثل آئینے کے تھا پشت نہ تھی ہر چند شاہزادہ ہر طرف پھرا مگر پشت آئینہ دکھائی نہ دی گویا آئینے کو گردش
تھی جب گوشۂ غربی میں دیکھا عکس آئینہ میں اپنی صورت نظر آئی اور قلعۂ طلسم گوہر بار مع تاجدار اور نازنینان گیسو دراز
مرصع پوش چہرے مثل آفتاب و مہتاب کے منور دیکھے اور گرد قلعۂ خندق مثل نہر از شیر وغیرہ اور سامنے قلعے کے
بالائے خندق شیر ایک مثلہ پشت گاؤ پر سوار ہے اور گاؤ آواز دیتی ہے یا سامری یا سامری یا سامری اور بہت سے
شعلے آتے ہیں اور شاہزادہ نور الدہر عکس یعنے شبیہ کو اپنی دیکھ رہے ہیں کہ وہ سب اُسے دولہا بناتے ہیں اور کشتی پر
لیکر لیگئے ہیں بدستور اول جیسا کہ اس حقیر پر تقصیر مترجم نے داستان اول طلسم گوہر بار میں صفا میں عجائب و غرائب تحریر
کیے ہیں اُسی طرح بیان بھی کیفیت ہے غرضکہ عقد نوشاہ یعنے شاہزادہ نور الدہر کا اُسی عروس پری پیکر کے ساتھ
کرتے ہیں اور شب زفاف میں تخت عروس بقدر بلندی مثل دریا کے ہوئے ہیں کہ تمام قلعہ غرق ہو گیا اور شاہزادہ کو سیر کرکے
اُسی بادشاہ کے پاس لیگئے ہیں اور وہی سنتی ہیں طائر جنی نے شبیہ شاہزادہ کو بیابان قہر سیر چاہ آسیا میں
قید کیا ہے اور شبیہ شاہزادہ نے حرف مطلب اور حملۂ طائران پاسبان پڑھکر اپنے تئیں چاہ میں ڈالدیا ہے بعد اُسکے
شبیہ شاہزادہ سے اور فردوانہ گوہر پوش سے صحرا میں ملاقات ہوئی اور دایہ فردوانہ گوہر پوش کو شبیہ
شاہزادہ نے مارا ہے اور کاسۂ سر دایہ میں حروف تحریری سے نشان لوح پایا ہے اور شبیہ شاہزادہ نے
لوح پاکر جملہ مرحلے شکست کیے ہیں یہ مصرکہ شاہزادہ نور الدہر پر گذر چکا وہ سب شاہزادہ نور الدہر آئینے میں
دیکھ رہا ہے اور نقابدار شتر فی پوش کا ہر جگہ آنا آئینے میں پیش نظر ہے اور کھانا کھلانا نقابدار کا سامنے دکھائی
دیتا ہے چنانچہ پردہ عجائب میں پہونچنا اور طلسمات کوہ کافور سے صحرائے نیرنگ میں آنا اور تماشا کرنا کبک
شب تاب کا اور دیوانوں کو دیکھنا اور سیر خیموں کی کرنا اور برج فولاد میں رہنا اور پیشۂ طلسمی کے پہونچنا
اور حال طوطی کا سنکر طرف گوشۂ غربی کے آنا اُن سب کاموں سے فرصت پاکے وہ شبیہ شاہزادہ نور الدہر سامنے
شاہزادے کے پاس آئینۂ طلسمی میں آکھڑی ہوئی شاہزادہ نور الدہر ہنسا اور کہا ای شبیہ میری جو کچھ اس
طلسم گوہر بار وغیرہ میں میں نے کیا تو نے بھی کیا اسوقت تک تو کہاں پوشیدہ تھی اب آ میں اور تو دونوں ملکر جو باقی
طلسم کے مرحلے ہیں توڑیں اور فتح کریں شبیہ شاہزادے کی ہنسی اور کہا ای شاہزادہ نور الدہر اب تو گوشۂ
شمال کی طرف جا اور وہاں دیکھ کہ کیا ہے کیفیت گوشۂ شمالی شاہزادہ نور الدہر کلام شبیہ سنکر گوشۂ شمال کی
طرف آیا آئینۂ طلسم بھی پھر گیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک بیابان وسیع میں ہجوم مردم خورد و کلاں ہے اور نصف
صحرا میں زمین سے آسمان تک دن ہے کہ آفتاب عالمتاب درخشندہ ہے اور دھوپ کی تیزی بشدت ہے کہ جو

شخص اُدھر جاتا ہی مارے گرمی کے بیتاب ہو جاتا ہی اور سراپا پسینے مین عرق عرق ہو جاتا ہی اور نصف صحرا مین زمین سے
آسمان تک رات ہی کہ تارے چھٹکے ہین چاندنی کھلی ہی ماہ چہاردہ کی عجب کیفیت دلچسپ ہی شاہزادے نے دھوپ کی طرف خیال کیا
کہ آفتاب گویا آسمان پر ہی اسی سبب سے نصف طرف دھوپ ہی اور نصف طرف چاندنی جو لوگ کہ چاندنی کی طرف ہین
وہ خاکی رنگ کے لباس پہنے ہین اور جو لوگ دھوپ کی طرف ہین وہ زرد رنگ کی پوشاک زیب جسم کیے ہین اور ایک تالاب
تمام پانی سے بھرا ہوا ہی اور بیکڑون برہمن پوتھی کھولے ہوے چاندگہن کی یہ آواز دیتے ہین شگن ساعت کی خیر جان و
مال کی خیرات تمامی مردمان زر و غلہ خیرات کرتے ہین اور مسلمان گہن کی نماز پڑھتے ہین اور بعضے برہمن انگیٹھیان دہکتی ہوئی
آگ ہاتھون پر رکھے پرستش کرتے ہین اور شرار آگ کے اُڑکر مثل ذرون کے راہ مین پھیلتے ہین وہ تارے بنکر آسمان
پر اُڑ جاتے ہین اور شب تاریک و شب ماہ کی یہ کیفیت ہی کہ اُدھر تو آفتاب غروب ہو گیا تمام تیرہ و تار ہی اُدھر روشنی
چاندنی کی شفاف و صاف ہی اور کچھ لوگ مقیش کترکر اُس چاندنی مین اُڑاتے ہین وہ ریزہ مقیش ستارے معلوم ہوتے
ہین اور کچھ لوگ سفید پوش اور کچھ سیاہ پوش ہین کہ نصف تاریکی مین ہین اور نصف چاندنی مین ہین اور اُس جگہ بھی ایک
تالاب ہی کہ اہل ہنود اُسمین نہاکر پرستش کرتے ہین اور لڑکے برہمنون کے خیرات مانگتے ہین مسلمان نمازین پڑھتے
ہین اور ہنود خیرات دیتے ہین اور تاریکی مین جو قطرات شبنم گیاہ و شجر پر گرتے ہین وہ مثل گوہر چمکتے ہین
شبنم بکثرت گرتی ہی کہ لاکھون چراغ جلتے ہین بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ دن مع آفتاب شب کی طرف جاتا ہی اور شب
مع ماہتاب دن کی طرف روانہ ہوئی ہی اور آدمی سب جو بیٹھے ہین وہ بیٹھے بیٹھے جو کھڑے ہین وہ کھڑے کھڑے
ہمراہ دن کے چلے جاتے ہین اور آدمی شب کی طرف کے ہمراہ شب آتے ہین گویا زمین و آسمان سب گردش مین ہی
شاہزادہ سب مقامات سے زیادہ اس جگہ نہایت حیرت مین ہوا ناگاہ عکس شاہزادے کا مقابلے مین شاہزادے کے
آیا اور کہا اب تو جنوب کی طرف روانہ ہو اور وہان کا بھی تماشا دیکھ لے شاہزادہ گوشۂ جنوب کی طرف گیا آئینہ بھی
اُسی طرف پھر گیا گوشۂ جنوب شاہزادے نے دیکھا کہ ایک میدان نہایت روشن ہی اور ایک چبوترہ جواہر
ہفت رنگ کا بہت وسیع ہی اور اُسپر سات سردار کی جنگی پیشانیون پر ستارے چمکتے ہین وہ مثل رستے ہین اور
چبوترہ تین فرسخ مربع مین وسیع ہی اور اُس چبوترے کے سات زینے ہین اور ہر زینہ اُسیقدر وسعت رکھتا ہی کہ ہر ایک
زینے مین ایک محلہ بہت بڑا آباد ہو اور ہر زینے پر ایک ایک بت جدا جدا خمیدہ کمر کھڑا ہی اور اُس بت کی پیشانی پر
ایک ایک ستارہ علیحدہ علیحدہ روشن ہی زینۂ اول زینۂ اول مین چاند روشن ہی اور چاندنی صاف و شفاف
کھلی ہوئی ہی اور دریا اوپر اُس زینے کے جاری ہی کہ پانی اُسکا زور و شور سے بہتا ہی کہ پتھر بھی جو دھارے پر آجاتا ہی
کیسا ہی گران ہو وہ بھی بہا چلا جاتا ہی اور رنگ دریا کے پانی کا سبز ہی اور کشتیان زمرد نگار اُس دریا مین رواں
ہین اور ہر کشتی تیزی کے ساتھ مثل تیر تیز دم سے پانی پر جاتی ہی اور پیک اور قاصد کشتیون کے اوپر دوڑتے
ہین اور اُچھلتے ہین دم بھر کسی مقام پر پاؤن اُنکے نہین ٹکتے ہین اور وہ سب لباس سبز پہنے اور جواہر زمرد مین ہین اُس
بالا سے ہوئی ہین کس واسطے کہ قمر سریع السیر ہی اور یہ سب منسوب بقمر ہین اور رنگ قمر کا سبز ہی بلکہ اکثر اُن لوگون
مین کچھ لوگ لنگ باندھے ہین مگر وہ لنگ بھی سبز رنگ کے ہین اور سامان تسخیر قمر مین مصروف ہین ور لنگی سے کفد
الصنایع کے عزیمت تسخیر قمر پڑھتے ہین اور بخور تسخیر قمر کے انگیٹھیون مین مثل لوبان و گوگل وغیرہ کے جلاتے ہین
شاہزادہ یہ تماشا دیکھکر متعجب ہوا اور دوسرے زینے کی طرف نگاہ کی زینۂ دوم جب شاہزادے نے دوسرے زینے
کی طرف دیکھا تو بہت سے حوض آب نیل کے بھرے ہوے ہین اور سب آدمی نیلے پوش ہین اور اُس زینے پر

ستارہ عطارد چمکتا ہے اور کچہریان دیوؤن کی بہت بڑی ہین اُسمین دبیر اور منشی اور متصدی اور محرر مصروف تحریر
کاروبار ہین مگر سب نیلگون پوشاکین زیب جسم کیے ہین کسواسطے کہ رنگ عطارد کا نیلگون ہے اور ایک صحراے
سبزہ زار ہے کہ اُسمین گل نیلوفر اور گل سوسن اور گل خودرو شگفتہ اور پر بہار ہین اور بعضے آدمی نیلی لنگیان باندھے ہوے
اور کنڈل اور حصار کیے ہوے بیٹھے ہین اور عزیمت تسخیر عطارد پڑھتے ہین اور نیلم کی زنجیرین دوش پر ڈالے
ہین اور بخور عطارد و لوبان وغیرہ جلا رہے ہین اور قلم نیلم اور دوات نیلم آگے اُنکے رکھی تھی کاغذ نیلگون پر کچھ نقوش
وغیرہ لکھتے ہین اور ایک دریاے آب نیل جاری ہے اُسمین وہ نقش لکھ لکھ کر ڈالتے ہین شاہزادہ متعجب ہوا او
اور تیسرے زینے پر نگاہ کی زینۂ سوم شاہزادۂ نورالدہر نے تیسرے زینے پر دیکھا کہ بہت سے مرد اور لڑکیان
کمسن کمسن ناکتخدا ہین اور اُنکے رنگ سفید ہین اور لڑکیان نہایت شکیلہ اور جمیلہ ہین اور لباس سفید براق اُنکے
جسم ہین اور زیور گوہر و الماس سے از سرتا پا لدی ہوئی ہین اور دف و چنگ اور طبل و سارنگی وغیرہ اُنکے ہاتھون
مین ہین بجا بجا کر گاتی ہین اور ناچتی ہین اس مقام پر ستارۂ زہرہ درخشان ہے اور سواے گوہر و الماس کے زیور
کسی طرح کا دوسرا نہین پہنے ہین اور بعضی حوض کی سیڑہیون پر بیٹھی ہین کہ وہ حوض چاندی کا ہے اور دودھ بہت
عمدہ لذیذ سفید و صاف و شفاف حوض مین بھرا ہوا ہے اور اُسی حوض کی سیڑہیون پر بیٹھی ہوئی عزیمت پڑھ پڑھ
کے زہرہ کا تسخیر کر رہی ہین اور انگیٹھیون مین بخور سلگ رہا ہے اور مرد لنگ سفید باندھے ہوے عزیمت پڑھ
کے اور بخور کافور وغیرہ جلا کر زہرہ کو تسخیر کرتے ہین شاہزادے نے متحیر ہو کر چوتھے زینے کو دیکھا زینۂ چہارم
چوتھے زینے پر کیفیت جداگانہ نظر آئی سب لوگ زرد پوش زیور طلائی اور یاقوت احمر و عقیق زرد کے پہنے ہین
اور لباس زعفرانی زیب جسم ہے اور کچھ زرد مسالہ مثل ہندوؤن کے پرستش کا بنا ہوا سب کی پیشانیون پر ملا ہوا ہے اور
ستارۂ شمس اس جگہ تابندہ ہے اور سب لوگ تسخیر آفتاب مین مصروف ہین اور صورتین اُنکی یہ ہین کہ ایک مکان دو رُخا
ہے کہ ایک رُخ اُسکا جو مشرق کی طرف ہے سونے کا ہے اور دوسرا رخ اُسکا جو مغرب کی جانب ہے وہ پکھراج کا ہے وقت
طلوع آفتاب رنگ اُسکا سرخ ہو جاتا ہے اور عکس آفتاب کا مشرقی دروازون پر پڑتا ہے اور تمام لوگ صبح سے
دوپہر تک لباس سرخ پہنے ہوے اُدھر کے مکان مین بیٹھے رہتے ہین اور عزیمت تسخیر آفتاب کی پڑھتے ہین اور بخور
نقش مشجر وغیرہ کے کھینچ کے جلاتے ہین جب ہنگام زوال ہوتا ہے اور آفتاب پر زردی چھا جاتی ہے عکس
آفتاب کا مغربی دروازون پر پڑتا ہے سب لباس زرد پہن کر پکھراج کے مکان مین آکر بیٹھتے ہین اور بخور
جلاتے ہین اور عزیمت پڑھتے ہین اور دو شیر سرخ و زرد مشرق و مغرب مین کھڑے ہین اور آفتاب صبح سے
دوپہر تک سرخ شیر پر سوار ہو کر اور دوپہر سے شام تک زرد شیر پر سوار ہو کر سیر کیا کرتا ہے اور اس زینے پر
نہایت گرمی ہے کہ سب لوگ اپنے اپنے عرق جسم مین سراپا غرق ہین شاہزادہ دیکھکر بہت حیران ہوا اور زینۂ پنجم
کی طرف نگاہ کی زینۂ پنجم دیکھا کہ زینۂ پنجم مین مریخ جو جلاد فلک مشہور ہے نہایت تیزی کے ساتھ چمک رہا ہے اور
سب لوگ مسلح اور مکمل سرخ پوش ہین اور وہ سب لوگ ترکی ہین ایک دوسرے سے خواہ مخواہ لڑتا ہے اور قصاب
بہت ہین کہ جانورون کو ذبح کر رہے ہین بعضے آدمی اپنے بدنون پر خون ملے ہوے لنگیان سرخ باندھے ہوے چھُری
ہاتھون مین لیے ہوے ہنس ہنس کر لڑکون کو ذبح کرتے اور عزیمت تسخیر مریخ کی پڑھتے ہین اور بخور جلاتے ہین شاہزادہ
متحیر ہوا اور ان لڑکون پر شاہزادہ برسر ترحم ہوا کہتا تھا کہ کیونکر وہان تک پہونچ کے ان لڑکون کی جان بچاے
زینۂ ششم شاہزادۂ نورالدہر اسی حیرت مین تھا کہ زینۂ ششم پر نگاہ پڑی دیکھا کہ ستارۂ مشتری چمک رہا ہے اور مرد سب

وہان کے عامل وکامل فاضل وعاقل ہین ریشین اُن سب کی درازاور سفید مثل پنبۂ نوکے ہین اور جبہ اور قبا اور عبا برنگ صندلی وبادامی پہنے ہین اور مدرسے اور اسکول جابجا ہین اُسمین طالب علم بڑے بڑے کاملین مقرر ہین اور باہم مباحثہ اور مناظرۂ علم ریاضی اور ہیئت اور علم ہندسہ اور علم حکمت ونجوم وغیرہ کا ہورہا ہے اور امتحان بھی اُسکا ہوتا ہے یہانتک کہ آواز مباحثے کی لفظ بلفظ شاہزادۂ نورالدہر کے کان تک آتی ہے کہ مسئلہائے دقیق اور مشکل حل ہوتے ہین اور مسندون پر عالم وفاضل صندلی پوشاک پہنے بیٹھے ہین اور شاگردون کو سبق دیتے ہین اور بعضے مدرسے مین فقرا اور صوفی لوگ تہمدین صندلی رنگ کی باندھے ہوے مریدون کو تعلیم اور تلقین مقامات اور کیفیت حقیقت اور معرفت وشریعت کرتے ہین اور اکثر جگہ مثل عدالت کے قاضی اور مفتی بیٹھے ہین اور فتوے ہرطرح کے دیتے ہین اور مقدمات شرعی فیصلہ کرتے ہین اور بعضے لوگ چوب صندل کی مسجد مین لنگ صندلی رنگ کے باندھے ہوے کنڈل کھینچ کے روغن بادام آگ پر ٹپکاتے اور صندل کا برادہ بر اسے بخور جلاتے ہین اور عزیمت تسخیر مشتری کی پڑھتے ہین شاہزادۂ نورالدہر حیران ہو کر زینۂ ہفتم کی طرف دیکھنے لگا وہ زینۂ ہفتم شاہزادے نے خیال کیا کہ زینۂ ہفتم کا رنگ سب سے جدا ہے زحل اُدھر اُس زینے کے چمکتا ہے اور رنگ اس زینے کا سیاہ ہے کہ یہ زینہ لوہے کا بنا ہوا ہے اور تمام یہان کے آدمیون کے رنگ کالے ہین سب قوم حبشی وزنگی وہندو معلوم ہوتے ہین اور سب کے لباس بھی سیاہ ہین اور سب ہاتھیون پر اور بعضے بھینسون پر سوار ہین اور کچھ لوگ گرگدن پر بیٹھے ہین اور زنجیرین آہنی پاؤن مین بندھی ہین اور سب بیکار اور چور اور اُٹھائی گیرے ہین اور عورتین یہان کی سب زیور آہنی زیب جسم کیے ہین اور اکثر مرد ساحر معلوم ہوتے ہین کہ سب نے اُن ساحرون کو اور تسخیر کرنے والون کو تہ خانے ہین کہ وہان نہایت تاریکی ہے اور کسی کو قبر اور گڑھون مین بٹھایا ہے اور سور ذبح کرتے ہین اور خون خوک سے کنڈل کھینچ کے مشک وغیرہ آہن مین شریک کر کے گلاتے ہین اور زیور براے فتیلۂ سحر بناتے ہین شاہزادہ متعجب وحیران ہو کر دیکھ رہا ہے ناگاہ عکس شاہزادۂ نورالدہر کا روبروے شاہزادے کے آئینے مین معلوم ہوا اور لوح مثل شاہزادے کے اُس عکس کے بھی ہاتھ مین تھی اور اُس لوح کو آئینے مین سے مقابل شاہزادے کے کیا شاہزادۂ نورالدہر نے چاہا کہ لوح اپنی لیکر دیکھے کہ وہ آئینہ غائب ہو گیا اور برج بھی آنکھ سے اوجھل ہو گئے ایک دھوان سیاہ اُٹھا کہ شاہزادے کو کچھ نظر نہ آیا جب کچھ روشنی ہوئی اپنے تئین ایک صحرا مین پایا شاہزادے نے لوح اُٹھا کر ملاحظہ کیا لکھا تھا اے طلسم کشا اب نوبت ساحر کے قتل ہونے کی آپہونچی ہے پردے سے آئینے تک سب یہی رنگ ہے اسکے آگے چلا جا وہان ایک باغ ملیگا تو باغ کے اندر بسم اللہ کہکے داخل ہونا اور اسم اعظم جو لکھا ہے وہ اکیس مرتبہ پڑھکر اپنے اوپر دم کرنا تاکہ نظر سے سب کی غائب ہو تو اور جو کچھ معرکہ پیش نظر ہو بغیر دیکھے لوح کے دست اندازی نہ کرنا اور قدم نہ رکھنا

اب دو کلمے داستان شگفتہ نشان جانا شاہزادۂ نورالدہر کا باغ طلسم مین بیان کیے جاتے ہین

بلبلیت اے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے + لو بلبلو چلو کہ دن آسے بہار کے دیگر بہار باغ آپہونچی خزان کا اب گیا موسم چٹک کر غنچے کہتے ہین چمن مین گل کی آمد ہے شاہزادۂ نورالدہر بموجب حکم لوح عمل مین لایا روانہ ہوے پر اُس باغ لالہ زار کے آیا دیکھا کہ پختہ دیوارین خشت اور چونے کی بنی ہوئی چار طرف استرکاری اور رنگامیزی نہایت صناعی سے کی ہوئی ہے اور چہار طرف باغ کے ملحق دیوار باغ سے سہ منزلے وچو منزلے کمرے آراستہ بہت بلند عمارت عمدہ طور سے بنی ہوئی اور مسالے مین استرکاری کے برف اور آتش ملی ہوئی ہے برف سے آتش اور آتش سے برف ضائع نہین ہوتی

ہے جب باغ کے اندر شاہزادہ داخل ہوا دیکھا کہ نازنینان گل پیرہن غنچہ دہن جابجا پھرتی ہیں نصف جسم اُنکے سر سے کمر تک
آگ کے ہیں اور کمر سے پاؤں تک برف کے ہیں اور درخت تمام باغ میں بیٹھے ہیں مگر ہوا پر معلق ہیں اور صحن باغ میں
وہی بت کہ جسکے سات سر کٹے مع سات ستاروں کے بیٹھا ہے اور سوا اُسکے کوئی سامان نہیں ہے شاہزادۂ نور الدہر یہ تماشا
باغ چہار عنصر کا دیکھکر بہت حیران ہوا لوح سے خاطر جمع کر کے ایک اسم لوح اُن سب نازنینوں اور عمارت باغ پر پڑھکر دم کیا
اور دوسرا اسم مشت خاک پر دم کر کے ہوا پر اُڑا دیا اور لوح اپنے پاؤں کے نیچے رکھکر بیٹھ گیا کہ ایکمرتبہ آتش شعلہ ور
ہوئی اور حرارت آتش سے برف سب پانی ہو گئی اور وہ پانی جو زمین پر پھیلا ایک طوفان عظیم پیدا ہوا اور قمر و آفتاب اور
مریخ اور سر اُس بت کا غائب ہو گیا اور درخت جڑ سے اُکھڑ کے ہوا میں اُڑنے لگے اُس ہوا کے طوفان میں
ستارہ کہ زحل و مشتری و زہرہ و عطارد بھی اُڑ گئے پھر تمام باغ اُڑ کر بالا سے ہوا غائب ہو گیا شاہزادۂ نور الدہر نے
اسم دوسرا اپنی شمشیر آبدار پر دم کر کے اور ایک اسم لوح پر پڑھ کے دم کیا اور شمشیر آبدار کو اُسی ہوا میں حرکت دینا شروع
کی جیسے کوئی حریف کو تلواریں مارتا ہے بمجرد حرکت شمشیر غلغلۂ عظیم اُٹھا اور ہوا تھمی اور ایک ساحر نظر آیا کہ چہرہ اُسکے سوم
شام کے ہیں اور ایک اصلی سر ہے تخت پر سوار چلا جاتا ہے شاہزادۂ نور الدہر نے لوح کو حرکت دی بلکہ اُچھال دی
لوح اُڑ کر مثل تیر تخت کے برابر اُس تخت کے پہونچی جسپر وہ ساحر سوار تھا شاہزادۂ نور الدہر نے تلوار کو
ہاتھ سے جلوہ دیا کہ ایک برق ہاتھ سے چمک کر گری اور اُس ساحر کو جلا دیا شور قیامت بلند ہوا زمین سے آسمان
تک تاریکی چھا گئی پہر بھر کے بعد ہوا صاف ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ زمین میں لاشہ ایک ساحر کا پڑا ہے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من شعبدہ باز جادو بود افسوس مردم بمطلب خود نرسیدم اب جو شاہزادۂ نور الدہر نے خیال
کیا تو شام ہو گئی ہے اس عرصہ میں نقابدار شجرفی پوش آیا اور بدستور قدیم دسترخوان بچھایا کباب مرغ اور تافتان
روغنی اور کوزۂ آب سرد پیش کیے شاہزادۂ نور الدہر نے فرمایا اے نقابدار شجرفی پوش الحمد للہ تجھکو
صحیح و سلامت میں نے دیکھا مجھکو اُسوقت سے نہایت تردد تھا اور میں دعا کرتا تھا کہ پروردگار اُس ملعونہ کے
ہاتھ سے بچائے اے عزیز یہ تو بتا کہ اُس ملعونہ کے ہاتھ سے کیونکر نجات ہوئی نقابدار شجرفی پوش نے عرض کیا
اے شاہزادے میں اُسی وقت غائب ہو گیا تھا اُسکا مجھسے مقابلہ نہیں ہوا شاہزادے نے کچھ طعام نوش کیا پانی
پی کر شکر خدا بجا لایا نقابدار نے کہا آج حضور یہیں استراحت فرمائیں کل صبح کو یہ خادم پھر خاصہ حاضر کریگا
شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا نقابدار سچ کہتا ہے آج رات کو اسی جگہ مقیم ہو شاہزادے
نے نقابدار سے کہا اے بہادر تو نے مطابق حکم کے کہا ہر چند تیرے پاس لوح نہیں ہے مگر آگاہی طلسم سے رکھتا
ہے یہ سنکر نقابدار ہنسا اور آداب بجا لا کر رخصت ہوا شاہزادۂ نور الدہر نے گرد اپنے حصار اسم لوح کھینچکر شب
میں بسر کی جب صبح ہوئی نماز خدا بجا لا کر بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا نقابدار شجرفی پوش سامنے سے چلا آتا ہے
جب قریب شاہزادۂ نور الدہر کے نقابدار آیا آداب و تسلیمات بجا لایا دسترخوان بچھا کر طعامہائے لذیذ سامنے رکھے
شاہزادے نے حال پوچھا کچھ جواب درست نہ دیا اسلیے کہ چپ ہو رہا شاہزادے نے غافل ہو کر طعام کھانے کو
نوالہ اُٹھا کر ہاتھ سے چاہتا تھا کہ منہ میں رکھے کہ آواز آئی اے غافل یہ کھانا نہ کھانا شاہزادہ حیران ہوا آواز پر کان
کھڑے کیے نوالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کھانے سے ہاتھ کھینچا نقابدار سے کہا اے عزیز یہ آواز تو نے بھی سنی نقابدار
نے کہا یہ ساحر آپکے دشمن جان ہیں آرام نہیں چاہتے ایکدم کی بھی آپکی راحت انکو ناگوار ہے چاہتے ہیں کہ بھوکے پیاسے
رہیں آپ اب خاصہ تو نوش کیجیے شاہزادے نے پھر ہاتھ ڈالا ابھی نوالہ نہ اُٹھایا تھا کہ پھر آواز آئی اے طلسم کشا یہ

کھانا نہ کھانا اسمین زہر ملا ہوا ہی آپ بیتاب و مضطرب نہ ہو جیے مین آپہونچا شاہزادہ نورالدہر نے آواز کی طرف منہ پھیرا
مگر کسی کو نہ دیکھا اس عرصہ مین وہ نقابدار اور طعام غائب ہو گیا تھا اب جو ادھر پھر کر دیکھا نہ دسترخوان نہ نقابدار
اور شور و غل کی آواز کان مین آنے لگی ناگاہ اب نقابدار شنجرفی پوش اصلی دسترخوان طعام لذیذ کا لیے ہوئے
آیا اور ایک ہاتھ مین کٹا ہوا سر ایک عورت کا تھا کہ رنگ روے نحس کا سیاہ مثل اُلٹے توے کے پہلے نقابدار نے
آکر مجرا کیا اور وہ سر آگے شاہزادے کے رکھدیا اور عرض کیا ای شاہزادے یہی بیجا ملعونہ تھی کہ اُس خیمے مین آپ جسکے
طالب وصل ہوئے تھے اُسوقت بھی یہی میری شکل بنکر اور کھانے مین زہر ملا کر کھلانے لائی تھی مین آپ کو برابر آواز دیے
جاتا تھا کہ ای شہریار کھانا نہ کھانا اسمین زہر ملا ہی آپ تو بالکل غافل تھے خوب ہوا جو آپ نے وہ کھانا نہ کھایا ورنہ بڑا غضب
ہوتا یہی بیجا خواہر شعبدہ باز جادو ہی اور تعلیم شعوذہ جادو و اسکا نام ہی شاہزادہ بہت خوش ہوا اور کھانا
نوش کیا بعد فراغ طعام شاہزادے نے نقابدار کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا ای نقابدار اب تجھکو نہ چھوڑونگا تو نے
مجھپر بڑے بڑے احسان کیے ہین اسوقت تو اپنے نام و نشان سے مجھکو آگاہ کر نقابدار نے عرض کیا ای شہریار
غلام کا حال حضور کو اب بہت جلد معلوم ہو جائیگا چندے عرصہ اور باقی ہی گھبرایے نہین خاطر جمع رکھیے آج ہی
کل مین یہ راز مخفی منکشف ہوا جاتا ہی یہ کہکر آداب بجالایا اور شاہزادہ نورالدہر سے رخصت ہوا اب
یہان سے راویان اخبار برنگینی زبان خوش بیان یہ داستان شگفتہ نشان یون تحریر کرتے ہین کہ جب
نقابدار شنجرفی پوش شاہزادہ نورالدہر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا شاہزادے نے بھی ارادہ آگے
چلنے کا کیا یکایک ایک طرف سے تتق گرد اُٹھا شاہزادہ متعجب ہوا کہ شاید کوئی لشکر آتا ہی بعد دم بھر کے جب دامن
گرد چاک ہوا دیکھا کہ ایک جادوگر بڑے جاہ و تجمل سے لباس فاخرہ شاہون کے دربار کا پہنے اور تاج سر پر رکھے
ہمراہ تیس ہزار جادوگر سامنے شاہزادہ نورالدہر کے آیا اور قدمبوس ہو کر ملازمت حاصل کی اور عرض کیا
کہ یہ بندہ مطیع الاسلام ہوا آئین دین اسلام تلقین فرمایے شاہزادے نے فرمایا ای عزیز کچھ اپنا حال بیان کر تو کون ہی اور
مقام تیرا کہان ہی اُسنے عرض کیا ای شہریار جب دیجور جادو کیفیت ملکہ سمن عذار جادو دختر بندہ سے آگاہ
ہوا ہین نے یہ کام کیا کہ ملکہ کو اور شاہزادے کو لیگیا دیجور جادو نے مجھکو ایسا زد و کوب کیا کہ غلام کو کوئی امید
زندگی کی نہ تھی بعد اُسکے طلسم سے نکالدیا اب غلام خدمت حضور مین پناہ لینے آیا ہی شاہزادہ نورالدہر نے تسلی
اور دلاسا بہت دیا اور اُسکو مسلمان کیا اور وہان سے روانہ ہوئے جب قریب قلعہ دیجور کے پہونچے اور دیجور جادو
کو خبر ہوئی دوسرے روز باہر قلعے سے آکر مقابلہ کیا میدان آراستہ ہوا تمام فوج ساحران جمع ہوئی دیجور جادو
میدان مین آکر سحر کرنے لگا شاہزادے نے اسم لوح پڑھ پڑھکر سحر اُسکا رد کیا اور برابر اُسکے پہونچکر دعاے لوح دم
تیغ برق دم پر پڑھکر دم کی اور تکبیر کہکے ہاتھ تلوار کا مار تلوار سر ساحر نحس پر پڑی سر سے تا ناخن پا اُس ملعون کے
دو پرکالے ہوئے تلاطم پڑ گیا آندھی سیاہ اُٹھی برف باری آتش باری ہوئی شاہزادے نے اسم لوح پڑھ پڑھکر
اُسکو دفع کیا جب میدان صاف ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من دیجور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ حکم لوح یہ ہی کہ اسی جگہ مقام کر کہ بادشاہ طلسم تیری ملازمت کو آئیگا
اور صلح کریگا وہ مرد شجاع صاحب عزت و حشمت ہی اُس بادشاہ کا تو بھی اعزاز و اکرام کرنا اور چار مرحلے طلسم کے اور باقی
ہین اُنکو ہمراہ بادشاہ کے فتح کرنا اور جو تحفہ جات نایاب اس طلسم مین ہین وہ کسی بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہین ہین
وہ تحفے تو لے اور مشغول طلسم کشائی ہو باقی اسماے لوح تمام ہین والسلام والاکرام شاہزادہ نورالدہر عبارت

لوح طلسمی سے الگ ہو کر خوش ہوا اور اُسی جگہ بیٹھ گیا یکایک جادوس سواری نظر پڑا دیکھا کہ سکلل خان جادو
تخت جواہر نگار پر سوار ابر مروارید برسر پر گوہر باری کرتا ہوا چلا آتا ہے سکلل خان جادو نے دور ہی سے تخت کو
ٹھہرایا اور اُتر کر پیدل دست بستہ تیغ بدندان سامنے شاہزادہ نور الدہر کے حاضر ہوا شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا بڑی
تعظیم و تکریم سے ہاتھ پھیلا کر بغلگیر ہوا بادشاہ آداب شاہانہ بجا لا کر ملازمت غلامانہ حاصل کر کے قدمبوس ہوا اور گرد پھرا بعد
اُسکے اپنے بیٹے شاہزادہ اہولوس جنی سے ملازمت حاصل کروائی اہولوس جنی کو شاہزادہ نور الدہر سے کمال
محبت ملی مژدہ تہنیت اور مبارکباد دی اور سکلل خان نے شاہزادہ نور الدہر کو تخت پر سوار کیا اور تخت اپنے
کاندھے پر اُٹھایا اور زر و جواہر نثار کرتا ہوا ایوان شاہی میں اپنے لایا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت کی اور
خزانے جواہر سلیمانی کے اور خرمن خرمن گوہر ہائے آبدار اُس طلسم کے اور تحفہ تحفہ اثاث البیت شاہنشاہی اور
ایک بارگاہ ہزار ستون کی کہ نام اُسکا گوہر نگار سلیمانی تھا اور دس ہزار باغات کہ ہر باغ میں گوہر ہائے شاہوار
دیواروں میں نصب تھے اور بارہ دریوں میں پردے اور چھتیں جواہر نگار تھیں اور گوہر نگار دنگل آراستہ تھے
یہ سب تحفہ و تحائف شاہزادہ نور الدہر کی نذر کیے اور ساٹھ ہزار سوار شاہزادے کو ایسے دیے کہ جنکی زرہیں
جواہر نگار اور خود گوہر آبدار کے اور اسلحہ میں مروارید بے بہا چسپیدہ اور علمداروں کی بیرقیں گوہر نگار
تھیں اور شاہزادہ نور الدہر کو وہ سلاح جنگ بادشاہ نے دیے کہ از سر تا پا مع خود و زرہ وغیرہ مشعل گوہر
شب چراغ کے روشن اور خلعت مرصع کار جواہر نگار اور ایک اسپ قمر سیر کہ ساز و یراق اُسکا سراپا گوہر نگار تھا
اور اثر طلسم سے گلہائے تازہ زیر اُس باد پا کے پیدا ہوتے تھے اور دو گلدستے گلہائے رنگین کے دیے کہ ہمیشہ
وہ گلدستے دلکش ہوا پر رہتے تھے اور خوشبو سے اُن گلدستوں کی منزلوں عطر بیز ہو جاتا تھا اور ایک صندوق لباس
آلات عیاری کا دیا کہ اُسمیں قلنور سے اور پاتابے اور گوپھن اور جوڑی خنجر کی اور حقہ ہائے آتشبازی دکمند ہائے
گوہر نگار اور گلہائے خوشبودار تازہ و رنگین اُنمیں شگفتہ اور لاکھ صندوق زر سرخ کے ہر صندوق تین گز کا گہرا اور
تین گز چوڑا اور تین گز کا طول اور لاکھ توڑے گوہر بیش بہا کے اور ہزار نافے مشک طلسمی کے دیے اور ایک تیر
گوہر نگار اور ایک سپر آفتاب شکن دی شاہزادہ نور الدہر نے تمام تحفہ جات عطیہ بادشاہ سکلل خان جادو کے
اپنے قبضے میں کیے سکلل خان نے عرض کیا کہ اے شہریار چار مرحلے طلسم کے اور باقی ہیں حضور اُنکو بھی فتح کریں
شاہزادہ نور الدہر نے کہا ابھی بسر و چشم منظور ہے پھر شاہزادہ نور الدہر نے سکلل خان کو شمو کا خطاب دیا اور
اسلام کیواسطے عرض کیا سکلل خان نے کہا کہ جس وقت تک دماسہ جادو اور ہمشش جادو قتل نہو مجکو معاف کیجیے
بعد قتل ان جادوگروں کے بدل و جان مطیع الاسلام ہونگا پھر شاہزادہ نور الدہر نے حال نقابدار شہنجر فی
یعنی تق کا پوچھا اہولوس جنی نے سر اپنا قدم میمنت لزوم شاہزادہ نور الدہر پر جھکا دیا اور دست بستہ عرض
کیا اے شہریار وہ نقابدار یہ غلام اور خدمتگذار سرکار تھا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا اور نہایت محبت و شفقت سے
پیش آئے اور کہا اے اہولوس جنی تیرا میں بہت ممنون اور احسانمند ہوا اہولوس جنی نے حلقہ غلامی شاہزادہ
نور الدہر گوش دل میں ڈالا اور عرض کیا کہ میں بچپنے سے شوق عیاری رکھتا ہوں اور مشق عیاری کیا کرتا ہوں
امیدوار ہوں کہ حضور میری سعی اور سفارش خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے فرما دیں کہ خواجہ عمرو مجکو اپنا شاگرد
کریں شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا کہ جب میں لشکر اسیر باتو قیر حمزہ صاحبقران میں جاؤنگا پہلے تمکو خواجہ کا شاگرد
اچھی طرح سے کرا دونگا اہولوس جنی چپ ہو رہا شاہزادے نے کہا اگر تمکو جلدی منظور ہو تو میں ابھی ایک تمکو سفارشنامہ

لکھ دون اور تحفہ و تحائف اور کچھ زر و جواہر دون تم خواجہ کو میری طرف سے دینا وہ تمکو فوراً بسر و چشم شاگرد کر لینگے
مگر پہلے میرے سامنے قسم کھاؤ کہ مین فتح طلسم کا حال نہ کہونگا اگر وہ پوچھینگے کہ نورالدہر کہان ہین تم کہنا کہ کوہ قاف
مین ملاقات ہوئی تھی اولوس حبشی نے قبول کیا شاہزادۂ نورالدہر نے ایک خط لکھکر دیا اور ایک خزانہ اور کچھ
تحفے خواجہ کو بھیجے اولوس حبشی خط اور تحفے اور خزانہ ہمراہ لیکر روانہ ہوا جسوقت اولوس حبشی خدمت خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری مین پہونچا تحفے و تحائف وغیرہ پیش کیے اور نورالدہر کی طرف سے خط دیا خواجہ نے
اولوس حبشی کو شاگرد اپنا کیا یہان جب شاہزادۂ نورالدہر رخصت ہونے لگا تو سکلل خان نے کہا کہ آپکو
ملکہ عنطلیہ جلینہ زوجہ نے میری طلب کیا ہے شاہزادہ محل مین ہمراہ سکلل خان کے گیا عنطلیہ جلینہ زوجہ سکلل خان
نے شاہزادے کو گلے سے لگا لیا اور تحفے بہت سے دیے نہایت اعزاز و اکرام کیا بعد اُسکے شاہزادۂ نورالدہر نے
اُس مہم سے فراغت کرکے تمام مال و اسباب کو مہر بمہر سکلل خان کے سپرد کیا اور رسید مہری سکلل خان سے لے لی
اور کہا اے سکلل خان مجھے نامدار یہ سب اسباب آپ کے پاس امانتاً چھوڑے جاتا ہون جسوقت چاہونگا لے لونگا
سکلل خان نے عرض کیا اے شاہزادہ والا تبار یہ غلام حضور فیض گنجور کا خزانچی ہے سرکار کو اختیار ہے جسوقت
آپ طلب فرمایئےگا فوراً حاضر کرونگا بعد اُسکے شاہزادے نے کہا وہ چار مرحلہ طلسم کونسے ہین سکلل خان
مع تیس ہزار سوار کے ہمراہ شاہزادۂ نورالدہر کے ہوا اور اُن مرحلات کو بھی فتح کیا اور وہان سے
اپنے شہر کو مع شاہزادۂ نورالدہر مراجعت کی جب ایوان شاہی مین آیا بڑے اعزاز و اکرام سے دعوت و ضیافت
کی اور جلسۂ جشن تمام شہر مین تین دن تک رہا اور سکلل خان بجان و دل مطیع اسلام ہوا اب بادشاہزادے
کو ملکہ دردانہ گوہر پوش دختر ملک صرواریہ گوہر پوش کی آئی بادشاہ سکلل خان نے ملک صرواریہ کو طلب
کیا جب ملک صرواریہ گوہر پوش آیا اور رتبہ و جاہ و تجمل شاہزادۂ نورالدہر کا دیکھا بہت خائف ہوا لیکن سامنے
نورالدہر کے حاضر ہوا شاہزادۂ نورالدہر نے حال ملکہ دردانہ گوہر پوش کا پوچھا ملک صرواریہ نے کہا
کہ ملکہ دردانہ گوہر پوش آپ کے عشق مین دیوانہ و از حد مضطر و بیقرار رہتی تھی مین نے اُسکو دریاے طلسم
مین قید کیا ہے یہ سنکر شاہزادۂ نورالدہر نے کہا کہ بلواؤ اُسکو اُسیوقت جلدیان گئین اور اپنے ہمراہ لائین شاہزادے
نے جو ملکہ دردانہ گوہر پوش کو دیکھا نہایت اُسکے حال پر تاسف کیا اور حمام کراکے پوشاک شاہانہ سے آراستہ
کرایا اور عقد کا سامان کیا غرضکہ ملکہ دردانہ گوہر پوش کا عقد ساتھ شاہزادۂ نورالدہر کے ہوا صحبت عیش
برپا ہوئی سامان عیش و عشرت کا برپا ہوا وصال ملکہ دردانہ گوہر پوش سے خوش و خرم ہوئے صدقے آرزوئے گوہر
مراد پایا غنچۂ دل شگفتہ ہوا چمن خزان رسیدہ مین بہار آئی شعر کیونکر نہ جی کو چین ہو جب دلربا ملے ۔ معشوق اپنا بچھڑا
ہوا جبکہ آ ملے ۔ اسی اثنا مین اولوس حبشی بھی شاگردی سے خواجہ عمرو کی فیضیاب ہوکر کمال فن عیاری حاصل
کرکے آگیا اُسکا عقد ساتھ ملکہ سمن عذار جادو کے ساتھ کیا کہ وہ بیٹی ہے مدبر جادو وزیر دیو جادو کی اب شاہزادہ
چند روز صحبت کا رہا ایک روز شاہزادے نے بادشاہ سکلل خان سے کہا کہ مجکو جانا ہے چند جلدیون کے ساتھ
کوہ قاف مین دیو قہقہہ کے شہر مین پہنچوا دیجیے کہ اُس سے بدلہ اپنی عداوت کا لینا ہے کیونکہ وہ میرا دشمن ہے
اور اُسنے دوبارہ پکڑ بلوایا تھا واسطے قتل کے وزیر نے اُسکے کہکر قتل سے مجکو باز رکھا اور قید کیا اب مین جاکر اُس
بیجا کو سزاے سخت دونگا سکلل خان نے کہا اے شہریار دیو قہقہہ سحر مین بڑا زبردست ہے آپ اُس سے مقابلہ
نہ کیجیے فرمایا اب مین اُسکو بغیر سزا دیے ہوئے کب مانتا ہون آخر کار سکلل خان نے جلدیان چالاک و زبردست کو بلاکر

کہا کہ شاہزادے کو کوہ قاف مین بارگاہ مین دیو قہقہہ سہمگین کی پہونچا آؤ جنیون نے تخت جواہر نگار لا کر حاضر
کیا شاہزادۂ نور الدہر مسلح و مکمل ہو کر تیغ گوہر بار سلیمانی کمر سے لگائی سپر آفتاب شکن سر بر پشت کی اور تخت پر بیٹھ کے
روانہ ہوئے جنیان تخت اڑاتی ہوئی جانب کوہ قاف مین ایوان دیو قہقہہ سہمگین پر تخت پہونچا شاہزادے
نے کہا تخت یہین اتار دو اور تم علیحدہ کھڑی ہو کر تماشا دیکھو جنیون نے تخت وہین اتار دیا اور آپ ایک
گوشے مین پوشیدہ ہو گئین شاہزادے نے وہین نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و قہر
ستارۂ خشم شاہزادۂ نور الدہر یہ کہکر للکارا کہ با اشقیا او بیحیا ابلیس پرست مین آپہونچا اب تیری اجل قریب ہے ہاتھ
باندھکر میرے سامنے آ اور اطاعت میری کر ورنہ سزا سخت پائیگا دیو قہقہہ سہمگین نے جو شاہزادے کو دیکھا
برہم ہو کر ایک دیو سے کہا کہ اسکو پکڑ لو وہ دیو مثل ہاتھی مست کے چنگھاڑ کر دوڑا شاہزادۂ نور الدہر نے تیغ گوہر بار
سلیمانی کو میان سے کھینچکر جلوہ دیا کہ آنکھون مین اُس دیو کی چکاچوند ہوا آنکھین اُسنے بند کرلین اور ہاتھ پکڑنے
کو پھیلائے نور الدہر نے تلوار ماری کہ دونون ہاتھ اُس تیرہ سر کے مثل خیار تر کے کٹ گئے وہ دیو منھ کھولکر
دوڑا نور الدہر نے ڈپٹ کر داہنی طرف سے ایک ہاتھ گوہر بار سلیمانی کا کمر پر مارا دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا
پھر تو دیو قہقہہ نے حکم دیا کہ لینا سب دیو چار طرف سے نرغہ کرکے دوڑے شاہزادہ بجلی کی طرح کودنے لگا تیغ گوہر
مثل برق کے چمکنے لگی جسکو ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہوا آخر ہنکہ دیوؤن کو مارتے ہوئے قریب دیو قہقہہ کے پہونچے
دیو قہقہہ نے وہین سے شاخین جھکائین شاہزادے نے تلوار پنجہ مین کا ٹھہ کے شاخین پکڑکے جھٹکا
دیا کہ وہ منھ کے بھل گرا نور الدہر نے پیچھے ہٹ کے جو ہاتھ تیغ گوہر بار سلیمانی کا مارا گردن پر دیو قہقہہ
کی پڑا سر کٹ کے اُسکا دور گرا لاش تڑپنے لگی جو دیو زخمی پڑے تھے وہ رہ گئے جو باقی زندہ رہے وہ بھاگے
میدان صاف ہو گیا کچھ دیو ہاتھ جوڑکر قدمون پر گرے مطیع شاہزادۂ نور الدہر ہوئے شاہزادہ ایک
شب وہان قیام کرکے تخت پر سوار ہوا اور جنیان تیزرو سے کہا کہ تم مجکو کوہ قاف مین ملکہ سلیمان پری
کے پاس پہونچا دو جنیان تخت لیکر دوش ہوا پر چلین چند ساعت مین درمیان کوہ قاف کے بارگاہ ملکہ
سلیمان پری مین تخت لیے ہوئے پہونچین شاہزادہ تخت سے اُترا سلیمان پری کو سلام کیا سلیمان پری
نے جو جمال بیمثال شاہزادۂ نور الدہر کو دیکھا خوش ہوئی اور گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا
ملکہ جواہر پری کو یہ خبر ہوئی ایسی خوش ہوئی کہ غنچۂ دل شگفتہ ہوا باغ خزان رسیدہ مین بہار آئی پھولون
نہ سمائی تمام قاف مین جشن کا حکم دیا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام شراب ارغوانی گردش مین آیا ناچ رنگ ہونے
کے بعد شاہزادہ اور ملکہ جواہر خوابگاہ مین آئے اب سامان صحبت وصل ہے ملکہ جواہر پری سے بوس و کنار ہونے لگا
صدف آرزو طالب گوہر مراد ہوئی شعر یون جوڑ پا کرے رو پا کرے کیا ہوتا ہے کچھ راستہ مل جاتے ہین
جب فضل خدا ہوتا ہے ۔ القصہ دونون شراب وصل سے سیراب ہوئے نہال حسن جوانی نخل مراد ملکہ جواہر پری
تر و تازہ و شاداب ہو کر بار ور ہوا پھولا پھلا فوراً ثمر لایا ملکہ جواہر پری حاملہ ہوئی بعد انقضاء مدت
معینہ کے آفتاب عالمتاب صاحبقرانی برج حمل سے طالع ہوا یعنے شاہزادۂ ذیقدر والا تبار پیدا ہوا کہ
جسکا ذکر انشاء اللہ تعالے صندل نامے اور ایرج نامے مین بھی گذارش کیا جائیگا یہان پرستان مین
دھوم ہوئی کہ چلو چلکے جلوۂ نبیرۂ صاحبقران دیکھو اگرچہ اُس قمر لقا کے پیدا ہونے کی دھوم اور چھٹی کا
سامان اور جشن شادی تولد فرزند ارجمند نور الدہر بن بدیع الزمان مفصلاً اور شرح

تحریر کرون تو داستان کو طول ہوگا خلاصہ مضمون مسرت مشحون یہ ہے کہ شاہزادہ نور الدہر نے چندے وصل ملکہ جواہر پری کے خوب مزے لوٹے ایک روز قرلیشیہ سلطان آئی شاہزادہ نور الدہر نے سلام کیا قرلیشیہ سلطان نے شاہزادے کو گلے سے لگایا اور حال طلسم کشائی پوچھا شاہزادہ نور الدہر نے کہا فضل خدا سے ساحرون کو مین نے جاکر قتل کیا اور طلسم کوہر بار فتح ہوا اجمالاً تمام کیفیت طلسم و عجائبات وغیرہ بیان کی اور دیو قہقہہ سنجی کی لڑائی کا سوال کیا یہان یہ ذکر تھا کہ ایکا ایک کئی دیو دوڑے ہوے آئے اور قرلیشیہ سلطان سے عرض کیا کہ دیو گراب بن قہقہہ سنجی اور دیو کبریت بن قہقہہ سنجی یہ دونون بھائی نو لاکھ دیوون کا لشکر لیکر ادھر آئے ہین اور شاہزادے کی طرف سے نہایت غضبناک ہین کہ شاہزادہ نور الدہر نے دیو قہقہہ سنجی کو قتل کیا اور بہت سے دیو مارے ہین تمام لشکر دیوزاد برابر کوہ زہر مہرہ کے آپہونچا یہ سنکر قرلیشیہ سلطان اُٹھ کھڑی ہوئی اور لشکر کو حکم کیا کہ جلد تیار ہوکر کوچ کرو فوراً لشکر دیوزاد مسلح و مکمل ہوکر ہمراہ قرلیشیہ سلطان کے روانہ ہوا اور ملکہ سلیمان پری اور شاہزادہ نور الدہر بھی ہمراہ قرلیشیہ سلطان کے ہوے جب کوہ زہر مہرہ پر لشکر قرلیشیہ سلطان پہونچا مقابل لشکر کبریت و گراب بن سنجی کے فروکش ہوا اور خیمے برپا ہوگئے دوسرے دن کبریت وغیرہ نے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر قرلیشیہ سلطان مین بھی نقارہ رزمی بجا رات بھر دیوان سرہنگ مین تیاری جنگ رہی صبح کو ملکہ قرلیشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری اور شاہزادہ نور الدہر لشکر فراوان لیکر میدان مین آئے اور ادھر سے کبریت بن سنجی وغیرہ نو لاکھ کا لشکر دیوان لیکر رزمگاہ مین مقابل صف آرا ہوا جب طرفین مین صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب بھی نقابت کرکے چلے گئے کبریت بن قہقہہ سنجی میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا شاہزادہ نور الدہر نے ارادہ کیا کہ مقابلے کو اس سے جاؤن قرلیشیہ سلطان نے منع کیا اور نہ جانے دیا اور آپ اُسکے مقابلے کو گئی بعد گفتگو کے بسیار دیو کبریت نا بکار نے وار شمشاد اُٹھاکر قرلیشیہ سلطان پر ماری قرلیشیہ سلطان نے وار اُسکے خالی دے کر تیغ سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ سر پر اُسکے پڑا تا جگرگاہ اُتر گیا کبریت دو ٹکڑے ہوکر گرا قرلیشیہ سلطان نے پھر مبارز طلب کیا دیو ہمنگال آیا اور زاغول کا وار کیا قرلیشیہ سلطان نے بازہ پر تیغ کی روکا زاغول نصف کٹ کر زمین پر گرا اور نصف اُسکے ہاتھ مین رہگیا دیو ہمنگال نے وہی نصف زاغول ہاتھ مین رہگیا تھا قرلیشیہ پر کھینچ مارا قرلیشیہ سلطان نے اُسکو خالی دے کر تیغ کا ہاتھ کریہہ مارا دیو ہمنگال بھی دو ٹکڑے ہوکر گرا اسی طرح شام تک قرلیشیہ سلطان نے سترہ دیوون کو مارا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی نور الدہر اور آسمان پری مع لشکر ظفر پیکر خیمون مین داخل ہوکر گراب بن سنجی وغیرہ بھی لڑکر اُداس اور پریشان خیمون مین آئے زخمیون کا علاج ہوا کشتون کے لاشے اُٹھوائے مگر گراب نے تمام سرداران لشکر کو بلایا اور کہا کہ تم مین سے ایسا کوئی ہے کہ جاکر ملکہ قرلیشیہ سلطان کو گرفتار کر لائے دیو اشکاف کہ وہ فن عیاری مین بھی بہت ہوشیار تھا اُسنے کہا کہ اے گراب بن قہقہہ اپنا خاطر جمع رکھیے مین آج شب کو قرلیشیہ سلطان کو گرفتار کر لاؤنگا جب شب ہوئی لشکر قرلیشیہ سلطان کی طرف روانہ ہوا یہان کوئی ڈیڑھ پہر رات گئی تھی کہ ملکہ قرلیشیہ سلطان وغیرہ کھانا نوش فرما کر خوابگاہ پر جا کر سو رہی دیو اشکاف نے وہان پہونچکر آسمان پر سے بیہوشی اُڑائی جتنے نگہبان وغیرہ تھے سب بیہوش ہوگئے دیو اشکاف اُترا اور خیمے مین ملکہ قرلیشیہ سلطان کے آیا قرلیشیہ سلطان کو بھی بیہوش کیا اور حلقہ ہاے کمند سے مشکین باندھکر مثل

لیے ہوئے نکلا چلا گیا اور سامنے دیو گراب بن دیو قہقہہ سہ چشمی کے لایا دیو گراب نے حکم دیا کہ جلد اسے لیجا کر
کسی مقام محفوظ میں قید کر دو دیو اعنکاوت نے قریشیہ سلطان کو لیجا کر قصر اخضر میں قید کیا یہاں لشکر قریشیہ سلطان
میں صبح کو غلغلۂ عظیم ہوا کہ قریشیہ سلطان شب کو فرش خواب سے غائب ہو گئی آسمان پری سنکر نہایت مضطر و غمگین
ہوئی اور شاہزادہ نور الدہر کو کمال رنج و الم ہوا ہر چند سب دیو دوڑ دوڑ کر ڈھونڈھتے گئے اور تلاش کیا مگر
پتا کہیں نہ پایا جب شام ہوئی اُدھر گراب بن قہقہہ نے طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے خبر دی آسمان پری نے
بھی اپنے لشکر میں کوس حربی بجوایا رات بھر دونوں طرف لشکر میں تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائے
کارزار ہوئے جب صفیں آراستہ ہو چکیں گراب بن قہقہہ سہ چشمی آپ میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا لشکر
آسمان پری سے سیاہک سیاہ کلاہ مقابلے کو نکلا گراب نے کہا او سیاہک تو میرا بھائی ہے ادھر آ کے مل جا
دین ابلیس اختیار کر میں تیری بڑی عزت و تکریم کرونگا ورنہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا سیاہک نے جواب
دیا او گراب نابکار میں نے ابلیس پرستی پر لعنت کی ہے میں ہرگز تیری اطاعت نہ کرونگا گراب یہ سنکر بہت برہم ہوا اور
چقماق چادر اُٹھا کر سیاہک پر ماری سیاہک نے وار شمشاد سے چقماق چادر کو کاٹا اور وار شمشاد گراب کو ماری
اُسنے وار شمشاد کو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا اور پنجہ مروڑ کر وار شمشاد چھین لی سیاہک لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
گراب نے پہر بھر کے بعد سیاہک کا لنگر اُکھاڑا اور ایک ہاتھ سے اُٹھا کے چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر
چڑھ کر مشکیں باندھیں اور لشکر میں دیووں کو دیدیا بعد سیاہک کے کئی دیو لشکر آسمان پری سے نکلکر
لڑے ہاتھ سے گراب کے مارے گئے گراب برابر مبارز طلب کرتا ہے اب کوئی دیو مقابلے کو نہیں نکلتا ہے
اُسوقت شاہزادہ نور الدہر بصد خشم و قہر ملکہ آسمان پری کے پاس آیا اور عرض کیا کہ دادی جان اب مجکو تاب
ضبط نہیں ہے اس نابکار دیو گراب کو مارتا ہوں اب وہ چند دیووں کو مار کر بہت غرور کے کلام کرتا ہے کہیں
ایسا نہو کہ لشکر پر آ گرے آسمان پری نے سمجھایا شاہزادے نے نہ مانا ہر چند کہا اے فرزند تم نہ جاؤ دیوان
لشکر سمجھ لینگے مگر نور الدہر نے نہ مانا اور مرکب چمکا کے سامنے گراب بن قہقہہ سہ چشمی کے آیا شاہزادہ
کو دیکھکر گراب بہت ہنسا اور پکارا او طفل آدم زاد تو مجھسے لڑنے آیا ہے کیوں تیری شامت نے گھیرا ہے میں تجکو ضعیف
کمتر جانتا ہوں ایک اُنگلی کے اشارے سے تیرا کام تمام ہو گا شاہزادے نے کہا تو مجکو نہیں جانتا میں صاحبقران
ابن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان تو نے سنا ہو گا کہ تیرا باپ دیو قہقہہ سہ چشمی کیونکر مارا گیا
میں وہی جوان نامدار کشندۂ دیو قہقہہ بدکردار ہوں تجکو بھی اُسی حال خراب سے قتل کرونگا گراب نے خشمناک
ہو کر چقماق چادر سر پر گردش دے کر شاہزادے کو ماری نور الدہر نے دیکھا کہ میں اسکے حربے سے مفر نہیں فوراً
اُسکی ٹانگوں کے بیچ میں نور الدہر گھس گیا چقماق چادر زمین پر گری وار خالی گیا خاک اُڑی گراب پکارا اے آدم زاد
افسوس تو خاک میں ملگیا میں نے تیرا گوشت بھی نہ کھایا نور الدہر نے للکارا او بیحیا تجکو خاک میں ملانے کو میں زندہ
اور سلامت موجود ہوں یہ سنکے گراب نے ہاتھ بڑھایا کہ شاہزادے کو پکڑ لے نور الدہر ہاتھ سے گراب کے لپٹ
گیا گراب بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کے بعد سرجو گراب کا جھکا نور الدہر نے شاخ پہ ہاتھ ڈالدیا اور
شاخ کو پکڑ کے جھٹکا مار کر جڑ سے شاخ اُسکی اُکھڑ آئی نالا خون کا بہنے لگا گراب بدحواس ہو گیا اور نور الدہر
سے اپنے تئیں چھڑا کر بھاگا دیووں سے کہا مجھے بچاؤ اور اسے مارلو نولاکھ دیو ہجوم کر کے نور الدہر پر دوڑ
پڑے نور الدہر بھی تلوار کھینچکر اُن دیووں پر گرا اُدھر سے آسمان پری نے اپنے دیووں کو کمک کیواسطے

بھیجا لڑائی ہونے لگی نورالدہر کی تلوار چلنے لگی دیوؤن کی وار بن ارغنون رنغول کے حربے ہونے لگے دیو کٹ کٹ کے گرنے لگے کشتون کے ڈھیر ایک دم مین میدان جنگ مین لگ گئے اُدھر کا حال سنیئے کہ قریشیہ سلطان کو جس روز دیو اعتکاف نے گرفتار کر کے قصر اخضر مین قید کیا تھا اُسی روز غلمان پری اُس قصر کی سیر کو آئی تھی اُسنے سُنا کہ ملکہ قریشیہ سلطان یہان قید ہے اپنے دیوؤن سے کہا کہ ان دیوؤن کو مارلو غلمان پری کے دیو دیوان کفار پر حربے لے لیکر گرے لڑائی ہونے لگی قریشیہ سلطان نے بھی فورًا قید کو اپنی توڑ ڈالا اور لڑنا شروع کیا دیو اعتکاف سے سامنا ہوا ایک ضرب شمشیر سے اُسکے دو ٹکڑے کیے دیو اُسکی لاش کو لیکر بھاگے پاس گُراب بدنہاد بن تہقہہ سپہر حبشی کے لائے قریشیہ سلطان اور غلمان پری اُنکے تعاقب مین چلے اسوقت میدان جنگ مین پہونچے کہ نورالدہر گُراب کو زخمی کر چکا ہے لڑائی گھمسان کی ہو رہی ہے قریشیہ سلطان بھی نیمچہ سلیمانی کھینچکے شریک جنگ ہوئی یہانتک دیوون کو قتل کیا کہ دیو کفار تاب جنگ نہ لائے بھاگنے لگے قریشیہ سلطان اور شاہزادہ نورالدہر تعاقب مین چلے آئے لشکر کفار کے خیمون کو لوٹ لیا آخر کار سب دیو وسپاہ گُراب کو تخت پر ڈال کے پردۂ ظلمات کی طرف بھاگ گئے قریشیہ سلطان اور نورالدہر اور آسمان پری اپنی فوج کو لیکر بفتح وفیروزی پھرے شاہزادہ نورالدہر کو بہت تحسین وآفرین کی کہا اے فرزند کیون نہو نبیرۂ صاحبقران ہو پھر قریشیہ سلطان ملکہ غلمان پری کو ملکہ آسمان پری کے پاس لائی اور کہا کہ انھون نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ قید سے رہائی ہوئی اور یہ بھی ناموس ہین بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیوقار کی آسمان پری نے غلمان پری کی نہایت خاطر ومدارات کی اور استفسار حال کیا غلمان پری نے کہا کہ مجکو خونریز جادو بادشاہ طلسم خونریز گرفتار کر کے لیگیا تھا مین طلسم مین قید تھی اور بادشاہ اسلام سعد بن قباد بھی گرفتار طلسم ہوئے تھے جب شاہزادہ بدیع الزمان رہا کرنے بادشاہ اسلام کو آئے اور طلسم کو فتح کیا مین قید سے چھوٹی یہ سنکر نورالدہر بھی غلمان پری سے ملا اور سلام کیا غلمان پری بھی شاہزادہ نورالدہر کے صدقے ہوئی اور گلے سے لگایا اور حال لشکر اسلام کا بیان کیا کہ صاحبقران نے آکر القاش خون آشام کو پکڑ لیا مگر اب انداون مین افراد شاہ آیا ہوا ہے اُس سے مقابلہ ہو رہا ہے نورالدہر نے کیفیت لشکر اسلام اور حال صاحبقران زمان کا سنکر عرض کیا کہ اے پھوپھی جان اب مین پردۂ دنیا پر جاؤنگا مجکو جلد رخصت کیجیے آسمان پری نے بہت سے تحفے وتحائف شاہزادہ نورالدہر کے ساتھ کیے اور تخت پر سوار کر کے دیوؤن کو ساتھ کیا شاہزادہ

نورالدہر روانہ طرف لشکر اسلام کے ہوئے

اب وہ کلمے داستان شوکت نشان صاحبقران زمان ورلقا سے بے بہا کے بیان کیے جاتے ہین

پلا اب وہ ساقی مئے لالہ رنگ | کہ در پیش یان معرکہ کی ہے جنگ
شراب مصفا کی ہر ایک لہر | نظر آئے ہر ایک کو شمشیر قہر

صدا قلقل مے کی یون ہو بلند | کہ زخمی ہو جس طرح سے دردمند
سر کافران یون پڑے ہون تمام | گرین منقلب ہو کے جس طرح جام

ہو بارش لہو کی اُٹھا کر شراب | ہر اک برق شمشیر سے ہو کباب
یہ میخانہ ہو صورت رزمگاہ | ہے تلوار اسلام کی بے پناہ

مخضب کی سحر جنگ در پیش ہے | کہ ہر ایک کافر جگر ریش ہے شعار
دوستان چند کہ نم نالہ بیماری دل | کس گرفتار بیداد گرفتاری دل

باز شب شد من و سودائے تو بیداری دل | باسگان سر کوئے تو جگر خواری دل
نہ ز الفت نگر دام گرفتاری دل | کہ در و موئے نگنجید لب بیماری دل

آمدہ باز غم او بہ ادا داری دل | بکن لے کہ سخت تو از بہر خدا یاری دل
شہ رفیقے کہ شود در گرفتاری دل | نہ طبیبے کہ کند چارہ بیماری دل

باز غم آمد شب ہجر غم و زاری دل | خواب را رہ نہ دود دلہ است ز بیداری دل
روز عشق است من و طلبگاری دل | اے نفس تا شود لے بر سر یاری دل

شد مکین یار من دگر گرفتاری دل	یار آنست کہ امروز کند یاری دل	فرصت کو کہ کنم فکر پرستاری دل	آخر عمر من و اول بیماری دل
نیست ای دل کہ من از ہجر تو آتش دارم	از تو در سینہ خود پارۂ آتش دارم	مدحت نگارندۂ معنی بیدل	+ نوشتہ این داستان جلیل

شجاعان عرصۂ کارزار و بہادران قسور شکار یہ کہ آرائی قلم شمشیر رقم تیزی طبع
نازک خیال کو یہ جاہ و جلال و بہ رنگینی یوں تحریر کرتے ہیں کہ زمرد شاہ مردود اللہ لقا سے یہ لقا اپنے تخت پر
بصد کبر و نخوت بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ وہ ہفتاد لاکھ سے ورقا سے فیل پا اور آہن خوار
فیل پا آپ کی مدد کو آتے ہیں یہ خبر سنکر لقا بے لقا بہت خوش ہوا اور یاقوت شاہ سے کہا کہ جاؤ استقبال کر کے
انہیں لاؤ یاقوت شاہ ہمراہ بختیارک و ضیغم و آشام وغیرہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور پیشوائی کر کے انہیں
ساتھ لایا ان کافرون نے آکر لقا کو سجدہ کیا اور بوسہ پایہ تخت حشمت لقا کو دیا لقا نے انکو خلعت سے سرفراز کیا وہ دونو
خلعت پہن کر بارگاہ یاقوت شاہ میں آئے حال لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کہا کیا پوچھتے ہو حال کچھ قابل بیان کے
نہیں ہے جب وہ مصر ہوئے بختیارک نے سب حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا ان دونون نے کہا خیر سمجھا جائیگا اتفاقاً
امینہ عیار نے شاہزادہ بدیع الزمان سے جاکر خبر دی کہ ورقا سے فیل پا اور آہن خوار فیل پا ساتھ لاکھ فوج
لیکر لقا کی مدد کو آئے ہیں بدیع الزمان نے فضل بن گیا ہو ریحون آشام اور ہاشم شیر زن و فرہاد دہقان گیخسرو
سے کہا کہ بہت دن ہوئے ہیں بیٹھے بیٹھے ہاتھ پاؤں سست ہو گئے ہیں اب ذرا ہاتھ پاؤں ہلانا چاہیے اگر تمہاری صلاح
ہو تو چلکر ان کافرون پر شبخون ماریں سبھون نے بالاتفاق کہا بسم اللہ چلیے ہم سب آپ کے ہمراہ ہیں یہ کہکے سر شام سے
مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوئے اور دو پہر رات گئے قریب لشکر کفار کے پہونچے شاہزادہ بدیع الزمان نام نامی
اسم گرامی حمزہ صاحبقران کا لیکر لشکر کفار پر گرا اور فرہاد دہقان گیخسرو نے للکارا ہم رستم زمان لندھور بن سعدان
فضل بن گیا ہو ریحون آشام مالک اژدر کا نام لیکر پکارا ہاشم شیر زن نے نعرہ کیا ہم رستم پیلتن پیلان کشندہ
دوریل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی شمشیر ملکشاہ رومی شہنیل زور + کر بر تخت سرزدی افگندہ شور + یہ نعرے کرکے
چارون بہادر مثل شیر غضبناک تلوارین کھینچکر کفار کو قتل کرنے لگے غل ہوا یارو ہوشیار رہو حمزہ نے آکر شبخون مارا
سب پہلوان لشکر کفار کے اپنے اپنے خیمون سے مسلح و مکمل ہو ہو کر نکلنے لگے یہاں ان چارون دلاورون نے بھی
خوب شمشیر زنی کی اور خون کے دریا بہائے اور صاف نکلے چلے گئے گر تاریک شب میں کفار کو کچھ نہ سوجھتا
یگانہ و بیگانہ کو نہ پہچانا کہ اس ہجوم میں حریف کون کون ہے لاچار آپسمیں تلوار چلا کی ایک دوسرے کو حریف سمجھکر
مارتا تھا جب صبح کی روشنی ہوئی آگاہ ہوئے کہ آپسمین حریف کوئی نہیں ہے سب اپنے ہی لشکر کے ہیں اور لاش
بھی کسی حریف کا نہیں ہے آپسمین ایک نے ایک کو قتل کیا ہے ورقا نے کہا کہ حمزہ عجب دغا کی لڑائی لڑتا ہے بختیارک
نے کہا حمزہ کا یہ کام نہیں ہے حمزہ نے کبھی کہیں شبخون نہیں مارا اگر کچھ عجب نہیں جو بدیع الزمان نے آکر شبخون
مارا ہو ورقا نے کہا کہ اگر آج شب کو آئیگا تو حال معلوم ہو جائیگا عمرو نے یہ حال سنا آکر صاحبقران زبان سے
کہا کہ آپ نے تو خوب طریقہ نکالا کہ لندھور و مالک و ملکشاہ کو ساتھ لیکر کفار کے لشکر پر شبخون مارا صاحبقران
نے فرمایا کہ خواجہ قسم ہے خدا کی میں نہ تھا یہ میرا شیوہ نہیں کہ حریف پر شبخون ماروں ہاں اگر بدیع الزمان نے میرا
نام لیکر شبخون مارا ہو تو عجب نہیں عمرو سمجھا حمزہ سچ کہتے ہیں عرض کیا کہ جاکر دریافت کرتا ہوں اور دل میں اپنے خیال
کیا کہ ملمس ابدال پیر لقا سے یہ لقا کا ہے مال و اسباب اسکے پاس بہت ہوگا چلکر لینا چاہیے القصہ عمرو وہاں
سے روانہ ہوا جب قریب تکیے کے پہونچا صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی ریش سفید منھ پر عمامہ سر پر تسبیح ہاتھ میں

لی یا لقا یا لقا جیتا ہوا تکیے پر آیا وہان دیکھا کہ بدیع الزمان وغیرہ بیٹھے ہین عمرو نے ملتمس ابدال سے صاحب سلامت کی اور پکارا عشق اللہ ہے اُسنے جواب دیا کہ سدا را عشق ہے آؤ بابا آؤ عمرو نے پاس اُسکے آکر ہاتھ چومے اور کہا شاہ صاحب مین بہت دور سے مشتاق تمھارا ہو کر آیا ہون مین نے سنا ہے کہ آپ بڑے حق رسیدہ ہین ملتمس ابدال نے کہا بابا یہ سب تمھاری خوبیان ہین عمرو پاس بیٹھ گیا باتین کرنے لگا ملتمس ابدال نے پوچھا بابا نام تمھارا کیا ہے کہا شاہ صاحب میرا نام آپ کیا پوچھتے ہین خاکسار کوچہ گرد درویش فنا مجھے کہتے ہین ملتمس ابدال نے عمرو کی دعوت وضیافت کی دن بھر عمرو وہان رہا رات کو جتنے فقیر تکیے پر تھے مع ملتمس ابدال سب کو بیہوش کیا اور ہر ایک کا مال واسباب لیکر زنبیل مین ڈالا اور ملتمس ابدال کا مال واسباب سب صندوقون مین سے نکال کر نذر زنبیل کیا اور کنکر پتھر اُن صندوقون مین بھر دیے اور وہان سے راہی ہوا یہان جو صبح کو سب بیدار ہوے ہر ایک نے اسباب اپنا نہ پایا اور درویش فنا کا بھی کہین پتا نہین ملتمس ابدال نے جو صندوق اپنے کھلواے بجاے زر وجواہر کنکر پتھر بھرے دیکھے مال واسباب بالکل نہین ہے ملتمس ابدال نے پکارا کہ یہ درویش فنا کوئی عیار تھا کہ سب کو بیہوش کر کے لوٹ لیگیا کچھ کسی کے پاس نہ چھوڑا بدیع الزمان نے ہاشم سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے خواجہ عمرو کا یہان بھی گذر ہوا یہ کام اُنھین کا ہے ہاشم نے کہا صحیح و درست ہے ہرکارون نے یہ خبر لقا سے بے بقا کو پہونچائی کہ ملتمس ابدال کا سب مال ومتاع کوئی بیہوش کر کے چرا لیگیا لقا نے کہا کہ بیس ہزار روپیہ جلد اُسے پہونچاؤ اور کچھ لوگ نگہبانی کیواسطے مقرر کرو یاقوت شاہ نے اُسی وقت بیس توڑے روپیون کے بھجواے شاہ جی نے روپیہ اپنے تھیلے مین کیے اور اُسی وقت باورچیون کو بلوا کے پلاؤ زردہ دم کروایا اور سالن روٹی پکوایا عمرو نے جو سُنا کہ بیس ہزار روپیہ ملتمس ابدال کو لقا نے بھیجے ہین اپنے دل مین کہا اللہ دے اور بندہ لے یہ روپیہ کون چھوڑے چلکر اسکو بھی لیا چاہیے یہ سوچ کر عمرو چلا جب قریب تکیے کے آیا دیکھا کہ کھانا دم پخت ہو رہا ہے ایک سقے کی صورت بنکر مشک کاندھے پر رکھی کھاروے کی لنگی کا ایک سرا سر پر ڈال لیا اور ڈول رسی لیکر پانی بھرنا شروع کیا جسقدر کھانا پکا پکاکر تیار ہوا بیہوشی آلودہ کیا جب شام کو سب فقیر جمع ہوے کھانا کھا کر بیہوش ہوے عمرو نے سب روپیہ صندوقون سے نکالا داخل زنبیل کیا صبح کو سب ہوش مین آے ملتمس ابدال نے دیکھا کہ صندوق سب کھلے پڑے ہین جب صندوقون کے پاس آیا دیکھا ایک حبہ کسی صندوق مین نہین ہے بلکہ باورچیون کی دیگین بھی غائب ہین سب حیران وپریشان ہوے وہ جو لوگ نگہبانی کو آے تھے اُنکے ہتھیارون کا بھی پتا نہ تھا وہ سب نگہبان گئے اور یاقوت شاہ سے تمام کیفیت بیان کی یاقوت شاہ نے لقا سے جاکر حال بیان کیا لقا بے بقا نہایت برہم ہوا اور گردھر عیار کو بلا کر حکم دیا کہ تو جاکر دریافت تو کر کہ کون ایسا چور ہے کہ فقیرون کا مال لیجاتا ہے بختیارک نے کہا کہ سواے مرشد کامل کے اور کسی کا یہ کام نہین گردھر بولا کہ ملک جی تم سچ کہتے ہو سواے اُس مردود بے باک گردن کے اور کوئی نہین لقا نے کہا اے گردھر تو جا مین نے تقدیر کی ہے کہ عمرو کو پکڑ لیگا گردھر سنکے بہت خوش ہوا بختیارک نے کہا اے گردھر خواجہ عمرو سے مقابلے کو جاتے تو ہو مگر دیکھیے اب پھر ہم تمھین زندہ دیکھین کہ نہ دیکھین گردھر چین بجبین ہوا اور وہان سے تلاش عمرو مین چلا تکیے پر آیا سب کو تو دیکھا مگر عمرو کو وہان نہ پایا خیال گذرا کہ لشکر اسلام مین چلکر تلاش کیجیے اور وہین سے پکڑ لائیے یہ تصور کر کے روانہ ہوا قضاے کار یہان عمرو جو اپنی صورت بدلے ہوے بارگاہ یاقوت شاہ مین گیا اُسوقت بختیارک یاقوت شاہ سے کہ رہا تھا کہ گردھر کی شامت اب آئی مرشد کامل کی گرفتاری کی فکر مین گئے

ہین عمرو نے سنا اور دل مین کہا کہ آج اس بچا کو جہان ملجائے قتل کیجیے یہ خیال کرکے وہان سے تلاش مین گردھرد
کی راہی ہوا ادھر سے تو عمرو جاتا ہی اور اُدھر سے گردھرد چلا آتا ہی اثناے راہ مین ملاقات ہوئی عمرو کے خیال
مین گذرا کہ اسے لڑکر پکڑ لیجیے پھر سوچا کہ جنگ در سردار داس مردود کو مکر سے گرفتار کیجیے یہ دل مین کہکر
چلا جدھر گردھرد جاتا تھا اُس طرف راہ مین ایک رومال سفید ڈالدیا کہ وہ رومال عطر بیہوشی سے بسا ہوا تھا
آپ ایک گوشے مین پوشیدہ ہوکر دیکھنے لگا جسوقت گردھرد وہان آیا دیکھا کہ ایک رومال پڑا ہوا ہی سمجھا کہ کسی راہگیر
کا گر پڑا ہوگا اُٹھا لیا دیکھا کہ کچھ اشرفیان بھی رومال مین بندھی ہوئی ہین اور کچھ نقل و میوہ بھی ہی وہ اشرفیان گردھرد
نے کھول لین اور نقل و میوہ کھایا بوے خوشبو عطر کی بھی دماغ مین پہونچی چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہوکے گرا عمرو نے
اُسکی چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور ہوش مین لاکر پوچھا کہ کیا تو میرے قتل کی فکر مین چلا تھا دیکھا تو نے
کہ مین نے تجھے کیونکر گرفتار کیا او بیچارہ تو جا آج تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچکر سر گردھرد کا کاٹ
لیا اور لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینک دیا بعد اُسکے سر کو گردھرد کے اپنی صورت بناکر ایک رومال مین
باندھا اور آپ گردھرد کی شکل بنا اور یاقوت شاہ کے سامنے آیا اور رومال یاقوت شاہ کے
سامنے رکھکر کہا کہ مین نے اُس ساربان زادے کا سر کاٹ لیا یاقوت شاہ گردھرد نقلی کو مع سر کے لقا کے پاس
لیگیا لقا نے بے لقا نے خلعت سے گردھرد نقلی کو سرفراز کیا اور کہا کہ اے بندگان من دیکھا تمنے کہ مین نے اس
بندے بے ادب کے قتل کیواسطے کیا تقدیر کی تھی کہ کام اُسکا تمام کیا اور حکم دیا کہ اس سر کو دروازے مین شہر
سبائکل کے لٹکا دو اُسی وقت ملازمون نے سر عمرو نقلی کا دروازے پر شہر سبائکل کے آویزان کیا ہرکارے
لشکر اسلام کے لگے ہوے تھے وہ سب گریبان چاک با آہ و دردناک خاک اُڑاتے ہوے خدمت مین صاحبقران
کی حاضر ہوے اور رو رو کر کہا کہ حضور عمرو گردھرد کے ہاتھ سے مارا گیا سر اُسکا دروازے پر شہر سبائکل
کے لٹکا ہوا ہی یہ سنکر حمزہ صاحبقران زمان نے ایک نعرہ آہ دلخراش کیا اور فرمایا کہ ہاے میرا یار وفادار مارا گیا
اور سر اُسکا در شہر سبائکل پر آویزان ہی مین سر اُسکا ضرور لاؤنگا یہ فرماکر اُٹھ کھڑے ہوے اور بارگاہ سے باہر
آئے اشقر کیمیا پر سوار ہوکر جانب در شہر سبائکل روانہ ہوے سرداران نامدار ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے
اور وہان جو خواجہ عمرو گردھرد کی صورت بنا ہوا لقا کے پاس موجود ہی اب یہ فکر ہی کہ رات کو ان کافرون کو بیہوش
کرکے مال و اسباب لیجیے اور راہی ہو جیے اس اثنا مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عمرو کے قتل کی خبر سنکر حمزہ
صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان ادھر آتے ہین نہین معلوم کیا ارادہ ہی لقا نے بمشورہ بختیارک
یاقوت شاہ سے کہلا بھیجا کہ حمزہ اگر عمرو کا سر لینے آئین تو لیجانے دینا مانع نہ ہونا اور اگر جنگ کا ارادہ کرکے
آئے ہین تو مقابلہ کرنا فوج تیار رہے عمرو نے جو یہ حال سنا دل مین اپنے کہا کہ اگر تو اپنے تئین اسوقت حمزہ تک
نہ پہونچاے اور ظاہر نہ کریگا تو ناحق کشت و خون ہوگا یہ سوچکر فصیلون سے اُترکر چلا خدمت مین حمزہ صاحبقران
کی آیا اور قریب پہونچکر پکارا کہ حمزہ یہ غلام اور خانہ زاد آپ کا زندہ و سلامت موجود ہی آپ کیون مضطر و پریشان
ہین مین نے گردھرد کو مارکر سر اُسکا اپنے سر کی شبیہ بناکر لقا کو لاکے دیا لقا نے دروازہ سبائکل مین وہ سر آویزان
کرایا ہی یہ کہکر قدمون پر صاحبقران کے گرا حمزہ صاحبقران نے عمرو کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ خواجہ ایسی
عیاری نہ کیا کرو القصہ صاحبقران زمان اثناے راہ سے عمرو کو ہمراہ اپنے لیکر بارگاہ مین آئے اور خلعت
گرانبہا منگوا کر عمرو کو عطا کیا اور تمام سردارون سے بھی زرکثیر دلوایا ہرکارے لشکر کفار کے جو براے جاسوسی

لگے ہوئے تھے خبر لیکر لقا کے پاس آئے اور بیان کیا کہ عمرو تو زندہ موجود ہے گرد مرد کو مارکر سر اسکا اپنی شکل بنا
کر بیان لایا تھا یہ سنکے بختیارک تو صلواۃ پڑھکر ناچنے لگا اور زبان سے اُچک اُچک کر کہنے لگا تادھنا تھیئی تادھنا
لقا یہ سنکر بہت رنجیدہ خاطر ہوا خوردک بن گرد مرد نے جو سُنا کہ گرد مرد مارا گیا اپنا مال و اسباب سب لیکر رات
کے وقت روانہ ہوا صبح کو خدمت میں خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کی آیا اور قدمبوسی حاصل کی اور کہا کہ میں آپکا
غلام ہوں اب مجھے کسی سے سروکار نہیں ہے عمرو نے اُسے گلے سے لگایا اور ساتھ لیکر خدمت صاحبقران میں
حاضر ہوا اور حال خوردک کا بیان کیا اور کہا کہ اسکو میں نے اپنا فرزند کیا تھا آج لشکر کفار سے یہ نکل آیا
صاحبقران بہت خوش ہوئے اور خوردک کو خلعت دیا اور تنخواہ مقرر کی جاسوسوں نے یہ خبر لقا کو
پہونچائی کہ بیٹا گرد مرد کا جاکر شریک لشکر اسلام ہوا لقا نے غضب میں آکر حکم دیا کہ ابھی اُسکا گھر تاراج کرو
لوگوں نے کہا کہ وہ رات کو تمام مال و اسباب اپنا لیگیا بختیارک نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ عمرو نے سابق
میں خوردک کو اپنا بیٹا کیا تھا ارہزاد بولا سچ ہے یہی گفتگو تھی کہ سہیل گاؤ پا سے اژدر گیر بیٹھا ہوا تھا
اُسنے کہا یا خداوند آپ طبل جنگ بجوا دیجیے کل میں ان خدا پرستوں کو سر میدان ماروں گا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ
بجے لشکر اسلام میں جب خبر ہوئی وہاں بھی نقارۂ رزمی نوازش میں آیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں
لشکر معرکہ آرا سے نبرد ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر گئے سہیل گاؤ پا سے اژدر گیر لقا کو
سجدہ کرکے اور یاقوت شاہ سے اجازت لیکے میدان میں آیا چالیس صندوق اُسکے ساتھ تھے سر میدان
للکارا ای خدا پرستو جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے یہ سنکے رستم پیلتن علمشاہ رومی بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر سامنے سہیل کے پہونچے بعد لگا ورزنی اُس کافر نے ایک صندوق کھولکر اژدہا
نکالا اور علمشاہ پر چھوڑا علمشاہ اُس سے غافل تھے کہ اژدہا پھنکارا مارکر علمشاہ کے قریب آیا اور چاہا
کہ گھوڑے سے کھینچے علمشاہ نے جھجھکار کر ہاتھ تیغۂ کپتیان فرنگی کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا سہیل
نے دوسرا اژدہا اور نکالکر چھوڑ دیا علمشاہ نے اُسے تیر سے نشانہ کیا یہانتک کہ سہیل نے چالیس اژدہا
صندوقوں میں سے نکالکر چھوڑے علمشاہ نے سب کو کشتہ کیا آخرکار سہیل خود مقابلہ کو آیا اور [illegible]
مارا علمشاہ نے وار اُسکا تیغے سے کاٹا اور وہیں تیغ کپتیان فرنگی کا ہاتھ بڑھکر مارا سہیل گاؤ پا اژدر گیر
مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوا ایک غلغلہ ہوا فوج کفار چار طرف سے ہجوم کر کے دوڑی علمشاہ رومی تیغہ
پکڑ کے اُنپر گرا اُدھر سے فوج اسلام کمک کو آئی جنگ مغلوبہ ہو گئی دن بھر کشت و خون ہوا کئی ہزار کفار واصل
جہنم ہوئے کشتوں کے ڈھیر ہو گئے سروں کے جابجا انبار لگ گئے دریا لہو کا میدان رزمگاہ میں بہنے لگا شام
کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر کر اپنے اپنے خیموں میں گئے اب حال سنیے خرود شاہ کا کہ اُسنے زیور شاہ
کو بلا کر یہ کہا کہ ای نور خالص تم طبل جنگ بجواؤ اور ہمارے پہلوانوں سے کہو کہ خدا پرستوں سے اور
لقا پرستوں سے لڑیں زیور شاہ [illegible] سے نیچے اُترا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام میں آئے
بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور کہا کہ لشکر خرود شاہ میں طبل جنگ بجا ہے بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ بفضل
ربانی ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجے ادھر یاقوت شاہ کو خبر ہوئی اُسنے بھی نقارۂ رزمی بجوایا چار
پہر رات تینوں لشکروں میں تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو تینوں لشکر عرصۂ کارزار میں آکر صف آرا ہوئے
بعد آراستگی صفوف لشکروں کے تینوں طرف سے نقبا نے بلند آواز سے نقیب دی داہنی طرف زیور شاہ

کہ نقابدار زرد پوش کھڑا تھا اور بائیں طرف نقابدار سیاہ پوش تھا نقابدار سیاہ پوش نے مرکب اپنا چمکا کر
زیور شاہ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں جا کر خدا پرستوں سے لڑوں زیور شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے جاؤ
اُس نے مجرا کیا اور گھوڑا دوڑا کر میدان میں آیا پہلے تو بہلشوری کے بعد اُس سے مبارز طلب کیا علمشاہ
رومی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو گئے پہلے دو لگا در تن ہوا بعد استفسار نام و نشان
نیزہ بازی ہوئی علمشاہ نے نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا نقابدار سیاہ پوش نے غضبناک ہو کر تیغے کا وار
کیا علمشاہ نے وار اُسکا رد کر کے جو تیغہ پیپیان فرنگی کا ایک ہاتھ مارا بیچ گینڈے سے چار ٹکڑے ہو کر زمین پر
گرا علمشاہ نے پھر مبارز طلب کیا نقابدار زرد پوش مرکب چمکا کر سامنے علمشاہ کے آیا بعد لگا و رزنی
دو ہتھی تلوار چلنے لگی دو گھڑی کے بعد عین معرکۂ شمشیر زنی میں گھوڑے سے علمشاہ کے سکندری کھائی
خود اُلٹ کر منہ پر آ پڑا اُدھر نقابدار کی تلوار سر پر پڑی زخم کاری لگا نقابدار پکارا کہ ای خدا پرستو لیجاؤ
اسے یہ جوان زخمی ہوا سنتے ہی لشکر اسلام سے تہمتن خان نکلا علمشاہ کو لوگوں کے حوالے کیا آپ مقابلے
میں آیا اس سے بھی تلوار چلنے لگی تہمتن خان نے کئی تلواریں نقابدار کو ماریں اُسنے رد کیں ایک وار
نقابدار نے تیغے کا کیا سر پر تیغہ پڑا اسپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر آیا تہمتن خان کو لوگ لیگئے لشکر اسلام
میں پہونچایا شہزادہ خاور سیاہ قاسم نے چاہا کہ مقابلے کو میں جاؤں کہ نقابدار نے لشکر لقا
کی طرف منہ کر کے مبارز طلب کیا لشکر کفار سے تقویل هریخ صورت مقابلے کو آیا بعد نیزہ بازی کے
نقابدار نے ایک ہی وار میں دو ٹکڑے کیے غرضکہ چار پہلوانوں کو لشکر کفار کے نقابدار نے مار ڈالا
کوس طبل بازگشت بجا تینوں لشکر پھر کر اپنے خیموں میں داخل ہوئے مگر امیر عیار بدیع الزمان بھی وہاں
خبر کیواسطے آیا ہوا تھا اُسنے جا کر شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان سے تمام حال لڑائی کا بیان کیا شاہزادہ
بدیع الزمان اُسی شب کو مسلح و مکمل ہو کر مع ہاشم شیرزن و فرہاد خان بکیضرلی و فضل بن گیا ملور
خون آشام جا کر لشکر لقا پر گرے اور شبخون مارا کفار کو قتل کرنے لگے شور و غل لشکر کفار میں ہوا کہ
خدا پرست شبخون آ کر گرے ہیں یہ کہتے ہی ہر ایک خیمہ سے سردار جنگی تیار ہو کر نکلے اور رن مچا میں روشن
کہیں کہ شب تاریک روز روشن ہو گیا اُدھر بدیع الزمان کا حال یہ تھا کہ ہر طرف تلواریں مارتے تھے کبھی
صف پر آ کر گرے کبھی اُس غول پر جا پڑے ہاشم شیرزن اور فرہاد خان بکیضرلی دونوں دہنے بائیں
شمشیر زنی کر رہے تھے اور پشت پر فضل بن گیا ملور خون آشام لڑ رہا تھا پہر رات رہے شاہزادہ
بدیع الزمان وغیرہ کفار کو قتل کر کے اور دشمنوں کو مار پیٹ کر نکل گئے یہاں صبح تک آپسمیں تلوار چلا کی ایک
دوسرے کو حریف سمجھ کر لشکر کفار میں مارتا تھا جسوقت صبح ہوئی دیکھا حریف کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے
ایک دوسرے کو حریف جانکر قتل کر رہا ہے اُدھر لقا گنبد گیتی نما میں آ کر بیٹھا بختیارک اور تمام سردار
آ کر جمع ہوئے لقا نے پوچھا کہ رات کو یہ غل کیسا تھا لوگوں نے عرض کیا یا خداوند خدا پرست رات کو شبخون آ کر
گرے تھے کہ ادھر ادبولا یا خداوند میں نے پہچانا رات کو بدیع الزمان اور اُنکے ہمراہیوں نے شبخون مارا
تھا بختیارک نے کہا یا خداوند آپ نے اُنپر اسقدر شفقت کی مگر خدا پرست آپ کے دوست نہ ہوئے وہ دشمن
جان ہیں اب وہ ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے یہ سنکر لقا سے بے لقا بہت درہم و برہم ہوا اور حکم دیا
کہ غضنفر فیل گردن فوج اپنے ساتھ لیکر ملمش ابدال کے تکیے پر جاسے اور بدیع الزمان وغیرہ زندہ

ہاتھ آے تو بہتر نہیں تو سر کاٹ لاے اُسی وقت عنطر فیل گردن اپنے بھائی قاہر فیل گردن کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور دکھ بن گردم دیے شاہزادہ بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ فوج کفار آپ کی گرفتاری کیواسطے آتی ہے ملتمس ابدال یہ سنکر بہت گھبرایا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا شاہ صاحب ایسی کیا غرض ہے ہم تکیے سے آگے بڑھکر لڑینگے یہاں یہ ذکر تھا کہ تیغ گرد اُٹھا معلوم ہوا کہ فوج کفار آپہونچی اور للکارا باش اوپسر حمزہ خداوند لقا نے تجھے ایسی پرورش کی اور تو نے شبخون لشکر خداوند پر مارے اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا میں اسی واسطے آیا ہوں کہ تجکو گرفتار کر دوں یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا کہ لینا پسر حمزہ کو یہ سنکر چارطرف سے فوج نرغہ کر کے دوڑ پڑی شاہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن اور فرہاد خان بکضربی اور فضل بن گیا ہو رخون آشام یہ چاروں تلواریں پکڑ کے کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی غلغلۂ گیرودار بلند ہوا چاروں بہادر دلیر شجاع و جسری لڑ رہے تھے لاش پر لاش گر رہی تھی خون کے دریا بہ رہے تھے عجب ہنگامہ برپا تھا اُدھر تجتیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند اور کچھ سرداروں کو کمک کیواسطے بھیجیے کہ بدیع الزمان بلاے بے درمان آفت جہان ہے جرأت میں حیدر عصر ہے ایک دم میں سب کو کاٹ کر بکریوں کی طرح ڈالدیگا لقا نے شمائیل خشت انداز اور سہیل روئین انداز کو دو لاکھ سوار ہمراہ کر کے روانہ کیا اور کہا کہ جہانتک ہو سکے پسر حمزہ بدیع الزمان کو گرفتار کر لاؤ یہ دونوں بھی براے گرفتاری بدیع الزمان مع فوج کے چلے یہاں بدیع الزمان کفار سے لڑ رہے ہیں اور فضل و ہاشم تیغزن اور فرہاد خان کی تلواریں بے پناہ چل رہی ہیں کہ ایک مرتبہ عنطر فیل گردن للکارتا ہوا بدیع الزمان کے برابر پہونچا بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا باش او گبر ناہنجار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے عنطر فیل گردن نے غیظ میں آکر برابر سے تیغ کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا تلوار حباب خود سر بکس پر مثل برق کے چمکی چشم زدن میں زیر تنگ جاکر زمین پر بوسہ زن ہوئی غل ہوا کہ وہ عنطر فیل گردن مارا گیا اُدھر قاہر فیل گردن ہاشم تیغزن پر حملہ آور ہوا ہاشم نے وار اُسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا کمر پر مارا قاہر فیل گردن کے دو ٹکڑے ہوے اس اثنا میں شمائیل خشت انداز اور سہیل روئین انداز بھی آپہونچے اور سنا اُنھوں نے کہ عنطر و قاہر دونوں مارے گئے اپنی فوج سے کہا کہ مار لو ان خدا پرستوں کو اور دونوں تلواریں کھینچکر جھپٹ پڑے فوج کا اور زیادہ ہجوم ہو گیا چارطرف صداے گیرودار بلند تھی قیامت کے آثار نمایاں تھے اُدھر ہزارہا کفار اِدھر چار خداپرست تلواریں کھینچے ہوے لڑ رہے تھے ہر ایک کے وار کا جواب برابر زبان شمشیر سے دے رہے تھے تمام دن لڑتے ہوے گذر را رات ہو گئی اُدھر لندھور بن سعدان وغیرہ سے عمرو نے آکر کہا کہ بدیع الزمان اکیلا لڑ رہا ہے لندھور نے چاہا کہ بدیع الزمان کی مدد کو جاؤں کہ صاحبقران نے فرمایا اے بہادر جو بدیع الزمان کی مدد کو جائیگا میں اُس سے بہت بیزار ہونگا بلکہ وہ میرا دشمن ہے لندھور نے ناچار فسخ عزم کیا یہاں شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ لڑتے لڑتے ایسا شل ہو گئے ہیں ہاتھ رک رک کے چلتے لگا کفار غلغلۂ گیرودار چارطرف سے کر رہے ہیں ہزارہا تلواریں بجلیوں کی طرح سے گرد چمک رہی ہیں کہ شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ نے بدرگاہ جناب باری التجا کی اے پروردگار عالم اے حلال مشکلات اسم تو حافظ حقیقی ہے تو ناصر و مددگار ہے اب کسی کو حکم کر کہ اس حال پر ملال میں آکر حامی و مددگار ہو نظم

آکے مدد کا وقت ہے اے خالق کون و مکان	چار بندے دن بہ تیرے ہیں ہجوم کفار ان	ہاتھ ہے رکتا نہیں ہیں نہ ہو دل میں بیتاب و توا
کون ہے تیرے سوا اے دستگیر بیکسان	جلد اب یارب بچا لے بندۂ ناچار کو	تیغ قہر آگود سے اب دے سزا کفار کو

ابھی شاہزادۂ والاشان بدیع الزمان دعا کر رہے تھے ناگاہ بیابان کی طرف سے سیق گرد و غبار اُٹھا اور نقابدار مرصع پوش
چالیس ہزار سوار جرار سے پیدا ہوا تمام لشکر کفار دیکھنے لگا وہین سے نقابدار مرصع پوش نے نعرہ کر کے تلوار
کھینچی برابر چالیس ہزار تلوارین کھینچکر علم ہوئین اور برقین چمکنے لگین نقابدار لشکر کفار پر آ گرا تلوار چلنے لگی ہنگامہ
محشر برپا ہو گیا نقابدار مرصع پوش شمائیل خشت انداز کے برابر آ کر للکارا ہاش او گبر ناہنجار میرے ہاتھ
سے بچکر کہان جائیگا شمائیل خشت انداز نے خشت زرین نقابدار پر ماری نقابدار نے ترچھے ہو کر خالی
دی اور برابر اُسکے پہونچکر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا مع کرگدن کے چار ٹکڑے ہوئے سہیل روئین انداز یہ دیکھتے
ہی جھپٹ پڑا اور وار تلوار کا کیا نقابدار نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا مین یار چرخ دے کر
آسمان کی طرف اُچھالدیا جب وہ کافر گرنے لگا ہاتھ تلوار کا مارا مثل خیار تر کے دو پرکالے ہو کر زمین پر گرا پھر
افسران فوج کفار کو زیر شمشیر قضا نظیر دھر لیا جسکو ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے دم بھر مین فوج کا ستھراؤ کر دیا
صفین مسمار ہو گئین پرے لوٹ گئے افسر جو مارے گئے پاؤن فوج کے اُٹھ گئے لشکر شکست کھا کے بھاگا دم
بھر مین میدان صاف ہو گیا نقابدار نے تلوار کو میان مین کیا اور بدیع الزمان کو سلام کر کے رخصت ہوا
اور صحرا کا راستہ لیا شاہزادہ بدیع الزمان مع ہاشم تیغزن وغیرہ بھی تکیے کی طرف چلے قضائے کار نمرود شاہ
اپنے شیطلون پر سے بیٹھا ہوا لڑائی کا تماشا دیکھ رہا تھا ساحرہ حبشی سے کہا کہ تو جا کر پسر حمزہ کو اُٹھا لا ساحرہ
حبشی فوراً آیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا فضل وغیرہ حیران حیران دیکھتے تھے کہ پنجہ فضل کو بھی اُٹھا
لیگیا ہاشم تیغزن نے فرہاد خان سے کہا کہ یہ بلا کیسی نازل ہوئی یکایک وہ پنجے اور پیدا ہوئے اور ہاشم
تیغزن اور فرہاد خان کو بھی اُٹھا لیگئے پہلے تو یہ چارون بیہوش ہو گئے تھے پھر آنکھ جو کھلی ہوش آیا اپنے
تئین چارون نے ایک مکان جواہر نگار مین پایا اور سامنے ایک گبر ناہنجار کو تخت مرصع کار پر متمکن دیکھا کہ بہت
سے کافران ناحق شناس اور اسد والقاش گرد تخت کے بیٹھے ہوئے ہین ان چارون نے بطریق اسلام سلام
کیا اسد والقاش نے جواب سلام دیا ہاشم و بدیع الزمان نے پوچھا ہمین کون یہان لایا ہے نمرود شاہ
نے کہا مین نے تمھین بلوایا ہے لو آؤ مجھے سجدہ کرو یہ کہنے لگے ہم تجھپر لعنت کرتے ہین نمرود شاہ نے نقاب
منہ پر سے اُٹھائی اور پکارا اے پسر حمزہ وغیرہ مصرع ہر من نگر ہر من نگر شاید کہ بشناسی مرا شاہزادہ بدیع الزمان
وغیرہ نے جو روئے نحس اُسکا دیکھا اور وہ لعل کہ سحر کا تاج مین نصب تھا اُسپر نگاہ پڑی گرفتار سحر ہو کر نمرود شاہ
کو سجدہ کیا اور روتے ہوئے آ کر قدمون پر گرے اور کہنے لگے یا خداوند خطا ہماری معاف کیجیے
کہ ہمنے آجتک نہ پہچانا تھا نمرود نے دست ناپاک اپنا اُنکے سرون پر پھیرا اور خلعت دے کر کرسیون پر بٹھایا
بعد اُسکے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے کہ پسران حمزہ نے مجھے سجدہ کیا نقارۂ شادمانی کی جو صدا بلند ہوئی
ہرکارے سے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے اور حال بدیع الزمان وغیرہ کے سجدہ کرنے کا
نمرود کو بیان کیا امیر بلاتوقیر حمزۂ صاحبقران کشور گیر بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ بھی گرفتار سحر
ہوئے ادھر لقاسے بے بقا کو خبر ہوئی بختیارک نے کہا یہ خدا پرست کسی کو سجدہ نہ کرتے تھے مگر گرفتار سحر
نمرود ہو کر نمرود شاہ کو سجدہ کیا غرضکہ نمرود شاہ نے ساحرہ حبشی سے کہا کہ تو لقا کو جا کر اُٹھا لا
ساحرہ حبشی فوراً چلا لقاسے بے بقا گنبد گیتی نما مین بیٹھا ہوا بختیارک سے باتین کر رہا تھا کہ ایک پنجہ
پیدا ہوا اور لقا کو اُٹھا لیگیا جب سامنے نمرود شاہ کے زمرد شاہ باختری پہونچا نمرود شاہ نے کہا ہو لقا

مین نے تجھے اسواسطے بلوایا ہی تو دیکھ کہ سرداران حمزہ و پسر حمزہ نے مجھے سجدہ کیا تو بھی مجھے سجدہ کر لقا
نے کہا او عمرو دشاہ تو ایک شہر غشتک کا کیہ کا بادشاہ ہی اور وہان کی خدائی کرتا ہی اسپر مغرور ہوا ہی
اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خداوند ہون تجھے لائق و لازم ہی تو میری پرستش کر عمرو نے کہا ابھی تجھے خاک
سیاہ کر دونگا لقا نے کہا مین اسی وقت تجھکو مار ڈالونگا یہ کہکر عمرو دشاہ سے لپٹا عمرو بھی لقا سے دست
و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی لقا کے ڈاڑھی کی جھلجھل عمرو کے ہاتھ مین عمرو کی پیشانی کا پیچلا لقا کے
پنجے مین کبھی لقا اوپر اور عمرو نیچے اور کبھی عمرو اوپر لقا نیچے کبھی گھونسا چلا کبھی تھپڑ چلی غرض کہ ڈاڑھیان
ایسی دونون کی نچین کہ خون بہنے لگا کتون کی طرح دونون ہانپنے لگے سب لوگ خاموش کھڑے تماشا دیکھتے ہین
کہ دو خداوند آپسمین لڑتے ہین کون انکے بیچ مین دخل دے قول شیخ سعدی شیرازی بہت درست و صحیح ہی
قول ده درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند جب خوب دونون تھکے اور ڈاڑھیان
نچین اور منھ زخمی ہوے عمرو دشاہ چلایا ارے لقا مجھے مارے ڈالتا ہی تم لوگ کھڑے تماشا دیکھتے
ہو اور بچاتے نہین یہ سنکے اُدھر سے دیو افلاک دوڑا اُدھر سے دیو پرندہ کہ وہ بھی آیا ہوا تھا جھپٹا دونو
کو جدا کیا عمرو نے کہا ای لقا تو مجھسے لڑا ہی مین تجھکو دوزخ مین ڈالدونگا لقا نے کہا تو میرا بھیجا ہوا بھائی
ہو کر مجھسے برابری کرتا ہی مین دم بھر مین سب عزت و رتبہ اُتار ڈالدونگا دیو افلاک اور دیو پرندہ نے
کہا کہ تم دونون خداوند آپسمین شرط کرو کہ جو خدا پرستون کو مٹا سے وہی خداوند برحق ہی الغرض یہ رائے
دونون کی عمرو و لقا کو پسند آئی اور آپسمین صلح ہوئی دونون خداوند ایک تخت پر بیٹھے صحبت عیش برپا
ہوئی بعد اُسکے لقا سے بے بقا دیو پرندہ پر سوار ہوکر اپنے قیطولون پر چلا گیا بختیارک سے جاکر
تمام حال بیان کیا بختیارک نے کہا یا خداوند آپ عمرو دشاہ سے کہلا بھیجے کہ جو تم عمرو کو گرفتار کرکے
قتل کرو تو مین تمھین سجدہ کرون لقا نے کہا ای شیطان درگاہ یہ کام تو کچھ مشکل نہین ہی وہ ساحر بھیجکر
پکڑوا بلوائیگا اور قتل کریگا بختیارک نے جواب دیا خداوند عمرو کا قتل کرنا بہت مشکل ہی اگر عمرو وہان گرفتار
بھی ہو تو عمرو کو مار ڈالیگا آپکی خداوندی قائم رہیگی اور بالفرض عمرو مارا گیا تو ہم سب نہایت بے پروا ہو کر
خدا پرستون کا کام تمام کرینگے اور عمرو دشاہ سے اور آپ سے صلح کرادینگے الغرض لقا نے دل پسند ہو کے
ہاتھ لکھوا کر رقعہ عمرو دشاہ کو بھیجا جب عمرو دشاہ مضمون رقعہ سے آگاہ ہوا ساحرہ جنتی کو لاکر حکم دیا کہ
تو عمرو کو گرفتار کر لا ساحرہ جنتی عمرو کی گرفتاری کی فکر مین روانہ ہوا اتفاق کار عمرو نے کیا یہ قیدیون پر لقا
کے بصورت تبدیل موجود تھا اُسنے یہ سب حال پاکر خواجہ عمرو سے بیان کیا کہ بختیارک نے آپکے گرفتار ہونے
کی یہ تدبیر ٹھہرائی ہی عمرو نے کہا خیر سمجھا جائیگا اور اُسی وقت صورت اپنی بدلکر لشکر کفار کی طرف روانہ ہوا
بارگاہ مین یاقوت شاہ کی آیا دیکھا تمام کافر بیٹھے ہوے ہین باتین عمرو کی ہو رہی ہین جب دربار
برخاست ہوا اور بختیارک اپنے خیمے کو چلا عمرو بھی پیچھے اُسکے روانہ ہوا بختیارک خیمے مین داخل ہوا اور
کھانا مانگا عمرو چوبدار بنکر باورچی خانے مین گیا تمام کھانا اپنے ہاتھ سے خوانون مین لگایا سب کھانا بدارو سے
بیہوشی آغشتہ کر دیا خوان کھانے کے خیمے مین بختیارک کے لایا خدمتگارون نے دسترخوان بچھا کر بختیارک کو
کھانا کھلایا بختیارک کھانا کھا کر سو رہا جو کھانا بچا ہوا تھا وہ سب خدمتگارون نے کھایا وہ بھی سب بیہوش ہوے
عمرو نے بختیارک کو اپنی صورت بنا کے شاگردون کے ہاتھ لشکر اسلام مین بھیج دیا اور شاگردون کو

سمجھا دیا کہ اسکو ساتھ حمزہ صاحبقران کے رکھنا اور اُس سے کہدینا کہ اگر تونے افشاے راز کیا تو اُسی وقت
تجکو سب ملکر مار ڈالینگے اور عمرو آپ صورت بختیارک کی بنکر اُسکے مقام پر سو رہا یہان نمرود شاہ نے حکم دیا
کہ طبل جنگ بجے زیور شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی بادشاہ اسلام نے فرمایا ہمارے لشکر مین
بھی بفضل ایزدی کوس حربی بجے بموجب حکم بادشاہ اسلام طبل سکندری پر چوب پڑی ادھر لشکر لقا مین نقارہ زنگی
بجا چار پہر رات تینون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو تینون دریاے بے پایان میدان کارزار مین موج زن
ہوے ہر طرف صفین آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز نکل کر نقابت کی صدا دینے لگے ای بہادرو میدان جنگاہ پر
آؤ ہنر جنگ دکھاؤ نام رستم و سام کا مٹاؤ بعد اُسکے لشکر نمرود شاہ سے فوراً نقابدار زرہ پوش زیور شاہ
سے اجازت میدان لیکر گینڈے کو اپنے جولان دے کر معرکۂ کارزار مین آیا اور پکارا کہ جسکو تمناے مرگ ہو وہ آئے
اور مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام سے فرخ شہسوار قلندر بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مرکب اپنا چمکاتے
ہوئے برابر نقابدار کے آئے نقابدار لگاو رزن ہوا بعدہ جھپتی نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے نقابدار
نے سیل آہنی مارا کہ سر پر سے اُچھل کر گھوڑے کے سر پر پڑا اسقدر پاش پاش ہو گیا فرخ شہسوار رہوار سے کود
پڑا دونون پیادہ ہوکر کشتی پر آمادہ ہوئے آخر کار کشتی ہونے لگی قضاے کار پانون فرخ کا شوخانے مین جا پڑا فرخ
شہسوار گرا ضرب سے گرنے کی ایسا صدمہ پہونچا کہ فرخ شہسوار بیہوش ہو گیا نقابدار نے اُسی عالم
بیہوشی مین مشکین باندھ لین اور لشکر نمرود شاہ مین بھیجدیا بعد اُسکے فرخ بخت سلطان مقابلے کو نقابدار
کے آیا بعد حرب و ضرب کے نقابدار نے اُسے بھی گرفتار کرکے لشکر مین نمرود کے بھیجدیا اب پہر دن آیا ہوگا
کہ نقابدار نے لشکر لقا کی طرف مبارز طلب کیا اُدھر سے سپہ فیل عاد آکر نقابدار کے مقابل ہوا بعد حرب
ضرب گران کے وہ ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا ابھی اور کوئی لشکر لقا مین سے نہ نکلا تھا کہ لشکر اسلام سے
شاہزادہ خاور سپاہ قاسم ذیجاہ نقابدار کے مقابلے کو آئے بعد لگاو رزنی دھمکتی نقابدار نے سیل
فولادی مارا قاسم نے تیغہ پلارک افراسیابی سے سیل فولادی کو مثل [illegible] کے قلم کیا نقابدار نے تلوار ماری
قاسم نے چاہا کہ زیر بغل دبوچ کر ہاتھ تلوار کا مارین کہ تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا بے قابو ہوا قاسم گھوڑے
سنبھالنے لگے کہ تلوار نقابدار کی سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی قاسم نے دستانہ مارا تلوار چھنا کر نکل گئی
مگر اُسی حالت زخمداری مین جو ہاتھ تیغہ پلارک افراسیابی کا مارا سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا نقابدار نے
پیچھے سر اپنا کھینچ لیا تیغہ سر سے نکل کر گینڈے پر پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی نقابدار گینڈے سمیت زمین
پر گرا فوج نمرود کی دوڑ پڑی اُدھر سے فوج اسلام کمک کو آئی تلوار چلنے لگی نقابدار کو اور قاسم کو لوگ
اُٹھا کر اپنے اپنے لشکر مین لیگئے یہان تلوار چل رہی ہے دونون لشکر ملے ہوئے لڑ رہے ہین لندھور و
ارشیدون پریزاد نے ہزارہا نمرود پرستون کو واصل جہنم کیا ہاشم و بدیع الزمان وغیرہ نمرود کی طرف
سے لڑ رہے ہین اہل اسلام طرح دے رہے ہین کوئی انکا سامنا نہین کرتا ہے نمرود شاہ نے جو لندھور
و ارشیدون پریزاد کو دیکھا کہ یہ بڑے بہادر ہین دیو افلاک سے کہا کہ ان دونون کو اُٹھا لا لندھور
اور ارشیدون لڑتے ہوئے چلے آتے ہین کہ دونون کو دو پنجے اُٹھا لیگئے اور بختیارک عمرو کی صورت
بنا ہوا لشکر اسلام مین کھڑا ہوا تھا عیارون کے ڈر کے مارے کچھ بول نہ سکتا تھا اور دل مین اپنے کہتا
تھا کہ خود کردہ را درمان نیست ای بختیارک جو کچھ کیا تونے اپنے ہاتھ سے کیا نہ عمرو کے گرفتار کرانے کی

تو فکر کرتا ہے بلا سے خود گرفتار ہوتا بختیارک بصورت عمرو کھڑا ہوا یہ خیال کر رہا تھا کہ ایک پنجہ گرا اور اسکو اٹھا
لیگیا غرضکہ یہاں شام تک جنگ مغلوبہ رہی اور غلغلہ دار و گیر برپا رہا لیکن عین جنگ مغلوبہ میں نقابدار سبز پوش
بھی مع چالیس ہزار سوار کے آکر شریک لشکر اسلام ہوا اور لشکر کفار کو قتل کرنے لگا طاہر نمرودی ایک سردار نمرود شاہ
کا تھا وہ للکارتا ہوا برابر نقابدار کے آیا اور تیغہ نقابدار پر مارا نقابدار نے پشت شمشیر پر روک کر جو تلوار کا ہاتھ
مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے پھر طارق نمرودی سے سامنا ہوا اسنے وار نقابدار پر تلوار کا کیا نقابدار
سبز پوش نے وار اسکا روک کے جو تلوار ماری وہ بھی مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوا پھر ادھر سے ضحاک اژدر پیکر
آکر نقابدار کے مقابل ہوا ایک اژدہا صندوق سے نکال کر چھوڑا نقابدار نے اژدہے کے دو ٹکڑے کیے پھر
ضحاک اژدر پیکر کو بھی مارا غرضکہ نقابدار نے تھوڑی دیر میں بارہ پہلوان نامی کو قتل کیا جب بالکل شام ہو گئی
تاریکی چھا گئی طبل بازگشت بجا نقابدار سبز پوش مع چالیس ہزار سوار جرار کے صحرا کیطرف روانہ ہوا ادھر
تینوں لشکر اپنے اپنے خیموں کیطرف پلٹے یہاں نمرود شاہ نے فرخ شہسوار اور فرخ بخت سلطان
اور لندھور بن سعدان اور ارشیون پیرزاد کو سامنے اپنے بلایا اور کہا کہ دیکھو ان خدا پرستوں نے
مجھے سجدہ کیا ہے تم بھی مجھے سجدہ کرو لندھور نے نعرہ کیا اور کہا نابکار کیا جھک مارتا ہے تجھ اور تیرے پرستاروں پر
لاکھ لاکھ لعنت ہے نمرود نے برہم ہو کر کہا کہ معلوم ہوا تم جبتک اپنے خداوند کی صورت نہ دیکھو گے سجدہ
نہ کرو گے یہ کہکر نقاب منہ سے اٹھائی اور پکارا کہ برمن نگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا لندھور وغیرہ کی جو نگاہ
اسکے روئے نحس پر پڑی سحر میں گرفتار ہو کر سجدے کو جھک گئے اور پکارے کہ تو خدا ہے برحق ہے ہم تجھے
رو رو کے عجب حال کیا اور قدموں پر گرے نمرود نے دست نحس انکی پشت پر پھیرا اور خلعت دیکر
پاس بٹھایا ساحر جنی نے بڑھکر عرض کیا یا خداوند یہ غلام عمرو کو پکڑ لایا ہے حکم دیا کہ آج قید رکھو کل نقابدار کو بلوا کے
سامنے عمرو کو قتل کرونگا ساحر جنی نے عمرو نقلی کو قید کیا ادھر خواجہ عمرو بختیارک کی صورت بنے ہوئے
بارگاہ یاقوت شاہ میں موجود ہیں تمسخر کی باتیں کر رہے ہیں ہرکاروں نے پرچہ اخبار گذرانا کہ لندھور و ارشیون
پیرزاد اور فرخ شہسوار قلندر و فرخ بخت سلطان اور عمرو گرفتار ہو کر نمرود شاہ کے پاس سے گئے عمرو
سمجھا کہ اب کل صبح کو ہنگامہ ہوگا آج یہاں سے چلیے بختیارک نقلی نے یاقوت شاہ سے کہا کہ آج مجھکو
بڑے خدا نے ہوئے کہ عمرو گرفتار ہو گیا یقین ہے کہ نمرود شاہ اسے زندہ چھوڑیگا آج میں خود ساقی بنکر سب کو شراب
پلاؤنگا یاقوت شاہ نے کہا ملک جی تمہاری جو خوشی ہو وہ کرو بہتر ہے کہیں شراب پلا
میں آیا تمام شراب میں دارو بیہوشی آغشتہ کر کے پہلے محفل والوں کو شراب اچھی اچھی تقسیم کی
تحفہ شراب بھر کر صحبت میں لایا اور تمام محفل کو جام گردش کر کے پلایا پہر رات سے عجیب و غریب حرکتیں کر کے
سب بیہوش ہوئے اسوقت عمرو نے تمام صحبت کا مال و اسباب لیا اور سب کے منہ کالے کیے اور ایک
رقعہ لکھکر وہاں ڈالدیا اسمیں یہ لکھا تھا ای کافرو آگاہ ہو میں عمرو ہوں اور میں نے اپنی شکل بنا کر بختیارک
کو پکڑوا دیا اور میں تمکو لوٹ کر چلا گیا یہاں مجکو کون پکڑ سکتا ہے اور کلیم عیاری ادھر
نمرود شاہ نے دیو افلاک سے کہا کہ جا کر لقا کو بلا لا دیو افلاک جا کر لقا کو اٹھا لایا اور سامنے نمرود شاہ کے
آیا پکار کر کہا کہ سلام ہے اسیر کہ جو مجھے خدا ہے برحق جانے جواب سلام کسی نے دیا
تو نے کہلا بھیجا تھا جو تو عمرو کو گرفتار کریگا تو میں تجکو سجدہ کروں دیکھ عمرو کو تو میں نے پکڑوا بلوایا

تو مجھے سجدہ کر لقا نے کہا عمرو کہان ہے لاؤ میرے سامنے نمرود نے ساحرہ سے کہا کہ جا لے آ عمرو کو ساحرہ عمرو نقلی
یعنی بختیارک کو سامنے دربار مین لایا نمرود نے لقا سے کہا کہ یہ موجود ہے چاہے تو اسے قتل کر چاہے بخش
دے تجھے اختیار ہے لقا نے دیکھکر عمرو کو کہا او عیار بان زادے اب کہہ کیا حال تیرا کیا جاے تو نے کیا کیا ظلم
کئے ہین نمرود نے لقا کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا بلاؤ جلاد کو کہ عمرو کو قتل کرے اسوقت بختیارک پکارا ای نمرود شاہ
بھلا عمرو کو کون گرفتار کر سکتا ہے اور وہ کسکے ہاتھ آتا ہے ارے وہ بلاے بے درمان آفت جہان ہے مجھکو عمرو نے اپنی
صورت بنا کر گرفتار کرا دیا مین بختیارک ہون اور عمرو میری صورت بنا ہوا بارگاہ یاقوت شاہ مین موجود ہے
اور یہ کہا کہ ای لقا تو بھی مجھے نہین پہچانتا لقا نے کہا او دزد بارک گردن مین تیرے فریب مین کبھی نہین آونگا یکایک
جلاد حاضر ہوا اور ہاتھ مین تلوار لیکر عمرو نقلی کا پیچھا بختیارک پکارا ای عمرو بس تیری خدائی معلوم ہوئی کہ تجکو نیک و بد مین
تمیز نہین ہزار بار سے میرا کہنا اگر تجھے باور نہین آتا تو بختیارک کو بارگاہ یاقوت شاہ سے طلب کر اسیوقت
حال کھل جائیگا نمرود نے یہ سنکر جلاد کو منع کیا کہ ابھی اسے قتل نہ کر اور ساحرہ جنی سے کہا کہ جاکر بختیارک کو لا ساحرہ
فوراً روانہ ہوا یہان یاقوت شاہ وغیرہ صبح کو بیدار ہوکر اپنے حال خراب سے آگاہ ہوئے ہین رقعہ پڑھکر معلوم
کیا کہ عمرو نے یہ حال کیا اور رحمت نکلا چلا گیا اس اثنا مین خبر پہونچی کہ لقا نمرود کے قیطولون پر گیا اور
بختیارک کے مارے جانے کا سب افسوس کرنے لگے یہ ذکر تھا کہ ساحرہ جنی بھی پہونچا اور کہا کہ تم مین سے بختیارک
کون ہے خداوند نمرود شاہ نے طلب کیا ہے یاقوت شاہ نے کہا ای ساحرہ آگاہ ہو بختیارک عمرو کی صورت
بنا ہوا نمرود شاہ کے قیطولون پر موجود ہے اور عمرو بختیارک کی شکل بنا ہوا یہان رات کو تھا سبکو بیہوش کر کے
مال و اسباب لوٹ کر لیگیا اور یہ دیکھو رقعہ لکھکر ڈال گیا ساحرہ جنی یہ سنکر حیران ہوا اور وہ رقعہ لیکر سامنے
نمرود کے آیا اور کہا یا خداوند حقیقت مین یہ بختیارک ہے عمرو نہین ہے یہ اس رقعہ کو ملاحظہ کیجیے نمرود شاہ
نے وہ رقعہ آپ پڑھا اور لقا کو دیا جب مضمون سے آگاہ ہوا لقا پکارا ای نمرود مین نے سترہ ہزار بار پیشتر یہ تاکید
کی تھی کہ عمرو گرفتار نہو گا نمرود نے جواب دیا کہ عمرو کہان جائیگا جہان ہوگا وہان سے گرفتار ہو آئیگا القصہ
بختیارک کو چھوڑ دیا بختیارک گرم پانی سے نہا کر بصورت اصلی بنکر آیا نمرود کے قدمون پہ گرا اور کہا یا خداوند
عمرو کا گرفتار ہونا بہت دشوار ہے نمرود نے ساحرہ کو بلا کر حکم دیا کہ عمرو جہان ہو گرفتار کر لا ساحرہ نے عرض کیا
بندہ اوسی فکر مین ہون جسوقت اور جہان عمرو ملیگا مین فوراً اٹھا لاؤنگا لقا نے کہا ای نمرود وہ تقدیر مین
لکھا ہو سکتا لیکن نمرود نے جواب دیا کہ یہ جو کچھ تقدیر مین لکھا ہے کیا کر سکتا ہے خیر اب خدا ہے سون کو غارت کر
تو تجھے بتلاؤنگا پھر دیو افلاک سے کہا کہ لقا اور بختیارک کو پہونچا آ لقا نے کہا دیو افلاک کی مجھکو کچھ ضرورت
نہین ہے میرا فرشتہ قدرت موجود ہے اور دیوار بابندہ پر مع بختیارک سوار ہو کر اپنے قیطولون پر آیا تخت خدائی
پہ بیٹھا اور دربار عام کا حکم دیا تمام وشنیان جو لقا پرست تھا مشتاق دیدار ہو کر آنے لگا یہان کا
حال سنیے کہ لشکر اسلام مین [illegible] زبان سے کرب غازی سے کہا او نامدار کرد وہ شاہ ولایت یہ لقا بدایا
جو اس رقعہ آیا اور [illegible] نہین کہ یہ نور الدہر ہے تم جاکر کوہ و صحرا مین تلاش کرو اور اسے
ڈھونڈھ لاؤ کرب غازی سے [illegible] یہ کہکر تنہا تلاش نور الدہر [illegible] مین کرب غازی
روانہ ہوئے کہ حال اسکا انشاء اللہ بیان کیا جائیگا ادھر ہشتر قران حبش نے جو سنا کہ خواجہ عمرو قیطولون پر
نمرود کے گرفتار [illegible] اسواسطے کہ قیطولون پر نمرود کے پہونچکر استاد کو چھڑا لائے کہ ایک دیو ہشتر قران کا

اٹھا لیگیا حال اسکا بھی انشاء اللہ بیان کیا جائیگا لیکن حال سنیے نمرود شاہ کا کہ اسنے بعد لقا کے جانے کے دیو افلاک سے کہا کہ تو لشکر خدا پرستان پر آتشباری کر اور شیر و پلنگ برسا کہ خدا پرستون کا استیصال ہو دیو افلاک نے کہا بہت اچھا آپ طبل قہاری بجوائیے اسیوقت نمرود نے انور شاہ کو بلا کر حکم دیا کہ طبل قہاری بجے جیسے طبل قہاری بجا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام میں آئے چیلہ و جاسوسان بادشاہی بجالا بعد اسکے عرض کیا کہ نمرود شاہ کے لشکر میں طبل قہاری بجا ہے رات کو آتشباری ہوگی اور شیر و پلنگ برسینگے فرمایا کہ نمرود جھک مارتا ہے جو خدا ہمارے حق میں بہتر جانیگا وہ کریگا اور سر شام سے سجادۂ طاعت ایزدی بچھا بچھا کر نمازیں پڑھیں اور دعائیں مانگنے کو بیٹھے یا رب یا مستغیث کی آواز لشکر اسلام میں بلند تھی ادھر دیو افلاک بہت سے شیر و پلنگ جا کر سر راستے پکڑا یا تھا اور ہزار ہا گیند آتشیں روشن کیے تھے بس دو پہر رات سے گذر چالیس ہزار دیو اپنے ساتھ لیکر چلا اتفاق کار دیکھیے شان پروردگار کا یا حافظ فرمایئے وہ حافظ حقیقی اپنے بندگان خاص و عام کی حفاظت کرنے والا ہے ہر بلا و آفت سے وہی بچاتا ہے دیو افلاک مع چالیس ہزار دیون کے بخیال لشکر اسلام چلا اندھیری رات تھی درمیان صحرا کے آکر راستہ بھول گیا لشکر لقا سے بے لقا کیطرف آنکلا وہاں آتشباری شروع ہوئی اور شیر و پلنگ چھوڑ دیے سیکڑون کافر مارے آگ لگنے جل جلکر خاک ہوگئے سیکڑون کو شیرون اور چیتون نے چیر پھاڑ کر پھینک دیا تہلکۂ عظیم برپا ہوا شور و غل اٹھا تھا گویا کیسی قیامت آئی آسمان سے آگ برستی ہے اور آسمان سے شیر و پلنگ پیدا ہو کر گرتے ہیں ہزار ہا کفار داخل جہنم ہوئے یاقوت شاہ بحکم لقا دوڑا گیا اور زیر قبطول نمرود پکارا یہ کیا غضب ہے کیسی غفلت ہے کہ خدا پرستون کا لشکر تو حفاظت میں رہا اور لشکر لقا تباہ ہوا نمرود شاہ نے اسیوقت سامرہ جنی کو دیو افلاک کے پاس بھیجا اور کہنا اے دیو افلاک یہ تونے کیا غضب کیا لشکر لقا کو کیون غارت کیے دیتا ہے دیو افلاک کے پاس جب یہ حکم نمرود پہونچا دیو افلاک اپنے دیون کو لیکر پھر آیا اور کہا یا خداوند شب تاریک تھی میں راستہ لشکر اسلام کا بھول گیا تھا لشکر لقا پر جا پڑا خیر آج شب کو میں خدا پرستون کا لشکر جا کر غارت کر دونگا پھر دیو افلاک شیر و پلنگ لیکر بیٹھ کے جمع کرنے لگا یہان صبح کو صاحبقران کو خبر ہوئی کہ پروردگار نے لشکر اسلام کو تو محفوظ رکھا ساری آفت لشکر لقا پر آگئی صاحبقران نے سجدۂ شکر کیا پھر خبر آئی کہ نمرود شاہ نے آج پھر طبل قہاری بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خدا ہے بزرگ است جو وہ بہتر جانیگا کریگا اور پھر شام سے تمام اہل اسلام نے نمازیں پڑھ پڑھ کر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور بتضرع و زاری دعائیں مانگنے لگے دو پہر رات گئے ایک غلغلۂ عظیم آسمان پر ہوا اور دو چار گندے جلتے ہوئے آگ کے لشکر اسلام میں گرے اور کچھ شیر و پلنگ بھی آئے بہادران و غازیان شمشیر زن نے انکو مارا مگر پھر آگ سے جلے کہ قضا سے کارآگاہ سپہ قریشیہ سلطان صاحبقران کی ملاقات کو آئی تھی اور سہیلی دلچھ نمک کو خبر کیونکہ اسکے بھیجا تھا اسنے اگر قریشیہ سلطان کو خبر دی تھی کہ آج رات کو دیو افلاک اپنے دیون کو ساتھ لیکر لشکر اسلام پر جائیگا آگ اور شیر و پلنگ برسائیگا قریشیہ سلطان نے کچھ دیون کو لگا رکھا تھا جب دیو افلاک لشکر اسلام پر آیا ادھر سے قریشیہ سلطان فوج دیون کی لیکر پہونچی حکم دیا کہ ان آدمیون اور ناہنجارون کو مار لو اور یہی شیر و پلنگ اور آگ کے گندے لشکر کفار پر پھینک دو یہ سنکر دیو قریشیہ سلطان کے جھپٹ کر دیو افلاک کے ساتھ والون پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا آسمان سے صدا ہے گیرو دار آنے لگی دیون کے ہاتھ بلند تھا

سر کٹ کٹ کے گرنے لگے پہر رات باقی تھی کہ دیو افلاک اپنے دیوون کو ساتھ لیکر بھاگا دیو قریشیہ
سلطان کے شیر و پلنگ لشکر کفار پر جھپٹنے لگے ہزارہا کافر مارے گئے دیو افلاک نے نمرود شاہ
سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ کے ساتھ بھی لاکھون دیو ہین مین اپنی جان بچا کر بھاگ آیا نہین مین بھی مارا
جاتا اور میرے دیو بھی سب قتل ہوئے اور اب بھی کئی ہزار دیو قتل ہو گئے نمرود شاہ چپ ہو رہا بیچ کو
صاحبقران نے اپنے سردارون سے کہا کہ دیکھا تمنے کیا افضال الٰہی شریک حال ہوا تمام لشکر اسلام
اس کافر کی شر سے محفوظ رہا بلکہ لشکر نمرود کے لوگ بہت سے تباہ ہوئے یہی ذکر تھا کہ ملکہ قریشیہ سلطان
تخت پر سوار سامنے سے نمایان ہوئی صاحبقران کو خبر کیا اور قدمبوسی حاصل کی امیر با توقیر نے قریشیہ سلطان
کو گلے سے لگایا خلعت دیا خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ یہ مدد قریشیہ سلطان نے کی کہ دیو ساحر کو مارا اور دفع کیا
قریشیہ سلطان بولی ای امیر با توقیر مجھے خدا نے بر وقت خوب پہونچایا نہین تو دیو افلاک نے تمام لشکر
اسلام کو تباہ کیا تھا اور صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو دیوون کو خدمت سراپا برکت حضور مین چھوڑ
جاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے کبھی دیو و پری کی مدد نہین چاہی ہرگز کوئی دیو میرے پاس نہ چھوڑنا اور
اب تمکو مناسب ہے کہ تم رخصت ہو کر روانہ جانب قاف ہو قریشیہ سلطان آداب بجا لا کر رخصت ہوئی
اور اندر محل کے گئی خواتین معظمہ سے ملاقات کر کے پرواز قاف کیطرف روانہ ہوئی مگر یہان نمرود نے
القاش خون آشام سے کہا کہ تو نے بہت سے سرداران لشکر اسلام کو مارا ہے اب بھی جا کر ان خدا پرستون
سے مقابلہ کر اور جنگ و جدال کر کے سب کا خاتمہ کر القاش نے عرض کیا بہت اچھا مین موجود ہون نمرود نے
سامریہ کو حکم دیا اسے تم پہلوون سے نیچے اتارو سامرہ جنی القاش کو زلور شاہ کے دربار مین لایا القاش نے
زلور شاہ سے کہا کہ مین خدا پرستون پر شبخون ارو لگانا ہے سنکے زلور شاہ نے جواب دیا تجھے اختیار ہے مجکو اسمین کچھ
دخل نہین ہے القاش نے لشکر اپنا تیار کیا اور رات کو بارادۂ شبخون چلا قضاء کار راہ لشکر اسلام کی بھول
گیا لشکر القاش جا کر اسی شبخون مار کفار مین ایک شور گیر و دار بلند ہوا شیخم خون آشام غلغلہ سنکر خیمے سے نکلا
اور گھوڑے پر سوار ہوا اور روشنی مشعلون کی اپنے ساتھ لیے اور لڑتا ہوا چلا کہ دور سے القاش کو دیکھا
وہین سے للکارا او القاش یہ کیا کیا تو نے ہمارے لشکر پر شبخون مارا القاش نے کہا مین خدا پرستون پر جاتا
تھا راہ بھول کر ادھر آ پڑا اب مین پھرا جاتا ہون پہر رات باقی تھی کہ ادھر سے پھر کر لشکر اسلام پر آ کر شبخون کر کے خدا پرستون
کو قتل کرنے لگا یہان حمزہ صاحبقران زمان آرام فرماتے تھے کہ القاش خون آشام کے شبخون کرنے کی خبر
پہونچی اسیوقت سوار ہو گئے اور تلاش کرتے ہوئے القاش کو چلے القاش لڑتا ہوا آتا تھا کہ صاحبقران سے مقابلہ
ہوا القاش نے تلوار ماری صاحبقران نے خالی دے کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دے کر تلوار چھین لی اور
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر القاش زمین سے اوٹھا لیا اور مشکین باندھکر عمرو کے حوالے کیا فوج القاش شکست کھا کر
بھاگی میدان صاف ہو گیا صاحبقران زمان بفتح و فیروزی پھرے صبح ہو چکی تھی بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی
مین آکر جلوہ فرما ہوئے صاحبقران نے آکر مجرا کیا اور دنگل شوکت پر بصد رفعت متمکن ہوئے عمرو سے فرمایا
لاؤ القاش کو عمرو نے القاش کو طوق و زنجیر مین گرفتار سامنے حاضر کیا القاش نے دیکھا نمرود شاہ پرستان
اسلام کیا کسی نے جواب نہ دیا دیکھا صاحبقران نے کہ چہرہ القاش کا سرخ ہے صاحبقران نے پانی منگوا کر اسم
اعظم دم کیا اور کہا کہ اس پانی سے القاش کا منھ دھلاؤ جب القاش خون آشام کا منھ دھلایا القاش ہوشمین آیا

آثار سحر زائل ہوسے بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا ای القاش بہتر یہ ہو کر دین اسلام ہو اگر ہو چند کلمات مذہب نمرود
پرستی اور مدح وثنا و حمد سپاس پروردگار عالم مین بزبان فصیح ارشاد فرماے کہ زنگ کفر آئینہ دل القاش
سے زائل ہوا اور نور اسلام پیشانی پر جلوہ گر ہوا القاش پکارا ای شہریار مین نے معلوم کیا کہ دین اسلام اور مذہب
اور آئین اپکا برحق ہی صاحبقران نے کلمہ طیبہ القاش کو پڑھایا القاش کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا پھر القاش سے
تمام فوج کو اپنی بلایا اور دائرہ اسلام مین لایا خبر خسرو وشاہ کو ہوئی کہ القاش شریک لشکر حمزہ ہوا نمرود
نے کہا کہ یہ تقدیر مین سے لکھی تھی بالائی تقدیر ہوئی ادھر لقا کو خبر پہونچی کہ القاش مسلمان ہوگیا یہ سنکے نہایت
برہم ہوا قہر بن سماک اژدر گیر نے لقا سے کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین صبح کو میدان مین جاکر
القاش کو للکارونگا اور بنا بیدھ خداوندی اسے مار ڈالونگا لقا نے کہا کہ مین نے بھی یہی تقدیر کی ہی القصہ اسیوقت طبل جنگ
بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا ادھر خسرو وشاہ کے لشکر مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات کو
تیاری جنگ تینون لشکر دن مین رہی صبح کو تینون لشکر میدان کارزار مین آئے طرفین سے صفین آراستہ ہوئین نقیب
نقیب و سے کر چلے گئے قہر بن سماک اژدر گیر سامنے لقا کے آیا اور عرض کیا کہ جو اجازت میدان کی ملے تو
جا کر خدا پرستون سے مقابلہ کرون لقا نے کہا کہ چلئے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا قہر بن سماک اژدر گیر اجازت
حرب لیکر گینڈا دوڑا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اور کہا کہ کہان ہی القاش خون آشام آئے میرے مقابلہ
کو القاش خون آشام مرکب اپنا اڑا کر باجازت بادشاہ اسلام سامنے میدان مین قہر بن سماک اژدر گیر
کے آیا بعد رکاورزلی حریفانہ گفتگو کی قہر بن سماک اژدر گیر نے نیزہ مارا القاش نے دو گھڑی نیزہ بازی
مین نیزہ اسکا ہوائی کیا قہر بن سماک اژدر گیر قہر و غضب مین آکر تلوار کھینچکر القاش پر جھپٹا اور برابر آکے
تلوار ماری القاش نے سپر پر روک کر تیغہ مارا سپر اسکی کاٹ کر تیغہ سر پر آیا تا جگر اتر گیا قہر بن سماک
اژدر گیر واصل جہنم ہوا القاش نے پھر مبارز طلب کیا سماک رعد انداز لقا سے رخصت ہوکر سامنے القاش
کے آیا بعد رکاورزلی اور ہمسخی کے سماک رعد انداز نے کہا کہ ای القاش تو نے بڑے بہادر کو مارا کہان اب
جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کہکر تلوار القاش پر ماری القاش نے پشت تیغ پر روک کر دوہی تیغہ خون آلود جو
اسکی کمر پر مارا تا خندہ خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگئے لقا نے فوج کو حکم کیا کہ اسے مار لو جانے نہ دو تمام فوج کفار نے
القاش خون آشام پر نرغہ کیا القاش بھی تلوار تول کر ان پر آپڑا تلوار چلنے لگی بادشاہ اسلام نے فوج اسلام
کمک کو بھیجی جنگ مغلوبہ ہوگئی ایسی تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے بند ہوگئے دریا خون کا بہنے لگا شناوران بحر
شجاعت دریائے خون مین ہاتھ تلوار کے لگا رہے تھے کفار بحر فنا مین ڈوب رہے تھے صاحبقران لڑتے ہوئے
برابر علمدار کے پہونچے علم اسکا قلم کیا جسوقت علم سرنگون ہوا فوج کفار شکست کھاکر بھاگی غازیان دیندار نے
تعاقب کیا پڑاؤ پر بھی نہ پاؤن جمنے دیا وہان سے بھی فوج کفار بھاگی اہل اسلام غارتگری کفار پر آمادہ ہوئے
لوٹ شروع ہوگئی لقا بھاگ کر داخل شہر ہوا دروازے شہر کے بند کروا لیے اہل اسلام مال و اسباب کفار دون
کا لوٹ کر مالامال ہوگئے جتنے کافر مارے گئے تھے انکے سرون کے کاٹکے مینار بنوا لیے گئے لشکر ظفر اثر
کو صاحبقران نے حکم دیا کہ گرد سمائل کے اترو اور خیمے برپا کرو تمام لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا چاروں طرف
سے سمائل کو گھیر لیا رسدین بند کردین کہ جسمین آب و دانہ کا گذر نہ ہو فقط ہوا اب اس داستان کو یہین چھوڑتے ہین

دوسری داستان شوکت بیان کرب نگاری کے بیان ہوتے ہین

پلاسا قیا وہ شراب لطیف
دو اک جام ساقی وہ دے ایکبار
سحر دید کا اسکے مشتاق ہو

کہ جاما کرین دیکھکر لب ظریف
نظر آئے بنت العنب کا سنگار
جو خورشید یکتائے آفاق ہو

عطا کر مجھے وہ مئے مشکبو
ہر پوشیدہ کہ نکہت ہین جلوہ تمام

کہ ہر جستجو جسکی اور آرزو
بہت منتظر ہو دل شادکام

اشعار دیگر

تو وہ خورشید ہو گردون یکتائی وحدت کا

دو عالم ایک مطلع ہو ترے دیوان قدرت کا
ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے ہین ساقی
گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا
کریگا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی
ہر اک شمشاد پر عالم ہو انگشت شہادت کا
ہماری حاجتون سے ہمکو شرمندہ بڑھکر دیا ہر دم

عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا
تو وہ ہو نخلبند گلشن ایجاد ہر صانع
تیرے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہے شفاعت کا
ملی نعمت سعادت کی تیرے در کی گدائی سے
ادا سے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا

مجھے منظور ہے احسان لینا تیری رحمت کا
کرونگا روز پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو
ریاض دہر گلدستہ ہے تیرے باغ صنعت کا
ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین
ہما بھی اک مگس ران ہے مرے خوان قناعت کا

بیت روان کردہ خامہ تیز دم

مہو دندان داستان راز رقم بخشش کنندگان عبارت مسرت آئین دشتاقان جمال پری تمثال شاہد مضامین قلم گلدستہ رقم سے اس داستان شوکت نشان کو بصد طبع آرائی یون تحریر کرتے ہین کہ جب کرب غازی تلاش لقا بدار صبح پوش لشکر اسلام سے چلے ہین صحرا و بیابان مین جو آیند و روند ملتا ہو اس سے پوچھتے ہین کہ لقا بدار صبح پوش کو کہین پر دیکھا ہو کوئی پتا نہین بتاتا ہو بعد کئی روز کے ایک شہر مین پہونچے کہ نام اسکا شہر مرجانیہ ہو اور ملک مرجان سرخ پوش وہان کا بادشاہ ہو کرب غازی شہر مین داخل ہوئے اور سیر کرتے ہوئے چلے آتے تھے جب درمیان چوک کے پہونچے دیکھا ایک مقام پر ہجوم خلائق ہو اسی طرف چلے جب قریب اس مجمع کے آئے دیکھا کہ بیچ مین ایک کمان اور بدرہ زر تخت پر ہو اور ایک شخص کرسی بچھائے ہوئے بیٹھا ہو کرب غازی نے آگے بڑھکر اس شخص سے پوچھا کہ یہ کمان کیسی رکھی ہو اور کسکی کمان ہو اسنے جو ایک جوان خوبصورت صاحب شوکت و نشان کو دیکھا کہ دبدبۂ شہریاری جبین متین سے ہویدا ہو اور مرتبہ سرداری و سالاری پیشانی سے پیدا ہو سمجھا کہ یہ کوئی نووارد ہو یہان کا رہنے والا نہین ہو اس کرسی نشین نے پوچھا کرب غازی سے کہ آپ اس شہر مین کب سے آئے ہوئے ہین کرب غازی نے کہا کہ آج ہی آیا ہون اسنے بیان کیا کہ یہ کمان جہان پناہ فتاح سرخ پوش کی ہو اور یہان بازار مین اسواسطے رکھی ہو کہ جو شخص اسے کھینچے یہ بدرۂ زر اٹھالے اور اگر کسی نے ارادہ کمان کھینچنے کا کیا اور کمان اس سے نہ کھنچی وہ قتل کیا جائیگا کرب غازی نے کہا کہ مین اسے کھینچون گا وہ کرسی نشین مانع ہوا کہ بڑے بڑے پہلوان اس کمان پر روز آزما چکے ہین اور خفت اٹھائی ہو تم اسکو نہ کھینچ سکو گے ناحق کو ذلیل ہوگے بہتر یہ ہو کہ یہان سے چلے جاؤ کرب غازی نے جواب دیا اگر مجھسے نہ کھنچ سکے گی تو جسطرح چاہنا مجھسے پیش آنا دار پر چڑھانا یا تیر باران کرانا اس کرسی نشین نے کہا تمھین اختیار ہو اسوقت کرب غازی گھوڑے سے اترے اور کمان ہاتھ مین اٹھائی اور ایک ہی زور مین گوشے سے گوشہ ملاکر پھر ایک جھٹکا دیا کہ کمان کے دو ٹکڑے ہوگئے تمام مجمع عام مین غلغلہ بلند ہوا کہ اس جوان نے کمان توڑ ڈالی کرب غازی نے ایک بدرۂ زر لیکر فقرا کو تقسیم کر دیا جب فتاح سرخ پوش کو یہ خبر پہونچی کہ ایک جوان نے کمان کھینچکر توڑ ڈالی کہا کہ جلد اسے ہمارے پاس لاؤ چوبدار کرب غازی کے پاس آئے اور کہا آپ کو فتاح سرخ پوش نے بلایا ہو کرب غازی نے جواب دیا کہ اسکا مین نوکر نہین ہون مجھے کیا غرض ہو کہ اسکے پاس جاؤن چوبدار نے جاکر فتاح سرخ پوش سے اسیطرح کہا اسنے چند سپاہیون کو بھیجا کہ اسے جاکر پکڑ لاؤ بیس پچیس سپاہی آئے اور کہا اے جوان ہمارے ساتھ چل

نہین تو زبردستی تجھے پکڑینگے کرب غازی نے کہا کیا مجال تمہاری جو مجھے خیمہ سے لیجاؤ اُن سپاہیون نے چاہا کہ
بلوا کرکے پکڑ لین کرب غازی تلوار کھینچکر اُن پر جا پڑا دم بھر مین دس بارہ کو مار لیا باقی بھاگ گئے جاکر فتاح
سرخ پوش سے بیان کیا کہ اُسکے ہاتھ سے بہت سے آدمی مارے گئے فتاح نہایت برہم ہوا اور دو ہزار
آدمی اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا اور کہا کہ مین ابھی اُسے مار لونگا یہان کرب غازی تلوار کھینچے ہوئے کھڑا ہے اور لوگ
دور دور مین کھڑے سب کہ رہے ہین کہ یہ عجب مرد جاہل ہے اب فوج آئیگی اور پکڑ لیجائیگی اس اثنا مین فتاح
سرخ پوش بھی آپہونچا دیکھا کہ ایک جوان تیغہ خون آلودہ ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑا ہے سمجھا یہ وہی شخص ہے جسنے
کمان توڑی ہے حکم دیا کہ اسے بلوا کرکے پکڑ لو یا اسکا سر کاٹ لو سب لوگ چہار طرف سے دوڑ پڑے لینا لینا کا غل
ہوا کرب غازی تو مستعد بجنگ کھڑے ہوئے تھے تلوار تول کر کافرون پر جا پڑے اور قتل کرنے لگے گھڑی بھر
مین سو دو سو آدمیون کو مار کر فتاح سرخ پوش کے پاس پہونچے اور للکارا کہ او نامرد تو میرے مقابلے کو نہین آتا
اورون کو لڑنے بھیجتا ہے فتاح پکارا مین آیا اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ
کہکے کرب غازی کو تلوار ماری کرب غازی نے پشت شمشیر پر روک کر ایک ہاتھ جو تلوار کا مارا مع مرکب اُسکے
چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ فتاح مارا گیا یہ خبر ملک مرجان سرخ پوش کو ہوئی کہ سپہ سالار فتاح سرخ
پوش مارا گیا ملک مرجان نے دوسرے سپہ سالار سے کہا کہ تو جاکر اُس سرکش کا سر کاٹ لا وہ پانچ ہزار سوار
لیکر مقابلے کو آیا اور کرب غازی پر نرغہ کیا کرب غازی اُنسے بھی لڑنے لگے جسکو ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے
دو ٹکڑے ہوئے پھر کھیت مین لاش پر لاش گرا دی اور ہر ایک پہونچکر قاہر سرخ پوش سپہ سالار ثانی کو للکارا باش او
نابکار اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اُسنے تلوار کا وار کیا کرب غازی نے جو تلوار اُسکی روک کر اپنا وار کیا
قاہر سرخ پوش کے بھی دو ٹکڑے ہوئے ملک مرجان کو فوراً خبر ہوئی کہ وہ بھی سپہ سالار قاہر سرخ پوش مارا گیا
طیش غضب مین آکر گھوڑے پر سوار ہوا چالیس ہزار جرار لیکر کرب غازی کے مقابلے کو آیا اور آتے ہی چار طرف سے
کرب غازی کو گھیر لیا کرب غازی جسطرح کارزار کر رہے تھے اُسیطرح لڑتے رہے ایک شبانہ روز تلوار چلی ہزارہا
آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے دوسرے روز عیار ملک مرجان شاہ کا کہ عیار سرخ اُسکا نام تھا اُسنے
ملک مرجان سے عرض کیا اگر آپ فرمائین تو مین ابھی اسے گرفتار کر لون ملک مرجان نے کہا کہ فوراً اسے
گرفتار کرو سرخ عیار چارسو عیارون کو ہمراہ لیکر حلقہ ہاے کمند پکڑ پکڑ کر گھیر لیا چہار طرف سے کرب غازی پر
حلقہ ہاے کمند پڑنے لگے کرب غازی نے دس بیس حلقہ کمند کے کاٹے اور دو چار کمند اندازون کو بھی مارا آخرکار
حلقہ ہاے کمند مین گرفتار ہوکر گرے اوپر سے ہزارہا آدمی ٹوٹ پڑے کرب غازی کو باندھ لیا اور آہنگرون کو بلوا کر غل و
زنجیر مین گرفتار کیا ملک مرجان نے کشتون کی لاشین اُٹھوائین زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوا لئے اور [illegible]
سے آیا سہ پہر کو دربار کیا اور کرب غازی کو سامنے بلوایا اس بہادر نے بیخوف و خطر بطریق اہل اسلام سلام کیا
تمام کافر مانند مار سردم کوفتہ کے پیچیدہ ہوئے اور پکارے کہ اے خدا پرست رسی جل گئی بل نہین گیا کرب غازی
پکارا کہ اے نامرد عیارون سے مجھے گرفتار کروایا ہے اور پھر یہ گفتگو کرتے ہو سمجھون نے کہا کہ تم خدا پرستون کو خوب
اسیر کیا ہے جو تدبیر اسیر کیا ہے تم وہ بلا ہو مثلے دربان ہو کہ تمسے کوئی سر مکھ ہوکر نہین لڑسکتا ملک مرجان پکارا
اے خدا پرست تو اپنا نام و نشان تو بیان کر فرمایا مجھے کرب ولاور کہتے ہین مین بتلاش [illegible] [illegible]
بن بدیع الزمان نکلا ہون اس شہر مین پہونچکر گرفتار ہو گیا ملک مرجان نے کہا کہ تمھارے حق مین یہ بہتر ہے

کرو میں لقا پرستی اختیار کرو نہیں تو قتل کیے جاوگے کرب نے جواب دیا جو کچھ تجھ سے ہوسکے تم قصور نکرو میں لقا پر اور
اُسکے پرستاروں پر لعنت کرتا ہوں ملک مرجان نے حکم دیا کہ اسے زندان خانہ میں لیجاؤ کل صبح کو اسے قتل
کرینگے اور میدان خونی تیار ہو یہ سنکے چارچی نے چارج دیا کہ کل وہ خداپرست قتل کیا جائیگا جسکا جی چاہے وہ تماشا
دیکھنے کو آئے تمام شہر میں غل ہوا کہ وہ خداپرست جسنے دونوں سپہ سالاروں کو بادشاہ کے مارا ہے قتل کیا جائیگا اور
باہر شہر کے ایک جھیل کے کنارے میدان خونی تیار ہوا صبح کو ملک مرجان نے سرخ عیار سے کہا کہ اس خداپرست
کو تو لیجا کر قتل کر سرخ عیار کرب غازی کو لیکر میدان خونی میں آیا اور کرب غازی کو زیر دار بٹھایا اسوقت
کرب غازی نے بدرگاہ قاضی الحاجات یہ مناجات کی اے خالق عزوجل تو مجھکو اپنی قدرت کاملہ سے اس بلائے ناگہانی
سے نجات دے اور کافروں کے شر سے بچا لے ابھی تیر دعا ہدف اجابت تک پہونچا تھا ناگاہ ایک نقابدار
سرخ پوش مع چارسو نقابداروں کے پیدا ہوا اور اسنے آکر پوچھا کہ اس جوان سے کیا خطا ہوئی ہے جو قتل کرتے
ہو اُن سے سرخ نے کہا کہ یہ خداپرست ہے اور دو سپہ سالاروں کو علاوہ فوج کے مارا بادشاہ کا حکم ہے کہ اسے قتل کرو
پوچھا نقابدار نے کہ لڑائی ہونے کا کیا سبب تھا سرخ عیار نے تمام قصہ کمان کے کھینچنے کا بیان کیا
نقابدار نے کہا کہ یہ بیجا ہے کیوں اسنے کمان بازار میں رکھوائی تھی اسے چھوڑدو میں اپنے ساتھ لیجاؤنگا
قتل نہ ہونے دونگا سرخ عیار بولا کہ ہم بغیر حکم بادشاہ کے نہ جانے دینگے نقابدار نے تلوار کھینچی اور
اپنے لوگوں سے کہا کہ ان نابکاروں کو مارو لوگ نقابدار کے تلواریں کھینچکر کفار پر آپڑے تلوار چلنے لگی طرفۃ العین میں
عیاروں کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈال دیے کرب غازی نے بھی قید کو اپنی توڑ ڈالا نقابدار نے کرب کو
گھوڑے پر سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر صحرا کو روانہ ہوا مگر سرخ عیار بھاگ کر ملک مرجان شاہ کے پاس آیا
اور حال کرب غازی کا بیان کیا کہ ایک نقابدار نے آکر اس خداپرست کو قید سے چھڑایا اور اپنے ساتھ لیگیا
ملک مرجان حیران ہوا اور کہا کہ اس نقابدار کو جلد تلاش کرو کہ یہ نقابدار کون ہے اور کہاں رہتا ہے سرخ عیار
تلاش میں نقابدار کے چلا یہاں نقابدار سرخ پوش کرب غازی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ایک
باغ میں آیا اور ایک بارہ دری میں بٹھایا اور کہا کہ میں ایک ضرورت سے جاتا ہوں ابھی آتا ہوں یہ کہکر سب نقابداروں
کو ساتھ لیکر چلا گیا مگر کچھ ترکنیں اور حبشنیں قلماقنیاں وغیرہ وہاں پہرے پر موجود تھیں اور کچھ خواصیں تھیں مرد کا کہیں
نام و نشان نہ تھا کرب غازی نے اپنے دل میں کہا کہ شاید یہ نقابدار عورت ہے ایک سے پوچھا کہ اس نقابدار
کا کیا نام ہے اُسنے کہا وہ آتے ہونگے خود بتا دینگے اور وقت شب کا بھی ہوچکا تھا تمام بارہ دری جھاڑ کنول کی
روشنی سے نورانی ہوگئی تھی کرب غازی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے روشنی پیدا ہوئی دیکھا کہ سو دو سو
نازنینیں روشنی لیے اور بیچ میں ایک نازنین مہ جبین چہرہ آفتاب سا اور گرد اُسکے چارسو نازنینان پری پیکر چلی
آتی ہیں جب قریب وہ نازنین آئی کرب غازی نے ایک ماہ آسمان حسن و خوبی کو جلوہ گر پایا کہ غرق
سر سے پاؤں تک دریائے جواہر میں ہے اور تمام ساتھ والیاں دُر در گوش مرصع پوش لباس سرخ پہنے ہوئے ہیں یہ
معلوم ہوتا تھا کہ گرد ماہ تاباں کے ہجوم سیارگان ہے کرب غازی دیکھتے ہی اُس نازنین کے عاشق و شیدا ہوگئے
اپنے دل میں کہا کہ یہی نقابدار تھی جسنے چھڑا لینے کو گئی تھی اور یہ تو یقین نہیں آتا کہ نقابدار نے اپنے ناموس کو تیرے
سامنے ... اسی خیال میں تھے کہ وہ نازنین مہ جبین پاس آئی کرب غازی اٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کی اس
نازنین نے ہاتھ کرب غازی کا پکڑ کر مسند پر بٹھایا اور آپ بھی پاس بیٹھ گئی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا گانا

سامنے آئین ساز بجانے لگے ایک خواص خاص نے جام شراب لبریز کرکے کرب غازی کو دیا کرب غازی نے جام تو لیلیا مگر پیا نہیں ہاتھ سے رکھدیا ملکہ نے کہا کہ تم جام کیوں نہیں پیتے کرب غازی نے جواب دیا کہ پیارے آپ مجاو اپنے حسب و نسب اور دین و آئین سے آگاہ کیجیے اُس نازنین نے کہا قہقہہ کر کیا پوچھتے ہو ملت و مذہب کو ہم کشتۂ غرق شراب عشق جمال حضور ہیں کرب غازی نے کہا کہ یہ لفافہ دار بنکر کیا آپ ہی مجھکو چھڑا لائی ہیں اُس نازنین نے کہا حضور ہاں یہ لونڈی باعث رہائی حضور ہوئی نام میرا ملکہ چہرانہ سرخ پوش ہے میں بیٹی ہوں ملک مرجان شاہ کی جس روز آپ گرفتار ہوے تھے اُسی دن میں حمام سے آئی تھی غلغلہ سنکر پردہ صحانہ کا اٹھاکر جو میں نے دیکھا عاشق ہوگئی ہر چند ضبط کیا ضبط نہ ہوسکا ساتھ والیوں نے بہت سمجھایا ایسا ولولہ عشق تھا کہ کچھ نیک و بد سمجھ میں نہ آیا آخر کار دل پر ٹھانی کہ یا تو جان دیجیے یا جاکر اُس جوان رعنا کو چھڑا لیجیے اپنی جان پر کھیل کر گئی اور تمکو چھڑا لائی اب اگر تمکو بھی مجھسے محبت ہو تو میرے پاس رہو نہیں جہاں جی چاہے جاؤ میں تمہاری دامن گیر نہ ہوں گی جو طرح ہوگا صبر کروں گی اور دین میرا دین لقا پرستی ہے کرب غازی نے کہا اے ملکہ ایک تو تم میری محسن کہ تم نے میری جان بخشی کی دوسرے یہ کہ تم ایسی معشوق کے پاس رہنے سے کون انکار کریگا مگر جو مجھے تمہیں محبت ہے تو لقا پر لعنت کرو دین اسلام قبول کرو پھر کرب غازی نے مذمت دین لقا اور حمد و ثنا پروردگار جل و علا بہ زبان فصیح بیان کی ملکہ نے کہا کہ صاحب مجھے لقا سے بے لقا بڑے موٹے مونڈی کاٹے سے کچھ کام نہیں میں اُسپر لعنت کرتی ہوں اور ابھی دین اسلام قبول کرتی ہوں پھر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ صاحبو اگر میرے ساتھ مسلمان ہو جاؤ وہ سب کی سب بولیں کہ ہمیں کیا انکار ہے کرب غازی نے سب کو کلمۂ طیبہ تعلیم کرکے مسلمان کیا اب جام شراب گردش میں آیا ملکہ چہرانہ سرخ پوش نے اپنے ہاتھ سے جام زمردیں بادۂ یاقوت رنگ سے لبریز کرکے کرب غازی کو دیا اور کرب غازی نے ساغر الماس تراش شراب احمر سے بھر کر ملکہ کو دیا دونوں عاشق و معشوق بادۂ گلرنگ نوش کرکے مشغول اختلاط اور سرگرم عیش و نشاط ہوے پھر کھانا آیا دونوں نے کھانا کھایا بعد اسکے صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی دو پہر رات گئے سب اٹھ اٹھکر چلے گئے فقط کرب غازی اور ملکہ چہرانہ سرخ پوش رہ گئے اب جوان دونوں نے محض تخلیہ پایا گردنوں میں باہیں پڑیں بوس و کنار ہونے لگا ملکہ نے استفسار حال کیا پوچھا کہ صاحب تم اس لشکر سے کیوں نکلے تھے کرب غازی نے تمام سرگذشت بیان کی ملکہ نے پوچھا عجیل ماہ رو تمہارے کون ہیں کرب غازی نے کہا کہ حسن رو صاحبقران کے بھائی ہیں اور میرے قبلہ و کعبہ ہیں اے ملکہ تم کیا جانو عجیل ماہ رو کو ملکہ نے کہا کہ یہاں بیابان قضا و قدر قریب ہے اور وہاں کا بادشاہ ملک صاعقہ جنی ہے عجیل ماہ رو زخمی ہوکر وہاں پہونچے تھے لعل افروز پری اُن کو بیابان قضا و قدر سے اٹھا لائی تھی زخم اُن کا اچھا کیا وہ لعل افروز سے محبت کرنے لگے کہ ملک صاعقہ جنی آگاہ ہوا عجیل سے آکر کہا کہ جو تم طلسم پربزادان کو فتح کرو تو میں لعل افروز کی شادی تمہارے ساتھ کردوں عجیل ماہ رو بارادۂ طلسم کشائی گئے اور گرفتار ہوے بعد اسکے لعل افروز بھی محبت میں عجیل ماہ رو کے جاکر مبتلائے طلسم ہوگئے اب دونوں پتھر کے ہوکر رہ گئے ہیں مگر زبان میں طاقت گویائی باقی ہے باتیں کرتے ہیں کرب غازی نے کہا اے ملکہ میں طلسم کشائی کرونگا اور عجیل ماہ رو کی رہائی کو جاؤنگا ملکہ سے یہ بات ناگوار ہوئی جب کرب غازی نے نہ مانا ملکہ نے کہا میں بھی تمہارے ہمراہ طلسم میں چلوں گی یہاں مجھکو اندیشہ ہے کہ باپ میرا اگر میرے حال سے آگاہ ہوا تو خدا جانے کیونکر مجھسے پیش آئیگا کرب غازی نے ہر چند کہا کہ تمہارا جانا صلاح نہیں ہے میں تنہا جاؤنگا ملکہ نے کہا میں اپنے تئیں ہلاک کر ڈالوں گی جسوقت کرب غازی

نے دیکھا کہ ملکہ کسیطرح نہین مانتی چار وناچار ملکہ کو ساتھ لیکر طلسم کی راہ لی آتے آتے جب صحراے طلسم مین پہونچے دیکھا کہ تمام صحرا سبزہ زار ہی گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین درخت میوہ دار ہر طرف جھوم رہے ہین نہرین جابجا جاری ہین طائران خوش الحان شاخہاے نخل تر وتازہ پر بہ زبان بے زبانی مصروف حمد باری ہین اور زمزمے اُن کے سننے والون کے دلون کو محو کرتے ہین ہواے سرد چل رہی ہی صبا بے پانون آتی ہی نسیم اٹھکھیلیان کرتی ہی کرب غازی نے ملکہ سے پوچھا کہ یہی صحراے طلسم ہی ملکہ نے کہا ہان یہی ہی کرب دلاور نے پوچھا تجیل ماہ رو کہان قید ہین ملکہ نے جواب دیا کہ آگے وہ بھی ملین گے یہان یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی کہ ای ملکہ حمرانہ تو نے کیون دین اپنا برباد کیا اور اس خدا پرست کا کسواسطے ساتھ دیا کرب دلاور نے چہار طرف دیکھا کہ یہ آواز کدہر سے آتی ہی کہ پھر صدا آئی ای حمرانہ تو چلی جا یہان سے نہین تو گرفتار ہوجائیگی کرب غازی نے دیکھا کہ ایک جانور سرخ رنگ درخت پر بیٹھا ہوا یہ صدا دیتا ہی کرب غازی نے تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارا کہ بازو اس جانور کا زخمی ہوا وہ جانور اُڑا اور پکارا او خیرہ سر اب تجھکو معلوم ہوگا تیر مارنے کی سزا پائیگا کرب غازی نے چاہا کہ دوسرا تیر مارے کہ وہ جانور غائب ہوگیا اور ایک پنجہ ملکہ حمرانہ سرخ پوش کو اٹھا لیگیا کرب غازی چلاتے ہوے دوڑے کہ مجھکو بھی ساتھ ملکہ کے لیے جا پھر آواز نہ آئی کرب دلاور غم مین ملکہ کے پریشان چلے آتے تھے دیکھا کہ اژدہا آتش فشان نمودار ہوا اور قلاب آتشین چھوڑ کر دم کشی کی کرب دلاور نے یہ دیکھ کر لنگر اپنا قائم کیا مگر نہ قائم ہوسکا لنگر اکھڑ گیا اور کرب غازی نما طلک زنان اُسکے منہ کے قریب پہونچے اور وہان پہونچکر تلوار اژدہے کو ماری لیکن سپر خدا بچی نہ تیز تلوار صاف آ جیٹ گئی پھر جو اژدہے نے دم کشی کی کرب غازی کو نگل گیا اب اس داستان مصائب بیان کو یہین چھوڑتے

دو کلمے داستان افسون نشان صاحبقران حبشی عیار طرار کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر ہی لایا ساقی شراب خاص عیاری
ادھر تیر سا ناہی ساقیا تو بادہ خوارون کو
ملا اے دخت رز تو تم سے ایکدن ملو رندون سے
ارے جاتی ہی فصل گل چھپائی ہوئی بدلی
نہ پانی زخم کا لذت ہوس دل مین رہی دلکی
صراحی تھی سر وہی پھر حلق خشک قاتل کی
کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی

دکھاؤن اپنی تیغ جانے ہین اب رندان کو طرار کی
تمنا تھی کہ چھلک کر خوب ہی سبو فلک کے
اسی حسرت ہی مین ملجا تینگے سرو دون مین
ستم کر کے مسکرا حاصل اب آگیا سلا
پڑی سر پہ بارش برشکے بجلی تیغ قاتل کی
چھری بھیر تی ہی ذوق قتل مین بانع ہوا ہون شارع
کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانہ دل کی

فلک گردش دکھاتا ہی ادھر خنجر گذارون کو
ترنگ ایکدم دکھاتے نشہ کی اور پھر ادم بھرتے
کہا سب کچھ نہ پھر ساقی تری مطلق نگہ بدلی
ہاے یہ بھی رند میخانہ یہ ظاہر ہوگیا سب پہ
کیا اس فتنہ کا نام عشق کو پھر اب رک کر
غضب ہوگی عدالت میرے حق مین شاہ عادل کا
شب مرقد ہی شب فرقت مین دن رو رو کیا

ہر اک ساعت سے آفت کی گھڑی ہر اک ہی مشکل کی یادگر کمال شوق ہیہ دیدار یار تھوڑا ❋ زیادہ صبر ہی اور اختیار تھوڑا ہی
سحر کو غنچہ کھلا دوپہر ڈھلے سو کھا ❋ عروج و وقفہ خوش بہار تھوڑا ہی جیتے درخشندہ آفتاب تشہیر + رقم کرد افسانہ صیلے نظیر ممیز کنندہ گان سمند تیز گام عیاری و شہسواران شعبدہ پرداز میدان طراری و خنجر گذاری کمیت قلم جرأت رقم کو عرصہ قرطاس فلک اساس پر یون جولان کرتے ہین کہ جب صاحبقران حبشی طرار و خنجر گذار بتلاش استاد عیار ابوالفتح شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار روانہ ہوا راہ مین سے ایک پنجہ آسمان سے گر کے اُٹھا لیگیا کرہ ہوا مین پہنچکر صاحبقران بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی صاحبقران نے اپنے تئین ایک صحراے سبزہ زار مین دیکھا کہ ایک دیو عفریت منش سامنے کھڑا ہوا خوش فعلیان کرتا ہی اور ہاتھ اٹھا کر کہتا ہی کہ یا خداوند ابلیس تیرا بلیس کیا لقمہ چرب تو نے عنایت کیا ہی صاحبقران نے اُس دیو سے پوچھا کہ کیا تو ہی مجھے اٹھا لایا ہی اُسنے کہا ہان پوچھا کیا سبب ہی کیون

اٹھا لایا ہی اُس دیو نے بیان کیا کہ مین دیو افلاک کے ہمراہیون مین سے ہون تو تیر قیطول نمرود شاہ کھڑا ہوا
تھا میرا جی للچایا مین نے دیو افلاک سے کہا اگر حکم ہو تو یہ آدمی بہت فربہ ہی اسکو اٹھا لاؤن اور کھا جاؤن
دیو افلاک نے کہا کہ اچھا کھا جا مگر اٹھا کر اسکو دور لیجا مین تجھکو کھانے کیواسطے اٹھا لایا ہون ای آدم زاد مین
منھ کھولتا ہون اگر تو چپکے سے میرے منھ مین کود پڑے تو نہ دانت لگاؤن نہ ڈاڑھ سے چباؤن تر نگلے کیطرح
نگل جاؤن منیر قران نے کہا او ناہنجار مجھکو تو نے ایسا لقمہ نرم و تر سمجھا ہی اب مین بغیر تجھے قتل کیے نہ چھوڑونگا
کیا تو نہین جانتا ہی کہ حمزہ صاحبقران زمان نے ہزارہا دیوون کو قتل کیا ہی مین بھی انھین کا غلام ہون دیکھ تو
تیرا کیا حال کرتا ہون دیو یہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا مجھے تو ڈراتا ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ منیر قران کو پکڑ کر منھ مین
رکھ لے جب ہاتھ دیو کا قریب منیر قران کے پہونچا منیر قران نے ہاتھ اسکا پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ دیو منھ
کے بل سامنے زمین پر آیا منیر قران نے گردن مین اُس دیو کے ہاتھ ڈالا یا دیو بھی منیر قران سے لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی دو گھڑی کے بعد منیر قران نے دیو کو پچھاڑا اور اُسکی چھاتی پر چڑھ کر ایک نقدا مارا کہ سر اُسکا جسم
سے کٹ کے الگ جا پڑا لاش اُس دیو کی وہین تڑپتی ہوئی چھوڑ کے ایک طرف کو چل نکلا تھوڑی دور
بڑھا تھا کہ کچھ آدمی آتے ہوے دکھائی دیے منیر قران نے آگے صاحب سلامت کر کے پوچھا کہ کوئی بستی
آبادی بھی یہان سے قریب ہی انھون نے کہا کہ یہان سے کئی ملک قریب ہین ایک جانب کو ملک قصوریہ
باختری ہی اور ایک طرف کو ملک اناطر ہی اور ایک سمت کو ملک مرجانیہ ہی اسمین ایک بیابان قضا و قدر ہی کہ سحر
و ساحری کا بالکل سامان ہی ہم اسیطرف سے آتا ہون منیر قران نے پوچھا کہ بیابان قضا و قدر کا کون حاکم ہی
انھون نے کہا کہ ملک صاعقہ وہان کا حاکم ہی ابھی تھوڑا زمانہ گذرا ہی کہ بھائی حمزہ صاحبقران کا عجیل ماہ رو
وہان طلسم پریزادان کو فتح کرنے گیا تھا وہ گرفتار طلسم ہو کر پتھر کا بنگیا بعد اسکے کرب غازی طلسم کشائی کو آسکے وہ بھی
سراپا پتھر کے ہو کر رہ گئے بلکہ دونون کی معشوقہ بھی اُن کے ساتھ گرفتار طلسم ہو کر تصویر سنگ کی ہو گئین ہین
مگر منھ سے بولتی ہین باتین کرتی ہین منیر قران نے پوچھا وہ طلسم کتنا یہان سے کتنے فاصلے پر ہی ہون سکے انھون
نے کہا یہان سے بہت قریب وہ طلسم ہی اُسکے بیابان مین وہ گرفتار ہین منیر قران یہ سنکر بہت حیران و پریشان
اور غمناک ہوا اور دلمین کہا کہ چلکر طلسم کو فتح کیجیے اور عجیل ماہ رو کو اور کرب غازی کو رہا کیجیے پوچھا کہ طلسم پریزادان
کا راستہ کون سا ہی انھون نے کہا کہ دہنی طرف چلے جاؤ یہی طلسم کا راستہ ہی منیر قران اُسی طرف روانہ ہوا
دوسرے دن دامنہ کوہ مین پہونچا دیکھا عجیب کیفیت کا وہ درہ کوہ ہی چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہی ہوا سے
سرد چلتی ہی ہر رنگ کے پھول کھلے ہوے ہین طیور چہچہاتے درختون پر چہکتے ہین منیر قران سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک آواز پیدا
ہوئی کہ ای منیر قران کہان تو آتا ہی جلد یہان سے پلٹ جا اور حمزہ صاحبقران سے جا کر کہہ کہ عجیل ماہ رو اور
کرب غازی طلسم پریزادان مین گرفتار ہین جلد انکی رہائی کی تدبیر کیجیے منیر قران نے دیکھا کہ واقعی عجیل ماہ رو
پتھر کا بنا ہوا کھڑا ہی اور پاس اُسکے ایک نازنین بھی موجود ہی مگر مطلق حس و حرکت نہین ہی یہ دیکھکر منیر قران
پکارا ای شہریار مین آپکی رہائی کیواسطے آیا ہون عجیل ماہ رو نے کہا ای قران اس طلسم کا فتح کرنا بہت مشکل ہی
اور ابھی کچھ وقت نہین ہی یہان سے تم جا سکتے ہو جلد چلے جاؤ منیر قران نے نہ مانا اور آگے بڑھا تھوڑی دور
آیا تھا کہ کرب غازی کو بھی دیکھا کہ پتھر کے بنے ہوے کھڑے ہین اور اُنکے بھی سامنے ایک معشوقہ مہ جبین
کھڑی ہی منیر قران کو جو کرب غازی نے دیکھا پکارے ای برادر منیر قران تم اس مقام پر بلا مین کیون آسکے

منیر قران نے کہا کہ اسواسطے آیا ہون کہ طلسم کو فتح کر کے آپکو رہا کرون کرب غازی نے کہا ہم بھی طلسم کشائی کو آئے تھے مگر گرفتار بلا ہوگئے تم اس ارادے سے فتح طلسم کے باز رہو اور چلے جاؤ منیر قران نے کہا اے بہادر اب تو مین یہان آچکا پھر کر نہ جاؤنگا جو کچھ ہو سو ہو مصرع ع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد کرب غازی نے کہا اے قران ایک اژدہا یہان پیدا ہوتا ہی کہ نام اسکا کنچورہ جادو ہی اس سے ذرا ہوشیار رہنا منیر قران نے کہا مین کیا ہوشیاری کرونگا توکل بخدا جاتا ہون وہی حافظ حقیقی بچانے والا ہی یہ کہکر آگے بڑھا چند قدم چلا تھا کہ آواز مہیب پیدا ہوئی کہ اے اجل رسیدہ پھر جا یہان سے کہان آتا ہی منیر قران نے دہنے بائین دیکھا کسیکو نہ پایا نعرہ کیا او قرمساق کیا تو مجھے ڈراتا ہی سامنے تو آ حقیقت معلوم ہوجائے یکایک ایک اژدہا سامنے سے نمایان ہوا اور قلابے آتشین چھوڑکر دم کشی کی منیر قران کا لنگر قائم نہ ہوسکا اور زمین پر گر کے لوٹتا ہوا اسکے منہ کے برابر پہونچا جرأت کر کے ایک بغدا اسکے سر پر مارا مگر بغدا کارگر نہوا صاف اچٹ گیا اور وہ اژدہا منیر قران کو نگل گیا اس داستان معما بیان کو یہین چھوڑیئے ان اسیران طلسم پریزادان کا حال آگے بیان کیا جائیگا

دو کلمے داستان شجاعت نشان لشکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان اور عمرو وشتاہ بے ایمان کے بیان کیے جاتے ہین

نکر ساقی جنگ جواب ورنگ	نشے کی پلا کہ ہی عزم جنگ	مقابل ہین ہر ساقیا وہ حریف	کہ ہی جسکا دین اور ایمان کثیف
وہ بادہ پلا ساقیا پاجوش ہو	کوئی دو دو ابہ جو نوش ہو	کوئی جام دے ساقیا خم کی خیر	کرون جنگ اسلام کی ...
سحر ... گانے ... زار	ہو صبح سخن کی چمک آشکار ...	کسی سے رخ کو چھپا رہا ہی کسیکا چہرہ	نکھار رہا ہی وہ شوخ فتنے ...

رہا ہی نکھار رہا ہی بچھار رہا ہی کسیکو وہ لبھا رہا ہی کسیکی ہستی کو مٹا رہا ہی کسیکو گردون بنا رہا ہی کسیکو ظالم رولا رہا ہی کبھی یہان ان کی وصل کا ہی فراق کا گاہ سلسلہ ہی یہ رنگ گردون دکھا رہا ہی یہ سارا ہی رہا رہا ہی دیکھ مجھے اے دل جو مجرو سے آشنا ک ہوتا تھا اوجل جا کر محبت مین کبھی خاک ہوتا تھا تجھے اے شہسوار حسن اگر سفاک ہوتا تھا تو میرے سر کو پہلے لیتا فتراک بنا تھا پھرا رہتا ہی کیون اس ... کے ... تجھے اے توسن عمر روان چالاک ہوتا تھا بہت نگارندہ و نقشہ دلکش نوشتہ این داستان پر اتفاق معرکہ آرایان میدان مضامین دل نشین و شیر آزمایان عرصۂ نظم و نثر رنگین قلم و زبان سے داستان شجاعت بیان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب لقا سے بے لقا شکست فاش کہا کر قلعہ بند ہوا اور مقابلہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے اور عمرو وشتاہ سے ہوا چنانچہ بہت سے سردار نامدار نقابدار زرد پوش کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور بہت سے سرداروں نے سحر مین مبتلا ہوکر عمرو وشتاہ کو سجدہ کیا دوبارہ پھر نقابدار زرد پوش نے طبل جنگ کا حکم دیا ہرکارے خبر لیکر صاحبقران کی خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ نقابدار زرد پوش نے طبل جنگ بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے اور تمام سرداروں سے ارشاد کیا کہ یہ نقابدار زرد پوش بلا سے بے درمان ہی جو اسکے مقابلے کو جائے سمجھ کے جائے اور دس ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر آواز بلند کہا کہ جو اس نقابدار کو ذلیل و خوار یا گرفتار کر لائے وہ دس ہزار روپیہ لے یہ سنتے ہی عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا دوڑکر رقعہ اٹھا لیا اور کہا کہ مین اس نقابدار سے مقابلہ کرونگا اور سزا اسے معقول دونگا لیکن شرط یہ ہی کہ پہلے روپیہ لیلونگا امیر با توقیر نے اسیوقت روپیہ منگوا دیا عمرو نے روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اپنے خیام پر طبل جنگ بجوایا تمام شب دونون لشکر تیاری جنگ مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوگئے جب آراستگی صفوف قتال نقابدار زرد پوش زلور شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد بہت لاف وگزاف کے مبارز طلب لیا حمزہ صاحبقران نے نظر بلند کی عمرو کو نہ پایا تمام لشکر مین تلاش کیا

مگر کہین پتا نہ ملا اس اثنا مین سرہنگ ملکی نے عرضی عمرو حمزہ صاحبقران کو دی اور یہ عرض کیا کہ خواجہ عمرو جنگے کو گئے
امیر با توقیر عرضی عمرو کی پڑھکر بہت برہم ہوئے فرمایا کہ اس سے کہنے نہ بردستی کی تھی کہ تو نقابدار زرہ پوش سے
مقابلہ کر ناحق اُسنے طبل جنگ اپنے نام بجوایا اور مجھکو ذلیل کروایا عمرو کا حال جو نقابدار نے سنا کہ عمرو غائب
ہوگیا اور زیادہ لاف وگزاف کرنے لگا اور کہا کہ وہ سارےبان زادہ مجھسے کیا مقابلہ کریگا کسی جری کو سامنے مقابلے
مین آنا چاہیے یہ سنکے شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ نے ارادہ میدان کیا کہ ناگاہ ایک صحرائی طرف سے گرد بلند ہوا
اور ایک مرد ضعیف لباس کہنہ پہنے ہوئے مرکب لاغر پر سوار نمودار ہوا اور وہ لاغری مرکب کی کہ تمام ہڈی پسلیان
نکلی ہوئین ہوا کے جھونکے مین گرا پڑتا ہی اور تلوار جو پیر مرد کے برتلے مین پڑی تھی چلنے مین وہ گھوڑے کی پسلیون
سے ٹکر کھاتی تھی آواز کھڑکھڑاہٹ کی پیدا ہوتی تھی جب وہ مرد ضعیف نقابدار زرہ ولوپوش کے برابر پہونچا اور للکار کر او
نقابدار تو عمرو کا اس بے ادبی سے نام لیتا ہی کیا اسکو تو نہین جانتا ہی کہ عمرو ندکر دہ مہتر پیغمبران ولی اقدس کسکی مجال ہی
جو خواجہ عمرو سے مقابلہ کرسکے ایک مین اسکا ادنی سا غلام ہون پہلے مجھسے تو سامنا کر دیکھو تو کیسی تجھکو سزا سے معقول
دیتا ہون نقابدار پکارا او پیر مرد دور ہو میرے سامنے سے کیون قضا دامنگیر ہوئی ہی پیر مرد نے کہا او نقابدار
خاموش رہ کیون سانپ کیطرح پھونکتا ہی تیری شامت آئی ہی مین تجھکو بغیر سزا دیے یہان سے نجانے دونگا نقابدار نے
لشکر اسلام کیطرف مخاطب ہوکے کہا کہ مجھے اس پیر مرد کے قتل کرنے مین شرم آتی ہی تم لوگ اسکو فہمایش کرکے میدان
سے پھیر دو اس مرد ضعیف نے کہا کہ صاحبو یہ نقابدار مجھسے ڈر گیا جنگ مین حیلہ و حوالہ کرتا ہی اگر یہ مجھکو جرمانہ معقول دے
اور اقرار کرے کہ اب عمرو کو برا نکہونگا تو مین اسے چھوڑ دون نقابدار یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا باش او
مرد ضعیف مین ابھی تیرا غرور نکالے دیتا ہون یہ کہکر نقابدار نے نیزہ مارا اس مرد ضعیف نے نیزہ اسکا اپنے نیزے
پر روکا بعد چند طعنون کے اُسکا نیزہ ہوائی کر دیا نقابدار یہ حال دیکھکے زیادہ برہم ہوا اور خبردار کہکے تلوار ماری
اس پیر مرد نے گھوڑے کو ترچھا کرکے خالی دی اور تنگر اپنے بالا کو بغل مین رکھکر ہاتھ تاک کر مارا کہ تیغ بازو پر نقابدار کے
پڑا تلوار ہاتھ سے نقابدار کے چھوٹ کر گر پڑی ہاتھ اسکا زخمی ہوا کہ دوسرا تیغ اور کلہ کو بغل مین رکھکر مارا سینہ پر نقابدار
کے پڑا سینہ بھی نقابدار کا زخمی ہوا اب گھبرایا پکارا یارو مجھکو اس بڈھے سے بچاؤ اور مرکب کو بھگا کر چلا بھاگتے مین اس
بڈھے نے تیسرا تیغ اور مارا کہ پہلو پر پڑا نقابدار سخت عاجز آیا اور مرکب کو سرپٹ بھگایا اور پکارتا جاتا تھا کہ بچاؤ اس
پیر مرد نے مار ڈالا نقابدار تو آگے آگے بھاگا جاتا ہی اور پیر مرد پیچھے پیچھے تیغ کلہ کو بغل مین مارتا ہوا آتا ہی یہان تک کہ نقابدار
بیہوش ہوکر گرا اور ساتھ والے اسکے دوڑ پڑے اور اُسکو اٹھا کر لیگئے وہ مرد ضعیف اُدھر سے پلٹا اور بیچ مین میدان کے
آکر پکارا کہ اے بہادران آگاہ باشید منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار دیکھا تم سب نے کہ اس نقابدار کو کسطرح
میدان سے بھگایا قضارا کار ساحرہ جنی تو عمرو کے گرفتار کرنے کی فکر مین لگا ہوا تھا اُسنے جو سنا کہ یہ مرد ضعیف عمرو ہی
میدان سے اٹھا کر لیگیا صاحبقران کو دیکھکر کمال رنج ہوا فرمایا کہ مقرر نمرود نے عمرو کو پکڑوا بلوایا دیکھیے کیونکر عمرو سے
نمرود پیش آتا ہی القصہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ مین داخل ہوئے زیور شاہ نے نقابدار کے
زخم مین ٹانکے دلوائے جہان جہان چوٹ لگی تھی اُن مقامون کو خوب سینکا علاج مین بدل نقابدار کے زیور شاہ
مصروف ہوا اُدھر ساحرہ جنی عمرو کو لیے ہوئے نمرود شاہ کے پاس پہونچا اور عرض کیا کہ یہ وزیر باتدبیر حاضر ہی اسوقت
مشکین عمرو کی بندھی ہوئی تھین نمرود نے پکارا کہ کیون اے عمرو تجھکو یہ دن یاد نہ تھا جو تونے ڈاڑھی میری منڈھی اب
کہہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے پکارا یا خداوندا بیشک مین گنہگار ہون آپ مجھے قتل کرین کہ مین نے ایسی ہی خدمت کی

ساتھ برائی کی ہے مگر یا خداوند اتنا چاہتا ہون کہ جب تک آپ لقا پر نہین کرتے ہین کوئی امر کسیطرح کا وقوع مین
نہین آتا ہی ہنوز معلوم کیا مصلحت تھی کہ جو آپ نے ڈاڑھی میرے ہاتھ سے منڈوائی یہ کہکر سجدہ مین
جھکا اور دو انگلیون کی محراب بناکر زیر پیشانی رکھی اور کہا کہ وہ شخص آپکا بندہ ہی آپکو اختیار ہی جیسے چاہ
کیجیے چاہیے خطا بخشیئے ❊ شعر ❊ اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ❊ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے
شہزادہ فصیح الزبان اور لندھور جو بتا سے تھر رہے تمر ودی سمجھے کہنے لگے یا خداوند اب ایسی خطا عمرو سے نہ ہوگی
بخشدیجیے گناہ معاف کیجیے اور عمرو کو اٹھا کر قدمون پر نمرود شاہ کے ڈالا یا نمرود نے سر عمرو کا پاؤن سے اٹھا کر
پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا مجھے بار دیگر ایسی خطا نہ کرنا اور کاہے کو بچایا تمرود دیکھو کے کا نے بہانے پر ایسا عاشق تھا کہ خطا
عمرو کی معاف کی ہر چند سا مرہ جنی نے کہا یا خداوند یہ پھر دغا کریگا یہ بڑا مکار ہی نمرود نے اسکا کہنا سماعت میں نہ لایا اور
عمرو کو خلعت دیا عمرو نے اسوقت لگوٹے سے نکالی اور بجائے گرگا نہ لگا نمرود بہت محظوظ ہوا غرض کہ عمرو نمرود شاہ
پاس رہنے لگا تمرود نے دیو افلاک کو خلوت مین طلب کیا اور کہا کسیطرح خدا پرستون کا کام تمام کر دیو افلاک نے
عرض کیا یا خداوند حمزہ تو مالک باطل السحر ہی میرا سحر آسکے سامنے پیش نہین جاتا اور جو دیوون سے کام لیتا ہون تو نبیرہ
سلطان کے دیو لشکر حمزہ پرستین ہین وہ دمبدم کی خبر بادشاہ قاف کو پہونچاتے ہین کچھ بن نہین آتا مگر ان ایک
صورت ہی کہ میرے دو بھائی بہت بڑے جادوگر ہین ان کو جا کر لاتا ہون کہ وہ اسم اعظم حمزہ کا بند کر دینگے بس
طرفۃ العین مین تمام خدا پرستون کا استیصال ہو جائیگا نمرود نے کہا کہ جلد جا کر انھین لا دیو افلاک تو اپنے بھائیون
کے لینے کو چلا گیا یہان لقا بدار زردپوش ایک ہفتہ مین اچھا ہوا اور بارگاہ مین زیور شاہ کے آیا زیور شاہ نے
پوچھا اے لقا بدار کیا ارادہ ہے اسنے جواب دیا کہ مین ایک عمرو سے تو سامنا کرونگا اور سب سے لڑونگا زیور شاہ
نے کہا کہ عمرو تو یہان آگیا نمرود شاہ کو سجدہ کیا قبطیون پر موجود ہی لقا بدار نے کہا تو پھر آپ طبل جنگ بجوائیے زیور شاہ
نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون
لشکر بصد کر و فر آراستہ ہو کر صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیب نہیب دیکے چلے گئے اسوقت لقا بدار
زردپوش زیور شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا شہزادہ خاور سیاہ تاج قاسم ذبیح ابن خونخوار
خون ریز خاوری نے اپنے مرکب کو چمکایا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا مجرا کیا اجازت میدان کی چاہی بادشاہ اسلام
نے جام بیٹے کو عنایت کیا اور فرمایا جاؤ خدا تمہارا نگہبان اور حافظ و ناصر ہی قاسم عالیشان مرکب پر سوار ہو کر اور اڑا کر
مرکب کو سامنے لقا بدار زردپوش کے آیا بعد نگاور زنی کے حریفانہ گفتگو کی اور نیزہ بازی ہونے لگی قاسم نے نیزہ
لقا بدار زردپوش کا ہوائی کیا لقا بدار نے تلوار ماری قاسم نے آسیب سپر رد کی اور تیغ کھینچا قاسم چاہتے ہین کہ ہاتھ
تیغ بار کے افراسیابی کا لقا بدار زردپوش کو مارین کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور ملک قاسم کو اٹھا لیگیا لقا بدار
زردپوش نے پھر مبارز طلب کیا اب لشکر اسلام سے مالک اشتر صاحب نیزہ دو سر لقا بدار کے مقابلے کو آئے
بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی دو گھڑی کے عرصہ مین ایک بند باندھ کر چاہتے ہین کہ نیزہ سے اپنے نیزہ لقا بدار زردپوش
کا ہوائی کرین کہ اور ایک پنجہ آسمان سے گرا اور مالک اشتر کو بھی اٹھا لیگیا لقا بدار نے پکار کر کہا اے خدا پرستو اگر
نمرود شاہ کو سجدہ کرو نہین تو تم سب پر غضب نمرودی نازل ہوگا اور اگر نہین سجدہ کرتے ہو تو میرے مقابلے کو آؤ
اسوقت صاحبقران نے کسیکو میدان مین نہ جانے دیا اور آپ اشقر دیوزاد کو اڑا کر بمقابلہ لقا بدار زردپوش
میدان رزمگاہ مین آئے اور نگاور زنی ہونے تو قدم مرکب لقا بدار زردپوش کا پیچھے ہٹگیا اور بتین قدم مرکب صاحبقران

زمان لپا ہوا بعد گفتگو کے نقابدار نے تلوار کا وار کیا اسیر کشتہ و گیبر نے تلوار اسکی خیال مین کر کے ایک تھپکا دی کہ تلوار
ہٹ پڑی صاحبقران نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا دیا نرہ و کشاکش کا ہونے لگا مگر کسی کو تاب نہ لا سکے آخر کار دونون پیچھے ہٹے پھر دونون
سے اتر کر سرگرم کشتی ہوئے چار پہر دونون کشتی ہوا کی شام کو نقابدار نے چاہا کہ اب چلا جائے صاحبقران نے جانے [illegible]
دبارہ کشتی دونون لشکرون سے آگی مشعلین جلنے لگین لوگ تماشا دیکھنے کو قریب آگے سے پہونچے رات بھر کشتی رہی دو
شبانہ روز اسیطرح دونون سرگرم رہے تیسرے دن صاحبقران نے لنگر نقابدار کا توڑ کر ہاتھ سے اسکو اٹھا لیا اور سر سے
بلند کیا چاہتے تھے بار چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور گلباد عراقی کے حوالے کیا طبل انگشت
بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ کیطرف چلے گئے گلباد عراقی نے نقابدار کو غل و زنجیر مین اسیر کر کے زندان خانے مین بھیجدیا
ادھر زلور شاہ نہایت محزون و ملول ہوا اور نمرود شاہ کے پاس آیا اور کہا یا خداوند نقابدار کو حمزہ پکڑ لیگیا نمرود نے
کہا تو کچھ اندیشہ نہ کر مین اسے بلوا لونگا اور ساحرہ جنی سے کہا کہ قاسم و مالک کو ہمارے سامنے لاؤ ساحرہ جنی نے
دونون کو لاکر موجود کیا قاسم و مالک نے بطریق اہل اسلام سلام کیا تمام نمرود پرست مشتعل ہوئے آتش [illegible]
کے نمرود پکارا ای خداپرستو مجھے سجدہ کرو دیکھو کہ بدیع الزمان اور لندھور وغیرہ میرے آگے پرستار ہوئے ہین قاسم
نے کہا او نمرود بدیع الزمان دیوانہ ہے اور باپ اسکا رفیع گاذرہ جو ہی اور مین پوتا ہون حمزہ صاحبقران کا
ہرگز تجھے سجدہ نہ کرونگا بدیع الزمان پکارا او ننگ خاندان تو یہاں بھی ان باتون سے باز نہین آتا کیون شامت تیری
آئی ہے سامنے خداوند کے تجھکو سزا دونگا ادھر مالک و لندھور سے بحث ہونے لگی قریب تھا کہ ان مین جنگ و جدل ہو
لگے کہ نمرود نے بند نقاب کا کھولا قاسم و مالک کی جو آنکھ اسکے روے نحس پر پڑی اور وہ لعل کہ جو تاجبین نصب تھا
اس سے نگاہ لڑی بے اختیار سجدے مین جھک گئے اور پکارے کہ یا خداوند ہمنے تجھے ابتک نہ پہچانا تھا اسیطرح
اور روتے ہوئے قدمون پر نمرود کے آکر گرے نمرود نے دست نحس اپنا ان دونون کی پشت پہ پھیرا اور
دلاسا دے کر بائین طرف اپنے پاس بٹھایا پھر بدیع الزمان سے بغلگیر کروا دیا اور خلعت منگا کر دونون کو پہنایا
ادھر صبح کو بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ تخت پر آکر بیٹھے صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہوئے تمام سردارون کا
دوراجہ ہوا گلباد عراقی سے فرمایا کہ لاؤ نقابدار زرہ پوش کو گلباد نے اسیوقت لاکر حاضر خدمت کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ نقاب اسکے چہرے سے دور کرو گلباد نے بند نقاب کھولکر چہرے سے نقاب اتارا سب نے
پہچانا کہ یہ تو ابرہا ہے دیو جنگال ہے صاحبقران نے فرمایا ای ابرہا یہ تجھکو کیا ہوا کہ تو کافر ہوگیا نمرود پرستی اختیار کی
ابرہا بولا کہ یا صاحبقران زمان مین نمرود پرست نہین ہوا ہون مگر دل سے ناچار ہون کہ زلور شاہ
پر دل میرا آگیا ہے ایکدم اس سے جدا ہونیکو جی نہین چاہتا تھا مگر یا صاحبقران نمرود نے مجھے ایسے ایسے معجزے دکھائے
ہین کہ مین حیران ہوگیا ہون اور نمرود کی تعریفین کرنے لگا اہل دربار کو بہت برا معلوم ہوا انقاش [illegible]
نے اٹھکر ابرہا کو ایک لات ماری اور کہا کہ او تیرہ روزگار نمرود مردود کی تعریفین کرتا ہے ابرہا کی آنکھون مین جہان
تیرہ و تار ہو گیا اور قید کو توڑ کر انقاش سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی صاحبقران مع سرداران عالیشان
بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے انقاش اور ابرہا کو بہر کیف لڑتے ہوا تھا کہ ابرہا انقاش کو دبا بیٹھا یکایک دو تختے
آسمان سے گرے اور ابرہا اور انقاش کو اٹھا لیگئے صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے دیو اور جن نمرود شاہ
کے مطیع ہین ہر ایک کو اٹھوا منگاتا ہے دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بعنایت ایزدی انجام
نیک ہوگا خواجہ عمرو یہان موجود ہین جسوقت قابو اپنا پائینگے نمرود کو مارینگے یا پکڑ لائینگے اسیر یا توقیر نے فرمایا

خدا ایسا ہی کرے جب ابرہا اور انقاش دونون نمرود شاہ کے سامنے پہونچے ابرہا نے تو دو انگلیون کی محراب
بنا کر نمرود کو سجدہ کیا انقاش چپکا کھڑا رہا نمرود پکارا ای انقاش یہ کیا تو مجھے سجدہ کر کے برگشتہ ہو گیا انقاش پکارا
مین نے عالم بیہوشی مین تجھے سجدہ کیا ہوگا اور معلوم ہو کہ تو ساحر زبردست ہی یہ زور سحر جس سے چاہے سجدہ کرائے
ورنہ تو قابل لعنت کے ہی نمرود نے منھہ پر سے نقاب اٹھائی انقاش مسحور مسخر ہو کر سجدے مین جھکا اور روتا ہوا دوڑا
سر قدمون پر رکھدیا نمرود نے اسے گلے سے لگا لیا بہت سا دلاسا دیا اور کہا کہ تو خاطر جمع رکھہ مین نے تیری تقصیر معاف
کی انقاش سلام کر کے بیٹھہ گیا مگر نمرود حیران ہی کہ اب کیا کرون کسکو خدا پرستون سے مقابلہ کرنیکو بھیجون یکایک
دیو افلاک دونون جادوگرون کو لیے ہوے آیا کہ نام ان دونون کا جرموس جادو اور طہران جادو تھا دونون نے
نمرود کی ملازمت حاصل کی نمرود ان دونون کو ساتھہ لیکر پردے کے اندر چلا گیا اور ان سے کہا کہ مین حمزہ
کے ہاتھہ سے بہت تنگ آیا ہون جس طرح ہو سکے حمزہ کو مارا چاہیے طہران جادو نے کہا مین آج شب کو جا کر حمزہ
کا سر کاٹ لاؤن گا نمرود نے کہا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی اسنے کہا کہ مین اسے غافل کر کے مارون گا یا گرفتار کر لاؤن گا
یہ کہکے سر شام سے طہران جادو روانہ ہوا عقاب کی صورت بنکر تمام لشکر اسلام کی سیر کی دیکھا کہ فرسنگ در فرسنگ
لشکر اسلام اترا ہوا ہی اور یہ سیکڑون شہر آباد معلوم ہوتے ہین وہ سیر کرتا ہوا بارگاہ سلیمانی پر آیا دیکھا بارگاہ مین
بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہی برابر اسکے حمزہ صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہین تمام سردار گرد و اطراف مین
بیٹھے ہوے ہین اسنے پہچانا کہ یہی حمزہ ہین کچھہ سوچ کر تامل کیا کہ دربار برخاست ہوے جسوقت دربار برخاست ہوا
اور امیر با توقیر خوابگاہ مین آ کے خاصہ کھا کر آرام فرمایا مقبل وفادار پاسبانی کیواسطے آیا خاصبردار چوکی پہرے کے
عہدے پر قائم ہوے کچھہ خدمتگار بھی کرنیلگے مگر مقبل کی یہ صورت ہی کہ اٹھتا ہی اور چار طرف پھرتا ہی اور پھر آ کر بیٹھہ رہتا ہی
قضا سے کار مقبل کی نگاہ آسمان پر پڑی دیکھا کہ ایک جانور بڑا سا پر دے ہوا قائم ہی اور ہر مرتبہ جھک کر صاحبقران
کو دیکھتا ہی خیال مین گزرا کہ یہ کوئی جادوگر ہی کچھہ عجب نہین جو صاحبقران کو مضرت پہونچانے آیا ہو اسیوقت تیر کمان
مین پیوستہ کر کے اس جانور پر مارا طہران جادو اس فکر مین تھا کہ سحر کر کے سب نگہبانونکو بیہوش کیجیے اور صاحبقران
کو باہر لیجیے کہ تیر قضا جو سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار نکل گیا طائر روح طہران جادو کی قفس جسم سے پھڑک کر پرواز
کر گئی طہران جادو بصورت مرغ بسمل زمین پر گر کے لوٹنے لگا ایک غل اور شور برپا ہوا بعد اسکے صدا آئی کہ ہی مرا
نام من طہران جادو بود افسوس مردم و جان دادم بمطلب خود نرسیدم مقبل وفادار نے لاش اسکی اٹھوا رکھی
صبح کو صاحبقران زبان سے حال بیان کیا صاحبقران نے مقبل کو خلعت دیا لاش اس کافر کی پھکوا دی
ہرکارے یہ خبر لیکر زنبور شاہ کے پاس آئے اور حال تمام بیان کیا زنبور شاہ نے جا کر نمرود سے کہا کہ رات کو
ایک جادوگر حمزہ کے قتل کی تدبیر مین گیا تھا مقبل نے اسے تیر سے مارا جرموس جادو کو سنکر بڑا رنج ہوا جا کر لاش
طہران جادو کی اٹھا لایا بہت رویا پیٹا گریبان چاک کیا اور کہا کہ خیر اسکا عوض خدا پرستون سے مین لونگا اور
تین روز کے بعد اسنے اسباب سحر منگوا کر ہوم کیا اور خون خوک سے نہایا بلکہ اسی سے چوکہ دیا اور تھوڑا سا
پی بھی لیا اور ایک پتلا موم کا بنا کر اسکے منھہ اور دل و جگر مین سوئیان چبھوئین اور ایک شیشہ مین اس پتلے کو
اتارا اور منھہ شیشہ کا بند کر دیا اور رات کو پڑ کے سو رہا صبح کو نمرود شاہ سے جا کر کہا کہ مین نے اسم اعظم حمزہ کا بند
کر دیا اب ایک دن مین کام خدا پرستون کا تمام کرونگا دوسرے دن جرموس جادو نے ایک ابر سرخ رنگ بنا کر آسمان
پر قائم کیا کہ ہر دم پرکالہ ہائے آتش اسمین نکلتے اور نمرود شاہ سے کہا کہ طبل فتحیاری بجوائیے کل خدا پرستون کو جلا کر

خاک سیاہ کر دوں گا نمرود شاہ نے طبل قہاری بجوایا ہر کارے سے خبر لیکر صاحبقران پاس آئے اور کہا آج شب طبل
اُنکا بند کیا گیا ہے اور یہ ابر سرخ رنگ جو آسمان پر قائم ہوا ہے کل اس ابر سے آپکے لشکر پر آگ برسیگی شعلہ و
شعلہ آتش پڑیگا وہ جلا کر خاک ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ حافظ حقیقی ہمارا اور ہمارے لشکر کا نگہبان ہے جو وہ چاہیگا
سو کریگا اور طبل جنگ بجوایا سب سردار و امرا اسلام اور امیر علی شاہ سب سردار دل کو جمع کر کے شہزادہ زینبا بر بٹھا کر
دعائیں مانگنے یہاں عمرو نے نمرود شاہ سے کہا یا خداوند یہ شب خوشیکی ہے کہ ایسی شب کو تو بیداری میں بسر کیجئے
اور قاسم و بدیع الزمان وغیرہ نے بھی نمرود شاہ سے کہا کہ یا خداوند آج شب کو عمرو کا گانا سنیئے عمرو بولا کہ بندہ بھی
میں نے اقتدر یہ کی عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو میں صحبت کو آراستہ کروں نمرود شاہ نے کہا اچھا ہے ہم بھی سنا چاہتے ہیں کہا
اور تمام شراب کو آغشتہ بیہوش کیا اور پہلے تمام شیشہ داروں کو شراب تیمم کی بعد اسکے باقی انگوریکی گلابی ہوئیں
بھراکے ساقیوں کو حوالے کیا اور خود نمرود شاہ کی صحبت میں سب اہل اسلام کو ایک جانب اور کافروں کو ایکطرف بٹھایا
اور بیچ میں گلدستے گلہائے رنگین کے صحبت میں سجائے اور تمام سب فانوسیں بھا کنول و مردنگیاں
و لیمپ وغیرہ روشن کروادیئے تمام صحبت کو خوب آئین بند کیا پھر جو دیکھا صحبت خوش ہوا اور کاریگری بہت پسند
کی نمرود کو بلا کر خلعت دیا عمرو نے کہا یا خداوند آج کی صحبت میں اپنے سب دوستوں اور چیلوں وغیرہ کو بھی بلا لیجئے
کہ آج میں ایسا گاؤں بجاؤں گا اور ایک صحبت جماؤں گا کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا نہ سنا ہوگا نمرود نے وہ سب کو بلا لیا اور
جمشید جادو اور دیو افلاک سے کہا کہ آج تم بھی شریک صحبت ہو اور عمرو کا گانا سنو لو کیونکہ یہ صحبت کبھی یادگار ہے
ایسی ہمارے یہاں کبھی صحبت آراستہ نہ ہوئی ہوگی ہمراہ عمرو کے وہ دونوں بھی پردے سے باہر نکل آئے اور
صحبت جشن میں با ادب بیٹھے پہلے سب نے کھانا کھایا بعد اسکے ساقیان ماہوش نے بصد ناز و ادا ساقی گری کی جام
بادۂ ارغوانی گردش میں آیا تمام محفل کو شراب پلائی جسوقت سرور بادۂ آئی رقص و سرود شروع ہوا سازندوں نے ساز
ملائے عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی لی اور تنبیان درست کرکے بجانا شروع کیا اور یہ غزل عمرو نے گانا شروع کی غزل

بھلا گردن کشی کی تاب ہو کیا جان نثاروں میں
تو عاشق ہی نہ پائیگا کبھی ہم سا ہزاروں میں
گنہگاروں میں مجھکو دیکھکر کہتا ہے وہ قاتل
گل اپنے رنگ پر ہنستے ہیں گو ہستے ہیں نثاروں میں
بلاتا ہے تو دو پیالہ مجھے بھی جام دے ساقی
مدام اس امر کا چرچا رہا ہم بادہ خواروں میں
گھٹا اٹھی ہے چھلکا دے ہمارے جام اے ساقی
خدا جانے کہاں کا حسن ہے ان ماہ پاروں میں
مٹایا ہے فلک نے جنکو قاتل تیرے کوچے میں
انکے استخوان تک بھی نہیں باقی مزاروں میں
ادھر بھی اک نگاہ ناز سے تو قاتلہ سر ہو اسکے

جگر لیکر ہوئے جاتے ہیں قاتل کے اشاروں میں
نہیں ہے وفا کوئی کسی یار کا یاروں میں
کوئی تو جان پر کھیلا ہے سچے جان نثاروں میں
یقین تو ہے کہ ان پیالوں سے پھر ہوئے فنا فی
بھلا پیتے ہیں آبرو سے میں نہیں آن بادہ خواروں میں
نہ دو الہیٰ وقت امتحان کچھ بھول پڑ جائے
برس جائے تو ابر کرم ہم بادہ خواروں میں
شب مہتاب یہ افشاں لگا کر کون نکلا ہے
غبار اپنا بھی ملجائیگا اکدن ان غباروں میں
یقین تو ہے کہ دختر رز پہ ٹپکے رال زاہد کی
کوئی بیٹھا ہوا ہے اور بھی امیدواروں میں

مقابل یار کا نہیں رنگ آتا ہے گل ہزاروں میں
آسی کی بیکسی رہتی ہے آپکے سنگ مزاروں میں
پردوں کی خو کبھی آتی نہیں پیکروں کی ہنس ہنس میں
ہمارے داغ دل ہوئے ہیں جو اس گلرو کے باروں میں
پیا پینے جوانی بھی تو لیکر نام ساقی کا
ہمارا نام بھی لکھ لیجئے گا جان نثاروں میں
چمکا چاند آئی ہے خورشید کو بھی سامنے جسکے
نمایاں ہے یہ کس کا چاند سا رخ آج تاروں میں
مٹے نام و نشان اسکندر و جمشید و دارا کے
کوئی دم بھی جو بیٹھے آسکے ہم بادہ خواروں میں
خواجہ عمرو عیار بن امیہ فائدار سے ۱۰

غزل نایاب بیچا سب ہو کر اس دھن میں ایسی رانگنیوں میں نئی بجا کر گائی کہ تمام محفل بیخود ہو گئی اور سوائے واہ واہ کے کسیکے
کچھ زبان پر نہ تھا اس بیخودی میں ہر ایک شخص روپیہ اشرفی جواہر اپنی لیاقت سے زیادہ خوشی میں آکر خواجہ عمرو کو دینے لگا

یکایک ساقیوں کی بادہ پیمائی اور خواجہ عمرو کی ترنم سرائی نے ایسا اثر کیا کہ طرفہ رنگ لایا کہ نمرود شاہ بیخود اور بیہوش ہو کر
عمرو کی تعریفیں کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ مٹکا کر ناچنے لگا اور عمرو کے پاس آکر تالیاں بجا کر انگلیاں مٹکا کر کہنے لگا ای عمرو
اسوقت کیا خوب تو گایا بجایا ہی میرا دل تجھسے بہت خوش ہوا اب میں تجھے ہمراہ آسمان پر لیجاؤں گا جتنے لوگ وہاں بیٹھے تھے سب
اٹھ اٹھ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ یا خداوند ہمیں بھی لیتے چلیے چند قدم سب کے سب چلے تھے کہ پھر نمرود مردود بیہوش ہو کر
گر پڑے اور ایسے بیخبر ہوگئے کہ اپنی حال اور مآل کی مطلق خبر نہ رہی خواجہ عمرو اٹھے پہلے تو نمرود کو گرفتار کر کے نذر زنبیل کیا
بعد اسکے وپواقلاک اور جتنے بیہوش جادو کو باندھکر زنبیل میں ڈالدیا اور آپ نمرود کی صورت بنکر وہیں سو رہا
جب صبح کو بیدار ہوا ساحرہ جن کو بلایا اور حکم دیا کہ ان سب سرداروں کو نیچے قبطلوں کے بارگاہ زربور شاہ
لیجا ساحرہ جنی نے سب کو نیچے قبطلوں کے اتار دیا سب سردار بارگاہ زربور شاہ میں جاکر بیٹھے بعد اسکے نمرود نقلی
نے کہا ای ساحرہ تمام ہمارا خزانہ جواہر خانہ توشہ خانہ اوپر قبطلوں کے سے لے آؤ وہ بموجب حکم کے سب جاکر اٹھالایا
عمرو نے سب نذر زنبیل کیا پھر حکم دیا ای ساحرہ تو اپنے ہمراہیوں کو ساتھ اپنے لیجا اور لشکر اسلام کی بازاروں میں
اور ملک سبائل سے جسقدر روغن زرد اور روغن سیاہ دستیاب ہوئے لے آ اور قبطلوں پر ڈالدے کہ خوب
تر ہو جائیں ساحرہ جن نے روغن سیاہ اور روغن زرد مہیا کر کے اسقدر قبطلوں پر ڈالا اور تر کیا جو ایک بوند
تیل کی اوپر قبطلوں سے پڑے تو ان قبطلوں پر سے بہکر زمین پر گر پڑے اب مخبران اخبار دفتر فسانہ رنگین یوں
تحریر کرتے ہیں کہ قبطول نمرود شاہ کے کاغذ اور بانس سے بنائے ہوئے تھے اور چہار طرف سے رسیوں میں جکڑے
بندھے ہوئے تھے دیو ان قبطلوں کو پہرے ہوا لیے رہتے تھے اور خواجہ عمرو کو زبانی نمرود شاہ معلوم ہو چکا تھا
کہ چاروں قبطول بانس اور کاغذ کے ہیں غرضکہ جب ساحرہ جن تمام قبطلوں کو روغنوں سے تر کر چکا آکر عرض کیا کہ
بموجب حکم خداوند سب قبطلوں کو روغنوں سے تر کر دیا ہی اسوقت نمرود نقلی نے ساحرہ جنی کو پاس بلایا وہ ڈرتا
ہوا کانپتا ہوا دست بستہ قریب آیا اور سجدہ کر کے عرض کیا میری کیا مجال جو خداوند کے نزدیک آسکوں نمرود نقلی نے
کہا کہ تو ڈر نہیں بیخوف ہمارے پاس چلا آ کہ تجھے آج اپنی خدائی کا تماشا دکھائیں گے جب ساحرہ جن پاس نمرود نقلی
کے آیا ہاتھ اسکا پکڑ کر کھینچا کہ تو ڈرتا کاہیکو ہی میں تجھپر سوار ہونگا اور اپنی خدائی کا تماشا دکھاؤں گا یہ کہکر ساحرہ جن پر نمرود
نقلی سوار ہوا اور سوزن کلان سے ساحرہ جن کی ناک چھیدکر ایک رسن ریشمی اسمیں ڈالی اور مثل بیل بدھے کے
ناتھ باندھی اور ہاتھ میں پکڑ کر کھینچا ساحرہ جن نے کہا یا خداوند آپ نے کیا کیا مجھکو بیل بدھیا بھینسا بنایا نمرود
نقلی نے کہا ہماری خدائی کا تماشا دیکھنا سہل نہیں ہی اب تجھے تو آسمان پر لیچل ساحرہ جن نمرود نقلی کو لیکر اڑا جب خوب
بلند ہوا نمرود نقلی نے جتنے آتشبازی کے اوپر سے قبطلوں پر مارے دفعۃً آگ لگ گئی قبطول جلنے لگے زربور شاہ نے
اسوقت خیمہ اپنا قبطلوں کے نیچے سے اٹھوایا دیکھا کہ ہر طرف سے آگ چلی رہی ہی سمجھا کہ دریائے آتش خداوند
جوشزن ہوا ادھر بختیارک نے جو گنبد کی بام پر سے دیکھا کہ قبطلوں میں آگ لگی لقا سے کہا یا خداوند مرشد کامل عمرو
عیار نے معلوم ہوتا ہی کہ قبطول نمرود کے جلا دیئے وہ دیکھیے آگ لگی ہوئی ہی قبطول پھنک رہے ہیں لقا نے کہا کہ یہ
تقدیر کی بات تھی کہ قبطول نمرود شاہ کے جل جائیں ادھر حمزہ صاحبقران کو بھی ہرکاروں نے خبر دی کہ قبطول نمرود شاہ
کے جلتے ہیں آگ لگ گئی امیر با توقیر نے فرمایا کہ یہ کام خواجہ عمرو کا ہی الغرض عمرو جب قبطلوں کو جلا چکا ساحرہ جن
سے کہا کہ تو مجھے لشکر حمزہ میں لیچل اب ساحرہ کو خیال گذرا کہ شاید یہ عمرو ہو تو اسوقت کہا میں لشکر حمزہ میں نہ جاؤنگا عمرو
نے وہ رسی کھینچی نکیل اسکی کھینچکر ناک ساحرہ کی کٹنے لگی بیچین ہو گیا ناچار ہو کر لشکر اسلام میں لایا اور بارگاہ سلیمانی

پھر ناگز پھرایا عمرو نے آواز دی کہ ای حمزہ ستم خداوند ثمرود شاہ جلد بارگاہ سے باہر آؤ اور بہتر یہ ہے کہ مجھے سجدہ کرو نہیں
تو بہت بری طرح پیش آؤن گا امیر یا تو قمر حمزہ صاحبقران زمان فوراً مع سرداران لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی سے
باہر آئے اور فرمایا کہ لاکھ لاکھ تجھپر اور تیرے پرستارون پر لعنت ہی عمرو نے قلمدوات اور کاغذ زنبیل سے نکالکر ایک
رقعہ لکھا اور سامنے صاحبقران کے پھینکدیا صاحبقران نے اُس رقعہ کو اُٹھا کر پڑھا اُس رقعہ مین لکھا تھا کہ ای حمزہ
مین عمرو غلام خاص آپکا ہون اگر ثمرود کو باندھکر آپکی خدمت مین حاضر کرون تو کیا عنایت کیجیے گا امیر کشور گیر نے فرمایا
جو مانگو گے وہ پاؤ گے عمرو نے ساحر جن سے کہا کہ تو مجھکو اندر بارگاہ سلیمانی کے لیچل وہ ناچار عمرو کو ہمراہ لیکر بارگاہ
سلیمانی مین داخل ہوا اگر عمرو نے ساحر جن کو نہ چھوڑا اور گرفتار کرکے مشکین باندھلین ساحر جن نے کہا کہ خواجہ
سلامت مین نے غلامی آپکی اختیار کی اور دین باطل پرستی کی صاحبقران نے ساحر جن کو قید سے رہا کیا وہ
قدمبوس ہوا اور طوطی کیطرح کلمہ پڑھکر اسلام لایا اور ایک لمحہ کے بعد و آن سے غائب ہو کر پھر عمرو نے کہا کہ خواجہ
نکالو ثمرود کو عمرو نے کہا کہ پہلے رونمائی عنایت کیجیے غرضکہ زر نقد لیکر خواجہ نے پہلے دیوانقالاک اور جریس جادو
کو نکالا اور اُن دونون کو بااجازت حمزہ صاحبقران قتل کیا بعد اسکے ثمرود کو زنبیل سے باہر نکالا اور فتیلہ رفع بیہوشی
دیا ثمرود کی آنکھ کھلی اپنی حالت کو دیکھکر پکارا کہ مین نے یہ کیا تقدیر کی ہی عمرو نے ایک طمانچہ مارا کہ او قرمساق کیا بکتا ہے
دیکھ اپنی تقدیر کو مین تجھے گرفتار کرکے لایا اور تیرا کیا حال بنایا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ او ثمرود اب تو اپنے
اعمال شنیع اور افعال قبیح سے باز آ اور وحدانیت پروردگار عالم کا قائل ہو کہ وہ پیدا کرنیوالا تمام عالم موجودات وغیر موجود
کا ہی بس توبہ کر اور سجدہ بجالا درگاہ جناب باری تعالے مین ابھی تجھکو رہا کرونگا اور جو کچھ طلب کریگا وہ دونگا اور ہر دم
تیری حمایت کیواسطے موجود رہونگا اور اگر تو اپنی گمراہی سے باز نہ آئیگا تو قتل کرونگا ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا اور جن
ساحرون کا تجھے بھروسا تھا اور جن دیوؤن پر تیرا اسرار اور مدار تھا وہ مارڈالے گئے قیطول تیرے عمرو نے جلا دیے
تیری خداوندی مین آگ لگادی سب سامان گمراہی تیرا خاک مین خاک گرفتار نے ملا دیا ثمرود تیرا قصر نخوت و غرور
ڈھگیا یہ کلمات نصیحت آیات حمزہ صاحبقران زمان سنکر وہ روسیاہ پرگناہ ثمرود مردود اسی عالم گرفتاری
مین برہم ہو کر پکارا کہ ای حمزہ تو میرے غضب سے نہین ڈرتا اور میرے قہر خداوندی سے پناہ نہین مانگتا ابھی آسمان
کو اشارہ کرون تو تجھپر پھٹ پڑے اور زمین کو حکم دون تو وہ شق ہو جاوے اور اُسمین تو سما جاوے ای حمزہ تو نے مجھے کیسا
ایسا ویسا سمجھا ہی اور اپنے اسم اعظم پر پھولا ہی بس ابھی مین ظاہر ہو کہ شر سے باز آ اور مجھکو رہا کرکے سجدہ کر صاحبقران
زمان نہایت طیش مین آکر غضبناک ہوگئے اور جلال آگیا آفتاب کی صورت چہرہ سرخ ہوگیا اور یارا کسی کو گفتگو کی
تاب باقی نہ رہی ثمر تمر کانپنے لگے اور فرمایا او کافر بے پیر سامنے ایسے کلمات نالائق بیہودہ بکتا ہی اور اے ناپاک
دور ہو سامنے سے میرے پھر حکم دیا کہ ابھی میرے سامنے اس کافر ثمرود مردود کو دار پر کھینچکر تیر باران کرو اسیوقت
میدان مین دار استادہ ہوئی منادی نے تمام لشکر مین ندا کی جسے تماشا دیکھنا ہو وہ آئے ثمرود مردود حکم حمزہ صاحبقران
زمان سے دار پر کھینچا جاتا ہی جو کہ ثمرود خواب غفلت سے بیدار ہو زلیست نا پائدار ہو دار دنیا مین نتیجہ کفر پرستی کا اسی طرح
دار و مدار ہی اُس بدکردار کیواسطے یہی ہوگا صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان بارگاہ سلیمانی سے باہر تشریف
لائے اور قریب دار کرسیان بچھوا کر سب بیٹھے اور تیر و کمان سبکے ہاتھون مین تھے حکم کیا کہ جلد اس ثمرود مردود
کافر ازلی و ابدی کو دار پر کھینچو فوراً حکم حمزہ صاحبقران پاتے ہی جلادون نے دار پر اُس بدکردار کو کھینچ دیا اور صاحبقران
نے مع سردارون کے تیر فولادی کمانون مین پیوستہ کیے چاہتے ہین کہ ثمرود مردود کو تیر باران کرین کہ دار کے پیچھے سے ایک

چمکا دھوئیں کا دم دار اٹھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا ایسا ان خونی مین چارطرف اندھیرا چھاگیا اور زہر دار خنجر دار کی
آواز آئی بعد گھڑی بھر کے جب سیاہی تاریکی کی دفع ہوئی دیکھا کہ نمرود مردود دار پر نہین ہے وہ بدکردار غائب
ہوگیا حمزہ صاحبقران کو کمال ملال ہوا چپ ہوکے رہ گئے اور افسوس کیا کہ اگر مین جانتا کہ یہ کافر بزور سحر غائب
ہوجائیگا تو فوراً تہ تیغ کیا ہوتا اور پر اُس بدکردار کو نہ چھوڑتا عمرو نے کہا اے حمزہ معلوم ہوتا ہے کہ نمرود مردود کو کوئی
ساحر اٹھا لیگیا بس مشقت و محنت سب ہیچ ہے اس کافر کو گرفتار کیا اور پھر زندہ ہاتھ سے نکل گیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون
نے آکر مجرا کیا اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ لشکر نمرود شاہ مین سرداران لشکر اسلام ہوش مین آگئے اور نمرود مردود پر لعنت
کی اب آتے ہیں اور لشکر نمرود سے لڑائی ہورہی ہے تلوار چل رہی ہے صاحبقران زمان یہ سنتے ہی مع سرداروں کے
اٹھ کھڑے ہوگئے اور فوج کثیر اپنے ہمراہ لیکر کمک ان سرداروں کی جو لشکر نمرود سے لڑ رہے تھے روانہ ہوئے ناظرین
والاتمکین پر واضح ہو کہ یہ سارا تماشا اور سامان سحر و ساحری کا جو نمرود کے پاس تھا وہ سب دیو افلاک وغیرہ کا بنایا ہوا تھا
جس وقت دیو افلاک کو گرفتار کیا وہ گھر و تار اسٹ گیا جب اُس دیو افلاک کو قتل کیا دیوار قصر سحر منہدم ہوگئی نمرود
مبتلا بلا سے قہر پروردگار ہوا سرداران لشکر اسلام کو ہوش آیا ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہم بارگاہ کفار
مین کیونکر آکے بیٹھے نمرود پرستون نے کہا کہ تم سبھون نے خداوند نمرود شاہ کو سجدہ کیا ہے کہ سب خداوند نمرود کے سجدہ
ہو ہی تب ہر ایک کو غیظ و غضب طاری ہوا اور تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے اور للکارا او نابکارو کینہ نمرود پرستی تم کیا ہوا
بانی پر نمرود پر ہزار ہزار لعنت ہے اب ہم تمہین کیا زندہ چھوڑتے ہیں اور سرداران نمرود مستعد بہ جنگ ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے
اور کہا کہ لو اب تمنے بنا رنگ نکالا اتم کیا تم سے کہتے ہیں اللہ یہ تلوار چلنے لگی غلغلہ شور انگیز قیامت خیز برپا ہوا آدم قتل کام
ہولگے پرنسہ اور آتشبازی جرمہ پوش جادو کا غائب ہوگیا القادے ہی تھا اور بجلی تارک اور یاقوت شاہ وغیرہ
ناس پائل کے قبیل ہندو روانسے پر آپہنچے تھے دیکھا کہ وہ قبولی ناسکے نمرود مین ہے اس ابر آتش بار کا پتا ہے جو کہ
جمرہ پوش جادو نے بنا کر آسمان پر قائم کیا تھا بس تلوار لشکر نمرود مین چل رہی ہے یکایک ادھر سے حمزہ صاحبقران
عالیمقدار مع نامیان دیندار و بہادران شور پشتہ و پہلوانان و سرداران نامدار جا پہونچے شریک جنگ ہوئے اب
دونون لشکر باہم مل گئے گھمسان کی تلوار چلنے لگی دوپہر کامل تلوار چلی بدیع الزمان برابر لقاندار زرروپوش کے پہونچا
لقاندار زرروپوش نے تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اسکی چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور مشکین
باندھ کر اسیر کیا اور اسکا شہزادہ آلہ قاسم لڑتا ہوا قریب زنبور شاہ کے پہونچا زنبور شاہ نے تلوار ماری ملک
قاسم نے وار بچا کر اسکے سر پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر تخت پر سے اٹھا لیا اور مشکین باندھ کر عیار
کے حوالے کیا ادھر لشکر اسلام مین سرداران اور مالک اشقر پہلوان نے بہت سے کفار قتل کیے آخر انجام یہ ہوا کہ
نمرود نابکار کا لشکر بھاگ گیا فوج نمرود کی شکست فاش ہوکر بھاگی تمام مال و اسباب اور خیمہ و خرگاہ وغیرہ لشکر اسلام نے
لوٹ لیا اقبال و فتح کے نقارے بجنے لگے جتنے سردار لشکر اسلام کے نمرود پرست بزور سحر ہوگئے تھے وہ سب آکر قدمون پر
صاحبقران زمان کے گر پڑے صاحبقران نے ہر ایک کو گلے سے لگایا ساتھ اپنے بارگاہ سلیمانی مین لائے اور خلعت
فاخرہ سے سرفراز کیا بدیع الزمان نے لقاندار زرروپوش کو بلوایا اور قاسم نے زنبور شاہ کو طلب کیا اور لاکر سامنے
اسیر کشور گیر کے کھڑا کردیا صاحبقران نے فرمایا کہ آج ان کو زندان خانہ مین بہت ہوشیاری اور چوکسی سے قید رکھو کل انکا
مقدمہ پیش کیا جائے کس واسطے کہ سب کے سب دن بھر جو لڑے ہیں خستہ ہوگئے ہیں صاحبقران یہ فرما کر بکمال شوکت آن بان سے
اٹھ کھڑے ہوئے اور دربار برخاست کیا جب رات گذر گئی صبح ہوئی اور دربار قدر بار حمزہ صاحبقران زمان معمور ہوا صاحبقران

نے کہا سرداران زبور شاہ کو لاؤ اور نقابدار زردپوش کو بھی بلاؤ اسیوقت سبکے سب حاضر ہوئے صاحبقران
نے بکمال عزت و توقیر زبور شاہ کو اور نقابدار وغیرہ کو بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا کہ جام شراب انگوری پلاؤ ساقی نے ایک
ایک جام لبریز کرکے سبکو دیا جام شراب سبھون نے پیا جسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صاحبقران متوجہ
زبور شاہ کیطرف ہوئے اور سمجھانا شروع کیا اور وحدانیت و بزرگی پروردگار سے آگاہ کیا اور نمرود کا دین کفر اور
مجبوری اسکی ظاہر کی اور فرمایا کہ کیون دیکھا تو نے کہ نمرود کس ذلت و خواری سے گرفتار ہوا اور بہ قبول اسکے ایک
ہیرے عیار نے جلا دیئے تمام کارخانہ خداوندی نمرود کہ جو سحر سے آراستہ و پیراستہ کیا تھا طرفۃ العین مین مٹا دیا اور
برباد ہوکر تباہ ہوگیا نمرود و مردود ہرگز قابل پرستش کے نہین ہے سزاوار پرستاری اور طاعت گذاری پروردگار عالم
ہے کہ جسنے بیک اشارہ کن دو عالم کو پیدا کیا اور زمین و آسمان کون و مکان لیل و نہار ثوابت و سیارے مہر و ماہ
شام و سحر ہویدا کیا اسقدر صاحبقران نے حمد و ثنا سے پروردگار اور کفر نمرود بہ زبان خوش الحان بیان کی کہ نقابدار
زردپوش نے ایکمرتبہ نقاب اپنے منہ پر سے اٹھائی اور پکارا یا صاحبقران زمان مین حضور کا ہمیشہ سے غلام
ہون فقط زبور شاہ کی صحبت سے وہان پڑا ہوا تھا امیر کشور گیر نے اسکو خلعت دیا اور قید اسکی دور کرادی بعد
اسکے زبور شاہ نے کہا ای شہریار مین نے بھی نمرود پرستی اور امورات باطلہ پر لعنت کی غلامی آپکی اختیار کی
لیکن امیدوار ہون کہ مین اور ابریا ایک جگہ پر رہین امیر با توقیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے پھر جتنے زبور شاہ کے ہمراہی
تھے سب مسلمان ہوئے صاحبقران زمان نے سجدۂ شکر رب الارباب کیا کہ نمرود ایسے کافر پر تو نے مجھکو فتح دیا
کیا بعد اسکے جشن کی تیاری کی تمام لشکر مین ناچ و راگ و رنگ کی صحبت مہیا ہوئی ایک ہفتہ جلسہ جشن اور صحبت
عیش لشکر اسلام مین ہوا کیا بعد اسکے صاحبقران نے دربار عام فرمایا بارگاہ سلیمانی سرداران لشکر اسلام سے
معمور ہوا عمرو کیطرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ تم قلعہ گیر بے جنگ ہو اب کچھ تدبیر ملک سمائل کے لینے کی کرو عمرو نے عرض کیا
کہ یا حمزہ صاحبقران یہ کام غازیون کا ہے کہ جان نثاری دکھائین قلعہ سمائل کو اپنے قبضہ مین لائین فرمایا ای خواجہ
کبھی ہمنے یورش کرکے قلعہ نہین لیا اتنا ہم چاہتے ہین کہ اندر قلعہ کے بے جنگ وجدل ہمین پہونچا دو پھر کچھ تمہارا کام نہین
ہم سمجھ لینگے اور جو کچھ تم مانگو وہ تمکو دین عمرو بولا ای حمزہ اگر تم چاہتے ہو کہ قلعہ بے جنگ وجدال ہاتھ آئے تو باغ بہشت
لقائے بے لقا کا مجھے مرحمت ہو جائے مین تمکو مع سرداران لشکر اسلام داخل قلعہ کردونگا القصہ بعد گفتگو بسیار
نوشتہ اس مضمون کا مہری اپنا عمرو کو دیا کہ اگر مجھکو تم بے جنگ وجدل اندر قلعہ کے پہونچا دوگے تو ہمنے تمکو باغ بہشت
لقائے بے لقا کا بخشدیا عمرو اسیوقت سے فکر قلعہ گیری مین مصروف ہوا ہرکارون نے یہ خبر لقا سے بے لقا
کو پہونچائی کہ عمرو نے دعوے کیا ہے کہ قلعہ سمائل کو بے جنگ وجدل لے لونگا مختیارک بولا غضب ہوا اب
قلعہ ہاتھ سے نکل جائیگا لقا سے کہا یا خداوندا اگر میری رائے پر شہر کا بند و بست ہو تو شاید کچھ دنون یہ قلعہ آپکے قبضہ
مین رہیگا اور عمرو نہ لے سکیگا لقا نے کہا کہ مین نے تجھے اختیار دیا تیرا جسطرح جی چاہے شہر کا بند و بست کر مختیارک نے اٹھکر
اور تمام قلعہ مین پھرا اور جا بجا چوکی پہرا اپنے طور پر قائم کیا ایک ایک برج پر تاکید کردی اور چار دروازے سے
آمد و رفت کے تھے ان پر قدغن کیا کہ بغیر ہماری اطلاع کے کوئی اندر قلعہ کے نہ آنے پائے یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ مختیارک
کا بندوبست قلعہ مین ہوا ہے عمرو نے کہا تو سہی عمرو بھی نام کہ اسکے ساتھ قلعہ مین داخل ہون یہ کہکر خواجہ چلے اور چہار طرف
قلعہ کے پھرے اگر کہین قلعہ کے اندر جانیکی راہ نہ ملی ایک روز کنارے دریا کے آنکلے اور وہان اتنا سراغ پایا کہ یہان سے
راہ شہر سمائل کو گئی ہے مگر دریا و دیا جاتا ہوگا عمرو بہت خوش ہوئے اور جاکر صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور کچھ سردار

نہ لانا اور اسیطرف جہازون کو پلٹا لیجاؤ یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ لوگ منع کرتے ہین عمرو نے کہا کہ چلو منع کرنا اُن کا نہ سُنو یہان تک
کہ قریب کنارے کے پہونچے رعد شفر انداز کی فوج نے تیر مارنا شروع کیا ادھر سے خواجہ نے بھی کہا کہ سنگ فلاخن کی
مارو القصہ سوداگر نقلی مع قافلے کے ور بندر مین اُتر گئے رعد شفر انداز کو خبر ہوئی کہ سوداگر اُتر آئے فوراً فوج ہمراہ لیکر چلا
یہان عمرو نے غازیان دیندار کو صندوق سے نکالا کہ ہوشیار کیا اور کہا کہ ان بھائیون کو مارو تلوار چلنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان
سے اور رعد شفر انداز سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت پر روک کر یہ تیغہ افعی سلیمانی کا ہاتھ کر
مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اہلکار اُسکے ہاتھ باندھکر سامنے خواجہ کے عذر خواہی کو آئے خواجہ نے رعد شفر انداز کے
بیٹے کو وہان کا حاکم کر دیا اور آپ ایک روز وہان رہ کر ملک سبائل کو روانہ ہوا جب قریب ملک سبائل کے پہونچا
قلعہ ملک سبائل پر دیدبان بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے جو جہازون کو آتے دیکھا گولہ اندازون سے کہا کہ جہاز سوداگرون
کے ادھر چلے آتے ہین جلد ان کو اُڑا دو قلعہ پر سے گولہ چھوٹنے لگا خواجہ نے کہا گولیکی زد سے جہازون کو ہٹا کر لنگر ڈالو
اُسیوقت ناخدا جہازون کو گولیکی زد سے دور ہٹا لیگئے اور جہازون کا لنگر ہو گیا خواجہ نے ایک شخص کو چھوٹی کشتی
پر سوار کر کے قلعہ کیطرف بھیجا وہ شخص کشتی پر سوار ہو کر رومال ہلاتا ہوا چلا نگہبان قلعہ نے جا کر بختیارک سے کہا کہ جہاز
سوداگرون کے آتے تھے ہمنے قلعہ کے اندر نہین آنے دیا مگر ایک شخص اُنمین سے چھوٹی کشتی پر سوار ہو کر رومال
ہلاتا ہوا کچھ پیغام سوداگر کا لیکر آیا ہے بختیارک فیل بند دروازے پر آکر بیٹھا اور اُس شخص کو سامنے بلوایا احوال پوچھا
اُسنے کہا کہ ملک جی یہ سوداگر تمھارے باپ کا ملاقاتی ہے بلکہ اُنھین کے روپیہ سے اسنے تجارت کی ہے کروڑہا روپیہ
کا مال و اسباب نقد و جنس اسکے پاس ہے اور یہ تاجر اسواسطے آیا ہے کہ یہ اوقات اخیر ہے یہ مال و متاع ملک جی کو سپرد
کر دون وہی اسکے مستحق ہین بختیارک نے جو یہ کلمہ سنا خوش ہو گیا کہا کہ اچھا مین چلکر سوداگر سے ملاقات کرتا ہون
اور اُسیوقت دروازہ کھولکر کشتی پر سوار ہو کر جہازون پر آیا دیکھا کہ ایک سوداگر نہایت ضعیف پلکین تک سفید
رعشہ تمام بدن مین آنکھین بند کیے بیٹھا ہے لوگون نے پکار کر کہا یا خواجہ طوسی ملک بختیارک آپکی ملاقات کو
آئے ہین خواجہ نے آنکھین کھولکر دیکھا بختیارک نے سلام کیا خواجہ نے اُٹھ کے گلے سے لگایا اور کہا بیٹا تیرا بچپنا
مجھے یاد ہے کہ بارگاہ نوشیروان عادل مین تو اپنے باپ کے پاس بیٹھا رہتا تھا اور بابے ملک بختک کیلئے خوب رویا
بعد اُسکے اسباب دعوت مہیا کیا ایک نازنین سرخ پوش اندر سے پردے کے باہر آئی اور اس نگاہ دلفریب سے
بختیارک کو دیکھا کہ بختیارک ہزار جان سے اسیر عاشق و شیفتہ ہو گیا خواجہ طوسی سے پوچھا کہ یہ نازنین کون ہے خواجہ
نے کہا مین نے فلان شہر مین اسے مول لیا تھا نہایت خوش سیرت اور خوبصورت ہے اے بیٹا یہ نازنین اگر تمھارے
پسند خاطر ہو تو لو حاضر ہے اور یہ مین تو یہ سب مال و متاع تجھے سپرد کرنے کو آیا ہون بختیارک نے کہا کہ خواجہ صاحب
پھر آپ قلعہ مین تشریف لیچلیے خواجہ نے کہا کہ بیٹا پہلے یہ سب مال و اسباب کی تم سیر کر لو اچھی طرح دیکھ بھال لو
بختیارک نے کہا کہ قلعہ مین چلکر دیکھ لونگا خواجہ طوسی نے کہا کہ پہلے یہ صندوق مال و اسباب کے قلعہ مین بھجوا دو
بعد اُسکے مجھے لیجاؤ القصہ جہاز برابر قلعہ کے آکر ٹھہرے اسباب اُترکر کاروان سرا مین داخل ہوا جتنے صندوق تھے
ایک ایک صندوق کو دس دس بارہ بارہ آدمی اُٹھا کر لیگئے بختیارک نہایت خوش تھا کہ اسقدر خداوند لات اعلے
اور منات سطلے نے مجھکو دیا القصہ پہر رات گئے تک تمام مال و اسباب خواجہ طوسی کا کاروان سرا مین گیا بعد اسکے
بختیارک کو خواجہ سوار کر کے کاروان سرا مین لایا کھانا بختیارک کے یہان سے آیا تھا خواجہ کو کھلایا بعد اسکے تمام
قافلے کی دعوت و ضیافت کی ڈیڑھ پہر رات گئے کھانے پینے سے مہلت ہوئی بختیارک نے خواجہ سے کہا اب آپ

اترا ہم پہنچے ہیں صبح کو خدمت خداوند ہیں آپ کو لیچلونگا یہ کہکر وہان سے چلا آیا خواجہ نے تمام سرداروں کو صندوقون سے باہر نکالا فتیلہ رفع بیہوشی سبکو دیا سب کے سب ہوش میں آئے دو چار جام بادۂ سرور کے سبکو پلائے پھر کھانا منگوایا سبکو کھلایا بعد فراغت آب و طعام عمرو نے کہا کہ صاحبو مبارک ہو کہ قلعہ سبائل میں تم سبکو میں نے لاکر داخل کرو یا اب صبح کو لشکر سب تو مصروف جنگ و جدال ہو اور میں لندھور کو ساتھ لیکر دروازہ قلعہ شہر کا کھولتا ہون اور حمزہ کو مع فوج لاتا ہون الغرض دو گھڑی رات رہے سے عمرو لندھور کو ساتھ لیکر قلعہ کے دروازے پر آیا اور قلعہ دار کو مار کر دروازہ کھلوایا بعد اسکے عمرو نے سفید مہرہ بجایا کہ حمزہ جلد فوج لیکر آؤ میں داخل قلعہ ہوا اور دروازہ کھولدیا صاحبقران زمان تو ہر روز اور ہر وقت گوش بر آواز منتظر رہتے تھے جیسے ہی سفید مہرے کی آواز کان میں پہنچی اسیوقت امیر کشور گیر مع لشکر ظفر اثر سوار ہوکر چلے مگر یہان بختیارک جو صبح کو بیدار ہوا خیال گذرا کہ اے بختیارک تو نے بڑا غضب کیا اس سوداگر کو قلعہ کے اندر لے آیا آنکھیں اسکی بہت چھوٹی چھوٹی تھین ایسا نہو کہ دشمن کامل سوداگر بنکر اور صندوقون میں سرداران لشکر اسلام کو بند کر کے لائے ہون ذرا چلکر دیکھو تو سہی فوراً گھر سے بختیارک چلا پھر خیال میں گذرا کہ فوراً لقا کے پاس بھی ہوتے چلیے بختیارک ابھی فیلقوسون تک لقا کے پاس پہنچا نہ تھا کہ آواز بدیع الزمان اور مالک کے نعرہ کی بلند ہوئی اور متصل نعرہ ہم ہم کی آواز آنے لگی سنتے ہی اس بیچارے کے ہوش اڑ گئے کانپتا بد حواس ہوگیا بھاگا بد حواس لقا کے پاس آیا اور کہا یا خداوندا خدا پرست قلعہ کے اندر آگئے چلیے یہان سے کسی طرف کو بھاگ چلیے لقا نے کہا او بیچا شیطان رجیم ایک تو تو نے خدا پرستون کو قلعہ کے اندر بلا لیا دوسرے مجھے قلعہ سے بھگاتا ہے ارے کہین ایسا ہو سکتا ہے کہ زہرہ شناخت خداوند لقا دو شہزور ہو وہ بندون سے بھاگے دیکھ تو سہی میں ان سبکا استیصال کرتا ہون پھر تمام اپنے سردارون کو ساتھ لیکر فیلقوسون سے نیچے چلا ہر چند بختیارک منع کرتا ہے سمجھاتا ہے یا خداوند میرا کہنا مانئے بھاگ چلیے نہین انجام برا ہوگا لقا نے بختیارک کا کہنا مطلق نہ مانا تاؤ پیچ کھا کر غصہ کی وضع سے چلا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کی قضا دامنگیر ہوئی ہے پھر تو بختیارک نے اپنا مال و اسباب سنبھالنا شروع کیا اور لوگون سے کہدیا کہ ہر طرف لے بھاگنا ادھر کا حال سنیے کہ امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران زمان داخل شہر سبائل ہوئے اور قلعہ کے پھاٹک پر آکے نعرہ

کوہ شگاف کیا نعرہ حمزہ	امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا البتہ شمشیر چار	یکے تیغ قمقام و صمصام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	بن کافران از جہان پاک کرو	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	بعد اور سردار فیروز کرتے

ہوئے تلوارین کھینچے ہوئے داخل ہوئے ادہر سے نعرہ رستم زمان علمشاہ نوجوان کا ہوا کہ منم رستم پیلتن پیلگن کشندۂ دودیل ہندی و کشندۂ کیتیان فرنگی شہسوار شہ دلاور امیر عرب ہے کیست علمشاہ جو رستم لقب ہے علمشاہ رومی شیر فیل زور بچہ سر تخت مرزوق افگندہ شور ہے ایک طرف سے نعرہ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور کا نعرہ ہوا النعرہ بدیع الزمان منم فخر سہراب و رستم وقار ہے بدیع الزمان صفدر نامدار ہے ایک طرف سے مالک اژدر کا نعرہ ہوا النعرہ مالک اژدر منم مالک اژدر خشتم کین ہے سپہدار لشکر اہل دین ہے بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج ہے ستانم ز ترک فلک تخت و تاج ہے ایک طرف سے نعرہ دوسرا آتش لندھور بن سعدان گرد کا ہوا النعرہ لندھور منم صاحب عمرو و جانشین حمزہ و برگردن شہنشاہ ہندوستان منم زمان لندھور بن سعدان ہے فلک شہ بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من ہے نقیبانم بود سہ صد ہزار و ملک ہند ایک طرف سے فرخ شہسوار قلندر کا نعرہ ہوا النعرہ فرخ شہسوار قلندر ہے منم صفدر نامی و نامور ہے شجاع و جری فرخ شہسوار ایک طرف سے نعرہ فرخ بخت سلطان کا ہوا النعرہ فرخ بخت سلطان ۔جری و صفدر و غازی منم شیر نیستانم ہے از فرزندان حمزہ اسم فرخ بخت سلطانم ہے ایک جانب سے نعرہ ہاشم تیغزن کا ہوا النعرہ ہاشم منم صفدر و غازی صف شکن

شجاع وجری با خشم تیغ زن + ایک طرف سے نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا نعرہ بہرام گرد منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + ایک طرف سے نعرہ داراب شاہ کا ہوا نعرہ داراب شاہ پیل نامور شیر دشت وغا شہنشاہ داراب کشور کشا + ایک طرف سے نعرہ فرامرز عاد مغربی کا ہوا نعرہ فرامرز عاد مغربی جہان پہلوانم پیل نامدار + پیمبر خواندہ شاہ واشقر سوار + بمیدان مردی چو رستم نژاد + شہنشاہ مغرب فرامرز عاد + ایک طرف سے نعرہ جمہور جہان سوز کا ہوا نعرہ شہزادہ جمہور نامم شدہ در سلک جوانان تہمتن جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن + ایکطرف نعرہ پہلوان قہرش بن عنطر سوگپاسے طوفانی کا ہوا نعرہ قہرش منم قہرش بن عنطر کہ جرار و دلیرانم + غلام حمزۂ صاحبقران تیغ نیستانم + یہ جدا جدا نعرے پڑھتے ہوتے چلے گئے جو سردار اور لشکری دروازے میں قلعہ سپائل کے داخل ہوا نعرہ کرتا ہوا اللہ کا زنا ہوا شمشیر بکف تیغ بزن بزن کرتے ہوئے درانہ غول کے غول گھسکے غٹ قلعہ میں دیکھے سب کے بعد اسکے غول بیچ میں بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام نعرہ کرتے ہوئے شمشیر آبدار تولے ہوئے پہونچے نعرہ بادشاہ اسلام منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + چراغ شبستان صاحبقران + فروزندہ تاج و تخت کیان + منم سعد فرزند قباد شاہ شہنشاہ اسلام عالم پناہ + اب قلعہ میں تلوار چلنے لگی ہنگامہ محشر برپا ہوا سرداران نامی ناموران سے لاش پر لاش گرا دی کشتوں کے پشتے باندھ دیئے گلی کوچے لاشوں سے پٹ گئے راہیں بند ہوگئیں کسی کی مجال نہ تھی کہ غازیوں بہادروں کے منھ چڑھتا ایک ہل چل تمام قلعہ میں مچی ہوئی تھی لوگ بھاگ بھاگ کر گھروں میں چھپتے تھے کہیں گوشۂ امن وامان کسیکو نہ ملتا اکثر آدمیوں کی یہ صورت تھی کہ اپنے مکانوں میں ساز سینگڑے باندھے ہوئے بیٹھے اپنے ناموس کی حفاظت کر رہے ہیں سرداران لشکر اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ جو سامنے آیا قتل کیا جو ذرا ٹھہر گیا ایک ہی ہاتھ میں اسکو چوڑنگ کیا کسی نے کسیکو نیزہ پر چھید کر اٹھا لیا کسی نے کسیکو گرز مارا کہ تمام استخوان اسکے از سرتا پا چور ہوگئے کوئی ضرب سے تیر اجل کا نشانہ ہوا کسی کا جگر دہیلو خنجر سے فگار ہوا باپ کو بیٹے کی خبر نہ تھی بیٹا باپ کو چھوڑ کر بھاگا بھائی بھائی کا ساتھ نہ دیتا تھا اشعار جنگ

لڑائی وہ گھمسان کی الحذر | بگیر و بزن کی صدا سر بسر
چمکتے تھے نیزوں کے پھل جا بجا | ہوئے طائر تیر اڑ کر ہوا
کہیں برق شمشیر کی تھی چمک | کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کسیکے پڑا سینہ پر آ کے تیر | کوئی سہم کر ہوگیا گوشہ گیر
کسی پر پڑا نیزۂ جان ستان | کوئی گرز کھا کر ہوا نیم جان
تبر سے کسی کا ہوا سر شگاف | کوئی تیغ سے دو ہوا تا بہ ناف
کسی کے جو سنگ فلاخن پڑا | وہ مرد دگر گر تڑپنے لگا
کسی کا کلائی سے ہاتھ اڑ گیا | ہزاروں کا تیغ جنگ سے سر گیا
کسی کا کہیں لقمۂ چہرہ کٹا | کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
کوئی ہاتھ پالٹ کا کھا کر گرا | طمانچے ضرب اک اٹھا کر گرا
ہزاروں کے لاشے زمیں پر گرے | ہزاروں کے تیغ تنگ سے کٹے پھر
تہا وان پہ دریائے خون سقدر | کہ گھوڑوں کے سم ہوگئے تر بتر
تڑاق عمودوں سے رن بلتا تھا | ہلاک پہلوان خاک میں ملتا تھا
رواں خون کا دریا ہوا جیسے آب | کہ سر کٹ کے تیرے بشکل حباب
چٹاچاق خنجر سے کانپا فلک | زمیں کو رہا زلزلہ دیر تک
ہوا شور تیغوں کی جھنکار سے | کہ طائر اڑے خوف سے دشت کے
رہے پیر نوا اسدم کسی کے حواس | پڑی تھی ایک بھاگڑ ہوا بیہراس

حمزۂ صاحبقران زمان برابر کفار کو للکارتے ہیں اور تلوار میں مارکر پے در پے نعرہ کرتے ہیں شعر منم سرکش لشکر کافران + سپہ چشم نگون شد سر کافران + برابر چہار طرف سے یہ صدائے احسنت وآفرین کی آتی ہوا ہی نامداران دین اسلام مرحبا جزاکم اللہ خیرا آج تمنے قلعہ سپائل کو فتح کیا اب کیا بیان کرکا بجالا کہہ سکتے ہیں شعر نزک خنجر دار گردون سر دم از چرخ برین + رزم آن میدید می گفت آفرین صد آفرین + ادھر کشتگان تجبس وتحس کی یہ اسطرح در جہنم مالک نے کھولدیا ادھر راہ فراریوں نے دشت وصحرا کی لی صدہا ڈوب ڈوب کر دریا میں فنا ہوگئے اُس روز قلعہ سپائل میں اس قیامت کی تلوار چلی دو تک خون کی ندیاں بہیں اور وہ چہو دربا ملک سپائل

مین ہائل تھا وہ خون پہ کرد ریا مین ملگیا اُس غدر مین بھاگڑ کی بدحواسی مین کفارون کی سپرین جو ہاتھ سے گرین معلوم
ہوتا تھا کہ کچھوے دریا سے خون کی ندی مین آگئے ہین اور منہ نکالے بیٹھے ہین تلوارین جو گرین پڑین تھین غلطی سمجھتے
سے کہ مچھلیان پیر رہی ہین گرز و تبر پر نہنگان دریا کا شبہہ ہوتا تھا اُس عالم اضطراب و بدحواسی مین جو خوفناک ہو کر کفار
بھاگے تو ترکش اُلٹ اُلٹ کر تیر گرتے گئے وہ اُس خون کے دریا مین سیر سے زمین مین گڑ گئے گویا سبزہ بیگانہ باغبان
اجل نے خون کفار سے سینچا تھا یہ دریاے خون کی طغیانی تھی کہ غازیان جو گھوڑے دوڑا کر کفار پر تلوارین مارتے تھے تمام خون کی
چھینٹون سے پوشاک رزم اُنکی خون افشان ہو گئی تھی **شعر** حقا چنان تجبر بگردون رسید + کہ از باختر خون بجیحون رسید
اُدھر عمرو کی یہ کیفیت تھی کہ کھاروے کا تھان پھاڑ پھاڑ کر بیرقین بنائین تھین ہر دکان پر صاحبون اور کوٹھیون پر
سا ہو کارون کی گاڑتا پھرتا تھا جو اہل اسلام مین سے لوٹنے کے ارادے پر آتا تھا وہ اُن بیرقون کو دیکھ کر پھر جاتا تھا
اور کہتا تھا کہ یہان خواجہ عمرو نے اپنا قبضہ کر لیا و دست اندازی اس مقام پر نہ چاہیے کسواسطے کہ اگر ہم ایک حبہ لینگے
تو خدا جانے خواجہ سلامت اُسکے عوض مین کیا ہمسے لے مرین گے عجب غلغلہ اور تہلکہ اور تلاطم تھا ادھر صاحبقران بہ
یاوری اقبال و شوکت و اجلال لڑتے ہوئے تلوارین مارتے ہوئے چلے آتے تھے اور اُدھر سے لقاے بے لقا مع اپنے
سرداروں کے لڑتا ہوا آتا تھا عین میدان خونریز مین مقابلہ ہوا صاحبقران سے تلوار چلنے لگی کٹ کٹ کر سر کفار کے گرنے
لگے ایک چشم زدن مین اُن سبکو مار کر برابر لقا کے پہونچے اور نعرہ کیا یا غش او گبیر ناہنجار اب جیسے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا
لقا پکارا او بندہ بے پیر مین صبر کیے ہوئے قلعہ مین بیٹھا تھا تو نے یہان بھی چین نہ لینے دیا اب تجھکو بشمشیر قدرت سے
قتل کرونگا یہ کہکر تلوار ماری امیر با توقیر نے کھیلی دی اور ہاتھ اُسکا مروڑ کر تلوار چھین لی لقا کچھ دست و پا چہ ہوا
کہ صاحبقران نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُسکو اُٹھا لیا اور بجاے سپر ہاتھ مین لیکر کفار سے لڑنے لگے اور کفار
چار طرف سے حمزہ پر ٹوٹے ہوئے تھے ہر بار چاہتے ہین کہ لقا کو چھڑا لین مگر قابو نہین پاتے امیر با توقیر مثل شیر غضبناک کے
حملے کرتے تھے جو سامنے آگیا وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا جسکا سر کٹ کے دھڑ سے دور گرے مثل ماہی بے آب کے خون کے
دریا مین تڑپنے لگا اُدھر ہاتھ مین حمزہ صاحبقران کے لقاے بے لقا یون تڑپ رہا ہے جیسے بچہ شہباز مین کوئی طائر
شکار ہو کر پھڑکتا ہے مگر صاحبقران زمان ہاتھ اپنا تانے ہوئے ہین اُسکو چھوڑتے نہین لیکا یک بندکمر لقاے بے لقا کا
ٹوٹا اور صنیغم کے ہاتھ سے روباہ شکار لیا ہوا چھوٹا گرتے ہی زمین پر لوٹتا پوٹتا خاک و خون مین غلطان و پیچان
جان بچا کر لرزان و ترسان بھاگا امیر کشور گیر پھر للکارتے ہوئے جھپٹے ہزارون کفار بیچ مین حائل ہو گئے اُدھر سے
تلوار چلنے لگی اور اُدھر لقا پرست لقا کو اُٹھا کر لے بھاگے بختیارک نے پاس آکر لقا سے کہا کیون خداوند میرا کہنا تھا
یا درنہ ہوا اب بھی غنیمت ہی کہ تقدیر یاوری کر گئی اگر ابکی صاحبقران کے ہاتھ آتے تو زندہ نہ چھوڑتے فوراً قتل کر دیتے
لقا نے کہا ای شیطان درگاہ ستر ہزار برس پیشتر سے ہی مین نے تقدیر کی تھی پھر ہمراہیون کو اپنے لیکر بھاگا اور دریا کی طرف کا
دروازہ کھلوا کر جہازون پر سوار ہو کر راہی ہوا یہانتک تین شبانہ روز حکم قتل عام رہا ہزارہا کفار نابکار دیدار سے قتل کر دیے
آخر جب نجومی حمزہ صاحبقران زمان پر ثابت ہوا کہ لقا سے بے لقا اس قلعہ مین نہ شہر مین نہ یہان کے گرد و نواح مین
ہے بھگوڑا دم دبا کے بھاگ گیا سنگ سجیس سے قلعہ خالی ہو گیا اُسوقت کفار سے جو وہان باقی رہ گئے تھے
اور رعایا وغیرہ نے وہاں بادشاہ اسلام اور صاحبقران زمان کی دہائی شروع کی چار طرف سے الامان
الامان کا شور بلند ہوا صاحبقران نے حکم امان دیا قتل عام موقوف ہوا رؤسا سے شہر آکر خدمت مین
بادشاہ اسلام کے حاضر ہوئے اور سب نے کلمہ توحید پڑھ کر دین اسلام اختیار کیا مسلمان ہوئے نذرین گذرانی

صاحبقران نے قنطیلون کو لقا کے ترڈا و الا باغ بہشت کا مال و اسباب اور زر و جواہر عمر و کو دیا تمام لشکر اسلام لوٹ سے قلعہ سمائل کے مالا مال ہوگیا امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران زمان نے تمام سرداران گرامی کو اور افسران نامی کو اور سپہ سالاروں کو اور فوج کے سب سواروں اور سب پیادوں کو خلعت دیے اور چالیس دن کامل جشن عام کیا اور بڑی خوشی اور مسرت ہر ایک بہادر اور دیندار و مجاہد کو فتح ملک سمائل کی حاصل ہوئی

اب دو کلمے داستان عجائب نشان شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا اب شراب طلسم
قضا و قدر کا تو ساماں دکھا
تجھے حسن بنت العنب کی قسم
وہ بادہ ہو جام دل آویز میں

کہ لکھتا ہوں میں تخیلی کا کام
پری زاد ہے شکل انسان دکھا
تجھے اپنے عیش و طرب کی قسم
پری دیکھ لوں عکس کے طرز میں

کوئی جام گلگوں پلا ساقیا
سماں وہ دکھا جو کہ پایا ہے
قسم ہے تجھے بادہ و جام کی
سحر روز شب نیلگوں ہے فتاب

عجائب کرشمہ دکھا ساقیا
ذرا خوب جو کبھی نہ پایا ہو
قسم تجکو تصویر گلفام کی
کہ ہوں جلوہ گر آپ ہر آفتاب

اشعار بکھرا ہی جو بکن شراب ہو جائے
تو چاندنی رخ پہ پیر نقاب ہو جائے
مسافران عدم چلکے قبر میں کہنے
جو مختصر بھی لکھوں تو کتاب ہو جائے
وہ بدنصیب ہوں جاؤں اگر میں دریا پر
یقین ہے دل سوزاں کباب ہو جائے
بیان کروں عرق آلودہ ابروؤں کا جو وصف
ادھر سے بھی اڑتی کا جواب ہو جائے

ہمارا دل تو درج آفتاب ہو جائے
فراق میں ہوں اگر گلکا رد دیدۂ تر
رواروی میں ابھی بایتراب ہو جائے
ہا کس چمکتی ہی دنیا ہو درہم و برہم
یقین ہے آپ مثال سراب ہو جائے
یہ بات کچھ نہیں اگر خدنگ عشق میں لوٹوں
تو اور تیغ زبان پر لعاب ہو جائے
بہت شنیدہ آں عجائب نشان

وہ پھر پا بام ہیں جو محو خواب ہو جائے
یہ جوش آپ ہو گردن حباب ہو جائے
اٹھائے ہیں جو تمھارے فراق کے صدمے
پھرے جو آنکھ تری انقلاب ہو جائے
فراق ساقی مہوش کی اشتعالک سے
ادھر کبھی تو اثر اضطراب ہو جائے
سوال آپکی طرف سے ہے لن ترانی کا
رقم سیکنند این کلک ارزبان

سیاحان وادی طلسمات حیرت آیات و دشت نوردان میدان عجائبات و غرائبات وحشت سمات داستان طلسم پریزادان کو بطرز نوبیان تحریری سے ناظرین و شائقین کو مسرور کرتے ہیں۔ کہ جب شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم فلک جاہ اسباب صاحبقرانی یعنی زرہ داودی و تیغ قسقام وغیرہ زیب جسم انور کرکے برائے کشائی طلسم پریزادان کی طرف روانہ ہوئے اور سیارہ پری عمرو کو اپنے ہمراہ لیا بعد قطع منازل بیابان و طے مراحل کوہستان لطف آبشار و فضا ریگستان پہنچے دور سے ایک باغ بہشت نظیر نظر پڑا سیارہ سے کہا کہ چلکر ذرا اس باغ میں اسکا تماشا دیکھیے پھر طلسم پریزادان کی راہ لیجیے سیارہ بولا بسم اللہ چلیے مگر نہیں معلوم یہ باغ کس کا ہے قاسم نے کہا کہ وہاں چلکر معلوم ہو جائیگا غرضکہ باغ کے دروازے پر پہنچے دیکھا نہ کوئی حاجب ہے نہ دربان ہے سناٹا باغ میں نمایاں ہے جب داخل باغ ہوئے طبیعت کو نہایت خوشگوار لگی غنچۂ دل باغ باغ دیکھا کہ باغ بہشت سر سبز و شاداب ہے ہر طرف غنچہ و گل نمایاں ہے پھول ہر رنگ کے کھلے ہوئے ہیں اشجار گونا گوں کیسے باوجود بھلا لگا سے تازہ و تر جھوم جھوم کر زمین کا بوسہ لیتے ہیں طائران خوش الحان کی زمزمہ سازیاں دلکو خوش کرتی ہیں شہزادہ قاسم سیر چمن لالہ زار کرتے ہوئے چلے آتے ہیں کہیں نام انسان کا نشان نہیں سیارہ نے کہا اے شہریار یہ باغ کسی آدمزاد کا نہیں معلوم ہوتا یا تو یہاں کا مالک کوئی دیو یا پریزاد ہے یا طلسم ہے اسکی بنیاد ہے قاسم نے کہا تم سچ کہتے ہو مجھکو بھی عقل سے ایسا ہی دریافت ہوتا ہے غرضکہ خراماں خراماں بارہ دری میں آکر پہونچے دیکھا فرش بہت تکلف کا ہے بیچ میں مسند جڑاؤ کار بچھی ہے چھت پردوں سے آراستہ ہے شیشہ آلات بوقلمون لگے ہوئے ہیں ایک طرف گنگا جمنی ہے اور ایک سمت سنہری چاندی کی اور ایک جانب چھپر کھٹ سونے کا

جواہرات بیش بہا پائون پر سب کے جڑے ہوے ہین اور چادرین ریشمی منقش کی زہ بہ بندون سے کسی
ہوئی ہین تکیے سفید اطلس کے لگے ہوے ہین اوسپر زرنفتی پڑے ہوے ہین اور ایک سمت جو نظر
اٹھاکر دیکھا کچھ خوان طعام اُنپر کسنے کسے ہوے مُہرین کی ہوئین رکھے ہین ایک سمت کشتیان شراب
وکباب کی بھی رکھی ہوئی ہین ایک طرف جو شاہزادہ خاورسپاہ ملک قاسم عالیجاہ نے ملاحظہ فرمایا تو
دیکھا آبدارخانہ ہے کہ چاندی سونے کی گھڑونچیان اور لگن رکھے ہین اُنپر کورے کورے گھڑے اور
لوٹے مٹی کے آب سرد و خوشگوار سے بھرے ہوے جھجھر سے گنگا جمنی اُنپر ڈھکے ہوے رکھے ہین اور
اور گلاس بلور کے تھالی جوڑ مین رکھے ہین اور لوٹے چاندی اور سونے کے آب سرد سے بھرے ہوے
ہاتھ منہ دھونے کیواسطے رکھے ہین علاوہ ان سب اشیاے نادرہ اور ظروفات بیش بہا کے تمام اسباب
ضروریات آرائش عیش و نشاط مہیا ہے مگر کوئی آدمی کہین نہین معلوم ہوتا ہے یہ سوکر دیکھکر سپارہ بن عمرو
نے شاہزادہ ملک قاسم سے کہا اے شہریار والاتبار بیشک یہ باغ و بارہ دری کسی جن یا پری کی ہے یہ
سنکر شاہزادہ قاسم نے کہا کسی کا ہو ہونے دو ہم تو ایسی ایسی بلاؤن مین مبتلا ہونے کو یہان آئے ہین
ڈر اور خوف کس بات کا ہے مثل ہندی جن ڈھونڈھن اُن پائیان گہرے پانی پیٹھ ٭ جو ڈوبے
ڈوبن کو وہ رہے کنارے بیٹھ ٭ شعر قدم جب عشق مین دھرتے ہین بسم اللہ کرتے ہین باستیاع
دل کو اپنے فی سبیل اللہ کرتے ہین ٭ یہ فرماکے شاہزادہ قاسم عالیشان مرکب بادرفتار پر سے
اُترکے اندرون بارہ دری تشریف لائے اور مسند پُر تکلف پر گاؤ سے لگکر بیٹھ گئے سپارہ
بن عمرو نے شاہزادہ قاسم عالیشان سے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو مین جاکے خوانہاے طعام
کی مُہرین توڑکے کھانا واسطے حضور کے لاؤن قاسم نے فرمایا اسکا پوچھنا کیا ہے جاکے کھانا لاؤ ہم
بھی کھائین تم بھی کھاؤ یہ سنکر سپارہ بن عمرو نے جاکر تمام خوانون کی مُہرین توڑ ڈالین اور مُہرین توڑکر
اُن خوانون مین سے طرح طرح کے عمدہ عمدہ لذیذ کھانے نکال کر لایا اور سامنے شاہزادہ قاسم کے
قاعدے سے دسترخوان بچھاکے چُندیا شاہزادہ قاسم نے بسم اللہ کہکے کھانا نوش فرمایا آب سرد
و خوشگوار پیا اور شکر خداے عزوجل بجالاے بعد فراغت آب و طعام کے سپارہ بن عمرو سے
فرمایا کہ اے عیار طرار جاؤ اور میخانہ سے شراب لاؤ سپارہ گیا اور میخانہ مین سے ایک گلابی شراب کی
اور ایک جام بلورین بہت جلد لیکر حاضر ہوا اور دو چار جام شراب کے لبریز کرکے شاہزادے کو دیے
قاسم نے وہ جام شراب سپارہ کے ہاتھ سے لیکر بے تکلف نوش فرمائے بعد اُسکے سپارہ نے
کچھ کباب وغیرہ پیشکش کیے وہ بھی شاہزادے نے نوش فرمائے اور اُسی چھپر کھٹ پہ آرام فرمایا سپارہ نے
بھی بعد آرام کرنے شاہزادہ قاسم کے کھانا کھایا اور کچھ شراب پی اور براے محافظت شاہزادہ
والاتبار ملک قاسم عالیتبار صحن بارہ دری مین ٹہلنے لگا اور سیر کرنے لگا چہار طرف دیکھتا جاتا تھا
یہی خیال تھا کہ شاید کوئی جن یا دیو و پری نظر آئے نیمچہ ہاتھ مین لیے چہار جانب نگران تھا سہ پہر کے وقت
شہزادہ قاسم آرام کرکے چھپر کھٹ پر سے اُٹھے اُٹھکر منہ ہاتھ دھویا وضو کیا سپارہ نے لاکر سجادہ
بچھادیا شاہزادہ عبادت خدا مین مشغول ہوا بعد عرصۂ دراز شاہزادہ قاسم نے نماز پڑھکر فراغت
پائی جب وظیفہ شاہزادہ پڑھ چکا سپارہ سے فرمایا کہ اب یہان سے طلسم پرنیاوان قریب ہے وہان چلو

سیارہ بن عمرو نے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ آجکی شب آپ یہیں آرام فرمائیے بوقت صبح طلسم کی طرف چلیے ملک قاسم نے کہا ابتک ہم یہاں رہے مگر کوئی صاحب باغ نہ معلوم ہوا کہ اس سے کچھ حال دریافت کرتے ابھی یہ باتیں دونوں میں ہو رہی تھیں اور دن بھی چار گھڑی باقی رہگیا تھا کہ یکایک ہوا نے تیز و تند چلی سیارہ بن عمرو نے شاہزادے سے عرض کیا ای شہریار والا تبار ہوشیار ہو جائیے یہ ہوا نہیں ہے یہ آمد کسی دیو یا پری کی ہے ابھی یہ باتیں سیارہ بن عمرو و ملک قاسم میں ہو رہی تھیں کہ دیکھا آسمان پر ایک تخت نمودار ہوا اور وہ تخت قریب باغ پہونچا دیکھا کہ ایک پریزاد نہایت حسینہ جمیلہ شکیلہ سر سے پانک دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے تخت مرصع نگار پر بصد ناز و ادا جلوہ گر ہے شہزادہ قاسم اُس سیمین تن غنچہ دہن گل پیرہن کو دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئے اور مدہوش ہو کے یہ غزل پڑھنا شروع کی غزل

ہر غمزہ اُس حسین کا ہے امیدوار دل
رکھا بنا کے یاد صبا کا غبار دل
کہتا ہوں ہنس کے آج یہ پروردگار سے
آیا ہے بزم یار سے کیا اعتبار دل
روتے ہیں یاد کر دل مردہ کو حشر میں
اللہ رے اضطرار ہوا اس اضطرار دل
کب آ سکے دیکھیے دل وارفتہ ہوش میں
قدرت خدا کی درد بنے غمگسار دل
اک دل ہمارے پاس ہے سو خواستگار دل
پہونچا وہ کوے یار میں تو کیا ہے ہیں
دل کیوں دیا اگر نہ دیا اختیار دل
سب یار ہو سکیں اچھا تو یک طرف
سینے کو جانتے ہیں ہمارے مزار دل
نخچیر وہ ہی کہ جو کھائے نگہ کا تیر
مدت سے ہے جلا ہی ہیں انتظار دل
پوچھیں نہ دل کو صبر و شکیب و قرار دل
گردوں نے میری خاک سے بھی کیا سلوک
قاصد ہزار جان گرامی نثار دل
اب ہیں نہ بالوں لاکھ بھریں داد کی کا دم
دل مجھکو ناگوار ہے میں ناگوار دل
ہو رد رست آج شب ہجر بھی نہیں
صیاد ہے وہی کہ جو کھیلے شکار دل

شاہزادہ قاسم تو یہ غزل پڑھ رہے ہیں اور وہ پریزاد تخت رواں سے اُتر کے بصد ناز و ادا ہمراہ خواصوں انیسوں جلیسوں کے بارہ دری میں آئی دیکھا کہ ایک جوان آفتاب مثال ہزبرج حسن و جمال بارہ دری میں مسند جواہر نگار پر جلوہ گر ہے کہ نور حسن و جمال سے تمام بارہ دری روشن و منور ہو رہی ہے دیکھتے ہی شہزادہ قاسم کو وہ پری ہزار جان سے عاشق شیفتہ ہوئی اور برابر شہزادہ ملک قاسم کے مسند پر آکر بیٹھ گئی اور بصد ناز یہ مخمس پڑھنے لگی مخمس

فزوں چمن سے بہار آج یار راہ میں ہے | سلوں راحت صبر و قرار راہ میں ہے | سحر سے شور یہی بار بار راہ میں ہے
ہوا سے دور سے خوشگوار راہ میں ہے | خزاں چمن سے ہے جاتی بہار راہ میں ہے

ہزاروں گل ہیں یہیں ایک خار راہ میں ہے | دو چند باغ جہاں سے بہار راہ میں ہے | غرض جدا کوئی اب سکار راہ میں ہے
گدا نواز کوئی شہسوار راہ میں ہے | بلند آج نہایت غبار راہ میں ہے

ہیں اُسکو دیکھ کے بیہوش یوسف کنعان | خجل ہیں مہ سے منور ہے اُسکے حور و پری | ابھی سے جان تصدق ہے اُسپہ ہر کسی کی
شباب تک نہیں پہونچا ہے عالم طفلی | ہنوز حسن جوانی یار راہ میں ہے

بشر کو خوب ہے تدبیر آج پستی میں | رہے تمیز تو اب وہ عذاب ہستی میں | ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی میں
عدم سے کوچ کی لازم ہے فکر ہستی میں | نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ میں ہے

مسافروں کو سفر میں خیال راہ ہے شرط | رفیق یکدل و یک رنگ ہمراہ ہے شرط | ہر ایک کام میں انجام پر نگاہ ہے شرط
طریق عشق میں ای دل عصا ہے آہ ہے شرط | کہیں نہ بیٹھ کسی جا اتار راہ میں ہے

حسین ہیں حور ہیں خورشید ہیں پری رو ہیں | ہلال بن ہے ابھی جانہ ہے تیری رفتار | جلا تا ہے ترے دم سے ہی تو دم بدم ہزار

پہونچا دیگا آیندہ بکہ اس جادو کا مارنا اور لوح حاصل کرنا یہ کام تمھارا ہی اگر لوح تمھارے ہاتھ آگئی تو پھر طلسم
فتح کرنا کچھ مشکل نہین ہی بہت آسان ہی ای عزیز جو حق دوستی کا تقاضہ مین نے ادا کیا جاؤ خدا حافظ و ناصر ہی
مگر ہمین بھولنا نہین یاد رکھنا یہ سنکر قاسم عالیشان دربان پری سے رخصت ہوکر دروازہ باغ سے نکلکر پھر
کی طرف چلے آدھ کوس چلے ہونگے کہ ایک آواز آئی ای قاسم ہم اس بلا مین گرفتار ہین درد عشق مین مبتلا ہین
جلد آکر مدد کرو قاسم نے جو نگاہ کی معلوم ہوا کہ تجمیل باہر و پکار رہی ہین قاسم نے قصد کیا تھا کہ اُسکے
پاس جائین کہ سیارہ نے منع کیا کہ ای شہریار کیا دربان پری کا کہنا آپ بھول گئے قاسم رک گئے اور جسطرف
کو جانا تھا چلے ہرچند تجمیل پکارا کی قاسم نے پھرکے بھی نہ دیکھا تھوڑی سی راہ طی کی ہوگی کہ ایک صدا پیدا ہوئی کہ
ای شہزادہ خاور سیارہ تم کیون اس مقام آفت خیز مین آگئے ابھی کچھ نہین گیا ہی خیریت ہی جلد یہان سے
پھر جاؤ قاسم نے اب جو دیکھا تو کرب غازی پکار رہا ہی چاہا کہ قریب جاکر کچھ اُس سے گفتگو کرون اور
تسلی و تشفی دون کہ مین تمھاری ہی رہائی کو آیا ہون کہ ایک آواز آئی ای عزیز پہلے تجھکو تیرے عیار
نے آگاہ بھی کیا اور تو نے نہ مانا پھر غافل ہوکے سمت قیدیان طلسم کے چلا خبردار نہ جانا پچتائیگا یہ
سنکر قاسم ٹھہر گئے چہار طرف دیکھا کہ یہ کسنے آواز دی کوئی نظر نہ آیا سیارہ نے کہا آگے چلیے یہان
قدم کو نہ روکیے یہ مقام بھولنا کسکا ہی اور دربان پری نے بھی آپکو منع کردیا تھا قاسم یہ سنکے آگے بڑھے
چند قدم چلے ہونگے کہ پھر ایک صداے دردناک پیدا ہوئی کہ ای سیارہ میری خبر لے مین آیا تھا کہ
طلسم کو فتح کرکے تجمیل و کرب کو چھڑاؤن مگر خود گرفتار بلا ہوگیا جلد ہی میری رہائی کی تدبیر کر سیارہ
نے دیکھا کہ مہتر قران پکار رہا ہی سیارہ نے چاہا کہ قران کے پاس جائے قاسم نے کہا ای سیارہ مجھکو
تو تو روکتا تھا اور آپ قیدی طلسم کے پاس جاتا ہی مین ہرگز جانے نہ دونگا سیارہ رک گیا ہرچند
قران پکارا کیا سیارہ نے کچھ جواب نہ دیا اور جلدی قدم اُٹھا کر قاسم و سیارہ آگے بڑھ گئے غرضکہ اسیطرح
صدائین آیا کین کبھی شور نالہ و فریاد کا بلند ہوتا تھا کہ ہم یہان قید مین ہین آکر چھڑاؤ اور کبھی یہ غل ہوتا تھا کہ تم بھی
ہماری طرح گرفتار بلا ہوجاؤگے یہان سے جلد ہی چلے جاؤ قاسم و سیارہ کسی طرف خیال نہ کرتے تھے القصہ آتے آتے
کنارے دریاے احمر کے پہونچے دیکھا کہ دریا خون کا جاری ہی موجین جوش زن ہین بلکہ خون مین ایسی سرخی اور
چمک ہی کہ ہوتی بھی ایسا نہ چمکیگا قاسم کنارے پر دریا کے بیٹھ گئے اور سحر اسم کہ دربان پری نے دیا تھا اُسے
پڑھنا شروع کیا جب اسم تمام پڑھ چکے آسمان کی طرف دم کیا ایک دم کے بعد ایک جانور سفید رنگ کا آسمان پر
آیا اور سامنے قاسم کے آکر بیٹھ گیا اور آنکھ ملا کر کہا کیون مجھے طلب کیا ہی قاسم نے کہا ای پرندہ مین طلسم کشا ہون مجھے
تم جزیرۂ احمر مین بکر اس جادو کے پاس پہونچا دو اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ دربان پری بھی تیری شریک ہوگئی آؤ میری پشت پر آ
ہو مین پہونچا دون پھر قاسم نے سیارہ کو مرکب اپنا دیا اور کہا ای سیارہ تم شہر حنیوہ نشان مین چلکر ٹھہرو ہم بھی طلسم کو فتح کرکے آتے ہین
سیارہ تو گھوڑا لیکر اُدھر کو روانہ ہوا اور قاسم اُس جانور سفید رنگ پر سوار ہوے یہ معلوم ہوا کہ جیسے ہودج مین
بیٹھا ہون غرضکہ وہ جانور قاسم کو لیکر اُڑا ایسا بلند ہوا کہ آسمان کے قریب پہونچ گیا ہوا کی تیزی سے آنکھین
قاسم کی بند ہوگئین بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی ای شخص تو جزیرۂ احمر مین آپہونچا ہوشیار ہو
قاسم نے آنکھ کھولی دیکھا تو تمام جزیرہ سرخ ہو یعنی زمین و آسمان درخت و گیاہ سب سرخ ہین قاسم اُس
جانور کی پشت سے نیچے اُترے وہ جانور تو اُڑکر چلا گیا قاسم اندر جزیرۂ احمر کے داخل ہوے سیر کرتے

سے چلے آتے تھے کہ ایک جادوگر کو دیکھا جسم اُسکا برنگ لعل احمر سرخ ہے اور شعلے آگ کے ہونٹوں سے نکل رہے ہیں اور
ایک تخت یاقوت نگار پر بیٹھا ہوا ہے جملہ اسباب سحر پاس اُسکے رکھا ہے ایک لوح مرصع اور اشارہ بھی قمر لگے ہیں اُسکے جوہر کی
اور چمک اُسکی مثل آفتاب درخشان کے ایسی ہے کہ نظر نہیں ٹھہرتی اور برابر وہ سحر خوانی میں مصروف ہے قاسم اُسکی
پشت کی طرف سے چلا کہ قریب پہونچکر گوشت ہی تلوار مارون لیکن نزدیک اُسکے پہونچتے ہی نعرہ کیا بالش او بکر الیس جادو
ناہنجار منم طلسم کشا نبیرہ (اولاد) فاتح ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ملک قاسم ذیشان ہوشیار ہو کہ میں تجھسے لوح طلسمی لینے
آیا ہوں یہ آواز جو کان میں بکر اس جادو بدنہاد کے جو سے پہونچی گھبرا کر پیچھے پھر کر دیکھا ایک جوان رعنا حسین خوش صورت قوی ہیکل
قوی بازو پاس کھڑا ہوا للکار رہا ہے بکر اس جادو نے فوراً خنجر داہنے ہاتھ میں لیا اور یاقش کے انتظار کہ اسم سحر پڑھکر مارے
ملک قاسم نے پھرتی سے تیغ قمقام کھینچکر ایک ہاتھ کمر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوکر گرا ایک شور و غل برپا ہوا
کہ بکر اس جادو مارا گیا چار طرف اندھیری چھا گئی آندھی چلنے لگی قاسم نے جلدی سے پہلے لوح طلسمی اُسکے گلے سے
اُتار لی جس وقت وہ سب طوفان برطرف ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من بکر اس جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم
بمطلب خود نرسیدیم قاسم نے سجدہ شکر پروردگار باشارہ گا کیا اور بسم اللہ کہکے لوح طلسمی کو دیکھا بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم
کے لکھا ہے ای طلسم کشا اگر قسمت تیری یاوری کرے اور لوح تیرے ہاتھ لگے یہ اسم جو جانبہ لوح پر لکھا ہے لوا سے پڑھکر
دریا پر دم کر ایک نہنگ سیاہ رنگ دریا سے سر اپنا باہر نکالیگا اور تیری طرف دیکھکر منھ پھیلائیگا تو اس اسم کو پڑھتا ہوا اُسکے
منھ میں کود پڑنا پھر تو جہان جائے اور جو کچھ تجھکو نظر آئے بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا قاسم موافق لوح طلسمی کے عمل میں لائے
جیسے نہنگ نے سر اپنا دریا سے نکالکر منھ پھیلایا قاسم وہ اسم پڑھتے ہوئے اُسکے منھ میں کود پڑے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے
جو آنکھ کھلی اپنے تئیں اُس مقام پر پایا جہاں وہ پتھر کی تصویریں تھیں اور قاسم و سیارہ کو صدائیں دے رہی تھیں
خیال میں گذرا کہ چلکر پہلے تجمیل ماہرو کو رہا کیا چاہیے کہ ایک طرف سے ایک اژدر آتش فشاں نمودار ہوا اور
قاسم پر دوڑا قاسم نے وہیں لوح کو دیکھکر وہی اسم تیغ قمقام پر دم کر کے اُس اژدہے کو ہاتھ مارا کہ اُس اژدہے کے
دو ٹکڑے ہوئے ایک شور و غل بلند ہوا اندھیرا چھا گیا بعد دفع ہونے ظلمت کے ایک آواز آئی کشتی مرا نام من نجو جادو
بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب بالکل روشنی ہوئی قاسم نے دیکھا کہ میں ایک شہر کے دروازے پر کھڑا ہوں بسم اللہ کہکر
شہر میں داخل ہوئے دیکھا کہ تمام اہل شہر پریزاد ہیں مگر قاسم کو جسنے دیکھا سلام کیا قاسم کسی جانب مخاطب نہ ہوئے سیر کرتے ہوئے
بازاروں کی چلے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک قصر کے برابر پہونچے لوح کو دیکھکر اندر اُس قصر کے داخل ہوئے دیکھا کہ ایک باغ نہایت سبز و شاداب
ثانی باغ بہشت ہے گلہائے رنگارنگ شگفتہ ہیں طائر خوش الحان چہک رہے ہیں نہریں سلسبیل کے مانند جاری ہیں اور چار طرف پریزادان باغ طلسم
کا ہجوم ہے تمام ساز راگ رنگ کے بج رہے ہیں گانا ہو رہا ہے ایک سمت تجمیل ماہرو اور لعل افروز پری غل و زنجیر میں گرفتار ہیں تجمیل ماہرو کی جو نگاہ
شہزادۂ عالی جاہ ملک قاسم فلک جاہ پر پڑی پکارے ای قاسم ہم یہاں اسیر ہیں قاسم نے کہا اژدہے کو تو مار چکا تجمیل نے کہا وہ نجو جادو تھا
میں اُسکی بہن کی قید میں گرفتار ہوں قاسم پکارے میں ابھی آکر رہا کرتا ہوں تجمیل نے کہا ای قاسم یہ زنجیریں نہیں ہیں بلکہ سحر سے بدن میں لپٹی ہیں
بغیر اس ساحرہ کے قتل کیے ہوئے یہ قید میری دور نہ ہوگی یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی ای شہریار دو جہاں تشریف لائیے آپ داد میری دیجئے میں کمال مشتاق ہوں
قاسم نے پھر کر دیکھا کہ ایک پریزاد مہر جمال ماہ تمثال گلابی جوڑا پہنے ہوئے سر تا پا غرق جواہر کھڑی بلا رہی ہے قاسم دیکھتے ہی اُسیر ہو گئے
اور اُسکی طرف چلے جب قریب پہونچے اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور ایک قصر عالیشان میں لا کر مسند جواہر نگار پر بٹھایا اور اسباب دعوت مہیا کیا
گانیوالیاں آکر موجود ہوئیں گانا ہونے لگا قاسم نے اُس پریزاد سے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا میں بیٹی ہوں بادشاہ طلسم کی اور جب سے تم
اس طلسم میں آئے ہو میں جمال جہاں آرا دیکھکر تم پر عاشق ہوئی ہوں ترپ رہی ہوں مانگتی تھی کہ جلد تم سے ملاقات ہو جب تم یہاں وارد ہوئے آرزو میری برآئی

یہ کہکر جام پیشکش کیا اسوقت نگاہ قاسم کی لوح پر جا پڑی دیکھا اسکو تو نہین لکھا تھا ای طلسم کشا یہ پرزاد نہین ہی گنجور جادو کی بہن ہی مکارہ جادو اسکا نام ہی خبردار اسکے ہاتھ سے جام شراب نہ پینا اگر یہ جام تو نے پیا تو تمام بدن مین آگ لگ جائیگی ایک دم مین جلکر خاک ہو جائیگا بہتر یہی جام شراب اسکے ہاتھ سے لیکر اور یہ اسم اسپر دم کرکے اسی پر پھینک مارو کہ یہ خود جلکر خاک سیاہ ہو جائیگی قاسم نے اسیوقت جام شراب اسکے ہاتھ سے لیکر اسی پر مارا تمام بدن مین اسکے آگ لگ گئی اور ایکدم بھر مین جل بھن کے خاک ہو گئی جو جو اسکے قریب آیا کہ آگ بجھا کر اسکو بچالے وہ بھی جل گیا ایک شور و غل اٹھا آندھی سیاہ چلنے لگی تاریکی ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من مکارہ جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب وہ تاریکی برطرف ہوئی ایک میدان لق و دق نظر آیا اور ایک احاطہ سامنے ہی قاسم بحکم لوح اندر اس احاطہ کے گئے دیکھا کہ چار چمن شگفتہ ہین گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین میوے چمکتے ہین نہرین جاری ہین اور ایک طرف کرب غازی غل و زنجیر مین گرفتار کھڑے ہوئے ہین قاسم نے کہا ای کرب غازی بعنایت الٰہی یہ طلسم فتح کر چکا ہون تمہین چھڑائے لیتا ہون کرب غازی نے کہا ٹھہریا بہن فرتوت جادو کی قید مین ہون اور یہ زنجیرین نہین ہین سانپ سحر کے میرے بدن سے لپٹے ہوئے ہین ابھی قاسم کرب غازی سے کھڑے باتین کر رہے تھے کہ ایک طرف سے ایک مرد پیر سیب بہت خوشرنگ ہاتھ مین لیئے ہوئے اور ہمراہ اسکے چند آدمی ڈالیان میوون کی لیے ہوئے ہین اور وہ اسی طرف چلا آتا ہی قریب آکر قاسم کو سلام کیا اور وہ سیب ہاتھون پر رکھکر نذر دیا اور کہا کہ دیکھیے کیا اسکی بو باس ہی نوش فرمائیے کہ ایسا سیب آپ نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ کھایا ہوگا قاسم نے اسکے ہاتھ سے سیب لیکر کہا کہ مین بھوکا بھی ہون مگر خیال مین گذرا کہ لوح کو پہلے دیکھ لیجیے ادھر سے منہ پھیر کر مطالعۂ لوح مین مصروف ہوئے لکھا تھا ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہی فرتوت جادو ہی خبردار یہ سیب نہ کھانا اور کھالیا تو شکم مین آگ لگ جائیگی اور تڑپ کر مر جاؤگے اب اسی سیب پر یہ اسم لوح دم کرکے مارو کہ ابھی تڑپ کر مر جاتے اور جب تجھکو پکڑنے یا مارنے کو دوڑین یہ جو حوض سامنے ہی اس مین کود پڑنا قاسم نے بموجب لوح طلسمی اسپر وہی سیب کھینچکر مارا اور اسی حوض مین کود پڑے شور و غل کی آواز کانون مین آنے لگی جب پانون جا کر زمین پر ٹکے دیکھا نہ وہ احاطہ ہی نہ مرد پیر ہی نہ کرب غازی ہی ایک صفاچٹ میدان ہی مگر سامنے ایک مکان اور نظر آیا بحکم لوح اس مکان مین داخل ہوئے دیکھا کہ مہتر قران اس مین قید ہین شہزادہ قاسم کو دیکھکر پکارا ای شہریار یہان سے چلے جائیے کہ دیو رضوان آتا ہوگا وہ بلا سے بے درمان اور آفت جہان ہی قاسم نے کہا ہی قران مین تمام طلسم توڑ چکا ہون اور ساحرون کو مار اہی تم گھبراتے کیون ہو اب رضوان دیو نابکار کو مارونگا قاسم قران سے یہ باتین کر رہے تھے کہ نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ او مفسد یہان بھی تو آیا اگر ہزار جانین تیرے ساتھ آئی ہونگی تو ایک کو بھی سلامت نہ چھوڑونگا قاسم نے باہر نکلکر دیکھا کہ ایک دیو ہزار گز کا قد نہایت مہیب چلا آتا ہی قاسم اس دیو کیطرف خود بڑھے اس دیو نے برابر قاسم کے پہونچکر وار شمشاد ماری قاسم نے خالی دی کہ وار شمشاد زمین مین در آئی خاک زمین کی بہت سے اڑی قاسم نے لوح کو دیکھا اور اسم حاشیہ لوح پڑھ تیغ قمقام پر دم کرکے جیسے ہی وہ دیو جھک کر وار شمشاد زمین سے نکالنے لگا ایک ہاتھ قاسم نے کمر پر اسکی مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر وہ دیو زمین پر گرا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین آندھی کالی اٹھی ہوائے تند چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من رضوان جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم روشنی جو ہوئی دیکھا کہ ایک باغ در آتش فشان چلا آتا ہی شہزادہ قاسم بموجب حکم لوح طلسمی اسکے شعلون مین کود پڑے آنکھ جو کھلی اپنے تئین ایک میدان مین پایا اور ایک جبل عظیم الشان نظر آیا قاسم نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا یہ اسم دم کرکے جبل کو اکھاڑ تو اس مین ایک راہ نقب کا پیدا ہوگا تو اس نقب مین داخل ہونا کہ دوسرے سرے پر نقب کا قلعہ طلسمی کے سامنے ہی قاسم نے اسم لوح دم کرکے جبل کو اکھاڑا راہ نقب کا دیکھا قاسم داخل نقب ہوئے بعد تھوڑی دیر کے نقب سے دوسری طرف باہر نکلے دیکھا کہ سامنے قلعہ فولاد تاب کا ہی کھڑے ہو کر قلعے کو دیکھنے لگے کہ فوج ساحرون کی قلعے سے باہر آئی بادشاہ طلسم تخت پر سوار تھا قاسم پر تمام ساحرون نے یورش کی قاسم نے اسم لوح پڑھکر لوح سے ایک دائرہ کھینچا اور اس مین بیٹھ گئے تمام ساحر چہار طرف سے سحر کر رہے تھے مگر کسیکا سحر قاسم پر تاثیر نہ کرتا تھا جسوقت ساحر سحر کرکے تھک گئے قاسم تیغ قمقام میان سے

کھینچکر ساحرون پر گرے مطرفۃ العین مین لاش پر لاش گرادی کشتون کے پشتے کردیے دریاے خون جاری ہوگیا قاسم ضیغمانہ جنگ کرتے ہوئے بابر بادشاہ طلسم کے پہونچے وہ اژدہا بنکر قاسم کیطرف جھپٹا شہزادۂ قاسم نے عکس لوح کا جو اسپر ڈالا وہ بصورت اصلی ہوگیا ملک قاسم نے فرمایا او نابکار ذرا اپنی صورت تو دیکھ اس بادشاہ طلسم نے دیکھا کہ ردسحر ہوگیا ہوش اڑگئے چاہا اسنے کہ بزور سحر پرواز پیدا کرکے ہوائے آسمان ہون اڑکر بھاگ جاؤن کہ شہزادۂ قاسم نے نعرہ کیا کہ باغی وکینہ نابکار ساحر نابکار مین آپہونچا اور جلدی سے ایک ہاتھ تیغ انتقام قضا انتقام کا مارا کہ اس سگ ناپاک کے دو ٹکڑے ہوے پھر تمام ساحرون کو بڑھکر للکارا کہ اسی مین بہتری ہے کہ تم سب آکر میری اطاعت کرو سبھون نے امان طلب کی اور کہا ہم سب آپکے مطیع و فرمانبردار ہین کہ اس اثنا مین دربان پری اور سدرہ پری دونون آئین اور شہزادۂ ملک قاسم کو سلام کیا اور مبارکباد فتح طلسم کی دی شہزادۂ قاسم پریون سے باتین کر رہے تھے کہ ایک طرف سے ایک بادشاہ مع لشکر تخت پر سوار بڑے جاہ وجلال سے نمایان ہوا قاسم نے ان پریون سے پوچھا یہ کون ہے سدرہ پری اور دربان پری نے کہا کہ بیابان قضا و قدر کا بادشاہ ہے اور ملک صاعقہ اسکا نام ہے ابھی وہ بادشاہ شہزادۂ قاسم کے قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک بادشاہ اور نمودار ہوا کہ اسکے ساتھ بھی فوج کثیر تھی شہزادۂ قاسم نے کہا یہ کون ہے دربان پری نے کہا کہ یہ ملک مرجان سرخ پوش شہر جانیہ کا بادشاہ ہے غرض پہلے ملک صاعقہ نے شہزادۂ قاسم کی ملازمت حاصل کی پھر ملک مرجان آکر قدمبوس ہوا بعد اسکے سدرہ پری اور دربان پری شہزادے کو قلعۂ طلسمی مین لائی تمام اہل قلعہ نے قاسم کو دیکھا ایک قدمبوس ہوا شہزادہ قاسم ایوان شاہی مین آئے دربان پری کو خلعت بادشاہی دیکر تخت پر بٹھایا اور فرمایا کہ عجیل ماہرو اور کرب غازی اور مہتر قران حبشی عیار کو جلد بلواؤ اسیوقت اہل طلسم ساکنان قلعہ تینون کو ہمراہ لائے شہزادۂ قاسم نے عجیل ماہرو اور کرب غازی کی تعظیم کی اور بڑے اعزاز واکرام سے بٹھایا اور سب مال طلسمی نکلوایا وہان ایک خزانہ بہت بڑا نکلا قاسم بہت خوش ہوئے بعد اسکے دربان پری سے عقد کیا شب زفاف ہمبستری ہوئی بوس وکنار ہونے لگا دونون شراب وصل سے سیراب ہوئے اسکا سدرہ پری کو دربان پری کا وزیر کیا اور گنج ومال طلسمی سب دربان پری کے سپرد کیا بعد چندے کے وہان سے رخصت ہوکر ملک صاعقہ کے ساتھ شہر قضا و قدر مین آئے اور عجیل ماہرو کا لعل افروز سے عقد کیا عجیل ماہرو انکے وصل سے کامیاب ہوئے صدف آرزو کو گوہر مراد ملا خورشید تابان برج حمل مین جلوہ افروز ہوا یعنے لعل افروز پری اسی شب کو عجیل ماہرو سے بہرہ اندوز ہوکر حاملہ ہوئی اور بعد مدت حمل کے شہزادہ پیدا ہوا کہ نام اسکا سلیمان ثانی ہے اور خلاصہ حال آخر سبج نامہ مین تحریر کیا جائیگا القصہ شہزادۂ قاسم شہر جانیہ مین آئے اور عقد کرب غازی کا ساتھ ملک حمراء سرخ پوش کے کردیا اور تمام شہر جانیہ کو اسلام آباد کیا پھر کرب غازی کو تو وہین چھوڑا اور عجیل ماہرو کو شہر قضا و قدر مین رہنے دیا آپ بصد جاہ وحشم مہتر قران حبشی کو ہمراہ لیکر خدمت بابرکت امیر ابو المعظم حمزۂ صاحبقران زمان مین روانہ ہوئے

دوسرے داستان ذلت نشان لقاے بے بقا کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بادۂ دلفریب	کہ باقی نہیں ہاتھ سے شکیب	ارے غدر کیسا ہے مینا لئے ہیں	تلاطم ہے مجھ کو کبھی چھائے نہیں
یہ کیا ہوگیا کیسی ہے بگڑی مچی	شکست آج کس نے تجھکو دی	مین سمجھا کہو یا نہ مجھسے کہو	وہی صاحب اسم اعظم ہے جو
بہادر ہے اور صاحب عز وشان	لقب جسکا ہے صاحبقران	کیا اسنے مینا نہ مین تباہ	ملی بھاگنے کی نہ ساقی کو راہ
ستمزدہ راحس مین خداداد ہے	نہادر ہو کافر کا جلاد ہے		

مخبر حالات لقا پرستان ذلیل وخوار و فراریان کفار نابکار یہ خبر پہنچی کہ جب وہ گبر نابکار لقاے بے بقا ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران زمان کے شکست فاش کھاکر دروازۂ پشت قلعہ سے نکل کر مع اپنے سرداروں کے جہازون پر سوار ہوکر دریا کی راہ سے فراری ہوا بعد چند روز کے ملک زرائیل کے قریب پہونچا جہاز کنارے دریا کے لگائے لنگر جہازون کا ہوگیا وہان سے زرائیل بہت قریب تھا لنگر جہازون سے اترا خیمے استادہ ہوے لقاے بے بقا مع سردارون کے بارگاہ مین داخل ہوا دل جمعی کا نرگا خاطر جمع ہوئی کہ غازیان دیندار اور شجاعان ضیغم شکار کے ہاتھون سے جان بچی ہجم وسلامت زرائیل مین آگیا جب بادشاہ شہر زرائیل کو

خبر ہوئی کہ نام اُس بادشاہ کا گیرنگ شاہ زرائلی ہوا در پیغمبر نامرسل لقا ہے بے لقا مشہور ہے یعنی خدا ہے باختر ہاتھ سے خدا پرستان کے
شکست کھا کر یہاں بھاگ آئے ہیں اور کنارے دریا کے خیمے استادہ کرا کے اُترے ہیں گیرنگ شاہ کو یقین نہ آیا اُسنے نسیم اپنے عیار کو بلا کر
کہا تو جا کر خبر لا لوگ کہتے ہیں کہ خدا ہے باختر شکست کھا کر بھاگ آئے ہیں نسیم عیار فوراً دریافت کر کے آیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ خبر
واقعی سچ ہے زہرد شاہ باختری خداوند لقا خدا پرستوں کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگے یہاں آکر جاے امن لی ہے بلکہ خشکی کی راہ بسبب
لشکر اسلام کے نہیں اختیار کی جہازوں پر سوار ہو کر دریا کے راستہ سے آئے گیرنگ شاہ نے کہا اے نسیم سچ کہتا ہے نسیم عیار نے عرض کیا
اگر جھوٹ ہو تو جو چاہے سزا دیجیے یہ ذکر تھا کہ پرچہ اخبار اسی مضمون کا گذرا گیرنگ شاہ نے پرچہ اخبار پڑھا اور اسیوقت استقبال کیواسطے
روانہ ہوا اور خدمت خداوند لقا میں جا کر ملازمت حاصل کی اور اپنے ساتھ لیکر مع فوج لقا سے بے لقا کو وہاں سے چلا چند منزلوں کے بعد شہر زرائل ہوا
تمام شہر میں معلوم ہوئی کہ زہرد شاہ باختری شہر زرائل میں آیا تمام عالم اُسکا دیدار نامبارک دیکھنے کو چلا جسنے روے نجس اس کافر کا
دیکھا لعنت کی گیرنگ لقا کو ہمراہ لیے ہوئے داخل ایوان شاہی ہوا لقا کو تخت شاہی پر بٹھایا آپ تخت پیغمبری پر بیٹھا بڑے
دھوم سے لقا کی دعوت و ضیافت کی تین روز تک جشن تمام شہر میں رہا ناچ اور راگ رنگ کی صحبت رہی بعد اسکے گیرنگ شاہ نے
پوچھا کہ یا خداوند کیا سبب ہوا کہ ملک سبائل چھوڑ کر آپ یہاں تشریف لائے لقا سے بے لقا یہ سنکر رو دیا اور کہا اے گیرنگ شاہ میرے
بندے ہم نے عالم مستی و خواب میں پیدا کیے تھے اور انکی تقدیریں کرنا بھول گیا تھا انکے ہاتھ سے شکست کھا کر یہاں آیا اب اس مقام پر بیٹھ کر ان
سب کی تقدیریں کرونگا اور اُن سب کو غارت کرونگا اور اُن بندگان خوابی کے حال سے بیراشیطان درگاہ خوب واقف ہے اس سے سب کیفیت
بندگان خوابی کی پوچھ لو گیرنگ شاہ نے ایک مرد مضحک و قبیح کو دیکھا اور ہنسکر کہا اے ملک جی کچھ حال بیان کرو وہ کون لوگ ہیں کیا نام رکھتے
کہا اے بادشاہ گیرنگ شاہ واضح ہو اے پیغمبر مرسل خدا ہے باختر آگاہ ہو کہ ایک فرقہ بندوں کا ہے کہ وہ آسمان کے خدا ہے نادیدہ کو مانتا ہے
اور ہمارے خداوندوں کو ہیچ اور پوچ بلکہ بالکل باطل جانتا ہے خلاصہ یہ کہ بختیارک نے از ابتدا تا انتہا بناے فساد و کیفیت جنگ وجدل
سب بیان کی کہ خداوندوں کی بیٹیوں کو یوں چھین لیا اور خداوند کو اسطرح ذلت و خواری سے شکست دیکر نکال دیا یہ سب کہکر بیان کیا
کہ اے بادشاہ آج تک کوئی ایسا نہیں پیدا ہوا کہ اُن پر غالب آتا گیرنگ شاہ نے یہ سب حال سنکر کہا ملک جی یہاں اگر خدا پرست
آئینگے تو زندہ بچکر نہ جائینگے میں ابھی نامہ لکھتا ہوں اور طہماس بن عنقویل دیو پرور کو بلواتا ہوں کہ وہ ستون بارگاہ خداوندی ہے
کسواسطے کہ وہ بڑا زبردست ہے بہرام فلک بھی اُس سے اگر سامنا کرے تو عہدہ برآ نہو سکے وہ کسی خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑیگا بعد اسکے
بیٹا میرا کہ وہ طہماس کا شاگرد ہے نام اُسکا ہزریان بن گیرنگ شاہ ہے وہ سب کا استیصال کریگا بختیارک نے کہا اے گیرنگ شاہ
مثل مشہور ہے مثل اندھا جب دو آنکھیں پائے تو بنیاے ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا پیدا ہو کہ اس فرقہ خدا پرستان کو خاک میں
ملادے اب تم جلد نامہ لکھکر ستون قدرت کو بلاؤ گیرنگ شاہ نے پہلے نامہ اپنے بیٹے کو لکھا کہ اے فرزند ارجمند لقا خدا ہے باختر
ہاتھ سے فرقہ خدا پرستان کے شکست کھا کر یہاں آیا ہے اور دشمن اُسکے تعاقب میں آتے ہونگے تمہیں لازم ہے کہ جلد تم اپنے تئیں یہاں
پہونچاؤ اور دشمنان خداوند کو قتل کر کے پھر خداوند کو لے چلکر قبطول خدائی پر بٹھاؤ تو جبھی ناموری تمہارے واسطے ہوگی گیرنگ شاہ نے یہ نامہ
لکھکر نسیم عیار کو اپنے دیا وہ اُسیوقت نامہ لیکر روانہ ہوا بعد اُسکے دوسرا نامہ طہماس کو لکھا اُس نامے کا یہ مضمون تھا کہ اے ہیبت
نگاہان صاحب [illegible] گرزان ستون قدرت خداوند لقا طہماس بن عنقویل دیو پرور آگاہ ہو کہ خداوند نے فرقہ خدا پرستان کی
وحشت کردار [illegible] نہایت تنگ آکر اور شکست فاش لشکر اسلام سے کھا کر اور حکومت ملک سبائل کی ترک کر کے شہر زرائل میں داخل ہوا کر
سکونت اختیار کی ہے اب عجب نہیں کہ وہ فرقہ خدا پرستان یہاں بھی آئے اور خداوند لقا کو ستائے ایسا نہو کہ خداوند لقا یہاں سے بھی
عاجز و بیزار ہو کر جدھر جی چاہے چلے جائیں لہذا تمکو لکھا جاتا ہے کہ تم اس نامہ کے دیکھتے ہی فوراً یہاں چلے آؤ اور خداوند لقا کی مدد کرو اور
خدا پرستوں کا استیصال کر کے موجب خوشنودی زہرد شاہ باختری خداوند لقا ہو گیرنگ شاہ نے یہ نامہ ملفوف کر کے وسواس شیطان

ناتہ طہماس کے پاس نوشا بادینۂ کلنگان کو روانہ کیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ گیرنگ شاہ نے پہلا نامہ اپنے بیٹے مرزبان کو لکھا ہی لہٰذا اول اُسکا حال بیان کیا جاتا ہی کہ جب نسیم عیار مثل باد تند کے نامہ لیکر خدمت مرزبان بن گیرنگ میں پہونچا مرزبان بن گیرنگ نے سبب آنے کا طہماس اپنے اُستاد کے قریب نوشا بادینۂ کلنگان کے ایک بیشہ نہایت سرسبز و شاداب ہی اُسمین ایک باغ روح افزا اور عمارت دلکش بنائی ہی اور اُسمین بصد خرمی و شادی رہا کرتا ہی نسیم عیار مثل باد خزان طرارے بھرتا ہوا گیرنگ شاہ کا نامہ لیکر اُسی باغ میں آیا مرزبان بن گیرنگ کو سلام کرکے نامہ دیا اور زبانی بیان کیا کہ خداوند لقا بدحواس و پریشان ہو کر خداپرستوں سے چھپ کر آئے ہیں گیرنگ شاہ نے ایک نامہ آپ کو لکھا ہی اور ایک نامہ طہماس بن عنقوبیل دیوپرور کو بھی لکھا ہی مرزبان نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور اپنے دل میں کہا اگر طہماس پہلے پہونچ گیا تو اُسی کا نام ہوگا کہ طہماس نے خداپرستوں کو قتل کیا بہتر یہ ہی کہ قبل طہماس کے پہونچنے کے اپنے تئیں ملک زرائل میں پہونچا اور خداپرستون کا استیصال کر کے تیری ناموری ہو بس یہ دل میں خیال کر کے جنگی فوج ساتھ لیکر اُسیوقت ملک زرائل کیطرف روانہ ہوا اور جب قریب شہر زرائل کے پہونچا اُدھر سے سرداران لقا و برادران مرزبان بن گیرنگ شاہ استقبال کے واسطے آئے اور ساتھ اپنے خدمت میں لقا کی لیگئے مرزبان نے گیرنگ شاہ کو سلام کیا اور لقا سے بے بقا کو سجدہ کرکے پائے تخت کو بوسہ دیا لقا نے دست کش اپنا پشت پر مرزبان کی پھیر کر خلعت دیا مرزبان بن گیرنگ زینگل شوکت پر آکر بیٹھا اور حال خداپرستون کا دریافت کیا بختیارک نے سب کیفیت مرزبان سے بیان کی مرزبان نے لقا سے کہا یا خداوند خداپرستون کو آنے دیجیے کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے اگر ایک ایک کو چن چن کے نہ مارا ہو تو نام اپنا مرزبان بن گیرنگ شاہ نہ رکھنا لقا یہ تقریر مرزبان کی سنکر بہت خوش ہوا اور بختیارک نے بھی مرزبان کی دلیری اور بہادری کو سنکر پسند کیا کہا کیا عجب ہی کہ اس سے کچھ کار جنگ آزمائی بن پڑے کیونکہ جوان اچھا ہی اور بہت قوی ہیکل ہی اب اس مقام پر ان سب کافروں کو مع لقا سے بے بقا عیش و عشرت میں مشغول رکھکر چھوڑ دینا چاہیئے اور حال حمزہ صاحبقران زمان اور لشکر اسلام کا بیان کیجئے

دو کلمے داستان شوکت و نصرت نشان امیر گیتی ستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کے بصد عز و شان بیان کیے جاتے ہیں ساقی نامہ

دہ دے ساقیا مے چھلکی امنگ　　کہ نزدیک ہی ساعت نام و ننگ
فراری کی ہی غازیوں کو تلاش　　گئے ہیں کہاں بھاگ کر بدمعاش

ارادہ ہی جائیں تعاقب کنان　　وہاں بھی نہ دیں دشمنوں کو امان
بہے سیل خون سر ہوں مثل حباب　　اگر دیر تو کبھی لیتا دے شراب

چمک برق شمشیر کی ہو عیان　　نظر آئے ہر جام مے خونفشان
شجاعت کا رندوں کو اچنبھا ہے　　تو کیوں ساقیا ایسا مدہوش ہی

علم کر سحر تیغ کا کلک رسا　　طبیعت کا جوش و خروش اپ دکھا کر غزل کیا رنگ اُن توں کے طلبگار لا چکے　　پرستاروں کو جوش صد فدیوں کو حال آچکے

ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چکے　　عاشق نقاب شاہد مقصود اُٹھا چکے
کعبے سے دیر دیر سے کعبے کو جا چکے　　کیا کیا نہ اس دور سے ہیں ہم پھیر کھا چکے

ہلتی ہیں نبض میں روح پیام اجل سے شاد　　دن وعدۂ وصال کے نزدیک آچکے
پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو گئیں　　ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے

الٹی نقاب چہرۂ زیبا سے یار نے　　دیدار دریا میں جو تھی اُسکو ڈھا چکے
طبیعت بجوش طبیعت عبارت نویس نوشت ہست این داستان نگین

شجاعان عرصۂ کارزار و بہادران میدان گیر و دار کمیت طبیعت تیز کا قلم شوکت رقم کو معرکۂ رستخیز مضامین خوش آئین میں برائے آرائش صفحۂ قرطاس جولانی کر کیلون جولان کرتے ہیں کہ جسوقت امیر کشور گیر زلزلہ قاف ثانی سلیمانی حمزہ صاحبقران زمان بصد جاہ و حشم قلعہ سبائل میں جشن و فتحیابی سے فراغت پا چکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے پوچھا کچھ تمکو معلوم ہی کہ یہ راندۂ درگاہ ذوالجلال لقا سے بے لقا و بدخصال یہاں سے بھاگ کر کہاں گیا ہی میں اس بدکیش و بدنا اندیش کو جبتک تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر نہیں کھینچتا ہوں یا تا زیرہ دائرۂ اسلام میں نہیں لاتا ہوں مجھکو قرار و آرام نہ ہوگا عمرو نے عرض کیا کہ تا امن اتنا دریافت ہوا ہی کہ لقا سے بے لقا یہاں سے بھاگ کر دریائی راہ سے جہازوں پر سوار ہو کر مع اپنے پرستاروں کے ملک زرائل میں گیرنگ شاہ زرائلی کے پاس جا پہنچا ہی اور گیرنگ شاہ نے لقا کو دامن پناہ میں اپنے چھپایا ہی صاحبقران نے حکم دیا کہ عیاران و کشتیبان جلد تیار ہوں سامان سفر جنگ و جدال جلد درست کیا جائے

ہین وہین جاکر بفضل ایزدی اُسکو مارونگا عمرو نے کہا ای حمزہ آپ جانتے ہین کہ سفر دریا سے مین ڈرتا ہون کشتی کو دیکھکر ملک الموت تصور
کرتا ہون اب مجھکو آپ رخصت کیجیے کہ مین خانہ کعبہ کو چلا جاؤن امیر باتوقیر نے فرمایا تمھین روکتا کون ہی ابھی تشریف لیجایئے القصہ جب
جہاز اور کشتیان تیار ہو چکین اور تمام اسباب لد چکا او رحمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام و سرداران عالیشان ولشکریگران
جہازون اور کشتیون پر سوار ہوئے خواجہ عمرو نے کمر باندھی دری کاندھے پر ڈالی اور لوٹا ڈوری دوسرے کاندھے پر رکھا لٹھیا ہاتھ مین
لیکر صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون مکہ معظمہ کو جاتا ہون جو کچھ آپ حاجیون کو بھجوائین امیر نے نام بندوی ارسال
فرمائین صاحبقران نے فرمایا انشاءالله تعالی ایسا ہی ہوگا اور ایک عرضی تحریر فرماکے خواجہ سے کہا کہ یہ ہمارے پدر بزرگوار عالیمقدار خواجہ
عبد المطلب کا نامہ ہی اُنکو دینا عمرو یہ سنکر پائنچے چڑھا کر پانی مین اُترا اور دور سے ہاتھ بڑھایا کہ عرضی صاحبقران سے لیلون امیر باتوقیر نے
ہاتھ عمرو کا پکڑکر کھینچا اور اُٹھاکر جہاز پر بٹھالیا اور کہا کہ واہ واہ خواجہ اس سفر وحشت اثر بلکہ بصورت سقر مین ہمکو اکیلا چھوڑکر چلے جاؤگے
ہم تمھین ہرگز نہ چھوڑینگے ہرچند عمرو تڑپا چلایا اُچھلا کودا چلا غل مچایا لیکن امیر باتوقیر نے کچھ نہ سنا اور نہ ہاتھ عمرو کا چھوڑا عمرو نے
کہا ای حمزہ یہ کیا دغا بازی ہی کہ عرضی دینے کے فقرے سے بلاکر پکڑ بٹھایا مین دریا کے صدمے سے مرجاؤنگا صاحبقران نے کچھ اُسکے
کہنے کی سماعت نہ کی اور حکم دیا کہ جہازون کے بادبان کھول کر لنگر اُٹھا دو غرض جہاز چل نکلے عمرو تڑپتا تڑپ کر رہگیا جب جہاز دور نکل آئے
اور کوئی ٹاپو تک آس پاس نہ دکھائی دیا امیر نے ہاتھ عمرو کا چھوڑا اور کہا کہ خواجہ اب جہان جی چاہے تمھارا چلے جاؤ مین مانع نہین ہون
عمرو جو چھوٹا جہاز کی چھت [illegible] کنارہ دریا کا صدہا منزل دور ہوگیا بلکہ دکھائی نہین دیتا اب عمرو نے ادھر اُدھر دوڑنا شروع کیا
اس جہاز سے اُس جہاز پر جاتا ہی اُس کشتی سے اس کشتی پر آتا ہی کہ کہین سے کنارہ نزدیک ہو تو جست کرکے چلا جاؤن مگر اب یہ کنارہ کب ملتا ہی
اور بیدرد ہوا جاتا ہی صاحبقران کے سامنے آکر بیہوش ہو کر گر پڑا صاحبقران نے گلاب کیوڑا چھڑکوایا آنکھین کھولین ہوش مین آیا امیر
باتوقیر نے دس ہزار روپیہ منگواکر عمرو کو عنایت کیے اور کہا کہ خواجہ گھبراؤ نہین بہت جلد اب شہر زرائل مین پہونچتے ہین غرضکہ صاحبقران نے
اپنا زر [illegible] جو اس ایلچی کو دیے تو قدرے تسکین ہوئی صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم دریا کی طرف نہ دیکھو آنکھین بند کرکے بیٹھے [illegible]
جہازون کا یہ عالم ہی کہ مثل تیر کمان زبردست چلے جاتے ہین ساتوان روز تھا کہ دور سے سیاہی نمودار ہوئی اور ہوا سے تیز و تند چلنے لگی ناخدا
پکارا ای شہریار غضب ہوا وہ طوفان آیا اور باد تند چلا ہوا چلا آتا ہی صاحبقران نے فرمایا کشتیون کو زنجیر بند کردو تا کہ کوئی کشتی نہ جائے
ملاحون نے کشتیان باندھ دین مگر آندھی جو چلی اور بارش باران ہوئی کشتیان آپس مین ٹکرانے لگین ملاحون نے عرض کیا ایسا نہ ہو کہ کشتیان
ٹوٹ جائین فرمایا کھول دو اور عمرو کا یہ عالم تھا کہ کمر سے صاحبقران کی لپٹا ہوا تھا اور کہتا تھا کہ ای حمزہ مین اسیواسطے سفر دریا سے بھاگتا تھا
کہ دریا مین ایسی آفتین بہت آتی ہین پہر بھر کامل طوفان رہا جہاز کشتیان تلاطم مین پڑی رہین بعد اُسکے ہوا موقوف ہوگئی مینھ بھی تھم گیا آفتاب
عالمتاب بلند ہو کر چمکا روشنی ہوئی کشتیون کو جو شمار کیا تو آٹھ کشتیان غائب تھین ایک کشتی شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی دوسری
کشتی ہاشم تیغزن کی تیسری کشتی اسد شیر دل بن عادی کرب غازی کی چوتھی کشتی ابرہاسے دیلو چند گال کی پانچوین کشتی زیور شاہ کی
چھٹی کشتی ہمر وعلم بروحی دیوانہ کی ساتوین کشتی بہرام گردین خاقان چین کی آٹھوین کشتی فرہاد خان یکضربی کی صاحبقران کو
سنکر نہایت رنج والم ہوا اور فرمایا ای پروردگار عالم تو ہی حافظ و نگہبان اُنکا ہی مین نے تیرے ہی سپرد کیا غرضکہ چند روز کے بعد جہاز
کنارے سے پر پہونچا وہان لشکر لقا بے بقا کا اُترا تھا وہین لشکر صاحبقران کا بھی فروکش ہوا جب تمام وکمال لشکر اُترچکا [illegible]
نذر کو لایا صاحبقران نے اُسے خلعت دیا بعد اُسکے داخل بارگاہ ہوئے تمام سردار اپنے اپنے خیمون مین فروکش ہوئے دوسرے روز اس گرد وجوار
کے لوگون کو بلاکر پوچھا کہ یہان سے ملک زرائل کتنی دور ہی اُنھون نے کہا کہ سات منزل ہی اور اُنھین لوگون سے معلوم ہوا کہ پہلے لقا
بھی یہین آکر اُترا تھا صاحبقران نے پہلوان عادی کو بلاکر حکم دیا کہ پیشخیمہ ہمارا ملک زرائل کو لیچلو پہلوان عادی اُسیوقت بارگاہ
سلیمانی شتر و فیل پر لدوا کر روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا ای شہریار آپ جانتے ہین کہ پہلوان عادی ہمیشہ کا

آفت نصیب ہی اور ہمین نے سنا ہی کہ بیٹا گیہرنگ شاہ ور زابلی کا کہ نام اسکا مرزبان ہی بڑا زبردست اور قوی ہیکل ہی اور وہ شاگردی
طہماس بن عنقویل دیو پرکا ایسا نہ ہو کہ بارگاہ سلیمانی وہ آکر چھین لیجاے مناسب یہ ہی کہ کسی اور سردار کو بھی تعاقب مین پہلوان
عادی کے بھیج دیجیے کہ وہ ایسے موقع مین پہلوان عادی کا مددگار رہے صاحبقران بھی سمجھے کہ عمرو سچ کہتا ہی اسیوقت جام کا حکم دیا
اور خلعت منگوا کر رکھوایا اور تمام سرداروں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہی کوئی بہادر ایسا کہ پہلوان عادی کی مدد کو جاے اور بارگاہ
سلیمانی کی محافظت کرے مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر اپنے زنگل پر سے اٹھ کھڑے ہوے اور عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو تو غلام جاے
اور یہ کہکر وہ جام اٹھا کر پی لیا اور خلعت پہنکر اسی ہزار عرب نیزہ دار ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوے ادھر ہرکاروں نے آکر لقا سے یہ اتقا کو
خبر دی کہ لشکر حمزہ صاحبقران کا آپہونچا اور پیش خیمہ پہلوان عادی لیے ہوے آتا ہی یہ سنتے ہی لقا کے چھکے چھوٹ گئے ہاتھ پانون کے طوطے
اُڑ گئے بدن مین سنسنی پڑگئی چہرہ اُتر گیا بدحواس ہوا تھر تھر کانپنے لگا جام شراب ہاتھ مین تھا گر کر ٹوٹ گیا مرزبان بن گیہرنگ نے
جو یہ حال لقا کا دیکھا پوچھا یا خداوند آپ اسقدر مضطر کیون ہین لقا نے کہا ای مرزبان اس عرب کے ہاتھ سے مجھے اسقدر ایذائین پہنچی ہین
کہ نام اسکا سنکر کانپ جاتا ہون آئے ہوے ہوش و حواس گم ہو جاتے ہین مرزبان بن گیہرنگ نے کہا کہ آپ ہرگز کچھ اندیشہ نہ کیجیے مین
تو ہین موجود ہون اُسکو بخوبی سزا دونگا بختیارک بولا ای پہلوان دوران بارگاہ سلیمانی بھی عجب بارگاہ ہی قابل خداوند کے بیٹھنے کی ہی اور
جو شخص بارگاہ لیے ہوے آتا ہی وہ بہت قوی ہی اور زخم نصیب ہی مرزبان بن گیہرنگ اسیوقت اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ ابھی جاکر بارگاہ سلیمانی
چھینے لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ لقا سے باہر آیا اور چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا چوتھی منزل تھی کہ گرد و غبار کا تتق اٹھا اور علم زرنگاری نمایان
ہوے اور زیر علم شیر پیکر پہلوان عادی کو دیکھا کہ مرکب پر سوار چلا آتا ہی یہ معلوم ہوا کہ دیو قالب انسان مین سمایا ہوا ہی اور چالیس ہاتھی اسکے
گرد و اطراف مین ہین اور فوج پشت کے پیچھے چلی آتی ہی دل مین اپنے کہا کہ ای مرزبان بختیارک اسے بزدلا اور زخم نصیب بتاتا ہی یہ تو غضب
معلوم ہوتا ہی مگر خیر اسپر جو تو غالب ہوا تو تمام لشکر حمزہ پر غالب ہوا یہ سوچ کر اپنے لشکر کو صف آرائی کا حکم دیا اور آپ مرکب کو چمکا کر آگے بڑھا اور للکارا
ای خداپرست یہ بارگاہ جو تیرے پاس ہی میرے حوالے کر کہ مین خداوند لقا کے واسطے لیجاونگا تو صحیح و سلامت یہان سے چلا جا پہلوان عادی
نے جو یہ تقریر اُس کافر کی سنی مرکب اپنا بڑھا کر سامنے آیا اور نعرہ کیا کہ او کمبخت ناہنجار رکنندہ ناتراش یہ بارگاہ بادشاہ اسلام کی ہی کیا مجال کسیکی جو اس
بارگاہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے یہ سنتے ہی مرزبان بن گیہرنگ آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ تجکو مار کر یہ بارگاہ لیجاؤنگا یہ کہکر نیزہ پہلوان
عادی پر مارا پہلوان عادی نے نیزے کو اپنے نیزے پر لیا خوب نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور بنانین چھیون کی ناکارہ ہوگئین مرزبان
نے نیزہ پھینک دیا اور تیغ آبدار کمر سے کھینچا اور پاش پاش کہکر وار کیا پہلوان عادی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ سپر کو کاٹ کر سر پر پہونچا دو ابرو
اُتر گیا پہلوان نے دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گیا مگر دریا خون کا سر سے جاری ہوا مرکب پر جھوم کر غش کر گیا یہ دیکھ کر ذو الخمار عادی کو
تاب ضبط نہ باقی رہی دوڑ کر پہلوان عادی کو لوگون کے حوالے کر دیا اور آپ سامنا کیا اور آتے ہی تلوار کھینچکے مرزبان پر ماری مرزبان نے
وار تلوار کی بچا کر تھپڑ ہاتھ ڈالدیا اور تلوار ذو الخمار کی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور مشکین باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا
یہ دیکھکر بدمست عادی مقابلہ کو آیا اسے بھی مرزبان بن گیہرنگ شاہ نے اسیر کیا پھر دریا بار عادی اور دارچد عادی وغیرہ
مقابلے کو مرزبان کے آئے سب کو گرفتار و اسیر کیا پہلوان عادی کو دس بھائیون کے اسیر ہو جانے کا نہایت صدمہ و ملال ہوا اور
فوج کا دہشت مرزبان سے برا حال ہو گیا اب مرزبان مبارز طلب کرتا ہی اور کوئی مقابلہ کو نہین آتا آخر کار یہ ارادہ کیا کہ فوج پہلوان
عادی کی جا پڑے اور سب کو مار کر بارگاہ سلیمانی چھین لیجاے ناگاہ دور سے گرد و غبار اڑا مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر مع نیزہ داران عرب
نمایان ہوے یہ دیکھکر نعرہ کیا کہ باش او گبر ناہنجار مین آپہونچا نعرہ مالک اژدر منم مالک اژدر خشمگین * سپہدار و دستگیر اہل دین
بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج * ستانم ز ترک فلک تخت و تاج * فوج مالک کی شریک لشکر پہلوان عادی ہوئی اور مالک اژدر
مرکب چمکا کر سامنے مرزبان بن گیہرنگ شاہ کے آئے پہلے اگلا وزن ہوے برابر کے گھوڑے دونون کھیلا ہوے پھر گردون کو زلزلون مین ڈالکر

ایک دوسرے کے مقابل ہوا بعد گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہوئی مگر مالک نے نیزہ ہرمز زبان کا ہوائی کیا ہرمز زبان نے تلوار کا
وار کیا مالک اژدر نے وار اسکا روک کر تیغہ مارا ہرمز زبان نے تیغہ مالک کا رد کیا اسیطرح دو گھڑی تلوار چلی کہ دھاریں تلواروں
کی آریاں ہوگئیں آخرکار تلواریں ہاتھ سے پھینک دیں دست و گریبان ہوئے گھوڑے انکے لنگروں کی تاب نہ لائے بیٹھ گئے دونوں
مرکبوں سے اتر کر سرگرم کشتی ہوئے اور کشمکش کے زور ہونے لگے قضائے کار پاؤں مالک کا موش خانے میں جا رہا اوپر سے ہرمز زبان نے
زور کیا کولا مالک کا اتر گیا مالک صدمے سے بیہوش ہوگئے ہرمز زبان نے مالک کی مشکیں باندھکر اپنے لوگوں کے حوالے کیا اور چاہا
کہ فوج پہ مالک کی جا پڑے یکایک آواز طبل سکندری کی بلند ہوئی ہرکاروں نے ہرمز زبان بن گیرنگ شاہ کو خبر دی کہ ہوشیار ہو جاؤ
حمزہ صاحبقران مع لشکر بیکران آپہونچے ہرمز زبان نے اپنے لوگوں سے کہا کہ اب بارگاہ کا ہاتھ آنا بہت مشکل ہے پھر سمجھ لیا جائیگا
اور مالک اژدر کو اور پہلوان عادی کے بھائیوں کو گرفتار کرکے لیے چلا گیا ادھر صاحبقران جو کہ اس مقام پر پہونچے پہلوان
عادی کو زخمی پایا اور مالک اژدر کو وہاں نہ دیکھا دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ مالک اژدر اور ہرمز زبان بن گیرنگ شاہ سے
کشتی ہوئی تھی اثنائے کشتی میں پاؤں مالک کا موش خانے میں جا پڑا کولا مالک کا اکھڑ گیا بیہوش ہوکر گرا ہرمز زبان نے باندھ لیا
اور گرفتار کرکے لیگیا اور یہ بھی سنا کہ دس بھائیوں کو پہلوان عادی کے بھی پکڑ لیگیا امیر بالوقیر کو یہ سنکر نہایت
صدمہ ہوا بڑا افسوس کیا اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے بادشاہ اسلام نے تخت پر جلوہ گری کی اور صاحبقران
زمان دنگل شوکت پر متمکن ہوئے سرداروں کا دورہ بندھا صحبت عیش برپا ہوئی صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ
خواجہ مجھے اشتیاق ہے ہرمز زبان کے دیکھنے کا سنا ہے میں نے کہ نہایت جوان خوشرو ہے جسطرح ہوسکے تم جاکر اسے لاؤ عمرو بولا کہ حمزہ
یہ کام مجھ سے نہ ہوسکیگا صاحبقران نے اسوقت دو ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر خواجہ عمرو کے آگے رکھدیا اور فرمایا ای خواجہ اگر ہرمز زبان بن
گیرنگ شاہ کو لے آؤ تو تمکو دو ہزار روپیے دوں عمرو نے عرض کیا کہ آپ مجھسے ہرمز زبان کو لیجیے میں جاکر لاؤنگا یہ کہکر اسباب
عیاری اپنے بدن پر آراستہ کیا اور شہر زرائل کیطرف روانہ ہوا یہاں ہرمز زبان بن گیرنگ شاہ مالک اژدر کو
مع برادران پہلوان عادی کے لیے ہوئے لقا سے بے لقا کے سامنے آیا اور ساری حقیقت لڑائی کی بیان کی بختیارک
نے کہا ان خدا پرستوں کو جو آپ گرفتار کرکے لائے ہیں پہلے انکو قتل کیجیے کسواسطے کہ جو خدا پرست کم ہوے وہی سہی
اسکو غنیمت جانیے ہرمز زبان نے کہا کہ ابھی میں انکو قتل نہ کرونگا جبتک حمزہ کو گرفتار نہ کرلونگا ملک جی تم بڑی
تعریفیں خدا پرستوں کی کرتے تھے دیکھو میں نے ایک سپہ سالار کو حمزہ کے باندھ لیا اور پہلوان عادی کو زخمی کیا اور اسکے بھائیوں کو
اسیر کیا بختیارک نے کہا خداوند سچ ہے آپ نے گرفتار کیا غرض یہی باتیں دیر تک رہیں یہانتک کہ پہر رات گئے دربار لقا برخاست ہوا
ہرمز زبان اٹھکر اپنی بارگاہ کی طرف چلا عمرو بھی اپنی صورت بدلے ہوئے بارگاہ لقا میں موجود تھا جیسے ہی ہرمز زبان بن گیرنگ اٹھا عمرو خدمتگار کی
شکل بنکر اسکے ساتھ ہولیا ہرمز زبان اپنے مکان میں آیا اور مسند پر بیٹھکر کھانا منگوا کر کھایا کشتیاں شراب کی آئیں مصروف بادہ خواری ہوا
لیکن جبکہ نشہ شراب کی طغیانی ہوئی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور رونے لگا عمرو جو بصورت خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا
سنکر متعجب ہوا خدمتگاروں سے پوچھا کہ ہرمز زبان کیا کہیں کسی پر عاشق ہے انھوں نے کہا ہاں یہاں فلاں محلے میں ایک سوداگر بچی رہتی ہے
اسپر عاشق ہے عمرو نے جو یہ سنا وہاں سے علیحدہ ہوکر ایک پیرزال کی صورت بنکر دروازے پر ہرمز زبان کے آیا اور کہلا بھیجا کہ میں
فلاں محلے سے آئی ہوں کچھ کسی کا پیغام ہرمز زبان کے پاس لائی ہوں ہرمز زبان کو جو خبر ہوئی اسیوقت اندر بلا لیا پیرزال نے
اپنے دونوں ہاتھوں سے جسمیں چھلے پڑے ہوئے تھے ایک رومال عطر سے بسا ہوا اور ایک بٹوا نہایت پیاری زربفت کا ڈلیوں چھوٹی الائچیوں سے
بھرا ہرمز زبان کو دیا اور کہا کہ یہ آپکے واسطے سوداگر بچی نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ہم تمھارے عشق میں شمع سان جل جل کے گھلتے ہیں
اور تمکو کچھ ہماری پروا نہیں ہے ہم تو مجبور ہیں تمھیں سب طرح کا اختیار ہے ہرمز زبان یہ پیام سنتے ہی قتل گلفام کا سنکر

دلمین اپنے خوش ہوا کہ اب صورت وصل محبوب کی اچھی طرح نکل آئیگی مرزبان نے پوچھا ای پیرزال تجکو اُس سوداگر بچی سے
کیا علاقہ ہی پیرزال نے کہا کہ بلا لون واری جاؤن مین اُسکی دایہ ہوں یہ سنکر مرزبان نے پیرزال نقلی کی بہت خاطر مدارات
کی کھانا کھلوایا اور ایک مالا مروارید کا گلے سے اُتار کر دیا اور کہا ای دایہ رات بہت آئی ہی کہان جاؤگی یہین سو رہو صبح کو چلی جانا
رات کو تمسے باتین کرینگے ہمارا دل بہلیگا پیرزال نقلی نے کہا بہت اچھا جیسی خوشی آپکی مرزبان پلنگ پر جا کر لیٹ گیا پیرزال
پلنگ کی پٹی کے پاس آبیٹھی مرزبان نے کہا ای دایہ کچھ ہماری معشوقہ کی باتین کرو دایہ چند بیہ عشق اُسکا بیان کرنے لگی جب بہت رات گئی
تو مرزبان نے کہا ای دایہ اب کوئی کہانی کہو کہ نیند آجائے دایہ نقلی یعنی عمرو نے ایک حکایت عاشقانہ بیان کرنا شروع کی کہ
مرزبان سو گیا کچھ خدمتگار اور چاکر دار او سر ادھر جاگ رہے تھے پہلے عمرو نے اُنکو ڈلیان اور الایچیان کھلا کر بیہوش کیا بعد
اُسکے مرزبان کو بیہوش کرکے پشتارے مین باندھکر لیگیا صبح ہوتے ہی بارگاہ سلیمانی مین پہونچا وہ وقت تھا کہ بادشاہ اسلام
تخت پر آکر رونق افروز ہوچکے ہین حمزہ صاحبقران اور تمام سردار مجرا کرکے دنگلون پر متمکن ہوئے ہین کہ عمرو سامنے دکھائی دیا
صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کیا کارروائی کی عمرو نے مجرا بجا لاکر عرض کیا کہ حضور ملاحظ فرمائے غلام مرزبان کو لا یا
حسب وعدہ وہ روپیہ عنایت فرمائیے امیر یا توقیر نے اُسی وقت مقبل وفادار سے فرمایا کہ روپیہ عمرو کو دیدو مقبل نے
روپیہ عمرو کو دیدیے عمرو نے روپیہ تو داخل زنبیل کیے اور پشتارہ مرزبان بن گیر نگ شاہ کا کھولا اور کمند اصفہانی
باصفہا سے باندھکر ہوش مین لایا مرزبان کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین اسیر پایا اور سامنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت پر
جلوہ گر ہین اور حمزہ صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہین مرزبان حیران ہوا کہ یہ خواب ہی یا عالم بیداری ہی کہ عمرو
پکارا ای مرزبان مین تجھے تیری خوابگاہ سے اسیر کر لایا ہون حیران حیران کیون کیون ادھر ادھر دیکھتا ہی یہ بارگاہ
حمزہ صاحبقران زمان کی ہی اب مرزبان کو معلوم ہوا کہ مین حقیقت مین گرفتار ہوں بس اُٹھ کھڑا ہوا اور چاہا کہ اُس
کمند کو زور کرکے توڑ ڈالے مگر وہ کمند ایجاد پیغمبر ہی اُس کافر کے توڑنے سے کب ٹوٹ سکتی ہی ہرچند اُسنے زور کیا
کچھ نہ ہو سکا سخت حیران دلمین اپنے کہا یہ کمند قید آہن سے بھی زیادہ مستحکم ہو گئی صاحبقران نے جو مرزبان بن گیر نگ شاہ
کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان رعنا خوبصورت حسین جمیل قوی ہیکل پہلوان زبردست ہی فرمایا ای
مرزبان مین نے تجھکو فقط دیکھنے کے واسطے بلایا تھا تو اپنے دلمین اور کسی طرح کا خیال نہ کر اور عمرو سے
کہا کہ ای خواجہ کمند اُسکے بازو کی کھولدو جلد رہا کرو عمرو نے اُسی وقت کمند کھول دی کہ مرزبان کو رہا کیا
مرزبان نے صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے مرزبان کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور اسباب
دعوت مرزبان کے سامنے مہیا کیا اور فرمایا کہ ای مرزبان تو جوان سعید ہی لقا پر لعنت کر وحدانیت پروردگار
کا قائل ہو مسلمان ہو جا مرزبان نے کہا یا امیر جسوقت آپ مجکو زیر کرکے غالب آئینگے مین بیشک دین
آپکا قبول کرونگا فرمایا کیا مضائقہ ہی صاحبقران اس خلق و محبت سے پیش آئے کہ مرزبان غلام حلقہ
بگوش ہو گیا اور جی اُسکا نہ چاہتا تھا کہ صحبت سے صاحبقران کی اُٹھے مگر دو پہر کے بعد رخصت ہوا
اور وعدہ کیا کہ مین طبل جنگ بجوا کر میدان داری کرونگا امیر با توقیر نے مرکب پری پیکر سواری کے واسطے
مرزبان کو عنایت کیا اور باعزاز و اکرام مرزبان رخصت ہوا یہان صبح کو کفار مین غلغلہ ہوا کہ مرزبان
بستر خواب سے غائب ہو گیا جمشید عیار گیر نگ شاہ نے بیتاب عمرو کا پہچانا اور گیر نگ شاہ سے
کہا کہ عمرو عیار حمزہ کا مرزبان کو لیگیا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ مرزبان جوان خوبصورت ہی
حمزہ نے تعریف سنی ہوگی دیکھنے کو بلایا ہوگا کچھ تردد کا مقام نہین ہی وہ جلد چھوٹ جائیگا

مگر ایک امر یہ ہی کہ ہرمزبان آدھا مسلمان ہوکر امیر کے پاس سے آئیگا القصہ ہرکارے سے خبر لیکر آئے کہ ہرمزبان
خیر و عافیت سے ہی بارگاہ حمزہ میں کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا ہی بختیارک نے کہا میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہدیا تھا
کچھ اندیشہ کی جگہ نہیں ہی حمزہ نے فقط دیکھنے کو بلایا ہوگا پس ہرکاروں کو خلعت دیکے واسطے گیرنگ شاہ نے بھیجا
غرضکہ شام کو ہرمزبان داخل بارگاہ لقا ہوا اور حمزہ صاحبقران کی تعریفیں خلق و مروت محبت کی دیر تک
کرتا رہا اور وہاں سے اپنے مکان میں آیا اسیوقت مالک اژدر اور سرداران پہلوان عادی کو قید سے رہا کرکے
لشکر حمزہ میں بھیجدیا دوسرے دن صبح کو گیرنگ شاہ سے ہرمزبان نے کہا کہ آپ لشکر قلعہ سے باہر نکال لیجیے
گیرنگ نے لشکر کو حکم دیا لشکر کفار قلعہ سے باہر ایک منزل آگے بڑھکر اترا ادھر سے لشکر اسلام آیا بارگاہ
استادہ ہوگئی خیمے برپا ہوگئے تمام لشکر اسلام فروکش ہوا ہرمزبان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام
میں آئے وہاں بھی نقارۂ رزمی نوازش میں آیا رات بھر جانبین میں تیاری جنگ رہی صبح کو میدان داری ہوئی
دونوں لشکر معرکہ کارزار میں صف آرا ہوئے جسوقت صفیں آراستہ ہوچکیں اور میدان تیار ہوگیا اور نقیب
نہیب دیکر چلے گئے ہرمزبان بن گیرنگ لقا سے رخصت ہوکر میدان میں آیا چند سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا
دوسرے دن علمشاہ رومی سے مقابلہ ہوا بعد نگار رزمی اور تیغ زنی کے نیزہ بازی ہوئی علمشاہ نے بعد دو گھڑی
کے نیزہ بازی میں نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال لیا ہرمزبان نہایت غضبناک ہوا تلوار کمر سے کھینچکر علمشاہ پر وار کیا
علمشاہ نے بچکر دیکھا تو قبضہ پر ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لیں ممکن نہ ہوا زور ہونے لگا کمروں میں ہاتھ ڈالکر دونوں
لنگر جمائے گھوڑے بیٹھ گئے آخر کار مرکبوں سے اتر کر سرگرم کشتی ہوئے اب بخوبی زور کشمکش کے ہونے لگے دن بھر
کشتی رہی کوئی کسی پر غالب نہ آیا شام ہوگئی مگر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوا دونوں طرف سے روشنی آئی مشعلیں
چہار طرف جلنے لگیں جسطرح اژدہے لپٹے اسیطرح دونوں لپٹے یہانتک کہ صبح ہوگئی غرضکہ تین شبانہ روز کشتی
رہی جو تھا دن ہوا پہر دن رہے حمزہ صاحبقران القدر دیوزاد کو دوڑا کر قریب آئے دونوں کو جدا کیا
ہرمزبان کی بہت تعریفیں کیں اور فرمایا کہ اے ہرمزبان کیا خوب سبحان اللہ کیا لڑے ہو لو اب اپنے لشکر کو
جاؤ آسائش کرو رات کو پھر طبل جنگ بجواؤ کل صبح کو ہمسے مقابلہ ہوگا ہرمزبان غنیمت سمجھکر
میدان سے پھرا ادھر حمزہ صاحبقران علمشاہ کو ساتھ لیکر صفت و ثنا کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے
جب ہرمزبان میدان سے پھر الوقا سے لقا کے پاس آیا بختیارک نے کہا اے ہرمزبان کہو اس
رومی کو کیسا پایا ہرمزبان نے کہا ملک جی علمشاہ بلائے بے درمان اور آفت جہان ہی بختیارک نے
کہا تم بچ کر آگئے غنیمت جانو سجدۂ شکر کرو ہرمزبان بولا ملک جی کل حمزہ سے مقابلہ ہی اگر انکو
گرفتار کرلیا تو گویا تمام لشکر اسلام پر غالب آیا یہ کہکر شرابخواری میں مصروف ہوا جب نشہ شراب سے
دماغ گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام
میں آئے ادھر بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں دریاے لشکر دشت کارزار میں
موجزن ہوے بعد آراستگی میدان جدال و قتال ہرمزبان سامنے لقا کے آیا سلام کیا اجازت خواہ میدان رزم ہوا
اور عرض کیا کہ امیدوار ہوں کہ زور اپنی تلوار کا آج [illegible] وصل کر دیجیے کہ میں حمزہ کو گرفتار کروں لقا نے
دست تجسس اپنا اسکی پیٹھ پر مارا کہ میں نے تجھے اپنا نظر کردہ کیا اور کہا تیری پیٹھ کوئی زمین سے نہ لگا سکیگا ہرمزبان بہت
خوش ہوا اور مرکب پر [illegible] میدان میں پہونچکر پکارا کہ اے خدا پرستو آج سواے حمزہ صاحبقران کے

اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے اسوقت عمرو نے کلاہ نمدی سر سے اچھالی اور تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے
حمزہ صاحبقران سامنے بادشاہ اسلام کے گھوڑے سے اتر کر آئے اور رخصت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے
جام کلاہ عفریت عنایت کیا اور فرمایا کہ خدا حافظ و ناصر صاحبقران جام پی کر اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور
مرکب کو چمکا کر سامنے مرزبان بن گیرنگ کے آئے وہ دوڑ کر نگاور زن ہوا بعد گفتگو نیزے ہاتھوں میں سنبھالے
نیزہ بازی ہونے لگی گھڑی بھر میں نیزہ مرزبان کا صاحبقران نے ہوائی کیا مرزبان نے کہا یا امیر میں نے آپ سے
نیزہ بازی ناحق کی معلوم ہوتا ہے آپکو بہت دخل ہے جبہو تلوار پر سوں کہ جھگڑے فیصل کرتی ہے اب خبردار رہیے گا یہ کہکر
تلوار ماری امیر یا توقیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار سپر کے قریب آئی علی ہند سپر کا چھوڑ دیا کہ سو پشت پر جھولی
اور پنجہ قوی شیر گیر بڑھا کر تلوار کو تھپکی دی کہ تلوار سپٹ پڑی ہاتھ قبضے پر ڈالدیا چاہا تلوار چھین لیں مرزبان بیہدہ بڑا
زور کشمکش کا ہونے لگا دیکھا کہ گھوڑے تاب لنگر کی نہ لاسکے مرکبوں سے اتر کر سرگرم کشتی ہوئے دن بھر کشتی رہی شام کو
مرزبان نے چاہا کہ پھر جائے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے سلیم زندہ تا گر زندہ کشتے ہیں بغیر حریف کو زیر کیے ہوئے
میں میدان سے نہیں پھرتا غرض کہ روشنی دونوں طرف آئی عمرو نے جھاڑ سلیمانی زنبیل سے نکالکر روشن کیا تمام
میدان روشن ہو گیا سب تماشا دیکھنے آگے بڑھ آئے کچھ لوگ بیٹھ گئے اور کچھ کھڑے رہے ایک میلہ سا میدان جنگاہ
میں ہو گیا القصہ چار شبانہ روز کشتی رہی پانچویں دن صاحبقران نے لنگر مرزبان کا توڑا اور کمر زنجیر میں
ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا بعد اسکے چرخ دیکر زمین پر مارا اور مشکیں باندھکر عمرو کے حوالے کیا اسوقت طبل بازگشت بجا
دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ میں داخل ہوئے کئی دن کے تھکے ماندے تھے سب نے آرام کیا صبح کو حمزہ صاحبقران
زمان بارگاہ سلیمانی میں آکر جلوہ فرما ہوئے جب دربار معمور ہو چکا صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ لاؤ
مرزبان کو عمرو نے اسیوقت لاکر موجود کیا مرزبان بن گیرنگ مجرا بجا لایا صاحبقران نے کرسی
جواہر نگار بیٹھنے کو دی اور جام شراب تواضع کیا جب مرزبان جام شراب پی چکا اور بادہ ناب سے دماغ
گرم ہوا صاحبقران نے فرمایا اے مرزبان اب ہمارے وعدے کو ایفا کرو تمنے اقرار کیا تھا کہ آپ مجھپر غالب
آئیگا تو مسلمان ہونگا اب تمکو کیا عذر باقی ہے اور یہ کہکر ندامت لقا سے یہ لقا کی اسکے سامنے بیان کی مرزبان نے
کہا کہ میں نے لقا پر لعنت کی اور پرستش سے اسکی کنارہ کش ہوا امیر یا توقیر نے کلمہ طیبہ تلقین کیا مرزبان از صدق دل
اسلام لایا بعد اسکے فوج کو بھی اپنی بلایا اور سب کو مسلمان کیا ہرکاروں نے یہ خبر لشکر کفار میں پہونچائی بختیارک نے
کہا کہ میں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ مرزبان مسلمان ہو جائیگا گیرنگ شاہ بولا ملک جی مجکو مرزبان کے اسلام
لانے کا بڑا تعجب ہے اسوقت لقا نے دوسرا شقہ اپنی طرف سے طہماس کی طلب میں بھیجا طہماس مرزبان کے
بلانے سے رکا ہوا تھا جب سنا کہ مرزبان حمزہ کے ہاتھ سے گرفتار ہو کر مسلمان ہوا اسوقت تین لاکھ سوار
اپنے ہمراہ لیکر نوشاباد سے کوچ کیا جب طہماس قریب ملک زرائیل کے پہونچا اور لقا نے سنا
کہ طہماس آتا ہے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور تمام سرداروں کو ساتھ لیکر گیرنگ شاہ زرائیل استقبال
کیواسطے طہماس کے پہونچا نگر طبل شادمانی کی آواز جو بلند ہوئی صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ خبر تو لاؤ
کہ کیسا نقارہ شادمانی لشکر کفار میں بجا ہے کون آتا ہے عمرو لشکر کفار کیطرف روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ تمام کفار استقبال کو
طہماس کے جاتے تھے فوراً صورت اپنی بدل کر ایک سپاہی کی شکل بنکر انکے شریک ہو گیا کہ طہماس بن [illegible] دیو پر وار آتا ہے
اسکے استقبال کو یہ سب کافر جاتے ہیں عمرو ساتھ ان سب کے چلا کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ ایک گرد اٹھی اور چلو

سواری کا نمایان ہوا بعد اسکے عمرو نے طہماس کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل قوی بازو و اہرمن قامت دیو پیکر چوراسی ایرج کا قد تہمتن وقار کرگدن پر سوار چلا آتا ہی اور آرابے پر سات طور ساتھے تو سومن کا ایک لاہوا کہ جس میں ساٹھ نوتھے جوڑی بیل کی لگی ہوئی ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے طہماس کے اور تین لاکھ جوان قدآور رہا ایک جبری اور دلاور غرق دریاے آہن ہیں عمرو نے جو طہماس کو دیکھا اپنے دل میں کہا کہ یہ نہایت زبردست ہی پروردگار عالم اسکے ہاتھ سے مسلمانوں کو بچاے القصہ کیمرنگ شاہ طہماس کو اپنے ساتھ لیکر خدمت لقا میں آیا طہماس نے لقا کو سجدہ کیا لقا نے پیراہن بخس اتار کر طہماس کو پہنا دیا طہماس نے بختیارک کی زبانی تمام حال اہل اسلام کا سنکر لقا سے کہا یا خداوند اب تو میں آیا ہوں آپکی عنایت سے سب خدا پرستوں کو مار کر چاہ خون میں غلطاں کرونگا آپ مطمئن رہیے اب کچھ اندیشہ نہیں ہی یہ کہکر رخصت ہوا اور زمین کوس پر ملک زرائیل سے کیمرنگ شاہ کا ایک باغ تھا کہ نام اس باغ کا نرگسستان ہی اس میں جاکر اترا اور شراب خواری میں مصروف ہوا یہاں خواجہ عمرو پھر کر خدمت صاحبقران میں گیا عرض کیا ای شہریار طہماس بن عنقوبیل دیو پرور لقا کی مدد کو آیا ہی میں نے طہماس کو دیکھا کہ عجب بہادر ہی جریہ اسکا بہت بڑا ہی آجتک میں نے ایسا کافر نہیں دیکھا امیر با توقیر نے فرمایا ای خواجہ خداے ما بزرگ است پھر صاحبقران نے اسیوقت منشی عنبر قلم بیضا رقم سیف ذوالیدین کو بلا کر حکم دیا کہ جلد نامہ کیمرنگ شاہ کو لکھو کہ چور ہمارا تمھارے پاس آکر چھپا ہی اسے باندھکر ہمارے پاس لے آو اور دین لقا پرستی کا ترک کرکے دین اسلام قبول کرو نہیں تو جو حال میں نے اور بادشاہان گذشتہ کا کیا ہی اس سے بدتر تمھارا حال کرونگا سیف ذوالیدین نے اسی مضمون کا نامہ لکھکر پیش کیا صاحبقران نے اس نامہ کو ملاحظہ فرمایا اور چوکی پر رکھ دیا اور سپر و شمشیر و خلعت و جام شربت منگواکر چوکی پر اسی نامے کے پاس رکھا اور تمام سرداروں سے خطاب کیا ای صفدران دلاوبند و ای دلاوران گردن بلند ہی کوئی تم میں سے ایسا کہ اس نامے کو کیمرنگ شاہ کے پاس لے جاے اور شرطیں نامہ کی ادا کرواکے نامہ اسسے پڑھوا دے اور جواب با صواب لے آے یہ بات سنتے ہی ہمرزبان بن کیمرنگ شاہ زرائیلی اپنے دنگل پر سے اٹھا اور آداب بجالایا پھر دست بستہ عرض کیا ای شہریار اس بارگاہ میں بڑے بڑے صف شکن نامی و گرامی اور صف شکن و تیغ زن ہیں کہ ایک ایک نے ایسے ایسے کار نمایاں کیے ہیں کہ رستم و اسفندیار سے بھی نہیں ہو سکتے ہیں اور غلام سے کوئی کام ابھی تک نہیں ہوا ہی کہ غلام کا نام ہوتا لہذا امیدوار ہوں کہ اس غلام ناچیز کو حکم ہو تو یہ نامہ لیکر جاوں اور جواب اسکا لاوں صاحبقران نے فرمایا کہ نامے کی شرطیں تم جانتے ہو عرض کیا کہ دریافت کریں میں غلام سب شرطیں ادا کرواکر نامہ دیگا اور نامے کے ساتھ اپنی جان لگا دیگا نامہ نامی کی بے توقیری نہ ہونے پائیگی صاحبقران نے فرمایا کہ بیجا او خداے عزوجل تمھارا نگہبان ہی ہمرزبان نے جام شربت اٹھاکر پی لیا خلعت کو زیب بدن کیا نامے کو اٹھاکر سر سے باندھا اور بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا صاحبقران نے دو ہزار روپیہ عمرو کو دیکر جنبہ نویسی کو بھیجا مگر ہمرزبان آتے آتے داخل لشکر کفار ہوا سیر کرتا ہوا دروازہ بارگاہ پہ پہونچا تمام آدمیوں کو وہاں سے ہٹوا دیا اپنے لوگوں کو دروازہ بارگاہ پر قائم کیا آپ مرکب سے اتر کر اندر بارگاہ کے گیا بطریق اسلام سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا سب کافروں نے مثل مار سردم کوفتہ کے ایکھا یا ہمرزبان آکر اپنے دنگل پر بیٹھا طہماس بن عنقوبیل دیو پرور اسوقت بارگاہ میں نہ تھا باغ نرگسستان میں مصروف تھا ہمرزبان نے جو بطریق اہل اسلام سلام کیا لقا نے کہا او بندہ بے ادب تجکو لحاظ و پاس میرا بھی نہ آیا تو میرا پرستار تھا اب ایسا برگشتہ ہوا ہمرزبان نے کہا او کبر نامی جا اگر تو خدا ہوتا تو بندوں کے ہاتھ سے کاہے کو بھاگتا کیمرنگ شاہ یہ کلمہ سنکر للکارا او بیسر ناخلف

اگر تو خدا پرست ہو گیا تھا تو یہاں کیوں آیا مرزبان نے کہا او پدر ناہنجار تجھکو سزا پہونچانے آیا ہوں اور حمزہ صاحبقران
با اقبال کا نامہ لایا ہوں گیرنگ شاہ نے کہا لا نامہ میرے حوالے کر مرزبان نے کہا کہ جبتک شرطیں نامے کی تو ادا نکریگا
میں نامہ نہ دونگا گیرنگ شاہ نے پوچھا وہ شرطیں کیا ہیں مرزبان بولا پہلے زر سرخ نامے پر سے نثار کر بعد اُسکے استقبال کر
پھر تین سلام با ادب کرکے نامہ لے گیرنگ نے بختیارک کی طرف دیکھا بختیارک چاہتا تھا کہ گیرنگ شاہ کو منع کرے کہ ایک
دھول سر پر پڑی بختیارک سمجھ گیا کہ مرشد کامل بھی یہاں موجود ہیں [illegible] بختیارک نے کہا اے گیرنگ شاہ
لقا نے بھی حمزہ کے نامے کی تعظیم کی ہے تو بھی اعزاز و اکرام کر الغرض گیرنگ شاہ نے کشتیاں زر و جواہر کی منگوا کر نامے پر
نثار کیں خواجہ عمر نے جال الیاسی اُن کشتیوں پر مار کے سب زر و جواہر سمیٹ کر زنبیل کیا وہاں کسی کے ہاتھ ایک حبہ نہ آیا
بعد اُسکے سات قدم گیرنگ شاہ نے استقبال کیا اور تین تسلیمیں کرکے نامہ ہاتھ میں لیا اور دبیر کو دیکے پڑھوایا دبیر باواز بلند
وہ نامہ پڑھنے لگا گیرنگ شاہ مضمون نامہ سنکر ایسا برہم ہوا چاہا کہ نامہ دبیر کے ہاتھ سے لیکر چاک کر ڈالے فوراً مرزبان
اُٹھ کھڑا ہوا اور نامہ ہاتھ سے دبیر کے لے لیا مگر گیرنگ شاہ آگ ہو گیا اور پکارا کہ او بدکردار تو ایسا خدا پرستوں کا خیرخواہ ہو گیا
اب کہاں میرے ہاتھ سے بچ کر جائیگا یہ کہکر تلوار ماری مرزبان نے سپر پر تلوار اُسکی روکی اور تیغہ آبدار کا ہاتھ چھپٹ کر
گیرنگ شاہ کو مارا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پر آیا تا دوابرو اُتر گیا زخم کاری سے بیہوش ہو کر گرا لوگ دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی
فرہاد زراشیلی ایک سردار تھا اُسنے دوڑ کر مرزبان کو تلوار ماری اور کہا تو نے غضب کیا کہ پیغمبر با مرسل لقا کو زخمی
کیا مرزبان نے تلوار اُسکی پشت شمشیر پر روک کر جو ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا فرہاد دو ٹکڑے ہو کر گرا اب مرزبان
لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر آیا اور بہت سے کفار کو قتل کرکے راہی طرف لشکر اسلام کے ہوا ابھی چند قدم راہ طے کی ہوگی
کہ اُسطرف سے چھوٹا بھائی طہماس کا سیفور بن عنتقہ عیل آتا تھا اُسنے جو سنا کہ مرزبان ایلچی بنکر صاحبقران کی
طرف سے بارگاہ لقا میں آیا تھا اور گیرنگ شاہ کو زخمی کیا فرہاد زراشیلی کو جان سے مارا وہ گھوڑا کود کر
للکارا کہ او مرزبان ٹھہر میں آ پہونچا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا اپنے باپ کو تو نے زخمی کیا یہ کہتا ہوا
برابر مرزبان کے پہونچا اور تیغے کا وار کیا مرزبان نے تیغہ اُسکا خالی کرکے تھپکی دی کہ تیغہ اُسکا چھوٹ پڑا
ہاتھ مروڑ کر تیغہ اُسکا چھین لیا اور کمر میں ہاتھ ڈالکر سیفور کو اُٹھا لیا تین بار سر پر چرخ دیکر زمین پر ایسا پٹکا
کہ سیفور نقش زمین ہو کر رہ گیا فوراً اپنے مرکب سے اُترا اور چھاتی پر چڑھ کر بیٹھا اور کہا اے سیفور
دین لقا پرستی کو ترک کر اور دین اسلام قبول کر سیفور نے کہا میں ہرگز دین لقا پرستی نہ ترک کرونگا
اُسوقت مرزبان نے سر اُس کا پکڑ کر اور چرخ دیکر جھٹکا دیا کہ دھڑ میں سے گردن اُس کی
کھینچ آئی غل ہوا سیفور مارا گیا اور مرزبان مرکب پر سوار ہو کر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا
ادھر لاش سیفور کی لیے ہوئے سب گرگستان میں پہونچے طہماس اُسوقت بیٹھا ہوا
شراب پی رہا تھا کہ لاش سیفور کی سامنے سے دکھائی دی طہماس نے پوچھا کہ اسکو کسنے
مارا لوگوں نے تمام حال بیان کیا کہ مرزبان بن گیرنگ شاہ ایلچی حمزہ کا ہو کر بارگاہ لقا
میں آیا تھا گیرنگ شاہ کو زخمی کرکے فرہاد زراشیلی کو مارا وہاں سے پھر لشکر اسلام کو چلا کہ راہ
میں سیفور نے ٹوکا اُسنے سیفور کے دھڑ سے گردن کھینچ لی طہماس نے جو یہ کیفیت سنی شراب کی
چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور غیظ و غضب میں للکارتا ہوا چلا کہ اب مرزبان میرے ہاتھ سے بچکر
کہاں جائیگا اگر اپنے بھائی کے خون کا عوض نہ لیا ہو تو نام اپنا طہماس نہ رکھا اور گردن پر

سوار ہو کر لیے آلات حرب لگائے ہوئے غصہ میں بھرا ہوا تنہا یہاں سے چلا رفیقوں نے اس کے قصد کیا تھا
کہ ہمراہ رکاب اسکے چلیں طہماس نے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آؤ غصہ سے کلک مار کر گینڈے کو
دوڑایا ادھر مرزبان ابھی لشکر اسلام میں نہ پہونچا تھا اثنائے راہ میں تھا کہ عمرو پیشتر خدمت صاحبقران
میں آیا اور حال مرزبان کی ایلچی گری کا بیان کیا امیر نے حکم دیا کہ خلعت مرزبان کے واسطے لاکر رکھو
مرزبان سامنے لشکر اسلام کے آگیا ہی علم و نشان لشکر اسلام کے معلوم ہوتے ہیں کہ طہماس کے نعرے کی آواز
بلند ہوئی کہ او مرزبان تھم جا تو چاہتا ہی کہ میرے بھائی سیفور کو مار کر زندہ نکل جائے میں تجھے کب چھوڑتا
ہوں خبردار میں آپہونچا مرزبان نے دیکھا کہ طہماس آپہونچا اپنے دل میں کہا کہ اسکے کیا چارہ نہیں اگرچہ خدا
فضل کرے تو اسکو بھی ماروں ہمراہی ساتھ والوں نے کہا کہ بھاگ چلیے طہماس بلائے بے درماں اور آفت
جہان ہی مرزبان نے نہ مانا عنان مرکب کی پھیر کر طہماس کی طرف چلا طہماس برابر اسکے آپہونچا اور للکارا
کہ کیوں میں نے تجکو فن سپہ گری اسی واسطے سکھائے تھے کہ تو میرے بھائی کو قتل کرے مرزبان نے کہا کہ وہ زبردستی
میرا سد راہ ہوا میرا اسمیں کچھ قصور نہیں ہی طہماس نے کہا کہ تو نے اسکو تو گرفتار کرلیا تھا میرے پاس باندھکر
بھیجدیا ہوتا تو نے کیوں مار ڈالا میں اسکے خون کا عوض لونگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا مرزبان نے کہا اب جو کچھ ہوا سو ہوا
اسکو بھی مارا ہی تجھے بھی قتل کرونگا یہ کہکر مرزبان نے تلوار ماری طہماس نے آتے ہوئے تلوار کو خیال میں
کرکے تھپکی دی کہ تلوار مرزبان کی پیٹ پڑی پس قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور
کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر لاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا طہماس
گینڈے پر سے کود کر چھاتی پر مرزبان کی چڑھ بیٹھا اور جسطرح سیفور کا سر مرزبان نے دھڑ میں سے
کھینچ لیا تھا وونہیں مرزبان کا سر طہماس نے دھڑ سے کھینچ لیا اور اپنے لوگوں سے کہا کہ یہ سر لقا کے پاس
لیجاؤ اور آپ چاکر گینڈے پہ سوار ہو کر باغ نرگسستان کی طرف راہی ہوا ادھر ساتھ والے مرزبان کی لاش لیے ہوئے
بحال تباہ چاک گریبان کیے ہوئے خدمت صاحبقران میں آئے یہاں عمرو نے امیر کو قریب سے آکر
تمام حال بیان کیا اور کیفیت ایلچی گری کی کہی امیر خلعت مرزبان کے واسطے بھیجا چاہتے تھے کہ ناگاہ
لاش بیسر مرزبان کا آیا اور ساری سرگذشت بیان کی کہ یوں طہماس کے ہاتھ سے مارا گیا امیر نے نہایت
افسوس کیا عمرو سے کہا کہ سر مرزبان کا کسی طرح آئے تو لاش مرزبان کی دفن کیجائے اور دو ہزار روپیہ
عمرو کو دیے کہ سر مرزبان کا لاؤ عمرو اسیوقت لشکر کفار کی طرف روانہ ہوا یہاں گیرتک شاہ کے خیمہ میں
تا نیک لگم میں لاشیں کفار کی اٹھوائی گئیں تھیں ناگاہ کفار سر مرزبان بن گیرتک شاہ کا
لیے ہوئے دربار میں لقا کے گئے اور عرض کیا کہ طہماس بن عشقبیل دیو بیدر نے سر مرزبان
بھیجا ہی لقا نے لیا لقا سر مرزبان بن گیرتک شاہ کا دیکھکر بہت خوش ہوا اور طشت طلائی میں
سر کو رکھوایا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ سر مسلمان کا ہی یہاں اسے نہ رکھیے کہیں اور بھیجئے نہیں تو
کوئی زبردست خدا پرست آکر لیجائیگا بلکہ اس سر کے ساتھ بہتسے سر کٹ کے جائینگے یہاں یہ باتیں
یہ صلاحیں ہو رہی تھیں کہ عمرو بصورت اصلی بارگاہ لقا میں آیا بختیارک کی طرف نگاہ غضب سے دیکھکر پکارا
او بے حیا یہاں تو موجود تھا اور سر مسلمان کا رکھا رہا تو نے کیچ نہ دیا اب ٹہر کہ پہلے تجھے قتل کروں بختیارک نے کہا پیر و مرشد
میں نے پہلے ہی یہاں سب کو آگاہ کردیا کسی نے نہ سنا کہا غلام کا کیا قصور ہی عمرو یہ سنکے آگے بڑھا کہ طشت طلا سے مرزبان

سر اٹھائے کہ بہزنگ زرین کلاہ سردار گیر زنگ شاہ کا للکارا شاباش او ساربان زادے اپنی عیاری
تو بھولا ہی اور دلیری بھی یہ قدرت ہی کہ خداوند کے سامنے ایسے کلام کرے اور یہ کہکر عمرو کو تلوار ماری
عمرو نے خالی دیکر خنجر اسکے سینے پر مارا پشت کے پار گذر گیا زمین پر گرا مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا یہ دیکھکر اور
لوگ دوڑے تلواریں کھنچیں لڑائی ہونے لگی عمرو دو چار کو مار کر بختیارک کے قریب آیا ایک ہاتھ اوچھا سا بختیارک
کو بھی مار دیا وہ بھی زخمی ہوا اور سرمہر زبان کا مع طشت طلائی اٹھا لیا اور جست کر کے نقار خانے پر پہونچا اور
وہاں سے دیوار در دیوار دن کو دکھانے کے بازار میں آیا چہار طرف سے گرفتار چلاتے ہوئے دوڑے لینا لینا
جانے نہ دینا یہ عیار شہزادہ ہی سرمہر زبان کا مع طشت طلائی لیے جاتا ہی لوگ دریہی چلاتے رہ گئے کوئی پاس
نہ اسکا عمرو صاف سرمہر زبان کا لیے ہوئے نکلا چلا گیا آتے ہی سرمہر زبان کا حمزہ صاحبقران کو دیا اور تمام
کیفیت بیان کی امیر با توقیر نے سرمہر زبان کا لاش سے ملا کر دفن کیا اودھر ہرکاروں نے لہماس کو خبر دی کہ
عمرو عیار صاحبقران دربار لقا میں آیا تھا اور لڑکھڑکر دو چار کو مار کر دس پانچ کو زخمی کر کے سرمہر زبان کا
مع طشت طلائی لیگیا لہماس اسیوقت سوار ہوکے بارگاہ لقا میں آیا اور کہا یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے
کل میں ہوں اور یہ خدا پرست ہیں دیکھیے تو کیا رنگ میدان رزمگاہ میں ہوگا لقا نے بے لقا نے اسیوقت طبل جنگ بجوایا
ہرکاروں نے خبر حمزہ صاحبقران کو دی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجے فوراً نقارہ
سکندری پر چوب پڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری ہوا کی صبح کو لقا بے لقا سوار ہوکر رزمگاہ مصاف میں آیا
گیر زنگ شاہ ایک طرف اپنی فوج لیکر میدان میں کھڑا ہوا ایک طرف لہماس کی فوج اور سامنے رہا سالار لہماس کا کھڑا ہوا ادھر
جنگاہ میں پہونچا ادھر سے بھی آمد آمد لشکر اسلام کی شروع ہوئی پہلے سب سے رستم زمان لندھور بن سعدان مع [illegible] لاکھ سوار جرار [illegible]
دشت مصاف میں آیا لہماس نے بختیارک سے پوچھا کہ حمزہ یہی ہی بختیارک نے کہا یہ سپہ سالار حمزہ کا ہی نام اسکا لندھور بن سعدان ہی
یہ ذکر تھا کہ مالک اژدر صاحب نیزہ دوسرا سپہ سالار [illegible] سوار ہوا [illegible] آنکھیں [illegible] کی مشعل تاروں کے
چمکتی آتی تھیں پھر لہماس نے کہا کیا یہ حمزہ ہی بختیارک نے کہا یہ دوسرا سپہ سالار ہی نام اسکا مالک اژدر [illegible]
ساتھ لاکھ سوار جرار فرنگیوں اور رومیوں سے نمایاں ہوا لہماس سمجھا کہ [illegible] حمزہ ہوگا [illegible]
کا جوان عالیشان ہی بختیارک نے کہا او لہماس یہ ثانی حمزہ ہی نام اسکا ملک شاہ [illegible]
لہماس سے کہا بعد اسکے سلطان سعد فوج یونان و فرنگ ہمراہ لیے ہوئے پیدا ہوا بختیارک نے [illegible]
تمام سردار دست راستی اور دست چپی ایک کر کے بعد ایک مع فوج ظفر موج میدان رزمگاہ میں آ کر [illegible]
حال اور نام و نشان بتاتا گیا یہانتک کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیجاہ جمشید تخت پر جلوہ افروز ہی فرماتے ہوئے
اور آگے آگے تخت کے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان اشقر دیوزاد پر سوار دکھائی دیے اور رعب جلال و قتال میں
زیر سایہ علم اژدہا پیکر قائم ہوئے بختیارک نے کہا او لہماس حمزہ یہی ہی جو بادشاہ کے تخت کے آگے ہی آج تک [illegible] کوئی جن کوئی دیو
کوئی پریزاد کوئی انسان غالب نہیں ہوا جس نے اس سے مقابلہ کیا ہی اسکو اسنے زیر کیا لہماس حمزہ صاحبقران کو دیکھکر نہایت
متعجب ہوا اور کہا کہ اتنے سے قد و قامت پر اس نے ایسی قیامت برپا کر رکھی ہی بختیارک کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ میں تو سمجھا تھا کہ
حمزہ کا قد ہزار [illegible] سے کم نہ ہوگا مگر کچھ بھی نہیں ہی غرضکہ جب میدان میں [illegible] صفوف قتال و دستی [illegible]
چاؤشان بلند آواز نے للکار کر آواز دی کہ کون نامی و نامدار [illegible]
رستم و سام کا صفحہ ہستی سے مٹائے یہ سنکے لہماس ابن [illegible] پہلوان [illegible] لقا سے [illegible] سامنے آیا اور

سجدہ کرکے اجازت میدان طلب کی اُس کافر اکفر نے کہا کہ جا تجکو اپنے یزدان کی قدرت کے سپرد کیا طہماس پھر گینڈے پر سوار ہو کر میدان
میں آیا پہلے سر راہ میدان جنگ کا اور ہتھیار اپنے دکھائے پھر مبارز طلب کیا ادھر سے القاش خون آشام بادشاہ اسلام سے
اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد نگاوردی و سخن طہماس نے نیزہ مارا القاش نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی یہاں تک سات
طعنین رد و بدل کی ہوئیں مگر کوئی کسی پر غالب نہ آیا دونوں نے نیزے ہاتھ سے پھینک دیئے القاش نے تلوار ماری طہماس نے
تلوار اسکی رد کرکے ساطور مارا القاش نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور سپر پر پڑا سپر کو قلم کیا تا دوابرو اتر گیا القاش نے دستانہ
مارا کہ ساطور چھینٹا کر نکل گیا سر سے دریا خون کا جاری ہوا غش آگیا طہماس نے مبارز طلب کرکے کہا کہ بیچارہ القاش کو
وہ زخمی ہوگیا لیث عرب رفیق مالک اژدر کا مقابلے کو آیا لیث عرب آتے ہی تلوار ترد و ہاتھ تلوار کے مارے طہماس نے
دونوں روکے پھر طہماس نے ساطور مارا کہ لیث عرب بھی زخمی ہوا بعد اسکے کشمشیم پہنچتی لشکر اسلام سے نکلا دو گھڑی تک لڑا
وہ بھی زخمی ہوا اسپ مالک اژدر صاحب نیزہ کو دشمن خود مقابلے کو آئے بعد نگاوردی و گفتگو طہماس کو معلوم ہوا یہ مالک اژدہا ہے
سوچا کہ اسکی نیزہ بازی کا بہت شہرہ ہے پہلے اس سے نیزہ بازی کیا چاہیے یہ سوچ کر طہماس نے نیزہ مارا مالک نے نیزے کو نیزے پر
رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی دو گھڑی کے بعد مالک نے طہماس کا نیزہ ہوائی کیا طہماس نے طیش کھا کر ساطور مارا مالک نے
سپر پر رد کیا ساطور سپر کو قلم کرکے سر پر آیا تا دوابرو اتر گیا مالک نے دستانہ مارا ساطور چھینٹا کر نکل گیا ایک
دریا خون کا سر سے جاری ہوا اسی حالت زخمداری میں چاہتا تھا کہ پھر تلوار طہماس کو مارے کہ غش طاری ہوا طہماس نے
پھر حربہ نہ کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اور ہمراہ لقا کے پھر القا سے بے لقا طہماس پر سے زر سرخ نثار کرتا ہوا لیگیا ادھر
حمزہ صاحبقران زخمیوں کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے زخموں میں سب کے ٹانکے دلوائے ابھی
مرہم پٹی سے زخمیوں کے مہلت نہ پائی تھی ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ طہماس نے پھر آج طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران
نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی نوازش میں آئے جانبین سے آواز طبل جنگی کی ایسی بلند ہوئی کہ زمین آسمان
تک تزلزل ہوگیا شعر زغریدن کوس گردون شگافت ٭ زمین را در آگن بجنبش بنافت ٭ رات بھر دونوں لشکروں کا
سامان جنگ و جدال رہا صبح کو میدان داری ہوئی اسیطرح دونوں لشکر معرکہ کارزار میں آکر صف آرا ہوئے بہ کثرت
دونوں لشکروں کی تھی کہ کوہ [illegible] آدمیوں کا معلوم ہوتا تھا شعر دو لشکر نہ گویم دو دریائے خون ٭ ز بسیاری
از ریگ صحرا فزون ٭ جسوقت صفیں آراستہ ہو چکیں اور میدان تیار ہوا طہماس لقا سے اجازت لیکر جنگ گاہ میں آیا
اور مبارز طلب کیا عادل شیر دل اور فاضل شیر دل بھائی [illegible] لندھور بن سعدان کے مقابلے کو نکلے
دونوں مجروح ہوئے لندھور بن سعدان کو غصہ سے تاب نہ باقی رہی بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر ہاتھی کو
ہولتا ہوا سامنے طہماس کے آیا طہماس گینڈے کو دوڑا کر نگاوردی زن ہوا تین چار قدم ہاتھی لندھور کا پیچھے ہٹا
اور اسیقدر طہماس کا بھی گینڈا ایسا ہوا لندھور اپنے ہاتھی کو سوا کر آگے بڑھ کے آیا طہماس نے گینڈے کو کچاک
مار کر دوڑایا دونوں مقابل یکدیگر ہوئے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی لندھور نے نیزہ طہماس کے ہاتھ سے اچھال دیا
طہماس بہت غضبناک ہوا ساطور اپنے سر سے اٹھا کر لندھور پر مارا لندھور نے بڑھ کر ساطور کو روکا
پھل ساطور کا پیچھے نکل گیا دستہ ساطور کا گرز پر لندھور کے پڑا اگر ایسا نہ ہوتا ضرب ساطور سے ہاتھی لندھور کا
زمین دھس گیا اور لندھور کی یہ حالت ہوئی کہ ضرب گرز صاحبقران لندھور کو یاد آگئی بیہوش ہوگیا لیکن
دونوں ہاتھوں میں جسطرح گرز قائم تھا اسیطرح رہا ایسی گرد ہر آئی کہ لندھور اُس برقع گرد میں پوشیدہ ہوگیا
طہماس سمجھا کہ میں نے لندھور کو مارا یہ سمجھ کر لشکر اسلام کو آواز دی کہ لندھور کی خبر لو اور دوسرا جوان مقابلے کو

بھیس دو عیار لندھور کے دوڑے اور اُسی حجاب گرد میں آکر لندھور کو پکارے کہ آنکھ لندھور کی کھلی ہوش میں آیا ہاتھی کو
ہولکر گرد منہ کی جھاڑتا ہوا پردہ غبار سے نکلا آتے ہی گرز گران سنگ دو ہتھی پکڑ کے طہماس کو مارا طہماس نے دستہ سپر پر
گرز کو روکا کہ دونوں ہاتھوں میں طہماس کے چوٹ تو نہ لگی مگر دھمک سے ارتعاش تا شانہ جھنجھناہٹ ہونے لگی اور رگ و ریشہ سے
کی ٹوٹ گئی طہماس صدمہ گرز سے بیہوش ہو گیا ایکی گرد پہلے سے زیادہ اڑی کہ طہماس گرد میں روپوش ہو گیا عیار لشکر کفار
سے آئے اور طہماس کو ہوش میں لائے جب طہماس کی آنکھ کھلی دیکھا کہ گھوڑا مر گیا لیس کشتہ پشت سے کودا اور غیظ و غضب
میں آکر لندھور کی طرف جھپٹا قریب آکر ہاتھی کی سونڈ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ ساری سونڈ ہاتھی کی جدا ہو کر ہاتھ میں طہماس کے
رہ گئی ہاتھی چیخ مار کر گرا لندھور ہاتھی سے کود پڑا طہماس بڑھ کر لندھور سے لپٹا لندھور بھی دست و گریبان ہوا کشتی
ہونے لگی دن بھر کشتی ہوا کی شام کو بھی وہ دونوں جدا نہ ہوئے دونوں طرف سے آگ دونوں لشکر مصروف تماشا ہوئے
چار پہر رات کشتی رہی کوئی نہ مغلوب ہوا صبح کو بھی دونوں اسی کیفیت سے گتھے رہے اسی طرح چار شبانہ روز
طہماس و لندھور میں کشتی رہی پانچواں دن ہوا اور زیادہ ہی توڑ جوڑ کے دونوں لڑنے لگے کبھی لندھور ریلکر طہماس کو
دو قدم پیچھا ہٹاتا اور کبھی طہماس لندھور کو ریلکر دو قدم ہٹاتا ہو ایک مقام پر طہماس لندھور کو ریلے لیے جاتا تھا اور لندھور
ڈگتی لیے ہوئے قدم گنے شمار پر چلا آتا تھا کہ قضاے کار پاؤں لندھور کا موشگاف میں چار ہاؤ اور سے طہماس نے
زور کیا لندھور کا کولا اتر گیا لندھور نے پھر بھی زور کو طہماس کے بیٹھا ہوا الٹتے سے پاؤں اپنا نکالا اور چاہا کہ
طہماس کو ریلے ایسا درد کولے میں اٹھا کہ تمام جسم لندھور کا کانپ ... کے تھرانے لگا آخر بیہوش ہو گیا طہماس نے چھوڑ کر
روکے کھڑا رہا اور پکارا کہ آکر لندھور کو لیجاؤ اسکا کولا اکھڑ گیا بیہوش ہو گیا فوراً لوگ آئے اور پالکی پر سوار کر کے
لندھور کو لیگئے طہماس بھی طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ادھر صاحبقران لندھور کو ہمراہ لیکر بارگاہ سلیمانی میں
آئے اور رنگم گر طلب کیے کنگر ... آکر کولا لندھور کا بٹھلایا زخموں کے زخموں میں ٹانکے دیے گئے دوسرے روز
صاحبقران بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ملک ترکستان سے عرضی زرہ خاقان کی آئی اسکا یہ مضمون تھا
کہ یا امیر شوریر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان! دام اقبالکم ... و اجلالکم بعد آداب
تسلیمات کے خدمت فیضدرجت حضور کے یہاں ظہور میں اس خادم خواص کی یہ عرض ہے کہ حضور نے قہر قش کو یہاں
برائے مقابلہ سلسال کے بھیجا تھا سلسال نے دغا سے قہر قش کو گرفتار کر لیا اور اب قلعہ خاقان تاراج خطا پر آتا ہوا اور
یہاں کوئی اس سے مقابلہ کرنے کے لائق نہیں ہے جلد کسی کو مدد کے واسطے بھیجیے کہ آکر سلسال کو سزا دے حقوق دے صاحبقران
نے تمام سرداران کیطرف دیکھ کے فرمایا کہ اے بہادرو تم میں سے ہے کوئی ایسا کہ قہر قش کی مدد کو جاوے اور سلسال کو
سزا دے یہ سنکر القاش خون آشام اٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ غلام ابھی ترکستان کو
جاتا ہے اسی وقت امیر بانوقیر نے القاش کو خلعت دیا القاش فوراً مع لشکر جرار ترکستان کو روانہ ہوا
منزل و منزل برابر کوچ کرتا ہوا القاش خون آشام ملک ترکستان میں پہنچا مقابل میں لشکر سلسال کے لشکر
القاش بھی اترا سلسال نے جو سنا کہ القاش خون آشام مقابلے کو آیا ہے اسیوقت طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے
القاش کو خبر دی ادھر بھی کوس حربی نوازش میں آیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں
صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال نقیب نقابت کر گئے سلسال میدان میں آیا مبارز طلب کیا اور
القاش اسکے مقابلے کو نکلا بعد نگاور زنی و تیغ زنی کے نیزہ بازی ہوئی القاش نے نیزہ سلسال کو ہوائی کیا
سلسال نے جھنجلا کے تلوار کھینچی اور القاش پر وار تلوار کا کیا القاش نے چھپکی دے کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور زور

کشاکش سے بہو دلنے لگے آخرکار دونون اپنے اپنے گھوڑون سے اتر پڑے اور کشتی شروع ہوئی جوانمردون تا شام ہوئی کا
تمام کو القاش نے سلسال کا لشکر توڑ کر زمین پر دے مارا اور مشکیں باندھ کر لے آیا رات بھر لشکر میں اپنے
سلسال کو قید رکھا صبح کو بلا کر سلسال کو تلقین دین اسلام کی سلسال نے بسبب خوف جان طوطے کی طرح
کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا مگر آئینہ دل کدورت دشمنی سے تاریک رہا سلسال نے القاش سے کہا کہ میں اپنے لشکر میں
جاتا ہوں سب کو مسلمان کرونگا اور آپکی دعوت کا سامان کر رکھونگا آپ مع سرداران دین کے آنا تو خیمہ گاہ سلسال میں
کھانا بہت سے تکلف کا کروا رکھا اور بیہوشی کھانے میں ملا دی شاہ کو القاش مع سرداران کے لشکر سلسال
میں آیا اور کھانا کھاتے ہی سب بیہوش ہوئے سلسال نے سب کو گرفتار کر کے قید کیا اور زرد خاقان کی طرف کو شکست
دے کر قلعہ میں عمل کر لیا اور قمر شاہ اور القاش وغیرہ کو زندان قلعہ میں بھیج دیا فقط یہ خبر تو یہیں چھوڑ کے
اور حال لشکر اسلام اور لشکر کفار کا سماعت فرمائیے کہ طہماس نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام میں بھی نقارہ جنگ
بجا رات بھر سامان جدال رہا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ کے صف آرا ہوئے بعد صف جدال وغیرہ طہماس میدان
میں آیا اور سرداران لشکر اسلام سے مقابلہ ہونے لگا شام تک کتنے ہی سردار طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوئے
اسی طرح کئی دن لڑائیوں میں بہت سے سرداروں کو مارا اور بہت سے سرداروں کو زخمی کیا اور پھر طبل جنگ
بجوایا ایک روز طہماس نے کہا کہ کل حمزہ سے سامنا کرونگا ہرکاروں نے خبر صاحبقران کو دی صاحبقران نے
بھی فرمایا کہ کوئی بہادر اس کے پنجہ پر غالب ہوتے نہیں معلوم ہوتا انشاء اللہ کل اس ملعون کا سامنا میں خود مقابلہ
کرونگا القصہ رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو جب کہ آفتاب نمودار ہوا صفیں
آراستہ ہوگئیں طہماس ابن شقدیل دیو پیکر دارالقا سے پرلقا سے رخصت میدان لیکر میدان میں آیا مبارز
طلب کیا اور پکار کر کہا کہ آج سوائے حمزہ کے کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے اسوقت امیر شیرگیر نے فرمایا کہ
خواجہ میدان کو قرق کرو عمرو نے فوراً میدان رزمگاہ کو قرق کیا تمام لشکر کے علم جاودانی کرسی پر آئے تب
حمزہ صاحبقران رستم زمان بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالم پناہ سے اجازت لیکر اور سب کو رخصت کر کے
اشقر دیوزاد کو اڑاتا میدان میں بمقابلہ طہماس جا پہنچے طہماس نے جو حمزہ صاحبقران کو آتے دیکھا دو چار قدم
آگے دوڑایا چار قدم اشقر ہٹ گیا اور سات قدم طہماس کا گھوڑا ایسا ہوا پھر مرکبوں کو رانوں میں
دبا کر دونوں مقابلے کو آئے طہماس نے کہا یا صاحبقران پہلے حربہ آپکے پاس ہے صاحبقران نے فرمایا
کہ ہمارا یہ دستور نہیں ہے ہم جنگ میں حریف پر سبقت نہیں کرتے یہ سنکر طہماس نے نیزہ مارا صاحبقران نے
نیزہ طویل ناخن شجاعت سے کھولدیا جب نیزہ بازی خوب ہونے لگی چند طعن میں نیزہ طہماس کا
امیر نے ہوائی کیا طہماس برہم ہوا اور ساطور گران سنگ اٹھا کر سر سے اٹھا کر ضرب امیر پر لگائی امیر یا توفیق نے
ساطور سپر پر روکا کہ پھل تو اسکا پیچھے نکل گیا دستہ ساطور سپر پر پڑا بار ضرب ساطور سے اشقر دیوزاد
زمین میں غرق ہوگیا ایسی خاک اڑی کہ تتق گرد و غبار میں صاحبقران روپوش ہوگئے مگر صدمہ ضرب سے [illegible]
باتو میر کو غش آگیا فوراً عمرو دوڑا اور گرد گرد کے چرخ مارا اور حمزہ صاحبقران کو پکارا صدا سے خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری کی جو کان میں پہونچی صاحبقران کی آنکھ کھل گئی مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ مرکب اس تتق
گرد سے نکلا طہماس نے پھر صاحبقران کو ساطور مارا امیر یا توفیق کا چہرہ گرد و غبار میں اٹا ہوا تھا آنکھیں اچھی
طرح کھلنے نہ پائی تھیں کہ طہماس نے وار کیا صاحبقران کا خیال چوک گیا سپر ہاتھ سے اٹھائی مگر [illegible]

سپر نہ آئی تھی کہ ساطور سر پر صاحبقران کے پڑا تا دو ابرو آ اتر گیا امیر نے دستانہ مارا کہ ساطور چھینا اگر نکل گیا
رومال سے زخم باندھکر تیغہ آبدار کا ہاتھ مارا طہماس نے سپر پر روکا سپر کو کاٹ کے سر پر طہماس کے پڑا
اور چھوٹا سا زخم لگا طہماس نے سر اپنا کھینچا تیغہ سر سے نکل کے گینڈے کے سر پر آیا گردن گینڈے کی قلم ہوئی
طہماس بد اساس مع گینڈا تہ و بالا ہوکر زمین پر گرا القا نے حکم دیا کہ حمزہ کو مار لو فوج چہار طرف سے تلوارین کھینچکر
آپڑی صاحبقران بھی کفار پر حملہ آور ہوئے تلوار چلنے لگی بادشاہ اسلام نے مجاہدان تہور شعار و غازیان
دیندار کو بھی اشارہ کیا کہ لینا ان کفار کو یہ سنکے سب بہادر گھوڑے اٹھا اٹھا کر کافرون پر جا پڑے اسطرح لڑائی
گھمسان کی ہونے لگی میدان کارزار عرصۂ قیامت ہوگیا صدا سے گیر و دار ہر طرف بلند ہوئی برابر تلوار چل رہی تھی
ادھر طہماس بھی سنبھلکر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا زخم سر باندھکر سرگرم کارزار رہا عین گرمی جنگ مین
طہماس سے اور علمشاہ رومی سے مقابلہ ہوا طہماس نے ساطور مارا علمشاہ کی سپر قلم ہوئی ساطور سر علمشاہ کے
پڑا تا دو ابرو آ اترا علمشاہ نے زخم سر کو باندھکر تیغہ کیتیان فرنگی کا ہاتھ مارا طہماس نے سپر پر روکا سپر
دو نیم ہوئی طہماس نے سر اپنا بچایا تیغہ بائین شانے پر پڑا شانہ طہماس کا زخمی ہوا [illegible] پیچ مین آگئے
دونون عاجز ہوکر ہٹنے لگے اب طہماس لڑتا ہوا برابر بادشاہ اسلام کے پہونچا بادشاہ اسلام کو ساطور
مارا بادشاہ اسلام بھی زخمی ہوئے مگر اسی حالت زخمداری مین طہماس کو جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا دہنا ہاتھ
طہماس کا زخمی ہوا طہماس کو عرصۂ کارزار سے کفار نکال لے گئے مگر لڑائی رات بھر ہوا کی امیر لڑتے لڑتے
ضعف غالب ہوا زخم سر سے خون زیادہ بہا غش آنے لگا تلوار میان مین کی اور دونون ہاتھ گردن مین مرکب کے ڈالدیے
اشقر دیوزاد امیر کو عرصۂ کارزار سے ایک طرف لیکر نکل گیا راوی بیان کرتا ہے کہ اس روز ایسے معرکے کی کارزار ہوئی
اور وہ تلوار چلی کہ پناہ بخدا تا ترک فلک تھرا گیا الا کہ اہل اسلام بدرجہ شہادت فائز ہوئے اور ہزارہا لاکھ
کفار جہنم مین پہونچے القصہ جب زیادہ رات گئی اور لڑائی ہوا کی طبل بازگشت بجا دونون لشکرون نے مراجعت کی
بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالیمقام جب پھر کر آئے صاحبقران کو نہ پایا چہار طرف جستجو کی کہین سراغ
نہ لگا عمرو نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ صاحبقران زخمی تھے خون بشدت جاری ہوا اسی حالت مین غش طاری
ہوا ہوگا مرکب انکو کسی طرف لیکر نکل گیا بادشاہ اسلام نے فوراً سرکارون کو چارون طرف دوڑایا اور فرمایا
جلد صاحبقران کی خبر لاؤ اور آپ بارگاہ سلیمانی مین مع سردارون کے داخل ہوئے اور اپنے زخم مین اور تمام زخمیون کے زخمون کو
ٹانکے لگوائے ادھر طہماس مع لشکر کفار پھر گیا دربار مین القا کے داخل ہوا القا نے طہماس کے زخمون مین ٹانکے لگوائے اس داستان کو یہین چھوڑ کے

دوسری داستان طوفان نشان ہاشم تیغزن کے بیان کئے جاتے ہین

آشنایان معلومۂ قلزم مضامین گہربار و غوطہ زنان بحر زخار طبع رسا سے متلاطم روزگار یا ہیت ابنائے
داستان رنگین سے آشنا ہوکر دریائے مضامین بعبارت رنگین یون جاری کرتے ہین کہ
ہمدست جہاز ہاشم تیغزن کا طوفان دریائے بلاخیز مین تباہ ہوگیا بہتے بہتے
شہر اختر پیر مین آ نکلا دور سے درخت سرسبز اور نشان آبادی کا دکھائی دیا قریب اس شہر کے ہوا کہ جہاز کنارے لنگر ہوا
اور اترنا جہاز پر سے شروع ہوگیا یہان کا حاکم شہر اختر پیر کا اختران شاہ ہے اور دو بھائی اسکے اور ہین ایک کا نام
خورشید اختری اور دوسرے کا نام ناہید اختری ہے تینون بھائیون مین باہم نہایت محبت و اتحاد ہے اور
وہ تینون بھائی ملک کا روبار سلطنت کا انصرام کرتے ہین ایک ہرکارون نے خبر دی کہ ایک جہاز کا آج لنگر ہوا

لوگ جہاز پر سے اُترتے ہیں خورشید اختری نے سیارہ عیار کو بھیجا اور کہا تو جلد اس جہاز کا حال دریافت کر
سیارہ روانہ ہوا اور دریا پر آکر ماہیت جہاز تمام و کمال دریافت کی اور آکر خورشید اختری سے بیان کیا کہ
حمزہ صاحبقران ملک سنبائل سے ملک زرائل کو مع لشکر کثیر دریا دریا جہازوں پر جا رہے تھے راہ میں
طوفان آیا چند جہاز تباہ ہو گئے یہ جہاز ادھر نکل آیا اس جہاز پر شہزادہ ہاشم تیغزن فرزند جگر بند
حمزہ صاحبقران زمان ہے خورشید اختری نے یہ حال سنکر قرطاس زرین کلاہ کہ اُسکا سردار نامدار ہے
اس سے کہا تو جا اور پسر حمزہ کو گرفتار کر لا قرطاس زرین کلاہ بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا جب دریا کے
کنارے پر پہونچا فوج کو برابر صفین باندھ کر جما یا ادھر ہاشم تیغزن کو خبر ہوئی کہ فوج کفار گرفتار کرنے کو آئی ہے پانچ سو
آدمی ہاشم تیغزن کے ہمراہ جہاز پر تھے ہاشم تیغزن مسلح و مکمل ہو کر مع بہادران دلاوران جرار کے جہاز
پر سے اُتر آئے اور کنارے دریا کے آکر صف آرا ہوئے قرطاس اپنے گردن کو آگے بڑھا کر للکارا او پسر حمزہ چل تجکو
ہمارے بادشاہ نے طلب کیا ہے بہتر ہے کہ تو دین لقا پرستی اختیار کر نہیں تو قتل کیا جائیگا ہاشم تیغزن بصد
جلال و غصہ جواب دندان شکن اسکو دیتے ہوئے مرکب کو چمکا کر برابر اُسکے آئے کہا او کافر خاسر لقا سے بے لقا کیا
مردود آفاق بانی کفر و نفاق ہے لائق سجدہ پروردگار عالم ہے او براو قرطاس تجکو شرم نہیں آتی تو ایسے
بھگوڑے خداوند کی پرستش کرتا ہے وہ ابھی ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر ملک زرائل میں آیا ہے سنتے تلوارین
مار کر ٹیلوں ٹیلوں سے لقا کو ہٹاؤنگا ہاں ہی قرطاس زرین کلاہ یہ کلام طعن آمیز ہاشم تیغزن کے سنکر برہم ہوا
کہا او خدا پرست تو شقی ہے خداوند لقا سے باغی ہوا اور پھر بری باتیں کرتا ہے خیر ابھی حال معلوم ہوا
جاتا ہے جو کچھ ہے پاس رکھتا ہو لا اور مصروف جنگ ہو کہ تجکو گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس لیجاؤنگا ہاشم تیغزن نے
کہا کہ خدا پرستوں کا ہمیشہ یہ نہیں معمول ہے کہ حریف سے لڑائی میں سبقت کریں اُس وقت قرطاس زرین کلاہ نے
نیزہ مارا ہاشم نے نیزہ اُسکا چند طعن میں ہوائی کیا قرطاس نے غضبناک ہو کر تلوار کا وار کیا ہاشم تیغزن نے
کھینچ کر تلوار اُسکی چھین لی اور بند دست میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پکارا کہ دین اسلام قبول کر نہیں تو مارتا
ہوں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا قرطاس نے کہا کہ مجکو معلوم ہوا کہ دین تمہارا برحق ہے ہاشم تیغزن نے اُسے چھوڑ دیا
وہ دوڑ کر قدموں پر گرا اور طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر خوف جان سے مسلمان ہوا ہاشم تیغزن کو اپنے خیمے میں
لیگیا دعوت عمدہ کی اور کھانے میں بیہوشی دیکر گرفتار کر لیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے خورشید اختری
کی خدمت میں لایا جسوقت ہاشم سامنے خورشید اختری کے آئے اس نے کہا اے پسر حمزہ بہتر ہے کہ دین
لقا پرستی اختیار کر ہاشم تیغزن نے کہا او نامرد دغا بازی سے تو نے مجھے اسیر کیا اور ایسے کلام کرتا ہے لاکھ لاکھ
لعنت کرتا ہوں لقا پر اور اُسکے پرستاروں پر خورشید یہ سنکے نہایت برہم ہوا اور قصد کیا کہ ہاشم کو قتل کروں
وزیر خورشید کا مانع ہوا کہ اسکا قتل کرنا مناسب نہیں ہے قید رکھیا اور ایک عرضی لکھکر خداوند لقا کی خدمت میں
روانہ کیجیے جیسا جواب وہان سے آئیگا ویسا عمل میں لائیگا خورشید نے ہاشم کو زندان خانے میں بھیجدیا اور
عرضی لکھکر خدمت میں خداوند لقا کی بھیجی اُسکا یہ مضمون تھا یا خداوند جہاز خدا پرستوں کے تباہ ہو کر ادھر کو آنکلے
چنانچہ ہاشم تیغزن کا جہاز میرے شہر میں آیا اسے پکڑ کر میں نے قید کیا ہے اگر حکم ہو زندہ بھیجدوں یا سر
کاٹ کے روانہ کروں جیسا ارشاد ہو عمل میں لاؤں یہ لکھکر سیارہ عیار کو دیکر روانہ کیا سیارہ عرضی لیے ہوئے
چلا جب قریب ملک زرائل کے پہونچا قضا سے کار امیہ عیار شہزادہ بدیع الزمان کا بالا دوی کو نکلا تھا

کہ آواز نگاہون کی کان مین آئی کیہ اللہ ایک عیار چست و چالاک ہاتھ عیاری کے بدن پر لگا سے چلا آتا ہی امیہ عیار نے جلدی سے صورت سواس عیار کی بنکر اس سے ملاقات کی سیارہ عیار نے پوچھا تم کون ہو امیہ نے کہا مین عیار ہون خداوند لقا کا نام میرا سواس ہی تم کون ہو اسنے کہا مین عیار خورشید اختری کا ہون سیارہ میرا نام ہی مین عرضی بادشاہ خورشید کی لیے ہوئے خدمت مین خداوند لقا کی جاتا ہون پھر تمام حال ہاشم تیغزن کا بیان کیا امیہ عیار اسکے ساتھ ہولیا چند قدم کے بعد پیچھے ہٹ کر حلقہ پاسے کمند سیارہ پر ڈالا سے وہ گرا امیہ نے اسے باندھ لیا اور خدمت مین بادشاہ اسلام کی لایا تمام کیفیت بیان کی اور عرضی خورشید کی حاضر کی بادشاہ اسلام وہ عرضی دیکھکر مضمون سے آگاہ ہوئے سیارہ سے فرمایا اگر تو مسلمان ہو تو مین تجھے چھوڑ دون سیارہ نے عرض کیا کہ مین نے آپکی غلامی اختیار کی پھر کلمہ پڑھکر خوف جان سے اسلام لایا بادشاہ اسلام نے اسے رہا کیا وہ کافر اسی روز بھاگ کر لقا کے پاس پہونچا سارا حال بیان کیا لقا نے اسکو خلعت دیا اور کہا تو شہر اختریہ کو جا مین ضیغم خون آشام کو روانہ کرتا ہون ہاشم تیغزن کی قید جو اسے کر سیارہ اسیوقت راہی ہوا بعد اسکے ضیغم خون آشام کو لقا نے جانب شہر اختریہ روانہ کیا یہان ہاشم تیغزن شہر اختریہ مین قید تھے اور قریب قید خانے کے قصر ملکہ حیات بانو دختر خورشید کا تھا اس نے ایک روز جمال بے مثال شہزادہ ہاشم تیغزن کو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوگئی اور فراق ہاشم مین بیتاب تھی ایک دن ملکہ نے حال اپنی دایہ سے بیان کیا اور کہا کہ صورت زندگی کی نظر نہین آتی کسی طرح سے ہاشم کی ملاقات ہو تو بہتر ہی ورنہ مین زندہ نہ رہونگی دایہ نے سمجھایا اور کہا کہ وہ مسلمان ہی اگر تیرا باپ سنیگا نہین معلوم کیا حال کریگا علاوہ اسکے چھوٹنا بھی اسکا بہت مشکل ہی ملکہ نے مالا مروارید کا اپنے گلے سے اتار کے دایہ کے گلے مین ڈالدیا اور کہا کہ تو ایک مرتبہ کسی صورت سے اس آفتاب مثال کو دکھادے ناظرین پر واضح ہو کہ یہ دایہ سیارہ عیار کی مان ہی جسوقت ملکہ سے مالا مروارید کا دایہ نے پایا خیال مین اسکے آیا نقب زندانخانے تک لگا چاہیے اور ملکہ کو اسی نقب سے لیجانا چاہیے یہ سوچ کر اس دایہ نے نقب کھودی اور دہانہ نقب کا زندانخانے مین نکالا اور اسی راہ سے ملکہ کو لیکر زندانخانے مین آئی اسوقت ہاشم سر جھکائے ملول بیٹھے تھے دیکھا طبقہ زمین کا پھٹا اور روشنی نمایان ہوئی اور ایک زن چہل سالہ مشعل ہاتھ مین لیے ہوئے آگے آگے ہی اور پیچھے اسکے ایک نازنین مہ جبین ہی ہاشم دیکھتے ہی اسکو عاشق ہوگئے مگر حیران کہ وہ رشک قمر بعد ناز و ادا ہاشم کے پاس آکر بیٹھ کر صورت ہاشم کی دیکھنے لگی دایہ نے کہا بدلون اب چلو تمنے اقرار کیا تھا کہ ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی ملکہ بولی ای دایہ اب اس شہریار کو چھوڑکر کہان جاؤنگی جو حال اسکا ہی وہ میرا بھی ہونا چاہیے چاہے کوئی مجھے قتل کرے چاہے بخشے اور ہاشم سے کہا مین نے جبسے تمہین دیکھا ہی عشق مین مبتلا ہون اب تم مجکو اپنی کنیزی مین قبول کرو ہاشم نے کہا تم اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو دایہ نے کہا ای شہریار یہ بیٹی ہی بادشاہ خورشید اختری کی ملکہ حیات بانو اسکا نام ہی نہین معلوم تمنے کیا جادو کیا ہی کہ یہ تم پر عاشق ہوکر دیوانی ہوگئی ہی جان دینے پر آمادہ ہی ہاشم نے کہا کہ مین بھی تو اسکے حلقہ گیسو مین اسیر ہون یہ کہکر ملکہ سے کہا کہ جو تمکو مجھ سے الفت ہی تو لقا پرستی سے توبہ کرو دین اسلام قبول کرکے مسلمان ہو جاؤ ملکہ بولی مین تو تمہین سجدہ کرنے کو موجود ہون القصہ ہاشم نے ملکہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ملکہ نے کہا ای شہریار مین سوہن لیتی آئی ہون غل و زنجیر کاٹ ڈالیے ہاشم نے کہا مجھ سوہن کی ضرورت نہین یہ کہکر بقوت صاحبقرانی جھٹکا مارا سب قید آہن ٹوٹ گئی ملکہ اور دایہ دیکھکر حیران ہوئی ہاشم تیغزن نے کہا ای ملکہ اب مین زندان کے پاسبانون کو مارکر تمہارے باپ کی طرف جاتا ہون یا تو

اسکے قتل کرونگا یا مسلمان کرونگا ملکہ اور دایہ شہزادے کے قدمون پر گرپڑین اور کہا اے شہریار اپنے ہمکو قتل کیجیے
پھر قدم یہان سے باہر نکالیے ہاشم نے کہا تمہین پھر کیا منظور ہے دایہ نے کہا ہم آپکو راہ نقب سے باغ مین
لیے چلتے ہین ملکہ اور آپ عیش و عشرت مین مصروف رہیے ہاشم نے دیکھا اگر ملکہ کا کہنا نہین مانتا ہون
تو ملکہ ہلاک ہو جائیگی کہا خیر چونکہ ... اے بہتر ہے چلو پھر سمجھ لینگے غرضکہ نقب کی راہ سے ملکہ اور دایہ ہاشم کو
لیے ہوئے اپنے باغ مین آئی اور دایہ نے مہرہ نقب کا بند کر دیا ہاشم اور ملکہ عیش و عشرت مین مشغول ہوئے
ازبسکہ ملکہ حیات بانو بالغہ بھی تھی اور مسلمان بھی ہو چکی تھی ہاشم نے صیغہ عقد پڑھکر گوہر مقصود حاصل کیا
ملکہ حیات بانو حاملہ ہوئی کہ اُس سے خورشید ستارہ پرست پیدا ہوگا القصہ شہزادہ ہاشم تیغزن
ملکہ کے باغ مین بعیش و عشرت رہنے لگے ادھر ضیغم خون آشام پانچ لاکھ سوار سے قریب شہر اختریہ کے
پہونچا خورشید اختری استقبال کے واسطے آیا ملازمت حاصل کی اور قلعہ مین لایا دعوت و ضیافت کی اور
عرض کیا کہ ہاشم تیغزن پسر حمزہ میرے پاس قید ہے جو حکم ہو اُسکے حق مین کیا جائے ضیغم خون آشام نے
کہا کہ اسکو میرے سامنے بلواؤ خورشید نے ہاشم تیغزن کو جو طلب کیا سنا کہ وہ زندان سے غائب ہو گیا
خورشید سنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ جلد تلاش کرو کون اسے ہماری قید سے نکال لیگیا لوگ تلاش کرنے لگے
مگر ضیغم خون آشام نے کہا اے خورشید اختری مین اسی واسطے آیا ہون کہ جہان خدا پرست ملین گرفتار کر لے جاؤن اُسنے
کہا کہ آٹھ قلعہ ملک زرائل سے علاقہ رکھتے ہین ایک یہ اور سات قلعے اور ہین مثل شہر مجمانیہ اور ہرجانیہ اور
شعوبیہ وغیرہ کے ضیغم نے اُسیوقت سات نامے اس مضمون کے لکھوائے کہ آگاہ ہو حکم لقا خداے ہے تاکید ہے
کہ جو سرداران اہل اسلام سے تمہارے شہر مین آجائے اسے گرفتار کر کے ہمارے پاس حاضر کرو کہ ہم تم شریک ہوکر
خداوند لقا کے پاس لے چلین کہ موجب خوشنودی خداوند لقا ہے اُسیوقت ساتون نامے ساتون شہرون مین روانہ کیے ضیغم خیمہ مین گیا

دو کلمے داستان شاہزادہ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

واقفان ماہیت دریاے بے پایان مضامین اعلی و جوہریان گوہر صدف بحر ذخار سخنوری یہ یاد رشتہ ہوا مضمون
رشتہ بیان مین یون مسلسل کرتے ہین کہ جسوقت کشتی بدیع الزمان کی دربند سیقولیہ مین پہونچی سیقول شاہ کو
خبر ہوئی کہ خدا پرست کے جہاز تباہ ہوکر ملک زرائل سے ادھر آئے ہین چنانچہ بیٹا حمزہ کا شہزادہ بدیع الزمان نامی
اس شہر مین آیا ہے اور چار سو آدمیون کی جمعیت اُسکے ساتھ ہے سیقول شاہ نے دو پہلوان ایک کا نام ارشیبون
دوسرے کا گاؤشیبون بھی دونون کو بارہ ہزار سوار سے بھیجا اور کہا کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر لاؤ دونون پہلوان فوج
لیکر پہونچے اور بدیع الزمان کو جاکر گھیر لیا اور للکارے اے پسر حمزہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو دین لقا پرستی اختیار
کرو ہم اپنے ساتھ بادشاہ کے پاس لے جائین بدیع الزمان نے کہا اے کافر لقا پر لاکھ لاکھ لعنت ہے وہ گیدی
خود ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر شہر زرائل مین آیا ہے ارشیبون اور گاؤشیبون یہ کلام سنکر غضبناک
ہوئے اور حکم دیا کہ سب لوگ پسر حمزہ کو گھیر کر پکڑ لو چارون طرف سے فوج کفار بدیع الزمان پر آ پڑی
شہزادہ بدیع الزمان تلوار کھینچکر اُن پر گرا تلوار چلنے لگی لاشین پر لاشین کفار کی گرنے لگی کشتون کے پشتے باندھ دیے
غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا وہ لوگ جو بدیع الزمان کے ہمراہ تھے سب لڑکر شہید ہوئے بدیع الزمان لڑتا ہوا برابر
ارشیبون کے پہونچا ارشیبون نے تلوار کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے تلوار اُسکی رد کر کے ایک ہاتھ
تیغہ آبدار کا جو مارا ارشیبون کے سر پر پڑا زرتنگ جاکر زمین پر بوسہ دیا گاؤشیبون نے جو دیکھا کہ بھائی

مارا گیا ہائے بھائی کہتا ہوا گریبان پھاڑ کر دوڑا در آتے ہی بدیع الزمان پر وار تلوار کا کیا شہزادے نے تلوار اسکی
رد کر کے ایک ہاتھ تیغ آبدار کا جو کمر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے لوگ اُن دونوں کی لاشیں لیکر بھاگ گئے
اور سیقول شاہ کے پاس آکر حال بیان کیا سیقول شاہ نے چالیس ہزار سوار لیکر خود آکر شہزادے پر حملہ کیا
شہزادہ بھی نعرہ کر کے سرگرم کارزار ہوا سپاہیوں کو قتل کیا آخر لڑتا ہوا برابر تخت بادشاہ کے پہونچا سیقول شاہ
نے تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اسکی چھین لی اور کمر بند میں ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کہکر اٹھا لیا اور فرمایا
اے سیقول شاہ دین اسلام قبول کر نہیں تو ابھی تجھکو قتل کرونگا سیقول شاہ نے کہا کہ میں نے غلامی آپکی
اختیار کی مجکو لڑنا سے کچھ کام نہیں ہی شہزادے نے سیقول شاہ کو چھوڑ دیا وہ بخوف جان کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوا شہزادہ بدیع الزمان کو شہر میں لیکر آیا دعوت کر کے بیہوش کیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے اندھے کنوئیں میں پھینکا

دو کلمے داستان جرأت نشان بہرام روئین تن قاآن چینی اور ابرہا سے دیو چنگال کے بیان میں لکھے جاتے ہیں

افتادگان تلاطم امواج قلزم ذہن رسا و شناوران ساحل سخندانی جمعیت جان فزا اس داستان حیرت نشان کو
یون تحریر کرتے ہیں کہ جب بہرام روئین تن قاآن چینی و ابرہا سے دیو چنگال کا جہاز تباہ ہوکر دار اختران میں جا کر لگا
افسر اختران فوج لیکر آیا بہرام اور ابرہا دونوں تلواریں کھینچکر فوج پر گرے اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا بہت سے
کفار قتل کر کے برابر تخت افسر اختران کے پہونچا اُس نے تلوار ماری ابرہا نے اُسکی تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکر
تخت سے اُٹھا لیا اور پکارا کہ بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر نہیں تو ابھی قتل کرونگا افسر اختران طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر
مسلمان ہوا اور شہزادے کو اور ابرہا کو ساتھ لیکر ایوان شاہی میں آیا اور دعوت و ضیافت کی اور شراب طعام میں بیہوشی دیکر دونوں کو اسیر کیا

دو کلمے داستان شوکت نشان اسد شیر دل بن کرب غازی اور نور شاہ کے بیان ہوتے ہیں

جوہریان دُر دریائے دقیقہ سنجی و لعل شیش بہائے داستان عدیم المثال سلک حروف آبدار کو یہ سلسلہ یون جلوہ گر
کرتے ہیں کہ جب اسد شیر دل بن کرب غازی اور انور شاہ دربند شہر دیبین پہونچا اور جہاز سے اتر کر دونوں سوداگر
بنکر شہر میں داخل ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے دیکھا کہ شہر آباد ہی اور رعایا بہت شاد ہی جتنے آدمی ہیں سب سیاہ فام
ہیں مگر نقشے سب کے درست ہیں سیر کرتے ہوئے کاروانسرا میں آکر اترے صبح کو یہ غلغلہ سنا کہ وخان ستارہ چشم
ایک پہلوان ہی وہ اپنے پہلوانون کو زور دلائیگا اسد و انور شاہ بھی تماشا کشتی کا دیکھنے کو گئے وہان پہونچکر دیکھا کہ
ہجوم خلائق بہت ہی اکھاڑا آراستہ ڈھول بج رہا ہی دکاندار سودے کا بین لگا کے بیٹھے ہیں سودا بیچ رہے ہیں اسد شیر دل
اور انور شاہ لوگونکو ہٹا کر اندر اکھاڑے کے جا کر کھڑے ہوئے دیکھا کہ ایک زنگی نہایت قوی ہیکل قوی بازو مانند
پیل جنگی کے اکھاڑے میں کھڑا ہی اور بدن اُسکا مانند شیشے کے چمک رہا ہی اور گرد اُسکے سیکڑون شاگرد جیٹ لنگوٹ باندھے
خم ٹھوک رہے ہیں پہلے اُس پہلوان زنگی نے خوب ورزش زور و قوت کی دکھائی ڈنڈ پیلے مگدر ہلائے اور نال اٹھائے
بعد اُسکے شاگردون کو زور دلانا شروع کیا دو دو چار چار کو برابر دے دے پٹکا الغرض بعد اُسکے خم پر تھپ مارا
اور پکارا کہ کہاں ہی رستم و دستان کہاں ہی سام و نریمان اور کہاں ہی بدیع الزمان اور کہاں ہی حمزہ صاحبقران
کہ آکر حلقہ بگوش میرے ہون اسد شیر دل یہ کلمہ سنکر نہایت برہم ہوا انور شاہ نے کہا آپ کیوں خفا ہوتے ہیں
یہ کافر اپنے منہ سے بکتا ہی بکنے دیجیے اسد نے کہا میں اسے ابھی سزائے معقول دونگا مجھسے یہ کلمے درشت نہیں سنے جاتے
یہ کہکر اُسیوقت جیٹ لنگوٹ باندھکر اسد اکھاڑے میں کودا اور وخان زنگی کو للکارا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی اور کن لوگون کا
نام ساتھ بے ادبی کے لیتا ہی حمزہ صاحبقران کہاں تو آ تو مجھسے پہلے مقابلہ کرلے بعد اُسکے انکا نام لیجیو دونگا اب سے

کلی کرکے لہناد خان ستارہ چشم نے دیکھا کہ ایک جوان دبلے دبلے ہاتھ پاؤن چھوٹا سا قد مگر چست و چالاک ہی یہ
حیران ہوکر کہا کہ ای جوان تجھے پیار کہنا کیون برا معلوم ہوا کیا تو خداپرست ہی اسد شیر دل نے کہا اگر نہ تھا خداپرست
تو اب ہون تجھکو اس کلمات ناشائستہ کی سزا سے معقول دونگا دخان نے کہا ای جوان کیون تیری قضا آئی ہی یہ کہکر
مار ڈالونگا اسد پکارا کہ ایہا الناس قضا اسکی خود سر پر کھیلتی ہی غرضکہ بعد گفتگو بسیار کشتی ہونے لگی بادشاہ
وہان کا قطران بن دودہ زنگی تھا وہ بھی یہ خبر سنکر آیا کہ آج ایک شخص لہناد خان ستارہ چشم سے سرگرم کشتی ہی
اسپر ہجوم اور زیادہ ہوا غرضکہ دو پہر کی کشتی مین اسد شیر دل نے لنگر دخان کا اکھاڑا اور ایک ہاتھ پر اٹھالیا اور
تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور پکارا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مار ڈالونگا دخان پکارا
ایہا الناس یہ خداپرست ہی اور مجکو بھی خداپرست کرتا ہی بادشاہ نے جو سنا لوگون سے کہا اسے مار لو سنتے ہی اسد شیر دل
نے پہلے تو اس کافر کو پکڑ کر چیر ڈالا بعد اسکے اسد تلوار کھینچکر ان کفار پر گرا زریور شاہ بھی اسد کے شریک ہوکر
لڑنے لگا مگر اسد تو نہایت چالاک ہی ایک سوار کو مارکر اسکے گھوڑے پر سوار ہوا اور شمشیر زنی کرتا ہوا برابر قطران زنگی
کے پہونچا قطران نے تلوار ماری اسد نے وار بچاکر قبضہ پر ڈال دیا اور ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر مین
ہاتھ ڈالکر اٹھالیا اور کہا دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی مار ڈالونگا قطران زنگی ڈرا کہ اگر اسکا کہنا نہ مانا تو
بیشک مار ڈالیگا بخوف جان طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور فوج کو پکار کر کہا کہ مین نے اطاعت اسکی
اختیار کی کوئی اس سے نہ لڑے اسیوقت سب نے تلوارین میان مین کین قطران اسد و زریور شاہ کو ساتھ لیکر
بارگاہ مین آیا دعوت ضیافت کی تیسرے دن شراب و طعام مین بیہوشی دیکر اسیر کیا قضا سے کار دوسرے روز
جہاز ہرودم بردعی دیوانے کا اسی شہر مین پہونچا چالیس ہزار سوار جنگی بہادر جری اسکے ہمراہ کنارے سے دریا کے
اترے ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجا کہ دریافت کرو یہ کونسا شہر ہی اور حاکم یہان کا کون ہی ہرکارون نے دریافت
کرکے خبر دی کہ اس شہر کو شہر دبیہ باختر کہتے ہین حاکم یہان کا قطران زنگی بیٹا دودہ زنگی کا ہی اس نے اسد شیر دل
اور زریور شاہ کو دغا سے قید کرلیا ہی ہرودم بردعی یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور کہا کہ اسد نواسا صاحبقران کا ہی
اور میرا آقا زادہ ہی مین ابھی جاکر اسے رہا کرتا ہون یہ کہکر چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھکر اٹھا تمام رفیق و فرزند فوج
ساتھ ہوے ہرودم نے منع کیا کہ خبردار کوئی میرے ہمراہ نہ آوے یکہ و تنہا چلا جسوقت وہ دور نکل گیا اسوقت
سب لعاقبہ مین اپنے مالک کے چلے یہ خبر قطران زنگی کو ہوئی کہ چند جہاز خداپرستون کے آئے ہین حکم دیا کہ لشکر ہمارا
تیار ہو لیکن ہرودم بردعی دیوانہ داخل شہر ہوا سیر کرتا ہوا چلا جو اسے دیکھتا تھا حیران ہوتا تھا یہان تک
کہ ہرودم ایوان شاہی کے دروازے پر پہونچا بےخوف و خطر بارگاہ مین چلا آیا بطریق اسلام سلام کیا قطران زنگی
اور تمام اہل دربار حیران ہوکر پکارے او خداپرست تو کون ہی جو بے اجازت داخل بارگاہ قطران شاہ ہوا ہرودم دیوانہ
نے للکار کر کہا ای کافران بے حیا تمنے نبیرہ حمزہ صاحبقران کو دغا سے قید کیا ہی مین انکو رہا کرنے آیا ہون یا تو انکو چھوڑ دو
یا ہاتھ اب جان سے دھو و ہی مین خبر ہی کہ اسد کو رہا کرو ورنہ سبکو مار کر اپنے آقازادے کو رہا کرونگا قطران نے
اپنے لوگون سے کہا کہ اسے مار لو زندہ نہ جانے پائے یہ سنکر چار طرف سے فوج ہرودم دیوانہ پر ٹوٹ پڑی ہرودم
چوبدست لیکر مارنا شروع کیا جسکو چوبدست ماری اسے پست کردیا قطران غزنوی کا ایک سردار تھا اس نے
ہرودم دیوانہ کو تلوار ماری ہرودم نے چوبدست پر تلوار روکی تلوار اسکی ٹوٹ گئی پھر ہرودم نے چوبدست قطران غزنوی
پر ماری مغز سر اسکا پاش پاش ہوگیا اب ہرودم لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر آیا چہار طرف سے اسپر ہجوم ہوا قطران زنگی تخت پر

سوار دور کھڑا ہوا تھا لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ اس دالوانے کو مار لو غلغلہ دار و گیر بلند ہے ہیروہم بردعی چوبدست پر
چوبدست مار رہا ہے اور دلیرانہ للکار رہا ہے اب دو چار ہزار آدمی ہیروہم بردعی کے بھی آگئے ہیں گھمسان کی لڑائی
ہو رہی ہے دخان ستارہ چشم نیزہ لیکر آگے ہیروہم کو تلوار ماری ہیروہم نے وار اسکا رد کرکے چوبدست جو ماری
دہنا ہاتھ دخان کا ٹوٹ گیا دخان بھاگا پھر پلید ایسے قوی ترکیب سے مقابلہ ہوا اُس نے از دہشت پر لار ہیروہم نے
چوبدست پر روکا اور پلٹ کر وہی چوبدست جو پلید کو ماری کمر اسکی ٹوٹ گئی فیلان زنگی دوڑا اور کہا اسے تو نے
غضب کیا پلید کو مارا اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ کہکر تلوار ماری ہیروہم نے خالی دی اور پھر کر چوبدست
جو ماری سینے پر اسکے پڑی گر کر جہنم واصل ہوا اب ہیروہم کے کوئی منہ نہیں چڑھتا لوگ بھاگتے پھرتے ہیں ناگاہ
زانچہ عیار ملک دودہ کا آیا قطران کو سلام کیا قطران نے کہا اے زانچہ میں اس خداپرست کے ہاتھ سے نہایت
تنگ آیا ہوں کسی طرح اسکو گرفتار کر اُس نے کہا طبل بازگشت بجوائیے اور قلعہ کو پھر جائیے میں اسے اسیر کر لاؤنگا
قطران نے طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہو گئے ہیروہم نے چاہا تھا تعاقب میں جاسکے کہ زانچہ عیار نے
صورت اپنی مہتر قران کی بنائی اور پاس ہیروہم کے آیا اور کہا کہ آپ دن بھر لڑتے تھکے ہیں اب کیوں تعاقب میں
جاتے ہیں اب قرودگاہ کو پھر چلیے آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا ہیروہم نے کہا اے قران میں جبتک اسد کو چھڑا لونگا نہ ہوگا (?)
مہتر قران نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے میں اسد کو چھڑا لاؤنگا ہیروہم نے کہا میں تمہارے کہنے سے پھرتا ہوں یہ کہکر
سب کو ساتھ لیکر مراجعت کی دریا کے کنارے آیا داخل بارگاہ ہوا قران نقلی بھی ساتھ تھا ہیروہم بردعی نے
قران نقلی کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جب ہیروہم سو رہا زانچہ نے دیکھا الغرض خواب ہیروہم بلند ہوئی دارو بیہوشی
ہیروہم کے دماغ میں دیکر پشتارہ خیمے میں باندھ کر پشت پر لادا اور خیمے کی قنات چاک کرکے روانہ ہوا پھر رات رہے
دروازے پر قلعے کے پہونچا آواز دی قلعہ دار نے پوچھا تو کون ہے زانچہ نے کہا میں عیار دودہ زنگی کا ہوں دیوانے کو
پکڑ لایا قلعہ دار نے دروازہ کھول دیا زانچہ باغ میں آیا صبح کے وقت خدمت میں قطران زنگی کی پہونچا سلام کیا پشتارہ
ہیروہم کا سامنے رکھ دیا قطران بہت خوش ہوا زانچہ کو ایک توڑا اشرفیوں کا اور خلعت دیا کہا کہ اسے ہوش میں لا
زانچہ نے پہلے آہنگروں کو بلا کر غل و زنجیر میں اسیر کیا بعد اسکے ہوش میں لایا ہیروہم کی جو آنکھ کھلی اپنے
تئیں قید میں پایا اٹھ کر بطریق اسلام سلام کیا قطران نے کہا اے خداپرست قید میں تو ہے اور پھر وہی گفتگو کرتا ہے اب میں
خداوند لقا کو عرضی لکھتا ہوں جو کچھ حکم آئیگا وہ کیا جائیگا یہ کہکر ہیروہم کو بھی اسی قیدخانے میں بھیجدیا جہاں
اسد و زیور شاہ قید تھے چند روز گذرے تھے کہ نامہ اختر اختران کا پہونچا کہ اگر کوئی خداپرست تمہارے
شہر میں آوے اسے گرفتار کرو اور ہمیں بھی خبر دو کہ یہ دشمن خداوند لقا کے ہیں قطران نے اختر اختران کو لکھ بھیجا
کہ تین خداپرست یہاں قید ہیں انکے بارے میں عرضی خداوند لقا کی خدمت میں بھیجتا ہوں جو کچھ حکم ہوگا
عمل میں لاؤنگا بعد اسکے ایک عرضی لکھ کر خدمت میں لقا کی روانہ کی اور وہ مضمون سے آگاہ ہوا کہ اسد و زیور شاہ
اور ہیروہم بردعی دیوانہ غرض یہ میں قید ہیں لقا نے طاؤس شاہ اپنے سسر سے کہا کہ تو جا کر ان خداپرستوں کو میں قتل کر طاؤس شاہ روانہ ہوا

دو کلمے داستان جرات نشان فرہاد خان یکضربی سے بیان ہوتے ہیں

داستان گویان شیرین زبان و قصہ خوانان خوش بیان داستانہائے رنگین نشان کو قلم فرہادی سے یوں تحریر
کرتے ہیں کہ جب فرہاد خان یکضربی کا جہاز شہر سنگ بارہ میں پہونچا بیس آدمی اسکے ساتھ تھے جہاز سے اتر کر
شہر کی طرف چلے تھے کہ سیارہ عیار کو آتے دیکھا فرہاد خان نے اسے پہچانا اور پلید کا احوال قاسم کا پوچھا

سیارہ نے کہا کہ شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم دیجاہ طلسم پریزادان کو فتح کرکے عجیل ماہرو کی خلوت
مین مصروف تھے اور مجکو خبر کے واسطے سرداران لشکر نے بھیجا تھا اب یہ پتا ہو کہ لشکر اسلام کہان ہی فرہاد خان نے
کہا کہ ملک سبائل فتح ہوگیا تھا سے بے بقا بھاگ کر ملک زرائل مین پہونچا حمزہ صاحبقران اُسکے تعاقب
مین دریا کی راہ سے چلے تھے کہ طوفان آیا سب جہاز تباہ ہوگئے نہین معلوم حمزہ صاحبقران کدھر گئے مین
اس طرف نکل آیا اب تم میرے ساتھ چلو دیکھین اس شہر کی کیا کیفیت ہی اور کیسی آبادی ہی سیارہ نے پوچھا
آپ کے ہمراہ فوج و لشکر نہین ہی پس مناسب ہی کہ صورتین بدلکر چلیے فرہاد خان کو رائے سیارہ کی پسند آئی
صورتین بدلکر داخل شہر ہوئے سیر کرتے ہوئے کاروانسرا مین آکر اترے سیارہ عیار پھر سیر کے واسطے نکلا
اتفاق روزگار بادشاہ یہان کا ریحان شاہ ہی اور عیار اُسکا مہتر رنجور ہی وہ بھی ایک طرف سے سیر کنان
چلا آتا تھا سیارہ کو جو دیکھا وضع سے اسکی پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہی پیچھے اُسکے چلا یہان تک کہ سیارہ پھرتا ہوا
ایک نانبائی کی دکان پر آکر پہونچا اور ایک روپیہ جیب سے نکالکر اُس نانبائی کو دیا کہ مین بھوکا ہون میرے واسطے
کھانا لا رنجور عیار خدمتگار کی صورت بنکر کھانا اُس نانبائی سے لیکر بیہوشی اُس مین ملاکر خوان لگا کر سامنے سیارہ کے
لایا سیارہ نے کھانا کھایا ہاتھ دھونے اُٹھا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا رنجور عیار نے مشکین سیارہ کی باندھ لین
اُس نانبائی نے کہا تو کون ہی جو اسکی مشکین باندھتا ہی اُس نے کہا مین مہتر رنجور عیار کوتوال اس شہر کا ہون یہ کوئی
عیار خداپرستون کا ہی مین نے اس سبب سے اسے گرفتار کیا کچھ حال اس سے خداپرستون کا دریافت کرونگا وہ چپکے رہا
رنجور عیار سیارہ کو گرفتار کرکے لایا اور ستون سے باندھ کر ہوشیار کیا اور تازیانہ ہاتھ مین لیکر کہا کہ سچ بتا تو کون ہی
نام تیرا کیا ہی اور مذہب تو کیا رکھتا ہی سیارہ نے کہا مین تجارت پیشہ ہون دین لقا پرستی رکھتا ہون ہر طرح
رنجور نے سیارہ کو ڈرایا اور دھمکایا بلکہ دو ایک تازیانے بھی لگائے مگر سیارہ نے اپنا حال نہ بتایا یہی کہے گیا کہ
مین تاجر ہون آخر کار سیارہ کو اپنے گھر مین لاکر کوٹھری مین بند کیا اور قفل دروازے مین دے کر چلا گیا سیارہ
اُس کوٹھری مین بیٹھا تھا کہ کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آئی پکارا افسوس مین غریب الوطن مسافر تھا مجکو ناحق گرفتار بلا
کیا ہی یہ کہکر زار زار رونے لگا ریحانہ بانو دختر رنجور عیار نے جو آواز رونے کی سنی کوٹھری کے پاس آکر پوچھا اے
نوجوان تو کیون روتا ہی سیارہ نے کہا مین غریب الوطن ہون رنجور عیار نے مجھے جبراً قہراً پکڑ لایا ہی اور قید کیا ہی
ریحانہ بانو نے قفل کوٹھری کا توڑا اور دروازہ کھول کر دیکھا کہ ایک جوان صاحب وضع قطعدار لباس
سوداگری پہنے ہوئے مشکین بندھی ہوئی بیٹھا ہی ریحانہ بانو دیکھتے ہی سیارہ کو عاشق ہوگئی اور سیارہ بھی اُسپر
فریفتہ ہوگیا ریحانہ بانو نے سیارہ کی مشکین کھولدین اور ایک مکان مین علیحدہ لاکر بٹھایا اسباب آسایش مہیا کیا
سیارہ نے اپنا حال مفصل بیان کیا کہ مین بیٹا ہون عمرو عیار کا اور سیارہ میرا نام ہی اگر تمھین مجھسے محبت ہی
تو مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرو پھر گوہر وصل حصول کرو یہ سنکر ریحانہ بانو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی سیارہ
صیغہ عقد کا برضا و رغبت ریحانہ بانو کے ساتھ پڑھکر منعقد ہوا اور وصل سے اُس کے دل شاد کیا گوہر مقصود حاصل
ہوا ریحانہ بانو حاملہ ہوئی کہ ایک دختر اُس سے پیدا ہوگی ذکر اُسکا انشاء اللہ ایرج نامے مین کیا جائیگا القصہ
سیارہ رات کو تو وہان رہا صبح کو ایک صندوقچہ اشرفیون کا رنجور عیار کے گھر سے لیکر راہی ہوا اور کاروانسرا
مین آکر فرہاد خان سے تمام حال بیان کیا فرہاد خان نے کہا خوب تمنے اپنے پدر نامدار کا طریقہ اختیار کیا
زر اور زن دونون تمھارے ہاتھ لگے پھر فرہاد خان شہر کی سیر کو نکلا ایک جگہ پہونچکر دیکھا ایک کمان رکھی ہی

اور لوگون کا وہان مجمع ہی فرہاد خان حال اُس کمان کا پوچھنے لگا کہ مفتوح ملا نکلش ایک طرف سے آیا اور اُس
کمان کے پاس آکر کھڑا ہوا قضا لے کار رنجور عیار بھی مفتوح ملا نکلش کے ساتھ تھا اُس نے فرہاد خان کو دیکھکر کہا یہ
خدا پرست ہی مفتوح پکارا تو کون ہی اپنا حال بیان کر فرہاد خان نے کہا کہ آگاہ ہو مین بیٹا ہون لندھور بن سعدان
والی ہند کا اور فرہاد خان یکضربی میرا نام ہی مفتوح پکارا کہ دین لقا پرستی اختیار کر نہین تو میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا فرہاد خان نے کہا لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون لقا سے بے بقا پر اور اُسکے پرستاران پُر دغا پر مفتوح پکارا
کہ مار لو اسکو جانے نہ دو وہ لوگ سب تلوارین کھینچکر دوڑے فرہاد خان بھی تلوار پکڑکر اُن پر گرا تلوار چلنے لگی پس
فرہاد خان کا یہ عالم تھا کہ چہار طرف شمشیر زنی کرتا پھرتا تھا سیکڑون کو قتل کیا کہ اُدھر سرخ پوش ایک سوار
اُس سے مقابلہ ہوا اُدھر سے تلوار ماری فرہاد خان نے تلوار اُسکی رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے ہوکے گرا
منظر سرخ پوش نے دیکھا کہ بھائی میرا مارا گیا للکارتا ہوا دوڑا فرہاد خان کے سامنے آیا دو مرتبہ تلوار اُس نے
فرہاد خان کو ماری فرہاد خان نے وار اُسکا رد کرکے کمر پر اُسکی ہاتھ تلوار کا مارا اُس کے بھی دو ٹکڑے ہوے اب ریحان شاہ
بھی خبر سنکر فوج لیکر آگیا لڑنے لگا کفا کی یورش اور زیادہ ہوئی اور فرہاد خان کے ہاتھ ایک ستون سنگ کوہ بیستون
آگیا جس پر فرہاد خان نے وہ ستون مارا غیاد ہستی اُسکی برباد کی بادشاہ پکارتا تھا کہ ارے ایک شخص تم تنہا
تمہارے ہاتھ نہین آتا نامرد و لعنت ہو سپاہ گری اور بہادری پر اہل فوج طعن و تشنیع سن سنکے ہر چند چاہتے ہین
کہ فرہاد خان کو پکڑلین مگر ممکن نہین ہی فرہاد خان ایسی ستون کی ضربین لگا رہا ہی کہ چرخ بیستون الامان
کی صدا دیتا ہی کوئی فرہاد خان یکضربی کے پاس نہین آتا دور ہی سے لینا لینا کرتے ہین فرہاد خان بھی چاہتا
ہی کہ بادشاہ تک پہونچ جاؤن لیکن فوج کا اسقدر ہجوم ہی کہ راہ نہین ملتی دن بھر لڑتے لڑتے چار گھڑی دن باقی تھا کہ
رنجور عیار آیا اُس سے ریحان شاہ نے کہا اے رنجور یہ خدا پرست ہی صبح سے لڑ رہا ہی کسی طرح ہاتھ نہین آتا
اب خوف یہ ہی کہ اگر رات ہو گئی تو وہ برابر میرے پہونچکر مجھے مار ڈالیگا رنجور عیار نے کہا اگر آپ فرمائین تو مین ابھی
فرہاد خان کو گرفتار کراون ریحان شاہ بولا اگر اُسے گرفتار کرے تو مین تجھے دولت دنیا سے نہال کر دون مسکرا
کہا آپ تماشا دیکھیے پھر چار سو عیار اپنے ساتھ لیکر چلا جیسے ہی فرہاد خان کے برابر پہونچا عیارون سے کہا کہ
بس ہم تم سب ملکر حلقہ ہائے کمند مارو یہ سنکر سب مستعد ہوے چار سو حلقہ ہاے کمند پھینککر فرہاد خان پر گرے اور
کمندین مارین فرہاد خان نے جو عیارون کو دیکھا پکار کر کہا اے نامرد و تم پر لعنت ہی یہ کیا مردی ہی کہ اکیلے سے ہزارون
نہ لڑسکے اب عیارون کو بھیجا ہی کہ دغا سے مجھے گرفتار کرین مگر وہان کون سنتا ہی سب حلقہ ہاے کمند مار رہے ہین
فرہاد خان حلقہ ہاے کمند قطع کر رہا ہی بلکہ دو چار عیارون کو مارا ہی مگر حلقہ ہاے کمند سے کچھ بس نہ چلا آخر
فرہاد خان گرفتار ہو گیا سیکڑون کمندین جو پڑین ہاتھ پانون گردن حلقون مین پھنس گئے زمین پر گرا دوڑے ہزارون آدمی
دوڑے بلوہ کرکے پکڑ لیا اُسیوقت آہنگرون کو بلوا کر غل و زنجیر مین اسیر کیا اور سامنے ریحان شاہ کے لائے بادشاہ نے
حکم دیا کہ اسے زندانخانے مین لیجاؤ القصہ فرہاد خان کو زندانخانے مین قید کیا اور رنجور عیار نے بادشاہ سے کہا کہ مین نے
ایک عیار کو بھی اسیر کیا ہی وہ بھی خدا پرست ہی جاکر اُسے بھی لاتا ہون یہ کہکر اپنے گھر مین آیا دیکھا کہ کوٹھری کھلی ہوئی ہی بیٹی سے پوچھا کہ مین
اس کوٹھری مین ایک شخص بند کر گیا تھا کسنے اس کوٹھری کو کھولا اور اُس شخص کو کسنے رہا کیا بیٹی اُسکی بولی یہ خطا مجھ کمبخت سے ہوئی وہ روتا
تھا مجکو رحم آیا مین نے اُسے رہا کر دیا لیکن وہ ایسا بدذات تھا کہ میری نگاہ بچا کر صندوقچہ تمھارا لیکر چلا گیا رنجور عیار اپنی بیٹی پر بہت
خفا ہوا اور کہا کہ خیر جاتا ہون اُسکی تلاش مین وہ جہان ہوگا اُسکو پکڑ لاؤنگا یہ کہکر رنجور عیار سیارہ کی تلاش مین روانہ ہوا

لیکن سمیارہ نے جب دیکھا کہ فرہاد خان اپنی جہالت سے اسیر ہو گیا اس نے شہر سے نکل کر لشکر اسلام کا راستہ لیا یہان
شہر شہان اور اطراف شہر مین چہار طرف یہ شہور رہی کہ پسران حمزہ اور سرداران حمزہ قید ہو گئے ہین اب یہ داستان کو یہین تمام چھوڑ دیجئے

دو کلمے داستان صعوبت نشان حمزہ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہین

محرران فسانہ عبارات دفتر رنگین و قصہ خوانان تلازمات داستان نوشتین بجودت طبع و بہ رسائی ذہن و ذکاء اس
داستان نمایشان کو یون قلم در انتظام لکھتے ہین کہ معرکہ جنگ و جدال مین اشقر دیوزاد سے صاحبقران زمان کو
پہلے پہنچ زخمداری کے بیہوش ہو کر پایا صفین لشکر کفار کی درہم و برہم کرتا ہوا طرار سے بھرتا ہوا عرصہ کارزار سے نکل آیا ان کو
بیہوشی کی صبح کو قریب قلعہ بخانیہ کے لب دریا اگر پہونچا میدان سبزہ زار جو پایا چرا مین مصروف ہوا وہان سے
گیاہ سبزہ و نرم کھا کر دریا مین پانی پیا پلٹ کر چلا تھا کہ راہ مین پریری لی صاحبقران زمان لغزش زین سے بر روسے
زمین گر پسے اشقر دیوزاد اسی مقام پر چرنے لگا قضائے کار مادیان بحری دریا سے نکلی اشقر اُسے دیکھ کر دوڑا مادیان
پھر دریا مین چلی گئی اشقر بھی تعاقب کنان دریا مین در آیا وہ مین مادیان بحری سے اشقر دیوزاد سے جفتی کھائی چنانچہ
کہرہ بن اشقر اسی سے پیدا ہوتا ہے القصہ اشقر دیوزاد تو مادیان پر مائل ہو کر دریا مین پہونچا اور وہ دہین تھا یہان
صاحبقران بیہوش پڑے ہوئے تھے کہ دو نون بیٹے اختران شاہ کے جمعیت اور سپاہ مین اختر شکار کے واسطے نکلے تھے
شکار کھیلتے ہوئے وہان پہونچے کہ جہان صاحبقران بیہوش پڑے ہوئے تھے ان دونون نے دیکھا کہ ایک
شخص نہایت حسین خوبصورت جمال بیمثال کی جلوہ گری مثل آفتاب درخشان کے ہے تمام میدان سبزہ زار روشن ہے
عالم زخمداری مین بیہوش پڑا ہوا ہے ان پسران اختران نے اپنے سب آدمیون سے کہا کہ اس شخص کو اٹھالاؤ نہین معلوم
پہلوان ہے اور کہان اس سے تلوار چلی ہے کہ لڑ بھڑ کر زخمی ہوا جب یہ ہوش مین آئیگا تو حال اس سے معلوم ہو جائیگا القصہ
ملازم بادشاہ صاحبقران کو قلعے مین اٹھا کر لائے اختران شاہ نے جو صاحبقران کو دیکھا کہا اسکے زخمون مین
ٹانکے دلواؤ اسیوقت جراح کو بلوا کر زخمون مین ٹانکے دلوائے علاج ہونے لگا تیسرے دن صاحبقران کی آنکھ کھلی
اپنے تئین ایک مکان عالیشان مین پایا اور کچھ لوگ اجنبی نظر آئے پوچھا تم لوگ کون ہو اور مجھے یہان کون لایا ہے لوگون نے
کہا آپ کنارے دریا کے زخمی پڑے ہوئے تھے بیٹے بادشاہ کے آپ کو یہان اٹھا لائے ہین نے آپ کے زخمون کا علاج
کروایا ہے اب آپ اپنی کیفیت بیان کیجیے کہ ایسی کہان تلوار چلی تھی آپ زخمی کس کے ہاتھ سے ہوئے تھے صاحبقران نے
بیان کیا کہ طہماس بن عنقول دیوپرور سے تلوار چلی تھی مین نے اسے زخمی کیا اس نے مجھے زخمی کیا پھر مجھے خبر نہین رہی
کہ مرکب میرا مجھے لیکر کب عرصہ کارزار سے نکل آیا چند باتین صاحبقران نے کی تھین کہ پھر بیہوش ہو گئے
یہ خبر اختران شاہ کو ہوئی اس نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے یہ خدا پرست ہے ہاتھ مین اسکے مہر کی انگوٹھی ضرور ہو گی
وہ انگوٹھی اسکے ہاتھ سے اتار کر کسی کاغذ پر چھاپ کر نام دریافت کرو لوگون نے جو انگوٹھی اتار کر کاغذ پر چھاپی
تو معلوم ہوا کہ یہ حمزہ صاحبقران ہے اختران شاہ کو خبر پہونچی اختران شاہ بداندیش نے وزیر سے کہا کہ اب تم
کیا صلاح دیتے ہو اس نے عرض کیا کہ یہ دشمن ہے خداوند لقا اسکے ہاتھ سے تنگ ہو کر فیطول خدائی کے
پہلے آئے ہین جلد اسے قتل کیجیے اختران شاہ نے حکم دیا کہ میدان خونی تیار ہو کل صبح کو یہ قتل کیا جائے
وزیر بداندیش نے تمام شہر مین ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ کل صبح کو حمزہ صاحبقران قتل کیے جا ئینگے جس کا جی چاہے
دیکھنے آئے القصہ میدان خونی تیار ہوا صبح کو ... تمام جلاد ... آکر جمع ہوئے ... اختیار کیا
اور اختران شاہ ... ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ وہ دربار مین ... اختران شاہ کے ایک کمان رکھی ہے

بھی کشت و خون ہوا کفار وہاں سے بھاگ گئے تمام مال و اسباب کفار کا اہل اسلام نے لوٹ لیا اتفاقاً عمرو کو
بجنے لگا بارگاہ صاحبقرانی اسی مقام پر برپا ہوئی ضیغم خون آشام کو جو کفار لیکر بھاگ گئے دو منزل پر جا کر
ٹھہرے پڑاو ڈالا خیمے استادہ کیے ضیغم خون آشام کے زخم میں ٹانکے دیے جس وقت اسے ہوش آیا
عرضی لقا کو اس مضمون کی لکھی کہ یہ آپ نے کیسی تقدیر کی تھی کہ میں یہاں آکر حمزہ کے ہاتھ سے زخمی
ہوا کسی اور سردار زبردست کو میری امداد کے واسطے روانہ کیجیے وہ آکر حمزہ کو سزا دے الغرض جب نامہ مالک
لقا بے لقا کے پاس پہونچا اور لقا عرضی پڑھ کر مضمون عرضی سے آگاہ ہوا قہرمان دیو اور ان جادو
کو وہ ولا کہ سوار سے روانہ کیا اس اثنا میں خبر لقا کو ہوئی کہ طہماس نے غسل صحت کیا لقا نے حکم دیا کہ
نکلے آواز طبل شادیانی کی بلند ہوئی بادشاہ اسلام نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خبر تو لاؤ کہ یہ کیسا طبل شادیانہ ہے عمرو نے
لشکر کفار میں جا کر عمرو صورت اپنی بدل کر داخل لشکر کفار ہوئے لوگوں سے ملکر حال دریافت کیا کہ طہماس نے آج
غسل صحت کیا ہے عمرو ایک خدمتگار کی شکل بنا کر بارگاہ میں داخل ہوا دیکھا کہ طہماس بیٹھا ہوا ہے عمرو کھڑا
ہوکر باتیں سننا کیا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی ملک قندوز سے عیار مالک بن ملکوت شاہ کا عرضی
لیکر آیا ہے لقا نے کہا بلا لو جب وہ عیار سامنے آیا لقا کو سلام کیا عرضی گذرانی لقا نے عرضی کو پڑھوایا اس میں
یہ لکھا تھا کہ بھائی میرا اختر ابرستون کے لشکر میں مسلمان ہوگیا ہے اگر وہ ہاتھ آوے تو گرفتار کرکے میرے پاس
بھیج دیجیے گا لقا نے اس عیار کو خلعت دے کر رخصت کیا الغرض یہ گئے اور ایک عیار نامہ لیکر آیا اور ہاتھ میں لقا کے
دیا لقا نے پڑھ کر وہ نامہ بختیارک کے حوالے کیا بختیارک نے پڑھا اور اس نامے کو پھاڑ کر گولی بنا کر نگل گیا
اور لقا سے کچھ کان میں کہا وہ اول لقا نے بھی یہی آہستہ کہا بختیارک نے عیار کے کان میں کچھ کہا وہ عیار
اسیوقت روانہ ہوگیا عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ خدا جانے یہ عیار کس کا تھا اور کیا خبر لایا تھا کہ بختیارک نے
ایسا چھپایا کہ نوشتہ کو پھاڑ کر گولی بنا کر نگل گیا خیر چھپایا جائیگا اب تو اس عیار کو گرفتار کرکے حال دریافت
کرلیے یہ سوچکر تعاقب میں عیار کے روانہ ہوا جب تک وہ عیار درمیان لشکر کفار کے جاتا رہا معلوم کیا پر جس وقت
لشکر سے نکل کے صحرا میں پہونچا پھر نہ معلوم ہوا کہ زمین اس عیار کو نگل گئی یا وہ آسمان پر اڑ گیا جس قدر عمرو نے
تلاش کیا کہیں پتا نہ لگا حیران و پریشان خدمت میں بادشاہ اسلام کی آیا تمام حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے
کہا اے خواجہ اسکا تو حال دریافت کرنا واجبات سے ہے پھر بادشاہ اسلام نے عمرو کو دو ہزار روپے دیے عمرو پھر
لشکر کفار کی طرف واسطے عیاری کے لیکر روانہ ہوا اول میں اپنے یہ تجویز کرتا تھا کہ بختیارک کو پکڑ کر اس سے حال دریافت کیا
جیسے یہاں بختیارک بارگاہ لقا میں بیٹھا تھا کہ رگ اسکی پھڑکنے لگی حرکت میں آئی حیران ہوا کہ یہ رگ کس وقت
کیوں حرکت کرتی ہے کیا پیر و مرشد خواجہ عمرو میرے پاس آئے ہیں بس عمرو کا نام لیا جو ہاتھ رگ پر رکھا وہ
رگ تھم گئی بختیارک نہایت پریشان ہوا دل میں اپنے کہا کہ یہاں اگر تو بیٹھا رہیگا تو پکڑا جائیگا عمرو کو آتے ہوئے
کون نہ روک سکیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ چلکر اپنے خیمے میں بند ہوکر بیٹھ رہو اسیوقت دربار سے اٹھ کر چلا آیا اور خیمے
میں آکر اپنے لوگوں سے کہا کہ کوئی غیر شخص میرے پاس نہ آئے اور اگر یہاں آئے تو فوراً پکڑ لینا الغرض بند ہو بیٹھا
کر کے خیمے میں بیٹھا مگر از حد پریشان تھا خیال میں گذرا کہ بختیارک مرشد کامل وہ بلا ہے بدن میں یہاں
بھی گھر کر کے پکڑ لینگے بہر صورت خیمے میں چلے آتے ہیں ایک پردہ اٹھا کر اندر آیا اور خیمے کی قنات
پھاڑ کر نکل بھاگا اتنے میں پہونچا وہاں ایک اسکی آشنا تھی گھس آیا اور چراغ بجھا دیا وہ

چپ ہی ہو رہی چور کہکے غل مچانے لگی یہ دیکھکر بختیارک اور بھی گھبرایا دل میں کہا کہ لو اب چور بنکر پٹے جلدی سے
دوسرے اُس رنڈی کے پاس آیا چونکہ اناج بیچا تھا اس طوائف نے نہ پہچانا وہ ادھی اودھی کرکے بھاگی وہ ڈر کے
کہ ایک بھروندی ہو کر گر پڑی بختیارک جلدی سے پلنگ پر آیا اور اُس طوائف کا ہاتھ پکڑکر کہا اے جان جہان
غرض رہائی تمہارا قدیم آشنا ہوں اُس طوائف نے بیڑے ہی چہرے سے کہا ڈر موندی کاٹے مجھکو آشنا کو خدا غارت کرے
صورت باہی ورا آشنا بتاتا ہی بختیارک نے ہنسکر کہا بی بی میں جان وہ شخص ہلک بختیارک شیطان درگاہ
وہاں غائب سے ہاتھ آیا کیا تم پہچانتی نہیں ہو یہ سنکر اُس طوائف کی جان میں جان آئی اور اٹھ بیٹھی ایک دھتکر
بختیارک کے مارا اور کہا کہ او شیطان موئے موندی کاٹے تو نے اسوقت مجھے بہت ڈرایا تھا میں آج کیا تجھے
یہی چو تو نے چوروں کی طرح آتے ہی چراغ بجھا دیا اور مجھکو پریشان کیا کیا ہوا جو ایسا بدحواس ہے بختیارک
نے کہا کہ عمرو میری تلاش میں آتا ہوگا میں اپنی جان بچا کر یہاں ہوا کی طرح آیا ہوں وہ طوائف یہ سنکر چپکی ہو رہی
بختیارک بھی سناٹے میں بیٹھ رہا اب ذرا حال سنئے کہ عمرو نے پہلے تو بختیارک کو بارگاہ لقائی میں
اگر ڈھونڈھا وہاں نہ پایا خیمے میں اُسکے آیا دیکھا ... تو سب ... ایک سپاہی کی صورت بنکر
سونے والوں میں ملکر اور اُن سب کی نگاہ بچا کر اندر خیمے کے آیا دیکھا کوئی پلنگ پر سو رہا ہے دل میں اپنے عمرو نے کہا
تو لو ادھر آو جسکو میں ڈھونڈھتا ہوں بختیارک کی چادر رہا ہے ... سوتا ہے عمرو نے ایک لات مار کر کہا اٹھ
او مردک تکیہ و ... میں لپیٹ کر پلنگ کے نیچے ... عمرو سمجھا کہ بختیارک نے مجھسے عیاری کی کہیں اور چھپا ہے
تلاش کرنا چاہیے چاروں طرف خیمے میں ڈھونڈھنے لگا دیکھا کہ دفعتاً ایک طرف سے چاک ہے اسی راہ
سے عمرو بھی خیمے سے باہر نکلا اور فتیلہ روشن کیا نشان قدم کا دیکھتا چلا آگے آگے میں پہونچا بختیارک کے
نشان قدم نے اسی طوائف کا پتا دیا جہاں بختیارک چھپا بیٹھا تھا عمرو دروازے پر اُس طوائف کے کھڑکی
چپکا کھڑا ہو رہا جاسوسی لینے لگا تھا سے کہ اُس طوائف نے پوچھا اے حضرت تجھے کیونکر معلوم ہو گیا
کہ عمرو تیرے پیچھے کو آتا ہے بختیارک نے جھنجھلا کر کہا او ... چپکی نہیں بیٹھی رہتی کیا عمرو سے دھمروالے کی ایسا
نہ ہو کہ عمرو میری آواز سنکر پہچان لے اور ... گھس آئے اسوقت تو مجھسے کچھ نہ پوچھ پھر کسی وقت
تجھسے حال بیان کرونگا بختیارک ... یہ باتیں اُس طوائف سے چپکے سے کی عمرو نے آواز پہچانی کہ یہ بختیارک
بولتا ہے عمرو نے صدا بلند سے پکارا کہ ملک ... صاحب ذرا تکلیف ہوگی باہر تشریف لائیے مجھکو عرض
کرنا ہے نہایت کار ضروری کا سامنا ہے بختیارک نے جو یہ صدا سنی عمرو کی آواز پہچانی ہوش خطا ہو گیا پسینا منہ پر
آگیا دل دھڑکنے لگا قریب تھا کہ دم نکل جائے اُس طوائف سے کہا ... اتنی سی بات کر کے تو نے مجھے
پکڑوا دیا جو آج عمرو مجھسے ... آیا تو مجھکو بکل مار ڈالیگا یہ کہکر ناچار و مجبور کانپتا ہوا باہر گھر سے نکلا
عمرو کو جھککر سلام کیا عمرو ... نے بختیارک کو ساتھ لیکر چلا اور صحرا میں پہونچکر چلتے کمند سے
مار کر بختیارک کو گرفتار کیا اور ... باندھ کر ایک درخت سے جکڑ دیا اور پاؤں سے جوتا اتار کر مارنا
شروع کیا بختیارک جب ... گڑگڑا کر کہنے لگا پیر و مرشد غلام کی کیا خطا ہے حضور غلام کو
کیوں ایسی سخت سزا دیتے ہیں عمرو نے کہا او مردود آج میں تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا بختیارک بولا کچھ ارشاد ہو
کہ مجھے کسی طرح بھی جان بچتی یا نہیں عمرو نے کہا ہاں ایک طرح سے تیری جان بچ جائیگی ایک بات
میں تجھسے پوچھتا ہوں اگر تو نے بتا دی تو خیر ورنہ تجکو زندہ نہ رکھونگا بختیارک سمجھ گیا کہ عمرو

اس

عیار کا حال پوچھیگا ای بختیارک تو اگر اُس حال کو پوشیدہ کرتا ہی تو عمرو تجھے مار ڈالیگا اگر تو مرگیا اور لقا
فتحیاب ہوا تو تجکو کیا اور اگر لقا قتل کیا گیا تو از صدقہ بالوغی ہین دو سر لقا اور پیدا کرلونگا یہ سوچ کر عمرو کو
جواب دیا کہ پیر و مرشد آپ پوچھیے جو راست راست ہوگا وہ عرض کرد ونگا مین نے کبھی کوئی بات چھپائی ہی جو اب
پوشیدہ کرونگا عمرو نے کہا ملک جی فلان روز وہ عیار کہان سے آیا تھا اور وہ نامہ کسکا لایا تھا اور نامہ مین
کیا مضمون تھا سچ سچ بتاؤ اور اگر جھوٹ بیان کیا تو مارے جوتون کے فرش زمین کردونگا بختیارک نے کہا
کہ آپ اتنی سی بات کے واسطے مجھے مارنے ڈراتے ہین اب آپ بغور ملاحظ فرمایئے سنیے لقا نے ایک نامہ مالک
بن زردہشت جادو کے پاس عنظلی آباد کو بھیجا تھا اور مدد طلب کی تھی وہان سے زردوان جادو
بھائی مالک بن زردہشت کا اور ملکہ جادو بیٹی مالک زردہشت کی تیس ہزار جادوگرون سے آتی ہو
وہ عیار اسی مضمون کی عرضی دینے آیا تھا کہ مدد کو آپکی زردوان جادو اور ملکہ جادو آتی ہین عمرو نے
پوچھا کہ لقا نے کیا کہلا بھیجا بختیارک نے کہا کہ لقا نے کہلا بھیجا یہان طہماس اہل اسلام سے لڑرہا ہی
تم حمزہ کو ڈھونڈھ کر کام تمام کرو کسواسطے کہ حمزہ یہان سے زخمی ہوکر کسی طرف کو نکل گئے ہین وہ عیار یہ پیغام
لقا کا لیکر چلا گیا عمرو نے کہا خبر معلوم ہوا اور بختیارک کو درخت سے کھولکر چھوڑ دیا اور حسب دستور
وہان سے راہی ہوا بختیارک صبح ہوتے لقا کے پاس پہونچا اور تمام حال بیان کیا لقا نے کہا او بے حیا
یہ تو نے کیا غضب کیا ہمارا پوشیدہ راز عمرو سے کہدیا بختیارک نے کہا میری جان پہ بنی ہوئی تھی اگر نہ کہتا
تو مار ڈالا جاتا لقا تاؤ پیچ کھا کر رہ گیا یہان صبح کو عمرو خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا تمام کیفیت بیان کی
بادشاہ اسلام نے فرمایا ای خواجہ جلد جاکر صاحبقران کو تلاش کرکے اس امر سے آگاہ کرو اور پانچ ہزار
روپے منگوا کر عمرو کو دیے عمرو اُسیوقت روپیہ لیکر تلاش مین حمزہ صاحبقران زمان کی روانہ ہوا
ہر ایک سے پوچھتا ہوا چلا جاتا تھا مگر کہین سراغ نہ پاتا تھا دوسرے دن ایک لشکر کمال زرق برق
دکھائی دیا قریب جاکر دیکھا تو وہ لشکر جادوگرون کا تھا عمرو ایک کلانوت کی صورت بنکر داخل لشکر ہوا
اور ایک مقام پر بیٹھکر بانسری بجانا شروع کیا اور تانین لگا کر گانے لگا لوگ آس پاس آکر کھڑے ہوے
اور گانا سنکر روپیہ پیسا دینے لگے یہ خبر زردوان جادو اور ملکہ جادو کو ہوئی کہ ایک کلانوت
نہایت خوش آواز یہان وارد ہوا ہی گانے بجانے مین اپنا مثل نہین رکھتا ہے ملکہ جادو چونکہ علم موسیقی کی
عاشق ہی حکم کیا کہ اُس کلانوت کو ہمارے پاس لاؤ چوبدار گیا اور عمرو سے کہا کہ ای کلانوت میرے ساتھ چل
تجھے شاہ جادوان نے یاد کیا ہی عمرو اُس چوبدار کے ساتھ وہان آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین سمن عذار
پُر تمکین ہی چہرہ مانند ماہ تابان کے درخشان ہی اور سر سے پاؤن تک غرق دریاے جواہر ہی اس پریرو کو
دیکھتے ہی عمرو کی یہ حالت ہوئی کہ ایک دل سے ہزار دل عاشق ہوکر خود رفتہ ہوگیا ہوش و حواس بجا نہ رہے
دل مین کہا ای عمرو اگر یہ ماہ وش اپنی خدمت مین رکھے تو تمام عمر اس سے جدا نہ ہون پھر دیکھا کہ ایک جادوگر
سیاہ فام زشت رو کریہ منظر اسکے پاس بیٹھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ قمر برج عقرب مین آگیا ہی حیران ہوا
کہ یہ کون ہی اس اثنا مین ملکہ جادو پکاری ای کلانوت تیرا نام کیا ہی عمرو نے کہا کہ نام میرا رشید ہی ملکہ نے
کہا اچھا کچھ گا بجا عمرو نے سازندون سے خطاب کیا کہ فدا تم میرا ساتھ دو تو مین کچھ گا کر سناؤن
سازندون نے ساز ملائے عمرو نے رباب نکالکر بجانا شروع کیا اور تانین لگا کر گانے لگا ایسا گایا

بجایا کہ تمام محفل بیہوش و مدہوش ہوگئی اور انعام و اکرام ملنے لگا بعد اسکے عمرو نے بالنسری کمر سے نکالکر ساتوں قفلیاں اسکی درست کرکے کہا اے ملکہ عالم ذرا سے بھی حضور شنیں ساز تو ملے ہوے تھے عمرو نے بالنسری بجانا شروع کی ایسا عمرو بہک لہک کے گایا کہ تمام صحبت محو تھی اور ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے احسنت و مرحبا کی صدا بلند تھی روپیے اشرفی جواہر عمرو کو مل رہا تھا لیکن عمرو بھی جان توڑ توڑ کر گا بجا رہا تھا کہ شاید یہ نازنین تیری سیرت ہی پر عاشق ہو جائے اور صورت تو تیری جیسی ہی بہت خوب ہی القصہ جب عمرو گا چکا اور سب ہوش میں آئے زرد وان جادو نے ملکہ جادو سے کہا کہ فرزندمیں نے سنا ہی کہ عمرو عیار بلائے بے درمان آفت جہان ہر گشندہ سلحران مشہور ہی اور اس نے اسی فن موسیقی میں ہزاروں کو فریب دیکر مارا ہی مجکو معلوم ہوتا ہی کہ یہ عمرو عیار ہی ملکہ جادو تو اسکے گانے بجانے پر فریفتہ ہو چکی تھی منظور تھا کہ یہ میرے پاس سے نہ جائے جواب دیا کہ بچا جان میں اسکو قید کرکے اپنے پاس رکھونگی اور یہ کہکر ایک اسم پڑھکر دم کیا کہ پانوں عمرو کے زمین نے پکڑ لیے عمرو پکارا اے ملکہ عالم سبحان اللہ کیا خوب انعام آپنے دیا کہ مجکو گرفتار بلا کیا زرد وان جادو پکارا کہ تو بیشک عمرو عیار ہی عمرو نے کہا واہ واہ خوب آپ پہچانتے ہیں بھلا میں کہاں اور عمرو عیار کہاں یہ گمان آپ کا سراسر غلط ہی ملکہ جادو پکاری میں تجھے چھوڑونگی نہیں عمرو تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کوئی ایسی شکل نکلے کہ میں اسکے پاس رہوں دم بھر جدا نہ ہوں ورنہ عمرو تو ایسا چالاک ہی کہ جیسے زرد وان جادو نے اسے پہچانا تھا صاف جست و خیز کرکے نکل جاتا اور کسی کے ہاتھ نہ آتا الغرض ملکہ جادو نے عمرو کو پکڑکر قفس طلائی منگواکر بند کیا اور ہر وقت اپنے سامنے رکھتی تھی ایک دن عمرو نے عالم تنہائی میں کہا کہ اے ملکہ جادو حقیقت میں میں عمرو ہوں اور تمھارے قفس محبت میں گرفتار رہوں اب تم چاہو مجھے قتل کرو چاہو رہا کردو اور اگر تم پر عاشق نہ ہوگیا ہوتا تو کیا مجال تھی کسی کی جو مجھے پکڑ لیتا لقب میرا سر بریدہ جادوگران ہی میں نے ہزاروں جادوگروں کو مار ڈالا ہی شہر کے شہر جادوگروں کے خاک میں ملا دیے ہیں ملکہ جادو نے کہا او عمرو عیار خبردار میری محبت کا کلمہ پھر زبان سے نہ نکالنا نہیں تو میں تجکو قتل کردونگی عمرو چپ ہو رہا پھر نہ کچھ منھ سے کہا القصہ زرد وان جادو خبر صاحبقران کی دریافت کرکے شہر نجمانیہ کی طرف روانہ ہوا

دو کلمے داستان اشقر دیوزاد کے بیان کیے جاتے ہیں

تیز دوان اشہب فلک سیر صفا میں وعنان ستان سمند بادیہ پیمائے عبارت رنگین کمیت قلم برق دم کو میدان صفحۂ قرطاس پر یوں کاوہ زن کرتے ہیں کہ جب اشقر دیوزاد ماویان بحری سے جفت ہوا اور مستی اسکی دور ہوئی اس دریا سے نکلا دیکھا کہ صاحبقران نہیں ہیں تلاش کرتا ہوا حمزہ صاحبقران کو چلا اشقر دیوزاد دوا دوی کرتا ہوا آتا تھا قضا سے کا لشکر ضیغم خون آشام کا ایک صحرا میں ملا اشقر سمجھا کہ میرے سوار کے ان لشکر والوں نے قید کیا ہی رات کا وقت تھا لشکر پر آیا اور ٹاپوں سے مارنا شروع کیا اور دانتوں سے کاٹنے لگا لشکر ضیغم خون آشام کو یہ خیال ہوا کہ شاید خدا پرست شبخون آگرے مسلح و مکمل ہوکر خیموں سے نکلے ایک دوسرے کو حریف جانکر آپس میں لڑنے لگے رات بھر لشکر میں تلوار چلا کی بیس ہزار کفار باہم لڑ کر مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے صبح کو معلوم ہوا کہ حریف کوئی نہیں ہی فقط گھوڑا صاحبقران کا ہی ضیغم خون آشام سوار ہوکر آیا اور حکم دیا کہ اس گھوڑے کو پکڑ لو لوگ اشقر کے تعاقب میں چلے اشقر کا یہ عالم ہی کہ جو نزدیک آتا ہی اسکا سر پکڑ کر دھڑ سے کھینچ لیتا ہی کبھی اگلی ٹاپیں مارتا ہی کبھی دولتیاں چلتی ہیں صدہا آدمی اشقر نے مار ڈالے دور دور سے کفار لینا لینا کرتے ہیں پاس نہیں آتے ہیں مگر

چار طرف سے گھیرے ہوئے ہین کہ قضائے کار ایک گرد اٹھی کرب غازی اور شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم دیجاہ
اور مہتر قران جلبتش کہ طلسم بزرادان کو فتح کرکے پھرے آتے تھے انھون نے جو دور سے غلغلۂ دار و گیر سنا اور
انبوہ کثیر دیکھا مہتر قران سے کہا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہ یہ کیا معرکہ ہے مہتر قران جاکر خبر لایا اور بیان کیا کہ لشکر ضیغم خون آشام
کا اشقر دیوزاد کو گھیرے ہوئے ہے اور اشقر نے ہزارون آدمیون کو مارا ہے ابھی تک کسی کے ہاتھ نہین آیا ہے
یہ سنکر قاسم و کرب نے کہا کہ خدا جانے صاحبقران پر کیا گذری اور کدھر گئے جو اشقر دیوزاد اکیلا رہ گیا
صلاح وقت یہ ہے کہ ان کفار کو چلکر مارو حمزۂ صاحبقران کا بھی حال معلوم ہوجائیگا یہ کہکر تلوارین کھینچ لین
اور پہلے نعرہ شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم دیجاہ نے کرکے باگ اسپ تیز رو کی لی نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین
پروری + شہسوار دلدل پوش خاوری + صاحب اقبال و جاہ و ذی حشم + صفدر رانم قاسم عالی ہمم +
بعد اسکے کرب غازی نے نعرہ کیا اور گھوڑا فوج مین ڈالدیا نعرہ کرب کرب شہسوار اہم پیل نامدار + نظر کردہ
شیر پروردگار + سب کے پیچھے نعرہ شاگرد شاہ عیاران عیار طرار و خنجر گذار مہتر قران جرار کا ہوا اور تیغہ تانکر
چلا نعرہ مہتر قران سریع السیر چون ابر بہاری + جہان سرہنگ در خنجر گذاری + بہ میدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ربانم + تینون دلاور شجاع و بہادر لشکر ضیغم خون آشام پر گرے اور قتل کرنا کفار کو
شروع کیا تلوار چلنے لگی یہ خبر ضیغم خون آشام کو ہوئی کہ قاسم و کرب و مہتر قران عیار لشکر پر آپڑے ہین
کفار کو قتل کر رہے ہین فوج کو اپنی للکارا کہ ان خدا پرستون کو مارلو ہرچند قاسم و کرب کے پاس فوج تھوڑی
تھی مگر لڑ رہے تھے دو گھڑی جنگ کو گذری تھی کہ ایک طرف سے گرد اٹھی اور قہرمان دیو نمرہ اور قہار زرین کلاہ
آپہونچے ضیغم خون آشام کے شریک ہوئے ان سے بھی تلوار چلی قاسم لڑتے ہوئے برابر قہرمان کے آئے قہرمان نے
للکارا اور تلوار کا وار قاسم پر کیا قاسم نے پشت شمشیر پر روک کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پر پہونچا
سر سے گذر کر زین تنگ ہوکر زمین پر بوسہ دیا قہرمان مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا کرب غازی سے قہار زرین کلاہ
سے مقابلہ ہوا قہار نے تلوار ماری کرب غازی نے تلوار اسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور آسمان کی طرف
اچھالدیا گرتے ہوئے اسکو ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ چو رنگ ہوکر زمین پر گرا قاسم دیجاہ اب لڑتے ہوئے ضیغم خون آشام
کے پاس پہونچے ضیغم نے تیغہ مارا قاسم نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا مارا ضیغم خون آشام کے زخم کاری لگا کفار
بیچ مین آگئے ضیغم کو اٹھا لے گئے ادھر کرب غازی سے اور صرغام سے سامنا ہوا اس نے تیغہ مارا کرب غازی نے
تیغہ کرنیوش پر روک کر جو ہاتھ تیغہ کرنیوش کا کمر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے ایک غلام ضیغم خون آشام کا
تھا کہ نام اسکا قیروان زنگی تھا اس سے اور مہتر قران سے مقابلہ ہوا قیروان نے اسکو للکارا قیروان نے تلوار ماری
مہتر قران نے تلوار اسکی رد کرکے جو لغدا مارا قیروان کے سر پر پڑا دونون ٹانگون سے گذر گیا وہ دو ٹکڑے ہوکر
گرا ان تینون غازیون نے وہ شمشیر زنی کی کہ چار طرف سے صدا احسنت و مرحبا کی بلند تھی بلکہ شعر کہ خنجر گذار گردون
ہردم از چرخ برین + رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین + یہان تک کفار کو قتل کیا کہ لاشون کے انبار لگ گئے
زخمیون کا حساب نہ تھا ضیغم خون آشام بیہوش تھا سردار سب مارے جا چکے تھے آخر کفار بدحواس و پریشان
ہوکر بھاگے اور ملک زرائل کا راستہ لیا یہان قاسم عالیشان اشقر دیوزاد کے پاس آئے زین کا تمام اسباب
صاحبقرانی پہنے ہوئے تھے اشقر نے قاسم کے سامنے سر جھکا دیا قاسم نے اس کے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ مین تو مانوس
صاحبقران کا یہ اسباب صاحبقرانی ہے لیکر طلسم بزرادان کو فتح کرنے گیا تھا ای اشقر کچھ حال تو صاحبقران کا تو بیان کر

افشقر نے سر ہلایا کہ مین نہین جانتا کہ اس اثنا مین مہتر قران نے کہا کہ مجکو خبر معلوم ہوئی ہی صاحبقران شہر
نخجانیہ مین ہین مگر فرہاد خان بکھضری شہر سنگ پارہ مین قید ہی پہلے اسکو چلکر رہا کیجیے قاسم و کرب و
قران افشقر کو لیکر شہر سنگ پارہ کو روانہ ہوئے جب وہان پہونچے ملک ریحان شاہ کو خبر ہوئی وہ لشکر اپنا
لیکر شہر سے باہر آیا دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا رات بھر تو تیاری رہی دونون لشکر صبح کو میدان مین صف آرا ہوئے
سہراب سرخ پوش نے میدان مین مبارز طلب کیا کرب دلاور اسکے مقابلے کو نکلے بعد تگادرزنی اور تیغ زنی کے نیزہ بازی
ہوئی کرب غازی نے نیزہ اسکا ہوائی کیا سہراب نے تلوار کا وار کیا کرب غازی نے تلوار اسکی رد کرکے تیغہ گرنوس کا
ہاتھ مارا تیغہ سر سہراب کے چمکتا معلوم ہوا تھا کہ زیر تنگ نکل کر زمین بوسہ دیکر مثل برق کے تابندہ ہوا ریحان شاہ
نے فوج کو حکم دیا کہ اس جوان کو مار لو فوج کرب غازی پر چارطرف سے آپڑی کرب بھی ان پر تلوار علم کرکے گرے قاسم
کرب کی کمک کے واسطے تلوار کھینچ کر جھپٹے تلوار چلنے لگی دونون لشکر باہم ملکر ایک ہوگئے شعر دو لشکر چو باہم درآمیختند
زگیتی برانگیختند شور گیر و دار چہار طرف بلند تھا برابر سے گھمسان کی تلوار چل رہی تھی شہزادہ خاور سپاہ رزم و پیکار
کرتا ہوا برابر تخت ریحان شاہ کے پہونچا بہت سے کفار کو مار کر ریحان شاہ سے مقابل ہوا ریحان شاہ نے
تلوار ماری قاسم نے تلوار اسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور پکارا ای ریحان لعنت کر لقاے بے لقا پر
دین اسلام قبول کر نہین تو زمین پر مارتا ہون کہ ابھی پیوند خاک ہوکر رہجائیگا ریحان شاہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا
اور طبل امان بجوایا دونون فوجین علحدہ ہوئین ریحان شاہ نے تمام فوج کو اپنی مسلمان کیا قاسم وغیرہ کو اپنے
ساتھ شہر مین لیگیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بعد اسکے فرہاد خان بکھضری کو زندان خانے سے بلوا کر رہا کیا قاسم نے
فرہاد خان بکھضری کو حمام کروایا اب ریحان شاہ ان سے بھی عزت و آبرو سے پیش آیا القصہ
شہزادہ خاور سپاہ دو روز وہان رہکر شہر نخجانیہ کو روانہ ہوئے اور کرب غازی و مہتر قران وغیرہ بھی ہمراہ چلے

دوسرے داستان حمزہ صاحبقران زمان کے بیان ہوتے ہین

کاتبان کتب قصہاے رنگین و مترجمان عبارات و فصاحت آگین اس داستان رنگین نشان کو جستجوے عقل و فہم
حروف بحرف طبع آرائی سے بخوش بیانی و رطب اللسانی قلم برداشتہ یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران
زمان ملک نخجانیہ مین بصد عیش و فرحت ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ساحران عنقطلی آباد و ملک زردوان جادو
وغیرہ ادھر آتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خدا ایستادہ بزرگ است اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا شہر سے باہر نکلے بموجب
حکم لشکر امیر با توقیر کا باہر شہر کے مقابل ان لشکر جادوگران کے اترا ملک زردوان جادو نے حکم طبل جنگ
بجانے کا دیا اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ادھر لشکر صاحبقران مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر
جانبین مین سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے جنگ ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و پیراستگی
میدان قتال نقیبان بلند آواز نقیب ادا کر چکے لشکر جادوگران سے قاریہ جادو میدان مین آیا مبارز طلب کیا
ادھر سے بہرام گرد جہانستان بن صاحبقران سے رخصت لیکر اسکے مقابلے کو گیا حمزہ صاحبقران نے
دیکھا کہ ایک تخت پر زردوان جادو سوار ہوا اور دوسرے تخت پر ملکہ جادو متمکن ہی مگر نہایت حسین و جمیلہ ہی
اور آگے اسکے ایک قفس فولادی رکھا ہوا ہی خواجہ عمرو اسمین مقید ہین صاحبقران کو نہایت حیرت ہوئی کہا کہ عمرو کیونکر
ان ساحرون کے ہاتھ آگیا غرضکہ قاریہ جادو نے جو بہرام کو آتے دیکھا ایک تنگ آب فولادی اسکے پاس تھی اس پر اسم
دم کرکے سامنے بہرام کے ڈالدی وہ پھٹکر تو کھل گئی اس مین سے ہوا نکلنی شروع ہوئی اس ہوا سے بہرام کا منھ پھر گیا بہرام

سنبھلا اور گھوڑے کو تیز کیا تھا ریہ جادو نے پھر سحر کیا کہ ہوا اُس شکل سے تیر نکلنے لگی بہرام ہوا لگتے ہی اُلٹ گیا تھا ریہ جادو
نے چاہا کہ بہرام کو اسیر کرے کہ بہرام نے سنبھلکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تھا ریہ جادو نے دوسری طرح کا سحر کیا کہ زمین شق ہوئی
بہرام اُس مین سما گیا صاحبقران نے بدیع الزمان سے کہا کہ دیکھو اس جادوگرنی نے بہرام کو اپنے پاس آنے نہ دیا
اور سحر سے غرق زمین کر دیا بدیع الزمان نے عرض کیا کہ بتائید یزدانی و باقبال صاحبقرانی جاکر ابھی اس کا فکر
کرتا ہون یہ کہکر مرکب چمکا کر للکارتے ہوئے چلے کہ او تیرہ روزگار غضب کیا تو نے بہرام کو غرق زمین کر دیا اُس نے
سر اٹھا کر دیکھا اور چاہا کہ اسم سحر پڑھکر دم کرے کہ بدیع الزمان نے ایک تیر قضا نظیر چلہ کمان مین جوڑ کر مارا کہ سینے پر اُس
خطا شعار کے پڑا اور پشت کے پار گذر گیا مرغ روح اُسکا قفس جسم تیرہ سے پھڑک کر نکل گیا اُس ساحر کے مرتے ہی
بہرام نے بھی قید سحر سے نجات پائی جو طاقت زائل ہو گئی تھی بعد عود کر آئی بہرام و بدیع الزمان نے لشکر مین پہونچا
اور مبارز طلب کیا اُدھر سے ہمدیگر جادو نکلا اسم سحر کا پڑھتا اور دم کرتا ہوا آیا کہ ایسا نہو کہ تو بھی ناوک تیر کا
ہدف ہو جائے ہنوز برابر بدیع الزمان کے نہ پہونچا کہ بدیع الزمان نے اُسکو بھی ایک تیر مارا اُسنے چالاکی سے سحر کیا تیر
اُسکے قربان ہو گئے اور شعلۂ آتش اُس تیر سے پیدا ہوا تیر جلا دیا بعد اُسکے پھر اُسنے اسم سحر پڑھا کہ چند پرکالۂ آتش
نے بدیع الزمان کو گھیر لیا اور اُڑ کر آسمان پر گئے ہمدیگر جادو نے اور مبارز طلب کیا صاحبقران نے چاہا کہ خود
مقابلے کو جاوین یکایک بیابان کی طرف سے گرد اُٹھی جب قریب آکر دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ قاسم و عجیبل و ماہر و ادہم
کرب غازی اور رہتم قران اور فرہاد خان یکضربی چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے نمایان ہوئے اور آکر ملازمت
صاحبقران کی حاصل کی قاسم نے جو سنا کہ یہ جادوگر سپاہ ان مین کھڑا ہی اسنے بدیع الزمان کو گرفتار سحر کیا ہے
قاسم نے کہا مین جاتا ہون اُسکے مقابلے کو اور اس ساحر کو مارتا ہون صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر قاسم پر دم کیا
اور فرمایا کہ جاؤ تمھارا خدا حافظ و نگہبان ہے قاسم مرکب کو چمکا کر برابر ہمدیگر کے آئے اس ساحر نے سحر کیے پرکالے
آتش کے اڑائے اُن پر کامیابی نہوئی آتش نے کچھ تاثیر کی قاسم نے قریب اُسکے پہونچکر ہاتھ تیغہ پلارک افراسیابی کا مارا
وہ ساحر دو ٹکڑے ہوکر گرا پھر اسی طرح کئی ساحر صفون سے نکلے قاسم نے انھین بھی واصل جہنم کیا زردوان جادو
نے ساحرون سے کہا کہ ایکبار سب کے سب اس خدا پرست پر جا پڑو گھیر کر گرفتار کر لو تمام ساحرون کا قاسم پر ہجوم ہوا
قاسم بھی تیغہ پکڑ کے اُن پر جا پڑے ساحرون کو قتل کرنے لگے حضرت صاحبقران بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے تیغہ کھینچکر
اُن ساحرون پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا یہانتک قتل کیا کہ ساحر بدحواس ہوکے بھاگنے لگے زردوان جادو نے
گھبرا کے طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ادھر صاحبقران بہ فتح و فیروزی داخل لشکر ظفر اثر ہوئے لیکن رہتم قران نے جو
خواجہ عمرو اپنے استاد کا حال سنا تھا کہ ساحرون کی قید مین گرفتار ہین اُسیوقت خواجہ کی رہائی کے واسطے روانہ
ہوا اثنائے راہ مین ایک مقام پر آواز زنگولون کی بلند ہوئی رہتم قران پوشیدہ ہو کر دیکھنے لگا کہ کون آتا ہے دیکھا کہ
ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہی دل مین سوچا کہ اس کو گرفتار کیا چاہیے آگے بڑھ کر حلقے کمند کے خس پوش
کر دیے اور آپ ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھ رہا وہ عیار جب وہان پہونچا اور پاؤن حلقہ ہائے کمند پر پڑے کہ
قران شیر کی بولی بولا وہ عیار ٹھہر کر دیکھنے لگا قران نے جھٹکا دیا کہ وہ حلقہ ہائے کمند مین پھنس گیا رہتم قران
جست کر کے پہونچا اور اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور بغدہ نکالکر پکارا کہ سچ بتا تو کون ہی اور کہان سے آتا ہے کہان جاتا ہے
اگر تو نے خلاف بیان کیا تو ابھی تجھکو قتل کر دونگا اُس عیار نے دیکھا کہ ایک حبشی قوی ہیکل قوی بازو
قتل کرنے پر مستعد ہی کہا مین راست راست بیان کیے دیتا ہون تو مجھے چھوڑ دے قتل نہ کر قران نے کہا اگر تو سچ سچ

بتادیگا تو بیشبہ تجکو رہا کر دونگا قتل نہ کرونگا اُس نے کہا کہ نام میرا طاؤس عیار ہی مین رہنے والا غروبیہ باختر کا ہون
قطران زنگی نے اسد شیر دل اور زر بور شاہ اور بہروم بردیجی دیوانہ کو قید کیا اور ایک عرضی لقا کے پاس اس
مضمون کی بھیجی کہ یہ خدا پرست میرے پاس قید ہین انکے واسطے کیا حکم ہوتا ہی چنانچہ وہ عرضی میرے پاس ہی مہتر قران
یہ سنکر اُسکی چھاتی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکی مشکین باندھکر خدمت مین حمزہ صاحبقران کی لایا تمام حال سنایا
صاحبقران نے فرمایا کہ اسے قید کرو اور اسد وغیرہ کی رہائی کی تدبیر کرو مہتر قران نے عرض کیا اگر حکم ہمارا
ہو تو حضور کے اقبال سے اُن سب کو چھڑا لاؤن امیر با توقیر نے اُسیوقت مہتر قران کو خلعت دیکر روانہ کیا ادھر
ملکہ جادو نے زرد وان جادو سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین صبح کو ان خدا پرستون کا استیصال کرونگا
زرد وان جادو نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے فرمایا ہمارے بھی لشکر مین کوس حربی بجے
بہ حکم حمزہ صاحبقران ادھر بھی نقارۂ حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ رہا
صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا کارزار ہوے جسوقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب بھی نقابت کرکے چلے گئے ملکہ جادو
زرد وان جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئی اور ایک گیند طلائی زمین پر مارا کہ وہ گیند زمین مین غرق ہو گیا
اور جہان حمزہ صاحبقران اور تمام لشکر اسلام کھڑا ہوا تھا وہان کی زمین شق ہوئی اور شعلہ ہاے آتش
نکلے وہ شعلے جسکو لپٹے زمین مین سما گئے صاحبقران نے جو یہ رنگ دیکھا اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ ان شعلہ ہاے
آتش کا نکلنا موقوف ہوا اور آپ اشقر دیوزاد کو اڑا کر مقابل مین ملکہ جادو کے آئے امیر نے دل مین اپنے
کہا کہ یہ نازنین نہایت حسین ہی بیشک عمرو اسپر فریفتہ ہو گیا ہوگا صاحبقران زمان نے کہا ای ملکہ جادو بہتر
یہ ہو کہ تو دین اسلام قبول کر اس نے کچھ جواب نہ دیا اور چند سحر پڑھے کہ پرکالہ ہاے آتش امیر کی طرف لپکے امیر با توقیر نے
اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ آگ افسردہ ہو گئی ملکہ جادو نے پھر سحر کیا کہ موجہ آب طوفان خیز صاحبقران
کے سر پر آئی کہ چلا اُس نہنگ بحر شجاعت نے پھر اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ موجہ آب غائب ہو گیا پھر تو
ملکہ جادو خود اژدہا بنکر دوڑی صاحبقران نے دیکھا کہ یہ اژدہا ادھر آتا ہی شعلہ ہاے آتشین اسکے منھ سے
نکل رہے ہین پس اسم اعظم پڑھکر آگے بڑھے اور جھک کر دم اُس اژدہے کی پکڑلی اور اُٹھا کر زمین پر پٹخ دیا کہ
برکت سے اسم اعظم کی ملکہ جادو بصورت اصلی ہو گئی امیر با توقیر نے فرمایا ای ملکہ جادو اب بھی تو اطاعت
میری اختیار کر اور مسلمان ہو جا نہین تو ابھی تجکو قتل کرونگا ملکہ جادو بولی کہ ای شہریار مین نے اطاعت آپکی
اختیار کی اور [illegible] آیا وہ مین آپکے کام آؤنگی مجھے چھوڑ دیجیے فرمایا کیا مضائقہ پھر ہاتھ سے ملکہ جادو کو
چھوڑ دیا ملکہ جادو تو میدان سے پھر کر زرد وان جادو کے پاس آئی اور کہا کہ عمو جان مین نے تو بہ فریب
اپنی جان حمزہ کے ہاتھ سے بچائی نہین تو قتل ہو جاتی حمزہ مالک باطل السحر معلوم ہوتا ہی کوئی اُس سے
[illegible] سحر کارگر نہین ہوتا زرد وان جادو نے کہا کہ سچ ہی مجھسے بختیارک نے کہلا بھیجا
تھا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی خیر آج مین اُسکا اسم اعظم بند کرتا ہون یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا امیر صاحبقران
بھی مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوے رات کے وقت زرد وان جادو نے ہوم کیا اور ایک پتلا موم کا
بنا کر پیٹ مین اُسکے خوک کا خون بھر دیا اور [illegible] دل پر اُس پتلے کے سوئیان چبھو کر شیشے مین بند کر دیا
القصہ رات گذری صبح کو دونون لشکر پھر معرکۂ کارزار مین آئے زرد وان جادو اپنے اژدر آتش فشان کو
اڑا کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو اب تم میرے ہاتھ سے کہان جاؤگے اسم اعظم مین نے حمزہ کا

بند کر دیا ہی اب جو صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہیں تو مطلق یاد نہیں آتا صاحبقران کی رنگت اسوقت
زرد ہوگئی مگر شب کی تسلی کے واسطے فرمایا کہ یہ جھوٹا ہی اور اشقر دیو زاد کو ہٹا کر زروان جادو کے مقابلے کو
چلے زروان جادو نے ایک روئی کا پھل جھولی سے نکالکر اسپر سحر کیا وہ ابر سرخ رنگ بنکر اڑا اور لشکر اسلام
پر محیط ہوکر آتشباری کرنے لگا گرمی سے آگ کی امیر بھی بیہوش ہوئے اور تمام سرداران بیہوش ہوکر گرنے لگے زروان
نے چاہا کہ سب کو اسیر کرلے کہ عمرو جو قفس میں سامنے ملکہ جادو کے موجود تھا پکارا ای ملکہ اب عمرو زندہ نہ رہیگا
کسواسطے کہ حمزہ کا اسم اعظم بند ہوچکا اور حمزہ اسیر ہوکر مارا جائیگا ادھر میں پھڑک پھڑک کر مثل طائر بے پروبال
اپنی جان دونگا یہ کہکر رونے لگا ملکہ جادو کہ عمرو کے گانے پر مائل و مبتلا ہی رونا عمرو کا نہایت ناگوار ہوا
اسوقت ایک صراحی سامنے رکھی ہوئی تھی اس میں سے پانی لیکر آسمان کی طرف اچھالدیا اور اسم سحر کا پڑھکر
دم کیا کہ اوپر اُس ابر آتشبار کے آب برف برسنے لگا طرفۃ العین میں وہ سب آگ افسردہ ہوگئی زروان جادو
حیران ہوا کہ یہ رد سحر میرا کس نے کیا اس اثنا میں ملکہ جادو نے پھر جو اسم سحر کا پڑھکر ایک منقل آتشین پر دم
کیا وہ منقل زمین میں غرق ہوگئی اور جہاں زروان جادو کھڑا تھا گرد اسکے شعلہ آتشین زمین سے نکلے
کہ زروان کو لپٹ کر آسمان پر لیگئے اور وہاں سے چھٹ گئے اسکی لاش کے ہوکر گرے صاحبقران کا اسم اعظم
کھل گیا تھا بجلی تلوار اسم اعظم پڑھتے ہوئے ساحروں پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا ملکہ جادو و چند ساحروں کو ساتھ لیکر
وہاں سے بھاگ گئی یہاں امیر نے جسقدر تھے سب کو قتل کیا اور شکست دیکر پھرے ادھر ساحر بھاگ کر حنظلی آباد
کو روانہ ہوئے ملکہ جادو ایک مقام کو جہہ ٹھہر گئی تھی عمرو کو قفس سے نکالا صحبت آراستہ کی رات بھر گانا سنا صبح کو
کہا کہ او خواجہ اب تم اپنے لشکر میں جاؤ عمرو نے کہا ملکہ میں تمھارے قدموں سے جدا نہ ہونگا کسواسطے کہ تمھارے
زندگی میری دشوار ہوجائیگی ملکہ جادو بولی کہ خواجہ اگر تمکو حنظلی آباد میں لے جاؤنگی تو ساحر تمکو زندہ نہ چھوڑینگے
اس سے بہتر یہ ہی کہ اب تم جاؤ او رسنگ صبر چھاتی پر اپنی رکھو جب حنظلی آباد میں لشکر اسلام آئیگا اسوقت ہم سے
تم سے ملاقات پھر ہوگی ہرچند عمرو نے نالہ وزاری کی مگر ملکہ جادو نے نہ سنا اور بزور سحر پرواز پیدا کرکے
مع اپنے ہمراہیوں کے اڑ گئی عمرو ناچار و مجبور اترکر پہاڑ سے روانہ ہوئے اور لشکر اسلام کا رخ کیا یہاں
حمزہ صاحبقران عمرو کے واسطے نہایت متفکر و متردد تھے کہ عمرو نے آکر سلام کیا قدموں سے لپٹ گیا
کان میں امیر کے چپکے سے تمام حال ملکہ جادو کا بیان کیا امیر نے فرمایا کہ مجھسے اسلام لانیکا اقرار کر گئی ہی
اور اسی سبب کے باعث سے اوپر بھی جادوگروں پر فتحیاب ہوئے ورنہ کون سی صورت جانبری کی تھی القصہ امیر کشورگیر
نے بعد عزت و توقیر چند دن وہاں رہکر طرف ملک زرائل کے کوچ کیا اور مع سرداران عالیشان وغیرہ روانہ ہوئے

دو کلمے داستان جنگ نشان لقا سے بے بقا کے بیان ہوتے ہیں

فتح کنندگان کارزار معانی و قلعہ کشایان معرکہ نکتہ دانی اس داستان شکستہ نشان کفار طرفداران لقا سے
بے بقا و بد دغا و بے حیا کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ زمرد شاہ باختری لقا سے بے بقا تخت خداوندی پر بیٹھا تھا
کہ ضیغم خون آشام شکست کھائے ہوئے بدحواس و پریشان آیا اور رو کر اس سے کہا کہ یہ کیا خداوندی
تیری ہی کہ ایسی نالائق تقدیر تو نے کی تھی کہ مجھے شکست پر شکست خدا پرستوں سے حاصل ہوئی یا خداوند تو نے
تو کہا تھا کہ میں نے تقدیر کی کہ جاکر حمزہ کا سر کاٹ لا یہ کیسی الٹی پڑی میں نے جو حمزہ سے سامنا کیا ذلیل و خوار
ہوا لقا نے کہا ای ضیغم خون آشام میں بالفعل متردد و بستہ ہوں قیطولی خدائی چھن گئی ہی جبسے بہان

آیا ہوں جو تقدیر کرتا ہوں درست نہیں پڑتی ضیغم بولا کہ خداوند تو اب بڈھا ہو گیا تجھسے کچھ نہیں ہو سکتا لقا بولا
یہ تو کیا واہیات بکتا ہی ضیغم تو لقا سے جلا ہوا تھا دوڑ کر لقا کی ڈاڑھی پکڑی اور ایک طمانچہ مارا کہا او نامنجب ا
کس نے کہا تھا کہ ایسی تقدیر کر تو کر لقا ضیغم سے دست و گریبان ہوا اور ایک گھونسا مارا کہا کہ خداوند پر تو حکومت
کرتا ہو اب تو دونوں میں لات مکّی چلنے لگی اور اسکی ڈاڑھی اسکے ہاتھ میں اسکی جھبل جھبل ریش کی اسکے پنجے میں کبھی لقا تلے ضیغم
اوپر کبھی ضیغم نیچے لقا اوپر شت لشت ہو رہی ہی سب تماشا دیکھ رہے ہیں کہ خداوند سے اور خالو سے قدرت
سے کشتی ہو رہی ہی کوئی دخل نہیں دیتا ہی دونوں کے دم چڑھ گئے ہیں کتوں کی طرح ہانپ رہے ہیں بگر بختیارک
اٹھکر آیا اور دونوں کو چھڑایا اور سمجھایا لقا سے کہا کہ یہ آپکا خالو ہے قدرت ہی ذلت اٹھا کر آیا ہی اسکی دلداری کیجیے ضیغم
سے کہا کہ تم خداوند کے غضب سے ڈرتے نہیں لازم نہیں ہی کہ خداوند سے برابری کرو غرض دونوں میں صلح ہوئی صحبت
عیش برپا کی طہماس نے کہا یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیں میں ان خداپرستوں کو مار ڈالونگا اور یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا
حکم دیا لشکر کفار میں کوس حربی بجا ہرکاروں نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی ادھر بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا
شب بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے جاوشان بلند آواز نشیب و فراز کر چلے گئے
طہماس اپنے گینڈے سے اترکر سامنے لقا کے آیا اجازت میدان طلب کی لقا نے کہا جا تیرے ساتھ میں مدد سب خداپرستوں
کی تقدیر کر دی طہماس سلام کر کے سوار ہوا میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے طول زنگی بادشاہ اسلام سے رخصت
لیکر مقابل طہماس ہوا بعد لگا وزنی اور سخنی کے نیزہ بازی ہونے لگی لقا نے کہلا بھیجا کہ طول زنگی مالک بن
ملکوت شاہ کا بھائی ہی زندہ گرفتار کر لینا طہماس نے جواب دیا ایسا ہی کرونگا غرضکہ طہماس نے نیزہ طول زنگی
کا نکالدیا طول زنگی نے چنبہ مارا طہماس نے بازو بچا کر تسمہ پر ہاتھ ڈالدیا کشمکش ہونے لگی مرکب لنگر نہ اٹھا سکے
بیٹھ گئے دونوں مرکبوں سے کود پڑے دست و گریبان ہوے کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی ہوا کی شام کو طہماس
نے اسکا لنگر توڑا اور مشکیں باندھ کر لقا کے پاس بھیجدیا اور آپ طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ادھر بادشاہ اسلام نے
مراجعت کی لقا جو بیٹھی بارگاہ میں آیا طول زنگی کو سامنے بلایا اور کہا کہ تو مجھے سجدہ کر طول زنگی پکارا کہ لعنت ہی
تجھپر اور تیرے پرستاروں پر لقا نے کہا کہ اسکو زندانخانہ میں قید کرو لوگ اسکو زندان میں لے گئے طہماس نے
رات کو طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام میں کوس حربی بجا رات گذر کر جس وقت صبح ہوئی دونوں لشکر مقابل ہو کر
صف آرا ہوے بعد ہوے طہماس اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا فرخ شہسوار قلندر بادشاہ سے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور مقابل طہماس ہوا بعد لگا وزنی اور سخنی نیزہ بازی ہوئی دونوں برابر رہے آخرکار نیزے
ہاتھوں سے پھینک دیے تلواریں کھینچ لیں فرخ نے تلوار ماری طہماس نے آتے ہوے تلوار خیال میں کر کے کھینچی ہی
کہ تلوار پٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش کے ہونے لگے مرکب لنگروں کی تاب نہ لا کے بیٹھ گئے دونوں مرکبوں سے کود کر
دست و گریبان ہوے کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی دونوں جدا نہ ہوے روشنی آئی چار پہر رات کشتی رہی
اسی طرح دو شبانہ روز گذر گئے تیسرے دن شام کو طہماس نے لنگر فرخ کا توڑا اور اٹھا کر سر سے بلند کیا پیچ دے کر
زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکیں باندھ لیں اور خدمت میں لقا کی بھیجدیا اور آپ طبل بازگشت بجوا کر باغ ترکستان کو
چلا گیا بادشاہ اسلام اداس و پریشان پھر کر بارگاہ میں آئے ادھر لقا نے فرخ کو اسیر و غل و زنجیر کرکے زندانخانہ میں
بھیجدیا دوسرے دن اپنے سامنے طلب کیا فرخ نے آکر بطریق اسلام سلام کیا لقا نے کہا اے پسر حمزہ تم لوگوں کی
یہی خو تھی کہ جو کوئی ہم پر غالب آتے تھے اپنے دین میں لا لیتے میرا بندہ خاص طہماس تجھے سر میدان باندھ کر لایا ہی تو مجھے

سجدہ کرین تجھے مرتبہ پیغمبری کا دونگا فرخ شہسوار نے کہا او کافر خدا نے ایک کو ایک پر غالب پیدا کیا ہی طہماس
بیشک مجھ پر غالب ہوا مین اُسکی اطاعت کرنے کو موجود ہون تجکو کب سجدہ کرتا ہون تجھپر اور تیرے پرستارون پر
لعنت کرتا ہون لقا یہ کلمہ سخت سنکر بہت برہم ہوا سامنے ڈالی اناروں کی رکھی تھی اُس مین سے ایک انار اٹھا کر
فرخ پر کھینچ مارا اور کہا ارے یہ کیا گفتگو کرتا ہی وہ انار سینے پر فرخ کے جو لگا دنیا آنکھوں مین تیرہ و تار ہوگئی ایک جھٹکا
دیا کہ زنجیر ہاتھ سے داروغہ زندانخانہ کے چھوٹ گئی ہتھکڑی اور بیڑیوں کو زور کرکے مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور فرخ
نے دوڑ کر لقا کی داڑھی پکڑ کے ایک طمانچہ منھ پر مارا لوگ چارون طرف سے ہان ہان کرتے ہوے دوڑے تلوار چلنے لگی
فرخ شہسوار بہت لوگون کو مار کر بارگاہ سے باہر نکلا اور ایک سوار کو مار کر اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر چلا قضاے کار
اُدھر سے طیفور بن سیفور برادر زادہ طہماس کا آتا تھا اُسنے سنا کہ پسر حمزہ بہت سے لوگون کو قتل کیے ہوے
جاتا ہی للکارتا ہوا دوڑا کہ او خداپرست تو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مین آن پہونچا اور برابر فرخ کے ہوکر
تیغ مارا فرخ نے پشت تیغ پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا طیفور مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا اہمیان طیفور
دوڑے فرخ شہسوار نے اُنکو قتل کرکے راستہ لشکر اسلام کا لیا اتفاقاً طہماس باغ ترکستان مین تلوار چلا
کر رہا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ فرخ شہسوار قید سے لقا کی چھوٹ کر آپکے برادر زادے طیفور کو قتل کیا
اور راہی لشکر اسلام ہوا طہماس برہم ہوکر بولا کہ وہ میری قید سے نکل کر کہان جاتا ہی [illegible]
مار ڈالونگا فوراً گینڈے پر سوار ہوکر روانہ ہوا فرخ شہسوار سامنے لشکر اسلام کے پہونچا تھا کہ سامنے سے طہماس نے
للکارا کہ باش او خداپرست اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا فرخ ٹھہر گیا جب طہماس برابر پہونچا فرخ
نے تلوار بڑھکر طہماس کو ماری طہماس نے تلوار ساطور پر روک کے وہی ساطور فرخ کو مارا کہ سپر کو قلم کیا
فرخ نے سر و گردن اپنا بچایا مرکب کی گردن قلم ہوئی فرخ مرکب سے کود پڑا طہماس کے مرکب پر دوڑا طہماس بھی
گینڈے سے کود کر فرخ سے لپٹا کشتی ہونے لگی مثل زدہ پہلوان زد و پیچ کی کشتی مین طہماس نے فرخ کو
زیر کیا اور اٹھا کر سر پر چرخ دیا اور زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھکر سر فرخ کا دھڑ سے کھینچ لیا اور سر فرخ کا خدمت
مین لقا کی بھیجدیا اور آپ سوار ہوکر باغ ترکستان کو راہی ہوا اہل اسلام لاش فرخ کی اُٹھا کر لشکر اسلام
مین لے گئے بادشاہ اسلام لاش فرخ کی دیکھکر رونے لگے بارگاہ مین ہنگامہ محشر برپا ہوا سب خرد و کلان
مشغول گریہ و زاری ہوے تین دن تک تقریب ماتم پرسی کی لشکر اسلام مین رہی لاش فرخ کی صندوق مین بند
کرکے سپرد زمین کی یہان سر فرخ شہسوار کا جو لقا کے پاس پہونچا لقا نے طہماس کو خلعت دیا اور بلا کر
طولِ زنگی کو فرخ کا سر ہاتھ مین دیکر کہا کہ اس ارزق چشم کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمراہ کرکے فرنگ کو روانہ کیا یہ داستان کو یہین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان حیرت نشان مہتر قران حبشی کے بیان ہوتے ہین

نکتہ سنجان معنی آئین و کوشش کنندگان عبادت رنگین اس داستان عجائب نشان کو یون لکھتے ہین
کہ جب مہتر قران حبشی اسد شیر دل و زرپور شاہ و ہرمز بردگی کے رہا کرنے کو روانہ ہوا بعد قطع منازل
و طی مراحل کے شہر غزوبیہ مین پہونچا دیکھا کہ شہر کے لوگ سیاہ فام ہین مگر لقا کے پرست ہین اسد و زرپور شاہ
وغیرہ کو ہر طرف تلاش کرنے لگا اسی جستجو مین تھا کہ ایک عیار کو آتے دیکھا قران نے اپنے دل مین کہا کہ اس عیار
کو لیا چاہیے القصہ پیچھے اُسکے ہولیا جب وہ جاتے جاتے ایک کوچہ ویران مین پہونچا قران نے حلقہ کمند کے
مارے اُس عیار کو گرفتار کیا اور چھاتی پر چڑھ کے کہا بتا کیا نام ہی اُس نے کہا کہ میرا نام مہتر [illegible]

قران نے کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین ابھی تجھے مار ڈالونگا اُس نے کہا تو اپنے نام و نشان سے آگاہ کر عمر قران
نے نام بتایا اور کیفیت بیان کی اُسوقت سیاح عیار کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا عمر قران نے بخوبی غور کیا کہ
تاریکی کفر کی اُسکے آئینہ دل سے دور ہوئی اور نور اسلام چہرے سے درخشندہ ہونے لگا قران نے اُسکو چھوڑ دیا
اور کہا اے سیاح حال یہ ہے کہ چند اہل اسلام یہان قید ہین انکو مین چھڑانے آیا ہون سیاح قران کو اپنے مکان
مین لے گیا دعوت و ضیافت کی بعد اُسکے صلاح ہونے لگی کہ کیا کیجیے کیونکر چھڑایئے سیاح نے کہا کہ اسد وغیرہ تو قید
محل سراے شاہی کے قید ہین انکا چھڑانا بہت دشوار ہی قران نے کہا اے سیاح ایک ترکیب سوچا ہون مین
خواجہ سرا بنتا ہون اور تو سوداگر بنکے مجکو بادشاہ کے ہاتھ بیچ ڈال پھر مین سمجھ لونگا سیاح نے کہا بہتر ہی اسیوقت
قران خواجہ سرا کی صورت بنا اور سیاح سوداگر بنکر خواجہ سراے نقلی کو ساتھ لیکر دربار مین بادشاہ کے آیا
قطران زنگی کو سلام کیا نذر دی کرسی پر بیٹھ گیا خواجہ سراے نقلی اُسکی پشت پر آکر کھڑا ہوا قطران نے پوچھا اے
خواجہ یہ کون ہی عرض کیا کہ یہ حبشی خواجہ سرا ہی نام اسکا عنبر ہی قطران نے کہا اسکو تو ہمارے ہاتھ بیچ ڈال عرض کیا
کہ مین حضور ہی کے واسطے لایا ہون القصہ بادشاہ قطران نے دو ہزار روپیے دے کر سوداگر سے نقلی عنبر خواجہ سرا کو
مول لیا اور خواجہ کو خلعت دے کر رخصت کیا قطران نے ہمراہ محلدار کے عنبر نقلی کو محل مین اپنی دختر ملکہ عنبر بانو کے پاس
بھیجدیا خواجہ سراے نقلی جسوقت محل مین پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین بڑی بڑی آنکھین چھوٹی چھوٹی بھوین سینے پر ابھار
غضب کا نمونہ قیامت سرو قامت بوٹا سا قد مایہ ناز بلا قیس رشک چودہ برس کا سن المطربہ کے دن مسند
جواہر نگار پر متمکن ہی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگیا ملکہ کو با آئین شاہانہ سلام کیا ملکہ نے دیکھا کہ
خواجہ سرا نہایت معقول ادب قاعدے سے درست ہی پوچھا نام اسکا کیا ہی جو محلدار ساتھ اسکو لائی تھی اس نے
کہا نام اسکا عنبر ہی اور نہایت صاحب سلیقہ ہی گانا بجانا بھی خوب جانتا ہی ملکہ سنکر بہت خوش ہوئی محلدار کو
انعام دیکر رخصت کیا اور قران کو پاس اپنے بٹھا لیا ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگی رات کو صحبت گانے بجانے
کی ہوئی قران خوب گایا ملکہ بہت محظوظ ہوئی اسیطرح کے وقت گانا سنتی ہی خوش آوازی پر اسکی فریفتہ ہی
ایکدم اپنے پاس سے جدا نہین کرتی ہی قران نے جو دیکھا کہ ملکہ مجھسے بہت مانوس ہی ایکدن ملکہ کو تنہا پا کر کہا
اے ملکہ عنبر بانو مجھسے تم واقف ہو مین کون ہون ملکہ نے کہا حال تمھارا ظاہر ہی کہ خواجہ سرا ہو سوداگر سے بابا
نے تمھین مول لیا ہی عمر قران نے کہا اے ملکہ جو کچھ تم سمجھین اُسکے خلاف ہی ملکہ نے کہا پھر واقعی تم اپنا حال بتاؤ
مگر دل مین ملکہ کہتی تھی کہ خدا کرے یہ مرد ہو تو حسرت دل بر آئے القصہ عمر قران نے نام و مکان کیفیت اپنی
بیان کی اور کہا کہ اگر تمکو مجھسے محبت دلی ہی تو دین لات پرستی کو ترک کرو خدا پرست ہو جاؤ ملکہ عنبر بانو اسیوقت
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی اب عمر قران نے کہا کہ اے ملکہ حقیقت حال تو یہ ہی کہ تمھارے باپ کی قید مین خواجہ
حمزہ صاحبقران کا اسد شیر دل بن کرب غازی اور دو سردار لشکر اسلام کے گرفتار ہین مین انکی
رہائی کے واسطے آیا ہون کوئی تدبیر ایسی نکالو کہ وہ سب قید سے نجات پائین عنبر بانو نے کہا کہ وہ تو محل سراے شاہی
قید مین ہین کیونکر رہائی کی صورت ہوگی قران نے کہا کوئی مکان ایسا بتا کہ وہان سے مین نقب لگا کر قیدخانے مین اپنے تئین
پہونچا جاؤن اور انکو چھڑا لاؤن ملکہ نے کہا کہ بہتر ہی کوئی مکان تجویز کرتی ہون القصہ اُس شب کو قران نے ملکہ سے عقد کیا اور
گوہر مدعا حاصل کیا اُس سے جو نطفہ ٹھیرا اُس سے قران پیدا ہوا تھا الحاصل صبح کو ملکہ نے رنگین صحبت والی چند لونڈیون کو
چھپا رکھا اور انکو جواہر بہت سا دیا اور حال اپنا اور عمر قران کا بیان کیا اُن سبھون نے کہا بلا مین ہم آپکے شریک ہین

ہرگز افشائے راز نہ کرینگے چنانچہ دوسری شب کو سامنے مہتر قران نے ایک حجرے مین بیٹھکر خنجر سے نقب کنی
کرنا شروع کی پہر رات باقی تھی کہ دوسرا سرا نقب کا زندانخانے مین نکلا اتفاقاً سے نوک خنجر کی پانون مین اسد
کے لگی اسد نے پانون اپنا سرکا کر کہا کہ اب زمین بھی دشمن ہو گئی نہین چاہتی کہ ہم آسودگی سے بیٹھین پانون مین کس نے
کانٹا افسوس صد افسوس کوئی لشکر اسلام سے ہماری خبر کو بھی نہ آیا یہی ہمارا خیال تھا ہوا یہ باتین حسرت و یاس
کی اسد شیر دل کر رہا تھا اور زیور شاہ تسلی دے رہا تھا ناگاہ طبقہ زمین کا ٹوٹا اور ایک شخص سر سے پانون تک
خاک مین آلودہ نمایان ہوا ایک ہاتھ مین خنجر آہن اور دوسرے ہاتھ مین فتیلہ عیاری تھا اسد نے پہچانا کہ یہ
قران ہے پکارا ای قران واہ بہت جلد تم نے خبر لی عرض کیا کہ شہریار بحر ود آپکا حال سنتے ہی مین وہان سے روانہ ہوا
اب اسی راہ نقب سے نکل چلیے پھر سوہن سے چاہا اسد وغیرہ کی قید کاٹے اسوقت اسد کو غیرت آئی اور پکڑکر
قید کو جھٹکا دیا کہ مانند ریسمان کہنہ کے توڑکر پھینک دیا ہمروم بردعی اور زیور شاہ نے بھی قید اپنی توڑ ڈالی قران
نے تمام حال اپنے آنے اور ملکہ عنبر بانو کے اسلام لانے کا بیان کیا پھر سب کو ساتھ لیکر ملکہ کے خانہ باغ مین
آیا ملکہ نے اسد وغیرہ کو سلام کیا اور مکان مخفی مین لاکر بٹھایا صبح ہو چکی تھی سب کھانا کھا کر سو رہے دوپہر
ڈھلے بیدار ہوئے قران صبح کو زندانخانے کے نگہبانون نے پوچھا کیا سبب ہے جو قیدیون کی آواز نہین آتی پھر
دروازہ زندان کا کھولا نگہبان اندر آئے دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان ٹوٹی پڑی ہین اور قیدیون کا نام و نشان نہین
بہت حیران ہوئے جاکر سب نے قطران زنگی سے عرض کیا کہ رات کو قیدی غائب ہو گئے قطران بہت خفا ہوا
اور زرانجچہ عیار سے بلاکر کہا کہ جاکر سراغ تو لگا قیدیون کو کون لے گیا زرانجچہ پہلے زندانخانے مین آیا از بسکہ مہتر قران
مہرہ نقب کا بند کر گیا تھا اور پتہ اپنا مٹا گیا تھا ہرگز سراغ نہ لگا ناچار و مجبور شہر مین تلاش کرنے لگا ادھر مہتر قران
نے ملکہ عنبر بانو سے کہا کہ اب تم میرے ہمراہ ہو اور سیاح عیار کے مکان مین چلکر رہو ملکہ عنبر بانو اسیوقت مع
انیسان و جلیسان اٹھ کھڑی ہوئی رات کا وقت تھا مہتر قران اسد و زیور شاہ اور ہمروم بردعی اور
ملکہ عنبر بانو وغیرہ کو ہمراہ لیے سیاح عیار کے مکان مین آیا اس نے سامان دعوت مہیا کیا ادھر صبح کو محل مین
قطران زنگی کے غل ہوا کہ ملکہ عنبر بانو غائب ہو گئی بہتیری تلاش کیا کہین ملکہ کو نہ پایا قطران زنگی زرانجچہ عیار
پر خفا ہوا کہا واہ واخوب این گل دیگر شگفت زرانجچہ نے کہا کہ سبرو شید ابھی یہ لوگ شہر سے باہر نہین گئے ہین
مین خانہ تلاشی کرتا ہون جس کے گھر مین ہونگے معلوم ہو جائیگا پھر عیارون کو بلاکر تاکید بلیغ کی کہ تمام شہر کی
خانہ تلاشی کرو عیار تلاش کرنے لگے خواجہ سے لیکر اسکے ساتھ ہوئے سپاہی بھی گھر گھر ڈھونڈھنا شروع کیا
سیاح عیار نے قران سے کہا کہ اب میرے گھر مین بھی تلاشی کرینگے تو لوگ آینگے اسوقت کیا ہوگا اسد شیر دل
نے کہا کہ ہم انھین مارینگے قران نے کہا کہ پہلے لڑکر اسیر ہو چکے ہو اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ شب کو
قلعے سے نکلے ہوئے چلے چلو اسد نے کہا کہ اس طرح جب جائینگے تو فراری مشہور ہو جائینگے قران نے جواب
دیا کہ بہادری یہی ہے کہ یہان سے نکل چلو القصہ دو پہر رات گئے اسد و زیور شاہ و ہمروم بردعی و مہتر قران
و سیاح عیار و ملکہ عنبر بانو وغیرہ سب کے سب گھوڑون پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جب پہلے قلعے کے دروازے پر
پہونچے قلعہ دار کو تاکید بلیغ تھی کہ کوئی خبردار قلعے سے کسی وقت نہ جانے پائے قلعہ دار اپنے ہمراہیون کو
لیے ہوئے بیٹھا تھا کہ ناگاہ سم مرکبان کی آواز بلند ہوئی اور کچھ لوگ آتے ہوئے سامنے سے معلوم ہوئے قلعہ دار نے
آواز دی کہ تم کون لوگ ہو خبردار ادھر نہ آؤ اسی طرف پھر جاؤ یہ لوگ کب سنتے ہین جسطرح آتے تھے چلے آئے

قلعہ دار نے قریب آکر دیکھا کہ دس بارہ آدمی مرکبون پر سوار ہین پکارا کہ تم جواب نہین دیتے ہو اسد نے کہا
گھبراؤ نہین پاس آکر بتاتے دیتے ہین اور تلوار میان سے لی قلعہ دار نے جو برق شمشیر کی چمک دیکھی تلوار کھینچکر مع
ہمراہیون کے دوڑ پڑا تلوار چلنے لگی قلعہ دار کے ساتھ کوئی دو سو پیادے تھے اسد وغیرہ کے ہاتھ سے سب مارے گئے
کچھ بھاگ گئے اسد نے قلعہ دار کو مار کر دروازہ قلعے کا کھولا سب کے سب باہر نکل کر روانہ ہوے وہ لوگ جو بھاگے تھے
قطران زنگی کے پاس پہونچے اور تمام حال بیان کیا کہ خدا پرست یون آئے اور قلعہ دار کو مار کر نکل گئے کچھ عورتین
بھی انکے ساتھ ہین قطران نے کہا معلوم ہوا کہ ملکہ عنبر بانو انھین کے ساتھ ہی اور یہ سارا فساد اسی خواجہ سرا کا تھا
قطران کا ایک سردار ہی کہ نام اسکا سمند رستارہ چشم ہی اُس سے کہا کہ تو جا کر ان خدا پرستون کو گرفتار کر لا وہ اُسی وقت
فوج لیکر چلا یہان اسد وغیرہ سے ناکے پر شہر کے پھر تلوار چلنے لگی اس اثنا مین سمند رستارہ چشم بارہ ہزار سوار سے
پہونچا اور حکم دیا کہ ان خدا پرستون کو مار لو سوار چہار طرف سے آگرے اہل اسلام سے اور زیادہ تلوار چلنے لگی
اسد و زلور رستاہ و بہروم پردعی لاش پر لاش گرا رہے تھے غلغلہ گیرودار برپا تھا کہ تفرنگ زنگی اور گیسو
بن زنگی چالیس ہزار زنگیون سے پہونچے اور شریک جنگ ہوے اب کفار کی یورش اہل اسلام پر اور زیادہ ہوئی لیکن
اسد دلاور حملہ کرتا اور جنگ رستمانہ کرتا ہوا برابر سمند رستارہ چشم کے آیا اور نعرہ کیا کہ او گبر نابکار اب تو
میرے ہاتھ سے کہان جائیگا سمند رستارہ چشم نے بھی للکارا کہ او خدا پرست پہلے بھی تو نے فتنہ و فساد برپا کیا تھا
آخر گرفتار ہوا اب پھر اسیر ہوگا یا مارا جائیگا یہ کہکر تلوار اسد کو ماری اسد نے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روک کر
ایک ہاتھ ایسا مارا کہ دو ٹکڑے ہوا اُدھر تفرنگ زنگی سے اور بہروم پردعی سے مقابلہ ہوا بہروم پردعی
نے جو بدست ماری کہ سر اسکا پاش پاش ہوا گیسو بن زنگی قران پر حملہ آور ہوا قران نے خالی دیکر بغدا کہ ایسا
مارا گیسو بن زنگی جو ٹکڑے ٹکڑے ہوا گیسو تفرنگ تینون مارے جا چکے تو ستنا و زنگی اور عکرو زنگی اور
طال زنگی ساٹھ ہزار زنگیون سے آئے اب کوئی لاکھ زنگیون کی جمعیت ہوگئی اور قطران زنگی بھی تخت پر
سوار تھا اور پکار رہا تھا کہ ان خدا پرستون کو مار لو سب گھیر گھار کر آگئے تلوار چلنے لگی کہ زلور رستاہ سے اور
ستنا و زنگی سے مقابلہ ہوا ستنا و زنگی نے ارہ پشت نہنگ مارا زلور رستاہ نے تلوار سے ارہ پشت نہنگ کو دو نیم
کر کے وہی تلوار ستنا و زنگی کو ماری کہ شانے کو قلم کر کے زیر بغل آ نکلی راوی کہتا ہی کہ ایک شبانہ روز اہل اسلام
کو لڑتے ہوے گذر گیا اور [illegible] ہو چکی تھی اب ایک جگہ کھڑے ہوے شمشیر زنی کر رہے ہین جو کافر پاس آتا ہی مارا
جاتا ہی غلغلہ گیرودار چہار طرف بلند ہی قطران زنگی چلا رہا ہی کہ انھو خدا پرست لڑتے لڑتے تھک گئے ہین اب
انکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہی ادھر اسد وغیرہ کو یقین ہوا کہ اب ہم گرفتار ہوے یا مارے گئے ہر ایک دعائین
مانگ رہا ہی کہ اے پروردگار عالم ان کافرون کی شر سے ہمین بچا اس آفت و بلا سے نجات دے شعر جو عاجز [illegible]
دائم [illegible] ہوئی تھی کہ بیابان کی جانب سے گرد اٹھی اور ہاشم تیغزن کوئی
دس بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے آ پہونچا یہ ہنگامہ گیرودار جو دیکھا حال دریافت کیا بس اسد وغیرہ کا
نام سنتے ہی تلوار کھینچکر آ پڑا کفار سے شمشیر زنی کرتا ہوا ہزارون زنگیون کو مارتا ہوا برابر قطران زنگی کے
پہونچا اور تلوار قطران زنگی کی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور تلقین بہ دین اسلام کیا قطران زنگی
ڈر کے ترس اسلام لایا اور تمام فوج کو رزم و پیکار سے مانع ہوا جنگ و جدال موقوف ہوئی ہاشم نے
خیمہ اپنا وہین برپا کیا اسد و زلور رستاہ و بہروم پردعی و مہتر قران ہاشم تیغزن سے آکر ملے

ہاشم تیغزن نے ایک ایک کو گلے سے لگایا ایک مقام پر بیٹھے صحبت عیش آراستہ ہوئی دعوت بھیجی ایک دن ہاشم تیغزن رہے دوسرے روز شب کو ساتھ لیکر راہی ملک زرائل ہوئے مہتر قران بھی ملکہ عنبر بانو وغیرہ کو سیاح عیار کے حوالے کرکے ساتھ ہاشم تیغزن کے ہو لیا اور ملکہ سے کہہ گیا کہ تم تو یہیں رہو ہم تمہارے پاس آئینگے اور تمہیں لے جائینگے ملکہ عنبر بانو ناچار و مجبور اسی شہر میں رہ گئی اور وہ سب طرف ملک زرائل کے روانہ ہوگئے

دوسرے داستان جنگ نشان ملک زرائل کے بیان ہونے میں

قلعہ کشایان کشور سخنوری و فتح کنندگان مضامین دفتری قلم جودت شیم سے صفحۂ قرطاس پر یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب فرخ شہسوار قلندر پسر حمزہ نامور طہماس بد اساس کے ہاتھ سے مارا جا چکا اب پھر بصد نخوت وکھر طبل جنگ بجوایا ہی اور لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا ہی رات بھر جانبین میں سامان جنگ و جدال رہا صبح کو دونوں لشکروں سے میدان آراستہ و پیراستہ ہوا جب نقیب نہیب دے کر چلے گئے طہماس گینڈے سے اتر کے سامنے لقا کے آیا اجازت طلب ہوا لقا نے کہا جا تو سب خدا پرستوں پر غالب آئیگا طہماس گینڈے پر سوار ہو کر لقا کو سلام کرکے میدان میں آیا مبارز طلب کیا اُدھر سے مرزبان خراسانی بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد نیزہ بازی کے طہماس نے اسکو زخمی کیا پھر اور کئی سردار لشکر اسلام مقابلے کو آئے وہ بھی زخمی ہوئے طہماس برابر مبارز طلب کر رہا ہی سرداران لشکر اسلام مقابلے کو جاتے ہیں اور زخمی ہوتے ہیں ناگاہ گرد و غبار کا تتق اٹھا اور حمزہ صاحبقران زمان مع سرداران ذیشان نمایاں ہوئے اول آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا حال معلوم ہوا کہ طہماس کے ہاتھ سے بہت سے سردار زخمی ہو چکے اور طہماس مبارز طلبی کر رہا ہی فوراً شہزادہ بدیع الزمان مرکب کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے مرکب سے اتر کر مجرا کیا اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے جام پینے کو دیا اور فرمایا جاؤ تمکو سپرد خدا کیا شاہزادہ بدیع الزمان رخش سبک عنان پر سوار ہو کر سامنے طہماس کے آئے وہ نگاہ در زن ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بدیع الزمان نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے ساطور مارا بدیع الزمان نے آتے ہوئے جبال کرکے تھپکی دی کہ ساطور بیٹ پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالدیا ہر چند زور کیا کہ ساطور چھین لوں مگر نا ممکن ہوا انجام کار دونوں دست و گریبان ہو زور جو کیا مرکب لنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونوں پیادہ ہو کر سرگرم کشتی ہوئے تا شام کشتی ہوا کی طہماس کو یہ خیال ہی کہ اگر پسر حمزہ بھر جائے تو میں بھی پھروں اور بدیع الزمان اس فکر میں کہ طہماس کو گرفتار کر لے جاؤں اس خیال میں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوا رات ہوگئی طرفین سے روشنی آئی میلے کی کیفیت میدان کارزار نے دکھائی دکانداروں نے آکے دکانیں لگانے لگے خوانچے والے آواز لگا لگا کر سودا بیچنے لگے شور اٹھنے لگا سودا لیکر لوگ چبوینا کھانے لگے اُدھر صاحبقران و بادشاہ اسلام و تمام سرداران عالیمقام سرگرم تماشا ہوئے اُدھر لقا اور کیکبر شاہ وغیرہ سیر دیکھ رہے تھے رات بھر کشتی رہی صبح ہوگئی مگر دونوں کا وہی عالم تھا کہ برابر سے کلہ بکلہ اور مشت بمشت لڑ رہے تھے یہاں تک کہ چار شبانہ روز کشتی رہی پانچواں دن ہوا پھر دن رہے عمرو نے کہا ای حمزہ کوئی ان دونوں میں غالب و مغلوب نہیں ہوتا میں جا کر دونوں کو جدا کرتا ہوں نہیں تو ہلاک ہو جائینگے صاحبقران اشقر دیوزاد کو اڑا کر برابر طہماس و بدیع الزمان کے آئے اور بزور دونوں کو صاحبقران نے علیحدہ کیا اور فرمایا ای بہادر و مرحبا صد مرحبا خوب لڑے بس زور آزمائی ہو چکی جنگ موقوف کرو کہاں تک لڑوگے قریب ہی کہ غش کھا کے گر پڑوگے اور طہماس سے کہا ای دلاور بغیر جنگ و جدال کیے ہوئے فیصلہ نہ ہوگا پھر مشقت بیکار ہی اب جاؤ آسائش کر پھر سمجھ لینا طہماس وہاں سے پھرا کنکھتا رک گئے کہا ای طہماس بڑے بدمذہب شخص کے ہاتھ سے آج تم بکلہ

آئے غنیمت سمجھو الغرض لقا طہماس پر سے زر نثار کرتا ہوا لیگیا ادھر صاحبقران بدیع الزمان پر سے زر و جواہر
نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ذنگل شوکت پر بیٹھے گرد و ورہ سرداران عالیشان بیٹھا مگر ازبسکہ پانچ
دن کے تھکے ماندے تھے زیادہ امیر نے دربار نہ کیا سویرے ہی برخاست کر دیا سب اٹھ اٹھ کے اپنے اپنے
خیمے کو گئے صاحبقران نے بھی خاصہ نوش کیا آرام فرمایا صبح کو بعد ادائے فریضہ سحری بارگاہ میں آئے بادشاہ اسلام
نے مجرا کیا اورنگ شوکت پر متمکن ہوئے تمام سردار آکر جمع ہوئے اتفاق کا نگاہ صاحبقران کی فرخ شہسوار قلندر کے
ذنگل پر پڑی خالی پایا بے اختیار دل بھر آیا بادشاہ اسلام سے پوچھا کہ فرخ شہسوار کہاں ہے شہنشاہ گیتی پناہ نے
آبدیدہ ہو کر حال فرخ کے مارے جانے کا بیان کیا اور فرمایا کہ سر فرخ شہر فرنگو تنبہ کو لقا نے بھیجدیا لاشہ بے سر
اسکا ہمنے زمین میں سپرد کر دیا ہے صاحبقران زمان یہ سنکر خوب روئے زانو پر ہاتھ مار کر بہت افسوس کیا بعد اسکے
فرمایا کہ ہے کوئی تم میں سے ایسا شخص کہ پانچ ہزار روپیہ ہمسے لے اور سر فرخ کا شہر فرنگو تنبیہ سے لائے کہ ہم اسکو
جسم سے ملا کر دفن کریں یہ کلام صاحبقران عالیمقام تمام نہ ہوا تھا کہ مہر سپہر عیاری و قطب خنجر گذاری مہتر اللہ کہر
خواجہ عمرو بن امیہ نامور یکرسی سے اٹھکر مجرا کیا اور یوں عرض پرداز ہوئے کہ غلام جا کر سر فرخ شہسوار کا
لائیگا اور دل میں یہ خیال کیا ای عمرو اثنای راہ میں شہر حنظلی آباد ہے وہاں چلکر ملکہ جادو سے ملاقات کیجیے پس وہ
پانچ ہزار روپیہ اٹھا لیے اور داخل زنبیل کیے اور اسباب عیاری بدن پر آراستہ کر کے روانہ ہوا یہاں طہماس نے
ایک روز توقف کیا دوسرے دن طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی بجا شب تو سامان میں گذری
جسوقت صبح ہوئی دونوں لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہوئے طہماس لقا سے رخصت لیکر میدان میں آیا
اسلحہ شوری کے مبارز طلب کیا ابرہا سے دیو چنگال بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر طہماس کے مقابلے کو
آیا بعد نیزہ وری و شمشیر زنی نیزہ بازی ہوئی دونوں برابر رہے طہماس نے ساطور اپنا ابرہا پر سے اٹھایا اور خبردار
خبردار کہکے مارا ساطور ابرہا کی سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا تا دو ابرو اتر گیا ابرہا نے دستانہ مارا ساطور نکلا خون جاری
ہوا زخم سر کو باندھکر جو پیوستہ طہماس کو ماری طہماس نے ساطور سے اسے قلم کیا ابرہا نے غیظ میں آکر دونوں
چنگال آہنی طہماس کے سینے پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے میں در آئے دو فوارے خون کے جاری ہوئے
طہماس نے پلٹ کے ایک ساطور مارا کہ شانہ ابرہا کا زخمی ہوا پھر ابرہا نے چنگال آہنی مارے کہ طہماس بچا
مگر گینڈے سے چنگال پڑے کہ مغز اسکا پارہ پارہ ہوگیا طہماس مع کرگدن تہ و بالا ہو کر زمین پر گرا جوانان لشکر اسکے
ابرہا پر دوڑے ابرہا بھی ان پر جا پڑا ادھر سے اہل اسلام کمک کے واسطے آئے جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار
چلنے لگی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے ادھر ابرہا کے زخم میں ٹانکے دیے گئے ادھر طہماس
کے زخم سیے گئے دونوں کے زخموں کا علاج ہونے لگا بعد ایک ہفتے کے طہماس نے غسل صحت کیا
بارگاہ لقا میں بیٹھا شراب خواری کر کے ناچ دیکھنے لگا جب خوب نشہ شراب میں بدمست ہوا لقا سے کہا آپ طبل جنگ
بجوائیے کل میں پھر خدا پرستوں سے سامنا کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے خبر صاحبقران کو پہونچائی
صاحبقران نے بھی حکم دیا لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا رات بھر طرفین میں سامان جنگ
رہا صبح کو دونوں لشکر معرکہ کارزار میں صف آرا ہوئے صاحبقران زمان مع سرداران لشکر اسلام بہ اوج تخت
بادشاہی کے معرکہ کارزار میں آکر زیر علم اژدہا پیکر قائم ہوئے تخت بادشاہی قلب سپاہ میں ٹھہرا دست راست
اور دست چپ کی طرف سرداروں کے پرے بندھ گئے ادھر آیا لشکر کفر و ضلالت ہوئی لقا سے بے بقا تخت

نجس پر سوار ہتھیار لگائے خواصی میں پیچھے پیچھے کیرنگ شاہ زرائلی مع لشکر جرار ادھر آدھے تمام سردار ایک طرف
طہماس بن عنقوبیل دیو پر جو اژدہی بنا ہوا دریائے آہن میں غرق کرگدن پر سوار ایک طرف آرایہ پر ساطور سیاہ
نوسومن کا گرز آگرا تا ہوا الغرض دونوں لشکر مانند صف مژگان کے مقابل آکر کھڑے ہوئے جس وقت صفیں آراستہ
ہو چکیں اور چاؤشان بلند آواز نہیب دے کر چلے گئے طہماس لقا سے رخصت ہو کر میدان میں آیا مبارز
طلب کیا کئی سرداروں کو مانند بہرام وغیرہ کے زخمی کیا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد وغبار کا تتق اٹھا اور ایک
نقابدار سفید پوش زیر سایہ علم سبز رنگ نمایاں ہوا کہ اس علم کے سامنے علمہائے کفار بحیلہ سلامی جھک کر
گر پڑے ہر چند کفار نے علموں کو علم کیا مگر استادہ ہو کر پابند نہ ہوئے کس واسطے کہ اس علم پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ لکھا ہوا تھا غرضکہ وہ نقابدار آکر ایک سمت کو قائم ہوا کہ ایک گرد اور ایک طرف سے اٹھی اور اس میں سے
پانچ نقابدار مع چالیس ہزار سوار دلیر و جرار کے دکھائی دیے کہ ان میں ایک نقابدار کبود پوش تھا اور دوسرا نقابدار
زرد پوش تھا اور تیسرا نقابدار سیاہ پوش تھا اور چوتھا نقابدار سرخ پوش تھا اور پانچواں نقابدار
سبز پوش تھا وہ بھی سب آکر ایک طرف میدان کارزار میں کھڑے ہوئے کہ طہماس بد اساس نے پھر
مبارز طلب کیا نقابدار سفید پوش کے لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے آواز گرد دم گاؤ دم نفیری شتری
دماموں کی بلند ہوئی اور نقابدار مرکب کو چمکا کر سامنے طہماس کے آیا پہلے تگاور زن ہوا طہماس پکارا کہ اے
نقابدار کم نام تو کون ہے کہ میرے مقابلے کو آیا ہے نقابدار نے جواب دیا کہ ملک الموت قابض ارواح کفار ہوں
نام میرا تجھ پر ظاہر ہو جائیگا طہماس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری تجھکو میرے مقابلے میں لائی نقابدار
نے کہا کہ اب تجھے خود معلوم ہو جائیگا کہ تیری اجل آ گئی ہے یا میری قضا مجھکو لائی ہے طہماس نے کہا جو کچھ حربہ
رکھتا ہو لا وار کر نقابدار نے کہا یہ ہمارا دستور نہیں کہ پیشدستی حریف پر کریں طہماس نے نیزہ نقابدار
کو مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی ستر طعن کے بعد نقابدار نے نیزہ طہماس کا
ہوائی کیا طہماس آگ ہو گیا ساطور آرایہ پر سے دوڑ کر اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر نقابدار کو ساطور
مارا نقابدار نے بڑھ کر ساطور کو روکا کہ پھل ساطور کا گذر گیا دستہ ساطور کا سپر پر پڑا کہ مرکب نقابدار کا
زمین میں غرق ہو گیا اور گرد وغبار کا تتق اٹھا کہ نقابدار گرد میں پوشیدہ ہو گیا طہماس پکارا کہ نقابدار کی
خبر لو دیکھو کیا ہو گیا عیار نقابدار کا آکر گرد گرد کے چیخ مارنے لگا اور پکارا کہ اے رستم زماں نقابدار سفید پوش
عالیشان حریف پر زیادتی کرتا ہے نقابدار یہ آواز سنکر مرکب کو چمکا کر برق کے مانند سحاب گرد سے نکلا اور گرز گراں
طہماس کو مارا طہماس نے چاہا کہ گرز کو بڑھ کر روکے کہ پاؤں گینڈے کے مونجھلنے میں جا پڑے گینڈے نے سکندری
کھائی گرز ساطور پر سے اچٹ کر شانے پر طہماس کے پڑا شانہ اسکا اکھڑ گیا اور گینڈے کا سر پاش پاش ہو گیا
طہماس مع کرگدن تہ و بالا ہو کر گرا جیب و دامن خاک چاک ہوا عیاروں نے آکر طہماس کو بیہوش دیکھا
بس لشکر کفار نقابدار پر آ پڑا نقابدار بھی لشکر کفار پر جا پڑا ادھر وہ پانچوں نقابدار اپنے لشکر کو لیکر شریک
جنگ ہوئے ادھر بادشاہ اسلام نے بھی لشکر اسلام کو برائے مدد نقابدار بھیجا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی
غلغلۂ دار و گیر چار طرف میدان میں بلند ہوا تھا زرین کلاہ کو نقابدار سرخ پوش نے تہ شمشیر کیا
عاد باختری کو نقابدار سبز پوش نے مارا تحویل زرائلی کو نقابدار کبود پوش نے قتل کیا تحویل باختری
کو نقابدار زرد پوش نے مار لیا تحویل عقرب چشم کے نقابدار سیاہ پوش نے ایک ضرب تیغ سے

دو ٹکڑے کیے اس معرکہ جنگ میں بیس ہزار کفار جہنم واصل ہوئے کوئی آٹھ دس ہزار اہل اسلام بدرجہ شہادت فائز
ہوئے دن بھر لڑائی رہی شام کو طبل بازگشت بجا سب اپنی اپنی طرف کو پھرے امیر حمزہ صاحبقران
نقابدار سفید پوش کی تعریفیں کرتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے شب کو آرام فرمایا صبح
کو باعزاز و اکرام دربار فرمایا تمام سرداران عالیمقدار و پہلوانان نامدار آکر مجتمع ہوئے

نقابدار سفید پوش یعنی حارث بن سعد کا علم دین محمد مصطفیٰ لیکر صاحبقران کے پاس آنا اور پیغمبری محمد مصطفیٰ کی خبر دینا اور صاحبقران کا پھر چاروں نقابداروں کو یعنے ہاشم و اسد و ہرمز و مہتر دعی و قران کا آنا اور سب کا مع لشکر دین محمد قبول کرکے جشن کرنا اور اس علم پر کلمہ طیبہ لکھا تھا

خبر پہنچی کہ نقابدار سفید پوش علم سبز لیے ہوئے آتا ہے اور اس علم ذہبی حشم پر کلمہ طیبہ و اسم مبارک جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ و آلہ لکھا تھا یہ خبر سنتے ہی حمزہ صاحبقران و بادشاہ اسلام و جملہ سرداران عالیمقام بارگاہ سلیمانی
سے استقبال کو باہر نکلے اور آکر علم کے پھریرے کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور بارگاہ میں لیکر آئے نقابدار نے
نقاب اپنے منہ پر سے اٹھائی دیکھا کہ حارث بن سلطان سعد ہے امیر نے علم کا حال پوچھا حارث نے
بیان کیا کہ میں نے طواف خانہ کعبہ کیا تھا جناب محمد مصطفیٰ شفیع روز جزا مالک ہر دو سرا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
بن عبد اللہ بن ہاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف کو پیغمبری ہوئی ہے کہ وہ ختم المرسلین ہیں جانب رب العالمین سے آئے
ہیں اور کلمہ انکا سینے پر لکھا ہے مجھے فرمایا کہ تم یہ علم نصرت شیم لیکر لشکر حمزہ صاحبقران زمان میں جاؤ اور سبکو جاکر یہ کلمہ
پڑھاؤ کہ دین تازہ رواج پاوے اور رونق اسلام زیادہ ہووے صاحبقران یہ سنکے نہایت خوش ہوئے کہ اب تک حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا سب کلمہ پڑھتے تھے اب کلمہ محمد مصطفیٰ پیغمبر خدا کا شائع جاری ہوگا اسروز سے کلمہ طیبہ یعنی اشہد
ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام لشکر صاحبقران میں جاری ہوا صاحبقران نے
کرب غازی سے فرمایا کہ تم جاکر ان پانچوں نقابداروں کو لاؤ کہ یہ کلمہ پڑھکر وہ بھی مستفیض ہوں کرب اسیوقت روانہ
ہوئے اور چاروں نقابداروں کو ہمراہ اپنے لائے نقابداروں نے صاحبقران و بادشاہ اسلام کو سلام کیا اور
صاحبقران سے قدمبوس ہوئے صاحبقران نے حارث بن سعید سے بغلگیر کروایا اور کلمہ طیبہ سے مشرف فرمایا بعد اسکے ارشاد
فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ حالات سے تمہارے آگاہ ہوں چاروں نقابداروں نے یہ سنکے نقابیں چہروں سے اٹھائیں اسوقت صاحبقران
نے دیکھا تو ہاشم شیرزن اور اسد شیردل اور انوشیرواں شاہ ہرمز و مہتر دعی مہتر قران حبش ہیں وہ سب قدمبوسی کو جھکے صاحبقران
نے گلے سے لگا لیا اور بہت خوش ہوئے مہتر قران نے سب حال انکی رہائی کا بیان کیا بادشاہ اسلام نے مہتر قران کو خلعت
دیا اب وہ لشکر نقابداروں کا اکثر لشکر اسلام ہوا صاحبقران نے تازگی دین کا جشن کیا عیش و عشرت میں
مصروف ہوئے ادھر لقا الماس کے زخموں کے علاج میں مصروف تھا کہ ہرکاروں نے آکر حال نقابداروں کے آنیکا اور کلمہ بدل جانیکا بیان
کیا لقا نے کہا کچھ پروا نہیں ہے استادان قدرت اچھا ہوگئے تو ان سبکو دار پر کھنچواؤنگا یہ کہکر صحبت شراب جاری و جلسہ رقص و سرود میں مصروف ہوا

دو کلمے داستان تعزیت نشان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان میں لکھے جاتے ہیں

تعزیت کنندگان غازی ہوشیار و حق شناس و غمزدگان پرحال پر ملال خاصان عشق پرستان فلک اساس ایں داستان
الم نشان کو باشک ریزی قلم اندوہ رقم صفحہ قرطاس پر بہیئت اساس کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ مہر سپہر عیاری و غنچہ گلستان
خفیہ گذاری شاہ عیاران عیار پیشہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار گریان و نالان لشکر اسلام سے فرخ شہسوار کا سر
بریدہ لینے کو روانہ ہوئے تھے دن بھر راہ روی بصد تیز رفتاری کرکے شام کو شہر اندوش حصار میں پہنچے صورت تبدیل

کاروان سرا مین اُترے رات تو وہان بسر کی صبح کو شہر کی سیر کو روانہ ہوے ملک شمار مید اور رعنا ملرا ور نوشاآباد کو قطع
ہوا نواح غنطلی آباد مین پہونچا پل طلات اُتر کر چمنستان مین آیا اور ایک قلعہ دیکھا کہ ہر برج اور ہر کنگرہ سے شعلہ
آتش نکل رہے ہین خیال مین گذرا کہ غنطلی آباد تو پہونچے لیکن ملکہ جادو سے کیونکر ملاقات ہووے اسی تصور مین چلا جاتا
تھا کہ ایک آواز آئی ارے کٹھارہ کہان جاتا ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ آواز کسکی ہی دلمین کہا کہ یہ مقام جادوگرون کا ہی
جلد یہان سے نکل چل حبت و خیر کرکے چلا تھا کہ پھر آواز آئی ارے کیون بھاگا جاتا ہی عمرو کب کسی کی سنتا ہو سر پاؤن رکھکر
دوڑا بلکہ بدحواسی مین گلیم عیاری بھی اوڑھنا بھول گیا کہ پھر صدا آئی کہ اب آگے نجاسکے گا عمرو نے دیکھا کہ زمین نے پانؤ
پکڑ لیے اور ایک جادوگر زشت رو کریہ منظر سیاہ فام سامنے دکھائی دیا اور خشمرو دن مین برابر عمرو کے آگیا عمرو نے سلام
کرکے پوچھا اے شاہ جادوان آپکا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھے سحرۂ جادو کہتے ہین میرے گھر مین شادی ہی مجھے پانچ آدمیون کا
گوشت چاہیے ہی کہ مہمانون کو کھلاؤن تمین ایک تو ملا ہی عمرو نے کہا گوشت میرے بدن مین کہان ہی فقط پوست اور
استخوان ہی اور مین مرد افیونی ہون بہت سی افیون کھاتا ہون میرا گوشت استخوان مثل ایلوے کے تلخ ہوگا اُسنے کہا کہ مین افیون
تجھے ندون گا اور فربہ کرکے کھاؤن گا ہرچند عمرو نے الحاح و زاری کی مگر اُسنے کچھ نہ سُنا اور اسم سحر کا پڑھکر عمرو پر دم کیا
کہ عمرو ایک ہرن کی شکل ہو گیا سحرۂ جادو نے کہا اب تو اس صحرا مین چند دن رہکر فربہ ہو لے تو تجھے لیجا کر کھاؤن یہ کہکر سحرۂ جادو
پرپرواز پیدا کرکے اُڑا ہوا چلا گیا عمرو بصورت آہو اُس مرغزار مین پھرتا تھا اور روتا تھا قضارا ایک روز ملکہ جادو
شب ماہ کی کیفیت دیکھنے کو چمنستان غنطلی آباد مین آئی گلشن جادو اور گلستان جادو یہ دو انیسین اور کچھ پریزادین وغیرہ
قریب ساٹھ ستر عورتون کے ساتھ تھین ایک مقام با فضا مین فرش کرا کر بیٹھین اور گائنین سامنے آ کر موجود ہوئین
بزم رقص آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آئے ملکہ جادو نے گلشن جادو و گلستان جادو سے کہا کہ اسوقت کا
عمرو کا گانا یاد ہی دونون نے عرض کیا بلا بون عمرو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ملکہ جادو آبدیدہ ہوئی کہا دیکھیے اب سے
کب صحبت نصیب ہوتی ہی یہان یہ باتین ملکہ جادو انیسون مین اپنی کر رہی تھی کہ عمرو بصورت آہو گھاس چرتا ہوا اُن کے نزدیک پہونچا
اور ملکہ جادو کو دیکھکر دلمین کہا الحمد للہ کہ وقت خیر مین اپنے معشوق کو دیکھ لیا اور قریب اس جلسہ کے آیا ملکہ جادو نے دیکھا
کہ ایک ہرن آدمیون مین چلا آیا ملکہ سمجھی کہ یہ ہرن کسی کا پالو ہی یہانتک کہ عمرو بصورت آہو آکر ملکہ جادو کے قدمون پر
لوٹنے لگا ملکہ پیار کرنے لگی آہو وہین بیٹھ گیا صورت ملکہ کی دیکھنے لگا شراب کی گلابی سے منھ لگا دیا ملکہ نے پوچھا شراب پیے گا
ہرن نے گردن ہلائی کہ ہان پیونگا ملکہ نے جام شراب بھر کر جو دیا وہ ہرن پی گیا اشارہ سے ہرن نے شراب اور مانگی ملکہ نے کہا مجھے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ ہرن آدمی ہی کسی ساحر نے اسے جانور بنا دیا ہی یہ بات ملکہ کی سُنکر وہ آہو رونے لگا اُس سردار غزالان کے رونے سے ملکہ کو یقین
ہوگیا کہ یہ ضرور انسان ہی حیوان اصلی نہین گلشن جادو اور گلستان جادو سے کہا کہ یہ آدمی ہی کسی ساحر نے اسے ہرن
بنا دیا ہی آہو نے پھر سر ہلا کر اشارہ کیا کہ ہان سچ ہی گلشن و گلستان نے عرض کیا کہ بلا بون واری جاؤن پھر اسے آدمی
بنائیے ملکہ جادو نے اسم سحر کا پڑھکر اُس آہو پر دم کیا وہ آہو زمین پر لوٹنے لگا اور بعد تھوڑی دیر کے لوٹ پوٹ کر بصورت اصلی
یعنی آدمی بن گیا اب ملکہ جادو نے دیکھا کہ یہ تو عمرو ہی نہایت مسرور ہوئی پکاری کہ عمرو اچھے تم یہان کہان اور کیا آفت ناگہانی تمپر
آئی یہ کسنے آہو تمکو بنا دیا عمرو نے کہا اے ملکہ مین ملک فرنگ و شیشہ کو جاتا تھا ادھر فقط تمھاری ملاقات کیواسطے آیا تھا
کہ سحرۂ جادو نے مجھے اس حال کو پہونچا دیا گلشن و گلستان بولین کہ تمھارے آنے سے قبل ذکر تمھارا ہوا تھا ملکہ حضور
بہت یاد کرتی تھین عمرو نے کہا کہ اپنے جان نثار کو سبھی یاد کرتے ہین غرضکہ ملکہ نے کھانا منگوایا عمرو کو کھلایا آپ بھی کھایا پھر
کہا خواجہ ہم تمھاری دلنوازی کے کمال مشتاق ہین عمرو بولا مین موجود ہون ملکہ جادو نے حفاظت کیواسطے اسم سحر کا پڑھکر

گرد چبوترے کے دم کر دیا کہ ایک حصار شیشے کا بن گیا اور اسمیں شیشے تھے ہر شیشے میں خوشہ مروارید آویزاں تھے غرضکہ عمرو نے
سازندوں سے کہا کہ ساز ملاؤ اور آپ جوڑی ہفت پیوند کی نکال اور نفلیاں درست کر کے بجانا شروع کیا ایسا ایسا بجایا اور
ایسا ایسا گایا کہ طائر آشیانے چھوڑ کر محویت کے عالم میں عمرو کے برابر آ آکے سایہ فگن ہوئے جتنے اہل صحبت تھے محو تھے
برابر تحسین و آفرین کی آواز چلی آتی تھی ملکہ جادو کا یہ عالم تھا کبھی ہو حق کہکے دل پکڑ لیتی تھی کبھی آنکھوں میں آنسو بھر
لاتی تھی وہ دلنوازی نہ تھی گویا سحر سازی تھی جادو طرازی تھی خواجہ عمرو نے صبح تک بجایا بعد اسکے سب سو رہے دوپہر
ملکہ بیدار ہوئی اور سب بھی اٹھے کھانا کھایا سیر تماشے میں سبزہ زار کے مصروف ہوئے رات کو پھر وہی صحبت برپا ہوئی دوپہر کو
ملکہ نے کہا کہ خواجہ اب تم اپنے کام کو جاؤ جب وہاں سے پھرنا تو ہم سے ملاقات کرتے جانا اور گلشن جادو نے کہا کہ خواجہ
سرحد غنطلی آباد سے باہر نکال آؤ خواجہ بحال زار باچشم اشکبار وہاں سے روانہ ہوا آذر کوہ اور قلعہ زر لقا اور مشتری
حصار اور مرصع حصار اور شہر خشم کو طے کر کے پل کفیل پر سے گذرا ملک فرنگوشیہ میں عمرو پہونچا صورت اپنی تبدیل کیے
ہوئے سیر کنان چلا آتا ہے کہ چوک میں ایک دکان پر ہجوم خلائق نظر پڑا آدمیوں کی بھیڑ ہٹا کر اس مجمع کے برابر آیا دیکھا
کہ ایک طفل مہر طلعت چہرہ آفتاب سے مانند درخشاں نو دس برس کا سن دریائے جواہر میں غرق مسند جاہ و جلال پر
متمکن جمال سبز رنگ پر رنگ ہاشمی ہویدا ہے سب علامتیں اولاد صاحبقرانی کی اسکے چہرے سے پیدا ہیں دبدبہ شان و شوکت
نمود عمرو دیکھکر حیران ہوا کہ اولاد صاحبقران یہاں کہاں عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے اسنے کہا
کہ یہ بیٹا ہے ملک التجار فرخ بازرگان کا نام اسکا ملک ایرج ہے اور مجمع خلائق سب دیکھنے کیواسطے ہے دلمیں اپنے کہا اے عمرو
پاس اسکے چلکے بیٹھیے اور حال فرخ شہسوار سے اسکا بھی دریافت کیجیے القصہ وہاں سے علیحدہ ہوکر ایک گوشے میں جا کر
رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک تاجر کی صورت بنکر پوشاک فاخرہ پہنکر ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر اس مجمع کے اندر
آیا دکان کے پاس پہونچا ایرج سے صاحب سلامت کی ایرج نے جو ایک شخص جلیل الشان کو دیکھا تعظیم کی اور بلا کر اپنے
پاس بٹھا لیا عمرو نے اب بغور دیکھا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ کی صورت سے بہت مشابہ پایا بہت حیرتیں آیا
ایرج نے عمرو سے باتیں کرنا شروع کیں حال پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کب اس شہر میں آئے ہیں عمرو نے کہا کہ میں
آج ہی آیا ہوں اور بہار میرے پیچھے آتے ہیں اور کچھ جواہر بیش بہا اپنے پاس سے نکال کر ایرج کو دکھایا ایرج نے کہا
میں جوہری کو بلا دونگا اور اسباب بھی بیٹا لینے دیجیے عمرو نے پوچھا میں نے سنا ہے کہ سر سپہ حمزہ کا طول زنگی کے گلے
میں پڑا ہوا یہاں آیا ہے ایرج نے کہا کہ ہاں سر سپہ حمزہ کا آیا تھا یہاں کا بادشاہ مالک بن ملکوت شاہ ہے اسنے
طول زنگی کو چاہا تھا کہ دین بیزار اعظم آفتاب تاباں کا قبول کرے طول زنگی نے انکار کیا بلکہ کلمات سخت کہے مالک
بن ملکوت شاہ نے طول زنگی کو مع سر سپہ حمزہ قلعہ آفتاب نما میں بھیجدیا طول زنگی وہاں قید ہے الغرض عمرو حال دریافت
کر کے اٹھا کہا اب میں جاتا ہوں ایرج نے کہا آپ میرے یہاں مہمان رہیے عمرو نے کہا کہ میں سردست میں ہوں مال و اسباب
میرا آلے تو تمہارے یہاں آکے رہونگا عمرو یہ کہکر چلا اور قلعہ آفتاب نما کا راستہ لیا جب قریب پہونچا دیکھا کہ قلعہ
بالائے کوہ ہے اور گرد اسکے دریا ہے اور کشتیوں کا پل بندھا ہوا ہے اسی پر لوگ قلعہ میں آتے جاتے ہیں عمرو بھی صورت بدلے ہوے
پل پر سے گذر کر قلعہ میں پہونچا اور ایک گوئیے کی شکل بنکر دروازے پر قلعہ کے بیٹھکر رباب کو بجانا شروع کیا اور گانے لگا انبوہ
ورونکا ہجوم ہو گیا اور جسکو سکین ہوا اپنی حسب اوقات عمرو کو دینے لگا قضائے کار بادشاہ اس قلعہ کا اپنے قلعہ میں بیٹھا
ہوا ہے وہ قلعہ کی سیر کر رہا تھا آواز سرود کی کان میں پہونچی گانیکی صدا سنکر بیچین ہو گیا چوبدار بھیجکر عمرو کو بلوایا جب
عمرو سامنے اسکے آیا سلام کیا دعا دی بموجب آفتاب پرستوں کے عمرو سے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اور کہاں سے آیا ہے عمرو نے

کہا کہ مین کلانوت ہون نیر اعظم آفتاب تابان کا اور نام میرا مغنی قدرت ہے از بسکہ تمھارے پاس خدا پرست کا [illegible]
ہین ہے لہذا آفتاب تابان نے مجھ پر بہت مہربان ہے اور مجھکو بھیجا ہے کہ میرے بندونکو جاکر محظوظ کرے موت آفتاب پرست نہایت خوش
ہوا اور اُنکو صحبت عیش مین جا دی اور کہا اے مغنی قدرت اب کچھ گاؤ مغنی قدرت نے ساز تار کو شریک کر کے رباب بجایا اور
گانا شروع کیا ایسا گایا بجایا کہ سب عالم محویت مین بیخود ہو گئے موت آفتاب پرست بہت خوش ہوا اور انعام بہت کچھ دیا
اور جتنے سردار بیٹھے تھے ان سب نے قدرے قدرے دیا مغنی قدرت نے کہا اے بادشاہ اور کچھ کمال بھی میرا دیکھیے گا موت نے
پوچھا کہ اور کیا کمال تجھ مین ہے اسوقت مغنی قدرت نے کہا اگر میخانہ میرے حوالے کر دیجیے تو کیفیت رقص غنا کی اور
اس سے زیادہ عمدہ دکھاؤن اور ساقی گری بھی کرتا جاؤن یعنی پاؤن سے ناچون منھ سے گاؤن ہاتھ سے جام شراب
لبریز کر کے پلاؤن موت نے کہا کہ پیر میکدے کو بلاؤ جب وہ سامنے آیا حکم دیا کہ سب میخانے مغنی قدرت کے حوالے کر دو
یہ جو چاہے کرے عمرو نے میخانہ مین آکر تمام شراب کو بیہوشی آلودہ کر کے گلابی کو پہلے تقسیم کی اور تحفہ شراب گلابیون مین
بھر کر کشتیون مین لگا کر صحبت مین لایا جام لبریز کر کے ناچتا گاتا چلا اور پہلے بادشاہ کو لا کر پلایا بعد اسکے تمام صحبت
والون کو ایک جام دیا ساری صحبت عمرو کی ساقی گری کی تعریف کر رہی تھی مگر جس نے وہ شراب پی لی از خود رفتہ و بیدم
ہو کر عجیب و غریب حرکتین کرنے لگا عمرو نے پہلے ہی حال طول زنگی کا پوچھ لیا تھا اسکو معلوم تھا کہ سامنے حجرے مین
قید ہے جب تمام صحبت بھر مین کسی کو مطلق ہوش نہ رہا سب بیخود ہو گئے عمرو نے پہلے تمام مال و اسباب صحبت کا لوٹا اور
موت آفتاب پرست کی داڑھی مونڈی اور ایک رقعہ لکھکر مونچھ مین اسکے باندھ دیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے ملعون تجھکو
آگاہ ہو کہ طول زنگی تیرے پاس قید تھا اور سپہ سالار حمزہ کا اسکے گلے مین پٹا تھا لہذا اسم مہر سپہر عیاری قطب
فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار عیار حمزہ صاحبقران عالیوقار گویا
تیری صحبت مین داخل ہوا اور تجھے بیہوش کر کے طول زنگی کو مع سپہ حمزہ کے لیگیا اور سن اے نابکار آفتاب پرست
عمرو کا یہ قاعدہ ہے ہر کافر سے داڑھی کا خراج لیتا ہے جو اُسے داڑھی کا خراج دیتا ہے اُسکی داڑھی رہتی ہے ورنہ منڈ جاتی
ہے اگر تو خراج دیگا تو داڑھی تیری رہیگی نہین تو منڈ جایا کریگی اور حجرہ کھول کر آیا طول زنگی کو کھانا کھلایا اور بیہوش
کر کے زنبیل مین ڈال کر قلعے کے دروازے کے اوپر ٹھہر رہا صبح کو جب دروازہ کھلا پہلے نکل کر عمرو راہی ہوا یہان صبح کو
موت آفتاب پرست مع اہل محفل ہوش مین آیا تھا اور تمام اہل محفل کا حال خراب پایا دیکھا کہ مونچھ مین ایک کاغذ
بندھا ہے اور داڑھی ندارد چہرہ صفا چٹ میدان ہے خس و خاشاک کا نام نہین کاغذ جو کھولا تو شاہ نے پڑھا
معلوم ہوا کہ عمرو یہ گت بنا کر چلا گیا وہ گویا یہ تھا عمرو تھا بہت منفعل و خجل ہوا عمرو وہان سے چلا عنقطلی آباد
مین پہونچا ملکہ جادو نے ساحرونکو لگا رکھا تھا وہ جادوگر عمرو کو ملکہ کے پاس لیگئے ملکہ نے شہر عنقطلی آباد
کی عمرو کو سیر کرائی عمرو صورت پری بدلے ہوئے ساتھ گلشن جادو اور گلستان جادو کے تمام شہر عنقطلی آباد مین
پھرا انکو ملکہ جادو کے پاس ناخوب گایا بجایا صبح کو ملکہ نے وعدہ کیا کہ جب لشکر صاحبقران یہان آئیگا تو مین
انکی مدد کرونگی یہ کہکر عمرو کو سرحد عنقطلی آباد سے باہر پہونچایا عمرو وہان سے روانہ ہوا لیکن حال سنیے لشکر صاحبقران کا
کہ رستم زمان شہزادہ علم شاہ نوجوان اپنے خیمے سے آئے تھے اور بارگاہ سلیمانی مین جاتے تھے کہ ایک پنجہ آسمان سے آیا
اور علم شاہ کو اٹھا لیگیا یہ خبر صاحبقران کو ہوئی نہایت پریشان ہوئے فرمایا تلاش کرو سرکاری ملازم اور
سانڈنی سوار چہار طرف روانہ ہوئے لوگ جستجو علم شاہ کی کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو سر فرخ شہسوار کا لیے ہوئے
مع طول زنگی کے پہونچا صاحبقران کو اور بادشاہ اسلام کو سلام کیا اور سر فرخ شہسوار کا زنبیل سے نکال کر سامنے

رکھدیا صاحبقران نے سر فرزند کا اپنے سینے سے لگالیا اور خوب روئے تمام سردار اشکبار ہوئے گویا غم فرخ شہ
کا تازہ ہوگیا الغرض بعد گریہ وزاری اور ماتمداری کے سر کو جسم سے ملاکر قبر مین دفن کیا قرآن خوان قبر پر مقرر ہوئے
بخورات ہونے لگے شامیانہ زربفتی قبر پر کھنچوایا ایسا سبکو تو ماتمداری مین شہزادہ فرخ شہسوار قلندر کے رنج سے

دو کلمے داستان حیرت بیان علم شاہ عالیشان کے تحریر ہوتے ہین

واقعہ خوانان شیرین زبان و نشیبان خوش بیان مشاطہ کلک جواہر سلک سے اس داستان عجائب نشان کو
یون زیب قلم لاتے ہین کہ جب رستم پیلتن و پیلپا کشتہ دو دل ہندی و کتیان فرنگی یعنے شہزادہ علم شاہ فرزند
جگر بند امیر بالاتوقیر حمزہ صاحبقران کو دیو نے اٹھا لیگیا اور گرتا ہوا ہین تھپکسکر صدمہ باد تند سے بیہوش ہوگئے
بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا اپنے تئین ایک صحرا مین دیکھا اور ایک دیو کو سامنے کھڑا ہوا پایا علم شاہ نے
پوچھا تو کون ہے اور کیون مجھے اٹھا لایا ہے دیو نے کہا مین تجھے قلعہ اہلش حصار کو لیجاؤنگا لیکن اسوقت
میرے خیال مین آیا کہ مدت سے گوشت آدمی کا نہین کھایا اب کھانا چاہیے اسواسطے آسمان سے
اترکر یہان ٹھہرا ہون اب مین منھ کھولتا ہون تو میرے منھ مین کود پڑ مین تجکو یونہین نگل جاؤن دانت
نہ لگاؤن کہ تجکو اذیت ہوگی علم شاہ نے کہا کہ او تیرہ روزگار تو غافل پاکر مجھے میرے لشکر سے اٹھا لایا
تو نے بڑا غضب ڈھایا اب مین تجھے بے مارے نچھوڑونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا دیو ہنسا کہا کہ تو مجھے ڈراتا ہے
یہ کہکر ہاتھ دوڑایا کہ اٹھا کر منھ مین رکھلون علم شاہ نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ منھ کے بل وہ دیو
سامنے آیا علم شاہ نے بقوت تمام سر پر ایک گھونسا لگایا کہ مغز اسکا پھٹ گیا گر کر واصل جہنم ہوا مگر علم شاہ
مارکر اس دیو کو پچتائے کہ اب خدا جانے کدھر جاؤن اور کہان سرگردان پھرون ناچار وہان سے ایک
طرف کو روانہ ہوئے چلتے چلتے دوپہر آگئی دیکھا کہ ایک چرواہا کچھ بکریان اور بھیڑین چراتا ہے پیاس کا
غلبہ تھا اس گڈریے کے قریب آکر جو دیکھا تو اس چرواہے کے چہرے سے آثار سرداری وسالاری ظاہر
تھے دل مین اپنے کہا کہ یہ گڈریا نہین ہے کوئی سردار زادہ ہے الغرض علم شاہ نے اس گڈریے سے کہا کہ
مین بہت پیاسا ہون اسنے جلدی سے ایک بکری کا دودھ دوہکے علم شاہ کو دیا علم شاہ دودھ پیکر سیر و
سیراب ہوئے اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے حال اپنا بیان کر تو مجکو ہرگز چوپان نہین معلوم ہوتا ہے اسنے
جو یہ کلمہ سنا رونے لگا اور کہا کہ مین کیا اپنا حال بیان کرون عجب مصیبت مین گرفتار ہون اور آپ میرا
حال سنکر کیا کیجیے گا علم شاہ نے کہا تو بیان تو کر خدا چاہے تو تیری مصیبت دور ہو جائیگی چوپان نے
کہا شاید آپ خداپرستون مین سے ہین علم شاہ نے کہا کہ مین بیٹا ہون حمزہ صاحبقران زمان کا ایک
دیو میرے لشکر سے مجھے اٹھا لایا تھا اس صحرا مین واسطے کھا جانے کے مجکو اتارا مین نے اس دیو کو مار ڈالا ہے اب
سرگردان پھر رہا ہون اسوقت چوپان نے اپنی تمام مصیبت بیان کی کہا کہ اے شہریار یہان سے
قریب ایک دربند ہے کہ اسکو دربند خسروانہ کہتے ہین وہان کا مین حاکم تھا اور اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا
اتفاقاً قرطاس بلکفری سپہ سالار سعد شمرخ مو حاکم سعدانیہ کا بھی اس نازنین کی محبت کا دم
بھرتا تھا اور مجھسے وہ نہایت رشک وحسد کرتا تھا چنانچہ سعد شمرخ مو قرطاس بلکفری اپنے سپہ سالار
کی خاطر سے فوج لیکر آیا اور مجکو گرفتار کر لیا دربند میرا میری حکومت سے چھین کر قابض ہوا اور قرطاس بلکفری
کی شادی میری معشوقہ کے ساتھ کر دی بعد اسکے مجسے کہا کہ تو میری بکریان چرایا کر نہین تو مین تجھے

مار ڈالونگا جب سے مین نے چار ناچار چوپانی اختیار کی اور چند مدت سے یونہین اوقات اپنی بسر کرتا ہون علمشاہ نے
کہا ای خسرو اگر تو مسلمان ہوجا تو مین سعد شرخ مو کو سزا سے سخت دون اور تیرا دربند تجکو دلاکر حاکم سابق دستور
کردون اُسنے کہا ای شہریار جسوقت آپ اُسے زیر کرینگے اور مجھے حاکم شہر کر دینگے بیشک اسلام لاؤنگا علمشاہ نے
کہا کہ تو مجھے راستہ شہر سعد ابنیہ بتادے خسرو نے نشان بتادیا وہان سے علمشاہ نے دربند خسرو اُنہیے
کا راستہ لیا دوسرے دن صبح کا وقت تھا کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا جب دامن گرد چاک ہوا
علمشاہ نے دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل گرز گران سنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیے ہوئے پانچہزار سوار سے
ساتھ مین آتا ہے علمشاہ ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہورہے اور تماشا دیکھنے لگے کہ ایک شخص کی نگاہ
جو پڑی حسن و جمال بیمثال اور جاہ و جلال و شوکت و اقبال شہزادہ ملک خصال کا دیکھکر حیران ہوا
قرطاس سے کہا کہ عجب ایک جوان حسین زیر درخت کھڑا ہوا ہے آجتک ایسا جوان رعنا نہین دیکھا قرطاس نے
کہا ہمارے پاس اُسے بلا لاؤ ایک شخص علمشاہ کے پاس آیا سلام کیا اور کہا آپکو قرطاس یکضربی نے
بلایا ہے علمشاہ نے پوچھا کہ قرطاس کون ہے اور کہان سے آتا ہے کہان جائیگا اُسنے کہا کہ سعد شرخ مو کا یہ
سپہ سالار ہے کچھ فوج لیے ہوئے شہر آتش حصار کو جاتا ہے علمشاہ نے کہا کہ مجھے اُسکے پاس جانے سے
کیا سروکار ہے اُسنے عرض کیا کہ فقط ملاقات منظور ہے علمشاہ نے فرمایا کہ وہ خود میرے پاس چلا آئے
اُسنے جاکر قرطاس سے یہ سب گفتگو بیان کی قرطاس نے کہا کہ مین خود چلکر دیکھونگا یہ کہکر گھوڑا اپنا بڑھا کر
قریب علمشاہ کے آیا جسوقت چہرہ علمشاہ پر اُسکی نگاہ پڑی عجب دبدبہ اور شان و شوکت دیکھی کہ دنگ
رہگیا پوچھا ای جوان تو کون ہے حال اپنا بیان کر علمشاہ نے تمام حسب و نسب اپنا اور حقیقت یہان پہونچنے
کی بیان کی اور کہا کہ جاتا ہون سعد شرخ مو کی تنبیہ کرونگا کہ اُسنے خسرو پر ظلم کیا ہے کہ ملک اُسکا چھین
لیا ہے قرطاس یکضربی نے یہ سُنکر کہا کہ ای عزیز تو اپنے تئین بڑا شجاع اور بہادر جانتا ہے سعد شرخ مو
میرا بادشاہ ہے پہلے مجھسے سامنا کرلے پھر سعد شرخ مو سے مقابلہ کرنیکو جانا علمشاہ نے کہا
مین موجود ہون قرطاس نے کہا جو ضرب رکھتا ہو لا علمشاہ نے جواب دیا ہم اہل اسلام مین
پیشدستی کرنا ہمارا دستور نہین ہے قرطاس نے کہا اچھا خبردار ہو اور نیزہ اُٹھاکر مارا علمشاہ نے نیزے کو
نیزے پر لیا چند طعن مین نیزہ قرطاس کے ہاتھ سے نکالدیا قرطاس نے غضب مین آکر گرز گران سنگ مارا علمشاہ
نے سپر پر گرز کو رد کیا وہ گرز زمین پر گر پڑا اگر دراڑی کہ سب لوگ گرد مین ہوگئے علمشاہ اُس تتق گرد سے
نکلے تھے کہ قرطاس نے دوسرا گرز کا وار کیا وہ بھی علمشاہ نے رد کر دیا قرطاس نے تیسرا حملہ کیا ابکی
علمشاہ نے کلہ عمود پکڑ کر جھٹکا دیا اور گرز اُسکے ہاتھ سے علمشاہ نے چھین لیا قرطاس نے جھپٹکر تلوار کا وار کیا
علمشاہ نے ایک چپکی دیکر تلوار بھی چھین لی قرطاس علمشاہ سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھرکے بعد
علمشاہ نے لنگر اُسکا توڑکر اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور سینہ پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ دین اسلام
قبول کر لقا پر اور اُسکے پرستارونپر لعنت کر قرطاس یکضربی نے کہا ای شہریار مین نے غلامی آپکی اختیار کی لاکلام
لعنت لقا پر اور اُسکے پرستارونپر مگر ایک التماس ہے کہ میری زوجہ خسرو کو نہ دیجیگا علمشاہ نے کہا تو خاطر جمع
رکھ ایسا نہین ہوگا القصہ قرطاس نے اپنے ہمراہیونکو بلا کر کہا کہ مین نے دین اسلام اختیار کیا تم اسلام
قبول کرنے مین کیا کہتے ہو سب نے جواب دیا کہ ہم آپکے ہمراہ ہین غرضکہ ساتھ والے بھی قرطاس یکضربی کے

مسلمان ہوئے قرطاس نے اسی مقام پر خیمہ برپا کیا علمشاہ کو خیمہ میں لیگیا دعوت وضیافت کی دوسرے دن علمشاہ
کوچ کر کے شہر سعد اشہر پر آئے یہ خبر سعد شمرخ شو کو ہوئی کہ لشکر حمزہ بارادۂ رزم وپیکار آتا ہے قرطاس کم ظرف نے اس کو زیر
ہو کر دین اسلام قبول کیا اور اطاعت اختیار کی چنانچہ وہ بھی لشکر حمزہ کے ساتھ ہے یہ سنکر سعد شمرخ شو لشکر لیکر شہر سے باہر آیا
مقابل میں لشکر علمشاہ کے خیمہ استادہ کرایا دو اہل بارگاہ سو ناچ دیکھنے لگا شراب خواری ہونے لگی نشۂ شراب میں آکر
طبل جنگ بجوایا اسوقت لشکر علمشاہ میں بھی نقارہ کو زدی چوب پڑی رات بھر جانبین میں سامان جنگ رہا صبح کو
خوصلہ کارزار میں دونوں لشکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال نقبا نے بلند آواز نشیب وفراز چلے گئے قاہر
دربندی سعد شمرخ شو سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا قرطاس نے چاہا کہ اسکے مقابلے کو نکلے
علمشاہ نے اسے منع کیا اور آپ جا کر مقابل ہوا کیا بعد رد وبدل اور زد وخورد کے قاہر نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزہ اسکا
ہوا میں کیا اسنے تلوار ماری علمشاہ نے سپر روک کر جوابی ایک ہاتھ تیغ یمانی فرنگی کا مارا مع مرکب قاہر دربندی کے
چار ٹکڑے ہوئے علمشاہ نے پھر مبارز طلب کیا سعد دربندی مقابلے کو آیا اور آتے ہی حملہ آور ہوا علمشاہ نے
حملہ اسکا رد کر کے ایک ہاتھ تیغ کیانی کا کمر پر مارا اہل جہان تڑپ کے دو ٹکڑے ہوئے علمشاہ نے پھر مبارز طلبی کی
طاہر شمرخ شو مقابلے کو آیا اور برابر آ کے تلوار کا وار کیا علمشاہ نے تلوار اسکی چھین کر نیچے کمر میں ہاتھ ڈالکر
سر سے اٹھالیا اور سر پر پیچ دیکر آسمان کیطرف اچھالدیا اور گرتے ہوئے ایک ہاتھ تیغ کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر گرا جب
سعد شمرخ شو نے دیکھا کہ اسنے تین پہلوان زبردست بہادر دونکو مارا دل میں کہا کہ اس سے کوئی عہدہ برآ
ہو گا فوج کو اشارہ کیا کہ مار لو اس عدا پرست کو چالیس ہزار سوار چہار طرف سے علمشاہ پر ٹوٹ پڑے علمشاہ
بھی تلوار پکڑ کے نعرہ کرتے ہوئے فوج پر گرے خوب تلوار چلی کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہو گئے دریا خون کا بہا دیا
علمشاہ بھی لڑتے ہوئے قریب اس بادشاہ سعد شمرخ شو کے پہونچے رفقائے سعد شمرخ شو جانبازیاں کھانے لگے
علمشاہ ان سبکو مار کر پاس تخت سعد شمرخ شو کے آئے سعد شمرخ شو نے تلوار ماری علمشاہ نے جھپٹکی دیکر تلوار چھین لی
اور بزور دست ہاتھ سے تمام تخت سے سعد شمرخ شو کو اٹھا کر اور سر سے بلند کر کے کہا کہ دین اسلام قبول کر
اور لعنت کر دین اٹھا پرستی پر اسنے کہا کہ ایک شرط ہے علمشاہ نے کہا وہ شرط کیا ہے بیان کر کہا کہ اگر شہر آتش حصار
کو آپ فتح کریں تو میں دین خدا پرستی بصدق دل قبول کروں علمشاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکے سعد شمرخ شو
کو چھوڑ دیا سعد شمرخ شو نے پکار کر کہا اے سرداران اور اے لشکریان میں نے اطاعت اس شہریار کی قبول کی اب
کیوں لڑتے ہو سب نے جدال سے توقف کر کے تلواریں میان میں کیں سعد شمرخ شو علمشاہ کو ہمراہ لیکر
شہر میں لایا دعوت وضیافت کی علمشاہ نے پہلوان خسرو دربندی کو بلایا اور سعد شمرخ شو سے دربند کی حکومت خسرو کو
دلوادی بعد اسکے کہا اے سعد شمرخ شو ہم شہر آتش حصار پر جائینگے اور بتائید ایزدی اسے بھی فتح کرینگے سعد شمرخ شو نے
کہا اے شہریار آپ وہاں نجائیں میں بصدق دل اسلام لاچکا ہوں علمشاہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کا قاعدہ ہے
کہ جس امر کا ارادہ کرتے ہیں جبتک اسکو بانجام نہیں پہونچاتے ہیں آرام نہیں لیتے ہیں تم اپنے شہر میں رہو میں وہاں
جاؤنگا سعد شمرخ شو نے کہا کہ ساحر وہاں کے بڑے زبردست ہیں وہاں سب کارخانہ طلسم کا ہے آپ وہاں نجائیے
علمشاہ نے نمانا اور چند آدمیوں سے طرف شہر آتش حصار کے کوچ کر کے روانہ ہوئے اس قصہ کو یہیں چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان جنگ لشکر اسلام ولشکر کفار کے بیان ہوتے ہیں

بہادران ودلیران میدان جدال وقتال وشجاعان صاحب جلال وشوکت واقبال معرکہ آرائے سرداران لشکر اسلام

بعد صفدری و جوانمردی یون قلم برداشتہ تحریر کرتے ہین کہ طہماس بداساس جب ہاتھ سے لقا بدار سفید پوش کے
زخمی ہوا اور وہ لقا بدار سفید کون ہے حارث ابن سعد ہے جو نشان دین محمدی کا علم کعبہ سے لیکر آیا ہے اُسنے
طہماس کو زخمی کیا طہماس کے زخم کا علاج ہونے لگا بعد چند روز کے طہماس کے زخم اچھے ہوئے غسل صحت کیا
بارگاہ لقا مین آیا پہلے پرستندگی کی بجا لایا پھر دنگل پر اپنے بیٹھا شراب خواری کرنے لگا جب خوب نشے مین چور ہوا لقا
نے کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین خدا پرستون سے معرکہ آرا ہے نبرد ہونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر لشکر
اسلام مین ہوئی ادھر نقارۂ رزمی نواز ہوئی یا رات بھر جانبین مین تیاری جنگ کی ہوئی صبح کو میدان داری کا سامان ہوا
دونون لشکر مقابل ہو کر صف آرا ہوئے میمنہ و میسرہ آراستہ ہوا قلب لقا ست کرکے چلے گئے طہماس لقا سے اجازت لیکر میدان
مین آیا مبارز طلب کیا اسد بن کرب غازی اپنے مرکب کو جنبش دیکر بادشاہ اسلام سے رخصت طلب ہوا بادشاہ اسلام
فرمایا کہ تم قصد جنگ نکرو اور لوگ مقابلہ کرنے والے ہین اسد شیر دل نے عرض کیا کیا حضور آپ نے ایسا نامرد جانتے ہین کہ رخصت
میدان حرب نہین دیتے آپ دیکھ لیجیے گا ایسی تلوارین مارونگا کہ تمام سرکشی اسکو بھلا دونگا بادشاہ اسلام نے ارشاد
کیا کہ تمکو اختیار ہے اسد شیر دل بن کرب دلاور بجلی کیطرح کوندتا ہوا برابر طہماس کے آیا طہماس نے بارادہ
لگدزنی کے گلگون سیاہ رنگ بڑھایا پہلے لگدزن ہوا پھر لقانہ لاف زن ہوا طہماس نے اسد کو للکارا
اسد شیر دل نے نیزہ مارا طہماس نے نیزہ سے نیزہ کو رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون برابر رہے اسد نے تلوار ماری
طہماس نے رد کی اسد نے دوسرا وار کیا اُسنے پھر رد کیا اب اسد طہماس پر برس پڑا پیہم تلوارین مارنے لگا طہماس کا
یہ حال کہ ہمہ تن چشم بنکر تلوار روک رہا تھا جب ہاتھ اسد کا تھک گیا اور سست ہوا طہماس نے جو مہلت پائی ساطور
مارا اسد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُترا پایا اسد نے دشنہ مارا ساطور سے نکل گیا
چادر خون کی منہ پر آ گئی غش آنے لگا طہماس نے لشکر کیطرف دیکھ کر پکارا کہ اسد زخمی ہوا لیجاؤ اُسے اور کسکو میرے
مقابلے کو بھیجو شاہزادہ خاور سیاہ قاسم دیجاہ بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اسپ شبک خیز کو جولان کر
مقابلے کو آئے اسد کو لوگون نے ساتھ کرکے پھیر دیا آپ مصروف جنگ ہوئے بعد لگدزنی اور ہم سخنی نیزہ بازی ہوئی
قاسم نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے ساطور مارا قاسم نے سپر آہنی کو چہرے کی پناہ کیا ساطور سپر کو دو نیم کرکے
چار انگل سر مین اُتر آیا قاسم نے دشنہ مارا ساطور نکل گیا اُسی حالت زخمداری مین تیغہ بلارک افراسیابی
کا ہاتھ مارا تلوار سر پر پڑی طہماس نے سر کو کھینچا تا وار سر سے طہماس کے نکل کے گینڈے پر پڑی گردن گینڈے کی قلم ہوئی
طہماس مع گردن مین پر گرا فوج کفار قاسم پر آ پڑی قاسم بھی کفار پر جا پڑے ترک خاوری قاسم کی مدد کو آئے جنگ مغلوبہ
ہو گئی دن بھر لڑائی رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر سپاہ نے پھر سے خیمون مین داخل ہوئے زخمیون کے علاج ہونے
لگے بعد دو ہفتے کے طہماس نہایا بارگاہ مین لقا کی آیا لقا کو سجدہ کرکے دنگل پر بیٹھا میکشی کرنے لگا جب خوب نشے مین مست ہوا
طبل جنگ کا حکم دیا کبیر تک شاہ نے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی آئے بعد دعا ثنا کے
عرض کیا کہ طہماس نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ معرکہ آرا ہے نبرد ہو بادشاہ اسلام نے کہا ہمارے بھی لشکر مین طبل
نبرد بجا دو تا بجید بدار نقارۂ رزمی پر چوب پڑے بموجب حکم بادشاہ اسلام طبل سکندری گرجا میدان جدال و قتال گونجنے لگا جا بجا
رات غلغلۂ سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ہے نبرد ہوئے بعد آراستگی صفوف لشکر طہماس لقا کے سامنے آیا سلام کرکے
سجدہ کیا اجازت میدان چاہی اُس نے کہا بجا ہے دست بجنبا پشت پر طہماس کے پھیرا اور کہا کہ جا تجکو مین نے نظر کردہ اپنا کیا اب کوئی تیرا
تیری زمین نہ لگا سکیگا طہماس نے سر اٹھا کر گینڈے پر سوار ہوا خوب سمرا یا میدان لگا دکھایا تھے مبارز طلب کیا غازیان شیر افگن جاہ و دلیران

تھوڑی شعار نے قصد مقابلے کا کیا تھا کہ صاحبقران زمان نے سبکو منع کیا اور میدان کو قرق کروا کر خود بادشاہ اسلام
کے سامنے آئے اور مجرا کر کے اجازت طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بسم اللہ حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور جام کلہ عفریت
لبریز کر کے صاحبقران کو دیا صاحبقران نے نوش فرمایا اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر میدان میں سامنے طہماس کے
طہماس کی گیند اور نیزہ اکر گاو زن ہوا دو قدم گیند طہماس کا لپیٹا ہوا اور تین قدم مرکب صاحبقران زمان پیچھے ہٹا
طہماس نے ٹھوکر مار کر گیندے کو بڑھایا اور کہا کہ اے حمزہ ایکبار تو میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہے اور آج پھر مقابلے کو آیا ہے
لقائے خدا سے باخبر آج بے فیصلہ کیے نہ چھوڑونگا یہ کہکر نیزہ کا وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے پر لیا ستر طعنوں کے نیزہ
طہماس کا ہوائی کیا طہماس برہم ہوا اور ساڑھے نو سو من کا ساطور اپنے پر سے اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر مارا
صاحبقران نے سپر گشت سپر دو کا سیون میں نیچے پیدا ہوئے اور ساطور کو پکڑ لیا ہر چند طہماس نے زور کیا ساطور
چھوڑا طہماس پکارا کہ اے حمزہ یہ عجب طرح کی سپر ہے کہ ساطور کو چھوڑتی نہیں امیر نے کہا اے طہماس یہ میں اس سپر کو جہر
کی پناہ مانگتا اگر منظور ہو کہ نہ میں تیرے ہاتھ سے زخمی ہوں نہ تجکو میرے ہاتھ سے گزند پہنچے میں چاہتا ہوں کہ میرے نیزے
پر دو بازو مائی ہو جائے جو جسپر غالب آئے وہ اسکو اپنے حلقہ اطاعت میں لائے طہماس نے کہا آئین موجود ہوں اب
صاحبقران نے سپر کے پیچ ڈھیلے کیے ساطور چھوٹ گیا طہماس ساطور کو ہاتھ سے رکھکر دست و گریبان ہوا مرکب انکی
تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے انجام کار دونوں کو پیدل کشتی ہونے لگی تخت یارک نے لقا سے کہا اب طہماس میدان سے نہیں
آتا معلوم ہوتا حمزہ دیو بند ہے اسکو باندھکر لیجائیگا لقا بولا کہ تو کیا واہیات بکتا ہے طہماس میرا ستون قدرت ہے نہیں کوئی
اسکو گرا سکتا یہ ذکر تھا کہ گرد و غبار کا شق اٹھا اور تعداد لشکر زوندان اور تعداد لشکر کند زان و دلاور سوار کی جمعیت
سے آئے اور شریک لشکر کفار ہوئے پھر ایک گرد کا غبار اور اٹھا اور قاہر بن کہر پا چشم چچا زاد بھائی طہماس کا لاکھ
سوار سے آیا اور شریک لشکر طہماس ہوا یہاں صاحبقران سے طہماس سے کشتی ہو رہی تھی دن بھر تعجب کشتی ہوتی
کو بھی جدا نہوئے دونوں طرف سے روشنی آئی تمام میدان روشن ہو گیا ادھر بادشاہ اسلام مع سرداران ذوی الاقتدار
تماشا دیکھنے کو بیٹھے ادھر لقا بھی مع کفار سیر کر رہا تھا چار شبانہ روز برابر کشتی رہی پانچویں روز کہ پہر دن باقی تھا طہماس نے
پکارا اے حمزہ اب ایا روز آخری کچھ کرتا ہوں یہ کہکر بلک لپکا اور کوئی ساٹھ قدم کھینچ کر جھٹکا دیا کہ پایاں اٹھنا حمزہ صاحبقران
کا زمین سے اٹھنا ہوا صاحبقران نے جو لنگر مارا پشت پا سے صاحبقران زمین میں غرق ہو گئی طہماس نے ہر چند
زور کیا مگر اس وقار سے لنگر بے متعلق جنبش نہ کی آخر کار عاجز ہو کر ہاتھ اٹھایا اور کہا کہ مجھ میں جتنا زور تھا میں کر چکا
اب تجھ سے جو ہو سکے قصور نہ کر صاحبقران اٹھ کھڑے ہوئے اور سینے میں طہماس کے سر دیکر ایسے دوڑے کہ بارہ قدم لیجاکر
جھٹکا دیا کہ زور زمین زور تو طہماس کے زمین پڑ کے طہماس نے چاہا کہ لنگر مارے صاحبقران نے لنگر قائم نہونے دیا اور ہاتھ پکڑ کر
نعرہ صاحبقرانی کر کے طہماس کو اٹھا لیا اور سر پر پیچ دیکر زمین پر پٹکا طہماس نقش زمین ہو کر رہ گیا صاحبقران نے
سینے پر چڑھکر مشکیں باندھیں اور عمر کے حوالے کیا پھر طبل بازگشت بجوا کر میدان نبرد سے مراجعت فرمائی ادھر لقا نہایت
آزردہ پریشان و بدحواس پھرا لشکر صاحبقران جو بارگاہ سلیمانی میں آئے دربار کیا خاصہ نوش فرما کر آرام فرمایا صبح کو
بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے بادشاہ اسلام کو سلام کر کے دلکش شوکت پر متمکن ہوئے جب دربار معمور ہو چکا عمرو سے
فرمایا کہ طہماس کو لاؤ عمرو نے اسوقت طہماس کو لاکر حاضر کیا طہماس نے بطریق لقا پرستان سلام کیا صاحبقران نے
جواب سلام نہ دیا مگر کمال عزت و توقیر سے پیش آئے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی جام مئے ارغوان نوش کیا بعد اسکے پوچھا
اے طہماس تجھے تعجب ہے کیونکر زیر کیا وہ بولا کہ مجھکو اپنے بتوں سے کہ کری زیر کیا فرمایا کہ اب شناخت پروردگار عالم میں کم

کیا کہتے ہو کسواسطے کہ ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ جب ہم اتمام حجت کر لیتے ہیں تو اُسے اپنے دین کیطرف تلقین کرتے ہیں اگر اُسنے دین
ہمارا قبول کیا تو وہ برادر ایمانی ہمارا ہی نہیں تو ہم اُسے قتل کرتے ہیں یہ کہکر کچھ کلمہ حمد و ثناے پروردگار عالم کے ارشاد کیے
اور مذمت لقا سے بے لقا کے بیان کے اور خوف نار دوزخ کا دلایا اور فرمایا ای طلماس اب بھی باطل پرستی سے باز آ پرستش
لقا کی ترک کر دین اسلام قبول کر طلماس نے کہا یا امیر جو کچھ آپنے فرمایا سب میرے ذہن میں آیا حقیقت میں لقا قابل پرستش
نہیں ہی جھوٹے دعوے خدائی کے کرتا ہی کاذب مطلق ہی دین آپکا برحق ہی لیکن آپ اگر قتل کرنیکا کلمہ زبان پر نہ لاتے تو بیشک
مین اسلام قبول کرتا اور اب قتل ہونا مجھے قبول ہوا اور دین آپکا اختیار کرنا منظور نہیں ہی کسواسطے کہ تمام زمانہ مجکو کہیگا
کہ یہ طلماس خوف جان سے مسلمان ہوگیا اب مجھے شوق سے قتل کیجیے ہر چند حمزہ صاحبقران نے اور جملہ سرداروں نے
سمجھایا کہ دین اسلام قبول کر طلماس نے نمانا اور کہا کہ اب تو جو میری زبان سے نکلا وہ نکلا القول قول مردان جان دارد
مین اپنے قول سے نہ پھرونگا صاحبقران نے فرمایا مین تجھ ایسے بہادر کو قتل نکرونگا مگر قید مین رکھونگا اور ارشیون کو
سے کہا کہ تم اپنے یہان اسے لیجاکر قید مین رکھو ارشیون اُسیوقت طلماس کو زندانخانے مین لیگیا ہرکارون نے یہ خبر لقا
کو پہونچائی کہ حمزہ نے ہر چند چاہا کہ طلماس دین اسلام قبول کرے مگر وہ مسلمان نہوا لقا نے کہا کہ وہ میرا بندہ خاص تھا مین
ہی ہرگز مجھسے برگشتہ نہوگا یہ سنکر تیغدار گرد زندان نے کہا یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین ان سب خدا پرستون کا کام
تمام کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر لشکر اسلام مین پہونچائی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر
سامان جنگ ... ہا صبح کو غلغلہ برپا ہوا کہ حمزہ صاحبقران فرش خواب سے غائب ہوگئے ہر چند تلاش کیا کہین سراغ نپایا آخرکار
بادشاہ اسلام نے عمر سے کہا ای خواجہ صاحبقران کی جستجو بلیغ کرو عمر پہلے خواجہ بزرگ امید کے پاس گیا اور کہا کہ آپ
علم نجوم سے دریافت کیجیے کہ امیر کہان ہین اور مین کسطرف صاحبقران کو تلاش کرنیکو جاؤن اُنھون نے قرعہ پھینککر رمل مین
دیکھکر دریافت کرکے کہا کہ ای خواجہ تم شہر آتش حصار کیطرف جاؤ اُسیوقت خواجہ عمرو بانی عیاری کے درست کرکے اور
کمر ہمت کو چست کرکے روانہ ہوے مگر اُسیکے طبل جنگ بج چکا تھا دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوے بعد صف
آرائی و نقابت نقیبا سے بلند آواز کے تیغدار گرد زندان لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا قارن گرگین
پر سوار اُسکے مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی قارن نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا آپنے تیغہ مارا کہ سپر قلم کرکے سر پر
پڑا تا دابرو اُترآیا اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ غش آنے لگا اُسکا فرس لیکر قارن کو اور تلوار لگاکر شہید کرنے
کو ایرجا دلپو جنگال دوڑ پڑا قارن کو پھیردیا آپ سامنا کیا تیغدار نے وہی تیغہ خون آلودہ ایرجا کو مارا ایرجا نے تیغہ سپر
پر روک کر دونون چنگال مارے کہ سینہ کو اُسکے زخمی کیا لیکن اُسکے کمربند میں ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ تڑپکر مرگیا فوج اُسکی ایرجا پر حملہ آور ہوئی ایرجا بھی نوبدست پکڑ اپکڑا قتل کرنے لگا اہل اسلام مدد کو ایرجا کی آئے جنگ
مغلوبہ ہوگئی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکرون نے مراجعت کی بادشاہ اسلام ایرجا کو زرنثار کرتے ہوے لیگئے ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ تیغدار خوکدندان نے طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے رات بھر تیاری جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین آئے بعد صف آرائی کے تیغدار خوکدندان سامنے لقا کے آیا اجازت میدان طلب کی لقا
نے کہا جا تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا تیغدار گینڈے پر سوار ہوکر عرصہ کارزار مین آیا پکارا کہ ہے کوئی ایسا جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ آوے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ سنکے آزد شیر کوہی پادشاہ اسلام سے رخصت لیکے تیغدار خوکدندان کے مقابلے
کو آیا لیکن لڑائی اور رزمی اور ہم سنجی کے نیزہ بازی ہوئی آزد شیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری سپر کو
آزد شیر کی قطع کیا سر پر پڑی تا دوابرو اُتر گئی آزد شیر نے دستانہ مار تلوار نکل گئی اور زخم سر کا باندھکر شہید آیا کہ

وار کیا تیغدار نے جانے دیا آرشد سبز کو تکان جو پہونچی غش طاری ہوا تیغدار نے چاہا کہ آرشد سبز کو تلوار مارے
کہ تہمتن خان خاوری دوڑ پڑا ارشد سبز کو پھیر دیا آپ سامنا کیا تلوار چلنے لگی وہ بھی زخمی ہوا الماس خان شاطر بچا
کر آیا وہ بھی زخمی ہوا جب کئی سردار تیغدار کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اُسوقت اُسنے مرکب تیز رفتار کی باگ لی جیسے یکہ تاز خاوری
ولاوری کہتے ہیں ویسے شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم دیجاہ لعل خنگان جوہر خاوری مرکب کو اڑا کر برابر تیغدار
خوکدندان کے آیا بعد ترکا و رزنی اور سہم سخنی کی وہی تیغہ خون آلود قاسم پر مارا قاسم نے سپر پر رد کیا اور تیغہ پلارک افراسیابی
کا ہاتھ مارا تیغہ خود پر جیکا تھا کہ زیر تنگ دبا کر بوسہ زمین کو دیا برابر سے دو پارا ہوا لقا نے چاہا تھا کہ فوج کو تاراج
کرے قاسم پر ٹوٹ پڑے لیکن بختیارک نے منع کیا طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر پھرے بادشاہ اسلام قاسم
پر زر و جواہر نثار کرتے ہوئے لیگئے لقا بدست اُداس اور پریشان پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا تخت پر بیٹھا صحبت جلسہ
برپا ہوئی اور اُسنے خوشی ظاہر نہ کی پھر باجشم نے کہا کہ یا خداوند آپ اُداس ہون طبل جنگ بجوائیں کل میں ان خداپرستون کو
قتل کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام میں خبر پہونچی ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونوں لشکر میں
تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ آرا ہے کارزار دونوں لشکر ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال قاہر ہن تہ گینڈے پر سے
اُتر کر لقا کے سامنے آیا سلام کیا اجازت میدان طلب کی لقا نے کہا کہ جاؤ تمکو میں نے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا قاہر
بار دیگر گینڈے پر سوار ہو کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا جشید رفیق بدیع الزمان کے اُس سے مقابلہ کر کے
مجروح ہوئے دوپہردن بدیع الزمان نے خود مقابلہ کیا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بدیع الزمان نے چند
طعن میں نیزہ اُسکا ہوا لی کیا قاہر کو غصہ آگیا بڑھ کر تلوار بدیع الزمان کو ماری بدیع الزمان نے چاہا کہ
تلوار اُسکی ہاتھ سے چھین کر اُسے گینڈے پر سے اُٹھا لیں کہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود بدیع الزمان کا
سر سے اُلٹ گیا ادھر قاہر کی تلوار سر برہنہ پر پڑی زخم کاری لگا لیکن بدیع الزمان نے اُسی حالت
زخمداری میں زخم سر کو باندھکر ہاتھ تلوار کا مارا قاہر نے تلوار رد کر کے دوسرا وار بدیع الزمان پر کیا قضا نہ
شاہزادہ کا زخمی ہوا رفقا سے بدیع الزمان دوڑ پڑے بدیع الزمان کو لیگئے قاہر بھی طبل بازگشت
بجوا کر پھر گیا ادھر بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی میں آئے سب زخمیون کو لا کے ٹانکے دلوائے ادھر قاہر جو آیا
تو پوشاک رزم اُتاری اور لباس بزم پہنا شراب خواری کرنے لگا جب خوب مست ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
ادھر لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی بجا رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر معرکہ کارزار
میں آ کے صفیں آراستہ ہوئیں قاہر نے لقا سے اجازت لیکر کرگدن کو بڑھایا مبارز طلبی کی کئی سردار نامدار
شاہزادہ خاور سپاہ میں سے نکلے میدان میں آئے زخمی ہوئے پھر قاسم دیجاہ خود مقابلے کو آئے خوب نیزہ
بازی ہوئی قاسم نے نیزہ قاہر کا نکالدیا قاہر نے غصہ میں آکر تلوار ماری قاسم نے مرکب کو دیا کہ زیر بغل
قاہر کے آئے تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا اپنے قابو ہو کر چلا اوپر سے قاہر کی تلوار پڑی قاسم زخمی ہوئے مگر اسی
حالت زخمداری میں تیغہ پلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا سپر قلم ہوئی قاہر کمر و گردن اپنی بچائی گینڈے کے سر پر تلوار
پڑی بچا کر دن گینڈے کی قلم ہوئی قاہر سم کرگدن کے زمین پر گرا کفار دوڑے قاسم سے تلوار چلنے لگی اہل اسلام قاسم
کی مدد کو آئے اُس اثنا میں قاہر بھی گینڈے کے نیچے سے نکل کر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا اور لڑنے لگا تا شام ہنگامہ
جنگ مشغول رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے خیمون میں داخل ہوئے بادشاہ اسلام نے زخمیون کے
زخمون میں ٹانکے دلوائے قاہر جو بارگاہ لقا میں آیا لقا نے حال اُس سے دلکی پوچھا پاس بیٹھایا کہا تمکو میں اپنا سپہ سالار

کردونگا قاہر بہت خوش ہوا اور اُسیوقت طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی آئے حال
بیان کیا کہ قاہر کو آج لقا نے ڈنگل پر طہماس کے بٹھایا ہی قاہر نے خوش ہوکر طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا ہمارے لشکر
مین بھی کوس جنگی بجے بموجب حکم بادشاہ اسلام ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لیکن طہماس نے جو سُنا
کہ میرا ڈنگل قاہر کو ملا چپ ہو رہا بادشاہ اسلام سے کہلا بھیجا کہ کل معرکۂ کارزار مین مجکو بھی لیجئیے گا مین بھی تماشا
دیکھونگا بادشاہ اسلام نے ارشیون پر بیزادے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی کل طہماس کو بھی لیے چلنا القصہ رات
گزری صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین آئے اور صف آرا ہوئے قاہر لقا سے رخصت لیکر میدان مین
آیا کئی سردارونکو اہل اسلام کے زخمی کیا دو ایک کو جان سے مارا اور پکارا کہ ای خدا پرستو مجکو طہماس نہ تصور
کرنا کہ اُسے مین نے پکڑ لیا اور قید کیا بہتر یہ ہی کہ آکر لقا کو سجدہ کرو نہین تو آج تم سبکو قتل کرونگا طہماس نے جو سُنا کہ
مجکو قاہر حقارت یاد کرتا ہی قید آہنی کو توڑ کر اور کود کر ہاتی پر سے دوڑا برابر قاہر کے پہونچکر پکارا او تیرہ
روزگار ایک تو تو میرے ڈنگل پر بیٹھا دوسرے مجکو حقارت یاد کرتا ہی اب تجکو بسزا اپنے سنوشتہ پہونچاتا
ہون قاہر بولا ای طہماس اب تو میرے ساتھ لقا کے پاس چلا چل کہ وہ تیری بہت عزت کریگا طہماس نے پکارا
کہ او نابکار بہادر کسی کی قید سے بھاگتے نہین ہین فقط تجکو تنبیہ کرنے آیا ہون تجکو سزا دیکر پھر وہین چلا جاؤنگا
قاہر بولا اگر تیرا ارادہ لڑنے کا ہی تو آ جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا طہماس نے جواب دیا مین پہلے تجپر حربہ نکرونگا
تو اپنا حربہ کر اُسوقت قاہر نے تیغہ خون آلود طہماس کو مارا طہماس نے آتے ہوئے تیغہ کو خیال مین کرکے
تھپکی دی اور تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا پھر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا اور
چھاتی پر چڑھکر دھڑ سے سر کھینچکے میدان مین پھینک دیا لقا دیکھ یہ تماشا پکارا ارے اس ظالم کو مار لو
فوج کفار دوڑی طہماس کفار پر گرا بادشاہ اسلام نے طہماس کی مدد کیواسطے غازیان دیندار کو بھیجا
تلوار چلنے لگی دن بھر جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے طہماس بارگاہ
سلیمانی مین آیا اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ مین آپکا قیدی ہون آہنگرون کو بلائیے کہ زنجیر آہنی
مین مسلسل کرین بادشاہ اسلام نے کہا ای طہماس اب ہم تمھین قید نکرینگے طہماس بولا مین ہرگز نمانونگا
اور خود آہنگر کے پاس جاکر کہا کہ تو مجھے قید بہ زنجیر آہنی کر نہین تو تجھے قتل کرونگا اُسنے ناچار ہوکر پانون مین
بیڑیان ہاتھون مین ہتھکڑیان گلے مین طوق ڈالا پھر زندان خانے مین جا بیٹھا مگر قاہر کے مارے جانے سے
لقا ایسا ملول ہوا اور ہول و ہراس اسپر ہوا لقا نے چاہا کہ بھاگ کر قلعہ زرائیل مین چلا جائے یا در قلعہ بند
ہو بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند آج سے کل تک حمزہ نہین ہی طہماس کو زندان خانے سے بلوا لیجیے تو بہتر ہی وہ
تمام خدا پرستونکو ماریگا لقا نے وسواس عیار کو بلاکر کہا کہ تو لشکر حمزہ مین جا اور طہماس کو لے آ وسواس
اُسیوقت روانہ ہوا جب قریب لشکر اسلام کے پہونچا صورت بدل کر داخل ہوا طہماس کو تلاش کرتا ہوا قریب
زندان خانے کے پہونچا پہلے نگہبانان زندان کو بیہوش کیا دو پہر رات گئے زندان خانے مین آیا دیکھا کہ طہماس
غافل سو رہا ہی وسواس نے فوراً بیہوشی طہماس کو دی اور چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر
وہان سے لے نکلا قریب صبح کے خدمت مین لقا کی پہونچا پشتارہ سامنے رکھدیا اور عرض کیا کہ یہ طہماس
حاضر ہی لقا نے کہا اسے ہوشیار کرو وسواس نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا طہماس کو ہوش آیا دیکھا کہ سامنے
لقا ہی اور سردار اُسکے بیٹھے مین حیران ہوا کہ یہ خواب ہی کہ بیداری ہی لقا پکارا کہ ای طہماس مین نے تجکو بلوایا ہی

وسواس عیار تجھے لایا ہی بخبر ہنوز اُٹھ اپنے دنگل پر بیٹھ طہماس اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ زہر دشاہ مین قیدی ہون
خداپرستون کا اور بہادرون کا یہ دستور نہین کہ قید سے نکلکر بھاگ آئین لقا نے پوچھا کہ طہماس تونے اپنے
بھائی کو مار ڈالا طہماس نے کہا کہ اُسنے لاف وگزاف بہت کی تھی مجھے سُننے کی تاب نہ آئی مین نے غصہ مین اُسے
مار ڈالا لقا نے پوچھا کہ کیا تونے میری پرستش سے ہاتھ اُٹھایا طہماس نے کہا جسطرح مین تیرے پرستارون مین
تھا اُسیطرح اب بھی ہون حمزہ نے ہر چند کہا کہ اسلام اختیار کر مین نے اسلام نہ اختیار کیا یہ سُنکے لقا بہت
خوش ہوا اور پکارا کہ طہماس اب تو بے خوف میری بارگاہ مین رہ کسواسطے کہ جو تجھے گرفتار کریگا تھا
اُسے مین نے اپنے غضب مین گرفتار کیا ساحر آتش حصار پکڑ لیگئے بلکہ بیٹا اُسکا علم شاہ پہلے ہی سے جاکر
مبتلا سے بلا ہوچکا ہے طہماس نے کہا یا خداوند جبتک حمزہ اور اولاد حمزہ زندہ ہی مین خداپرستون کا قیدی
ہون آپنے مجھے ناحق طلب کیا مین اب لشکر اسلام مین جاکر رہونگا گبر ننگ شاہ زرائیلی طہماس کی گفتگو
سُنکر بولا کہ اے طہماس تو بڑا گدھا ہی کہ خداوند کا کہنا نہین مانتا اگر تونے صدق دل حکمی لقا کی کی تو تجھکو بے مارے
نچھوڑونگا طہماس نے کہا کہ یہ کیا بکتا ہی گبر ننگ شاہ نے برہم ہوکر تلوار کھینچی اور جھپٹکر ہاتھ مارا طہماس نے
تلوار اُسکی چھین کر زنجیر کمرین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پیچ دیکر زمین پر دے مارا اور دونون پاؤن پکڑکر چیر ڈالے
اور دونون پارہ جسم آسمان کیطرف اُچھالکر پھینکدئے دادا گبر ننگ شاہ مسعود زرین کلاہ یہ
دیکھکر للکارا کہ ہاش اے طہماس تونے بڑا غضب کیا کہ پیغمبر یا مرسل خداوند لقا کو مار ڈالا اب میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جائیگا یہ کہکر تلوار ماری طہماس نے تلوار اُسکی چھین لی اور اُسے تلوار کا ہاتھ مارا مسعود زرین کلاہ
کے دو ٹکڑے ہوئے بعد اُسکے دربار لقا سے چلا لقا نے چاہا کہ اور سرداروں سے کہکر طہماس کو زندہ نہ
اور زندہ نجانے دین بختیارک نے منع کیا کہ اگر طہماس کو اسوقت روکا تو بڑا کشت وخون ہوگا اور
خداپرست اسکی مدد کو آجائینگے قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا بہتر یہ ہی کہ طہماس کو دروازہ قلعہ کا کھولکر باہر نکالدو
القصہ طہماس قلعہ سے نکلکر لشکر اسلام مین آیا بارگاہ سلیمانی مین پہونچا لندھور سے صاحب سلامت کی اور
تمام حال دربار لقا کا بیان کیا کہ لقا نے مجھے بلوایا تھا مگر مین چلا آیا اب مجھے پھر قید کرو لندھور نے جواب دیا کہ کوئی تجھے
قید نکریگا جہان چاہو رہو طہماس نے کہا مجھے یہ منظور نہین ہی جلد آہنگر ونکو بلاؤ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے طہماس
معلوم ہوا کہ تجھے اندیشہ قتل ہی جو بار بار یہ کہتا ہی کہ مجھے قید کرو طہماس یہ سُنکر بہت برہم ہوا لیکن غصہ کو ضبط
کرکے چپ نرہا مگر بادشاہ اسلام کیبات سے دلمین ملال ہوا اور بغض وکینہ رہا کہ حال اس کینہ کا آگے کھلیگا الغرض
طہماس زنجیر آہنی پہنکر زندان خانہ مین بیٹھ رہا مگر یہان بعد طہماس کے جانے کے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند
آپکو معلوم ہی کہ ہر شہد کامل نے ملک سبائیل کو کسطرح لیا تھا زرائیل کو بھی خداپرست نچھوڑینگے بہتر یہ ہی کہ
مظفر اور سوسن کے پاس کہلا بھیجے قلعہ کو اپنے آراستہ رکھے لقا نے اُسیوقت بموجب راے بختیارک کے شقہ لکھکر وسواس
عیار کو دیا کہ جلد اسے مظفر اور سوسن کے پاس لیجا وسواس روانہ ہوا یہان مظفر نے عالم خواب مین ایک مرد پیر بزرگ
کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین اے مظفر تونے اپنی عمر گمراہی مین بسر کی اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام اختیار کر ورنہ تو بعد
مرنے کے جہنم مین جائیگا پھر اُسی پیر مرد جلیل القدر نے دوزخ وبہشت دونون مظفر کو دکھائے مظفر عقوبات
دوزخ دیکھکر بہت ہولناک ہوا ایسا ڈرا کہ تمام بدن اُسکا مثل بید کے لرزان ہوگیا اُسیوقت دین لقا پرستی
پر لعنت کی اور بصدق دل اسلام لایا لیکن کسی سے حال اپنا بیان نکیا جب وسواس عیار نامہ لقا کا لیکر آیا

مظفر نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہوکر لقا کو عرضی لکھی کہ یا خداوند آپ یہاں تشریف لائیں میں نے قلعہ کو خوب
آراستہ کر رکھا ہے اور اپنے دل میں ارادہ مصمم کیا کہ جس وقت لقا یہاں آئے اسکو پکڑ کر قید کیجیے اور حمزہ صاحبقران
زمان کو نذر دیجیے القصہ وسواس عیار وہ عرضی لیکر زرائل کو روانہ ہوا یہاں بادشاہ اسلام کو طلماس کی
زبانی معلوم ہوا تھا کہ حمزہ صاحبقران آتش حصار میں قید ہیں اسوقت جام کا فیل نما شربت خوش ذائقہ
سے لبریز کرکے چوکی پر رکھوایا اور فرمایا کہ ہے کوئی ایسا بہادر کہ جاکر آتش حصار کو فتح کرے اور حمزہ صاحبقران
کو جاکر رہا کرے یہ سنتے ہی فوراً شاہزادہ بدیع الزمان سر فتنہ باختر اپنی دنگل سے اُٹھے اور آداب بجالاکر
بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو غلام اس خدمت کو بسر و چشم بجا لائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیا مضائقہ
ہے جاؤ بائیں طرف سے شاہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ اُٹھے اور عرض کیا کہ ای شہریار میں بھی اپنے بابا کی مدد کو
جاؤنگا اور شاہزادہ علمشاہ کو رہا کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بسم اللہ اُدھر چہتر قران نے عرض کیا ای
شہریار میں خواجہ عمرو کی مدد کو جاؤنگا بادشاہ اسلام نے اُسے بھی رخصت کیا القصہ تینوں بہادر تو یہاں سے
شہر آتش حصار کو روانہ ہوئے بعد انکے جانیکے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ لقا قلعہ بند ہے کیونکر قلعہ ہاتھ آئے خواجہ
عمرو ہوتے تو وہ کوئی تدبیر کرتے اگر ہم یورش کرتے ہیں تو اہل اسلام مارے جاینگے اتفاقاً جب ملک سپائل کو
صاحبقران نے مسخر کیا تھا اور لقا وہاں سے بھاگا تھا تو پھر اسے اختر شناس نے آکر ملازمت بادشاہ اسلام
کی حاصل کی تھی اور بادشاہ اسلام نے عہدۂ وزارت اُسکو دیا تھا پھر اسے اختر شناس نے عرض کیا کہ ای شہریار
آپ متردد نہوں میں آپکو بے جنگ و جدل قلعہ کے اندر پہونچا دونگا ایک نقب اس قلعہ میں ہے کہ ایک سرا اُس نقب کا
صحرا میں اور دوسرا اُس نقب کا قلعہ کے اندر ہے جب فرمایئے آپکو قلعہ کے اندر لیجاؤں اور لے آؤں بادشاہ
اسلام نے فرمایا اس سے کیا بہتر ہوگا عیاروں سے کہا کہ تم پھر اسے اختر شناس کے ساتھ جاکر نقب کا منہ کھود ڈالو
اور مٹی سب صاف کرو بحول و قوت الٰہی کل ہم قلعہ میں چلیں گے القصہ جب نقب صاف ہو چکی بادشاہ اسلام
مع غازیان دیندار و مجاہدان عالیوقار سر شام سے روانہ ہوئے صبح ہوتے ہوتے ایوان بادشاہی میں پہونچے
اور ایک ایک سردار نامدار مثل ہاشم تیغزن و فرہاد خان یکہ دلی و اسد شیر دل بن کرب دلاور و رستم فیل یار
گیلانی وغیرہ کے نقب سے سر بدر کیا اور نعرہ کرکے تلواریں کھینچ کھینچ چلے لقا کو تنہا ترک اپنے ساتھ لیکر مع
یاقوت شاہ و گنبد خون آشام وغیرہ دروازہ قلعہ کا کھول کر نکل گیا طرف قلعہ ارمنوش کے بھاگا یہاں اہل اسلام
نے قتل کرنا شروع کیا اور دروازہ قلعہ کے کھلوا دیا تمام فوج اسلام داخل قلعہ ہوگئی تین شبانہ روز قتل عام رہا آخر کار
چہار طرف سے آواز الامان کی آنے لگی اور رؤسا شہر ارمنوش اپنے ہاتھ باندھ باندھ کر خدمت میں بادشاہ
اسلام کی حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے سبکو امان دی تمام اہل شہر کلمہ پڑھکر اسلام لائے لوٹ کا جتنا مال تھا اُسمیں سے
دہ یک مال عمرو کا حق علیحدہ کیا باقی غازیان دیندار نے آپس میں تقسیم کر لیا اور بادشاہ اسلام ایوان شاہی میں آکر بیٹھے
اور تمام سرداروں کو خلعت دیے اور حکم دیا کہ بتخانے کھدوائے جائیں مسجدوں کی بنا ڈالی جائے چند عرصہ
میں بادشاہ اسلام نے ملک زرائل کو اسلام آباد و بند و بست اسلامیہ کیا ہر جگہ سے صدائے اذان آنے لگی دین
اسلام کا جھنڈا گڑ گیا اور سکہ نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا کئی روز تک انجمن جشن فتح پائی ملک
زرائل برپا رہی بعد اُسکے بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ اب لقا کسطرف بھاگ گیا ہے کوتوال
شہر زرائل نے کہا کہ لقا بھاگکر قلعہ ارمنوش حصار کو گیا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہرکارے جاکر

خبر لائین جاسوسان لشکر اسلام اسیوقت روانہ ہوئے اُدھر کا حال سنیئے کہ لقا سے سبلے لقا مع بختیارک
اور ضیغم خون آشام اور یاقوت شاہ وغیرہ کے جو زرائل سے بھاگا دوشبانہ روز برابر رستہ چلا کہین
نہ ٹھہرا نہ دم کیا تیسرے روز ایک درہ کوہ مین پہونچکر قیام کیا تمام فوج کفار بھی بھاگی ہوئی وہان آکر جمع ہوئی
جب تمام لشکر جمع ہوچکا لقا سے بے لقا اُس مقام سے کوچ کرکے آگے بڑھا بعد قطع منازل اور طی مراحل
قریب شہر ارمنوش حصار کے پہونچا مظفر ارمنوش اپنے سردارون سمیت استقبال کیواسطے آیا قدمبوسی
حاصل کی نذر گذرانی تحفے پیش کیے اور عرض کیا سمر و زشتہ خاص وسواس عیار کے ہاتھ میرے پاس
آیا تھا اُسی روز سے مین قلعہ کی آراستگی مین مصروف تھا اقبال خداوندی سے خوب قلعہ تیار ہوا ہے لقا بہت خوش
ہوا مظفر ارمنوشی کو خلعت دیا مگر بختیارک نے جو چہرہ مظفر ارمنوشی کا دیکھا نور اسلام اُسکی پیشانی پر ساطع
ولامع پایا کمال حیرت مین آیا دل مین کہا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ تیرگی کفر کی مظفر کے چہرے پر نہین پائی جاتی
نور اسلام ہویدا بالکل اثر خدا پرستی کا رخ سے پیدا ہے پھر دل سے بختیارک نے کہا کہ مظفر تو مرد سن رسیدہ
ہے اس سبب سے شاید آثار بزرگی پائے جاتے ہین ورنہ مظفر کو خدا پرستی سے کیا علاقہ اور دین اسلام سے
کیا کام بختیارک بڑی دیر تک اپنے دل سے یہ باتین کرتا رہا اور تشویش و پیچ مین رہا لیکن منہ سے کچھ نکہا القصہ مظفر نے
لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند اب آپ شہر مین تشریف لیچلیے لقا اسیوقت سوار ہوکر ساتھ مظفر کے ہولیا مظفر
ارمنوشی دامن گردانیے ہوئے آستینین چڑھائے ہوئے اہتمام کرتا ہوا چلا آتا تھا اور لقا پر زر نثار ہوتا آتا
لقا مظفر سے بہت خوش تھا یہان تک کہ ایوان بادشاہی مین لقا کو لیکر آیا اور تخت پر بٹھایا صحبت عیش
برپا ہوئی جام گردش مین آیا غرض کہ دن تو یون گذرا رات کو تمام کھانا آغشتہ بدار وے بیہوشی لقا کے سامنے
آیا لقا نے مع اپنے ہمراہیون کے کھانا کھایا جب ہاتھ دھونے کو اُٹھا بیہوش ہوکر گرا تمام سرداران لقا کے اٹھانیکو
دوڑے وہ بھی گر کے بختیارک آثار بیہوشی دیکھکر وہین بیٹھا رہا اپنے مقام سے نہ اُٹھا لوگون نے مظفر
سے سبکی مشکین باندھلین بختیارک نے کہا ارے ظالمو مجھے کیون گرفتار کرتے ہو مین تو مدت سے مسلمان ہون
مظفر نے حکم دیا کہ اس مردود کو نکلنے دو اسکی بھی مشکین باندھلو یہ منافق دورنگی ہے الغرض سبکو اسیر کرکے
گرفتار غل و زنجیر کیا اور اُسیوقت مظفر فوج اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر آیا دوپہر رات گذری تھی کہ لشکر لقا
پر شبخون مارا اور پکارا ای کافران بجیا بدانید و آگاہ باشید کہ منم مظفر ارمنوشی اب تم سب میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جاؤگے مین نے لقا پرستی چھوڑکر دین اسلام اختیار کیا ہے اور لقا و بختیارک و ضیغم خون آشام
وغیرہ کو گرفتار کیا لشکر مین یہ سنکر ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ مظفر کو مار لو جانے نہ دو اُسنے غضب کیا کہ خداوند
لقا کو پکڑ لیا اور بدعا پیش آیا غرضکہ تلوار چلنے لگی مظفر ارمنوشی نے طرفۃ العین مین لاش پر لاش گرادی
اور بہت سے کافر اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے آخرکار تمام کفار صبح ہوتے ہوتے فراری ہوئے مظفر نے مال واسباب
لوٹ لیا اور بفتح و فیروزی پھر کر قلعہ مین آیا کھانا کھا کر سو رہا سہ پہر کو بیدار ہوکے حکم دیا کہ لاؤ لقا کو میرے سامنے
چوبدار لینے کو روانہ ہوئے یہان لقا جو ہوش مین آیا اپنے تئین مع بختیارک و ضیغم خون آشام وغیرہ کے گرفتار غل و زنجیر
پایا اُسنے کہا یا خداوند یہ کیسی آپنے تقدیر کی ہے لقا نے کہا کہ یہ تقدیر بالائی ہوئی ہے مین مطلق واقف نہ تھا بختیارک نے
کہا ہمنے پہلے ہی مظفر کی صورت دیکھکر پہچانا تھا کہ خدا پرست ہوگیا ہے مگر ڈر سے کچھ نکہہ سکے کہ کسیکو یقین نہ آئیگا غرض
یہ باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار آیا اور داروغہ زندان سے کہا کہ لقا کو لیچلو مظفر ارمنوشی نے یاد کیا ہے داروغہ

سر زنجیر باندھکر لقا کو مع بختیارک وغیرہ کے بارگاہ مین لایا لقا پکار اکہ سلام میر اُسپہر ہی جو مجکو بخدا سے باختری جانے اور خداجانے منظفر نے کہا او کافر خاسر لعنت ہی تیرے اوپر اور تیرے پرستار و نیز توبہ کر اپنے اعمال قبیح سے اور افعال زشت سے نہین تو خدا پرستون کے حوالے کر دونگا کہ وہ تیری خوب درستی کرینگے لقا نے کہا او منظفر تو میرے غضب سے نہین ڈرتا اور مجھے سجدہ نہین کرتا منظفر نے لقا کو ٹکٹکی سے بند ہوا کر بہت سے کوڑے لگوائے اور حکم دیا کہ آہنی پنجرے لاؤ اُسیوقت قفس آہنی آکر موجود ہوئے ایک قفس مین لقا اور بختیارک کو بند کیا اور ایک قفس مین یاقوت شاہ اور ضیغم خون آشام کو قید کیا اور دونون پنجرے عقابین مین رکھوا دیئے اور کچھ لوگونکو وہان نگہبانی کیواسطے مقرر کیا قضائے کار منظفر ارمنوشی کے دو بیٹے ہین ایک کا نام ناظر شوخ چشم اور دوسرے کا نام منظور شوخ چشم ہی اُن دونون نے کہا ای پدر بزرگوار بادشاہ خداوند لقا اٹھارہ ہزار ملک کا بادشاہ اور حاکم ہی آپکو مناسب نہین ہی کہ اُسے اسطرح قید کیجیے اور ایسی تکلیف دیجیے کہین ایسا نہو کہ وہ کوئی تقدیر بد کرے اور ہم سب تباہ و ہلاک ہوجاوین منظفر نے کہا او ناہنجار وہ کافر خاسر کیا تقدیر بد کریگا اُسکی کیا حقیقت ہی دیکھو کہ خدا پرستون کے ہاتھ سے بھاگتا ہوا یہان آکر پہونچا وہ دونون چپ ہو رہے مگر آپسمین صلاح کی کہ ملک شمالیہ سے مدد طلب کیجیے اور حال خداوند لقا کا وہان لکھبھیجیے اور منظفر سے اسکا انتقام لیجیے القصہ ایک خط حاکم شمالیہ کو تحریر کیا کہ آگاہ ہو لقا کو منظفر ارمنوشی نے قید کیا ہی البتہ ولازم یہ ہی کہ آکر خداوند لقا کی مدد کرو یہ خط جو ملک شمالیہ مین بھیجا بادشاہ نے وہان کے مضمون خط سے مطلع ہوکر حاکم انا ملہ کو خط لکھا حاکم انا ملہ عادل شاہ جسوقت حال سے لقا کے آگاہ ہوا ایک سردار زبر دست سہیل خشت انداز کو لاکھ سوار کی جمعیت سے ارمنوش حصار کیطرف روانہ کیا ادھر بادشاہ شمالیہ نے بھی کچھ سردار اپنے مع لشکر کے ہمراہ سہیل خشت انداز کے کیے اب اسکے ہمراہ کوئی دو لاکھ کی جمعیت ہوگئی القصہ جب قریب ارمنوش حصار کے پہونچا ہرکارون نے یہ خبر منظفر ارمنوشی کو دی کہ سہیل خشت انداز سپہ سالار عادل شاہ ملک شمالیہ اور انا ملہ سے لقا کی مدد کو آیا ہی منظفر نے دروازے قلعہ کے بند کروا دیے تمام قلعہ کو آراستہ کیا گولہ انداز و ناوکون پر مقرر کیا اور ایک عرضی بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہر یار کو لکھی کہ لقا ارمنوش حصار بھاگ کر آیا تھا مین نے اُس ملعون کافر کو قید کیا ہی اور فوج اُسکی مدد کو آئی ہی حضور جلد میری مدد کیواسطے توجہ فرمایئے کسی سردار نامی کو جلد بھیجیے یا خود مع لشکر ظفر اثر تشریف فرما ہوجیے یہ عرضی خدمت مین بادشاہ اسلام کی پہونچی نہایت بشاش ہوئے اور طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا ادھر طبل بجے اور اُدھر فرمایا کہ سامان کوچ کا لشکر مین ہو ہمارا قصد شہر ارمنوش حصار کیطرف ہی اُسیوقت سامان سفر درست ہوا ہر ایک کمر ہمت کو چست کرنے لگا اب بادشاہ اسلام کو مع لشکر ظفر اثر آمادہ بسفر رہنے دیجیے

اب چند کلمے داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین

ساقی نامہ وغزل

تصور ہی خورشید کے نور کا
تلاطم ہی یون آج گل آشکار
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے

کدھر ہی نوای ساقی مہ جبین
پلا جام صہبائے انگور کا
وہ مدہوش ہی ساقیا کس طرف
مدد کر مدد کر خدا کے لیے

پلا ساغر بادہ ہی دل حزین
سبب تو بتا ساقی روزگار
جو ہی صاحب شان اور ذی شعور
ارے ساقی بیخبر تشنہ خو

غدار گرد اُس ناہنجار کے بیٹھے ہین اور اُن ساحرونکی عجب عجب ہیبت ناک شکلین ہین کسی کے مُنہ سے شعلہ ہائے
آتش نکل رہے ہین اور کسی کے کانون سے چنگاریان آگ کی گرتی ہین اور کسی کی ناک سے دھوان اُٹھ رہا ہی اور
کسی کی آنکھین مثل چراغ کی بتی کے سرخ لو دیتی اور کسی کی اُنگلیان مانند بجھشا خون کے روشن ہین اور
کسی کے تمام جسم پر پھپولے ہین اور اُن پھپولون سے ہردم آگ کے انگارے پھٹ پھٹکر نکلتے ہین صاحبقران
بہت حیران ہوے کہ یہ عالم خواب کا ہی یا بیداری کا یکایک اکوان جادو بادشاہ شہر آتش حصار پکارا اے
حمزہ تم کس فکر مین ہو یہ خواب نہین ہی عالم بیداری ہی مین اکوان جادو بادشاہ شہر آتش حصار کا ہون
مین نے تجھکو پکڑ منگوایا ہی صاحبقران اُٹھے اور دیکھا کہ ہاتھ پانون زنجیر آتشین سے بندھے ہین باواز بلند فرمایا
کہ سلام میرا اُس شخص کو پہونچے جو پروردگار عالم کو خدا جانتا ہو اکوان جادو یہ سنکر نہایت غضبناک
ہوا اور پکارا اے حمزہ تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے بھائی اروان جادو کو مارا اور ملکہ جادو کو شکست
دی اور بہت سے جادوگر تیرے ہاتھ سے قتل ہوے اب ان سبکا عوض تجھسے لونگا اسطرح تجھے مارونگا کہ
سپہر فغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال پر روئین گے بہتر یہ ہی کہ خداوند زردہشت کو سجدہ کر مین بھی
تیری خطا معاف کرونگا امیر نے فرمایا او گبر ناہنجار و کندہ تراش جبتک خدا نہ چاہیگا ایک رونگٹا بھی
بدن سے میرے کم نہین کر سکتا پھر فرمایا او اکوان جادو شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجاے * نبرد رگے
تا نخواہد خداے * یہ سنکر اکوان جادو اور زیادہ غصہ ہوا اور کہا کہ اسے آج زندان خانے مین لیجا کے
رکھو کل حمزہ کو قتل کرونگا یہ سنکر ایک ساحر صاحبقران کے پاس آیا اور چاہا کہ ہاتھ پکڑ کر حمزہ کا زندان خانے
مین لیجائے حمزہ صاحبقران کے خیال مین گذرا کہ ہم قید سحر مین مقید ہوا اسم اعظم تو پڑھو یہ سوچکر اسم
اعظم پڑھکر اپنے اوپر دم کیا وہ قید سحر آہنی جسم سے سب دور ہو گئی اور اُس ساحر کا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا
کہ تخم اسکا پشت کی جانب پھر گیا اور چکر کھا کر زمین پر گرا اور مرغ شکار رسیدہ کے مانند تڑپنے لگا ساحرون نے
جو یہ رنگ دیکھا صاحبقران پر آئے صاحبقران بھی اُنکی طرف غصہ مین چلے ساحر سحر کرنے لگے کسی نے
رائی سرسون ہاتھ کے دانے پڑھکر مارے کسی نے ناریل سحر کرکے پھینکا کسی نے مار و عقرب ڈالے کسی نے
شیر و اژدر دوڑائے کسی نے آگ برسائی کسی نے بجلی گرائی مگر حمزہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ پڑھکر
دم کرتے ہین اور وہ سب سحر رد ہوتے ہین اور ساحرونکو قتل کرتے ہین غلغلہ محشر بپا ہی تین سو ساحر
صاحبقران نے واصل جہنم کیا اور بہت سے زخمی ہوے بھاگتے پھرتے ہین پاس نہین آتے ہین دور ہی
سے سحر کرتے ہین صاحبقران اسم اعظم پڑھکر رد کر دیتے ہین اکوان جادو حیران و پریشان اور بیٹا اسکا
شرارہ جادو بدحواس ہی کوئی تدبیر گرفتاری کی نہ قتل کرنے کی بنتی ہی اسی اثنا مین وزیر اکوان جادو کا کہ نام
اسکا آذر جادو ہی وہ آیا اور یہ ہنگامہ قیامت دیکھکر گھبرایا اکوان جادو نے کہا اے وزیر حمزہ گرفتار ہوکر
یہان آیا تھا نہین معلوم کیونکر چھوٹ گیا اور اب سحر بھی کوئی اسپر تاثیر نہین کرتا جو جادوگرونکو اسنے
جانسے مارا ہی بہت سے زخمی پڑے ہوے تڑپ رہے ہین آذر نے کہا مین ابھی گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر
صاحبقران کی طرف چلا اور پکارا اے حمزہ تو نے بہت سے ساحرونکو قتل کیا ہی اب تجھے مین کب چھوڑتا ہون
اور ہنسلی کا ٹکڑا نکال کر سحر کیا وہ مثل مار کے صاحبقران کی طرف دوڑا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا
وہ مار دفع ہو گیا پھر آذر نے مشت خاک اُٹھا کر سحر کرکے پھینکی وہ خاک غبار کا تتق بنکر صاحبقران کی طرف چلی تا اُس کے گرد

دیا دسے بھی کچھ نہ ہوا طرفۃ العین مین اسم اعظم سے وہ بھی دفع ہوا اسیطرح اُسنے بھی بہت سے سحر کیے کسی نے اثر نکیا
صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب آذر جادو کے پہونچے آذر جادو نے دیکھا کہ سحر تیرا کارگر نہین ہوتا اب
مارا جاونگا پکارا اے حمزہ اب مین تیری تدبیر کرتا ہون یہ کہکر وہان سے بھاگا اور تمام ساحرون سے کہگیا کہ تم
گھیرے رہنا جانے نہ دینا ساحرون نے پھر صاحبقران کو گھیر لیا اور سحر کرنے لگے دو گھڑی کے بعد آذر جادو چراغ
زر دہشت کا لیکر آیا یہان یہ عالم تھا کہ ساحرون نے تھک کر سحر کرنا موقوف کیا تھا تلوار چل رہی تھی صاحبقران
نے بھی اسم اعظم کا پڑھنا موقوف کیا تھا تلوار سے ساحرونکو قتل کر رہے تھے تین ہزار جادوگر جہنم واصل ہو چکے
تھے ناگاہ آذر جادو چراغ زر دہشت لیے ہوے پہونچا اور سامنے صاحبقران کے اُس چراغکو روشن کیا جیسے
ہی عکس اُس چراغ کا صاحبقران پر آکر پڑا بیہوش ہو کر گر پڑے اور بہت سے ساحر بھی بیہوش ہو گئے آذر جادو
نے امیر با فقیر کو گرفتار کر لیا آہنگرونکو بلا کر اسیر غل و زنجیر کیا اور اکوان جادو کے پاس لیگیا اکوان جادو نے چاہا
کہ صاحبقران کو قتل کرے آذر جادو نے کہا ابھی اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ عیار اسکا ابھی
بے درمان آفت جہان ہے شہر کے شہر اُسنے جادوگرون کے غارت کر دیے ہین وہ مقرر اسکی رہائی کو آویگا
اُسیوقت عمرو گرفتار ہو جاے حمزہ کو بعد قتل کیجیے گا اکوان نے کہا بہتر ہے اسے اپنے پاس لیجا کر قید کر آذر جادو
صاحبقران کو لیگیا اور برج و ربیج حصار آہن بنا کر اُسمین قید کیا اب حال سُنیے خواجہ عمرو کا کہ یہ جو وہان سے
روانہ ہوے تھے سامنے شہر آتش حصار کے پہونچے دور سے دیکھا کہ ایک قلعہ فولاد ناب کا ہے اور ہر برج کے
کنگرے سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین اور گرد قلعہ کے خندق ہے اُسمین بھی شعلہ آتش بھڑکتے ہین اور اُڑ کے آسمان تک
جاتے ہین اور دروازہ شہر کا کُھلا ہے خلائق جاتی ہے اور آتی ہے عمرو ایک جادوگر کی صورت بنا اور ایک شخص سے حال
صاحبقران کا دریافت کیا اُس شخص نے تمام حقیقت صاحبقران کی بیان کی عمرو کو نہایت صدمہ ہوا اپنے دلمین
کہا کہ شہر مین چلکر صاحبقران کی رہائی کیجیے یہ سوچکر شہر کے اندر داخل ہونیکا ارادہ کیا دروازے پر شہر کے پہونچا
دیکھا کہ ایک بکری سنگ سبز کی بنی ہوئی تخت پر قائم ہے اور یہ بکری اُسی آذر جادو نے سحر کی بنا کر قائم کی
تھی اور گرد اُسکے ساحرونکا ہجوم تھا جیسے ہی عمرو نے دروازے مین قدم رکھا وہ بکری مانند انسان کے گویا
ہوئی کہ صاحبو یہ عمرو ساحر کی شکل بنا ہوا آتا ہے ساحر دوڑے عمرو بھاگا گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہو گیا
بعد تھوڑی دیر کے ایک خوانچے والے کی صورت بنکر آیا جب قریب پہونچا وہ بکری چلائی یہ ہے ساحر
پکڑ لینے کو دوڑے عمرو پھر غائب ہو گیا کسی کے ہاتھ نہ آیا اسیطرح بہت شکلین عمرو نے شہر مین جانیکو بنین
مگر شہر مین داخل نہو سکا جب عمرو صورت بدل کر آتا تھا بکری چلاتی تھی عمرو غائب ہو جاتا تھا آخر کو عمرو کے
خیال مین آیا کہ جال الیاسی مار کر اس بکری کو پکڑ کے زنبیل مین ڈال لیجیے پس گلیم عیاری اوڑھے ہوے
قریب اُس بکری کے آیا اور جال الیاسی زنبیل سے نکالکر بکری پر مارا بکری چلائی کہ ارے عمرو مجھے جال
مارا چاہتا ہے اور قریب میرے کھڑا ہے تم لوگ اسے چار طرف سے گھیر کر کیون نہین پکڑتے ہو لوگون نے
چارون طرف سے نرغہ کیا اور عمرو کو گھیر کر پکڑ لیا اور اسیر کر کے بادشاہ کے پاس لاے بادشاہ نے
حکم دیا کہ عمرو کو قفس آہنی مین بند کر کے باغ زر دہشتی طاق زرین پر رکھدو لوگون نے عمرو کو
قفس آہنی مین بند کر کے طاق زرین پر رکھدیا بعد اُسکے اکوان جادو نے لقا کو عرضی لکھی کہ مین نے عمرو
کو اور حمزہ کو گرفتار کیا ہے جیسا حکم دیجیے وہ کیا جائے جاسوس عیار عرضی لیکر روانہ ہوا ادھر حال

علمشاہ کا بیٹا مع سعد سرخ مو اور قرطاس اژدر پوش چالیس ہزار سوار سے آتش حصار
پر پہونچے خیمے استادہ کروا کے رات کو آرام کیا صبح کو سامنے آتش حصار کے آئے دیکھا کہ گرد قلعہ کے خندق میں
شعلۂ آتش بھڑک کر فلک تک جاتے ہیں علمشاہ نے چاہا کہ تنہا اندر قلعہ کے جاؤں ایک مہیب آواز آئی کہ
ای اجل رسیدہ حمزہ تو آکر یہاں گرفتار ہوچکا تو اپنی جان دینے کو کیوں جاتا ہے علمشاہ نے اس آواز کا خیال
نکیا اور آگے بڑھے پھر آواز آئی کہ معلوم ہوا تیری قضا آئی ہے علمشاہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم میرے
ساتھ نہ آؤ میں اکیلا جاؤنگا اگر مجھپر کوئی آفت آئے تو تم یہاں سے چلے جانا یہ کہکر مرکب کو تیز کیا اور اندر
قلعہ کے چلے کہ شہر کے دروازے سے ایک جادوگر شیر آتشین پر سوار نمایاں ہوا اور اسنے نعرہ مارا
کون ہے جو قلعہ میں آیا ہے تجکو منع کرتے ہیں اور تو نہیں سنتا ہے علمشاہ نے کہا کہ حمزہ صاحبقران یہاں
قید ہیں میں انکی رہائی کیواسطے آیا ہوں بغیر رہا کیے ہوئے یہاں سے نہ پھرونگا اور نام میرا علمشاہ رومی
ہے میں بیٹا اسی حمزہ صاحبقران کا ہوں اسنے کہا کہ عمرو عیار بھی حمزہ کی رہائی کو آیا اس سے کیا ہوسکا
جو تو کر لیگا وہ بھی گرفتار ہوگیا تیرا بھی یہی انجام ہونا ہے میں تجکو دوستانہ سمجھاتا ہوں کہ یہاں سے
پھر جا علمشاہ نے کہا پہلے تجھی کو مارونگا یہ کہکے قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا ساحر پکارا خیر تو جان پر آکہنا
نہیں مانتا نہ مان یہ کہکے آواز دی کہ ای اژدر جادو لینا اسے اور آپ پھر اڑکر آسمان کیطرف
روانہ ہوا علمشاہ آگے بڑھے کہ ایک اژدر آتش فشان خندق سے نکل علمشاہ کیطرف چلا علمشاہ نے
بھر کمان میں تیر پیوستہ کرکے اس اژدر پر مارا تیر تو پڑا مگر اچٹکر الگ جا پڑا اژدر نے قلاب آتشین منھ
سے چھوڑکر لقس کشتی کی علمشاہ کا لنگ اکھڑ گیا منھ میں اژدر کے چلے جارہے ہیں اژدہا علمشاہ کو نگل کر پھر
خندق میں جاکر غائب ہوگیا سعد سرخ مو اور قرطاس یکطرفی مع فوج سامنے شہر آتش حصار
کے ایک دامنہ کوہ میں اترے دوسرا دن تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان وہاں پہونچے لشکر جو اترے
ہوئے دیکھا ہرکاروں کو بھیج کر دریافت کروایا معلوم ہوا کہ یہ لشکر علمشاہ رومی کا ہے اس روز
تو بدیع الزمان نے وہان قیام کیا دوسرے دن سامنے قلعہ آتش حصار کے آئے دیکھا کہ علمشاہ کے ہمراہی سر
پیٹتے ہوئے کھڑے ہیں بدیع الزمان علمشاہ سے لپٹکر خوب روئے اور پکارے ای قبلہ و کعبہ ہم بھی جان
دیتے آتے ہیں آپکا ساتھ دینگے یہ کہکر وہاں سے پلٹے اور خیمہ میں آئے اور پھر شام سے بعد ادائے فریضہ
مغرب و عشا نماز حاجت پڑھکے گریہ و زاری بصد بیقراری دعائیں مانگنے لگے کوئی دوپہر رات گئی
تھی کہ ایک مرغ زرین بال پیدا ہوا اور زانو پر بدیع الزمان کے آکر بیٹھ گیا اور ایک تعویذ سامنے رکھدیا اور یہ
اشارہ کیا کہ اسے بازو پہ باندھلو اور قلعہ کیطرف جاؤ اور ایک کاغذ دیا کہ اسے پڑھو بدیع الزمان نے جو
اس کاغذ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ جسوقت دروازے پر قلعہ کے جاؤگے تو ایک اژدہا خندق سے سر نکالیگا تو اسم اعظم
پڑھکر اژدہے کو مارنا اور جادوگروں سے لڑنا سحر کچھ اثر نکریگا بدیع الزمان وہ کاغذ پڑھکر بہت خوش
ہوئے وہ جانور تو اڑ گیا بدیع الزمان سو رہے صبح کو جب بیدار ہوئے قلعہ کیطرف چلے دیکھا ہزارہا شعلہ
ہائے آتشین قلعہ آتش حصار سے اٹھ رہے ہیں آگے جو قریب پہونچے کہ آواز آئی بدیع الزمان کہاں
آتا ہے یہ حصار آتش ہے جو یہاں آنے کا قصد کرتا ہے جلجاتا ہے بہتر ہے کہ یہاں سے چلا جا نہیں تو جلا دیا جاؤگے
جسطرح تیرا باپ اور بھائی اور عمرو گرفتار ہوا ہے ہیں تو بھی مبتلا اسی بلا میں ہوگا بدیع الزمان نے چار طرف دیکھا

کہ یہ کسکی آواز ہے کوئی نظر نہ آیا بدیع الزمان پکارا کہ کیا پوشیدہ ہوکر ڈرانے کو آیا ہے ذرا سامنے آ تو حقیقت
معلوم ہو جائے یکایک ایک اژدر آتش فشاں نے خندق سے سر باہر کیا اور بدیع الزمان کیطرف چلا بدیع الزمان نے وہی اسم
تیغ پر دم کرکے جھپٹکر ایک ہاتھ مارا اژدہا دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا ایک آندھی سیاہ اٹھی اور ہاہو کی صدا بلند
ہوئی دیکھا کہ ایک دیو چلا آتا ہے جب قریب آیا وار شمشاد بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے وہی اسم
پڑھکر جو تلوار ماری دیو کے بھی دو ٹکڑے ہوئے پھر ایک آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بدیع الزمان کو کچھ نہ
سوجھتا تھا بعد اسکے پھر صدائے مہیب آئی اور جادوگر سامنے سے آیا کہ ہر موئے تن سے اسکے شعلہ ہائے آتش
نکل رہے تھے آتے ہی اسنے سحر کیا کہ چند شعلہ آتش مانند افعی سرکش کے شاہزادے پر دوڑے لیکن پاس
پہونچکر غائب ہو گئے جادوگر نے دیکھا کہ سحر بیکار ہو گیا بس ایک اژدہا بنکر دوڑا اور قریب بدیع الزمان
کے پہونچا اور قالب آتشین چھوڑکر دم کشی کی بدیع الزمان نے وہی اسم پڑھکر تلوار ماری کہ اژدہے کے دو
ٹکڑے ہوئے لاش سے اسکی ایک دھواں نکلا زمانہ تیرہ ہو گیا بعد اسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شرارہ
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دروازہ شہر کا دکھائی دیا
بدیع الزمان اس طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک صورت سنگ سبز کی دروازے پر نصب ہے جب قریب
پہونچے اس شکل نے آواز دی کہ ای بدیع الزمان غضب کیا شرارہ جادو کو مارا اب اکوان جادو
تجسے بہت بری طرح پیش آئیگا بدیع الزمان غضبناک ہوکر اسکی طرف جھپٹا اور گرز گران بنام اعظم
پڑھکر اس تصویر سنگی پر مارا وہ تصویر پیوند زمین ہو گئی پھر بدیع الزمان آگے بڑھے چند قدم چلے تھے
کہ غلغلۂ دار و گیر کا بلند ہوا کہ لینا لینا اس مفسد کو جانے نہ دینا دیکھا کہ ہزارہا دیو مختلف حربے ہاتھوں میں
لیے ہوئے چلے آتے ہیں اور آتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان کو گھیر لیا ہنگامہ حرب و ضرب برپا ہو گیا شاہزادہ
تلوار کھینچکر انپر جا پڑا برابر قتل کرنے لگا لیکن دیکھا کہ کوئی دشمن سے کم نہیں ہوتا بلکہ دمبدم بلوا اور زیادہ
ہوتا جاتا ہے کہ اس اثنا میں احتراق جادو نے سحر کے ناریل بدیع الزمان پر مارے جیسے توپ کا گولا آتا ہے یونہیں
آ آکر برابر بدیع الزمان کے آکر گرا کچھ کارگر نہ ہوا بدیع الزمان نے دوڑ کر اس ساحر کو تلوار ماری سر پر پڑی زیر ناف
کاٹتی چلی گئی بھائی اسکا مجروح وقت جادو دوڑا سحر کرکے ہاتھ کو جنبش دی کہ پانچوں انگلیوں سے پانچ چھلے
چھٹک کر شاہزادے پر گرے گرد پھر کے شاہزادے کے قدم پر آپڑے ہیں کچھ ضرر نہ پہونچا بدیع الزمان نے برابر
آکر ایک تلوار ماری کہ مجروح وقت کے دو ٹکڑے ہوئے اب ساحروں کا چار طرف سے نرغہ ہو گیا اور غلغلہ محشر بپا
ہوا تین شبانہ روز اسی طرح برابر لڑائی رہی تیسرے دن اکوان جادو تخت پر سوار ہوکر آیا اور پکارا کہ سب
ملک اسکو پکڑو کسی کا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ پاس شاہزادے کے جانے اسوقت اکوان جادو نے پھر چراغ زرد دہشتی
روشن کیا اور اسم سحر کا پڑھا کہ وہ تعویذ بدیع الزمان کے بازو سے کھلکر گر پڑا اور بدیع الزمان بیہوش
ہو گئے لوگوں نے گرفتار کر لیا اور سامنے اکوان جادو کے لائے اکوان شاہ نے کہا اسے لیجا کر حمزہ
کے پاس قید کرو القصہ بدیع الزمان کو بھی صاحبقران کے پاس قید کیا لیکن اب حال سنیے شاہزادہ خاور
سپاہ قاسم دیجاہ کا جسوقت قاسم قریب قلعہ آتش حصار کے پہونچے دیکھا کہ لشکر بدیع الزمان کا دامنہ
کوہ میں پڑا ہوا ہے حال جو دریافت کیا معلوم ہوا بدیع الزمان سے اور ساحروں سے خوب لڑائی ہوئی بہت سے
ساحروں کو مارا آخر کار گرفتار ہو گیا دوسری طرف اور ایک لشکر کو دیکھا اور دریافت ہوا کہ یہ حلم شاہ کا لشکر ہے اور

سعد سرخ مو نے جو سنا کہ یہ بیٹا علم شاہ کا ہے قدمبوسی آکر حاصل کی قاسم نے سعد سرخ مو کو دلاسا دیا اور بدیع الزمان
کے رفیقوں کو تشفی دی آپ شہر کیطرف متوجہ ہوا جب سامنے قلعہ کے پہونچا وہی حصار آہنی دکھائی دیا اور گرد اسکے خندق آتشین
پائی اور ایک آواز مہیب آئی کہ اے قاسم خبردار یہاں نہ آنا قاسم نے چاہا کہ قدم آگے بڑھاؤں کہ ایک شخص طبقہ زمین کا
توڑ کر پیدا ہوا اور ایک نقش دیا اور کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھلو سحر ساحر کا اثر نکریگا قاسم نے وہ تعویذ لیکر بازو پر باندھلیا
اور وہاں سے آگے بڑھے پھر آواز آئی کہ تو چلا آتا ہے نہیں مانتا قاسم نے دیکھا کہ ایک دیو آسیا سنگ اٹھائے ہوے
چلا آتا ہے قاسم نے للکارا کہ تو کون ہے جو مجھے آنے کو منع کرتا ہے وہ پکارا کہ نام میرا دربان جادو ہے میں بحکم
خداوند زرد ہشت جادو تمام آتش حصار کی نگہبانی کیا کرتا ہوں قاسم نے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران
اور علم شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ کہاں قید ہیں سنکے کہا کہ بادشاہ نے اپنے مکان کے بیچ قید کیا ہے یہ کہکر آسیا
کا قاسم پر وار کیا قاسم نے خالی دیا آسیا سنگ زمین پر پڑا ایک تتق گرد زمین سے اٹھا دیو دیکھنے لگا کہ آدم زاد
کدھر گیا اس اثنا میں قاسم نے تتق خاک سے نکل کر تیغہ پلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا کمر پر دیو پڑا وہ دیو
دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا غل ہوا سیاہی پھیل گئی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من دربان جادو تو دافسوس
مردیم وجان دادیم مطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دروازہ شہر کا دکھائی دیا قاسم اسکی طرف چلے چاہتے تھے
اندر شہر کے قدم رکھیں کہ ایک دیو دوسرا آیا شعلۂ آتش بنا ہوا سامنے نمود ہوا اور پکارا او نبیرۂ حمزہ تو نے غضب کیا
دربان جادو کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر سحر کیا ایک دھواں زمین سے اٹھا اور قاسم کیطرف
چلا مگر پاس آکر وہ دھواں غائب ہوگیا قاسم برابر اسکے پہونچے دیو نے دیکھا کہ سحر بیکار ہوگیا اٹھاکر دار شمشاد
ماری قاسم نے خالی دیکر تیغہ پلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوے اب ساحروں کا قاسم پر چار طرف سے
ہجوم ہوگیا ساحر سحر کرنے لگے قاسم انہیں قتل کرنے لگا کسی کا سحر تاثیر نکرتا تھا ہوش وحواس ساحروں کے گم تھے
صدہا ساحر قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے بہت سے زخمی ہوے اکوان جادو اور آذر جادو بھی آے اور پکارنے لگے
کہ اس مفسد کو بھی پکڑو مگر کسی ساحر سے کچھ نہو سکتا تھا جو قاسم کے نزدیک آتا تھا وہ مارا جاتا تھا تین شبانہ روز قاسم
کو لڑتے ہوے گذر گئے تھے کہ کمند اندازوں نے چار طرف کمندیں مارکر قاسم کو بھی گرفتار کرلیا اور آتشکدہ زرد ہشت میں
لاکر قید کیا اب حال تہمتن قران کا سنیے کہ جسوقت قران آتش حصار میں پہونچا دیکھا کہ لشکر علم شاہ اور
لشکر بدیع الزمان اور لشکر قاسم دامن کوہ میں اترا ہوا ہے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ جو جو یہاں آیا تھا
وہ گرفتار ہوگیا نہایت افسوس کیا سامنے دروازہ شہر آتش حصار کے آیا دیکھا کہ گرد قلعہ کے شعلۂ آتش سر بفلک کشیدہ
ہیں حیران کھڑا ہوا تھا کہ کیا کیجئے کیونکر شہر میں جائیے اور سبکو چھڑائیے ناگاہ زمین سے یک رنگ ماہی خوشرنگ
پیدا ہوئی اور بزبان گویا ہوکر تہمتن قران سے پوچھا کہ تو کس فکر میں ہے اور تو اہل اسلام میں سے ہے یا کافر ہے اگر مسلمان
ہے تو میرا برادر ایمانی ہے قران نے تمام حقیقت اس سے بیان کی سنکے رو کر کہا اے قران نام میرا ملکہ جادو ہے بیٹی
ہوں اکوان جادو کی اور اکوان آتش حصار کا بادشاہ ہے میں عالم خواب میں مسلمان ہوئی ہوں لیکن اور
جتنے اہل اسلام یہاں آئے ان سبکی تائید میں نے کی مگر تقدیر سے ناچار ہوں کہ کچھ نہو سکا سب گرفتار ہوگئے
اب اگر تو چاہتا ہے کہ داخل شہر ہو تو پہلے علاج آذر جادو کا کر وہ برج حصار پر ایک طائر خوشرنگ بنا ہوا بیٹھا
ہے اور نگہبانی حصار کی کررہا ہے پھر ایک اسم دیا اور کہا کہ اسے یاد کرکے پڑھ کہ کسی ساحر کا سحر تجھپر تاثیر نکریگا مگر
وہ پرچہ کاغذ اسم کا دیا ہنوز وہ کاغذ قران نے نہ لیا تھا کہ ایک صداے مہیب پیدا ہوئی کہ او ننگ خاندان کیسی پیدا

آج معلوم ہوا کہ تونے ہی ان سب ساحرونکو ہاتھ سے خدا پرستون کے قتل کروایا ہی کہان جائیگی میرے ہاتھ سے بچکر خبر وا ہین آ پہونچا قران نے دیکھا کہ ایک ساحر گربہ سیاہ پر سوار زشت رو کریہ منظر سیہ کار و بد کردار سامنے آیا اور چند دلنے اسپند کے مارے کہ اُس یاہی ہین سے ایک ماہ پیدا ہوا اور ماہ سے ماہی تک نور جمال سے اُسکے روشنی ہوگئی یعنی ایک نازنین مہ جبین کو دیکھا کہ ایسی صورت زیبا اور طبیعت جہان آرا کبھی نگاہ سے نگذری تھی القصہ اُس ساحر مہیب صورت نے اُس نازنین کو اسیر کیا اور وہ نازنین قران کو پکاری ارے بھاگ نکل مہتر قران کب بھاگنے والا تھی وہین گربہ سیاہ کو اشارہ کیا کہ لے ایسے جانے نپائے گربہ سیاہ قران پر دوڑی قران نے کمند ا مارا اگر کیا ہو سکتا تھا گربہ نے قران کو پکڑ لیا آذر جادو قران اور اکو جادو کو گرفتار کیے ہوے اکوان جادو کے پاس لایا اور تمام حال بیان کیا اکوان جادو سنکر بہت غضبناک ہوا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ کسیو بریدہ تجھے خدا پرستون کی دوستی سے کیا کام اُسنے کہا کہ مین نے اپنی جان راہ اسلام مین نثار کی ہی خدا میرے قدم کو جادہ ثبات اسلام مین قائم رکھے مین زردہشت و جمشید و سامری پر لاکھ لاکھ لعنت کرتی ہون جو کچھ تجھسے ہو سکے میرے حق مین تقصیر نکر اکوان جادو نے اُسے باندھکے تازیانے مارے کہ جسم نازنین اُسکا شق ہو گیا مان اُسکا جادو گی بلبلاتی ہوئی دوڑی اور پکاری ای اکوان جادو میری تو یہی ایک اولاد ہی سوا اسکے نہ کوئی بیٹا ہی نہ بیٹی ہی یہ اگر مر گئی تو مین کاہیکو زندہ رہونگی یہ کہکر ماں جادو کو لیے ہوے چلی ہر چند ملکہ جادو نے کہا کہ ای ایمان جان اپنی تہمت مجھپر لگ جائیگی اب یہ مجھے مر جانے دیجیے اُسنے کچھ نسنا ہمراہ لیے چلی گئی مگر اکوان نے عرضی چھ لفظا کو لکھی تھی اُسکا جواب یہ آیا ای اکوان جادو جتنے لوگ خدا پرست تمہارے پاس ہیں ان سبکو قتل کرو اور جو خدا پرست ہاتھ لگین انکو زندہ نچھوڑنا فوراً قتل کرنا اور سر انکے ہمارے پاس بھیجدو ہم تمہاری اس خیر خواہی پر بہت راضی اور خوش ہونگے اکوان جادو نے اُسیوقت آذر جادو سے کہا کہ تمام شہر مین ڈھنڈورا پٹوا دو کل ہم باغ آتشکدہ مین سب خدا پرستونکو لیجا کر قتل کرینگے جسکا جی چاہے تماشا دیکھنے کو آئے موجب حکم کے ڈھنڈورا پٹوا دیا اور یہ منادی بدی کہ حکم بادشاہ آتش حصار اکوان شاہ سردار جادو کا یہ ہی کہ کل تمام خلایق آتشکدہ مین آکر سب خدا پرستونکو قتل کرینگے تمامی شہر مین یہ خبر عام ہو گئی و ہان میدان خونی تیار ہوا اسباب سیاست موجود کیا گیا صبح کو مرد و زن خورد و کلان خلایق بیشمار پرے کے پرے قتل خدا پرستان آئے اکوان جادو پوشاک سرخ پہنکر جابا و فلک شکر آتشکدے مین آیا تخت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ لاؤ قیدیونکو دار و غہ زندان خانہ اُسیوقت سبکو لایا حمزہ صاحبقران نے بطریق اسلام سلام کیا اکوان جادو نے کہا کہ ای حمزہ تجکو یہ دن فراموش تھا ظلم تم نے کچھ فکر یاد نہ تھا تو نے شہر کے شہر غارت کر دیے بڑے بڑے ساحران نامدار کے نام کو مٹا دیا بہتر یہ ہی کہ دین زردہشت پرستی اختیار کرو نہیں تو آمادہ مرگ ہو جاؤ قضا سر پر کھڑی ہی صاحبقران نے فرمایا ای کمبخت نابکار و اسے گندہ نا تراش ہزار ہزار لعنت ہی زردہشت پر اور اُسکے پیشوا پر کہ وہ ابلیس ہی وہ گمراہ ہی ہمارا قدم صراط مستقیم پر قائم ہی جبتک کہ حیات مستعار باقی ہی تو تجکو صبح سویرے ہم ایسا تلوار سے مار ڈالینگے اور اگر قضا میری آگئی ہی تو رضی الٰہی مین کیا چارہ ہی یہ سنکے اکوان جادو غصے سے مخاطب ہوا کہ او سارہان زادے تو نے فریب سے تمام ساحرونکو مارا سبکا خون تیری گردن پر ہی اب بھیڑ کے گوشت کیطرح تیار کرونگا سب ساحرونکو کھلاؤنگا حمزہ بولا او قرمساق تجھے تو کیا ڈراتا ہی مجھے مرنیکی عادت نہین ہی میرے قدم جہان گیا وہ شہر کفار کا غارت ہوا اکوان بولا کہ خیر ابھی معلوم ہوا جاتا ہی بعد اسکے علم شاہ اور

شہزادہ بدیع الزمان اور قاسم و صاحبقران سے خطاب کیا کہا ای اکوان اگر تم زندہ ہیں تو تمکو بغیر قتل کیے کب
چھوڑتے ہیں غرض اکوان جادو نے کہا ای خداپرستو تم کیون مفت مین جان دیتے ہو زمین زر و بہشت کیون
نہین قبول کرتے سو ان سبنے کہا کہ آذر جادو تمام ساحرونکو شہر کے جمع کرو کہ انکے کباب بنا کر سبکو کھلاؤنگا
ساحر جمع ہونے لگے صحبت عیش برپا ہوئی ادھر صاحبقران مع فرزندان عالیشان دعائین مانگنے لگے اے
پروردگار عالم و عالمیان ان ظالمون کی شر سے تو ہمکو محفوظ رکھ کیا اسی جگہ قضا آئی ہے جہان دفن و کفن
تک نصیب نہو القصہ یہان تضرع و زاری اور دعا و التجا مین اور ادھر سامان قتل خداپرستان اور صحبت
عیش مین تمام دن گذرا شام ہوئی یہان تک پہر رات آگئی دیکھا یک آسمان سے ایک برق چمکی اور ایک تخت زرنگار
نمایان ہوا جب وہ تخت قریب آکر اترا دیکھا کہ ملکہ جادو بیٹی زر و بہشت کے تخت پر سوار گلشن جادو
اور گلستان مع چند جادوگرنیون کے چلی آتی ہے اکوان جادو اور جتنے ساحر وہان موجود تھے سب تعظیم کو
ملکہ جادو کے اٹھے اکوان جادو نے ملکہ جادو کو برابر اپنے بٹھالیا ملکہ جادو نے کہا مین نے سنا ہے کہ حمزہ اور عمرو
وغیرہ تمہارے پاس قید ہین وہ میرے چچا زروان جادو کے قاتل ہین اکوان جادو نے کہا کہ تم خوب وقت
پر آئی ہو کیا ہین وہ دیکھو حمزہ اور عمرو اور فرزندان حمزہ مقید بیٹھے ہین اب میرا قصد ہے کہ ان سبکے سر کٹوا کر لقا کے
پاس بھیجون اور انکے گوشت کے کباب تیار کرکے ساحرونکو کھلاؤن ملکہ جادو بولی چچا جان ہمین لقا سے کیا
کام ہے ان سبکو شہر عنبر آباد مین لے چلو وہان تابوت خداوند زر و بہشت کا ہے ان سبنے آکر تابوت خداوند زر و بہشت کا
سجدہ کیا تو بہتر ورنہ قتل کرنا اکوان جادو نے کہا کہ اچھا بہتر ہے پھر صحبت عیش مین ملکہ جادو وغیرہ کو بھی شریک کیا اور
گلشن جادو اور گلستان جادو سے کہا کہ تم اٹھکر رقاصی کرو اور شراب بھی سبکو پلاؤ کہ تمکو ساقی گری مین بھی خوب دخل
ہے یہ سنکر وہ دونون اٹھین اور شراب کا شیشہ دارو سے بیہوشی کرکے ایک ایک جام سبکو پلانا شروع کیا اور رقاصی
بھی پانون تھاپ پر کرنے لگین نشہ شراب کے جوش مین جب بیہوشی نے بھی اثر کیا سبکے سب بیہوش ہوگئے ملکہ جادو
نے جھٹ نعرہ کیا اور پنجہ سلیمانی کھینچکر اکوان جادو اور آذر جادو کو پہلے قتل کیا بعد اسکے سب ساحرونکو مارا
اور صاحبقران اور خواجہ عمرو کو رہا کرکے قدمبوسی امیر کی حاصل کی اور عرض کیا کہ شہریارا مین نے حضور کے
اسیر ہونیکا حال سنا اسیوقت عنبر آباد سے روانہ ہوئی بارے وقت پر خدا نے مجھے پہونچایا امیر نے فرمایا اے
ملکہ جادو ہم تمہارے بہت ممنون ہوئے یہ ذکر تھا کہ ساحران آتش حصار اکوان جادو کے قتل ہونیکی خبر سنکر جمع
ہوکر آئے کہ ہم ملکہ جادو کو قتل کرینگے یہ کہکے ہر ایک نے سحر کرنا شروع کیا اور چہار طرف سے یورش کیا ملکہ جادو نے پہلے تو
حصار آہنی واسطے حفاظت اہل اسلام کے بنایا اور اس حصار مین بٹھایا بعد اسکے ایک پتلہ ولی کا نکالکر اسپر کچھ پڑھکے
جھاڑو کے نقش کھینچے اور اسم سحر کا دم کیا کہ وہ بلند ہوکر آسمان پر جا کر ابر سفید رنگ بنگیا اور اسمین سے تیر ساحرونپر آکر برسنے
لگے جسپر وہ تیر پڑا اسکے جگر کے پار گذر گیا ہزارہا ساحر مارے گئے ہر چند رد سحر کرتے تھے مگر رد سحر نہوتا تھا آخر کار ناچار
ہوکر اطاعت ملکہ جادو کی اختیار کی تمام شہر مین ملکہ جادو کا عمل ہوگیا حمزہ صاحبقران اکوان جادو کے ایوان
مین بیٹھے اور حکم دیا کہ جتنے یہان ہین سبکو لاؤ تمام اسیران آتش حصار آکر موجود ہوئے جو اسلام لایا اسے چھوڑ دیا جو
کفر پرستی نچھوڑی قتل کیا چنانچہ انمین ایک جوان نہایت حسین قید تھا امیر نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ
شہر یاسمین مین بیٹھا ہون آذر جادو کا نام مینے سنا بلند آواز ہے اکوان جادو کی بیٹی جو ملکہ جادو ہے اسپر عاشق ہون
وہ مجھپر مائل ہے ایکدن مین اور ملکہ باغ مین صحبت آرا تھے کہ اکوان جادو کو معلوم ہوا اسنے دیکھ پاکر قید کیا ملکہ کو بھی [illegible]

جب مین قید ہون امیر نے فرمایا کہ تو دین اسلام قبول کر تو تیرے معشوق کو تجھے دلوا دون وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق دل
مسلمان ہوا صاحبقران نے ملکہ جادو کا عقد اُسکے ساتھ کر دیا بعد اُسکے حاکم شہر آتش حصار کا رشید بلند آواز
کو کیا عمر نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ مین بھی ملکہ عنطلی آباد پر مدت سے عاشق ہون میرا عقد اُسکے ساتھ کر دیجیے امیر نے
ملکہ جادو کا استمزاج لیا اُسنے کہا ای شہریار عمر کو تو خبط ہوگیا ہی بیوقوفی کی بات کرتا ہی مین شہر عنطلی آباد کو جاتی ہون
جب وہان آئیگا اور شہر عنطلی آباد فتح کیجیے گا اُسوقت سمجھا جائیگا الغرض صحبت عیش کئی روز تک برپا رہی عمر و بھی
خوب گایا اور بجایا بعد اُسکے ملکہ جادو رخصت ہوکر عنطلی آباد کو چلی گئی اور حمزہ صاحبقران یہان کا بندوبست
کرکے رشید بلند آواز کو ہمراہ لیکر ملک زرائل کیطرف روانہ ہوئے اثناے راہ مین ایک لشکر کو دیکھا حال دریافت
کروایا معلوم ہوا کہ لقا کو مظفر ارمنوسی نے قید کیا اور یہ لشکر شہر انا ملہ اور سمالیہ سے لقا کی مدد کو آیا سہیل
خشت انداز اور اشخاص اور اعراض مار پیشانی لشکر کے سردار ہین حمزہ صاحبقران بھی مقابلہ لشکر کفار
کے اُترے سہیل خشت انداز وغیرہ کو خبر ہوئی کہ حمزہ قلعہ آتش حصار مین قید تھے وہان سے رہا ہوکر
ادھر آئے ہین سہیل خشت انداز نے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر حمزہ صاحبقران مین نقارہ رزمی نوازش پایا
رات بھر جانبین مین تیاری رہی صبحکو معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے اُدھر سے اشخاص مار پیشانی میدان مین
آیا مبارز طلب کیا ادھر سے علم شاہ رومی اُسکے مقابلے کو نکلے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی علم شاہ نے نیزہ اُسکا
ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری علم شاہ نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا فوج کفار علم شاہ پر دوڑ
پڑی علم شاہ نے مار پیشانی کی مشکین باندھین اور سیارہ کے سپرد کیا اور آپ لشکر کفار پر گرا ادھر سے فوج
اسلام اور حمزہ صاحبقران مع قاسم و بدیع الزمان کمک کو شاہزادہ علم شاہ رومی کے آئے کفار سے تلوار
چلنے لگی عین گرمی جنگ مین اعراض مار پیشانی سے اور رشید بلند آواز سے سامنا ہوا اعراض نے تلوار ماری
رشید کی سپر کاٹ کے سر پر پڑی تا دونون ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا حمزہ صاحبقران دیکھ رہے تھے تیار
ہوکر چلے اعراض کو للکارا رشید کو جاکے بچایا اعراض سے مقابلہ کیا اعراض نے وہی تلوار خون آلود صاحبقران
کو ماری صاحبقران نے تھیکی دیکر تلوار اعراض کی چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر زین سے اُٹھا لیا سہیل خشت انداز
شکست کھاکر بھاگا صاحبقران پھر کر داخل بارگاہ ہوئے اشخاص مار پیشانی اور اعراض مار پیشانی کو
بلاکر تلقین بدین اسلام کیا اور کہا کہ لقا کو لعنت کر وہ دونون دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوے اور فوج کو
اپنے ہمرکاب سے بھیجکر تلاش کروا کر بلوایا وہ بھی آ آ کر دست پرستش اسلام لاے صاحبقران اشخاص اور اعراض کو
ساتھ لیکر کوچ کرکے شہر ارمنوس حصار کو روانہ ہوے بعد قطع منازل اور طی مراحل کے قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچے
کہ وہ کوہ ارمنوس مشہور تھا اشخاص و اعراض نے دست ادب باندھکر خدمت مین حمزہ صاحبقران کی عرض
کیا کہ جو حکم ہو تو ہم پہلے شہر ارمنوس حصار مین جائین اور مظفر ارمنوسی کو آپکے آنیکی خبر دین فرمایا اچھا جاؤ کیا
مضائقہ ہی دونون کوچ کرکے ارمنوس کو روانہ ہوے سامنے قلعہ ارمنوس حصار کے جب پہونچے دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا بند ہی
گولہ انداز مستعد توپون پر بیٹھے ہوے ہین اشخاص و اعراض نے کہلا بھیجا کہ ہم امیر کی خدمت سے آئے ہین یہ خبر مظفر کو ہوئی
اُسنے کہا کہ دونون کو بلاؤ لوگ اندر لیگئے مظفر نے لقا کو دکھایا کہ عقابین پر چڑھا ہوا ہی بظاہر تو لقا پر بہت سے
طعن و تشنیع کیے اور مظفر سے کہا تمنے خوب کیا جو اس خرس بادیہ ضلالت کو قید کر لیا بعد اُسکے مژدہ
صاحبقران کے آنیکا دیا کہ قریب آپہونچے ہین ملک مظفر نے کارگذار دنکو حکم دیا کہ تمام شہر مین آئینہ بندی کرو اور سامان

دعوت و ضیافت مین مصروف ہو ملازم سرکار بادشاہ ارمنوس سرگرم کاروبار آرائش ہوئے دوسرے روز اشخاص اعراض
نے ملک مظفر کی دعوت کی اور طعام و شراب مین بیہوشی دیکر ملک مظفر کو مع رفقا پکڑ لیا اور قید آہن مین گرفتار کیا دونون بیٹے
ملک مظفر کے ناظر و منظور سرخ چشم اشخاص اعراض کے شریک ہوگئے القصہ ملک مظفر کو قید کرکے لقا کو عقابین
پر سے اتارا اور قفس آہنی سے باہر نکالا تخت خداوندی بچھایا لقا اُس سے بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ لاؤ ملک مظفر کو جب
مظفر سامنے لقا کے آیا بطور اہل اسلام سلام کیا لقا پکارا کہ او بندۂ گستاخ تو نے اپنے خداوند سے ایسی بیہودہ گستاخیان
کین دیکھ میری خداوندی کو کہ مین نے انتقام نہین لیا وہ شخص دیرگیر ہی مگر سخت گیر ہی اور دیکھا تو نے کہ کیا جسے تقدیر مین نے
کی اور کیونکر قید شدہ سے چھوٹا اب بہتر یہ ہی کہ مجھے سجدہ کر نہین تو بری طرح سے پیش آؤنگا ملک مظفر پکارا کہ او
گمراہ کن خلق مجکو خدا نے ہدایت کی مرحلہ کفر و ضلالت سے نکالا لاکھ لاکھ لعنت ہی تجہپر اور تیرے پرستارون پر ہزار جانین
اگر ہون تو راہ اسلام مین نثار کردون یہ سنکر لقا نے حکم دیا کہ اس بندۂ گنہگار کو مارو اُسیوقت تازیانے مظفر پر پڑنے لگے
وہ ثابت قدم راہ اسلام مین کوڑے کھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ صاحبو میرے کلمہ کے شاہد رہنا غرضکہ تازیانے یہانتک
مارے کہ پوست پھٹ پھٹکر خون بہنے لگا اور بیہوش ہوگیا پھر قفس آہنی مین بند کرکے عقابین پر مظفر کو چڑھا دیا اور دروازہ
شہر کا بند کردیا جو شخص کہ دین لقا پرستی پر قائم رہا اُسے تو چھوڑ دیا باقی سبکو قتل کیا بعد اُسکے ایک نامہ سہیل
شت اندازو سہیل خشت انداز کو لکہا کہ مینے یہان لقا کو قید سے رہا کیا اور مظفر کو اسیر کرلیا اب تمہین لازم ہی کہ شبخون
لشکر حمزہ پر مار کر ہمارے پاس چلے آؤ یہ ہوشنگ عیار لیکر روانہ ہوا بعد اُسکے ایک نامہ قبالہ زرین کمر بادشاہ کیچتان کو
بھیجا کہ ہمنے لقا کو رہا کیا ہی تم اُدھر سے آکر سہیل خشت انداز کے شریک ہو اور شبخون لشکر حمزہ پر مارو القصہ
جب نامہ بادشاہ کیچتان کو پہونچا اُسنے اُسیوقت فضل زحل پیشانی اور طویل زحل پیشانی اور طویل
ابن فضل کو ساٹھ ہزار سوار سے روانہ کیا یہ دونون بعد قطع منازل قریب دمنہ شہر ارمنوس حصار کے پہونچے
اُدھر ہوشنگ عیار نے نامہ سہیل کو پہونچایا سہیل نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور دو پہر رات گئے آکر
شبخون لشکر حمزہ پر مارا صاحبقران کو جب معلوم ہوا کہ کفار شبخون آکر گرے ہین پس مسلح و مکمل ہوکر بارگاہ
سے نکلے اور مع فوج ظفر موج نہایت عجلت کے ساتھ سوار ہوکر چلے کفار سے تلوار چلنے لگی صدہا کافر
اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اور سیکڑون مسلمان بھی شہید ہوئے پہر رات باقی تھی کہ بدیع الزمان سے
اور قاتل کجخائی سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار ماری بدیع الزمان نے رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر پر اُسکے پڑا پیٹ تک
مرکب جا کر پیوست ہوا علمشاہ لڑتے ہوئے برابر سہیل خشت انداز کے پہونچے اُسنے خشت ماری علمشاہ نے
خالی دیکر جو تیغہ کجخیان کا ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر آیا کفار بیچ مین دوڑ کے آگئے اُسکو بچا لیگئے غرضکہ لڑتے لڑتے
صبح ہوگئی اب کفار نہایت پریشان ہوئے قریب تھا کہ بھاگین ناظر و منظور سرخ چشم دونون بیٹے مظفر کے
کفار کی مدد کو آئے اور خرم زرین قبا بیٹا ملک قرنیا کو عقرب چشم لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا
کفار قوی دل ہوئے وہ پریشانی دور ہوئی بجمعیت خاطر لڑنے لگے سبب سے اہل اسلام قتل ہوئے لیکن
صاحبقران نے سہیل خشت انداز کو للکارا اُسنے برابر آکے خشت ماری امیر نے خشت کو ہاتھ مین روک لیا
اور وہی خشت جھپٹ کر سہیل پر ماری سینہ پر اُس سنگدل کے پڑی حرارت سے اُسکی خاک مین ملی تڑپ کر گرا مر گیا
اب صاحبقران اور علمشاہ اور بدیع الزمان اور شہر قران وغیرہ تلوارین مارتے ہین مگر کفار کا لاوی
اہل اسلام قلیل ہین کفار کثیر ہین عالم ہراس مین بدرگاہ خدا دست بدعا ہوئے ای پروردگار عالم ہی چارہ کن بیکسان

تو ہماری مدد کیواسطے کسی کو بھیج اُسوقت ایک گرد صحرا کی طرف سے اُٹھی اور پہلوان عادی اور کرب غازی بافوج بیشمار عین وقت پر آپہونچے کرب دلاور نے وہیں سے نعرہ کیا نعرۂ کرب + کرب شمسوار امیر نامدار + نظر کردہ شیر پروردگار + اور تلوار پکڑ کر مع پہلوان عادی وغیرہ کفار پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا لڑتے لڑتے برابر ہائیل بلند قامت کے پہونچے اُسنے میل فولادی مارا کرب غازی نے سپر پر روکا اور تیغہ کرنیوس کا وار کیا ہائیل بلند قامت کے مع کرگدن چار ٹکڑے ہوئے پہلوان عادی نے فریدون کو للکارا اُسنے تیغہ مارا عادی نے روک کے جو تلوار کمر پر ماری مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگیا ایک لقا بھی مع سرداروں کے مدد کو لشکر کفار کی آیا ادھر سے بادشاہ اسلام مع غازیان دیندار و مجاہدان نامور شعار بھی مدد کو اہل اسلام کی آپہونچے جنگ مغلوبہ ہوگئی بڑی تلوار چلی دونوں طرف سے لاکھوں آدمی قتل ہوئے دن بھر لڑائی ہوا کی شام کو طبل امان پر چوب پڑی دونوں لشکر پھرے اُدھر سامنے قلعہ ارمنوس حصار کے کفار کا لشکر اُترا ادھر مقابلے بارگاہ لقا کے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی امیر بالتوقیر مع بادشاہ اسلام و جملہ سرداران عالی مقام داخل بارگاہ ہوئے ہرکاروں نے خبر دی کہ ملک منظفر کو اشخاص مار پیشانی و اعراض مار پیشانی نے قید کرکے عقابوں پر چڑھایا ہی امیر یہ سنکر کمال رنجیدہ ہوئے پھر جو جو زخمی تھے اُنکے زخموں میں ٹانکے دلوائے بعد اُسکے دربار برخاست کیا آرام فرمایا دوسری صبح کو ذنگل شوکت پر آکے بیٹھے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران نے حال طہماس کا پوچھا اندھور نے تمام کیفیت بیان کی کہ طہماس نے قید توڑ کر اپنے بھائی کو مار القا نے ہمارے ہاتھ چرا کر منگوا لیا تھا کہ طہماس میرے پاس رہے طہماس لقا کے پاس نہ رہا اور وہاں سے لوگوں کو قتل کرکے چلا آیا اور پھر قیدی بن کر زندانخانے میں بیٹھ رہا صاحبقران نے فرمایا کہ طہماس دمردانہ ہی اُسے ہمارے سامنے لاؤ اُسیوقت طہماس غل و زنجیر میں گرفتار سامنے صاحبقران کے لائے طہماس نے بطریق لقا پرستان سلام کیا کسینے جواب سلام نہ دیا صاحبقران نے باعزاز و اکرام طہماس کو بٹھایا اور جام شراب ناب تواضع کیا طہماس نے سلام کرکے جام کو لیکر پی لیا بعد اُسکے صاحبقران نے فرمایا ای طہماس تم دین اسلام قبول کر داور لقا پر لعنت کر طہماس نے کہا ای شہریار قول مردوں کا ایک ہی ہوتا ہی مجکو منظور مگر اسلام نہ لاؤنگا صاحبقران نے فرمایا ای طہماس مجکو تمہارا قتل کرنا منظور نہیں میرا ہاتھ تجھ ایسے بہادر پر نہیں اُٹھتا جاہیں نے تجھے رہا کیا یہاں تیرا جی چاہے چلا جا پھر آہنگروں کو بلوا کر چاہا کہ قید طہماس کو دور کروائیں اسوقت طہماس نے قید اپنی توڑ کر پھینکدی اور صاحبقران کے قدموں کو بوسہ دیا اور عرض کی ای شہریار جبتک کہ آپکی اولاد اور آپ زندہ ہیں ہتھیار نہ باندھونگا اور نقیر بنکر کسی تکیہ پر بیٹھ رہونگا امیر بالتوقیر نے فرمایا تمھیں اختیار ہی پھر خلعت دیکر طہماس کو رخصت کیا طہماس نے سلام کیا اور جانب گلستان کو روانہ ہوا یہ خبر لقا کو ہوئی لقا نے چاہا کہ طہماس کو بلوائے بختیارک نے منع کیا اور کہا یا خداوند طہماس نے حمزہ سے عہد کیا ہی کہ میں نے ترک دنیا کی اور کبھی یہ ہتھیار نہ باندھونگا جنگ جدل سے کام نہ رکھونگا وہ ہرگز آپکے بلانے سے نہ آئیگا آپکا سخن ضایع جائیگا لقا چپ ہو رہا بعد اُسکے بختیارک نے عرض کیا یا خداوند یہاں کوئی سردار ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ سرداران حمزہ سے عہدہ برا ہو موشناک عیار نے عرض کیا یا خداوند جو آپ کچھ رحمت میرے واسطے کریں تو میں سرداران حمزہ کو پکڑ لاؤں لقا نے کہا میں نے تقدیر کی ہی تو جا کر عیاری کر اور قاسم اور بدیع الزمان کو پکڑ لا یہ کہکر موشناک عیار کو لقا نے خلعت دیا موشناک اسیوقت لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا ایک سپاہی کی شکل بنکر داخل لشکر اسلام ہوا تمام اردو کی سیر کرتا ہوا بارگاہ سلیمانی پاس آیا ایک گوشہ میں چپکا کھڑا ہو کر دیکھا کیا اور باتیں سنا کیا جب دربار برخاست ہوا سردار اُٹھ کھڑے

اپنے اپنے خیمون مین گئے بعد تھوڑی دیر کے قاسم و بدیع الزمان بھی بارگاہ سے نکلے موشنگ انکے ساتھ ساتھ چلا
بدیع الزمان اپنے خیمے مین آئے قاسم اپنی خوابگاہ کو گئے موشنگ پہلے قاسم کے پیچھے ہو لیا قاسم سب رفیقون کو اپنے
رخصت کرکے داخل خیمہ ہوئے کھانا کھا کر آرام کیا سیارہ عیار نے باہر نکل کر سب نگہبانون کو تاکید کی اور ایک
طرف کو چلا گیا موشنگ عیار نے پہلے گرد خیمہ کے پھر کر دیکھا کہ تین طرف بہت ہوشیاری ہے چوتھی طرف دیکھا کہ پیچھے کا
اٹھا لیا ہے اور فراش بیٹھے ہوئے سلفی ٹہل رہے ہین موشنگ نے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اڑائی کہ تمام فراش بیہوش
ہوگئے بس قنات کو چاک کرکے اندر خیمہ کے آیا دیکھا کہ دو خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین اور خدمتگار چلمچی کر رہے ہین
پروانے بیہوشی کے نکال کر شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلے دہوئین سے اُسکے خاصبردار و خدمتگار بیہوش ہوگئے
موشنگ اندر آیا تمام روشنی گل کر دی اور پلنگ کے پاس آکر چاہا کہ قاسم کو بیہوش کرے کہ قضا سے کار سیارہ
آ پہونچا باہر خیمہ کے دیکھا کہ تمام فراش بیہوش ہین اور قنات چاک ہے چپکے سے خیمہ کے اندر آیا دیکھا کہ ایک سیاہ پوش
قاسم کے پلنگ کے برابر بیٹھا ہو اور چاہتا ہے کہ قاسم کو بیہوش کرے سیارہ دبے پاؤن پیچھے سے آیا اور حلقہ اسپر
کمند مار کر جھٹکا دیا کہ وہ چت گرا سیارہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین یکایک قاسم کی آنکھ کھل گئی
پوچھا ارے کیا خیمے مین اندھیر کیسا ہے سیارہ نے کہا اے شہریار کوئی عیار آپکے گرفتار کرنے کو آیا تھا مین نے
اُسے گرفتار کیا ہے قاسم نے کہا لاؤ ہمارے پاس سیارہ اُس اسیر دام بلا کو شہزادے کے پاس لایا قاسم نے کہا
تو کون ہے مفصل حال اپنا بیان کر دے مین تجھے چھوڑ دونگا اُسنے کہا لقا کے کہنے سے مین آپکو گرفتار کرنے آیا تھا
قاسم نے کہا اے سیارہ اس غریب کو تو چھوڑ دے اُسنے کہا بہت خوب مگر کچھ اسکو نشانی ضرور دینا چاہیے یہ کہکر
اُسکی ناک کاٹ لی اور چھوڑ دیا موشنگ نکٹا ہوکر وہان سے بھاگا صبح کو لقا کے سامنے آیا اور کہا واہ خداوند
کیا خوب آپ نے تقدیر کی تھی کہ سیارہ نے ناک کاٹ کے چھوڑ دیا لقا نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ کہ مین ناک تیری از سر نو بنا دونگا
لیکن تو اپنے کام سے غافل نہو یہ سنکر موشنگ وہان سے پھرا ناک کو بخیہ کروایا اور پھر لشکر اسلام کو روانہ ہوا اور رات کی
شہزادہ بدیع الزمان کے خیمہ مین آیا اور دو پہر رات گئے تمام نگہبانون اور خدمتگارون کو بیہوش کرکے بدیع الزمان
بیخبر کرکے پشتارے مین باندھ کر چلا قضا سے کار امیہ عیار بالا دوی کے واسطے نکلا تھا دیکھا اُسنے کہ ایک عیار
پشتارہ بدوش چلا جاتا ہے اور لشکر اسلام سے آتا ہے دل مین کہا کہ خدا جانے یہ کسے گرفتار کیے ہوئے لیے جاتا ہے
اُسکو لیا چاہیے آگے بڑھ کر حلقہ ہاے کمند زمین پر بچھا دیئے اور آپ ایک جھنڈی مین چھپکر بیٹھا رہا موشنگ
عیار جب اُس مقام پر آیا اور پاؤن اُسکے حلقہ ہاے کمند مین پڑے امیہ نے دھر لکالگا موشنگ متحیر ہوکر دیکھنے
لگا کہ شیر کدھر سے نکلا بچہ و پشتارہ لیکے امیہ نے کمند کھینچی کہ موشنگ گرا امیہ چت گر کے آیا اور چھاتی پر موشنگ کی
چڑھ بیٹھا مشکین باندھ کر پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہے اور یہ پشتارہ کسکا ہے اُسنے کہا بحکم لقا مین بدیع الزمان کو گرفتار کرکے
لیے جاتا ہون امیہ نے بدیع الزمان کو پشتارے سے باہر نکالا اور ہوش مین لایا بدیع الزمان نے آپ کو
بندھے ہوئے پایا حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے امیہ نے حال بیان کیا کہ یہ عیار آپکو پکڑ لیے جاتا تھا موشنگ اسکا
نام ہے اب مین اسکو مارے ڈالتا ہون موشنگ رونے لگا اور بیان کیا کل اسیطرح قاسم کے خیمہ مین گرفتار
ہوگیا تھا قاسم نے بھی مجھے چھوڑ دیا تھا بدیع الزمان نے کہا اے امیہ اسکے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا تم بھی
چھوڑ دو امیہ نے کہا بہت اچھا مگر کچھ نشانی دینا چاہیے یہ کہکر دونون کان اُسکے کاٹ کر رہا کیا موشنگ
بوچا بنا ہوا بحال خراب لقا کے پاس پہونچا اور کہا یا خداوند یہ کیا آپ نے تقدیر کی تھی کہ کل ناک کٹی آج کان گئے

لقا نے کہا کہ مین ان دنون مین بہت متردد ہون تقدیر برعکس ہوتی ہی تو جا اور اپنے کام مین مصروف ہو مین اُسکی نوروز
مین ناک اور کان دونون درست کر دونگا موشک چپ ہو رہا اور روہانسے چلا آیا بعد اُسکے ایک عیار کسیکا
نامہ لیے ہوئے لقا کے پاس آیا سلام کیا نامہ ہاتھ مین لقا کے دیا لقا نے وہ نامہ پڑھوایا بادشاہ انا علم
عاد شاہ نے لکھا تھا کہ یا خداوند اگر آپ تاب مقاومت خداپرستون کی نہین لا سکتے تو مین نے لشکر بے پایان
جمع کیا ہی اور پہلوان زبردست میرے پاس ہین آپ یہان چلے آئیے اور جو نہ آئیے تو مین نے ارزق دوندہ کو
آپکی خدمت مین بھیجا ہی جو کام مشکل ہو اُس سے لیجیے گا کہ یہ عیار بے بدل ہی زہرد شاہ نامہ پڑھکر خوش ہوا ارزق
دوندہ کو دیکھکر لقا نے کہا کہ ہو سکتا ہی جتنے کہ جاکر حمزہ کو پکڑ لا ارزق نے عرض کیا کہ اگر آپکی نظر مہربانی ہوگی تو
حمزہ کیا چیز ہی حمزہ کو بھی پکڑ لاؤنگا اور مین نے بڑے بڑے عیارون کو زیر و زبر کیا ہی اُس ساربان زادے کی کیا
حقیقت بختیارک نے کہا اے ارزق حمزہ بلا سے بے درمان آفت جان ہی جب سامنا ہوگا تو معلوم ہو جائیگا ارزق
بولا کہ ملک جی زیادہ گوئی سے کیا حاصل جب ہم کوئی کام کرینگے تو دیکھ لینا یہ کہکر روانہ ہوا لشکر اسلام کو چلا یہان
حمزہ صاحبقران نے دبیر کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ لکھو ناظر و منظور سرخ چشم کو اسواسطے کہ تمنے اپنے
باپ کو قید کیا ہی جلد رہا کرو اور لقا ہمارا چور ہی اُسکو باندھکر ہمارے پاس لے آؤ اور دین اسلام قبول کرو اور
جو اسکے خلاف کیا تو اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر روئینگے اور تمکو رحم نہ آئیگا
دبیر نامہ اس مضمون کا لکھکر لایا صاحبقران نے فرمایا کہ ہی کوئی ایسا بہادر جو اس نامہ کو لیکر جائے اور جواب
باصواب لائے یہ سنکر حارث بن سعد اپنے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سامنے امیر کے آکر سلام کیا اور یون
عرض پرداز ہوا کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا جتنے سردار ہین سب نے کارنمایان کیے ہین غلام سے کوئی کام ابتک
وقوع مین نہین آیا صاحبقران نے فرمایا کہ ذرا نامے کو ذلیل نہ ہونے دینا اور پھر تمام شرطین نامہ بری کی بیان
کردین اور خلعت دے کر رخصت کیا حارث بن سعد چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر راہی ہوا بعد اُسکے
عمرو کو صاحبقران نے پانچ ہزار روپیہ دے کر بطور ایلچی خفیہ نویسی کے واسطے روانہ کیا عمرو ایک خدمتگار کی
صورت بنکر ساتھ حارث کے عقب مین ہو لیا حارث داخل لشکر کفار ہوا علم بدعت جو افراشتہ تھے جہان جہ
نشان دیکھا گروا دیا اسیطرح در بارگاہ پر پہونچا اور گھوڑے کھلوا کر جتنے پیادے اور سوار تھے سب کو ہٹوا دیا
میدان صاف کروا کر وہان اپنی فوج کو قائم کیا اور آپ تنہا اندر بارگاہ کے چلا در بارگاہ پر بختیارک نے قتال
ارمنوسی کو بٹھایا تھا کہ ایلچی آئے تو اُسے تھوڑی دیر دروازے پر کھڑا رکھنا قتال نے حارث کو آتے دیکھکر کہا
اے عزیز کھڑا رہ کسی جانے والے سے خبر تیری کہلا بھیجی جائیگی جب طلب تیری وہان ہوگی اُسوقت جانا
حارث پکارا کہ تو خود اُٹھکر خبر کر آ اُسنے کہا کہ مین اپنے عہدے سے بیٹھا ہون مین کیونکر جاؤن حارث نے
کہا تو مین ٹھہرونگا نہین بے تکلف چلا جاؤنگا حارث یہ کہکر چلا کہ قتال ارمنوسی نے اُٹھکر ہاتھ کمر مین ڈالدیا
حارث نے اُسکو ایک طمانچہ مارا کہ وہ تیورا کر گرا اور تڑپ کر مر گیا کسینے اندر بارگاہ کے جاکر یہ خبر سنائی
بختیارک تادھنا تادھنا ناچنے لگا اور پکارا کہ مرگ تو مبارک باشد یہ ایلچی کی آمد ہی صفائیان اُسی کی معلوم ہوتی
ہین ناظر و منظور نے پوچھا کہ ارے کون مارا گیا بختیارک نے کہا کہ قتال ارمنوسی قتل ہوا اُسنے ایلچی کو
روکا ہوگا جو مارا گیا یہ ذکر تھا کہ حارث بن سعد اندر بارگاہ کے آیا بطریق اسلام سلام کیا جواب سلام
کسینے نہ دیا بدلے جواب سلام کے کفار مانند مار کوفتہ بل کھانے لگے حارث نے جو دیکھا کہ کسینے بات بھی نہ پوچھی

اور جگہ بیٹھنے کی بھی نہ دی او بے حمیت تجکو بالکل آدمیت نہیں ہے جو کوئی کسیکے پاس آتا ہے اُس سے یونہیں پیش آتے ہیں بھلا جگہ دو کہ بیٹھ کر جواب وسوال کروں بختیارک بولا کہ پیر و مرشد یہاں جگہ بیٹھنے کی آنے والا آپ کر لیتا ہے حارث یہ سنکر ادھر ادھر کو دیکھنے لگا قریب تخت ناظر منظور کے اعراص مار پیشانی بیٹھا تھا اُسکے پاس جاکر کہا کہ تو ایک لحظہ بھر کو ہٹ جا اور جگہ اپنی مجھے دے کہ میں بیٹھ کر دو باتیں کر لوں اُسنے کہا او طفل بیخبر دان سب میں مجھی کو سب سے زیادہ ذلیل و حقیر سمجھا ہے جو دربار سے اُٹھائے دیتا ہے اور کسیطرف کو جاکر بیٹھ میں ہرگز نہ ہٹونگا حارث نے کہا میں بزور تجکو اُٹھا دونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھا کر ڈنگل سے اُسے کھینچ لیا اُسنے لنگر مارا کہ چاروں پائے ڈنگل کے زمین میں غرق ہو گئے حارث نے ہاتھ کمر میں ڈال کر جھٹکا دیا کہ مع ڈنگل وہ دور جا پڑا گرد بذلت جھاڑتا اُٹھا اور تلوار میان سے کھینچکر اڑا اور قریب آکر ایک ہاتھ تلوار کا حارث کو مارا حارث نے تلوار اُسکی رد کر کے جو تلوار ماری اعراص مار پیشانی کے دو ٹکڑے ہوئے حارث آکر اُسکے ڈنگل پر بیٹھا سب سے آنکھ ملائی کسینے آنکھ اُسکے سامنے نہ کی حارث نے کہا کہ منم نامہ دار صاحب وقار ناظر نے کہا کہ نامہ کسکا لایا ہے حارث نے کہا یہ نامہ ہے شہنشاہ گیتی پناہ خواقین سجدہ گاہ فلک مرتبت و عالیمقام بادشاہ اسلام کا پہلے شرطیں اسکی ادا کیجے تو تجکو نامہ ملیگا اُسنے پوچھا کیا شرطیں ہیں حارث نے کہا اول زر نثار کرنا ناظر پکارا لاؤ کشتیاں اُسیوقت اکیس کشتیاں زر وجواہر نثار کی گئیں مگر ایک حبہ کسیکے ہاتھ نہ لگا سب خواجہ خضر نے جال الیاس میں کھینچ کر نذر زنبیل کیا بعد اُسکے حارث پکارا کہ سات قدم استقبال کرنا ہے کا اور تین تسلیمیں بجا لانا ناظر نے بختیارک سے آنکھ ملائی کہ تو کیا کہتا ہے وہ چاہتا تھا کہ منع کرے کہ کسینے پیچھے سے دھول ماری گھیرے دار پگڑی سر سے گر کے وہیں آرہی بختیارک سمجھا کہ مرشد کامل بھی یہاں موجود ہیں بختیارک نے کہا اے ناظر سرخ چشم خداوند لقا نے بھی حمزہ کے نامہ کا استقبال کیا اور تعظیم دی تم بھی استقبال کرکے تعظیم کرو کچھ عیب نہیں ناظر نے اُٹھ کر سات قدم استقبال کیا اور تین سلام کر کے دونوں ہاتھ پھیلائے اور کہا کہ لاؤ نامہ حارث نے نامہ سر سے کھول کر حوالے کیا کہا خبردار اس پرچہ کاغذ پر غصہ نہ کرنا سر اُسکے ساتھ ہے ناظر نے نامہ لیکر دبیر کو دیا دبیر نے آواز بلند پڑھا کہ مضمون سے نامہ کے تمام کافر مطلع ہوئے منظور سرخ چشم نے کہا کہ حمزہ ایسا زبردست ہے کہ تمام عالم کو زیر کرلیگا معلوم ہوا کہ اب دولت کا زوال قریب پہونچا جلد آل ابراہیم تباہ ہوگی حارث نے جو یہ سخن سنا نعرہ کیا کہ او گبر ناہنجار تو شاید اولاد مظفر ارمنوسی کی نہیں ہے نام حضرت ابراہیم کا بے ادبانہ زبان پر لاتا ہے تیری زبان جل جائیگی ہے شرط کہ گدی سے زبان کھینچ لوں منظور یہ کلمہ سنکر آگ ہو گیا اور پکارا او پسر اعرابی تجھے اپنی شجاعت کا گھمنڈ ہے یہ کہکر منظور سرخ چشم نے تلوار کھینچ کر ماری حارث نے سپر سے تلوار اُسکی رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا جو مارا برابر سے دو ٹکڑے ہوئے پھر تو تمام اہل بارگاہ اُٹھ کھڑے ہوگئے چار طرف سے غل ہوا اسے مار لو ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تلوار چلنے لگی قاتل بن قتال نے پہلو پر آکر تلوار ماری حارث نے پشت تیغ پر روک کر ہاتھ مارا سر پر پڑا از ناف کاٹ کر نکل گیا یاقوت شاہ حارث پر حملہ آور ہوا حارث نے وار اُسکا روک کر تلوار ماری سپر کو قلم کر کے سر پر پڑی تا دوابرو اُتر گئی یاقوت شاہ زخمی ہو کر پیچھے ہٹ گیا فضل زحل پیشانی جو مقابل ہوا حارث نے اُسکے بھی دو ٹکڑے کیا ہرمز پکارا اے نبیرۂ محاو ریگ کیوں تیری شامت آئی ہے حارث نے للکارا او گبر تجھے تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ مجھسے بات کرتا ہے ہرمز نے کہا کہ دادا تیرا میرے باپ کی بدولت بادشاہ ہوا اور تو مجھسے برابری کرتا ہے یہ کہکر خنجر مارا حارث نے خنجر اُسکا روک کر تلوار ماری کہ ہرمز زخمی ہوا لوگ اُسے بچا لیگئے حارث تلواریں مارتا ہوا چلا تھا کہ لقا نے کہا یہ اندھیر جانے پائے چار طرف سے کافروں کا ہجوم ہوا حارث کی شمشیر خونچکان مثل برق کے چمک چمک کر کافروں پر گر رہی ہے

لاش پر لاش کا انبار ہو دریا ے خون بہہ رہا ہو کفار کو قتل کرتا ہوا تلوار ین مارتا ہوا مع اپنے لوگون کے صاف نکلا ہوا
چلا گیا مگر ہمراہیان حارث اہل اسلام بہت شہید ہوے ادھر عمر نے جاکر صاحبقران کو خبر دی کہ حارث
ایلچی گری کیے ہوے آتا ہو اور ایسی ایلچی گری کی ہو کہ دوسرے سے نہ ہوسکیگی صاحبقران نے فرمایا کہ تمام سردار استقبال
کو حارث کے جائین سب سردار روانہ ہوے ادھر حارث تنہا مرکب کو اڑاے چلا آتا تھا خون مین از سر تا پا تر
پیاس کا غلبہ شمشیر برہنہ ہاتھ مین قضاے کار ارزق عیار ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا ساتھ تھا اوسنے پانی آغشتہ
بدار وے بیہوشی حارث کو پلایا حارث بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرا ارزق حارث کا پشتارا باندھ کے روانہ ہوا
خدمت مین لقا کی لایا لقا نے حکم دیا اس اسیر حمزہ کو جلد قید کرو آہنگر آے اور غل و زنجیر مین گرفتار کیا بعد اسکے قید رفع
بیہوشی دیا حارث کو ہوش آیا معلوم ہوا کہ کوئی عیار پکڑ لایا ہو آخر الطریق اسلام سلام کیا کفار پکارے او
پسر حمزہ سامنے خداوند لقا کے خداے نادیدہ کا نام لیتا ہو لقا نے کہا او حارث اگر تو اپنی زیست چاہتا ہو تو
مجھے سجدہ کر حارث پکارا او گبر نا ہنجار تو ہمارے ہاتھ سے ملک بملک بھاگتا پھرتا ہو اور پھر دعوی خدائی کرتا ہو کرور کرور
لعنت ہو تجھپر اور تیرے پرستارون پر لقا نے یہ کلام سنکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ کو اسے قتل کرنا چاہیے سہیل خشت انداز
نے کہا کہ یا خداوند عاد شاہ اسکے دیکھنے کا بہت مشتاق ہو مجھسے کہدیا تھا کہ اگر کوئی خداپرست ہاتھ لگ
جاے تو میرے پاس بھیجدینا اگر حکم ہو تو مین اسے ملک انا ملہ کو لیجاؤن لقا پکارا کہ مین نے بھی یہی تقدیر کی ہو
بختیارک نے کہا ای سہیل اسیوقت حارث کو آرابے پر ڈالکر دو پہر رات گئے روانہ ہوا ادھر امیر کو خبر ہوئی
کہ حارث چلا آتا تھا اثناے راہ سے غائب ہو گیا خواجہ عمر سے فرمایا کہ جلد دریافت کرو عمرو نے جاسوسون کو بھیجکر
دریافت کرایا معلوم ہوا کہ ارزق عیار اسے پکڑ لیگیا ہو عمرو نے صبح کو صاحبقران سے حال بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا کہ ہو کوئی بہادر ایسا کہ جاکر حارث کو چھڑا لاوے یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان
اپنے ذنگل پر سے اٹھا اور عرض کیا کہ غلام جاکر چھڑا لائیگا صاحبقران نے فرمایا جاؤ کیا مضائقہ ہو اسیوقت
بدیع الزمان روانہ ہوے اور بارگاہ لقا مین آے تمام کفار بیٹھے ہوئے تھے کہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا
نعرہ بدیع الزمان بدیع الزمان ہم کہ در روز کین ہو اگر دون آسمان بر زمین ہاے کافران دغاپیشہ
تمنے حارث کو گرفتار کیا ہو مین رہا کرنے کو آیا ہون اگر تمنے حارث کو میرے حوالہ کردیا تو بہتر ورنہ بزور شمشیر تمسے
لونگا ہیم زرین قبا مقاتل کھنائی و سالم ارمنوسی وغیرہ بیٹھے ہوے تھے پکارے کہ او خداپرست
حارث یہان کہان ہو اسے خداوند لقا نے ملک انا ملہ کو بھیجدیا بدیع الزمان نے کہا کہ مین اسکے عوض مین
لقا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا قاہر آہن پوش پکارا کہ او خداپرست کیا مجال تیری کہ خداوند کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے
شہزادہ کو بدیع الزمان تلوار پکڑ کر سپر چھپا اور کہا کہ او کافر پہلے تجکو سزا دونگا قاہر آہن پوش نے تلوار بدیع الزمان کو
ماری بدیع الزمان نے سپر پر روک کے جو ایک ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے مرتاس ارمنوسی نے
برابر بدیع الزمان کے آکر تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کے اسکو بھی ہاتھ تلوار کا مارا
سر سے تا بزین تنگ مرکب نکل کر بوسہ دیا مقاتل کھنائی بھی دوڑ کر آیا اسنے ساطور مارا بدیع الزمان نے ضرب
اسکی رد کرکے جو تیغہ جوالہ کو جلوہ دیا بالاے سر کا سپر کو کاٹ کے تا دوابرو اتر گیا مقاتل نے دستانہ مارا تیغہ
نکل گیا خون اسقدر بہا کہ غش آنے لگا لوگ اسکو بچانے لیگئے تھا کہ بدیع الزمان سرہنگ کے پاس آیا سرہنگ نے
تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور باندھکر امیہ کو دیا کہا کہ اسے

صاحبقران کے پاس لیجاؤنگا اور آپ لڑنے لگا کفار چار طرف سے گھیرے تھے کوئی صورت مفر کی نہ تھی کہ شہزادہ قاسم بھی
پہونچا اور نعرہ کرکے لشکر کفار پر گرا اب قاسم و بدیع الزمان دونوں لڑنے لگے ہزار ہا کافر جہنم واصل ہوئے نہایت عاجز و پریشان
تھے کہ یکایک ایک پنجہ آسمان سے گرا اور بدیع الزمان کو اٹھا لیگیا قاسم لڑتے ہوئے تلواریں مارتے ہوئے صاف نکلے ہوئے
چلے آئے ادھر امیہ ہرمز کو لئے ہوئے خدمت صاحبقران میں پہونچا صاحبقران ہرمز سے بتکریم پیش آئے اور تلقین دین
اسلام کی ہرمز از روئے ترس اسلام لایا ہرمز کو صاحبقران نے خلعت دیا اور زبردست بادشاہ اسلام کے بٹھایا بعد اسکے حال
حارث کا پوچھا ہرمز نے کہا کہ اسے سہیل خشت انداز شہر اناطلہ کو لیگیا اسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی ایسا
بہادر ہے کہ شہر اناطلہ میں جاسکے اور حارث کو چھڑا لاوے شہزادہ خاور سیاہ اپنے ڈنگل پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا اگر حکم ہو
تو میں جاکر حارث کو چھڑا لاؤن اور بدیع الزمان کو جو بلاے آسمانی لیگئی ہے اسکی بھی تلاش کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ
تم دونوں میری آنکھیں ہو اور نور بصر ہو بدیع الزمان اور حارث غائب ہوگئے تم تو میرے سامنے رہو عرض کیا کہ بغیر شاہزادہ
بدیع الزمان کے مجکو ایک دم قرار و آرام نہ ہوگا جسطرح ہو حضور رخصت فرمائیں بمجبوری صاحبقران نے فرمایا خیر جاؤ خدا تمھارا
حافظ و نگہبان ہے قاسم سیارہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اگر ادھر فرامرز نے لقا سے کہا کہ ہرمز مندار ستون میں گرفتار ہے کسیطرح یہاں
آ نہیں سکتا لقا نے کہا ای ارزق تو جاکے ہرمز کو لشکر اسلام سے لے آ ارزق نے عرض کیا میں جاتا ہوں لقا نے خلعت
دیا ارزق روانہ ہوا صورت بدل کر داخل لشکر اسلام ہوا ہر چند تلاش کیا کہیں ہرمز کا خیمہ نہ پایا اسکا یہ سبب تھا کہ امیر ہرمز کو
اپنے پاس رکھتے تھے اور کہہ چکے تھے کہ بعد لقا کے قتل کرنے کے تمام لشکر کا ہرمز کو بادشاہ کرونگا غرضکہ ارزق نے ہرمز کا پتا نہ پایا
حیران پھرتا ہوا شیرویہ کے خیمہ کے برابر آیا اور صورت عیاران لشکر اسلام بنکر لوگوں میں شیرویہ کے آبیٹھا معلوم ہوا کہ
بیٹا حمزہ کا ہے غرض سب نگہبانوں وغیرہ کو بیہوش کرکے خیمہ میں آیا شیرویہ کو بھی بیہوش کیا اور پشتارہ باندھکر نکلا ادھر
موشک عیار علمشاہ کے خیمہ میں پہونچا سبکو بیہوش کرکے علمشاہ کے پاس آیا آنکھ علمشاہ کی کھل گئی نعرہ کیا کہ کون ہے
موشک قنات کو پھاڑ کر چلا تھا کہ ادھر سے عمر قران آتا تھا آواز نعرہ علمشاہ کی جو سنی اور ایک سیاہ پوش کو آتے
دیکھا قران دوڑا موشک نے خنجر مارا قران نے خالی دے کر حلقہ سے کمند مار کر اسے گرفتار کیا اور پوچھا سچ کہہ تو کون ہے اسنے
کہا میں موشک ہوں ارزق عیار کے ساتھ آیا تھا وہ شیرویہ کو گرفتار کرکے لیگیا میں علمشاہ کے خیمہ میں گیا تھا علمشاہ کی
آنکھ کھل گئی وہانسے بھاگا آخر کار تیرے دام میں اسیر ہوا قران نے اسے تو باندھ کر وہیں ڈالدیا اور آپ شیرویہ کی تلاش میں
روانہ ہوا قضا سے کار وسواس عیار بھی لشکر اسلام میں آیا تھا اسنے دیکھا کہ موشک بندھا ہوا پڑا ہے اسیطرح اسکو اٹھا کر لیگیا
لیکن ارزق نے شیرویہ کو اپنے شاگرد کے حوالے کیا تھا کہ تو اسے ملک شماریہ میں لیجا کس واسطے کہ اگر ملک اناطلہ کو لیجائیگا تو
قاسم حارج ہوگا غرضکہ ارزق کا شاگرد شیرویہ کو لیکر ملک شماریہ کی طرف چلا اور ارزق پھر لشکر اسلام میں آیا لیکن
اب حال بیان کیا جاتا ہے سہیل خشت انداز کا کہ یہ حارث کو لیے ہوئے خدمت میں عادل شاہ کی پہونچا عادل شاہ
نے حارث کو اپنے سامنے بلایا حارث نے بطریق اسلام سلام کیا عادل شاہ نے کہا ای حارث یا تو لقا پرستی
قبول کرو ورنہ آمادہ مرگ ہو حارث پکارا لاکھ لاکھ لعنت ہے لقا پر اور اسکے پرستاروں پر عادل شاہ نے یہ سنکر نہایت
برہمی کی اور غصہ ہوکے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کریں چوبدار جلاد کو بلانے چلا تھا کہ وزیر نے عادل شاہ سے کہا
کہ اسکا ابھی قتل کرنا مناسب نہیں ہے کس واسطے کہ یہ پسر حمزہ ہے اور حمزہ وہ بلا ہے بے درمان آفت جان ہے کہ جسکے ہاتھ سے
لقا شہر بشہر بھاگا پھرتا ہے ہاں اگر حمزہ گرفتار ہو تو اسکے قتل کرنے میں مضائقہ نہیں بالفعل ابھی اسے قید رکھیے
تو بہتر ہے عادل شاہ کو رائے وزیر کی پسند آئی اور حارث کو زندانخانے میں بھیجا جسوقت حارث کو زندانخانے کی طرف

روانہ کیا ہی بیٹی عادل شاہ کی ملکہ طرفہ بانو بھی قصر پر بیٹھی ہوئی تھی حارث کو جو دیکھا تیر عشق کا جگر کے پار ہو گیا دل سینے مین
بیقرار ہو گیا دایہ سے کہا مین اس جوان پر عاشق ہوئی ہون کوئی تدبیر اسکے وصل کی نکال دایہ بولی کہ بیٹیا تو خدا پرست پر مائل ہوتی ہو
اگر تیرا باپ سنیگا تو بری طرح پیش آئیگا ملکہ تو چپ ہوئی دایہ نے عادل شاہ سے کہا کہ اس قیدی کا یہان رکھنا مناسب
نہین کہ زندانخانہ سے اور محل سے قربت ہی ایسا ہو کہ تیرے ناموس مین خلل آئے عادل شاہ اُسیوقت گھر مین آیا اور
ملکہ طرفہ بانو سے کہا کہ آج سے تم قصر پر نہ بیٹھنا ملکہ سنکے چپ ہو رہی عادل شاہ نے قید حارث کی قلعہ افلاک مین عظیم
کوہ بازو کے پاس بھیجدی کہا کہ اسکو حفاظت سے رکھنا مگر طرفہ بانو کو جو خبر ہوئی کہ اُس خدا پرست کو قلعہ افلاک مین بھیجدیا
حالت غیر ہوئی دایہ کو تو دشمن جانتی تھی اپنے پاس سے نکالدیا اور آپ عشق حارث مین بیمار ہو گئی حکیمون نے بادشاہ
سے کہا کہ ملکہ کو خفقان ہی سیر باغ دلکش کرائیے عادل شاہ نے ملکہ طرفہ بانو سے کہا کہ تم باغ کی سیر کو جایا کرو طرفہ بانو
سوار ہو کر بفراغت تمام باغ مین سیر کو آئی وہ تین روز وہان رہی ایکدن اپنی انیسون جلیسون کو پوشاک زرد پہنائی
اور زرد جواہر دیا اور حال اپنے عشق کا بیان کیا کہا کہ مین کچھ بیمار نہین ہون فقط عارضہ عشق ہی بلا خدا پرست ہی اُن
سہیلیون نے کہا حضور ہم سب موجود ہین ملکہ اُسیوقت سوار ہو کر قلعہ افلاک کو روانہ ہوئی جب وہان پہونچی عظیم
کوہ بازو کو خبر ہوئی کہ ملکہ طرفہ بانو آتی ہی قلعہ سے باہر نکل کر آیا ملکہ کا استقبال کر کے لیگیا پوچھا آپ یہان کیون تشریف
لائی ہین کہا فوج اسلام شہر پر آتی ہی تمہین معلوم کیا افتاد پڑے مجھکو پدر بزرگوار نے یہان بھیجدیا عظیم نے کہا کہ
ملکہ تم میرے سر کے ساتھ ہو کوئی اندیشہ نہ کرنا اور ملکہ کو لاکر محلسرا مین اُتارا ایک روز کا ذکر ہی کہ ملکہ سوار ہو کر حارث
کے دیکھنے کو زندانخانہ مین آئی موکلان زندان کو وہان سے ہٹادیا اور کہا بلاؤ آہنگرون کو کہ قید اس جوان کی دور کرین حارث نے
جو دیکھا کہ ایک نازنین تیرے رہا کرنے کو آئی ہی سمجھا کہ بیشک سیر ہی شیدا ہی اُسیوقت قید آہن کو مثل تار عنکبوت
کے توڑ ڈالا اور ملکہ سے پوچھا اے نازنین تو کون ہی اور کیون مجھے رہا کرتی ہی اپنے حال سے مطلع کر ملکہ نے کہا مین بیٹی
عادل شاہ کی ہون اور تیرے عشق مین آوارہ ہو کر یہان آئی اور کچھ پاس میرے نہ کیا اب تیرا دامن ہی اور میرا ہاتھ ہی حارث نے کہا
اے نازنین یہ بندہ احسان بھی تیرے ہمراہ ہی ملکہ حارث کو اپنے ساتھ لیکر داخل محل ہوئی اور صحبت عیش آراستہ کر کے
مصروف بوس و کنار ہوا اُدہر یہ خبر عظیم کو ہوئی کہ ملکہ قیدی کو بادشاہ سے رہا کر لیگئی اور اُسکے ساتھ مصروف عیش ہو
عظیم کوہ بازو کہ کوتوال شہر تھا اُسیوقت بارہ سو پیادے لیکر آیا اور محل کو گھیر لیا اور خود درانہ محل کے اندر چلا گیا اور نعرہ
کیا کہ یا حق او ننگ خاندان معلوم ہوا کہ تو اس خدا پرست کے عشق مین یہان آئی تھی پہلے تو اس خدا پرست کو مارونگا
اور پھر تجھے قید کر کے بادشاہ کے پاس بھیجدونگا یہ کہکر تلوار کھینچی اور جھپٹ کر حارث کو ہاتھ مارا حارث نے اُٹھ کے
ٹھوکر دی اور تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پکارا کہ ہی شرط تجھے مارون کہ نقش زمین ہو جائے اب
بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر عظیم کوہ بازو کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا حارث نے اُسے چھوڑدیا وہ قدمون پر
گرا اور کہا کہ آپ ملکہ کے ساتھ عیش کیجئے مین شہر کا بندوبست کرتا ہون یہ کہکر وہان سے باہر آیا تمام رؤسائے شہر اور افسران
فوج کو بلاکر کہا کہ صاحبو مین نے پیر حمزہ کی اطاعت کی اسلام لایا جسے شہر مین رہنا ہو دین اسلام قبول کرے نہین تو
شہر سے نکل جائے الغرض تمام شہر مسلمان ہوا بانگ صلوٰۃ چار طرف سے بلند ہوئی لیکن طوفان زرہ چشم کہ ماموں عادل شاہ کا طرفہ بانو
اُسی کے ساتھ منسوب ہی اُسنے سنا کہ ملکہ طرفہ بانو بعمرو حمزہ کے تصرف خدمت مین آئی اور قلعہ افلاک مین موجود ہی کہا مین جاکر اُس سے مقابلہ
کرونگا اور چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر قلعہ افلاک پر آیا خبر طرفہ بانو کو ہوئی حارث سے کہا مین جاکر اُس سے مقابلہ کرونگا
طرفہ بانو نے کہا اے شہریار مین اُسے قلعہ مین بلاتی ہون جب وہ یہان آجائے آپ اُسے قتل کیجئے گا جب وہ مارا گیا تو

فوج بے سردار کے شکست کھا کر بھاگ جائیگی اور اگر قلعے سے باہر جا کر لڑیگا تو خدا جانے کیسی افتاد پڑیگی حارث نے
کہا اچھا کیا مضائقہ ہے طرفہ بانو نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اے طوفان حارث نے عظیم کو گرفتار کر کے مسلمان کیا اور
مین حارث سے نفرت کیے ہون مگر بمجبوری اُسکی اطاعت کی ہے لہذا تم قلعے پر چڑھ آؤ مین دروازہ قلعے کا کھلوائے
دیتی ہون تم آ کر نبیرۂ حمزہ کو قتل کرو اور مجھکو یہان سے لیجاؤ القصہ یہ نامہ جب طوفان کو پہونچا مضمون سے آگاہ ہوا
طرفہ بانو پر تو مائل تھا نہایت خوش ہوا اور تین ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر رات کو دروازۂ قلعہ پر آیا یہان طرفہ بانو نے
دروازۂ قلعہ کھلوا دیا تھا اور لوگ اپنے تیار کر رکھے تھے جیسے طوفان داخل قلعہ ہوا نعرہ کیا اے نبیرۂ حمزہ اگر تجھے دعوی
بہادری کا ہو تو نکل کر سامنا کر حارث مسلح و مکمل ہو کر نکلا اور للکارا او گبر نابکار آیا مین یہ کہکر سامنے آیا یوسف زرہ پوش
بھائی طوفان کا للکار کر دوڑا اور برابر آ کے تلوار ماری حارث نے تلوار اُسکی رد کر کے ہاتھ تیغہ کا یوسف زرہ پوش کو
مارا سپر پر پڑا زیر تنگ فرس جا کر بوسہ دیا طوفان یہ دیکھکر ہائے بھائی کہتا ہوا دوڑا اور تیغے کا وار کیا حارث نے
پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو قلم کر کے سر پر طوفان کے تلوار پڑی تا دو ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا دستانہ مارا
تلوار تو سر سے نکل گئی دریا خون کا سر سے بہنے لگا سامنے سے حارث کے بھاگا حارث نے اُسکا تعاقب کیا اور بزور
شمشیر اُسکی فوج کو قلعے سے نکالدیا فوج طوفان شکست کھا کر طوفان کو لیکر کوہ اقوال کیطرف بھاگی حارث کے ساتھ
والے تمام مال و اسباب طوفان کا لوٹ کر پھرے حارث پھر ملکہ کے ساتھ عیش مین مصروف ہوا لیکن غطیان کوہ پیکر
سرحد باختر سے لقا کی مدد کو جاتا تھا جب حوالی قلعہ افلاکیہ مین پہونچا ہرکارون نے خبر دی کہ نبیرۂ حمزہ حارث
بن سعد نے قلعہ افلاکیہ اپنے قبضے مین کر لیا ہے اور عظیم کوہ بازو بھی مسلمان ہوا ہے اور بیٹی عادل شاہ کی اُسکے
تحت و تصرف مین ہے اور طوفان بھی شکست کھا کر بھاگ گیا یہ خبر سنکر غطیان نے کہا کہ پہلے اس خدا پرست کو مارونگا
پھر آگے جاؤنگا اور پچاس ہزار سے آ کر سامنے قلعے کے اُترا حارث نے جو خبر غطیان کوہ پیکر کے آنے کی سنی بارہ ہزار
سوار لیکر قلعے کے باہر آتے ہر چند طرفہ بانو نے کہا کہ صاحب قلعہ بند کر کے لڑو حارث نے نہ مانا غطیان نے جو سنا کہ نبیرۂ حمزہ
مقابلے کو آتا ہے نشۂ شراب مین طبل جنگ بجوایا لشکر حارث مین بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر سپاہی جنگ کی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف آرائی میدان جدال غطیان میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے حارث
اُسکے مقابلے کو نکلا بعد تگاور زنی دو گھڑی نیزہ بازی ہوئی نیزہ اُسکا حارث نے ہوائی کیا غطیان نے غصہ مین آ کر
تلوار ماری حارث نے تلوار اُسکی رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو قلم کر کے تلوار سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی
غطیان نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی زخم سر باندھکر پھر تیغہ مارا حارث نے پھر وار اُسکا رد کر کے تلوار کا وار کیا پھر
تلوار سر پر پڑی اور زیر تنگ مرکب نکل گئی غطیان دو ٹکڑے ہو کر گرا اتنے مین کہتا سرخ شیلستان کوہ شمار یہ
پہونچا ساٹھ ہزار سوار اُسکے ساتھ تھے اور پھر براق خونخوار پچاس ہزار سوار سے آیا پھر آتش خونریز
اور شمع بلند اور ستر ہزار سے آیا پھر عادل شاہ لاکھ سوار سے پہونچا تلوار چلنے لگی کفار قتل ہونے
لگے مگر کفار کا ہجوم بہت ہوا حارث لڑتے لڑتے تھک گیا ہی تھا کہ یکایک قلعے سے ایک نقابدار بادلہ پوش
چار سو نقابدار سے نکلا اور کفار پر آ کر گرا ایک ایک کو چن چن کے قتل کرنے لگا ناگاہ نقابدار سے اور براق
خونریز سے سامنا ہوا براق نے تلوار ماری نقابدار نے خالی دے کر جو ہاتھ تلوار کا مارا مانند خیار تر کے
دو ٹکڑے ہوئے دن بھر لڑائی ہوئی شام کو طبل بازگشت دونون لشکر حارث و نقابدار کے داخل خیمہ
ہوئے حارث نے نقابدار سے کہا کہ نقاب رخ سے ہٹاؤ چہرہ دکھاؤ اُسنے نقاب جو منہ پر سے اُلٹی

حارث نے دیکھا کہ ملکہ طرقیہ بانو ہے حارث بہت خفا ہوئے کہ تم کیوں لڑنے کو آئیں عورتوں پر جہاد حرام ہے اُسنے کہا کہ میں برج پر قلعے کے تماشا دیکھ رہی تھی تمکو زغۂ کفار میں دیکھکر تاب نہ رہی حارث نے کہا اب خبردار ایسی حرکت نہ کرنا پھر ملکہ کو اندر قلعے کے بھیجدیا اور افسران فوج کو بلاکر دلاسا دیا کہ تم نہ گھبراؤ اگرچہ فوج کفار زیادہ ہے خدا حامی و مددگار ہے انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک کو مارونگا ادھر عادل شاہ زخمیوں کے علاج میں مصروف ہو

دو کلمے داستان جرأت نشان شہزادہ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہیں

مترجمان دفتر دلکشائی و محرران عبارت خوش آرائی اس داستان رنگین بیان کو بصد حسن احسن قلم تحریر پر لاتے ہیں کہ جب شہزادہ بدیع الزمان کو پنجہ اُٹھا لیگیا شہزادہ بیہوش ہوگیا جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا بدیع الزمان نے پوچھا تو کون ہے اور مجھکو کہاں لیے جاتا ہے اُسنے کہا کہ مجھے دیو شبرنگ کہتے ہیں بادشاہ حنظلی آباد نے تجھکو بلایا ہے الغرض دیو شبرنگ نے لاکر بدیع الزمان کو بارگاہ میں مالک بن زردہشت کے اتارا بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک جادوگر زشت رو کریہ منظر تخت پر بیٹھا ہے گرد اُسکے بہت سے جادوگر مہیب صورت شتر سر و فیل سر و پلنگ سر بیٹھے ہیں بدیع الزمان نے بطریق اسلام سلام کیا مالک بن زردہشت نہایت برہم ہوا کہا اسے لیجاؤ سامنے تابوت زردہشت کے دیو شبرنگ بدیع الزمان کو وہاں لایا جہاں تابوت زردہشت تھا دیکھا کہ ایک صندوق بروے ہوا قائم ہے اور دو چنور دونوں طرف ہل رہے ہیں اور کوئی چنور کا ہلانے والا نہیں معلوم ہوتا اور سامنے اُسکے ایک تالاب ہے کہ آب شفاف سے بھرا ہے اور جوڑا زاغ کلاں کا کنارے تالاب کے بیٹھا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے حبشی کھاتا ہے اور ہر بار ایک بچہ دیو پیدا ہوتا ہے اور ہوا لگتے ہی بڑھ جاتا ہے ہزار گز کا ہو جاتا ہے اور آواز دیتا ہے یا خداوند زردہشت وہ بندہ تیرا بندہ ہے اور پھر ایک طرف کو اُڑ جاتا ہے بس دیو شبرنگ پکارا اے بدیع الزمان دیکھا تونے قدرت خداوند زردہشت کو سجدہ کر تابوت معلق کو بدیع الزمان نے کہا لعنت ہے اُسپر اور اُسکے پرستاروں پر دیو شبرنگ برہم ہوا اور پھر بدیع الزمان کو مالک بن زردہشت کے سامنے لایا حال بیان کیا کہ اسنے کرشمے خدائی کے دیکھے اور خداوند کو سجدہ نہ کیا کلمات ناسزا منھ سے نکالے زردہشت نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے حکم کے ساتھ ہی جلاد آیا اور بدیع الزمان کو نطع پر بٹھایا اور تیغہ کھینچکر سر پر کھڑا ہوا جلاد تو منتظر حکم تھا اور بدیع الزمان درگاہ ایزدی میں دعا مانگ رہا تھا کہ اُسوقت ملکہ جادو آپہونچی سلام کرکے مالک بن زردہشت کے پاس بیٹھی اور کہا اے پدر بزرگوار یہ بیٹا ہے حمزہ کا اسکا قتل کرنا مناسب نہیں ہے چندے اسے قید رکھیے اب لقا خداے باختر یہاں آیا چاہتا ہے اور حمزہ بھی لقا کے تعاقب میں آئیگا پس اگر حمزہ خداوند زردہشت کو سجدہ کرے تو بہتر ورنہ اُسکو مع حمزہ کے قتل کیجیے گا مالک بن زردہشت نے کہا کہ اچھا اسے لیجاؤ اور ابلیس دہلزن کے حوالے کرو کہ وہ اسے بحفاظت تمام رکھے ملکہ جادو نے کہا آپ میرے حوالے کر دیجیے میں اپنے پاس اسے قید رکھونگی غرض ملکہ کے سپرد کرکے مالک نے کہا اسے بڑی حفاظت سے رکھنا ملکہ بدیع الزمان کو لیکر آئی اور بہت تسلی و دلاسا دے کر نہایت آبرو سے اپنے پاس رکھا انکو تو یہاں ملکہ جادو کے پاس رہنے دیجیے اب حال سنیے لشکر اسلام کا کہ ارزق عیار شیرویہ بن حمزہ کو ملک شماریہ کی طرف بھیجکر پھر لشکر اسلام میں آیا تھا کہ سعد بن قباد شہریار کو پکڑ لیجائے لیکن وہاں قابو اُسکا نہ چلا اسد کے خیمے میں آیا اور پاسبانوں کو بیہوش کرکے اسد کو گرفتار کر لیا اور دوسرے شاگرد کے ہاتھ ملک شماریہ کو روانہ کیا صبح کو امیر آگاہ ہوئے کہ اسد بستر خواب سے غائب ہو گیا عمرو کو بلا کر کہا کہ خواجہ تم ایسی غفلت کرتے ہو کہ اسد اور شیرویہ کو عیار لیگیا آج اسد غائب ہو گیا عمرو نے کہا اے حمزہ جس شخص کا یہ کام ہے میں اُسکی فکر سے غافل نہیں رہا ہوں آپ خاطر جمع رکھیے عنقریب پتا لگاتا

ہوئی ارزق صاحبقران کی خوابگاہ پر آیا دیکھا نگہبان و پاسبان بیٹھے ہیں رنگ روغن عیاری کا نکال کر عمرو کی صورت
بنا اور اُن نگہبانوں میں آکر بیٹھا وہاں شراب چل رہی تھی اُسنے شراب میں بیہوشی ملا کر سبکو پلائی سبکے سب
بیہوش ہوئے ارزق اندر گیا خاصبرداروں اور خدمتگاروں کو کچھ میوہ کھلا کر بیہوش کیا اور پلنگ کی طرف
صاحبقران کے چلا کہ بیہوش کرکے باندھوں قضا سے کار عمرو پھرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا تمام نگہبانوں کو
بیہوش پایا فوراً اندر بارگاہ کے آیا دیکھا ایک سیاہ پوش حمزہ کے پلنگ کے پاس بیٹھا ہے وہیں سے نعرہ کیا
کہ باش او بیحیا تو کون ہے ارزق نے جو عمرو کو دیکھا جست کرکے سراپچہ کو پھاند کر بھاگا عمرو بھی جست و خیز
کرکے اُسکے تعاقب میں چلا اب آگے آگے ارزق اور پیچھے پیچھے عمرو آتے آتے خیمۂ بدیع الزمان کے پاس
پہونچا امیہ نے جو لینا لینا کا غل سنا خیمے سے باہر نکلا دوڑا ارزق جست و خیز کرکے نکل گیا امیہ رہگیا مگر عمرو نے
اُسکا پیچھا نہ چھوڑا یہانتک کہ لشکر اسلام سے باہر نکل گیا صحرا کا راستہ لیا اب عمرو بھی اُسکے قریب جا پہونچا
ارزق نے پلٹ کر خنجر مارا عمرو نے خالی دیا ارزق نے دوسرا خنجر مارا کہ کھال ذرا سی عمرو کی چھل گئی عمرو نے
کمند ڈالا ارزق آیا کہ عمرو کی مشکیں باندھوں عمرو نے ساتوں حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ ارزق گرا
عمرو نے اُسی صحرا ارمنوس میں ارزق کو ایک درخت سے باندھ دیا اور سب کپڑے اُسکے بدن
سے اتار لیے اور کئی تازیانے اُسکے مارے اور تمام اسباب عیاری اُسکا چھین لیا بعد اُسکے اسباب
ارزق کا دیکھنے لگا ایک ڈبیا جو اُسکی نکلی اُسے جو کھولا غبار بیہوشی جو اُسمیں سے اُڑا عمرو بیہوش ہو کر گر پڑا
اُدھر تو ارزق بندھا ہوا کھڑا ہے اُدھر عمرو سامنے اُسکے بیہوش پڑا ہے قضا سے کار ہوشنگ عیار واسطے
بالا دوی کے نکلا تھا اُس مقام پر پہونچا دیکھا کہ عمرو تو بیہوش پڑا ہے ارزق بندھا ہوا درخت سے
کھڑا ہے ہوشنگ نے ارزق سے استفسار حال کیا ارزق نے کہا پہلے عمرو کو باندھ لے پھر حال
پوچھ ہوشنگ نے عمرو کی مشکیں باندھ لیں اور ارزق کو کھول دیا اُسنے تمام حقیقت ہوشنگ سے بیان
کی القصہ عمرو کو لیکر سامنے لقا کے آیا لقا نے کہا اے عمرو تو نے کیا کیا برائیاں میرے ساتھ کیں اور
میں نے تامل کیا تجھکو کچھ سزا نہ دی اب بتا کہ تیرا کیا حال کروں عمرو بولا اے لقا جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور
نہ کر میں تیرا پیچھا اور تیری خداوندی [illegible] کی تھم [illegible] لقا بیٹھا ہوا تھا اُسنے ایک طمانچہ عمرو کو مارا عمرو طمانچہ کھا کر گرا
ناک کا بانسہ ٹوٹ گیا [illegible] سے خون جاری ہوا آثار مرگ ظاہر ہوئے لوگ [illegible] کہا دیکھا بلا تیل تو تھا کیا عجب جو مر گیا ہو [illegible]
نبض دیکھی [illegible] پایا سب پر ثابت ہوا کہ عمرو [illegible] مر گیا [illegible] بختیارک نے کہا یارو عمرو زندہ ہے
ہزار بار یہ بیہوش مر گیا اور پھر زندہ ہوا ہے [illegible] سب اُٹھ اُٹھ کر دیکھنے لگے کہ عمرو زندہ ہے پھر لیا
مگر عمرو نے ایسی [illegible] دم کشی کی [illegible] بالاتفاق کہا کہ [illegible] مر گیا لقا نے کہا اسکو کسی مقام پر دفن کرادو غلام حبشی آئے
اور چارپائی پر عمرو کو ڈالکر دفن کرنے لیچلے عمرو نے ایک غلام کے چٹکی لی [illegible] اب وہ غلام ایک طرف
ہو گئے اور [illegible] باہم کشتی ہونے لگی عمرو چپکے سے اُٹھا اور چاروں حبشیوں کے [illegible] لیکر
راہی ہوا اُن غلاموں نے آکر لقا کو خبر دی کہ عمرو اثنائے راہ میں راہی ہوا بختیارک نے
صلوات پڑھی اور [illegible] یہاں صاحبقران کو خبر ہوئی کہ مظفر ارمنوسی [illegible]
گیا صاحبقران کو بہت صدمہ ہوا اور [illegible] عمرو سے کہا کہ خواجہ [illegible] اور مظفر ارمنوسی کو [illegible]
[illegible] صاحبقران نے کہا وہ بھی [illegible] عمرو نے کہا اب حضور گوش بر آواز

بیٹھے صبح کو جب غلغلہ ہوا اورین سفید مہرہ بجاؤن اُسیوقت آپ چلے آئینگا یہ کہکر وہان سے روانہ ہوا کرب غازی کے
پاس آیا اور کہا کہ مین تمکو اسیر کرکے قلعے مین لیے چلتا ہون تم وہان قید توڑکر کفار سے مصروف کارزار ہونا پہلے تمھارے
قزاق تمھاری مدد کو آجاینگے پھر لشکر اسلام پہونچیگا کرب غازی نے کہا مین موجود ہون عمرو وسواس عیار
کی صورت بنکر کرب غازی کو بیہوشی دے کر پشتارہ باندھکر صبح کو دروازۂ قلعہ پر لایا اور پکارا کہ مین وسواس
عیار ہون داماد حمزہ کرب غازی کو گرفتار کرکے لایا ہون لوگون نے کوتوال شہر بہرام کو خبر کی اُسنے جاکر ناظر
سرخ چشم سے کہا ناظر نے کہا جلد دروازہ کھول کر بلالو غرضکہ عمرو کرب غازی کو لیکر بارگاہ مین ناظر کی آیا اور سامنے
پشتارہ کرب کا رکھدیا ناظر نے کہا پہلے آہنگرون کو بلواؤ اسے قید کرو عمرو نے پہلے کرب کو اسیر غل و زنجیر کیا بعد اُسکے
ہوش مین لایا کرب نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ناظر سرخ چشم نے کہا کہ لقا کو سجدہ کر کرب نے جواب دیا کہ مین لقا
اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون وہ برہم ہوا اور کہا بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے کرب غازی نے کہا او نامرد تجھے عیار کے
ہاتھ پکڑوا بلایا اور یہ کلام لاطائل کرتا ہے کیا مجال تیری جو بدن سے میرے ایک رونگٹا گرا سکے شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجاے
نبرد رگی تا نخواہد خدا ے ناظر سرخ چشم نے کہا دیکھون تیرا خدا تجھے کیونکر بچاتا ہے یہ کہکر تلوار کھینچ کر کرب کیطرف
چلا کرب نے غیظ و غضب مین آکر قید آہن کو جھٹکا دیا مانند کرباس کہنہ کے سب قید ٹوٹ گئی اور قید توڑکر اُسنے جاص پر دوڑا
اُسنے تلوار ماری کرب نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پھر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ مردہ سد سالہ
تھا لوگ کرب غازی پر دوڑے تلوار چلنے لگی ناظر سرخ چشم وہان سے بھاگا کرب غازی کفار سے لڑتا
ہوا تعاقب مین ناظر کے چلا عمرو بھی پیچھے پیچھے کرب کے ہو لیا ناظر بھاگ کر برج پر قلعے کے چڑھ گیا کرب بھی
برج پر چڑھ گیا دیکھا ناظر نے کہ ملک الموت آپہونچا گھبراکر برج پر سے کود اسر کے بل گرا مغز بہ گیا گردن ٹوٹ گئی
واصل جہنم ہوا کرب نے دروازہ قلعے کا کھولدیا ساتھ والے کرب کے جو دروازے پر قلعے کے موجود تھے
وہ سب قلعے مین چلے آئے عمرو نے سفید مہرہ بجایا صاحبقران گوش بر آواز بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی
سفید مہرے کی آواز سنی تمام لشکر کو ساتھ لیکر قلعے کے اندر آئے قتل عام شروع ہو گیا عمرو نے ملک مظفر کو تہخانے سے
اتارا قید اُسکی دور کی ملک مظفر استقبال کیواسطے بڑا قدمبوسی صاحبقران کی حاصل کی امیر نے مظفر کو گلے سے لگایا اور
خلعت دیا ادھر لقا کو خبر ہوئی کہ عمدا پرست قلعے مین چلے آئے تلوار اہل قلعہ سے چل رہی ہے یہ بھی اپنا لشکر لیکر شریک
اہل قلعہ ہوا اب خوب تلوار چلنے لگی بہت سے سرداران نامی لقا کے مارے گئے دن بھر لڑائی ہوئی رات کو بھی
موقوف نہ ہوئی آخرکار دو پہر رات گئے لقا بختیارک کے مشورے سے ملک اناملہ کی طرف بھاگا یہان
شہر ارمنوس حصار کی تمام رعیت وغیرہ مسلمان ہوئی مظفر ارمنوسی سے صاحبقران نے فرمایا اے مظفر
تمھارے دو بیٹے مارے گئے تمکو بڑا رنج ہوا ہوگا اب تم ہمکو اپنا فرزند سمجھو مظفر نے کہا کہ آپ نے اس بیٹے کو
پہونچایا ہے کہ میری لیاقت سے باہر تھا مین آپکا غلام اور خادم ہون یہ آپ کیا فرماتے ہین بحرض تمام شہر کے
بتخانے ٹوٹ گئے مسجدون کی بنیادین پڑگئین سکہ نام بادشاہ اسلام کے جاری ہو گیا بانگ صلوۃ چار
طرف بلند ہوئی ملک مظفر نے صاحبقران کی دعوت و ضیافت کی صاحبقران نے جشن فرمایا بعد اُسکے حال
لقا کا دریافت کرکے تعاقب مین روانہ ہوئے مگر لقا ملک اناملہ مین پہونچا عادل شاہ استقبال کرکے لیگیا تمام
آداب پرستندگی بجا لایا ادھر قاسم آکر حارث بن سعد کے شریک ہوا اور آپس مین صلاح کی کہ آج شبخون چلکر لقا پر
مارئیے حارث نے کہا اچھا پھر اُسی شب کو لشکر اپنا آراستہ کرکے دو پہر رات گئے لشکر لقا پر کرکے کفار کو قتل کرنے لگے

ایک غلغلہ ہوا کہ خداپرست شبخون کرے ہر ایک مسلح و مکمل ہو کر اپنے اپنے خیمہ سے نکلا اور چلنے لگی خوب لڑائی ہوئی حارث
لڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ سام رویین انداز آیا اور تلوار حارث پر ماری حارث نے رد کی اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا
سام رویین انداز کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر قبالہ زرین کلاہ قاسم پر حملہ آور ہوا قاسم نے وار اسکا رد کرکے
جو تیغہ پلارک کمر پر مارا برابر سے دو حصے کیا غرضکہ دو شبانہ روز لڑائی ہوئی تیس ہزار کفار قتل ہوئے چار
ہزار اہل اسلام مارے گئے حارث نے عادل شاہ کے علمدار کو مارا قاسم نے لقا کے علمدار کو قتل کیا دونون
علم تلوار سے کاٹ کر پھینکدیے لقا نے بھی شکست کھائی بختیارک لقا کو لیکر ملک شماریہ کی طرف لیکر راہی ہوا
عادل شاہ بھاگ کر ملک اناملہ کو چلا گیا جب قریب ملک شماریہ کے پہونچا گستہم زرین کلاہ بادشاہ
ملک شماریہ کا استقبال کرکے لقا کو شہر مین لیگیا اور دعوت و ضیافت کی ملک شماریہ سے بدیہ کلنگان قریب تھا
لقا نے نامہ طہماس بن عقوبیل دیوپرور کو لکھا کہ ای ستون قدرت خداوندی مین خداپرستون کے ہاتھ سے
بہت تنگ آیا ہون تم جلدی مدد کو آؤ اور خداپرستون کو مارو وسواس عیار نامہ لیے ہوئے طہماس کے پاس
پہونچا دیکھا کہ طہماس فقیر بنا ہوا بیٹھا ہے وسواس نے نامہ اسکے ہاتھ مین دیا طہماس نے نامہ کا جواب
لکھدیا کہ مین حمزہ سے عہد کرچکا ہون اسکے لشکر سے نہ لڑونگا مگر دو ہمشیرہ زادے میرے بہت زبردست
ہین انکو مین آپ کی مدد کو بھیجتا ہون اور اسیوقت کرشست کوہ بازو اور کالاین برزور کو بلایا اور کہا
کہ تم جاکر خداپرستون سے لڑو لقا کی مدد کرو دونون بھانجے طہماس کے اسیوقت پچاس ہزار سوار ساتھ
لیکر وسواس عیار کے ہمراہ روانہ ہوئے یہان کا حال سنیے کہ صاحبقران نے تمام شہر ارمنوس کو اسلام
آباد کرکے عمرو سے حال لقا کا پوچھا عمرو نے عرض کیا کہ لقا پہلے بھاگ کر ملک اناملہ کو گیا تھا وہانسے قاسم
حارث کے ہاتھ سے شکست کھا کر ملک شماریہ کو بھاگ گیا صاحبقران نے مظفر کو ساتھ لیا اور ملک شماریہ کو روانہ
ہوئے خبر لقا کو ہوئی کہ حمزہ آتا ہے ادھر بختیارک نے کرشست سے بارگاہ سلیمانی کی بہت سی تعریف کی کرشست نے
کہا مین جاکر بارگاہ سلیمانی چھینے لاتا ہون یہ کہکر وہ تیس ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا ادھر سے پہلوان عادی
بارگاہ لیے ہوئے آتا تھا اثناے راہ مین مقابلہ ہوا کرشست پکارا ای عادی اگر زندگی اپنی چاہتا ہے تو
بارگاہ مجھکو دیدے مین لقا کے واسطے لیجاؤنگا اور اگر یون نہ دیگا تو بزور شمشیر لونگا عادی نے کہا کہ مین
ایسا نامرد نہین ہون کہ اپنے آقا کی بارگاہ تجھکو دیدون ای کرشست کیون شامت آئی ہے کیا قضا سر پر
کھیلتی ہے اسی مین بہتر ہے کہ جدھر سے تو آیا ہے اسیطرف چلا جا غرضکہ بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی عادی نے
نیزہ کرشست کا ہوائی کیا کرشست نے تلوار ماری کہ سپر کو قلم کرتے تا دو ابرو اتر گئی عادی نے
دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون جاری ہوا غش طاری ہوا پھر اوچھا عادی نے کرشست کا سامنا
کیا وہ بھی زخمی ہوا پھر کئی بھائی پہلوان عادی کے مجروح ہوئے اب قریب ہے کہ کرشست فتح پا عادی کی
جا پڑے اور بارگاہ چھین لے اسوقت تیغ دین ستون اسلام کرب رجب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب
بارہ ہزار قزاقون سے آپہونچا اور نعرہ کیا کہ او کافر کیا غضب کیا تو نے بارگاہ سلیمانی لیا چاہتا ہے نعرہ کرتا ہوا برابر
کرشست کے آیا اسنے تیغہ مارا کرب نے وار اسکا رد کرکے تیغہ کرنبوس کا وار کیا کہ سپر کو قلم کرکے
تیغہ کرشست کے سر پر پڑا تا دو ابرو اتر گیا کرشست نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا مگر دریا خون کا
جاری ہوا لوگ کرشست کے دوڑ پڑے اسے اٹھا لیگئے یہ خبر لقا کو ہوئی کہ کرشست بارگاہ سلیمانی لیچکا تھا کرب نے

آکر اسنے زخمی کیا لقا نے گستہم زرین کمر کو مدد کے واسطے بھیجا وہ چالیس ہزار سوار سے روانہ ہوا بختیارک نے کہا
یا خداوند کرب بلا سے بے درمان ہی گستہم سے کچھ نہو سکیگا لقا نے قرطوس خرطوم ہنی کو بھی روانہ کیا بعد اسکے
سلاسل مار پیچ اور سیہم اژدہا صورت کو بھی بھیجا پھر جم زرین کمر سے کہا کہ تو بھی جا یہان کرب غازی کو شکست کی
فوج کو شکست دیچکا ہی گستہم فوج لیکر پہونچا اور کرب نے للکارا برابر کرب کے پہونچا گستہم نے تلوار ماری کرب نے تلوار اسکی رد
کرکے تیغہ کرنبوس کا وار کیا سپر کو قلم کرکے تیغہ سر پر پڑا زخم کاری لگا گستہم بیہوش ہوگیا فوج اسکی لڑنے لگی کہ قرطوس خرطوم ہنی
آپہونچا کرب سے مقابلہ ہوا اسنے دو تلوارین برابر ماریں کرب نے دونون روکین اور ایک ہاتھ تیغہ کرنبوس کا مارا سر پر پڑا کاٹتا ہوا زین تک
فرس تک آگیا چونکہ سا ہوکر مع مرکب گرا کہ سیہم اژدہا صورت مع ساٹھ ہزار سوار کے آپہونچا کرب غازی پر یورش ہوئی
ادھر جم زرین کمر بھی آیا للکار کر فوج اسلام پر گرا تلوار چلنے لگی جنگ مین کرب سے اور جم زرین کمر سے سامنا ہوا
اسنے برابر آکر تلوار ماری کرب نے سپر پر روک کر جو تیغہ کرنبوس کا وار کیا کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہوکر گرا ادھر خواجہ عمرو نے
صاحبقران کو خبر پہونچائی کہ کرب پر ہجوم کفار ہی بہت سے سرداران کفار کو مارا اور برابر فوج کفار کرب پر گرتی
ہوئی چلی آتی ہی امیر نے مجاہدان دیندار سے فرمایا کہ جاکر کرب غازی کی مدد کرو یہ سنتے ہی شہنشاہ عراقی
اور [illegible] محمود اصفہانی وغیرہ روانہ ہوئے اور لشکر کفار پر جاکر گرے جنگ مغلوبہ ہونے لگی غلغلہ گیر ودار برپا ہوا لیکن
از بسکہ کفار زیادہ تھے اور اہل اسلام کم تھے ادھر سے اہل اسلام پہونچتے جاتے تھے ادھر سے کفار بھی آتے تھے مگر لڑائی
اہل اسلام کی بگڑی ہوئی تھی قریب تھا کہ لشکر اسلام شکست کھائے کہ اتنے مین مالک اژدر غلام حبشی جاکر حیدری نعرہ کرکے
پہونچے اور کفار پر آپڑے یہ دیکھتے ہی سگسر مسعود [illegible] کہ او خدا پرست کہان جائیگا میرے ہاتھ سے او تیغہ مارا
مالک نے تیغہ اسکا رد کرکے نیزہ مارا سینے پر اسکے بجلی اشتا کے پار نکل گیا اب لڑائی جم گئی خوب ہو رہی ہی دوپہر ڈھل چکی ہی
کہ لقا بھی ادھر سے فوج لیکر آیا ادھر حضرت حمزہ صاحبقران زمان مع بادشاہ اسلام با فوج جرار نمودار ہوے آٹھ پہر رات
دن تلوار چلی لاکھ کفار مارے گئے دس ہزار اہل اسلام شہید ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنے
اپنے خیمون مین آئے سرداران مجروح کی زخم دوز بان ہوئین بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند حمزہ اور سرداران
حمزہ سے کوئی لڑ کر برابر نہوگا شہر غنوالی آباد یہان سے بہت قریب ہی مالک بن زردہشت جادو [illegible] مدد [illegible]
ساحر آئینگے تو بیشک خداپرستون کا استیصال ہوگا لقا نے اسیوقت ایک نامہ مالک بن زردہشت جادو کو
لکھا کہ خداپرستون نے مجھے نہایت عاجز وحیران اور بہت تنگ کیا ہی تم میری مدد کو آؤ اور شر [illegible] ان خداپرستون کی
نجات دو وسواس عیار نامہ لیکر مالک بن زردہشت کے پاس پہونچا اسنے پڑھکر اپنے سردارون سے کہا
کوئی تم مین ایسا ہی کہ جاکر لقا کی مدد کرے اور خداپرستون کو مارے اسیوقت داداو مالک بن زردہشت کا بھی جادو
اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ مین جاکر خداپرستون کا کام تمام کرونگا یہ کہکر پچاس ہزار ساحر ساتھ لیکر روانہ ہوا حال سنیے
مالک انا ملہ کا کہ عادل شاہ قلعہ بند ہوا تھا قاسم وحارث نے چارطرف سے قلعہ گھیر لیا تھا دوسرے روز طبل جنگ
بجا کر یورش کی حارث بن سعد تمام گردون کو رد کرکے پاس دروازہ قلعہ کے پہونچا چاہتا تھا کہ خندق کو پھاند کر
دروازہ قلعہ کا توڑے کہ عادل شاہ پکارا الامان الامان حارث رک گیا عادل شاہ دروازہ قلعہ کا کھولکر باہر آیا حارث
سے ملاقات کی کہا کہ اپنے لشکر مین آپ تشریف لیجائیے مین بھی خدمت والا مین حاضر ہوتا ہون اور اسلام لاتا ہون حارث
پھر کر چلا آیا اور قاسم سے بیان کیا دونون [illegible] خوش ہوے سہ پہر کو عادل شاہ [illegible] تحائف کی لیکر حارث کی خدمت
مین آیا ملاقات [illegible] اسلام لایا اور دوسرے دن شہر کو آراستہ کرکے حارث وقاسم کو اندر شہر کے لیگیا

بالا باحت

دعوت وضیافت کی اور عقد طرفہ بانو کا حارث کے ساتھ کیا تمام شہر اسلام آباد ہوا ایک ہفتہ حارث وہان رہے بعد اُسکے عادل شاہ کو ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران مین آئے عادل شاہ سے نذر دلوائی صاحبقران نے اُسے خلعت دیا بعد اُسکے سنا کہ طہماس نے لقا کی مدد کے واسطے اپنے دو بھانجون کو بھیجا ہی فرمایا کہ تعجب ہی طہماس کی بہادری سے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ طہماس کافر الکفر ہی لقا کا طرفدار ہی حمزہ صاحبقران چپ ہو رہے مگر فرمایا کہ ایسا کوئی بہادر ہی کہ جاکر عنقفیل کو زیر و زبر کرے یہ سنکر ابرہا دیو جنگال اٹھا اور عرض کیا کہ غلام اُس مہم کو سر کریگا صاحبقران نے اُسے خلعت دیا اور رخصت کیا ابرہا مع لاکھ سوار جرار کے روانہ ہوا بعد اُسکے صاحبقران نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی جاکر شیرویہ اور اسد کو ملک ستماریہ سے چھڑا لائے لندھور نے عرض کیا حکم ہو تو مین جاؤن فرمایا کہ یہ کام عیارون کا ہی سوا اسے خواجہ عمرو کے اور کسیکا یہ کام نہین ہی اگر خواجہ جائینگے تو چھڑا لائینگے عمرو نے عرض کیا ای شہریار کیا مہربانی مجھ غریب کے حال پر ہی فرمایا او مکار مین تیرے حال پر ہمیشہ مہربان رہتا ہون عمرو نے کہا سبحان اللہ کیا مہربانی ہی کہ مین ایک ایک حبہ کو محتاج ہون کپڑے بھی پھٹ گئے جوتی مین کئی سوراخ ہین مٹی چھن چھن کے آتی ہی کنکریان چبھتی ہین صاحبقران نے فرمایا کبھی ایسا نہین ہوا کو تو نے بے طمع کوئی کام کیا ہو عمرو نے کہا مفلس سے کوئی کام نہین ہوسکتا الغرض پانچ ہزار روپیے عمرو کو دیئے اور خواجہ روپیہ لیکر برائے رہائی اسد و شیرویہ ملک ستماریہ کو روانہ ہوئے دوسرا دن تھا کہ طہماس صاحبقران کی ملاقات کو آیا امیر نے سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا اور طہماس نے آکر قدمبوسی حاصل کی بادشاہ اسلام کو نذر دی کرسی جواہر نگار پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جب دماغ طہماس کا بادۂ ناب سے گرم ہوا صاحبقران نے فرمایا ای طہماس مین نہایت تمسے شاکی ہون کہ تمنے شرط کی تھی کہ مین آپ کے لشکر سے کبھی نہ جاؤنگا اور پھر لقا کی مدد کے واسطے اپنے دونون خواہرزادون کو بھیجا اور در پردہ لڑائی کا سامان کیا طہماس نے جواب دیا کہ ای شہریار لقا نے مجکو نامہ بھیجا تھا اور مدد کیواسطے طلب کیا تھا مجکو آپکی مروت آگئی خود نہ گیا دونون بھانجون کو بھیجدیا جو قول آپسے کیا ہی اُس سے تمام عمر نا ہرنہ ہونگا القول قول مردان جان دارد ؀ اور اگر آپ فرمائین تو ابھی جاکر اپنے بھانجون کو وہانسے لے آؤن یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ سے نکل کر سوار ہوکر لشکر لقا کا راستہ لیا جب وہان پہونچا داخل بارگاہ لقا ہوا لقا کو سلام کیا اور دنگل پر بیٹھ گیا بختیارک نے دیکھا کہ طہماس کی تیوری چڑھی ہوئی ہی منہہ سرخ ہی دل مین اپنے کہا کہ خدا خیر کرے یہ بگڑا ہوا آیا ہی خدا جانے کیا کریگا لقا نے طہماس سے پوچھا کہ تو حمزہ کے پاس کیون گیا تھا جواب دیا کہ وہ مرد با مروت و شجاع ہی اور دوسرے یہ کہ میرا محسن ہی کہ گرفتار کرکے مجھے چھوڑ دیا اس وجہ سے مین حمزہ کے پاس گیا تھا کہ ملاقات کرنا ضرور تھا لیکن آپکا بندہ ہون آپکی بندگی مین کبھی فرق نہ آئیگا یہ کہکر کرشست کی طرف دیکھکر کہا کہ مین بیشۂ گلنگان کو جاتا ہون تو میرے ساتھ چل کرشست نے پوچھا تو یہان کیون آیا تھا اور کیون پھر جاتا ہی طہماس نے کہا کہ تجھے اس سے کیا بحث ہی کرشست نے کہا کہ معلوم ہوا کہ تو حمزہ سے ڈر گیا آپ بھی جاتا ہی اور مجکو بھی لیے جاتا ہی مین حمزہ سے نہین ڈرتا ہون بغیر لڑے ہوئے یہان سے نہ جاؤنگا طہماس نے کہا او نابہنجار مین تجھے باندھکر لیجاؤنگا کرشست پکارا کہ کیا طاقت تیری جو مجھے باندھ کے لیجائے طہماس برہم ہوکر اٹھا کرشست نے ایک خنجر مارا طہماس نے تھپکی دیکر خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا سر پر چرخ دیکر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا پاؤن اُسکا دونون پاؤن کے نیچے دبا لیا اور دوسرے پاؤن کو ہاتھون سے پکڑکر جھٹکا دیا مانند کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا طاؤس شاہ نے نعرہ کیا اور تلوار طہماس کو ماری طہماس نے تلوار اُسکی چھین کر

کر اسینہ پر مارا پایین انگلے حلقہ چشم سے باہر نکل آئی بیہوش ہو کر گر پڑا اسی اثنا میں اژدہا صورت نے للکار کر سامنے خداوند کے یہ کہا
جو بے ادبی کرتا ہی اور تیغ کا وار کیا طہماس نے تیغ اوسکا رد کر کے جو ایک ہاتھ اوسکو مارا سینہ اوسکا پشت کی طرف پھر گیا اور تیوراکر گرا مر گیا غرضکہ
جتنے طہماس کو للکارا اوسے طہماس نے مار ڈالا اور مانند شیر غضبناک اوسپر جھپٹ کے آیا انجنیارک نے لقا سے کہا کہ طہماس کی
دلداری کرو نہین تو سبکو مار ڈالیگا لقا اوٹھ کھڑا ہوا اور طہماس سے لپٹ گیا دلاسا دیا لا کر نزدیک اپنے بٹھایا غرض طہماس کا کم ہوا لقا
نے کہا اے طہماس تو نے میرے تقدیر کیسے ہوئے کیون ایسا کام کرتا ہی طہماس یہ سنکر برہم ہوا کہا کہ تجھے لیاقت تقدیر کرنے کی
نہین ہی ایسی نالائق تقدیر کرتا ہی کہ جسنے تمام عالم کو خراب کیا ہی اور یہ تقدیرین تیری قریب ہی کہ تجھے تخت سلطنت سے
تختہ تابوت پر کھینچین یہ کہکر بارگاہ سے باہر نکلا اور مرکب پر سوار ہو کر نوشابا و بیشہ گلگان کا راستہ لیا ہرکارون نے پرچہ
اخبار صاحبقران کو گذرانا صاحبقران نے پڑھکر وہ پرچہ فرمایا کہ طہماس مرد دانا ہی اور کمال خوش ہوئے اب ذرا حال
عمرو کا حال سنیے کہ یہ جو قلعہ شماریہ پر پہونچا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا بند ہی گرد پھرنے لگا کہ کسیطرح داخل قلعہ ہو جیسے وہ قلعہ پہاڑ کے
اوپر تھا وہان جانا سخت دشوار تھا ایک فقیر کی صورت بنا ہوا حیران کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ ایک سیاہ پوش سامنے دکھائی دیا اور اوسنے پاس
عمرو کے آکر پوچھا کہ تو کون ہی اور کیون گرد قلعہ کے پھرتا ہی عمرو بولا کہ مین ہون مکان میرا قلعہ مین ہی گاؤن مین گیا تھا چند روز وہان
رہا اب جو آیا تو راستہ مسدود پایا حیران ہون کہ کیونکر اندر قلعہ کے جاؤن اوسنے کہا کہ آ میرے ساتھ چل مین تجھے اندر قلعہ کے لیچلون
عمرو بولا کہ خدا تمھارا بھلا کرے اور اوسکے ساتھ ہو لیا وہ سیاہ پوش عمرو کو اندر لیگیا دروازہ بند ہو گیا سیاہ پوش نے نعرہ کیا اوسے
یہ عمرو ہی اسے پکڑو لوگ چہار طرف سے عمرو کو گھیرنے لگے اور لپٹ کر گرفتار کر لیا عمرو نے ہر چند گریہ وزاری کی اور کہا مین عمرو نہین ہون
کسی نے نہ سنا عمرو کو باندھ لیا اور آہنگرون کو بلا کر عمرو کو اسیر قفل و زنجیر کیا اور زندانخانے مین بھیجدیا یہان جتنے عیار ساتھ عمرو کے
آئے تھے وہ آگاہ ہوئے کہ عمرو قلعہ مین گیا تھا پھر نہین آیا عقل سے دریافت کیا عمرو شاید اسیر ہو گیا سیارہ و سہ سنگ تکی
وقاقو و سمرقندی و اسپہ چارون عیار آئے اور گرد قلعہ کے پھرنے لگے کہ کسیطرح داخل قلعہ ہون لیکن کسی طرف جانے کی راہ نہ پائی
ناچار چارون نے صورت اپنی گڈریون کی بنائی اور کچھ بھیڑین لیکر انکو ہانکتے ہوئے قلعہ کے قریب آئے کہ ایک سیاہ پوش
قلعہ سے باہر آیا اور انکو آتے دیکھکر کہا کہ یہ گلہ بھیڑون کا کیسی ہین انھون نے کہا کہ گاؤن سے لائے ہین منظور ہی
کہ قلعہ مین لیجا کر بیچین سیاہ پوش نے کہا کہ میرے ساتھ چلے آؤ مین سب لیلونگا یہ چارون ساتھ اوسکے ہو لیے سیاہ پوش
دروازہ قلعہ کا کھلوا کر اندر آیا اور فتاح کوتوال سے کہا کہ یہ چارون عیار ہین انہین پکڑ کر گرفتار کر دیا فتاح نے عیارون پر دوڑ کے
چارون عیار اوسنے خوب لڑے آخر کو اسیر ہوئے چارون کو عمرو کے پاس لا کر قید کیا قضا سے کار چالاک نے سنا کہ عمرو قلعہ شماریہ مین
چار عیارون سے اسیر ہو گیا چالاک نے صورت ایک عیار لشکر کفار کی بنائی اور قلعہ کے پاس آیا اور گرد آوری کرنے لگا کہ ایک سیاہ پوش
نمایان ہوا اور چالاک کے پاس آ کر پوچھا کہ تجھے کچھ خبر ہی کہ عمرو اور اوسکے ہمراہی کہان ہین چالاک بولا کہ عمرو کون اور اوسکے ہمراہی
کیسے مین کیا جانون سیاہ پوش نے کہا کہ اے عزیز مین کوئی دشمن نہین ہون دوست ہون کوئی اسیر [illegible] جائے تو مین عمرو
کو اندر قلعہ کے ڈھونڈھون اور مین قلعہ کے اندر جا سکتا ہون چالاک نے پوچھا کہ تو کون ہی اپنے حال سے آگاہ کر سیاہ پوش
نے کہا کہ مین مرد مسلمان ہون چالاک اوسکے فریب مین آ گیا اور حال اپنا بیان کر دیا کہ مین بیٹا ہون عمرو کا اور عمرو
قلعہ کے اندر قید ہی اوسکی رہائی کو آیا ہون سیاہ پوش نے کہا پھر میرے ساتھ چلے آؤ القصہ چالاک اوس سیاہ پوش کے
ساتھ چلا دروازہ قلعہ کا کھلوا کر اندر لیگیا جیسے ہی چالاک اندر قلعہ کے آیا دروازہ بند ہو گیا اور سیاہ پوش پکارا اے فتاح اسے
بھی گرفتار کرو یہ عمرو کا بیٹا ہی کوتوال پیادون کو لیکر چالاک پر دوڑا چالاک نے بھی نیمچہ میان سے لیا لڑنے لگا
بہت سے پیادون کو مار ڈالا اور کوتوال کے برابر آ کر ایک نیمچہ کا ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر نیمچہ سر کوتوال کے پڑا تا دو ابرو اوترا کوتوال

زخمی ہو کر گرا سیاہ پوش نے دوڑ کر خنجر مارا چالاک نے بچا لیا کی تمام خالی دیا اور پھر مارا کہ شانہ سیاہ پوش کا زخمی ہو گیا چالاک
لڑتا ہوا آگے بڑھا لیکن ہجوم عیاروں کا تھا سے مکر پر عیار اسے حلقے میں لیے ہوئے تھے اور پیادے بھی کوتوال کے
سبب زخم کھائے ہوئے تھے غرض چالاک بہت ہی پھر لڑتا ہوا آسی سیاہ پوش کے پاس آیا اور للکارا کہ تجھے کب چھوڑتا ہوں
اور برابر اسکے جست کر کے پہنچا سیاہ پوش پیچھے ہٹا پاؤں چالاک کا تختہ سنگ پر پڑا پیچھے اسکے کنوان تھا چالاک
چاہ میں گر پڑا عیاروں نے جلدی سے منہ چاہ کا بند کر دیا اور چالاک کو اسیر کر کے [illegible] کے پاس قید کیا

وقائع داستان ابرہا سے دیو چنگال کے بیان ہوتے ہیں

شجاعان عرصۂ کارزار و معرکہ آزمایان میدان جنگ گذار اس داستان جنگ نشان کو بدلیری بعبارت رنگین تازہ
آئین یوں تحریر کرتے ہیں کہ ابرہا سے دیو چنگال بطی مراحل و قطع منازل کے نوشاباد پر پہنچا عقنقویل لوہیر ور کو
خبر ہوئی کہ ابرہا کچھ لشکر لیے آیا ہے اسی رات کو تمام کر لشکر ابرہا پر شبخون مارا ابرہا مسلح ہو کر خیمے سے نکلا اور سرگرم کارزار ہوا
پچھلی پہر رات باقی تھی کہ عقنقویل اور ابرہا سے مقابلہ ہوا عقنقویل نے میل فولادی ابرہا پر مارا ابرہا نے میل رد کر کے
دونوں چنگال عقنقویل پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے پر پڑے گوشت اسکا تمام کھنچ گیا اور خون جاری ہوا بیہوش ہو گیا
قہرمان بیشہ نشین عقنقویل کا رفیق تھا اسنے دوڑ کر تیغہ ابرہا پر مارا ابرہا نے تیغہ اسکا رد کر کے وہ تیغہ مارا قہرمان کے دو ٹکڑے
ہو گئے غرضکہ رات بھر لڑائی رہی عقنقویل تو پہلے ہی زخمی ہو چکا تھا فوج اسکی شکست کھا کر بھاگی ابرہا نے بیس ہزار کافروں
کے سر کاٹ کر خدمت صاحبقران میں بھیجے امیر بہت خوش ہوئے اور خلعت ابرہا کے واسطے روانہ کیا یہاں لقا اس نے
جو یہ خبر سنی کہ ابرہا نے آکر عقنقویل کو شکست دی لقا اس کو بہت غصہ آیا مگر بپاس خاطر صاحبقران تامل کیا لیکن ابرہا
کی طرف سے اسکے دل میں کینہ رہا لقا کو جو عقنقویل کے زخمی ہونے کا حال معلوم ہوا سہم اژدر صورت کو مدد کے واسطے
عقنقویل کی چالیس ہزار سوار سے بھیجا یہاں عقنقویل کا زخم دو چار دن میں اچھا ہو گیا تھا پھر لشکر کو آراستہ کر کے
مقابل میں ابرہا کے لایا اور طبل جنگی بجوایا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صف آرائی عقنقویل نے میدان میں
نکل کر مبارز طلب کیا ابرہا مقابلے کو آیا پہلے نیزہ بازی ہوئی بعد اسکے تلوار چلی ابرہا نے دونوں چنگال عقنقویل کو
مارے کہ زرہ بکتر چار آئینہ کو توڑ کر سینے پر پڑے گوشت بالکل چھیل گیا عقنقویل پھر زخمی ہوا اس اثنا میں سہم اژدر
صورت آپہنچا اپنے گینڈے کو اڑا کر برابر ابرہا کے آیا عقنقویل بیہوش ہو گیا اسکو پھیر دیا آپ سامنا کیا
اژدہ پشت خدنگ مارا ابرہا نے میل فولادی پر روک کر وہی میل پھر مارا شانہ سہم کا نشانہ ہوا صدمے سے
ضرب کے غش کھا کر گرا فوج سہم اور عقنقویل کی ابرہا پر آ پڑی ابرہا لشکر کفار پر گرا تلوار چلنے لگی فوج ابرہا کی کمک کو آئی رات
جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھرے عقنقویل اور سہم اژدر صورت کے خون میں نہانے
لگے دونوں ہوش میں آئے اس اثنا میں ارزق عیار آیا حال عقنقویل اور سہم اژدر صورت کا دیکھا عقنقویل سے
کہا کہ جو آپ فرمائیں تو میں ابرہا کو پکڑ لاؤں عقنقویل نے کہا کہ بہتر کمال احسان ہوگا ارزق اسیوقت روانہ ہوا قریب
لشکر ابرہا کے آیا صورت اپنی عمرو کی بنائی صبح کو ابرہا کے خیمے میں پہنچا ابرہا عمرو کو دیکھ کر تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا
ہوا پوچھا کہ خواجہ خیر باشد تم کہاں آئے ارزق نے کہا کہ حمزہ صاحبقران نے تمہاری خبر کے واسطے بھیجا ہے
ابرہا نے عمرو کو اپنے پاس بٹھا لیا بہت خاطر و مدارات کی ارزق نے جواہر دیا اور کہا کہ آج آپ یہیں رہیے کہا
اچھا کیا مضائقہ غرضکہ رات کو یہ تمام ابرہا کے خیمے میں آیا [illegible] بیہوشی کی [illegible] ابرہا کو بیہوش کیا
اور باندھ کے لے آیا صبح کو سامنے عقنقویل کے آیا اور پشتارہ رکھ دیا عقنقویل نے مالا مال کر دیا اور ابرہا کو [illegible]

گرفتار کرکے ہوش مین لایا اور بہت سا عتاب وخطاب کرکے زندانخانے مین بھیجدیا اور لشکر پر ابرہا کے شبخون
مارکر شکست دی مال واسباب ابرہا کا لوٹ لیا فوج ابرہا کی بھاگی ہوئی خدمت صاحبقران مین آئی حال بیان کیا
صاحبقران کمال رنجیدہ ہوئے اور فرمایا ہی کوئی ایسا کہ جاکر ابرہا کو چھڑا لائے اور عنقوبیل کو پکڑ لائے لندھور بن
سعدان اپنے دنگل پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ مین جاتا ہون امیر نے اُسے خلعت دے کر رخصت کیا
لندھور اسیوقت کچھ فوج ہمراہ لیکر راہی ہوا بعد اُسکے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ جاکر طہماس کو لاؤ تو خیر ہی ورنہ
بہتر نہ ہوگا ایک سردار گیا اور طہماس کو پیغام صاحبقران پہونچایا طہماس اُسیوقت سوار ہوکر خدمت صاحبقران
مین آیا آداب وتسلیمات بجالاکر بیٹھا صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا فوراً ساقی گلابی اور جام لیکر حاضر ہوا طہماس
نے دو تین جام پیے اور نشہ ہوا صاحبقران سے عرض کیا حضور نے کیون مجھے یاد فرمایا ہی جو حکم ہو وہ بجالاؤن فرمایا
کہ مین تمھارے باپ کو نہایت بہادر جانتا تھا مگر اُس سے عجب حرکت نامردانہ وقوع مین آئی کہ ابرہا کو ارزق عیار کے
ہاتھ پکڑوا بلوایا اور قید کیا اور مین نے ابرہا کو وہان بھیجا تھا کہ عنقوبیل کو سمجھا کر اپنے ساتھ لے آئے ابرہا کے ساتھ
یہ سلوک کیا طہماس نے عرض کیا ای شہریار وہ پدر ہی مین اُسکے مقدمے مین کیا دخل دون اگر حضور پہلے میرے
پاس کہلا بھیجتے تو مین جاتا اُسے سمجھاتا مگر اب مجھسے کچھ نہین ہوسکتا ہان اُسکی طرف داری نہ کرونگا فرمایا کہ تم دو ایک روز
یہان رہو تمھاری دعوت ہی عرض کیا اُسنے کہ مین حاضر ہون مجھے عذر کیا ہی بہت اچھا مگر خبر طہماس کے آنے کی لقا کو
ہوئی نہایت برہم ہوا کہا کیون حمزہ پاس گیا بختیارک نے کہا یا خداوند وہ حمزہ کا غلام بنا ہوا ہی سردار جو لقا کی
بارگاہ مین بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے کہا یا خداوند آپ خاطر جمع رکھین ہم سر میدان طہماس کو باندھ لائینگے
اور سزا پہونچائینگے علی الخصوص زرین کلاہ بن قباد نے بہت سی لاف زنی کی کہ مین طہماس کو مارونگا لقا
نے دنگل طہماس کا زرین کلاہ بن قباد کو دیا کہ اسی اثنا مین آذر کوہ پیشانی نے لقا سے کہا یا خداوند
آپ طبل جنگ بجوائیے لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے خبر ہرکارون نے صاحبقران کو دی کہ لشکر کفار مین
طبل جنگ بجا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے یہان بھی نقارہ
اسکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے بعد
صف آرائی چاؤشان بلند آواز نے نکل کر ہیبت دی کہ کونسا بہادر ایسا ہی کہ میدان مین آئے اور نام رستم
واسفندیار کا مٹائے آذر کوہ پیشانی لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا عظیم کوہ بازو
نے بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مرکب کو بڑھایا مقابلے کو چلا آذر کوہ پیشانی دوڑکر گیا ور زن ہوا بعد گفتگو
نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے آذر کوہ پیشانی نے تلوار ماری کہ سر کو قلم کرکے سر عظیم کوہ بازو کے
پڑی تا وار دائر گئی عظیم نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گینڈے پر پڑی گردن اُسکی قلم ہوئی عظیم مع گینڈا تہ وبالا ہو
گرا اُس کافر نے چاہا کہ عظیم کو مارے عادل شاہ پہلوان نے للکارا ہوا دوڑا کہ او نامرد کوئی زخمی پر ہاتھ
ڈالتا ہی رہ جا مین تیرے مقابلے کو آتا ہون یہ کہکر مرکب کو اور زیادہ چمکار کر برابر اُسکے آیا عظیم کو پھیر دیا آپ
سامنا کیا آذر نے کہا تو نے میرے صید زبون کو بچا لیا یہ کہکر وہی تیغہ خون آلود عادل شاہ پر مارا عادل شاہ نے
سپر پر روکا اور خود ایک تیغہ اُسکو ایسا مارا کہ خود آہنی کو قلم کرکے سر پر پڑا تا جگرگاہ اتر گیا آذر کوہ پیشانی گرا اور
گرتے ہی سقر نے النار ہوا اجرامس نخچر ایک سردار تھا وہ للکارتا ہوا عادل شاہ کی طرف دوڑا او خیرہ سر
کل تو لقا پرست تھا آج ہمسے لڑنے آیا ہی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر برابر عادل شاہ کے

آیا بعد جرب و ضرب کے عادل شاہ کو زخمی کیا اور پھر مبارز طلب کیا قاسم مرکب کو چمکار کر سامنے اُسکے آئے خوب تلوار
چلی بچا یاس مرکب کا پاؤن موشخانے مین جا پڑا گھوڑے نے سکندری کھائی قاسم کے سر سے خود اُلٹ گیا سر برہنہ تلوار
جبراسن کی پڑی تا دوا پروا گرگئی غرضکہ دو پہر تک پانچ بہادر زخمی ہوے اب وہ کافر پکارا اے خدا پرستو مجھے طہماسن سمجھنا
کہ تمھارے دام تزویر مین آکر گرفتار ہوا اور کسیکو میرے مقابلے کو بھیجو طہماس نے جو یہ آواز سنی گینڈے کو تحریک کر کے سامنے
اُسکے آیا اور کہا او مردک کیا بکتا ہے مین تیری خدمت گزاری کو موجود ہون اسنے وہی تیغہ خون آلود طہماس کو مارا طہماس نے
تیغہ اسکے ہاتھ سے چھین کر اُس سے لپٹ پڑا اور اُٹھا کر گینڈے پر سے زمین پر پٹکا اور چھاتی پر چڑھ کر مثل کرپاس کہ تہ کے
چیر کر پھینکدیا زرین کلاہ بن قباد نہایت غضبناک ہو کر سامنے طہماس کے آیا اور کہا غضب کیا تو نے جبراسن جیسے جنگجو
کو مار ڈالا لقا تجھسے نہایت آزردہ ہے مجھکو تیرے قتل کے واسطے بھیجا ہے یہ کہکر تلوار طہماس پر ماری طہماس نے تلوار اسکی
چھین لی اور اُٹھا کر گینڈے سے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر سر ومغز سے کھینچ لیا اور میدان مین پھینکدیا اور پکارا
اے دشمنان حمزہ دیکھیو دشمن صاحبقران کو قتل کرتا ہون تمام کافر طہماس پر دوڑ پڑے کہ قتل کرین طہماس
اُنپر تلوار چلانے لگی امیر نے فوج اسلام کو مدد کے واسطے بھیجا خوب جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون
لشکر اپنے اپنے خیمون مین پھر گئے لقا بارگاہ مین بیٹھا خبر سرکارون نے دی کہ شہر غضطلی آیا ہے مجھمر جادو داماد
مالک بن وردہشت کا آپکی مدد کو آتا ہے اور ساتھ اسکے عشرت جادو بھی ہے لقا نے سردارون کو استقبال کیواسطے
بھیجا مجھمر جادو اور عشرت جادو نے آکر لقا کی قدمبوسی کی احوال اہل اسلام کا پوچھا بختیارک نے از ابتدا تا انتہا
بیان کیا مجھمر جادو اور عشرت جادو نے کہا اب ہمین حال معلوم ہوا ہم ایک دن مین کام خدا پرستون کا تمام
کرینگے اور نشہ شراب مین بدمست ہو کر طبل جنگ بجوایا خبر صاحبقران کو ہوئی یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا
رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابلے کو میدان مین صف آرا ہوے نقیب ہنب دے کر چلے گئے اصفر زرد پوش
ایک پہلوان زبردست رفیق مجھمر جادو تھا وہ اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ہاشم تیغزن بادشاہ اسلام سے
رخصت لیکر اُسکے مقابلے کو آئے بعد از گفتگوے بسیار اصفر نے نیزہ مارا ہاشم نے چند طعن مین نیزہ ہوائی کیا
اصفر نے غضبناک ہو کر تیغہ مارا ہاشم نے سپر پر روک کے ہاتھ تیغہ کا مارا سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا زیر تنگ
فرس جا کر بوسہ دیا بختیارک پکارا صلواۃ بر محمد لعنت بر لات و منات اس اثنا مین مجھمر جادو خود مقابلے کو آیا
اور ہاتھ سے ہاشم کے زخمی ہوا اسوقت عشرت جادو مین تاب نہ باقی رہی اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر سامنے
ہاشم کے آیا للکارا اے خدا پرست تو نے غضب کیا مجھمر جادو کو زخمی کیا اور اصفر جادو کو مارا اب میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا مجھ پر بھی حملہ اپنا کرلے ہاشم نے وہی تیغہ چاہا کہ مارے عشرت نے سحر کیا ہاتھ ہاشم کا خشک ہو کر
رہ گیا عشرت جادو ہاشم کی مشکین باندھ کر لے گیا پھر عشرت جادو نے مبارز طلب کیا اسفندیار گیلانی
اسکے مقابلے کو آیا تلوار کھینچکر عشرت جادو پر ماری عشرت جادو نے گھوڑے سے رد کی اور وہی تازیانہ جو
اسفندیار پر مارا اسفندیار اسکی ضرب سے بیہوش ہو کر گرا عشرت جادو نے اسفندیار گیلانی
کو بھی گرفتار کیا چوگان بن حمزہ تلوار کھینچکر عشرت جادو پر دوڑا اور آتے ہی برابر تین تلوارین مارین
ایک بھی کارگر نہ ہوئی عشرت جادو نے اسم تھم کا دم کیا کہ چوگان گھوڑے پر سے گر آتے ہی عشرت نے
باندھ لیا غرضکہ شام ہوئی گیارہ سردارون کو گرفتار کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے لقا
عشرت جادو پر سے روز نثار کرتا ہوا پھر بارگاہ مین آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب ارغوانی

گروش مین آیا لقا نے عشرت جادو کی بہت سی تعریفین کین بختیارک نے کہا ای عشرت جادو لشکر خداپرستون مین
و بلائین بہت ہین ایک تو حمزہ کہ وہ مالک باطل السحر ہی کل تم میدان مین جانا تو ہوشیار ہو کر جانا کسواسطے جب
حمزہ اسم باطل السحر پڑھتا ہی تو کیسا ہی سحر ہو رد ہو جاتا ہی دوسرے عیار حمزہ کا قہر و بلا سے بے درمان اور آفت جان ہی
کہ شہر کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے سرکردہ جادوگران اسکا نام ہی عشرت جادو نے جو یہ سنا ظاہر
تو کہا ملک جی مین انکا علاج کرونگا اور دل مین خائف ہو کر سوچا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین مفت مین تو مارا جاؤنگا
ابھی شہر آتش حصار رہا تو ہے حمزہ کے غارت ہو چکا ہی یہ کہکر دو پہر رات گئے گیارہ سردار جو اسکے تھے انکو لیے
ہوئے شہر عشطلی آباد کو راہی ہوا صبح کو ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو دی کہ عشرت جادو عشطلی آباد کو
چلا گیا فرمایا افسوس سردارون کو میرے لیگیا پھر طہماس کو بلا کر تمام حال بیان کیا طہماس نے کہا ای شہریار
غضب ہوا شہر عشطلی آباد بہت ہی سخت جگہ ہی سوا جادوگرون کے اور کوئی نہین رہتا صاحبقران نے
فرمایا انشاءاللہ اگر آباد شہر ام الحبال کے اسے بھی نہ لیا ہوگا اور اسلام آباد نہ کیا ہوگا تو نام اپنا صاحبقران نہ رکھا
ہوگا طہماس نے کہا ای شہریار اگر عشطلی آباد کو آپنے مسخر کر لیا تو تمام پردہ ظلمات زیر علم آپکے ہو جائیگا فرمایا خدا چاہیگا تو ایسا
ہوگا یہ ذکر تھا کہ جام شراب گردش مین آیا جب نشہ شراب طہماس کو ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور صاحبقران سے عرض کیا اب
مین آپ سے رخصت ہوتا ہون لقا کے پاس جا کر عذر و معذرت اس سے کر کے شہر گلنگان کو جاؤنگا بادشاہ اسلام نے فرمایا
ای طہماس یہ دورنگی اچھی نہین ہی اس کافر ستی کو چھوڑ دے طہماس نے یہ سنکر نگاہ خشم آلود سے بادشاہ
اسلام کو دیکھا بادشاہ اسلام نے فرمایا تو نیکو ہی کیون نہین اختیار کرتا طہماس نے کچھ جواب نہ دیا پیچ و تاب کھاتا ہوا
چلا گیا کینہ طہماس کے دل مین بادشاہ اسلام کی طرف سے تھا وہ دونا ہو گیا یہان بعد جانے طہماس کے
صاحبقران نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ شہریار آپنے ناحق ایسے کلمے طہماس کو کہے اگر میرا لحاظ اسے نہ ہوتا تو بیشک کچھ
فساد کرتا فرمایا کہ مجھے اسکے فساد کی کیا پروا ہی اور مین سچ کہتا ہون کہ طہماس بڑا کافر پرست ہی امیر نے کہا وہ دورنگی ہی
جانتا ہی کہ لقا قابل خدائی نہین ہی مگر اپنی وضعداری سے خدائی اسے مانے جاتا ہی مجھے ڈر ہی کہ موقع پا کر آپ سے بری
طرح پیش آئیگا اور بہت بادشاہ اسلام کو سمجھایا کہ آپ ایسے کلمے طہماس کو نہ کہیے گا ادھر طہماس جو صاحبقران سے
رخصت ہو کر بارگاہ لقا ملعون مین آیا سلام کیا دنگل پر بیٹھا لقا نے بہت سی خاطر و مدارات کی اور کہا تو میرا بندہ خاص الخاص ہی
طہماس نے کہا یا خداوند مین نے اسقدر سردار آپکے مارے مگر خداپرستون کو میرا اعتبار نہین آتا کہ یہ ہمارا دوست ہی بلکہ
مجھپر طعنہ زنی کرتے ہین کہ تو بخوف جان سے حمزہ کی اطاعت کرتا ہی یا خداوندا اگر حمزہ کا قدم بیچ مین نہ ہوتا تو سب
خداپرستون سے اس کلمے کا عوض لیتا اور دیکھیے گا جسوقت حمزہ لشکر اسلام مین نہ ہوگا مین بہت بری
طرح ایک ایک سے پیش آؤنگا اور بارگاہ سلیمانی چھین کر آپکے واسطے لاؤنگا ہان جبتک حمزہ یہان ہی
مجکو کچھ نہین بن پڑتا کسواسطے کہ حمزہ نے میری جان بخشی کی ہی مین اسکا بندۂ احسان ہون یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور
سوار ہو کر شہر گلنگان کی طرف روانہ ہوا پرچہ اخبار ہرکارون نے صاحبقران کو گذرانا صاحبقران نے
پڑھکر بادشاہ اسلام کو دیا کہ ملاحظہ فرمائیے طہماس نے کیا کہا لقا سے کہا بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر تفضل
الٰہی کچھ اندیشہ نہین ہی بعد اسکے صاحبقران نے خلعت اور جام لبریز کر کے صحن بارگاہ مین رکھا اور
فرمایا کہ کوئی بہادر ایسا ہی کہ شہر سنگاریہ کو جاکے اور جتنے عیار وہان اسیر ہو گئے ہین انکو نجات دے تفضل
ہوتا کیا ہو رجون آتشاقم اور فرہاد دہقان تکفری اپنے دنگلون پر سے اٹھ کر سامنے آئے عرض کیا کہ جو ارشاد عالی ہو تو ہم

مرکبون پر سے اٹھا لیا اور نقابین دونون کے چہرون سے نوچ لین دیکھا کہ دو جوان خوبرو کمسن ہین ایک آفتاب دوسرا
مہتاب ہی ابرہا اور لندهور نے پوچھا تم کون ہو ان دونون نے کہا ہم ہمشیرزادے عنقویل دیو پرور کے ہین
نام ہمارے شہاسپ اور کہماسپ ہین ابرہا اور لندهور نے کہا کہ لقا پر لعنت کرو اور اسکے پرستارون پر پھٹکار
اسلام مین آؤ نہین تو جان سے ہاتھ اٹھاؤ وہ دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے ہم دین اسلام مین آ گئے
اور شریک ابرہا و لندهور کے ہوئے ادھر عنقویل جو بھاگ کر نوشاباد کو گیا تھا وہان ملکہ صنوبر بانو نے عنقویل
کو بیہوش کیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کر کے ابرہا و لندهور کے پاس بھیجدیا لندهور اور ابرہا نے نوشاباد کو ملکہ
صنوبر بانو کے سپرد کیا اور آپ مع لشکر ظفر پیکر عنقویل کی قید ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران زمان مین روانہ ہوئے

دو کلمے داستان غدر نشان لقائے بے بقا کا عنطلی آباد مین آنا اور صاحبقران زمان کا مع لشکر فیروزی اثر تعاقب کرنا اور حالات وغیرہ کا بھی بیان کیا جاتا ہے

افسون طرازان سحر بیان سخن پردازان سحر پردازان خوش کلام جادو انداز افسانہ طراز اس داستان عجائب نشان
کو بعبارت رنگارنگ یون ہنگامہ آرائے جادو زبانی و انجمن پیرائے سحر بیانی کرتے ہین کہ لقائے بے بقا جب کہ
ملک ستاریہ سے بھاگا اور قریب شہر عنطلی آباد کے پہونچا مالک بن زردہشت جادو نے خبر سنی کہ لقا ہاتھ
سے خداپرستون کے شکست کھا کر یہان آیا ہے ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور لقا کو استقبال کر کے لاؤ تمام ساحر گئے اور لقا
کو بصد تعظیم و تکریم لائے مالک بن زردہشت بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آیا اور اپنے سے بلند بٹھایا کمال
آبرو اور عزت کی اور کئی روز تک دعوت و ضیافت مین مصروف رہا بعد اسکے ایک روز اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا
تمام شہر کی سیر کرائی اور چمنستان عنطلی آباد دکھائے پھر آکر بارگاہ مین بیٹھا بختیارک نے حال اہل اسلام کا
بیان کیا کہ ای مالک خداپرست بلائے بے درمان اور آفت جہان ہین اہم الحیال اندر کوشش چاہ باران
کے ساحرون کو مارا شہر صندل کو جلا دیا کشمیر و کاشغر کے جادوگرون کو خاک مین ملا دیا ابھی وہ یہان آتے
ہین آپ جلد تر انکا سد باب کیجیے اس مقام پر انکو آنے نہ دیجیے مالک بن زردہشت جادو ہنسا اور
کہا ملک جی تم گھبراؤ نہین یہان اور طرح کا کارخانہ نہین ہے جو خداپرست اس مقام پر آئیگا مارا جائیگا یہ کہکر سات
جادوگرون سے حکم دیا کہ تم جا کر ہفت درے کا بندوبست کرو کہ خداپرست عنطلی آباد مین نہ آسکین اسی وقت
سات جادوگر اٹھے اور ہفت درے کی طرف روانہ ہوئے اور نام ان جادوگرون کے یہ تھے ابلیس و طلان جادو
و سم رود گردان جادو و مہلیل کاروان جادو و آہرپہ جادو و بابا و انکیر جادو و آتشبار جادو
و اغور خالشوے جادو یہ ساتون جادوگر جب وہان پہونچے اپنا اپنا طلسم آراستہ کر کے سد باب کیا کہ پرندہ
بھی اڑکر نہ آسکے اور درندے کی کیا مجال ہے کہ قدم وہان رکھے پھر ان ساتون جادوگرون نے مالک بن زردہشت
سے کہلا بھیجا کہ راہ ہمنے ہفت درے کی بخوبی تمام مسدود کردی ہے آپ مطمئن رہیے مالک نے بختیارک
سے کہا ملک جی اب خداپرست کیونکر یہان آئینگے اور اگر آنے کا ارادہ کرینگے تو مارے جائینگے بختیارک نہایت خوش
ہوا اور لقا کو مژدہ جان بخش دیا کہ یا خداوند اب آپ یہان چین سے رہیے بے خوف و خطر عیش و عشرت کیجیے
یہ کہتا تھا کہ شجرہ جادو نے آکر عرض کیا کہ مین جو خداپرستون کو اسیر کر کے لایا ہون انکو کیا حکم ہوتا ہے بختیارک
نے کہا قتل کیجیے یہ سنکے مالک بن زردہشت نے حکم قتل دیا چاہتا تھا کہ ملکہ چہار وسلہ سامنے سے آئی اور کہا ای پدر بزرگوار ابھی
مین لیجیے نہین ہے انکو قید کیجیے القصہ [illegible] اور [illegible] بردوشی اور اسفندیار گیلانی وغیرہ کو

جانور بنا کر صحرائے عنظلی آباد مین چھوڑ دیا اور لقا کو مع لشکر چمنستان عنظلی آباد مین بھیجا کہ سیر بہار گل و غنچہ کیا
کرے لقا مصروف عیش و عشرت ہوا تمام دن گلگشت چمن مین گذرتا تھا اور تمام رات شراب خواری مین بسر ہوتی تھی
یہانتک کہ زمانہ آتش پرستون کی عید کا قریب آیا تمام شہر کو مالک نے آئینہ بند کرایا اور کوچہ کوچہ چراغان کی تیاری
کی اور لقا کو ساتھ مقام تابوت زردہشت پر لیگیا دیکھا لقا نے کہ ایک احاطہ ہے اور چاردیواری طلائی ہے اور آئینہ
ایک برج طلائی مثل آفتاب کے چمکتا تھا لقا اندر اُس احاطے کے گیا دروازے پر برج کے دیکھا کہ قسیس و رہبان
بیٹھے ہوئے ہین گھنٹہ بج رہا ہے نوبت کی آواز بلند ہے جھانجھون کی صدا گوش زد فلک ہے ناقوس پھونکتے ہین یا خداوند
زردہشت کا غل ہے اور ایک صندوق معلق بہوا معلوم ہوتا ہے اور دونون طرف اُسکے خود بخود چنور ہل رہے
ہین مگر چنور ہلانے والے نہین دکھائی دیتے ہین اور اندر اُس برج کے ایک گانے بجانے والا ساز بجا رہا ہے اور بار بار فرسا
بجتی ہے اور چار طرف ایسی روشنی ہے کہ زمین سے آسمان تک وہ مقام شعلۂ آتش معلوم ہوتا ہے سبھون نے اُس
صندوق کو سجدہ کیا کہ ایک آواز اُس صندوق سے آئی ای لقا ہمنے تجھے اپنا نائب کر کے باختر مین بھیجا
تھا لوٹے جا کر اپنی خدائی وہان ظاہر کی اور ہمین بھولگیا چار دیو تیرے تابع فرمان تھے ساتھ قیطول عظیم الشان تھے
کیا کیا کارخانے ہمنے درست کر دیئے تھے مگر تونے جو ہمکو فراموش کیا اُس فراموشی نے تجکو اس درجے کو پہونچایا کہ تو
ہمسے برگشتہ ہوا تب یون خراب و خستہ پھرتا اور در بدر کی ٹھوکرین کھاتا گمراہی کی وہ عذاب ابدی مین گرفتار ہوا دیکھا لقا
نے کہ لات اعلیٰ اور منات معلیٰ تمام خداوندان باطل غل و زنجیر مین گرفتار ایکطرف کو کھڑے ہوے توبہ توبہ
کرتے ہین اور لقا کو دیکھ کر پکارے کہ ہم بھولکر خداوند زردہشت کو اس حالت خراب مین گرفتار ہوے بہتر یہ
ہے کہ تو اس گمراہی سے باز آ اور عذر و معذرت خداوند کے سامنے کر لقا نے بختیارک سے کہا کہ کیا کہتا ہے تو
وہ بولا اسوقت سب کچھ جائز ہے اسیکا محل و موقع ہے بقول شیخ سعدی شیرازی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن غرضکہ لقا و بختیارک نے ہاتھ اٹھا کر کہا یا خداوند خطا ہوئی معاف کیجیے ہم بندے
اپنی نالائقی کی سزا کو پہونچے اب ہنگام مددگاری کا ہے دشمنون کو غارت کیجیے ہم آپ کو سجدہ کرینگے اُس صندوق
سے آواز آئی ہم جانتے ہین کہ بختیارک کے تعلیم کرنے سے تو نے یہ کلمے کہے ہین لقا یہ سنکر کانپ گیا اور
کہا بیشک تو خداوند برحق ہے وہ شخص بندہ تیرا ہے اب عفو تقصیر کا امیدوار ہے پھر آواز آئی کہ اچھا خیر یہ بھی تیری
خاطر ہے کہ تو بھاگ آیا ہے اور ہمارے دامن دولت مین پناہ لی ہے اور خداپرستون سے خائف ہے اب ہمکو
بھی چاہیے ہے کہ تیری کمک کرین اور خداپرستون کے غارت ہونے کا بندوبست جلد ہوا جاتا ہے پھر وہ آواز مالک
کیطرف مخاطب ہوئی کہ اسے خلعت سرفرازی دو اُسیوقت مالک نے خلعت زردہشتی لقا کو پہنایا اور
مالک بن زردہشت جادو وہان سے پھر کر لقا کو لیے ہوئے آب عجوبہ پر آیا کہ سامنے اُس احاطہ
طلائی کے ایک تالاب نہایت عظیم الشان تھا اور اُسکے کنارے پر ایک جوڑا زاغ سیاہ کوہی کا بیٹھا ہوا تھا اور یہ تماشا
کر رہا تھا کہ بار بار جوش مستی سے جفتی کھاتا تھا اور ہر جفتی کے بعد ایک بچہ پیدا ہوتا تھا اور ہوا الگ کردم بھر مین مثل
قد و قامت پدر و مادر کے ہوتا یہانتک کہ ہزار گز کا قد و قامت صاحب دفتر نے تحریر کیا ہے اُڑا اُڑ کر صدا دیتا تھا
یا خداوند زردہشت پھر پرواز کر کے طرف آسمان کے چلا جاتا تھا لقا یہ تماشا دیکھکر بہت حیرتناک ہوا مالک
نے کہا ای لقا جسقدر پانی چاہو اس تالاب مین سے صرف کرو کم نہین ہوتا ہے جتنا لبریز ہے آتا ہے تا
لقا متحیر ہوا اور پھر کر وہان سے چمنستان عنظلی آباد مین آیا اور عیش و عشرت مین مشغول

لقا کو بھیجا جاتا تھا اور دعوت و ضیافت کرتا تھا ناظرین پر واضح ہو کر لقا تو عنظلی آباد میں صحبت عیش و عشرت
میں ہے اور دعوت و ضیافت کھانے میں مصروف ہے لیکن یہاں حال سنیے حمزہ صاحبقران کا کہ یہ شہر شکار پر
تو سوار ہو کر کے تعاقب میں لقا کے روانہ ہوئے تھے کوچ بکوچ منزل بمنزل چلتے چلتے قریب شہر عنظلی آباد کے
پہونچے بارگاہ سلیمانی استادہ کرائی اور تمام لشکر ظفر پیکر کے خیمے برپا ہوئے صاحبقران اور بادشاہ اسلام داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے اور سرداران نامی وغیرہ و لشکریان دیندار اپنے اپنے خیموں میں آئے دوسرے روز ہلکاروں
نے آکر خبر دی کہ راہ شہر عنظلی آباد کی ساحروں نے مسدود کی ہے ساتوں درے بند ہیں اسیوقت صاحبقران نے
سات خلعت منگوا کر رکھے اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ سات بہادر دیندار ساتوں درے کو پاک کریں اور ساحران
غدار کو ہلاک کریں یہ کلام شجاعت نظام صاحبقران عالی مقام سنکر مظفر ارمنوسی اور طول مست بربری
اور فضل بن گیا ہور خون آشام اور فرہاد خاکن یکہ ضربی [?] اور پہلوان عادی اور کرب غازی
اور جمہور جہانسوز یہ ساتوں بہادر اپنے اپنے دلگاوں [?] سے اٹھے اور سامنے صاحبقران کے آکر مجرا کیا اور یوں
عرض پرداز ہوئے کہ بتائید یزدانی و باقبال صاحبقرانی ہم لوگ جا کر ان ساتوں دروں کو پاک کرینگے صاحبقران
نے ان ساتوں بہادران دیندار کو خلعت دیے اور رخصت کیا ہر ایک نے ایک ایک درے کی راہ لی اول
ملک مظفر ارمنوسی کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جب درۂ اول پر پہونچا دیکھا تمام درہ گرد نار معلوم ہوتا ہے
ملک مظفر نے ذرا اندیشہ نہ کیا گھوڑے کو اسی آگ میں ڈال دیا چند قدم چلا تھا کہ ایک جادوگر دکھائی دیا کہ تمام بدن
سے اسکے شعلۂ آتش نکل رہے ہیں اور وہ کھڑا ہوا اسم سحر کا پڑھ پڑھ کر دم کر رہا ہے آگ اور زیادہ بھڑک رہی ہے جب
آتشبار جادو نے ملک مظفر کو دیکھا کہ گھوڑا اٹھائے ادھر چلا آتا ہے آواز دی کہ خبردار اسطرف نہ آنا یہ راستہ
ہمارے مالک نے مسدود کر دیا ہے ادھر سے جانے کا حکم نہیں ہے ملک مظفر للکارا کہ او کافر ہمارے آقا کا حکم ہے کہ
جو سد راہ ہو اسے مار کر درے کو پاک کرو اور اسیطرف سے عنظلی آباد کو جاؤ تو اپنی سحر و ساحری پر مغرور نہو نا
[?] جادوگر ہمارے آقا نے مارے ہیں تجکو بھی فی النار و السقر کرینگے یہ سنکر آتشبار جادو برہم ہوا اور چاہا کہ سحر
[?] مظفر نے تیر کمان میں پیوستہ کر کے مارا کہ اسکے سینے پر پڑا زخم کاری لگا مگر اسنے سحر کیا تمام زمانہ دھوئیں
سے تاریک ہو گیا اور ہزار ہا شعلۂ آتش ملک مظفر پر دوڑے اور لپٹ کر اسکو اسیر کر کے لیگئے بجلیاں چمک
کر لشکر پر مظفر کے گریں کہ سر انکے کٹ کٹ گئے بہت لوگ مظفر کے مارے گئے باقی بھاگ کر خدمت
صاحبقران میں روانہ ہوئے اب حال طول مست بربری کا سنیے کہ جب وہ دوسرے درے میں پہونچا
دیکھا دریا پانی کا جاری ہے اور اسی دریا پر ایک ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے پانی اس دریا کا جوش مار رہا ہے اس ساحر
نے جو طول مست بربری کو دیکھا پکارا کہ خبردار ادھر آنے کا قصد نہ کرنا نہیں تو گرداب بلا میں مبتلا ہو جائیگا
طول مست للکارا کہ او کافر ہم تجھی کو مار کر اسی راہ سے جائینگے اور چاہا کہ تیر اسپر مارے کہ ایک نہنگ سیاہ رنگ
اچھل کر طول مست کو نگل گیا اور مچھلیاں اس دریا سے نکل کر لشکر طول مست کے گریں اور سبکو نگل گئیں
جو لوگ انمیں سے باقی رہ گئے تھے وہ بھاگ کر خدمت صاحبقران میں راہی ہوئے اب کیفیت فضل
گیا ہور خون آشام ملاحظہ کیجئے کہ یہ تیسرے درے پر پہونچا دیکھا کہ درہ کوہ میں سے اسقدر ہوا تیز
ہے کہ گھوڑے کا قدم ٹھہر نہیں سکتا [illegible] فضل [?] درے کے پہونچا دیکھا کہ ایک جادوگر مشک پھولا
لئے ہوئے کھڑا ہے اور ہر مرتبہ اسکی دم [?] کرتا ہے کہ ہوا تیز اسمیں سے نکلتی ہے اور ہوا سے اسکی

کو طوفان خیز کرتی ہی باد انگیز جادو نے جو فضل بن گیا ہو رکو دیکھا للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا نہین تو برباد
و تباہ ہو جائیگا فضل نے نعرہ کیا کہ او خیرہ سر مین تیرے ہلاک کرنے کو آیا ہون اور تلوار کھینچکر چلا اسنے سحر
کیا کہ ایسی ہواے تند اس منتر سے نکلی کہ فضل مع فوج کے گھوڑے سے گرا اور پھر اٹھکر چاہا کہ سوار ہو
پھر گرا پھر قصد کیا سوار ہونے کا پھر گرا غرضکہ بیہوش ہو گیا باد انگیز جادو اژدہے کی صورت بنکر فضل کو نگل
گیا اور شعلہاے آتش فشان چھوڑکر لشکر فضل کو پراگندہ کردیا بہت سے اہل اسلام جلگئے باقی بھاگ کر وہان
سے نکلگئے اب حال فرہاد خان بکھری کا سنئے کہ یہ درۂ چہارم پر پہونچا دیکھا کہ دریاے ریگ روان
کا شور ہے اور جوش مار رہا ہی فرہاد مرکب کو جھپکاکر چلا دریاے ریگ مین چند قدم آیا ہوگا کہ مع فوج دھنس گیا
کچھ لوگ جو پیچھے رہگئے تھے وہ بھاگ کر صاحبقران کی خدمت روانہ ہوئے اغور خاکشوے جادو
فرہاد خان کو گرفتار کرکے لیگیا پہلوان عادی کی اب کیفیت بیان کیجاتی ہی کہ یہ جب پانچوین درے
پر پہونچے دیکھا کہ تمام پہاڑ لوہے کا ہی اور راہ کہین نہین ہی ہرچند ڈھونڈھا نہین کیا راستہ نہ پایا چاہا کہ وہان سے پھر آئے
کہ ایک اژدہا پیدا ہوا اور قلاب آتشی چھوڑکر دم کشی کی کہ پہلوان عادی کو نگل لیا اور شروع رودگردان جادو
نے لشکر پہلوان عادی پر شعلہ آتش گرائے کہ ہزارہا عادی جلگئے باقی بھاگ کر سمت امیر روانہ ہوئے لیکن کرب نجار
درۂ ششم پر پہونچے دیکھا کہ پہاڑ پتھر کا ہی اور راہ کہین نہین معلوم ہوتی کھڑے دیکھ رہے تھے کہ آسمان پر سے پتھر برسنے لگے
یہانتک سنگباری ہوئی کہ کرب غازی مع فوج پتھرون مین دب گئے کچھ لوگ جو حد سحر سے باہر تھے وہ بھاگ کر
خدمت صاحبقران مین راہی ہوئے جمہور جہانسوز مع فوج ساتوین درے پر پہونچا دیکھا کہ پہاڑ
شیشہ کا ہی اور راستہ کسیطرف سے نہین ہی ہمراہیون سے کہا کہ مین گرز مار کر راستہ اسمین سے پیدا کرتا ہون یہ کہکر
گرز پہاڑ پر مارا گرز نے اثر نہ کیا دوسرا گرز اور لگایا سواے خاطر شکنی گرز سے کچھ حاصل نہ ہوا ایکایک ایک آواز مہیب
پیدا ہوئی اور ایک ساحرہ کہ نام اسکا سنبل جادو تھا شیشہ ہاتھ مین لیے ظاہر ہوئی اور سامنے جمہور کے
شیشے کو گردش دی کہ جمہور اس شیشے مین اتر آیا اور لشکر جمہور مثل ریگ شیشۂ ساعت تہ و بالا ہو کر فراری ہو گیا
یہان حمزہ صاحبقران کو جو شتر خبر ہوئی اور سردارون کے اسیر ہو جانے کا حال سنا نہایت غضبناک ہوئے
اور کوچ کرکے درۂ آتش پر آئے دیکھا کہ صدہا جادوگر ہین اور ایک جادوگر کہ آگ اسکے منہ سے نکلتی ہی کھڑا ہوا
سحر کر رہا ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے آگے اسیطرف چلے اسنے ہرچند سحر کیا کچھ نہو سکا آخرکار صاحبقران
نے آتشبار جادو کو للکارا آتشبار جادو سامنے سے ہٹ گیا صاحبقران سامنے درۂ آتش کے اترے
ادھر ساتون جادوگر ساتون سردارون کو اسیر کیے ہوئے مالک بن زردہشت کے پاس لائے لقا اور
بختیارک اہل اسلام کی گرفتاری کی خبر سنکر مالک کے پاس آئے ہوئے تھے اور بختیارک کہہ رہا تھا کہ خداے
آپہونچے کہیے آپ نے انکے استیصال کا سامان کیا یا نہین مالک کہہ رہا تھا کہ تم خاطر جمع رکھو دیکھو تو کس
عذاب سے انکو مارتا ہون یہی گفتگو تھی کہ ساحران ہفت درہ نے لاکر ساتون سردارون کو سامنے مالک کے
حاضر کیا مالک نے بختیارک سے کہا کہ دیکھا تمنے یہ کیونکر اسیر ہو کر آئے بختیارک نے کہا اسکو غنیمت سمجھیے جلد
انکو قتل کیجیے یہ ذکر تھا کہ ملکہ جادو مع گلشن جادو و گلستان جادو کے سامنے سے آئی مالک بن زردہشت
کو سلام کیا پاس آکر بیٹھی احوال سرداران اسلام کا پوچھا مالک نے کہا بیٹا یہ اسیر ہو کر آئے ہین بختیارک کہتا ہے
انہین قتل کیجیے ملکہ بولی اے پدر ہرگز ایسے مصلح و مشورے سے لقا کی خدائی برباد ہوئی آپ اسکے کہنے پر

پھر اس کمند کو دو پارہ کیا میں اُس میں سے اُچھل کر دور جا کھڑا ہوا اور پکارا کہ باش اوجھو گرسے بدلیع الزمان
بین سے تیرے شریک ہو گیا کہ تجھے یہانتک لایا نہیں تو کیا مجال کسیکی تھی جو اس مقام تک آسکتا تھی ای
شخص کا معلوم ہو جائیگا جو تیرا معین ہو وہ کہان بھاگ کر چھپیگا یہ کہکر اسم سحر کا پڑھکر دم کیا کہ اسود بھی خود
یا ظاہر ہو گیا لوزینہ پکارا کہ باش او تیرہ روزگار آج منکشف ہوا کہ ملکہ جادو و خدا پرستون کی شہزادی الزمان
دوڑ کر اسود کو پکڑا اور چاہا کہ لیکر اُسے اُڑ جائے صاحبقران نے کہا غضب ہوا اسود کو لئے اُڑا جو تیرنی
پا ملکہ چلایگا بس تیر کمان مین پیوستہ کیا جیسے ہی لوزینہ اُڑ کر چلا تاک کر جو تیر مارا سینے کو توڑ کر پار گذر گیا فتح کرنے
سکے ہاتھ سے چھوٹا اور لوزینہ تڑپ کر گرا اور مر گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا غلغلہ محشر انگیز برپا تھا شور تھی و بیت کو قتل
کی کشتی مرا نام مین لوزینہ آپ ہیچ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم جب وہ تلاطم جادو
وا اور روشنی ہوئی دیکھا امیر نے نہ وہ دریا ہے نہ موجون کا تلاطم ہے نہ پانی ہے سامنے درہ پہاڑ کا معلوم ہوتا ہے کہان
کہا یا صاحبقران جس جادوگرنی نے دریا حائل کیا تھا اُسکی کشتی حیات کو غرق ہو گئی اور جس ساحر نے مارا
باندھا گیا تھا وہ اس درے کے اس پار ہے اسود یہ کہکر غائب ہو گیا امیر یا تو قیر بکہ و تنہا درہ کوہ سے
کئے زرمہر جادو و بہت سے جادوگرون کو لیے ہوئے کھڑا تھا لقا اور ملک اختضر وغیرہ بھی موجود تھے گروہ ہوکر
کہا کہ وہ سامنے حمزہ تنہا کھڑے ہین چار طرف سے بلوا کیکے پکڑو کفار صاحبقران پر دوڑے اور وہ تنہا فوس
شجاعت و شیر بیشہ جرأت و ہمت تلوار کھینچکر جھپٹا اور کفار کو قتل کرنے لگا لاشن پر لاشن گرا دی یہانتک کہ امیر ان
ان لڑتے ہوئے پاس زرمہر جادو کے پہونچے اُسنے کئی مرتبہ سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر رد کیا جب یہان
ب ہاتھ تلوار کا جو مارا زرمہر جادو کے دو ٹکڑے ہوئے بلکہ کفار نے ہلہ کر کے پھر یورش کیا امیر یا تو قیر بکہ و تنہا اور یہ کہ پاؤن
تھون جسقدر قتل ہوتے ہین اُس سے زیادہ چلے آتے ہین لیکا یک نقارہ مریح یورش ایکطرف سے بجا اور ایکطرف
چالیس ہزار سوار سے آکر کفار پر اور ساحران غدار پر گرا اور زرمہر جادو کے قتل ہونے سے لشکر اسلام دو
بین روشن ہو گئین یعنی بادشاہ اسلام مع غازیان و نیدار سوار ہو کر مدد کیواسطے صاحبقران کی آئے الم کیا
یسی تلوار چلی کہ کفار شکست فاش کھا کر بھاگے اور درہ سوم مین جا کر چھپے امیر کشور گیر با فتح و فیروزی داخل ہو گیا امیر
سلیمانی ہوئے بادشاہ اسلام نے صاحبقران سے حال عنقوئیل و لوپرور کا بیان کیا اور لقا بھی ہمیشہ
صاحبقران نے فرمایا کہ مجھ سے لقا یہ بات کہتا تھا پھر عنقوئیل کو بلا کر کہا کہ اب بھی خیر ہے جو کچھ تو نے کیا اچھا ہو گیا
بہتر یہی کہ اب تو مسلمان ہو جا اُسنے کہا مین بغیر فتح عنظلی آباد کے مسلمان نہ ہونگا بقول کے قول مردان جان ہوتی
ان جہان جو کہتے ہین وہی کرتے ہین امیر نے کہا خیر سمجھا جائیگا پھر اُسے زندانخانے مین بھیجا اور دوسرے روز کنارا
کوچ کر کے درہ سوم کیطرف روانہ ہوئے جب سامنے درہ سوم کے پہونچے دیکھا کہ درہ کوہ سے ایسی ہوا
وتند نکل رہی ہے کہ آدمی کیسا ہاتھی کا بھی پاؤن قائم نہ ہو سکے امیر ہر چند اشقر کو بڑھاتے ہین پاؤن اشقر کا آگے نہین
پڑھتا صاحبقران حیران ہوئے کہ کیا کیجیے اُسوقت اسود تیز گام بھی آپہونچا اور کہا ای شہریار یہ درہ گردا
علاقہ رکھتا ہے سماع بادا نگیز جادو نے اُسنے یہ طلسم باندھا ہے آپ اس اسم کو پڑھتے میرے ساتھ چلے آئیے ہو
آپ کے ہمراہ ہون صاحبقران اسم پڑھتے روانہ ہوئے آتے آتے ایک مقام پر پہونچکر دیکھا کہ ایک
یہی پر ایک جادوگر مشک پھولی ہوئی ہاتھ مین لیے کھڑا ہے اُسنے امیر کشور گیر کو جو آتے دیکھا نعرہ کیا یا شہ
نام سمر تو کیونکر یہان آیا کیا قضا تیری تجکو لیکر آئی ہے یہ کہکر اس مشک پہ جو دم کر کے امیر کیطرف پھینکی کہ وہ مشک

دیتی ہوئی آئی امیر نے نیزہ اُس مشک پر مارا کہ وہ شق ہوئی اور اُسمین سے ہوا نکلگئی سماع
مشاک کوئی ساحر عنطلی آباد کا اسکے شریک ہی پکارا کہ او حمزہ جو تیرے دوست ہین اور تجکو
یہ حال اُنکا معلوم ہوجائیگا پہلے تجھے قتل کر لون تو پھر اُنسے سمجھ لونگا یہ کہکر صورت اژدہے کی
اور ہوا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ صورت اژدہے کی مٹ گئی اور اپنی ہیئت اصلی
ان نے بڑھکر ایک تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوکر گرا شور و غل بلند ہوا تاریکی چھاگئی بعد تھوڑی دیر
ایام من سماع باد انگیز جادو ولو دافسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب دل نرسیدیم دفعتہً ہوا
صاحبقران باہر در سے نکلکر آئے اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اور سامنے لشکر کفار تھا شمشیر
لشکر ہوا اور طبل جنگ بجوایا ادھر صاحبقران کے لشکر مین بھی طبل اسکندری پر چوب پڑی
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر مقابل ایک دوسرے کے صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف
نقبا سے بلند آواز نہیب دیکر چلے گئے شمشیر جادو و ملک اخضر جادو اور لقا سے اجازت
فشان پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور للکارا کہ ای خدا پرستو تمنے بہت جادوگرون کو مارا ہی
زردہشت جادو کو سجدہ کرو تو شر سے میرے محفوظ رہوگے نہین تو طرفۃ العین مین تم سب کا کا
ادھر سے بھی بہادران دیندار و غازیان تہور شعار نے نعرے کیے کہ او نابکار کیا واہیات بکتا ہے
آبدار کرتے ہین یہ سنکر شمشیر جادو نہایت غضبناک ہوا اور موم کے کچھ سانپ اور بچھو بناکر لشکر
چھوڑے کہ وہ مار و عقرب اصلی بنکر ہر ایک کی طرف دوڑے قریب لشکر اسلام کے پہونچے
قران نے آگے بڑھکر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ سب نابود ہوگئے اب صاحبقران مرکب
شمشیر جادو کے پہونچے اُسنے ناریل مارا کہ وہ توپ کے گولے کی آواز دیتا ہوا برابر امیر کے آیا مگر
اعظم کی سرد ہوکر گر پڑا پھر اُسنے ایک ہار پھولون کا نکالکر پھینکا اُس سے بھی کچھ نہ ہوسکا پھر اُس سنگدل
صاحبقران نے برکت اسم اعظم وہ بھی دفع کردیے اب شمشیر جادو سخت عاجز ہوا اور ارادہ
کہ اُڑ جائے صاحبقران نے جست کرکے ہاتھ تلوار کا مارا شمشیر جادو ٹکڑے ٹکڑے ہوکر رہ گیا اس
نام جادو آپہونچا اُسنے ایک اسم سحر کا پڑھکر دم کیا کہ وہ ہیمہ خشک بنگیا اسہو نے آگ سے اُسے جلا
جادوگر صاحبقران پر حملہ آور ہوئے امیر با توقیر تلوار پکڑکر پیر جا پڑے تلوار چلنے لگی لشکر اسلام کمک کے
آیا اُدھر سے لقا بدار مرصع پوش بھی آپہونچا خوب تلوار چلی ہزارہا جادوگر مارے گئے آخر کو شکست کھا
صاحبقران با فتح و فیروزی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے لقا بدار مرصع پوش اُدھر کو روانہ ہوا لیکن ادھر جو ملکہ
شہزادہ بدیع الزمان کے دیکھنے کو آئی کہا مبارک ہو کہ صاحبقران نے تین درے تو فتح کیے اب جو
گئے ہین وہان کے بھی جادوگرون سے کچھ نہ ہوسکیگا امیر فتحیاب ہونگے بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ
مددگار ہی ہے درے فتح ہوئے تیری بھی اعانت شامل رہی مگر اب یہ بتاؤ کہ مین کہان تک قید مین بیٹھا رہونگا
کبھی رہا کرو ملکہ جادو نے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ ہاتھ پاؤن مین شاہزادے کے طاقت آئی ملکہ چاہتی تھی
بدیع الزمان کو لشکر اسلام کیطرف روانہ کرے ناگاہ ابلیس ملعون جادو آپہونچا اور نعرہ کیا کہ او نابکار
معلوم ہوا کہ تو خدا پرستون کی شریک ہی اور خانہ بربادی کی فکر مین لگی ہوئی ہے اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون
ملکہ جادو نے سحر کیا مگر اُس پر اثر نہ کیا اُسنے جو سحر کیا تو ہاتھ پاؤن ۔۔۔ بیکار ہوگئے ابلیس دہاڑا

اسے گرفتار کیا اور چاہا کہ کھینچا ہوا لیجائے کہ بدیع الزمان دوڑے ابلیس دہلزن نے چاہا کہ سحر کرے بدیع الزمان
نے جھپٹ کر گلا اسکا پکڑ کر گھونٹا کہ آنکھیں اسکی نکل پڑیں اور تڑپ کر مر گیا ایک غل و شور برپا ہوا سیاہ آندھی آئی
تاریکی چھا گئی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من ابلیس دہلزن جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم ملکہ جادو نے اس کافر کی شر سے نجات پائی اور بدیع الزمان کو گھوڑا سواری کے واسطے دیا بدیع الزمان
سوار ہو کر روانہ ہوئے ملکہ جادو پھر اسی گنبد میں آئی کہ جہاں سب سرداران لشکر اسلام قید تھے انکو خوشخبری
دی کہ صاحبزادہ بدیع الزمان تو رہائی پا کر روانہ ہوئے اور صاحبقران تین درے بفضل ایزدی فتح کرکے
چوتھے درے پر آئے ہیں قاسم نے کہا ای ملکہ اگر میں بھی اس قید سے نجات پاؤں تو جا کر ساحروں کو قتل
کروں یہاں تو سرداران لشکر اسلام اور ملکہ جادو میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک شروع رود گردان جادو
آگیا اور للکارا باش ای ملکہ جادو تو چاہتی ہے کہ ان سبکو رہا کردے خبردار اب تو میرے ہاتھ سے بچکے کہاں
جا سکتی ہے یکایک چاہا کہ کچھ سحر کرے مگر ملکہ نے جوڑے سے نکالکے ایک گیند طلائی مثل گل شگفتہ کے جو تھا مارا
کہ وہ شروع رود گردان کے سینے پر پڑا اور ہڈیاں توڑ کر پار نکل گیا اس گیند نے مثل لالہ احمر کے
داغ آتشین کلیجے میں ڈالدیا شروع رود گردان جادو تڑپ کر گرا اور گل حیات اسکا پژمردہ ہوکر
رہ گیا شور و غل برپا ہوا تاریکی چھا گئی آواز آئی کشتی مرا نام من شروع رود گردان جادو بود افسوس
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو اس گنبد سحر کا کہیں پتا بھی نہیں ہے سب سرداران
لشکر اسلام قید سے رہا ہو گئے ملکہ جادو نے سبکو گھوڑے اور ہتھیار دیکر لشکر اسلام کی طرف روانہ کیا یہاں
صاحبقران زمان درہ چہارم پر پہونچے دیکھا کہ دریا ریگ جوش زن ہے اور اشقر کا یہ عالم ہے کہ پانوں
تا زانو ریگ میں غرق ہوئے جاتے ہیں امیر حیران ہوئے کہ کیا ماجرا ہے کہ یکبار گرد سرخ رنگ کی اُٹھ کر چہار طرف
چھا گئی اور آنکھیں امیر کی بند ہو گئیں اسوقت اسود تیرہ گام ملکہ جادو کو ہمراہ لیے ہوئے آپہونچا ملکہ جادو نے
امیر کو سلام کیا اور ایک اسم لکھا ہوا امیر با توقیر کو دیا اور کہا اس اسم کو پڑھیے امیر نے اسے پڑھکر خاک پر دم کیا
اب جو دیکھا تو ایک ساحر سیاہ فام خاک سے نکلا اور نعرہ کیا کہ پھر ایک غبار سرخ رنگ کا اٹھکر عجیب عالم ہو گیا امیر
اس اسم کو پڑھتے ہوئے اس ساحر کی طرف تیغ بکف چلے اور برابر اسکے پہونچکر تلوار ماری اس نے خالی دی اور
پکارا ای حمزہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی تم میں سے تیرے شریک ہے یہ کہکر پھر سحر کیا کہ ملکہ جادو یا تو غائب تھی یا اب ظاہر ہو گئی
دیکھتے ہی ملکہ جادو کے اعور خاکشو سے جادو نے پکارا او ننگ خاندان برباد کن خانہ ساحران معلوم ہوا کہ تینوں
درے تیری ہی مدد سے فتح ہوئے ہیں ورنہ کیا کسیکی مجال تھی جو یہاں قدم ڈال سکتا یہ کہکے دوڑا کہ ملکہ جادو کو گرفتار
کرے اسوقت مقبل وفادار نے ایک تیر تاک کر مارا کہ اعور خاکشو سے جادو کے سینے پر پڑا اور پشت کے پار
نکلگیا وہ گرتے ہی فی النار و السقر ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من اعور خاکشو سے جادو بود افسوس
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ میدان گرد و غبار سے صاف ہے اور
ریگستان کا بھی کہیں نام و نشان نہیں ہے صاحبقران نے شکر خدا کیا اور اس پار درے کے جا کر قیام فرمایا نہ خوب
اچھی طرح سے لشکر اسلام قیام پذیر نہ ہوا تھا کہ ہزارہا شیر و پلنگ و گرگ پیدا ہوئے اور ایک پرچہ لکھا
ملکہ جادو امیر کے پاس آئی اور ایک اسم دیا کہ اسے پڑھکر انپر دم کیجیے یہ سب شیر و پلنگ و گرگ نہیں ہیں آپ کے
سرداروں کو جانور بنا کر جادوگروں نے چھوڑ دیا تھا یہ وہی سردار جانور بنے ہوئے ہیں امیر نے وہی اسم پڑھکر

نے ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا ملک اخضر کے دو ٹکڑے ہوئے تمام ساحر حیران و پریشان ہو
کفار کو شکست ہوئی نقابدار نے صاحبقران سے پکار کر کہا یا امیر ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ
حضر جادو کو کیونکر قتل کیا بہتر ہے کہ اسباب صاحبقرانی آسانی مرحمت فرمائیے نہیں تو بعد
طلسم آباد کے آذر کوہ پر چلا جسپر لے ہو گا اثنا صاحبقرانی لے لونگا صاحبقران نے فرمایا
آباد سے فراغت تو ہو جائے دو پھر دیکھا جائیگا الغرض نقابدار تو چلا گیا صاحبقران با فتح و فیروزی
سیاہ چال ہوئے اور صبح کو کوچ کر کے سفید درے کی طرف روانہ ہوئے جب سامنے درے کے پہنچے
وہ پتھر کا ہے اور ابر گھرا ہوا ہے آسمان سے پتھر برس رہے ہیں یہ مجال نہیں کہ پرندہ بھی اسطرف سے گذر
چھوڑ کر نہایت حیران و پریشان ہوئے اور قریب اس درے کے اتر پڑے اب یہاں سے حال
بدیع الزمان وغیرہ سرداروں کا کہ وہ جانور جو انسے آگر گرویدہ ہوئے تھے وہ سب کے سب جادوگر
مفتوح بیشہ نشین ... آن سب کا سرگروہ تھا القصہ مفتوح نے قاسم اور بدیع الزمان وغیرہ
گرفتار کر کے پھر جانور بنا کر صحرا میں چھوڑ دیا اور آپ مالک بن زرد ہشت جادو سے جا کر
... سب وہ شمال درے کے ہوا اور پتلے موم کے ہزار ہا بنا کر تیار کیے اور ...
میں جان آگئی مفتوح بیشہ نشین جادو نے طبل جنگ بجوایا یہاں امیر ...
سراجہ الکہ جادو نے ہمارے ساتھ بڑی دوستی کی اب مجکو فکر ہے کہ کئی دن سے نہ خود
... وہ کیا ہو وہ سبب اسکا یہ ہے کہ وہ فقط میری محبت سے تمہارا کام کرتی ہے
اسوجہ سے وہ نہیں آئی یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ مفتوح بیشہ نشین
... فرمایا بفضل ربانی و تائید یزدانی ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے اسباب جنگ
رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے بعد آراستگی
... اور وقتال نقیبوں نے نقابت کی بعد اسکے مفتوح بیشہ نشین جادو اپنے خوک وحشی پر
... اسلام میں آیا اور ان موم کے پتلوں کو بھی ساتھ لایا اور پکار کر کہا اے خدا پرستو تم نے بہت سے
... کیا ظلم و ستم کیا اب اگر دین زرد ہشتی اختیار کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے نہیں تو دم
... سے غازیان دیندار و مجاہدان نعرہ شعار نعرے کر کے کہنے لگے او گمراہ نابکار کیا بہت
جادوگر مارے گئے اس سے بدتر تیرا حال زیادہ ہوگا مفتوح یہ کلمے سنکر بہت برہم ہوا
سب لشکر اسلام کی طرف دوڑے اور تمام سرداروں کو پکڑ کر لے آئے فقط
رہے تھے اور بادشاہ اسلام کے پاس تھے اور مقبل وفادار بھی نزدیک
یہ دوں شخص فقط بچ رہے باقی سب گرفتار بلا ہو گئے مفتوح نے ہر چند اشتیاق
قریب صاحبقران کے نجا سکے اور پتلوں نے مفتوح سے آکر کہا ہم
معلوم ہوتا ہے کہ ہمکو کوئی جلائے دیتا ہے مفتوح نے حیران ہو کر طبل بازگشت
پھر گیا سب سرداروں کو قید کیا مگر اب کرب غازی اور فضل بن
... آئے مگر خیال تھا کہ ایسا نہو یہ بھی گرفتار ہو جائیں اگرچہ نقابدار صبح تو
مفتوح بیشہ نشین جب تمام اہل اسلام کو قید کر چکا تو ہال
مسرور ہو

پیچ جہان سب سردا

و بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑتا مگر کیا کرون کہ ہان اسکی جھپٹ اگر لیکی سختیاں رک نے کہا خیر ابتو آپ کو میرے کہنے کا خیال
رہے اب ذرا ہوشیار رہیے گا اور غفلت نہ کیجیے گا مالک نے کہا کیا مجال کیا تاب و طاقت جواب خدا پرستون کو مُنھ
لیجا کر دے یہ کہکر بارگاہ سے اندر محل کے آیا مگر نہایت پریشان کسی سے بات تک نہ کی کھانا بھی نہ کھایا اسی عالم
پریشانی مین بیٹھا ہوا تھا کہ دایہ اسکی فرتوتہ جادو آئی بلائین لین اور کہا ای بیٹا واری جاؤن تو لے ملکہ جادو کو مارا
نے تین پریشان کیا اب جا کر اُسے دلاسا دے کہ تیرے دل کو بھی چین آئے اگر اولاد بھی ہوتی ہو تو کوئی ایسا نہین
کیا تو نے ملکہ جادو کو مارا مالک نے کہا مین تو اُسے دلاسا دینے نہ جاؤنگا اسنے کہا خیر نہ جا تجھے اختیار ہے مگر کھانا
تو نہین کھاتا اب میرے کہنے سے کچھ تو کھالے یہ کہکر وہ گئی اور کھانا مالک کے واسطے اپنے ساتھ لیکر آئی
خوان بچھایا اور کھانا طرح طرح کا اُسکے سامنے لگایا مالک کا ہاتھ مُنھ دھلایا اور جبرًا قہرًا منت و سماجت
کھلایا اور کہا کہ بیٹا تو بہت ہلکان ہوا ہے اب تھوڑی دیر سو رہ مالک پلنگ پر گیا اور لیٹتے ہی بیہوش ہو گیا
ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ یہ دایہ اصلی نہین ہے بلکہ خواجہ عمرو بصورت دایہ مالک بن زردہشت جادو
آئے ہین غرضکہ جیسے ہی مالک بیہوش ہوا عمرو نے فورًا زبان مین سوزن دیا اور داخل زنبیل کیا اُسیوقت آپ
مالک بن زردہشت جادو کی صورت بنکر ملکہ جادو کے دیکھنے کو چلا جب وہان آیا دیکھا کہ ملکہ کے بدن پر نشان
دل کے ظاہر ہین اُس وجہ سے مالک کی کہا کہ صاحب مجھسے کچھ اسکا سبب کہا یا نہین اسنے کہا صاحب تمنے ایسا
ذلیل و رسوا کیا ہے کہ یہ جان دینے پر آمادہ ہے نہ کچھ کھاتی ہے نہ پیتی ہر وقت اپنے ہلاک کرنے کا اسکا ارادہ ہے عمرو نے
ملکہ جادو کو گلے سے لگایا اور دلاسا دیا اور چپکے سے کان مین کہا کہ ای جان جہان مین عمرو ہون مین نے مالک
بن زردہشت جادو کو پکڑ لیا ملکہ جادو یہ سنکر نہایت خوش ہوئی بعد تھوڑی دیر کے عمرو تو باہر چلا گیا ملکہ جادو نے
مان سے کہا ای مادر مہربان آگاہ ہو یہ مالک بن زردہشت جادو نہین ہے خواجہ عمرو عیار حمزہ کا ہے وہ یہان
پہونچا اور آنے مالک بن زردہشت جادو کو اسیر کر لیا اور آپ اُسکی صورت بنکر یہان آیا اور مجھے مطلع
کیا کہ مین نے مالک بن زردہشت جادو کو اسیر کیا ای والدہ ماجدہ اب آپ کو لازم ہے کہ سامری و
جمشید پر لعنت بھیجیے اور راہ دین حق ہاتھ سے نہ دیجیے کہ دین حمزہ کا ہر دین و آئین سے بہتر ہے اور حمزہ ستون
دین اسلام ہے اُسکی خدمت کرنا ثواب عظیم ہے یہ سنتے ہی زنگ کفر آئینہ دل سے ملکہ کی مادر کے بھی دور ہوا اور
مسلمان ہوئی ملکہ نے جو کچھ طریقہ دین اسلام یاد کیے تھے وہ سب اپنی مان کو تعلیم کیے اور ملکہ جادو کلمہ طیبہ
پڑھکر مسلمان کامل ہوئی اور پاک ہو کر خواجہ عمرو کے ساتھ خدمت صاحبقران اُس زمان مین ملکہ کو لیکر چلی اسطرف
امیر کشورگیر نے بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے عمرو نے کچھ کارپردازی عمدہ کی ہے کیونکہ
اسم اعظم اب مجھے یاد آیا ہے اور ایک ساعت قبل اس سے بالکل فراموش تھا یقین واثق ہوا کہ خواجہ عمرو نے
مالک بن زردہشت جادو کو گرفتار کیا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو اور ملکہ جادو اور مان اسکی یہ تینون ہنستے ہوئے
سامنے سے آئے اور تینون نے سلام کیا صاحبقران بہت خوش ہوئے اور ملکہ کیطرف دیکھکر خواجہ عمرو سے
فرمایا ای خواجہ ملکہ جادو سے مالک بن زردہشت کیونکر پیش آیا اور تمنے کیونکر ملکہ کو بچایا عمرو نے کہا ای حمزہ
مین نے مالک کو عیاری کرکے گرفتار کیا اور یہ کہکر مالک کو زنبیل سے نکالکر سامنے صاحبقران زمان کے
کیا صاحبقران کمال مسرور ہوئے اور حکم دیا ... اسیر کرو اور آپ سوار ہو کر شہر
تندخلی آباد کو چلے وہان پہونچے جہان سب سردار ... اور

مطبع سے یہ داستان کل افسانوں کی سرتاج ہو رہی ہی اسکے طبع و ترجمہ ہونے مین بھی انتظام مالا کلام ہوا ہی
مین دیہم نے اپنی دریا دلی سے اس بڑی داستان کے کل دفترون کا ترجمہ بڑے بڑے نامی و نامور
استانگو سے کرایا اور پھر طبع فرمایا۔ تو ڑیون کے مول بِنا اسکی سیر سے تمام اہل عالم کو شاد کام فرمایا
اس داستان کے دفتر پنجم طلسم ہوشربا کی اول چار جلدون کا ترجمہ نثار بے بدل ماہر اکمل شاعر سخن آگاہ
سین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخر کی تین جلدون کا ترجمہ لائق و فائق استادان سخنوران سرآمد نثاران
سین صاحب قمر سلمہ نے بڑی فصاحت و بلاغت سے مثل عبارت فسانہ عجائب مقفی و مسجع از جانب مطبع
جلدین مکرر طبع ہو کر نذر شائقین ہوئین۔ باقی دفترون کا ترجمہ یعنی نوشیروان نامہ ہر دو جلد و کوچک باختر
ایرج نامہ ہر دو جلد کا ترجمہ کمال برق رفتاری اور بڑی جانکاہی سے بزبان اردو سے معلی بتحریک منشی حامد حسین
بیان طلیق اللسان [illegible] لطیف منشی شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو نے فرمایا۔
مترجم [illegible] سے بھی ب دماغ سوزی اور وفور لیاقت سے ترجمہ فرمایا ہی کہ لائق صد
لائق مترجم نے اپنے ترجمہ مین بڑی صنعت رکھی ہی کہ کہین حشو و زوائد کا نام تک نہین رکھا اور فقط
سے کام رکھکر گویا دریا کو کوزے مین بند کر دیا۔ اس مترجم ممدوح کے ترجمہ کیے ہوے دفاتر
مین سے نوشیروان نامہ جلد اول اور ایرج نامہ جلد اول اور کوچک باختر چھپکر تیار ہو گئے اور یہ
رہی ہین اور نوشیروان نامہ جلد دوم اور ایرج نامہ جلد دوم قریب الاختتام ہین اور عنقریب پیشکش
اور باقی پنج دفتر یعنی صندلی نامہ اور تورج نامہ ہر دو جلد و لعل نامہ کے بھی ترجمہ و طبع کا اہتمام
انشاء اللہ تعالی بعد تیاری سب جلد ملاحظہ شائقین مین پیشکش ہونگے بس الحمد للہ کہ یہ دفتر سوم
صاحبقران موسوم بہ بالا باختر بہ احسن انتظام و تصحیح تمام مطبع نامی منشی نولکشور صاحب
واقع لکھنؤ مین ماہ اکتوبر ۱۸۹۳ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۱ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ
ہو کر زیب محفل شائقان دیار و امصار ہوا

اسطرح سے یہ داستان داستان امیر حمزہ صاحبقران کے کل دفترون
مین ہم نے اپنی دریا نکا طرز بیان اور عجائب و غرائب طلسمات اور
لڑائیون کی کرائیان اور عیارون کی عیاریان اور ساحرون کی
جفاکاریان اور حسینون کی خوش ادائیان وغیرہ وغیرہ مضامین
رشک سحر حلال اور قابل دید ہین مگر طلسم ہوشربا سب دفترون
کی جان ہو اسکا بیان بھی بہت ہی کہ بڑی بڑی سات جلدون مین
ہر جلد بجم اسقدر ضخیم ہو کہ بڑے بڑے دو دو حصون پر منقسم ہو اسمین
طلسم ہوشربا کی ساتون جلدین ابتداءً طبع ہوکر نذر ناظرین ہوچکی ہین
اور تعداد طبع کثیر تھی مگر لوگ [illegible] خریداران فوراً دست بدست
لے گئے ہین اور اب نوبت طبع مکرر کی آئی ہو۔ واقعی اسکے مضامین ایسے
دلچسپ اور دلآویز ہین کہ جسنے اسکی پہلی جلد کے عنوان کو بھی
ملاحظہ کیا پھر کیا ممکن ہو کہ وہ محو نظارہ نہوکر اسکی ساتون جلد کے
مطالعہ سے اپنے کو باز رکھے۔ اول تو اصل داستان طلسم ہوشربا
کی خوبیان ممکن نہین کہ بیان ہو سکین ہر جلد مین نیا رنگ ہو
صدہا طرح پر لڑائیون کا بیان۔ ہزار ہا طرز پر سحر آزمیون کا
عنوان۔ حیلون اور دغاؤن کا نئے نئے انداز پر ذکر ہے عیارون
کی عیاریان مکاریون کی نرالی فکر۔ پہلوانون کی لڑائیان۔
بہادرون کی جانبازیان۔ طلسمات کا بیان۔ جادوگرون کے
سامانات۔ وصل کی راتین حسن و عشق کی گھاتین فراق محبوب
وصال زار غریب۔ درد جدائی کی مصیبت۔ وحشت نوردی کی مشقت
دوسرے لائق مترجمون کی فصاحت و بلاغت نے سونے مضامین
پر ایک اور تازیانہ لگا دیا۔ ہر ہر موقع پر جادو بیانی کا دریا بہادیا۔
ہر فقرہ مقفی و مسجع انشا پردازی کی نثر۔ حق تو یہ ہو کہ فسانہ عجائب
کی نثر نگاری آنکھون سے گر گئی۔ بیان حسن و عشق پر عاشقون
کی جان جاتی ہو۔ سامان فراق مضامین تحریر یقینی لگی کبھی
آنکھون سے آنسو بہاتی ہو۔ اثنا پڑا قصہ اور ہر جگہ صبح و شام کے
بیان کا نیا انداز۔ باغ و صحرا کا ہر مقام پر جدا طرز۔ آرایش
بزم وصال کا ہر جگہ پر نیا رنگ معشوقون اور حسینون کے سراپا کا ہر
کہین دوسرا ڈھنگ۔ ہر ہر مقام پر اشعار اس مناسبت سے
درج کیے ہین گویا اسی حالت کے واسطے نظم ہوے تھے۔ اور
صدہا مقام پر ان ہمدان مترجمون نے اشعار اور غزل وغیرہ بنا

مقام اپنے طبعزاد بھی تصنیف فرماکر درج کیے ہین۔ فی الواقع
جسطرح یہ دفتر طلسم ہوشربا ساری داستان امیر حمزہ صاحبقران
کی جان ہو ویسا ہی اس دفتر کا ترجمہ بھی لائق صد ہزار
تحسین و آفرین ہو۔ کیون نہو حضرات مترجم اس دفتر کے کیسے
لائق و فائق شاعر مستند روزگار جنکی فصاحت بیانی اور جادو بیانی
سے تمام اہل ہند واقف و آگاہ ہین۔ یعنی اس دفتر کی اول چار
جلدون کا ترجمہ بلبل بوستان فصاحت طوطی شکرستان بلاغت
شاعر بے عدیل شاعر عدیم المثیل منشی محمد حسین صاحب جاہ نے
فرمایا ہو۔ اور آخر کی تین جلدون کا ترجمہ استاد لکھنؤ ماہر بحر سخن
داستانگویان کامل ہمدان صاحبقران جناب سید المشہداو
مقبول و محبوب امرا منشی احمد حسین صاحب قمر نے فرمایا ہو۔
ہزار ہا روپیہ اس دفتر ضخیم کی تالیف و ترتیب مین مالک مطبع کا صرف
ہوا ہو جبتک ناظرین ناظرہ وافر سے پورے لطف اٹھانے کا مرتبہ
حاصل کیا ہو۔ اب اس اشتہار کی ذیل مین کچھ مختصر حالات
ساتون جلد کے عرض کیے جاتے ہین تاکہ ناظرین کو فی الجملہ اس
دفتر کے مضامین سے آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔ اور یہ بھی
رہے کہ یہ ساتون جلدین ایک ہی تقطیع اور ایک ہی قسم کے
کاغذ پر طبع ہوئی ہین جو صاحب اس دفتر طلسم ہوشربا کی ساتون
جلدین یکمشت خرید فرمائینگے انکو بہ نسبت فرادی فرادی جلدون
کے خرید فرمانے کے قیمت مین بہت تخفیف ہوگی یعنی بیس روپیہ
کو یہ ساتون جلدین دستیاب ہونگی۔ اور ہر ہر جلد کی علیحدہ
قیمت بھی ہر جلد کے ضمن بیان مین مندرج ہو۔ مگر یہ واضح رہے
کہ پورا لطف جبہی حاصل ہوگا جبکہ ساتون جلد کی کیفیت مجموعی
سیر کیجائے کیونکہ ایک دو جلد کے مطالعہ مین پورا حال معلوم نہوگا
اور سلسلہ بیان کے قطع ہو جانے سے انتشار طبیعت باقی رہیگا۔ اب
حالات کل دفتر کے بطریق اختصار مع قیمت ہر ہر جلد کے تحریر کیے جاتے ہین
جلد اول آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوشربا اور داخلہ لشکر
لقا کا کوہستان مین۔ نام لکھنا سلیمان عنبر مو سے کوہی کا
شریک لقا ہوکر افراسیاب جادو کو مدد لقا کے لیے جادوگر کا آنا۔
باہمی لڑائی۔ عیارون کی عیاری۔ جانا اسد بن کرب غازی کا مع
خواجہ عمرو اور دیگر عیارون کے براے فتح طلسم ہوشربا۔ داخلہ